[illegible] 4573 [illegible]

Title – MAKHZAN MARQUM – MASNAVI MAULANA RAUM. ([illegible]).

Author – Jalal uddin Raumi; [illegible], [illegible] Abdul Rahman.

Publisher – Matba Ahsan Al Matabe (Delhi).

Date – 1315 H

Pages – 1092

Subjects – Farsi Shayari – Masnavi Manavi – Shrah Urdu

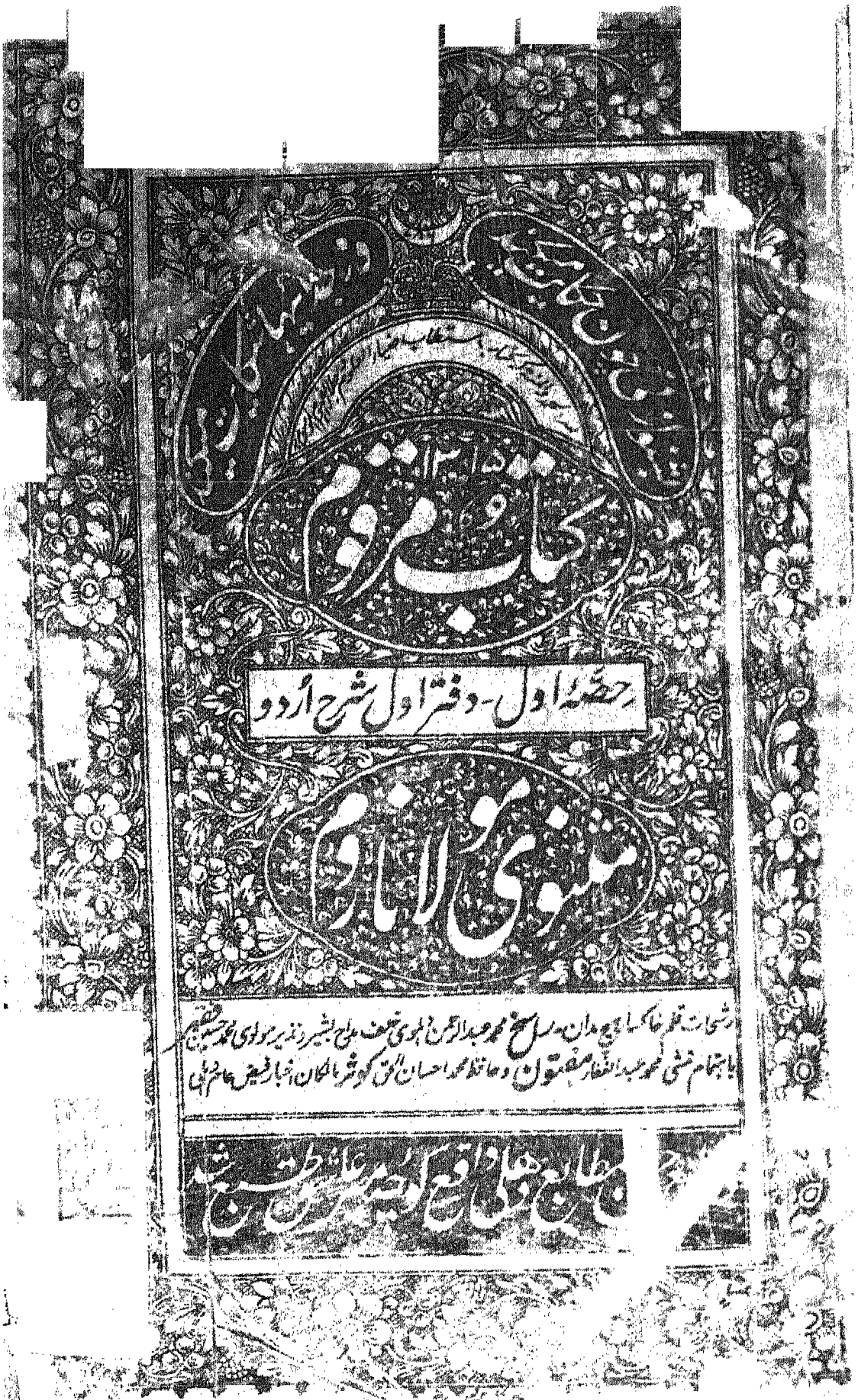

کتاب مرقوم

حصۂ اول - دفتر اول شرح اردو

مثنوی مولانا روم

رشحات قلم خاکسار ہیچمدان راسخ محمد عبدالرحمن دہلوی خلف مداح بشیر و نذیر مولوی محمد حسین فقیر

باہتمام منشی محمد عبدالغفار مفتون و حافظ محمد احسان الحق کوثر مالکان اخبار فیض عام دہلی

مطابع دہلی واقع کوچہ مہر علی شق طبع شد

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U55776

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدحضرت خالق کائنات ونعت حضور خیر البریات - چھوٹا منہ بڑی بات اُسکا فکر اسکا خیال ایک ناممکن ایک محال
زبان قلم کو اُسکی طاقت نہ قلم زبان کو اسکی جرأت - اُسے جناب مصطفےٰ کو سونپا اور اسے خدا کے سپرد کیا -

اما بعد بندۂ بیچ مدان - رسل بیخ محمد عبدالرحمن - دہلوی حنفی نقشبندی خلف عالم النحریر مداح رسول بشیر و نذیر حاجی
الحرمین الشریفین - حافظ القرآن شیخ الوقت حسان الہند عالیجناب حضرت مولانا مولوی محمد حسین صاحب دہلوی مدظلہ
العالی المتخلص بہ فقیر نقشبندی چشتی - شاذلی قادری مصنف کلیات مدحیہ فقیر و تعلیم الصیام - و تبع فقر سابق سفیر قسطنطنیہ
منجانب ریاست بہوپال ابن ناظم و ناثر فقید المثیل - مولوی منشی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم دہلوی چشتی سابق میر منشی
ریاست پاٹودی - ابن منشی پیر بخش صاحب صوفی قادری - سابق تحصیلدار مقام - بیعت شیخ میر شہ ابن منشی انور صاحب
مدسامانوی ابن منشی محمد احمد صاحب سامانوی ابن محمد حیدر صاحب سرہندی ابن محمد معظم صاحب سرہندی - ابن محمد
اکرم صاحب سرہندی - ابن محمد طاہر ابن محمد باقر ابن محمد ناظر ابن محمد قاسم ابن محمد ہاشم ابن محمد محسن المعروف بہ العلائی ابن شیخ
بن مہدی ابوالحسن ابن ابوالطیب ابن عبدالملک ابن ابوالقاسم ابن عبدالرحمن المعروف بہ ابوسعید ابن احمد ابوالحسن ابن
ابن عبداللہ علے ابن موسے ابن میسرہ ابن حفص ابن حبان المصری الیمنی غفراللہ لہم جمعین - باب تقدیم

مسطر و نخنہ دانی کی خدمت مین عرض رسا ہے کہ خاکسار ابتدا سے باشعور سے تا دم [illegible] طالب علمی مین
جہان معمولی کتابون کے سبق پڑھتے تھے وہان بعض رسائل تصوف کے بھی دیکھ [illegible] گو بوجہ نارسائی فہمی کا تھا
مگر تاہم صوفیہ کرام کی باتون مین بہت دل لگتا تھا - رفتہ رفتہ عمر بڑھی [illegible] دن آئے یعنے سپہ
شاعری کا جنون آپڑا - ہنوز تعلیم سپہ کا سلسلہ ناتمام تھا کہ شعر گوئی کا شوق مدرسۂ عقل و فطا [illegible] ہوا کہ مسلمۂ حسن دلچسپ

مین لگیا پیر مغان سے بیعت ہوی اسکی رحمت ہوئی دست سبو دعا کے لیئے اٹھا ساقی کی عنبرین زلفون کا سلسلہ سند
بلا عشق ابرو نے تلوار کے گھاٹ اتارا اور کسی کافر ادا کی ترچھی نگاہ اور بانکی چتون نے ایک سید ہے مسلمان کا کام
تمام کر دیا۔ خاکسار کو شوق شاعری کیون نہوتا حضرات مرآۃ الخیال۔ دیوان اول اور آئینہ کمال دیوان دوم
لکھتا تھا۔ نیز مثنوی مولانا روم کا اردو مین نظم ترجمہ کرنا اس شاعری کا ازلی نتیجہ تھا۔ اللہ کہ یہ منصوبہ پورا ہو گیا تصوف
کی تمام منظوم کتابون مین مثنوی مولانا روم نہایت دقیق اور مشکل ہے کیونکہ سر بسر تذکرۂ اسرار اور حالت اہل دل ہے
ایکدن مینے اپنے ایک متصوف دوست کو مثنوی مذکور کے دو چار شعر کا ترجمہ مع شرح لکھکر سنایا۔ انہون نے نہایت
پسند فرمایا اور تمام مثنوی کی بابت تحریک کی للہ المنۃ کہ انکی دعا سے کئی دفترون کی شرح اردو مین ہو گئی۔ چنانچہ پہلے
دفتر کی شرح ہدیۂ ناظرین ہے۔ ہر مشکل شعر کو نہایت وضاحت سے حل کیا گیا ہے گویا یہ شرح شرح در شرح اور
ہندی کی چندی ہے۔ بعض اشعار کے معنے کئی کئی صورت مین بیان ہوے ہین چونکہ لفظی سے زیادہ فائدہ متصور نہ تھا
اسلیئے ہر شعر کا مرادی ترجمہ کیا گیا ہے ہان مثنوی کے بعض اشعار متعلقہ حکایات ظاہری کی شرح اسلیئے چھوڑ دی گئی
ہے کہ وہ خود مشرح تھے شرح لکھتے وقت خاکسار کو بہت سی تصوف کی کتابین خصوصاً مثنوی کی اکثر شرحین مطالعہ
کرنی پڑین مگر تمام شرحین متن سے زیادہ مشکل نہین اس شرح الموسوم بہ کتاب مرقوم مین حتی الامکان مثنوی کے تمام
اشعار کے مطالب کو نہایت آسان طریقے سے سمجھایا گیا ہے اول حل ترکیب اور حل لغات سے شعر کے نفس مطلب کو اور
پھر نکات اور نسخون کے اختلاف کو مع اختلاف معنے اچھی طرح واضح کیا گیا ہے اور اسکا ہر جگہ لحاظ رہا ہے کہ شعر کا مطلب
حد شرع سے باہر نہو۔ جابجا قرآن مجید کی آیتین اور صحیح حدیثین سنداً لکھدی گئی ہین کہ تا کسی عالم یا صوفی کو محل گفتگو نہ رہے
لائق اور بالغ نظر دیکھنے والون اور صوفیون نے رائے دی ہے کہ اردو مین مثنوی شریف کی شرح اس سے بہتر نہین ہو سکتی
اس شرح کی تالیف و تصنیف مین جسقدر عرق ریزی ہوی ہے وہ سب اللہ کے لیئے ہے۔ بلا ینہمہ اگر کہین لفظی
یا معنوی غلطی رہگئی ہو تو پوری توقع ہے کہ ناظرین اصلاح فرماکر اطلاع اور شکریہ کا موقع دینگے۔ اور اسکا
خود ناظرین پر فرض ہے کہ عموماً مثنوی کے عاشقون اور خصوصاً اردو جاننے والون کی حالت پر رحم فرماکر منشی
صاحب مفتون اور حافظ احسان الحق صاحب رئیسان دہلی و مالکان اخبار فیض عام دہلی و احسن المطابع
شرح کو بصرف زر کثیر چھپوا دیا انکا ارادہ ہے کہ چھون دفترون کی اردو شرح انشاء اللہ تعالے متواتر چھپتی
دوسرے دفتر کی شرح کا نام مشک مختوم اور تیسرے کی شرح کا رزق مقسوم ہے۔ ناظرین اختتام
کامل کے لیئے دعا فرمائین۔ اور در خو[illegible] بھیجکر جلد منگائین۔ نیز مصنف اور مالکان مطبع کے
[illegible] فرماتے رہین۔ غرض نقشیست کا[illegible] دماند کہ ہستی را نمے بینم بقائے والسلام علی من

مولانا قدس سرہ مصنف مثنوی [illegible] دی کا عربی خطبہ مع ترجمہ و شرح اردو مت

مرقوم ـــــــــ ین جمع کر کے فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ پہلے یہ بیان تمہارا رب نہیں ہوں تو تمام روحوں

نے اللہ ثم بلیٰ۔ یعنے ہاں بیشک تو ہمارا رب ہے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ سوال ہے جسکی ابتدا الف سے

ہوئی اور بلیٰ جواب ہے جسکی ابتدا بے سے ہوئی۔ جواب چونکہ سوال کے بعد ہوا کرتا ہے اس سے صاف معلوم

ہوتا ہے کہ الف کا وجود مقدم ہے اور بے کا مؤخر۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ جب احادیث کا نور بیچارا انسان

کامل (احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کا ظہور سب سے پہلے ہوا۔ اور قرآن مجید کی ابتدا بسم اللہ کے ساتھ ہوئی جسکے بعد ہوئی سورۃ فاتحہ

جسکے معنے سات کی سچی گواہ ہیں کہ الف تمام موجودات میں مرتبہ اولیٰ رکھتا ہے اور بے کا مرتبہ ثانیہ۔ بس تو مولانا

علیہ الرحمۃ نے بسم اللہ کا نام لیکر اپنی مثنوی کو اسی حرف سے شروع کیا جس سے قرآن مجید کی ابتدا ہوئی ہے۔ اس آیت

مثنوی پر یہ اعتراض وارد نہیں ہو سکتا کہ کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَمْ یُبْدَ اَوْ فِیْہِ بِسْمِ اللّٰہِ فَھُوَ اَبْتَرُ یعنے جو بڑا کام بسم اللہ سے شروع

نہ ہوگا وہ ناتمام رہیگا۔ لفظ نے سے کئی چیزیں مراد ہو سکتی ہیں۔

اول صوری یا ظاہری یعنے

جسم انسان کامل۔ کیونکہ انسان کامل نے سے کئی طرح کی مشابہت رکھتا ہے۔ اول صوری یا ظاہری یعنے

جسطرح نے کا رنگ زرد اور قالب سوراخ سوراخ ہوتا ہے اسیطرح انسان کامل کا رنگ ہمیشہ نی

کے موافق زرد رہتا ہے دوم مشابہت لفظی۔ یعنی لفظ نے فارسی میں بمعنی نفی بھی مستعمل ہے اور انسان کامل

بھی ہے جو اپنے سب عارضی کا ترک یا اسکی نفی کر کے عدم اصلی کی طرف راجع ہو جائے سوم مشابہت معنوی

یعنے جسطرح نے سب چیزوں سے خالی اور سریلے سُروں سے پُر ہے اسیطرح انسان کامل ماسوا سے

خالی اور حسب مضمون نُفِخَ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ خدا کے نور سے پُر ہے۔ جسطرح نے

کی آواز اور اسکے نغمے الواقع نے نواز کی طرف منسوب ہیں اسیطرح انسان کامل کے افعال۔ اوصاف۔ افعال

بھی اللہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ کیونکہ انسان کامل وہی ہے جو متخلق باخلاق اللہ ہو۔ نے سے انسان کامل مراد

لینے کے بعد ظاہری قلم بلا استعارہ مراد لیا جائے اور نفیر و نالہ سے جو آہ و

شعر مین ہے صریر قلم یا وہ کلمات متوقیہ مراد ہیں جو کاتبین کے ہاتھوں زبان قلم سے نکلتے ہیں قلم انسان

ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش		باز جوید روزگار وصل خویش
جس کسی سے فاصلہ ہے اصل کا		ڈھونڈتا ہے وہ زمانہ وصل کا

شرح یہ شعر بھی پہلے شعر کیطرح تے اور مولانا قدس سرہ دونوں کا مقولہ ہو سکتا ہے۔ یعنے جسطرح
معشوق سے جدا ہو کر وصل کا زمانہ ڈھونڈتا ہے اسیطرح انسان کامل اپنی اصل (مرتبہ غیب) سے دو
زمانہ وصل کا طالب ہے اور اسی لیئے اپنے تمام اجزا یعنے اسماء اور اعیان کے ہمراہ ہر وقت نالان رہتا ہے

۵	من بہر جمعیتی نالان شدم	جفت خوش حالان و بدحالان شدم
ترجمہ	مینے نالہ ہر جماعت مین کیا	اور نیک و بد کا ساتھ اکثر دیا

شرح بعض محققین کے نزدیک یہ شعر خاص مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہے۔ چونکہ انسان کامل تمام
کا جامع ہے اسلیئے اسکا نالہ اسکی جمعیت اسمائی۔ روحی اور کونی کے ساتھ ہوتا ہے یہی مطلب ہو
ہے کہ میرا نالہ میری تمام جمعیت کے ساتھ ہے ایسے نالہ کو نالہ قلبی کہتے ہین جسکو جسم یا زبان سے کچھ تعلق نہ
یہ خاص اولیاء اللہ کا حصہ ہے۔ اور جفت خوشحالان و بدحالان کا یہ مطلب ہے کہ مین اپنی حقیقت مین مظا
اسماء جمال و جلالی کا جامع اور مشاہدہ کرنے والا ہون اسماء جمالی و جلالی کی خوشحالی و بدحالی مظاہر کے
سے ہے ورنہ اسماء حسنے (اللہ تعالے کے نوّ و نہ نام) سب کے سب مبارک ہین اسماء جمالی کا جہان ظہور ہوتا ہے
ہدایت۔ رشد۔ ایمان اور رحمت پھیلتی ہے اور جہان اسماء جلالی کا ظہور ہوتا ہے وہان ضلالت۔ کفر
اور رحمت کا دائرہ وسیع ہو جاتا ہے۔ اس تمہید سے خوشحالی و بدحالی کا مطلب صاف طور پر واضح ہو
یہ نکلا کہ ہر انسان مظاہر اسماء جمالی و جلالی کا جامع ہے ورنہ دنیا مین خدا کے نافرمانون کو کبھی راحت نہ ملتی
بھی مصیبت نہ آتی لیکن انسان کامل ریاضت اور تزکیہ نفس اور مشاہدہ خوشحالی و بدحالی کے سبب انجام کار صرف مظ
جمالی رہتے ہین [illegible] عوام کو یہ نصیب نہین ہوتا کیونکہ وہ مظاہر کا مشاہدہ ہی نہین کر سکتے۔ بعض محققین
[illegible] سر قلم یا وہ کلمات [illegible] اور عالم مجلسین اور خوشحالان و بدحالان سے دنیا کے لوگ مراد لیے ہین اسصورت
[illegible] ہے مگر تھوڑے سے [illegible] معلوم ہو جائیگا کہ شعر کے یہ معنے لیئے جائین
[illegible] کا مقولہ فرض کیجیے تو [illegible] قدس سرہ کا مقولہ سمجھیے تو [illegible]
[illegible] مولانا رحمۃ اللہ علیہ [illegible] ہو سکتے ہین حاصل [illegible]
تمام جمعیت اسماء

دنیا کے لوگوں سے میری فریاد کو نہ سنا

مراتب حق کا کمال

اور نے نواز حقیقی کون ہے یہ معنے جو ہمنے بیان کیے ہیں شعر آئندہ کے فرمانے سے واضح ہو جائے

ہر کسے از ظن خود شد یار من	از درون من نجست اسرار من	
ہر کسے نے بھید دل سے ہے سب بیخبر	میرے بھید دل سے کہے کی نگر	ترجمہ

شرح نے اپنے شائقین کا یا مولانا قدس سرہ اپنے طالبین کا حال بیان کرتے ہیں۔ یعنے یونتو شائقین اور طالبین میں سے ہر شخص اپنے حسن ظن کے سبب میرا مصاحب و یار ہو گیا۔ لیکن کسی نے میرے قلب سے میرے اسرار کی جستجو نہیں کی۔ اگر دیکھنے والے میرے اندرونی حالت کو دیکھتے تو انہیں بہت سے امور معلوم ہو جاتے۔ چنانچہ منجملہ اسرار اہل تصوف ایک بھید کی بات یہ بھی ہے کہ انکا نالہ مع جمعیت اسمائی و روحی کوئی وغیرہ ہوا کرتا ہے۔ مگر چونکہ یہ نالہ قلبی ہے جسکا ادراک و مشاہدہ تصفیۂ قلب پر موقوف ہے اسلیئے ہر مرید یا طالب کا کام نہیں کہ مرشد کا نالہ قلبی اور اسکے اسرار معلوم کر سکے بعض محققین نے لفظ نجست کو جو بضم جیم ہے نجست بفتح جیم بھی کہا ہے۔ یعنے میرے اسرار میرے دل سے باہر نہ نکلے۔ دونو لفظ قریب المعنے ہیں۔ بعض نسخوں میں نجست بفتح جیم و بعد نون نفے کی جگہ بجست بضم جیم و صیغہ اثبات لکھا گیا ہے اسصورت میں شعر کا یہ مطلب ہے کہ کوئی طالب صادق نہیں جو میرا یار ہو گیا ہے اسنے میرے نالۂ قلبی سے میرے اسرار ڈھونڈ لیے ہیں۔

سر من از نالۂ من دور نیست	لیک چشم و گوش را آں نور نیست	
بھید وہ پایا جائے جو دی ہوش ہو	دیکھنے سننے کو چشم و گوش ہو	

شرح یہ شعر پہلے شعر کی دلیل ہے۔ یعنے لوگوں کو میرے اسرار اسلیئے معلوم نہیں ہوئے کہ انکے کانوں اور آنکھوں میں اسقدر قوت سامعہ اور نور نہیں ہے کہ میرے نالۂ قلبی کو سن سکتا ہے و دیکھ سکے جبکہ پہلے شعر میں نجست بصیغہ [illegible]

[illegible] ہے کہ طالبان صادق [illegible]

بات ظاہر ہوگئی کہ آفرینش عالم سے پہلے اسماء اپنے مظاہر کے خواستگار تھے۔ اور یہ خواستگاری اسلیئے تھی کہ اسماء حق کا کمال ظاہر ہو ورنہ ذوات حق ہر چیز سے مستغنی ہے۔ اسلیئے بہر تماشائے قدرت عالم کو پیدا کیا گیا لیکن چونکہ عالم مطلق آئینہ جمال قدرت نہین ہوسکتا تھا لہذا انسان کامل کے پیدا کرنے کی ضرورت ہوئی اس تمہید سے ثابت ہوگیا کہ حق سبحانہ وتعالے کو انسان کامل سے خاص طرح کی محبت ہے۔ اور اسی محبت کے باعث اسکو عالم وجود مین لاکر مرتبہ محبوبیت مین تمام عالم سے مشرف ومتاز کردیا ہے۔ اب (آتش عشق ست کاندر می فتاد) کے معنے بالکل واضح ہوگئے نکتہ اس شعر مین غور کرنے سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عشق صفات آلہیہ مین سے ہے کیونکہ وہ سب سے پہلے اپنے ظہور کا آپ عاشق ہوا ہے

(11)	نے حریف ہر کہ از یارے برید		پردہائش پردہائے ما درید	
ترجمہ	نے حریف اسکی ہے جو ہو دردناک		اسکے پردے سے ہے پردے چاک چاک	

شرح یعنے انسان کامل اُس شخص کا دوست اور غمخوار ہے جو عاشق ہوکر مبتلائے ہجر یار ہو یعنی شاہد حقیقی سے جدا ہوگیا ہو تاکہ اسکو مرتبۂ وصل تک پہنچادے۔ ہان جس شخص مین عشق کا مادہ ہی نہین رکھا گیا مرشد کامل اسکا دوست یا غمخوار نہین ہوسکتا کیونکہ ع تربیت نااہل را چون گردگان برگنبدست ؛ دوسرے مصرع مین پردہائے۔ نے سے مرشد کامل کے نالہائے دلی مراد ہین۔ اور پردہائے ما سے وہ پردے مقصود ہین جو طالب عرفان اور حضرت تعالے کے مابین حائل ہین خلاصہ مطلب یہ ہے کہ مرشد کامل کے نالہائے دلی نے اُن پردونکو چاک کردیا ہے جو طالب ومطلوب کے مابین حائل ہوتے ہین اور فی الواقع مرشد کامل طالب صادق کو تمام پردے اُٹھاکر اُسکے مطلوب کا جلوہ دکھاسکتا ہے

(12)	ہمچو نے زہرے و تریاقے کہ دید		ہمچو نے دمساز ومشتاقے کہ دید	
ترجمہ	نے عجائب زہر ہے تریاق ہے		نے عجب دمساز ہے مشتاق ہے	

شرح۔ یعنے انسان کامل اپنے حق مین۔ زہر تو اسلیئے ہے کہ جیتے جی فنافی اللہ ہوجاتا ہے۔ اور تریاق اسلیئے بعد فنا مرتبۂ بقاباللہ حاصل کرلیتا ہے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ انسان کامل طالب صادق کا دمساز اور مشتاق ہوا کرتا ہے مثلاً انبیاء علیہم السلام کہ تمام عمر امت کے بڑہانے اور امتیون کو راہ حق بتانے کے مشتاق اور غمخوار رہے ہین بعض محققین کا قول ہے کہ مولانا قدس سرہ ارباب سماع مین سے تھے اگر یہ سچ ہے تو لفظ نے سے یہی نے بانسلی مراد ہوسکتی ہے اس صورت مین شعر کے یہ معنے ہوئے کہ نے اہل ہوے اور جھوٹے مدعیون کے حقیقین ہر زمانے مین عامل ہے کیونکہ اُنکے لیئے سامان غفلت ہے اور انکے لیئے ساز عشق ومحبت۔ یا یہ سمجھیئے کہ نے ہے اور اسلیئے حق بدن مین نہر ہے اور انتہا مین موجب عشق حقیقی ہے اسلیئے روح کے ہوسکتے ہین کہ نے ہجر۔ اور وصل کے نغمون کے باعث زہر اور تریاق دونونکا کام دیتی ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ یہی نے بجانے والے کی دمساز اور غور سے سننے والے کی مشتاق ہے

(13)	نے حدیث راہ پر خون میکند	قصہائے عشق مجنون میکند	
ترجمہ	نے حدیث راہ پر خون کہتی ہے	قصہائے عشق مجنون کہتی ہے	

شرح چونکہ طریق سلوک رخدا کے رستے مین بلاؤن پر صبر مصیبتونکا سامنا اور نفس کشی ضرور ہوتی ہے اسلیے اس خوفناک رستے کو راہ پر خون کہا گیا یعنی مرشد کامل ایسے رستے کی باتین بیان کرتا ہے جسمین نفس کشی گویا پہلا قدم ہے اور ایسے قصے سناتا ہے جو عقل کو زائل کر دیتے ہین لفظ عشق مجنون مین یا تو اضافت مقلوب ہے یعنی مرشد کامل مجنون عشق حقیقی کے قصے بیان کرتا ہے۔ یا یہ کہ مجنون سے قیس مراد ہے جو لیلی کا عاشق تہا یعنے مرشد کامل عشق قیس کے قصے کہتا ہے بطور تفہیم طالبان عرفان سے ارشاد فرماتا ہے کہ جس طرح قیس نے عشق لیلی مین انا لیلے کا مرتبہ حاصل کیا تہا اسی طرح عشق حقیقی کو مرتبۂ فنافی الذات حاصل کرنا چاہیئے حضرت بایزید بسطامی کا انا اللہ فاعبدنی کہنا اسی قبیل سے تہا یہ کہ مجنون سے انبیائے عظام اور اولیائے کرام مراد ہون جو فی الواقع مجنون عشق الٰہی ہین اسی لیئے منکرون نے انکو جادوگر اور مجنون کا خطاب دیا ہے اور حدیث شریف مین یہ لفظ موجود ہین لا یکمل ایمان العبد حتی یقول الناس انہ لمجنون یعنے کسی شخص کا ایمان کامل نہین ہوتا جبتک لوگ اُسے دیوانہ نہ کہنے لگین اسوقت شعر کا مطلب یہ ہوگا کہ مرشد کامل انبیا اور اولیا کے قصے کہتا ہے تاکہ طالب عرفان منکرون کے طعنونسے بد دل نہو اور عشق حقیقی کو اپنا مقصد اصلی سمجھے

حاصل مطلب یہ ہے کہ مرشد کامل اُس رستے کی خبر دیتا ہے جسمین نفس امارہ کا خون بہ رہا ہے کیونکہ بلا نفس کشی اور اختیاری موت کے وصل حقیقی غیر ممکن ہے حدیث موتوا قبل ان تموتوا مرجاؤ مرنے سے پہلے اسی اختیاری موت کی شرح ہے جسکو نفس کشی کہنا چاہیئے۔ نیز حدیث قدسی من احبنی قتلتہ جسمین اپنے دوست کو قتل کر دیتا ہون اسی اختیاری موت کی طرف اشارہ کر رہی ہے **فائدہ** موت کی دو قسمین ہین اول اضطراری۔ یعنے عام طرح کی موت جسکا وقت مقرر ہے اور جسکے آنے سے ہر متنفس کو مجبوراً مرنا پڑتا ہے دوم اختیاری جسکو مرنے سے پہلے آدمی اختیار کرے ایسی موت اولیا اللہ کا حصہ ہے۔ اور اسی موت کا نام نفس کشی ہے۔

(14)	دو دہان داریم گویا ہمچو نے	یک دہان پنہانست در لبہائے وے	
ترجمہ	دو دہن رکھتے ہین ہم مانند نے	ایک دہن سے اسی کی سمت ہے	
(15)	یک دہان نالان شدہ سوئے شما	ہائے و ہوئے برگندہ در سما	
ترجمہ	ایک دہن گون کی طرف نالہ کنان	ہائے ہو کا شور ہے آسمان	

(۱۶)	لیک داند ہر کہ او را منظرست	کین فغان این سرے ہم زان سرست
ترجمہ	لیکن اُسکو جانتا ہے باخبر	یہ فغان بھی وہ فغان ہے سربسر
(۱۷)	دمدمہ این نائے از دمہائے اوست	ہائے و ہوئے روح از ہیہائے اوست
ترجمہ	نے کی یہ آواز اُسی کے دم سے ہے	روح کا ماتم اُسی ماتم سے ہے

شرح۔ یہ چارون شعر جو بطور قطعہ بند ہین مثنوی شریف کے اکثر قلمی اور بعض مطبوعہ نسخون مین نہین پائے جاتے اسلیئے بعض محققین نے انکے الحاقی ہونیکا گمان کیا ہے۔ لیکن لفظی اور معنوی قرینے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید داخل مثنوی ہون۔ دادیم سے جمیع انسان کامل مراد ہین اور وے کی ضمیر نے نواز حقیقی کیطرف راجع ہے جو حسب اقتضاے قرینہ محذوف ہے دوسرے مین شما سے طالبان معرفت الٰہی اور انسان غیر کامل مراد ہین چوتھے مین دمدمہ بمعنے آواز اور دم بمعنی نفس یعنی سخن ہاے و ہو شور و نالہ ہیہاے بمعنے فریاد و غوغا ہے یعنی انسان کامل نے کی طرح دو مُنہ رکھتا ہے اُنمین سے ایک مُنہ نے نواز حقیقی کی طرف ہے اور دوسرا طالبان عرفان اور انسان غیر کامل کی طرف۔ اس دوسرے مُنہ سے انسان کامل نالے کر رہا ہے جسکی ہائے و ہو کا غل آسمان تک پہنچگیا ہے لیکن باطنی آنکھون والے خوب جانتے ہین کہ وہ نالے کہ جو انسان کامل اس مُنہ سے کر رہا ہے اُسی مُنہ کی طرف سے آئے ہین جو نے نواز حقیقی کی طرف ہے ع آنچہ اُستاد ازل گفت ہمان میگویم۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ انسان کامل اگر حالت وجد وسماع اور ذوق و شوق مین آہ و فغان یا نالے کر رہا ہو تو اُسکو ریا اور تکلف یا بناوٹ خیال نہ کرنا چاہیئے کیونکہ اُسکے تمام افعال خلاق عالم کی طرف منسوب ہین۔

(۱۸)	گر نبودے نالۂ نے را ثمر	نے جہان را پُر نکردی از شکر
ترجمہ	نالۂ نے کا نہوتا گر ثمر	نے جہان کو کر نہ سکتی پُر شکر

شرح۔ یعنی اگر انسان کامل کے نالے مین کچھ اثر نہوتا تو جہان مین لذت معرفت نہ پھیلتی۔ حالانکہ عاشقان الٰہی اور دلدادگان معرفت ہر زمانے مین موجود ہوتے ہین اس شعر کا دوسرا مصرع پہلے مصرع کی توضیح بطریق تمثیل ہے یعنی جسطرح ظاہری نے (نیشکر) کے نہونیسے جہان مٹھاس کو ترس جاتا اسیطرح اگر باطنی نے (انسان کامل) کے نالے بے نتیجہ ہوا کرتے تو عالم لذت عرفان سے محروم رہتا

(۱۹)	محرم این ہوش جز بیہوش نیست	مر زبان را مشتری جز گوش نیست
ترجمہ	واقف راہ خدا بے ہوش ہے	قدردان حرف اہل گوش ہے

شرح پہلے مصرع مین ہوش سے راہ پُرخون مراد ہے جسکو نفس کشی کہتے ہین اور جو سراسر عقل و ہوش اور دانائی ہے یعنی اس پرخون راستے (راہ سلوک) سے وہی لوگ واقف ہین جو ماسوی اللہ سے بیہوش ہین اور ایسونکی زبان سے جو کلمات اسرار معرفت نکلتے ہین اُنکے خریدار وہی ہین جو گوش باطن رکھتے ہین جس شخص کی عقل صرف امور معاش تک

محدود ہے وہ ہرگز راہ سلوک اختیار نہیں کرسکتا۔ بلکہ اسکے لیے شراب عشق حقیقی کا متوالا ہونا چاہیئے۔ اسی لیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے **انتم اعلم بامور دنیاکم** (اے لوگو اپنے دنیا کے کاموں کو تمہیں اچھی طرح جانتے ہو ہیں اُسلئے ناواقف ہوں) دوسرا مصرع پہلے کی تمثیل ہے یعنی جس طرح زبان سے نکلی ہوئی باتوں کا فائدہ صرف کانوں کو پہنچتا ہے اسی طرح راہ سلوک کا فائدہ محض مستان معرفت الٰہی کا حصہ ہے۔

(۲۰)	**در غم ما روزہا بیگاہ شد**		**روزہا با سوزہا ہمراہ شد**	
ترجمہ	عمر سب غفلت مین کھو بیٹھے ہین ہم		زندگی کے دن گئے با سوز و غم	

شرح۔ **روز** بمعنے وقت۔ اور وقت سے زمانہ حاضر اور **بیگاہ** سے زمانہ غیر حاضر مراد ہے۔ یعنی ہماری غفلت کے غم مین بہت سے حاضر زمانے زمانہ غیر حاضر کی طرح گذر گئے گویا ہم پر آئے ہی نہین اسی لیے گذرنیوالے زمانے ہمسے با سوز و پر الم رخصت ہوئے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ غافلونکو وقت کی قدر نہین ہوتی اسلئے غفلت کا زمانہ جلدی گذر جاتا ہے۔ لفظ ما ضمیر متکلم مع الغیر سے طالبان معرفت کی تنبیہ مقصود ہے۔ ورنہ مولانا قدس سرہ جیسے مقامات اور با اوقات انسان کامل کو غفلت سے کیا سروکار۔

(۲۱)	**روزہا گر رفت گو رو باک نیست**		**تو بمان اے آنکہ چونتو پاک نیست**	
ترجمہ	جانے والی چیز کا ہو سنج کیون		تو تو ہے اے ذات بیچون و چگون	

شرح۔ یہان مولانا طالبین کو تسلی دیکر یون فرماتے ہین کہ اے مخاطب اگر تیرا بہت سا وقت غفلت مین گیا ہے تو اسکا خوف نہ کر گذر جانے دے۔ بلکہ یون دعا کر کہ اے ذات پاک بیچون و بیچگون تو ہمیشہ ہم پر اپنے احسان اور کرم کی نگاہ رکھ تاکہ ہم تلافی مافات کرسکین۔ دوسرے معنے یہ بھی ہوسکتے ہین کہ اس سے پہلے شعر مین روزہا سے اولیائے کامل مراد ہین جنکا فیضان روز روشن سے زیادہ پھیلا ہوا ہے اور اس شعر مین تو بمان کا خطاب مولانا شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ پیر و مرشد مولانا قدس سرہ کی جانب ہو۔ اسوقت شعر کا یہ مطلب ہوا کہ گو اولیائے گذشتہ ہماری یعنی طالبان راہ حق کی ہدایت کا غم کھاتے کھاتے بیوقت جہان سے رخصت ہوگئے۔ کیونکہ ہمنے اُنکا وقت نہین پایا مگر اے فخر دین تو اسکا کچھ غم نہ کر بلکہ یہ دعا مانگ کہ اے شیخ زمن اور مرشد عالم مولانا شمس الدین خدا کرے تو بہت دنون تک قائم رہے کیونکہ تیرے فیضان سے رہ پر خون کا طے کرنا اور وصال شاہد حقیقی۔ بطور تلافی مافات۔ بہرحال ممکن ہے

(۲۲)	**ہر کہ جز ماہی ز آبش سیر شد**	○	**ہر کہ بے روزی ست روزش دیر شد**	
ترجمہ	مچھلیان ہین فیض حق سے غرق آب	○	زندگی ہے بے نصیبونکی خراب	

شرح۔ واضح رہے کہ انسان تین قسم کے ہین۔ **اول** صاحب عرفان جنکو عاشقان حق اور ماہی دریائے حقیقت چاہیئے۔ **دوم** عام اہل ایمان **سوم** منکرین چنانچہ آیت **فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات**

یعنے بعض آدمی اپنی جاہلے دشمن ہین۔ اور بعض متوسط درجے کے ہین اور بعض نیکو نہین سبقت لیگئے ہین انہی تینون قسمونکی طرف اشارہ کررہی ہے۔ مولانا قدس سرہ نے اس شعر مین پچھلی دو قسمون (عام اہل ایمان اور منکرین) کا ذکر کیا ہے۔ اس سے پہلے قسم کے لوگونکا حال ضمناً معلوم ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ جو شخص غیر ماہی دریائے حقیقت یعنی عام اہل ایمان ہے وہ فیضان ذات برحق (یعنی کلام الٰہی اور ارشادات انبیاء علیہ السلام) سے سیر اور اسی پر قانع ہے۔ یہان سے ضمناً یہ بات ظاہر ہوگئی کہ انسان کامل جو ماہی دریائے حقیقت ہے وہ اس فیضان پر قانع نہین ہوتا بلکہ ہر دم مشاہدہ خاص اور جدید تجلی کا طالب رہتا ہے۔ کیونکہ تَجَلِّیَاتُ الْحَقِّ لَا تَقِفُ اِلَی النِّهَایَةِ تجلیات الٰہی کی کوئی حد نہین۔ دوسرے مصرع مین لفظ روزش بکسر زاے منقوطہ روزی کا مخفف ہے یعنے جو شخص (منکر) کفر کے سبب فیضان الٰہی سے بے نصیب ہے اسکا حصہ صرف دنیا مین تمام ہوگیا ہے وہ حصۂ آخرت سے محروم ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ روزش بالفتح بمعنے زندگی ہو یعنی منکر کی زندگی خراب ہوگئی ہے۔ کیونکہ دیر شدن بمعنے تمام شدن وخراب شدن وفوت شدن مستعمل ہے۔

(23)	در نیابد حال پختہ ہیچ خام		پس سخن کوتاہ باید والسلام
ترجمہ	پختہ کارون سے نہین واقف ہین خام		اب سخن کوتاہ ہے بس والسلام

شرح۔ یعنی پختہ کاران عشق حقیقی کا حال ظاہر پرست اور خام طبیعت والے ہرگز معلوم نہین کرسکتے اسلیے مناسب ہے کہ سخن کوتاہ کردینا چاہیئے کیونکہ کلمات حکمت اور اسرار حقیقت ہر کسی کی سمجھ کے قابل نہین ہین فائدہ حضرت مولانا ضیاء الحق حسام الدین مرید وشاگرد رشید حضرت مولانا قدس سرہ نے لوگونکو الٰہی نامہ مصنفہ حکیم سنائی اور منطق الطیر مصنفہ حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کی جانب متوجہ دیکھکر مولانا قدس سرہ سے عرض کیا کہ اگر اسی ترکیب کی کوئی کتاب تصوف مین لکھی جائے تو نہایت دلچسپ اور مفید ہوگی چنانچہ مولانا قدس سرہ نے مثنوی معنوی کا آغاز انھی کی فرمایش سے کیا اور (پس سخن کوتاہ باید والسلام) تک چند اشعار بطور نمونہ لکھکر شاگرد رشید کو دکھائے۔ چنانچہ لفظ والسلام ہی اختتام نمونہ کی طرف اشارہ کررہا ہے۔ انھون نے ترکیب مثنوی کو پسند کیا۔ پھر کیا تھا۔ مولانا قدس سرہ کے دریاے مضامین کی موجین چھ دفترون تک پھینچگئین ہم اسیطرح چھہون دفترون کی شرح ناظرین کی خدمت مین پیش کرینگے انشاء اللہ تعالےٰ۔

(24)	بادہ در جوشش گدائے جوش ماست		چرخ در گردش اسیر ہوش ماست
ترجمہ	جوش بادہ ہے گدائے جوش عشق		چرخ گردان ہے اسیر ہوش عشق

شرح بادہ سے معشوق جوشش سے مرتبۂ عشق جوش سے ظہور۔ گردش سے ہستی۔ ہوش سے وجود مراد ہے یعنے شاہد حقیقی مرتبۂ عشق مین انسان کامل کے ظہور کا ضرورتمند ہے۔ اگر انسان کا ظہور نہوتا تو شاہد حقیقی کا

عاشق ہی کون بنتا پہ مصرع اور (جوشش عشق ست کاندر می فتاد) قریب المعنی ہین مصرع دوم کا یہ مطلب ہے کہ اسکا اپنی ہستی ہین حسب مضمون **لولاک لما خلقت الافلاک** ۔ اے محمد اگر تو نہوتا تو ہین آسمانون کو پیدا نہ کرتا۔ انسان کامل کے وجود کا پابند ہے اُسکی ہستی اسکے وجود کے سبب سے ہے یا یہ معنے ہین کہ شراب ظاہری اپنی کیفیت اور جوش مین ہمارے جوش کی گرد یعنے اس سے کم درجہ کی ہے۔ اور فی الواقع شراب عشق کا جوش شراب ظاہری سے بہت بڑہا ہوا ہے کیونکہ شراب ظاہری سامان غفلت ہے اور باطنی موجب سعادت اور آسمان باوجودیکہ اپنی گردش مین حکم خالق کی مخالفت نہین کرسکتا لیکن اُسکی گردش ہماری گردش عقل کی رجونشۂ شراب عشق حقیقی کے باعث ہے رقیدی غلام ہے یعنے پست حالت مین ہے۔ کیونکہ آسمان کی گردش سعادت ونحوست دونو پر مبنی ہے اور عشاق کی گردش عقل صرف سعادت پر

(25)	باده از ما مست شد نے ما ازو		قالب از ما ہست شد نے ما ازو
ترجمہ	بادہ ہمسے ہے نہ ہم ہین مست مے		ہم نہین قالب سے قالب ہم سے ہے

شرح۔ یعنے شراب ظاہری مین جو نشہ ہے یہ اُسی شراب عشق حقیقی کی بدولت ہے۔ جو ہمنے پی رکھی ہے یعنے یہ کہ شراب عشق حقیقی نہایت تیز وتند ہے۔ یا یہ معنی ہین کہ اول اول شاہد حقیقی خود انسان کامل کا عاشق ہوا ہے نہ کہ انسان شاہد حقیقی کا **کنت کنزاً مخفیاً** اُسی شاہد کا مقولہ ہے۔ نہ کہ انسان کا۔ دوسرا مصرع پہلے کی تمثیل ہے اور **ما** سے روح مراد ہے۔ کیونکہ کامل وہی ہے جو قید جسم سے رہا ہو کر روح کی طرح لطیف ہو جائے یعنے جسطرح قالب روح کے سبب ہست اور موجود ہوا ہے نہ کہ روح قالب کے سبب اسی طرح عشق کی ابتدا شاہد حقیقی سے ہوئی ہے۔

(26)	بر سماع راست ہر کس چیر نیست		طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست
ترجمہ	ہر کوئی سنتا نہین اسرار یار		یعنے ہر طائر نہین انجیر خوار

شرح۔ چونکہ پچھلے دو شعرون مین عشق وعاشق ومعشوق کے ایسے معنے اور اسرار بیان کیے گئے ہین جنکو باوجود راستی ہر کس وناکس ہرگز نہین سمجھ سکتا اسلیے مولانا قدس سرہ فرماتے ہین کہ ہماری سچی باتون کو سنکر سمجھ لینا بڑے حوصلے والون کا کام ہے جس طرح ہر طائر انجیر خوار نہین ہوتا اسی طرح ہر شخص اسرار معرفت معلوم کرنیکی عقل نہین رکھتا۔ دوسرا مصرع پہلے کی تمثیل ہے۔

(27)	بند بگسل باش آزادے پسر		چند باشی بند سیم وبند زر
ترجمہ	عمر آزادی سے اپنی کر بسر		تا کجا صد حیف قید سیم وزر

شرح اس شعر مین شاہد حقیقی کے عاشق ہونے کا طریقہ بتایا ہے یعنے اے شخص شاہد حقیقی سے غافل کر دینے والی چیزون کی قید مین تو کب تک رہیگا کمبخت قید ماسوی اللہ کو توڑ کر خطرات شیطانی اور خواہشات نفسانی سے بالکل آزاد ہو جا ورنہ معرفت سے محروم رہجائیگا تعس عبد فرجہ و عبد بطنہ و عبد درہمہ اپنی شرمگاہ اور پیٹ اور درم کا بندہ گویا ہلاک ہو گیا صحیح حدیث ہے جو اس شعر کے مطلب سے قریب المعنی ہے

(28)	گر بریزی بحر را در کوزۂ	چند گنجد قسمت یکروزۂ	
ترجمہ	گر کرے دریا کوئی کوزہ مین بند	چند قطرے آئینگے یا گھونٹ چند	

شرح۔ حرص دنیا کی مذمت بطریق تمثیل ہے یعنی اے حریص اگر تو دریا کو ایک کوزہ مین ڈالنا چاہے تو اسمین کسقدر پانی آئیگا بہت تھوڑا سا کہ مشکل سے ایک دن کو کافی ہو۔ پہر زیادہ کی حرص سے کیا فائدہ۔ اسی طرح کثرت مال دنیا کی حرص بالکل لغو خیال ہے قسمت سے زیادہ کسی کو کچھ نہین ملتا بہتر یہ ہے کہ حرص کو چھوڑ اور دریا کو کوزے مین ڈالنے کی فکر نہ کر بلکہ اپنی قطرۂ ہستی کو دریائے وحدت مین ڈالدے

(29)	کوزۂ چشم حریصان پُر نشد	تا صدف قانع نشد پر دُر نشد	
ترجمہ	کوزۂ چشم حریصان پُر نہین	جو صدف قانع نہین پُر دُر نہین	

شرح یعنی حریصونکی آنکھہ متاع دنیوی سے کبھی نہین بھرتی۔ اور وہ ازلی قسمت پر کبھی قانع نہین ہوتے۔ حالانکہ یہ حرص اُنکے لیے ہر طرح باعث نقصان ہے دیکھہ لو۔ صدف جب تک قانع نہین ہوتا اسمین موتی ہرگز پیدا نہین ہوتے

فائدہ بعض صدف مینہہ کا ایک قطرہ لیکر مُنہ بند کر لیتا ہے اور پہر نہین کھولتا۔ وہ قطرہ دُر شاہوار (قیمتی موتی) بن جاتا ہے اور اکثر صدف ایک قطرہ لینے کے بعد اور قطرونکے لئے مُنہ کھولدیتے ہین اور وہ سب قطرے چھوٹے چھوٹے یا جھوٹے موتی بنجاتے ہین۔ دوسرا مصرع پہلے کی تمثیل ہے

(30)	ہر کرا جامہ ز عشقی چاک شد	او ز حرص و عیب کلی پاک شد	
ترجمہ	پیرہن اُلفت مین جسکا چاک ہے	حرص کیا ہر عیب سے وہ پاک ہے	

شرح عشق ایسی فرط محبت کو کہتے ہین جو انسان کو اپنے مطلوب کے سوا دنیا و مافیہا سے غافل اور بے پروا کر دے اور معشوق کی محبت اجزاء بدنی اور قوائے روحانی تک پہنچ جائے منصور حلاج کے خون سے اللہ اللہ کی تحریر جو بعد قتل زمین پر پائی گئی تھی اُسکے یہی معنی ہین جو ہمنے بیان کیے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کا جامۂ وجود نفسانی عشق حقیقی کے باعث چاک ہو گیا وہ حرص دنیوی اور عیب بشری سے (جو مانع کمالات ہین) بالکل پاک ہو گیا اور اُسنے وجود حقانی حاصل کر لیا نکتہ عیوب بشری مین حرص بھی داخل تھی مگر چونکہ صوفیون کے لیے یہ قبیح تر عیب ہے اسلئے لفظ حرص کو عیب سے مقدم رکھا گیا

(31)	شاد باش اے عشق خوش سودائے ما	اے طبیب جملہ علتہائے ما	
ترجمہ	شاد باش اے عشق با برگ و نوا	تو ہمارے ہر مرض کی ہے دوا	

شرح خوش سودا۔ بمعنی مرغوب ہے۔ اور عشق کو طبیب اسلئے کہا گیا ہے کہ روحانی بیماریونکا علاج کرتا ہے اور اسکی

لفظ شادباش سے اسلیئے مخاطب کیا گیا ہے کہ عارفان کامل کو اسی کے وسیلہ سے مشاہدۂ جمال الٰہی اور وصال حقیقی میسر ہوتا ہے شعر کا مطلب بالکل واضح ہے

(32)	اے دوائے نخوت و ناموس ما		اے تو افلاطون و جالینوس ما
ترجمہ	تو دوائے نخوت و ناموس ہے		تو تو افلاطون و جالینوس ہے

شرح نخوت غرور اور تکبر ناموس ننگ و عار جو نیک باتوں کے قبول کرنے سے ہو جیسا کہ ابولہب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا نے عار کے مقابلہ میں آتش دوزخ کو قبول کر لیا ہے افلاطون اور جالینوس کی تخصیص اسلیئے ہے کہ یہ دونو طبیب ظاہری امراض کے معالجہ میں بڑے حاذق اور شہرہ آفاق تھے افلاطون اشراقیین میں خاتم الحکما تھا۔ اور جالینوس مشائین میں اشراقیین و حکیم تھے جنھوں نے اپنے صفائی ذہن اور نور باطن کے سبب حکمت کی اور مشائین وہ جو چل پھر کر اور طالب علم بنکر حکیم ہوئے مطلب شعر نہایت سہل ہے

(33)	جسم خاکی از عشق بر افلاک شد		کوہ در رقص آمد و چالاک شد
ترجمہ	جسم خاکی عشق سے پہنچا ہے دور		عشق ہی سے وجد میں ہے کوہ طور

شرح اگر افلاک سے یہی ساتوں آسمان مراد ہیں تو مطلب شعر یہ ہے کہ عشق حقیقی ایسی عالی مرتبہ چیز ہے جسنے جسم خاکی کو آسمانوں تک پہنچا دیا۔ چنانچہ قصہ شب معراج خاتم النبیین اور حکایت حضرت ادریس اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام اسکی کافی شہادت ہے اور آیت سبحن الذی اسرے بعبدہ لیلا پاک ہے ذات جسنے سیر کرائی اپنے بندے محمد کو رات کے وقت۔ اور انہ کان صدیقا نبیا و رفعناہ مکانا علیا بالتحقیق ادریس سچا نبی تھا اسکو ہمنے اٹھا بلند مکانیں اور بل رفعہ اللہ الیہ یہودیوں نے عیسیٰ کو قتل نہیں کیا اور نہ سولی چڑھایا۔ بلکہ اللہ نے اپنی طرف اٹھا اس شہادت کی تصدیق ہے۔ اور اگر افلاک سے مراتب علیا مراد لیے جائیں تو جسم خاک سے اولیائے کرام بھی ہو سکتے ہیں جنکے جسم خاکی عشق حقیقی نے روح کی طرح لطیف کر دیے ہیں اور جو آسمانی اسرار اور غیبی مشاہدوں سے اسی طرح واقف ہیں جسطرح اہل دنیا اپنے دنیوی معاملات سے کوہ سے طور اور رقص سے وجد اور چالاک شدن سے قبول تجلی کے لیے مستعد ہو جانا یا پارہ پارہ ہونا مراد ہے یعنی طور پر تجلی جمال سے یہانتک حالت وجد طاری ہوئی کہ پارہ پارہ یعنی فنا فی العشق ہو گیا یہان سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عشق حقیقی کا اثر غیر ذی روح چیز پر بھی موجود ہے آیت وان من شئی الا یسبح بحمدہ کوئی شی ایسی نہیں جو خدا کی تسبیح نہ کرتی ہو۔ اس مدعا کی صریح دلیل کہ ہر چیز جاندار ہو یا بے جان بادۂ عشق حقیقی سے سرمست ہے کیونکہ تسبیح اسی کے نام کی ہوا کرتی ہے جو مطلوب کامل ہو۔ حاصل مطلب یہ کہ عشق بقدر طاقت و استعداد ہر چیز میں موجود ہے۔ چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روحانی طاقت طور سے بہت زیادہ تھی اسلیئے مشاہدۂ جمال سے انکو صرف غش آیا اور طور کی طاقت چونکہ بہت کم تھی اسلیئے

بالکل ریزہ ریزہ ہوگیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اگر طالب عرفان اپنے مطلوب سے لو لگائے رہے تو بالضرور اپنی استعداد کے موافق عشق حقیقی اور مشاہدۂ جمال غیبی سے بہرہ یاب ہوسکتا ہے۔

(۶۱)	عشق جانِ طور آمد عاشقا	طور مست و خرّ موسیٰ صاعقا	
ترجمہ	عشق گویا روح بخش طور ہے	جس پہ موسےٰ غش تھے یہ وہ نور ہے	

شرح یعنی عشق طور کے لیے بمنزلۂ روح ہوگیا تھا اسی لیے اُس سے وہ افعال (مثلاً وجد مستی اور جالا کی) ظاہر ہوئے جو ذی روح سے ہوا کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا جب عشق حقیقی طور سی بیجان چیز کے لیے بمنزلۂ روح ہوگیا تو ذی روح خاصکر انسان کے لیے حیات جاودانی کا سبب ہوسکتا ہے پس ایسے انسان کی حالت پر افسوس ہے جسکا دل پتھر سے زیادہ سخت ہو اور اُسمین عشق ہر دم ایک تازہ روح نہ پھونک سکے یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے **فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا** یعنے جب تجلی کی موسےٰ کے رب نے پہاڑ کوہ طور کیطرف تو اُسکو ریزہ ریزہ کردیا اور حضرت موسیٰ بیہوش ہوکر گر پڑے **صَعِقًا** اور **صَاعِقًا** دونو قراتین درست ہین۔ وزن شعر درست کرنے کے لیئے دوسری قرأت کو اختیار کیا گیا ہے۔ اس آیۃ کی تفسیر مین مولانا شاہ عبدالقادر صاحب دھلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ تجلی طور کے وقت ستر ہزار پردونمین سے سوئی کے ناکے کی برابر نور جمال شاہد حقیقی ظاہر ہوا تھا اُسکی برکت سے تمام زمین سرسبز اور جسقدر روئے زمین پہ دیوانے تھے صحبت یاب اور جسقدر بیمار تھے تندرست اور جسقدر کھاری پانی تھے میٹھے ہوگئے بت اوندھے منہ گر پڑے۔ آتش پرستون کی آگ سرد ہوگئی اور کوہ طور باہمہ عظمت و شان ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا جسمین سے چھ پہاڑ نکلے کوہ اُحد اور قاق اور رضوی مدینہ منورہ مین جا پڑے اور جبل ثور اور بیر اور جراد مکہ معظمہ مین عرفہ کے دن جمعرات کی دوپہر ڈھلے سے جمعہ کی دوپہر تک حضرت موسیٰ علیہ السلام بیہوش پڑے رہے۔ العظمۃ للہ تعالےٰ

(۶۲)	بالب دمساز خود گر جفتمے	ہمچو نے من گفتنہا گفتمے	
ترجمہ	مین اگر تا لب دمساز سے۔	مثل نے آگاہ کرتا راز سے	

شرح لب دمساز۔ وہ لب ہے جو دم کے مطابق ہو۔ جس لب سے ایسی باتین نکلین کہ کوئی سانس بیکار نہ جائے۔ اس سے ظاہر ہوگیا کہ جو لوگ فضول یا بیہودہ گو ہین وہ لب دمساز نہین رکھتے اُنکا ہر نفس (جو بمقتضائے ہر نفس دو نعمت موجود ست۔ و بر ہر نعمتے شکرے لازم۔ خدا کی بہت بڑی نعمت ہے) بیکار جاتا ہے۔ کیونکہ اُنکا لب اُنکے دم کی موافقت نہین کرتا۔ یہ اُس صورت مین ہے کہ لب موصوف اور دمساز اُسکی صفت ہو۔ اسوقت شعر کا یہ مطلب ہوا کہ اگر مین اپنے لب دمساز سے ملا رہتا۔ یعنی میرے لب سے

وہی باتین نکلتین جو میرے کسی سانس کو بیکار بچانے دتین تو مین نے کیطرح بہت سی کہنے کے لایق باتین کہدیا مگر افسوس ہے کہ مین لب دمساز نہین رکھتا۔ اسلیے مجھسے اسرار الٰہی بیان نہین ہوسکتے۔ گویا مولانا اپنی کسر نفسی کا اظہار کرکے طالبان عرفان کو متنبہ کرتے ہین کہ بہت سے فلسوفی جو لب دمساز نہین رکھتے صوفی اور مرشد کامل ہونے کے مدعی بن بیٹھتے ہین مگر فی الواقع ایسے لوگ گمراہ کرنے والے ہین اُنسے بچنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ اسرار سے نہ خود واقف ہین نہ دوسرون کو سیدہا رستہ دکھا سکتے ہین۔

دوسرے معنے یہ ہین کہ **دمساز** یعنے مصاحب موافق و محرم اسرار ہے اسوقت **لب** کی اضافت ایسی ہوگی۔ جیسے غلام زید کی یعنی اگر مین کسی محرم اسرار اور یار موافق کے **لب** سے ملا رہتا یعنی اسکی زبان سے کلمات حکمت اور اسرار معرفت سنتا رہتا، تو بہت سے راز بیان کرسکتا۔ اس سے یہہ مقصود ہے کہ طالب کو مرشد کامل ڈہونڈنا چاہیئے۔ تاکہ راہ سلوک کا طے کرنا آسان ہوجائے **تیسرے** معنے یہ ہین کہ **لب دمساز** (سارالفظ) بمعنی محرم اسرار ہے اسکو لب دمساز اسلیے کہا گیا کہ محرم اسرار کی کوئی بات بیکار نہین ہوتی اسوقت شعر کا یہ مطلب ہوا کہ اگر مین اپنے کسی محرم اسرار سے ملجاتا تو اکثر اسرار بیان کرتا مگر کیا کیا جائے دنیا مین محرم اسرار بہت کم ہین اسلیئے مین بمقتضائے **لَا تُعْطُوا الْحِكْمَةَ غَيْرَ أَهْلِهَا** حکمت کی باتین نالائقون کے سامنے بیان نہ کرو مجھ کچھ نہین کہہ سکتا۔ اسی لئے بعض حکما کا قول ہے۔

تا نخندد فہم سخن مستمع ❊ قوت طبع از متکلم مجوے

یعنے سننے والے مین بات سمجھنے کا مادہ نہین ہوتا تو کہنے والے کی زور طبیعت اور قوت ناطقہ کو صدمہ پہنچتا ہے

چوتھے معنے یہ ہین کہ **لب دمساز** سے ذات حق مع جمیع اسماء وصفات مراد ہے۔ کیونکہ مولانا قدس سرہ پہلے فرما چکے ہین ہو و ہان داریم گویا ہمچو نے ❊ یکدہان پنہانست در لبہائے نے ❊ اور اسکی تشریح بھی ہوچکی ہے کہ انسان کامل بمنزلہ نے اور ذات حق بمنزلہ نوازندہ حقیقی ہے جسطرح نے یعنے بانسلی کا لب بجانیوالے کے دم سے موافقت رکھتا ہے اور بانسلی کی آواز فی الواقع بجانے والے کی آواز ہوتی ہے اسیطرح انسان کامل کے اقوال گویا مقولہ حق ہوتے ہین۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اگر مین ذات مع اسماء وصفات سے ملا رہتا یعنے فنا فی اللہ ہوجاتا تو بہت سے ناگفتنی اسرار ظاہر کردیتا کیونکہ حق انسان کامل کی زبان سے ناطق ہوتا ہے یہ مولانا قدس سرہ نے اپنی کسر نفسی کا اظہار فرمایا ہے

(35)	سر پنہانست اندر زیر و بم	فاش اگر گویم جہان بر ہم زنم	
ترجمہ	زیر و بم مین ہے عجب راز نہان	آشکارا ہو تو بر ہم ہو جہان	

شرح سر و دکی پست آواز کو زیر اور بلند آواز کو بم کہتے ہین۔ بظاہر یہ شعر مقولہ حق ہے جو مولانا کی زبان

سے ادا ہوا ہے یعنے شاہد حقیقی پردۂ حکایت مین مولانا کی زبان سے یہ ارشاد فرماتا ہے کہ انسان کامل کی پست اور بلند آواز (ذکر سری وجہری) مین اسرار عرفان مخفی ہین اور چونکہ اُسکے جمیع افعال واوصاف میری طرف منسوب ہین اسلیئے وہ میرے اور تمام موجودات کے مابین گویا سفیر ہے اسکے پیغام کو میرا پیغام سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر مین خود کلام کرون اور انسان کامل کے زیر وبم کا پردہ درمیان نہو تو سارا جہان درہم وبرہم ہو جائے۔ یہ اسلیئے کہ جب طور جیسے زبردست پہاڑ مین قبول تجلی کی طاقت اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر مین ہمکلامی کی قوت نہوئی تو انسان مطلق یا جمیع موجودات مین مین کیونکر ہوگی۔ یہ شعر انسان کامل کا مقولہ بھی ہوسکتا ہے یعنی انسان کامل یہ کہتا ہے کہ میرے ذکر سری وجہری مین بہت سے اسرار پنہان ہین۔ یعنے مین حالت ذکر مین فنا فی الذات ہو جاتا ہون اگر اس راز فنا فی الذات اور وحدۃ الوجود کو آشکارا کردون تو ممکنات جو صرف اعتباری اور لاشئی ہین نیست ونابود ہوکر محض ذات واحد بلا تعین وامکان جلوہ آرا ہو جائے۔ اور دنیا ومافیہا کی کوئی شئی باقی نہ رہے۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ اس شعر کو مولانا کا مقولہ قرار دیا جائے اسوقت یہ مطلب ہوگا کہ مین اگر اپنی ذکر سری وجہری کے اسرار بیان کرون تو جہان درہم وبرہم ہو جائے تعینات سب کے سب متحد نظر آنے لگین۔ عابد ومعبود اور ساجد ومسجود مین امتیاز نرہے نکتہ ایسے کلمات صوفیہ کرام کی زبان سے اُسیوقت نکلتے ہین جبکہ وہ مقام فنا طے کرکے مرتبۂ بقا باللہ حاصل کرلیتے ہین۔ ورنہ پاس ادب شریعت بہرحال مانع ہے وحدۃ الوجود کا مسئلہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔

فاش اگر گویم جہان برہم زنم۔ سے قدس سرہ نے اسطرف اشارہ کیا ہے کہ مسئلہ وحدۃ الوجود کے اظہار سے جہان کی برہمی متصور ہے۔ ظاہری آنکھون والے جو دل کے اندھے ہین بدگمان ہوکر کافر ملحد۔ مرتد کہنے لگتے ہین اور اکثر وحدۃ الوجود کے قائل قتل بھی کیے گئے ہین۔ لہذا خاموشی بہتر ہے۔ فائدہ اکثر اس زمانے کے صوفی جو سماع مع مزامیر کے قائل ہین اس شعر کو سماع ومزامیر کے جائز ہونے کی دلیل بیان کرتے ہین۔ کیونکہ لفظ زیر وبم مزامیر اور راگ دونون کی پست وبلند آواز کو شامل ہے لیکن یہ غلط خیال ہے زیر وبم سے وہی ذکر سری وجہری مراد ہے جسکا بیان ہو چکا ہے۔ صاحب شریعت نے مزامیر کو حرام فرمایا ہے البتہ غنا (راگ) کی نسبت اختلاف ہے اسکے متعلق حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب احیاء العلوم مین نہایت اچھا اور مدلل فیصلہ لکھا ہے بامید عمل وقبول ناظرین اُسکا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

وہو ھذا

آٹھوین اصل سماع اور وجد کے آداب اور حکم کے بیان مین

العزیز آدمی کے دل مین حقتعالے کا ایک بھید ایسا پوشیدہ ہے جیسے آگ لوہے اور پتھر مین بطرح پتھر پر لوہا مارنے سے آگ نکلتی ہے اور صحرا مین لگ جاتی ہے اسیطرح اچھی اور موزون آواز سننے سے آدمی کے دلکو جنبش ہوتی ہے اور بے اختیار دلمین ایک چیز پیدا ہوجاتی ہے چونکہ عالم علوی عالم حسن و جمال ہے اسلیئے اچھی - موزون - اور متناسب آواز بھی اُس عالم کے عجائبات سے مشابہت رکھتی ہے اس سبب سے خوش آوازی دلمین ایک حرکت اور شوق پیدا کردیتی ہے اور دل جس چیز کے ساتھ مشغول ہوتا ہے اچھی آواز سننے سے وہ چیز اسطرح حرکت مین آتی ہے جسطرح آگ پھونکنے سے اور بھڑک جاتی ہے - جسکے دل مین شوق رب غفور ہے اُسکے لیے **سماع** نہایت ضرور ہے اور جسکے دلمین محبت باطل (مثلاً نامحرم عورت یا لونڈے کی محبت) ہے اُسکے لیے **سماع** حرام اور زہر قاتل ہے **مطلق سماع** یعنے **راگ بلا مزامیر** کے حرام و حلال ہونیمین بھی علما کا اختلاف ہے - بعض نے اسکو حرام کہا ہے - مگر یہ قول نادرست ہے - سماع کا حکم دل سے لینا چاہیئے کیونکہ جو چیز دلمین نہو سماع اُسے پیدا نہین کرتا بلکہ جو کچھ دلمین ہوتا ہے اُسکو حرکت دیتا ہے - پس تو جس شخص کے دلمین ایسی چیز ہے جو شرع مین محبوب ہے اور اُسکا قوی ہوجانا مطلوب ہے تو سماع اُس چیز کو اور زیادہ قوی کردیگا اور سننے والے کو ثواب ہوگا اور جسکا دل دونون (اچھی اور بری) چیزون سے خالی ہے - مگر کھیل یعنے تفریح کے طور پر سنتا ہے اُسکے لیے سماع مباح ہے - دلمین بری صفت ہونے کی مثال یہ ہے کہ کسیکے دلمین کسی نامحرم عورت یا لونڈے کی محبت ہو اور اُسکے سامنے گانا سنے یا اُسکے وصال کی دھن مین مشغول سماع ہو - یا ایسا گانا سنے جسمین زلف و خال اور حسن و جمال کا ذکر ہو اور گانا سننے والا اپنے معشوق (نامحرم عورت یا لونڈے) کا خیال باندھے تو یہ سماع حرام ہے - کیونکہ ایسا گانا جھوٹے اور حرام عشق کی آگ کو تیز کرتا ہے جسکا بجھانا واجب ہے - لیکن اگر اُسے اپنی بیوی یا شرعی لونڈی کے ساتھ عشق ہے تو سماع مباح ہے اور دلمین اچھی صفت ہونیکی یہ مثال ہے کہ مثلاً کعبہ کی صفت مین اشعار گائے جائین تاکہ خانۂ خدا کے شوق کو دلمین جنبش دین - ایسا راگ سننا باعث ثواب ہے غازیون کا سرود و سماع بھی اسیکے قریب قریب ہے کہ خلق خدا کو خدا کے دشمنون سے لڑنے اور خدا کی محبت مین ہتیلی پر جان رکھنے کا آرزومند کرتے ہین - جس کسیکے دل پر خدا کی محبت غالب ہوکر عشق کے مرتبے کو پہنچ گئی ہو ایسے شخص کے لیئے سماع ضروری ہے کیونکہ آتش عشق الٰہی بھڑکانے مین سماع بہت بڑا اثر رکھتا ہے -

درحقیقت صوفیونکے سماع کی یہی وجہ تہی۔ مگر اب اُن صوفیون نے جو ظاہر مین صوفی ہین اور باطن مین اُنکے مذاق سے بے بہرہ ہین سماع کو ایک رسم ٹھیرالیا ہے۔ سچے صوفیون کو سماع کے باعث وہ مکاشفات ہوتے ہین جو بے سماع کے نہین ہوتے اُن لوگون پر جو عجیب کیفیت عالم غیب سے سماع کی بدولت طاری ہوتی ہے اُسکا نام وجد ہے۔ اُنکا دل حالت سماع مین ایسا پاک وصاف ہوجاتا ہے جسطرح چاندی آگ پر رکھنے سے۔ سماع دلمین آگ لگا دیتا ہے اور تمام دلی کدورتون کو دفع کردیتا ہے۔ وہ حرارت جو سماع سے حاصل ہوتی ہے مُہتہری ریاضتون سے حاصل نہین ہوسکتی حالت سماع مین صوفی کو عالم دنیا کی مطلق خبر نہین ہوتی بسا اوقات حالت سماع مین صوفی کے اعضا کی قوت ساقط ہوجاتی ہے وہ گر پڑتا ہے اور بیہوش ہوجاتا ہے ان حالات مین سے جو ٹھیک ٹھیک اور اصل حال ہے اُسکا بڑا درجہ ہے یہانتک کہ باعتقاد حاضرین محفل بھی اُسکی برکتون سے محروم نہین رہتے۔ البتہ اصل اور بناوٹ حال کی پہچان اُنہین کو ہے جو اعلے درجہ کے واقفکار ہین حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہ کے مرید علی حلاج نے سماع کی اجازت چاہی شیخ نے فرمایا کہ تین دن تک کچھ نہ کہا پھر عمدہ عمدہ کھانے تیرے سامنے لائے جائین۔ اسحالت مین اگر تو کھانے کو چھوڑکر سماع کی جانب رغبت کرے تو یہ سماع کی خواہش برحق ہے۔ اور تجھے سماع کا اختیار ہے اس سے معلوم ہوگیا کہ اگر خواہش نفس امّارہ موجود ہے تو پیر کو واجب ہے کہ مرید کو سماع سے منع کرے اسمین شک نہین کہ جو شخص صوفیون کے سماع و وجد اور حال کا انکار کرتا ہے وہ نہایت درجہ تک ظرف اور معذور ہے کیونکہ جو چیز خود اُسے حاصل نہین اُسپر ایمان لانا سخت مشکل ہے۔ مثلاً سبزہ اور آب روان آنکھ کو سرور اور روح کو تازگی بخشتا ہے لیکن اگر اندھا اس سے انکار کرے تو تعجب نہین کیونکہ وہ نظارہ بازی کی کیفیت سے محروم ہے۔ اسیطرح ریاست وسلطنت اور فرمان روائی کی کیفیت سے کوئی نابالغ لڑکا منکر ہو تو عجب نہین کیونکہ وہ تمام دنیا کو کھیل کی چیز سمجھتا ہے۔ آدمی عاقل ہو یا جاہل احوال صوفیہ سے انکار کرنے مین لڑکون کے مانند ہے کہ جس چیز کے مرتبے نہین پہچانتے اُس سے انکار کرتے ہین۔ جو بات خود ایک شخص کو حاصل نہو اُسے اوروں کے حق مین محال جاننا سخت حماقت ہے اور ایسے ہی لوگون کی شان مین یہ آیت آئی ہے وَاِذْ لَمْ یَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَیَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِیْمٌ (اور جب راہ نہ پائی اُسکی طرف کہنے لگے یہ پرانا جھوٹ ہے)

باایں ہمہ سماع جسکو ہمنے مباح کہا ہے پانچ سببون سے حرام ہوجاتا ہے پہلا سبب یہ ہے کہ عورت یا امرد سے سُنے۔ اگرچہ سُننے والے کا دل خدا کے کام مین مستغرق ہو تو بھی سماع حرام ہے

کیونکہ یہ دونو محل شہوت ہیں اور شہوت آدمی کی اصل خلقت مین موجود ہے ایسی حالت مین سماع شہوت کو
ہوکر بری خواہشونکو قوت دیگا ہان اگر گانے والا امرد محل شہوت نہین تو سماع مباح ہے لیکن گانے والی عورت
خوبصورت ہو یا بدصورت اُس سے سماع مباح نہین ہوسکتا کیونکہ عورت کیسی ہی ہو سپر نظر ڈالنا حرام ہے
اور اگر کوئی عورت پردے کی آڑ مین گائے اور اُسکی آواز کے جادو سے عشق وزنا کا خوف نہو تو سماع
حرام ہے۔ ورنہ مباح **دوسرا سبب** یہ ہے کہ راگ کے ساتھ رباب چنگ بربط رود بانسلی وغیرہ
ہو اسحالت مین سماع حرام ہے کیونکہ یہ شرابخوارون کے آلات لہو ولعب ہین سماع جب انکے ساتھ ہو
تو شراب گویا یاد دلائے گا البتہ دف شاہین اور طبل کے ساتھ سماع حرام نہین کیونکہ یہ شرابخوارون کے
آلات نہین ہین دف خود جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بجایا گیا ہے اور اپنی شادی مین
دف بجانیکا حکم بھی دیا ہے۔ نیز حاجیون اور غازیون کا طبل بجانا خود رسم ہے۔ مگر مخنثون زیار نڈیون
بھانڈون کا طبلہ حرام ہے شاہین کسی قسم کا ہو حرام نہین ہے کیونکہ شاہین بجانا چیرہ دستونکی عادت ہے
نہ کہ شرابیون کی رستار۔ سارنگی۔ ہارمونیم رباب کے اور ڈھولک پکھاوج۔ وغیرہ۔ طبلے کے حکم مین
داخل ہین۔ انکے ساتھ سماع حرام ہے)

تیسرا سبب یہ ہے کہ راگ مین فحش یا کسیکی ہجو یا دین پر طعن ہو۔ مثلاً صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم
حق مین بیدینون کے اشعار یا کسی مشہور ومعروف عورت کی تعریف ایسے اشعار پڑھنے اور سننے تو
حرام ہین۔ لیکن وہ شعر جسمین زلف وخال یا حُسن وجمال کی تعریف یا فراق ووصال کا ذکر ہو اُسکا پڑھنا
سننا حرام نہین ہے ہان۔ اگر کوئی کسی نامحرم عورت یا لونڈے کو چاہتا ہو اور ایسے اشعار پڑھتے یا
وقت اُسی کا خیال جمائے رہے تو یہ خیال حرام ہے۔

صوفیۂ کرام اور جو لوگ محبّت حق مین مستغرق ہین اُنکو زلف وخال اور حسن وجمال کی تعریف کے اشعار کا
کانقصان نہین پہنچاتے۔ کیونکہ یہ لوگ ہر لفظ سے اپنے مذاق معنوی کے موافق ایسے معنے سمجھ سکتے ہین جو ظاہر بینونکی
فہم سے بعید ہوتے ہین۔ مثلاً زلف سے کفر کی ظلمت اور چہرہ کے نور سے ایمان کی روشنی انکا مدعا ہوتا ہے

ہر کو بخرابات نشد بیدین ست زیرا کہ خرابات اصول دین ست

ظاہر بینونکی لغت مین خرابات میکدے کو کہتے ہین مگر صوفیون کے نزدیک **خرابات** صفات
کی خرابی کے معنون مین ہے کیونکہ اصول دین یہی ہے کہ صفت بشریت جو انسان مین آباد اور معمور ہے
خراب ہوجائے۔ اور اُسکو مرتبہ ملکوتی حاصل ہو۔

چوتھا سبب یہ ہے کہ سننے والا جوان اور مغلوب شہوت خدا کی محبت سے ناواقف ہو اسحالت مین

سماع حرام ہے کیونکہ ایسا جوان شخص جب زلف و خال اور حسن و جمال کی تعریف سنے گا تو نفس امّارہ اسکی خواہش نفسانی کو تیز اور اچھی صورت والون کے عشق کو اُسکے دلمین آراستہ کر دیگا۔ صوفیونکے لباس مین ایسے مرد عورت بہت ہین جو لایعنے باتون سے عذر بدتر از گناہ کیا کرتے ہین اُنکا قول ہے کہ فلان شخص کو خدا نے اپنی محبت مین کھینچ لیا ہے وہ مجازی معشوق سے خدا ہی کی محبت کے سبب ملنا چاہتا ہے اُسے اُسکے مطلوب سے ملا دینے مین کوشش کرنی چاہیئے۔

ایسے گمراہون نے **قرمی** کا نام **رہبری** اور **فسق و لواطت** کا نام **عشق و سودا** رکہا ہے بعض صوفی یہ بہی کہا کرتے ہین کہ فلان پیر کو فلان لڑکے سے محبت ہے اسکو لواطت نہین کہتے یہ تو شاہد بازی ہے خوبصورتون کو دیکہنا روح کی غذا ہے۔ مگر یہ عذر اپنی فضیحتی چہپانے کے لیے ہے جو بالکل نامقبول اور سر بسر بہتان ہے۔ کسی پیر نے اگر فی الواقع کسی لڑکے کو دیکھا ہو گا تو نظر شہوت سے بچکر جیسے کوئی سُرخ سیب یا شگوفہ کو دیکہتا ہے۔ یہ بہی ممکن ہے کہ اُس پیر سے خطا ہوئی ہو۔ کیونکہ پیر معصوم نہین ہوتے کسی پیر سے کوئی گناہ سرزد ہو تو وہ گناہ مباح نہین ہو جاتا۔ غرضیکہ صوفیونکا کام نہایت خطرناک اور پوشیدہ ہے اور کسی چیز مین غلطی کو اتنا دخل نہین جتنا صوفیون کے کام مین ہے اس راہ مین دیکہہ بھال کر قدم رکہنا چاہیئے

پانچوان سبب یہ ہے کہ **سماع** کو ہمیشہ کا شغل بنا لیا جائے یا گانے اور سننے والا اُسکو اپنا پیشہ ٹہیرائے ایسی حالت مین سماع حرام ہے کیونکہ جسطرح بعضے صغیرہ گناہ جب پیشہ ہو جاتے ہین تو کبیرہ کے درجے کو پہنچ جاتے ہین اسیطرح بعضی چیز اس شرط سے مباح ہے کہ کبہی کبہی ہو اور کم ہو جب وہ بہت ہو گی تو حرام ہو جائے گی۔ اسیطرح ہنسی یا دل لگی کرنی اگر گاہ گاہ ہو تو درست ہے اور اگر اسکی عادت کر لیجائے تو درست نہین۔ ہمنے یہانتک **احیاء العلوم** کے **رکن ثانی** اور اصل **ثامن** کا خلاصہ نہایت مختصر طور پر لکہا ہے ان پانچون سببون کی تفصیل اور **آداب سماع** کا بیان مفصل معلوم کرنا ہو تو اصل کتاب ملاحظہ فرمالیجے۔

	ہر کہ او را ہمزبانے شد جدا	بینوا شد گرچہ دارد صد نوا	
ترجمہ	ہو گیا ہو ہمزبان جسکا جدا	بینوا ہے گرچہ ہو وہ بانوا	

شرح۔ یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ انسان کامل نے کی طرح ہمزبان حق ہوتا ہے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ جو عرفان کے مدعی ہنوز انسان کامل نہین بنے وہ حق کی ہمزبانی سے جدا ہین اسلیے اگرچہ وہ ظاہری ساز و سامان بہت کچھ رکہتے ہون مگر فی الواقع بینوا اور مذاق عرفان سے سخت بے بہرہ اور مفلس ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ انسان کامل گو واصل حق ہے مگر عالم کثرت مین آنیکے سبب اسکے اُس ذاتی اتحاد

ہین فرق آگیا ہے جو پہلے تہا اسلئے اپنے ہمزبان کی جدائی اُسکے حق مین موجب بے نوائی ہے۔ مثنوی کے
بعض مطبوعہ نسخون مین یہ شعر ؎ بالب دمساز خود گر جفتمے ہمچو نے من گفتنیہا گفتمے ؎ سر نہانست اندر زیر و
فاش اگر گویم جہان بریم زنم کے بعد اور اس شعر سے جسکی ہم شرح کر رہے ہین متصل ہے۔ اس صورت مین
انسان کامل کی زبان سے شعر کے یہ معنے ہوے کہ مین اگر اپنے دمساز سے ملا رہتا تو بہت سے اسرار ان
کرتا مگر افسوس ہین اُس سے جدا ہون اور جو شخص اپنے ہمراز و ہمزبان سے جدا ہو جاتا ہے وہ اپنا بھید کسی
سے نہین کہتا۔ اگرچہ اُسکے دلمین ہزارون اسرار ہون بعض نسخون مین بینوا کی جگہ بے زبان بھی دیکھا گیا ہے
یعنے ہمزبان اور محرم اسرار سے جُدا ہو جانے والا گویا گونگا ہے۔ اگرچہ اُسکے دلمین ہزارون اسرار ہون
مگر زبان کو قفل لگجاتا ہے۔

(39)	چونکہ گل رفت و گلستان در گذشت		نشنوی زین پس زبلبل سرگذشت
ترجمہ	جب گلستان ہوگیا وقف خزان		کون بلبل کی سُنے گا داستان

شرح۔ گذشتہ مطلب کی توضیح ہے بطریق تمثیل یعنی جب بہار گل کا موسم جاتا رہا اور باغ اُجڑ گیا تو
بلبل کی داستان کوئی نہین سُنتا۔ کیونکہ مفارقت گل کے باعث گلستان مین بلبل کا وجود ہی نہین رہتا
اسیطرح گلستان معرفت کے بلبل (عارفان کامل) محرم اسرار کے نہونے سے بالکل خاموش رہتے ہین کہ
آدمی اسرار کو معلوم نہین کر سکتے۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ گل سے طالب باہم اور گلستان سے زمانہ طلب
مجاہدہ اور بلبل سے مرشد کامل مراد ہو یعنے جب طالب باہم اور زمانہ طلب جاتا رہا تو مرشد کامل کم فہمی
اور مجاہدہ سے بھاگنے والون کے روبرو اسرار بیان نہین کر سکتا۔ کیونکہ نافہم لوگ اُسکے ہمزبان نہین ہو سکتے
گل سے مرتبۂ وحدت گلستان سے طالب بلبل سے مقولہ طالب مراد لیا جائے تو بھی درست
ہے۔ اسصورت مین شعر کا یہ مطلب ہے کہ جب مرتبۂ وحدت جاتا رہا اور طالب اس مرتبہ کے زوال
کسی باعث کیا گزرا ہو گیا۔ تو اُسکے مقولے سُننے کے قابل نہین رہتے۔ کیونکہ اب اُسکی وہ حالت نہین رہی
جو پہلے تہی جسطرح موسم گل کے گزر جانے کے بعد بلبل کو گل کی داستان یاد نہین رہتی اسیطرح مقام
چھن جانے کے بعد طالب کو اُسکا ادراک نہین رہتا

(40)	چونکہ گل رفت و گلستان شد خراب		بوئے گل را از کہ جوئیم از گلاب
ترجمہ	جب گلستان ہوگیا بالکل خراب		گل کی خوشبو سے نہین سکتا گلاب

شرح پہلے شعر کی طرح یہ شعر بھی مضمون گذشتہ کی تمثیل ہے۔ یعنے جب موسم گل نرہا اور گلستان خراب اور اُجڑ
گیا ہو تو گل کی خوشبو کسی اور چیز سے حاصل ہونی ناممکن ہے۔ اسیطرح جب محرم اسرار اور طالب باہم اور زمانہ

مجاہدے جاتا رہا تو گل معرفت کی خوشبو حاصل نہین ہوسکتی کیونکہ عرفان کا مرتبہ بلا وسیلۂ انسان کامل میسر نہین ہوتا اور انسان کامل نامحرمون مین اظہار اسرار کر نہین سکتا۔ یا یہ معنے ہین کہ جب مقام وحدت سلب ہوگیا اور طالب کی حالت خراب و برباد ہوگئی تو گل معرفت کی خوشبو جاتی رہی جسطرح بوئے گل کا لطف بغیر گل کے کسی دوسری چیز سے حاصل نہین ہوتا اسیطرح گل معرفت کی خوشبو جبتک مقام وحدت حاصل نہو کسی ترکیب سے میسر نہین آتی **از کہ جویم** سوال ہے اور **گلاب** اُسکا جواب۔ بطریق استفہام انکاری۔ یعنے جب باغ مین پھول نہ رہے تو پھولون کی خوشبو کس چیز سے حاصل ہوسکتی ہے۔ کیا گلاب سے؟ ہرگز نہین! کیونکہ گلاب یعنی عرق گل خوشبودار سہی مگر جو لطیف اور تازگی بخش خوشبو گل مین ہے وہ گلاب مین نہین ہے بعض قلمی نسخون مین **گلاب** (بکسر کاف فارسی) دیکھا گیا ہے۔ اسصورت مین یہ معنے ہوے کہ جب باغ مین گل نہ رہا تو بوے گل گارے یا کیچڑ سے حاصل نہین ہوتی بلکہ پھول کی خوشبو پھول ہی سے آتی ہے۔

(۶۱)	**جملہ معشوقست و عاشق پردہ**		**زندہ معشوقست و عاشق مردہ**
ترجمہ	ہین یہ سب معشوق عاشق ہے حجاب		زندہ ہے معشوق عاشق نقش آب

شرح۔ جملہ سے مراد جملہ ممکنات و موجودات ہین اور ممکنات چونکہ صرف اعتباری اور محض وہمی ہین اسلیئے بالکل ہیچ اور لاشی ہین آیۂ **کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ** (جو روے زمین پر ہے وہ فانی ہے) سے صاف ظاہر ہے کہ موجود برحق وہی ہے۔ اور ممکنات چونکہ فنا ہوکر اُس سے ملجاتے ہین اسلیئے گویا متحد بالذات ہین اس سے یہ سمجھ لینا کہ خالق و مخلوق ملکر ایک شئی ہوگئی ہے سمجھ کی غلطی ہے بلکہ ہماری مراد اس اتحاد سے وصال حقیقی اور مرتبۂ عرفان ہے اس سے ظاہر ہوگیا کہ جملہ ممکنات معشوق ہین اور عاشق ذات حق پر پردہ ہے جسمین شاہد حقیقی جلوہ گر ہے اگر یہ پردہ حائل نہو تو تجلی ذات سے تمام عالم درہم و برہم ہو جائے۔ بس تو عاشق ذات معشوق بھی ہے (کیونکہ منجملۂ ممکنات ہے) اور عاشق بھی (کیونکہ فنا فی الذات ہے) اسی لیے معشوق زندہ یعنی **لا الہ الا ہو الحی القیوم** ہے۔ اور عاشق مردہ یعنے فانی ہے۔

نیز یہ بھی ممکن ہے کہ پردہ سے حجاب ظاہری مراد ہو (جسکو ہم وہمی اعتباری یا اپنے معاورے مین دھوکے کی ٹٹی کہہ سکتے ہین) یعنے باعتبار اتحاد جملہ ممکنات معشوق ہین۔ عاشق ہونے کی صفت کسی پر صادق نہین آتی۔ لوگ جن کاملین کو عاشقان الٰہی کہتے ہین یہ ظاہر بینون کے حق مین پردہ یا دھوکے کی ٹٹی ہے حقیقت پر غور کیا جائے تو عاشق متحد بالذات اور عین معشوق ہے وہی اپنے وجود حقیقی کے ساتھ موجود ہے اور سبکا باقی تمام معدوم ہین **حاصل مطلب** یہ ہے کہ اولیاے کرام کو صفاے باطن کے سبب ہر شئی مین اُسی کا جلوہ نظر آتا ہے اسلیئے اُنکے نزدیک تمام موجودات و ممکنات عین ذات ہین مگر چونکہ تجلی ذات کی طاقت ہر شخص

نہین رکھتا اسلیئے اُسنے عاشق (انسان کامل) کو اپنا پردہ بنالیا ہے اور عاشق کے جمیع اوصاف و افعال معشوق
کی طرف منسوب ہین آیت مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا (کسی بشر کی یہ
نہین کہ خدا اُس سے کلام کرے۔ ہان یہ ہوسکتا ہے کہ وحی اُتارے یا پردہ سے بات کرے۔ یا رسول
بھیجے) سے صاف واضح ہے کہ انسان کامل اُسکا آئینہ ہے۔ عاشق بلحاظ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا (مرجاؤ
پہلے) فانی ہے۔ اور معشوق اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ نتیجہ یہ کہ جب عاشق جزئیہ اور تعین کی قید سے نکلکر فنا ہوگیا۔ تو گو
اُسنے مرتبۂ عینیت حاصل کرلیا۔ اور یہ بات ثابت ہوگئی کہ زندہ معشوقست و عاشق مردہ نکتہ بعض صوفیہ
کرام ہمہ اوست کے قائل ہیں۔ اُنکے نزدیک تمام موجودات عین ذات ہین۔ مولانا قدس سرہ
یہ شعر اسی مطلب کی طرف اشارہ کر رہا ہے لیکن خاکسار شارح کے نزدیک ہمہ اوست کا مطلب یہ
اور اُسکا سمجھانا نہایت مشکل اور سخت دشوار کام ہے اسلیئے شعر کے وہ معنے لیے جائین جو ہم اس حکایت
لکھتے ہین تو بہت آسانی ہو بعض بعض محققین کا قول ہے کہ مولانا قدس سرہ نے جب یہ ارشاد فرمایا کہ کہ فہموں
سامنے اظہار اسرار ممنوع ہے تو مولانا حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کو نہایت قلق ہوا۔ اُنکی تسلی کے لیے مولانا
سرہ نے اُسیوقت یہ شعر فرمایا جملہ معشوق ست الے آخرہ۔ جملہ معشوق مین اضافت مقلوب ہے
یعنے اے حسام الدین حق سبحانہٗ تعالےٰ تمام موجودات و ممکنات کا مطلوب اور ہر چیز مین جلوہ نما ہے گو
نظر نہین آتا۔ کیونکہ ممکنات خود اُسپر پردہ ڈالے ہوے ہین یعنے وہ اُنہین ممکنات مین چھپا ہوا ہے
باطن کی آنکھ کھلی ہوی اور دل کا آئینہ صاف ہو تو طالب تجلی خاص سے محروم نہین رہ سکتا۔ مشاہدہ
نہونے سے طالب کو مغموم نہونا چاہیئے ہمت او طلب صادق شرط ہے ایک نہ ایک دن مطلوب مل ہی
جائیگا من جدّ وجد رجنے ڈھونڈھا اُسنے پایا)

(۶۲)	چون نباشد عشق را پروائے او		او چو مرغے ماند بے پروائے او
ترجمہ	عشق کو عاشق کی گر پروا نہو		طاقت پرواز اُسے اصلا نہو

شرح۔ لفظ عشق بمعنے معشوق اور پروا بمعنے تعلق اور ضمیر او عاشق کی طرف راجع ہے یعنی اگر معشوق حقیقی
کو اپنے عاشق کی پروا اور اُس سے تعلق نہوتا تو عاشق مرغ بے پر کیطرح عاجز ہوکر رہجاتا اور گلستان وصال
تک ہرگز نہ پہنچ سکتا بلکہ عالم وجود ہی مین نہ آتا جسکی بدقسمتی پر افسوس کرنا پڑتا۔ مگر بمقتضائے کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا
آخرہ معشوق کو عاشق کی پروا اور اُس سے تعلق ضرور ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کو مخلوق سے جو کچھ تعلق ہے
اظہار کی ضرورت نہین مطلب یہ کہ معشوق خود انسان کامل کا عاشق ہے۔ اگر لفظ عشق اپنے
مصدری معنون مین رہے تو مطلب یہ ہوگا کہ عشق کو عاشق کی پروا اور اُس سے تعلق ضرور

ہے۔ عاشق اگر نہوتا تو عشق کا وجود غیر ممکن تہا کیونکہ فعل بلا فاعل اور صفت بلا موصوف محال بات ہے) یہ تو ثابت ہو گیا کہ عشق کو عاشق کی پروا ہے۔ اب آگے چلیئے عشق معشوق حقیقی سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ کیونکہ عشق فعل متعدی ہے جو بلا مفعول تمام نہین ہوتا۔ اسی تعلق کے باعث عشق کو عاشق کی پروا ہوی اور بمنزلہ ممکنات عشق نے انسان کامل کو عاشق ذات بنا دیا۔ اگر معشوق یا عشق کو عاشق کی پروا نہوتی تو وہ بیچارہ بے پر ہوتا حالانکہ ایسا نہین ہے عاشق یعنے انسان کامل اپنے باطنی پرون سے کنگرۂ عرش وصال حقیقی تک اُڑ جاتا ہے۔

(43)	پرّ و بال ما کمند عشق اوست		موکشانش میکشد تا کوئے دوست	
ترجمہ	ہے کمند عشق گویا پرّ و بال		کھینچ لیجاتی ہے سو کے ذوالجلال	

شرح۔ لفظ پرّ و بال سے ادراک اسرار اور خیالات عشق حقیقی اور ما سے انسان کامل مراد ہے یعنی انسان کامل کا ادراک اور اسکے سچے خیالات بام عشق حقیقی تک پہنچنے کے لیئے بمنزلہ کمند ہین۔ یہی خیالات اُسکو کوئی دوست تک کھینچکر لیجاتے ہین۔ سچ ہے ع من درین ایوان نمے پرّم بیال خویشتن۔

(44)	من چگویم ہوش دارم پیش و پس		چون نباشد نور یارم پیش و پس	
ترجمہ	کسطرح ہوتا مجھے مقدور کار		آگے پیچھے گر نہوتا نور یار	

شرح۔ یعنی اگر نور الٰہی میرا معاون اور میرے آگے پیچھے نہوتا تو مین بیہوش اور بے شعور رہتا کیا مین ایسی حالت مین یہ کہہ سکتا تہا کہ مجھے آگے پیچھے کی کچھ خبر ہے؟ ہرگز نہین! غرض یہ کہ نور الٰہی تمام جہات مین طاری اور تمام موجودات مین ساری ہے اور ذات حق ہر جگہ اور ہر چیز مین مشہود ہوتی ہے۔ اسی نور نے تمام عالم کو اہل شعور بنا دیا ہے۔ اور یہ شعور اسلیئے دیا گیا ہے۔ کہ ہر چیز مین اُسکے جلوے کا مشاہدہ کر سکے اس مسئلہ کو صوفیہ کرام شہود کہتے ہین۔ اُنکے نزدیک جو شخص کثرت مین مشاہدۂ وحدت نہین کر سکتا وہ بے شعور اور بیہوش ہے۔ گویا ابہی عدم سے وجود ہی مین نہین آیا۔

(45)	نور او در من و بیرو تحت و فوق		بر سر و در گردنم چون تاج و طوق	
ترجمہ	نور اُسکا دا ہین باہین تحت و فوق		ہے سر و گردن مین مثل تاج و طوق	

شرح۔ یعنی اُسکا نور میرے تمام اطراف اور جمیع اعضا مین طاری ہے مطلب یہ کہ انسان کامل کے روبرو تمام عالم ایک آئینہ کے مانند ہے جسمین ہر لحظہ شاہد حقیقی کا نور یا اُسکا جلوہ نظر آتا ہے مگر اس آئینہ خانہ مین ایک قد آدم آئینہ لگا ہوا ہے جو ایک بیچون و چگون کے جمال کا پورا مظہر ہے اس آئینہ کا نام انسان کامل ہے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم کے یہی معنے ہین جو ہمنے بیان کر دیئے۔

(۹۶)	عشق خواہد کین سخن بیرون بود		آئینہ غماز نبود چون بود
ترجمہ	عشق کہتا ہے کہ کہل جائے یہ راز		کیون رہے آئینہ غمازی سے باز

شرح۔ این سخن کا اشارہ جملہ معشوقست کیجانب ہے یعنے عشق حقیقی کا راز جو خالق و مخلوق کے مابین ہے منشا یہ تہا کہ باہمی معشوقیت و محبت کی شہرت ہو جائے کیونکہ عشق مشہور ہوئے بغیر رہ نہین سکتا سو وحدت مین کثرت کی شہرت ہوگئی کیونکہ تمام موجودات جلوۂ ذات کا آئینہ ہین اور آئینے کا کام غمازی یعنے خبر دینا ہے اب کثرت مین سر وحدت چھپ نہین سکتا۔ یہ بہی ممکن ہے کہ این سخن سے توحید مراد ہو۔ اور عشق بمعنی معشوق لیا جائے اسصورت مین شعر کا مطلب یہ ہے کہ معشوق حقیقی کی یہ مرضی نہی کہ توحید مشہور ہو جائے سو ہوگئی کیونکہ جمیع ممکنات جو متحد بالذات ہین اُسکے جمال جہان آرا کا آئینہ ہین اور یہ نہین ہو سکتا کہ آئینہ غماز یعنے مخبر نہو۔ آئینہ ممکنات اس بات کی خبر دے رہا ہے کہ سر وحدت کثرت مین اور جمال حق آئینہ خلق مین جلوہ افگن ہے۔

(۹۷)	آئینت دانی چرا غماز نیست		زانکہ زنگار از رخش ممتاز نیست
ترجمہ	تیرے دل کا آئینہ بیہودہ ہے		دیکھلے اندہا ہے زنگ آلودہ ہے

شرح۔ پہلے شعر سے یہ شبہ پیدا ہوتا تہا کہ آئینہ دل ہر انسان کے بغل مین موجود ہے۔ پہر سر وحدت ظاہر نہونے کے کیا معنے؟ مولانا اسکے جواب مین فرماتے ہین کہ اے مخاطب تجھے کچہ معلوم بہی ہے کہ تیرے دلکا آئینہ اسرار کیون نہین ظاہر کرتا اسکا سبب یہ ہے کہ اس آئینہ کے مُنہ سے زنگ نہین چھٹا اور یہ صاف ظاہر ہے کہ زنگ آلودہ آئینے مین جب آدمی کا چہرہ ہی نظر نہین آتا تو اسرار معرفت جو نہایت باریک ہین کیونکر محسوس ہو سکتے ہین۔ بعض نسخون مین آئینہ جانت بہی ہے۔

(۹۸)	آئینہ کز زنگ و آلایش جداست		پر شعاع نور خورشید خداست
ترجمہ	زنگ جسکے آئینہ سے ہے جدا		جلوہ گر ہے اسمین خورشید خدا

شرح۔ آلائش سے تعلقات دنیوی مراد ہین۔ یعنی جس شخص کا آئینہ دل تعلقات دنیوی سے پاک ہے وہ نور خورشید خدا کی شعاعون سے پُر اور تجلیات معرفت سے منور ہے۔ ایسا دل انبیائے عظام اور اولیائے کرام کا ہوتا ہے۔ بعض نسخون مین از زنگ آلایش ہے مگر مطلب دونونکا ایک ہے

(۹۹)	رو تو زنگا از رخ او پاک کن		بعد ازان آن نور را ادراک کن
ترجمہ	زنگ اگر آئینہ سے معدوم ہو		نور باطن خود بخود معلوم ہو

شرح۔ یعنے اے مخاطب اپنے آئینہ دلمین اسرار ظاہر نہونے کی ہمسے شکایت نکر۔ بلکہ اسکی تدبیر یہ ہے کہ پہلے

اُس آئینے سے زنگ کو چھٹا ڈال۔ اُسکے بعد دیکھ لیجو کہ نور معرفت خود بخود معلوم ہونے لگے گا۔

(۵۰)	این حقیقت اشنو از گوش دل		تا برون آئی ز بکلی زاب و گل
ترجمہ	گوش دل سے یہ حکایت سُن ذرا		آب و گل کی خاصیت سے باہر آ

شرح۔ این حقیقت سے عشق حقیقی اور آب و گل سے قیدِ وجود عارضی مراد ہے۔ یعنی اگر تو عشق حقیقی کی حقیقت گوش دل سے سنے گا تو قیدِ وجود عارضی سے رہائی پاکر مرتبۂ فنافی اللہ حاصل کرلیگا اور انسان کامل بنجائیگا ورنہ تجمین انسانیت برائے نام ہے یہ بھی ممکن ہے کہ این حقیقت کا اشارہ بادشاہ اور کنیزک کی حکایت کیجانب ہو جو عنقریب شروع ہونیوالی ہے۔ چونکہ اس حکایت مین سراسر اسرار معرفت درج ہین اسلیے اُسکے گوش دل کے ساتھ سننے سے سامع حسب استعداد اسرار معلوم کرسکتا ہے۔

(۵۱)	فہم اگر دارید جان را رہ دہید		بعد ازان با شوق پا در رہ نہید
ترجمہ	جان کو دو راہ۔ دلمین دسبدم		عشق کے رستہ مین پھر رکھو قدم

شرح۔ لفظ جان سے عشق حقیقی اور رہ سے (جو دوسرے مصرع مین ہے) راہ سلوک مراد ہے۔ یعنی پہلے عشق حقیقی کو دلمین رستہ دو پھر راہِ سلوک مین قدم رکھو۔ کیونکہ جب تک عشق نہو گا ہمت کا قدم مطلوب کیجانب سے ہرگز نہ اُٹھ سکیگا۔

حکایت۔ عاشق شدن بادشاہ بر کنیزک و خریدن او آن کنیزک را و بیمار شدن کنیزک و درمان بیماری او

ترجمہ ایک بادشاہ کا کنیزک پر عاشق ہونا اور اُسکو خرید لینا کنیزک کا بیمار ہو جانا اور اُسکا معالجہ کرانا

شرح۔ اکثر شارحین نے اس داستان کو دیباچہ سے ربط دینے مین مختلف قول لکھے ہین۔ لیکن چونکہ یہ پہلی داستان اور ابتدائی قصہ ہے اسلیے ماقبل سے ربط دینے کی کوئی ضرورت معلوم نہین ہوتی۔ تاہم یہ قول سب سے اچھا ہے کہ یہ حکایت رو تو زنگار از رخ او پاک کن سے آخرہ سے مربوط ہے۔ یعنی دل کو بوسطۂ مرشد کامل تعلقات دنیوی سے اسطرح پاک کرنا چاہیئے جسطرح بادشاہ نے اُس کنیزک کو بذریعۂ طبیب غیبی رنج و مصیبت سے نجات دلوائی تھی۔

(۵۲)	بشنوید اے دوستان این داستان		خود حقیقت نقد حال ما ستان
ترجمہ	آؤ سُن لو دوستو یہ داستان		سر بسر اپنی حقیقت کا بیان

شرح۔ یعنی اے دوستو اس داستان کو گوش دل سے سنو یہ ہمارے یعنے سالکان راہِ معرفت کے نقد حال کی پوری حقیقت ہے۔ کیونکہ اس حکایت مین باعتبار ظاہر اول بادشاہ دوم کنیزک سوم زرگر چہارم طبیبِ عی پنجم طبیب غیبی کا ذکر ہے۔ مگر مولانا قدس سرہ کا قاعدہ ہے کہ ظاہری حکایتین صرف سمجھانیکے لیے فرمایا کرتے ہین اور مقصود خاص وہی باطنی معنے ہوتے ہین جنکو اسرار و معرفت کا خلاصہ کہنا چاہیئے۔ خانہ آباد

اور کنیزک سے عقل جزئی اور زرگر سے نفس امارہ یا دنیائے دنی اور طبیبان مدعی سے قوائے جسمانی اور طبیب غیبی سے مرشد کامل۔ باجذبات الٰہی مراد ہین فائدہ صوفیہ کے نزدیک عقل کی دو قسمین ہین۔ اوّل عقل کُلّی۔ جو انبیائے عظام اور اولیائے کرام کو عطا کیجاتی ہے۔ اس عقل کا کام مشاہدۂ حق کے سوا اور کچھ نہین ہوتا دوم عقل جزئی جو دنیا پر بھی مائل ہے۔ یہ عقل عام لوگون کو دیجاتی ہے۔ اس تمہید کے بعد حکایت کا باطنی مطلب یہ ہے کہ سلطان روح کنیزک (یعنی عقل جزئی) پر جو مملوک روح ہے اسلیئے عاشق ہوا کہ یہ عقل دنیا طلبی کو چھوڑکر کمالات معنوی حاصل کرے۔ کیونکہ اسمین تحصیل کمالات کا مادہ موجود ہے۔ مگر یہ کنیزک (عقل جزئی) زرگر (یعنے دنیا یا نفس امارہ) کی عاشق نکلی۔ کیونکہ عقل جزئی لذائذ نفسانیہ اور امور دنیاوی پر مرتی ہے۔ ناچار سلطان روح نے کنیزک کو دنیا طلبی کا مرض پاکر طبیبان مدعی (قوائے جسمانی) کی طرف رجوع کیا۔ مگر چونکہ اس مرض کا ازالہ بلا وسیلۂ مرشد کامل یا جذبات الٰہی ناممکن تھا اسلیئے ظاہری طبیبون سے کچھ نہو سکا اور کنیزک کی بیماری بڑھتی گئی۔ کیونکہ یہ طبیبان مدعی (یعنے قوائے جسمانی) خود لذائذ نفسانیہ پر مٹے ہوے ہین۔ بالآخر کار سلطان روح کو مرشد کامل ملگیا۔ اور اُسنے کنیزک کا مرض (دنیا طلبی) تشخیص کرکے زرگر (یعنی نفس امارہ) کو مار ڈالا۔ اور کنیزک یعنے عقل جزئی خالص سلطان روح کی مملوک ہوگئی یعنے حرص دنیوی چھوڑکر معنوی کمالات حاصل کرنے لگی۔ نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ سالک جھوٹے اور مصنوعی مرشدون کی صحبت سے ہمیشہ الگ رہے اور مرشد کامل کو تلاش کرکے سچے عقیدے سے اُسکی خدمت کرتا رہے۔ ضرور کامیاب ہوگا۔ اس تقریر سے شعر کے معنے اچھی طرح معلوم ہوگئے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ یہ بادشاہ و کنیزک کی داستان شاہنامہ کا قصہ یا امیر حمزہ کی داستان نہین ہے بلکہ سالک کے نقد حال کا تذکرہ ہے۔ یعنے اسرار بیان کیے گئے ہین۔

۲	نقد حال خویش را گر پے بریم		ہم ز دنیا ہم ز عقبےٰ برخوریم	
ترجمہ	علم ہو اپنی حقیقت کا اگر		ہم رہین دونون جہان مین بہرہ ور	

شرح۔ یعنی اگر ہم اپنی حقیقت حال کو معلوم کرلین اور ہمپر یہ ظاہر ہوجائے کہ انسان کسلیئے پیدا ہوا ہے تو دنیا مین بھی فائز دین ہینگے اور عقبیٰ مین بھی کیونکہ بمقتضائے مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ۝ (یعنے جن و انسان کو صرف اپنی عبادت ہی کے لیے پیدا کیا ہے) جن و انسان کی آفرینش محض عبادت الٰہی کے لیے ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ عابد و زاہد کی توقیر دنیا مین بھی ہوتی ہے اور عقبیٰ مین بھی ہوگی۔

۳	بود شاہے در زمانے پیش ازین		ملک دنیا بود دش و ہم ملک دین	
ترجمہ	تھا گذشتہ عہد مین اک بادشاہ		عادل و دنیا پناہ و دین پناہ	

شرح۔ یعنے بادشاہ جسطرح دنیوی شان و شوکت رکھتا تھا اُسیطرح دین کا حامی اور اپنی شریعت کا پابند تھا۔

۴	اتفاقاً شاہ روزے شد سوار		باخواص خویش از بہر شکار	
ترجمہ	اتفاقاً ایک دن ہو کر سوار		لیکے خاصون کو گیا بہر شکار	

شرح۔ اس شعر کے ظاہری معنے تو بالکل واضح ہین لیکن باطنی طور پر یہ مطلب ہے کہ سلطان روح جو سعادات دارین کا مالک ہے جسم خاکی چھوڑنے سے پہلے ایک دن اپنے مصاحبون اور خاصون (قوت علمی اور عملی) کو ہمراہ لیے فرس غریمت و ہمت پر سوار ہو کر شکار (تحصیل مراتب عرفان) کے لیئے نکلا۔ اور چارونطرف شکار ڈہونڈنے لگا۔

۵	بہر صیدے میشد او بر کوہ و دشت		ناگہان در دام عشق او صید گشت	
ترجمہ	ڈہونڈتا پہرتا تہا وہ جنگل مین صید		ہوگیا خود عشق کے پھندے مین قید	
۶+۲	یک کنیزک دید شہ بر شاہراہ		شد غلام آن کنیزک جان شاہ	
ترجمہ	اک کنیزک دیکہکر وہ ذو الکرام		ہوگیا عشق کنیزک کا غلام	

شرح۔ یعنی سلطان روح عقل جزئی پر عاشق ہوگیا۔ کیونکہ وہ اکتساب معرفت کی صفت رکھتی تہی جو سراپا حسن ہے۔

	مرغ جانش در قفس چون می طپید		داد مال و آن کنیزک را خرید	
ترجمہ	مرغ جان کو بیقراری تہی کمال		مول اُسکو لے لیا کچھہ دیکے مال	

شرح۔ شعر کے ظاہری معنے ظاہر ہین اور باطنی طریقے پر قفس سے جسم خاکی اور مال سے تذکرۂ عہد روز میثاق مراد ہے یعنے چونکہ سلطان روح جسم خاکی مین کنیزک (عقل جزئی) کے عشق سے بیقرار ہوگیا تہا کیونکہ اس عقل سے اکتساب معرفت مقصود تہا اسلیے اُس کنیزک کو تذکرۂ روز میثاق کے بدلے خرید لیا۔ یعنی روح نے عقل کو وہ وعدہ دیا دلایا جو ازل مین توحید حقیقی اور خدا پرستی کے متعلق لیا گیا تہا۔ اور اس یاد دہانی کی اسلیئے ضرورت ہوئی کہ روح بلا امداد عقل اکتساب معرفت نہین کرسکتی تکتہ یہ بات یاد رہے کہ روح بادشاہ بدن اور عقل کی مالک ہے۔ کیونکہ جبتک کسی جسم مین روح نہوگی عقل سے بہی بے نصیب رہیگا مثلاً پتہرون کو دیکہہ لیجے چونکہ انمین روح نہین اسلیئے عقل بہی نہین۔ لہذا اکتساب معرفت نہین کرسکتے۔ روح انسانی اسی لیے عقل پر عاشق ہے کہ عقل اکتساب معرفت کرسکتی ہے۔

	چون خرید او را و بر خوردار شد		آن کنیزک از قضا بیمار شد	
ترجمہ	جیسہی اُڑائے بادشہ نے چند روز		ہوگئی بیمار پر وہ دلفروز	

شرح۔ یعنے جب روح نے عقل کو خرید لیا اور اُس سے اکتساب معرفت کے متعلق نفع حاصل کرنا چاہا تو اتفاقاً وہ کنیزک بیمار نکلی کیونکہ وہ تو نفس امارہ کی عاشق تہی۔ شعر کے ظاہری معنے خود ظاہر ہین۔

	آن یکے خر داشت پالانش نبود		یافت پالان گرگ خر را در ربود	
ترجمہ	تہا کسیکے گدہا۔ پالان نہ تہا		جسپہ ملا پالان گدہا جاتا رہا	

شرح پہلے شعر کے مضمون کی توضیح ہے بطریق تمثیل۔ ظاہری معنے یہ ہین کہ بادشاہ کو جب عشق تہا تو کنیزک پاس نہ تہی اور جب کنیزک ملگئی تو اُسکی بیماری کی سبب عشق جاتا رہا۔ گدہا ہے تو پالان نہین اور پالان ہے تو گدہا نہین جب کوزہ تہا تو پانی نہ ملا اور جب پانی ملا تو کوزہ ٹوٹ گیا۔ اور باطنی مطلب یہ ہے کہ سلطان روح (بعد حصول خلعت جسم) کمالات عرفان کے حاصل کرنے کا شایق تہا مگر اسوقت اُسکے پاس عقل نہ تہی جسکے ذریعہ سے کمال حاصل کرتا۔ اور جب (بعد زمانہ بلوغ) عقل نصیب ہوئی تو اکتساب کمالات کا شوق جاتا رہا کیونکہ عقل عشق نفس امارہ کے باعث دنیا طلبی کی مریض نکلی۔ دانت تہے تو چنے نہ تہے۔ اور چنے ہوے تو دانت ندارد ہین

	کوزہ بودش آب می نامد بدست	آب را چون یافت خود کوزہ شکست	
ترجمہ	پاس جب پیالہ تہا پانی دور تہا	ملگیا پانی تو پیالہ چور تہا	

شرح مضمون سابق کی دوسری تمثیل ہے۔ یعنے سلطان روح ساغر شوق معرفت تو رکہتا تہا مگر خالی تہا اسمین شراب عقل نہ تہی جس سے نشہ عرفان حاصل ہو۔ مگر جسوقت یہ شراب ہاتہ لگ گئی تو ساغر ٹوٹ گیا۔ کیونکہ یہ شراب (عقل جزئی) عشق نفس امارہ کے سبب بالکل بے کیف پائی گئی۔

	شہ طبیبان جمع کرد از چپ و راست	گفت جان ہر دو در دست شماست	
ترجمہ	شہ نے فرمایا طبیبون سے کہ ہان	ہے تمہارے ہاتہ مین دونو کی جان	

شرح یعنے بادشاہ نے طبیبون کو جمع کرکے یہ کہا کہ ہم دونون کی جان تمہارے ہاتہ مین ہے۔ کنیزک کی اسلیے کہ سخت بیمار ہے اور میری اسلئے کہ مریض عشق ہون طبیبون کے ہاتہ مین جان کا ہونا یاس و عاجزی کا کلمہ ہے جو مایوسی کی حالت مین مریض یا اُسکے وارثون کی زبان سے نکلجاتا ہے۔ ورنہ فی الواقع دیکہا جائے تو ہر متنفس کی جان خدا کے ہاتہ مین ہے۔ خواہ زندہ رکہے خواہ مار ڈالے۔ نیز معنوی طور پر شعر کے یہ معنے ہوے کہ روح عقل کو نفس امارہ کے مرض عشق مین مبتلا دیکہکر قوائے جسمانی سے یہ کہہ رہی ہے کہ میری اور عقل کی نجات تمہارے وسیلہ سے ہوسکتی ہے۔ تم عقل کو لذائذ نفسانیہ پر مبتلا ہونے سے پرہیز کا حکم دو۔ ورنہ عقل کی بیماری سے مین بھی مبتلائے مصیبت ہونگی۔ کیونکہ خدا کی نافرمانی اور دنیا طلبی سے روح معذب ہوتی ہے

	جان من سہلست و جان جانم اوست	دردمند و خستہ ام درمانم اوست	
ترجمہ	میری جان کیا شئے ہے جانان جان ہے	دردمند خستہ کا درمان ہے	

شرح چونکہ بادشاہ نے کنیزک کے ساتہ اپنی جان کو بہی شامل کردیا تہا اس سے یہ شبہ پیدا ہوتا تہا کہ اُسے عاشق ہوکر جان بہت پیاری تہی۔ حالانکہ یہ مذہب عشاق کے بالکل برخلاف ہے۔ اس شعر مین بادشاہ نے اس اعتراض کا جواب دیا ہے۔ مطلب یہ کہ میری جان نہایت سبک اور بیقدر اور نکمی چیز ہے مجہے اپنے جان کے جاتے

رہنے کا کچھ غم نہین ہان کنیزک جو میری جان کی جان (یعنے روح الروح) ہے کسیطرح بچ جائے۔ کیونکہ مین اُسکے عشق سے دردمند اور خستہ دل ہون۔ اُسکا علاج میرا علاج اور اُسکی صحت میری صحت ہے۔

	ہر کہ درمان کرد مر جان مرا	بر گنج و دُرّ و مرجان مرا	
ترجمہ	دفع کریگا جو میری جان کا رنج	اُسکو مین انعام دونگا دُرّ و گنج	

شرح پہلے مصرع مین یا تو لفظ جان بمعنے روح ہے جس سے مراد کنیزک ہے یا مرجان (بمعنے مونگا) سارا ایک لفظ ہے اس صورت مین ممکن ہے کہ مرجان کنیزک کا نام ہوگا۔ یعنے روح کا قول ہے کہ جو طبیب عقل کا علاج کریگا وہ مستحق انعام۔ بیکران ہوگا۔ بعض نسخون مین بر گنج دُر اضافت کے ساتھ ہے۔

	جملہ گفتندش کہ جانبازی کنیم	فہم گرد آریم و انبازی کنیم	
ترجمہ	بادشہ سے یون لگے کہنے حکیم	جان لڑا دینگے کہ ہم سب ہین فہیم	

شرح یعنے ہم کنیزک کے علاج مین اپنی جان لڑا دینگے اور اپنی عقل اور ہوش و حواس کو جمع اور ایکدوسرے کو باہمی مشورے مین شریک کرکے معالجہ کرینگے (گرد آوردن بمعنے جمع کردن ہے) بعض نسخون مین فہم کردایم بھی دیکھا گیا ہے۔ یعنے ہم سب عقیل اور فہم کردار ہین کنیزک کا معالجہ سمجھ بوجھکر کرینگے۔

	ہر یکے از ما مسیح عالمیست	ہر الم را در کف ما مرہمیست	
ترجمہ	ہم مین سے ہر ایک ہے رشک مسیح	ہر مرض کی چارہ سازی ہے صحیح	

شرح۔ چونکہ یہ تمام طبیب جھوٹے مدعی تھے اسلیے انکی زبان سے ایسے دعوے کے کلمے نکلے جو سچونکی شان کے لایق نہین۔ اپنی زبان سے اپنے آپ کو مسیح عالم کہنا بہت بڑا دعوی ہے جو شایان خود بخود گفتن نزیبد مرد عاقل را کا مصداق ہے۔ صوفیون کے خیالات ایسے دعوون سے پاک ہوتے ہین۔

	گر خدا خواہد نگفتند از بطر	پس خدا بنمود شان عجز بشر	
ترجمہ	انشاء اللہ سے رہے سب بیخبر	حق نے دکھلایا اُنہین عجز بشر	

شرح۔ لفظ بطر خوشی و تکبر و سرگشتگی و بدبختی کئی معنون مین مستعمل ہے۔ یہان سب معنے درست ہو سکتے ہین۔ یعنی طبیبان مدعی نے وعدہ بادشاہ (زر و گنج و دُرّ و مرجان مراد) کی خوشی یا ہر یکے از ما مسیح عالمیست کے تکبر یا اپنی بدبختی کے باعث لفظ انشاء اللہ نہ کہا اُنکو یون کہنا چاہیئے تھا کہ انشاء اللہ ہم کنیزک کے علاج مین جانبازی کرینگے اور خدا نے چاہا تو وہ تندرست ہو جائیگی اسلیے اللہ تعالے نے انپر اُنکا عجز ظاہر کر دیا۔ کہ اُنکے علاج سے کنیزک اور زیادہ بیمار ہوتی گئی۔ یہان سے معلوم ہو گیا کہ کسی ایسے فعل پر جسکے کرنیکا ارادہ ہو انشاء اللہ نہ کہنا مذموم ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ قوائے جسمانی جو خود لذائذ نفسانیہ پر مبتلا ہین عقل کا علاج

نہین کرسکتے۔

	ترک استثنا مرادم قسوتے ست	نے ہمین گفتن کہ عارض حالتے ست	
ترجمہ	ترک استثنا قساوت دل کی ہے	جسکا کہنا عارضی حالت سی ہے	

شرح لفظ **استثنا** کے معنے انشاء اللہ کہنے کے ہین اور مطلب شعر یہ ہے کہ ترک استثنا (یعنی کسی کام پر انشاء اللہ زبان سے نہ کہنا) گو مذموم ہے لیکن مین اس کی مذمت نہین کرتا بلکہ ترک استثنا سے میری مراد قساوت قلب اور سختی دل ہے اور مین اسی کی مذمت کرتا ہون۔ کیونکہ قساوت دل سے غفلت پیدا ہوتی ہے جو خدا کا نام تک نہین لینے دیتی۔ دوسرے مصرع مین اضراب اور پہلے مصرع کے مضمون کی ترقی ہے یعنے ترک استثنا سے میری مراد قساوت قلب ہی نہین جسکی مین مذمت کرتا ہون بلکہ جسطرح ترک استثنائے قلبی مذموم ہے اسیطرح فقط زبان سے کہنا بھی اچھا نہین کیونکہ صرف زبانی جمع خرچ ایک عارضی حالت ہے جسکو دل سے کچھ علاقہ نہین۔ اس سے اس حدیث کے معنے **اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ بَلْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ** (یعنے اللہ تعالےٰ تمھارے صورتون اور عملون کو نہین دیکھتا بلکہ دلون اور نیتون پر نظر رکھتا ہے) اچھی طرح ظاہر ہوگئے۔ اس شعر کے دوسرے معنے یہ بھی ہوسکتے ہین کہ مصرع ثانی کو مفید ترقی مضمون مصرع اول نہ سمجھا جائے بلکہ لفظ **نے** سے مراد کی نفی مدنظر ہو۔ اس صورت مین لفظ **ترک گفتن** سے پہلے محذوف بالقرینہ ماننا پڑیگا۔ یعنے ترک استثنا کی مذمت سے میری مراد سختی دل ہے نہ کہ ترک گفتن۔ کیونکہ زبان سے انشاء اللہ نہ کہنا مذموم نہین ہے ترکیب لفظی کا فرق نہو تو دونو معنون کا حاصل ایک ہے سختہ نہان سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ انشاء اللہ دل اور زبان دونو یا فقط دل سے کہنا چاہیے صرف زبان کا اعتبار نہین۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کنافقون کے اُن مقولون کی مذمت فرماتا ہے جو صرف زبان سے ادا ہون اور دل اُسسے بے بہرہ رہے قرآن شریف کی آیت ہے **یَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِہِمْ مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ** یعنے منافق زبان سے ایسی باتین کہتے ہین جو اُنکے دل مین نہین ہوتین۔

	اے بسا ناوردہ استثنا بگفت	جان او با جان استثنا سخت جفت	
ترجمہ	مُنہ سے استثنا بہت کہتے نہین	دور مقصد سے مگر رہتے نہین	

شرح پہلے شعر کے دوسرے مصرع کی مدلل توضیح ہے۔ یعنی فقط زبان سے انشاء اللہ کہنا ایک عارضی اور ناقابل اعتبار بات ہے اسلیے قلبی استثنا چاہیئے کیونکہ بہت سے اہل اللہ جنکا دل خدا کے ساتھ مشغول ہے کسی کام پر زبان سے تو انشاء اللہ نہین کہتے لیکن اُنکی روح مقصود استثنا کے ساتھ متعلق رہتی ہے **جان استثنا** سے مقصود استثنا یعنے تفویض امور بجناب الٰہی مراد ہے پس شعر کے یہ معنے بھی

ہو سکتے ہین کہ لفظ بسا سے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین اور یہ لفظ تعظیماً آپ کی نسبت کہا گیا ہے اور تعظیم ہی کے باعث صراحتاً آپکا نام مبارک نہین لیا گیا۔ اسصورت مین یہ شعر اُس قصہ کی طرف اشارہ ہے کہ کفار قریش نے امتحان صداقت کے لیے آپ سے **اصحاب کہف** اور ذوالقرنین کا حال پوچھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ **غَدًا اُجِیْبُکُمْ** یعنے کل جواب دونگا مگر چونکہ زبان مبارک سے لفظ انشاء اللہ نہ کہا تہا اسلیے وحی چند روز تک منقطع رہی اور پہر یہ آیت نازل ہوئی **وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَیْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہُ** یعنے اے محمد بغیر انشاء اللہ کہے ہرگز نہ کہہ کسی چیز اور کسی کام کو کہ مین کل کرونگا مولانا کی غرض یہ ہے کہ اگرچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے **غَدًا اُجِیْبُکُمْ** کے ساتہ زبانی انشاء اللہ نہین فرمایا تہا مگر آپکا دل مقصود استثنا کے ساتہ ہر وقت متعلق تہا اسلیئے زبانی استثناء کی ضرورت نہوئی لیکن یہان یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب زبانی انشاء اللہ کہنا غیر ضروری ٹہرا تو نزول وحی مین تاخیر کیون ہوئی۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اگرچہ ترک استثناء قولی جائز تہا مگر شان پیمبری اس بات کی مقتضی تہی کہ اللہ کا نام دل اور زبان دونون سے لیا جاتا **حسنات الابرار سیئات المقربین** (جو نیکون کی نزدیک نیکیان وہ مقربان بارگاہ الٰہی کے نزدیک بدیان ہین) یا یہ جواب ہے کہ ترک استثناء زبانی اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے جائز تہا۔ بعد مین ممنوع ہو گیا۔ یا یہ جواب ہے کہ وحی کا چند روز کے لیے موقوف ہونا اُمت کے غافل لوگون کی تنبیہ کے لیے تہا تاکہ انہین معلوم ہو جائے کہ جب ترک استثناء زبانی کے باعث خاتم المرسلین سے چند روز کے لیے وحی منقطع ہو گئی تو اگر اُمتی ترک استثنا کرینگے تو انسے خدا کی بہت سی برکتین منقطع ہو جائینگی۔ اور بلا انشاء اللہ کہے اُنکے اکثر کام ناتمام رہینگے۔

	ہر چہ کردند از علاج و از دوا	گشت رنج افزون و حاجت ناروا	
ترجمہ	اُن طبیبون نے کیا جو کچہہ علاج	اُس سے بگڑا اور لونڈی کا مزاج	

شرح۔ شعر کے ظاہری معنے ظاہر ہین اور باطنی طور پر یہ مطلب ہے کہ قوائے جسمانی نے (جو خود مبتلائے لذائذ نفسانی تھے) عقل کو اپنی مرضی کی دوا دی جس سے صحت کی جگہ اُسکا مرض (دنیا طلبی) اور بڑہتا گیا۔

	آن کنیزک از مرض چون موئی شد	چشم شہ از اشک خون چون جوئی شد	
ترجمہ	یعنے لونڈی سوک کر تنکا ہوئی	روتے روتے چشم شہ دریا ہوئی	

شرح یعنے کنیزک عقل مرض دنیا طلبی کے سبب قریب الزوال ہو گئی کیونکہ دنیا طلبی سے عقل جاتی رہتی ہے اور روح پر صدمہ ہوتا ہے

	از قضا سرکنگبین صفرا فزود	روغن بادام خشکی مے نمود	
ترجمہ	آگیا سرکہ سے صفرا سامنے	کی یبوست روغن بادام نے	

شرح سرکنگبین۔ مرکب از سرکہ و انگبین جسکو سکنجبین کہتے ہین یہ دوا طبیبون کے نزدیک واقع صفرا ہے اور روغن بادام اعضا اور دماغ مین تری پیدا کرتا ہے۔ لیکن ہر دوا چونکہ حکم الٰہی کی پابند ہے اسلیے کبھی تو اپنا وہی اثر دکھاتی ہے جو طبیبون کے تجربہ مین آچکا ہے اور کبھی اُسکے برعکس۔ چونکہ کنیزک کے مقدر مین ہنوز صحت نہ تھی اسلیئے سکنجبین نے صفرا بڑھا دیا اور روغن بادام سے خشکی ہونے لگی۔ مؤثر حقیقی جو چاہے سو کرے۔

	از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت		**آب آتش را مدد شد ہیچ نفت**
ترجمہ	ہڑ ہگیا مسہل دوا دینے سے قبض		اور پانی سے حرارت ہائے نبض

شرح ہلیلہ ایک دوا ہے جسکو ہندی مین ہڑ کہتے ہین اور **نفت** ایک قسم کا آتشگیر روغن ہے جو زمین سے نکلتا ہے جسکو مٹی کا تیل کہنا چاہیئے۔ نیز تجربے سے ثابت ہوچکا ہے کہ ہلیلہ تلین کرتی ہے۔ دست لاتی ہے۔ مگر کنیزک کو اُلٹا قبض ہوگیا اور ہلیلہ سے **اطلاق** یعنے دست لانیکا اثر جاتا رہا۔ دوسرے مصرع مین **آتش** سے حرارت جسم مراد ہے یعنے کنیزک کی حرارت (تپ) اسقدر بڑہگئی کہ خالص پانی یا دوا کا پانی اسکی آتش یعنی حرارت کا مددگار ہوگیا۔ مطلب یہ کہ پانی نے اور زیادہ آگ بھڑکادی جیسا کہ مٹی کا تیل آگ پر پڑکر اُسے اور زیادہ بھڑکا دیتا ہے خلاصہ یہ کہ ساری دوائون کی تاثیر اُلٹی ہوی۔ اور کنیزک کا حال ع دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست۔ کا مصداق ہوگیا۔

	سستی دل شد فزون و خواب کم		**چشم پرسوز و دل پر درد و غم**
ترجمہ	ہوگئی ضعف درون سے نیند کم		آنکھ تہی پرسوز دل پر درد و غم

شرح بعض نسخون مین **چشم پرسوز** کی جگہ **سوزش چشم** دیکہا گیا ہے۔ مطلب ایک ہے اور شعر کے ظاہری معنے خود عیان ہین۔ ہان باطنی طور پر یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ کثرت دنیا طلبی سے عقل معاد سست ہوجاتی ہے۔ اور انکا دنیوی نیند اُڑا دیتے ہین۔ دل حرص دنیا سے پر درد و غم رہتا ہے اور انجام کار کثرت محنت سے حرارت لاحق ہوجاتی ہے اور آنکھین جلنے لگتی ہین۔ کیونکہ دنیا کی محبت تمام مصیبتون اور گناہونکی جڑ ہے۔

	شربت و ادویہ و اسباب او		**از طبیبان رنجیت یکسر آب رُو**
ترجمہ	جو دوا کی اُسکے حق مین سم ہوئی		رونق روے نگارین کم ہوئی

شرح اگر دوسرے مصرع مین لفظ **آب رو** کو اضافت کے ساتہ کہا جائے تو یہ معنے ہونگے۔ کہ شربت اور دواؤن اور اُنکے سامانون نے طبیبون کے ہاتہ سے کنیزک کے چہرہ کی رونق کھودی۔ کیونکہ وہ تختہ مشق طبیبان بنگئی تہی۔ اور اگر بلا اضافت سمجھا جائے تو یہ مطلب ہے کہ دواؤن نے تاثیر نہ کرنے کے باعث بادشاہ کے نزدیک طبیبون کی آبرو بگاڑدی۔ کیونکہ اُنہون نے جو مسیحائی عالم کا دعوی کیا تہا وہ ٹوٹ گیا۔

عاجز شدن طبیبان از معالجہ کنیزک و ظاہر شدن بہ بادشاہ و روی آوردن او بدرگاہ بادشاہ حقیقی

	شہ چو عجز آن طبیبان را بدید	پا برہنہ جانب مسجد دوید	
ترجمہ	جانتا ہی سے ہوا جب حال غیر	سوئے مسجد شاہ دوڑا ننگے پیر	
	رفت در مسجد سوی محراب شد	سجدہ گاہ از اشک شہ پر آب شد	
ترجمہ	عجز سے سجدے کیے با درد و آہ	آنسوؤن سے تر ہوی سب سجدہ گاہ	

شرح دونو شعرون کے معنے ظاہر ہین اور باطنی مطلب یہ ہے کہ جبتک سالک قبلۂ ہوائی سے قبلۂ حقیقی کیطرف رجوع نہین کرتا مرشد کامل کا ملنا اور اُسکے ارشادات سے بہرہ یاب ہونا محال ہے چنانچہ بادشاہ نے جب طبیبان مدعی کو چھوڑکر اللہ تعالے کی طرف رجوع کیا تو اُسے طبیب غیبی ملگیا۔ اور اُسکے معالجہ سے کنیز کو صحت یاب ہوگئی (یہ قصہ عنقریب آنیوالا ہے) ہان ان شعرون سے ایک اور بات نکلتی ہے۔ وہ یہہ کہ کسی اڑی مشکل کیوقت آدمی پر فرض ہے کہ تمام ظاہری وسیلون کو چھوڑکر دل وجان سے اللہ تعالے کی طرف متوجہ ہوجاے اور زبان سے بارگاہ بے نیاز مین عجز و انکسار کرے۔ اسی مطلب کیطرف مولانا آیندہ شعرون مین اشارہ فرماتے ہین

	چون بجوشش آمد از غرقاب فنا	خوش زبان بگشاد در مدح و ثنا	
ترجمہ	اپنے آپے مین جب آیا مرز باں	یون ہوا تعریف حق مین تر زبان	

شرح غرقاب سے آب عمیق اور فنا سے عالم محویت مراد ہے۔ یہ حالت سخت مصیبت مین دل سے دعا کرنے کے وقت ہوتی ہے۔ اور ایسی حالت کی دعا اکثر قبول ہوجاتی ہے۔

	کاے کمینہ بخشت ملک جہان	من چگویم چون تو میدانی نہان	
ترجمہ	اے خدا بخشندۂ ملک جہان	اے علیم آشکارا و نہان	

شرح اس شعر سے ثنائے الٰہی اور مناجات شروع ہوئی ہے۔ اور کمینہ بمعنے کمتر ہے۔ اور دوسرا مصرع اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْر (بالتحقیق اسے چھپی ہوئی باتون کو جانتا ہے) کی تفسیر ہے۔

	لیک گفتی گرچہ میدانم سرت	زود ہم پیدا کنش بر ظاہرت	
ترجمہ	گرچہ ہے تو واقف سر بالضرور	حکم ہے ہمکو دعا کا یا غفور	

شرح یعنے اے الٰہ العالمین جبکہ تو خود پوشیدہ باتونکو جانتا ہے تو میرے عرض کرنے کی کچھ ضرورت نہین لیکن تو نے دعا کرنے کا ہی حکم دیا ہے اسی لیے حدیث شریف مین آیا ہے اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ (دعا عبادت کا مغز ہے) اور قرآن مجید مین موجود ہے وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (اے بندو رب تمہارا حکم کرتا ہے کہ مجھی دعا مانگو۔ مین قبول کرونگا۔) مجیب الدعوات کی بارگاہ سے کوئی سائل محروم نہین پھرتا۔

	حال ما و این طبیبان سر بسر	پیش لطف عام تو باشد هدر	
ترجمہ	حالت بیمار مین گو ہیچ ہے	رو برو تیرے کرم کے ہیچ ہے	

شرح۔ یہان لفظ حال سے تدبیر مراد ہے اور ھدر لاشئی اور بیکار چیز کو کہتے ہین یعنے ہماری تدبیر جسکو ہم بیمار کے حق مین مہربانی سمجھے ہوے ہین تیری مہربانی کے سامنے بالکل بیکار ہے کیونکہ جبتک تیری مہربانی نہوگی ہماری مہربانی یعنے تدبیر سے بیمار کو ہرگز صحت نہین ہوسکتی۔

	ای ہمیشہ حاجتِ ما را پناہ	بار دیگر ما غلط کردیم راہ	
ترجمہ	اے پناہِ حاجت اے مولے العطا	بار دیگر ہوگئی ہمسے خطا	

شرح پناہ حاجت سے قاضی الحاجات مراد ہے اور لفظ بار دیگر بمعنے مکرر ہے یعنے اے قاضی الحاجات ہم بار بار خطائین کرتے ہین تو ہمارے گناہون کو معاف کر اور ہماری حالت پر رحم فرما اور کنیزک کو صحت دے نکتہ یہان سے دو باتین نکلتی ہین ایک تو یہ کہ آدمی چاہے کیسا ہی متقی اور گناہون سے بچا ہوا ہو مگر اسکو جناب الٰہی مین ہر وقت اپنی خطاؤنکا اقرار کرنا چاہیئے کیونکہ یہ اقرار عجز و انکسار اور بندہ ہونے کی علامت ہے دوسری یہ کہ جب اپنے یا کسی غیر کے لیے دعا مانگے۔ تو پہلے سچے دل سے استغفار کرے تاکہ دعا جلد قبول ہو۔ بادشاہ اگرچہ دیندار تہا کیونکہ مولانا اسکی نسبت ملک دنیا بودش و ہم ملک دین فرما چکے ہین۔ مگر یہ ممکن ہے کہ اس سے گناہ صادر ہوے ہون اسلیئے کہ دیندار کو معصوم ہونا ضروری نہین ہے چنانچہ منجملہ اور گناہونکے ایک گناہ یہ بہی ہے کہ اسنے شافی مطلق کو چہوڑکر طبیبان مدعی سے چارہ جوئی کی۔ بعض محققین نے بار دیگر کو عدد معین یعنے دوسری دفعہ یا دوسری مرتبہ کے معنون مین لیا ہے اور بادشاہ کے ذمہ دو خطائین لگائی ہین۔ اول خطا کنیزک پر عاشق ہونا۔ دوسری خطا طبیبان مدعی کی طرف رجوع کرنا۔ مگر یہ معنے نادرست ہین کیونکہ مولانا قدس سرہ ایک جگہ اپنی مثنوی مین فرماتے ہین کہ مشاہدۂ حق عورتون مین مردونکی نسبت کامل درجہ کا ہے اس لحاظ سے کنیزک کا عشق خطا کیسی عین صواب تہا۔ اور بعض شارحین کا یہ قول ہے کہ بادشاہ کی پہلی خطا توبہ ہے کہ طبیبون کی طرف رجوع کیا اور دوسری خطا یہ کہ کنیزک کی صحت کے لیے دعا مانگی۔ حالانکہ وہ جانتا تہا کہ اللہ تعالےٰ علام الغیوب اور دانائے اسرار ہے۔ اس قول پر یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ جب قرآن و حدیث مین جائز موجود ہے تو دعا مانگنا خطا کیون ٹہیرا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ دعا کی اجازت سہی مگر عاشقان الٰہی جنکا مذہب تسلیم و رضا ہے دعا کو اپنی مصیبت کے سپرد ہرگز نہین بتاتے جو چیز عام مومنین کے لیے جائز ہے وہ مقربین کے لیے ممنوع ہے بعض قلمی نسخون مین یہ شعر لیک گفتی گرچہ میدانم نسرت الے آخرہ اس شعر کے اے ہمیشہ حاجت ما را پناہ کے بعد واقع ہے اس صورت مین خود مولانا قدس سرہ کے کلام سے یہ بات

ظاہر ہوتی ہے کہ بادشاہ کی پہلی خطا طبیبون کی طرف رجوع کرنا ہے اور دوسری خطا کنیزک کے لیے دعا مانگنی۔ کیونکہ مصرعہ ایک گفتی الے آخرہ مین کلمہ ایک بمعنے لیکن حرف استدراک ہے۔ بادشاہ اپنی خطا کا عذر اسطرح کرتا ہے کہ اے قاضی الحاجات مینے کنیزک کے لئے جو دعا مانگی یہ میری دوسری خطا ہے لیکن تو نے خود دعا مانگنے کا حکم دیا ہے اسلیئے مجھے اس خطا پر جرأت ہوگئی۔ یہ ذرا باریک بات ہے غور سے سمجھنی چاہیے

	چون برآورد از میان جان خروش		اندر آمد بحر بخشایش بجوش	
ترجمہ	بادشہ کے دل سے جب نکلا خروش		آگیا دریائے بخشایش مین جوش	

شرح۔ میان جان سے تہ دل خروش سے گریہ و فریاد بخشائش سے رحمت الٰہی مراد ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ بادشاہ کی دعا قبول ہوگئی قرآن مجید مین آیت موجود ہے اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ رخدا کے سوا اور کوئی ایسا نہین جو بیقرار کی دعا قبول کرلے۔

	در میان گریہ خوابش در ربود		دید در خواب او کہ پیرے رو نمود	
ترجمہ	روتے روتے سوگیا وہ اہل درد		خواب مین دیکھا کہ ہے ایک پیر مرد	

شرح۔ پیر سے مراد بزرگ ہے اور یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ سچے خواب مین بشارت دینے والا کوئی نہ کوئی بزرگ صورت ہوا کرتا ہے جسکو ملہم من اللہ کہتے ہین۔

	گفت ای شہ مژدہ حاجات تراست		گر غریبے آید فردا ز ماست	
ترجمہ	کہہ رہا ہے تو مراد ین پائیگا		ایک مسافر کل ہمارا آئیگا	

شرح گفت کا تلفظی فاعل پیر ہے مگر معنوی طور پر یہ مژدہ خدا کی طرف سے ہے۔ یعنے اے بادشاہ تیری حاجت ضرور روا ہوگی اور ایک مسافر جو تیرے پاس کل آئیگا وہ ہمارا یعنے خدا کا بھیجا ہوا ہوگا۔

	چونکہ آید او حکیم حاذق ست		صادق ش دان کو امین و صادق ست	
ترجمہ	وہ مسافر ہے بڑا حاذق حکیم		ہے امانت دار حق صادق۔ حکیم	

شرح۔ خواب مین نظر آنیوالا بزرگ بادشاہ سے کہہ رہا ہے کہ کل جو ایک مسافر تیرے پاس آئیگا وہ کوئی معمولی مسافر یا سائل نہین ہے بلکہ حاذق اور دانا حکیم ہے جو کچھ وہ کہیگا سچ ہوکر رہیگا۔ کیونکہ وہ امین ہے طبیبان مدعی کی طرح خیانت پیشہ نہین ہے۔ چونکہ بادشاہ طبیبان مدعی سے بدظن اور کنیزک کی صحت سے مایوس ہوگیا تہا اسلیے اس بزرگ نے خواب مین اُس طبیب غیبی کی تعریف کی تاکہ بادشاہ معالجۂ کنیزک کے لیے اُس سے رجوع کرے اور اُسے طبیبان مدعی کے زمرہ مین سے نہ سمجھے۔ کیونکہ دودہ کا جلا چھاچھ کو پھونک پھونک کر پیتا ہے۔

	در علاجش سحر مطلق را ببین		در مزاجش قدرت حق را ببین
ترجمہ	سحر مطلق ہے علاج اُس شخص کا		قدرت حق ہے مزاج اُس شخص کا

شرح سحر یعنی جادو کی دو قسمین ہین اول سحر مقید۔ جو خاص خاص اجسام عنصریہ اور اجرام فلکیہ وغیرہا کی تاثیر سے پیدا ہوتا ہے دوم سحر مطلق جو صرف اسمائے الٰہیہ کے اثر سے ہویدا ہوتا ہے اسکو سحر حلال بھی کہتے ہین اور کرامت بھی دوسرے مصرع مین مزاج بمعنے ذات سے الہام ربانی مراد ہے۔ جو بصیغہ اسم فاعل مظہر افعال ہے۔ اور یہ پہلے ہی معلوم ہو چکا ہے کہ انسان کامل کے تمام افعال حق کیطرف منسوب ہین کیونکہ حدیث قدسی کے یہ الفاظ ہین لَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہٗ وَبَصَرَہٗ وَیَدَہٗ وَلِسَانَہٗ فَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ وَبِیْ یَبْطِشُ وَبِیْ یَنْطِقُ یعنی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب کوئی بندہ میرا مقرب ہو جاتا ہے تو مین اُسکو اپنا دوست بنا لیتا ہون اور جسوقت مینے دوست بنا لیا تو مین اُسکی سماعت۔ بصارت۔ ہاتھ اور زبان بنجاتا ہون۔ وہ میرے ہی سماعت سے سُنتا ہے اور میری ہی بصارت سے دیکھتا ہے اور میرے ہی ہاتھ سے پکڑتا ہے اور میری ہی زبان سے بولتا ہے) اس تمہید کے بعد شعر کا یہ مطلب ہوا کہ اے بادشاہ تو اسکے علاج مین تاثیرات اسمائے الٰہی دیکھے گا جو ہر مرض کی دوا ہین اور کنیزک کے تندرست ہونے مین تجھے اُسکی کرامت دکھائی دیگی۔ جو فی الواقع باعث حیرت ہوگی۔ اور اُسکی ذات مین قدرت حق نظر آئیگی۔ کہ کیونکر دریدۂ طبابت اپنا کام کر رہی ہے

	خفتہ بود آن خواب دید آگاہ شد		گشتہ مملوک کنیزک شاہ شد
ترجمہ	دیکھکر یہ خواب شاہِ دوستکام		جاگ اُٹھا سنکر کنیزک کا غلام

شرح لفظ آگاہ سے مراد بیدار ہے۔ اور گشتن کے دو معنے ہین (ہونا اور پھرنا) چنانچہ مولانا ایک جگہ مثنوی مین فرماتے ہین ؎ چون از گشتی ہمہ چیز از تو گشت ✤ چون از گشتی بر چیز از تو گشت ✤ یعنے جب تو خدا کا ہوگیا تمام چیزین تیری ہوگئین اور جب اُس سے پھر گیا ساری چیزین تجھسے پھر گئین لفظ شد جو دوسرے مصرع کے آخر مین ہے لفظ گشتہ کی تفسیر ہے یعنے یہ بتا رہا ہے کہ یہان گشتہ بمعنے شد ہے برگشتہ کے معنون مین نہین اسلیے لفظ شد زائد سمجھا جائیگا جسکو معنون سے کچھ غرض نہین۔ اور خلاصہ مصرع یہ ہوگا کہ شاہ مملوک کنیزک گشت یعنے جب خواب سے آنکھ کھلی تو مژدۂ صحت کے باعث اسقدر خوش ہوا کہ کنیزک کا غلام بنگیا۔ یعنی بادشاہ کی طبیعت جو بیماری کے سبب ہٹ گئی تھی پھر کنیزک پر مائل ہوگئی یا یہ معنے ہین کہ بادشاہ خواب دیکھکر اسطرح چونک پڑا گویا کنیزک کا غلام تھا اور یہ قاعدہ ہے کہ غلام آقا کے خوف سے سوتے سوتے چونک پڑتے ہین۔ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ گشتہ بمعنے شد ہو اور شد اپنے معنون مین رہے یعنے بادشاہ جو کنیزک غلام بنا ہوا تھا اس بشارت پھر بادشاہ ہوگیا مطلب یہ کہ اُسکی بیماری کے سبب جو امور سلطنت کی طرف سے بادشاہ کی طبیعت مین سستی اور بے پروائی آگئی تھی وہ جاتی رہی بعض قلمی نسخون مین گشتہ مملوک و کنیزک شاہ شد عطف کے

سانہ ہے اسصورت مین مطلب یہ ہے کہ خواب کی صداقت پر یقین کرکے بادشاہ مملوک یعنے عاشق ہوگیا اور کنیزک بادشاہ یعنے معشوق بنگئی اور بادشاہ کے دل مین وہی عشق پیدا ہوگیا جو کنیزک کی بیماری سے پہلے تہا۔

	چون رسید آن وعدہ گاہ و روز شد		آفتاب از شرق اختر سوز شد
ترجمہ	جب ہوا وہ وقت اور آئی سحر		ہوگیا مشرق سے سورج جلوہ گر
	بود اندر منظرہ شہ منتظر		تا بہ بیند آنچہ بنمودند سر
ترجمہ	تہا جھروکون مین شہ دین منتظر		تا عیان شب کی بشارت کا ہو سر

شرح۔ منظرہ بمعنے جائے نظر دریچۂ بلند سیر گاہ۔ جھروکا جو شاہی محلون مین ضرور ہوتا ہے۔

	دید شخصے کامل و پر مایہ		آفتابے در میان سایہ
ترجمہ	شخص کامل شاہ کو آیا نظر		ابر مین سورج تہا گویا مستتر

شرح یعنے صبح اٹھکر بادشاہ نے اُسی کامل اور پر مایہ شخص کو دیکہا جسکی بشارت خواب مین ہوگئی تہی۔ مایہ سے حکمت الہی اور کرامت مراد ہے۔ اور دوسرے مصرع کے دو معنے ہوسکتے ہین **اول** یہ کہ **آفتاب** سے آفتاب فلکی (سورج) اور **سایہ** سے ابر مراد ہو۔ یعنے بادشاہ نے دور سے اُس شخص کو اسطرح دیکہا جسطرح کوئی آفتاب کو ابر مین دیکہتا ہے ایسی حالت مین گو آفتاب تو نظر نہین آتا مگر ابر مین سے اُسکے انوار کی جھلک ضرور دکہائی دیتی ہے علےٰ ہذا القیاس وہ شخص فاصلہ کے سبب گو بادشاہ کو ابہی اچھی طرح نظر نہین آیا تہا مگر اُسکے نور کا جلوہ دور سے محسوس ہو رہا تہا۔

دوم یہ کہ **آفتاب** سے احدیت ذات حق مع اسما و صفات اور **سایہ** سے تعین خاص (یعنی طبیب حاذق) مراد ہو یعنے وہ طبیب حاذق کوئی انسان نہ تہا بلکہ اس تعین خاص مین احدیت ذات مع اسما و صفات جلوہ گر تہی۔ کیونکہ وہ مقام فنا فی اللہ اور بقا باللہ طے کیے ہوے تہا۔ آیندہ شعر اسی دوسرے معنے کی تائید کرتا ہے۔

	میرسید از دور مانند ہلال		نیست بود و ہست بر شکل خیال
ترجمہ	تہا نمایان دور سے شکل ہلال		نیستی ہستی مین مانند خیال

شرح چونکہ بادشاہ اُسکا منتظر اور اُسکی ملاقات کا مشتاق تہا اسلیے آنے والے کو ہلال سے تشبیہ دیگئی یا یہ کہ وہ کثرت ریاضت کے باعث لاغر اندام تہا اسلیے ہلال کہا۔ یا یہ کہ جسطرح ہلال کی روشنی رفتہ رفتہ بڑہتی ہے اسیطرح جسقدر وہ بادشاہ کے قریب ہوتا جاتا تہا اسکے انوار کی جھلک زیادہ ہوتی جاتی تہی۔ اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ طبیب غیبی باعتبار فنا فی اللہ نیست تہا اور باعتبار بقا باللہ ہست تہا۔ یا یہ کہیے کہ باعتبار ترک وجود عارضی فنا فی الذات تہا اسلیے نیست تہا مگر چونکہ طبابت کے لئے **ظل بشریت** مین آگیا تہا اسلیے ہست تہا اس ہستی و نیستی کی مثال خیال ہے کہ خیال کرنے والے کے نزدیک تو اُسکا وجود ہوتا ہے۔ مگر فی الواقع کچہ بہی نہین ہوتا۔

	نیست وش باشد خیال اندر جہاں		تو جہانے بر خیالے بین روان
ترجمہ	نیست ہین بالکل خیالات جہان		ہے جہان نقش خیالی پر روان

شرح یہ شعر بطور نصیحت مولانا کا مقولہ ہے۔ یعنے اے مخاطب خیال عالم موجودات مین کالعدم ہے مگر افسوس سارا جہان اسی خیال پر جو سونے والے کے خواب کے برابر ہے کاربند ہو رہا ہے اور ہر شخص ذات باقی کو چھوڑکر اپنے اپنے خیالات کا عاشق و پیرو ہے حالانکہ تمام خیالات فانی ہین اس صورت مین روان بمعنے روندہ ہے۔ بعض نسخون مین پر خیالی بھی دیکھا گیا ہے یعنے اے مخاطب اچھی طرح دیکھہ سارا جہان خیال سے پر ہے ایسا ایک بھی نہ نکلیگا جو فانی خیالات کے عشق سے خالی ہو اسصورت مین روان زود اور فی الحال کے معنون مین ہے۔

	بر خیالے صلح شان و جنگ شان		بر خیالے نام شان و ننگ شان
ترجمہ	اُنکی صلح و جنگ ہے بالکل خیال		اور نام و ننگ ہے بالکل خیال

شرح یعنے اہل عالم کے تمام معاملات خیال پر مبنی ہین کبھی کسی چیز کو بُرا خیال کرکے اُسمین لڑمرے اور کبھی اچھا جانکر صلح کرلی۔ اُنکے خیال مین دنیا کی ناموری بہت اچھی ہے اسلیے اُسکے حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہین۔ اور فقیری و مسکینی بُرے اوصاف ہین اسلیے اُسکو باعث ننگ و عار جانتے ہین **فائدہ** خیال کئی معنون مین مستعمل ہے **اول** دلمین کسی صورت کا تصور کرنا خواہ وہ صورت جسمی ہو یا معنوی **دوم** وہ چیز جو خواب مین نظر آتی ہے **سوم** وہ صورت جو کھیتون مین جانورون کے ڈرانے کے لیے نصب کیجاتی ہے۔ **چہارم** عالم مثال جسکو عالم برزخ بھی کہتے ہین اور جو عالم ارواح و عالم اجسام کے مابین ہے۔ گزشتہ شعر و نیز خیال کے دوسرے معنے لیے گئے ہین۔

	آن خیالاتے کہ دام اولیاست		عکس مہ رویان بستان خداست
ترجمہ	جن خیالون مین پھنسے ہین اولیا		ہین وہ بالکل عکس علم انبیا

شرح دام اولیا کی اضافت لامی ہے یعنے برائے اولیا عکس بمعنے پرتو مہ رویان سے صور علمیہ یا اسرار معرفت اور بستان خدا سے انبیا علیہم السلام یا جذبات الٰہی مراد ہین۔ یہ شعر گویا ایک سوال مخفی کا جواب ہے معترض یہ شبہ کرتا تہا کہ اولیاء اللہ کے حالات بھی تو خیالات ہی پر مبنی ہین کیونکہ تصوف خیالات کے پاک و صاف کرنیکا نام ہے اور جبکہ خیالات کالعدم اور بمنزلہ خواب ٹھیرے تو اولیاء اللہ اور عام لوگون کے خیالات مین کیا فرق ہوا۔ مولانا اسکے جواب مین فرماتے ہین کہ وہ خیالات جنہون نے اولیاء اللہ کو دام عشق حقیقی مین پھنسا دیا ہے انبیا علیہم السلام کی صور علمیہ یا جذبات الٰہی کے اسرار کا پرتو ہین اسلیے کہ اولیاء جذبات الٰہی اور انبیا علیہم السلام کے تابع ہین اُنکو عشق حقیقی اسی رستہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اسرار معرفت خیالی باتین نہین ہین۔ ایک بڑے ولی کا قول ہے

گر بچشم عاشقان بینی جمال خویشتن ہمچو من آشفتہ گردی در خیال خویشتن

	آن خیالے راکہ شہ در خواب دید		در رخ مہمان ہمے آمد پدید
ترجمہ	شاہ نے جو خواب مین دیکھے تھے سب		تھے رُخِ مہمان مین وہ آثار سب

شرح۔ تصورات خیالی یعنے خواب کی دو قسمین ہین۔ خلاف واقع۔ اور مطابق واقع۔ پہلا خیال ایسا ہے جیسا نبی کے خواب مین جھپٹے البتہ دوسرے خیال کا نام کشف ہے چنانچہ آیۂ کریمہ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰہُ رَسُوْلَہُ الرُّؤْیَا بِالْحَقِّ (بالتحقیق خدا نے اپنے رسول کا خواب سچا کر دیا) سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فتح مکہ سے پہلے مسجد حرام مین داخل ہونے اور ارکان حج ادا کرنیکے متعلق جو خواب دیکھا تھا وہ مطابق واقع یعنے کشف تھا۔ اس تمہید کے بعد شعر کا یہ مطلب ہے کہ بادشاہ نے خواب مین جو کچھ دیکھا تھا وہ طبیب غیبی کی ذات مین موجود تھا اس سے ظاہر ہے کہ بادشاہ کا خواب کشف تھا۔

	نور حق ظاہر بود اندر ولی		نیک بین باشی اگر اہل دلی
ترجمہ	اولیا مین نور حق ہے بالیقین		دیکھ سکتا ہے مگر ہر نیک بین

شرح یعنے ولی کامل فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا مرتبہ حاصل کرنیکے بعد آئینہ ذات حق بنجاتا ہے۔ مگر ذات ولی مین نور حق اُسی باطنی آنکھ والے کو نظر آتا ہے جسپر غفلت کا پردہ نہ پڑا ہو۔

	آن ولی حق کہ پیدا شد ز دور		از سراپایش ہمین میریخت نور
ترجمہ	نور چشم شاہ تھا جب دور تھا		پاس جب آیا سراپا نور تھا
	شہ بجای حاجبان در پیش رفت		پیش آن مہمان غیب خویش رفت
ترجمہ	شہ نے کی تعظیم دربان کی طرح		دیکھکر مرغوب مہمان کی طرح

شرح بادشاہ کا دربانونکیطرح استقبال کو جانا اُسکے ادب کو ظاہر کر رہا ہے جسکا بیان آیندہ آنیوالا ہے بعض نسخونمین در پیش رفت کی جگہ فا پیش رفت دیکھا گیا ہے فا پیش لغت مین بمعنے فرا پیش ہے مراد وہی مہمان کا استقبال ہے جو بادشاہ نے خلوص دل سے کیا تھا۔

	ضیف غیبی را چو استقبال کرد		چون شکر گوئی کہ پیوست او بورد
ترجمہ	کرکے استقبال شاہ باخبر		یون ملا مہمان سے جیسے گلشکر

شرح یعنے بادشاہ طبیب غیبی سے بڑی خندہ پیشانی اور شیرین بانی کے ساتھ ملا اس ملاقات کی مثال شکر اور درد کی ہے کہ دونو باہم ملکر یکجان ہو جاتے ہین نکتہ اسمین یہ اشارہ ہے کہ طبیب غیبی نے ملتے ہی بادشاہ کو جذبات الٰہی کیطرف کھینچکر اپنا سا کر لیا یعنے بحر وحدت مین غرق کر دیا جسطرح شکر اور درد کے ملنے سے دوئی جاتی رہتی ہے۔ اور دونون کا ایک نام (گلقند) ہو جاتا ہے اُسیطرح اُن دونون سے دوئی غائب ہو گئی۔ اور ایک جان دو قالب بنگئے چنانچہ

آئندہ شعر انہی معنون کی تائید کر رہا ہے۔

	ہر دو بحرے آشنا آموختہ		ہر دو جان بے دوختن بر دوختہ
ترجمہ	ہر دو دریائے مطالب مل گئے		بنکے یک جان و دو قالب مل گئے

شرح۔ آشنا بمعنے شناد شناوری دونو طرح مستعمل ہے۔ یہان دوسرے معنے (مصدری) مراد ہین یعنی طبیب اور بادشاہ گویا شناوری سیکھے ہوے دو دریا تھے بادشاہ دریائے علوم ظاہری تھا اور طبیب دریائے علوم باطنی مگر چونکہ شناوری (تیراکی) سیکھے ہوے تھے دونو ملکر ایک ہو گئے۔ یا یہ معنے ہین کہ اُن دونون کی روحین بلا ارتباط ظاہری چونکہ باہم مربوط ازل اور ایکدوسرے کی دوست تھین اسلیے عالم ظاہری مین ملتی ہے ایک کی ایک ہو گئین۔ حدیث شریف موجود ہے اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ (یعنے روحین محفوظ لشکرون کی مانند ہین اور لشکر والون کا قاعدہ ہے کہ جس سیکو پہچان لیتے ہین اُس سے ملجاتے ہین اور جسکو نہین پہچانتے اُس سے الگ رہتے ہین) ہر دو جان مین اضافت مقلوب ہے یعنے چونکہ دونون کی روحین بلا ارتباط ظاہری ازل مین مربوط تھین اسلیے عالم ظاہری مین بھی ملگئین۔

	آن یکے چون تشنہ وان دیگر جواب		آن یکے مخمور وان دیگر شراب
ترجمہ	ایک پیاسا دوسرا مانند آب		ایک میکش دوسرا مثل شراب

شرح۔ بادشاہ گویا پیاسا یا مخمور تھا اور طبیب غیبی پانی۔ یا شراب یعنے جسطرح پیاسے کو پانی کی چاہت اور مخمور کو شراب کی محبت ہوتی ہے اسیطرح بادشاہ کو طبیب کی محبت ہو گئی۔ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ لوگون پر اہل اللہ سے دلی محبت رکھنی فرض ہے۔ یا طبیب غیبی کو پیاسا اور مخمور اور بادشاہ کو پانی اور شراب کہا گیا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اہل اللہ سالکان راہ خدا کے خواہان ہوا کرتے ہین جسطرح پیاسا پانی کا جویان ہوتا ہے۔ یا یہ سمجھیے کہ دونو ایک دوسرے کے حق مین پیاسے اور ایک دوسرے کے حق مین پانی کا حکم رکھتے تھے۔ اسصورت مین یہ شعر اُن دونون کی باہمی اتحاد کی تمثیل ہے۔ آئندہ شعر پہلے معنون کی تائید کر رہا ہے

	گفت معشوقم تو بودستے نہ آن		لیک کار از صبر خیزد در جہان
ترجمہ	شہ نے فرمایا کہ تو محبوب ہے		صبر لیکن کام مین مطلوب ہے

شرح یعنے بادشاہ نے حسن عقیدت اور غایت ارادت کے باعث یہ کہا کہ اے حکیم حاذق کنیز کہ میری معشوق نہین بلکہ مطلوب دلی تو ہے۔ لیکن دنیا عالم اسباب ہے یہان بات مین سے بات پیدا ہوتی ہے صبر کیے بغیر مطلوب حاصل نہین ہو سکتا۔ یہان کا ہر کام دیر طلب ہے۔ اگر مین کنیز کہ پر عاشق نہوتا تو تجھہ جیسے کامل شخص سے ہرگز ملاقات نصیب نہوتی اس شعر مین اشارہ ہے کہ طالب مرشد کامل پر سچا عقیدہ رکھے اور مرشد کے روبرو اپنے تمام اقوال و

افعال میں ادب و لحاظ کو ہاتھ سے نجانے دے

	اے مرا چون مصطفیٰ من چون عمر	از برائے خدمتت بندم کمر	
ترجمہ	تو بر نگ مصطفیٰ میں ہون عمر	باندہ لی ہے تیری خدمت کو کمر	

شرح۔ یہ شعر بھی بادشاہ کا مقولہ ہے۔ یعنے اے طبیب غیبی اور مرشد کامل تو حسب مضمون حدیث اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ علماء پیغمبرون کے وارث ہین مصطفےٰ کا قایم مقام ہے اور مین باعتبار حسن ارادت و فرمانبری گویا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قائم مقام ہون۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تخصیص اسلیے ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبری مین ہمرہ دیگر صحابہ بہت مشہور تھے۔ بعض محققین نے تخصیص عمرؓ کی یہ وجہ بھی لکھی ہے کہ ہر قطب زمان اور امام عالم کے دو وزیر ہوتے ہین۔ ایک دہنی طرف کا دوسرا بائین طرف کا چنانچہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے بھی دو وزیر تھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وزیر یمین اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ وزیر یسار۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ قطب زمان اور امام عالم ہوے۔ اور حضرت عمرؓ وزیر یمین بنے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وزیر یسار۔ علے ہذا القیاس یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہیگا۔ اسصورت مین ممکن ہے کہ طبیب غیبی قطب زمان ہو۔ اور بادشاہ وزیر یسار ہو۔ کیونکہ اُسنے اپنے آپ کو حضرت عمر کا قایم مقام کہا ہے۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔

درخواستن توفیق رعایت ادب و خامت بے ادبی

ترجمہ	خدا سے توفیق رعایت ادب کی درخواست اور بے ادبی کی برائی	

شرح۔ چونکہ بادشاہ طبیب غیبی کی تعظیم و ادب کے سبب اپنے مطلوب پر کامیاب ہو گیا تھا۔ اسلیے مولانا ادب کی خوبیان اور بے ادبی کی مذمت بیان فرماتے ہین اور تمام سالکان راہ معرفت کے لیے اللہ تعالےٰ سے ادب کی توفیق چاہتے ہین۔

	از خدا خواہیم توفیق ادب	بے ادب محروم ماند از لطف رب	
ترجمہ	حق سے ہین ہم سائل شان ادب	بے ادب ہے دور رہے ہر لطف رب	

شرح۔ **ادب**۔ حد ہر چیز کی نگاہداشت۔ اور دانش اور طور پسندیدہ کو کہتے ہین۔ نیز علوم عربیہ (صرف نحو وغیرہ) کا نام بھی ادب ہے لیکن یہان پہلے معنے مراد ہین۔ صوفیہ کے نزدیک۔ ادب کی کئی قسمین ہین (اوّل) **ادب شرعت** یعنے حدود شرع شریف پر قایم رہنا (دوم) **ادب خدمت** یعنے بندہ کا خدا کی محکوم کا حاکم کی۔ غلام کا مولےٰ کی اولاد کا مان باپ کی خدمت مین مبالغہ کرنا (سوم) **ادب طریقت**۔ مثلاً طہارت دل۔ اور حفظ اوقات اور وفاے عہد۔ اور مراعات اسرار۔ اسکا نام۔ ادب خواص بھی ہے (چہارم) **ادب معرفت** یعنے اپنے اور حقیقی

و تعالے کے حقوق مین امتیاز کرنا۔ اسکو ادب حق بھی کہتے ہین۔ یہ ادب خصوصیت کے ساتھ اولیاء اللہ کا حصہ ہے۔
سالک پر سب سے پہلے یہ فرض ہے کہ **ادب شریعت** کا پابند رہے ورنہ ادب طریقت و معرفت سے ضرور محروم رہیگا۔ کیونکہ جسنے ادب کے مرتبۂ اول (ادب شریعت) کو چھوڑ دیا وہ دیگر مراتب پر کیونکر ترقی کر سکتا ہے۔ مصرع ثانی کا یہی مطلب ہے کہ جو شخص ادب شریعت نہ کریگا۔ وہ لطف رب (یعنے ادب طریقت و معرفت) سے محروم رہیگا۔

	بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد		**بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد**
ترجمہ	بے ادب تنہا نہین ہے آپ خوار		بلکہ عالم سوز ہے وہ نابکار

شرح یعنے بے ادب کی برائی اُسی کی ذات تک نہین رہتی بلکہ مخلوق کو بھی ضرر پہنچاتی ہے چنانچہ آیندہ شعرون مین اس مضمون کی چند مثالین مفصل طور پر بیان کی گئین ہین۔

	مائدہ از آسمان در میرسید		**بے شراو بیع بے گفت و شنید**
ترجمہ	آسمان سے آرہا تھا مائدہ		بے مشقت تھا سراسر فائدہ

شرح۔ یہان مائدہ سے **من و سلوی** مراد ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم (بنی اسرائیل) پر اترتا تھا اور جسکی نسبت یہ آیت ہے **وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ** (ہمنے ابر کو اُنکا سائبان بنایا اور اُنپر من و سلوی اُتارا) **مَنّ** ترنجبین۔ یا شہد۔ یا شیرخشت کی قسم مین سے کوئی میٹھی چیز ہوتی ہے اور **سلوی** ایک پرند کا نام ہے جسکو عربی مین **سمانے** اور ہندی مین بٹیر کہتے ہین۔ حضرت موسیٰ کی قوم پر کھانے کے لیے ترنجبین اور بھنی ہوئی بٹیرین نازل ہوتی تھین۔ یعنے میٹھا سلونا دونو کھانے آتے تھے اس من و سلوی کے نازل ہونیکا باعث یہ تھا کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے عرض کیا تھا کہ ہم اگر معاش سے بے فکر ہو جائین تو دل لگا کر خدا کی عبادت کرین چنانچہ حضرت موسیٰ نے دعا کی اور اُنکی دعا قبول ہو گئی۔ من و سلوی آسمان سے اُترنے لگا اور وہ بہت عرصہ تک کھاتے رہے مگر بعض بے ادبون کے سبب یہ نعمت تمام قوم سے چھن گئی۔ جسکا بیان آیندہ شعرون مین ہے

	در میان قوم موسی چند کس		**بے ادب گفتند کو سیر و عدس**
ترجمہ	قوم موسیٰ مین سے تھے جو بے شعور		مانگ بیٹھے ہے کہان لہسن مسور

شرح لفظ **بے ادب** لفظ **چند کس** کا بدل ہے اور اس شعر مین اس آیت کی طرف اشارہ ہے **وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ لَن نَّصْبِرَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ** الے آخرہ یعنے بعض بے ادبون نے حضرت موسیٰ سے یہ کہا کہ ہم روز کے روز ایک طرح کے کھانے (من و سلوی) پر صبر نہین کر سکتے تو اپنے خدا سے دعا کر کہ ہمارے لیے زمین مین سے ساگ، پات اور کھیرا ککڑی اور گیہون اور مسور اور لہسن پیاز پیدا کرے۔ بے ادبونکا یہ قول ترک ادب لطف

تہا یعنے عدم مراعات اسرار الٰہی۔ وہ اُس بھید کو ہرگز نہ سمجھ سکے جو من وسلوی کے نازل کرنے مین تھا اُنھون نے ایسی نعمت کو جو خدا کیطرف سے گھر بیٹھے ملتی تہی لہسن پیاز کے مقابلہ مین حقیر سمجھا اسلیے من وسلوی منقطع ہوگیا۔

	منقطع شد خوان ونان از آسمان	ماند رنج زرع وبیل ودا سمان	
ترجمہ	ہوگیا موقوف خوان آسمان	رہگیا محنت مشقت مین جہان	

شرح۔ خوان ونان سے وہی من وسلوی مراد ہے جسکا ذکر ہوچکا۔ بیل بمعنے بیلچہ ہے اور دا سمان بمعنے درانتی یعنے من وسلوی کا اُترنا موقوف ہوگیا اور بونے جوتنے۔ کہیت کیا بیلچے درانتی اور پسینے پکانے کی محنت کو گویا باقی رہگئی کیونکہ جب بعض بے ادبون نے من وسلوی کو حقیر سمجھکر گیہون مسور اور لہسن پیاز وغیرہ مانگے تو اللہ تعالے کا یہ حکم ہوا اِہْبِطُوا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ رے بنی اسرائیل تم شہر مین چلے جاؤ۔ وہان تمکو جو تمنے مانگا ہے وہ ملجائیگا چنانچہ وہ سب شہر مین چلے گئے۔ اور محنت مزدوری کرنے لگے پیٹ بھرنے کے لیے کہیت کیا اور کدال پھاوڑے کی مشقت اُٹھانی پڑی۔ آیت کریمہ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ کے یہی معنے ہین کہ اُنپر ذلت اور محتاجی کی مار پڑی۔ اسمین بے ادب اور بدلوگون کے ساتہ نیکون کی بہی شامت آگئی۔ یہ ظاہر ہے کہ گستاخی چند آدمیون نے کی تہی مگر اُنکے گناہ مین بے قصور بہی پکڑے گئے۔ عذاب الٰہی کا یہی قاعدہ ہے کہ جب نازل ہوتا ہے تو نیک وبد سب کو سنگوا لیتا ہے اس سے بلکہ آتش دہد ہمہ آفاق رد کے معنے بالکل واضح ہوگئے

	باز عیسے چون شفاعت کرد حق	خوان فرستاد وغنیمت بر طبق	
ترجمہ	پہر سفارش حضرت عیسے نے کی	نعمت حق غیب سے آنے لگی	

شرح یہ اُس قصہ کی طرف اشارہ ہے جو سورۂ مائدہ مین ہے وَاِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (یعنے جب حواریون نے عیسے سے یہ کہا کہ کیا تیرا خدا اتنی طاقت رکہتا ہے کہ ہمپر آسمان سے کہانے کا خوان نازل کرسکے تو عیسے نے یہ جواب دیا کہ اگر تم ایمان دار ہو تو خدا سے ڈرو کیونکہ ایسا سوال کرنا بے ادبی مین داخل ہے۔ گویا تم خدا کا امتحان لیتے ہو۔ حالانکہ مخلوق خالق کا امتحان نہین لے سکتی۔ لیکن حواریون نے پہر اصرار کیا اور یہ کہا کہ ہم خدا کا امتحان لینا نہین چاہتے بلکہ اس سے یہ غرض ہے کہ ہم معاش سے فارغ ہوجائین اور اطمینان سے خدا کی عبادت کرین اور اے عیسے تیری صداقت ہمپر اچہی طرح ظاہر ہوجائے یہ سُنکر حضرت عیسے نے دعا کی اور آسمان سے کہانے کا خوان اُترنے لگا

	مائدہ از آسمان شد عائدہ	چونکہ گفت انزل علینا مائدہ	
ترجمہ	آسمان سے پہر کے اُترا مائدہ	جب کہا انزل علینا مائدہ	

شرح یعنے حضرت عیسے کی دعا سے پہر خوان اُترنے لگا جسمین پانچ روٹیان ایک مچہلی کچہ سرکہ کچہ شہد۔ اور بعض کا بیان

ہوتی تھین ایک روٹی پر روغن زیتون ہوتا تھا دوسری پر شہد تیسری پر روغن زرد۔ چوتھی پر پنیر پانچوین پر گوشت اور مچھلیان ہوتی تھین۔ ان سے تمام قوم کا پیٹ بھر جاتا تھا اور سب چیزین اسیطرح باقی رہتی تھین لفظ عائدہ کے یہ معنے نہین کہ حضرت عیسے کی قوم پر دوسری بار خوان اترا تھا۔ بلکہ یہ معنے ہین کہ پہلے قوم موسیٰ پر نازل ہوا تھا پھر قوم عیسے پر یہ خوان برابر انکی قسمت نکا اترتا رہا۔ پھر موقوف ہوگیا جسکی وجہ مولانا آیندہ شعرون مین بیان فرماتے ہین۔

	بازگستاخان ادب بگذاشتند		چون گدایان زلّہا برداشتند
ترجمہ	چھوڑ بیٹھے پھر ادب گستاخ کار		زلّہ سنگوانے لگے غفلت شعار

شرح زلّہ بچا کھچا کھانا۔ جو دسترخوان سے اٹھا لیتے ہین یعنے قوم عیسے کے بعض بے ادبون نے یہ ترک ادب کیا کہ حرص کے مارے فقیرون کی طرح آج کا بچا ہوا کھانا کل کے لیے اٹھا کر رکھنے لگے خدا پر توکل نہ کیا اسکی رزاقی سے بدظن ہوگئے۔ حالانکہ حضرت عیسے نے خدا کے حکم سے اسکی ممانعت کردی تھی۔ اس ترک ادب کا نتیجہ یہ ہوا کہ فائدہ منقطع ہوگیا۔ اور غیبی ضیافت کا سامان بالکل اٹھہ گیا۔

	کرد عیسے لابہ ایشان راکہ این		دائم ست وگم نگردد از زمین
ترجمہ	چاپلوسی سے مسیحا نے کہا		یہ زمین پر آب ہمیشہ کو رہا

شرح۔ یعنے جب بے ادب تنبیہ اور ممانعت سے باز نہ رہے تو حضرت عیسے نے منت و سماجت سے سمجھایا کہ یہ خوان ہمیشہ نازل ہوتا رہیگا۔ تم خدا سے بدگمان نہو اور آج کا بچا ہوا کل کے لئے جمع نکرو۔ ورنہ اس ترک ادب سے خدا کا عذاب نازل ہوگا۔ لابہ تملق۔ چاپلوسی۔ خوشامد عجز و اخلاص کے معنون مین مستعمل ہے۔ بعض نسخون مین کم نگردد ہے

	بدگمانی کردن و حرص آوری		کفر باشد نزد خوان مہتری
ترجمہ	ہے یہ حرص و بدگمانی سخت عیب		یعنے ناشکری ہے نزد خوان غیب

شرح یعنے خدا سے بدگمانی کرنی اور حرص کے مارے آج کا کھانا کل کے لئے اٹھا رکھنا کفران نعمت ہے۔ اس خوان الہی کے پاس بیٹھکر ایسا کفران تمہارے لیے باعث وبال ہے کفر سے کفران نعمت۔ اور خوان مہتری سے مائدہ مراد ہے جو آسمان سے نازل ہوتا تھا۔ یہ شعر حضرت عیسے کا مقولہ ہے جو قوم کی نصیحت کے لیے تھا

	زان گدارویان نادیدہ زآز		آن در رحمت بر ایشان شد فراز
ترجمہ	باعث حرص گدارویان چند		باب رحمت ہوگیا عالم سے بند

شرح گدارو اس شخص کو کہتے ہین جسکے چہرے سے بھیک مانگنے کے آثار نمایان ہون یعنے صورت سوال اور نادیدہ یعنے مفلس و محروم جسکو اردو کے محاورے مین نظر آیا اور ندیدہ بولتے ہین۔ چونکہ اس قوم مین مانگنے کی عادت تھی اسلیئے ان کو گدارو اور ندیدہ کہا گیا اور بچے کھچے ٹکڑے جمع کرنیکا بھی یہی سبب تھا کہ دو

سمجھ سکتے تھے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ اُن بعض بے ادبون فقیرون اور مفلسون کے سبب جو فی الواقع فقیر نہ تھے کیونکہ اُنپر گھر بیٹھے مائدہ اُترتا تھا بلکہ حرص وطمع کے سبب فقیر تھے رحمت کا دروازہ ساری قوم پر بند ہوگیا جسکی شرح آیندہ شعر مین ہے فراز بمعنے کشادہ شدہ و بستہ شدہ دونوطرح آیا ہے یہان دوسرے معنے مراد ہین

	نان وخوان از آسمان شد منقطع		بعد ازان زان خوان نہ شد کس منتفع
ترجمہ	آسمان سے پھر نہ اُترا مائدہ		پھر کسی کو بھی نہ پہنچا فائدہ ؎

شرح حضرت عیسےٰ کی قوم کے بعض بے ادبون نے ٹکڑے جمع کرنے شروع کیے تھے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مائدہ منقطع ہوگیا۔ اور بدون کے سبب بیچارے نیک بھی اُس نعمت الٰہی سے محروم رہے۔ اللہ تعالےٰ نے مائدہ نازل کرنے سے پہلے یہ وعدہ لے لیا تھا فَمَنْ یَّکْفُرْ بَعْدُ مِنْکُمْ فَاِنِّیْ اُعَذِّبُہٗ الےٰ آخرہ یعنے جو شخص مائدہ نازل ہونے کے بعد کفران نعمت کریگا تو مین اُسپر ایسا عذاب بھیجونگا جو جہان والون مین سے کسی پر نہ بھیجا ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ کفران نعمت کے سبب خوان اُترنا بند ہوگیا۔ اور انہی آدمی سور کی صورت مین مسخ کیے گئے۔ اور طرح طرح کے عذابون مین مبتلا ہوے شریرون اور بے ادبون کے باعث صالحین نے بھی تکلیفین اُٹھائین اور نعمت الٰہی سے محروم رہے۔ حدیث شریف کا مضمون ہے کہ اگر بنی اسرائیل کے لوگ بے ادبی اور نافرمانی نہ کرتے تو مائدہ قیامت تک آسمان سے نازل ہوتا رہتا کسیکو محنت مشقت اور پیسنے پکانے کی زحمت نہ اُٹھانی پڑتی۔ بلکہ آتش دہمہ آفاق زد کے معنے اب اور بھی اچھی طرح ظاہر ہوگئے حضرت عیسیٰ کی قوم نے یہ ترک ادب شریعت کیا تھا کہ خدا و رسول کا کہنا نہ مانا۔ اور ٹکڑے جمع کرنے لگے انجام کار مبتلاے عذاب ہوے۔ الٰہی تو تمام عالم کو ادب کی توفیق دے اور اپنے عذاب سے اپنی پناہ مین رکھہ

	ابر نا ید از پے منع زکات		وز زنا افتد وبا اندر جہات
ترجمہ	ابر رُکتا ہے جو رُکتی ہے زکات		اور زنا سے ہے وبائے شش جہات

شرح۔ مال و دولت خدا کی امانت اور بہت بڑی نعمت ہے اسلیے مالدارونپر فرض ہے کہ شکر نعمت ادا کرین اور زکات نکالکر محتاجون کی دعائین لین۔ زکات نہ دینا کفران نعمت ہے اور اسکا نتیجہ یہ ہے کہ جسطرح بنی اسرائیل پر کفران نعمت کے باعث مائدہ اُترنا موقوف ہوگیا تھا۔ اسیطرح زکات نہ دینے کے سبب ابر منقطع ہوجاتا ہے علی ہذا القیاس زنا بھی کفران نعمت ہے۔ کیونکہ جب اللہ تعالےٰ نے حلال عورتین عنایت فرمائی ہین تو زنا کرنا گویا اس نعمت کو حقیر سمجھنا ہے۔ یا یہ سمجھیے کہ وہ پانی جو انسان کے پیدا ہونیکا مادہ ہے خدا کی نعمت ہے اور اسکا حرام کے رستے ضایع کردینا کفران نعمت ہے اس سبب سے اللہ تعالےٰ وبا نازل کرتا ہے اور ہزارون آدمی مرجاتے ہین نکتہ زنا کار چونکہ نطفہ کو ضایع کرکے انسانی پیدایش کو کم کردیتے ہین اسلیئے اللہ تعالےٰ کا عذاب اُنکے گناہ کے

مطابق آتا ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ وبا بھیجکر آدمیون کو کم کر دیتا ہے اور یہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طفیل ہے کہ اس اُمت کی صورتین مسخ نہین ہوتین۔ مذکورۂ بالا دونون گناہون مین ترک ادب شریعت ہے کہ چند بے ادب مرتکب ہوتے ہین اور تمام مخلوق پر قحط اور وبا کی مصیبت آجاتی ہے۔

	ہر چہ آید بر تو از ظلمات غم		آن ز بیباکی و گستاخی ست ہم
ترجمہ	تجھپہ چھا جاتے ہین جو ظلمات غم		تیری گستاخی ہے یہ اے یرستم

شرح یہ اُس آیت کی طرف اشارہ ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ۔ اللہ کسی قوم کی حالت کو نہین بدلتا جبتک قوم اپنی حالت کو خود نہ بدلے، یعنے عذاب الٰہی اُسیوقت نازل ہوتا ہے جبکہ نیکیان چھوڑکر عذاب کے لایق گناہ کیے جاتے ہین۔ اور ترک ادب شریعت ہوتا ہے یہ شعر اس آیت کا ترجمہ بھی ہوسکتا ہے مَا اَصَابَکُمْ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ، یعنے جو مصیبت تمپر پڑتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتونکے کمائی ہوئی ہے

	ہر کہ گستاخی کند در راہ دوست		رہزن مردان شد و نامرد اوست
ترجمہ	راہ حق مین جو کہ ہے گستاخ کار		رہزن مردان ہے نامردی شعار

شرح۔ راہ دوست سے مرضی الٰہی مراد ہے اور گستاخی کرنے سے اُسکے احکام پر عمل نہ کرنا مقصود ہے گستاخ کو رہزن مردان اسلیے کہا کہ اُسکے سبب نیک لوگ بھی (جو مردان خدا ہین) بلاؤن مین مبتلا ہوجاتے ہین اور گستاخ آدمی کو نامرد کہنے کا باعث ظاہر ہے کیونکہ جو شخص احکام الٰہی کا مطیع نہین ہے وہ گویا سُست ہے خدا کے کام سے جی چراتا ہے۔ اور کام سے جی چرانا نامردونکا شیوہ ہے۔

	از ادب پر نور گشتہ این فلک		و ز ادب معصوم و پاک آمد ملک
ترجمہ	ہان ادب ہی سے ہین نورانی فلک		پاک ادب ہی کی بدولت ہین ملک

شرح یعنے آسمان ادب خدمت کے سبب (کہ خدا کے حکم سے بلا ستون قایم ہے اور اُسیکے حکم سے گردش کرتا ہے، چاند سورج اور ستارون سے منور کیا گیا ہے۔ یا پر نور یعنے فرشتون کی رہنے کی جگہ ہے۔ بخلاف زمین کے اگرچہ یہ بھی خدا کے حکم سے قایم ہے مگر بے ادب ہے کیونکہ انسان جو خلیفۂ الٰہی ہوکر تمام مخلوقات سے زیادہ نافرمان ہے اسی زمین یعنے خاک سے پیدا ہوا ہے اسلیے زمین کو پستی اور ظلمت دیگئی اور آسمان کو رفعت اور نور عطا ہوا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ نور سے عرفان اور فلک سے عارف کا دل مراد ہو۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ فرشتے ادب خدمت کے باعث معصوم اور پاک ہین یہ اُس آیت کی طرف اشارہ ہے لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَا اَمَرَہُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ یعنے فرشتے خدا کے حکم کی نافرمانی نہین کرتے بلکہ وہی کرتے ہین جو اُنکو حکم ہوتا ہے) یا فرشتونکا معصوم ہونا اس آیت سے نکلتا ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ (جب ہمنے فرشتون کو آدم

کے لیے سجدہ کرنیکا حکم دیا تو سوائے شیطان کے سب سجدے مین گر پڑے اسی لیے فرشتے معصوم رہے اور شیطان راندۂ درگاہ ہوگیا۔

	بُد ز گستاخی کسوف آفتاب	شد عزازیلے ز جرأت رو بآب	
ترجمہ	ہے گناہون سے کسوف آفتاب	اور گستاخی سے شیطان رو باب	

شرح علم ہیئت مین کسوف وخوف (سورج گہن اور چاند گہن) کی یہ وجہ لکھی ہے کہ چاند کا نور آفتاب کے انعکاس سے ہے اور انعکاس مقابلے پر منحصر ہے جسقدر باہم مقابلہ ہوگا اُسیقدر انعکاس اور چاند مین نور ہوگا۔ اسی لیے جب چاند اور سورج کے مابین معمولی گردش کے سبب نہ مین حائل ہوجاتی ہے تو انعکاس جاتا رہتا ہے اور چاند گہن ہوجاتا ہے۔ پھر اُن دونون مین جسقدر فاصلہ ہوتا جاتا ہے اُسیقدر مقابلے اور انعکاس کے باعث چاند کا نور بڑھتا جاتا ہے۔ اور سورج گہن کا یہ سبب ہے کہ معمولی گردش کے سبب چاند سورج کے سامنے آجاتا ہے چونکہ چاند مین ذاتی نور نہین ہے اسلیے باہم اجتماع اور چاند کے آڑے آنے سے سورج کی روشنی نظرون تک نہین پہنچتی۔ اسی کا نام سورج گہن ہے۔ علم الافلاک کے جاننے والون کا قول ہے کہ سورج اور چاند کا اجتماع اٹھائیسوین تاریخ قمری پر منحصر ہے اسلیئے سورج گہن جب کبھی ہوگا اٹھائیسوین کو ہوگا۔ لیکن حدیث شریف سے اسکے خلاف ثابت ہوا ہے کیونکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ (ابراہیم) کی وفات کے دن سورج گہن ہوا تھا۔ حالانکہ اُس دن آٹھوین یا دسوین تاریخ تھی۔ بہرحال بعض شارحین نے شعر کا مطلب یہ لکھا ہے کہ آفتاب اپنی ہی گستاخی کے سبب گہن مین آتا ہے اور آفتاب کی گستاخی یہ ہے کہ جب وہ دائرۂ تقاطع پر پہنچتا ہے تو چاند گہن ہوجاتا ہے تو گویا آفتاب کا دائرۂ تقاطع پر پہنچنا اور چاند کا نور چھین لینا گستاخی ہے اسکی سزا یہ ملتی ہے کہ خود آفتاب بھی گہن کی بلا مین مبتلا ہوکر اپنا نور کھو بیٹھتا ہے۔ مگر یہ معنے بالکل غلط ہین کیونکہ آفتاب ایک تو حکم الٰہی کا پابند دوسرے غیر مکلف پھر گستاخی کے کیا معنے ہوے۔ نیز بعض شارحین نے آفتاب کی گستاخی کے یہ معنے لکھے ہین کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ ننگے بدن بیٹھے اپنی چادر سی رہے تھے۔ دھوپ کی شدت سے آپ کو تکلیف ہوی اور آپنے آفتاب کیجانب نگاہ کی اُسیوقت سورج گہن ہوگیا۔ لیکن ہمارے نزدیک یہ معنے بھی ٹھیک نہین معلوم ہوتے کیونکہ اول تو یہ روایت درجہ ثبوت کو نہین پہنچی دوسرے آفتاب حکم الٰہی کا پابند اور غیر مکلف ہے اسکی طرف کسی قسم کی گستاخی منسوب نہین ہوسکتی اسلیئے گستاخی کو آدمیون ہی کی طرف نسبت کیا جائے تو معنے درست ہونگے۔ اسصورت مین شعر کا یہ مطلب ہوگا کہ آدمیون کی گستاخی کے سبب آفتاب کا نور چھن جاتا ہے۔ حالانکہ آفتاب بالکل بے گناہ ہے مگر بے ادبون کے باعث اسپر بھی مصیبت آجاتی ہے اسوقت بلکہ آتش در ہمہ آفاق زدکے معنے اس شعر سے چسپان ہوگئے۔ اب اتنی بات رہگئی کہ آدمیون کی کونسی گستاخی کے سبب آفتاب کو گہن ہوجاتا ہے

اسکا جواب یہ ہے کہ گستاخی سے آدمیون کے گناہ مراد ہین۔ کیونکہ گناہ ظلمانی اور تاریک چیز ہین۔ اور اطاعت روشن اور نورانی ہوتی ہے چنانچہ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا اَوْلِیَآءُھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ قرآن مجید کی آیت ہے جسکے یہ معنے ہین کہ اللہ ایمان والونکا دوست ہے۔ اُنکو اندھیرون سے نور کیطرف لے آتا ہے اور کافرون کے دوست اُنکے بُت ہین جو اُنکو نور سے اندھیرونکی طرف لیجاتے ہین مفسرین نے ظلمات سے کفر اور گناہ اور نور سے ایمان اور اطاعت مراد لی ہے۔ اور یہ ہمیشہ کا قاعدہ ہے کہ بعض اوقات گناہونکا اندھیرا گناہ کرنیوالے کی ذات تک رہتا ہے۔ آگے نہین بڑھتا۔ مثلاً مشاہدہ سے ظاہر ہے کہ گناہگار کا چہرہ بے نور اور بدرونق ہوتا ہے اور اُسکے دل کی سیاہی کے باعث اُسے خدا و رسول اور شریعت کا بتایا ہوا سیدھا رستہ نہین سوجھتا۔ اُسکا دل رحم سے خالی اور ستم اور حق تلفیون سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات گناہون کی شامت گناہگار کی ذات تک نہین رہتی بلکہ اُس سے آگے بڑھکر خاص و عام سب کو گھیر لیتی ہے۔ مثلاً قحط۔ وبا۔ کسوف۔ خسوف انہین گناہون کے سبب واقع ہوتے ہین جبکا اثر گناہگار کی ذات سے آگے بڑھکر تمام خاص و عام تک پہنچ جاتا ہے اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ آئینہ جسقدر صاف ہوگا اُسی قدر عیب زیادہ دکھائیگا۔ بس توجسطرح داغ سفید کپڑے پر الگ پہچانا جاتا ہے۔ اسیطرح گناہون کی تاریکی کا اثر بہ نسبت دیگر اجرام فلکیہ کے چاند سورج پر زیادہ پڑتا ہے۔ اسی کا نام کسوف و خسوف ہے۔ اور اس سے بندون کی تنبیہ مقصود ہے کہ اپنے گناہون کی تاریکی کا متعدی اثر دیکھکر توبہ اور اطاعت خدا و رسول کی طرف رجوع کرین چنانچہ کسوف و خسوف کے وقت اسی لیے نماز کا حکم ہے۔ یہ معنے جو ہمنے یہان کیے مولانا قدس سرہ کا الہام ہے جسپر کسیطرح کا اعتراض نہین ہوسکتا وللہ الحمد۔ یہان یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسوف سے گناہ اور آفتاب سے دل مراد ہو۔ اسوقت یہ معنے ہونگے کہ گناہون سے دل سیاہ ہوجاتا ہے۔ دوسرے مصرع مین رو بآب شدن بمعنے خجل شدن ہے

حاصل مطلب یہ ہے کہ ترک ادب شریعت یعنے آدمیون کے گناہون کے سبب چاند سورج کو گہن ہوجاتا ہے۔ بقول حافظ شیراز ؎ گناہ میکنی در زمین بمیدانی ۔ کہ ماہ بر فلک از شومی تو گہن گیرد ۔ اور اسے ترک ادب شریعت یعنے حضرت آدم کو سجدہ نہ کرنیکے باعث شیطان ہمیشہ کے لیے خجالت زدہ اور راندۂ درگاہ اور ملعون ہوگیا۔

	ہر کہ گستاخی کند اندر طریق	گردد اندر وادی حیرت غریق	
ترجمہ	راہ حق مین ہے جو گستاخ اے رفیق	وادی حیرت مین ہوتا ہے غریق	

تشریح۔ طریق سے یا تو وہی راہ دوست مراد ہے جو پہلے کسی شعر مین گزر چکا ہے یا طریق سے ادب خدمت ادب شریعت ادب طریقت۔ ادب معرفت مراد ہین جنکی تفصیل مع مثالون کے ہم ابھی بیان کر آئے ہین۔ اور دوسرے مصرع مین غریق وادی حیرت سے اس آیت کی طرف اشارہ ہے کَالَّذِی اسْتَھْوَتْہُ الشَّیٰطِیْنُ فِی الْاَرْضِ حَیْرَانَ

یعنے کافرونکی (جو پرلے درجہ کے بے ادب ہین) ایسی مثال ہے جیسا کہ شیطان نے کسی شخص کو ایسی زمین یا جنگل مین پھینکدیا ہو جہان وہ حیران ہے۔

	حال شاہ و میہمان کو بر تمام		زانکہ پایانی ندارد این کلام	
ترجمہ	حال شاہ و میہمان کہدے تمام		انتہا کہتا نہین ہے یہ کلام	

شرح۔ این کلام سے ادب اور بے ادبی کا بیان مقصود ہے جسکی انتہا نہین۔ کیونکہ غور کرنے سے ہزارون مثالین ایسی ملینگی کہ باادب اپنے مطالب پر کامیاب ہوے ہین۔ اور بے ادب ہمیشہ خدا کی مہربانیون سے محروم رہے ہین۔

ملاقات بادشاہ با طبیب غیبی کہ در خواب اورا دیدہ بود و بشارت بقدوم او دادہ شدہ بود

ترجمہ بادشاہ کی اس طبیب غیبی سے ملاقات جسکو خواب مین دیکھا تہا اور جسکی آنے کی بشارت دیگئی تھی۔

شرح۔ یہان سے مولانا قدس سرہ نے پہر اصل قصے۔ یعنے بادشاہ اور طبیب غیبی کی ملاقات کی طرف رجوع کیا ہے۔

	شہ چو پیش میہمان خویش رفت		شاہ بود و لیک بس درویش رفت	
ترجمہ	بادشہ پیش طبیب دستگیر		یون گیا جسطرح جاتے ہین فقیر	
	دست بگشاد و کنارا نش گرفت		ہمچو عشق اندر دل و جانش گرفت	
ترجمہ	بہکناری سے بڑہایا شان کو		جان و دل مین کہہ لیا مہمان کو	

شرح۔ پہلے شعر مین بس درویش رفت کے یہ معنے ہین کہ بادشاہ طبیب غیبی کیخدمت مین ازبس درویشانہ صفت بنا کر گیا۔ یعنے نہایت انکسار۔ تواضع اور عاجزی سے پیش آیا اور کنارا نش گرفت سے پہلے لفظ در حسب قرینہ محذوف ہے یعنے بادشاہ نے ہاتہہ پہیلائے۔ اور اسکو بغل مین لیا۔ اس سے مصافحہ اور معانقہ مراد ہے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ بادشاہ نے اسکو عشق کی طرح دل و جان مین رکہہ لیا یعنے نہایت محبت و اخلاص سے پیش آیا مولانا قدس سرہ ادب کی خوبی اور بے ادبی کی برائی ابہی ابہی بیان فرما چکے ہین بے ادبونکو مضرت پہنچنے کی چند مثالین دیکر اس شعر مین یہ جتایا گیا ہے کہ دیکہو مرشد کامل کا ادب کرنیوالا (بادشاہ) اپنے ارادہ مین کامیاب ہوا یا یہ معنے ہین کہ جسطرح خواب مین بشارت ہونیکے سبب طبیب کا عشق بادشاہ کے دل و جان مین خون کیطرح دوڑ گیا تھا اسی طرح اسکی ذات بہی دل و جان مین سرایت کر گئی کیونکہ انتہا درجہ کا عشق یہی ہے کہ معشوق کا وجود عاشق کے دل و جان مین عشق کی طرح سما جاے اور ہر طرف اسی کا جلوہ نظر آے۔

	دست و پیشانیش بوسیدن گرفت		وز مقام و راہ پرسیدن گرفت	
ترجمہ	دست و پیشانی کو بوسے دیکے شاہ		پوچہکر کیف مقام و حال راہ	

شرح مہمان کے ہاتہہ اور پیشانی کو بوسہ دینا اس زمانے کی تعظیمی رسم اور رستے کا حال پوچہنا حسن اخلاق پر مبنی تہا۔

	پُرس پرسان می کشیدش تا بصدر		گفت گنجے یافتم اما بصبر
ترجمہ	لیگیا تا صدر اور پھر یہ کہا		صبر سے ملتا ہے گنج بے بہا

شرح۔ صدر سے یا تو صدر مقام مراد ہے جو بادشاہون اور امیرون کے لیے مخصوص ہوتا ہے یا صدر بمعنے سینہ ہے۔ یعنے بادشاہ نے اُسے اپنے سینہ سے لگالیا یا رستے کا حال پوچھتے پوچھتے اُسکو صدر مقام تک لیگیا اور یہ کہا کہ مینے صبر کے سبب خزانہ پایا ہے گنج سے ذات یا طبیب کی ملاقات اور صبر سے کنیزک کی بیماری پر صبر کرنا مقصود ہے صبر بمعنے تاخیر و مدت ہے یعنے مینے بڑی مدت مین ایک خزانہ پایا ہے۔

	صبر تلخ آمد ولیکن عاقبت		میوۂ شیرین دہد پر منفعت
ترجمہ	صبر کڑوا ہے مگر انجام کار		اسکا پھل میٹھا ہے اے غفلت شعار

شرح۔ یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے اور میوۂ شیرین سے امداد الٰہی مراد ہے۔ خدا نے وعدہ کیا ہے کہ مین صبر کرنے والون کے ساتھ ہون۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْن۔

	گفت اے نور حق و دفع حرج		معنی الصبر مفتاح الفرج
ترجمہ	پھر کہا اے نور حق دفع حرج		مطلب الصبر مفتاح الفرج

شرح۔ یہ بادشاہ کا قول ہے اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ حدیث ہے جسکا یہ مطلب ہے کہ صبر کرنے سے مشکل کام آسان اور تمام عقدے حل ہوجاتے ہین۔ چونکہ صبر اور مُرشد کامل دونون کے وسیلہ سے کشود کار ہوتا ہے اور سالک کو بڑے بڑے درجے حاصل ہوسکتے ہین اسلیئے بادشاہ نے طبیب غیبی کو صبر سے تشبیہ دی ہے

	اے لقائے تو جواب ہر سوال		مشکل از تو حل شود بے قیل و قال
ترجمہ	ہے ترا ملنا جواب ہر سوال		مشکلین ہوتی ہین حل بے قیل و قال

شرح۔ چونکہ بادشاہ کو اس طبیب کے حاذق اور کامل ہونیکی بشارت خواب مین دیگئی تھی اسلیئے اپنی مطلب براری کا پورا یقین طبیب کی ملاقات سے پہلے ہوچکا تھا اور ملاقات کرتے ہی علم الیقین عین الیقین ہوگیا۔ اس لحاظ سے بادشاہ طبیب سے کہتا ہے کہ تیری ملاقات ہی ہر سوال کا جواب ہے۔ مجھے سوال و قیل و قال کی کچھ ضرورت نہین۔

	ترجمان ہر چہ ما را در دلست		دستگیر ہر کہ پایش در گلست
ترجمہ	ترجمان اُسکا ہے جو کچھ دل مین ہے		دستگیر اُسکا ہے جو مشکل مین ہے

شرح۔ یعنے جو کچھ میرے دلمین ہے (کنیزک کی صحت) تو اُس سے خوب واقف ہے اور جسکا پانو کیچڑ مین ہے (یعنی کنیزک جو بیماری کی دلدل مین پھنسی ہوی ہے) تو اُسکے حال سے اچھی طرح آگاہ ہے حاجت بیان نہین۔ کیونکہ تو طبیب غیبی اور خدا کا بھیجا ہوا ہے جسنے تجھے مریض کے گھر کا رستہ بتایا ہے۔ اُسنے مریض کا حال بھی بتا دیا ہوگا بعض

نسخون مین ترجمانے و دستگیرے بیائے مجہول اور بعض مین ترجمانی و دستگیری بیائے معروف بہی دیکہا گیا ہے
پہلی صورت مین بائے تعظیم ہے اور دوسری صورت مین یائے علامت مخاطب۔

	مرحبا یا مرتضے یا مجتبے		ان تغب جاء القضا ضاق الفضا
ترجمہ	مرحبا اے مرتضے اے مجتبے		تو نہ آجاتا تو آجاتی قضا

شرح۔ لفظ مرتضے بمعنے پسندیدہ اور مجتبے بمعنے برگزیدہ ہے یعنے بادشاہ نے کہا کہ اے پسندیدۂ حق و برگزیدۂ خالق مطلق خوش آمدی۔ اگر تو مجھے غائب نہ پاتا تو میری یا کنیزک کی موت آجاتی اور ہمپر ہمارے مقصود کا میدان تنگ ہو جاتا

	انت مولے القوم من لا یشتہی		قد ردے۔ کلا لئن لم ینتہ
ترجمہ	تو ہے مولائے گروہ سینہ چاک		جو نچاہے گا تجھے ہو گا ہلاک

شرح۔ ردات۔ بفتح اول و فتح ہمزہ فاسد و نابون شدن و تباہ گشتن کے معنون مین ہے اور رادی صیغہ ماضی ہے
من لا یشتہی مشرط ہے اور قد ردی اسکی جزا ہے۔ علی ہذا القیاس کلا لئن لم ینتہ جملہ شرطیہ ہے۔ مگر اس مصرع مین
اسکی جزا محذوف ہے۔ اور قرآن مجید مین مذکور ہے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے جو ابوجہل کی شان مین اتری
ہے کلا لئن لم ینتہ لنسفعا بالناصیۃ یعنے قسم ہے ابوجہل اگر ہمارے رسول کو ایذا دینے سے باز نہ رہا تو ہم اسکو
پیشانی کے بل گہسیٹ کر جہنم مین ڈالدینگے۔ اس تمہید کے بعد شعر کا مطلب سنیئے۔ بادشاہ طبیب غیبی سے کہتا ہے
کہ تو قوم کا سردار ہے۔ جو شخص تجھے نہ چاہیگا۔ وہ تباہ ہوگا۔ اور قسم ہے حق کی جو تیری بے ادبی سے باز نہ رہیگا
اُسکو ہم پیشانی کے بل گھسیٹین گے۔ اور سزا دینگے سنجتہ ان شعرون مین اشارہ ہے کہ سالک مرشد کامل سے اس
ارادت و ادب اور تعظیم کے ساتہ پیش آئے جسطرح یہ بادشاہ آیا۔ نیز صحیح حدیث مین ہے کہ اللہ اور فرشتے رحمت
بہیجتے ہین اور تمام آسمان اور زمین والے یہانتک کہ چیونٹیان اور مچہلیان اُن لوگون کے حق مین دعائے خیر کرتے
ہین جو دوسرون کو نیکیان سکہاتے ہین اور سیدہا رستہ بتاتے ہین۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب نیکون اور
کاملون سے خدا اور فرشتون اور جانورون کو محبت ہے تو آدمیون کو بدرجہ اولے ہونی چاہیئے۔ یہی باعث
تہا کہ بادشاہ نے طبیب غیبی سے اسقدر تواضع اور دلی محبت کا اظہار کیا اور اسی عقیدت و محبت کے باعث اپنے
مطلب پر کامیاب ہوا۔ اس کامیابی کا ذکر عنقریب آنیوالا ہے۔

	چون گذشت آن مجلس و خوان کرم		دست او بگرفت و بر واند حرم
ترجمہ	اُہہ گیا مجلس سے جب خوان کرم		لیگیا سلطان اُسے سوئے حرم

شرح۔ بادشاہ کی زبانی تواضع کو خوان کرم اسلیئے کہا ہے کہ ظاہری مدارات اور کریمانہ اخلاق کہانا کہلانے
سے بہی زیادہ مہمان کو محظوظ کر سکتے ہین بشرطیکہ زبانی تواضع سچے دل سے ہو ورنہ زبانی جمع خرچ محض بیفائدہ ہے

اور زبان سے دل کا موافق ہونا منافقونکا کام ہے۔ اللہ تعالےٰ تمام مسلمانون کو خوئے نفاق سے محفوظ رکھے

	بردن بادشاہ طبیب غیبی را بر سر بیمار		
ترجمہ	بادشاہ کا طبیب غیبی کو بیمار کے پاس لیجانا		

شرح۔ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ طالب مرشد کامل سے اپنے کسی باطنی مرض کو نہ چھپائے۔ تاکہ مرشد اُس مرض کے علاج مین جلد کامیاب ہو۔ اور مریض کو شفا حاصل ہو جائے۔ مریض طبیب سے حال چھپا کر تندرست نہین ہو سکتا۔

	قصۂ رنجور و رنجوری بخواند		بعد ازان در پیش رنجورش نشاند
ترجمہ	قصہ سب کہکر مریض زار کے		جا بٹھایا سامنے بیمار کے

شرح۔ یعنے پہلے بیمار اور بیماری کا حال اور طبیبان مدعی کے معالجے سے مرض بڑھ جانے کا ذکر کیا اور پھر تشخیص کے لیے طبیب غیبی کو کنیزک کے پاس جا بٹھایا۔

	رنگ روی و نبض و قاروہ بدید		ہم علامتش ہم اسبابش شنید
ترجمہ	دیکھکر چہرے سے حالات مرض		سُنکے اسباب و علامات مرض

شرح۔ علامات مرض کی اُن علامتونکو کہتے ہین۔ جنسے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ مریض کونسے مرض مین مُبتلا ہے۔ مثلاً پیشاب کا زیادہ زرد ہونا صفراوی بخار کی علامت ہے اور پیشاب کا بار بار آنا ضعف مثانہ کی۔ اور اسباب اُن سببون کا نام ہے جن سے مرض پیدا ہوتا ہے مثلاً میدہ کھانے سے پیٹ مین گرانی اور کثرت شراب خواری سے پھیپھڑے اور جگر مین ناسور پیدا ہو جاتے ہین۔ حدیث شریف مین ہے اِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا یَعْرِفُوْنَ اَحْوَالَ النَّاسِ بِالتَّوَسُّمِ یعنے خدا کے بہت سے بندے ایسے ہین جو لوگونکا حال اسباب و علامات سے معلوم کر لیتے ہین

	گفت ہر دارو کہ ایشان کردہ اند		آن عمارت نیست ویران کردہ اند
ترجمہ	یون کہا بہلون نے کی ہے جو دوا		فی الاصل تھی وہ عمارت زر ہوا

شرح۔ ایشان کی ضمیر طبیبان مدعی کی طرف راجع ہے۔ یعنے طبیب غیبی نے کہا کہ اُنہون نے جو کچھ دوا دارو کی نہی۔ اُسنے بنایا نہین بلکہ بگاڑ دیا۔ کیونکہ اُنکو مرض کی تشخیص کا ملکہ نہ تھا۔ بغیر سمجھے بوجھے علاج کرتے رہے اس سے بجائے صحت کنیزک کے مرض مین ترقی ہوتی گئی اس شعر مین اشارہ ہے کہ جھوٹا اور غیر کامل مرشد جو کچھ ارشاد کرتا ہے وہ فی الواقع گمراہی ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ علاج جسمانی امراض روحانی کو دفع نہین کر سکتا۔

	بے خبر بود ند از حال درون		اَسْتَعِیْذُ اللّٰہَ مِمَّا یَفْتَرُوْنَ ۷
ترجمہ	تھے خبر تھی اُنکو سید ہی راہ کی		اُنکی باتون سے پناہ اللہ کی

شرح طبیبان مدعی کی نسبت طبیب غیبی کا مقولہ ہے یعنے وہ کنیزک کے دلی حال اور باطنی مرض سے بیخبر تھے اور

اور اُنھون نے روحانی مرض کو جسمانی قرار دیکر جو معالجہ شروع کر دیا تھا یہ اُنکا افترا تھا۔ اکثر طبیبون کا یہ بھی قاعدہ ہوتا ہے کہ جب مریض اچھا نہین ہوتا تو اپنی تشخیص یا علاج کی خطا نہین بتاتے بلکہ مریض پر دوا نہ پینے یا بدپرہیزی کا بُہتان لگا دیتے ہین۔ یہان آفتر اکے یہ معنے درست ہو سکتے ہین۔ یعنے کنیز ک پر بد احتیاطی کا الزام اُنکا افترا تھا

	دید رنج و کشف شد بروی ہفت		لیک پنہان کرد با سلطان نگفت
ترجمہ	ہو گیا حال مریضہ سب عیان		لیکن اُسنے شاہ سے رکھا نہان

شرح۔ یعنے کنیز ک کا پوشیدہ مرض (عشق زرگر) طبیب غیبی نے معلوم کر لیا مگر اُسے بادشاہ سے چھپائے رکھا کیونکہ بادشاہ کو اس سے رنج ہوتا نکتہ یہان سے دو باتین نکلتی ہین اوّل یہ کہ مرشد کامل و عارف باللہ کسی کو اپنے ہاتھ یا زبان سے ایذا نہین پہنچاتے۔ جبتک خدا کا حکم نہو دوم یہ کہ اگر مرشد کو اپنے طالب کا کوئی عیب معلوم ہو جائے تو اسکو طالب پر بھی ظاہر نہ کرے بلکہ مخفی طور پر اُسکے دفعیہ کی کوشش کرتا رہے۔

	بخش از صفرا و از سودا نبود		بوئے ہر ہیزم پدید آید زدود
ترجمہ	تہا غلط صفرا و سودا کا خیال		ہر دھوین سے ہے عیان لکڑی کا حال

شرح۔ صفرا۔ سودا۔ بلغم۔ خون۔ یہ چار خلط ہین جنمین سے کسی خلط کی زیادتی یا کمی کے باعث کوئی نہ کوئی بیماری لاحق ہو جاتی ہے۔ کنیز ک کسی خلط کے سبب بیمار نہ تھی بلکہ وہ روحانی مرض یعنے عشق مین مبتلا تھی اسی لیے طبیبان مدعی تشخیص مرض نہ کر سکے۔ اگر خلط کے سبب کوئی بیماری ہوتی تو چہرے کے رنگ یا نبض یا قارورہ سے معلوم ہو سکتی تھی جسطرح دھوین سے لکڑی کا حال معلوم ہو جاتا ہے۔ اگر دھوین مین خوشبو ہے تو معلوم ہو جائیگا کہ کہین صندل یا عود کی لکڑی جل رہی ہے اور اگر بدبو ہے تو ظاہر ہو گا کہ کہین چیڑ کی لکڑیان سلگ رہی ہین۔

	دید از زاریش کو زار دل ست		تن خوش ست و او گرفتار دل ست
ترجمہ۔	دیکھکر سمجھا کہ ہے جاہت سے سُست		دلگرفتہ ہے مگر ہے تندرست

شرح۔ زار دل یعنے مریض قلب یعنے عاشق۔ علی ہذا القیاس گرفتار دل جو دل لگی کے سبب اپنے دل کے پھندے مین گرفتار ہو۔ کسیکو چاہتا ہو۔ جسکا دل کسی پر مبتلا ہو

	عاشقی پیدا ست از زاری دل		نیست بیماری چو بیماری دل ۲
ترجمہ	عشق کی غماز ہے زاری دل		لا دوا ہوتی ہے بیماری دل

شرح۔ یعنے طبیب غیبی نے جب جسمانی مرض کی کوئی علامت نہ پائی تو معلوم کر لیا کہ کنیز ک دلی بیماری یعنے عشق مین گرفتار ہے۔ اور دلکی بیماری (مرض روحانی) کا علاج نہایت مشکل ہے۔ کیونکہ جسمی بیماریان محسوس ہو سکتی ہین۔ اور روحانی مرض نظر نہین آتے جبتک کوئی دلی (مرشد کامل) تشخیص نہ کرے۔

	علتِ عاشق ز علتہا جدا است	عشق اصطرلاب اسرار خدا است
ترجمہ	عشق ساری علتون سے ہے جدا	ہے یہ اصطرلاب اسرار خدا

شرح۔ اصطرلاب منجمون کے ایک ایسے آلہ کو کہتے ہین جسکے ذریعہ سے آفتاب اور ستارونکی بلندی اور گردش وغیرہ کا حال معلوم کیا جاتا ہے۔ یعنے عاشق کی بیماری (چونکہ مرض روحانی ہے) تمام جسمانی بیماریون سے علیحدہ ہے یہ اور ہین اور وہ اور۔ اُنکا علاج طبیبان مدعی سے ہوسکتا ہے۔ اسکا نہین ہوسکتا جسمانی بیماریون مین قوت زائل ہوجاتی ہے اور مرض عشق الٰہی مین بڑہ جاتی ہے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جسطرح آفتاب کا حال اور ستارونکی گردش اصطرلاب سے معلوم ہوجاتی ہے۔ اسیطرح انوار ذاتی اور اسرار الٰہی عشق کی میزان سے ظاہر ہوجاتے ہین عشق سے مراد عشق حقیقی ہے۔ جو معشوق حقیقی تک پہنچانے کا سچا وسیلہ ہے۔

	عاشقی گر زین سر و گر زان سر است	عاقبت ما را بدان شہ رہبر است
ترجمہ	کوئی ہو عشق حقیقت۔ یا مجاز	رہنما ہے سوے شاہ بے نیاز

شرح۔ لفظ سر بفتح سین فکر و خیال و مثل و خواہش کئی معنونمین مستعمل ہے۔ یہان یہ سب معنے درست ہوسکتے ہین زین کا اشارہ عشق مجازی کی طرف ہے اور زان کا عشق حقیقی کی طرف۔ یعنے عشقبازی خواہ اس (مجاز) کے خیال سے ہو خواہ اُس (حقیقت) کے خیال سے۔ انجام کا اُس شہنشاہ حقیقی کی طرف رہبر ہے عشق حقیقی کا رہبر ہوتا تو ظاہر ہے اور مجازی اسلیئے رہبر ہے کہ اَلْمَجَازُ قَنْطَرَۃُ الْحَقِیْقَۃِ یعنے عشق مجازی عشق حقیقی کا پل ہے بعض نسخونمین بدان سر رہبر اور بعض مین بدانسو رہبر بہی دیکہا گیا ہے۔ ان صورتون مین سر سے مراد سر وحدت اور بدانسو سے جانب تجلیات الٰہی مراد ہے۔

	ہر چہ گویم عشق را شرح و بیان	چون بعشق آیم خجل باشم ازان
ترجمہ	کرچکا ہون مین مجازی کا بیان	ہون حقیقی سے مگر خجلت نشان

شرح پہلے مصرع مین عشق اپنے مصدری معنون مین ہے۔ اور دوسرے مین بمعنے معشوق یعنے مین عشق کی شرح تو بہت کچہ کرتا ہون لیکن جب معشوق حقیقی کی شرح کرنی چاہتا ہون تو مجہے اُس سے یعنے معشوق حقیقی سے شرم آتی ہے۔ کیونکہ میری زبان اس قابل نہین کہ اُسکے جلال و جمال کا ذکر کرسکے۔ یہ بہی ممکن ہے کہ دونو جگہ عشق اپنی مصدری معنون مین لیا جائے اور پہلے سے عشق مجازی۔ دوسرے سے عشق حقیقی مراد ہو یعنے مین عشق مجازی کی شرح تو بہت کچہ کرسکتا ہون مگر عشق حقیقی کا بیان کرتے ہوے خجل ہونا پڑتا ہے کیونکہ یہ چہوٹا منہ اور بڑی بات ہے یا یہ معنے ہین کہ مینے عاشقی سے پہلے عشق کی جو کچہ شرح کی اُس سے عاشقی کے بعد شرمندگی اُٹہائی۔ کیونکہ عاشق ہونیکے بعد یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ عشق الٰہی جو مخزن اسرار اور از قسم کیفیات ہے

شرح کرنے کی قابل نہین۔ فائدہ مولانا کا قاعدہ ہے کہ اکثر ماضی کو بمعنے مضارع اور مضارع کو بمعنے ماضی لاتے ہین کیونکہ اہل باطن معانی کے مقابل الفاظ کی پابندی کو ضروری نہین سمجھتے۔ اسی قاعدہ سے اس شعر مین لفظ گویم اور آیم بمعنے گفتم و آمدم ہے۔ اور اس قاعدے کی بہت سی مثالین مثنوی مین موجود ہین۔

	اگرچہ تفسیر زبان روشن گرست	لیک عشق بے زبان روشن تر است	
ترجمہ	صاف گو کہتی ہے تفسیر زبان	لیک عشق بے زبان ہے خود عیان	

شرح یعنے اگرچہ زبان سے کسی چیز کا بیان کرنا کہنے والے کے مطلب کو ظاہر کر دیتا ہے مگر عشق حقیقی یا وصف بیزبانی خود بخود روشن ہے کیونکہ عشق حال عاشق کو دوسرے پر بیان کئے بغیر نہین رہ سکتا اور زبان حال زبان مقال سے سچی ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ معشوق بے زبان یعنے شاہد حقیقی کا جلوہ جمیع ممکنات مین ظاہر ہے حاجت بیان نہین کہتا بقول شخصے۔ جد ہر دیکھتا ہون۔ اُدہر تو ہی تو ہے۔

	چون قلم اندر نوشتن می شتافت	چون بعشق آمد قلم بر خود شگافت	
ترجمہ	لکھدیئے گو کلک نے لاکھون ورق	عشق کی تحریر سے ہے سینہ شق	

شرح۔ اس شعر کے کئی معنے ہو سکتے ہین۔ اوّل یہ کہ ہر چند قلم تحریر کے میدان مین دوڑتا ہے لیکن جب عشق حقیقی کی شرح یا معشوق حقیقی کی حالت لکھنے کا ارادہ کرتا ہے تو شگافتہ ہو جاتا ہے پھٹ جاتا ہے۔ لکھنے کے کام کا نہین رہتا۔ یا یون کہیئے کہ لکھ ہی نہین سکتا۔ کیونکہ اسرار عشق اور انوار ذات کو احاطۂ تحریر مین لانا غیر ممکن ہے دوم یہ کہ قلم سے عقل اور نوشتن سے ادراک مراد ہے عقل کو قلم اسلیئے کہا گیا کہ جسطرح عقل تمام اشیاء کے ادراک پر قادر ہے اسیطرح قلم تمام الفاظ کی تصویر یعنے تحریر پر قدرت رکھتا ہے جس سے ادراک کو بہت بڑی مدد ملتی ہے۔ اسصورت مین شعر کے یہ معنے ہوے کہ عقل دیگر اشیاء کا ادراک کرتے کرتے جب عشق تک پہنچی تو بیکار ہو گئی۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جب عشق کی نوبت آتی ہے تو عقل بالکل بیکار ہو جاتی ہے۔

سوم یہ کہ قلم سے قلم اعلےٰ مراد لیا جائے جسکی شان مین اوّل ما خلق اللہ القلم آیا ہے اور جسکو عرف مین لوح و قلم کہتے ہین۔ اور عشق بمعنے معشوق سے حقیقت محمدیہ مراد ہو۔ کیونکہ بعض صحیح روایتون مین یہ لفظ موجود ہین اوّل ما خلق اللہ القلم فقال لہ اکتب فکتب ما کان وما یکون ثم قال لہ اکتب لا الٰہ الا اللہ فکتبہا ثم قال لہ اکتب محمد رسول اللہ قلم یقدر یکتبہا لانہ مظہر اسرار العشق۔ یعنے سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے قلم کو پیدا کر کے یہ حکم دیا کہ لکھ۔ پس قلم نے گزشتہ اور آیندہ تمام حالات لکھدیئے پھر حکم ہوا کہ لکھ لا الٰہ الا اللہ قلم نے لکھدیا۔ پھر حکم ہوا کہ لکھ محمد رسول اللہ۔ قلم اس لکھنے پر قادر نہوا کیونکہ آنحضرت علیہ وسلم کامل طور پر مظہر اسرار عشق الٰہی ہین۔ زبان قلم مین اتنی طاقت نہ تھی کہ ایسے محبوب خاص اور معشوق حقیقی کا نام لے سکتی۔

	چون سخن در وصف این حالت رسید	ہم قلم بشکست و ہم کاغذ درید	
ترجمہ	فکر وصفِ عشق سے چھوٹا قلم	پھٹ گیا کاغذ دہن ٹوٹا قلم	

شرح - انجالت کا اشارہ شرح عشق اور ذکر معشوق دونوں کیطرف ہوسکتا ہے یعنے جب عارف کامل حالات عشق لکھتے لکھتے اسرار عشق حقیقی اور جلوۂ ذات معشوق کی شرح تک پہنچا تو اُسنے قلم بھی توڑ ڈالا اور کاغذ بھی پھاڑ پھینکا کیونکہ قلم اسرار لکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور کاغذ میں ایسے مضامین سما نہیں سکتے۔ یا یہ معنے ہیں کہ جب عشق حقیقی اور جلوۂ شاہد معنوی کی شرح لکھنے کا وقت آیا تو قلم خود بخود ٹوٹ گیا اور کاغذ آپ ہی آپ پھٹ گیا۔ لفظ شکست۔ و دریدہ متعدی اور لازم دونوں معنوں میں صحیح ہے۔

	عقل در شرحش چو خر در گل بخفت	شرح عشق و عاشقی ہم عشق گفت	
ترجمہ	عقل ہے یاں جیسے دلدل میں گدھا	عشق خود شارح بنا ہے عشق کا	

شرح - یعنے عشق اپنی شرح آپ کرتا ہے عقل معاش جو تھوڑی بہت ہر شخص میں ہے وہاں تک نہیں پہنچ سکتی۔ یہاں عقل کی مثال ایسی ہے گویا ع رہگیا یہ تو گدھا دلدل میں پھنسکے بوجھ سے۔ غرضیکہ عشق کی صفت جس شخص میں ہوگی خود بخود ظاہر ہوجائیگی۔ مثل مشہور ہے ع کہ عشق و مشک رانتوان نہفتن۔ یہ مطلب اُس صورت میں ہے کہ دوسرے مصرع میں لفظ عشق سے دونوں جگہ مصدری معنے مراد لیے جائیں۔ اور اگر صرف پہلا عشق بمعنے معشوق ہے تو یہ مطلب ہوا کہ ذات معشوق حقیقی اور اُسکے ممکنات پر عاشق ہونے یا ممکنات کے اُسپر عاشق ہونے کی شرح عشق ہی بیان کرسکتا ہے۔ یہاں عقل انسانی عاجز ہے کیونکہ عقل کہہ رہی ہے کہ وحدت کا کثرت میں موجود ہونا محال عقلی ہے۔ اور اگر دونوں جگہ عشق بمعنے معشوق ہے تو شعر کے یہ معنے ہونگے کہ ذات حق اور اُسکے ممکنات پر عاشق ہونے کی شرح خود ذات حق نے بیان کی ہے چنانچہ یہ مضمون حدیث کُنتُ کَنزًا مخفیًا سے ظاہر ہے جسکے معنے شروع مثنوی میں ہم بیان کرچکے ہیں۔ نیز ایک حدیث میں خاتم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَا اُحصِی ثَنَاءً عَلَیکَ یعنے ایجاد میں تعریف ہرگز نہیں بیان کرسکتا۔ اس سے خود یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب حبیب رب العالمین اُسکی ثنا سے معترف بعجز ہیں تو عقل بیچاری کیا کرسکتی ہے سُبحَانَ رَبِّکَ رَبِّ العِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَی المُرسَلِینَ وَالحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العَالَمِین۔

	آفتاب آمد دلیل آفتاب	گر دلیلت باید از وی رو متاب	
ترجمہ	ہے دلیل آفتاب آب آفتاب	منہ نہ پھیر اس سے کہ تا ہو نکتہ یاب	

شرح - پہلے شعر کی توضیح ہے بطریق تمثیل - یعنے جسطرح ثبوت آفتاب فلک کے لئے دلیل کی حاجت نہیں بلکہ اسکا وجود خود بدیہی طور پر اُسکے ثبوت کی دلیل ہے اسیطرح آفتاب عشق کی دلیل خود آفتاب عشق ہے یا یہ معنے ہیں کہ پہلے آفتاب ہے

مرشد کامل۔ دوسرے سے عشق حقیقی مراد لیا جائے۔ یعنے مرشد آفتاب عشق حقیقی کیطرف رہبر ہے۔ اگر تجکو رہبر چاہیئے تو مرشد کامل سے منہ نہ پھیر۔ اور اُسکی جستجو اور خدمت سے ہرگز غافل نہ رہ۔

	از وی ار سایہ نشانے میدہد		شمس ہر دم نور جانے میدہد
ترجمہ	آفتاب چرخ ہے سایہ نشان		آفتاب عشق نور افزائے جان

شرح۔ سایہ کی تعریف یہ ہے الظِّلُّ ضَوْءٌ ثَانٍ مُضِیٌّ بِالذَّاتِ اَوْ بِالْوَاسِطَۃِ یعنے سایہ ہر روشن چیز کی بالواسطہ یا بلاواسطہ دوسری روشنی کو کہتے ہین۔ مثلاً دھوپ آفتاب کی بلاواسطہ اور چھانو آفتاب کی بالواسطہ روشنی ہے۔ ان مضمون سے ہم دھوپ اور چھانو دونون کو سایہ کہہ سکتے ہین صوفیہ کے نزدیک مخلوقات وممکنات کو بھی سایہ کہتے ہین کیونکہ یہ بھی نور ذات احدیت کا بلاواسطہ سایہ ہے۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ شمس فلکی کا سایہ شمس کے وجود کی علامت ہے اور سایہ یعنے دھوپ یا چھانو سے آفتاب کے وجود کا پتا ملتا ہے۔ لیکن یہ شمس اور سایہ دونو غائب اور فنا ہونیوالی چیزین ہین۔ البتہ آفتاب عشق حقیقی بلاخوف فنا و زوال ہر وقت روح کو روشن اور قلب کو منور کرتا رہتا ہے۔ وَفِیْ ذٰلِکَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ رچاہیئے کہ رغبت کرنیوالے اسی عشق حقیقی کی طرف راغب ہون۔ منکہ مولانا شمس الدین تبریزی رض مولانا قدس سرہ صاحب مثنوی کے مرشد ہین بربن لحاظ اگر شمس سے شمس الدین تبریزی مراد لیئے جائین تو بھی شعر کے معنے درست ہین کیونکہ شمس تبریز کا ذکر عنقریب آنیوالا ہے

	سایہ خواب آرد ترا ہمچون سمر		چون برآید شمس۔ انشق القمر
ترجمہ	سایہ خواب آور ہے مثل داستان		چھپ گیا سورج سے ماہ آسمان

شرح۔ ہم ابھی لکھ چکے ہین کہ صوفیون کی اصطلاح مین مخلوقات کو سایہ کہتے ہین یہان سایہ کے یہی معنے ہین اور قمر سے ہستی موہوم مراد ہے ہستی کو قمر اسلیئے کہا کہ جسطرح قمر ذاتی نور نہین رکھتا بلکہ آفتاب سے حاصل کرتا ہے اسیطرح ہستی بھی ذاتی نہین ہے بلکہ ذات حق کا فیضان ہے مطلب یہ کہ اے شخص مخلوقات اور ممکنات کا تعلق تجکو اسطرح خواب غفلت مین ڈالتا ہے جسطرح سونیوالے کو قصے کہانیان لیکن جب آفتاب عشق حقیقی نکل آتا ہے یا مرشد کامل میسر ہوجاتا ہے تو وہ نیند اُڑ جاتی ہے ہستی موہوم غائب ہوکر فنا فی الذات کا مرتبہ حاصل ہوجاتا ہے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ اے شخص تو اپنی زندگی کو مخلوقات کے تعلق مین وقف نہ کر۔ بلکہ خالق کا بندہ ہوکر رہ۔ ورنہ تجھپر آفتاب عشق حقیقی کا نور جلوہ گر نہوگا۔ اور خواب غفلت سے کبھی بیداری نصیب نہوگی۔

	خود غریبے در جہان چون شمس نیست		شمس جان باقیست کورا امس نیست
ترجمہ	آفتاب چرخ کوکب ہے بقا		شمس جان باقی ہے بے نقص و فنا

شرح۔ لفظ امس دیروزگزشتہ کے معنون مین ہے جس سے مراد فنا ہے یعنے جہان مین کوئی چیز آفتاب کے نہند

سفر مین نہین رہتی یہ مسافر دن بھر گردش مین رہکر شب کو غائب ہوجاتا ہے۔ آفتاب حقیقت سے اسکو کچھ مناسبت نہین کیونکہ ذات حق جسکا عشق دل وجان کو پرنور کردیتا ہے ایسا شمس ہے جسکو نہ تو فنا ہے اور نہ گردش زمانہ سے کسیطرح کا نقصان پہنچتا ہے۔ ہروقت حاضر وناظر ہے۔ امس۔ دیروز۔ گزری ہوی کل۔

	شمس در خارج اگرچہ ہست فرد		مثل او ہم میتوان تصویر کرد
ترجمہ	شمس گو خارج مین یکتا ہے مگر		ذہن مین ہین سو مثالین مستتر
شرح	لیکن آن شمسے کہ شد مستش اثیر		نیستش در ذہن و در خارج نظیر
ترجمہ	شمس جان جو ہے دلون مین مستتیر		ذہن و خارج مین نہین رکھتا نظیر

شرح یہ دو مشعر قطعہ بند ہین۔ دوسرے شعر مین لفظ اثیر بمعنے بلند ہے جس سے آسمان مراد ہے شمس کو منطقیون نے کلی مانا ہے اور اسکی یہ تعریف کی ہے اَلشَّمْسُ مَفْهُومٌ كُلِّيٌّ مُنْحَصِرٌ فِي الْخَارِجِ فِي فَرْدٍ وَاحِدٍ یعنے آفتاب مفہوم کلی ہے اگرچہ خارج مین منحصر بفرد واحد نظر آتا ہے مطلب اشعار یہ ہے کہ آفتاب اگرچہ سارے جہان مین ایک ہے مگر اسکے مانند اور آفتاب بھی تصور مین آسکتے ہین لیکن وہ آفتاب ذات کہ آسمان جسکا تابع فرمان ہے نہ ذہن مین اپنا ثانی رکھتا ہے نہ خارج مین۔ قرآن مجید کی آیت ہے لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ یعنے خدا کے مانند کوئی چیز نہین بعض نسخون مین شمس جان کو خارج آمد از اثیر دیکھا گیا ہے اور مطلب دونون کا ایک ہے۔

	در تصور ذات او را گنج کو		تا در آید در تصور مثل او
ترجمہ	ہے تصور ذات یکتا کا محال		آسکے کیونکر تصور مین مثال

شرح یعنے اسکی ذات تصور مین نہین سما سکتی اسلیئے اسکے مثل اور مانند کا تصور بھی غیر ممکن ہے۔ فائدہ جس چیز کا وجود خارج مین نہین ہوتا اسکا تصور کسیطرح ذہن مین نہین آسکتا۔ چونکہ آفتاب کا وجود خارج مین پایا جاتا ہے اسلیئے اسکا یا اسکے مثل ومانند کا تصور بھی ممکن ہے۔ بخلاف عنقا جو مشہور پرند ہے چونکہ اسکا وجود خارج مین نہین پایا جاتا اسلیئے ذہن اسکے یا اسکی نظیر ومانند کے تصور سے عاجز ہے یہ دوسری بات ہے کہ کسی فرضی شکل کو عنقا تصور کرلیا جائے۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ مولانا نے اس شعر مین مثلیت کے اعتراض کو دفع کیا ہے معترض یون کہتا تھا کہ آفتاب ذات کو آفتاب فلکی سے کیا مناسبت ہے۔ مولانا نے بقا و فنا کے معنون سے ہر دو آفتاب کا فرق بیان کردیا ہے تشبیہ آفتاب فقط سمجھانیکے لیے ہے۔

	شمس تبریزی کہ نور مطلق است		آفتابست وزانوار حق است
ترجمہ	شمس تبریزی ہے گویا نور حق		آفتاب حق سراپا نور حق

شرح۔ مولانا کا قاعدہ ہے کہ اشتراک لفظ کے باعث ایک مطلب کو چھوڑکر دوسرے مطلب کی طرف

اکثر رجوع کرجاتے ہین چونکہ لفظ شمس۔ ذات حق آفتاب عشق حقیقی شمس فلکی اور مولانا شمس الدین تبریزی کے مرادی معنون مین مشترک تہا اسلیئے شمس کے تین معنے بیان کرنے کے بعد چوتہے معنے شمس الدین تبریزی کی طرف رجوع کیا گیا۔ یعنے شمس الدین تبریزی (مرشد مولانا روم) کہ ہستی موہوم کے ترک اور فنا فی الذات ہونیکے سبب تمام کثافتون سے ممتاز ہوکر روح کی طرف لطیف ہو گئے ہین اور محض نور ہی نور رہگئے ہین آفتاب عرفان ہین اور سالکان راہ خدا کی رہبری کے لیئے خدا کا نور ہین۔

	چون حدیث روے شمس الدین رسید	شمس چارم آسمان سر در کشید	
ترجمہ	شمس دین کی آگئی ہے داستان	منفعل ہے شمس چارم آسمان	

شرح۔ یعنے جب شمس الدین تبریزی کا ذکر آگیا تو آفتاب فلکی نے خجالت سے منہ ڈہانک لیا کیونکہ یہ آفتاب صرف دنیا کی موجودہ چیزون کو روشن کرسکتا ہے اور شمس تبریزی اسرار الٰہی کے روشن کرنیوالے ہین دونون مین زمین آسمان کا فرق ہے۔ حدیث شریف مین یہ لفظ موجود ہین اِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا قُلُوبُہُمْ اَنْوَرُ مِنَ الشَّمْسِ یعنے بہت سے خدا کے بندے ایسے ہین جنکے دل آفتاب سے زیادہ روشن ہین۔ چارم آسمان بطور اضافت مقلوبی یعنے آسمان چہارم

	واجب آمد چونکہ بردم نام او	شرح کردن رمزے از انعام او	
ترجمہ	فرض ہے جب آگیا ہے نام شمس	کچھہ نہ کچھہ تحریر ہو انعام شمس	

شرح۔ یعنے جب شمس الدین تبریزی کا نام میری زبان پر آگیا تو مجکو واجب ہے کہ اُنکے انعامات کا تھوڑا سا ذکر کرون۔ انعام سے مراد توحید اور عرفان کی تعلیم ہے نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر کسی جگہ مرشد کامل کا نام زبان پر آجائے تو اُسکے اوصاف ضرور بیان کرنے چاہئین تاکہ دیگر سامعین بھی فیض حاصل کرسکین

	این نفس جان دامنم بر تافتہ	بوئے پیراہان یوسف یافتہ	
ترجمہ	دامن جان ہو گیا طوق گلو	پائی ہے پیراہن یوسف کی بو	

شرح۔ اس شعر کے معنے کئی طرح ہو سکتے ہین۔ اوّل یہ کہ برتافتہ حسب محاورہ بمعنے برداشتہ ہے اسصورت مین شعر کا یہ مطلب ہے کہ اسوقت یعنے جبکہ مرشد کامل شمس الدین تبریزی کا نام میری زبان پر آگیا تو روح نے پیرہن جسم سے تعلق کا دامن اُٹہا لیا ہے یعنے مرشد برحق کے نام لینے سے اسقدر مسرت حاصل ہوئی ہے کہ روح بدن سے نکلی جاتی ہے شاد بمرگ ہوا چاہتا ہون جان مرشد کے نام پر قربان ہونیوالی ہے گویا مرشد کا نام میری روح کے حق مین حضرت یوسف کے پیراہن کی خوشبو ہو گیا جسطرح بوے پیراہن سے حضرت یعقوب علیہ السلام وصال یوسف کے لیے بیقرار ہو گئے تہے اسیطرح میری روح مرشد کی ملاقات کے لیئے بیقرار ہے دوم یہ کہ تافتن بمعنے پارہ پارہ ہونیکے معنون مین لیا جاے اور جان دامن مین اضافت مقلوب قرار دیجائے اسصورت مین یہ معنے

ہوے کہ اسوقت تذکرۂ مرشد کے سبب میری روح کا دامن چمک اُٹھا ہے اور جان مین اسطرح روشنی پیدا ہوگئی ہے۔ جسطرح یوسفؑ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے دماغ مین روشنی پیدا ہوکر باعث نور بصارت ہوگئی تہی۔ یہ دونو معنے اُس صورت مین ہین کہ جان سے روح مراد لیجائے۔ سوم یہ کہ جان سے مراد مولانا حضرت حسام الدین ہین۔ چنانچہ مولانا قدس سرہ الکی نسبت مثنوی کے دیباچہ مین فرما چکے ہین آنت مکان الروح من جسدی اے حسام الدین تو میرے بدن مین روح کے مانند ہے۔ اسوقت تا فتن۔ بلدینے اور پکڑنے کے معنون مین ہوگا۔ مطلب یہ کہ مرشد کا نام سُنکر حسام الدین نے میرا دامن پکڑ لیا اور اُنکا ذکر مبارک سننے کے لیئے ایسے بیقرار ہوے جسطرح یعقوبؑ یوسفؑ سے ہوے تہے۔ اور باصرار تمام یہ کہا۔ کز برائے حق صحبت سالہا۔ الے آخرہ یہ معنے پہلے دونون معنون سے اچھے ہین۔ اور ہمنے انہین کو پسند کیا ہے آیندہ شعر سے آخر داستان تک مولانا قدس سرہ اور حسام الدینؓ کے سوال و جواب ہین۔

	کز برائے حق صحبت سالہا		باز گو رمزے ازان خوش حالہا
ترجمہ	یعنے کرکے پچھلی صحبت کا خیال		مجھسے کچھ فرمایئے مرشد کا حال

شرح۔ یہ شعر مولانا حسام الدین کا مقولہ ہے جو مولانا قدس سرہ کا دامن پکڑکے یہ کہہ رہے ہین کہ آپ کو مولانا شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے برسون کے حق صحبت کی قسم حضرت شمس تبریز کے حالات مین سے کچھ بیچھ ضرور ارشاد فرمایئے لفظ خوش حالہا مین اضافت مقلوب ہے۔ اور اگر پہلے شعر مین جان سے مراد روح ہے تو گویا یہ تمام گفتگو مولانا قدس سرہ اور اُنکی روح کے مابین ہو رہی ہے اور شعر کا یہ مطلب ہے کہ مولانا کی روح نے قسم دیکر اُنسے کہا کہ مجھے اپنے مرشد کامل کے کچھ حالات سُنایئے کیونکہ توحید و عرفان کے ذکر سے عارف کی روح تازہ ہوتی ہے۔

	تا زمین و آسمان خندان شود		عقل و روح و دیدہ صد چندان شود
ترجمہ۔	تا زمین و آسمان کو ہو فتوح		تا بڑھے صد چند چشم و عقل و روح

شرح۔ یہ شعر باز گو رمزے ازان خوشحالہا کی علت ہے۔ یعنے مولانا حسام الدین یا روح مولانا قدس سرہ مولانا اور شمس الدین تبریزی کے حالات سننے پر اسلئے مصر ہے کہ زمین جسم خاکی اور آسمان قلب کو تر و تازگی اور شادمانی اور صفائی حاصل ہو شعور عقل معاد اور روح اور دیدۂ حق بین اپنی عمدہ حالت مین اب سے سو مرتبہ زیادہ ترقی کر جائے اور یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ ذکر الاولیاء رحمۃ للقلوب و کفارۃ للذنوب۔ اولیاء اللہ کا ذکر دلون کے لیے حکمت ہے اور گناہون کے لیئے کفارہ۔ سبحان اللہ جن لوگونکا ذکر ایسا مرتبہ بلند رکھتا ہے کہ گناہونکا کفارہ بنجاتا ہے اُنکی زیارت اور محبت کیسے بلند مرتبے کی ہوگی۔

	گفتم اے دور اوفتادہ از حبیب	ہمچو بیمارے کہ دورست از طبیب
ترجمہ	یون کہا مینے کہ اے دور از حبیب	جسطرح بیمار ہے دور از طبیب

شرح یہ شعر مولانا کا مقولہ اور مولانا حسام الدین یا روح کے سوال کا جواب ہے مولانا فرماتے ہین کہ مینے حسام الدین یا اپنی روح سے اس سوال کے جواب مین کہا کہ اے حبیب سے دور اُفتادہ اور اے طبیب روحانی کے علاج سے بے نصیب تو مجھے مولانا شمس الدین کے حالات بیان کرنے کی تکلیف ندے۔ کیونکہ وہ فنا فی الذات اور صاحب مقامات ہین۔ اُنکے اسرار بیان کرنے کے لایق نہین حبیب اور طبیب سے شمس تبریزی مراد ہین

	لَا تُکَلِّفْنِیْ فَاِنِّیْ فِی الْفَنَا	کَلَّتْ اِفْہَامِیْ فَلَا اُحْصِیْ ثَنَا
ترجمہ	کچھہ نہ کہہ مجھسے کہ ہون مین تو فنا	اور فانی کر نہین سکتا ثنا

شرح۔ لفظ کلّ بالفتح و تشدید لام بمعنے کند شدن زبان ہے اور افہام مصدر ہے بمعنے سمجھانا مطلب یہ کہ اے حسام الدین مین مقام فنا مین ہون یعنے شمس الدین تبریزی (جنکو مرتبۂ بقا باللہ حاصل ہے) کی مدح کے سامنے بالکل ہیچ اور لاشیئے ہون۔ اور میری زبان تفہیم بالکل کُند ہے (کیونکہ فانی کلام نہین کرسکتا) اسلیئے مولانا شمس الدین تبریزی کی ثنا جو سراپا مدح ہین میری زبان سے غیر ممکن ہے۔ اس شعر کے دوسرے معنے یہ بہی ہوسکتے ہین کہ جب مولانا حسام الدین یا مولانا قدس سرہ کی روح مولانا شمس الدین تبریزی کے حالات سننے پر مصر ہوی تو مولانا قدس سرّہ نے یہ جواب دیا کہ اے حبیب اور طبیب (ذات الٰہی) سے دور اُفتادہ تو شمس تبریزی کے حالات کے پردہ مین ذات الٰہی کے اسرار معلوم کرنے چاہتا ہے کیونکہ شمس تبریزی فنا فی الذات ہین اور اُنکے افعال و اوصاف بعینہٖ افعال و اوصاف الٰہی ہین۔ اور ثنائے الٰہی غیر ممکن ہے کیونکہ پیغمبر آخر الزمان نے خود فرمایا ہے لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ۔ اے اللہ مین تیری ثنا بیان نہین کرسکتا جیسی کہ تو نے اپنی ثنا آپ کی ہے۔ اسصورت مین گویا یہ شعر بطور گریز ہے جسمین مُرشد کی تعریف سے ثنائے الٰہی کیطرف رجوع کیا گیا ہے۔ یا تضمین ہے کہ خدا کی ثناء سے مُرشد کی مدح اور مُرشد کی مدح سے خدا کی ثنا نکلتی ہے۔

	کُلُّ شَیْءٍ قَالَہٗ غَیْرُ الْمُفِیْقِ	اِنْ تَکَلَّفَ اَوْ تَصَلَّفَ لَا یَلِیْقِ
ترجمہ	جو کہے بیہوش اکثر نادرست	گو تکلف ہی کرے پر نادرست

شرح۔ لفظ غیر المفیق بمعنے بیہوش۔ اور تصلّف بمعنے لاف زدن ہے۔ یعنے جسطرح بیہوش آدمی کا مقولہ خواہ وہ تکلف سے کہے یا لاف زنی کرے کسی لایق نہین ہوتا اسیطرح میری مدح شمس الدین تبریزی کے مدارج کے لایق نہین۔ یا یہ کہ مجھے وہ الفاظ نہین ملتے جو ذات الٰہی کی ثناء کے قابل ہون۔

	ہر چہ میگوید موافق چون نبود	چون تکلف نیک نالایق نمود
ترجمہ	جب موافق ہی نہین ہے اُسکا قول	سخت نالایق ہین سارے اول قول

شرح پہلے شعر کی توضیح ہے یعنے بیہوش آدمی جو کچہ کہتا ہے چونکہ وہ واقع کے مطابق نہین ہوتا۔ اسلیئے اُسکی مثال ایسی ہے جیسا کوئی شخص تکلف اور بناوٹ سے کوئی بات کہے اور وہ کہنے یا سُننے کے لایق نہو نبود اور نمود صیغہ ہائے ماضی بمعنے مستقبل ہین خدا کی ثنا اور مُرشد کی مدح کا بہی یہی حال ہے۔

	من چگویم یک رگم ہشیار نیست	شرح آن یارے کہ او را یار نیست
ترجمہ	کیا کہون بیہوشی ایک اک رگ مین ہے	حال اُسکا جو یگانہ جگ مین ہے

شرح لفظ یک رگ سے چہوٹے سے چہوٹا عضو مقصود ہے یعنے چونکہ مین مقام فنا مین ہون اسلیئے میرے کسی عضو مین حس و حرکت باقی نہین رہی اسلیئے خدا کی ثنا اور اپنے مرشد (شمس الدین تبریزی) کی مدح نہین کرسکتا پہلا یار بمعنی دوست اور دوسرا یار بمعنی نظیر و مانند ہے اور ان دونون سے ذات الٰہی اور شمس تبریزی دونو مراد ہوسکتے ہین اللہ تعالےٰ کا بے نظیر و بے مانند ہونا تو ظاہر ہے مگر شمس تبریزی کو بے مانند اسلیئے کہا کہ وہ مصنف مثنوی کے مرشد اور قطب الاقطاب اور فرد الافراد اور اپنے زمانہ مین بے نظیر عارف کامل تہے۔

	خود ثنا گفتن ز من ترک ثناست	کین دلیل ہستی و ہستی خطاست
ترجمہ	ہین ثنا مین معنی ترک ثنا	کیونکہ یہ ہستی ہے ہستی ہے فنا

شرح یعنے خدا کی ثنا اور مُرشد کی مدح کرنی نہ کرنے کے برابر ہے کیونکہ کسی شئی یا کسی فعل کا کرنا اُسکو نیستی سے ہستی مین لانا ہے اور ہستی بالکل موہوم اور صوفیہ کے نزدیک بہر حال لایق ترک ہے خلاصہ یہ کہ ع خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست ؛

	شرح این ہجران و این خون جگر	این زمان بگزار تا وقت دگر
ترجمہ	شرح حال فرقت و خون جگر	چہوڑ دے اسوقت تا وقت دگر

شرح یعنی اے حسام الدین اس جدائی اور خون جگر کی شرح جو فراق مرتبۂ غیب یا شمس تبریزی کی مفارقت مین حاصل ہے۔ اسوقت نہ پوچہہ بلکہ کسی اور وقت پر موقوف رکہہ نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ مرشد کامل مقامات اور اسرار کا اظہار بلا اصرار طالب صادق ہرگز نہ کرے۔ کیونکہ ہر شخص کا ظرف اس قابل نہین ہوتا۔ کہ اُسمین اسرار الٰہی سما سکین۔ مگر طالب صادق کا فرض ہے کہ مُرشد سے وقتاً فوقتاً حالات پوچہکر فائدہ حاصل کرتا رہے چنانچہ مولانا روم اور مولانا حسام الدین کا یہی حال تہا۔ یا الٰہی تو ہمین مُرشد کامل کی تلاش کی توفیق اور رہبر برحق کے احکام کی تعمیل کا شوق عنایت فرما اور ہمین ہمارے مطالب مین کامیاب کر۔

	قال اطعمنی فانی جائع	فاعتجل فالوقت سیف قاطع	
ترجمہ۔	یہ کہا سنکر کہ کہانا دیجیئے	وقت ہے تلوار جلدی کیجیئے	

شرح۔ لفظ قال کا فاعل روح مولانا اور حسام الدین دونو ہو سکتے ہین یعنے مولانا قدس سرہ کا جواب (این زمان بگزار تا وقت دگر) سنکر مولانا کی روح یا حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا کہ مجھے کہانا کہلایئے مین بہوک کیحالت مین ہون۔ کیونکہ علم اور ذکر الٰہی روح کی غذا ہے اور عارفان الٰہی ہمیشہ نئی تجلیون اور معرفت حق کے بھوکے رہتے ہین دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ خدا کی ثنا اور مرشد کی مدح سنانے مین جلدی کیجیے اسلیئے کہ وقت شمشیر بران کے مانند بہت جلد گزرنیوالی چیز ہے۔ موت وحیات کا کچھ اعتبار نہین۔ لہذا نیک کامونمین جلدی کرنی چاہیئے ع اے زفرصت بیخبر در ہرچہ باشی زود باش

	صوفی ابن الوقت باشد اے رفیق	نیست فردا گفتن از شرط طریق	
ترجمہ	صوفی ابن الوقت ہین سن اے رفیق	آج کل کرنا نہین شرط طریق	

شرح ابن الوقت اس شخص کو کہتے ہین جو پابندی کے ساتہ اوقات کا ایسا لحاظ رکہے جیسے لایق بیٹا باپ کا لحاظ رکہتا ہے اسکی طاعت عبادت ادائے حقوق کسب معاش بوجہ حلال توجہ مراقبہ غرضیکہ تمام دینی اور دنیوی کام اپنے مقرر وقت پر ہون اسکو ابن الحال بہی کہتے ہین اور ابو الوقت وہ ہے جو بلا لحاظ اوقات ہر دم وہر لحظہ مشغول طاعت وذکر الٰہی رہے۔ اور وقت پر ایسا حاکم ہو جیسا باپ بیٹے پر۔ ابن الوقت ماضی ومستقبل کو چھوڑکر صرف زمانہ حال پر نظر رکہتا ہے اور ابو الوقت زمانہ کی قید سے آزاد ہے وہ اپنے مجاہدہ کی طاقت سے ماضی ومستقبل کو حال مین لاسکتا ہے۔ چونکہ ابو الوقت ہونا نہایت مشکل ہے اسلیے کم از کم صوفی کو ابن الوقت بننا ضرور چاہیئے۔ صوفی کے لغوی معنے صوف پوش کے ہین صوف پشمینہ کو کہتے ہین چونکہ صوفی تارک الدنیا ہوتے ہین اسلیئے اکثر انکا لباس کمل کا ہوتا ہے۔ اور اصطلاح مین تصوف دل کو ماسوے اللہ سے پاک وصاف رکہنے کا نام ہے۔ اور آدمی کا دل غیر اللہ سے اسیوقت پاک وصاف ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے مین ابن الوقت ہونے کی صفت پیدا کرے یعنے وقت کا لحاظ رکہے اسکا کوئی وقت ذکر الٰہی سے خالی نہ جائے۔ یہ شعر روح کا مقولہ ہے جو مولانا قدس سرہ سے ہمکلام ہو رہی ہے یعنے روح مولانا سے یہ کہتی ہے کہ اے مولانائے رومی تم تو اپنے آپ کو ابن الوقت کہتے ہو۔ تمہارا وقت تو خالص ذکر الٰہی کے لیے ہے پہر یہ کہکر کہ (این زمان بگزار تا وقت دگر) ذکر الٰہی کو جو ہر وقت زبان پر جاری رکہنے کی چیز ہے آج سے کل پر چھوڑنا شرط طریقت کے خلاف ہے کیونکہ آج کا کام کل پر موقوف رکہنا ابن الوقت کی شان نہین ہوتی۔ مجھے ثناء الٰہی یا مدح مرشد کامل (جو مشتمل بر ثنائے الٰہی ہے) اسیوقت سنایئے۔ علےٰ ہذا القیاس یہ شعر مولانا حسام الدین کا مقولہ بہی ہو سکتا ہے۔

	تو مگر خود مرد صوفی نیستی ؎		نقد را از نسیه خیزد نیستی ؎
ترجمہ	تو مگر صوفی نہین اے ہوشیار		نیستی ہے نقد کو دیتا اُدھار

شرح۔ یہ شعر بھی روح کا مقولہ ہے جو مولانا قدس سرہ سے مخاطب ہوکر یہ کہتی ہے کہ شاید آپ صوفی آدمی نہین ہین کہ این زمان بگذار تا وقتِ دگر فرماکر ذکر الٰہی کو کسی اور وقت پر ٹالتے ہین۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ نقد کو قرض دینے سے نیستی حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ ہستی موہوم کا اعتبار نہین یہ بات ممکن ہے کہ وصول ہونے سے پہلے قرض لینے یا دینے والا مر جائے یا دونون دنیائے ناپائدار سے چل بسین۔ اسیطرح انسانی ہستی جو خاص ذکر الٰہی کے لیئے ہے بمنزلہ نقد ہے اسکو بہر حال عبادت الٰہی مین مشغول رکھنا چاہیئے کل کی اُمید پر آج کچھ نہ کرنا گویا نقد ہستی کو قرض مین دینا اور اُسکو نیستی سے بدل ڈالنا ہے جو اہل تصوف کی شان سے بعید ہے۔ اسیطرح یہ شعر مولانا حسام الدین کا مقولہ بھی ہوسکتا ہے۔ مگر اسصورت مین یہ اعتراض وارد ہوگا کہ مولانا حسام الدین کا مرید اور طالب صادق ہوکر اپنے مرشد کامل مولانا رومی سے یہ کہنا تو مگر خود مرد صوفی نیستی ایک قسم کا ترک ادب ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ شریعت و طریقت کے متعلق مرشد کی خدمت مین کچھ عرض کرنا ترک ادب نہین ہے بلکہ ایسے موقعہ پر خاموش رہنا ترک ادب شریعت یا طریقت ہے۔ مرشد اور پیر معصوم نہین ہوا کرتے۔ عین طریقت یہ ہے کہ جسطرح مرشد طالب کا خیر خواہ اور اُسکا ہر حال مین رہبر ہے اسیطرح طالب صادق پر بھی فرض ہے کہ انسانی خطا اور بشری لغزش پر مرشد کو متنبہ کرتا رہے یا یہ جواب ہے کہ جس راز کو حسام الدین مفصل پوچھنا چاہتے تھے وہ ظاہر طور پر قابل شرح نہ تھا اسلیئے مولانا قدس سرہ نے بتانے سے اغماض کیا اور مولانا حسام الدین نے اس چشم پوشی کو اپنے گمان مین تصوف کی شان کے خلاف سمجھکر۔ تو مگر خود مرد صوفی نیستی کہدیا۔ اور سب سے اچھا جواب یہ ہے کہ یہ اور اس سے اگلا دونو شعر بطور جملہ معترضہ ہین۔ نہ ہم انکو روح کا مقولہ کہتے ہین نہ مولانا حسام الدین کا بلکہ انکو مولانا قدس سرہ کا مقولہ کہنا چاہیئے جو عام صوفیون کی نصیحت کے لیے ہے اور جسکا مضمون فاعجل فالوقت سیف قاطع سے نکلا ہے

	گفتمش پوشیدہ خوشتر سرِ یار		خود تو در ضمن حکایت گوش دار
ترجمہ	یون کہا مینے کہ تجہیز سرِ یار		بات کے پردے مین ہوگا آشکار

شرح یہ شعر قَالَ اَطْعِنِّیْ فَانِّیْ جَائِعٌ کا جواب ہے مولانا فرماتے ہین کہ مینے روح یا حسام الدین سے یہ کہا کہ بیشک صوفی کو این الوقت ہونا چاہیئے۔ مگر لحاظ اور تقاضائے وقت یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے اسرار اور مرشد کامل شمس الدین تبریزی کے حالات در پردۂ حکایت پوشیدہ طور پر کہے جائین تاکہ نااہل اور کم استعداد جو سعنے وحدت الوجود کے مخالف ہین اہل تصوف پر معترض نہون۔ کیونکہ صوفیون کا مذہب یہ ہے ؎

کہ بچشمان دلِ بین جز دوست ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست

	خوشتر آن باشد کہ سرِ دلبران	گفتہ آید در حدیثِ دیگران	
ترجمہ	ہے یہی بہتر کہ سرِ مستتر	ہو عیان تو دوسرون پر ڈہالکر	

شرح۔ اسکا اور اس سے پہلے شعر کا مطلب ایک ہے۔ مگر یہان اتنا جتا دینا ضرور ہے کہ مولانا قدس سرہ نے مولانا شمس الدین تبریزی کا ذکر اپنی مثنوی مین کئی جگہ ضمناً اور اشارتاً ہی کیا ہے جسکی تشریح عنقریب معلوم ہو جائیگی

	گفت مکشوف و برہنہ بے غلول	باز گو رنجم مدہ اے بو الفضول	
ترجمہ	پہر کہا اُسنے کہ کہدو صاف صاف	رنج کیون دیتے ہو گستاخی معاف	

شرح۔ روح۔ یا مولانا حسام الدین کا مقولہ ہے۔ یعنے خوشتر آن باشد کہ سرِ دلبران الے آخرہ مولانا قدس سرہ کا جواب سُنکر روح یا حسام الدین نے پہر اصرار کے ساتہ یہ کہا کہ سرِ وحدت یا مولانا شمس الدین تبریزی کا کُہلا کُہلا اور مفصل حال بے کم و کاست بیان فرمایئے اور مجہے شوق یا انتظاری تکلیف نہ دیجئے بے غلول بے خیانت یعنے بلا کم و کاست نکتہ اگر اس شعر کو روح کا مقولہ کہا جائے تو بو الفضول بحسب اصطلاح بمعنے زیادہ گو ہے اور اگر مولانا حسام الدین کا مقولہ قرار دیا جائے تو لغوی معنون کے اعتبار سے بحالت جمع بمعنے ابو الفضل ہے۔ اسصورت مین ترک ادب کا اعتراض مولانا حسام الدین پر نہین ہو سکتا۔

	پردہ بردار و برہنہ گو کہ من	می نگنجم با صنم در پیرہن ۲	
ترجمہ	چھید کیجئے پردۂ اسرار مین	کب سماؤنگا لباسِ یار مین	

شرح یہ شعر گذشتہ شعر کے ہم معنے ہے۔ یعنے روح مولانا حسام الدین کا قول ہے کہ اے مرشد کامل مولانا رومی اسرار وحدت کا پردہ اُٹہا دیجئے اور شمس تبریزی کا حال جو کچہ کہنا ہے آشکارا طور پر بیان فرمایئے کیونکہ مین اپنے معشوق حقیقی (ذات الٰہی) یا معشوق مجازی (مرشد کامل یعنے شمس تبریزی) کے ساتہ ایک پیرہن مین نہین سما سکتا۔ یعنے اسرار معلوم نہین کر سکتا یا در پردہ بھید کی باتین سننے کی طاقت اور سمجہ نہین رکہتا۔ سرِ وحدت اور ذکر عرفان امر حق ہے حق کو کہولکر بیان کرنا چاہیئے۔ کیونکہ پیغمبر دنیا مین صرف اظہار حق کے لیے آئے تہے قرآن مجید کی آیت ہے وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ یعنے رسول غیب کی باتون مین بخل یا خیانت نہین کرتا مطلب یہ کہ وہ حق کو چھپا نہین رکہتا۔ طریقت شریعت کی فرع ہے اور صوفی رسولون کے پیرو۔ اسلیئے لازم ہے کہ سرِ وحدت آشکارا طور سے ظاہر کیا جائے۔ مولانا قدس سرہ آیندہ شعر مین اسکا جواب دیتے ہین۔ اور یہ فرماتے ہین کہ

AZAD LIBRARY ALIGARH
۵۵۷۰۶

	گفتم ار عریان شود او در عیان	نے تو مانی نے کنارت نے میان	
ترجمہ	پہر کہا مینے اگر ہو وہ عیان	تیری کیا ہستی ہے مٹجائے جہان	

شرح۔ یعنے اے حسام الدین اگر وحدت در کثرت کا راز یا شمس تبریزی کا بھید بے پردہ ہو کر ظاہر ہو جائے تو فی الفور تیری ہلاکت کا باعث ہو نہ تو رہے۔ نہ تیری بغل نہ کمر مطلب یہ کہ اجسام خاکی بالکل فنا ہو جائیں۔ کیونکہ وحدت کا راز جبتک قل ھو اللہ احد کا قائل خود ظاہر نہ ہو معلوم نہیں ہو سکتا علے ہذا القیاس شمس تبریزی کا بھید سر وحدت مطلقہ ہے اور ذات احد یا سر وحدت کا ظہور اس آیت کا مقتضی ہے کل شئی ہالک الا وجہہ یعنے سوائے ذات خدا کے ہر چیز فانی اور ہلاک ہونیوالی ہے۔

	آرزو میخواہ لیک اندازہ خواہ		بر نتابد کوہ را یک برگ کاہ
ترجمہ۔	آرزو حسب لیاقت چاہیئے		گھاس اٹھانے کو ہے طاقت چاہیئے

شرح یعنے اے حسام الدین آدمی کو چاہیئے کہ اپنے حوصلے کے موافق کسی چیز کی آرزو کرے جسطرح گھاس کا ایک تنکا پہاڑ کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا اسیطرح انسان کی بھی یہ مجال نہیں کہ سر وحدت کو بے پردہ معلوم کر سکے۔ واللہ اعلم باسرارہ۔

	آفتابی گر دمی این عالم دوخت		اندکے گر پیش آید جملہ سوخت
ترجمہ	فی المثل گر آفتاب آسمان		آگے آجائے تو جل جائے جہان

شرح مضمون جواب کی توضیح ہے بطریق تمثیل۔ اور فروخت افروخت کا مخفف یعنے اگر آفتاب فلکی جس سے سارا جہان منور ہے تھوڑا سا آگے آجائے تو تمام عالم کو جلا ڈالے اور اسکی تیزی اور گرمی کی تاب کسی متنفس کو نہو علے ہذا القیاس اظہار سر وحدت کی تاب جسکو جلوۂ آفتاب حقیقت کہنا چاہیئے کسطرح ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آفتاب فلکی آفتاب حقیقی کے روبرو بالکل بے حقیقت ہے۔ ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

	تا نگردد خون دل و جان جہان		لب بدوز و دیدہ بر بند این زمان
ترجمہ	تا نہو عالم کا قصہ مختصر		بند کر بس دیدۂ و لب سی کر

شرح۔ یعنے اے حسام الدین کشف اسرار وحدت کے سوال سے لبوں کو سی لے اور آنکھیں بند کر کے سوچ۔ کہ تو نے کیسا مشکل سوال کیا تھا جس سے جہان کے دل و جان کا خون ہو جانا (ہلاک ہونا) متصور ہے اسلیے کہ اسرار کا اظہار بلا تجلی ذات ناممکن ہے اور تجلی باعث ہلاک عالم۔ فائدہ حضرت موسی علیہ السلام سے انکی قوم نے جلوۂ الٰہی کے بے پردہ دیکھنے کا سوال کیا تھا۔ مگر چونکہ یہ سوال ادب اور انکے حوصلے یا طاقت بشری سے خارج تھا اسلیے آنجناب پر بجلی گرائی گئی اور بہت سے آدمی ہلاک ہوئے۔ غرضیکہ انسان جو آفتاب کی زیادہ تیزی اور بجلی کی تھوڑے سے صدمہ سے ہلاک ہو جاتا ہے وہ آفتاب حقیقت کے مشاہدے اور سر وحدت کی اظہار کی تاب کیونکر لا سکتا ہے۔ قوم حضرت موسے علیہ السلام پر بجلی گرنیکا قصہ قرآنمجید (سورہ بقر) میں موجود ہے واذ قلتم

یموسیٰ لن نؤمن لک حتی نری اللہ جہرۃً فاخذتکم الصعقۃ۔ یعنے جب موسےٰ کی قوم نے یہ کہا کہ ہم جب تک خدا کو بے پردہ نہ دیکھہ لینگے تجھپر ہرگز ایمان نہ لائینگے تو اُنپر بجلی گر پڑی۔ اس شعر کے دوسرے معنے یہ بہی ہو سکتے ہین کہ اے حسام الدین جب تک کثرت ریاضت اور مجاہدہ کے باعث تمام عالم کے دل و جان کا خون نہو جائے تو اظہار سرّ وحدت کے سوال سے خاموش رہ اور کشف اسرار سے چشم پوشی کر جسوقت دل وجان عالم کا خون ہو جائیگا اور اہل عالم مرتبہ فنا کے بعد مرتبۂ بقا حاصل کر لینگے۔ اُنپر ایسے مخفی اسرار خود ظاہر ہو جائینگے۔ سچ ہے ع تا نہ بینم رُخ تو روخ نرسیدن ندہم۔

	پیش ازین آشوب و خونریزی مجو	پیش ازین از شمس تبریزی مگو	
ترجمہ	اس سے بڑہکر اور خونریزی نڈہونڈ	اور راز شمس تبریزی نڈہونڈ	

شرح لفظ پیش ازین اور پیش ازین کا اشارہ خوشتر آن باشد کہ سرّ و لبران کی طرف ہے۔ یعنے اے حسام الدین یعنے اسرار وحدت اور حالات شمس تبریز جابجا در پردۂ حکایت بیان کیے ہین اس سے بہی اہل دل کا آشوب و فریاد اور اہل عرفان کی خونریزی (ترک ہستی و نفس کشی) یقینی امر ہے۔ اس سے زیادہ سرّ وحدت کا اظہار بہت زیادہ آشوب اور خونریزی کا باعث ہوگا۔ تو ایسا سوال نکر جو باعث ہلاک عالم ہو۔ اور شمس الدین تبریزی کا نام بار بار نہ لے ورنہ مجھے پہر جوش آجائیگا۔ اور خدا جانے وحدۃ الوجود کے متعلق کیا کچہ کہہ اُٹہونگا نکتہ جو لوگ منصور کے سولی دیے جانے سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہین کہ الحق سرّ وحدت کا اظہار خونریزی کا باعث ہے اگر منصور خاموش رہتا تو سولی نہ دیا جاتا۔ یہ سزا اُس کمظرف غماز کو ملتی ہے جسکے دل مین معشوق کے راز نہین سما سکتے۔

	این ندارد آخر از آغاز گو	رو تمام آن حکایت باز گو	
ترجمہ	انتہا اسکی نہین خاموش رہ	اس حکایت کا تتمہ جلد کہہ	

شرح یعنے اے حسام الدین اسرار معرفت اور اوصاف مرشد (مولانا شمس الدین تبریزی) نامتناہی ہین انکو چہوڑ کر طبیب غیبی اور بادشاہ کی باقی رہی ہوی حکایت سُنا دے تاکہ اہل بصیرت کو معلوم ہو جائے کہ اس قصہ مین در پردہ شمس تبریزی کا ذکر ہے نکتہ۔ اگر طبیب غیبی سے مولانا شمس الدین تبریزی اور سلطان سے مولانا رومی قدس سرّہ اور طبیبان مدعی سے مصنوعی اور مکار صوفی مراد لیے جائین تو یہ ساری حکایت بمقتضائے رخود تو درضمن حکایت گوش دار) گویا مولانا شمس الدین کے اظہار کرامت کے ذکر مین لکہی گئی ہے۔

	خلوت طلبیدن طبیب از بادشاہ جہت دریافت مرض کنیزک	
ترجمہ	کنیزک کا مرض معلوم کرنے کے لیے طبیب غیبی کا بادشاہ سے طالب خلوت ہونا	

شرح۔ این سخن کا اشارہ کیفیت مرض کنیزک کی طرف ہے اور ہمدستان سے بادشاہ کا محرم راز ہونا مراد ہے اور لفظ درون سے صاف ظاہر ہے کہ مرشد کامل نے صفائی باطن سے بادشاہ کا منشا معلوم کر لیا تھا۔

	گفت ای شہ خلوتے کن خانہ را		دور کن ہم خویش و ہم بیگانہ را
ترجمہ	یون کہا خلوت ترا ہو گھر ضرور		اپنے بیگانے رہین سب دور دور

شرح۔ یعنے طبیب غیبی نے بادشاہ کا منشا معلوم کر کے یہ کہدیا کہ اس گھر کو خلوتکدہ بنانا چاہیئے جسمین اپنا بیگانہ کوئی نہ رہے۔ نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ مرشد کامل سالک کی استعداد اور شوق کا امتحان کر کے پہلے اُسے خلوت مین بیٹھنے کی تعلیم دے تاکہ اُسکا دل تمام دنیوی تعلقات سے یکسو ہو کر صرف اُسی ایک کا گھر رہجائے جو ایمان والون کے ٹوٹے ہوئے دلونمین رہتا ہے۔ پہلے مصرع مین خانہ سے دل مراد ہے اور دوسرے مین خویش و بیگانہ سے ماسوی اللہ ہان یہ بھی ممکن ہے کہ خویش سے ذات بادشاہ مراد لیجائے یعنے اے بادشاہ اس گھر کو بیگانون سے خالی کر دے۔ اور تو بھی الگ ہو جا اسصورت مین بیگانہ سے تعلقات دنیوی اور دور کردن خویش سے ترک ہستی یعنے اختیاری موت مراد ہوگی کیونکہ طالب جبتک اپنے ظاہر و باطن کو عماسوی اللہ خالی نہ کریگا اُسکی باطنی بیماریان دفع نہین ہو سکتین۔

	کس ندارد گوش در دہلیز ہا ۲		تا بپرسم از کنیزک چیز ہا ۲
ترجمہ	سب کے سب باہر رہین دہلیز سے		تاکہ مین واقف ہون بعضی چیز سے

شرح۔ اس شعر مین قاعدۂ ارشاد کیطرف اشارہ ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ مرشد سالک کے باطنی مرض ایسے مخفی طور پر معلوم کرے کہ کسیکو کانون کان خبر نہو۔ ورنہ سالک کی پردہ دری ہوگی کیونکہ باطنی مرض گناہون اور بُری عادتون کا نام ہے ہان سالک مرشد سے اپنی کوئی بُری عادت پوشیدہ نہ رکھے۔ کیونکہ مریض طبیب سے بیماری کو چھپا کر صحت یاب نہین ہو سکتا۔ دوسرے مصرع مین چیز ہا سے اُسی باطنی بیماری کے اسباب و علامات اور لاتے پیتے مراد ہین جو کنیزک مین تھی۔

	خانہ خالی کرد شاہ و شد برون		تا بپرسد از کنیزک افسون ۲
ترجمہ	گھر سے باہر ہو گیا شاہ فہیم ۲		پوچھے لے تا راز لونڈی سے حکیم

شرح۔ فسون بضمتین بمعنے افسون۔ یعنے منتر سحر اور افسون مین اتنا فرق ہے کہ افسون مین کلمات کفر نہین ہوتے اور سحر مین ہوتے ہین۔ یہان فسون سے مطلق کلمات مراد ہین۔ جو طبیب غیبی نے کنیزک سے پوچھے ہین اور جنکا مفصل تذکرہ آیندہ شعرون مین ہے۔ بعض نسخون مین از فسون دیکھا گیا ہے اسصورت مین یہ معنے ہین کہ بادشاہ گھر خالی کرکے اسلیئے باہر چلا گیا کہ طبیب غیبی اپنے منتر یعنے مؤثر تقریر کے ذریعہ سے کنیزک کی زبانی اُسکا حال پوچھے

کیونکہ شاید وہ کسی ستم کے باعث زر گریبا شق ہونے کا قصہ بادشاہ کے روبرو بیان نہ کرسکتی۔

	خانہ خالی ماند و یک دیّار نے		جز طبیب و جز ہمان بیمار نے
ترجمہ	الغرض کوئی نہ پھٹکا پھر قریب		یا وہ دکھیا رہگئی یا وہ طبیب

شرح یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ کسی سخت باطنی بیماری کے معلوم کرنے کے لیے مرشد کو چاہیئے کہ سالک کا حال نہایت ترحم کے ساتھ خلوت مین سُنے البتہ خفیف مرضون کی واسطے خلوت ضروری نہین بلکہ سالک کو عقیدت کے ساتھ مرشد کامل کے حلقہ مین بیٹھنا ایسی بیماری کے دفعیہ کے لیے کافی ہے۔

	نرم نرمک گفت شہر تو کجاست		کہ علاج اہل ہر شہرے جداست
ترجمہ	پھر کہا مسکن بتا اے خوش مزاج		ہے جدا ہر شہر والے کا علاج

شرح۔ لفظ نرمک مین کاف ترحم کے لیے ہے یعنے طبیب نے بہت آہستہ آہستہ دھیمی آواز سے پوچھا کہ اے کنیزک تیرا وطن کہان ہے تو کون سے شہر کی رہنے والی ہے۔

	وندران شہر از قرابت کیستت		خویشی و پیوستگی با چیستت
ترجمہ	کس سے ہے اُس شہر مین وابستگی		اور کس سے خویشی و پیوستگی ۲۲

شرح یعنے تیرے شہر مین تیری قرابت اور کنبے قبیلے والے کون لوگ ہین وہان تجھے ذاتی تعلق اور وابستگی کس چیز سے ہے بحکمتہ ان شعرون مین آداب مرشد کیطرف اشارہ ہے یعنے جسطرح جسمانی طبیبون کے نزدیک ہر شہر کے باشندگان کا علاج بمقتضائے اختلاف آب و ہوا جدا جدا ہے اسیطرح روحانی بیمارون کا معالجہ بھی الگ الگ ہے روحانی طبیبون کا فرض ہے کہ ہر شہر اور ہر شخص کا معنوی علاج نئے طریقے سے کرین۔ حدیث شریف مین وارد ہے۔ اَلنَّاسُ مَعَادِنُ کَمَعَادِنِ الذَّہَبِ وَالْفِضَّۃِ یعنے آدمیون کی بھی ایسی ہی مختلف کانین ہین جیسی سونے اور چاندی کی۔ بعض آدمیونکو تھوڑے سے بتانے مین پوری استعداد حاصل ہوجاتی ہے۔ اور بعض کو بہت سے بتانے مین کچھ بھی نہین آتا اسلیئے مرشد کو لازم ہے کہ طالب کے مرتبہ حال کو معلوم کرے جس سے اسکی استعداد اور قابلیت و عدم قابلیت ظاہر ہوجائے۔ اور پھر اُسکو اُسی کے مرتبہ کے لایق ارشاد و تلقین کرتا رہے۔

	دست بر نبضش نہاد و یک بیک		بازمے پرسید از جور فلک
ترجمہ	ہاتھ رکھکر نبض پر وہ مہربان		پوچھتا جاتا تھا جور آسمان

شرح۔ لفظ یک بیک دوسرے مصرع سے متعلق ہے یعنے کنیزک کی نبض پر ہاتھ رکھا اور اُسپر آسمانی صدمے جسقدر گزرے تھے ایک ایک کرکے پوچھے چونکہ لونڈی غلام اپنے اصلی وطن اور عزیز و اقارب سے جدا ہوکر ہمیشہ نئے آقا کے ہاتھون بکتے اور ذرات موالے کی خدمت کے لیے بے زبان جانورون کی طرح حاضر رہتے ہین اسلیئے اُنپر

آسمانی صدمے نسبتاً زیادہ پڑتے ہین۔ گویا طبیب غیبی نے کنیزک سے یہ پوچھا کہ تو لونڈی ہوکر کہان کہان کبھی کون کون سی آقاؤن کی خدمت مین رہی تو نے اپنے عزیز و اقارب کو کس کس شہر مین چھوڑا بادشاہ نے تجھے کب خریدا تیرے ابتدائے مرض کی تاریخ کونسی ہے طبیبان مدعی نے معالجے مین تجھے کیا کیا تکلیفین دین۔

	چون کسے را خار در پایش خلد	پائے خود را بر سر زانو نہد	
ترجمہ	خار سے جسوقت دُکھہ دیتا ہے پانو	آدمی زانو پر رکھہ لیتا ہے پانو	
	وز سر سوزن ہمیجوید سرش	ور نیابد میکند بالب ترش	
ترجمہ	ڈھونڈتا ہے یکلے سوزن ہر کہین	لب سے تر کرتا ہے جب ملتا نہین	
	خار در پا شد چنین دشوار یاب	خار در دل چون بود دادہ جواب	
ترجمہ	خار پا ہے اسقدر دشوار یاب	خار دل کیونکر ملے دیجے جواب	

شرح۔ یہ تینون شعر قطعہ بند مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہین۔ انمین حضور نے ایک اعتراض کا جواب دیا ہے معترض یہ کہتا تہا کہ طبیب غیبی یعنے مرشد کامل کو سالک کے امراض باطنی صفائی قلب اور تائید الٰہی کے باعث خود بخود معلوم ہو کر فوراً زائل ہوجانے چاہئین۔ پوچھنے اور تدبیر کرنے کی کیا ضرورت ہے مولانا اسکا جواب ایک تمثیل مین دیتے ہین یعنے جب کسی کے پانو مین کانٹا چبھہ جاتا ہے تو وہ اپنے پانو کو زانو پر رکھہ لیتا ہے اور سوئی لیکر کانٹے کو ڈھونڈتا ہے مگر جب نہین ملتا تو اُس جگہہ کو جہان کانٹا چبھا ہے لب سے تر کرلیتا ہے تاکہ اچھی طرح نظر آوے اور آسانی سے نکلجاوے پس جبکہ پانو کا کانٹا ایسا دشوار یاب ہے اور ان دقتون سے نکلتا ہے تو دل کا کانٹا رذائل اخلاق ذمیمہ اور عشق ماسوی اللہ بلا تجسس تمام اور تفحص مالا کلام کیونکر نکل سکتا ہے اور واقعی بات یہ ہے کہ اکثر ہولناک جسمانی امراض کا دفع ہوجانا آسان ہے مگر بعض اخلاق ذمیمہ کا دل سے زائل ہونا نہایت مشکل ہے۔ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹلجاتا ہے مگر عادت نہین بدلتی سخت حیرت اس بات پر ہے کہ بعض عادتین بظاہر اچھی معلوم ہوتی ہین مگر فی الواقع نہایت مذموم ہین۔ مثلاً تواضع اور انکسار جو صرف دوسرون پر سبقت لیجانے اور خلق کو اپنے اخلاق کے مطیع کرنے کی غرض سے ہو اس طرح کی تواضع حقیقی تواضع نہین ہے بلکہ حُبّ جاہ ہے اسیطرح توکل جو صوفیون کے لیے سب سے اعلےٰ درجہ کی صفت ہے اگر عجب اور تکبر کے ارادہ سے ہو تو سب سے زیادہ مذموم ہے۔ ایسے اخلاق ذمیمہ کا زائل ہونا چوری اور قمار بازی وغیرہ سے زیادہ مشکل ہے۔ کیونکہ یہ صفتین ظاہر و باطن دونوطرح بُری ہین انکو آدمی آسانی سے چھوڑ سکتا ہے۔ اسیلئے بعض بزرگون نے اپنے مریدون کو حکم دے رکھا تہا کہ گانو گنوین مین سے بھیک مانگ کر لایا کرین اور محتاجون کو دیدیا کرین تاکہ لوگون مین طامع مشہور رہین اور انکے دلون مین توکل کے سامنے عجب نہ سماجائے اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا خار دل سے اخلاق ذمیمہ اور حُبّ دنیا مراد ہے جو بُری

مشکل سے دلکو چھوڑتی ہے مطلب یہ کہ گو مرشد کامل سے امراض باطنی مخفی نہین رہتے کیونکہ بتائید غیبی مرض اور معالجہ امراض سے بخوبی واقف ہے لیکن بعض مرضون کی تشخیص باعتبار صفا بعض اوقات مشکل ہو جاتی ہے۔ دیکھہ لو جس شخص کے پانوین کانٹا چبھا ہوا ہے وہ اپنی حالت اور کانٹے کی ماہیت کو خوب جانتا ہے مگر اُسکو بلا وقت تمام نکال نہین سکتا۔

	خار دل را گر بدیدی ہر خسے		کے غمان را دست بودے بر کسے
ترجمہ	دیکھہ پاتا ہر بشر گر خار دل		کوئی دنیا مین نہ رہتا زار دل

شرح۔ اس شعر مین مولانا ایکاور اعتراض کا جواب دیتے ہین۔ معترض کا یہ قول تہا کہ مریض کا حال اور ماہیت مرض دریافت کرنے کے بعد غیر کامل طبیب بہی کسی بیماری کا علاج کرسکتا ہے اسصورت مین طبیب غیبی کی شرط غیر ضروری ہے۔ کیونکہ پوچھنے سے دوسرے کی دلی حالات ہر کس و ناکس کو معلوم ہو جاتے ہین۔ اسکا جواب یہ ہے کہ معترض نے باطنی امراض کو ظاہری امراض پر قیاس کر لیا ہے۔ اگر باطنی امراض کو ہر شخص معلوم کر لیا کرے تو سارے جہان مین کوئی شخص روحانی بیماریون مین مبتلا نہ رہے۔ حالانکہ اس سے پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ طبیبان مدعی کثیر کے واقعی مرض کو معلوم نہ کر سکے۔ اور اُنکا علاج بالکل نا سود مند رہا۔

	کس بر یرد دُمِ خر خاری نہد		خر نداند دفع آن بر می جہد
ترجمہ	گر دم خر مین چبھو دے کوئی خار		بے زبان کودیگا دُکھہ سے بار بار
	خر ز بھر دفع خار از سوز و درد		جُفتہ می اندا خت صد جا زخم کرد
ترجمہ	لوٹتا ہے باعث رنج و محن		اس سے ہوگا اور زخمی سب بدن

شرح۔ جُفتہ انداختن بمعنے لگدکودن۔ یعنے ہاتہہ پانو مارنا۔ لوٹنا۔ لفظ جُفتہ بالضم۔ چاہ و کوہ و سوراخ و سرین و کفل آدمی کئی معنون مین مستعمل ہے۔ مگر یہان سب سے پہلے معنے مراد ہین۔ یعنے ہاتہہ پانو مارنا لوٹنا۔

	آن لگد کے دفع خار او کند		حاذقے باید کہ مرکز بر کند
ترجمہ	لوٹنے سے کب نکل سکتا ہے خار		چاہیئے اسکے لیئے دانائے کار

شرح۔ یہان مرکز سے جائے قرار خار مراد ہے اور تیندن بمعنے توجہ والتفات۔ اور حاذق بمعنے دانا و عقلمند

	بر جہد وان خار محکم تر کند		عاقلے باید کہ خارے بر کند
ترجمہ	گاڑتا ہے اور کانٹا ٹوٹ کر		چاہیئے اسکے لیے بالغ نظر

شرح۔ یہ شعر پہلے شعر کی توضیح ہے اور چارون شعر بطور قطعہ بند ہین۔ انہین مولانا قدس سرہ نے (خار دل را گر بدیدے ہر خسے) کے مضمون کی توضیح کی ہے بطریق تمثیل۔ یعنے مثلاً کسی شخص نے گدہے کی دُم کے نیچے

کانٹا چبھو دیا چونکہ گدھا کانٹا نکالنا نہیں جانتا اسلیئے تکلیف کیحالت مین لوٹنے اور کودنے اُچھلنے کے سوا اُس بیچارہ سے اور کیا ہوسکتا ہے۔ کانٹا نکالنا تو درکنار اس لوٹنے سے اُسکا بدن اور چند جگہ سے زخمی ہوجاتا ہے بس تو معلوم ہوا کہ کانٹا نکالنے کے لیے کوئی عقلمند شخص ہونا چاہیئے۔ ورنہ گدھے کے لوٹنے سے کانٹا اور زیادہ اُسکے بدن مین گڑتا جائے گا اِس تمثیل کا خلاصہ یہ ہوا کہ جسطرح گدھا کانٹا نکالنے پر قادر نہین اسیطرح طبیبان مدعی کنیزک کے دِل سے عشق زرگر کا کانٹا اور مکار صوفی جنکو فیلسوفی کہنا چاہیئے سالک کے دِل سے اخلاق ذمیمہ اور محبت ماسوی اللہ کا کانٹا نکالنے پر قدرت نہین رکھتے۔ بلکہ ایسے نااہلون کی اُلٹی تدبیرون سے سالکون کے دلمین حُبِّ دنیا اور زیادہ محکم اور راسخ ہوجاتی ہے طبیبان مدعی مریض کا خون اور مکار صوفی مکر کا گناہ اپنے ذمہ لیتے ہین سیا الٰہی تو تمام مسلمانون کو شیطان کے مکر سے محفوظ رکھہ

	آن حکیم خارچین اُستاد بود		دست میبرد جا بجا مے آزمود	
ترجمہ	وہ حکیم خارچین اُستاد تہا ۲		کانٹے چننے کا ہنر سب یاد تہا	

شرح یعنے وہ طبیب غیبی اپنے فن کا اُستاد کامل تہا کہ نکالنے کی نیت سے کنیزک کے بدن مین کانٹے کو ٹٹولتا رہا تہا اور باطنی مرض کی تشخیص کے بعد یہ معلوم کرنا چاہتا تہا کہ اسکے دل مین عشق حقیقی کا کانٹا ہے یا عشق مجازی کا یہ حکیم طبیبان مدعی کیطرح ناتجربہ کار نہ تہا جنھون نے کنیزک کے دل کے کانٹے کو نہ ٹٹولا اور جسمانی مرض کا علاج کرتے رہے۔ یہانتک کہ وہ سوکھہ کر کانٹا ہوگئی۔

	زان کنیزک بر طریق راستان		باز می پرسید حال و داستان	
ترجمہ	یعنے لونڈی سے بطرز راستان		پوچھتا جاتا تہا ساری داستان	

شرح بعض نسخون مین حال دوستان دیکہا گیا ہے۔ یعنے طبیب غیبی کنیزک سے اُسکے چاہیتون اور دوستونکا حال پوچھتا تہا۔ حدیث شریف مین یہ لفظ موجود ہین اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُخَالِلُ یعنے آدمی اپنے دوست کے طریقہ پر ہوتا ہے اسلیئے ہر شخص ہمیشہ اس بات پر غور کرتا رہے کہ مین کس شخص سے دوستی کہتا ہون نیکونکا دوست نیک ہے۔ اور بدکارونکا بد۔ ہر شخص مین اُسکے دوستون کے اخلاق و عادات کا نمونہ ضرور ہوتا ہے دوستون کے حال پوچھنے سے طبیب غیبی کا یہ منشا تہا کہ اُن کیحالت سے فی الجملہ کنیزک کی حالت معلوم ہوجائیگی۔ لیکن اس نسخہ کے اعتبار سے لفظ دوستان قافیہ داستان نہین ہوسکتا اسلیئے یہ تاویل کرنی پڑیگی کہ لفظ دوست الگ ہے اور آن حرف ضمیر جدا ہے جو کنیزک کیجانب راجع ہے۔

	با حکیم او قصہا میگفت فاش		از مقام و خوابگان و خیلتاش	
ترجمہ	کہدیا لونڈی نے اُس سے فاش فاش		حال شہر و خوابگان و خیلتاش ۲	

شرح - اصطلاح مین ایک آقا کے چند غلام اور ایک امیر کے چند نوکر باہم خیلتاش کہلاتے ہین بعض نسخون مین شہر تاش ہے بمعنے ہمشہر و ہموطن

	سوی قصہ گفتش مید اد گوش		سوے نبض و جنبش مید اشت ہوش
ترجمہ	جانب افسانہ تھے سامع کے گوش		اور سوے حرکت رگ گوش ہوش

شرح یعنے طبیب غیبی بظاہر اُسکے قصے سُن رہا تہا مگر در پردہ نبض کی حرکت سے اُسکا دلی اور واقعی مرض معلوم کرنا چاہتا تہا۔ جو انجام کار اُسے معلوم ہو گیا۔

	تا کہ نبض از نام کہ گردد جہان		او بود مقصود جانش در جہان
ترجمہ	تا ہو جنبان نبض جسکے نام سے		کام ہے لونڈی کو اُس خوش کام سے

شرح یعنے نبض دیکھنے اور کنیزک کے ہموطنون اور ہمشہرون کے حالات سُننے سے طبیب غیبی یہ نتیجہ نکالنا چاہتا تہا کہ دیکھین اس بیمار محبت کی نبض کسکے ذکر یا نام سے حرکت کرتی ہے۔ کیونکہ اِنَّ الْعَاشِقَ یَتَغَیَّرُ بِذِکْرِ الْمَعْشُوْقِ یعنے معشوق کے ذکر سے عاشق کیحالت دگرگون ہو جاتی ہے لفظ جہان بکسر جیم اول مصرع مین بمعنے جہندہ ہے۔ اور دوسرے مین بمعنے عالم۔

	داستان شہر او را بر شمرد		بعد ازان شہر دگر را نام برد
ترجمہ	پہلے اُسکے شہر کا کر کے بیان		چھیڑدی شہر دگر کی داستان

شرح یعنے اول کنیزک سے خاص اُسی کے شہر کا حال پوچھا۔ کیونکہ ہر شخص کے تعلقات اپنے شہر والون سے زیادہ ہوتے ہین۔ پھر اور شہرون کا قصہ چھیڑا۔

	گفت چون بیرون شدی از شہر خویش		در کدامی شہر بودستی تو پیش
ترجمہ	یہ کہا تو شہر اپنا چھوڑ کر		کونسی جا رہ پڑی تہی پیشتر

شرح۔ یعنے تو اپنے شہر سے نکلکر زیادہ کون سے شہر مین رہی ہے۔ یہ اسلیئے پوچھا کہ وطن اقامت اکثر بود و باش رکھنے سے وطن اصلی کا قایم مقام ہو جاتا ہے۔ اور تعلقات بڑہجاتے ہین۔ اسصورت مین پیش بمعنے اکثر ہے بعض نسخون مین پیش بمعنے پیشتر ہے یعنے تو اپنی گھر سے نکلکر سب سے پہلے کون سے شہر مین رہی۔

	نام شہرے بر دو زان ہم در گذشت		رنگ وی و نبض او دیگر نگشت
ترجمہ	نام شہرون کے لیے پایا نہ کچھہ		فرق رنگ و نبض آیا نہ کچھہ

شرح کلمۂ دیگر نگشت مرکب ہے بمعنے متغیر نشد۔ یعنے حکیم نے اکثر شہرون کے نام لیے مگر کنیزک کی نبض اور چہرہ کا رنگ متغیر نہوا۔ کیونکہ اب تک اُسکے معشوق کے شہر کا نام نہین لیا گیا۔

	خواجگان و شہرہا را یک بیک	باز گفت از جائے و از نان و نمک
ترجمہ	شہریون شہرون کی حالت یک بیک	اُسنے سب پوچہی مع نان و نمک

شرح یعنے کنیزک نے اکثر شہرون اور شہر کے رئیسون کا الگ الگ حال مع مقام بود و باش اور طرز معاشرت وغیرہ اچہی طرح بتا دیا۔ یا یہ معنے ہین کہ طبیب نے اکثر شہرون اور شہر والون اور اُنکی طرز معاشرت کے حالات پوچہے۔ اسصورت مین گفت بمعنے پُرسید ہوگا۔

	شہر شہر و خانہ خانہ قصہ کرد	نے رگش جنبید و نے رُخ گشت زرد
ترجمہ	کر لیا معلوم حالِ غرب و شرق	کچہ نہ آیا نبض و رنگ رُخ مین فرق

شرح رگ سے مراد نبض ہے۔ اور چہرہ کا زرد ہو جانا عاشقی کی علامت ہے جسکو طبیب غیبی بہت دیر سے ٹٹول رہا ہے

	نبض او بر حال خود بُد بے گزند	تا بپرسید از سمرقندِ چو قند
ترجمہ	نام وہ ہر شہر کا لیتا گیا	اتنے مین ذکر سمرقند آگیا

شرح سمرقند ایک شہر کا نام ہے اور ترکیب مین سمرقند موصوف ہے اور لفظ چو قند صفت مرکب

	آہ سردے بر کشید آن ماہ روے	آب از چشمش روان شد ہمچو جوی
ترجمہ	سُنتے ہی لونڈی نے کہینچی آہ سرد	پھوٹ کر رونے لگی با رنج و درد

شرح کنیزک کے ٹھنڈی آہ بہرنے اور آبدیدہ ہونیکا یہ سبب تہا کہ اُسکا معشوق زرگر سمرقند ہی کا رہنے والا تہا

	گفت با زرگانم آنجا آورید	خواجۂ زرگر دران شہرم خرید
ترجمہ	یہ کہا وہان لاکے اک تاجر نے ساتہ	بیچ ڈالا مجکو اک زرگر کے ہاتہ
	در بر خود داشت شش ماہ و فروخت	چون بگفت این ز آتش غم بر فروخت
ترجمہ	چہہ مہینے اُسنے رکہا اپنے پاس	یہ کہا اور ہو گئی کہکر اُداس
	نبض جست و روی سرخش زرد شد	کز سمرقندیِ زرگر فرد شد
ترجمہ	نبض جنبان ہو گئی اور رنگ زرد	کیونکہ تہی زرگر سے وہ با درد فرد

شرح۔ سمرقندی زرگر مین اضافت صفت بجانب موصوف ہے بمعنے زرگر سمرقندی اور فرد بمعنے جدا۔ سمرقند کی وجہ تسمیہ بعض کتابون مین ہمنے یہ دیکہی ہے کہ شمر بفتح شین معجمہ سکندر کی کسی لونڈی کا نام تہا۔ وہ ایکبار بیمار ہو کر تبدیل آب و ہوا کے لیے وہان آئے جہان اب سمرقند آباد ہے اُسکی صحت کے بعد یادگار قایم رکہنے کے لیے سکندر نے اُسی جگہ ایک شہر بسایا اور اُسکا نام شمر کند رکہا۔ کند اضلاع ماوراء النہر مین قریہ کو کہتے ہین۔ اور سمرقند شمر کند کا مقرب ہے۔ یہ تو ظاہری لفظ کی تحقیق تہی معنوی طور پر سمرقند سے بلدۂ طبیعت انسانیہ مراد ہے

اور زرگر سے طلب دنیا۔ یعنے جب طبیب غیبی نے طبیعت انسانیہ کا جسین دنیا طلبی آباد ہے ذکر کیا تو عقل جزئی کی رگ محبت کو فوراً حرکت ہوئی۔ کیونکہ یہ اُسپر ہزار جان سے عاشق اور اسکے فراق مین بیتاب اور اُسکی محبت مین دیوانہ ہے

	چون زرنجور آن حکیم این را بیافت		اصل آن رنج و بلا را باز یافت	
ترجمہ	جسنکے یہ باتین جب اُس بیمار سے		ہو گیا واقف طبیب آزار سے	

شرح۔ رنج و بلا سے کنیزک کی بیماری اور صدمۂ جدائی اور اُسکے اصل سے زرگر کا عشق مراد ہے۔ یعنے طبیب نے بیماری کی جڑ کو پالیا۔

	گفت کوئی او کدامست و گذر		او سرپل گفت و کوئے غالتفر	
ترجمہ	یہ کہا اُسکا محلہ ہے کدہر		بولی وہ پُل پر ہے کوئی غالتفر	

شرح۔ غالتفر ترکستان کے ایک شہر کا نام ہے جہان کے حسین مشہور ہین۔ اور سمرقند کے ایک محلہ کا نام ہے جہان کنیزک کا معشوق زرگر رہتا تھا۔ نکتہ۔ یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ زرگر سے محبت دنیا مُراد ہے اور کنیزک نے اُسکا پتا سرپل پر بتایا ہے اسلیے حسب مضمون حدیث شریف اَلدُّنیا قَنطَرَۃٌ فَاعبُرُوہَا وَلَا تَعمُرُوہَا دنیا ایک پُل کے مانند ہے اور پُل گزرنے کے لیئے ہوتا ہے گھر بنانے کے لئے نہین ہوتا۔ دوسرے مصرع مین لفظ پُل نہایت بلیغ اور بہت دور کی بات ہے۔

	گفت آنکہ آن حکیم با صواب		آن کنیزک را کہ رستی از عذاب	
ترجمہ	اُسنے فرمایا کہ اے نیکو صفات		تو نے پائی اب بلاؤن سے نجات	
	گفت دانستم کہ رنجت چیست زود		در علاجت سحرہا خواہم نمود	
ترجمہ	دُکھہ ترا جاتا رہیگا جلد تر		ہے مرے نسخے مین جادو کا اثر	

شرح۔ گفت کا فاعل وہی طبیب غیبی ہے جو پہلے شعر مین ہے۔ اور لفظ زود دوسرے مصرع سے متعلق ہے اور سحر سے مراد سریع التاثیر معالجہ ہے

	شاد باش و ایمن و فارغ کہ من		آن کنم با تو کہ باران با چمن	
ترجمہ	شاد و فارغ رہ تو بے رنج و محن		مین ہون تیرے واسطے ابر چمن	

شرح۔ اس شعر مین حسب قاعدۂ اطبا بیمار کو تسلی دیگئی ہے۔ اور اسبات کے اشارہ ہے کہ مُرشد کامل کو طالب سے شفقت اور ترحم کے ساتھ پیش آنا چاہیئے۔ مریض اچھا ہو یا نہو۔ لیکن طبیب پر فرض ہے کہ اسکی تسلی کرتا رہے کیونکہ حسن اخلاق سے مریض کو نصف شفا حاصل ہو جاتی ہے۔

	من غم تو میخورم تو غم مخور	بر تو من مشفق ترم از صد پدر
ترجمہ	مین ترا غمخوار ہون تو غم نہ کر	میری غمخواری پہ قربان صد پدر

شرح۔ باپ جسمانی زندگی اور ظاہری تعلیم کا باعث ہے اور مرشد روحانی زندگی اور باطنی تعلیم کا۔ اسلیئے مرشد کو سو باپون سے زیادہ مشفق کہا گیا ہے۔

	ہان وہان این راز را با کس مگوئی	گرچہ شاہ از تو کند بس جستجوی
ترجمہ	ہان مگر یہ راز پوشیدہ رہے	تو نہ کہیو شاہ گو تجسے کہے

شرح۔ طبیب غیبی نہایت تاکید کے ساتھ کنیزک سے کہتا ہے کہ خبردار اور پھر خبردار یہ راز (عشق زرگر) ہرگز کسی پر ظاہر نہو بادشاہ اگرچہ تیرا محرم راز ہے۔ مگر اس بھید کو اس سے بھی چھپانا چاہیئے۔ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ سالک اخلاق ذمیمہ یا اپنی کسی بری عادت کو مرشد کامل کے سوا اور کسی پر ظاہر نہ کرے نہ کسی دوست سے کہے نہ دشمن سے کیونکہ غیر شخص اسکے مرض کی دوا نہین ہوسکتا پھر خواہ مخواہ کسیکو اپنے گناہ کا گواہ بنانا سراسر خطا کاری ہے

	چونکہ اسرارت نہان در دل شود	آن مرادت زود تر حاصل شود
ترجمہ	راز جو رہتا ہے دل مین مستتر	اس سے ملتی ہین مرادین زود تر

شرح یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے جسکا پہلا مصرع بعض نسخون مین اسطرح دیکھا گیا ہے گو دخانۂ راز تو چون دل شود۔ گورخانہ بمعنے قبر ہے اسوقت شعر کا یہ مطلب ہوگا کہ جسطرح مردے کو قبر سے نکالنا ناجائز ہے۔ اسیطرح اپنے راز کو دل سے باہر کردینا غیر مناسب ہے۔ یہ نسخہ اس قول کے مطابق ہے قلوب الاحرار قبور الاسرار یعنے نیکون اور دنیا سے آزاد لوگون کے دل بھید چھپانے کے لیے بمنزلۂ قبر ہوتے ہین۔

	گفت پیغمبر ہر آنکو سر نہفت	زود گردد با مراد خویش جفت
ترجمہ	ہے یہ قول شافع یوم التناد	راز کا اخفا ہے تحصیل مراد

شرح۔ بعض محققین نے اس مضمون کے مطابق اول یہ حدیث نقل کی ہے مَن کَتَمَ سِرَّہٗ حَصَلَ اَمرُہٗ جسنے اپنا بھید چھپایا اسکا مطلب حاصل ہوگیا دوم یہ مَن سَتَرَ سِرَّہٗ تَقَارَنَ مَعَ مُرَادِہٖ بھید چھپانیوالے کو اسکی مراد ملجاتی ہے۔ سوم یہ استعینوا علی انجاح الحوائج بالکتمان اپنے حاجتون کے پورا ہونیکے لیے اخفائے راز سے مدد مانگو۔

	دانہا اندر زمین پنہان شود	بعد ازان سرسبزی بستان شود
ترجمہ	بیج رہ رہکر زمینون مین نہان	ہوتے ہین اکدن بہار بوستان

شرح۔ اسی طرح اخفائے راز سے ایک دن امیدون کے باغ مین بہار آجاتی ہے۔ اور نخل آرزو پھل لاتا ہے۔

	زر و نقرہ گر نبودندے نہان		پرورش کے یافتندے زیر کان
ترجمہ	نقرہ و زر گر نہ چھپتے زیر کان		رائگان تہی صورت ریگ روان

شرح۔ ان دونون شعرون مین اخفاے راز کی خوبی کو بطور تمثیل بیان کیا ہے یعنے دانے (تخم) اول زمین مین پنہان ہوتے ہین پھر سرسبز درخت بنجاتے ہین اور سونا چاندی کان مین چھپکر پرورش پاتے ہین اسلیئے عزیز ہوجاتے ہین۔ اگر یہ چیزین پوشیدہ نہ رہین تو ہر کوئی اُٹھا لیجائے نہ تخم کی قیمت ہو نہ سونے چاندی کی عزت علی ہذا القیاس قدر و قیمت اور عزت اسی بھید کی ہے۔ جو پوشیدہ ہے۔

	وعدہاؤ لطفہاے آن حکیم		کرد آن رنجور را ایمن ز بیم
ترجمہ	کیا تسلی بخش تھا لطف حکیم		وہ مرض سے ہوگئی بے خوف و بیم

شرح۔ یہان سے یہ نکلتا ہے کہ طبیب مریض کو اور مرشد طالب کو اس ترحم کے ساتھ تسلی دے کہ اسکو اپنی جسمانی یا روحانی مرض کے دفع ہو جانے کا یقین ہو جائے۔

	وعدہا باشد حقیقی دلپذیر		وعدہا باشد مجازی تا سہ گیر
ترجمہ	سچے وعدے ہین ہمیشہ دلپذیر		جھوٹے وعدے باعث رنج و گزند

شرح تا سہ بمعنی اندوہ و ملال و اضطراب و بیقراری تا سہ گیر بمعنے آزردہ ملال و بیقراری و اندوہ۔ یہان سے آخر تک مولانا کا مقولہ ہے۔

	وعدۂ اہل کرم گنج روان ؎		وعدہ نااہل شد رنج روان ؎
ترجمہ	وعدہ فیاضون کے ہین گنج روان		وعدۂ نااہل ہے رنج روان

شرح گنج روان گنج قارون کا نام ہے لیکن یہان بمعنے گنج عمیق ہے۔ یعنے اہل کرم (اللہ تعالے انبیاء اولیاء اور صدیقین) کا وعدہ گنج روان کے مانند ہے کیونکہ اہل کرم ہمیشہ اپنے وعدے کو پورا کرتے ہین۔ انکا وعدہ گویا خزانہ سونپ دینے کی برابر ہے۔ اور نااہل و نالایق (شیطان نفس امارہ اور کاذبین) کا وعدہ جان کے لیئے باعث رنج ہوتا ہے۔ کیونکہ نالایقونکا شیوہ ہے کہ وعدہ کرکے کبھی پورا نہین کرتے اس شعر مین اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ یعنے قیامت کے دن جبکہ جنتی جنت مین اور دوزخی دوزخ مین داخل ہو جائینگے تو شیطان دوزخیون سے کہیگا کہ اللہ تعالے نے اگر تم ایمان لے آتے تمہین جنت مین داخل کرنے کا سچا وعدہ کر لیا تھا۔ مگر افسوس تم ایمان نہ لائے اور مینے جو کچھ دوام دنیا اور قیام لذات فانیہ اور خفت معاصی وغیرہ کے متعلق تمسے وعدہ کیا تھا اُسکے خلاف کیا مگر تمنے میرے وعدے کو سچا جانا اور سخت عذاب مین مبتلا ہوے۔ اب وعدۂ نااہل شد

ریخ روان کا کے مطلب بالکل واضح ہوگیا۔

	وعدہ را باید وفا کردن تمام		ورنخواہی کردہ باشی سرد و خام
ترجمہ	فرض ہے انساں پہ وعدے کی وفا		ورنہ ہوگا شیوۂ اہل جفا

شرح۔ لفظ تمام یا تو وعدہ سے متعلق ہے یعنے تمام وعدونکو پورا کرنا چاہیئے یا وفا کردن کی تاکید ہے یعنی وعدے کو پورے طور پر وفا کرنا لازم ہے۔ اس شعر مین وعدہ سے وہ عہد مراد ہے جو بروز میثاق تمام روحون سے لیا گیا تہا۔ کیونکہ شریعت طریقت حقیقت معرفت سب اسی وعدہ مین داخل ہین جسقدر اوامر و نواہی شرع شریف مین وارد ہین ہم اُنکے کرنے نہ کرنے کا وعدہ میثاق کے دن کر آئے ہین۔ اب اگر وفا نہ کرینگے تو یہ ثابت ہوگا کہ ہمنے سچا وعدہ نہین کیا تہا وعدہ کی وفا تخلقوا باخلاق اللہ کے تحت مین داخل ہے کیونکہ اللہ تعالے اپنے حقین آپ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ بالتحقیق اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہین کرتا اور قرآن مجید مین ہے یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اے ایمان والو اپنے وعدے پورے کیا کرو اوفوا صیغۂ امر ہے اس سے وفائے وعدہ کی فرضیت ثابت ہوتی ہے نیز حضرت اسمعیل علیہ السلام کی مدح مین یہ آیت وارد ہے۔ اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَکَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا یعنے ہمارا رسول اسمعیل وعدہ کا سچا تہا۔ ایفائے وعدہ کے متعلق ایک اور آیت ہے جسکے معنے پر غور کرنے سے دل دہلجاتا ہے وہ یہ ہے اَوْفُوْا بِالْعَہْدِ اِنَّ الْعَہْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا یعنے اپنے وعدے اور اقرار پورے کیا کرو کیونکہ قیامت کے دن جہان دیگر اعمال کا حساب لیا جائیگا وہان عہد کے پورا کرنے نہ کرنے کی بابت بہی سوال کیا جائیگا۔ اسلیئے انسان پر لازم ہے کہ وعدہ کرنے مین احتیاط کرے اور وعدہ کر لینے کے بعد اُسکے پورا کرنے کو فرض عین سمجھے ہان یہ بہی لازم ہے کہ اسکا کوئی وعدہ خلاف شرع نہو۔

	دریافتن آن طبیب الٰہی رنج کنیزک را و با شاہ و انمودن ۷		
ترجمہ	اُس طبیب الٰہی کا کنیزک کی بیماری کو معلوم کر لینا اور بادشاہ سے ظاہر کرنا		

شرح۔ یہان یہ شبہ ہوتا ہے کہ طبیب غیبی یا مرشد کامل نے کنیزک یا سالک کے بعض اخلاق ذمیمہ کو معلوم کرکے اُنکا اظہار بادشاہ یعنے دوسرے شخص پر کیون کر دیا۔ حالانکہ طبیب نے خود کنیزک سے تاکید کہدیا تہا ر ہان و ہان این راز را با کس مگوی ؎ گرچہ شاہ از تو کند بس جستجوی

اسکا جواب یہ ہے کہ طبیب غیبی بلا مشورۂ بادشاہ کنیزک کے علاج پر قادر نہین ہوسکتا تہا کیونکہ زرگر کو خلعت و انعام کا لالچ دیکر سمرقند سے بلانا اور کنیزک سے اُسکا نکاح کرنا جسکا مفصل ذکر عنقریب آنیوالا ہے بادشاہ کی مرضی پر موقوف تہا۔ علاوہ ازین طبیب نے بادشاہ سے کنیزک کا بہت تہوڑا سا حال کنایتاً کہا تہا جس سے انکی

پردہ دری مقصود نہتی۔ کیونکہ مولانا رح خود فرماتے ہین۔ ع شاہ رازان شمۂ آگاہ کرد۔ نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر مرشد طالب کے کسی باطنی مرض کے علاج پر خود اچھی طرح قادر نہو تو دوسرے سے مدد لے سکتا ہے بشرطیکہ وہ دیگر شخص محرم راز اور واقف اسرار ہو۔ اور جو کسیکی پردہ دری کو گناہ عظیم سمجھے۔

	آن حکیم مہربان چون راز یافت	صورت رنج کنیزک باز یافت
ترجمہ	الغرض جب وہ طبیب چارہ ساز	کر گیا معلوم بیماری کا راز
	بعد ازان برخاست عزم شاہ کرد	شاہ را زان شمۂ آگاہ کرد
ترجمہ	اوٹھ گیا اور بادشہ سے یہ کہا	کہل گیا حال مرض مجھ پر شہا
	شاہ گفت اکنون بگو تدبیر چیست	در چنین غم موجب تاخیر چیست
ترجمہ	شہ نے فرمایا کہ ہے تدبیر کیا	اب تدارک چاہیئے تاخیر کیا
	گفت تدبیر آن بود کان مرد را	حاضر آریم از پئے این درد را
ترجمہ	یوں کہا اس نے کہ اُس زرگر کو اب	کیجئے دربار میں جلدی طلب

شرح۔ دوسرے مصرع مین حذف مضاف ہے۔ یعنے از پے دفع این درد۔ اور لفظ را علامت اضافت قایم مقام مضاف ہے۔ یعنے دفع مرض کنیزک کے لئے زرگر کو بلانا چاہیئے۔

	قاصدے بفرست کاخبارش کند	طالب این فضل وایثارش کند
ترجمہ	بھیجئے قاصد کہ پہونچائے خبر	یعنے تیرے واسطے ہے مال و زر

شرح یعنے اے بادشاہ اسکی تدبیر یہ ہے کہ تو سمرقندی زرگر کے پاس اس مضمون کا قاصد بھیج کہ ہمارے بادشاہ نے تیری اُستادی اور کاریگری کی تعریف سُنی ہے وہ تجھسے تاج وطوق اور خانگی ظروف و زیور بنوانے چاہتا ہے اور تیرے کمال کی قدردانی کے صلہ مین یہ نقد و خلعت بطور نذرانۂ پیشگی مرحمت فرما کر تجھے اپنے دار الریاست مین طلب کیا ہے۔ جلدی چل۔ کیونکہ تاخیر مین آفت آجاتی ہے

	مرد زرگر را بخوان زان شہر دور	با زر و خلعت بدہ او را غرور
ترجمہ	مرد زرگر کو شہ با فر و زیب	مال سے خلعت سے زر سے دی فریب

شرح شہر دور سے مراد سمرقند ہے۔ اور غرور بمعنے فریب کیونکہ طالبان دنیا مال و زر کے دہوکے مین بہت جلد آجاتے ہین۔ اور دنیا سر بسر اسباب غرور ہے۔

	چون بہ بیند سیم و زر آن بینوا	بہر زر گردد ز خان و مان جدا
ترجمہ	سیم و زر کی سُن کے مرد بینوا	خانمان و شہر سے ہوگا جُدا

شرح خان مخفف خانہ ہے۔ اور مان بمعنے رخت واسباب عموماً خان ومان سے گھر بار مراد ہوتا ہے۔

	زر خرد را والہ و شیدا کند		خاصہ مفلس را کہ خوش رسوا کند
ترجمہ	عقل کھو دیتی ہے حرص مال و زر		بے نوا ہوتا ہے رسوا خاصکر

شرح خرد سے پہلے حذف مضاف ہے یعنے یونتوند کی محبت عموماً اہل خرد کو بھی دیوانہ اور بے عقل کر دیتی ہے مگر مفلس آدمی کو خصوصیت کے ساتھ اچھی طرح رسوا کرتی ہے۔ کیونکہ مفلس شدت حاجت کے سبب حلال وحرام مین تمیز نہین کرتا۔ دیکھلو چوری قمار بازی گداگری وغیرہ افلاس کا نتیجہ ہے یہ اور اسکے بعد کا شعر مولانا کا مقولہ ہے

	زر اگرچہ عقل می آرد و لیک		مرد عاقل باید او را نیک نیک
ترجمہ	زر سے گو ہوتی ہے عقل و معرفت		ہے مگر یہ مرد عاقل کی صفت

شرح۔ یہ ایک اعتراض کا جواب ہے۔ معترض کہتا تھا کہ زر سے تو گئی ہوی عقل آجاتی ہے اور اکثر دولتمندو نکو عقلمند دیکھا گیا ہے۔ پھر ع زر خرد را والہ و شیدا کند۔ کیونکر درست ہوسکتا ہے۔ مولانا جواب مین ارشاد فرماتے ہین کہ زر اگرچہ آدمی کو عقلمند بنا دیتا ہے مگر اسکے حاصل کرنیکے لیے نہایت عقلمند شخص ہونا چاہیئے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی احتیاط رکھے اور حلال وحرام کو جدا جدا سمجھے۔ اور اپنی کمائی کو تمام مکروہات اور مشتبہ چیزون سے آلودہ ہونے دے لفظ نیک نیک بمعنے نہایت بسیار ترکیب مین لفظ عاقل سے متعلق ہے

	فرستادن پادشاہ رسولان را بسمرقند در طلب آن زرگر را		
ترجمہ۔	طلب زرگر مین بادشاہ کا قاصدون کو سمرقند بھیجنا		

	چونکہ سلطان از حکیم آن را شنید		پند او را از دل و از جان گزید
ترجمہ	شاہ نے سنکر یہ پند سودمند		اُسکی باتون سے کیا دل سے پسند

شرح پہلے مصرع مین ضمیر آنرا تدبیر کیطرف راجع ہے اور دوسرے مصرع مین پند سے طبیب کا حکم یا ہدایت مراد ہے جو زرگر کے بلانے کی بابت کی تھی۔

	گفت فرمان ترا فرمان کنم		ہر چہ گوئی سخنان کن آن کنم
ترجمہ	اور کہا بندہ ہون مین اے پُر شعور		جو کہے گا تو کرونگا بالضرور

شرح پہلے مصرع مین لفظ فرمان جو دوسری جگہ واقع ہے یا تو فرمانبری کے معنون مین ہے یعنے بادشاہ نے طبیب سے یہ کہا کہ مین تیرے حکم کی فرمانبری کرونگا یا یہ معنے ہین کہ مین تیرے حکم کو اپنا حکم خیال کرونگا اور اسکی تعمیل مین قاصدون سے ایسی ہی کوشش کراونگا جیسی عموماً اپنے حکم کی تعمیل مین سعی کرتا ہون مسئلہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ سالک کا فرض ہے مرشد کے احکام کی تعمیل اپنے لیے فرض عین سمجھے۔ اور حتی الامکان انکو

بجالائے۔ ورنہ راہ حق سے محروم رہیگا اور ریاضت رائیگان جائے گی

	بس فرستاد آنطرف یکدو رسول		حاذقان و کافیان و بس عدول
ترجمہ	بھیجے اسکے بعد دو ایک نامہ بر		عاقل و دانائے کار و معتبر

شرح یعنے بادشاہ کے دونو قاصد نہایت عقلمند پیغام رسانی مین پورے۔ راستگو امین۔ اور سچے تھے مطلب یہ کہ پیغامبرون کی تمام صفتین انمین موجود تھین۔

	تا سمرقند آمدند آن دو امیر		پیش آن زرگر شاہنشہ بشیر
ترجمہ	شہر زرگرین گئے باعزّ و جاہ		اور کہا دیکر بشارتہائے شاہ

شرح لفظ بشیر بمعنے بشارت دہندہ ترکیب مین لفظ آمدند سے حال واقع ہے۔ اور لفظ امیر سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دونو قاصد معمولی پیامبر نہ تھے بلکہ بادشاہ کے منتخب شدہ مصاحب تھے مطلب یہ کہ وہ دونو قاصد بادشاہ کی طرف خوشخبری لیکر زرگر کے پاس سمرقند مین پہنچے۔ اور یہ پیام دیا

	کای لطیف اُستاد کامل معرفت		فاش اندر شہرہا از تو صفت
ترجمہ	اے ہنرمند اُستاد زرگری		شہرہ عالم ہے تیری برتری

شرح۔ لطیف اُستاد مین اضافت مقلوب ہے یعنے اے باریک کام بنانے والے اُستاد اور اے اپنے کام سے پورے ماہر تیری اُستادی شہرۂ آفاق ہے۔ یہ تعریف اور خوشامدانہ الفاظ زرگر کی تسخیر کے لیے تھے کیونکہ اکثر بیوقوف اور دنیا پرست اپنی تعریف سے خوش اور خوشامد سے موم ہوجاتے ہین۔

	نک فلان شہ از برای زرگری		اختیارت کرد زیرا احتری
ترجمہ	زرگری تیری پسند شاہ ہے		کیونکہ تو اِس فن مین عالیجاہ ہے

شرح۔ لفظ نک۔ اینک کا مخفف ہے اور زیرا احتری۔ اختیارت کرد کی علت ہے۔ یعنے اسوقت فلان بادشاہ نے تجھے زرگری کے لیے اس سبب سے منتخب کیا ہے کہ تو اپنے کام کا اُستاد اور اپنے ہم پیشہ یا اپنی قوم کا سردار ہے زرگر کو سردار کہنا خوشامدانہ بات ہے۔

	اینک این خلعت بگیر و زر رویم		چون بیائی خاصہ باشی و ندیم
ترجمہ	دیکھ یہ خلعت ہے یہ زر ہے یہ سیم		چل کے تو دربار مین ہوگا ندیم

شرح۔ یعنے اے زرگر اسوقت تو یہ خلعت قبول کر لے جب تو بادشاہ کے پاس جائیگا تو اس سے زیادہ عزت ہوگی بادشاہ کا خاص مصاحب اور ندیم بنجائیگا دنیا دارون اور زبردستونکا مقصود چونکہ تحصیل زر اور اُنکی اُمید ہے اسلیے زرگر کہا گیا اور ساتھ ہولیا۔

	مرد مال و خلعت بسیار دید	غرّہ شد۔ از شہر و فرزندان بُرید	
ترجمہ	مرد زر گر نے جو دیکھا مال و زر	چل پڑا اسار سے تعلق چھوڑ کر	

شرح۔ یعنے زرگر مال و خلعت دیکھکر دھوکا کھا گیا۔ اور اپنے شہر اور عیال و اطفال سے جُدا ہونے پر مجبور ہوا وہ یہ نہ سمجھا کہ زر کی محبت موت کا سامان ہے۔

	اندر آمد شادمان در راہِ مرد	بیخبر کان شاہ قصد جانش کرد	
ترجمہ	شاد و خرم کر رہا تھا قطع راہ	کیا خبر تھی جان کا لیوا ہے شاہ	
	اسپ تازی بر نشست و شاد تاخت	خونبہائے خویش را خلعت شناخت	
ترجمہ	اسپ تازی زیر ران با عز و شان	اور خلعت خونبہا تھا بے گمان	

شرح۔ پہلے مصرع مین لفظ بر اسپ سے پہلے باعتبار قرینہ محذوف ہے اور دوسرا مصرع مقولۂ مولانا ہے مطلب یہ کہ بادشاہ نے خلعت وغیرہ کا فریب دیکر زرگر کو ہلاک کرنیکے لیے بُلایا تہا اور یہ سب سامان بطور پیشگی گویا اُسکے خون کی دیت تہی مگر زرگر جو حقیقت حال سے بے خبر تہا اور جسکو زر پرستی نے خارج از عقل کر رکھا تہا اُس دیت کو خلعت سمجھا۔ نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ دنیا اور اُسکے آرایشی سامانون کی محبت کا انجام ہلاکت ہے ہیچ ہے ع دنیا ہیچ ست و کار دنیا ہمہ ہیچ۔

	اے شدہ اندر سفر با صد رضا	خود بپائے خویش تا سوء القضا	
ترجمہ	اے مسافر تو سفر مین با رضا	اپنے پیرون سے گیا سوئے قضا	

شرح مولانا کا مقولہ ہے جس سے اہل دنیا کی تنبیہ مقصود ہے یعنے اے شخص تو جو راحت اور تحصیل زر کی اُمید پر خوشی خوشی سفر کرتا پھرتا ہے اسکو ایسا سمجھ گویا اپنے پانو سے موت کے مُنہ مین جاتا ہے پھر موت بھی کیسی۔ بُری موت جسکو سوء خاتمہ کہتے ہین۔ نعوذ باللہ منہا نکتہ تحصیل زر کی اُمید پر سفر کرنیوالا اگر بحالت مسافرت مرگیا تو ظاہر ہے کہ صوفیون کے نزدیک اُسنے بہت بُری موت پائی اور اگر کچھ کہا کما کے گھر چلا آیا تو گویا اُسنے غفلت کا سامان جمع کیا جو اہل اللہ کے نزدیک موت سے کم نہین۔ حدیث مین یہ لفظ موجود ہین اَلدُّنیا وَمَا فِیہَا مَلعُونٌ اِلَّا ذِکرَ اللہِ وَمَا وَالَاہُ یعنے اپنا اور اُسکی تمام چیزین ملعون ہین مگر ذکر الٰہی اور جو شے اُسکی مدد کا ہے اِس سے مستثنےٰ ہے۔

	در خیالش عزّ و مال و سروری	گفت عزرائیل رو۔ آری بری	
ترجمہ	وہ خیال عزّت و دولت سے شاد	موت کہتی تہی کہ چل۔ آئی مراد	

شرح اس شعر کے معنے دو طرح ہو سکتے ہین اوّل یہ کہ خیال بمعنے دل ہے اور گفت خیال سے متعلق ہے

یعنے ملک الموت نے زرگر کے دلمین یہ بات ڈالدی تہی کہ ہان ہان تو چلا چل بادشاہ کے دربار سے عزت ومال وسروری ضرور حاصل کریگا۔ مطلب یہ کہ ملک الموت نے زرگر کی موت کے سامان عزت ومال وسروری کی صورت مین اسکے روبرو پیش کیے جن پر وہ فریفتہ ہوگیا۔ دوم یہ کہ زرگر کے خیال مین تو یہ سفر عزت ومال وسروری حاصل ہونے کا وسیلہ تہا اور ملک الموت بطور استہزا یہ کہہ رہا تہا کہ ہان تو چلا چل تو سہی۔ دیکھہ کیسی عزت وسروری حاصل ہوتی ہے یعنے تجھے کچھہ بہی حاصل نہوگا بلکہ یہیں کے دینے پڑجائینگے جان مفت مین جاتی رہیگی۔ دونو صورتون مین لفظ بری بمعنے حاصل کہنی ہے

	چون رسید از راہ آن مرد غریب		اندر آوردش بہ پیش شہ طبیب
ترجمہ	کرچکا جب قطع رہ مرد غریب		اسکو پیش شاہ لے آیا طبیب
	پیش شاہنشاہ بردش خوش بناز		تا بسوزد بر سر شمع طراز ۲
ترجمہ	لے گیا دربار میں باعزّ و ناز		تاکہ ہو پروانۂ شمع طراز

شرح طراز حدود ترکستان مین ایک شہر کا نام ہے جہان کے مرد وعورت نہایت خوبصورت ہوتے ہین یہان شمع طراز سے وہی کنیزک مراد ہے یعنے طبیب غیبی نہایت خوشی اور عزت کے ساتہ زرگر کو بادشاہ کے پاس لیگیا۔ اور اس سے فی الواقع اسکی عزت مقصود نہ تہی۔ بلکہ یہ مطلب تہا کہ وہ پروانہ کیطرح اُس شمع طراز کے سر کا صدقہ ہو جائے۔ لفظ بسوزد جو شمع کی مُناسبت کے لیئے ہے یہان بمیرد کے معنون مین ہے۔

	شاہ دیدش را بسے تعظیم کرد ۲		مخزن زر را بدو تسلیم کرد ۲
ترجمہ	شہ نے زرگر کی بہت تعظیم کی		اور کلید زر اوسے تسلیم کی
	پس بفرمودش کہ برسازد ز زر		از سوار و طوق و خلخال و کمر ۲
ترجمہ	پھر یہ فرمایا گھڑے وہ پر ہنر		سونے کی پازیب کنگن طوق زر

شرح یعنے شاہ نے سونیکا خزانہ سونپ کر زرگر سے یہ کہا کہ سرکار کے لیے سونیکے کنگن۔ گلوبند۔ پازیب اور مٹکے بنائے۔ یہ گویا زرگر کے لیے دِل لگی کا سامان تہا تاکہ وہ گھبرا نہ جاے

	ہم ز انواع اوانی بے عدد		کانچنان در بزم شاہنشہ سزد
ترجمہ	نیز ہون سونے کے برتن بیشمار		لایق بزم شہنشاہِ دیار

شرح۔ اوانی عربی لفظ اور اناء کی جمع ہے۔ اناء ظرف اور برتن کو کہتے ہین یعنے بادشاہ نے زیور کے علاوہ زرگر کو سونیکے برتن بنانیکا بہی حکم دیا۔ چونکہ زرگر کو مال وزر کا فریب دیکر بلایا تہا اسلیے اُس سے وہی کام لیا گیا جو زر پرستون کو دامِ فریب مین پہنسا کر انجام کار ہلاک کرڈالتا ہے۔

	زر گرفت آنمود و شد مشغول کار	بیخبر از حالت این کارزار
ترجمہ	لیکے زر وہ ہو گیا مشغول کار	کیا خبر تہی اُسکو ہے کیا کارزار

شرح کارزار یا تو لفظ مرکب ہے بمعنے جنگ۔ یعنے زرگر اس بات سے بیخبر تہا کہ یہ ظاہری صلح درپردہ جنگ ہے اور یہ سونا میرے لیے ہمیشہ قبر مین سونیکا سامان ہے یا یہ سمجہیے کہ کار الگ لفظ ہے اور زار الگ یعنے زرگر اپنے کار زبون کے نتیجہ سے بیخبر تہا۔ اسوقت کارزار مین اضافت توصیفی ہوگی۔

	پس حکیمش گفت کاے سلطان مہ	آن کنیزک را باین خواجہ بدہ
ترجمہ	پہر طبیب غیب نے شہ سے کہا	وہ کنیزک بخشدے اسکو شہا

شرح لفظ سلطان موصوف ہے اور مہ بکسر میم بمعنے مہتر و عالیشان اُسکی صفت یعنے اے شاہ اس کنیزک کو بطور نکاح یا ہبہ اس زرگر کے حوالے کر

	تا کنیزک در وصالش خود شود	آب وصلش دفع آن آتش شود
ترجمہ	تا کنیزک کامیاب وصل ہو	دفع نار حرص آب وصل ہو

شرح آتش سے کنیزک کی عشق کی آگ مراد ہے اور لفظ دفع مصدر ہے بمعنے اسم فاعل یعنے دفع کنندہ۔

	شہ بدو بخشید آن مہروی را	جفت کرد آن ہر دو صحبت جوئے را
ترجمہ	بادشہ نے عقد اُنکا کر دیا	دونو مشتاقون کو اک جا کر دیا

شرح۔ یعنے بادشاہ نے بطور ہبہ یا نکاح کنیزک اُن دونو نکو ہمصحبت کر دیا۔ کنیزک کا صحبت جوئے زرگر ہونا تو ظاہر ہے کیونکہ وہ اُسپر عاشق تہی مگر زرگر کے صحبت جو ہونے کی یہ وجہ ہے کہ معشوق گو بظاہر عاشق سے پہلو تہی کیا کرے مگر تہ دل سے اُسکی مصاحبت کو ضرور پسند کرتا ہے ظاہری تنفر و اعراض کو صرف معشوقانہ انداز سمجہنا چاہیئے۔ جو عموماً معشوقون کی شان ہے

	مدت شش ماہ میراندند کام	تا بصحت آمد آن دختر تمام
ترجمہ	چہہ مہینے تک رہے بس شاد کام	ہو گئی لونڈی کو پہر صحت تمام

شرح۔ لفظ تمام صحت سے متعلق ہے۔ یعنے چہہ ماہ تک دونو ہمصحبت رہے اور اس سے کنیزک کو صحت تمام حاصل ہو گئی۔ کیونکہ وصال اُسکے مرض کی دوا تہا۔ لفظ شش ماہ سے اسطرف اشارہ ہے کہ اگر مرشد کامل سالک کے دل سے اخلاق ذمیمہ اور تعلقات ماسوی اللہ کے زائل کرنے کی بتدریج کوشش کریگا تو ضرور کامیابی ہوگی۔ صوفیون کا کام مشکل اور خدا کی راہ مین قدم رکہنا نہایت کٹہن ہے اسلیئے اسمین سچے رہبر اور مرشد کامل کی ضرورت ہے اسکے ساتہ استقلال اور تامل اور تحمل بھی شرط ہے مرشد شفیق ہونا چاہیئے اور طالب مستعد

	بعد ازان از بهر او شربت بساخت		تا بخورد و ہیچ دختر میگداخت	
ترجمہ	پھر اُسے دی ایسی اک شربت کی قسم		دمبدم گھلنے لگا زرگر کا جسم	

شرح۔ یعنے چہہ ماہ کا بھلاوا دیکر طبیب نے زرگر کے لیئے ایسا شربت بنا دیا جسکے پینے سے اُسکا بدن روز بروز گھلتا گیا اور قوت اعضا سلب ہونے لگی۔

	چونکہ زشت و ناخوش و رخ زرد شد		اندک اندک در دل او سرد شد	
ترجمہ	ہو گیا بدشکل جب وُہ بے تمیز		بجھگئی سب آتش عشق کنیز	

شرح یعنے شربت کے اثر سے زرگر لاغر نقیہ بدصورت اور زرد رو ہوتا گیا۔ اسلیئے کنیزک کے دل سے اُسکا عشق کم ہو گیا۔ اور محبت کی آگ ٹھنڈی پڑگئی۔ کیونکہ کنیزک کو مجازی عشق تہا وُہ اُسکی صورت پر مٹی ہوی تہی۔ اُدہر صورت بگڑی ادہر عشق چمپت ہوا۔

	چون زر نجوری جمال او نماند		جان دختر در وبال او بماند	
ترجمہ	جب مرض نے کھو دیا حسن و جمال		مُل گیا جانِ کنیزک سے وبال	

شرح۔ وبال سے وہی عشق مجازی مراد ہے۔ جو کنیزک کو زرگر کے حسن و جمال اور ظاہری صورت سے تہا۔ کیونکہ صورت کا عشق وبال جان ہوتا ہے۔

	عشقہائے کز پیئے رنگی بود		عشق نبود عاقبت ننگے بود	
ترجمہ	جس کسیکو عشق شکل و رنگ سے		سچ تو یہ ہے عشق کیا ہے ننگ ہے	

شرح یعنے جو عشق رنگ و پا در ظاہری صورت سے تعلق رکہتا ہے وہ درحقیقت عشق نہین ہوتا۔ بلکہ اُسکا نام صورت پرستی ہے جسمین انجام کار حسن ظاہری کے زوال کے بعد آدمی کو حسرت اور خجالت اُٹہانی پڑتی ہے اور جو اہل معنے کے نزدیک سراسر ننگ و عیب ہے۔ نکتہ عشق صورت صرف بلحاظ صورت پرستی مذموم ہے اور اس لحاظ سے کہ صورت مظہر شان الٰہی ہے اور عشق مظہر سے نہین ہے بلکہ اُس حقیقت سے ہے جو اس مظہر مین ظاہر ہے مستحسن ہے اس عشق کو ننگ و حسرت نہین کہتے۔ ایسے عشق کی دو صورتین ہین **اوّل** یہ کہ عاشق کو بلا قید و تعین کسی خاص صورت کے ہر صورت مین مشاہدۂ حق حاصل ہو۔ لیکن اسحالت مین یہ ضرور ہوتا ہے۔ کہ کیفیت مشاہدہ بعض خاص صورتون مین بہ نسبت بعض دیگر صورتون کی اعلےٰ اور کامل درجہ کی ہوتی ہے۔ چنانچہ عورتون مین بہ نسبت مردون کی مشاہدہ کامل درجہ کا ہے ایسا عشق ہر ایک کامل شخص کو بھی نصیب نہین ہوتا بلکہ یہ کامل ترین کا حصہ ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ازواج مطہرات کو دوست رکہنا اور یہ فرمانا **حبب الیّ من امور دنیاکم النساء** (یعنے مجہے دنیا کی تمام چیزون مین عورتین بہت پسند ہین) اسی قبیل سے تہا۔ **دوم** یہ کہ عاشق قید و تعین تہا کسی خاص صورت مین مشاہدۂ حق کرے۔ یہ عشق اگرچہ عشق

حق ہے مگر اہل اللہ کے نزدیک ادنے درجہ کا ہے

	کاشکے آن ننگ بودے یکسری	تا نرفتی بروی این بد داوری	
ترجمہ	کاشکے وہ ننگ ہوتا یکسری	تا نہوتی اسپہ یہ بد داوری	

شرح۔ اس شعر کے معنے محققین نے مختلف طور پر بیان کیے ہین۔ مگر کوئی مطلب خدشہ سے خالی نہین معلوم ہوتا چنانچہ معنے **اوّل** یہ ہین۔ کہ کاشکے وہ ننگ یعنے عشق مجازی جو کنیزک کو زرگر سے تھا **یکسری** یعنے پائدار اور زوال سے دور ہوتا تاکہ کنیزک کی جان پر وہ بد داوری یعنے محبت زرگر کے سرد ہو جانے کا ستم نہ ڈھیتا ان معنون مین یہ خرابی ہے کہ عشق زرگر خود ننگ تھا اگر جاتا رہا تو کنیزک پر ستم ہونیکے کیا معنے ہین بلکہ یہ تو عین عدل اور سراسر خوبی ہے کیونکہ عشق مجازی مذموم صفت ہے جسکا زائل ہو جانا سر بسر حسن ہے۔ **دوسرے** معنے یہ ہین کہ کاشکے وہ ننگ یعنے عشق مجازی پائدار ہوتا تاکہ زرگر کی جان پر ستم نہ ہوتا یعنے اسکے قتل کی تدبیر نہ کیجاتی کیونکہ طبیب کو معلوم ہو گیا تھا کہ زرگر کے رنگ روپ کم ہونے سے کنیزک کا عشق کم ہوتا جاتا ہے اسلیئے زرگر کو ہلاک کر کے ہمیشہ کے لیے کنیزک کو اسکے عشق کی بیماری سے نجات دلائی گئی۔ اگر یہ عشق پائدار ہوتا تو ہرگز زرگر کے ہلاک کرنے کی تدبیر نہ کیجاتی۔

پہلے معنون مین ضمیر وی کنیزک کی طرف راجع ہے اور دوسرے معنون مین زرگر کی طرف۔ مگر ان معنون مین یہ خرابی ہے کہ زرگر کا ہلاک کرنا خدا کے حکم سے تھا جسکو مولانا قدس سرہ نے حضرت خضر کی کشتی توڑنے سے مشابہت دی ہے پس تو طبیب غیبی کے فعل کو جو خدا کے حکم سے تھا بد داوری کہنا سراسر خلاف ہے **تیسرے** معنے یہ ہین کہ **یکسری** بمعنے تمام و کمال ہے۔ یعنے کاشکے عشق مجازی بالکل ننگ اور قابل زوال ہوتا۔ نہ بادشاہ کے عشق کو پائداری ہوتی نہ کنیزک کے۔ یعنے جسطرح کنیزک کا عشق مرض زرگر سے زائل ہو گیا ہے اسیطرح بادشاہ کا عشق مرض کنیزک سے زائل ہو جاتا تاکہ زرگر پر ظلم نہوتا۔ مگر ان معنون مین بھی وہی خرابی ہے جو دوسرے معنون مین بیان ہوی۔ یعنے زرگر کا قتل بحکم الٰہی تھا۔ اسکو بد داوری نہین کہہ سکتے **چوتھے** معنے یہ ہین کہ کاشکے یہ ننگ یعنے عشق صورت **یکسری** ہوتا **دوسری** نہوتا یعنے یہ بات نہوتی کہ بادشاہ کنیزک پر عاشق ہوتا اور کنیزک زرگر پر۔ بلکہ یا تو بادشاہ کنیزک کو چاہتا اور کنیزک زرگر سے کچھ تعلق نہ رکھتی۔ یا کنیزک زرگر سے عشق رکھتی اور بادشاہ سے بالکل لگ نہتی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا کہ زرگر پر ستم نہ کیا جاتا لیکن ان معنون مین بھی وہی خرابی ہے۔ جو تیسرے معنون مین ہے۔ **پانچوین** معنے یہ ہین کہ اگر عشق صورت ننگ **یکسری** یعنے ہر کس و ناکس کے نزدیک باعث ننگ ہوتا تو کوئی کسی پر عاشق نہوتا۔ یہانتک کہ کنیزک بھی زرگر سے کچھ علاقہ نہ رکھتی اور اُس بیچارے پر ظلم نہ کیا جاتا۔ لیکن یہ معنے بھی تیسرے معنون کی خرابی سے خالی نہین۔ **چھٹے** معنے یہ ہین کہ کاشکے یہ ننگ یعنے عشق مجازی **یکسری** یعنے ایک طریقہ کا ہوتا مطلب یہ کہ جسطرح کنیزک صورت زرگر کی عاشق تھی اسیطرح بادشاہ صورت کنیزک کا عاشق ہوتا حالانکہ بادشاہ صورت کا عاشق نتھا بلکہ اُس حقیقت کا عاشق تھا

جو صورت کنیزک مین ظاہر تھی کیونکہ عورتون مین مشاہدۂ حقیقت کامل درجہ کا ہوتا ہے) تو زرگر پر ستم نہوتا اسلیئے کہ زرگر کا قتل کرنا الہام کی رو سے تھا اور حجالت مین کہ بادشاہ زرگر کی طرح خود گرفتار صورت ہوتا تو اُسے الہام کا مرتبہ نصیب نہوتا اور نہ طبیب غیبی اُسکا معالج بنتا کیونکہ طبیب قطب زمانہ تھا ایسے قطب کو عاشقان مجازی کے علاج سے سروکار نہین ہوتا مگر ان معنون مین یہ خرابی ہے کہ بادشاہ کو جو عارف اور عاشق حقیقی تھا عاشق مجازی ہونے کی بددعا دیگئی ہے۔ اور یہ بددعا صرف اس غرض سے ہے کہ ایک واجب القتل زرگر قتل سے بچ جائے۔ کیونکہ اُسکا قتل بحکم الٰہی تھا۔ **ساتوین** معنے یہ ہین کہ کاشکے اگر عشق مجازی ننگ یکسری (ایک طرف کا ننگ) یعنے فقط دنیا مین باعث ذلت و رسوائی ہوتا عقبےٰ مین اسکا حساب و کتاب نہ لیا جاتا۔ تو قیامت کے دن عاشق مجازی کی جان پر ستم نہ ٹوٹتا اسصورت مین ضمیر آن جو پہلے مصرع مین ہے عشق مجازی کی طرف اور ضمیر وے جو دوسرے مصرع مین ہے عاشق مجازی کی طرف راجع ہے لیکن ان معنون مین یہ خرابی ہے کہ عشق مجازی اگر اُس سے تجاوز نہ کیا جائے باعث ننگ ہے۔ اور قیامت کے دن اگر گنہگارون کو اُنکے گناہونکے سبب عذاب کیا گیا تو اُسکو بیدادی یعنے ظلم و ستم سے تعبیر کرنا بے ادبی بلکہ کفر ہے **آٹھوین** معنے یہ ہین کہ ننگ بمعنے عیب ہے اور یکسری بمعنے سراپا۔ اور ضمیر آن زرگر کیطرف راجع ہے یعنے کاشکے وہ زرگر سراپا عیب اور سخت بدصورت ہوتا۔ تاکہ کنیزک اُسکی صورت پر عاشق نہوتی اور وہ کمبخت ہلاکت سے بچ جاتا۔ ان معنون مین یہ خرابی ہے کہ زرگر کے قتل کو جو بحکم الٰہی تھا اُسکی بدصورتی بھی روک نہین سکتی تھی کیونکہ حکم الٰہی کو نہ بصورتی اور بدصورتی سے کچھ سروکار نہین **نوین** معنے جو تمام مذکورۂ بالا خرابیون سے الگ اور ہر قسم کے اعتراض سے بچے ہوے ہین۔ یہ ہین کہ اول مصرع مین **آن ننگ** بمعنے عشق صورت ہے اور **یکسری** بمعنے پائدار۔ اور دوسرے مصرع مین ضمیر **وی** عشق ہی کیجانب راجع ہے اور بیدادی بمعنے ظلم و ستم۔ اس صورت مین شعر کا یہ مطلب ہوا کہ کاشکے وہ ننگ یعنے عشق صورت پائدار ہوتا یعنے عشق مجازی سے متجاوز ہوکر عشق حقیقی بنجاتا تاکہ عاشق مجازی کی طرف سے عشق کی جان پر ستم نہ ٹوٹتا۔ کیونکہ عاشق مجازی نے عشق کو اُن معنون مین استعمال کیا ہے۔ جنکے لیئے وہ موضوع نہ تھا۔ عشق ایک بڑی نیک صفت تھی جسکو عاشق مجازی نے مذموم بنا دیا اور یہ ظاہر ہے کہ اچھی چیز کو برا کر دینا اُسکی جان پر ستم توڑنا ہے۔ اسی صورت مین اگر ضمیر وے عاشق کی طرف راجع ہو اور بیدادی سے ستم فراق مراد لیا جائے تو بھی معنے صحیح ہین اسوقت یہ مطلب ہوگا کہ اگر عشق مجازی پائدار ہوتا یعنے مجازی سے حقیقی بنجاتا تو عاشق ہمیشہ کے لیے ستم فراق سے بچ جاتا۔ یہ شعر مثنوی شریف کے معجزنما اشعار مین سے ہے جسکے حل کرنے مین بڑے بڑے علما اور صوفیون کے قدم پھسلگئے ہین۔ ہمنے جسقدر معنے یہان لکھے ہین سبکو نہایت تامل اور فکر کی نظر سے دیکھنا چاہیئے۔ آخری معنے تمام معنون سے بہتر اور نہایت دلچسپ ہین۔

یا اللہ العالمین صورت کی محبت کے پھندے سے نکالکر عشق حقیقی کے رستہ پر لگا دے تاکہ ہمین اپنی حقیقت کا حال معلوم ہو جائے

	خون او دید از چشم همچون جوئے او		دشمن جان دی آمد روئے او
ترجمہ	بحر پر خون چشم گریان ہو گئی		اسکی صورت دشمن جان ہو گئی

شرح مصرع دوم مولانا کا مقولہ ہے اور ہمچون جوئی بحالت ترکیب چشم کی صفت ہے یعنے اپنی بیماری کے سبب جسمین اُسے مرجانیکا گمان تہا یا حالت مرض مین یاد وطن اور فراق اہل وعیال یا اپنی عاشق کنیزک کی سرد مہری کے باعث زرگر کی چشم دریا بار سے خون ٹپکنے لگا۔ اور اُسکا چہرہ یعنے ظاہری حسن وجمال اُسکی جان کا دشمن ہوگیا اگر وہ خوبصورت نہوتا تو کنیزک عاشق نہوتی۔ اور اُسکے ہلاک کرنیکی تدبیر نہ کیجاتی۔

	دشمن طاؤس آمد پر او		اے بسا شہ را بکشتہ فر او
ترجمہ	دشمن طاؤس ہے خود اُسکا پر		بادشاہونکا ہے قاتل رعب و فر

شرح یعنے طاؤس اپنے پر کی خوشنمائی کے باعث مارا جاتا ہے اور بہت سے مغرور بادشاہ اپنے دبدبہ اور شوکت کے سبب قتل کئے جاتے ہین مطلب یہ کہ بسا اوقات خوبصورتی اور خوشنمائی دشمن جان ہوجاتی ہے چنانچہ زرگر کا حال اسکی گواہی دے رہا ہے۔ یہ شعر پہلے شعر کے مضمون کے توضیح ہے بطریق تمثیل۔

	چونکہ زرگر از مرض بدحال شد		در گداز شخص او چون نال شد
ترجمہ	جب تغیر ہو گیا زرگر کا حال		یہ کہا زاری سے ہو کر شکل نال

شرح شخص بمعنے وجود یعنے جسم۔ اور نال بمعنے ریشہ۔ مطلب یہ کہ زرگر کا بدن سوکہہ سوکہہ کر ریشہ کے مانند ہوگیا۔

	گفتا آن آہو منم کز نافِ من		ریخت آن صیاد خون صاف من
ترجمہ	مین ہون وہ آہو کہ نافے کے لیے		مجکو اُس صیاد نے صدمے دیئے

شرح۔ یہان سے یہ چند شعر مقولہ زرگر اور وہ متکبرانہ کلمات ہین جو مرض الموت مین اُسکی زبان سے نکلے تہے یعنے مین وہ مظلوم ہرن ہون کہ صرف نافی کے لالچ یعنے حسن کے سبب سے ہلاک کیا گیا ہون۔ حالانکہ یہ مجھپر سراسر ظلم ہے

	اے من آن روباہِ صحرا کز کمین		سر برید ندم برائے پوستین
ترجمہ	مین ہون وہ روباہ صحرا کمین		مارتا ہے مجکو بھر پوستین

شرح۔ ملک روس مین ایک قسم کی لومڑی ہوتی ہے جسکو صرف اسلیئے ہلاک کیا جاتا ہے کہ اُسکی پوستین نہایت نرم و نازک خوبصورت اور قیمتی ہوتی ہے چنانچہ مولانا نظامی سکندر نامہ مین فرماتے ہین بشنیدم کہ روباہے در ملک روس خود آرائے باشد بشکل عروس ۔ یہ شعر پہلے شعر کے قریب المعنے ہے۔

	اے من آن پیلے کہ زخم پیلبان		ریخت خونم از برائے استخوان
ترجمہ	مین وہ ہون ہاتہی کہ زخم پیلبان		خون مرا کرتا ہے بہر استخوان

شرح- ہاتھی دانت قیمتی چیز ہوتی ہے۔ بلکہ بعض موقع پر اسکی ہڈیان بھی دانتون کے بہاؤ بکجاتی ہین مطلب وہی ہے جو پہلے شعر کا تہا۔ یعنے صدہا فیل مین اپنے قیمتی حسن وجمال کے سبب ہلاک کیا گیا ہون۔

	آنکہ کشتستم پے مادون من ۷		مے نداند کہ نخسپد خون من ۷
ترجمہ	مارڈالا ہے تجھے بھر جمال		خون مرا لیکن نہو گا پائے مال

شرح مادون بمعنے کمتر و کم رتبہ جس سے زرگر نے اپنا حسن وجمال مراد لیا ہے۔ کیونکہ حُسن وجمال جان سے نہایت کم رُتبہ کی چیز ہے۔ مطلب یہ کہ جس شخص نے مجکو اُس چیز کے لالچ سے مارا ہے جو مجھہ سے نہایت کم رتبہ کی ہے۔ کیا وہ یہ نہین جانتا کہ میرا خون ہرگز نہ چھپ سکیگا۔ بالفرض قاتل دنیا مین قصاص سے بچگیا مگر عقبے مین حاکم حقیقی سے چھپکر کہان جائیگا۔ خون تو سر چڑھکر بولتا ہے۔

	بر نست امروز و فردا بر دست		خون چون من کس چنین ضایع نیست
ترجمہ	آج مجھپر ہے تو کل اُسپر ضرور		کب بجل ہوتا ہے خون بے قصور

شرح- یعنے آج قتل کی تکلیف مجکو ہوی ہے۔ کل انتقام کی تکلیف قاتل ہوگی اور مجہ جیسے مظلوم صاحب حسن وجمال کا خون ضایع نجائے گا۔ نکتہ اگر اس آخر وقت مین بہی زرگر یہ لاف وگزاف اور تکبر چھوڑکر توبہ اور طریق عجز اختیار کرتا تو مقبول بندون مین سے ہوجاتا۔ چونکہ اُسکا قتل الہام کی رو سے تہا اسلیے قیامت کے دن قاتل سے قصاص کی اُمید رکھنی سراسر لاف زنی ہے۔

	گرچہ دیوار افگند سایہ دراز		باز گردد سوئی او آن سایہ باز
ترجمہ	سایۂ دیوار ہو دور از زمیں		لیکن آجاتا ہے ہر پھر کر وہین

شرح یعنے اگرچہ دن نکلتے وقت دیوار کا سایہ دراز اور دیوار سے دور پڑتا ہے مگر دوپہر کو وہی سایہ اُسی دیوار کی طرف آجاتا ہے۔ مطلب یہ کہ اچھے بُرے کام کا نتیجہ گو بالفعل نہی مگر کبھی کسی وقت ضرور کرنیوالے کو ملجائیگا۔ علے ہذا القیاس قاتل کو میرے خون ناحق کی سزا ضرور ملیگی۔

	این جہان کوہست و فعل ما ندا		سوئے ما آید ندا ہا را صدا
ترجمہ	ہے جہان کوہ و ندا افعال خلق		سوے خلق آتے ہین سب اعمال خلق

شرح- یہ شعر زرگر اور مولانا قدس سرہ دونونکا مقولہ ہوسکتا ہے یعنے عالم دنیا ایک پہاڑ کی اور ہمارے افعال واعمال اُس پہاڑ مین آواز کے مانند ہین پہاڑ مین ہم جسطرح کی ندا کرینگے بعینہ وہی ندا اُلٹ کر ہمارے کانون تک آئیگی۔ بقول شخصے ع ہے گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سُنے۔ مطلب یہ کہ جیسے ہمارے افعال ہونگے اُنکی ویسی ہی جزا و سزا ہمکو ملیگی۔ قرآن مجید مین موجود ہے اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ یعنے آج کے

ہر نفس کو اُسکی کمائی کا بدلہ دیا جائیگا اور کسی پر ظلم نہو گا۔

	این بگفت و رفت در دم زیر خاک	آن کنیزک شد ز درد و رنج پاک
ترجمہ	کہکے یہ زرگر اُسی دم مر گیا	پاک لونڈی کو الم سے کر گیا

شرح بعض نسخون مین زرنج عشق پاک اور بعض مین زعشق و رنج پاک دیکھا گیا ہے مطلب سب کا ایک ہے۔ یعنے چونکہ زرگر کا عشق کنیزک کے دل سے اُسکی بیماری کے سبب رفتہ رفتہ کم ہوگیا تہا اسلیئے اُسکے مرجانے سے بالکل جاتا رہا۔ اس عشق کے جاتے رہنے کی علت یہ اگلا شعر ہے۔

	زانکہ عشق مردگان پایندہ نیست	زانکہ مُردہ سوی ما آیندہ نیست
ترجمہ	مُردے کی اُلفت کا ہے کیا اعتبار	مُردہ کب آتا ہے پہر کر بار بار

شرح۔ یعنے فنا ہونیوالی چیزون کا عشق پائدار نہین ہوتا۔ کیونکہ فانی اور معدوم ہونیوالی چیز واپس ہوکر ہمارے پاس نہین آتی۔ اسی لیے فانی کی محبت بہی فنا ہوجاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص کا ایسا چاہیتا بیٹا مرگیا جو اُسکے نزدیک تمام عالم سے زیادہ محبوب تہا۔ باپ کو چند روز تو اُسکی جُدائی کا قلق رہیگا۔ مگر رفتہ رفتہ مرنیوالے کا عشق بالکل فراموش اور نیست نابود ہوجائے گا۔

	عشق زندہ در روان و در بصر	ہر دمی باشد ز غنچہ تازہ تر
ترجمہ	عشق زندہ سے ہے خوش جان و بصر	ہے جو غنچہ سے زیادہ تازہ تر

شرح۔ زندہ سے حی القیوم یعنے ذات حق روان سے باطن۔ اور بصر سے ظاہر مراد ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالے کا عشق ظاہر و باطن دونون کو تر و تازہ کردیتا ہے۔ یہ عشق روح کے لیے باعث سرور اور آنکہون کے لیئے موجب نور ہے۔ کیونکہ یہ عشق اللہ نور السموات والارض کا ہے۔

	عشق آن زندہ گزین کو باقیست	وز شراب جانفزایت ساقیست
ترجمہ	عشق اُسکا کر نہین جسکو فنا	تجکو دیتا ہے شراب جان فزا

شرح شراب جانفزا سے وہ ظاہری و باطنی نعمتین مراد ہین۔ جنکے ذریعہ سے جسمانی و روحانی زندگی قایم رہتی ہے

	عشق آن بگزین کہ جملہ انبیا	یافتند از عشق او کار کیا
ترجمہ	عشق سے اللہ کے بے اشتباہ	انبیا کرتے ہین کار بادشاہ

شرح۔ صاحب برہان قاطع نے کارگیا بکسر رائے مہملہ و کاف فارسی کو بمعنے بادشاہ و وزیر و کارفرما لکہا ہے نیز چارون عنصرونمین سے کسی عنصر کو بہی کارگیا کہا ہے۔ صاحب فرہنگ جہانگیری کا بہی یہی قول ہے جسنے کارگیا کو بمعنے بادشاہ و کارفرما ہونے کی سند مین مولوی معنوی کا یہی شعر جسکی ہم شرح لکہہ رہے ہین پیش کیا ہے لیکن صاحب برہان اور

مؤلف جہانگیری دونون نے غلطی کی ہے۔ کیونکہ کیا بخر مخفف گیاہ کے فارسی مین اور کوئی معنے نہین رکھتا۔ دوسرے یہ کہ مولوی معنوی کے شعر مین کارگیا بمعنے بادشاہ و کارفرما لیا جائے تو شعر کے معنے نہین بنتے۔ اسکی صحیح تحقیق یہ ہے کہ کیا لفظ کے کاف مزید علیہ ہے اور کے بمعنے خداوند و مالک ہے۔ اس سے ظاہر ہوگیا کہ لفظ کیا بکاف عربی ہے اور کار کیا مین ترکیب اضافی ہے۔ اس لفظ کو مفرد خیال کرنے والے سخت غلطی پر ہین۔ کارکیا بمعنے کار بادشاہ ہی یعنے سلطنت علیٰ ہذا القیاس جب کارکیا کو بمعنے عنصر لیا جائیگا تو کارے کہ متعلق بہ عنصر باشد کے معنون مین ہوگا نہ فقط بمعنے عنصر البتہ کارکیا بکون رائے مہملہ و کاف عربی بمعنے بادشاہ و عنصر ہوسکتا ہے کیونکہ اس حالت مین اضافت مقلوب ماننی پڑیگی۔ یعنے کیائے کار بعضے خداوند کار۔ چنانچہ وہ کیا بمعنے مالک و اہل بان کا محاورہ ہے اور اسمین اضافت مقلوب ہے۔ مطلب شعر یہ ہے کہ اُس معشوق حقیقی کا عشق اختیار کر جسکی محبت کے باعث انبیاء نے باوجود ترک دنیا وہ مرتبہ پایا ہے جو بادشاہ کو حاصل ہوتا ہے اور وہ کام کیا ہے جو بادشاہ کرتے ہین کیونکہ انبیا اسیطرح اپنی امت کے نگہبان ہے ہین جسطرح ایک عادل اور خداترس بادشاہ اپنی رعیت کا بادشاہ صرف ملک دنیا کا مالک ہوتا ہے اور انبیا ملک معنی و عقبے دونون کے حاکم ہین۔ مثنوی کے تمام سخنون مین کارکیا و اوعاطفہ کے ساتھ دیکھا گیا ہے۔ مگر یہ معنوی اعتبار سے غلط اور کاتبون کا تصرف ہے۔

	تو مگو ما را بدان شہ بار نیست	باکریما کارہا دشوار نیست	
ترجمہ	یہ نہ کہہ اُس شاہ تک کیونکر ہو بار	کب کریمون پر ہے مشکل کوئی کار	

شرح یعنے تو یہ کہکر کہ اُس بادشاہ حقیقی تک ہماری رسائی نہین ہوسکتی اپنی ہمت نہ توڑ۔ اور راہ طلب نہ چھوڑ کیونکہ کریمون کے ساتھ کسیکو کوئی کام پڑتا ہے تو اُنمین کسیطرح کی دقت اور دشواری نہین ہوتی۔ قرآن مجید مین موجود ہے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ تم میرا ذکر کرو گے تو مین تمکو یاد رکھونگا اور حدیث قدسی مین یہ لفظ موجود ہین مَنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَمَنْ أَتَانِي مَشْيًا أَتَيْتُ إِلَيْهِ هَرْوَلَةً یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو شخص بالشت بھر میرے طرف بڑھتا ہے مین اُسکیطرف ایک گز بڑھ جاتا ہون اور جو ایک گز بڑھتا ہے مین دو گز تک سبقت کرتا ہون۔ اور جو میرے پاس آہستہ آہستہ چلکر آتا ہے مین اُسکیطرف دوڑکر آتا ہون

	در بیان آنکہ کشتن مر زرگر را بفرمان الٰہی بود نہ بخیال باطل ۲		
ترجمہ	اس بات کا ذکر کہ زرگر کا مار ڈالنا خدا کے حکم سے تھا نہ کہ خیال باطل سے		

شرح۔ شروع حکایت مین یہ معلوم ہوچکا ہے کہ زرگر سے نفس امارہ یا حب دنیا مراد ہے اور حکیم سے مرشد کامل چونکہ سالک کے دل سے محبت دنیا کا زائل کرنا مرشد پر فرض ہے اسلیئے زرگر کا ہلاک کرنا خدا کے حکم سے تھا جیسا

حضرت خضر نے حضرت موسے علیہ السلام کے ساتہ سفر کرتے ہوے بالہام ربانی ایک نابالغ لڑکے کو قتل کردیا تہا۔ اس قصہ کو ہم آگے چلکر بیان کرینگے

	کشتن آن مرد بر دست حکیم		نے پے اُمید بود و نے زبیم	
ترجمہ	مرد زرگر کی ہلاکت اے فہیم		نے پے اُمید تہی نے بہر بیم	

شرح۔ یہان کشتن بمعنے ہلاک شدن بطور مجاز مصدر لازم ہے یعنے حکیم کے ہاتہ سے زرگر کا ہلاک ہونا نہ تو اسلیے تہا کہ اُسکو بادشاہ سے کسیقدر انعام کی اُمید تہی اور نہ اسلیے تہا کہ وہ بادشاہ سے کسیطرح کا خوف رکہتا تہا بلکہ تو محض حکم خدا کی تعمیل تہی کامل صوفی دنیا کی طمع یا اہل دنیا کے خوف سے کوئی کام نہین کرتے بلکہ ایسے لوگ ہمیشہ صرف خدا کی رضا کے طالب رہتے ہین۔

	آن نہ کشتش از برائے طبع شاہ		تا نیامد امر و الہام از الٰہ	
ترجمہ	قتل تہا اُسکا نہ بہر طبع شاہ		بلکہ تہا یہ امر و الہام الٰہ	

شرح۔ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ قتل اگر بشکل ناروے الہام تہا۔ اس الہام کو وحی اسلیے کہا گیا ہے کہ **الہام الولی کوحی النبی** یعنے ولی کا الہام نبی کی وحی کے برابر ہوتا ہے۔ گو ولی کا کوئی فعل ظاہر مین خلاف شرع معلوم ہو مگر باطن مین بالکل شریعت کے مطابق ہوگا اسکی مثال آیندہ شعر مین ہے۔

	آن پسر را کش خضر ببرید حلق		سر آنرا در نیابد عام خلق	
ترجمہ	خضر نے کاٹا تہا جس بچے کا حلق		راز اُسکا کب سمجہ سکتی ہے خلق	

شرح یعنے زرگر کا مار ڈالنا اگرچہ ظاہر مین برا معلوم ہوتا تہا کیونکہ اسکے لیے کوئی شرعی وجہ قایم نہین ہوی تہی مگر چونکہ یہ قتل حسب الہام الٰہی تہا اسلیئے فی الواقع برا نہ تہا۔ اسکی مثال حضرت خضر کا قصہ ہے اُنکا ایک نابالغ لڑکے کو مار ڈالنا اُس زمانے کے پیغمبر حضرت موسی علیہ السلام کو برا معلوم ہوا۔ مگر انجام کار ظاہر ہوگیا کہ خضرؑ کا فعل حکم الٰہی کی تعمیل پر مبنی تہا حضرت خضرؑ کا قصہ مختصر طور پر یہ ہے کہ موسی علیہ السلام فرعون کے ڈوبنے کے بعد بنی اسرائیلیون کے ایک مجمع مین بیٹہے ہوے وعظ فرما رہے تہے اُنمین سے ایک سردار نے کہا کہ اے موسے کلیم اللہ کیا دنیا مین اب کوئی ایسا ہے جو آپ سے زیادہ علم و عقل رکہتا ہو حضرت موسے نے جواب دیا کہ مین نہین جانتا کوئی ہے یا نہین اتنے مین حضرت جبرئیل تشریف لائے اور یہ کہا کہ اللہ تعالے کا حکم ہے کہ جسجگہ دو دریا بہتے ہین۔ یعنے مجمع البحرین مین ہمارے ایک خاص بندے (خضر علیہ السلام) کی صحبت مین رہکر اُس سے کچہ سیکہو۔ کیونکہ خضر حسب مضمون **وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا** علم لدنی رکہتے تہے حضرت موسی سخت سفر اور سخت تکلیفین اُٹہاکر خضر سے ملے اور اُنسے کچہ سیکہنا چاہا۔ آیت **هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا** یعنے موسی علیہ السلام نے فرمایا کہ اے خضر کیا مین اس شرط پر تیرے ساتہ رہکر

کہ تو اپنے اُس علم مین سے جو تجکو دیا گیا ہے مجھے کچھ سکھائے اور میری رہبری کرے اسی کیطرف اشارہ کرتی ہے خضرؑ نے فرمایا کہ تم میرے اُن فعلون کو دیکھکر جو بظاہر تمہاری شریعت کے خلاف ہونگے مجھسے باز پرس کروگے اور میرے کامون پر تمسے ہرگز صبر نہوسکیگا بلکہ ہمیشہ اعتراض کرتے رہوگے موسےٰ علیہ السلام نے کہا کہ مین کسی کام مین تمہاری نافرمانی نہ کرونگا اور تمہارے ہر فعل پر انشاء اللہ تعالےٰ صبر کرتا رہونگا خضر نے جواب دیا کہ اچھا اگر تم میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو مجھے کسی چیز کی بابت سوال نہ کرنا جبتک مین خود اظہار اسرار نکرون جب دونون طرف سے اقرار و مدار ہوچکے تو دونو ایک کشتی مین سوار ہوکر چلے حضرت خضر نے تھوڑی دور چلکر بلا وجہ اُس کشتی کو توڑ دیا حضرت موسےٰ سے صبر نہ ہوسکا اور یہ فرمایا کہ اے خضر تمنے اس کشتی کو شاید اسلیئے توڑا ہے کہ اسکے بیٹھنے والے دریا مین ڈوب جائین خضر نے جواب دیا کہ مین تو پہلے ہی کہتا تھا کہ تمسے میرے فعلون پر صبر نہوسکیگا اور تم اعتراض کرتے رہوگے موسےٰ نے بھول چوک کا عذر کیا اور دونون آگے بڑھے۔ راستہ مین ایک نابالغ لڑکا ملا خضرؑ نے اُس لڑکے کو قتل کر دیا چونکہ اس قتل کا کوئی سبب شرعی ظاہر نہ تھا۔ اسلیئے حضرت موسےٰ نے پھر معترض ہوکر حضرت خضرؑ سے فرمایا کہ مین تمہارے اس معصوم اور بے گناہ لڑکے کے قتل کر دینے کو بُرا جانتا ہون خضر نے کہا کہ مین تمکو تاکید کے ساتھ صبر کرنے کی ہدایت کرچکا ہون مگر تمسے صبر نہین ہوسکتا۔ موسےٰ نے جواب دیا کہ اگر مین تمسے اب کسی بات کا سوال کرون تو مجھے اپنی مصاحبت سے جدا کر دینا۔ اس اقرار کے بعد دونون ایک بستی مین پہنچے۔ اور وہان والون سے کھانا مانگا بستی والون نے کھانا دینے سے انکار کر دیا خضر نے اُس بستی مین ایک جھکی ہوی دیوار دیکھی جو گرنیکو تھی اُسے نئے سرے سے بنا دیا حضرت موسےٰ نے فرمایا کہ تم چاہتے تو اس دیوار کو مزدوری لیکر بناتے۔ خضر نے کہا ہٰذا فِرَاقُ بَیْنِیْ وَبَیْنِکَ یعنے اے موسےٰ اب مین تمکو اپنے ساتھ نہین رکھ سکتا۔ البتہ عنقریب کشتی توڑنے لڑکے کو قتل کر دینے اور بستی والون کی دیوار بنا دینے کا باطنی سبب تمسے بیان کرونگا کشتی توڑنیکا یہ سبب تھا کہ اُس ملک کا ظالم بادشاہ سالم کشتیونکو بیگار مین پکڑ لیتا تھا۔ مینے اُسکو توڑکر معیوب کر دیا۔ کیونکہ وہ کشتی مسکینونکی تھی اگر سالم ہوتی تو بادشاہ پکڑ لیتا۔ اور بیچارے مسکین مزدوری کرکے پیٹ نہ پال سکتے۔ اور لڑکے کو مار ڈالنے کی یہ وجہ تھی کہ اُسکے ماں باپ مومن تھے وہ خود اگر زندہ رہتا تو بہت بڑا شقی ہوتا اور والدین کو کافر بنا لیتا۔ اسلیئے اُسکا قتل اُسکے والدین کے حق مین نہایت مفید ہوا اور باوجود انکار ضیافت بستی والون کی دیوار بنا دینے کی یہ علت تھی کہ اُسکے نیچے دو یتیم بچون کا خزانہ تھا۔ اگر وہ دیوار گر پڑتی تو لوگ اُس خزانہ کو لوٹ لیتے اور اللہ کو منظور تھا کہ وہ دونو جوان ہوکر اپنے خزانہ کے آپ مالک بنین۔ آخر مین خضر نے اتنا اور فرمادیا کہ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ موسےٰ یعنے اُنمین سے کوئی فعل اپنی طرف سے نہین کیا۔ بلکہ خدا کے حکم سے ایسا ہوا ہے فائدہ حضرت موسےٰ اور خضرؑ کا قصہ سورۂ کہف مین ہے۔ کہتے ہین خضرؑ نے جس لڑکے کو قتل کر دیا تھا اللہ تعالےٰ نے بطور نعم البدل اُسکے

والدین کو ایک نیکبخت لڑکی دی جسکی اولاد سے کئی پیغمبر پیدا ہوئے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اس بستی کا نام انطاکیہ ہے جسکے رہنے والون نے ان دونو پیغمبرون کو کھانا دینے سے انکار کیا تہا۔ انکا دستور تہا کہ اپنے گانو کا دروازہ شام سے بند کرکے صبح تک کسیکے لیے نہین کھولتے تہے۔ چونکہ حضرت خضرؑ و موسےٰ رات کے وقت پہنچے تہے اسلیئے حسب دستور انکے لیے بہی دروازہ نہ کہلا۔ انہون نے کہا کہ اگر دروازہ نہین کہولتے تو نہین کچہ کہانا دو۔ کیونکہ ہم مسافر ہین۔ مگر گانو والون نے کہانا دینے سے بہی انکار کیا یہ دونو رات بھر گانو کے باہر بہوکے پڑے رہے۔ صبح کو خضرؑ نے ایک جہکی ہوی دیوار کی مرمت کردی سورہ کہف مین یہ آیت ہے **حَتّٰی اِذَآ اَتَیَآ اَہْلَ قَرْیَۃِ اسْتَطْعَمَآ اَہْلَہَا فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْہُمَا** یعنے حضرت موسےٰ و خضرؑ نے ایک گانو مین پہنچکر گانو والون سے کہانا مانگا مگر انہون نے ضیافت دینے سے انکار کیا لطیفہ۔ اس آیت مین لفظ ابو صیغہ جمع غائب، اباء بمعنے انکار کردن سے مشتق ہے جسوقت یہ آیت نازل ہوی انطاکیہ کے لوگ یہ سمجہکر کہ آیت قرآنی کی معرفت پیغمبرون کے کہانا نہ دینے کی بابت انطاکیہ والون کی بدنامی قیامت تک باقی رہیگی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت مین آئے اور عرض کیا کہ لفظ اَبَوْ کو اتو سے بدلدیجیے۔ ایک نقطہ کے فرق مین ہماری بدنامی نیکنامی سے مبدل ہوجائیگی اور اس صورت مین **اَتَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْہُمَا** کے یہ معنے ہوجائینگے کہ انطاکیہ والے ان دونو پیغمبرون کے پاس ضیافت کا سامان لیکر آئے۔ کیونکہ اَتَوْ صیغہ جمع **اِتْیَان** سے مشتق ہے بمعنے آنا۔ لیکن چونکہ رسالت کا کام امانت کا ہے اور رسول خدا کے کلام مین سے ایک حرف کیا ایک زیر و زبر اور ایک نقطہ کو بہی نہین بدل سکتا اسلیئے انطاکیہ والے ناکامیابی کے ساتہ واپس ہوے۔ یہ لطیفہ خاکسار شارح نے ایک زبردست عالم سے سنا ہے گو اسوقت تک کسی تفسیر مین نظر سے نہین گزرا نکتہ خضرؑ و موسےٰ کے قصے سے یہ بات نکلتی ہے کہ سالک کو مرشد کے کام پر صبر کرنا لازم ہے نیز سالک کسی بات پر معترض ہو تو مرشد اسکو سمجہاتا رہے اور کم از کم تین بار معذور سمجہکر فیضان صحبت سے جدا نہ کرے۔ **حضرت موسےٰ اور خضر۔ مین فرق مرتبہ**۔ یہان یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت موسےٰ نبی مرسل اولوالعزم پیغمبر صاحب کتاب و معجزات ہین اور خضرؑ کی نبوت اختلافی ہے۔ پہر حضرت موسےٰ کو خضرؑ سے بعض علوم حاصل کرنے کی ہدایت کیون کیگئی اور وہ بطور طالبعلم خضرؑ کو تلاش کرکے انکے ہمراہ کیون رہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ علم کی دو قسمین ہین۔ ایک کلی دوسری جزئی۔ رسولون اور اولوالعزم پیغمبرون کو علم کلی دیا جاتا ہے۔ اور دوسرے درجہ کے نبیون کو علم جزئی **وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا** کے یہی معنے ہین کہ ہمنے خضر کو بعض جزئیات کا علم عنایت فرمایا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ فضیلت جزئی فضیلت کلی سے بڑہ نہین سکتی یعنے حضرت موسےٰ کو بعض جزئیات کا علم نہوتا انکے مرتبہ کو خضر کے مرتبہ سے گہٹا نہین سکتا۔ مثلاً فرض کیجیے کہ زید تمام زبانون اور جمیع علوم کا جامع عالم ہے مگر فارسی نہین جانتا۔ اور خالد صرف فارسی

جاننے کے سوا اور کسی علم مین دخل نہین رکھتا اس صورت مین خالد کی فضیلت زید کی فضیلت سے بڑھیگی تو کیا اُس سے کسی قسم کی نسبت ہی نہین رکھتی۔ یا یہ جواب ہے کہ حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے پہلے ایک زمانے اور ایک وقت مین مختلف شریعتون کا رواج مذہبی طور پر جائز تہا۔ اولوالعزم رسول کی شریعت اور ہوتی تہی اور اُسی وقت کے نبی کی اور نبی اُسوقت کے رسول کی رسالت کے تو قائل ہوتے تہے مگر اُنکی شریعت کی پابندی اُنپر لازم نہ تہی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رسالت خضر کے لیئے نہ تہی اسلیئے ممکن ہے کہ خضر کو بعض ایسی باتون کا علم دیا گیا ہو جن سے حضرت موسےٰ بیخبر تہے مگر فضیلت کلی تو موسیٰ علیہ السلام ہی کے لیئے تہی۔

	انکہ از حق یابد او وحی و خطاب		ہر چہ فرماید بود عین صواب
ترجمہ	جانب حق سے جسے آئے ہے خطاب		وہ کہے جو کچھ وہ ہے عین صواب

شرح۔ یعنے نبی از روئے وحی اور ولی از روئے الہام جو کچھ کرتے یا کہتے ہین وہ ٹھیک اور واجب العمل ہوتا ہے کیونکہ وحی اور الہام حکم خداوندی ہے۔ اس لحاظ سے خضر کا نابالغ لڑکے کو اور طبیب غیبی کا زرگر کو قتل کر دینا بالکل بجا اور عین صواب تہا۔

	انکہ جان بخشد اگر بکشد رواست		نائبست و دست او دست خداست
ترجمہ	مارے گر جان بخش تو ہے یہ روا		ہات ہر نائب کا ہے دستِ خدا

شرح اس شعر کے معنے دو طرح ہو سکتے ہین۔ اوّل یہ کہ بخشد اور بکشد کا فاعل خدا ہے جو جلانے اور مار ڈالنے کا مالک ہے۔ چونکہ خدا ہاتھہ مین تلوار لیکر کسی کو نہین مارتا اسلیئے اُسنے اپنے نائب یعنے صاحب شریعت کو حسب مصلحت قصاص وغیرہ کے موقعون پر مجرم کے مار ڈالنے کی اجازت دی ہے اور بعض صورتون مین قتل کو واجب یا مباح کر دیا ہے۔ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ اس لحاظ سے بکشد کا حقیقی فاعل تو خدا ہی ہے۔ مگر مجازی فاعل اُسکا نائب یعنے صاحب شریعت ہے۔ اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ لفظ نائب است مین فعل ناقص یعنے است کا اسم لفظ بکشد کی ضمیر ہے جو فاعل مجازی کی طرف راجع ہے اور مطلب شعر یہ ہے کہ وہ خدا جو مُردہ مین جان ڈالتا ہے اگر کسی زندہ کو مار ڈالے یعنے اپنے حکم سے اپنے کسی نائب کے ہاتون قتل کرا دے تو یہ قتل بالکل بجا ہے کیونکہ مارنیوالا یعنے فاعل مجازی خدا کا نائب ہے اور چونکہ اُسنے خدا کے حکم سے مارا ہے اسلیئے اُسکا ہاتھہ گویا خدا کا ہاتھہ ہے اور یہ پہلے کئی جگہ معلوم ہو چکا ہے کہ نائب خدا کے تمام افعال و اقوال خدا ہی کی طرف منسوب ہوتے ہین اسکی دلیل کے لیے قرآن مجید مین موجود ہے۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی جنگ بدر مین رسول مقبول صلعم کے خاک کی ایک مٹھی پھینکنے سے تمام کافر اندھے ہو گئے تہے اللہ تعالےٰ نے رسول کے اس فعل کو اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے۔ یعنے اے رسول وہ خاک کی مٹھی تو نے نہین پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی تہی۔ دوسری آیت

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ہے یعنے اے رسول جو تجھسے بیعت کرتے ہین وہ گویا خدا سے بیعت کرتے ہین دوسرے معنے یہ ہین کہ جان سے معرفت مراد ہے اور بخشد و بخشندہ کا فاعل انسان کامل ہے مطلب یہ کہ جو شخص مردہ مین جان ڈالتا ہے یعنے لوگون کے دلِ مُردہ کو ذکر الٰہی کی تعلیم سے زندہ کردیتا ہے اگر وہ مار بھی ڈالے یعنے سالک کے وجود عارضی کو مٹادے تو یہ بالکل درست ہے کیونکہ انسان کامل خدا کا نائب ہے اُسکے تمام افعال واقوال وحی یا الہام کے ذریعہ سے ہوتے ہین۔

	ہمچو اسمٰعیل پیشش سر بنہ		شاد و خندان پیش تیغش جان بدہ
ترجمہ	تُو مثل اسمٰعیل کہنا اُسکا مان		شاد خندان کر حوالے اپنی جان

شرح۔ یعنے اے شخص تو نائب خدا کی رضا خواہ وہ نبی ہو یا ولی یا مُرشد کامل اُسطرح اطاعت کر جسطرح حضرت اسمٰعیل نے نائب خدا یعنے اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی اطاعت کی۔ کیونکہ جس شخص کے لیے جان آفرین نے قتل ہوجانا تجویز کردیا ہے اُسپر فرض ہے کہ اپنی جان نائب خدا کے روبرو پیش کردے تاکہ اُسے ہمیشہ کی شادمانی نصیب ہو اسلیئے کہ حکم الٰہی کی تعمیل مین اپنی جان دیدینی حیات جاودانی کا سبب ہے۔ قرآن مجید مین یہ آیت موجود ہے وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ یّٰاُولِی الْاَلْبَابِ یعنے تمہارے لیئے قصاص مین بہت بڑی زندگی ہے اسکے معنے اکثر مفسرین یہ لکھتے ہین کہ جب کسی خونی کو قصاص مین قتل کیا گیا تو اُسکی شرارت اور جرأت قتل سے خلق خدا محفوظ ہوگئی۔ اور خونی آدمی کا خوف جو عموماً دلون مین ہوا کرتا ہے بالکل جاتا رہا۔ گویا مخلوق کو بہت بڑی زندگی حاصل ہوئی لیکن بعض نکتہ فہم مفسرین نے آیت مذکورہ کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اے عقلمندو۔ تمہارے لیے قصاص مین یعنے حکم الٰہی سے قتل ہوجانے مین ہمیشہ کی زندگی اور نجات ابدی پوشیدہ ہے۔ کیونکہ اطاعت الٰہی سے روحانی اور ہمیشہ کی زندگی حاصل ہوتی ہے مثنوی شریف کے مناسب مقام یہی دوسرے معنے ہین۔ اس شعر کا پہلا مصرع اِس آیت کی طرف اشارہ کررہا ہے قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ الیٰ آخرہ یعنے ابراہیم نے اپنے بیٹے سے کہا کہ مین خواب مین یہ دیکھتا ہون کہ تجھے ذبح کررہا ہون۔ اب تیری مرضی کیا ہے۔ بیٹے نے جواب دیا کہ اے باپ تجھے جس چیز کا حکم دیا گیا ہے وہ کر ڈال۔ یہ سُنکر باپ نے ذبح کرنے کے لیے بیٹے کو پیشانی کے بل زمین پر لٹایا اور گلے پر چھری رکھی۔ اسوقت غیب سے ندا آئی کہ اے ابراہیم یہ فقط تیرا اور تیرے بیٹے کا امتحان تھا اسلیئے اس لڑکے کے بدلے ہم تجھے ذبح کرنیکے لیے یہ مینڈھا دیتے ہین۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ شادمانی اور خوشی سے نائب خدا کے روبرو اپنی جان حاضر کردینے کے سبب حضرت اسمٰعیل کو حیات جاودانی حاصل ہوگئی اسیطرح اگر زر گر خوشی سے اپنی جان دیدیتا تو ہمیشہ کی زندگی کا مالک ہوجاتا۔ اور چونکہ نائب خدا مقتول کو خدا کے حکم سے قتل کرتا ہے اسلیئے اُسکا فعل بالکل بجا ہوتا ہے۔ فائدہ علمائے ظاہر کا قول ہے کہ ذبیح حضرت اسمٰعیل

علیہ السلام تھے مگر اہل کشف نے حضرت اسحاق کو ذبیح کہا ہے اور یہی قول ابن مسعودؓ اور حضرت علیؓ کا ہے۔ اور توریت مین بھی حضرت اسحٰق ہی کے ذبیح ہونیکی تصریح کیگئی ہے۔

	تا بماند جانت خندان تا ابد		ہمچو جان پاکِ احمد با احد
ترجمہ	خوش رہے تا جان تیری تا ابد		جیسے جانِ پاک احمد با احد

شرح۔ یہ شعر پہلے شعر کے مضمون کا نتیجہ ہے یعنے تو اپنی جان کو خوشی سے تیغ حکم مرشدِ کامل کے حوالے کردے اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ تیری روح ہمیشہ شاد و خرم رہیگی۔ اور تجھے ہمیشہ کی زندگی ملجائیگی۔ اور جسطرح حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پاک وصال شاہد حقیقی سے ہمیشہ خرم و شادمان ہے اسیطرح تعمیل حکم الٰہی کے باعث تیری روح کو بھی ہمیشہ فرحت حاصل ہوا کریگی۔

	عاشقان جامِ فرح آنکہ کشند		کہ بدست خویش خوبان شان کشند
ترجمہ	عاشقون کو فرحی ہوتی ہے جب		قتل کردیتے ہین محبوبان رب

شرح۔ پہلے مصرع مین کشند بفتح کاف ہے مشتق از کشیدن اور دوسرے مین بضم کاف مشتق از کشتن یعنے عاشقان الٰہی روحانی مسرت کی شراب کا جام اُسوقت پیتے ہین جبکہ معشوقان الٰہی یعنے خدا کے سچے نائب اُنکو اپنے ہاتھ سے مار ڈالتے ہین اور وہ تعمیل حکم الٰہی کے لیے گردن جھکا کر خوشی خوشی اپنی جان دیدیتے ہین۔ کیونکہ اسوقت سے اُنکو حیات ابدی حاصل ہوجاتی ہے کُشند کے یا تو یہ معنے ہین کہ خدا کے نائب قصاص وغیرہ مین اُنکو جان سے مار ڈالتے ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ انکو ترک وجود عارضی اور نفس کشی کی تعلیم دیتے ہین۔

	شاہ آن خون از پئے شہوت نکرد		تو رہا کن بدگمانی و نبرد
ترجمہ	قتل زرگر کا پے شہوت نہتا		بدگمانی شاہ سے چھوڑ اے فتا

شرح۔ یعنے بادشاہ نے زرگر کا خون شہوت نفسانی یا لذت جسمانی کے لیے نہین کیا تھا۔ بلکہ یہ جو کچھ ہوا الہام الٰہی سے ہوا۔ شاہ کی نسبت بدگمانی نہ چاہیئے۔

	تو گمان کردی کہ کرد آلودگی		در صفا غش کے بلد یالودگی
ترجمہ	تو سمجھتا ہے کہ کی آلودگی		چھوڑتی ہے میل کب پالودگی

شرح۔ آلودگی یعنے گناہ غش بالکسر و بالفتح بمعنے کدورت یعنے میل کچیل۔ پالودگی۔ صفائی۔ یعنے تو یہ گمان کرتا ہوگا کہ قتل زرگر کے باعث بادشاہ نے گناہ کیا۔ مگر یہ سراسر بدگمانی ہے۔ بادشاہ اس تہمت سے پاک و صاف تھا۔ کیونکہ اہل اللہ کے دل گناہون کی کدورت سے صاف ہوا کرتے ہین۔ دوسرے مصرع کے لفظی معنے یہ ہین کہ صاف چیز مین صفائی کدورت اور میل کو ہرگز نہین چھوڑتی اور باطنی مطلب یہ ہے کہ چونکہ بادشاہ

کا دل گناہون کی کدورت سے صاف تہا اسلیئے صاف دل مین اُسکی فطرتی صفائی نے گناہ کی کدورت کو باقی نہین رکہا تہا۔ اسی لیے قتل زرگر نے اُسکے صاف و پاک دامن کو گناہ کے دہبے سے آلودہ نہین کیا۔

	بگزر از ظنّ خطا اے بدگمان		اِنَّ بعضَ الظَّنِّ اِثمٌ را بخوان
ترجمہ	ہے یہ تیرا ظنّ بد بالکل خطا		اِنَّ بعضَ الظَّنِّ اِثمٌ پڑہ ذرا

شرح۔ دوسرا مصرع قرآن مجید کی آیت کا ٹکڑا ہے اور پوری آیت یہ ہے۔ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ اے ایمان والو بہت گمانون سے پرہیز کرو۔ کیونکہ بعض گمان (جو خلاف واقع ہو) گناہ کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔ مطلب شعر یہ ہے کہ اے مخاطب تو بادشاہ کی نسبت یہ گمان نکر کہ قتل زرگر مین خطا کا مرتکب ہوا ہے۔ بدگمانی سراسر گناہ ہے۔ کیونکہ تو اسرار الٰہی کو نہین جانتا۔ اور تجہے ابتک یہ معلوم نہین ہوا کہ خاصان خدا کے بعض افعال جو ظاہر مین خلاف معلوم ہوتے ہین وہ در باطن بالکل درست اور سراسر حکم الٰہی کی تعمیل کے دائرے مین ہین۔

	بہر آنست این ریاضت وین جفا		تا برآرد کورہ از نقرہ جُفا
ترجمہ	اسلیئے ہے یہ ریاض یوم دلیل		تاکہ بہٹی سے چہٹے چاندی کا میل

شرح۔ کورہ بمعنی بہٹی اور جُفا بضم جیم سونے چاندی کا میل یعنے جسطرح بہٹی میل کو دور کردیتی ہے۔ اسیطرح ریاضت اور مجاہدہ نفس کی بہٹی اسلیئے موضوع ہے کہ یاد الٰہی کے زر خالص کو دلمین رکہکر حب دنیا کی کدورت اور محبت ماسوی اللہ کے میل کچیل کو الگ کردے۔ بادشاہ چونکہ ریاضت و نفس کشی کی منزلین طے کیے ہوے تہا اسلیئے اُسکی نسبت یہ خیال کرنا کہ زرگر کا قتل کسی نفسانی خواہش پر مبنی تہا سراسر بدگمانی ہے۔

	بہر آنست امتحانِ نیک و بد		تا بجوشد بر سر آرد زر زَبَد
ترجمہ	اسلیے ہے امتحان نیک و بد		تا جدا ہو زرِ خالص سے زَبَد

شرح۔ زَبَد بفتحتین کفِ آب و کفِ شیر۔ و کفِ سیم و زر گداختہ۔ یعنے چرک زر و سیم (پگلی ہوی سونے چاندی کا میل) یہ شعر گذشتہ مطلب کی توضیح ہے۔ یعنے جسطرح لوگ اچھے بُرے سونے کا امتحان کرتے ہین اور اُسکو کٹہالی مین ڈالکر تاؤ دیدیتے ہین۔ اور اس ترکیب سے خالص سونا تہ مین بیٹہہ جاتا ہے اور چہاگ یعنے میل کچیل اوپر آجاتا ہے۔ اسیطرح انسان کی نیک و بد خصلتونکا امتحان پابندی شریعت اور مجاہدہ و ریاضت سے لیا جاتا ہے۔ اور یہ امتحان اسلیئے ہے کہ ریاضت کا تاؤ اوصاف نورانیہ کو صفات ظلمانیہ سے جدا کردے۔ اور انسان مین صرف اوصاف نورانیہ باقی رہجائین۔ بادشاہ چونکہ پابند شریعت و طریقت تہا اسلیئے اُسکی نسبت ظلمانی صفت یعنے قتل ناحق کا گمان موجب گناہ ہے۔ دوسرے مصرع مین بجوشد فعل لازم ہے اور زر اسکا فاعل یعنے امتحان نیک و بد اسلیئے ہے کہ سونا

تاؤ کہا کر میل کچیل کو اوپر لے آئے۔

	گر نبودے کارش الہام الٰہ	او سگے بودے درانندہ نہ شاہ
ترجمہ	گر نہ وہ حکم الٰہی مانتا ۲۲	مین سگ درّ رندہ اُسکو جانتا

شرح۔ شاہ یہان بمعنے خلیفۂ برحق ہے۔ اِسی لیے رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے اذا بویع بالخلیفتین فاقتلوا ثانیہما یعنے جب دو خلیفون کے ہاتہہ پر بیعت کیجائے تو دوسرے کو قتل کردو کیونکہ خلیفۂ برحق نہین ہوسکتا اگر حق پر ہوتا تو پہلے ہی کی اطاعت کرتا۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ اِنْ عَدَلَ فَهُوَ خَلِيفَةُ رَسُولِ اللّٰهِ وَاِنْ جَارَ فَهُوَ خَلِيفَةُ الشَّيْطٰنِ۔ یعنے اگر شاہ وقت عادل ہے تو رسول اللہ صلعم کا خلیفہ ہے اور اگر ظالم ہے تو خلیفۂ شیطان ہے مولانا قدس سرہ فرماتے ہین کہ وہ بادشاہ خلیفۂ برحق یعنے خلیفۂ رسول اللہ اور نائب الٰہی تہا اُسنے جو کچہ کیا الہام سے کیا۔ اگر اُسکے افعال الہامی نہوتے تو وہ خلیفۂ رسول اللہ نہ ہوتا بلکہ مین اُسے لذائذ نفسانیہ کا پابند مردم آزار خونریز اور سگ درندہ کہتا اور ایسے ظالم کی ہرگز مدح نہ کرتا۔

	پاک بود از شہوت و حرص و ہوا	نیک کرد او لیک نیک بد نما
ترجمہ	بادشہ حرص و ہوا سے پاک تہا	ظاہرًا نیکی تہی اُسکی بد نما

شرح۔ نیک بد نما۔ وہ نیک فعل جو بظاہر بُرا معلوم ہوتا ہو لیکن فی الواقع نیک ہو چنانچہ قتل زرگر جو باعتبار ظاہر بُرا تہا اور باعتبار باطن رضائے الٰہی کے مطابق اور الہام پر مبنی تہا

	گر خضر در بحر کشتی را شکست	صد درستی در شکست خضر ہست
ترجمہ	خضر نے توڑی تہی گو کشتی مگر	تہی درستی توڑنے مین مستتر

شرح گو حضرت خضر نے ظاہر مین بلا وجہ کشتی توڑدی تہی مگر باطنًا اِسمین بہت سی مصلحتین پوشیدہ تہین مثلاً اول اُس بادشاہ کو جو کشتیان بیگار مین پکڑ لیتا تہا غصب کے گناہ سے بچانا۔ دوم۔ اُن مسکینون کو جو مالکان کشتی تہے بیگار سے محفوظ رکہنا سوم مسکینون کے مال یعنے کشتی کا مالکون کے قبضہ مین بدستور رہنا چہارم حضرت موسے کا یہ تماشا دیکہکر حیران رہجانا وغیرہ۔

	وہم موسے با ہمہ نور و ہنر	شد ازان محجوب تو بے پر مپر
ترجمہ	وہم موسے رہگیا باوصف نور	تو نہ بے پر کی اُڑا اے پر قصور

شرح یعنے جبکہ حضرت موسے کا خیال باوجود نور رسالت و علم شریعت کشتی توڑنے کے متعلق خضر کی مصلحت تک نہ پہنچا پس تو ایخاطب تو بے پر کیون اُڑتا ہے اور بادشاہ کی نسبت یہ بدگمانی کیون کرتا ہے کہ اُسنے خواہش نفسانی کے سبب زرگر کو ہلاک کرڈالا بلکہ ہم بار بار کہہ چکے ہین کہ خضر کی طرح بادشاہ کا یہ فعل بہی الہام الٰہی پر مبنی تہا بے پر

پریدن۔ کار محال و بیفائدہ کردن کے معنوں مین ہے۔ یعنے بیکار دن غیر ممکن کام مین سعی کرنا۔

	آن گل سرخ مست تو خونش مخوان		مست عقل ست او تو مجنونش مدان
ترجمہ	تہا گل سرخ اُسکو غافل خون نہ کہہ		مست عقل و ہوش کو مجنون نہ کہہ

شرح۔ یعنے زرگر کا خون مباح ہونے مین گویا سرخ رنگ کا پھول تہا مطلب یہ کہ جسطرح پھول توڑنا مباح ہے بادشاہ کے لیے یہ خونریزی بہی مباح تہی۔ یا یہ معنے ہین کہ زرگر کا خون رونق باغ معرفت کے لیے بمنزلہ گل سرخ تہا۔ بعض محققین نے گل سرخ بکسر کاف فارسی لکہا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ بعض قسم کی مٹی سرخ رنگ کی ہوتی ہے اسصورت مین یہ مطلب ہوا کہ جسطرح مٹی کے پامال کرنے سے کسی طرح کا گناہ نہین بندتا اسیطرح زرگر کے خون کرنے سے بادشاہ مجرم نہین ٹہیر سکتا۔ کیونکہ وہ حکم الٰہی اور اشارۂ غیبی پر عمل کرنیکے کے لیے مجبور تہا۔ دوسرے مصرع کے یہ معنے ہین کہ بادشاہ مست شراب عقل یا عاشق عقل یعنے کامل عقیل تہا۔ اگر عقیل نہوتا تو قتل زرگر کے متعلق الہام الٰہی کے معنے ہرگز اُسکی سمجہ مین نہ آتے

	گر بدے خون مسلمان کام او		کافرم گر بردمے من نام او
ترجمہ	قتل اہل دین جو ہوتا اُسکا کام		کوئی کافر لب پہ لاتا اُسکا نام

شرح۔ یعنے اگر یہ بادشاہ ظالم مردم آزار اور خونریز ہوتا تو تعریف کرنے کی کیا معنے مین تو ایسے شخص کا کبہی نام بہی نہ لیتا۔ حالانکہ مین اسکی مدح مین ع لکہ دیا لبو دش وہم ملک دین۔ وغیرہ بہت سے تعریفی کلمے لکہہ چکا ہون۔ یہ شعر مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہے اور نام سے مراد مدح ہے

	مے بلرزد عرش از مدح شقی		بدگمان گردد ز مدحش متقی
ترجمہ	عرش کو تہراتی ہے مدح شقی		بدگمان ہوتے ہین جس سے متقی

شرح۔ یعنے اگر بادشاہ ظالم و خونریز یا فاسق و فاجر ہوتا تو مین ہرگز اُسکی مدح نکرتا۔ کیونکہ حدیث شریف مین موجود ہے اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ وَاهْتَزَّ لَهُ الْعَرْشُ۔ یعنے جب فاسق کی مدح کیجاتی ہے تو اللہ تعالے غضبناک ہوجاتا ہے اور عرش الٰہی کانپ اُٹہتا ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ فاسق کی مدح کرنے سے لوگ مدح کرنیوالے کو طماع۔ دین فروش۔ یا ممدوح کا ہمرنگ سمجہکر اُس سے بدگمان ہوجاتے ہین خواہ وہ کیسا ہی پرہیزگار کیون نہو۔ نیک لوگونکی نگاہ مین ایسے بہاٹ کی عزت نہین رہتی۔

	شاہ بود و شاہ بس آگاہ بود		خاصہ بود و خاصۂ اللہ بود
ترجمہ	شاہ تہا وہ شاہ دل آگاہ تہا		خاص مین سے خاصۂ اللہ تہا

شرح۔ یعنے یہ بادشاہ جسکی حکایت لکہی گئی ہے خلیفہ برحق اور واقف اسرار اور خاصان الٰہی مین سے تہا اُسکی

نسبت قتل ناحق کا الزام سراسر گناہ ہے۔ خاصہ فارسی محاورہ مین اُس چیز کو کہتے ہین جو امیرون اور خاص آدمیونکی لایق ہو۔ خاصہ بود سے یہ شبہ ہوتا تہا کہ شاید بادشاہ دنیا کے معمولی خاص لوگون مین سے ہو۔ مگر خاصہ اللہ بود نے اس شبہ کو دفع کر دیا ہے۔

۲۸	آن کسی را کش چنین شاہے کشد		سوئے تخت و بہترین جاہے کشد
ترجمہ	مارتا ہے جسکو ایسا بادشاہ		مرحمت کرتا ہے اُسکو تخت و جاہ

شرح۔ پہلے مصرع مین کشد کُشتن سے اور دوسرے مین کشد کشیدن سے مشتق ہے۔ یعنے جس کسیکو ایسا عارف و عادل بادشاہ قتل کر دے اُسکے زہے نصیب کیونکہ عارف اور ولی کا کوئی فعل بلا الہام نہین ہوتا بس تو ایسی صورت مین قاتل و مقتول دونو ثواب کے مستحق ہین قاتل نے حکم الٰہی کی تعمیل کی۔ اور مقتول نے تعمیل مین جان تک دیدی۔ اسلیئے بمقتضاے ولکم فی القصاص حیوۃ مقتول کو ابدی زندگانی ملی۔ اور قاتل نے اُسکو روحانی بادشاہت کے تخت اور نہایت بلند مرتبہ تک پہنچا دیا۔

۲۹	نیم جان بستاند و صد جان دہد		آنچہ در وہمت نیاید آن دہد
ترجمہ	دیکے جانین نیم جان لیتا ہے وُہ		جو نہ آئے وہم مین دیتا ہے وُہ

شرح۔ یعنے ایسا عارف بادشاہ جسکو اہل اللہ اور مُرشد کامل کہنا چاہیئے۔ آدہی جان لیکر سو جانین دیتا ہے بلکہ ایسا کچہ عنایت فرماتا ہے جو کسیکے وہم و گمان مین بہی نہین آسکتا۔ جان کے لینے سے یا تو قتل ظاہری مراد ہے اس صورت مین مقتول کا قتل سے پہلے نیم جان ہونا خود ظاہر ہے اور سو جان دینے سے وہی حیات جاودانی مقصود ہے جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے یا یہ مطلب ہے کہ مُرشد کامل طالب کے نفس امارہ کو جو بمنزلۂ نصف جان ہے قتل کر کے اُسکو بہت سی اضافی روحین مرحمت فرما دیتا ہے۔ مثلاً روح معرفت روح کرامت روح تجلّی روح مشاہدہ وغیرہم۔ بلکہ مُرشد وہ چیز عطا کرتا ہے جسکی شان مین یہ حدیث موجود ہے مَالَا عَیْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ یعنے ایمان والون اور خدا کے رستہ پر چلنے والون کو ایسی چیز دیجائیگی جو کسی آنکھہ نے نہین دیکہی اور کسی کان نے نہین سنی اور کسی بشر کے دل مین اُسکا تصور تک نہین آتا یہ چیز نعمت روحانی یعنے دیدار الٰہی ہے۔ خدا تمام مومنین کو نصیب کرے۔

۲۹	قہر خاصے از برائے لطف عام		شرع میدارد روا بگزار گام
ترجمہ	ایک کا خون بہر آرام جہان		شرع مین جائز ہے آگے چل میان

شرح۔ یعنے کسی خاص شخص پر آسایش عام کے لیے قہر کرنا شرعاً جائز ہے حدیث شریف اور فقہ مین بالتصریح مذکور ہے کہ اگر کوئی خلیفہ وقت کسی مصلحت یا سیاست کے لیے بعض سرکشون یا چوردن کو جان سے مار ڈالے تو جائز ہے

چنانچہ رسول مقبول نے عرنیین کو جو اونٹ چرا لیگئے تہے ہات پانو کاٹنے آنکہین پھوڑنے اور گڑہے مین ڈالنے کا حکم فرمایا تہا اور وہ ناشدنی سخت عذاب دیے جانیکے بعد ہلاک کیے گئے تہے شعر کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے سابق دلیل کے مطابق بادشاہ نے زرگر کو الہام الٰہی سے قتل کیا تہا اگر کوئی معترض اسکو تسلیم نہ کرے تو یون سہی کہ خلیفۂ وقت کو دفع ضرر عام کے لیے کسی خاص شخص کا مار ڈالنا جائز ہے شاید بادشاہ نے اسلئے مارا ہو کہ صحت رعایا صحت بادشاہ پر اور صحت بادشاہ صحت کنیزک پر اور صحت کنیزک قتل زرگر پر موقوف تہی اسلیئے بادشاہ قتل زرگر سے گنہگار نہین ہوا بعض شارحین نے لکہا ہے کہ مولانا قدس سرہ۔ بودشاہے در زمانے پیش ازین۔ فرماکر اشارہ کر گئے ہین کہ یہ بادشاہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے پہلے تہا شاید اُس زمانے کی شریعت مین صحت بادشاہ کے لیے کسی بیگناہ کو قتل کرنا جائز ہو۔ ورنہ زرگر بالکل بے گناہ تہا کیونکہ عشق مجازی اوّل تو جرم ہی نہین اور اگر اسکو جرم فرض کر لیا جائے تو کنیزک زرگر پر عاشق تہی نہ کہ زرگر کنیز پر مجرم کو چھوڑکر بیگناہ کو مار ڈالنا ہرگز قرین انصاف نہین ہے مولانا بحر العلوم کی رائے بہی یہی ہے کہ بادشاہ مذکور پیغمبر آخر الزمان سے پہلے تہا کسلیئے کہ اُنہون نے بہی بودشاہے در زمانے پیش ازین کو اپنے مدعا کی لیے دلیل قرار دیا ہے۔ لیکن خاکسار شارح کے نزدیک یہ رائے درست نہین کیونکہ اس بادشاہ نے طبیب غیبی سے ملاقات کرتے وقت ایک شعر پڑہا ہے جسکو مولانا بحر العلوم نے بہی مقولۂ بادشاہ مان لیا ہے وہ شعر یہ ہے۔ اے مرا چون مصطفےٰ من چون عمر ٭ از برائے خدمتت بندم کمر اس شعر سے صاف ظاہر ہے کہ یہ بادشاہ رسول مقبول صلعم کے زمانہ کے بعد ہوا ہے اور زرگر کے قتل کرنے کی وہی وجہ ہے جو ہم اوپر لکہہ آئے ہین۔

(۱۱)	گر ندیدے سود او در قہر او	کے شدے آن لطف مطلق قہر جو	
ترجمہ	گر نہوتا قہر مین کچھہ سود و بہر	بادشاہ ہرگز نہ کرتا اسپہ قہر	

شرح یعنے اگر بادشاہ زرگر پر قہر کرنے اور اُسکے مار ڈالنے مین اُسکا فائدہ نہ دیکہتا تو لطف مطلق اور نائب خدا ہو کر قہر خدا کو ہرگز نڈہونڈتا کیونکہ بیگناہ کا قتل قہر الٰہی ہوتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ لطف مطلق کسیکے لیئے قہر کو پسند نہین کرتا۔ بلکہ وہ سب کچھہ حکم خدا کے مطابق کرتا ہے۔ نائب خدا کے ہاتہہ سے قتل ہو جانے مین مقتول کے فائدہ کا ذکر پہلے ہو چکا ہے نکتہ خدا کے قہر مین رحمت پوشیدہ ہوتی ہے۔ کیونکہ قہر بندونکو گناہ سے پاک کرنیکے لیے آتا ہے اسیطرح۔ نائب خدا کے قہر مین بہی رحمت مخفی ہوتی ہے۔ اور مقتول و معذب کے گناہ معاف ہو جاتے ہین۔

(۱۲)	طفل مے لرزد زنیش احتجام	مادر مشفق دران غم شادکام	
ترجمہ	کانپتا ہے بچہ نشتر سے مگر	مادر مشفق ہے اُس سے شاد تر	

شرح۔ احتجام اُسترہ زدن بر عضوے برائے خون کشیدن (یعنے پچہنے لگانا) یعنے بچہ تو نوک نشتر یا اُسترے کی دہار سے ڈرتا ہے لرز جاتا ہے۔ مگر اُسکی ماں خوش ہوتی ہے کیونکہ وہ خوب جانتی ہے۔ کہ بچہ کی صحت اسی مین ہے۔ اسیطرح سالک تو نشتر

ریاضت سے ڈرتا ہے لیکن مرشد کامل جو مان سے زیادہ شفیق ہے اسکے نتیجہ کے لحاظ سے خوش ہوتا ہے یا یہ معنے ہین کہ قتل نفس امارہ بظاہر برا معلوم ہوتا ہے۔ مگر اسکا انجام اچھا ہے۔ علے ہذا القیاس بادشاہ کا زرگر کو قتل کرنا ظاہر مین کوئی دلیل نہین رکہتا اسلیے برا تہا مگر باطن مین بہت سی مصلحتون پر مبنی تہا۔ یہ شعر مضمون سابق کی تمثیل ہے بطریق تشریح۔

(13)	تو قیاس از خویش میگیری ولیک	دور دور افتادۂ بنگر تو نیک	
ترجمہ	سچ تو ہے تیرا قیاس اے پر قصور	راستی سے ہے جدا اور حق سے دور	

شرح۔ یعنے تجکو طبیب غیبی یا بادشاہ عارف کے فعل سے اسلیئے حیرت ہے کہ تو انکے افعال کو اپنے افعال پر قیاس کرتا ہے حالانکہ یہ قیاس غلط ہے غور کرکے دیکہہ کہ تو نزدیکان خدا کے حالات اور اسرار معلوم کرنے سے بہت دور پڑا ہوا ہے اے ظاہر پرست تجہے اعتراض کے سوا اور کچہ نہین آتا۔

(14)	پیشتر اما بگویم قصۂ	بو کہ یابی از بیانم حصۂ	
ترجمہ	آسناؤن پیشتر قصہ تجہے	معرفت کا تا ملے حصہ تجہے	

شرح۔ یعنے مین محقق و مبطل عارف و غیر عارف کے حالات کے متعلق پہلے ایک حکایت لکہتا ہون اسکے بعد شاید تیری سمجہ مین آجائے کہ زرگر کا قتل ناحق پر مبنی نہ تہا۔ یا یہ معنے ہین کہ اس حکایت کے آگے مین ایک اور حکایت لکہتا ہون اس سے شاید تجکو میرے بیان سے معرفت کا کوئی حصہ ملجائے اور تو بادشاہ پر معترض نہو۔ بو بود کا مخفف ہے بمعنے شاید۔

ترجمہ	حکایت مرد بقال و روغن ریختن طوطی در دکان حکایت مرد بقال کی اور اسکی دکان مین طوطی کے روغن گرانے کی	

شرح اس حکایت مین بطور مثال اہل باطن اور اہل ظاہر کا فرق بیان کیا گیا ہے اور گزشتہ حکایت سے اسکو یہ ربط ہے کہ زرگر کا قتل اہل ظاہر کے نزدیک برا اور اہل باطن کے نزدیک۔ اچھا تہا جبتک دونون مین اچہی طرح فرق نہ معلوم ہو مخاطب ایسی باریک بات کو ہرگز نہین سمجہہ سکتا۔ لہذا بطور حکایت و مثال سمجہایا جاتا ہے۔

(1)	بود بقالے مرا و را طوطیئے	خوش نواؤ سبز و گویا طوطیئے	
ترجمہ	ایک طوطی تہا کسی بقال کا	سبز و رنگ و خوش نواؤ خوش نما	
(2)	بر دکان بودے نگہبان دکان	نکتہ گفتے با ہمہ سوداگران	
ترجمہ	اسکا پیشہ حفظ اسباب دکان	اسکا شیوہ نکتہ با سوداگران	

شرح یعنے طوطی مالک کی غیبت مین دکان کا محافظ تہا مثلاً غیر شخص کی دکان مین داخل ہونیسے چیخ اٹہتا تہا۔ اور سودا لینے والون سے میٹہی میٹہی باتین کیا کرتا تہا سوداگر بمعنے خریدنے والا اور بیچنے والا دونو طرح ہے یہان پہلے معنے مراد ہین اور گذشتہ شعر مین لفظ سبز بمعنے خوش رنگ ہے۔

	در خطاب آدمی ناطق شدی		در نوائے طوطیان حاذق شدی
ترجمہ	بولنے والون کو دیتا تھا جواب		تھا نوائے طوطیان مین نکتہ یاب

شرح۔ یعنے طوطی آدمی کے جواب مین بولنے والا۔ اور انواع طوطی کے ترنم مین نہایت دانا تھا۔

۴/	خواجہ روزے سوئے خانہ رفتہ بود		بر دکان طوطی نگہبانی نمود
ترجمہ	ایک دن خواجہ گیا سوے مکان		کر کے طوطی کو دکان کا پاسبان
۵/	گربۂ بر جست ناگہ بر دکان ۲		ہر موشے طوطیک از بیم جان
ترجمہ	بلی ایک چوہے پہ کودی ناگہان		ہو گیا طوطی کو اس سے خوف جان
۶	جست از صدر دکان سوی گریخت		شیشہاے روغن بادام ریخت
ترجمہ	بھاگ کر اس مرغ بے ہنگام نے		شیشے پھینکے روغن بادام کے

شرح۔ یہ شعر قطعہ بند ہین۔ یعنے ایسے وقت مین جبکہ بقال اپنے گھر گیا ہوا تھا۔ ایک بلی دکان پر کودی طوطی اس خوف سے کہ کہین بلی مجکو نہ کہا جائے۔ صدر دوکان سے بھاگ کر ایک کونے مین جا چھپا۔ اور روغن بادام کے چند شیشے جو اس کونے مین رکھے ہوے تھے گرا دیے یعنے اپنی جان کی حفاظت کے لیے دوسرے کا نقصان کیا اور انجام کار مالک کے ہاتھ سے مار کھائی نکتہ مولانا قدس سرہ نے تمثیلاً یا شارہ اُن لوگون کی طرف کیا ہے جو اپنے خیال فاسد کے مطابق مرشد کامل بنے بیٹھے ہین اور اپنے فائدے کے لیے ناواقفون کو مرید بنا کر روغن شریعت و طریقت کے نازک شیشے توڑتے پھرتے ہین ایسے دین فروش صوفی مالک حقیقی کے ہاتھ ضرور اکدن سزا پائینگے۔ جملہ طوطیک از بیم جان جست بر صدر دکان کے متعلق ہے۔

۷	از سوئے خانہ بیامد خواجہ اش		بر دکان بنشست فارغ شاد و خوش
ترجمہ	اتنے مین وہ خواجۂ آزاد دل		آگیا اپنی دکان پر شاد دل

شرح۔ بعض نسخون مین بر دوکان بنشست فارغ خواجہ وش ہے۔ اسصورت مین پہلے مصرع مین لفظ خواجہ بمعنے مالک طوطی اور دوسرے مین بمعنے مالک دکان ہے۔

۸	دید پر روغن دکان و جاش چرب		بر سرش زد گشت طوطی کل ز ضرب
ترجمہ	دیکھکر پر روغن اسنے اپنی جا		مار کر طوطی کو گنجا کر دیا

شرح یعنے بقال نے جا بجا دکان مین روغن گرا ہوا پایا اور اپنے بیٹھنے کی جگہ تر دیکھی۔ اسلیے طوطی کو غصہ مین سر کے بل سے مارا یا کوئی چیز اٹھا کر اسکے سر پر ماردی اس صدمہ سے طوطی گنگ یا سر سے گنجا ہو گیا۔ کل بالفتح و سکون لام وہ شخص جسکے سر پر بال نہ ہون نیز بالفتح و تشدید لام بمعنے گنگ و کند شدن زبان۔ پہلی صورت مین یہ لفظ ترکی ہے اور دوسری مین عربی

بعضے نسخون مین جاش کی جگہ جامہ آیا ہے جو حسب اقتضائے حال نہایت مناسب ہے۔

۹/	روز کے چندین سخن کوتاہ کرد	مرد بقال از ندامت آہ کرد
ترجمہ	گنگ طوطی ہو گیا تا چند روز	آہ کے بقال نے با درد و سوز

شرح۔ یعنے صدمۂ ضرب سے طوطی گویا چند روز تک گنگ رہا اس سبب سے بقال کو رنج ہی ہوا اور اپنے کیے پر مذامت ہوئی

۱۰/	ریش میکندید و میگفت اے دریغ	کآفتاب نعمتم آمد بہ میغ
ترجمہ	اور کہا افسوس ہو کسطرح صبر	ہے مری دولت کا سورج زیر ابر

شرح۔ طوطی کو آفتاب نعمت اسلیئے کہا کہ اُسکے بولتے وقت لوگون کا ہجوم ہو جاتا تہا اور اس ہجوم مین سودے کی بکری بھی ہو جاتی تہی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ گاہکون کا ہجوم دُکاندار کے لیے نعمت خداداد ہے۔

۱۱/	دست من بشکستہ بودے آن زمان	چون زدم من بر سر آن خوش زبان
ترجمہ	ہاتھہ میرے ٹوٹ جاتے اُس گھڑی	مارتے اُسکو کیون ماری کڑی
۱۲/	ہدیہا میداد ہر درویش را	تا بیابد نطق مرغ خویش را
ترجمہ	صدقے کرتا تہا بہت سا مال وزر	تا کہ گرم نطق ہو وُہ جانور

شرح ہدیہ۔ بمعنے صدقہ۔ اور یا بد بمعنے شنود ہے اور پہلے شعر مین چون بمعنے چرا ہے۔ اس شعر مین اشارہ ہے کہ شخص کا طوطی روح یاد خدا سے غافل ہو وُہ غضب الٰہی مین ہے اسلیئے اُسکو صدقہ دینا چاہیئے۔ حدیث شریف مین ہے اَلصَّدَقَۃُ تُطْفِیْ غَضَبَ الرَّبِّ (صدقہ غضب الٰہی کی آگ کو بجھا دیتا ہے) یاد خدا سے غافل رہنے کا صدقہ کثرت سے نفلون کا ادا کرنا ہے۔ کیونکہ عبادت غضب الٰہی کو کم کر دیتی ہے۔

۱۳/	بعد سہ روز و سہ شب حیران و زار	بر دکان بنشستہ بد نومید وار
ترجمہ	تین دن تک ہو کے وہ حیران وزار	کھولکر بیٹھا دُکان نومید وار

شرح لفظ بعد سے یا تو انتہائے غایت مراد ہے یعنے بقال تین دن اور تین رات تک طوطی کے غم مین بعالم حیرانی و نا امیدی دُکان پر بیٹھا رہا یا یہ کہ تین روز بعد دکان کھولی مگر اُسکی حیرانی و نا اُمیدی اُسوقت تک وہی ہی جو پہلے تہی۔

(۱۴)	با ہزاران غصہ و غم گشت جفت	کاے عجب این مرغ کے آید بگفت
ترجمہ	کہہ رہا تہا کہکے غصہ سر بسر	دیکھیے بولے گا کب یہ جانور
(۱۵)	می نمود آن مرغ را ہر گون شگفت	وز تعجب لب بدندان می گرفت
ترجمہ	تہا تعجب اُسکو حال مُرغ سے	کاٹتا تہا لب بمقال مُرغ سے

شرح۔ لفظ را بمعنے برائے اور گون مخفف گونہ بمعنے نوع یعنے بقال طوطی کے بولنے پر تعجب کرتا تہا۔

(16)	دمبدم میگفت از ہر در سخن	تاکہ باشد کاندر آید در سخن
ترجمہ	ہر طرح کی باتین کرتا تہا وُہ مرد	تاکہ ہو گرم سخن وُہ مرغ سرد

شرح پہلے مصرع مین لفظ در بمعنے باب ہے اور دوسرے مین لفظ اندر برائے تحسین کلام زائد ہے۔

(17)	بر امید آنکہ مرغ آید بگفت	چشم او را با صور میکرد جفت
ترجمہ	کین بہت اُوس مرد دشمن کام نے	اُسکی آنکہین صورتون کی سامنے

شرح یعنے بقال طوطی کی آنکہین آدمیون کے چہرون کی طرف کیے دیتا تہا تاکہ وُہ عادت کے مطابق صورتین دیکہکر کچہ بول اُٹہے۔ طوطی صورت دیکہکر بسا اوقات بولنا شروع کر دیتا ہے۔ مگر یہ طوطی پہر بہی خاموش رہا

(18)	ناگہانے جوالقیے میگذشت	با سر بے مو بسان طاس و طشت
ترجمہ	اک قلندر کا ہوا ناگہ گزر	شکل کاسہ تہا صفاچٹ جسکا سر

شرح جوالقی بمعنے ژندہ پوش پہٹی پرانی گدڑی پہننے والا قلندر۔ جو بال نہ رکہتا ہو۔ چار ابرو کا صفایا کرانے والا جوالق اور جوال بواو معدولہ معرب گوال ہے جوال بمعنے گون جسمین غلہ وغیرہ بہر کر گدہے یا خچر پر لادتے ہین نیز جوال بمعنے گدڑی اور ایک سخت اور موٹی قسم کا کپڑا (مثلاً کمل) جو فقیرون کا پہناوا ہے لفظ طاس یہان بمعنے کاسۂ گہڑی ہے اور طشت بمعنے لگن ایک برتن کا نام ہے۔ قلندر کے سر کو گول ہونے مین طاس یعنے کاسۂ گہڑی سے اور بے مو ہونیمین طشت سے تشبیہ دیگئی ہے۔ بعض نسخون مین جوالقی بر میگذشت ہے۔ دونونکے معنے ایک ہین۔

(19)	طوطی اندر گفت آمد در زمان	بانگ بر وے زد بگفتش در عیان
ترجمہ	دیکہکر اُسکو کہا طوطی نے یون	دے جواب راست اے مرد زبون
(20)	گرچہ اے گل با کلان آمیختی	تو بگر از شیشہ روغن ریختی
ترجمہ	بال اور گنجے ترے سر پر نہین	شیشے روغن کے گرائے ہین کہین

شرح دونو شعر قطعہ بند ہین۔ در زمان بمعنے فی الفور اور در عیان سے مراد حضور مردم ہے بعض نسخون مین در عیان کی جگہ کاے فلان دیکہا ہے مطلب یہ کہ طوطی نے اُس کمل پوش کو دیکہکر یہ کہا کہ اے گنجے تجہپر کیا مصیبت پڑی کہ گنجون مین جا ملا شاید تو نے بہی میری طرح روغن کے شیشے گرائے ہین اور اس تقصیر پر تجکو تیرے آقا نے مار مار کے گنجا کر دیا ہے۔

(21)	از قیاسش خندہ آمد خلق را	کو چو خود پنداشت صاحب دلق را
ترجمہ	اک تعجب اس سے آیا خلق کو	سمجہا اپنا سا وہ صاحب دلق کو

شرح یعنے طوطی کی باتون سے لوگون کو اسلئے ہنسی آئی کہ اُسنے کمل پوش کو اپنا جیسا خیال کیا۔ یہی حال ظاہر پرستونکا ہے کہ بلا واقفیت اسرار اولیاء اللہ اور خاصان خدا کو اپنے نفس پر قیاس کر لیتے ہین حالانکہ انکا قیاس بالکل غلط ہوتا ہے ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ حکایت یہانتک تمام ہوگئی اور نتیجہ یہ نکلا کہ اگر اہل ظاہر اہل باطن کو اپنے رنگ کا سمجہ بیٹہین تو یہ فہم کا قصور ہے۔ غور سے دیکہا جائے تو ان دونون مین بہت بڑا فرق ہے چنانچہ آیندہ شعرون مین اُس فرق کو بطور تمثیل

بیان کیا گیا ہے جو اہل ظاہر اور اہل باطن مین موجود ہے۔

(۲۵)	کار پاکان را قیاس از خود مگیر		گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
ترجمہ	اولیا کی کچھ اور ہین اے خردہ گیر		گرچہ ہے لکھنے مین یکسان شیر و شیر

شرح۔ شیر بیائے مجہول درندۂ مشہور۔ و بیائے معروف بمعنے حلیب یعنے دودھ اگرچہ باعتبار صورت و تحریر دونو حرف یکسان ہین مگر باعتبار معنے و سیرت تفاوت عظیم رکھتے ہین۔ یعنے ؎ شیر آن باشد کہ مردم میدرد ۔ شیر آن باشد کہ مردم میخورد شیر اُسکو کہتے ہین جو آدمیونکو پھاڑ کہاتا ہے اور شیر اُسکا نام ہے جسے آدمی کہاتے پیتے ہین بعض نسخون مین سیر و شیر بھی دیکھا گیا ہے۔ سیر لہسن کو کہتے ہین جو صورت و تحریر مین شیر کا ہمشکل ہے۔ چونکہ نقطے کسی حرف کا جز نہین ہوتے اسلئے ع عاقلان در پئے نقطہ نروند ۔

(۲۷)	جملہ عالم زین سبب گمراہ شد		کم کسے زابدال حق آگاہ شد
ترجمہ	اس سبب سے اک جہان گمراہ ہے		کم کوئی ابدال سے آگاہ ہے

شرح۔ ابدال اولیاء اللہ کا ایک ایسا گروہ ہے جنکے وجود سے زمین و آسمان قایم ہین۔ یہ تمام عالم مین ستر آدمی ہین جنمین سے چالیس ملک شام مین رہتے ہین۔ اور بیس دیگر ملکون مین۔ ایک مرتا ہے تو اُسکے بدلے دوسرا قایم ہو جاتا ہے۔ اسی لیے انکا نام ابدال ہے۔ اور ستر کی گنتی ہمیشہ پوری رہتی ہے۔ مطلب شعر یہ ہے کہ تمام جہان اولیاء اللہ کو اپنے نفس پر قیاس کرنے اور ابدال حق کو نہ پہچاننے کے باعث گمراہ ہوا ہے۔ اگر اہل عالم اولیاء اللہ کو اپنے نفس سے بہتر سمجھکر اور ابدال حق کو اچھی طرح پہچانکر اُنسے دین و دنیا کے فائدے اور معرفت کا سبق حاصل کرتے تو ہرگز گمراہ نہوتے۔

(۲۶)	ہمسری با انبیا برداشتند		اولیارا ہمچو خود پنداشتند
ترجمہ	انبیا سے ہمسری کرنے لگے		اولیا پر برتری کرنے لگے
	گفتہ اینک ما بشر ایشان بشر		ما و ایشان بستۂ خوابیم و خور
ترجمہ	یون کہا یہ ہی بشر ہم ہی بشر		ہم بھی ہین یہ بھی بقید خواب و خور
(۲۸)	این ندانستند ایشان از عمے		ہست فرقے درمیان بے منتہے
ترجمہ	اندھے ہین سے یہ نجانا واہ وا		ہم مین اُنمین فرق ہے بے انتہا

شرح یعنے اہل عالم انبیا کی ہمسری اور اولیا کو اپنے نفس پر قیاس کرنیکے سبب گمراہ ہو گئے ہین چنانچہ کفار انبیا علیہم السلام کو خطاب کر کے کہا کرتے تھے مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۔ یعنے اے نبوت کے مدعیو۔ تم بھی ہمارے ہی طرح کے ایک بشر ہو۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کفار کا مقولہ ہے کہ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ اس رسول کو کیا ہو گیا کہ کھانا کھاتا ہے اور بازارون مین چلتا پھرتا ہے۔ افسوس کفار نے انبیا کی ظاہری حالت اور انسانی

صورت کو تو اپنے نفس پر قیاس کر لیا مگر اپنے اندر ہے ہین سے اُس باطنی فرق کو معلوم نہ کر سکے جو انمین اور انمین بے امتیاز درجہ کا تہا۔ چنانچہ ایک بہت بڑے فرق کی مثال یہ ہے کہ کفار شیطانی وسوسونکی تابع ہوتے ہین اور انبیا رحمانی وحیونکی پیروی کرتے ہین۔ وعلٰے ہذا القیاس (عمے بمعنے کوری و نابینائی)

(29)	ہر دوگون زنبور خوردند از محل	لیک شد زین نیش وزان دیگر عسل	
ترجمہ	اک رس لیتے ہین دونون مکھیان	ڈنک اِس سے شہد ہے اُس سے عیان	
(30)	ہر دوگون آہو گیا خوردند و آب	زین یکے سرگین شد وزان مشک ناب	
ترجمہ	ایک ہے دو آہودن کی خورد و آب	اسمین ہے سرگین اُسمین مشک ناب	
(31)	ہر دو نے خوردند از یک آبخور	آن یکے خالی وآن پُر از شکر	
ترجمہ	دونو نکو ملتا ہے اک پانی مگر	ایک ہے خالی ہے اک ہے پُر شکر	
32	صد ہزاران اینچنین اشباہ بین	فرق شان ہفتاد سالہ راہ بین	
ترجمہ	اور لاکھون چیزین ہین اسکی مثال	فرق ہے دونون مین تا ہفتا دسال	

شرح۔ ان شعرون مین اہل ظاہر اور اہل باطن کے فرق کو بطور تشبیہ بیان کیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ کفار اور عوام کا انبیا اور اولیا کو اپنے نفس پر قیاس کرنا صریح غلطی ہے (گون مخفف گونہ اور محل بمعنے محل واحد ہے یعنے دو نوطرح کی مکھیون نے ایک ہی جگہ سے کھایا پیا ہے۔ پانی پر بیٹھنے اور ہر قسم کے پھول کا رس لینے مین دونو برابر ہین۔ لیکن انجام کار ایک سے صرف نیش پیدا ہوا اور دوسری سے شہد۔ اور دو نوطرح کی نے ایک ہی پانی سے پیدا ہوی ہے۔ لیکن ایک خالی ہے اور ایک مٹھاس کہتی ہے۔ اسیطرح اور بہت سی چیزین ہین۔ جو باعتبار صورت ایک دوسرے کی مشابہ ہین مگر باعتبار معنے اُنمین بہت بڑا فرق ہے جسیکو مولانا قدس سرہ نے بطور مبالغہ ستر برس کی راہ کا فرق بتایا ہے علٰے ہذا القیاس انبیاء اور کفار یا اولیاء اور عوام کی ظاہری صورت اور کہانا پینا یکسان سہی مگر باطنی حالت مین بہت تفاوت ہے۔ جسطرح ایک ہرن صرف سبزیان دیتا ہے اور دوسرا شکنا فہ حالانکہ خوراک انکیان ہے۔

(33)	این خورد گردد پلیدی زو جدا	وان خورد گردد همه نور خدا	
ترجمہ	اسنے جو کہایا نجاست ہو گیا	اُسکا کہایا بنگیا نور خدا	
(34)	این خورد زاید همه بخل و حسد	وان خورد گردد همه نور احد	
ترجمہ	اسنے جو کہایا ہوا بخل و حسد	اُسنے جو کہایا ہوا نور احد	
(35)	این زمین پاک و آن خود رست بد	این فرشته پاک و آن دیو ست و دد	
ترجمہ	یہ زمین پاک ہے وہ شور و بید	یہ فرشتہ ہے تو وہ ہے دیو و دد	

شرح - یعنے جو کہانا کفار اور اشقیا کہاتے ہین وہی انبیاء اور اولیاء کو ملتا ہے لیکن کفار وغیرہ کا کہانا صرف نجاست اور انبیاء وغیرہ کا محض نور احدیت پیدا کرتا ہے۔ کفار کے حق مین اُنکا کہانا گناہون کی طاقت اور بخل وحسد کو اور انبیاء کے حق مین نور احد کو زیادہ کرتا ہے۔ انبیاء اور اولیاء کا وجود مبارک پاک اور اُگانے والی زمین یا فرشتونکی مانند سراسر فائدہ رسان ہے اور کفار واشقیاء کا وجود زمین شور یا شیطان اور درندون کی طرح محض نقصان پہنچانے والا ہے۔

(36)	ہر دو صورت گر بہم ماند رواست	آب تلخ و آب شیرین را صفاست	
ترجمہ	تلخ و شیرین آب کی صورت ہے ایک	کیونکہ دونو صاف ہین اے مرد نیک	
(37)	جز کہ صاحب ذوق کہ نشناسد بیاب	او نشناسد آب خوش از شورہ آب	
ترجمہ	چکھنے والا جانتا ہے بر ملا	آب شور و آب شیرین کا مزا	
(38)	جز کہ صاحب ذوق کہ نشناسد طعوم	شہد را ناخوردہ کے داند ز موم	
ترجمہ	چکھنے والا جانتا ہے سب طعوم	غیر کو کب ہے تمیز شہد و موم	

شرح - یعنے انبیاء اولیا اگر ظاہری صورت مین اشقیا سے مشابہ ہون تو کچھ مضائقہ نہین۔ باطنی اوصاف کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ میٹھا اور کھاری پانی کہ ظاہر مین تو دونو صاف معلوم ہوتے ہین مگر صاحب ذوق اور چکھنے والا خوب جانتا ہے کہ میٹھے اور کھاری مین کسقدر فرق ہے۔ تیسرے شعر مین کے داند بمعنے تمیز کند ہے اور لفظ شہد را ترکیب مین از موم کے متعلق ہے اور ناخوردہ بمعنے ناچشیدہ ہے۔ یعنے جس شخص نے شہد نہ چکھا ہو وہ شہد اور موم مین تمیز نہین کرسکتا۔ یا اُسے جدا نہین کرسکتا۔ بلکہ اسکی تمیز اُسی کو ہے جو ہر طرح کے مزے چکھ چکا ہو۔ علے ہذا القیاس اپنی اور اولیاء کی ذات مین تمیز کرنا عوام کا کام نہین ہے۔

(39)	سحر را با معجزہ کردہ قیاس	ہر دو را بر مکر بنہادہ اساس	
ترجمہ	کرکے سحر و معجزہ کو ایک سے	مکر سمجھا کافرون نے حیف ہے	

شرح - یعنے کفار نے جادو کو معجزے پر قیاس کرکے دونو کو مکر و فریب پر مبنی سمجھا نیون کو جادوگر بتایا حق و باطل مین تمیز نہ کی حالانکہ دونون مین فرق عظیم تھا کیونکہ جادو اُس چیز کو کہتے ہین جسکا ظہور جادوگر کی ہمت اور ارادہ سے ہو اور جو صرف خیال مین کوئی عجیب صورت پیدا کردے اور واقع مین کچھ نہو۔ اور معجزہ اُسکا نام ہے جو کسی پیغمبر کی ہمت و ارادہ سے ظاہر ہو بلکہ اُسکا ظہور حکم اور ارادہ الٰہی پر موقوف ہو۔ اور جس سے واقع اور خارج مین ایسے عجائبات ظاہر ہون جو طاقت بشری سے خارج ہین۔ حضرت موسے کے مقابلہ مین جادوگرون کی نسبت اللہ تعالے فرماتا ہے **یُخَیَّلُ اِلَیْہِ مِنْ سِحْرِہِمْ اَنَّہَا تَسْعٰی** یعنے اُن جادوگرون کی رسیان اور لکڑیان موسے کے خیال مین سانپ کیطرح دوڑتی معلوم ہوتی تہین۔ مگر فی الواقع سانپ نہ تہین جادوگرون نے اپنے ارادہ اور ہمت سے بامداد سحر لوگونکی آنکھون

انکو سانپ کیصورت بناکر دکہا دیا۔ اور عصائے موسوی کی نسبت یہ آیت موجود ہے۔ فَاَلْقَاهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ یعنے جب موسےٰ نے اپنے عصا کو گرادیا اور وہ حکم الٰہی سے سانپ بنکر دوڑنے لگا تو خدا نے حکم دیا کہ اے موسےٰ اس سانپ کو پکڑ اور خوف نہ کر ہم اسکو پہر عصا بنا دینگے۔ لفظ لَا تَخَفْ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت موسےٰ عصا کو سانپ کیصورت مین دیکہکر ڈر گئے تہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ معجزہ حکم الٰہی سے تہا اور عصا فی الواقع سانپ بنگیا تہا اگر وہ فی الواقع سانپ نہوتا اور حضرت موسے اپنی ہمت اور ارادہ سے ایسا کرتے تو انکو خوف ہرگز نہ معلوم ہوتا جیسا کہ فرعونی جادوگرون کو اپنی رسیون اور عصاؤنکے سانپونکی صورت بدل لینے سے کچہ خوف معلوم نہین ہوا تہا آیندہ شعرونکا یہی مطلب ہے

(40)	ساحران با موسی از استیزہ را	برگرفتہ چون عصائے او عصا	
ترجمہ	ساحرون نے از رہ جادوگری	کی عصائے موسوی سے ہمسری	
(41)	زین عصا تا آن عصا فرقی ست ژرف	زین عمل تا آن عمل راہے شگرف	
ترجمہ	وہ عصے تہے اور یہ کچہ اور تہا	انمین۔ اسمین فرق تہا بے انتہا	
(42)	لعنۃ اللہ این عمل را در قفا	رحمۃ اللہ آن عمل را در وفا	
ترجمہ	اس عمل پر لعنت اللہ ہے	اُس عمل پر رحمت اللہ ہے	

شرح۔ پہلے شعر مین لفظ استیزہ بمعنے جنگ و عناد ہے اور لفظ را قایم مقام لفظ برائے۔ اور دوسرے مین ژرف بمعنے عمیق اور شگرف بمعنے عجیب و بزرگ اور راہے سے مراد فاصلہ ہے یعنے جادوگرون نے حضرت موسےٰ کے ساتہ مقابلہ کرنیکے لیے عصائے موسوی کی مانند عصا لیکر سانپ بنا تو دیے مگر اُس عصا اور ان عصاؤن مین بہت گہرا فراق اور اُس کام اور اس کام مین بہت بڑا فاصلہ تہا۔ جادوگرون کا سحر باطل تہا اور موسےٰ کا عصا معجزہ حق (اس فرق کی شرح اوپر اوچکی ہے) تیسرے شعر مین لفظ را قائم مقام اضافت اور قفا بمعنے انتہا مضاف اور لفظ عمل مضاف الیہ ہے (علےٰ ہذا القیاس ترکیب مصرع دیگر) مطلب یہ ہے کہ انتہائے عمل سحر باعث لعنت خدا اور وفائے عمل معجزہ موجب رحمت الٰہی ہے اور اسمین شک نہین کہ انتہائے سحر (اگر جادوگر بلا توبہ مرجائے) موجب کفر اور کفر باعث لعنت ہے۔ اور انبیا کے معجزے جو باعث ہدایت عالم اور جنکے ضمن مین تبلیغ احکام الٰہی کی وفا یعنے انکا پورا کرنا متصور ہے موجب رحمت ہین

(43)	کافران اندر مری بوزینہ طبع	آفتی آمد درون سینہ طمع	
ترجمہ	ہمسری مین ہین شقی بندر کی شکل	آفت سینہ ہے حب جاہ و اکل	

شرح۔ مری کوشش لڑائی۔ اور کسی کے ساتہ مرتبہ مین برابری کرنی۔ یعنے کفار اور اشقیا انبیاء اور اولیا کے ساتہ لڑائی اور برابری کا دعوی کرنے مین بندر کی خاصیت رکہتے ہین۔ بندر کی بعض حرکتین گو انسانی حرکات سے مشابہت رکہتے ہین مگر فی الواقع دونونمین بہت بڑا فرق ہے۔ کافرون مین بوزینہ طبعی اسلیئے ہوتی ہے کہ انکے

مینون مین دنیوی جاہ و مال کی طمع موجب آفت ہوگئی ہے جسکا وبال اُنپر ضرور آئیگا فِی قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا یعنے کفار کے دلون مین باطنی بیماری ہے جسکو اللہ اور ترقی دیگا۔ لفظ طمع بفتح اول و سکون میم و بفتحتین دونو طرح صحیح ہے۔

(۴۴)	ہر چہ مردم میکند بوزینہ ہم	آن کند کز مرد بیند دمبدم	
ترجمہ	کرتا ہے بندر بھی جو انسان کی نقل	نقل کو کیا چاہیئے ہے شرط عقل	
(۴۵)	او گمان برده که من کردم چو او	فرق را کے بیند آن استیزه جو	
ترجمہ	اور سمجھتا ہے کہ مین انسان ہون	لیکن اِسکا فرق کیا جانے وہ دون	
(۴۶)	این کند از امر و آن بہر ستیز	بر سر استیزه رویان خاک بیز	
ترجمہ	کام اِسکا طاعت اور اُسکا جدال	جنگ پردازون کے سر پر خاک ڈال	

شرح یعنے بندر جو کچھ آدمی کو کرتے دیکھتا ہے وہی کرنے لگتا ہے اور اپنے گمان مین اپنی اور انسانی حرکتون کو مساوی جانتا ہے مگر اُسکا گمان غلط ہے۔ کیونکہ وہ اپنی مطلق حیوانیت کے سبب اُس فرق کو نہین سمجھ سکتا جو خالق کائنات نے انسان اور حیوان مین رکھا ہے۔ اسیطرح بوزینہ طبع کفار ذات انبیاء کو اپنی یا اپنی ذات کو انبیا کی برابر خیال کرتے ہین انہین کفار کی شان مین یہ آیت آئی ہے اُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ یہ لوگ جانورون کے مانند بلکہ اس سے بھی زیادہ گمراہ ہین۔ دوسرے شعر مین۔ استیزہ جو اور استیزہ خو دونو طرح درست ہے۔ تیسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ انسان کامل ہر فعل حکم الٰہی کی تعمیل کے لیئے کرتا ہے اور بندر جنگ و عناد کے لیئے۔ ایخاطب تو عناد کرنے والون کے سر پر خاک ڈالدے اور اُنسے کچھ علاقہ نرکھہ بلکہ اُس باطنی فرق کو دیکھہ جو انسان و حیوان۔ انبیاؤ اشقیا۔ اور خواص و عوام مین پایا جاتا ہے۔

(۴۷)	آن منافق با موافق در نماز	از پے استیزه آید نے نیاز	
ترجمہ	مومنون کے ساتھ کافر کی نماز	ہے بُری نیت سے نے بہر نیاز	
(۴۸)	در نماز و روزه و حج و زکات	با منافق مومنان در بُرد و مات	
ترجمہ	ہے نماز و روزہ و حج و زکات	اُنکے حق مین بر و اِسکے حق مین مات	
(۴۹)	مؤمنان را بُرد باشد عاقبت	با منافق مات اندر آخرت	
ترجمہ	مومنون کو بُرد ہے انجام کار	اور منافق کے لئے آخر ہے ہار	

شرح۔ یعنے منافق مومن کے ساتھ فقط جنگ و عناد کی نیت سے نماز مین شریک ہوجاتا ہے۔ تاکہ بہکا سکے مسلمانون مین فساد اور اُنکی عبادت مین خلل ڈالے یا نماز کے حرکات و سکنات کے متعلق کوئی عیب نکالکر مسلمانون

ہنسی اُڑائے۔ یا لگائی بجھائی کرکے اہل اسلام مین لڑائے کرادے اور اُنکی جماعت وجمعیت کو پریشان کردے۔ منافق خدا کے سامنے عاجزی کرنیکے لیئے نماز نہین پڑھا کرتا۔ قرآن مجید مین ہے وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى یعنے منافق بے رغبتی اور بددلی کے ساتھ نماز مین کھڑے ہوتے ہین اگرچہ ظاہری حرکات وسکنات مین مومن ومنافق کی نماز وروزہ اورحج وزکات یکسان معلوم ہوتے ہین مگر باطن مین فرقِ عظیم ہے مومن کو انجام کار اِن عبادتون کے صلے مین بُرد (جنت) اور منافق کو مات (دوزخ) حاصل ہوتی ہے مومن چونکہ خالص نیت سے عبادتون مین جانبازی کرتا ہے اسلیئے میدان محشر مین بازی جیت جاتا ہے۔ اور منافق کا باطن چونکہ خلاف ظاہر ہوتا ہے۔ اسلیئے اس ٹیڑھی چال کے سبب انجام کار ہار جاتا ہے۔ بُرد اصطلاح شطرنج مین جیت کو اور مات ہار کو کہتے ہین۔ یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے شعر مین لفظ منافق سے ابوجہل اور موافق سے رسول مقبول مراد ہون۔ جنکی شان مین یہ آیت ہے اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى عَبْدًا اِذَا صَلّٰى یعنے اے مخاطب کیا تونے اُس شخص کو دیکھا ہے جو ہمارے خاص بندے (محمد) کو نماز سے منع کرتا ہے مفصل قصہ تفسیرون مین درج ہے۔

(۵۰)	گرچہ ہر دو بر سر یک بازی‌اند		لیک باہم مروزی و رازی‌اند	
شعر	اگرچہ یہ دونون ہین اِک بازی کے سر		مروزی ہے ایک اک رازی مگر	

شرح۔ یعنے اگرچہ مومن منافق بساط دنیا پر بظاہر ایک ہی بازی (ادائے عبادات ظاہری) مین شریک معلوم ہوتے ہین۔ مگر درباطن ان دونون مین اتنا فرق ہے جتنا مروزی اور رازی مین۔ مروز خراسان کے اور رے بلاد دیلم یعنے عراق کے ایک شہر کا نام ہے۔ رازی منسوب بسوئے رے۔ ان دونو شہرون مین بڑی دور کا فاصلہ ہے بعض نسخون مین مروزی کی جگہ مرغزی ہے۔ مرغز فارس مین ایک مشہور قصبہ کا نام ہے۔

(۵۱)	ہر یکے سوئے مقام خود رود		ہر یکے بر دفق نام خود رود	
ترجمہ	اُسکا جنت اِسکا دوزخ ہے مقام		ہر ٹھکانے کا نشان دیتا ہے نام	

شرح یعنے مومن اپنے مقام (جنت) اور منافق اپنے مقام (دوزخ) مین اپنے نام کے موافق جانیکے لیے تیار ہے کیونکہ مومن کا دوسرا نام سعید ہے۔ اور منافق کا شقی اَلْمُؤْمِنُ سَعِيْدٌ وَالْمُنَافِقُ شَقِيٌّ۔ اور قرآن مجید کی آیت ہے فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِى النَّارِ وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِى الْجَنَّةِ۔ یعنے شقی دوزخ مین ہونگے۔ اور سعید جنت مین

(۵۲)	مومنش خوانند جانش خوش شود		ور منافق تند و پر آتش شود	
ترجمہ	خوش ہو مومن گر کوئی مومن کہے		اور منافق تند پُر آتش رہے	

شرح۔ مومنش کی ضمیر مؤمن کی طرف اور باعتبار عطف منافقش کی ضمیر محذوف منافق کی طرف راجع ہے۔ یعنے اگر مومن کو کوئی شخص مومن کہکے پکارے تو وہ بُرا نہین مانتا بلکہ خوش ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ اُسکا واقعی نام ہے۔ اور جو

منافق کو کوئی منافق کہدے تو وہ اپنے اس حقیقی نام سے جلجاتا ہے۔ کیونکہ منافق بظاہر مدعی ایمان ہوتا ہے گو باطن میں اپنی صفت نفاق سے خوب واقف ہے۔

(53)	نام آن محبوب از ذات وی است		نام این مبغوض ز آفات وی است	
ترجمہ	اسکی فطرت سے ہے پیارا اُسکا نام		کرتے ہیں بدنام اِسکو اِسکے کام	

شرح۔ یعنے مومن کا نام اُسکی ذات (فطرتی اور اصلی ایمان) کے سبب محبوب۔ اور منافق کا نام اُسکی آفات (خصائل نفاق) کے باعث مکروہ ہے الفاظ اور حروف کو اسمین دخل نہین۔ اور یہ محبوبیت و کراہت اسدرجہ تک ہے کہ خود مومن اپنے نام سے خوش اور خود منافق اپنے نام سے ناراض ہے۔

(54)	میم و واو و میم و نون تشریف نیست		لفظ مومن جز پئے تعریف نیست	
ترجمہ	میم و واو و میم نون کب ہین عزیز		لفظ مومن ہے فقط بہر تمیز	

شرح۔ یعنے مومن کے چار حرف کیسی بزرگی (رفعت) ہذا القیاس منافق کے پانچ حرف کیسے بدبختی (کی دلیل یا سبب نہین ہو سکتے۔ بلکہ بزرگی و بدبختی اعمال صالحہ اور افعال قبیحہ سے تعلق رکھتی ہے۔ مومن تو صرف قوم یا فرقہ کی پہچان کے لیئے ہے۔ جیسا کہ شیخ سید مغل پٹھان۔ اگر زید سید ہو کر سید المرسلین صلعم کی شریعت کا تابع نہین ہے تو ہرگز سید نہین ہو سکتا۔ اسیطرح صرف مومن کا خطاب اختیار کرلینا کامل ایمان کی علامت نہین ہے جبتک افعال ایمان والون کے سے نہون۔ یہی سبب ہے کہ اگر مومن کامل کو کوئی شخص منافق کا خطاب دے تو اُسے رنج نہین ہوتا کیونکہ لفظ منافق (جبتک نفاق کے معنے نہ پائے جائین) کسی مومن کو منافق نہین بنا سکتا۔ اسیطرح کوئی شخص منافق کو مومن کہکے پکارے تو لفظ مومن مین اتنی طاقت نہین کہ منافق کو مومن بنا دے۔

(55)	گر منافق خوانیش این نام دون		ہیچ کژدم مے خلد در اندرون	
ترجمہ	گر منافق کو منافق تو کہے		نیش عقرب کی طرح دل مین رہے	
(56)	گر نہ این نام اشتقاق دوزخ است		پس چرا در وے مذاق دوزخ است	
ترجمہ	نار سے مشتق ہے نام ناسزا		اسلیے ہے اسمین دوزخ کا مزا	

شرح۔ پہلے شعر مین ضمیر شین۔ منافق کی طرف ہے یعنے اگر منافق کو منافق کہدیا جائے تو یہ کمینہ نام اُسکے دل مین بچھو کیطرح ڈنگ مارتا ہے اور اسے نہایت برا معلوم ہوتا ہے حالانکہ یہ نام اُسکا حقیقی اور واقعی نام ہے۔ اسکا سبب یہ ہے کہ منافق کا نام دوزخ سے مشتق ہے۔ اسی لیے وہ اس نام سے جلتا ہے۔ اگر یہ نام دوزخ سے مشتق نہین ہے تو اسمین دوزخ کا مزہ کیون ہے یعنے منافق اس سے جلتا کیلیئے ہے اُسکے جلنے اور غصبناک ہونے سے صاف ظاہر ہے کہ بمقتضائے کل شئی یرجع الی اصلہ ضرور یہ نام دوزخ سے مشتق ہے۔

اشتقاق (ایک چیز کا دوسری چیز سے نکالنا) مصدر ہے بمعنے مفعول۔ یعنے مشتق۔ اور اشتقاق دوزخ مین اضافت معنی ہے

(57)	زشتیِ آن نام بد از حرف نیست	تلخیِ آن بحر شور از ظرف نیست
ترجمہ	یہ بدی اُسمین نہین ہے حرف سے	پانی کب ہوتا ہے کڑوا ظرف سے

شرح۔ یعنے منافق کے نام مین ان پانچ حرفون کے سبب کوئی بُرائی نہین آئی بلکہ بُرائی اُسکی ذات مین پڑی ہوی ہے اسکی مثال ایسی ہے۔ جیسا دریائے شور کہ اُسکا پانی کسی برتن مین رکھنے سے تلخ نہین ہوتا بلکہ تلخی اُسکی ذات مین موجود ہے

(58)	حرف ظرف آمد درو معنے چو آب	بحر معنی عندہ اُمُّ الکتاب
ترجمہ	حرف شکل ظرف ہین معنی ہے آب	بحر معنی صاحبِ اُمّ الکتاب

شرح۔ پہلا مصرع گزشتہ شعر کے مصرعِ دیگر کی توضیح ہے۔ اور دوسرا مصرع ایک جدید فائدہ کے لئے ہے جس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ اچھے بُرے افعال اور صفت ایمان و نفاق کا خالق اللہ تعالےٰ ہے حرف مومن و منافق مین نہ بہلائی ہے نہ بُرائی نیکی بدی کا تعلق معنون سے ہے۔ کیونکہ حرف برتن کی اور معنے پانی کی مانند ہین جسطرح برتن میٹھی پانی کو کھاری اور کھاری کو میٹھا نہین کرسکتا۔ اسیطرح حرف مومن و منافق (جبتک ایمان و نفاق کے معنے پنائے جائین) کسی کو مومن و منافق نہین بنا سکتا۔ اور ایمان و نفاق کی صفت کا پیدا کرنیوالا خدا ہے جسکے پاس اُمُّ الکتاب یعنے لوح محفوظ ہے۔ دوسرے مصرع کے معنے کئی طرح ہین۔ **اوّل** یہ کہ بحر معنے مبتدا اور اُمُّ الکتاب خبر۔ اور عندہ متعلق خبر ہے۔ یعنے دریائے معانی لوح محفوظ ہے جو خدا کے پاس ہے۔ مومن مین صفت ایمان اور منافق مین صفت نفاق اُسی دریا کا قطرہ ہے یعنے لوح محفوظ مین جس شخص کی نسبت مومن یا منافق ہونا لکھا گیا ہے وُہ دنیا مین بہی مومن یا منافق ہے علےٰ ہذا القیاس دیگر صفتین بہی ہین **دوم** یہ کہ دریائے معانی وُہ ذات (پاک اللہ تعالےٰ) ہے جسکے پاس لوح محفوظ ہے۔ **سوم** یہ کہ اہل دنیا ظاہر پرست اور صورت و الفاظ کے پیرو ہین اور دریائے معانی وُہ انسان کامل ہے جو از روے کشف گویا لوح محفوظ کو دیکھہ رہا ہے ایسے شخص کی خدمت مین رہکر اخلاق ذمیمہ کی اصلاح کرنی چاہیئے۔ یہ اس آیت کیطرف اشارہ ہے **یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ** اس آیت کے معنے بعض صوفیہ نے یہ بتائے ہین کہ اللہ تعالےٰ نے مومنون کے لیے اہل شقاوت کے افعال محو اور اہل سعادت کے ثبت اور منافقون کے لیے اہل سعادت کے اعمال محو اور اہل شقاوت کے ثبت کر دیے ہین۔ اور لوح خداوندی تغیر و تبدل سے محفوظ ہے یعنے مومن منافق اور منافق مومن ہرگز نہوگا۔

حاصل مطلب یہ کہ ایمان و نفاق کے معنے لوح محفوظ یا ذات باری کی طرف سے دلون مین ڈالے جاتے ہین اور خیر و شر کا خالق خدا ہے۔ مگر چونکہ بندونکو بہی تہوڑا بہت اختیار دیا گیا ہے اسلیئے حتی الامکان نیکیون کو حاصل کرنا چاہیئے۔

(59)	بحر تلخ و بحر شیرین در جہان	درمیان شان برزخ لا یبغیان
ترجمہ	بحر تلخ و بحر شیرین ہین عیان	اور ہے دونون کے برزخ درمیان

شرح۔ گزشتہ مضمون کی تمثیل اور اس آیت کا اقتباس ہے مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ یعنے اللہ نے دو دریا ایک تلخ دوسرا شیرین باہم ملا دیے ہین۔ دونو ساتھ ساتھ بہتے ہین مگر دونون کے مابین ایک قدرتی پردہ ہے جو ایک کو دوسرے پر غالب نہین ہونے دیتا۔ یعنے دریائے تلخ کی دہار شیرین مین اور شیرین کی تلخ مین نہین پڑتی صورت مین دونو ملے ہوے مگر سیرت اور مزہ مین جدا جدا ہین۔ اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ اس سے دریائے فارس اور دریائے روم مراد ہین۔ جو بحر محیط مین جا کر ملگئے ہین۔ یہ آیت کے ظاہری معنے ہین اور باطنی طور پر دریائے تلخ سے اوصاف ذمیمہ (کفر و نفاق و معاصی) اور دریائے شیرین سے اوصاف حمیدہ (ایمان و اخلاص و طاعات) مراد ہین یعنے یہ دونو صفتین جہان مین موجود اور انہین انسانون مین پائی جاتی ہین جو باعتبار صورت یکسان ہین۔ مگر باعتبار معنے مومن و منافق اپنے اپنے آثار اور خواص سے الگ الگ پہچانے جاتے ہین۔ الغرض کفر و ایمان یکسان نہین ہو سکتا۔

(60)	دان کہ این ہر دو ز یک اصلی روان		در گزر زین ہر دو تا معنے آن
ترجمہ	اصل دونون کی مریجان ایک ہے		در گزر دونون سے گر تو نیک ہے

شرح یعنے یہ دونو دریا (اوصاف ذمیمہ و حمیدہ) ایک جگہ اور ایک اصل (ذات باری) سے جاری ہوے ہین اگرچہ اوصاف ذمیمہ اسم مضل کا مظہر اور اوصاف حمیدہ اسم ہادی کا مظہر ہین اور یہ دونو اسم باعتبار معنے ایکدوسرے کے مخالف ہین۔ مگر فی الواقع دونون کی اصل وہی ایک ذات ہے۔ جو وحدہ لاشریک لہ ہے بس تو ایمخاطب اس اصل کا طالب ہونا چاہیئے جسکا نام شاہد وحدت ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ ان دونون کی ایک ایک اصل الگ الگ ہے۔ چنانچہ اخلاق ذمیمہ کی اصل اسم مضل ہے اور اخلاق حمیدہ کی اسم ہادی لیکن یہ جدائی باعتبار معنے عین وحدت ہے کیونکہ مضل اور ہادی فی الواقع ایک ہی ذات ہے اسلیئے معنے پر نگاہ رکھنی چاہیئے مصرع دوم کے نعوذ باللہ یہ معنے نہین کہ کفر و ایمان دونو سے الگ ہو جا بلکہ یہ مطلب ہے کہ طالب کو چاہیئے کہ مضل اور ہادی یا خالق کفر و ایمان کو باعتبار اختلاف ہر دو مظہر جدا جدا نسمجھے۔ ورنہ شرک خفی لازم آجائے گا بلکہ ان دونو مظہرون کے اختلاف سے گزر کر اصل اور معنے کو معلوم کرے اور یہ سمجھے کہ مضل اور ہادی کے معنے کسکی ذات پر صادق آتے ہین۔ یہ معنے اسی ایکذات پر صادق آئینگے جسکا اسم جلالی اللہ ہے۔ جبتک یہ معنے سمجھ مین نہ آئینگے شاہد وحدت اور حقیقی ایمان کا جلوہ نصیب نہوگا۔

(61)	زر قلب و زر نیکو در عیار		بے محک ہرگز ندارد اعتبار
ترجمہ	سونا کہوٹا ہے کہ خالص مرد کار		بے محک رکہتا نہین کچھ اعتبار
(62)	ہر کرا در جان خدا بنہد محک		ہر یقین را باز داند او ز شک
ترجمہ	مرحمت ہے غیب سے جنکو محک		جانتے ہین وہ یقین ہے یہ کہ شک

شرح۔ کفر و اوصاف ذمیمہ کہوٹے اور ایمان و اوصاف حمیدہ کہرے سونے کی مانند ہین لیکن کہوٹے کہرے کی پہچان

کے لئے کسوٹی چاہیئے۔ اسلیئے اللہ تعالےٰ نے مومن کو کسوٹی (نورِ قلب و فراست) دے رکھی ہے وُہ اپنے دل سے فتوے لیکر گناہ اور شک کی چیزون پر عمل نہین کرتا بلکہ ہمیشہ نیکی و بدی مین امتیاز کرتا ہے اور کفار و فساق کو یہ باطنی کسوٹی نہین ملی۔ اسلیئے وہ اعمال بد کو بھی نیک سمجھ لیتے ہین۔ محک درجان سے وجدان و عرفان اور یقین و شک سے نیکی و بدی مراد ہے۔

(63)	اَنچہ گفت استفتِ قلبک مصطفا	آن کسے داند کہ پُر بود از وفا	
ترجمہ	معنے استفت قلبک اے فتا	وُہ سمجھ سکتا ہے جو ہو با وفا	

شرح حدیث شریف ہے اِستفتِ قلبک وَاِن اَفتاک المفتون یعنے اے شخص اپنے دل سے فتوی لیا کر اگرچہ مفتی فتوی دیا کرین چونکہ دل ہر شخص کا منصف ہوتا ہے اسلیئے قاضی دل وہی فتوی دیتا ہے جو عنداللہ درست ہو اس بنا پر خاکسار شارح قسم کھا کر کہتا ہے کہ تمام زمانے کی غیر قومین دل سے مذہب اسلام کو پسند کرتی ہین مگر حُبِّ مال و جاہ یا آبائی تقلید یا رسم و رواج کی پابندی یا دنیا کی شرم انہین ایمان نہین لانے دیتی دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اس حدیث کے معنے وہی سمجھتا ہے جو وفا یعنے ایمان رکھتا ہو۔ بعض نے وفا بمعنے تصوف لیا ہے۔ چونکہ اہل تصوف کا قلب صاف ہوتا ہے اسلیئے اُنکے دل کا فتوے زیادہ معتبر ہے۔

(64)	در دہان زندہ خاشاک از جہد	آنکہ آرامد کہ بیرونش نہد	
ترجمہ	مُنہ مین گر اک شخص کے پڑ جائے خاک	چین جب آئے کہ مُنہ ہو اس سے پاک	
(65)	در ہزاران لقمہ یک خاشاک خرد	چون در آید حسِّ زندہ بے بہ برد	
ترجمہ	ہو جو لقمون مین ذرا سی کنکری	کار حس سے آدمی ہے پائے بری	

شرح یعنے زندہ آدمی کے مُنہ مین اگر خاک وغیرہ یا نوالے مین کچھ کر کرا پن یا کنکر آجاتا ہے تو بذریعۂ حواس ظاہر فوراً اُسے معلوم ہو جاتا ہے اور نوالہ تھوک کر مُنہ صاف کرنا پڑتا ہے۔ اسیطرح اُسپر فرض ہے کہ بذریعۂ حواس باطن نفاق خطروں اور شیطانی وسوسون کو معلوم کر کے اُنکا دفعیہ کرتا رہے۔

(66)	حسِّ دنیا نردبان این جہان	حسِّ عقبے نردبان آسمان	
ترجمہ	دنیوی حس نردبان دنیا کی ہے	اُخروی حس نردبان عقبا کی ہے	
(67)	صحت این حس بجوید از طبیب	صحتِ آن حس بجوید از حبیب	
ترجمہ	اِسکی صحت کے لیے ہے ہر طبیب	اُسکی صحت کے لیے ہے ہر حبیب	
(68)	صحت این حس ز معموری تن	صحت آن حس ز تخریب بدن	
ترجمہ	صحت اِس حس کی ہے معموری تن	صحت اُس حس کی ہے تخریب بدن	

شرح یعنے حواس ظاہری دنیا کی چیزین معلوم کرنیکا ذریعہ ہین اور حواس باطن (عقل و معرفت) آسمان معنی اور بام عرفان تک پہنچنے کا زینہ ہے انکا علاج طبیب کرتا ہے اور انکا مرشد کامل۔ وہ حواس کھانے پینے اور حفظ صحت بدن سے ٹھیک رہتے ہین اور یہ نفس کشی اور ترک ہستی سے

(69)	شاہِ جان مر جسم را ویران کند		بعد ویرانیش آبادان کند
ترجمہ	جسم کو کرتا ہے ویران شاہِ جان		جان تازہ بخشتا ہے بعد ازان

شرح (یعنے شاہِ جان (اللہ تعالے جو مالک جان ہے یا مرشد کامل یا خود جان جو بادشاہ بدن ہے) سچے عاشقونکو ریاضتون مین مصروف کرکے انکے جسمون کو فانی کر دیتا ہے اور اسکے بعد مرتبۂ بقا باللہ تک پہنچا دیتا ہے بعض نسخون مین راہِ جان ہے جس سے طریق عرفان مراد ہے۔

(70)	اے خنک جانے کہ در عشق آل		بذل کرد او خانمان و ملک و مال
ترجمہ	ہے وہ اچھا جو پئے عشق آل		صرف کردے خانمان و ملک و مال

شرح۔ بعض نسخون مین (ہر عشق حال) دیکھا گیا ہے مگر دونو صورتون مین مراد عشق حقیقی ہے۔ عشق آل عاقبت کا عشق۔ وہ عشق جس سے عاقبت پاک ہو۔ عشق حال سچا عشق جو قال سے تعلق نہ رکھے بلکہ چون کے حسب حال ہو

(71)	کرد ویران خانہ بہر گنج وزر		وز ہمان گنجش کند معمور تر
ترجمہ	کرکے ویران گھر کو بہر گنج و زر		گنج وزر سے بھر کرے معمور تر
شرح (72)	آب را ببرید و جو را پاک کرد		بعد ازان در جو روان کرد انجو
ترجمہ	نہر باندھے صاف کرنے کے لیے		نہر مین بہر صاف پانی چھوڑ دے
(73)	پوست را بشگافت پیکان را کشید		پوست تازہ بعد ازانش بردمید
ترجمہ	پوست چیرے اور پیکان کھینچ لے		زخم تا بہر جائے تازہ پوست سے
(74)	قلعہ ویران کرد واز کافرستد		بعد ازان برساخت صد برج و سد
ترجمہ	ڈھا دے لیکر قلعہ کو کفار سے		اور بنائے پھر نئے آثار سے

شرح۔ یعنے اللہ تعالے عارفونکو فنا کے بعد مرتبۂ بقا عنایت فرماتا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنے گھر کو اسلیے ڈھا دے کہ اسکی بنیاد مین خزانہ گڑا ہوا ہے اور بعد خزانہ نکالنے کے پہلے سے اچھا تعمیر کردے یا پانی کو روک کر نہر کو کوڑے کرکٹ اور کیچڑ وغیرہ سے صاف کرے اور پھر اسمین آبخورد (پینے کے لایق پانی) جاری کردے۔ یا کہال کو چیر کر پیکان نکال لے اور پھر تازہ جلد پیدا ہونیکے لیے مرہم پٹی کردے۔ یا کافرون سے قلعہ چھین کر ویران کردے اور پھر اسمین نئے سرے سے برج اور فصیل بنائے۔ ان تمام صورتونکا انجام

بہتری ہے۔ اسیطرح فنا فی اللہ بہی انجام کار بقا باللہ ہو جاتا ہے۔

(75)	کار بیچون را کہ کیفیت نہد	اینکہ گفتم ہم ضرورت میدہد
ترجمہ	ہو بیان کیسا حالت افعال رب	کہدیا ہے کچہ ضرورت کے سبب

شرح۔ یعنے اللہ تعالےٰ کے اس کام عطائے مرتبہ بقا کی کیفیت کسی سے بیان نہین ہو سکتی۔ وہ خود ہی جانتا ہے کہ فنا کر کے مرتبہ بقا تک کیون واصل کر دیتا ہے۔ یہ راز قابل شرح نہین عقل صرف اسقدر بتا سکتی ہے کہ انسان شاید ریاضت و مجاہدہ کے باعث فانی ہو کر واصل ہو جاتا ہے مگر یہ قاعدہ کلیہ نہین ہے۔ گاہے ریاضت بیکار جاتی ہے اور گاہے بلا ریاضت مرتبۂ وصول حاصل ہو جاتا ہے لیکن چونکہ اکثر اوقات ریاضت خدا تک پہنچا دیتی ہے اسلیئے عارف کو اُسکے ارشاد و تلقین کی ضرورت ہے چنانچہ دوسرے مصرع کا یہی مطلب ہے کہ مینے جو مثنوی مین جابجا مجاہدہ و ریاضت کی ترغیب دی ہے یہ بطور ہدایت ضروری امر ہے ورنہ کوئی یہ نہین کہہ سکتا کہ ریاضت بالضرور اور قطعاً واصل الی اللہ ہے۔

(76)	گہ چنین بنماید و گہ ضد این	جز کہ حیرانی نباشد کار دین
ترجمہ	شان حق گاہے چنان گاہے چنین	غیر حیرانی نہین ہے کار دین

شرح۔ بنماید کا فاعل کار بیچون ہے یعنے اللہ کا کام کبہی تو اسطرح نظر آتا ہے کہ ریاضت اُس تک پہنچا دیتی ہے اور کبہی اسکے خلاف۔ یا کار بیچون سے مراد تجلی ہے جو کبہی رحمت کے پردہ مین ہے اور کبہی اُسکی ضد یعنے قہر کے پردہ مین اسلیئے اہل دین کو حیرت ہوتی ہے۔ کیونکہ نہ اُس تک پہنچنے کا کوئی طریقہ مقرر ہے اور نہ اُسکی تجلی ایکحالت پر رہتی ہے۔ کُلَّ یَوْمٍ ہُوَ فِی شَأْنٍ وہ ہر وقت ایک نئی شان مین ہے۔

(77)	نے چنین حیران کہ پشتش سوے اوست	بل چنین حیران کہ غرق دوست
ترجمہ	جس سے غفلت ہو یہ وہ حیرت نہین	بلکہ ہے یہ عشق رب العالمین

شرح۔ حیرت کی دو قسمین ہین اول محمودہ یا مقبولہ جو کثرت تجلیات یا مشاہدۂ وحدت در کثرت سے عارف کو حاصل ہوتی ہے دوم مذمومہ یا مردودہ جو جہل شک یا وسوسونکے ازدحام کے سبب عوام کے حصہ مین آتی ہے۔ اس تمہید کے بعد شعر کا یہ مطلب ہے کہ عارف کی حیرت اسطرح کی نہین ہوتی کہ اُسکی پشت ذات حق کیطرف ہو جائے۔ یعنے اُسے خدا سے غافل کر دے (کیونکہ غافل کر دینے والی حیرت مردودہ ہے) بلکہ وہ مشاہدۂ تجلیات کے سبب حیرت مقبولہ کے عالم مین غرق دوست یعنے فنا فی الذات ہو جاتا ہے۔

(79)	آن یکے را روئے او شد سوے دوست	وان یکے را روئے او خود روئے اوست
ترجمہ	ایک کا رُخ ہے ہمیشہ سوے دوست	ایک کا رُخ ہو گیا ہے روے دوست

شرح پہلے شعر مین معلوم ہوچکا ہے کہ حیرت مقبولہ دو سببون (کثرت تجلیات یا مشاہدۂ وحدت در کثرت) سے پیدا ہوتی ہے۔ اس سے واضح ہوگیا کہ عارف حیران کی دو قسمین ہین۔ ایک وُہ جسکا منہ ہر وقت دوست (شاہد حقیقی) کیطرف ہے یعنے طرح طرح کی تجلیونکا مشاہدہ کرتا ہے۔ اسکو متوجہ الی اللہ اور روگردان از ماسواہ کہنا چاہیئے اور دوسرا وُہ کہ اسکو فنا فی الذات اور مشاہدۂ وحدت در کثرت کے باعث اپنا چہرہ چہرۂ محبوب بنکر نظر آتا ہے۔ کیونکہ فی الواقع فانی وہی ہے جسکے نزدیک بجز ذات واحد کے تمام عالم یہانتک کہ اسکا جسم لاشئے اور بالکل ہیچ ہو۔ بعض نسخون مین اوشد کی جگہ اُفتد ہے مطلب دونونکا ایک ہے

(۵۰)	روئے ہر یک می نگر میدار پاس		بوکہ گردی تو زخدمت بوشناس
ترجمہ	دیکھہ مُنہ ایک ایک کا اور رکھہ نگاہ		تاکہ ملجائے تجھے خدمت سے راہ

شرح۔ یعنے اے مخاطب حیران مقبول کی دونو قسمون مین سے ہر ایک کی طرف متوجہ ہو۔ اور دونونکا پاس ادب کر۔ کیونکہ یہ دونون مقبول بارگاہ خداوندی ہین شاید تو انکیخدمت سے بوئے معرفت کو پہچاننے لگے بعض نسخون مین روشناس ہے۔ یعنے مشہور در زمرۂ مقربان الٰہی۔

	فرق درمیان محقق ومدعی مبطل وحدیث انظر الی وجہ العالم عبادۃ		
ترجمہ	سچے اور جھوٹے مدعی مین فرق اور اس حدیث کا ذکر کہ عالم کو دیکھنا عبادت ہے		

(۵۱)	دیدن عالم عبادت این بود		فتح ابواب سعادت این بود
ترجمہ	دید اہل اللہ عبادت ہے بڑی		ہو میسر تو سعادت ہے بڑی
	چون بسے ابلیس آدم دیدہ ہست		پس بہر دستے نباید داد دست
ترجمہ	ہین بہت ابلیس شکل آدمی		انسون کی بیعت ہے بیشک گمرہی

شرح۔ آدم سے حقیقت آدم مراد ہے اور حقیقت آدم صوفیون کے نزدیک انسان کامل کے معنون مین ہے۔ یعنے علمائے ظاہر و باطن کو صرف دیکھہ لینا ہی عبادت ہے مگر بہت سے مکار عالم و درویش جنکا باطن فی الواقع باطن ابلیس ہے انسان یا مرشد کامل کیصورت بنائے پھرتے ہین اسلیئے بلا تجربہ بحال و تحقیق مقام بیعت کے لیے ہر شخص کے ہاتھہ مین ہاتھہ نہ دینا چاہیئے۔ ایسے مکارون کا نام اہل تصوف نے شیاطین الانس (شیطان بصورت انسان) رکھا ہے۔ آج کل کے اکثر بدعمل عالم اور درویش اسی قسم کے ہین۔ اللہ ایسے مکارون سے پناہ مین رکھے۔

	زانکہ صیاد آورد بانگ صفیر		تا فریبد مرغ را آن مرغ گیر
ترجمہ	کہ ہے صیاد کا بانگ صفیر		پھانستا ہے جانور وُہ مُرغ گیر

شرح۔ دنیا پرست حسب مقتضائے الدُّنیا دُوَلٌ اکثر کام مکر و فریب سے لیا کرتا ہے۔

	بشنو آن مرغ بانگ جنس خویش		از ہوا آید بیابد دام و نیش
ترجمہ	جانکر اُسکو وُہ بانگ جانور		دیکھتا ہے رنج دام و نیشتر

شرح یعنے مکارون سے اسلیے بیعت نہ کرنی چاہیئے کہ اُنکی مثال اُس صیاد کی سی ہے جو جانورون کی سی آواز بناکر اُنکو فریب دے اور گرفتار کرلے۔ زان سبیہ اور نیش سے تکلیف و مصیبت مراد ہے۔ صفیر۔ طائر کی آواز اور وُہ آواز جو طائرون کے بُلانے کے لیے ہوتی ہے۔ یہان دوسرے معنے مراد ہین۔ اسیطرح شیاطین الانس اولیاء اللہ کی صورت بناکر مخلوق کو اپنے دام فریب مین پھنسا لیتے ہین۔ اِنکے دام فریب سے ہمیشہ بچنا چاہیئے۔

	حرف درویشان بدز دد مردِ دون		تا بخواند بر سلیمے زان فنون
ترجمہ	لفظ درویشون کے سُنکر مرد دون		سانپ کے کانٹے پہ پڑہتا ہے فسون
	کار مردان روشنی و گرمی ست		کار دونان حیلہ و بے شرمی ست
ترجمہ	روشنی گرمی یہ ہے مردونکا کام		بیحیائی حیلہ ہے فعل عوام

شرح سلیم صحیح و سالم۔ واحمق۔ و مار گزیدہ یہان تینون معنون مین درست ہے۔ یعنے مکار درویش اُس شخص کو جو عشق حقیقی کے مرض سے تندرست ہے یا بالکل بیوقوف ہے۔ یا اُس طالب کو جسے عشق کے سانپ نے کاٹ کہایا ہے اور وُہ تریاقِ اعظم (مُرشد کامل) کی تلاش مین ہے۔ فریب دیتا ہے۔ اور اولیائے کرام کے ملفوظات یا عارفانہ کلمات اِدہر اُدہر سے جمع کرکے طالب کو سناکر مال دنیوی حاصل کرلیتا ہے اولیاء حق کا کام عطائے روشنی قلب اور حرارت عشق حقیقی ہے۔ اور کھیلونکا ناجائز حیلہ اور بے شرمی سے دینا کمانا کہانا۔

	شیر پشمین از برائے گدکنند		بو مسیلم را لقب احمد کنند
ترجمہ	شیر پشمین مانگنے کو ہے فقط		بُو مسیلم کا لقب احمد ۔ غلط
	بو مسیلم را لقب کذاب ماند		مر محمد را اولوالالباب ماند
ترجمہ	بو مسیلم کا لقب کذاب ہے		اور محمد کا اُولوالالباب ہے
	آن شراب حق ختامش مشکناب		بادہ را خشش بود کند و عذاب
ترجمہ	اُس شراب حق پہ مُہر مشکناب		اور اِس ٹھرے کی عقبے ہے خراب

شرح یعنے مکار لوگونکی ایسی مثال ہے جیسے بعض لوگ اُون یا صوف وغیرہ کا شیر بھیک مانگنے کے لیئے بنالین یا بو مسیلم کو احمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کہکے پکارین حالانکہ وُہ فی الواقع شیر نہین ہوتا اور بو مسیلم احمد نہین بن سکتا۔ بو مسیلم زمانہ رسالت مین موجود تہا۔ ایکبار اُسنے آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ مین اِس شرط پر ایمان لاتا ہون کہ آپ اپنے بعد خلافت میرے نام لکھدین حضورؐ نے اپنے ہاتھہ کی لکڑی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ مین یہ لکڑی بھی تجھے نہین دیسکتا بو مسیلم اِسکے بعد

مدینہ منورہ سے اپنے وطن (یمامہ) مین چلا گیا۔ اور نبوت کا جھوٹا مدعی بن بیٹھا۔ اور یمامہ کا ایک قبیلہ (بنی حنیفہ) اسکی جھوٹی نبوت کی تصدیق کر کے اسکا مرید اور مرتد ہو گیا۔ آخر کار بعد وفات حضرت صلعم جناب ابو بکر صدیق نے لشکر بھیجا۔ اس جنگ مین بہت سے حفاظ شہید ہوئے اور بو سیلم حضرت ابو بکر کے غلام وحشی نام کے ہاتھ سے مارا گیا اور واصل جہنم ہوا۔ بو سیلم کا نام مسیلمہ کذاب بھی ہے اور لقب کذاب اسکے نام کے ساتھ قیامت تک لازم ہو گیا ہے جیسا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لقب اولوالالباب (صاحب عقل و معرفت و علم لدنی) ان دونون مین بہت بڑا فرق ہے۔ کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم بمنزلہ شراب حق ہین۔ اس شراب کے فیضان سے بیشمار طالبان حق سرمست وصال شاہد حقیقی ہو گئے ہین اور تا حشر ہوتے رہینگے۔ اور اس شراب مین خالص مشک کی مہر ہے۔ مہر سے دہان مبارک رسول مقبول اور مشک سے کلمات فیض آیات مراد ہین جنکی خوشبو دہان مبارک سے نکلکر مشتاقان حق کے دماغون کو معطر کر رہی ہے۔ اور ابو مسیلم دنیوی شراب کے مانند ہے جسکو ام الخبائث (زنا یا کیون کی جڑ) کہتے ہین اور اسکی مہر بد انجام بدبو اور عذاب ہے وہ اور اسکے ہمصحبت عذاب ابدی مین گرفتار ہونیکے لیئے ہین۔ نیز ممکن ہے کہ شراب حق سے اولیائے عظام و مرشدان کامل اور بادہ سے شیاطین الانس اور مکار صوفی مراد ہون۔

داستان بادشاہ جہودان کہ نصرانیان را میکشت بھر تعصب خود و حکایت آن استاد و شاگرد

ترجمہ - داستان یہودیون کے بادشاہ کی جو تعصب مذہب کے سبب نصرانیون کو قتل کرتا تھا اور حکایت ایک استاد اور اسکے بھینگے شاگرد کی

شرح - وجہ مناسبت ماقبل سے یہ ہے کہ اس حکایت مین جھوٹون سے الگ رہنے کی تاکید کیگئی ہے۔

	بود شاہے در جہودان ظلم ساز	دشمن عیسے و نصرانی گداز	
ترجمہ	ایک یہودی بادشاہ تھا کینہ جو	عیسیٰ و عیسے کی اُمت کا عدو	
	عہد عیسے بود نوبت آن او	جان موسے او و موسے جان او	
ترجمہ	عہد عیسے مین تھا وہ شہ حکمران	موسے و عیسے ہین دو تن ایک جان	

شرح - نوبت وقت و مصیبت مرتبہ و نقارہ و خیمہ۔ آن عربی مین وقت و ہنگام فارسی مین مال و ملکیت۔ اگر ضمیر او بادشاہ کیطرف ہے تو نوبت آن او مبتدا ہے اور عہد عیسے خبر مقدم یعنے اس بادشاہ یہود کے مال و ملکیت کا نقارہ عہد عیسے مین بجتا تھا اور اگر عیسے کیطرف ہے تو عہد عیسے پہلی خبر ہے اور نوبت آن او دوسری اور مبتدا (لفظ عہد آن شاہ) محذوف ہے۔ یعنے اس بادشاہ کا عہد عیسے کا عہد تھا اور عیسے کے نقارہ ملکیت بجنے کا زمانہ تھا یعنے اس زمانے مین بعثت عیسے کا نقارہ بج رہا تھا۔ گو بمقتضائے حکمت الٰہی تغیر زمانہ کے سبب بعثت موسے کے بعض احکام بدلگئے تھے مگر یہ ظاہری اختلاف حقیقی اختلاف نہ تھا بلکہ فی الواقع موسے اور عیسے باہم ایکدوسرے کی جان تھے کیونکہ دونون مین روحانی اتحاد موجود تھا۔ رسالت دین مشترک ہونیکے سبب انکا دوست انکا

دوست اور انکا منکر بعینہ انکا منکر ہے۔

	شاہِ احول کرد در راہِ خدا		آن دو دمساز خدائی را جدا
ترجمہ	شاہ احول دونون کو سمجھا جدا		اور وہ دونون ایک تھے مرد خدا

شرح۔ احول۔ کژ چشم۔ بھینگا۔ جسے ایک کے دو دکھائی دین چونکہ ان دونور سولونکو جو خدا کے کام مین متحد اور ایک جان دو قالب تھے بادشاہ یہود اپنی کج فہمی سے باہم مخالف سمجھتا تھا اسلیئے اُسے احول کہا گیا۔ آیندہ شعرون مین ایک استاد اور اُسکے بھینگے شاگرد کی حکایت بطور مثال ہے جس سے استاد نے ایک شیشہ منگایا اور اُسے ایک کے دو نظر آئے۔

	گفت اُستاد احولے را کاندرآ		روبرو آر از دکانِ آن شیشہ را
ترجمہ	بھینگا تھا شاگرد ایک اُستاد کا		یون کہا اُستاد نے وہ شیشہ لا
	چون درونِ خانہ احول رفت زود		شیشہ پیش چشم او دو مے نمود
ترجمہ	کونے کونے چھان مارا اُسنے گھر		ایک کے دو شیشے آتے تھے نظر
	گفت احول زان دو شیشہ من کدام		پیش تو آرم بکن شرحے تمام
ترجمہ	ڈھونڈکر شاگرد احول نے کہا		لاؤن مین دو شیشون مین سے کونسا
	گفت اُستاد آن دو شیشہ نیست راست		احولی بگزار و افزون بین مشو
ترجمہ	یہ کہا اُستاد نے وہ دو ہین نہین		احولی کو چھوڑ اے مرد دو بین
	گفت اے استا مرا طعنہ مزن		گفت اُستا زان دو یک را بر شکن
ترجمہ	بولا وہ طعنہ کی عادت چھوڑ دے		بولا یہ اِک رہنے دے۔ اِک توڑ دے
	چون یکے بشکست ہر دو شد ز چشم		مرد احول گردد از میلان و خشم
ترجمہ	ایک جب ٹوٹا تو دونون گم ہوئے		آدمی ہوتا ہے احول خشم سے

شرح۔ یعنے جب شاگرد نے یہ کہا کہ استاد مجھے احول ہونیکا طعنہ نہ دے شیشے فی الواقع دو ہی ہین تو استاد نے جواب دیا کہ دو مین سے ایک کو توڑ ڈال چنانچہ شاگرد نے جب ایک توڑا تو دونو آنکھون کے آگے سے جاتے رہے کیونکہ فی الواقع شیشہ تو ایک ہی تھا وہی ٹوٹ گیا آخر مصرع مولانا کا مقولہ ہے یعنے آدمی چاہے احول نہو مگر تعصب اور حق سے پھر جانا اُسکو ضرور احول بنا دیتا ہے ایسی حالت مین حق نظر نہین آتا دثاق یعنے بند و قید و خانہ

	شیشہ یک بود و بجنبش دو نمود		چون شکست آن شیشہ را دیگر نبود
ترجمہ	دو تھے شیشے دہان تو ایک تھا		جب وہ ٹوٹا دوسرا جاتا رہا

شرح۔ یہی حال شاہ یہود کا تھا جو احول تھا مگر حق سے پھر جانیکے سبب اُسے حقیقت موسے و عیسے

جدا جدا دکھائی دیتی حالانکہ ایک ہی اسلیے تکذیب عیسےٰ سے انکی تکذیب تو کیا ہوی اور لینے کے دینے پڑ گئے یعنے موسےٰ پر بھی ایمان نرہا۔ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (ہم رسولون مین سے کیسکی تفریق نہین کرتے) سے ظاہر ہے کہ ایک رسول کی تکذیب گویا تمام رسولون کی تکذیب ہے۔

	خشم و شہوت مرد را احول کند	زاستقامت روح را مبدل کند	
ترجمہ	آدمی ہوتا ہے خواہش سے دوبین	راستی پھر روح مین رہتی نہین	
	چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد	صد حجاب از دل بسوی دیدہ شد	
ترجمہ	باغرض سے نورعرفان دور ہے	آنکھہ دل کے پردے سے مستور ہے	
	چون دہد قاضی بدل رشوت قرار	کے شناسد ظالم از مظلوم زار	
ترجمہ	قاضی صاحب کو ہو جب رشوت عزیز	ظالم و مظلوم کی ہو کیا تمیز	

شرح۔ استقامت راستی و امر واقعی۔ غرض حسد یا حب دنیا ہنر معرفت۔ اور رشوت قاضی تمثیل مضمون سابق ہے۔

	شاہ از حقد جہود انہ چنان	گشت احول کالامان یارب امان	
ترجمہ	کینہ سے شاہِ یہودانِ زمان	ہو گیا احول الٰہی الامان	
	صد ہزاران مومن مظلوم کشت	کہ پناہم دین موسے را و پشت	
ترجمہ	لاکھون مومن مار ڈالے آہ آہ	کہکے۔ مین ہون دین موسےٰ کی پناہ	

شرح۔ یعنے شاہ نے اِس خیال سے کہ مین دین موسےٰ کا پشت پناہ ہون لاکھون ایمان دار عیسائی مار ڈالے حالانکہ یہ دین موسےٰ کی حمایت نہین بلکہ تکذیب اور تخریب ہی اسکی وجہ اوپر لکھی گئی ہے۔

	حکایت وزیر بادشاہ و مکر او در تفریق ترسایان ۲		
ترجمہ	حکایت اُس بادشاہ کے وزیر کی اور نصاریٰ کے تین تفرقہ کرنے مین اُسکے مکر کی		
	او وزیرے داشت ہمچون عشوہ دہ	کو بر آب از مکر بربستی گرہ ۲	
ترجمہ	اِک وزیر اُس شاہ کا تھا عشوہ دہ	جو لگا دیتا تھا پانی مین گرہ	
	گفت ترسایان پناہِ جان کنند	دین خود را از ملک پنہان کنند	
ترجمہ	یہ کہا لیتے ہین۔ نصرانی شاہ	اپنے مذہب کو چھپا کر تجھسے۔ شاہ	
	با ملک گفت اے شہِ اسرار جو	کم کش ایشانرا و دست از وے بشو	
ترجمہ	اسلیے بس اے شہِ نیکو صفات	دشمنون کے قتل سے دھو ڈال ہات	

شرح۔ شہ اسرار جو سے مکار یا مکارون کا قدردان مراد لیا گیا ہے ورنہ شاہ کو اسرار معرفت سے کیا مطلب

	کم کش ایشان را کہ کشتن سود نیست	دین ندارد بو کہ مشک و عود نیست
ترجمہ	قتل کرنا اُنکا اب بے سود ہے	دین کوئی مشک ہے یا عود ہے

شرح۔ یعنے شاہ یہود کے ایک رہزن و مکّار وزیر نے (جسکا نام پولوس تہا اور جسکی انجیل مشہور ہے) شاہ سے کہا کہ نصرانیون کو قتل کرنا چھوڑ دے کیونکہ اُنہون نے جان کے خوف سے اپنے دین کو چہپانا شروع کر دیا ہے۔ اور دین مُشک یا عُود نہین ہوتا کہ خود بخود ظاہر ہو جائے۔ بہت سے نصارے برائے نام یہود بنگئے ہین مگر فی الواقع نصارے ہی ہین۔ اب اگر باوجود اقرار یہودیت اُنکو مارا جائے تو بدنامی بہی ہے اور ظلم بہی اسلیئے قتل کی صلاح موقوف مین ایک ایسی تدبیر بتاؤنگا کہ تمام نصرانی خود آپسمین لڑ لڑ کے کٹ مرینگے۔ عشوہ دہ فریب دینے والا

	شاہ گفتش پس بگو تدبیر چیست	چارۂ این مکر و این تزویر چیست
ترجمہ	شاہ بولا اِسکی ہے تدبیر کیا	چارۂ مکر و فن و تزویر کیا
	تا نماند در جہان نصرانیے	نے ہویدا دین و نے پنہانیے
ترجمہ	ایسی کچہ تدبیر کر مجھسے بیان	پاک کر دے جو نصارے سے جہان

شرح۔ مکر و تزویر سے نصرانیون کا مکر بظاہر یہود و در باطن نصرانی ہوتا مراد ہے جسکا ایسا علاج بادشاہ کو مطلوب ہے کہ سارے جہان مین کوئی نصرانی نہ آشکارا طور پر رہے نہ مخفی طور پر ہویدا دین۔ وُہ شخص جسکا دین آشکارا ہو

	گفت اے شہ گوش و دستم را ببُر	بینیم بشگاف و لب در حکم مُر
ترجمہ	یہ کہا اُسنے کہ میرے کان ہاتہہ	کاٹ دے بینی و لب کے ساتہہ ساتہہ

شرح۔ وزیر نے یہ تدبیر بتائی کہ اے بادشاہ تو میرے کان اور ہاتہہ کاٹ ڈال۔ اور ناک اور ہونٹ چھید دے اگر لفظ دَر۔ دریدن کا امر اور لفظ مُر اَمَر یا مُر کا امر ہے تو یہ معنے ہین کہ میری ناک مین چھید کر اور ہونٹ کاٹ دے اور مذکورۂ بالا باتون کے لیئے حکم فرما دے۔ اور اگر دَر حرف ظرف اور مُر بمعنے تلخ ہے تو یہ مطلب ہے کہ تو اپنے حکم تلخ و سخت کے پورا کرنے مین میری ناک اور ہونٹ کاٹ دے۔

	بعد ازان در زیر دار آور مرا	تا بخواہد یک شفاعت گر مرا
ترجمہ	بعد ازان سُولی کا مجھکو حکم دے	پہر چہٹالے اِک سفارش گر مجھے
	بر منادے گاہ کن این کار تو	بر سر راہے کہ باشد چار سو
ترجمہ	عام شارع مین سزا دے مجھکو تو	واقعہ مشہور ہو تا چار سو
	آنگہم از خود بران تا شہر دور	تا در اندازم در ایشان صد فتور
ترجمہ	پہر جلا وطنی کی دے مجھکو سزا	تا چکہا دون مین نصارے کو مزا

شرح۔ منادے جسکو آواز دیجائے۔ صیغہ اسم مفعول۔ نیز مصدر میمی بمعنے ندا یہان دوسرے معنے مراد ہین یعنے اعضا کاٹکر مجھے سولی کے نیچے پہنچا دے اور ایک مصنوعی سفارش کرنیوالا کھڑا کر دے تاکہ مجھے چھڑا لے مگر اس کام کو شارع عام مین کرنا چاہیئے تاکہ عموماً یہ واقعہ مشہور ہو جائے اور پھر مجھے شہر بدر کر دے مین نصاریٰ کے ملک مین جاکر سینکڑون فتنے برپا کر دونگا یعنے نصرانیون سے یہ کہونگا کہ مین ظاہر مین یہودی اور باطن مین نصرانی تہا۔ بادشاہ یہود نے میرا حال معلوم کرکے ناک کان کاٹکر شہر بدر کر دیا ہے۔ مین عالم انجیل ہون تمہین دینی تعلیم دینے آیا ہون۔ اس فریب سے بہت سے نصرانی میرے شاگردی کرینگے جسطرح بہکاؤنگا بہک جائینگے

	چون شود آن قوم از من دین پذیر	کار ایشان سر بسر شوریدہ گیر
ترجمہ	مجھسے جب سیکھین گے وہ دین پروری	کام مین انکے پڑے گی ابتری
	در میان شان فتنہ و شور افگنم	کاہنان خیرہ شوند اندر فنم
ترجمہ	ایسا فتنہ ایسا شر برپا کرون	کاہنون کی عقل ہو جس سے زبون

شرح۔ بعض نسخون مین کاہرمن حیران باند در فنم ہے۔ اہرمن شیطانکو کہتے ہین۔ مطلب دونونکا ایک ہے

	آنچہ خواہم کرد با نصرانیان	آن نمی آید کنون اندر بیان
ترجمہ	فتنے جو برپا کرونگا مین وہان	مجھسے انکا ہو نہین سکتا بیان
	چون شمارندم امین و رازدان	دام دیگرگون نہم در پیش شان
ترجمہ	جان لینگے جب وہ مجکو رازدان	چال پہیلاؤنگا پھر مین بے گمان
	وز حیل بفریبم ایشان را ہمہ	واندر ایشان افگنم صد دمدمہ
ترجمہ	ایسا کچھ دونگا نصارے کو فریب	جس سے ہو جائیگی زائل دین کے زیب

شرح۔ دمدمہ۔ چاپلوسی۔ فریب۔ مکر۔ حیلہ۔ یعنے مین رازدار بنکر نصارے کو فریب دونگا۔ اور انمین لڑائی کرا دونگا

	تا بدست خویش خون خویشتن	بر زمین ریزند کوتہ شد سخن
ترجمہ	اپنے ہاتھون سے کرینگے اپنا خون	ہے سخن کوتاہ آگے کیا کہون

شرح۔ یہ مکار وزیر ناک کان کٹوانے کے بعد نصارے کے شہر مین جاکر انجیل کا عالم بنگیا۔ اور بہتونکو مرید کر لیا رفتہ رفتہ احکام انجیل کو خلط ملط کرکے اپنی تصنیف کردہ انجیل مریدون مین تقسیم کی۔ جسکو اکثر نے تو قبول کیا مگر بعض نے (جو خدا داد عقل کی رہبری کے باعث اسکی فریب سے واقف ہو گئے تھے) نمانا۔ ماننے اور نماننے والون مین جدال و قتال تک نوبت پہنچگئی۔ چونکہ اسنے بعض فرقے کے شاگردون کو اور۔ اور بعض کو اسکے خلاف اور انجیل گھڑ کے دے رکھی تھی اسلیئے باہم خوب لڑائیان اور کشت و خون ہوئے کیونکہ ہر فرقہ اپنی انجیل کو صادق اور غیر کو

کاذب جانتا تھا انجام کار اُس مکار نے اس خیال سے کہ ایسا نہو کہین میرے شاگرد جنکے پاس میری تصنیف کردہ انجیلین ہین آخری فیصلے کے لیئے جمع ہوکر آئین اور اُسوقت مجبور ہوکر مجھے فقط ایک ہی کی انجیل کی تصدیق کرنی پڑے خود کشی کرلی۔ اور نصارے مین قیامت تک اختلاف کی بنا ڈال گیا۔ چنانچہ مولانا آیندہ یہی قصہ بیان کرتے ہین۔

	تلبیس اندیشیدن وزیر با نصارے و مکر او	
ترجمہ	فریب سوچنا وزیر کا نصارے کے ساتھ اور مکر اُسکا	

شرح۔ وزیر اُس تدبیر کو بادشاہ سے بیان کر رہا ہے جو اُسنے نصارے مین فتنہ اندازی کے لیے سوچی تھی یعنے اے بادشاہ جب تو مجھے شہر بدر کردیگا تو مین نصرانیون مین ملکر اپنے نصارے ہونے کا اقرار اور اُسنے تیری شکایت کرونگا کہ فلان بادشاہ یہود نے میرے نصرانی عقائد سے واقف ہوکر مجھے طرح طرح کے عذاب دیئے اور شہر بدر کردیا۔ اس سے نصارے میری ہمدردی کرینگے اور چونکہ مین انجیل کا عالم ہون اسلیئے میرے مرید ہوجائینگے آیندہ شعر ونکا یہی مطلب ہے۔ اسی لیئے ہم آسان اور مشروح شعرونکی شرح غیر ضروری سمجھتے ہین۔

	پس بگویم من پسر نصرانیم		**اے خدائے رازدان مے دانیم**
ترجمہ	پھر کہونگا مین ہون نصرانی پسر		اے خدا ہے تجکو بھید دن کی خبر

شرح۔ پسر نصرانیم مین عطف بیان ہے اور بعض نسخون مین بکسر نصرانیم ہے یعنے مین در باطن نصرانی ہون۔

	شاہ واقف گشت از ایمان من		**وز تعصب کرد قصد جان من**
ترجمہ	حال سنکر شہ مرے ایمان کا		ہوگیا بے دین دشمن جان کا
	خواستم تا دین شہ پنہان کنم		**آنچہ دین اوست ظاہر آن کنم**
ترجمہ	مینے چاہا تھا کہ دین پنہان کرون		اُسکی ایک اک بات پر ہان ہان کرون
	شاہ بوئے برد از اسرار من		**متہم شد پیش شہ گفتار من**
ترجمہ	کھل گیا شہ پر مگر پوشیدہ حال		چل سکی ہرگز نہ میری قیل وقال
	گفت گفتِ تو چو در نان سوئے زن		**از دل تو تا دل من روزنست**
ترجمہ	یہ کہا شہ نے کہ سن اے خیلہ جو		ہے سوئی روٹی مین تیری گفتگو

شرح مکار وزیر کہہ رہا ہے کہ مین نصارے سے یہ کہونگا کہ جب بادشاہ یہود کو میرا در پردہ نصرانی ہونا معلوم ہوگیا۔ اور مینے اُسکی تردید کی تو اُسنے میری بات کو متہم (بے اعتبار) جانکر یہ جواب دیا کہ تیرا قول ایسا ہے جیسے روٹی مین سوئی۔ ظاہر تو کچھ ہے اور باطن کچھ تیرے دلی عقیدے (نصرانیت) کو میرا دل خوب جانتا ہے دل دل بدل رہیت۔ وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِہِمْ (بیشک شیاطین اپنے دوستون کے دلون مین

وسوسے ڈالتے ہین) کے یہی معنے ہین۔ گر جواز دل تو تا دل من روزن ست سے نکلتے ہین۔

	گر نبودے جان عیسے چارہ ام	او جہودانہ بکردے پارہ ام
ترجمہ	گر نہوتی جان عیسے چارہ گر	قتل کرتا مجکو شاہ بدسیر
	بہر عیسے جان سپارم سر دہم	صد ہزاران منتش بر جان نہم
ترجمہ	بہر عیسے جان و سر قربان ہین	میری جان پر اُسکے لاکہہ احسان ہین
	جان دریغم نیست از عیسے ولیک	واقفم از علم و بینش نیک نیک
ترجمہ	بہر عیسے جان تک دینی صحیح	ہون مگر مین عالم دین مسیح

شرح۔ یعنے مین حضرت عیسے سے اپنی جان تک دریغ نکرتا۔ باینہمہ زندگی کو اسلیے غنیمت سمجہتا ہون کہ میرے ہلاک ہوجانے سے عیسے کا وہ علم شریعت جسکا مین زبردست عالم ہون ضایع ہوجاتا۔ پہلے شعر مین جان عیسے سے اونکی روحانی امداد اور جہودانہ بمعنے متعصبانہ ہے۔

	شکر یزدان را و عیسے را کہ ما	گشتہ ایم این دین حق را رہنما
ترجمہ	چاہیئے ہے شکر عیسے و خدا	ہم ہوے اس دین حق کے رہنما
	دور دور عیسی ست اے مردمان	بشنوید اسرار کیش او بجان
ترجمہ	دور دور عیسوی ہے دوستو از جہودان و ز جہودی رستہ ایم ہے یہودیت سے یارب الحذر	باتین اس مذہب کی تم دل سے سنو تا بزنار این میان را بستہ ایم جب سے یہ زنار ہے زیب کمر

شرح۔ جہودان۔ یہود۔ اور جہودی بیائے مصدری۔ یہودیت۔ دوسرے مصرع سے ظاہر ہے کہ اُس زمانہ کے نصارے زنار بند تہے۔ نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ بلا تصفیہ قلب علما کے خیالات بہی تاریک ہوتے ہین اُنکے اقوال سے دہوکا کہانا نچاہیئے۔

	چون شمارندم امین و مقتدا	سر نہندم جملہ جویند اہتدا
ترجمہ	جان لین گے جب مجہے وہ پیشوا	سب کے سب کرنے لگین گے اقتدا

شرح۔ یہانتک وزیر نے یہود سے اُس مکر کا بیان کیا ہے جو آیندہ وہ نصارے کے ساتہہ کرنیوالا ہے۔ اس سے آگے مولانا فرماتے ہین۔

	چون وزیر آن مکر را بر شہ شمرد	از دلش اندیشہ را کلی ببرد
ترجمہ	جب وزیر پُر دغا نے یہ کہا	فکر دل سے شاہ کے جاتا رہا
	کرد با وے شاہ آن کارے کہ گفت	خلق حیران اندران راز نہفت
ترجمہ	شہ نے کاٹے اُسکے دست و گوش و لب	خلق حیران تہی کہ کیا اسکا سبب

	کرد رسوایش میان انجمن	تا که واقف شد ز حالش مرد و زن
ترجمہ	کرکے رسوا روبروئے انجمن	دیکھے تعذیرین میان مرد و زن
	راند او را جانب نصرانیان	کرد در دعوت شروع او بعد از آن
ترجمہ	اُسکو ہانکا جانب نصرانیان	دعوت دین اُسنے کی من بعد آن
	چون چنان دیدند ترسایان زار	مے شدند اندر غم او اشکبار
ترجمہ	دیکھکر یہ حال ترسایان زار	اُسکی حالت پر ہوئے سب اشکبار

شرح۔ بعض نسخون مین نسق میگفت با نصرانیان ہے یعنے وزیر نے اثنائے تدبیر مین جو بات شاہ یہود سے کہی تہی وہی نصارے سے جا کہی۔ یعنے عمل تدبیر کے موافق کیا۔ اور جو کہا تہا وہ کر دکہایا۔

	حال عالم اینچنین ست اے پسر	از حسد مے خیزد اینہا سر بسر
ترجمہ	حال عالم کا یہی ہے اے پسر	ایسی تدبیرین حسد ہین سر بسر

شرح۔ یعنے تمام عالم مین حسد پہیلا ہوا ہے اور ایسی شیطانی تدبیرین حسد ہی کے سبب بن پڑتی ہین

	جمع آمدن نصاری و قبول کردن مکر وزیر و راز گفتن او با ایشان	
ترجمہ	نصارے کا جمع ہوکر وزیر کے مکر کو قبول کرنا اور وزیر کا اُنسے راز کہنا	
	صد ہزاران مرد ترسا سوئے او	اندک اندک جمع شد در کوئے او
ترجمہ	جمع عیسائی ہزارون ہو گئے	تہوڑے تہوڑے ہوکے لاکہون ہو گئے

شرح۔ یعنے دین عیسوی سیکہنے کے لیے تہوڑے تہوڑے نصارے جمع ہوکر لاکہون وزیر مکار کے معتقد ہو گئے ترسا بمعنے نصارے رومی لفظ ہے۔

	سر انگلیون و زنار و نماز	او بیان میکرد با ایشان بہ راز
ترجمہ	نکتہ انجیل و زنار و نماز	اُنکو سمجہاتا تہا وہ مانند راز

شرح۔ انگلیون بالفتح و کاف فارسی مفتوح و یائے تحتانی معروف بمعنے انجیل عیسے علیہ السلام و نام کتاب مانی نقاش و نام جامۂ ہفت رنگ و ہر عجیب و غریب چیز مگر یہان بمعنے انجیل ہے جسکی تعلیم وزیر مکار نصارے کو دیتا تہا

	او بیان میکرد با ایشان فصیح	دائما ز اقوال و افعال مسیح
ترجمہ	اور بیان کرتا تہا با حرف فصیح	دائما اقوال و افعال مسیح
	او بظاہر واعظ احکام بود	لیک در باطن صفیر و دام بود
ترجمہ	حسب ظاہر واعظ احکام تہا	اور باطن مین صفیر و دام تہا

شرح۔ صفیر جانورون کے بلانے کی آواز یعنے وزیر مکار کا وعظ در باطن صفیر (نصاریٰ کے بلانے کی آواز) اور دام فریب تہا

	بہر این معنے صحابہ از رسول	ملتمس بودند مکر نفس غول
ترجمہ	ہے یہی باعث کہ اصحاب رسول	پوچہتے رہتے تہے مکر نفس غول
	گو چہ آمیزد ز اغراض نہان	در عبادتہا و در اخلاص جان
ترجمہ	یعنے کیا کیا ہین وہ اغراض نہان	ملکے کہو دیتی ہین جو اخلاص جان
	فضل ظاہر را نجستندے ازو	عیب باطن را بجستندے کہ گو
ترجمہ	فضل ظاہر کو نہ کچہ کہتے تہے وہ	عیب باطن پوچہتے رہتے تہے وہ

شرح۔ اینمعنے کا اشارہ خبث باطن اور مکر نفس امارہ کی طرف ہے غول بمعنے جن و دیو۔ جو جنگل یا پہاڑ ونمین رہتا ہے اور مسافر کو رستے سے الگ کرکے ہلاک کردیتا ہے۔ یعنے چونکہ خبث باطن اور نفس کا مکر یکایک معلوم نہین ہوتا اسلیے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم رسول مقبول سے نفس سرکش کے مکر کی بابت سوال کیا کرتے تہے۔ اسکی ماہیت پوچہا کرتے تہے اور یہ کہا کرتے تہے کہ اے حبیب الٰہی اُن پوشیدہ خود غرضیون اور مکر کا حال بیان فرمائیے جو عبادتون اور باطنی اخلاص سے ملکر انکو فاسد کردیتے ہین۔ صحابہؓ ظاہری طور پر بزرگ بننے کے طریقے نہین پوچہتے تہے بلکہ اس بات کا سوال کیا کرتے تہے کہ باطنی عیب اور مکر نفس کیا چیز ہے۔ دوسرے شعر مین گو بکاف فارسی صیغہ امر ہے (خطاب صحابہ بطرف رسولؐ) بعض نسخون مین کو بکاف عربی برائے استفہام ہے جیسا کہ اس مصرع مین۔ کو دوستے کہ جان مرا پرسشے کند۔ اور لفظ چہ برائے کثرت جیسا کہ اس مصرع مین۔ چہ شبہا نشستم دین دیرگم + مطلب دونون کا ایک ہے تیسرے شعر کے پہلے مصرع مین نجستندے۔ بنون نفی اور دوسرے مین بجستندے بیائے موحدہ حسب اقتضائے مقام نہایت درست ہے چنانچہ حذیفہؓ فرماتے ہین کَانَ النَّاسُ یَسْئَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلعم مِنَ الْخَیْرِ وَاَسْأَلُہٗ مِنَ الشَّرِّ مَخَافَۃَ اَنْ یُّدْرِکَنِیْ یعنے اور آدمی تو رسول اللہ سے بہلائیونکا سوال کیا کرتے تہے اور مین برائیون (مکر نفس) کی حقیقت پوچہتا رہتا یہ اسلیے کہ کہین ایسا نہو۔ نفس کی برائی مجہہ تک پہنچ جائے بعض محققین نے دونو مصرعون مین بجستندے بیائے موحدہ تحقیق کیا ہے۔ یعنے صحابہؓ فضل ظاہر اور عیب باطن دونونکی تعلیم رسول اللہ سے پاتے تہے لیکن خاکسار شارح کے نزدیک پہلا نسخہ اچہا ہے۔ اگر حذیفہؓ کے واحد اور نجستندے کے صیغہ جمع ہونیکا اعتراض کیا جائے تو اسکا جواب ہم پہلے دیچکے ہین کہ صحابہ سے مراد بعض صحابہ ہین۔

	مو بمو ذرہ بذرہ مکر نفس	مے شناسیدند چون گل از کرفس
ترجمہ	تہوڑا تہوڑا ذرہ ذرہ مکر نفس	جانتے تہے جسطرح گل۔ اور کرفس

شرح۔ کرفس۔ ایک قسم کی گہاس یا اجوائن کے مانند ایک دوا (اجمود) جو بدبودار تیز ہوتی ہے یا بمعنے لہسن یعنے صحابہؓ کو اخلاص

طاعت اور مکر نفس مین اسطرح امتیاز حاصل تہا جسطرح گل اور کرفس مین۔ اور یہ امتیاز رسول مقبول ص کی تعلیم سے حاصل ہوا تہا۔

	گفت زان فصلے حذیفہ با حسن		تا بدان شد وعظ و تذکیرش حسن
ترجمہ	کچھ حذیفہ نے کہا تہا اسکا راز		وعظ تہا جس سے حسن کا سرفراز

شرح۔ یعنے حضرت حذیفہ جلیل القدر صاحب اسرار صحابی اور سردار طائفہ اہل تصوف گزرے ہین۔ انہون نے جو اسرار مکر نفس رسول علیہ الصلوۃ سے معلوم کئے تہے انمین سے (ایک فصل) تہوڑے سے اسرار حضرت حسن بصری رح (رئیس گروہ اہل اللہ) کو بتادیئے تہے اسلیئے حسن بصری رح کا وعظ نہایت یا تاثیر ہوگیا تہا۔ مگر یہ معنے ٹہیک نہین معلوم ہوتے کیونکہ اہل حدیث نے تحقیق کرلیا ہے کہ حسن بصری رح کی ملاقات حذیفہ رض سے نہین ہوی۔ اسلیئے حسن سے امام حسن رضی اللہ عنہ مراد ہین آیندہ شعر اسی دوسرے معنے کی تائید کر رہا ہے۔

	موشگافان صحابہ جملہ شان		خیرہ گشتندے دران وعظ و بیان
ترجمہ	نکتہ دان سارے صحابہ آپ کے		رہتے تہے حیران انکے وعظ مین

شرح۔ چونکہ امام حسن رض نبیرۂ رسول اور صحابی ہین اسلیئے ممکن ہے کہ انکے وعظ مین بہت سے صحابہ جمع ہوکر اور اسرار مکر نفس کے متعلق آپکا وعظ سنکر حیران رہجاتے ہون۔ لہذا اگر لفظ حسن سے حسن بصری مراد لیے جائین تو صحابہ کا انکے وعظ مین جمع ہونا فرین قیاس نہین ہے۔ واللہ علم بالصواب وعندہ ام الکتاب

	متابعت نصارے آن وزیر جہود را	
ترجمہ	نصارے کا اس یہودی وزیر کی اطاعت کرنا	

	دل بدو دادند ترسایان تمام		خود چہ باشد قوت تقلید عام
ترجمہ	اسپر ایمان لائے عیسائی تمام		شک نہین کم زور ہے تقلید عام

شرح۔ مصرع دوم مولانا کا مقولہ ہے یعنے عام آدمی کو امام بنالینا اور اسکی تقلید کرنی کمزور اور ناقابل اعتبار ہے کیونکہ عوام حق و باطل مین تمیز نہین کرسکتے۔ بس تو بمقتضائے ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ اس لحاظ سے نصارے نے ایسے شخص کی تقلید کی جو خود گمراہ تہا۔ یا یہ معنے ہین کہ عام آدمی (بلا شمول خاص) جو کسیکے مقلد بنجاتے ہین یہ تقلید قابل ترک ہے۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ عام (لاتمیز حق و باطل) کسے گمراہ کو امام بنالین نکتہ یہان سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عام کو خاص اشخاص (مثلاً ائمہ اربعہ) کی تقلید کرنی جائز ہے۔ کیونکہ اول تو وہ خود خاصان خدا مین سے ہین دوسرے یہ کہ عام آدمیون سے قطع نظر لاکہون خواص بہی انکے مقلد ہین۔

	اندرون سینہ مہرش کاشتند		نائب عیسائش مے پنداشتند
ترجمہ	سانہ الفت کے سبب رہنے لگے		نائب عیسے اسے کہنے لگے

	او بسر دجال یک چشم لعین	اے خدا فریاد رس نعم المعین
ترجمہ	تہا وہ کافر ایک دجال لعین	تجھے ہے فریاد اے نعم المعین

شرح۔ یعنے وزیر مکار ظاہر مین عالم اور باطن مین کانا دجال تہا۔ اے خدا اے سب سے اچھے مددگار تو ہماری فریاد کو پہنچ۔ اور ایسے شیاطین الانس کے مکر سے ہمیشہ کے لیئے محفوظ رکھہ دوسرے مصرع سے آخر داستان تک مولانا کا مقولہ ہے۔ ان اشعار مین شیطان کے مکرون سے پناہ مانگی ہے۔

	صد ہزاران دام و دانہ ست ایخدا	ما چو مرغان حریص بے نوا
ترجمہ	دام ہین رستے مین لاکھون ایخدا	اور ہم مرغ حریص بے نوا

شرح۔ یعنے ایخدا ہم حریص اور بہوکے طائر کی اور مکر نفس و شیطان یا تعلقات دنیا دام و دانہ کے مانند ہین ہماری دنیوی گرفتاریان ہمین آسمان معرفت تک اڑنے نہین دیتین۔ بلکہ دانہ کی حرص بلند پرواز طائر کو بہی نیچے اتار لاتی ہے

	دمبدم پابستۂ دام تو ایم	ہر یکے گر باز و سیمرغے شویم
ترجمہ	قید تیرے دام مین ہین بے نیاز	ہم کوئی سیمرغ ہو جائین کہ باز

شرح۔ یعنے ہم ہر وقت اس دام حرص دنیوی کے پابند رہتے ہین جو تیرے حکم سے ہمارے امتحان کے لیے بچہا ہوا ہے۔ گو بالفرض ہم بلند پروازی مین باز۔ اور ندرت مین عنقا بنجائین۔ لیکن اس دام سے آزاد نہین ہو سکتے

	تو رہائی ہر دمے مارا و باز	سوئے دامے میرویم اے بے نیاز
ترجمہ	تو رہائی ہمکو دیتا ہے مگر	ہم گرے پڑتے ہین یارب رام پر

شرح۔ یعنے تو اگرچہ بارہا بچاتا ہے مگر حسب اقتضائے بشریت ہم پہر بہی کسی نہ کسی (نفس یا شیطان) کے دام مین آجاتے ہین

	ما درین انبار گندم می کنیم	گندم جمع آمدہ گم مے کنیم
ترجمہ	ڈہیر ہم کرتے ہین گندم دمبدم	جمع جو کرتے ہین کہو دیتے ہین ہم

شرح۔ یعنے ہم اس دنیوی زندگی مین۔ یا اعمالنامہ مین یا میزان الٰہی مین اپنے خیال کے مطابق گیہون (اعمال صالحہ) کا ذخیرہ جمع کر کے یہ امید رکہتے ہین کہ اسکا ثواب ضرور ملیگا۔ مگر یہ ذخیرہ ضایع ہو جاتا ہے یعنے عجب و ریا و مکر کے سبب سارا ثواب جاتا رہتا ہے۔ اور شیطان جو بمنزلہ موش ہے ہمارے گیہون چرا لیجاتا ہے۔

	مے بیندیشیم آخر ما بہوش	کاین خلل در گندمست از مکر موش
ترجمہ	ہے ہماری عقل کا یہ احصل	موش نے ڈالا ہے گندم مین خلل
	موش تا انبار ما حفرہ زدست	از فتش انبار ما ویران شدست
ترجمہ	موش کے رخنے سے نقصان ہو گیا	گیہونکا ڈہیر ویران ہو گیا

	اول ایجان دفع شر موش کن		وانگہ اندر جمع گندم جوش کن
ترجمہ	اول ایجان موش کو تو دفع کر		اور پھر انبار گندم جمع کر

شرح۔ ہوش سے عقل۔ اور موش سے شیطان یا نفس بد مراد ہے۔ حُفرہ یعنے رخنہ فن بمعنے مکر اور جوش بمعنے محنت ہے۔ یعنے جب ہم عقل سے سوچتے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک چوہا (شیطان) ہمارے غلہ کو نقصان پہنچا رہا ہے جسنے انبار مین چھید کیا ہے (اعمال صالحہ مین ریا و مکر کو شامل کر دیا ہے) ہمارا خرمن ثواب برباد ہو گیا ہے لہٰذا طلب اول مکر اور وسوسۂ شیطان کو دل سے دفع کر۔ پھر غلہ جمع کرنیکا مضائقہ نہین یعنے سخون مین جوش کیجگہ کوش ہے

	بشنو از اخبار آن صدر صدور		لَا صَلٰوۃَ تَمَّ اِلَّا بِالْحُضُور ؎
ترجمہ	ہے یہ قول حضرت صدر صدور		لَا صَلٰوۃَ تَمَّ اِلَّا بِالْحُضُور

شرح۔ صدر صدور بمعنے امیر الامراء و بالاشین بالاشیان۔ یعنے رسول مقبول صلوۃ اللہ علیہ۔ حدیث شریف مین ہے لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ (بلا حضور قلب نماز نہین ہوتی) اس سے علماء ظاہر نے کمال کی اور علمائے باطن نے وجود کی نفی مراد کہی ہے۔ بہرحال نماز کے لیے حضور ضروریات سے ہے جو ریا و مکر کیحالت مین ہرگز حاصل نہین ہوتا۔ اس شعر مین اگر تَمَّ بتائے فوقانیہ پڑھا جائے تو یہ معنے ہین کہ نماز بلا حضور قلب تمام نہین ہوتی۔ لفظ صلوۃ مؤنث سہی مگر تاویل عبادت تَمَّ کی ضمیر اسکی طرف راجع ہو سکتی ہے۔ اور اگر ثَمَّ بتائے مثلثہ (بمعنے آنجا) کہا جائے تو یہ مطلب ہے کہ آنجگہہ یعنے بارگاہ الٰہی مین نماز بلا حضور قلب۔ قبول نہین ہوتی۔

	گر نہ موشے دزد در انبار ماست		گندم اعمال چل سالہ کجاست
ترجمہ	گر الگ ہے موش اس انبار سے		گندم اعمال گم ہے کسلئے
	ریزہ ریزہ صدق ہر روزہ چرا		جمع ناید درین انبار ما
ترجمہ	ریزہ ریزہ طاعت و صدق و صفا		جمع کیون ہوتا نہین یہ کیا ہوا

شرح۔ یعنے اگر ہمارے اعمال کو شیطان چُرا نہین لیجاتا تو برسون کی نیکیون کا اثر اور عبادتون کا نور کہان چلا جاتا ہے تھوڑا تھوڑا سا صدق و اخلاص جمع ہو ہو کر خرمن قلب مین ڈھیر کیون نہین ہو جاتا۔ کیونکہ یہ ممکن نہین کہ ہم خالص دل سے عبادت کرین اور اُسکے انوار و برکات موصل الی اللہ نہون۔ حدیث شریف مین ہے اِنَّ الشَّیطَانَ یَجرِی مِنَ الاِنسَانِ مَجرَی الدَّمِ (شیطان انسان کی ایک ایک رگ مین خون کی طرح دوڑتا ہے۔

	بس ستارہ آتش از آہن جہید		وین دل سوزندہ ہیچ نہ گزید
ترجمہ	نکلے آہن سے ستارے بیشمار		اور دل نے رکھہ لیے سارے شرار
ترجمہ	لیک در ظلمت بکے در دو نہان		مے نہد آتش بر آہنگران (لوہارون)

	میکند استارگان را یک بیک	تا کہ نفروزد چراغے از فلک	
ترجمہ	وہ بجھا دیتا ہے شعلے یک بیک	تا نہ روشن دل مین ہو شمع فلک	

شرح۔ اسمین مضمون سابق (شیطان اور اعمال صالحہ مین اُسکی خلل اندازی) کی توضیح ہے۔ ستارہ بمعنے شرارہ اور شرارہ آتش سے انوار آتش عشق الٰہی، آہن سے۔ طاعات (جنکا بجالانا لوہے کے چنے چبانے سے کم نہین) دلِ سوزندہ سے جلا ہوا دل ظلمت سے نفس امارہ (جو سراسر تاریک ہے) اور دزد سے شیطان مراد ہے یعنے اکثر انوار آتش عشق الٰہی طاعات الٰہی سے چمکتے ہین اور دل اُنکو قبول کرکے اپنی طرف کھینچا جاتا ہے۔ لیکن وسوسۂ شیطانی یا خود شیطان نفس امارہ مین چور کیطرح گھس بیٹھتا ہے اور اُن چمکتے ہوئے شرارون کو بجھا دیتا ہے۔ مطلب یہ کہ مکر اور وسوسۂ شیطانی سے کسی شخص پر انوار طاعات ظاہر نہین ہو سکتے۔ ورنہ انسان طاعات کے سبب عالم ملکوت تک پہنچ سکتا ہے حدیث مین ہے **لَوْلَا اَنَّ الشَّیَاطِیْنَ یَحُوْمُوْنَ عَلٰی اَبْنِ آدَمَ لَنَظَرَ اِلَی الْمَلَکُوْتِ** اگر شیاطین ابن آدم پر غلبہ نکیے رہتے تو اُسکی نظر عالم ملکوت تک پہنچ جاتی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ شرارۂ آتش سے انوار جذبات الٰہی اور آہن سے حکم مُرشد (جسکا ماننا ابتدا مین سخت مشکل ہے) ظلمت سے احکام بشریت و دزد سے افکار ماسوا اللہ مُراد رکھے جائین۔ یعنے اکثر انوار جذبات الٰہی ارشاد مُرشد کامل سے حاصل ہوتے ہین جنکو طالب صادق کا دل قبول کرلیتا ہے لیکن طالب غیر صادق کی ظلمت بشریت مین افکار ماسوے کا ایک چور داخل ہوگیا ہے جو انوار جذبات کو اُسکی نظرون کے سامنے آنے نہین دیتا۔ اور یہ سب اسلیے ہے کہ شیطان یا فکر ماسوے اللہ یہ نہین چاہتا کہ طالب کے دل مین فلک (عالم علوی) سے انوار جذبات کا چراغ روشن ہو۔ بلکہ اسکا مطلب تو ظلمت اور گمراہی ہے بعض نسخون مین سوزندہ کی جگہ شوریدہ ہے۔ مطلب دونون کا ایک ہے

	گر عنایاتت شود با ما مقیم	کے بود نیمے ازان دُزد لئیم	
ترجمہ	ہمپہ ہو گر تیری رحمت سر بسر	ایسے خائن چور کا ہو کیا خطر	
	گر ہزاران دام باشد در قدم	چون توئی با ما نباشد ہیچ غم	
ترجمہ	گو ہزارون دام ہین زیر قدم	تو ہمارا ہے تو پھر کیا ہمکو غم	

	در تمثیل عارف و حال او	
ترجمہ	عارف باللہ کی تمثیل اور اُسکا حال	

	ہر شبے از دام تن ارواح را	مے رہانی میکنی الواح را	
ترجمہ	دام تن سے شب کو چھٹکر مُرغ روح	اے تری قدرت کہ پاتا ہے فتوح	

شرح۔ لفظ میرہانی (ارواح سے متعلق ہے اور میکنی بفتح الکاف مشتق از کندن یعنے ایجاد تو ہر شب ارواح کو سوتے

مین تن سے جدا کر دیتا ہے اور الواح بدن کو کہود کر اُنہین سے روحون کو نکال لیتا ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ الواح ذہن و عقل کا علاقہ سوتے وقت روح سے قطع کر دیتا ہے کیونکہ حالت خواب مین ذہنی معلومات مختلط ہو جاتے ہین اور بیداری کی وقت وہی معلومات پہر رجوع کر آتے ہین۔ نیکو نکو نیکیان اور بدون کو بدیان اُسیطرح سوجہنے لگتی ہین جو خواب سے پہلے ذہن مین تہین یہ آیت اللہ یتوفی الانفس الی آخرہ کا اقتباس ہے جسکا مطلب آگے چلکر لکہا جائیگا۔ عارف کا حال ہر حال مین بالکل خواب کی حالت سے مشابہ ہے جو عنقریب بالتفصیل معلوم ہوگا۔

	مے رہند ارواح ہر شب زین قفس	فارغان نے حاکم و محکوم کس
ترجمہ	چہٹکے روحین رات کو اس دام سے	ہوکے فارغ رہتے ہین آرام سے
	شب ز زندان بیخبر زندانیان	شب ز دولت بیخبر سلطانیان
ترجمہ	شب کو قیدی قید سے ہین بیخبر	اور سلطانی پُر از خواب شکر
	نے غم و اندیشۂ سود و زیان	نے خیال این فلان و آن فلان
ترجمہ	فکر ہے سود و زیان کا ہر طرف	فکر ہے سارے جہان کا ہر طرف

شرح۔ یعنے شب کو سوتے وقت روحین قفس بدن سے جدا ہوکر تمام نفع و ضرر کے اندیشون اور زید و عمرو کے خیال سے فارغ ہو جاتی ہین۔ یہانتک کہ قیدی زندان کی حالت سے (باوجود تکلیف و مصیبت) بیخبر اور ملازمان بادشاہی اپنی خدمات سے غافل ہو جاتے ہین کیونکہ النوم اخت الموت نیند موت کی بہن ہے یہی حال عارف کا ہے جسکی تفصیل مع فرق خاص آیندہ اشعار مین ہے۔

	حال عارف این بود بیخواب ہم	گفت یزدان ہم رقود زین مرم
ترجمہ	ہے یہی بے خوابی عارف کا حال	ہم رقود دیکہہ قول ذو الجلال

شرح۔ مرم مخفف مرام۔ بمعنے مطلب و مراد۔ یعنے ہم جو کچہ اوپر کہہ چکے ہین۔ یہ عام لوگونکا حال تہا کہ بیداری مین اُنکے تمام تعلقات بدستور قایم رہتے ہین اور حالت خواب مین منقطع ہو جاتے ہین۔ لیکن عارف کامل کا عالم بیخوابی مین بہی وہی حال ہے جو عالم خواب مین ہوتا ہے۔ اُنکی روحین ہر وقت اور ہر عالم مین عالم ارواح کی سیر کرتی رہتی ہین اور اُنکا عمل موتوا قبل ان تموتوا پر ہے۔ اسی لیئے اللہ تعالے نے اصحاب کہف کی نسبت فرمایا ہے وتحسبہم ایقاظا وہم رقود (یعنے ایمخاطب تو اصحاب کہف کو بیدار خیال کریگا کیونکہ اُنکی آنکہین کہلی ہوی ہین) مگر فی الواقع وہ سو رہے ہین۔ یعنے عما سوے اللہ سے غافل ہین۔ یا یہ کہ اُنکی روحین بدن کو چھوڑکر مشاہدۂ حق مین مستغرق ہین۔ یہی حال عارفان کامل کا ہے۔ کہ وہ ظاہر مین بیدار رہتے ہین مگر حقیقت مین سو رہے ہین یعنے تعلقات دنیوی سے بالکل جدا ہین۔ اُنکا خواب بیداری ہے اور بیداری خواب ہے۔

	خفتہ از احوال دنیا روز و شب	چون قلم در پنجۂ تقلیب رب	
ترجمہ	بے خبر دنیا سے ہین وہ اس طرح	پنجۂ رب مین قلم ہے جسطرح	

شرح۔ یعنے عارفان کامل احوال دنیا سے ہر وقت غافل ہین اور اُنکی مثال ایسی ہے جیسا قلم قدرت پنجۂ تقلیب رب مین۔ کہ وہ جسطرح اور جسطرف چاہتا ہے قلم کو پھیر دیتا ہے (تقلیب بازگردانیدن۔ وبازگونہ کردن وبدل کردن خرقے بحرفے) چنانچہ اصحاب کہف کی شان مین وارد ہے **ونقلبہم ذات الیمین وذات الشمال** (راہنی یا بائین جس جانب چاہتے ہین ہم اُنکو پھیر دیتے ہین) مطلب یہ کہ عارفان کامل اور تارکان ہستی فانی اللہ تعالے کے ہاتھ مین اسطرح ہین جسطرح مُردہ بدست زندہ۔ اُنکے تمام افعال وحرکات وسکنات اُسیکی طرف منسوب ہین۔ اور تسلیم ورضا اُنکا خاص شیوہ ہے۔ بخلاف عوام۔ جو پنجۂ تقلیب رب سے تو کسیطرح باہر نہین ہوسکتے مگر اس قابل کا ہیکو ہین کہ اُنکے افعال اُدھر منسوب کیے جائین یا وہ تسلیم ورضا کے پابند ہوکر رہین۔

	آنکہ او پنجہ نہ بیند در رقم	فعل پندارد بہ جنبش از قلم	
ترجمہ	ہاتھ ہے جس سے نہان وقت رقم	جانتا ہے خط کو وہ فعل قلم	

شرح۔ اس شعر مین عارفان کامل اور عوام کے فرق کی تمثیل ہے۔ یعنے مثلاً ایک شخص دوسرے کی تحریر کو تو دیکھ رہا ہے۔ مگر لکھنے والے کا ہاتھ اُسکو نظر نہین آتا تو یہ کم فہم دیکھنے والا حرکت کے سبب تحریر کو قلم ہی کا فعل سمجھیگا۔ حالانکہ تحریر فے الواقع ہاتھ کا فعل ہے اور قلم صرف ایک واسطہ ہے یہی حال عارفون کا ہے کہ اُنکے افعال درحقیقت خدا کی طرف منسوب ہوتے ہین۔ اور عوام کے نہین ہوتے۔ لیکن لوگون کو یہ فرق نظر نہین آتا

	تمثیل مرد عارف وتفسیر آیۃ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا	
ترجمہ	تمثیل مرد عارف کی اور تفسیر آیت اللہ یتوفی الانفس حین موتہا کی	

اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی۔ یعنے اللہ تعالے قبض کرلیتا ہے جانونکو اُنکی موت کے وقت اور قبض کرلیتا ہے اُن جانونکو جنکی ابھی موت نہین آئی سوتے وقت پس جن جانون کو اُسنے موت کے وقت قبض کرلیا ہے وہ پھر کر نہین آتین۔ اور جو نیند کے وقت قبض کیجاتی ہین وہ پھر آجاتی ہین۔ آدمی غور کرے تو اُسکی نیند بھی ایک تماشائے قدرت ہے کہ روح بدن سے نکلجاتی ہے۔ اور ظاہری علاقے سب منقطع ہوجاتے ہین۔ مگر پھر بیدار ہونے ہی نئی زندگی ملجاتی ہے۔ سبحانہ ما اعظم شانہ۔

	شمہ از حال عارف وانمود	خلق را ہم خواب حسی در ربود	
ترجمہ	اسمین ہے کچھ حال عارف کا بیان	خلق کو ہے خواب حسی کا گمان	

اِس شعر کے معنے دو طرح ہو سکتے ہین۔ اول یہ کہ خلق را۔ پہلے مصرع سے متعلق ہے اور لفظ را بمعنے برائے بحذف مضاف ہے (یعنے لفظ ارشاد محذوف ہے) اور در ربود کی ضمیر اُسکے فاعل خلق کیطرف راجع ہے اور ربود بمعنے معلوم کرد اِس صورت مین شعر کے یہ معنے ہونگے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اصحاب کہف کے قصہ مین ارشاد خلق کے لیے تہوڑا سا عارف کا حال بیان کر دیا ہے۔ یعنے عارف ایسے ہوتے ہین جیسے کہ اصحاب کہف تھے کہ بظاہر بیدار معلوم ہوتے ہین۔ مگر فی الواقع سو رہے ہین یعنے ماسوے اللہ سے بالکل غافل ہین لیکن افسوس خلق نے اِسکو بھی خواب حسّی سمجھا۔ اور واقعی حال کو نہ جانا۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالےٰ نے جب یہ چاہا کہ عوام پر عارف کا کچھ حال ظاہر کرے تو نیند کو مسلط کر کے تہوڑی دیر کے لیے اُنکو خودی سے بیخود کر دیا تاکہ وُہ معلوم کر لین کہ عارف ہر وقت اور ہر حال (خواب و بیداری) مین اِسی طرح مستغرق اور دنیا سے غافل رہتے ہین۔ خواب حسّی۔ خواب ظاہری۔ یعنے ذکر الٰہی اور طاعات خداوندی سے ہمیشہ کی غفلت کو کہتے ہین۔

	رفتہ در صحرائے بیچون جانشان	روح شان آسودۂ وابدان شان	
ترجمہ	اُنکی جانین عالم برتر مین ہین	روح و تن آسودگی کے گھر مین ہین۔	
	فارغان از حرص و اکباب و حَصَص	مُرغ وار از دام جستہ در قفص	
ترجمہ	گرنے پڑنے دوڑنے سے برکنار	دام سے آئے قفس مین مُرغ وار	

صحرائے بیچون۔ عالم بے کیف۔ اِکباب مُنہ کے بل گرنا۔ اور حَصَص دوڑ کر چلنا۔ یعنے سونیوالے (خواہ اصحاب کہف ہون یا عام مخلوق) حرص دنیوی اور بھاگ دوڑ سے بالکل فارغ ہین۔ اور دام تعلقات دنیوی سے چھوٹ کر قفس عالم بے کیف مین جا پڑے ہین۔ لیکن نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ

	ترکِ روز آخر چو بازد زرّین سپر	ہندوے شب را بہ تیغ افگند سر	
ترجمہ	ترک روز آتا ہے جب لیکر سپر	ہندوے شب کا گراد تا ہے سر	
	میل ہر جانے بسوے تن بود	ہر تنے از روح ہستن بود	
ترجمہ	جان پھر آتی ہے سوے جسم زار	روح سے ہوتا ہے ہر تن زیر بار	

یعنے جب سونیوالون کی رات گذر گئی اور دن نکل آیا۔ یا یہ کہیئے کہ جب دن نے (جسکو ترک سے اُسکے سفید رنگ ہونے ہین تشبیہ دی ہے) آفتاب کی سپر اور اُسکے شعاعون کی تلوار لیکر ہندوئی شب کا سر کاٹ دیا۔ تو اُن سب سونے والون کی جانین اُنکے بدنون کی طرف چلی گئین۔ اور ہر بدن روح کا حامل ہو گیا۔ مگر انجام یہ ہوا کہ

	از صفیر سے باز دام اندر کشی	جملہ را در دام و در داور کشی	
ترجمہ	سے کے تو آواز پھیلاتا ہے دم	زیر دام آجاتے ہین رو مین تمام	

صفیر سے لفظ کن یعنے حکم خداوندی مراد ہے۔ چونکہ دام بچھاتے وقت صیاد جانورون کی سی آواز بنا کر انکو فریب دیا کرتا ہے اسلئے دام کے مناسبت سے بیان بھی وہی لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ یعنے الجذا صبح ہوتے وقت ہی تو اپنے حکم سے جال بچھا دیتا ہے اور سونے والون کو دام تعلقات اور تکالیف دینی و دنیوی کی طرف کھینچتا ہے۔ داور بمعنے حکم اور فیصلہ کنندہ مقدمات ہے لیکن بیان بمعنے حکم ہے۔

	چونکہ نور صبحدم سر بر زند		اکرگس زرین گردون پر زند
ترجمہ	جبکہ ظاہر ہو گیا نور سحر		اکرگس گردون نے کھولے اپنے سر
	خالق الاصباح اسرافیل وار		جملہ را در صورت آرد زان دیار
ترجمہ	حکم رب خالق الاصباح سے		ملگئے سارے بدن ارواح سے

پہلے مضمون کی توضیح ہے۔ بطریق تمثیل۔ کرکس زرین آفتاب خالق الاصباح بمعنے شگافندۂ صبح یعنے اللہ تعالے صورت سے عالم صورت اور ز ان دیار سے عالم بے کیف مراد ہے

	روحہائے بنبسط را تن کند		ہر تنے را باز ابستن کند
ترجمہ	تہی الگ جو روح تن سے ملگئی		صبح ہوتے ہی بدن سے ملگئی

شرح۔ منبسط بمعنے مجرد و جدا۔ از تن۔ ابستن حاملہ۔ یعنے تو اُن روحون کو جو سوتے وقت بدن سے جدا ہو گئی تھین متعلق بدن کر دیتا ہے اور ہر تن کو حامل روح بنا دیتا ہے۔ یا اُنپر اصلاح امور دینویہ اور تکالیف شرعیہ کا بوجھ ڈالدیتا ہے یہ تیری وحدانیت اور قدرت کا ثبوت ہے مولانا نے آیت مذکورہ کی تفسیر مین یہانتک معنوی طور پر عارفان کامل کا حال بیان کیا ہے۔ یعنے جسطرح سونے والے رات کو بیخبر سو جاتے ہین اور صبح کو ہوشیار ہو کر اپنے کاروبار مین مشغول ہو جاتے ہین اسیطرح عارفان کامل ہر وقت مشاہدۂ تجلیات مین مستغرق ہو کر ماسوے اللہ سے غافل ہین۔ اور قید بستر میت مین صرف ارشاد خلائق یعنے دینی کام کے لیے آجاتے ہین۔

	اسپ جانہا را کند عاری زین		سر النوم اخ الموت ست این
ترجمہ	زین سے ہوتا ہے خالی اسپ جان		سر النوم اخ الموت اسکو مان

شرح۔ یعنے اللہ تعالے اسپ جان (روح) اور زین بدن کے تعلق کو بوقت خواب جدا کر دیتا ہے۔ اور حدیث النوم اخ الموت کے یہی معنے ہین یعنے جسطرح موت سے تمام تعلقات منقطع ہو جاتے ہین اسیطرح نیند سے حدیث شریف مین ہے سال سائل عن رسول اللہ صلعم ہل ینام اہل الجنۃ فقال النوم اخ الموت لا ینام اہل الجنۃ ایک شخص نے رسول اللہ سے سوال کیا کہ اہل جنت کو نیند آئیگی یا نہین آپنے فرمایا نیند کو موت کا بھائی سمجھنا چاہیے اسلئے اہل جنت پر خواب طاری نہو گا۔

	لیک بہر آنکہ روز آیند باز	بر نہد بر پائے شان بند دراز	
ترجمہ	لیکن اُنکے پھر بُلانے کے لیے	رسیان وہ باندھتا ہے پانو سے	
	تا کہ روزش واکشد زان مرغزار	وز چراگاہ آردش در زیر بار	
ترجمہ	تا کہ اُس جنگل سے اُنکو کھینچ کر	زیر بار غم کرے بار دگر	

شرح۔ یعنے اللہ تعالے سوتے وقت اسپ روح کو بدن کے زین سے جدا کر دیتا ہے۔ لیکن اسلیئے کہ اس اسپ روح کی اُنکو ضرورت ہوتی ہے اُسکو پابند کر رکھا ہے دام دراز سے مراد تعلقات ہین۔ اور یہ پابندی اسلیئے ہے کہ دن مین اُسکو مرغزار سے کھینچکر اور چراگاہ سے واپس لاکر اُس سے کچھ کام لے۔ یعنے جسطرح گھوڑا پالنے والے اُسکے پانو مین ایک لمبی رسی باندہ کر گھوڑے کو چراگاہ مین چھوڑ دیتے ہین اور جب چاہتے ہین رسی کھینچکر اُسپر سواری کر لیتے ہین۔ اسیطرح اللہ تعالے حالت خواب مین اسپ روح کو زین بدن سے جدا کر دیتا ہے لیکن دونو مین علاقہ قایم رکھتا ہے یہ علاقہ حقیقی موت سے پہلے منقطع نہین ہوتا کیونکہ اسی سے روح اور بدن کے مجموعے سے دنیا مین کام لیتے ہین۔ یہی حال اولیاء اللہ کا ہے کہ اُن کا عالم محویت مین مستغرق ہونا بمنزلہ خواب ہے لیکن ارشاد خلق کے لیئے اُنکو عالم بشریت مین آنے کی تکلیف دیگئی ہے (جو بمنزلہ بیداری ہے)

	کاش چون اصحاب کہف آن روح را	حفظ کردی یا چو کشتی نوح را	
ترجمہ	کاش رہتی حفظ خالق تین روح	مثل اہل غار و جون کشتی نوح	
	تا ازین طوفان بیداری و ہوش	وارہیدے این تحیر چشم و گوش	
ترجمہ	عقل کے طوفان سے تا پاتے نجات	قلب و چشم و گوش جملہ کائنات	

شرح۔ یعنے کاش کے اللہ تعالے یا تو روح کی حفاظت روح اصحاب کہف کیطرح کرتا۔ یا کشتی نوح کی طرح (دوسرے مصرع مین را قایم مقام اضافت ہے) تا کہ بعد استغراق طوفان بیداری اور طوفان عقل جزئی سے دل اور آنکھ اور کانونکو نجات ملتی۔ یعنے اے رب جس شخص نے تیری محبت مین اپنی بشریت کو فنا کر دیا ہے (جیسا کہ اصحاب کہف نے) اُسکو پھر عالم بشریت مین نہ لا۔ بلکہ مشاہدۂ تجلیات مین ہمیشہ کی زندگی دے۔ اور سفینۂ وجود عارضی کو طوفان ماسوے اللہ سے بچا۔ اور اپنے عشق کی بیداری دے کر تمام دنیا سے غافل کر دے۔

	اے بسا اصحاب کہف اندر جہان	پہلو تو پیش تو ہست این زمان	
ترجمہ	ہین بہت اصحاب کہف اب بھی مگر	تیری نظرون سے نہان ہین سر بسر	

شرح۔ یعنے ایمخاطب اگر اصحاب کہف کا قصہ سُنکر تو اُنکی ملاقات کا طالب ہے تو اب بھی بہت سے اصحاب کہف تیرے پہلو مین اور تیرے سامنے موجود ہین۔ مگر بصیرت چاہیئے۔ وہ ان ظاہری آنکھون سے نظر نہین آتے۔

	غار با تو یار با تو در سرود	مہر بر چشمست و بر گوشت چہ سود	
ترجمہ	گا رہے ہین نغمہ تیرے یار غار	اندہے بہرے پن سے ہے تو ہرزہ کار	

شرح۔ غار با تو۔ یار با تو کے بعد حرف عطف (واو) محذوف ہے۔ اور غار سے بطور استعارہ عارف مراد ہے اسلیے کہ وہ بہی غار کیطرح مقام وحدت اور امن مین ہے۔ یعنے ایمخاطب تو اصحاب کہف کو کیون ڈہونڈتا ہے بہت سے اصحاب کہف کے مرتبہ کے آدمی (یعنے عارف) تیرے یار ہین اور تجکو سرود وحدت سُنا رہے ہین مگر تو اُنکے سرود کو سُنتا نہین۔ نیز یہ بہی ممکن ہے کہ غار سے پہلے حذف مضاف ہو یعنے اصحاب غار اسوقت یہ معنے ہوے کہ بہت سے اصحاب کہف (عارفان کامل) تیرے یار غار ہین اور تجکو اپنا راگ سُنا رہے ہین مگر تیرے کانونپر مہر لگی ہوی ہے تجہے نغمۂ حق سنائی نہین دیتا۔

	باز دان کز چیست این روپوشہا	ختم حق بر چشمہا و گوشہا	
ترجمہ	سوچ تو کیون ہین یہ تجسے مستتر	ہوگئی ہے مُہر چشم و گوش پر	

شرح۔ خلاصہ یہ کے کہ اے شخص اگر تو بینا ہو تو خلق مین مشاہدۂ حق کرسکتا ہے۔ اسی مناسبت کے لیے مولانا قصۂ لیلی نقل فرماتے ہین جسنے بادشاہ وقت کو ایک سوال کا عارفانہ جواب دیکر شرمندہ کردیا تہا۔

	سوال کردن خلیفہ از لیلی و جواب او	
ترجمہ	بادشاہ وقت کا لیلی سے سوال اور لیلی کا جواب	

	گفت لیلے را خلیفہ کان توئی	گر تو مجنون شد پریشان و غوی	
ترجمہ	ایک خلیفہ نے یہ لیلے سے کہا	قیس ہے شاید تجہی پر مبتلا	
	از دگر خوبان تو افزون نیستی	گفت خامش چون تو مجنون نیستی	
ترجمہ	اور معشوقون سے تو افزون نہین	بولی وہ چپ رہ کہ تو مجنون نہین	

شرح۔ یعنے خلیفۂ وقت نے لیلی سے یہ کہا کہ تیرے عشق مین مجنون کے دیوانہ ہونیکا کیا باعث حالانکہ تو اور حسینون سے کچہ زیادہ خوبصورت نہین ہے۔ لیلے نے جواب دیا کہ اے بادشاہ خاموش رہ کیونکہ تو خود مجنون نہین ہے۔ ورنہ مجکو تمام حسینون سے بہتر جانتا۔ گویا مولانا قدس سرہ اُس شخص کو جواب دے رہے ہین جو اولیا کے وجود اور اُنکے ہمرتبۂ اصحاب کہف ہونیسے انکار کرے مطلب یہ ہے کہ اولیائے کامل ہر وقت موجود ہین مگر کور باطنون کو نہین دکہائے دیتے جسطرح خلیفہ کی آنکہون مین لیلے نہین جچی تہی۔ غوی۔ گم کردۂ عقل۔

	دیدۂ مجنون اگر بودے ترا	ہر دو عالم بیخطر بودے ترا	
ترجمہ	دیدۂ مجنون اگر ملتا تجہے	بہتر از ہر دو جہان کہتا مجہے	

	باخودی تو لیک مجنون بیخودست		در طریق عشق بیداری بدست
ترجمہ	تو ہے باخود اور مجنون بے خبر		عشق مین بیخبری ہے بیداری ضرر

شرح۔ لیک قائم مقام حرف عطف ہے۔ اور دوسرے مصرع مین بیداری سے دنیوی معاملات کی ہوشیاری اور اُنکی طرف متوجہ ہونا مُراد ہے۔ جو طریق عشق مین نہایت مذموم ہے۔

	ہرکہ بیدارست او در خواب تر		ہست بیداریش از خوابش بتر
ترجمہ	مست ہے بیدار یکسر خواب سے		اُنکی بیداری ہے بد تر خواب سے

شرح یعنے جو شخص دنیوی معاملات مین بیدار ہے۔ گویا اُسکا خواب غفلت بہت بڑھگیا ہے وہ حقیقت سے زیادہ غافل ہے۔ دوسرے مصرع مین اس مضمون کو ترقی دیگئی ہے یعنے ایسے شخص کے بیداری خواب سے بھی بدتر ہے۔ کیونکہ وُہ حالت خواب مین صرف حسنات سے محروم ہے۔ اور یہ حالت بیداری مین غفلت کے سبب حسنات سے تو محروم تھا ہی سیئات بھی جمع کر رہا ہے۔

شرح	ہرکہ در خوابست بیداریش بہ		مست غفلت عین ہشیاریش بہ
ترجمہ	خواب والے کی ہے بیداری عزیز		مست غفلت کی ہے ہشیاری عزیز

شرح۔ یعنے جو شخص دنیوی معاملات سے غافل ہے وُہ فی الواقع بیدار ہے اور اُسکی بیداری بہت اچھی ہے کیونکہ بظاہر مست غفلت ہے مگر در باطن ہُشیار ہے اور اُسکی یہ غفلت جو عین ہشیاری ہے نہایت اچھی ہے۔

	چون بحق بیدار نبود جان ما		ہست بیداری چو در بندان ما
ترجمہ	جو نہو بیدار حق کیا جان ہے		بلکہ چوکیدار وُہ انسان ہے

شرح۔ در بند بمعنے قلعہ و بمعنے دروازہ لیکن یہان مجازاً بمعنے چوکیدار لیا گیا ہے۔ یعنے جب ہماری جان بیداری کے لیے نہو بلکہ دنیا کے لیئے ہو۔ تو یہ بیداری ایسے ہی جیسے ہماری چوکیدارون کی بیداری جو صرف دنیا کے لیئے ہے۔ اکثر مالدار تہجد کے بہانہ سے رات کو جاگتے ہین ایسے لوگ مال کے چوکیدار ہین۔

	جان ہمہ روز از لگد کوب خیال		وز زیان سود و از خوف زوال
ترجمہ	جان کو ہر دم ہو جب فکر و خیال		دنیوی سود و زیان۔ خوف زوال
شرح	نے صفا ماند ش نے لطف و فر		نے بسوے آسمان راہ سفر
ترجمہ	پھر صفائی نام کو رہتی نہین		جا نہین سکتی سوے عرش برین

شرح۔ یعنے روح مین لگد کوب اور صدمات خیال اور اُمید سود و غم زیان اور خوف زوال دنیا کے سبب صفائی و لطافت اور قوت باقی نہین رہتی اور نہ اسکو آسمان اور عالم ملکوت کی طرف رستہ ملتا ہے بلکہ وُہ اسی عالم سفلی

مین نفس اور شیطان کے قبضہ مین پہنسکر دنیا مین عشق حقیقی اور عقبے مین درجات علیا سے محروم رہجاتی ہے انسان کو چاہیئے کہ دنیا کے خیالات فاسدہ کو (جو فی الواقع خواب وخیال ہین) ترک کرکے روح کی صفائی حاصل کرے

	خفتہ آن باشد کہ او از ہر خیال	دارد امید و کند با او مقال
ترجمہ	خفتہ وہ ہے جو ہو پابند خیال	رکہے امید اور اس سے قیل وقال

شرح۔ یعنے خفتہ اور غافل عن اللہ جسکے ہم مذمت کرتے ہین وہ ہے جو اپنے خیال سے کسی قسم کی امید رکہے اور خیال ہی سے باتین کرے جائے۔ یعنے اپنے خیالات کا ایک وجود مقرر کرے اور تمام عمر تصورات باطلہ مین ضایع کردے۔ اور عقبے کے عالی مرتبے حاصل کرنیسے محروم رہے

	نے چنان کہ از خیال آید بحال	آن خیالش گردد او را صد وبال
ترجمہ	فکر باطل سے نہو یک دم بحال	اک خیال اسکے لیے ہون سو وبال

شرح۔ یعنے وہ خفتہ ایسا خفتہ نہو کہ اپنے خیال باطل سی باز آجائے کیونکہ ایسے خیال سے باز آنیوالا اہل دل کے نزدیک لایق تعریف ہے بلکہ ایسا خفتہ ہو کہ اسکا خیال اسکے لیے بہت سے وبال کا باعث ہوجائے

	دیو را چون حور بیند او بخواب	پس ز شہوت زیر او با دیو آب
ترجمہ	خواب مین شیطانکو سمجہے رشک حور	احتلام اس سے ہو اسکو بالضرور
	چونکہ تخم نسل او در شورہ ریخت	او بخویش آمد خیال از وے گریخت
ترجمہ	ہوگیا جب تخم بالکل رائگان	گہل گئی آنکہہ اب وہ جلوہ ہے کہان
	ضعف سر بیند ازان و تن پلید	آہ ازان نقش پدید ناپدید
ترجمہ	ابتو سر مین ضعف ہے تن ہے پلید	حور کی سی شکل ہے اب ناپدید

شرح۔ ان شعرون مین اس شخص کا حال بیان کیا گیا ہے جو اپنے خیالات باطلہ کے ساتہ غفلت کے نیند سو رہا ہے یعنے اس شخص کو خواب مین شیطان حور کیصورت دکہائی دیتا ہے اور احتلام ہوجاتا ہے اور جب تخم نسل زمین شور مین جاتا دکہائی دیتا ہے۔ حالت خواب سے ہوش مین آجاتا ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ضعف سر اور ناپاکی بدن سے محفوظ نہین رہ سکتا علے ہذا القیاس اسکے دیگر خیالات باطلہ کا نتیجہ برا ہوتا ہے اور چونکہ انکا کچہ وجود نہین اسلیے ترک کے قابل ہین مطلب یہ کہ دنیا ایک خواب وخیال ہے کیونکہ اسکی دولت لذت ثروت موت کے سبب زائل ہوجاتی ہے اور اسکا عاشق جب حشر کے دن اٹہایا جائیگا تو دنیا ایک قبیح صورت مین اس سے ملاقات کریگی اور اسکے بدن کو اپنی ناپاکی سے ملوث کردیگی۔ پہر اگر یہ شخص مومن ہے تو جب تک محبت دنیا کی ناپاکی دور نہو جائیگی عذاب نار مین گرفتار رہیگا۔ اور اگر کافر ہے تو عذاب مخلد کیا جائیگا۔ کیونکہ کافر کی ناپاکی کفر کے باعث بے انتہا ہوگئی ہے اور ان لوگونکا

حال بہی جو جہوٹے اور مکّار صوفیون کے کہنے مین آجاتے ہین۔ اُس احتلام والے کا سا ہے یعنے جب اُنکو ہوش آتا ہے تو اُسکے جھوٹ سے آگاہ ہو جاتے ہین۔ لیکن اُسکے فساد کے ناپاکی کو اپنی ذات سے دور نہین کر سکتے۔

	مرغ بر بالا پران و سایہ اش	میدود بر خاک پران مرغ وش
ترجمہ	اُڑ رہا ہے جانور افلاک پر	دوڑتا ہے اُسکا سایہ خاک پر
	ابلہے صیاد آن سایہ شود	مے دود چندانکہ بے مایہ شود
ترجمہ	احمق اُس سایہ کا کرتا ہے شکار	ہے مگر اس کام مین وہ ہرزہ کار
	بیخبر کان عکس آن مرغ ہواست	بیخبر کہ اصل آن سایہ کجاست
ترجمہ	کیونکہ ہے وہ سایۂ مرغ ہوا	طائر پران کجا سایہ کجا
	تیر اندازد بسوئے سایہ او	ترکشش خالی شود در جستجو
ترجمہ	تیر سایہ پر لگائے بے مرام	اور ترکش ہوگیا خالی تمام

شرح۔ یہ شعر بطور تمثیل و توضیح صاحب خیالات باطلہ کی نسبت لکہے گئے ہین۔ اور انکا مطلب خود مشرح ہے

	ترکش عمرش تہی شد عمر رفت	از دویدن در شکار سایہ تفت
ترجمہ	عمر سب کہوئی گمان باطل ہوا	سعی بے حاصل سے کیا حاصل ہوا

شرح۔ یعنے جسطرح سایہ کا شکار کرنے والے کی عمر کا ترکش خالی ہوگیا۔ اور عمر برباد ہوگئی یا سایہ کے پیچہے دوڑنے سے گہلگئی۔ اسیطرح صاحب خیالات باطلہ کی تمام عمر ضایع ہو جاتی ہے اور اُسکو کچہ حاصل نہین ہوتا۔

	سایۂ یزدان چو باشد دایہ اش	وا رہاند از خیال و سایہ اش
ترجمہ	سایۂ حق جسکے حق مین دایہ ہے	اُسکو کب فکر خیال و سایہ ہے

شرح۔ سایۂ یزدان۔ بمعنے ولی و مرشد کامل اور دایہ سے مراد مربی ہے یعنے اولیاء اللہ اگر اُسکا مربی اور دایہ بنکر اُسکو شیر معرفت حق پلائین تو دنیادار اپنے خیال باطل اور سایہ لاحاصل سے باز رہ سکتا ہے۔ ولی کو سایہ اسلیئے کہا کہ جسطرح دایہ کا دودہ ممد حیات جسمانی ہے۔ اسیطرح ولی کا ارشاد اور افاضہ ممد حیات روحانی ہے خیال و سایہ سے ممکنات بہی مراد ہو سکتے ہین

	در تحریص متابعت ولی مرشد	
ترجمہ	ولی مرشد کے اتباع کی ترغیب کا ذکر	
	سایۂ یزدان بود بندہ خدا	مردۂ این عالم و زندہ خدا
ترجمہ	بندۂ حق سایۂ حق ہے ضرور	ایک کا ہوکر دو عالم سے نفور

شرح۔ ولی کو اسلیئے سایہ یزدان کہتے ہین کہ اُسنے اپنی بشریت اور وجود عارضی کو تجلیات الٰہی کے سامنے۔ فنا کر دیا ہے

اسلیئے ولی عالم دنیا کے اعتبار سے مُردہ ہے۔ اور عالم عقبے یا خدا کی نزدیک زندہ۔

	دامن او گیر زود تر بے گمان	تا رہے از آفتِ آخر زمان	
ترجمہ	اُسکا دامن تہام لے تو بیگمان	تا نہ آئے آفت آخر زمان	

شرح زود تر مخفف زود تر اور آخر زمان سے زمانۂ موت یا عالم عقبے مراد ہے۔

	کیف مدّ الظلّ نقش اولیاست	کو دلیل نور خورشید خداست	
ترجمہ	کیف مدّ الظلّ کے معنے ہین جدا	ہر ولی ہے نور خورشید خدا	

شرح۔ حدیث شریف مین آیا ہے اِنَّ لِلْقُرْاٰنِ ظَہْرًا وَّ بَطْنًا یعنے قرآنمجید کے ظاہر معنے بہی ہین اور باطن بہی اللہ تعالےٰ نے سورۂ فرقان مین فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ الآیہ۔ یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم یا ایمخاطب کیا تو نے اپنے رب کے فعل کیطرف نہین دیکہا کہ اُسنے کیونکر سایہ کو دراز کیا اور اگر چاہتا تو اُسکو ساکن کر دیتا پہر اُس پر آفتاب کو دلیل ٹہرایا پہر پوشیدہ طور پر اپنی طرف کہینچ لیا۔ مفسرین نے لکہا ہے کہ سپیدی صبح سے طلوع آفتاب تک بحکم الٰہی سایہ تمام عالم مین پہیلا رہتا ہے۔ اور آفتاب اُسکے پہچاننے کی دلیل اور اُسکے سمجہنے کی ایک تمثیل ہے اگر آفتاب نہوتا تو ہرگز اُسکے شناخت نہوسکتی۔ طلوع شمس کے بعد وُہ سایہ اپنے مرکز اصلی (اللہ تعالےٰ) کی طرف مقبوض ہو جاتا ہے اور آفتاب کا سایہ باقی رہجاتا ہے۔ پہلا سایہ جسکی بابت قرآن مجید مین ذکر ہے وُہ سایہ ہے جو صبح صادق کے وقت سے شروع ہو جاتا ہے۔ یہ اِس آیت کے ظاہر معنے ہین۔ اور باطن معنے مولانا قدس سرّہ نے بیان فرمائے ہین۔ یعنے کیف مدّ الظل سے نقش اولیا مُراد ہے اور نقش کے معنے وجود اولیا یا ارشاد کے ہین۔ اسصورت مین آیت کے یہ معنے ہین کہ ایمخاطب تو اپنے رب کے قدرت کی طرف دیکہہ کہ اُسنے وجود اولیا یا ارشاد اولیا کو کیونکر جہان مین پہیلایا جو نور ذات الٰہی کا اِسطرح رہبر ہے جسطرح آفتاب سایۂ صبح صادق کا۔ ظہور صبح سے طلوع آفتاب تک کا سایہ اور زمانہ تمام زمانون سے بہتر ہے کیونکہ اسوقت نہ زیادہ روشنی ہوتی ہے نہ زیادہ تاریکی جسمین ایسا سایہ ہمیشہ رہیگا اور آیت فی ظلٍّ ممدود کے یہی معنے ہین۔ بعض محققین نے ظل سے زمین کا سایہ یعنے رات کا اندہیرا مراد لیا ہے یعنے خدا نے رات کو زمین کا سایہ پہیلا کر عالم کو تاریک کر دیا مگر اِس تاریکی کو ہمیشگی نہین دی۔ بلکہ آفتاب کو روشن کر کے اُسکے پہچاننے کی دلیل قایم کر دی اشیاء اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہین اچہے سے بُرے اور گورے سے کالے کی شناخت جلد ہو جاتی ہے۔ یا سایہ سے زمانۂ فترت و جاہلیت اور آفتاب سے نور اسلام مُراد ہے۔ یعنے نبی آخرالزمان سے پہلے تمام زمانہ مین اندہیرا تہا لوگ ظلمت کفر و شرک سے گمراہ تہے اگر وہ غفلت ہمیشہ رہتی تو شاید حقیقی کا نور ہرگز نہ چمکتا۔ اسلیئے آفتاب اسلام نے طلوع ہو کر مخلوق کی رہبری کی۔ بعض کے نزدیک مدّ ظل سے حضرت رسالت پر سایۂ عصمت کا پہیلانا مُراد ہے اور آفتاب معرفت جو حضور کے قلب سے طلوع ہوا ہے اُسکی دلیل ہے واللہ اعلم بالصواب

	اندرین وادی مرو بے این دلیل		لا احب الآفلین گو چون خلیل
ترجمہ	چل نہ اس رستہ مین اے دل بے دلیل		لا احب الآفلین کہہ چون خلیل

شرح حضرت ابراہیم کا قصہ سورۂ انعام مین اسطرح ہے **فلما جن علیہ اللیل** الآیہ۔ یعنے جب رات ہوگئی تو حضرت ابراہیم نے ایک ستارہ دیکھا اور یہ کہا کہ میرا رب یہ ہے لیکن جب وہ غروب ہوگیا تو آپنے فرمایا کہ مین فنا ہونیوالے یا غایب ہونیوالی چیزون کو دوست نہین رکھتا۔ یہ آیت کے ظاہر معنے ہین۔ اور باطنی مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نے اپنے رب کا مشاہدہ مظہر کوکب یعنے ستارہ کے پردے مین کیا تھا۔ اور ہذا ربی کا اشارہ ظاہر کی طرف تھا نہ کہ مظہر کیطرف اسلیئے آپنے بعد غروب ستارہ ظاہر طور پر فرمادیا کہ مین مشاہدۂ رب کو کسی خاص مظہر کا مقید ہونا پسند نہین کرتا خلاصۂ شعر ہے کہ وادی سلوک مین بدون مرشد کامل کے قدم نرکھہ اور اس وادی کے مظاہر مین اگر تو جلوۂ حق دیکھہ لے تو حضرت ابراہیم کی طرح لا احب الآفلین کہہ۔ اور کسی خاص مظہر کا مقید نہ رہ بلکہ جمیع مظاہر سے عبور کرکے ذات حق مین فانی ہوجا۔ یہان سے ترک عشق مجازی کی تاکید بھی نکلتی ہے۔

	روز سایہ آفتاب را بیاب		دامن شمس تبریزی بتاب
ترجمہ	سایہ سے ڈھونڈ آفتاب اے دوست کام		چلکے دامن شمس تبریزی کا تھام

شرح سایہ سے مرشد کامل اور آفتاب سے آفتاب حقیقت مراد ہے۔ اور دوسرے مصرع مین لفظ آفتاب سے مراد شمس الدین تبریزی کی طرف انتقال کیا گیا ہے بتاب بمعنے بگیر

	رہ مدانی جانب این سور و عرس		از ضیاء الحق حسام الدین بپرس
ترجمہ	راہ عرفان مردم حق بین سے پوچھہ		چل ضیاء الحق حسام الدین سے پوچھہ

شرح سور بمعنے فرح یعنے نشاط عشق حقیقی اور عرس لیتے دولہن سے مولانا شمس الدین مراد ہین۔ کیونکہ الاولیاء عرائس اللہ مشہور مقولہ ہے مطلب شعر یہ ہے کہ اے مخاطب اگر تو عشق حقیقی یا شمس تبریزی تک پہنچنے کا رستہ نہین جانتا تو ضیاء الحق حسام الدین سے پوچھہ لے کیونکہ وہ محرم اولیا مین ولایری العرائس الا المحارم اور دولہن کو وہی لوگ دیکھہ سکتے ہین جو محرم ہین مولانا قدس سرہ نے یہان شمس الدین تبریزی اور مولانا حسام الدین رح کا ذکر کیا ہے اور کسر نفس کے باعث اپنے ذات بابرکات کو چھوڑکر اس طرف اشارہ فرمادیا ہے کہ بعد مولانا شمس الدین تبریزی رحکے مولانا حسام الدین رح خلیفہ ہین اگر طالب مولانا شمس الدین کو نپائے تو مولانا حسام الدین سے تصوف حاصل کرے اور انکو بھی نپائے تو اس مثنوی سے اصلاح باطن کی کوشش کرنی چاہیئے۔ خاکسار شارح مثنوی اس مقام پر بسبابہ بعبت روحانی یہ کہہ سکتا ہے کہ اگر مثنوی شریف بسبب دقائق اسرار سمجھ مین نہ آتی ہو تو اس مختصر شرح سے طالب حق راہ سلوک معلوم کرے اور اس خاک قدم درویشان کے حق مین بقا بعد الفنا کے دعا کرے۔

	ور حسد گیرد ترا در رہ گلو	در حسد ابلیس را باشد غلو
ترجمہ	چل اُو دہر کو گو حسد پکڑے گلو	دیکھہ شیطان کو حسد مین ہے غلو

شرح۔ حسد بمعنے بدخواہی۔ وتمنائے زوال نعمت وفضیلت غیر غلو زیادتی وطغیانی یہ شعر پہلے شعر سے متعلق ہے۔ یعنے ایمخاطب اگرچہ حسد خدا کے رستہ مین تیرا گلوگیر ہو مگر تو اس راہ کو ضیاء الحق حسام الدین ہی سے پوچھہ کیونکہ حسد کرنا ابلیس کا طریقہ ہے جسکا نتیجہ سوائے محرومی کے اور کچھہ نہین نکلتا۔

	کو ز آدم ننگ دارد از حسد	با سعادت جنگ دارد از حسد
ترجمہ	اُسکو ہے بہر حسد آدم سے ننگ	اور سعادت سے ہے اُس حاسد کو جنگ
	عقبۂ زین صعب تر در راہ نیست	اے خنک آن کش حسد ہمراہ نیست
ترجمہ	راہ حق مین ہے یہ گہاٹی سب سے بد	ہے وہی اچھا نہو جسمین حسد
	این جسد خانۂ حسد آمد بدان	از حسد آلودہ باشد خاندان
ترجمہ	ہے حسد کا گہر جسد اے نکتہ دان	ہے ملوث اس سے سارا خاندان

شرح۔ یعنے جسد انسانی گویا حسد کا گہر ہے اسی سبب سے اس جسد کا تمام خاندان (مثلاً عقل وحواس وفکر) حسد مین ملوث ہین

	خانمانہا از حسد گردد خراب	باز شاہی از حسد گردد غراب
ترجمہ	خانمان لاکہون حسد سے ہین خراب	باز شاہی اس سے ہوتا ہے غراب

شرح۔ غراب کوّے کو کہتے ہین مطلب یہ کہ حسد سے آدمی نہایت دلیل اور ادنے مرتبہ کا ہو جاتا ہے۔

	گر جسد خانۂ حسد باشد ولیک	آن جسد را پاک کرد اللہ نیک
ترجمہ	گو حسد کا گہر ہے انسان کا جسد	پاک کر دیتا ہے اللہ الصمد

شرح۔ لفظ نیک پاک کرد سے متعلق ہے۔ یعنے اگرچہ مطلقاً بدن انسانی حسد کا گہر ہے مگر بعض جسد کو اللہ تعالے نے اس سے اچھی طرح پاک کر دیا ہے۔ اور وہ انبیا اور اولیا کے جسد ہین۔

	طہرا بیتی بیان پاکیست	گنج نورست ار طلسم خاکیست
ترجمہ	طہرا بیتی ہے پاکی کا بیان	ہے خزانہ نور کا اسمین نہان

شرح۔ سورۂ بقر مین یہ آیت ہے وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ۔ یعنے ہمنے ابراہیم اور اسمعیل ع کے ذمہ یہ کام کر دیا تہا کہ میرے گہر (کعبہ) کو پاک کرو۔ مولانا قدس سرہ باطنی طور پر اس آیۃ کے یہ معنے کہتے ہین کہ ان دونون پیغمبرونکو یہ حکم ہوا تہا۔ کہ تم اپنے قلب کو (جو ایک قسم کا جسد اور بیت اللہ ہے) برے اخلاق مثلاً حسد تکبر اور بخل سے پاک کرو۔ کیونکہ یہ جسد یعنے قلب نور الٰہی کا خزانہ ہے۔ اگرچہ خاک کا بنا ہوا ہے۔ لفظ ار بمعنے اگرچہ اور طلسم

	چون کنی با بے حسد مکر و حسد		زان حسد دل را سیاہی ہا رسد
ترجمہ	بے حسد سے تو جو رکھے گا حسد		دل سیہ ہو جائے گا بے ریب و حد
	خاک شو مردان حق را زیر پا		خاک بر سر کن حسد را ہیچ ما
ترجمہ	پائے مردان خدا مین خاک ہو		جھوڑ دے مکر و حسد کو پاک ہو

شرح۔ کیونکہ حسد کا انجام بُرا ہے جیسا کہ اُس وزیر پر وزیر کا ہوا اور پہلے شعر مین بے حسد سے مراد اولیا ہین

	در بیان حسد کردن وزیر جہود
	یہودی وزیر کے حسد کرنے کا ذکر

	آن وزیرک کز حسد بودش تراد		تا بباطل گوش و بینی باد داد
ترجمہ	ایک پتلا تہا حسد کا وہ وزیر		ناک کان اپنے دیے سب نا گزیر

شرح۔ باد بمعنے برباد۔ یعنے اُس وزیر نے یہانتک حسد کیا کہ خیال باطل یا مذہبی تعصب کے پیچھے اپنے کان ناک برباد کر دیئے یہ رائی شگون کو اپنی ناک کٹائے اور انجام کار خودکشی کی اور لاکہونکو گمراہ کر دیا۔

	ہر کسے کو از حسد بینی کند		خویش را بے گوش و بے بینی کند
ترجمہ	حکم حق سے جو کوئی منکر ہوا		گوش و بینی دیکے وہ کافر ہوا

شرح۔ پہلے مصرع مین کند بفتح الکاف ہے اور دوسرے مین بضم الکاف۔ بینی کندن و بینی زدن بمعنے انکار کردن آیا ہے۔ یعنے جس شخص نے احکام انبیائے عظام اور ارشاد اولیائے کرام سے انکار کیا۔ گویا اُسنے اپنے کان ناک سب کاٹ دیئے۔ کیونکہ وہ کانون سے اُنکے احکام و ارشاد کو سُننا نہین چاہتا اور ناک سے اُنکے کلمات طیبات کی خوشبو نہین لیتا

	بینی آن باشد کہ او بوئے برد		بوئے او را جانب کوئے برد
ترجمہ	ناک وہ ہے جس مین آئے بوئے حق		اور وہ بو لیجائے سوئے کوئے حق

شرح۔ یعنے ہماری مراد بینی سے یہ ظاہری ناک نہین ہے بلکہ وہ بینی ہے جو اہل حق کے کلمات طیبات کی خوشبو سے مستفیض ہوتی ہے اور یہ خوشبو اُس صاحب نیکی کو چہ محبوب تک لیجاتی ہے اس بینی کا نام اہل تصوف کے نزدیک معنوی بینی یا قوت شامۂ قلبیہ ہے۔ یعنے دل کی ایسی قوت جو بوے اسرار کو معلوم کر سکتی ہے۔

	ہر کہ بویش نیست بے بینی بود		بوے آن بویست کو دینی بود
ترجمہ	جسمین یہ خوشبو نہو۔ بینی نہین		بُو نہین بد بو ہے۔ جو دینی نہین

شرح۔ یعنے جس شخص کی معنوی بینی مین محبوب کے خوشبو نہین پہنچتی وہ گویا بے بینی ہے۔ کیونکہ بینی سے جو مقصود تہا وہ حاصل نہوا۔ بس تو ایسی بینی کا ہونا نہونا برابر ہے اور یہ جو ہمنے کئی جگہ لفظ بو کہا ہے اس سے ظاہری

عطر وغیرہ کی خوشبو مراد نہین بلکہ دینی بو مراد ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ جس شخص کی معنوی بینی مین بوے دینی جا پہنچی وہ محبوب تک واصل ہوگیا۔ مگر اِس وصول کے لیے ایک شرط اور بہی ہے جسکا بیان اگلے شعر مین ہے

	چونکہ بوئے برد و شکر آن نکرد	کفر نعمت آمد و بینش خورد	
ترجمہ	کافر نعمت ہو جو لیکر یہ بو	ہے وُہ اپنے گوش و بینی کا عدو	

شرح۔ یعنے معنوی بینی تک بوے محبوب پہنچنے کے بعد اِس نعمت کا شکریہ ادا نہ کرنا کفران نعمت ہے اور ایسا کافر نعمت گویا نکٹا ہے۔ بینی خوردن بمعنے بینی بریدہ شدن۔ یعنے کفران نعمت کے باعث اللہ تعالے اُسکے معنوی بینی کو چہین لیتا ہے۔ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ۔ اگر تم شکر کروگے تو مین نعمت کی زیادتی کرونگا اور اگر کفران نعمت کروگے تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔ نکتہ یہان سے یہ نکلتا ہے کہ عارف کامل کا فرض ہے کہ مرتبۂ عرفان حاصل ہونیکے بعد دوسرون کو صدق و اخلاص کے ساتہ خدا کا رستہ بتائے (یہ بوئے معرفت کا شکریہ ہے) اگر مکر و فریب سے کام لیگا تو ناک کٹ جائیگی۔ (مرتبۂ عرفان سلب ہوجائیگا) اور وُہ حال ہوگا جو وزیر مکار کا ہوا

	شکر کن مر شاکران را بندہ باش	پیش ایشان مُردہ شو پایندہ باش	
ترجمہ	شکر کر اور شاکرون کا بندہ ہو	اُنکے آگے مرکے تو پایندہ ہو	

شرح۔ یعنے اولیاء اللہ کا غلام رہ اور کمال تواضع سے اُنکے ساتہ پیش آ اور اُنکے روبرو مُردہ بنا رہ اپنے نفس کے کچہ ہستی نہ سمجہ یعنے فنا فی الشیخ ہوجا۔ اِس فنا کے بعد تجکو مرتبۂ بقا حاصل ہوجائیگا۔

	چون وزیر از رہزنی مایہ مساز	خلق را تو بر میاور از نماز	
ترجمہ	رہزنی پیشہ نہ بن شکل وزیر	منع نیکی سے نہ کر اے دلپذیر	

شرح۔ یعنے وزیر مکار کے طرح ڈاکا ڈالکر مال جمع نکر۔ یا یہ کہ رہزنی کو اپنی پونجی نہ بنا اور خلقت کے دکھانیکے لیے نماز نہ پڑہ۔ کیونکہ یہ مکر اور فریب ہے دوسرے مصرع کے معنے دو طرح ہوسکتے ہین اوّل یہ کہ بر میاور بمعنے ادا مکن ہے اور از حرف زائد یعنے خلقت کے دکہانیکے لیے نماز نہ پڑہ۔ دوم یہ کہ بر میاور بمعنے منع مکن ہے یعنے مخلوق کو نماز سے منع نہ کر۔ کیونکہ از راہ مکر دوسرون کو ادائے عبادت کی نصیحت کرنی اور خود عمل نہ کرنا گویا اُنکو منع کرنا ہے ایسی نصیحت کا اثر ہرگز نہین ہوتا۔ ناصح پر فرض ہے کہ خود عمل کرکے دوسرونکو نصیحت کرے۔

	فہم کردن حاذقان نصارے مکر وزیر را	
ترجمہ	نصارے کے دانا لوگون کا وزیر کے مکر کو پہچان لینا	

	ناصح دین گشتہ آن کافر وزیر	کردہ او از مکر در لوزینہ سیر	
ترجمہ	ناصح دین تہا وزیر پر دغل	اور تہا حلوے مین لہسن یہ عمل	

لوز بنیہ طولے لوز۔ سیر لہسن و سیر ورز دینہ کردن بمعنے بسیار بکردن۔ بڑا ہانکنا کرنا۔

	ہر کہ صاحب ذوق بود از گفت او		لذتے میدید و تلخی جفت او
ترجمہ	جانتے تھے اہل ذوق وراستاران		اُسکی میٹھی باتون مین ہین تلخیان

شرح۔ یعنے جو شخص فصلے مین سے صاحب ذوق اور حاذق تہا اُسے معلوم ہوگیا تہا کہ وزیر کا ظاہر کلام تو اچہا ہے مگر باطن مین بُرا ہے اسیطرح جہوٹی صوفی ظاہر مین تو خلقت کو طریق فنا و بقا تعلیم کرتے ہین مگر باطن مین اُنکا مقصود دنیا طلبی اور گمراہی ہے۔ طالبان حاذق اسکو پہچان لیتے ہین۔

	نکتہا میگفت او آمیختہ		در جلاب و قند زہرے ریختہ
ترجمہ	اُسکا ہر نکتہ خدا کا مہتر تہا		قند مین پوشیدہ گویا زہر تہا

شرح۔ یعنے وزیر کلمات حکمت مخلوط باغراض دنیا کہتا تہا گویا جلاب و قند مین زہر ملا رکہا تہا۔ یعنے ظاہر خلاف باطن تہا۔ جلاب بمعنے شربت جو قند اور گلاب سے بنتا ہے۔

	ہان مشو مغرور زان گفت نکو		زانکہ دارد صد بدی در زیر او
ترجمہ	گفتگوئے نیک سے دہوکا نہ کہانا		ہوتی ہے بعضی بدی نیکی نما

شرح۔ یعنے مکارون کی نرم نرم اور بظاہر نیک باتون سے دہوکا نہ کہانا۔ کیونکہ یہ ظاہر کی نیک گفتگو بہت سے بدیان اپنے باطن مین لیے ہوے ہے۔ مکارونکا ظاہری قول باطن کے خلاف ہوتا ہے

	او چو باشد زشت گفتش زشت دان		ہر چہ گوید مردہ آنرا نیست جان
ترجمہ	بدکہے جو کچہ وہ بدہے مہربان		قول مین مردہ کے کب ہوتی ہے جان

شرح یعنے مقولہ کا اعتبار قائل کے اعتبار سے ہے یہ بُرا ہے تو وہ بہی بُرا ہے اور یہ اچہا ہے تو وہ بہی اچہا ہے دوسرے مصرع مین مُردہ سے وہ شخص مراد ہے جسکا دل اوصاف ذمیمہ (کفر و نفاق کبر و مکر) سے تاریک اور مُردہ ہوگیا ہو۔ ایسے شخص کا قول بیشک مُردہ اور ناکارہ ہوگا

	گفت انسان پارۂ انسان بود		پارۂ از نان یقین دان نان بود
ترجمہ	قول انسان پارۂ انسان ہے		پارۂ نان مردنادان نان ہے

شرح۔ یعنے انسان کا مقولہ گویا اُسکا ایک جزو ہے کیونکہ اُسی کے زبان سے نکلا ہے۔ اسلیئے جو حال انسان کا ہے وہی اُسکے مقولہ کا اچہے کا قول اچہا ہوتا ہے مگر بُرے کا بُرا دوسرا مصرع پہلے مصرع کی توضیح ہے بطریق تمثیل یعنے روٹی کا حال ایک ٹکڑے سے معلوم ہوجاتا ہے۔ جیسا روٹی کا ٹکڑا ہوگا ویسی ہی تمام روٹی ہوگی اسیطرح ہر انسان کے اقوال اُسکی نیکی بدی کی شناخت اور بُرائی بہلائی پہچاننے کی دلیل ہین

	زان علی فرمود نقل جاہلان	بر مزابل ہمچو سبزہ است اے فلان
ترجمہ	اسلیئے ہے قول شاہِ لافتا	قول جاہل سبزہ ہے سرگین کا

شرح حضرت علی نے فرمایا ہے نعم الجاہل کروضۃ مزبلۃ جاہل کی نعمتین ایسی ہین جیسا ناپاک جگہ مین سبزہ مزابل جمع مزبلہ جائے نجاست و سرگین وغیرہ چونکہ قول بہی ایک بہت بڑی نعمت ہے اسلیئے مولانا قدس سرہ نے نعمت سے قول مراد لیا ہے شعر مین نقل بمعنے قول ہے۔

	بر چنان سبزہ ہر آنکو بر نشست	بر نجاست بیشکے بنشستہ است
ترجمہ	جو نہین ہے ایسے سبزہ سے نفور	بیٹہہ جاتا ہے نجاست پر ضرور

شرح یعنے جو شخص ایسے سبزہ پر جا بیٹہا۔ جسکے نیچے نجاست چہپی ہوی ہے تو گویا وہ نجاست ہی پر بیٹہا ہے مطلب یہ ہے کہ جاہل شخص کا قول ایسا ہے جیسا سبزہ سرگین مین یعنے اسکا ظاہر و باطن ایکسان نہین ہے۔ پس جو شخص دہوکا کہا کر اس سبزہ پر بیٹہہ گیا یعنے جاہل کے قول کا اعتبار کر لیا وہ گویا نجاست پر بیٹہہ گیا۔ یعنے بجاے ہدایت کے گمراہی کے نجاست مین ملوث ہو گیا۔

	بایدش خود را بشستن از حدث	تا نماز فرض او نبود عبث
ترجمہ	چاہیئے پہلے وضو اے مقتدا	تا نماز فرض ہو تیری ادا

شرح یعنے اسکو چاہیئے کہ اپنے آپ کو گمراہی کے نجاست سے پاک کرے تاکہ اسکی نماز فرض (معرفت الہی) باطل نہو جائے مطلب یہ کہ جاہل کے اقوال اور اسکے صحبت سے ہمیشہ پرہیز کرنا چاہیئے۔

	ظاہرش میگفت در رہ چست شو	در اثر میگفت جان را سست شو
ترجمہ	ظاہرا کہتا تہا تم ہو جاؤ چست	اور منشا تہا کہ ہون سب دین سے سست

شرح یعنے وزیر کا ظاہر کلام تو سامع سے یہ کہہ رہا تہا کہ طریق حق مین چست و چالاک رہ مگر کلام کا باطنی اثر یہ کہتا تہا کہ اے روح راہ سلوک بڑا مشکل رستہ ہے تو اس پر نہ چل اور سستی اختیار کر بیکار محنت نہ اٹہا۔

	ظاہر نقرہ گر اسپید ست و نو	دست و جامہ مے سیہ گردد ازو
ترجمہ	گرچہ چاندی ہے سفید اے رشک ماہ	ہاتہہ اور کپڑے کو کرتی ہے سیاہ

شرح نو بمعنے جید یعنے کہرا یعنے بظاہر چاندی کیسی سفید اور کہری معلوم ہوتی ہے لیکن اسکے باطنی اثر سے ہاتہہ اور کپڑا سیاہ ہوتا جاتا ہے یہی حال مکارون کے مقولہ کا ہے کہ ظاہر کچہ ہے اور باطن کچہ۔ یہ شعر پہلے مضمون کی تمثیل ہے

	آتش ار چہ سرخ رویست از شرر	تو ز فعل او سیہ کاری نگر
ترجمہ	آگ گرچہ سرخ آتی ہے نظر	فعل ہے اسکا سیہ کاری مگر

شرح یعنے آگ بظاہر انگارون کے سبب سرخ معلوم ہوتی ہے۔ مگر اے مخاطب تو اسکے افعال کی طرف دیکہہ لے۔

کہ کیسی سیہ کاری ہے۔ نسل سیہ کاری تو یہ ہے کہ خود دیو ہین کے ساتہ مخلوط ہے دوم یہ کہ جس چیز پر گرتی ہے اُسکو جلاکر خاک سیاہ کردیتی ہے۔ یہ مضمون سابق کے دوسرے تمثیل ہے یعنے جہوٹے مدعیون کے افعال و اقوال بہی اسیطرح کے ہین جسطرح آگ کے فعل ہوتے ہین۔

	برق اگرچہ نور آید در نظر		لیک ہست از خاصیت زو در بصر
ترجمہ	برق گو ظاہر مین ہے نور نظر		ہے مگر کور خود و زد بصر

شرح۔ بجلی اگرچہ نور معلوم ہوتے ہی لیکن اُسکے خاصیت ہے کہ اُسکے طرف دیکہنے والیکو کچہ نظر نہین آتا بلکہ آنکہین چکاچوند ہوجاتے ہین۔ اسیطرح جہوٹا شیخ جو نورانی ڈاڑہی اور سفید کپڑون سے بظاہر منور نظر آتا ہے طالبان غیر حاذق کے آنکہون مین خاک ڈالکر اپنی غرض دنیوی حاصل کرلیتا ہے اُسی مضمون کی میسری تمثیل ہے۔

	ہر کہ جز آگاہ و صاحب ذوق بود		گفت او در گردن او طوق بود
ترجمہ	اُن مین جو نا آشنائے ذوق تہا		قول اُسکا اُنکے حق مین طوق تہا

شرح۔ یعنے نصارے مین جو شخص غیر آگاہ اور غیر صاحب ذوق تہا وزیر کا کہنا اُسکے گلے کا طوق ہوگیا تہا یعنے عوام نصارے اُسکا اتباع کرنے لگے تہے۔

	مدت شش سال در ہجران شاہ		شد وزیر اتباع عیسے را پناہ
ترجمہ	چہہ برس تک چہوڑکر شہ کو وزیر		یون رہا عیسائیون کا دستگیر
شرح	دین و دل را کُل بدو بسپرد خلق		پیش نہی وامر او پے برد خلق
ترجمہ	دین و دل سب اُسکو سونپا خلق نے		جو کہا اُسنے وُہ مانا خلق نے

شرح۔ یعنے عوام نصارے اُسکی غایت درجہ کی اطاعت کرتے تہے بادشاہ یہود سے الگ رہکر چہہ برس مین اُسنے تمام عوام نصرانیون کو اپنا مُرید کرلیا تہا۔ اسکے بعد بادشاہ یہود نے وزیر کو ذیل کا پیغام بہیجا

	پیغام شاہ یہود نے بسوے وزیر پر تزویر		
ترجمہ	بادشاہ یہود کا پیغام خفیہ طور پر وزیر مکار کے نام		
	درمیان شاہ و او پیغامہا		شاہ را پنہان بدو آرامہا
ترجمہ	شاہ مین اور اُسمین تہے خفیہ پیام		موجب تسکین شہ تہا اُسکا کام

شرح۔ یعنے شاہ یہود اور وزیر مکار کے مابین خفیہ خط و کتابت رہتے تہے اور چونکہ وزیر نے نصارے مین فتنہ و فساد ڈالنے کا اقرار کرلیا تہا اور اُسکے کوشش کررہا تہا اسلیئے بادشاہ کو تسلی تہی۔ بادشاہ کا یہ پیغام وزیر کیطرف ایسا ہے جیسا شیطان کا پیغام نفس امارہ کیطرف ہوتا ہے۔

	آخر الامر از برائے آن مراد	تا دہد چون خاک ایشان را بباد	
ترجمہ	آخر اس کارن کہ بر آئے مراد	اور مٹی دشمنون کی ہو ببار	
	پیش او بنوشت شہ کائے مقبلم	وقت آمد زود فارغ کن دلم	
ترجمہ	یہ لکھا شہ نے کہ اے مقبل وزیر	آگیا ہے وقت اب ہو دستگیر	
	زانتظامت دیدۂ و دل بر رہ ست	زین غمم آزاد کن گر وقت ہست	
ترجمہ	منتظر ہون مدتون سے شاد کر	اور اس غم سے مجھے آزاد کر	

شرح۔ یہ شعر قطعہ بند ہین یعنے آخر کا شاہ یہود نے اِس خیال سے کہ نصارے برباد ہو جائین وزیر مکار کو رجس سے پردہ خط و کتابت ہوتی تہی۔ یہ لکھا کہ مین تیری کارروائی کا ہر وقت منتظر ہون۔ نصارے تیرے مطیع ہو گئے ہین۔ پھر فتنہ انداز ہین دیر کیون لگا رکھی ہے۔

	گفت اینک اندرین فکرم شہا	کافگنم در دین عیسے فتنہا	
ترجمہ	بادشہ کو اُس نے یہ لکھا جواب	کر رہا ہون دین عیسے کو خراب	

شرح۔ یعنے وزیر نے جواب مین یہ لکھا کہ اے بادشاہ مین رات دن اسی کام مین لگا ہوا ہون کہ دین عیسوی مین فتنے ڈالون چنانچہ مین اپنے ارادہ مین جلد کامیاب ہونیوالا ہون۔

	بیان دروازہ سبط نصارے	
ترجمہ	نصارے کے بارہ فرقونکا بیان	

شرح۔ سبط فرزندزادہ و طائفہ فرزندان یعقوبؑ۔ یہان مطلق طائفہ مراد ہے بعض نسخون مین یہ سرخی نہین ہے

	قوم عیسے را بداند دارو گیر	حاکمان شان دہ امیر و دو امیر	
ترجمہ	قوم عیسے مین برائے دارو گیر	حاکمان وقت تہے بارہ امیر	

شرح نصارے مین ریاست و حکومت کرنیکے لیے بارہ امیر الگ الگ بارہ فرقون کے حاکم تہے۔ دارو گیر حکومت

	ہر فریقے مر امیرے را تبع	بندہ گشتہ میر خود را از طمع	
ترجمہ	بندہ تہا ایک ایک کا اِک اک فریق	اور طریق حرص تہا سب کا طریق	

شرح۔ تبع بفتحتین پیروی۔ و پیرو و پیروان یہان بمعنے پیرو ہے۔ میر مضاف امیر اور طمع سے اُمید اسباب دنیا مراد ہے

	آن دہ و آن دو امیر و قوم شان	گشتہ بندۂ آن وزیر بے نشان	
ترجمہ	ساری قومین اور وہ سارے امیر	ہو گئے یکلخت محکوم وزیر	

شرح۔ بے نشان ناشدنی۔ غارت ہونے کی قابل بددعا کا کلمہ ہے۔

	اعتماد جملہ بر گفتار او		اقتدائے جملہ بر رفتار او
ترجمہ	اُسکی باتون پر تھا سب کو اعتماد		اور تھا اُسکے چلن پر اعتقاد
	پیش او در وقت وساعت ہر اسیر		جان بدادے گر بدو گفتے کہ میر
ترجمہ	فوراً اُسکے آگے مرتا ہر اسیر		جان دینے کو اگر کہتا وزیر

شرح - یہی حال اُس سالک کا ہو جاتا ہے جو مرشد کامل کے اقتدا نہین کرتا - یعنے اُسکے وجود کے بارہ امیر حسد غضب رغبت حرص شہوت عجب عجلت کبر حقد تعصب بخل اہل بخل اُسکے بارہ فرقون (حواس خمسہ باطنہ وحواس خمسہ ظاہرہ اور قوت علمی اور قوت نظری) پر حاکم ہو جاتے ہین - اور ان امیرون پر مع ان فرقون کے نفس امارہ غالب آجاتا ہے - اور سالک کو راہ سلوک سے گمراہ کر دیتا ہے جسطرح اس وزیر نے نصاریٰ کو گمراہ کر دیا تھا -

	چون بخود کرد آن جہودک جملہ را		فتنۂ انگیخت از مکر و دہا
ترجمہ	معتقد جب اُسنے سب کو کر لیا		دین عیسےٰ مین کیے فتنے بپا

شرح - دہا - زیر کی وجودت فکر یعنے فن و فریب اور جہودک مین کاف تحقیر ہے بمعنے ذلیل یہودی -

	تخلیط وزیر در احکام انجیل و کرآن		
ترجمہ	وزیر کا احکام انجیل کو خلط ملط کر دینا اور اُسکا مکر		

	ساخت طومارے بنام ہر یکے		نقش ہر طومار دیگر سلکے
ترجمہ	لکھے بارہ نامے ایک اک سے جدا		نہی الگ ہر ایک مین راہ خدا

شرح - طومار نامہ و صحیفہ - یعنے وزیر نے ہر فرقہ کے نام ایک صحیفہ الگ تصنیف کیا - درانحالیکہ ہر صحیفہ کا مضمون دوسرے صحیفہ سے جدا تھا - ایک صحیفہ مین جس چیز کو جائز لکھا تھا دوسرے مین اُسی کو ناجائز بتایا تھا -

	حکمہائے ہر یکے نوع دگر		این خلاف آن زپایان تا بسر
ترجمہ	سب مین تھا باہم تناقض صاف صاف		وہ خلاف اسکے تھا یہ اُسکے خلاف

شرح توضیح مضمون سابق نکتہ فی الواقع ارباب تفرقہ کا یہی حال ہے کہ وہ اپنے مقتضاے نفس کی پیروی کرتے ہین اور طالبان حق کا یہ مقولہ ہے کہ لا نفرق بین احد من رسلہ یعنے تمام رسولون اور ساری آسمانی کتابون کو سچا جانتے ہین - اور یہ ظاہری اختلاف مربیون اور اختلاف زمانہ کے سبب ہے مثلاً ایک حدیث ہے کہ تناکحوا تناسلوا آپسمین نکاح کر دیا کرو تاکہ تمہاری نسل بڑھے اور دوسری حدیث مین ہے خیر اُمتی بعد المائتین خفیف الحاذ قالوا ومن خفیف الحاذ یا رسول اللہ قال من لا اہل لہ ولا ولد لہ یعنے میرے زمانے کے دو سو برس بعد میری اُمت مین سب سے بہتر وہ ہو گا جو ہلکی پیٹھ والا ہو صحابہ نے عرض کیا کہ ہلکی پیٹھ والا کون ہے حضور نے فرمایا جسکے اہل و

وعیال کچھ نہون اس سے ظاہر ہے کہ اختلاف زمانہ سے احکام مین بھی اختلاف ہوجاتا ہے

	دریکے راہِ ریاضت وجوع	رکن توبہ کردہ و شرطِ رجوع	
ترجمہ	ایک مین لکھا ریاضت اور وجوع	شرط ہے توبہ کی اور رکن رجوع	

شرح۔ یہان سے اُن مختلف صحیفون کے بعض مضامین کا بیان شروع ہوا ہے۔ جو وزیر باتدبیر نے اُن بارہ فرقون کے نام لکھے تھے۔ نکتہ مولانا قدس سرہ نے صحائف وزیر کے مضامین لکھنے مین بہت بڑا اعجاز کلام (الہام ربانی) دکھایا ہے یعنے اشعار مین ایسے الفاظ لائے ہین۔ جنکے دو معنے ہوسکتے ہین۔ ایک معنے سے نصیحت نکلتی ہے جو مولانا کا مقصود ہے اور اُسی شعر کے دوسرے معنون سے کجروی اور گمراہی پیدا ہوتی ہے جو وزیر پرتزویر کا مقصود تھا۔ چنانچہ اس شعر کے دو معنے ہین۔ اول یہ کہ ریاضت (مشقت برنفس بسبب اعمال حسنہ) اور بھوک توبہ قبول ہونے کا رکن اور رجوع الی اللہ کی شرط ہے کیونکہ ریاضت اور بھوک سے قلب منور ہوتا ہے اور خطوط نفسانی معدوم ہوجاتے ہین اسوقت توبہ سچے دل سے ہوگی اور غالبًا مقبول بھی ہوجائیگی۔ مطلب یہ کہ کسی حال مین سالک ریاضت کو نہ چھوڑے ورنہ حصول مقصود سے محروم رہیگا۔ یہ مولانا کا مقصود اور اس شعر کا صحیح مطلب ہے اور وزیر کا مطلب یہ ہے کہ ریاضت اور بھوک توبہ قبول ہونے کا رکن ہے لیکن چونکہ مکلف بھوک اور ریاضت کی طاقت نہین رکھتا۔ اسلئے اُسکو چاہیئے کہ ایسے توبہ کرنیسے باز رہے۔ یہ مقصود غلط اور سراسر وزیر کا دھوکا ہے

	دریکے گفتہ ریاضت سود نیست	اندرین رہ مخلصی جز جود نیست	
ترجمہ	ایک مین لکھا ریاضت ہے غلط	مخلصی ہے جود سے تیری فقط	

شرح یہ شعر بھی پہلے شعر کی طرح دو معنے رکھتا ہے مولانا کا مطلب یہ ہے کہ ریاضت سخاوت بغیر کسی کام کی نہین کیونکہ جب تک حُبِّ مال وجاہ باقی ہے ریاضت نیکی حاصل کرنیکا ذریعہ نہین ہوسکتی کیونکہ وہ ریاضت نہیں ہے جو بلا جود وسخاوت ہو اللہ تعالےٰ قرآن مجید مین فرماتا ہے **لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون** اسلئے سالک کو چاہیئے کہ جود اختیار کرے۔ تاکہ رفتہ رفتہ حبِّ دنیا دل سے جاتی رہی اور وزیر کا مقصود یہ ہے کہ ریاضت بالکل بیفائدہ چیز اور خواہ مخواہ کی مشقت ہے آدمی کو چاہیئے کہ اسکو ترک کرکے جود وبخشش اختیار کرے جیسا کہ اکثر فضول خرچ کرنیوالوں کی حالت ہے

	دریکے گفتہ کہ جوع وجود تو	شرک باشد از تو با معبود تو	
ترجمہ	ایک مین لکھا کہ جوع وجود سے	شرک لازم آئیگا معبود سے	
	جز توکل جز کہ تسلیم تمام	در غم و راحت ہمہ یکسان مدام	
ترجمہ	غیر تسلیم و توکل اے ہمام	رنج مین راحت مین ہے سب یکدوام	

شرح حسب شعر سابق اسمین بھی دو احتمال ہین۔ اول (جو مولانا کا مطلب ہے) یہ ہے کہ وہ ریاضت جود کا فاعل

اور متصدر تو اپنے آپ کو جانتا ہے۔ اسکو شرک سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ اسمین خودبینی بو پائی جاتی ہے۔ ریاضت وجود کا عجب یا تکبر شرک خفی ہے۔ اسلیئے سالک کو چاہیئے کہ ریاضت وجود مین مشغول بحق اور متوکل برحق رہے اور انکو بھی اپنے اور اعمال کے ساتھ اللہ کو سونپ دے اور یہ سمجھے کہ یہ ریاضت وجود گویا لاشئے ہے۔ قبول کرنا کرنا اسکے اختیار مین ہے آدمی پر توکل وتسلیم کی پابندی رخوشی ہو یا غم ہر حالت مین واجب ہے رنج وراحت مین توکل وتسلیم کو چھوڑ کر جزع فزع یا اسراف سے کام لیگا تو نفس کے مکر اور شیطان کے دام فریب کا شکار ہو جائے گا اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ جب ریاضت وجود شرک خفی ہٹیرے تو سالک کے لیے بجز تسلیم وتوکل اور کوئی چارہ نہین رہا اسلیئے ریاضت وجود کو چھوڑ کر صرف اللہ پر توکل کہنا چاہیئے۔ خواہ وہ غم مین رکھے یا راحت مین دوزخ مین جگہ دے یا بہشت مین مرشد توکل وتسلیم کے سوا ریاضت وغیرہ کا رستہ بتائے تو یہ اسکا مکر وفریب ہے۔

	در یکے گفتہ کہ واجب خدمت است		ورنہ اندیشۂ توکل تہمت است
ترجمہ	ایک مین لکھا کہ خدمت فرض جان		ورنہ تہمت ہے توکل کا گمان

شرح۔ اسکے بھی دو معنے ہین۔ مولانا کا مقصود یہ ہے کہ بندہ پر عبادت الٰہی واجب ہے۔ ورنہ بغیر عبادت کے توکل کرنا ناجائز ٹہریگا کیونکہ محض توکل بلا عبادت سے اسپر زندیق اور ملحد ہونیکی تہمت لگ سکتی ہے۔ اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ عبادت الٰہی واجب ہے اور چونکہ محذوم پر خادم کی مزدوری لازم ہو جاتی ہے۔ اسلیئے بالکل ہمین مطمئن رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالے ہماری خدمت وعبادت کا صلہ ضرور دیگا۔ ورنہ خدمت کیحالت مین توکل کرنا تہمت یعنے غلط بیانی ہے خادم کو قطعاً مزدوری ملنے کا امیدوار رہنا چاہیئے توکل کے کیا معنے۔

	در یکے گفتہ کہ امر ونہی ہاست		بہر کرون ہست شرح عجز ماست
ترجمہ	ایک مین لکھا کہ امر ونہی حق		عاجزی کا ہمکو دیتے ہین سبق
	قدرت حق را بدانیم آنزمان		تا کہ عجز خود ببینیم اندران
ترجمہ	قدرت وشان خدا مفہوم ہو		عجز اپنا گر ہمین معلوم ہو

شرح۔ دو احتمالون مین سے پہلا احتمال یعنے مولانا کا مطلب یہ ہے کہ شریعت مین جو اوامر ونواہی واقع ہین۔ یہ صرف عمل ہی کرنیکے لیئے نہین ہین۔ بلکہ ایک اور فائدے کے لیے بھی ہین وہ یہ ہے کہ جسوقت سالک اوامر ونواہی بجا لائیگا تو اسکا قلب ضرور منور ہوگا اور صفائی قلب سے وہ اسبات کو ضرور جان لیگا کہ مین اوامر ونواہی کو کماحقہ ادا نہین کر سکتا۔ اور اچھی طرح انکے بجا لانے سے عاجز ہون بس تو گویا احکامات شرعی ہمارے عجز کے شارح اور بیان کرنیوالے ہین۔ جیسا حدیث مین آیا ہے ما عبدناک حق عبادتک اے اللہ ہم کماحقہ تیری عبادت کرنیسے عاجز ہین اور دوسرا احتمال یعنے وزیر کا مطلب یہ ہے کہ شرعی اوامر ونواہی عمل کرنے کے لیے نہین ہین۔ بلکہ یہ احکام خود پکار پکار

کہہ رہے ہین کہ اے ہندو تم ہمارے بجالانے اور تکلیف شرعی اُٹھانے سے عاجز ہوا حسب قاعدہ یعرف الاشیاء باضدادہا۔ چیزین ضد سے پہچانی جاتی ہین انسان اپنے آپ کو عاجز جانے گا تو خدا کو قادر سمجھے گا۔

	دریکے گفتہ کہ عجز خود مبین		کفر نعمت کردن ست آن عجز ہین
ترجمہ	ایک مین لکہا کہ تو عاجز نہین		کفر نعمت جان لیسے اے مرد دین
	قدرت خود بین کہ این قدرت ازوست		قدرت خود نعمت او دان کہ ہوست
ترجمہ	تیری قدرت اُسکی قدرت ہے ضرور		تیری قدرت اُسکی نعمت ہے ضرور

شرح اسکے بہی دو معنے ہین مولانا کا مطلب یہ ہے کہ ایسا طلب اپنے آپ کو عاجز مطلق نہ جان۔ کیونکہ یہ جبریہ کا مذہب ہے۔ بلکہ یہ سمجہ کہ حق سبحانہ و تعالے نے تجکو قدرت کی نعمت دی ہے اسکا شکر ادا کر۔ اپنے آپ کو محض عاجز سمجہنا کفران نعمت ہے۔ سالک پر فرض ہے کہ اپنی قدرت کے مطابق عبادت بجالائے اور وزیر کا یہ مقصد ہے کہ بندہ عاجز نہین ہے۔ بلکہ اللہ تعالے نے اُسکو قدرت دی ہے۔ تو اُسکو چاہیے کہ اپنے آپ کو اپنے افعال پر اسطرح قادر سمجہے جسطرح اللہ تعالے اپنے افعال پر قادر ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک مولانا کے مقصود کے مطابق چوتہے مصرع کے یہ معنے ہین کہ اپنے قدرت کو اُسکی نعمت سمجہ کیونکہ وُہ یعنے اللہ تعالے ہُو ہے۔ یعنے اُسکی صفت ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن ہے۔ اور جسکی ایسی صفتین ہون وُہ منعم حقیقی ہے اُسکی نعمتون کا شکر ضرور بجالانا چاہیئے۔

اور وزیر مطلب کے موافق ضمیر ہُو (بمعنے ہمانست) قدرت حق کیطرف سے۔ یعنے تیری قدرت بعینہ اُسکی قدرت ہے،

	دریکے گفتہ کزین دو در گزر		بت بود ہر چیہ بگنجد در نظر
ترجمہ	ایک مین لکہا کہ اِن دونون کو چھوڑ		جو نظر مین ہے تری اُس بت کو توڑ

شرح۔ اسکے بہی دو معنے ہین۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اس عجز و قدرت کے جہگڑے سے درگزر نہ اپنے آپ کو پورا عاجز جان نہ پورا قادر کیونکہ اپنی ذات کو عاجز اور بقدرت اللہ قادر جاننا بہی اثنینیت سے خالی نہین اگر تو ہمیشہ عجز و قدرت کے معنون پر نظر رکہیگا۔ تو وُہ تیرے حق مین گویا بُت ہو جائینگے۔ اور خدا سے غافل کر دینگے کیونکہ حدیث مین آیا ہے کُلُّ ما الہاک عن اللہ فہو صنمک (جو چیز تجکو خدا سے غافل کر دے وُہ تیرے حقین بُت ہے اور وزیر کا مقصود باطل یہ ہے کہ اے شخص تو اپنے آپنے کو عاجز جان اور نہ قادر بلکہ سوفسطائی بنجا جسکا یہ مذہب ہے کہ حقیقۃ الاشیاء غیر ثابتہ (یعنے خارج اور واقع مین کوئی سے موجود نہین ہے) سب وہمی باتین ہین۔

	دریکے گفتہ ز عجز و قدرت		بگزری و ہر چیہ اندر فکرت
ترجمہ	ایک مین لکہا کہ اُنکے ذکر کو		چھوڑ دے دلمین نہ لا اِس فکر کو
	از ہوائے خویش در ہر ملتے		گشتہ ہر قومے اسیر زلتے
ترجمہ			

یہ دونو شعر اکثر نسخون مین نہین ہین اس سے معلوم ہوا کہ الحاقی ہین۔ اور اگر فی الواقع مثنوی کے ہین تو انکا وہی مطلب ہے جو پہلے شعر کا تہا یعنے مولانا فرماتے ہین کہ ایمخاطب عجز و قدرت کے جہگڑون اور ماسوا اللہ سے جو تیرے خیال مین آئے۔ درگزر ورنہ شرک خفی لازم آجائیگا جو خلاف طریقت ہے کیونکہ ہر قوم نے اپنی خواہش پر عمل کرنے سے لغزش کہائی ہے کسی نے پتہرون کو یا بتونکو خدا بنالیا ہے اور کسی نے اپنی خیالی خواہشونکو اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص عجز و قدرت اور ان دونون کے متعلق جسقدر شبہات تیرے ذہن مین پیدا ہون سب سے الگ رہ۔ کیونکہ اپنے آپ کو عاجز سمجہنا جبریہ کا مذہب ہے اور قادر جاننا قدریہ کا ان دونو نے اپنی خواہش پر عمل کرنیسے لغزش کہائی ہے اسلیئے دونو مردود ہین۔ بلکہ تو سوفسطائی بنجا نہ اپنے آپ کو عاجز سمجہ نہ قادر لا الی ہؤلاء ولا الی ہؤلاء۔ نہ اُدہر نہ اِدہر۔ یہ بلا کدہر

	در یکے گفتہ بکش این شمع را	کین نظر چون شمع آمد جمع را	
ترجمہ	ایک مین لکہا نہ پھونک اس شمع کو	دیکہہ لے شمع نظر سے جمع کو	
	از نظر چون بگذری و از خیال	کشتہ باشی نیم شب شمع وصال	
ترجمہ	بند کیون کرتا ہے تو چشم دماغ	نیم شب مین کیون بجہاتا ہے چراغ	

شرح ان شعرون کے بہی دو معنے ہین مولانا کا مطلب یہ ہے کہ اپنی شمع نظر کو اُن چیزون سے جو ظاہر مین دکہائی دیتے ہین دور مت کر۔ کیونکہ یہ سب چیزین مظاہر حق ہین۔ اگر تو انکو اپنی نظرون سے دور کردیگا تو مشاہدۂ حق سے محروم رہیگا۔ کیونکہ یہ نظر جماعت اولیاء اللہ کے لیے شمع کے مانند ہے اس سے راہ معرفت معلوم ہوتی ہے اور وزیر کا یہ مقصود ہے کہ چونکہ سب چیزین مظاہر حق ہین اسلیئے نظر کو ان سے دور نہ کرنا چاہیئے کیونکہ انکی رویت گویا رویت حق ہے بلکہ انکی پرستش کرنی چاہیئے کیونکہ یہ خدا تک پہنچا دیتی ہین

	در یکے گفتہ بکش باکے مدار	تا عوض بینی یکے را صد ہزار	
ترجمہ	ایک مین لکہا بجہا دے ہرزہ کار	تاکہ بدلا ایک کا ہو سو ہزار	
	کہ ز کشتن شمع جان افزون شود	لیلیت از صبر چون مجنون شود	
ترجمہ	تاکہ نور جان افزون اس سے ہو	تیری لیلی تجہپہ مجنون اس سے ہو	
	ترک دنیا ہر کہ کرد از زہد خویش	پیش آمد پیش او دنیا و بیش	
ترجمہ	جو کریگا ترک دنیا کا بہت	اُسکے آگے آئیگی دنیا بہت	

شرح۔ یہ تین شعر بہی دو معنے رکہتے ہین مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص اپنے شمع نظر کو ان ظاہری چیزون کے دیکہنے سے باز رکہہ۔ تاکہ اس ایک شمع نظر کے گل کرنے یعنے نظر کے روکنے کا عوض تجکو ہزار ہا بار ملے۔ یعنے تجلیات متواترہ حق نصیب ہون مولانا ایک جگہہ مثنوی مین فرماتے ہین۔

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند گر نہ بینی سر حق بر ما بخند

کس لئے کہ اس شمع نظر کے گل کرنے سے شمع روح روشن ہوجاتی ہے جسکی روشنی بہت زیادہ ہے مطلب یہ کہ جب آدمی ماسوے اللہ سے آنکھین بند کرلیتا ہے تو فی الواقع وصال حقیقی تک پہنچ جاتا ہے چوتھے مصرع کے یہ معنے ہین کہ ماسوے اللہ سے آنکھین بند کرنیکے باعث تو مرتبۂ عاشقی سے مرتبۂ معشوقی پر پہنچ جائیگا۔ اے مخاطب ظاہری چیزون کے نہ دیکھنے کے سبب شمع روح کے روشن ہونے اور کثرت تجلیات کی ایسی مثال ہے جیسے ترک دنیا اور زہد کہ زاہد دنیا کو چھوڑتا جاتا ہے اور وہ زیادہ زیادہ اُسکے پاس آتی جاتی ہے۔ اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ ان مظاہر کو نہ دیکھنے کیوجہ سے مشاہدۂ حق کی اُمید ہے۔ جو تیرے لئے غیر ضروری بات ہے نیز دنیوی چیزون پر نظر نہ ڈالنے یہ فائدہ ہوگا کہ لوگ تارک الدنیا سمجھکر تیری طرف رجوع کرینگے اور نذر نیاز لائینگے۔ ایک نہ دیکھنے کی تکلیف اُٹھاکر ہزار طرح کے فائدے ہونگے۔ کہ دنیا کو از راہ مکر بہ نیت حصول دنیا چھوڑ دینا چاہیئے۔ اسصورت مین وہ ضرور حاصل ہوگی۔ اور بہت زیادہ ملیگی۔ یہ مطلب سراسر حقانیت سے دور اور مکر و فریب ہے۔

	دیگے گفتہ کہ آنچہ داد حق		بر تو شیرین کرد در ایجاد حق
ترجمہ	ایک مین لکھا ہے جو داد حق		خاص ہے تیرے لیے ایجاد حق
	بر تو آسان کرد و خوش آنرا بگیر		خویشتن را در مفگن در زحیر
ترجمہ	تجھپہ جو آسان ہو کر اُسپر عمل		رنج مین پڑتا ہے کیون اے بے خلل

شرح دونو معنون مین سے مولانا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو کچھ تجکو دیا ہے اور عالم ایجاد مین تجھپر جاری کردیا ہے اُسپر راضی اور صابر رہ کیونکہ رضا بالقضائے حق واجب ہے۔ زیادہ طلبی نکر اور اپنے آپ کو رنج اور مشقت زیادہ طلبی مین نہ ڈال کیونکہ کسی کو تقدیر الٰہی سے زیادہ نہین ملسکتا۔ اور وزیر کا یہ مقصود ہے۔ کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے ایجاد کیا ہے۔ اور تجھپر اُسکا حاصل کرنا آسان کردیا ہے اُسکو حاصل کر اور اپنے آپ کو رنج ترک منہیات مین نہ ڈال اور جو چیز شریعت مین آسان ہو اُسکو اختیار کر۔ اور مشکل یعنے تکلیف کی چیز کو چھوڑ دے۔ حالانکہ یہ مذہب اباحیہ کا ہے جو سراسر الحاد ہے زحیر بمعنے مرض یعنی مگر عرف و استعمال مین بمعنے ناخوشی اور آزردہ و ناخوشی و آزردگی یہان بمعنے [illegible]

	دیگے گفتہ کہ بگذار آن خود		کان قبول طبع تو زشت و بد
ترجمہ	ایک مین لکھا ہے کہ خود رائی کو چھوڑ		رد قبول طبع ہے منہ اُس سے موڑ
	راہہا ئے مختلف آسان شدہ		ہر یکے را ملتے چون جان شدہ
ترجمہ	ہوگئی ہین اُس سے راہین مختلف		کیونکہ ہین لوگونکی چاہین مختلف
	گر مسیر کردن حق رہ بدے		ہر جہودے گبرزان اگہ بدے
ترجمہ	راہ حق ہوتی ہر آسانی اگر		ہر یہودی گبر ہوتا باخبر

شرح۔ آن فارسی مین مال و ملکیت کو کہتے ہین لیکن یہان بمعنے مقتضائے طبیعت ہے کیونکہ ہر شخص کو اپنی طبیعت پر اختیار رکہتا ہے اس لحاظ سے اُسکی طبیعت گویا اُسکی ملکیت ہے قبول بمعنے مقبول ہے اور رد بمعنے مردود۔ مختلف راہون سے مختلف قومون کے جدا جدا طریقے مراد ہین ان شعرون کے بہی حسب سابق دو معنے ہین۔ پہلے معنے جو مولانا کا مطلب ہے طریقت اور شریعت کے مطابق ہین اور وزیر کا مقصود سراسر الحاد ہے۔ چنانچہ مولانا کا مطلب یہ ہے کہ اے شخص اپنے مقتضائے طبیعت اور خواہش نفسانی کو چھوڑ کیونکہ جو شے مقتضائے طبیعت اور مقبول طبع ہے وہ مردود اور بری ہے بلکہ پابند شریعت رہ اسلیئے کہ طبیعت اباحت اشیا اور رخصت کیطرف مائل ہے اور مقتضائے طبائع کے سبب مختلف اور ٹیڑہی راہین نفسون پر آسان ہوگئین ہین اور ہر شخص اپنی طبع کے موافق اپنی ہوائی ملت کا پابند ہوگیا ہے۔ تیسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ اگر کسی قوم یا شخص کے لیے تیسیر حق (اللہ تعالے کا کسی مذہب پر چلنے کو آسان کر دینا اور اُسکا سامان مرحمت فرمانا) مذہب حق ہو جاتا تو ہر کافر اُس مذہب حق سے آگاہ ہوتا حالانکہ کافر مذہب حق سے شیر آگاہ ہین مگر انہین اپنے مذہب پر چلنے کے بڑے بڑے سامان عنایت ہوے ہین۔ بس تو معلوم ہوا کہ بلا پابندی شرع جس چیز پر عمل کرنا آسان ہے وہ آسانی مذہب حق کی دلیل نہین ہوسکتی۔ اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ اپنے مقتضائے طبیعت پر عمل نہ کر کیونکہ مقتضائے طبیعت پر عمل کرنے سے مختلف راہین پیدا ہوگئی ہین قومون مین برابر جنگ و جدال جاری ہے تو بہی مقتضائے طبیعت پر عمل کریگا تو جنگ و جدل مین مبتلا ہو جائیگا۔ بس تو انمخاطب تو جم غفیر اور جماعت کثیر کا تابع ہو جا جو وہ کرین وہ تو کر۔ اگرچہ فعل معصیت ہو۔ اور جس چیز کو وہ نہ کرین اُسنے تو بہی باز رہ۔ اگرچہ طاعت ہو کیونکہ مقتضائے طبع اور تیسیر حق اگر مذہب حق ہوتا تو ہر شخص مذہب حق سے آگاہ ہوتا حالانکہ مذہب حق سے ہر شخص آگاہ نہین ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقتضائے طبیعت مذہب حق نہین ہوتا بلکہ مذہب حق وہی ہے جسپر جماعت کثیر عمل کر رہی ہے خواہ اُسکا اجتماع معصیت پر ہو یا طاعت پر۔

	در یکے گفتہ میسر آن بود	کہ حیات دل غذائے جان بود
ترجمہ	ایک مین لکہا کہ وہ آسان ہے	جو حیات دل غذائے جان ہے
	ہر چہ ذوق طبع باشد چون گزشت	بر نیارد ہمچو شورہ ریع و کشت
ترجمہ	اور ذوق طبع جب جاتا رہا	لطف اس کہیتی کا سب جاتا رہا
	جز پشیمانی نباشد ریع او	جز خسارت پیش نارد بیع او
ترجمہ	اب پشیمانی ہے اس کہیتی کا پہل	اس تجارت مین ہے نقصان و خلل

شرح۔ کشت بفتح کاف عربی ایک قسم کی گہاس کا نام ہے اگر کشت بکسر کاف پڑہا جائے تو قافیہ نادرست ہے

	آن میسر بود اندر عاقبت	نام او باشد مُعَسَّر عاقبت	
ترجمہ	اسکو کہتے ہین آسان با ہنر	بلکہ اسکا نام ہے دشوار تر	
	تو مُیَسَّر از مُعَسَّر باز دان	عاقبت بنگر جمال این و آن	
ترجمہ	معنے آسان و مشکل کو سمجھہ	جانچ لے دونون کے حاصل کو سمجھہ	

شرح۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ وہ آسان چیز جسکا حاصل کرنا ضروری ہے عبادت اور ترک لذات نفسانیہ ہے جو حیات دل اور غذائے روح ہے آسان چیز سے ذوق طبع یعنے لذات نفسانیہ مراد نہین ہین۔ کیونکہ لذت نفسانی ایک فانی چیز ہے۔ اسکا لطف اُسیوقت تک ہے جبتک موجود ہے اور جسوقت یہ جاتی رہی تو دو قسم کا نقصان ہوا ایک اُسکا فنا ہونا دوسرے یہ کہ طبیعت بالکل بنجر اور شور زمین کے مانند رہگئی جسمین محبت الٰہی کا تخم ہرگز باور نہین ہوگا۔ (ضمیر برنیار د طبیعت کیطرف راجع ہے) اور جب کہ یہ تخم باور نہوا تو زمین طبع مین سوائے پشیمانی کے اور کوئی کھیتی پیدا نہوگی اور اس قسم کا معاملہ سوائے خسارہ عقبےٰ کے اور کسی چیز کو مفید نہوگا جو خسارت بیش از بیع اور پہلے مصرع کی تمثیل ہے اور پیش و بیش دونو طرح معنے درست ہین۔ ربح افزونی مزروعات۔ نتیجہ یہ نکلا کہ طبیعت لذات نفسانی کے سبب کسی قابل نہین رہتی۔ اور انجام کار لذات نفسانیہ فانیہ کا ملنا بھی جسکو آسان سمجھ رکھا تھا بالکل ناممکن ہوجاتا ہے۔ پانچوین شعر کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص تو معسّر اور مُیَسَّر یعنے مشکل اور آسان چیز مین تمیز حاصل کر۔ اور یہ سمجھ کہ ہماری مراد مشکل سے کیا ہے اور آسان سے کیا۔ عارفون کے نزدیک عبادت آسان ہے اور لذات کا پابند ہونا مشکل یا یہ کہ دنیا کی ظاہری عسرت اور یسرت پر نجا۔ ممکن ہے کہ اکثر مال و دولت والے یاد الٰہی سے غافل ہون اور اُنکا مآل عسرت کے ساتھ ہو اور بہت سے فقرا یاد الٰہی مین مشغول ہون اور اُنکا انجام یسرت سے ہو نیکی بدی کا اختیار خلقت پر ہے اور وزیر کا مطلب یہ ہے کہ آسان چیز اُسکا نام ہے جسمین دل کی خوشی جانکی تازگی ہو اور قوام بدن ہو۔ اور یہ بات لذت نفسانی سے حاصل ہوتی ہے۔ پس تو یہ چاہیئے کہ آدمی لذت نفسانی کو نچھوڑے کیونکہ اگر اسکو چھوڑیگا تو طبیعت اور مزاج مین ضعف پیدا ہوجائیگا اور جب ضعف ہوگیا تو زمین طبع سے تر و تازگی کا سبزہ ہرگز نہ اُگے گا۔ بلکہ پشیمانی حاصل ہوگی۔ اور آدمی یون کہیگا کہ مینے ناحق لذت نفسانی کو چھوڑا اس ترک لذت اور انجام کار حسرت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جس چیز کا ملنا پہلے مُیَسَّر یعنے آسان تھا اب مُعَسَّر یعنے مشکل ہوجائے گا کیونکہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہین۔ یعنے جتنی مدت اُسنے لذات کو ترک کیا ہے وہ مدت واپس نہین آسکتی۔ پانچوین شعر کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص تو مُعَسَّر اور مُیَسَّر مین تمیز کر یعنے جس چیز سے (مثلاً لذات نفسانی) بدنکو تازگی اور جان و دل کو فرحت حاصل ہو اُسکو آسان سمجھ اور جو اسکے خلاف ہو اُسکو مشکل جان۔ وزیر پر وزیر کا یہ مطلب طریقت کے خلاف شریعت سے جدا اور سراسر الحاد اور اُسکی بے ایمانی کی نشانی ہے۔

	در یکے گفتہ کہ اُستادے طلب		عاقبت بینی نیابی در حسب
ترجمہ	ایک مین لکھا کہ ہو مُرشد طلب		عاقبت بینی نہین مال و حسب
	عاقبت دیدند ہر گون اُمتے		لاجرم گشتند اسیر زشتے
ترجمہ	عاقبت بے مُرشدون کے ہے خراب		مسلک اُنکا ہے راہ ناصواب
	عاقبت دیدن نباشد دست باف		ورنہ کے بودے بدینہا اختلاف
ترجمہ	عاقبت بینی نہین ہاتون کا کام		ورنہ سب دین ایک ہوتے اے ہمام

شرح۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اے سالک مُرشد کامل کو ڈھونڈ (خواہ رسول ہو یا اُسکا خلیفہ یا ولی) اور اپنے حسب و نسب (مال و خاندان) پر مغرور نہو۔ کیونکہ عاقبت بینی اور مشاہدۂ حق حسب و نسب سے حاصل نہین ہوتا جنہون نے بلا ارشاد مُرشد عاقبت بینی چاہی وُہ لغزش مین مُبتلا ہو گئے۔ اور مقام مشاہدہ تک نہ پہنچے عاقبت بینی دست باف (اپنے ہاتھ کا کام) یعنے آسان چیز نہین ہے۔ ورنہ دنیا کے مذہبون مین اختلاف نہوتا ہر شخص گھر بیٹھے عاقبت بین بنجاتا پیغمبرونکا آنا اور مذاہب کا اختلاف اسی لیے ہے کہ ہر شخص اپنے زمانہ کے موافق رسولون اور مُرشدون کے ذریعہ سے عاقبت بین بنجائے۔ وزیر کا یہ مطلب ہے کہ کسی اُستاد ہنرمند کو طلب کر اور اُس سے دینا کمانا سیکھ کیونکہ عاقبت بینی یہی ہے کہ آدمی دنیا کمائے۔ دین کی بزرگی کچھ عاقبت بینی نہین ہے اسصورت مین حسب بمعنے بزرگی دین ہے۔ بغیر دنیا کمائے دین درست نہین ہو سکتا جنہون نے بزرگی دین پر نگاہ رکھی وُہ دولت دنیا سے محروم رہے۔ تو ہنرمند اُستادون کے کہنے پر عمل کر (خواہ طاعت ہو یا معصیت) عاقبت بینی (دنیا کمانا) کوئی آسان کام نہین ہے جو بلا امداد اُستاد خود حاصل ہو جائے اگر یہ کام آسان ہوتا تو اختلاف مذاہب نہ رہتا۔ کیونکہ یہ اختلاف اسی لیے ہے کہ جب لوگون کو دنیا کمانے مین دشواری ہوئی تو اُنہون نے نئے نئے مذہب ایجاد کر کے دین کے پردے مین دنیا کمانی شروع کر دی اور مختلف فرقے بنگئے۔ یہ اُس مکار وزیر کا فریب آمیز اور الحاد کی ترغیب دینے والا سبق ہے جو اُسنے نافہم عیسائیون کو دیا تھا۔

	در یکے گفتہ کہ اُستا ہم توئی		زانکہ اُستا را شناسا ہم توئی
ترجمہ	ایک مین لکھا کہ خود مُرشد ہے تو		عارف مُرشد ہے تو عابد ہے تو
	مرد باش و سخرۂ مردان مشو		رو سر خود گیر و سرگردان مشو
ترجمہ	مرد بن اور بازی مردان نہو		چل پرے کمبخت سرگردان نہو

شرح۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اے مخاطب اگر تو کامل العقل اور کامل الادراک ہے تو تجکو اُستاد کی کچھ حاجت نہین۔ بلکہ تو اسصورت مین اپنے وقت کا خود اُستاد ہے۔ کیونکہ تو اپنے فہم سے استاد حقیقی کو معلوم کر لیگا۔ مثلاً اگر سارا جہان

کامل اساتذہ سے پُر ہو مگر تجکو اتنی تمیز نہین کہ حق و باطل مین فرق کرسکے تو اس سے کچھ فائدہ نہوگا۔ اور اگر تمام جہان مین کوئی اُستاد نہو لیکن تو اپنے ادراک سے یہ معلوم کرلے کہ اُستاد اور منعم حقیقی اللہ تعالےٰ ہے تو تیری عقل گویا تیرے لیے مُرشد ہے۔ اور الرحمن علّم القران کے یہی معنے ہین مطلب یہ کہ عقلمند اپنے نفس کا آپ ہادی ہے پس اگر تجھمین عقل ہے تو مردانگی اختیار کر اور جھوٹے مشائخ کا مقلد نہ بن اور اُنکے اتباع سے قابل تضحیک خلایق اور رسوا نہو۔ مشہور ہے کہ شیخ فریدالدین صاحب عطار اور شیخ بہاءالدین صاحب نقشبند کسی کے مُرید نہ تھے۔ بلکہ انکو روحانی بیعت حضرت بایزید بسطامی سے تھی اور اُنکو شیخ عبدالخالق عجدوانی سے وزیر کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص تو خود ہنرمند ہے۔ اگر ہنرمند نہوتا تو دوسرے ہنرمند کو کیونکر پہچان لیتا۔ پس جب تجھمین اتنی عقل ہے تو مرد بن۔ اور جو کچھ تیری عقل مین آئے کر گزر۔ اُستاد کی تقلید کی کیا ضرورت ہے (خواہ نبی ہو یا ولی) اگر تو انکے تقلید کریگا تو پریشان ہوجائیگا۔ اور باوجود عقلمندی لوگ تیری بیوقوفی پر ہنسینگے۔ سخرہ بمعنے مسخر خوش طبعی و مسخرہ۔

	در یکے گفتہ کہ این جملہ توئی			مے نگنجد درمیان ما دوئی	
ترجمہ	ایک مین لکہا کہ یہ سب کچھ ہے تو			ہو نہین سکتی دوئی کی گفتگو	

شرح یہ شعر اکثر نسخون مین نہین پایا جاتا۔ لیکن اسکا مطلب بھی دو طرح ہوسکتا ہے۔ مولانا کا مقصود یہ ہے کہ ایجذا یہ تمام موجودات تیرے مظاہر ہین۔ اور انمین تو ہی نظر آتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ تیرے مظاہر نمانے جائین تو ضرور ہے کہ کسی اور کے مظاہر ہونگے اور یہ شرک خفی اور دوئی ہے جسکا وجود اہل تصوف کے نزدیک بالکل باطل ہے۔ اور وزیر کا یہ مقصود ہے کہ ایجذا یہ تمام موجودات عین حقیقت ذات ہین اگر عین حقیقت نمانے جائین تو دوئی لازم آتی ہے۔ یعنے تیرے وجود کی طرح انکا وجود بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے یہ مقصود غلط ہے کیونکہ موجودات عین حقیقت ذات نہین ہوسکتے۔ ایسا عقیدہ سراسر الحاد ہے۔

	در یکے گفتہ کہ این جملہ یکیست			ہر کہ او دو بیند احول مردیست	
ترجمہ	ایک مین لکہا کہ یہ سب ایک ہے			تو نہ بن احول کہ مطلب ایک ہے	

شرح اسکے بھی دو معنے ہین مولانا کا یہ مقصد ہے کہ یہ تمام موجودات ازل مین یعنے آفرینش سے پہلے ایک چیز یعنے لاشئے تھے البتہ عالم کثرت مین الرا نمین تعین اور تعدد واقع ہوگیا ہے۔ اس مسئلہ کا نام اہل سلوک کے نزدیک وحدت وجود ہے اور وزیر کا یہ مقصود ہے کہ تمام موجودات ایجالت مین ہین حلال و حرام اور جائز و ناجائز مین کچھ فرق نہین فعل واجب اور ترک واجب الکیان ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

	در یکے گفتہ کہ صد نیکو بود			این کہ اندیشد مگر مجنون بود	
ترجمہ	ایک مین لکہا کہ سو کیونکر ہون ایک			یہ تو ہے دیوانگی اے مرد نیک	

شرح۔ مولانا کا مطلب یہ ہے کہ خالق اور موجودات مین فرق اعتباری ضرور ہے اسلیئے سو چیزین ایک یعنے عین ذات ہر گز نہین ہوسکتین اور وزیر کا یہ مطلب ہے کہ ذات اور موجودات مین فرق حقیقی ہے یعنے موجودات اُسکا مظہر نہین ہوسکتین۔ اور جب فرق حقیقی ٹھیرا تو سو چیزین ملکر ایک نہین ہوسکتین۔ کاف کد امیہ ہے اور مگر کے بعد آنکہ محذوف ہے الحمد للہ کہ ان مشکل شعرون کا حل جو دو طرح کے احتمالات کہتے ہین ہمارے رائے ناقص کے موافق اچھی طرح ہوگیا فی الواقع یہ مولانا کا الہام ہے کہ وہ ایسے الفاظ لائے ہین جسنے دو طرح کے مطالب نکل سکین ایک صحیح بطور نصیحت تصوف اور دوسرے وزیر کے مقولے بالکل غلط اور خلاف واقع ہین۔ ان اشعار کے مطالب پر غور کرنے سے معلوم ہوجائیگا کہ مولانا کے مطالب ہر گز ایک دوسرے کے خلاف نہین ہین اور وزیر کے مطالب بالکل ایکدوسرے کی ضد ہین۔ چنانچہ مولانا قدس سرہٗ خود فرماتے ہین۔

	ہر یکے قولیست ضدِّ یکدگر		چون یکے باشد بگو زہر و شکر
ترجمہ	ہین یہ سارے قول ضدِّ یکدگر		ایک ہو سکتے ہین کب زہر و شکر
	در معانی اختلاف و در صور		روز و شب بین خار و گل سنگ و گہر
ترجمہ	ظاہر و باطن مخالف سب کے سب		خار و گل سنگ و گہر یا روز و شب

شرح۔ یعنے وزیر کا ہر مقولہ ایکدیسری کی ضد ہے۔ کیونکہ پہلے اُسنے ریاضت و جوع کی تعریف کی۔ پھر اُسکی ہجو۔ بعدہ جود کی تعریف کی۔ پھر اُسکی ہجو علیٰ ہذا القیاس۔ دوسرے مصرع سے مولانا نے بغرض نصیحت ایک اور مطلب کے طرف انتقال کیا ہے۔ زہر و شکر سے افعال حسنہ اور اعمال قبیحہ مراد ہین۔ یہ دونو صورت مین بھی مختلف ہین (مثلاً نماز ادا کرنیکی اور صورت ہے۔ اور چوری کی اور) اور معنے یعنے تاثیر مین بھی مختلف ہین۔ اعمال حسنہ کی تاثیر نجات ہے۔ اور افعال قبیحہ کی ہلاک۔ چونکہ مصرع افعال حسنہ اور قبیحہ کی تمثیل ہے بطور توضیح یعنے بُرے اور بھلے افعال مین ایسا فرق ہے جیسا رات اور دن یا خار و گل یا پتھر اور گوہر مین

	تا نہ زہر و از شکر در نگذری		کے تو از گلزار وحدت برخوری
ترجمہ	زہر و شکر سے نہ ہوگا گر نفور		تو رہے گا گلشن وحدت سے دور

شرح۔ یعنے اے مخاطب جبتک تو افعال اور اعیانکی مخالفت اور اس مخالفت کے متعلق مباحثون سے الگ نہ ہوگا۔ اور اختلافی جھگڑون کو چھوڑکر اصل ذات واحد کو نہ معلوم کریگا۔ سیر وحدت ہرگز نہ پہنچیگا۔ اور تجکو ہرگز یہ معلوم نہ ہوگا کہ مذل و معز اور محیے اور ممیت اور قابض اور باسط اور نافع اور ضار ایک ہے

	وحدت اندر وحدتست این مثنوی		از سمک رو تا سماک اے معنوی
ترجمہ	عین وحدت ہے یہ ساری مثنوی		اُڑ زمین سے عرش پر اے معنوی

شرح وحدت اندر وحدت بطور مبالغہ ہے یعنے سربسر ذکر وحدت سمک بمعنے مچھلی اس سے مراد عالم پستی سے سماک بمعنے ستارہ اس سے مراد عالم علوی ہے مثنوی بمعنے طالب معنے۔ یعنے اے طالب اس مثنوی پر عمل کرنے سے تو از عالم پستی تا عالم علوی و سہ وحدت ترقی کرسکتا ہے۔ فی الواقع مثنوی شریف ایسی ہی چیز ہے۔

	در بیان آنکہ اختلاف در صورت روشن ست نہ در حقیقت
ترجمہ	اسبات کا ذکر کہ اختلاف ظاہر مین معلوم ہوتا ہے حقیقت مین نہین

	این نمط زین نوع دہ طومار و دو	بر نوشت آن دین عیسے را عدو
ترجمہ	اسطرح بارہ صحیفے لکہدیئے	دین عیسے کی عداوت کے لیے

شرح۔ اس شعر کے معنے دو طرح ہین اول یہ کہ وزیر نے اسیطرح کے باہم مخالف مضامین لکہے تہے جنکا نمونہ ہمنے اوپر دکہایا ہے۔ اور انمین سے بعض کو نقل کیا ہے۔ دوسرے یہ کہ زین نمط سے یہ مطلب ہے کہ وزیر نے اسطرح کے کچہ باہم مخالف مضامین لکہے تہے جنکو مثنوی مین تو نقل نہین کیا گیا۔ لیکن بطور تشبیہ و تمثیل گزشتہ سولہ مقالون مین بعض اصطلاحات صوفیہ افادۂ سالکین کے لیئے اپنی طرف سے درج کر دی ہین۔ مگر اسصورت مین اتنی بات اور زیادہ کرنی پڑیگی کہ مولانا کے مقولے ایک دوسرے کے مخالف نہین اور وزیر کے مقولے ایک دوسرے کی ضد تہے۔

	او ز یکرنگی عیسے بو نداشت	وز مزاج خم عیسے خو نداشت
ترجمہ	واقف یکرنگی عیسا نہتا	خم عیسے کو کبہی دیکہا نہ تہا

شرح۔ یعنے وزیر یہ جانتا تہا کہ حضرت عیسےٰ اور موسےٰ باہم یکرنگی رکہتے ہین۔ اگر مذاہب کے اتحاد حقیقی سے واقف ہوتا۔ تو ہرگز لوگونکے گمراہ کرنے کا فکر نہ کرتا۔ اور اگر خم عیسے کی عادت سے واقف ہوتا تو معلوم کرلیتا کہ اسمین وہی رنگ ہے جو حضرت موسےٰ کے خم مین تہا۔ اور جسمین خدا کے پاک بندے رنگے جاتے ہین۔ اسی رنگ کا نام صبغۃ اللہ ہے۔ قرآن مجید مین ہے صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغہ۔

	جامۂ صد رنگ ازان خم صفا	سادہ و یک رنگ بودے چون ضیا
ترجمہ	جامۂ صد رنگ اس سے۔ با صفا	ہوتے تہے یکرنگ مانند ضیا

شرح۔ جامۂ صد رنگ سے مختلف عقیدے والے لوگ اور خم عیسے سے مذہب عیسے علیہ السلام مراد ہے یا جامۂ صد رنگ سے وہ شخص مراد ہے جو مختلف صفات ذمیمہ اور اغراض دنیا مین ملوث ہو حاصل یہ کہ لوگ مذہب عیسے کے اتباع سے یکرنگی (رنگ وحدت) اور دنیا کی اغراض مختلفہ سے سادگی حاصل کرتے تہے اور انکے قلب روشن قابل تجلی ذات ہوجاتے تہے۔ بعض نسخون مین ضیا کے جگہہ صبا دیکہا ہے۔ یعنے ایسے پاک ہوجاتے تہے جسطرح صبا کہ ہر طرح کے رنگ سے پاک ہے۔ بعض نے لکہا ہے کہ یہ شعر حضرت عیسے کے مشہور معجزہ کی طرف اشارہ ہے

یعنے ایکبار آپ کپڑے رنگنے والون کی طرف گزرے جن کے پاس مختلف رنگائی کے کپڑون کا ڈھیر تہا۔ عیسےٰ نے سارے کپڑے ایک ٹنکے مین ڈالدیئے۔ رنگریزونکو نہایت رنج ہوا کیونکہ اُنکا مقصود یہ تہا کہ سارے کپڑے ایک ہی رنگ مین رنگے جائین۔ عیسےٰ نے اُنکی گہبراہٹ کو دیکھکر فرمایا کہ ایک ایک رنگ کا نام لیتے جاؤ جس رنگ کا نام لیکر کپڑا نکالنا چاہوگی اُسی رنگ کا نکلے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وُہ لوگ یہ معجزہ دیکھکر ایمان لے آئے بعض نے انہین کو حواریین کہا ہے لیکن مولانا کے اس شعر سے یہ معجزہ نہین نکلتا۔ کیونکہ معجزہ تو یہ تہا کہ ایک رنگ یعنے سفید کپڑے سو رنگ کے ہوکر نکلے۔ اور شعر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سو رنگ کے کپڑے ایک رنگ ہوکر برآمد ہوئے۔ اسلیئے وہی معنے ٹھیک ہین جو ہمنے اوپر بیان کیئے۔ البتہ اثبات معجزہ کے لیے شعر مین تعقید مانی جائے تو معنے درست ہو جائینگے۔ مثلاً یون کہا جائے کہ گشتے فعل ناقص سادہ و یکرنگ اُسکا اسم اور جامۂ صد رنگ اُسکی خبر ہے۔ یعنے جامۂ سادہ و یکرنگ خم عیسےٰ کی تاثیر سے جامۂ صد رنگ ہو جاتے تھے

	نیست یکرنگی کز و خیزد ملال		بل مثال ماہی و آب زلال
ترجمہ	یہ نہین یکرنگی رنج و ملال		بلکہ ہے جون ماہی و آب زلال

شرح۔ یعنے رنگ وحدت ایسا رنگ نہین ہے کہ رنگ دنیا کیطرح انمین رنج یا مشقت اُٹھانی پڑے بلکہ اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ مچھلی اور پانی جسطرح مچھلی پانی مین خوش رہتی ہے اُسیطرح طالب جب مقام تفرقہ اور خیالات اور اختلافات دنیوی سے نکلکر فریق بحر وحدت ہو جاتا ہے تو نہایت خوش رہتا ہے

	گرچہ در خشکی ہزاران رنگہاست		ماہیان را با یکست جنگہاست
ترجمہ	گرچہ ہین خشکی مین ظاہر لاکہہ رنگ		ہے یکسو سے مگر ماہی کو جنگ

شرح۔ یعنے اگرچہ دنیا مین طرح طرح کے نقش اور قسم قسم کی صورتین موجود ہین۔ لیکن ماہی بحر وحدت خشکی کو ناپسند کرتی ہے

	کیست ماہی چیست دریا در مثل		تا بدان ماند خدا عز و جل
ترجمہ	کون مچھلی کیا ہے دریا فے المثل		تا ہون مانند ستہ عز و جل

شرح۔ یعنے اے مخاطب مچھلی بیچاری کون ہوتی ہے اور دریا کیا چیز ہے کہ تشبیہ مین انبیاء اولیا مچھلی کو اور خدائے عزوجل دریا کے مانند ہو سکے۔ تو کہین مچھلی کو عین اولیاء انبیا اور دریا کو عین ذات نہ سمجھو بلکہ جسطرح ماہی و زلال کی مثال سمجھانیکے لیے بیان کی ہے۔

	صد ہزاران بحر و ماہی در وجود		سجدہ آرد پیش آن دریائے جود
ترجمہ	صد ہزاران بحر و ماہی کی مثال		سجدہ مین ہین پیش رب ذو الجلال

شرح۔ یعنے دریا اس قابل نہین کہ ذات احدیت کو اُس سے تشبیہ دیجائے کیونکہ لاکہون دریا اور مچھلیان عالم وجود مین

اُس دریائے جود کے سامنے سجدے مین ہین۔ اور اسکی تسبیح کر رہی ہین۔ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ کے یہی معنے ہین۔

	چند باران عطا باران شدہ	تا بدان آن بحر دُر افشان شدہ	
ترجمہ	مدتون ابر عطا باران رہا	اسلیئے دریا گہر افشان رہا	

شرح۔ یعنے دریا کی عطا اللہ تعالےٰ کی عطا پر موقوف ہے اگر قطرۂ نیسان نہ برسے تو بحر در افشان نہین ہوسکتا بس تو ہم کیونکر ذات حق کو دریا سے تشبیہ دیسکتے ہین۔ پہلا باران بمعنے بارش اور دوسرا اسم فاعل ہے۔

	چند خورشید کرم افروختہ	تا کہ بر و بحر جود آموختہ	
ترجمہ	مدتون چمکا ہے خورشید کرم	جس سے سیکہا ہے سخاوت دشت و یم	

شرح۔ پہاڑونمین پتہر اور لعل دریا مین موتی کہیت مین غلہ پیدا ہونیکی لیئے آفتاب کی حرارت بہی ضروری ہے بحر و بر کی عطا و بخشش گو آفتاب پر موقوف ہے۔ مگر آفتاب کا نکلنا اور چہپنا اللہ تعالےٰ کے اختیار اور حکم مین ہے۔ پہر جب بات ہے تو ہم اللہ کو دریا وغیرہ سے کسطرح تشبیہ دیسکتے ہین۔ اُسی پہلے مضمون کی تائید ہے اور ان دونو شعرون سے یہ بہی نکلتا ہے کہ گو ظاہر مین ہمکو عطائے آفتاب اور جود دریا کی صورت الگ الگ نظر آتی ہے مگر فی الواقع دونونکی حقیقت ایک ہے۔ کیونکہ دونو ایک ہی ذات پاک سے فیض حاصل کرتے ہین۔ بعض نسخون مین تا کہ ابر و بحر ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ابر کا وجود حرارت آفتاب پر اور دریا کا جو ابر نیسان پر منحصر ہے اور یہ سب حکم الٰہی کے تابع ہین اسلیئے گو صورت مین اختلاف ہے مگر حقیقت سب کی ایک ہے

	چند خورشید کرم تابان شدہ	تا بدان آن ذرہ سرگردان شدہ	
ترجمہ	مدتون تابان رہا ہے مہر جود	ذرہ کو حاصل ہوئی جس سے نمود	

شرح۔ ذرہ کا چمکنا آفتاب پر اور آفتاب کا طلوع حکم الٰہی پر موقوف ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ گو ان دونونمین ظاہری اختلاف ہے۔ مگر حقیقت مین ایک ہین۔ ذر کا سرگردان ہونا بمعنے اُڑنا ہے۔

	پرتو ذاتش زدہ بر ماؤ طین	تا شدہ دانہ پذیرندہ زمین	
ترجمہ	آب و گل مین ہے وہ ظاہر بالیقین	جس سے ہے دانہ پذیرندہ زمین	

شرح۔ یعنے ذات حق مظہر آب و گل مین ظاہر ہوئی ہے (کیونکہ جمیع موجودات اُسکے مظاہر ہین) اِس سبب سے زمین نے دانہ اور روئیدگی کو قبول کیا مطلب یہ کہ روئیدگی اللہ تعالےٰ کا فعل ہے جو مظہر زمین مین ظاہر ہوا مظہر یعنے زمین کا فعل نہین ہے۔ زدہ بمعنے اُفتادہ ہے اور یہ شعر اتحاد حقیقی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ بعض نسخون مین ذاتش کی جگہ دانش ہے۔ یعنے ذات حق کی دانش کا پرتو آب و گل پر پڑا ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ اپنے اسم علیم (نامے از نامہائے الٰہی) کے ساتہ اِس مظہر مین ظاہر ہوا۔ اور زمین مین بقدر وسعت دانائی پیدا ہوگئی

کہ اُسنے دانہ کو قبول کر لیا۔

	خاک امین و ہر چہ در وے کاشتی	بے خیانت جنس آن برداشتی
ترجمہ	ہے زمین گویا امین اے مردِ دین	ہے وُہ حاصل بوئے گا جو بالیقین
	این امانت زان عنایت یافتہ ست	کافتاب عدل بر وے تافتہ ست
ترجمہ	یہ عنایت ہے جناب عدل کی	روشنی ہے آفتاب عدل کی

شرح۔ یعنے خاک امانت دار ہے کیونکہ جو کچھہ تو اسمین بوتا ہے بے نقصان وخیانت (بلکہ مع زیادت) حاصل کر لیتا ہے۔ یہ امانت اسلیئے زمین کو حاصل ہوئی کہ آفتاب عدل (اللہ تعالےٰ) نے اسم عدل کے ساتھ اسمین ظہور کیا ہے مطلب یہ کہ فی الواقع زمین اور پرتو ذات حق متحد ہے گو ظاہر مین مختلف معلوم ہو۔ (عدل کو امانت لازم ہے)

	تا نشان حق نیابد نوبہار	خاک سرہا را نسازد آشکار
ترجمہ	گر نشان حق نہ پائے نوبہار	خاک بھیدون کو کرے کب آشکار

شرح۔ یعنے جب تک حسن حق یا اثر اسم عدل ولطیف نوبہار یا فصل ربیع مین ظاہر نہو زمین اپنے اسرار مکنونہ یا رؤس نباتات کو ہرگز آشکارا نہ کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تمام آثار اور اسرار موجودات ومصنوعات مین اللہ تعالےٰ ہی کی طرف سے ہین اور اُسکے اسماء حسنے کا مظہر ہین۔ قرآن مجید مین ہے سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ۔ ہم اُنکو اپنی قدرت کی نشانیان دکہائینگے۔ جہان مین اور اُنکے نفسون مین یعنے تمام اشیاء ہمارے اسماء کا مظہر ہین دوسری آیت ہے فَانْظُرْ إِلَىٰ آثَارِ رَحْمَتِ اللَّهِ كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اسکے معنے شعر کے مطابق ہین۔ دوسرے مصرع مین سِر بکسر سین اور سَر بفتح سین دونون طرح درست ہے

	آن جوادے کہ جمادے را بداد	این خبرہا این امانت وین سداد
ترجمہ	دی ہے اس بیجان کو اُسنے یہ خبر	یہ امانت یہ اطاعت اے بشر

شرح۔ جماد بالفتح وبالکسر سخت زمین اور بیجان چیز کو کہتے ہین۔ خبر بمعنے دانائی وسداد بمعنے استقامت واستحکام یعنے اللہ تعالےٰ ایسا جواد ہے کہ اُسنے زمین کو دانائی اور امانت اور استقامت عطا فرمائی ہے سداد اور استقامت سے اطاعت حکم خدا اور اُس اطاعت مین استحکام مراد ہے۔

	آن جماد از لطف چون جان میشود	زمہریر از قہر پنہان میشود
ترجمہ	جان اس بیجان کو دیتا ہے جغیر	قہر سے چھپتا ہے اُسکے زمہریر

شرح جان بمعنے صاحب جان بحذف مضاف یعنے ذیروح۔ اور زمہریر بمعنے سرمائے سخت۔ یعنے اللہ تعالےٰ کے لطف وانعام سے زمین فصل ربیع مین ذیروح کے مانند ہو جاتی ہے یعنے ذات حق کا ظہور اسم لطیف یا اسم منعم کے

ساتہ اِس مظہر مین ہوتا ہے۔ اور سرما جو ربیع کا دشمن ہے پنہان ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اُسوقت سرما کے حق مین ظہور ذات حق اسم قہار کے ساتہ ہو جاتا ہے۔

	آن جمادے گشت از فضلش لطیف	کُلّ شیٔ مِن ظریف ہُو ظریف	
ترجمہ	فضل سے اُسکے ہے ہر بیجان لطیف	یعنے ہے بیمثل کی ہر شئے ظریف	

شرح۔ ظریف بظاء مہملہ و بظاء معجمہ دونو طرح درست ہے ظریف۔ بمعنے غریب و نادر و ظریف بمعنے زیرک و دانا یعنے بیمثل ذات کی بنائی ہوی ہر چیز بیمثل اور نادر ہے یا یہ کہ دانا اور عالم الغیب کے بنائی ہوی ہر شئے دانا ہے۔ چنانچہ پرتو دانش زدہ برما و طین سے ظاہر ہے۔ جمادے۔ افسردہ و یخ بستہ و غیر ذی روح غرضکہ ہر شئے مظہر الٰہی ہونیکے باعث حقیقت مین متحد ہے۔ ظاہری اختلاف کا اعتبار نہین۔

	ہر جمادے را کند فضلش خبیر	عاقلان را کردہ قہر او ضریر	
ترجمہ	فضل سے اُسکے ہین بیجان باخبر	اور عاقل قہر سے ہین کور و کر	

شرح۔ کیونکہ اگر جمادے مین باخبر ہونے۔ اور دانائی کا مادہ نہو تو یسبح للہ ما فی السموات وما فی الارض کے معنے درست نہین ہوتے تسبیح بلا دانائی و عقل غیر ممکن ہے۔ دوسرے مصرع مین بیان قدرت ہے۔ یعنے جمادی کا تو یہ حال کہ باوجود غیر ذی روح ہونیکے خبیر اور امانت دار ہین اور بعض عقلاء کا یہ نقشہ کہ گویا متحجر ہین۔ پتہر بنگئے ہین اور قہر خدا نے اُنکو ولی نابینا کر کے چاہ ضلالت مین ڈالدیا ہے۔ چنانچہ کفار اور مشائین فلاسفہ اسی قبیل کے ہین ایسے انسان کو اہل تصوف محجوب کہتے ہین جو جمادات سے بدتر ہے

	جان و دل را طاقت اینجوش نیست	باکہ گویم در جہان یک گوش نیست	
ترجمہ	جان کو طاقت نہین اِس جوش کی	کہنے والے کو ہے حاجت گوش کی	

شرح۔ اینجوش کا اشارہ ادراک ذات اور اسرار حقیقت کی طرف ہے یعنے مین اسرار معرفت کس سے کہون کوئی کان سننے والا نہین ہے۔ کیونکہ جن کانون سے امور دنیا سُنے جاتے ہین وہ صرف گوشت کے ٹکڑے ہین اور جن کانون سے اُمور معنوی سُنے جائین (گوشہائے دل) وہ بہت کم اور نادر ہین والنادر کالمعدوم۔

	ہر کجا گوشے بُد از وے چشم گشت	ہر کجا سنگے بد از وے یشم گشت	
ترجمہ	کان اُسکے لطف سے ہین رشک چشم	پتہر اُسکے فضل سے ہین شکل یشم	

شرح۔ یعنے جہان معنوی کان تہے وہ لطف و عنایت الٰہی سے آنکہہ بنگئے۔ اور جس جگہہ پتہر تہے وہ یشم اور لعل و جواہر ہو گئے۔ مطلب یہ کہ جو لوگ مرتبۂ گوش مین تہے (یعنے اسرار معرفت سُنتے تہے) وہ توفیق الٰہی سے مرتبۂ چشم یعنے رویت و مشاہدہ مین پہنچگئے ہین۔ اور جس شخص کا دل پتہر کا تہا وہ اُسکی اعانت سے یشم بنگیا۔ یعنے منور

اور صاف ہو گیا اس سے معلوم ہوا کہ تمام حیوانات اور نباتات وجمادات مین آثار لطف الٰہی ظاہر ہین۔ اور یہ سب کے سب اسکے مظہر ہین ریشم سنگ قیمتی مائل سبزی۔

	کیمیا سازے ست چہ بود کیمیا		معجزہ بختے ست چہ بود سیمیا
ترجمہ	اسکی صنعت سے ہے لاشے کیمیا		معجزون کے آگے کیا ہے سیمیا

شرح۔ یعنے ایخاطب اگر بطور تشبیہ وتمثیل تو یون کہے کہ اللہ تعالےٰ کی صنعت ایسی ہے۔ جیسے صنعت کیمیا تو ہم یہ کہتے ہین کہ کیمیا کیا چیز ہے۔ اسکی قدر کچھ تیرے ہی نزدیک ہوگی اللہ کے نزدیک کچھ نہین اسلیئے تشبیہ عبث ہے۔ کیونکہ کیمیا گر تانبے کو سونا کر دیتا ہے اور اللہ تعالےٰ پتھر یعنے کفار کو ہدایت کے باعث اکسیر بنا دیتا ہے اور انبیا کو معجزے اور اولیا کو کرامت عطا فرماتا ہے جسکے سامنے سیمیا کی کچھ حقیقت نہین۔ سیمیا علم طلسم جسکے ذریعے سے روح کو دوسرے کے بدن مین ڈال سکتے ہین مجازاً بمعنے سحر وجادو۔

	این ثنا گفتن زمن ترک ثناست		کین دلیل ہستی وہستی خطاست
ترجمہ	ہے مری تعریف خود ترک ثنا		کیونکہ یہ ہستی ہے ہستی ہے فنا

شرح۔ اس شعر کی شرح مولانا شمس الدین تبریزی کی مدح مین مفصل طور پر گذر چکی ہے وہان دیکھ لیجے۔

	پیش ہست او بباید نیست بود		چیست ہستی پیش او کور وکبود
ترجمہ	اسکے آگے چاہیئے ترک وجود		کیونکہ ہستی ہے تری کور وکبود

شرح۔ یعنے اللہ تعالےٰ کی ہستی کے سامنے اپنی یا ماسوے کی ہستی کو لاشے اور نابود سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ ہستی گویا کور چشم اور سراسر ظلمت ہے یعنے اپنے وجود عارضی کو ہست سمجھنا مرتبہ مشاہدہ تک نہین پہنچنے دیتا۔ طالب اور شاہد حقیقی مین ظلمت کیطرح حائل ہو جاتا ہے اسلیئے خیال ہستی کو چھوڑ کر مرتبۂ فنا فی اللہ حاصل کرنیکے کوشش کرنی چاہیئے

	گر نبودے کور ازو بگداختے		گرمی خورشید را بشناختے
ترجمہ	انھین مجاتین گر اس بے دید کو		دیکھ سکتی گرمی خورشید کو

شرح۔ یعنے اگر ہماری ہستی شپر کیطرح کور چشم نہوتی تو آفتاب وحدت کے تجلی کو ضرور پہچانتی۔ اور اسکی محبت مین گھلجاتی۔ چونکہ ہستی سے صاحب ہستی مراد ہے اسلیئے بطور مفہوم مخالف ان اشعار سے یہ نکلتا ہے۔ کہ جو شخص اسکی محبت مین نہین گھلتا۔ وہ کور باطن اور سراسر ظلمت ہے۔

	ور نبودے او کبود از تعزیت		کے فسردے ہمچو یخ این جمعیت
ترجمہ	تعزیت سے گر نہوتی یہہ کبود		کیسلیئے افسردہ رہتی اے ودود

شرح۔ اس شعر مین ہستی کے سراسر ظلمت اور کبود ہونیکا سبب تعزیت بیان کیا گیا ہے۔ اور بات بھی ٹھیک ہے کیونکہ

تعزیت اور ماتم مین آدمی اکثر سیاہ لباس پہنتا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر ہستی موہوم تعزیت فوت مشاہدۂ حق کے سبب کبود اور سراسر ظلمت نہوتی تو یہ ناحیۂ ممکنات یخ کیطرح افسردہ نہوتا۔ بلکہ مرتبۂ فنا فی اللہ کیطرف ترقی کرجاتا اور اُسکو خسارہ نہوتا جیسا کہ اُس وزیر کو ہوا۔

دربیان خسارت وزیر دین خدعہ ومکر

ترجمہ: اس مکر اور فریب دینے مین وزیر کے نقصان اُٹھانے کا بیان

	ہمچو شہ نادان وغافل بُد وزیر		پنجہ مے زد با قدیم ناگزیر
ترجمہ	مثل شہ نادان وغافل تھا وزیر		عازم جنگ خدائے ناگزیر

شرح۔ پنجہ زدن بمعنے جنگ ومخالفت کرنا ناگزیر بمعنے لازم الاتباع۔ یعنے وزیر یہ چاہتا تھا کہ عیسٰے کے دین کو مٹادے مگر اللہ تعالےٰ نے جو قدیم اور ازلی اور لازم الاتباع ہے اُس دین کو پسند کرلیا تھا۔ تو گویا وزیر کا یہ سوچنا اُسکے ساتھ جنگ کرنا تھا۔

	ناگزیر جملہ کان حیّ وقدیر		لایزال ولم یزل فرد وبصیر
ترجمہ	بادشاہ انس وجان - حیّ وقدیر		لایزال ولم یزل مرد وبصیر

شرح۔ یعنے اللہ تعالےٰ جملہ موجودات کے لیے لازم الاتباع ہے۔ کیونکہ وُہ حیّ وقدیر ہے لایزال ہے لم یزل ہے فرد وبصیر ہے اور جسمین ایسی صفتین ہون وُہ بیشک لازم الاتباع ہے کان حیّ وقدیر مین کاف تعلیل ہے

	با چنان قادر خدائے کز عدم		صد چو عالم ہست گرداند بدم
ترجمہ	خنک اور پھر ایسے قادر سے۔ کہ جو		ہست کردے ایکدم مین نیست کو

شرح یعنے وزیر نے ایسی خدائے قادر کی مخالفت کی جو اس عالم کے مانند سو عالم ایکدم پیدا کرسکتا ہے

	صد چو عالم در نظر پیدا کند		چونکہ چشمت را بخود بینا کند
ترجمہ	ایسے عالم سیکڑون پیدا کرے		تیری آنکھون کو اگر بینا کرے

شرح۔ کیونکہ جب اللہ تعالےٰ آنکھین کھولدیتا ہے تو عارف کو عالم ملکوت جبروت لاہوت سب نظر آجاتے ہین

	گر جہان پیشت بزرگ وبے بہ ست		پیش قدرت ذرۂ میدان کہ ہست
ترجمہ	ہے جہان گو تیری نظر دن مین عظیم		کم ہے ذرہ سے مگر پیش کریم

شرح۔ بے بُن بے انتہا دبے نہایت طویل وعریض بعض نسخون مین بے شنے ثنائے مثلثہ ہے اسصورت مین شنے ثانی کا امالہ اور مخفف ہے یعنے اگرچہ سارا جہان تیرے نزدیک عظیم الشان اور لاثانی ہے۔ اور بعض نسخون مین بر شنے ست بھی ہے اسوقت شنے امالہ رشنا ہے۔ یعنے گو سارا جہان قابل تعریف ہے مگر فی الواقع لاشے ہے

	ایں جہان خود حبس جانہائے شماست	ہیں دوید آنسو کہ صحرائے شماست	
ترجمہ	یہ جہان ہے قید خانہ جان کا	دوڑ جاؤ سوے دشت پر فضا	

شرح یعنے عالم دنیا تمہاری ارواح کا محبس ہے۔ یعنے روح قید وجود ظلمانی مین مقید ہے۔ اس قید خانہ کو چھوڑ کر اس پر فضا جنگل مین چلو جو اولیاء انبیاء کا تفرج گاہ ہے۔ اس جنگل کا نام صحرائے عشق حقیقی ہے۔

	ایں جہان محدود و آں خود بیحد است	نقش و صورت پیش آمد منعے سد است	
ترجمہ	یہ جہان محدود۔ وہ بے روک ہے	نقش و صورت اُسکے آگے رد ک ہے	

شرح۔ یعنے عالم دنیا محدود ہے کیونکہ فانی ہے۔ اور عالم حقیقت غیر محدود ہے۔ کیونکہ باقی ہے پس تو عالم فانی سے چلکر عالم باقی کی سیر کرنی چاہیئے۔ مگر افسوس نقش و صورت یعنے سامان ظاہری اس عالم کے اُن حقیقی معنون کے معلوم کرنے مین سد راہ اور مانع ہین مطلب یہ کہ جس شخص نے اس عالم فساد کے نقش صورت اور ظاہری سامان سے تعلق رکھا۔ وہ عالم بقا سے محروم رہا۔ اور جسنے اپنے وجود موہوم کو ترک کرکے ماسوے اللہ سے علاقہ منقطع کر دیا وہ اُس عالم تک پہنچ گیا۔

	صد ہزاران نیزۂ فرعون را	در شکست آن موسی بایک عصا	
ترجمہ	توڑ ڈالے نیزے سب فرعون کے	موسیِ بایک عصا نے دیکھ لے	

شرح۔ موسیِ بایک عصا کی اضافت توصیفی ہے اور وصف ترکیبی نے گویا اس سارے کلمہ کو ایک کر دیا ہے یہان سے پھر بیان قدرت حق شروع ہے۔

	صد ہزاران طب جالینوس بود	پیش عیسے دمش افسوس بود	
ترجمہ	گرچہ زور طب جالینوس تہا	روبرو عیسے کے سب افسوس تہا	
	صد ہزاران دفتر اشعار بود	پیش حرف اُمیے اش عار بود	
ترجمہ	گرچہ لاکہون دفتر اشعار تہے	روبرو اُمی کے ننگ و عار تہے	

شرح۔ یہ معجزۂ خاتم الانبیا کی طرف اشارہ ہے اور اُمیے کی دوسری یے بڑے وحدت ہے اور اش ضمیر بشن اللہ تعالے کی طرف راجع ہے۔ یعنے اللہ تعالے کے پیدا کیے ہوے ایک اُمی رسول کی بات کے آگے فصحاے عرب اور بلغاے حجاز کے دفتر اشعار باعث عار و ننگ تہے فائدہ حضرت موسے کے زمانہ مین سحر کا بہت زور تہا اسلیئے اُنکو ویسا ہی سحر نما اور مبطل سحر معجزہ دعصا دیا گیا اور عیسے کے زمانہ مین علم طب کی کثرت تہی اُنہین اندہے کو بینا اور کوڑہی کو اچہا مُردہ کو زندہ کرنے کا معجزہ دیا گیا تہا۔ خاتم الانبیا کے عہد مین فصاحت و بلاغت اور اشعار کی بہت دہوم تہی چنانچہ سبعہ معلقہ یعنے سات قصیدے خانہ کعبہ مین لٹکائے گئے تہے اسلیئے آپ کو

قرآن شریف بطور معجزہ عنایت ہوا۔ اُمی اور ان پڑھ ہونا آپ کے حق مین بہت بڑا معجزہ ہے۔ پہلے شعر مین افسوس سے ہازی و مسخر ہے۔ یعنے معجزات عیسےٰ کے روبرو طب جالینوس ایک کھیل سا تھا۔

	باچنان غالب خداوندے کسے		چون نمیرد گر نباشد اوخسے
ترجمہ	روبروئے آن خداوندے جلیل		جو نہو فانی وہ ہے مرد ذلیل

شرح۔ کسے دوسرے مصرع سے متعلق ہے یعنے ایسے غالب خداوند کی محبت اور اطاعت مین کوئی اپنے آپ کو کیونکر فنا نہ کردیگا۔ نہین بلکہ ضرور کریگا۔ بشرطیکہ فنا کرنیوالا ذلیل او دنی الطبع نہو گا۔

	بس دل چون کوہ را انگیختت او		مرغ زیرک با دو پا آویختت او
ترجمہ	دل بہت سے کردیے انگیختہ		مرغ زیرک کو کیا آویختہ

شرح۔ یعنے بہت سے دل جو کمال عقل اور قوت علم کے سبب پہاڑ کیطرح قوی تھے اللہ تعالےٰ نے انکو اکھاڑ دیا اور وہ پرکاہ کیطرح علم و عقل سے خالی ہوکر حضیض کفر مین جا پڑے۔ جسطرح نصاریٰ باوجود دعوے علم و عقل وزیر پرتزویر کے کہنے مین آ گئے۔ اور وزیر باوجود علم و عقل باعث گمراہی مخلوق ہوا۔ جو اُسکے لیے سراسر خسارہ ہے۔ دوسرا مصرع پہلے کی تمثیل ہے یعنے مرغ زیرک باوجود اس زیرکی کے کہ دام مین مشکل سے پھنستا ہے مگر دیکھیے کیسے اُسکے حکم سے دونو پانوئے کیل سیخ مین لٹکایا جاتا ہے۔ بعض نے مرغ زیرک سے شیطان مراد لیا ہے۔ جو بقید لعنت ہے اور بعض نے طوطی۔ کہ باوجود اس دانائی اور عقل اور گفتگو کے شکار اور مقید ہوجاتا ہے۔ بعض نے مرغ زیرک سے دانشمند لوگ مراد لیئے ہین اور دو پا سے فکر و عقل یعنے دانشمند لوگ بھی عقل و فکر کے مقید ہین اسسے باہر نہین نکل سکتے اور چونکہ عقل و فکر مین فتور اور خطا کا احتمال ہے اسلیے اسسے راہ راست معلوم نہین ہوسکتی۔ جیسا کہ وزیر اور مرید نکو نہ معلوم ہوی اور عاقبت الامر خسارہ اُٹھایا۔ بعض نے کہا ہے کہ مرغ زیرک خاص ایک جانور کا نام ہے جو دونو پاؤن سے شاخون مین لٹکتا ہے

	فہم و خاطر تیز کردن نیست راہ		جز شکستہ مے نگیرد فضل شاہ
ترجمہ	کام کچھ دیتا نہین علم خطیر		دل شکستون کا ہے خالق دستگیر

شرح۔ فہم و خاطر سے علم و کمال مراد ہین۔ یعنے علم و کمال طریقۂ وصول الی اللہ نہین ہے۔ بلکہ سلطان کون و مکان کا فضل انکسار اور ترک وجود سے حاصل ہوتا ہے۔ حدیث قدسی ہے انا عند منکسر القلوب لاجلی مین اُن لوگون کے پاس ہون جنکا دل میری محبت مین ٹوٹا ہوا ہے۔ مطلب یہ کہ جو شخص محض عقل پر اعتماد کرے وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے۔ جیسا کہ وہ وزیر گمراہ اور دوسرون کو گمراہ کرنے والا تھا۔

	اے بسا گنج آگنان گنج کاو		کان خیال اندیش راشد ریش کاو
ترجمہ	علم والے سیکڑون طامع ہوے		اُس خیال اندیش کے تابع ہوے

گنج آگنان اسم فاعل ترکیبی و آگنان مشتق از اگندن بمعنے بہرنا۔ گنج گاؤ مین گاو مشتق از کاویدن بمعنے کہودنا ہے اور ریش گاؤ شدن ضرب المثل ہے اُس شخص کے لیے جو کسی ذلیل اور دنی شخص کا تابع ہو ریش گاؤ ابلہ احمق خام طمع مسخرہ یعنے ایمخاطب بہت سے ایسے شخص جو خزانے بہرنے والے اور خزانہ حاصل کرنے کے لیے زمین کے کونے کہودنے والے تہے اُس خیال اندیش یعنے وزیر پر تزور کے تابع ہو گئے خزانہ بہرنے اور زمین کہودنے والون سے نصارے مُراد ہین جنھون نے اپنے دل کے خزانون مین حضرت عیسےٰ کی تصدیق بہر رکہی تہی اور اسیکی تلاش رکہتے تہے لیکن پہر بہی وزیر پر تزویر کے تابع ہو گئے نیز یہ معنے بہی ہین کہ بہت سے علم و کمال کی دولت جمع کرنیوالے اہل دنیا کے تابع ہو جاتے ہین مقصود یہ ہے کہ علم و کمال سے راہ معرفت نہین ملتی بلکہ اس سے اکثر دین کا خسارہ متصور ہے بعض نسخون مین گنج آگنان گنج گاؤ بہی ہے یعنے بہت سے لوگ زمین کے کونے گنج گاؤ سے بہرنیوالے ہین۔ گنج گاؤ جمشید کے ایک خزانہ کا نام ہے۔

	گاؤ کہ بود تا تو ریش او شوی	خاک چہ بود تا حشیش او شوی
ترجمہ	مسخرہ بنتا ہے کیون تو اے عقیل	کیون زمین کی گہاس ہوتا ہے ذلیل

شرح۔ یعنے اے شخص تو ذلیل اور دنی چیز کا تابع کیون ہوتا ہے تو تو انسان ہے اور تجہمین قوت روحانی موجود ہے۔ بس تو عالم سفلی کو چھوڑ کر عالم علوی کی طرف ترقی کر۔ اور ذلیل چیز کو نہ دیکہہ حشیش گہاس کو کہتے ہین۔

	زر و نقرہ چیست تا مفتون شوی	چیست صورت تا چنین مجنون شوی
ترجمہ	نقرہ و زر پر ہے مفتون کسلیئے	اچہی صورت کا ہے مجنون کسلیئے

شرح۔ یعنے زر و نقرہ اور اچہی صورت عالم سفلی مین داخل ہین انکا اتباع نکر اور اُنپر عاشق نہو۔

	این سرا و باغ تو زندان تست	ملک و مال تو بلائے جان تست
ترجمہ	یہ سرا یہ باغ اک زندان ہے	مال و دولت سب بلائے جان ہے

شرح۔ اسلیئے کہ یہ سب اللہ سے غافل کرنیوالی چیزین ہین اور غفلت وبال جان کا سبب ہے اور ملک و مال کے محبت سے آدمی گویا مسخ ہو جاتا ہے۔ اور دنیا کی محبت تمام بُرائیون کی جڑ ہے۔

	آن جماعت را کہ ایزد مسخ کرد	آیت تصویر شان را نسخ کرد
ترجمہ	ہو چکی ہین مسخ پہلے جو امم	آیتین اُنکی ہین مصحف مین رقم
	چون زنے از کار بد شد روزے زرد	مسخ کرد او را خدا و زہرہ کرد
ترجمہ	سچ تو یہ ہے اک زن بدکار کا	حکم حق سے زہرہ بننا مسخ تہا

شرح۔ مسخ اور نسخ کے معنے۔ زہرہ اور ہاروت کا سچا قصہ آئندہ شعر کی شرح مین درج کیا گیا ہے۔

	عورتے را زہرہ کردن مسخ بود		خاک و گل گشتن چہ باشد اے عنود
ترجمہ	زُہرہ بنجانا جب اُسکا مسخ تہا		خاک و گل ہونا ہے کیا جلدی بتا

شرح - یہ تین شعر بطور قطعہ بند ہین مسخ ایک صورت کا دوسری صورت مین بدلدینا جو پہلی صورت سے بدتر ہو جیساکہ یہود اپنے گناہون کے سبب خنزیر اور بندر کی صورت مین مسخ کیے گئے تہے چنانچہ آیت **وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ** اِسی طرف اشارہ ہے اور نسخ ایک چیز کو کسی ایسی چیز کے بدلے مین زائل کر دینا جو پہلی چیز سے بہتر ہو۔ چنانچہ نسخ بعض آیات و احکام الٰہی۔ و بمعنے کتاب نوشتن اِس شعر مین نسخ کے دونو معنے مراد ہو سکتے ہین۔ اور شعر کا یہ مطلب ہے کہ جن قومون کو اللہ تعالےٰ نے مسخ کیا ہے اُنکی اصلی صورت کا نشان تک دور کر دیا ہے اور اُنکی ماہیت بالکل بدلدی ہے۔ یا یہ کہ مسخ شدہ قومون کی حالت اور کیفیت کی آیت اپنے کلام مین لکہدی ہے تاکہ اُس سے اور قومونکو عبرت ہو اور اُن گناہون سے بچین جنکے باعث وُہ مسخ کیے گئے تہے آیت بمعنے نشان و تصویر۔ بمعنے حالت مسخ کی دوسری مثال وہ عورت ہے جسکو اللہ تعالےٰ نے مسخ کرکے زُہرہ کر دیا۔ یہ اُس عورت کے طرف اشارہ ہے جسپر ہاروت ماروت عاشق ہوے اور یہ اُنسے اِسم اعظم سیکہہ کر آسمان پر چلی گئی۔ لیکن بسبب شومی اعمال ستارۂ زہرہ کی صورت مین مسخ کیگئی محققین کے نزدیک یہ قصہ بالکل غلط ہے کیونکہ ستارہ زہرہ ہاروت ماروت کے قصہ سے پہلے بہی موجود تہا۔ اِسقدر صحیح ہے کہ ہاروت ماروت تعلیم سحر کیلیے بہیجے گئے تہے اور اِس سے بندگان خدا کا امتحان منظور تہا۔ مگر چونکہ عوام شعرا مین زہرہ اور ہاروت ماروت کا قصہ حسب تفصیل سابق مشہور ہے اِسلیے مولانا قدس سرہ نے اُسی طرح نقل کر دیا۔ آپ کا قاعدہ ہے کہ اکثر قصے نقل کرکے اُس سے صحیح نتیجے نکالتے ہین۔ بیتیرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ جب عورت کا زہرہ کر دینا باوجودیکہ وہ ظاہر مین اسقدر بلند مرتبہ ہوگئی ہے ایک قسم کا مسخ ہے تو کیا اے انسان سرکش تیرا مٹی اور خاک ہو جانا عالم روحانی سے عالم جسمانی کیطرف رجوع کرنا مسخ نہین ہے بلکہ ضرور ہے اے شخص تو اُس سے پہلے عالم ملکوت و جبروت کے رہنے والون کے لیے باعث رشک تہا۔ وہان سے مرتبہ آب و گل مین آکر گویا مسخ ہو گیا ہے اِس مسخ کو مسخ معنوی کہتے ہین بحکمۃ یہان سے یہ بہی نکلتا ہے کہ آدمی کی حالت پر افسوس ہے کہ عورت تو (خواہ مسخ ہی ہو کر سہی) اِس بلند مرتبہ پر پہنچگئی اور مرد باوجود مردانگی مسخ ہو کر بہی اِسی عالم سفلی مین رہا

	روح مے پرد سوے چرخ برین		سوے آب و گل شدی در اسفلین
ترجمہ	روح اُڑتی ہے سوے چرخ برین		اور تجھے ہر وقت سیل اسفلین ٭

شرح - یعنے تیری روح تو عالم علوی کیطرف مائل ہے۔ کیونکہ بمقتضائے **قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَکُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ** روح کا ہر وقت یہی قصد ہے کہ عالم الٰہی کیطرف ترقی کر جائے مگر وُہ جسم کی ظلمانی قید مین ہے۔ باایہمہ ایخاطب

افسوس تونے مقتضائے روح کو چھوڑ کر خواہش نفس کو اختیار اور عالم سفلی کو پسند کر لیا انجام کار جسطرح وزیر عالم سفلی کو اختیار کر کے خسارہ مین پڑا اسطرح تو بھی خسارہ اُٹھائیگا

	خویشتن را مسخ کردی مین سفول	زان وجودے کہ بُد آن تنگ عقول	
ترجمہ	ہو گیا ہے مسخ تو اے بو الفضول	اُس حقیقت سے کہ تھی رتنگ عقول	

شرح سُفول بضمتین بمعنے پستی اور عقول بمعنے فرشتگان اور وجود سے حقیقت انسانی مراد ہے۔ فائدہ اگر کوئی شخص آئینہ مین اپنا مُنہ دیکھکر یہ کہے کہ مین مسخ نہین ہوا تو ہم یہ کہینگے ہماری مراد مسخ سے مسخ صورت نہین بلکہ مسخ سیرت ہے۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (ہمنے آدمی کو اچھی صورت مین پیدا کیا ہے) کی تفسیر مین لکھا ہے۔ کہ ہمنے انسان مین حقایق لاہوتیہ۔ اور جبروتیہ اور ملکوتیہ اور ناسوتیہ سب جمع کر دیئے تھے جسکے سبب وہ مسجود ملایک تھا۔ لیکن اسنے سب کو چھوڑکر حقیقت ناسوتیہ کو پسند کیا اور عالم سفلی مین جا پڑا۔ جسکو مسخ معنوی اور مسخ سیرت کہتے ہین

	پس بتر زین مسخ کردن چون بود	پیش آن مسخ این نہایت دون بود	
ترجمہ	کونسی مسخ اِس مسخ سے بدتر نہین	مسخ سیرت ہے بشر کا بد ترین	

شرح۔ یعنے جہان مین اِس مسخ سیرت سے بدتر اور مسخ کونسا ہوگا۔ کیونکہ اُس مسخ صورت کے مقابل یہ مسخ۔ یعنے مسخ سیرت نہایت درجہ کا بُرا اور ذلیل ہے دوسرے مصرعے کے معنے یہ ہین کہ اُس عورت کے مسخ کے مقابل یہ مسخ نہایت ہی ذلیل درجہ کا ہے۔ کیونکہ اُسمین عالم سفلی سے عالم علوی کیطرف ترقی ہے اور اِس مسخ مین اُسکا عکس

	اسپ ہمت سوے آخر تاختی	آدم مسجود را نشناختی	
ترجمہ	تو حقیقت اپنی گر کچھ جانتا	آدم مسجود کو پہچانتا	

شرح ایخاطب تونے اسپ ہمت دوسری طرف دوڑایا اور عالم سفلی یا دنیا کو پسند کیا۔ اور حضرت آدم مسجود ملایک کی حقیقت کو نہ پہچانا کہ فرشتون نے اُنکو تارک دنیا اور مظہر ذات سمجھکر سجدہ کیا تھا نہ کہ آب و گل سمجھکر اسلیئے تجھپر بھی اُسی عالم علوی کی طرف چلنا اور اپنے آپ کو درحقیقت مظہر ذات بنانا اور باپ کے قدم بقدم رہنا لازم ہے یہ پستی باعث شرف اور عالم علوی کے ہمپلہ نہین ہو سکتی۔ چنانچہ مولانا خود فرماتے ہین۔

	آخر آدم زادہ اے ناخلف	چند بینداری تو پستی را شرف	
ترجمہ	تو تو آدم زادہ ہے اے ناخلف	کیسلیئے سمجھتا ہے پستی کو شرف	

شرح۔ یعنے اے غافل تو الولد سرٌ لابیہ (بیٹا باپ کا نمونہ ہوتا ہے) کے معنون سے غافل ہے ورنہ عالم سفلی کو عالم علوی خیال نہ کرتا۔ نیک بیٹا وہی ہے جو نیکیون مین باپ کے قدم بقدم ہو۔ باپ کے مخالف اور اُسکے بدنام کرنیوالے بیٹے کو ناخلف اور نالایق کہتے ہین۔

	چند گوئی من بگیرم عالمے		ایشان را پر کنم از خود ہمے
ترجمہ	کیون یہ کہتا ہے کہ لیونگا جہان		پر کرونگی اسکو میری عز و شان

شرح۔ از خود۔ یعنے از حکومت و سلطنت خود یہان سے عالم سفلی کے مذمت شروع ہوی ہے۔

	گر جہان پر برف گردد سر بسر		تاب خور بگدازدش در یک نظر
ترجمہ	برف سے پڑ ہو جو عالم سر بسر		اُسکو پگلا دے گی سورج کی نظر

شرح۔ یعنے جسطرح برف کو آفتاب تہوڑی دیر مین پگلا دیتا ہے اُسی طرح آفتاب قہر الٰہی ایک لمحہ مین دولت متکبرین کو زائل کر دیتا ہے جسکے بہروسے پر وہ خدا کو بہولگئے ہین۔

	وزیرا و وزیر چون او صد ہزار		عنیت گرداند خدا از یک شرار
ترجمہ	دفتر عصیان مٹا دیتا ہے وہ		ایک شعلے سے جلا دیتا ہے وہ

شرح۔ یعنے اللہ تعالے وزیر کا اور وزیر جیسے لاکہہ گناہگارون کا یعنے اُسکے تابعین نصارے کا گناہ ایک ذرہ عفو سے نابود کر سکتا ہے شرار بمعنے ذرہ۔

	عین آن تخییل را حکمت کند		عین آن زہر اب را شربت کند
ترجمہ	چاہے تو تخییل کو حکمت کرے		اور آپ زہر کو شربت کرے

شرح۔ یعنے اللہ تعالے اگر چاہتا تو وزیر کے اُن خیالات فاسدہ کو عین حکمت کر دیتا اور اُس سم قاتل کو عین شربت بنا دیتا۔ مگر اُسکو یہ منظور نہ تہا۔

	در خرابی گنجہا پنہان کند		خار را گل جسم را جان کند
ترجمہ	کنج کرتا ہے خرابی مین پنہان		خار کو گل جسم کو کرتا ہے جان
	آن گمان انگیز را سازد یقین		مہر ہا رویاند از اسباب کین
ترجمہ	بد گمانون کو دلاتا ہے یقین		مہر پیدا کرتے ہین اسباب کین

شرح۔ یعنے اگر وہ چاہتا تو اُس گمان انگیز۔ یعنے وزیر افترا پرداز کو عین یقین بنا دیتا یعنے اُسکو یقین کرا دیتا کہ دین موسے کی طرح دین عیسے بہی حق ہے اور فی الواقع یہ دونو متحد ہین۔ اور اُسنے جو کینے کے اسباب یعنے صحیفے تیار کئے تہے اُنکے برخلاف نصارے مین باہم محبت پہیلتی۔ کیونکہ اللہ تعالے کے کام مناسبت اسباب موقوف نہین ہین وہ اچہے سے بُرا اور بُرے سے اچہا کر سکتا ہے۔ چنانچہ پہلے اور آیندہ شعر مین اسکی مثال موجود ہے

	پرورد در آتش ابراہیم را		ایمنی روح ساز د بیم را
ترجمہ	آگ مین پالا ہے ابراہیم کو		ایمنی جان کیا ہے بیم کو

شرح۔ دیکھو حضرت ابراہیم کو آگ مین رکھکر تمام ضرر دہن سے محفوظ رکھا۔ حالانکہ آگ ایسی چیز نہین کہ ایمکین رکھکر آدمی ضرر سے محفوظ رہے۔ اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالےٰ خوف کو باعث بیخوفی بنا دیتا ہے۔ جسطرح گناہگار کا خوف عذاب سے بیخوفی اور دوزخ سے نجات کا سبب ہے۔

	از سبب سازیش من سودائیم		وز سبب سوزیش سوفسطائیم
ترجمہ	اس سبب سازی کا مین سودائی ہون		اور سبب سوزی سے سوفسطائی ہون

شرح۔ سوفسطائی کے لغوی معنے صاحب علم باطل کے ہین کیونکہ لغت یونانی مین سوف بمعنے علم اور اسطا بمعنے باطل ہے۔ سوفسطائی یونان مین ایک فرقہ تہا۔ جو حقایق اشیا کا منکر ہے وہ یہ کہتے ہین کہ حقیقت مین کوئی شیئے کچہ بہی نہین ہے۔ اور جو کچہ موجود ہے اور کسی حس کے ذریعہ سے محسوس ہوتا ہے وہ سب وہم و خیال ہے اور یہ وہم و خیال بہی ہم و خیال ہے۔ اس فرقہ کے تین گروہ ہین اول عنادیہ۔ انکا مذہب وہی ہے جو ہمنے اوپر بیان کیا دوسرے عندیہ وہ یہ کہتے ہین کہ حقایق اشیا اعتبارات عقلیہ کے تابع ہین یعنے اگر عقل جوہر کو عرض خیال کرے تو وہ عرض ہی ہے اور عرض کو جوہر مانے تو وہ جوہر ہے۔ اور قدیم کو حادث جانے تو حادث ہے اور حادث کو قدیم کہے تو قدیم ہے تیسرے لا ادریہ یہہ اشیا کے ثبوت مین شک کرتے ہین اور پہر اس شک مین بہی شک ہے اور اس شک مین بہی شک ہے علےٰ ہذا القیاس غرضیکہ یہ تینون فرقے ثبوت اشیا مین حیران ہین مولانا قدس سرہ نے اپنے نفس کو سوفسطائی سے فقط اسباب کی حیرت مین تشبیہ دی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بعض افعال مقتضائے اسباب اور وسائط کے موافق ہین مثلاً سبزہ کا پیدا ہونا مینہہ کے سبب اور بچے کا پیدا ہونا ماں باپ کے سبب کیونکہ سبزہ اور بچہ پیدا ہونے اور اسکے نشو و نما اور تصویر بننے اور ایسے تنگ جگہہ مین رہنے کی کیفیت گو ہماری سمجہ مین نہین آتی لیکن ظاہر طور پر تو باران اور ماں باپ ہی اسکے سبب معلوم ہوتے ہین، اور بعض افعال مقتضائے اسباب اور وسائط کے مخالف ہین مثلاً حضرت ابراہیم کا آگ مین محفوظ رہنا۔ اور عصائے موسوی کا سانپ بنجانا معاذ اللہ مولانا کا یہ مطلب نہین ہے کہ مین فی الواقع سوفسطائی ہون۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ مین بدین باعث کہ اللہ تعالےٰ بعض موقعون پر جہان سببات کا کوئی ظاہری سبب نہین ہوتا۔ کوئی نہ کوئی سبب قایم کر دیتا ہے۔ دیوانہ ہو گیا ہون یعنے عقل مین یہ بات نہین آتی کہ یہ سبب کہان سے قایم ہو گیا۔ اور بدین باعث کہ بعض موقعون پر سببات خلاف اسباب ظاہر ہوتے ہین حیران ہو گیا ہون کہ یہ کیونکر ہو گیا سبب سازی سے ظہور مسبب حسب اقتضائے سبب اور سبب سوزی سے ظہور خلاف سبب مراد ہے۔ کیونکہ جب مسبب خلاف سبب ظاہر ہوا تو گویا سبب کو جلا دیا گیا ہے اور معدوم کر دیا گیا ہے ورنہ مسبب ضرور سبب کے موافق ہوتا یعنے آگ حضرت ابراہیم کو زندہ نہ چہوڑتی۔

	از سبب سازیش سرگردان شدم	وز سبب سوزیش ہم حیران شدم
ترجمہ	اس سبب سازی سے سرگردان ہو نمین	اور سبب سوزی بہی حیران ہونمین

شرح پہلے شعر کی توضیح ہے۔ اور بالکل وہی معنے ہین جو ہمنے اوپر بیان کیے ہین۔ لہذا مکر شرح کی ضرورت نہین

	دیگر مکر کردن وزیر و در خلوت نشستن و شور افگندن در قوم نصاری	
ترجمہ	وزیر کا دوسرا مکر گانٹھنا اور خلوت مین بیٹھنا اور قوم نصارے مین شور و غل ڈالدینا	
	چون وزیر ماکر بد اعتقاد	دین عیسے را بدل کرد از فساد
ترجمہ	جب وزیر پُر شر و بد اعتقاد	ڈال بیٹھا دین عیسے مین فساد
	مکر دیگر آن وزیر از خود بہ بست	وعظ را بگذاشت در خلوت نشست
ترجمہ	مکر اک گانٹھا نیا از بہر کین	وعظ کو چہوڑا ہوا خلوت نشین
	در مریدان در فگند از شوق سوز	بود در خلوت چہل پنجاہ روز
ترجمہ	یہان مریدون مین پڑا اک شور و سوز	وہان رہا خلوت مین وہ چالیس روز
	خلق دیوانہ شدند از شوق او	از فراق حال و قال و ذوق او
ترجمہ	ہو گئی دیوانہ خلقت شوق سے	ہجر حال و قال و ذکر و ذوق سے
	لابہ و زاری ہمیکردند و او	از ریاضت گشتہ در خلوت دوتو
ترجمہ	اسطرف مخلوق سب فرقت سے زار	اسطرف وہ بدعمل خلوت سے زار

شرح۔ دوتو۔ دوہرا۔ یعنی ضعیف و منحنی اس سے یہ نکلتا ہے کہ سالک کسی شخص کے خلوت نشینی اور ضعف سے دہوکا نکہائے بلکہ تجربہ کے بعد بیعت کرے۔ ورنہ اسطرح دہوکا کہائیگا جسطرح وزیر کے مریدون نے کہایا۔

	گفت ایشان بے تو ما را نیست نور	بے عصا کش چون بود احوال کور
ترجمہ	کہتے تہے۔ بے نور جینا ہے وبال	بے عصا کش ہے بُرا اندہے کا حال
	از سر اکرام و از بہر خدا	پیش ازین ما را مدار از خود جدا
ترجمہ	ہمپہ کر اکرام از بہر خدا	اور اپنے سے نہ رکہہ ہمکو جدا
	ما چو طفلانیم و ما را دایہ تو	بر سر ما گستران آن سایہ تو
ترجمہ	طفل ہین ہم ہمکو شکل دایہ رکہہ	رحم کر سر پر ہمارے سایہ رکہہ
	گفت جانم از محبان دور نیست	لیک بیرون آمدن دستور نیست
ترجمہ	وہ یہ بولا تمسے مین کب دور ہون	لیک خلوت سے نکلنا ہے زبون

شرح یعنے اذن خداوندی نہین ہے بعض نسخون مین۔ گفت بے تو جملہ پُر شرّیم و شور ہے اس قصہ سے مولانا کا مطلب یہ ہے کہ سالک مُرشد سے دور نہ ہے اور اُسکی صحبت کو غنیمت جانے۔

	آن امیران در شفاعت آمدند		وان مُریدان در ضراعت آمدند
ترجمہ	اُن امیرون نے شفاعت کی بہت		اُن مریدون کی ضراعت کی بہت

شرح۔ ضراعت بمعنے راضی۔ اور بعض نسخون مین ضراعت کی جگہ شناعت بھی ہے یعنے مُرید اپنے نفس کی بُرائی اور قصور کا اعتراف کرتے ہوے آئے۔

	لیک چہ بدبختی ست مارا اے کریم		از دل و دین ماندہ ما بے تو یتیم
ترجمہ	یعنے یہ بدبختی ہے ہمارا اے کریم		رہگئے ہم دین سے تجھ بن یتیم
	تو بہانہ میکنی و ما ز درد ۲۲		میزنیم از سوز دل دمہائے سرد
ترجمہ	دہن بہانے اور یہان ہے دلمین درد		سوز پنہان سے ہے لب پر آہ سرد
	ما بگفتار خوشت خو کردہ ایم		ما ز شیر حکمت تو خوردہ ایم
ترجمہ	خوگر گفتار ہین ہم سر بسر		شیر حکمت سے ہین تیرے بہرہ ور
	اللہ اللہ این جفا با ما مکن		لطف کن امروز را فردا مکن
ترجمہ	ڈر خدا سے یہ جفا اصلا نہ کر		مہر کر امروز کو فردا نکر
	مے دہد دل مر ترا کین بیدلان		بے تو گردند آخر از بے حاصلان
ترجمہ	چاہتا ہے تو ہی کہ یہ بیدل تمام		تیری فرقت مین رہین ناشاد کام

شرح مے دہد دل مر ترا۔ جملہ استفہامیہ ہے۔ یعنے کیا تیرا دل چاہتا ہے کہ یہ بے دل مسلوب العقل تیرے مُریدتیرے فراق مین ایک بیحاصل اور بیفائدہ چیز ہوکر رہجائین نہ دنیا کے رہین نہ دین کے اے اُستاد ہماری دستگیری کر

	جملہ در خشکی چو ماہی مے طپند		آب را بکشا ز جو بر وا رہند
ترجمہ	ماہی بے آب ہین ہم سر بسر		بند جو کھول اور ہمین سیراب کر

شرح۔ یعنے اپنی نہر معرفت سے بند کھولکر آب حکمت تشنگان شوق کو پلا اور پیاسون کو سیر کر۔

	اے کہ چونتو در زمانہ نیست کس		اللہ اللہ خلق را فریاد رس
ترجمہ	کوئی تجھسا اب زمانہ مین نہین		خلق کی فریاد سُن اے مرد دین

شرح۔ دونو جگہ اللہ اللہ کے یہ معنے ہین کہ اے اُستاد خدا سے ڈر۔ خدا سے ڈر اور ہمین اپنی صحبت سے دور نہ کر خلق اللہ کی فریاد کو پہنچ۔ اور ہمین اپنے جمال اور ملاقات سے مسرور فرما۔

دفع کردن وزیر مریدان واتباع خود را

ترجمہ وزیر کا اپنے مریدون اور شاگردونکو دفع کرنا ٹالدینا

شرح۔ اس داستان مین مولانا قدس سرہ نے تصوف کے بڑے باریک مسائل تحریر کیے ہین گو وزیر کی زبان سے نکلے ہین

	گفت ہان اے سخرگان گفتگو	وعظ و گفتار زبان و گوش جو	
ترجمہ	اُسنے یہ بولا وزیر زشت خو	سُنتے ہو؟ اے عاشقان گفتگو	

شرح۔ یعنے اے مغلوبین قیل و قال۔ اور ایسے وعظ کے سننے والو جو کہنے والے کی زبان اور سننے والے کے کان سے تعلق رکھتا ہے مطلب یہ کہ اے ظاہری اور لفظی وعظ کے طالبو سنو۔

	پنبہ اندر گوش حس دون کنید	بند حس از چشم خود بیرون کنید	
ترجمہ	پنبہ ان کانون کے اندر چاہیئے	قید حس آنکھون سے باہر چاہیئے۔	

شرح۔ یعنے کان مین جو ایک حس ذلیل ہے روئی ٹھونس لو اور باطن کے کان کھولکر کلمات اہل اللہ سُننے کیلئے مستعد رہو حس ظاہری کی قید یعنے کانونپر نگاہ نہ رکھو۔ یعنے یہ نسمجھو کہ ظاہری ہی کانون سے کچھ سُنا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ حواس ظاہرہ معطل کرکے حواس باطنہ سے کام لو۔

	پنبۂ آن گوش سر۔ گوش سرست	تا نگردد این کر آن باطن کرست	
ترجمہ	پنبہ گوش سر کا ہے خود گوش سر	کر نہو ظاہر تو پھر باطن ہے کر	

شرح۔ یعنے ان ظاہری کانونمین روئی ٹھونسنا ہی گویا باطنی کان ہین جبتک یہ ظاہری کان بہرے نہونگے۔ باطن کے کان بہرے رہینگے۔ مطلب یہ کہ حواس سر کو معطل کرنا عین حس قلب ہے۔ بعض نسخون مین تا نگردد این گران باطن کرست ہے۔

	بے حس و بے گوش و بیفکرت شوید	تا خطاب ارجعی را بشنوید	
ترجمہ	بے حس و بے فکر رہ اے مدعی	سُن سکے تو تا خطاب ارجعی	

شرح۔ یعنے بیحس اور بے فکر و بے گوش ہو کر نفس مطمئنہ بنجاؤ۔ اسوقت تم خطاب ارجعی کو سنوگے یہ اس آیت کیطرف اشارہ ہے یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ یعنے نفس مطمئنہ واصل بحق ہوجاتا ہے۔

	تا بگفت و گفتگوی بیداری دری	تو ز گفت خواب کے بوئے بری	
ترجمہ	ہے جو بیداری مین مصروف کلام	گفتگوئے خواب سے ہے بے مرام	

شرح۔ لفظ دری بائے بگفت کے اظہار معنے کے لیئے زائد ہے۔ یعنے جب تک تو عالم بیداری کی گفتگو مین مشغول ہے گفتگوئے خواب سے محروم ہے۔ اسیطرح جب تک تو حواس ظاہرہ کو معطل نہ کریگا ذوق باطنی سے محروم رہیگا۔ حواس باطن بمعنے حواس قلب ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حواس ظاہر نزول وحی کے وقت اسلیئے معطل ہوجاتے تھے کہ حواس باطن مصروف الی اللہ رہتے تھے

	سیر بیرونست قول و فعل ما		سیر باطن ہست بالائے سما
ترجمہ	ہے یہ عالم سیر ظاہر کا مکان		سیر باطن کی جگہ ہے آسمان

شرح۔ یعنے ہمارے وہ قول و فعل جو ہمارے حواس ظاہری سے صادر ہوتے ہین۔ اسی عالم دنیا تک کی سیر کر سکتے ہین۔ یعنے اُسکے مقبول ہونے اور آسمان پر جانیکی اُمید نہین البتہ وُہ اقوال و افعال جو حواس باطنہ اور صدق دل سے صادر ہونگے ضرور آسمان تک پہنچ جائینگے۔ اور اُنہین مرتبۂ قبولیت حاصل ہوگا

	حس خشکے دید کر خشکی بزاد		موسیِ جان پائے در دریا نہاد
ترجمہ	حس ظاہر رکھیا خشکی مین یار		موسیِ جان ہو گیا دریا کے پار

شرح۔ لفظ خشکے اول یائے مجہول و معروف۔ اور ثانی فقط یائے معروف مصدری بمعنے یبوست ہے اور حس خشک سے مراد حس ظاہر ہے۔ اِسکو خشک اسلیئے کہا کہ خشک چیز یعنے مٹی سے بنا ہے۔ پہلے خشک مین اگر یائے معروف ہے تو نسبتی اور مجہول ہے تو زائد ہے۔ دید بمعنے دانست ہے یعنے حس ظاہر نے فقط اتنا معلوم کر لیا کہ مین خشکی سے پیدا ہوا ہون اور چونکہ اُسکو عالم علوی کی خبر نہ تھی اسلیئے عالم سفلی ہی مین رہ گیا۔ اور ترقی نہ کر سکا۔ بخلاف حس باطن یعنے روح کے کہ اُسنے بحر معنے مین قدم رکھا۔ کیونکہ جنس اپنی ہمجنس کی طرف مائل رہتی ہے جس ظاہر مٹی سے پیدا ہوا تھا اسلیئے مٹی ہی مین رہا اور حس باطن عالم علوی سے مرحمت ہوا تھا اسلیئے اُسی کیطرف ترقی کر گیا۔ کیونکہ جسم کثیف ہے اور روح لطیف جانکو موسلے اسلیئے کہا کہ جب فرعون حضرت موسے کے عقب مین آیا تو آپنے دریا پر عصا مارا۔ دریا خشک ہو گیا اور حضرت موسلے مع مومنین عبور کر گئے۔ اس سے حضرت موسلے کے معجزے کی طرف بھی اشارہ ہو گیا بعض نسخون مین عیسیٰ جان بھی آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دریا کو بغیر کشتی عبور کرنا حضرت عیسلے کا بھی معجزہ تھا۔

	سیر جسم خشک بر خشکی فتاد		سیر جان پا در دل دریا نہاد
ترجمہ	سیر جسم خشک خشکی تک رہی		سیر جانکو بحر سے ہے آگہی

شرح اسکا مطلب پہلے شعر کی تقریر سے بالکل واضح ہو گیا ہے لہذا کہ شرح کی ضرورت نہین ہے۔

	چونکہ عمر اندر رہ خشکی گزشت		گاہ کوہ و گاہ صحرا گاہ دشت
ترجمہ	عمر خشکی مین گزاری سر بسر		گاہ کوہ و گاہ صحرا گاہ بر
	آنچیوان را کجا خواہی تو یافت		موج دریا را کجا خواہی شناخت
ترجمہ	چشمۂ حیوان ملیگا تجکو خاک		موج دریا صاف کردیگی ہلاک

شرح رہ خشکی سے عالم صورت۔ کوہ سے فکر محال صحرا سے طول آمال دشت سے بال خیال مراد ہے۔ یعنے جب عمر اسطرح اور ان حالتون مین گزری تو تو آب حیوان عشق حقیقی اور موج دریا بمعانی سے ہرگز نہین واقف ہو سکتا۔ اسلیئے خلوت در ریاضت ضرور ہے

	موج خاکی وہم وفہم وفکرہاست	موج آبی محو وسکرست وفناست	
ترجمہ	موج خاکی وہم وفہم و فکر ہے	موج آبی محو وسکر و ذکر ہے	

شرح۔ یعنے دریائے عالم سفلی کی موج وہم وفہم اور ہمارا فکر ہے یعنے مشاغل دنیا مین استغراق اور دنیا کمانے کا فکر اور دنیوی معاملہ فہمی اور نفع ونقصان کا وہم یہ سب امواج عالم ظاہری مین اور دریائے عالم معنے کی موج عشق حقیقی مین محو ہونا بادۂ عشق حقیقی کا نشہ اور فنا فی اللہ ہو جانا ہے بعض نسخون مین بجائے محو کے صحو ہے صحو لغت مین بمعنے ہوشیاری ہے اور اصطلاح صوفیہ مین صفات بشریہ کے نابود کرنے کو صحو اور غلبہ حال کو سکر کہتے ہین۔ دونونکا مطلب ایک ہے۔

	تا درین فکری ازان سکری تو دور	تا ازین مستی ازان جامی نفور	
ترجمہ	فکر والا سکر معنے سے ہے دور	مست غفلت جام حق سے ہے نفور	

شرح۔ یعنے جبتک تو فکر دنیا مین محو ہے نشۂ وحدت سے دور ہے اور جبتک بادۂ غفلت سے مست ہے جام عشق حقیقی سے نفور ہے

	گفتگوئے ظاہر آمد چون غبار	مدتے خاموش کن ہین ہوشدار	
ترجمہ	گفتگو ظاہر کی ہے شکل غبار	تھوڑے دن خاموش رہ اے ہوشیار	

شرح۔ یعنے گفتگوئے ظاہر غبار کی طرح مشاہدۂ حق سے محروم رکھتی ہے کہنے سننے سے مشاہدۂ حق نصیب نہین ہوتا اسلیئے چند مدت خلوت مین بیٹھکر خاموش رہنا چاہیئے۔ کیونکہ نطق امر عارض ہے اور سکوت اصل ہے

	مکر کردن مریدان کہ خلوت را بشکن		
	(وزیر سے مریدونکا مکر کرنا کہ خلوت سے باہر نکل)		
ترجمہ	جملہ گفتند اے حکیم رخنہ جو	این فریب وایں جفا با ما مگو	
	بولے وہ سب اے حکیم رخنہ جو	ہمسے کیون ہے مکر کی یہ گفتگو	

شرح۔ رخنہ بمعنے خلل۔ یعنے جو بیدہ خلل در جماعت مریدون نے وزیر کو رخنہ جو اسلیئے کہا کہ انکی خلوت نشینی سے اُنکی جمعیت مین خلل پڑگیا تہا۔ اور یہ فریب و جفا اسلیئے کہ اُنکی خلوت موجب ضرر تہی کیونکہ ہنوز تمام مرید مبتدی تہے جنہین اُستاد کی خلوت نشینی سے اپنی پریشانی کا اندیشہ اور اختلاف عقل کے سبب یہ خیال تہا کہ ہر شخص نیا مذہب اختیار کریگا۔ یا یون کہیئے کہ غلبۂ عشق اور صدمۂ فراق کے سبب اُستاد کی نسبت ایسے کلمے زبان سے نکلگئے کیونکہ عاشق معذور ہوتا ہے۔ اور فراق مین معشوق کو بیرحم جفا و پرستم کہہ بیٹھتا ہے۔ اس سے اُنکا مقصد اپنے پیر کے توہین نہ تہی۔

	چون پذیرفتی تو ما را از ابتدا	مرحمت کن ہمچنین تا انتہا	
ترجمہ	ہم ترے مقبول تہے از ابتدا	مہربانی ہمیشہ کرتا انتہا	
	ضعف وعجز وفقر ما دانستۂ	دردما را ہم دوا دانستۂ	
ترجمہ	ہے ہمارے ضعف سے تو باخبر	تو دوائے درد ہے اے پر ہنر	

	چار یارا قدرِ طاقت بار نہ	بر ضعیفان قدرِ ہمت کار نہ	
ترجمہ	جانور پر قدر طاقت بار رکھہ	عاجزون پر قدر ہمت کار رکھہ	

شرح۔ یعنے اے اُستاد تو خوب جانتا ہے کہ ہم احکام انجیل کے [illegible] عاجز ہین اور تیرے محتاج ہین تیرے فراق کی زیادہ طاقت نہین رکھتی۔ تو ہمپر اپنی جدائی کی مصیبت کا اُتنا ہی بوجھہ رکھہ جتنا ہمسے اُٹھہ سکے

	دانۂ ہر مرغ اندازہ وے ست	طعمۂ ہر مرغ انجیرے کے ست	
ترجمہ	دانۂ ہر مرغ ہے قدر طلب	طعمۂ ہر مرغ ہے انجیر کب	

شرح۔ یعنے ہر مرغ کا دانہ اُسکی حیثیت اور اندازہ کی موافق ہے یہی باعث ہے کہ ہر جانور انجیر ہضم نہین کرسکتا اور ہر شخص صدمۂ فراق نہین اُٹھا سکتا

	طفل را گر نان دہی بر جائے شیر	طفل مسکین را زان نان مردہ گیر	
ترجمہ	دودہ کے بدلے جو روٹی کھائیگا	طفل مسکین دیکھنا مر جائے گا	
	چونکہ دندان ہا بر آرد بعد ازان	ہم بخود گردد دلش جویائے نان	
ترجمہ	جان نکالیگا جو دندان بعد ازان	خود بخود ہو جائیگا جویائے نان	

شرح۔ یعنے بچہ سے جوان کا اور مبتدی منتہی کا کام نہین ہو سکتا مطلب یہ کہ ہم بالفعل مبتدی ہین اسلیئے تیری مفارقت کی برداشت نہین ہو سکتی۔ البتہ جب منتہی ہو جائینگے۔ تو تیری ضرورت نرہیگی۔ تو ہمین اپنے فیض محبت سے محروم نکر۔

	مرغ پر نارستہ چون پران شود	لقمۂ ہر گربہ و دران شود	
ترجمہ	پر ابھی نکلے نہون جس مرغ کے	اُسکا اُڑ جاتا ہے بلی کے لیئے	

شرح۔ مرید جب قبل حصول کمال مُرشد سے درد ہو جاتا ہے۔ تو اکثر گمراہ کرنیوالے اُسے شکار کر لیتے ہین۔

	چون برآرد پر بود پران بخود	بے تکلف بے صفیر نیک و بد	
ترجمہ	پر نکالیگا تو خود اُڑ جائے گا	بے صفیر نیک و بد اُڑ جائے گا	

شرح۔ یعنے جب مُرید کامل ہو جاتا ہے تو مُرشد سے خود بخود الگ ہو جاتا ہے اُسکی مثال ایسی ہے جیسا پردار مُرغ کہ اُسکو اڑانے مین سیٹی یا ہاچی۔ جرسی آواز کی ضرورت نہین رہتی۔ اور وُہ بلی وغیرہ کا لقمہ بھی نہین پتا۔

	دیو را نطق تو خامش میکند	گوش ما را گفت تو ہش میکند	
ترجمہ	بند ہے شیطان تیرے قول سے	باخبر ہین کان تیرے قول سے	

شرح۔ خامش مخفف خاموش مجازاً بمعنے دور۔ اور ہش مخفف ہوش بمعنے صاحب ہوش یعنے باخبر۔ اور دیو سے شیطان یا نفس امارہ مراد ہے۔ مطلب یہ کہ تیرے متبرک اقوال شیطان کو دور کرتے ہین۔ اور تیری گفتگو طالبان حقیقت کو اسرار سے آگاہ اور باخبر کر دیتی ہے۔

	گوش ما ہوش ست چون گویا توئی		خشک ما بحرست چون دریا توئی
ترجمہ	کان تیرے قول سے ہین با خبر		تیرے بحر فیض سے ہے خشک تر

شرح۔ یعنے ہماری طبیعت خشک تیرے دریائے فیض سے بحر معانی بنجاتی ہے۔ اور تیری باتونسے ہمارے کانونکو اسرار معلوم ہوتے ہین

	با تو ما را خاک بہتر از فلک		اے سماک از تو منور تا سمک
ترجمہ	تیرے ہوتے ہی زمین گویا فلک		آسمان ہے تجھسے روشن تا سمک
	بے تو ما را بر فلک تاریکی ست		با تو اے مہ این زمین تاری کی ست
ترجمہ	بے ترے یہ چرخ ہین تاریک سب		تیرے ہوتے یہ زمین تاری ہے کب

شرح۔ پہلے مصرع مین تاریکی ایک لفظ ہے اور دوسرے مین تاری بمعنے تاریک الگ لفظ ہے اور کے ست الگ یعنے بالفرض اگر ہم تیرے بغیر فلک پر چلے جائین۔ تب بھی ہماری نزدیک وہان تاریکی ہے۔ اور زمین تیرے وجود سے روشن ہے

	با مہ روئے تو شب تاری کی ست		روز را بے روے تو تاریکی ست
ترجمہ	تیرے ہوتے ہے شب تاری کہان		تو نہو تو دن مین ہین تاریکیان

شرح۔ اس شعر کے پہلے مصرع مین تاری جدا لفظ ہے اور دوسرے مین تاریکی ایک لفظ ہے۔

	با تو بر خاک از فلک بر دیم دست		با سماہا بے تو چون خاکیم پست
ترجمہ	تجھسے ہم افلاک پر ہین چیرہ دست		تو نہو تو آسمان پر بھی ہین پست

شرح۔ دست از کسے بر دن بمعنے غالب شدن۔ یعنے باعتبار مرتبہ ہم آسمان پر غالب ہو گیے ہین

	صورت رفعت بود افلاک را		معنی رفعت روان پاک را
ترجمہ	ظاہری رفعت ہے ان افلاک کو		معنوی رفعت ہے جان پاک کو

شرح۔ یعنے ہم اسلیئے باعتبار علو مرتبہ آسمان پر غالب ہین کہ آسمان کی رفعت صوری اور ظاہری ہے۔ اور ہماری معنوی رفعت حقیقی و واقعی۔ اور معنوی رفعت صوری سے بدرجہا بلند ہے۔ جسکے دلیل اس شعر مین ہے

	صورت رفعت برائے جسمہاست		جسمہا در پیش معنے اسمہاست
ترجمہ	ظاہری رفعت برائے جسم ہے		جسم خود معنے کے آگے اسم ہے

شرح۔ یعنے ظاہری رفعت اجسام کے لیے ہوتی ہے اور اجسام معنی اور حقیقت کے مقابلہ مین ایسے ہین جیسے اسماء مسمیات کے مقابلہ مین یعنے جسطرح مقصود اصلی اسم سے مسلے ہوتا ہے اور مسلے کے روبرو اسم کی کچھ اصل نہین ہوتی اسیطرح معنے کے روبرو جسم کی کچھ اصل نہین ہے۔ ظاہری رفعت اور بلندی مرتبہ فنا ہونے والی چیز ہے جسکو صرف اہل دنیا پسند کرتے ہین اور باطنی رفعت (معرفت اسرار الٰہی) اولیاء اللہ کا حصہ ہے اور بلند مرتبہ ہے جسکو نہ زوال ہے نہ فنا۔

	اللہ اللہ یک نظر بر ما فگن		لاتقنطنا فقد طال الحزن
ترجمہ	اللہ اللہ ڈال ہمپر اک نظر		بڑ گیا غم مت ہمین مایوس کر

شرح یعنے خدا سے ڈر اور نظر کرم کر اس سے زیادہ ہمین نا اُمید نہ کر کیونکہ ہمارا غم بہت بڑ گیا ہے۔

	جواب گفتن وزیر کہ خلوت را نمے شکنم		
ترجمہ	وزیر کا جواب دینا کہ مین خلوت سے نہین نکل سکتا		

	گفت حجتہائے خود کوتہ کنید		پند را در جان و در دل رہ کنید
ترجمہ	یہ کہا اُسنے کہ حجت چھوڑ دو		جو نصیحت مین کرون دل سے سنو

شرح یعنے مجھے معارضہ نکرو کیونکہ مریدونکا شیخ سے معارضہ کرنا جائز نہیں اور میری نصیحت کو جان و دل مین جگہ دو

	گر امینم متہم نبود امین		گر بگویم آسمان را من زمین
ترجمہ	مجھپہ تہمت کیون ہے گر ہو نہین امین		آسمان کو بھی اگر کہدون زمین

شرح یعنے اگر مین تمہارے نزدیک امین اور سچا ہون تو مجکو فی الواقع سچا جانو۔ کیونکہ امین پر تہمت نہین لگاتے اگر مین آسمان کو زمین کہون۔ تمیر اسکی تصدیق لازم ہے۔ یہ پند اگرچہ وزیر کی زبان سے ہے لیکن فی الواقع مرید کو شیخ کے ساتہ ایسا ہی ہونا چاہیے

	گر کمالم باکمال انکار چیست		ور نیم این زحمت و آزار چیست
ترجمہ	ہون اگر کامل تو پہر انکار کیا		اور ناقص ہون تو یہ آزار کیا

شرح۔ یعنے اگر مین کامل ہون تو میرا کہا مانو اور اگر ناقص ہون تو مجکو چھوڑ دو۔ اور تکلیف نہ دو۔ مین خلوت کو نہین توڑ سکتا۔

	من نخواہم شد ازین خلوت برون		زانکہ مشغولم بحال اندرون
ترجمہ	کبھی خلوت سے نکلنا ہے نہ بون		مین صفائے قلب مین مشغول ہون

اعتراض کردن مریدان از خلوت وزیر بار دیگر

ترجمہ مریدونکا وزیر کی خلوت پر دوسری بار اعتراض کرنا

	جملہ گفتند اے وزیر انکار نیست		گفت ما چون گفتۂ اغیار نیست
ترجمہ	بولے وُہ سب یہ نہین حجت کا طور		ہے ہمارا قول اَور۔ اور دنکا اور

شرح یعنے ہم تیرے کلام اور کمال کے منکر نہین ہین اور نہ ہمارا یہ مقولہ جو تیرے حقین کہا گیا ہے غیرون کے مقولہ کے مانند ہے کہ انکار پر مبنی ہو بلکہ یہ سب ہماری بیقراری کا اظہار ہے۔ پہلے شعر مین حال اندرون سے صفائی قلب مراد ہے۔

	اشک دیدہ ست از فراق تو دوان		آہ سوزان ہست از میان جان روان
ترجمہ	اشک ہین تیری جدائی مین روان		آہ سوزان سے بہکی جاتی ہے جان

	طفل با دایہ نہ استیزد ولیک		گر بداو گرچہ نہ بد داند نہ نیک
ترجمہ	دایہ سے لڑتا ہے بچہ اے عزیز		نیک و بد کی گو نہین اُسکو تمیز

شرح۔ یعنے اے وزیر تو ہماری دایہ اور ہمارا مربی ہے اور ہم تیرے بچے تو ہی خیال کر کہ لڑکا دایہ سے لڑتا نہین مگر اُسکی گود مین رہتا ہے اگرچہ اُسکو نیک و بد کی تمیز نہین۔ اسیطرح ہم بھی تیرے بچے ہین اور بچے کیطرح اسلیئے ہٹ کر رہے ہین کہ شاید ہماری ضد مین کچھ ہمارا فائدہ ہو۔

	ما چو چنگیم و تو زخمہ میزنی		زاری از ما نے تو زاری میکنی
ترجمہ	چنگ ہین ہم اور تو ہے زخمہ زن		ہم نہین ہین زار تو ہے نعرہ زن

شرح۔ اس شعر سے مولانا قدس سرہ نے بیان وحدت مطلق کی طرف انتقال کیا ہے چونکہ تمام موجودات مظاہر صفات حق ہین۔ اسلیئے ظاہر و مظہر اور شاہد و مشہود گویا واحد ہے۔ اور یہ وزیر کے مریدون کا مقولہ نہین بلکہ مولانا کی مناجات ہے شعر کا یہ مطلب ہے کہ ہم آلۂ ملاحظۂ صفات ہین۔ ہم مین تیری صفتین ظہور کیے ہوے ہین اور ہماری مثال ایسی ہے جیسا چنگ۔ یعنے جسطرح چنگ مین تمام اقسام کے نغمون کی استعداد ہے۔ مگر بلا مضراب وہ نغمے ظاہر نہین ہو سکتے اسیطرح ہم مین ارادہ و قدرت و افعال کے استعداد موجود ہے مگر جبتک تیری تحریک نہو وہ ارادے ہم سے ظاہر نہین ہو سکتے دوسرے مصرع مین زاری سے مراد آواز ہے۔ یعنے جسطرح چنگ سے بلا مضراب خود بخود آواز نہین نکلتی۔ اسیطرح فی الواقع ہماری آواز۔ ہماری زاری ہماری ذاتی آواز نہین ہے بلکہ حقیقت مین آواز کا پیدا کرنیوالا تو ہے۔

	ما چو نائیم و نوا در ما ز تست		ما چو کوہیم و صدا در ما ز تست
ترجمہ	ہم ہین نے اور تو ہے مانند نوا		کوہ ہین ہم ہم مین ہے تیری صدا

شرح۔ نائے بمعنے نے۔ یعنے ہمارا تکلم تیرے اُس کلام کے اثر سے ہے جو تیری صفات ذاتیہ سے ہے اور جو حالات ہم مین موجود ہین تیری ہی طرف سے منعکس ہین جسطرح پہاڑ کی آواز جو آواز کرنے والے کیطرف پھر کر آتی ہے فی الواقع پہاڑ کی آواز نہین ہوتی۔ بلکہ اور شخص کی ہوتے ہی تیرا وجود حقیقی ہے اور ہمارا وجود فانی اور وجود فانی مین جتنی حالتین اور صفتین پائی جاتے ہین تیرے ہی صفات کا عکس ہین۔ مثلاً ہم مین صفت غضب تیرے اسم جبار کا عکس ہے اور صفت رحم تیرے اسم رحیم کا وعلے ہذا القیاس۔

	ما چو شطرنجیم اندر بردو مات		بردو مات ما ز تست اے خوش صفات
ترجمہ	ہم مین ہے شطرنج کی سی بردو مات		تیری جانب سے ہے یہ اے خوش صفات

شرح۔ یعنے ہم صفت غالبیت اور مغلوبیت مین بازی شطرنج کی طرح ہین کبھی غالب ہین اور کبھی مغلوب اور یہ غالبیت و مغلوبیت تیری طرف سے ہے کیونکہ تو ہمارے افعال و اقوال و احوال کا خالق ہے قرآن مجید مین قُلْ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ

اور تعز من تشاء وتذل من تشاء موجود ہے ہر شے خدا کیطرف سے ہے اور وہ جسکو چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسکو چاہتا ہے ذلت

	ما کیہ باشیم اے تو ما را جان جان		تا کہ ما باشیم با تو در میان
ترجمہ	کون ہین ہم کچھ نہین اے جان جان		تو ہی تو ہے کون ہین ہم درمیان

جان جان روح الروح بمعنے محرک حیات یعنے تمہاری کیا ہستی ہے کہ ایجاد افعال مین میرے شریک ٹہیر سکین

	ما عدمہائیم و ہستی ہائے ما		تو وجودِ مطلق فانی نما
ترجمہ	ہم عدم ہین اور ہستی ہے عدم		تو ہی تو موجود ہے اے ذی الکرم

شرح فانی نما بمعنے مظہر اشیاء فانیہ یعنے ہماری ہستی بالکل فانی ہے کیونکہ ہمارا وجود خارجی گو باعتبار ظاہر موجود ہے لیکن فی الحقیقت معدوم ہے اور تیرا وجود مطلق یعنے بلا قید فنا ہے اور تو اشیاء فانیہ کا مظہر ظاہر کرنیوالا ہے۔

	ما ہمہ شیران ولے شیر علم		حملہ شان از باد باشد دمبدم
ترجمہ	شیر ہین ہم سب ولے شیر علم		ہے ہوا سے جسکو حرکت دمبدم

شرح۔ شیر علم تصویر شیر کہ ہیبت دشمن اور شگون غلبہ کے لیے جامۂ علم پر بنی دیتے ہین حملہ بمعنے حرکت و جنبش یعنے ہم شیر علم کے مانند ہین جسکو ہوا کے سبب جنبش ہوتی ہے مطلب یہ کہ ہمارے حرکات و سکنات تیرے ہوائے ارادت پر موقوف ہین۔ جب تک تو شریک نہو ہم کچھ نہین کر سکتے۔

	حملہ شان پیدا و ناپیدا ست باد		آنکہ ناپیدا ست از ما کم مباد
ترجمہ	حرکتین ظاہر ہوا ناپید ہے		یا الٰہی کم نہو ناپید شے

شرح۔ یعنے شیر علم کی حرکت تو محسوس ہوتی ہے۔ مگر ہوا جو فی الواقع اسکی محرک ہے بالکل ناپید ہے۔ اسیطرح ہمارے حرکات و سکنات تو ظاہر ہین مگر محرک اصلی ناپید ہے خدا کرے اس محرک کا عشق اور اسکی معرفت کا شوق ہمسے کم نہو

	باد ما و بود ما از داد تست		ہستی ما جملہ از ایجاد تست
ترجمہ	یہ ہوا بہ بود تیری داد ہے		ہستی جملہ تری ایجاد ہے

شرح باد سے حرکت اور بود سے وجود اور ہستی سے حاصل وجود مراد ہے یعنے ہم موجود نہین ہین بلکہ موجود حق تو ہے

	لذت ہستی نمودی نیست را		عاشق خود کردہ بودی نیست را
ترجمہ	تو نے دی ہستی کی لذت نیست کو		اور بخشی اپنی اُلفت نیست کو
	لذت انعام خود را واگیر		نقل و بادہ و جام خود را واگیر
ترجمہ	لذت انعام کو واپس نہ لے		نقل کو اور جام کو واپس نہ لے

شرح۔ یعنے تو نے عدم اضافی (انسان) کو ہستی کا ذائقہ چکہایا اور ازل مین اسکو اپنا عاشق بنالیا (چنانچہ) اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے قالو بلیٰ اسی عشق کیطرف اشارہ ہے) اب اپنے انعام کی لذت اس سے واپس نہ لے اور نقل معرفت اور بادۂ محبت

ادر کاسۂ حقیقت سے محروم نرکھہ شراب کے بعد ترش یا نمکین یا کباب وغیرہ کہانے کو نقل کہتے ہین۔

	در بگیری کیست جست وجو کند	نقش با نقاش چون نیرو کند	
ترجمہ	تو اگر لے تو واپس کون دے	نقش کیا نقاش سے طاقت کرے	

شرح۔ یعنے اگر تو اپنے انعام کو چہین لے یا اُسنے محروم رکہے تو ایسا کون ہے جو تجہہ سے لے سکے۔ کیونکہ نقش یعنے انسان ہین۔ نقاش سے مقابلہ کرنیکے طاقت نہین ہے۔ یہ بیچارہ تو فقط ہے جسطرح تو نے قبل از استحقاق یعنے ازل مین اسکی پرورش کی ہے اسیطرح بعد استحقاق بہی اپنی نعمتون سے محروم نرکھہ۔

	منگر اندر ما ممکن در ما نظر	اندر اکرام و سخائے خود نگر	
ترجمہ	کسلیے ہے ہمارے گنا ہون پر نظر	اپنے اکرام و سخا پر کر نظر	

شرح۔ یعنے ہمارے خطاؤنکو نہ دیکہہ اپنی بخشش پر نظر رکہہ ع برما منگر بہ کرم خویش نگر۔

	ما نبودیم و تقاضا ما نبود	لطف تو ناگفتۂ ما را شنود	
ترجمہ	ہم نہ تہے کچہ اور تقاضا بہی نہا	راز ناگفتہ کو تو نے سن لیا	

شرح۔ تقاضا سے طلب لسانی اور ناگفتۂ ما سے استعداد وجود مراد ہے۔ یعنے جب ہم صرف تیرے علم مین تہے اور اپنا ذاتی وجود نہ رکہتے تہے تو ہم مین طلب لسانی کی طاقت نہی کیونکہ معدوم سے طلب ناممکن ہے لیکن تیرا لطف ہماری استعداد وجود کو جانتا تہا یعنے اُسکو معلوم تہا کہ انسان اسکی استعداد رکہتا ہے کہ اُسکو وجود مین لایا جاے کیونکہ وہ اشرف المخلوقات ہونیوالا ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا مطلب یہ کہ جب تو وجود سے پہلے ہمپر مہربان تہا تو بعد ایجاد بہی مہربان رہ۔ کیونکہ ہم نہایت عاجز اور تیرے الطاف کے خوگر ہین۔

	نقش ہا شد پیش نقاش و قلم	عاجز و بستہ چو کودک در شکم	
ترجمہ	نقش صورت پیش نقاش و قلم	ہے مقید صورت طفل شکم	

شرح۔ یعنے ہماری مثال ایسی ہے جیسے نقش کہ نقاش اور قلم کے سامنے عاجز اور مقید ہے جسطرح بچہ ماں کے پیٹ مین۔ کہ اپنے بننے اور بگڑنے کا کچہ اختیار نہین رکہتا مطلب یہ کہ انسان اگرچہ جزوی اختیارات رکہتا ہے مگر انسان کامل نے اپنے تمام اختیارات شاہد حقیقی کے سپرد کردیے ہین یا یہ کہ ہر متنفس کے افعال و حرکات اسکے ارادہ پر موقوف ہین

	پیش قدرت خلق جملہ بارگہ	عاجزان چون پیش سوزن کارگہ	
ترجمہ	روبرو قدرت کے خلق بارگاہ	یون ہے جیسے پیش سوزن کارگاہ	

شرح۔ کارگہ معنف کارگاہ کام کرنیکا محل خصوصاً کپڑا بننے کی جگہ یہان کارگاہ سے وہ کپڑا جسپر پہول بوٹے بنائے جاتے ہین اور بارگاہ سے عالم مراد ہے یعنے تیری قدرت کے آگے مخلوق اور تمام عالم اسطرح عاجز ہے جسطرح

سوئی کے آگے کپڑا۔ سوئی جسطرح چاہے اُسکو بنائے یا بگاڑے۔

	گاہ نقش دیو گہ آدم کند	گاہ نقش شادی وگہ غم کند
ترجمہ	گاہ نقش دیو۔ گہ آدم کرے	گاہ نقش شادی وگہ غم کرے

شرح۔ یعنے اُس نقش کو کبہی نقش شیطان بنا دیتا ہے اور کبہی نقش آدم یعنے کبہی گمراہ کرتا ہے اور کبہی ہدایت دیتا ہے اور کبہی صفات انسانیہ عطا فرما کر روح کو خوش کر دیتا ہے اور کبہی صفات شیطانیہ دیکر مغموم بنا دیتا ہے۔

	دست نے تا دست جنباند بدفع	نطق نے تا دم زند از ضر و نفع
ترجمہ	کس مین طاقت ہے کرے جو اسکو دفع	کون دم مارے ضرر ہو یا ہو نفع

شرح۔ یعنے افراد مخلوق مین سے کسیکو یہ طاقت و اختیار نہین ہے کہ نقاش حقیقی کے نقوش مٹا دے اور نہ اتنی گویائی ہے کہ نفع و ضرر کی بابت کچہ دم مار سکے۔ بلکہ سب طرح کی طاقت اور ہر قسم کا اختیار خدا کو ہے۔

	تو ز قرآن باز خوان تفسیر بیت	گفت ایزد ما رمیت اذ رمیت
ترجمہ	دیکہہ لے قران مین تفسیر بیت	قول حق ہے ما رمیت اذ رمیت

شرح یہ اس آیت کیطرف اشارہ ہے **فلم تقتلوہم ولکن اللہ قتلہم وما رمیت اذ رمیت** یہ آیت جنگ بدر مین نازل ہوی تہی جب کفار نے غلبہ کیا تو رسول مقبول نے اُنکی طرف کنکریون کی ایک مٹہی پہینکی جس سے وہ اندہے ہو کر جنگ سے باز رہے۔ مطلب یہ کہ اگر اے مخاطب تجکو ہمارے اشعار کی (جو عدم قدرت اور عجز کے باب مین ہین) شرح اور تفسیر دیکہنی منظور ہے تو اس آیت کو دیکہہ اللہ تعالے نے رسول کی کنکریان پہینکنے کے فعل کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندہ کچہہ نہین کر سکتا۔ بلکہ قادر مطلق اللہ تعالے ہے نکتہ اس آیت مین اول رسول سے فعل رمی کی نفی کیگئی پہر اذ رمیت سے اُسکا اثبات کیا گیا۔ پہر ولکن اللہ رمے سے نفی کی گئی اور صحابہ کی شان مین **فلم تقتلوہم ولکن اللہ قتلہم** آیا ہے یعنے اُنسے صرف ایکبار قتل کی نفی کر کے اپنی طرف منسوب کیا ہے جسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مراتب باعتبار خصوصیت ہین رسول اللہ کا مرتبہ اُنکے افعال کو اُنکی طرف منسوب نہ کرنے مین صحابہ سے زیادہ تہا۔ یہ نہایت باریک اور لطیف نکتہ ہے غور سے سمجہنا چاہیئے۔

	گر بپرانیم تیر آن کے زماست	ما کمان و تیر اندازش خداست
ترجمہ	تیر مین کب طاقت پرواز ہے	ہم کمان ہین اور وہ تیر انداز ہے

شرح یعنے ہمارے افعال و اقوال کی تیر جو ہمارے وجود کی کمان سے نکلے ہین یہ فی الحقیقت ہماری جانب سے نہین ہین کیونکہ ہم دست قدرت مین کمان کیطرح ہین اور تیر پہینکنے والا فی الواقع وہی ہے۔ ہم اک خفیف سا ظاہری وسیلہ ہین۔ اس شعر کے معنے پہلے۔ شعر کے مطلب سے ملتے جلتے ہین۔

	این نہ جبر این معنی جباری ست		ذکر جباری برائے زاری ست
ترجمہ	جبر کب ہے یہ جبّاری کی شان		بہر زاری ذکر جبّاری کو جان

شرح۔ اس شعر میں فرقۂ جبریہ اور قدریہ کا رد ہے۔ جبریہ کہتے ہیں کہ بندہ کو اپنے افعال میں مطلق قدرت اور اختیار نہیں ہے بلکہ خیر و شر اور بندہ کے جمیع حرکات و سکنات خاص افعال الٰہی ہیں۔ بندہ ایک بوجھل پتھر کی مانند ہے۔ جو اپنے اختیار اور ارادہ سے متحرک نہیں ہوتا۔ اور قدریہ کا مذہب اسکے برعکس ہے وہ کہتے ہیں کہ بندہ اپنے افعال کا خالق اور مختار کامل ہے اسکو اللہ تعالےٰ کے مدد کی کچھ حاجت نہیں۔ یہ دونو فرقے باطل پر ہیں اور مذہب حق جو مولانا قدس سرہٗ اور تمام اہل سنت والجماعۃ کا ہے وہ مذہب متوسط ہے جو ان دونو کے مابین ہے۔ یعنے بندہ نہ تو بالکل مجبور ہے کہ اُسے پتھر سے تشبیہ دیجائے۔ اور نہ بالکل مختار ہے۔ کہ آپ اپنے افعال کا خالق ہو۔ بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے کہ خالق افعال اللہ تعالےٰ ہے اور کاسب یعنے خیر و شر کا حاصل کرنیوالا بندہ ہے شعر کا مطلب یہ ہے کہ مولانا قدس سرہٗ کے سابق اشعار سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ بندہ مجبور ہے کیونکہ انہون نے یہ فرمایا ہے کہ ہم گویا نیست ہیں اور جو افعال ہمسے صادر ہوتے ہیں وہ خالق کے افعال ہیں اس سے وہم ہوتا تھا کہ مولانا قدس سرہٗ نے فرقہ جبریہ کی تائید کی ہے۔ یہ شعر اس اعتراض کا جواب ہے یعنے ہمنے جو یہ کہا ہے کہ ہمارے افعال حق سبحانہ و تعالےٰ کے افعال ہیں اور ہم گویا نیست اور لاشئے ہیں۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ بندہ بالکل مجبور اور مسلوب الاختیار ہے۔ بلکہ ہمنے اللہ تعالےٰ کی جبّاری کے معنے بیان کیے ہیں یعنے اللہ تعالےٰ افعال انسانی میں صفت جباریت کے ساتھ ظاہر ہوا ہے۔ جبّاری بمعنے جبر نقصان ہے۔ یعنے اصلاح امور و پُر کردن ہر شئے بچیزے کہ لایق آن باشد چونکہ عالم ارواح میں روحیں بذات خود ارتکاب افعال کے لیے مستعد نہیں اور اللہ تعالےٰ نے اپنے علم ازلی سے اس استعداد کو جان لیا تھا اسلیئے انکو ایسے افعال سے پُر کردیا جنکی وہ لیاقت رکھتی تھیں (یعنے روح مومن کو افعال حسنہ سے اور روح کافر کو افعال سیئہ سے) کیونکہ جبار اُسی کو کہتے ہیں جسکی عطا مقتضائے اشیاء کے مطابق ہو پس تو جباری کے یہ معنے اختیار عبد کے منافی نہیں ہیں۔ نیز جبّار کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ اُسنے اپنے بندونکو اوامر و نواہی کے بجالانے پر قادر و قاہر کردیا ہے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جباری کا ذکر اسلیئے ہے کہ بندہ ہر فعل کے بجالانے کے وقت جناب باری میں اس خوف سے زاری کرے کہ واللہ اعلم مقتضائے جبّاری اس فعل کے متعلق طاعت ہے یا معصیت جباری کے یہ معنے نہیں کہ خود معاصی میں گرفتار ہو کر اپنی معصیت کو اُسکی جبّاری کیطرف منسوب کردے۔ یہ مذہب خلاف سنت اور یہ عقیدہ قریب کفر ہے۔

	زاری ما شد دلیل اضطرار		خجالت باشد دلیل اختیار
ترجمہ	ہے تری زاری دلیل اضطرار		اور پشیمانی دلیل اختیار

شرح۔ یعنے ہماری زاری اور تضرع جو بعض افعال پر ہمسے صادر ہوتے ہی یہ اسبات کی دلیل ہے کہ ہم مجبور اور مضطر ہین کیونکہ اگر ہمکو اپنے افعال پر اختیار ہوتا تو ہمسے ایسے گناہ نہوتے جنسے ہمکو زاری کرنی پڑتی لیکن انہی افعال قبیحہ سے ہماری خجلت اسبات کی دلیل ہے کہ ہمکو اپنے افعال پر اختیار ہی دیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر اختیار نہوتا تو ہمکو خلق اور حق سے بُرے افعال پر خجالت کیون ہوتی۔ اِس سے معلوم ہوا کہ بندہ کو من وجہ اختیار ہی دیا گیا ہے۔

	گر نبودے اختیار این شرم چیست		وین دریغ و خجلت و آزرم چیست
ترجمہ	گر نہین مختار تو کیون شرم ہے		کیون تجھے یہ خجلت و آزرم ہے

شرح توضیح سابق وآزرم بمعنے غم وشرم کیونکہ اگر ہمکو اختیار نہوتا تو بیل اور گدہے اور دیگر جانورون کی طرح کسی گناہ سے شرم نہ آتی

	زجر اُستادان بشاگردان چراست		خاطر از تدبیرہا گردان چراست
ترجمہ	زجر اُستادان شاگردان ہے کیون		اور دل تدبیر کا خواہان ہے کیون

شرح یعنے اگر انسان کو اختیار نہوتا۔ تو اُستاد شاگرد پر موے غلام پر خاوند بیوی پر کسی فعل معیوب کے باعث زجر نکر سکتا۔ اور آدمی کا دل تدبیرون مین سرگردان نہ رہتا۔ حالانکہ بہت سے کام آدمی مشورۂ دل کے بعد کرتا ہے جو قابل کرنے کے دیکھا کیا اور جو نہ دیکھا نکیا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو جزوی اختیار دیا گیا ہے۔

	ور تو گوئی غافلست از جبر او		ماہ حق پنہان شد اندر ابر او
ترجمہ	یہ کہے گر تو کہ بیشک وصف جبر		یون نہان ہے ماہ جیسے زیر ابر
	ہست این را خوش جواب ار بشنوی		بگذری از کفر و دین بگروی
ترجمہ	اِسکا مین نے یہ جواب اے بدشعار		چھوڑکر تو کفر ہو گا دیندار

شرح یعنے ہم تو یہ کہتے ہین کہ آدمی کو جزوی اختیار دیا گیا ہے۔ لیکن اگر تو یہ اعتراض کرے کہ آدمی مختار نہین بلکہ بالکل مجبور ہے لیکن وہ جبر سے غافل ہے اور اِس بات کو جانتا نہین کہ ماہ حق یعنے کیفیت جبر الٰہی اُسکے افعال و اقوال مین پوشیدہ ہے تو ہم اُسکا جواب آیندہ شعرون مین دیتے ہین جسکا سمجھنا منکر کو مومن بنا دیگا۔

	حسرت و زاری کہ در بیماری ست		وقت بیماری ہمہ بیداری ست
ترجمہ	حسرت و زاری کہ بیماری مین ہے		یہ بھی داخل تیری بیداری مین ہے

شرح۔ یعنے جسقدر حسرت و زاری بیماری کے وقت ہوتے ہی تندرستی کے وقت نہین ہوتی۔ اور بیماری کے وقت کی زاری گویا خواب غفلت سے بیداری ہے کیونکہ مصیبت کے وقت خدا زیادہ یاد آتا ہے اِس سے معلوم ہوا کہ اگر انسان مجبور ہوتا تو مسرت کے وقت بھی خدا سے غافل نہوتا۔ کیونکہ مجبور کو ہر حالت مین مجبور ہونا چاہیئے یہ کیا کہ خوشی کے زمانہ مین تو خدا سے غافل ہا اور بیماری یا مصیبت کیوقت زاری کرنے لگا۔

	آن زمان کہ میشوی بیمار تو	میکنی از جرم استغفار تو	
ترجمہ	یعنے جب ہوتا ہے تو بیمار و زار	جرم سے کرتا ہے توبہ بار بار	
	مینماید بر تو زشتی گنہ	میکنی نیت کہ باز آیم برہ	
ترجمہ	تجھپہ کھلجاتی ہے زشتی گناہ	عہد کرتا ہے کہ لونگا نیک راہ	
	عہد و پیمان میکنی کہ بعد ازین	جز کہ طاعت نبودم کار گزین	
ترجمہ	بعد ازین یہ عہد یہ پیمان ہے	کار دین ہے اور میری جان ہے	
	پس یقین گشت آنکہ بیماری ترا	مے بجنبد ہوش و بیداری ترا	
ترجمہ	پس ہوا ظاہر کہ بیماری تجھے	بخشتی ہے ہوش و بیداری تجھے	

شرح۔ خلاصہ اشعار اور حاصل جواب یہ ہے کہ آدمی بیماری مین توبہ و استغفار اور یاد خدا زیادہ کرتا ہے اور غفلت سے بیدار رہتا ہے اور سرور مین غافل رہتا ہے پس اگر وہ مجبور ہوتا تو دونون حالتون مین یکسان رہتا اور ہر دم یاد خدا مین مصروف ہوتا کیونکہ مجبور کو سرور سے رجو موجب غفلت ہے کیا کام اور مجبور سے گناہی نہین ہوتا پھر توبہ سے کیا سروکار

	پس بدان این اصل را اے اصل جو	ہر کرا در دست او بر دست بو	
ترجمہ	جان رکھہ اِس اصل کو اے اصل جو	درد دل سے آتی ہے کچھ اُسکی بو	
	ہر کہ او بیدار تر پر درد تر	ہر کہ او آگاہ تر رُخ زرد تر	
ترجمہ	جو کہ ہے بیدار وُہ پر درد ہے	جو ہے آگاہ اُسکا چہرہ زرد ہے	

شرح۔ پہلے شعر مین اصل اول بمعنے قاعدہ اور ثانی سے مراد ذات حق ہے۔ یہ دونو شعر تتمۂ جواب کے علاوہ ایک جدید فائدہ کے لئے ہین۔ یعنے اے انسان جب یہ معلوم ہو گیا کہ تو کلی طور پہ مجبور نہین بلکہ خدا کے اختیار دینے سے تھوڑی بہت قدرت بھی رکھتا ہے تو تجھپر اُس قادر مطلق کی معرفت حاصل کرنی فرض ہے اسلئے اے حق کی تلاش کرنے والے اِس قاعدہ کو یاد رکھہ کہ جسکے دل مین عشق حقیقی کا درد ہے وہی پورے معرفت حاصل کر سکتا ہے اور بیدار وہی ہے جو پُر درد ہو اور آگاہ حق وہی ہے جسکا چہرہ زرد ہو۔

	گر ز جبرش آگہی رازیت کو	جنبش زنجیر جباریت کو	
ترجمہ	تو ہے گر مجبور تو زاری دِکھا	جنبش زنجیر جباری دِکھا	

شرح۔ یعنے اگر تو جبر خداوندی سے آگاہ ہے اور اپنے آپ کو مجبور جانتا ہے تو تیری رازی کہان گئی۔ کیونکہ زنجیر جباری کی حرکت یعنے علامت زاری ہے۔ اسلیئے کہ جو شخص مجبور ہوتا ہے اُسکو سوائے رازی کے شادی و سرور سے مطلب نہین رہتا۔ یہان سے پھر مذہب جبر یہ کا رد شروع ہوا ہے۔

	بستہ در زنجیر زادی چون کند	چوب اشکستہ عمادی چون کند
ترجمہ	قید والے کی ہے آزادی زبون	ٹوٹی لکڑی کا نہین بنتا ستون

شرح۔ زادی مخفف آزادی۔ اور عمادی بمعنے کار عماد یعنے ٹوٹی ہوی لکڑی ستونکا کام نہین دیسکتی

	کے اسیر حبس آزادی کند	کے گرفتار بلا شادی کند
ترجمہ	قید مین ہے جو وہ کب آزاد ہے	ہر گرفتار بلا ناشاد ہے
	ور تو می بینی کہ پابت بستہ اند	بر تو سرہنگان شہ بنشستہ اند
ترجمہ	تو ہے گر پابستہ اے گم کردہ راہ	ہین معین تجہہ پہ سرہنگان شاہ
	پس تو سرہنگی مکن با عاجزان	زانکہ نبود طبع و خوئے عاجزان
ترجمہ	عاجزون پر کیون ہے سرہنگی بتا	عجز کا تجہہ مین نہین ہرگز پتا

شرح۔ یعنے اگر تو اپنے آپ کو مجبورًا عاجز اور بابستہ و بے اختیار سمجہتا ہے تو اپنے جھوٹون پر ظلم اور جبر کیون کرتا ہے کیونکہ عاجز عاجزون پر ظلم اور جبر نہین کیا کرتا یہ عاجز کی شان سے بالکل بعید ہے اس سے معلوم ہوا کہ تو عاجز اور مجبور نہین ہے۔ پہلے مصرع مین عاجزان جمع ہے اور دوسرے مین مفرد مع ضمیر۔ یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔

	چون تو جبر او نمی بینی مگو	ور ہمے بینی نشان دید گو
ترجمہ	تو نہین مجبور۔ تو خاموش رہ	اور اگر ناچار ہے تو ہمسے کہہ

شرح یعنے اگر ایمخاطب تو اپنے آپ کو مجبور نہین جانتا۔ تو اپنی مجبوری کا اقرار نہ کر اور اگر جانتا ہے تو اسکی علامت دکہا۔ اور جبکہ کوئی علامت مجبور ہونیکی تجہمین نہین پائی جاتی تو تو کسیطرح مجبور نہین ہوسکتا۔

	در ہر آن کاریکہ میلستت بدان	قدرت خود را ہمے بینی عیان
ترجمہ	جسکی رغبت ہے تجہے اے بے شعور	اُسکے کرنے مین ہے تو قادر ضرور
	در ہر آنکارے کہ میلت نیست و خواست	اندران جبری شوی کین از خداست
ترجمہ	اور تجہے جس فعل کی رغبت نہین	کہتا ہے مجبور ہون طاقت نہین

شرح۔ یعنے قائلان جبر اپنے جبر کو وسیلۂ ارتکاب معاصی جانتے ہین جس فعل کو جی چاہا کر گزرے اگرچہ معصیت ہو اور جسکو جی نچاہا ترک کردیا اگرچہ طاعت ہو۔

	انبیا در کار دنیا جبری اند	کافران در کار عقبا جبری اند
ترجمہ	کار دنیا سے نبی مجبور ہین	کار عقبا سے شقی مجبور ہین

شرح۔ بطور موعظت فرماتے ہین کہ انبیا دنیا کے کامون مین اپنے نفس کو مجبور جانتے اور متوکل علے اللہ رہتے ہین

اپنی طرف سے معاملات دنیا مین سعی نہین کرتے اور کفار اسکے برعکس کار دنیا مین بہت سعی کرتے ہین اور کار عقبے مین اپنے نفس کو مجبور ظاہر کرتے ہین۔ بس تو آدمی کو انبیا کا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔

	انبیا را کار عقبے اختیار		کافران را کار دنیا اختیار
ترجمہ	انبیا کو کار عقبے ہے پسند		اشقیا کو کار دنیا ہے پسند
	زانکہ ہر مرغے بسوئے جنس خویش		میرود او در پس و جان بیش بیش
ترجمہ	کیونکہ ہر طائر کو میل جنس ہے		مومن و کافر کو میل جنس ہے

شرح مرغ سے ارادۂ نیک یا بد مراد ہے اور جان بمعنے روح یعنے ہر شخص کا نیک یا بد ارادہ پیچھے پیچھے رہتا ہے اور روح آگے آگے۔ چونکہ روح پہلے پیدا ہوئی ہے اور ارادہ پیچھے اسلیئے اگر روح کا مرکز سجین ہے تو ارادۂ شقاوت اسکے پیچھے ہے اور اگر علیین ہے تو ارادہ سعادت کیونکہ حدیث مین آیا ہے السعید سعید فی الازل والشقی شقی فی الازل وکل میسر لما خلق لہ یعنے نیک اور بد ازل مین ہو چکے ہین دنیا مین نیکو نکو ایک بد و نکو بد کا آسان ہے

	کافران چو جنس سجین آمدند		سجن دنیا را خوش آئین آمدند
ترجمہ	کافرون کی جنس مین سجین ہے		سجن دنیا باعث تزئین ہے

شرح۔ را بمعنے برائے اور خوش آئین۔ بمعنے مناسب یعنے جنس اپنی جنس کی طرف مائل ہوتی ہے۔

	مینیا چون جنس علیین بدند		سوئے علیین بجان و دل شدند
ترجمہ	جنس علیین بنی ہین سر بسر		سوے علیین ہے اُنکا سفر
	ایخدا اینجا تو جانرا آن مقام		کاندرو بیحرف میروید کلام
ترجمہ	اے خدا جان کو وہ کہادے وہ مقام		جسجگہ بے حرف ہوتا ہے کلام

شرح یعنے روح کو مقام علیین مین پہنچادے جہان خدا کا کلام بلا کیفیت حروف و آواز سُنائی دیتا ہے

	این سخن پایان ندارد لیک ما		باز گوئیم آن تمامی قصہ را
ترجمہ	ایسی باتون کا نہین کچھ انتہا		کہنے دے قصہ کا باقی مدعا
	نومید کردن وزیر مریدانرا در نقض خلوت		
ترجمہ	وزیر کا اپنے مریدون کو خلوت توڑنے سے ناامید کرنا		
	آن وزیر از اندرون آواز داد		کاے مریدان از منِ این معلوم باد
ترجمہ	گوشۂ خلوت سے بولا بد صفات		اے مریدو یاد رکھنا میری بات

شرح باوجود اصرار مریدان وزیر مکار خلوت سے باہر نہ نکلا اور مریدونکو یہ جواب دیا کہ جسنے کا حکم خلوت توڑنیکا نہین ہے

	کہ مرا عیسے چنین پیغام کرد		کز ہمہ یاران و خویشان باش فرد
ترجمہ	مجکو پہنچا ہے یہ پیغام خدا		اپنے بیگانے سے رہ بالکل جدا
	رو سے بر دیوار کن تنہا نشین		وز وجودِ خویش ہم خلوت گزین
ترجمہ	رہ الگ سب سے تو اے تنہا نشین		اپنی ہستی سے بھی ہو خلوت گزین

شرح یعنے خلوت نشین ہوکر صفات بشریہ ترک کرکے صفات ملکوتیہ حاصل کر خلوت ز وجود یعنے ترک وجود ہے۔

	بعد ازین دستوری گفتار نیست		بعد ازین با گفتگو ہم کار نیست
ترجمہ	بعد اسکے بولنا مک ہے حرام		گفتگو سے مین نہین رکھونگا کام
	الوداع ایدوستان من مردہ ام		رخت بر چارم فلک بردہ ام
ترجمہ	رخصت اے لوگو کہ مین تو مر گیا		اب گیا اور چرخ چارم پر گیا

شرح یعنے یعنے مرتبۂ موتوا قبل ان تموتوا حاصل کیا ہے۔ اور عالم فانی سے رحلت کرکے مرتبۂ عالی پر پہنچگیا ہون چرخ چارم کی تخصیص بنا سبت عیسے کے سبب سے ہے ورنہ اس سے مطلق مرتبۂ عالی مراد ہے **فائدہ** حضرت عیسے کا فلک چہارم پر ہونا مشہور بات ہے۔ مگر فی الواقع وہ آسمان دوم پر ہین چنانچہ شب معراج رسول علیہ الصلوٰۃ نے اُنسے آسمان دوم پر ہی ملاقات کی ہے اور حضرت یحییٰ بھی یہین ہین۔ البتہ حضرت ادریس چارم فلک پر ہین پھر مولانا کا یہ مصرع فرمانا کہ بر فراز آسمان چارمین یا تو وزیر کی زبان سے ہے یا یہ کہ مولانا نے شعرین شاعرونکا مشہور مقولہ نقل کر دیا ہے

	تا نہ زیر چرخ ناری چون حطب		من بسوزم در عنا و در عطب
ترجمہ	کیون جلون اس چرخ ناری کے تلے		آتش رنج و ہلاکت و درد سے

شرح حطب لکڑی اور عطب ہلاکت۔ یعنے مین خلوت نشین ہوکر دنیوی مشقت اور محنت اور ہلاکت سے بچون گا کیونکہ اہل دنیا کی دنیوی گرفتاری اُنکے لیئے گویا آگ ہے۔ یعنے مین اسلیئے آسمان پر جاتا ہون تاکہ چرخ ناری کے نیچے ہلاکر کسی طرح نہ پھنسون

	پھلوئے عیسے بشینم بعد ازین		بر فرازِ آسمانِ چارمین
ترجمہ	نزد عیسے جاؤنگا مین بعد ازین		اب ہے عزم آسمانِ چارمین
	وانگہانے آن امیران را بخواند		یک بیک تنہا بہر یک حرف راند
ترجمہ	پھر امیرون کو بلاکر اپنے پاس		کہہ گیا ایک ایک سے وہ بد اساس

شرح یک بیک لفظ خواند سے متعلق ہے یعنے ایک ایک امیر کو الگ الگ بلاکر سمجھایا اور سب کو دھوکا دیا۔ اس دھوکا دینے کا مفصل حال آیندہ داستان مین مذکور ہے

فریفتن وزیر امیر از ہر یک بنوعے و طریقے

ترجمہ: اُس مکار وزیر کا ہر امیر کو الگ الگ بُلا کر جدا جدا طریق سے فریب دینا۔

گفت ہر یک را بدین عیسوی — نائب حق و خلیفہ مَن توئی

ترجمہ: یعنے ہر شان دین عیسوی — نائب حق اور خلیفہ ہے توئی

وان امیران دگر اتباع تو — کرد عیسے جملہ را استیاع تو

ترجمہ: اور ہین تیرے سوا جتنے امیر — سب ہین تیرے بندۂ فرمان پذیر

ہر امیرے کو کشد گردن بگیر — یا بحبس یا خود بمیدارش اسیر

ترجمہ: حکم سے تیرے ہو باہر جو امیر — جان سے مار اُسکو یا کر لے اسیر

لیک تا من نہ زنم این راگلو — تا نمیرم این بساست را نجو

ترجمہ: لیک میری زندگی تک رہ خموش — اس ریاست کا نہ لانا دل مین جوش

تا نمیرم من تو این پیدا مکن — دعوی شاہی و استیلا مکن

ترجمہ: میرے جیتے جی یہ کام اصلا نہو — دعوی شاہی و استیلا نہو

نیک این طومار و احکام مسیح — یک بیک برخوان تو بر استفصیح

ترجمہ: لے یہ ہین طومار و احکام مسیح — اِنکو پڑھیو سب پہ بالنطق فصیح

شرح۔ لفظ فصیح ضمیر برخوان سے حال واقع ہوا ہے۔ اور استیاع بمعنے انصار و مددگار ہے۔

ہر امیرے را چنین گفت او جدا — نیست نائب جز تو در دین خدا

ترجمہ: اسطرح ایک اک کو سمجھا یا جدا — ہے توئی تو نائب دین خدا

ہر یکے را کردہ او یک یک غیر — ہر چہ از گفت این را گفت نیز

ترجمہ: اسنے ایک اک کو خلیفہ کر لیا — جو کہا اُس سے وُہی اس سے کہا

ہر یکے را او یکے طومار داد — ہر یکے ضد دگر بود۔ المراد

ترجمہ: اور دی ایک ایک کو ایک ایک کتاب — مختلف ہر ایک کی ہر فصل و باب

شرح۔ المراد بمعنے حاصل کلام۔ یا یہ کہ ہر طومار کا مضمون و مراد طومار دیگر کی ضد تھا اسوقت المراد بمعنے فی المراد ہوگا پہلے شعر مین عزیز بمعنے خلیفہ ہے۔ اور بعض نسخون مین ہر یکے را کرد اندر سر عزیز ہے۔

جملگی طومار ہا بد مختلف — ہمچو شکل حرف ہا۔ با تا الف

ترجمہ: سب کے سب طومار تھے وُہ مختلف — مختلف ہین جسطرح بے تے الف

شرح۔ با تا الف حرفہا سے بدل واقع ہوا ہے جسکو عطف بیان کہنا چاہیئے یعنے الف۔ بے تے کے حرفون کی طرح سارے نامے مختلف تہے۔ یعنے اُن صحیفون مین اختلاف لفظی بہی تہا۔ اور معنوی بہی۔

	حکم این طومار ضد حکم آن	پیش ازین کردیم این ضد را بیان
ترجمہ	حکم ہر طومار تہا باہم خلاف	ذکر جسکا ہو چکا ہے صاف صاف
	کشتن وزیر خود را در خلوت از مریدان	
ترجمہ	وزیر کا مریدون سے الگ ہوکر خلوت مین اپنے آپ کو جان سے مار ڈالنا	
	بعد ازان چل روز دیگر در بہ بست	خویش کشت و از وجود خود برست
ترجمہ	بیٹہکر خلوت مین پہر چالیس روز	خودکشی سے مر گیا وہ کینہ توز

شرح اس وزیر نے اپنے بادشاہ کی رضاجوئی کے لیے خودکشی کی جو شرعاً ممنوع ہے چونکہ اس مکار نے مجازی بادشاہ کی اطاعت کے لیئے حقیقی بادشاہ کی مخالفت کی اسلیئے گنہگار اور جہنمی ہوا۔ مگر یہان سے یہ نکلتا ہے کہ اگر سالک اپنے بادشاہ حقیقی کی رضاجوئی کے لیے نفس امارہ کو مار ڈالیگا تو اُسے ضرور وجود باقی مرحمت ہوگا

	چونکہ خلق از مرگ او آگاہ شد	بر سر گورش قیامتگاہ شد
ترجمہ	باخبر اس سے ہوے جسدم مرید	ہو گیا مدفن پر اک محشر پدید
	خلق چندان جمع شد بر گور او	موکنان جامہ دران در شور او
ترجمہ	مجتمع مخلوق مدفن پر ہوی	سوگ مین مرشد کی جامہ در ہوی

شرح۔ قیامتگاہ سے ہنگامۂ محشر۔ شور سے ماتم اور چندان بمعنے بسیار ہے موکندن بال کہسوٹنا۔ جامہ دریدن کپڑے پہاڑنا

	کان عدد را ہم خدا داند شمرد	از عرب وز ترک وز رومی و کرد
ترجمہ	نعرہ زن شیون کنان تہے سب کے سب	ترکی و رومی و کردی و عرب
	خاک او کردند در سرہائے خویش	درد او دیدند درمانہائے خویش
ترجمہ	ڈالتے تہے غم سے اپنے سر مین خاک	اور ہوے جاتے تہے ماتم مین ہلاک

شرح۔ ضمیر او گور کیطرف ہے اور لفظ خویش علاوہ اپنے مشہور معانی کے بمعنے خوش و خوب بہی آیا ہے اس شعر مین پہلا خویش بمعنے خود ہے اور دوسرا بمعنے خوش ورنہ قافیہ ناجائز ہوگا۔ کرد ایران کے ایک ملک یا صحرانشین ایک فرقو کا نام ہے یعنے اُسکی گور پر عرب ترک رومی کرد اسقدر جمع ہوے جنکی گنتی خدا کو معلوم ہے۔

	آن خلایق بر سر گورش مہے	کردہ خون را از دو چشم خود رہے
ترجمہ	قبر پر اُسکی رہے اک ماہ تک	خون آنکہون سے بہایا راہ تک

مخفف ماہ۔ بمعنے مہیا۔ ورہ مخفف راہ مراداً بمعنے جاری۔ اول مصرع مین یائے مجہول برائے وحدت ہے اور دوم مین زائد

	جملہ از درد فراقش در فغان	ہم شہان و ہم کہان و ہم مہان
ترجمہ	درد ہجران سے تہے مرشد کے تباہ	سب بڑے چہوٹے فقیر و بادشاہ
	بعد ماہے خلق گفتند اے مہان	از امیران کیست بر جایش نشان
ترجمہ	پہر امیرون سے یہ لوگون نے کہا	جانشین اب کون مرشد کا رہا

شرح۔ خلق سے امت حضرت عیسے اور نشان سے خلیفہ اور جانشین مراد ہے۔ جو مرشد کی علامت ہوتا ہے۔

	تا بجائے او شناسیمش امام	تا کہ کار ما ازو گردد تمام
ترجمہ	تا کہ ہم اس شخص کو سمجہین امام	اور کار دین ہو با انتظام
	سر ہمہ بر اختیار او نہیم	دست در دامان و دست او زنیم
ترجمہ	اسکے آگے سر جہکائین سب مرید	اسکے ہاتون عقد بیعت ہو جدید

شرح۔ بعض نسخون مین دست در دامان و دست او دہیم ہے اور مطلب دونو نسخون کا ایک ہے

	چونکہ شد خورشید و ما را کرد داغ	چارہ نبود بر مقامش جز چراغ
ترجمہ	مہر نے چہپکر دیا جب ہمکو داغ	روشنی ہو کس سے حاصل جز چراغ

شرح۔ داغ کردن بمعنے داغ دادن۔ یعنے جب مرشد چہپ گیا (وزیر مر گیا) اور ہمکو آتش فراق کا داغ دیگیا۔ تو سوائے اسکے کوئی چارہ نہین کہ ظلمت نفس دور کرنیکے لیے ہم کسی چراغ کو ڈہونڈین یعنے کوئی خلیفہ مقرر کرین۔

	چونکہ شد از پیش دیدہ روئے یار	نائبے باید ازو ما یادگار
ترجمہ	چہپ گیا پردے مین جب دم روئے یار	ہو کوئی تصویر اسکی یادگار
	چونکہ گل بگذشت و گلشن شد خراب	بوئے گل را کہ از کہ جوئیم از گلاب
ترجمہ	جب نہو گل اور گلشن ہو خراب	گل کی خوشبو دے ہی دیتا ہے گلاب

شرح۔ مطلب یہ کہ خلیفہ مین سے بہی مرشد کی موت کے بعد اسکی بو آیا کرتی ہے۔ اسلیئے ضرور کسیکو مرنیوالے کا خلیفہ مقرر کرنا چاہیے۔ اس شعر کی مفصل شرح گزر چکی ہے۔ مگر حسب اقتضائے مقام وہان اور معنے تہے یہان اور ہین

	چون خدا اندر نیاید در عیان	نائب حقند این پیغمبران
ترجمہ	چونکہ بے پردہ نہین ہوتا خدا	کر دیا نبیون کو اسنے مقتدا

شرح۔ یعنے چونکہ اللہ تعالے مخلوق پر ظاہر نہین ہوتا۔ اسلیئے پیغمبرون کو اپنا نائب بنا کر حکومت اور اظہار اسرار قدرت کے لیئے بہیجدیتا ہے۔ اس قاعدہ سے نائب کا تقرر اور اسکی اطاعت لازم ہے

	نے غلط گفتم کہ نائب یا منوب		گر دو بینداری قبیح آمد نہ خوب
ترجمہ	یہ غلط ہے بلکہ نائب اور منوب		انکو دو کہنا نہیں ہے قول خوب

شرح۔ یہان سے مولانا نے اسرار کا بیان شروع کیا ہے۔ یعنے مینے جو یہ کہا ہے کہ پیغمبر نائب حق ہین اور اس سے نائب اور منوب مین امتیاز اور فرق کا احتمال پیدا ہوتا ہے یہ بات غلط ہے۔ کیونکہ نائب اور منوب کو دو یعنے الگ الگ خیال کرنا قباحت بلکہ سخت قباحت ہے۔ نائب و منوب ایک ہین اور حق پیغمبرون کی صورت مین ظاہر ہوتا ہے قرآنمجید مین ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ اور ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ۔ یعنے جو رسول کی اطاعت کرتے ہین وہ بالتحقیق خدا کی اطاعت کرتے ہین اور اے رسول جو تجسے بیعت کرتے ہین وہ خدا سے بیعت کرتے ہین۔

	نے دو باشد تا تو ئی صورت پرست		پیش او یک گشت کز صورت برست
ترجمہ	یہ دوئی ہے اہل صورت کے لیے		وحدت ارباب حقیقت کے لیے

شرح۔ اس شعر مین لفظ نے سے پہلے شعر کے غلط ہونیکا انکار کیا گیا ہے۔ یعنے نائب و منوب کی دوئی کا بہر طور غلط ہونا درست نہین ہے بلکہ وہ صورت پرستون کے نزدیک دو ہین کیونکہ یہ لوگ تعین اور تشخص کیطرف نگاہ رکھتے ہین۔ اور جو صورت پرستی سے نجات پاکر نظر حقیقت سے دیکھتے ہین انکے نزدیک دونو ایک ہین نائب نیابت کرنیوالا اور منوب جسکی طرف سے نیابت کیجائے مثلاً پیغمبر اور اللہ تعالے۔

	چون بصورت بنگری چشم تو دوست		تو بنورش در نگر کز چشم روست
ترجمہ	تیری آنکھین دو ہین ظاہر مین مگر		نور ان دونو نکا ہے ایک اے بشر

شرح۔ مضمون سابق کی توضیح ہے بطریق تمثیل۔ یعنے جب تو باعتبار صورت دیکھیگا تو تجکو تیری آنکھین دو نظر آئینگی لیکن انتیخص آنکھونکی روشنی کیطرف دیکھہ جو آنکھون سے پیدا ہوتی ہے کہ وہ ایک ہی ہے رست باظہار و اوصیغہ ماضی از رستن۔ بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے۔ چون بصورت بنگری چشمت دوست ٭ تو بنورش در نگر کان یک توست ٭ تو۔ ہو اور مجہول بمعنے پردہ وتہ۔ پہلی صورت مین رستن بمعنے اُگنا اور پیدا ہونا ہے۔

	لاجرم چون بر یکے افتد بصر		آن یکے باشد۔ دو ناید در نظر
ترجمہ	ایک شے پر جب نظر پڑتی ہے یار		وہ نہین آتین نظر وہ زینہار

شرح۔ چونکہ آنکھہ کا نور ایک ہے اسلیئے جب کسی واحد چیز پر نگاہ جائیگی تو ایک ہی نظر آئیگی۔ مطلب یہ کہ نور متعدد نہین ہو سکتا۔ اگر دونو آنکھون کے دو نور الگ الگ ہوتے تو ہر چیز دو ہو کر دکہائی دیتی۔

	نور ہر دو چشم تو ان فرق کرد		چونکہ بر نورش نظر اندا ختہ مرد
ترجمہ	نور ہر دو چشم ہے بے امتیاز		رکھہ نظر وحدت پہ تا کھلجائے راز

شرح۔ یعنے جب آدمی اپنے آنکھون کے نور پر نظر ڈالے تو دونو نکا نور ممتاز اور جدا نہین ہوتا۔ اسیطرح اللہ ہی نور ہے اور انبیاء اولیا بھی نور ہین۔ ایک نور دوسرے نور سے جدا نہین ہے

	در بیان آنکہ جملہ پیغمبران برحق اند کہ لانفرق بین احد من رسلہ		
ترجمہ	اثبات کا ذکر کہ تمام پیغمبر برحق ہین اور ہم کسی مین تفریق نہین کرتے		
	دہ چراغ اندر اتمع آری در مکان	ہر یکے باشد بصورت غیر آن	
ترجمہ	گر جلائین دس بوقت شب چراغ	مختلف صورتون مین ہونگے سب چراغ	
	فرق نتوان کرد نور ہر یکے	چون بنورش روی آری نیک نیک	
ترجمہ	لیکن اُنکا نور بالکل ایک ہے	شک نہین کرتا جو مرد نیک ہے	

شرح اتحاد نور نائب و منوب کی توضیح ہے بطریق تمثیل اور پہلے کے پہلے مصرع سے متعلق ہے۔

	اطلب المعنے من الفرقان وقل	لانفرق بین آحاد الرسل
ترجمہ	سُن لے یہ فرمان حق ہے اے رجل	لانفرق بین احدٍ من رسل

شرح۔ یعنے اگر تجکو اتحاد نور کی دلیل چاہیئے تو قرآن مجید مین موجود ہے۔ لانفرق بین احدٍ من رسلہ اسکے ظاہری معنے یہ ہین کہ ہم رسولون مین فرق نہ کرینگے کہ ایک پر ایمان لائین اور ایک پر نہ لائین۔ اور باطنی مطلب یہ ہے کہ اگرچہ انبیا بحسب صورت و تعین مختلف ہین لیکن بحسب حقیقت ایک ہی نور ہین کے نور ہین۔ بعض نسخون مین لانفرق بین احد من رسل ہے اور یہ نسخہ پہلے سے اچھا ہے۔

	گر تو صد سیب و صد آبی بشمری	صد نماید یک شود چون بفشری
ترجمہ	صد انار و سیب کو توڑے گر کوئی	ایک ہو جائین نچوڑے گر کوئی

شرح۔ آبی۔ یعنے بی مشہور پھل جسکو فارسی مین سیب اور اُردو مین بہی کہتے ہین یعنے ظاہر مین بہت سے سیب اور بہی نظر آتے ہین مگر جب کہ آدمی اُنکو نچوڑ لیتا ہے تو سب ایک ہو جاتے ہین۔ یعنے باعتبار معنے اتحاد

	در معانی قسمت و اعداد نیست	در معانی تجزیہ و افراد نیست
ترجمہ	قسمت و اعداد معنی مین نہین	تجزیہ افراد معنی مین نہین

شرح۔ کیونکہ تجزیہ اور اعداد صورت کا خاصہ ہے۔ تجزیہ ٹکڑے کرنے کو اور اعداد گنتی کو کہتے ہین۔

	اتحاد یار بایاران خوش است	یائے معنے گیر صورت سرکش است
ترجمہ	اتحاد دوستان سے مت مروڑ	طالب معنی ہو اور صورت کو چھوڑ

شرح۔ یعنے صورت اتحاد سے نفرت کرتی ہے اسلیئے تو معنے کی طلب کر کہ وصل حقیقی تک پہنچ جائے اور تجزیہ

وحدت کہلائے۔ صورت پرست ہمیشہ معنی سے محروم اور پریشان حال رہتا ہے۔

	صورت سرکش گداز ان کن بجز		تا بہ بینی زیر او وحدت چو گنج
ترجمہ	صورت سرکش کو غافل کر گداز		تاکہ ملجائے تجھے وحدت کا راز

شرح۔ یعنے صورت جو معنی سے سرکش اور نافر ہے آتش عشق اور ریاضت باطنی سے گداز کر۔ تاکہ خزانہ وحدت ہاتھ آجائے

	وز تو نگدازی عنایتہائے او		خود گداز دا ے دلم مولائے او
ترجمہ	ورنہ رکھہ چشم عنایتہائے رب		خود بنا دے گا وہ تیرے کام سب

شرح۔ یعنے اگر تمہین اتنی طاقت نہین کہ اپنے وجود کو آتش عشق اور ریاضت سے گداز کرسکے تو اسکی عنایتون سے توفیق کی خواستگاری کر اسکی عنایتین سب کچھ کرسکتے ہین۔ اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ معرفت فی الواقع ریاضت پر موقوف نہین جب تک عنایت حق شامل حال نہو۔ مولا۔ بمعنے غلام ہے۔

	او نماید ہم بہ لہا خویش را		او بدو زد خرقۂ درویش را
ترجمہ	ہے وہی جلوہ نما ہر خویش کا		بخیہ گر ہے خرقۂ درویش کا

شرح یہ اللہ کی عنایتون کا مختصر بیان ہے مگر انتہا درجہ کا ہے۔ یعنے وہ عارفون کے دلون مین اپنا جلوہ دکھاتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے رأیت قلبی ربی میرے دل نے اپنے خدا کو دیکھہ لیا ہے۔ اور حضرت علی کا قول ہے لا اعبد ربًا لم ارہ مین اس خدا کی عبادت نہین کرتا جسکو مینے نہ دیکھا ہو۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ وہ عارف کے دل شکستہ کو۔ جو عالم کثرت کے کانٹون اور دنیا کی محبت سے پارہ پارہ ہوگیا ہے۔ اپنے رشتۂ عنایت و کرم سے سی دیتا ہے۔ خرقہ درویش سے دل عارف مراد ہے

	منبسط بودیم و یک جوہر ہمہ		بے سر و بے پا بدیم آن سر ہمہ
ترجمہ	صاف ہم تھے ایک جوہر سب کے سب		سوئے حق بے پا و بے سر سب کے سب

شرح۔ ان اشعار مین مرتبۂ روح کی طرف اشارہ ہے جس سے وحدت کا ثبوت ملتا ہے۔ یعنے ہم عالم ارواح مین خوش تھے کیونکہ سب کے سب جوہر فرد یعنے ایک شے تھے مطلب یہ کہ ہمارا ثبوت اور تعین فقط علم الٰہی مین تھا اور ہم علم الٰہی مین موجود ہونے کے وقت ظاہری اور جسمی ترکیب سے خالی اور بے سر و پا تھے آن سر بمعنے آنجانب یعنے علم الٰہی جو موجودات وغیر موجودات سب کا مخزن ہے۔

	یک گہر بودیم ہمچون آفتاب		بے گرہ بودیم صافی ہمچو آب
ترجمہ	ایک گوہر تھے برنگ آفتاب		بے تعین بے گرہ مانند آب

شرح۔ یک گہر بمعنے جوہر فرد۔ یعنے ایک شے اور بے گرہ بمعنے بے تعین اور بلا ترکیب جسمی۔

	چون بصورت آمد آن نور سرہ	شد عدد چون سایہائے کنگرہ	
ترجمہ	آگیا جب جسم مین نور سرہ	بنگیا چون سایہائے کنگرہ	

شرح سرہ بمعنے خالص و برگزیدہ نور سے مراد نور ذات حق ہے یا روح۔ یعنے روح جب صورت یعنے بدن مین آئی تو متعدد ہوگئی۔ ظاہر مینونکو ٹکڑے ٹکڑے ہوکر الگ الگ نظر آنے لگی۔ یعنے روح کے اعداد جسمون کے اعداد کے برابر ہوگئے اور اس تعدد ارواح کے ایسی مثال ہے۔ جیسے قلعہ کے کنگورون کا سایہ۔ کہ کنگورون کے سبب متعدد معلوم ہوتا ہے ورنہ سایہ اپنی ذات مین متعدد نہین ہے اس تشبیہ مین قلعہ کے کنگرہ سے جسم اور کنگرہ قلعہ سے روح مراد ہے۔ جسطرح سایہ اجزا اور اعداد سے کچھ سروکار نہین رکھتا اسیطرح روح اجزا و اعداد سے بالکل پاک ہے

	کنگرہ ویران کنید از منجنیق	تا رود فرق از میان این فریق	
ترجمہ	کنگرے ڈہا دو جولیکر منجنیق	دفع ہوجائے خلاف ہر فریق	

شرح منجنیق فلاخن جسمین بڑے بڑے پتھر رکھکے مارا اور قلعہ کی دیوارونکو توڑ دیتے ہین۔ یعنے گویا یعنے کنگرۂ جسم کو ریاضت اور توحید کے منجنیق سے ویران کردو۔ تاکہ مزۂ کائنات سے فرق اور اختلاف جاتا رہے

در بیان آنکہ انبیا را گفتند تکلموا الناس علی قدر عقولہم۔ زیرا کہ انچہ ندانند انکار کنند و شنیدنی زیان دارد۔ قال علیہ السلام امرنا ان ننزل الناس منازلہم

ترجمہ انبیا کو حکم الہی تہا کہ لوگون سے اُنکی عقلون کے موافق کلام کیا کرین کیونکہ لوگ جس چیز کو نہ جانینگے اُسکا انکار کرینگے اور یہ انکار باعث نقصان ہوگا پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ ہم لوگون کو علے قدر مراتب رکھنے پر مامور سمجھے ہین

	شرح این را گفتمے من از مرے	لیک ترسم تا نہ لغزد خاطرے	
ترجمہ	شرح اس وحدت کی کرتے خوب ہم	خوف ہے لیکن کہ پھسلین گے قدم	

شرح مری جانور کا تیز ہانکنا مجازاً بمعنے کوشش شعر مین مری بلحاظ قافیہ خاطرے بطور رسالہ یائے مجہول کے ساتھ ہے یعنے میرا ارادہ تہا کہ سر وحدت کو کوشش کے ساتھ نہایت مشرح طور پر بیان کرتا مگر اسبات کا خوف ہے کہ کسیکے دل کا قدم راہ شریعت سے نہ پھسلجائے کیونکہ مسائل سر وحدت کا سمجھنا محل لغزش اقدام ہے۔ کند ذہن لوگ اسکو نہین سمجھ سکتے بلکہ اپنی نافہمی کے باعث الحاد مین مبتلا ہوجاتے ہین۔

	نکتہا چون تیغ الماس ست تیز	گر نداری تو سپر واپس گریز	
ترجمہ	نکتے ہین تلوار سے بہی تیز تر	بہاگ جا واپس نہین ہے گر سپر	

شرح یعنے وہ نکتے جو وحدت سے متعلق ہین تلوار کے مانند تیز ہین۔ اگر تیرے پاس عقل و فہم کے ڈہال نہین ہے تو اس تلوار کے سامنے سے بہاگ جا۔ اور ان نکتون کے سیکھنے کی جرأت نکر۔ تیغ الماس سے تیغ آبدار۔

	پیش این الماس بے اسپر میا		کز بریدن تیغ را نبود حیا
ترجمہ	اسکے آگے بے سپر ہرگز نہ آ		کاٹنے سے تیغ کو کب ہے حیا

شرح یعنے اس تلوار کے سامنے بلا استعداد فہم نہ آ کیونکہ تلوار کا کام کاٹ دینا ہے اُسکو کاٹنے سے شرم نہین آتی۔ تو اگر بلا استعداد سرّ وحدت کو معلوم کیا جاہیگا تو ملحد ہو جائیگا۔

	زین سبب من تیغ را کردم غلاف		تا کہ کژ خوانے نخواند بر خلاف
ترجمہ	کر لیا ہے تیغ کو مینے غلاف		تا کوئی کج خوان نہ سمجھے برخلاف

شرح تیغ سے نکات وحدت کا ذکر اور کژ خوان سے نافہم مراد ہے۔ جنکو توکو سمجھ نہین سکتا۔

	آمدیم اندر تمامی داستان		در وفاداری جمع راستان
ترجمہ	کہتے ہین اب ہم بقیہ داستان		در وفاداری جمع راستان

شرح۔ یعنے اب ہم وزیر کے بقیۂ داستانکو بیان کرتے ہین اور اُس مجمع راستان (امیران وزیر) کی وفاداری حکایت لکھتے ہین۔ اُس گروہ کو مجمع راستان باعتبار اعتقاد وزیر کہا گیا ہے۔

	کز پس این پیشوا بر خاستند		بر مقامش تا بے نیخواستند
ترجمہ	اُسکے پیچھے پیشوا اُٹھے تمام		چاہتے تھے اُسکا ایک قائم مقام

منازعت کردن امرا با یکدیگر در باب ولی عہدی

ترجمہ	ولیعہدی کے باب مین امیرونکا باہمی تنازع		
	یکے امیرے زان امیران پیش تر		پیش آن قوم وفا اندیش رفت
ترجمہ	اُن امیرون مین سے آ لا ایک امیر		پیش آن قوم وفادار وزیر
	گفت اینک نائب آن مرد من		نائب عیسے منم اندر زمن
ترجمہ	اور کہا قائم مقام اُسکا ہون مین		نائب حق نائب عیسے ہون مین

شرح۔ اینک بمعنے ببین این را فعل بافاعل محذوف ہے اور مطلب یہ ہے کہ بارہ مین سے ایک امیر نے نصرانیون سے یہ کہا کہ پولوس عیسے کا نائب تہا اور مین پولوس کا نائب ہون تو نتیجہ یہ نکلا کہ مین عیسے کا نائب ہون

	اینک این طومار برہان منست		کین نیابت بعد ازو آن من ست
ترجمہ	لے یہ طومار ہے حجت مری		شک نہین کچھ اب نیابت ہے مری
	آن امیر دیگر آمد از کمین		دعوی او در خلافت بد چنین
ترجمہ	اتنے مین اک آگیا دیگر امیر		مدعی اسکی خلافت کا سریر

	از بغل او نیز طومارے نمود	تا بر آمد ہر دو را خشم و جحود
ترجمہ	ایک صحیفہ اُسنے بہی دکہلا دیا	دوسرے نے ایک کو جہوٹا کیا

شرح۔ آن بمعنے ملک نمود بمعنے ظاہر کرد و جحود بمعنے انکار ہے مطلب کہ خلافت کے تمام جہوٹے مدعی ایکدوسرے کے منکر تہے۔

	وان امیران دگر یک یک قطار	بر کشیدہ تیغہائے آبدار
ترجمہ	پہر امیران دگر ہو کر قطار	کہینچ بیٹہے تیغہائے آبدار
	ہر یکے را تیغ و طومارے بدست	در ہم افتادند چون پیلان مست
ترجمہ	اک صحیفہ اور اک خنجر بدست	لڑ پڑے یون جسطرح پیلان مست
	ہر امیرے داشت خیلے بیکران	تیغہا را بر کشیدہ آن زمان
ترجمہ	پاس تہا ہر ایک کے لشکر بہت	کہینچ گئے اک آن مین خنجر بہت
	صد ہزاران مرد ترسا کشتہ شد	تا ز سرہائے بریدہ پشتہ شد
ترجمہ	سیکڑون عیسائی کشتہ ہو گئے	سر کٹے اتنے کہ پشتہ ہو گئے

شرح۔ خیل بمعنے سواران و اسپان۔ و پشتہ بمعنے ڈہیر یعنے ہر امیر اپنا اپنا صحیفہ دکہا کر خلافت کا مدعی بنا اور جب دوسرون نے نمانا تو باہم سخت کشت و خون ہوا کشتون کے پشتے لگ گئے

	خون روان شد ہمچو سیل از چپ و راست	کوہ کوہ اندر ہوا زین گرد خاست
ترجمہ	دائین بائین بہگیا دریائے خون	گرد پہنچی اُنکے تا گردون دون

شرح۔ کوہ کوہ۔ بمعنے بسیار بسیار یا مانند کوہ ہوا اُس خالی جگہ کا نام ہے جو زمین اور آسمان کے مابین ہے۔

	تخمہائے فتنہا کو کشتہ بود	آفت سرہائے ایشان گشتہ بود
ترجمہ	بیج جو فتنے کا ظالم بو گیا	اُنکے حق مین آفت جان ہو گیا
شرح	جوزہا بشکست و آنکو مغز داشت	بعد کشتن روح پاک و نغز داشت
ترجمہ	جوز ٹوٹے لیک جسمین مغز تہا	بعد مرنیکے وہ پاک و نغز تہا

شرح۔ اس شعر مین آدمیون کے بدن کو جوز (اخروٹ) سے تشبیہ دیگئی ہے۔ یعنے اُس لڑائی مین بہت سے اخروٹ ٹوٹے (آدمی مرے) لیکن جس اخروٹ مین مغز (عیسے علیہ السلام پر ایمان یا عمل صالح) تہا قتل کے بعد اُسکی روح قید ظلمت جسمانی سے آزاد اور خواہش نفسانی سے پاک ہو گئی کیونکہ الدنیا سجن المومن و جنۃ الکافر اور جو شخص وزیر کے دام فریب مین آگیا تہا وہ بوسیدہ اور بیمغز جوز کی مانند لطافت روح سے محروم اور مشاہدۂ حق سے دور رہا۔

	کشتن و مردن کہ بر نقش تن است	چون انار و سیب را بشکستن است
	سچ ہے یہ مرنا جہان کو چہوڑنا	ہے انار و سیب کا سا توڑنا

شرح۔ یعنے قتل اور موت جو نقش وجود پر طاری ہوتی ہے اُسکی مثل ایسی ہے جیسا انار و سیب کا توڑنا یہان سے مولانا عروض موت کا حال مختصر طور پر بیان کرتے ہین جسطرح انار وغیرہ کو توڑنے سے اُسکے حسن و قبح کا حال کہلجاتا ہے اسیطرح موت کے آنے سے (جو جسم کو توڑتی ہے) روح کا حال معلوم ہوجاتا ہے۔ کیونکہ موت سے جسم بالکل شکستہ ہوجاتا ہے اور روح اپنے صفات حمیدہ یا ذمیمہ کے ساتھ باقی رہتی ہے اگر اوصاف حمیدہ کے ساتھ متصف ہے تو قیمتی اور عمدہ ہے۔ اور اگر اوصاف ذمیمہ رکھتی ہے تو ناکارہ اور عالم ارواح مین رُسوا ہوتی ہے۔

	آنچہ شیرین ست آن شد نار و انگ	وانچہ بوسیدہ ست نبود غیر بانگ
ترجمہ	ہے جو شیرین اُسکا پانی ہے لطیف	اور نکما ہے ہوتا ہے کثیف

شرح نار و انگ۔ آب انار و خلاصۂ انار یعنے شیرین انار کا نتیجہ اچھا ہوتا ہے اور گلا ہوا انار کسیکام کا نہین بجز اسکے کہ اُسکے توڑنے مین کچھ آواز پیدا ہو۔ یہی حالت روح کی ہے اگر لطیف اور متصف باوصاف حمیدہ ہے تو مقبول ہے۔ اور اگر کثیف اور متصف باوصاف ذمیمہ ہے تو مردود ہے

	آنچہ پر مغز ست چون مشکست پاک	وانچہ بوسیدست نبود غیر خاک
ترجمہ	مشک کی مانند ہے پُر مغز و پاک	اور جو بوسیدہ ہے ہوجاتا ہے خاک
	آنچہ با معنے ست خود پیدا شود	وانچہ بیمعنے ست خود رسوا شود
ترجمہ	جو ہے با معنے وُہ از خود ہے عیان	اور بے معنے کی ہین رسوائیان

شرح یعنے جسطرح پر مغز اخروٹ خود ظاہر ہوجاتا ہے اور بیمغز خود رسوا ہوتا ہے اسیطرح روح کا عالم ہے اگر متصف باوصاف حمیدہ ہے تو اُسکے آثار نکلنے سے پہلے ظاہر ہوجاتے ہین اور اگر برعکس ہے تو پہلے ہی رُسوائی ہوجاتی ہے فکلٌ میسر لما خلق لہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جنتیون کے لیئے جنت کے اور دوزخیون کے لیے دوزخ کی کام آسان کیے گئے ہین یعنے اعمال جنتی اور دوزخی کی علامت ہین

	رو بمعنے کوش اے صورت پرست	زانکہ معنے بر تن صورت پرست
ترجمہ	جہد معنی کے لیے کر اے بشر	کیونکہ صورت کے لیے معنے ہین پر

شرح۔ یعنے ریاضت اور طاعت صورت اور وجود انسان کے لیئے ایسی ہے جیسا جانور کے لیے پر آدمی ریاضت کے سبب درجات عالیۂ عرفان تک پہنچ جاتا ہے۔ اور بام عرش معرفت تک اُڑ سکتا ہے۔

	ہمنشین اہل معنے باش تا	ہم عطا یابی و ہم باشی فتا
ترجمہ	اہل معنی کا رہا کر ہمنشین	تا عطائے رب ہو تجھپر بالیقین

شرح۔ فتا بمعنے جوانمرد فتوت کے لغوی معنے سخا اور کرم کے ہین لیکن اہل تصوف کے نزدیک بڑے بُت کو توڑنے

یعنے نفس کشی کو کہتے ہین۔ کیونکہ نفس امارہ تمام بتون سے بڑا اور سب سے بُرا ہے جسکا بیان پہلے گذر چکا ہے۔

	جان بیمعنے درین تن بیخلاف	ہست ہمچون تیغ چوبین در غلاف
ترجمہ	جان بیمعنے بدن مین بے خلاف	کاٹھ کی تلوار ہے زیر غلاف
	تا غلاف اندر بود با قیمت است	چون برون شد سوختن را آلت است
ترجمہ	قیمتی ہے بس دکہانے کے لیے	ورنہ ایندہن ہے جلانے کے لیے
	تیغ چوبین را مبر در کارزار	بنگر اول تا نگردد کار زار
ترجمہ	تیغ چوبین سے نکر تو کارزار	دیکہہ اول تا نہ پگڑے کار بار

شرح۔ پہلے مصرع مین کارزار یعنے جنگ سے میدان آخرت مراد ہے نیز حرب شیطان یا نفس امارہ بہی مراد ہو سکتا ہے یعنے لکڑی کی تلوار غلاف سے نکلکر جلانے کے قابل رہجاتی ہے جان بیمعنے لکڑی کی تلوار ہے جو میدان آخرت مین ہرگز کام نہ دیگی

	گر بود چوبین برو دیگر طلب	ور بود الماس پیش آ با طرب
ترجمہ	تیغ چوبین چہوڑ تیغ تیز لے	اور اگر ہے تیز تو آ شوق سے

شرح۔ یعنے اگر تیری جان بیمعنے ہے تو دوسری جان پیدا کر یعنے بامعنے ہونے کی کوشش کر یا مرشد کامل کو ڈہونڈ جسکو بامعنے بنانیکی ترکیب یاد ہے اور تو خود آگاہ معنی ہے تو معرکۂ عشق حقیقی مین ضرور کامیاب ہوگا۔ قدم شوق آگے بڑہا۔

	تیغ در زرّاد خانۂ اولیاست	دیدن ایشان شمارا کیمیاست
ترجمہ	اولیا کے میگزین مین ہے وہ تیغ	دید جنکی کیمیا ہے بیدریغ

شرح۔ زرّاد خانہ سلح خانہ یعنے وہ تیغ معنے جس سے شیطان اور نفس کا مقابلہ ہو سکے اولیا کے سلاح خانہ سے ملتی ہے سالک کو چاہیے کہ یہ تیغ وہین سے حاصل کرے جنکی زیارت اکسیر اعظم کا حکم رکہتی ہے

	جملہ دانایان ہمین گفتہ ہمین	ہست دانا رحمۃ للعالمین
ترجمہ	عالمونکا قول ہے یہ بالیقین	ہر ولی ہے رحمۃ للعالمین

شرح یعنے تمام علما کا یہی قول ہے کہ دانا شخص رحمۃ للعالمین ہوتا ہے حدیث شریف مین ہے العلماء مصابیح الارض و خلفاء الانبیاء علماء زمین کے چراغ اور انبیا کے خلیفہ ہین نتیجہ یہ ہے کہ مرشد کامل سے بہتر اور کوئی دانا نہین لہذا اسکی طرف رجوع کرنا چاہیئے وہ ضرور تیرے لیے باعث رحمت ہوگا۔

	گر انارے میخری خندان بخر	تا دہد خندہ ز دانۂ او خبر
ترجمہ	لے شگفتہ ہے اگر لینا انار	حال ہو دانے کا جس سے آشکار

شرح انار سے مرشد اور خندان سے متصف باوصاف حمیدہ مراد ہے مرشد کو اسلیے انار سے تشبیہ دیگئی ہے کہ جسطرح

یہ انار قوت دل کی بھی ہے اسیطرح مرشد قوت دل حقیقی ہے یعنے اگر تو مرشد کو ڈھونڈھتا ہے تو ایسی کو طلب کر جسمین اوصاف حمیدہ ظاہر ہون کیونکہ اوصاف ظاہرا وصاف باطن کی خبر دیتے ہین جیسا کہ کھلا ہوا انار اپنے دانہ کی خبر دیتا ہے مطلب یہ کہ جھوٹے مدعیون کو اپنا مرشد نہ بنانا چاہیئے۔

	اے مبارک خندہ آں کو از دہان	مے نماید دل چو در از درج جان	
ترجمہ	ہے مبارک اُسکا خندہ کسقدر	راز دل جس سے عیان ہے جون گہر	

شرح ضمیر شین انار کیطرف راجع ہے جس سے بطور استعارہ مرشد کامل مراد ہے اور ضمیر کو خندہ کی طرف پھیرا اور دل سے مراد سر قلبی ہے اور از درج جان بنماید کے متعلق ہے۔ یعنے اے مخاطب مرشد کامل کا خندہ (اتصاف باوصاف حمیدہ) نہایت مبارک ہے۔ کیونکہ یہ خندہ سر قلبی کو جو موتی کے مانند ہے۔ ظاہر کر دیتا ہے۔ یعنے مرشد کامل کے ظاہری اوصاف باطنی اوصاف کو ہویدا کر دیتے ہین۔

	نا مبارک خندۂ آں لالہ بود	کز دہان او سواد دل نمود	
ترجمہ	خندہ لالہ کا پلا تک ہے زبون	مُنہ سے ظاہر ہے سیاہی درون	

شرح یعنے اُس لالہ کا خندہ نہایت نامبارک ہے جسکے مُنہ سے اُسکے دل کی سیاہی ظاہر ہوتی ہے مطلب یہ کہ جھوٹے مرشد اور مدعی کی طرف رجوع نہ کر جسکے مُنہ کی سیاہی (اتصاف باوصاف ذمیمہ) اُسکے دل کی سیاہی یعنے اوصاف ذمیمہ باطنی کی خبر دے رہی ہے۔

	نار خندان باغ را خندان کند	صحبت مردانت از مردان کند	
ترجمہ	باغ ہے خندان خوخندان ہے انار	مل کہین مردون سے تا ہو مرد کار	

شرح۔ یعنے جسطرح شگفتہ انار تمام باغکو شگفتہ کر دیتا ہے اسیطرح اہل اللہ کی صحبت اہل اللہ بنا دیتی ہے۔

	یکزمانے صحبتے با اولیا	بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا	
ترجمہ	اولیا سے ہو جو صحبت اک گھڑی	سو برس کی ہے عبادت سے بڑی	

شرح۔ کیونکہ صد سالہ عبادت مین تصفیہ قلب اور عشق حقیقی کا حاصل ہونا یقینی اور ضروری بات نہین۔ البتہ صحبت اولیاء بطور اظہار کرامت دم بھر مین پیدا کر سکتی ہے۔

	گر تو سنگ خارۂ و مرمر بدی	چون بصاحبدل رسی گوہر شدی	
ترجمہ	سنگدل ہو کر جو مرمر سنگسا	ملکے صاحبدل سے گوہر بنگا	
	مہر پاکان در میان جان نشان	دل منہ الا بمہر دل خوشان	
ترجمہ	عشق رکھہ پاکونکا اہل دل سے مل	دلخوشون کو دے اگر دیتا ہے دل	

شرح دلخوش وہ دل جو عشق حقیقی کی دھن مین ہمیشہ مسرور رہتا ہے۔ اور جسکو ماسوی اللہ کا کبھی غم نہین ہوتا۔

	کوئے نومیدی مرو امید ہاست		سوے تاریکی مرو خورشید ہاست
ترجمہ	کوئی نومیدی نہ دیکھہ امید ہے		سمت تاریکی نہ چل۔ خورشید ہے

شرح۔ یعنے مشاہدہ حق سے ناامید نہو۔ کیونکہ لاتقنطوا من رحمۃ اللہ موجود ہے اور ظلمۃ یعنے مرشد ناکامل کیطرف نہ جا کیونکہ جہان مین مرشد کامل بھی موجود ہین گو شپر کو خرشید نہین نظر آتا۔

	دل ترا در کوئے اہل دل کشد		تن ترا در حلبس آب و گل کشد
ترجمہ	کھینچتا ہے دل تجھے سوے اہل دل		جذب تن ہے سوے قید آب و گل

شرح۔ دل سے صاحبدل یعنے ولی کامل مراد ہے۔ یعنے مرشد صاحبدل تجکو اہل اللہ اور اولیاء اللہ کیطرف کھینچیگا اور صاحب جسم یعنے مرشد مدعی وغیر کامل قید آب و گل یعنے ظلمت کی طرف لیجائیگا۔ کیونکہ قلب طالب پر قلب مرشد کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ جیسا مرشد کا دل ہوتا ہے ویسا ہی طالب کا ہو جاتا ہے۔

	ہین غذائے دل بدہ از ہمدلے		رو بجو اقبال را از مقبلے
ترجمہ	جا غذائے دل کو اہل دل سے دھونڈ		چاہیئے اقبال تو مقبل سے ڈھونڈ

شرح۔ ہین امالۂ ہان۔ کلمۂ تنبیہ بمعنے خبردار یا ہمدل بمعنے صاحبدل و مقبل بمعنے صاحب اقبال دونونکے شد کامل مراد ہے

	دست زن و دامن دل صاحبدلے		تا ز افضالش بیابی رفعتے
ترجمہ	دامن مردان دولت تھام لے		رفعت و افضال حق سے کام لے
	صحبت صالح ترا صالح کند		صحبت طالح ترا طالح کند
ترجمہ	نیک صحبت نیک کردے گی تجھے		بد بد و نین ایک کردیگی تجھے

شرح۔ طالح مرد بدکردار۔ ضد صالح۔ اور پہلے شعر مین صاحب دولت سے وہی مرشد کامل مراد ہے۔

	نعت مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کہ در انجیل بود		
ترجمہ	اسکا ذکر کہ محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت انجیل مین تھی		
	بود در انجیل نعت مصطفے		آن سر پیغمبران بحر صفا
ترجمہ	مصطفے کی نعت تھی انجیل مین		تھے سر پیغمبران تفضیل مین
	بود ذکر حلیہا و شکل او		بود ذکر عزو و صوم و اکل او
ترجمہ	ذکر تھا سورت کے وضع و شکل کا		ذکر تھا صوم و غزا و اکل کا

شرح۔ غزو۔ غزوہ اور غزا۔ بمعنے جہاد ہے اور حلیہ ہاسے مراد صفات محمدی ہین جو انجیل مین درج تھین۔

	طائفہ نصرانیان بہر ثواب	چون رسیدندے بدان نام و خطاب
ترجمہ	بعض عیسائی فقط بہر ثواب	دیکھتے احمد کا جب نام و خطاب
	بوسہ دادندے بدان نام شریف	رُو نہادندے بدان وصف لطیف
ترجمہ	بوسہ نام پاک پر دیتے تھے وُہ	وصف آنکھون سے لگا لیتے تھے وُہ
	اندرین فتنہ کہ گفتم آن گروہ	ایمن از فتنہ بدند و از شکوہ
ترجمہ	اس لڑائی مین کہ جسکا ذکر تہا	ہر شبہ اس فرقہ کا بے فکر تہا
	ایمن از شرّ امیران و وزیر	در پناہ نام احمد مستجیر
ترجمہ	دور تہا شرّ وزیر پُر گناہ	نام احمد ہو گیا اُنکی پناہ
	نسل ایشان نیز ہم بسیار شد	نور احمد ناصر آمد یار شد
ترجمہ	اُنکی نسلین بہی ہوی ہین بے شمار	نور احمد ہو گیا سارونکا یار

شرح۔ شکوہ ترس و بیم و مستجیر پناہ جوینده یعنے جو نام کے حاذق اور مومن نصرانی احمد کے نام کی پناہ مین آ گئے تہے نور احمدی اُنکا مددگار اور معین ہو گیا تہا اسلیئے وُہ تمام فتنون سے محفوظ رہے۔

	وان گروہ دیگر از نصرانیان	نام احمد داشتندے مستہان
ترجمہ	اور اُنکا تہا جو فرقہ دوسرا	جانتا تہا نام احمد کو بُرا
	مستہان و خوار گشتند از فتن	از وزیر شوم رائے شوم فن
ترجمہ	ہو گئے وہ سب ذلیل آفات سے	اُس وزیر فتنہ گر کی گہات سے

شرح۔ شوم رائے و شوم فن بمعنے بیوقوف و بدکردار اور مستہان بمعنے ذلیل ہے۔ اور فتن فتنہ کی جمع ہے۔

	مستہان و خوار گشتند آن فریق	گشتہ محروم از خود و شرط طریق
ترجمہ	خوار و رسوا ہو گئے سب بے دلیل	زندگی سے ہاتھہ دہو بیٹھے ذلیل

شرح۔ یعنے نام احمد کو ذلیل جاننے والے نصرانی یکے تو اپنی ذات سے محروم ہوے یعنے قتل کیئے گئے دوسرے شرط طریق سے محروم ہوے یعنے اُنکا دین شبہ اور مخبط ہو گیا۔ مخبط مشتبہ۔ خلط ملط جسمین ضبط ہو۔

	ہم مخبط دین شان و حکم شان	از پے طوسماہائے کژ بیان
ترجمہ	ہو گئے احکام دین ایسون کے خبط	کیونکہ ناموں مین نہتا معنی کو ربط
	نام احمد چون چنین یاری کند	تا کہ نورش چون نگہداری کند
ترجمہ	نام احمد کی تو ایس یاری کو دیکہہ	نور احمد کی نگہداری کو دیکہہ

لفظ تا علاوہ اپنے بہت سے معنون کی تنبیہ کے لیے بھی آتا ہے اور یہان یہی مقصود ہے یعنے جب نام احمد اور اُسکے تعظیم انہی مددگار ہے تو اے مخاطب خبردار اُنکا نور کسقدر محافظت کرتا ہوگا یعنے وہ لوگ جنہون نے ایمان لاکر آپکا نور دیکھا ہوگا کسقدر امن اور حفاظت مین ہونگے اُنکو دنیا مین بھی امن ملیگا اور محشر مین بھی۔

	نام احمد چون حصارے شد حصین	تا چہ باشد ذات آن روح الامین	
ترجمہ	نام احمد جبکہ ہے ایسا حصار	ذات کیا ہوگی سمجھ لے باوقار	

شرح۔ یعنے جب آپکا نام ایسا مضبوط ہے تو آپ کی ذات کیسا حصار ہوگی۔ یعنے آتش دوزخ سے سو سو نکو بچالیگی۔

حکایت بادشاہ جہود دیگر کہ در ہلاک دین عیسے جہد کرد

ترجمہ ایک دوسرے یہودی بادشاہ کی حکایت جو عیسوی دین کے مٹانے کی کوشش کرتا تھا

	بعد ازین خونریز درمان ناپذیر	کاند افتاد از بلائے آن وزیر	
ترجمہ	ہو چکا جب دور خونریزی تمام	جسکا باعث تھا وزیر فتنہ کام	
	یک شہ دیگر ز نسل آن جہود	در ہلاک دین عیسے رو نمود	
ترجمہ	نسل سے اُسکی ہوا ایک بادشاہ	کرنے بیٹھا دین عیسے کو تباہ	

شرح۔ خونریز۔ بمعنے خونریزی۔ و درمان ناپذیر بمعنے غیر قابل اصلاح پہلا شعر مبتدا ہے اور دوسرا خبر یعنے اُس مکار وزیر کی فتنہ انگیزی کے بعد اُسی شاہ یہود کی نسل سے ایک اور بادشاہ پیدا ہوا اور دین عیسے کی تباہی کی کوشش کرنے لگا

	گر خبر خواہی ازین دیگر خروج	سورہ برخوان والسماذات البروج	
ترجمہ	پوچھ لے ہمسے ہو اگر یہ خروج	دیکھ لے تو والسماء ذات البروج	

شرح۔ خروج بمعنے بغاوت ہے اور یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ ہے قتل اصحاب الاخدود النار ذات الوقود الی آخرہ یعنے لعنت کیے جائین آگ کی خندقون والے جبکہ وہ خندق پر بیٹھکر موسون سے مرتد ہونیکی طالب تھے اور جو اُنکا کہا نہ مانتا تھا اُسکو آگ مین ڈالدیتے تھے۔ اور یہ سب شاہ یہود کے کہنے سے ہوتا تھا۔

	سنت بد کرد شہ اول بزاد	این شہ دیگر قدم بروے نہاد	
ترجمہ	بدطریقہ اُسنے جو جاری کیا	پانوں اُسنے بھی اُسی پر رکھدیا	
	ہر کہ او بنہاد ناخوش سنتے	سوئے او نفرین رود ہر ساعتے	
ترجمہ	ہے یہ سچ جو بانی بدعت ہوا	دمبدم وہ قابل نفرت ہوا	

شرح۔ یہ اُس حدیث کے مضمون کی طرف اشارہ ہے من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا الی آخرہ۔ یعنے سنت حسنہ جاری کرنیوالے کو اُسکے جاری کرنے کا ثواب بھی ملیگا اور اُسپر عمل کرنے والونکا ثواب بھی حاصل ہوگا۔ مگر یہ بات نہوگی کہ اُس عمل کرنیوالون کے ثواب کے حصہ مین کچھ کمی آجائے علیٰ ہذا القیاس طریقہ بد

جاری کرنیوالے پر قیامت تک اُسکے جاری کرنیکا گناہ بہی ضرور ہوگا اور اُسپر عمل کرنیوالونکا گناہ بہی حالانکہ عمل کرنیوالون کے گناہون مین سے کچہ کم نہ کیا جائیگا۔ خدا کی پناہ

	زانکہ ہرچہ این کند زان گون ستم	زاولین جوید خدا بے بیش و کم
ترجمہ	کیونکہ یہ ثانی کریگا جو ستم	پوچہے گا اوّل سے ربّ ذی الکرم

شرح۔ یہ شعر اکثر مثنوی کے مطبوعہ نسخون مین نہین ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ یہ مقلد جب اُس بُرے سنت کے ایجاد کرنیوالیکی تقلید کریگا تو اس پر تو گناہ ہو ہی گا مگر خدا اُس اوّل سے بہی اس گناہ کا سوال کریگا۔ کیونکہ مقلد کو یہ رستہ اسی موجد نے بتادیا ہے۔ مثلاً جہان مین جب سے قتل کا واقعہ یا خونریزی ہوتی ہے تو اسکا ایک گناہ قاتل پر بہی ہوتا ہے جسنے اوّل خونریزی کی بنا ڈالی ہے۔

	نیکوان رفتند سنت ہا بماند	وز لئیمان ظلم و لعنت ہا بماند
ترجمہ	چل بسے سب نیک سنت چہوڑ کر	مرگئے بدکار لعنت چہوڑ کر
	تا قیامت ہر کہ جنس آن بدان	در وجود آید شود رویش بدان
ترجمہ	حشر تک ہوگا جو پیدا بدعمل	جائیگا بدیون کی جانب بے خلل

شرح۔ اول۔ بدان۔ جمع بد۔ و ثانی بمعنے بآن۔ یعنے قیامت تک بدون کی جنس مین سے جو شخص ظاہر ہوگا۔ اُسکی توجہ اُسی اول شخص کیطرف ہوگی جسنے پہلے بدی کو ایجاد کیا تہا اور بد آدمی اُسیکی ایجاد پر عمل کریگا۔ اسلیئے موجد عمل کرنیوالونکا گناہ بہی سمیٹتا رہیگا۔ ظلم و لعنت کبیرہ گناہ کے معنون مین ہے۔

	یک رگ ست این آب شیرین و آب شور	در خلایق میرود تا نفخ صور
ترجمہ	کہاری میٹہا پانی اک چشمہ سے ہے	دونونکی طغیانی اک چشمہ سے ہے

شرح۔ آب شیرین سے ہدایت و اہتدا اور صفات حمیدہ اور آب شور سے ضلالت و اضلال اور صفات ذمیمہ مراد ہین۔ یعنے ہدایت و ضلالت دونو ایک چشمہ (ذات حق سبحانہ و تعالے) کیطرف سے ہین اور یہ دونو چشمے تمام خلایق مین قیامت تک جاری و ساری رہینگے۔ کیونکہ مخلوق ان دونونکا مظہر ہے بعض آدمی خود بہی ہدایت پر ہین اور دوسرونکے بہی ہادی ہین۔ اور بعض خود بہی گمراہ ہین اور دوسرونکو بہی گمراہ کرتے ہین۔

	نیکوانرا ہست میراث از خوش آب	آنچہ میراث ست اورثنا الکتاب
ترجمہ	نیکونکو میراث ہے بیشک خوش آب	کیا ہے وہ میراث اورثنا الکتاب

شرح۔ یعنے نیکون کی میراث آب شیرین (ہدایت و اہتدا) ہے دوسرے مصرع مین آنچہ میراث ست سوال ہے اور ثنا الکتاب اُسکا جواب۔ یعنے ایمخاطب نیکون کی میراث کیا چیز ہے؟ اس آیت کا مضمون ہے ثم اورثنا الکتاب الذین

اصطفینا من عبادنا الی آخرہ یعنے ہمنے قرانمجید کا وارث اُن لوگونکو کیا ہے جنکو برگزیدہ کرلیا ہے وہ کتاب قرانمجید ہے۔ حاصل یہ کہ نیکون کی میراث قرانمجید ہے جو سر بسر ہدایت اور نور ہے۔

	شد نیاز طالبان ارنگری		شعلہا از گوہر پیغمبری
ترجمہ	ہین نثار طالبان بر تری		شعلہائے گوہر پیغمبری

شرح۔ یعنے طالبان شاہد حقیقی اور اولیاء اللہ کا عجز و نیاز اور اُنکی زاری و تضرع گویا جوہر نبوت کی چمک ہے جو اُنکو انبیاء سے بطور میراث ملی ہے۔ بعض نسخون مین نیاز کیجگہ نثار ہے بمعنے افشاندن نقد و جنس بر فرق کسی بسبیل تصدق اسصورت مین یہ معنے ہونگے کہ اولیاء اللہ کو بہت سے کمالات جوہر نبوت کے صدقے مین ملے ہین۔ یعنے ہر اُمت نے اپنے زمانے کے پیغمبر سے کمالات حاصل کیئے ہین کیونکہ کسی ولی کو میراثا یمان بلا واسطت پیغمبر ہرگز نہین ملتی

	شعلہ ہا با گوہران گردان بود		شعلہ آنجانب ود ہم کان بود
ترجمہ	شعلہ گوہر کا ہے گوہر کی طرف		اولیا ہین سب پیمبر کی طرف

شرح۔ یہ قاعدہ ہے کہ چمک گوہر کے ساتہ گردش کرتی ہے جسطرف گوہر کا رُخ ہوگا۔ اُسیطرف چمک ہوگی اسیطرح ولی کے کمالات جوہر نبوت کے ساتہ گردش کرتے ہین۔ جدہر جوہر نبوت کی توجہ ہوگی اودہر ہی کمالات ولی پہنچینگے (اور وُہ جانب۔ جانب عشق حقیقی ہے) کیونکہ اولیاء اللہ کے کمالات انبیا کے کمالات کے فرع ہین اور فرع ضرور اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔ دوسرے مصرع مین لفظ ہم شعلہ سے متعلق ہے۔ کان اصل مین کہ آن ہے اور ضمیر گوہر کیطرف راجع ہے۔ یہ بہی ممکن ہے کہ کان بمعنے معدن ایک لفظ ہے اور شعر کے معنے یہ ہین کہ کمالات اُسی جانب جاتے ہین جس جانب اُنکی کان ہے۔ یعنے کمالات بلا واسطہ حاصل نہین ہوے بلکہ سب ایک کان ایک جگہ اور ایک معدن سے نکالے گئے ہین۔ کان سے مراد کمال محمدی ہے جو معدن جمیع کمالات ہے تمام انبیا اولیا کے کمالات کان محمدی سے ماخوذ ہین اور اسی کان کی طرف رجوع کرتے ہین یعنے اُسکے اجزا ہین۔ اسصورت مین ہمکان بمعنے شریک کان ہے۔

	نور روزن گرد خانہ مے دود		زانکہ خور بُرجے برجے میرود
ترجمہ	نور روزن کا نہین یون ایک حال		کرتا ہے برجون مین سورج انتقال

شرح۔ یعنے جسطرح آفتاب کا نور جو روزن سے گہر مین جاتا ہے اور بسبب حرکت آفتاب ایک جگہ نہین ٹہرتا بلکہ آفتاب کا تابع ہے جسطرف آفتاب پہرتا ہے اُسیطرف نور پہر جاتا ہے اسیطرح نور قلب اولیا آفتاب نبوت کا تابع ہے۔ کیونکہ آفتاب اصل ہے اور نور فرع۔ یا یہ کہ جسطرح نور آفتاب کا تابع ہے اسیطرح ہر نبی اور ہر ولی کا کمال آفتاب کمال محمدی کا تابع ہے کیونکہ نور احمدی اور فیض محمدی کا انحصار ایکجگہ نہین ہے بلکہ تمام عالم مین پہیلا ہوا ہے

	ہر کرا با اخترے پیوستگی ست	ہم ورا با اختر خود ہمتگی ست
ترجمہ	ہے علاقہ جسکو جس اختر کے ساتھہ	ساتھہ ساتھہ اُسکے ہے وُہ چکر کے ساتھہ
	طالعش گر زہرہ باشد در طرب	میل کلی دارد و عشق و طلب
ترجمہ	جسکا طالع زہرہ ہوئے پر شعور	مائل عیش و طرب ہو گا ضرور
	در بود مریخی و خونریز خو	جنگ و بہتان و خصومت جوید او
ترجمہ	اور اگر مریخ ہو اے نیک نام	اُسکو بہتان و خصومت سے ہے کام

شرح ہمتگی بمعنے ساتھ ساتھ دوڑنا۔ یعنے اتباع یہ شعر یک رگست این آب شیرین و آب شور کے متعلق ہے اور مطلب یہ کہ جس شخص کو جس ستارے کے ساتھ علاقہ ہے اُسکو اُس ستارے کی تاثیرات کا اتباع ضروری ہے۔ مثلاً جس شخص کا ستارہ زہرہ ہے اُسکا میلان طرب و عشق اور طلب معشوق کی جانب ہو گا۔ اور جس کسیکا ستارہ مریخ ہے وہ جنگ و بہتان اور خصومت کو ڈہونڈیگا۔ اُسکو سعادت حاصل ہو گی اور اسکو شقاوت پس تو جسطرح ہر شخص کو کسی نہ کسی ستارہ سے علاقہ ہے اسیطرح ہر شخص کو آب شیرین یا آب شور سے تعلق ہے اور ہر شخص یا مظہر سعادت ہے یا شقاوت

نکتہ مولانا قدس سرہ ستارون کی تاثیر کے قایل نہین ہین۔ کیونکہ یہ مذہب نجومیونکا ہے لیکن چونکہ شاعرون مین تاثیرات سبع سیارہ بہت شہرت رکہتی ہے آپنے بہی اُنہی کے طریقہ کے موافق لکہدیا ہے جس سے مقصود فقط تمثیل و تفہیم ہے۔ چنانچہ آیندہ شعر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مولانا کو معنوی ستارون کی تحقیق مقصود ہے۔

	اخترانند از ورائے اختران	کاحتراق و نحس نبود اندران
ترجمہ	اور بہی اختر ہین پر اے مرد دین	احتراق و نحس کچہ جنمین نہین
	سائران در آسمانہائے دگر	غیر این ہفت آسمان مشتہر
ترجمہ	آسمان اُنکے لیے کچہہ اور ہین	ہے نئی گردش نرالے دور ہین
	راسخان در تاب انوار خدا	نے بہم پیوستہ نے از ہم جدا
ترجمہ	مستفید تاب انوار خدا	نے بہم پیوستہ ہین وہ نے جدا

شرح پہلے شعر مین احتراق بمعنے کم شدن نور ہے اور اختران سے مراد انبیا ہین یعنے ان ظاہری اور آسمانی ستارون کے ماسوا اور معنوی ستارے بہی ہین کہ نہ اُنکا نور کم ہوتا ہے اور نہ وُہ نحس ہین یہ بہی ممکن ہے کہ اختران سے صحابہ اور اولیا مراد ہون۔ کیونکہ حدیث شریف ہے اصحابی کالنجوم بای اقتدیتم اہتدیتم میرے سارے صحابی ستارونکے مانند ہین انمین سے جسکی اقتدا کروگے تمہین سیدہا رستہ ملجائیگا دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ یہ معنوی ستارے اس ظاہری آسمان مین سیر نہین کرتے بلکہ انکے سیر کرنیکی آسمان اور ہین (یعنے آسمانہائے اسماء صفات حق تعالے) اور چونکہ یہ مشاہدہ حق کے سیر کرتے ہین اسلیے اُنکی سیر غیر متناہی ہے۔ تیسرے شعر کا خلاصہ

یہ ہے کہ یہ ستارے انوار خدا کی روشنی مین بیٹھ گئے ہین۔ لیکن ذات حق سے نہ بیٹھے وجود پیوستہ ہین کہ مثلاً اُنکا جز بنجائین۔ کیونکہ بشر ہین اور نہ بیٹھے وجود اُس سے جدا ہین کیونکہ اُنکو مرتبہ فنافی اللہ کا حاصل ہے

	ہر کہ باشد طالع اوزان نجوم		نفس او کفار سوز دور رجوم
ترجمہ	جسکے یہ طالع ہون ہے وہ نیک روز		اور اُسکا نفس ہے کفار سوز

شرح پہلے مصرع مین لفظ متعلق محذوف ہے۔ یعنے جس شخص کا نصیب اُن معنوی ستارون مین سے کسی ستارہ کے ساتھ متعلق ہو۔ یعنے جو شخص انبیاء اولیا کا تابع ہو اُسکا نفس مظہر کفار شیاطین اور نفس آمارہ کو جلانیوالا ہے رجوم دہ ستارے جنسے شیاطین کو ہانکا جاتا ہے اور جو شہابے ٹوٹتے نظر آتے ہین۔ مگر یہان مجازاً رجوم بمعنے رجم ہے یعنے ہانکنا دفع کرنا۔

	خشم مریخی نباشد خشم او		منقلب رو۔ غالب و مغلوب جو
ترجمہ	اُسکا غصہ چشم مریخی نہین		انقلاب اُسمین نہین اے مرد دین

شرح یعنے جو شخص انبیا کا تابع ہے اُسکا غصہ اور غضب ایسا نہین ہوتا جیسا مریخ کا۔ کیونکہ مریخ منقلب السیر ہے کبھی سعد زہرہ پر غالب ہوکر محض ضرر پہنچاتا ہے اور کہین اُس سے مغلوب ہوکر سعد پہنچاتا ہے۔ مطلب یہ کہ مریخ اپنے ایک حالت غضب پر قایم نہین رہتا۔ بخلاف تابعان انبیا علیہم السلام کے کہ اُنکا غضب اُس شخص پر جو قابل غضب الٰہی ہے ہمیشہ مبذول رہتا ہے کیونکہ وہ بدون سے بعض فی سبیل اللہ رکھتے ہین۔ اُنکا غضب غضب الٰہی ہے اور انکی رحمت رحمت الٰہی۔ پھر جب تابعان انبیا کا غضب ایسا ہے تو انبیاء اور اولیاء کا غضب کیسا ہوگا۔ طالب کو چاہیئے کہ ان سب کے غضب سے پناہ مانگے اور انکی اطاعت کرتا رہے نعوذ باللہ من غضب اللہ و غضب رسولہ

	نور غالب ایمن از کسف و شق		درمیان اصبعین نور حق
ترجمہ	کسف سے ہے نور غالب کو امان		نور حق کی انگلیون کے درمیان

شرح۔ یعنے انبیاء اور اولیاء نور غالب ہین جو کم ہوجانے اور گہن اور ظلمت سے بالکل بیخوف ہین اور یہ نور حق کی دو انگلیون (صفات جلالی و جمالی) کے بیچ مین ہین یعنے مشاہدۂ صفات جلالی و جمالی مین مستغرق ہین۔ انبیاء اور اولیاء کو انگلیون سے تشبیہ ہدایت اور راہنمائے کے مناسبت سے دیگئی ہے بعض نسخون مین کسف کیجگہ نقص ہے۔

	حق فشاند آن نور را بر جان ہا		مقبلان برداشتہ دامان ہا
ترجمہ	حق نے جب اُس نور کو افشان کیا		مقبلون نے اپنا دامن بھر لیا

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے انبیاء کا نور ارواح پر تقسیم کیا اور مقبلون یا خوش نصیبون نے اپنے دامن اُٹھاکر اُس نور کو دامن مین بھر لیا۔ یعنے اُنکے فرمان پر نیک و حین ایمان لے آئین۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آن نور کا اشارہ نور ذات حق کی طرف ہو۔ چنانچہ حدیث شریف مین ہے۔ ان اللہ تعالےٰ خلق الخلق فی ظلمۃ ثم رش علیہم من نورہ

فمن اصابہ ذاک النور اہتدے ومن اخطأ ضل عن سواء السبیل۔ یعنے اللہ تعالےٰ نے مخلوق کو اندھیرے مین پیدا کیا پھر اُنپر اپنے نور کا جلوہ ڈالا پس جس شخص کو اس نور کا کچھ حصہ ملگیا۔ وُہ ہدایت پر رہا اور جسکو نہ ملا وُہ گمراہ ہوگیا۔

	وان نثار نور ہر کو یافتہ		روے از غیر خدا برتافتہ
ترجمہ	جسنے وُہ نور خدا پایا ان ہوا		ماسوائے اللہ سے وُہ روگردان ہوا

شرح۔ نثار نور کی اضافت۔ اضافت صفت بطرف موصوف ہے اور نثار مصدر ہے بمعنے مفعول یعنے نور منثور مطلب یہ کہ خدا کے اس پھیلے ہوے نورین سے جو انبیاء کو ملا ہے جس شخص کو کچھ حصہ ملگیا۔ وُہ سب سے علیحدہ ہو کر خدا کا ہوگیا

	ہر کرا دامان عشقے نا بدہ		زان نثار نور بے بہرہ شدہ
ترجمہ	پاس جسکے عشق کا دامن نہ تہا		نور یزدان سے وُہ بے بہرہ رہا

شرح یعنے جسکے پاس اُس نور کے سمیٹنے کو عشق حقیقی کا دامن نہین ہے وُہ محروم اور بالکل بے بہرہ ہے چونکہ کفار اس نور سے بے بہرہ تہے اسلیئے انبیا علیہم السلام کے معجزون اور خدا کی آیتون پر ایمان نہ لاسکے۔

	جزو ہا را دو یہا سوے کل ست		بلبلانرا عشق بازی با گل ست
ترجمہ	جزؤ کا منہ ہے ہمیشہ سوے کل		بلبلین رکھتی ہین دائم عشق گل

شرح۔ مضمون سابق کی دلیل ہے یعنے ارواح مومنین کے ایمان لانے اور کافرین کے منکر رہنے کا یہ سبب ہے کہ جزو کل کیطرف اور بلبل گل کی طرف رجوع کرتا ہے۔ مومنین اور عشاق نور الٰہی کے ایک جزو ہین اور انبیا علیہم السلام گویا سراپا نور ہین یا یہ کہیئے کہ مومنین بلبل ہین اور انبیا گل ہین (یعنے مومنین انبیاء کے عاشق ہین) اسلیئے اس جزو نے اُس کل کیطرف اور اس بلبل نے اُس گل کیطرف رجوع کیا اور علےٰ ہذا القیاس کفار ظلمت کے اجزا ہین اور اُسکے عاشق ہین۔ اسلیئے انکیطرف راجع ہین

	گاؤ را رنگ از برون و مرد را		از درون جو رنگ سرخ و زرد را
ترجمہ	جانور کے رنگ کو باہر سے دیکھہ		آدمی کے رنگ کو اندر سے دیکھہ

شرح۔ یعنے جسطرح تو جانور کے سرخ و زرد رنگ کو باہر سے معلوم کرلیتا ہے اسطرح آدمی کا رنگ باہر سے نہین بلکہ اندر سے معلوم ہوتا ہے اسمیخاطب تو آدمی کے سرخ و زرد رنگ کو اندر سے ڈھونڈ سرخ و زرد سے نیکی و بدی مراد ہے مطلب یہ کہ فریب کی شکلین اور فتنون کے طریقے یا الوان طاعت اور اقسام عبادت رخلاصہ یہ کہ ضلالت و ہدایت وغیرہ باہر نہیں معلوم ہوتے بلکہ انکا اختلاف اندر سے معلوم ہوتا ہے اور اسکے معلوم کرنے کی یہ ترکیب ہے کہ جسکا ظاہر باطن کے موافق ہو وُہ نیک ہے اور سرخ رنگ کہتا ہے اور جسکا ظاہر و باطن یکسان نہو وُہ بد ہے اور زرد رنگ رکھتا ہے۔ نیکون کو اپنا ظاہر و باطن یکسان رکھنا چاہیئے۔

	رنگہائے نیک از خم صفاست		رنگ زشتان از سیہ آبہ جفاست	
ترجمہ	آتا ہے خم صفا سے نیک رنگ		ظلم کی کیچڑ ہین سب بدیون کے ڈہنگ	

شرح۔ یعنے افعال نیک قلب صاف کے خم سے نکلتے ہین اور افعال بد باطنی جفا کی کیچڑ سے صادر ہوتے ہین وہ افعال مومن کے ہین اور یہ کفار کے باطنی جفا سے کفر دنیا پرستی اور سیہ آبہ سے تاریکی دل مراد ہے سیہ آبہ کیچڑ کو کہتے ہین

	صبغۃ اللہ نام آن رنگ لطیف		لعنۃ اللہ بوئے این رنگ کثیف	
ترجمہ	صبغۃ اللہ ہے وہ رنگ بس لطیف		لعنۃ اللہ ہے یہ رنگ بس کثیف	

شرح۔ یعنے افعال حسنہ کا نام صبغۃ اللہ ہے یعنے یہ اللہ کا رنگ ہے جو مومنین پر چڑہا ہوا ہے اور افعال قبیحہ کی بو یعنے انکا ماحصل اور نتیجہ لعنۃ اللہ ہے۔ خدا اپنے رنگ مین رنگے اور لعنت کے ڈہنگ سے بچائے۔

	آنچہ از دریا بدریا مے رود		از ہمان جا کامد آنجا میرود	
ترجمہ	آب دریا سوے دریا جائے گا		جسجگہ سے آرہا ہے۔ جائیگا	

شرح۔ یعنے اس مقولہ کا کہ جو پانی دریا سے آتا ہے وہ دریا ہی مین جاتا ہے یہ مطلب ہے کہ وہ جہان سے آتا ہے وہین جاتا ہے۔ قاعدہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے دریاؤن مین بڑے بڑے دریاؤن مین سے پانی آتا ہے اور ہر ہر کر وہ پانی اُنہی بڑے بڑے دریاؤن مین چلا جاتا ہے اسیطرح افعال نیک جو صبغۃ اللہ کا ایک جزو ہین اُسکی طرف رجوع کرتے ہین۔ اور افعال بد جو لعنۃ اللہ کے ایک شاخ ہین لعنت کیطرف راجع ہین۔ یعنے نیک افعال کو اللہ قبول کرتا ہے کیونکہ یہ اُسی کی توفیق سے صادر ہوتے ہین۔ اور افعال کو بد مردود کرتا ہے کیونکہ وہ بندہ کی جانب سے صادر ہوتے ہین۔ اہل سنت والجماعۃ کا یہی مذہب ہے کہ ما اصابک من حسنۃ فمن اللہ وما اصابک من سیئۃ فمن نفسک (نیکی خدا کیطرف سے پہنچتی ہے اور بدی اپنے نفس کیطرف سے

	از سر کہ سیلہائے تیز رو		وز تن ما جان عشق آمیز رو	
ترجمہ	سیل کہین دریا سے سیل تیز چل		اور بدن سے جان عشق آمیز چل	

شرح۔ یعنے اے سیل سر کوہ سے بہت جلد نکل اور دریا سے سیل۔ اور تن عشاق سے اے روح عشق آمیز نکل اور خدا سے مل۔ یہ معنے اُس صورت مین ہین کہ لفظ رُو دونو جگہ صیغۂ امر فرض کیا جائے۔ بشکل دیگر نیز ممکن ہے کہ پہلے مصرع مین تیز رو اسم فاعل ترکیبی ہو۔ اور دوسرے مصرع مین رو صیغۂ امر۔ اسوقت یہ مطلب ہوگا کہ اے جان عشق آمیز شوق ملاقات خدا مین تن عشاق سے اسطرح نکل جسطرح سر کوہ سے سیلہائے تیز رو نکلکر دریا مین ملجاتی ہین۔ پہلا مصرع دوسرے کی تمثیل ہے اور مقصود ترغیب عشق الٰہی ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ آدمی کو اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنے قطرۂ وجود فانی کو دریائے عشق حقیقی مین پہنچادے۔ یعنے ہر وقت خالق سے لو لگائے رہے

آتش افروختن بادشاہ و بت در پہلوئے او نہادن کہ ہر کہ سجود بت کند از آتش رہائی یابد

ترجمہ بادشاہ کا آگ جلانا اور اُسکے پاس بُت رکھکر یہ حکم دینا کہ جو اس بت کو سجدہ کریگا وہ آگ سے نجات پائیگا

	آن جہود سگ ببین چہ رائے کرد	پہلوئے آتش بتے بر پائے کرد
ترجمہ	شاہ سگ طینت نے پھر ایسا کیا	آگ کے پاس ایک بُت کو رکھدیا
	کانکہ این بت را سجود آرد برست	ورنہ آرد در دل آتش نشست
ترجمہ	اور کہا ہے اسکا ساجد کامیاب	ورنہ وہ ہے اور آتش کا عذاب
	چون سزائے آن بت نفس او نداد	از بت نفسش بتے دیگر بزاد
ترجمہ	نفس کے بت کا وہ شیدا ہو گیا	دوسرا بُت اس سے پیدا ہو گیا

شرح یہان سے مولانا اسرار بیان کرتے ہین یعنے جبکہ اُس شاہ یہود نے اپنے بُت نفس کو سزا ندے اور نفس کُشی نکی تو اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُسکے باطنی بت یعنے نفس نے ایک ظاہری بُت تراش لیا بعض نسخون مین نداد کی جگہ بداد ہے اسصورت مین سزا بمعنے سزاوار ہوگا یعنے چونکہ اُسنے اپنے بُت نفس کو اُسکے لایق چیزین دین اور اُسکی اطاعت کی تو نفس نے ایک اور بُت پیدا کر لیا معنوی طور پر شاہ یہود سے شیطان اور آگ سے آتش شہوت اور بُت سے مطالب نفس امارہ مراد ہین۔ یعنے شیطان نے آتش شہوت روشن کرکے اُسکے پاس مطالب نفس امارہ رکھدیے اور نفس سے یہ کہا کہ اگر تو مقتضائے طبیعت کے موافق عمل نہ کریگا تو آتش فراق سے جلجائیگا۔ طالب حق کو چاہیئے کہ ہمیشہ شیطان کی مخالفت کرتا ہے جیسا کہ مومنین نے اس شاہ یہود کی مخالفت کی تھی کیونکہ مخالفت کے سبب وہ آتش نور اور رحمت بنجائیگی

	مادر بت ہا بت نفس شماست	زانکہ آن بت مار و این بت اژدہاست
ترجمہ	ہے بتون کی مان بُت نفس اے فتا	کیونکہ وہ بُت سانپ ہین یہ اژدہا

شرح نفس امارہ ہمیشہ لذات نفسانیہ اور بدنیہ مین گرفتار رہتا ہے اور اسکا سب سے بڑا نتیجہ جو سب سے بُرا ہے ابنائے جنس پر تکبر ہے اور چونکہ انبیا علیہم السلام بھی ابنائے جنس کی صورت تشریف لائے ہین سینئے نفس اُنپر بھی تکبر کرنیکی ہدایت کرتا ہے۔ اور انبیاء کی مخالفت اور بُت پرستی کی رغبت دلاتا ہے اسلیئے نفس کو مادر بُت کہنا بجا ہے۔ کیونکہ نفس تمام بُرائیون اور جملہ گناہونکا مخزن ہے اور بُت سانپ کے مانند ہین اور بُت نفس اژدہا یعنے تمام بتون سے بڑا ہے۔ خدا نفس کی شرارت اور بداعمالیون سے بچائے۔

	آہن و سنگست نفس و بت شرار	آن شرار از آب میگردد قرار
ترجمہ	سنگ و آہن نفس ہے بُت ہین شرار	اُن شرارون کو ہے پانی سے قرار

شرح قرار اور فرار دوسرے مصرع مین دونو لفظ صحیح ہین مگر قرار مین بہ نسبت فرار کے معنے زیادہ واضح ہو جاتے ہین

	سنگ و آہن زاب کے ساکن شود	آدمی با این دو کے ایمن شود
ترجمہ	سنگ یا آہن ہو ساکن کسطرح	آدمی ہو ان سے ایمن کسطرح

شرح۔ ایمن بکسر المیم بمعنے بیخوف۔ یعنے نفس لوہا یا پتھر ہے اور بت اُن شعلون کے مانند ہین جو اُس لوہے اور پتھر سے پیدا ہوتے ہین۔ شعلون کا قاعدہ ہے کہ پانی پڑنیسے بجھہ جاتے ہین لیکن لوہا اور پتھر نہین بجھتا خواہ برسون پانی مین رہے۔ کیونکہ پانیمین پڑکر بھی آہن اور پتھر کے شرارے اُنکے خوف مین اسطرح رہتے ہین جسطرح شہوت نفس مین اسلیئے بت کا توڑ ڈالنا آسان ہے۔ مگر بت نفس کا مارنا نہایت مشکل ہے۔ آدمی ان دونو یعنے سنگ ہوا اور آہن ہوس کے ہوتے ہرگز گناہون سے بیخوف نہین رہ سکتا۔ نتیجہ یہ کہ جسطرح آہن و سنگ شعلون کے اصل ہین۔ اسیطرح نفس امارہ کفر و معاصی دنیا طلبی اور بت پرستی کی اصل ہے آب سے قدرے ہدایت مراد ہے اور بعض نسخون مین قرار کیجگہ فرار بھی دیکھا گیا ہے جسکی بابت ہم اوپر رائے ظاہر کر چکے ہین۔

	سنگ و آہن در درون دارند نار	آب را بر نارشان نبود گزار
ترجمہ	سنگ و آہن دلمین رکھتے ہین شرر	انمین پانی کا نہین ہوتا گزر
	زاب چون نار درون کشتہ شود	در درون سنگ و آہن کے رود
ترجمہ	آب سے آگ اُنکی بجھتی ہے کہین	سنگ و آہن مین پہنچتا ہی نہین

شرح۔ یعنے جسطرح پانی پتھر اور لوہے کے اُن شعلون کو نہین بجھا سکتا۔ جو اُنمین پنہان ہین اسیطرح آب قدرے ہدایت نفس امارہ کے مخفی شعلون (لذات گناہ کے شرارون) کو نہین بجھا سکتا بلکہ انکا بجھانا دریائے رحمت الٰہی کا کام ہے مطلب یہ کہ نفس پرستی بت پرستی سے بدتر ہے

	آہن و سنگ است اصل نار و دود	فعل ہر دو کفر ترسا و یہود
ترجمہ	سنگ اور آہن ہے اصل نار و دود	ہے اسی سے کفر ترساؤ یہود

شرح۔ یعنے جسطرح آہن و سنگ آگ اور دہوین کی اصل ہے اسیطرح نفس امارہ کفر و فسق کی اصل ہے اور یہود و نصاریٰ کا کفر اسی آہن و سنگ کا فعل ہے۔ یعنے انکا کفر انکے مقتضائے نفس کے باعث ہے بعض نسخون مین اس شعر کی جگہ سنگ و آہن چشمہ نار مدود و قطرہا شان کفر ترساؤ جہود ہے مطلب دونونکا ایک ہے

	بت سیاہ آبست در کوزہ نہان	نفس مر آب سیہ را چشمہ دان
ترجمہ	ہر صنم کوزہ مین کیچڑ ہے نہان	نفس ہے کیچڑ کا چشمہ میری جان
	آن بت منحوت چون سیل سیاہ	نفس بنگر چشمۂ بر شاہراہ
ترجمہ	ہین تراشیدہ یہ بت سیل سیاہ	نفس اسکا چشمہ ہے بر شاہراہ

شرح یعنے بت کیچڑ میلے اور اور گدلے پانی کی مثل ہے جسکی صفائی بھی ممکن ہے اور انقطاع بھی اور نفس شاہراہ مین گدلے پانی کا ایک چشمہ ہے کہ جسکے نہ تو صفائی ممکن ہے اور نہ انقطاع متصور ہے منحوت یعنے تراشیدہ اس سے معلوم ہوا کہ نفس کی بت پرستی سے بڑھی ہوئی ہے ان شعرون مین نفس امارہ اور بت کے فرق کی دوسری تمثیل ہے۔

	بت درون کوزہ چون آب گدر		نفس شومت چشمۂ آن اے مضر
ترجمہ	بت ہے گویا کوزے مین آب گدر		نفس امارہ ہے چشمہ اے مضر

شرح۔ گدر یعنے گدلا اور اے مضر یعنے اے اصرار کنندہ بر مقتضائے نفس ہے یعنے اے خواہشات نفس پر عمل کرنیوالے تیرا نفس بت سے زیادہ بدتر ہے کیونکہ نفس گدلے پانی کا چشمہ ہے اور بت ایسا ہے جیسا ایک کوزہ مین گدلا پانی۔ کوزہ کا پانی تمام ہو جاتا ہے اور چشمہ کا پانی کم نہین ہوتا۔

	صد سبو ار بشکند یکپارہ سنگ		واب چشمہ میرہاند بے درنگ
ترجمہ	سنگپارہ توڑدے گو سو سبو		پر اچھل جاتا ہے اُس سے آب جو

شرح۔ میرہاند یعنے آزاد میکند پہلے اشعار مین نفس کو چشمۂ سیاہ سے اور کفر و معاصی کو آب سیاہ سے رجو کوزہ مین ہو تشبیہ دیگئی ہے اور اب اُسکے مناسب یہ ارشاد فرماتے ہین کہ سو ٹھیلیون اور کوزون کو ایک چھوٹا سا پتھر توڑ سکتا ہے۔ لیکن چشمہ کے پانی کو روک نہین سکتا بلکہ آزاد کر دیتا ہے یعنے پتھر اسپر اثر نہین کرتا نیز ممکن ہے کہ میرہاند یعنے می جہاند ہو یعنے بجائے اسکے کہ پتھر آب چشمہ کو معدوم کرے اور اُسکو اچھالتا ہے۔ ان دونو شعرون کی تشبیہون کا خلاصہ یہ ہے کہ دفع معصیت کے لیے تھوڑی سی تدبیر کافی ہے۔ اور دفع شر نفس کے لیے تدبیر عظیم کی حاجت رہتی ہے۔

	آب خم و کوزہ گر فانی بود		آب چشمہ تازہ و باقی بود
ترجمہ	آب کوزہ آب خم کو ہے فنا		اور ہے چشمہ کے پانی کو بقا

شرح۔ اسیطرح نفس امارہ کی شرارت ہر وقت تازہ بتازہ نو بنو ہوتی ہے۔

	بت شکستن سہل باشد نیک سہل		سہل دیدن نفس را جہل ست جہل
ترجمہ	توڑنا بت کا بہت ہی سہل ہے		نفس کو آسان سمجھنا جہل ہے
	صورت نفس ار بجوئی اے پسر		قصۂ دوزخ بخوان با ہفت در
ترجمہ	نفس کی صورت یہی ہے اے پسر		دیکھ حال دوزخ با ہفت در

شرح۔ یعنے حال دوزخ جاننے سے حال نفس معلوم ہو جاتا ہے کیونکہ دوزخ مین عذاب دینے والی چیزین گویا گنا ہونکی تصویرین ہین جو آگ اور سانپ اور بچھو کی صورت مین آگئی ہین اور اعمال شرارت نفس سے صادر ہوئے ہین

بس تو دوزخ کے حالات معلوم کرنیسے آدمی اپنے نفس کی حالت کا اندازہ اور اپنے اعمال کے جانچ کرسکتا ہے۔ دوزخ کے معنے یہ بھی ہوسکتے ہین کہ نفس امارہ سات دروازون والے دوزخ کے ساتھ تشبیہ کامل رکھتا ہے۔ کیونکہ جسطرح سات دروازہ کی دوزخ کا کام مبتلائے عذاب کرنا ہے اسیطرح نفس سات اعضاسے افعال قبیحہ صادر کراکے آدمی کو مبتلائے عذاب کردیتا ہے۔ وہ سات اعضا یہ ہین اول دہن۔ جس سے آدمی جو کچھ چاہتا ہے کہہ بیٹھتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے کہالیتا ہے۔ دوم فرج جس سے زنا اور لواطت وغیرہ صادر ہوتے ہین تیسرے ہاتھ جو قتل ناحق اور ایذائے مظلوم اور چوری وغیرہ کا مددگار ہے چوتھے پانو جنکی رفتار اور چلنے پھرنے سے گناہ صادر ہوتے ہین پانچوین آنکھ۔ جس سے غیر محرم عورتون کو بری نگاہ دیکھا جاتا ہے چھٹے کان۔ جس سے غیبتین اور فساد کی باتین سنی جاتی ہین ساتوین قلب جو تمام شرارتون اور گناہونکا مخزن ہے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ کہ ان جہنم لموعدہم اجمعین لہا سبعۃ ابواب۔ یعنے جہنم کے سات دروازے ہین انہی دروازون سے لوگ اسمین داخل ہونگے اہل باطن نے ان دروازون کی یہ تفصیل بیان کی ہے۔ حرص۔ شر۔ حسد۔ حقد غضب۔ شہوت۔ کبر۔ معنے سیندونکے نزدیک دوزخ کے سات دروازے یہی ہین۔

	ہر نفس مکرے ودر ہر مکر ازان		غرقہ صد فرعون با فرعونیان
ترجمہ	نفس کا ہے فعل مکر ہر زمان		غرق ہین جس سے بہت فرعونیان

شرح۔ یعنے نفس امارہ کا فعل ہر وقت مکر کرنا ہے اور ہر مکر مین بہت سے فرعون مع لشکرون کے غرق ہین یعنے نفس کے مکر نے ہزارون کو گمراہ کرکے تباہ کردیا ہے۔

	در خدائے موسی و موسائے کمین		آب ایمان را ز فرعونی مریز
ترجمہ	رکھہ ہمیشہ رب موسے پر نظر		تیری فرعونی ہے ایمان کا ضرر

شرح خدائے موسے رب العالمین ہے اور موسے سے موسی وقت یعنے خلیفہ اور نائب رسول مراد ہے اور فرعونی بمعنے طغیان و سرکشی ہے یعنے موسے کے خدا پر ایمان لا۔ ورنہ فرعونی سے آبروے ایمان جاتی رہے گی۔

	دست را اندر احد و احمد بزن		اے برادر وارہ از بوجہل تن
ترجمہ	حکم حق فرمان احمد کر قبول		رہ الگ بوجہل تن سے اے جہول

شرح یعنے خدا کے احکام اور حضرت احمد کے فرمان پر عمل کر۔ اس ترکیب سے تو ابی جہل تن یعنے نفس سرکش و کافر کے مکر سے نجات پاجائیگا۔ وارہ۔ صیغہ امر از رہیدن بمعنے نجات یافتن۔

آوردن بادشاہ جہود زنے را با طفل واندا ختن او طفل را در آتش و سخن در آمدن طفل در میان آتش

ترجمہ بادشاہ یہود کا ایک بچہ والی عورت کو آگ کے سامنے لانا اور بچہ کا آگ مین ڈالنا اور آگ مین پڑکر بچہ کا کلام کرنا

	یک زنے با طفل آورد آن جہود	پیش آن بت و آتش اندر شعلہ بود
ترجمہ	ایک بچہ والی کو وہ بے شعور	لایا اُس آتش کے اُس بت کے حضور
	گفت اے زن پیش این بت سجدہ کن	ورنہ در آتش بسوزی بے سخن
ترجمہ	اور کہا اِس بت کو۔ اے زن سجدہ کر	ورنہ آتش مین جلیگی سربسر
	بود آن زن پاک دین و مومنہ	سجدۂ آن بت نکرد آن موقنہ
ترجمہ	تہی وہ عورت پاک دین اور مومنہ	سجدہ کیون کرنے لگی تہی موقنہ
	طفل ازو بستید و در آتش فگند	زن بترسید و دل از ایمان بکند
ترجمہ	آگ مین بچہ کو ڈالا چہین کر	ہوگئی مان اِس ستم سے پر حذر
	خواست تا او سجدہ آرد پیش بت	بانگ زد آن طفل کانی لم امت
ترجمہ	سجدہ کرنا چاہتی تہی خوش صفات	دی صدا بچے نے مین تو ہون حیات

شرح۔ یعنے جب اُسکی مان بت کے سامنے سجدہ کرنے ہی کو تہی کہ لڑکے نے آگ مین سے آواز دی کہ اے مان مین مرا نہین ہون بلکہ زندہ ہون۔ موقنہ خدا کی وحدانیت کا یقین رکہنی والی۔

	اندر آ مادر کہ من اینجا خوشم	گرچہ در صورت میان آتشم
ترجمہ	اندر آ اے مان کہ مین ہون خوش یہان	گو بظاہر آگ کے ہون درمیان
	چشم بندست آتش از بہر حجیب	رحمتست این سر برآوردہ ز جیب
ترجمہ	آگ کیسی ہے فسون بہر حجاب	ہے کشادہ غیب سے رحمت کا باب

شرح۔ حجیب امالہ حجاب۔ چشم بند بمعنے افسون یعنے عوام کی آنکہون کے حجاب کے لیئے یہ آگ ایک افسون ہے یعنے عوام کو آگ نظر آتی ہے اور جسطرح افسون آنکہون پر پردہ ڈالدیتا ہے اسیطرح آگ نے عوام کے آنکہون پر پردہ ڈالدیا ہے۔ اور رحمت کو اپنے اندر چہپالیا ہے مطلب یہ کہ آگ فی الواقع رحمت ہے جسنے گریبان غیب سے سر نکالا ہے۔ معتقدین وحدانیت کے حق مین یہ آگ باغ ہے۔

	اندر آ مادر ببین برہان حق	تا ببینی عشرت خاصان حق
ترجمہ	اندر آ مان دیکہہ لے برہان حق	قدرت حق عشرت خاصان حق

شرح یعنے لڑکے نے مان کو آواز دیکر یہ کہا کہ تو بہی آگ مین چلی آ اور اللہ تعالے کی قدرت کا تماشا دیکہہ کہ اُسنے تمام شعلون کو پہول اور آگ کو گلزار کر دیا ہے معنوی طور پر طفل سے مراد عقل ہے جب مادر طبیعت اور اُسکی مقتضا سے دور ہوگئی۔ تو ترک تنعم ضرور ہوا۔ اور آتش فقر و فاقہ بہڑک اُٹہی اور اِسحالت مین اُسکو لذت روحانی اور نعمت معنوی

حاصل ہو گئے۔ اور اُسنے اپنی مادر طبیعت کو بھی بزبان حال آتش فقر اور نار مجاہدہ کی طرف بلایا

	اندر آ او آب بین آتش مثال		از جہانے کآتش ست آبش مثال
ترجمہ	اندر آ۔ ہے آگ پانی کی مثال		اِس جہان سے جسکا پانی ہے وبال

شرح۔ یعنے اے مادر یہان آ۔ اور اسکو آگ نہ سمجھ بلکہ یہ حقیقت مین پانی ہے اور صورت مین آگ اور اُس جہان سے کو چکر جسکا پانی صورت مین پانی اور حقیقت مین آگ ہے۔ دوسرے مصرعہ مین مثال آتش کے متعلق ہے یعنے کہ آتش مثال ست آب اور در حقیقت یعنے جہود کے عیش و عشرت کیطرف نہ دیکھ کیونکہ وہ فی الواقع آگ ہے

	اندر آ سرار ابراہیم بین		کو در آتش یافت سرو و یاسمین
ترجمہ	اندر آ کر دیکھ آثار خلیل		ہے شگفتہ آگ مین باغ جلیل

شرح۔ بعض نسخون مین سرو کیجگہ ورد ہے بمعنے درخت گلاب یعنے آگ مین قدرت حق کا باغ کہلا ہوا ہے۔

	مرگ میدیدم کہ زادن زتو		سخت خوفم بود اُفتادن زتو
ترجمہ	جلتے دم اک موت آتی تھی نظر		سخت تر اسقاط کا ہوتا مجکو ڈر

شرح یعنے مین اپنی پیدایش کے وقت گویا اپنی موت کو دیکھ رہا تہا۔ کیونکہ رحم نہایت تنگ جگہ تہی اسلیئے مجکو اپنا گلا گھٹ جانے اور اپنے ساقط ہونیکا بہت بڑا خوف تہا۔ بعض نسخون مین خوفم کی جگہ خویم بہی ہے یعنے ولادت کے وقت مین اسبات کو نہایت اچہا سمجھ رہا تہا کہ اس پیدا ہونیسے بیجان کا ساقط ہو جاؤن۔

	چون بزادم رستم از زندان تنگ		در جہانے خوش سرائے خوب رنگ
ترجمہ	چہٹ گیا جسوقت وہ زندان تنگ		ملگیا مجکو جہان خوب رنگ

شرح۔ یعنے بعد ولادت مین رحم کے قید خانہ سے رہائی پاکر وسیع و پرفضا عالم مین آگیا۔ لیکن اب میرے لیے آگ کا ایسا بہار اور وسیع مقام ہو گیا ہے کہ دنیا کو اسکے مقابلہ مین رحم کے مانند تنگ سمجھ رہا ہون۔

	اینجہان را چون رحم دیدم کنون		چون درین آتش بدیدم این سکون
ترجمہ	لیکن اِس عالم مین فرحت ہے مجھے		اک سکون دل سکونت ہے مجھے
	اندرین آتش بدیدم عالمے		ذرہ ذرہ اندرو چشمے دمے
ترجمہ	آگ مین اے مان عجب عالم ہوا		ذرہ ذرہ اسکا جیسے دم ہوا
	تنگ جہانے نیست شکل و ہست ہا		وین جہانے ہست شکل بے ثبات
ترجمہ	وہ جہان موجود ہے فی حد ذات		یہ جہان ہے ہست لیکن بے ثبات

شرح تنگ مخفف آنگ۔ یعنے وہ جہان (عالم معنے) ظاہری صورت و شکل کے اعتبار سے تو نیست ہے مگر فی ذاتہ

موجود ہے اور یہ جہانِ دنیا باعتبار صورت تو ہست ہے مگر باعتبار معنے بالکل بے ثبات ہے عالم سے عالم جدید و کیفیت نو مراد ہے اور عیسےٰ دم بمعنے زندگی بخش ہے۔

	اندر آ مادر بحق مادری	بین کہ این آذر ندارد آذری
ترجمہ	اندر آ اے مان بحق مادری	گم ہے اس آتش سے وصفِ آذری
	اندر آ مادر کہ اقبال آمدست	اندر آ مادر مدہ دولت ز دست
ترجمہ	اندر آ اے مان کہ ہے تو با نصیب	اندر آ اے مان یہ دولت ہے عجیب
	قدرت آن سگ بدیدی اندر آ	تا ببینی قدرتِ فضل خدا
ترجمہ	دیکھہ لی اُس سگ کی قدرت اندر آ	دیکھتی ہے گر تجھے شان خدا
	من ز رحمت مے کشانم پائے تو	کز طرب خود نیستم پروائے تو
ترجمہ	محض شفقت سے بُلاتا ہون تجھے	ورنہ تیری کچھہ نہین پروا مجھے

شرح۔ آذری بمعنے ناریت و حرارت سگ سے بادشاہ یہود اور رحمت بمعنے شفقت ہے یعنے مین صرف محبت کے باعث تجھے بُلاتا ہون ورنہ طرب معنوی کے سبب مجھے تیری کچھ پروا نہین ہے۔ بعض نسخون مین وز طرب ہے۔

	اندر آؤ دیگران را ہم بخوان	کاندر آتش شاہ بنہاست خوان
ترجمہ	اندر آ اور دوستون کو بہی بُلا	دعوت حق آگ مین ہے بر ملا

شرح۔ شاہ سے اللہ تعالےٰ اور خوان سے نعمت اُخروی اور حیات ابدی مراد ہے یعنے اے مان اللہ نے اس آگ مین خوان نعمت رکھدیا ہے

	اندر آئید اے مسلمانان ہمہ	غیر عذب دین عذابست آن ہمہ
ترجمہ	اندر آؤ اے مسلمانو چلو	آؤ خوانِ دین کے مہمانو چلو
	اندر آئید ایہمہ پروانہ وار	اندرین آتش کہ دارد صد بہار
ترجمہ	آؤ اس آتش مین سب پروانہ وار	آگ مین ہے لطفِ صد فصل بہار

شرح۔ یعنے اے مسلمانو اس آگ مین آجاؤ کیونکہ یہ آگ عذب (دین کا آب شیرین) ہے۔ اور دنیا کی وہ تمام چیزین جنمین تم مصروف ہو عذاب کا باعث ہین بعض نسخون مین آتش کیجگہ بہمن ہے اور بہمن فصل خزان کے ایک مہینہ کا نام ہے

	اندر آئید و نہ بینید اینچنین	سرد گشتہ آتش گرم مہین
ترجمہ	اندر آؤ حق سے ہے گر تمکو لاگ	حکم یزدانی سے ٹہندی ہے یہ آگ

شرح۔ یعنے اس آگ کو فی الواقع آگ نہ سمجھو۔ اور بعض نسخون مین بہ بینید بہی ہے یعنے جو کچھ مینے آگ مین ظہور حق دیکھا ہے وہ تم بہی دیکھلو آتش مہین۔ ذلیل کرنے والی آگ۔ یعنے تکلیف رسان اور ایذا دینے والی۔

	اندر آئید اے ہمہ مست و خراب	اندر آئید اے ہمہ عین عتاب
ترجمہ	اندر آؤ ہو کے سب مست و خراب	اندر آؤ چہوڑ کر عین عتاب

شرح۔ خراب بمعنے بیخود اور مست۔ یہ لفظ آئید کے ضمیر فاعل سے حال ہے۔ اور عین عتاب سے شاہ جہود کی سخت خفگی اور ناراضی مراد ہے۔ جو مسلمانون کے حق مین تہی۔

	اندر آئید اندرین بحرِ عمیق	تا کہ گردد روح صافی و رقیق
ترجمہ	اندر آجاؤ یہ ہے بحر عمیق	روح تا ہو جائے صافی و رقیق
	مادرش انداخت خود را اندرو	دست او بگرفت طفل مہر جو
ترجمہ	گر پڑی مان آگ مین سنتے کے ساتہ	مہر سے بچہ نے پکڑا اُسکا ہاتہہ
	اندر آمد مادر آن طفل خرد	اندر آتش گوئے دولت را ببرد
ترجمہ	گر کے اُسمین چہوٹے سے بچہ کی مان	لیگئی بازیِ دولت بیگمان
	مادرش ہم زان نسق گفتن گرفت	دُرِّ وصفِ لطف حق سفتن گرفت
ترجمہ	ہوگئی بچہ سے مان بہی ہم زبان	وصف حق مین تر رہی پیہم زبان
	بانگ میزد در میان آن گروہ	جان خلقان پر ہمے شد از شکوہ
ترجمہ	دیتی تہی آواز سوز و ساز سے	ہیبت حق تہی عیان آواز سے
	نعرہ میزد خلق را کاے مردمان	اندر آتش بنگرید این بوستان
ترجمہ	کہتی تہی لوگون سے یون اے مردمان	آؤ دیکہو آگ مین ہے بوستان

شرح۔ پہلے شعر مین بحر عمیق بمعنے رحمت الٰہی۔ رقیق بمعنے لطیف دوسرے مین دستگیری سے رہبری بطرف رحمت تیسرے مین دولت سے دولتِ دین۔ چوتہے مین زان نسق یعنے بطور طفل پانچوین مین بانگ میزد کا فاعل مادر طفل ہے اور شکوہ سے ہیبت حق و عظمت الٰہی مراد ہے۔ ایسے سہل شعرون کی شرح ہم دانستہ چہوڑ جاتے ہین

	انداختن مردمان خود را در آتش از سر ذوق
ترجمہ	آدمیون کا ذوق باطن کے سبب اپنے آپ کو آگ مین ڈالنا

	خلق خود را بعد ازان بیخویشتن	میفگندند اندر آتش مرد و زن
ترجمہ	خلق ہو کر بعد ازان بے خویشتن	آگ مین گرتے تہے ملکر مرد و زن
	بے موکل بے کشش از عشق دوست	زانکہ شیرین کردن ہر تلخ از وست
ترجمہ	یہ کشش عشق خداوندی کی تہی	سہل ہر مشکل کو کرتا ہے وہی

مؤکل بجبر الکاف سپارندہ کار بدیگرے۔ مجازاً بمعنے سبب کیونکہ مؤکل وکیل کے لیے کاروبار کا سبب ہوتا ہے یعنے ہلاکشتن ظاہر لوگ آگ مین گرتے ہیے۔ کیونکہ حبیب اپنے خالص بندون کے لیے کڑوے کو میٹھا جفا کو وفا محنت کو نعمت بنا دیتا ہے۔ پہلے شعر مین مرد و زن خلق کا بدل واقع ہوا ہے۔

	تا چنان شد کان عوانان خلق را		منع میکردند کآتش در میا
ترجمہ	پہنچی یہ نوبت کہ نوکر شاہ کے		خلق کو مانع ہوے اُس آگ سے

شرح۔ یعنے۔ یہانتک مخلوق آگ مین گری کہ بادشاہ کے مددگارون اور سپاہیون نے لوگونکو اُس آگ کے پاس آنے سے منع کر دیا۔ آتش اصل مین درآتش ہے۔ اور عوان بتشدید الواو بمعنے سخت گیر وظالم و سرہنگ لیکن یہان ضرورت شعر کے لیے بالتخفیف لائے ہین۔ معنوی مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالے کسیکو اپنی طاعت کیطرف کھینچ لیتا ہے تو ناریاضت کی برداشت اُسپر آسان ہو جاتی ہے۔ اسوقت شیطان اور اُسکی اتباع اُس شخصکو اس آگ مین گرنے سے منع کرتے کرتے عاجز ہو جاتے ہین۔

	آن یہودی شد سیہ روی و خجل		شد پشیمان زین سبب بیمار دل
ترجمہ	وہ یہودی سیہ روے و خجل		ہو گیا اس واقعے سے منفعل
	کاندر آتش خلق عاشق تر شدند		ور فنائے جسم صادق تر شدند
ترجمہ	کیونکہ مخلوق آگ پر دلدادہ تہی		اور فنائے جسم پر آمادہ تہی

شرح۔ یہ شعر زین سبب سے متعلق ہے۔ بیمار دل ضعیف القلب جسکا دل دنیا طلبی اور بُری خواہشون کے لاعلاج مرض مین گرفتار ہو۔ اور محبت دنیا مین پھنسکر عشق حقیقی کی جانب سے سُست ہو گیا ہو

	مکر شیطان ہم در آہیختند۔ شکر		دیو خود را ہم سیہ رو دید شکر
ترجمہ	مکر شیطان خود ہا شیطان تک		خود سیہ رو ہو گیا بے شبہ و شک

شرح۔ یعنے بادشاہ جو شیاطین الانس مین سے تہا شکر ہے اُسکا مکر اُسی کے طرف راجع ہوا اور اُسنے اپنے تئین آپ سیہ رُو پایا۔ اور خدا کا مکر تمام کافرون کے مکر پر غالب آیا

	آنچہ مے مالید بر روے کسان		جمع شد در چہرۂ آن ناکسان
ترجمہ	جو سیاہی روے مومن پر ملی		چہرۂ کافر مین گویا جمع تہی

شرح یعنے جو مکروہ غیرون اور مؤمنون کے لیے کر رہے تہے اُسکا ضرر اُنہی کی طرف عائد ہوا کہ دنیا مین خوار اور عقبے مین عذاب الہی کے سزاوار ہوے۔ کسان۔ مومنین۔ اور ناکسان۔ عوان شاہ جہود۔ بعض نسخون مین جمع شد در چہرۂ آن ناکس آن ہے۔ اسصورت مین آن کا اشارہ اُس بادشاہ جہود کی جانب ہے۔ یہ نسخہ پہلے سے اچھا ہے۔

	آنکہ مید رید جامۂ خلق چست	خود دریدہ آن او دیشان درست	
ترجمہ	پہاڑتا ہے جامۂ مخلوق جو	اُسکے کپڑے پھٹ گئے خود دوستو	

شرح۔ لفظ چست دوسرے مصرع سے متعلق ہے۔ یعنے جس شخص نے مخلوق کا جامۂ آبرو چاک کردیا لوگون کو ستایا خلق کو ایذا پہنچائی فی الفور اُسکا جامۂ آبرو پھٹ گیا۔ اور اُنکا درست ہوگیا۔ یعنے برائی کا وبال کرنیوالے کی طرف عائد ہوکر پشیمانی کا باعث ہوتا ہے جیسا کہ اُس شاہ یہود نے اپنے کیئے سے پشیمانی اور وبال آخرت مول لیا۔ آن بمعنے ملک سے مجازاً الباس مراد ہے۔ اور یہ قول بالکل سچ ہے کہ چاہ کن را چاہ در پیش۔

	گر ماندن دہان آنشخص کہ نام پیغمبر را از تسخر بخواند
ترجمہ	ایک ایسے آدمی کا منہ ٹیڑے کا ٹیڑا رہجانا جسنے پیغمبر علیہ السلام کا نام تمسخر سے لیا تہا

	آن دہن کژ کرد واز تسخر بخواند	نام احمد را دہانش کژ بماند	
ترجمہ	اُسکا منہ ٹیڑہے کا ٹیڑا ہی رہا	نام احمد کو بُرا جسنے کہا	

شرح۔ تسخر بمعنے تمسخر و استہزا اور آن سے مراد ایک شخص ہے یعنے ایک شخص نے ٹیڑا منہ کرکے حضرت احمد کا نام نعوذ باللہ تمسخر سے لیا تہا۔ اسلیئے اُسکا منہ ٹیڑہے کا ٹیڑا رہگیا۔

	باز آمد کاے محمد عفو کن	اے ترا الطاف علم من لدن	
ترجمہ	توبہ کی اور یہ کہا کیجے معاف	تجکو علم من لدن ہے صاف صاف	
	من ترا افسوس میکردم زجہل	من بُدم افسوس را منسوب و اہل	
ترجمہ	یہ تمسخر۔ محض میرا جہل تہا	سچ تو یہ ہے مین ہی اُسکا اہل تہا	

شرح۔ علم من لدن (علم لدنی وُہ علم جو خدا کی طرف سے عطا کیا جائے) مبتدا ہے۔ اور الطاف خبر مقدم افسوس بمعنے طنز و تمسخر

	چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد	میلش اندر طعنۂ نیکان برد	
ترجمہ	چاہتا ہے جسکی حق پردہ دری	کرنا رہتا ہے وہ نیکونکی بدی	
	وز خدا خواہد بپوشد عیب کس	کم زند در عیب معیوبان نفس	
ترجمہ	اور ہوتا ہے وُہ جنکا عیب پوش	رہتے ہین وُہ عیب گوئی سے خموش	

شرح۔ پردہ بمعنے ناموس ہے اور نیکان سے انبیاء خلفاء اولیا علماء صلحا مراد ہین۔ یعنے جب خدا کسیکی پردہ دری چاہتا ہے تو اُسکے دلمین نیک لوگون پر طعنہ زنی کی رغبت ڈالدیتا ہے اور جسکی پردہ پوشی منظور ہوتی ہے وُہ نیکون سے قطع نظر بدون اور عیبیون مین بہی عیب نہین نکالتا۔ **فائدہ** کسی پر پس پشت یا روبرو جہوٹا عیب لگانا تہمت اور بہتان ہے اور پس پشت سچا عیب لگانا غیبت ہے اور روبرو عیب دار بنانا دلشکنی مین داخل ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

	چون خدا خواهد که ما یاری کند		میل ما را جانب زاری کند
ترجمہ	جب خدا کی ہمسے یاری ہوتی ہے		تو ہمین توفیق زاری ہوتی ہے

شرح۔ زاری۔ یعنے بکا و تضرع و توفیق عفو تقصیر جیسا کہ اُس مسخرے شخص نے جناب رسول سے معافی چاہی تھی یاری مین اضافت مقلوب ہے۔ یعنے یاری ما۔ ہماری یاری اور ہماری مدد۔

	اے خنک چشمے کہ او گریان اوست		وے ہمایون دل کہ او بریان اوست
ترجمہ	آنکھہ ہے وہ جوکہ ہے گریان دوست		دل وہی ہے جو رہے بریان دوست

شرح۔ یعنے کیا مبارک وُہ آنکھہ ہے جو خوف خدا کے سبب روتی ہے۔ اور کیا مبارک وُہ دل ہے جو اُسکی محبت کی آگ مین جلتا ہے۔ ایجذا اپنے عاشقون کو چشم گریان اور دل بریان عطا فرما۔

	از پئے ہر گریہ آخر خندہ ایست		مرد آخر بین مبارک بندہ ایست
ترجمہ	گریہ کا انجام آخر خندہ ہے		مرد آخر بین مبارک بندہ ہے

شرح۔ کیونکہ خدا کے خوف سے گریہ کا انجام نجات اور خوشی ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا ہے لان ادمع وعینی من خشیۃ اللہ احبّ الیّ من ان اتصدق بالف دینار۔ خدا کے خوف سے ایک آنسو گرانا میرے نزدیک ہزار دینار صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ یہ حدیث خدا کے خوف سے رونے والونکے لیے نہایت درجہ کی بشارت ہے۔

	ہر کجا آب روان سبزہ بود		ہر کجا اشکے دوان رحمت شود
ترجمہ	سبز ہو جاتی ہے پانی سے زمین		جسجگہ آنسو ہین رحمت ہے وہین

شرح۔ حضرت شعیب پر وحی نازل ہوی تھی یا شعیب صب لی من دموعک الخشوع ومن قلبک الخشوع ومن عینک الدموع۔ یعنے اے شعیب اپنے وقت مین سے خضوع اور اپنے دل سے خوف اور اپنی آنکھہ سے آنسو میرے لیئے وقف کر۔

	باش چون دولاب نالان چشم تر		تا ز صحن جانت بر روید خضر
ترجمہ	صورت دولاب رہ با چشم تر		صحن جان کا سبزہ تا آئے نظر
	رحم خواہی رحم کن بر اشکبار		رحم خواہی بر ضعیفان رحمت آر
ترجمہ	رحم حق گر تجکو ہے مد نظر		مہربان ہو رحم مسکینون پہ کر

شرح۔ خضر سے سبزۂ ایمان و عرفان۔ اور اشکبار سے شکستہ دل فقیر مراد ہین۔ خضر بفتحتین یعنے سبزی

	عتاب کردن جہود آتش را کہ چرا نمیسوزی وجواب او
ترجمہ	بادشاہ یہود کا آگ پر غصہ کرنا کہ تو کیون نہین جلاتی اور اُسکا جواب دینا بادشاہ کو

شرح۔ بادشاہ یہود چونکہ ظاہری اسباب پر نظر رکھتا تھا اسلیئے آگ پر خفا ہوا۔ اور یہ نہ سمجھا کہ اللہ نے اسکا اثر زایل کر دیا ہے

	رو بآتش کرد شہ کای تند خو		آن جہان سوز طبیعی خوت کو
ترجمہ	جلکے شہنے آگ سے پھر یہ کہا		تو تو عالم سوز تہی۔ یہ کیا ہوا

شرح یعنے اے آگ تیری عادت مین رحم کب تہا۔ تو تو عالم سوز ہے اب وہ تیری طبیعت اور پہلی سی عادت کیا ہوی

	چون نمیسوزی چہ شد خاصیت		یا ز بخت ما در گر شد نیت
ترجمہ	تو جلاتی کیون نہین کیا ہوگیا		بدلی ہے نیت کہین کیا ہوگیا
	مے نخائی تو بر آتش پرست		آنکہ نپرستد ترا چون او پرست
ترجمہ	تجھے کب جھوٹے مجوسی سچ سجا		جو نپوجے تجکو وہ کیون بچ رہا
	ہر گز اے آتش تو صابر بیتی		چون نسوزی چیست قادر بیتی
ترجمہ	تو جلانے سے کبھی صابر نہ تہی		اب یہ ہے گویا کبھی قادر نہ تہی
	چشم بندست اے عجب یا ہوش بند		چون نسوزاند چنین شعلہ بلند
ترجمہ	ہوش کچھہ پران ہین یا آنکھین ہین بند		ہوگئی ہے سرد یا نار بلند

شرح۔ نمیسوزی ہر شعر مین متعدی ہے۔ اور بخت سے شومی بخت مراد ہے۔ آخر شعر کا یہ مطلب ہے کہ شاہ ہمدانی نے آگ سے یہ کہا کہ ان دو نو مین سے ایک بات ضرور ہے یا تو یہ کہ ہماری آنکھون پر بند سحر ہے کہ تو تو مؤمنون کو جلا رہی ہے مگر ہم نہین دیکھہ سکتے یا یہ ہے کہ مومنون کی عقل و ہوش بند ہین کہ جلتے تو ضرور ہین مگر اُنکو اپنا جلنا معلوم نہین ہوتا یہ قضیہ بالغۃ الخلو ہے ممکن ہے کہ دو نو باتین ہون۔

	جادوئے کرد کسے یا سیمیات		یا خلاف طبع تو از بخت ماست
ترجمہ	تجھپہ جادو کر دیا ہے یا طلسم		یا ہماری تیرہ بختی کی ہے قسم
	گفت آتش من ہمانا آتشم		اندر آ تا تو بہ بینی تا لبشم
ترجمہ	آگ بولی مین تو ہون آتش وہی		اندر آ اور دیکھہ لے تا لبش وہی
	طبع من دیگر نگشت و عنصرم		تیغ حقم ہم بدستوری برم
ترجمہ	ہے وہی خو طبع و عنصر مین مرے		تیغ حق ہون کاٹتی ہون حکم سے

شرح۔ پہلے شعر مین سیمیا بمعنے طلسم ہے اور آخر مین عنصر بمعنے اصل و جوہر یعنے آگ نے یہ کہا کہ مین بغیر حکم خدا ہرگز نہین جلا سکتی

	بر در خرگہ سگان ترکمان		چاپلوسی کردہ پیش میہمان
ترجمہ	اپنے خیمے پر سگان ترکمان		مہمانون پر ہین بالکل مہربان

شرح خرگاہ بجائے خونی اور خیمہ کلان کو کہتے ہین۔ خر بکسر خا بمعنے خونی ہے اور خر بالفتح بمعنے کلان۔

	ور بخرگہ بگزرد بیگانہ رو		حملہ بنید از سگان شیرانہ او
ترجمہ	اور جو آئے اُسطرف بیگانہ رو		حملہ کرتے ہین سگ شیرانہ خو

شرح ترکمان ترک کی ایک قوم ہے اِس قوم کے کتے اجنبی اور غیر اجنبی مین اور کمتون سے زیادہ تمیز کرتے ہین یعنے ترکمانون کے خیمہ کے دروازہ پر اُنکے کتے اُنکے مہمانون اور دوستون کے آگے نہایت چاپلوسی کرتے ہین اور غیرون پر شیر کیطرح حملہ کر بیٹھے ہین یہی حال آگ کا ہے۔

	من ز سگ کم نیستم در بندگی		لحم ز ترکی نیست حق در زندگی
ترجمہ	کم نہین ہے سگ سے میری بندگی		کم نہین ترکی سے حق کی زندگی

شرح۔ یعنے مین اپنے مولائے حقیقی کی خدمت بجالانے مین کتے سے کم نہین ہون اُسکے دوست اور اجنبی کو خوب پہچانتی ہون۔ دوسرے مصرع مین زندگی بمعنے قوت ہے۔ یعنے اللہ تعالے اِسبات پر قادر ہے اور قوت رکھتا ہے کہ آگ مین ڈالکر دوستون کو بچالے اور دشمنون کو جلادے

	آتش طبعت اگر غمگین کند		سوز از امر ملیک دین کند
ترجمہ	آتش غم سے ہے تو غمگین اگر		یہ بھی امر شاہ دین ہے سر بسر
	آتش طبعت اگر شادی دہد		اندرو شادی ملیک دین نہد
ترجمہ	اور حاصل ہے اگر تجکو خوشی		اِس خوشی کو دلمین رکھتا ہے وہی
	چون کہ غم بینی تو استغفار کن		غم بامر خالق آمد کار کن
ترجمہ	بامذہ استغفار ہی سے غم مین دُہن		کیونکہ امر حق سے ہے غم کار کن
	چون بخواہد عین غم شادی شود		عین بند پائے آزادی شود
ترجمہ	غم کو وُہ چاہے تو اب شادی کرے		عین زنجیرون کو آزادی کرے

شرح۔ آتش دردی کے متعلق یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے اِیخاطب اگر تیری آتش طبع فکر دنیا یا فکر عاقبت کے سبب تجکو غمگین کردے تو یہ اندرونی سوزش اور غم کی جلن بادشاہ دین رخدا کے حکم سے ہے۔ اور اگر ذوق طاعت اور شوق عبادت سے تجکو خوشی حاصل ہو تو یہ بھی خدا کا عطیہ ہے تو غم کی حالمین استغفار کیا کرے کیونکہ غم خدا کے حکم سے تیرے کام بنانے کیلئے آیا ہے غم کیحالت مین جب تو استغفار کریگا تو رحمت نازل ہوگی اور سب بگڑے ہوے کام بنجائینگے۔ کیلئے کہ خدا جب چاہتا ہے عین غم کو شادی اور عین بند پا رقید و زنجیر آزادی بنا دیتا ہے مطلب یہ کہ جسطرح آتش باطنی (آتش طبیعت) مین غمگین و شاد کرنیکے دونو مادے موجود ہین۔ اِسیطرح اِس آتش ظاہری مین بھی دونو باتین موجود ہین کہ مومنون کے لیے گلزار رہی اور کافرون کے حق مین نار۔

	باد و خاک و آب و آتش بندہ اند		با من و تو مردہ با حق زندہ اند
ترجمہ	باد و خاک و آب و آتش بندہ ہین		مردہ ہین ظاہر مین لیکن زندہ ہین

شرح۔ یعنے یہ چارون چیزین خدا کے لونڈی غلام ہین اُسکے حکم کی مخالفت نہین کرتین گو ہماری تمہاری نظرون مین بیجان یا مردہ نظر آتی ہین مگر اللہ تعالے کے نزدیک زندہ ہین وان من شیئ الا یسبح بحمدہ سے ظاہر ہے کہ تسبیح کرنا مردہ چیز کا کام نہین مگر ان چیزون کی معنوی زندگی کا بھید عوام معلوم نہین ہوسکتا۔

	پیش حق آتش ہمیشہ در قیام		ہمچو عاشق روز و شب بیجان مدام
ترجمہ	پیش حق ہے آگ کو ہر دم قیام		خدمت خالق کو حاضر ہے مدام

شرح۔ یعنے جسطرح عاشقان الٰہی خدمت و عبادت کے لیے ہر وقت مستعد اور تیار ہین اسیطرح آگ باوصفیکہ ظاہر مین بیجان ہے مگر فی الواقع زندہ ہے اور حکم بجالانے کے لیے ہر دم تیار رہے۔

	سنگ بر آہن زنی آتش جہد		ہم بامر حق قدم بیرون نہد
ترجمہ	سنگ بر آہن پر اگر مارے بشر		حکم حق سے آگ ہوگی جلوہ گر

شرح۔ یعنے پر پتھر مارنے سے جو آگ نکلتی ہے تو اسکا سبب لوہے پر پتھر مارنا نہین ہے بلکہ یہ آگ امر الٰہی سے نکلتی ہے

	آہن و سنگ ہوا بر ہم مزن		کین دو میزایند شکل مرد و زن
ترجمہ	لوہے پر سنگ ہوا ہرگز نہ مار		کیونکہ یہ بننے ہین بچے بے شمار

شرح۔ چونکہ پچھلے شعر مین آہن و سنگ کا ذکر تھا اسلیے مولانا قدس سرہ آہن و سنگ کو نفس اور خواہشات نفسانی کی تشبیہ دیکر فرماتے ہین کہ سنگ ہوا و ہوس کو آہن نفس پر مار یعنے خواہشات کا اتباع مت کر کیونکہ ان دونو کے ملنے سے ایک برا نتیجہ نکلتا ہے۔ یعنے جسطرح عورت و مرد کے ملنے سے بچہ پیدا ہوتا ہے اسیطرح نفس اور ہوس کے ملنے سے فتنہ فسق اور معاصی پیدا ہوتے ہین۔

	سنگ و آہن خود سبب آمد و لیک		تو بالاتر نگر اے مرد نیک
ترجمہ	سنگ و آہن خود سبب اسکا ہے لیک		دیکھہ اوپر کی طرف اے مرد نیک

شرح۔ یہ شعر سنگ بر آہن زنی آتش جہد کے متعلق ہے۔ یعنے سنگ و آہن گو ظاہر مین آگ کے پیدا ہونے کے لیے سبب بنگئے ہین۔ مگر ایمخاطب تو مرتبۂ الوہیت کی طرف دیکھہ اور یہ سمجھہ کہ انھین یہ سببیت انکی ذات سے پیدا نہین ہوئی۔ بلکہ اور مخلوقات کی طرح یہ سببیت بھی مخلوق حق ہے اور سبب حقیقی اللہ تعالے ہے۔

	کین سبب را آن سبب آورد پیش		بے سبب کے شد سبب ہرگز خویش
ترجمہ	اس سبب کا ہے سبب ارشاد رب		بے سبب کے ہو نہین سکتا سبب

	این سبب را آن سبب عامل کند		بازگاہے بے سبب عاطل کند
ترجمہ	اِس سبب مین ہے مؤثر وہ سبب		کب سبب بیکار رہین بحکم رب

شرح۔ یعنے اللہ اِس ظاہری سبب کو اپنی قدرت سے عامل اور مؤثر کر دیتا ہے۔ اور پھر جسوقت چاہتا ہے اُسکی تاثیر چھین کر سبب کو بالکل معطل کر دیتا ہے مثلاً دوا بہت دفع اثر کرتی ہے۔ اور بعض مرتبہ غیر مؤثر ثابت ہوتی ہے۔ ظاہر پرست یہ جانتے ہین کہ دوا نے ایسا کیا حالانکہ مؤثر حقیقی اللہ تعالےٰ ہے اور آگ جو اکثر مرتبہ جلاتی ہے بعض مرتبہ اپنا اثر نہین کرتی جیسا ابراہیمؑ اور شاہ یہود کے قصہ مین ہے یہ نجلانا اِسلیئے تہا کہ مؤثر حقیقی اللہ تعالےٰ ہے وہ جب چاہے اثر دے اور جب چاہے چھین لے۔ لیکن سبب سے سبب ظاہری اور آن سبب سے اللہ تعالےٰ مراد ہے پہلے شعر مین کے بمعنے استفہام انکاری اور زخویش بمعنے از جانب خود ہے۔

	وان سببہا کانبیارا رہبرست		آن سببہا زین سببہا برترست
ترجمہ	جو سبب ہین انبیا کے را ہبر		ظاہری اسباب سے ہین دور تر

شرح یعنے وہ اسباب جو انبیاء اور خلفاء اور اولیا کو شاہد حقیقی کی طرف رہبر ہین ان ظاہری اسباب سے عالی درجہ کے ہین۔ مثلاً عام آدمی آگ کی جلی ہوی چیز کو دیکھکر فقط اتنا جان سکتا ہے کہ اسکو آگ نے جلایا ہے اور انبیا اور اولیا یہ جانتے ہین کہ آگ اسکے جلانے کا ایک ظاہری سبب بنگئی ہے ورنہ فی الحقیقت ذات حق آگ مین اپنے صفت ذی الجلال کے سانہ ظاہر ہوی ہے۔ وان سببہا سے اسما و صفات حق مراد ہین۔ جنکی تشریح پہلے ہوچکی ہے مطلب یہ کہ انبیا و اولیا تمام موجودات مین صفات حق کا مشاہدہ کرتے ہین اور عوام کی نظر ظاہری اسباب پر ہوتی ہے۔ اِس نظر اور اُس نظر مین بہت بڑا فرق ہے۔

	این سبب را محرم آمد عقل ما		وان سببہا راست محرم انبیا
ترجمہ	اِس سبب کو جانتا ہے ہر کوئی		اُس سبب سے محض واقف ہین نبی

شرح یعنے ہماری عقل ان ظاہری اسباب سے واقف ہے اور انبیا اُن معنوی اسباب سے ماہر ہین۔ کیونکہ وہ خوب جانتے ہین کہ ہر شے مین مؤثر حقیقی اللہ تعالےٰ ہے پانی مین غرق کرنے اور آگ مین جلا دینے اور روٹی مین پیٹ بہر دینے کی طاقت اُسی نے عنایت کر رکہی ہے ورنہ دیکہہ لیجے کہ مستسقے کا پیٹ پانی سے اور صاحب جوع الکلب و جوع البقر کا پیٹ کہانے سے کبہی نہین بہرتا۔

	این سبب چہ بود تبازی گورسن		اندرین چہ این رسن آمد بفن
ترجمہ	ہے سبب کیا چیز تازی مین۔ رسن		آئی ہے جو اِس کنوین مین بہر فن

شرح۔ لفظ فن لغت مین بمعنے حال و نوع ہے۔ لیکن ہنر اور داؤ کے معنون مین مستعمل ہے۔ یہان یہی معنے مراد ہین۔

	گردش چرخ این رسن را علت است		چرخ گردانندہ بدین زلت است
ترجمہ	گردش چرخ اُسکی علت ہے مگر		چرخ گردان پر نظر رکھہ اے بشر

شرح۔ یعنے اگر کوئی یہ کہے کہ سبب عربی لفظ ہے فارسی مین اِسکے کیا معنے ہین تو اُس سے کہدو کہ فارسی مین سبب بمعنے رسن (یعنے رسیان) ہے یہ رسن اِس دنیا کے کنوین مین صنعت الٰہی اور حکمت ربانی سے آئی ہے۔ یعنے اسباب ظاہری دنیا مین اسلیئے پیدا کیے گئے ہین کہ آدمی اُنکے بدولت اِس کنوین سے زندگی کا پانی حاصل کرے کیونکہ دنیا عالم اسباب ہے سبب موجود نہون تو آدمی کی زندگی مشکل ہوجاتی ہے۔ اور اِن اسباب کے پیدا ہونے کی علت آسمان کی گردش ہے اسلیئے کہ گردش آسمان سے فصول اربعہ پیدا ہوتی ہین اور نمونے اشجار و اثمار اور روئیدگی غلہ وغیرہ جو انسانی زندگانی کے اسباب ہین اُنہی فصلون مین سے کسی فصل کے ساتھ متعلق ہین۔ لیکن چرخ گردان یعنے مدور فلک اور گردش دہندہ آسمان (اللہ تعالےٰ کو نہ سمجھنا اور اُسکو سبب حقیقی سمجھنا بہت بڑی لغزش اور خطا ہے مطلب یہ کہ آسمان کی گردش جس سے فصول اربعہ پیدا ہوئین اور اُسنے اسباب ظاہر ہوئے ارادۂ الٰہی کی تابع ہے بس تو سبب حقیقی اللہ تعالےٰ ہے اِن اشعار مین ستارہ پرستون اور دہریونکا رد ہے جو گردش فلک اور دورۂ کواکب کو مسببات دنیا کا سبب حقیقی قرار دیتے ہین۔ بعض نسخون مین گردش چرخہ رسن را علت است۔ یعنے جسطرح گہرنی رسن کی گردش کے لیے علت ہے۔ اسیطرح ارادۂ الٰہی اسباب مین تاثیر عنایت کرنیکی علت ہے۔ اسصورت مین چرخ گردان باضافت توصیفی بمعنے خرچ گہرنی ہے اور پہلی صورت مین بلا اضافت بمعنے گردانندۂ فلک ہے۔

	این رسنہائے سبب را در جہان		ہان وہان از چرخ سرگردان مدان
ترجمہ	ظاہری اسباب کو سُن کہہ کے کان		فعل دورِ آسمان ہرگز نہ جان
	تا نمانی صفر و سرگردان چو چرخ		تا نسوزی تو زہیمغزی چو مرخ
ترجمہ	ورنہ سرگردان رہیگا مثل چرخ		اور دوزخ مین جلے گا مثل مرخ

شرح رسن ہائے سبب مین اضافت بیانی ہے یعنے اِن رسّیون کو جو اسباب ظاہری ہین آسمان کی طرف سے خیال نہ کر بلکہ یہ سب کچھہ اللہ کیطرف سے ہے آسمان کو سبب حقیقی خیال کریگا تو صفر یعنے معرفت سے خالی رہجائیگا اور اپنی بیوقوفی سے مرخ کیطرح دوزخ مین جلیگا۔ دوسرا شعر پہلے شعر کے دوسرے مصرع کی علت ہے مرخ ایک درخت کا نام ہے اور ایک قسم کی لکڑی ہے جو آگ کو جلد قبول کرلیتی ہے مثلاً چیڑ۔

	باد آتش مے شود از امر حق		ہر دو مست آمدند از خمر حق
ترجمہ	ہو ہوا آتش اگر ہو امر حق		کیونکہ یہ دونو ہین مست خمر حق

شرح۔ یعنے حکم خدا سے ہوا آگ بجھاتی ہے اور آگ ہوا ہوجاتی ہے اور دونو اپنی اپنی طبیعت و خاصیت کو چھوڑدیتی ہین

	آب حلم و آتش خشم اے پسر		ہم زحق بینی چو بگشائی نظر
ترجمہ	آب حلم اور آتش خشم اے پسر		حق کی جانب سے ہین گر آئے نظر

شرح۔ کیونکہ وہ حلم مین اپنی صفت حلیم کے ساتھ ظاہر ہوا ہے۔ اور غضب مین صفت قہار کے ساتھ۔

	گر نبودے واقف از حق جان باد		فرق چون کردے میان قوم عاد
ترجمہ	گر نہوتی واقف حق جان باد		فرق کب کرتی میان قوم عاد

شرح۔ یعنے اگر اللہ تعالے ہوا کو ادراک اور فہم باطنی عنایت نہ کرتا تو قوم عاد مین سے مومن اور کافر کے مابین فرق اور تمیز نہ کرسکتی بلکہ سب کو ہلاک کر دیتی اس سے معلوم ہوا کہ ہر شے اُسکے حکم مین ہے

	قصۂ ہلاک کردن عاد قوم ہود علیہ السلام را
ترجمہ	عاد قوم ہود علیہ السلام کو ہوا کے ہلاک کر دینے کا قصہ

	ہود گرد مومنان خطے کشید		مزم میشد باد کانجا میرسید
ترجمہ	گرد مردم ہود نے کھینچی لکیر		دہان ہوا جاتی تہی ہو کر دلپذیر

شرح۔ ہود علیہ السلام قوم عاد کیطرف رسول بناکر بھیجے گئے تھے۔ جب قوم نے احکام الٰہی کو نہ مانا تو اللہ تعالے نے انکو ہوا کے عذاب مین مبتلا کرکے ہلاک کردیا۔ ایسی تند ہوا چلی کہ اُنکے مکانون کو اُکھاڑ کر پھینکدیا مفصل قصہ قرآنمجید اور تفاسیر مین مذکور ہے۔ شعر کا یہ مطلب ہے کہ جب ہوا آنے کو ہوئی تو ہود نے مومنونکو ایک جگہ بٹھاکر اُنکے گرد حلقہ کھینچدیا۔ ہوا اُنکے پاس نہایت آہستگی سے آتی تھی اور ہلکی ہلکی چلتی تھی۔

	ہر کہ بیرون بود ز انخط جملہ را		پارہ پارہ مے شکست اندر ہوا
ترجمہ	اور جو بدبخت باہر خط سے رہتا		اُس ہوا سے پارہ پارہ ہوگیا

شرح۔ مے شکست فعل لازم ہے اور پہلے مصرع مین لفظ جملہ را کے بعد ہلاک میکرد حسب قرینہ محذوف ہے۔

	ہمچنین شبان راعی میکشید		گرد بر گرد رمہ خطے پدید
ترجمہ	حضرت شبان راعی اس نمط		کھینچتے تھے گرد گلہ ایک خط

شرح۔ شبان مشایخ صوفیہ مین سے ایک عارف باللہ کا نام ہے جو بکریان چرایا کرتے تھے۔ رمہ بھیڑ بکریونکا گلہ ریوڑ شبان راعی کی بہت سی کرامتین کتابون مین درج ہین یہ بڑے صاحب عرفان صوفی تھے۔

	چون بجمعہ میشد او وقت نماز		تا نیارد گرگ آنجا ترک تاز
ترجمہ	جاتے تھے جمعہ کو جب بہر نماز		بھیڑیے لاتے نہ تھے کچھ ترک تاز

شرح۔ پہلا مصرع میکشید سے متعلق ہے اور دوسرا تمام مضمون کی علت۔ ترک تاز یعنے تاختن بر سبیل غارت۔

	ہیچ گرگے در نرفتے اندران		گوسپندے ہم نگشتے زان نشان
ترجمہ	بھیڑیا اندر نہ جاتا تھا کوئی		اور بکری باہر آتی ہی نہ تھی

شرح نگشتے بمعنے بیرون نگشتے یعنے کوئی بھیڑیا اُس لکیر کے اندر نہ جاتا تھا اور کوئی بکری لکیر سے باہر نہ نکلتی تھی۔

	بادِ حرصِ گرگ و حرصِ گوسپند		دائرہ مرد خدا را بود بند
ترجمہ	تھی ہوا حرص گرگ و گوسپند		اُس خطِ شبان کے باعث سے بند

شرح را بمعنے از سببیہ ہے۔ یعنے حرص گرگ اور حرص گوسپند کی ہوا سبب دائرہ مرد خدا (شبان راعی) کے بند تھی۔ نہ بھیڑیوں کو اندر جانیکی حرص تھے۔ نہ بکریونکو باہر نکلنے کے یہی حال اولیاء اللہ کا ہے جو دائرۂ شریعت و طریقت مین بیٹھے ہوے ہین کہ نہ تو نفس امارہ کا بھیڑیا اُنکے پاس پہنچتا ہے اور نہ اُنکی قوت بہیمیہ دائرۂ شریعت سے خارج ہوتی ہے۔ وہ خصار خداوندی مین امن سے بیٹھے ہوے ہین۔

	ہمچنین باد اجل عارفان		نرم و خوش ہمچون نسیم بوستان
ترجمہ	ایسے ہی باد قضائے عارفان		ہوتی ہے مثل نسیم بوستان

شرح یعنے جسطرح مومنان حضرت ہود پر وہ ہوا خوش اور نرم ہوگئی تھی اسیطرح موت کی ہوا عارفون کے حق مین خوشگوار ہو جاتی ہے کیونکہ اولیاء اللہ مشاہدۂ حق مین مستغرق رہتے ہین اسلیئے موت کی تکلیف راحت سے بدلجاتی ہے۔ بعض نسخون مین بوستان کیجگہ یوسفان ہے یعنے عارفون کے حق مین موت کی ہوا ایسی نسیم کے مانند ہے جو خوش بوے پیراہن یوسف یعقوب علیہ السلام تک لیگئی تھی۔ یا اُس نسیم کے مانند ہے جو معشوقون کے پیراہن کی خوشبو عاشقون کے دماغ تک پہنچاتی ہے مطلب یہ کہ موت کی ہوا عارفون کے لیے راحت رسان ہے۔

	آتش ابراہیم را دندان نزد		چون گزیدۂ حق بود چونش گزد
ترجمہ	آگ نے چبڑا نہ ابراہیم کو		وہ جلے کیونکر جو خالص حق کا ہو

شرح۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے قلنا یانار کونی بردًا وسلامًا علیٰ ابراہیم یعنے ہمنے آگ ابراہیم پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا۔ اگر لفظ سلامًا نہوتا تو آگ برف سے زیادہ ٹھنڈی ہو کر حضرت ابراہیم کو ہلاک کر دیتی۔

	آتش شہوت نسوزد اہل دین		باغیانرا برد تا قعر زمین
ترجمہ	نار شہوت سے جلے کب اہل دین		لیگئی غیرونکو تا قعر زمین

شرح۔ یعنے جسطرح واقعی آگ اُس طفل اور ابراہیمؑ کو جلا سکی اسیطرح آتش شہوت دینداروں کو نہین جلا سکتی۔ اور نافرمانون کو دوزخ تک پہنچا سکتی ہے۔ حضرت ابراہیم کے آگ مین ڈالے جانے کا قصہ تفسیرون مین مفصل طور پر درج ہے۔

	موج دریا چون بامر حق بتاخت		اہل موسےٰ را ز قبطی واشناخت
ترجمہ	موج دریا جب ہوی حق سے تاخت		کر لیا سبطی و قبطی کو شناخت

شرح جب حضرت موسے اپنے اتباع کو لیکر رود نیل مین سے گزرے تو قوم فرعون اُنکے تعاقب مین چلی مگر اتباع موسے پار ہوگئے اور اُسی دریا مین اُسی جگہ اُسی ساعت قبطی ہلاک اور غرق ہوگئے۔ قبطی قوم فرعون کا نام ہے اور آیت واذ فرقنا بکم البحر اُسیطرف اشارہ ہے۔ زیادہ تفصیل تفسیرون مین دیکھنی چاہیئے۔

	خاک قارون را چو فرمان در رسید		بازر و تختش بقعر خود کشید
ترجمہ	حکم خالق سے زمین مین دھنس گیا		چھوڑکر قارون گنج بے بہا

شرح جب قارون نے حضرت موسے کی نافرمانی کی اور زکوۃ ندی تو اللہ تعالے نے اُسکو مع مال و اسباب کے زمین مین دھنسا دیا۔ آیت فخسفنا بہ الارض اُسیطرف اشارہ ہے۔ خاک کشید کا فاعل ہے۔

	آب و گل چون از دم عیسی جہید		بال و پر بگشاد و مرغے شد پدید
ترجمہ	آب و گل پر دم کیا عیسے نے جب		بنگئے طائر وہ پاکر حکم رب
شرح	از دہانت چون بر آید حمد حق		مرغ جنت سازد ش رب الفلق
ترجمہ	مُنہ سے جب نکلیگی حمد کبریا		مرغ جنت اُسکو کردیگا خدا

شرح یعنے مٹی گارے نے جب دم عیسے کو چرا۔ یعنے اُس سے مقارن ہوا۔ یا اُسکو حاصل کیا تو بال و پر کھولکر مُرغ کی طرح اُڑگیا۔ یہ اُس آیت کی طرف اشارہ ہے واذ تخلق من الطین کھیئۃ الطیر باذنی۔ اسیطرح جب تیری زبان سے خدا کی حمد نکلتی ہے تو اللہ تعالے اُسکو طائر جنت بنادیتا ہے۔

	ہست تسبیحت بجائے آب و گل		مرغ جنت شد ز نفخ صدق دل
ترجمہ	ہے تری تسبیح شکل آب و گل		مرغ کردیتا ہے جسکو صدق دل

شرح یعنے اے سالک اب انبیا علیہم السلام کے معجزے تو باقی نہین رہے اور تو بھی صاحب کرامت نہین معلوم ہوتا لیکن اگر وارث انبیا ہونا چاہتا ہے تو تسبیح کیا کر۔ تری تسبیح بجائے آب و گل کے ہے۔ اور اُسکا طائر بنجانا تیرے صدق دل سے تسبیح خوان ہونے پر منحصر ہے۔ بلکہ یہ سمجھ کہ حضرت عیسے کا طائر دینا کا جانور تھا اور یہ طائر تسبیح طائر جنت ہے

	کوہ طور از نور موسے شد برقص		صوفی کامل شد و رست از نقص
ترجمہ	طور نور حق سے ہو کر محو رقص		صوفی کامل بنا بے عیب و نقص

شرح یعنے کوہ طور اُس نور کے سبب جو حضرت موسے پر جلوہ افگن ہوا تھا۔ رقص کرنے لگا۔ اور کامل صوفی بنگیا کیونکہ وجد صوفیون کا فعل ہے۔ جو شدت اشتیاق مین اُنکو حال سے بے حال کردیتا ہے۔

	چہ عجب گر کوہ صوفی شد عزیز		جسم موسے از کلوخے بود نیز
ترجمہ	کیا عجب گر کوہ صوفی بنگیا		جسم موسے کا بھی مٹی ہی سے تھا

شرح یعنے طور اگر صوفی باعزت ہوگیا تو کیا عجب ہے حضرت موسےٰ کا جسم بھی تو مٹی اور پانیکا بنا ہوا تھا۔ جسطرح انکو نبوت اور رسالت سے عزت ملی اسیطرح طور کو تجلی ربّ العالمین کے سبب مرتبہ صوفیت حاصل ہوگیا۔ اس سارے قصہ کا یہ مطلب اور نتیجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جمادات کو بھی معنوی روح عطا فرما رکھی ہے اور یہ سب اسکے تابع فرمان ہین۔ افسوس ہے انسان کے حال پر کہ باوجود عقل و روح اور مشاہدۂ آیات اسکی اطاعت سے غافل اور اسکی قدرت کا منکر ہے جیسا کہ یہ بادشاہ یہود منکر رہا۔ لفظ عزیز یا تو صوفی کی صفت ہے یا یعنے اے عزیز

	طنز و انکار کردن بادشاہ جہود و قبول ناکردن نصیحت ناصحان را		
ترجمہ	بادشاہ یہود کا خیر خواہون کی نصیحت کو ماننا اور طعن مارنا۔ اور انکار کرنا		
	این عجائب دید آن شاہِ جہود	جز کہ طنز و جز کہ انکارش نبود	
ترجمہ	دیکھکر یہ معجزہ شاہ یہود	ہوگیا پہلے سے کچھ بڑھکر عنود	

شرح۔ یعنے باوجودیکہ شاہ یہود نے اتنا بڑا اگ کا معجزہ دیکھا مگر پھر بھی قدرت حق کا انکار ہی کرتا رہا۔ کیونکہ کافر اور منکر معجزہ کو سحر خیال کرتا ہے اور کسیطرح ایمان نہین لاتا۔ دوسرے مصرع مین کاف دو نو جگہ زائد ہے جو مولانا کے کلام مین لفظ جز کے ساتھ اکثر زائد آتا ہے

	ناصحان گفتند از حد مگزران	مرکب استیزہ را چندین مران	
ترجمہ	کہتے تھے ناصح بہت آگے نہ بڑھ	پھیرے گھوڑا لڑائی پر نہ چڑھ	
	بگذر از کشتن مکن این فعل بد	بعد ازین آتش مزن در جان خود	
ترجمہ	چھوڑ دے یہ فعل بد کہنے کو مان	اگ مین کیون ڈالتا ہے اپنی جان	
	ناصحان را دست بست و بند کرد	ظلم را پیوند در پیوند کرد	
ترجمہ	ناصحونکو قید فوراً کردیا	ظلم پر یہ ظلم۔ ظالم نے کیا	

شرح۔ یعنے بادشاہ نے ناصحونکو قید کرکے ظلم پر ظلم کیا۔ پہلے شعر مین مگزران فعل کا مفعول محذوف ہے یعنے ناصحون نے یہ کہا کہ اے بادشاہ فساد و ظلم کو حد سے زیادہ نہ بڑھا مگر بادشاہ نے نہ مانا اور ناصحون کو قید کردیا

	بانگ آمد کار جوا اینجا رسید	پائے دار اے سگ کہ قہر آمد پدید	
ترجمہ	غیب سے آئی پھر آواز غضب	ٹھیرا او کتے کہ آیا قہر رب	

شرح۔ یعنے غیب سے بادشاہ کو یہ آواز آئی کہ اے سگ دنیا ٹھیرا تو وہ ہمارا قہر آیا۔ اور آپ آیا۔

	بعد ازان آتش چہل گز بر فروخت	حلقہ گشت و آن جہودان را بسوخت	
ترجمہ	تا چہل گز اگ روشن ہوگئی	ظالمون کی ٹولی۔ ایندھن ہوگئی	

شرح قرآن مجید مین اس قصہ کے اختتام مین یہ آیت ہے فلہم عذاب جہنم ولہم عذاب الحریق۔ یعنے آگ مین جلانیوالوں کے لیئے جو مومنون کو جلاتے تہے جہنم کا عذاب ہے اور جلنے کا۔ بیضاوی نے اسکے تفسیر مین لکہا ہے کہ وہ آگ انہی پر پلٹ پڑی اور آخر کار ان سب کو جلا دیا۔ آیندہ شعرون مین مولانا اسی طرف اشارہ فرماتے ہین

	برجستن آتش چہل گز		
ترجمہ	آگ کا چالیس گز تک بلند ہونا		
	اصل ایشان بود آتش ز ابتدا	سوے اصل خویش رفتند انتہا	
ترجمہ	چونکہ اُنکی آگ سے تہی ابتدا	آگ ہی اسیون کی ٹہیری انتہا	

شرح۔ یعنے اُنکی روح ازل مین استعداد نار رکہتی تہی اسلیئے اُسیکی طرف راجع ہوگئی کل شی یرجع الی اصلہ۔

	ہم ز آتش زادہ بود ند آن فریق	جزو ہا را سوے کل آمد طریق	
ترجمہ	آگ سے پیدا ہوا تہا وہ فریق	سوے کل ہوتا ہے ہر جزو کا طریق	

شرح۔ چونکہ وہ آگ سے پیدا ہوے تہے یعنے شیاطین الانس تہے اسلیئے اُنکی طبیعت کو آگ مین جلانا زیادہ پسند تہا۔ اور اسی سبب سے انجام کار دنیا مین معجزنما آگ اور عقبے مین آتش دوزخ کی طرف رجوع کرگئے۔

	ہم ز آتش زادہ بود ند انسان	حرف میراند ند از نار و دخان	
ترجمہ	آگ سے تہی خلقت اُنکی بیگمان	تہا زبان پر ہر گہڑی نار و دخان	
	آتشے بود ند مومن سوز و بس	سوختہ خود را آتش ایشان چو خس	
ترجمہ	آگ تہے اور وہ بہی مومن سوز بس	آگ مین پہینکے گئے مانند خس	
	آنکہ او بود ست امہ ہاویہ	ہاویہ آمد مر اورا زاویہ	
ترجمہ	سچ تو یہ ہے جسکی ماں ہو ہاویہ	ہاویہ مین پائے گا وہ زاویہ	

شرح ہاویہ دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقہ کا نام ہے یعنے جس شخص کی ماں ہاویہ ہے وجیسا کہ منافقون کافرون اور اس بادشاہ یہود کی اُسکو ہاویہ ہی کا گوشہ ملیگا۔ کافر کو اسلیئے ہاویہ کا بیٹا کہا گیا کہ اُسکی آتش نے اسکو معاصی کے لیئے اسطرح پال رکہا ہے جسطرح ماں بیٹے کو پالتی ہے۔ بعض نسخون مین آنکہ او بود ست ام الہاویہ ہے۔ اسصورت مین کافر کو ہاویہ کی ماں اسلیئے کہا گیا کیونکہ ہاویہ اُسکے اعمال سیئہ کی تصویر ہے اور اعمال سیئہ چونکہ اُس سے صادر ہوتے ہین اسلیئے یہ گویا ہاویہ کی ماں ٹہیرا پہلے شعر مین خود را بمعنے نفس ایشان را ہے۔ یعنے اُنکی آگ نے انہی کو جلا دیا جسمین کینے اور ذلیل دخان بمعنے دہوان۔ مومن سوز ایمان والون کو تکلیف دینے اور جیتے جی آگ مین جلانے والے۔ یہ تمام صفتین بادشاہ یہود اور اُسکے مددگارون کی ہین۔

	مادرِ فرزند جویان دے ست		اصلہا مر فرعہا را دے پے ست
ترجمہ	مادرِ فرزند جویان اُسکی ہے		سا تہ اپنی فرع کے ہے اصل شے

شرح۔ یعنے ماں فرزند کی جویان رہتی ہے کیونکہ اصل شئے اپنی فرع کے ساتھ سانہ ہے اسلیئے وہ یہود اگ کے پاگ اُن یہودیون کی جویان تہی۔ اصلہا و فرعہا کی ضمیر شیے کی طرف ہے۔

	آب اندر حوض گر زندانی ست		بادِ شش میکند کارکانی ست
ترجمہ	حوض مین پانی اگر ہو لے فتا		اپنی جانب کہیچ لیتی ہے ہوا

شرح۔ ارکانی بمعنے عنصر و اصل یعنے پانی اگرچہ ایک حوض مین قید ہے مگر اُسکو ہوا اپنی طرف کہینچتی ہے۔ کیونکہ ہوا پانی کی اصل ہے وہ اسی سے پیدا ہوا تہا۔ اور اُسیکی طرف کہینچ گیا قرآنمجید مین ہے فارسلنا الریاح لواقح فانزلنا من السماء ماءً یعنے ہمنے اس بہری ہوائین بہیجین اور پانی نازل کیا۔ یہ شعر پہلے مضمون کی تمثیل ہے۔

	میر ہاند میبرد تا معدنش		اندک اندک تا نہ مینی بردنش
ترجمہ	سوے معدن کہیچ لیتی ہے مگر		تہوڑا تہوڑا تا نہ کچہ آئے نظر

شرح۔ میر ہاند بمعنے خلاص میدہد از زندان حوض یعنے ہوا اس پانی کو جو حوض مین مقید ہے نظرون سے بچا کر تہوڑا تہوڑا کرکے اپنی معدن کی طرف لیجاتی ہے۔ نتیجہ یہ کہ ہر چیز اپنی اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔

	وین نفس جانہائے ما را ہمچنان		اندک اندک وزد دار جنس جہان
ترجمہ	سانس لیجاتی ہے روحونکو ہمین		اس جہان سے سوے رب العالمین
	تا الیہ یصعد الطیب الکلم		صاعداً منا الیٰ حیث علم
ترجمہ	پاک کلمے تاکہ ہون مقبول حق		اور جائین سوے علم ما سبق

شرح یعنے جسطرح ہوا پانیکو اپنی طرف کہینچتی ہے اسیطرح ہماری سانسین ہماری روحونکو قید جہان سے چہڑا کر اُسیطرف کہینچتی ہین جو اُنکا مخزن ہے۔ اگر روحین علیین سے تعلق رکہتی ہین تو سانسین اُنکو اُسیطرف لیجاتی ہین اور اگر سجین سے علاقہ ہے تو اُسیطرف کہینچ لیتی ہین پس تو لایق یہ ہے کہ کوئی سانس لہو لعب اور معاصی مین ضایع نہو نہین تو خسر الدنیا والآخرۃ کا مضمون صادق ہوگا۔ مطلب یہ کہ ہر سانس آدمی کو انہین اعمال پر مجبور کرتی ہے جنکی استعداد اُسکی روح رکہتی ہے۔ نیکونکی روحون کو سانس نیکی کی طرف کہینچتی ہے اور اُنسے قولاً و عملاً نیکیان ہی صادر ہوتی ہین تاکہ اُنکے نیک کلمے اور نیک اعمال اللہ تعالےٰ کی طرف معود کر جائین (یعنے مقبول ہون) درجۂ اجابت پر جا چڑہین اور اُسجگہ پہنچ جائین جو اللہ تعالےٰ نے اُنکے لیئے مقرر کی ہے (مثلاً علیین اور قرب الٰہی) اس سے معلوم ہوا کہ کلمۂ خبیثہ اور اعمال سیئہ صاعد نہین ہوتے بلکہ اسفل السافلین مین گر جاتے ہین اور گویندہ کو بہی وہین پہنچا دیتے ہین اور اُنکی جگہ سجین ہے یہ مضمون اس سے اقتباس کیا ہے۔ اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ یعنے کلمات طیبات

اور اعمال نیک اللہ تعالےٰ کی طرف چڑھ جاتے ہین شعر مین اطیاب الکلم کی اضافت توصیفی ہے یعنے صفت موصوف کی طرف مضاف ہے۔ اور صاعدًا یصعد کا مفعول مطلق واقع ہوا ہے۔ فائدہ آدمی کی زبان سے جو کلمہ صادر ہوتا ہے وہ معدوم نہین ہوتا۔ بلکہ اسکے نامۂ اعمال مین درج کیا جاتا ہے اور ہمیشہ باقی رہتا ہے۔ اگر نیک کلمہ ہے تو مقبول ہے ورنہ مردود قرآنمجید مین ہے ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید آدمی جو لفظ زبان سے نکالتا ہے اسکے اوپر ایک نگہبان تیار رہتا ہے۔ اور اطیاب الکلم سے تسبیح و تہلیل و توحید اور تلاوۃ قرآن مجید مراد ہے

	ترتقی انفاسنا بالاتقا		متحفا منا الی دار البقا
ترجمہ	جاتے ہین کلمے بوجہ اتقا		تحفہ بن بنکر سوے دار البقا

شرح ہماری سانسین اتقا کے سبب اللہ تعالےٰ کی طرف صعود کرتی ہین اور ہماری طرف سے تحفہ بنکر دار البقا کو جاتی ہین۔ یا تحفہ لیجاتی ہین مطلب وہی ہے جو پچھلے شعر کا تہا کہ کلمات طیبات مقبول ہین اور غیر طیبات مردود متحفا ترتقی سے حال واقع ہوا ہے اور متحف اتحاف بمعنے تحفہ فرستادن سے مشتق ہے اگر اسکو بفتح حائے حطی پڑہین تو اسم مفعول ہے اور اگر بالکسر کہین تو اسم فاعل۔ یہان دونو صحیح ہین۔

	ثم یاتینا مکافات المقال		ضعف ذاک رحمۃ من ذی الجلال
ترجمہ	اور آتی ہے مکافات مقال		دُگنی نگنی از جناب ذی الجلال

شرح۔ یعنے جب ہمارے انفاس اور اقوال نیک صعود کر جاتے ہین تو ہمارے پاس ہمارے مقال کی جزا اللہ تعالےٰ کی رحمت کے سبب دوچند آتی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فاذکرونی اذکرکم یعنے تم میرا ذکر کروگے تو مین تمہاری یاد کرونگا اور حدیث شریف مین ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ان ذکرنی فی نفسکم اذکرکم نفسی و ان ذکرنی فی ملاء اذکرکم فی ملاء خیر منکم۔ یعنے اگر تم مجکو اپنے دلونمین یاد کروگے تو مین بہی تمکو اپنی ذات پاک مین یاد کرونگا اور اگر تم جماعت مین میرا ذکر کروگے تو مین تمہارا ذکر اپنی جماعت مین کرونگا جو تمسے بہتر ہے یعنے فرشتونمین

	ثم یلہمنا الی امثالہا		کی ینال العبد مما نالہا
ترجمہ	اسکی پہر توفیق دیتا ہے وہی		پہنچے تا بندہ کو اجر بندگی

شرح۔ یعنے وہ رحمت جو انفاس اور کلمات طیبات کے سبب ہمپر نازل ہوتی ہے ہمکو پہر ویسی ہی جیسی انفاس طیبات کے صادر کرنے پر مجبور اور مضطر کر دیتی ہے یعنے وہ رحمت اس بات کا شوق دلاتی ہے کہ ہم پہر ویسے ہی کلمات اپنے زبان سے نکالین اور یہ شوق اسلیئے ہے کہ بندہ اُس رحمت کو پہر حاصل کرے جسکو اس سے پہلے حاصل کر چکا ہے۔ فائدہ خدا کی مہربانیونکا کیا ٹہکانا ہے کہ وہ صرف اپنی رحمتین نازل کرنے کے لیئے اپنے بندون کے دلونکو بار بار نیکیون کی طرف پہیر دیتا ہے۔ ع ایخدا قربان احسانت شوم۔

	ہکذا التعرج والتنزل دائما	ذا فلازالت علیہ قائما	
ترجمہ	ہے یہ چڑھنا اور اترنا دائمی	چاہیئے بندہ کو اسپر قائمی	

شرح یعنے اسیطرح نیک بندون کے کلمات طیبات اللہ تعالے کی طرف۔ اور اللہ تعالے کے رحمت نیک بندونکی طرف ہمیشہ صعود اور نزول کرتی رہتی ہے۔ اور یہ صعود و نزول ایسی حالت ہے کہ انفاس اولیاء ہمیشہ اسحالت پر قایم رہتے ہین۔ ذا اسمائے اشارات مین سے ہے اور مشار الیہ مضمون مصرع اول ہے یعنے عروج و نزول بعض نسخون مین ذا فلازالت علیہ قائما ہے۔ یعنے ایخا طب ان عربی اشعار کے نکتہ کو یاد رکھہ اور اسپر ہمیشہ قایم رہ۔

	پارسی گویئم یعنے این کشش	ز انطرف آمد کہ آمد این چشش	
ترجمہ	فارسی کہتا ہون یعنے یہ کشش	وہان سے آئی ہے جہان سے یہ چشش	

شرح۔ یعنے اب ہم مثنوی کے اشعار پھر فارسی مین کہتے ہین کیونکہ یہ کشش (ہمارے فکر کو فارسی کی طرف کھینچ لیجانا) انہی۔ اللہ تعالے کی طرف سے آئی ہے جسکی طرف سے یہ چاشنی (مذاق عربی) آئی تہی۔

	چشم ہر قومے بسوئے ماندہ است	کان طرف یکے وز ذوقے زندہ است	
ترجمہ	رہتی ہے اُس سمت چشم اشتیاق	جسطرف ہوتا ہے انسان کا مذاق	

شرح یعنے ہر قوم مین ہر شخص کی آنکہہ اور توجہ اُسطرف ضرور ہوجاتی ہے جسطرف اُسنے کم سے کم ایکدفعہ بھی حال کی ہے۔ مثلاً عاشق کی آنکہہ ایسے معشوق طرف ضرور ہوگی جس سے اُسنے ایکدن ملاقات کی ہو اور سوداگر کی آنکہہ ایسی تجارت کیجانب ضرور پڑیگی جس سے اُسنے ایکدن تہوڑا سا نفع اُٹہایا ہو علے ہذا القیاس اسکی بہت سی مثالین موجود ہین۔ مولانا کا مطلب یہ ہے کہ نیکون کی آنکہہ نیکیون کی طرف اور بدونکی معاصی طرف ہوتی ہے کیونکہ ان دونو گروہون نے اپنے اپنے اعمال کا لطف حاصل کرلیا ہے اور دونو اپنے اپنے مذاق کی جانب متوجہ رہتے ہین

	ذوق جنس از جنس خود باشد یقین	ذوق جز از کل خود باشد بین	
ترجمہ	جنس کو ہمجنس سے ہوتا ہے ربط	جز کو کل سے ہے ہمیشہ ربط ضبط	

شرح۔ دیکھہ بیچے مفسد کو فساد مین مزا آتا ہے کیونکہ اُسکی جنس ہے۔ اور نیکبخت کو عبادات مین کیفیت حاصل ہوتی ہے کیونکہ بدبخت اور مفسد فساد کا جزو ہے اور نیک طاعات و عبادات کا فائدہ آدمی تین قسم کے ہین ایک صالح اور نیک دوسرے بد اور مفسد یہ دونو قسمین اپنی اپنی جنس کیجانب مائل ہین۔ تیسری قسم اور ہے جو بظاہر نہ نیکیون کی جنس ہے نہ بدونکی۔ اسکا بیان آیندہ اشعار مین ہے یعنے وہ ایسے لوگ ہین جو ظاہر مین تو ایک جنس مین داخل ہین۔ مگر باطن مین دوسری جنس مین داخل ہونیکی صلاحیت رکہتے ہین۔ مثلاً ایک شخص مین صلاح و تقوے کی استعداد ہے تو یہ شخص تقوے ہی کی جنس مین سے ہوگا اگرچہ اُسکی صورت فاسقون کی سی ہو اور ایک شخص مین اغوا اور شیطنت کا

مادہ موجود ہے تو یہ فساد ہی کے جنس مین داخل ہے اگرچہ اسکی صورت زہاد کی سی ہو۔ پہلا شخص جو ظاہر مین نیکونکے جنس کے خلاف ہے جب اپنی جنس یعنے نیکون سے ملیگا۔ تو اُنہی کی جنس ہو جائیگا۔ اور دوسرا شخص جو بظاہر بدون کے جنس کے خلاف ہے جب بدون سے ملیگا تو اُنہین مین کا ایک ہو جائیگا۔ کیونکہ الجنس الی الجنس یمیل۔ اسیطرف مولانا اشارہ فرماتے ہین اور اسی مطلب کی اور زیادہ توضیح آیندہ شعر مین کرتے ہین۔

	یا مگر آن قابل جنسے بود		چون بدو پیوست جنس او شود
ترجمہ	یا مگر اک جنس کے قابل ہو وہ		اور ہمجنسو نمین پھر شامل ہو وہ

شرح یا حرف تردید ہے اسلیئے کہ پہلے مصرع ذوق خود باشد سے یہ بات ضمناً معلوم ہو چکی ہے کہ آدمی یا نیک ہوگا۔ وہ نیکون کی جنس ہے یا بد ہوگا وہ بدون کی جنس ہے۔ یا شاید وہ کبھی اور جنس کے قابل ہوگا یعنے اسکی حقیقت اسکی ظاہری حالت سے معلوم نہوگی لیکن جب وہ۔ اپنی واقعی اور باطنی جنس سے ملجائیگا تو اُسی جنس سے ملجائیگا او اسی جنس کا ایک ہو جائیگا۔ چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم چونکہ اُنمین ہدایت کے استعداد موجود تھی رسول مقبول سے ملتے ہی ہدایت پاگئے اور کفار چونکہ اُنمین مادۂ کفر موجود تھا۔ معجزے دیکھکر بھی ایمان نہ لائے باوجودیکہ بعض رسول کے بہت قریب کے رشتہ دار تھے۔

	ہمچو آب و نان کہ جنس ما نبود		گشت جنس ما و اندر ما فزود
ترجمہ	آب و نان گو جنس انسانی نہین		ہو گئے ہمجنس لیکن بالیقین

شرح یہ تیسرے قسم کے آدمی کی خارجی مثال ہے یعنے باوجودیکہ روٹی اور پانی انسانی جنس بظاہر نہین ہے لیکن چونکہ اُس سے جاملی اسلیئے اُسکی جنس ہوگئی۔ یہانتک کہ اُسنے خون اور گوشت اور قوت انسان کو بڑہا دیا فائدہ یہان سے معلوم ہوا کہ گوشت آدمی کے جنس ہے جو نہایت قوت اور خون پیدا کرتا ہے اور اسکا کہانا جزو انسان بننے کے لیے شرعی فتوے کے علاوہ عقلی طور پر بھی جائز ہے۔

	نقش جنسیت ندارد آب و نان		ز اعتبار آخر آنرا جنس دان
ترجمہ	دُور جنسیت سے ہے گو آب و نان		لیکن اک صورت سے اُنکو جنس جان

شرح۔ نقش سے صورت اور اعتبار آخر سے معنوی اعتبار مراد ہے جسکو قوت سمجھنا چاہیئے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ آب و نان انسان سے معنوی جنسیت رکھتے ہین اور ظاہر مین بالکل غیر جنس اور الگ ہین۔

	ور ز غیر جنس باشد ذوق ما		آن نگرداند باشد جنس را
ترجمہ	ذوق غیر جنس کا لے پڑ شعور		جنس کر دیتا ہے اُسکو بالضرور

شرح۔ پہلے مصرع کی جزا محذوف ہے۔ یعنے اگر بالکل غیر جنس سے ہمین دلچسپی ہو تو وہ دلچسپی قائم نہین رہتی۔ مگر اگر صورت

ہین کہ وُہ غیر جنس ۔ مانند جنس ہوگیا ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ اصل ہین جنس اپنی جنس کی طرف مائل ہوتی ہے نہ کہ غیر کیطرف جیسا کہ صالح جنس صالح ہے اور طالح جنس طالح اگر ایک شے ظاہر معنے دو تو باتونہین دوسری شے کے موافق ہے تو وُہ دو نو حقیقی ہمجنس ہین اور اگر ایک دوسرے سے ظاہر مین ناموافق اور باطن مین موافق ہے تو بھی اُسکی جنس ہوجائیگی مثلاً انسان اور آبِ نان اور اگر بظاہر موافق ہے اور باطن مین ناموافق تو اسکا حکم وہ ہے جو مولانا اگلے شعر مین فرماتے ہین۔

	آنکہ مانند ست باشد عاریت	عاریت باقی نماند عاقبت	
ترجمہ	جنس کے مانند ہے اک عاریت	عاریت ہوتی ہے فانی عاقبت	

شرح یعنے جو جنس ایک جنس سے باطن مین ناموافق ہے مگر ظاہر مین مانند جنس ہے تو یہ مشابہت بطور عاریت ہے اور عاریت انجام کار باقی نہین رہتی اسکی مثال یہ ہے۔ جو آیندہ شعر مین مذکور ہوی ہے۔

	مُرغ را گر ذوق آید از صفیر	چونکہ جنس خود نیابد شد نفیر	
ترجمہ	شوق سے سُنتا ہے گو طائر صفیر	لیک ناجنسون سے ہوتا ہے نفیر	

شرح یعنے طائر صیاد سے جانور کی سی آواز سنکر اپنے ہمجنس طائر کی آواز کی کیفیت تو حاصل کرلیتا ہے اور گرفتار دام بلا ہوجاتا ہے مگر چونکہ یہ ظاہری آواز بطور عاریت تھی لیکونکہ واقعی جانور کی آواز نتھی اس سبب سے انجام کار وُہ مُرغ گرفتار صیاد سے نفرت کرنے لگتا ہے یہی حال اُن لوگون کا ہے جو باوجود استعداد ہدایت بدون کی صحبت مین بیٹھتے ہین۔ کیونکہ وُہ بدون کو بظاہر اپنے جنس کا جان لیتے ہین مگر چونکہ فی الواقع ایسا نہین ہوتا انجام کار پھر ہدایت پر آجاتے ہین۔ کیونکہ کُل شئی یرجع الی اصلہ۔

	تشنہ را گر ذوق آید از سراب	چون رسد در وے گزیند جوی آب	
ترجمہ	پیاس مین ہوتا ہے گو ذوق سراب	بہانکنا پڑتا ہے لیکن سوئے آب	

شرح۔ اُسی مضمون کی دوسری مثال ہے اور یہی حال طالبان صادق کا ہے کہ جھوٹے اور مدعی شیخ سے بھاگتے ہین۔ سراب بمعنے ریت۔ جسکو پیاسا مسافر دور سے پانی سمجھتا ہے اور آخر کار نفرت کرکے چلا جاتا ہے۔

	مفلسان گر خوش شوند از زر قلب	لیک آن سودا شود در دار ضرب	
ترجمہ	خوش ہین مفلس قلب سکہ سے مگر	ہے اُسے ٹکسال مین ذلت کا ڈر	

شرح۔ کیونکہ کھوٹا روپیہ دار الضرب کی جنس مین نہین ہے اُسی مضمون کی تیسری مثال ہے۔

	تا زر اندودیت از رہ نفگند	تا خیال کژ ترا چہ نفگند	
ترجمہ	یہ ملمع سازی ہے۔ راہِ ضلال	ڈالدیگا چاہ مین ٹیڑھا خیال	

شرح۔ تا بمعنے زنہار یعنے ہرگز غیر جنسون کو حسب ظاہر اپنی جنس سمجھکر اُنکی صحبت مین نہ بیٹھ۔ ورنہ گمراہ ہوجائیگا۔

اور چاہ ضلالت مین گر پڑیگا۔ یا یہ کہ مکار اور ظاہر حکمتشایخ کی مریدی سے بچ۔ اور اگر تو نیک بننا چاہتا ہے تو اللہ پر توکل کرکے اپنی جنس کے لوگ ڈھونڈ

قصہ نخچیران در بیان توکل و ترک جہد

ترجمہ نخچیرونکا قصہ توکل کے بیان اور کسب کے چھوڑ دینے مین

از کلیلہ باز خوان این قصہ را	وندران قصہ طلب کن حصہ را
ترجمہ پڑھ کلیلہ دمنہ مین اِس قصہ کو	اور قصہ سے طلب کر حصے کو

شرح کلیلہ دمنہ ایک کتاب ہے جسمین جانورون کے زبان سے بطور نصیحت بہت سی عمدہ عمدہ حکایتین درج ہین اور حصہ سے حصہ معرفت مراد ہے۔ مولانا نے اِس حکایت مین جہد و توکل کے بڑے بڑے اسرار لکھے ہین۔

طائفہ نخچیر در وادی خوش	بودشان با شیر دایم کشمکش
ترجمہ پر فضا ایک دشت مین نخچیر تھے	کشمکش رکھتے تھے دائم شیر سے
بسکہ آن شیر از کمین در مے ربود	آن چرا بر جملہ ناخوش گشتہ بود
ترجمہ شیر لیجاتا تھا انکو گھات سے	تنگ آ پر وشت تھا اس بات سے

شرح چرا بمعنے چراگاہ۔ نخچیر وہ جانور جنکا شکار کیا جاتا ہے کشمکش بمعنے زحمت و تکلیف۔

حیلہ کردند آمدند ایشان بہ شیر	کز وظیفہ ما ترا داریم سیر
ترجمہ حیلہ کرکے آئے اک دن پیش شیر	اور کہا رکھینگے ہم سب تجکو سیر

شرح یعنے اے شیر ہم تیرے کھانیکے لیے بطور وظیفہ کچھ مقرر کردینگے تو ہمین ستانا چھوڑ دے۔

جز وظیفہ در پئے صیدے میا	تا نگردد تلخ بر ما این گیا
ترجمہ تیری روزی تجکو پہنچا دینگے روز	چھوڑ دے مقصد شکار اے کینہ توز

شرح گیاہ کی ہائے ہوز بضرورت قافیہ محذوف ہے اور گیا بمعنے چراگاہ ہے

جواب گفتن شیر نخچیران را و بیان خاصیت جہد

ترجمہ شیر کا نخچیرون کو جواب دینا اور کسب کی خاصیت کا بیان

گفت آرے گر وفا بینم نہ مکر	مکرہا بس دیدہ ام از زید و بکر
ترجمہ شیر بولا ہم کرینگے مجھسے مکر	ہے بھری نظرون مین مکر زید و بکر

شرح یعنے شیر نے کہا کہ اگر مین زمانہ مین مکر و حیلہ نہ دیکھون اور مخلوق کو باوفا پاؤن تو تمہارے کلام کو قبول کرتا ہون لیکن مجھنے بہت سے لوگون کو مکار دیکھا ہے اِسلیے کسیکے قول کا اعتبار نہین رہا۔

؎	من ہلاک قول و فعل مردمم		من گزیدۂ زخم مار و کژدمم
ترجمہ	ہون ہلاک قول و فعل مردمان		اور شہید زخم مار و کژدمان

شرح یعنے آدمی کہتے کچھ اور ہین اور کرتے کچھ اور ہین ایسے مکارون کے جھوٹے اقوال اور ایذا رسانیون نے میرے بدن مین بچھوؤن اور سانپون کے سے زخم پہنچائے ہین مجھے جھوٹ بولنے والون کے فریب نے ہلاک کردیا ہے

؎	نفس ہر دم از درونم در کمین		از ہمہ مردم بتر در مکر و کین
ترجمہ	مکر سیکھے بیٹھا ہون اس ڈھب سے مین		مکر و کینہ مین ہون بدتر سب سے مین

شرح یعنے جب مینے دیکھا کہ آدمی نہایت کینہ ور اور مکار ہین تو میرا نفس بھی مکر اور کینے کی کہا تو مین اُنسے بدتر ہو گیا ہے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ اخلاق بد کا اثر نیکون پر بھی ہو جاتا ہے اسلیئے بری صحبت سے پرہیز کرنا لازم ہے۔

؎	گوش من لایلدغ المؤمن شنید		قول پیغمبر بجان و دل گزید
ترجمہ	مجکو ہے لایلدغ المومن پسند		قول پیغمبر پہ ہون مین کاربند

شرح حدیث مین آیا ہے لایلدغ المؤمن من محرمرتین۔ یعنے مومن ایک سوراخ سے دو بار ڈنگ نہین کہاتا۔ یعنے ایکدفعہ چوٹ کہا کر وہ دوسری بار سوراخ مین انگلی ہی نہین ڈالتا کہ سانپ یا بچھو ڈنک مار سکے۔ مطلب یہ کہ جسطرح مومن اور عقلمند شخص ایکبار دہوکا کہا کر دوسرے بار کسیکے فریب مین نہین آتا۔ اسیطرح مین بھی مخلوق کیجانب سے بہت دہوکے کہا چکا ہون اے نچیر واب فریب مین نہ آؤنگا۔

؎		باز ترجیح نہادون نخچیران توکل را بر جہد	
ترجمہ		نچیرونکا توکل کو کسب پر ترجیح دینا	
؎	جملہ گفتند اے حکیم باخبر		الحذر دفع لیس یغنی عن قدر
ترجمہ	بولے وہ سب اے حکیم باخبر		کچھ حذر سے مٹ نہین سکتی قدر

شرح نچیرون نے شیر کو حکیم باخبر اسکی عمدہ تقریر اور حدیث لایلدغ کے سبب کہا الحذر دفع مدعا ہے اور لیس یغنی عن حذر اسکی دلیل۔ یعنے نچیرون نے شیر سے کہا کہ اے حکیم باخبر پرہیز چھوڑ دے۔ کیونکہ پرہیز حکم اور تقدیر خداوندی کو دفع نہین کرسکتا۔ یعنے تو جو توکل سے بچکر جہد اور مشقت کرتا پھرتا ہے۔ اس بچاؤ کو ترک کرنا چاہیئے کیونکہ اگر تیرے تقدیر مین شکار کسی روز شکار نہوا تو توکل سے بچکر جہد کرنا ہرگز شکار کو سامنے نہین لاسکتا۔ اذا دخل القدر بطل الحذر۔ یعنے تقدیر سامنے آتی ہے تو پرہیز اور حذر کچھ کام نہین دیتا۔

؎	در حذر شوریدن از شور و شرست		رو توکل کن توکل بہتر است
ترجمہ	کوشش پرہیز ہے اک شور و شر		جا توکل کر کہ ہے لاشے حذر

یعنے بیچاؤمین بیقراری اور اضطراب کے ساتھ کوشش کرنا منجملہ شرور و مضر ہے۔ جس سے کچھ حاصل نہین ہوتا۔

	با قضا پنجہ مزن اے تند و تیز		تا نگیرد ہم قضا با تو ستیز
ترجمہ	تو اگر ہوگا قضا پر تند و تیز		تو قضا بھی تجھسے ہو نگی ستیز

شرح یعنے قضا اور حکم الٰہی سے نہ لڑ۔ ورنہ قضا کو تیرے ساتھ خصومت ہو جائیگی اور تو رمزۂ شیاطین سے ہو جائیگا کیونکہ تقدیر سے لڑنا کفار کا کام ہے۔ تند و تیز مضطرب الحال اور مطلب برآری کے لیئے سخت بیقرار

	مردہ باید بود پیش حکم حق		تا نیاید زخم از رب الفلق
ترجمہ	مردہ ہوئے شخص پیش حکم حق		تا نہ دے قہر خدا تجکو سبق

شرح۔ یعنے احکام الٰہی کے سامنے مُردہ ہو جاتا اور انکو رضا و تسلیم کے ساتھ قبول کرنا چاہیئے۔ ورنہ درصورت نافرمانی عذاب الٰہی کا خوف ہے۔ یہی حال شیطان اور نفس امارہ کا انسان کے ساتھ ہے اگر وہ سعی کرتا ہے تو یون کہتا ہے کہ یہ محنت مشقت بیفائدہ ہے۔ جو مقدر مین ہوگا بحال مین ملیگا۔ اور اگر توکل کرتا ہے تو اسکے دلمین یہ خیال ڈالتا ہے کہ لیس للانسان الا ما سعی یعنے انسان کو اسکی کوشش کا پھل ملتا ہے۔ ان تمام اشعار کا حاصل یہ ہے کہ جو کچھ مقدر مین ہے وہ انسان کو ضرور پہنچتا ہے اور تقدیر کا لکھا کسیطرح نہین مٹتا۔ اسلیئے سعی اور شقت و محنت بیفائدہ ہے اور توکل بہتر ہے **فائدہ** صوفیہ کے نزدیک توکل کے معنے اللہ پر بھروسا رکھنا اور ظاہری اسباب اور انکے اعتماد سے منقطع ہو جانا ہے۔ لیکن اسمین یہ شرط ہے کہ انسان کا دل گواہی دیتا ہو۔ کہ بندہ کے پاس جو کچھ پہنچتا ہے سب اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ اسبابکے پہنچنے کا کوئی ظاہری سبب دربیان ہو یا نہو۔ اور یہ بھی توکل کی شرط ہے کہ بندہ اپنے آپکو اللہ تعالےٰ کے سامنے مُردہ تصور کرے۔ اپنی محنت و شقت کو اشیاء کے حاصل ہونیکا سبب نہ جانے۔ اس قسم کا توکل صفت قلبیہ ہے۔ اس صورت مین ہاتھ پانو کی حرکت جو تلاش اسباب روزی کے لیئے ہو منافی توکل نہین ہو سکتی کیونکہ جو شخص یہ جان لے کہ ہر شیئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے آسان ہو یا مشکل سبب کے ہونے نہونے پر منحصر نہین بلکہ جو کچھ مقدر ہے وہ ضرور پہنچیگا اور پھر حسب ایمائے خداوندی اعضا کو کسی حلال کام مین لگائے رکھے تو صوفیہ کے نزدیک پورا متوکل ہے۔ چنانچہ مولانا قدس سرہ ایکجگہ خود فرماتے ہین۔

گر توکل میکنی در کار کن　　کسب کن پس تکیہ بر جبار کن

یعنی توکل کے یہ معنے ہین کہ آدمی کوئی پیشۂ حلال بھی کرتا رہے اور اپنے کام کے بنانے مین اللہ تعالےٰ پر توکل بھی رکھے

فائدہ اس حکایت مین نخجیر دن سے نفس امارہ اور خواہشات نفسانی مراد ہین۔ اور شیر سے روح۔ کیونکہ روح ریاضت اور مجاہدہ کو چاہتی ہے۔ اور نفس امارہ روکتا ہے۔

	باز ترجیح نہادن شیر جہد را بر توکل		
ترجمہ	پھر ترجیح دینا شیر کا کسب و جہد کو - توکل پر		
	گفت آرے گر توکل رہبرست	این سبب ہم سنتِ پیغمبرست	
ترجمہ	شیر بولا ہے توکل راہبر ہے	جہد بھی ہے سنت پیغامبر	

شرح - شیر نے کہا اگرچہ توکل موصل الی اللہ ہے مگر کسب اور سعی و جہد بھی سنتِ پیغمبر ہے اور حضرت آدم سے لیکر پیغمبر آخر الزمان تک تمام انبیاء کا شیوہ رہا ہے بلکہ بعض اوقات سعی و جہد فرض ہو جاتا ہے مثلاً جہاد مین تلوار ہاتھ مین لیکر جہاد و جہد کرنا - ایک بزرگ کا مقولہ ہے التوکل حال النبی والکسب سنتہ فمن بقی علی حالہ فلا یترک سنتہ یعنے توکل پیغمبر کی صفت قلبیہ اور اُنکا حال ہے اور کسب اُنکی سنت - پس جو شخص حال نبی پر قایم رہنا چاہتا ہے اُسکو چاہیئے کہ ترک سنت نہ کرے اس سے معلوم ہوا کہ کسب اور طلب اسباب معاش منافی توکل نہین -

	گفت پیغمبر باواز بلند	با توکل زانوئے اشتر ببند	
ترجمہ	ایک صحابی سے پیمبر نے کہا	کر توکل باندھ زانو اونٹ کا	

شرح - یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے - قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم بالصوت العالی لمعاذ بن جبل لما دخل علیہ - وقال یارسول اللہ اعقل جملی واختلط ام اطلقہ واتوکل فقال لہ مجیبا اعقل بعیرک ثم توکل علی اللہ یامعاذ معاذ بن جبل صحابی پیغمبر علیہ السلام کے پاس آئے اور یہ کہا کہ مین اونٹ پر سوار ہوکر آیا ہون - کیا اب اسکو باندھ دون اور اسکی احتیاط کرون یا یونہین چھوڑ دون نبی علیہ السلام نے بہ آواز بلند فرمایا کہ اے معاذ اپنے اونٹ کو باندھ دے اور پھر اللہ تعالے پر توکل کر - کیونکہ اگر تو اُسے یونہی چھوڑ دیگا تو ممکن ہے کہ کسیطرف کو بھاگ جائے - اور اگر زانو باندھکر توکل علے اللہ کریگا - تو باعتبار ظاہر تو بھاگ نہین سکتا - آیندہ خدا کی مرضی اس سے معلوم ہوا کہ توکل مع الجہد سنت ہے - اسلیئے سالک کو چاہیئے کہ ریاضت اور مجاہدہ کیے جائے لیکن اسکو جنت مین داخل ہونیکا سبب نجانے بلکہ متوکل علے اللہ رہے -

	رمز الکاسب حبیب اللہ شنو	از توکل در سبب کاہل مشو	
ترجمہ	رمز الکاسب حبیب اللہ سُن	کسب کر اے کاہل گمراہ سُن	

شرح - حدیث شریف مین ہے الکاسب حبیب اللہ یعنے حلال کمائی کرنیوالا خدا کا دوست ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ صرف توکل ہی توکل ہو اور کسب نہو یہ بہتر نہین بلکہ یہ دونو صفتین جمع ہونی چاہئین

	رو توکل کن تو با کسب اے عمو	جہد میکن کسب میکن موبمو	
ترجمہ	کسب بھی کر اور توکل بھی بچا	موبمو دونون برابر ہون بچا	

شرح عمو یا تو بمعنے گمراہی و خواری و فروتنی ہے جس سے بطور مبالغہ گمراہ با فروتن مراد ہے۔ یا برادر مدر (چچا) کے معنون مین ہے اور سالک کو بزرگی کے خطاب سے یاد کیا ہے مو بمو کا یہ مطلب ہے کہ جتنا موکل ہو اتنا ہی جہد ہو۔ دونو باتین ساتھ ہونی چاہئین اور دونون مین برابری کا بہی لحاظ رہے۔

✓	جہد کن جدّے نما تا وارہی		در تو از جہدے بمانی ابلہی
ترجمہ	جہد و کوشش کر کہ تا پائے نجات		ترک کوشش حمق ہے اے بد صفات

شرح جہد سے مجاہدۂ حق مراد ہے بمقتضائے وجاہدوا فی اللہ حق جہادہ۔ یعنے اللہ کے رستہ مین اچہی طرح کوشش کرو وجہ ترجیح جہد کی توکل محض پر یہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالے خالق حقیقی اور اسباب پر قادر ہے کہ مسببات کو بلا اسباب پیدا کر دے۔ مگر پہر بہی اُسنے ہر مسبب کے لیے کوئی نہ کوئی سبب ضرور رکہا ہے اور عادت الٰہی اسیطرح جاری ہے پس توحید اور کسب کرنیوالا گویا متخلق باخلاق اللہ ہے اسیلئے سالک کو کسب ضرور چاہیئے جد بالکسر بمعنے کوشش ہے اور وارہی بمعنے نجات یابی۔

✓	باز ترجیح نخچیران توکل را از جہد و کسب	
ترجمہ	پہر نخچیرونکا توکل کو کسب پر ترجیح دینا	

✓	قوم گفتندش کہ کسب از ضعف خلق		لقمۂ تزویر دان مقدار حلق
ترجمہ	بولے سب نخچیر ملکر کسب خلق		لقمۂ تزویر ہے مانند حلق

شرح نخچیرون نے کہا کہ کسب بسبب ضعف اعتقاد خلق کے ہے کہ خلقت اللہ تعالے پر پورا پورا بہروسا نہین رکہتی اور کسب بمقدار حرص گویا دغا اور کذب و فریب کا لقمہ ہے حلق مجازاً بمعنے حرص ہے۔

✓	پس بدانکہ کسبہا از ضعف ماست		در توکل تکیہ بر غیرے خطاست
ترجمہ	کسب کرتے ہین ضعیف الاعتقاد		ہے خطا غیر خدا پر اعتماد

شرح۔ یعنے کسب اور محنت مشقت کرنیکا یہ سبب ہے کہ لوگونکے اعتقاد ضعیف ہین خدا پر پورا بہروسا نہین رکہتے توکل کے یہ معنے نہین کہ کسب کا بہی بہروسا رکہے۔ اور توکل کا نام بہی لیتا جائے۔

✓	نیست کسبے از توکل خوب تر		چیست از تسلیم خود محبوب تر
ترجمہ	کچہ توکل سے نہین ہے خوب تر		کچہ نہین تسلیم سے محبوب تر

شرح یعنے توکل سے زیادہ خوب اور تسلیم و رضا سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہین۔

✓	بس گریزند از بلا سوئے بلا		بس جہند از مار سوئے اژدہا
ترجمہ	ایک سے چہوٹی تو آئی اک بلا		سانپ سے بہاگے تو آیا اژدہا

یعنے لوگ تحمل مشقت توکل سے بہاگ کر مصیبت کسب جہد مین گرفتار ہوجاتے ہین جو توکل سے زیادہ رنج دینے والی چیز ہے جیسا کوئی سانپ سے بہاگا اور اژدہا کے مُنہ مین جا پڑا

	حیلہ کردانسان وحیلہ اش دام بود		آنکہ جان پنداشت خون آشام بود
ترجمہ	حیلۂ انسان گویا دام تہا		رزق سمجہا جسکو خون آشام تہا

شرح یعنے بسا اوقات انسان کسب کرتا ہے مگر وہی کسب جسکو وہ بقائے جان کا سبب سمجہتا ہے اُسکا خون پی لیتا ہے اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کہجورین توڑنے درخت پر چڑہا اور بیچارہ وہان سے گر پڑا۔

	در بہ بست و دشمن اندر خانہ بود		حیلہ فرعون زین افسانہ بود
ترجمہ	بند در تہا دشمن اندر خانہ تہا		کید فرعونی یہی افسانہ تہا

شرح یعنے کسب کرنیوالے کی ایسی مثال ہے جیسا کہ کسی شخص نے ایک دشمن کے خوف سے گہر کو قفل لگا لیا حالانکہ دشمن گہر مین موجود تہا۔ یعنے بارہا ایسا ہوتا ہے کہ کسب کو آدمی اچہا سمجہتا ہے اور اپنی آسایش کا باعث تصور کرتا ہے (جیسا کہ اس قفل لگانیوالے نے سمجہا تہا) لیکن آخر مین وہی اُسکی جان کا دشمن بنجاتا ہے چنانچہ حیلۂ فرعون اسی قبیل سے تہا کہ اُسنے حضرت موسےٰ کے مار ڈالنے کے لیے بہت حیلے کئے اور سیکڑون بچے مار ڈالے مگر آخر کار اُسکے حیلے اُسکے لیے ہلاکت کا باعث ہوے اور حضرت موسےٰ نے اُسیکے گہر مین پرورش پائی چنانچہ آیندہ شعر کا یہی مطلب ہے۔

	صد ہزاران طفل کشت آنکینہ کش		وانکہ او مے جست اندر خانہ اش
ترجمہ	لاکہون بچے مار ڈالے بے گناہ		اور عدو کو اپنے گہر مین دی پناہ

شرح یعنے فرعون نے لاکہون بچے مار ڈالے مگر جنکو ڈہونڈ رہا تہا اُنہون نے اُسیکے گہر مین پرورش پائی کیونکہ موسےٰ علیہ السلام کو فرعون کی بیوی نے متبنی کرلیا تہا۔ مطلب یہ کہ فرعون نے قتل موسےٰ کے لیے بہت کوشش کی سودمند نہ ہوئی۔ یہی حال اُس شخص کا ہے جو اپنے نفس کی اطاعت کرتا ہے اور دفع خواہشات نفسانی کے لیے کسب و مشقت کا بوجہہ سر پر اُٹہاتا ہے اُسکو معلوم کرلینا چاہیئے۔ کہ اُسکا دشمن یعنے نفس اُسکے خانۂ وجود مین داخل ہے جو کسیدن ضرور ہلاک کردیگا۔

	دیدۂ ما چون بسے علت درست		رو فنا کن دید خود در دید دوست
ترجمہ	ہے ہماری دید سرتا سر خطا		دید خود کو دید حق مین کر فنا

شرح یعنے ہماری آنکہون مین غلطیون اور خطاؤن کی بہت سے بیماریان ہین۔ اے سالک اپنے دید کو دید حق مین فنا کر یعنے اپنے کام اُسیکے سپرد کردے اور یہ سمجہہ کہ خدا جس کام مین مصلحت دیکہتا ہے اُسیکو ہمارے لیے

پسند فرماتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ توکل سب سے زیادہ خدا کو پسند ہے۔ اس شعر سے توکل کی ترجیح کسب پر اسطرح ثابت ہوئی کہ رویت اور نظر سے بہی آدمی کو بہت سے اسباب معلوم ہو جاتے ہین اور وہ کسب کے ڈہنگ سیکہہ جاتا ہے مگر چونکہ ہماری نظر مین خطا بہی واقع ہوتی ہے اسلیئے وہ سبب جسکو ہماری نظر نے معلوم کیا تہا کسی کام نہین ہوتا پس تو آدمی کو چاہیئے کہ توکل اختیار کرے اور تسلیم و رضا پر قایم رہے۔ دید مجازاً بمعنے ارادہ ہے۔

ب	دید ما را دید او نعم العوض	ہست اندر دید او کلی غرض	
ترجمہ	دید حق ہر شے کا ہے نعم العوض	جس سے حاصل ہوتی ہے پوری غرض	

شرح۔ یعنے اُسکی دید ہماری دید کا نعم البدل ہے۔ اور اُسکی دید مین ہماری غرض کامل طور سے حاصل ہوتی ہے مطلب یہ کہ ہم اپنے کام اگر اُسکے سپرد کر دین گے تو نتیجہ اچہا ہوگا خلاصہ یہ کہ اپنے عزم اور ارادہ بشریت کو ارادہ قدرت حق مین فنا کر دینا چاہیئے تاکہ تمام غرضین پوری طرح حاصل ہون اور سارے کام بنجائین۔ کیونکہ ہماری دید مین خطا کا احتمال ہے اور اُسکی دید اِس سے پاک ہے جو شخص اللہ پر توکل کریگا وہ ضرور اُسکو اپنا وکیل پائیگا۔

ب	طفل تا گیرا و تا پویا نبود	مرکبش جز گردن بابا نبود	
ترجمہ	طفل چل سکتا نہ تہا جو آپ سے	کار مرکب لے رہا تہا باپ سے	
ب	چون فضولی کرد دست و پا گشود	در عنا افتاد و در کور و کبود	
ترجمہ	لیک چون بالغ شد و دانا شود	ہوگیا پابند صد رنج و عنا	

شرح ترجیح توکل بر جہد کسب کی تمثیل ہے۔ یعنے بچہ جب تک اپنے کام آپ نہین کرتا تہا۔ اُسکا باپ اُسکے کاموں کا کفیل تہا۔ اور بچہ محنت و مشقت سے بالکل مُبرّا تہا۔ لیکن جب بڑا ہوگیا اور ہاتہہ پانون نکالے تو مشقت اور تردد مین پڑگیا۔ یہی حال متوکلین کا ہے جب تک متوکل ہین خدا اُنکا کارساز ہے اور جب کسب کرنے لگے محنت مین پڑ گئے۔ فضولی بمعنے نشو و نما اور کور و کبود۔ بمعنے تاریکی و ظلمت مجازاً تردد و رنج کہ باعث تاریکی عقل ہے۔

ب	جانہائے خلق پیش از دست و پا	مے پریدند از وفا سوے صفا	
ترجمہ	روح تہی جسوقت تک بے دست و پا	کر رہی تہی سیر اقلیم صفا	
ب	چون بامر اہبطوا ابدی شدند	جنس حرص و خشم خرسندی شدند	
ترجمہ	لیکن امر اہبطوا جسدم ہوا	ہوگئی ہمجنس صد خشم و ہوا	

شرح کسب پر ترجیح توکل کی دوسری تمثیل ہے۔ یعنے خلقت کی روحین ہاتہہ پانو پیدا ہونے سے پہلے یعنے جسوقت کہ روحین بدن سے متعلق نہوئین تہین ہر قسم کی قید سے آزاد تہین۔ اور اپنے معنوی پروں سے عالم وفا سے لیکر عالم صفا تک اڑتی تہین (عالم وفا سے عالم میثاق مراد ہے۔ جہان سب روحون نے بلیٰ کہا تہا اور عالم صفا سے

عالم الٰہی۔ یعنے عالم اسما و صفات) لیکن جب ارواح کو اجسام کی طرف نزول کا حکم ہوا جو اسفل اور کثیف چیز ہے تو روحین بہی اسفل چیزون اور اخلاق ذمیمہ کی جنس ہوگئین اور وہ حرص و غضب اور اسباب دنیوی کی خرسندی ہے اور انہی اخلاق ذمیمہ کے باعث طرح طرح کی ضرورتون نے انکا دامن پکڑ لیا۔ اہبطوا اس آیۃ کی طرف اشارہ ہے قلنا اہبطوا منہا جمیعا۔ یعنے ہمنے آدمؑ کے ساتہ تمام انسانی روحون کو حکم دیا کہ جنت سے نکلجاؤ۔ وجہ ترجیح توکل کی کسب پر یہ ہے کہ ارواح نے جب جہد اور کسب مین ہاتہہ پانو کی مدد اور جسم کی معاونت کی تو گویا خود بہی توکل چھوڑ کر کاسب بنگئین۔ اور اس ترک توکل کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہر وقت ضرورت اور احتیاج مین مبتلا ہوگئین۔

	ما عیال حضرتیم و شیر خواہ	گفت الخلق عیال للالٰہ	
ترجمہ	ہم عیال حق ہین سب اور شیر خواہ	سچ ہے الخلق عیال للالٰہ	
	آنکہ او از آسمان باران دہد	ہم تواند کو برحمت نان دہد	
ترجمہ	دے رہا ہے حکم جو باران کا	اپنے رحمت سے ہے ضامن نان کا	

شرح یعنے ہم حضرت خداوندی کی عیال اور اسکے پرورش کے چاہنے والے ہین کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے۔ الخلق کلہم عیال اللہ فاحبہم الی اللہ انفعہم لعیالہ گفت کا فاعل رسول علیہ السلام ہین اور اس حدیث کے یہ معنے ہین کہ ساری مخلوق خدا کا کنبا ہے اللہ تعالےٰ اسی کو دوست رکہتا ہے جو اسکے کنبے کو فائدہ پہنچائے۔ بس تو جسطرح ایک خاندان کا افسر اپنے عیال کو محتاج نہین ہونے دیتا۔ اسیطرح اللہ تعالےٰ اپنی مخلوق کو جو اسکی عیال ہے غیر کا محتاج نہین رکہتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ توکل کسب سے بہتر ہے۔ کیونکہ جسطرح خاندان کا افسر کماؤ پوت کی اعانت کو لازم نہین سمجہتا اسیطرح اللہ تعالےٰ توکل کے خلاف کسب کرنیوالون کی پروا نہین کرتا

	دیگر بار بیان کردن شیر ترجیح جہد بر توکل	
ترجمہ	دوسری بار شیر کا توکل پر جہد و کسب کی ترجیح کو بیان کرنا	
	گفت شیر آرے ولے رب العباد	نردبانے پیش پائے ما نہاد
ترجمہ	شیر بولا جو کہو تم سچ ہے۔ ہان	ہے عطائے حق مگر اک نردبان

شرح شیر نے کہا کہ ہان بیشک اللہ تعالےٰ سب کا وارث ہے وہ بلا جہد بہی رزق پہنچا سکتا ہے لیکن اس رب العباد نے سعی اور طلب و جہد کی سیڑہی ہمارے پانو کے سامنے رکہی ہے تاکہ ہم اس سیڑہی کی بدولت بام کمالات صوری اور معنوی تک پہنچ جائین اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے فمن یعمل مثقال ذرۃ الی آخر الآیۃ یعنے ذرہ برابر کوئی نیک عمل کرے یا بد اسکی جزا و سزا ضرور پائے گا۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالےٰ نے اسباب اور آلات (عقل و فہم دست و پا) اسلئے عطا فرمائے ہین کہ ہم انسے مسببات (روزی و ضروریات معاش) حاصل

کرین اور بیکار نہ بیٹھے رہین۔ چونکہ اسباب اور وسائط کے ساتھ مسببات کو مربوط کیا گیا ہے اسلیئے مسببات کی اسباب کے ساتھ طلب کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اسباب کا قائم کرنا گویا اشارۂ الٰہی ہے کہ اُسنے مسببات کو طلب کرو اور اشارۂ الٰہی پر عمل کرنا فرض ہے اور عمل ہی سے نیک و بد اور مقبول و مردود کے مابین تمیز ہو سکتی ہے۔ ورنہ معاذ اللہ رسول کا اتباع اور شرع کے احکام سب عبث ٹہیرینگے۔

پایہ پایہ رفت باید سوئے بام		ہست جبری بودن اینجا طمع خام	
ترجمہ	پایہ پایہ چل۔ مریجان سوے بام	ہے ترا مجبور بننا طمع خام	

شرح۔ یعنے اسباب کی سیڑہی کے وسیلہ سے آدمی کو چاہیئے کہ بام مقصود تک پہنچ جائے یعنے کوشش کرے سے ورنہ دنیا مین اگر جبر یہ ہونا طمع خام اور بیفائدہ بات ہے۔ مولانا قدس سرہ نے یہان اُس شخص کو جو بلا وسیلہ اسباب بدون جہد مسببات کو طلب کرے جبری قرار دیا ہے جبریہ کے نزدیک آدمی محض غیر قادر اور پتہر کے مانند ہے اور چونکہ قدرت خداداد ہی منجملہ اسباب ہے۔ پس تو جس شخص نے قدرت کسب کو بیکار سمجہ رکہا ہے گویا وہ جبریہ مین سے ہے

پائے داری چون کنی خود را لنگ		دست داری چون کنی پنہان چو سنگ	
ترجمہ	پانو والا ہو کے کیون کرتا ہے لنگ	ہات ہوتے کیون ہین یہ لنجو نکے سنگ	

شرح۔ یعنے ہاتہ پانو کے ہوتے تو لنگڑا لولا بنا کیون بیٹہا ہے اللہ تعالے نے یہ آلات عمل اور کسب کے لیے پیدا کیے ہین

خواجہ چون بیلے بدست بندہ داد		شیر زبان معلوم شد اورا مراد	
ترجمہ	بیلچہ بندہ کو جب دیدیا	کہلگیا آقا کا تہا جو مدعا	

شرح۔ یعنے جب آقا نے اپنے غلام کے ہاتہ مین بیلچہ دیدیا تو غلام کو بغیر خواجہ کے کہے اُسکی مراد معلوم ہو جائیگی اور وہ سمجہ لیگا کہ خواجہ مزدوری کرنیکا حکم دے رہا ہے یہی حال انسان کا ہے جب اُسکو ہاتہ پانو دیے گئے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالے اُسنے کام لینا چاہتا ہے چنانچہ فرماتے ہین

دست ہا چون بیل بشمار تہائے اوست		آخر اندیشی عبار تہائے اوست	
ترجمہ	ہات تیرا بیلچہ ہے اے بشر	رکہہ اشارات الٰہی پر نظر	

شرح۔ یعنے ہاتہ بیلچہ کی طرح جو آدمی کو دیے گئے ہیں اُنکے عطا کرنے سے گویا اللہ تعالے اشارہ کر رہا ہے کہ اِن ہاتون سے آدمی کچہ جہد اور کسب کرے۔ عبارت تعبیر کردن سخن مجازاً بمعنے حکم یعنے اللہ تعالے کا حکم ہے کہ آدمی کو عاقبت اندیشی چاہیئے۔ والامر بہم شورے بینہم اور عاقبت اندیشی اسی مین ہے کہ آدمی اپنی جہد و کسب اور ریاضت و مجاہدہ سے دین و دنیا کے کمالات حاصل کرے۔

	چون اشارتہاش را بر جان نہی		در وفائے آن اشارت جان دہی
ترجمہ	جو اشارات خدا پر جان دے		اور اشارون کی وفا پر جان دے
	پس اشارتہاش اسرارت دہد		بار بردارد ز تو کارت دہد
ترجمہ	اُسپہ کھلجائینگے سب اسرار حق		بار سب اُٹھکر لیگا کار حق

شرح یعنے جب تو اللہ تعالے کے اشارات اور اُسکے احکام کو جد و جہد کے ساتھ اپنی جان پر رکھے یعنے قبول کرلے اور اُنکے پورا کرنیمین اپنی جان جھونکدے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ تجھپر اسرار الٰہی مکشوف ہوجائینگے۔ اور اللہ تعالے تجھسے گناہون کا بوجھہ اُٹھالیگا اور تجکو صاحب تصرف بنا دیگا۔ مطلب یہ ہے کہ جو اللہ تعالے کے رستہ مین مجاہدہ کریگا۔ اللہ اُسکو اسرار حقیقت سے آگاہ کردیگا۔ اور وُہ مراتب ولایت تک پہنچکر ولی کامل اور صاحب تصرف بنجائیگا۔ کیونکہ یہ مقولہ مشہور ہے۔ کہ تصرف الاولیاء فی البرایا کتصرف الملوک فی الرعایا یعنے اولیا مخلوق پر ایسا تصرف اور قبضہ رکھتے ہین جیسا بادشاہ رعایا پر مگر یہ سب باتین جہد و کسب کے سبب حاصل ہوتی ہین۔

	حاملی محمول گرداند ترا		قابلی مقبول گرداند ترا
ترجمہ	پہلے حامل تہا پر اب محمول ہے		پہلے قابل تہا پر اب مقبول ہے

شرح۔ یعنے اسوقت تو امور دنیوی اور قیود نفسانی اور وسوسۂ شیطان کا بوجھہ اُٹھا رہا ہے۔ لیکن جب اشارات الٰہی پر عمل کرکے واقف اسرار ہوجائیگا تو حامل سے محمول یعنے براق عشق کا سوار بنجائیگا۔ یہ معنے بھی ہوسکتے ہین۔ کہ تیرے اعمال حسنہ قیامت کے دن براق کی صورت مین مصور ہوکر تجکو راکب بنالینگے۔ یا یون کہیئے کہ یہ شعر معراج ولی کی طرف اشارہ ہے۔ یعنے ولی کے اعمال حسنہ براق کی صورت بنکر اُسکو منزل مقصود تک پہنچا دیتے ہین

	قابل امر وئی۔ قابل شوی		وصل جوئی بعد ازان واصل شوی
ترجمہ	قابل امر خدا قابل ہوا		وصل کا طالب تہا جو واصل ہوا

شرح۔ یعنے تو اگر اُسکے اشارات اور احکام کو قبول کریگا تو کسی لایق ہوجائیگا یا قابل معرفت اور شہود حق بنجائیگا پہلا قابل بمعنے قبول کنندہ اور دوسرا بمعنے لایق و صاحب جاہ و منزلت ہے بعض نسخون مین قائل شوی ہے یعنے اُسکی احکام و اشارات قبول کرنیکے بعد تو قائل یعنے صاحب امر اور مُرشد خلق بن سکتا ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ پہلے وصل کو ڈہونڈ یعنے ریاضت اور مجاہدہ کر بعد مین واصل ہوجانا سہل ہے۔

	سعی شکر نعمت قدرت بود		جبر تو انکار آن نعمت بود
ترجمہ	کسب شکر نعمت حق ہے ضرور		جبر ہے انکار نعمت اے کفور

شرح جبر مجبور ہونا جبری بنا فرقۂ جبریہ کا مذہب اختیار کرنا جسکی تردید مولانا کئی بار فرما چکے ہین۔

	شکر نعمت نعمتت افزون کند		کفر نعمت از کفت بیرون کند
ترجمہ	شکر سے بڑہتی ہین ہر دم نعمتین		کفر سے بڑہتی ہین ہر دم زحمتین

شرح۔ یعنے جد وجہد اور کسب وطلب گویا نعمت قدرت کا شکریہ ہے بندہ اپنے ہاتھہ سے جب کوئی کام کرتا ہے تو گویا وہ اسبات کا شکر کر رہا ہے کہ اللہ تعالے نے اسکو قدرت کی نعمت دی ہے اور جبر یعنے دانستہ اپنے آپکو مجبور سمجھنا (جیسا کہ جبریون کا مذہب ہے) یہ اس نعمت قدرت کا کفران ہے۔ کیونکہ اُسنے اس نعمت سے کوئی کام نہین لیا۔ دوسرا شعر آیت لئن شکرتم لازیدنکم کا اقتباس ہے۔ یعنے شکر کرنے سے نعمت زیادہ ہوتی ہے اور کفران نعمت باعث عذاب ہے

	جبر تو خفتن بود۔ در رہ مخسب		تا نہ بینی اندر و درگہ مخسب
ترجمہ	جبر ہے سونا نہ تو اس راہ مین		تجکو جانا ہے بڑی درگاہ مین

شرح۔ یعنے تیرا جبر اور ترک طاعت باوجود قدرت تیری غفلت ہے جو طریق سلوک مین تجھپر طاری ہے تجکو چاہیئے کہ جب تک درگاہ حق کا مشاہدہ نہ کرے رستہ مین ہرگز نہ سوئے۔ رستہ سے منزل فنا کا رستہ مراد ہے اور منزل فنا سالک کے لیے منتہائے سیر اور موصل الے الحق ہے۔ پس تو اسکو چاہیئے کہ تمام عمر قدم ریاضت وسعی آگے بڑہائے جائے تاکہ درگاہ حقیقی اور منزل مقصود تک جا پہنچے اگر اس سے غفلت کریگا تو نتیجہ سوائے پشیمانی کے اور کچھ نہوگا۔ اور راہ سلوک مین مشاہدہ بارگاہ حق ہرگز نصیب ہوگا۔

	ہان مخسب اے جبری بے اعتبا		جز بزیر آن درخت میوہ دار
ترجمہ	تجکو سونا ہے گر اے بے اعتبا		ڈہونڈ لے ظل درخت میوہ دار

شرح۔ درخت میوہ دار سے مرتبہ بقا باللہ مراد ہے یعنے اے جبری بے اعتبار سوائے درخت میوہ دار کے اور کسی درخت کے نیچے نسو یعنے مطلب یہ کہ اپنے کسب اور مجاہدہ سے فنا فی اللہ ہو جا تاکہ مرتبہ بقا باللہ حاصل ہو اگر تو اور کسی درخت (یعنے غفلت اور جبر) کے نیچے سویگا تو اُس مرتبہ سے محروم رہیگا۔ نیز ممکن ہے کہ درخت میوہ دار سے عالم ربانی اور مرشد کامل مراد ہو کیونکہ حدیث مین آیا ہے۔ اذا لقیتم شجرۃ من اشجار الجنۃ فاقعدوا فی ظلہا وکلوا من اثمارہا۔ قالوا کیف یکون ہذا فی دار الدنیا یا رسول اللہ قال اذا لقیتم عالما فکانما لقیتم شجرۃ من اشجار الجنۃ یعنے رسول علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا کہ جب تمہین جنت کا کوئی درخت ملجائے تو اُسکے سایہ مین بیٹہا کرو۔ اور اُسکے پہل کہایا کرو۔ صحابہ نے فرمایا کہ دنیا مین جنت کا درخت کیونکر مل سکتا ہے آپنے فرمایا کہ جب کوئی عالم ربانی ملجایا کرے تو اُسے جنت کا درخت سمجھا کرو۔ اس صورت مین یہ معنے ہونگے کہ اے جبری بے اعتبا عالم ربانی سے ملاقات کر جو دلائل عقلیہ ونقلیہ سُنا کر تجھسے جبر کو ترک کرائے۔ عالم ربانی کو جنت کا درخت اسلیئے کہا گیا ہے کہ جسطرح درخت جنت کا سایہ اور پہل ہمیشہ رہنے والی چیزین ہین اسیطرح عالم ربانی کا فیض اُسکی حیات تک محدود نہین بلکہ بعد وفات بھی رہتا ہے

	تا کہ شاخ افشان کند ہر لحظہ باد	بر سر خفتہ بریزد نقل و زاد	
ترجمہ	تا کہ اسکی شاخ سے ہر دم ہوا	توڑ کر بخشے تجھے برگ و نوا	

شرح یعنے اے جبری درخت میوہ دار کے نیچے سو تا کہ باد عنایات الٰہی ہر لحظہ شاخ درخت میوہ دار کو جہاڑے یعنے مرتبۂ بقا باللہ سے تجکو علوم اسما و صفات حاصل ہون۔ یا یہ کہ نسیم لطف مرشد کامل جہد اور کسب کی شاخ سے تجکو زہد اور تقوے کے پہل عنایت کرے۔

	جبر خفتن درمیان رہزنان	مرغ بے ہنگام کے یابد امان	
ترجمہ	جبر ہے سونا میان رہزنان	مرغ بے ہنگام کو کب ہے امان	

شرح۔ یعنے جبریہ ہونا ایسا ہے جیسا کوئی شخص رہزنون مین سو گیا ہو اسوقت رہزن اسکو ضرور ہلاک کرینگے اسیطرح جبری گویا جماعت شیاطین مین غافل پڑا سو رہا ہے جو ریاضت اور مجاہدۂ فی سبیل اللہ سے روک کر اسکے ہلاک اور جہنمی ہونے کی کوشش کرتے ہین اور جبر ایسا ہے جیسا کہ مرغ بے ہنگام کہ صبح سے پہلے بول اٹھتا ہے اور ناواقف مسافر اسکی آواز سنکر چل پڑتے ہین اور رات باقی رہنے کے سبب چورون اور رہزنون کے ہات سے ہلاک ہو جاتے ہین مگر چونکہ ایسا مرغ باعث آزار مخلوق ہے اسلیئے اسکو ذبح کر دیتے ہین۔ علیٰ ہذا القیاس جبر ہے۔ کہ جبری اپنے معتقدین کو بہی ہلاک کر دیتا ہے۔ اور خود بہی ہلاک یعنے قابل دوزخ ہو جاتا ہے

	ور اشارتہاش را بینی زنی	مرد پنداری و چون بینی زنی	
ترجمہ	گر نہ مانے گا اشارتہائے رب	مرد کیا عورت کہین گے تجکو سب	

شرح۔ پہلے مصرع مین بینی زدن بمعنے انکار ہے اور دوسرے مین زن مقابل مرد یہ شعر پس اشارتہاش کے متعلق ہے اور مطلب یہ ہے کہ اگر تو احکام اور اشارات الٰہی سے انکار کریگا تو اسحالت مین بظاہر تو اپنے آپ کو مرد گمان کرتا ہوگا۔ مگر فی الواقع اور نظر غور سے دیکہے گا تو اپنے نفس کو عورت سمجہے گا۔ کیونکہ جہاد نفس اور راہ خدا مین مجاہدہ۔ اور ریاضت سے باز رہنا مردانہ صفت نہین ہے۔

	آنقدر عقلیکہ داری گم شود	سر کہ عقل از وے بپرد دم شود	
ترجمہ	جسقدر ہے عقل ہو جائیگی گم	عقل ہی جسمین نہو وہ سر سے دم	
	زانکہ بی شکری بود شوم و شنار	میبرد بے شکر را در قعر نار	
ترجمہ	کیونکہ ناشکری ہے اک عیب عظیم	لے پہنچتی ہے سوے نار جحیم	

شرح۔ یعنے اگر تو اشارات الٰہی پر عمل نہ کریگا تو عورت کے مانند ہو جائیگا اور تیری عقل گم ہو جائیگی۔ کیونکہ حدیث مین آیا ہے ہن ناقصات العقل والدین اسلیئے کہ اشارات پر عمل نہ کرنا کفران نعمت اور ناشکری ہے۔ اور

اور ناشکری سے نعمت جاتی رہتی ہے اور عقل بے رونق ہوجاتی ہے اور جس سر سے عقل جاتی رہے وہ دم حیوان کے مانند ہوجاتا ہے۔ کیونکہ انسان عقل ہی کے سبب حیوان مطلق سے ممیز ہے۔ شوم۔ نحوست ستار عیب و ننگ۔ خلاصہ یہ کہ آدمی کو جو ہاتھ پانو اور عقل دیگئی ہے اسکا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ نعمت الٰہی ہے اور اسکا شکر یہی ہے کہ اسنے مجاہدہ اور کسب اور ریاضت کرکے دولت دارین حاصل کرے اگر ناشکری کریگا تو یہ اسکے لیئے نحوست اور عیب کا باعث ہے جو اسکو قعر دوزخ مین ڈالدیگا۔

ب	گر توکل میکنی در کار - کن		کسب کن پس تکیہ بر جبار کن
ترجمہ	کام کر اور رکھہ توکل پر نظر		کسب کر اور تکیہ کر اللہ پر

شرح۔ یعنے کسب کے ساتھ توکل ضرور چاہیئے تاکہ یہ توکل انسانکے کسب کا جبر نقصان کردے۔ اگر توکل نکریگا تو ضرور اسکے کام مین نقصان رہیگا۔ قرآن مجید مین وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون بھی آیا ہے اور اقیموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین بھی۔ اسکی تطبیق اسطرح ہوسکتی ہے کہ آدمی اپنے کسب اور اعمال مین پورا اور مقبول ہونیکا بھروسا اللہ پر رکھے۔ ظاہری اسباب پر اعتماد نکرے ورنہ توکل جاتا رہیگا۔ صوفیہ کا مذہب یہ ہے کہ جہد و کسب بھی ہو اور توکل بھی ہاتھہ سے نجائے۔ چہ خوش بود کہ برآید بہ یک کرشمہ دو کار۔

	ب	باز ترجیح نہادن نخجیران مر توکل را بر جہد	
ترجمہ		پھر نخجیرونکا توکل کو کسب پر ترجیح دینا	

ب	جملہ بادے بانگہا بر داشتند		کان حریصان کہ سببہا کاشتند
ترجمہ	شیر سے سب نے یہ چلاکر کہا		کسب ہے دنیا مین جنکا مدعا
ب	صد ہزار اندر ہزاران مرد و زن		پس چرا محروم ماندند از زمن
ترجمہ	ہین زمانہ مین وہ لاکھون مرد و زن		باوجود کسب محروم زمن

شرح یعنے تمام نخجیرون نے چلاکر شیر سے کہا کہ وہ حریص لوگ جنہون نے اسباب اور جہد و کسب کا بیج بویا ہے لاکھون کرورون مرد عورت ہین (کیونکہ صد ہزار اندر ہزاران سے قاعدۂ ضرب و حساب مراد لیا گیا ہے) لیکن افسوس باوجود اسقدر تعداد اور کوشش کے وہ زمانہ کی طرف سے محروم ہین۔ زمانہ انکے مطالب اور مسببات حاصل کرنیمین انکی مدد نہین کرتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ توکل جہد و کسب کے صحیح رکھتا ہے۔ ورنہ باوجود کسب یہ حریص لوگ محروم نہ رہتے اور صحیح تو یہ ہے کہ من یتوکل علی اللہ فہو حسبہ جو خدا پر توکل کرے خدا اسکو کافی ہے۔

ب	صد ہزاران قرن زا غاز جہان		ہمچو اثر در ہا کشادہ صد زبان
ترجمہ	لوگون نے اب تک زا غاز جہان		صورت اثر مر نکالی ہے زبان

	مکر با کردند آن دانا گروہ	کہ زبن برکندہ شد زان مکر کوہ	
ترجمہ	مکر ایسے کرتے ہین دانا گروہ	سب اُکھڑ جاتے ہین بیخ و بن سے کوہ	
	کرد مکر و حیلہ القوم خبیث	در زما باور نداری این حدیث	
ترجمہ	مکر کرتی ہے بڑے قوم خبیث	گر تجھے باور نہین ہے یہ حدیث	
	کرد وصف مکرشان زاد الجلال	لتزول منہ اقلال الجبال	
ترجمہ	اُنکے حقمین ہے یہ قول ذی الجلال	مکر سے اُنکے اُکھڑتے ہین جبال	
	جز کہ آن قسمت کہ رفت اندر ازل	روئے ننمود از شکال و از عمل	
ترجمہ	سامنے آئی ہے تقدیر ازل	رہگیا بیکار اُنکا ہر عمل	

شرح۔ یہ اشعار بطور قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ لاکھون قرنون مین ابتدائے عالم سے آجتک بہت سے لوگون نے حصول مطلب کے لیے اسطرح زبانین کھولین جسطرح کسی جانور کے لقمہ کرنیکے لیئے اژدہا زبان نکالتا ہے یعنے کسب اور جہد مین بہت مبالغہ کیا مگر نا کامیاب رہے (قرن بمعنے شاخ و گیسو و کوہ خرد و بمعنے تنہا و جدا و نیک اسپ و روزگار و زمانہ و مدت سی یا ہشتاد یا صد و بیست یا صد سال۔ آخر قول کو ترجیح ہے کیونکہ پیغمبر علیہ السلام نے ایک بچہ کو دعا دیکر یہ فرمایا تھا کہ عش قرنًا۔ یعنے خدا کرے تو ایک قرن تک زندہ رہے۔ وہ پورے سو برس جیا) اور بہت سے دانا فرقون نے مکر اور حیلے حصول مطالب کے لیے پیدا کر لیئے اور ایسے مکر کیئے کہ اُنکے کسب اور فریب سے پہاڑ اپنی جگہ سے اُکھڑ گئے۔ یعنی طب اگر تجکو پہاڑ کے اکھڑ جانیکا یقین نہین ہے تو اس آیہ کو دیکھہ جو قرآن مجید مین ہے وقد مکروا مکرہم وعند اللہ مکرہم وانکان مکرہم لتزول منہ الجبال۔ یعنے کفار انبیا کے ستانے اور حصول مطالب دنیوی کے لیے ایسے ایسے مکر کرتے ہین کہ اُنسے پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ جائین تو عجب نہین مگر اللہ تعالے اُنکے مکر کی پروا نہین کرتا۔ اسکا وبال اُنہین کی جانو پر پڑیگا۔ مولانا نے اِسی آیہ کا اقتباس لتزول منہ اقلال الجبال کیا ہے یعنے اُنہون نے ایسے مکر کیئے کہ قریب تھا پہاڑ دن کی چوٹیان اُس سے اکھڑ جائین۔ مگر باوجود ان تمام کوششون اور سخت محنتون کے اُنہین وہی کچھ حاصل ہوا جو انکی قسمت مین تھا یعنے پابندی کسب اور عمل سے کچھ نہین ملا۔ شکال پائے بند اسپ اور وہ رسی جو اونٹ کی پالان پر باندھتے ہین یہان شکال سے تدبیر اور پابندی کسب مراد ہے اور بعض نسخون مین شکال کیجگہ شکار دیکھا گیا ہے۔

	جملہ اُفتادند از تدبیر کار	ماندہ کار و حکمہائے کردگار	
ترجمہ	پڑہوے محروم سب انجام کار	رہگئے ہین حکمہائے کردگار	

شرح۔ یعنے تمام مکار اور جہد و سعی کرنیوالے تدبیر کار سے ساقط ہو گئے اور صرف اللہ کا حکم باقی رہا انکی

تدبیر اور مکر سے کچھ کام نہ چلا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی صفت فعال لما یرید ہے یعنے وہ اپنے ارادونکو پورا کر دیتا ہے۔

	کسب جز نامے مدان اے نامدار	جہد جز وہمے مپندار اے عیار
ترجمہ	ہے برائے نام کسب اے نامدار	جہد ہے اک وہم مرد ہوشیار

شرح۔ یعنے کسب اور سبب صرف برائے نام ایک چیز ہے فی الحقیقت اسمین حصول مسبب کی تاثیر نہین ہوتی اور جہد و تدبیر ایک وہم ہے جس سے بلا خوبی تقدیر کچھ حاصل نہین ہوتا عیار بمعنے مرد سنجیدہ یا مخفف عیار بمعنے چالاک و ہوشیار۔ خلاصہ یہ کہ توکل جہد پر بہر حال ترجیح رکھتا ہے۔

نگریستن عزرائیل بر مردے و بگریختن آن مرد در سرائے سلیمان و تقریر ترجیح توکل بر جہد و کوشش

ترجمہ۔ ملک الموت کا ایک شخص کیطرف دیکھنا اور اسکا سلیمانؑ کی بارگاہ مین بہاگ جانا اور جہد و کسب پر توکل کی ترجیح کا بیان

شرح۔ مولانا نخچیرون کی زبان سے یہ حکایت ترجیح توکل کے بارہ مین تحریر فرماتے ہین اور اس حکایت کو بیضاوی نے مختصراً اسطرح لکھا ہے کہ ملک الموت ایکبار حضرت سلیمانؑ کے خدمت مین آئے اور انکے جلیسون مین سے ایک جلیس کی طرف غور سے دیکھا۔ اس آدمی نے حضرت سلیمانؑ سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے آپنے جواب دیا کہ یہ قابض الارواح یعنے ملک الموت ہے اس شخص نے کہا کہ شاید یہ میری جان نکالنے آیا ہے کیونکہ مجکو خشم آلود نگاہون سے دیکھتا ہے اسلیئے آپ ہوا کو حکم دین کہ وہ مجکو یہان سے اٹھا کر ہندوستان کی طرف لیجائے تاکہ اسکے خشم آلود نگاہ سے جو کچھ مجکو صدمہ پہنچا ہے وہ کم ہو جائے۔ چنانچہ حضرت سلیمان نے اسکی خواہش پوری کر دی اور ملک الموت سے پوچھا کہ تمنے ایک آدمی کو ڈرا کر اسکے وطن سے آوارہ کیون کر دیا۔ انہون نے کہا کہ مین اس شخص کو دیکھکر متعجب تہا کیونکہ مجکو حکم خداوندی ہو چکا تہا کہ اسکی روح کو ہندوستان مین جا کر قبض کرون حالانکہ یہ یہان بیٹھا ہوا ہے اسلیئے میری خشم آلود نگاہ اسکے ہندوستان جانیکا حیلہ ہو گئی۔ اور اسنے جو اپنی جان بچانے کا حیلہ کیا تہا وہ کارگر نہوا۔ کیونکہ مین ابہی ہندوستان پہنچکر اسکی روح کو قبض کر لونگا۔ مقصود یہ ہے کہ توکل جہد و تدبیر سے بہتر ہے اور مولانا اسی قصہ کو آیندہ شعرون مین بیان کرتے ہین ہمنے آیندہ تمام اشعار کا خلاصہ یہان درج کر دیا ہے۔

کہا	سادہ مردے چاشتگاہے در رسید	در سرا عدل سلیمانی دوید
ترجمہ	ایک بہولا شخص در عہد سلف	بہاگ کر آیا سلیمان کی طرف

شرح۔ سرا عدل بمعنے دار العدالت سادہ۔ صاف دل اور بہولا۔ مولانا کے نزدیک وہ شخص جلیس سلیمان نہ تہا بلکہ غیر تہا۔ اور ملک الموت نے اسپر کسی اور رہگزر مین نگاہ ڈالی تہی۔ مگر چونکہ حضرت سلیمان پیغمبر زمان اور بادشاہ عادل اور نہایت رحم دل تہے اسلیئے اسنے خوف زدہ ہو کر حضور کی بارگاہ مین پناہ لی۔

	رویش از غم زرد و هر دو لب کبود	پس سلیمان گفت ایخواجہ چہ بود	
ترجمہ	ہونٹ نیلے اور منہ پر مردنی	یون کہا حضرت نے تجھسپر کیا بنی	
	گفت عزرائیل در من اینچنین	یک نظر انداخت پر از خشم و کین	
ترجمہ	وہ لگا کہنے کہ یا خشم و خطر	مجھپہ عزرائیل نے ڈالی نظر	

شرح۔ اینچنین سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید اُس شخص نے ڈراؤنی صورت بنا کر ملک الموت کی نقل کی ہوگی۔

	گفت اکنون ہین چہ میخواہی بخواہ	گفت فرما باد را اے جان پناہ	
ترجمہ	بولے وہ کیا چاہتا ہے ہمسے چاہ	بولا یہ کہدے ہو اسے جان پناہ	
	تا مرا زینجا بہندستان برد	بُو کہ بندہ کا نظر فتد جان برد	
ترجمہ	تاکہ لیجائے مجھے ہندوستان	بندہ کو ملجائیگا وہان امن جان	

شرح یعنے شاید بندہ اُسطرف جاکر جان بر ہوجائے شد بمعنے شدہ درفتہ ہے اور بُو مخفف بود۔

	یک زدرویشی گریزانند خلق	لقمۂ حرص و عمل را نند خلق	
ترجمہ	فقر سے خلقت کو نفرت ہے غضب	لقمۂ حرص و عمل کی ہے طلب	
	ترس درویشی مثال آن ہراس	حرص و کوشش را تو ہندستان شناس	
ترجمہ	خوف درویشی ہے گویا وہ ہراس	حرص کو ہندوستان کرلے قیاس	

شرح۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ یک مخفف انیک یعنے اسبات کو دیکھہ کہ خلقت فقر اور مسکنت سے بہاگ کر حرص و کوشش پیدا کرتی ہے۔ یعنے لوگ خوف فقر سے مال جمع کرتے ہین یا اُسکے جمع کرنیکی کوشش کرتے رہتے ہین۔ لیکن تو اِس خوف درویشی کو اُس خوف پر قیاس کر جو جلیس سلیمان پر طاری ہوا تہا اور حرص و کوشش کو ہندستان جان۔ یعنے جسطرح اُس شخص کا موت سے خوف کرنا اور ہندوستان جانا اُسکو جانبر نکر سکا اِسیطرح فقر و مسکنت سے بہاگنا اور حرص و کوشش مین پڑنا فقر سے نجات نہین دیسکتا بعض نسخون مین بجائے عمل ہے جس سے طول امل مراد ہے رانند صیغہ مضارع جمع غائب مشتق از راندن بمعنے ہانکنا چلانا جس سے مراد لقمہ کہانا ہے۔

	باد را فرمود تا او را شتاب	بُرد سوے قعر ہندستان بر آب	
ترجمہ	حکم پانی ہی ہوا پر بے گمان	لیگئی اُسکو سوے ہندوستان	

شرح یہان سے مولانا قصہ کی طرف رجوع فرماتے ہین قعر بمعنے درمیان ہے اور بر آب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہوا اُسکو ہندوستان کے کسی جزیرے پر لیگئے جو پانی مین تہا۔ فائدہ حضرت سلیمانؑ چونکہ انسانون جنون پریون اور حیوانون کے علاوہ ابر اور ہوا پر بہی حاکم تہے اسلیئے حضور کے حکم سے ہوا نے اُس شخص کو فوراً ہندوستان مین پہنچادیا تہا۔

ـــ	روز دیگر وقت دیوان لقا	شہ سلیمان گفت عزرائیل را	
ترجمہ	دوسرے دن وقت دیوان لقا	یون سلیمان نے فرشتے سے کہا	

شرح۔ دیوان لقا۔ ملاقات کی کچہری۔ جس کچہری مین بادشاہ لوگون سے ملاقات کیا کرتے ہین۔ دیوان عام

ـــ	کان مسلمانرا بخشم از چہ سبب	بنگریدی باز گو اے پیک رب	
ترجمہ	اُس مسلمان پر یہ خفگی کا سبب	کیا ہوا کہہ تو سہی اے پیک رب	
ـــ	اے عجب این کردہ باشی مہربان	تا شود آوارہ او از خانمان	
ترجمہ	اِسلیے یہ قہر تہا اے مہربان	تا وہ ہو آوارہ وہے خانمان	

شرح۔ یعنے اے ملک الموت تعجب ہے تم نے اُسکے خانمان سے آوارہ کرنیکے لیے۔ اُس پر قہر کی نگاہ کیون کی تہی۔ کہ وُہ غریب خوفزدہ ہوکر تمہارے ڈر سے ہندوستان مین جلاوطن ہوگیا۔

ـــ	گفت ایشاہِ جہان بیزوال	فہم کژ کردہ نمود او را خیال	
ترجمہ	بولا وہ اے شاہ ملک بے زوال	ہے غلط اُسنے کیا جو کچہہ خیال	
	من دروازخشم کے کردم نظر	از تعجب دیدمش درہ گزر	
ترجمہ	مینے کب کی اُسپہ غصہ کی نظر	وُہ تعجب کی نگہ تہی سر بسر	

شرح۔ یعنے ملک الموت نے یہ کہا کہ اے سلیمان دین و دنیا کے بادشاہ اُس شخص کی سمجہہ تیڑہی تہی کہ میری تعجب کی نگاہ کو نگاہِ خشم آلود خیال کیا۔ یعنے غصہ سے نگاہ نہین کی تہی بلکہ تعجب سے دیکہا تہا کہ اِسکی جان نکالنے کا وقت ہندوستان مین قریب آگیا ہے۔ اور یہ یہان موجود ہے۔ گو مطبوعہ نسخون مین دوسرا شعر نہین پایا جاتا مگر خاکسار شارح کے نزدیک ہونا ضرور چاہیئے۔ کیونکہ اسکے بغیر قصہ کا مضمون تمام نہین ہوتا۔

ـــ	کہ مرا فرمود حق کامروز ہان	جان او را تو بہندستان ستان	
ترجمہ	امر حق تہا مجکو اُسکی شان مین	جان لے اُسکی تو ہندستان مین	
ـــ	دیدمش او را و بس حیران شدم	در تفکر رفتہ سر گردان شدم	
ترجمہ	اُسکو مین یہان دیکہکر حیران رہا	فکر مین غلطان و سرگردان رہا	
ـــ	از عجب گفتم گر او را صد پرست	زو بہندستان شدن دور اندرست	
ترجمہ	سوچتا تہا مین کہ گر ہون لاکہہ پر	ہند مین پہنچیگا کیونکہ یہ بشر	
ـــ	چون بامر حق بہندستان شدم	دیدمش انجا و جانش بستدم	
ترجمہ	حکم حق سے مین گیا ہندوستان	اِسکو دیکہا اور نکالی اُسکی جان	

شرح یہانتک ملک الموت کا مقولہ تمام ہوا۔ پیچھلے شعر مین لفظ اندر زائد ہے۔ آیندہ مولانا فرماتے ہین۔

	تو ہمہ کار جہان را ہمچنین		کن قیاس و چشم بکشاؤ و ببین
ترجمہ	کھول آنکھین عقل ہے گر تیرے پاس		کار دنیا کو اسی پر کر قیاس

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ یعنے ایخاطب تو تمام دنیا کے افعال کو اسی حکایت پر قیاس کر اور یہ جان لے کہ الحذر لا یغنی عن القدر۔ بچاؤ۔ اور حیلہ اور جد و جہد تقدیر کو باطل نہین کر سکتا۔ کام جبھی بنتا ہے کہ تقدیر موافق تدبیر ہو۔ اور اللہ تعالے کو نبانا منظور ہو اپنے جد و جہد سے ہرگز مطلب براری نہین ہو سکتی۔

	از کہ بگریزیم از خود این محال		از کہ برتابیم از حق این وبال
ترجمہ	کس سے بہاگین نفس سے یہ بالکل محال		حق سے مُنہ پھیرین سراسر ہے وبال

شرح۔ یعنے ایخاطب ہم کس سے بہاگ کر جائین کیا اپنے نفس سے یہ بات محال ہے آدمی اپنے نفس سے نہین بہاگ سکتا۔ اور ہم کس سے اعراض کرین کیا ذات حق سے یہ سراسر ناگوار اور دشوار ہے پہلا مصرع دوسرے کی تمثیل ہے۔ یعنے جسطرح اپنے نفس سے بہاگنا اور جدا ہو جانا مشکل ہے اسیطرح قبضۂ قدرت الٰہی سے بہاگنا محال ہے قرآن مجید مین ہے اللہ معکم اینما کنتم یعنے تم جہان ہو گے خدا تمہارے ساتھ ہے حق سے مراد امر حق ہے۔ دوسری آیت ہے اینما تکونوا یدرکم الموت تم کہین جاؤ گے موت پہنچ رہیگی۔

	باز ترجیح شیر جہد را بر توکل و فوائد جہد بیان کردن		
ترجمہ	پھر شیر کا جہد کو توکل پر ترجیح دینا اور محنت و مشقت کے فوائد کا ذکر		
	شیر گفت آرے ولیکن ہمچنین		جہد ہائے انبیا و مرسلین
ترجمہ	شیر بولا سچ ہے لیکن بالیقین		دیکھہ جہد انبیا و مرسلین

شرح یعنے شیر نے کہا کہ ہان توکل بیشک صفت حمیدہ ہے لیکن جہد بھی بیکار چیز نہین۔ ایخاطب تو نے جہان توکل کی خوبیان دیکھی ہین وہان یہ دیکھہ کہ جہد انبیا و مرسلین اور مؤمنین کا فعل ہے اگر یہ بیکار اور عبث ہوتا تو یہ لوگ ضرور اُس سے الگ رہتے۔ اعلاء دین کے لیئے انبیا نے بہت اذیتین اُٹھائی ہین۔ یہانتک کہ بعض نبی شہید ہو گئے ہین علے ہذا القیاس ایمان والون نے راہ خدا مین بڑی بڑی محنتین اُٹھائی ہین

	سعی ابرار و جہاد مومنان		تا دمین ساعت ز آغاز جہان
ترجمہ	امر حق ہین جد و جہد مؤمنان		انتہا تک ہے ز آغاز جہان
	حق تعالے جہدشان راست کرد		آنچہ دیدند از جفا و گرم و سرد
ترجمہ	سر بسر مقبول حق ہے سعی و درد		اُنپہ جو گزری جفائے گرم و سرد

شرح یعنے اللہ تعالے نے اُنکے جہد اور تحمل جفائے گرم و سرد زمانہ کو ضایع نہین کیا۔ بلکہ نتیجہ جہد کو صحیح اور ثابت کرکے دکھادیا۔ یہ اُنہین کے جہد و کوشش کا طفیل ہے کہ دین متین اور شرع رب العالمین آجتک باقی ہے لفظ جہان کے بعد لفظ باقی یا موجود ست محذوف ہے۔

ے	جملہا شان جملہ حال آمد لطیف		کل شئی من طریف ہو طریف
ترجمہ	کسطرح احسن نہون فعل ولی		ہے بہلون کی ہر ادا ہر شئے بہلی

شرح لطیف صفت حال ہے۔ یعنے اُنکے تمام افعال اور مجاہدے بفحوائے مصرع ثانی حالت لطیف کی صورت مین آگئے کیونکہ اُنہون نے سب سے پہلے نفس کشی اختیار کی تہی سو دیکھہ لیجے نفس لوامہ و ملہمہ نفس مطمئنہ بنگیا۔ کیونکہ نادر شخص کی ہر شے نادر ہوتی ہے دوسرے مصرع کی تحقیق پہلے مذکور ہو چکی ہے۔

ے	دامہا شان مرغ گردونی گرفت		نقصہا شان جملہ افزونی گرفت
ترجمہ	مرغ گردونی ہے اُنکے دام مین		روز افزونی ہے اُنکے کام مین

شرح دام سے جہد انبیا مراد ہے اور مرغ گردونی سے مراتب عالیہ اور وصال الٰہی۔ دوسرے مصرع کا یہہ مطلب ہے کہ دنیوی نقصانات کہ عمداً ترک دنیا سے اُنکو حاصل ہوتے تہے آخرت مین زیادتی اجر کے باعث ہو گئے۔

ے	جہد میکن تا توانی اے کیا		در طریق انبیاء و اولیا
ترجمہ	جسقدر طاقت ہو تجہین جہد کر		یہ طریق انبیا ہے سر بسر

شرح کیا بمعنے پہلوان و خداوند و پاکیزہ اس لفظ کی تحقیق پہلے گزر چکی ہے۔ اور در طریق انبیاء جہد میکن کے متعلق ہے

فائدہ نفس بمعنے جان و روح و حقیقت ہستی و عین ہر چیز ہے۔ گو نفس فی الواقع ایک شئے ہے مگر صوفیہ کے نزدیک باعتبار وصف اسکے تین قسمین ہین اول نفس امارہ یعنے لذت دنیا اور حظ نفسانی کی طرف امر کرنیوالا۔ ان النفس لامارۃ بالسوء کا مصداق۔ چنانچہ عوام کا نفس اس نفس کو نفس بہیمیہ بہی کہتے ہین۔ دوم نفس لوامہ یعنے اپنے آپ کو گناہون پر ملامت کرنیوالا یہ نفس صلحا اور اولیا کا ہے جسکی قسم اللہ تعالے نے کہائی ہے لا اقسم بالنفس اللوامہ۔ سوم نفس مطمئنہ جو اوصاف ذمیمہ سے الگ ہوکر اخلاق حمیدہ کے ساتہ متصف ہو گیا ہو۔ اور باطمینان تمام قرب الٰہی مین اسماء و صفات حق کے سیر کرتا ہو۔ جسکی بابت یا ایتہا النفس المطمئنہ نازل ہے۔ بعض نے چوتہا نفس ملہمہ اور بڑہایا ہے جس سے نیکون کے ارادے دلمین راہ پاتے ہین۔

ے	با قضا پنجہ زدن نبود جہاد		زانکہ این را ہم قضا بر ما نہاد
ترجمہ	پنجہ کرنا ہے قضا سے جہد کب		کیونکہ جہد و کسب بہی ہے حکم رب

شرح شیر کہتا ہے کہ اے نخچیر دستے جو یہ گمان کیا ہے کہ جہد اور کسب قضائے الٰہی کے ساتہ معارضہ اور جنگ ہے

یہ گمان غلط ہے کسب اور جہد قضائے الٰہی کو رد نہین کرسکتا بلکہ یون سمجھنا چاہیئے کہ کسب و جہد خود قضائے الٰہی ہے جو ہمپر مقرر ہوی ہے اور جبکہ کسب قضائے الٰہی ہے تو اسکا ترک بیشک معارضۂ قضائے الٰہی ہوگا اور نفس امارہ کی اطاعت اسکا نام رکہا جائے گا۔ جہاد بمعنے جہد ہے۔ یعنے حلال کام مین محنت وسعی کرنا۔

	کافرم من گر زیان کردست کس	در رہ ایمان و طاعت یکنفس	
ترجمہ	مین ہون کافر گر رہِ ایمان مین	ایکدم کوئی رہے نقصان مین	

شرح۔ یعنے اگر میرا یہ عقیدہ ہو کہ انبیا و مرسلین اور مومنین نے راہِ ایمان اور طاعت مین جہد کرنیسے نقصان حاصل کیا ہے تو مین کافر ہون۔ کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ اور وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ اور مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِہَا۔ یعنے اللہ نیک کارونکا اجر ضایع نہین کرتا اور ایک نیکی کرنیوالے کو دس گنا اجر ملتا ہے۔

	سر شکستہ نیست این سر را بلند	یکدو روزے جہد کن باقی بخند	
ترجمہ	سر نہ پہوٹا ہو تو پٹی کیا ضرور	ایک دو دن جہد کر پہر ہے سرور	

شرح۔ یعنے اے حیلہ جو اور مکار جبری نہو۔ تیرا سر نہین پہوٹا۔ پہر اسکو باندہتا کیون ہے یعنے ترک طاعات کے لیے حیلہ نڈہونڈ ایک دو دن جہد کرے اور ہمیشہ شادکام رہ ایک دو روز سے مراد دنیا ہے کیونکہ بعض صوفیہ کا مقولہ ہے الدُّنیا ساعۃ فَاجْعَلُوْہَا طَاعَۃً یعنے دنیا ایک ساعت ہے۔ اس ساعت کو طاعت مین گذار دے۔

	بد محالے جست کو دنیا بجست	نیک حالے جست کو عقبا بجست	
ترجمہ	طالب دنیا ہے بیشک بدسگال	طالب عقبے ہے مرد نیک مال	

شرح۔ محال جمع محل ہے یعنے جسنے دنیا ڈہونڈی اسنے بہت برے ٹہکانے ڈہونڈے۔ کیونکہ دنیا مطلوب بد ہے

	مکرہا در کسب دنیا بار دست	مکرہا در کسب عقبا وار دست	
ترجمہ	مکر ہائے کسب دنیا ہین ذلیل	مکر ہائے کسب عقبا ہین جلیل	

شرح۔ یعنے حیلۂ کسب دنیا جائز سہی مگر کسب دنیا مین اسقدر انہماک کہ خدا سے غافل کردے حیلۂ بارد اور مکروہ اور مردود ہے اور ترک دنیا کا مکر و حیلہ اور جہد ہر حال مین مستحسن اور جائز ہے حُبُّ الدُّنْیَا رَاْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ۔ دنیا کی محبت سارے گناہون کی سردار ہے سیکڑون آدمی اسی دنیا کی محبت مین خدا سے غافل ہوکر کافر ہوگئے ہین۔

	مکر آن باشد کہ زندان حفرہ کرد	آنکہ حفرہ بست آن مکریست سرد	
ترجمہ	مکر عقبا کیا ہے زندان توڑنا	مکر دنیا ہے اسے کم چھوڑنا	

شرح۔ اس شعر مین مولانا مکر و حیلۂ ترک دنیا اور کسب دنیا کا فرق بتاتے ہین۔ حیلۂ ترک دنیا یہ ہے کہ آدمی اس قید خانہ کو کہود ڈالے اور اس سے نجات پا جائے۔ کیونکہ الدُّنیا سجن المومن وارد ہوا ہے۔ یعنے حب دنیا کو دل مین

جگہ نہ دے اور کسب دنیا یہ ہے کہ اس قید خانہ کے گڑھے کو بھر دے یعنے دنیا سے نجات پانے کی کوشش نہ کرے بلکہ اسکا طالب بنا رہے یہ ناجائز اور نامعقول مکر ہے۔

	این جہان زندان و ما زندانیان		حفرہ کن زندان و خود را وارہان
ترجمہ	یہ جہان زندان ہے اور قیدی ہین ہم		اس سے جھوٹ اور توڑ زندان الم

شرح۔ یعنے دنیا قید خانہ ہے اور ہم قیدی ہین ایمخاطب اس قید خانہ کو توڑ یعنے محبت دنیا کو چھوڑ اور طلب عقبے مین سعی کر

	چیست دنیا از خدا غافل بدن		نے قماش و نقرہ و فرزند و زن
ترجمہ	کیا ہے دنیا؟ حق سے غفلت! بالیقین		جورو بچے مال و زر دنیا نہین

شرح یعنے ہم جو ترک دنیا کی ترغیب دے رہے ہین اس سے یہ مراد نہین کہ اپنے مال اور بیوی بچون کو چھوڑ دے بلکہ یہ مراد ہے کہ خدا سے غافل کرنیوالی چیز کو ترک کر دے۔ کیونکہ دنیا اُسی کا نام ہے جو باعث غفلت ہو۔ حدیث شریف مین آیا ہے ما الہاک عن اللہ فہو دنیاک یعنے جو تجھے خدا سے غافل کر دے وُہ تیری دنیا ہے۔ قماش بمعنے رخت۔ و جامہ ریشمی و متاع خانہ و بمعنے جوہر و صفت۔ یہان دنیوی مال و اسباب مراد ہے۔

	مال را گر بہر دین باشی حمول		نعم مال صالح خواندش رسول
ترجمہ	ہے برائے مال دینی اے جہول		نعم مال صالح قول رسول

شرح۔ حدیث شریف مین آیا ہے۔ نعم المال الصالح للرجل الصالح۔ یعنے نیک آدمی کے پاس اچھا مال ہو تو بہت اچھا ہے مال صالح سے مراد مال حلال ہے جو حقوق اللہ مثلاً حج و زکوۃ۔ اور حقوق العباد مثلاً نفقہ اہل و عیال پر خرچ ہو۔ اور مرد صالح سے مراد وُہ شخص ہے جسکے دل مین محبت دنیا باقی نہ رہی ہو۔ خلاصہ یہ کہ دینی کامون کے لیئے اگر مال جمع کیا جائے تو کسیطرح قابل ملامت نہین ہے۔

	آب در کشتی ہلاک کشتی ست		آب اندر زیر کشتی پشتی ست
ترجمہ	آب کشتی مین ہے تو بیکار ہے		اور نیچے ہے تو بیڑا پار ہے

شرح۔ اس شعر مین مال کے ضرر اور نفع کو ایک مثال مین بیان کیا گیا ہے۔ یعنے جسطرح پانی اگر کشتی کے اندر آجائے تو اُسکو ہلاک کر دیتا ہے اور ڈبو دیتا ہے اور کشتی کے نیچے رہے تو اُسکی حمایت کرتا ہے یعنے اُسکو پار کر دیتا ہے۔ اسیطرح مال اور حب دنیا ہے اگر داخل قلب ہے تو ہلاک کر دیگا۔ اور اگر خارج قلب رہا اور صرف دینی۔ اور ضروری کامون کے لیے جمع کیا گیا۔ تو نجات دلوائیگا

	چونکہ مال و ملک را از دل براند		زان سلیمان خویش جز مسکین نخواند
ترجمہ	تھے سلیمان بادشاہ ملک گو		کہتے تھے مسکین اپنے آپ کو

شرح۔ حضرت سلیمان باوجود سلطنت دین و دنیا و حکومت دیو و پری و مملکت باد و ہوا چونکہ حب دنیا نہ رکھتے تھے اسلیئے اپنے آپ کو مسکین کہا کرتے تھے اور کھانا مسکینوں کے ساتھ کھاتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے المسکین یاکل مع المساکین مسکین اُسکو کہتے ہیں جسکے پاس ایک وقت کا کھانا بھی نہو۔

ـــ	کوزہ سر بستہ اندر آب رفت		از دل پُر باد فوق آب رفت
ترجمہ	ڈالیئے کوزہ اگر منہ باندکر		چونکہ خالی ہو رہے گا آب پر

شرح۔ آب رفت۔ آب عریض و عظیم و عمیق۔ اس شعر میں اُس شخص کی حالت جسکا دل حب دنیا سے خالی ہو ایک مثال میں بیان ہوی ہے یعنے جسطرح ایک خالی آبخورہ کا منہ باندھکر گہرے پانیمیں ڈالدیئے سے وہ آبخورہ پانی کو اپنے اندر جگہ نہیں دیتا اور ڈوبنے سے محفوظ رہتا ہے اور اس سبب سے کہ خالی ہے اور اندر ہوا ہی ہوا بھری ہوی ہے پانی پر تیرتا رہتا ہے اور ہرگز نہیں ڈوبتا۔ اسیطرح اُس شخص کا حال ہے جسکا دل حب دنیا سے خالی اور ہوائے محبت الٰہی سے بھرا ہوا ہو۔ وہ بھی بحر دنیا میں ہرگز غرق نہوگا۔ کیونکہ اُسکا منہ لذائذ دنیا سے بند ہوا ہے۔ اور دل محبت ماسوے اللہ سے خالی ہے۔

ـــ	باد درویشی چو در باطن بود		بر سر آب جہان ساکن بود
ترجمہ	جسکے دلمیں ہے فقیری کی ہوا		بالیقین پانی پہ وہ ٹھیرا رہا

شرح۔ یعنے اگر درویشی اور فقر کی ہوا باطن میں ہوگی اور دل محبت ماسوے اللہ سے خالی ہوگا (جیسا کہ وہ آبخورہ خالی تھا) تو ایسا شخص بحر دنیا پر ساکن رہیگا۔ اور اسمیں غرق نہوگا جسطرح تبرا کہ پانی پر ٹھہر جاتا ہے

ـــ	آب نتواند مر او را غوطہ داد		کشتی دل از نفخہ الٰہی گشت شاد
ترجمہ	اُسکو پانی غوطے دیسکتا ہے کب		جسکے دلمیں ہو ہوائے عشق رب

شرح۔ یعنے جسکا دل ہوائے محبت الٰہی سے خوش ہے وہ اس پانیمیں غوطے نہیں کھاتا۔ بلکہ تیرتا رہتا ہے

ـــ	گرچہ اینجملہ جہان ملک وے ست		ملک در چشم دل او لاشے ست
ترجمہ	گرچہ یہ سارا جہان ملک اُسکی ہے		وہ سمجھتا ہے یہ اُسکو ہیچ شے

شرح مصرع اول میں ضمیر وے بسوے ذات حق اور ضمیر او بسوے تارک دنیا راجع ہے یہ بھی ممکن ہے کہ دونو ضمیرین تارک دنیا کی طرف ہون یعنے اگرچہ درویش سارے جہان پر متصرف ہوتا ہے مگر پھر بھی یہ سب اُسکے نزدیک لاشے ہے۔

ـــ	پس دہان و دل مبند و مہر کن		پر کنش از باد مہر من لدن
ترجمہ	پس دہان و دل پر اپنے مہر کر		اور باد یاد حق در تو نمین بھر

شرح یعنے اپنے مخاطب دہن کو لذائذ دنیا سے اور دل کو محبت ماسوے سے روک کر ہوائے محبت اسرار الٰہی

سے پُر کرے۔ تاکہ تو بحر دنیا مین غرق نہو۔ مِن لَدُن سے مراد وہ ذات پاک ہے جسکی جانب سے اسرار دلمین آتے ہین بعض نسخون مین پرکنش از بادِ کبر من لدن ہے۔ یعنے چشم و دلکو ہوائے کبریائی حق سے پُر کر۔ کیونکہ اس حالت مین اُسکی کبریائی کے آگے تیرے دلمین دنیا کی عظمت بالکل نہ رہیگی جو مقصود اولیاء اللہ ہے۔ اور بعض نسخون مین پرکنش از بادگیر من لَدُن ہے۔ بادگیر اُس روزن کو کہتے ہین جو ہوا کے لیئے مکانون مین رکھے جاتے ہین یعنے دل اور آنکھ مین ایسے روزن پیدا کرے جن سے اسرار معرفت ہوا کی طرح پہنچتے رہین۔

✓	جہد حق ست و دوا حق ست و درد	منکر اندر نفی جہدش جہد کرد	
ترجمہ	راست ہے کوشش دراؤ درد حق	منکر کوشش کو ناحق ہے قلق	

شرح۔ اس شعر مین سوفسطائیہ کا رد ہے جو حقائق اشیاء کو غیر ثابت کہتے ہین۔ یعنے جہد اور کسب حق ہے اور علے ہذا القیاس درد اور دوا بہی جہان مین موجود ہے۔ اور منکر نے جو جہد اور سعی شیر کی نفی مین کوشش کی ہے یہ بیفائدہ ہے ضمیر شین شیر کی طرف راجع ہے یا جاہد یعنے جہد کرنیوالے کی طرف جو جہد سے سمجھ مین آتا ہے سوفسطائی اشیاء کا انکار کرتے ہین۔ مگر یہ نہین جانتے کہ یہ انکار ہی فی الحقیقت اثبات ہے اسلیئے متکلمین نے کہا ہے کہ الاشیاء ثابتۃ اذ فی نفیہا اثباتٌ یعنے اشیاء کا ہونا ثابت ہے۔ کیونکہ اگر اُنکی نفی کیجائے تو یہ نفی بہی تو کوئی چیز ہی ہوگی۔ پس تو جب نفی کا ثبوت ہوگیا تو شئے کے ثبوت مین کیا عذر رہا۔ یہ ذرا باریک بات ہے غور سے ملاحظہ ہو

✓	کسب کن جہدے نمائے و سعی کن	تا بدانی سرّ علم من لدن	
ترجمہ	کسب کر محنت اُٹھا اے مرد دین	تا کہلین اسرار رب العالمین	
✓	گرچہ اینجملہ جہان پُر جہد شد	جہد کے در کام جاہل شہد شد	
ترجمہ	گرچہ یہ سارا جہان پُر جہد ہے	جہد جاہل کے لیئے کب شہد ہے	

شرح یعنے منکر سوفسطائی۔ اور جاہل و کاہل کو جہد اور ریاضت خوشگوار نہین معلوم ہوتی۔ جہد سے دینی کوشش مراد ہے۔ جو خدا کے رستے مین کیجائے البتہ اپنی یا اپنے اہل و عیال کی پرورش کے لیے حلت رزق حلال مین سعی کرنی دینی کوشش ہے

✓	زین نمط بسیار برہان گفت شیر	کز جواب آن جبریان گشتند سیر	
ترجمہ	شیر سے سنکر جواب با صواب	رہگئے وہ جانور سب لاجواب	

شرح یعنے شیر نے نخچیرون کے روبرو فضیلت جہد کے ایسے دلائل بیان کیے کہ وہ سب جواب سے عاجز رہگئے اور شیر کے مقولہ کو مان لیا۔ جانورون کو جبری اسلیے کہا گیا کہ وہ سعی اور کوشش کو برا جانتے تہے۔

✓	مقرر شدن ترجیح جہد بر توکل		
ترجمہ	کسب و جہد کی ترجیح کا توکل پر اچہی طرح ثابت ہو جانا		

	روبہ و خرگوش و آہو و شغال	جبر را بگذاشتند و قیل و قال	
ترجمہ	لومڑی خرگوش۔ گیدڑ اور ہرن	شیر کے آگے ہوے سب بے سخن	
	عہد ہا کردند با شیر ژیان	کاندریں بیعت نیفتد در زیان	
ترجمہ	اور یہ بولے کہ اے شیر ژیان	ہے ہمارا عہد بالکل بے زیان	
	قسم ہر روزش بیاید بے ضرر	حاجتش بنود تقاضائے دگر	
ترجمہ	روز۔ روز سینہ ملے گا بالیقین	اسمین کچھ حاجت تقاضے کی نہین	

شرح۔ یعنے تمام جانورون نے قیل و قال اور بحث و سوال کو ترک کرکے جہد کی ترجیح کو توکل پر تسلیم کرلیا شیر کے ساتھ ہر روز اُسکے پیٹ کے لایق کھانا پہنچانیکا عہد کیا۔ اور یہ کہا کہ آپ کی تغذائی ضرر اور بلا تقاضا آپ کے پاس ہر روز پہنچ جایا کریگی آپ ہمارا خون کرنا چھوڑ دین گویا جانور شیر سے دبگئے اور ہار کر صلح کرلی بیعت سے مراد اقرار ہے ژیان بمعنے خشمناک اور قسم بمعنے حصہ ہے بعض نسخون مین بے ضرر کیجگہہ بے جگر ہے بمعنے بلا مشقت

	عہد چون بستند و رفتند از زمان	سوے مرعے ایمن از شیر ژیان	
ترجمہ	عہد یہ کرکے گئے سب جانور	شیر سے بیخوف ہو کر اپنے گھر	
	جمع بنشستند یکجا آن وحوش	اوفتادہ درمیان جملہ جوش	
ترجمہ	اور بیٹھے جمع ہو کر ایک جا	لیکن اسمین اسلیئے اک جوش تہا	

شرح۔ جانورون مین جوش و خروش واقع ہونیکی یہ وجہ تہی۔ کہ اُنہون نے شیر سے اسبات پر صلح کی تہی کہ ہم مین سے ایک جانور روز تیرے غذا بننے کے لیے حاضر ہوا کریگا۔ مگر حاضر ہوتے وقت ہر ایک کو اپنی جان عزیز ہوئی اور اپنے آپ کو بچاکر ہر جانور دوسرے کو شیر کیخدمت مین جانیکے لیئے مجبور کرنے لگا۔ وہ کہتا تہا تو جا یہ کہتا تہا تو جا۔

	ہر کسے تدبیر و رائے دیگرے	ہر کسے در خون ہر یک مبتدے	
ترجمہ	ہر کسیکی اک نئی تقریر تہی	دوسرے کے خون کی تدبیر تہی	

شرح یعنے ہر جانور اپنی تدبیر الگ اور اپنی رائے جُدا ظاہر کرتا تہا۔ مثلاً ہرن کہتا تہا کہ آج خرگوش کو جانا چاہیئے اور خرگوش کہتا تہا گیدڑ کو اور گیدڑ ہرن کو۔ در خون کسے شدن در قصہ ہلاک او بودن

	عاقبت شد اتفاق جملہ شان	تا بیاید قرعۂ اندر میان	
ترجمہ	متفق اسپر ہوے انجام کا	قرعہ سے لازم ہے اب اتمام کار	

شرح قرعہ وہ چیز جس سے فال لیتے ہین۔ یعنے انجام کار فیصلہ اسپر ہوا کہ قرعہ مین جسکا نام نکلے آج وہی جانور شیر کی غذا بننے کے لیئے جائے۔ جھگڑے اور نزاع کے وقت قرعہ ڈالنا اور اُسکے مطابق عمل کرنا جائز ہے۔

	قرعہ بر ہر کو زند او طعمہ است		بے سخن شیر زیان را لقمہ است	
ترجمہ	قرعہ اندازی مین جسکا نام		شیر کا لقمہ بنے وہ بے کلام	
	ہمبرین کردند آنجملہ قرار		قرعہ آمد سر بسر را اختیار	
ترجمہ	سب نے اسپر کرلیا عہد و قرار		اور ٹھیرا قرعہ پر انجام کار	
	قرعہ بر ہر کو فتاوے روز روز		سوے آن شیر او دوید ہمچو یوز	
ترجمہ	قرعہ پڑجاتا تھا جسکے نام پر		تھا وہی بہر غذائے شیر نر	

شرح روز روز۔ یعنے یومًا فیومًا۔ اور یوز بمعنے چیتا ہے جانور کو صرف دوڑنے مین چیتے سے تشبیہ دی ہے کیونکہ چیتے کی دوڑ مشہور ہے۔ یہ مطلب نہین کہ جانور ایسے دوڑتے تھے جیسا چیتا شیر کی طرف دوڑتا ہے۔ پہلے مصرع مین لفظ زند بمعنے فند ہے یعنے جسکے نام کا قرعہ پڑتا تھا وہی شیر کی غذا اور اُسکا روزینہ بنجاتا تھا۔

	جواب گفتن خرگوش مران نخچیران را			
ترجمہ	خرگوش کا اُن تمام نخچیرون کو جواب دینا			
	چون بخرگوش آمد این ساغر بدور		بانگ زد خرگوش کا خر چند جور	
ترجمہ	جب بڑھا خرگوش کی جانب یہ دور		یون کہا کتبک کہے گا ہمپہ جور	

شرح۔ یعنے جب خرگوش کی نوبت آئی تو اُسنے اور جانورون سے چلاکر کہا۔ کہ یہ ظلم اور زبردستی جو شیر کی ہمپر ہے کبتک رہے گی۔ اسکے دفعیہ کی کوئی ایسی تدبیر ضرور چاہیئے جس سے شیر ہلاک ہوجائے۔

	قوم گفتندش کہ چندین گاہ ما		جان فدا کردیم در عہد وفا	
ترجمہ	بولے سب نخچیر با صد جد و جہد		ہم وفا کرتے رہے ہین اپنا عہد	

شرح۔ عہد وفا باضافت مقلوب بمعنے وفائے عہد جو شیر سے کیا تھا۔ اور چندین گاہ بمعنے عرصہ دراز ہے۔

	تو مجو بدنامی ما اے عنود		تا نرنجد شیر رُو زو زود	
ترجمہ	ہمکو بدنامی نہ دے اے بیحیا		شیر رنجیدہ نہو جلدی سے جا	

شرح۔ عنود بمعنے سرکش۔ یعنے اے سرکش خرگوش جلد جا تاکہ شیر ناراض نہو جائے وعدہ خلافی ابھی نہین ہوتی ہم عرصہ سے حسب وعدہ شیر کے لیئے جان فدا کررہے ہین تو بہانے کیون ڈھونڈتا ہے معنوی طور پر خرگوش سے مراد عقل معاد ہے جب اِسنے دیکھا کہ مجکو شیر نفس امّارہ شکار کیا چاہتا ہے تو اپنے ہمجنس اور اتباع یعنے قوائے روحانی اور حواس ظاہر و باطن کے مجمع مین چلّائی اور نفس امّارہ کے مکر اور وسوسون سے نجات پانے کی تدبیر کی۔ اگر پچھلے شعر سے معلوم ہوچکا ہے کہ خرگوش کے اتباع یعنے قوائے روحانی کو نفس امّارہ نے مغلوب کرلیا ہے اور یہ سب اُس سے ڈرے ہوئے ہین

عقل معاد جبتک اُنکی مخالفت نکریگی اُسکو ہلاک نہ کریگی۔ چنانچہ انجام کار۔ خرگوش (عقل معاد) نے شیر نفس کو ہلاک کر ہی دیا۔

انکار کردن نخجیران وجواب خرگوش ایشان را

ترجمہ: نخجیروں کا انکار کرنا اور خرگوش کا اُنکو جواب دینا

گفت اے یاران مرا مہلت دہید	تا بکرم از بلا بیرون جہید
بولا پھر خرگوش مہلت دو مجھے	شیر سے تا جان تم سبکی نیچے

شرح۔ بعض نسخون مین از بلا ایمن شوید ہے اور مطلب دونونکا ایک ہے مگر نسخۂ متن مین قافیہ کی ترصیع نہایت خوب ہے

تا امان یابد بکرم جان تان	ماند این میراث فرزندان تان
کیا تعجب تمکو ملجائے امان	اور بچے آگے کو سب بچون کی جان

شرح۔ تا بمعنے شما یعنے مین ایک حیلہ کرتا ہون جس سے تمہاری جانین ہلاکت سے بچینگی۔ اور یہ مکر تمہاری اولاد مین بطور میراث باقی رہیگا۔ یعنے آیندہ کے لیے اِسکا نتیجہ اچھا ہوگا۔ تمہاری اولاد اپنے زمانہ کے شیر دنکو مار ڈالا کریگی اِسصورت مین ماند بصیغہ مضارع ہے۔ نیز ممکن ہے کہ ماند بصیغہ ماضی ہو۔ اس صورت مین یہ معنے ہونگے کہ مجکو حیلہ کرنے دو تاکہ تمہاری جانین امان پائین۔ ورنہ یہ سمجھ لو کہ شیر کا یہ فعل ہمیشہ کے لیے بطور میراث تمہاری اولاد مین رہا وہ جسطرح تمہین گھر بیٹھے اپنی غذا بناتا ہے۔ اُنکو بھی اسیطرح کہا جائیگا۔ پچھلے معنے پہلے سے اچھے ہین۔

ہر پیمبر اُمتانرا در جہان	ہمچنین تا مخلصے میخواندشان
پس اسی صورت سے اُمت کو نبی	بھیجتے رہتے تھے سوے مخلصی

شرح یہ مولانا کا مقولہ بطور وعظ ہے۔ یعنے جسطرح اِس خرگوش نے اپنے ہمجنسونکو نجات کی طرف بُلایا اسیطرح ہر پیغمبر اپنے اُمت کو نجات کی طرف بُلاتا تھا۔ مخلصی یا تو صیغۂ ظرف ہے یعنے جائے خلاص یا مصدر میمی بمعنے نجات۔

کز فلک راہِ برون شو دیدہ بود	در نظر چون مردمک پیچیدہ بود
تھین اُنھین معلوم راہین سربسر	اور شکل مردمک تھے ستتر

شرح۔ یہ شعر ایک سوال کا جواب ہے مثلاً کوئی شخص یون کہتا تھا کہ انبیا جس راستہ کیطرف بُلاتے تھے نہین کسطرح معلوم ہوگیا تھا کہ نجات کا طریقہ یہی ہے۔ مولانا جواب دیتے ہین کہ ہر نبی نے تائید آسمانی سے مہلکات سے باہر نکلنے کا راستہ دیکھ لیا تھا۔ اور اسیطرف اُمت کو بُلاتے تھے۔ یعنے اللہ تعالےٰ نے بذریعہ وحی اُنکو معلوم کرادیا تھا کہ دوزخ سے بچنے کا راستہ نفس کُشی اور ریاضت اور مجاہدۂ فی سبیل اللہ اور اعمال حسنہ ہین برون شو بمعنے برون شدن ہے یا راہ برون شو اسم فاعل ترکیبی ہے۔ یعنے باہر جانے والا راستہ۔ یہ معنے اُس صورت مین ہین کہ فلک کا مضاف یعنے لفظ تائید محذوف مانا جائے۔ اور اگر مضاف محذوف نمانا جائے تو گویا یہ مصرع یون ہے کہ ہر نبی راہ برون

شدن از فلک دیدہ بود۔ یعنے ہر نبی نے آسمان سے باہر نکلنے کا رستہ دیکھہ لیا تہا۔ انبیاء گویا فلک کو چیر کر اس سے پرے نکلگئے تہے۔ یعنے اُنہون نے عذاب و ثواب اور جنت و دوزخ کی کیفیت جو چھپی ہوی ہے اپنی آنکھون سے ملاحظہ کی تہی۔ دوسرے مصرع کا حاصل اور صاف مطلب یہ ہے کہ انبیاء گو آدمیون کی نظر مین آنکھہ پتلی کی طرح لپٹے ہوے یعنے ضعیف اور فقیر دکہای دیتے تہے لیکن اُنکا باطنی نور فلک کو چیر کر باہر نکل گیا تہا۔

	مردمش چون مردمک دیدند خرد		وز بزرگی مردمک کس رہ نبرد
ترجمہ	آدمی سمجہے تہے اُنکو مردمک		ہے بڑی شے مردمک بے شبہ و شک

شرح۔ پہلے شعر کی توضیح ہے۔ یعنے آدمیون نے انبیا کو پتلی کی طرح چہوٹی شے اور حقیر چیز جانا۔ مگر یہ خیال نہ کیا کہ پتلی کا نور کہانتک پہنچتا ہے۔ خاصکر انبیا کی مردمک کا نور جو مشاہدۂ ذات حق کا متحمل ہے۔

	اعتراض کردن نخجیران بر خرگوش و جواب خرگوش ایشان را		
ترجمہ	نخجیر ذکا خرگوش پر اعتراض کرنا اور خرگوش کا اُنہین جواب دینا		
	قوم گفتندش کہ اے خرگوش دار		خویش را اندازۂ خرگوش دار
ترجمہ	جانور بولے کہ اے خر ہمسے سخن		ہے تری طاقت سے باہر یہ سخن

شرح۔ یعنے جانوردن نے کہا کہ اے بیوقوف گدہے رسن۔ اپنے نفس کو اپنے اندازہ پر رکہہ اور اپنی حد سے تجاوز نہو پہلے مصرع مین خر الگ ہے۔ اور گوش الگ اور دوسرے مین خرگوش ایک لفظ ہے

	ہین چہ لافست این کہ از تو مہتران		در نیاورند اندر خاطر آن
ترجمہ	تو تو کیا۔ مجہسے بڑے اے ہمسگال		دلمین لاسکتے نہین ایسا خیال

شرح۔ مہتران فاعل در نیاورند ہے اور ضمیر آن نسبوے مگر خرگوش راجع ہے یعنے خبردار یہ کیا بیہودہ دعوے ہے جو تو نے کیا۔ کیونکہ وہ جانور جو تجہسے قوی اور جسم مین بڑے اور رائے مین کامل ہین تیرے اس دعوے کو خاطر مین نہین لاتے۔ اپنے مرتبے سے بڑہکر کچہ کہنا سراسر لاف اور جہوٹی شیخی ہے۔

	مُعجبی یا خود قضا ما در پے ست		ورنہ این دم لایق چون تو کے ست
ترجمہ	اس تکبر سے نہ آجائے اجل		یہ ترے لایق نہین اے پر خلل

شرح مُعجب صاحب عجب و تکبر۔ دم بمعنے کلام و دعوے یعنے اے خرگوش تجہہ جیسے ضعیف سے شیر کا مقابلہ کیونکر ہوسکیگا۔ یا تو از راہ تکبر تو نے ایسا کہا ہے۔ یا شیر کے ہاتون سے تو ہمارا خون کرانا چاہتا ہے۔

	گفت اے یاران حقم الہام داد		مر ضعیفے را قوی را نے فتاد
ترجمہ	وہ لگا کہنے کہ بہ الہام خدا		ناتوان پر حق کا اک انعام ہے

یعنے مجھے شیر کے مقابلہ مین الہام ہوا ہے جسطرح پشہ کو نمرود کے مقابلہ مین ہوا تھا اور اُسکو ہلاک کر دیا تھا۔

	آنچہ حق آموخت مر زنبور را	آن نباشد شیر را و گور را	
ترجمہ	حق سے جو زنبور کو معلوم ہے	اُس سے شیر و گور خر محروم ہے	

شرح۔ زنبور۔ مگس شہد۔ گور بمعنے گورخر اس شعر مین خرگوش ضعیف چیز کو قوی رائے کے ہلاک ہونے کی تمثیل بیان کرتا ہے

	خانہا سازد پر از حلوائے تر	حق بر و آنعلم را بگشاد در	
ترجمہ	گھر بناتی ہے پر از حلوائے تر	کھلگیا ہے اُسپہ علم حق کا در	
	آنچہ حق آموخت کرم پیلہ را	ہیچ پیلے داند آنگون حیلہ را	
ترجمہ	کرم پیلہ کو سکھایا حق نے جو	جانتا ہے پیل کب اُس کام کو	

شرح۔ حلوائے تر بمعنے شہد اور دروازہ علم سے اس آیت کی طرف اشارہ ہے اوحی ربک الی النحل یعنے وحی کی تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف مکرم پیلہ دود القز۔ یعنے ریشم کا کیڑا حیلہ بمعنے کاروہنر ہے یعنے بعض چھوٹے جانور کیسے بڑے کام کرتے ہین

	آدم خاکی زحق آموخت علم	تا بہفتم آسمان افروخت علم	
ترجمہ	آدم خاکی نے سیکھا علم حق	جس سے روشن ہوگئے چودہ طبق	

شرح آدم خاکی سے حضرت آدم مراد ہین۔ جنکی شان مین وعلم آدم الاسماء کلہا وارد ہے اور اسماء سے یا تو اسماء حسنے مراد ہین۔ جو تمام موجودات کا مظہر ہین یا اسماء جمیع مخلوقات اور زمین تا آسمان ہفتم مراد ہین۔ نیز آدم خاکی سے پیغمبر آخرالزمان بھی مراد ہو سکتے ہین جنکا علم الیقین شب معراج مین زمین سے لیکر آسمان ہفتم اور لوح وقلم اور عرش وکرسی تک عین الیقین ہو گیا ہے اور جنکے علم لدنی کی روشنی سے قیامت تک تمام عالم منور رہے گا۔

	نام و ناموس ملک را در شکست	کوری آنکس کہ با حق در شکست	
ترجمہ	رگئے سارے فرشتے جس سے دنگ	کور تھا کرتا رہا جو حق سے جنگ	

شرح۔ یعنے علم حضرت آدم کے سبب عزت اور آبرو ملائکہ مین کسر واقع ہوئی اور حضرت آدم کا علم انپر فوق رہا ملائکہ نے سبحانک لا علم لنا کہا لیکن کوری اُس شخص کے لیے ہے جسنے اللہ تعالے کے ساتھ جنگ کی کوری آنکس مین اضافت لامی ہے۔ اور آنکس سے مراد شیطان ہے جسنے نافرمانی حق کر کے حضرت آدم کو سجدہ نہ کیا۔ پہلے مصرع مین در شکست بمعنے کسر واد ہے اور دوسرے مین بمعنے جنگ کرد ہے۔ اس تاویل سے قافیہ درست ہو گیا۔ باکسے در شکستن بمعنے جنگ کردن ہے نکتہ جب آدم کو سجدہ نہ کرنے سے شیطان ملعون ہو گیا تو خدا کو سجدہ نکرنیوالے کا کیا انجام ہوگا

	زاہدے شصد ہزاران سالہ را	پوز بندے ساخت آن گوسالہ را	
ترجمہ	اک کہن زاہد کہ تھا جو خود پسند	کر دیا منہ سے گوسالے کا بند	

	تا نماند شیر علم دین کشید	تا نگردد گرد آن قصر مشید	
ترجمہ	تا رہے محروم شیر علم دین	تا نہ دیکھے قصر رب العالمین	

شرح۔ پوزبند۔ یعنے دہان بند کہ گائے بھینس بکری وغیرہ کے بچے کے مُنہ پر اسلیئے باندہ دیتے ہین کہ مان کا دودہ نہ پی سکے۔ شعر کے دوسرے مصرع مین وضع مُظہر بجائے مضمر ہے گویا اصل مین یہ مصرع یون تہا کہ پوزبندی ساخت آزا لفظ گوسالہ قائم مقام ضمیر آن ہے۔ اور اس وضع مظہر موضع مضمر سے یہ فائدہ ہوا کہ زاہد ششصد ہزاران سالہ کی (جس سے مراد ابلیس ہے) ایک یہ صفت بہی معلوم ہوگئی کہ وہ گوسالہ کی طرح بیوقوف و بعقل تہا۔ ورنہ حکم خداوندی کو نہ ٹالتا۔ پوزبندی کی یائے تحتانی یائے وحدت بہی ہوسکتی ہے اور یائے مصدری بہی۔ خلاصہ اشعار یہ ہوا کہ زاہد ششصد لاکہہ سالہ کے لیئے جو مانند گوسالہ ہے اللہ تعالے نے پوزبند بنایا یا اُسکے لیئے۔ پوزبندی کی اور یہ اسلیئے ہوا کہ ابلیس شیر علم دین نہ پیئے۔ اور اُس سے بہرہ ور نہو۔ کیونکہ یہ گوسالہ اس شیر کے چوسنے کے استعداد ازلی نہ رکہتا تہا۔ اور قصر مشید۔ یعنے قصر مضبوط مشید بفتح میم و کسر شین بمعنے رفیع کردہ شدہ اس سے مراد حضرت آدم ہین کیونکہ وُہ قصر اللہ ہین جنمین ذات حق مع جمیع اسماء و صفات ظاہر ہوی ہے مگر ابلیس نے اپنی بعقلی اور عدم استعداد ازلی کے سبب اُس مظہر اسماء و صفات کو مٹی گمان کیا۔ اور اپنے نفس کو افضل سمجہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عابد کو اپنی عبادت پر اعتماد نکرنا چاہیئے بلکہ فضل الٰہی پر تکیہ رکہے اور قصۂ ابلیس سے عبرت حاصل کرے کیونکہ استعداد ازلی کا حال کسیکو معلوم نہین۔ بعض شارحون نے زاہد ششصد ہزاران سالہ را کے بعد لفظ بند ساخت محذوف مانا ہے اور دونو شعرون مین لف و نشر غیر مرتب قرار دیا ہے۔ دوسرے شعر کا دوسرا مصرع پہلے شعر کے پہلے مصرع سے متعلق ہے اور پہلا مصرع پہلے شعر کے دوسرے مصرع سے۔

	علمہائے اہل حس شد پوزبند	تا نگیرد شیر ازان علم بلند	
ترجمہ	سب علوم ظاہری ہین پوزبند	اور نکل شیر ہے علم بلند	

شرح۔ اہل حس۔ اہل ظاہر۔ یعنے علمہائے گرفتاران حواس و علوم فکریہ۔ غیر ماخوذ از وحی الٰہی پوزبند کے مانند ہین اس علم سے علم معنوی اور علم انبیاء و اولیا اور علم دینی کی لذت حاصل نہین ہوتی۔

	قطرۂ دل را یکے گوہر فتاد	کان بگردون ہا نہاد در یا ہا نداد	
ترجمہ	دل مین اک گوہر ہے ایسا بے بہا	جو نہ گردون کو نہ دریا کو ملا	

شرح۔ یعنے اللہ تعالے کے حکم سے قطرۂ دل کو ایک ایسا جوہر ملا ہے جو اُسنے آسمانون کو دیا ہے نہ دریاؤنکو اس گوہر سے گوہر جامعیت اسماء و صفات مراد ہے جو سوائے قلب انسان کامل کے اور کہین نہین پایا جاتا۔ اور اس گوہر بابان کا مقابلہ آسمان کے تارے کر سکتے ہین۔ نہ دریا کے موتی قطرۂ دل سے یا خود دل مراد ہے جو بصورت

قطرہ ہے یا سویدائے قلب مراد ہے جو ہر بشر کے دل کے ساتھ رہتا ہے۔

	چند صورت آخر اے صورت پرست	جان بے معنی ست از صورت برست
ترجمہ	عشق صورت چھوڑ دے صورت پرست	جان بے معنے ہے اے شہوت پرست

شرح۔ چند صورت بحذف مضاف یعنے عشق صورت اور معنے سے معرفت حقیقت الٰہیہ مراد ہے جو انسان مین ظاہر ہے یعنے اگر تو معنے کا طلبگار ہے تو صورت کیطرف نہ دیکھہ۔ کیونکہ صورت جان بے معنے کیطرح بیکار چیز ہے۔

	گر بصورت آدمی انسان بدے	احمد و بوجہل خود یکسان بدے
ترجمہ	ہر بشر ہر آدمی انسان نہین	احمد و بوجہل خود یکسان نہین
	احمد و بوجہل در بتخانہ رفت	زین شدن تا آن شدن فرقست زفت
ترجمہ	جائین گر بالفرض یہ بتخانے مین	فرق ہے دونونکے آنے جانے مین
	این در آید سر نہد آنرا بتان	وان در آید سر نہد چون امتان
ترجمہ	اُنکے آگے ہوگئے بت سرنگون	یہ بتون کے سامنے تہا خود زبون

شرح۔ فرق ژفت فرق عمیق و عظیم اور بتخانہ سے مراد عالم دنیا ہے۔ رسول اللہ کے تشریف لانے سے بطور معجزہ تمام بت سرنگون ہوگئے تہے۔ اور بوجہل خود بتون کے سامنے سر جہکاتا تہا۔ اِس سے ظاہر ہے کہ احمد اور ابوجہل مین بہت بڑا فرق تہا۔ گو صورت انسانی مین دونو یکسان تہے

	نقش بر دیوار مثل آدم است	بنگر از صورت چہ چیز او را کمست
ترجمہ	آدمی کا نقش بہی ہے آدمی	شکل و صورت مین نہین ہے کچہ کمی
	جان کم ست آن صورت بیتاب را	رو بجو آن گوہر نایاب را
ترجمہ	جان کم ہے دیکہہ لے بیتاب کو	ڈہونڈ لے اُس گوہر نایاب کو

شرح۔ بیتاب بمعنے بیقرار اور زائل ہونے والی۔ کیونکہ معنے کے مقابلہ مین صورت کو قرار نہین ہوتا بعض نسخون مین صورت باتاب بہی ہے اِس سے مراد صورت ظاہرہ اور مزین بزنگ و الوان ہے۔ خلاصہ یہ کہ آدمی فقط صورت سے انسان نہین بنتا۔ بلکہ اُسکی مثال ایسی ہے جیسے دیوار پر تصویر کا نقش اسلیئے صورت مین ایسے گوہر یعنے ایسی جانکو ڈالنا چاہیئے جو جامع حقیقت الٰہیہ ہو۔

	شد سر شیران عالم جملہ پست	چون سگ اصحاب را دادند دست
ترجمہ	ہوگیا شیر و نکا رتبہ اُس سے زیر	بنگیا جسدم سگ اصحاب شیر

شرح۔ یعنے جبکہ اللہ تعالےٰ نے جنگ اصحاب کہف کو قدرت معرفت اور قبولیت عتاب فرمائی تو شیرونکا مرتبہ اُس سے پست ہوگیا

	چہ زیانستش ازان نقش نفور	چونکہ جانش غرق شد در بحر نور	
ترجمہ	کیا ہوا رکھتا ہے گر شکل نفور	کیونکہ اسکی جان ہے غرق بحر نور	

شرح یعنے سگ اصحاب کہف کو اسکی بری صورت سے کیا نقصان ہے جبکہ اسکی روح بحر نور مین غرق ہوگئی۔ خلاصہ یہ کہ صورت کا اعتبار نہین ہے بہت سے کالے کلوٹے بڑے بڑے کیڑون والے امراسے پانچسو برس پہلے داخل بہشت برین ہونگے۔

	وصف صورت نیست اندر خامہا	عالم و عادل بود در نامہا	
ترجمہ	وصف صورت کب ہے خامے مین فقط	عالم و عادل ہے نامے مین فقط	

شرح۔ یعنے اہل کمال کی تحریرات قلم مین وصف صورت ظاہری نہین ہوتا۔ اہل کمال اور معنے پسند کیسی تعریف لکھے گا تو یون لکھیگا کہ فلان شخص عالم یا عادل وغیرہ ہے یہ نہین کہ وہ کالا یا گورا یا ٹھنگنا یا لمبا ہے۔ عارفون کے نزدیک کمالات معنوی وصف مین لکھے جاتے ہین۔ صورت جمیلہ یا قبیحہ کا ذکر نہین ہوتا اور نہ اہل کمال اسکا اعتبار کرتے ہین البتہ اہل صورت کا مذہب صورت کو دیکھنا ہے۔ جوہر گز قابل اعتبار نہین صورت اور صورت پرستی دونو چیزین فانی اور زائل ہونے والی ہین۔

	عالم و عادل ہمہ معنیست بس	کش نیابی در مکان و پیش و پس	
ترجمہ	وصف معنے عالم و عادل ہے بس	جو نہین رکھتا مکان و پیش و پس	

شرح۔ یعنے اوصاف کمالیہ تمام کے تمام معنوی ہین کسی مکان اور جہات مین نہین پائے جاتے کیونکہ یہ جسمی اوصاف نہین ہین جو جہات ستہ مین سے کسی جہت کے مقید ہون۔ بلکہ اوصاف معنویہ نہ خارج بدن ہین نہ داخل بدن نہ اس سے متصل نہ منفصل۔

	میرسد بر تن ز سوئے لامکان	مے نگنجد در فلک خورشید جان	
ترجمہ	ہے یہ فیض لامکانی بے گمان	کیا سمائے چرخ مین خورشید جان	

شرح۔ یعنے اوصاف معنویہ باتباع روح عالم غیب سے بدن پر منعکس ہوتی ہین (میرند یعنے حاصل و منعکس ہے شود) اور بدن مین تصرف کرتے ہین اگر روح علیین مین ہے تو اوصاف معنوی نیک ہونگے اور بدن سے بھی افعال نیک صادر ہونگے اور اگر سجین مین ہے تو اوصاف معنوی بد ہونگے اور بدن سے افعال بد صادر ہونگے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ خورشید روح جو باعتبار استعداد معرفت الٰہی خورشید آسمان سے زیادہ منور ہے اس فلک دنیا مین نہین سما سکتا۔ کیونکہ یہ فلک دنیا خود اس خورشید مین سمایا ہوا ہے۔ اسلیے کہ خورشید روح جب معرفت الٰہی کے استعداد رکھتا ہے تو معرفت آسمان دنیا اسکی استعداد کے ایک گوشہ مین پڑی ہوی ہے۔ بس تو خورشید روح آسمان دنیا کا مظروف نہین ہے بلکہ ظرف ہے۔

	این سخن پایان ندارد ہوش دار	گوش سوئے قصۂ خرگوش دار	
ترجمہ	انتہا رکھتا نہین یہ سخن	کان لا اور قصۂ خرگوش سن	

شرح۔ انتقال بسوے قصۂ خرگوش بعض نسخون مین بجاے گوش دار ہوش دار ہے اور مطلب وہ دونون کا ایک ہے۔

	گوش خر بفروش و دیگر گوش خر	کین سخن را در نیابد گوش خر	
ترجمہ	بیچدے یہ گوش لے گوش دگر	بات سن سکتا نہین ہے گوش خر	

شرح۔ گوش خر سے ظاہری کان (جو اسرار معرفت کو سمع قبول کے ساتھ نہ سنے) اور دیگر گوش سے باطنی گوش مراد ہین مطلب یہ ہے کہ ہمارا سخن بیوقوف کی سمجھ مین نہ آئیگا اسکو صرف قصہ کہانی سمجھیگا حالانکہ ہماری مراد ظاہری قصہ سے یہ ہے کہ طالب معنی کو حصۂ معنوی نصیب ہو۔ قصونکی ظاہری صورت مثال کے طور پر فقط سمجھانے کے لئے ہے

ذکر دانش خر گوش و بیان فضیلت و منافع دانش

ترجمہ خر گوش کی دانائی کا ذکر اور دانشمندی کی فضیلت اور فائدون کا بیان

	رو تو روبہ بازی خر گوش بین	مکر و شیر اندازی خر گوش بین	
ترجمہ	دیکھہ روبہ بازی خر گوش دیکھہ	مکر و شیر اندازی خر گوش دیکھہ	

شرح۔ روبہ بازی بمعنے مکر و حیلہ چنانچہ روبہ مکاری مین ضرب المثل ہے۔ اور شیر اندازی سے شیر کا کمون کا ڈالدینا مراد ہے

	خاتم ملک سلیمان است علم	جملہ عالم صورت و جان ست علم	
ترجمہ	خاتم ملک سلیمان علم ہے	جسم ہے سارا جہان جان علم ہے	

شرح یعنے تمام انسان و شیطان اور جملہ طیور و حیوان حضرت سلیمان کے اسلیئے تابع تھے کہ اُنکے خاتم دل مین علم معرفت الٰہی منقوش تھا۔ یا یہ کہ اُنکے ظاہری خاتم مین اسم اعظم کندہ تھا جو تمام علوم سے بہتر ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جسطرح جسم مین بلا روح کسی قسم کی قوت نہین آتی اسیطرح نظام عالم بلا علم کے تقویت نہین پاتا۔

	آدمی را زین ہنر بیچارہ گشت	خلق دریاہا و خلق کوہ و دشت	
ترجمہ	ہین ہنر سے آدمی کے سب ستوہ	خلق دریا خلق دشت و خلق کوہ	

شرح یعنے علم کے سبب خلق دریا اور خلق کوہ و دشت آدمی سے مغلوب ہوگئی اور انسان ان سب چیزون پر متصرف بنگیا خلق دریا وغیرہ سے یا خود دریا کوہ و دشت مراد ہین کیونکہ یہ بھی مخلوق الٰہی ہین یا دریا و کوہ و دشت کے رہنے والے مخلوق مراد ہے۔ کیونکہ انسان اُنپر بھی قابض اور متصرف ہے۔ خلاصہ یہ کہ آدمی ضعیف البنیان ہے مگر اپنے ہنر سے سب پر غالب ہے

	زو پلنگ و شیر ترسان ہمچو موش	زو شدہ پنہان بدشت دکہ وحوش	
ترجمہ	شیر چیتے اُس سے ترسان شکل موش	اُس سے پنہان جنگلون مین ہین وحوش	

شرح۔ بعض نسخون مین زو نہنگ بجر در صفر او جوش دیکھا گیا ہے صفر بمعنے خوف کیونکہ زردی رنگ خوف زدہ کی علامت ہے اور جوش بمعنے اضطرار کہ مخفف کوہ ہے انسانکو چونکہ اشرف المخلوقات اور مسجود ملائکہ پیدا کیا گیا ہے اسلیئے تمام دیگر مخلوقات پر اُسکو حکومت دیگئی ہے تاکہ شرافت کا اظہار پورے طور پر ہو اور خدا کی حجت اچھی طرح تمام ہو جائے۔

	زو پری و دیو ساحلہا گرفت	ہر یکے در جائے پنہان جا گرفت	
ترجمہ	آدمی سے ڈر کے سارے جا چھپے	دیو جن دہشت سے مارے جا چھپے	

شرح۔ یعنے وحوش اور درندون اور دیو اور پریون نے انسان سے خوف کھا کر الگ رہنا اور پوشیدہ مقامون مین بسنا قبول کیا اور چونکہ خوف زدہ جس سے خائف رہتا ہے اُسکا دشمن ہو جاتا ہے اسلیئے یہ سب چیزین انسان کی دشمن بنگئین چنانچہ مولانا خود فرماتے ہین۔

	آدمی را دشمن پنہان بسے ست	آدمی با حذر عاقل کسے ست	
ترجمہ	ہین ہزارون دشمن جان بشر	ہے وہی عاقل جو رکھتا ہے حذر	

شرح۔ باحذر با احتیاط و زیرک و مدبر جو تمام کامون مین احتیاط رکھے اور بیچ بچ کر کام کرے۔

	خلق خوب و زشت ہست از ما نہان	میرسند بر دل بہر دم کوب شان	
ترجمہ	ہمسے ہین اچھے بُرے سب بیشتر	دغدغے کا جسکے دل پر ہے اثر	

شرح۔ یعنے اچھی بُری خلقت ہماری نظرون سے پنہان ہے۔ کیونکہ نہ شیاطین اور ملائکہ ہمکو نظر نہین آتی۔ ملائکہ خلق خوب ہے اور شیاطین خلق زشت۔ یہ دونو نظرون سے پنہان ہین۔ اور انہی دونونکی طرف سے ہر دم دل کو ایک قسم کا دغدغہ اور تحریک پہنچتی ہے میرسند بمعنے اثر میکنند۔ کوب بمعنے ضرب و تحریک۔ یہ شعر اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جو ابن مسعود سے مروی ہے۔ قال قال رسول اللہ صلعم ان للشیطان لمۃ بابن آدم وللملک لمۃ فاما لمۃ الشیطان فایعاد بالشر وتکذیب بالحق واما لمۃ الملک فایعاد بالخیر وتصدیق بالحق فمن وجد ذلک فلیعلم انہ من اللہ فلیحمد اللہ ومن وجد الاخری فلیعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اس حدیث کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ انسان دو حالتون سے خالی نہین رہتا یا ملائکہ اسکے دل مین نیکیون کا الہام ڈالتے ہین یا شیاطین بدیون کا جسکے دل مین نیکی کا الہام ہو وہ خدا کا شکر کرے اور جسکو بدی کا الہام کیا جائے وہ شیطان سے پناہ مانگے لیکن یہ دونو باتین مخفی ہین جسنے دل ہی واقف ہوتا ہے۔ بعض نسخون مین پہلا مصرع اسطرح ہے۔ **خلق پنہان زشت شان و خوب شان**۔ یعنے ایک ایسی خلقت ہے جنکی بُرائی بھلائی پوشیدہ طور پر ہمارے دلون مین اثر کرتی ہے اس خلقت سے وہی ملائکہ اور شیاطین مراد ہین جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

	بہر غسلے گر روی در جوی بار	پر تو آسیبے نہ ند در آب خار	
ترجمہ	گر نہانے جائے تو دریا کنار	اور پہنچے جسم کو تکلیف خار	
	گرچہ پنہان خار در آبست لیک	چونکہ در تو میخلد دانی کہ ہست	
ترجمہ	ہے اگرچہ خار پانی مین نہان	اُسکے چبھنے سے ہے ہونیکا گمان	

شرح۔ ان شعرون مین فرشتون کے الہام اور شیاطین کے وسوسہ ڈالنے کی ایک خارجی مثال تفہیم کے لیئے بیان کیگئی ہے

یعنے اگر تو نہر روان مین غسل کرنے کے لیے جائے اور تیرے بدن مین کہین کانٹا چبھ جائے تو اگرچہ کانٹا پانی مین چھپا ہوا ہے اور بظاہر نظر نہین آتا مگر اُسکی خلش سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ پانی مین کانٹا ضرور پنہان ہے اسیطرح فرشتون اور شیاطین کا حال ہے اگرچہ یہ ظاہر مین نظر نہین آتے مگر چونکہ آدمی کے دل مین نیکیون کا خیال اور برائیون کا وسوسہ ضرور ہوتا ہے اس معلوم ہوجاتا ہے کہ فرشتے ملہم ہین اور شیطان وسوسہ انداز ہے۔

	خار خار وحیہا و وسوسہ	از ہزاران کس بود نے یک کسہ	
ترجمہ	دلمین خار وحی و خار وسہ	سو طرف سے ہے نہین ہے یک کسہ	

شرح۔ یعنے الہام اور وسوسہ کی تحریک ہزارون فرشتون اور شیاطین کیجانب سے ہوتی ہے ایک کی طرف سے نہین ہوتی مثلا یون سمجھنا چاہیئے کہ اگر ایک آدمی دوسرے آدمی کو نیکیون کی رغبت دلائی تو وہ بہی گویا اُسکے حقمین ملہم اور فرشتہ ہے اور اگر بدی کی تحریک دے تو شیاطین الانس مین سے ہے اور جسطرح نیک انسان ہزارون ہین اسیطرح بد اور بدی کے حرص دلانے والے بیشمار ہین بعض نسخون مین وحیہا کی جگہ حیلہا۔ اور بعض مین حسّہا دیکہا گیا ہے لیکن متن کا نسخہ اچہا ہے گو مطلب اور ماحصل تینون نسخون کا ایک ہے

	باش تا حسہائے تو مبدل شود	تا بہ بینی شان و مشکل حل شود	
ترجمہ	ٹہر جا تا کام کے اوسان ہون	ٹہر جا تا مشکلین آسان ہون	

شرح۔ چونکہ اہل ظاہر الہام اور وسوسہ مین تمیز نہین کرسکتے مولانا اُنکی تنبیہ کے لیے فرماتے ہین اے ظاہر پرست چند روز صبر کر تاکہ بسبب ریاضت تیرے حواس ظاہری و ظلمانی حواس باطنی و نورانی کے ساتہ مبدل ہوجائین۔ یعنے تو واقف اسرار ہوجائے۔ اُسوقت الہام اور وسوسہ کو گویا تو مجسم اور جدا جدا دیکہہ لیگا۔ اور تجہپر خلط ملط ہونیکے باعث الہام و وسوسہ کی شناخت کی باب مین جو مشکل پڑگئی ہے وہ حل ہوجائیگی۔

	تا سخنہائے کیان رد کردۂ	تا کیان را سرور خود کردۂ	
ترجمہ	تجہپہ کہلجائے گا سب اے مستند	کسکو مانا ہے کیا ہے کسکو رد	

شرح کیان جمع کاف کدامیہ ہے یعنے اے ظاہر پرست واقف اسرار ہوکر تجہپر ظاہر ہوجائے گا کہ تو نے کن لوگونکی باتونکا رد کیا ہے اور کن کو اپنا سردار بنایا ہے مطلب یہ ہے کہ تو نے اسوقت تو الہام اور وسوسہ کو ایکسان جان رکہا ہے مگر واقف اسرار ہوکر یہ بات ظاہر ہوجائیگی کہ انبیاء و اولیا کے کلام کو رد کیا تہا اور فرشتون کے الہام کو وسوسۂ شیطان جانا تہا اور وسوسۂ شیطانی اور مکر نفس کو الہام سمجہا جاتا۔

	باز جستن نخچیران سر و اندیشۂ خرگوش را	
ترجمہ	نخچیرونکا خرگوش سے اُسکا دلی راز پوچہنا	

	بعد ازان گفتند کاے خرگوش زشت	در میان آر آنچہ در ادراک تست
ترجمہ	پھر سب نے کہا خرگوش سے	تو نے کیا سوچا ہے فکر و ہوش سے
	ایکہ با شیرے تو در پیچیدۂ	باز گو رازے کہ اندیشیدۂ
ترجمہ	شیر کو جو اسطرح لپٹا ہے تو	بھید کی کہدے کہ کیا سوچا ہے تو
	مشورت ادراک و ہشیاری دہد	عقلہا مر عقل را یاری دہد
ترجمہ	مشورہ دیتا ہے ہشیاری بہت	ملکے رائین کرتی ہین یاری بہت
	گفت پیغمبر کن اے رائے زن	مشورت کا مستشار مؤتمن
ترجمہ	قول پیغمبر کو سن اے رائے زن	ہے حدیث المستشار مؤتمن
	قول پیغمبر بجان باید شنود	باز گو تا چیست مقصود تو زود
ترجمہ	قول پیغمبر کو سن باصد نیاز	اور کہدے جلد ہم سے اپنا راز

شرح۔ کالمستشار مین کاف بیانیہ ہے اور حدیث یون ہے المستشار مؤتمن یعنے جس سے مشورہ لیا جائے اسکو امین ہونا چاہیے مطلب یہ کہ آدمی مشورہ کے طالب کو نیک بات بتانے مین خیانت نہ کرے۔ خلاصہ یہ کہ نخچیرون نے خرگوش سے یہ کہا کہ اے نادان جانور حسب فرمان خداورسول چونکہ ہر بات مین مشورہ کرلینا بہتر ہے اسلیئے شیر کے ہلاک کی تدبیر مین تو ہمسے مشورہ کرلے کیونکہ بہت سی عقلین ملکر ایک عقل کو قوت دیتی ہین اور مطلب بہت جلد حاصل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وشاورہم فی الامر۔ حدیث مذکورین گو امر مشورہ صریح طور پر نہین ہے مگر معنوی لحاظ سے مشورہ کا حکم نکلتا ہے

	پوشیدہ داشتن خرگوش راز را از نخچیران	
ترجمہ	خرگوش کا اپنے راز کو نخچیرون سے پوشیدہ رکھنا	
	گفت ہر رازے نشاید باز گفت	جفت طاق آید گہے گہ طاق جفت
ترجمہ	بولا وہ ہر بات کہنے کی نہین	قضیہ ہے گاہے چنان گاہے چنین

شرح یعنے خرگوش نے جانورون کو جواب دیا کہ بسا اوقات تدبیر الٹ جاتی ہے اور جس کام مین بہتری سوچی جاتی ہے وہ بدتر ہو جاتا ہے اسلیئے گو مشورہ کرنا ابتدا مین اچھا ہی مگر ممکن ہے کہ اسکا انجام اچھا نہو جفت طاق برآمدن یا طاق جفت برآمدن بمعنے منعکس و وارگون شدن امر ہے یا یہ معنے ہین کہ کبھی آدمی کا دوست دشمن جان بنجاتا ہے اسحالت مین وہ بلا مصاحب اور تنہا رہجاتا ہے اور کبھی دشمن جان دوست بنجاتا ہے اسصورت مین وہ باہمصاحب اور جفت ہو جاتا ہے لیکن دونو حالتون مین اسکی دشمنی کا احتمال ضرور رہتا ہے۔ اسلیئے بہر حال اپنے راز کو چھپانا بہتر ہے۔ دوسرا مصرع اہل زبان کا محاورہ ہے جو تدبیر اور کام کے الٹا ہو جانے کے لیے بولا جاتا ہے۔

	از صفا گردم زنی ہا آئینہ	تیرہ گردد زود بابا آئینہ	
ترجمہ	مار کر پھونک اب جو دیکھا آئینہ	ہو گیا سب تیرہ بابا آئینہ	

اسمیں ہے اور راز صفا تیرہ گردد کے متعلق ہے یعنے جسطرح آئینہ اپنی صفائی کے سبب پھونک مارنے سے مکدر ہو جاتا ہے اسیطرح راز کہنے سے خراب ہو جاتا ہے۔ اس شعر مین زار کو آئینہ سے تشبیہ دی ہے کیونکہ جسطرح آئینہ آدمی کو اسکے نیک و بد سے آگاہ کر دیتا ہے اسیطرح راز بھی صاحب زار کو اظہار کے بعد اسکے حسن و قبح سے واقف کر دیتا ہے۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ آئینہ سے مستشار تنگ ظرف و سادہ لوح مراد ہے جو آئینہ سے تشبیہ تام رکھتا ہے مطلب یہ کہ جسطرح آئینہ اپنی صفائی کے سبب پھونک کی برداشت نہین کر سکتا اسیطرح مستشار تنگ ظرف و سادہ لوح بھی سادہ لوحی کے سبب اخفائے راز کا متحمل نہین ہوتا۔ بلکہ وہ راز کو سنکر جب تک دوسرے سے کہہ ندے بیمزہ اور مکدر رہتا ہے۔ اور اسکا پیٹ پھولجاتا ہے۔ مگر پہلے معنے اچھے ہین۔ کیونکہ راز کو مستشار سادہ لوح اور عاقل سب سے چھپانا چاہیئے

	در بیان این سہ کم جنبان تست	از ذہاب و از ذہب و ز مذہبت	
ترجمہ	تین باتون مین ہلاست اپنا لب	ایک مذہب ایک ذہاب اور ایک ذہب	

شرح۔ یعنے تین چیزونکو ہر کسی سے چھپانا چاہیئے اول چلنے یعنے سفر کرنے کو کہ کوئی مفسدہ نہ ہو جائے۔ دوم سونے یعنے مال کو تاکہ چور نہ دیکھ لین۔ تیسرے اپنے راہ اور مقام سفر کو تاکہ کوئی مفسدہ مین پوشیدہ ہو جائے۔ یہ ایک مشہور قول کا ترجمہ ہے اسمین ذہاب و ذہب و مذہب۔ مذہب سے دین ملت بھی مراد ہو سکتا ہے جسکو دشمنون سے چھپانا چاہیئے

	کین سہ رہ خصم ست بسیار و عدو	در کمینت ایستد چون داند او	
ترجمہ	کیونکہ ان تینون کے دشمن ہین بہت	گھات مین ان سب کے رہزن ہین بہت	
	ور بگوئی با یکے گو الوداع	کل سر جاوز الاثنین شاع	
ترجمہ	الوداع اے شخص گر تو نے کہا	بھید جو دو سے گیا جاتا رہا	

شرح یعنے اگر تو نے راز کو کسی شخص سے بھی کہدیا تو بس اس راز کو الوداع کہہ اور اپنے سے رخصت کر دے اب وہ تیرے قابو کا نہین رہا۔ کیونکہ جو بھید دو لبون سے تجاوز کر گیا وہ تمام من شائع ہو جائیگا اسمصرعہ مین اثنین سے دو لب مراد ہین بعض نسخون مین مرد بدانی با یکے گو الوداع ہے یعنی اگر تو راز کہنا ہی مصلحت جانتا ہے تو صرف ایک شخص سے کہہ ہمنے تجکو رخصت دی کیونکہ اسوقت ایک سر صرف دو شخصون مین رہے گا اور شائع نہو گا۔ گزشتہ قول مشہور مین ممانعت اثبات کی ہے کہ راز دو شخصون سے تجاوز نہ کرے ایک سے تجاوز کر کے دوسرے کو معلوم ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہین اسصورت مین اثنین بمعنے شخصین (دو شخص) ہو گا بعض نسخون مین جاوز الاسنان ہے اسنان جمع سن بمعنے دانت یعنے جو راز دانتون سے باہر نکلا وہ مشہور ہو گیا۔

	گر دو مرغ پرندہ را بندی بہم		بر زمین ماند محبوس از الم
ترجمہ	باندہ کر دو اک پرندون کو بہم		دیکھہ لے ہو جائینگے سب بے الم

شرح یعنے جسطرح کوئی شخص دو تین پرندونکو باہم باندہکر زمین مین ڈالدے تو وہ سب کے سب ایکدوسرے کی رفاقت سے محفوظ رہینگے وہ اسکو کچھہ کہیگا نہ وہ اسکو۔ اسیطرح اسرار مین جب تک دل مین محفوظ ہین کوئی سار از دوسرے راز کی مخالفت نہین کرسکتا۔ اور جسوقت حفاظت قلب سے باہر نکل آئے تو بالضرور انمین مخالفت ہو جائیگی۔ کیونکہ جس شخص پر اسرار ظاہر کیے جائینگے وہ ضرور ایک کو دوسرے پر ترجیح دیگا۔ یا اپنی رائے کو اسکے رائے سے بالاتر بتانے کی کوشش کریگا۔ مگر چونکہ اس ترجیح یا اظہار رائے مین خطا کا بھی احتمال ہے اسلیئے صاحب راز کا کام خراب ہو جائے گا۔ اس شعر مین راز مستور کو طائر محبوس سے تشبیہ دیگئی ہے یعنے جب تک جانور پر بستہ ہے الم سے محفوظ ہے اسیطرح جب تک راز پنہان ہے کوئی اسکا مخالف نہین بایں معنے ہین کہ جسطرح پر بستہ جانور اڑ نہین سکتا اسیطرح پوشیدہ راز شایع نہین ہوسکتا۔ پایہ کہ راز کو پر بستہ جانور کیطرح قید مین رکھنا چاہیئے۔

	مشورت دارید و سر پوشیدہ		در کنایت با غلط افگن مشوب
ترجمہ	مشورت کرنی ہے تو ہو اسس غلط		مختلط کچھہ لفظ ہون کچھہ ہون غلط

شرح مشوب بمعنے مختلط و مشتبہ ہے در کنایت الے آخرہ متعلق دارید ہے و با غلط افگن متعلق مشورت ہے اور مشوب دارید کے مفعول (مشورت) سے حال واقع ہوا ہے۔ خرگوش کی زبان سے مولانا کا مقولہ ہے یعنے مشورت چھپکر کیا کرو۔ اور اپنے صلاح و مشورہ کو کنایہ اور مشتبہ لفظون مین کہا کرو تاکہ غلط افگن اچھی طرح مفہوم سے واقف نہو لیکن باوجود انہمہ اپنا بہید پوشیدہ ہی رکھنا خوب ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ جس دوست سے آج تمنے اپنا بہید کہا ہے کل وہ دشمن ہو جائے گویا تقدیر شعر یہ ہے کہ مشورت با غلط افگن در کنایت دارید در انحالیکہ آن مشورت مختلط و مشتبہ باشد لاکن باینہمہ راز پوشیدہ داشتن بحالت غلط افگن۔ غلطی ڈالنے والا۔ برا مشورہ دینے والا۔ اظہار اسرار کرنے والا۔ غلط کار ضعیف الرائے یا دانستہ از راہ دشمنی غلط رائے بیان کرنیوالا دوسرے معنے یہ ہین کہ مشورت سے را با غلط افگن مشوب جملہ حالیہ واقع ہوا ہے یعنے مشورت کنایہ مین کیا کرو در انحالیکہ وہی مشورت الفاظ غلط افگن کے ساتھہ مشابہ ہو تاکہ غیر سمجھہ نہ سکے۔ غلط افگن دھوکا دینے والی بات

	مشورت کردے بپیمبر بستہ سر		گفتہ ایشانش جواب بیخبر
ترجمہ	راز کہتے تھے پیمبر بستہ سر		دوست دیتے تھے جواب بیخبر

شرح بستہ سر با تو کردی کے ضمیر فاعل سے حال واقع ہوا ہے اسوقت یہ معنے ہونگے کہ پیغمبر صحابہ سے سر دہان تک کر یعنے پوشیدہ طور پر مشورت کیا کرتے تھے یا بستہ سر صرف مشورت ہے یعنے پیغمبر مشورت سربستہ کیا کرتے تھے

تاکہ غیر واقف نہو۔ اور صحابہ پیغمبر کو جواب بیخبر ایسا جواب جسکی اطلاع غیر کو نہو پیغمبر کیخدمت مین عرض کر دیا کرتے تہے

	در مثال بستہ گفتے رائے را	تا نداند خصم سر از پائے را
ترجمہ	کرتے تہے معنون مین حضرت گفتگو	پانو سے سر کو نسمجہے تا عدو

شرح۔ مثال بستہ تشبیہ بعید دوسرے مصرع مین لفظ را سر کے متعلق ہے اور گفتی کا فاعل پیغمبر ہین

	او جواب خویش بگرفتی ازو	وز سوالش مے نبردے غیر بو
ترجمہ	اور لیتے تہے صحابہ سے جواب	ڈالدیتے تہے سوالون پر حجاب

شرح۔ پہلے مصرع مین ضمیر او اور دوسرے مین ضمیر شین پیغمبر کی طرف ہے اور لفظ ازو سے جماعت صحابہ مراد ہے

	این سخن پایان ندارد باز گرد	سوے خرگوش دلاور تا چہ کرد
ترجمہ	یہ سخن بے انتہا ہے باز رہ	کیا کیا خرگوش نے وہ راز کہہ

شرح۔ اس حکایت کا نتیجہ یہ ہے کہ آدمی اپنے احباب سے مہمات مین پوشیدہ طور پر مشورہ کیا کرے لیکن اپنے بہید سے کسیکو مطلع نہ کرنا چاہیئے خواہ دوست ہو یا دشمن رسول مقبول مشورہ کی حالت مین اپنے بہید صحابہ پر اسلیئے ظاہر کر دیتے تہے کہ آپ کو بذریعۂ وحی اُنکی امانت کا حال معلوم ہو جاتا تہا۔ چونکہ خرگوش کو نخچیرون کے امانتدار ہونے پر یقین نہ تہا اسلیئے اپنا بہید اُنسے نہ کہا انسان کو بہی ایسا ہی ہونا چاہیئے۔

قصۂ مکر کردن خرگوش با شیر و بسر بردن

ترجمہ: شیر کے ساتہ خرگوش کے مکر کرنے اور اُس مکر کو انجام تک پہنچا دینے کا قصہ

	حاصل آن خرگوش رائے خود نگفت	مکر اندیشید با خود طاق و جفت
ترجمہ	الغرض خرگوش ساکت ہی رہا	راز اپنا جب کہا دل سے کہا

شرح۔ یعنے حاصل کلام یہ ہے کہ خرگوش اپنے ذات سے مشورہ کرتا تہا۔ اسلیے بوقت مشورہ جفت یعنے مصاحب نفس خود ہو جاتا تہا۔ اور بوقت عدم مشورہ طاق رہتا تہا۔ یا لفظ طاق و جفت اندیشید کی ضمیر سے حال ہے یعنے خرگوش اپنے دل سے مکر گانٹہا تہا درآنحالیکہ بعض مکر سادہ اور مفرد تہے اور بعض پر مغز اور مرکب۔

	با وحوش از نیک و بد نکشاد راز	سر خود با جان خود میراند باز
ترجمہ	غیرون سے پردہ مین رکہا اپنا راز	اور رہا اظہار راز دل سے باز
	ساعتے تاخیر کرد اندر شدن	بعد ازان شد پیش شیر پنجہ زن
ترجمہ	ہو گئی اس فکر مین تہوڑی سی دیر	پہر گیا خرگوش پُرفن پیش شیر
	زان سبب کاندر شدن وا ماند دیر	خاک را میکند و میغرید شیر
	اور یہ دیکہا پہنچکر زود تر	دیر سے غرا رہا ہے شیر نر

	گفت من گفتم که عهد آن گمان		خام باشد خام وزشت وناکسان
ترجمہ	یعنے مین تو کہہ چکا تہا صاف صاف		وعدہ ہوتا ہے کمینونکا خلاف

شرح یعنے خرگوش کے آنے مین دیر ہوگئی تو شیر نہایت جہلا جہلا کر یہ کہنے لگا کہ مینے تو پہلے ہی کہدیا تہا کہ ان ذلیل نامعقول نخچیرون کا عہد خام وضعیف ہے کبھی وفا کے مرتبہ تک نہین پہنچیگا۔

	ودمدمہ ایشان مرا از خرگند		چند بفریبد مرا این دہر چند
ترجمہ	کرنے اُنکے کیا ہے مجکو پست		تا کجا یہ مکر۔ چرخ چمبرہ دست

شرح ودمدمہ بمعنے مکر۔ واز خرگند بمعنے از مطلب دور انداختن یعنے افسوس اُن نخچیرون کے فریب نے مجکو مطلب سے دور پہینکدیا۔ یا یہ معنے ہین کہ انکے فریبون نے مجھے شکار کرنے سے روک دیا۔

	سخت درماند امیر سست ریش		چون نہ پس بیند پیش از احمقیش
ترجمہ	عاجز و ناچار ہو جاتا ہے بس		احمق سے جو نسوچے پیش و پس

شرح سست ریش احمق سخت درماندن نہایت عاجز شدن احمقیش کاتین بمعنے خود ہے یعنے۔ جو شخص اپنی حماقت کے سبب پیش و پس نہین سوچتا وُہ اکیدن نہایت مجبور ہو جاتا ہے۔ اِس شعر سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے چونکہ شیر نے عہد کرتے وقت یہ نسوچا تہا کہ نخچیرون سے دانستہ اپنی جان روز کی روز مذبحائیگی اسلیئے آخرکار اِس عدم تدبیر کا نتیجہ اُسکے حق مین بُرا ہوا۔ امیر کی تخصیص شیر کی رعایت سے ہے ورنہ عدم تدبیر کے انجام کی بُرائی مین امیر و غریب یکسان ہین۔ یا یہ تخصیص اسلیئے ہے کہ امیر اور متمول آدمی اکثر کام بلا تدبیر کیا کرتے ہین۔ فائدہ چونکہ خرگوش کے مکر سے شیر ہلاک ہو گیا تہا اِس مناسبت سے مولانا قدس سرہ اُن مکار مشایخ کا ذکر کرتے ہین جنکی رو بہ بازی اور حیلہ سازی کے دام مین بڑے بڑے دانا لوگ گرفتار ہو جاتے ہین

	راہ ہموار ست و زیرش دامہاست		قحط معنے درمیان نامہاست
ترجمہ	راہ ہے ہموار۔ نیچے دام ہے		قحط معنے درمیان نام ہے

شرح یعنے مکار مشایخ کی ایسی مثال ہے جیسا کہ ایک سیدہا رستہ جو ظاہر مین ہموار ہے مگر در باطن اُسمین جال بچہا ہوا ہے۔ راہ رو ضرور دام مین پہنسکر ہلاک ہو جائیگا۔ یہی حال جہوٹے اور مکار مشایخ کا ہے کہ بظاہر اقوال فاعمال اُنکے شایستہ معلوم ہوتے ہین لیکن یہ سب دام تزویر ہے اور یہ لوگ اگرچہ نامی اور بلند آوازہ اور مشہور عالم ہین مگر اُنکے گھر مین معنے (معرفت) کا قحط ہے اور خداشناسی کا کال پڑا ہوا ہے۔

	لفظہا و نامہا چون دامہاست		لفظ شیرین رہگ آب عمرہاست
ترجمہ	دام کے مانند ہین الفاظ و نام		رہگ آبِ عمر ہین یہ اے ہمام

یعنے ان جھوٹے مشایخ کے الفاظ اور تحریر دام تزویر ہین اور انکی شیرین زبانی ہمارے آب عمر کے لیے ریت ہے جسطرح ریت پانی کو جوس لیتا ہے۔ اسیطرح انکے شیرین اقوال ہماری عمر کو ضایع کرتے ہین۔

	عمر چون آب ست و وقت اورا چو جو		خلق باطن ریگ جوئے عمر تو
ترجمہ	عمر پانی وقت نہر پُر صفا		خلق بد ہے ریت تیری عمر کا

شرح۔ عمر پانی ہے اور وقت نہر ہے تو گویا تھوڑا سا وقت ضایع کرنا ہی عمر کا ضایع کرنا ہے۔ اور جھوٹے مشایخ کے اخلاق باطنی ریگ ہین جو تیری عمر کے پانیکے چوسنے اور ضایع کرنیوالے ہین۔ یہ شعر اکثر نسخون مین نہین ہے۔ اور بعض نے اسکو الحاقیہ کہا ہے لیکن شارح کے نزدیک حسب محل اور با معنے ہے۔

	آن یکے ریگے کہ جوشد آب ازو		سخت کمیابست روآنرا بجو
ترجمہ	ایک وہ ریتا ہے جسمین آب ہے		جا اُسی کو ڈھونڈھ وہ نایاب ہے

شرح۔ یعنے ریگ کے دو قسمین ہین ایک پانی کو چوسنے اور ضایع کرنے والا۔ جسکا بیان اوپر ہو چکا ہے اور دوسرا وہ ریگ جسمین سے پانی نکلتا ہے۔ اسکا بیان اس شعر مین ہے۔ اور اس ریگ سے مراد شیخ کامل ہے اور پانی سے حکمت و معرفت مراد ہے چنانچہ خود تشریح کرتے ہین۔

	منبع حکمت شود حکمت طلب		فارغ آید او ز تحصیل سبب
ترجمہ	منبع حکمت بنا حکمت طلب		ہو چکی ہے اُسکو تحصیل سبب

شرح۔ یعنے بمقتضائے من یوتی الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا حکمت الٰہی کا طالب خود منبع حکمت بنجاتا ہے اور جسوقت اُسکو حکمت حاصل ہو جاتی ہے تو تحصیل سبب معرفت (یعنے ریاضت) سے فارغ ہو جاتا ہے۔ یہان حکمت سے مراد مرتبۂ فنا فی اللہ کا حاصل کرنا ہے جسکو یہ حاصل ہو گیا۔ اُسکو ریاضت کی کچھ حاجت نہین۔ لیکن ریاضت باوجود اس مرتبہ کے بھی اسلیئے فرض ہے کہ آدمی ایسے اعزاز اور مرتبہ کا شکریہ ادا کرے۔ جو ایسی بڑی نعمت کے بدلے مین آدمی پر فرض ہے چنانچہ حالات عشرۂ مبشرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ظاہر ہے کہ باوجود حصول مرتبۂ فنا و بقا بعد الفنا اور اور قطعی جنتی ہونے کی ریاضت اور عبادت مین بعد آنحضرت علیہ الصلوٰۃ تمام عالم سے بڑھے ہوے تھے۔ خاصکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب سے افضل تھے کیونکہ بعد وفات حضرت علیہ الصلوٰۃ انکی طبیعت مین مطلق تغیر کو دخل نہین ہوا تھا۔ اگر تحصیل سبب معرفت سے فارغ نہوتے تو ضرور تغیر پیدا ہو جاتا کیونکہ سالک کیحالت مین مرشد کی مفارقت سے ضرور تغیر ہو جاتا ہے۔ اسلیئے کہ وہ ابھی تحصیل سبب سے فارغ نہین ہوا رسول علیہ السلام کی وفات سے اور تمام صحابہ کی حالت کے متغیر ہو گئی تھی حضرت عمر غیر ایک قسم کی وحشت طاری تھی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہرے یعنے پتھر کی طرح بیحس و حرکت ہو گئی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجسم پریشانی تھے۔ علیٰ ہذا القیاس

اور صحابہ کا حال دگرگون تہا صحیح احادیث کے علاوہ حضرت ابوبکر کی فضیلت تصوف کے تعلق سے ہی ظاہر ہوتی ہے۔

	ہست آن ریگ اے پسر مرد خدا		کہ بحق پیوست واز خود شد جدا
ترجمہ	ہے وہ ریت اے پسر مرد خدا		حق سے پیوستہ ہے اپنے سے جدا

شرح یعنے اُس ریت کا نام جس سے میٹھا پانی نکلتا ہے مرد خدا ہے جو اوصاف بشری سے جدا ہوکر متصف بمضمون تخلقوا باخلاق اللہ ہو گیا ہے۔ اور جس سے ہر دم میٹھا پانی ابلتا ہے۔

	آب عذب دین ہمچو شد ازو		طالبان راز وحیالست ونمو
ترجمہ	موج زن اُس سے ہے پانی دین کا		طالبونکو جس سے ہے نشو و نما
	غیر مرد حق چو ریگ خشک دان		کاب عمرت را خورد او ہر زمان
ترجمہ	خشک ریتا ہے جو مرد حق نہو		جذب کرلیتا ہے آب عمر کو

شرح۔ آب عذب میٹھا پانی یعنے جو مرد حق نہین ہے وہ ریگ خشک ہے جسکو زاہد خشک بہی کہتے ہین۔

	طالب حکمت شو از مرد حکیم		تا از و گردی تو بینا و علیم
ترجمہ	سیکہہ داناؤن سے حکمت اے حکیم		تاکہ تو ہو جائے بینا و علیم
	لوح حافظ لوح محفوظے شود		روح او از روح مخطوظے شود
ترجمہ	لوح دل تا لوح محفوظ اُس سے ہو		روح تیری تاکہ مخطوظ اُس سے ہو

شرح۔ یعنے طالب کی لوح قوت مدرکہ یا لوح قلب شیخ کامل اور حکیم ربانی سے حکمت حاصل کرکے لوح محفوظ بنجاتی ہے کیونکہ اُسمین تمام اسرار منقوش ہو جاتے ہین۔ اور طالب کی روح حکیم کی روح کی مدد سے نہایت مخطوظ اور صاحب حظ عظیم ہو جاتی ہے کیونکہ اُس سے مستفید ہوتی رہتی ہے محفوظ اور مخطوظ مین یائے تعظیم ہے۔

	چون معلم بود عقلش را ابتدا		بعد ازان شد عقل شاگردے ورا
ترجمہ	تہی معلم ابتدا مین اُسکی عقل		اب ہے شاگرد انتہا مین اُسکی عقل

شرح۔ یعنے طالب حکمت کی عقل پہلے تو اُسکی معلم تہی کہ اُسکو مرشد کامل کی خدمت مین لیگئی تہی۔ لیکن جب وہ حکمت حاصل کرچکا تو وہی عقل اُسکے شاگرد ہو گئی۔ کیونکہ اسوقت اُسکی روح مرتبہ مین عقل سے بالاتر ہو گئی ہے کہ روح سے مستفید ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ اُسکی مثال یہ ہے۔

	عقل چون جبریل گوید احمدا		گر یکے گامے زنم سوزد مرا
ترجمہ	عقل جبریل نے احمد سے کہا		پر مرے جلجائینگے مین تو رہا

شرح یعنے جبریل جیسے مقرب اور جلیل القدر فرشتے کی عقل نے احمد صلعم سے یون کہا کہ لو دنوت انملۃ لاحرقت

سحاب الجلال - یہ شب معراج کے قصہ کیطرف اشارہ ہے اور سعدی نے - اس حدیث کا ترجمہ یون کیا ہے ؎

اگر یکسرے موئے برتر پرم ✤ فروغ تجلی بسوزد پرم ✤ یعنے جبریل نے یہ کہا کہ میری حد سدرۃ المنتہے ہے اے احمد صلے اللہ علیک وسلم میں اس سے آگے آپ کے ہمراہ نہین چل سکتا - ورنہ برق تجلی سے میرے پر جل جائینگے

	تو مرا بگزار زین پس پیش ران		حد من این بود اے سلطان جان
ترجمہ	چھوڑ دے مجکو شہ پیغمبران		یہ مری حد ہے بس اے سلطان جان

شرح - ران کا معقول بُراق ہے اور حد بمعنے سدرۃ المنتہی ہے یہ شعر نتیجہ مقولہ جبریل علیہ السلام ہے - اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ عقل کل (حضرت جبریل علیہ السلام) جو ابتدا میں رسول علیہ الصلوۃ کے معلم تھے انتہا میں اُنکے شاگرد ہونگے

	ہر کہ ماند از کاہلی بے شکر و صبر		او ہمے داند کہ گیرد پاش جبر
ترجمہ	کاہلی سے جو رہا بے شکر و صبر		وُہ زبردستی ہوا پابند جبر

شرح - یعنے جو شخص کاہلی کے سبب طاعت پر صبر کر سکا اور نعمت پر شکر نہ بجالایا یعنے اپنے اعضاء سے عبادت اور قلب سے محبت ذات اور زبان سے حمد نہ کی - وُہ یہ جانتا ہے کہ میرے پانو کو جبر نے پکڑ رکھا ہے - یعنے مجھمین طاعات کی قدرت نہین ہین مجبور ہون - خدا توفیق دیگا تو عبادت کرونگا حالانکہ یہ گمان غلط ہے کیونکہ جب وُہ گناہ اپنے ارادہ سے کرتا ہے تو طاعت مین اپنی ہمت مصروف کیون نہین کرتا -

	ہر کہ جبر آورد خود رنجور کرد		تا ہمان رنجوریش در گور کرد
ترجمہ	جبر ہے جسمین وہ خود رنجور ہے		اس مرض کا آدمی در گور ہے

شرح - یعنے جسنے جبر کا مذہب اختیار کیا گویا اُسنے دانستہ اپنے آپ کو بیمار ڈالا اور در گور ہو گیا - کیونکہ جسطرح مرض آدمی کو موت تک پہنچا دیتا ہے اسیطرح جبر بھی قلب کو میت کر دیتا ہے - کیونکہ جبری سے ریاضت نہین ہو سکتی جو حصول معرفت کے لیے لازم ہے -

	گفت پیغمبر کہ رنجوری بہ لاغ		رنج آرد تا بمیرد جون چراغ
ترجمہ	قول پیغمبر کو سُن اے پُر غرض		یعنے ہوتا ہے تمارض سے مرض

شرح لاغ فریب و مکر - بمعنے تمارض - حدیث شریف مین ہے - ان تمارضتم تمرضوا یعنے جب تم تکلف سے اپنے آپ کو بیمار ظاہر کرہ گے تو ضرور بیمار ہو جاؤ گے یہ حدیث کے ظاہر معنے ہین اور مولانا نے باطنی مطلب یہ لیا ہے کہ اے لوگو اگر تم اپنے آپ کو مسلوب القدرت اور مجبور خیال کروگے تو ضرور باطنی بیماریون مین مبتلا ہو جاؤ گے - اور تمہین ہرگز معرفت حاصل نہوگی - اور معرفت کا حاصل نہونا دل کے حق مین موت ہے - اور جسکا دل معرفت حق اور یاد الٰہی کی برکت سے زندہ نہین ہے وہ گویا جیتے جی در گور ہے

	جبر چہ بود بستن شکستہ را		یا بہ پیوستن رگ بگسستہ را
ترجمہ	جبر ہے ٹوٹے ہوے کا باندہنا		یا شکستہ رگ پہ ڈورا باندہنا
	چو درین رہ پائے خود بشکستۂ		بر کہ میخندی چو پا را بستۂ
ترجمہ	پانو تیرا گر یہان شکستہ ہے		کیہ ہنستا ہے کہ خود پا بستہ ہے

شرح یعنے جبر کے یہ معنے نہین ہین جو جبریون نے سمجہ رکہے ہین بلکہ یعنے سلب قدرت) بلکہ جبر شکستہ چیز کا جوڑنا باندہنا یا ٹوٹی ہوئی رگون کا ملانا ہے۔ اور جبکہ راہ سلوک و معرفت مین تو نے اپنے پانو کو توڑ رکہا ہے۔ یعنے ریاضت کرکے معرفت کی منزلین طے نہین کرسکتا۔ بلکہ دانستہ لنگڑا بنا ہوا ہے۔ تو یہ جبر کہان ہوا کیونکہ جبر کے معنے تو ٹوٹی ہوی چیز کو ملانے کی ہین حالانکہ تو خود خدا سے ٹوٹا ہوا اور الگ ہے پہر اپنے وصال کے کوشش کیون نہین کرتا اور تو خود قابل تسخر ہے کہ جبری ہوکر جبر کے معنے نہین سمجہتا۔ اور سمجہتا ہی ہے تو برعکس۔ کیونکہ جب تو نے اپنے پانو کو باندہ لیا اور ریاضت نہ کی تو اور کسی پر کیا تسخر کریگا تیری حالت خود قابل تسخر ہے کیونکہ اُس شخص سے زیادہ تسخر اور ہنسی کی لایق اور کون ہوگا جو ہاتہہ پانو ڈالا۔ ہٹا کٹا تندرست۔ توانا اور صحیح و سالم ہوکر اپنے کو زبردستی لنگڑا لولا اپاہج اور محتاج ظاہر کرے۔ انسانی قدرت خدا کا عطیہ ہے۔ اور بعض نسخون مین شکستۂ بنون نفی دیکہا گیا ہے۔ یعنے منزل ریاضت و معرفت طے نکردۂ مطلب دونو کا ایک ہے جبر بالفتح و سکون باے موحدہ شکستہ را بستن و نیکو کردن حال کسے را و بزور بر کارے داشتن کسے را۔ کذا فی المنتخب

	وانکہ پایش در رہِ کوشش شکست		در رسید او را براق و بر نشست
ترجمہ	جہد مین ٹوٹا جو پاے اشتیاق		آگیا اُسکی سواری کو براق

شرح بُراق پر بیٹہنے سے مراد عروج بسوے حق ہے یا واقعی بُراق ہے جو اہل جنت کو ملیگا۔ اور اہل جہد کو نصیب ہوگا

	حال دین بود او محمول شد		قابل فرمان بُد او مقبول شد
ترجمہ	حال دین ہوگیا محمول اب		قابل فرمان ہوا مقبول اب

شرح یعنے چونکہ وہ شخص حال احکام شریعت تہا اسلیئے محمول و سوار براق ہوگیا۔ اور چونکہ قابل اور امر آلہی تہا اسلیئے مقبول بارگاہ خداوندی بنگیا۔ سچ ہے ع ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔

	تا کنون فرمان پذیر فتے ز شاہ		بعد ازان فرمان رساند بر سپاہ
ترجمہ	جسنے مانا آجتک فرمان شاہ		ہوگیا اک روز سردار سپاہ

شرح یعنے حال دین چونکہ اتنک شاہ زمین و زمان کا فرمان قبول کر رہا تہا اسلیئے انجام یہ ہوا کہ خود بہت سے سپاہ کا فرمان روا بنگیا یعنے ریاضت کا یہ نتیجہ ہے کہ دل تمام جن و انس پر متصرف ہوجاتا ہے۔

	تا کنون اختر اثر کردے درو		بعد ازان باشد امیر اختر او
ترجمہ	اختر اتبک اُسمین رہتے ہے اثر		اب ہے اختر پر وہ حاکم سر بسر

شرح۔ یعنے اتبک ستارے (حسب قاعدہ نجوم) اُس حامل دین پر اثر کر رہے تھے اور اُسکے حاکم تھے لیکن اب وہ خود حاکم ستارگان ہو گیا ہے یعنے دلی کی حکومت اس حد تک ترقی کر کے آسمان اور ستارون تک پہنچ جاتی ہے

	گر ترا اشکال آید در نظر		پس تو شک داری در شق القمر
ترجمہ	گر ترے یہ مشکل آتا ہے نظر		پس تو پھر شک کرتا ہے شق القمر

شرح یعنے اگر ستارون پر دلی کی حکومت کا ہونا تیرے نزدیک مشکل ہے تو شاید تجکو شق القمر مین بھی شک ہے جیسا کہ بعض اہل ہوا نے شق القمر کا انکار کر کے اوس کو رسول اللہ کا معجزہ نہین پایا۔ وہ کہتے ہین کہ قمر آسمان مین ہونے کی وجہ سے سارے جہان کے آدمیون کو نظر آتا ہے۔ اگر اُسکا انشقاق ہوتا تو تمام عالم اُسکا مشاہدہ کر لیتا فقط اہل مکہ کی شہادت اسباب مین مقبول نہین ہے۔ اور وہ آیۃ اقربت الساعۃ و انشق القمر کی یہ تاویل کرتے ہین کہ قمر قیامت کے قریب شق ہوگا۔ ہم یہ جواب دیتے ہین کہ انشقاق کے وقت قمر بیشک آسمان پر تھا۔ مگر اول تو ہر آدمی ہر وقت اپنی نگاہ آسمان یا چاند پر نہین رکھتا دوسرے شق ہونیکا زمانہ بہت تھوڑا سا تھا نیز شق القمر شب کو ہوا تھا اسلیئے صرف انہی لوگون کو دکھائے دیا جنکی اتفاقی نگاہ قمر کیجانب تھی یہ ممکن ہے کہ مکہ کے علاوہ اطراف جہان مین اور لوگون نے بھی شق القمر دیکھا ہو مگر اتفاقی نگاہ نہ پڑنیکے باعث اور ایک عجیب واقعہ ہونیکے سبب اکثر نے کمتر کی شہادت نانی اور اُنکی تکذیب کی علاوہ ازین آیۂ کریمہ وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر شق القمر کے منکرون کو جھٹلا رہی ہے۔ اس آیۃ کا یہ مطلب ہے کہ منکر جب کوئی معجزہ دیکھتے ہین تو اُس سے منہ پھیر لیتے ہین اور اُسے پلٹتا ہوا جادو بتاتے ہین

	تازہ کن ایمان را ز گفت زبان		اے ہوا را تازہ کردہ در نہان
ترجمہ	تازہ کر ایمان کو صدق نہان		خواہشین تازہ ہین تیری ہر زمان

شرح یعنے ایمان کو صرف زبانی قول سے تازہ نکر بلکہ قلبی تصدیق بھی اسمین شامل ہونی چاہیئے۔ اسی کا نام ایمان کامل ہے

	تا ہوا تازہ ست ایمان تازہ نیست		لیک ہوا جز قفل آن دروازہ نیست
ترجمہ	گر ہے یہ تازہ تو وہ تازہ نہین		یہ ہوا جز قفل دروازہ نہین

شرح۔ اُن دروازہ۔ یعنے دروازۂ دل اور ہوا۔ یعنے خواہش نفسانی و اعتقاد باطل۔ مولانا کا مطلب یہ ہے کہ اخبارات الٰہی مین حسب ہوا تاویل نہ کرنی چاہیئے۔ اس سے ایمان جاتا رہتا ہے کیونکہ جب تک ہوا اور اعتقاد باطل آدمی کے دل مین قائم ہے فقط اقرار زبانی سے ایمان قایم نہین رہتا اور ہوا و اعتقاد باطل دروازۂ دل کا قفل ہے۔ ایمان تازہ کو دل مین داخل نہین ہونے دیتا

	کردۂ تاویل حرف بکر را		خویش را تاویل کن سنے ذکرا
ترجمہ	کیون ہے یہ تاویل قرآن جلیل		اپنی ہی اصلاح کر عبد ذلیل

شرح یعنے اے ہوا پرست تو خدا کے کلام مرغوب اور حرف قرآن کی غلط تاویل کرتا ہے لاحول ولاقوۃ خدا سے ڈر اور اپنی اصلاح کر۔ قرآنمجید کی تاویل اپنی خواہش نفسانی کے موافق نہ کرنی چاہیئے ورنہ کافر ہو جانیکا اندیشہ ہے اسلیئے اہل کلام اور اہل تسنن کا یہ مذہب ہے کہ آیات متشابہات مین تاویل کرنے کی غرض سے آدمی خوض نہ کرے اور عقل سے کام نہ لے حرف بکر۔ کلام مرغوب و قابل پسند۔ جس سے کلام الٰہی مراد ہے اور جسکی عقلی تاویل حرام ہے۔

	زیافت تاویل رکیک مگس		
ترجمہ	مکھی کی ضعیف تاویل کا جھوٹ اور اسکی برائی کا ذکر		

	بر ہوا تاویل قرآن میکنی		پست و کژ شد از تو معنی سنی
ترجمہ	منگھڑت قرآن کے معنے نہ کر		یہ تری کج فہمیان ہین حق سے ڈر

شرح سنی بزرگ و خوب و روشن یعنے ایخاطب تو اپنے خواہش نفس کی مطابق آیات قرآنمجید کی تاویل کرکے واضح اور روشن معنون کو خراب کرتا ہے کلام الٰہی کو بگاڑتا ہے لغو باتین بناتا ہے اسلیئے تو اُس مکھی کے مانند ہے جو گھاس کے پتے پر بیٹھکر گدھے کے پیشاب مین تیرہی تھی اور اپنے آپ کو کشتیبان خیال کرتی تھی۔

	مانند احوالت بدان طرفہ مگس		کو ہمے پندارد ست خود را ہست کس
ترجمہ	ہے اسی مکھی کی صورت تیرا حال		جانتی تھی خود کو جو اہل کمال

شرح۔ یعنے تیرا حال اُس مکھی کی مانند ہے جو اپنے نفس کو ایک باقدر اور باعزت چیز گمان کرتی تھی حالانکہ اُسکا گمان غلط تھا

	از خودی سرمست گشتہ بے شراب		ذرۂ خود را شمردہ آفتاب
ترجمہ	تھی خودی سے مست بے جام شراب		ذرہ کو سمجھے ہوے تھی آفتاب

شرح یعنے وہ مکھی اپنی خودی کے نشہ مین بغیر شراب پیئے مست ہوکر گھاس کو کشتی پیشاب کو دریا اور ذرہ کو آفتاب جانتی تھی اور اپنے آپ کو کشتیبان اور قوی ملاحی کا استاد خیال کرتی تھی۔

	وصف بازان را شنیدہ در زمان		گفتہ من عنقائے وقتم بیگمان
ترجمہ	وصف سن رکھا تھا باز دنکا کہین		جانتی تھی خود کو عنقا بالیقین

شرح۔ یعنے اُس مکھی نے کسی زمانہ مین بازون (شکاری جانورون) کا وصف سنکر اپنے نفس کو عنقائے وقت یعنے مگانۂ روزگار خیال کر لیا تھا۔ حالانکہ پچھلے اشعار سے معلوم ہو چکا ہے کہ اُسکا یہ خیال سراسر غلط تھا یہی حال اس نالائق کا ہے جو اپنے آپ کو لائق سمجھکر قرآن مجید مین اپنی عقل کے مطابق تاویل کرتا ہے۔

	آن مگس بر برگ کاہ و بول خر		ہمچو کشتیبان ہمے افتاد سر
ترجمہ	برگ کاہ و بول خر پر بیٹھکر		مثل کشتیبان بنی بیہودہ سر
	گفت من دریا و کشتی خواندہ ام		مدتے در فکر آن ہے ماندہ ام
ترجمہ	اور کہا نخوت سے مجکو سالکے ذکر		کشتی و دریا کا ہا مدت سے فکر
	اینک این دریا و این کشتی و من		مرد کشتیبان و اہل رائے و فن
ترجمہ	بول خر دریا ہے کشتی گہاس ہے		مین ہون کشتیبان کہ کشتی پاس ہے

شرح اہل رائے یعنے پانی کی کمی زیادتی اور کشتی کے حالات کے بابت رائے دینی والی اور اہل فن دانندۂ فن ملاحی

	بر سر دریا ہمین راند او عمد		مینمودش این قدر بیرون زحد
ترجمہ	مارتی تہی دائین بائین بلیان		بول خر ہتا اُسکو بحر سبکران

شرح عمد جمع عمود بمعنے ستونہا۔ یہان عمود سے کشتی کی بلی مراد ہے اور مطلب اشعار یہ ہے کہ مگس نے گہاس اور پیشاب پر بیٹھکر یہ کہا کہ مینے کشتی اور دریا کا بیان کتابون مین پڑہا تہا۔ لیکن مدت سے اس فکر مین تہی کہ دریا کیا چیز ہے اور کشتی کسکو کہتے ہین۔ آج معلوم ہوگیا کہ یہ پیشاب دریا ہے اور یہ گہاس کا پٹہا کشتی ہے اور مین کشتیبان ہون۔ یہ مگہی پیشاب کو دریا سمجھکر خیال کی بلی سے اپنی کشتی چلا رہی تہی اور اپنے دریا کو بیکران سمجھتی تہی۔

	بود بیحد آن چمین نسبت بدو		آن نظر کو مبند او را راست کو
ترجمہ	بول کو سمجھی تہی دریا بالیقین		دور تہی حق سے نگاہ راست بین

شرح اول کو محذف کہ او و ثانی بمعنے کجا استفہام انکاری۔ راست بمعنے صحیح و واقعی چمین بمعنے بول و براز۔ یعنے اس مگس کے اتنی نظر کہان تہی کہ پیشاب خر کو صحیح اور واقعی طور پر پیشاب ہی سمجھتی۔ بلکہ وہ تو دریا جان رہی تہی۔

	عالمش چندان بود کش بینش است		چشم چندین بحر ہم چندین بنش است
ترجمہ	سوجہا اُتنا ہے جتنی ہے نظر		بحر مقدار نظر ہے اے پسر

شرح یعنے عالم مگس اُسیقدر ہے جسقدر اُسکی نظر ہے۔ اور جسقدر اُسکی نظر ہے اُسیقدر اُسکا دریا ہے۔ مطلب یہ کہ ہر چیز کا ادراک اُسکے علم اور نظر کے مطابق ہے۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ مگس کے تخصیص حکایت کے باعث ہے ورنہ یہ حکم عام ہے۔ کیونکہ عالم دنیا اُس شخص کی آنکھون مین جسکے بینش کم ہے فراخ معلوم ہوتا ہے اور جسکی بینش فراخ ہے اُسکی آنکھون مین یہ عالم نہایت تنگ ہے کیونکہ وہ عالم حقیقی کو دیکھتے رہتے ہین اسلیئے آیا ہے الدنیا سجن المؤمن۔ عارف اس جہان تنگ سے ہمیشہ بیزار رہتے ہین۔ اور اُس وسیع اور پر فضا عالم کی بہارین دیکھتے رہتے ہین جسکا نام عالم قدس اور عالم الٰہی ہے۔

	صاحب تاویل چون باطل مگس	وہم او بول خر و تصویر خس	
ترجمہ	صاحب تاویل ہے گویا مگس	وہم اُسکا بول خر۔ تصویر خس	

شرح یعنے قرآنمجید مین تاویل کرنیوالے کا وہم بول خر ہے اور اُسکی تصویر یعنے تاویل برگ کاہ ہے جو بول خر پر تھا نیز ممکن ہے کہ تصویر خس کو مع اضافت پڑہا جائے اسوقت تصویر بمعنے مانند ہوگا لفظ وہم مبتدا ہے اور بول خر و تصویر خس خبر یعنے تاویل کرنیوالے کا وہم بول خر اور خس کے مانند ہے۔

	اگر مگس تاویل بگزارد بر رائے	آن مگس را بخت گرداند ہمائے	
ترجمہ	چھوڑدیگی وہم گر تاویل کا	اُس مگس کو بخت کردیگا ہما	

شرح۔ یعنے مگس (دنی الطبع اور ضعیف الرائے آدمی) اگر قرآنمجید مین تاویل کرنی چھوڑدی تو ہما بنجائے یعنے مرتبہ کمال اور قرب الٰہی تک پہنچ جائے۔ قرآن مجید مین اپنی رائے سے تاویل کرنی حرام اور قریب کفر ہے۔

	آن مگس نبود کش این غیرت بود	روح او نے در خور صورت بود	
ترجمہ	جسمین یہ غیرت ہو وہ مگس نہین	روح ہے صورت سے اچھی بالیقین	

شرح بعض نسخون مین بجائے غیرت عبرت ہے یعنے جس شخص کو تاویل باطل سے غیرت و شرم یا عبرت و خوف ہو وہ خواہ بظاہر کیسا ہی حقیر نظر آتا ہو مگر فی الواقع مگس نہین ہے بلکہ ہما ہے۔ اور اُسکی روح اُسکی صورت حقیر کے لایق نہین ہے کیونکہ صورت ایک فانی اور ظلمانی چیز ہے اور روح نورانی مطلب یہ ہے کہ یہ مگس (یعنے انسان) اگر تاویل کو چھوڑکر کسی کامل کا اتباع کرے تو مگس حسین نہین رہتا بلکہ مرشد کامل بنجاتا ہے اور اُسکی روح اُسکے جسم اور صورت حقیر مین بہت بڑا کام کرتی ہے جو حسب ظاہر لایق صورت نہین ہوتا۔

	ہمچو آن خرگوش کو بر شیر زد	روح او کے بود اندر خورد قد	
ترجمہ	شیر کو خرگوش سے پہنچی جو زد	روح اُسکی تہی بڑی چھوٹا تہا قد	

شرح۔ اندر خورد۔ بمعنے لایق۔ اور بر شیر زد۔ بمعنے با شیر خبک کرد یعنے جسطرح خرگوش نے باوجود حقیر جانور اور کوتاہ قد ہونے کے شیر کو مار دیا (جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکی روح اُسکے قد کے لایق نہین تہی بلکہ جسم و صورت اور قد سے بہت بڑی تہی ورنہ یہ بات عقل سے خارج ہے کہ خرگوش شیر کو مار ڈالے) اسطرح تارک تاویل خواہ کیسا ہی حقیر معلوم ہوتا ہو مگر اتباع مرشد کامل سے اُسکی روح قوی ہو جاتی ہے اور خود مرشد بنجاتا ہے۔

	رنجیدن شیر از دیر آمدن خرگوش
ترجمہ	خرگوش کے دیر مین آنے سے شیر کا رنجیدہ ہونا

شرح۔ اس حکایت کا نتیجہ بطریقہ معنوی یہ ہے کہ نفس امارہ اپنی مخالفت سے عقل کو سرنگون کرتا ہے اور اُسکو اپنے دام مین لانا چاہتا ہے

	شیر میگفت از سر تیزی و خشم	کز رہ گوشم عدو بربست چشم
ترجمہ	کہہ رہا تہا شیر خشم و جوش سے	ہو گیا اندہا مین راہ گوش سے

شرح۔ میم مضاف الیہ چشم ہے۔ اور رہ گوش سے مراد نخچیرون کے وعدے ہین یعنے شیر نے خرگوش کے دیر مین آنے سے جہلا کر یہ کہا کہ نخچیرون کے جہوٹے وعدون نے مجہے مصیبت مین ڈالدیا ہے۔

	مکرہائے جبر بانم بستہ کرد	تیغ چوبین شان تنم را خستہ کرد
ترجمہ	جبریون کے مکر سے بستہ ہون مین	کاٹہہ کی تلوار سے خستہ ہون مین

شرح۔ جبری سے نخچیر۔ اور تیغ چوبین سے قول باطل اور انکا مکر مراد ہے جو روزینہ کے متعلق تہا۔

	زان سپس من نشنوم آن دمدمہ	بانگ دیوان ست و غولان انہمہ
ترجمہ	مین نہین سننے کا انکا مکر اب	دیوون اور غولون کی ہے آواز سب

شرح۔ دمدمہ مکر و فریب و قول باطل جو شیاطین و غول کی آواز کے مانند ہے غول جن یا دیو کو کہتے ہین لیکن غول کے واقعی معنے یہ ہین کہ کل ما اغتال الانسان واہلکہ فہو غول یعنے جو انسان کو ہلاک کرنیکے لیے فریب دے وہ غول ہے اور آواز شیطان سے الشیطان یعدکم الفقر (شیطان تمکو محتاجی کا وعدہ دیتا ہے) معنوی طور پر صحیح مراد ہے۔

	بر دران ای دل تو ایشان را مایست	پوست شان برکن کہ شان جز پوست نیست
ترجمہ	پہاڑ ڈال اے دل یہ کسکے دوست ہین	پوست کہینچ انکی کہ بالکل پوست ہین

شرح شیر نے یہ اپنے دل سے خطاب کیا ہے۔ یعنے ای دل صبر نکر۔ اور ان نخچیرون کو پہاڑ ڈال اور انکے کہال کہینچ لے کیونکہ انمین بجز پوست وفا کے معنے نہین پائے جاتے یہ بیمغز اور وعدہ خلاف ہین

	پوست چہ بود گفتہائے رنگ رنگ	چون ذرہ بر آب کش نبود درنگ
ترجمہ	پوست کے مانند ہے باتونکا رنگ	نقش ہے پانی کا فانی بے درنگ

شرح یہان سے مقولہ مولانا قدس سرہ شروع ہے یعنے ہماری مراد پوست سے گفتگوئے رنگا رنگ ہے جسکو نقش بر آب کیطرح ثبات نہین ہے ذرہ بمعنے نقش و حلقہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ چرب زبانی اور شیرین بیانی کے۔ اور رنگا رنگ الفاظ کا زیادہ استعمال کرتے ہین۔ وہ فی الواقع مہمل اور بیمغز ہوتے ہین۔

	این سخن چون پوست معنے مغز دان	این سخن چون نقش و معنے ہمچو جان
ترجمہ	ہے سخن اک پوست معنی مغز ہے	ہے سخن اک نقش معنی مغز سے

شرح یعنے کلام بمعنے اور وعدہ خالی از وفا نقش دیوار کی مانند ہے لیکن عوام اور خواص کے مقالات اور کلام مین فرق ہے جو آئندہ شعر مین بیان کیا گیا ہے۔

	پوست باشد مغز بدرا عیب پوش		مغز نیکو راز غیرت غیب پوش
ترجمہ	پوست ہے گویا بدی کا عیب پوش		اور نیکون کے لیے ہے غیب پوش

شرح یعنے معنے بد کے لیئے الفاظ عیب پوش ہین مطلب یہ کہ عوام کے الفاظ لطیف معانی بد کو چھپائے رہتے ہین۔ یعنے اُنکی باتین اور اُنکے وعدے ایسے خوبصورت الفاظ مین ہوتے ہین کہ سامع کو صدق و وفا کا یقین آجاتا ہے مگر فی الواقع ایسا نہین ہوتا۔ اور معنے نیک کے لیئے الفاظ پردہ پوش نہین ہین۔ بلکہ اُنکے لیئے شرم و غیرت لباس غیبی ہے یعنے خواص کے لیے ماۂ شرم و غیرت خلعت و انعام الٰہی ہے اُنکی غیرت اُنکے وعدہ کو پورا کرا کر رہتی ہے وہ اپنی بات کی شرم رکھتے ہین اور وعدہ کو وفا کرتے ہین۔ صرف لفاظی سے کام نہین لیتے غیب پوش پوشش غیب یعنے لباس غیبی۔ نیز ممکن ہے کہ مغز بد سے خود بد شخص اور مغز نیک سے شخص نیک مراد ہو۔ اِسصورت مین یہ مطلب ہوگا کہ بمغز و بمعنے اور بمعرفت آدمی کے لیئے اُسکا بدن اُسکا عیب پوش ہے کہ اُسکو آدمیون مین شمار کرا دیتا ہے۔ اور با معرفت آدمی کے لیے غیرت الٰہی لباس غیبی ہے کہ اُسنے عارف کو عوام کی آنکھون سے چھپا رکھا ہے۔ چونکہ اولیا اللہ معشوق ذات حق ہین اسلیئے غیرت الٰہی اِس بات کی مقتضی ہوئی کہ انکو اغیار کی آنکھون سے چھپایا جائے جسطرح آدمی اپنے معشوق کو غیر سے چھپاتا ہے

	چون قلم از باد بُد دفتر ز آب		ہر چہ بنویسی فنا گردد شتاب
ترجمہ	جب قلم ہو باد اور دفتر ہو آب		جو لکھے گا تو مٹے گا وہ شتاب
	نقش آبست ار وفا جوئی ازان		باز گردی دستہا خود گزان
ترجمہ	نقش آبی مین وفا کیا پائیگا		دیکھیو پچھتائیگا پچھتا ئیگا

شرح مقولہ عوام کی تمثیل ہے اور بُد بمعنے بود ہے یعنے تو ہوا کو قلم اور پانی کو کاغذ سمجھکر جو کچھ لکھے گا وہ فوراً مٹ جائیگا اسیطرح عوام کے جھوٹے وعدون کو سمجھنا چاہیئے اگر تو اُنکی وفاداری پر بھروسا کریگا تو انجام کار اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائیگا۔ اور پشیمان ہوگا۔ کچھ بات نہ آئیگا۔ اور انجام کار پچھتائے گا

	باد در مردم ہوا و آرزوست		چون ہوا بگذاشتی پیغام ہوست
ترجمہ	یا وانسان ہے ہوا و آرزو		اِس سے درگزرے تو ہے پیغام ہو

شرح یعنے لفظ باد سے جو پہلے مصرع مین ہے آدمیونکی خواہش نفسانی اور بُری آرزو مراد ہے۔ جو فنا ہونیوالی ہے جب آدمی نے اِسکو چھوڑ دیا اور اوامر الٰہی بجالایا تو یہ خبر مشاہدۂ الٰہی دیگا۔ ہُو۔ مقام مشاہدہ۔

	خوش بود پیغامہائے کردگار		کو ز سر تا پائے باشد یادگار
ترجمہ	اچھے ہین پیغامہائے کردگار		لایزال و با وفا و پائے دار

شرح۔ پیغامہا سے تجلیات الٰہی مراد ہین جو ہر وقت عارف کو اپنی طرف بُلاتی ہین دوسرے معنے یہ بھی ہو سکتے ہین کہ

ہوائے نفسانی خلا تک پہنچنے اور کلام الٰہی سننے سے مانع ہے جسنے اسکو چھوڑ دیا گویا اُسنے بلا واسطۂ صوت وحرف کلام الٰہی کو سن لیا
اگرچہ کہ مشاہدۂ تجلیات الٰہی واستماع کلام بلا استماع کلمات انبیاء واولیا بلا عمل صالح غیر ممکن ہے اسلیئے مولانا کلمات انبیاء واولیا کی
تعریف کرتے ہین اور اگلے شعر مین یہ فرماتے ہین کہ

	خطبۂ شاہان بگرد و دوان کیا		جز کیا و خطبہائے انبیا	
ترجمہ	خطبۂ شاہان کا کچھ سے کچھ ہے حال		خطبہائے انبیا ہین لازوال	

شرح۔ کیا۔ بمعنے پہلوان وخداوند وپاکیزہ۔ پہلے مصرع مین کیا بمعنے پہلوان وخداوند ہے۔ اور دوسرے مین بمعنے پاکیزہ اور
گرد بمعنے متغیر شود ہے اور دوان کیا شاہان پر معطوف ہے۔ یعنے بادشاہون اور تمام خداوندان دنیا کے خطبے اور کلمات
اُنکے زوال اور مرجانیسے متغیر ہوجاتے ہین مگر انبیا اور اولیا کے خطبے اور کلمات قیام تک قایم رہینگی۔

	زانکہ بوش بادشاہان از ہواست		بار نامۂ انبیا از کبریاست	
ترجمہ	بادشاہی کرّ و فر ہے سب ہوا		انبیا کی شان ہے شانِ خدا	

شرح بوش کرّ و فر۔ بار نامہ۔ تجمل وحشمت ومباہات واجازت نامہ یعنے بادشاہون کا کرّ وفر اور اظہار عظمت وہیبت
خواہش نفسانی کی طرف سے ہے اور انبیاء کا تحمل اللہ تعالے کی جانب سے اسلیئے اُسکو زوال ہے۔ اور یہ بے زوال
بس تو لم یزل ولایزال کے مشاہدۂ تجلی کے لیئے انبیا واولیا کے کلمات پر عمل کرنا ضروری ہے۔

	از درِ مہا نام شاہان بر کنند		نام احمد تا قیامت میزنند	
ترجمہ	نام شاہان سکہ سے ہوتا ہے حک		سکۂ احمد رہیگا حشر تک	

شرح۔ یعنے بادشاہون کے نام انقلاب سلطنت کے وقت سکہ سے مٹا دئے جاتے ہین لیکن حضرت احمد کا نام
قیامت تک نقش ہوتا رہیگا۔ اور الواح اور کتب مین برابر لکھا جائیگا کیونکہ اُنکی شریعت قیامت تک قایم رہیگی۔

	نام احمد نام جملہ انبیاست		چونکہ صد آمد نود ہم پیش ماست	
ترجمہ	نام احمد کا ہے نام انبیا		سو مین نوّے بھی داخل اسے فتا	

شرح یعنے جسطرح سو کا عدد نوّے کو محیط ہے اور نوّے سو مین داخل ہین۔ اسیطرح ذاتِ احمدی تمام انبیاء کے
ذاتون کو محیط ہے یعنے اُنمین جتنے کمالات الگ الگ تھے آپ مین بطور مجموعہ ہین اور انبیاؤن مین احمد صلے اللہ علیہ
وسلم کی مثال ایسی ہے جیسے تارون مین چاند کہ تمام تارون کی حقیقت کو محیط ہے۔ جب چاند نکلتا ہے تارونکی
نور کو ڈھانک لیتا ہے۔ اسیطرح آپ کی ذات نے تمام انبیا کی ذات اور آپ کی شریعت نے تمام شریعتون کو ڈھانک
لیا ہے حقیقت محمدیہ جامع جمیع حقایق ورقیم رسان تمام خلایق اور ولایت محمدی جامع جمیع ولایت اور مقام جامع
جمیع مقامات اور نبوت ورسالت جامع جمیع نبوت ورسالت ہے غرضیکہ آپ تمام موجودات کے لیے علت غائی ہین

	این سخن پایان ندارد اے پسر	قصۂ خرگوش گو و شیر نر
ترجمہ	اے پسر بے انتہا ہے یہ سخن	قصۂ خرگوش و شیر اب ہے سُن

ہم دربیان مکر خرگوش و تاخیر او در رفتن

ترجمہ خرگوش کے مکر اور شیر کے پاس جانے مین اُسکی تاخیر کا بیان

	در شدن خرگوش پس تاخیر کرد	مکر را با خویشتن تقریر کرد
ترجمہ	جانے مین خرگوش نے تاخیر کی	دل ہی دل مین مکر کی تقریر کی

شرح۔ یعنے چونکہ مکر کو اپنی نفس مین اچھی طرح گانٹھہ رہا تہا اسلیئے شیر کے پاس جانے مین خرگوش کو دیر ہو گئی

	در رہ آمد بعد تاخیر دراز	تا بگوش شیر گوید یک دو راز
ترجمہ	اور چلا پھر بعد تاخیر دراز	تاکہ کہدے شیر سے وہ ایک راز

شرح۔ راز سے وہی مکر مراد ہے جو خرگوش نے سوچا تہا۔ اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ صاحب عقل معاد مشکل کام مین جلدی نہین کرتا۔ کیونکہ التانی من الرحمن والتعجل من الشیطان۔ آہستہ کام رحمان کا اور جلدی کام شیطان کا

	تا چہ عالم ہاست در سودائے عقل	تا چہ بیناست این دریائے عقل
ترجمہ	ہے عجب کچھ عالم سودائے عقل	ہے عجب کچھ وسعت دریائے عقل

شرح۔ چونکہ خرگوش نے اپنے عقل سے ایک مکر تراش کر شیر کو ہلاک کر دیا اسلیئے مولانا قدس سرہ عقل کی تعریف کرتے ہین یعنے عقل بشری کی فکر مین کسقدر عجیب عجیب عالم ہین مثلاً عالم ادراک۔ عالم تدبیر۔ عالم تصور عالم تصدیق۔ عالم یقین۔ عالم معرفت وغیرہم اور کسقدر عجیب وغریب احکام اس سے صادر ہوتے ہین۔ اور دریائے عقل کسقدر باافراخی ہے بعض نسخون مین تا چہ پہنا ہاست ہے سودا بمعنے فکر و پہنا فراخی و فراخ۔ نیز ممکن ہے۔ کہ عقل سے مراد عقل کل یعنے ذات حق ہو اسوقت سودا بمعنے متاع لغت ترکی ہوگا یعنے متاع قدرت حق مین کسقدر عالم ہین کیونکہ تمام عالم تعینات حق ہین اور قدرت حق سبحانہ وتعالے مین کسقدر وسعت ہے کہ تمام تعینات کو قبول کیے ہوے ہے

	بحر بے پایان بود عقل بشر	بحر با غواص باید اے پسر
ترجمہ	بحر بے پایان ہے اک عقل بشر	چاہیئے غوطہ لگانا اے پسر

شرح کیونکہ بلا غواصی دریا مین سے موتی نہین نکل سکتے اسیطرح جب تک آدمی عقل کے دریا مین غوطہ نہ لگائیگا یعنے عقل سے کام نہ لیگا۔ اسکو کچھ حاصل نہوگا۔ نیز ممکن ہے کہ عقل بشر کے مابین مضاف محذوف ہو اور عقل سے مراد ذات حق ہو یعنے ذات خالق بشر کسقدر دریائے بے پایان ہے اسمین غوطہ لگانا یعنے وقوف اسرار ہونا چاہیئے جبتک اس دریا مین غوطہ نہ لگایا جائے گا گوہر مقصود ہرگز نہ ملیگا۔

	صورت ما اندرین بحر عذاب		میدود چون کاسہا بر روے آب
ترجمہ	بحر شیرین مین ہے صورت اسطرح		آب پر ہوتا ہے پیالہ جسطرح
	تا نشد پُر بُد سر دریا چو خشت		چونکہ پُر شد طشت در وے غرق گشت
ترجمہ	جس گھڑی تک پُر نتہا پانی پہ تہا		ہو گیا جھٹ غرق جب پُر ہو گیا

شرح۔ صورت سے مراد وجود ہے اور عذاب یا تو مفرد لفظ ہے بمعنے شیرین۔ یا مرکب ہو کر عذب آب کا مخفف ہے عذب میٹھا پانی یعنے ہمارا وجود عقل کے دریائے شیرین مین ایسا ہے جیسا پانی پر پیالہ کہ جب تک نہ بھر جاوے دریا کے سر پر طشت کی طرح تیرتا رہیگا اور جب بھر جائیگا تو طشت کی طرح غرق ہو جائیگا۔ مطلب یہ کہ ہمارا وجود دریائے عقل مین اوپر ہی اوپر تیرتا پھرتا ہے عقل کا پانی اسمین داخل نہین ہوا۔ ورنہ فکر معاش مین منہمک نہوتا۔ لیکن جسوقت اسمین عقل کا پانی داخل ہوگا۔ تو یہ دریائے عقل مین غرق ہو جائیگا۔ اور اسوقت عقل وجود کو معاصی کی اجازت ہرگز نہ دیگی۔ کیونکہ عقل ہرگز بری باتونکی طرف نہین لگاتی بحر عقل مین غرق ہونا گویا مرتبۂ عقل کل حاصل کرنا اور اُس تک پہنچ جانا ہے۔ نیز ممکن ہے کہ بحر عذاب سے ذات حق مراد ہو۔ یعنے ہمارے تعینات دریائے ذات مین پانی کیطرح تیرتے ہین جبتک عشق حقیقی سے خالی ہین بحر ذات سے باطنی تعلق قایم نہین ہوتا۔ اور جسوقت عشق ذات سے پُر ہو گئے تو بحر ذات مین غرق ہو کر مرتبۂ فنا فی اللہ حاصل کر لیتے ہین۔

	عقل پوشیدہ ست و ظاہر عالمے		صورت ما موج یا از وے نمے
ترجمہ	عقل پوشیدہ ہے اور ظاہر ہین ہم		نقش صورت موج ہے یا اُسکی نم

شرح۔ یعنے بحر عقل مخفی ہے اور عالم کی صورت ظاہر ہے اور ہمارا وجود دریائے عقل کی ایک موج یا کچھ نمی ہے بس تو اس ظاہر کو اُس طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ یا یہ کہ ذات حق مخفی ہے۔ اور ہمارا تعین اُس دریا کا قطرہ ہے اسلیئے قطرہ کو دریائے عشق کا جزبنانا چاہیئے۔

	ہر چہ صورت می دہد سلیت سازدش		زان وسیلت بحر دور اندازدش
ترجمہ	ڈھونڈ لاتی ہے جو صورت بالضرور		وہ وسیلہ بحر سے کرتا ہے دور

شرح۔ لفظ مے بسازدش کے متعلق ہے۔ یعنے وجود اگر کسی جسمانی چیز کو بحر عقل اور مرتبۂ عقل کل تک پہنچنے کا وسیلہ بنائیگا تو اُس وسیلہ کی بُرائی کے سبب بحر عقل اُسکو اپنے سے دور پھینکدیگا۔ بس تو یہ چاہیئے کہ اسمعاملہ مین نورانی چیز مثلاً ریاضت کشف کو وسیلہ بنائے۔ یا یہ کہ وسیلہ بنانے سے کسی غیر چیز کی عبادت مراد ہے کہ اُسے عابد ذریعۂ تقرب ذات حق سمجھے۔ چنانچہ کافرونکا مقولہ ہے ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفے۔ یعنے کافرونکا مقولہ ہے کہ ہم بتون کو صرف اسی لیے پوجتے ہین کہ اُنکی عبادت کے وسیلہ سے خدا کا قرب حاصل ہو جائے۔

	تا نہ بیند دل دہندہ راز را	تا نہ بیند تیر دور انداز را
ترجمہ	تا نہ پائے پہر وہ مخفی راز کو	تا نہ دیکہے تیر دور انداز کو

شرح یعنے بحر عقل اسکو اتنی دور پہینکیگا کہ اُسکا دل عطا کنندہ اسرار یعنے اللہ کو ہرگز نہ دیکہہ سکیگا اور اُسکو دور پڑا ہوا تیر یعنے تیر معرفت نظر نہ آئیگا (دور انداز بمعنے دور انداختہ) کیونکہ اُسنے جب بحر عقل ہی مین غوطہ نہین لگایا۔ تو اسرار معرفت کیونکر حاصل ہونگے۔ یا یہ کہ ذات حق اُسکو اپنے سے دور پہینکدیگی **فائدہ** عقل کل اور کلی کنایہ از جبریل و نور محمدی و عرش اعظم اور اسی کو عقل اول کہتے ہین اور عقل فعال کنایہ فقط جبریل سے ہوتا ہے اور مطلق عقل نفس انسان مین ایک ایسی قوت کا نام ہے کہ انسان اُسکے ذریعہ سے دقائق اشیاء کی تمیز کرسکتا ہے اور اسی کو نفس ناطقہ بہی کہتے ہین۔ مگر مولانا کے نزدیک عقل و جان بمعنے ذات حق بہی ہے۔

	اسپ خود را یاوہ داند از ستیز	میدواند اسپ خود در راہ تیز
ترجمہ	گم شدہ کہتا ہے اپنے اسپ کو	اور سوار اسپ ہے خود اسپ جو

شرح مضمون سابق کو بطور تمثیل بیان کرتے ہین۔ یعنے جو شخص مرتبۂ عقل کل کی رسائی یا تقرب ذات حق کے لئے کسی جسمانی قوت یا عبادت غیر کو وسیلہ بناتا ہے۔ اُسکی ایسی مثال ہے جیسا کہ اپنے گہوڑے کو کوئی شخص حماقت یا غفلت کے باعث ناپدید اور گم شدہ جانے حالانکہ خود اُس گہوڑے پر سوار ہو یہی حال اُس شخص کا ہے جو مرتبۂ عقل کل کے رسائی کے لیے جسمانی قوت کو وسیلہ بناتا ہے حالانکہ وہ خود مرکب عقل نورانی پر سوار ہے یعنے عقل جزئی (جسکی طرف پہلے شعر مین صورت یا موج یا ازوے نمے۔ کا اشارہ کیا گیا ہے) اُسکے پاس موجود ہے۔ خلاصہ یہ کہ آدمی ریاضت و کشف اور عقل جزئی کے وسیلہ سے مرتبۂ عقل کل تک پہنچ سکتا ہے جسمانی وسائل کی کچہ ضرورت نہین اور نہ اُنسے رسائی ممکن ہے تیر تقرب ذات حق کے لئے وسیلہ جسمانی غیر ضروری ہین۔ کیونکہ ذات حق ہر دم جویا کے پاس ہے جیسا کہ گہوڑا سوار کے پاس مگر یہ جوئندہ کی غفلت اور عقل سے لڑائی ہے کہ اُسکو اپنے سے دور سمجہ رکہا ہے کیونکہ اللہ تعالے خود فرماتا ہے ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ ہم اپنے بندے کی طرف اُسکی رگ گردن سے بہی زیادہ قریب ہین۔ یا وہ گم و ناپدید۔ کہوئی ہوی چیز غائب غول

	اسپ خود را یاوہ داند وآن جواد	اسپ خود او را کشان کردہ چو باد
ترجمہ	اسپ کو گم گشتہ کہتا ہے مگر	اسپ لیجاتا ہے اُسکو کہینچکر

شرح یعنے وہ اپنے گہوڑے کو گم شدہ جانتا ہے۔ حالانکہ وہ تیز رفتار ہے اور اُسکو ہوا کیطرح کہینچے لیے جاتا ہے۔ یہی حال اُسکا ہے جو اپنی عقل جزوی کو (جو نورانی ہے) کند جانتا ہے اور مرتبۂ عقل کل تک کی رسائی یا وصول ذات حق کے لیے وسائل ڈہونڈ رہا ہے حالانکہ عقل جزوی خود اسکی رہبر ہے جواد اسپ تیز رفتار۔ اس شعر مین لفظ جواد مبدل منہ ہے اور دوسرے مصرع مین لفظ اسپ اُسکا بدل واقع ہوا ہے۔

	در فغان و جستجو آن خیرہ سر	ہر طرف پرسان و جویان سر بسر	
ترجمہ	ہے اُسے ہر دم فغان و جستجو	سو بسو پرسان و جویان کو بکو	
	کانکہ دزدید اسپ ما را کو کجاست	اینکہ ریزان تست اینجو اینجاست	
ترجمہ	یعنے ایسا کون ہے گھوڑے کا چور	زیر ران کیا ہے بتا اے مذکور	

شرح یعنے وہ سوار خیرہ سر (بیہودہ) و پریشان و سرکش اور بدر اپنے گھوڑے کو ڈھونڈتا پھرتا ہے اور یون کہتا ہے کہ جسنے ہمارا گھوڑا چرا لیا ہے وہ کہان ہے اور کون ہے۔ لیکن اسکے جواب مین اُس سے یہ کہنا چاہیئے کہ حضرت سلامت جسپر آپ سوار ہین یہ کیا چیز ہے؟ یہی تو وہ گھوڑا ہے جسکو ڈھونڈ رہے ہو۔ مطلب یہ کہ عقل جزوی ہر وقت آدمی کے پاس ہے مگر وہ اس سے غافل ہے۔ اگر ریاضت کرے اور اسکو کام مین لائے تو عقل کل اور ذات حق تک واصل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جزو تابع کل ہے۔

	آرے این ہست لیک آن اسپ کو	باخود آ اے شہسوار اسپ جو	
ترجمہ	ہے ترا گھوڑا یہی اے یاوہ گو	ہوش مین آ شہسوار اسپ جو	

شرح یعنے جس گھوڑے پر تو سواری یہ گھوڑا تیرا ہی تو ہے۔ لیکن پھر بھی از راہ غفلت تو یہی کہے جاتا ہے کہ وہ گھوڑا کہان گیا۔ اے شہسوار اسپ جو اپنے آپے مین آ اور عقل سے کام لے اس شعر مین غائب سے حاضر کیطرف التفات کیا گیا ہے جو عین فصاحت ہے اور لفظ لیک کے بعد حسب قرینۂ مقام لفظ میگوئی محذوف ہے۔

	وصف ہا را مستمع گوید براز	تا شناسد مرد اسپ خویش باز	
ترجمہ	وصف کہدیتا ہے سامع سر بسر	تاکہ ہو مالک کو گھوڑے کی خبر	

شرح یعنے جو سوار اپنے گھوڑے کے اوصاف (مثلاً رنگ قد رفتار۔ عمر وغیرہ) بیان کر کے اسکو ڈھونڈ لیگا تو سننے والا بتا دیگا کہ جس گھوڑے کے یہ اوصاف ہین وہ یہی ہے جسپر تو سوار ہے۔ یہی حال اُس شخص کا ہے جو مرکب عقل جزوی پر سوار ہو کر مرتبۂ عقل کلی یا ذات حق کو ڈھونڈ رہا ہے کشف اُسکو بتا دیگا کہ تیرا مطلوب تیرے پاس ہے یعنے بشرط عقل جزوی کو عمل لانے سے عقل کلی اور ذات حق اور مطلوب تک ضرور واصل ہو جائیگا۔ مستمع سے کشف اسلیئے مراد لیا گیا ہے کہ جسطرح مستمع (سننے والا) مدرک ہوتا ہے اسیطرح کشف بھی مدرک اشیاء ہے بلکہ کشف کا ادراک مستمع کے ادراک سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ مستمع صرف اصوات موجودات کا ادراک کر سکتا ہے اور کشف غیر محسوسات اور پوشیدہ چیزون تک کو حاوی ہے اور راز کی قید اسلیئے ہے کہ لوگون پر سوار کی حماقت کا اظہار نہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اسپ سے روح اور سوار سے بدن مراد ہو اسوقت ان تمام اشعار کا یہ مطلب ہوگا کہ انسان اپنی روح یا جان (ذات حق) کو جا بجا ڈھونڈتا پھرتا ہے حالانکہ اسکی روح اسکے پاس موجود ہے

	در درون خود بیفزا در درا		تا ببینی سبز و سرخ و زرد را
ترجمہ	دے جگہ پہلو مین اپنے درد کو		تاکہ دیکھے سبز و سرخ و زرد کو

شرح یعنے دلمین عشق الٰہی پیدا کرتا کہ تجھپر صفات متضادۂ حق منکشف ہوجائین۔ یہان سے مولانا قدس سرہ نے بیان ذات الٰہی اور اوصاف کی طرف انتقال کیا ہے سبز و سرخ و زرد سے اللہ تعالے کی مختلف صفتین مراد ہین۔

	جان ز پیدائی و نزدیکیست گم		چون شکم پر آب و لب خشکی چو خم
ترجمہ	جان ظہور و قرب کے باعث ہے گم		جسطرح پر آب اور لب خشک خم

شرح چون تعلیل کے لیے ہے اور چو حرف تشبیہ ہے اور چو خم لفظ گم کے متعلق ہے یعنے ذات حق غایت ظہور اور غایت قرب کے سبب مخفی ہے جسطرح آفتاب پر غایت روشنی کے سبب آنکھہ نہین ٹھہرتی۔ اسیطرح اسکو بھی چشم بشر نہین دیکھہ سکتی اور جسطرح غایت قرب کے باعث آدمی کو اسکی پتلی نظر نہین آتی۔ اسیطرح ذات حق نہین دکھائی دیتے اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ خم کہ اسکے پیٹ مین پانی ہے اور لب خشک ہے یعنے باوجودیکہ اسکے بیچ مین پانی موجود ہوتا ہے مگر نظر نہین آتا۔ اسیطرح ذات حق جمیع موجودات مین موجود ہے لیکن نظر سے پنہان ہے۔

	کے ببینی سرخ و سبز و بور را		تا نہ بینی پیش ازان سہ نور را
ترجمہ	رنگ سرخ و سبز کیا آئے نظر		تین نورون کو نہ دیکھے گر بشر

شرح بور رنگ سرخ مائل بہ تیرگی۔ یعنے ایخاطب تو طرح طرح کے رنگ اور مختلف شکلین ہرگز نہین دیکھہ سکتا جب تک پہلے تین طرح کے نور نہ دیکھہ لے۔ اوّل نور بصر۔ دوم نور شمس یا نور قمر سوم نور شمع و چراغ وغیرہ آدمی کو جب تک یہ تین نور اکٹھے نہون کچھہ نہین دکھائی دیتا۔ ان اشعار مین مولانا تفہیم کے لیے نور ذات کو نور خارج سے تشبیہ دیتے ہین۔ اور مقصود یہ ہے کہ بلا واسطۂ نور ذات حق تعالے آدمی بالکل اندہا اور کور ہے۔ اسرار معرفت کو ہرگز نہین دیکھہ سکتا۔ ایخدا اے آسمانون اور زمین کے نور یہ تو ہماری آنکھون کو اپنے نور سے روشن کردے۔

	لیک چون در رنگ گم شد ہوش تو		شد ز نور آن رنگہا روپوش تو
ترجمہ	رنگ مین گم ہوگئے جسوقت ہوش		آگیا آنکھون کے آگے پردہ پوش

شرح۔ یعنے جب اشکال اور الوان مین تیری عقل محو ہوگئی۔ تو یہ الوان و اشکال اس نور کیجانب سے تیرے مُنہ کا پردہ بنجائینگے۔ مطلب یہ کہ جب تو ظاہری صورت پر مفتون ہوگیا۔ تو مشاہدۂ نور حق سے محروم رہیگا حالانکہ اشکال کا دیکھنا اسلیئے تہا کہ اسسے مشاہدۂ نور ذات یعنے صانع اشکال حاصل ہو۔

	چونکہ شب آن رنگہا مستور بود		پس بدیدی دیدرنگ از نور بود
ترجمہ	شب کو جتنے رنگ تہے مستور تہے		کیونکہ دیدے رات کو بے نور تہے

	نیست دید رنگ بے نور برون	همچنین رنگ خیال اندرون
ترجمہ	سوجتا کیا ہے بجز نور برون	ہے یہی حال خیال اندرون

شرح یعنے چونکہ رات کو الوان و اشکال پوشیدہ رہتے ہین اسلیئے بلا وسیلہ شمع و چراغ نظر نہین آتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی رنگ یا شکل بلا نور خارج نظر نہین آسکتی اور یہی حال شکل اور رنگ خیال باطن کا ہے کہ یہ بہی بلا نور ذات نہین دکہائی دیتے یعنے جب تک نور ذات دل مین نہو ہم دل کے خیال کی صورت نہین دیکہہ سکتے کہ اچہی ہے یا بری البتہ نور ذات جب دلمین ہوگا تو اچہے خیال کو اچہا دیکہا جائیگا۔ اور برے کو برا مطلب یہ کہ خیال حق اور خیال باطل کے تمیز بلا حصول نور قلبی میسر نہین ہوتی۔ بلکہ آدمی غلطی مین پڑکر اچہے کو برا اور برے کو اچہا سمجہ لیتا ہے چنانچہ کفار و فساق کا حال ملاحظہ کرنا چاہیئے۔ جسطرح خیال باطن کیصورت بلا نور ذات مرئی نہین ہوتی اسیطرح نور ذات بلا عشق اور محبت الٰہی حاصل نہین ہوتا اور جسطرح نور ظاہر چراغ وغیرہ کا عکس ہے نور ذات اسما و صفات کا پرتو ہے نتیجہ یہ نکلا کہ عشق حقیقی تمام نورون کا مخزن ہے۔ جو اس نور سے بے نصیب ہا وہ فی الواقع اندہا اور دلی نابینا ہے۔

	این برون از آفتاب و از سہاست	وان درون از عکس انوار خداست
ترجمہ	یہ فقط مہر و سہا کا عکس ہے	اور وہ نور خدا کا عکس ہے

شرح یعنے یہ نور خارجی آفتاب و کواکب و چراغ وغیرہ کا عکس ہے اور وہ عکس انوار خدا یعنے عکس اسماء و صفات ہے۔ بس تو یہ نور شمس و قمر وغیرہما کے نور سے افضل ہوا اور اصل نور ٹہیرا۔ طالب کو چاہیئے کہ اسی نور سے انوار حاصل کرنیکی کوشش کرے۔ این برون سے نور خارج اور وان درون سے نور باطن یعنے نور الٰہی مراد ہے۔

	نور نور چشم خود نور دل ست	نور چشم از نور دلہا حاصل است
ترجمہ	نور ان آنکہون کا ہے خود نور دل	آنکہہ کو ملتا ہے دل سے متصل
	باز نور نور دل نور خداست	کو ز نور عقل و حس پاک و جداست
ترجمہ	اور نور دل ہے خود نور خدا	نور حس و عقل سے بالکل جدا

شرح۔ اس نور ذات کی تمام نورونپر تفصیل ثابت کرنی مقصود ہے اور مطلب یہ ہے کہ نور چشم کا نور بالتحقیق نور دل ہے کیونکہ نور چشم نور دل سے حاصل ہوا ہے۔ غرض یہ کہ جس شخص کی آنکہہ مین ظاہری نور ہے وہ اہل معانی کے نزدیک اندہا ہے کیونکہ انکے نزدیک اس ظاہری نور کے لیے ایک اور نور ہونا چاہیئے۔ جسکو نور دل کہتے ہین جس کسی کی آنکہونکے نور کے ساتہ نور قلب شامل نہوگا وہ مشاہدہ حقیقت سے محروم رہیگا۔ پہر اس نور قلب کے لیے بہی ایک نور ہے اور وہ نور الٰہی ہے جب تک یہ نور نور قلب کے ساتہ نہ ملے گا تو اشراقیین کی طرح قلب کتنا ہی منور ہو مگر معرفت حاصل نہوگی۔ اور چونکہ اس نور ذات سے معرفت حاصل ہوتی ہے اسلیئے نور عقل و حس سے بدرجہا ممتاز اور اعلے درجہ کا ہے

	شب نہ بد نور و ندیدی رنگہا		پس بضد نور پیدا شد ترا
ترجمہ	رنگ اندھیرے مین نظر آتے نہین		نور سے ہوتے ہین ظاہر بالیقین

شرح یعنے رات کو چونکہ نور نتھا اسلیئے تجکو الوان و اشکال نظر نہ آئے اس سے معلوم ہوا کہ الوان و اشکال اپنی ضد یا ضد شب یعنے نور سے نظر آتے ہین۔ اسیطرح اسرار معرفت نور ذات الٰہی سے نظر آتے ہین۔ ضد نور کی اضافت بیانی ہے

	شب ندیدی رنگ کان بے نور بود		رنگ چہ بود مہرۂ کور و کبود
ترجمہ	رنگ کا شب کو نہین ہوتا وجود		رنگ کیا ہے مہرۂ کور و کبود

شرح یعنے رات کو تو رنگ نہ دیکھہ سکا کیونکہ رات بھی بے نور ہے اور رنگ بھی بے نور ہے۔ کیونکہ رنگ کی اشکال ہے جیسے شطرنج کے لیئے اوسیاہ مہرے مطلب یہ کہ جسطرح اندھیری رات مین سیاہ مہرہ نہین دکھائی دیتا اسیطرح ظلمت جسمانی مین جب تک نور قلب اور نور ذات نہو۔ کوئی شئے نظر نہین آتی بلکہ آدمی حقیقی اندھا ہوتا ہے گو اسکی ظاہر آنکھین کھلی ہوی ہون۔ لاتعمے الابصار ولکن تعمے القلوب آنکھین اندھی نہین ہوتین لیکن دل اندھے ہوجاتے ہین۔

	گہ نظر بہ نور بود آنگہ بہ رنگ		ضد بضد پیدا بود چون روم و زنگ
ترجمہ	نور کے باعث نظر آتا ہے رنگ		ضد سے ضد ظاہر ہے جیسے روم و زنگ

شرح یعنے اول نظر نور پر ہوگی اسکی بعد رنگ پر ہوگی مطلب یہ کہ رنگ کے لیے نور کا ہونا مقدم ہے اگر نور نہوگا تو رنگ ہرگز نظر نہ آئے گا اور نہ اسکی تمیز ہوسکیگی جیسا کہ اندھے کو کسی رنگ کی تمیز نہین۔ مثلاً یون سمجھیئے کہ نور ایک سفید کپڑا ہے اور رنگ سیاہ تو جب تک آدمی سفید کپڑے کی حقیقت نجانے گا سیاہ کپڑون کو کیونکر پہچانے گا یا نور کو روم اور رنگ کو زنگ تصور کیجیے بغیر روم کے دیکھے زنگ کی تمیز کیونکر ہوگی۔ ہر شے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے رومی سرخ و سفید ہوتے ہین اور زنگی حبشی کو کہتے ہین۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر چیز اپنی ضد سے سمجھ مین آتی ہے۔

	دیدن نور است آنگہ دید رنگ		این بضد نور دانی بید رنگ
ترجمہ	نور لازم ہے برائے دید رنگ		نور سے کہلتی ہے رنگت بید رنگ

شرح یعنے تو رنگ کو اسکی ضد (نور) کے سبب پہچانے گا۔ ضد نور کی اضافت بیانی ہے۔ اور مطلب وہی جو پہلے شعر کا تھا

	پس بضد نور دانستی تو نور		ضد بضد را مینماید در صدور
ترجمہ	نور کی ضد سے کہلے گا تجھہ نور		کیونکہ ضد سے ضد کا ہوتا ہے ظہور

شرح۔ یعنے تو نے جسطرح رنگ کو اسکی ضد (نور) سے جانا ہے اسیطرح نور کو اسکی ضد (ظلمت و رنگ) سے پہچانا ہے اسیطرح رومی زنگی سے اور زنگی رومی سے پہچانا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ ہر ضد اپنی ضد کو ظاہر کردیتی ہے بضد مین بائے موحدہ زائد ہے جو بعض نسخون مین نہین ہے اور صدور بمعنے عالم ظہور و عالم دنیا ہے۔

	رنج و غم را حق بے آن آفرید		تا بدین ضد خوشدلی آید پدید
ترجمہ	اسلیئے دیتا ہے غم رنج آفرین		تاکہ خوشدل اس سے ہو مرد غمین

شرح یعنے اللہ تعالے نے رنج و غم کو اسلیئے پیدا کیا ہے کہ اس سے اسکی ضد یعنے خوش دلی ظاہر ہو جائے (ضد سبب منہ ہے۔ اور خوشدل بدل) کیونکہ رنج نہوتا تو آدمی خوشی کو کبھی معلوم نہ کرسکتا۔ اسیطرح اگر رات نہوتی تو دن کو اور گرمی نہوتی تو جاڑے کو اور فقر نہوتا تو غنا کو اور بیماری نہوتی تو تندرستی کو اور موت نہوتی تو زندگی کو اور ظلمت نہوتی تو نور کو کوئی معلوم نہیں کرسکتا تھا۔ خلاصہ یہ کہ عالم میں اضداد نہوتیں تو نہ اشیا مرتفع ہو جاتے۔ کوئی کسیکو پہچان نہ سکتا۔

	پس نہایتہا بضد پیدا شود		چونکہ حق را نیست ضد پنہان بود
ترجمہ	جملہ اشیا اپنی ضد سے ہین عیان		چونکہ حق بے ضد ہے رہتا ہے نہان

شرح۔ پچھلے اشعار فقط اس مطلب کی تمہید کے لیئے تھے جو اس شعر مین بیان کیا گیا ہے یعنے کوئی شخص یہ کہتا تھا کہ جب تمام موجودات مظہر ذات ہین تو وہ ذات پنہان کیون ہے مولانا نے جواب دیا کہ ہر شے اپنی ضد اور اپنے مقابل سے پہچانی جاتی ہے۔ جسکی مثالین اوپر گذر چکی ہین مگر چونکہ اللہ تعالے کا مقابل اور اسکی ضد کوئی چیز نہین ہے اسلیئے وہ معلوم نہین ہوسکتا۔ اور اسی باعث پنہان ہے۔ نہایتہا سے مراد تمام چیزین ہین۔

	نور حق را نیست ضدے در وجود		تا بضد او را توان پیدا نمود
ترجمہ	نور حق کی ضد نہین ہے جان لے		تاکہ ضد سے تو اسے پہچان لے
	لاجرم ابصار نا لا تدرکہ		و ہو یدرک بین تو از موسے و کہ
ترجمہ	آنکھین اسکے دیکھنے سے ہین ستوہ		دیکھ لے تو قصۂ موسے و کوہ

شرح یہ اس آیہ کی طرف اشارہ ہے لا تدرکہ الابصار و ہو یدرک الابصار یعنے اللہ کو آنکھین نہین دیکھ سکتین اور وہ آنکھون والونکو دیکھتا ہے۔ ایمخاطب تو اس عدم رویت ذات کی حالت کو حضرت موسے اور کوہ طور کے قصہ سے معلوم کر جب حضرت موسے نے تجلی چاہی تو حکم آیا کہ تجکو دیکھنے کی طاقت نہوگی کیونکہ رویت کے لیئے اول دیکھنے والا چاہیئے اور جب دیکھنے والا رویت کا متحمل نہوا تو رویت کیسی؟ لا تدرکہ الابصار سے ظاہری آنکھین مراد ہین اور ادراک سے احاطۂ ذات اور اولیاء اللہ کی رویت چشم باطن کے ساتھ ہے۔

	صورت از معنے چو شیر از بیشہ دان		یا چو آواز و سخن ز اندیشہ دان
ترجمہ	شیر ہے معنے تو صورت بیشہ ہے		یہ سخن ہے اور وہ اندیشہ ہے

شرح اس سے پہلے صورت کو کاسہ سے اور معنے (ذات حق) کو بحر شیرین سے تشبیہ دیگئی ہے اور اسجگہ اسی معنے اور صورت کو نئی تشبیہ مین بیان کرتے ہین یعنے صورت موجودات کو ذات حق سے وہ نسبت ہے

جو شیر کو اپنے بن سے۔ کہ اُسی سے پیدا ہوتا ہے اور اسیطرف راجع ہو جاتا ہے۔ اسیطرح عالم صورت عالم معنے سے پیدا ہو کر انجام کار اُسیکیطرف راجع ہوتا ہے۔ کیونکہ معنے صورت کے لیئے بمنزلہ اصل ہے جسطرح بن شیر کے لیے کیونکہ کُلُّ شیٔ یرجع الے اصلہ یا یہ سمجھیئے کہ صورت آواز اور سخن کی مانند ہے۔ اور معنے اندیشہ و فکر کی مانند فکر آواز و سخن کے لیئے بمنزلہ اصل ہے۔ اگر اندیشہ نہو تو آواز و سخن کسی طرح مُنہ سے نہ نکل سکے۔ شیر اور آواز و سخن کو بقا نہین البتہ ہمیشہ اور اندیشہ باقی رہتا ہے۔ اسیطرح صورت کو بقا نہین اور ذات حق ہمیشہ باقی رہنے والی ہے اندیشہ سے مراد وہ قوت باطنی ہے جو الہام ربّانی سے آلات آواز و سخن کو بولنے پر مجبور کرتی ہے۔

	این سخن و آواز از اندیشہ خاست	تو ندانی بحر اندیشہ کجاست
ترجمہ	ہر سخن ہے فیض اندیشہ مگر	بحر اندیشہ کی تجکو کیا خبر
	لیک چون موج سخن دیدی لطیف	بحر را دانی کہ ہم باشد شریف
ترجمہ	جانکر موج سخن کو تو لطیف	جانتا ہے یہ کہ دریا ہے شریف

شرح یعنے آواز و سخن اندیشہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اندیشہ اصل ہے اور آواز اُسکی تابع مگر تو نہین جان سکتا۔ کہ بحر اندیشہ کہان ہے کیونکہ اندیشہ نہ خارج بدن ہے۔ نہ داخل بدن۔ نہ اُس سے متصل ہے نہ منفصل کسلئے کہ اگر بحر اندیشہ کو خارج بدن تسلیم کرین تو سخن اور آواز جو اُسکی فرع ہے اور لب و زبان سے متعلق ہے کہان سے حاصل ہوتی ہے۔ اور اگر داخل مانین۔ تو اُسکو محدود اور الہام ربّانی سے بالکل منقطع ہونا چاہیئے حالانکہ بحر اندیشہ غیر محدود ہے لیکن تو نے موج سخن کو لطیف سمجھکر اتنا جان لیا ہے کہ بحر اندیشہ نہایت بزرگ اور الہام ربانی ہے مطلب یہ کہ جمیع ممکنات و موجودات کی اصل ذات حق ہے جسکا احاطہ آدمی نہین کر سکتا۔ مگر ہان موجودات سے اتنا معلوم ہو سکتا ہے کہ ان تصاویر کا مصور فعالٌ لما یرید ہے۔ کیونکہ صورت معنی پر اثر موثر پر اور جز اپنے کُل پر ضرور دلالت کرتا ہے۔

	چون ز دانش موج اندیشہ بتاخت	از سخن و آواز او صورت بساخت
ترجمہ	دل مین اُٹھی موج علم من لدن	اور اُسکو ملگئی شکل سخن
	از سخن صورت بزاد و باز مُرد	موج خود را باز اندر بحر بُرد
ترجمہ	شکل جو پیدا ہوی تہی مٹ گئی	موج پہر دریا مین اپنی جا ملی

شرح یعنے بحر علم الٰہی سے موج فکر اول دل کیطرف دوڑی۔ اور پہر آواز و سخن کی صورت مین ظاہر ہوئی۔ یعنے تصوّرات ذہنی جو الہام ربّانی سے دل مین آتے ہین آواز اور سخن کی صورت بنکر باہر نکلتے ہین۔ مطلب یہ کہ کلام نفسی بعینہ کلام لفظی ہے مگر اتنی بات ہے کہ کلام نفسی کلام لفظی کی صورت مین مُشکّل ہو گیا ہے۔ اور دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ سخن کو اندیشہ نے اپنی صورت بنا لیا ہے مگر یہ صورت بہت جلد فنا ہو جاتی ہے کیونکہ حروف

اور کلمات اعراض سیالہ ہین جو آناً فاناً فنا ہوتے رہتے ہین۔ اور یہ موج کلام پھر اپنے آپ کو بحر علم الٰہی کی طرف لیجاتی ہے۔ کیونکہ کل شئی یرجع الی اصلہ اسیطرح تمام موجودات فیضان الٰہی ہین اور اسیکیطرف راجع ہوجاتے ہین۔

	صورت از بے صورتے آمد برون		بازشد کانا الیہ راجعون
ترجمہ	شکل بے صورت سے آئی ہے برون		اور پھر انا الیہ راجعون

شرح یعنے جسطرح صورت سخن و آواز ایک بے صورت چیز یعنے اندیشہ سے پیدا ہوئی ہے اور پھر اُسی کی طرف چلی جاتی ہے۔ اسیطرح موجودات ایک بے صورت (یعنے ذات حق) سے پیدا ہوئے ہین اور اسیکیطرف راجع ہو جاتے ہین۔ لفظ بے صورتے کی یائے مجہول کو اگر معروف پڑہین تو بمعنے عالم معنے ہوگا۔ کانا مین کاف تعلیل ہے اور انا الیہ راجعون مضمون علت ہے۔ یعنے ہم سب انجام کار خدا ہی کی طرف رجوع کرنے والے ہین

	پس ترا ہر لحظہ مرگ و رجعتی است		مصطفےٰ فرمود دنیا ساعتی است
ترجمہ	ہر گھڑی اک مرگ و رجعت ہے تجھے		اور دنیا ایک ساعت ہے تجھے

شرح۔ یعنے جسطرح صورت عالم معنے سے باہر آتی ہے اور پھر وہین چلی جاتی ہے اور اُسکی جگہ دوسرے صورت آجاتی ہے اسیطرح ایخاطب تجکو بھی ہر وقت موت اور رجعت اور فنا اور ایجاد ہے کیونکہ تو متجدد الامثال اور متحد الشکل ہے تجدد امثال اور اتحاد شکل کے یہ معنے ہین کہ کائنات کی صورتین ہر وقت مبتدل ہوتے رہتے ہین ہر وقت صورت موجودہ معدومہ ہوجاتی ہے اور اس صورت زائلہ کے مانند نئی صورت موجود ہو جاتی ہے مگر عین و تشخص مین کچھ فرق مین آتا۔ چونکہ صورت موجودہ صورت معدومہ کے بالکل مشابہ ہوتی ہے اسلیئے یہ تبدل و تغیر محسوس نہین ہوتا۔ بلکہ یہ گمان ہوتا ہے کہ یہ وہی صورت ہے جو ہمیشہ سے ہے حدیث شریف مین ہے الدنیا ساعۃ لیس فیہا راحۃ فاجعلوہا طاعۃ کے لاتحصیل یوم القیمۃ ندامۃ دنیا ایک ساعت ہے جسمین راحت نہین اسلیئے طاعت کیا کرو تاکہ قیامت مین ندامت نہو۔ اسمین دنیا کو ایک ساعت بنظر تجدد امثال کہا گیا ہے یعنے دنیا کے ہر ساعت نئی ہے جب ایک گزر جاتی ہے دوسرے اُسکیجگہ آجاتی ہے لیکن چونکہ یہ دوسری ساعت پہلے ساعت سے مشابہ ہے اسلیئے تجدد ساعات معلوم نہین معلوم ہوتا۔ جو سانس گزر جاتی ہے گویا تمنض کے لیئے موت ہے اور جو پھر آجاتی ہے یہ اُسکی رجعت ہے مگر تشابہ کے باعث تجدد غیر محسوس ہے اور زندگی مستمر معلوم ہوتی ہے۔ بس تو جب ہر سانس گزرنیوالی آدمی کے لیے موت ہے تو اُسکو لازم ہے کہ کوئی دم غفلت مین نہ رہے۔ غافل نہ احتیاط نفس یک نفس مباش ❊ شاید ہمین نفس نفس واپسین بود ❊

	فکر ما تیریست از ہو در ہوا		در ہوا کے باید آید تا خدا
ترجمہ	ہے ہمارا فکر اک تیر ہوا		جا پہنچتا ہے ہوا سے تا خدا

شرح یعنے اندیشہ اور خیال جو ہمارے دلمین آتا ہے یہ ایک تیر ہے جو عالم ہوّیت الٰہی سے ہوائے وجود انسانی مین آتا ہے۔ لیکن یہ تیر اس ہوا مین قرار نہین پکڑتا بلکہ خدا کی طرف چلا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ وحدت ذاتی کثرت کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے کیونکہ وحدت تمام موجودات کی اصل ہے۔ جب کوئی شے افاضۂ اسماء رحمانیہ سے عالم وجود مین آتی ہے تو بعد امتحان خیر و شر وحدت حقیقیہ اُسکو سلب کر دیتی ہے۔

	ہر نفس نو میشود دنیا و ما		بیخبر از نو شدن اندر بقا
ترجمہ	ہر گھڑی دنیا کو جدت ہے مگر		لوگ ہین جدت سے بالکل بے خبر

شرح۔ دنیا ہر دم نئی ہوجاتی ہے مگر اس سبب فریب استمرار بیخبر ہین۔ اندر بقا بمعنے اندر فریب استمرار۔ اُسی تجدد امثال کے مسئلہ کیطرف اشارہ ہے جسکی شرح ابھی ہوچکی ہے۔ یہ مسئلہ نہایت باریک ہے غور سے سمجھنا چاہیئے۔

	عمر ہم چون جوے نو نو مے رسد		مستمرے مے نماید در جسد
ترجمہ	جان۔ ہر دم شکل تازہ نئی ہے		جسم مین پانی کی یکسان لہر ہے
	آن ز تیزے مستمر شکل مدت		چون شرر کش تیز جنبانی بدست
ترجمہ	مستمر ہے تیز چلنے سے مگر		ہوتی ہے جنبش سے جو شکل شرر
	شاخ آتش را بجنبانی بساز		در نظر آتش نماید بس دراز
ترجمہ	سوختہ لکڑی کی جنبش دیکھ لے		اور درازی ہائے آتش دیکھ لے

شرح یعنے عمر مین بھی ایسا ہی تجدد ہے جیسا کہ صورت مین مذکور ہوا۔ اور اسکے مثال ایسی ہے جیسا کہ نہر کا جاری پانی۔ جو ہر وقت جدید ہوتا ہے مگر چونکہ اسکا جریان کمال سرعت کے ساتھ ہے اسلیئے مستمر اور ایک حالت مین معلوم ہوتا ہے یا جسطرح شرر کو لیکر کوئی جلدی جلدی حرکت دے باوجودیکہ شرر ایک نقطہ سا ہوتا ہے مگر اسوقت ایک بڑا سارا حلقہ معلوم ہوگا۔ اسیطرح عمر کی ہر گھڑی کو وحدت الٰہی فنا کر دیتی ہے اور فیض رحمانی موجود کرتا ہے مگر یہ حاسّہ کی غلط کاری ہے کہ عمر کو مستمر سمجھتا ہے جیسا کہ نقطۂ شرر کو حلقہ جان لیا تھا۔ مستمر شکل مین اضافت تعلقی ہے۔ شاخ آتش بمعنے ہیزم سوختہ۔ بساز۔ دوسرے مصرع سے متعلق ہے۔ بمعنے فعل یعنے اگر تو ہیزم سوختہ کو ہلائے تو اس فعل سے آگ لمبی نظر آئیگی حالانکہ لمبی نہین ہے یہی حال عمر کا ہے کہ عدم ادراک تجدد کے سبب لمبی نظر آتی ہے مگر فی الواقع دراز نہین ہے۔ یہ اشعار مثنوی کے مشکل شعرون مین ہین۔

	این درازی مدت از تیزی صنع		مینماید سرعت انگیزی صنع
ترجمہ	یہ درازی ہے فقط تیزی صنع		ہے نمایان سرعت انگیزی صنع

شرح یعنے یہ عمر کی درازی کہ صانع حقیقی کی تیزی صنعت سے حاصل ہوی ہے اُس سے سریع الفعل ہونیکو

ظاہر کرتی ہے اور اس بات کو معلوم کراتی ہے کہ صانع حقیقی عجیب سریع الفعل ہے جسکی ہمتال صنعت سے دنیا اور عمر باوجود ایک ساعت ہونے کے اسقدر دراز معلوم ہوتی ہے۔ اللہ تعالے کا صانع سریع الفعل ہونا آیۂ کن فیکون سے ظاہر اور تجدد امثال سے عیان ہے۔ اسکی صنعت نہایت تیزی کے ساتھ ایک صورت سے دوسری صورت اور ایک ساعت سے دوسری ساعت کو متشکل بنا کر بدلتی رہتی ہے۔

	طالب این سر اگر علامتیست		نک حسام الدین کہ سامی نامہ است
ترجمہ	طالب سر گر کوئی علامت ہے		ہے حسام الدین کہ سامی نامہ ہے

شرح چونکہ تجدد امثال کی بحث نہایت مشکل اور باریک ہے اسلیئے مولانا فرماتے ہین کہ اس بھید کا طالب اگر کوئی علامت ہے تو حسام الدین ہے جو سامی نامہ (نامہ بزرگ۔ اور نسخۂ اسرار الٰہی اور دفتر معرفت ربانی ہے۔ نک۔ انک کا مخفف ہے انک کی تحقیق اور حضرت ضیاء الحق حسام الدین مرید جناب مولانا کا ذکر اس سے پہلے گذر چکا ہے لہذا مکرر شرح کی ضرورت نہین۔

	وصف او از شرح مستغنی بود		رو حکایت کن کہ بیگہ مے شود
ترجمہ	وصف مستغنی ہے اسکا شرح سے		جارہا ہے وقت قصہ کہنے دے

شرح یعنے حسام الدین کی اوصاف شرح سے مستغنی ہین ایخاطب انکو چھوڑا اور شیر و خرگوش کی حکایت سن کیونکہ وقت غیر ہوا جاتا ہے۔ ہمین کہانی پوری کرنے دے۔ رات جارہی ہے **فائدہ** مولانا قدس سرہ نے خرگوش کی دانائی کے باعث اول مطلق عقل کی تعریف کی اور عقل چونکہ ایک نور ہے اس لحاظ سے نور ذات کا تذکرہ فرمایا اور نور ذات چونکہ تمام کائنات مین موجود ہے اسلیئے صورت کے متعلق مختصر بحث کی اور صورت مین چونکہ ہر وقت تجدد موجود ہے اسلیئے تجدد امثال کا ذکر کیا۔ اور چونکہ تجدد امثال کی بحث نہایت مشکل تھی اسلیئے اسکو مولانا حسام الدین کے نام پر تمام کردیا۔

	رسیدن خرگوش بہ شیر و خشم شیر روے		
ترجمہ	خرگوش کا شیر کے پاس جانا اور شیر کا غضبناک ہونا		
	شیر اندر آتش و در خشم و شور		دید کان خرگوش مے آید زدور
ترجمہ	دور سے دیکھا یہ پہر ضیغم نے		یعنے خرگوش آرہا ہے سامنے
	میدود بے وہشت و گستاخ او		خشمگین و تند و تیز و ترش رو
ترجمہ	دوڑتا آتا ہے بے خوف و خطر		ترش رو و تند و تیز و غصہ ور

شرح۔ دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ خرگوش شیر کے سامنے ایسا نڈر بنکر آیا گویا اسنے کوئی قصور ہی نہین کیا تھا شور بمعنے غل

	کز شکستہ آمدن تہمت بود		ور دلیری رفع ہر ریبت بود
ترجمہ	کانپتے آنا ہے تہمت کا نشان		دفع کرتی ہے دلیری سب گمان

شرح یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے یعنے پریشانی اور خوف و شکستگی کے آثار کسیکے چہرہ پر نمایان ہونگے تو وہ ضرور جرم و قصور کے ساتھ متہم ہو جائے گا۔ اور اُسپر گناہگاری کی تہمت لگ جائے گی اور اگر کوئی شخص دلیر رہیگا تو اُسپر ہرگز خطا کا شبہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ فطرتی بات ہے کہ خطاکار اور قصوروند دلیر نہیں ہوتا۔

	چون رسید او پیشتر نزدیک صف		بانگ برزد شیر ہان اے ناخلف
ترجمہ	آگیا جسوقت وہ نزدیک صف		شیر نے آواز دی۔ او ناخلف

شرح۔ ناخلف یعنے نالایق و ولد الزنا۔ یعنے شیر نے خرگوش کو اپنی طرف آتا دیکھکر یہ کہا کہ اے نالایق ہٹیر تو سہی تجھے کیسی سزا دیتا ہوں۔ اور نزدیک صف سے وہ جگہ مراد ہے جہاں شیر غصہ میں بخیزوں کے ساتھ صف آرائی کے لیئے تیار کھڑا تھا

	من کہ گاوان را زہم بدریدہ ام		من کہ گوش شیر نر مالیدہ ام
ترجمہ	میںنے پہاڑ اگائے بیلون کو بہت		گوشمالی دی ہے شیرون کو بہت
	نیم خرگوشے چہ باشد کو چنین		امر مارا افگند اندر زمین
ترجمہ	نیم خرگوش اور اُسکا یہ جگر		ہو ہمارے حکم سے بالکل نڈر

شرح۔ یہ دونو شعر قطعہ بند ہیں۔ شیر یہ کہتا ہے کہ میںنے سیکڑون گائے بیل چبا ڈالے ہین اور بہت سے شیرون کو گوشمالی دیچکا ہون۔ اے خرگوش تو تو پورا خرگوش بھی نہیں بلکہ نیم خرگوش ہے (نیم خرگوش یعنے خرگوش ضعیف) تیری یہ مجال کہ ہمارے حکم کی اہانت کرے اور اُسے نمانے۔ **فائدہ** اس قصہ میں شیر سے نفس امارہ اور خرگوش سے عقل مراد ہے یعنی نفس عقل پر غلبہ پاکر اُسکی تحقیر کیا کرتا ہے اور اپنے حکم کی مخالفت پر تہدید کرتا رہتا ہے آیندہ شعر میں مولانا انہی معنون کی طرف اشارہ کرتے ہین۔

	ترک خواب و غفلت خرگوش کن		غرش این شیر اے خرگوش کن
ترجمہ	ترک خواب و غفلت خرگوش کر		اسکو سن غرا رہا ہے شیر نر

شرح۔ خواب خرگوش غفلت کے لیئے ضرب المثل ہے۔ مولانا بطور پند فرماتے ہین کہ اے مخاطب خواب غفلت کو چھوڑ اور نفس امارہ کا زور دیکھ۔ اور اُسکے غرانے کی آواز گوش دل سے سُن کہ کسطرح تجھپر حکومت کرتا ہے۔

	عذر گفتن خرگوش بہ شیر از تاخیر و لابہ کردن	
ترجمہ	دیر میں آنیکے سبب خرگوش کا شیر سے خوشامد آمیز عذر بیان کرنا	

شرح۔ چونکہ شیر نفس امارہ نہایت سرکش ہے اسلیئے خرگوش (عقل) اُسکو خوشامد و فریب اور سنت و حیلہ سے اپنے قبضہ میں لانا چاہتا ہے۔

	گفت خرگوش الامان عذر آریم		گر دہد عفو خداوندیت دست
ترجمہ	یہ کہا خرگوش نے گر ہو معاف		عذر جو کچھ ہے رُو مین کہدونگا صاف
	باز گویم چون تو دستوری دہی		تو خداوندی و شاہ و من رہی
ترجمہ	گر اجازت ہو تو کرون کچھ کلام		آپ شاہنشاہ ہین مین ہون غلام

شرح خرگوش نے شیر کو خشمناک دیکھکر یہ کہا کہ مین آپ سے جان کی امان چاہتا ہون اور اپنے دیر مین حاضر ہونیکا عذر بیان کرتا ہون بشرطیکہ مجھے عفو خداوندی (آپ سے معافی) بجائے دست دہد بمعنے حاصل شود و دستوری بمعنے اجازت - و رہی بمعنے چاکر و غلام ہے

	گفت چہ عذر اے قصور ابلہان		این زمان آیند در پیش شہان
ترجمہ	شیر بولا - کیسا عذر اے بے تمیز		یعنے عذر بے محل کب ہے عزیز

شرح - یعنے شیر نے خرگوش سے یہ کہا کہ اے تمام بیوقوفون کے قصور مجسم اب کیسا عذر کہین بادشاہون کے پاس عذر گناہ کے لیئے ایسے وقت مین (یعنے وقت ٹالکر) بھی آیا کرتے ہین ؟ لاحول ولا قوۃ ہرگز نہین - عذر بے ہنگام کسیطرح نہین سُنا جاتا کیا تو نہین جانتا کہ بادشاہ اطاعت بے محل سے سخت ناراض ہوتے ہین - اسوقت تیری منت سماجت اور اپنے آپ کو معذور بیان کرنا عذر بدتر از گناہ ہے -

	مرغ بے وقتی سرت باید برید		عذر احمق رامے باید شنید
ترجمہ	بانگ مُرغ بے محل کی ہے بُری		چاہیئے ہے تیری گردن پر چھری
	عذر احمق بدتر از جرمش بود		عذر نادان زہر ہر دانش بود
ترجمہ	عذر احمق کا ہے بدتر جرم سے		زہر ہے ہر اہل دانش کے لیے

شرح مُرغ بے وقت مُرغ بے ہنگام - جو پچھلے رات کو صبح صادق سے پہلے بولنے لگے اور اُسکی آواز سے مسافر چل کھڑے ہون - اور چورون یا قزاقون کے پھندے مین گرفتار ہو جائین - ایسے مرغ کے گلے پر چھری پھیر دینی چاہیئے - شیر نے خرگوش کو جو وقت ٹالکر حاضر ہوا تھا مُرغ بے وقت سے تشبیہ دی ہے دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ احمق اور جاہل شخص کا عذر عقل یا اہل عقل کے حق مین زہر کے مانند ہے - کیونکہ نادان آدمی کا عذر بھی اُسکی دیگر صفات کی طرح جہل ہی سے پیدا ہوتا ہے جس سے دانش کو صدمہ اور اہل دانش کو رنج پہنچتا ہے - یہ سچ ہے کہ گنوار کا پیار بھی گالی سے خالی نہین ہوتا -

	عذرت اے خرگوش از دانش بہی		من نہ خرگوشم کہ در گوشم نہی
ترجمہ	عذر تیرا عقل مین آتا نہین		مجھسے یہ ہرگز سُنا جاتا نہین

شرح یعنے اے خرگوش تو محض نادان ہے۔ مین بھی تیری طرح نادان ہونگا تو تیرا عذر سن سکتا ہون۔ گویا نفس امارہ اطاعت نہ کرنے کے باعث عقل پر خفگی کا اظہار کر رہا ہے۔

	گفت اے شہ ناکسے را کس شما		عذر استم دیدگان را گوش دار
ترجمہ	وہ یہ بولا سچ ہے گو ناکس ہون مین		ظلم سے معذور ہون بے بس ہون مین

شرح استم مزید علیہ دہم معنی ستم۔ چنانچہ استکم مزید علیہ دہم معنے تنکم یعنے خرگوش نے یہ کہا کہ مین اگرچہ نالایق ہون مگر چونکہ مظلوم اور ستمدیدہ ہون اسلیئے مجکو اس لایق تو سمجھ کہ اپنی مظلومیت کا اظہار کرسکون۔

	خاص از بہر زکوۃ جاہِ خود		گمرہے را تو مران از راہِ خود
ترجمہ	آبرو کے صدقے مین اے بادشا		سن لے جو کہتا ہے اک گم کردہ راہ

شرح یعنے خرگوش نے یہ کہا کہ اے شیر اپنے مرتبے کے صدقے مین۔ ایک مظلوم اور گم کردہ راہ کو اپنے پاس آنے سے نہ روک اور اُسے اپنی بارگاہ سے دھکے نہ دے۔ شاید وہ بیچارہ تیرے پاس فریاد لیکر آیا ہو۔ یہان زکوۃ بمعنے صدقہ ہے نکتہ یہان سے دو باتین نکلتی ہین۔ ایک یہ کہ عقل معاد جو خاص نیک لوگون کے حصہ مین آئی ہے نفس امارہ کو آسانی کے ساتھ ہلاک کر دیتی ہے اور اُسپر غالب آجاتی ہے۔ دوسری یہ کہ جو لوگ نفس امارہ کے غلام بنے ہوئے ہین اُنکی عقل ذرہی دھکی مین نفس کی لونڈی بنجاتی ہے

	بحر کو آبے بہر جوے دہد		ہر خسے را بر سر رو مے نہد
ترجمہ	بحر جو نہرون کو کرتا ہے پر آب		تنکے رکھہ لیتا ہے سر پر بے حساب
	کم نخواہد گشت دریا زین کرم		از کرم دریا نگردد پیش و کم
ترجمہ	تازہ ہے ہر وقت دریا کا کرم		یہ کرم ہوتا نہین ہے بیش و کم

شرح یعنے خرگوش نے اپنی جان بچانیکے لیئے بطور خوشامد شیر سے یہ کہا کہ آپ دریا کے مانند کریم ہین۔ دریا باوجودیکہ بہت سی نہرون اور ندیون مین پانی دیتا ہے مگر تنکے کو سر پر اُٹھائے رکھتا ہے (یعنے تنکا دریا مین ڈوبنے نہین پاتا) اور اس کرم سے دریا کا مرتبہ کم و بیش نہین ہوتا۔ علے ہذا القیاس اگر آپ میرا عذر سن لینگے تو آپکے بھی مرتبہ کریمی مین کچھ فرق نہ آئیگا

	گفت دارم من کرم بر جائے او		جامۂ ہر کس بقدر بالائے او
ترجمہ	وہ یہ بولا ہر کرم کا ہے محل		قابل قد جامہ ہے اے پُر دغل

شرح۔ شیر نے یہ کہا کہ مین کرم کو اُسکے محل اور اُسکے اہل پر مبذول کرتا ہون اور ہر شخص کا جامہ اُسکے قد کے لایق قطع کرتا ہون تو اس قابل نہین کہ تجھپر کرم کیا جائے۔ بقدر بمعنے قطع مستحکم ہے۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے اسی شعر کا ترجمہ یون کیا ہے

نکوئی با بدان کردن چنان ست ۔ کہ بد کردن بجائے نیک مردان

	گفت بشنو گر نباشد جائے لطف		سر نہادم پیش از درہائے عنف
ترجمہ	یون کہا خرگوش نے ہے جائے لطف		ورنہ مین ہون اور از درہائے عنف

شرح خرگوش نے شیر سے کہا کہ آپ میرا عذر سُن تو لیجئے اگر مین محل عفو و کرم نہ نکلا تو اپنی جان کو آپ کے از دہائے ستم کے لیے بحل کر دونگا عنف بمعنے سختی و ظلم جسکو اژدہا سے تشبیہ دیگئی ہے۔

	من بوقت چاشت در راہ آمدم		با رفیق خود سوئے شاہ آمدم
ترجمہ	آج ہمراہی کو لیکر راہ مین		آرہا تھا بارگاہ شاہ مین
	با من از بہر تو خرگوشے دگر		جفت و ہمرہ کردہ بودند آن نفر
ترجمہ	اور یہی خرگوش تنہا اک میرے ساتھ		ہاتھ مین ڈالے ہوئے تھے دونو ہاتھ

شرح آن نفر طائفہ نخچیران۔ یعنے مین دوپہر کے وقت ایک اور خرگوش کو اپنے ہمراہ لیے رہا تھا جسکو نخچیرون نے آپکے ناشتے کے واسطے میرے ہمراہ کردیا تھا) آپکی خدمت مین آرہا تھا۔ کہ رستے مین ایک اور شیر ملگیا اور ہم دونو نیر لیگئے

	شیرے اندر راہ قصد بندہ کرد		قصد ہر دو بندۂ آیندہ کرد
ترجمہ	کر لیا اک شیر نے رستے مین زیر		دونون آنے والون پر جھپٹا وہ شیر

شرح لفظ شیرے مین یائے وحدت ہے اور دوسرا مصرع پہلے کا بدل یا عطف بیان ہے۔ یعنے ایک شیر مجھپر اور میرے ساتھ والے خرگوش پر جھپٹا۔ فائدہ باطنی طور پر دوسرے خرگوش سے تائید الٰہی مراد ہے جو عقل معاد کے ساتھ ملکر نفس امارہ کو جادہ ریاضت کی طرف کھینچتی ہے اور انجام کار اُسکو ہلاک کر ڈالتی ہے۔

	گفتمش ما بندۂ شاہنشہیم		خواجہ تاشان و گدائے درگہیم
ترجمہ	مین یہ بولا ہم ہین بندے شاہ کے		دونو ہین مملوک اک درگاہ کے

شرح خواجہ تاش بمعنے شریک خواجہ کسی شخص کے دو یا اس سے زیادہ غلام تہیں خواجہ تاش کہلاتے ہین۔ تاش بمعنے شریک چنانچہ کلتاش رضاعی بہائی۔ دودہ شریک۔ دیلتاش شریک گردہ۔

	گفت شاہنشہ کہ باشد شرم دار		پیش من تو یاد ہر ناکس میار
ترجمہ	شیر بولا کون ہے وہ بادشاہ		میرے آگے جسکو ہے یہ عزّ و جاہ
شرح	ہم ترا و ہم شہت را بر درم		گر تو با یارت بگردی از برم
ترجمہ	ہمرہ تجھ کو پھاڑ ڈالون گا تجھے		بھاگ کر دیکھو گا اگر دیگا مجھے

شرح یعنے جب مینے اُس اجنبی شیر سے یہ کہا کہ مین اور یہ دوسرا خرگوش ایک شاہنشاہ (یعنے حضور) کے بندے ہین تو اُسنے یہ جواب دیا کہ شاہنشاہ تو مین ہون۔ میرے روبرو کسی دوسرے شیر کو شاہنشاہ کے لقب سے یاد کرنا

بڑے شرم کی بات ہے ۔ اے خرگوش اگر اب تو اپنے یار کو لیکر میرے پاس سے بھاگنے کا قصد کریگا تو مین تجھے اور تیرے شاہنشاہ دونو کو پھاڑ ڈالونگا ۔ یارت بمعنے یار خود ۔ واز برم بمعنے از نزد من ہے

	گفتمش بگزار تا یار دگر		روئے شہ بینم برم از تو خبر
ترجمہ	مین یہ بولا چھوڑ تا یار دگر		دون مین اپنے شاہ کو تیری خبر
	گفت ہمرہ را گرو نہ پیش من		ورنہ قربانی تو اندر کیش من
ترجمہ	وہ یہ بولا دوسرے کو رہن رکھہ		یہہ نہین ہے تو مزا مرنے کا چکھہ

شرح یعنے جب مینے اُس اجنبی شیر سے یہ کہا کہ تو مجھے اتنی مہلت تو دے کہ اپنے بادشاہ کی زیارت کرآؤن اور اُسے تیرے حال کی خبر دون تو اُسنے یہ جواب دیا کہ اپنے ہمراہی (دوسرے خرگوش) کو میرے پاس اپنی ضمانت مین رہن رکھہ جا ۔ ورنہ مین تیرا خون پیجاؤنگا ۔ قربانی مین یائے خطاب ہے بمعنے قربان شوی ۔ وکیش بمعنے دین و مذہب و رائے ہے ۔ یعنے اگر تو ضمانت نہ دیگا تو میرے مذہب یا میری رائے مین تیرا خون کردینا جائز ہوگا

	لا بہ کرد و پیش بسے سودے نکرد		یار من بستد مرا بگذاشت فرد
ترجمہ	فائدہ کچھہ بھی نہ منت نے دیا		مجکو چھوڑا دوسرے کو رکھہ لیا
	ماندہ آن ہمرہ گرو در پیش او		خون روان شد از دل بیخویش او
ترجمہ	ہے گرو بیچارہ ہمراہی وہان		اور دل بیتاب سے ہے خون روان
	یار من ارر فتی سہ چندان کہ من		ہم بلطف و ہم بخوبی ہم بہ تن
ترجمہ	یا میرا مجھسے بگنا ہے ضرور		لطف و خوبی و بدن مین اے حضور

شرح یعنے ہمنے اُس اجنبی شیر کی بہت خوشامد کی مگر اُسنے ایک نہ مانی اور میرے ہمراہی خرگوش کو پکڑلیا اے شیر نر میرا ہمراہی خرگوش اُس ہزبر شیر کی قید مین نہایت بیتاب اور گریان ہے اگر تو چلکر اُسے چھڑالے تو اچھا ہو ۔ وہ خرگوش خوشنمائی ۔ خوبصورتی اور جسامت مین مجھسے تین حصے زیادہ ہے ۔ اور تیرے لیئے نہایت لذیذ اور چرب لقمہ ہے ۔ بعض نسخون مین ارر فتی کی جگہ ارز فتی بمعنے جسامت ہے ۔ زفت درشت و سخت و فربہ و محکم و سطبر و پُر

	بعد ازین زان شیر آن رہ بستہ شد		حال ما این بود کت دانستہ شد
ترجمہ	بعد ازین اُس سمت کا رستہ ہے بند		حال ہے یہ واقعی اے ہوشمند
	از وظیفہ بعد ازین امید بُر		حق ہمے گویم ترا الحق مُر
ترجمہ	اُس روز سے کی اب اے شیر چھوڑ		حق کہا ہے مینے حق سے مُنہ نہ موڑ

شرح یعنے اے شیر نر آج سے پیچھے کوئی جانور بطور وظیفہ مقررہ تیرے پاس نہ آسکیگا ۔ کیونکہ اُس اجنبی شیر نے

رستہ بند کر رکھا ہے اور بیچ مین سے تیری خوراک اُچک لیجاتا ہے مینے جو کچھ حال تھا حق حق کہدیا ہے گو آپ کو ناگوار گزرے کیونکہ حق کڑوا ہوتا ہے کت دانستہ شد یعنے کہ ترا معلوم شد۔

	گر وظیفہ بایدت رہ پاک کن		ہین بیاؤ دفع آن بیباک کن
ترجمہ	اگر وظیفہ چاہیئے تو جلد تر		صاف کر اُس شیر سے یہ رہگزر

شرح یعنے اب وظیفہ اُسحالت مین ملیگا کہ اُس اجنبی اور بیباک شیر کو آپ دفع کر دینگے۔ فائدہ اُس خرگوش کی تعریف کرکے گویا عقل معاد نے نفس امّارہ کو چاہ ریاضت کی طرف چلنے کی ترغیب دی ہے۔ سالک پر لازم ہے کہ جہانتک ممکن ہو عقل معاد سے کام لے اور نفس کی مخالفت کرتا رہے۔ اُسے لذائذ دنیوی سے محروم رکھے تاکہ ریاضت کا شوق پیدا ہو جائے۔ اور قوائے روحانی جو بمنزلہ نخچیران دشت پُر فضا ہین اُسکے شر سے محفوظ رہین۔

	جواب گفتن شیر خرگوش را و روان شدن در راہ		
ترجمہ	شیر کا خرگوش کو جواب دینا اور اُسکے ہمراہ روانہ ہو جانا		
	گفت بسم اللہ بیا تا او بجاست		پیش رو شو گر ہمیگوئی تو راست
ترجمہ	شیر یہ بولا کہ بسم اللہ چل		راستی سے ہے اگر آگاہ چل
	تا سزائے او و صد چون او دہم		ور دروغ ست این سزائے تو دہم
ترجمہ	تاکہ مین اُس جیسے سو کو دون سزا		ورنہ ہو تیرے لیے موزون سزا

شرح یعنے یہ ماجرا سنکر شیر نے خرگوش سے کہا کہ بسم اللہ میرے ہمراہ چل۔ اور اُس اجنبی شیر کا پتا بتا۔ تاکہ اُسکو اُسکے گناہ کے لایق اور اُس جیسے سو مجرمون کی قابل سزا دون۔ اور اگر یہ واقعہ جھوٹ ہے تو تیری گردن ماروں پیش رو بمعنے رہبر

	اندر آمد چون قلاوزے بپیش		تا بر د او را بسوئے دام خویش
ترجمہ	شیر کو خرگوش بنکر راہبر		مکر کرکے لے ہی آیا راہ پر
	سوے چاہے کو نشانش کردہ بود		چاہ مغ را دام جانش کردہ بود
ترجمہ	اُس کنوین کی جانب آخر لیگیا		جسمین اُسکے ڈالنے کا قصد تھا

شرح یعنے خرگوش رہبر بنکر (ہلاک کرنے کے لیے) شیر کو اُس کنوین کی طرف لیگیا جسپر اُسنے کوئی ذہنی یا خارجی نشان بنا دیا تھا قلاوز بمعنے رہبر و مقدمۂ لشکر ترکی لفظ ہے اور مغ بمعنے عمیق ہے۔

	مے شد ند آن ہر دو تا نزدیک چاہ		اینت خرگوشے چو آب زیر کاہ
ترجمہ	جاہی پہنچے الغرض نزدیک چاہ		مکر اُسکا تھا کہ آب زیر کاہ

شرح اینت یا تو تحسین کا کلمہ ہے بمعنے زہے۔ اور آب زیر کاہ (گھاس مین چھپا ہوا پانی) اہل زبان کا محاورہ ہے

بمعنے مکار۔ مطلب یہ کہ خرگوش عجب مکار تہا کہ ازراہ فریب شیر کو کنوین تک لیگیا۔ یالفظ این اسم اشارہ ہے اور تائے خطاب کا مخاطب شیر ہے۔ یعنے خرگوش نے کنوین کے پاس پہنچکر دہوکا دینے کے لیئے شیر سے کہا کہ تیرے حصہ کا وہ خرگوش جو مجھسے جسم مین تین حصے زیادہ ہے یہ ہے اُس اجنبی شیر نے اسکو آب زیر کاہ کی طرح چہپا رکہا ہے

	آب۔ کاہے راز ہامون ببرد	آب کوہے را عجب چون ببرد	
ترجمہ	پانی آیا خار وخس سب لیگیا	کوہ کو کیطرح یارب لیگیا	
	دام کراو کمند شیر بود	طرفہ خرگوشے کہ شیرے در ربود	
ترجمہ	دام کہ اُسکا کمند شیر تہا	شیر تہا خرگوش سے پہ زیر تہا	

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ پانی گہاس اور تنکون کو جنگل مین سے بہا لیجاتا ہے لیکن تعجب اسپر ہے کہ یہان پانی پہاڑ کو بہا لیگیا۔ پانی سے باعتبار ضعف خرگوش اور پہاڑ سے باعتبار قوت شیر مراد ہے۔

	موسیٰے فرعون را بارود نیل	میکشد با لشکر وجمع ثقیل	
ترجمہ	ایک موسے سوئے دریائے عمیق	کر گئے فرعون لشکر کو غریق	
	پشۂ نمرود را با نیم پر	مے شکافد بے محابا مغز سر	
ترجمہ	ایک پشہ نے جو مارا نیم پر	کہا گیا نمرود کا سب مغز سر	

شرح یہان سے مولانا قدس سرہ نے قصہ چہوڑکر وعظ شروع کیا ہے۔ اور مقصود یہ ہے کہ بسا اوقات چہوٹی چیز بڑی چیز کو اور تہوڑی سی جماعت بڑی جماعت کو شکست دیدیتی ہے قرآن مجید مین ہے کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ چنانچہ حضرت موسے نے فرعون کو مع لشکر اور اُسکی بڑی بہاری جماعت کے دریائے نیل مین کہینچ لیا اور انجام کار وہ سب ڈوب کر ہلاک ہوگئے۔ اور اسیطرح ایک مچہر نے نمرود کو (جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دشمن اور اپنے زعم مین خدا بنا ہوا تہا) ہلاک کردیا اس لنگڑے مچہر نے ناک مین گہسکر نمرود کا بہیجا کہالیا تہا۔ نیم ضعیف یا لنگڑا۔ بے محابا بمعنے بلا خوف و بلا لحاظ بس تو اسی حالت پر خرگوش اور شیر کے اس قصہ کو خیال کر لینا چاہیئے۔

	حال آنکو قول دشمن را شنود	بین سزائے آنکہ شد یارش حسود	
ترجمہ	جسنے مانا اپنے دشمن کا کہا	دیکھہ لے انجام مین کیسا رہا	

شرح۔ لفظ صزا سے پہلے حرف عطف محذوف ہے۔ یعنے ایخاطب اُس شخص کا حال جسنے دشمن کی بات سنکر اُسپر عمل کیا اور اُس شخص کی حالت سے جسنے حاسد سے یارانہ کرلیا۔ دیکھہ لے اور اچہی طرح سمجہ لے کہ کیا ہوا اور انجام کار کیسی سزا ملی۔

	حال فرعونے کہ ہامان را شنید	حال نمرودے کہ شیطان را شکید	
ترجمہ	مان لی فرعون نے ہامان کی	مان لی نمرود نے شیطان کی	

شرح یہ شعر پہلے کی توضیح ہے یعنے فرعون کا حال دیکھہ کہ اپنے دشمن **ہامان** کے قول پر عمل کرنے سے کیسا بُرا ہوا اور نمرود کے حال پر غور کر کہ اپنے حاسد شیطان کا کہنا مانکر کس سزا اور کیسے نتیجہ کو پہنچا۔ مطلب یہ کہ دونو کفر کی حالت مین نہایت ذلت کے ساتہ ہلاک ہوے۔ ہامان فرعون کا وزیر اگرچہ بظاہر اُسکا دوست معلوم ہوتا تہا مگر فی الواقعہ دشمن جان و ایمان تہا۔ کیونکہ فرعون نے بہت سے ظلم ہامان ہی کی صلاح سے کیئے تہے۔

	دشمن ار چہ دوستانہ گوید	دام دان گرچہ زدانہ گوید	
ترجمہ	گو عدو کچہ دوستانے کی کہے	دام ہے وہ گرچہ دانے کی کہے	
	گر ترا قندے دہد آن زہر دان	گر بتو لطفے کند آن قہر دان	
ترجمہ	قند دے تجکو تو بالکل زہر جان	لطف گر تجہپر کرے تو قہر جان	
	چون قضا آید نہ بینی غیر و دوست	دشمنا نرا باز نشناسی ز دوست	
ترجمہ	جب قضا سے سوجہتا ہے غیر و دوست	کچہ نہین ہوتی تمیز غیر و دوست	

شرح یعنے جب کسی امر کے متعلق حکم خداوندی ہوتا ہے تو آدمی کو دوست دشمن کی تمیز نہین رہتی بلکہ انسان ظاہری تعلقات کو دیکہکر دشمن کو دوست بنا لیتا ہے۔ اذا جاء القضا یعمی البصر جب قضا آتی ہے آدمی کو کچہ نہین سوجہتا

	چون چنین شد ابتہال آغاز کن	نالہ و تسبیح و روزہ ساز کن	
ترجمہ	ہو جب ایسا حال نالہ چاہیئے	زاری و تسبیح و روزہ چاہیئے	

شرح یعنے جب قضا کسی تدبیر سے ٹلتی ہوی نہ معلوم ہو تو زاری و نالہ اور تسبیح و روزہ شروع کر دے۔ کیونکہ اگر آئی ہوی قضا غیر مبرم ہے تو انکی برکت سے ضرور ٹلجاے گی اور اگر مبرم ہے تو تجہپر مصیبت کے وقت مین اللہ تعالے کی طرف رجوع نہ کرنے کا گناہ نہ رہے گا۔ ابتہال بمعنے التجا کرنا۔

	نالہ مسکین کاے تو غلام الغیوب	زیر سنگ مکر بدہا را مکوب	
ترجمہ	نالہ کر اے بادشاہ غیب دان	ہمکو سنگ مکر سے دے تو امان	
	یا کریم العفو ستار العیوب	انتقام از ما مکش اندر ذنوب	
ترجمہ	اے کریم اے پردہ پوش اے بادشاہ	بخشدے ساری خطائین سب گناہ	

شرح۔ یہان سے مناجات شروع ہوی ہے۔ یعنے ایمخاطب اللہ تعالے کے سامنے اسطرح زاری کیا کر کہ اے غیب دان تو ہمین ہر حن و انسان کے مکر بد کے صدمہ سے محفوظ رکہہ اے گناہون کے بخشنے والے تو ہمسے ہمارے گناہونکا بدلہ نہ لے۔ اے پردہ پوش اور عیبون کے ڈہانکنے والے ہمین دارین کی رسوائی سے بچا فائدہ مناجات نہایت عاجزی سے کرنی چاہیئے۔ تاکہ قبول ہو جاے۔ کیونکہ خدا کو عاجزی بہت پسند ہے۔

	انچہ در کون ست زاشیا رابست		وانما جان را زہر حالت کہ ہست
ترجمہ	جسقدر اشیا ہین فانی ہین تمام		روح کو اُسنے چھٹا اے ذو الکرام

شرح یعنے اے خداوندا جتنی چیزین ہین سب رائج (فنا ہونے اور گزرنے والی) ہین تو ہماری روح کو ہر فنا ہونے والی حالت (تعلقات دنیوی) سے نجات دے والنودن بمعنے جدا کرنا ہے۔

	گر سگی کردیم اے شیر آفرین		شیر را مگمار بر مازین کمین
ترجمہ	گر بدی کی ہمنے اے شیر آفرین		پر نہ غالب ہم پہ ہو شیر کمین

شرح سگی کردن بمعنے کمینگی ظاہر کرنا ہے۔ اور شیر سے نفس امّارہ مراد ہے۔ یعنے اے نفس امّارہ کے پیدا کرنیوالے اگر ہمنے ترک ادب شریعت و معرفت کے باعث کمینگی کا اظہار کیا ہے تو ہماری اِس خطا کو معاف فرما اور نفس امّارہ کو ہمپر مسلط نہ کر ورنہ ہم ضرور ہلاک ہو جائینگے۔

	آب خوش را صورت آتش مدہ		اندر آتش صورت آبی منہ
ترجمہ	آب کو آتش نہ کر اے ذالجلال		آگ مین یہ صورتِ آبی نڈال

شرح آب خوش سے اعمال نیک مراد ہین جو فی الواقع آبحیات کے مانند ہین۔ اور صورت آتش سے ریاکاری مقصود ہے جو آتش عتاب الٰہی کی صورت مین ہے یعنے ایخدا ہمارے نیک عملون کو ریاکاری سے بچا۔ اور اِس صورت آبی (اعمال صالحہ) کو صورت آتش (ریاکاری) مین مسخ نکر۔ نیز ممکن ہے کہ دوسرے مصرع مین صورت آبی سے انسان۔ اور آتش سے جہنم کی آگ یا لذائذ دنیوی اور غرور و شہوت پرستی مراد ہو۔ یعنے یا الٰہ العالمین انسان کو جو قطرۂ آب ہے دوزخ اور شہوت و تکبر کی آگ سے محفوظ رکھہ۔

	از شراب قہر چون مستی دہی		نیستہا را صورت ہستی دہی
ترجمہ	جو شراب قہر سے ہوتے ہین مست		نیستی ہے اُنکے آگے شکل ہست

شرح یعنے خداوندا جب تو کسیکو مظہر قہر بناتا ہے تو باوجودیکہ وہ تیری ہستی کے روبرو نیست ہے لیکن تو اُسکو ہستی یعنے تکبر اور خودپسندی دیتا ہے جس سے وہ شہوت پرست اور ظالم بنجاتا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ جب تو شراب قہر سے کسیکو غفلت دیتا ہے تو جو چیزین نیست ہین اُسکے نزدیک ہست ہو جاتی ہین۔ مثلاً دنیا کہ فی الواقع معدوم ہے۔ لیکن غافل کی نگاہ مین ہر وقت زینت کے ساتھ موجود رہتی ہے۔

	چیست مستی بند چشم از دید چشم		تا نماید سنگ گوہر پشم پشم
ترجمہ	کیا ہے ہستی اک حجاب دید چشم		جس سے پتہر ہو گہر اور پشم۔ پشم

شرح یعنے غفلت و مستی جو قہر الٰہی کی ایک شاخ ہے۔ اُس سے ہماری کیا مراد ہے؟ یہی ہے کہ آدمی واقعی

دیدہ سے آنکھہ بند کرلے یعنے ظاہر مین تو آنکھین کھلی رہین مگر فی الواقع چشم ظاہر کو واقعی چیزین نہ دکھائی دین۔ مثلاً دنیا کو درحقیقت معدوم ہے مگر آنکھونکو موجود نظر آتی ہے یا اسکی مثال یہ ہے کہ آنکھہ کو پتھر موتی کی صورت نظر آئے اور صوف۔ سنگ ریشم دکھائی دے۔ یعنے نظر سنیت کو پست اور بے قیمت چیز کو باقیمت اور قابل قدر آنکھے اور برے کو اچھا خیال کرے ریشم سبز رنگ کا ایک قیمتی پتھر جسکا بالخاصہ یہ اثر ہے کہ مکان مین رکھنے سے بجلی نہین گرتی۔ اسکو یشب بھی کہتے ہین۔

	چیست مستی چشمہا مبدل شدن		چوب گز اندر نظر صندل شدن
ترجمہ	کیا ہے مستی۔ کچہ تو بچہہ پہچانتا		جہاؤ کی لکڑی کو صندل جانتا

شرح یہ شعر پہلے شعر سے قریب المعنی ہے یعنے مستی سے ہماری مراد آنکھون کی قوت باصرہ کا بدلجانا اور جہاؤ کی لکڑی کو صندل سمجہہ لینا ہے۔ حالانکہ جہاؤ اور صندل مین فی الواقع بہت بڑا فرق ہے۔ یہ شعر اکثر مطبوعہ نسخون مین نہین پایا جاتا۔ اور بعض قلمی نسخون مین چشمہا کی جگہ حسہا ہے مگر مطلب دونونکا ایک ہے۔

	قصہ سلیمان علیہ السلام و ہدہد و بیان آنکہ چون قضا آید چشمہا بستہ شود

ترجمہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ہدہد کا قصہ اور اس بات کا ذکر کہ جب قضا آتی ہے آنکھین بند ہوجاتی ہین

	چون سلیمان را سرایردہ زدند		جملہ مرغانش بخدمت آمدند
ترجمہ	جب سلیمان ہوگئے شاہ زمن		جانور حاضر ہوے سب بے سخن
	ہمزبان و محرم خود یافتند		پیش او یک یک بجان بشتافتند
ترجمہ	چونکہ تہے وہ ہمزبان بے شک و شبہ		حاضر خدمت ہوے سب یک بیک
	جملہ مرغان ترک کردہ جیک جیک		با سلیمان گشت افصح من الیک
ترجمہ	چہوڑکر سب جانور اپنی زبان		ہوگئے اُنکے لیے شیرین بیان

شرح جیک جیک جانورون کی بولی یعنے آواز کو کہتے ہین مطلب یہ کہ تمام جانور اپنی آواز چہوڑکر سلیمان علیہ السلام کے ساتہ لغت انسانی مین نہایت فصاحت سے کلام کیا کرتے تہے اور آپ کو اپنا ہمزبان سمجہکر خدمت مبارک مین حاضر ہوا کرتے تہے اور اس فصاحت سے باتین کیا کرتے تہے جیسا کہ ایک مخاطب دوسرے بہائی سے بولتا ہے۔

	ہمزبانی خویشی و پیوندی ست		مرد با نامحرمان چون بندی ست
ترجمہ	ہمزبانی ایک بڑا پیوند ہے		جو رہا غیرون مین گویا بند ہے

شرح مولانا کا مقولہ ہے یعنے ہمزبانی (لغت اور زبان مین شریک یا متحد ہونا) باعث دوستی ہے ورنہ آدمی نامحرمون (اپنی زبان نجاننے والون) مین ایسا ہوجاتا ہے جیسا حوالات مین قیدی فائدہ یہان سے

یہ نکلتا ہے کہ جب لغت اور زبان کا اتحاد باعث دوستی سے تو میثاق کے دن ارواح کا اتحاد کسقدر باہمی محبت کا سبب ہو گیا ہوگا۔ مگر افسوس کہ انسان اُس عالم کو بھولا ہوا ہے۔

	اے بسا ہندی و ترکی ہمزبان		اے بسا دو ترک چون بیگانگان
ترجمہ	ہین بہت ترکی و ہندی ہمزبان		اور ہین دو ترک چون بیگانگان

شرح اس شعر مین ہمزبانی سے ہمدلی کی نصیحت کی طرف انتقال ہے۔ یعنے بہت سے ہندی اور ترکی باوجود اختلاف زبان و اخلاف وطن و اختلاف جنسیت ایک دوسرے کے موافق ہین اور دو ترکی باوجود اتحاد ثلثہ ایکدوسرے کے مخالف ہین۔ کیونکہ اُنمین اتحاد معنوی ہے اور انمین نہین۔ اس سے معلوم ہوا کہ زبانی اتحاد سے دلی اتحاد بہت بہتر ہے۔ گو زبانی اتحاد سے بھی ایک قسم کی محرمیت حاصل ہو جاتی ہے لیکن دلی اتحاد کامل اتفاق کا باعث ہے۔ ہمزبان بمعنے متفق ہے جب تک دلی اتفاق نہو ہمزبانی اتحاد کا باعث نہین ہو سکتی

	پس زبان محرمی خود دیگر است		ہمدلی از ہمزبانی بہتر است
ترجمہ	ہے زبان محرمی کچھہ اور ہی		ہمزبانی سے ہے بہتر ہمدلی

شرح یعنے گو زبانی اتحاد سے بھی آدمی دوسرے شخص کا محرم ہو جاتا ہے مگر حقیقی محرم بننے کی زبان محرمی اور ہے جسکو دلی اتحاد کہتے ہین۔ اور جسکا دوسرا نام شرکت معنوی ہے جو شیخ اور سالک کے مابین ہوتی ہے۔ زبان محرمی مین اضافت بیانی ہے۔ اور آیندہ شعر مین مولانا اسی معنوی اتحاد کی طرف اشارہ کرتے ہین۔

	غیر نطق و غیر ایما و سجل		صد ہزاران ترجمان خیزد ز دل
ترجمہ	یعنے بے ایما و بے نطق زبان		دل سے اُٹھتے ہین ہزارون ترجمان

شرح ترجمان۔ معرب ترزبان بمعنے خوش تقریر و دانندۂ دو زبان و سجل بمعنے مکتوب۔ یعنے بہت سے باطنی جذبات جو شیخ کے حالات سے سالک کو مطلع کر دیتے ہین بلا تقریر و ایما و کتابت محض دل کی روشنی سے معلوم ہو جاتے ہین۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق نے پیغمبر علیہ السلام کے قصۂ معراج کی تصدیق صرف اپنی روشن ضمیری کے باعث کی تھی۔ اسلیئے عرب کا مقولہ ہے کہ لسان الحال انطق من لسان المقال (حالیہ زبان مقالیہ زبان سے زیادہ بولنے والی ہے) اور یہ مثل بالکل سچ ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔

	جملہ مرغان ہر یکے ز اسرار خود		از ہنر وز دانش و از کار خود
ترجمہ	جانور سب عرض کرتے تھے تمام		اپنی دانش اپنی صنعت اپنے کام
	با سلیمان یک بیک وا مے نمود		از برائے عرضہ خود را مے ستود
ترجمہ	کہتے تھے حضرت سے سب اپنا ہنر		تاکہ ہون اسطرح منظور نظر

	از تکبر نے واز ہستی خویش		بہر آن تا رہ دہد او را بہ پیش
ترجمہ	خودستائی کچھ تکبر سے نہ تھی		بلکہ تا ہو جائین مقبول نبی

شرح یہان سے سلیمانؑ اور جانورون کا قصہ پھر شروع ہو گیا ہے۔ اور بعض نسخون مین ازکار کی جگہ اذکار بذال معجمہ (جمع ذکر) ہے۔ یعنے ہر جانور اپنے اسرار اپنے ہنر۔ اپنی دانش اپنے کام یا اپنے تذکرے حضرت سلیمان کے روبرو بیان کرکے اپنی تعریف آپ کیا کرتا تھا۔ اور یہ تعریف ازراہ تکبر یا اپنی ہستی کو کوئی شئے سمجھنے کے سبب سے نہ تھی بلکہ اسلیئے تھی کہ شاید حضرت سلیمان اُسکو اپنے دربار مین آنے کی اجازت دین یا اپنا مصاحب بنالین کیونکہ حضور ہر جانور کے کسی اچھے ہنر یا دلچسپ قصے سے نہایت خوش ہوتے تھے۔ اگر عرضہ بفتح العین ہے تو بمعنے ظاہر کردن کمال ہے یعنے ہر ایک جانور کسی لطیف حکایت کے پردہ مین اظہار کمال کے سبب اپنی تعریف آپ کیا کرتا تھا اور اگر بضم العین ہے تو بمعنے حیلہ ہے یعنے ہر جانور اپنی تعریف کرکے سلیمان کی مصاحبت کا حیلہ ڈھونڈتا تھا نکتہ چونکہ جانور بے عقل ہین اسلیئے تکبر یا اپنے مُنہ میان مٹھو بننا اُنکے لیے باعث گناہ نہین ہو سکتا باینہمہ پیغمبرون کی تعظیم یہانتک ہے کہ جانور بھی عاجزی کے ساتھ اُنکا ادب کرتے ہین اُن انسانون کی حالت پر افسوس ہے جنہون نے ازراہ تکبر پیغمبرون کی توہین کی اور سرکشی کے ساتھ اُنکو تکلیفین پہنچائین اور اس بے ادبی کے باعث دوزخ مین اپنا گھر بنالیا۔

	چون بیاید بردہ را خواجہ		عرضہ دارد از ہنر دیباجہ
ترجمہ	جب کہ آقا مول لیتا ہے غلام		بندہ کہہ بتاتا ہے سارے اپنے کام
	چونکہ دارد از خریداریش ننگ		خود کند بیمار و شل و کور و لنگ
ترجمہ	اور جو ہوتا ہے خریداری سے ننگ		خود کو وہ کرتا ہے ظاہر کور و لنگ

شرح دیباجہ بجیم عربی و فارسی تصغیر دیبا۔ بمعنے جامۂ ریشمین و چہرہ و رخسارہ و خطبۂ کتاب چونکہ دیباجۂ کتاب اوّلا تمام کتاب کا نمونہ ہوتا ہے لہذا یہان دیباجہ بمعنے نمونہ ہے اور یہ دونو شعر تکبر و خودستائی کے متعلق مضمون اشعار سابق کی توضیح ہین اور مطلب یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے روبرو جانورون کی خودستائی تکبر سے نتھی بلکہ اُسکی مثال ایسی ہے جیسا کوئی خواجہ کسی غلام کو خریدنا چاہے اور غلام بھی اُسکے پاس رہنا پسند کرے ایسی صورت مین غلام اپنے ہنر اور خدمتگزاری کے متعلق اپنی واقفیت کا اظہار اس نیت سے کریگا کہ خواجہ کو اُسکے خریدنے کی رغبت ہو۔ اسوقت غلام کی خودستائی تکبر پر مبنی نہوگی۔ غلامونکا قاعدہ ہے کہ جس آقا کو بھلا مانس اور نیک خیال کرتے ہین اُسکے ہاتھ بکجانے کو غنیمت سمجھتے ہین اور جسکو ظالم۔ اور بخیل جانتے ہین اُسکے روبرو اپنے آپ کو بیمار یا فالج مارا اندھا یا لنگڑا ظاہر کر دیتے ہین۔ تاکہ وہ عیب دار جانکر خریداری سے

دست بردار ہو جائے۔ **فائدہ** خودستائی اگر از راہ تکبر و ریاکاری ہو تو کبیرہ گناہ ہے اور اگر سالک خالص ارادت اور سچے عقیدہ سے اسلیئے اپنی تعریف کرے کہ مُرشد اُسکو سلسلۂ بیعت مین داخل کرلے تو ریاکاری نہین ہے بلکہ اِسکا نام ترغیب مُرشد ہے سلیمان علیہ السلام کے روبرو جانورون کی خودستائی غلام یا سالک کی خودستائی کے مانند تھی جسمین تکبر یا خودپسندی کو ذرا بھی دخل نہ تھا۔

	نوبت ہدہد رسید و پیشہ اش		وان بیان صنعت و اندیشہ اش
ترجمہ	آگئی ہدہد کی نوبت ناگہان		کرکے ہدہد اپنی صنعت کا بیان
	گفت اے شہ یک ہنر کان کمتر است		باز گویم گفتِ کوتہ بہتر است
ترجمہ	یون لگا کہنے کہ اک چھوٹی سی بات		عرض کرتا ہون شہِ والا صفات

شرح یعنے سلیمانؑ کے روبرو تمام جانور نوبت بنوبت اپنے ہنر اور عقل و فہم کا حال کہا کرتے تھے اسمین ایکدن ہدہد کی نوبت آگئی اور اسنے کہا کہ یا حضرت مین اپنا ایک چھوٹا سا ہنر بیان کرتا ہون کیونکہ گفتِ کوتہ (قولِ مختصر) بہتر ہوا کرتا ہے گفت حاصل مصدر اور لفظ کوتہ کی طرف مضاف ہے۔

	گفت بر گو تا کدام ست آن ہنر		گفت من آنگہ کہ باشم اوج بر
ترجمہ	بولے آنحضرت بتا اپنا ہنر		بولا وہ ہوتا ہون جب مین اوج پر
	بنگرم از واج باچشم یقین		من بہ بینم آب در قعر زمین
ترجمہ	دیکھہ لیتا ہون وہان سے باالیقین		اے شہ مین آب کو زیر زمین
	تا کجایست و چہ آبست و چہ رنگ		از چہ مے جوشد ز خاکے یا ز سنگ
ترجمہ	کسقدر گہرا ہے اور کیسا ہے رنگ		اور مخزن اُسکا مٹی ہے کہ سنگ

شرح اوج بر یا تو بمعنے بر اوج ہے یا یہ لفظ اوج پر ہے بمعنے پرندۂ اوج۔ بلندی پر اُڑنے والا یعنے ہدہد نے اپنا یہ ہنر بیان کیا کہ مین آسمان پر اُڑکر زمین کی تہ کا پانی دیکھہ لیتا ہون مجھے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ فلان زمین مین کتنا کسقدر گہرا اور کس رنگ کا پانی ہے اور زمین مین سے اُبلتا ہے یا پتھر مین سے نکلتا ہے۔

	اے سلیمان بہر لشکر گاہ را		در سفر میدار این آگاہ را
ترجمہ	اے سلیمان اپنے لشکر کے لئے		مجکو اپنے ساتہ رکھنا چاہیئے

شرح ہدہد کا مقولہ ہے۔ کہ اے سلیمانؑ اپنے لشکر مین پانے کے آرام کے لیے اس واقف جانور کو (یعنے مجھے) اپنے ساتہ رکھا کیجئے لشکر گاہ۔ لشکر کے قائم مقام جگہ اس مصرع مین لفظ را لفظ بہر کے اظہار معنے کے لیے زائد ہے یا یون سمجھیئے کہ لفظ بہر اور لفظ را چونکہ متحد المعنے ہین اسلیے دونون مین سے ایک زائد ہے۔

	پس سلیمان گفت شو ما را رفیق	در بیابانہائے بے آب اے شفیق
ترجمہ	بولے حضرت تو ہمارا ہو رفیق	جس جگہ پانی نہ پائے اے شفیق
	ہمرہ ما باشی و ہم پیشوا	تا کنی تو آب پیدا بہر ما
ترجمہ	ساتھ رہ لشکر کے بنکر پیشوا	اور پانی کے لیئے ہو رہنما
	تا بیابی بہر لشکر آب را	در سفر سقا شوی اصحاب را
ترجمہ	تاکہ پاوے سارے لشکر کو لے	تو ہمارے واسطے سقا بنے
	باش ہمراہ من اندر روز و شب	تا نہ بیند از عطش لشکر تعب
ترجمہ	ہمرکابی مین رہا کر روز و شب	پیاس سے تا ہو نہ لشکر کو تعب
	بعد ازان ہدہد و ہمراہ بود	زانکہ از آب نہان آگاہ بود
ترجمہ	ہدہد اسکے بعد سے ہمراہ تہا	کیونکہ جائے آب سے آگاہ تہا

شرح۔ خلاصہ یہ کہ حضرت سلیمان نے ہدہد کو پانی کی رہبری کے لیے اپنے لشکر کے ہمراہ رہنے کا حکم دیدیا پیشوا بمعنے پیش رو اور ہدہد کو (سقا) پانی پلانے والا اسلیئے کہا گیا کہ اُسکے سبب سے لشکر کو پانی ملتا تہا نکتہ یہان سے یہ نکلتا ہے کہ عارف کیسا ہی کامل ہو مگر دوسرے عارف کی صحبت سے اعراض نہ کرے۔

	طعنہ زدن زاغ در دعوے ہدہد	
ترجمہ	کوے کا طعن مارنا ہدہد کے دعوے پر	
	زاغ چون بشنید آمد در حسد	با سلیمان گفت کو کج گفت وید
ترجمہ	زاغ نے یہ سنکے ازراہ حسد	یون کہا ہے قول اسکا بے سند
	از ادب نبود بہ پیش شہ مقال	خاصہ خود لاف و دروغین و محال
ترجمہ	روبرو شاہون کے یہ کسکی مجال	کہہ سکے کچہ اور پھر وہ بھی محال

شرح یعنے کوے نے ازراہ حسد سلیمانؑ سے کہا کہ ہدہد اس تیزبینی کے دعوے مین بے ادب اور جہوٹا ہے بادشاہون کے دربار مین اول تو بولنا ہی تک ادب ہے اُسپر جہوٹ بولنا اور لاف زنی پر لے درجہ کی بیہودگی ہے لفظ دروغین بمعنے دروغ مین یا تو یائے تعظیم اور نون زائد ہے مطلب یہ کہ بہت بڑا جہوٹ۔ یا یہ کہ یا و نون نسبت کے لیے ہین جیسا کہ غم اور غمین۔ آہن اور آہنین۔ پوست اور پوستین۔

	گر مرا و را این نظر بودے مدام	چون ندیدی زیر مشت خاک دام
ترجمہ	یہ نظر اسکی گر ہوتی مدام	دیکھہ لیتا خاک مین پوشیدہ دام

	چون گرفتار آمدے در دام او		چون قفس اندر شدے ناکام او
ترجمہ	کیسے ہوتا گرفتار قفس		جھیلتا کیون رنج و آزار قفس

شرح کوا کہہ رہا ہے کہ اگر ہدہد ایسا ہیر نظر ہوتا کہ زمین کی تہ مین پانی کو دیکھہ سکتا تو ضرور تہا کہ خاک کے نیچے دام کو بھی معلوم کرلیتا۔ اور ہرگز کسی شکاری کے جال مین نہ پھنستا لہذا اسکا دعوی لغو ہے

	پس سلیمان گفت اے ہدہد رواست		کز تو در اول قدح این دُرد خاست
ترجمہ	بولے حضرت کیون رے اے ہدہد یہ کیا		تو نے پہلے ہی ہمین دھوکا دیا

شرح۔ در اول قدح دُرد خاستن (پہلے ہی پیالے مین تلچھٹ کا اوپر آجانا) بے سابقۂ معرفت تکلیف دینے کے معنون مین ہے اور رواست استفہام انکاری ہے یعنے سلیمان ع نے فرمایا کہ اے ہدہد کیا تجھے یہ لایق تہا کہ پہلے ہی بار جھوٹ بولکر مجھے تکلیف پہنچاتا ایسا نچا ہیئے تہا یہ محض تیری نالایقی ہے۔

	چون نمائی مستی اے لوخوردہ دوغ		پیش من لافی زنی آنگہ دروغ
ترجمہ	ہو رہا ہے مست تو پی پی کے دوغ		تیرا دعوے لاف ہے یا ہے دروغ

شرح مقولہ سلیمان ع ہے۔ یعنے اے ہدہد تو جیسا چہپکا مست ہونا چاہتا ہے اور پہلے اپنے ہنر پر فخر کرکے پھر صریح جھوٹ بولتا ہے جسطرح چہپا چہپ نشہ نہین کرتی اسیطرح دروغ فروغ نہین پاسکتا۔ اگر لفظ انگہ دروغ کی آنگہ دروغ لکھا جائے تو یہ معنے ہونگے کہ تو اس چیز کو جو فی الواقع دروغ ہے لاف زنی سے سچ ثابت کرنا چاہتا ہے۔ حالانکہ ایسا ہو نہین سکتا۔ جھوٹ پھر جھوٹ ہے اور سچ پھر سچ ہے۔

	جواب گفتن ہدہد مر سلیمان را در ین طعنہ		
ترجمہ	ہدہد کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس طعن کا جواب دینا		
	گفت اے شہ بر من عور گدا		قول دشمن مشنو از بہر خدا
ترجمہ	یہ کہا ہدہد نے اے شاہ زمن		آپ کیون سنتے ہین دشمن کا سخن
	گر بہ بطلان ست دعوے کردم		تنک نہادم سر بہ بُر از گردنم
ترجمہ	جھوٹ ہو دعوے مرا تو یا نبی		پھیر دیجے میری گردن پر چھری

شرح ہدہد نے کوّے کے طعن کا یہ جواب دیا کہ اے سلیمان ع میرے خلاف میرے دشمن (کوّے) کی بات نہ سنیئے۔ اور اگر مین اپنے دعوے مین جھوٹا ہون تو یہ سر حاضر ہے۔ گردن سے جدا کر ڈالیے۔ عُور بمعنے برہنہ یعنے بیمان۔ ذنک مخفف اینک۔ وآنک بمعنے این وآن اسم اشارۂ قریب وبعید ہے اس لفظ کی تحقیق کئی مرتبہ گذر چکی ہے ہدہد کا اپنے آپ کو بیمان اور گدا کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ اُسکی گذشتہ خودستائی از راہ تکبر نہ تہی

	زاغ کو حکم خدا را منکر ست	گر ہزاران عقل دارد کافر ست	
ترجمہ	زاغ ہے جو منکر حکم خدا	باوجود عقل دین سے ہے جدا	

شرح یعنے زاغ چونکہ حکم الٰہی کا منکر ہے اسلیئے خواہ کتنا ہی عقلمند ہو مگر کافر ہے۔ اس شعر سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ منکر قضا کافر ہو جاتا ہے ایسا شخص فرقہ قدریہ مین شامل ہے جنکی نسبت پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے القدریہ مجوس ہذہ الامۃ (قدریہ اس اُمّت کے مجوسی ہین) جو قضا و قدر کے منکر اور اس بات کے معتقد ہین کہ بندہ اپنے افعال کا آپ خالق ہے حکم الٰہی کو اسمین ہرگز دخل نہین اور یہی عقیدہ مجوس کا ہے۔ لیکن جمہور کا مذہب یہ ہے کہ منکر قضا کافر نہین ہوتا۔ اُسکو مجوس یا کافر کہنا بطریق مبالغہ و تشدد ہے۔ اور اس شعر مین کافر سے کفران کنندۂ نعمت مراد ہے۔ کیونکہ بندہ کے تمام افعال کا پیدا کرنا گویا انعام الٰہی ہے اسکا منکر کافر نعمت اور اللہ تعالےٰ کی صفات کمالیہ مین سے ایک صفت زائل کرنے والا ہے۔ اس لحاظ سے قدریہ کے عقیدے مین کفر کی ایک شاخ لگی ہوی ہے۔ اور آیندہ شعر مین مولانا نے انہی معنون کی طرف اشارہ کیا ہے۔

	در تو ار کافے بود از کافران	جائے گندد تہمتی چون کافران	
ترجمہ	تجھمین ہے گر حرف کاف کافران	ہے محل ثبت شکل کاف ران	

شرح۔ پہلے مصرعہ مین کافران جمع کافر ہے۔ اور دوسرے مین کافِ ران بمعنے سوراخ ران یا گاف ران مخفف شگاف ران بمعنے فرج ہے۔ کافِ ران یا شگاف ران وہ سوراخ جو ران کی جڑ کے قریب ہے۔ مطلب یہ کہ اگر اے مخاطب تجھمین کافرون مین کا ایک حرف کاف یعنے اُنکی معنوی نجاستون مین کی تھوڑی سی بھی نجاست ہے تو تو محل ناپاکی و گندگی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گو قضا کے منکر اہل قدریہ صریح طور پر کافر نہین ہین مگر اُنمین کفر کی ایک شاخ (انکار قضا کے بابت مجوسیونکا ہم عقیدہ ہونا) ضرور ہے اور اسمین شک نہین کہ قضا کا انکار کفر کا ایک شعبہ ہے اللہ تعالےٰ بدعقیدون سے ہمیشہ محفوظ رکھے

	من بہ بینم دام را اندر ہوا	گر نپوشد چشم عقلم را قضا	
ترجمہ	دیکھہ لون مین دام۔ بالائے ہوا	آنکھہ پر پردہ نہ ڈالے گر قضا	
	چون قضا آید شود دانش حجاب	مہ سیہ گردد بگیرد آفتاب	
ترجمہ	ہے قضا چشم خرد پر اک حجاب	جس سے گہہ جاتے ہین ماہ و آفتاب	

شرح ہدہد کہتا ہے کہ اگر قضا میری آنکھون پر پردہ نہ ڈالے تو مین دام کو بھی دیکھہ سکتا ہون مگر جب قضا آتی ہے عقل اندھی ہو جاتی ہے چاند سورج گہن مین آجاتا ہے بعض نسخون مین عقلم را ہوا ہے۔ اس صورت مین پہلا ہوا بمعنے بلندی ہے اور دوسرا ہوا بمعنے حرص۔

	از قضا این تعبیه کے نادرست		از قضا دان کو قضا را منکرست
ترجمہ	ہے قضا کا یہ بھی نادر ماجرا		یعنے انکار قضا ہے خود قضا

شرح تعبیہ بمعنے پنہان کردن و آراستن و ساختن چیزے جس سے قدریونکا پوشیدہ اور مصنوعی عقیدہ مراد ہے یعنے قدریونکا یہ پوشیدہ عقیدہ (انکار قضاء الٰہی) جو اُنہین کی عقلون نے ساختہ و آراستہ کر رکھا ہے۔ کوئی نادر اور عجیب بات نہین کیونکہ جو شخص قضاء الٰہی کا منکر ہے اُسکا یہ انکار خود قضائے الٰہی پر مبنی ہے پس تو آدمی کسیطرح قضائے الٰہی کا منکر اور اُس سے علیحدہ نہین ہوسکتا۔ یا یہ معنے ہین کہ منکران قضاء کے انکار مین خود قضا کا اقرار پوشیدہ اور آراستہ و پیراستہ ہے۔ کیونکہ انکار قضا کا عقیدہ خود قضائے الٰہی سے منکرون کے دل مین سمایا ہے۔ اگر قضاء الٰہی شامل نہوتی تو منکران قضا ہرگز انکار نہ کرسکتے۔

	قصۂ آدم و بستن قضا نظر او را از مراعات صریح نہی و ترک نہی و تاویل		
ترجمہ	قصہ حضرت آدم کا اور قضا کی مجبوری سے صریح نہی کی رعایت نہ کرنے کا اور اُس نہی کی تاویل کرنیکا		

شرح یہ قصہ ہدہد کی زبان سے مولانا بطور مثال بیان فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہے کہ عقل اور نظر حکم الٰہی کے سامنے مجبور اور محض بیکار ہوجاتی ہے۔ اور قضا و قدر مین بروز ازل جو کچھ لکھا چکا ہے وہ ہوکر رہتا ہے۔

	بوالبشر کو علم الاسما ملک ست		صد ہزاران علمش اندر ہر رگ ست
	بوالبشر تہے علم الاسما ربیک		سر بسر تہا علم اُنکا آخر شیک

شرح۔ بگ مخفف بیگ تُرکی لفظ ہے بمعنے بزرگ و امیر۔ یعنے ابوالبشر (آدمیون کے باپ) حضرت آدم علیہ السلام باوجودیکہ صاحب مضمون آیت وعلّم الاسماء تہے اور اُنکی رگ رگ مین علم الٰہی کا خزانہ موجود تہا۔ مگر قضا کے سامنے کچھ نہ سوجھا اور باوجود مبالغت گیہون کہا گئے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے وعلّم آدم الاسماء کلّہا ثم عرضہم علی الملائکۃ الآیۃ۔ اس آیت کے باطنی معنے یہ ہین کہ اللہ تعالےٰ نے آدمؑ کو اپنے اسمائے حسنے سکہائے جو تمام موجودات مین ظاہر ہین اور تمام مخلوق جنکا مظہر ہے۔ اور ہر شئے اللہ تعالےٰ کی تسبیح اُسی نام سے کرتی ہے جسکا وہ مظہر ہوتا ہے۔ مثلاً زندہ یا حیّ یا قیوم کہتا ہے اور مردہ یا ممیتُ۔ گو مردہ کی تسبیح زندون کو نہین سنائی دیتی۔ پہر مخلوقات کو فرشتون کے سامنے لاکر یہ کہا گیا کہ ان اشیاء کے اسماء بیان کرو اور یہ بتاؤ کہ یہ شئے کونسے اسم کا مظہر ہے اور وہ شئے کونسے اسم کا۔ مگر فرشتون سے جواب نہ دیا گیا۔ اور حضرت آدمؑ نے اسماء اور اُنکے مظاہر سب بیان کردیئے۔ اِس سے تمام فرشتے حیران رہگئے اور حضرت آدم کے پیدا کرنے کی بابت اپنے اعتراض کو واپس لیا۔ آیت مین صرف تعلیم اسماء کا ذکر ہے۔ مگر اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب آدم کو علم اسماء تہا تو علم مظاہر اسماء بالاولےٰ ہوگا۔ اور ظاہری معنے یہ ہین کہ حضرت آدمؑ کو تمام اسماء جو علم الٰہی مین

اشیاء کے لیئے مقرر تھے سکھا دیے گئے تھے۔ دنیا کی کوئی بڑی یا چھوٹی چیز ایسی نہ تھی جسکا نام حضرت آدمؑ کو معلوم نہ کرایا گیا ہو

	اسم ہر چیزے چنان کان ہست	تا بپایان جان او را داد دست	
ترجمہ	نام سے ہر شے کے جیسی کچھ کہ تھی	بوالبشر کو دیگئی تھی آگہی	

شرح یعنے ہر شے کا نام جیسے کہ وہ ازل مین تھی اور جیسی قیامت تک رہیگی روح آدم کو معلوم کرا دیا گیا تھا۔ آپ ہر شئے کا نام مع خاصیت شے ہر لغت اور ہر زبان مین جانتے تھے۔ یہی باعث ہے کہ آدم کی اولاد مین مختلف زبانین بولی جاتی ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ حضرت آدم نے ہر مظہر کے ظاہر کو جان لیا تھا۔ یعنے جو چیز جسطرح فی الواقع کسی اسم کا مظہر ہے آدمؑ اُس مظہر کے اسم ظاہر کو جانتے تھے۔

	ہر لقب کو داد او مبدل نشد	آنکہ چستش خواند او کاہل نشد	
ترجمہ	جو لقب جسکو دیا وُہ تھا درست	چست جسکو کہدیا وہ کب ہے سُست	

شرح یعنے حضرت آدم نے جس کیلئے جو لقب دیا وہ نقش درست ہو کر بیٹھ گیا۔ جسکا تغیر و تبدل قیامت تک ناممکن ہے اس تغیر و تبدل کے ناممکن ہونے کی یا تو یہ وجہ ہے کہ آدمؑ نے اشیاء کے القاب لوح محفوظ مین ثبت ہوے دیکھکر رکھے تھے۔ یا یہ باعث ہے کہ ہر شئے یعنے ہر مظہر کا لقب اسکے ظاہر کی حقیقت دیکھکر رکھا گیا تھا۔ اور چونکہ ظاہر یعنے اسمائے حُسنے مین تغیر ناممکن ہے اسلیئے مظہرین بھی تغیر نہین ہو سکتا۔ مثلاً حضرت آدم نے جسکو مومن کا لقب دیا وُہ قیامت تک مومن اور جسکو کافر کا لقب دیا وُہ قیامت تک کافر رہیگا کیونکہ مومن کا ایمان اور کافر کا کفر لوح محفوظ مین ثبت تھا۔ یا یہ کہ اللہ تعالےٰ مومن مین اپنے اسم غفار اور کافر مین اپنے اسم قہار کے ساتھ ظاہر ہوا ہے لقب کسی شے کے ایسے نام کو کہتے ہین جو اُسکی تعریف یا مذمت کی خبر دے

	ہر کرا او مقبل و آزاد خواند	او عزیز و خرم و دل شاد ماند	
ترجمہ	مقبل و آزاد جسکو کہدیا	وُہ عزیز و خرم و خندان رہا	

شرح مقبل فرمان حق کو قبول کرنے والا اور صاحب اقبال و دولت اور آزاد یعنے دوزخ سے نجات پانیوالا مطلب یہ کہ حضرت آدم نے جسکو مقبل اور آزاد کہدیا وُہ دولت ایمان سے مالامال ہو کر دوزخ سے نجات پا گیا

	ہر کہ آخر مومن ست او را بدید	ہر کہ آخر کافر او را شد پدید	
ترجمہ	تھا جو آخر مومن۔ اول تھا عیان	کافر آخر نہ تھا اُسنے نہان	

شرح یعنے حضرت آدم نے اُس شخص کو جو انجام کار مومن تھا اور جسکا خاتمہ بالخیر ہونیوالا تھا لوح محفوظ مین مومن دیکھکر اول ہی مومن کا لقب دیدیا تھا اور علےٰ ہذا القیاس جسکا انجام کفر تھا اُسکو اول ہی کافر کہدیا تھا اگرچہ وُہ ابتدا مین چند روز کافر اور ریہ تھوڑے دنون مومن رہا ہو۔ خلاصہ یہ کہ آدم نے بنظر انجام لوگون کو لقب دیے تھے

اسلیئے اُنکی اولاد کو بھی انجام پر نظر رکھنی فرض ہے اور اسیکی طرف آیندہ شعر مین اشارہ کیا گیا ہے۔

	ہر کہ آخر بین بود او مومن ست		ہر کہ آخور بین بود او بے دین ست
ترجمہ	ہے وہی مومن جو آخر بین ہے		جو کہ آخور بین ہے وہ بے دین ہے

شرح۔ آخور گھوڑوں کی گھاس چرنے کی جگہ۔ اور مجازاً گھاس کو بھی کہتے ہین۔ یہان آخور سے دنیا اور لذات دنیوی مراد ہین۔ اور دین مخفف دَین ہے یعنے مومن وہ ہے جو انجام پر نظر رکھے کیونکہ لذاتِ دنیوی پر نگاہ رکھنے والے بیدین ہوتے ہین۔ یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔

	اسم ہر چیزے تو از دانا شنو		زمرہ سِرِّ علم الاسما شنو
ترجمہ	اسم ہر شئے کا کسی دانا سے سُن		اہل سرِّ علم الاسما سے سُن

شرح۔ یعنے اے مخاطب ہر چیز کا نام اور لقب اُس شخص (مرشد کامل) سے معلوم کر جو حقیقت اسمائے حسنے سے واقف ہو۔ کیونکہ مضمون علم الاسما کا بھید مرشد کامل ہی خوب جانتا ہے۔ اس بھید کی شرح گزشتہ اشعار مین ہے

	اسم ہر چیزے بپیدا ظاہرش		اسم ہر چیزے بر خالق سرش
ترجمہ	نام ظاہر سے ہین ہم واقف مگر		بھید سے واقف ہے خالق سر بسر

شرح یعنے ہم محجوب ہونے کے سبب ہر شے کی ظاہری حالت دیکھکر اُسکا ایک نام یا لقب کہدیتے ہین کسیکو زنار پہنے ہوے دیکھا تو ہندو کہدیا اور جبہ و تسبیح پر نظر پڑگئی تو مسلمان بتا دیا لیکن خدا کے نزدیک ہر شئے کا نام اُسکی باطنی حقیقت اور انجام کے اعتبار سے ہے اسکی مثال آیندہ اشعار مین ہے اور باطنی حقیقت سے وہی اسما حسنے کا ظہور مراد ہے جو تمام مظاہر مین پایا جاتا ہے اور جسکی شرح کئی بار ہو چکی ہے۔

	نزد موسے نام چوبش بد عصا		نزد خالق نام بودش اژدہا
ترجمہ	کہتے تھے جسکو کلیم اللہ عصا		نام اُسکا پیش حق تھا اژدہا

شرح یعنے چونکہ ہمین اشیاء کے محض ظاہری اسماء کا علم ہے اور ہر شے کے ظاہری اسم سے اُسکا وہی مسمے ہمارے سمجھ مین آتا ہے جو متعارف اور مشہور ہے اور اللہ تعالے ہر شے کی حقیقت اور اُسکے اسم حقیقی سے واقف ہے اسلیئے حضرت موسے اپنے لکڑی کو عصا خیال کرتے تھے کیونکہ اس اسم کا ظاہری اور مشہور مسمے یہی تھا۔ لیکن چونکہ اللہ تعالے کے نزدیک اُس لکڑی مین اژدہے کی حقیقت مخفی تھی اسلیئے اُسکے علم مین اس عصا کا نام اژدہا تھا۔ عصا کا اژدہا ہو جانا حضرت موسے کا مشہور معجزہ ہے۔

	بد عمر را نام اینجا بت پرست		لیک مومن بود نامش در الست
ترجمہ	تھا عمر کا نام یہان گو بت پرست		تھے مگر مومن وہ در روزِ الست

شرح روز الست یعنے روز ازل۔ یعنے اگرچہ حضرت عمرؓ ایام جاہلیت مین اسی مذہب کے پیرو تھے جو قریش کا تھا لیکن ازل مین اُنکا نام مومن تھا۔ کیونکہ وُہ اللہ تعالےٰ کے علم ازلی مین مظہر ہدایت اور امیرالمومنین کے لقب سے مشرف تھے

	آنکہ نامش بود نزد ما منی		پیش حق این نقش بودہ بامنی
ترجمہ	حسب ظاہر نام ہے جسکا منی		حسب باطن ہے وہ نقش بامنی

شرح۔ پہلے مصرع مین یائے لفظ منی نفس کلمہ کی ہے اور منی بمعنے نطفہ ہے۔ اور دوسرے مین لفظ من الگ ہے اور اسکی یائے تحتانی مصدری ہے۔ اور جار ومجرور (یعنے بامنی) شبہ فعل یعنے لفظ شاہد (محذوف بالقرینہ) کے متعلق ہے اور لفظ منی (یعنے من شدن) بمعنے انانیت ہے مطلب یہ کہ جس چیز کا نام ہمارے نزدیک منی یا نطفہ ہے۔ یہ نقش ظاہری باعتبار حقیقت اللہ تعالےٰ کے نزدیک شاہد بالانانیت ہے۔ یعنے اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ انا الانسان (مین انسان یا حقیقت انسانیہ کا جوہر ہون) دوسرے معنے یہ ہین کہ بامنی کی یائے تحتانی یائے خطاب ہے اور جار مجرور حسب قرینہ لفظ مخاطب محذوف سے متعلق ہے۔ اس صورت مین یہ معنے ہین کہ یہ نقش ظاہر (یعنے منی) جو ہمارے نزدیک ایک ناپاک ساقطرہ ہے اللہ کے نزدیک خطاب بامن ہستی کے ساتھ مخاطب ہے یعنے اللہ تعالےٰ اسکو خطاب کرتا ہے کہ اے نقش آبی تو میرے حکم سے وجود کو ہستی دینے والا اور میرے فیضان سے ہمیشہ تعلق رکھنے والا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہم حقیقت اشیاء سے واقف نہین ہین۔

	صورتے بداین منی اندر عدم		پیش حق موجود نے بیش و نہ کم
ترجمہ	تہی متشکل یہ منی جب تہی عدم		صورت انسان تہی بے بیش و کم

شرح یعنے اللہ تعالےٰ کے علم ازلی مین یہ منی بلا کم وبیش ذی روح انسان کی صورت مین موجود ہے۔ گو ہمین قطرہ کی صورت مین دکھائی دیتی ہے اور ہمنے اسکا نام منی رکھدیا ہے۔ ہمارے نزدیک جب تک نطفہ پشت پدر سے نکلکر شکم مادر مین نہ جائے۔ پھر نطفہ سے خون اور خون سے لوتھڑے کی شکل مین منتقل نہو اور پھر اسکو ہڈیان اور گوشت نہ پہنایا جائے اور بچہ کی تصویر قایم نہو چکے منی کو انسان نہین کہتے لیکن علم الٰہی مین یہی نطفہ بلا کم وبیش پورے ذی روح انسان کی صورت مین موجود ہے۔ کیونکہ نطفہ پر کامل انسان ہونے تک جسقدر حالتین وقتاً فوقتاً طاری ہوتی ہین وُہ علم الٰہی مین بروز ازل آن واحد مین عارض ہو چکی ہین۔ نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ حالت احتلام مین جو نطفہ ضائع ہو جاتا ہے وہ علم الٰہی مین گویا مرے ہوے بچہ کی مانند ہے۔ اور جو لوگ حرام کاری مین اپنے نطفہ کو ضایع کرتے ہین وُہ گویا قتل کے مرتکب ہین۔

	حاصل آمد۔ آن حقیقت نام ما		پیش حضرت کان بود انجام ما
	سچ تو یہ ہے وُہ حقیقی نام ہے		جسپہ مخلوقات کا انجام ہے

شرح یعنے حاصل کلام یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک جو کچھ ہمارا انجام ہے۔ وہی ہمارا حقیقی نام ہے اور سعادت وشقاوت کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔ نطفہ چونکہ انجام مین ذی روح ہونے والا ہے اسلیئے اللہ کے نزدیک پہلے ہی سے اسکا نام ذی روح ہے پیش حضرت پہلے مصرع کے لفظ نام سے متعلق ہے۔

	مرد را بر عاقبت نامے نہند		نے بران کان عاریت نامے نہند
ترجمہ	نام مولا ہے بحسب عاقبت		نام دنیا ہے بحسب عاریت

شرح۔ یعنے اللہ تعالےٰ کے نزدیک ہر شخص کا نام انجام کے اعتبار سے رکھا جاتا ہے۔ ایسا نہین ہوتا جیسا کہ مخلوق عارتیاً کوئی نام رکھہ لیتی ہے اور وہ نام فی الواقع برائے نام ہوتا ہے ازلی سعید کا نام مخلوق نے شقی رکھدیا تو وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک سعید ہی رہے گا۔ اور اسیطرح ازلی شقی سعید نام رکھوانے سے فی الواقع سعید نہین ہوسکتا۔ براں لفظ عاریت سے متعلق ہے اور ضمیر کان نام رکھنے والون کی طرف راجع ہے

	چشم آدم کو بنور پاک دید		جان وسر نامہا کشتش پدید
ترجمہ	چشم آدم کو ہوا جب دم فتوح		کھلگئے اسرار اسما۔ راز روح

شرح یعنے جب آدم کی آنکھین نور الٰہی کی مدد سے روشن ہوگئین تو اُنپر نفخت فیہ من روحی (میںنے آدم مین اپنی روح ڈالدی) کا راز اور اسمائے حسنے کے اسرار آشکارا ہو گئے اور اُنہین یہ معلوم ہوگیا کہ موجودات مین فلان شے فلان اسم کا مظہر ہے۔ اور خدا نے مجھ مین اپنی پاک روح ڈالی ہے۔ چنانچہ فرشتون کو آدم کے لیے سجدہ کرنیکا جو حکم ہوا اسی سبب سے تھا

	چون ملک انوار حق بر وے بتافت		در سجود اُفتاد و در خدمت شتافت
ترجمہ	اُنپہ جب انوار حق تابان ہوے		گر پڑے سجدہ مین خدمت کے لیئے

شرح۔ یعنے جسطرح تمام فرشتے نورانی ہین اور اُنکا کام صرف عبادت الٰہی ہے اسیطرح آدم پر انوار الٰہی نے روشنی ڈالکر اُنہین فرشتہ صفت بنا دیا اور وہ روح اور اسمائے حسنے کے اسرار معلوم کرتے ہی خدا کے سامنے سجدہ مین گر پڑے

	چون ملائک نور حق دیدند ازو		جملہ اُفتادند در سجدہ برو
ترجمہ	نور حق آدم مین جب آیا نظر		ہو گئے ساجد فرشتے سر بسر

شرح یعنے فرشتون نے آدم مین نور حق دیکھکر اُس نور کو سجدہ کیا تھا۔ اہل ظاہر کا یہ گمان خطا پر مبنی ہے کہ فرشتون کو جسم آدم (آب وگل) کے روبرو سجدہ کرنیکا حکم دیا گیا تھا۔ کیونکہ سجدہ سوائے ذات واحد کے اور کسیکے لیے جائز نہین اور نہ غیرت الٰہی اسبات کی مقتضی ہے کہ خدا کے ہوتے اور کسیکو سجدہ کیا جائے۔ اور سجدۂ غیر کا حکم بھی ہے تو کن کو۔ فرشتون کو؟ بعض محققین نے لکھا ہے کہ فرشتون کو سجدہ کا حکم دینا شرافت اور خلافت آدم کی تعظیم کے لیے تھا۔ اس سجدہ کو سجدۂ عبادت نہ سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ سجدۂ عبادت غیر اللہ کو ناجائز ہے۔

	مدح این آدم کہ نامش می برم		قاصرم گر تا قیامت بستم
ترجمہ	مدح اس آدم کی کہ اے مرد نکو		تا قیامت گر کروں تو کچھ نہو

شرح کیونکہ آدم جامع حقایق لاہوتیہ ملکوتیہ ناسوتیہ اور آیات من آیات اللہ ہے۔ سجود ملایک کی تعریف سے نہیں ہو سکتی

	اینہمہ دانست وچون آمد قضا		دانش یک نہی شد بر وے خطا
ترجمہ	باہمہ دانش جب آ پہنچے قضا		فہم نہی حق مین کر بیٹھے خطا

شرح یعنے باوجود اس تمام علم و دانش اور معلومات اسرار کے نہی کے معنے سمجھنے مین حضرت آدم سے خطا واقع ہوگئی۔ اور جس گیہون کے درخت کے نزدیک جانے سے منع کیے گئے تھے اُسکا پھل کھا لیا۔ اسکا سبب یہ ہے کہ جب قضا یعنے حکم الٰہی ہوتا ہے تو آدمی کو نہ اُسکا علم کچھ کام دیسکتا ہے۔ اور نہ عقل و تدبیر مدد کر سکتی ہے چونکہ قضائے الٰہی گیہون کھانے سے متعلق ہو چکی تھی۔ اسلیئے حضرت آدم کو نہی کی تاویل کرنی پڑی اور بطور خطا آیندہ شعر کا مضمون اُنکے خیال مین آگیا۔

	کاے عجب نہی از پے تحریم بود		یا بتاویلے بدُ و توہیم بود
ترجمہ	یعنے نہی حق پے تحریم ہے		یا پے تاویل یا تو ہیم ہے

شرح حضرت آدم کو پیدا کرنیکے بعد جنت مین رکھا گیا اور یہ حکم ہوا کہ **لا تقربا ہذہ الشجرۃ** (اے آدم و حوا تم دونو اس گیہون کے درخت کے نزدیک نہ جانا) لیکن چونکہ قضائے الٰہی گیہون کھانے سے متعلق ہو چکی تھی اسلیئے آدم کے دل مین یہ خیال آیا کہ یا الٰہی یہ نہی (گیہون کھانے کی ممانعت) تحریمی ہے یعنے اسکا کھانا میرے لیئے قطعًا حرام ہے؟ یا تلبیس تاویل ہے یعنے یہ نہی تحریمی نہین ہے بلکہ تنزیہی ہے؟ اور اس سے غرض صرف توہیم ہے؟ یعنے میرے وہم مین یہ بات ڈالی گئی ہے کہ اس درخت کا پھل کھانا حرام ہے مگر فی الواقع حرام نہین ہے؟ (تو ہیم در وہم انداختن) غرضکہ ادہر تو حضرت آدم کو اس نہی کے تحریمی یا تنزیہی ہونے مین تردد رہا اُدہر شیطان نے دھوکا دیکر یہ کہا کہ تم گیہون کھاتے ہی فرشتہ بنجاؤ گے اور قسم ہے خدا کی مین تمہارا خیر خواہ ہون۔ اسلیئے آدم نے تاویل کو ترجیح دی اور نہی کو تنزیہی سمجھکر گیہون کھا لیا اور درخت سے نکالے گئے۔ نتیجہ یہ ہے کہ جب حکم الٰہی کسی شے کے متعلق ہوتا ہے تو آدمی سے باہمہ دانش و تدبیر ضرور خطا واقع ہو جاتی ہے۔ اور حکم الٰہی کا ظہور ہو کر رہتا ہے۔ **نکتہ** حضرت آدم کا تحریمی نہی کو تنزیہی سمجھنا خطائے اجتہادی تھی اور یہ قاعدہ مقرر ہو چکا ہے کہ مجتہد کو خطائے اجتہادی مین بھی ثواب ملتا ہے۔ باایں ہمہ حضرت آدم پر عتاب اسلیئے ہوا کہ اُنہون نے اس باب مین فرشتون سے مشورہ کیون نہ لیا ورنہ خطائے اجتہادی ہرگز قابل عتاب نہین ہوتی۔

	در دلش تاویل چون ترجیح یافت		طبع در حیرت سوے گندم شتافت
ترجمہ	قوت تاویل جب حاصل ہوی		طبع گندم کی طرف مائل ہوئی

شرح۔ یعنے جب عالم حیرت مین حضرت آدم کی خطائے اجتہادی نے اُنکے ذہن مین تاویل کو ترجیح دی۔ اور اُنھون نے اس نہی کو تنزیہی سمجھا تو نتیجہ یہ ہوا کہ طبیعت گیہون کھانے پر مائل ہوگئی۔ طبع در حیرت ضمیر یافت سے جملہ حالیہ واقع ہوا ہے۔ لفظ حیرت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت آدم نہی کی تحریمی یا تنزیہی ہونے مین اول اول متحیر رہے اور آخر کار اُس نہی کو تنزیہی خیال کیا۔ کیونکہ فطرت کا قاعدہ ہے کہ جب آدمی کسی بات کے کرنے نہ کرنے مین حیران اور متردد ہوتا ہے تو اُنمین سے آسان چیز کو اختیار کرلیتا ہے۔ اور حضرت آدم کے لیے آسانی اسمین تھی کہ نہی کو تنزیہی خیال کرسکتے۔ کیونکہ شیطان نے قسم کھاکر کہا تھا کہ تم گیہون کھانے سے یا تو فرشتہ بنجاؤگے یا ہمیشہ ہمیشہ جنت مین رہا کروگے۔

	باغبان راخار چون در پا شکست		دزد فرصت یافت کالا ببرد و رفت
ترجمہ	باغبان کے پانون مین کانٹا چبھا		ٹوکرے پھولون کے رہزن لیگیا
	چونکہ حیرت رفت و باز آمد براہ		دید برده دزد رخت از کارگاہ
ترجمہ	پھر یہ دیکھا ہوش مین آیا وہ جب		لیگیا ہے ایک چور اسباب سب

شرح۔ تفت۔ گرم و سوختہ و غضبناک۔ اور وہ ٹوکرہ جو پھول یا میوہ رکھنے کے لیے باغبانون کے پاس ہوتا ہے یہان یہی پچھلی معنے مراد ہین۔ یہ دو نو شعر قطعہ بند ہین۔ اور باغبان سے آدم خاکی سے اُس نہی کی تاویل چور سے شیطان اور باز آمد براہ سے حضرت آدم کو اپنی خطا کا معلوم ہوجانا اور استغفار مراد ہے۔ خلاصہ یہ کہ آدم کے اس قصہ کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی باغبان کے پانو مین کانٹا چبھ گیا۔ اور وہ بیچارہ اُسکے نکالنے کی فکر مین اِدہر اُدہر حیران رہا یہ ابھی اِدہر حیران ہی تھا کہ اُدہر چور کو وقت ملگیا اور وہ باغبان کا تمام اسباب اور پھولون اور میوؤن کے ٹوکرے چُرالے گیا۔ اور جب باغبان کو یہ معلوم ہوا کہ میرے باغ مین چوری ہوگئی ہے تو اُسنے فریاد و زاری شروع کی اور اللہ تعالے نے ازراہ کرم اُسکو نعم البدل عطا کردیا۔ یعنے حضرت آدم کی خطا معاف ہوگئی۔ بعض نسخون مین چون بحیرت رفتہ باز آمد براہ ہے۔ اور مطلب دونونکا ایک ہے

	ربنا انا ظلمنا گفت و آہ		یعنے آمد ظلمت و گم گشت راہ
ترجمہ	کی بہت فریاد و زاری اور آہ		یعنے ہون مین اسنے گم گشتہ راہ

شرح اس شعر مین اُس باغبان حضرت آدم کی فریاد و زاری کا بیان ہے۔ یعنے جب آدم کو اپنی خطائے اجتہادی کا حال معلوم ہوگیا تو اُنھون نے ان الفاظ مین فریاد و زاری شروع کی کہ ربنا انا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا

لنکونن من الخاسرین (اے رب ہمارے ہمنے گیہون کہانے سے بیشک اپنی جانون پر ظلم کیا۔ اگر تو ہمارا گناہ نہ بخشیگا اور ہم پر رحم نہ کریگا تو ہم خسارہ مین پڑ جائینگے) چنانچہ اس مناجات کی برکت سے آدمؑ کی خطا معاف ہوگئی۔

	این قضا ابرے بود خورشید پوش	شیر و اژدرہا شود زو ہمچو موش
ترجمہ	یہ قضا اک ابر ہے خرشید پوش	شیر و اژدر اس سے ہو جاتے ہین موش

شرح یعنے حکم الٰہی اُس ابر کے مانند ہے جو باہمہ عظمت و نور سورج کو ڈہانک لیتا ہے۔ اور قضا کے سامنے شیر اور اژدرہا چوہے کی مانند ہو جاتے ہین۔

	من اگر دامے نہ بینم گاہ حکم	من نہ تنہا جاہلم در راہ حکم
ترجمہ	دام کو مجھسے چہپا دے گر قضا	صرف میری ہی نہین اسمین خطا

شرح۔ یہان سے ہدہد کا مقولہ شروع ہوگیا ہے۔ یعنے یا حضرت سلیمان علیک السلام اگر ظہور حکم الٰہی کے وقت مجھے دام نظر نہ آئے تو کچہ تعجب کی بات نہین کیونکہ قضا خصوصیت کے ساتہ کچہ مجھے ہی جاہل نہین بناتی۔ بلکہ ایسے وقت مین انبیاء بہی متحیر رہجاتے ہین۔

	اے خنک آنکو نکو کاری کند	زور را بگزارد و زاری کند
ترجمہ	ہے وہ اچہا جو نکو کاری کرے	ترک کر دے زور اور زاری کرے
	گر قضا پوشد سیہ ہمچون شبت	ہم قضا دستت بگیرد عاقبت
ترجمہ	گر قضا ڈہانکے گی تجکو شکل شب	دستگیری خود کریگا حکم رب
	گر قضا صد بار قصد جان کند	ہم قضا جانت دہد درمان کند
ترجمہ	کرتی ہے سو بار قصد جان قضا	آخرش بنجاتی ہے درمان قضا
	این قضا صد بار گر راہت زند	بر فراز چرخ جز گاہت زند
ترجمہ	گر قضا سو بار ہو نقصان رسان	ایک دن لیجائے گی تا آسمان

شرح۔ یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ حکم الٰہی کے سامنے علم و ہنر سب بیکار ہو جاتے ہین کسیکی آئی ہوی قضا عقل و تدبیر کے زور سے ہرگز نہین ٹل سکتی۔ ان شعرون مین بطور تسلی یا ارشاد ہوا ہے کہ تمام مصیبتونکا دفعیہ خدا کے سامنے عاجزی اور اُسکی بارگاہ مین گریہ و زاری سے ہو سکتا ہے۔ اور وہ شخص بہت اچہا ہے جو بسا اوقات نیکیان کرتا رہتا ہے اور اگر اُس سے کوئی خطا ہو جاتی ہے تو عقل و تدبیر کے زور اور علم و ہنر کی قوت کو چہوڑ کر خدا کے روبرو گریہ و زاری شروع کر دیتا ہے ایسی حالت مین اگر حکم الٰہی نے اُسکو اندہیری رات کی طرح چارون طرف سے ڈہانک لیا ہے (یعنے گناہون کی تاریکیون یا مصیبتون کی گہٹاؤن نے گہیر رکہا ہے) تو وہی حکم الٰہی توبہ و استغفار کے باعث اُسکی

دستگیری کریگا۔ اور اگر قضا نے آفتون یا گناہ کی بیماریون مین مبتلا کردیا ہے تو وہی علاج کردیگی۔ اور اگر قضا نے طاعات کی منزلون مین رہزنی کرکے اُسکی نیکیون کا سامان لُوٹ لیا ہے تو وہی قضا توبۃ النصوح کی برکت سے اُسکو بلند مرتبون پر پہنچادیگی۔ ان الحسنات یذہبن السیئات (نیکیان بُرائیونکو دفع کردیتی ہین) خلاصہ یہ کہ جو قضا آدمی کو خطاؤن باعث معتوب کردیتی ہے وہی قضا توبہ و استغفار کے باعث محبوب بنادیتی ہے محققین کا قول ہے کہ کاملون کی لغزش اُنکے مرتبونکو بلند کردیتی ہے۔ کیونکہ لغزش اُنکے لیے گریہ وزاری کی کثرت کا سبب ہوجاتی ہے اور اکثر مراتب کا حصول کثرت گریہ وزاری پر موقوف ہے۔ بس تو ہر حالت مین رضا بقضا الٰہی اور نیکیون کی پابندی لازم ہے

	از کرم دان انکہ مے ترساندت	تا بملک ایمنی بنشاندت	
ترجمہ	ہے کرم گر وہ ڈراتا ہے تجھے	ملک امین مین بٹھاتا ہے تجھے	
	چون تبرساند ترا آگہ شوی	ورنہ ترساند ترا گمرہ شوی	
ترجمہ	یہ ڈراتا ہے برائے آگہی	ورنہ ہوجاتی ہے بالکل گمرہی	

شرح یعنے لغزش بھی اللہ تعالےٰ کا ایک کرم ہے۔ کیونکہ خطاؤن پر نگاہ کرنے سے دلمین خوف الٰہی پیدا ہوجاتا ہے اور خوف الٰہی کا نتیجہ تو یہ ہے اور توبہ کا نتیجہ بیخوفی کے ملک کی بادشاہی (یعنے جنت اور اللہ تعالےٰ کی قربت) ہے۔ ملک امین سے یا تو اس آیت کی طرف اشارہ ہے ان المتقین فی جنٰت ونہر فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر۔ یعنے خدا سے ڈرنے والے باغون اور نہرون مین اُس بادشاہ کے پاس ہونگے جو زور آور اور مقتدر والا ہے یا اس آیت کی طرف اشارہ ہے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ یعنے کسی عالم مین خدا کے دوستون پر خوف نہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ چنانچہ حضرت آدم کا قصہ الٰہی اشعار کے مطابق ہوا ہے جو لوگ دلمین خوف الٰہی رکھتے ہین وہ گناہون سے متنبہ ہوکر تائب ہوجاتے ہین اور جو نہین رکھتے وہ گمراہ رہتے ہین۔

	این سخن پایان ندارد گشت دیر	گوش کن تو قصۂ خرگوش و شیر	
ترجمہ	انتہا اسکی نہین ہوتی ہے دیر	سُن مرے جان قصۂ خرگوش و شیر	
	پائے واپس کشیدن خرگوش از شیر چون نزدیک چاہ آمد		
ترجمہ	کنوین کے پاس پہنچکر خرگوش کا شیر سے الگ ہونا اور اُسکے پاؤن پھر جانا		
	شیر با خرگوش چون ہمراہ شد	پر غضب پر کینۂ بدخواہ شد	
ترجمہ	ہولیا خرگوش کے ہمراہ جب	شیر دشمن پر تھا اپنے پُر غضب	

شرح یعنے یہ شیر اُس جنگی شیر سے لڑنے کے لیئے خرگوش کے ساتھ ہولیا اور چونکہ یہ اپنی قوت پر مغرور تھا اور اُسکو کمزور سمجھتا تھا اسلیئے اُسپر نہایت غضبناک تھا۔ اور اپنے بدخواہ کا کینہ اُسکے دلمین بھرا ہوا تھا۔ کیونکہ کمزور کے

زیادہ غصہ آیا کرتا ہے بعض نسخون مین پُر کینۂ بدخواہ کی جگہ بر کینۂ بدخواہ ہے اور بعض مین پر کینہ و بدخواہ واو عطف کے ساتھ ہے اور مطلب سب کا ایک ہے۔

	بود پیشا پیش خرگوش دلیر	ناگہان پا را کشید از پیش شیر
ترجمہ	یا تو تہا خرگوش آگے دیر سے	یا ہٹ آیا رہکے پیچھے شیر سے
	چونکہ نزد چاہ آمد شیر دید	کز رہ آن خرگوش ماند و پا کشید
ترجمہ	شیر نے دیکہا جو پہنچا نزد چاہ	رہگیا ہے چہوڑ کر خرگوش راہ
	گفت یا واپس کشیدی تو چرا	پائے را واپس مکش تو اندر آ
ترجمہ	اُس سے پوچہا واپسی کا کیا سبب	آ مرے ہمراہ چل اے بو العجب

شرح یعنے خرگوش رہبر بنکر شیر کے آگے آگے چلا۔ اور اُس کنوین کے پاس پہنچکر جسمین شیر کو دہکا دینا منظور تہا۔ اُلٹے پانو پہرنے لگا۔ پائے واپس کشیدن۔ بمعنے باز رفتن واپس ہونا۔ اُلٹے پانو پہر جانا۔ خرگوش نے واپس پہر جانے کا سبب آیندہ شعرون مین بیان کیا ہے۔

	گفت کو پایم کہ دست و پا رفت	جان من لرزید و دل از جا رفت
ترجمہ	وہ یہ بولا کسطرح آگے چلون	دست و پاؤ جان و دل سب ہے زبون

شرح یعنے خرگوش نے شیر سے اپنے واپس ہونے کا یہ سبب بیان کیا کہ اُس اجنبی شیر کے خوف سے میرے ہاتہ پانو بے قابو ہوگئے ہین دل کانپ رہا ہے جان بکہری جاتی ہے۔ اب مین نہین ٹہیر سکتا۔ یہ خرگوش کا مکر صرف اس غرض سے تہا کہ کہین شیر کی جہپٹ مین مین نہ کنوین مین گر پڑون۔ کو پایم بمعنے کجا پائے دار باشم ہے یعنے مین کیونکر ٹہر سکتا ہون۔ مجہ مین ٹہرنے اور تیرے ہمراہ چلنے کا دم نہین رہا۔

	رنگ رویم را نمے بینی چو زر	ز اندرون خود مے دہد رنگم خبر
ترجمہ	ہوگیا ہے رنگ رخ مانند زر	جو مری حالت کی دیتا ہے خبر

شرح۔ خرگوش شیر سے کہتا ہے کہ کیا تو نے میرے چہرہ کا رنگ نہین دیکہا کہ سونے کی طرح زرد ہوگیا ہے اور یہ رنگ ظاہر حال باطن کی خبر دے رہا ہے۔ عرب کا مقولہ ہے الحمرۃ للخجل والصفرۃ للوجل یعنے سرخ رنگ خجالت کی اور زرد رنگ خوف کی علامت ہے۔

	حق چو سیما را معرف خواندہ است	چشم عارف سوے سیما ماندہ است
ترجمہ	حق نے سیما کو معرف جب کہا	دیدہ ہر عارف کا سیما پر رہا

شرح یہ خرگوش کی زبان سے مولانا کا مقولہ ہے۔ یعنے چونکہ اللہ تعالے نے علامت کو آلۂ تعریف (آدمیونکی)

پہچان کا ذریعہ مقرر کردیا ہے۔ اسلئے عارف اور مردم شناس کی نظر علامت پر رہتی ہے۔ قرآنمجید مین منافقونکی شان مین یہ آیت ہے فلعرفنھم بسیماہم (اے پیغمبر تو اُنکو اُنکی علامت سے پہچان لیگا) اور مومنون کی شان مین یہ ارشاد ہوا ہے۔ سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود (یعنے قیامت کے دن مومنون کی علامت سجدہ کے نشان کے باعث اُنکے چہرون پر ہوگی) خلاصہ یہ کہ عارف ہر نیک و بد کو اُسکی علامت سے پہچان لیتا ہے کیونکہ نیکیون مین نیکی اور بدون مین بدی کی آثار کسیطرح نہین چھپ سکتے۔

	رنگ و بو غماز آمد چون جرس		از فرس اگہ کند بانگ فرس
ترجمہ	رنگ و بو غماز ہے شکل جرس		اسپ کی مخبر ہے بانگ ہر فرس

شرح یعنے رنگ و بو گھنٹے یا گھڑیال کی طرح چغلخور ہے جسطرح گھڑیال کی آواز سے قافلہ کے کوچ کر جانے کا حال معلوم ہوجاتا ہے اسیطرح اچھے بُرے رنگ اور خوشبو و بدبو سے صاحب رنگ و بو کا حال کھلجاتا ہے خوشبو سے اُسکی نفاست اور بدبو سے کثافت معلوم ہوجاتی ہے۔

	بانگ ہر چیزے رساند زو خبر		تا بدانی بانگ خر از بانگ زر
ترجمہ	دیتی ہے آواز ہر شئے کی خبر		ہے جدا بانگ خر و آواز زر

شرح یعنے ہر چیز کی آواز اُسکی حقیقت معلوم کرادیتی ہے گدہے کی آواز سے حیوان ناطق کا اور روپے کی آواز سے چاندی کا ثبوت ملتا ہے اگر آواز اشیاء کی شناخت کا ذریعہ نہوتی تو آواز خر اور آواز زر مین تمیز نہتی سنئے دونون کو یکسان سمجھ لیتے۔

	گفت پیغمبر بہ تمییز کسان		مرد مخفی لدے طی اللسان
ترجمہ	ہے یہہ قول سرور پیغمبران		آدمی مخفی ہے در زیر زبان

شرح لدے بمعنے وقت۔ وطی اللسان بمعنے لوز دیدن زبان ہے یعنے خاموشی مطلب یہ کہ آدمیون کی شناخت کے لیے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ آدمی کا حال اُسکی خاموشی کے وقت تک مخفی رہتا ہے۔ ہان جب اُسکے منہ سے کوئی بات یا زبان سے کوئی آواز نکلیگی تو سننے والے کو اُسکا عالم و جاہل فصیح و غیر فصیح عاقل و غیر عاقل ہونا معلوم ہوجائے گا خلاصہ یہ کہ رنگ اور آواز ذریعۂ تمیز اور آلہ شناخت ہین اور دوسرا مصرع اِس حدیث کا اقتباس ہے۔ المرء مخبوء تحت لسانہ لا تلیسانہ۔ آدمی چادر مین نہین بلکہ زبان کے پردہ مین پوشیدہ ہے اور اسی کا ترجمہ یہ شعر ہے ؎ تا مرد سخن نگفتہ باشد عیب و ہنرش نہفتہ باشد۔

	رنگ بر و از حال دل دارد نشان		رحمتم کن ہر من در دل نشان
	رنگ بر و دیتا ہے باطن کی خبر		ناتوان ہون دیکھہ مجھپر رحم کر

	رنگ و روے سرخ دارد بانگ شکر	رنگ و روے زرد دارد صبر و نکر
ترجمہ	رنگ و روے سرخ بانگ شکر ہے	رنگ و روے زرد بانگ نکر ہے

شرح پہلے شعر سے خرگوش کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے اے شیر میرے چہرہ کے رنگ کو دیکھکر میری حالت پر رحم کر کیونکہ سرخ رنگ شکر کی آواز دیتا ہے اور اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ شخص صاحب نعمت و دولت ہے۔ اور زرد رنگ صبر و نکر (ناخوشی) کی آواز دیتا ہے اور اس سے کہل جاتا ہے کہ اس شخص نے بلا و مشقت اور دلکی ناخوشی پر صبر کر رکہا ہے شکر و صبر مسبب ہین جنکے ذکر سے یہان سبب (نعمت و زحمت) مراد لیا گیا ہے

	در من آمد آنچہ از وے گشت مات	آدمی و جانور جامد نبات
ترجمہ	میری وہ حالت ہے اب ہین جس سے مات	آدمی و جانور پتھر نبات

شرح مات بمعنے میت و فانی۔ خرگوش شیر سے کہتا ہے کہ اسوقت میری حالت مین وہ تغیر آگیا ہے جو نزع کے وقت ہوتا ہے۔ اور جس سے کوئی آدمی یا جانور یا پتہر یا درخت خالی نہین کیونکہ العالم متغیر (سارا جہان تغیر پذیر اور فنا ہونے والا ہے)

	در من آمد آنچہ دست و پا برد	رنگ روی و قوت و سیما برد
ترجمہ	اب ہے وہ حالت کہ دست و پا نہین	رنگ روے و قوت و سیما نہین

شرح یعنے اب میری حالت مین وہ تغیر آگیا ہے جو ہاتہہ پانو کی قوت اور رنگ رو۔ اور علامت زیست کو زائل کرنے والا ہے مطلب یہ کہ اے شیر میری موت کا زمانہ بہت قریب ہے اسلیئے مین تیرے ہمراہ چلنے سے مجبور ہون۔ مجہے معاف رکہہ

	آنکہ در ہر چہ در آید بشکند	ہر درخت از بیخ و بن او بر کند
ترجمہ	ہے وہ حالت جسکو سب کہتے ہین سخت	جسکے ہوتے ٹوٹ پڑتے ہین درخت

شرح یعنے اب مجہپر وہ حالت طاری ہے جو درختون کی جڑ سے اکہاڑ ڈالتی ہے یعنے حالت فناء و مرگ اسلیئے مین آگے نہین بڑہ سکتا۔

	این خود اجزا ئید کلیات ازو	زرد کردہ رنگ و فاسد کردہ بو
ترجمہ	یہ ہین اجزا۔ دیکہہ کلیات کو	زرد ہے رنگ اور فاسد انکی بو

شرح حکما کے نزدیک چارون عنصر اور تمام آسمان کلیات ہین عناصر امہات الاشیا کہلاتے ہین۔ اور افلاک آباء الاشیا۔ یعنے وہ اشیاء کی مائین ہین۔ اور یہ باپ ہین۔ اور موالید ثلاثہ یعنے حیوانات نباتات و جمادات جزئیات ہین۔ اس تمہید کے بعد خرگوش کا یہ مطلب ہے کہ مینے جو آدمی اور جانور اور نباتات اور جمادات کا ذکر کیا ہے کہ یہ متغیر ہو جاتے ہین یہہ سب کے

سب اجزا ہین جنمین خوف موت کے باعث تغیر پیدا ہو جاتا ہے۔ مے شیر کلیات بہی فنا ہونے کے خوف سے زرد رو اور فاسد ہوہین۔ چنانچہ تغیرات کی مثالین یہ ہین

	تا جہان گہ صابرست و گہ شکور		بوستان گہ جملہ پوش و گاہ عور	
ترجمہ	گاہ صابر گاہ شاکر ہے جہان		باغ گاہے سبز و گہ وقف خزان	

شرح یعنے جب تک دنیا قایم ہے کبہی مصائب پر صابر ہے اور کبہی نعمتون پر شاکر۔ اور بوستان مین کبہی بہار ہے اور کبہی خزان عور بمعنے ننگا یعنے بت چھڑ پہلے مصرع تغیر انسان کی مثال ہے اور دوسرا تغیر نباتات کی

	آفتابے کو بر آمد نار گون		ساعتے دیگر شود او سرنگون	
ترجمہ	سُرخ و نورانی سحر کو ہے جو مہر		شام کو ہوتا ہے بیشک زرد چہر	

شرح یعنے طلوع کے وقت آفتاب سُرخ رنگ نکلتا ہے اور در ساعت دیگر یعنے وقت غروب سرنگون ہو جاتا ہے اسیواسطے غروب سے تہوڑی دیر پہلے بخوف فنا اسکا رنگ زرد ہو جاتا ہے یہ تغیر کلیات کی مثال ہے اور غرض یہ ہے کہ کل شی ٔ ہالک الا وجہہ یعنے سوائے ذات واجب الوجود کے ہر شئے فنا ہونیوالی ہے۔

	اختر نے تافتہ بر چار طاق		لحظہ لحظہ مبتلائے احتراق	
ترجمہ	یہ ستارے ہین جو زیب چار طاق		دمبدم ہین مبتلائے احتراق	

شرح چار طاق خیمۂ چہار گوشہ جسکو ہندی مین راوٹی کہتے ہین مجازاً بمعنے آسمان احتراق بمعنے جلنا جلانا اور نجوم کی اصطلاح مین ستارے کا آفتاب کے نور مین اسطرح گم ہونا کہ پہر ستارے کا نور نظر نہ آئے۔ یہان یہی دوسرے معنے مراد ہین۔ اور یہ تغیر کلیات کی دوسری مثال ہے۔

	ماہ کو افزود ز اختر در جمال		شد ز رنج دِق او ہمچون ہلال	
ترجمہ	ماہ جو تارون سے ہے فوق الجمال		دق کی بیماری سے ہے شکل ہلال	

شرح۔ یعنے چاند باوجودیکہ حسن و جمال مین ستارون سے بدرجہا بڑہا ہوا ہے۔ مگر مرض دق یعنے خوف فنا کے سبب بنظر انجام خود اوّل ہی سے ہلال ہو جاتا ہے۔ دق اُس بیماری کا نام ہے جو آدمی کو نہایت لاغر اور دبلا کر دیتی ہے مصرع موزون کرنے کے لیئے لفظ دِق کو باقاف مشدد بلا اضافت پڑہنا چاہیئے۔

	این زمین با سکون و با ادب		اند آرد زلزلہ اش در لرز و تب	
ترجمہ	با ادب اور با سکون ہے گو زمین		زلزلون سے بچکے رہ سکتے نہین	

شرح یعنے باوجودیکہ ساری زمین با ادب خدا کے حکم کی تابع اور اسکے فرمان پر قایم ہے مگر پہر بہی زلزلہ سے محفوظ نہین رہسکتی یہ تغیر کلیات امہات الاشیاء کی مثال ہے۔

اے بسا کہ زین بلائے مردہ ریگ		گشتہ است اندر جہان چون تودہ ریگ	
ترجمہ	اس بلا کے خوف سے ہو کر ستوہ		ہو گئے ہین ذرہ نا چیز کوہ

شرح مردہ ریگ باضافت مقلوب اس مال یا میراث کو کہتے ہین جو بعد مرگ مورث باقی رہے اور مطلقاً بمعنے زبون بھی آیا ہے یہان یہی معنے مراد ہین اور بعض نے مردہ ریگ سے وہ ریتا مراد لیا ہے جسمین سے پانی نہین نکلتا اور رہا ئے مردہ ریگ مین اضافت بیانی ہے جس سے خوف فنا مراد ہے۔ اور خردہ ریگ بمعنے ذرہ ریگ ہے مطلب یہ بہت سے پہاڑ اس بلائے زبون (خوف فنا) کے سبب دربائے ریگ بنگئے ہین۔ یہ تغیر جمادات کی مثال ہے۔

این ہوا با روح آمد مقترن		چون قضا آید وبا گشت وعفن	
ترجمہ	فرحت افزا روح پرور ہے ہوا		جب قضا آتی ہے بنتی ہے وبا

شرح روح بفتح راے مہملہ آسایش وتازگی وفرحت وخنکی نسیم وبوئے خوش وباد خوش آیندہ۔ نیز بالضم بمعنے جان بھی ہوتا ہے۔ عفن بفتح عین مہملہ وکسر فا بمعنے گندہ وبدبودار یعنے ہوا باوجودیکہ آسایش وتازگی کی دوست یا روح کی مصاحب یعنے خوش کرنے والی ہے مگر حکم الٰہی سے متعفن اور بدبودار ہوکر وبا پھیلانے کا باعث اور آسایش وروح کی جانی دشمن بنجاتی ہے۔ یہ تغیر عنصر ہوا کی مثال ہے۔

آب خوش کو روح را ہمشیرہ شد		در غدیرے زرد وتلخ وتیرہ شد	
ترجمہ	آب خوش تہا گو مصاحب روح کا		حوض مین رہ رہ کے تیرہ ہوگیا

شرح یعنے پانی جو روح کے لیئے باعتبار مناسبت دلنشین بمنزلہ اخت (یعنے بہن کے برابر) تہا اور جس سے روح عشق رکھتی تہی جب ایک تالاب یا حوض مین اگر چند روز ٹھیر گیا تو زرد وتلخ وتیرہ ہوگیا۔ یہ تغیر عنصر آب کی مثال ہے۔

آتشے کو باد دارد در بروت		ہم یکے بادے برو خواند ہموت	
ترجمہ	آگ ہے گو تند وتیز وپر غرور		بجھتی ہے اک پھونک مین اے بانشعور

شرح خواندن پڑھنا بلانا۔ دم کرنا۔ بروت بمعنے مونچھ۔ و باد در بروت داشتن بمعنے تکبر کرنا ہے یعنے آگ باوجودیکہ بڑی تیز سرکش اور متکبر چیز ہے لانہ جوہر نورانی علوی (کیونکہ آگ ایک تعلی پسند اور نورانی جوہر ہے) لیکن ہوا کا ایک ہلکا سا جھونکا جب اسپر پھونک مارتا ہے تو فنا ہوجاتی ہے دیکھہ جاتی ہے۔ مثلاً شمع وچراغ وغیرہ کا حال دیکھہ لیجے کہ ایک پھونک سے گل ہوجاتی ہے۔ یہ تغیر عنصر آتش کی مثال ہے۔

خاک کو شد مایۂ گل در بہار		ناگہان بادے برآرد زود مار	
ترجمہ	خاک ہے گو مایۂ فصل بہار		ہوتی ہے باد خزانی سے غبار

شرح یعنے خاک جو موسم بہار مین باعث نشو ونماے گل ہے فصل خزان مین ہوا اسکو آندہی اور بگولی کی صورت مین

اُڑا کر پریشان کر دیتی ہے۔ یہ تغیر عنصر خاک کی مثال ہے۔

	حال دریا از اضطراب و جوش او		فہم کن تبدیلہائے ہوش او
ترجمہ	بحر مین جو اضطراب و جوش ہے		مخبر تبدیلہائے ہوش ہے

شرح یعنے دریا کا حال اُسکی حرکتون اور لہرون کے سبب جو کچھ ہو رہا ہے اُسکو سمجھ اور خیال کر کہ یہ حرکتین اور لہرین فی الواقع اُسکے ہوش کی تبدیلیان ہین یعنے جب تک ہوا موافق ہے دریا مین تغیر نہین ہوتا اور جب ناموافق ہوگئی تو اپنے تھپیڑون سے اُسکے ہوش کھو دیتی ہے اور دمبدم اُسکیحالت مین تغیر ہوتا جاتا ہے نکتہ ہوش دریا سے اسطرف اشارہ کیا گیا ہے کہ عقل فعال جسطرح تمام موجودات مین کارسازی کر رہی ہے دریا مین بھی موجود ہے

	چرخ سرگردان کہ اندر جستجوست		حال او چون حال فرزندان اوست
ترجمہ	چرخ سرگردان کی حالت ہے وہی		یعنے جو حالت ہے اس اولاد کی

شرح یعنے آسمان جو مرضی الٰہی کے ڈھونڈنے مین سرگردان ہے خوف الٰہی سے اُسکا بھی وہی حال ہے جو اُسکی اولاد یعنے موالید ثلاثہ (حیوانات و نباتات و جمادات) کا ہے۔ یہ تغیرات کلیات آبائی کی مثال ہے اور مطلب یہ ہے کہ ان تمام چیزون کے تغیرات کا سبب خوف الٰہی ہے

	کہ حضیض و گہ میانہ گاہ اوج		اندرون از سعد و نحسے فوج فوج
ترجمہ	اوج و پستی گاہ۔ گاہے اعتدال		اسمین سعد و نحس تا رونکا ہے جال
	کہ شرف گاہے صعود و گہ قرار		گہ وبال و گہ ہبوط و گہ ترح
ترجمہ	کہ شرف گاہے صعود و گہ سرور		گہ وبال و گہ ہبوط و گہ شرور

شرح یعنے آسمان کی حالت کبھی پستی کی ہے کبھی اعتدال کی اور کبھی رفعت کی نیز اسمین سعادت و نحوست بکثرت موجود ہے کبھی شرف ہے کبھی بلندی اور کبھی خوشی۔ کبھی وبال ہے کبھی تنزل اور کبھی رنج و غم مطلب یہ کہ آسمان کسیوقت تغیرات سے محفوظ نہین ہے **فائدہ** علم ہیئت جاننے والونکا قول ہے کہ اگر دائرۂ فلک کے وسط مین خط کھینچا جائے تو اوپر کے آدھے کا نام اوج و صاعد ہے۔ اور نیچے کے آدھے کا نام حضیض و ہابط اور یہ بھی یاد رہے کہ آسمان کے برجون کے گرد اگرد سبع سیارہ (سات ستارے) گردش کر رہے ہین اُنمین سے اگر کوئی ستارہ آسمان کے قریب پہنچ جاتا ہے تو اُسکو بُعد البعد کہتے ہین۔ اور اگر یہ ستارے منقسم ہوکر دہنی بائین چلے جاتے ہین تو اُسکا نام تعدیل اور وسط ہے اور اگر پستی سے بلندی کی طرف گردش کرتے ہین تو اُسکو صعود کہتے ہین اور اگر بلندی سے پستی کی طرف آتے ہین تو اُسکا نام ہبوط ہے۔ وبال باعتبار معنے مقابل شرف ہے یعنے بُرائی۔ فرح خوشی کو کہتے ہین اور ترح اُسکا مقابل ہے بمعنے رنج و غم مفصل حال کتب علم نجوم مین مرقوم ہے

	از خدائے جزوے ز کلہا مختلط	فہم میکن حالت ہر منبسط	
ترجمہ	تو ہے اک جز اور کل سے مختلط	خود سمجھ اپنے سے حال منبسط	

شرح۔ لفظ جزوے موصوف ہے اور از کلہا مختلط اُسکی صفت۔ نیز کلہا سے کلیات عناصر اربعہ اور جزو سے انسان مراد ہے یعنے اے انسان تو ہے تو جزو۔ مگر کلیات (عناصر اربعہ) سے مرکب ہے۔ اپنے نفس سے ہر منبسط کا (جس سے تو مرکب ہے) حال معلوم کرلیا کر اس سے ظاہر ہو جائے گا کہ جسطرح تجھمین تغیر ہے اسیطرح ہر منبسط تغیر پذیر ہے۔ **فائدہ** منبسط بمعنے بسیط و مفرد۔ حکما کے نزدیک ہر غیر مرکب شے کا نام بسیط ہے اور بعض نے بسیط کی یہ تعریف کی ہے کہ اُسکا جزو کل کے مشابہ ہو (مثلاً آتش و آب و خاک و باد در حالت افراد) یہان بسیط سے مراد یہی اربعہ عناصر ہین۔ اور اُنکے تغیر کی مثالین اوپر گذر چکی ہین۔ خلاصہ یہ کہ کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام ہر شئے فنا ہونیوالی اور خدا کی ذات ہمیشہ باقی رہنی والی ہے۔

	چون نصیب مہتران دردست و رنج	کہتران را کے تواند بود گنج	
ترجمہ	جب بڑون کو ہو میسر درد و رنج	مل نہین سکتا کبھی چھوٹونکو گنج	
	چونکہ کلیات را رنجست و درد	جزو ایشان چون نباشد رنج و درد	
ترجمہ	جب کہ کلیات کو ہو رنج و درد	کیون نہ جزئیات کا ہو رنگ زرد	

شرح۔ یعنے جب کسی خاندان کے بزرگون کو کسطرح کا درد و رنج پہنچیگا تو چھوٹے بھی اُسکے اثر سے محفوظ نہین رکھہ سکتے۔ یہان کہتران یعنے بزرگون سے وہی امہات و آباء الاشیاء اور کہتران یعنے چھوٹون سے وہی مواالید ثلاثہ مراد ہین جنکی شرح گزر چکی ہے یہ دونو شعر ہم معنے ہین اور ایک دوسرے کی تمثیل ہے بطور تفہیم اور نتیجہ یہ ہے کہ جب کلیات کو تغیر ہے تو جزئیات بالاولے متغیر ہو جائینگے۔

	این عجب نبود کہ میش از گرگ جست	این عجب کین میش دل در گرگ بست	
ترجمہ	بھیڑیے سے بھیڑ بھاگے کیا عجب	دل لگی رکھنی ہے سرتاپا عجب	

شرح۔ اول معنے یہ ہین گرگ و میش سے مراد اضداد ہین۔ یعنے یہ کچھ تعجب کی بات نہین کہ اربعہ عناصر جو باوجودیکہ ایکدوسرے کی ضد ہین اور قدرت الٰہی سے ایک جگہ جمع ہو گئے ہین باہم متنافر ہو کر بھاگ جائین۔ آگ پانی سے الگ ہو اور خاک ہوا سے گریز کر جائے یعنے ہر متنفس فنا ہو جائے مر جائے کیونکہ ضد اپنی ضد کی سانہ نہین رہا کرتی۔ بکری بھیڑیے سے بھاگتی رہتی ہے۔ البتہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ہر متنفس مین ایک ضد کا دوسری ضد کے ساتھ اجتماع اور ربط کیونکر ہو گیا۔ اسکا علم سوائے خدا کے اور کسیکو نہین ہے۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ گرگ سے دنیا اور میش سے اہل دنیا مراد ہین۔ اسوقت یہ مطلب ہوا کہ ترک دنیا محل تعجب نہین کیونکہ دنیا ایک بھیڑیا ہے جس سے

جسنے دنیا سے ربط اور تعلق پیدا کر کے اُسکے باوفا ہونے پر اعتماد کر رکھا ہے کیونکہ بہتیرے سے دِل لگانا اور اُسکے دوستی پر بھروسہ کرنا خلاف عقل ہے۔

	زندگانی آشتی ضدہاست		مرگ آن کاندر میان شان جنگ است
ترجمہ	زندگی ہے عنصرون کی آشتی		موت ہے اِن عنصرون کی دشمنی

شرح یعنے عناصر اربعہ کے امتزاج اور اعتدال کا نام زندگی اور اُنکے باہم جنگ و اختلاف کا نام موت ہے

	صلح اضداد است عمر این جہان		جنگ اضداد است عمر جاودان
ترجمہ	عنصرونکی صلح ہے عمر جہان کا		اور اُنکی جنگ عمر جاودان

شرح یعنے عوام تو یہ سمجھتے ہین کہ عناصر کا امتزاج اور باہمی صلح باعث زندگی اور اُنکا اختلاف باعث موت ہے لیکن عارف کے نزدیک گو امتزاج عناصر دنیوی زندگی کا باعث سہی مگر اُنکا اختلاف (یعنے موت) عمر جاودانی کا سبب ہے کیونکہ موت موصل الی اللہ (خدا تک پہنچانے والی ہے) اور صوفیون کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے۔ الموت وصل الحبیب الی الحبیب (یعنے مرجانا گویا دوست کا دوست سے ملجانا اور اُسکا وصل ہے۔

	زندگانی آشتی دشمنان		مرگ وارفتن باصل خویش دان
ترجمہ	زندگی ہے دشمنون کی آشتی		اور مرنا ہے ملاقات اصل کی

شرح یعنے زندگانی چند دشمنون (عناصر اربعہ) کے صلح کر لینے کا نام ہے۔ اور موت اپنی اصل کی طرف رجوع کر جانا ہے روح کو مرنیکے بعد حیات جاودانی ملتی ہے اگر پاک ہے تو اپنی پاک اصل (علیین) کی طرف اور ناپاک ہے تو اپنی ناپاک اصل (سجین) کی طرف رجوع کر جاتی ہے

	صلح دشمن وار باشد عاریت		دل بسوئے جنگ دارد عاقبت
ترجمہ	صلح بدخواہون کی ہے اک عاریت		جنگ کی کہتے ہین نیت عاقبت
	روز کے چند از برائے مصلحت		باہم اندر وفاؤ مرحمت
ترجمہ	چند مدت از برائے مصلحت		رہتے ہین باہم وفاؤ مرحمت
	عاقبت ہر یک بجوہر بازگشت		ہر یکے با جنس خود انباز گشت
ترجمہ	ملتے ہین جوہر سے سب انجام کار		جنس کی بنجاتے ہین جنس ایکبار

شرح دشمن وار۔ مانند دشمن۔ جسکے دلمین دشمنی ہو یعنے دشمن صفت دوست۔ مطلب یہ کہ جسکے دلمین دشمنی ہو اُسکی صلح بطور عاریت ہوتی ہے اور اُسکا دِل ہمیشہ جنگ کی طرف مائل رہتا ہے۔ وہ کسی مصلحت کے سبب چند روز کے لیے صلح کر کے وفا اور مہربانی کا اظہار کیا کرتا ہے اور انجام کار اپنی اصل پہ آجاتا ہے۔ یہی حال اربعہ

عناصر کا ہے کہ چند روز کے لیے باہم صلح کر لیتے ہین۔ اور مرنے کے بعد اپنے اپنے جوہر یعنے اپنی اپنی اصل کی طرف رجوع کر جاتے ہین۔ جوہر بمعنے اصل و انباز بمعنے شریک ہے۔

	لطف باری این پلنگ و رنگ را	الف داد و برد زیشان جنگ را
ترجمہ	لطف حق سے یہ پلنگ و گوسپند	ہو گئے ہین رشتۂ الفت مین بند
	لطف حق این شیر را و گور را	الف دادست این دو ضد دور را
	لطف باری سے یہ شیر و گور خر	ہو گئے دشمن ہین محب یکدگر

شرح۔ لفظ رنگ اپنے اکتیس معنون مین سے یہان بز کوہی (پہاڑی بکرے) کے معنون مین مستعمل ہوا ہے۔ اور الف بکسر اول و سکون لام بمعنے دوستی ہے یعنے اللہ تعالے کی مہربانیون نے اس چیتے اور پہاڑی بکرے اور اس شیر اور گور خر (اربعہ عناصر) کو باہم محبت دیکر چند روز کے لیے انکی باہمی جنگ کو موقوف کرا دیا ہے مگر یہ صلح عارضی ہے

	چون جہان رنجور و زندانی بود	چہ عجب رنجور اگر فانی بود
ترجمہ	چونکہ ہے رنجور و زندانی جہان	کیا تعجب ہے کہ ہو فانی جہان

شرح یعنے جبکہ سارا جہان خود مریض اور تغیرات کا پابند ہے تو اسکا فنا ہو جانا کچھ تعجب کی بات نہین کیونکہ مریض بیمار رہتے رہتے ایکدن مر ہی جاتا ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والا وہی ایک ہے جسکا نام الحی القیوم ہے

	پرسیدن شیر سبب پائے واپس کشیدن خرگوش را و جواب او

ترجمہ شیر کا خرگوش سے اُلٹے قدمون پھر جانے کا سبب پوچھنا اور خرگوش کا جواب دینا

	خواند بر شیر او ازین رو پندہا	گفت من پس ماندہ ام زین بندہا
ترجمہ	شیر کو اُسنے سُنا کر چند پند	یہ کہا اس بند سے ہون مستمند

شرح یعنے خرگوش نے اسطرح کی نصیحتین (جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے) شیر کو سنا کر یہ کہا کہ مین انہین رکاوٹون کے سبب تیرے ساتھ چلنے سے مجبور ہون یعنے چونکہ قریب الموت ہون اسلیے میرا قدم آگے نہین بڑھ سکتا۔ پندہا و بندہا سے وہی تغیرات مراد ہین جنکی تفصیل گزر چکی ہے نکتہ خرگوش یعنے عقل معاد اول قفس کو نصیحت کرتی ہے اور جب اسکا اثر نہین ہوتا تو اسکو مجاہدہ اور ریاضت کے کنوین مین ڈالدیتی ہے تاکہ نفس مین قبول ارشاد کا مادہ ہو جائے

	شیر گفتش تو ز اسباب مرض	این سبب گو خاص کانیستم غرض
ترجمہ	شیر بولا سُنکے اسباب مرض	سچ بتا ہے اس سے تیری کیا غرض

شرح یعنے شیر نے خرگوش سے یہ کہا کہ تو اسباب مرض مین سے اپنے پیچھے رہجانے کا کوئی خاص سبب بیان کر اور یہ بتا کہ تیری واپسی کے مرض کا خاص سبب کیا ہے۔ اسباب تغیرات دنیا تو خود ظاہر ہین جنکو مین بھی جانتا ہون۔ میرا مقصود خاص طور پر تیرے مرض (واپسی) کا سبب معلوم کرنا ہے فائدہ اگرچہ خرگوش اپنی

واپسی کا سبب بیان کرچکا ہے۔ گرچونکہ شیر کو اُسکے باتونپر اعتبار نہین آیا اسلیئے مکرر پوچھنے کی ضرورت ہوی۔

	پائے را واپس کشیدی تو چرا		میدہی بازیچہ اے واہی مرا
ترجمہ	ہو گیا رستہ مین تو کیون ناشکیب		یا مجھی کو اُس سے دیتا ہے فریب

شرح۔ بازی دادن و بازیچہ دادن بمعنے فریب دادن اور واہی اگر واد سے ہے تو سست رائے اور گمراہ کے معنون مین ہے اور اگر داں سے ہے تو واہی بمعنے دانا و بزرگ و عاقل و جوانمرد ہے۔ اور شیر نے بطور تمسخر خرگوش کو عاقل کہا ہے۔ یعنے اے خرگوش تو میرے ساتہ سے الگ کیون ہوا جاتا ہے اے ضعیف الرائے کیا مجھے کسی قسم کا فریب دینا چاہتا ہے یا اسکا کوئی اور سبب ہے

	گفت آن شیر اندرین چہ ساکن ست		اندرین قلعہ ز آفات ایمن ست
ترجمہ	بولا پھر خرگوش وہ شیر ژیان		اس کنوین مین ہے بصد امن و امان
	یار من بستد زمن در چاہ برد		بر گرفتش از رہ و بے راہ برد
ترجمہ	میرے ہمراہی کو لے بہاگا ہے وہ		اس کنوین مین چین سے رہتا ہے وہ

شرح یعنے خرگوش نے شیر سے کہا کہ اس کنوین مین وہی اجنبی شیر رہتا ہے اور یہ کنوان اُسکے حق مین آفتون سے بچنے کے لیئے قلعہ بنگیا ہے یہ شعر بطور ظلم میرے ہمراہی خرگوش کو اس کنوین مین لیگیا ہے (بے راہ بردن بطور جور گرفتن) اس سے بدلا لینا چاہیئے۔ باطنی طور پر کنوین سے خلوت اور شیر سے مرشد کامل مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ عقل معاد نفس امارہ کو مرشد کامل کی جانب رہبری کر رہی ہے۔

	قعر چہ بگزید ہر کو عاقل ست		زانکہ در خلوت صفاہاے دل ست
ترجمہ	ہان کنوین کی تہ جگہ عاقل کی ہے		کیونکہ خلوت مین صفائی دل کی ہے
	ظلمت چہ بہ کہ ظلمتہاے خلق		سر نبرد آنکس کہ گیرد پاے خلق
ترجمہ	خلق کی صحبت سے بہتر ہے کنوان		تابع مخلوق کو ہے بیم جان

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے عقلمند اور عارف کنوین کی تہ (خلوتکدون) مین رہا کرتے ہین۔ اور اُسکے اندہیرے سے ہرگز نہین گھبراتے اسلیئے کہ کنوین کا اندہیرا عارضی ہے۔ اور مخلوق کا اندہیرا جو باہمی اختلاط اور ملنے جلنے سے روح اور دل کو تاریک کر دیتا ہے رفتہ رفتہ لازمی ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص مخلوق کے پانو پکڑتا ہے یعنے اُسکا اتباع کرتا ہے وہ اپنے سر کو سلامت نہین لیجا سکتا۔ بلکہ بُری صحبتون کے اثر سے ہلاک ہو جاتا ہے

	گفت پیش آ ز خم او را قاہر ست		تو ببین کان شیر در چہ حاضر ست
ترجمہ	شیر بولا آگے آ ڈرتا ہے کیون		دیکھہ تو ہے بہی کنوین مین وہ زبون

شرح یعنے شیر نے کہا کہ اے خرگوش میرا حملہ اُسکے لیے قہر بریا کرنے والا ہے۔ تو آگے اگر یہ بتاوے کہ وہ اس کنوین مین ہے یا نہین

	گفت من سوزیدہ ام زان آتشی	تو مگر اندر بر خویشم کشی	
ترجمہ	وہ یہ بولا خوف ہے اُس آگ سے	تو مگر اپنی بغل مین لے مجھے	
	تا بہ پشتی تو اے کان کرم	چشم بکشایم بچہ در بنگرم	
ترجمہ	تا حمایت سے تری اے کان جود	مین کنوین مین دیکھہ لون اُسکی نمود	
	من بہ پشتی تو تا نم آمدن	کہ نگہدارم دران چہ بے رسن	
ترجمہ	مین حمایت سے تری اے پنجہ زن	چل سکونگا تا بچاہ بے رسن	

شرح سوزیدہ بمعنے سوختہ۔ وآتشی یائے معروف۔ آگ کا تپلا اور تند وتیز وسرکش پشتی بمعنے حمایت۔ اور نگہدارم مین میم ضمیر مفعول ہے بمعنے مرا اور تانم مخفف توانم ہے۔ یعنے خرگوش نے شیر سے کہا کہ مین اُس اجنبی شیر کے غصہ سے جو آگ کی طرح تند وتیز ہے جلگیا ہون یعنے نہایت خوف زدہ ہون البتہ اس شرط پر تیرے ساتھ چلنے کو تیار رہون کہ تو مجھے اپنی بغل مین جگہ دے تاکہ تیری دلی قوت مجھمین باطنی طاقت بڑہا دینے کا باعث ہو جائے اے شیر مین تیری حمایت سے آنکھین کھولکر دیکھہ سکونگا کہ وہ شیر کنوین مین موجود ہے یا نہین۔ تو مجکو اپنی بغلمین لیکر اُس چاہ بے رسن اور شیر پر قبضہ سے نگاہ رکھہ سکتا ہے یعنے اگر مین اُس شیر کے خوف سے کنوین مین گرنے لگونگا تو یقین ہے کہ تو مجھے بچالیگا۔ درتہ اُس کنوین مین کوئی رسی بھی نہین کہ جسکے ذریعہ سے مجھے نکلنے کی اُمید ہو۔ نکتہ عقل معاد اسلیئے نفس امارہ کی مصاحبت چاہتی ہے کہ اول اُسکو اُسکی بُرائیون کا آئینہ دکھاوے اور پھر خلوت مین بٹھاکر اُن بُرائیون کے زائل کرنے کی کوشش کرے عقل نے یا تو ازراہ مکر نفس کو کان کرم کہا ہے یا یہ وجہ ہے کہ نفس خود مدعی کمالات ہے اسلیئے اپنی تعریف سُننے سے نہایت خوش ہوتا ہے۔

	نظر کردن شیر در چاہ و دیدن عکس خود را و عکس خرگوش

ترجمہ شیر کا کنوین مین جھانکنا۔ اور پانی مین اپنا اور اپنی بغل والے خرگوش کا عکس دیکھنا

	چونکہ شیر اندر بر خویشش کشید	در پناہ شیر تا چہ مے دوید	
ترجمہ	شیر نے جسدم بغل مین لے لیا	سوئے چہ خرگوش جھٹ پٹ چل دیا	
	چونکہ در چہ بنگریدند اندر آب	اندر آب از شیر و او در تافت تاب	
ترجمہ	چاہ مین دونونے دیکھا جھانک کر	عکس صورت آب مین آیا نظر	

شرح یعنے شیر نے خرگوش کو اپنے بغلمین لیلیا۔ اور وہ شیر کی پناہ مین اگر کنوین تک دوڑ چلا گیا۔ اور پھر جب دونون نے ملکر کنوین مین جھانکا تو دونون کا عکس پانی مین دکھائی دیا۔ تاب بمعنے عکس ہے۔

	شیر عکس خویش دید از آب تفت		شکل شیر و در برش خرگوش رفت
ترجمہ	شیر نے دیکھا کہ ہے پانی مین شیر		اور اُسکے ساتھ ہے خرگوش زیر
	چونکہ خشم خویش را در آب دید		مر ورا بگذاشت اندر چہ دوید
ترجمہ	چاہ مین دشمن کو جب دیکھا کھڑا		چھوڑ کر اسکو کنوین مین گر پڑا

شرح تفت مخفف تافت اور زفت بمعنے جسیم و فربہ ہے یعنے شیر نے اپنا اور اُس مکار و فربہ خرگوش کا عکس کنوین کے پانی مین دیکھا جو اُسکی بغل مین تہا۔ اور اپنے عکس کو اپنا مد مقابل اور اپنا دشمن (وہی اجنبی شیر) خیال کیا۔ اور بغل والے خرگوش کے عکس سے اُسکے ذہن مین وہ خرگوش آیا جسکو یہ مکار خرگوش اپنا رفیق بیان کر چکا تہا۔ خلاصہ یہ کہ شیر نے پانی مین دونون عکس دیکھکر یقین کر لیا کہ اس کنوین مین وہی شیر و خرگوش موجود ہین اور میری بغل والا خرگوش اپنے بیان مین سچا ہے۔ یہ سمجھکر شیر دشمن کو مار ڈالنے کے ارادہ سے جھٹ کنوین مین کود پڑا۔ اور چونکہ وہ اپنی بغل والے خرگوش کو قابل رحم سمجھ چکا تہا۔ اسلیے اُسے کنوین کے باہر چھوڑ گیا۔

	در فتاد اندر سیہے کو کندہ بود		زانکہ ظلمش بر سرش آیندہ بود
ترجمہ	شیر آخر گر پڑا اُس چاہ مین		کھود رکھا تہا جو اُسنے راہ مین

شرح یعنے انجام کار شیر اُسی کنوین مین گر پڑا جو اُسنے اپنے لیئے کھود رکھا تہا مطلب یہ کہ شیر کو نخچیر دشمن ظلم یا نفس کو قوائے انسانیہ پر ستم کرنیکا نتیجہ ملگیا۔ کیونکہ ظلم کی بلا اُلٹ کر ظالم ہی کے سر پر آتی ہے۔ اور دوسرے کے لیئے کنوان کھودنے والا خود ہی اُسمین گرتا ہے۔ قرآن مجید مین ہے۔ بئس للظالمین بدلا۔ یعنے ظالمونکو بُرا بدلا ملیگا

	چاہ مظلم گشت ظلم ظالمان		اینچنین گفتند جملہ عالمان
ترجمہ	ظالمونکا ظلم ہے اندھا کنوان		ہے یہ قول اہل علم اے نکتہ دان

شرح مظلم بضم میم و کسر لام بمعنے تاریک۔ یعنے تمام عالمونکا یہ قول ہے کہ ظالمونکا ظلم قیامت کے دن اُنکے لیے اندھیرا کنوان بنجائیگا۔ حدیث شریف مین وارد ہے کہ الظلم ظلمات یوم القیامۃ یعنے ظلم قیامت کے دن ظالمون کے لیئے تاریکیون کی صورت مین مصور ہوگا۔ اور صحیح حدیثون مین یہ بہی موجود ہے کہ جہنم مین بہت سے اندھیرے کنوین ہین بعض دوزخی انہین کنوئین ڈالے جائینگے۔ مولانا کا یہ مقصود ہے کہ جہنم کے یہ اندھیرے کنوین فی الواقع ظالمون کے ظلم ہین جو اُنکے عذاب دینے کو کنوین کی صورت مین مصور ہو گئے ہین۔

	ہر کہ ظالم تر جہنش پر ہول تر		عدل فرمود ست بدتر راتبر
ترجمہ	سخت ظالم کا کنوان ہے سہمگین تر		ہے سزا بدتر کی بدتر سے بسر

شرح یعنے دنیا مین جو زیادہ ظالم ہے جہنم مین اُسکے حصہ کا کنوان زیادہ تاریک اور ہولناک ہے کیونکہ

خدا کا عدل اسی بات کا مقتضی ہے کہ بد کو بد اور بدتر کو بدتر سزا دیجائے جیسا کام ویسی مزدوری۔ قرآنمجید مین موجود ہے وجزاؤ سیئۃ سیئۃ مثلہا۔ یعنے برائی کا بدلہ اُسی برائی کی برابر ملیگا۔

	اے کہ تو از ظلم چاہے میکنی		از برائے خویش دامے مے تنی
ترجمہ	کھودتا ہے ظلم کا تو جو کنوان		دام یہ تیرے لیے ہے میرجان
	بر ضعیفان گر تو ظلمے مے کنی		وان کہ اندر قعر چاہِ بے بنی
	تو ضعیفون پر جو کرتا ہے ستم		جان کہ ہے غرقہ چاہِ الم

شرح یعنے تو جو دوسرون کے لیے کنوان کھودتا ہے اُسکو ایسا سمجھ کہ گویا اپنے پہننے کے لیئے جال بچھا رہا ہے اور ضعیفو پر ظلم کرنا ایسا ہے گویا تو نہایت گہرے کنوین کی تہ مین جا پڑا ہے۔ چاہ بے بن نہایت گہرا کنوان جسکا گہراؤ بے انتہا ہو۔

	گرد خود چون کرم پیلہ برتنن		بہر خود چہ مے کنی اندازہ کن
ترجمہ	کرم ابریشم نہ بن اے ظلم خو		قابل اندازہ کر ہر کام کو

شرح تنیدن۔ تننا۔ جولاہہ کا کام کرنا۔ اور کسی چیز کے گرد پھرنا۔ متن صیغہ نہی تنیدن سے مشتق ہے۔ کرم پیلہ۔ ریشم کا کیڑا یعنے اے شخص اپنے گرد ریشم کے کیڑے کی طرح تانے بانے کا ڈھیر نہ لگا یعنے اتنے گناہ کرکہ چار طرف سے تجکو گھیر لین اور تو بیچ مین مقید ہو جائے ورنہ ضرور ہلاک ہو جائے گا۔ اور اگر تو اپنے ڈوبنے کے لیے کنوان کھودتا ہے (دوسرو پر ظلم کرتا ہے) تو اندازہ کے موافق کھود۔ مطلب یہ کہ کسی پر ذرا سا بھی ظلم نکر ورنہ تیرے لیے کنوان کھد جائیگا نکتہ مولانا نے جو اندازہ کے موافق کنوان کھودنے کی اجازت دی ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ انہون نے کسی پر تھوڑی سے ظلم کرنے کو جائز رکھا ہے بلکہ اس امر سے نہی مراد ہے جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اعملوا ما شئتم یعنے اے کافرو جو تمہارا جی چاہے سو کیجاؤ

	مر ضعیفان را تو بے خصمے مدان		از نبی اذ جاء نصر اللہ بخوان
ترجمہ	نا توانون کا خدا ہے خود معین		سورۂ والنصر پڑھ اے مرد دین

شرح لفظ خصم یہان بمعنے مالک و صاحب و معاون و کارساز ہے اور شوہر چونکہ عورت اور گھر بار کا مالک اور کارساز ہوتا ہے اسلیئے اُسے خصم کہتے ہین اور لفظ نبی بضم نون و کسر بائے موحدہ یا بکسر بائے فارسی۔ یا بکسر تین لغت فارسی مین بمعنے قرآن مجید اور کلام الٰہی ہے یا یہ سمجھیئے کہ نبی بمعنے خبر دہندہ سے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ مراد ہین بعض نے کہا ہے کہ یہ لفظ نبی امالہ نباء بمعنے خبر ہے اور خبر سے مراد قرآن مجید ہے مگر یہ توجیہ ٹھیک نہین کیونکہ نباء مہموز اللام ہے جسکا امالہ حسب قاعدہ علم صرف بلا ضرورت ناجائز ہے۔ اور اذ جاء نصر اللہ ایں آیت

کی طرف اشارہ ہے اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا فسبح بحمد ربک یعنے جب خدا کی مدد آئی اور فتح مکہ حاصل ہوئی اور تونے لوگون کو دیکھا کہ خدا کے دین مین غول کے غول داخل ہو رہے ہین تو اسکے شکریہ مین خدا کی حمد کے ساتھ اسکی تسبیح کرنی لازم ہے مولانا کا یہ مطلب ہے کہ ظالم مظلوم کو تنہا اور بیچارہ نہ خیال کرے کیونکہ خدا کی مدد خاص طور پر ضعیفون کی کارساز ہوتی ہے۔

	گر تو پیلی خصم تو از تو رمید		نک جزا طیرا ابابیلت رسید
ترجمہ	اگرچہ تو ہے پیل دشمن ناتوان		ہے سزا طیرا ابابیل اسکے ہان

شرح یعنے اگرچہ تو پیل زور اور ہاتھی جیسی قوت والا ہے اور تجھسے تیرا دشمن خوف کھاکر بھاگ جاتا ہے مگر اس قوت پر اعتماد کرکر ضعیفون کو ہرگز نہ ستا۔ کیونکہ ضعیفون کے ستانے کی سزا طیرا ابابیل ہے جو تیرے کانون تک پہنچگئی ہے یعنے جسطرح اصحاب الفیل (ہاتھیون والے) ابابیل کے سنگریزون سے ہلاک ہوئے تھے اسیطرح مردم آزاری کے باعث تو بھی ہلاک ہوجائیگا۔ اصحاب الفیل کا مختصر قصہ یہ ہے کہ ایک شخص ابرہہ نامی نے جو نجاشی بادشاہ حبش کی طرف سے یمن کا حاکم تھا خانہ کعبہ کی تعظیم سے حسد کرکے ایک سنگ مرمر کا نہایت خوبصورت مکان بنوایا اور لوگون کو حکم دیا کہ مکہ کو چھوڑکر اسی کا طواف کیا کرین قریش کو یہ فعل ناگوار معلوم ہوتا تھا مگر حکومت کے سبب مجبور تھے۔ قریش مین کا ایک شخص اس مکان کا پجاری بنا۔ اور ایک دن موقع پاکر سارے مکان کو نجاست سے لیپ گیا۔ جب یہ خبر مشہور ہوئی۔ تو لوگون نے اس مکان کی زیارت موقوف کردی۔ ابرہہ غضبناک ہوکر اسکو قریش کی شرارت سمجھکر ڈھا دینے کے ارادہ سے بہت سا لشکر اور ہاتھی لیکر مکہ معظمہ پر جا چڑھا۔ قریش کے اونٹ بکریان وغیرہ سب لوٹ لئے۔ اور شرفائے مکہ اسکے خوف سے پہاڑون پر جا چڑھے محمود ہاتھی جو سب سے بڑا اور سب ہاتھیون کے آگے تھا جب مکہ کے قریب پہنچا تو شہر مکہ کی طرف سے منہ پھیرکر اپنی ہی فوج کیجانب چلا۔ اور تمام ہاتھی اسکے پیچھے پیچھے ہولیے اور مہاوتون کی ایک نہ سنی آخرکار دریا کی طرف سے چھوٹے چھوٹے پرندون کی ایک ٹکڑی آئی جنکے رنگ سیاہ اور گردنین سبز اور چونچین زرد اور سرخ کا سا اور پنجے کتے کے سے تھے اور ہر جانور کے پاس تین تین پتھر تھے ایک ایک چونچ مین اور دو دو پنجون مین انہون نے ہاتھی والون پر سنگریزے برسانے شروع کیے۔ ہر سنگریزے پر ابرہہ کے لشکر والونکا نام کندہ تھا اور جسکے لگتا تھا گولی کی طرح پار ہوجاتا تھا۔ یہانتک کہ سارا لشکر مع ہاتھیون کے غارت ہوگیا۔ اس قصہ کو زیادہ تفصیل سے دیکھنا ہے تو سورۃ الفیل کی تفسیر ملاحظہ ہو۔ ابابیل لغت مین پرندون کو ٹکڑی کو کہتے ہین اس سے وہ چھوٹا سا جانور مراد لینا جو بچہ عمارتون کی چھتون مین جانوردن کے پرون سے گھر بناکر رہتا ہے سخت غلطی ہے۔

	گر ضعیفے در زمین خواہد امان		غلغل اُفتد در سپاہِ آسمان
ترجمہ	مانگتا ہے نا توان جب دم امان		شور ہوتا ہے میان آسمان

شرح یعنے اگر کوئی مظلوم و نا توان زمین مین کسی ظالم کے ظلم سے امان مانگتا ہے تو اُسکی فریاد کے اثر سے آسمانی فوج یعنے فرشتون مین شور و غل مچ جاتا ہے۔ اور وُہ متفق ہوکر یہ کہتے ہین کہ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء (یعنے زمین والون پر رحم کرو تاکہ آسمان والا اللہ تعالےٰ تمپر رحمت کرے

	گر بدندانش گزی بر خون کنی		ور دو ندانت بگیرد چون کنی
ترجمہ	دانت سے کاٹے گا گر اے بدسگا		درد دندان سے رہیگا بیقرار

شرح یعنے اگر تو کسی مظلوم کو اپنے دانتون سے کاٹے گا اور اُسکو زخمی کردیگا تو یہ یاد رہے کہ ایکدن تجکو دانتونکا درد بہت ستائے گا۔ اُسوقت تو کہ اپنا کیا علاج کریگا۔ یعنے علاج دندان بر کندن دندان کے سوا اور کچھ چارہ نہوگا۔ مطلب یہ کہ تیرے دانت اُکھاڑ دیئے جائینگے۔

	شیر خود را دید در چہ در غلو		خویش را نشناخت آندم از عدو
ترجمہ	عکس اپنا شیر نے دیکھا مگر		خویش و دشمن کی نہ کچھ کی کچھ خبر
	عکس خود را او عدوئے خویش دید		لاجرم بر خویش چون شیرے کشید
ترجمہ	عکس کو دشمن سمجھکر شیر نے		آپ مارا اپنے حق میں تیر نے

شرح یعنے گو شیر نے فی الواقع کنوین مین اپنے عکس کو دیکھا تھا۔ مگر وُہ بیحد غصّہ کے جوش اور غرور کی حالت مین اپنی ذات کو اپنے دشمن (اُس اجنبی شیر سے متمائز نہ کرسکا اور کنوین مین گر پڑا اور اپنے عکس کو اپنا دشمن سمجھکر اپنے پانو پر آپ کلہاڑی ماری (در غلو دوسرے مصرع سے متعلق ہے) اور یہ خود ظاہر ہے کہ غصہ عقل کو زائل کردیتا ہے۔ اِسیطرح سالک جب اپنی حقیقت حال کو دیکھتا ہے تو معلوم کرلیتا ہے کہ اُسے جسقدر صدمے پہنچتے ہین یہ اُسیکے نفس امارہ کی صفات ذمیمہ کے آثار ہین۔

	اے بسا ظلمے کہ بینی در کسان		خوے تو باشد در ایشان اے فلان
ترجمہ	ظلم جو غیرون مین آتے ہین نظر		ہین یہ تیری عادتین سب جلوہ گر

شرح یعنے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی دوسرے شخص پر اسلئے ظلم کیا کرتا ہے کہ اُسکو اپنے خیال مین ظالم اور اپنا دشمن جانتا ہے (جیسا کہ اس شیر نے اپنے عکس کو ظالم اور اپنا دشمن خیال کیا تھا) حالانکہ وُہ فی الواقع دشمن نہین ہوتا۔ بلکہ اسکو جو ظالمانہ صفتین اُس ناکردہ گناہ مین نظر آتی ہین۔ وُہ اسی بینندہ کی عیوب اور اسی کی ظلمونکا عکس ہین۔

یعنے یہ شخص بمقتضائے المرء یقیس علی نفسہ (آدمی دوسری کو اپنے اوپر قیاس کرلیتا ہے) اُسکو بھی اپنا ہی سا ظالم جانتا ہے جیسا کہ اُس شیر نے اپنے عکس کو اپنی ہی طرح کا ظالم خیال کرلیا تھا بس ہر آدمی کا فرض ہے کہ ارادۂ ظلم کے وقت اپنے نفس کو آپ ملامت کرے اور دوسرے کو کچھ نہ کہے (اے فلان بمعنے اے شخص ہے)

	اندر ایشان تافتہ ہستی تو		از نفاق و ظلم و بدمستی تو
ترجمہ	عکس افگن اُنمین ہے ہستی تری		یہ نفاق و ظلم و بدمستی تری

شرح یعنے جن لوگون کو ظالم سمجھکر قابل عتاب خیال کرتا ہے اُنمین تیرے ہی وجود فانی کی صفتین نفاق و ظلم و بدمستی وغیرہ (بطور عکس جھلک) ہی ہین۔ مطلب یہ کہ تو جیسا خود ہے ویسا ہی دوسرونکو سمجھتا ہے یہ شعر پہلے شعر کی شرح ہے۔

	آن توئی وان زخم بر خود مے زنی		بر خود آمد تا رلعنت مے تنی
ترجمہ	ہو کے بد خو۔ غیر کو چرکے دیئے		دام ہے لعنت کا یہ تیرے لیئے

شرح یعنے اُس صفت ظلم و نفاق کے ساتھ جو تجھے دوسرے مین نظر آتی ہے تو خود ہی موصوف ہے کیونکہ تجھے دوسرون مین اپنی ہی صفتونکا عکس دکھائی دیتا ہے پھر اگر تو اُسکو ظالم سمجھکر زخم پہنچائیگا یا ستائیگا تو اُسکا وبال تیری ہی جان پر پڑیگا۔ کیونکہ کسیکو اپنے خیال مین ظالم سمجھکر ستانا خود لعنت مین گرفتار ہونا ہے خلاصہ یہ کہ جب تک کوئی صفت پایۂ ثبوت کو نہ پہنچ جائے کسی سے بدگمان ہونا سخت گناہگاری ہے۔

	در خود این بدرائے بینی عیان		ورنہ دشمن بودۂ خود را بجان
ترجمہ	گر نظر اپنے پہ ہو اے ظلم خو		آپ اپنی جان کا تو ہو عدو

شرح یعنے جسقدر بُرائیان بدگمانی کے سبب تجھے دوسرونمین نظر آتی ہین۔ وہ فی الواقع تیری ہی ذات مین موجود ہین مگر تیرے آنکھون پر غفلت نے پردہ ڈال رکھا ہے کہ اپنا عیب نہین دکھائی دیتا۔ ورنہ بدگمانی کے باعث جسطرح تو دوسرے کا دشمن بنا ہوا ہے۔ اِس سے زیادہ اپنی جان کا دشمن بنجاتا۔

	حملہ بر خود مے کنی اے سادہ مرد		ہمچو آن شیرے کہ بر خود حملہ کرد
ترجمہ	حملہ آور تو ہے اپنی جان پر		شیر کی حالت پہ ظالم دھیان کر
	چون بقعر خوئے خود اندر رسی		پس بدانی کز تو بود آن ناکسی
ترجمہ	اپنی خو معلوم ہوگی جب کبھی		جان لے گا۔ تھی مری نالائقی

شرح یعنے ایسخاطب دوسرونپر ظلم کرنے کے باعث تو اِس شیر کی طرح اپنے نفس پر آپ حملہ کرتا ہے یقین اسکا نتیجہ ضرور تجکو بھگتنا پڑیگا اور جب تو اپنی بُری عادتون کی تہ تک پہنچ جائیگا یعنے تجھے

اپنی خصلتوں کا حال معلوم ہو جائیگا اور تو نقش آثار سے کے اتباع کو چھوڑ کر انسانیت مین آجائیگا تو تجھپر واضح ہو جائیگا کہ جو مصیبت اور ہلاکت افعال قبیحہ کے باعث تجھپر آئی ہے وہ تیرے ہی طرف سے ہے اور تیرے ہی کاموں کا بدلا ہے۔

	شیر را در قعر چہ پیدا شد کہ بود		نقش او آن کش دگر کس مے نمود
ترجمہ	شیر نے جا ناکنوین مین ہو کے زیر		تہا اسی کا عکس پانی مین وہ شریر

شرح۔ لفظ بود۔ نقش او کے متعلق ہے اور آن کش دگر کس مے نمود۔ ترکیب مین جملہ بنکر مبتدا واقع ہوا ہے اور نقش او بود جملہ خبریہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شیر کو کنوین کی تہ مین پہنچکر یہ بات معلوم ہوئی کہ اُسے پانی مین جہانکتے وقت جو دوسرا شیر نظر آیا تہا وہ خود اُسی کا نقش یعنے عکس تہا۔ شیر دگر نہ تہا

	ہر کہ دندان ضعیفے می کند		کار آن شیر غلط بین می کند
ترجمہ	دانت اُکہاڑے جو ضعیف و زبر کا		ہے غلط بین مقتدی اُس شیر کا

شرح پہلے مصرع مین کند بفتح الکاف کندیدن سے اور دوسرے مین بضم الکاف کردن سے مشتق ہے یعنے جو شخص کسی ضعیف کے دانت اُکہاڑتا ہے (نا توانون کو ستاتا ہے) وہ گویا اُس غلط کار شیر کا اتباع کرتا ہے جسکا نتیجہ ہلاکت ہے

	اے بدیدہ خال بد بر روے عم		عکس خال تست آن از عم مرم
ترجمہ	روے عم پر تو نے جو دیکہا ہے خال		عکس تیرے خال کا ہے بدسگال

شرح عم۔ برادر پدر یعنے چچا۔ لیکن یہان بطور مجاز عم سے عموماً ہر شخص مومن مراد ہے اور خال۔ بمعنے قبل صفات ذمیمہ کا استعارہ ہے۔ اور مرم رمیدن سے تہی کا صیغہ ہے۔ یعنے اے شخص تو جو کسی مومن کے چہرہ پر صفات ذمیمہ کے آثار دیکہتا ہے یہ تیری ہی برائیون کا عکس ہے تو اپنی بدگمانی کے باعث کسی مومن سے نہ بہاگ یعنے اُس سے نفرت نکر۔

	مومنان آئینۂ یکدیگر اند		این خبر را از پیمبر آورند
ترجمہ	صورتِ آئینہ ہین سب مومن بہم		ہے یہ فرمان رسول محترم

شرح حدیث شریف مین وارد ہے المؤمن مرآۃ المومن یعنے باعتبار عیب و ہنر و کمال و نقصان ہر مومن دوسرے کا آئینہ ہے جیسا خود ہوتا ہے ویسا دوسرے کو گمان کرتا ہے اس حدیث کا مطلب مختلف طور پر بیان کیا گیا ہے اول یہ کہ آئینہ کی طرح ہر مومن دوسرے کے عیوب کا غماز ہے یعنے اُسے اُسکے عیوب کی اطلاع دیکر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرتا ہے مگر علمائے باطن اس بات کو پسند نہین کرتے کہ ایک مومن

دوسرے کا غماز اور عیب جو ہو اور اس حدیث کو اپنے مدعا کی دلیل بنائے۔ نیز یہان ان معنون مین یہ خدشہ ہے کہ مولانا قدس سرہ اس باب مین گفتگو فرما رہے ہین کہ آدمی اپنے عیبونکا عکس دوسرون مین دیکھتا ہے اور اُنہین کی طرف منسوب کر دیتا ہے نہ کہ اس باب مین کہ مومن دوسرے کا عیب دیکھکر اُسکی غمازی کرتا ہے **دوم** یہ کہ دونو جگہ لفظ مومن سے عارف مراد لیا گیا ہے یعنی بمقتضائے ولی را ولی مے شناسد۔ ہر عارف اپنی صورت اور اوصاف کو دوسرے عارف مین دیکھتا ہے لیکن یہ معنے بھی غیر چسپان اور نامناسب مقام ہین کیونکہ گفتگو اسمین تھی کہ آدمی اپنے عیوب دوسرے مین دیکھتا ہے اور جب لفظ مومن سے دونو جگہ عارف مراد ہے تو عارفون کی جانب کسی عیب کو منسوب کرنا نامناسب ہے کیونکہ عارف کسی دوسرے عارف کو تو درکنار رہا نے مومن کو بھی عیب نہین لگایا کرتا **سوم** یہ کہ پہلے مومن سے عارف اور دوسرے سے عام مومن مراد لیا جائے اسوقت یہ معنے ہونگے کہ عارف ہر عام مومن کا آئینہ ہے عام مومن اپنے اخلاق بد اور افعال قبیحہ کی تصویر آئینہ عارف مین دیکھہ لیتا ہے مگر چونکہ وہ زمرۂ عوام مین داخل ہے اسلیئے اپنے عیب کو عیب نہین جانتا بلکہ عارف ہی کی طرف منسوب کر دیتا ہے لیکن یہان یہ معنے بھی تکلف اور خدشہ سے خالی نہین کیونکہ افعال بد کی صورت جو آئینہ عارف مین نظر آتی ہے اسمین عام مومن کی تخصیص غلط ہے بلکہ کافر بھی عارف کامل سے ملکر اپنے اعمال کی صورت دیکھہ لیتا ہے اور اپنے عیب اُسی کی طرف لگا دیتا ہے چنانچہ ابوجہل اپنی بُرائیون کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب منسوب کر دیتا تھا **چہارم** سب سے صاف اور اچھے معنے یہ ہین کہ اس حدیث کا مورد خاص مانا جائے اور مدلول عام ہو یعنے المؤمن بمعنے الرجل ہے اسوقت یہ مطلب ہوا کہ ہر شخص دوسرے شخص کا آئینہ ہے نیک شخص اپنی نیکیون کا اور بد اپنی بُرائیونکا عکس دوسرے مین دیکھتا ہے اور اُسکو اپنے نفس پر قیاس کر لیتا ہے۔ اسمین عارف اور غیر عارف اور مومن و کافر کی تخصیص نہین نکتہ بعض صوفیہ کے نزدیک اس حدیث مین اگر مومن سے بندۂ مومن اور دوسرے مومن سے اللہ تعالے مراد ہے کیونکہ مومن اسماء حسنے مین سے اللہ تعالے کا ایک نام ہے اس صورت مین یہ معنے ہونگے کہ خدا اور بندہ آپس مین ایکدوسرے کا آئینہ ہین بندہ تو اسلیئے آئینہ حق ہے کہ اُسکا مظہر ہے اور اللہ تعالے اسلیئے آئینہ ہے کہ بمقتضائے کنت کنزاً مخفیاً اُسمین روز ازل سے اُسکے عشق کا ظہور پایا جاتا ہے اسکی تفصیل گذر چکی ہے

	بیش چشمت داشتی شیشہ کبود	زان سبب عالم کبودت می نمود	
ترجمہ	نیلی عینک ہو جو تیری آنکھہ پر	نیلگون آئیگا سب عالم نظر	

مترجم پہلے مضمون کی تمثیل ہے اور شیشہ کبود سے نیلے رنگ کی عینک مراد ہے یعنے اگر تو آنکھون کے

اگے نیلے شیشہ کی عینک لگائیگا تو تجکو سارا جہان نیلا ہی نیلا نظر آئیگا (کیونکہ شیشہ جیسا ہوتا ہے ویسا ہی دوسری چیز کو دکھاتا ہے) حالانکہ فی الواقع جہان نیلا نہین ہے۔ اسیطرح باطنی شیشہ (وجود (صفات ذمیمہ) تیری آنکھ پر بمنزلہ عینک ہین اسلیئے تجھے تمام عالم متصف بصفات ذمیمہ یعنے برائیون سے بھرا ہوا نظر آتا ہے لیکن فی الحقیقت جیسا کہ عینک لگانا خود لگانے والے کا فعل ہے اسیطرح صفاتِ ذمیمہ جو دوسرون مین نظر آتی ہین اپنی ہی بدفعلیون کا عکس ہین خلاصہ یہ کہ اپنے آپ کو صفات ذمیمہ سے بچانا اور پاک کرنا چاہیے تاکہ تمام عالم پاک اور مصفا نظر آنے لگے۔

	مومن از نیظر نور اللہ بود		عیب مومن را برہنہ چون نمود
ترجمہ	دیکھتا ہے جو با نوار خدا		عیب ہر مومن کا کرتا ہے جدا
	چونکہ تو نیظر بنار اللہ دی		نیکوئی را و اندیدی از بدی
ترجمہ	روشنی ہے آگ تیری آنکھ کی		اسلیئے ہے اسکیان نیکی بدی

شرح یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینیظر بنور اللہ یعنی مومن کی دانائی سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ خدا کے نور اور بصیرت دل سے لوگون کے حالات معلوم کرلیتا ہے ان دونو شعرون کا یہ مطلب ہے کہ اگر مومن نور الٰہی کی مدد سے نہین دیکھتا تو مومن عاصی کے عیب کہلم کہلا کیونکر بیان کرتا ہے اور ہنر کو عیب سے ممتاز کسطرح کرلیتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مومن کامل کو گنہگارون کے حالات بلا کسی ظاہری قرینے کے صرف انوار خدا کی مدد سے معلوم ہوجاتے ہین خلاصہ یہ کہ عارف اگر کسی کے عیب بیان کرے تو صحیح اور اسکی بات قابل اعتبار ہے البتہ اے مخاطب تو عام مومن ہے اور نور اللہ سے نہین دیکھتا بلکہ نار اللہ سے دیکھتا ہے یعنے گرفتار قہر الٰہی ہے اور تیری عیب بین نظر تیرے لیئے باعث نار ہے تو نیکی کو بدی سے ممتاز نہین کرسکتا بلکہ سب کو معیوب اور برا جانتا ہے حالانکہ بہت سی نیکیان بظاہر بدی کی صورت مین ہوتی ہین مگر انمین بجز عارف کے عام مومن تمیز نہین کرسکتا مثلاً کسب مال بوجہ حلال برائے عیال و اطفال جائز ہے لیکن عام آدمی اسکو حرص دنیوی پر محمول کرسکتا ہے اسیطرح (زنا کی حد سنگساری) اور شراب بخاری کی حد (تازیانہ) کو عیب بین اور عام آدمی ظلم خیال کرسکتا ہے حالانکہ سراسر عدل ہے۔

	اندک اندک آب بر آتش بزن		تا شود نارے تو نورے بوالحسن
ترجمہ	تھوڑے تھوڑے چھینٹے دے اس آگ پر		تاکہ ہو یہ نار نور سر بسر

شرح یعنے تھوڑا تھوڑا طاعات مین مشغول ہونا نار جہنم کے لیے پانی کا کام دیتا ہے۔ اس سے تیرے اخلاق ذمیمہ اخلاق حسنہ سے بدل جائینگے یا یہ معنے ہین کہ رفتہ رفتہ عیب بینی کو چھوڑ اور بدگمانی کی آگ پر حسن ظن

کا پانی چھڑک تاکہ تو بھی ناظر بنور اللہ ہو جائے نکتہ صاحب اخلاق ذمیمہ کو بوالحزن (غموں کا باپ یعنے صاحب غم اسلیئے کہا ہے کہ ایسا شخص خواہ دنیا مین کیسا ہی خوش ہو مگر انجام کار نہایت درجہ کا مغموم ہوگا بعض نسخون مین بوالحزن کی جگہ بوالحسن دیکھا گیا ہے۔ اسصورت مین اُس شخص کو بوالحسن (نیکی کا باپ یعنے نہایت نیک) باعتبار انجام یا ترغیب کے کہا گیا ہے **فائدہ** چونکہ نار کا نور ہونا اور توفیق طاعت بلا حکم خداوندی میسر نہین ہوتی اسلیئے آدمی کو مناجات کرنی چاہیئے جسکا مضمون آیندہ شعر مین ہے

	تو بزن یارب بنا آب طہور		تا شود این نار عالم جملہ نور
ترجمہ	دے ہمارے رب ہمین آب طہور		تا کرم سے ہو ترے یہ نار نور

شرح۔ آب طہور سے ہدایت و توفیق طاعت اور نار عالم سے غفلت و جہالت مراد ہے جو موجب نار ہے اور جملہ نور یعنے معرفت یعنے تو اگر توفیق طاعت دے تو ہم غفلت سے باز رہکر معرفت حاصل کر سکتے ہین

	آب و دریا جملہ در فرمان تست		آب و آتش اے خداوندا ن تست
ترجمہ	آب و دریا ہین ترے اے ذوالکرام		آب و آتش سب ترے لونڈی غلام

شرح۔ یعنے پانی اور آگ (نیکیان اور بدیان سب تری مخلوق ہین تو ہماری بدیون کی آگ پر نیکیون کا مینہہ برسا

	گر تو خواہی آتش آب خوش شود		ورنہ خواہی آب ہم آتش شود
ترجمہ	تو جو چاہے آگ ہو آب طہور		ورنہ پانی آب ہو رب غفور

شرح۔ یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ آب سے نیکیان اور آتش سے بدیان مراد ہین اس اعتبار سے شعر کا مطلب یہ ہے کہ لہذا اگر تو چاہے تو بدیان نیکیون سے بدلدے اور اگر نہ چاہے تو نیکیون کو نابود کر کے انسان کو دوزخ کے قابل بنادے۔ آگ کا پانی ہو جانا بدیون کا نیکیون سے بدلنا اور پانی کا آگ ہو جانا نیکیون کا نابود ہو جانا ہے۔ آدمی کو چاہیئے کہ حبط اعمال یعنی نیکیون کے نابود ہو جانے سے ڈرتا رہے۔

	بیطلب تو این طلب ما دادۂ		بیشمار و عد عطا بہنا دۂ
ترجمہ	بیطلب تو نے دیا اے کردگار		ہمپہ ہین تیری عطائین بیشمار
	باطلب چون ندہی اے جی ودود		کز تو آمد جملگی جود و وجود
ترجمہ	باطلب کیونکر نہ دے تو اے ودود		کیونکہ ہے تیری عطا جود و وجود

شرح پہلے شعر مین طلب اول یعنے طلب زبانی و تضرع اور طلب ثانی یعنے جد و جہد و اکتساب حسنات ہے یعنی ایخدا مقتضائے السعید من سعد فی الازل (نیک وہی ہے جو ازل مین نیک تھا جب تو نے ہمارے بغیر مانگے ہمین نیکیون اور نیکی مین کوشش کرنے کی توفیق دی ہے تو باوجود طلب زبانی توفیق خیر کیونکر نہ عطا کریگا

اے خدائے بندگان اے ہمیشہ زندہ رہنے والے اے نیکیون اور نیکون کے دوست رکھنے والے ہمارا وجود تیرا ازلی جود وکرم ہے جسطرح تو نے ہماری بلا طلب ازل مین ہمپر کرم کیا ہے اسیطرح دنیا مین بھی ہماری عاجزی اور مناجات وطلب پر رحم فرما کر ہمین نیکیون سے محروم نہ رکھہ آیندہ اشعار کا مطلب بھی ہے جو ہمنے یہان بیان کر دیا۔

	در عدم کے بود مارا خود طلب	بے سبب کردی عطا ہا عجب	
ترجمہ	تہی عدم مین کب ہمین تجھسے طلب	دیدیا ہے تو نے سب کچھ بے سبب	
	جان ونان دادی وعمر جاودان	سائر نعمت کہ ناید در بیان	
ترجمہ	جان و نان دی اور عمر جاودان	نعمتون کا ہو تری کیونکر بیان	
	این طلب در ما ہم از ایجاد تست	رستن از بیداد یارب داد تست	
ترجمہ	یہ طلب ہم مین تری ایجاد ہے	مخلصی عصیان سے تیری داد ہے	

شرح پہلے شعر مین طلب سے طلب زبانی مراد ہے اور عدم سے عالم ازل جبکہ اعیان ثابتہ کو خلعت وجود نہین ملا تہا اور یہ ظاہر ہے کہ جب عدم مین خود ہمارا وجود اور ہماری ذات ہی موجود نہ تہی تو ہمارا وصف یعنے طلب زبانی کیونکر موجود ہوتا مطلب یہ کہ ایجاد ازل مین تو نے بلا تقاضا و بلا طلب ہمین وجود عنایت فرمایا اور پھر دنیا مین لاکر ہمارے جسمون مین جان ڈالی۔ اور رزق دیا اور عارفون کو عمر جاودان یعنے مرتبۂ بقا بعد الفنا عنایت فرمایا۔ اور یہ سب کچھ بلا طلب ہوا پھر تو نے ہم مین طلب زبانی و تضرع ومناجات وجد وجہد برائے اکتساب حسنات کا مادہ پیدا کیا۔ اسلیئے ہم طالب بنکر اسپر یقین رکھتے ہین کہ جب تو نے بلا طلب ہمین ہر طرح کی نعمتین دین تو باوجود طلب ضرور ہمپر کرم فرمائے گا اور ہمین اس بیداد وظلم ومعاصی سے نجات دیگا جو ہم اپنی جانو پر کر رہے ہین۔ کیونکہ بیداد سے رہائی تیرے احسانات کے باعث میسر ہو سکتی ہے۔ تیرا احسان نہو تو آدمی گناہون سے ہرگز نجات نہین پا سکتا۔

	بے طلب ہم میدہی گنج نہان	رائگان بخشندۂ جان جہان	
ترجمہ	بے طلب دیتا ہے تو گنج نہان	مفت ہے بخشندۂ جان جہان	
	بگذا النعم الی دار السلام	بالنبی المصطفی خیر الانام	
ترجمہ	نعمتین دے اہکو تا دار السلام	بہر جاہ مصطفی خیر الانام	

شرح۔ انعم۔ انعام سے صیغہ امر ہے اور دار السلام جنت کو کہتے ہین یعنی ایجاد جسطرح تو نے ہمپر روز ازل سے آجتک احسانات کیے ہین اور بلا طلب گنج نہان (دفینہ مال یا خزینہ معرفت) عطا کیا ہے اسیطرح

آخرت اور جنت مین داخل ہونے تک بطفیل حضرت مصطفےٰ ہمیشہ اپنے انعام واکرام قایم ودایم رکھے۔

مژدہ بردن خرگوش سوے نخچیران کہ شیر در چاہ اُفتاد

ترجمہ خرگوش کا نخچیرون کی طرف بسبیل کی خوشخبری لیجانا کہ شیر کنوین مین گر پڑا

چونکہ خرگوش از رہائی شاد گشت سوے نخچیران دوان شد تا بدشت

ترجمہ ہوگیا خرگوش جب غم سے رہا مژدہ لیکر سوے نخچیران گیا

شرح یعنی جب عقل معاد نے نفس امّارہ کے ہاتھ سے نجات پائی اور اُسکو اسلیئے مجاہدہ کے کنوین مین ڈالدیا کہ ہلاک ہوکر مظہر اسرار مولا تو اقبال ان متوالوا ہوجائے تو اِس کامیابی سے بہت خوش ہوئی اور قوائے انسانیہ کو دشمن کے ہلاک ہونے کے بابت بشارت دینے گئی

شیر را چون دید محو ظلم خویش سوے قوم خود دوید او بیش بیش

ترجمہ دیکھکر اُسکو گرفتار ستم قوم کی جانب چلا بے رنج وغم

شرح یعنے خرگوش نے جب یہ دیکھا کہ شیر اپنے ظلم کی پاداش مین محو ہوگیا ہے مٹ گیا ہے تو اپنی قوم یعنے نخچیرون کی طرف اُسکے ہلاک ہونے کی خوشخبری لیکر خوش خوش چلا۔

شیر را چون دید کشتہ ظلم خود میدوید او شاد مان و بارشد

ترجمہ شیر کو جب ظلم سے دیکھا برباد سیدہے رستے دوڑ آیا ہوکے شاد

شرح خود بود او معدولہ ہے اور رشد بفتحتین بمعنے راہ راست یافتن ہے یعنے سیدہے رستہ چلنا۔

شیر را چون دید در چہ کشتہ زار چرخ میزد شادمان تا مرغزار

ترجمہ شیر کو دیکھا کنوین مین جبکہ زار آگیا خرگوش سوئے مرغزار

شرح مرغزار جائے کسرت گیاہ وطیور یعنی عقل معاد نفس کو مجاہدہ اور ریاضت کے کنوین مین دیکھکر فرط مسرت سے رقص کرنے لگی اور صحرائے پر فضائے قربت حق مین مشغول طاعت ہوگئی چرخ زدن بمعنے رقص کردن

دست میزد چون رہیدہ از دست مرگ سبز و رقصان در ہوا چون شاخ و برگ

ترجمہ ناچتا جاتا تھا وہ بے خوف مرگ جسطرح رقصان ہوا مین شاخ وبرگ

شرح دست زدن ہتیلیان بجانا ناچنا اور دوسرے مصرع مین لفظ سبز و رقصان بطور ردف و نشر مرتب شاخ وبرگ کی صفت مقدم ہے یعنی خرگوش شیر کی گرفتاری سے اسطرح خوشی مین ہتیلیان بجاتا تھا جسطرح ہوا مین درخت کے پتے ہتیلیان بجاتے نظر آیا کرتے ہین۔

شاخ برگ از حبس خاک آزاد شد سر برآورد و حریف باد شد

شرح شاخ و برگ کا قید خانۂ خاک سے آزاد ہونا اُنکا مٹی مین سے نکلنا ہے کیونکہ جب تک شاخ مٹی مین سے نہین نکلتی سرسبز نہین ہوتی اور نہ اُسکو ہوا لگتی ہے۔ حریف باد ہونے سے ہوا لگنا مراد ہے مطلب یہ ہے کہ کمال فیضان الٰہی سے نصیب ہوتا ہے۔ اِس شعر سے پانچوین شعر تک خرگوش کی رہائی اور اُسکی خوشی کو شاخ نو دمیدہ کے ساتھ تشبیہ دیکر بیان کیا گیا ہے جسکی شرح آیندہ کی جائیگی۔

	برگہا چون شاخ را بشگافتند	تا ببالائے درخت اشتافتند
ترجمہ	شاخ سے نکلے جو برگ اے نیکبخت	رفتہ رفتہ پہنچے بالائے درخت

شرح۔ یعنی جسطرح پہلے چہوٹی چہوٹی شاخون سے بہت ہین مہین پتے نکلتے ہین اور پہر اُنہین شاخون اور پتونکا مجموعہ ایک بڑا درخت بنجاتا ہے اُسیطرح خرگوش (عقل معاد) نفس سے نجات پاکر بلند مرتبہ حاصل کرلیتی ہے

	با زبان شطأہ شکر خدا	میسراید ہر برو برگے جدا
ترجمہ	با زبان شاخ صد شکر خدا	ہر برو ہر برگ کرتا ہے جُدا

شرح۔ یعنے جسطرح ہر برگ و بار زبانِ حال سے خدا کا شکر ادا کرتا ہے اسیطرح عقل معاد نفس سے نجات پاکر شکر الٰہی مین مشغول ہوتی ہے اور اپنی کامیابی سے خوش ہوکر ذکر و تسبیح کو اپنا ورد کرلیتی ہے۔

	بیزبان ہر بار و برگ شاخہا	میسراید ذکر و تسبیح خدا
ترجمہ	بیزبان ہر بار و برگ اے ہمنشین	کرتے ہین تسبیح رب العالمین
	کہ بپرورد اصل ما را ذوالعطا	تا درخت استغلظ آمد فاستوے
ترجمہ	یعنے ہمکو پالتا ہے ذوالکرم	اور درخت سخت بنجاتے ہین ہم

شرح۔ یعنے ہر بار و برگ شاخ اسلیئے خدا کی تسبیح اور اُسکا شکر کرتے ہین کہ اللہ تعالےٰ نے اُنکی اصل کو بڑہایا اور قید خانۂ خاک سے نجات دی یہانتک کہ وہی اصل جو پہلے کمزور تہی اب ایک مضبوط اور قوی درخت کی صورت مین ہوگئی۔ اسیطرح عقل معاد نفس سے نجات پانے اور بلند مرتبہ حاصل کرنے کے سبب خدا کی تسبیح اور اُسکا شکریہ ادا کرتی ہے **فائدہ** یہ اشعار اِس آیت کا اقتباس ہین کزرع اخرج شطأہ فآزرہ فاستغلظ فاستوے علے سوقہ یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایسی مثال ہے جیسے کہیتی کہ اُسنے اوّل اپنی شاخ نکالی پہر اُسکو قوی کیا اسکے بعد وہ موٹی ہوئی اور پہر اپنی ساق پر قایم ہوگئی جس سے کہیتی کرنے والا بہت خوش ہوا اور اُسکے حاسد غضبناک ہوکر رہگئے۔ یہی حال اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ ابتدائے اسلام مین ضعیف تہے پہر غذائے روحانی ملنے کے باعث قوی اور مضبوط ہوگئے اُنکی حالت سے نیکیون کی کہیتی کرنے والے جو اُسوقت موجود تہے یا جو قیامت تک آئینگے تعجب کرینگے اور خوش ہوکر یہ کہینگے کہ اللہ

اللہ کسی زمانہ مین ایسے بندگان باخدا بھی گذرے ہین۔ کہ خدا نے توریت انجیل اور قرآن مجید مین تعریف کی ہے۔ نکتہ زبان شاخ سے تسبیح کرنیکا اشارہ اسطرف ہے کہ صحابہ شاخ ہونے کے زمانہ سے درخت ہونے کے زمانہ تک ہر وقت ذکر و تسبیح مین مشغول رہے اُنکا کوئی دم غفلت مین نہین گذرا اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کا دشمن کافر ہے اور یہی حال عقل معاد کا ہے کہ اول تضعیف تھی پھر خدا نے اُسکو ایک قوی مکر سکھایا اور انجام کار اُسنے اپنے نہایت قوی دشمن یعنی نفس امارہ کو کنوین مین ڈالدیا۔

	جانہائے بستہ اندر آب و گل		چون رہند از آب و گلہا شاد دل
ترجمہ	جو مقید ہین بقید آب و گل		ہوتے ہین چھٹ چھٹ کے اُس سے شاد دل
	در ہوائے عشق حق رقصان شدند		ہمچو قرص بدر بے نقصان شدند
ترجمہ	ہین ہوائے عشق مین رقصان وہ سب		اور شکل بدر بے نقصان وہ سب

شرح۔ یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے جسطرح عقل معاد نے نفس امارہ سے نجات پاکر شادمانی کی تھی اسیطرح سالکان راہ معرفت قید آب و گل یعنے جسمانی آلودگی سے نجات پاکر خوشدل ہوجاتے ہین اور ہوائے عشق حقیقی سے لذت یاب ہوکر وجد کرنے لگتے ہین اور چودھوین رات کے چاند کے مانند جسمانی اور نفسانی نقصانات سے پاک ہوکر محض نور ہی نور بنجاتے ہین شاد دل دوسرے مصرع سے متعلق ہے

	جسم شان در رقص و جانہا خود مپرس		وانکہ گیر دجان از انہا خود مپرس
ترجمہ	رقص مین ہین جسم جانون کی نہ پوچھہ		ہمسے حالت جانستانون کی نہ پوچھہ

شرح یعنے عاشقان الٰہی جو آب و گل کی قید سے آزاد ہوگئے ہین اُنکے ظاہری جسم گو وجد کی حالت مین نظر آتے ہین مگر فی الواقع وُہ قید جسم سے کچھ تعلق نہین رکھتے۔ انحیاظ سے تو اُنکے اجسام کا رقص تو بطور ظاہر دیکھہ رہا ہے مگر کثرت ذوق و سرور سے اُنکی ارواح کا جو کچھ حال ہے وُہ ہمسے نہ پوچھہ کیونکہ حد بیان سے باہر ہے دوسرے مصرع مین اسی مضمون کو ترقی دیکر فرماتے ہین کہ جو لوگ محض روح ہی روح رہگئے ہین اور جنہون نے اپنے وجود کو فنا کرکے مرتبۂ فنا فی الفنا حاصل کرلیا ہے وُہ جسم سے قطع نظر روح سے بھی کچھ تعلق نہین رکھتے یعنے مرتبۂ وصال حقیقی تک پہنچ گئے ہین۔ تو ہمسے یہ نہ پوچھہ کہ اُنکی جان کا لینے والا کون ہے نکتہ انتہا مین اپنے عاشقون کا جانستان وہی شاہد حقیقی ہے جسنے ابتدا مین جان دی تھی مگر چونکہ یہ راز عام فہم اور بیان کرنے کے لایق نہین اسلیئے مولانا قدس سرہ نے اسکو چھوڑکر دوسرا وعظ شروع کردیا

	شیر را خرگوش در زندان نشاند		ننگ شیر ست کو ز خر گوشے بماند
ترجمہ	شیر کو خرگوش سے مغلوب ہے		کسقدر ہے ننگ کیا معیوب ہے

شرح اس شعر مین شیر سے روح اور خرگوش سے نفس امّارہ اور زندان سے دنیا مراد ہے یا قید خانہ بدن۔ چونکہ روح دنیا و مافیہا سے اعلےٰ درجے کی چیز ہے اسلئے اُسکو شیر اور بنظر تقابل نفس کو جو دنیا اور مافیہا سے اسفل درجہ کی چیز ہے خرگوش کہا گیا ہے یعنی اے شخص تیرے نفس نے جو خرگوش کے مانند ہے تیری روح کو جو بمنزلۂ شیر ہے دنیا طلبی مین پہنسا کر مغلوب کر دیا ہے شیر ہو کر خرگوش سے عاجز ہو جانا نہایت شرم کی بات ہے

	در چنین ننگی و آنگہ اے عجب		فخر دین خواہی کہ گویندت لقب
ترجمہ	ننگ ہو کر سر بسر اے بو العجب		چاہتا ہے فخر دین اپنا لقب

شرح۔ لفظ ننگی اور خواہی مین یائے خطاب ہے یعنی اے شخص تو ایسی شرم کی حالت مین رہکر یہ چاہتا ہے کہ لوگ تجکو دین کا فخر سمجھنے لگین حالانکہ تو مغلوب نفس ہے دینداری تیرے پاس سے بہی نہین نکلی فخر دین مین یا تو ترکیب اضافی ہے یا بطور عَلَم اِس سے مراد امام فخر الدین رازی ہین جو مصنف تفسیر کبیر اور رئیس المتکلمین اور بڑے عالم و فاضل گزرے ہین نکتہ اِس شعر سے بطور تنبیہ علمائے ظاہر اسطرف اشارہ کیا گیا ہے کہ علوم باطنی علوم ظاہری سے معلوم نہین ہو سکتے۔ کیونکہ صاحب علوم ظاہری کے نفس امّارہ نے اُسکی روح کو مغلوب کر رکہا ہے اور وہ فقط دنیا کمانے یا جاہلون پر فخر اور اپنے زمانے کے عالمون سے مباحثہ کرنے کے لیئے علم پڑہتا ہے۔ چنانچہ اِس زمانے کے اکثر عالم خصوصیت کے ساتہ اِس مضمون کے مصداق نظر آتے ہین

	اے تو شیری در تگ این چاہ فرد		نفس چون خرگوش خونت ریخت خورد
ترجمہ	شیر تہا تو اُس کنوین مین اے بشر		پیلیا خرگوش نے خون سر بسر

شرح۔ لفظ فرد یا شیر کی صفت ہے یا چاہ کی یعنی تیری روح تنہا کنوین (وجود انسانی) مین شیر یگانہ کے مانند تہی مگر تیرے نفس امّارہ نے اُسکو ہلاک کر دیا جیسا کہ اُس خرگوش نے اپنے دشمن شیر کو ہلاک کر دیا تہا

	نفس خرگوشت بصحرا در چرا		تو بقعر این چہ چون و چرا
ترجمہ	ہے ترا خرگوش فکر کاہ مین		اور تو چون و چرا کے چاہ مین

شرح یعنے تیرا نفس ذلیل علوم ظاہری کے جنگلون مین چر رہا ہے جو حقیقت سے بالکل بیخبر ہے اور تیری روح باوجودیکہ شیر ہے مگر چون و چرا اور بحث و مجادلہ کے کنوین مین گر پڑی ہے چرا پہلے مصرع مین چریدن سے مستوفی ہے

	سوے نخچیران دوید آن شیر گیر		کابشروا یا قوم اذ جاء البشیر
ترجمہ	سوے نخچیران گیا وہ شیر گیر		اور کہا مژدہ کہ آیا ہے بشیر

شرح۔ یہان سے پہر قصۂ خرگوش شروع ہوا ہے اور بشیر بمعنے بشارت دہندہ سے خرگوش نے اپنی ذات مراد رکہی ہے اور آخر داستان تک تمام شعر مقولۂ خرگوش ہین۔ اور مژدہ مژدہ تاکید مسرت کے سبب مکرر لایا گیا ہے

	مژدہ مژدہ اے گروہِ عیش ساز	کان سگے دوزخ بدوزخ رفت باز	
ترجمہ	تمکو مژدہ اے گروہِ عیش ساز	کر گیا وہ سگ سقر تک تر تگاز	
	مژدہ مژدہ کان عدو ے جانہا	کند قہر خالقش دندانہا	
ترجمہ	تمکو مژدہ تہا جو دشمن بے سبب	قہر حق نے دانت اُکھاڑے اسکے سب	
	مژدہ مژدہ کز قضا ظالم بچاہ	اوفتاد از عدل و لطف پادشاہ	
ترجمہ	مژدہ ہو ظالم کنوئین مین گر پڑا	عدل و لطفِ شاہ عادل ہے بڑا	
	آنکہ از پنجہ بسے سرہا بکوفت	ہمچو خس جاروبِ مرگش ہم بروفت	
ترجمہ	تہا جو ظالم پنجہ سے سر کوب سے	اُٹھ گیا وہ موت کی جاروب سے	

شرح یعنے وہ شیر جسنے بہتونکو اپنے پنجے سے ہلاک کر دیا تہا آج اسپر موت کی جہاڑو پہر گئی خس کم جہان پاک

	آنکہ جز ظلمش دگر کارے نبود	آہ مظلومش گرفت و کوفت زود	
ترجمہ	مشغلہ جز ظلم جسکا کچہ نہ تہا	آہ سے مظلوم کی مارا گیا	
	گردنش بشکست و مغزش بردرید	جانہا از قید محنت وا رہید	
ترجمہ	پہٹ گیا ہے مغز گردن چور ہے	قید محنت سے کسون دور ہے	
	گم شد و نابود شد از فضل حق	بر مہم دشمن شما را شد سبق	
ترجمہ	دشمنِ جان ہو گیا نابود آج	فضل حق سے فتح ہے موجود آج	

شرح۔ لفظ بر مہم مبدل منہ ہے۔ اور لفظ دشمن اسکا بدل ہے اسلیئے اضافت کی ضرورت نہین یعنی خرگوش نے یہ کہا کہ تمہارا دشمن مارا گیا اور اے نخچیرو تمہین آج اس مہم مین اپنے دشمن پر فتح حاصل ہوئی

	جمع شدن نخچیران نزد خرگوش و ثنا و مدح گفتن اورا	
ترجمہ	تمام نخچیرونکا خرگوش کے پاس جمع ہو کر آنا اور اسکی مدح و ثنا کرنی	
	جمع گشتند آنزمان جملہ وحوش	شاد و خندان از طرب ذوق و جوش
ترجمہ	جمع اُسدم ہو گئے نخچیر سب	شاد و خندان اس مسرت کے سبب

شرح یعنی جب خرگوش نے شیر کے ہلاک کر دینے کی خوشخبری سُنائی تو تمام نخچیر خوشی منانے اور خرگوش کی تعریف کرنے کے لیئے جمع ہو گئے غور سے دیکھیئے تو یہی حال سالک کا ہے جب نفس امارہ سے رہائی پاتا ہے تو اُسکے تمام قوائے مسرور اور تمام حواس شادمان اور ٹہکانے سے ہو جاتے ہین۔ لیکن نفس امارہ سے رہائی پانا نہایت مشکل کام ہے جب تک فضل الٰہی شامل حال نہ ہو آدمی نفس کے پھندے سے نجات نہین پا سکتا

	حلقه کردند او چو شمعے درمیان	سجده کردندش همه صحرائیان
ترجمه	شمع کی صورت بٹھا کر درمیان	گر پڑے سجده مین سب صحرائیان

شرح کیونکہ خرگوش شیر کے ہلاک کرنیسے واجب التعظیم ہوگیا تہا اسلیے سجده سے تعظیم مراد ہے

	تو فرشته آسمانی یا پری	یا تو عزرائیل شیران نری
ترجمه	اور بولے تو فرشتہ ہے مگر	یا ہے عزرائیل بھر شیر نر
	هرچه هستی جان ما قربان تست	دست بردی دست و بازویت درست
ترجمه	کچھ سہی قربان ہین تجھپر سب کی جان	تیرے بازو مین رہے تاب و توان

شرح جانورون نے خرگوش کے فعل کو طاقت سے باہر دیکھہ کر حیرت کے سبب اُسے فرشتہ یا پری یا شیرون کے حق مین ملک الموت کہا مگر جب اُسکی طاقت کا اندازہ نہ کرسکے تو سب یک زبان ہوکر کہنے لگے کہ اے خرگوش تو کچھ ہی سہی مگر ایسا کام کر گذرا ہے کہ ہم سب کی جان تجھپر قربان ہے۔ دست بردی بمعنے غلبہ یافتی اور دست و بازویت درست نخچیرون کی زبان سے جملہ دعائیہ ہے یعنے اے خرگوش چونکہ تو نے شیر پر غلبہ پایا ہے اسلیے ہم دعا کرتے ہین کہ خدا کرے ترے دست و بازو توانا اور سالم رہین۔

	راند حق این آب را در جوے تو	آفرین بر دست و بر بازوے تو
ترجمه	مشکل آسان تو نے کی اے ہمنشین	دست و بازو پر ترے صد آفرین

شرح آب در جوے راندن بعد زوال دولت کامیاب ہونے اور مشکل کام کو آسان کرنے کے معنون مین مستعمل ہے یعنی اے خرگوش تیرے دست و بازو پر آفرین کہ تو نے شیر کو ہلاک کرکے ہماری مشکل آسان کردی

	باز گو تا قصه درمانها شود	باز گو تا مرهم جانها شود
ترجمه	ہمسے کہدے قصہ تا درمان بنے	فرحت دل مرہم ہر جان بنے

شرح۔ نخچیر کہتے ہین کہ اے خرگوش ہلاکت شیر کا قصہ ہمین سنادے تاکہ یہ علاج روحانی بنکر ہمارے لیے باعث قوت ہو کیونکہ دشمن کا ہلاک ہوجانا حسب قاعدہ فطرت بہت سی قوتون کو بڑہا دیتا ہے۔

	باز گو تا چون سگالیدی بمکر	آن عوان را چون بمالیدی بمکر
ترجمه	ہمسے کہدے مکر تو نے کیا کیا	کسطرح ظالم کو بیجان کردیا

شرح عوان بتشدید واو بمعنے سخت گیر و ظالم یہان بضرورت شعر مخفف ہے اور سگالیدن بمعنے سوچنا ہے

	باز گو کز ظلم آن استم نما	صد هزاران زخم دارد جان ما
ترجمه	قصہ کہدے کیونکہ اُسکے ظلم سے	جان اور دل مین ہزارون زخم تہے

	بازگو آن قصہ کان شادی فزاست	روح مارا قوت و دل را جان فزاست
ترجمہ	کہدے سب قصہ کہ ہے شادی نما	سر بسر ہے قوت روح و جان فزا

شرح۔ پہلے مصرع مین لفظ فرا بر وزن سرا بمعنے پیش و نزدیک و بالا ہے اور یہ کلمہ تحسین کلام کے لیے اکثر زائد بھی آتا ہے چنانچہ فرارسید و فراگذشت پس اس مصرع من اگر کلمہ فرا فارسی لفظ ہے تو زائد ہے اور مطلب یہ ہے کہ اے خرگوش شیر کی ہلاکت کا قصہ ہمارے لیئے سراسر شادی ہے اور اگر لفظ فراعربی ہے تو بمعنے گورخر ہے یعنے قصۂ ہلاکت شیر باعث شادی گورخر ہے۔ گورخر سے مراد نخچیر ہے۔

	گفت تائید خدا بود اے مہان	ورنہ خرگوشے چہ باشد در جہان
ترجمہ	بولا وہ تہی سب یہ تائید خدا	ورنہ ایک خرگوش کی ہستی ہے کیا
	قوتم بخشید و دل را نور داد	نور دل مرد است و پا را زور داد
ترجمہ	دل کو نور و زور دیتا ہے خدا	اور نور دل ہے زور دست و پا

شرح۔ یعنے خرگوش نے جانورون سے اپنی تعریف سنکر یہ کہا کہ مین ایک بندۂ ضعیف ہون یہ کام محض خدا کی مدد سے ہوا ہے اُسنے مجھے قوت بخشی اور میرے دل کو تدبیر کا نور عنایت فرمایا۔ نکتہ یہان سے ثابت ہوتا ہے کہ سالک پر نفس رہائی پانے کے بعد واجب ہے کہ مُرشد سے اس رہائی کی تدبیر کا سوال کرے تاکہ کسی وقت اپنے مریدونکو نجات دلا سکے لیکن اپنی تدبیر پر نازان نہو اور حل مشکلات کو تائید خداوندی سمجھے۔

	پند دادن خرگوش نخچیر ان را کہ از مردن خصم شاد مشوید
ترجمہ	خرگوش کا نخچیرون کو بطور نصیحت یہ کہنا کہ دشمن کے مرنے سے خوش نہونا چاہیئے

	از بر حق میرسد تفضیلہا	باز ہم از حق رسد تبدیلہا
ترجمہ	حق سے یہ تفضیل ہوتی ہے عیان	اُسمین ہو جاتی ہین پھر تبدیلیان

شرح یعنے خرگوش کہتا ہے کہ اے نخچیرو دشمن کے مرنے سے خوش نہو۔ کیونکہ قوت اور قدرت اور فتح و غنیمت اور دشمن پر فضیلت اللہ تعالےٰ کی جانب سے ہے لیکن وُہ جب چاہتا ہے اِس تفضیل کو تبدیل کر دیتا ہے یعنے قوی کو ضعیف اور قادر کو عاجز فتحمند کو مایوس بادشاہ کو گدائے راہ بنا دیتا ہے۔

	حق بہ دُور نوبہ این تائید را	مینماید اہل ظن و دید را
ترجمہ	حق دکھا دیتا ہے اِس تائید کو	دورۂ نوبت مین اہل دید کو

شرح۔ یعنے اللہ تعالےٰ اِس تائید اور فتحمندی کو نوبت بنوبت لوگونپر ظاہر کرتا ہے خواہ وُہ اہل ظن یعنی عام لوگ ہون یا اہل دید یعنی عارف یہ کچھ ضرور نہین کہ ہر بار عارف ہی تائید ربانی کا مستحق ٹھہرے یا ہر دفع

عام شخص فتحمند ہون بلکہ تائید فتحمندی نوبت بنوبت ہے کبھی کسی کو نصیب ہوتی ہے کبھی کسی کو چنانچہ جنگ بدر مین مسلمانون کی فتح ہوئی اور اُحد کی لڑائی مین حضرت حمزہ سمیت ستر صحابی شہید ہوے اور مسلمانون کو شکست ہوئی جسکی بابت یہ آیت اُتری وتلک الایام نداولہا بین الناس یعنے ہم فتح و شکست کے زمانے کو نوبت بنوبت لوگون مین بدلتے رہتے ہین کبھی شادی ہے کبھی غم کبھی فتح ہے کبھی شکست اسلیئے فتحمند کو مغرور نہونا چاہیے

	این بملک نوبتی شادی کن		اے تو بستہ نوبت آزادی کن
ترجمہ	نوبتی یہ ملک ہے شادی کجا		بستۂ نوبت کو آزادی کجا

شرح یعنے تو ایسے ملک و سلطنت پر جو نوبت بنوبت لوگون کو ملتا رہتا ہے شادمانی نہ کر کیونکہ یہ فانی ہے

	آنکہ ملکش برتر از نوبت تنند		برتر از ہفت انجمش نوبت زنند
ترجمہ	ملک جنکا نوبتون سے پاک ہے		اُنکی نوبت برتر از افلاک ہے

شرح۔ نوبت بالفتح بمعنے وقت و مصیبت و کرت و مرتبہ و نقارہ و خیمہ و پاس و محافظہ کو نوبت زدن آنہا جاہ و سلطنت کے معنون مین ہے یعنے جن لوگون کے لیئے کارخان قضا و قدر نے ایسا ملک مقرر کیا ہے جو نوبت اور گردش ایام سے برتر اور بالکل پاک ہے (یعنی ملک معانی و جہان عقبے جسکو گردش فلک متغیر نہین کرسکتی) ایسے لوگون کی نوبت سبعہ سیارہ سے اوپر بجائی جاتی ہے انکے ڈنکے عرش تک بج گئے ہین انکا مرتبہ سبعہ سیارہ سے بالاتر ہے یہی سبب ہے کہ اُنکے مراتب کو تغیر اور نوبت کی مصیبت نہین پہنچتی پہلے مصرع مین نوبت بمعنے گردش ہے اور دوسرے مین بمعنے مرتبہ و اظہار جاہ

	برتر از نوبت ملوک باقیند		دور دایم روحہا را ساقیند
ترجمہ	ایسے شاہنشاہ ہین باقی مدام		اور ہین ارواح کے ساقی مدام

شرح یعنے وہ لوگ جنکی سلطنت نوبت اور گردش فلک سے محفوظ ہے بادشاہ ملک بقا ہین باسبب فنا وجود ظاہری ہمیشہ باقی رہنے والے ہین اور تمام طالبین و مومنین کی ارواح کو شراب عشق حقیقی پلاتے رہتے ہین اُنہون نے فیضان انوار شریعت و معرفت کی سبیل لگا رکھی ہے بعض نسخون مین روحہا را ساقیند ہے یعنی انکی روحین ساقی ازل کے ساتھ ساتھ ہین اور ملک معانی کے بادشاہ انبیا یا اولیا ہوتے ہین۔

	چون بنوبت می دہند این دولت		از چہ شد پر باد آخر سلطنت
ترجمہ	ہے فنا دولت کو اے نادان تی		کیلیئے چڑہنے لگین سو پھین تری
	ترک این شرب ار بگوئی کے دہد		ترکنی اندر شراب خلد پوز
ترجمہ	ترک دنیا جو کرے وہ کیا کرے		ہو شراب خلد سے چہرہ فروز

شرح یعنے جب ملک باری باری لوگون کو ملتا ہے تو اے دولتمند تو کس بات پر مغرور ہے دنیا چند روزہ ہے اسکو چہوڑ اور شراب خلد (طاعت الٰہی) سے اپنا چہرہ روشن کر پوز بینی چہار پایان و چہرۂ بہائم یہان مطلق منہ مراد

	یکدو روزے چہ کہ دنیا ساعتے است	ہر کہ ترکش کرد اندر راحتے است
ترجمہ	کیسے دو اکدن کہ اک ساعت ہے یہ	چہوڑنے سے موجب راحت ہے یہ
	معنی الترک راحۃ گوش کن	بعد ازان جام بقا را نوش کن
ترجمہ	معنی الترک راحۃ سن ذرا	اور پی لے بعد ازان جام بقا
	با سگان بگزار این مردار را	خرد بشکن دیدۂ پندار را
ترجمہ	چہوڑ دے بہر سگان مردار کو	چہوڑ دے اس دیدۂ پندار کو

شرح۔ یعنی پہلے ہمنے دنیا کو چند روزہ کہدیا تہا اب یہ کہتے ہین کہ یہ تو ایک ساعت ہے جسکا چہوڑنا سراسر راحت ہے تو بزرگون کے اس مقولہ پر کہ ترک الدنیا راحۃ اچہی طرح غور کر اور اس مردار کو کتون (طالبان دنیا) کے حوالے کر دے اور اپنی آنکہون کو پہوڑ ڈال جنسے تجہے ہستی دنیا نظر آرہی ہے

	تفسیر رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر
ترجمہ	اس قول کی تفسیر کہ ہمنے چہوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف رجوع کیا ہے

شرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مع صحابہ ایک جہاد سے فتحمند ہو کر تشریف لائے اور بعض صحابہ کو طاعت و ریاضت مین مشغول دیکہکر فرمایا کہ یہ کیا کر رہے ہو انہون نے عرض کیا کہ ہم چہوٹے جہاد سے فارغ ہو کر بڑے جہاد مین مشغول ہین کفار سے جنگ کرنی اسلیئے چہوٹا جہاد ہے کہ اسمین مقابل آنکہون سے نظر آتا ہے اور اسکو مار ڈالنا آسان ہے اور ریاضت و نفس کشی اسلیئے جہاد اکبر ہے کہ اسمین نفس اور اسکا مصاحب یعنی شیطان دونو غیر محسوس ہین اور چہپے ہوے دشمن پر حملہ کرنا اور اسے مار ڈالنا نہایت مشکل ہے اور یہ ساری داستان مولانا کی زبان سے خرگوش کا مقولہ ہے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ نفس کشی دشمن کشی سے مشکل ہے

	اے مہان کشتیم ما خصم برون	ماند خصمے زان بتر در اندرون
ترجمہ	ہو گیا مغلوب گو خصم برون	ہے مگر سینہ مین خصم اندرون

شرح۔ اے مہان کا خطاب نخچیرون کی طرف ہے خرگوش کہتا ہے کہ اے جانورون اگرچہ ہمنے ظاہری دشمن یعنے شیر کو مار ڈالا ہے مگر سینہ مین ایک باطنی دشمن (نفس امارہ) موجود ہے اسکے مارنے کی کیا تدبیر ہے

فائدہ بخاری مین یہ حدیث موجود ہے افضل الجہاد ان یجاہد الرجل نفسہ یعنے سب سے بڑا جہاد یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس پر جہاد کرے دوسری حدیث ہے اعدائے عدوک نفسک التی بین جنبیک یعنے سب سے بڑا دشمن تیرا

نفس ہے جو ترے پہلو مین ہے مطلب کہ حقیقی جہاد یہی ہے کہ آدمی نفس کشی کرے

	کشتن این کار عقل و ہوش نیست	شیر باطن سخرۂ خرگوش نیست
ترجمہ	یہ نہین مرتا ہے عقل و ہوش سے	شیر ہے دیتا نہین خرگوش سے

شرح۔ یعنے نفس کا مارنا عقل و ہوش اور اپنی تدبیر کا کام نہین ہے۔ ورنہ ہر مدبر و عاقل عارف بنجاتا ہے بلکہ نفس کشی کے لیئے خدا کے فضل اور مرشد کامل کی توجہ اور شمشیر باطن کی ضرورت ہے شیر نفس خرگوش تدبیر سے مغلوب نہین ہوتا

	دوزخ ست این نفس و دوزخ اژدہاست	کو بدریاہا نگردد کم و کاست
ترجمہ	نفس اک دوزخ ہے دوزخ اژدہا	کم نہین ہوتی جو دریا سے ذرا

شرح یعنے نفس منبع دوزخ ہے۔ کیونکہ دوزخ آلات عذاب (سانپ بچھو آگ وغیرہ) سے پُر ہے اور یہ سب چیزین گناہون کی تصویرین ہین۔ اور گناہ نفس امارہ کی شامت سے صادر ہوتے ہین نتیجہ یہ نکلا کہ نفس بشکل اژدہائے دوزخ ہے جسکے منہ سے ایسے شعلے نکل رہے ہین جو چند در چند دریاؤن کے پانی سے بہی نہین بجہ سکتے یا یہ معنے ہین کہ نفس امارہ دوزخ کی صورت مین پیدا ہوا ہے چنانچہ دوزخ کے سات درجون کی طرح نفس امارہ مین بہی سات بُری صفتین موجود ہین کبر حرص شہوت حسد غضب بخل حقد اہل باطن کے نزدیک دوزخ کے ساتون درجے یہی ہین۔ اسصورت مین یہ معنے ہوے کہ نفس امارہ خود ہی دوزخ ہے

	ہفت دریا را در آشامد ہنوز	کم نگردد سوزش آن خلق سوز
ترجمہ	سات دریا نوش کرلے اور ہنوز	ہے اُسی صورت سے گرم و خلق سوز

شرح۔ یہان سے دوزخ کا بیان شروع ہوا ہے اور مطلب یہ ہے کہ دوزخ کی آگ سات دریا کے پانی سے بہی ٹھنڈی نہوگی

	سنگہاؤ کافران سنگدل	اندر آیند اندر او زار و خجل
ترجمہ	پتہر اور کفار ہین جو سنگدل	گر پڑینگے نار مین ہو کر خجل

شرح۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے فاتقوا النار التی وقودہا الناس والحجارہ یعنی اُس آگ سے ڈرتے رہو جسکا ایندہن آدمی اور پتہر ہین اور جو کافرون کے لئے تیار کی گئی ہے۔

	ہم نگردد ساکن از چندین غذا	تا ز حق آید مر او را این ندا
ترجمہ	پہر بہی ناکافی رہیگی یہ غذا	آئیگی پہر حق کی جانب سے ندا
	سیر گشتی سیر گوید نے ہنوز	اینت آتش اینت تابش اینت سوز
ترجمہ	بہر گئی ہے تو؟ کہے گی وہ نہین	گرچہ یہ تابش ہے ربّ العالمین

شرح۔ مصرعہ آخر مولانا کا مقولہ ہے اور اینت کلمہ تعجب ہے بمعنے زہے یعنی اسقدر پتہرون اور کافرون کو

کہا کہ ہی جب دوزخ کا پیٹ بھریگا تو اللہ تعالے کی طرف سے ندا آئیگی کہ کیا تو سیر ہوگئی ہے دوزخ جواب دیگی کہ ابھی سیر نہین ہوئی ایخاطب تعجب کا مقام ہے کہ اسقدر آگ اور اسمین موجود ہو اور پھر دوزخ کا پیٹ نہ بھرے۔

	حاملے را لقمہ کرد دوزخ کشید		معدہ اش نعرہ زنان ہل من مزید
ترجمہ	کرلیا ہے ایک عالم کو کشید		اور پھر ہے نعرہ زن ہل من مزید

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے یوم نقول لجہنم ہل امتلأت وتقول ہل من مزید یعنے ہم جہنم سے پوچھینگے کہ کیا تیرا پیٹ بھر گیا اور وہ یہ کہیگی کہ کیا میرے لیے کچھ اور زیادہ ہے مطلب یہ کہ دوزخ ہمیشہ زیادہ طلبی کرتی رہیگی

	حق قدم بروے نہد از لامکان		آنگہ او ساکن شود از کن فکان
ترجمہ	آخرش رکھیگا حق اپنا قدم		کن فکان سے نار پر ہوگا کرم

شرح۔ حدیث کی کتابون مین انس رض سے مروی ہے کہ رسول علیہ الصلوۃ فرماتے ہین لا تزال جہنم تقول ہل من مزید حتے یضع فیہا رب العزۃ قدمہ فتقول قط قط وعزتک یعنی دوزخ ہمیشہ اپنی خوراک زیادہ زیادہ طلب کرتی رہیگی یہانتک کہ رب العزۃ اسمین اپنا قدم رکھدیگا۔ اسوقت دوزخ یہ کہیگی کہ اے رب تیری عزت کی قسم بس بس میرا پیٹ بھر گیا نکتہ قدم کی تفسیر مین اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ قدم علم الٰہی مین ایک مخلوق کا نام ہے اور قدمہ کی اضافت تعظیمی ہے جیسا کہ اضافت روح اللہ اور مولانا جامی نے قدم سے انسان کامل مراد لیا ہے کیونکہ جسطرح قدم آخر الاعضا ہے اسیطرح انسان کامل فکر اخروی مین تمام ہوجاتا ہے اسکے نور کو دیکھکر دوزخ یہ کہیگی یا مومن ان نورک اطفأ ناری اے مومن تیرے نور نے میری آگ کو بجھادیا مجھے اب بھوک نہین رہی یا قدم سے مراد وہ اسمار ذلت ہین کہ سوائے نار کے اور کوئی شے انکا مظہر نہین بن سکتی مثلاً اللہ تعالے اپنے اسم جبار کے سات ظہور کرکے دوزخ کی بھوک مٹادیگا کیونکہ سمائے جلالی اشیا کے مٹا ڈالنے کا خاصہ رکھتے ہین یا قدم سے مراد

	چونکہ جزو دوزخ ست ایں نفس ہا		طبع کل دارد ہمیشہ جزو ہا
ترجمہ	نفس ہے دوزخ کا جزو اے پرشگاف		اور جزو کو میل ہے کل کی طرف

شرح یعنی چونکہ قوات نفسانیہ (جو مطلوبہ بالنفس ہین) جزو دوزخ ہین اسلیئے نفس بھی دوزخ کا ایک جزو ہے اور جزو ہمیشہ کل کی طرف میل رکھتا ہے مطلب یہ کہ نفس انسان کو دوزخ کی طرف کھینچتا ہے نعوذ باللہ منہا۔

	این قدم حق را بود کو را کشد		غیر حق خود کہ کمان او کشد
ترجمہ	قتل اسکا فضل حق ہے بیگمان		کون کھینچے غیر حق اسکی کمان

شرح پہلے مصرع مین کشد بضم الکاف ہے اور دوسرے مین بالفتح اور کمان کشیدن بمعنے مقابل شدن و ہلاک ساختن ہے اور قدم بمعنے قدرت یعنی یہ قدرت صرف اللہ تعالے ہی مین ہے کہ جسطرح اپنے قدم سے دوزخ کی آگ بجھادیگا

اسی طرح تیرے نفس امّارہ کو ہلاک کر کے مطمئنہ بنا دیگا۔ اور جب تک اسکا فضل شامل حال نہوگا تدبیر بیکار ہے

	در کمان نہ نہند الا تیر راست	این کمان را باژگون کژ تیرہاست
ترجمہ	کام دیسکتا نہین ناراست تیر	تیر ہین ٹیڑھے ترے اے دلپذیر

شرح۔ باژگون صفت کمان ہے اور کژ صفت تیر اور ٹیڑھی کمان سے نفس امّارہ مراد ہے اور ناراست تیر سے عقل و تدبیر یعنے عقل دنیوی اور تدبیر معاش سے نفس کشی نہین ہو سکتی۔ کیونکہ یہ ٹیڑھے اور نکمے تیر ہین

	راست شو چون تیر وارہ از کمان	کز کمان ہر راست بجہد بیگمان
ترجمہ	اس کمان سے راست ہو ہو کر نکل	راستی ہے راہبر اے پر خلل

شرح یعنے نفس کی ٹیڑھی کمان سے تیر کی طرح سیدھا ہو کر نکلجا۔ اسوقت تو کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست کا مصداق ہو جائیگا

	چونکہ واگشتم ز پیکار برون	روے آوردم بہ پیکار درون
ترجمہ	ہو چکی ہے ختم پیکار برون	اور اب ہے فکر پیکار درون
	قد رجعنا من جہاد الاصغریم	یا نبی اندر جہاد اکبریم
ترجمہ	کر چکے ہین ہم جہاد اصغری	اب ہین مشغول جہاد اکبری

شرح یہ شعر مقولہ خرگوش ہین یعنی اے نخچیرو ہم جہاد اصغر سے فارغ ہو کر جہاد اکبر مین مشغول ہین اور صحابہ کے اس قول کے مصداق ہین کہ قد رجعنا من جہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر اسکی شرح اوپر گذر چکی ہے۔

	قوت از حق خواہم و توفیق لاف	تا بسوزن بر کنم این کوہ قاف
ترجمہ۔	چاہتا ہون حق سے مین توفیق لاف	تا کہ سوزن سے اکھاڑون کوہ قاف

شرح۔ تتمہ مقولہ خرگوش اور توفیق لاف سے نفس امّارہ پر قادر ہونا مراد ہے اور سوزن سے ہستی ضعیف اور کوہ قاف سے مکر نفس یعنے مین خدا سے اس بات کی توفیق چاہتا ہون کہ باوجود ضعف مجھے نفس امّارہ پر غالب کر دے

	سہل شیرے دان کہ صفہا بشکند	شیر آنست آنکہ خود را بشکند
ترجمہ	وہ نہین ہے شیر جو ہو صف شکن	خود شکن ہے شیر اے مردان فن

شرح یعنے کوئی شیر اگر صفون کو لٹا دے تو یہ کام اسکے نزدیک نہایت آسان ہے اسکو فی الواقع شیر نہین کہتے بلکہ شیر وہ ہے جو اپنے نفس امّارہ کو مار ڈالے حضرت ذوق دہلوی علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا ہے ؎

بڑے موذی کو مارا نفس امّارہ کو گر مارا ۔ نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

	تا شود شیر خدا از عون او	وا رہد از نفس و از فرعون او
ترجمہ	شیر ہو جاتا ہے حق کی عون سے	چھوٹتا ہے نفس اور فرعون سے

شرح یعنے آدمی نفس کشی کرکے مدد غیبی سے شیر خدا بنجاتا ہے اور نفس و شیطان سے رہائی پاتا ہے۔ عون اور فرعون بلا اضافت ہین۔ اور دونو مصرعون مین ضمیر آو نفس امارہ کے قاتل کی طرف راجع ہے اور اگر مع الاضافت ہن تو دونو ضمیرین خدا کی طرف راجع ہین اور فرعون خدا یعنے منکر احکام خدا سے شیطان مراد ہے

آمدن رسول قیصر روم نزد عمر و دیدن او کرامات عمر رضی اللہ عنہ

آمدن رسول قیصر روم نزد عمر

ترجمہ بادشاہ روم کے پیغامبر کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آنا اور اُنکی کرامتین دیکھنا

	در بیان این مثنوی یک قصہ	تا بری از سر گفتم حصہ	
ترجمہ	آسنائین ہم تجھے اک داستان	تا کہ ہو معلوم سر کا راستان	

شرح ممکن ہے کہ یہ قصہ بھی مولانا کی زبان سے خرگوش ہی کا مقولہ ہو یعنی اگر تجھے یہ معلوم کرنا ہو کہ شیر فی الواقع وہی ہے جسنے نفس امارہ کو مار ڈالا ہے تو اس قصہ کو سُن اور حصہ معرفت و اسرار حاصل کر۔

	بر عمر آمد ز قیصر یک رسول	در مدینہ از بیابان نغول	
ترجمہ	سنتے ہین قیصر کا ایک پیغامبر	دور سے آیا پیئے دیدِ عمر	

شرح نغول۔ عمین و دور و دراز و قیصر لقب شاہان روم اور مدینہ سے مراد شہر مدینہ یعنے دار ہجرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور اس ساری حکایت کا نتیجہ یہ ہے کہ حضرت عمر نفس کشی کے سبب شیر خدا بنگئے ہے

	گفت کو قصر خلیفہ اے حشم	تا من اسپ و رخت را آنجا کشم	
ترجمہ	اور کہا قصر خلیفہ ہے کہان	تا کہ مین اسباب لیجاؤن وہان	

شرح چونکہ یہ پیغامبر روم کے بادشاہ کا مصاحب اور اُسکے محل اور شان و شوکت دیکھے ہوے تہا اور حضرت عمر کی خلافت بھی مشہور تہی اسلیئے اُسنے خیال کیا کہ حضرت عمر بھی اونچے اونچے محل اور بڑے بڑے سامان رکھتے ہونگے حالانکہ یہان دنیوی امارت اور عالیشان عمارت کا نام و نشان بھی نہ تہا۔

	قوم گفتندش کہ او را قصر نیست	مر عمر را قصر جان روشنیست	
ترجمہ	لوگ بولے قصر وہ رکھتے نہین	قصر جان ہے اُنکا گہر اے مرد دین	
	گرچہ از میری ورا آوازہ ایست	ہمچو درویشان مر او را کارہ ایست	
ترجمہ	گو امارت کا بلند آوازہ ہے	پر عمارت کی جگہ اک کارہ ہے	

شرح کارہ فقیرون کی جھونپڑی جو لکڑی نے یا گھاس پھونس سے بنالیتے ہین یعنی اُس پیامبر سے جواب دینے والون نے یہ کہا کہ حضرت عمر کوئی عالیشان محل نہین رکھتے بلکہ اُنکا محل قصر جان روشن ہے جسکی تعمیر نور خداوندی سے ہوئی ہے قصر جان سے حضرت عمر کا دل مکان اور مرتبہ مراد ہے جو اللہ کے نزدیک تہا۔

	اے برادر چون بہ بینی قصر او		چونکہ در چشم دلت رستست مو
ترجمہ	قصر اُنکا تجکو کیا آئے نظر		چشم دل مین بال اُگے ہین سر بسر
	چشم دل از موے علت پاک آں		وانگہان دیدار قصرش چشم دار
ترجمہ	چشم دل کو اس مرض سے پاک کر		تا نظر آئے تجھے قصر عمر

شرح۔ یہ شعر یا تو بطور نصیحت مولانا کا مقولہ ہے یا جواب دینے والون کا یعنی اے برادر تجھے قصر عمر کیونکر دکھائی دے گا۔ کیونکہ قصر جان ظاہری آنکھون سے نہین دکھائی دیتا بلکہ دل کی آنکھون سے دکھائی دیتا ہے اور تیرے دل کی آنکھون مین ہوا و ہوس اور اخلاق ذمیمہ کے بال نکل آئے ہین جس سے قصر عمر دکھائی نہین دیتا فائدہ بال سے مراد بربال ہے جو آنکھون مین ایک قسم کا مرض ہوتا ہے اور آدمی کو ضعیف البصر بنا دیتا ہے اشخص جب تک تو بربال کی بیماری سے اچھا نہو گا مکان اور مرتبۂ عمر کو ہرگز نہ دیکھہ سکیگا جسکی نسبت صحیح حدیث مین وارد ہے۔ ان الحق ینطق علے لسان عمر اس حدیث کی تشریح پہلے گذر چکی ہے۔

	ہر کرا ہست از ہوس ہا جان پاک		زود بیند حضرت و ایوان پاک
ترجمہ	جو کہ رکھتا ہے ہوس سے جان پاک		دیکھہ سکتا ہے وہی ایوان پاک

شرح۔ حضرت سے تجلی ذات حق اور ایوان سے اُسکا علو مکان مراد ہے یعنی جس شخص کی جان دنیوی ہوس سے پاک ہے وہ تجلی ذات اور بلندی مرتبۂ الٰہی کو بہت جلد دیکھہ سکتا ہے۔

	چون محمد پاک شد از نار و دود		ہر کجا رو کرد وجہ اللہ بود
ترجمہ	ہے محمد پاک نار و دود سے		اور خوش ہے جلوہ معبود سے

شرح۔ نار سے نار شہوت و غضب اور آتش حرص و حسد اور دھوئین سے کدورت و بشریت اور حب ماسوے اللہ مراد ہے جب یہ مذموم صفتین زائل ہو جاتی ہین تو متعینات (موجودات) عالم مین علے الاطلاق جلوۂ شاہد حق نظر آنے لگتا ہے۔ اور پھر کوئی شئے مانع دیدار نہین ہوتی اور یہ حال ہو جاتا ہے کہ جدہر دیکھتا ہون اُدہر تو ہی تو ہے

	چون رفیقی وسوسہ بد خواہ را		کے بہ بینی تم وجہ اللہ را
ترجمہ	وسوسہ بد ہے نہ رکھہ بد خواہ کو		تاکہ دیکھے تم وجہ اللہ کو

شرح۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے ولہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ یعنے مشرق اور مغرب خدا کی ملک ہے پس تم جسطرف متوجہ ہوگے خدا کا منہ (یعنے ذات خدا جو مکان سے منزہ ہے اُسیطرف ہوگا یعنی اُسکا جلوہ تمام متعینات مین نظر آسکتا ہے بشرطیکہ آدمی دنیوی وسوسون سے جو مانع دیدار ہین بالکل پاک رہے افسوس دنیاوی وسوسون کے کانٹے جو چشم دل مین چبھے ہوے ہین انسان کو اُسکے دیدار سے محروم رکھتے ہین۔

	ہر کرا باشد ز سینہ فتح باب		اورز ہر ذرہ بہ بیند آفتاب
ترجمہ	غیب سے ہے جس کسیکو فتح باب		ذرہ مین وہ دیکھتا ہے آفتاب

شرح یعنی جسکو کشف الٰہی اور نور حقانی بشرح صدر معنوی حاصل ہے وہ ہر متعین مین جلوۂ ذات کا مشاہدہ کرسکتا ہے

	حق پدیدست از میان دیگران		ہمچو ماہ اندر میان اختران
ترجمہ	حق ہے ظاہر درمیان دیگران		صورت مہ درمیان اختران

شرح یعنی حق متعینات مین اسطرح جلوہ گر ہے جسطرح چاند تارون مین یا آفتاب ذرون مین لیکن دیکھنے کو چشم بینا چاہیے

	دو سر انگشت بر دو چشم نہ		ہیچ بینی از جہان انصاف دہ
ترجمہ	دونو آنکھون پر دو انگلیان		ہیچ بتا کیا دیکھ سکتا ہے میان

شرح - اس شعر مین معقول کو محسوس سے یا چشم باطن کو چشم ظاہری کی حالت سے تشبیہ دیگئی ہے یعنے اے مخاطب اپنی دونو آنکھون پر دو انگلیان رکھ لے اور پھر تو ہی انصاف سے بتا کہ ایسی حالت مین کیا خاک نظر آئیگا اسیطرح نفس امارہ نے دل کی آنکھ پر انگلی رکھ لی ہے اور دیدار الٰہی سے بالکل محروم کردیا ہے۔

	ور نہ بینی این جہان معدوم نیست		عیب جز انگشت نفس شوم نیست
ترجمہ	اس سے ہوتا ہے جہان معدوم کب		نفس کی انگشت کا ہے عیب سب

شرح یعنی اگر آنکھ پر انگلی رکھ لینے سے تجھے کچھ نہ دکھائی دے تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ سارا جہان منسیت و نابود ہوگیا ہے۔ بلکہ یہ انگلی رکھنے والے کا قصور ہے علے ہذا القیاس اگر متعینات مین جلوۂ خاص نظر نہ آئے تو اس سے جلوہ کا معدوم ہونا ثابت نہین ہوتا بلکہ یہ نفس امارہ کا عیب ہے کہ اُسنے دل کی آنکھ پر انگلی رکھ لی ہے نفس منحوس کو انگشت اسلیئے کہا گیا کہ یہ چشم دل کو مشاہدۂ ذات سے روک لیتا ہے۔

	نور چشم انگشت را بردار ازین		وانگہانے ہر چہ میخواہی ببین
ترجمہ	آنکھ سے انگلی اُٹھا اے نور چشم		اور سب کچھ دیکھ لے بے عیب وچشم

شرح - یعنے اپنی چشم دل سے غفلت کا پردہ اور ہوا و ہوس کی انگلی اُٹھا دے ہر شے مین جلوۂ خاص نظر آنے لگیگا

	نوح را گفتند امت کو ثواب		گفت او ز انسوی استغنا جواب
ترجمہ	نوح سے پوچھی گئی راہ ثواب		جسنے ڈالے اہل امت نے حجاب
	روے و سر در جامہا پیچیدہ اند		لاجرم با دیدۂ نادیدہ اند
ترجمہ	روئے و سر ڈھانکا انہون نے سر بسر		ہوکے بینا بنگئے سب کور و کر

شرح - یہ مضمون سابق کی تمثیل ہے بطور تائید مضمون یعنی حضرت نوح سے جب انکی قوم نے پوچھا کہ ثواب

کہان سے آتا ہے اور کس ذریعے سے حاصل ہوتا ہے آپنے فرمایا کہ خدا کی جانب سے آتا ہے اور توحید و رسالت پر ایمان لانے سے حاصل ہوتا ہے یہ سنتے ہی اُنہون نے اپنے کپڑون کو اپنا پردہ بنالیا یعنے دل کی آنکھون پر جہل اور غفلت کا پردہ ڈال لیا اور آنکھون والے ہوکر اندھے بنگئے ۔ اسیلئے طب یہی حال تیرا ہے کہ پردہ غفلت نے تجھے اندھا بنا رکھا ہے یہ شعر اسی آیت کی طرف اشارہ ہے جعلوا اصابعھم فی آذانھم واستغشوا ثیابھم یعنے حضرت نوح فرماتے ہین کہ جب میںے اپنی اُمت کو توحید کی طرف بلایا تو اُنہون نے اپنے کانون مین انگلیان کرلین اور اپنے کپڑون کو پردہ بنالیا پردہ سے مراد وہی غفلت ہے جو دل کا پردہ بنی ہوئی ہے

آدمی دید ست باقی پوست است		وید آنست آنکہ دید دوست است	
ترجمہ آدمی ہے دید باقی پوست ہے		دید وہ ہے جو کہ دید دوست ہے	

شرح ۔ یعنے انسان کامل وہی ہے جو چشم حقیقت بین رکھتا ہو اور صاحب دید حق ہو اسکے سوا سب بیمغز ہین

چونکہ دید دوست نبود کور بہ		دوست کو باقی نباشد دور بہ	
ترجمہ یہ نہو تو آنکھہ خود بے نور ہو		دوست جو فانی ہو یارب دور ہو	

شرح یعنے جس آنکھہ کو دید حق مدنظر نہو خدا کرے پھوٹ جائے اور عاشقون سے فانی چیز ونکی دوستی چھوٹ جائے

چون رسول روم این الفاظ تر		در سماع آورد شد مشتاق تر	
ترجمہ سنکے ان الفاظ کو پیغامبر		ہو گیا مشتاق دیدار عمر	

شرح ۔ الفاظ تر ۔ خوشگوار باتین جو رسول قیصر نے حضرت عمر کی تعریف مین سُنی تہین دوسرے مصرع مین ترجمہ ہے

دید را بر جست عمر گمگشت		رخت را و اسپ را اصلا گذاشت	
ترجمہ سو سو جو یان و حیران سر بسر		اسپ اور اسباب اپنا چھوڑ کر	
ہر طرف اندر پئے آن مرد کار		میشدے پرسان او دیوانہ وار	
ترجمہ ہر طرف بہر تلاش مرد کار		پھر رہا تھا نامہ بر دیوانہ وار	

شرح ۔ مثنوی مین اکثر جگہ ضرورت شعر کے لیے عمر کو عمرؔ لکھا گیا ہے اور مرد کار سے مراد یہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہین

کاینچنین مردے بود اندر جہان		وز جہان ماند جان باشد نہان	
ترجمہ یعنے ایسا مرد ہو زیب جہان		اور جہان سے صورت جان ہو نہان	

شرح ۔ یعنی پیغامبر حضرت عمر کا حال سنکر دل ہی دل مین یہ کہہ رہا تھا کہ ایسا شخص زمانہ کی نظر سے یون چھپا رہے

یافتن رسول قیصر روم عمر را رضی اللہ تعالے عنہ خفتہ در زیر خرما بن			
ترجمہ پیغامبر قیصر روم کا عمر رضی اللہ تعالے عنہ کو کھجور کے درخت کے نیچے سوتے ہوے پانا			

	جست او را تا شش چون بندہ شود		لاجرم جوینده یابنده شود
ترجمہ	نامہ بر کو بندگی کا قصد تہا		آخرش جوینده یابنده ہوا

شرح۔ لفظ تاش مین ضمیر شین بندہ کا مضاف الیہ ہے اور دوسرا مصرع امن جدّ وجد جسنے ڈھونڈا اُسنے پایا کا خلاصہ

	دید اعرابی زنے را او دخیل		گفت عمرتا بزیر آن نخیل
ترجمہ	ایک عورت نے کہا سُن اے دخیل		ہین عمر آرام مین زیر نخیل

شرح۔ دخیل کسی قوم مین داخل ہونے والا یا بمعنے نوادرد یا وُہ شخص جسکے دلمین خوف نے دخل کرلیا ہو۔

	زیر خرمابن ز خلقان او جدا		زیر سایه خفته بین سایه خدا
ترجمہ	ہین کھجوردن کے تلے سب سے جدا		سایہ مین سوتا ہے اک ظلّ خدا

شرح یعنے قیصر روم کے بھیجا ہوا سے ایک اعرابی کی عورت نے یہ کہا کہ جس عمر کو تو ڈھونڈتا پھرتا ہے وہ ان کھجوردن کے درختون مین پڑے سو رہے ہین۔ چونکہ حضرت عمر رحمت الٰہی اور خلیفہ برحق تھے اسلیئے انکو ظل اللہ کہا گیا

	آمد آنجا و از دور ایستاد		مر عمر را دید و در لرزه فتاد
ترجمہ	جب وُہ پہنچا دور سے یہ نقشہ تہا		خوف سے سب تن بدن مین لرزہ تہا
	ہیبتے زان خفته آمد در رسول		حالت خوش کرد در جانش نزول
ترجمہ	سونیوالے کی تہی ہیبت دہان مین		اور پھر اُسکی محبت جان مین

شرح حالت خوش سے حضرت عمر کی محبت مراد ہے یعنی قاصد کے دل مین آپکی ہیبت بھی تہی اور محبت بھی

	مہر و ہیبت ہست ضدِ یکدگر		این دو ضد را دید جمع اندر جگر
ترجمہ	ہیبت و اُلفت ہے ضدِ یکدگر		دونو ضدین جمع نہین اسمین مگر

شرح۔ اندر جگر بمعنے اندر باطن و اندر پردۂ دل یعنی مہر و خوف باوجودیکہ ضدین ہین مگر قاصد مین ایک جگہ جمع تہین

	گفت با خود من شہا را دیده ام		پیش سلطانان خوش و بگزیده ام
ترجمہ	دل سے بولا مینے تو دیکھین ہین شہا		اور اُنکا رہچکا ہون سر براہ
	از شہا نم ہیبت و ترسے نبود		ہیبت این مرد ہوشم در ربود
ترجمہ	ہیبت شاہان نہ کرتی تہی اثر		ہوش پر ان کر رہا ہے اسکا ڈر

شرح۔ خوش و بگزیدہ بمعنے نیکوکار و مختار یعنے قاصد اپنے دل مین یہ کہہ رہا تہا کہ مین سفیر بنکر بڑے بڑے بادشاہون کے دربار مین جاچکا ہون لیکن کسی کی ہیبت نے میرے دل پر اتنا اثر نہین کیا۔ جتنا اس شخص کی ہیبت نے کہ دور سے دیکھہ دیکھہ کر میرے ہوش اُڑے جاتے ہین خدا جانے یہ کس قسم کی ہیبت ہے۔

	رفتم اندر بیشۂ شیر و پلنگ		روئے من ایشان نگردانید رنگ
ترجمہ	مین گیا ہون جائے شیر و پلنگ		اور رہا قایم مرے چہرہ کا رنگ
	بس شدستم در مصاف و کارزار		ہمچو شیر آندم کہ باشد کارزار
ترجمہ	ہو چکا ہون مین معرکہ یا کارزار		زار ہو جاتے ہین جب مردان کار

شرح لفظ ہمچو شیر پہلے مصرع سے متعلق ہے۔ یعنی مین شیر بنکر ایسے موقعہ پر لڑا ہون کہ جہان دوسرے کا حال معلوم

	بسکہ خوردم بس زدم زخم گران		دل قوی تر بودہ ام از دیگران
ترجمہ	کھائے ہین مارے ہین صدہا زخم گران		بے ہراس و بیغم و بیخوف جان
	بے سلاح این مرد خفتہ بر زمین		من ہیبت اندام لرزان چیست ازین
ترجمہ	یہ جو سوتا ہے پڑا بے زیر درخت		اس سے ہیبت اندام مین لرزہ ہے سخت

شرح۔ ہفت اندام بدن کے سات حصے سر۔ سینہ۔ پشت۔ دونو ہاتھ۔ دونو پانو۔ یا آنکھ۔ کان۔ زبان۔ پیٹ۔ فرج۔ ہاتھ۔ پانو۔ یا دماغ۔ دل۔ جگر۔ معدہ۔ کلیجہ۔ پھیپھڑا۔ یہ ہفت اندام ظاہر ہین اور یہ باطن خلاصہ یہ کہ قاصد حضرت عمر کو دور ہی سے دیکھکر لرز گیا۔ اور اپنے دل مین کہنے لگا کہ مینے بڑے بڑے معرکہ دیکھے اور کہین نہین ڈرا۔ لیکن اس بے ہتھیار اور زمین پر سونے والے (حضرت عمر) کا رعب مجھپر غالب کیون ہو گیا ہے

	ہیبت حق ست این از خلق نیست		ہیبت این مرد صاحب دل ز نیست
ترجمہ	ہیبت حق ہے نہین یہ رعب خلق		یہ نہین ہے رعب مرد اہل دلق

شرح۔ یہ شعر قاصد کا مقولہ ہے اور اُسنے اپنی حیرت کا جو ہیبت عمرؓ کے سبب طاری تھی آپ جواب دیا یعنی یہ ہیبت۔ اس گدڑی پہننے والے (حضرت عمر) کی نہین ہے بلکہ ہیبت حق ہے کہ مظہر عمر مین ظاہر ہوئی ہے اور یہ اسلئے کہ یہ شخص متخلق باخلاق اللہ معلوم ہوتا ہے۔

	ہر کہ ترسید از حق و تقوے گزید		ترسد از وے جن و انس و ہر کہ دید
ترجمہ	حق سے ڈر کر جو کرے تقوے کی جنس		اُس سے ڈرتے رہتے ہین سب جن و انس

شرح۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے اور اس حدیث کی طرف اشارہ ہے من خاف اللہ خافہ کل شئے و من خاف غیر اللہ خوفہ اللہ عن کل شئے۔ یعنی خوف خدا رکھنے والے سے ہر شئے ڈرتی ہے اور جو غیر اللہ سے ڈرتا ہے خدا اُسے ہر چیز سے ڈرا دیتا ہے۔ نکتہ تقوے یعنے پرہیزگاری کے کئی مرتبے ہین اول شرک خفی و جلی سے بچنا دوم حرام اور شبہ کی چیزون سے الگ رہنا سوم جمیع ماسوی اللہ سے پرہیز کرنا۔ لیکن شرک جلی و خفی باعتبار مراتب الگ الگ ہے کفر کرنا عوام کے حق مین شرک جلی ہے اور زبان سے اقرار توحید کرکے دل کو غیر اللہ مین مشغول رکھنا شرک خفی ہے

مگر عوام کا شرکِ خفی خواص کے حق مین شرک جلی ہے نیز دنیا اور اسکے اسباب کی طرف متوجہ ہونا خواص کے حق مین شرک خفی ہے۔ اور یہی مرتبہ خواص الخواص کے حق مین شرک جلی ہے۔ اور حصولِ ثواب یا دفعیہ عذاب کے لیے طاعتونکا وسیلہ ڈھونڈھنا خواص الخواص کے نزدیک شرک خفی ہے۔ غرضکہ تینون مرتبون مین ایک کا شرکِ خفی دوسرے کے حق مین شرک جلی ہوجاتا ہے۔ کیونکہ نزد یکانرا بیش بود حیرانی۔

	اندرین فکرت بحرمت دست بست		بعد یکساعت عمرؓ از جا جست
ترجمہ	دست بستہ رہگیا پیغامبر		بعد چندے خواب سے اُٹھے عمر

بیدار شدن امیرؓ از خواب و سلام کردن رسول روم مر اورا

ترجمہ	امیرالمومنین حضرت عمرؓ کا خواب سے بیدار ہونا اور قاصد روم کا اُنکو سلام کرنا		
	کرد خدمت مر عمر را او سلام		گفت پیغمبر سلام آنگہ کلام
ترجمہ	باادب اُسنے کیا جھک کر سلام		کیونکہ ہے اول سلام اور پھر کلام

شرح۔ یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے السّلام ثم الکلام۔ یعنی جس سے ملو سلام کے بعد کلام کیا کرو۔

	پس علیکش گفت و او را پیش خواند		ایمنش کرد و بنزدِ خود نشاند
ترجمہ	دیکے پاسخ اور کر کے بے ہراس		اُسکو حضرت نے بٹھایا اپنے پاس

شرح۔ یعنی حضرت عمرؓ نے سلام کے جواب مین وعلیکم السلام کہا اور اُسکو تسلی دیکر اپنے پاس بٹھایا

	ہر کہ ترساند مرورا ایمن کنند		مردِ دل ترسندہ را ساکن کنند
ترجمہ	ڈرنیوالے ہی کو ایمن کرتے ہین		مردِ دل ترسان کو ساکن کرتے ہین

شرح۔ یعنے حضرت عمرؓ نے اُس قاصد کو اسلیے تسلی دی کہ خوفناک لوگ ہی تسلی دینے کے قابل ہوتے ہین۔

	لاتخافوا ہست نزل خائفان		ہست درخور ز برائے خائف آن
ترجمہ	لاتخافو ہے برائے خائفان		لائق خائف ہے یہ اے مہربان

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے اُس خوف زدہ قاصد کو اسلیے تسلی دی کہ ڈرنے والون کو خدا ہی تسلی دیگا یہ فرماتا ہے انّ الذین قالوا ربنا اللہ الے آخر الآیہ یعنے جو لوگ خدائے واحد کو اپنا رب جانکر اُسپر قایم رہتے ہین یعنے خدا کے خوف سے شرک نہین کرتے اُنپر موت کے وقت یا قبر مین فرشتے اُترتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ تم عذاب آخرت سے نہ ڈرو اور دنیوی مال و اولاد کا غم نہ کھاؤ اور بشارت بہشت سے خوش ہوجاؤ

	آنکہ خوفش نیست چون گوئی ترس		ترس چہ دہی نیست او محتاج درس
ترجمہ	جو کہ ہے بیخوف کیون ہو اُسکو ترس		تو نہ سمجھا وہ نہین محتاج درس

شرح۔ یعنے جو شخص خوف خدا کے سبب بشارت لاتخافوا ولاتحزنوا سے بیخوف ہو گیا ہے۔ اُسکو یہ کہنا کہ تو کچھ خوف نکر غیر ضروری بات ہے ایسا شخص محتاج تعلیم نہین ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالے خود اُسے بیخوفی کی بشارت دیچکا ہے

	خاطر ویرانش را آباد کرد	آن دل از جا رفتہ را دل شاد کرد	
ترجمہ	اُسکا دل حضرت نے اپنے ہاتھ مین لیا	دی تسلی اور شادان کر دیا	

شرح۔ یہان سے پھر قصہ شروع ہو گیا ہے جسکا بقیہ آیندہ شعرون مین ہے اور تسلی دینا حضرت عمر کی مہمانوازی کا سبب ہے

	سخن گفتن عمر با رسول قیصر روم و سوال رسول قیصر روم با عمر رضی اللہ عنہ
ترجمہ	حضرت عمر کی رسول قیصر روم سے باتین کرنی اور رسول قیصر کا عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کرنا

	بعد ازان گفتش سخنہائے دقیق	در صفات پاک حق نعم الرفیق	
ترجمہ	کین عمر نے اُس سے پھر باتین دقیق	جنمین تھا وصف حق نعم الرفیق	

شرح۔ حق نعم الرفیق اللہ تعالے ہے جو تمام مخلوق کا سب سے اچھا دوست ہے اور وہ خود فرماتا ہے وہو معکم اینما کنتم یعنے تم کہین ہو خدا تمہارے ساتھ ہے۔ دوسری آیت یہ ہے ان اللہ بالناس لرؤف رحیم۔

	در نوادر نشہائے حق ابدال را	تا بداند او مقام و حال را	
ترجمہ	اور حالت کچھ کہی ابدال کی	تا کہلے صورت مقام و حال کی	

شرح۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قاصد روم کے روبرو اول صفات الٰہی کا ذکر کیا کہ وہ قادر و قیوم سمیع و بصیر رحمن و رحیم لاشریک لہ اور مستجمع جمیع صفات کمالیہ ہے اور پھر اُن نوازشوں کا ذکر فرمایا جو حق کی جانب سے ابدال کے حال پر مبذول ہین نکتہ ابدال کی شرح پہلے گذر چکی ہے یہ اولیاء اللہ کی ایک خاص جماعت ہے اور انمین سے ہر ایک کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ جب کسی دوسرے مقام پر سفر کرنا چاہتے ہین تو اپنے بدن کو اپنی خاص صورت مین پہلی ہی جگہ چھوڑ جاتے ہین اور اپنی روح کو دوسرے قالب مین بدلکر دوسری جگہ ارشاد و ہدایت مین مصروف رہتے ہین۔ تاکسی کو حالت سفر معلوم نہو چنانچہ لفظ بدل اسی طرف اشارہ کرتا ہے **فائدہ** اس شعر مین حال و مقام کا ذکر ہے جسکی مختصر شرح یہ ہے کہ اصطلاحات صوفیہ مین حال ایک کیفیت کا نام ہے۔ جو ریاضت و عمل اور ذوق و شوق کے سبب دل پر وارد ہوتی ہے اور اس سے صاحب حال مین کچھ تغیر پیدا ہو جاتا ہے مگر چونکہ یہ کیفیت ابتدائے سلوک مین عارضی ہوتی ہے اسلیے تھوڑی دیر مین زائل ہو جاتی ہے اور اگر دائمی ہو جائے تو اسی کا نام مقام ہے نیز مقام مرتبۂ تمکین کو بھی کہتے ہین اور تمکین زوال پذیر اور مرتبۂ فنا سے عبارت ہے بعض صوفیہ کا قول ہے کہ مقام استیفاے امور شرعیہ پر وجہ کمال کو کہتے ہین مثلاً کوئی شخص نماز اُسی طرح ادا کرے جسطرح ادا کرنی چاہیئے تو وہ صاحب مقام ہے کیونکہ

صاحب مقام پوری طرح امور شرعیہ کا لحاظ رکھتا ہے بخلاف صاحب حال کہ وہ مغلوب الحال ہو کر کبھی کبھی حد شرعی سے باہر بھی نکل جاتا ہے خلاصہ یہ کہ حال عارضی کیفیت ہے اور مقام دائمی اور صاحب مقام کا مرتبہ صاحب حال سے بلند ہے اسی مطلب کو مولانا قدس سرہ آیندہ تشبیہ مین بیان فرماتے ہین

	حال چون جلوہ است زان زیبا عروس	وین مقام آن خلوت آمد با عروس
ترجمہ	حال ہے اک جلوۂ زیبا عروس	اور مقام خاص خلوت با عروس

شرح یعنی حال کی ایسی مثال ہے جیسا کسی خوبصورت دولہن کا جلوہ کہ تہوڑی دیر مین زائل ہو جاتا ہے اور مقام کی ایسی مثال ہے جیسے اُس دولہن کے ساتہ اُسکے شوہر کی خلوت کہ ہمیشہ اور ہر وقت میسر ہے اسیطرح جلوۂ شاہد وحدت ہے کہ سالکین پر اُسکی صفات تہوڑی دیر کے لیے جلوہ نما ہو کر محو ہو جاتی ہین اور کاملین کو ہر وقت اُسکا وصال میسر ہے سالکین صاحب حال ہین اور کاملین صاحب مقام۔

	جلوہ بیند شاہ و غیر شاہ نیز	وقت خلوت نیست جز شاہ عزیز
ترجمہ	جلوہ بہر شاہ و بہر غیر ہے	ہے میسر شاہ کو خلوت سی شے

شرح۔ یعنے جسطرح دلہن کا جلوہ اور اُسکی صورت تو غیر بھی دیکھہ سکتے ہین مگر خلوت خاص دولہ کا حصہ ہے اسی طرح شاہد حقیقی کا جلوہ سالک کو بھی گاہے گاہے نظر آجاتا ہے لیکن وصال حقیقی اور خلوت بجز کاملین کے دوسرون کو نصیب نہین ہوتی۔

	جلوہ کردہ عام و خاصان را عروس	خلوت اندر شاہ باشد با عروس
ترجمہ	جلوہ فرما عام مین ہے گو دلہن	خاص خلوت ہے پئے شاہ زمن

شرح۔ اُسی مضمون کی توضیح ہے اور شاہ سے عارف کامل اور صاحب مقام اور واصل الی اللہ مراد ہے

	ہست بسیار اہل حال از صوفیان	نادرست اہل مقام اندر میان
ترجمہ	ہین بہت صوفی جہان مین اہل حال	کم ہین پر اہل مقام اے خوشمقال

شرح چونکہ اہل مقام کا مرتبہ اہل حال سے بلند ہے اور اُس مرتبہ کا حاصل کرنا مشکل ہے اسلیئے اکثر صوفی مرتبۂ حال تک پہنچکر رہجاتے ہین جسپر سخت افسوس ہے صوفیون کو صاحب مقام بننے کی کوشش کرنی چاہیئے

	از منازلہائے جانش یاد داد	وز سفرہائے روانش یاد داد
ترجمہ	پہر کہا حال منازلہائے جان	اور احوال سفرہائے روان

شرح۔ روان بمعنے روح ہے اور مولانا نے پہر قصہ کی طرف رجوع کیا ہے نیز اس شعر کے دو معنے ہو سکتے ہین اول یہ کہ قاصد روم کو حضرت عمرؓ نے جانون کے مرتبے اور روحون کے سفر کرنے کے حالات بتائے

یعنے یہ بیان کیا کہ روحون کے مرتب مختلف ہین بعضی روحین (جو نیک بندون کی ہین) علیین کا سفر کرتے ہین اور بعضی روحین عالم سفلی اور سجین کی طرف جاتی ہین دوم یہ کہ قاصد کو آپ نے اچھی طرح سمجھا دیا کہ روحین عالم الٰہی سے عالم دنیا کی طرف کیلیے آتی ہین اور پھر کیون واپس چلی جاتی ہین انکے آنے جانے مین کیا بھید ہے نکتہ روحون کے آنے جانے مین یہ بھید ہے کہ اللہ تعالے کو اپنی یاد بہت پسند ہے روح اُسکے ذکر کے لیئے بدن مین آتی ہے اور انسان جب اُس سے غافل ہوجاتا ہے تو نکل جاتی ہے اور ذکر الٰہی کرنے والون کی موت کا نام موت نہین ہے بلکہ وصال ہے غافلونکی موت غفلت کا اور کاملونکی محبت کا نتیجہ ہے جان کے عالم بالا سے زمین کے آنے کا سبب جو حضرت عمرؓ نے بیان فرمایا ہے عنقریب لکھا جائیگا۔

	وز زمانے کز زمان خالی بدست	وز مقام قدس کا جلالی سدست	
ترجمہ	اور ذکر وقت بے قید زمان	اور مقام قدس اجلالی نشان	

شرح یعنے حضرت عمرؓ نے قاصد روم سے اُسوقت کا بھی ذکر کیا جبکہ زمانہ خود وقت سے خالی تھا ہیں زمانہ کو زمانۂ ازل سمجھنا چاہیئے۔ زمانہ گردش فلک کے دورون سے مرکب ہوتا ہے اور چونکہ عالم ازل وقت اور زمانے سے پاک ہے اسلیئے اُسے کز زمان خالی بدست کہا گیا ہے اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ حضرت نے اُسے مقام قدس الٰہی کے معنے سمجھائے جو مقام جلالی ہے خلاصہ یہ کہ قاصد کو اسرار عالم ازل اور مقام قدس اور مرتبۂ احدیت کی تعلیم دی نکتہ مرتبۂ احدیت اور عالم ازل کے لیئے لفظ زمان کا استعمال سمجھانے کے لیئے بطور مجاز ہے ورنہ یہ مراتب مکان زمان دونو سے پاک ہین۔

	وز ہوائے کاندر و سیمرغ روح	پیش ازین دیدست پرواز فتوح	
ترجمہ	اُس ہوا کا ذکر جسمین مرغ روح	کر رہا تھا پہلے پرواز فتوح	

شرح یعنے حضرت عمرؓ نے قاصد سے اُس عالم ارواح کا ذکر کیا جسمین سیمرغ روح اس عالم عنصری اور عالم اجسام مین آنے سے پہلے پرواز کر رہا تھا۔ ہوا سے مراد عالم ارواح ہے جسکو عالم قرب الٰہی سمجھنا چاہیئے پرواز فتوح اگر بالاضافت ہے تو فتوح بفتح الف بمعنے شادی ہے اور اگر مع واو عطف ہے تو فتوح بضمتین فتح کی جمع ہے بمعنے کشایشہا اور مطلب دونو حالتون مین ایک ہے۔

	ہر یکے پرواز از آفاق بیش	وز اُمید و ہمت مشتاق بیش	
ترجمہ	بڑھکے ہر پرواز تھی آفاق سے	اور اُمید و ہمت مشتاق سے	

شرح نہمت ہمت بستن و قصد کردن یعنے حضرت عمرؓ نے قاصد سے یہ فرمایا کہ عالم ارواح مین مرغ روح کی پرواز اس عالم کے محسوسہ اور محدودہ کناروں سے بہت آگے بڑھی ہوئی تھی۔ اور اُن مشتاقون کی

ہمت و اُمید سے بہت آگے تہی جو دنیا مین رہکر اپنی روح کو عالم بالا پر اُڑانا چاہتے ہین کیونکہ عالم ارواح معقول اور غیر محدود ہے اور عالم اجسام محسوس بہی ہے محدود بہی۔ اسلیئے مُرغ روح عالم غیر محدود مین جسقدر پرواز کر رہا تہا عالم محدود مین اُسقدر ہرگز نہین اڑسکتا۔ یہ نہایت باریک نکتے ہین غور سے سمجھنے چاہئین۔

	چون عمر اغیار رُو را یار یافت		جانِ او را طالبِ اسرار یافت
ترجمہ	جب عمر نے اُسکو ہا یا راز دار		اور جان سے طالب اسرار یار

شرح۔ اغیار رو بمعنے اجنبی ہے۔ یعنے حضرت عمرؓ نے اِس اجنبی قاصد کو معنوی دوست پاکر واقف اسرار کردیا

	شیخ کامل بود و طالب مشتہی		مرد چابک بود و مرکب درگہی
ترجمہ	شیخ تہا کامل تو طالب مشتہی		مرد تہا چالاک مرکب درگہی

شرح۔ مشتہی بمعنے خواہش کنندہ و آرزومند اور مرکب درگہی وُہ گھوڑا جو درگاہ بادشاہی کے قابل ہو۔ شیخ اور مرد چابک سے حضرت عمرؓ اور طالب اور مرکب درگہی سے سول قیصر روم مراد ہے۔

	دید آن مرشد کہ آن ارشاد داشت		تخم پاک اندر زمین پاک کاشت
ترجمہ	جانکر طالب کو قابل شیخ نے		تخم پاک اُسکی زمین مین بو دیئے

شرح۔ پہلے دونو شعر جملہ شرطیہ ہین۔ اور اس شعر کا آخر مصرع اُس شرط کی جزا ہے اور لفظ ارشاد بحذف مضاف یعنی استعداد ارشاد۔ یعنی جب حضرت عمرؓ نے یہ دیکہا کہ قاصد روم قبول ارشاد کا مادہ رکہتا ہے تو اُسکی زمین پاک مین تخم پاک بو دیا یعنی علوم اسرار الٰہی اُسکے سینہ مین اُتار دیئے

	سوال رسول از امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ		
ترجمہ	پیغامبر قیصر روم کا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کرنا		
	مرد گفتش کای امیر المومنین		جان زبالا چون در آمد در زمین
ترجمہ	پہر وُہ بولا اے سید المومنین		کسلیئے آتی ہے جان سوے زمین
	مرغ بے اندازہ چون شد در قفس		گفت حق بر جان قسون خواند و قصص
ترجمہ	کیون ہے یہ طائر گرفتار قفس		وہ یہ بولے ہے یہ حکم خاص بس

شرح۔ مُرغ بے اندازہ بمعنے مُرغ بے قید۔ یعنے پیغامبر روم حضرت عمرؓ سے پوچہتا ہے کہ روح علوی اور نورانی چیز ہو کر قفس جسم مین جو سراسر تیرہ اور ظلمانی ہے کیونکر سماگئی۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ یہ سب کچہ اللہ تعالےٰ کے حکم اور کلمۂ کن کے اثر سے ہوا یہ کلمہ ہر معدوم شے کو قید وجود مین لے آتا ہے پہر جس حالت مین کہ روح پہلے ہی سے موجود تہی کلمۂ کن کے اثر سے قید جسم مین کیونکر موجود نہ ہو جاتی۔ اور بعض کا

قول یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے روح کو اپنے احسانات یاد دلائے اور ایک فرشتہ کو قالبِ انسانی کی طرف بھیجا جسنے جسم مین قصص معنوی کے ساتہ ترنم کیا اور روح اشتیاق ترنم معنوی کے سبب جسم مین داخل ہوگئی۔ اس شعر مین فنون سے کلمۂ کن اور قصص سے یہی قصص معنوی مراد ہین جنکے ساتہ فرشتہ نے جسم مین ترنم کیا تہا

	بر عدمہا کان ندارد چشم و گوش		چون فنون خواند ہمین آید بجوش
ترجمہ	حکم جب دیتا ہے وہ معدوم کو		ہست ہوجاتا ہے اے فرخندہ خو

شرح یعنے اللہ تعالےٰ جب معدوم چیزون کو کلمۂ کن سے موجود کردیتا ہے تو روح کا جو پہلے ہی سے موجود تہی قید جسم مین موجود کرنا اُسکے نزدیک کوئی بڑی بات نہین اُسنے کلمۂ کن کہا اور سب کچہ ہوگیا

	از فنون او عدمہا زود زود		خوش معلق میزند سوے وجود
ترجمہ	ہر کردیتا ہے جب رب ودود		آپہنچتا ہے عدم سوے وجود

شرح معلق زدن۔ وارگون گشتہ باز بسرعت راست شدن وغلطیدن یا غلطک زدن ہندی مین کلابازی کرنا لوٹن کبوتر کی طرح زیر و زبر ہونا یہان مطلق سرعت مراد ہے یعنی جب اللہ تعالےٰ معدوم کو موجود کرنا چاہتا ہے تو کلمۂ کن کے اثر سے موجود ہونے والی چیز کلابازیان کہاتی ہوی بہت جلد عالم وجود کی طرف آجاتی ہے۔

	باز بر موجود افسونے چو خواند		زود او را در عدم وہ اسپہ راند
ترجمہ	کان مین موجود کے جب کچہ کہا		بے تامل وہ عدم مین جا رہا

شرح وہ اسپہ راندن کسی گاڑی کو دس گہوڑے لگاکر ہانکنا بہت جلدی چلانا یعنے خدا جب چاہتا ہے اُسی موجود کو کلمۂ کن کے اثر سے بہت جلد ملک عدم مین پہنچا دیتا ہے

	گفت با جسم آیتے تا جان شد او		گفت با خورشید تا رخشان شد او
ترجمہ	جسم سے کچہ کہدیا جان ہوگیا		مہر حکم رب سے رخشان ہوگیا

شرح۔ جسم کا جان ہونا۔ یا تو اُسکا زندہ ہونا ہے یا جسم سے مراد اجسام انبیا علیہم السلام ہین جو اللہ تعالےٰ کی سکہائی ہوی ایک آیت (اسم اعظم یا نکتہ معرفت) کی برکت سے سر بسر روح بنکر آسمان حقیقی یا معنوی کی طرف عروج کرگئے ہین۔ مثلاً حضرت ادریس اور حضرت عیسےٰ کا عروج آسمان حقیقی تک ہے اور حضرت خاتم الانبیا محمد مصطفےٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا عروج عرش معنوی تک اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالےٰ نے خورشید پر اپنے اسم یعنے نور کے ساتہ تجلی کی ہے اسلیئے وہ منور ہوگیا۔

	باز در گوشش دمد نکتہ مخوف		در رخ خورشید افتد صد کسوف
ترجمہ	اور پہر اک بات سے کرکے مخوف		چہرۂ خورشید مین ڈالے کسوف

شرح مخوف۔ یعنے خوفناک اور نکتہ مخوف کہنے سے آفتاب کو اظہار قدرت کے لیے مظہر اسمار جلالی بنانا مراد ہے جسکے انوار کے مقابل آفتاب کا نور بالکل ضایع ہو جاتا ہے مطلب یہ کہ خدا جب چاہتا ہے آفتاب یا قلوب انسانی یا دیگر اشیاء کو مظہر انوار بنا دیتا ہے اور جب چاہتا ہے انکا نور چھین لیتا ہے

	گفت در گوش گل وخندانش کرد		گفت با لعل خوش وتابانش کرد
ترجمہ	گل سے کچھ فرما کے خندان کر دیا		لعل سے کچھ کہکے تابان کر دیا

شرح۔ یعنے گل کا خندہ اور لعل کی چمک اُسی کے حکم سے ہے اور بعض نسخون مین دوسرا مصرع اسطرح ہے گفت با سنگ وعقیق کانش کرد۔ یعنے پہلے اُسکے حکم سے کان مین رہکر عقیق بنگیا۔

	تا بگوشے خاک حق چہ خواندہ است		کو مراقب گشت وخامش ماندہ است
ترجمہ	کہدیا ہے خاک سے کیا اُسنے سر		سر بسر خاموش ہے اور منتظر

شرح۔ یعنے اللہ تعالے کو زمین کا مستقر اور ساکن کرنا منظور تہا اسلیئے اُسپر اپنے اسم صبور کے ساتہ تجلی کی یہی سبب ہے کہ زمین ساکن اور امر الٰہی کی منتظر ہے اور اُسکے ارادہ کو سمجہ رہی ہے۔

	تا بگوش ابر آن گویا چہ خواند		کو چو مشک از دیدۂ خود آب راند
ترجمہ	اُسنے گوش ابر مین یہ کیا کہا		مشک کے مانند جو گریان رہا

شرح۔ گویا سے مراد اللہ تعالے ہے جو بلا آلات جسمانی اور بلا حرف وآواز کلام کرتا ہے بعض نسخون مین گویا کی جگہ گوئی دیکہا گیا ہے اسصورت مین ضمیر آن اللہ تعالے کی طرف راجع ہے اور گوئی بطریق تعجب مخاطب سے سوال کیا گیا ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالے نے ابر پر اپنے اسم رحیم کے ساتہ تجلی فرمائی اور وہ زمین پر برسنے لگا۔

	در تردد ہر کہ او آشفتہ است		حق بگوش او معمے گفتہ است
ترجمہ	جو تردد سے رہے آشفتہ حال		اُس سے کہتا ہے معمے ذو الجلال
	تا کند محبوس اندر دو گمان		آن کنم کو گفت یا خود ضد آن
ترجمہ	دو گمانون مین اُسے کرتا ہے بند		دیکہین اُسکو یا کرے اسکو پسند

شرح۔ یعنی جس شخص کو ایک کام مین تردد ہو جاتا ہے کہ کرون یا نہ کرون تو گویا اللہ تعالے اُسکے گوش دل مین اُس فعل کے نفع ونقصان کو راز کے طور پر کہدیتا ہے جس سے وہ مقصود اصلی کو نہین سمجہ سکتا۔ اور حیران ہو جاتا ہے کیونکہ راز سمجہنا ہر ایک کا کام نہین اور اس راز کے کان مین کہنے سے یہ بات مطلوب ہوتی ہے کہ متردد شخص دو طرح کے گمانون مین مقید ہو جائے اور دل مین یہ سوچے کہ آیا مین وہی کام کرون جنکا حکم اللہ تعالے نے دیا ہے (مثلاً سعی اور تقوی اور مجاہدہ اور ریاضت) یا اسکے خلاف کرون کیونکہ آدمی کو جہان اُسکے قہار وجبار ہونیکا

خیال آتا ہے وہان ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا (خدا سارے گناہ بخشدیگا) کے معنے بہی وہ خوب سمجہتا ہے۔ اور نفس و شیطان کے بہکانے سے مخالفت امور شرعیہ پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہدایت اور ضلالت کا الہام اُسی کی طرف سے ہے جو شخص مظہر قہر ہے وہ گمراہ ہے اور جو مظہر رحم ہے وہ ہدایت یافتہ ہے یضل اللہ من یشاء و یہدی من یشاء (خدا جسکو چاہے گمراہ کرے اور جسکو چاہے ہدایت دے)

	ہم ز حق ترجیح یابد یک طرف	زان دو یک را برگزیند زان کنف
ترجمہ	پاتی ہے ترجیح حق سے اک طرف	ایک کو ملتا ہے یزدانی شرف

شرح۔ کنف بمعنے جانب یعنی تردد کے بعد خدا کی جانب سے ہدایت و ضلالت کی دونو طرفون مین سے ایک طرف ترجیح حاصل کر لیتی ہے اور متردد آدمی دونون مین سے ایک کو قبول کر لیتا ہے پس اگر اعمال شرعیہ نے ترجیح پائی تو متردد سعید اور مومن ہو گیا ورنہ شقی و کافر رہا مثلاً ایک شخص کو کفر و اسلام کی پابندی مین تردد ہوا۔ اسوقت خدا کی طرف سے بعد تردد ایک جانب کو ضرور ترجیح حاصل ہو جائیگی۔ اگر وہ شخص سعید ازلی ہے تو ضرور اسلام کو قبول کر لیگا اور اگر شقی ہے تو جانب کفر کو ترجیح دیگا

	گر نخواہی در تردد ہوش جان	کم فشار این پنبہ اندر گوش جان
ترجمہ	بے تردد چاہیئے گر ہوش جان	کر نہ اسکو پنبہ بہر گوش جان

شرح۔ یعنے اگر تجکو یہ منظور ہے کہ تیری روح متردد نہ رہے یا ترددات سے نجات پا جائے تو گمانون اور وسوسون کی روئی کو روح کے کانون مین نہ ڈال۔ یعنی وسوسون مین گرفتار ہو کر خدا سے غافل نہ رہ۔

	پنبۂ وسواس بیرون کن ز گوش	تا بگوشت آید از گردون خروش
ترجمہ	پنبۂ وسواس کانون سے نکال	تا سنائی دے تجہے غیبی مقال

شرح۔ یہ یاد رہے کہ وسوسہ نتیجہ حب دنیا ہے جو لوگ محبت دنیا مین گرفتار ہین وہ گویا شیطانی وسوسون کے شکار ہین۔ مخاطب جب تک وسوسون کی روئی نہ نکلے گی تیرے باطنی کانون کو کچہ نہ سنائی دیگا۔ اس روئی کو گوش جان سے نکال تاکہ علے الاعلان غیب کی آوازین کانون مین آئین اور اسرار الٰہی آشکارا طور پر معلوم ہون۔

	تا کنی فہم آن معماہاش را	تا کنی ادراک رمز فاش را
ترجمہ	تا سمجہ لے تو معماہائے حق	اور روشن تجہپہ ہون چودہ طبق

شرح۔ رمز بمعنے بہید اور معمے وہ کلام جسکے معنے ظاہر نہون۔ یعنی جب تو وسوسون کو چہوڑ دیگا تو اسرار الٰہی کے معنے سمجہنے لگے گا اور اُن بہیدون کا مطلب واقعی طور پر معلوم کر لیگا۔ جو خدا کی طرف سے تیرے قلب پر ظاہر کیے جاتے ہین۔ وسوسہ اندیشۂ بد اور اُن کارہائے ناصواب کو کہتے ہین جو دلمین ڈالے جاتے ہین

پس محل وحی گردد گوش جان		وحی چہ بود گفتۂ حس نہان	
تا محل وحی ہو پھر گوش جان		وحی کیا ہے؟ گفتۂ حس نہان	

شرح یعنے جب تو وسوسون اور ترددات سے نجات پا جائیگا اور تجکو فہم وادراک نصیب ہوگا۔ تو تیری روح کے کان محل وحی اسرار الٰہیہ بنجائینگے۔ اور اگر تو یہ کہے کہ وحی کس چیز کو کہتے ہین تو اُسکا جواب یہ ہے کہ وحی حس باطن کے مقولونکا نام ہے دوسرے مصرع مین وحی چہ بود سوال ہے اور گفتۂ حس نہان اُسکا جواب بعض نسخون مین گفتن از حس نہان ہے۔ یعنی حس نہان کی مدد سے کچھ کہنا یا اللہ تعالےٰ کا حس نہان سے ہمکلام ہونا یعنی دل مین اسرار کا ڈالنا وحی ہے۔ اسی وحی کا نام الہام بھی ہے اور یہ جمیع مخلوقات مین ایک قدر مشترک ہے انبیا اور اولیا سب اسمین شریک ہین اور وہ وحی جو انبیا کے ساتھ مخصوص ہے یہ ہے کہ حقیقت جبرئیلیہ حس باطن کی تصویر بنکر بطور ظاہر کلام کرتی ہے۔ متکلمین کے نزدیک الہام کو وحی کہنا نا جائز ہے اس شعر مین بطور مجاز کہا گیا ہے

گوش جان وچشم جان جز این حس است		گوش عقل وچشم تن زان مفلس است	
ترجمہ گوش جان وچشم جان ہے اور شے		گوش عقل وچشم تن بے بہرہ ہے	

شرح۔ یعنے روح کے گوش وچشم اور ادراکات ظاہری حواس اور ادراک سے جدا ہین اور عقل معاش کے کان الہام ربانی کے سننے اور وسوسے کی آنکھ اسرار الٰہی کے دیکھنے سے مفلس یعنے بے بہرہ اور بے نصیب ہے۔

لفظ جبر م عشق را بیصبر کرد		وانکہ عاشق نیست حبس جبر کرد	
ترجمہ عشق میرا جبر سے بے صبر ہے		حبس غیرون کے لیے خود جبر ہے	

شرح۔ مولانا پہلے فرما چکے ہین در تردد ہر کہ او آشفتہ است۔ اس سے اور اسکے مابعد اشعار سے یہ معلوم ہوتا تہا کہ آدمی مجبور اور بے اختیار ہے۔ اللہ تعالےٰ جیسا الہام کرتا ہے ویسے ہی افعال اُس سے صادر ہوتے ہین اور یہ جبریہ کا مذہب ہے اس شعر مین اس شبہ کو دفع کیا گیا ہے اور جبر کے حقیقی معنے بیان ہوئے ہین یعنی لفظ جبر نے میرے عشق کو بیتاب کر دیا ہے مطلب یہ کہ بندہ کے بے اختیار اور خدا تعالےٰ کے فاعل مختار ہونیکی صفت نے میرے عشق کو تحریک دی ہے کیونکہ جبر کے معنے ہی یہ ہین کہ درحقیقت جمیع اشیاء کا خالق اور ہر حالت مین قادر مطلق اللہ تعالےٰ ہے اور بندہ اُسکے اختیار کے سامنے بالکل مجبور ہے۔ بندہ کا اختیار اُسکے اختیار مین فنا اور اسکی قدرت اُسکی قدرت مین محو ہے اور یہ بات ضرور عشق کو تحریک دیتی ہے کیونکہ عشق اسی کا چاہیے جو قادر مطلق اور فاعل مختار اور اپنی تمام صفتون مین یگانہ ہے یا اس شعر کے یہ معنے ہین کہ میری اُس مجبوری نے جو ازل مین تہی (جبکہ ظاہری ہاتھ پانو اور عقل موجود نہ تہی اور جبکہ مین مظہر عشق الٰہی بنا ہوا تہا) دنیا مین آکر مجکو پہلے سے زیادہ اُسکا عاشق بنا دیا۔ کیونکہ جب مجھے یہ معلوم ہوگیا کہ وہ ازل مین میرا عاشق تہا تو مجکو بھی اُسکے

اُسکے عشق نے بیصبر کر دیا اور یہ اسلیے کہ طرفین کا عشق موجب وصالِ حقیقی ہو جائے اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جو شخص عاشق الٰہی نہ ہو اور جبر کا قائل ہو یعنے اپنے آپ کو مسلوب القدرت سمجھے اُسکا جبر اُسکے حق مین محبس (قید خانہ) ہے جو اُسے نورِ ایمان کی ترقی سے روک رہا ہے اسصورت مین حبس بمعنے محبوس ہے یعنے اُسنے اپنی ذات کو محبوس جبر کر لیا ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ اُسنے جبر کے معنون کو صرف اپنے مسلوب القدرت ہونے مین قید کر لیا ہے حالانکہ جبر کے صحیح معنے وہ ہین جو پہلے بیان ہو چکے ہین۔ عشق کو بیتاب کرنا بمعنے محرک کر دینا ہے۔

	این معیت باحق است این نیست جبر		این تجلی ماہ است این ابر نیست
ترجمہ	یہ معیت ہے خدا کی کیسا جبر		یہ تجلی چاند کی ہے کیسا ابر

شرح یعنے جبر کے یہ معنے جو ہمنے بیان کیے ہین اُن معنون سے الگ ہین جو فرقۂ جبریہ نے لیے ہین یہ جبر فی الواقع جبر نہین ہے بلکہ یہ معیت حق ہے۔ کیونکہ معیت (ہمرہی و یک جہتی) کے باطنی معنے عینیت ذات با موجودات کے ہین اور یہ عینیت قدرت اور اختیار عبد کو نابود کر کے قدرت و اختیار حق مین محو اور فنا کر دیتی ہے نتیجہ یہ نکلا کہ بندہ کا اختیار اور قدرت محض اختیار و قدرت حق کے سبب ہے ذاتی نہین چونکہ معیت وجود کے فنا کرنے سے حاصل ہوتی ہے اسلیئے عاشق کو لازم ہے کہ اپنے تمام اختیارات اُسی کو سونپ دے جبر کے یہ معنے فی الحقیقت تمر وحدت کی تجلی کا باعث ہین۔ ان معنون کو حجابِ غفلت اور گمراہی کا ابر نہ سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ گمراہی جبر کے اُن معنون مین ہے جو فرقۂ جبریہ نے لیے ہین کہ بندہ کو نہ تو فاعل مختار جانتے ہین اور نہ یہ سمجھتے ہین کہ اِسکا اختیار اللہ تعالےٰ کے اختیار کا پرتو ہے

	ور بود این جبر جبر عامیست		جبر آن امّارۂ خود کامہ نیست
ترجمہ	ہے الگ یہ جبر جبرِ عام سے		دور ہے امارۂ خود کام سے

شرح یعنے اگر تو اِس جبر کو جسکے معنے پہلے بیان ہو چکے ہین باعتبار لفظ جبر ہی کہیگا تو یہ سمجھ رکھہ کہ یہ جبر باعتبار معنی جبر عوام نہین ہے کہ اپنے آپ کو مسلوب الاختیار جانتے ہین اور اتباعِ شریعت سے باز رہتے ہین اور نہ یہ نفس امّارۂ خود غرض کا جبر ہے جیسا کہ جبر یونکا ہوتا ہے بلکہ یہ جبر خواص ہے جسکو جبر متوسط بھی کہتے ہین اور اِسکا یہ مطلب ہے کہ بندہ اپنی قدرت سے نہین بلکہ بقدرت و اختیار حق اپنے افعال پر قادر ہے

	جبر را ایشان شناسند اے پسر		کہ خدا بگشاد شان در دل بصر
ترجمہ	جانتے ہین جبر کو اہل نظر		حق نے بخشی ہے اُنہین قلبی بصر

شرح یعنے جبر کے معنے عارف ہی جانتے ہین کیونکہ اُنہون نے اپنے اختیار و قدرت کو ذاتِ حق کے اختیار و قدرت مین محو کر دیا ہے وُہ اپنی قدرت و اختیار سے قادر و مختار نہین ہین۔ بلکہ بقدرت و اختیار

حق افعال پر قادر ہین اور اپنی باطنی آنکھون سے اپنے اور خدا کے قدرت و اختیار کے معنے دیکھ رہے ہین

	غیب و آیندہ برایشان گشت فاش		ذکر ماضی پیش ایشان گشت لاش
ترجمہ	غیب و آیندہ کا ہے اُنپر ظہور		ذکر ماضی ہیچ ہے اُنکے حضور

شرح۔ فاش بمعنے ظاہر و آشکارا۔ اور اصطلاح مین اُس چیز کو کہتے ہین جو خدا کی طرف سے دل کو معلوم ہوجاے یعنی عارف مکاشفہ کے سبب آیندہ کے حالات سے آگاہ ہوجاتے ہین اُنکے آگے ماضی کا ذکر لاشے ہے مطلب یہ کہ زمانۂ ماضی و استقبال زمانۂ حال کی طرح اُنکے سامنے حاضر ہے وُہ بحکم خدا ازلی اور ابدی اسرار سے آگاہ ہین

	اختیار و جبر ایشان دیگرست		قطرہا اندر صدف ہا گوہرست
ترجمہ	اور شے ہے اُنکا جبر و اختیار		سیپ مین قطرے ہین دُرِ آبدار

شرح یعنی عارفون کا جبر و اختیار کچھ اور معنے رکھتا ہے وُہ اپنے آپ کو باختیار حق مختار اور پیش قدرت حق مجبور سمجھتے ہین۔ اُنکے ذہن مین جبر و اختیار کے معنے اسطرح ہین جسطرح صدف مین قطرے موتی بنجاتے ہین نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ معنے جبر عارفون کے ذہن مین تو قطرۂ صدف کی مانند ہین کہ انجام کار موتی بنجاتے ہین اور جبریون کے ذہن مین اُس قطرہ کے مانند ہین جو سانپ کے مُنہ مین چلا جاتا ہے اور زہر بنجاتا ہے

لطیفہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو یہ کہتے سُنا لحن کصریر الباب لیس حرکاتنا ولا سکناتنا منا۔ یعنی ہم کواڑبند ہونے اور کھلنے کی آواز کے مانند ہین ہمارے حرکات و سکنات ہمسے صادر نہین ہوتے فقال ہذا اما عارف او جبری ملحد یعنے سری سقطی نے فرمایا کہ یہ شخص یا تو کچا عارف ہے یا پکا جبری اور ملحد ہے یعنے اگر اپنے آپ کو جبریون کی طرح مسلوب الاختیار جانتا ہے تو ملحد ہے اور اگر مختار باختیار حق اور مجبور پیش قدرت حق سمجھتا ہے تو عارف کامل ہے جبر خواص اور جبر متوسط کے یہی معنے ہین۔

	ہست بیرون قطرۂ خرد و بزرگ		در صدف آن در خرد و ستبرگ
ترجمہ	قطرے باہر جتنے ہتے چھوٹے بڑے		سیپ مین چھوٹے بڑے موتی بنے

شرح یعنے بارش کے قطرے اگرچہ ظاہر مین چھوٹی بڑی بوندیان نظر آتی ہین صدف مین جاکر چھوٹے بڑے موتی بنجاتے ہین اسیطرح عارفون کے دلون مین جو بمنزلہ صدف ہین جو چیز داخل ہوتی ہے وُہ فی الواقع بہتر ہوتی ہے اگرچہ ظاہر بینون کے نزدیک اچھی نہین ہوتی۔ چنانچہ جبر کے معنے جو عارفون نے لیے ہین بہت اچھے ہین

	طبع نافِ آہوست آن قوم را		از برون خون و ز درون شان مشک ہا
ترجمہ	ناف آہو اُنکی ہے طبع درون		مشک ہے اندر سے اور باہر سے خون

شرح یعنے عارفون کی ظاہری فقیری کی حالت اہل دنیا کی آنکھون مین مذموم سہی لیکن حُسن عمل اور نفحات

رحمانی اور معارف الٰہیہ کے سبب وُہ ایسے ہین جیسا مشک۔ بس تو انکی طبیعت گویا ناف آہو کا خواص رکھتی ہے جسنے خون کو مشک بنا دیا ہے اسیطرح اُنکے دل مین جو خیالات گزرتے ہین وُہ گو باعتبار ظاہر بُرے ہون مگر باعتبار باطن اچھے ہین اے مخاطب تو اُنکو ہرگز بُرا نہ سمجھ۔ یہ جبر اور معنی جبر کی یہی مثال ہے بطور تفہیم۔

	تو مگو کاین نافہ بیرون خون تو		چون رود در ناف مشک چون شود
ترجمہ	تو نہ کہہ یہ نافہ ہے باہر سے خون		کیونکہ ہو جاتا ہے مشک اندرون

شرح یعنے تو یہ نہ کہہ کہ یہ نافہ باعتبار ظاہر خون ناپاک ہے کیونکہ اگر ناپاک ہے تو نافِ آہو مین جاکر مشک پاک کیونکر بنجاتا ہے فقہ کی کتابون مین مذکور ہے کہ نافۂ مشک بھی مشک کی طرح پاک ہے کیونکہ تبدل اور استحالہ علتِ طہارت ہے یہی سبب ہے کہ شراب نمک ڈالنے سے سرکہ اور متبدل ہوکر سرکہ بنجاتی ہے یہ مضمون سابق کی دوسری تمثیل ہے یعنے کلمات جبر جو باعتبار ظاہر ناپاک معلوم ہوتے ہین۔ عارفون کے دل مین جاکر پاک ہو جاتے ہین کیونکہ اُنہون نے جبر سے جبرِ متوسط مراد لیا ہے

	تو مگو کاین مس بُرون بد محتقر		در دلِ اکسیر چون گشتست زر
ترجمہ	تو نہ کہہ یہ مس ہے بدتر سر بسر		کیونکہ اکسیر اسکو کر دیتا ہے زر

شرح یعنے تو اس تانبے کو خارج مین حقیر نہ جان کیونکہ یہ اکسیر سے ملکر سونا ہو جاتا ہے یعنے اولیاء اللہ کے دل معدن انوار ہین انمین بالفرض کوئی تاریکی جانی بھی ہے تو بصورتِ نور متحلل ہو جاتی ہے یہ اسی مضمون کی متیری مثال ہے اور اس کا اشارہ دونو شعرون مین جبر اور معنی جبر کی طرف ہے۔

	اختیار و جبر در تو بد خیال		چون در ایشان رفت شد نور جلال
ترجمہ	اختیار و جبر ہے گو بد خیال		انمین ہو جاتا ہے نورِ ذو الجلال

شرح یعنے اے شخص تو اپنے آپ کو مختار اور اپنی قدرت کو ایجاد اور صدور افعال مین مستقل جانتا ہے جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہے۔ یا یہ بات ہے کہ تو اپنے آپ کو مجبورِ مطلق خیال کرتا ہے گویا نہ تجھکو حقیقی اختیار ہے اور نہ ظاہری جیسا کہ جبریہ کہتے ہین باوجودیکہ بندہ کو اختیار حقیقی نہین بلکہ صوری ہے اور بندہ مجبور بصورت مختار ہے جیسا اہل سنت والجماعۃ اور فرقۂ ناجیہ اشعریہ کا مذہب ہے اور جبر و اختیار یعنے مذکورہ محال ہے قانون شرع اسکا انکار کرتا ہے۔ لیکن یہ جبر و اختیار کا مسئلہ جب عارفین کے دل مین آتا ہے تو نورِ ذو الجلال بنجاتا ہے کیونکہ وُہ اس مسئلہ سے یہ بات معلوم کر لیتے ہین کہ بندہ کا اختیار و قدرت اختیار و قدرت حق مین فنا ہو گیا ہے اسلیئے وُہ باعتبار قدرت و اختیار خود مجبور ہے اور باعتبار قدرت و اختیار حق مختار ہے۔ تو گویا یہ جبر و اختیار جو جبریہ و معتزلہ کے ہان مشہور ہے عارفین کے نزدیک ان معنون مین مستحیل ہو جاتا ہے

	نان چو در سفره است او باشد جماد	در تن مردم شود او روح شاد	
ترجمہ	نان ہے دسترخوان مین شکل جماد	جاکے بنجاتی ہے تن مین روح شاد	
	در دلِ سفر نگردد مستحیل	مستحیلش جان کند از سلسبیل	
ترجمہ	اس سے ہوسکتی نہین وہ مستحیل	ہے یہ فعل روح دکار سلسبیل	

شرح یعنے روٹی جب تک دسترخوان مین ہے بیجان چیز ہے اور جب بدن مین جاتی ہے تو روح کا جز بنجاتی ہے روٹی دسترخوان مین رکھی رکھی مستحیل باجزائے جسمی نہین ہوتی بلکہ روح اُسکو پانی کے سبب مستحیل کردیتی ہے۔ یعنے جب پانی پینے سے کھانا ہضم ہوجاتا ہے تب اعضا کی طرف منقسم ہوکر وہی کھانا جزو بدن بنجاتا ہے سلسبیل نام چشمۂ بہشت و بمعنے آبِ خوشگوار و ہاضم اور مستحیل بمعنے محال و ناممکن اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونے والی شے اِن اشعار مین مستحیل سے یہی پچھلے معنے مراد ہین اور نان سے بطریق استعارہ معنی جبر اور سفرہ سے جبریہ و معتزلہ اور تن مردم سے عارفانِ کامل مراد ہین یعنی جبر کے معنے جب تک معتزلہ اور جبریہ کی زبان پر تھے۔ ناکارہ اور بیجان چیز کے مانند تھے اور جب عارفون کے دلمین آگئے تو روح کے مانند ہوگئے اسلیئے کہ اُنھون نے جبر سے جبر متوسط مراد لیا ہے۔

	قوت جانست این را اے استخوان	تا چہ باشد قوت آن جانِ جان	
ترجمہ	جب یہ قوت جانمین ہے اے راستخوان	پس سمجھ لے ہے جو زورِ جانِ جان	

شرح یعنے جبکہ روح مین اتنی قوت ہے کہ روٹی کو مستحیل باجزا کردیتی ہے یعنے جزو بدن کی صورت مین لادیتی ہے تو اُس جانِ جان (یعنی یادِ الٰہی کامل) مین کیا اتنی بھی قوت نہ ہوگی کہ جبر و اختیار کے معنون یا عموماً ہر بُرے خیال کو جو دلمین آئے اچھے معنون اور پاک خیال سے بدل لے نہین بلکہ دلی مین یہ قوت ضرور ہے کیونکہ وہ بمنزلۂ روح الروح ہے اور جس حالت مین جانِ جان سے مراد ذاتِ حق ہے تو یہ معنے ہونگے کہ جب روح مین استحالۂ نان کی قوت ہے تو کیا اللہ تعالےٰ مین اتنی قدرت نہین کہ انبیا اور اولیا کے دلون مین جبر و اختیار کے معنے بدلکر القا کرے چنانچہ ایسا ہی ہوا کیونکہ عارفون نے جبر سے جبر متوسط مراد لیا ہے۔

	قوت تن نان ست لیکن ذرنگر	تا چہ قوت جانت باشد اے پسر	
ترجمہ	قوت تن ہے نان لیکن مہربان	جانتا ہے تو کہ کیا ہے قوتِ جان	

شرح یعنے یہ تو تجھے معلوم ہوگیا ہے کہ تن کی روزی یا باعثِ قوت بدن آب و نان ہے لیکن تجھے یہ بھی خبر ہے کہ روح کی روزی یا باعث قوت روح کیا چیز ہے روح کو علم اسرار الٰہی سے قوت حاصل ہوتی ہے اِس شعر کے دونو مصرعون مین لفظ قوت بواو ساکن بمعنے روزی۔ و بواو مشدد بمعنے زور دونو طرح صحیح ہے

	گوشت پارہ آدمی با عقل و جان		مینگافد کوہ را با بحر و کان
ترجمہ	مضغۂ گوشت آدمی با عقل و جان		چیر دیتا ہے پہاڑ اور بحر و کان

شرح یعنے آدمی اگر عارف ہے تو روحی طاقت سے اور عام ہے تو علمی یا عقلی قوت سے پہاڑ کو اکھاڑ کر ایک حالت سے دوسری حالت مین بدل دیتا ہے پھر کیا اللہ تعالے عارفون کے دلون مین جبر و اختیار کے معنے نہین بدل سکتا

	زور جان کوہ کن شق الحجر		زور جان جان در اشق القمر
ترجمہ	کوہ کن کے زور نے توڑے حجر		زور جان جان ہے شق القمر

شرح یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ علم قوت جان ہے پس اگر علم دنیوی ہے تو اسکے زور سے آدمی پہاڑون کو اکھاڑ سکتا ہے دریاؤن کو چیر سکتا ہے معدنون مین سے جواہر نکال لیتا ہے اور اگر علم اسرار الٰہی ہے تو اسکا تصرف آسمانون تک پہنچ جاتا ہے یہی سبب ہے کہ کوہ کن نے فرہاد نے صرف پتھر پہوڑے اور پہاڑون مین سے نہر نکال لایا اور رسول مقبول نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے کیونکہ فرہاد کی طاقت علم دنیوی سے متعلق تھی اور حضور کی طاقت علم اسرار الٰہی سے نکتہ اگر جان جان سے رسول مقبول مراد ہین تو معنے ظاہر ہین کہ آپکے ایک اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے اور اگر اللہ تعالے مراد ہے تو یہ مطلب ہے کہ شق القمر مستقل طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل نہ تھا بلکہ فعل الٰہی ایک خاص بندے کے ذریعہ سے ظاہر ہوا تھا چنانچہ اہل سنت کا یہی مذہب ہے کہ وہ بندے کو افعال مین مختار بالاستقلال نہین جانتے۔ اور یہی معنے جبر متوسط کے ہین۔

	گر کشاید دل سر انبان راز		جان بسوئے عرش سازد ترکتاز
ترجمہ	دل اگر کھولے سر انبان راز		عرش تک کر جائین روحین ترکتاز
	گر زبان گوید ز اسرار نہان		آتش افروزد بسوزد این جہان
ترجمہ	ہو زبان سے گر عیان سر نہان		آگ ابھی لگجائے جلجائے جہان

شرح۔ انبان زنبیل فقیر کی جھولی یعنے بعض اسرار ایسے ہین کہ اگر ظاہر کیے جائین یا انکی تھیلی کا منہ کھولدیا جائے تو سمجھنے والون کی روحین عالم بالا تک پرواز کر جائین لیکن انکے اظہار سے یہ بھی خوف ہے کہ اکثر نافہم تباہ اور ملحد ہو جائینگے۔ اسلیئے انکا انکشاف ممنوع ہے سالک اگر ریاضت اور مجاہدہ کرتا رہیگا تو ایسے اسرار خود ظاہر ہو جائینگے

اضافت کردن آدم علیہ السلام زلت خود را بخویش کہ ربنا ظلمنا و اضافت کردن ابلیس تحقیقا کہ رب بما اغویتنی

حضرت آدم کا اپنی لغزش کو اپنی طرف منسوب کرنا اور یہ کہنا کہ اے رب ہمنے اپنی جان پر ظلم کیا اور شیطان کا خدا کیطرف منسوب کرنا اور یہ کہنا کہ الٰہی تو نے مجھے بہکایا

شرح قصہ حضرت آدم ابلیس سے جبر و اختیار کا مسئلہ نکلتا ہے گو حضرت آدم اور شیطان کے فعل کا خالق اللہ تعالے ہے مگر کاسب وہ خود تھے حضرت آدم نے اپنی خطا کو باعتبار کسب اپنی طرف منسوب کیا اور شیطان نے اپنے کیے کو

اللہ تعالےٰ کے ذمہ تہوب دیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت آدمؑ کی خطا معاف ہوئی اور شیطان جہنمی کیا گیا نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ فرقہ جبریہ شیطان کا مقلد ہے کیونکہ سب سے پہلے اُسی نے جبر اختیار کیا ہے

	فعل حق و فعل ما ہر دو بہ بین		فعل ما را ہست دان پیدا ستان
ترجمہ	فعل عبد و فعل حق پیہ کر نظر		ہست فعل بندگان ہے سر بسر

شرح یعنے اے عاقل ہمارے افعال اور اللہ تعالےٰ کے افعال کو دیکھو اور ہمارے افعال کو ہست جان یعنے اللہ تعالےٰ کو افعال کا خالق۔ اور ہمکو انکا مُصدر سمجھو یہ گمان نہ کرو کہ افعال کا تعلق فقط اللہ تعالےٰ سے ہے اور بندہ بالکل مجبور اور پتھر ہے۔ جیسا کہ جبریہ کا مذہب ہے۔ صوفیہ کا قول ہے کہ نہ تو جبر خالص کا معتقد ہونا چاہیئے اور نہ اختیار خالص کا۔ بلکہ حقیقت الامر ان دونوں کے مابین ہے جسکو جبر متوسط کہتے ہین اور جسکی مختصر تفصیل پہلے بہی گزر چکی ہے اور ہم پھر بتائے دیتے ہین کہ افعالِ اختیاریہ جو بندون کے ہاتہ سے صادر ہوتے ہین افعالِ حق بہی ہین اور افعالِ عباد بہی۔ اسکا باعث یہ ہے کہ قدرتِ عبد گویا قدرتِ حق ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ اُس قدرت کے ساتہ مظہر عبد مین ظاہر ہوا ہے اور افعال اختیاریہ عبد قدرت حق سے مخلوق ہوتے ہین اس لحاظ سے افعال حق کی طرف منسوب ہین اور چونکہ مظہر کو بہی اپنے ظاہر سے تعلق ہے اور یہ اُسیکی قدرت سے افعال پر قادر ہے اسلیئے افعال عبد کی طرف منسوب ہین۔

	گر نباشد فعل حق اندر میان		پس مگو کس را چرا کردی چنان
ترجمہ	فعل بندہ گر نہین ہے بر ملا		کیون کہا کرتا ہے تو یہ کیا کیا

شرح یعنے اگر افعال مین بندہ کو کچہ دخل نہین جیسا کہ جبریہ کا مذہب ہے تو ایک آدمی دوسرے کو بعض خلاف طبع اور بد افعال پر زجر و توبیخ کیون کیا کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بندہ کا سب افعال ہے۔

	خلق حق افعال ما را موجبست		فعل ما آثار خلق ایزدست
ترجمہ	ہے ہمارے فعل کا موجد وہی		فعل ہین آثار خلق ایزدی

شرح۔ یعنے اللہ تعالےٰ کی صفت خلاقی ہمارے افعال کی موجد ہے۔ اور افعال جو ہمسے صادر ہوتے ہین یہ اُس ایجاد کے لیئے آثار اور بمنزلہ علامات ہین۔ یعنے ہمارے کرنے سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ انکا خالق اللہ تعالےٰ ہے۔ ورنہ بندہ کی یہ قدرت نہین کہ جس فعل کو اللہ تعالےٰ مخلوق نہ کرے۔ یہ اُسکو کرسکے۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ خالق افعال ہے۔ اور بندے مُصدِر (یعنے کرنیوالے) انکا اصدار خود اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ خالق افعال وہی ہے۔ ورنہ تحصیل معدوم مطلق لازم آئیگی۔ جو سراسر محال ہے۔ معتزلہ یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالےٰ صرف قدرت اور ارادہ کو بندہ مین پیدا کردیتا ہے افعال کا خالق بندہ ہے۔ مگر یہ مذہب

اس آیت سے باطل ہے واللہ خلقکم وما تعملون یعنے اللہ تمہاری ذات اور تمہارے تمام افعال کا خالق ہے۔

	لیک ہست آن فعل ما مختار ما		زین رسد با ما جزائے کار ما
ترجمہ	چونکہ ہمکو فعل کا ہے اختیار		اسلیئے دیتا ہے بدلے کردگار

شرح۔ مولانا پچھلے شعر مین فرما چکے ہین کہ خلق حق افعال ما را موجب سست۔ اس سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالے خالق افعال ہے تو بندہ کو جزاؤ سزا ملنے کے کیا معنے اس شعر مین لیکن (حرف استدراک) سے اس شبہ کو دفع کیا گیا ہے یعنے یہ مانا کہ افعال عباد مخلوق الٰہی ہین لیکن بندون کو بھی انکے کرنے نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے ہمارے نیک و بد افعال خود ہمارے ہی پسند کیے ہوے ہین اسی لئے مطابق اعمال جزاؤ سزا مرتب ہوتی ہے

	زانکہ ناطق حرف بیند یا عرض		کے شود یکدم محیط دو عرض
ترجمہ	پڑھنے والا حرف دیکھے یا عرض		ہو نہین سکتا محیط دو عرض

شرح۔ عرض بفتحتین وہ چیز جو دوسری چیز کے سبب قایم ہو جیسا کپڑے پر رنگ اور کاغذ پر حرف ایسحالت مین کپڑے اور کاغذ کو جوہر کہینگے اور رنگ حرف کو عرض اور عرض بمعنے متاع و رخت خانہ ہے پہلے مصرع مین عرض بمعنے مقصود ہے اور دوسرے مین عرض بمعنے شے۔ یہ شعر گزشتہ شعر یعنے اللہ تعالے کے خالق اور بندے کے کاسب ہونے کی توضیح ہے بطریق تمثیل یعنے جسطرح بولنے اور پڑھنے والا آدمی یا حرف کو دیکھیگا یا معانی کو۔ آن واحد مین دونو چیزونکا احاطہ نہین کرسکتا۔ کیونکہ جب تک کسی فعل پر خاص توجہ نہو گی وہ فعل مختار نہین ہو سکتا۔ اور جب ایک پر توجہ ہوی تو دوسرے سے غفلت ہوگی کیونکہ قاعدۂ فطرت یہی ہے کہ انسان آن واحد مین دو چیزونکا احاطہ نہین کرسکتا۔ اسیطرح وہ آن واحد مین اپنے افعال کا خالق اور کاسب بھی نہین ہوتا۔ بلکہ خالق اللہ تعالے ہے جسکا علم بہت سی چیزون کو محیط ہے اور کاسب بندے ہین

	گر بمعنی رفت شد غافل ز حرف		پیش و پس یکدم نہ بیند ہیچ طرف
ترجمہ	فکر معنی مین ہے غافل حرف سے		پیش و پس کب سوجھتا ہے طرف سے

شرح طرف بکون رائے مہملہ بمعنے چشم و جنباندن چشم یعنی پڑھنے والا جب معنی پر غور کریگا تو حرفون سے غافل ہوجائیگا علے ہذا القیاس حرفون پر غور کریگا تو معنون کی خبر نہ رہیگی۔ اسیطرح پس و پیش کے دیکھنے والے کا حال ہے کوئی آنکھ ایسی نہین کہ آن واحد مین پس و پیش دونو جانبون کو دیکھ سکے تشبیہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ بندہ آن واحد مین کسی فعل کا خالق بھی ہو اور کاسب بھی یہ بالکل ناممکن ہے آن واحد مین ایک شخص سے ایک ہی فعل ہوتا ہے

	آنزمان کہ پیش بینی آن زمان		تو پس خود کے بہ بینی این بدان
ترجمہ	آگے جب دیکھیگا تو اے مہربان		پیچھے آئیگا نظر کیا میرجان

	چون محیط حرف و معنی نیست جان		چون بود جان خالق این ہر دو ان
ترجمہ	حرف و معنی پر ترا قابو نہیں		اے لشبر تو خالق ہر دو نہیں

شرح۔ یہ شعر تمثیل سابق کا تتمہ ہے یعنی ایمخاطب جب تجھے یہ معلوم ہوگیا ہے کہ ایک شخص آن واحد مین حرف و معنی کا احاطہ نہین کرسکتا تو اسپر یقین کر کہ ایک شخص آن واحد مین ان دونو نکا خالق بھی نہین ہوسکتا مطلب یہ کہ ایک وقت مین دو چیزون کی طرف توجہ نہین ہوسکتی اسلیئے ضرور ہوا کہ ہم کسی ایسی ذات کو خالق مانین جسکا علم آن واحد مین بہت سی مختلف اغراض کو احاطہ کرلیتا ہے اور جب کہ وہ جمیع اشیاء کا خالق ہے تو ہمارے افعال کا خالق بالاولےٰ ہے اور ہم کاسب یعنے نیک و بد افعال کی کمائی کرنے والے ہین۔

	حق محیط جملہ آمد اے پسر		واندارد کارش از کار دگر
ترجمہ	حق محیط دوجہان ہے اے پسر		کام مین کرتا ہے وہ کار دگر

شرح یعنے تمام اشیاء کو احاطہ کرنا اللہ تعالےٰ کی صفت ہے اُسکو کوئی کام آن واحد مین دوسرے کام سے نہین روک سکتا۔ بندہ کی یہ طاقت نہین کہ آن واحد مین اپنے افعال کا خالق بھی ہو اور کاسب بھی بنے۔

	گفت ایزد جان ما را مست کرد		چون نداند آنکہ را خود ہست کرد
ترجمہ	کیف کن نے کردیا ہے ہمکو مست		کیون نہ جانے وہ کیا ہے جسنے ہست

شرح گفت سے مراد کلمۂ کن ہے اور جان ما سے موجودات۔ اور لفظ جان سے اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ جمیع موجودات ذیروح ہین۔ گو اُنکا ذیروح ہونا ہمارے سمجھ سے باہر ہو۔ اور مست کرنے سے مراد منقاد اور مطیع کرنا ہے چنانچہ اکثر دیوانون کے پاؤن مین زنجیر ڈالکر اُنکو مسخر کرلیتے ہین۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ نے خطاب کُن سے معدومات کو اپنا مطیع و منقاد کرلیا اور اُنکو موجود کردیا۔ پھر کیا اُنکا حال اللہ تعالےٰ نجانے گا جنکو خود اُسنے ہست کیا ہے۔ بلکہ اُسکا علم جمیع اشیاء کو محیط ہے یہانتک کہ لاشئے کو بھی۔ یہ شعر گویا حق محیط جملہ آمد اے پسر کی تشریح ہے نکتہ اس شعر سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے علم سے تمام شے کا احاطہ کر رکھا ہے اور یہی شعر حکمائے مشائین کا رد کرتا ہے جنکا یہ مقولہ ہے کہ نعوذ باللہ اللہ تعالےٰ کو جزئیات مادیہ کا علم نہین ہے اور اس سے معتزلہ کی تردید بھی ثابت ہوتی ہے جو بندہ کو اپنے افعال کا خالق مانتے ہین بعض نسخون مین چون نداند کی جگہ چون نداد بھی ہے۔ ندا سے مراد وہی کلمۂ کن ہے۔ اور اسصورت مین مصرع ثانی شرط ہے اور مصرعۂ اولےٰ جزا مقدم یعنی جسب اللہ تعالےٰ نے اُن چیزون کو جنہین ہست کرنا تھا ندا دی تو کلمۂ کن کے اثر سے سب ہست اور موجود ہوگئین اسمین جزئیات و کلیات و افعال سب شامل ہین۔ غرض یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ خالق کلیات و جزئیات اور محیط جمیع موجودات و ممکنات ہے۔ اُسکے علّام الغیوب اور خلاق ہونے کا انکار صریح کفر ہے

	گفت شیطان کہ بما اغویتنی		کرد فعل خود نہان دیو دنی
ترجمہ	کہہ اٹھا شیطان بما اغویتنی		کر گیا پوشیدہ فعل خود دنی

شرح۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے قَالَ فَبِمَا اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ یعنی جب شیطان حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کرنیکے سبب مردود ہوا اور بہشت سے نکالا گیا تو اُسنے یہ کہا کہ اے خدا مجھے تیرے اِس گمراہ کرنے کی قسم میں تیرے سیدھے رستے میں رہزن کی طرح بیٹھ کر آدمیوں کو بہکاؤنگا۔ اگرچہ فعلِ اغوا کا خالق اللہ تعالےٰ ہے لیکن ادب اِسبات کا مقتضی تہا کہ کاسب ہونے کے سبب شیطان اِس فعل کو اپنے ہی نفس کی طرف منسوب کرتا ہے جیسا حضرت آدمؑ نے کیا تہا۔ ابلیس نے ترکِ ادب سے اغوا کو اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کر دیا اور جہنمی بنگیا۔ نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ چونکہ شیطان خود مظہرِ اغوے تہا اسلیئے اُسنے اللہ تعالےٰ کو بہی اسی صفت سے یاد کیا۔ کیونکہ جیسا کوئی ہوتا ہے ویسا ہی دوسرے کو سمجہتا ہے یہ بحث مشرح طور پر پیچھے گذر چکی ہے۔

	گفت آدم کہ ظلمنا نفسنا		او ز فعل حق نہ بد غافل چو ما
ترجمہ	قولِ آدم تہا ظلمنا نفسنا		گرچہ فعلِ حق اُنہین معلوم تہا

شرح۔ یعنی گیہون کہانے کے سبب جب حضرت آدم بہشت سے نکالے گئے تو اُنہون نے اپنے گناہ کا عذر ان لفظون مین کیا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ یعنی اے رب ہمارے ہمنے گیہون کہاکر اپنی جانو پر ظلم کیا۔ اگر تو ہماری خطا نہ بخشیگا اور ہمپر رحم نہ کریگا تو ہم ضرور خسارہ مین پڑ جائینگے۔ مطلب یہ کہ آدمؑ نے خطا کو اپنی ہی طرف منسوب کیا۔ حالانکہ وُہ جانتے تہے کہ اللہ تعالےٰ تمام افعال کا خالق ہے اور میری خطا (گیہون کہالینا) اُسی کا فعل ہے وُہ ایسے غافل نہ تہے کہ معتزلہ کی طرح اپنی ذات کو اپنے افعال کا خالق یا جبریہ کی طرح اپنے آپ کو مجبور محض خیال کرتے بلکہ یہ اُنکا ادب تہا کہ باوجود علم فعل خالق خطا کو اپنی طرف منسوب کر لیا۔ نکتہ یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ افعال اگرچہ مخلوق اللہ ہین لیکن بندہ کرنے نہ کرنے پر مختار ہے اسی اختیار کے سبب بُرے افعال اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب نہین کیے جاتے اور عذاب وثواب اِسی اختیار کا ثمرہ ہے اور یہی باعث ہے کہ حضرت آدمؑ نے اپنی خطا کو اپنی ہی نسبت مضاف کیا قرآن شریف مین موجود ہے مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ یعنے اے بندے اگر تجکو کسی طرح کی بہلائی پہنچے تو اُسکو فضل الٰہی سمجہ اور اگر بُرائی پہنچے تو اپنے نفس کی جانب سے خیال کر اور یہ بات بہی نکلتی ہے کہ باادب بانصیب اور بےادب بےنصیب۔

	در گناہ او از ادب پنہانش کرد		زان گنہ بر خود زدن او بر جہید
ترجمہ	تہا ادب دِل سے جو منظورِ نظر		اِس خطا مین ہو گئے وُہ بہرہ ور

شرح بر خود زدن۔ بسوے خود منسوب کردن۔ یعنے چونکہ حضرت آدمؑ عارفِ کامل اور آگاہ حقایق اور واقفِ

آداب الٰہی تہے اسلیئے اپنی خطا کو اپنی طرف منسوب کرنے کے سبب معافی سے بہرہ یاب ہوے اور ابلیس بے ادبی کے سبب مردود کیا گیا بعض نسخون مین زان گنہ برخورد و زد او برنخورد ہے یعنی حضرت آدمؑ کو ادب کے سبب اُس گناہ کا پہل یہ ملا کہ خطا معاف ہوگئی اور شیطان کو بے ادبی کے سبب سوائے مردود و ملعون ہونے کے کچہ بہی حاصل نہ ہوا اس صورت مین برخورد کے فاعل حضرت آدمؑ ہین اور برنخورد کا فاعل شیطان۔

	بعد توبہ گفتش اے آدم نہ من	آفریدم در تو آن جرم و محن
ترجمہ	بعد توبہ حق نے آدم سے کہا	مینے پیدا تجہہ مین کی تہی وہ خطا
	نے کہ تقدیر و قضائے من بدان	چون بوقت عذر کردی آن نہان
ترجمہ	میری جانب سے مقدر تہی وہ ہان	وقت توبہ تونے کیون رکہی نہان

شرح۔ یعنی جب حضرت آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی تو اللہ تعالےٰ نے یہ پوچہا کہ اے آدم سُن تونے جو خطا کی ہے کیا اُسکا خالق مین نہین ہون۔ کیا یہ خطا کاری مینے اپنے حکم سے تیری تقدیر مین نہین لکہی تہی نہین بلکہ یہ سب کچہ میرے ہی حکم سے ہوا ہے۔ پہر تونے توبہ کرتے وقت یہ کیون نہ کہا کہ یہ جرم اور آزمایشین تونے ہی مقدر کی تہین اور یہ سب کچہ تیرا ہی فعل ہے کیونکہ خالق افعال تو ہی ہے۔ اس سوال کا جواب آیندہ شعر مین ہے۔ محن آزمایشین

	گفت ترسیدم ادب نگزاشتم	گفت من ہم پاس آنت داشتم
ترجمہ	بولے آدمؑ مجکو تہا پاس ادب	حق نے فرمایا کہ بخشی ہمنے سب

شرح۔ یعنی حضرت آدمؑ نے یہ جواب دیا کہ اے رب العالمین مین تجہسے ڈر گیا اور میرا ادب اس بات کا مقتضی ہوا کہ کاسب ہونے کی حیثیت سے خطا کو اپنی طرف منسوب کرون اور اس حیثیت کو نہ دیکہون کہ خالق افعال تو ہی ہے اس مؤدبانہ جواب کو سُنکر اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تونے چونکہ میرے ادب کو ملحوظ رکہا ہے اسلیئے مین تیرے ادب و توقیر کو برقرار رکہتا ہون۔ چنانچہ مینے تیری خطائین معاف کین اور تجہے مقبول بنالیا۔

	ہر کہ آرد حرمت او حرمت برد	ہر کہ آرد قند لوزینہ خورد
ترجمہ	با ادب کی ہوتی ہے حرمت ضرور	قند لا لوزینہ کہا اے پُر شعور

شرح یعنے عزت و حرمت کے مستحق وہی لوگ ہین جو دوسرونکا ادب رکہتے ہین اور لوزینہ (حلوائے لوز جس حلوے مین مغز بادام پڑتے ہین) وہی شخص کہا سکتا ہے جو پہلے مٹہاس کا سامان کرلے۔

	طیبات از بہر کہ للطیبین	یار را خوش کن مرنجان و ببین
ترجمہ	طیبات آئے ہین بہر طیبین	یار کو خوش کرکے دیکہہ اے مرد دین

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ اَلْخَبِیْثَاتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالطَّیِّبَاتُ لِلطَّیِّبِیْنَ۔ اسکے ظاہری معنے یہ ہین کہ ناپاک

عورتین ناپاک مردون کے لیے ہین اور پاک عورتین پاک مردون کے لیئے اور باطنی معنے یہ ہین کہ عموماً ناپاک چیزین اور ناپاک خیال ناپاکون کے لیے اور پاک چیزین پاکون کے لیئے ہین یا کبازون اور باادبون کو جزائے خیر ملتی ہے

تمثیل

ترجمہ جبر و اختیار کے معنوی فرق کو ایک مثال کے طور بیان کرنا

یک مثال اے دل بیے فرقے بیار	تا بدانی جبر را از اختیار
ترجمہ سنے سن لے اک مثال اے ہوشیار	تا عیان ہو فرقِ جبر و اختیار
دست کو لرزان بود از ارتعاش	آنکہ دستے را تو لرزانی ز جاش
ترجمہ ہاتھہ اک لرزان ہے رعشہ سے مگر	تو ہلاتا ہے دوسرے کو سر بسر
ہر دو جنبش آفریدۂ حق شناس	لیک نتوان کرد با این آن قیاس
ترجمہ دونون کی جنبش ہے فعلِ کردگار	اسمین اُسمین فرق ہے اے ذی وقار

شرح از تعاش بمعنے لرزیدن و مرض رعشہ۔ یعنے یہ فرض کرلیجے کہ ایک شخص کا ہاتھہ رعشے کے سبب کانپتا ہے اور دوسرے کو رعشہ تو نہین مگر وہ اپنی خوشی سے اپنے ہاتھہ کو ہلا رہا ہے اگرچہ یہ دونو حرکتین اللہ تعالے کی مخلوق ہین لیکن اس حرکت مجبولہ اور اختیاریہ کو اس حرکتِ اضطراریہ پر قیاس نہین کرسکتے۔ کیونکہ حرکتِ مجبولہ بندے کا تصرف نہین ہے اور حرکتِ رعشہ مین بندہ کو کچھہ اختیار نہین (حرکتِ مجبولہ و اختیاریہ وہ حرکت جو آدمی اپنے فعل و اختیار سے کرے اور حرکتِ اضطراریہ رعشہ وہ حرکت جو اپنے اختیار سے صادر نہو۔

زین پشیمانی کہ لرزانیدیش	چون پشیمان نیست مرد مرتعش
ترجمہ تو پشیمان اس سے ہوگا بالیقین	رعشہ والے کو پشیمانی نہین
مرتعش را کے پشیمان دیدۂ	بر چنین جبرے چہ بر چسپیدۂ
ترجمہ صاحب رعشہ پشیمان ہو تو کیون	چھوڑدے اس جبر کو مردِ زبون

شرح یعنے اپنے ہاتھہ کی اختیاری حرکت سے تجکو عقلمندون کے نزدیک پشیمانی ہوگی۔ کیونکہ بیفایدہ ہاتھہ ہلانا ایک لغو حرکت ہے اور رعشہ والے کو کسی طرح پشیمانی نہین ہوسکتی کیونکہ رعشہ قدرتی اور اضطراری حرکت ہے خلاصۂ مثال یہ ہے کہ عارفان کامل کا جبر و اختیار باعث پشیمانی نہین ہوتا کیونکہ انہون نے اپنے اختیار کو ذاتِ حق کے اختیار مین فنا کردیا ہے اور اپنی قدرت کو اسکی قدرت کا مظہر سمجھے ہوے ہین اور عوام کا جبر و اختیار باعث پشیمانی ہے کیونکہ وہ مال جمع کرنے اور مراتبِ عالیہ کے تحصیل مین سب قسم کی حرکتین کرتے ہین لیکن طاعات کے لیئے اپنے آپ کو مجبور جانتے ہین اگرچہ ان دونو فرقون کے دل مین جبر کے معنے اللہ تعالے کی طرف سے

ڈالے گئے ہین مگر دونو مین بہت بڑا فرق ہے عارفون کا جبر جبر محمود ہے اور عوام کا جبر مذموم نکتہ یہ تمثیل فقط جبر متوسط اور جبر عوام کے فرق اور اُنکے محمود و مذموم ہونے مین ہے نہ کہ ان معنون مین کہ عارفان کامل رعشہ والے آدمی کی طرح اپنے حرکات و سکنات کو اپنے اختیار مین نہین سمجھتے کیونکہ یہ سنت والجماعت کا مذہب نہین ہے اور نہ یہ مثال ان معنون مین ہے کہ جبر عوام کے قائل اپنے ہاتھہ پانو آپ ہلاتے ہین کیونکہ جبر عوام مسلوب القدرت کے معنون مین ہے برچنین جبرے چہ برچسپیدہ کا یہ مطلب ہے کہ ایمخاطب تو جبر عوام سے کیا دلچسپی رکھتا ہے اسکو چھوڑ دے

	بحثِ عقل است این چہ عقل آن حیلہ گر	تا ضعیفے - رہبر و آنجا مگر
ترجمہ	ہے یہ بالکل بحث عقلِ حیلہ گر	تا ضعیفون کے لیے ہو راہبر

شرح یعنی جبر و اختیار کی بابت جو کچھ ہم کہہ چکے ہین یہ عقلی بحث ہے جس سے علم یقینی حاصل نہین ہوتا کیونکہ عقلِ حیلہ گر ایسی کیا چیز ہے کہ علم یقینی کا احاطہ کر سکے البتہ انبیا و اولیا کی عقل کلی علم یقینی حاصل کر لیتی ہے اسکے آگے عقل جزئی لاشے ہے عقلی بحث صرف اسلئے ہوتی ہے کہ کسی غبی اور کند ذہن آدمی کو سیدہا رستہ ملجائے اور وہ باطل عقیدے سے رہائی پائے ورنہ عقلی دلائل سے علم یقینی حاصل ہو جائے یہ بالکل محال ہے۔

	بحثِ عقلی گر دُر و مرجان بود	آن دگر باشد کہ بحثِ جان بود
ترجمہ	بحث عقلی گو دُر و مرجان ہے	اور ہی کچھ ہے جو بحثِ جان ہے

شرح یعنے اگرچہ بحثِ عقلی جواہر کی طرح قیمتی چیز ہے مگر روحی بحث کچھ اور ہی قدر و قیمت رکھتی ہے کیونکہ بحث عقلی ظاہری اور قیاسی باتونکا نام ہے اور بحث روحی باطنی اور یقینی باتون کا بحثِ روحی سے مراد وہ باطنی فیضان و الہام ہے جو اللہ تعالے کی طرف سے دل مین ہوتا ہے اسی کو وحی اور الہام بہی کہتے ہین۔

	بحثِ جان اندر مقامے دیگر ست	بادۂ جانرا قوامے دیگر ست
ترجمہ	اور کچھ ہے بحثِ روحی کا مقام	اور کچھ ہے بادۂ جان کا قوام

شرح یعنے روحانی بحث کا مقام مقامِ عقل سے اعلے ہے اور بادۂ روح کا قوام اور کیفیت عقل جزئی کی کیفیت سے بالاتر ہے قوام مدار شے و اصل چیز جسکے سبب دوسری شے قایم ہو یعنے وہ شرابِ علمِ یقین جو روح کو ملتی ہے کچھ اور ہی کیفیت رکھتی ہے کیونکہ اسکا قوام اسرار الٰہی ہین۔

	آن زمان کہ بحثِ عقلی ساز بود	این عمر با بوالحکم ہمراز بود
ترجمہ	بحثِ عقلی جب کہ تہی با کرّ و فر	بوالحکم کے ساتھہ تہی عقل عمرؓ

شرح لفظ ساز یہان بمعنے ترکیب و اسباب و سامان ہے اور بحثِ عقلی ساز مین اضافتِ مقلوب ہے اور زمان سے مراد زمانۂ جاہلیت ہے جبکہ رسول علیہ الصلوۃ پر نور وحی کا ظہور نہین ہوا تہا۔ بوالحکم قبل انکار اسلام ابوجہل کی کنیت تہی

حکم فیصلہ کنندہ و ممیز چونکہ ابوجہل اپنی عقلمندی کے سبب اکثر معاملات اہل عرب کو فیصل کیا کرتا تھا اسلئے ابوالحکم مشہور ہوگیا۔ اور حضرت عمر بھی عرب کے بڑے سرداروں مین سے تھے بہت سے جھگڑے ان دونون کے مشورے سے فیصل ہوا کرتے تھے مطلب شعر یہ ہے کہ جس زمانۂ جاہلیت مین صرف بحث عقلی کا سامان موجود تھا تو حضرت عمر اور ابوجہل دونو ہمراز تھے لیکن زمانۂ نور نبوت مین عمر کا مرتبہ بالاتر ہوگیا

	چون عمر از عقل آمد سوے جان		بوالحکم بوجہل شد در بحث آن
ترجمہ	عقل سے جب سوے جان آئے عمر		بوالحکم بوجہل ٹھیرا سر بسر

شرح جان سے مراد یا تو نور وحی سے قوت روحانی حاصل کرنی ہے یا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم یا ذات حق یعنے جب حضرت عمرؓ عقلی بحث کو چھوڑکر نور وحی کی برکت حاصل کرنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے یا ذات حق کی طرف متوجہ ہوئے تو مراتب اعلےٰ کی طرف عروج کرگئے اور بوالحکم کا لقب باوجود دانش وعقل ابوجہل قرار دیا گیا کیونکہ وہ اپنے فطرتی جہل کے سبب نور وحی کو نہ پہچان سکا اور ایمان نہ لایا

	سوے عقل وسوے حس دلائل کاملست		گرچہ خود نسبت بجان او جاہلست
ترجمہ	بحث عقل وحس مین گو کامل تھا وہ		بحث روحی مین مگر جاہل تھا وہ

شرح - یعنی اگرچہ عقلی دلائل مین ابوجہل نہایت کامل اور حضرت عمرؓ پر غالب تھا مگر روحانی بحث کی نسبت جاہل تھا کیونکہ اُسنے جان (روح یا رسول یا ذات حق) کے مرتبہ کو نہ پہچانا اور حضرت عمرؓ نے حق و باطل مین فرق کرکے فاروق اعظم لقب پایا۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ عقل دنیوی سے معرفت حق حاصل نہین ہوسکتی

	بحث عقل وحس اثر دان یا سبب		بحث جان باشد عجب یا بوالعجب
ترجمہ	بحث عقل وحس اثر ہے یا سبب		بحث روحی ہے عجب یا بوالعجب

شرح یعنے بحث عقلی یا تو استدلال مؤثر (بصیغۂ اسم مفعول) سے ہے اثر پر۔ اسکو برہان انی کہتے ہین یا انتقال سبب سے ہے مسبب کی طرف۔ اسکو برہان لمی کہتے ہین و مثلاً زید متغفن الاخلاط وکل متغفن الاخلاط محموم فزید محموم۔ یعنے زید کے اخلاط مین تعفن ہے اور جسکے اخلاط مین تعفن ہو اُسے بخار ہوتا ہے اسلئے زید کو بخار ہے یہ برہان لمی ہے کیونکہ اسمین تعفن اخلاط سے جو سبب ہے زید کے محموم ہونے کی طرف انتقال کیا گیا ہے۔ اور الجسم مؤلف وکل مؤلف لہ مؤلف فالجسم لہ مؤلف یعنے جسم مرکب ہے اور ہر مرکب کے لیئے ترکیب دینے والا ضرور ہے پس جسم کے لیے بھی کوئی نہ کوئی ترکیب دینے والا ضرور ہے یہ برہان انی ہے۔ اسمین مؤثر اور معلول یعنے مؤلف سے علت اور اثر یعنے مؤلف پر استدلال ہے بحث عقلی اس سے آگے تجاوز نہین کرسکتے۔ اور بحث روحی اس سے عجیب کیا بلکہ عجیب تر ہے جسکا ادراک بغیر نور الٰہی ناممکن ہے

کشف کے وقت آدمی کو عجیب عجیب اسرار معلوم ہو جاتے ہین۔ کیونکہ روح قربِ الٰہی سے مستفیض ہوتی ہے اور عقل تھوڑی دور جاکر رہجاتی ہے۔

	ضوءِ جان آمد نہ ماند اے مستضی	لازم و ملزوم نافی مقتضی	
ترجمہ	نورِ جان نے کھو دیا اے مستضی	لازم و ملزوم و نافی مقتضی	

شرح یعنے اے مسترشد اور طالب نور ارشاد اب روشنیِ روح کا زمانہ آگیا ہے جسمین دلائل عقلیہ سے نہ تو لازم و ملزوم باقی رہا جیسا کہ جبریہ کہتے تھے کہ عبد ملزوم جبر ہے اور جبر اُسکا لازم اور نہ کوئی دلیل خلقِ افعال الٰہی کی نفی کرنیوالی باقی ہے جیسا کہ معتزلہ کہتے ہین کہ بندہ خود ہی بطور استقلال اپنے افعال کا خالق اور مصدر ہے۔ اور نہ کوئی مقتضی باقی ہے جیسا کہ اہل سنت کا مذہب ہے کہ اصدار افعال عباد کو اسباب کا سبب بیان کرتے ہین کہ انکا خالق اللہ ہے ورنہ تحصیل معدوم مطلق لازم آئیگی۔ مقتضی بمعنے سبب۔ خلاصہ یہ کہ جبریہ اور قدریہ کی قیل و قال اور متکلمین کے مباحثے اہلِ جدال کے لایق ہین۔ ارباب کمال اور اصحاب عرفان عقلی بحثون کی طرف متوجہ نہین ہوتے۔ کیونکہ وہ نور وحی رسول علیہ الصلوٰۃ سے فیض یاب ہین۔

	زانکہ بینا را کہ نورش بازغ است	از عصا و از عصاکش فارغ است	
ترجمہ	حق نے بینا کو دیا ہے جبکہ نور	پھر عصاکش اور عصا ہے کیا ضرور	

شرح یعنے دلائل عقلی اندھے کی لاٹھی ہین جسکی ضرورت بینا کو ہرگز نہین ہوتی۔ لفظ بازغ اگر برائے مہملہ ہے تو بمعنے منعم ہے یعنی جس بینا شخص کا نور ناز و نعمت الٰہی کا پروردہ ہے اُسکو عصا کی حاجت نہین اسصورت مین بازغ و فارغ کا قافیہ مرصع ہے اور اگر بازغ بمعنے طالع و لامع بزائے معجمہ ہے تو قافیہ کی بنا غین منقوطہ پر ہے

	تفسیر آیہ وہو معکم اینما کنتم و بیان آن	
ترجمہ	اس آیت کی تفسیر کہ تم جہان کہین ہو خدا تمہارے ساتھ ہے و اربکا بیان	

شرح اس آیت کی تفسیر مین مبیضادی لکھتا ہے کہ خدا کا علم اور قدرت ہر جگہ بندون کے ساتھ ساتھ ہے یعنے وہ اپنے مظہر سے جدا نہین ہوتا اس معیت کو عینیت سمجھنا یا عارفان کامل کا حصہ ہے یا ملحدان کامل کا ہے

	باز دیگر ما بقصہ آمدیم	ما ازین قصہ برون خود کے شدیم	
ترجمہ	پھر وہی سن لیجے اگلی داستان	ہم نہین اِس سے الگ اے رہنما	

شرح قصہ سے مراد وہی معیت حق ہے جسکی نسبت مولانا پہلے ارشاد فرما چکے ہین کہ۔ این معیت باحق و جبر نسبت + یعنے ہمنے اِس بحث کو چھوڑا نہین اب پھر معیت اور معنی معیت کی طرف رجوع کرتے ہین یہ بحث نہایت مشکل ہے مگر ہم آیندہ اشعار کے ایسے معنے بیان کرینگے کہ معیت بھی ثابت ہو جائے اور خلافِ شرع عینیت

کا بہی قائل ہونا نہ پڑے۔ کیونکہ ہماری شرح مسائل شریعت و طریقت دونون کو جامع ہے۔

	گر بہ جہل آئیم آن زندان اوست		ور بہ علم آئیم آن ایوان اوست
ترجمہ	جہل ہے ہم مین تو ہے زندانِ حق		علم ہے ہم مین تو ہے ایوانِ حق

شرح یعنے ہماری تمام صفتین صفاتِ الٰہی کا عکس ہین اگر ہم مین جہل ہے تو اُسکی صفت مذل کا عکس ہے کیونکہ جہل باعثِ ذلت ہے خاصکر صوفیون کے حق مین قید خانہ ہے جس سے وہ انجام کار نہایت تکلیف اُٹہاتے ہین اور اگر ہم مین علم ہے تو اُسکی صفت علیم کا پرتو ہے اور علم یعنی عرفان ایک ایوان (قصر عالی) ہے جس سے عارفون کو راحت پہنچتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ عکس اور صاحبِ عکس یا مظہر اور ظاہر من وجہٍ عین ہین اور من وجہٍ غیر۔ للہ الحمد اس تقریر سے معیت بلا عینیت اچہی طرح ثابت ہو گئی۔ بعض نسخون مین بجائے او۔ ما ہے

	گر بخواب آئیم مستان وئیم		ور بہ بیداری بدستان وئیم
ترجمہ	خواب مین ہم ہین تو ہین مستانِ رب		اور بیداری مین ہم دستانِ رب

شرح۔ دستان جمع دست بمعنے ہاتہہ و بمعنے مکر و حیلہ و سرود و نغمہ۔ و حکایت و فسانہ۔ یہان سب معنے درست ہین اور خواب و بیداری سے اگر یہی ظاہری خواب و بیداری مراد ہے تو شعر کے یہ معنے ہین کہ ہم حالتِ خواب مین فیضانِ حق سے مست ہین یہ اُسی کا فیض ہے کہ بیداری کی تکلیفین اور محنت و مشقت کی تکان دفع کرنے کے لیئے ہمین سُلا دیتا ہے۔ اور یہ اُسی کا فضل ہے کہ ہم حالتِ بیداری مین اُسکی یاد کے نغمہ و سرود مین مشغول رہتے ہین۔ غرض یہ کہ دونو حالتین اُسکا عطیہ ہین اور وہ دونو صورتون مین اپنے اسم معطی کے ساتہ ہم مین جلوہ گر ہے۔ نیز خواب سے ترک دنیا اور بیداری سے دنیوی ہوشیاری مراد ہو سکتی ہے۔ اس صورت مین یہ معنے ہوے کہ اگر ہم عارف ہین تو ہمارا خواب یعنے ترک دنیا گویا شرابِ محبتِ حق کی مستی اور بیہوشی ہے اور اگر ہم عارف نہین ہین بلکہ خدا سے غافل اور دنیاوی کامون مین بیدار ہین تو گویا خدا کے مکر کا شکار ہین۔ وہ ہمین دفعۃً پکڑنے کے لیئے ڈہیل دے رہا ہے خوابِ شرابِ محبت کی حالت مین ہم اسم رحیم کے مظہر ہین اور دنیوی بیداری کی حالت مین اسم قہار کے۔ پہلی صورت مین دستان بمعنے نغمہ فسانہ۔ و ذکر ہے اور دوسری صورت مین بمعنے مکر

	در بگریئم ابر پر زرقِ وئیم		ور بخندیم آن زمان برقِ وئیم
ترجمہ	وقت گریہ ابر پر زرقِ خدا		وقتِ خندہ صورتِ برقِ خدا

شرح۔ پر زرق بوقلمون و رنگارنگ یعنے جسطرح رنگارنگ ابر برسکر زمین سے رنگارنگ گل بوٹے اُگاتا ہے اسیطرح ہمارے گریہ کے آنسو ہمارے دل کی زمین مین حسنات کی کہیتان پیدا کر دیتے ہین اور اسوقت ہم اُسکے اسم محیی کا مظہر بنجاتے ہین۔ کیونکہ مہجوران وصالِ الٰہی کے آنسو کشتِ دل کو زندہ کرنیوالے ہین۔ اور

جب ہم ہنستے ہین یعنے مشاہدہ تجلیات سے خوش ہوتے ہین تو برق نور الٰہی کا عکس ہم مین جلوہ افگن ہوتا ہے یعنے ہم اُسکے اسم **نور** کا مظہر بنجاتے ہین جو باعث ظہور سرور و فرحت ہے۔

	ور بخشم و جنگ عکس قہر اوست		**ور بصلح و عذر عکس مہر اوست**
ترجمہ	جنگ ہے اک عکس اُسکے قہر کا		صلح ہے اک عکس اُسکی مہر کا

شرح یعنی ہمارا خشم و جنگ اُسکے قہر کا اور ہماری صلح و معافی اُسکے مہر کا عکس ہے پہلی حالت مین ہم مظہر اسم **قہار و جبار** ہوتے ہین اور دوسری حالت مین مظہر اسم **رحیم و رحمن**۔ خلاصہ یہ کہ وُہ کسی حالت مین ہم سے جُدا نہین ہے معیت اور عینیت کے معنے سمجھنے والون کی عقل پر موقوف ہین

	مان کہ کیئم اندر جہان ہیچ ہیچ		**چون الف او خود چہ دارد ہیچ ہیچ**
ترجمہ	کون ہین ہم در جہان ہیچ ہیچ		اک الف ہین اور الف ہوتا ہے ہیچ

شرح کیئم بمعنے کیستیم ہے۔ اور پہلا مصرع سوال ہے دوسرا اُسکا جواب یعنے ایمخاطب ہم اس جہان ہیچ در ہیچ (محل مشقت و عذاب) مین کون ہین اور کیا چیز ہین۔ سچ پوچھیئے تو کچھ بھی نہین ہماری ہستی کچھ ہے بھی تو ایسی ہے جیسے حرف الف۔ جسکی صورت یہ ہے (ا) اور جو ہمیشہ ساکن اور حرکات سے خالی ہے یہانتک کہ نقطہ بھی اپنے پاس نہین رکھتا۔ او خود چہ دارد ہیچ ہیچ۔ کے یہی معنے ہین کہ حرف الف اپنے پاس کچھ نہین رکھتا اسیطرح ہم گو باعتبار ظاہر متحرک معلوم ہوتے ہین لیکن فی الواقع غیر متصرف اور متحرک مع الغیر ہین ہم حرف الف کی طرح اپنے پاس کچھ نہین رکھتے ہماری تمام حرکات اسمائے صفات حق کا عکس ہین جسکی شرح گذر چکی ہے

	چون الف گر تو مجرد میشوی		**اندرین ہ مرد منفرد میشوی**
ترجمہ	تو الف کی شکل گر تنہا رہے		منزل عرفان مین یکتا رہے

شرح چونکہ پہلے شعر مین حرف الف کی بحث گذر چکی ہے اسلیئے مولانا نے اس الف سے ایک دوسرے مضمون کا الف نکالا ہے یعنی ایمخاطب اگر تو طلب ماسوی اللہ سے خالی ہو کر بقول شخصے الف اللہ بنجائے تو وحدت کے رستہ مین یکتا اور سوا اور یکتا تازہ ہو جائیگا اور معیت عینیت کے معنے خود بخود ظاہر ہو جائینگے۔

	جہد کن تا ترک غیر حق کنی		**دل ازین دنیائے فانی برکنی**
ترجمہ	ترک غیر حق کی خاطر جہد کر		رکھہ نہ اس دنیائے فانی پر نظر

شرح پہلے مصرع مین کنی بضم الکاف اور دوسرے مین بفتح الکاف یعنے خدا کو ڈھونڈ اور دنیا سے منہ موڑ

	این سخن را نیست پایان اے پسر		**از رسول روم برگو و ز عمرؓ**
ترجمہ	بحث یہ بے انتہا ہے اے پسر		ہم سناتے ہین تجھے حال عمرؓ

سوال کردن رسول قیصر روم از عمر از سبب ابتلائے ارواح با این آب وگل جسم

رسول قیصر روم کا حضرت عمر سے یہ سوال کرنا کہ روحین لطیف ہوکر اس جسم کثیف مین جو آب وگل سے بنا ہے کسلیئے مقید ہوئی ہین

	از عمر چون آن رسول این را شنید	روشنی در دلش آمد پدید	
ترجمہ	نامہ بر نے جب عمر سے یہ سُنا	نور حق سے قلب روشن ہو گیا	
	محو شد پیش سوال و هم جواب	گشت فارغ از خطا و از صواب	
ترجمہ	مٹ گئے سارے سوال اور سب جواب	ہو چکا فکر خطا ہا و صواب	

شرح یعنی جب رسول قیصر روم نے حضرت عمرؓ سے روح کے حالات اور کیفیت حال و مقامات سُنے تو اسکے دلمین معنوی روشنی پیدا ہوگئی اور چونکہ اُسے جذبۂ عشق نے محو و فنا کر دیا تھا اسلیئے سوال و جواب اور خطا و صواب سے فارغ ہوکر مرتبۂ استغراق تک پہنچ گیا اور صاحب کمال و اہل کشف بنگیا

	اصل را دریافت بگذشت از فروع	بہر حکمت کرد در پرسش شروع	
ترجمہ	ملگئی جب اصل پھر کیا ہین فروع	بہر حکمت اُسنے کی پرسش شروع	

شرح یعنے رسول روم اصل شے (حقیقت احدیت یا روح) کو معلوم کرنیکے سبب فروعات سے تجاوز کر گیا لیکن پھر بھی روح کے جسم سے متعلق ہونے کی حکمت اور اُسکی منفعت کا سوال اسلیئے کیا کہ خاص حضرت عمرؓ کی زبان سے استفادہ کرے ورنہ اسکو سوال کی حاجت نہ تھی کیونکہ مکشوف الحال تھا نکتہ لفظ اصل کو بصیغۂ واحد اور فروع کو بصیغۂ جمع ذکر کرنا مرتبہ احدیت اور مرتبۂ کثرت کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور بعد حصول کمال رسول قیصر کا حضرت عمر سے سوال کرنا اس بات کی شہادت ہے کہ کامل کو اکمل سے ضرور کچھ نہ کچھ علم روحانی کی بابت تحقیق کرنی اور اُس تحقیق سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے چنانچہ رسول قیصر نے عمرؓ سے یہ سوال کیا

	با عمر گفت اینچہ حکمت بود و سر	حبس آن صافی درین جائے کدر	
ترجمہ	اور یہ پوچھا کہ اسمین کیا ہے سر	روح صافی اور یہ جائے کدر	

شرح - اس سے پہلے رسول قیصر نے روح کے بدن مین آنیکا سبب پوچھا تھا اور اب اسکی حکمت اور فائدہ پوچھتا ہے آن صافی سے روح اور جائے کدر سے جسم مراد ہے۔

	آب صافی در گلے پنہان شدہ	جان صافی بستۂ ابدان شدہ	
ترجمہ	صاف پانی اور یہ ظرف گلی	روح صافی کیون بدن سے جا ملی	
	فائدہ فرما کہ این حکمت چہ بود	مرغ را اندر قفس کرد از چہ سود	
ترجمہ	فائدہ کیا ہے غرض ہے اس سے کیا	کسلیئے طائر قفس مین پھنس گیا	

شرح - آب صافی سے روح اور گل سے جسم مراد ہے اور دوسرا مصرع پہلے کی شرح ہے۔

	گفت تو بحث شگرفے میکنی	معنیئے را بند حرفے میکنی	
ترجمہ	بولے وہ کرتا ہے تو بحث شگرف	ملتی ہے معنی کو جس سے قید حرف	

شرح شگرف عجیب وغریب اور عمیق ودقیق یعنے بحث روح جسکا بھید کھولنا شرعاً ممنوع ہے۔

	حبس کردی معنیئے آزاد را	بند حرفے کردۂ تو باد را	
ترجمہ	حبس کرنا معنیئے آزاد کا	روک دینا حرف مین ہے باد کا	

شرح - باد سے وہی معنیئے آزاد مراد ہین جو پہلے مصرع مین ہے چونکہ ہوا اور معنے دونو نظر سے غائب رہتے ہین اسلیے معنیئے آزاد باد کہا گیا یعنی روح کی بحث معنوی قید حرف وبیان مین نہین آسکتی۔

	از برائے فائدہ این کردۂ	تو کہ خود از فائدہ دربردۂ	
ترجمہ	فائدے کے واسطے ہے یہ مگر	تو ہے ایسے فائدہ سے بے خبر	

شرح - ان تینون شعرون کی تقریر دوطرح ہوسکتی ہے اوّل یہ کہ رسول قیصر روم کو حضرت عمرؓ نے یہ جواب دیا کہ اے شخص تو روح کے متعلق نہایت باریک سوال کرتا ہے روح کی کیفیت اور حقیقت کا اظہار شرعاً ممنوع ہے چنانچہ رسول مقبول نے بھی مجملاً یہی جواب دیا تھا جو قرآن مجید مین موجود ہے کہ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ روح میرے رب کا ایک حکم ہے اے رسول قیصر تو نہایت باریک معنی (کیفیت روح) کو قید الفاظ وبیان مین لانا چاہتا ہے اور تجھے یہ منظور ہے کہ ہوا یا معنی آزاد جو بیک قید حروف مین نہین آسکے مقید ہوجائین حالانکہ یہ ناممکن ہے یعنے کیفیت روح کسی طرح بیان نہین ہوسکتی اے رسول قیصر تو نے روح کے متعلق سوال کسی فائدہ کے لیے کیا ہے اسی سے تیرا جواب نکلتا ہے کیونکہ جب تیرا سوال فعل بشر ہوکر فائدہ سے خالی نہین تو روح کا جسم مین آنا جو فعل الٰہی ہے کیونکر فائدہ سے خالی ہوگا دوم یہ کہ سائل نے فائدہ روح کے متعلق سوال کیا تھا حضرت عمرؓ نے کیفیت اور ماہیت روح کا ذکر تو ممانعت شرعیہ کے سبب نہین کیا مگر ایک مثال کی صورت مین سائل کو شافی جواب دیدیا یعنے اے رسول قیصر روح کے فائدے کی یہ مثال سمجھ کہ مثلاً تو کسی سے بحث کرتا ہے اور اپنا مدعا ثابت کرنے کے لیئے نہایت باریک نکتون اور دقیق معنون کو قید الفاظ مین لاتا ہے تو یہ اسی لیے ہے نا۔ کہ اپنے کلام سے سننے والون کو فائدہ پہنچائے بس تو جب تیرا معانی کو قید الفاظ مین لانا فائدہ سے خالی نہین تو اللہ تعالےٰ کا روح کو قید بدن مین لانا کیونکر فائدہ سے خالی ہوسکتا ہے۔ مگر افسوس تو اس فائدہ سے دربردہ یعنی بیخبر اور غافل ہے جب تک کشف نہو روح کی کیفیت اور اسکے فائدے معلوم نہین ہوسکتے۔

	آنکہ از وے فائدہ زائیدہ شد	چون نہ بیند آنچہ مارا دیدہ شد
ترجمہ	فائدہ پر کیون نہو حق کی نظر	خود نظر آتا ہے ہمکو سر بسر

شرح - یہ شعر تتمۂ جواب ہے۔ یعنے جو ہر قسم کے فائدون کا پیدا کرنے والا ہے (اللہ تعالےٰ) اُس فائدہ کو کیونکر نہ دیکھے گا جو ہمین دکھائی دے رہا ہے مطلب یہ کہ جب ہم تعلق الفاظ و معنی مین سراسر فائدہ دیکھہ رہے ہین تو کیا اللہ تعالےٰ نے روح و بدن کے تعلق مین کوئی فائدہ مدنظر نہین رکھا یہ ناممکن ہے۔

	صد ہزاران فائدست و ہر یکے	صد ہزاران پیش آن یک آمدے
ترجمہ	اسمین ہین لاریب لاکھون فائدے	فائدے ہون کیا بیان اُس ایک کے

شرح - یعنی ایک تعلق الفاظ و معانی مین لاکھون فائدے ہین لیکن وُہ سب فائدے تعلق روح و بدن کے ایک فائدے کے آگے بالکل لاشئے اور بحقیقت ہین۔

	آن دم نطقش کہ جانِ جانہاست	چون بود خالی ز معنی گوئی راست
ترجمہ	نطق تیرا جو کہ جانِ جان ہے	ہو عبث - بیفائدہ - کیا دہیان ہے

شرح دم نطق سے روح اور پہلے لفظ جان سے امر دوسرے سے رب مراد ہے اور دم نطق مین اضافت سببی ہے۔ کیونکہ سانس ہی کے سبب آدمی بول سکتا ہے اور بولتے ہی کو روح کہتے ہین اور چونکہ یہی دم نطق نفخت فیہ مین روحی کا مصداق ہے اسلیئے نطقش مین شین ضمیر کا اضافت خدا کی طرف ہے اور مطلب یہ ہے کہ جب الفاظ و معنی کا تعلق فائدے سے خالی نہین تو جسم سے تعلق روح جو جان جان یعنے امر ربی ہے کیونکر بے فائدہ اور بیمعنی ہوسکتا ہے۔

	آن دم نطقت کہ جز و جزوہاست	فائدہ شد کل و کل خالی چراست
ترجمہ	سانس جز ہو کر بھی ہے با سود تیرے	اور کل بے سود ہو یہ حیف ہے

شرح اس شعر مین چونکہ دم نطق مخاطب کی طرف مضاف ہے اسلیئے اس سے سانس مراد ہے کیونکہ آدمی سانس ہی کی مدد سے بول سکتا ہے اور سانس سینہ پھیپھڑہ۔ اور گلے۔ کا ایک جز ہے اور یہ تمام چیزین جزو انسان ہین مطلب شعر یہ ہے کہ اے مخاطب جب کہ تیرا سانس کہ تیرے اعضا کا ایک جز ہے سراسر فائدہ رسان ہے تو کُل یعنے روح کسطرح فائدے سے خالی ہوسکتی ہے۔

	تو کہ جزوی کار تو با فائدہ ست	پس چرا در طعن کل آری تو دست
ترجمہ	تو ہے جز اور کام ہین سب سود مند	طعن کل سے کر زبان کو اپنی بند

شرح یعنی اے انسان تو تمام مخلوقات مین ایک جز ضعیف ہے تاہم تیرے کام فائدے سے خالی نہین

پیر روح کے تعلق کو جو بدن کے ساتھ ہے بیفائدہ کیون جانتا ہے نکتہ روح کو کل اسلیئے کہا گیا کہ وہ اُسکا خاص امر ہے جو محیط کل اور خالق کل ہے اور جسنے روح آدم کو اپنی روح کہا ہے۔

	گفت را گر فائدہ نبود مگو	ور بود اہل اعتراض شکر گو	
ترجمہ	جو عبث ہو بات وہ مُنہ سے نہ کہہ	ورنہ اُسکا شکر کر خاموش رہ	

شرح یعنی اگر روح کے متعلق گفتگو مین کچھ فائدہ نہین تو ایسی گفتگو ہی نہ کر اور اگر فائدہ ہے یعنے تو روحانی فائدون کو سمجھ سکتا ہے تو اعتراض کو چھوڑ اور خدا کا شکر کر کہ اُسنے تجھے اسرار سمجھنے کی طاقت دی۔

	شکر حق چون طوق ہر گردن بود	نے جدال و روترش کردن بود	
ترجمہ	شکر حق ہے صورتِ طوقِ گلو	نے جدال و جنگ و خشم اے زشتخو	

شرح۔ یعنی شکر الٰہی گویا مخلوقات کی گردن کا طوق ہے۔ جس سے کوئی متنفس عہدہ برآ نہین ہو سکتا۔ اُسکی نعمتین بیشمار ہین۔ چنانچہ روحانی اسرار کا سمجھنا۔ اور نافہمی کی حالت مین اعتراض نہ کرنا بھی ایک بڑی نعمت ہے

	گر ترُش روبودن آمد شکر وبس	ہمچو سرکہ شکر گوئے کیست کس	
ترجمہ	گر ترُشروئی ہے شکرِ ربِّ حے	شکر گو سرکے سے بڑھکر کون ہے	

شرح۔ یعنی اگر کیفیت روحانی اور اسرار ربّانی پر نافہمی کے سبب اعتراض کرنے کا نام شکر ہے تو سرکہ یعنی کافرون اور ملحدون سے زیادہ کوئی شکر گذار نہین ہو سکتا۔ جو خدا کی ہر بات پر معترض ہین۔

	سرکہ را گر راہ باید در جگر	گو بشو سر کنجبین او از شکر	
ترجمہ	ڈھونڈتا ہے سرکہ گر راہِ جگر	چاہیئے بہنا اُسے جز و شکر	

شرح یعنے اگر سرکہ یہ چاہتا ہے کہ مین جگر مین جا جاؤن اور مجھے کوئی سپند کرلے تو اُس سے کہدو کہ شکر کی صحبت سے سکنجبین بنجا مطلب یہ کہ ترُش رو اور معترض اگر احوالِ باطن اور کیفیت روح معلوم کرنی چاہتا ہے تو اُس سے کہدو کہ حلاوتِ طاعت الٰہی اور کسی مُرشد کامل سے ہمصحبت رہ۔

	معنی اندر شعر جز باخبط نیست	چون فلا سنگ ست آنرا ضبط نیست	
ترجمہ	نظم اسرارِ نہان بیشک ہے خبط	گسطرح سنگ فلاخن کو ہو ضبط	

شرح فلا۔ یعنے بیابان ہے۔ یا فلاسنگ مخفف فلاخن سنگ ہے اور دونو حالتون مین فلاسنگ کی اضافت مقلوبی ہے۔ یعنے نظم مین۔ بیان اسرار ایسا ہے جیسا بیابان مین پتھر یا سنگ فلاخن کہ ہر وقت نشانہ پر نہین جاتا۔ اسیطرح اشعار مین اظہار اسرار بسا اوقات مدعا کے موافق نہین ہوتا۔ گویا مولانا عذر فرماتے ہین کہ مین اسرار کے منظوم کرنے پر ایسا قادر نہین ہون جیسا جی چاہتا ہے۔ اسلیئے سالک کو مثنوی ہی پر کفایت کرنی چاہیئے

بلکہ اُسکا فرض ہے کہ اہل تصوف کی صحبت مین بیٹھکر علم اسرار حاصل کرے۔ چنانچہ اسی مناسبت سے آیندہ حدیث لکھی ہے

در بیان حدیث من اراد ان یجلس مع اللہ فلیجلس مع اہل التصوف

اس حدیث کا بیان کہ جو شخص خدا کی قربت چاہتا ہے اُسپر فرض ہے کہ اہل تصوف کے پاس بیٹھے

شرح اسکا سبب یہ ہے کہ صوفی متخلق باخلاق اللہ ہوتے ہین۔ انکی صحبت مین بیٹھکر خدا یاد آتا ہے اور اسرار معلوم ہوتے ہین

آن رسول اینجا رسید و شاہ شد		والہ اندر قدرت اللہ شد	
ترجمہ	یہان پہنچکر بنگیا شہ نامہ بر		اور عاشق قدرت اللہ پر

شرح۔ اینجا سے صحبت عمرؓ اور شاہ سے سلطان اولیا مراد ہین۔ اور والہ بمعنے شیفتہ و سرگشتہ در عشق یعنی رسول قیصر حضرت عمرؓ کی صحبت مین تہوڑی دیر رہکر سلطان الاولیا اور عشق الٰہی کا شیفتہ اور شراب معنوی سے بیخود ہوگیا

آن رسول از خود بشد زین یکدو جام		نے رسالت یاد ماندش نے پیام	
ترجمہ	ہوگیا سرمست پیکر ایک جام		نامہ کیا کیا رسالت کیا پیام

شرح یعنے رسول قیصر حضرت عمرؓ کے ہاتھ سے اسرار معرفت کے دو ایک جام پیکر بیخود ہوگیا اور جس کام یعنے رسالت کے لیئے آیا تہا اُسے بالکل بہول گیا نام و پیام کچہ یاد نہ رہا۔ اور دنیا سے بیخبر ہوکر واصل بحق ہوگیا

سیل چون آمد بدریا محو گشت		ابر پیش تیغ شمسی ضحو گشت	
ترجمہ	سیل ہو جاتی ہے دریا مین فنا		مہر جب نکلا تو بادل پہٹ گیا

شرح ضحو۔ چاشت گاہ و طعام چاشت گاہ خوردن و روشن و آشکارا شدن۔ یہان پہلے معنے مراد ہین یعنی سیل کا قاعدہ ہے کہ دریا مین ملکر دریا ہی ہو جاتی ہے۔ اور ابر آفتاب کی تلوار سے پہٹ جاتا ہے اسیطرح رسول قیصر جو سیل کی مانند دریائے حقیقت (حضرت عمرؓ) کے پاس آیا تہا دریا سے ملکر فانی اللہ ہوگیا اور آفتاب حقیقت نے اسکے ابر (ظلمت جسمانی) کو دفع کرکے قلب کو منور بنا دیا۔ یہ فقط اہل اللہ کی صحبت کا اثر تہا

سیل چون آمد بدریا بحر گشت		دانہ چون آمد بمزرع کشت گشت	
ترجمہ	سیل دریا مین گئی دریا ہوئی		تخم نے پائی ہے صورت کہیت کی

شرح۔ دوسرے مصرع مین کشت بکاف عربی بمعنے کہیت ہے۔ ورنہ دونو مصرعون مین گشت پڑہا جائے تو قافیہ نادرست ہوگا۔ مطلب یہ کہ دانہ کہیت مین جاکر خود کہیت بنجاتا ہے یعنی ایک دانہ کے بہت سے ہو جاتے ہین۔ اسیطرح آدمی اہل تصوف سے ملکر سبز اور بہرہ ور ہو جاتا ہے۔

چون تعلق یافت نان با بوالبشر		نان مرده زنده گشت و باخبر	
ترجمہ	نان جسد بنگئی جسد و بشر		بنگئی قدرت سے حی و باخبر

شرح یعنے روئی باوجودیکہ ایک مردہ چیز تہی مگر جب اسکو حضرت آدم یا اُنکی اولاد نے کہا لیا تو مسیحل بروح ہوگئی خرد و بدن بنگئی یہ آدم کی صحبت کا اثر ہے۔ اسیطرح اہل اللہ کی صحبت مین بیٹھکر آدمی روحانی زندگی حاصل کرلیتے ہین

	موم و ہیزم چون در آتش نار شد	ذات ظلمانی او انوار شد
ترجمہ	موم اور لکڑی گئی جب سوے نار	ہوگئے ظلمت سے انوار آشکار

شرح لفظ در ایمعنے جانب اور انوار سے صاحب انوار یا منور مراد ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ موم کو آگ پر رکھکر میل کچیل سے صاف رکھا کرتے ہین مطلب یہ کہ موم اور لکڑی جو کثیف اور ظلمانی چیزین ہین آگ کی صحبت سے صاف اور روشن ہوجاتی ہین۔ اسیطرح اہل اللہ کی صحبت انسان کی جسمانی کثافتون کو دور کردیتی ہے

	سنگ سرمہ چونکہ شد در دیدگان	گشت بینا و شد انجا دیدبان
ترجمہ	آنکھہ مین آیا جو سرما میری جان	ہوکے پتھر بنگیا خود دیدبان

شرح۔ دیدبان بمعنے صاحب دید۔ چنانچہ فیلبان و شتربان۔ نیز دیدبان اُس شخص کو بھی کہتے ہین جو کسی بلندی پر بیٹھکر دور دور کی چیزون کو دیکھتا رہے و بمعنے جاسوس یعنے سنگ سرمہ باوجودیکہ پتھر تہا مگر جب لیکر آنکھون مین گیا تو خود بینا اور صاحب دید بنگیا یعنے باعث بنیائی جسم اور جزو بصارت بنگیا۔ حدیث شریف مین ہے علیکم بہذا الاثمد فانہ ینبت الشعر ویجلی البصر یعنے اے لوگو تم اس سرمہ لگانے کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ یہ پلکون کو اُگاتا ہے اور بصارت کو تیز کرتا ہے بعض نسخون مین دوسرا مصرع اسطرح دیکھا گیا ہے سنگ بینائی شد اینجا دیدبان۔ اسصورت مین اگر سنگ بینائی بلا اضافت ہے تو یہ معنے ہین کہ اے صاحب دید آنکھون مین آکر پتھر جزو بینائی بنگیا ہے اور اگر مع الاضافت ہے تو سنگ بینائی بمعنے اثمد یعنے سنگ سرمہ ہے یعنی آنکھون مین آکر سنگ سرمہ صاحب دید اور جزو بصارت بنگیا **نکتہ** یہ پانچون شعر اس بات کی تمثیل ہین کہ اہل اللہ کی صحبت سے ظلمات جسمانی انوار روحانی سے بدلجاتے ہین پانچون شعرون کی تمثیل کو مضمون صحبت اہل اللہ پر مطابق کرلیجے۔

	اے خنک آن مردہ کز خود رستہ شد	در وجود زندہ پیوستہ شد
ترجمہ	سچ تو یہ ہے مُردہ ہے وہ خوش نصیب	جو کسی زندہ کا ہو جائے حبیب

شرح مردہ سے اہل غفلت اور زندہ سے اہل اللہ مراد ہین بعض نسخون مین مردہ کی جگہ مرد ہے۔ پہلا نسخہ اچھا ہے

	وائے آن زندہ کہ با مردہ نشست	مردہ گشت و زندگی از وے بجست
ترجمہ	زندہ جو مردون مین دیکھا مرگیا	حیف ہے صحبت یہ کیا کر گیا

شرح یعنے جو انسان غافلون اور مردہ دلون کی صحبت مین بیٹھا گویا وہ جیتے جی مرگیا۔ اہل غفلت و اہل دنیا کی صحبت مین بیٹھنا اس حدیث سے منع ہے قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایاکم و مجالسۃ الموتی قالوا و من الموتی

قال الاغنیاء وفی روایۃ اہل الدنیا یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مردون کے پاس بیٹھنے سے پرہیز رکھو صحابہ نے فرمایا مُردے کون ہین۔ آپ نے فرمایا غافل دولتمند یا اہل دنیا **فائدہ** مولانا قدس سرہ کا مقصود ان اشعار سے یہ ہے کہ آدمی کو اہل تصوف کی صحبت مین بیٹھا کرے اور اگر کوئی اہل دل صوفی نہ ملے تو قرآن مجید کی تلاوت کیا کرے آیندہ اشعار اسی مضمون کی جانب اشارہ کرتے ہین۔

	چونتو در قرآن حق بگریختی	باروان انبیا آمیختی
ترجمہ	غور کے تو اگر قرآن پڑھے	روح پاک انبیا سے جا ملے

شرح یعنی اگر تجکو ہمنشینی کے لیئے اہل تصوف نہ ملین تو کنج تنہائی مین بیٹھکر قرآن شریف سمجھکر پڑھا کر کیونکہ اسکا پڑھنا ارواح انبیا سے ملاقات کرنے کے مانند ہے اور سارے انبیا **صوفی ابوالوقت** گذرے ہین

	ہست قرآن حال ہائے انبیا	ماہیان بحر پاک کبریا
ترجمہ	حال نبیون کا ہے قرآن میری جان	تھے وہ سب بحر خدا کی مچھلیان

شرح دوسرا مصرع لفظ انبیا کا بدل یا عطف بیان ہے یعنے قرآن کیا چیز ہے نبیون کے حالات اور نبی کون ہین۔ دریائے عرفان و اسرار کی مچھلیان۔ بس تو اُنکے حالات دیکھنے گویا اُنسے ملاقات کرنی ہے۔

	ور بخوانی و نہ قرآن پذیر	انبیا و اولیا را دیدہ گیر
ترجمہ	ہو تلاوت اسکی گر بے فہم شئے	انبیا و اولیاء کی دید ہے

شرح یعنے اگر تو قرآن مجید کے فقط الفاظ پڑھتا ہے اور اُس سے نصیحت حاصل نہین کرتا یا اُسکے اسرار و معانی سے ناواقف ہے تو یہ سمجھ کہ گویا تو نے دور سے انبیاء و اولیا کی زیارت کر لی گو اُنسے ملاقات نہین ہوئی مطلب یہ کہ گو قرآن مجید کے صرف الفاظ پڑھنے سے کوئی زبردست روحانی فائدہ حاصل نہین ہو سکتا تاہم اسکی تلاوت ثواب سے خالی نہین **نکتہ** کسی کتاب کا بغیر سمجھے پڑھنا بالکل غیر مفید اور تضییع اوقات ہے مگر قرآن شریف ایسی کتاب ہے کہ اسے کوئی سمجھ کر پڑھے یا صرف لفظون کی تلاوت کرے کسی حال مین ثواب سے محروم رہیگا۔

	ور پذیرائی چو برخوانی قصص	مرغ جانت تنگ آید در قفص
ترجمہ	معنی قرآن پہ ہو گر دسترس	مرغ جان پر تنگ ہو جائے قفس

شرح قصص سے انبیا کے وہ قصے مراد ہین جو قرآن مجید مین مذکور ہین۔ ایمخاطب اُنکے پڑھنے سے تیرا مرغ روح قفس جسم مین تنگ آکر عالم ملکوت کی طرف اُڑ جائیگا **فائدہ** ملکوت بمعنے بادشاہی اور صوفیون کے نزدیک بمعنے عالم ارواح و عالم فرشتگان و عالم غیب۔ و ناسوت بمعنے عالم اجسام و عالم دنیا و بمعنے شریعت و عبادت ظاہری و لاہوت بمعنے عالم الٰہی اس مقام مین سالک کو مرتبۂ فنا فی اللہ حاصل ہو جاتا ہے لاہوت در اصل

لا الہ الا ہو تہا آخر مین تا رمنقوطہ بڑہا ئی گئی اور بیچ مین سے چند حرف گھٹائے گئے تاکہ نامحرم اسرار اس لفظ کے معنے نہ سمجہ سکین بعض کے نزدیک اسکی اصل لاہوا لا ہو ہے یعنے تجلّی صفات کوئی چیز نہین مگر ہان تجلّی ذات ۔ وحدت بمعنے عظمت و بزرگی و تکبر اور اصطلاح صوفیہ مین عالم عظمت الٰہی و عالم جلال اسما و صفات و مرتبۂ وحدت ۔

	مرغ کو اندر قفس نداندیست		مے بجوید رستن از نادانیست
ترجمہ	جو قفس مین قیدی زندان ہے		وہ نہ ہونڈے راستہ نادان ہے

شرح یعنے جو جانور پنجرے مین رہکر رہائی کا مشتاق نہو وہ نادان ہے اسیطرح وہ لوگ محض جاہل ہین جو ظلمت جسمانی سے نجات پانیکا شوق نہین رکہتے اسلیئے اہل اللہ کی صحبت مین بیٹہنا ضرور ہے اگر وہ نہ ملین تو قرآن شریف کو سمجہکر پڑہنا لازم ہے ۔ بعض علمائے صوفیہ کا قول ہے کہ گذشتہ یا موجودہ کاملین مین سے جس کسیکے ملنے کا تجہے شوق ہو اُسکے کلام کو دیکہا کر کیونکہ استفادۂ کلام بہی بمنزلۂ صحبت ہے

	روحہائے کز قفسہا رستہ اند		انبیا و اولیا شائستہ اند
ترجمہ	اس قفس سے جنکو حاصل ہے فتوح		انبیا و اولیا کی ہے وہ روح

شرح یعنے وہ روحین جو قفس جسم سے نجات پاگئی ہین انبیاء و اولیا کی روحین ہین ۔ انہی طب انہی کی پیروی کر

	از برون آواز شان آید ترا		کہ رہ رستن ترا اینست این
ترجمہ	اُنکی آواز آتی ہے اے خوش صفات		آ اد ہر آ ہے یہی راہ نجات

شرح ۔ یعنی اُس عالم ارواح سے کہ جو عالم دنیا سے بیرون ہے انبیاؤ اولیا کی آوازین اس عالم دنیا پر آتی ہین اور اُن آوازونکا مضمون یہ ہے کہ نجات پانیکا راستہ یہی ہے جو ہمنے اختیار کیا ہے ۔ (یعنے قید جسم سے رہا ہونا) اے شخص اگر تجہے بہی نجات مطلوب ہے تو ہمارا اتباع کر قید جسم سے ہاکر واصل ہو جائے گا ۔

	ما بدین رستیم زین تنگین قفس		غیر این رہ نیست چارہ زین قفس
ترجمہ	ہم ہوے ہین اسکی برکت سے خلاص		ہے رہائی کی یہی اک راہ خاص

شرح یہ شعر ہی انبیاؤ اولیا کی آواز کا تتمہ ہے اور تنگ قفس سے ظلمت جسمانی مراد ہے اور این رہ کا یہ مطلب ہے کہ بجز ترک صحبت اہل دنیا قفس جسم سے نجات پانیکا کچہ علاج نہین ہے ۔

	خویش را رنجور سازو زار زار		تا ترا بیرون کنند از اشتہار
ترجمہ	نفس کو تو اپنے رکہہ رنجور و زار		تا نہو دنیا مین تیرا اشتہار

شرح یعنی نجات پانیکا سب سے اچہا طریقہ اہل تصوف کی صحبت مین بیٹہنا ہے اگر یہ میسر نہو تو سمجہکر قرآن مجید پڑہنا یہ بہی حاصل نہو تو نبیون کے اقوال و احادیث اور اولیاء اللہ کے ملفوظات کو دیکہنا یا سُننا اگر یہ بہی ممکن نہو

تو اے شخص اپنے نفس کو ضعیف اور مریض بنا۔ اُسے معیوب اور ذلیل سمجھ اپنی حالت پر گریہ وزاری کر اس ترکیب سے تیری شہرت جاتی رہیگی لوگ معیوب اور غمگین سمجھکر تیری طرف بہت کم متوجہ ہونگے۔ اور شہرت سے بچنا اسلیئے لازم ہے کہ آدمی مشہور ہوکر مرجع خلایق بنجاتا ہے اور اُسے مُردون یعنے اہل دنیا اور مالدارون سے زیادہ صحبت رکھنی پڑتی ہے اور یہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ مُردونکی صحبت زندہ کو مُردہ بنا دیتی ہے

	اشتہار خلق بند محکم ست	در رہ این از بند آہن کے کم ست
ترجمہ	اشتہار خلق ہے بند گران	ہے یہ اک زنجیر آہن میریجان

شرح یعنے خلقت مین مشہور ہونا لوہے کی ایک مضبوط زنجیر ہے جو سالک کو قید جسم سے ہرگز رہائی نہین دیتی

	یک حکایت بشنو اے زیبا رفیق	تا بدانی شرط این بحر عمیق
ترجمہ	داستان اک اور سن لے اے رفیق	تا ہو علم حالت بحر عمیق

شرح۔ شرط۔ باد موافق جس سے جہاز موافق مقصود دریاؤن مین چلتا ہے یعنے ہم تمثیلاً ایک حکایت بیان کرتے ہین جس سے تجکو اس بحر عمیق (راہ سلوک وعرفان) کی باد موافق کا حال معلوم ہوجائیگا۔ اور یہ بات کہل جائیگی کہ ترک شہرت کے سبب ظلمت جسمانی سے نجات مل سکتی ہے۔ باد موافق سے وہ ترکیب مراد ہے جسپر عمل کرنے سے رہائی اور ہمیشہ کی زندگانی نصیب ہو اور جسکا ذکر طوطی کی حکایت مین آتا ہے

قصۂ بازرگان کہ بہندوستان بتجارت میرفت و پیغام دادن طوطی محبوس بطوطیان ہندوستان

ایک سوداگر کا تجارت کے لیئے ہندوستان جانا اور اُسکے طوطی کا ہندوستان کی طوطیونکو پیغام دینا

شرح۔ یہ حکایت مضمون گذشتہ کی توضیح اور اس شعر کی تمثیل ہے۔ خویش را رنجور ساز و زار زار۔ چنانچہ اس سوداگر کی طوطی نے ہند کی طوطیون کی آواز سنکر از راہ مکر اپنے آپ کو مردہ بنالیا اور قفس سے رہائی پائی اسیطرح خدا کے باغ کی طوطیون (انبیا و اولیا) کی آواز یعنے اُنکے اقوال و احادیث سنکر سالک کو موت سے پہلے مرجانا چاہیئے۔ تاکہ قفس جسم سے رہائی پاکر عالم ملکوت تک رسائی ہو۔

	بود بازرگانے او را طوطیئے	در قفس محبوس زیبا طوطیئے
ترجمہ	ایک طوطی تہا کسی تاجر کے پاس	پنجرے مین قید اور پابند یاس
	چونکہ بازرگان سفر را ساز کرد	سوے ہندستان شدن آغاز کرد
ترجمہ	ناگہان پیش آگیا اُسکو سفر	عزم ہندستان پر باندہی کمر
	ہر غلام و ہر کنیزک را ز جود	گفت بہر تو چہ آرم گوئی زود
ترجمہ	ہر غلام و ہر کنیزک سے کہا	لاؤن کیا تیرے لیئے سچ سچ بتا

شرح چونکہ یہ سوداگر سخی آدمی تہا اسلیے اُسنے تمام لونڈی غلامون سے اُنکی خواہش کا سوال کیا

	ہر یکے از وے مرادے خواست کرد		جملہ را وعدہ بداد آن نیک مرد
ترجمہ	کی طلب اُس سے مراد ایک ایک نے		سب سے وعدہ کر لیا اُس نیک نے

شرح یعنے تمام لونڈی غلامون نے جو سوغات چاہی سوداگر نے ہندستان سے اسکے لانیکا پختہ وعدہ کر لیا

	گفت طوطی را چہ خواہی ارمغان		کارمت از خطۂ ہندوستان
ترجمہ	پھر کہا طوطی سے کہہ کیا چاہیئے		لاؤن ہندستان سے تیرے لیے

شرح یعنے چونکہ طوطی بہی سوداگر کا نہایت محبوب اور مدت کا پلا ہوا جانور تہا اسلیئے اُسکے خواہش کا بہی لحاظ کیا

	گفتش آن طوطی کہ آنجا طوطیان		چون بہ بینی کن زحال من بیان
ترجمہ	یہ کہا طوطی نے ہین واں طوطیان		اُنسے میرا حال کر دینا بیان

شرح چونکہ سفر مین وطن والون کی یاد زیادہ ستاتی ہے اور خاص کر مصیبت کے وقت آدمی اپنے ہمجنسون اور وطن والون کو زیادہ یاد کیا کرتا ہے اسلیئے طوطی نے سوداگر سے صرف یہ ارمغان چاہا کہ میرا حال بیان کرکے ہندوستان کی طوطیان جو کچہ اُسکا جواب دین مجہے لاکر دیدینا اسکے سوا مین کچہ نہین چاہتا۔ ارمغان تحفہ وسوغات

	کہ فلان طوطی کہ مشتاق شماست		از قضا آنجا ست در حبس ماست
ترجمہ	اور یہ کہنا کہ وہ مایوس ہے		گردش افلاک سے محبوس ہے
	بر شما کرد او سلام و داد خواست		وز شما چارہ و ارشاد خواست
ترجمہ	ہے پس تسلیم طالب داد کا		اور خواہان چارہ و ارشاد کا

شرح یہ کن زحال من بیان کی تشریح ہے یعنے میرے پیارے اگر تو سوداگر تو ہندوستان کی طوطیونکو میری طرف سے سلام کے بعد یہ کہنا کہ فلان طوطی جو ہندوستان ہی کا رہنے والا اور تمہارا ہمجنس ہے اتفاق سے ہمارے پنجرے مین قید ہے اور تم سے داد چاہتا ہے اُسی مخلصی کی کوئی تدبیر بتاؤ اور اُسکے نجات کے بابت کچہ ارشاد کرو وہ بیچارہ تمہارے ملنے کا بڑا مشتاق ہے۔

	گفت می شاید کہ من در اشتیاق		جان دہم اینجا بمیرم در فراق
ترجمہ	کیا یہ لایق ہے کہ فرط اشتیاق		جان لے میری بجہے مارے فراق

شرح گفت کا قائل طوطی ہے اور مشتاید کہ من در اشتیاق اُسکا مقولہ ہے یعنی اے سوداگر اُن طوطیونسے میرے جانب سے یہ بہی کہنا کہ یہ بات لایق نہین کہ مین تو اشتیاق مین اپنی جان دون فراق مین مرجاؤن اور تمہین خبر بہی نہو یہ بات ہموطنی ہمجنسی ہمدردی اور دوستی سے بالکل بعید اور خلاف انصاف ہے۔

	این روا باشد کہ من در بند سخت	گہہ شما بر سبزہ گاہے بر درخت	
ترجمہ	کیا یہ لایق ہے کہ مجکو قید سخت	اور تمکو سبزۂ وسیر درخت	
	ایچنین باشد وفائے دوستان	من درین حبس و شما در بوستان	
ترجمہ	ہے یہی شرط وفائے دوستان	قید مجکو اور تمکو بوستان	

شرح یعنے میری طرف سے یہ کہنا کہ اے ہندوستان کی طوطیون کیا تمہارے نزدیک یہ جائز ہے کہ مین قید مین رہون اور تم سبزہ زار اور جنگلون کی سیر کرتے پھرو کیا وفاداری کے یہی معنے ہین کہ مین زندان مین رہون اور تم بوستان مین تمہین انصاف کرو کہ وفاداری اسی کو کہتے ہین۔

	یاد آرید اے مہان ازین مرغزار	یک صبوحی درمیان مرغزار	
ترجمہ	میری جانب سے بطور یاد گار	اک صبوحی درمیان مرغزار	

شرح یعنے میری جانب سے یہ کہنا کہ اے طوطیو کبھی دن اس مرغ ضعیف کی یاد مین بھی ایک صبوحی نوش کرلینا مرغ زار سے سوداگر کی طوطی نے اپنی ذات کو مراد رکھا اور مرغزار سبزہ زار کو کہتے ہین۔ مرغ بمعنے دوست صبوح وہ شراب جو صبح کے وقت نوش پیجاتی ہے اور صبوحی بیائے مصدری صبح کے وقت شراب پینا۔ اس شعر مین صبوحی بیائے معروف و مجہول دونوطرح جائز ہے یا یہ معنے ہین کہ کبھی دن صبح کے وقت سبزہ زار مین اس دور افتادہ کو بھی یاد کرلینا کیونکہ صبوح بضمتین بمعنے وقت صبح بھی آیا ہے۔ اور شراب پینے کے معنون مین صبوحی بفتح اول ہے۔ لفظ مہان تعظیمی خطاب ہے جو اس محبوس طوطی نے طوطیان ہند کو دیا ہے لیکن یہان مہان سے وہ عاشقان الٰہی مراد ہین جو مشاہدہ کے باغ مین شراب محبت ربانی نوش کر رہے ہین اور مرغزار سے سالک اور صبوحی سے ذوق روحانی اور شوق معنوی یعنے اے عاشقان الٰہی شراب وحدت پیتے وقت سالک اور طالب عرفان کو بھی یاد کرلیا کرو کیونکہ وہ بھی تمہارے دامن سے بندھا ہوا ہے مگر چونکہ گم کردہ راہ اور تشنۂ شراب محبت ہے اسلئے تمسے مدد چاہتا ہے۔

	یاد یاران یار را میمون بود	خاصہ کان لیلی و این مجنون بود	
ترجمہ	یاد ہے یارون کی یارون کو ضرور	خاصکر جب عشق ہو لیلے پر شعور	

شرح یعنے ہر حالت مین دوست کو یاد رکھنا بہتر اور مبارک ہے۔ خاصکر اس حالت مین کہ وہ دوسرا لیلی ہو اور یہ دور افتادہ مجنون یعنے معشوق کا عاشق کا یاد کرنا بہ نسبت اورون کی یاد کے بہت اچھا ہے۔ اس شعر مین طوطی تاجر نے اپنے آپ کو مجنون اور طوطیان ہند کو لیلی قرار دیا ہے یا لیلی سے وہی عاشقان الٰہی مراد ہین جو مرتبۂ معشوقیت تک پہنچ گئے ہین اور مجنون سے طالب صادق اور تقریر شعر وہی ہے جو پہلے شعر کی تھی

	اے حریفان بادۂ موزون خود		من قدحہا میخورم از خون خود
ترجمہ	وصل اب تکوئیت موزون سے ہے		اور میرا جام دل کے خون سے ہے

شرح یعنے اے طوطیون تم اپنے معشوق (آزادی) کے مصاحب بنے ہوے شراب وصال کے مزے اڑا رہے ہو اور مین خون جگر کی شراب پی رہا ہون یہ اس صورت مین ہے کہ یہ شعر طوطی کا مقولہ ہو اور اگر طالب کی زبان سے مولانا کا مقولہ ہے تو یہ مطلب ہے کہ اے عاشقان الٰہی تم اپنے معشوق کے ساتھ وصال کے مزے چکھو اور مین فراق محبوب مین خون جگر پیون افسوس تم میری حالت پر توجہ نہین کرتے بعض نسخون مین اے حریفان بے بادۂ موزون خود ہے۔ اسصورت مین معنے ظاہر ہین۔

	یک قدح مے نوش کن بر یاد من		گر ہمی خواہی کہ بدہی داد من
ترجمہ	نوش کر اک جام میری یاد پر		گر تجھے انصاف ہے مد نظر

شرح اس شعر مین خلاف اشعار گذشتہ طوطی تاجر نے ہند کی طوطیون کو بصیغۂ واحد یاد کیا ہے اسکا سبب یہ ہے کہ وہ سب باعث اتحاد دلی ایک تھین یا یہ کہ مولانا نے طالب کی زبان سے عاشقان الٰہی اور مرشدان کامل کو بدین سبب کہ وہ سب وحدت حقیقی کے عاشق اور ایک شمع کے پروانے ہین بصیغۂ واحد تعبیر کیا ہے داد سے مراد حق ہے یعنے طالب مرشد کامل سے یہ کہتا ہے کہ اے مرشد جام وحدت سے شراب محبت پیتے وقت مجھے نہ بھولنا یا علیٰ ہذا القیاس طوطی تاجر طوطیان ہند کو خطاب کر رہا ہے

	یا بیاد این فتادہ خاک بیز		چونکہ خوردی جرعۂ بر خاک ریز
ترجمہ	یہ نہین تو داد دے اے داد گر		چند قطرے ہی گرا دے خاک پر

شرح یعنے اے طوطیان ہند یا اے مرشد کامل اگر تو میری یاد مین شراب محبت نہین پیتا تو میرے نام کا ایک گھونٹ زمین ہی پر گرا دے یعنے دل سے نہین تو اوپری ہی دل سے مجھے یاد کر لیا کر عرب کا مقولہ ہے وللارض من کاس الکرام نصیب یعنے سخیون کے پیالے مین سے کچھ گر پڑا زمین کو بھی ملتا ہے کریمون کے فیض سے کوئی شے محروم نہین رہتی فارسیون کا محاورہ ہے بیاد کسے شراب خوردن یا جرعہ بر خاک ریختن بمعنے یاد کردن در محل یاد یعنے کسی کی یاد مین شراب پینی یا شراب کے گھونٹ زمین پر گرانے یہ معنے رکھتا ہے کہ اسکو یاد کے موقع پر یاد رکھے یہ بات غایت دوستی کے زمانہ مین ہوتی ہے

	اے عجب آن عہد و آن سوگند کو		وعدہ ہاے آن لب شیرین قند کو
ترجمہ	حیف ہے کیا ہو گئے عہد و قرار		اور وہ سب وعدہ ہاے خوشگوار

شرح یہان سے خاص مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے آپ قصہ کو چھوڑ کر مناجات الٰہی مین مشغول ہوتے ہین

گویا آپ طالب کی زبان سے یہ فرماتے ہین کہ ایخدا تو اپنے اقرار کے موافق ہمین قید جسم سے رہائی دیکر عالم ملکوت تک طاقت پرواز کیون نہین دیتا۔ اللہ تعالے کا اقرار اس آیت سے نکلتا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ یعنے جو لوگ ہمارے رستہ مین کوشش کرینگے ہم ضرور انکو رستہ دکھادینگے اور بیشک خدا نیکون کا رون کے ساتھ ہے نکتہ گو ذات الٰہی لب و چشم وغیرہ سے پاک ہے مگر یہ کلمات شوقیہ ہین جو حالت وجد مین عاشق کی زبان سے نکلجاتے ہین اور ایسی حالت مین عاشق معذور ہوتا ہے اور اگر یہ شعر صرف طالب کا مقولہ ہے تو یہ معنے ہین کہ اے انبیاء و مرسلین اور اے عاشقان الٰہی وہ اقرار جو تمہاری ارواح نے ہماری ہدایت و ارشاد کے لیئے ازل مین کیئے تھے کیا ہوئے تم اپنی باطنی کوشش سے ہمین اپنی طرف کیون نہین کھینچتے عاشقان الٰہی کا اقرار اس آیت سے نکلتا ہے وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ یعنے ہمنے تمام پیغمبرون سے اور اے پیغمبر عرب تجھسے اور نوح اور ابراہیمؑ اور موسےؑ اور عیسےؑ سے اسبات کا اقرار لیا کہ خدا کو ایک جانو اور اپنی اپنی اُمتونکو توحید کی طرف بُلاؤ اور اگر یہ شعر طوطی کا مقولہ ہے تو یہ معنے ہین کہ اے طوطیان ہند وہ جو ہم مین تم مین اس سے پہلے وفا اور یکدلی اور محبت کے اقرار و قول و قسم تھے وہ کیا ہوے اور تم مجھے کیون بھول گئے۔

	گر فراق بندہ از بد بندگیست		چونتوا با بد بدی پس فرق چیست
ترجمہ	ہجر اگر بد بندگی کی ہے سزا		فرق کیا ہے بد بدی کی ہے جزا

شرح یہ شعر بھی طوطی اور مولانا کی زبان سے طالب صادق دونو کا مقولہ ہوسکتا ہے۔ اور لفظ تو خطاب طوطیان ہند یا مرشدان کامل کی طرف ہے اور بد بندگی سے جرم و گناہ اور بندہ سے اپنی ذات مراد ہے نیز ممکن ہے کہ یہ خاص مولانا کا مقولہ ہو اور خطاب تو بجانب اللہ تعالے یعنے اگر تو نے بندہ کو اُسکی تقصیرات کے باعث اپنے وصال سے محروم کر رکھا ہے۔ تو اسکا کیا جواب ہے کہ تو ہی بد کو مکافات بد دیتا ہے جو تیری شان کریمی اور مقتضائے رحمتی وسعت کُل شئے سے بعید معلوم ہوتا ہے کسنے خوب کہا ہے رباعی

ناکردہ گناہ در جہان کیست بگو ✦ آنکس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو ✦ من بد کنم و تو بد مکافات دہی ✦ پس فرق میان من و تو چیست بگو

اگرچہ مولانا کا یہ مقولہ بظاہر جزا سیئۃ کے خلاف ہے مگر فی الواقع یہ راز و نیاز اور غلبہ عشق کی باتین ہین اسلیئے بعض الفاظ حد ادب سے تجاوز کر گئے ہین اس سے یہ مقصود نہین کہ بد کی جزا بد ہوا کرے بلکہ یہ مطلب ہے کہ عفو ہر حالت مین بہتر ہے۔ بدی کی سزا کو بدی کہنا باعتبار مشابہت ہے فی الواقع بدی نہین

	این بدی کہ تو کنی در چشم و جنگ		با طرب تر از سماع بانگ چنگ
ترجمہ	وہ بُرائی جو کرے تو جنگ سے		با طرب تر ہے سماع چنگ سے

شرح یعنے قہر بدی جو خشم و جنگ کی حالت مین کرنا ہے سماع بانگ چنگ سے بہتر ہے۔ آخر تک ان اشعار کو مقولہ طوطی اور مقولہ طالب بطور خطاب باطوطیان ہند و مریدان کامل کہا جائے تو بجا ہے چنانچہ ذوق سلیم خود معلوم کریگا۔ لیکن ہم وہ معنے بیان کرتے ہین جو سب سے دقیق ہین۔ یعنے یہ سب مولانا کے مقولے ہین اور خطاب اللہ تعالے کی جانب ہے۔ اس اعتبار سے شعر کا یہ مطلب ہے کہ خشم حق سبحانہ و تعالے عارفون کے نزدیک عین رحمت ہے کیونکہ وہ خوب جانتے ہین کہ رحمت غصہ مین مضمر ہے۔ البتہ عام آدمی کے آنکھون پر پردہ ہے وہ رحمت کو خشم مین مشاہدہ نہین کرسکتا۔ یا خشم سے مراد ظاہری خشم ہے جو ہمارے نزدیک قہر ہے مثلاً وجود عارضی کو فنا کرکے حیات ابدی عطا فرمانا یا زناکار کو سنگسار کرنا بظاہر قہر معلوم ہوتا ہے مگر فی الواقع مہر ہے۔

	اے جفائے تو ز رحمت خوبتر		و انتقام تو ز جان محبوبتر
ترجمہ	ہے جفا تیری وفا سے خوبتر		اور بدلا جان سے محبوب تر

شرح یہ پہلے مضمون کی تمثیل ہے یعنے بخلاف حیات کے فانیہ کی عوض مین حیات باقیہ دیتا ہے۔ اسلئے تیری ظاہری جفا یعنے گناہونکا انتقام جان سے زیادہ عزیز ہے۔ کیونکہ تیرے غضب مین تیری رحمت پنہان ہوتی ہے گو عوام کو نظر نہین آتی بعض نسخون مین راحت کی جگہ دولت ہے جس سے مراد دولت دنیا ہے

	نار تو اینست نورت چون بود		ماتم این تا خود کہ سوت چون بود
ترجمہ	ہے یہ تیری نار کیا ہے شان نور		ماتم ایسا ہے تو کیسا ہے سرور

شرح۔ یعنے جب نار عشق حقیقی جو باعث صفائے روح ہے یہ مرتبہ رکھتی ہے تو وہ نور جو بعد عشق حقیقی حاصل ہوتا ہے کس مرتبہ کا ہوگا اور ماتم و مصیبت عشق حقیقی مین ایسی کیفیت ہے تو سرور وصال مین کسقدر لذت ہوگی یا یہ معنے ہین کہ جب تیرے غضب مین رحمت پنہان ہے تو رحمت مین کسقدر عنایتین پوشیدہ ہونگی

	فی المثل جورت اگر عریان شود		عالم ار گریان بود خندان شود
ترجمہ	جور تیرا گر عیان ہو فی المثل		خندۂ شادی ہو گریہ کا بدل

شرح۔ یعنے اگر تیرے قہر کی حقیقت اس عالم مین ظاہر ہو جائے تو اسقدر لذت حاصل ہو۔ کہ غمگین لوگ مسرور ہو جائین اور رونے والے ہنس پڑین مگر یہ مسرت عارفان کامل کے ساتھ مخصوص ہے جو راضی برضائے حق ہین اور غضب کو باعث رحمت خیال کرتے ہین انکے نزدیک قہر الٰہی اسکی رحمت کا ایسا پیش خیمہ ہے۔ جیسا ابر بارش کا یہی سبب ہے کہ مومن آیندہ نجات کی امید پر دوزخ کو بھی حسنت سمجھتے ہین البتہ کافر اس سے محروم ہین انکو عذاب مین طرب و راحت نہین ملتی اور نہ دوزخ سے رہائی کی امید ہے۔

	از حلاوتہا کہ دارد جور تو		وز لطافت کس نیابد غور تو
ترجمہ	وہ مزا ہے یار تیرے جور مین		آ نہین سکتا جو فکر و غور مین

شرح۔ لفظ وز لطافت معطوف بر حلاوت ہے یعنے تیرے جور کی حلاوتین اور لطافتین اسقدر ہین کہ کسی کے فہم و غور مین نہین آسکتین۔ پھر نہ معلوم کہ ترا کرم و احسان کسقدر باحلاوت ہوگا اُسکی تہ کو پہنچنا مشکل ہے

	یاد آور از محبت ہائے ما		حق مجلسہا و صحبتہائے ما
ترجمہ	یاد کر اگلی محبت یاد کر		حق مجلس ہاؤ صحبت یاد کر

شرح یعنی اے خدا تو ہمین اپنی رحمت سے نہ بھول کیونکہ ہم مستحق رحمت ہین۔ حق مجلس و صحبت سے وہ عالم ازل مراد ہے جبکہ روحین صرف اللہ تعالے کے حلم مین تہین اور اُس خلوت مین کوئی بیگانہ موجود نہ تہا اور عالم دنیا بہی مراد ہوسکتا ہے کیونکہ عارف دنیا مین بہی اُسی کی مجلس کے بیٹھنے والے ہین۔ چنانچہ قرآنمجید مین آیت وَہُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ موجود ہے اس آیت کی تفسیر اور معیت کے معنے ابہی ابہی بیان ہوچکے ہین۔

	نالم و ترسم کہ او باور کند		وز ترحم جور را کمتر کند
ترجمہ	خوف ہے شکوہ نہ وہ باور کرے		رحم آئے جور کو کمتر کرے

شرح۔ اس سے پہلے اشعار مین معشوق حقیقی کو بصیغۂ خطاب یاد کیا گیا تہا۔ اور ان اشعار مین بصیغۂ غائب اس سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا حالت وجد مین مناجات کر رہے ہین۔ کہین اُسے حاضر سمجہا ہے کہین غائب مطلب شعر یہ ہے کہ مین فراق حبیب مین روتا بہی ہون اور اس سے ڈرتا بہی ہون کہ وہ میرے نالے کو قبول کرکے کہین اسمین تاثیر و عنایت کردے کیونکہ عاشق کا نالہ شکر بصورت شکایت ہوتا ہے اور شکر اللہ تعالے کے نزدیک مقبول ہے۔ اور قبول کرنیکے یہ معنے ہین کہ وہ مجہپر رحم کرے اور رحم کا یہ نتیجہ ہے کہ جور کردے حالانکہ مین اُسکے جور کا کم ہونا نہین چاہتا۔ خواہ قہر ہو یا مہر ہر چہ از دوست میرسد نیکوست

	عاشقم بر قہر و بر لطفش بجد		اے عجب من عاشق این ہر دو ضد
ترجمہ	اُسکے قہر و لطف پر عاشق ہونمین		ہر دو ضد کا عاشق صادق ہون مین

شرح جد بمعنے کوشش و شوق یعنی مین اُسکے لطف قہر دونو پر بڑے شوق سے عاشق ہون کیونکہ قہر مین اُسکا لطف پنہان مجھے آنکہون سے نظر آرہا ہے یہ مرتبہ خاص اولیاء اللہ کا ہے۔

	عشق من بر مصدر این ہر دو شد		چون نباشد عشق کز وے چارہ نیست
ترجمہ	عشق ہے مصدر سے مجکو بالیقین		کیونکہ اُسکے عشق سے چارہ نہین

شرح مصدر بفتح المیم وضیغۂ ظرف بمعنے جائے صدور و بضم المیم و کسر دال بصیغۂ اسم فاعل دونو طرح صحیح ہے

یعنے میرا عشق موجد خیر و شر و مصدر وفا و جفا کے ساتھ ہے اور ایسی ذات پاک کا عشق کیونکر نہو جس سے کسیطرح چارہ نہو یہ ہم بار بار بتا چکے ہین کہ ہر حالت مین راضی رہنا اولیاء اللہ کا کام ہے اس سے عوام مراد نہین

	واللہ ار زین خار در بستان شوم		ہمچو بلبل زین سبب نالان شوم
ترجمہ	خار سے گر جاؤن سوے بوستان		صورت بلبل رہون نالہ کنان

شرح یعنے عاشق لطف و قہر جفا و وفا دونون کو بلا تفریق قبول کرتا ہے جسطرح بلبل کہ موسم خزان مین بہی کانٹون پر بیٹھکر فراق گل مین نالان رہتا ہے اور موسم بہار مین بہی شاخ گل تک پہنچکر اسیطرح گریان ہے مطلب یہ کہ اگر مین صفات قہر سے صفات لطف یا بلاء عشق حقیقی سے راحت دنیا کی طرف انتقال کر جاؤن تو صفات قہر کے مشاہدہ کے لیئے بلبل کی طرح نالان رہونگا۔ کیونکہ عشاق عین قہر مین لطف اور عین لطف مین قہر کا مشاہدہ کرتے رہتے ہین اور صفات الٰہی مین سے انکا علم ان دونو صفتون کا جامع ہوتا ہے

	این عجب بلبل کہ بکشاید دہان		تا خورد او خار را با گلستان
ترجمہ	کہولکر یہ بلبل بیدل دہان		کہا گیا خار اور گل کی پتیان

شرح یعنے عاشق الٰہی عجب طرح کا بلبل ہے کہ پہول کی پتیان کہانے کیلیئے جسطرح چونچ کہولتا ہے اسیطرح کانٹون کے لیئے منہ پہاڑتا ہے مطلب یہ کہ لطف و قہر دونون سے رضامند ہے بلکہ عارف کامل قہر سے زیادہ خوش ہوتا ہے کیونکہ اسکا انجام رحمت ہے۔

	این نہ بلبل این نہنگ آتشی ست		جملہ ناخوشہائے عشق او را خوشی ست
ترجمہ	ہے یہ بلبل یا نہنگ آتشی		ناخوشی کو جو سمجہتا ہے خوشی

شرح نہنگ کو آتشی پانو اسلیئے کہا کہ بعض نہنگون کے منہ سے آگ کے شعلے نکلا کرتے ہین یا اسلیئے کہ نہنگ بہی آگ کی طرح اجسام کو فنا کرلے اور کہا جانے والا جانور ہے مطلب یہ کہ عاشق الٰہی جسکو ہم بلبل کہہ چکے ہین ایک نہنگ آتشی ہے جسطرح نہنگ بلا تمیز کافر و مومن و مطیع و عاصی ہر کسیکو کہا جاتا ہے اسیطرح عاشق صادق اسکے لطف و قہر دونون کو بڑی خوشی سے قبول کرلیتا ہے بلکہ قہر مین بامید مشاہدہ لطف اسکو زیادہ سرور حاصل ہوتا ہے البتہ عوام اس بات کو نہین سمجہ سکتے کہ اسکے غضب مین کسطرح کی مہربانیان مضمر ہین

	عاشق کل ست و خود کل ست او		عاشق خویش ست و عشق خویش جو
ترجمہ	عاشق کل ہے وہ کل بے گفتگو		عاشق اپنا اور اپنا عشق جو

شرح کل سے مراد حقیقت جامعہ حق ہے مطلب یہ کہ عاشق حق اسکی حقیقت جامعہ کا عاشق ہے بلکہ وہ اپنے وجود انسانی کو مشاہدہ باقی مین فنا کرکے خود واصل کل یعنے واصل حقیقت جامعہ ہوگیا ہے اور اسکا عشق

اسماء قہریہ کے ساتھ ایسا ہی ہے جیسا کہ اسماء لطفیہ کے ساتھ وُہ جیسا اسم **یا معز** کو محبوب جانتا ہے ایسا ہی اسم **یا مذل** کو اور چونکہ عاشق صادق وجود انسانی سے نکلکر واصلِ کُل اور فانی اللہ ہو گیا ہے اسلیئے اب خدا کا عاشق نہین رہا بلکہ اپنا عاشق اور اپنے ہی عشق کا جویا ہے چونکہ اس نکتہ کی زیادہ شرح خیال کو عینیت کی طرف کھینچتی ہے اسلیئے سوائے خاموشی کے اور کچھ چارہ نظر نہین آتا۔ خلاصہ یہ کہ عاشق صادق ہو تو مرتبۂ معشوقیت پر پہنچ جاتا ہے

	صفت اولی جنحۂ طیور عقول الٰہی
ترجمہ	پردار جانوردن یعنی طیور عقول الٰہی کا بیان

شرح اولی جنحۂ طیور مین اضافت صفت لسوئے موصوف ہے اور یہ صفت موصوف مبدل منہ ہین۔ اور عقول الٰہی اُسکا بدل یعنے یہ بستان الٰہی کے اُن طیور کا بیان ہے جو صاحب پر ہین اور یہ طیور عقول الٰہی ہین۔ صوفیہ کے نزدیک ارواح نورانیہ کو عقول کہتے ہین۔ ارواح کے پانچ مراتب ہین۔ اوّل روح حساس جو انسان وحیوان بوڑھے بچے سب مین برابر ہے دوم روح خیالی۔ جو حواس ظاہرہ سے معلوم شدہ چیزون کو یاد رکھتی ہے۔ اور حاجت کے وقت ان چیزونکو عقل کی طرف منتقل کر دیتی ہے۔ یہ روح بہایم مین ہوتی ہے مگر تمیز نہین ہوتی۔ مثلاً بہایم آگ دیکھکر اتنا جان لیتے ہین کہ یہ موذی شے ہے اور اسکو یاد بھی رکھتے ہین کبھی آگ کے پاس جانیکا موقع آجائے تو عقل سے کام لیتے ہین اور اُسمین گرنا نہین چاہتے بچے ایسا نہین کرسکتے سوم روح عقل جو ایسے ضروری مطالب کا ادراک کرتی ہے جو حس ظاہر سے خارج ہین یہ روح نہ بہایم مین ہے نہ بچون مین۔ چہارم روح فکری۔ جو علوم عقلیہ اور مخفیہ کا ادراک کرکے اُنکو اپنی معلومات مین داخل کرلیتی ہے۔ تاکہ کشایش ابوابِ معرفت پر قادر ہو جائے یہ روح علماء کی ہے۔ پنجم روح قدسی یہ انبیاء اور بعض اولیا کے لیئے مخصوص ہے اس سے اسرار تجلی ظاہر ہوتی ہین۔ اور طیور الٰہی ایسی ہی ارواح کا نام ہے جو قسم پنجم مین داخل ہین اور اُنکے پر (عشق وشوق اور گریہ) اُنہین بشریت کے جنگل سے قضائے احدیت تک اُڑا لیجاتے ہین۔ حدیث انما نسمۃ المومن طائر یعلق فی شجر الجنۃ کے یہی معنے ہین۔ کہ روح مومن ریاض جنت اور قرب الٰہی مین سیر کرتی پھرتی ہے۔ کیونکہ مومن کو مرتبۂ ہو تو اقبل ان تموتوا حاصل ہے اگرچہ بحسب ظاہر اسکی روح نفس وجود مین قید ہو مگر باعتبار باطن وہ ریاض قرب مین ہے یا وہان تک پہنچنے کی کوشش کر رہی ہے

	قصہ طوطی جان زمنیان بود	**کو کسے کو محرم مرغان بود**	
ترجمہ	ہے اسی صورت سے حال مرغ جان	واقف اسرار مُرغ جان کہان	

شرح یعنے جسطرح یہ طوطی سوداگر اپنی مخلصی کی کوشش اور تدبیر کر رہا ہے یہی حال طوطی روح کا نفس وجود مین ہے کہ رہائی مگر ایسا شخص کہان ہے کہ مرغان روح کی آواز اور اُنکے کلام کو سمجھے اور محرم اسرار ہو کر اُنکو

قیدِ وجود سے مخلصی دلوائی اور اُنکی اشیانون تک پہنچا دے۔

	کو یکے مرغے ضعیفے بیگناہ		وِاندرون او سلیمان باسپاہ
ترجمہ	ہے کہان مُرغِ ضعیفِ بیگناہ		جوکہ باطن مین ہو شاہ باسپاہ

شرح یہان سے اولی اجنحۂ طیور کا بیان شروع ہوتا ہے مرغ ضعیف اور بیگناہ سے انسان کامل مراد ہے جو باعتبار عبدیت و بشریت ناتوان ہے چنانچہ قرآنمجید مین ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا اور باعتبار باطن نہایت قوی ہے انسان کامل سے اگر انبیا مراد ہین تو اُنکی بیگناہی ظاہر ہے۔ اور اگر اولیاء مراد ہین تو بیگناہ بمعنے محفوظ ہے کیونکہ ولی کبیرہ گناہون سے بچا رہتا ہے اور سلیمان باسپاہ سے ذاتِ حق مع جمیع اسما و صفات مراد ہے یعنی ایسا انسان کامل کہان ہے جو بظاہر ضعیف و بیگناہ اور بباطن سلیمانِ باسپاہ ہو یعنی اُسکے باطن مین ذاتِ حق مع اسماء و صفات جلوہ گر ہو اور جو اس حدیث کے معنے کا پورا مصداق ہو کہ لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ التَّقِیِّ یعنی زمین و آسمان مین میرے رہنے کی گنجایش نہین لیکن مین اپنے بندۂ پرہیزگار کے دلمین رہ سکتا ہون۔ ایک حدیث مین یہ بھی ہے کہ مین ٹوٹے ہوے دلون مین رہتا ہون

	چون بنالد زار بے شکر و گلہ		اُفتد اندر ہفت گردون غلغلہ
ترجمہ	نالہ جب کرتا ہے بے شکر و گلہ		آسمان ہوتے ہین وقت غلغلہ

شرح یہ بھی انسان کامل کی صفت ہے یعنی جب وہ بلا طریق شکر و شکایت بلکہ بطریق ذوق و شوق روتا ہے تو آسمانون کے فرشتون مین اضطراب واقع ہو جاتا ہے۔ بلکہ عرشِ الٰہی کانپ جاتا ہے۔

	ہر دمش صد نامہ صد یک از خدا		یا رب بے زو شصت لبیک از خدا
ترجمہ	اُسکے پاس آتے ہین صد یک خدا		اک یا رب شصت لبیک خدا

شرح یعنی اُسی انسان کامل کی صفت یہ بھی ہے۔ کہ ہر سانس کے مقابلہ مین جو اُسکے سینے سے نکلتی ہے سو نامے اور سو قاصد اللہ تعالےٰ کی طرف اُسکے پاس پہنچتے ہین صد اور شصت سے کثرت اور نامہ و پیغام سے انوارِ ربانی اور فیوضِ رحمانی مراد ہین۔ اور اسکے اک مرتبہ یارب کہنے کے جواب مین ساٹھ مرتبہ لبیک نازل ہوتی ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اجیب لک اجابۃ بعد اجابۃ۔ لبیک کے یہ معنے ہین کہ اے بندے مین تیرے سوال کا بار بار جواب دیتا ہون اور بار بار تیری دعا قبول کرتا ہون۔ نامہ و پیک سے کلام اور وحی والہام بھی مراد ہو سکتا ہے مگر اس قسم کے کلام کو انبیا یا اولیا سُن سکتے ہین

	زلت او بہ ز طاعت پیش حق		نزد کفرش جملہ ایمانہا خلق
ترجمہ	اُسکی لغزش ہے قبولِ ذو المنن		کفر سے اُسکے ہین سب ایمان کہن

شرح یعنے انسان کامل سے کبیرہ گناہ نہین ہوتا۔ البتہ کبھی کبھی لغزش ہو جاتی ہے۔ سو یہ لغزش بھی عوام کی طاعت سے بہتر ہے کیونکہ طاعتِ عوام تقلید پر مبنی ہے اور انسان کامل کا ہر کام تحقیق پر پس تو اسکی خطا جو بظاہر خطا معلوم ہوتی ہے فی الواقع خطا نہین ہوتی۔ دوسرے مصرع مین کفر بفتحہ الکاف ہے بمعنے پوشیدن یعنے انسان کامل کی پوشیدہ عبادت اور چھپے ہوے ایمان کے آگے عوام کے ایمان کہنہ اور غیر قابل اعتبار ہین کیونکہ کاملین کا ایمان نہایت قوی ہوتا ہے اور عوام کا نہایت ضعیف چنانچہ شبلیؒ کا قول ہے طوبےٰ لمن مات فی کفرہ یعنے جو شخص پوشیدہ عبادتین کرتا کرتا مر گیا وہ نہایت خوش نصیب ہے۔ خلق بفتحتین بمعنے کہنہ بعض شارحین نے اس لفظ کو کفر ہی پڑھا ہے۔ (چنانچہ مصرع مین تقابل لفظ ایمان بھی اسکی شہادت دیتا ہے) اور یہ معنے بیان کیے ہین کہ انسان کامل کبھی غلبہ شوق اور فرط عشق سے جو اسکو حصول مرتبۂ فنا فی اللہ اور بقا باللہ سے حاصل ہوا ہے ایسے کلمات زبان سے نکالتا ہے کہ وہ باعتبار ظاہر شرع کفر معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ منصور کا انا الحق کہنا مشہور ہے۔ لیکن فی الواقع یہ کفر نہین ہے بلکہ عین ایمان ہے کیونکہ بسبب فنا انسان کامل کو اسیطرح مرتبۂ عینیت حاصل ہو جاتا ہے۔ جسطرح حباب کو بحر دریا مین ملنے سے مگر یہ معنے خاکسار شارح کے مذاق کے موافق نہین ہین۔ اور اگر کفر سے مراد یہی کفر ہے جو مقابل ایمان ہے اور ناظرین شرح مثنوی کو انہین معنون پر اصرار ہے تو یون سمجھیے کہ انسان کامل کا کفر عوام کے پرانے پوسیدہ اور تقلیدی ایمان سے بہتر ہے کیونکہ اسکا کفر شاید مرتبۂ فنا مین پہنچنے کے بعد لاف ربوبیت ہو جیسا کہ بعض بزرگون نے فرمایا ہے سبحانی ما اعظم شانی یہ قول اگرچہ ظاہر مین کفر معلوم ہوتا ہے لیکن بلا شک عوام کے ایمان سے بہت بہتر ہے کیونکہ بعد حصول مرتبۂ بقا باللہ کہا گیا ہے **التماس** خاکسار شارح چاہتا تھا کہ اس مقام پر اولیاء کے اس ظاہری کفر اور عوام کے ایمان اور مرتبۂ فنا و بقا کی بحث مشرح طور پر لکھی جاتی لیکن تہمت الحاد کے خوف اور نافہمی کے خیال اور کشف اسرار کی ممانعت نے مجبور کر دیا ہے۔

	ہر دمے او را یکے معراج خاص		بر سرِ تاجش نہد حق تاج خاص
ترجمہ	ہر دم اُسکے واسطے معراج ہے		اور اُسکے سر پہ حق کا تاج ہے

شرح معراج سے مشاہدات اور مراتب قرب الٰہی مراد ہین جنکی کوئی انتہا نہین اور تاج خاص بمعنے بلندی مرتبہ خاص ہے جو عوام کو میسر نہین آسکتا اور تاج پر تاج رکھنے کے یہ معنے ہین کہ انسان کامل کے مراتب ہمیشہ ترقی کرتے رہتے ہین یہانتک کہ وہ فانی ہو کر باقی ببقاء اللہ ہو جاتا ہے۔

	صورتش بر خاک و جانش در لامکان		لامکانے فوق وہم سالکان
ترجمہ	وہ یہان اور لامکان مین اُسکی جان		لامکان تک جا نہین سکتا گمان

شرح یعنے انسان کامل کا جسم خاکی گو دنیا مین ہے مگر اُسکی روح لامکان یعنے عالم ملکوت مین رہتی ہے۔

	لامکانے نے کہ در وہم آید ست		ہر دمے در دے خیالے زاید ست
ترجمہ	لامکان ایسا نہین ہے وہم مین		کو خیال آتے ہین تیرے فہم مین

شرح یعنے وہ لامکان جسمین انسان کامل کی روح رہتی ہے ایسی چیز نہین کہ تیرے وہم مین آجائے یا تو اُسکی نسبت ذہن مین کچھ خیال پیدا کرسکے گو لامکان کا خیالی نقشہ تیرے ذہن مین ہر دم نئی شان سے آتا ہے

	کل مکان و لامکان در حکم او		ہمچو در حکم بہشتی چار جو
ترجمہ	ہے اُسیکا سب مکان و لامکان		جنتی کی جیسے جوہائے روان

شرح یعنے کچھ یہی بات نہین کہ انسان کامل کی فقط روح لامکان مین ہے بلکہ یہ سمجھ لو کہ زمین و آسمان اور لامکان سب اُسکے حکم مین ایسے ہین جیسا کہ بہشتیون کے حکم مین بہشت کی چار نہرین (نہر شراب نہر عسل نہر شیر نہر آب مصفا) اور فی الواقع انسان کامل زمین و زمان بلکہ لامکان تک ہر شے مین منصرف ہوسکتا ہے چنانچہ قصہ معراج اور معجزۂ شق القمر سے ظاہر ہے۔

	شرح این کوتہ کن و رخ زین بتاب		دم مزن واللہ اعلم بالصواب
ترجمہ	شرح اسکی چھوڑ دے اے نکتہ یاب		دم نہ مار اللہ اعلم بالصواب

شرح یعنے انسان کامل کے مضمون کی شرح اور اُسکے مرتبۂ فنا و بقا اور عینیت کا ذکر چھوڑ دے یہ نازک مقام ہے

	دیدن خواجہ در دشت طوطیان و پیغام رسانیدن
ترجمہ	سوداگر کا ایک جنگل مین طوطیون کو دیکھنا اور اپنی طوطی کا پیغام پہنچانا

	باز میگردیم ازین اے دوستان		سوئے مرغ تاجر ہندوستان
ترجمہ	جاتے ہین ہم یاں سے پھر اے دوستان		سوے مرغ تاجر ہندوستان
	مرد بازرگان پذیرفت آن پیام		کو رساند سوئے جنس او سلام
ترجمہ	مرد سوداگر نے سُنکر وہ پیام		کر لیا وعدہ کہ کہدون کا سلام

شرح یعنے سوداگر نے طوطی کی پیغام رسانی کا کام قبول کر لیا اور ہندوستان پہنچکر اُسے پہنچا بھی دیا

	چونکہ تا اقصائے ہندستان رسید		در بیابان طوطیے چندے بدید
ترجمہ	اور جب پہنچا وہ ہندستان مین		طوطیان دیکھین کسی میدان مین
	مرکب استانید و بس آواز داد		آن سلام و آن امانت باز داد
ترجمہ	اسپ ٹھہراکر اُنہین آواز دی		کہدیا اُسکا سلام و بندگی

طوطیے از طوطیان لرزید بس		اُوفتاد و مرد و بگسستش نفس	
ترجمہ	طوطیون مین ایک طوطی کانپ کر	ہوکے مُردہ گر پڑا مُنکر خبر	

شرح۔ لرزید بس بمعنے بسیار لرزید و بگسستش نفس فعل لازم یعنے تاجر نے ہندوستان پہنچکر جب اپنے طوطی کا پیام ایک بیابان مین طوطیون کو سُنایا تو اُس جہاڑ مین سے ایک طوطی سُنتے ہی کانپ اُٹھا اور اُسکا دم ٹوٹ گیا اور مُردہ ہوکر زمین پر گر پڑا یہ سراسر اُس مرنے والے طوطی کا مکر تہا۔

شد پشیمان خواجہ از گفت خبر		گفت رفتم در ہلاک جانور	
ترجمہ	اِس سے خواجہ کو پشیمانی ہوئی	یعنے ناحق مینے اُسکی جان لی	

شرح۔ در ہلاک کسے رفتن بمرگ کسے سعی کردن یعنے کسی کے مارنے کی کوشش کرنی مطلب یہ کہ سوداگر اِسلیئے پشیمان ہوا کہ اگر مین اپنے طوطی کی حالات کی خبر نہ دیتا تو یہ طوطی ہلاک نہوتا گویا سوداگر اُسکی موت کا باعث ہوا

این مگر خویش است با آن طوطیک		این مگر دو جسم بود و روح یک	
ترجمہ	میرے طوطی کا کہین یہ خویش تہا	ایک جان دو جسم تہا دِلریش تہا	

شرح خویش بمعنے قریب و یگانہ یعنے یہ طوطی شاید اُسکا یگانہ تہا کہ اُسکا حال سُنتے ہی مرگیا یہ محبت یگانون مین ہوتی ہے

این چرا کردم چرا دادم پیام		سوختم بیچارہ را زین گفت خام	
ترجمہ	کیا کیا مینے دیا کیون یہ پیام	ہوگئی جانسوز یہ گفتارِ خام	

شرح۔ گفت خام جو بات کہنے کے لایق نہو کچی بات جہوٹا وعدہ دِل سوز کلمہ آزار رسان فقرہ یعنے تاجر پیغام دیکر اپنے دلمین پشیمان ہوا کہ مینے ناحق ایسی بات کہی جس سے اِس غریب طوطی کی جان جاتی رہی۔

این زبان چون سنگ و آہن سخت است		وانچہ بجہد از زبان چون آشت است	
ترجمہ	ہے زبان اِک سنگ و آہن کی سی لاگ	بات جو نکلے گی اِس سے ہے وُہ آگ	

شرح۔ یہان سے آخر تک مولانا کا مقولہ ہے یعنی زبان پتہر اور آہن کے مانند ہے جسطرح پتہر پر لوہا یا لوہے پر پتہر مارنے سے آگ نکلتی ہے اِسیطرح زبان سے بہی آگ (سخن) نکلتی ہے مطلب یہ کہ گفتار زبان اپنے اپنے محل پر آگ کی طرح سوزی و مہلک بہی ہے اور نافع و سود مند بہی ہے بُری باتین مُضر پڑتی ہین اور اچہی مُفید

سنگ و آہن را مزن بر ہم گزاف		کہ زند وے نقل گہہ از وے لاف	
ترجمہ	سنگ پر آہن نہ مار اے پُر گزاف	دوسرے کی نقل ہو یا اپنا لاف	

شرح یعنی اے بیہودہ سنگ و آہن کو آپس مین بیہودہ طور پر نہ مار۔ کیونکہ اِس سے آگ نکلے گی مطلب یہ کہ بیہودہ اور لغو باتین نہ کر جس سے فسادِ عظیم پہیلنے کا اندیشہ ہو اِس سے لوگون کو ایذا پہنچے گی۔ یا یہ معنے ہین

کہ وحدت کے اسرار بیان نہ کر کیونکہ نافہمی کے سبب اکثر سننے والے گمراہ ہو جائینگے اور سرفتہ رفتہ الحادی آگ کے شعلے تمام عالم مین پھیل جائینگے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اسرار وحدت نہ تو اس صورت سے بیان کر کہ مینے یہ نقل فلان شیخ کامل یا فلان پیر مرشد سے سُنی ہے اور نہ اس بات کا دعوی کر کہ اس راز کا الہام خود مجھے ہوا ہے یہ معنے ہین کہ دوسرے کی حکایت نقل کرنے مین بیہودگی اور اپنی حکایت بیان کرنے مین لاف نہ مار۔

	زانکہ تاریک ست و ہر سو پنبہ زار		در میان پنبہ چون باشد شرار
ترجمہ	ہے جہان تاریک ہر سو پنبہ زار		پنبہ مین کیون ڈالتا ہے تو شرار

شرح یعنی عالم دنیا تاریک اور ہر سو پنبہ زار ہے یہان کج فہم بہت ہین جنکو بشکل پنبہ سمجھنا چاہیئے اور اسرار وحدت شعلون کے مانند ہین یہ باتین نافہمون کو جلا دینگی یعنے کم فہمی کے سبب گمراہ کر دینگی۔ یا یہ معنے ہین کہ عالم پنبہ زار یعنے نازک دماغی اور نفسانیت سے پُر ہے ناگوار بات کا تحمل کسی مین نہین ہا تو اگر کوئی بیہودہ بات مُنہ سے نکالیگا تو لوگ آتش غضب سے جلجائینگے اور فساد عظیم برپا ہوگا۔

	ظالم آن قومیکہ چشمان دوختند		در سخنہا عالمے را سوختند
ترجمہ	سخت ظالم ہے وہ قوم بیخبر		بہر عالم جسکی باتین ہین شرر

شرح یعنے وہ لوگ بڑے ظالم ہین جنہون نے آنکھین بند کر لین اور مُنہ کھولدیا نافہمون مین اسرار وحدت بیان کر کے اُنہین گمراہ اور ملحد بنا دیا ایسی باتین کین جس سے آتش غضب بھڑک اُٹھی۔ اور باہمی جنگ سے لوگ ہلاک ہو گئے مولانا سے یہ مقولہ مروی ہے اللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنَ الذَّنْبِ الْکَبِیْرِ قَالُوْا وَمَا ھُوَ قَالَ الْمُتَشَیِّخُ الْمُدَّعِیْ یُحَرِّقُ النَّاسَ بِکَلِمَاتِہٖ یعنی مولانا رومی نے ایک دن یہ فرمایا کہ اے خدا تو ہمین کبیرہ گناہ سے بچا لوگون نے عرض کیا کہ کونسا کبیرہ گناہ آپ نے جواب دیا کہ جھوٹا اور مدعی شیخ جو اپنے جھوٹے کلمات سے لوگون مین آگ بھڑکاتا یعنے اُنہین گمراہ کرتا ہے۔

	عالمے را یک سخن ویران کند		روبہان مردہ را شیران کند
ترجمہ	کرتی ہے ویران جہان کو ایک بات		لومڑی ہوتی ہے شیر اے خود صفات

شرح یعنے توحید کا ایک کلمہ نافہمون کے عالم کو ویران یعنے گمراہ کر دیتا ہے اور یہی کلمہ روباہان طریقت کو شیران حقیقت بنا دیتا ہے اور مرتبہ عرفان تک پہنچا دیتا ہے یا یہ کہ سخن موذی و باطل جہان مین بعض کے لیئے قتل اور لُوٹے جانے اور غارت ہونے کا باعث ہوتا ہے اور بعض کے لیئے ضعف سے قوت کا سبب ہو جاتا ہے یعنے بعض کے حق مین مُضر ہے اور بعض کے لیئے نافع یا یہ کہ سخن باطل دشمن ضعیف کو قوی کر دیتا ہے۔ اُسے تسکلم کے جھوٹا بنانیکا موقع ملجاتا ہے دونو مصرعون مین مضرت سخن کا بیان ہے۔ اور پہلے معنون مین ایک مین نفع کا اور دوسرے مین نقصان کا۔

	جانہا در اصل خود عیسی دم اند	یک زمان زخم اند و دیگر مرہم اند
ترجمہ	پہلے جانین رکہتی تہین عیسے دمی	اب کبہی ہین زخم مرہم ہین کبہی
	گر حجاب از جانہا برخاستے	گفت ہر جانے مسیح آساستے
ترجمہ	روح سے اُٹہتا اگر تن کا حجاب	ہر سخن پاتا مسیحا کا خطاب

شرح یعنی روحین عالم طبیعت اور اجسام بشریت مین آنے سے پہلے موتے کو زندہ کرنے مین دم عیسے کا خاصہ رکہتی تہین یعنے اُنکی ہر بات زندگی بخش تہی۔ کیونکہ روح کا خاصہ اعطائے حیات ہے۔ لیکن جب عالم بشریت مین حجاب اجسام اُنکے آگے آگیا۔ تو وہ ہر وقت کی عیسے وحی جاتی رہی بلکہ ہر وقت غلبۂ بشریت زخم ہین یعنے دوسرے کو ایذا دیتی ہین اور وقت غلبۂ خاصہ روح مرہم ہین یعنے لوگونکو نفع پہنچاتے ہین۔ دوسرے شعر مین آساستے بمعنے مانند بودے ہے یعنی اگر حجاب تن اُٹہہ جاتا تو ہر روح کا قول مانند مسیح بنجاتا۔

	گر سخن خواہی کہ گوئی چون شکر	صبر کن زین حرص و این حلوا مخور
ترجمہ	چاہتا ہے گر کہ ہون باتین شکر	حرص کا حلوا نہ کہا بس صبر کر

شرح یعنے تو اگر یہ چاہتا ہے کہ میری باتین شکر کی طرح میٹہی ہو جائین اور میرے انفاس طاہرہ کی برکت سے مُردے زندہ ہونے لگین تو حرص اور طمع دنیوی سے صبر کر اور یہ حلوا نہ کہا یعنے خواہشات نفسانی اور لذات جسمانی سے مُنہ پہیر لے ایسی حالت مین کیا تعجب تو بہی مسیحا دم ہو جائے اور مُردے زندہ کرنے لگے۔

	صبر باشد مشتہائے زیرکان	ہست حلوا آرزوے کودکان
ترجمہ	صبر ہے مرغوب جان زیرکان	اور حلوا آرزوے کودکان

شرح یعنی حلوا لڑکون کو زیادہ مرغوب ہوتا ہے دانا آدمی اسکی پروا نہین کرتے لڑکون سے مراد اہل غفلت ہین مطلب یہ کہ لذائذ جسمانی غافلون کا حصہ ہے عقلمند اور عارف ہمیشہ اس سے پرہیز رکہتے ہین۔

	ہر کہ صبر آورد گردون بر رود	ہر کہ حلوا خورد واپس تر شود
ترجمہ	صابرون کے رتبے ہوتے ہین بلند	حرص کر دیتی ہے پست اے ہوشمند

شرح یعنی جو لوگ نفسانی لذتون اور جسمانی خواہشون پر صبر کرتے ہین وہ صاحب مقامات بلند ہو جاتے ہین اُنکو روح ملکوتی نصیب ہوتی ہے اور جو لذات نفسانیہ کے پابند ہین وہ ہمیشہ پست ہوتے رہتے ہین۔

تفسیر قول شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ

شیخ فرید الدین عطار قدس سرہ کے مندرجۂ ذیل شعر کی تفسیر

تو صاحب نفسی اے غافل میان خاک خون میخور	کہ صاحبدل اگر زہرے خورد آن انگبین باشد

ترجمہ اے غافل تو صاحبدل ہے دنیا مین رہکر خون پیا کر کیونکہ صاحبدل اگر زہر بہی کہائیگا تو انجام کار شہد ہو جائیگا

شرح یعنے اے غافل تجھہ مین صاحب نفس ملہمہ اور مطمئنہ ہونے کی استعداد ہے تجکو چاہیئے کہ لذات نفسانی کو چھوڑکر ریاضت اور مجاہدہ کرے۔ اور کسی مرشد کامل کے سایۂ عاطفت مین مراتب علیا حاصل کرنے مین کوشان رہے اسوقت تو صاحب نفس مطمئنہ اور صاحبدل ہو جائیگا۔ اور اسحالت مین اگر تجھسے کوئی برائی بھی صادر ہوگی تو بھلائی ہو جائیگی۔ اور تو زہر بھی کہا لیگا تو شہد بن جائیگا اور لذات نفسانیہ تیرے حق مین مضر نہونگی۔

	صاحب دل را ندارد آن زیان	گر خورد او زہر قاتل را عیان	
ترجمہ	صاحب دل کو نہین ہے کچھ زیان	زہر قاتل بھی جو کہا جائے میان	

شرح۔ اس سے پہلے مولانا فرما چکے ہین کہ لذات دنیوی کو پسند کرنا غافلون کا کام ہے ابتدائے سلوک مین لذات سے صبر کرنا فرض ہے ہان انتہا مین صاحب مقامات بنکر دنیوی لذتین اُٹھانی کسی قسم کا نقصان نہین رکھتین چنانچہ اکثر اہل اللہ خوش پوشاک و خوش خوراک گذرے ہین اور شیخ فریدالدین عطار کا شعر بھی یہی کہتا ہے کہ اے غافل چند روز لذات دنیوی سے صبر کر اور دنیا مین رہکر اپنا خون بیپارہ یعنے ریاضت اور مجاہدہ کو اپنے ذمہ لازم کرلے اس ترکیب سے تو صاحبدل ہو جائیگا اور زہر شہد کا کام دیگا یعنے لذات دنیوی مضر نہونگی

	انکہ صحت یافت از پرہیز رست	طالب مسکین میان تب درست	
ترجمہ	کیون کرے پرہیز جو ہو تندرست	طالب مسکین ہے بیمار و سست	

شرح یعنے صاحبدل نے ریاضت کے سبب امراض نفسانی سے صحت حاصل کرلی ہے اسلیئے اب اُسے لذات دنیوی سے پرہیز کرنے کی ضرورت نہین رہی۔ کیونکہ پرہیز بیمار کیا کرتے ہین بیمار سے سالک مراد ہے۔

	گفت پیغمبر کہ اے طالب جری	ہان مکن با ہیچ مطلوبے مری	
ترجمہ	قول پیغمبر کو سن لے اے جری	چھوڑ دے مطلوب سے تو ہمسری	

شرح۔ جری دلیر و گستاخ۔ مری جنگ و ہمسری و برابری یعنی اے گستاخ طالب تو اپنے مطلوب (مرشد) سے برابری کا دعوے چھوڑ دے۔ اُسکو دنیوی لذتین حلال ہین اور تجھے حرام اُسکے حق مین زہر بھی شہد ہوتا ہے مکتہ زہر سے مراد وہ مباح چیزین ہین جنکا استعمال جائز ہے ایسی چیزین سالک کے لیئے ناجائز ہین اور کامل کے لیئے جائز مگر یہ حرمت و اباحت صوفیون کا مذہب ہے اہل شریعت کا نہین حدیث شریف مین ہے لو کنتم تعلمون ما اعلم لتركتم المضاجع یعنے اے لوگو اگر تمہین اُن اسرار کا علم ہو جائے جو مجھے معلوم ہین تو تم تمام عیش و آرام اور خوابگاہون کو چھوڑ دو۔ مطلب یہ کہ تم میری برابری نہین کرسکتے۔

	در تو نمرودی ست آتش در مرو	رفت خواہی اول ابراہیم شو	
	تجھ مین نمرودی ہے آتش سے ڈر	پہلے ابراہیم بن اے بے خبر	

شرح نمرودی سے سرکشی وغرور اور اخلاق ذمیمہ آتش سے دنیوی لذتین اور نفسانی مزے مراد ہین جو آگ کے مانند ہین اور ابراہیم بمعنے ابراہیم وقت و صاحب اخلاق پسندیدہ ہے یعنے اے طالب و مبتدی تجھہ مین ابھی سرکشی۔ اور بُری عادتین موجود ہین اسلیئے لذات نفسانیہ کی آگ مین نہ گر پہلے ابراہیم وقت اور عارف کامل بنجا اُسوقت تیرے لیے لذات دنیوی بھی بشرطیکہ شرعًا حلال ہون جائز ہو جائینگی

	چون نئی سبّاح نے دریائی		دمبمکن خویش از خود رائی
ترجمہ	تو نہین تیراک دریا مین نہ ڈوب		چھوڑ خود رائی سمجھ لے اسکو خوب

شرح دونو قافیون مین پہلی یائے تحتانی نسبت کی ہے اور دوسری خطاب کی اور سبّاح بمعنے تیراک یعنے اے سالک نہ تو تو دریائی ہے اور نہ بحر عرفان کا تیراک پھر اپنے آپ کو دنیوی لذتون کے دریا مین کیون ڈبوتا ہے اپنی حد سے آگے نہ بڑہ اور مرشد کامل کی برابری نہ کر ورنہ ہلاک ہو جائیگا۔

	او ز قعر بحر گوہر آورد		وز زیانہا سود بسیار آورد
ترجمہ	قعر دریا سے وُہ لاتا ہے گہر		نفع ہے نقصان ہین اُسکو سر بسر

شرح یعنے مرشد کامل دریائے لذات مین سے بھی کوئی اچھا نتیجہ نکالتا ہے ظاہری نقصان کی چیزین اُسکے حق مین سودمند ہین آگ اور دریا لذائذ دنیا کامل شخص کو کسیطرح کا نقصان نہین پہنچا سکتین بعض نسخون مین پہلا مصرع اسطرح ہے۔ او ز آتش ورد احمر آورد یعنے کامل شخص آگ مین سے گلاب کے پھول نکال لاتا ہے۔ اسصورت مین یہ مصرع حضرت ابراہیم کے معجزے کی طرف اشارہ ہے۔ ورد بمعنے گلاب۔

	کاملے گر خاک گیرد زر شود		ناقصے ار زر برد خاکستر شود
ترجمہ	خاک کو کامل اگر لے زر بنے		زر کو لے ناقص تو خاکستر بنے

شرح یعنے کامل بُری چیزون سے بھی اچھا نتیجہ نکال لیتا ہے اور ناقص کم فہمی کے سبب اچھی چیز کو بُرا بنا دیتا ہے یا یہ معنے ہین کہ کامل بطور کرامت مٹی کو سونا بنا دیتا ہے اور ناقص کیمیاگری کے دھوکے مین رہکر اپنے سونے کو مٹی کر لیتا ہے کیونکہ کامل کا ہاتھہ بسبب قرب و قربت الٰہی بنجاتا ہے اور ناقص کا ہاتھہ دست شیطان

	چون قبول حق بود آن مرد راست		دست او در کار ہا دست خداست
ترجمہ	ہے قبول بارگاہ مست خدا		اور اُسکا ہاتھہ ہے دست خدا

شرح یعنے صاحبدل چونکہ فانی فی اللہ اور باقی ببقاء اللہ ہے اسلیئے اُسکا ہاتھہ گویا خدا کا ہاتھہ ہے اور اُسکے افعال حق کے افعال ہین۔ کیونکہ وُہ آئہ الٰہی اور خلیفۂ خدا ہے۔ اور نائبیت اور خلیفیت کے یہی معنے ہین۔ اس آیت کی تفسیر پہلے گذر چکی ہے۔ اور حدیث مین ہے من عادی لی ولیًا فقد آذنتہ بالحرب۔ یعنے جو شخص

سبب سے ولی کو ستائے یا اُس سے دشمنی کرے مین اُسکو اشتہار جنگ دیتا ہون۔ اور بخاری مین ابو ہریرہ سے یہ حدیث قدسی مروی ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ میرا بندہ جب مقرب ہو جاتا ہے تو مین اُسکی سماعت و بصارت اور ہاتھ پانو بنجاتا ہون۔ یہ حدیث مع شرح پہلے گذر چکی ہے۔

	دست ناقص دست شیطانست دیو	زانکہ اندر دام تکلیف ست وریو	
ترجمہ	ہاتھ ناقص کا ہے گویا دست دیو	کیونکہ ہے محبوس دام مکر وریو	

شرح یعنے ناقص اور اہل غفلت کا ہاتھ گویا شیطان کا ہاتھ ہے شیطان اُسکو بُرے کام کرنے کی تکلیف دیتا ہے اور اُسے اپنے دام مکر مین پھانس لیتا ہے گویا وُہ خود شیطان بنجاتا ہے۔

	جہل آید پیش او دانش شود	جہل شد علمے کہ در ناقص رود	
ترجمہ	اُسکے آگے علم ہے جو جہل ہے	علم ہے خود جہل اگر نا اہل ہے	

شرح یعنے کامل ضرر کی چیزون سے بھی ایسا نتیجہ نکال لیتا ہے جو علم نافع سے بہتر ہے۔ اور ناقص کا علم باعتبار نتیجہ جہل سے بدتر ہوتا ہے کیونکہ اُسکا عمل علم کے مطابق نہین ہوتا یا یہ معنے ہین کہ کامل چونکہ اپنی ذات اور ماسوے اللہ سب سے جاہل اور بے پرواہے اُسکا یہ جہل عین علم فنا فی اللہ ہے اور علم فنا تمام علوم کی اصل ہے اور ناقص کا علم دنیوی چونکہ خدا سے غافل کرنے والا ہے اسلیئے سر بسر جہل ہے یا یہ معنے ہین کہ کامل آدمی عوام جاہلون سے جہل کی باتین سُنکر اُسنے ایک علمی اور صحیح نتیجہ نکال لیتا ہے۔ اور ناقصونکا علم جہل ہو جاتا ہے چنانچہ جبریہ و قدریہ و روافض و خوارج عالم ہوکر جاہل بنے ہوے ہین۔

	ہر چہ گیرد علتی علت شود	کفر گیرد کاملے ملت شود	
ترجمہ	کام ناقص کا ہے علت یاد رکھہ	کفر ہے کامل کا۔ ملت یاد رکھہ۔	

شرح یعنی چونکہ ناقص آدمی خود مریض یا علتی یا فاسد المزاج ہے اسلیئے اُسکا کہا یا پیا سب فاسد ہو جائیگا۔ وُہ لذائذ نفسانی سے اور زیادہ بگڑ جائیگا اسلیئے اُسپر لذائذ دنیوی بالکل حرام ہین یا یہ معنے ہین کہ چونکہ ناقص آدمی کا دل مریض ہوتا ہے اسلیئے اُسمین اسرار معلوم کرنے کی طاقت نہین ہوتی۔ لہذا ایسے ضعیف الایمان اور علتی لوگ قرآن مجید مین جھوٹی تاویلین کیا کرتے ہین اور ایسی تاویلین اُنکے حق مین علت اور خدا سے دور ہونیکا سبب ہو جاتی ہین اور کامل اگر کفر بھی اختیار کریگا تو وُہ شریعت اور ملت ہو جائیگا۔ کیونکہ کامل ہمیشہ حفظ الٰہی مین ہے اسکا کفر عوام کی نگاہون مین کفر ہے مگر فی الواقع اسلام ہے جیسا کہ عمار بن یاسر ایک مشہور صحابی کے قصہ مین ظاہر ہے کہ اُنکو کفار نے پکڑ لیا اور جبراً کلمۂ کفر کہلوایا جب رسول علیہ الصلوٰۃ کو خبر ہوئی تو اپنے فرمایا۔ کیف وجدت قلبک یا عمار۔ اے عمار تو نے اُسوقت اپنے دل کی کیا کیفیت پائی

اُنہون نے جواب دیا کہ وجدت مطمئنہ علی الایمان یعنے مینے اپنے دلکو ایمان پر مطمئن پایا آپنے فرمایا ان عادو ثمود یعنے اے عمار اگر پہر ایسا اتفاق پڑے تو ایسا ہی کہیو۔ بس تو دیکھیئے کہ عمار کا اقرار کفر شریعت و ملت بنگیا اور قیامت تک اسبات پر فتوی ہوگیا کہ جبرًا کوئی کافر کلمۂ کفر کہلوائے تو اپنے ایمان پر مطمئن ہو کر کہدے۔ کچھ حرج نہین ہے۔ یا اس مصرع کے یہ معنے ہین کہ عینیت خلق اور حق کو جو عوام کفر جانتے ہین اسکو اگر کامل اعتقاد کرکے عین اسلام سمجھے یا یہ معنے ہین کہ بعض احکام جو بعض انبیا کی شریعت مین حرام و کفر تھے دوسرے نبی کے اختیار کرنے سے حلال اور عین ایمان بنگیے۔ اگرچہ اسکی بحث نہایت طویل ہے مگر لوگ اختصار پسند ہین۔

	اے مری کردہ پیادہ با سوار	سر نخواہی برد اکنون پائدار	
ترجمہ	تو پیادہ ہے مقابل ہے سوار	ٹھہر جا ہرگز نہ چل اے ہرزہ کار	

شرح پیادہ سے سالک اور سوار سے مرشد کامل مراد ہے یعنے اے طالب تو پیادہ ہے اور مرشد سوار اُس سے برابری کا دعوے نہ کرو ورنہ سر سلامت نہ لیجائیگا ہمسری کا غرور تجھے ہلاک کر دیگا دیکھہ ہوشیار اس برابری کے دعوے مین سنبھلکر قدم رکھہ مطلب یہ کہ دعوی مساوات کو جھوٹہی دے اور اس قصہ کو یاد رکھہ کہ جادوگر حضرت موسے کا مقابلہ کرنے سے ہلاک ہوے مگر اُنکے عذاب آخرت سے نجات پانے کا یہ سبب ہوا کہ اُنہون نے حضرت موسے کی تعظیم کو نگاہ رکھا تھا۔ اسکا بیان آگے آتا ہے۔

	تعظیم کردن ساحران موسے را کہ اول تو عصا بیفگن	
ترجمہ	جادوگرونکا حضرت موسے کو معظم سمجھکر یہ کہنا کہ اول آپ ہی عصا ڈالین	
	ساحران در عہد فرعون لعین	چون مری کردند با موسے کہین
ترجمہ	ساحران عہد فرعون لعین	آئے گو موسے کے آگے ہر کہین
	لیک موسے را مقدم داشتند	ساحران او را مکرم داشتند
ترجمہ	پر رکھا تقدیم موسے کا خیال	یعنے حضرت کو کیا اچھا خیال

شرح یعنے فرعون کے زمانہ مین گو بہت سے جادوگر حضرت موسے کے مقابلہ مین آئے تھے مگر اُنکے دلون مین حضرت کی تعظیم بھی تھی اسلیئے انجام کار مومن ہوگئے اس تعظیم کا بیان آیندہ آتا ہے۔

	ز انکہ گفتندش کہ فرمان آن تست	گر تو میخواہی عصا بفگن نخست
ترجمہ	اور یہ بولے کہ ہے حکم آپ کا	ہمسے پہلے آپ ہی ڈالین عصا
	گفت نہ اول شما اے ساحران	افگنید آن مکر ہا را در میان
ترجمہ	بولے وہ اول تمہین اے ساحرو	ڈالنا ہے تمکو جو کچھ ڈالدو

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے قالوا یا موسٰی اما ان تلقی وامّا ان نکون اوّل من القٰی یعنی جسوقت جادوگر حضرت موسٰے کے مقابلہ مین جمع ہوگئے تو سب نے یہ کہا کہ اے موسٰے کیا آپ پہلے اپنا عصا ڈالتے ہین یا ہمین اپنے عصے ڈالنے کا حکم دیتے ہین آپ نے جواب دیا کہ پہلے تمہین ڈالو نکتہ جادوگرون کا حضرت موسے کو اپنے سے مقدم رکھنا گویا ایک قسم کی تعظیم تہی یہی تعظیم انکو ایمان کی طرف کھینچ لائی۔

	اینقدر تعظیم دین شان را خرید		وزمری آن دست و پاہا شان برید
ترجمہ	اسقدر تعظیم سے ناجی ہوے		ہمسری سے دست و پا سب کٹ گئے
	ساحران چون قدر او نشناختند		دست و پا در جرم آن در باختند
ترجمہ	قدر موسے کی نہ جانی اس لیئے		دست و پا جادوگرون نے کھو دیئے

شرح یعنے جادوگرونکا حضرت موسٰے کو عصا ڈالنے مین مقدم رکھنا۔ تھوڑی سی تعظیم تہی اسی کی برکت سے اُن سب کو ایمان نصیب ہوگیا۔ لیکن باینہمہ چونکہ وہ حضرت موسٰے کے مقابل ہوگئے تہے اسلیئے انسان کامل کے مقابلے کی سزا یہ ملی کہ فرعون نے سب کے ہاتھ پانو کٹوا کر سولی دلوادی نتیجہ حکایت جادوگران یہ ہے کہ انبیاؤ اولیا اور عارفان کامل سے مقابلہ کرنا یا اُنکی ہمسری نہایت نازیبا اور ہلاکت کا باعث ہے

	لقمۂ و نکتہ ہست کامل را حلال		تو نۂ کامل مخور مے باش لال
ترجمہ	لقمۂ و نکتہ ہے کامل کو حلال		تو نہین کامل نہ کر ایسا خیال

شرح یعنے اے سالک تو کامل کی ہمسری نہ کر کامل کو لذیذ لقمہ اور حظ نفانی حلال ہے اور اسیطرح اظہار اسرار جائز ہے چنانچہ انا الحق اور سبحانی ما اعظم شانی کہنہ اُنہا کاملین ہی کا حصہ ہے تیرے لیئے لذائذ دنیوی شراب کی طرح حرام ہین یا یہ معنے ہین کہ تو بادۂ اسرار الٰہی پیکر اُسکے ہضم کرنے کی طاقت نہین رکھتا اسلیئے اُسے مُنہ نہ لگا ورنہ بہک کر کلمات کفر بکنے لگیگا چند روز کے لیئے گونگا بنجا اور مرشد کے کلمات گوشنواہ

	تو چو گوشی او زبان آمد جنس تو		گوشہا را حق بہ فرمود انصتوا
ترجمہ	تو ہے کان اور مرد کامل ہے زبان		انصتوا ہے بہر گوش ہائے نکتہ دان

شرح یعنے اے سالک تو اسرار کا سننے والا ہے اور مرشد کامل کہنے والا اسلیئے وہ تیری جنس نہین ہوسکتا کان اور چیز ہے زبان اور شئے ہے اسلیئے زبان کو بند کرکے کاملین کی باتین سننی چاہئین اسرار سننے ہی کے سبب دلمین اُترتے ہین دوسرا مصرع اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ وَاِذَا قُرِءَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ یعنے جب قرآن پڑہا جائے تو اُسکو سُنو اور ساکت رہو تاکہ تمپر رحمت کیجائے یعنی اُسکے اسرار انہا دلون تک پہنچ جائین اس سے معلوم ہوا کہ فہم اسرار کے لیئے سکوت نہایت ضروری ہے۔

	کودک اول چون بزاید شیر نوش	مدتے خامش بود او همچو گوش	
ترجمہ	جس زمانے تک ہے بچہ شیر نوش	گنگ رہتا ہے سراپا بنکے گوش	
	مدتے میبایدش لب دوختن	از سخن گویان سخن آموختن	
ترجمہ	خامشی لازم ہے اُسکو جان من	بولنے والون سے تا سیکھے سخن	

شرح۔ شیر نوش ضمیر بزاید سے حال ہے یا کودک کی صفت ہے یعنی تنہا سادہ پیتا بچہ جب پیدا ہوتا ہے یا جب تک شیر نوشی کی حالت مین رہتا ہے تو دیکھہ لیجے بالکل خاموش اور سراپا گوش بنا رہتا ہے اور بولنے والون کی باتین سُنکر اُنہین سیکھتا رہتا ہے تاکہ آیندہ با معنے گفتگو کرنے کی طاقت حاصل ہو۔

	تا نیاموزد نگوید صد یکے	ور بگوید حشو گوید بے شکے	
ترجمہ	کہہ نہین سکتا ہے یون سو مین سے ایک	ورنہ سب بیکار ہے اے مرد نیک	

شرح یعنے بچہ جب تک دوسرون کی باتین سُنکر خود بولنا نہ سیکھے گا سو مین سے ایک بات بھی پوری طرح نہین کرسکتا اور جو کرتا ہے وہ حشو بیکار اور مہمل ہوتی ہے اُسکی بات کوئی سمجھہ نہین سکتا۔

	ورنہ باشد گوش تی تی میکند	خویشتن را گنگ گیتی میکند	
ترجمہ	اور اُسکی گفتگو تی تی ہے بس	گنگ مادرزادہ گیتی ہے بس	

شرح تے۔ تے بفتح تائے فوقانی ایک ایسا لفظ ہے جسکو گانے والے آواز درست کرنے یا تال سُر کا امتحان لینے کے لیئے گاتے وقت استعمال کیا کرتے ہین جسکو ہندی مین تاتا تھئی کہتے ہین اِن الفاظ کے کچھہ معنے نہین ہوتے اور تی تی وُہ آواز جس سے پرند جانورون کے بچونکو بُلاتے ہین اور یہ لفظ بھی کچھہ معنے نہین رکھتا۔ مطلب شعر یہ ہے کہ اگر لڑکا بہرا ہوگا تو گونگا بھی ضرور ہوگا۔ کیونکہ بچہ مین بولنے کی طاقت سننے سے آتی ہے بہرے پن مین بچہ سوائے تی تی کے کلام بیمعنی و مہمل و ناقابل فہم کے اور کچھہ نہین کہہ سکتا۔ کیونکہ اُسنے کانون سے سنا ہی نہین جو زبان سے ادا کرسکے۔

	کرّ اصلی کش نبُد زاغاز گوش	لال باشد کے کند در نطق جوش	
ترجمہ	اور وُہ بہرا نہین رکھتا جو کان	چل نہین سکتی کبھی اُسکی زبان	
	زانکہ اول سمع باید نطق را	سوے منطق از رہ سمع اندر آ	
ترجمہ	نطق کو اوّل سماعت ہے ضرور	بولنا سُننے سے ہے اے پُر شعور	

شرح۔ گنگ گیتی زمانہ کا گونگا مادرزاد گنگ اور کرّ اصلی مادرزاد بہرہ یعنی جو بچہ مادرزاد بہرہ ہوگا وُہ گونگا ضرور ہوگا۔ کیونکہ بولنے کے لیئے سُننا ضروری بات ہے **حاصل مطلب** پہلے مولانا قدس سرّہٗ طالب کو

خاموش رہکر مرشد کامل کے اسرار سُننے اور سمجھنے کی ہدایت فرما چکے ہین اسی مضمون کو یہان بطور تفہیم ایک مثال مین بیان کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد سے ایک عرصہ تک اسلیئے خاموش رہتا ہے کہ ماں باپ کی باتین سُنکر آیندہ بولنے کے لیے سیکھتا رہے یہی سبب ہے کہ مادرزاد بہرا لڑکا ہمیشہ گونگا رہتا ہے یہی حال طالب کا ہے کہ جب تک کلام مرشد کو خاموشی کے ساتھ ایک عرصہ تک نہ سنیگا اور اُس سے ہمسری کا دعوے نہ چھوڑیگا خود کلام کرنے اور اسرار کہنے کی لیاقت ہرگز پیدا نہ ہوگی اور جو طالب مادرزاد بہرا ہے یعنی اُسمین اسرار سُنکر اُسکے قبول کرنے کا فطرتی مادہ نہین ایسے سے بہید نہ کہنا چاہیئے کیونکہ اُسکی فطرتی بے نصیبی اسرار سُننے کی لیاقت نہین رکھتی اور نہ وُہ آیندہ اسرار کہنے پر قادر ہوسکیگا۔

	ادخلوا الابیات من ابوابہا		وطلبوا الارزاق من اسبابہا
ترجمہ	تم گھرونمین جاؤ اُنکے باب سے		طالب روزی بنو اسباب سے

شرح یعنے ہر شے کو درجہ بدرجہ حاصل کرنا چاہیئے پہلے دروازہ مین داخل ہو پھر گھر مین پہلے سبب روزی حاصل کر پھر روزی پہلے کلام مرشد کو سُننا چاہیئے پھر بولنا پہلے باب مجاہدہ و ریاضت ہے پھر رزق مشاہدہ و معرفت پہلے خدمت ہے پھر عظمت یہ شعر اسی مضمون کی دوسری مثال ہے۔

	نطق کان موقوف راہ سمع ہست		جز کہ نطق خالق بے طمع ہست
ترجمہ	نطق جو بے سنت ہر سمع ہے		بس وُہ نطق خالق بے طمع ہے

شرح بے طمع یعنے بے احتیاج سمع۔ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ آدمی کا بولنا سُننے پر موقوف ہے یہان یہ ارشاد ہوتا ہے کہ ایک بولنا ایسا بھی ہے جو سُننے پر موقوف نہین وُہ اللہ تعالے کا نطق ہے۔ جو خالق ہے احتیاج ہے یعنے اُسکے بولنے کو اسکی حاجت نہین کہ کسی سے سُن کر سیکھے۔

	مبدع ست و تابع اُستادے نے		مسند جملہ ورا اسنادے نے
ترجمہ	وُہ نہین تابع کسی اُستاد کا		کب وُہ حاجتمند ہے اسناد کا

شرح۔ مبدع۔ بلا نمونہ سابق اشیا کا ایجاد کرنے والا مسند تکیہ گاہ اسناد سہارا ڈھونڈھنا یعنی اللہ تعالے یا اُسکا نطق (کلمہ کن) موجد اشیا ہے جسکو نہ کسی اُستاد کی ضرورت ہے نہ کسی معلم کی کیونکہ وہ تمام موجودات کا تکیہ گاہ ہے اور خود کسی چیز کا سہارا نہین ڈھونڈتا اُسمین تمام صفات کاملہ بذاتہ موجود ہین۔

	باقیان ہم در حرف ہم در مقال		تابع اُستاد و محتاج مثال
ترجمہ	ماسوا اُسکے ہین سب بے قیل وقال		تابع اُستاد و محتاج مثال

شرح۔ حرف جمع حرفہ و مقال بمعنے گفتگو یعنے خدا کے سوا تمام مخلوق کسی ہنر کے سیکھنے یا بات کرنے مین

اُستاد کی تابع اور مثال کی محتاج ہے کوئی کام بلا تعلیم اور کوئی بات بلا مثال سمجھ مین نہین آسکتی۔

	زین سخن گر ہستی بیگانہ		دلق و اشک گیر و ویرانہ
ترجمہ	گر نہین تو اجنبی مدعا		لیکے دلق و اشک ویرانہ مین جا

شرح۔ اس سے پہلے سالک کو مرشد سے ہمسری کرنے کی ما بہ تنبیہ کی گئی تہی اب مولانا علیہ الرحمۃ وہ باتین بیان فرماتے ہین جو ابتدائے سلوک مین سالک کو کرنی چاہیئے اور جسکا عملدرآمد اُسپر فرض ہے۔ مطلب شعر یہ ہے کہ اے طالب اگر گفتگوئے اسرار سے تجکو لگاؤ ہے تو ادہر آنہم ایک بھید کی بات بتاتے ہین کہ تو لباس فقر اور اشک کو ساتھ لیکر ویرانہ مین چلا جا یعنے دنیا کو چھوڑ اور خلوت مین بیٹھکر گریہ و زاری کر۔ اور اپنے افعال سے باز آ۔ اور اشکون سے غسل کرکے پاک صاف ہو اسوقت دربار حضور کے قابل ہو جائے گا۔

	زانکہ آدم زان عتاب از اشک ست		اشک باشد دم توبہ پرست
ترجمہ	اشک سے آدم پہ ہے حق مہربان		اشک تر ہوتے ہین تائب کی زبان

شرح۔ یعنے حضرت آدم کی خطا رونے ہی کے سبب معاف ہوئی تہی کیونکہ گنہگار کے آنسو باعث رحمت الٰہی ہین اور یہی آنسو توبہ کرنے والے کی زبان بنجاتے ہین۔ وہ اسی تاثیر زبان (اشک) سے توبہ کیا کرتا ہے

	بہر گریہ آدم آمد بر زمین		تا بود گریان و نالان و حزین
ترجمہ	اسلیئے آئے تہے وہ سوے زمین		تا رہین گریان و نالان و حزین
	آدم از فردوس و بالائے سمت		پائے ما چان از برائے عذر تست
ترجمہ	دیکھہ آدم آئے تہے فردوس سے		اس زمین پر عذر کرنے کے لیے

شرح۔ پائے ما چان۔ درویشون کی ایک رسم ہے کہ خطا کار درویش کو جو تیون کی صف مین اُسکے ہاتھ سے اُسکا ایک کان پکڑوا کر ایک ٹانگ سے کہڑا کر دیتے ہین۔ یہان پائے ما چان یعنے عذر تقصیر ہے اور سمت سے مراد ساتوان آسمان ہین یعنے حضرت آدم بہشت سے صرف عذر کرنے کے لیئے زمین پر آئے تہے اے اولاد آدم تیری حالت پر افسوس کہ توبہ سے اسقدر غافل ہے۔

	گر نشست آدمی ز صلب او		در طلب میباش ہم در قلب او
ترجمہ	نطفۂ آدم ہے گر اے پر شکوہ		اُسکا طالب بنکے رہ اور ہم گروہ

شرح۔ قلب بالضم یعنے طائفہ و گروہ یعنے تو اگر نطفۂ آدم ہے تو خدا کی طلب اور اُسکے گروہ مین جا کر

	زآتش دل و آب دیدہ نقل ساز		بوستان از ابر خورشید ست تاز
ترجمہ	چاہیئے سوز دل و اشک دماغ		آفتاب و ابر سے تازہ ہے باغ

شرح نقل۔ ترش یا نمکین چیز یا کباب وغیرہ جو شراب کے بعد کھائے جاتے ہین۔ یعنی اے طالب سوز باطن اور اشک دیدہ کو اپنا نقل بنالے۔ اس سے تیرے دل کا باغ سرسبز ہوجائیگا۔ کیونکہ باغ ابر و خورشید ہی سے تر و تازہ ہوتا ہے (ناز) تازہ کا مخفف ہے اور بعض نسخون مین تاز کی جگہ باز ہے بمعنے کشادہ یعنی باغ کا دروازہ ابر و خورشید ہی کے سبب کھلتا ہے۔ ورنہ بند رہتا ہے خزان مین کوئی سیر کے لیئے نہین آتا۔ یہی حال بوستانِ دل کا ہے کہ سوز باطن اور اشک نہون تو مرجھا جاتا ہے۔

	توجہ دانی ذوقِ آبِ دیدگان		عاشقِ نانی تو چون نادیدگان
ترجمہ	ذوقِ آبِ دیدگان کچھ اور ہے		اے مذیدے عشقِ نان کچھ اور ہے
	گر تو این انبانِ زنان خالی کنی		پرز گوہر ہائے اجلالی کنی
ترجمہ	گر یہ جھولی نان سے خالی ہے		دُرج گوہر ہائے اجلالی ہے

شرح۔ نان سے لذائذ نفسانیہ جھولی سے باطن گوہر اجلالی سے انوار معنوی اور تجلیات الٰہی مراد ہین یعنے اے طالبِ حریص تو تو لذتون پر مٹا ہوا ہے اگر انکو چھوڑ دے تو دل اسرار کے موتیون سے بھر جائے

	طفلِ جان از شیرِ شیطان باز کن		بعد از اُنش با ملک انباز کن
ترجمہ	طفلِ جان کو دودھ شیطان کا نہ دے		پھر فرشتون سے ملا کر دیکھ لے

شرح۔ شیرِ شیطان سے وہ افعال مراد ہین جنکے کرنے سے شیطان خوش ہوتا ہے۔ مثلاً محرمات یا وہ مباح چیزین جو لذت نفس کے لیئے ہون یعنی اے شخص حظ نفسانی کو چھوڑ اس سے تو فرشتون مین ملجائیگا۔

	تا تو تاریک و ملول و تیرہ		دانکہ با دیو لعین ہمشیرہ
ترجمہ	دل ترا جب تک ملول و تیرہ ہے		یہ سمجھ شیطان کی ہمشیرہ ہے

شرح یعنی جب تک تیرا دل لذت نفسانی سے سیاہ اور دنیوی افکار سے ملول ہے تو یہ سمجھ کہ وہ دل نہین بلکہ شیطان کا دودھ بھائی یعنی مصاحب ہے یا تو خود شیطان کی بہن یعنی عورت ہے کیونکہ عورتین حظ نفسانی اور لذتِ جسمانی پر مردون کی نسبت زیادہ مٹی ہوی ہوتی ہین۔

	لقمۂ کان نور افزود و کمال		آن بود آوردہ از کسبِ حلال
ترجمہ	روز افزون جس سے ہو نور و کمال		ہے وہ بیشک لقمۂ کسبِ حلال

شرح پہلے طالب کو گوشہ نشینی اور گریہ و زاری کی ہدایت کی گئی تھی پھر ترک لذات کا اشارہ کیا گیا اب کسب حلال اور ریاضت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کیونکہ سالک جب تک اپنی ریاضت سے حلال کا لقمہ نہ کھائیگا [illegible] ہوگا۔ کیونکہ کمال باطنی اور نورِ معرفت حلال ہی کے لقمہ سے حاصل ہوتا ہے۔

	روغنے کاید چراغ ما کشد		آب خوانش چون چراغے را کشد
ترجمہ	سچ ہے جس روغن سے بجھ جائے چراغ		آب ہے روغن نہیں لے بد دماغ

شرح یعنے جو روغن چراغ کو بجھا دے وہ روغن نہین ہے بلکہ پانی ہے۔ اسیطرح وہ لقمہ جس سے قلب منور نہو اگرچہ ظاہر مین حلال ہو مگر فی الواقع حلال نہین بلکہ اسمین کوئی باطنی صفت حرمت کے ضرور ہے گو ہمین معلوم نہو

	علم و حکمت زاید از لقمۂ حلال		عشق و رقت زاید از لقمۂ حلال
ترجمہ	علم و حکمت ہے فقط اکل حلال		عشق و رقت ہے فقط اکل حلال
	چون ز لقمہ تو حسد بینی و دام		جہل و غفلت زاید آنرا دان حرام
ترجمہ	ہو جو لقمہ باعث مکر و حسد		ہے حرام اے جاہل نادان مستند

شرح۔ دام بمعنے مکر دنیوی ہے یعنی جس لقمہ کا نتیجہ مکر و حسد ہو اُس سے جہل و غفلت پیدا ہوگی تو اُسے حرام سمجھ اور لقمۂ حلال علم و حکمت اور عشق الٰہی پیدا کرنے والا ہے کیونکہ ہر بدن مین سے وہی چیز ٹپکتی ہے جو اُسمین ہو

	ہیچ گندم کاز وجو بر دہد		دیدۂ اسپے کہ کرۂ خر دہد
ترجمہ	تخم گندم جو نکالے یہ محال		بچۂ خر اسپ سے ہو کیا مجال

شرح۔ یعنی یہ نہین ہو سکتا کہ کوئی شخص گیہون بوئے اور زمین سے جو نکلین یا گھوڑی سے گدہی کا بچہ پیدا ہو مطلب یہ کہ لقمۂ حلال کے آثار برے اور لقمۂ حرام کے آثار اچھے نہین ہو سکتے لقمۂ حلال بمنزلۂ گندم یا اسپ ہے اُس سے جو یا گدہی کا بچہ پیدا ہو یہ سمجھ مین نہین آتا علے ہذا القیاس لقمۂ حرام جو یا گدہے کے مانند ہے اس سے گیہون یا گھوڑے کا بچہ پیدا نہین ہوتا۔ حرام کے لقمہ کہانے والے نیک کاموں سے الگ رہتے ہین۔ اور حلال کے لقمہ کہانے والے بُرائیون کے پاس نہین جاتے۔ نیک کاری اور بد کاری حلال اور حرام کے لقمہ کہانے والون کی علامت ہے اور یہ شعر مضمون سابق کی مثال ہے۔

	لقمہ تخم ست و برش اندیشہا		لقمہ بحر و گوہرش اندیشہا
ترجمہ	لقمہ ہے تخم اور اُسکا برہے فکر		لقمہ اک دریا ہے اور گوہر ہے فکر

شرح۔ اُسی مضمون کی دوسری مثال ہے اور اندیشہ بمعنے فکر اور برہ بمعنے ثمرہ و نتیجہ یعنی لقمہ کی مثال ایسی ہے جیسا کسی چیز کا تخم اور اس تخم کا پھل اذکار ہین اگر آدمی لقمہ کہانے کے بعد نیکیون کے فکر مین رہیگا تو معلوم ہو جائیگا کہ اُسنے حلال کا لقمہ کہایا تہا۔ اور اگر بدیون کے فکر مین رہیگا تو اُس لقمہ کے حرام ہونیمین شک نہین۔ یا لقمہ دریا کے مانند ہے اگر کہانے کے بعد نیکیون کا فکر ہے تو سچے موتی ہاتھ لگین گے اور اگر بدیون کی تدبیر مین ہین تو جھوٹے موتی ملین گے غرضکہ اعمال نیک و بد لقمۂ حرام و حلال کی سچی علامت ہے۔

	زاید از لقمۂ حلال اندر دہان		میل خدمت عزم رفتن آن جہان
ترجمہ	پاک ہی لقمہ سے ہوتا ہے قوی		میل خدمت اور عزم معنوی
	زاید از لقمۂ حلال اے مہ حضور		در دل پاک تو و در دیدہ نور
ترجمہ	پاک ہی لقمہ سے ملتا ہے حضور		پاک دل کو نور اور آنکھون کو نور

شرح یعنے حلال کے لقمہ سے میل خدمت (رغبت عبادت) اور عزم سفر آخرت یا معراج معنوی نصیب ہوتی ہے اور اسی سے حضور قلب اور دل و دیدہ کو نور حاصل ہوتا ہے۔ اے مہ سے مخاطب مراد ہے جسکو چاند کہا گیا ہے

	این سخن پایان ندارد وے کیا		سحبث بازرگان طوطی کن بیا
ترجمہ	چھوڑدے ہے یہ سخن بے انتہا		قصۂ طوطی و سوداگر سنا

شرح۔ کیا بمعنے پاکیزہ و شخص بزرگ ہے یعنے ایخاطب بزرگ ہم اب بہر طوطی و سوداگر کی داستان کی طرف آتے ہینا

	باز گفتن بازرگان با طوطی آنچہ در ہندوستان دیدہ بود		
ترجمہ	سوداگر کا اپنی طوطی سے ہندوستان کا قصہ بیان کرنا		

	کرد بازرگان تجارت را تمام		باز آمد سوے منزل شاد کام
ترجمہ	کرکے سوداگر تجارت کو تمام		گھر کی جانب آگیا ہر شاد کام
	ہر خلامے را بیاورد ارمغان		ہر کنیزک را بہ بخشید او نشان
ترجمہ	لیکے آیا ارمغان ہر ہر گان		ہر کنیزک کو دیا اُسنے نشان

شرح۔ نشان علم فوج و فرمان گریہان بمعنے عطا و یادگار ہے جسکو نشانی کہتے ہین یعنے سوغات و تحفہ

	گفت طوطی ارمغان بندہ کو		آنچہ دیدی آنچہ گفتی باز گو
ترجمہ	پھر کہا طوطی نے مجھکو سب بتا		تونے کیا دیکھا وہان اور کیا کہا
	گفت نے من خود پشیمانم ازان		دست خود خایان و دندان گزان
ترجمہ	بولا وہ مین ہون پشیمان میر جان		کاٹتا ہون آپ اپنی اُنگلیان
	کہ چرا پیغام خامے از گزاف		بردم از بہر انبثی واز نشاف
ترجمہ	لیگیا مین کسلیئے پیغام خام		تہی مری دیوانگی میرا پیام

شرح نشاف بمعنے جنون و دیوانگی و خبط یعنے سوداگر نے کہا کہ اے طوطی تو اپنے پیام و سلام کی بابت کچھ نہ پوچھ مین ترا پیام دیکر سخت پشیمان ہون مین اسکو اپنی دیوانگی خیال کرتا ہون کہ اس پیام سے ایک بیگناہ کی جان گئی کاش مین تیرا پیام نہ پہنچاتا تو ایک بیزبان کا خون اپنے ذمہ نہ لیتا۔

	گفت ایخواجہ پشیمانی زچیست		چیست این کین خشم و غم را مقتضیست
ترجمہ	بول اے خواجہ طوطی پشیمانی ہے کیون		غصہ و غم سے پریشانی ہے کیون
	گفت گفتم آن شکایتہائے تو		باگروہ طوطیان ہمتائے تو
ترجمہ	یہ کہا تاجر نے جب تیرا بیان		کر چکا مین طوطیون سے میر بجان
	آن یکے طوطی زدردت بوے برد		زہرہ اش بدرید ولرزید و بمرد
ترجمہ	سنکے اک طوطی ستم یہ کر گیا		پھٹ گیا پتہ لرزکر مرگیا

شرح۔ یعنی جب وُہ سوداگر ہندوستان سے واپس آیا تو حسب وعدہ تمام لونڈی غلامون کو اُنکی فرمائشین دین طوطی نے اپنی سوغات مانگی تاجر نے کہا کہ مجھے اپنی سوغات کی بابت کچھ پوچھہ نہین تیرا پیغام پہنچا کر پچھتا رہا ہون کیونکہ جب مینے طوطیون کے ایک جھنڈ سے ہندوستان پہنچکر تیرا حال کہا تو اُنمین سے ایک طوطی جو تیرا نہایت ہمدرد اور تیرے قید ہونے سے بیحد غمگین تہا یہ پہاڑ کر مر رہا مجھے اُس بیگناہ کے مرجانے سے پشیمانی ہے۔

	من پشیمان گشتم این گفتن چہ بود		لیک چون گفتم پشیمانی چہ سود
ترجمہ	مین پشیمان ہون کہ ایسا کیون کہا		لیکن اب ہوتا ہے کیا جب کہہ چکا
	نکتۂ کان جست ناگہ از زبان		ہمچو تیرے دان کہ جست آن از کمان
ترجمہ	بات جو نکلی زبان سے تیر ہے		تیر کے پھرنے کی کیا تدبیر ہے

شرح۔ یہ شعر تاجر اور مولانا دونون کا مقولہ ہوسکتا ہے یعنے سوداگر کہہ رہا ہے کہ مین اپنے کہے سے پشیمان ہون لیکن جب کہہ چکا تو پشیمانی عبث کیونکہ مُنہ کی نکلی ہوی بات ایک ایسا تیر ہے جو کمان مین واپس نہین آسکتا۔

	واگرد داز رہ آن تیر از لیم		بند باید کرد سیلے را ز سر
ترجمہ	تیر رستے سے پلٹتا ہے کہین		بند کر اول سے سیل اے ہمنشین
	چون گذشت از سر جہا نے را گرفت		گر جہان ویران کند نبود شگفت
ترجمہ	سر سے گذریگی تو ڈوبے گا جہان		کیا عجب ویران ہو عالم میر بجان

شرح۔ زسر بمعنے از ابتدا۔ اور سیل پانی کی رَو کو کہتے ہین یعنے زبان سے نکلی ہوی بات سیل کی مانند ہے جب ابتدائی حالت سے گزر گئی تو سارے جہان کو ہلاک کردیگی علےٰ ہذا القیاس زبان کو اول ہی روکنا چاہیئے ورنہ بعضی بات انجام کار ہلاکت اور فساد عظیم کا باعث ہو جاتی ہے۔

	فعل ادر غیب اثر ہا زادنیست		وان موالیدش بحکم خلق نیست
ترجمہ	غیب مین فعلون کا ہوتا ہے اثر		حکم خلقت سے نہین ہے یہ مگر

شرح۔ یہان سے مولانا قدس سرہ نے اک بڑے نکتہ کی تمہید شروع کی ہے یعنی تاجر نے طوطی کے مرجانے کو اپنا فعل کہا ہے حالانکہ یہ خدا کا فعل تہا علیٰ ہذا القیاس دیگر تمام افعال کا حال ہے یہان یہ شبہ پڑتا ہے کہ کفر اور قتل اور زنا و دیگر محرمات کے سبب بندہ قابل عذاب کیون ہوتا ہے۔ ان اشعار مین اس شبہ کا جواب دیا گیا ہے اور مطلب شعر یہ ہے کہ جو فعل آدمی سے صادر ہوتا ہے عالم غیب مین اُسکا اثر یعنے نتیجہ ضرور مرتب ہوتا ہے۔ اگر فعل نیک ہے تو نتیجہ بہی نیک ہی ہوگا اور اگر بد ہے تو نتیجہ بہی بد ہے بلکہ یہ سمجہیئے کہ وہی فعل اچہی یا بری صورت مین مصور ہو جاتا ہے مثلاً طاعات و عبادات جنت اور حور و قصور کی صورت مین اور معاصی و فسق و کفر دوزخ اور نار و مار کی صورت مین ہر مکلف اپنے افعال سے باثواب حاصل کریگا یا معذب ہوگا کیونکہ الدنیا مزرعۃ الآخرہ۔ دنیا آخرت کی کہیتی ہے اور حدیث مین ہے کہ حفت الجنۃ بالمکارہ و حفت النار بالشہوات یعنے جنت مشقت کی چیزون سے اور دوزخ خواہشون کی سے ڈہانکی گئی ہے۔ بس تو ہر فعل کا نتیجہ کرنے والے کو ضرور ملیگا۔ ورنہ عدالت خداوندی کے معنے صادق نہین آتے۔ دوسرے مصرع مین موالید جمع مولود بمعنے فرزندان ہے۔ جس سے بندون کے افعال اور اُنکے نتیجے مراد ہین۔ مطلب یہ کہ گو ہمارے افعال کے نتیجے عالم غیب مین ضرور پیدا ہوتے ہین۔ لیکن افعال بہی اور اُنکے نتیجے بہی محکوم خلق نہین ہین بلکہ خدا کے حکم سے پیدا ہوتے ہین۔ کیونکہ بندہ خالق افعال نہین ہے لفظ موالیدش مین ضمیر شین فعل کی طرف راجع ہے

	بے شرکے جملہ مخلوق خدا		آن موالیدار چہ نسبت شان بما
ترجمہ	سب یہ بے شرکت ہین مخلوق خدا		اُنکی نسبت گو نہین ہمسے جدا

شرح۔ یعنی یہ موالید (افعال اور اُنکے نتیجے) گو ہماری طرف منسوب ہین۔ لیکن فی الواقع اُنکا خالق اللہ وحدہ لاشریک ہے مگر چونکہ ہر شخص اپنے افعال کا نتیجہ خوب جانتا ہے اسلیئے افعال کی طرح نتیجے بہی اُسی کی طرف منسوب ہین

	زید تیرے انید سوے عمر		عمر را بگرفت تیرش ہمچو نمر
ترجمہ	زید نے اک تیر پہینکا سوے عمر		اُسنے زخمی کر دیا مانند نمر
	مدت سالے ہمے زائید درد		درد ہارا آفریدہ حق نہ مرد
ترجمہ	ایک مدت تک رہا گو رنج درد		درد کا خالق نہین لیکن وُہ مرد

شرح۔ یہ قطعہ مضمون سابق کی مثال ہے بطور تفہیم اور نمر عربی مین چیتے کو کہتے ہین اور زید و عمر فرضی نام ہین یعنے فرض کیجیے کہ زید نے عمر کے تیر مارا اور اُس تیر نے عمر کو چیتے کی طرح زخمی کر دیا۔ اُس بیچارہ کو ایک مدت تک تکلیف رہی درد رہا تو اس درد کا پیدا کرنے والا خدا ہے زید نہین لیکن چونکہ تیر مارنے والا زید تہا اسلیئے اُسکا نتیجہ یعنے قتل اور عمر کا مرجانا بہی اُسی کی طرف منسوب ہوگا۔ اور زید کو قاتل کہینگے۔

	عمر دایم ماند در درد و وجل		درد ہا میزاید آنجا تا اجل
ترجمہ	پا بگل وہ درد سے دایم رہا		درد وقتِ مرگ تک قایم رہا

شرح یعنے انتہا یہ ہوئی کہ گو عمر درد و مصیبت کی دلدل مین پہنسکر مرگیا تاہم درد کا خالق خدا ہے زید نہین بعض نسخون مین پہلا مصرع اسطرح ہے۔ زید رامی آنذم ار مرد از وجل ۔ رامی تیر انداز اور وجل بمعنے خوف ہے۔ اِس صورت مین شعر کے یہ معنے ہین کہ اگر زید جسنے تیر مارا تہا ہلاکتِ عمر کے خوف سے خود ہی مرگیا۔ تو عمر کو تا دمِ مرگ دو طرح کا رنج رہیگا۔ ایک اپنے زخم کا۔ دوسرے زید کے مرنیکا اور گو اس حالت مین زید کا مرجانا عمر کا فعل مخلوق نہین ہے۔ لیکن چونکہ اُسکی موت کے خوف سے واقع ہوا ہے اسلیئے عمر ہی کی طرف منسوب ہوگا

	زان موالید وجع چون مرد او		زید را اول سبب قتال گو
ترجمہ	عمر گو اس درد دکھہ کا قصد ہے		لیکن اے نادان قاتل زید ہے

شرح یعنی گو عمر نتیجۂ درد سے مرا ہے لیکن چونکہ زید تیر مارنے سے اس درد کا ظاہری سبب بنگیا ہے اسلیئے اسی کو قاتل کہینگے اور اسی سے قصاص لیا جائیگا۔ کیونکہ گو فعل قتل کا خالق خدا ہے مگر کاسب زید ہے۔

	آن وجع ہا را بدو منسوب دار		گرچہ ہست آنجملہ صنع کردگار
ترجمہ	درد ہے اُسکا دیا اے ہوشیار		گرچہ یہ سب کچھ ہے فعل کردگار

شرح ۔ وجع بفتحتین بمعنے درد یعنی چونکہ تیر پہینکنا زید کی طرف منسوب تہا اور اول اول درد پہنچانے کا باعث وہی ہوا ہے۔ اسلیئے درد کا نتیجہ یعنے عمر کا مرجانا بہی اُسی کی طرف منسوب ہوگا کیونکہ تمام افعال اور اُنکے نتایج کا خالق اللہ تعالے ہے مگر بندون کو جزا و سزا اسلیئے دیجاتی ہے کہ وہ اپنے اختیار سے مرتکب نیک و بد ہوتے ہین یہ نتیجہ یہ کہ آدمی کو چاہیئے ایسی بات ہرگز نہ کرے جو شر کی طرح دوسرون کے جا لگے۔ اِس سے اُسکو ضرر پہنچیگا۔ اور یہ ضرر اگرچہ مخلوق الٰہی ہے لیکن کہنے والے ہی کے جانب منسوب ہوگا۔ یہی سبب تہا کہ سوداگر نے مرگ طوطی کو اپنا فعل کہا ہے اور اُس سے پشیمان ہوا ہے کیونکہ گنہگار ضرور پشیمان ہوا کرتا ہے۔

	ہمچنین کسب و دم و دام و جماع		آن موالید ست حق را مستطاع
ترجمہ	یہ جماع و کسب و دام و دم ۔ جمیع		سب کے سب مخلوق حق ہین اور مطیع

شرح یعنے جسطرح زید کے تیر مارنے کی ایک مثال ہم بیان کر آئے ہین۔ اسی پر اور افعال کو خیال کر لینا چاہیئے مثلاً کسب کہانا کمانا یا دم سانس لینا یا دام کسی چیز کے حاصل کرنے کے لیے جال بچہانا یا جماع غرضیکہ تمام افعال خدا کے مخلوق اور اُسکے فرمانبردار ہین مگر چونکہ بندے کاسب ہین اسلیئے جزا و سزا دیجاتی ہے۔ افعال کو جہاں سے بہی تعلق ہے اور بندون سے بہی اُسکی مخلوق ہین اِسکے کمائے ہوئے ہین مستطاع بمعنے فرمانبردار و مطیع

بعض نسخون مین کسب و دم کی جگہ کشت و دم ہے۔ کشت بمعنے کھیتی کرنا اور دم غلہ وغیرہ کا اُڑانا ہے۔

	بستہ درہائے موالید از سبب		چون پشیمان شد ولی از دست رب
ترجمہ	بند کر دیتا ہے درہائے سبب		ہے ولی مین طاقتِ توفیق رب

شرح یعنے جسوقت ولی اس بات سے پشیمان ہوتا ہے کہ سبب سے مسبب یعنے نتیجہ پیدا نہو۔ یعنے اعمال سیئہ کی جزا سیئہ نہو یا اعمال حسنہ غیر مقبولہ کا نتیجہ برائی نہو۔ تو اسباب کو نتایج پیدا کرنے سے روک دیتا ہے اور یہہ قدرت اللہ تعالے کی طرف سے ہے۔ یبدل اللہ سیاتہم حسنات کے یہی معنے ہین یعنے اللہ تعالے اُنکی سیئات کو (جو سبب ہے جزا اور نتیجہ سیئات سے (جو مسبب ہے) روک دیتا ہے اور حسنات سے بدل دیتا ہے۔ بعض نے پشیمان شد کے معنے بلا حضور کے لیئے ہین۔ یعنے جب ولی بلا حضور ہو جاتا ہے جو صوفیہ کے نزدیک گناہ ہے تو اس عدم حضور کی نتیجہ یعنے جزا سیئہ کو اپنے نفس پر مرتب نہین ہونے دیتا از دست رب لفظ بستہ کے متعلق ہے۔

	اولیا راست قدرت از الٰہ		تیر جستہ باز آرندش براہ
ترجمہ	ہے ولی مین یہ صفت دادِ الٰہ		تیر پھر آتا ہے جس سے سوے راہ

شرح۔ آرندش مین ضمیر شین تیر کی طرف راجع ہے اور مطلب یہ ہے کہ بات کلمۂ سے نکلکر واپس آنا ایسا مشکل ہے جیسا کمان سے نکلکر تیر کا واپس آنا مگر اولیاء اللہ مین یہ قدرت ہے کہ بات کے اثر کو روک لیتے ہین۔ سبب کو مسبب تک نہین پہنچنے دیتے افعال و اقوال سے تاثیر کو چھین لیتے ہین۔ یہ ممکن ہے کہ وُہ کسی کے تیر مارین مگر جسکے لگا ہے وُہ ہرگز زخمی نہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ولی کی دعا سے مطلقاً اشیاء کا اثر زائل ہو جائے یہ اولیا کی کرامت ہے لیکن یہ یاد رہے کہ قضاء مبرم کسی نبی یا ولی کی دعا سے نہین ٹل سکتی۔

	گفتہ ناگفتہ کند از فتح باب		تا ازان نے سیخ سوزد نے کباب
ترجمہ	گفتہ ناگفتہ ہے اُنکے روبرو		ہے کباب و سیخ بر جا سو بسو

شرح۔ یعنی ولی قدرت حق سے اپنے کہے کو اَن کہا اور گفتہ کو ناگفتہ کر دیتا ہے کیونکہ اُسپر غیب کا دروازہ کھلا ہوا ہے یعنے واقف اسرار ہے اُس سے کسی سیخ یا کباب (بُرے یا بھلے) کو تکلیف نہین پہنچتی۔ اِس شعر کے معنے دو طرح ہین اول یہ کہ اگر ولی کی زبان سے کسی بُرے یا بھلے شخص کے نسبت کوئی بُرا کلمہ نکل جاتا ہے تو وہ از راہ کسر نفسی فی الفور معافی مانگ لیتا ہے۔ لیئے گفتہ ناگفتہ کے مانند ہو جاتا ہے۔ دوم یہ کہ ولی اپنے خداداد تصرف سے کلمۂ بد کے اثر کو دل تک نہین پہنچنے دیتا یا سرے سے اُس کلمے ہی کو سامع کے دل سے بھلا دیتا ہے قرآن مجید مین آیت ہے مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ یعنے کوئی قول ایسا نہین کہ انسان کی زبان سے نکلے مگر اللہ تعالے کیطرف سے اُس پر ایک نگہبان مقرر ہے کہ اُسکو نگاہ رکھتا ہے۔ لیکن ولی اِس قول کو

محو کر دیتا ہے۔ یعنے ذات قول تو محو نہین ہوتی بلکہ اُسکی صفت یعنے قباحت محو ہو جاتی ہے اور اُسکا نتیجہ یعنے جزائے بد اُسپر مرتب نہین ہوتا۔ اسلیئے گفتہ ناگفتہ ہو جاتا ہے اور اسصورت مین سیخ بہی برجا رہتی ہے یعنے آیت مذکورہ کے معنے بہی قایم رہتے ہین۔ اور کباب بہی نہین جلتا۔ یعنے عذاب بہی قائل پر مرتب نہین ہوتا۔

	از ہمہ دلہا کہ آن نکتہ شنید		آن سخن را کرد محو و نا پدید
ترجمہ	ہر ولی جب واقفِ اسرار ہے		محو کر دینے کا بہی مختار ہے

شرح یعنے ولی مخلوق کے چہپے افعال اور اسرار سے واقف ہوتا ہے اور جو ایسا شخص ہو وہ مخلوق کے اقوال و افعال مٹانے پر بہی قادر ہوتا ہے۔ جس سے چاہے نیک باتون کی توفیق زائل کر دے اور جسکی ہمت کو چاہے گناہون کی طرف لگا دے۔ اُسمین یہ قدرت ہے کہ ایمان والون کے گناہون کو نیکیون سے بدلدے اور منکرین کی نیکیون کو بالکل معدوم کر دے یا شعر کے یہ معنے ہین کہ ولی اپنی زبان سے نکلے ہوے کلمے کے اثر کو زائل کر سکتا ہے اور یہ سب کچہ عطاء خداوندی اور اُسکی دی ہوی کرامت ہے۔

	گرت برہان باید و حجت مہا		از نبی خوان آیۂ او ننسہا
ترجمہ	چاہیئے حجت جو بہر مدعا		صاف ہے قرآن مین او ننسہا

شرح۔ یعنی اگر تجہے اسمین شک ہے کہ ولی کلمات نیک و بد کے اثر کو مخلوق کے دلون سے مٹا نہین سکتا۔ تو ہم قرآن شریف کی آیت سے اپنا مدعا ثابت کرتے ہین۔ اللہ تعالے فرماتا ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا۔ یعنی بعضی آیتون کو ہم منسوخ کر دیتے ہین۔ اسطرح کہ لفظ باقی رہتے ہین اور حکم منسوخ ہوتا ہے۔ یا یہ کہ بالکل بہلا دیتے ہین یعنی تلاوت اور لفظ کو بہی منسوخ کر دیتے ہین تو اُسکی جگہ اُس سے بہتر یا اُسی کے مانند اور آیت نازل کر دیتے ہین۔ نسخ بمعنے نسخ حکم ہے اور انساء بمعنے نسخ تلاوت۔ یہ آیت مولانا کے مدعا پر اسطرح دلیل ہو سکتی ہے کہ جب اللہ تعالے آیتون اور احکام کے منسوخ اور تبدیل کرنے پر قادر ہے تو اسبات پر بہی قادر ہے کہ انبیا اور اولیا کے ہاتہون سے جسطرح چاہے مخلوق مین تصرف فرمائے کیونکہ یہ لوگ متخلق باخلاق اللہ ہین خدا انسے اپنے کام لیتا ہے خدا نے اپنے اولیا مین اپنی صفتین پیدا کر دی ہین۔

	آیۂ انسوا کم ذکری بخوان ۷		قوت نسیان نہادن شان بدان
ترجمہ	لفظ انسو کم ہے صاف آیۃ کو دیکہہ		اولیاء اللہ کی قوت کو دیکہہ

شرح۔ پچہلی آیت مین اللہ تعالے نے آیات و کلمات بہلانے کی صفت کو اپنی طرف منسوب کیا تہا۔ گو بطور خلیفۂ برحق ہونے کے انبیا و اولیا کی طرف بہی یہ صفت منسوب ہے مگر شاید سامع کو کچہ شبہ رہگیا ہو۔ اسلیئے اُسی مضمون کی دوسری آیت لانی پڑی جسمین بہلانے یا کسی چیز کے مٹا دینے کی صفت کو بالتصریح اولیاء اللہ

کی طرف منسوب کیا گیا ہے وُہ آیت یہ ہے اِنَّہٗ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ فَاتَّخَذْتُمُوْھُمْ سِخْرِیًّا حَتّٰٓی اَنْسَوْکُمْ ذِکْرِیْ وَکُنْتُمْ مِّنْھُمْ تَضْحَکُوْنَ یعنے میرے خاص بندونکا ایک گروہ یون کہا کرتا تہا کہ اے رب ہم ایمان لائے تو ہمین بخش اور ہمپر رحم کر پس اے جہنمیو تمنے اُنہین ہنسی مین اُڑایا یہانتک کہ اُنہون نے تمہارے دل سے میری یاد کو بہلا دیا۔ اِس آیت مین وجہ استدلال یہ ہے کہ کافر اور منکر جو خدا کے خاص اور کامل بندون سے تمسخر کرتے تہے اور اپنے طریقے کا ذکر حق بہی کیا کرتے تہے اِس ذکر کو اولیاء اللہ نے اُنکے دل سے بہلا دیا اور گفتہ کو ناگفتہ کر دیا یعنے ذکر الٰہی کا اثر سلب کر دیا اور وہ جہنمی کے جہنمی رہے دیکہہ لیجے اِس آیت مین بہلا دینے کے فعل کو اولیا کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور اِس سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ مین مخلوقات پر تصرف کرنے کی بہت بڑی طاقت ہے اور اِسکا منکر منکر اسرار قرآن ہے۔

	چون بتذکیر و بہ نسیان قادر اند	بر ہمہ دلہائے خلقان قاہر اند	
ترجمہ	یاد اور نسیان پر قادر ہین وُہ	خاطر مخلوق پر قاہر ہین وُہ	

شرح۔ یعنی کچہ یہی بات نہین کہ اولیاء اللہ صرف کلمات کا اثر زائل کرنے اُنکو دل سے بہلا دینے توفیق طاعت یا کرامت وغیرہ چہین لینے پر قادر ہین بلکہ وُہ ایمان اور خدا کے یاد دلانے اور قوت کرامت عطا کرنے اور نیک رستونپر لگانے کی بہی قدرت رکہتے ہین کیونکہ اُنکا تصرف تمام صفتون مین عام ہے تذکیر (بہولی ہوئی باتونکا یاد دلا دینا اور نسیان یاد کی ہوئی باتون کا بہلا دینا) دونو باتین اولیاء اللہ کے قبضہ مین ہین۔

	چون بنسیان بست او راہ نظر	کار نتوان کرد ور باشد ہنر	
ترجمہ	باندہ دی ہے اُسنے نسیان سے نظر	کام ہو سکتا نہین گو ہو ہنر	

شرح یعنے جب ولی نے کسیکی نظر یا فکر کو اپنے نسیان (یعنے اُس قوت سے جو اعمال کے مٹانیوالی ہے) متعلق کر دیا تو وُہ شخص کوئی نیک کام نہین کر سکتا۔ یا یہ کہ جب ولی نے اپنی قوت مذکورہ کے باعث کسیکی نظر کا رستہ بند کر دیا تو اُسکو اعمال نیک ہرگز نسو جہینگے۔ اور وُہ کار نیک ہرگز نہ کر سکیگا۔ چنانچہ پچہلی آیت سے معلوم ہو گیا ہے کہ عباد اللہ یعنی اولیاء اللہ نے استہزا کے سبب کفار کے اعمال نیک کو مٹا دیا ہے بعض نسخون مین نسیان کی جگہ عصیان بہی ہے۔ یعنے ولی نے جب کسیکی نظر کو از راہ عتاب معاصی سے متعلق کر دیا۔ تو نیک کام نہو سکینگے۔ کیونکہ اللہ نے اُنکو قدرت دی ہے کہ مخلوق مین جسطرح چاہین تصرف کرین جسکو چاہین ہدایت دین اور جسکو چاہین گمراہ کرین۔ لیکن ہم پہر کہے دیتے ہین کہ یہ صرف اولیا کی کرامت ہے خدائی نہین ہے۔

	خذتموا سخریۃ اہل السمو	از پئی خوانید تا انسوکمو	
ترجمہ	تمنے کی اُنسے ہنسی اہل سمو	آؤ دیکہو آیت انسوکمو	

شرح۔ اہل الہوا۔ اہل علو۔ تعلی پسند دنیوی مال وجاہ پر متکبر یہ قیامت کے دن کفار کو خطاب ہوگا۔ یعنی اے متکبر کافرو تمنے دنیا مین غریب مومنون کو ہنسی مین اڑایا تھا۔ اسلیئے اُنہون نے خدا کی دی ہوئی قوت سے تمہارے نیک عملون (صدقات وخیرات) کا ثواب تمسے بھلا دیا۔ یعنے سلب کر لیا۔ اسیواسطے کسی درویش صفت مومن کو ستانا جائز نہین۔ کیونکہ حدیث قدسی مین آچکا ہے کہ ولی کا ستانیوالا گویا خدا سے جنگ کر رہا ہے۔

	صاحب دہ بادشاہ جسمہاست	صاحب دِل شاہِ دلہائے تمامت	
ترجمہ	ملک والا ہے فقط شاہِ بدن	اہل دل ہے شاہِ دلہائے زمن	

شرح یعنے بادشاہ دنیوی فقط جسمون پر حکومت رکھتے ہین کسی کو پھانسی دیدی کسی کو رہا کر دیا کسی کو گرفتار کر لیا دلون پر حکومت نہین رکھتے یعنے اُنکا قبضہ اندرونی اوصاف پر نہین ہو سکتا۔ یہ بات صاحبدل عارف کو میسر ہے کہ وُہ مخلوق کے دلو پر تصرف رکھتا ہے اور نیک وبد اوصاف کا ازالہ کر سکتا ہے۔

	فرع دید آمد عمل بے پایہ شک	پس نہ باشد مردم الّا مردمک	
ترجمہ	فرع بینش ہے عمل بے شبہ وشک	ہیچ ہے مردم نہ ہو گر مردمک	

شرح دید سے عرفان اور عمل سے تصرف در مخلوقات یا اعمالِ شرعیہ مراد ہین۔ یعنی ایسے اعمالِ شرعیہ جنسے قربِ الٰہی حاصل ہو یا تصرف در مخلوق یہ دونو چیزین عرفان کی شاخ ہین اگر عرفان نہین تو اعمال شرعیہ کا نتیجہ اچھا نہین ہوتا اور نہ کوئی شخص مخلوق پر تصرف کر سکتا ہے حدیث انما الاعمال بالنیات مین لفظ نیات سے بعض محققین نے عرفان مراد لیا ہے پس توالسان وہی ہے جو صاحب عرفان ہو۔ ایسا شخص آنکھہ کی پتلی کے مانند ہے کیونکہ اُسکو دید حق حاصل ہے۔

	مردمش چون مردمک دیدند خرد	در بزرگی مردمک کس ہ نبرد	
ترجمہ	جانتے ہین آدمی اُسکو ذلیل	اور پتلی ہے بڑی شے اے خلیل	

شرح۔ یعنے آنکھہ کی پتلی ظاہر مین چھوٹی سی چیز نظر آتی ہے مگر باعتبار صفت بہت بڑی چیز ہے علے ہذا القیاس اولیاء اللہ کو لوگ باعتبار ظاہر لوگ حقیر جانتے ہین مگر اُنکے باطنی مرتبہ کو نہین پہچانتے۔

	من تمام این را نیارم گفت از آن	منع می آید ز صاحب مرکزان	
ترجمہ	شرح اسکی کر نہین سکتا تمام	منع کرتے ہین مجھے اہل مقام	

شرح صاحب مرکز بمعنے صاحبِ مقام یعنی اولیاء اللہ بطور الہام باطنی مجکو شرح احوال دلی سے منع کرتے ہین۔ کیونکہ لو ظہرت الحقایق لبطلت الشرایع یعنی اگر اسرار ظاہر کر دیے جائین تو لوگ شریعۃ پر عمل کرنا چھوڑ دین اسلیئے ہم اولیاء اللہ کی پوری حقیقت بیان کرنی مناسب نہین سمجھتے۔

	چون فراموشی خلق و یادشان	با وے ست و میرسد فریادشان
ترجمہ	اُس سے ہے نسیان خلق و یاد خلق	سُن لیا کرتا ہے وُہ فریادِ خلق
	صد ہزاران نیک و بد را آن بہی	میکند ہر دم ز دلہاشان تہی
ترجمہ	نیکیون بدیون کو وہ روشن صفات	خالی کرلیتا ہے اے فرخندہ ذات

شرح۔ یہ دونو شعر بطور قطعہ بند ہین اور پہلے شعر مین ضمیر وے اگر اللہ تعالےٰ کی طرف راجع ہے تو یہان سے قدرتِ خداوندی کا بیان شروع ہوا ہے اور اگر ولی کی طرف راجع ہے تو مضمون سابق کا تتمہ ہے یعنے جبکہ خلقت کی فراموشی یعنے اُنکے اعمال کا سلب اور یاد یعنے تبدیل سیئات بالحسنات اللہ تعالےٰ یا اُسکے خلیفہ برحق (ولی کامل) کے ساتہ متعلق ہے اور وُہ اُنکی فریاد کو پہنچتا ہے۔ (کیونکہ تبدیل سیئات مومنین و سلب اعمال منکرین گویا مخلوق کی فریادرسی ہے) تو اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ولیِ با فروغ یا اللہ تعالےٰ بہت سے نیکونکو کافرون اور بدیون کو مومنون کے دلون سے خالی کردیتا ہے۔ اور مومنون کے دلون کو نیکیون اور کافرون کے دلون کو بدیون سے بہردیتا ہے ہان اتنا فرق ہے کہ اُنکو سچے موتیون سے بہرتا ہے اور اُنکو جہوٹے سے لفظ بہی بفتح با موحدہ عربی لفظ ہے بمعنے تابان و خوب و زیبا اور اگر یہ بکسر با فارسی لفظ ہے تو بمعنے نیکوکاری و بہتری و صحت و ترقی دولت ہے اس لفظ سے اللہ تعالےٰ اور ولی دونو مراد ہین۔

	روز دلہا را ازان پُر میکند	آن صدف ہا را پُر از دُر میکند
ترجمہ	وُہ دلون کو روز کردیتا ہے پُر	سیپیون مین روز بہردیتا ہے دُر

شرح یعنے اللہ تعالےٰ یا ولی روز مومنون کے دلون کو نیکیون اور کافرون کے دلونکو بدیون سے بہردیتا ہے ایک سیپی سچے موتیون سے بہری جاتی ہے ایک جہوٹے سے یہ شعر مضمون سابق کا تتمہ ہے بطور مثال

	آن ہمہ اندیشۂ پیشانہا	میشناسند از ہدایت جانہا
ترجمہ	روح نے جیسے کیے ہین یہان عمل	حشر مین پہچان لیگی بے خلل

شرح پچہلے اشعار مین یہ بیان ہوچکا ہے کہ افعال کے اچہے بُرے نتیجے یا خود اعمال عذاب و ثواب کی صورت مین ہر شخص کے سامنے آجائینگے ان اشعار مین اسی مضمون کی توضیح ہوتی ہے۔ پیشانہا بمعنے پیشینہا یعنے افکار اور خیالات سابقہ اور اعمال متقدمہ جو آدمی نے دنیا مین کیے ہین اور زادراہِ عقبےٰ بناکر آگے بہیجے ہین روح ان تمام اعمال کو اللہ تعالےٰ کی ہدایت کے سبب قیامت کے دن پہچان لیگی۔ اسکی مثال یہ ہے

	پیشۂ و فرہنگ تو آید بتو	تا در اسباب بکشاید بتو
ترجمہ	خاص پیشہ پیش آتا ہے ضرور	کیونکہ ہے وُہ باعثِ رزق و سرور

شرح فرہنگ بمعنے عقل و ادب سے یہان ہنر مراد ہے یعنے آدمی جو پیشہ یا ہنر کرتا ہے وہی اُسکے پیش نظر رہتا ہے گویا پیشہ اسباب معاش کا دروازہ ہے جسکو آدمی نظرون سے ہٹا نہین سکتا۔ اسیطرح نیکی اور بدی بھی ایک ہنر یا پیشہ ہے جو قیامت کے دن ضرور پیش نظر ہوگا۔

	پیشۂ زرگر با آہن گر نشد		خوے این خوشخو بدان منکر نشد
ترجمہ	پیشہ زرگر کا نہین کرتا لہار		نیک خصلت کسطرح ہو بد شعار

شرح یعنے لہار سُنار کا پیشہ نہین کرتا اور سنار لہار کے پیشے سے واقف نہین ہوتا بلکہ ہر کارے ہر مردے یہ ہرگز ممکن نہین کہ سنار کی دستکاری متقل ہوکر لہار کے ہاتھون مین چلی جائے اسیطرح یہ بھی ناممکن ہے کہ ایک شخص کی خوشخوئی یا نیکوکاری کسی دوسرے بدخو یا بدکار آدمی مین سما سکے علے ہذا القیاس یہ بھی محال ہے کہ نیکون کے اعمال بدون کو اور بدون کے نیکون کو ملنے لگین بلکہ ہر کسی کو اپنے ہی کا مونکا بدلہ ملیگا

	پیشہا و خلقہا ہمچون جہیز		سوے خصم آیند روز رستخیز
ترجمہ	تیرے سب افعال مانند جہیز		تیرے پاس آئینگے روز رستخیز

شرح پیشہا جمع پیشہ بمعنے اعمال و ہنر و خلق بمعنے عادت نیک و بد و جہیز بمعنے اسباب و سامان و خصم بمعنے مالک و رستخیز بمعنے قیامت یعنی تیرے اعمال اور عادتین تیرے سامان کے مانند قیامت کے دن تیرے ہی طرف آئینگے اور تجکو اپنی نیکی بدی کا بدلہ ضرور ملیگا۔ اگر اس لفظ کو پیش ہا و خلف ہا پڑہین تو یہ معنے ہین کہ تونے جو اعمال آگے یا پیچھے بھیجے ہین۔ قیامت مین سب تیرے سامنے آجائینگے۔

	صورتے کان نہادت عاقبت		ہم بران تصویر حشرت واجبست
ترجمہ	ہوگی جس صورت سے تیری زندگی		حشر کی تصویر بالکل ہے وہی

شرح۔ حدیث شریف مین آیا ہے کما تعیشون تموتون و کما تموتون تبعثون یعنے تم جس حالت مین زندہ رہوگے اُسی حالت مین مروگے اور جس حالت مین مروگے اُسی حالت مین تمہارا حشر ہوگا یہ حدیث نہایت درجہ ڈرانیوالی ہے ہر شخص اپنی زندگی کے حالات پر غور کرتا رہے اور اسپر یقین رکھے کہ میری موت اور حشر اسی حالت مین ہونے والا ہے نیکون کا انجام نیک ہے اور بدونکا بد یہ شعر اسی حدیث کا اقتباس ہے

	پیشہا و خلقہا از بعد خواب		واپس آید ہم بخصم خود شتاب
ترجمہ	پیشہ و عادات سب من بعد خواب		تیری جانب واپس آتے ہین شتاب
	پیشہ و اندیشہا در وقت صبح		ہم بدان جا شد کہ بود آن حسن و قبح
ترجمہ	پیشہ و اندیشہ بیشک وقت صبح		حسن تہا تو حسن ہے اور قبح قبح

شرح۔ یہ پہلے گذر چکا ہے کہ انسان کے اپنے کیے ہوئے اعمال قیامت کے دن سامنے آجائینگے ان شعرون مین اُسی مضمون کو بطور تمثیل بیان کیا گیا ہے یعنے جسطرح دنیا مین صبح کو اُٹھتے ہی اچھے بُرے پیشہ یا نیک و بد خیالات اپنے مالکون یا مرتکبون کی طرف رجوع کر جاتے ہین اور یہ ہرگز نہین ہوتا کہ سُنار کا پیشہ لہار مین یا نیک خیالات بدون مین چلے جائین اسی طرح صبح محشر مین تمام نیک و بد اعمال اُنکے کرنے والون کی طرف رجوع کر جائینگے۔ ایک کے عمل دوسرے کو نہ ملینگے قرآن شریف مین موجود ہے اَلْیَوْمَ تُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ لَا ظُلْمَ الْیَوْمَ یعنے آجکے دن ہر نفس کو اُسکے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائیگا اور کسی پر ظلم نہ ہوگا معنوی طور پر بعد خواب کے یعنے موت اور صبح سے صبح محشر مراد ہے

	چون کبوترہائے یک از شہرہا		سو شہرے خویش آرد بہرہا
ترجمہ	دیکھ لے قاصد کبوتر کی طرف		پھر پھرا کر آگیا گھر کی طرف

شرح۔ اُسی مضمون کی دوسری مثال ہے یعنے نیک و بد اعمال قاصد کبوتر کے مانند ہین جسطرح کبوتر سب طرف سے پھر پھرا کر اپنے گھر آجاتا ہے اسیطرح تیرے اعمال دوزخ یا جنت کی صورت بنکر تیرے سامنے آجائینگے

	ہر چہ بینی سوے اصل خود رود		جز و سوے کل خود راجع شود
ترجمہ	جاتی ہے ہر چیز منتسب سوے اصل		دیکھنا پڑتا ہے جز کو روے اصل

شرح یعنے نیک و بد اعمال اپنی اصل (کرنے والے) کی طرف رجوع کرتے ہین کیونکہ ہر فعل اپنے فاعل کا ایک جزو ہے اور جزو ہمیشہ کل کی طرف رجوع کیا کرتا ہے۔ چنانچہ سوداگر کی طوطی نے اپنی اصل اور تعلیم دہندہ مکر (طوطی ہندوستان) کے فعل کی طرف رجوع کیا۔ یعنے جسطرح از راہ مکر وہ مر گیا تھا اُسیطرح بیحس بنکر گیا۔ اور سوداگر کے قفس سے رہائی پائی۔ چنانچہ آیندہ یہی بیان شروع ہوتا ہے۔

	شنیدن آن طوطی حرکت آن طوطی را و مردن و نوحہ خواجہ او
ترجمہ	سوداگر کی طوطی کا ہندوستان کی طوطی کی حرکت کو سننا اور مر جانا اور سوداگر کا اُسپر نوحہ کرنا

	چون شنید آن مرغ کان طوطی چہ کرد		ہم بلرزید و فتاد و گشت سرد
ترجمہ	طوطی تاجر نے جب قصہ سُنا		کپکپایا گر کے ٹھنڈا ہو گیا

شرح یعنی سوداگر کے طوطی نے جب سوداگر ہی کی زبان سے ہندوستان کی طوطی کے مر جانے کا قصہ سُنا تو لرز کر زمین پر گر پڑا اور بیدم ہو گیا تاجر نے اُسکے مرنیکا یقین کر لیا نکتہ فی الواقع نہ تو ہندوستانکا طوطی مرا تھا اور نہ یہ تاجر کا طوطی مرا ہے بلکہ یہ اِس طوطی کے لیئے طوطی ہندوستان کی تعلیم تھی اور اسطرف اشارہ تھا کہ مرنے سے پہلے مر جانا نجات کا باعث ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس طوطی کو مردہ سمجھکر سوداگر

نے پنجرے سے نکالدیا۔ اور وہ اپنے مالک کو چند نصیحتین کرکے اُڑگیا۔ یہ سب حال عنقریب آنیوالا ہے۔

	خواجہ چون دیدش فتادہ اینچنین	برجہید و زد کلہ را بر زمین
ترجمہ	اس سے تاجر کی ہوی حالت بُری	جوش مین ٹوپی زمین پر پہینکدی
	چون بدین رنگ و بدین حالت بدید	خواجہ برجست و گریبان را درید
ترجمہ	دیکہکر یہ حال ہو کر دردناک	کرلیا سارا گریبان اُسنے چاک

شرح یعنے سوداگر نے طوطی کو مُردہ یقین کرکے جوش غم مین ٹوپی زمین پر دے ماری اور اپنا گریبان چاک کرلیا

	گفت اے طوطی خوب و خوش حنین	ہے چہ بودت این چرا گشتی چنین
ترجمہ	اور کہا اے طوطی بلبل نوا	ہائے تجہیر کیا بنی یہ کیا ہوا

شرح۔ حنین بمعنے آواز و ہے کلمۂ تنبیہ و بمعنے افسوس ہے یہان یہی پچہلے معنے مراد ہین۔

	اے دریغا مرغ خوش آواز من	اے دریغا ہمدم و ہمراز من
ترجمہ	مرغ خوش آواز میرا ہائے ہائے	ہمدم و ہمراز میرا ہائے ہائے
	اے دریغا مرغ خوش الحان من	روح روح و روضۂ رضوان من
ترجمہ	اے دریغا مرغ خوش الحان دریغ	فرحت جان روضۂ رضوان دریغ

شرح روح۔ آسایش و فرحت و تازگی۔ بعض نسخون مین راح روح ہے راح بمعنے شادمانی و شراب اور روضۂ رضوان (بمعنے باغ بہشت) طوطی کو اسلیئے کہا گیا کہ وہ سوداگر کے لیئے باعث مسرت دل و جان تہا

	گر سلیمان را چنین مرغے بدے	کے دگر مشغول آن مرغان شدے
ترجمہ	اسپہ پڑتی گر سلیمان کی نظر	ہان نہوتی اُلفت مرغ دگر

شرح حضرت سلیمان کے جانورون سے طوطی کو بڑہا دینے کا یہ سبب ہے کہ سوداگر اُسپر عاشق تہا اور عاشق خاصکر صدمہ پہنچنے کے وقت معذور ہوتا ہے ایسے وقت مین اُسکو لحاظ ادب نہین رہتا۔

	اے دریغا مرغ کارزان یافتم	زود روے از روے و بر تافتم
ترجمہ	حیف ہے صد حیف ایسا جانور	ہائے مجہسے چلدیا منہ پہیر کر

شرح یعنے افسوس ایسا جانور جو ابتدا مین بہت سستا میرے ہاتہ لگ گیا تہا اور انتہا مین اپنی خوش آوازی کے سبب نہایت قیمتی ہوگیا تہا یون منہ پہیر کر چل بسا اور مجہے روتا چہوڑ گیا۔

	اے زبان تو بس زیانی مر مرا	چون توئی گویا چہ گویم مر ترا
ترجمہ	اے زبان تو ہے زیان میرے لیئے	تو ہے خود گویا کہون پہر کیا تجہے

شرح یعنے چونکہ طوطی ہندوستان کی طوطی کا قصہ سُننیکے سبب مرگیا تہا اِسلیئے تاجر اپنی زبان کی مذمت کرتا ہے یا یون سمجہیئے کہ یہان سے بزبان سوداگر زبان کے ضررون کے متعلق مولانا کا وعظ شروع ہوا ہے مطلب شعر یہ ہے کہ اے زبان تو میرے لیئے بڑے بڑے نقصانون کا باعث ہے مگر چونکہ تو خود متکلم اور میرے بدن کا جز ہے اِسلیئے تجھے کیا کہون تیری ملامت کیونکر کرون تجھے نصیحت کرنا اپنے آپ کو فضیحت کرنا ہے۔

	اے زبان ہم آتش و ہم خرمنی	چند این آتش درین خرمن زنی	
ترجمہ	گاہ تو خرمن ہے اور گاہے شرر	تا کجا خرمن مین آگ اے فتنہ گر	

شرح یعنے اے زبان تو آگ بہی ہے کیونکہ کلمات الکفر والفسق تاکل الحسنات یعنے کفر کے کلمے اور گناہون کے متعلق باتین کرنی نیکیون کو زائل کر دیتی ہین جسطرح آگ خرمن کو جلا ڈالتی ہے اور اے زبان تو ذکر توحید اور کلمات نیک اور تلاوت قرآن کے سبب نیکیون کا خرمن بہی ہے لیکن تیرا نقصان فائدے سے زیادہ ہے کیونکہ ایک شخص مثلاً سارے دن قرآن شریف پڑہکر نیکیون کا خرمن لگائے اور شام کے وقت کسی بیگناہ کو گالیان دے یا فحش اور بیہودہ کلمات مُنہ سے نکالے تو سارے دن کا ثواب تہوڑی دیر مین جاتا رہیگا اسی لیئے مولانا دوسرے مصرع مین فرماتے ہین کہ اے زبان تو نیکیون کے خرمن مین بیہودہ کلمات کہکر کب تک آگ لگائی جائیگی اس سے باز رہ ورنہ مین تیری باتون کے سبب ہلاک ہو جاؤنگا۔

	در نہان جان از تو افغان میکند	گرچہ ہر چہ گوئیش آن میکند	
ترجمہ	جان ہے تیرے سبب نالہ کنان	گرچہ تیرا قول ہے خود قول جان	

شرح۔ دوسرے مصرع مین ضمیر شین ہر چہ کی طرف راجع ہے اس صورت مین یہ مطلب ہے کہ اے زبان اگرچہ جو کچہ تو کہتی ہے وہ فی الواقع تو نہین کہتی بلکہ روح کہتی ہے اور تیرا فعل (گویائی) روح کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ کیونکہ زبان مین قوت تکلم روح کے سبب پیدا ہوتی ہے۔ لیکن باینہمہ روح در پردہ تجھسے نالان ہے کیونکہ تو بعض ایسے اسرار کی غماز ہو جاتی ہے جنسے سوائے روح کے اور کوئی واقف نہین یہ بہی ممکن ہے کہ ضمیر شین جان کی طرف راجع ہو تو یہ معنے ہین کہ اے زبان اگرچہ جان تیرا کہنا کر دیتی ہے یعنے خی الامکان تجھے اقوال اور وعدون مین جہوٹا نہین ہونے دیتی مثل مشہور ہے قول مردان جہان دارد۔ لیکن پہر بہی جان تیری باتون سے نالان رہتی ہے کیونکہ تجھسے بیہودہ کلمات بہی نکلجاتے ہین۔

	اے زبان ہم گنج بے پایان توئی	اے زبان ہم رنج بے درمان توئی	
	اے زبان تو گنج بے پایان بہی ہے	اے زبان تو رنج بے پایان بہی ہے	

شرح یعنے تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی کے سبب زبان گنج بے پایان ہے اور کلمات کفر و فحش اور فساد انگیز

باتون کے سبب مرض لاعلاج ہے حدیث شریف مین ہے کہ بہت سے آدمی زبان کے سبب دوزخی ہونگے

	ہم صفیر و خدعۂ مرغان توئی		ہم بلیس و ظلمتِ کفران توئی
ترجمہ	تو صفیر و خدعۂ مرغان بھی ہے		تو فریب و ظلمت کفران بھی ہے

شرح یعنے اے زبان تو کبھی صفیر یعنے جانورون کی سی آواز بنا لیتی ہے یہ مطلب یہ کہ انکے فریب دینے کے لیئے ہمصفیر ہوکر انھین گرفتار کرادیتی ہے یا یہ معنے ہین کہ بیہودہ کلمات کے سبب لوگونکو دام ہلاکت مین پہنسا دیتی ہے بلیس امالۂ بلاس بمعنے مکر و فریب ہے یعنے اے زبان جھوٹی باتین اور مکر و فریب تیرا شیوہ ہے اور تجھے ظلمت کفران یعنے ناشکری نعمت الہی نے گھیر رکھا ہے

	ہم خفیر و رہبر مرغان توئی		ہم انیس وحشت ہجران توئی
ترجمہ	تو پاسبان و رہبر مرغان بھی ہے		تو انیس وحشتِ ہجران بھی ہے

شرح یعنے اے زبان تجھسے ضرر بھی پہنچتا ہے اور نفع بھی جسطرح تو صفیر بنکر جانورون کو گرفتار کرادیتی ہے اسیطرح انکی نگہبان اور رہبر بھی بنجاتی ہے دیکھو بیجے اکثر کبوتر کبوتر بازون کی سیٹی پر لگے ہوئے ہوتے ہین اور انکی آواز دینے سے اپنی چھتری پر اتر آتے ہین گویا سیٹی انکے لیئے رہبر اور صیدی کی چھتری پر اترنے سے نگہبان ہے علے ہذا القیاس شکرہ باز وغیرہ بھی آواز پر لگے ہوئے ہوتے ہین نتیجہ یہ نکلا کہ زبان گرفتار بھی کرادیتی ہے اور بچا بھی لیتی ہے۔ خفیر بمعنے نگہبان اور فریادرس ہے اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اے زبان تو جدائی کی وحشت مین انیس یعنے دل لگی کا یار بھی بنجاتی ہے جو لوگ معشوق حقیقی سے جدا ہین ذکر و تسبیح مین مصروف رہتے ہین اور جو مجازی معشوقون سے جدا ہین وہ شوقیہ اشعار پڑہنے مین مشغول ہوتے ہین۔ غرضکہ زبان ہر فرقت زدہ کی انیس ہے

	چند امانم میدہی اے بے امان		اے تو زہ کردہ بکین من کمان
ترجمہ	کب امان دیتی ہے تو اے بے امان		کھینچ لی ہے تو نے کینہ پر کمان

شرح لفظ چند استفہام انکاری ہے یعنے اے زبان تو مجھے بدکلمات سے کب امان دیگی ہر گز نہ دیگی تو نے تو میرے ہلاک کرنے کے لیئے کمان کو زہ کر لیا ہے یعنے تیرے کلمات کے سبب مین قابل نار ہوگیا ہون لفظ بے امان زبان کے لیئے کلمۂ بد دعا ہے بعض محققین نے امان دینے کو بمعنے موت لکھا ہے یعنے اے زبان تو مجھے کب تک ہلاک کریگی مین تیرے سبب قہر الہی کا مستوجب ہوگیا ہون

	تک بہ پرانیدۂ مرغ مرا		در چراگاہِ ستم کم کن چرا
ترجمہ	اے زبان تو نے اڑایا طیر کو		چھوڑدے دشتِ ستم کی سیر کو

شرح یعنے اے زبان تیری خبر دینے کے سبب میرا طوطی مر گیا ہے تو ایسے ستم کرنے چھوڑ دے یعنے کسی کو ایسے صدمہ پہنچانے والے کلمات نہ سنا جس سے سننے والا آزردہ ہو جائے یہ تاجر کا مقولہ ہے

	یا جواب من بگو یا داد دہ	یا مرا اسباب شادی یاد دہ	
ترجمہ	دے جواب حق مجھے یا داد دے	یا سرور خاطر ناشاد دے	

شرح یعنے اے زبان یہنے جو تجھپر ضرر رسانی کے الزام لگائے ہین یا تو انکا کوئی شافی جواب دے کہ مین خاموش ہو جاؤن اور اپنے الزام واپس لون یا از راہ انصاف میرے الزامون کو مان لے اور اپنی خطا کا اقرار کر یا ان دونو باتون کو جانے دے بلکہ خوشی کے کچھ ایسے اسباب مہیا کر دے جنمین مشغول ہو کر مین تیری شکایت بہول جاؤن (اسباب شادی سے یاد الہی مراد ہے) دوسرے معنے یہ ہین کہ اے زبان تو ملزم تو ہو چکی اب یہ جواب دے کہ تیرا کیا علاج کرون یا از راہ انصاف بتا دے کہ مین تیرے باعث ہلاکت مین پڑا یا نہ پڑا اور اگر تو جواب مین کچھ نہین کہتی یا منصف نہین بنتی تو اتنا تو کر کہ آیندہ سے مجکو اسباب شادی یعنے اپنے کلمات طیبات سے نفع پہنچا۔ اور بیہودہ نہ بک

	اے دریغا نور ظلمت سوز من	اے دریغا صبح روز افروز من	
ترجمہ	حیف ہے اے نور ظلمت سوز حیف	حیف ہے اے صبح روز افروز حیف	

شرح۔ یہ ایسے کلمات ہین جو غلبۂ شوق اور جوش ماتم مین ماتمیون کی زبان سے نکلا کرتے ہین۔ موتے کے گھر والے اکثر مرنیوالے کی صفتین یاد کر کے اُسے رویا کرتے ہین چونکہ طوطی اپنی خوشنوائی کے باعث تاجر کے دل سے غم کی گھٹاؤن اور کدورت کے اندھیرون کو زائل کرتا رہتا تھا اسلیئے اُسے نور ظلمت سوز اور صبح روز افروز کہا گیا یا اسکا باعث نہایت درجہ کی محبت ہے جیسا کہ ماں اپنے مرنیوالے بچہ کی نسبت کہا کرتی ہے کہ حیف میری آنکھون کی روشنی غایب ہو گئی میرا چاند زمین کے پردہ مین جا چھپا

	اے دریغا مرغ خوش پرواز من	از نہانہا پر بدہ تا آغاز من	
ترجمہ	حیف میرا جانور بے شبہ و شک	انتہا سے اُڑ گیا آغاز تک	

شرح اسکے دو معنے ہین اوّل یہ کہ شعر کو تاجر کا مقولہ کہا جائے اس صورت مین یہ معنے ہین کہ افسوس میرا طوطی خوش پرواز انتہا سے لیکر ابتدا تک میرے فرحت و مسرت کے تمام سامانون کو اپنے ساتھ لے اُڑا میری ساری عمر کی کمائی جاتی رہی ہے ہے مین لُٹ گیا فقیر ہو گیا دوم یہ کہ شعر کو مولانا قدس سرہٗ کا مقولہ قرار دیا جائے اس صورت مین مرغ خوش پرواز سے روح مراد ہے اور مولانا کا یہ مقولہ تمام خاص و عام کی تنبیہ پر مبنی ہے اور باطنی طور پر شعر مذکور نہایت باریک معنے رکھتا ہے جسپر صوفیہ نکو زیادہ توجہ

کرنی چاہیئے اور وہ یہ ہین کہ مجھکو اپنے مرغ خوش پرواز پر افسوس ہے جو انتہا یعنے مرتبۂ احدیت سے چلکر ابتدا یعنے مرتبۂ بشریت تک اُڑ آیا یہ افسوس اسلیئے ہے کہ باوجود عروج مرتبۂ احدیت کلمات لایعنے کے سبب اِسکو اتنا تنزل نصیب ہوا کہ پھر مرتبۂ بشریت مین آگیا اس سے تنبیہ عوام مقصود ہے کہ جب کلمات لایعنی خواص کے لیئے مُضر ہوتے ہین اور انکو مراتب سے گرا دیتے ہین تو عوام کے لیئے کسقدر مضر ہونگے۔

	عاشق رنجیست نادان تا ابد		خیز لا اقسم بخوان تا فی کبد	
ترجمہ	رنج کا عاشق ہے نادان تا ابد		پڑھ لکھین لا اقسم تا فی کبد	

شرح یہ اور اِس سے اگلا شعر خاص مولانا کا مقولہ ہے یعنے جو شخص نادان ہے وہ رنج دنیوی کا عاشق ہے جیسا کہ یہ تاجر کہ اسکو طوطی کے مرنے کا رنج دنیوی دِل لگی کے جاتے رہنے سے تھا چنانچہ قرآنمجید مین موجود ہے لقد خلقنا الانسان فی کبد بالتحقیق ہمنے انسان کو رنج و مشقت مین پیدا کیا ہے علمائے ظاہر اسکو رنج اور مشقت ظاہری پر محمول کیا کرتے ہین اور صوفیہ غفلت پر۔ یعنے جو شخص خدا سے غافل اور طالب دنیا ہے وہ ہمیشہ رنج محرومی مشاہدۂ الٰہی مین رہتا ہے خدا کی طرف سے کبھی اُسکو اطمینان نہین ہوتا۔

	از کبد فارغ شدم باروی تو		وز زبد صافی بدم در جوی تو	
ترجمہ	رنج سے کرتا ہے فارغ روے دوست		جھاگ سے کرتی ہے صافی جوے دوست	

شرح مولانا کا مقولہ ہے اور روے مشاہدہ زبد یعنے جھاگ سے ماسوے اللہ جو سے نہر محبت الٰہی مراد ہے گویا مولانا اپنی زبان سے عارفان کامل کا حال بیان کرتے ہین کہ ایسے لوگ بسبب مشاہدۂ حق رنج دنیا سے فارغ ہین اور نہر محبت الٰہی مین غوطہ کھانے سے اُنکے دل محبت ماسوے اللہ سے پاک صاف ہوگئے ہین

	این دریغم با خیال دیدنست		وز وجود نقد خود هم بریدنست	
ترجمہ	یہ تاسف ہے خیال دید سے		انقطاع ہستی جاوید سے	

شرح۔ یہ بھی مولانا کا مقولہ ہے اور ذریع تاجر سے اپنی ذریع کی طرف انتقال ہے یعنے مولانا یون کہتے ہین کہ میرا دریغ ایسا نہین جیسا کہ تاجر کا فراق طوطی سے تھا۔ بلکہ یہ خیال مشاہدہ کے سبب ہے یعنے مجکو یہ خیال ہے کہ کہین حصائد زبان۔ (حاصلات زبان یعنے کلمات ناشایستہ) کے باعث شاید شاہد حقیقی منقطع نہو جائے۔ اور کہین یہ وجود نقد یعنے مرتبہ بقا باللہ جو مجکو فنا فی اللہ کے بعد حاصل ہوا ہے میرے ہاتھ سے نجاتا رہے۔ نیز یہ شعر مقولۂ تاجر بھی ہو سکتا ہے۔ جو یہ کہہ رہا ہے کہ میرا افسوس خیال دید کے سبب ہے یعنے بار بار یہ خیال آتا ہے کہ اب طوطی کا نظارہ میسر نہو گا۔ اور یہ دریغ اسلیئے ہے کہ میرا تعلق ہستی نقد یا قیمتی زندگی یعنے طوطی سے منقطع ہو گیا ہے۔ بعض نسخون مین باخیالی دیدنست

ہے اِس صورت مین خیالی دید کی اضافت مقلوب ہے یعنے مولانا یہ فرماتے ہین کہ مین اپنے دوست کی خیالی اور تصوری دید پر افسوس کرتا ہون بلکہ مشاہدۂ خاص کا طالب ہون جو بمنزلہ وجود نقد ہے اور جسکا انقطاع فی الواقع افسوس کے قابل ہے یا تاجر اسبات پر افسوس کرتا ہے کہ اب طوطی کا خیالی نظارہ رہگیا ہے اور مین وجودِ نقد یعنی طوطی کی واقعی دید سے محروم ہون۔

	غیرتِ حق بود و باحق چارہ نیست		کودلے کز حکم حق صد پارہ نیست
ترجمہ	غیرتِ یزدان سے کسکو چارہ ہے		ہر دل اُسکے حکم سے صد پارہ ہے

شرح اگر مولانا کا مقولہ ہے تو یہ معنے ہین کہ کاملین کو اپنے وجود کو وجود حق مین فنا کرنا عین غیرتِ حق ہے کیونکہ غیرتِ حق اسبات کی مقتضی ہے کہ بجز ذاتِ حق غیر باقی ہی نہ رہے اِسی لیے کاملین اپنے وجود کے فنا کرنے کی کوشش کیا کرتے ہین کہ جہان تک شرک خفی معدوم ہوا چاہے کیونکہ کاملین کو مقتضائے غیرتِ حق سے چارہ نہین اُنکا دل حکم حق سے پارہ پارہ ہوتا ہے اِسلیئے وجودِ عارضی کو وجودِ باقی مین فنا کر دیتے ہین اور اگر تاجر کا مقولہ ہے تو یہ معنے ہین کہ طوطی کا مرجانا مقتضائے غیرتِ الٰہی تہا جو یہ چاہتی ہے کہ اُسکی ہستی کے سامنے ہر شے ہیچ ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے حکم حق ٹل نہین سکتا اور کوئی دل ایسا نہین کہ موت کے صدمہ سے ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو گیا ہو گویا تاجر نوحہ کے بعد اپنے آپ کو تسلی دیتا ہے جیسا کہ بڑے سے والے موتے کے گھر والون سے کہا کرتے ہین کہ صبر کیجیے خدا کے حکم سے چارہ نہین۔

	غیرت آن باشد کہ او غیرہمہ است		آنکہ افزون از بیان و دمدمہ است
ترجمہ	ہے وُہ غیرت کے سبب غیرِ ہمہ		خارج از حدِ بیان و دمدمہ

شرح یعنے غیرتِ خداوندی جو اشیا کو فنا کر دینے والی ہے یہ معنے رکھتی ہے کہ اللہ تعالےٰ اور چیز ہے اور موجودات اور چیز وُہ واجب ہے اور یہ ممکن اُسکا وجود باقی ہے انکا فانی اُسکے وجود کو اسبات سے غیرت آتی ہے کہ میرے ہوتے کوئی اور بھی ہو وُہ حد بیان سے باہر ہے اور دمدمہ یعنے آوازۂ حمد و ثنا سے افزون اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے یہی باعث ہے کہ جمیع موجودات کا انجام فنا ہے انکا وجود فانی حباب کی طرح ناقابلِ اعتبار ہے۔ یہ شعر بھی مولانا اور تاجر دونون کا مقولہ ہو سکتا ہے۔

	اے دریغا اشک من دریا بدے		تا نثارِ دلبرِ زیبا شدے
ترجمہ	کاش اپنے اشک کو دریا کرون		اور نثارِ دلبرِ زیبا کرون

شرح۔ یہان سے پھر تاجر کا نوحہ شروع ہو گیا اور دلبرِ زیبا سے وہی طوطی مراد ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ کاش میرے اشک دریا کی طرح اُمڈین اور مین اُن موتیون کو اپنے طوطی پر نثار کر دون۔

	طوطیی من مرغ زیرک سار من		ترجمان فکرت و اسرار من
ترجمہ	حیف ہے اے مرغ زیرک سار حیف		حیف ہے اے واقف اسرار حیف

شرح مرغ زیرک ایک طائر کا نام ہے جو پنجون کے بل درخت کی شاخون مین لٹک جاتا ہے اور سار ایک اور خوش آواز جانور ہے جسکا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور اُسپر سفید خال ہوتے ہین۔ اسکو سارک بھی کہتے ہین اس صورت مین یہ معنے ہوے کہ طوطی من و مرغ زیرک من و سار من یا لفظ سار بمعنے مانند ہے یعنے طوطی من کہ مانند مرغ زیرک بود اسصورت مین مرغ سے روح مراد ہے یعنے میرا طوطی میرے مرغ روح کے مانند تہا جو روح کی طرح میرے فکر اور اسرار مجھے بیان کر دیتا تہا ان الفاظ سے سبب محبت سوداگر نے اسکی تعریف مین مبالغہ کیا ہے۔

	ہر چہ روزے داد و ناداد آمدم		روز اول گفت تا یاد آمدم
ترجمہ	غیب سے آتا تہا جو نا راد و داد		مجھکو دلواتا ہتا وہ اوّل سے یاد

شرح۔ بعض نسخون مین روزے داد بیائے تنکیر ہے اور بعض مین بیائے معروف یعنے روزی بمعنے رزق۔ اور بعض مین فقط روز داد با ضافت و بلا یائے معروف و مجہول ہے۔ یہ پہلی دو نو حالتون مین شعر کے یہ معنے ہین کہ سوداگر یون کہتا ہے کہ جب روز داد و ناداد یعنے یوم فقر و غنا نے مجھے منہ دکہایا یا جب کسی دن فقر و غنا میرے پاس آیا تو طوطی زیرک کا ایسا حافظہ تہا کہ مین تو اپنے ایام کی حالت کو بہول جاتا تہا مگر وہ اوّل سے ساری حقیقت یاد دلوا دیتا تہا اور کہدیا کرتا تہا کہ بیشک فلان روز تمہین تجارت مین اسقدر نقصان ہوا تہا اور فلان روز اسقدر نفع اور یائے معروف کی صورت مین یہ معنے ہونگے کہ جو کچہ روزی اللہ تعالے مجکو دی اور اُسکو مینے نا دادہ گمان کیا یعنے شکر نہ کیا۔ تو طوطی نے مجھے روز اوّل یعنے روز میثاق۔ یاد دلوا دیا۔ اور مجکو اپنا اقرار یاد آگیا کہ مینے بلے کہا ہے جسکے تحت مین اقرار شکر و صبر بہی ہے۔ اور بعض نسخون مین گرچہ روزی داد و ناداد آمدم ہے یعنے اگرچہ مین اُسے کہانا دیتا تہا یا نہ دیتا تہا۔ مگر وہ ضرور میرے پاس آکر اول یعنے خدا کی یاد دلاتا تہا یعنے اُسکی باتون سے قدرت حق اظہر ہوتی تہی

	طوطیے کاید ز وحی آواز او		پیش از آغاز وجود آغاز او
ترجمہ	اور وہ طوطی وحی ہے جسکا کلام		سابق از آغاز ہے جسکا کلام
	اندرون تست آن طوطی نہان		عکس او را دیدہ تو بر این و آن
ترجمہ	ڈہونڈتا کیا ہے بجتی مین ہے نہان		عکس ہے اُسکا کلام این و آن

شرح یہ خاص مولانا کا مقولہ ہے اور اسکے معنے دو طرح ہو سکتے ہین اول یہ کہ طوطی سے مراد بطور تفہیم وجود مطلق یعنے اللہ تعالے ہے یعنے وہ طوطی جسکا کلام وحی ہے اور جسکی ابتدا آغاز وجود عالم سے پہلے یعنے

ازلی ہے ایجا طب وہ تجھ مین پنہان ہے یعنے تیرے دل مین اُسی کے الہام سے جو وقت کلام پیدا ہوتی ہے تو گویا تیرا بولنا اُسکا بولنا ہے۔ اور این و آن یعنے تمام موجودات مین اُسیکا پرتو ہے گویا وہ طوطی کائنات کے حجاب مین کلام کرتا ہے قرآن مجید مین ہے ماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب یعنے کسی بشر کی یہ طاقت نہین کہ خدا اُس سے بلا طریقۂ وحی یا بلا پردہ کلام کرے انکا بولنا اُسکے بولنے کا عکس ہے یعنے اُسکے الہام کی تصویر ہے۔ اگر وہ الہام نکرے تو آدمی ہرگز نہین بول سکتا۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالے کی آواز بطریق وحی والہام ہوتی ہے جو بندون تک بالمشافہہ نہین پہنچتی۔ البتہ اُسکا کلام اُس آواز کا عکس ہے دوم یہ کہ طوطی سے مراد۔ روح ہے جسکو حکما نفس ناطقہ بھی کہتے ہین یعنے طوطی روح کی آواز وحی اور الہام الٰہی سے ہے اور یہ اجسام سے پہلے پیدا ہوی ہے۔ حدیث مین ہے خلق اللہ الارواح قبل الاجسام بالفی عام یعنے اللہ تعالے نے ارواح کو اجسام سے دو ہزار برس پہلے پیدا کیا ہے دو ہزار سے مراد کثرت مدت ہے۔ اور یہ طوطی تیرے نفس جسم مین پنہان ہے اور موجودات کی گفتگو اُسی کا عکس ہے

	میبرد شادیت را تو شاد ازو		مے پذیری ظلم را چون داد ازو	
ترجمہ	تو سنانے سے بھی اُسکے شاد ہو		ظلم اُسکا تیرے حق مین داد ہو	

شرح اگر طوطی سے مراد وجود مطلق ہے تو یہ معنے ہونگے کہ اگر اللہ تعالے تیری مسرت اور خوشی مٹا دے تو تجکو چاہیئے کہ راضی برضا رہے اور اُسکے بھیجے ہوے امتحان کو (جسے تو ظلم سمجھ رہا ہے) احسان کی طرح قبول کرلے اور اگر روح مراد ہے تو یہ معنے ہونگے کہ اے مخاطب تو اپنی روح کا فرمانبر ہے یعنے جب وہ تیرے مسرت کو مٹا دیتی ہے یا تجپر ظلم کرتی ہے تب بھی تو خوش رہتا ہے اور ظلم کو عدل سمجھتا ہے کیونکہ تجکو یہ خیال ہوتا ہے کہ مین دنیوی تدابیر سے اپنے رنج کا ازالہ کر دونگا حالانکہ یہ تیرے غفلت ہے بلکہ طالب کا فرض ہے کہ تدابیر اور اسباب پر بھروسہ نہ کرے اور اپنے کام خدا کے سپرد کردے کیونکہ روح جو کچھ کرتی ہے خدا کے الہام سے کرتی ہے

	اے کہ جان از بہر تن می سوختی		سوختی جان را و تن افروختی	
ترجمہ	تن کی خاطر کیون جلائی تو نے جان		جان کا جلنا بڑا ہے مہربان	

شرح۔ یہان سے مولانا کی پند شروع ہوئی ہے۔ یعنی ایجا طب تو نے دنیوی لذت تو نپر جان دیکر تن پروری کے لیئے روح کا جلانا (قابل دوزخ بننا) اختیار کرلیا ہے افسوس جسم فانی کو آرام دیا اور روح کو جلایا

	سوختم من سوختہ خواہد کسے		نار من آتش زند اندر خسے	
ترجمہ	سوختہ ہون آتش اُلفت سے بس		پھونکدیگی میری آتش ظالم و خس	

شرح دنیوی سوختہ مذموم اور قابلِ ملامت ہے اور عشقِ الٰہی کی سوختہ لایقِ تعریف ہے۔ اسلیئے مولانا دنیوی سوختہ کے بیان کو چھوڑکر عشقِ الٰہی کی سوختہ کا بیان شروع کیا ہے۔ سوختہ جلی ہوی لکڑی یا چیتھڑے جو آگ کو بہت جلد دوبارہ قبول کرلیتے ہین اور اُسسے اور لکڑیون مین جلد آگ بھڑک جاتی ہے۔ یعنے مین آتشِ عشقِ الٰہی سے جلگیا ہون اگر کبھی طالب کو ایسا سوختہ چاہیئے جو اُسمین عشق کی آگ لگادے تو میرے قلب سے لیجائے کیونکہ میری آگ ہر جنس یعنے طالب کے وجودِ عارضی کو جلادیگی

	سوختہ چون قابلِ آتش بود		سوختہ لبتان کہ آتش کش بود
ترجمہ	سوختہ آتش کو کرتا ہے قبول		اُس سے تو سوز نہانی کر حصول

شرح یعنے چونکہ سوختہ آگ کو پہلے ہی قبول کیے ہوے ہوتا ہے اسلیئے اے طالب تو سوختہ کو لے یعنے اُسکا مرید ہو جسکا قلب آتشِ محبتِ الٰہی سے جلگیا ہو اور جسمین حرارتِ قلبی موجود ہو کیونکہ سوختہ یعنے مرشد کامل آتش کش یعنے آگ کو اپنی طرف کھینچنے والا ہوتا ہے یعنے آتشِ عشق سے جلا ہوا ہے اسکی حرارت تیرے دلمین بھی جلد اثر کریگی شیخ مدعی اور ریا برد القلب تجکو اور بھی ٹھنڈا اور پست حوصلہ کردیگا۔ یہ گویا آتشِ مذموم سے رہائی پانے کا علاج مولانا نے بتایا ہے۔ اور لفظ من سے جو پہلے شعر مین ہے عارفِ کامل مراد ہے گویا مولانا عارف کا مقولہ اپنی زبان سے بیان فرماتے ہین یا حالتِ غلبۂ عشق مین ایسا فرمایا ہے اسلیئے خودستائی کا اعتراض آپ پر وارد نہین ہوسکتا۔ آیندہ اشعار مین بھی یہی خیال کہنا چاہیئے

	اے دریغا اے دریغا اے دریغ		کان چنان ماہے نہان شد زیر میغ
ترجمہ	اے دریغا اے دریغا اے دریغ		چاند ایسا چھپ گیا ہے زیر میغ

شرح۔ اگر اس شعر کو تاجر کا مقولہ کہا جائے تو ماہ سے مراد طوطی اور میغ بمعنے ابر سے اُسکا مرجانا مراد ہے مگر آیندہ ابیات کا قرینہ اسی پر دلالت کرتا ہے کہ یہ خاص مولانا کا مقولہ ہے اسصورت مین ماہ سے ذاتِ حق۔ اور میغ بمعنے ابر سے تعینات و موجودات مراد ہین۔ اور افسوس اس بات کا ہے کہ اُسکے تعینات مین پوشیدہ ہونے سے مخلوق اُس سے نابینا اور غافل ہوگئی ہے۔

	چون زنم دم کآتشِ دل تیز شد		شیرِ ہجر آشفتہ و خونریز شد
ترجمہ	کیا کہون مین آتشِ دل تیز ہے		شیرِ دل آشفتہ و خونریز ہے

شرح یہان سے خاص مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے مگر یہ عارفِ کامل کے حالات ہین جنکو بطور حکایت مولانا اپنی زبان سے فرما رہے ہین۔ اور یہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ عاشقِ حق باوجودیکہ واصل ہے مگر پھر بھی ہمیشہ مصیبتِ ہجر مین پھنسا رہتا ہے کیونکہ تجلی حق کی کوئی انتہا ہی نہین ہے جب عاشق ایک تجلی کو دیکھ

کیا ہے تو دوسری تجلی کا مشتاق ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس شعر کا یہی مطلب ہے چونکہ مولانا نے قدس سرہٗ نے پہلے یہ کہا تھا۔ نار من آتش زند در ہر خسے ۔ اسکو سنکر گویا طالب مستعد ہو گیا تھا اور آتش عشق الٰہی کا طالب بنگیا تھا۔ اسکے جواب مین مولانا فرماتے ہین کہ مین کیونکر کلام کرون میری آتش دل اور غلبہ شوق زیادہ ہو گیا ہے۔ اور شمشیر ہجر نہایت غضبناک اور خونریز ہے۔ یعنے ایک تجلی کے بعد دوسرے تجلی کا مشتاق ہون۔ اس دوسرے تجلی کے فراق کا غم شمشیر کی طرح میری خونریزی پر مستعد ہے۔ اس حالت مین کلام کی طاقت مجھ مین باقی نہین رہی نکتہ چونکہ آتش دل کلام کے ذریعہ سے دوسرے مین اثر کرتی ہے اسلیئے مولانا نے کلام نہ کرنے کی بابت عذر کیا ہے۔

آنکہ او ہشیار خود تندست و		چون بود چون او قدح گیرد بدست	
ترجمہ	جو کہ ہشیاری مین ہے خود تند دست	کیا کریگا جبکے وہ ساغر بدست	

شرح یعنے وہ شخص جو عالم ہوشیاری مین تند و تیز اور مست ہے جب وہ قدح ہاتھ مین لیگا۔ یعنے شراب پی لیگا تو کسقدر بدمست ہوگا۔ یہی حال عاشق صادق کا ہے کہ وہ ہشیاری ہی مین مخلوقات سے نافر اور شاہد حقیقی کا مونس اور اپنی دہن مین آپ مست ہے پھر جب شراب وصل پی لیگا تو کیونکر بدمست نہوگا اور اس سے تکلم کیونکر متصور ہوگا۔ مولانا نے ان دونو شعرون مین اپنے نفس کو بصیغہ غائب تعبیر کیا ہے جو بین فصاحت و بلاغت ہے۔

شیر مستی کز صفت بیرون بود		از بسیط مرغزار افزون بود	
ترجمہ	مستی شیر ژیان اے نامدار	دونی ہوتی ہے میان مرغزار	

شرح مستی اگر بیائے معروف ہو تو شیر مستی مین اضافت مقلوب ہے اور صفت بمعنے بیان ہے اور اگر بیائے مجہول ہے تو شیر کی صفت ہے اور شعر مین لفظ صفت بمعنے صف تو ہے یعنے اے مخاطب وہ شیر جو تیری صف (عالم حیوانیت و بشریت) سے خارج ہو یا وہ شیر مست جسکی مستی حد بیان سے زائد ہو فراخی میدان کے سبب اور بھی زیادہ مست ہو جائیگا۔ اسیطرح شیر پیشہ توحید کا ذوق و شوق وقت تقریر توحید اور زیادہ ہو جاتا ہے اور اسکو کلام کی طاقت نہین رہتی۔

قافیہ اندیشم و دلدار من		گویدم مندیش جز دیدار من	
ترجمہ	مجکو فکر قافیہ ہے سر بسر	یار کہتا ہے کہ فکر دید کر	

شرح یعنے مین مثنوی نظم کرنے کے لیئے قافیہ کا فکر کیا کرتا ہون اور شاہد حقیقی یہ کہا کرتا ہے کہ میرے دیدار کے فکر کے سوا اور کسی چیز کا فکر نہ کر تو میرے دیدار کا فکر کریگا تو مین تمام افکار مین تیرا کارساز بنجاؤنگا

پھر تجھے کوئی فکر یا کسی قافیہ کے ڈھونڈنے کی ضرورت نہ رہیگی تو خود دولت یعنے قافیوں کا خزانہ بنجائیگا ہزاروں طرح کے نئے مضامین اور الفاظ غیب سے تیرے ذہن مین ڈالدیے جائینگے۔

	خوش نشین اے قافیہ اندیش من	قافیہ دولت توئی درپیش من	
ترجمہ	اسلیئے تو قافیہ اندیش ہے	قافیہ دولت کا خود درپیش ہے	

شرح۔ قافیہ دولت مین اگر اضافتِ مقلوب ہے تو یہ معنے ہین کہ تو خود دولت یعنے قافیون کا خزانہ ہے اور اگر فکِ اضافت ہے جیسا کہ ہائے مختفی کے مضاف ہونے کی حالت مین جائز ہے) تو قافیہ باعتبار لغت بمعنے پیرو ہے یعنے اے شخص تو خود پیرو دولتِ دیدار ہے قافیہ کا فکر نہ کر۔

	کیف یا تی النظم لی والقافیہ	بعد ما ضاعت اصول العافیہ	
ترجمہ	فکر مین کیا آئے نظم و قافیہ	خود پریشان ہین اصولِ عافیہ	

شرح۔ اصول عافیہ سے مراد دل و دماغ ہے جنکا درست رہنا اصول تندرستی مین داخل ہے۔ یعنے جبکہ میرا دل و دماغ مشاہدۂ تجلیات مین مصروف اور جدید تجلیات کے شوق مین پریشان ہے تو نظم اور قافیہ کی کچھ خبر نہین رہی یہ اُسی دیدار کا فیضان ہے کہ ایسی حالت مین مثنوی کو نظم کر رہا ہون۔

	حرف چہ بود تا تو اندیشی ازان	صوت چہ بود خار دیوار رزان	
ترجمہ	حرف ہین کیا چیز اندیشہ نہ کر	خار ہین انگور کی دیوار پر	

شرح یعنے الفاظ معنی کے مقابلے مین ہیچ ہین اور حروف و آواز کی ایسی مثال ہے جیسے انگورون کی باغ کی دیوار پر کانٹے جو صرف انگورون کی حفاظت کے لیئے ہوتے ہین فی الواقع اُسنے کوئی مطلب نہین سمجھا بلکہ مقصود بالذات انگور ہوتے ہین اسیطرح الفاظ بھی مقصود بالذات نہین بلکہ معنی کے محافظ ہین

	حرف صوت و گفت را برہم زنم	تا کہ بے این ہر سہ با تو دم زنم	
ترجمہ	حرف و صوت و قول کو لاتے سمجھ	گفتگو بے انکے ہوتی ہے۔ سمجھ	

شرح یعنے مولانا کی زبان سے ہر عارف کامل یہ کہہ رہا ہے کہ اے طالب اسرار اب مین بلا حروف و صوت تجھسے کلام کرونگا۔ یعنے کلام لفظی کو چھوڑ کر کلام نفسی کے ساتھ متکلم ہونگا۔ کیونکہ اسرار کلام لفظی سے نہین سمجھ مین نہ آئینگے جب تک باطنی توجہ نہو اسمین اشارہ ہے کہ مرشد طالب کو مراقبہ اور توجہ سے اسرار باطنی سمجھائے۔ کلام اور لفظ سے وہ ہرگز نہ سمجھیگا۔

	آن دمے کز آدمش کردم نہان	با تو گویم ہے تو اسرار جہان	
ترجمہ	جسنے آدم سے کیا تھا جو نہان	کہدیا سب تجھسے اے جانِ جہان	

	آن دمے را کہ نگفتم با خلیل		وان دمے را کہ نداند جبرئیل
ترجمہ	پیغمبر جس سے رہے بیشک خلیل		جس سے نا واقف ہے جان جبرئیل

شرح یہ انتقال ہے خطاب سابق سے۔ روح محمدی کے خطاب کی طرف۔ ایسے انتقالات مثنوی مین جابجا پائے جاتے ہین اور مولانا نے جو ان شعرون مین کردم اور گفتم اور نگویم کو اپنی طرف منسوب کیا ہے اسکے یہ معنے ہین کہ آپ متکلم بلسان قدرت ہین۔ کیونکہ پہلے بھی ہم بیان کر چکے ہین۔ کہ ولی جب مرتبۂ فنا الفنا کو پہنچ جاتا ہے تو اسکے شان بی یسمع وبی یبصر وبی ینطق کی ہو جاتی ہے اور یہ اشعار آیت فاوحی الی عبدہ ما اوحی کی طرف اشارہ ہے۔ گویا اللہ تعالے روح محمدی کو خطاب کر رہا ہے کہ وہ اسرار جو مینے حضرت آدم اور خلیل اور جبرئیل سے نہین کہے تجھے کہتا ہون کیونکہ تو مخزن اسرار عالم ہے۔ اور یہ بات فی الواقع درست ہے کیونکہ روح محمدی صاحب قاب قوسین ہے۔ اور جسقدر اسرار آپ کو بتائے گئے ہین وہ کسی پیغمبر کو نہین بتائے گئے بعض نسخون مین کردہ اونگفتہ ہے اسصورت مین خطاب با تو بجانب عام ہے یعنے اے مخاطب مین تجھے طریقۂ محمدیہ کے وہ اسرار کہونگا جنکو اللہ تعالے نے آدم اور خلیل و جبرئیل اور عیسے سے چھپایا ہے۔ مثلاً حروف مقطعات کے معلنے اور جہاد کے فوائد وغیرہ۔ لیکن اسصورت مین یہ توہم ہو سکتا ہے کہ ولی نبی سے افضل ہے یعنے مقترض یہ کہہ سکتا ہے کہ جو اسرار انبیائے سابقین کو معلوم نہ تھے۔ وہ مولانا کو (جو ولی یا غوث یا قطب وقت تھے) کیونکر معلوم ہو گئے اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو حدیث مین ہے۔ علمائے اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل میری اُمت کے علما پیغمبران بنی اسرائیل کے مانند ہین۔ دوسرے یہ کہ اس اُمت کے بعض اولیا کو بوساطت پیغمبر ایسے معارف اور حقایق معلوم ہوتے ہین جو انبیائے سابقین کو معلوم نہ تھے۔ اس صورت مین فضل ولی نبی پر لازم نہین آتا۔ کیونکہ ولی کو وہ اسرار بالاستقلال نہین بلکہ بسبب اتباع رسول معلوم ہوے ہین۔ حاصل معنے یہ ہے کہ وہ اسرار جو انبیائے سابقین سے مخفی ہین چونکہ پیغمبر کو اصالتاً بتائے گئے تھے مین تجھے بسبب اتباع پیغمبر بتاؤنگا۔ مگر پہلے معنے اچھے ہین کیونکہ فضل ولی بر نبی کا وہم بالکل نہین رہتا۔ بعض نے اُس دم یعنے راز سے تجلی ذاتی مراد لی ہے جو مقام قاب قوسین مین رسول مقبول احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج مین حاصل ہوئی تھی اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا قرب اور ایسی تجلی نہ حضرت آدمؑ کو حاصل ہوئی ہے نہ حضرت ابراہیمؑ کو نہ حضرت عیسےٰؑ کو اور حضرت جبرئیل نے تو ایسے مقام پر خود بھی فرما دیا تھا ؎

کہ گر یک سر موئے برتر پرم ۔ فروغ تجلی بسوزد پرم ۔ بیشک تجلی ذاتی ایسا سربستہ راز تھا جسکی گرہ سوائے خاتم الانبیا کے کسی کے لیئے نہین کھلی البتہ آپ کے اُمتی جو عارف کامل ہین آپ ہی کے طفیل اس راز سے واقف ہین اور دوسرون کو بھی واقف کرا سکتے ہین۔ تجلی ذاتی کا راز بغیر فنا کے نہین کھل سکتا۔

	آندمے کز وے مسیحا دم نزد	حق ز غیرت نیز بے ما ہم نزد
ترجمہ	جس سے عیسے دم بخود خاموش تہے	حق نے بہی بے ما نہین کہولا جسے

شرح یعنے مین تجسے وُہ اسرار کہونگا جو عیسےٰ نے نہین بتائے۔ اسکے دو معنے ہین اول یہ کہ وہ اسرار سرے سے عیسےٰ ہی کو نہین بتائے گئے تہے بلکہ اللہ تعالےٰ نے محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کو اُنسے واقف کیا ہے ایمخاطب مین اُنکے طفیل سے تجکو بتاتا ہون کیونکہ تو بہی اُمّت محمدی مین سے ہے دوم یہ کہ حضرت عیسےٰ کو تو وہ اسرار بتائے گئے تہے مگر اُنہون نے لوگونکو نہین بتائے کیونکہ انبیا ابلاغ و رسالت کے لیئے بہیجے گئے ہین افشائے راز خداوندی کے لیئے نہین بہیجے گئے جو عوام کی سمجہ سے باہر ہین اور جنسے بجائے ہدایت کے گمرہی کا گمان ہے۔ اور دوسرے مصرع مین لفظ **ما** عربی کلمہ ہے جو بمعنے نفی بہی آتا ہے اسکو **ما نافیہ** کہتے ہین اور بمعنے ثبوت شے بہی آتا ہے اسکو **ما موصولہ** کہتے ہین مثنوی شریف کے نسخے مختلف ہین بعض مین بے ما ہم نزد ہے اسصورت مین ما نافیہ ہے اور معنی شعر یہ ہین کہ مین تجسے وُہ اسرار کہتا ہون جو حضرت آدم و خلیل و عیسے سے قطع نظر خود اللہ تعالےٰ نے بہی غیرت کے سبب بلا نفی ذات و بلا نفی وجود عارضی کسی سے نہین کہے یعنے جب تک کوئی شخص بقا بعد الفنا کا مرتبہ حاصل نہ کرے اُن اسرار سے مطلع نہین ہو سکتا۔ بعض نسخون مین با ما ہم نزد ہے اسصورت مین **ما** موصولہ بمعنے ثبوت سے ہوگا۔ یعنے وُہ اسرار باوجود ثبوت ذات و وجود کسیکو معلوم نہین ہو سکتے جب تک فانی ہو کر مرتبۂ بقا حاصل نہو جائے حاصل دونو نسخون کا ایک ہے

	ما چہ باشد در لغت اثبات و نفی	من نہ اثباتم منم بے ذات و نفی
ترجمہ	ہے لغت مین لفظ ما اثبات و نفی	مین نہین اثبات۔ ہون بے ذات و نفی

شرح یعنے لغت مین لفظ ما کے کیا معنے ہین۔ اسکا مولانا نے جواب دیا ہے کہ یہ لفظ اثبات اور نفی کے معنون مین مشترک ہے یعنے نافیہ بہی ہوتا ہے موصولہ بہی اور مین اثبات نہین ہون۔ بلکہ بے ذات اور سراسر نفی یعنے بالکل معدوم ہون یہ اُس صورت مین ہے کہ لفظ نفی لفظ بی ذات پر معطوف ہو اور اگر لفظ نفی ذات پر معطوف ہے تو یہ معنے ہین کہ مین بے ذات بہی ہون اور بے نفی بہی۔ یعنے مجکو اثبات اور نفی دونون سے کچہ علاقہ نہین ہے بلکہ محو عشق الٰہی ہون۔ مگر یہ پہر یاد رہے کہ یہان جن اشعار مین صیغۂ متکلم ہے وُہ مولانا کی زبان سے عارف کامل کے مقولے ہین

	من کسی در ناکسی در یافتم	پس کسی در ناکسی در باختم
ترجمہ	ناکسی مین ملگئی عزت مجہے	ناکسی ہے باعث دولت مجہے

شرح یعنے اپنے آپ کو اللہ تعالے کے سامنے ذلیل کرنے سے عزت پائی ہے۔ اسلیئے دنیوی عزت کو اسکے سامنے ذلیل رہنے مین خرچ کردیا ہے کسی عزت و جاہ اور ناکسی ذلت و بے آبروئی اور باختم بمعنے صرف کردم ہے خلاصہ یہ کہ یعنے بقا کو فنا مین پایا اور پھر غلبۂ شوق سے اس بقا کو فنا مین خرچ کردیا اس مرتبہ کا نام فنا الفنا ہے اکبار حضرت بایزید بسطامی کو الہام ہوا کہ تقرب اِلَیَّ بما لیس عندی قال۔ ما ہی قال تقرب اِلَیَّ بالذلۃ والافتقار۔ یعنے اے بایزید تو میرا تقرب اُس چیز کے وسیلے سے ڈھونڈ جو میرے پاس نہین۔ یعنے ذلت اور خاکساری سے میرا تقرب حاصل کر۔ ہے

	جملہ شاہان بست پست خویش را		جملہ مستان مست مست خویش را
ترجمہ	شاہ اپنے پست سے ہین پست تر		مست اپنے مست سے ہین مست تر
	جملہ شاہان بردۂ بردہ خوند		جملہ خلقان مردۂ مردہ خوند
ترجمہ	سارے مولے ہین غلاموں کے غلام		مرتی ہے مرتے پہ خلقت لا کلام

شرح۔ اس سے پہلے ارشاد ہو چکا ہے کہ اللہ تعالے کے سامنے ذلیل رہنے سے انسان کو عزت حاصل ہوتی ہے ان اشعار مین اس مضمون کی مثالین ہین جنکا خلاصہ یہ ہے کہ جسطرح عاشق معشوق پر عاشق ہوتا ہے اسیطرح معشوق بھی عاشق پر عاشق ہوتا ہے کیونکہ وہ اگر عاشق پر عاشق نہو تو اُسکے حسن و کمال کا اظہار نہین ہو سکتا۔ یعنے جو شخص اللہ تعالے کا عاشق ہوگا۔ اللہ تعالے ضرور اسکو محبوب کہیگا اور وہ مرتبۂ عاشقی کے مرتبۂ معشوقی پر ترقی کر جائیگا اللہ تعالے جو فرماتا ہے یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ اُسکی تمثیلین یہ ہین کہ تمام بادشاہ اپنے سے پست آدمی کے ساتھ پستی سے پیش آتے ہین۔ یعنے جو اُنکے آگے جھکے اور اُنسے محبت رکھے یہ اُسکے آگے جھک جاتے ہین اور اُس سے محبت رکھتے ہین۔ بعض نسخون مین بست بجائے موجدۂ عربی ہے یعنے جو شخص بادشاہون سے وابستہ ہو بادشاہ اُس سے وابستہ اور مرتبط ہو جاتے ہین اور علے ہذا القیاس تمام لوگ اپنے مست کے مست یعنے عاشق کے عاشق ہین اور تمام بادشاہ اپنے غلامون کے غلام یعنے اپنے وفادار اور خیر خواہ بندون کے خیر خواہ ہین اور ہر کسی کا یہ قاعدہ ہے کہ جو اپنے پر مرے اُسپر مرجاتا ہے

	مے شود صیاد مرغان را شکار		تا کند ناگاہ ایشان را شکار
ترجمہ	ہوتے ہین صیاد خود صید شکار		تاکہ اپنے صید پر ہون ناگاہ

شرح۔ یہ بھی اسی مضمون کی تمثیل ہے یعنے پہلے شکاری شکار مرغان ہو جاتا ہے تب شکار ملتا ہے صیاد کا شکار مرغان ہونا اپنے آپ کو اُسکی تلاش مین گویا معدوم کرنا ہے اسیطرح آدمی پہلے شکار عشق ہو جائیگا تو مطلوب حقیقی حاصل ہوگا۔ حدیث قدسی ہے کہ جو ایک بالشت مجھسے قریب ہوگا مین گز بھر اُس سے قریب

ہو جاؤنگا۔ اور جو گز بہر میری طرف آئیگا مین دو گز اُسکی طرف آؤنگا۔

	دلبران بر بیدلان فتنہ بجان	جملہ معشوقان شکار عاشقان
ترجمہ	دلبرون کو خود ہے عشق بیدلان	سارے شاہد ہین شکار عاشقان

شرح یعنے عاشقون کو معشوق تہ جان و دل سے چاہتے ہین۔ کیونکہ اُنکے حسن کی عزت عشاق بغیر ہرگز نہین ہو سکتی۔ اسلیئے تمام معشوق اپنے عشاق کے شکار ہین علےٰ ہذا القیاس جو شخص عاشق ذات ہے وہ اُدہر سے بہی آثار محبت دیکہتا ہے ع دونو طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی۔

	ہر کہ عاشق دیدیش معشوق دان	گو بہ نسبت ہست ہم این و ہم آن
ترجمہ	سچ ہے جو عاشق ہے وہ معشوق ہے	گرچہ ہے موصوف وصف ہر دو شے

شرح یعنے عاشق فی الحقیقت عاشق تو ہے ہی مگر بسبب تعشق معشوق خود بہی معشوق بنجاتا ہے اور عاشق مین اگرچہ عاشق و معشوق ہونے کی دونو صفتین انجام کار پیدا ہو جاتی ہین مگر صفت معشوقیت غالب رہتی ہے

	تشنگان گر آب جویند از جہان	آب ہم جوید بعالم تشنگان
ترجمہ	گرچہ پیاسے ڈہونڈہتے ہین آب کو	آب بہی جویان ہین اُنکا دیکہہ لو

شرح یعنے جسطرح آدمی پانی کی تلاش مین رہتے ہین اُسی طرح پانی بہی آدمی کا جویان ہے کیونکہ پانی کی قدر پیاسون سے ہوتی ہے اگر پیاسے نہون تو پانی بیقدر ہو جائے۔ یہ بہی اُسی مضمون بالا کی تمثیل ہے

	چونکہ عاشق اوست تو خاموش باش	او چو گوشت مے دہد تو گوش باش
ترجمہ	جبکہ وہ عاشق ہے تو خاموش رہ	حکم اُسکا سن سراپا گوش رہ

شرح۔ یعنے جبکہ وہ شاہد ازل تیرا عاشق ہے تو تجکو چاہیئے خود خاموش رہے اور اپنے تمام کام اُسی کے سپرد کردے کیونکہ وہ جسطرح عاشق ہے معشوق بہی تو ہے اور معشوق کی فرمانبری بہر حال لازم ہے اور جس حالت مین کہ وہ تیری سنتا ہے تو تجہے زبان سے کہنا نہ چاہیئے کیونکہ وہ دلون کی بات کو معلوم کرلیتا ہے تو سراپا گوش بنکر رہ اور اسکے اوامر و نواہی کو سنکر قبول کر ایسی حالت مین وہ خود تجہے اپنی طرف کہینچ لیگا۔ یہ بہی ممکن ہے کہ کلمۂ عاشق اوست مین فک اضافت ہو یعنے جبکہ تو اُسکا عاشق ہے تو ہر حال مین رضا و تسلیم اختیار کر لغت مین گوش دادن بمعنے شنیدن ہے۔

	بند کن چون سیل سیلانی کند	ورنہ رسوائی و ویرانی کند
ترجمہ	بند کر جب سیل طغیانی کرے	خوف کر اس سے کہ ویرانی کرے

شرح یعنے جب عشق کی رَو طغیانی پر آجائے تو اُسکو بند کرلے مطلب یہ کہ جب تو واقف اسرار ہو جائے

تو سر وحدت ہرگز بیان نہ کرو ورنہ یہ سیل رسوائی اور ویرانی کا باعث ہو جائیگی۔ یعنے لوگ مجکو ملحد کہینگے اور عوام جنپر تو اس راز کو کھولدیگا اپنی نافہمی کے سبب گمراہ ہو جائینگے۔ اور اظہار اسرار وحدت کے باعث آداب شرعیہ کا لحاظ جاتا رہیگا۔ اسلیئے اہل اللہ اکثر خاموش رہتے ہین۔

	من چہ غم دارم کہ ویرانی بود		زیر ویران گنج سلطانی بود
ترجمہ	مجکو ویرانی سے ہرگز غم نہین		ہے خرابے مین خزانہ بالیقین

شرح۔ اس سے پہلے سالک کو اظہار اسرار سے منع کیا گیا تہا۔ اب مولانا عارف کامل کی زبان سے یہ فرماتے ہین کہ اگر عشق کے سبب ویرانی حاصل ہو تو مجھے اسکا کچھ غم نہین کیونکہ گنج سلطانی ذات حق مع اسماء صفات یا حصول مرتبہ فنا فی اللہ اجاڑ اور ویرانے (ترک وجود عارضی اور موت قبل از مرگ) ہی مین ملتا ہے یا یہ معنے ہین کہ مین واقف اسرار ہو کر آداب شرعیہ کا لحاظ رکھتا ہون (اس سے معلوم ہوا کہ عارف کامل اگر اظہار اسرار کرے تو کچھ حرج نہین اسکے کلمات سے لوگ گمراہ نہ ہونگے۔ بلکہ بعض ایسے کلمات سے جو ظاہر مین خلاف ادب معلوم ہونگے غور سے سمجھنے والون کو اسرار کا خزانہ ہاتھ لگے گا۔

	غرق حق خواہد کہ باشد غرق تر		ہمچو موج بحر جان زیر و زبر
ترجمہ	آرزو ہے غرق کی ہو غرق تر		کل موج بحر جان زیر و زبر

شرح یعنے جو شخص محبت الٰہی مین غرق ہے وہ یہی چاہتا ہے کہ اور زیادہ غرق ہو جائے یعنی اسکے عشق اور استغراق ذکر سے ایک لمحہ غافل نہ رہے مگر وہ اسطرح غرق ہونا چاہتا ہے جسطرح بحر جان کی موج یعنے سانس کی آمد و رفت جو نیچے اوپر ہوتی ہے اس تشبیہ مین یہ اشارہ ہے کہ عاشق الٰہی ایسی فنا چاہتا ہے جسکے بعد بقا بھی ہو وہ صرف فنا ہی فنا ہونا نہین چاہتا۔ کیونکہ فنا بغیر بقا نقصان مرتبہ کا باعث ہے لفظ زیر سے فنا اور زبر سے بقا مراد ہے اور سانس کی تشبیہ نہایت نازک ہے

	زیر دریا خوشتر آید یا زبر		تیر او دلکش تر آمد یا سپر
ترجمہ	خوبتر ہے زیر دریا یا زبر		تیر دلکش ہے زیادہ یا سپر

شرح یعنے عشق الٰہی مین صرف فنا ہونا اچھا ہے یا بقا بعد الفنا اور اسکے عشق کا تیر زیادہ دلکش ہے یا اس سے اپنی جان کو بچانا زیر و زبر سے وہی فنا و بقا اور تیر و سپر سے عشق و محافظت جان مراد ہے دوسرے معنے یہ بھی ہو سکتے ہین کہ زیر دریا سے مصیبت اور زبر سے مسرت تیر سے رنج اور سپر سے شادمانی مراد ہے یعنے اے شخص تیرے نزدیک تو مسرت و شادمانی ہی اچھی ہے حالانکہ عاشقان الٰہی رنج و مصیبت کو زیادہ پسند کرتے ہین اور دونو کو خدا کی طرف سے سمجھتے ہین۔

	پس زبونِ وسوسہ باشی دلا		گر طرب را باز دانی از بلا
ترجمہ	پس زبون ہے وسوسہ سے تو ضرور		ہے جدا گر خالقِ رنج و سرور

شرح۔ بعض نسخون مین پس زبون کی جگہ پارہ کردہ ہے یعنے اے دل اگر تو طرب کو رنج و بلا سے الگ اور ان دونون کے خالق کو جدا جدا جانے گا تو یہ سمجھ کہ وسوسہ نے تجھے مغلوب یا پارہ پارہ کر دیا ہے۔ ورنہ یہ تفریق تیرے خیال مین نہ آتی ارے کمبخت مصیبت ہو یا مسرت رنج ہو یا شادمانی سب خدا کی طرف سے ہے

	گر مرادت را مذاقِ شکر است		بے مرادی نے مرادِ دلبر است
ترجمہ	نامرادی مین ہے گر ذوقِ شکر		نامرادی سے بھی تو نفرت نہ کر

شرح یعنے اگرچہ مراد کا حاصل ہونا تیرے نزدیک نہایت اچھا ہے۔ لیکن مراد کا نہ دینا اور نامرادی بھی تو اسی دلبر کی مراد ہے جو تمام عالم کی مرادون کو بر لانے والا ہے پھر اس سے نارضامند ہونا کیا معنے دوسرے مصرع مین لفظ نے استفہام تقریری ہے یعنی کیا مراد کا نہ دینا مراد خداوندی نہین ہے بلکہ ہے

	ہر ستارہ اش خونہا عید ہلال		خون عالم ریختن او را حلال
ترجمہ	ہر ستارہ اسکا ہے رشکِ ہلال		خون عالم ہے اسے بالکل حلال

شرح۔ ستارہ سے ادنے تجلی مراد ہے اور لفظ ہر ستارہ اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ تجلیات الٰہی بے انتہا ہین اسی لیے کہا گیا ہے کہ تجلیات الحق لا تقف الی النہایۃ اور ہلال سے مراد ہلال عید ہے جو لوگون کے لیے نہایت خوشی کا باعث ہوتا ہے مطلب شعر یہ ہے کہ عاشقان الٰہی کے نزدیک اسکی ادنے تجلی کی خوشی سو ہلال عید سے زیادہ ہے اور چونکہ وہ سارے جہان کا محبوب ہے اسلیے اسے عالم کا خون بہانا حلال ہے اور خون بہانے سے مصیبتون مین مبتلا کرنا مراد ہے جو شان محبوبی ہے۔

	ما بہا و خونہا را یافتیم		جانب جان باختن بشتافتیم
ترجمہ	ملگیا ہمکو بہا و خونبہا		کیا ہوا گر نقدِ جان جاتا رہا

شرح یعنے جب عشاق منزل جانبازی اور فنا کی طرف دوڑے تو انہون نے محنتِ سفر کی قیمت وصول کرلی اور جب محبت مین جان دیدی تو اپنا خونبہا پالیا یعنے واصل ہو گئے اور اللہ تعالے نے انہون کو فنا کرکے مرتبۂ بقا عنایت کر دیا۔ عاشقانِ حقیقی کا خونبہا (یعنے قیمتِ خون) یہی ہے جو ہمنے ذکر کیا

	اے حیات عاشقان در مردگی		دل نیابی جز کہ در دل بردگی
ترجمہ	موت ہے بس عاشقون کی زندگی		ہو جو بے بیدل صاحب دل ہے وہی

شرح یعنے اے مدعی عشق عاشقون کی زندگی مر جانا ہے تو جب تک دنیوی زندگی سے دل نہ اٹھائیگا ہرگز صاحب دل نہو سکیگا

	من دلش جستم بصد ناز و دلال	او بہانہ کرد با من از ملال	
ترجمہ	مین ہوا دلجو بصد ناز و دلال	اور اُسکو ہو گیا مجھسے ملال	

شرح مولانا کا یہ مقولہ گویا راز و نیاز اور ذوق شوق کی باتین ہین۔ اور بطور تفہیم معشوق حقیقی کو معشوق مجازی سے تشبیہ دی ہے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ قلب اور بہانہ اور ملال سے پاک ہے اسلیئے قلب بمعنے رضا اور بہانہ بمعنے استغنا اور ملال بمعنے تبری و تنزہ ہے۔ یعنے مینے اُسکی رضا ڈھونڈی مگر اُسنے استغنا کیا اور یہ استغنا بسبب کمال تبری و تنزہ کے تھا یا اشعار وحدت الوجود کی طرف اشارہ کر رہی ہین جو صوفیہ کے نزدیک بہی نہایت مشکل مقام ہے ہم اسکے متعلق وُہ بات لکھتے ہین جو فہم کے قریب ہی ہو اور شریعت کا پاس ادب بہی ہاتہ سے نجائے وہو ہذا۔

در اصل بات یہ ہے کہ وُہ انسان جو طالب حق اور انسان کامل ہے اگرچہ بنظر ایمعنے کہ بندۂ خدا ہے کیسا ہی ذلیل ہو مگر درحقیقت وُہ صورت حق کا عکس ہے کیونکہ حدیث قدسی مین ہے خلقت الادم علے صورتہ مینے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے اور چونکہ حق اُسکا مولےٰ ہے اسلیئے جب وُہ اپنی ذات کو مولےٰ کی صورت مین دیکھتا ہے تو مولائی کے باعث (جو عطیۂ الٰہی ہے) اپنے مولا پر ناز اور فخر کرتا ہے۔ اور جب اپنی ذات کو عبد ذلیل کی صورت مین دیکھتا ہے تو عجز و نیاز بجالاتا ہے کیونکہ عاشق کو ہر حال مین معشوق کے رضا مطلوب ہے۔ تاکہ اُسکے وصال سے جدا نہو اور جسطرح پہلے صورت مین انسان کا ناز شاہد حقیقی کی خوش کرنے کے لیئے ہے (کیونکہ عاشق کا ناز اُسکی عطا کی ہوئی نعمت کے باعث ہے) دوسری صورت مین نیاز بہی اُسکے خوش کرنے اور وصال کی تدبیر ہے اور اس شعر مین ناز و دلال عاشق و معشوق دونون کی طرف منسوب ہو سکتا ہے یعنے یا تو یہ کہ مینے اپنی ناز و دلال کے ذریعہ سے یا اُسکے ناز و دلال اُٹھا کر اور اپنا عجز و نیاز ظاہر کرنے سے اُسکا دل ڈھونڈا۔ کیونکہ معشوق کی دلجوئی دو ہی طرح ممکن ہے یا تو عاشق اُسکے مزاج پر غالب آگیا ہو۔ یا اُسکے سامنے بعجز و نیاز پیش آئے جب یہ تمہید ختم ہو گئی تو مولانا کا یہ مطلب ہے کہ مینے ناز و دلال اور عجز و نیاز دونوطرح سے معشوق حقیقی کا تقرب چاہا مگر حاصل نہو سکا۔ کیونکہ وُہ معشوق ناز و نیاز دونون سے مستغنی ہے اُسکو نہ عاشق کی ناز کی حاجت ہے نہ نیاز کی اور بندہ اگرچہ اُسکی صورت پر مخلوق ہوا ہے لیکن پہر بہی صفت عبدیت اور اُسکی عزت کے مقابلہ مین ذلت سے نہین نکل سکتا۔ اسلیئے یہ ذلیل اُس عزیز کا تقرب حاصل نہ کر سکا۔

	گفتم آخر غرق نست این عقل و جان	گفت رو بر من این افسون مخوان	
ترجمہ	مین یہ بولا مین تو ہون بیجان و ہوش	وُہ لگا کہنے کہ چل چل بس خموش	

	من ندانم آنچہ اندر دیدہ		اے دو دیدہ دوست را چون دیدہ
ترجمہ	یہ نہین معلوم تو سوچا ہے کیا		اے دو مین تو نے مجھے دیکھا ہے کیا

شرح یعنے نماز و نیاز سے تقرب نہوا تو مینے یعنے عاشق نے معشوق حقیقی سے یہ کہا کہ میری روح اور عقل تجھمین غرق ہے یعنے مجکو استغراق کلی اور فنا حاصل ہے پھر تیرا تقرب کیون نہ حاصل ہوگا لیکن معشوق نے اِس دعوے کے بھی تکذیب کی اور یہ کہا کہ تو میرے ساتھ یہ حیلہ بازی نکر کہ استغراق اور فنا سے تقرب حاصل ہوتا ہے بلکہ نہین ہوتا۔ کیونکہ دعوے فنا مین بھی دوئی باقی ہے ایک تو خود یہ شخص فانی دوسرا فانی فیہ۔ چنانچہ دوسرے مصرع کے یہی معنے ہین اور دو دیدہ سے دو آنکھین مراد نہین بلکہ وہ بینندہ مراد ہے یعنے اے دوئی کے دیکھنے والے تو نے معشوق یکتا کیونکر دیکھہ لیا تو دو نو چیزون کو دیکھے ہوئے ہے تیرا یہ کہنا کہ مین فانی ہون دعوئے انانیت ہے اور جب انانیت ہے تو شاہد وحدت کا تقرب کہان مطلب یہ نکلا کہ سالک نفس فنا سے مرتبۂ وصال تک نہین پہنچ سکتا بلکہ اُسپر فرض ہے کہ اس فنا کو بھی فنا کردے۔ تاکہ مرتبہ فناء الفناء حاصل کرنے کے بعد تقرب حاصل ہو۔ ترک دنیا ترک عقبےٰ ترک کے یہی معنے ہین جو ہمنے بیان کیئے۔ یہ مضامین نہایت باریک ہین غور سے سمجھنے چاہئین۔

	اے گرانجان خوار دیدستی مرا		زانکہ بس ارزان خریدستی مرا
ترجمہ	اے گرانجان مجکو تو سمجھا حقیر		یعنے ارزان جانکر جانا حقیر
	ہر کہ او ارزان خرد ارزان دہد		گوہرے طفلے بقرص نان دہد
ترجمہ	مفت کی ہوتی ہے ارزان سربسر		طفل روٹی لیکے دیتا ہے گہر

شرح یہ خطاب عاشق کا ہے معشوق کی طرف اور گرانجان۔ بمعنے گرامی قدر ہے۔ یعنے عاشق نے عدم تقرب کا سبب سُنکر معشوق سے یہ کہا کہ اے گرامی قدر و عدیم النظیر جیسا کہ مین اپنی فطرت مین اپنے آپکو عبد ذلیل جانتا ہون۔ ایسا ہی تو نے مجکو جانا۔ اور اسکا سبب یہ ہے کہ مجکو تو نے ارزان پالیا ہے۔ کیونکہ تیری قدرت کاملہ مجھہ جیسے بیشمار پیدا کرسکتی ہے (یہ قاعدہ ہے کہ جو صناع ایک طریقہ کے لاکھون چیزین بنا سکتا ہے اُسکے نزدیک ایک چیز کا بنانا نہایت ارزان ہے) اور میرے ارزان پالینے کی مثال ایسی ہے جیسا کوئی بچہ موتی پاکر روٹی کے بدلے مین دیدیتا ہے۔ سو مین بھی اگرچہ جوہر ہون کیونکہ تیری صورت پر مخلوق ہوا ہون مگر چونکہ تیرا بندہ ہون اسلیئے تو مجکو ذلیل جانتا ہے اور تقرب سے محروم رکھتا ہے لیکن تو وصال سے محروم رکھے یا نہ رکھے مین تیرے عشق مین مستغرق ہی رہونگا چنانچہ آیندہ شعر کا یہی مطلب ہے۔ مگر ہم اُسکی شرح مع نکات آیندہ ہی لکھین گے یہان صرف بطور تمہید اشارہ کیا گیا ہے۔

	غرق عشق تو شدم من کاندرین		غرق عقل اولین و آخرین
ترجمہ	غرق بحر عشق ہون مین جان من		غرق جسمین ہو گئی عقل زمن

شرح یعنے متقدمین از من و متاخرین از من مطلب یہ کہ مین تیرے عشق مین مستغرق ہون اور تیرا عشق ایسا دریا ہے جسمین تمام اولین و آخرین کی عقلین غرق ہوگئی ہین سب دیوانے بن گئے ہین۔ بعض نسخون مین عشق اولین بھی ہے یعنے میرا عشق ایک دریا ہے اور اسمین اولین و آخرین کا عشق حباب کی طرح غرق ہے اسمین اپنے عشق کا مبالغہ ہے متقدمین اور متاخرین سے جسمین فضل ولی بر نبی کا گمان ہوتا ہے۔ مگر اسکا جواب وہی ہے جو پہلے مذکور ہوا۔ کہ یہ مرتبۂ عشق بطفیل اتباع پیغمبر آخر الزمان ہے۔ بعض شارحین نے ان دونو شعرون کو بھی گفت رَوْ رَوْ بر من این افسون مخوان کے متعلق کیا ہے اور جسطرح وہ تین مصرعے معشوق کا مقولہ تھے۔ اسیطرح یہ دو شعر بھی معشوق ہی کا مقولہ ہین اور خطاب بجانب عاشق ہے یعنے معشوق از راہ عتاب یون کہتا ہے کہ اے ثقیل روح اور موٹے سمجھ والے تو نے فقط دعوے فنا کرکے اپنے نزدیک میرا وصال حاصل کرلیا۔ ؟ کیا تو نے مجکو حقیر چیز سمجھا ہے کہ فقط دعوے فنا سے تیرے ہاتھ آجاؤن۔ اسصورت مین تیرا حال ایسا ہے جیسا بچہ کا کہ مفت کا گوہر پاکر مفت مین دیدیتا ہے۔ یعنے جیسا بچہ کے نزدیک گوہر حقیر چیز ہے ایسا ہی تو نے مجکو جانا مین بلا مرتبۂ فناء الفناء ہاتھ نا آؤنگا اسصورت مین شارح نے غرق عشق تو شدم کو مقولۂ معشوق سے جدا کرکے مقولہ عاشق قرار دیا ہے۔ یعنے جسوقت عاشق نے معشوق کا یہ عتاب سنا تو مرتبۂ فناء الفناء مین پہنچگیا اور جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو یہ شعر فرمایا۔ جسکا مطلب ہم پہلے بیان کرچکے ہین۔

	مجملش گفتم نکردم من بیان		ورنہ ہم افہام سوزد ہم زبان
ترجمہ	یعنے مجمل کردیا ہے سب بیان		ورنہ جلکر خاک ہو فہم و زبان

شرح یعنی یعنے اسرار عشق و وحدت کا بیان مجمل طور پر کردیا ہے اگر تفصیل کے ساتھ لکھون تو یہ الفاظ سوز بیان ہے کہ سننے والے کا خرمن عقل و فہم اور کہنے والے کی زبان جلکر خاکستر ہوجائے۔

	من چو گویم لب لب دریا بود		من چو لا گویم مراد الا بود
ترجمہ	لب سے رکھتا ہون لب دریا مراد		اور لفظ لا سے ہے الا مراد

شرح یعنی مین جہان لب کا ذکر کرتا ہون وہان لب سے معشوق مجازی کا لب مراد نہین بلکہ لب دریا حقیقت مراد ہے یا یہ کہ مین اپنے لب سے لب حق مراد لیتا ہون کیونکہ مین لب قدرت کے ساتھ متکلم ہون اور مین جب لا کہتا ہون یعنے نفی ممکنات کرتا ہون تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ سوائے ذات حق کے اور کوئی چیز موجود نہین ہے۔ مطلب یہ کہ میری نظر ہر مظہر سے منتقل ہوکر ظاہر کی طرف جایا کرتی ہے۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عوام اولیاء اللہ کے کلام کے معنے بہت کم سمجھتے ہین اور قصور فہم سے اُنپر اعتراض کر بیٹھتے ہین آدمی کو چاہیئے کہ جس کلام کے معنے نہ سمجھے اعتراض کرنے سے پہلے کسی واقف سے پوچھ لے

	من زشیرینی شینم رُو ترش		من زبسیاری گفتارم خمش
ترجمہ	رُو ترش مین اپنی شیرینی سے ہون		ہے بہت کچہ گفتگو کیا کہہ سکون

شرح رُو ترش بمعنے رُو ترش کردہ یعنے مٹہائی کہاکر ایسا مُنہ بنا لیتا ہون گویا کسی نے کہٹائی کہائی ہے یعنے باوجودیکہ حلاوت باطنی اور ذوق قلبی رکھتا ہون مگر اُسکو لوگون نے چہپانے کے لئے مُنہ بنائے بیٹہا ہون۔ تاکہ عوام کو میری حلاوت پر اطلاع نہو۔ اور باوجودیکہ اسرار میرے دلمین بہت سے ہین مگر خاموش ہون اور سو اسرارون مین سے ایک کہتا ہون۔ کیونکہ اسرار کی باتین ہر ایک کے سُننے کے قابل نہین ہوتین۔

	تاکہ شیرینی ما از دو جہان		در حجاب رو ترش ماند نہان
ترجمہ	تاکہ شیرینی ہماری جانِ جان		ہو ترش روئی کے پردہ مین نہان

شرح یعنے مین اپنے ذوق باطنی کو چہپاکر اسلیئے ترش روئی کا اظہار کرتا ہون کہ لوگ سِرّ وحدت سے واقف نہوسکین یہ ایسا بعید ہے کہ آدمی تو کیا فرشتے بہی ناواقف ہین چنانچہ لفظ دو جہان اسی طرف اشارہ کر رہا ہے

	تاکہ در ہر گوش ناید این سخن		یک ہمیگویم زصد سِرّ لدُن
ترجمہ	تانہ سُن لے ہر کس و ناکس سخن		کم بہت کہتا ہون مین سِرّ لدُن

شرح یعنے چونکہ ہر شخص فہم اسرار کی طاقت نہین رکھتا۔ اسلیئے مین اسرار خداوندی اور راز لدُنی کو مخفی رکھتا ہون

تفسیر قول حکیم سنائی روح اللہ روحہ

حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ کی قول کی تفسیر

	بہر چیزے از راہ و امانی چیزے کفر آن حرف و چیزے ایمان		بہر چیزے از دوست دور افتی چیزے شرت آن نقش و چیزے زیبا

وفی معنی قول النبی علیہ السلام ان سعدا لغیور وانا اغیر منہ واللہ تعالی اغیر منی ومن غیرتہ حرم الفواحش ما ظہر منہا وما بطن

شرح یعنے جس حرف کے سبب نور راہ عرفان اور اللہ تعالے سے دور ہو جائے وہ حرف کفر ہو یا حرف ایمان ہو تاثیر مین برابر ہے۔ دوسرا مصرع پہلے کا مترادف ہے۔ مثلاً کوئی شخص زبان سے لا الہ الا اللہ کہے اور تصدیق قلبی شامل نہو السلام اور کفر مین کچہ فرق نہین یا مثلاً عبادت دکہانے سُنانے کے لیئے کیجائے تو ایسی عبادت اور کبیرہ گناہ اکسان ہین۔ اور حدیث مذکور کی شان نزول یہ ہے کہ ہلال بن اُمیہ صحابی نے ایک غیر شخص کو اپنی اہلیہ کے پیٹ پر دیکہا اس شخص کا نام شریک تہا ہلال یہ دیکہکر رسول اللہ کے پاس تشہ لیف لائے اور عرض

حال کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا تو اے ہلال تو زنا کے گواہ لا ورنہ حد تہمت تجھپر جاری ہوگی ہلال نے فرمایا کہ اللہ تعالے مجکو حد سے بچائیگا (کیونکہ وہ اپنے زعم مین حق پر تہے) اس مجلس مین سعد بن عبادہ ایک جلیل القدر صحابی تشریف رکھتے تہے اُنہون نے فرمایا کہ یا رسول اللہ جو شخص اپنی اہلیہ کے پاس غیر شخص کو بدین حالت ناشائستہ دیکھے تو کیا اُسوقت گواہ تلاش کرتا پھرے؟ نہین بلکہ یہ چاہیئے کہ اُسکو قتل کر دے۔ اُسوقت آپنے فرمایا ان سعدًا لغیور یعنے سعد بڑے غیرتمند شخص ہین۔ اور اسکی تہوڑی دیر بعد آیت لعان نازل ہوئی

	جملہ عالم زان غیور آمد کہ حق		بر در غیرت برین عالم سبق
ترجمہ	اسلیئے سارا زمانہ ہے غیور		کیونکہ غیرت مند ہے رب غفور

شرح۔ اس سے پہلے غیرتِ خداوندی کے متعلق مولانا فرما چکے ہین۔ غیرت آن باشد کہ او غیر ہمہ است۔ یہان اُسی غیرت کی تمثیل ہے۔ یعنے تمام جہان اسلیئے غیرتمند ہے کہ اللہ تعالے سب سے زیادہ غیرتمند ہے۔ اور وہ غیرت ہی کے سبب خلق سے مستور ہے۔ کیونکہ جسکے جتنی غیرت ہے اُتنا ہی حجاب ہے اسلیئے اولیاء اللہ بسبب عوام کے زیادہ مستور ہین اور ابدال سب سے زیادہ پوشیدہ رہتے ہین۔

	او چو جان ست و جہان چون کالبد		کالبد از جان پذیرد نیک و بد
ترجمہ	وہ ہے جان اور شکل قالب ہے جہان		نیک و بد ہے جسم کا فیضان جان

شرح یعنے چونکہ اللہ تعالے ظاہر ہے اور مخلوق اُسکا مظہر یا وہ جان ہے اور یہ قالب اسلیے انمین اُسکی غیرت کا عکس ہے۔ کتمہ غیرت کسی ایسے فعل یا صفت یا چیز کے چھپانے کو کہتے ہین جسکا ظاہر کرنا چھپانے والے کے نزدیک عیب مین داخل ہو اور باعتبار صفت غیرت کی دو قسمین ہین اول غیرت مذمومہ جو عادت اور حمیت جاہلیت کے لحاظ سے ہوتی ہے مثلاً اکثر نئی دولہین مہمانون کی غیرت کے سبب پہلے دن غسل جنابت نہین کرتین اور نماز چھوڑ بیٹہتی ہین۔ یہ حمیت جاہلانہ ہے اور اسکا نام غیرت مذموم ہے۔ جو خدا کو ہرگز پسند نہین **دوم** غیرت محمودہ جو بُرائیون اور گناہون کے صادر ہونے سے ہوتی ہے خواہ اپنی ذات سے صادر ہون، یا کسی دوسرے سے۔ گناہون اور اُنکے سامانون کا ہاتہہ سے مٹانا، یا زبان کے اثر سے دفع کرنا یا دل سے بُرا جاننا غیرتِ محمودہ ہے۔ اس تمہید کے بعد شعر کا یہ مطلب ہے کہ غیرت مذمومہ ہو یا محمودہ سب کی اصل غیرت آلہی ہے جسکا عکس غیرت کرنے والون مین حسب استعداد ظاہر ہوا ہے یعنے جن لوگون کی استعداد فاسد ہے اُنمین غیرت مذمومہ ظاہر ہوئی ہے اور جنکی استعداد کامل ہے اُنمین غیرت محمودہ نے ظہور کیا ہے۔ غیرت کا مذموم و محمود ہونا فقط مظہر کی بُرائی بہلائی پر موقوف ہے نیک و بد سے یہی غیرت محمودہ و مذمومہ مراد ہے۔ غیرت آلہی غیرت محمودہ ہے

کالبد بضم باء موحدہ و بالفتح دونو طرح درست ہے یہان باعتبار قافیۂ بد لفظ کالبد بفتح الباء ہے

	ہر کہ محراب نمازش گشت عین		سوے ایمان رفتنش میدان تو شین
ترجمہ	جسکا قبلہ بنگیا ہو ذاتِ غیب		جانبِ ایمان ہے اُسکا عزم۔ عیب

شرح شین۔ عربی لفظ ہے بمعنے زشتی و عیب۔ ضد زین و محراب بمعنے قبلہ یعنے جس شخص کا قبلہ عین مشاہدۂ ذات ہو اور جو شخص ظاہر مین تو کعبہ کی طرف متوجہ ہو اور فی الواقع اُسکا مُنہ اور دلی توجہ ذات احدیت کی جانب ایسے شخص کا یہ کہنا کہ مین ایمان بالغیب کا قایل ہون اُسکے لیئے عیب ہے کیونکہ جسکا ایمان بالعین ہو اُسکو ایمان بالغیب کا قایل ہونا اپنے مرتبہ کا گھٹانا ہے اور اُس نعمت کا کفران ہے جو اُسکو دی گئی ہے گویا اُسنے مشاہدہ کی کچھ قدر نہ جانی۔ غیرت خداوندی اس بات کی مقتضی نہین کہ اُسکی نعمت کا کفران کیا جائے۔

	ہر کہ شد مر شاہ را او جامہ دار		ہست خسران بہر شاہش اتجار
ترجمہ	جامہ دارِ شاہ کی ہے بدتری		اُس سے گر کرنے لگے سوداگری

شرح جامہ دار۔ توشک خانہ کا افسر اور اتجار بمعنے تجارت کرنا یعنے جو شخص بادشاہ کا مقرب ہو اُسکو بادشاہ کے ساتھ تجارت کرنی سراسر اُسی کے نقصان اور ضرر کا باعث ہے اسلیئے کہ یہ تنزل ہے قرب سے بعد کیطرف تاجر کا وہ مرتبہ نہین ہوتا جو مقرب کا ہوتا ہے۔ اسی طرح ایمان بالعین والا آدمی گویا بادشاہ حقیقی کا مقرب ہے پھر اُسکو ایمان بالغیب کا قائل ہونا قریب سے بعید ہو جانا ہے یہ شعر مضمون سابق کی تمثیل ہے بطور تفہیم۔

	ہر کہ با سلطان شود او ہمنشین		بر درش نشستن بود حیف و غبین
ترجمہ	جو کسی سلطان کا ہو ہمنشین		بیٹھہ جائے در پہ یہ اچھا نہین

شرح نشستن مخفف نشستن۔ و غبین بمعنے ضعیف رائے صفت مشبہ ہے قایم مقام مصدر و غبن بفتحتین رائے و تدبیر مین خطا واقع ہونی اور بفتح اول و سکون ثانی نقصان اُٹھانے کے معنون مین ہے یعنے جو شخص بادشاہ کی ہمنشینی کا رتبہ رکھتا ہو اور پھر اُسکے دروازہ پر بیٹھہ جائے یہ اُسکے لیئے نہایت حیف اور خسارہ یا ضعف رائے کا سبب ہے ہمنشین کو بادشاہ کے دروازہ پر بیٹھنے سے غیرت کرنی چاہیئے۔ اسیطرح مقربان بارگاہ الٰہی کو ایمان بالغیب کا قایل ہونا باعث نقصان مرتبہ ہے یہ بھی اُسی مضمون کی تشریح ہے۔

	دست بوسش چون رسید از بادشاہ		گر گزیند بوس پا باشد گناہ
ترجمہ	بوسہ جسکے ہاتھ کو دے بادشاہ		اُسکی پابوسی سراسر ہے گناہ

شرح یعنے جو شخص ایسا مقرب ہو کہ بادشاہ اُسکا ہاتھ چومتا ہے اُسکو بادشاہ کے پانو چومنے سراسر نازیبا ہین علے ہذا القیاس ایمان بالعین کے بعد ایمان بالغیب نامناسب ہے۔

	گرچہ سر بر پا نہادن خدمت است		پیش آن خدمت خطا و زلت است
ترجمہ	پانو پڑنا اگرچہ خدمت ہے ضرور		لیکن اس موقع پہ زلت ہے ضرور

شرح۔ زلت بمعنے خطا و لغزش اور آن خدمت سے بادشاہ کا ہاتھ چومنا مراد ہے مطلب یہ کہ اگرچہ بادشاہ کے پانو پڑنا غلاموں کی صفت اور سراسر خدمت ہے لیکن اس خدمت کے مقابلہ میں کہ بادشاہ خود غلام کے ہاتھ چومتا ہے یہ خدمت (یعنے غلام کا پانو پڑنا) سراسر خطا ہے خلاصہ یہ کہ جب مشاہدۂ عینی حاصل ہو گیا تو دوری یعنے ایمان بالغیب کا مقلد رہنا اچھا نہیں بلکہ نقصان مراتب کا سبب ہے۔

	شاہ را غیرت بود بر ہر کہ او		بوگزیند بعد ازاں کہ دید رو
ترجمہ	شاہ کو غیرت ہے اس سے سر بسر		اسکی بو کرے جو چہرہ دیکھکر

شرح یعنی بادشاہ کو اس بات سے غیرت آتی ہے کہ کوئی شخص اسکا منہ دیکھکر یعنے تقرب حاصل کرکے پھر فقط دور سے اسکی بو سونگھا کرے۔ بو سے مراد ایمان بالغیب ہے اور منہ دیکھنے سے مشاہدہ اور بادشاہ سے ذات حق اور یہ شعر بھی اسی مضمون سابق کی تمثیل کے لیے لائے گئے ہیں۔

	غیرت حق بر مثل گندم بود		کاہ خرمن غیرت مردم بود
ترجمہ	غیرت حق صورت گندم سمجھ		کاہ خرمن غیرت مردم سمجھ

شرح یعنے اللہ تعالے کی غیرت اصل غیرت اور گندم کے مانند ہے اور آدمیوں کی غیرت خرمن کے بھس کی مانند ہے۔ بھس گندم سے حاصل ہوتا ہے۔ اسیطرح آدمیوں کی غیرت خداوندی غیرت کا عکس ہے غیرت الٰہی اصل ہے اور غیرت مردم اسکی فرع بس تو جسطرح دنیوی بادشاہ کو اپنے مقرب کے دور دور رہنے سے غیرت آتی ہے اسی طرح اللہ تعالے کو بندوں کے دور رہنے سے غیرت آتی ہے بندوں کا خدا سے دور رہنا ارتکاب معاصی ہے گناہ کرنے سے غیرت خداوندی کو حرکت ہوتی ہے اور یہی باعث ہے کہ اسنے گناہوں اور بیحیائی کے سامانوں کو حرام فرما دیا ہے انسان مطلقاً خدا کا مقرب خلیفہ ہے البتہ اسکے گناہ اسے مرتبۂ قرب سے دور پھینکدیتے ہیں اور اس سے اللہ تعالے کو نہایت غیرت آتی ہے کہ بندہ ہمارا مقرب ہوکر ہمسے دور کیوں رہگیا۔ اس سے حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (یعنے اللہ تعالے نے تمام بیحیائیوں اور گناہوں کو حرام کردیا ہے خواہ ظاہر طور پر کیے جائیں یا چھپا کر) اسی طرح ظاہر ہو گئے۔

	اصل غیرت را بداند از الٰہ		آن خلقان فرع حق بے اشتباہ
ترجمہ	اصل غیرت ہے فقط وصف الٰہ		فرع شرم خلق ہے بے اشتباہ

شرح یعنے کہ یعنے اللہ تعالے کی غیرت اصل ہے اور آدمی کی غیرت اسکا فرع ہے اصل سے حاصل ہوئی

ہے اور مخلوق کی ملک مین جو کچھ غیرت آئی ہے اُسی مالک کی غیرت کا ظہور ہے نکتہ غیرت کے ذکر سے حکیم سنائی کے قول کی تفسیر بھی نکلتی ہے۔ مثلاً غیرت جو بظاہر صفت نیک معلوم ہوتی ہے اگر نفسانی اور مذموم ہو تو بے غیرتی کے برابر ہے مثلاً ابو طالب کا یہ قول کہ قلبت انا علے العار (یعنے عار پر نار دوزخ کو قبول کرلیا ہے یعنی مین اپنی عار کو توڑ کر اے محمد تجھپر ایمان نہین لاسکتا) علے ہذا القیاس ایمان بالغیب جو عوام کے لیے نیک ترین اوصاف ہے اگر خواص بھی اسکی تقلید کرینگے تو دوست سے دور جا پڑینگے۔

	شرح این بگذارم و گیرم گلہ		از جفائے آن نگارِ دہ دلہ
ترجمہ	چھوڑکر یہ اب مین کرتا ہون گلہ		ہے جفا جو وُہ نگار دہ دلہ

شرح یعنے غیرت کا ذکر چھوڑکر اب مین ہجر کی شکایت کرتا ہون۔ اسصورت مین آئندہ اشعار جانب جانان باختن بتا فہیم وغیرہ کے متعلق ہونگے۔ یا یہ معنے ہین کہ غیرت معشوق کا ذکر تو ہو چکا اب مستقل طور پر غیرت عاشق کا ذکر کرتا ہون۔ جفا سے مراد تجلیات جلالی ہین جو عاشق کو فنا کرکے مرتبۂ بقا تک پہنچا دیتی ہین۔ اور دہ دلہ سے مراد صاحب الطاف با صاحب تجلیات کثیرہ ہے۔ کیونکہ تجلیات ایزدی کا انتہا نہین۔ ورنہ معاذ اللہ ظلم وجفا خدا کی طرف منسوب نہین ہوسکتی مطلب یہ کہ اب مین اُس محبوب صاحب تجلیات کثیرہ یعنی متجلی جلالی کا گلہ کرتا ہون کہ اُسنے غیرون کو تو فنا سے مرتبۂ بقا تک پہنچا دیا۔ اور مجکو محروم رکھا حالانکہ مین عاشق صادق ہون اس سے مجھے نہایت درجہ غیرت آتی ہے کہ مین عاشق ہوکر قرب سے محروم رہون۔

	نالم ایرا نالہا خوش آیدش		از دو عالم نالۂ و غم بایدش
ترجمہ	اسلیئے روتا ہون مین اے ہوشمند		نالہ اُسکو دو جہان سے ہے پسند

شرح یعنی میرا نالۂ ہجر بیصبری یا ناشکری کے سبب نہین ہے بلکہ اسلیئے ہے کہ میرے محبوب کو نالہ بہت پسند ہے اُسکو ہر دو عالم (عالم شہادت و عالم غیب یا عالم جن و انس) کی اشیا مین سے صرف نالہ اور درد عشق پسند ہے وُہ خود قرآن مجید مین فرماتا ہے مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ یعنے مینے جن و انسان کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ عبادت سے نالۂ وعشق اور معرفت مراد ہے۔ یعنے میرا

	چون نہ نالم شرح از دستان او		چون نہم در حلقۂ مستان او
ترجمہ	کیون نہ اُسکے مکر سے نالان رہون		کیون مین غیر حلقۂ مستان رہون

شرح دستان بمعنے مکر ہے اور مکر الٰہی باعتبار مراتب جُدا جُدا ہے عام لوگون کے حق مین خدا کا مکر یہ ہے کہ اُنکو نعمت و دولت دیجائے اور وُہ اُسکے وسیلہ سے گناہون مین مشغول رہین اور سالک کے حق مین مکر الٰہی یہ ہے کہ وُہ صوفی بنکر شرع یا آداب الٰہی کو نگاہ نہ رکھے اور عارف غیر کامل کے حق مین مکر یہ ہے

کہ وہ بالحکم الٰہی اظہار کرامت اور طرق عادت مین مصروف رہے۔ اور کاملین کے حق مین مکر یہ ہے کہ شاہد حقیقی اُسکے مرتبہ کو تجلیات متواترۂ غیر متناہیہ تک محدود رکھے اور اُسکی ہمت صرف جلوے ہی جلوہ پر قانع رہے۔ اور مشاہدۂ ذات یا حضوری خاص میسر نہو۔ دوسرے مصرع مین حلقۂ مستان سے جماعت عشاق مراد ہے اور مطلب شعر یہ ہے کہ مین اس مکر الٰہی سے کیونکر نالان نہون کہ اُسنے مجکو اظہار کرامت مین مشغول کرکے تجلیات سے محروم کردیا ہے یا تجلیات سے آگے بڑہکر مشاہدۂ ذات تک نہین پہنچایا یا لفظ دستان مخفف داستان ہے یعنے مین اُسکے قصۂ استغنا سے جو اس سے پہلے گفت رو رو بمن این فسون مخوان سے ظاہر ہوچکا ہے کیونکر نالہ نہ کرون کہ تجلیات و مشاہدات دونون سے محروم ہون **فائدہ** یہ اشعار آخر داستان تک مولانا کی زبان سے عاشق کے مقولے ہین جو حالت ذوق و شوق مین اُسکی زبان سے نکل رہے ہین اسی لیئے بعض الفاظ جو حد ادب سے تجاوز کرگئے ہین قابل اعتراض نہین ہوسکتے۔

	چون نہ باشم ہمچو شب بے روز او		بے وصال روے روز افروز او
	مین شب تاریک ہون بے روز یار		بے وصال روے روز افروز یار

شرح شب سے ظلمت جسمانی اور روز سے تجلی اور روز افروز سے آفتاب ذات مراد ہے یعنے مین بلا تجلی ذات ظلمت جسمانی مین گرفتار ہون اور بے وصال روے آفتاب حقیقی ہر وقت مکدر رہتا ہون

	ناخوش او خوش بود در جان من		جان فدائے یار دل رنجان من
ترجمہ	ناخوشی میری خوشی ہے سر بسر		جان فدا ہے یار دل آزار پر

شرح یعنے جو چیز بظاہر عوام کو ناخوش معلوم ہوتی ہے وہ مجھے گوارا ہے کیونکہ عاشق نے جب معشوق پر اپنی جان ہی فدا کردی تو معشوق کی طرف سے اُسے تکلیف پہنچے یا مصیبت سر بسر راحت ہی ہوگی عرب کی مثل ہے ضَرْبُ الْحَبِیْبِ زَبِیْبٌ یعنے دوست کی طرف سے جو کچھ تکلیف پہنچتی ہے وہ خوشگوار ہوتی ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالے کے غضب مین ہی رحمت پنہان ہے خواہ اُس رحمت کا ظہور دنیا مین ہو یا عقبے مین لیکن چونکہ عوام کی نگہ ظاہری اسباب پر ہوتی ہے اسلیئے وہ غضب مین پوشیدہ رحمت کو نہین دیکھہ سکتے مثلاً بیماری پر قیاس کرلیجے۔ کہ عاشق کے نزدیک اسمین رحمت الٰہی پنہان ہوتی ہے کیونکہ یا تو چند روز مین صحت ہوجائیگی یا کفارۂ گناہ اور باعث ترقی مراتب اخروی ہوگا۔ دل رنجان دل دکھانیوالا معشوق یہان اس لفظ سے اللہ تعالے مراد ہے یعنے باعتبار خیال عوام تکلیف و بیماری پہنچانے والا۔

	عاشقم بر رنج خویش و درد خویش		بہر خوشنودی شاہ فرد خویش
	مین ہون عاشق اپنے رنج و درد کا		اور رضا جو اپنے شاہ فرد کا

شرح شاہِ فرد شہنشاہِ یکتا یعنے اللہ تعالےٰ مطلب یہ کہ مین اپنے رنج و درد اور دُکھ بیماری سے عشق رکھتا ہون۔ کیونکہ یہ سب کچھ خدا کے حکم اور اسکی مرضی سے ہوتا ہے جب وُہ اس سے خوش ہے تو مین کیونکر ناراضمند نہون

	خاک غم را سُرمہ سازم بہر چشم		**تا زگوہر پُر شود دو بحر چشم**
ترجمہ	خاک غم سُرمہ ہے گویا بہر چشم		تاکہ ہون گوہر سے پُر دو بحر چشم

شرح یعنے مین خاک غم کو باعث نور عین جانکر آنکھون مین بھرتا ہون۔ اور یہ اسلیئے ہے کہ میری آنکھین گوہر اشک سے پُر ہو جائین کیونکہ یہ گوہر مرغوب الٰہی ہین (یہ اُس قاعدہ کے مطابق ہے کہ اکثر سرمہ ڈالنے سے آنکھون مین آنسو آجاتے ہین) اور حدیث شریف مین موجود ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ کُلَّ مُذْنِبٍ یُذْنِبُ بالتحقیق اللہ تعالےٰ گناہگارون کے نالۂ وزاری کو پسند کرتا ہے اور اُنکے گناہ انہین آنسوون کے پانی سے دُھلجاتے ہین۔

	اشک کان از بہر او بارند خلق		**گوہرست و اشک پندارند خلق**
ترجمہ	جو خدا کے واسطے ہون اشک تر		اشک ہین ظاہر مین لیکن ہین گہر

شرح یعنے جو آنسو خدا کے خوف سے نکلتے ہین وُہ خدا کے نزدیک موتیون کی طرح قیمتی ہین مخلوق انکا رتبہ نہین جانتی

	من نہ جانِ جان شکایت میکنم		**من نیم شاکی روایت میکنم**
ترجمہ	جان جان سے یہ شکایت ہے مری		مین نہین شاکی شکایت ہے مری

شرح یعنے یہ جو مین بظاہر شکایت حق کر رہا ہون فی الواقع شکایت نہین کرتا۔ بلکہ دل سے عشق کی حکایت بیان کرتا ہون کہ عشق ایسا نہونا چاہیئے جسمین طلب تجلی اور مشاہدہ سے کسی وقت سیری نہو۔ اور ہر وقت ہَلْ مِنْ مَزِیدٍ کا نعرہ زبان جان سے نکلتا رہے۔ کسی وقت تا حصول مشاہدۂ ذات چین نہ لیوے۔

	دِل ہمی گوید از و رنجیدہ ام		**وز نفاقِ سُست می خندیدہ ام**
ترجمہ	دل کیا کرتا ہے باتین رنج کی		مجکو اِن باتو پہ آتی ہے ہنسی

شرح یعنے دل بظاہر تو یہ کہتا ہے۔ کہ مین معشوقِ حقیقی سے رنجیدہ ہون۔ لیکن یہ اُسکا نفاقِ سُست اور ضعیف یعنی شکر رنجی ہے کیونکہ در پردہ عاشق کا دل اُن تمام حادثات سے جو اُسپر خدا کی طرف سے وارد ہون خوش ہوتا ہے دوسرا مصرع مولانا کا مقولہ ہے آپ فرماتے ہین کہ مجھے عشاق کے دل کی اس ظاہری رنجش اور باطنی خوشی پر ہنسی آتی ہے۔ کیونکہ اِس قسم کا نفاق جسکو باعتبار لفظ نفاق اور باعتبار معنے شکر رنجی کہتے ہین حقیقی اور واقعی نفاق نہین ہے کیونکہ حقیقی نفاق کے یہ معنے ہین کہ آدمی کسی سے ظاہر مین خوش ہو اور باطن مین رنجش رکھے بلکہ عاشق کے دلون کا بذریعۂ نالہ و فریاد اظہار رنجش کرنا خود معشوق کی مراد ہے اسلیئے یہ رنج عین طاعت ہے پچھلے اشعار سے معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ تعالےٰ نالہ و فریاد کو بہت پسند

کرتا ہے۔ نفاق سُست یعنے شکر رنجی ظاہری دورویہ ہین جو حقیقی اور واقعی نہو۔

	راستی کن اے تو فخر راستان		اے تو صدر و من درت را آستان
ترجمہ	راستی دے مجکو فخر راستان		صدر ہے تو مین گدائے آستان

شرح۔ فخر راستان سے مراد اللہ تعالے ہے جو اپنے حق مین آپ فرماتا ہے کہ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا یعنے اللہ سے زیادہ سچ بولنے والا کوئی نہین اور صدر یعنے بیٹھنے کا خانہ و بالانشین ہے یعنے اے اللہ تو فخر راستان ہے مجھے سیدہا رستہ دکھا یعنے خوارق اور اظہار کرامات مین مشغول رکھکر تجلیات و شاہدات سے محروم نہ رکھ تو صاحب صدر ہے اور مین چوکھٹ پر بیٹھنے والا فقیر ہون صاحب صدر کو فقیر پر رحم کرنا چاہیئے۔

	آستان و صدر در معنی نیست		ما و من کو آنطرف کان پاک ہست
ترجمہ	آستان و صدر معنی مین نہین		پاک ہے ان سب سے یار دلنشین

شرح۔ اس سے پہلے شعر مین عاشق نے اللہ تعالے کو صاحب صدر اور اپنے آپ کو آستانہ نشین کہا تھا اس سے یہ شبہ پیدا ہوتا تھا کہ اللہ تعالے کسی جہت مین متمکن ہے حالانکہ وہ جہات سے بالکل پاک ہے نہ خصوصیت کے ساتھ بجانب اعلے ہے نہ بجانب اسفل نہ آگے نہ پیچھے نہ دہنے نہ بائین نہ صدر نشین ہے نہ آستانہ نشین۔ اس شعر مین اس شبہ کا جواب دیا گیا ہے اور حاصل جواب یہ ہے کہ جہتین اور دنیا کے ظاہری مرتبے فی الحقیقت لاشے ہین ذات پاک سے کچھ علاقہ نہین رکھتے۔ کیونکہ شاہد حقیقی کا مقام۔ مقام احدیت ہے جہان جہتین اور مرتبہ اور ما و من یعنے کثرت خود فنا اور ہلاک ہوگئی ہے۔

	اے رہیدہ جان تو از ما و من		اے لطیفہ روح اندر مرد و زن
ترجمہ	ذات ہے بیشک تری بے ما و من		مستفیض روح ہین سب مرد و زن

شرح۔ جان سے ذات اور ما و من سے کثرت مراد ہے اور لطیفہ روح کی اضافت مقلوب ہے جس سے مراد جلوہ خاص باظہور ہے اور مرد و زن سے مراد اسمار اعیان اور ممکنات ہین جنکی تشریح دیباچہ مین گزر چکی ہے۔ چونکہ اسمار صفات الٰہی ممکنات مین مؤثر ہین اسلیئے انکو مرد کہا اور چونکہ اعیان ممکنات (یعنے مخلوقات) انکا اثر قبول کرلیتی ہین اسلیئے انکو زن قرار دیا۔ جسطرح بیوی۔ میان کے اثر یعنے نطفہ کو قبول کرلیتی ہے اسیطرح ممکنات اسمائے صفات کے اثر کو قبول کرلیتے ہین۔ مثلاً میتُ اسم صفت ہے اسکا ظہور جب ممکن مین ہوگا وہ ضرور موت کو قبول کرلیگا۔ یعنے اے اللہ تو وہ ذات پاک ہے کہ تیرا ظہور اسمائے صفات اور ممکنات سب مین ہے۔ ممکنات مین اسکا ظہور تو ظاہر ہی ہے۔ اور اسمار مین اسلیئے ظہور ہے کہ اسمار صفات سب کے سب اسکی صفتین ہین۔ اور صفات بغیر ظہور موصوف قایم نہین ہوتین۔

	مرد و زن چون یک شوند آن یک توئی	چونکہ یکہا محو شد آنک توئی
ترجمہ	مرد و زن جب ایک ہون وہ ہے توئی	مٹ گئی کثرت تو وحدت رہ گئی

شرح مرد و زن سے وہی اسماء صفات اور ممکنات مراد ہین اور یکہا لفظ یک کی جمع ہے بمعنے کثرت اور یہ شعر پہلے شعر سے بطور قطعہ بند مربوط ہے مطلب یہ ہے کہ جب اسماء صفات و ممکنات ایک ہو گئے (کیونکہ مؤثر اور مؤثر مین یگانگت ضرور ہوتی ہے) تو نتیجہ یہ نکلا کہ وہ ایک تو ہی ہے اور جب یکہا یعنے کثرت محو اور فنا ہو گئی تو تو ہی تو باقی رہگیا۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جب تعینات معدوم ہو گئے تو کثرت جاتی رہی اور جب کثرت فنا ہو گئی تو سوائے وحدت کے اور کچھ نہ رہا اسکا ماحصل یہ ہوا کہ جب مشاہدہ کے سبب پردۂ کثرت اُٹھ گیا تو نفس وحدت یعنے ذاتِ حق باقی رہگئی یعنے اہل بصیرت پر یہ راز کہلگیا کہ ذات واحد اپنی وحدت ذاتی کے ساتھ باقی ہے اُسکے علاوہ عالم کثرت محض کثرت تعینات کا نام ہے۔ ہمنے سرّ وحدت کی تشریح اور ڈرتے ڈرتے ہندی کی چندی کر دی ہے مگر فہم اسرار کی توفیق خدا سے مانگنی چاہیئے۔ یہ راز اس سے زیادہ آشکارا نہین ہو سکتا اور نہ اِسکے متعلق زبان قلم پر اور کوئی لفظ آسکتا ہے

	این من و ما بہر آن بر ساختی	تا تو با خود نرد خدمت باختی
ترجمہ	اسلیئے ہے یہ من و ما کا ظہور	تاکہ تو اپنا ہو عاشق یا غفور

شرح۔ یہ شعر ایک سوال کا جواب ہے سائل یہ کہتا تہا کہ جب صرف وحدت ہی وحدت منظور تہی تو ممکنات کا پیدا کرنا کس غرض سے ہے۔ مولانا جواب دیتے ہین کہ یہ ممکنات کا پیدا کرنا اس غرض سے ہے کہ تو اپنی خدمت آپ کرے یعنے تعینات کے لباس مین چہپ کر اپنا عابد آپ بنے اور اپنے حسن پر آپ عاشق ہو اس شعر کے یہ معنے دیگر شارحین نے لیئے ہین اور انہین معنون کے مطابق یہ مطلع ہے۔

گر بچشم عاشقان بینی جمال خویشتن ٭ ہمچو من آشفتہ باشی در خیال خویشتن ٭ اور انہین معنون کے قریب کسی عارف کامل کا یہ مقولہ ہے اَلْعَبْدُ مَنْ وَجَدَ لِکُلِّ مَا وَجَدَ سَجَدَ یعنے خدا کا کامل بندہ وہی ہے جسنے راز وحدت کو معلوم کیا اور جو چیز مل گئی اُسے سجدہ کر لیا۔ لیکن مذکورۂ بالا معنے اور یہ مقولہ ہمارے مذاق کے موافق نہین ہے۔ کیونکہ ہماری موٹی اور بہدی عقل اسرار وحدت کو نہین سمجہ سکتی اسلیئے مولانا قدس سرہ کے شعر مذکور کا مطلب اسطرح ذہن نشین ہوتا ہے کہ ممکنات کو اسلیئے پیدا کیا ہے کہ تو اپنی خدمت آپ کرے یعنے تعینات کے لباس مین اپنے جلوے اور اپنی صفات کو چہپا کر مظہر مین ظاہر اور آئینہ مین عکس کا تماشائی ہو اور اپنی صنعت و حکمت پر اسلیئے آپ عاشق ہو کہ باوجود حجاب ظاہری آئینہ ممکنات مین تیرا جلوہ دیکہنے والون کو صاف طور پر نظر آرہا ہے۔ نرد باختن بمعنے کہیلنا ہے اور با خود نرد باختن اپنے ساتھ آپ

کہینا مطلب یہ کہ تو مظہرات مین اپنے جلوے کا عکس ڈالکر خود اپنے حسن کا تماشائی ہے اور تجھے اپنے معبود یکتا ہونے کی صفت سے عشق ہے۔ جن و انسان کی پیدایش صرف اسی لیے ہے کہ جہان مین تیری یکتائی اور معبود حقیقی ہونے کا ڈنکا بج جائے یہ تیری قدرت کے کھیل ہین کہ خود ہی معشوق ہے اور خود ہی اپنے جلوے کا عاشق ہمارے یہ معنے اس مطلع کے مطابق ہین۔ یار من با کمال رعنائی ؛ خود تماشا و خود تماشائی اور اس شعر کے سب سے صاف معنے یہ ہین کہ ممکنات کا پیدا کرنا اس غرض سے ہے کہ تو اپنے اوپر آپ عاشق ہو یعنی مخلوقات تیرے ذکر اور عبادت کے وسیلہ سے تجھپر اسطرح عاشق ہو کہ اُسے بقا بعد الفنا کا مرتبہ حاصل ہو جائے اور یہ ظاہر ہے کہ ایسے لوگون کا تجھپر عاشق ہونا جو مرتبۂ وصال حقیقی تک پہنچ گئے ہین گویا تیرا اپنی ذات پر عاشق ہونا ہے اور من تو شدم تو من شدی ؛ من تن شدم تو جان شدی کے یہی معنے ہین

	تا تو باما ؤ تو یک جوہر شوی		عاقبت محض چنان دلبر شوی
ترجمہ	مل ملاکر تا کہ ایک جوہر ہو تو		آخرش اس شان کا دلبر ہو تو

شرح یہ اور آیندہ شعر فائدہ عبادت یا ممکنات کے پیدا کرنے کی حکمت کا بیان کر رہے ہین مطلب یہ کہ ظاہری مغایرت جو ممکنات و خالق مین ہے۔ یہ حقیقی مغائرت نہین لیکن اس حدیث کے معنے وہی سمجھتا ہے جسکو بصیرت ہو۔ عبادت الٰہی اور ممکنات کے پیدا کرنے مین یہ حکمت ہے کہ تمام متعینات عالم شہود مین جاکر ایک ذات ہو جائین اور انجام کار وہی ایک باقی رہے جو دلبر محض ہے دوسرے مصرع مین لفظ محض چنان صفت ہے مقدم اور دلبر موصوف ہے مؤخر اور لفظ محض مضاف ہے باضافت توصیفی۔

	تا من و تو ہا ہمہ یکجان شوند		عاقبت مستغرق جانان شوند
ترجمہ	تا من و تو عشق سے یکجان ہون سب		غرق بحر ذات بے پایان ہو سب

شرح یہ اُسی مضمون سابق کا تتمہ ہے یعنی عبادت یا ممکنات کے پیدا کرنے مین یہ حکمت ہے کہ من و تو انجام کار فنا ہو جائے اور یہ کثرت ایک جان ہوکر مشاہدۂ جانان مین غرق یعنے فنا فی الذات ہو۔

	ایں ہمہ ہست و بیا آمر کن		اے منزہ از بیان و از سخن
ترجمہ	ہے یہ سب سچ آ کہین اے امر کن		وصف تیرا کر نہین سکتا سخن

شرح۔ اس شعر کی تاویلین باعتبار ترکیب الفاظ کئی طرح ہو سکتی ہین **اول** یہ کہ کن سے مراد خود کلمۂ کن ہے اس صورت مین شعر کے یہ معنے ہین کہ جو کچھ ہم وحدت کے متعلق گذشتہ اشعار مین کہہ چکے ہین یہ سب صحیح ہے یعنی کثرت کا فنا ہو جانا فی الواقع ثابت ہے۔ لیکن اے امر کن اور اے حکم خدا تو اگر ہمارے کام بنا دے اور کام بنانے سے یہ مطلب ہے کہ اے کلمۂ کن تو ممکنات سے متعلق ہو جا تاکہ انہین وجود حاصل ہو اور یہ وجود

مین حق مشہود ہونے لگے اور یہ بھید کھل جائے کہ ممکنات فنا ہونے والی چیزین ہین دوم کہ امر کن کا مضاف محذوف ہے (یعنے اے صاحب امر کن) اس صورت مین یہ معنے ہین کہ اسرار وحدت جو کچھ ذکر کیے گئے سب ٹھیک ہین اور اسنے طالب کو ذات یکتا کے باقی اور ممکنات کے فانی ہونیکا یقینی امر ہو گیا ہے لیکن اے صاحب امر کن اور اے شاہد حقیقی تو خود اگر ممکنات کو اپنا جلوہ دکھا دے تاکہ سب فنا ہو جائین اور علم الیقین عین الیقین سے بدلجائے کیونکہ جلوۂ الٰہی کا خاصہ فنا کر دینا ہے جو کوہ طور کی حالت سے معلوم ہو چکا ہے سوم یہ کہ کن لفظ فارسی اور صیغۂ امر ہے بمعنے بکن۔ اسصورت مین حرف ندا کے بعد منادا محذوف ہے اور مطلب شعر یہ ہے کہ مذکورۂ بالا اسرار وحدت کے یقینی ہونے مین کچھ شک نہین لیکن اے شاہد حقیقی تو اپنے جلوۂ خاص کا حکم کر تاکہ اشیاء کے فنا ہونے کے سبب سر وحدت آشکارا ہو جائے پہلی دونو صورتون مین لفظ امر بالاضافت ہے اور اس صورت مین امر کردن بمعنے حکم کرنا بلا اضافت ہے۔ اور اس شعر کا دوسرا مصرع یا تو صاحب امر کن کی صفت ہے یا خود کلمۂ کن کی یعنی اے خدا تو بیان وسخن سے منزہ ہے یعنے تیرا کلام ایسا نہین جیسا بندون کا کلام ہوتا ہے۔ یا یہ کہ اے کلمہ کن تو الفاظ انسانی کی جنس ہونے سے پاک ہے۔ کیونکہ تو خدا کا کلام ہے اور خدا کا کلام لفظی نہین ہوتا بلکہ نفسی ہوتا ہے۔

	چشم چشما نہ تواند دیدنت		**در خیال آرد غم وخندیدنت**
ترجمہ	آنکھہ تجکو دیکھہ سکے بالکل محال		شادی وغم کر سکے کیونکر خیال

شرح۔ اس شعر کے معنے بھی کئی طرح ہو سکتے ہین۔ لفظ چشمانہ مین ہائے ہوز نسبت کے لیے ہے اور چشم بمعنے نور ہے اور بعض نسخون مین چشمانہ کی جگہ جسمانی ہے اور شعر کے پہلے معنے یہ ہین کہ چشم جسمانی تجکو دیکھہ سکتی ہے۔ کیونکہ تو تمام مظہرون مین ظاہر ہے جب کسی پر نظر پڑیگی تیرا جلوہ مشہود ہوگا۔ لیکن اکثر دیکھنے والون کی آنکھہ مظہر سے ظاہر کی طرف نہین جاتے اور چشم ظاہر بین کو حقیقت خاص نظر نہین آتے علی ہذا القیاس غم وخندہ تجکو آدمی کے خیال مین لے آتا ہے غم کی حالت مین تیری یاد ازالۂ غم کی لیے ہوتی ہے اور خوشی کی حالت مین مسرت کے باقی رکھنے کے لیے لیکن ایسی یاد کسی کام کی نہین ہوتی۔ کیونکہ غمی یا شادی مین خدا کو یاد کرنا خودغرضی کی علامت ہے۔ عاشقان کامل ان دونون سے غرض نہین رکھتے۔ اس صورت مین خندیدنت کی تائے فوقانی لفظ آرد کا مفعول ہے بمعنے ترا دوسرے معنے یہ ہین کہ دو مصرعون مین استفہام انکاری مانا جائے اور چشم جسمانی سے مراد یہی ظاہری آنکھہ ہو اور بعض نسخون مین جو چشمانہ کی جگہ لفظ جسمانہ واقع ہوا ہے اسکو دیدنت کی تائے مفعول سے حال کہا جائے اس صورت مین یہ معنے ہوے کہ نور چشم یا چشم جسمانی بمقتضائے لامدرکہ الابصار کے ہرگز نہین دیکھہ سکتی یا کوئی آنکھہ مجسم حالت مین تیرا نظارہ نہین کر سکتی کیونکہ

تو جسم سے پاک ہے پھر اس حالت مین کیا کوئی آنکھ تجھے دیکھ سکتی ہے؟ ہرگز نہین دیکھ سکتی اور کوئی شخص تیرے غم و خندہ کو اپنے خیال مین لاسکتا ہے ہرگز نہین لاسکتا۔ نکتہ غم و خندہ کی توجیہ دو طرح ہو سکتی ہے اوّل یہ کہ تو نے جو اپنے کلام مین کفار کے لیئے عَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْہِم (کافرون پر خدا کا غصہ ہے) اور مومنون کے لیئے رضی اللہ عنہم (مومنون سے خدا راضی ہے) فرمایا ہے تیرے اس غم اور خوشی کے حقیقی معنے خیال مین نہین آسکتے۔ یہان غم سے مراد غضب ہے کیونکہ غم اور غضب باہم لازم و ملزوم ہین توجیہ دوم یہ کہ تیرا بھیجا ہوا غم و خندہ کوئی شخص اپنے خیال مین نہین لاسکتا۔ یعنی کسیکو یہ خیال نہین آتا کہ شادی و غم دونو خدا کی طرف سے ہین بلکہ عوام کا خیال یہ ہے کہ غم اپنی بے تدبیری اور شادی اپنی چالاکی سے حاصل ہوتی ہے تیسرے معنے یہ ہین کہ صرف پہلے مصرع مین استفہام انکاری مانا جائے اور دوسرا مصرع اپنی حالت پر رہے یعنی چشم جسمانی گو تجھے نہین دیکھ سکتی لیکن اے خدا غم و خندہ تجھے کبھی کبھی آدمی کے خیال مین لے آتا ہے اور یہ صفت عشق کامل کی منافی ہے یہ پچھلے معنے چونکہ آیندہ ابیات سے مربوط ہین اسلیئے سب سے اچھے ہین۔

	دِل کہ او بستہ غم و خندیدن است	تو بگوئی لایق این دیدن است	
ترجمہ	جو کہ پابند غم و شادی رہا	دید کے لایق ہے وہ یہ سچ بتا	

شرح۔ اس شعر سے صاف ظاہر ہو گیا کہ گذشتہ شعر کے سب سے پچھلے معنے سب سے بہتر ہین کیونکہ اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ جو دل شادی و غمی کے حالت مین خدا سے وابستہ ہو جاتا ہے وہ مشاہدۂ ذات اور دید کے قابل نہین ہوتا ایسے خوبصورت طالب کو دربار حضوری سے دھکے ملتے ہین۔

	آنکہ او بستہ غم و خندہ بود	او بدین دو عاریت زندہ بود	
ترجمہ	جو یہان پابند رنج و خندہ ہے	مانگے کی چیزون سے گویا زندہ ہے	

شرح یعنے جو شخص دنیوی شادی و غم مین گرفتار ہے وہ گویا مانگے تانگے کی دو چیزین لیکر اپنی زندگی بسر کر رہا ہے۔ کیونکہ دنیوی شادی و غم مانگی ہوی دو چیزین ہین جو ایک حالت پر قایم نہین رہتین آدمی کو کبھی دنیوی غم ہوتا ہے اور کبھی شادی اسلیئے انسان کا فرض ہے کہ ان دونو سے گذر کر اس شے کا طالب بنے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے یعنے شاہد حقیقی کا عشق اختیار کرے۔

	باغ سبز عشق کو بے منتہاست	جز غم و شادی در و بس میوہاست	
ترجمہ	عشق کا ہے باغ بے پایان بہت	جز غم و شادی ثمر ہین یان بہت	

شرح یعنے اے شخص تو عاریت کی چیزون کو چھوڑ کر باغ عشق حقیقی کی سیر کر جو ہمیشہ باقی رہنے والا اور اپنی فراخی اور تر و تازگی مین بے مانند اور اپنی وسعت اور پر فضا ہونے مین بے انتہا اور اپنی خوبیون مین بے نظیر ہے

اور اس باغ مین سوائے غم و شادی کے ہزار ہا قسم کے میوے موجود ہین میوہ ہاے سے مراد تجلیات حق ہین

	عاشقی زین ہر دو حالت برتر ست		بے بہار و بے خزان سبز و تر ست
ترجمہ	باغ الفت کی ہے کیفیت دگر		بے بہار و بے خزان ہے سبز و تر

شرح یعنے چونکہ عشق الٰہی کا باغ ایک معنوی صفت ہے اسلیئے اُسے دنیوی بہار و خزان سے کچھ علاقہ نہین یہ ہمیشہ سرسبز اور تر و تازہ رہتا ہے۔ اس باغ کا نام سدا بہار ہے اور یہ ہمیشہ ہرا بھرا رہتا ہے

	دِہ زکاۃِ روے خوب اے خوبرو		شرح جان شرحہ شرحہ باز گو
ترجمہ	دے زکاۃِ حسن خود اے خوبرو		جان پارہ پارہ کی کر گفتگو

شرح۔ یہ معشوقِ حقیقی کو خطاب ہے اور عاشق یہ کہتا ہے کہ مجھ سے کچھ تو کلام کر مین تیرے در کا فقیر ہون مجھے زکوٰۃ حسن دے یعنے جلوۂ وحدت دکھا اور میری جان مجروح اور پارہ پارہ شدہ کا حال بتا کہ کب تک اُسے اُسکا مطلوب ملجائیگا بعض نسخون مین بعض گو کی جگہ باز جو ہے یعنے میری جان مجروح کا حال پوچھ کہ غمِ فراق اور اشتیاقِ وصال مین اُسپر کیا گذرتی ہے۔ باز جستن بمعنے پرسیدن ہے۔

	کز کرشمہ غمزۂ غمازۂ		بر دلم بنہاد داغ تازۂ
ترجمہ	اے مراد روح غمزہ نے ترے		داغ تازہ رکھدیا دل پر مرے

شرح کرشمہ بمعنے اشارۂ چشم و ابروے معشوق مترادفِ غمزہ یہان کرشمہ سے مطلق ناز اور غمزہ سے اشارہ مراد ہے اور کرشمہ باطنی طور پر بمعنے تجلی جدید اور غمزہ بمعنی ظہور تجلی ہے غمزہ کی صفت غماز (چغلخور) اسلیئے ہے کہ یہ حرکت محبوب کی شان محبوبیت کا اظہار کر دیتی ہے مطلب شعر یہ ہے کہ معشوق کی ہر تجلی نے طلبِ تجلی دیگر کے لیئے میرے دل پر ایک تازہ داغ عشق و محبت رکھدیا ہے اور اُسکی ہر تجلی جدید تجلی کی طلب مین مجھے بیقرار رکھتی ہے نکتہ اسمین اسطرف اشارہ ہے کہ شاہد ازل کی ایک ادنے تجلی دل پر داغ رکھکر عاشق کے اُس میل کچیل کو دور کر دیتی ہے جو بشریت کے سبب لایق حال ہو جاتا ہے اور وہ اسلیئے تجلی دیگر کا طالب رہتا ہے تاکہ مرتبۂ فنا تک پہنچ جائے۔

	من حلالش کردم او خونم بریخت		من ہمیگفتم حلال او میگریخت
ترجمہ	کر چکا ہون مین تو اپنا خون حلال		بہاگتا ہے مجھسے پہ وُہ بے مثال

شرح۔ یعنے مین تو تجلیات متواترہ کا طالب بنکر اپنا خون معاف کر چکا تہا اور معشوق سے یہ کہہ چکا تہا کہ تو پے در پے اپنی تجلیان دکھاکر مجھے ذبح کر ڈال یعنے فنا کر دے مگر معشوق نے میرا کہا نہ مانا مین آواز بلند یہ کہتا رہا کہ تجھے میرا خون کر دینا حلال ہے حلال ہے مگر اُسنے ایک نہ سُنی اور ایکبار جمال جانربا دکھاکر

پھر پردۂ جلال مین جا چھپا اور مجھے تجلی دیگر کے لیے نیم بسمل اور پھڑکتا ہوا چھوڑ گیا۔ لفظ میگر سختی کے بھی معنے ہین جو ہمنے بیان کیے نکتہ اسی لفظ میگر سختی سے یہ بھی نکلتا ہے کہ شاہد حقیقی طالب صادق کو صرف ایکبار اپنا جلوہ دکھا کر دوسرے جلوے کا مشتاق بنا لیتا ہے تاکہ سالک اپنی محنت اور ریاضت اور گریہ زاری سے خود ہی دولت دیدار حاصل کرے وہ خود بار بار نقاب الٹ دینے کو پسند نہین کرتا۔

	چون گریزانی ز نالہ خاکیان		غم چہ ریزی بر دل غمناکیان
ترجمہ	بھاگ کر ترسا نہ مشتِ خاک کو		غم نہ دے تو خاطرِ غمناک کو

شرح۔ یعنے جب معشوق مجھ سے اپنا دامن چھڑا کر بھاگا تو مینے یہ کہا کہ تو خاکسارون کے نالون سے کیون بھاگتا ہے انکی فریاد و زاری کیون نہین سنتا۔ یہ ترے جلوون کے لیئے بیتاب اور نالہ کنان رہتے ہین غمزدون کو زیادہ غمناک نہ کر تیرا جلوہ تیری مدد اور توفیق بغیر میسر نہین ہو سکتا تو ایسا زبردست معبود ہے کہ حصول تجلی تو درکنار جب تک تیرا ظہور بہو ممکنات تیری عبادت اور تسبیح نہین کر سکتے۔

	اے کہ ہر صبحے کہ از مشرق بتافت		ہمچو چشمہ مشرقت در جوش یافت
ترجمہ	جانبِ مشرق سے جب نکلی سحر		تجکو پایا نور یکتا سر بسر

شرح یعنے تو وہ ذات سراپا نور ہے کہ ہر صبح جو مشرق سے نکلتی ہے وہ تجکو مانند چشمۂ مشرق یعنے مطلع آفتاب کی طرح سراپا جوش یعنے نور علے نور اور صاحب جمال و جلال پاتی ہے اور تیرے ہی نور سے فیضان حاصل کرتی ہے آفتاب تیرے نور کا ایک ذرہ اور صبح اُس ذرہ کا ایک پرتو ہے مطلب یہ کہ تیرا جود و احسان اور ظہور فی المثل ایسا ہے جیسا آفتاب کا یہ تشبیہ فقط سمجھانے کے لیئے ہے وگرنہ نور ذات کجا و آفتاب کجا

	چہ بہانہ میدہی شیدات را		اے بہا۔ نہ شکّر لبہات را
ترجمہ	کیون یہ عاشق سے بہانہ ہے مہا		شکّر لب ہے ترا خود بے بہا

شرح پہلے مصرع مین بہانہ بمعنے حیلہ ہے اور دوسرے مین بہا بمعنے قیمت ہے اور نہ بمعنے نسبت ہے اور شکّر لبہا (لبون کی مٹھاس) سے آثار تجلیات اور انفاس رحمانی اور کلام نفسی مراد ہے۔ یعنی اے شاہد حقیقی تیرے آثار تجلیات بے بہا ہین اُنمین سے فقیر کو بھی کچھ زکوۃ دے اپنے شیدا کو محروم نہ رکھہ مطلب یہ کہ تو حجاب تعینات مین جلوہ گر ہے اس پردہ کو اُٹھا کر اپنا خاص جلوہ دکھا دے۔

	این جہان کہنہ را تو جان نو		از تن بیجان و دل افغان شنو
ترجمہ	جان ہے تو اس جہان کہنہ کی		سن تن بیجان سے زاری مری

شرح جان نو سے وہی جدید تجلی مراد ہے جسکا ذکر بار بار آچکا ہے اور تن بیجان سے مراد عاشق ہے

یعنے ایجاد تو اس کہنہ جہان کے لیئے جدید تجلیون کے سبب ہر وقت نئی جان کی مانند ہے ترے جلوے نئے نئے رنگ سے ظاہر نہو تے رہین تو تمام عالم فنا ہو جائے - تیرے ہی جلوے سے جہان مین جان پڑی ہوئی ہے طالبان دیدار بلا مشاہدہ تجلی تن بیجان ہین تو انکی فریاد سن اور اپنا جلوہ دکھا۔

	شرح گل بگزار از بہر خدا		شرح بلبل گو کہ شد از گل جدا
ترجمہ	شرح گل کی چھوڑ دے بہر خدا		حال بلبل کہہ کہ ہے گل سے جدا

شرح یعنی اے شخص گل کی شرح یعنے معشوق کا حال چھوڑ کر اب عاشق کی حالت بیان کر کہ بارگاہ معشوق سے اُسے کیا حاصل ہوا معشوق نے اُسپر کیسی قسم کی مہربانیان اور کیسے کیسے الطاف کیے۔

	از غم و شادی بنا شد جوش ما		با خیال و وہم نبود ہوش ما
ترجمہ	شادی و غم سے نہین عاشق کا جوش		ہے خیال و وہم سے ممتاز ہوش

شرح یہان سے اُن الطاف کا ذکر شروع ہوا ہے جو معشوق کی جانب سے عاشق کی حالت پر مبذول ہین یعنی ہماری حرکات شوقیہ اور ہمارا جوش - دنیوی غم و شادی کے سبب نہین ہے بلکہ عشق الٰہی کے باعث ہے اور ہماری عقل دنیوی خیالات اور توہمات سے تعلق نہین رکھتی - بلکہ محبت الٰہی سے مربوط ہے کیونکہ ہماری یعنے عشاق کی حالت دنیا کے لوگون سے جدا ہے - تو عشاق کے اُس جوش کا جو بلا تعلق غم و سرور اُنمین موجود ہے منکر نہو - کیونکہ اللہ تعالے اِس سے بہی زیادہ اوصاف پیدا کرنے پر قادر ہے۔

	حالتِ دیگر بود کان نادرست		تو مشو منکر کہ حق بس قادرست
ترجمہ	عاشقون کا حال کچہ نادر ہے بس		تو نہ ہو منکر کہ حق قادر ہے بس

شرح یعنے عاشقان الٰہی کا حال نادر اور نہایت عجیب و غریب ہے تو انکو اہل دنیا کی طرح نہ سمجھ انکی حالت اور ہے اُنکی کیفیت اور اللہ تعالے نے اُنکو عجیب و غریب صفتین عطا فرمائین ہین جو عموماً انسانونکو نہین دیگئین چنانچہ گذشتہ شعر اسی مضمون کی مثال ہے عاشقان الٰہی کی خاصیتین اہل دنیا سے جدا ہین - اور یہ سب خدا کی قدرت کا اظہار ہے اے شخص تو اُسکی قدرت کا منکر نہو اُسنے عاشقون کا جوش اپنی محبت سے متعلق کر رکہا ہے اور اہل دنیا کا جوش دنیا کی محبت سے ہے ایک صفت کا دو رنگ مین ظاہر ہونا خدا کی قدرت ہے جسکا انکار بیوقوفی نادانی حماقت غفلت اور بعض حالتون مین کفر ہے۔

	تو قیاس از حالتِ انسان مکن		منزل اندر جور و در احسان مکن
ترجمہ	تو قیاس اُنکو نہ کر اغیار پر		جور اور احسان سے بس درگذر

شرح یعنے تو عاشقان الٰہی کی حالت کو عام انسانون کی حالت پر قیاس نہ کر ورنہ قیاس مع الفارق ہوگا

کیونکہ عام آدمیون کا تو یہ قاعدہ ہے کہ اپنے دوست کے دوست اور دشمن کے دشمن بنجاتے ہین جو اپنر مہربان ہو یہ اُسکے مہربان ہین اور جو انکا دشمن ہو یہ اُسکے دشمن جان ہین۔ دنیوی معشوق اپنے عاشق سے بیزار ہو جائے تو ادہر سے بھی بے پروائی ہونے لگتی ہے اور اگر معشوق استغنا اختیار کرتا ہے تو عاشق کا بھی وُہ دل نہین رہتا مگر عاشقان الٰہی کا حال ایسا نہین ہوتا اُنکے خیالات نہایت بلند ہین اُنکو تکلیف ہو یا راحت کسی حالت مین معشوقِ حقیقی سے بیزار یا غافل نہین ہوتے دوسرے مصرع کے یہ معنے ہین کہ اے عاشق الٰہی تو منزلِ تکلیف و راحت اور مقام جور و احسان مین اپنا گھر نہ بنا اور ان دونو صفتون کو اپنا وطن نہ سمجھ بلکہ دونو سے درگذر کیونکہ مقامِ عشق ان دونو منزلون سے آگے ہے عاشقون کو رنج و راحت سے کچھ کام نہین ہوتا وُہ ہر حالت مین خوش اور اپنے معشوق سے رضامند ہین اور یہ خدا کا بہت بڑا عطیہ ہے جو خاص عاشقونکو مرحمت ہوتا ہے ان معنون کی تشریح پہلے بھی کئی جگہ ہو چکی ہے۔

	جور و احسان رنج و شادی حادث است		حادثان میرند و حق شان وارث است
ترجمہ	ہو مسرت یا الم حادث ہے بس		ہین یہ سب فانی خدا وارث ہے بس

شرح۔ یعنی جور اور احسان رنج اور شادی سب کے سب حادث ہین۔ کیونکہ یہ چیزین تغیراتِ عالم کے سبب پیدا ہوتی ہین اور عالم اپنے تغیر کے سبب خود حادث ہے اسلیئے جو چیزین اُسکے اثر سے پیدا ہوتی ہین بدرجہ اولے حادث ہونگے روحانیات گو اس عالم کے تغیر سے محفوظ ہین مگر ایک عالم مین یہ بھی تغیر سے خالی نہ رہینگے جو لوگ روح کو قدیم مانتے ہین وُہ سخت غلطی پر ہین۔ اسکے متعلق کتابین کی کتابین تصنیف ہو چکی ہین ہم یہان بخوف طوالت اس بحث کو چھوڑے دیتے ہین اور مطلب یہ ہے کہ سوائے ذات احدیت کے اور ہر شے حادث اور تمام چیزین جدید یعنے نئی پیدا ہوی ہین اور نئی پیدا ہونے والی چیز فانی ہوا کرتی ہے تا ابد ہرگز قایم نہین رہتی۔ حادث کے لیئے مرنا یا فنا ہو جانا لازم ہے سوائے خدا کے کوئی شے قدیم یعنے ازلی و ابدی نہین ہو سکتی۔ اور چونکہ تمام اشیا حقیقت مین خدا کی ملک ہین اسلیئے فنا ہو جانے کے بعد ہر شے کا وارث اور مالک وہی ہے آدمیون کی وراثت جو زندگی تک رہتی ہے مجازی اور غیر واقعی ہے اسکا اعتبار نہین اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے **انا نحن نحیی ونمیت ونحن الوارثون** یعنے ہمین تنک نہین کہ ہمین زندہ رکھتے ہین اور ہمین مارتے ہین اور ہمین سب کے وارث ہین کیونکہ ہماری بقا دائمی ہے مطلب شعر یہ ہے۔ کہ اے شخص رنج مین اپنے دلکو رنج سے اور شادی مین مسرت سے متعلق نہ رکھکر ان دو نو باتون کو چھوڑ دے کیونکہ ماسوے اللہ سب چیزین حادث اور فانی ہین اور دل لگانے کے قابل وہی ایک ذات ہے جو اپنی تمام خوبیون کے ساتھ ہمیشہ قایم رہیگا فنا ہونے والی چیزون سے دل بستگی انجام کار پریشانی اور تضیع اوقات پر پشیمانی کا باعث ہوتی ہے۔

	صبح شد اے صبح راپشت وپناہ		عذر مخدومی حسام الدین بخواہ
ترجمہ	اے پناہ صبح اب آئی سحر		عذر مخدومی حسام الدین سے کر

شرح۔ مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ راتون کو مثنوی تصنیف کیا کرتے تھے اور مولانا حسام الدین علیہ الرحمۃ مسودہ لکھتے جاتے تھے اور تصنیف مثنوی کے بارے مین تقاضا کرتے رہتے تھے اس موقع پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُنکو تصنیف کرتے کرتے اور انکو مسودہ لکھتے لکھتے صبح ہوگئی اور نماز کا وقت قریب آگیا مولانا اسی مطلب کے جانب اشارہ کرکے فرماتے ہین کہ اے اللہ اے صبح کے پشت وپناہ یعنے سحر کے روشن کرنے والے یا اندھیرے سے اُسکی حفاظت کرنے والے آج مثنوی تصنیف کرتے کرتے صبح ہوگئی ہے تو میری طرف سے میرے مخدوم مولانا حسام الدین کے دل مین عذر کا الہام کر تاکہ وہ اسوقت مجھے مثنوی کے تصنیف کرنے سے معاف رکھین یا یہ معنے ہین کہ اے اللہ تیرے ذکر اور عالم استغراق مین صبح ہوگئی اور باوجود تقاضائے شدید آج کی شب مثنوی نظم کرنے کا موقع نہین ملا اسلیئے تو مولانا حسام الدین کے دل مین میری طرف سے عذر کا القا کر کہ وہ بباعث استغراق مثنوی تصنیف نہ کرنے کے قصور کو معاف کرین نکتہ مولانا حسام الدین کو مخدوم اور عقل کل کہنا یا تو ازراہ کسر نفسی ہے یا اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ پیر کو اپنے لایق مرید کی تعظیم کرنی چاہیئے۔

	عذر خواہ عقل کل وجان توئی		جان جان وتابش مرجان توئی
ترجمہ	عذر خواہ عقل کل وجان ہے تو		روح روح وتابش مرجان ہے تو

شرح عقل (بمعنے خرد ودانش) انسان مین ایک ایسی قوت ہے جسکے وسیلے سے انسان اشیاء کی باریکیون کو معلوم کرلیتا ہے۔ بعض نے اسی عقل کا نام نفس ناطقہ رکھا ہے لغت مین عقل پانو باندھنے کو کہتے ہین چونکہ خرد افعال ذمیمہ کی طرف جانے سے آدمی کا پانو باندھ دیتی ہے اسلیئے اسکا نام عقل رکھا گیا ہے یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ جو لوگ گناہون اور بداعمالیون مین مبتلا ہین وہ یا تو عقل ہی نہین رکھتے یا نفس امارہ اُنکی عقل پر غالب آگیا ہے حکما کے نزدیک عقل دس فرشتون مین سے ایک فرشتہ کا نام ہے کیونکہ وہ عقول عشرہ کے قائل ہین اور یہ کہتے ہین کہ خدا نے اول ایک فرشتہ پیدا کیا تھا اُسنے ایک دیگر فرشتہ اور ایک آسمان پیدا کرویا اور اسی دیگر فرشتے نے ایک اور فرشتہ اور ایک آسمان پیدا کیا علیٰ ہذا القیاس یہانتک کہ دس فرشتے اور نو آسمان پیدا ہوگئے دسوین فرشتہ کا نام عقل فعال ہے اور انہین کو حضرت جبریل بھی کہتے ہین اور پہلے فرشتہ کا نام عقل اول ہے اور بعض نے حضرت جبریل کو عقل اول کہا ہے۔ صوفیون کے نزدیک عقل اول کنایہ نور محمدی ہے اور عقل کل عرش اعظم اور جبریل اور نور محمدی کو کہتے ہین۔ اس شعر مین مولانا حسام الدین

علیہ الرحمۃ کو اُنکے ملکی صفات ہونے کے سبب عقل کل کہا گیا اور مطلب شعر یہ ہے کہ اے اللہ ۔ میرے عقل کل اور میری جان (مولانا حسام الدین) کے دل مین میری طرف سے عذر کا الہام کرنے والا تو ہی ہے مولانا حسام الدین کو مثنوی مین کئی جگہ لفظ جان سے یاد کیا گیا ہے اور دیباچہ مین یہی ارشاد ہوا ہے کہ انت مِنّی بِمَنْزِلَۃِ رُوحِی ۔ اے حسام الدین تو میری روح کے مانند ہے اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اے اللہ تو میری روح کی روح یعنے حسام الدین کی جان اور اُسکا محبوب اور اُسکے قلب کا نور ہے مرجان سے مراد دل ہے جو رنگت اور صنوبری شکل کے لحاظ سے مرجان کے ساتھ تشبیہ تام رکھتا ہے

تافت نور صبح ما از نور تو		در صبوحی بادۂ منصور تو	
ترجمہ	ہم بوقت صبح تیرے نور سے		ہین صبوحی کش مئے منصور سے

شرح ۔ صبوحی ۔ صبح کے وقت شراب پینا اور مئے منصور سے یا تو شراب وحدت مراد ہے یا لفظ منصور مے کی صفت ہے اور دوسرا مصرع پہلے مصرع کے مضمون سے حال واقع ہوا ہے اور یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ صبح اور آفتاب وغیرہ کی روشنی نور خداوندی کا ادنے پرتو ہے قرآن مجید مین موجود ہے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی خدا آسمانون اور زمین کا نور ہے ہر دو عالم مین اسی کے جلوے کی روشنی ہے اور مطلب شعر یہ ہے کہ اے اللہ تیرے ہی نور کے طفیل سے ہماری صبح نے نور حاصل کیا ہے اور چونکہ جلوۂ صبح تیرے جلوے کا عکس اور اُسکی حالت کی خبر دیتا ہے اسلئے ہم صبح کے وقت شراب وحدت سے سرمست ہو جاتے ہین ۔ یا ایسی شراب پیتے ہین جس سے منزل عرفان طے کرنے کی بابت ہمین غیبی مدد ملتی ہے نکتہ چونکہ صبح کا وقت نہایت جلال اور نور کا وقت ہے اسلیئے عاشقان الٰہی کو بہ نسبت دیگر اوقات کے اسوقت زیادہ جوش ہوتا ہے مولانا قدس سرہ نے صبوحی کی قید اسی لحاظ سے لگائی ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ مصرع ثانی لفظ نور صبح سے حال واقع ہوا ہے اسصورت مین یہ معنے ہین کہ ایخدا ہماری صبح کا نور ایسی حالت مین چمکا ہے کہ تیرے فیضان انوار کی صبوحی پیئے ہوے تھا ۔ اور تیرے خدائے برحق اور معبود یکتا ہونے کا اقرار کر رہا تھا ۔ کیونکہ روشنی کا اندھیرے اور اندھیرے کا روشنی مین داخل کر دینا تیری وحدانیت کی دلیل ہے اللہ تعالے خود فرماتا ہے ۔ یُوْلِجُ اللَّیْلَ فِی النَّہَارِ وَیُوْلِجُ النَّہَارَ فِی اللَّیْلِ ۔ یعنی ایخدا تو رات کو دن مین اور دن کو رات مین داخل کر دیتا ہے گویا نور صبح نے مئے منصور یعنی شراب اظہار سر وحدت پی رکھی ہے اور یہ بالکل صحیح ہے کہ ہر شے اُسکی توحید کا اقرار اور سر وحدت کا اظہار کر رہی ہے لیکن بے زبان چیزون کی زبان حال کا مضمون ہر شخص نہین سمجھتا

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

	دادۂ حق چون چنین دارد مرا		بادہ کہ بود تا طرب آرد مرا
ترجمہ	یہ عطائے حق ہے یہ ہے فضل رب		مے سے مجکو ہو نہین سکتا طرب

شرح، دادۂ حق سے شراب فضل و احسان اور بادۂ تجلی و عرفان اور مصرع ثانی مین بادہ سے یہی ظاہری شراب مراد ہے یعنے جبکہ مجھپر اللہ تعالے کی عنایتین اور اُسکے احسان اسقدر ہین کہ مین ہر صبح کو شراب وحدت کی صبوحی پیتا رہتا ہون اور اُس سے میرے دل کو فرحت روح کو سرور اور آنکھون کو نور حاصل ہوتا رہتا ہے تو اسکے مقابلہ مین دنیوی شراب کیا چیز ہے کچھ بھی نہین مجھے حقیقی طرب اور دائمی شادمانی حاصل ہے دنیوی شرح جو مادۂ غفلت و فحش اور نا پاکیون کی جڑ ہے ہرگز مجھے خوش نہین کرسکتی۔ کیونکہ یہ شراب بادۂ عشق حقیقی کے مقابلہ مین لاشئے ہے اسکے نشے کا انجام خمار ہے اور اُسکی کیفیت کا اختتام وصال حقیقی ہے جو اہل اللہ کا مقصد اصلی ہے آیندہ دو شعرون مین مولانا قدس سرہ شراب حقیقی اور شراب دنیوی کی کیفیت کا اختلاف اور دونو کے سرور کا فرق بیان فرماتے ہین۔

	بادہ در جوشش گدائے جوش ما		چرخ در گردش گدائے ہوش ما
ترجمہ	جوش بادہ ہے گدائے جوش عشق		چرخ گردان ہے گدائے ہوش عشق

شرح، یہ شعر شروع کتاب مین بھی آچکا ہے لیکن وہان دوسرے مصرع مین اسیر ہوش تھا اور یہان گدائے ہوش ہے۔ البتہ ماحصل دونو لفظون کا ایک ہے اور وہان حسب اقتضائے مقام ہمنے اس شعر کے معنے دو طرح بیان کیے تھے یہان صرف ایک توجیہ کافی ہے کہ شراب ظاہری اپنی کیفیت اور جوش مین ہمارے جوش کی گدا یعنے اُس سے کم درجہ کی ہے اور فی الواقع شراب عشق کا جوش شراب ظاہری سے بہت بڑھا ہوا ہے۔ کیونکہ شراب ظاہری سامان شقاوت ہے اور باطنی موجب سعادت اور آسمان باوجودیکہ اپنی گردش مین حکم خالق کی مخالفت نہین کرسکتا۔ لیکن باایںہمہ عظمت و شان وہ اپنی گردش مین ہماری گردش عقل کا رجونشۂ شراب عشق حقیقی کے باعث ہے، گدا یا فقیر ہے یعنی اُسکی بہ نسبت نہایت پست حالت مین ہے۔ کیونکہ آسمان کی گردش سعادت و نحوست دونو پر مبنی ہے اور عشاق کی گردش عقل صرف سعادت یران دونو مین جو کچھ فرق ہے وہ آفتاب سے زیادہ روشن ہے

	بادہ از ما مست شد نے ما ازو		عالم از ما ہست شد نے ما ازو
ترجمہ	بادہ ہمسے ہے نہ ہم ہین مست مے		ہم نہین عالم سے عالم ہم سے ہے

شرح یعنے شراب ظاہری مین جو نشہ ہے اور وہ اپنی کیفیت مین آپ مست ہے یہ اُسی شراب عشق حقیقی کی بدولت ہے جو ہمنے پی رکھی ہے۔ مطلب یہ کہ شراب عشق حقیقی نہایت تیز و تند ہے۔ دوسرے مصرع مین

لفظ ملے سے روح مراد ہے۔ کیونکہ اولیاء اللہ جیتے جی جسم خاکی کو فنا کرکے محض روح ہی روح رہجاتے ہین اور یہ بھی خیال ہے کہ مصرع ثانی پہلے کی تمثیل ہے یعنے جسطرح عالم روح کے سبب ہست ہوا ہے روح عالم کے سبب ہست نہین ہوئی اسیطرح ظاہری شراب کا نشہ بادۂ عشق حقیقی کی بدولت ہے اور معنوی شراب کا نشہ ظاہری شراب کی بدولت نہین ہے یہان ہم ایک مصرع کی تضمین کرتے ہین۔

شراب عشق کجا دُمے خراب کجا — بہ بین تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

	ما چو زنبوریم و قالبہا چو موم	خانہ خانہ کردہ قالب را چو موم	
ترجمہ	کالبد ہین موم ہم زنبور ہین	خانہ خانہ کالبد ہین چور ہین	

شرح زنبور شہد کی مکھی اور موم سے مراد انہین مکھیون کا چھتہ ہے اور مان سے مراد وہی روح ہے جسکا ذکر ابھی ہو چکا ہے مطلب یہ کہ عاشقان الٰہی کی روحین مگس شہد کے مانند اور اُنکے جسم چھتے کے مانند ہین روح نے قالب کو سوراخ سوراخ کر دیا ہے۔ اور اُن تمام سوراخون مین معرفت الٰہی کا شہد بھر دیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ عاشقان الٰہی وصال کی امید مین ریاضت و محنت کے ہزارون زخم کھا کھا کر اپنے اجسام کو فنا کر دیتے ہین اور اُنکے ہر رگ و ریشہ مین عشق حقیقی کی حلاوت پُر ہو جاتی ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ عاشقان الٰہی اپنے اجسام کے حق مین نہ زنبور ہین اور اُنکے اجسام اُنکے لیئے موم بنے ہوے ہین یعنے جسطرح موم اچھے بُرے نقش کو آسانی سے قبول کر لیتا ہے۔ اسی طرح عاشقان الٰہی ہر قسم کی تکلیف کو رضامندی سے قبول کر لیتے ہین اُنکا بدن اُنکی خوشی سے طرح طرح کی تکلیفون کے خونریز تیرونکا چھتہ بنا ہوا ہے۔

	بس دراز ست این حدیث خواجہ کو	تا چہ شد احوال آن مرد نکو	
ترجمہ	یہ کہانی ہے بڑی اے نیک فال	سیر سُنا دے طوطی و تاجر کا حال	

شرح یعنے عاشقان الٰہی اور معشوق حقیقی کا حال کوئی کہانتک بیان کرے۔ زبان قلم اور قلم زبان دونو اس سے عاجز ہو۔ اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا۔ یعنے اگر میرے رب کے باتین لکھنے کے لیئے سمندر سیاہی بنجائے تو بالضرور سارا سمندر صرف ہو جائے اور میرے رب کی باتین تمام نہون۔ اگرچہ اُس سمندر کی مدد کے لیئے ویسا ہی ایک سمندر اور لا یا جائے مطلب یہ ہے کہ اُسکی قدرت کا بیان احاطۂ تحریر سے باہر ہے کسیکے خیال مین نہین آسکتا اسی طرح ہر شے سے اسرار وحدت کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن اُسکا بیان کرنا یا لکھدینا حد امکان بشری سے خارج ہے اسلیئے ہم اس بیان کو چھوڑکر پھر سوداگر اور طوطی کے قصہ کی طرف رجوع کرتے ہین کیونکہ ابھی وُہ قصہ ناتمام ہے اور اُسکا نہایت ضروری حصہ یعنے نتیجہ قصہ ابھی بیان نہین ہوا۔

رجوع بحکایت خواجہ تاجر

سوداگر اور طوطی کی حکایت کی طرف رجوع کرنا +

	خواجہ اندر آتش و درد و حنین	صد پراگندہ ہمیگفت ایچنین	
ترجمہ	درد و غم مین خواجہ مرد نکو	کر رہا تھا یہ پریشان گفتگو	
	گہ تناقض گاہ ناز و گہ نیاز	گاہ سودائے حقیقت گہ مجاز	
ترجمہ	گاہ کرتا تھا نیاز اور گاہ ناز	گاہ سودائے حقیقت گہہ مجاز	

شرح حنین گریہ و نالہ۔ ایچنین اشارہ بہ نوحہ گزشتہ اور لفظ گہ تناقض ایچنین کے متعلق ہے۔ اور گاہ ناز و گہ نیاز لے آخرہ تناقض کی تفسیر ہے یعنے تاجر کے نوحہ کا مضمون باہم متبائن و مخالف تھا کبھی تو طوطی کے مرجانے کے غم مین ایسی پراگندہ باتین کرتا تھا جیسی اوپر گزر چکی ہین اور کبھی اون کے خلاف یعنے اوسکے مرنے سے خوش ہوتا تھا کبھی اسبات پر ناز کرتا تھا کہ مینے طوطی کے عشق مجازی سے نجات پائی اور کبھی بارگاہ الٰہی مین بعجز و نیاز مناجات کرتا تھا کہ طوطی پھر زندہ ہوجائے تو کیا اچھا ہو کبھی اوس پر عشق مجازی کا جنون سوار ہوتا تھا۔ کبھی عشق حقیقی کا کیونکہ تاجر طوطی کا عاشق تھا اور عاشق اپنے افعال و اقوال مین مجبور اور دیوانہ کی مانند ہوا کرتا ہے +

	مرد غرقہ گشتہ جانے میکند	دست را در ہر گیاہے میزند	
ترجمہ	ڈوبنے کی ہے یہ حالت سر بسر	ڈالتا ہے ہاتھ ہر برگ کاہ پر	
	تا کدامین دست گیرد در خطر	دست و پائے میزند از بیم سر	
ترجمہ	تا کہ ہو اس وقت کوئی دستگیر	جانستان ہے خوف دریائے خطیر	

شرح ۔ تاجر کی پریشانی اور پراگندہ مقالی کی تمثیل ہے۔ غرقہ ڈوبنے والا۔ جان کندن مشقت و کوشش کرنا۔ بیم سر بمعنے خوف جان یعنے تاجر کی ایسی مثال تھی جیسا ڈوبنے کو تنکے کا سہارا +

	دوست دارد دوست این آشفتگی	کوششِ بیہودہ بہ از خفتگی	
ترجمہ	ہے پسند یار یہ آشفتگی	شغل بد سے بھی بری ہے خفتگی	

شرح ۔ یعنے اللہ تعالے جو محبوب حقیقی ہے اضطراب عاشق کو پسند کرتا ہے کیونکہ غفلت اور بیکاری سے کسی کام مین مشغول رہنا بہتر ہے خواہ وہ بیہودہ ہی کیون نہو۔ حدیث شریف مین ہے کہ رسول مقبول ص ایک شخص کے پاس سے گزرے اور آپنے اوسکو کچھ اوجہ نہ کی جب آپ واپس تشریف لائے تو قدرے متوجہ ہوئے صحابہ نے سبب پوچھا۔ آپنے فرمایا کہ پہلی حالتمین چونکہ وہ بیکار تھا اسلئے شیطان اوسکا مصاحب بنگیا تھا اور دوسری حالت مین وہ زمین پر لکیرین کھینچ رہا تھا اسلئے شیطان اوسکی مصاحبت سے جدا ہوگیا تھا اسلئے یہ مثل مشہور ہوگئی ہے کہ بیکار سے بیگار بھلی۔

	آنکہ او شاہست او را بیکار نیست	نالہ از وے طرفہ کو بیمار نیست	
ترجمہ	شاہ کو اک لحظہ بیکاری نہیں	ہے وہ نالان اور بیماری نہیں	

شرح ۔ اگر شاہ سے مراد اللہ تعالےٰ ہے تو یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت ایک نئی شان میں ہے ۔ عزت دیتا ہے ذلت دیتا ہے مارتا ہے جلاتا ہے ۔ رزق دیتا ہے بند کر لیتا ہے بیمار ڈالتا ہے شفا دیتا ہے ۔ اسلئے جب شاہ کا یہ حال ہے تو بندوں کو بھی متخلق باخلاق اللہ ہو کر ہمیشہ ذکر میں مشغول رہنا چاہیے اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ باوجود عدم حاجت اللہ تعالےٰ کو اپنے بندوں سے محبت ہے اور اون کے کام بناتا رہتا ہے ۔ اور یہ بات فی الواقع عجب ہے کہ باوجود عدم احتیاج کوئی کسیکا کام کرے ۔ نالہ مجازاً بمعنے محبت اور بیمار بمعنے محتاج ہے ۔ اور اگر سلطان سے ولی کامل مراد ہے تو یہ معنی ہیں کہ ولی بیکار نہیں رہتا بلکہ محبت الٰہی میں نالان رہتا ہے اور اوسکا نالہ عجب بات ہے کیونکہ وہ مریض نہیں ہے بلکہ طبیعت بشری پر قادر ہے اوس کو نالہ کی احتیاج نہیں پس تو یہی سمجھئے کہ اوس کا نالہ اور دعا صرف مخلوق کے فائدے لئے ہے ۔ اس صورت میں نالہ اور بیمار کی تاویل کی کچھ حاجت نہیں آئندہ لفظ ہُو کو ہمیشہ بتشدید واو لکھنا شعر کی ضرورت سے ہے

	بہر این فرمود رحمان اے پسر	کُلَّ یومٍ ھُوَ فی شان اے پسر	
ترجمہ	دیکھ لے تو قول رحمان اے پسر	اوسکی ہر دم ہے نئی شان اے پسر	

شرح ۔ یعنے اس بات کی اطلاع کے لئے کہ بیکار رہنا برا اور کچھ نہ کچھ شغل کرنا اچھا ہے ۔ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ۔ کُلَّ یومٍ ھُوَ فی شان ۔ شان یعنی حکم ہے ۔ مثلاً عزت و دولت دینی زندگی اور موت یعنی وغیرہم ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا ہماری تعلیم کے لئے ہے ۔ پس تو جسطرح وہ ہمارے کاموں میں ہمارا معاون ہے اوسی طرح ہمیں بھی اوسکی عبادت اور خدمت میں مشغول رہنا چاہیے ۔ بیکاری و یاد الٰہی سے غفلت ایکدم کے لئے بھی ناجائز ہے ۔

	اندریں رہ مے تراش و مے خرام	تا دمِ آخر دمے فارغ مباش	
ترجمہ	چل اسی رستے پہ اور جاہل نہ ہو	آخری دم تک کبھی غافل نہ ہو	
	تا دمِ آخر دمے آخر بود	کہ عنایت با تو صاحب سر بود	
ترجمہ	تا دمِ آخر دم آخر بنے	فضل سے تو اوسکے صاحب سر بنے	

شرح یعنے راہ حق میں کوشش کر اور نہایت قدم رہ اور اوسکی یاد سے آخر دم تک ایک دم غافل نہ ہو ۔ تاکہ تیرا دم آخر اللہ جیسا کہ صالحین کا ہوتا ہے کیونکہ ذکر کرتے کرتے عنایت الٰہی مخفی طور پر تیرے رفیق اور رازدار ہو جائینگی اور مرتے ہی مقام حضوری حاصل ہو جائیگا ۔ اسلئے کہ آدمی جس حال میں مریگا اوسی میں اٹھیگا ۔

	ہر کہ میکوشد گر او مرد و زن ست	گوش و چشم شاہ جان بر دو زنست	
ترجمہ	کوشش مرد ان ہو یا ہے زنان	دیکھتا ہے سب کو شاہ انس و جان	

شرح یعنے راہ خدا میں کوشش کرنے والا مرد ہو یا عورت۔ اللہ تعالیٰ اوسکے اعمال کو دیکھتا اور سنتا ہے اعمال کے مطابق جزا ملے گی اور کسیکی کوشش بیکار نہ جائیگی۔ گوش اور چشم بر روزن شدن بمعنے سننا اور دیکھنا ہے۔ اور ہو السمیع البصیر کا یہی مطلب ہے

بیرون انداختن مرد طوطی را از قفس و پریدن آن

ترجمہ سوداگر کا طوطی کو مردہ سمجھ کر پنجرے سے باہر پھینکدینا اور طوطی کا اوڑ جانا

بعد از آنش از قفس بیرون فگند	طوطیک پرید تا شاخ بلند
ترجمہ خواجہ نے پھینکا جو مردہ جان کر	اُڑ گیا طوطی بلند اک شاخ پر
طوطی مردہ چنین پرواز کرد	کافتاب از چرخ ترکی تاز کرد
ترجمہ طوطی مردہ اڑا ایسا شتاب	چرخ پر جس طرح گوے آفتاب

شرح۔ ترکتاز دوڑنا۔ ترکونکی دوڑ۔ ترکی تاز باضافت مقلوب ہے۔ بعض نسخون میں چرخ کی جگہ شرق ہے یہی حال روح کا ہے کہ قفس جسمانی سے رہا ہو کر قرب الٰہی کی طرف چلی جاتی ہے اور نخل مشہود کی شاخونپر اپنا گھر بنالیتی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ آفتاب مشرق سے نکلتے ہی ہر دم ترقی کرتا جاتا ہے اس سے روح کے نکلنے کو تشبیہ دیگئی ہے جو اس بات پر اشارہ کر رہی ہے کہ روح کو بعد موت عالم برزخ مین دنیوی زندگی کی بہ نسبت حیات کامل حاصل ہوتی ہے۔

خواجہ حیران گشت اندر کار مرغ	بیخبر ناگہ بدید اسرار مرغ
ترجمہ خواجہ کو حیرت تھی کار مرغ سے	بے خبر تھا کاروبار مرغ سے

شرح دوسرا مصرع پہلے مصرع کی علت ہے یعنے تاجر مرغ کے نادیدہ اسرار دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا

روے بالا کرد و گفت اے عندلیب	از بیان حال خود دہ ماں نصیب
ترجمہ منہ اٹھا کر یہ کہا اے عندلیب	کچھ سنا اپنا ہمیں حال عجیب
او چہ کرد آنجا کہ تو آموختی	چشم ما از مکر خود بر دوختی
ترجمہ تو نے کیا سیکھا اور اوسنے کیا کیا	سچ بتا دے مکر کیون ایسا کیا
ساختی مکرے و ما را سوختی	سوختی ما را و خود افروختی
ترجمہ مکر نے تیرے کیا دل سوختہ	ہم جلیں اور تو ہو یون افروختہ

شرح عندلیب سے مجازاً طوطی مراد ہے یعنے جب وہ طوطی اوڑ گیا تو تاجر نے حیرت زدہ ہو کر یہ کہا کہ اے طوطی اس مکر سے کیا فائدہ ہوا۔ سچ بتا۔ اُس طوطی نے ہند مین ایسا کیا کام کیا تھا کہ تو نے بہتر سمجھکر اوسکی تقلید کی اور ہمیں جلا کر خوش ہوئی

گفت طوطی کو بفعلم پند داد	کہ رہا کن نطق آواز و کشاد
ترجمہ یہ کیا طوطی نے تھی وہ مجھکو پند	یعنے کر اللہ خوشنوائی اپنی بند

شرح کشاد بمعنی خوشی و پہر پہراہٹ۔ اسمین اس بات پر اشارہ ہے۔ کہ کامل گو اپنی زبان سے کچھہ نہ کہیں لیکر اونکے افعال دوسرونکے لئے پند ہوتے ہیں جیسا کہ اوس ہندوستانکی طوطی کا فعل اس طوطی کے لئے باعث نجات ہوگیا۔ اس لئے کاملین اتباع سنت اور اقوال محمدی کو اپنا پیشوا بنائے رکھتے ہیں۔

	زانکہ آوازت ترا در بند کرد	خویش او مردہ پئے ایں پند کرد
ترجمہ	خوشنوائی کے سبب تو بند ہے	اوس کا مُردہ ہونا مجکو پند ہے
	یعنے ای مطرب شدہ با عام و خاص	مردہ شو چون من کہ تا یابی خلاص
ترجمہ	یعنے اے زہرہ نوائے عام و خاص	جیتے جی مردہ کہ تا پائے خلاص

شرح۔ یعنے اوس ہندوستان کی طوطی نے مردہ کی صورت بنا کر مجکو نصیحت کی کہ اے طوطی تاجر اور اے مطرب خاص و عام تو بھی اپنے تئین مردہ بنالے ضرور نجات پائے گا۔ تیرا مالک تجھے مردہ سمجھہ کر قفس سے نکالدیگا۔

	دانہ باشی مرغکانت بر چنند	غنچہ باشی کودکانت بر کنند
ترجمہ	دانے کو چنتے ہیں اکثر جانور	طفل غنچے توڑتے ہیں سربسر
	دانہ پنہان کن بکلی دام شو	غنچہ پنہان کن گیاہِ بام شو
ترجمہ	دانہ کر پنہان سراسر دام بن	غنچہ کر پنہان گیاہِ بام بن

شرح۔ چونکہ دانہ مٹی میں ملا ہوا ہوتا ہے اسلئے بہ نسبت غنچہ کے ذلیل حال میں ہے۔ لہذا دانہ سے فقیر اور غنچہ سے غنی مراد ہے اور مرغان سے فرشتگان موت اور کودکان سے اطفال لیل و نہار۔ یعنے تو فقیر ہو یا غنی۔ موت سے ہرگز نہیں بچ سکتا۔ مگر اُس صورت مین حیات ابدی حاصل ہوسکتی ہے کہ تو اگر فقیر ہے تو اپنی ذات کو فنا فی اللہ کرکے عشق حقیقی کو حاصل کرنے کے لئے سربسر دام بن جا۔ اور اگر غنی ہے تو فنا ہوکر مراتب عالیہ معرفت کی گھانس ہو یعنے قرب اور تر و بازگی حاصل کر گھاس کی تخصیص اسلئے ہے کہ اسمین بہ نسبت جمیع سبزہ زار کے قدرتی نشو و نما کا مادہ بہت ہوتا ہے۔ اسیطرح عاشق الہی کو ہر وقت نشو و نما ہوتا ہے یا اس لئے کہ گھاس نہایت پست حالت مین ہے۔ امیرون کے لئے اسکی تخصیص ان معنون کی طرف اشارہ ہے کہ امرا کو اپنی ظاہری امارت چھوڑ کر عشق الہی مین فروتنی ضرور چاہئے۔ یا دانہ باشی اور غنچہ باشی سے اظہار خودی مراد ہے جسمیں مضرت کا اندیشہ ہے دیکھہ لو جانور اونہیں دانون کو کھاتے ہیں جو ظاہر ہیں اور لڑکے انہین غنچون کو توڑتے ہیں جنکا ظہور ہوچکا ہے۔ مطلب یہ کہ اگر تو اپنی طاعت و عبادت کا اظہار کریگا تو تجکو معنوی نقصان حاصل ہوگا۔ اسلئے ایمخاطب تجھپر فرض ہے کہ خودی اور خودنمائی کو چھوڑ کر مرتبہ فنا حاصل کرے اور اپنی شہرت سے بچے اور دانہ نہ بنے کیونکہ دانہ بنے گا تو جانور ضرور تیری طرف رجوع کرینگے بلکہ دام بن کہ جانور تجھسے ڈرتے رہین۔ اور تیرے پاس آنے کو گویا مصیبت مین پھنسنا سمجھیں۔ اور غنچہ نہ ہو بلکہ گھاس ہو اور گھاس بھی بام کی گھاس جسپر توجہ ہی نہیں ہوتی اور ہوتی ہے تو اس قدر کہ اوسکو اکھاڑ کر پھینکدیتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ شہرت سے پرہیز کرتا کہ

طلب دنیا سے بچے کیونکہ شہرت سے دنیا حاصل ہوتی ہے اور رجوع خلایق کا اندیشہ ہے **فائدہ** شہرت وہی بُری ہے جسمیں سالک کی نظر مخلوق کی طرف ہو۔ اور اگر خالق کی طرف ہے تو ایسی شہرت سے کچھ حرج نہیں۔ شہرت سے بچنے کی سب سے اچھی ترکیب وہ ہے جو بایزید بسطامی رحمہ اللہ نے کی تھی۔ کہ ایکبار ذنکو رمضان مین ایک نان بائی کی دکان سے بے اجازت روٹی لے کر کھالی۔ لوگون نے اِس حرکت کو برا جانا۔ مگر فی الواقع یہ بات تھی کہ آپ بیمار تھے اور افطار جائز تھا۔ روٹی پہلے خرید کر رکھ گئے تھے۔ شہرت سے بچنے اور عوام کو بدعقیدہ کرنے کے لئے یہ چاہیئے کہ ایسا فعل کرے جو بظاہر عوام مین مذموم ہو اور فی الواقع حرام یا مکروہ اور خلاف شرع نہ ہو پچھلے معنی نہایت چسپان ہیں۔ کیونکہ مولانا شہرت کی مذمت بیان کر رہے ہین اور آیندہ بھی مضرت تعظیم خلایق کا بیان کرنے والے ہیں۔

	ہر کہ دارد حسن خود را بر مراد		صد قضائے بد سوی او رو نہاد	
ترجمہ	حسن ہو جس کا مراد ی زینہار		صد قضائے بد کا ہوتا ہے شکار	

شرح یعنے جو شخص اپنی خوبیون اور عبادتون کو اپنی مراد کے موافق پائے۔ یعنے جیسا باطن مین ہو ویسی ہی اوسکی شہرت ظاہر مین ہو تو وہ مصیبتون مین گرفتار ہوجائے گا بعض نسخون مین ہر کہ داد او حسن خود را بر فراد ہے۔ یعنے جسنے اپنی خوبیون کو بڑھا کر ظاہر کیا۔ اوسنے خطر انجام اپنے حق مین بُرا کیا +

	چشمہا و خشمہا و رشکہا		بر سرش بارد چو آب از مشکہا	
ترجمہ	چشم مردم خشم مردم اور رشک		اوس کے سر پر ہے بشکل آب مشک	

شرح قضائے بد کی تفسیر ہے چشم سے چشم زخم یعنے نظر بد مراد ہے کیونکہ مشہور مقولہ ہے اَلعین تدخل الرجل القبر والجمل القدر۔ نظر بد آدمی کو قبر مین اور اونٹ کو ہنڈیا مین داخل کردیتی ہے۔ نیکو سے لوگ حسد و رشک کرنے لگتے ہیں۔

	دشمنان او از غیرت میدرند		دوستان ہم روزگارش میدرند	
ترجمہ	غیر سب غیرت دلاتے ہیں اوسے		اور یگانے سب ستاتے ہیں اوسے	

شرح۔ یعنے شہرت پسند آدمی کے دشمن رشک و حسد سے اوسکو تکلیف پہنچاتے ہین اور دوست اوسکی صحبت کے باعث اوسکا وقت ضایع کرتے ہیں اور نقصان شہرت کے باعث ہوتا ہے۔

	آنکہ غافل بود از کشت و بہار		او چہ داند قیمت این روزگار	
ترجمہ	جو کہ ہو ناواقف کشت و بہار		کیا خبر اوس کو کہ کیا ہے روزگار	

شرح یعنے جو شخص کشت و بہار یعنے فوائد عمر سے غافل ہے وہ روزگار رایگان کی قدر و قیمت نہین جانتا۔

	در پناہ لطف حق باید گریخت		کو ہزاران لطف بر ارواح ریخت	
ترجمہ	جا۔ پناہ لطف حق مین اے بشر		لطف اوسکے ہین بہت ارواح تر	

	تا پناہے یابی آنگہ - چہ پناہ		آب و آتش مر ترا گردد پناہ
ترجمہ	تاکہ پائے سایۂ حق مین پناہ		آگ پانی ہو ترے حق مین پناہ

شرح - یعنے دشمنونکی عداوت اور دوستونکی مصاحبت سے ہردم نقصان ہوتا ہے اسلئے طالب پر فرض ہے کہ سب کو چھوڑکر اللہ تعالیٰ کی پناہ مین آجائے - کیونکہ پناہ حق کیسی ایسی ویسی پناہ نہین - بلکہ ایسی پناہ ہے کہ پانی اور آگ انسان کی محافظ بنجاتی ہین اوسکی مثال آیندہ شعرون مین ہے -

	نوح و موسیٰ را نہ دریا یار شد		لیک بر اعدا شان یکسر قہار شد
ترجمہ	نوح اور موسیٰ کا دریا یار تھا		دشمنان خاص پر قہار تھا
	آتش ابراہیم را نے قلعہ بود		تا برآورد از دل نمرود دود
ترجمہ	آگ اک قلعہ بنی بہر خلیل		جل مرا غصہ مین نمرود ذلیل
	کوہ یحییٰ را نہ سوئے خویش خواند		تا صد آتش بر خم سنگ افگند
ترجمہ	کوہ نے یحییٰ کو اندر لے لیا		دشمنون کو اون کے زخمی کر دیا
	گفت اے یحییٰ بیا در من گریز		تا پناہت باشم از شمشیر تیز
ترجمہ	یہ کہا سب دشمنون سے کر گریز		مین ہون اے یحییٰ امان تیغ تیز

شرح - ان شعرون مین لفظ نے استفہام تقریری ہے یعنی کیا دریا حضرت نوح اور موسیٰ کی رفاقت مین اون کے دشمنون کو غرق نہین کیا تہا بلکہ ضرور کیا تہا علیٰ ہذا القیاس آگ نے حضرت ابراہیم اور پہاڑ نے حضرت یحییٰ کو پناہ دی تہی کفار نے جب حضرت یحییٰ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو آپ بہاگے اور کفار پیچہے پیچہے چلے - ایک پہاڑ نے پکارا کہ آپ مجہہ مین آجائیے - مین آپ کو پناہ دونگا اور یہود پر پتھر پہینکونگا - چنانچہ ایسا ہی ہوا - حضرت یحییٰ بحکم الٰہی اس واقعہ کے بعد شہید ہوئے تہے -

وداع کردن طوطی خواجہ را و پریدن

ترجمہ	طوطی کا سوداگر کو رخصت کرنا اور اڑجانا		
	یکدو پندش داد طوطی بے نفاق		بعد ازان گفتش سلام الفراق
ترجمہ	دے کے اوس کو پند مرغ بے نفاق		پہر لگا کہنے سلام الفراق
	الوداع اے خواجہ کردی مرحمت		کردی آزادم ز قید مظلمت
ترجمہ	الوداع اے باعث صد مرحمت		تونے دی مجکو نجات مظلمت
	الوداع اے خواجہ رفتم تا وطن		ہم شوی آزاد روزے ہمچو من
ترجمہ	الوداع اب اڑ گیا مین تا وطن		تو ہین آزاد ہو اے مرد فن

شرح ۔ یکدو پند سے مراد طوطی کا یہ قول ہے مردہ شو چون من کہ تا یابی خلاص ۔ طوطی کو بے نفاق اسلئے کہا کہ اوس نے تاجر کو جو کچھ نصیحت کی تھی وہ سچی ہمدردی پر مبنی تھی ۔ سلام الفراق ۔ جدائی کے موقع کا آخری سلام مظلمت نفس کا گوشۂ تاریک ۔ وطن سے مراد ہندوستان ہے ۔ اور ہم شوی آزاد الخ آخر کا یہ مطلب ہے کہ اے خواجہ اگر مرنے سے پہلے مرجائے گا تو میری طرح تو بھی ایک دن وجود عارضی کی قید سے آزاد ہو کر فنا فی اللہ ہو جائے گا ۔

	خواجہ گفتش فی امان اللہ برو	مرمرا اکنون نمودی راہ نو	
ترجمہ	خواجہ بولا فی امان اللہ جا	کیا دکھائی تونے سیدھی راہ جا	
	سوئے ہندستان اصلی رو نہاد	بعد شدت از فرح دل گشتہ شاد	
ترجمہ	اڑ گیا طوطی سوئے ہندوستان	بعد اوس شدت کے ہو کر شادمان	

شرح یعنے جب خواجہ نے فی امان اللہ کہکر طوطی کو رخصت کر دیا تو وہ ہندوستان اصلی وطن کی طرف اڑ گیا ۔ اور شدت قید کے بعد طوطی کا دل اس رہائی سے نہایت خوش ہوا ۔ راہ نو سے طریقہ وصول الی اللہ مراد ہے جس سے تاجر ابتک ناواقف تھا ۔ اور جو اوسکو طوطی کی نصیحت اور اوسکی رہبری سے معلوم ہوا تھا ۔

	خواجہ با خود گفت این پند من ست	راہ او گیرم کہ این رہ روشن ست	
ترجمہ	خواجہ بولا پند ہے یہ سر بسر	راہ رو اب مین ہون وہ تمہارا رہبر	
	جان من مگذار طوطی کے بود	جان چنیں باید کہ نیکو پے بود	
ترجمہ	جان میری کیونکہ ہو طوطی سے کم	اب اسی رستہ مین رکھون گا قدم	

شرح یعنے طوطی کا یہ واقعہ دیکھکر تاجر نے عہد کر لیا کہ میں اُسی رستہ پر چلونگا جسکی رہبری طوطی نے کی ہے کیونکہ انسان کو جو اشرف المخلوقات ہے کسی حال میں حیوان سے گھٹکر نہ رہنا چاہیے ۔ لفظ پے بمعنی عقب ہے یعنے جان وہی ہے جس کے نکلجانے کے بعد کوئی نیکی باقی رہے یا آدمی وہی ہے جو کسی نیک کے قدم بقدم چلے ۔ اس صورت میں نیکو پے بمعنی پیرو نیک ہے ۔

مضرت تعظیم خلق و انگشت نما شدن

ترجمہ	خلقت کے بڑا جاننے اور نام میں انگشت نما ہونیکے ضرر کا بیان		
	تن قفس شکل ست آن شد خار جان	از فریب اخلان و خار جان	
ترجمہ	تن قفس ہے اسلئے ہے خار جان	آنے جانے والے ہیں ایذا رسان	

شرح پہلے مصرع میں خار الگ لفظ ہے اور جان الگ یعنی خار برائے روح ۔ اور دوسرے میں حسب قاعدہ فارسی لفظ خار کی جمع ہے یعنے بدن روح کے حق میں قفس کی مانند ہے اوسکو پرواز عالم علوی سے روکتا ہے اور اسی روک کے سبب ہم جسم انسانی کو خار پائے روح بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ آنے جانے والے مریدون اور معتقدین کی حد سے بڑھی ہوئی اولغو تعریفون اور خوشامد کے

باعث نفس پہولجاتا ہے اور آدمی میں عجب اور تکبر پیدا ہوجاتا ہے جو روح کو عالم بالا کی سیر سے روکے رکہتا ہے۔ تن سے مراد شخص معین ہے مطلب یہ ہے کہ آدمی خوشامد گویون کے فریب سے اپنی روح کے حق مین کانٹا بنکر عالم بالا کی پرواز سے محروم رہ جاتا ہے نیز ممکن ہے کہ داخلان سے صفات ذمیمہ قلبی اور خارجان سے الفاظ خوشامد و مدح مراد ہون جنکے باعث آدمی مین صفت تکبر پیدا ہوجاتی ہے چنانچہ مولانا ایک جگہہ فرماتے ہیں۔ آدمی فربہ شود از راہ گوش۔ انسان کان کے رستے۔ (خوشامد اور تعریف) سے فربہ ہوجاتا ہے۔ خارجان جانے والے اور داخلان آنے والے۔

	اینش گوید من شوم ہمراز تو	وانش گوید نے منم انباز تو
ترجمہ	اس کا دعوے ہے کہ مین ہمراز ہون	قول ہے اوس کا کہ مین دمساز ہون
	اینش گوید نیست چون تو در وجود	در کمال و فضل و در احسان و جود
ترجمہ	اس کا یہ کہنا کہ ہو تم بے مثال	سر بسر جود و کرم فضل و کمال
	آنش گوید ہر دو عالم آن تست	جملہ جانہا مان طفیل جان تست
ترجمہ	کوئی کہتا ہے دو عالم ہیں ترے	جانین وابستہ ہیں تیری جان سے

شرح۔ ہر شعر مین اینش کا اشارہ داخل یعنے وسوسۂ شیطانی کی طرف ہے اور آنش کا خارج یعنے خوشامد گو کی طرف۔ یا این و آن سے مطلق آنے جانے والے مراد ہین انمین سے ایک یہ کہتا ہے کہ مین آپ کا ہمراز ہون۔ اور دوسرا یہ کہتا ہے کہ مین حضور کا درد شریک ہون۔ اے حضرت آپ صاحب فضل و کمال اور عالم مین بیمثال شخص ہیں ایسی خوشامد سے آدمی کے دل میں تکبر سما جاتا ہے جو باعث مضرت ہے۔ افسوس اس زمانہ مین خوشامد کا رواج بہت ہے خصوصاً امرا کے دربارونمیں سیکڑون خوشامدی لالچ کے سبب امر بالمعروف نہیں کرسکتے اور قرآن و حدیث کے مطابق احکام نہیں بتاتے۔ بلکہ خدا کی آیتون کو تہوڑی قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں۔ اور خدا کا غضب مول لیتے ہیں۔

	آنش خواند گاہ عیش و خرمی	اینش گوید گاہ نوش و ہمدمی
ترجمہ	ایک بولا ہے یہہ عہد خرمی	ایک بولا ہے یہ وقت ہمدمی

شرح یعنے ایک یہ صلاح دیتا ہے کہ یہ وقت عیش و خرمی کا ہے اور دوسرا یہ کہتا ہے کہ یہ موقع نہایت خوش زندگانی اور ہمدمی یعنے دوستون کی مصاحبت کا ہے۔ نوش بمعنی شیرین و آبحیات و زندگی و شہد مطلب یہ کہ لوگون کی مصاحبت فریب اور مضرت سے خالی نہیں۔ اکثر مرید اپنے پیرون کو بڑہا بڑہا کر اور ان کو معصوم خیال کرکے تباہ کردیتے ہیں

	او چو بیند خلق را سرمست خویش	از تکبر میرود از دست خویش
ترجمہ	خلق سے جب اوسنے یہ کچہہ سن لیا	کبر نے دونو جہان سے کہو دیا
	او نداند کہ ہزاران را چو او	دیو افگندست اندر آب جو
ترجمہ	کیا خبر ہے اوسکو شیطان لعین	مارنے کی گھات مین ہے بالیقین

شرح — یعنے وہ شخص جسکے معتقد خوشامد کرکے اوسکو متکبر اور خود پسند بنا دیتے ہیں یہ نہیں جانتا کہ شیطان نے اوس جیسے بہتوں کو گمراہ کردیا ہے کیونکہ وہ تکبر کے سبب بیخود اور نشۂ خودی سے بیہوش ہوجاتا ہے +

	لطف وسالوس جہاں خوش لقمہ است		کمترش خورکاں پر آتش لقمہ است
ترجمہ	گرچہ سالوس جہان خوش لقمہ ہے		تو نہ کہا ہر گز پر آتش لقمہ ہے

شرح — لطف وسالوس سے بیجا خوشامد جھوٹی سچی تعریف اور حد سے بڑھی ہوئی تعظیم مراد ہے خوشامد مدح لطیف ہر ایک مزہ معلوم ہوتی ہے مگر فی الواقع ممدوح کے حق میں آگ کا لقمہ ہے کیونکہ اوس سے عجب و تکبر پیدا ہوتا ہے جو دوزخ کا سامان ہے —

	آتشش پنہان و ذوقش آشکار		دود او ظاہر شود پایان کار
ترجمہ	آگ ہے اسکی نہان ذوق آشکار		اور نکلتا ہے دھوان انجام کار

شرح - یعنے کو مدح کا مزہ ممدوح کو ظاہر طور پر بیوقت آجاتا ہے کیونکہ چہرہ پر مسرت کے آثار نمایان ہوجاتے ہیں مگر اوس کی آتش پنہان کا دھوان آخر میں ظاہر ہوتا ہے - آتش سے مراد حصول تکبر ہے اور دھوئیں سے اوس کا آخری اثر - یعنے ممدوح اپنی ذات کو سب سے برتر اور دوسرے کو سب سے بدتر سمجھنے لگتا ہے

	تو مگو آں مدح را من کے خرم		از طمع میگوید او من بے برم
ترجمہ	تو نہ کہہ واقف ہو نہیں اس مدح سے		کہہ رہا ہے کہنے والا طمع سے

شرح — یعنے تو یہ نہ کہہ کہ میں ممدوح ہو کر مدح سے فریب نہیں کہاتا اور یہ بھی دعوے نہ کر کہ میں مدح کرنے والے کی نیت سے سمجھ گیا ہوں کہ طمع دنیوی کے باعث میری مدح کرتا ہے اس لئے مجھپر اوسکی مدح کا اثر نہیں ہوتا - اے ممدوح یہہ کہنا غلط ہے کیونکہ مدح کا اثر ضرور ہوتا ہے - مدح کرنے والا غرض دنیوی سے مدح کرے یا بے غرضی سے اس کی دلیل آیندہ شعر میں ہے

	ہا دحت گر ہجو گوید بر ملا		روزہا سوزد دلت زاں سوزہا
ترجمہ	مدح گو گر ہجو کہے بر ملا		مدتوں دکھے گا اس سے دل ترا
	گرچہ دانی کو ز حرماں گفتاں		کاں طمع کہ داشت از تو شد زیاں
ترجمہ	گرچہ باعث ہجو کا معلوم ہے		کیونکہ وہ انعام سے محروم ہے
	آں اثر میماندت در اندروں		در مدیح ایں حالتے ہست آزموں
ترجمہ	دل کی حالت ہوتی ہے جو قدح میں		ہے وہ حالت آزمودہ مدح میں

شرح - مدح کرنیوالوں کا قاعدہ ہے کہ ممدوح صلہ نہیں دیتا تو اوسکی ہجو کیا کرتے ہیں - مولانا فرماتے ہیں کہ اے ممدوح کوئی شخص تیری ہجو کرتا ہے تو اوس کے اثر سے مدتوں تیرے دل کو ملال رہتا ہے اگرچہ تجھے معلوم ہے کہ ہجو کرنے والے نے محرومی صلہ کے سبب ہجو کی ہے کیونکہ اوسکی اُمید صلہ کو تیرے ٹکا نہ دینے سے نقصان پہنچتا ہے اور یہ بھی تجھے خوب معلوم ہے کہ یہہ ہجو بے معنی

ہے تاہم تجھے ملال ضرور ہوتا ہے یہی حال مدح کے اثر کا ہے کہ اس سے تکبر اور عجب پیدا ہوتا ہے ضد کو ضد پر قیاس کرنا چاہئے لغات میں لکھا ہے المدیح بالمدح الشئ یعنے مدیح وہ چیز ہے جس سے مدح کیجائے یعنے وہ اوصاف جو مدح کرنے والا ممدوح میں ثابت کرے۔ اس صورت میں پچھلے مصرع کے یہ معنی ہیں کہ مدیح (تذکرۂ اوصاف) میں یہ حالت آزمودہ ہے کہ ممدوح کے دل میں بھلا یا برا اثر پیدا کردے نیز ممکن ہے کہ مدیح صفت مشبہ بمعنی مادح لیا جائے یعنے مدح کرنے والے میں یہ بات آزمودہ ہے کہ جب اس کو کچھ حاصل نہیں ہوتا تو ہجو کرتا ہے اور اگر مدیح کو بمعنی ممدوح کہا جائے تو یہ معنی ہیں کہ بقائے اثر مدح ممدوح میں آزمودہ بات ہے آزمون بمعنی آزمودہ شدہ خلاصہ یہ کہ مدح بھی ذم کی طرح اثر سے خالی نہیں رہتے۔ بلکہ مدح کا اثر تکبر اور عجب اور نخوت پیدا کرکے ممدوح کو گمراہ کردیتا ہے۔

	آن اثر ہم روزہا باقی بود		مایۂ کبر و خداع جان شود
ترجمہ	مدتون رہتا ہے مدحت کا اثر		کبر کا ہوتا ہے باعث سربسر

شرح۔ آن اثر کی ضمیر مدح کی طرف راجع ہے جو ممدوح کے حق میں باعث تکبر و فریب ہوجاتی ہے اور جسکا اثر مدتون رہتا ہے

	نیک بنماید چو شیرین ست مدح		بد نماید زانکہ تلخ افتاد قدح
ترجمہ	کیون نہو مرغوب جان شیرین ہے مدح		کیون نہ نفرت دلکو ہو کڑوی ہے قدح

شرح۔ قدح عیب کردن و طعنہ زدن و تشنیع ضد مدح یعنے مدح کا اثر شیریں ہے اور قدح کا تلخ لیکن اثر سے نہ وہ خالی ہے نہ یہ۔

	ہمچو مطبوخست و حب کانرا خوری		تا بدیرے شورش و رنج اندری
ترجمہ	حب مسہل کہائے جو بے شبہ و شک		رنج اور شورش رہے گی دیر تک

شرح۔ اس شعر میں ہجو کے اثر کو بطور مثال بیان کیا گیا ہے مطبوخ جوش کی ہوئی دوا۔ اور حب سے مراد حب مسہل ہے۔ ایمخاطب جسطرح تو جوشاندہ پینے یا جلاب کی گولیان کھانے سے پریشان ہوجاتا ہے اور ناک بھون چڑھاتا رہتا ہے اسی طرح تیری ہجو تیرے دل پر اثر کرتی ہے علی ہذا القیاس مدح بھی اثر سے خالی نہین جسکی تمثیل آیندہ شعر و نمین ہے۔

	ور خوری حلوا بود ذوقش دمے		این اثر چو آن نمے پاید ہمے
ترجمہ	اور مزا حلوے کا ہے تھوڑی سی دیر		گرچہ کھا جائے اوسے تو ہو کے سیر
	چون نمے ماند ہمے ماند نہان		ہر ضدے را تو بضد آن بدان
ترجمہ	دل مین رہتا ہے مگر اوسکا اثر		مخبر حالت ہے ضد یک دگر

شرح یعنے ایمخاطب اگر تو حلوا کہائے تو گو اوسکا ذائقہ (زبان کا مزہ) تھوڑی سی دیر تک رہیگا اور حلوے کا اثر اون گولیون کے اثر کی طرح ظاہر میں پائدار نہ ہوگا لیکن حلوا باطن مین بہت دیر تک طاقت پر اثر ڈالتا رہے گا اسیطرح مدح کا اثر ظاہر میں تھوڑی دیر کے لئے ہوتا ہے مگر دل میں عرصہ تک برقرار رہتا ہے اور ممدوح کو متکبر بنا دیتا ہے۔ آخر مصرع کا یہ مطلب ہے کہ حسب مضمون تعرف الاشیاء باضدادہا شئے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ ایشخص ہمنے اس دعوی کو مع دلیل ثابت کردیا ہے کہ

تجربہ ہجو کا اثر ضرور ہوتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ مدح بھی اثر سے خالی نہیں رہتی۔ تعریف کو ہجو اور مدح کو قدح پر قیاس کرلے۔

	چون شکر ماند نہان تاثیر او		بعد چندے دُمل آرد نیش جو
ترجمہ	ہے اثر اوسکا نہان مثل شکر		جسم میں ہوتے ہیں پھوڑے بیشتر

شرح۔ یعنے بکثرت شکر اور زیادہ مٹھاس کھانے سے دُمل اور پھوڑے پھنسی ہو جاتے ہین اور نشتر سے فصد لینے کی ضرورت پڑتی ہے بس تو جیسا اس ظاہری شکر کا ضرر ظاہری اور جسمانی ہے اسی طرح اس باطنی شکر (مدح و خوشامد) کا ضرر روحانی ہے مدح مین چار طرح کے ضرر ممدوح کو پہنچتے ہیں۔ اول کذب دوم نفاق کیونکہ وہ ممدوح مین ایسی صفات ظاہر کرتا ہے جنکا خود بھی معتقد نہیں۔ سوم جہل کیونکہ اکثر اوصاف بلا تحقیق لکھنے پڑتے ہیں۔ چہارم غضب رب۔ اور دو طرح کے ضرر ممدوح کو پہنچتے ہیں۔ اول حصول تکبر و عجب۔ دوم فتور عمل بسبب فرحت مدح رسول اللہ صلعم نے ایک مدح کرنیوالے سے فرمایا تھا قطعت عنق اخیک اے شخص تونے گویا ممدوح کی گردن کاٹ ڈالی

	در حسب مسطوح خوردی ای ظریف		اندرون شد پاک ز اخلاط کثیف
ترجمہ	حب مسہل کہائے گا گر اے ظریف		صاف ہو جائین گے اخلاط کثیف

شرح۔ یعنے ایمخاطب اگر تو جوشاندہ اور مسہل گولیون کا استعمال کریگا تو اخلاط کثیف سے پاک ہو جائے گا مطلب یہ کہ اگر مدح کی بہ نسبت لوگون سے اپنی ہجو سننا پسند کریگا تو اخلاق ذمیمہ کی اصلاح ہوتی رہیگی۔ ظریف بمعنی دانا ہے۔

	نفس از بس مدحہا فرعون شد		کن ذلیل النفس ہونا لا تکن
ترجمہ	مدح سے فرعون مت کر نفس کو		ہو ذلیل النفس اور سید نہو

شرح۔ یعنے نفس اپنی مدح سنتے سنتے فرعون (متکبر و سرکش) ہو جاتا ہے اور آدمی اپنے آپکو عالی مرتبہ اور عالیشان سمجھنے لگتا ہے اے شخص تو اس سے پرہیز کر۔ دوسرے مصرع مین کن فعل ناقص اوضمیر مخاطب اوسکا اسم۔ اور ذلیل النفس اوس کی خبر ہے اور ہونا ضمیر کن سے حال واقع ہوا ہے اور لا تکن بمعنی سید مشو ہے۔ یعنے ایمخاطب ہر حالت مین ذلیل النفس یعنے خاکسار رہا کر۔ اور سید یعنے سردار اور متکبر بننے کی کوشش نہ کر۔

	تا توانی بندہ شو سلطان مباش		زخم کش چون گو شو چوگان مباش
ترجمہ	ہو سکے تو بند ہو سلطان نہ بن		گیند بن اے زخم کش چوگان نہ بن

شرح۔ یعنے ایمخاطب حتی الامکان بندہ (یعنے ذلیل النفس خاکسار مدح سننے سے متنفر) بنا رہ اور بادشاہ نہ بن یعنے مدح کرنے والے جو تجکو شاہ جہان اور سلطان زمان بنا دیتے ہین اونکی ایک نہ سن۔ اے شخص تجکو گیند کی طرح رہنا چاہیئے یعنے اس طرح زندگی بسر کر کہ لوگ گیند سمجھکر تیرے ساتھ لہو و لعب کرین۔ برا بھلا کہین۔ آزار پہنچائین ٹھوکرین ماریں مگر تو سب کچھ برداشت کرتا رہے چوگان یعنی ڈنڈا نہ بن اور دوسرونکو آزار دینے کی کوشش نہ کر۔ خلاصہ یہ کہ

کہ تو ریاضت کیئے جا اور کسی کی ملامت کا خیال نہ کر نکتہ ملامت کی برداشت اسی وقت ہو سکتی ہے کہ آدمی اپنی مدح سن سنکر متکبر نہو گیا ہو اسلیئے مداحین کی صحبت سے اجتناب لازم ہے۔

	ورنہ چون لطفت نماند وان جمال		از تو آید آن حریفان را ملال
ترجمہ	ورنہ جہن جائیگے گا جب لطف و جمال		دوستونکو تجسے پہنچیگا ملال

شرح۔ لفظ ورنہ جملہ سلطان سے استثنا ہے یعنی لوگون کی مدح سن سن کر اپنے آپکو سلطان وقت خیال نکر۔ ورنہ انجام کار انہین مدح گویون اور خوشامد خورون کی نظرون مین ذلیل ہو جائے گا کیونکہ زوال دولت کے وقت جب مدح کرنے والونکو صلہ نہ دے سکیگا تو وہ ملول ہو کر نثر و نظم مین جا بجا تیری ہجو کرتے پہرینگے۔

	آن جماعت کت بمیداوند ریو		چون ترا بینند بگویند کہ دیو
ترجمہ	وہ جماعت جو کہ تہی با مکر و ریو		دیکھہ کر کہنے لگے گی تجسکو دیو

شرح۔ یعنی زوال دولت و نعمت کے وقت جب تو صلہ نہ دے سکیگا تو انہیں خوشامد گویونکی جماعت جو فریب دے دیکر اور تعریف کے قصیدے پڑہ پڑہ کر تجسے فائدہ حاصل کیا کرتے تہے تجھے شیطان کہنے لگینگے۔

	جملہ گویند چو بینند بدر		مردہ از گور خود برکردہ سر
ترجمہ	سب کہینگے دیکھہ کر چل ہٹ بدر		مردہ آیا ہے کفن کو پھاڑ کر

شرح۔ لفظ بدر یا بمعنی بر دروازہ ہے یا بمعنی بیرون شو مطلب یہ کہ جب زوال دولت کے باعث خوشامد گویون کو تو انعام نہ دے سکے گا تو وہ تیری ہجو کرنے لگینگے۔ اور جہان دیکھینگے یہ کہینگے ع ہٹ پرے دور ہو جل دفع ہو باہر باہر اور تجھپر یہ پھبتیان اڑینگی کہ قبر مین سے مردہ کفن پہاڑ کر چلا آیا ہے اس لئے اول ہی سے خوشامد گویون کی بلا اپنے ذمہ نہ لیجائے

	ہمچو امرد کہ خدا نامش کنند		تا بدین سالوس دامش کنند
ترجمہ	جس طرح امرد کو کہتے ہیں خدا		دیتے ہین اس مکر سے اوسکو دغا

شرح۔ یعنے اون مدد خونکا حال جو مدح کرنے والون کے فریب مین آجاتے ہیں اوس خوبصورت لونڈے کی مانند ہے جسکو لوطی اور بطال اپنا خدا یعنے مالک کہہ کے پکارتے ہین اور یہ کہا کرتے ہین کہ اے شاہد رعنا تو ہمارے جان و مال عقل و خرد اور دین و ایمان کا مالک ہے۔ اس قسم کے فریب دیکر اوسے شکار کر لیتے ہیں اسی طرح ممدوح اپنی نسبت خوشامد گویون کی مدح کے بڑے بڑے الفاظ سن کر اونکے فریب مین آجاتا ہے اور انجام کار پشیمان ہوتا ہے

	چون بہ بدنامی برآید پیش او		دیو را ننگ آید از نقش خویش او
ترجمہ	ہو گیا بارپش جب وہ بدشعار		اوس سے خود آنے لگی شیطاں کو عار

شرح۔ یعنے جب وہی لڑکا لوطیونکے فریب مین آکر بدنام ہو گیا اور اسی بدنامی کی حالت مین ڈاڑھی نکال لایا تو

سارے چاہنے والے نفرت کرنے لگے اور شیطان کو گمراہ کرنے کے لئے اوسکی جستجو سے شرم آنے لگی۔ کیونکہ اب وہ خود مجسم شیطان ہوگیا ہے اور تمام آدمی اوس سے ازراہ نفرت پناہ مانگنے لگے ہین یہی حال ممدوح کا ہوتا ہے کہ جب دولت نہین رہتی تو خوشامدگو اور مدح کرنے والے سب الگ ہوجاتے ہین اور نفرت سے دیکھتے ہین

	دیو سوے آدمی شد بہر شر		سوئے تو ناید کہ از دیوی بتر
ترجمہ	بہر انسان ہے فقط شیطان کا شر		تجکو کیا تو خود ہے شیطان سر بسر

شرح - یہانسے عموماً نصیحت شروع ہوتی ہے گو مضمون سابق کی طرف بھی اشارہ ہے مطلب یہ ہے کہ اے انسان اب تک سمجھہ کہ شیطان آدمیون کے بہکانے کے لئے آیا کرتا ہے اور جس حالت مین کہ تو خود شیطان سے بدتر ہے تجھے کیا بہکائیگا - بلکہ تیری طرف تو رخ بھی نہ کریگا - شیطان تو آدمیون کے گمراہ کرنے کے لئے ہے -

	تا تو بودی آدمی دیو از تو میت		میدوید و میچشاند از میت
ترجمہ	تہا تو انسان جبتک اے خانہ خراب		تجکو شیطان خود پلاتا تہا شراب
	چون شدی در خوے دیوی استوار		میگریزد از تو دیو اے نابکار
ترجمہ	خوے شیطانی مین ہے تو استوار		بہاگتا ہے تجھہ سے دیو اے نابکار

شرح پہلے شعر مین لفظ میت کی تے معنی خود ہے اور شیطان کی شراب گناہونکی لذتیں ہیں یعنے اے شخص جبتک تو آدمی تہا شیطان بہکانیکے لئے تیرے پیچھے دوڑا دوڑا پھرتا تہا اور اپنی شراب یعنی طرح طرح کے گناہون کے مزے چکہاتا تہا اور جب تو خود شیطانی خصلتون مین مضبوط ہوگیا یعنے شیطان مجسم بن گیا تو اصلی شیطان تیرے پاس سے بہاگ گیا کیونکہ اوسے اب تیرے گمراہ کرنے کی ضرورت نہین رہی - شاگرد اوستاد سے اور فرع اصل سے بڑہ گئی ہے - اے انسان نابکار اپنی حالت پر غور کر اور گناہونکی لذتون مین پڑکر شیطان مجسم نہ بن +

	آنکہ اندر دامنت آویختا و		چون چنین گشتی ز تو بگریختا و
ترجمہ	پہلے جو شیطان دامنگیر تہا		تجکو خود شیطان بنا کر جلدیا

شرح یعنے وہ شیطان جو تجھسے تعلق رکہتا تہا اور دامن تہام کر تجھے گناہونکی طرف کہینچے لئے جاتا تہا - جب اوسنے یہ دیکہا کہ تو خود مجسم شیطان بنگیا ہے تو تیرا دامن چہوڑ کر بہاگ گیا اب اوسے تیرے بہکانے کی ضرورت نہین رہی یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ ہے کَمَثَلِ الشَّيْطَانِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ - یعنے منافقون کی مثال ایسی ہے جیسے شیطان کہ پہلے تو انسان سے یہ کہتا ہے کہ تو کافر ہوجا - اور جب وہ کافر ہوجاتا ہے تو یہ کہدیتا ہے کہ مین تجھسے بری ہون - کیونکہ مین اس خدا سے ڈرتا ہون جو تمام جہانون کا پروردگار ہے - اس شعر کے دوسرے معنی یہ ہیں

ہو سکتے ہین کہ خوشامد کرنے والے جو پہلے بلا کی طرح لپٹے ہوئے تھے زوال دولت کے وقت سب بھاگ گئے

تفسیر ماشاء اللہ کان ومالم یشاء لم یکن

ترجمہ: اسکی تفسیر کہ خدا جس چیز کو چاہتا ہے موجود ہو جاتی ہے اور جس کو نہیں چاہتا نہیں ہوتی

شرح - یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ خدا کا عزم ہمیشہ بالجزم ہوتا ہے اوسکی مراد مشیت اور ارادہ سے جدا نہین ہوتی - البتہ معتزلہ کا یہ قول ہے کہ کبھی کبھی خدا کا ارادہ غیر جازم بھی ہوتا ہے - مگر یہ قول آیت فعّال لّما یرید سے مردود ہے - کیونکہ آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ کو ضرور فعل میں لے آتا ہے - اس پر فعّال صیغہ مبالغہ ہے جس سے معتزلہ کے قول کا رد بطور مبالغہ ہو گیا ہے +

ایہمہ گفتیم لیک اندر بسیج		بے عنایات خدا ہیچیم ہیچ	
ترجمہ: کہہ دیا سب ہم نے لیکن مدعا		مل نہین سکتا بجز لطف خدا	

شرح بسیج ارادہ وقصد وآمادگی وتیاری - یعنے ہمنے اسرار وحدت ومعرفت اور طریقہ وصول الی اللہ وغیرہ کا ذکر مفصل طور پر کر دیا ہے لیکن ہم اس ارادہ مین بلا الطاف خداوندی صرف اپنی ہمت سے کامیاب نہین ہو سکتے - کیونکہ اُس کا ارادہ تمام ارادون پر غالب ہے - قرآن مجید مین موجود ہے - وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ اور یہ بھی ہے کہ اِنَّکَ لَا تَہْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَہْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ - یعنے اے رسول تو جسکو چاہے ہدایت نہین دے سکتا - البتہ خدا جسکو چاہے سیدہا راستہ دکھا سکتا ہے - مطلب یہ کہ نیکیون کی طرف دل کو پھیرنے اور گناہون سے بچانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے - انسان اپنی ہمت سے کچھ نہین کر سکتا - اسلئے طالب فرض ہے کہ ہمیشہ خدا سے نیک توفیق مانگتا رہے - اور وظائف مین اہدنا الصراط المستقیم کو ہمیشہ شامل رکھے -

بے عنایات حق وخاصان حق		گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق	
ترجمہ: بے عنایات حق وخاصان حق		ہے سیہ بیشک فرشتے کا ورق	

شرح - خاصان حق سے انبیاء اولیاء مراد ہین جنکے کتابون اور ملفوظات یا فیض صحبت سے راہ معرفت معلوم ہوتی ہے اور ملک یعنی انسان ملکی صفات اور ورق یعنی نامۂ اعمال ہے یعنی بلا الطاف خداوندی وبلا ارشاد انبیاء واولیا ہرگز سیدہا راستہ معلوم نہین ہو سکتا جبتک حق اور خاصان حق کی عنایتین شامل حال نہ ہونگی تمام عبادت وریاضت بیکار جائیگی - اور باوجود ملکی صفات اور فرشتہ خصلت ہونے کے انسان کا نامۂ اعمال سیاہ ہو جائیگا یہی سبب ہے کہ کافر اپنی ریاضت وعبادت سے کوئی اخروی فائدہ نہین اُٹھا سکتا - گو دنیا مین اوصاف ذمیمہ کو چھوڑ کر فرشتہ بنگیا ہو + سچ ہے ؎ خلاف پیمبر کسے رہ گزید + کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید +

	اے خدا اے قادرِ بے چند و چون		واقفے بر حالِ بیرون و درون
ترجمہ	اے خدا اے قادر بے چند و چون		تجھپہ سب ظاہر ہے بیرون و درون

شرح - یہان سے نیکیون کی توفیق اور اونپر قایم رہنے کے لئے مناجات شروع ہوئی ہے یعنے اے خدا تو ہر شے پر قادر ہے اور ہمارے ظاہر و باطن کا حال تجھے ذرہ ذرہ معلوم ہے - تو ہمارے دل مین نیکیون کا عشق پیدا کردے اور ظاہری اعضا کو اپنے احکام بجالانے کی طرف جھکا دے - طبیعت مین سے گناہونکی محبت کو نکال اور اعضا کو اونپر عمل کرنے سے بچا - بعض نسخون مین یہ شعر اس طرح ہے + ایخدا اے قادر بیچون و چند از تو پیدا شد چنین قصر بلند - قصر بلند سے یا تو آسمان مراد ہے جو ظاہری طور پہ عالیشان اور بلند ہے یا انسان کہ بلندی مراتب کے باعث جمیع اسماء صفات کا مظہر خاص اور اسرار الٰہی کا عالیشان محل ہے +

	ایخدا اے فضل تو حاجت روا		با تو یادِ ہیچکس نبود روا
ترجمہ	فضل تیرا سب کا ہے حاجت روا		تیرے ہوتے غیر کا ہے ذکر کیا

شرح - پہلے مصرع مین حاجت روا بمعنی برآرندہ حاجت اور دوسرے مین روا بمعنی جائز ہے اسلئے قافیہ بلا عیب ہوگیا یعنے ایخدا چونکہ تیرا فضل حاجت روا ہے اسلئے تیرے ہوتے کسی کی یاد جائز نہین - بلکہ صوفیہ کے نزدیک شرک خفی ہے - سوائے خدا کے اور چیز دلبستگی اور یاد کرنے کے لایق نہیں ہے -

	اینقدر ارشاد تو بخشیدہٗ		تا بدین بس عیب ہا پوشیدہٗ
ترجمہ	اس قدر ارشاد بخشش ہے تری		جسکے باعث عیب پوشی تو نے کی

شرح - اینقدر ارشاد سے تھوڑا سا علم مراد ہے جسکی توضیح آیندہ شعر موجود ہے یعنی یہ تیری بخشش ہے کہ گو تو نے ہمین تھوڑا سا علم عنایت فرمایا ہے مگر اس سے بھی ہمارے ہزارون عیب چھپ گئے ہیں - کیونکہ العلم حجاب الاکبر - علم سے مراد عقل و دانش ہے جسکی بدولت انسان حیوان مطلق سے ممتاز ہے اور وہ تمام عیب چھپے ہوئے ہین جو حیوان مین پائے جاتے ہین صرف علم و عقل ہی ایسی چیز ہین جنکی بدولت انسان اور حیوان مین تمیز ہوسکتی ہے -

	قطرۂ دانش کہ بخشیدی بہ پیش		متصل گردان بدریاہائے خویش
ترجمہ	قطرۂ دانش جو بخشا ہے مجھے		تو ملا لے اس کو بحر ذات سے

شرح - قطرۂ دانش سے مراد علم ہے قرآن مجید مین موجود ہے - وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا - یعنے اے لوگو تمہین بہت تھوڑا سا علم دیا گیا ہے پیش سے روز ازل اور دریاہائے خویش سے دریاے معارف مراد ہین مطلب یہ کہ ایخدا تو نے جو روز ازل مین مجھکو علم عنایت فرمایا ہے - اگرچہ وہ تیرے علم کے مقابلہ مین ایک قطرہ ہے مگر اس قطرہ کو دریاے معرفت مین ملا لے یعنی میرا علم دنیوی امور کو چھوڑ کر صرف تیری معرفت کے متعلق ہوجاے +

	قطرۂ علم است اندر جان من	وارہانش از ہوا و ز خاک تن
ترجمہ	علم کا قطرہ دیا ہے جو مجھے	دور رکھ اوسکو ہوا و خاک سے

شرح۔ ہوا سے خواہش نفسانی اور خاک تن سے لذائذ جسمانی مراد ہین یعنی ای خدا میرے قطرۂ علم کو ہوائے نفسانی اور خاک لذائذ جسمانی سے الگ رکھ کہین ایسا نہ ہو کہ اس قطرہ کو یہ ہوا (خواہش نفسانی) اڑا دے۔ یا وہ خاک اپنے اندر جذب کرلے یعنی اے خدا میری قوت علمی خواہشات نفسانی اور لذائذ جسمانی کے حاصل کرنے مین صرف نہ ہو۔ لذائذ جسمانی کو خاک تن اسلئے کہا کہ تمام لذتین انجام کار خاک ہونیوالی ہین یا خاک تن سے مراد خود جسم ہے یعنے ایخدا میرے قطرۂ علم کو ہوائے نفسانی اور خاک جسم سے بچالے یعنے میرا علم نفس امارہ کی خواہشین پوری کرنے یا پرورش جسم سے متعلق نہو مطلب دونونکا ایک ہی۔

	پیش ازان کاین خاکہا خسفش کنند	پیش ازان کین بادہا نشفش کنند
ترجمہ	خشک اس کو خاک سے ہونے ندے	اور بچالے اس کو جذب باد سے

شرح۔ یہ شعر گزشتہ شعر کے دوسرے مصرع سے متعلق ہے۔ یعنے ایخدا اس سے پہلے کہ قطرۂ علم کو خاکہائے جسم چوس لیں اور نفسانی ہوائین جذب کرلین تو اپنے دریاے معرفت مین ملالے۔ یعنے میرا قطرۂ علم تیرے دریاے علم سے فیض یاب ہوتا رہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ آدمی کا علم خدا کے علم سے اوسیوقت فیضیاب ہوسکتا ہے کہ دنیوی امور سے متعلق نہو۔ ورنہ جو علم صرف دنیا کمانے کے لئے ہے وہ خدا سے دور رکہتا ہے۔

	گرچہ چون نشفش کند تو قادری	کش ازیشان واستانی واخری
ترجمہ	واپسی پر تو ہے قادر یا قدیر	قطرہ ہو موجود جس سے ناگزیر

شرح۔ یعنی ایخدا اگرچہ تو اس بات پر قادر ہے کہ قطرہ کو جذب یا فنا کردینے کے بعد خاک یا ہوا سے واپس لے لے اور اُنسے چہین کر پہر قطرہ کو قطرہ کی صورت مین لے آئے مگر مین تو یہی دعا کرتا ہون کہ میرا قطرۂ علم اس خاک یا ہوا سے الگ ہی رہے۔ یہ شعر اپنے ماقبل کے شعر سے متعلق ہے۔

	قطرۂ کو در ہوا شد یا کہ ریخت	از خزینہ قدرت تو کی گریخت
ترجمہ	ہے ہوا میں قطرہ یا ہے خاک بیز	تیری قدرت سے نہیں کرتا گریز

شرح۔ یہان سے حسب مناسبت بیان سابق اللہ تعالی کی قدرت کا ذکر شروع ہوا ہے کہ وہ معدوم کو موجود اور موجود کو معدوم کرکے پہر موجود معدوم کرنے کی قدرت رکہتا ہے مثلاً پانی کا ایک قطرہ جسکو ہوا نے فنا یا خاک نے جذب کرلیا ہے گو وہ حسب ظاہر معدوم ہوگیا ہے مگر اللہ تعالے کے خزانہ قدرت سے غائب نہیں ہوسکتا۔ وہ اپنے حکم سے اس قطرے کو ہوا اور خاک سے فوراً نکال سکتا ہے۔

	گر درآید در عدم یا صد عدم		چون بجوانیش او کند از سر قدم
ترجمہ	اک عدم کیا ہے اگر ہوں سو عدم		نیست سے ہستی میں رکھتا ہے قدم

شرح یعنے وُہ قطرہ اگرچہ ایک عدم کیا صد پردۂ عدم مین ہو مگر تیرے حکم اور کلمۂ کن کے سامنے کیا مجال ہے کہ سر کو قدم کو بنا کرنے الفور موجود نہو جائے۔ کیونکہ تمام موجودات اور معدومات حکم الٰہی کے پابند ہین۔

	صد ہزاران ضد ضد را میکشد		بازشان فضل تو بیرون میکشد
ترجمہ	ضد اگرچہ ضد کو دیتی ہے شکست		فضل تیرا سب کو کر دیتا ہے ہست

شرح یعنے اگرچہ دنیا مین اسکی لاکھون مثالین موجود ہین کہ ایک ضد دوسرے ضد کو مار ڈالتی ہے فنا کر دیتی ہے مثلاً پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور ہوا پانی کو فنا کر دیتی ہے لیکن ایجاد تیرا فضل اور تیری قدرت پہران فانی اور مُردہ چیزون کو پردۂ عدم سے میدان وجود مین باہر نکال لاتی ہے

	از عدمہا سوے ہستی ہر زماں		ہست یارب کاروان در کاروان
ترجمہ	جانب ہستی عدم سے ہر زماں		آرہے ہیں کارواں در کارواں

شرح۔ یعنی ایجاد اعدام سے ہستی کی طرف تیرے حکم سے ہر وقت ہزارون قافلے چلے آرہے ہین۔ تو ایک کلمۂ کن مین بے انتہا معدومات کو ایک آن مین موجود کر دیتا ہے چنانچہ اسکی دوسری مثال آیندہ شعر مین ہے۔

	خاصہ ہر شب جملہ افکار و عقول		نیست گردد غرق در بحر نزول
ترجمہ	خاصکر ہر شب کو جملہ فکر و عقل		نیست ہو جاتے ہیں کر جاتے ہیں نقل

شرح اِس شعر کے معنے دو طرح ہو سکتے ہین اول یہ بحرِ نزول بمعنے دریائے عمیق سے شبِ تاریک یا عالمِ خواب مراد ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ کے معدومات کو موجود کرنے کی مثال یہ ہے کہ وُہ ہر شب کو اپنی قدرت سے تمام جانداروں کی فکرون اور عقلون کو نیست اور دریائے عالمِ خواب مین غرق کر دیتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ سوتے وقت فکر و عقل اور تمام حواس معطل ہو جاتے ہین اور یہ مثل بالکل صحیح ہے کہ سونا اور موا برابر ہوتا ہے باایںہمہ صبح کے وقت تو نیست کو پھر ہست کر دیتا ہے اور عقل و ہوش و حواس کو از سرِ نو عنایت کر دیتا ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ دریائے عمیق سے اسرارِ الٰہی مراد ہین اور افکار و عقول سے عاشقانِ الٰہی کی عقلین اور فکر مراد ہین۔ جنکو بالتخصیص رات کے وقت یادِ الٰہی مین زیادہ استغراق ہوتا ہے اِس صورت مین یہ مطلب ہے کہ اے خدا یونتو تو ہر چیز کو عدم سے وجود کی طرف لے آتا ہے۔ لیکن خاص کر اپنے عاشقون کو جنکی عقلین اور فکر ہر شب کے وقت نیست ہو کر دریائے استغراق مین فنا ہو جاتے ہین پھر وجود مین لے آتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر عاشقانِ الٰہی شب کیطرح صبحکو بھی استغراق مین ہی رہین تو مخلوق کو ہدایت کرنے والا کون ہو۔ کچھ تو

اس حکمت کے لیئے اور کچھ اسواسطے کہ اسرار الٰہی کا عام طور پر اظہار نہو جائے اللہ تعالےٰ اپنے عاشقوں کو ہر صبح کے وقت منیت سے مست کر دیتا ہے نکتہ باوجودیکہ اللہ تعالےٰ بے انتہا معدومات کو ہر وقت موجود کرتا رہتا ہے لیکن عاشقان الٰہی یا اُنکی عقل کو منیت کر کے مست کرنا عدم و وجود کے نہایت باریک معنے رکھتا ہے اور عاشقوں کی تخصیص مولانا قدس سرہ نے اُنکی فضیلت کے سبب کی ہے کیونکہ تصنیف مثنوی سے اسرار اور اہل اسرار کا تذکرہ مقصود ہے ظاہری قصہ سمجھانے کے لیئے صرف بطور مثال لائے جاتے ہیں۔

	باز وقتِ صبح چون اللّٰہیان		برزنند از بحر سر چون ماہیان
ترجمہ	پھر صبح کے وقت اللّٰہیان		اوٹھتے ہیں دریا سے مثل ماہیاں

شرح یہ شعر گذشتہ شعر سے مربوط ہے اور اللّٰہیان منسوب بسوے اللہ یعنے اللہ والون کے معنون مین ہے یعنے وہ تمام افکار و عقول جو شب کو سوتے وقت منیت و نابود ہو گئے تھے صبح کے وقت اللہ والون کی طرح پھر ہست ہو گئے اور جسطرح اللہ والے صبح کے وقت عالم استغراق سے عالم شہود مین آجاتے ہین یا مچھلیان دریا سے سر نکالتی ہین۔ اسیطرح رات کے سونے والے صبح کو بیدار ہو جاتے ہین اور نئی زندگی حاصل کر لیتے ہین

	در خزان بین صد ہزاران شاخ و برگ		از ہزمیت رفتہ در دریائے مرگ
ترجمہ	دیکھ لے فصل خزاں میں شاخ و برگ		سیدھے جاتے ہیں سو دریائے مرگ

شرح۔ یہان سے معدومات کو موجود کرنے کی دوسری مثال شروع ہوئی ہے۔ یعنے اے شخص خزان کے موسم کو دیکھہ کہ اسمین لاکھون شاخین اور پتے خزان کے لشکر سے شکست کھاکر دریائے مرگ مین ڈوب جاتے ہین یعنے فنا ہو جاتے ہین لیکن فصل بہار مین ان فنا ہونیوالون کو پھر خلعت ہستی ملجاتا ہے۔

	زاغ پوشیدہ سیہ چون نوحہ گر		در گلستان نوحہ کردہ بر خضر
ترجمہ	کالے کپڑون والا کوا نوحہ گر		ماتمی رہتا ہے باغ و سبزہ پر

شرح۔ پوشیدہ سیاہ بمعنے سیاہ پوش و خضر بمعنے سبزہ یعنے موسم خزان مین دیکھہ لو کہ زاغ نوحہ گرون کی طرح سیاہ لباس پہنکر باغ مین سبزہ کا ماتم کر رہا ہے۔ کیونکہ موسم خزان مین گل نہین رہتا بلبل نہین رہتے درختون مین پتے نہین رہتے زمین پر سبزہ نہین رہتا باغ کے درختون اور بے برگ شاخون پر چیلون کوؤن کا بسیرا رہتا ہے لیکن ایخدا تو اپنے حکم سے پھر مُردہ چیزون مین جان ڈالدیتا ہے موسم بہار سبزہ و نباتات و گل سنبل کو پھر اُگا دیتا ہے اور گلستان مین پھر وہی اگلی سی چہل پہل ہو جاتی ہے وہی گل کے قہقہے ہین اور وہی بلبل کے چہچہے۔

	باز فرمان آید از سالار دہ		مر عدم را کان چہ خوردی باز دہ
ترجمہ	حکم دیتا ہے عدم کو پھر خدا		تو نے جو کھایا ہے کر دے سب جدا

شرح۔ گذشتہ دو شعران دو شعرون سے بطور قطعہ بند مربوط ہین اور سالار بہ بمعنے فرمانروائے ملک سے مراد اللہ تعالےٰ ہے یعنے موسم خزان مین شاخ و برگ اور گل و بلبل سب معدوم ہو گئے تھے لیکن جب اللہ تعالےٰ کا یہ فرمان آیا کہ اے عدم جو کچھ تو نے لیا ہے وہ واپس کر اور اپنا کہا پایا اگل دے۔ تو وہ فوراً کہا مان گیا اور وہ تمام چیزین جو فنا ہو چکی تھین اُسی وقت موجود ہو گئین اور عدم نے جن چیزون کو کھا لیا تھا جبھٹ موجود کر دیا۔

	آنچہ خوردی وادہ اے مرگ سیاہ		از نبات و ورد و از برگ و گیاہ
ترجمہ	کھا گئی ہے تو جو اے مرگ سیاہ		لا کہان سے وہ بروبرگ و گیاہ

شرح۔ یہ شعر اُسی قطعہ بند کا تتمہ ہے یعنے خزان کے بعد اللہ تعالےٰ یہ کہتا ہے کہ اے عدم اور اے موت اُس روئیدگی اور پھولون اور برگ اور گھاس کو پھر موجود کر دے جنکو تو کھا چکی ہے چنانچہ عدم یہ حکم پاتے ہی اشیاء فانیہ کو بلا تامل موجود کر دیتا ہے بعض نسخون مین ورد کی جگہ دارو ہے بمعنے دوا مثلاً گاؤزبان گل بنفشہ وغیرہ ان اشعار سے اس آیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے فَانْظُرْ اِلٰی اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰہِ کَیْفَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا اِنَّ ذٰلِکَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰی وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ یعنے اے شخص اللہ تعالےٰ کی رحمت کے نشان غور سے دیکھ کہ وہ کیونکر مردہ ہونے کے بعد زمین کو از سر نو زندہ کر دیتا ہے بیشک یہی اللہ مردون کو زندہ کرنے والا ہے۔ یعنی وہ اسیطرح قیامت کے دن حساب کتاب لینے کے لیئے تمام مردون کو زندہ کر کے اپنے سامنے لائیگا۔

	اے برادر عقل یک دم با خود آر		دم بدم در تو خزان ست و بہار
ترجمہ	عقل سے کچھ کام لے اے ہوشیار		دمبدم تجھمین خزان ہے اور بہار

شرح گذشتہ اشعار مین ظاہری بہار و خزان کا ذکر تھا۔ یہان سے معنوی بہار و خزان کا تذکرہ شروع ہوا ہے اور اس شعر مین خزان سے اوصاف نفسانی اور اخلاق ذمیمہ اور بہار سے اوصاف روحانی و اسرار الٰہی مراد ہین اور مطلب یہ ہے کہ اے برادر تھوڑی دیر کے لیئے اپنی عقل کو ٹھکانے اور حواس کو قایم کر کے دیکھ تجھے خود اپنی ذات مین خزان و بہار کا عالم نظر آجائیگا۔ اگر تجھ مین روحانی اوصاف موجود ہون تو یہ سمجھ کہ تیرے باغ ہستی مین بہار آئی ہوئی ہے ورنہ خزان نے بالکل اُجاڑ کہا ہے برباد کر دیا ہے۔

	باغ را سبز و تر و تازہ بہ بین		بر ز غنچہ ورد و سرو و یاسمین
ترجمہ	باغ دل ہے تازہ و تر ہمنشیں		اسمیں ہیں گل غنچے۔ سرو و یاسمیں

شرح۔ بعض نسخون مین پہلا مصرع اسطرح ہے باغ دل را تازہ و سرسبز بین۔ لیکن دونو نسخون کا مطلب ایک ہے یعنے عاشقان الٰہی کے دل کا باغ اُنکی مراد کے موافق بہار عرفان کے باعث ہمیشہ سرسبز اور تازہ رہتا ہے اور انجمن شریعت کے غنچے طریقت کے پھول حقیقت کے سرو اور معرفت کی یاسمین ہمیشہ شگفتہ اور موجود رہتے ہین

اِس باغ کو خزان سے کچھ سروکار نہین اِس گلشن کو نسیم الطاف الٰہی ہمیشہ شگفتہ کرتی رہتی ہے۔

	زانبہی برگ پنہان کردہ شاخ		زانبہی گل نہان صحرا و کاخ
ترجمہ	برگ کی کثرت سے ہے پوشیدہ شاخ		کثرت گل سے نہاں صحرا و کاخ

شرح۔ زانبہی مخفف انبوہی بمعنے انبوہ شدن یعنے کثرت مطلب یہ کہ عاشقون کے باغ دل مین ایسی بہار آئی کہ پتون کی کثرت سے شاخون کو ڈہانک لیا اور پہولون کی کثرت سے جنگلون اور مکانون کو پوشیدہ کرلیا یعنی عاشقون کے باغ دل کا فیضان عام ہوگیا کوئی شاخ یعنے طالب اُس سے محروم نہ رہا ہر صحرا اور مکان (شخص ناقابل استعداد و قابل استعداد) اِس باغ کے پہولون سے پُر بہار ہوگیا دوسرے معنے یہ ہین کہ عارف کے گلشن دل پر محبت خداوندی کی ہوا چلی اور اُسکی شاخ یعنے علم پر حکم خداوندی کے پتے غالب آگئے کیونکہ حکم خداوندی کے روبرو ہر شخص کا علم نیست اور نابود ہے پھر اُسمین معرفت کے پہول کھلے اور اِن پہولون نے جنگل اور مکان سب کو ڈہانک لیا کیونکہ عارف کا تصرف تمام موجودات پر ہوتا ہے یا یہ معنے ہین کہ حکم الٰہی سے موسم بہار مین پتون کی کثرت کے سبب شاخین اور پہولون کی کثرت کے سبب جنگل اور مکان پوشیدہ ہوجاتے ہین اور در و دیوار کوہ و دشت صحراؤ مکان سے اُسکی قدرت کا جلوہ نظر آتا ہے۔

	این سخنہائے کہ از عقل کل است		بوے آن گلزار و صحن سنبل است
ترجمہ	مُرشد اِن کا عقل کل ہے ہمنشین		ہین یہ باتین بوئے گلزار یقین

شرح۔ عقل کل۔ کنایہ از جبریل و عرش اعظم یا عقل معاد یعنے یہ باتین جو عرش اعظم یا غیب کے عالم سے ہمارے ذہن مین آتی ہین یا حضرت جبریل جنکا القا کرتے ہین سر بسر گلزار معرفت کے پہولون کی خوشبوئین ہین یا صحن سنبلستان اسرار کی نکہتین ہین جنسے عاشقان الٰہی کا دماغ تر و تازہ ہوتا ہے اور جہان کہین مثنوی مین ہمنے باغ یا گلزار وغیرہ کا ذکر کیا ہے اِس سے مراد وہی گلزار معرفت ہے طالب کو چاہیئے کہ فرع سے اصل کی طرف رجوع کرے

	اے برادر یکدم از خود دور شو		باخود آ و غرق بحر نور شو
ترجمہ	ایک دم بھر کو خودی سے دور ہو		ہوکے باخود غرق بحر نور ہو

شرح۔ خودی سے دور ہونا غفلت اور خود نمائی کو چھوڑ دینا ہے صوفیون کے نزدیک خودی کے چھوڑ دینے کا نام باخودی یعنے عقلمندی ہے جو لوگ خود نما خوشین ہین اور خود پسند ہین وہ بیخود یعنے محض بیوقوف ہین مطلب شعر یہ ہے کہ اے شخص خودی کو چھوڑ کر ایک دم کے لیئے باخود ہوجا اسی خودی اور غفلت کے چھوٹنے سے تو باخدا بنجائیگا اور دریائے نور یعنے بحر اسرار الٰہی مین غرق ہوجائیگا اور تیرے سینے مین وہ تمام علوم آجائینگے جنکی خوشبو سر معرفت ہے ایسے اسرار کی اُنہین لوگونکو اطلاع دیجاتی ہے جو دنیا کی طرف سے بیخود ہین

	بوے گل دیدی کہ انجا گل نبود		جوش مُل دیدی کہ آنجا مل نبود
ترجمہ	بوے گل ہے اسجگہہ اور گل نہیں		جوش مُل ہے اسجگہ اور مُل نہیں

شرح - اسکے معنے کئی طرح ہو سکتے ہین اول یہ کہ اے شخص تو نے اسرار الٰہی کے متعلق عقل کل کی بتائی ہوی باتین سُن لین اور اُن پھولون کی خوشبو لے لی حالانکہ پھول تیرے پاس نہ تھے اور اظہار اسرار کی شراب کا جوش تو نے اپنی آنکھون سے دیکھہ لیا حالانکہ شراب تیرے پاس نہ تھی بس تو جیکہ باغ معرفت کے پھولون کی خوشبو اور معرفت کی شراب ایسی تیز ہے کہ تیرے دماغ تک اثر پہنچا رہی ہے تو اُس گل اور اُس مل کا طالب کیون نہین بنتا کہ یہ خوشبو اور یہ جوش اُسکی ادنے فرع ہے وہ گل و مُل ترک خودی سے ہاتھہ لگتا ہے - دوسرے معنے یہ ہین کہ دونو مصرعون مین لفظ دیدی بمعنے بینی ہے اس صورت مین یہ مطلب ہوا کہ اے مخاطب جب تو خودی کو چھوڑ دیگا تو یہ مرتبہ ہو جائیگا کہ جہان گل نہوگا وہان سے بوے گل اور جہان شراب نہوگی وہان سے جوش شراب کو معلوم کر سکیگا یعنے اسرار حقیقت کو بلا قید دیکھہ لیگا تیسرے معنے یہ ہین کہ دونو مصرعون مین استفہام انکاری مانا جاے یعنے ایمخاطب کہین تو نے ایسا دیکھا ہے کہ پھول تو نہون اور پھولون کی خوشبو آرہی ہو ہرگز نہین دیکھا یا شراب تو نہو اور اُسکا جوش یا کیفیت نظر آرہی ہو - یہ ہرگز نہین ہو سکتا - بس تو جسطرح تو بوے گل کو بغیر گل اور جوش مُل کو بغیر مُل معلوم نہین کر سکتا (کیونکہ بو اور جوش اعراض مین سے ہین اور اعراض بلا محل قایم نہین رہ سکتے) اسیطرح بوے اسرار کو بلا غرق بحر نور حاصل نہین کر سکتا اور بحر نور مین غرق ہونا مُرشد کامل کی خدمت پر موقوف ہے اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ انسان کامل کا دل اسرار اور معرفت کا خزانہ ہے اس خوشبو کو وہین سے حاصل کرنا چاہیئے

	بو قلاوزست و رہبر مرترا		مے برد تا خلد و کوثر مر ترا
ترجمہ	بو نہیں یہ ملگیا رہبر تجھے		لیگئی تا خُلد و تا کوثر تجھے

شرح - قلاوز بمعنے رہبر یوسے بوے عرفان اور خلد و کوثر سے مقصد اصلی یعنی مشاہدۂ ذات مراد ہے یعنی خوشبوئے معرفت بشرطیکہ اسرار کے پھول (مُرشد کامل) کی صحبت سے حاصل ہوی ہو ایمخاطب تجھے مشاہدۂ ذات تک پہنچا دیگی - کیونکہ آدمی خوشبو سونگھتے سونگھتے گلشن تک پہنچ جاتا ہے

	بود وائے چشم باشد نور ساز		شد ز بوے دیدۂ یعقوب باز
ترجمہ	بو دوا ہے چشم ہے اک روشنی		جس سے آنکھیں کھل گئیں یعقوب کی

شرح - لفظ نور ساز دوائے چشم کا بدل یا عطف بیان ہے یعنی خوشبو آنکھون کی دوا اور اُنکی روشنی کرنیوالی ہے جیسے حضرت یوسف کے کُرتے کی خوشبو سے حضرت یعقوب کی آنکھین کھل گئین تھین اسیطرح

معرفت کے پھولون کی خوشبو سے طالب دیدار کی آنکھین کھل جاتی ہین اور اُسے اسرار نظر آنے لگتے ہین

	بوئے بد مر دیدہ را تاری کند		بوئے یوسف دیدہ را یاری کند
ترجمہ	بوئے بد کرتی ہے تاری آنکھ کو		بوئے خوش دیتی ہے یاری آنکھ کو

شرح۔ بوئے بد سے اہل ضلال اور گناہون کے متعلق باتین اور بوئے یوسف سے قرآن وحدیث اور اہل کمال کا کلام مراد ہے۔ مطلب یہ کہ گمراہون کی باتین اور اُنکے ساتھ ہمکلامی آنکھون کی روشنی کو کھو دیتی ہے آدمی اندھا باؤلا بنکر گناہون پر گر پڑتا ہے اور اہل کمال کے ملفوظات روشنی چشم کا باعث ہوتی ہین آدمی کو تمام پوشیدہ اسرار نظر آنے لگتے ہین اور مستقبل کو دیکھہ لیتا ہے کہ جسکو کسی آنکھہ نے نہین دیکھا اور کسی کان نے نہین سنا

	تو کہ یوسف نیستی یعقوب باش		ہمچو او با گریۂ و آشوب باش
ترجمہ	تو نہیں یوسف تو بس یعقوب بن		گریہ بن فریاد بن آشوب بن

شرح۔ یعنے اگر تو یوسف نہین ہے تو یعقوب بنکے رہ اور اُنکی طرح فراق مطلوب مین ہمیشہ گریہ وزاری کیا کر

	تو کہ شیرین نیستی فرہاد باش		چون نہ لیلی چو مجنون گرد فاش
ترجمہ	گر نہیں شیریں تو ہو فرہاد بس		فیس ہو لیلی نہیں گر بو الہوس

شرح یعنے تو اگر شیرین نہین ہے تو فرہاد بننے کی کوشش کر اور لیلی نہین ہے تو مجنون کی طرح بے صبر بیقرار اور رسوا رہا کر یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے لایکمل ایمان العبد حتی یقول الناس انہ لمجنون۔ یعنے کسی شخص کا ایمان اُسوقت تک کامل نہین ہوتا جب تک کہ لوگ اُسے عشق الٰہی مین دیوانہ نہ کہنے لگین یوسف اور شیرین اور لیلی سے مطلوب اور یعقوب فرہاد ومجنون سے طالب مراد ہے یعنی اے شخص اگر تجھہ مین محبوب یا مطلوب یا مرشد بننے کی طاقت نہین تو عاشق یا طالب یا سالک کیون نہین بنجاتا تیری بدقسمتی ہے

تفسیر قول حکیم سنائی قدس سرہ

حکیم سنائی قدس سرہ کی قول کی تفسیر

	بشنو این پند از حکیم غزنوی		تا بیابی در تن کہنہ نوی
ترجمہ	سن کہیں پند حکیم غزنوی		تا تن کہنہ کو حاصل ہو نوی

شرح۔ غزنوی ساکن شہر غزنین حکیم سنائی اسی شہر کے رہنے والے تھے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اگر تو حکیم سنائی کی اُس نصیحت کو جو ہم آیندہ لکھتے ہین گوش دل سے سن لیگا تو تیرے جسم کہنہ کو تازگی حاصل ہوگی یعنے اسرار کے متعلق ایک نئی بات معلوم ہوجائیگی یا قلب کو خزانۂ انوار اور قالب کو شباب اما حاصل ہوگا۔ بدن مین نئی جان پڑجائیگی روح کو تازگی حاصل ہوگی۔ نوی بمعنے تازگی ہے۔

	این رباعی را شنو از جان و دل		تا بہ کل بیرون شوی از آب و گل
ترجمہ	یہ رباعی ہو جو ورد جان و دل		ہو الگ سب تجھسے قید آب و گل

شرح۔ حکیم سنائی کے چار مصرع جو آیندہ آنیوالے ہین چونکہ اصطلاحی رباعی کے وزن پر نہین ہین اسلیئے یہان لفظ رباعی لغوی معنون مین ہے جس سے مراد چار مصرعے ہین اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اگر تو حکیم سنائی کے ان چار مصرعون کو سُنکر انپر عمل کریگا تو آب و گل یعنے جسم عارضی کی قید سے نکلکر روح مجرد بنجائیگا۔ کیونکہ ان مصرعون مین فنا اور بقا کی معنون کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

	پند او را از دل و جان گوش کن		ہوش را جان ساز و جانرا ہوش کن
ترجمہ	پند اوسکی جان و دل سے گوش کر		ہوش کو جان اور جانکو ہوش کر

شرح۔ مولانا قدس سرہ شوق دلانے کے لیے حکیم سنائی کے اُنہین چار مصرعون کی تعریف مین یہ فرماتے ہین کہ انخاطب حکیم سنائی کی پند کو جان و دل سے سُن اور اُس نصیحت کو ہوش کے لیئے بمنزلہ جان اور جان کے لیئے بمنزلہ ہوش سمجھ مطلب یہ کہ حکیم موصوف کی نصیحت نہایت قدر کے قابل ہے اور وہ یہ ہے

	ناز را روے بباید ہمچو ورد		چون نداری گرد بدخوئی مگرد
ترجمہ	ناز کو لازم ہے بیشک گلرخی		بے محل ہے ورنہ بدخوئی تری
	عیب باشد چشم نابینا و ناز		زشت باشد روے نازیبا و ناز
ترجمہ	عیب ہے بس چشم نابینا و ناز		ہے بُرائی روئے ناز یبا و ناز

شرح حکیم سنائی کے وہ چارون مصرع یہی ہین جنکی تعریف گذر چکی ہے انکے ظاہری معنے یہ ہین کہ انخاطب ناز کرنے اور محبوب سے ملنے کے لیئے گلاب کے پھول کے مانند چہرہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ناز اُنہین لوگونکو زیبا ہے جو اچھی صورت رکھتے ہین بدصورتون کا ناز بالکل بیجا اور غمزۂ بیمحل ہوتا ہے بدصورت کو بدخو ہونا ہرگز زیبا نہین اے شخص اگر تو اچھی صورت نہین رکھتا تو بدخوئی کے گرد ہرگز نہ پھر تیرے ناز کسی سے نہ اُٹھ سکینگے بدصورتی کے ساتھ بدخوئی بھی ہو تو اُنکی مثال ایسی ہے جیسا کوئی اندھا کسی محفل مین بیٹھکر غمزۂ و ناز کرنے لگے خلاصہ یہ کہ بدصورت کا تکلف سے معشوق بننا عیب اور سخت نازیبا ہے اور مناسب یہ ہے کہ جسمین شان معشوقی نہو اُسکو عاشق بننا چاہیئے اور معنوی مطلب یہ ہے کہ آدمی پر اپنے نفس کا مرتبہ پہچاننا فرض ہے حدیث شریف مین ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ جسنے اپنے نفس کو پہچانا اُسنے اپنے رب کو پہچان لیا اور نفس کا پہچاننا سوا اسکے اور کوئی معنے نہین رکھتا کہ آدمی جب غور سے دیکھیگا تو اپنی ذات کو فانی خیال کریگا۔ اور جب اسنے اپنے آپ کو فانی خیال کیا تو ذات باقی کی معرفت حاصل ہوگئی انسان فانی ہوکر خود کو باقی سمجھنے والا

خیال کریگا تو ایسی مثال ہو جائیگی جیسا کوئی اندہا یا بدصورت اپنے آپ کو حسین سمجھکر ناز بیجا کیا کرتا ہے۔

	پیش یوسف نازش و خوبی مکن	جز نیاز و آہ یعقوبی مکن
ترجمہ	پیش یوسف نازش خوبی نکر	ماسوائے آہ یعقوبی نکر

شرح۔ یوسف سے مراد شاہد حقیقی ہے یعنی اللہ تعالےٰ ناز و غرور اور تکبر کو پسند نہین کرتا اسکو چہوڑ اور اسکی بارگاہ مین حضرت یعقوب کی طرح ہمیشہ عجز و نیاز اور آہ و زاری کیا کر تاکہ تجہے مطلب دلی اور مقصد اصلی حاصل ہو جائے

	معنی مردن ز طوطی بد نیاز	در نیاز و فقر خود را مردہ ساز
ترجمہ	مردن طوطی نیاز و عجز تہا	فقر مین اپنے کو تو مردہ بنا

شرح۔ یعنے اس طوطی کا مرجانا (جسکی یہ داستان تمام ہونے کو ہے) معنوی طور پر اللہ تعالےٰ کے سامنے عجز و نیاز کا اظہار اور موتو قبل ان تموتوا کی تفسیر تہی فی الواقع طوطی مرا نہ تہا لیکن اس ترکیب سے وہ قید قفس سے رہا ہو گیا علےٰ ہذا القیاس جو اسپر عمل کریگا وہ قید جسم عارضی سے ضرور نجات پا جائیگا۔

	تا دم عیسے ترا زندہ کند	ہمچو خویشت خوب و فرخندہ کند
ترجمہ	تا دم عیسے تجہے زندہ کرے	صورت خود خوب و فرخندہ کرے

شرح۔ یعنے ایمخاطب نیاز و فقر کی حالت مین جیتے جی اپنے آپ کو مردہ بنالے تاکہ دم عیسے (لطف رحمانی و نفخہ ربانی) تجہے از سر نو زندہ کردے یعنی مرتبۂ بقا بعد الفنا عنایت فرمائے اور اپنی ذات کی طرح بابرکت بنادے

	در بہاران کے شود سرسبز سنگ	خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ
ترجمہ	مینہہ سے ہو سکتا نہیں سرسبز سنگ	خاک سے اُگتے ہیں گل ہفتاد رنگ

شرح۔ اس شعر مین متکبر اور خاکسار آدمی کی حالت کو ایک مثال مین جدا جدا بیان کیا گیا ہے یعنی ایکبار نہین ہزار بار دنیا مین بہار آئے اور ایک نہین لاکہہ مینہہ برسین پتہر مین سے سبزہ کبہی نہین اُگتا پہولون کے درخت ہرگز نہین جمتے چند روز کے لیئے خاک ہو جا تاکہ تجہہ مین معرفت و اسرار کے گل بوٹے پیدا ہو جائین

	سالہا تو سنگ بودی دل خراش	آزمون را یک زمانے خاک باش
ترجمہ	مدتوں پتہر رہا ہے زشت خو	امتحاناً ایک دم کو خاک ہو

شرح۔ یعنے ایمخاطب تو مدتون سنگ دلخراش (مغرور و متکبر و سخت دل) رہا ہے اب چند روز خاک ہو کر دیکہہ

	در بیان این شنو یک داستان	تا بدانی اعتقاد راستان
ترجمہ	ہم سناتے ہیں تجہے اک داستان	تا عیان ہو اعتقاد راستان

شرح۔ یعنے خاکسار اور با نیاز ہونے کے متعلق ایک قصہ سن لے تاکہ تجہے سچے لوگون کے اعتقاد کا حال معلوم ہو جائے

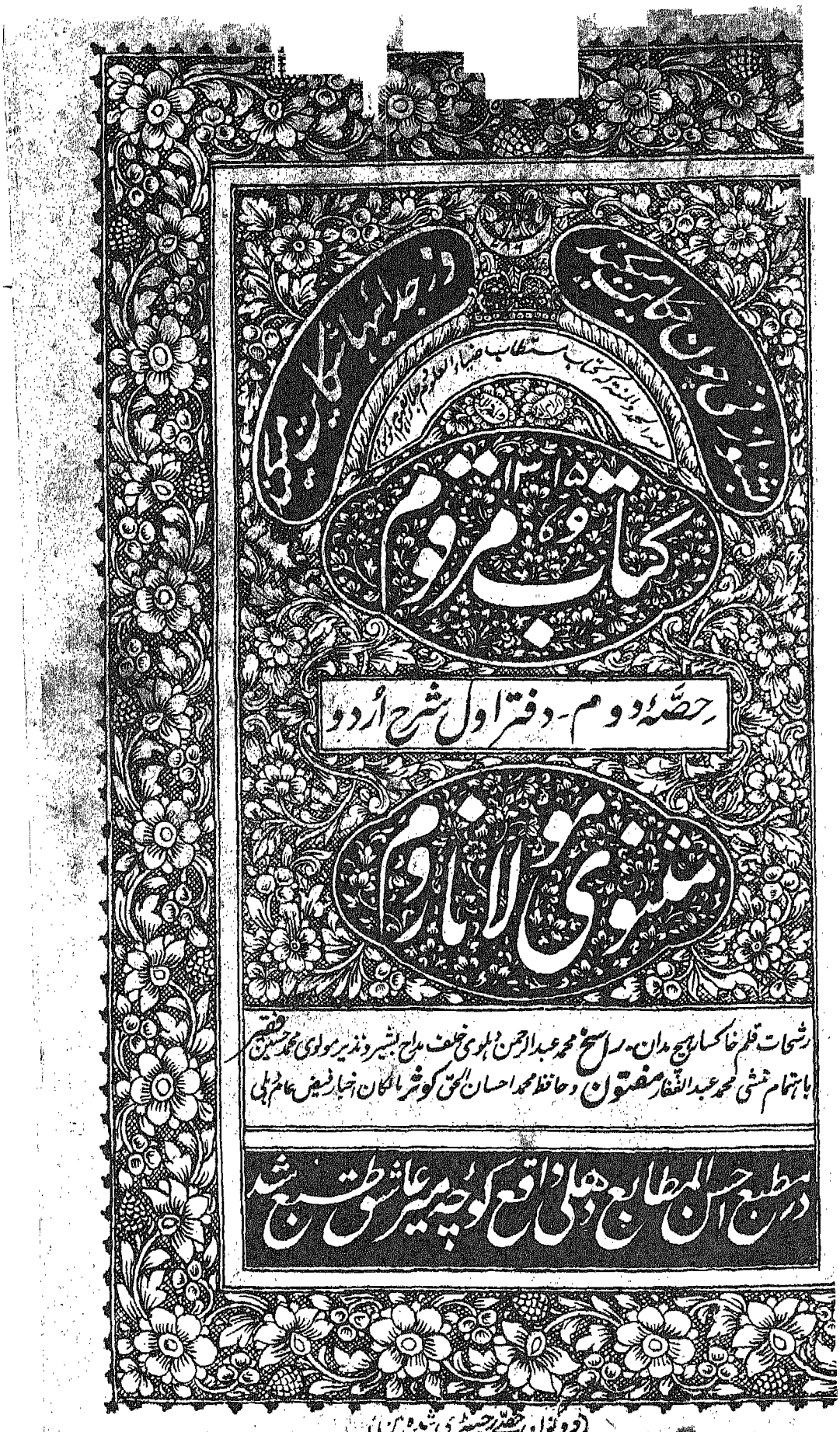

بشنو از نی چون حکایت میکند
وز جدائیها شکایت میکند

الحمد لله والمنة که کتاب مستطاب ضیاء العلوم و جلاء الفهوم موسوم

۱۳۱۵

کتاب مرقوم

حصهٔ دوم - دفتر اول شرح اردو

مثنوی مولانا روم

رشحات قلم خاکسار هیچ مدان - راسخ محمد عبدالرحمن دهلوی خلف مداح بشیر و نذیر مولوی محمد حسین فقیر
باهتمام منشی محمد عبدالغفار مفتون و حافظ محمد احسان الحق کوثر مالکان اخبار فیض عام دهلی

در مطبع احسن المطابع دهلی واقع کوچه میر عاشق طبع شد

(دونون حصے رجسٹری شده ہین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

واضح رہے کہ آیندہ پیرجنگی کی داستان شروع ہونے والی ہے اس داستان مین حدیث نفحات رحمانی اور مرتبۂ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اور قصۂ شب تعریس اور اثر برد ربیع و برد خریف اور باران رحمت غیب اور نالۂ ستون حنانہ اور کنکریون کے کلام اور حضرت عمر کے الہام اور پیرجنگی کی ہدایت کے متعلق عجیب و غریب اسرار بیان ہوے ہین ان سب کی تشریح و تفصیل عنقریب ملاحظہ سے گزرے گی خاکسار شارح کو بعض اشعار کے حل کرنے مین نہایت دقت اٹھانی پڑی اور اسکا سبب یہ ہے کہ اس شرح مین التزام کیا گیا ہے کہ حتی الامکان مثنوی کے تمام اشعار کے مطالب اس ترکیب سے بیان کیے جائین کہ ظاہر شرع کے خلاف نہون - داستان پیرجنگی کو قصۂ طوطی و سوداگر سے یہ ربط ہے کہ اس قصہ مین موتو اقبل ان تموتوا یعنے مرگ اختیاری کی ہدایت کیگئی ہے اسکے طفیل طوطی نے قفس تاجر اور تاجر نے قفس جسم عارضی سے نجات پاکر ابدی زندگی حاصل کی ہے اور پیرجنگی کو بھی اسی فانی ہونے کے باعث گناہون سے نجات اور اسکی نیک نیتی کے سبب حیات جاودانی حاصل ہوی چنانچہ یہ باتین اس داستان مین اچھی طرح ذہن نشین ہوجائینگی - نیز پیرجنگی کے حالات اور اسکی امداد کے متعلق حضرت عمرؓ کے الہام سے معلوم ہوجائیگا کہ خدا اس شخص کی دونو جہان مین مدد کرتا ہے جو اسپر پورا بھروسہ رکھے اور جسکی نیت درست اور اعتقاد مضبوط ہو - ایک حدیث کے یہ الفاظ ہین اللّٰھم لا تکلنی الی نفسی یعنے ایخدا تو مجھے میرے نفس کے سپرد نہ کر مطلب کہ میرے تمام کامون مین میرا سچا مددگار بن اور یہ ظاہر ہے کہ خدا کی مدد انہین کامون مین ہوتی ہے جو نیک نیتی سے محض خدا کے واسطے ہون -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

داستان پیرچنگی کہ در عہد عمرؓ از بہر خداوند تعالے در گورستان در روز بینوائی چنگ میزد

ترجمہ ایک بوڑھے چنگ بجانیوالے کی داستان جو حضرت عمرؓ کے زمانہ مین بحالت مفلسی گورستان مین بیٹھکر اللہ کے واسطے چنگ بجاتا تہا

این شنیدستی کہ در عہد عمر		بود چنگی مطربے با کر و فر	
ترجمہ	سُنتے ہین یہ قصۂ عہد عمر		مطرب چنگی تہا اک با کر و فر

شرح یہ پیرچنگی پہلے بڑا ساز و سامان تہا جب اُسپر تنگی آئی تو گورستان مین جا بیٹھا اور یہ نیت کرلی کہ مین لوگون کو للہ بے مزدوری لیے چنگ سنایا کرونگا یہ شخص گو اپنے فعل کی بُرائی سے جاہل تہا مگر چونکہ نیت اچہی رکہتا تہا اسلیئے اللہ تعالے نے اسپر رحم کیا مفصل قصہ آگے آتا ہے۔

بلبل از آوازِ او بیخود شدے		یک طرب زاو از خوبش صد شدے	
ترجمہ	مست بلبل اُسکی اک آواز سے		یک طرب صد چند اُسکے ساز سے

شرح یعنے اُسکی آواز سے بلبل رباوصف خوشنوائی بیخود ہوجاتا تہا اور ایک حصہ ذوق وشوق اُسکی خوش الحانی سے سو حصہ تک بڑہ جاتا تہا مطلب یہ کہ وُہ نہایت خوش آواز اور نغمہ سنج تہا۔

مجلس و مجمع وش آراستے		وز نوائے او قیامت خاستے	
ترجمہ	باعثِ زیبایش ہر بزم تہا		تہی قیامت خیز اُسکی ہر نوا

شرح دم بمعنے آواز یعنے اُسکی آواز باعث آرایش انجمن تہی۔ جو محفلون مین قیامت برپا کردیتی تہی۔ یا یہ معنے ہین کہ جسطرح قیامت کے دن روحین نئے سرے سے جسمون مین آجائینگی اُسیطرح اُسکی آواز دلون مین نئی طرح کے ذوق وشوق پیدا کرتی تہی۔ یا یہ مطلب ہے کہ جس طرح قیامت کے دن ہر روح اپنے خاص جسم کو ڈہونڈلیگی۔ اُسیطرح اُسکی آواز کے اثر سے ہر طالب اپنے مطلوب کو اور ہر عاشق اپنے معشوق کو ڈہونڈتا تہا۔ کیونکہ سماع اور خوش آوازی مین مطلوب کے یاد دلانے کا اثر بالخاصہ ہے جسکی تفصیل ابتدائے کتاب ہذا مین دربیان سماع گزر چکی ہے

ہمچو اسرافیل کاوازش بفن		مردگان را جان درآرد در بدن	
ترجمہ	صور اسرافیل آواز اُسکی تہی		جان دیتی تہی جو مردون کو تنی

شرح فن بمعنے صنع قدرت الہی۔ یعنے جسطرح حضرت اسرافیل کی آواز فعل قدرت الہی کے باعث صور پہونکنے کے وقت تمام مردون کی روحون کو جسمون مین داخل کردیگی اُسیطرح اُسکی آواز مردہ دلون کو زندگی اور افسردہ خاطرون کو تازگی دیتی تہی۔ سننیوالون مین مسرت تازہ اور دلون مین جدید شوق پیدا کرتی تہی۔

	یار سائل بود۔ اسرافیل را		گر سماعش پر برستے فیل را
ترجمہ	یاد ہے پیغام اسرافیل کے		پر نکل آتے ہے جس سے فیل کے

شرح لفظ رسائل یا تو جمع رسالت ہے بمعنے مکتوبات و نامہا و پیغامہا یعنے اُسکی آواز مُردون کے زندہ کرنے مین گویا اسرافیل کے پیغام تہے جسکے سننے سے ہاتھی کے پر نکل آتے تہے یعنے ذوق وشوق صد چند ہو جاتا تہا۔ یا یہ سمجھیے کہ لفظ یار موصوف ہے اور رسائل اُسکی صفت یعنے اُسکی آواز اسرافیل کا یار سوال کنندہ تہی مطلب یہ کہ اُسکی آواز نے مُردون کے زندہ کرنے کی صفت کو اسرافیل سے بطور مستعار مانگ رکھا تہا۔ یا لفظ سائل سیلان سے مشتق ہے یعنے اُسکی آواز اسرافیل کا ہمدم اور اُسکے پاس آنے جانے والا یار تہا اور زندہ کر دینے کی صفت اُسمین اثر صحبت اسرافیل سے پیدا ہو گئی تہی بعض نسخون مین یار سیلے بود اسرافیل را ہے اسصورت مین معنے ظاہر ہین کیونکہ یہی یعنے ہمزبان ہے

	ساز دا سرافیل وقتی نالہ را		جان دہد پوسیدۂ صد سالہ را
ترجمہ	ہونگے اسرافیل جب م نالہ کن		جی اُٹھینگے استخوانہائے کہن

شرح۔ پوسیدہ بمعنے کہنہ و فرسودہ۔ دراصل بہاے فارسی ہے مگر بائے عربی کے ساتہ مشہور ہو گیا ہے۔ یعنے جسطرح اسرافیل کی آواز ایکدن پرانی اور ریزہ ریزہ ہڈیون مین جان ڈالدیگی اسیطرح اُسکی آواز کا حال تہا۔ ان اشعار مین پیرچنگی کی آواز کی صفت مین شاعرانہ مبالغہ کیا گیا ہے۔

	اولیارا در درون ہم نغمہاست		طالبان را زان حیات بے بہاست
ترجمہ	نغمہائے اولیا ہین باطنی		ملتی ہے لوگون کو جن سے زندگی

شرح یعنے اولیاء و انبیا کے ظاہری نغمے (اقوال و احادیث و ملفوظات) تو موجود ہی ہین جنپر مخلوق کی ہدایت منحصر ہے مگر اس سے قطع نظر اُنکو اللہ تعالے کی طرف سے باطنی نغمے (اسرار معارف) بہی عنایت ہوئے ہین جنسے طالبان حقیقت کو جاودانی زندگی حاصل ہوتی ہے ظاہری نغمے سے کلام لفظی اور باطنی سے کلام نفسی مراد ہے جسکی شرح پہلے گذر چکی ہے۔ بعض نسخون مین اولیا کی جگہ انبیا ہے۔

	نشنود آن نغمہا را گوش حس		کز سخنہا گوش حس باشد نجس
ترجمہ	سن نہین سکتا ہے اُنکو گوش حس		ہے بُری باتون سے گوش حس نجس

شرح یعنے اولیاء انبیا کے باطنی نغمون کو ظاہری کان نہین سن سکتے۔ کیونکہ یہ کان دنیوی باتین اور ما جائز نغمے سنتے سنتے نجس ہو گئے ہین کلام نفسی جو سراسر پاک ہے ناپاک کانون مین نہین سماتا۔ بعض نسخون مین سخنہا کی جگہ سخنہا ہے اوسمین سے مراد سخن بد ہے

	نشنود نغمہ پری را آدمی		کو بود ز اسرار پریان اعجمی
ترجمہ	کیا سنے نغمہ پری کا آدمی		کیونکہ یہہ اسرار سے ہے اعجمی

شرح۔ اعجمی۔ نادان و نافہم و غیر فصیح۔ یعنے چونکہ آدمی پریون کے اسرار سے نافہم ہے اسلیئے اُنکے نغمون کو نہین سن سکتا علیٰ ہذا القیاس نافہم شخص سے یہ توقع رکھنی بالکل بعید ہے کہ اولیاء کے اسرار اور اُنکے باطنی نغمون سے واقف ہوسکیگا۔ یہ شعر مضمون سابق کی توضیح ہے بطور تمثیل۔

	گرچہ ہم نغمۂ پری زین عالم ست	نغمۂ دل برتر از ہر دو دم ست	
ترجمہ	گرچہ اس عالم مین ہے بانگ پری	نغمۂ دل کو ہے سب سے برتری	

شرح۔ اس شعر کا پہلا مصرع گزشتہ شعر کے پہلے مصرع سے متعلق ہے۔ یعنے اگرچہ نغمۂ پری بھی اسی جہان دنیا مین موجود ہے۔ لیکن عدم جنسیت کے باعث آدمی اُسے ہرگز نہین سن سکتا۔ پھر نغمۂ باطنی تو ان دونو نغمون یعنے آدمی اور پری کی باتون سے برتر ہے۔ اِسے انسان کب سن سکیگا کہ نغمہ انسان کامل کا نغمہ چونکہ عالم ملکوت سے تعلق رکھتا ہے اسلیئے نغمۂ پری سے برتر ہے یہ بھی یاد رہے کہ نغمہ باطنی کی کیفیت گوش دل سے اور گوینده کی حقیقت نور باطن سے معلوم ہوسکتی ہے۔ گوش حسی اور عقل انسانی ان اسرار کے سمجھنے سے قاصر ہے۔

	کہ پری و آدمی زند انبند	ہر دو در زندان این نادانند	
ترجمہ	ہین پری و آدمی ہر دو اسیر	جہل کے محبس مین دونو جائے گیر	

شرح یعنے نغمۂ اولیا نغمۂ انسان و پری سے اسلیئے برتر ہے کہ یہ دونو قید خانۂ وجود عارضی مین محبوس اور اسیر غفلت اور اس نادانی و فریب دنیا کے زندانین مقید اور آخرت سے غافل ہین اور اولیا، اللہ ان تمام قیدون سے آزاد ہوکر صرف اُسی ایک کے ہو لئے ہین ع بریدۂ زہمہ با خدا گرفتارست۔ اسلیئے اُنکے نغمے اعلے درجہ کے ہین جنکے مطالب ہر شخص نہین سمجھ سکتا۔

	معشر الجن۔ سورۂ رحمن بخوان	تستطیعوا تنفذوا ارا بازدان	
ترجمہ	سورۂ رحمن پڑہ اے نیک خو	معشر الجن تستطیعوا۔ تنفذو	
	سورۂ رحمن بخوان اے مبتدی	تا شوی بر سر بریان مهتدی	
ترجمہ	سورۂ رحمن پڑہ اے مبتدی	بھید سے پریون کے تا ہو آگہی	

شرح۔ یہ مضمون سابق یعنے نغمہائے اولیا کی برتری پر قرآنی حجت ہے۔ سورۂ رحمن مین یہ آیت ہے۔ یمعشر الجن و الانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان یعنے اے جن و انسان کی جماعت اگر تم آسمانون اور زمین کے کنارون سے باہر نکلجانے کی طاقت رکھتے ہو تو نکل جاؤ یا تمام علوم علویات و سفلیات حاصل کرنے پر قادر ہو تو حاصل کرلو لیکن بلا قوت و غلبہ تم ہرگز ایسا نہ کرسکوگے حالانکہ تم مین نہ قوت ہے نہ غلبہ البتہ خدا کی مشیت سب کچھ کرسکتی ہے۔ یہ آیت اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ جب ماسوائے بعض تمام جسمانیات کا

علم بلا انعام الٰہی نہ کسی انسان کو ہو سکتا ہے نہ جن و پری کو۔ تو نغمۂ اولیا و انبیاء اُنکے کانوں تک کب پہنچ سکتا ہے۔ جو محض روحانی اور کیفیت غیبی ہے۔ اور جب انسان نغمۂ پری کو جو اسی دنیا میں موجود ہے نہیں سُن سکتا تو نغمۂ باطنی کو کیونکر سن سکتا ہے نتیجہ یہ کہ انسان گوش ظاہری کو معطل کر کے گوش باطنی پیدا کرے اور خدا سے روحانی قوت کا طالب رہے ورنہ نغمۂ اندرونی سے محروم رہے گا۔

	نغمہائے اندرون اولیا		اوّلا گوید کہ اے اجزائے لا
ترجمہ	نغمہائے جان پاک اولیا		پہلے کہتے ہیں کہ اے اجزائے لا
	ہین زلائے نفی سر ہا بر زنید		دین خیال و وہم بیرون افگنید
ترجمہ	سر نکالو۔ لا سے سنلو خالو		اس خیال و وہم کو بس چھوڑ دو

شرح یعنے اولیاء اللہ کے باطنی نغمے زبان معنوی سے سب سے پہلا سبق یہ دیتے ہیں کہ اے اجزائے لا یعنے اے مردمان خالی از معرفت یا متقارناں عدم و مقربان فنا لائے نفی یعنے خلو معرفت کی قباحت سے نکلو اور اپنی ہستی کے مستقل اور دائمی ہونے کے خیال کو چھوڑ دو تاکہ دوئی جاتی رہے اور معرفت الٰہی حاصل ہو۔ مگر اُنکے نغمے وہی سنتا ہے جسکے باطنی کان بہرے نہوں۔

	اے ہمہ پوسیدہ در کون و فساد		جان باقی تان نروئیدہ ونزاد
ترجمہ	تم ہو محو عالم کون و فساد		جان باقی سے ہو بالکل نامراد

شرح۔ یعنے اولیاء اللہ کے نغموں کا مضمون یہ ہے کہ اے آدمیو تم سب کے سب دنیا میں پھنسکر عالم کون و فساد کے صدمے سہتے سہتے بوسیدہ اور نکمے ہو گئے ہو گو باطنی نغمے تمہاری پرانی ہڈیوں میں جان ڈال سکتے ہیں لیکن تم انہیں سُن ہی نہیں سکتے بس تو وُہ روح جو ہمیشہ باقی رہنے والی تھی گویا تم میں ڈالی ہی نہیں گئی۔ اور اہل اللہ کے نزدیک تم ہنوز پیدا ہی نہیں ہوئی۔

	کار ایشانست زان سوے بری		گردد ت روشن جو جوئی زہ پری
ترجمہ	جانب حق سے ہیں سارے اُنکے کام		جستجو کرتا کہ ہوں روشن تمام

شرح یعنے اولیاء اللہ کے جمیع افعال اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہیں۔ اور جانب الٰہی تمام عیوب سے بری ہے (لفظ بری صفت اُنہی ہے) جب تو اس رستہ کو ڈھونڈیگا اور اس منزل میں پرواز کریگا تو تجھپر بھی اولیا کے اسرار ظاہر ہو جائیگی (پری جوئی پر معطوف ہے بحذف حرف عطف) نیز ممکن ہے کہ پہلے مصرع میں پری بیائے فارسی ہو اور دوسرے میں بیائے عربی یعنے اولیاء کا کام اللہ تعالےٰ کی طرف سے پرواز کرنا ہے یعنے وُہ عالم ملکوت سے اسرار معرفت لیکر ہر وقت دنیا کے طرف آتے ہیں مطلب یہ کہ اللہ اُنکے دلمیں الہام کرتا ہے تو بھی اگر اُنکے اسرار کو بستجوے قلبی سے ڈھونڈیگا تو

تو راستہ کو منزل مقصود تک لیجائیگا۔ اسصورت مین پری بمعنے پرواز حاصل المصدر ہے۔

	گر بگویم شمہ زان نغمہا		جانہا سر بر زنند از دخمہا
ترجمہ	ہو جو اُن نغمون کا اِک شمہ بیان		مُردے ہون قبرون سے باہر بے گمان

شرح۔ دخمہ بالفتح بمعنے گنبد مدفن۔ وگورخانہ آتش پرستان۔ یہان مطلق قبر مراد ہے یعنے اگر نغمۂ اولیاء کا تھوڑا سا حال کہدیا جائے تو مردے زندہ ہوکر قبرون سے نکل آئین مطلب یہ کہ ہر مُردہ دل اولیاء اللہ کے نغمون سے نئی زندگی اور جہالت کی موت کے بدلے مین حیات علمی حاصل کرسکتا ہے۔

	گوش را نزدیک کن کان تیز دورنیست		لیک نقل آن بتو دستور نیست
ترجمہ	کان لا بائین ہین گوشِ عقل کی		پر نہین ہرگز اجازت نقل کی

شرح گوش سے گوش دل اور نزدیک کرنے سے صاف کرنا مراد ہے۔ اسصورت مین معانی غیب سے گوش دل قریب ہوجاتے ہین مطلب یہ کہ نغمہ اسرار گوش دل کو صاف کرکے سُن فی الواقع بعید نہین یعنے کچھ بعید نہین صرف کدورت کا پردہ بیچ مین ہے ہان ظاہری ادراکی کان اسکے سننے کی طاقت نہین رکھتے۔ دوسرے مصرع کے یہ معنے ہین کہ اولیاء اللہ کو تیرے کانون تک یا تجھے بعد واقفیت غیرون کے کانون تک اِس نغمہ کے نقل کرنے کی اجازت نہین ہے اسکی وجہ اوپر گذر چکی ہے کہ اسرار غیبی گوش حسی مین نہین سما سکتے لفظ دستور بمعنے قاعدہ و آئین و رخصت و اجازت یہان سب طرح صحیح ہے

	ہین کہ اسرافیل وقتند اولیا		مردہ را زیشان حیاتست و نما
ترجمہ	ہیں ہے اسرافیل ہین سب اولیا		جلتے ہے مُردون کو صد نشو و نما

شرح یعنے اولیا اسرافیل وقت ہین جو مردگان غفلت و جہل کو علم معرفت کی زندگی عنایت فرماتے ہین اور درحقیقت حقیقی زندگی یہی ہے۔ جو بطفیل اولیاء اللہ طالبان حقیقت کو ملتی ہے۔

	جانہائے مردہ اندر گور تن		بر جہد ز اواز شان اندر کفن
ترجمہ	دفن ہے جو روح زیر گور تن		جی اُٹھے اُنکے سخن سے بے سخن

شرح جانہائے مردہ سے مُردگان جہل اور کفن سے غفلت مراد ہے۔ یعنے اولیا کی آواز سُنکر وہ مردین جو جہالت کی موت مرکر جسم کی قبر مین دفن ہین کفن سے باہر نکل آتی ہین۔ اور غفلت کو چھوڑ کر نئی زندگی حاصل کرلیتی ہین۔

	گوید این آواز او ہا جدا ست		زندہ کردن کار آواز خدا ست
ترجمہ	اور کہے یہ نغمہ ہے سب سے جُدا		کرگیا جو کار آوازِ خدا

شرح۔ گوید کا فاعل وہی مردۂ جہل ہے جو زندہ ہوگیا ہے۔ آواہا مخفف آوازہا یعنے جو شخص کلمات اولیا سے زندہ ہوئے ہین وہ یہ کہتے ہین کہ یہ آواز جسنے ہمکو زندہ کردیا ہے انسانی آواز سے جُدا ہے۔ کیونکہ زندہ کرنا آواز خدا (یعنی کلمہ کن)

کا کام ہے۔ بس تو گویا انبیا اور اولیار کا کلام فی الواقع اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے اور وہ کلام نفسی ہے جس سے حس گوش ظاہری بے بہرہ ہے۔

	ما بمردیم و بکلی کاستیم		بانگ حق آمد ہمہ برخاستیم
ترجمہ	جہانگی تہی ہمہ بالکل مردنی		جنبشی ہے آواز حق سنے زندگی

شرح یہ بھی اُنہین زندہ ہونیوالون کا کلام ہے جو یہ کہتے ہین کہ ہم اضطراری موت سے پہلے۔ اختیاری موت کے باعث بفحوائے موتوا قبل ان تموتوا فنا ہوگئے تھے اسکے بعد اللہ تعالےٰ نے ہمکو حیات ابدی عطا فرمائی اور بفضل کلمات کاملین ازسرِ نو زندہ کردیا۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہمین کلمات کاملین نے جہالت کی موت سے بچالیا ورنہ ہمارے مرجانے مین کچھ شک نہ تھا۔

	بانگ حق اندر حجاب و بے حجیب		آن دہد کو داد مریم را عجیب
ترجمہ	ظاہر و باطن ندائے کبریا		دیتی ہے جو کچھ کہ مریم کو دیا

شرح۔ حجیب اسمائے حجاب ہے یعنے اللہ تعالےٰ کی آواز اور کلام منزہ عن الحرف و الصوت باحجاب اور بے حجاب دونوطرح قلوب انبیا و اولیا مین وارد ہوتا ہے اور یہ کلام وہ برکت عطا فرماتا ہے جو حضرت مریم کو عطا فرمائی گئی تھی یعنے جسطرح حضرت مریم کے قلب کو نور نبوت عیسوی اور شکم مبارک کو مولود مسعود سے پرنور کیا گیا تھا۔ اسیطرح انبیا اور اولیا کے قلوب کو کلام نفسی سے منور اور مخزن اسرار و معارف بنایا جاتا ہے بانگ حق باحجاب وہ کلام حق جو بواسطۂ غیر کسی نبی یا ولی تک پہنچے۔ مثلاً توریت و انجیل و زبور و قرآن جو بواسطہ حضرت جبریل انبیا تک پہنچے ہین اور بانگ حق بے حجاب وہ کلام الٰہی جو بلا واسطہ ہو۔ مثلاً احادیث قدسی۔ اور الہامات۔

	اے فناتان منسیت کردہ زیر پوست		بانگ گردید از عدم زاواز دوست
ترجمہ	اے فنا گردیدگان زیر پوست		زندہ ہوجاؤ سنو۔ آواز دوست

شرح یعنے انبیاء و اولیا کی آوازون کے صحیفے اور الہامات جو فی الواقع کلام الٰہی ہین یہ کہتے ہین کہ اے غافلو تمکو فنائے جہل کے پردے مین معدوم کردیا ہے فنا سے مراد وہی خلوِ معرفت ہے جسکا ذکر پہلے ہوچکا ہے اب تم اس جہل کی موت سے حیات علم کی طرف پھر آؤ۔ اور اپنے دوست یعنے خدا کی آواز کو جو اولیا کی زبان سے نکل رہی ہے۔ پہچانو۔ تان بمعنے شما ہے۔

	مطلق آن آواز خود از شہ بود		گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود
ترجمہ	وہ ندائے مطلقہ ہے شاہ سے		گرچہ ہے حلقوم عبد اللہ سے

شرح شہ سے اللہ تعالےٰ اور عبد اللہ سے انبیا و اولیا مراد ہین۔ اور مطلق آواز بمعنے کلام نفسی ہے جو حرف و صوت کی

قید سے آزاد ہے مطلب یہ کہ انبیاء واولیا جو کچھ کہتے ہین وہ اپنی طرف سے نہین ہوتا۔ بلکہ اُنکا ہر مقولہ کلام الٰہی ہے۔

	گفت اورا من زبان وچشم تو	من حواس ومن رضا وخشم تو	
ترجمہ	کہدیا ہے۔ مین زبان و چشم ہون	مین حواس اور مین رضا وخشم ہون	

شرح یعنے شاہِ حقیقی نے اپنے بندۂ خاص سے کہدیا ہے کہ مین تیری زبان اور آنکھ ہون۔ اور مین ہی تیرے حواس اور تیری رضا وخشم بنجاتا ہون۔ تیرے تمام افعال میری طرف منسوب ہین۔ اور اسمین شک نہین کہ انبیا واولیا کی مہربانی خدا کی مہربانی اور اُنکا غضب بیشک خدا کا غضب ہے۔

	رَو کہ بی یسمع وبی یبصر توئی	سر توئی چہ جائے صاحب سر توئی	
ترجمہ	جا کہ بی یسمع وبی یبصر ہے تو	عین سر ہے اور صاحب سر ہے تو	

شرح یعنے اللہ تعالےٰ یہ فرماتا ہے کہ اے انسان جا اور طلب معرفت مین کوشش کر کیونکہ تو جامع صفات اور مصداق بی یسمع وبی یبصر ہے۔ یہ حدیث قدسی پہلے بہی نقل ہو چکی ہے کہ لایزال یتقرب الے العبد بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ وبصرہ ویدہ ورجلہ ولسانہ بی یسمع وبی یبصر وبی یمشی وبی یبطش وبی ینطق۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ انسان تو سرِّ الٰہی ہے کیونکہ جائے صاحب اسرار ہے اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے کہ مین مومنون کے ٹوٹے ہوے دلون مین رہتا ہون بلکہ تو عین سر ہے کیونکہ حدیث قدسی مین ہے کہ الانسان سرّی ومن اسراری۔ انسان میرے اسرار مین سے ایک بھید ہے۔ انسان مین قوت محرکہ او آخذہ اور متکلمہ اور سامعہ وغیرہ سب اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہین لیکن انسان کامل اسکو عین قوائے حقیقت جانتا ہے اور اپنے آپ کو فانی سمجھتا ہے اور ناقص چونکہ مشاہدۂ عین سے محروم ہے اسلیئے اس قوت کو طبعی اور اعضائی خیال کرتا ہے یہ نہین جانتا کہ اسکا باطن عین حق ہے۔

	تفسیر مَن کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ وبیان آن	
ترجمہ	اس حدیث کی تفسیر کہ جو خدا کا ہو جائے خدا اُسکا ہو جاتا ہے اور اُسکا مفصل بیان	

	چون شدی من کان للہ از وَلَہ	حق ترا باشد کہ کان اللہ لَہٗ	
ترجمہ	عشق سے جب تو خدا کا ہو گیا	یہ سمجھ اللہ تیرا ہو گیا	

شرح وَلَہ یعنے حیرت واستغراق وجنون وسرگشتگی وعشق یعنے اے انسان جب تو عشق حقیقی حیرت واستغراق کے باعث مصداق مضمون من کان للہ ہو گیا۔ یعنے تو نے اپنے تمام امور اللہ تعالےٰ کے سپرد کر دیئے تو یاد رکھ کہ اللہ تعالےٰ تیرا ہو گیا۔ بعض نسخون مین حق ترا باشد کی جگہ من ترا باشم ہے۔ اسصورت مین یہ شعر گویا کلام قدرت ہے بزبان مولانا یعنے حق تعالےٰ فرماتا ہے اے میرے بندہ جب تو مصداق من کان للہ بنجیا تو مین تیرا ہو گیا کیونکہ مینے اپنے رسولؐ کی زبانی خبر دیدی ہے کہ من کان للہ کان اللہ لہٗ۔ چونکہ انبیا علیہم السلام عموماً اور رسول مقبول خصوصاً اور اُنکے خلفا،

مصداق من کان للہ ہین اسلیے اس حدیث سے انبیا اور اولیا کا اتحاد ذاتی من وجہ ثابت ہے مگر عبد ہین چونکہ من وجہ شان عبدیت بھی ہے اسلیئے اللہ تعالے کبھی انکو باعتبار اتحاد خطاب کرتا ہے اور کبھی باعتبار عبودیت۔

	گہ توئی گویم ترا گاہے منم		ہرچہ گویم آفتاب روشنم
ترجمہ	گہ توئی گاہے منم کہتا ہون مین		جو کہون اُسکے لیے زیبا ہون من

شرح یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اے میرے خاص بندے۔ مین کبھی تو تیرا نام توئی رکھتا ہون اور تجکو اپنا غیر سمجھتا ہون اور کبھی منم کہتا ہون۔ یعنے اتحاد کا قائل ہون اور توئی کا اعتبار نہین کرتا۔ چنانچہ انک لاتہدی من احببت اور واللہ یعلم انک لرسولہ مغایرت پر دلالت کرتا ہے اور مارمیت اذرمیت اتحاد پر بلکہ اسمین اثبات مغایرت اور وحدت دونو پائے جاتے ہین۔ اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جو کچھ مین کہون میرے لایق ہے کیونکہ مین آفتاب روشن ہون پر تو کو شہود کثرت مانع شہود وحدت نہین ہوسکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیا اور اولیا کا اللہ کی طرف بلانا گویا اللہ تعالے ہی کا بلانا ہے کیونکہ اللہ تعالے خود فرماتا ہے واللہ یدعوا الے دار السلام اور اتحاد حقیقی پر یہ آیت بھی دلالت کرتی ہے۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ یعنے اے پیغمبر جو لوگ تمسے بیعت کرتے ہین وہ گویا خدا سے بیعت کرتے ہین اس سے اتحاد کے معنے صاف ظاہر ہین اور پہلی آیتون کا یہ مطلب ہے کہ اے نبی تم جسکو چاہو ہدایت نہین کرسکتے البتہ خدا جسکو چاہے ہدایت دیسکتا ہے اور خدا خوب جانتا ہے کہ تم اُسکے رسول ہو۔ ان آیتون سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا اور چیز ہے اور نبی اور شے۔

	ہر کجا تابم ز مشکاتے دمے		حل شد آنجا مشکلات عالمے
ترجمہ	جلوہ گر ہون جسجگہ مین ایک دم		مشکلین ہوتی ہین حل سب یک قلم

شرح مشکات بمعنے طاق و دریچہ سے مراد مظہر ہے یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مین جس مظہر مین اپنے اسمائے صفات کے ساتہ تہوڑی دیر کے لیئے تجلی کرتا ہون تو اُسکی تمام مشکلین حل ہوجاتی ہین۔ حل مشکلات عالم کے یہ معنے ہین کہ جب اللہ تعالے صفت محیی کے ساتہ ظاہر ہوتا ہے تو زمین سے نباتات پیدا ہوتے اور بچہ پرمان کے پیٹ سے صحیح و سالم نکلنے کی مشکل آسان ہوجاتی ہے۔ اور جب صفت ممیت کے ساتہ ظاہر ہوتا ہے تو جانکنی کی اور جب صفت ودود کے ساتہ ظاہر ہوتا ہے تو عشق کی اور جب صفت رزاق کے ساتہ ظاہر ہوتا ہے تو فقر و احتیاج کی مشکلین حل ہوتی ہین وعلے ہذا القیاس۔

	ہر کجا تاریکی آمد ناسزا		از فروغ ما شود شمس الضحے
ترجمہ	ناسزا ظلمت کی ہو جسجا گہٹا		ہو ہمارے جلوہ سے شمس الضحے

شرح لفظ ناسزا ترکیب مین لفظ تاریکی کی صفت واقع ہے اور لفظ شمس الضحے بمعنے آفتاب نیمروز ہے۔

	ظلمتے را کا فتابش بر نداشت		از دم ما گرد د آن ظلمت چو چاشت
ترجمہ	وہ اندھیرے جنھین ہو خرشید عرق		ہون ہمارے دم سے سب مانند شرق

شرح تاریکی اور ظلمت سے کفر و عصیان اور جہالت کے اندھیرے مراد ہین جنکو آفتاب فلک کی روشنی زائل نہین کرسکتے اور فروغ ما اور دم ما بمعنے ارشادات انبیا و خلفا و ملفوظات اولیاء و کلمات انسان کامل ہے کیونکہ یہ لوگ کامل طور پر مظہر اسمائے صفات اور آفتاب توحید ہین۔ انکا قول مقولۂ حق ہے اسصورت مین یہ معنے ہین کہ انبیا کے ارشادات اور اولیاء کے ملفوظات اندھیرون کو آفتاب روشن اور ظلمت کو سراسر نور بنا دیتے ہین۔ اور اگر ان دونو شعرون کو مقولۂ حق کہا جائے تو مطلب خود ظاہر ہے کہ اللہ تعالے کی ادنے تجلی تمام ظلمتون کو دفع اور اسکا دم یعنے کلام تمام اندھیرون کو زائل کرنے والا ہے۔

	آدمی را او ز خویش اسما نمود		دیگران را زادم اسما میشود
ترجمہ	اُسنے آدم کو سکھائے اپنے نام		اور سیکھا سب نے آدم سے کلام

شرح یعنے اللہ تعالے نے حضرت آدم (انسان کامل) کو اپنے اسمائے حسنے بذاتہ معلوم کرائے (خویش بمعنے نفسہ ہے) اور انسان غیر کامل کو اسی انسان کامل کے ذریعہ سے بتائے تو نتیجہ یہ نکلا کہ تمام رسول اور اُنکے سچے جانشین یعنے خلفاء و اولیاء خلیفۃ اللہ اور حق و خلق کے مابین بمنزلۂ برزخ ہین کیونکہ انسان کامل کا مقولہ گویا فرمان الٰہی ہوتا ہے اگرچہ انسان کامل یعنے اولیا و انبیا صورت مین مختلف اور متعدد ہین مگر حقیقت مین سب متحد ہین سب کا کلام کلام الٰہی ہے اسلیئے ایک نبی کا منکر گویا سب کا منکر ہے کیونکہ خاتم النبیین تک تمام انبیانے وہی کلام الٰہی سُنایا ہے جو اول اول حضرت آدمؑ نے سُنایا تہا۔ کلام الٰہی مین اگر اُمتیون نے تصرف نہ کیا ہو تو خواہ اُسکا نام توریت ہو یا انجیل زبور ہو یا قرآن سب کو ایکسان ہدایت کرسکتا ہے۔ کیونکہ حقیقت انبیا باعتبار اشاعت توحید و ہدایت بالکل متحد ہے اور اسی اتحاد معنوی کو آیندہ دو شعرون مین بطور تشبیہ بیان کیا گیا ہے۔

	آب خواہ از جو بجو خواہ از سبو		کاین سبو را ہم مدد باشد ز جو
ترجمہ	نہر اور ٹہلیا کا پانی سب ہے ایک		اِسمین ہے اُسکی مدد اے مرد نیک
	نور خواہ از مہ طلب خواہی ز خور		نور مہ ہم ز آفتابست اے پسر
ترجمہ	چاند کا ہو نور یا خرشید کا		ایک ہین دونو سمجھ لے اے فتا

شرح یعنے کوئی شخص نہر مین سے پانی پیئے یا ٹہلیا مین سے ایک ہی بات ہے۔ کیونکہ ٹہلیا نہر ہی کے پانی سے بھری جاتی ہے۔ علے ہذا القیاس چاند سے روشنی حاصل کیجائے یا آفتاب سے نتیجہ متحد ہے کیونکہ چاند آفتاب سے روشنی لیتا ہے۔ اسیطرح کلام الٰہی بذریعہ وحی کسی نبی کی زبان سُنا جائے یا بذریعۂ الہام کسی ولی کی زبان سے سب کا

حاصل ایک ہے کیونکہ اولیا۔ انبیا علیہ السلام تابع فرمان ہوتے ہین اور انبیا خدا سے ہمکلامی کا شرف رکھتے ہین اسلئے رسول علیہ الصلوٰۃ نے یہ حدیث فرمائی ہے جو آیندہ شعر مین مذکور ہے۔

مقتبس تو زود چون یابی نجوم		گفت پیغمبر کہ اصحابی نجوم	
ترجمہ	گرستارون طلب نور علوم	قول پیغمبر ہے اصحابی نجوم	

شرح حدیث شریف مین ہے اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم یعنے میرے اصحاب ستارون کے مانند ہین۔ اے لوگو تم انمین سے جس کسیکے پیروی کروگے سیدہا رستہ پاجائیگا۔ یہان سے خود یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آنسرور کائنات آفتاب ہدایت اور دیگر انبیا اولیا اُس آفتاب سے روشنی حاصل کرنیوالے ہین۔ انکا اتباع گویا اتباع پیغمبر ہے مگر چونکہ اس زمانہ مین صحابہ موجود نہین ہین اسلئے لفظ نجوم سے اولیا مراد لیکر مولانا قدس سرہ عموماً تاکید فرماتے ہین کہ اے شخص جہان کہین تجھے اولیا ملجایا کرین اُسنے فی الفور نور باطنی حاصل کیا کر۔ کیونکہ اولیا صحابہ کے تبع ہوتے ہین۔ بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ اہل باطن کے نزدیک چونکہ اولیا روحانی طور پر حاضران محفل نبوت مین سے ہین اسلئے صحابہ کا حکم رکھتے ہین۔ ان معنون کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ من رآنی فی المنام فکانما رآنی فی الیقظۃ رسول علیہ الصلوٰۃ فرماتے ہین کہ جسنے مجھے خواب مین دیکھہ لیا گویا اُسنے بیداری مین دیکھا۔ اہل تصوف کے نزدیک خواب سے مراقبہ اور استغراق مراد ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اولیا حالت مراقبہ مین زیارت حبیب رب العالمین سے مشرف ہوے ہین۔ نتیجہ یہ کہ آپ کا دیکھنے والا مرتبۂ صحابیت حاصل کرلیتا ہے خواہ بیداری مین دیکھے یا خواب مین البتہ اتنا فرق ضرور ہے کہ صحابہ فضیلت صحبت جسمانی و روحانی دونون سے مستفیض ہوتے ہین اور اولیا کو صرف فضیلت صحبت روحانی نصیب ہوتی ہے۔

خواہ از آدم گیر نوش خواہ ازو		خواہ از خم گیر مے خواہ از کدو	
ترجمہ	نور لے آدم سے یا اُس سے عزیز	بادۂ خم و کدو ہے ایک چیز	

شرح یعنے اے مخاطب تو خواہ انسان کامل سے بالواسطہ نور خداوندی حاصل کرے۔ یا بلا واسطۂ غیر بذریعہ رجوع الی اللہ خود اللہ تعالےٰ سے مستفیض ہو۔ دونو باتین برابر ہین انمین کچھہ فرق نہین کیونکہ دونونکا مقصود اور نتیجہ ایک ہے۔ دوسرا مصرع پہلے کی تشبیہ ہے یعنے کوئی شخص مٹکے مین سے شراب نکالکر پیئے یا نوبتے مین سے دونو مساوی ہین کیونکہ کدو خم ہی سے فیض یاب ہوتا ہے۔ یعنے اولیا انبیا جو کچھہ کہتے ہین وہ خدا ہی کا مقولہ ہوتا ہے خم سے مراد ذات الٰہی ہے جو منبع جود و احسان ہے اور کدو سے مراد انبیا و اولیا ہین جو اُس خم سے فیض یاب ہین۔

لیک کدو با خم بہ پیوست سخت		نے چو تو شاداں کدوے نیکبخت	
ترجمہ	ہے کدوے و خم مین اک پیوند سخت	ہان نہین تجسا کدوے نیکبخت	

شرح یعنے جسطرح یہ ظاہری کدوے شراب خم کے ساتھ اتصال محکم رکھتا ہے اور اُسی سے فیضیاب ہوتا رہتا ہے اسیطرح

ولی کامل بھی اُس خم حقیقی منبع الجود والاحسان سے فیضیاب ہے تو اسکو اُس سے جُدا نہ سمجھ۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ کدو تیری طرح لذائذ جسمانی سے خوش نہیں ہے بلکہ فنا ہو گیا ہے اور خم وحدت مین غرق ہے بس تو اس کدو سے شراب محبت حاصل کرنی گویا خم حقیقی کے حاصل کرنے کے مانند ہے

	گفت طوبے من رآنی مصطفے		والذی یبصر لمن وجہی رآے	
ترجمہ	مصطفے کہتے ہین طوبے ہے اُسے		مجکو جو دیکھے کہ یا رون کو مرے	

شرح۔ حدیث مین ہے طوبے لمن رآنی۔ وآمن بی وطوبے لمن رأی من رآنی یعنے اُسکے لیے خوشحالی ہے جسنے مجکو یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا علمائے ظاہر نے اس حدیث سے رویت چشم اور صحبت مراد لی ہے لیکن باطنی معنے یہ ہین کہ خوشحالی ہے اُسکو جسنے مجکو یا میرے دیکھنے والے کو چشم قلب سے دیکھا اور روحانی صحبت حاصل کی یعنے یہ خوشخبری وخوشحالی صحابہ کی طرح اولیا، اللہ کو بھی شامل ہے کیونکہ اولیاء اللہ اتباع صحابہ کے باعث بمنزلۂ صحابہ ہین۔ گو رسول علیہ الصلوۃ سے ظاہر صحبت نہین رکھتے۔

	چون چراغے نور شمعے را کشید		ہر کہ دید آنرا یقین آن شمع دید	
ترجمہ	شمع سے جو نور لیتا ہے چراغ		شمع اُسکو کہتے ہین روشن دماغ	

شرح چراغ سے فتیلہ اور شمع سے موم یا روغن مراد ہے۔ یعنے جبکہ فتیلہ نے مادۂ نور موم یا روغن سے لیکر اپنی طرف کھینچا تو فتیلہ کو جو دیکھے گا وُہ یہی سمجھے گا کہ یہ نور موم یا روغن کی طرف سے آیا ہے علیٰ ہذا القیاس انبیا کا نور ہدایت اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے اور صحابہ کا پیغمبر کی جانب سے اور اولیا کا صحابہ کی طرف سے۔ حاصل یہ کہ تمام انوار الٰہی ایک شمع حقیقی سے حاصل ہوتے ہین اور سب کی اصل ایک ہے۔

	ہمچنین تا صد چراغ ار نقل شد		دیدن آخر لقائے اصل شد	
ترجمہ	سو چراغ اُس سے ہوے روشن اگر		اصل ہی کی دید ہے پیش نظر	

شرح یعنے اسیطرح اگر چراغ مین سو فتیلے لگا دیے جائین تو آخر کا دیکھنا گویا اوّل کا دیکھنا ہے یعنے معلوم ہو جاتا ہے کہ تمام فتیلون مین مادۂ نور ایک ہی شمع یا ایک ہی جگہہ سے آیا ہے نیز یہ معنے بھی ہین کہ مثلاً ایک چراغ کو ایک شمع سے جلایا یا سو چراغون کو ایک سے روشن کیا مادۂ نور سب نے ایک ہی سے حاصل کیا ہے اور دیکھنے والا یہی کہہ سکتا ہے کہ ان چراغون مین اُسے ایک شمع سے روشنی حاصل ہوی ہے۔ اس صورت مین چراغ اور شمع کی تاویل بمعنے فتیلہ و موم غیر ضروری ہے اور مطلب یہ ہے کہ نور ہدایت خواہ بذاتہ توفیق شمع حقیقی سے حاصل ہو یا انبیا کے ارشادات سے یا تابعین و تبع تابعین کے کلمات سے یا اولیاء اللہ کے ملفوظات سے سب کی اصل ایک ہے۔ اور اولیا کا تابع گویا انبیا کی شمع ہدایت سے نور حاصل کرنیوالا ہے اور انبیا کا نور گویا نور الٰہی کا جزو ہے

	خواہ از نور پسین بستان تو آن		ہیچ فرقے نیست خواہ از شمع جان
ترجمہ	پہلا پچھلا نور ہے سب ایکسان		ایک ہے نور پسین و شمع جان

شرح نور پسین (پچھلے نور) سے اولیاء اُمت محمدی اور شمع جان سے شمع ذات الٰہی یا خود شمع نور محمدی مراد ہے یعنے ایمخاطب تو ذات الٰہی سے نور ہدایت حاصل کرے یا شمع محمدی سے یا پچھلی شمع یعنے اولیاء اللہ سے سب ایکسان ہے اس نور اور اس نور میں کچھ فرق نہیں۔ نور محمدی

	خواہ بین نور از چراغ آخرین		خواہ بین نورش ز شمع غابرین
ترجمہ	خواہ پچھلی شمع سے حاصل ہو نور		خواہ پہلی شمع سے اے پُر شعور

شرح نور آخرین سے وہی اولیاء اور شمع غابرین سے وہی شمع نور محمدی مراد ہے اور غابر بمعنے سابق و ماضی ہے چونکہ نور محمدی نور اولیائے محمدی سے سابق تھا اسلیئے اُسے غابر کہا گیا مطلب وہی ہے جو گزشتہ شعر کا تھا یعنے فنیان یا چراغوں کی کثرت اتحاد نور کو منع نہیں کرسکتی۔ چراغ ہزار ہوا کریں مگر نور ہر حالت میں ایک ہی ہوگا اسی مناسب کے لیئے آیندہ حدیث منقول ہوی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ نفحات الٰہی (خدا کی رحمتیں یعنے اولیائے کامل) ہر زمانہ میں موجود ہیں اُنکا اتباع گویا پیغمبر کا اتباع ہے۔

	تفسیر حدیث ان لربکم فی ایام دہرکم نفحات الا فتعرضوا لہا

ترجمہ یعنے تحقیق تمہارے رب کے لیے تمہارے زمانہ کے دنوں میں نفحات ہیں تم تعظیم سے پیش آؤ اور اُن نفحات کو قبول کرو

شرح نفحات بمعنے بوائے خوش ہے و نفحات بمعنے وصید تہائے باد یعنے کلام یہاں دونو لفظ درست ہیں اور نفحات یا نفحات سے مراد یا تو دعوت انبیا اور ارشاد اولیا ہے یعنے ہر زمانہ میں ہر وقت دعوت انبیا و ارشاد اولیا موجود ہے اُسکو قبول کرو۔ یا نفحات سے مراد نعمتیں ہیں۔ نعمتوں کا قبول کرنا اُنکا شکریہ اور انتقال از مشاہدۂ قدرت حق بسوئے حق ہے یا نفحات سے مراد وہ کیفیت ہے جو قلب پر وارد ہوتی ہے (جسکو الہام سمجھنا چاہیئے اور جو موصل بمعرفت ہے اور اُس کا قبول کرنا اُس سے متاثر ہونا اور واردات رحمانی و شیطانی میں تمیز کرنا ہے نفحات کے یہ پچھلے معنے آیندہ ابیات سے نہایت مناسبت رکھتے ہیں۔

	گفت پیغمبر کہ نفحہائے حق		اندرین ایام مے آرد سبق
ترجمہ	نفحات حق کو یہ کہتے ہیں رسول		آتا رہتا ہے ہمیشہ اے جہول

شرح۔ یہاں اندرین ایام سے زمانۂ خاص مراد نہیں بلکہ یہ لفظ بمعنے جمیع اوقات ہے اور سبق آوردن بمعنے ظاہر و غالب شدن ہے یعنے رسول علیہ الصلوٰۃ فرماتے ہیں کہ نفحات الٰہی یعنے خدا کی رحمتیں (اولیائے کامل) یا اُسکی نعمتیں یا دعوات انبیاء اولیاء یا واردات قلبیہ ہر وقت ظاہر ہوتی رہتی ہیں اور ہر دم تمام زمانے پر برسنے والی گھٹا کی طرح چھائے

ہوے ہین لیکن یہ باطنی کیفیتین ہر شخص کو معلوم نہین ہوسکتین۔

	گوش ہش دارید این اوقات را		در ربائید این چنین نفحات را
ترجمہ	تم غنیمت جانو ان اوقات کو		تھام لو جانے ندو نفحات کو

شرح یعنے اے طالبین نفحات الٰہی اپنی ان اوقات عزیز کی طرف گوش عقل کو متوجہ کرو اور نفحات کو قبول کرلو کیونکہ نفحات الٰہی جو ہر وقت پائے جاتے ہین گوش عقل ہی سے معلوم ہوتے ہین۔ اگر اوقات کو رائگان کھو دوگے تو نفحات سے محروم رہجاؤگے **فائدہ** اگر حسب تشریح سابق نفحات سے ارشاد اور دعوت مراد ہے تو معنے یہ ہونگے کہ انبیا کے دعوت اور اولیا کے ارشادات کو قبول کرو اور کسی وقت کو اُنکے اتباع سے خالی نہ جانے دو۔ اور اگر نعمتین مراد ہین تو معنے یہ ہونگے کہ بعض نعمتین گوش عقل یعنے سُننے سے تعلق رکھتی ہین مثلاً وعظ اور قرآن انسے کبھی وقت کو خالی نجانے دو اور اگر مراد واردات قلب ہین تو گوش ہوش بمعنے گوش دل ہے۔ یعنے دلکو کسی وقت تمیز نفحات سے غافل نہ رکھو۔ اور یہ جانچ لیا کرو کہ یہ نفحۂ رحمانی ہے یا وسوسۂ شیطانی۔

	نفحہ آمد مر شمارا دید و رفت		ہر کرا میخواست جان بخشید و رفت
ترجمہ	نفحہ آیا چلدیا کرکے نظر		جسکو چاہا دی اُسے جان دگر

شرح یعنے نفحۂ الٰہی آتا ہے مگر تمہین غافل دیکھکر چلا جاتا ہے۔ اور اپنے طالب کو معنوی روح (علم معرفت) عنایت فرمایا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفحات الٰہی پے در پے آتے جاتے رہتے ہین مگر غافل کو اُس سے حصہ نہین ملتا اور یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ نفحات سے مراد واردات قلبیہ ہی ہین جنپر آنے جانے کا اطلاق بے تکلف ہوسکتا ہے نیز دعوات وارشادات اولیا بھی ہر وقت اللہ کی طرف سے آتے ہین لیکن آدمی کو غافل پاکر دل سے نکلجاتے ہین اور جو مقبول بارگاہ ہین اُنکو روح تازہ عنایت فرماتے ہین لیکن یہ معنے واردات قلب کے مطلب سے قریب قریب ہین ہان اگر نفحات سے مراد نعمتین ہین تو آنا جانا درست ہے کیونکہ نعمائے الٰہی ہر وقت آتے ہین اگر بندے کو شکر سے غافل پاتے ہین چلے جاتے ہین۔ اور اگر شاکر پاتے ہین تو اور زیادہ ہوکر زندگی تازہ عنایت کرتے ہین۔ قرآن مجید مین ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ اور اگر نفحہ بمعنے رحمت الٰہی سے مُرشد کامل مراد ہے تو بھی آنے جانے کے معنے درست ہین کیونکہ مُرشد کامل اگر طالبین کو مستعد اور قابل تلقین پاتا ہے تو راز معرفت سے آگاہ کرکے انہین نئی زندگی عطا فرما دیتا ہے ورنہ جہان خدا لیجائے چلا جاتا ہے۔

	نفحۂ دیگر رسید آگاہ باش		تا ازین ہم وا نمانی خواجہ تاش
ترجمہ	نفحہ آیا دوسرا۔ رہ ہوشیار		تا نہو محروم اُس سے ہر زہ کار

شرح یعنے اے طالب نفحات افسوس تونے پہلے ارشادات و دعوات یا نعمتون کو قبول نہ کیا اور نہ کیفیت قلبی

ہین تمیز کر سکا لیکن چونکہ نفحات متواتر آتے ہین اسلیئے دوسرے نفحہ کو قبول کر ورنہ اس سے بھی محروم رہیگا۔ خواجہ تاش بمعنے شریک خواجہ۔ حرف ندا خواجہ تاش سے پہلے محذوف ہے یہ مولانا قدس سرہ نے طالب کو ترغیب دی ہے یعنے اے بندۂ خدا یا اے شریک اُمّت محمدی۔ یا اے مُرید مُرشد کامل تو تو خواجہ تاش ہے یعنے جسطرح اور طالب خدا کے بندے اور رسول کی اُمّت اور مُرشد کے مُرید ہین اسیطرح تو بھی ہے۔ پھر یہ کیا سبب کہ دیگر طالبین کی طرح تو نفحات کو قبول نہین کرتا اب بھی ہوشیار ہو اور مُرشد کامل کا اتباع کر تاکہ تجھے نفحات الٰہی کا حصہ ملجائے۔

	جان آتش یافت زان آتش کشے		جان مردہ یافت از وے جنبشے
ترجمہ	جان آتش کے لیئے ہے شعلہ کش		جان مردہ اُس سے ہو جاتی ہے خوش

شرح۔ بعض نسخون مین جان آتش کی جگہ جان ناری ہے۔ جس سے وہ جان مراد ہے جو آتش شہوت و غضب کی طرف منسوب ہے۔ یا وہ جان جو مجسم آتش نفسانی ہے مطلب یہ کہ ارشادات انبیاء اور دعوات اولیا سے جان آتش نفسانیہ کو ایکیا ایسا لقمہ ملگیا جو آتش کُش تہا یعنے اُسنے نار غضب و شہوت کو بالکل بجھا دیا۔ اور وُہ نار گویا نور بنگئی اور روح جو معاصی کے باعث مُردہ ہوگئی تہی وُہ متحرک فی امور الدین ہوگئی اور اسکے تمام ظلمانی صفات نورانی اور روحانی صفات سے بدل گئے۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ جو شخص گرفتار آتش نفسانی تہا اسکو اس نفحہ نے ہلاک کر دیا۔ کیونکہ گرفتار آتش نفس ارشادات کو قبول نہین کر سکتا اور یہ عدم قبول اسکے حق مین ہلاکت ہے اور اُس شخص کو جو اوصاف نفسانی کی طرف سے مُردہ تہا حیات ابدی اور حرکت بسوے معرفت عنایت فرمائی اشارہ ازان اوازے بجانب نفحات الٰہی ہے

	جان ناری یافت از وی الطفا		مردہ پوشید از بقائے او قبا
ترجمہ	جان ناری اُس سے بالکل بجھگئی		پہنی مُردے نے قبائے زندگی

شرح۔ یہ شعر گزشتہ شعر کی طرح وہی دو معنے رکھتا ہے اور اُسی مطلب کی توضیح ہے قبا بمعنے لباس حیات ابدی اور الطفا بمعنے بجھنا ہے۔ یعنے نفحہ الٰہی جان ناری کو بجھانیوالا ہے اور اُسکی بقا یا لقا مُردون کو قبائے زندگی پہناتی ہے۔

	تازگی و جنبش طوبیست این		ہمچو جنبش ہائے خلقان نیست این
ترجمہ	تازگی و جنبش طوبا ہے یہہ		کب مثال گلشن دنیا ہے یہہ

شرح بعض نسخون مین تازگی کی جگہ نازکی ہے بمعنے لطافت۔ اس شعر مین اُس حرکت فی الدین کی تشریح ہے جو اگلے شعر سے معلوم ہوی تہی یعنے نفحات الٰہیہ سے جو حرکت فی الدین حاصل ہوتی ہے۔ وُہ گویا حرکت طوبے و نفحات باتازگی طوبے ہے جو ہر حالت مین باعث مسرت ابدی ہے یہ حرکت درختان مخلوق کی حرکت نہین کہ بہار مین ہے خزان مین نہین

	گر در افتد در زمین و آسمان		زہرۂ شان آب گردد در زمان
ترجمہ	گر زمین و آسمان پہ گر پڑے		پانی سب ہو جائے خوف سے

شرح اُفتہ کی ضمیر نفحات کی طرف ہے لیکن اگر نفحات سے وردات قلبیہ مراد لیے جائین تو یہ شعر اُس سے انطباق تمام رکہتا ہے۔ کیونکہ معرفت اور ورود نور ذات حق واردات قلبیہ مین سے ہے جسکی گنجایش نہ زمین مین ہے نہ آسمان مین البتہ مومن کے دلمین ہے۔ اور اگر دعوات مراد لیے جائین تب بہی معنے درست ہو سکتے ہین۔ کیونکہ دعوات انبیا کی سمائی بہی زمین و آسمان مین کہین نہین ہو سکتی سیہ انبیاء علیہم السلام ہی کے دل ہین کہ کلام الٰہی جیسی عالیمرتبہ چیز کے متحمل ہو سکتے ہین۔ اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ یعنے اگر ہم اِس قرآن کو بالفرض کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو اے دیکہنے والے تو اُس پہاڑ کو خدا کے خوف سے ترس ناک اور رنجیدہ دیکہتا۔ لیکن غور کیا جائے تو دعوت کے یہ معنے واردات قلبیہ ہی سے ملتی جلتی ہین۔ البتہ آیندہ ابیات مین نفحات کو بمعنے دعوات لینا تکلف اور ذوق سلیم سے بعید ہے اسلیئے ہم آیندہ نفحات کو بمعنے واردات قلبیہ ہی لینگے چونکہ تقریر بالا ذرا باریک بات ہے اسلیئے غور سے سمجہنی چاہیے

	خود ز بیم این دم بے منتہا		باز خوان فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا
ترجمہ	ہے انہین خوف دم بے منتہا		دیکہہ لے فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا

شرح۔ دم بے منتہا سے وہی نفحات الٰہی مراد ہین جنکی انتہا ہی نہین ہوتی اور جو متواتر آتے جاتے ہین نکتہ لفظ دم سے صاف ظاہر ہے کہ نفحات اور نفحات کے ایک ہی معنے ہین۔ کیونکہ خوشبو دم یعنے سانس سے تعلق رکہتی ہے اور نفحہ خود دم ہے اور لفظ بے منتہا اشارہ کر رہا ہے کہ نفحات واقعی طور پر بمعنے واردات قلبیہ ہے۔ کیونکہ دعوت انبیا و اولیا غیر منتہی نہین ہوتی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ۔ آج مینے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے اس آیت سے دعوت کی انتہا صریح طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ البتہ واردات قلبیہ بیشک غیر متناہی ہین۔ اسلیئے نفحات کو بمعنے واردات قلبیہ ہی سمجہنا چاہیئے۔ اور انہین واردات قلبیہ یعنے وحی والہامات کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا یعنے بیشک ہمنے آسمانون اور زمین اور پہاڑون کے سامنے اپنی امانت پیش کی مگر ان سب نے اُسکے تحمل سے انکار کیا اور ڈر گئے اور انسان نے اسکو برداشت کر لیا۔ بیشک انسان ظالم اور جاہل ہے کہ جس بوجہہ کو زمین آسمان اور پہاڑ نہ اُٹہا سکے اُسنے اُٹہا لیا لفظ امانت کی تفسیر مین اختلاف ہے علمائے ظاہر نے امانت کو بمعنے امانت معروف و بمعنے عبادت لیا ہے اور زمین و آسمان و جبال کے انکار کرنے اور ڈر جانے سے عبادات اور امانت کی تعظیم اور علو شان مراد ہے اور علمائے باطن مین سے بعض نے امانت سے عشق الٰہی مراد لیا ہے۔ کہ یہ اول مین ہر نوع مخلوق کے سامنے پیش ہوا مگر سب نے انکار کیا اور انسان نے اختیار کر لیا اگرچہ تمام موجودات مین عشق الٰہی موجود ہے اور ونمین اضطراری ہے اور انسان مین اختیاری۔ کیونکہ لفظ حمل اختیار کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور بعض نے

امانت سے جامعیت مراد رکھی ہے۔ کیونکہ انسان باعتبار مظہریت جامع اسمار صفات الٰہی ہے اور اسکو تمام مخلوقات سے وہ نسبت ہے جو قلب کو تمام جسم سے اور بعض نے امانت سے تمام عالم مراد لیا ہے کیونکہ انسان جہان مین خلیفۃ اللہ ہے عالم یا اسکا کوئی حصہ اسکے سپرد کیا گیا ہے تاکہ یہ ہر ایک کے حقوق ادا کرے اور نیز حقوق الٰہی کا لحاظ رکھے مولانا قدس سرہ نے امانت سے نفحات یعنے واردات قلبیہ مراد رکھے ہین جنمین عشق الٰہی اہم النفحات اور سب سے بڑا الہام ہے اور جسکی برداشت آسمان و زمین اور پہاڑ نہین کر سکتے۔ ظلوم و جہول انسان کی مدح بھی ہے اور مذمت بھی۔ کیونکہ جسوقت ظلوم بمعنے ظالم بر نفس خود بسبب قبول عشق و فنا خود در عشق الٰہی۔ اور جہول بمعنے جاہل از غیر حق یا جاہل از نفس خود کہ باوجود حاجت اکل و شرب یعنے قوت بہیمیہ عشق کو اختیار کر بیٹھا تو مدح ہوگی اور اگر ظلوم سے یہ مراد ہے کہ انسان نے وجود اشیا کو اپنی طرف نسبت کر لیا ہے اور جہول سے یہ مراد کہ وہ خدا کو بھول گیا ہے جو موجد اور اشیا کا مالک حقیقی ہے تو مذمت ہوگی۔ نتیجہ یہ ہے کہ جسنے مخلوقات پر حسب استعداد خود افاضۂ خیر کیا اور حق اللہ و حقوق مخلوق پورے طور پر ادا کیے وہ ممدوح ہے اور جسنے اسمین کمی کی وہ ظالم اور جاہل ہے ظلوم بمعنے مَنْ یَظْلِمُ نَفْسَہٗ و جہول بمعنے من یجہل نفسہ بھی آیا ہے مطلب شعر یہ ہے کہ یہ دم بے منتہا یعنے نفحات یا الہامات اور عشق الٰہی ایسی عظیم الشان چیز ہے کہ آسمان و زمین اور پہاڑ اسکی برداشت سے انکار کر گئے اور اس سے ڈر گئے اے انسان تو نے اگر قبول کر لیا ہے تو اُسکے حقوق پوری طرح ادا کر۔ ورنہ تیرا خطاب ظلوم و جہول ہوگا۔

	ورنہ خود اشفقن منہا چون بدے		اگر نہ ابہمش دل کہ خون بدے
ترجمہ	ورنہ ہے اشفقن منہا کسیلئے		کوہ کا دل خون ہے اس خوف سے

شرح یعنے اگر زمین و آسمان اور پہاڑ اس امانت کو اُٹھا سکتے تو قرآن مجید مین اشفقن منہا نازل نہوتا اور پہاڑونکا دل خوف سے خون ہو کر نہ بہ جاتا۔ یہ شعر گزشتہ مطلب اور پہلی آیت کی اقتباس کا تتمہ ہے۔

	دوش دیگر گونہ این میداد دست		لقمۂ چندے درآمد در بست
ترجمہ	سامنے تہا کل یہ با طرز دگر		کرد با لقمہ نے لیکن بند در

شرح این کا مشار الیہ نفحہ ہے۔ اور یہ شعر بجز اسکے کہ نفحہ بمعنے واردۂ قلبیہ لیا جائے دوسرے معنو پر منطبق ہی نہین ہو سکتا۔ مصرع دوم مین لقمہ سے مراد ارادۂ نفسانی ہے جو لذات جسمانی کی طرف کھینچتا ہے اگرچہ مولانا کی طرف ایسے واردہ کو نسبت کرنا اُنکے کمالات سے بعید ہے مگر اُنہون نے صرف تنبیہ طالبین کے لیے اپنی طرف منسوب کر کے اُنکو حظوظ نفسانی اور لذائذ جسمانی اور کثرت اکل سے منع کیا ہے کیونکہ عارفین کا مقولہ ہے لا تمیتوا قلوبکم بکثرۃ الاکل یعنے کثرت غذا سے اپنے دلون کو مردہ نہ بناؤ مگر چونکہ مولانا کا قال بعینہٖ اُنکا حال ہے اسلیئے ممکن ہے کہ کبھی انپر بھی ایسا واردہ آیا ہو مطلب شعر یہ ہے کہ کل رات نفحۂ رحمانی نئی طرح سے آیا کہ اُسکے ہمراہ واردۂ نفسانی بھی تہا جسنے

مجھے لذائذ جسمانی کی طرف کھینچلیا اور اس وارد نفسانی کی شامت سے باب افاضت وارد رحمانی بند ہوگیا۔

	بہر لقمہ گشت لقمانی گرو		وقت لقمانی ست اے لقمہ برو
ترجمہ	تجھے لقمانی مین آیا ہے خلل		وقت لقمانی ہے اے لقمے نکل

شرح یہ شعر مضمون سابق کا تتمہ ہے یعنے وارد نفسانی کے آتے ہی میری تمام لقمانی (دانائی) مقید لذات جسمانی ہوگئی۔ لیکن پھر وارد دیگر یعنے الہام رحمانی نے یہ کہا کہ یہ (عمر دوروزہ) دانائی کا وقت ہے اے وارد نفسانی نکل اور حریم دل سے باہر چلا جا کیون نیکیان بدیون کو دفع کر دیتی ہین۔

	از ہوائے لقمۂ این خارخار		از کف لقمان برون آرید خار
ترجمہ	ہے ہوائے لقمہ سے رنج و ملال		پانو سے لقمان کے کانٹا نکال

شرح۔ پہلے مصرع مین خار خار بمعنے رنج والم وکشمکش ہے اور دوسرے مین بمعنے کانٹا۔ اسلیئے قافیہ درست ہوگیا لقمہ کے بعد حرف ربط (ست) محذوف ہے اور لقمان بمعنے روح ہے جو حضرت لقمان کی طرح فی ذاتہ دانا ہے۔ یعنے یہ رنج والم اور یہ دنیوی کشمکش فقط خواہش خط نفسانی کے لیئے ہے جو ہرگز نہونی چاہیئے۔ اے لوگو روح کی کف پا سے اس کانٹے کو نکال ڈالو۔ تاکہ وہ عالم ملکوت تک پرواز کر جائے۔

	در کف او خار و سایش تیز نیست		لیک تان از حرص آن تمییز نیست
ترجمہ	سست ہے کانٹے سے سایہ اے عزیز		حرص سے لیکن نہین تمکو تمیز

شرح یعنے چونکہ روح کے کف پا مین کانٹا ہے اسلیئے اسکا سایہ تیز نہین ہے یعنے جسم جو سایہ روح ہے محبت الٰہی کی طرف نہین دوڑتا۔ کیونکہ مظل یعنے روح جب پابند خار ہوگئی تو ظل یعنے جسم مین سرعت کہان رہی مثلاً جب آفتاب ابر مین ہو تو دھوپ زمین پر نہین دوڑ سکتی لیکن اے لوگو تمکو بسبب حرص لذائذ نفسانی اسبات کی تمیز نہین کہ روح کے پانو مین کانٹا ہے یا نہین بعض نسخون مین بجائے تیز لفظ نیز موجود ہے یعنے تمہاری روح کے پانو مین کانٹا ہے حالانکہ کانٹا تو درکنار کانٹے کا سایہ بھی پاے روح کے لیئے مناسب نہین گویا خطوط نفسانی کے متعلق تمام مشغلون کے چھوڑ دینے کو بطور مبالغہ بیان کیا گیا ہے

	خار دان آن را کہ خرما دیدۂ		دانکہ بس نان کور و بس نادیدۂ
ترجمہ	جسکو خرما جانتا ہے خار ہے		حرص کا لیکن بجتے آزار ہے

شرح۔ یعنے ایخاطب تو جس لذت نفسانی کو خرما جانتا ہے اسکو روح کے حق مین خار سمجھ اور اس بات کو جان کہ تو نہایت درجہ نان کور (کافر نعمت و ناشکر گذار) ہے کہ روح جیسی چیز کی قدر نہین جانتا اور اسے کانٹے کہلا رہا ہے اور اور نہایت نادیدہ اور حریص ہے کہ خار کو خرما سمجھ رہا ہے یا نان کور کے یہ معنے ہین کہ تجھے روٹی یعنے کھانے کی چیزین

نہین دکھائی دیتے بلکہ تو خار کو نان سمجھکر لذات نفسانی پر جان دیتا ہے۔ اور خدا نے روح یعنے معرفت کو چھوڑ بیٹھا ہے

	جان لقمان کہ گلستان خداست		پائے جانش بستہ خارِ جفاست
ترجمہ	جان لقمان ہے گلستان خدا		پائے جان مین کیون ہے کھٹکا خار کا

شرح۔ جان لقمان مین بانو اضافت توصیفی ہے یا اس سارے لفظ سے مراد انسان ہے یعنے روح یا انسان جو دانائی مین بمنزلۂ لقمان ہے بیشک اسرار و معارف خداوندی کا باغ ہے اسمین کانٹے کانکیا کہ لذات نفسانی کے کانٹون سے زخمی کیون ہے اسکو تو سراسر مورد تجلیات الٰہی اور مصدر واردات رحمانی ہونا چاہیئے۔

	اشتر آمد این وجود خار خوار		مصطفےٰ زادے برین اشتر سوار
ترجمہ	شکل اشتر ہے وجود خار خوار		مصطفےٰ زادہ ایک اسپر ہے سوار

شرح اشتر خار خوار (کانٹے کھانے والے اونٹ) سے جسم کثیف مراد ہے جو لذات نفسانی کے کانٹے کھاتا رہتا ہے اور انہین پر مائل ہے اور مصطفےٰ زاد (اولاد مصطفےٰ) سے مراد روح مومن ہے۔ چنانچہ حدیث شریف مین ہے انا من نور اللہ والمومنون من نوری یعنے رسول علیہ الصلوٰۃ فرماتے ہین کہ مین خدا کے نور سے پیدا ہوا ہون اور مومن میرے نور سے

	اشتر اے نگ گلے بر پشت تست		کز شمیش در تو صد گلزار رست
ترجمہ	بیٹھہ پر خوار گل ہے اے شتر		جسکی خوشبو سے ہین سو گلزار پُر

شرح ننگ بالفتح بمعنے خروار۔ یہان ننگ گل سے وہی روح اور شتر سے وہی جسم مراد ہے اور گلزار بمعنے گلشن اسرار و معارف ہے

	میل تو سوے مغیلان است و ریگ		تا چہ گل چینی ز خار و مردہ ریگ
ترجمہ	تجکو رغبت ہے مغیل و ریگ کی		اور انین گل نہین کہلتے کبھی

شرح مغیلان و ریگ سے خطوظ نفسانی اور لذائذ جسمانی مراد ہین اور مردہ ریگ اس ریگ شور کو کہتے ہین جسمین سے نباتات تو کیا پانی بھی نہین نکلتا۔ یہ تینون شعر قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ اے جسم تجھپر ایک مصطفےٰ زادہ یعنے روح سوار ہے یا پھولون کی ایک خروار (وہی روح) تیری پیٹھہ پر لدی ہوی ہے۔ اور ان پھولون کی خوشبو سے گویا تیرے پاس سو گلزار موجود ہین۔ با اینہمہ افسوس ہے کہ تو گلزار کو چھوڑ کر کانٹون (لذات نفسانی) کی طرف دوڑا چلا جاتا ہے اور تیرے پانو ریت (خطوظ جسمانی) مین دھسے جاتے ہین۔ اس سے تجھے اور تیرے سوار کو تکلیف پہنچتی ہے یہ تو بتا کہ جس ریگ شور یا خارزار (لذات جسمانی) کی طرف ترا میلان طبع ہے اس سے تو کس قسم کے پھول چننے کی امید رکھتا ہے ہرگز نہین۔ بلکہ اس سے بجز حسرت خار و ریگ خاک حاصل نہوگا۔

	اے بگشتہ در طلب از کو بکو		چند گوئی آن گلستان کو بکو
ترجمہ	پھر رہا ہے کیون طلب مین کو بکو		تا کجا اس بوستان کی جستجو

شرح کو بجو بمعنے از جائے بجائے دیگر۔ اور دوسرے مصرع مین کو بمعنے کجا ہے یعنے ایخاطب اشتر صفت تو جو گلستان معرفت کو جگہ جگہ ڈھونڈتا پھرتا ہے یہ تیری غفلت ہے تو لوگون سے کب تک پوچھتا پھریگا کہ گلستان الٰہی کہان ہے۔ ارے کمبخت کف پائے روح سے لذات نفسانی کا کانٹا نکال کے دیکھہ لے گلستان الٰہی صاف نظر آئیگا

	پیش ازان کین خار پا بیرون کنی		چشم تا رکسیت جولان چون کنی
ترجمہ	پائے جان سے جلد کانٹے کو نکال		ورنہ ہوگا دوڑنا بالکل محال

شرح یعنے جب تک تو روح کے پانو سے لذت نفسانی کا کانٹا نہ نکال لیگا گلستان الٰہی کی طرف ہرگز نہین دوڑ سکتا کیونکہ جب تجھے اپنے پانو کا کانٹا ہی نہین سوجھتا تو گلستان الٰہی کیا خاک نظر آئیگا۔ البتہ کانٹا نکلنے کے بعد تیری انکھین کھلجائینگی اور یہ معلوم ہوجائیگا کہ گلستان معرفت خود تیری ذات مین پنہان تہا۔

	آدمی کو مے نگنجد در جہان		در سر خارے ہمیگردد نہان
ترجمہ	اس جہان مین جو سما سکتا نہین		حیف زیر خار ہو وہ مردین

شرح۔ چونکہ انسان جامع حقیقت انسانی اور مظہر اسمائے الٰہی ہے اسلیئے بجائے خود عالم اکبر ہے اور دنیا اسکے مقابلہ مین عالم اصغر اور یہ ظاہر ہے کہ عالم اکبر عالم اصغر مین نہین سما سکتا مطلب شعر یہ ہے کہ باوجودیکہ انسان اپنی حقیقت کے لحاظ سے عالم اصغر مین نہین سما سکتا مگر بایں ہمہ نہایت تعجب ہے کہ لذت نفسانی کے ایک کانٹے نے اسکو اپنے اندر چھپا کر یا الجھا کر عالم ملکوت کی پرواز سے روک رکھا ہے اور خار لذت اسکے لیئے باعث حجاب معرفت ہوگیا ہے۔ **فائدہ** یہان یہ شبہ ہوتا ہے کہ جب عالم اکبر (انسان کامل) عالم اصغر یعنے دنیا مین نہین سما سکتا تو پیغمبر آخر الزمان کے تشریف لانیکا کیا سبب ہے اسکا جواب یہ ہے کہ گو حقیقت محمدیہ فی الواقع کون و مکان مین ہرگز نہین سما سکتی تہی۔ مگر صرف ارشاد و ہدایت کی لیئے صفت بشریت لی گئی ہے۔ اور الدنیا سجن المؤمن سے صاف ظاہر ہے کہ حضور کو دنیوی تعلقات ہرگز پسند نہ تہے۔ چنانچہ اسی مضمون کی طرف مولانا آیندہ شعر مین اشارہ فرماتے ہین۔

	مصطفے آمد کہ سازد ہمدمی		کلمنی یا حمیرا کلمنی ۲
ترجمہ	مصطفے آئے جو بہر ہمدمی		بول اٹھے یا حمیرا کلمنی
	اے حمیرا آتش اندر نہ تو لعل		تا زنعل تو شود این کوہ لعل
ترجمہ	اے حمیرا آگ مین رکھدے یہ لعل		لعل سے ہو جائے نا یہ کوہ لعل

شرح۔ حمیرا تصغیر حمراء بمعنے زن سرخ رنگ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کا لقب ہے نیز حسب محاورہ اہل عرب شفقت کے وقت عموماً عورتین اس لفظ سے مخاطب ہوا کرتے ہین شعر قطعہ بند ہین اور

دونو شعرون کے معنے دو طرح ہو سکتے ہین **اوّل** یہ کہ محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم عالم دنیا مین اسلیئے آئے کہ کسیکو اپنا مصاحب و ہمدم بنائین اور کسی بشر سے تعلق و ہمدمی پیدا کرین کیونکہ آپ کا عالم لاہوت سے عالم ناسوت کی طرف آنا اسلیئے تہا کہ متعلق بالبشریت ہون ورنہ ارشاد اور ہدایت عالم امر غیر ممکن ہو جاتا۔ کیونکہ بشر بشر ہی کے ساتہ مانوس ہوتا ہے اور اُسکا کلام سمجہ سکتا ہے اسلیئے آپنے تعلق بشریت پیدا کرنے کے لیئے حضرت عائشہ صدیقہ سے کلمی کلمی کہا یعنے اے عائشہ مجہسے کلام کر کیونکہ تیرا کلام میرے لیے باعث جذب و تسخیر ہوگا اور میرے جبل وجود کو جو عالم لاہوت مین مستغرق تجلی ذات ہے عالم ناسوت کی طرف لے آئیگا۔ اور اس سے لعل بدخشان معرفت اور اسرار حقیقت الفاظ اور عبارات کے رنگ مین ظاہر ہونگی۔ کیونکہ اگر مین عالم لاہوت سے عالم ناسوت کی طرف تنزل کرکے تعلقات بشری پیدا نہ کرونگا تو عالم کی ہدایت مجال ہو جائیگی۔ اس صورت مین تفضیل عائشہ بر رسول لازم نہین آتی البتہ دوسرے معنون مین یہ شبہ پیدا ہوتا ہے لیکن اُسکا جواب وہین مذکور ہوگا۔ **دوم** یہ کہ رسول اللہ صلعم نے جب ذات حق سے ہمدمی اور اُسکا مشاہدہ چاہا تو حضرت عائشہ سے ارشاد فرمایا کہ تو مجہسے کلام کر کیونکہ ام المؤمنین کے مظہر مین ذاتِ حق بوجہ کمال ظاہر تہی۔ اور آپ کا کلام گویا آواز نفحات آلہیہ تہا۔ دوسرے شعر مین لعل اندر آتش نہادن یعنے گرمے ہنگامہ و بیقراری ساختن ہے کیونکہ اہل ولایت کا قاعدہ تہا کہ جب کوئی غلام بہاگتا تہا تو کسی چار پایہ کا نعل لیکر اور اُسپر کچہ لکہکر آگ مین دبا دیتے تہے۔ اُسکی تاثیر سے غلام کے دلکو مولا کی طرف کشش ہوتی تہی اور وہ واپس آجاتا تہا۔ بعدہ اس لفظ کی اصطلاح جذب اور تسخیر اور بیقراری کے معنون مین ٹہر گئی۔ حاصل یہ کہ اے عائشہ ہمارے شوق کو گرم کر اور ہمین اپنے کلام سے جو فی الواقع نفحۂ الٰہی ہے بیقرار کر تاکہ تیرے جذب اور تسخیر سے کوہ بدن لعل ہو جائے اور جلوۂ حق بوجہ اتم متجلی ہو۔ بلحاظ اسیعنے ان اشعار کو پہلے اشعار سے یہ ہی ربط ہوگا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ خار خطوط نفسانی کے دور کرنے سے گلستان حق جلوہ گر ہوتا ہے۔ اور اب یہ معلوم ہوا کہ رسول مین گنجایش خار محالات سے تہے اور بہ برکت رسول حضرت عائشہ سے بہی یہ خار دور ہو گئے تہے اور نور حق بجمیع اسما و صفات ام المؤمنین مین جلوہ گر تہا۔ اور رسول اُسکا مشاہدہ کیا کرتے تہے تا نعل تو شود این کوہ لعل سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ رسول پر حضرت عائشہ کے کلام اور گرمی ہنگامۂ شوق سے پہلے جلوۂ حق بوجہ تمام متجلی نہین ہوتا تہا۔ حالانکہ یہ محال ہے اسکا جواب یہ ہے کہ رسول ہر وقت مستغرق بحر تجلی تہے جسکو عائشہ کے کلام اور غیر کلام سے کچہ تعلق نہین مگر آپکا کلمی کلمی فرمانا حضرت عائشہ کے مرتبہ کا اظہار ہے اور اس بات کو معلوم کراتا ہے کہ اُنہین حق بجمیع اسما و صفات جلوہ گر ہے اور اُنکا کلام نفحۂ الٰہی ہے۔ بعض شارحین نے مصطفے سے نفحۂ حق اور حمیرا سے باعتبار تانیث روح مراد کہی ہے اور ابیات سابقہ سے ان شعرون کو یون ربط دیا ہے کہ اے روح تو لقمۂ خار کب تک کہائیگی۔ دیکہہ نفحۂ حق دوسرے بار یہ کہتا ہوا آیا ہے کہ اے روح مجہسے کلام کر یعنے مجہسے

مونس ہو اور مجھے قبول فرما اس صورت مین دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ اے روح اس نفخہ الٰہی کے قبول کرنے کو تیار رہ اور اُسکے لیئے بیقرار ہو جا تاکہ تیری اس بیقراری اور قبول نفخہ کے باعث کوہ جسم سے معرفت کے لعل پیدا ہونے لگین نفخہ الٰہی کا دوسری بار آنا گذشتہ شعر نفخۂ دیگر رسید آگاہ باش سے ظاہر ہے۔ اس آخری مطلب سے آیندہ اشعار زیادہ مربوط ہوتے ہین۔ گو یہ مطلب خود بعید الفہم ہے۔

	این حمیرا لفظ تانیث ست وجان	**نام تانیثش نہند این تازیان**	
ترجمہ	یہ حُمیرا ہے مؤنث اور جان	کہتے ہین عورت اسے اہل زبان	

شرح دوسرے مصرع مین ضمیر شین لفظ جان کی طرف راجع ہے اور تازی بمعنے اہل عرب ہے۔ مطلب یہ کہ لفظ حمیرا مؤنث ہے نیز اہل عرب جان یعنے روح کو مؤنث کہتے ہین۔ اور اُسے نام تانیث ہی کے ساتھ موسوم کرتے ہین صرف اتنا فرق ہے کہ حُمیرا مؤنث حقیقی ولفظی ہے اور روح مؤنث سماعی لیکن روح کی تانیث صرف باعتبار لفظ ہے ورنہ باعتبار معنے روح کو لاکھہ مردون کا ایک مرد سمجھنا چاہیئے اور علےٰ ہذا القیاس حضرت عائشہ روح مصوّرہ ہین اُنکی تانیث اُنکو عرفان سے بار نہین رکھہ سکتے۔ اور نہ ادراک اسرار حقیقت مین کچھہ ضرر پہنچا سکتی ہے یہ شعر معترض کے وہمی اعتراض کا جواب ہے جو یہ کہتا تہا کہ حُمیرا اور روح دونو مؤنث ہین انسے میدان عرفان مین کیا مردانگی ہو سکتی ہے؟ مولانا صاحب نے جواب دیدیا کہ لفظی تانیث معنے مین کچھ اثر نہین رکھتی۔ نیز اس شعر کے معنے دوسری طرح بھی ہو سکتے ہین وُہ یہ کہ مولانا لفظ جان اور روح اور جان جان سے ذات حق مراد لیتے ہین اس قاعدہ کے اعتبار سے یہان بھی جان سے ذات حق مراد ہے چونکہ پہلے یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ حمیرا مین ذات حق کا ظہور بوجہ اتم ہے۔ اسلیئے یہ مصرع نئی توجیہ کے ساتھ اُس مضمون کی شرح ہے اور لفظ جان حمیرا پر معطوف ہے یعنے حمیرا اور ذات دونو مؤنث ہین اور چونکہ جنس اپنی جنس کی طرف مائل ہے اسلیئے حمیرا (عائشہ صدیقہ) بوجہ اکمل مظہر ذات ہین۔ اور اطلاق لفظ مذکر و مؤنث ذات کے حق مین برابر ہے کیونکہ وُہ دونو سے بری ہے۔ یہان یہ اعتراض وارد نہین ہو سکتا کہ ہر مؤنث قاعدۂ الجنس الی الجنس یمیل کے مطابق مظہر ذات ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ہر مؤنث مین اثر مجالست و مکالمت و مخالطت رسولؐ کہان ہے اور دیگر ازواج مین فضیلت مناکحت سہی۔ مگر وُہ شرف نظر خاص نہین ہے جو حمیرا کو ملا تہا۔

	لیک از تانیث جان پاک نیست	**روح را با مرد و زن اشراک نیست**	
ترجمہ	جان عورت ہونے سے بے باک ہے	روح وصف مرد و زن سے پاک ہے	

شرح اس شعر مین لفظ جان یا تو بمعنے روح ہے یعنے ہمنے مانا کہ روح لفظاً مؤنث ہے مگر اس سے اُسے کچھ ضرر نہین پہنچتا۔ کیونکہ روح کو مرد و زن کے ساتھ شرکت نہین ہے یعنے ایسا نہین ہوتا کہ روح مرد مین ہو تو مرد کہلائے

اور عورت میں جو تو عورت بلکہ روح تو ایک امر ربی اور دونو صفتون سے عاری ہے نہ مرد ہے نہ عورت اسپر جو لفظ چاہو اطلاق کرو کیونکہ اطلاق سے فقط تعبیر مقصود ہے نہ کہ اثبات تذکیر و تانیث باجان سے مراد ذات حق ہے جو تذکیر و تانیث سے پاک ہے بالفظ جان سے روح مصورہ ہونے کے سبب ضمیر یعنے حضرت عائشہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جنکا مؤنث ہونا اُنکے مرتبۂ عرفان کو ہرگز نقصان نہین پہنچا سکتا۔

	از مؤنث و مذکر برتر است		این نہ آن جانست کز خشک و تر است
ترجمہ	ہے مؤنث اور مذکر سے الگ		کیونکہ ہے یہ خشک اور تر سے الگ

شرح یعنے جس روح کا ہم ذکر کر رہے ہین اُس سے روح ملکوتی یا ذات حق مراد ہے جو تذکیر و تانیث سے عاری ہے۔ نہ کہ روح حیوانی جو رطوبت و یبوست اور حرارت و برودت۔ اور لطافت اخلاط کے اجتماع اور اعتدال سے حاصل ہوتی ہے یہ روح ادنے درجہ کی ہے اور اسکے وسیلہ سے مرتبۂ عرفان حاصل نہین ہو سکتا۔

	این نہ انجان ست کا فزاید نہان		یا کہ باشد چنین گاہے چنان
ترجمہ	یہ نہین وہ جو بڑہے کہا کہا کے نان		یا کہ ہو گا ہے چنین گاہے چنان

شرح یعنے یہان جان سے وہ روح حیوانی مراد نہین جو غذا کی کمی بیشی سے گھٹتی بڑہتی یا حوادث زمانہ سے متغیر ہوتی رہتی ہے بلکہ جان سے یا روح ملکوتی مراد ہے یا ذات حق جسمین تغیر و تبدل اور کمی بیشی کو ہرگز دخل نہین۔

	خوش کنندہ ست و خوش و عین خوشی		بے خوشی نبود خوشی اے مرتشی
ترجمہ	ہے خوش و خوش ساز و خود عین خوشی		بے خوشی کب ہے خوشی اے مرتشی

شرح ضمیر ہست جان کی طرف ہے اور جان سے مراد اگر ذات حق ہے تو یہ معنے ہین کہ ذات حق اپنا جلوہ دکہا کر عشاق کو اور اسباب زندگانی عطا فرما کر عموماً تمام عالم کو خوش کرنے والی ہے اور بذات خود بھی خوش یعنے حسن اور جمیل بلکہ عین حسن و جمال ہے کیونکہ صفات حق عین ذات ہین اور اگر جان سے روح مراد ہے تو یہ مطلب ہوا کہ روح ملکوتی اکتساب معرفت کے باعث عاشقان الٰہی کو مسرت بخشنے والی ہے اور اس اکتساب سے خود بھی اسقدر خوش ہے کہ عین مسرت بنگئی ہے۔ دوسرے مصرع مین اول لفظ خوشی بمعنے مسرت یعنے حاصل مصدر۔ اور دوسرا بمعنے خوش بودن ہے اور مرتشی بمعنے رشوت ستان سے عام مخاطب مراد ہے جو شب و روز خطوظ نفسانی اور لذات جسمانی حاصل کرنے مین منہمک ہے۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اے پابستۂ لذات جسمانی۔ ذات حق یا روح ملکوتی خوش کنندہ عالم اور عین خوشی ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ جب تک کسیکے دلمین مسرت نہو اُسکا خوش ہونا غیر ممکن ہے چنانچہ اولیا اللہ تعالے کی باطنی مسرت کا باعث وہی عین خوشی یعنے ذات الٰہی یا روح ملکوتی ہے۔ اور تو گو بظاہر خوش معلوم ہوتا ہے مگر تیرے دلمین عین خوشی روح ملکوتی یا ذات حق نہین ہے اس سے معلوم ہوا کہ تو نے خطوط نفسانی کو عین خوشی سمجھ رکھا ہے چنانچہ آیندہ اشعار مین اسکی تصریح موجود ہے

	چون تو شیرین از شکر باشی بود		کان شکر گاہے ز تو غائب شود
ترجمہ	کھاکے شکر تو اگر ہو باطرب		تجھسے غائب ہو شکر خود کیا عجب

شرح شیرین بمعنے خوش و شکر بمعنے خطوط نفسانی ہے اور لفظ بود مصرع ثانی سے متعلق ہے۔ یعنے ایخاطب جب تو خطوط نفسانی کے حاصل ہونے سے خوش ہوگا تو اسکا نتیجہ ناخوشی ہے کیونکہ ممکن ہے کہ یہہ شکر (خط نفسانی) گاہے گاہے تجھسے غائب ہوجائے اسلیئے کہ جسمانی لذتین سراسر فانی ہین بس تو فنا ہونے والی چیز سے خوش نہو۔ بلکہ اس آیندہ شعر پر عمل کر۔

	چون شکر گردی ز تاثیر وفا		پس شکر کے از شکر گردد جدا
ترجمہ	جب شکر تو خود ہوا ے مرد خدا		پس شکر سے کب شکر ہو گی جدا

شرح وفا سے وفائے عہد الست اور طاعات و عبادات الٰہی اور دوسرے مصرع مین اول لفظ شکر سے علاوت روحانی اور دوم سے عبادت یزدانی مراد ہے یعنے ایخاطب خط نفسانی کی شکر کو چھوڑکر وفائے عہد الست اور طاعات کے باعث سراسر شکر بنجا۔ پس جبکہ تو مجسم شکر بنگیا تو شکر تجھسے جدا نہین ہوسکتی کیونکہ کسی شے کا اپنے نفس سے جدا ہوجانا محال ہے یا یہ معنے ہین کہ جب تو شکر بنجائیگا تو لذت روحانی تیری عبادت سے جدا نہوگی

	زہر محض است آنکہ باشد بے وفا		ہب لنا یا ربنا نعم الورا
ترجمہ	سر بسر ہے زہر جو ہے بیوفا		یا الٰہی دے ہمین نعم الورا

شرح بیوفا سے بندۂ لذات جسمانی اور نعم الورا (بہترین مخلوق) سے مرشد کامل مراد ہے۔ یعنے بیوفا آدمی خالص زہر ہے۔ یا الٰہی اسکی صحبت سے بچا اور ہمین مرشد کامل عنایت فرما۔ بعض نسخون مین نعم الولا ہے ولا بمعنے دوستی ہے یعنے ایخدا ہمین بہترین دوستی (اپنی محبت) عطا کر۔

	عقل جزوی عشق را منکر بود		گرچہ بنماید کہ صاحب سر بود
ترجمہ	عقل منکر عشق کی ہے سر بسر		صاحب سر گرچہ آتی ہے نظر

شرح یعنے عقل جزئی (عقل معاش) عشق حقیقی کی منکر ہے اور اسکو محالات سے سمجھتی ہے یا جنون خیال کرتی ہے یہی باعث ہے کہ اطبانے عشق کو امراض مین شمار کیا ہے۔ حالانکہ یہ غلط خیال ہے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اگرچہ عقل جزئی ظاہر مین صاحب سر اور واقف راز معلوم ہوتی ہے مگر فی الواقع بالکل ناواقف ہے ورنہ اس سے انکار عشق سرزد نہوتا۔

	زیرک و داناست امانیست نیست		تا فرشتہ لانشد اہرمنیست
ترجمہ	زیرک و داناہے لیکن ہست ہے		لا نہین ہے جو وہ دیو پست ہے

شرح۔ اوّل لفظ نیست بمعنے فانی اور دوسرا کلمۂ نفی ہے یا یہ سمجھیے کہ نفی النفی مفید اثبات ہے یعنے عقل جزئی زیرک و دانا تو ضرور ہے مگر فانی یا نیست نہین ہے بلکہ ہست یعنے مدعی انانیت ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ اپنی ہستی کے مقابلہ مین عشق کو نیست جانتی ہے۔ اگر یہ اپنے آپ کو فانی سمجھتی تو عاشق باقی ہوکر واصل ذات ہوجاتی۔ کیونکہ بقائے الٰہی کے سامنے فنا ہوئے بغیر قرب کا جگہ بعد حاصل ہوتا ہے۔ اور فرشتہ شیطان بنجاتا ہے۔ دیکھہ لیجے ابلیس فقط انانیت اور اپنے دعوے (انا خیر منہ) یعنے مین حضرت آدم سے بہتر ہون) کے سبب معلم الملکوت ہوکر ملعون کیا گیا۔ دوسرے مصرع مین اسطرف اشارہ ہے کہ عقل فرشتہ کے مانند یا خود فرشتہ سہی مگر چونکہ فانی نہین ہے اسلیئے شیطان ہے۔

	او بقول و فعل یار ما بود		چون بحکم حال آئی۔ لا بود
ترجمہ	سارے قول و فعل مین گویا رہے		اعتبار عشق سے ہے ہیچ سے

شرح یعنے عقل جزئی گو اقوال و افعال مین ہماری مددگار رہے اور اُس سے اکثر اقوال و افعال مطابق شرع صادر ہوئے ہین۔ لیکن بحکم حال (یعنے باعتبار عشق حقیقی) بالکل ہیچ اور سراسر معدوم ہے۔ ورنہ ہر شخص عاشق ذات ہوتا۔ لا بمعنے لاشے و معدوم ہے عشق کے متعلق عقل کی باتون کا کچھ اعتبار نہین

	لا بود چون او نشد از ہست نیست		زانکہ طوعًا لاشد کرہًا بایست
ترجمہ	جو نہین ہے نیست یا رب کیا ہے وہ		گر نہین طوعًا تو کرہًا لا ہے وہ

شرح یعنے جو عقل جزئی ہست سے نیست یعنے فنا فی اللہ نہوئی وہ بالکل لاشئے اور ناقابل اعتبار ہے۔ کیونکہ جو چیز اپنی خوشی سے لا اور فنا نہوگی وہ ایکدن جبرًا لا یا معدوم ہوجا یگی یعنے جو عقل عاشق ذات نہین ہے وہ مقرر ہلاک ہوگی عقل سے مراد صاحب عقل ہے یعنے صاف عقل جزئی مرنیکے بعد بالکل معدوم ہوجائیگا۔ اور عاشق الٰہی مرکر حیات ابدی حاصل کریگا۔ لفظ بایست ضرورت قافیہ کے لیے امالہ لفظ لا ہے بمعنے نیست۔ بعض نسخون مین بایست کی جگہ بہست ہے یعنے بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جو چیز اپنی خوشی سے فنا نہین ہوتی وہ جبرًا فنا ہوجاتی ہے۔ مطلب یہ کہ جو لوگ عشق الٰہی مین اختیاری موت کو پسند نہین کرتے وہ اضطراری موت کے پنجہ مین گرفتار ہوجاتے ہین اور اسکے بعد انہین ابدی زندگانی نصیب نہین ہوتی۔

	جان کمال ست و ندائے او کمال		مصطفے گویان کہ ارحنا یا بلال
ترجمہ	روح ہی کامل ندا اسکا کمال		کہتے ہین حضرت ارحنا یا بلال

شرح یعنے انسان کامل کی روح فی الحقیقت کامل بلکہ عین کمال ہے کہ اپنی ذات مین مشاہدۂ حق کرتی رہتی ہے۔ اسلیئے اُسکی ندا بھی جو در اصل ندائے حق ہے کمال سے خالی نہین ہوتی اسکا سبب یہ کہ روح چونکہ امر ربی ہے اسلیئے فی ذاتہ مطلقًا کمال ہے اور غلبۂ قوائے جسمانی جو کبھی کبھی اُسکے کمال کو نقصان پہنچاتا ہے وہ مجاہدۂ ریاضت کے باعث

مغلوب ہوکر خود کمال بنجاتا ہے بس توجب روح عین کمال ہے تو اسکی ندا بھی کمال یعنے ندائے حق ہے اور نفخہ الٰہی ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ جان عشق الٰہی کے باعث کامل ہے اور اسکی ندا چونکہ ندائے عاشق ہے اسلیئے با اثر اور عین کمال یعنے ندائے خداوندی اور نفخہ رحمانی ہے۔ اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ چونکہ حضرت بلال کے روح عین کمال اور انکی آواز نفحات الٰہیہ مین سے تھے اسلیئے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم انقباض طبع کیوقت انکو حکم دیا کرتے تھے کہ ارحنا یا بلال۔ یعنے اے بلال ہمکو اپنے آواز اور اذان سے راحت پہنچا اور اسکا یہ سبب تھا کہ حضرت بلال عاشق کامل تھے اور انکی آواز گویا آواز حق تھی جسکے سُننے سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ کو اندرونی راحت پہنچتی تھی۔ اس آواز اور اذان کی شرح قصۂ شب معراج مین آنیوالی ہے۔

	اے بلال اَفراز بانگ سلسلت		زان دمے کاندر دمیدم دردلت
ترجمہ	دل سے اپنے بانگ مدہوشی نکال		یعنے جو پھونکی ہے تجھ مین اے بلال

شرح سلسل مخفف سلسال بمعنے آب شیرین وخنک یہان بمعنے خوشگوار ہے یعنے اے بلال اپنی خوشگوار آواز کو اُس نفخۂ الٰہی کے ساتھ بلند کر جو یعنے تجھمین دم کیا ہے اس دم سے نفخۂ رحمانی یا سرّ معرفت حق یا نکتۂ وحدت مراد ہے جو بذریعۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت بلال کے قلب مبارک مین جاگزین تھا اور جسکی برکت سے بلال کو مرتبۂ بقا بعد الفنا حاصل تھا۔ ایسی حالت مین بمقتضائے بی یسمع وبی ینطق بلال کی آواز گویا آواز حق تھی اور یہی باعث تھا کہ رسول مقبول انکی آواز کے مشتاق رہتے۔

	اے بلال این گلبنت اجان کنی		خیز بلبل وار جان میکن نثار
ترجمہ	دیکھ اس گلبن کی اس گل کی طرح		نالہ کر اُلفت مین بلبل کی طرح

شرح۔ گلبن درخت گل کو کہتے ہین یہان گلبن عشق الٰہی مراد ہے۔ یعنے اے بلال اس گلبن عشق پر بلبل کی طرح اپنی جان نثار کردے اسمین یہ اشارہ ہے کہ جسطرح بلبل عشق گل مین نالان رہتا ہے اسیطرح تو بھی ترنم اللہ اکبر اور نغمۂ شہدان لاالٰہ کے ساتھ نالہ کر تیرے آواز خود تیرے اور دیگر سُننے والون کے لیئے باعث مدہوشی ہوگی۔

	زان دمے کادم ازو مدہوش شد		ہوش اہل آسمان بیہوش شد
ترجمہ	دم نہین مدہوشی آدم ہے یہ		باعث بیہوشی عالم ہے یہ

شرح مدہوش بمعنے حیران عربی اور بیہوش بمعنے بیعقل فارسی لفظ ہے اسلیئے قافیہ جائز ہوگیا۔ دم سے وہی نفخہ الٰہی۔ اور آدم سے انسان کامل اور خلیفۃ اللہ یعنے ابو البشر حضرت آدم مراد ہین۔ اور احادیث و تفاسیر سے ثابت ہے کہ حضرت آدمؑ نفخۂ حق یعنے استفاضۂ معنے نفخت فیہ من روحی کے بعد اپنی ذات مین صفات مستفادہ (ملکوتی و ناسوتی) کو مجتمع دیکھکر اور اپنے آپ کو جامع اسمائے صفات پاکر ایک مدت تک متحیر اور نفخہ حق یعنے روح کی

حقیقت اور عجائبات کے معلوم کرنے مین ایک عرصہ تک حیران رہے اور کچھ حضرت آدم ہی پر منحصر نہین بلکہ حقیقت روح کے معاملہ مین اہل آسمان یعنے ملائکہ اور جمیع پیغمبران غرق دریائے حیرت ہین۔ مطلب شعر یہ ہے کہ اے بلال اپنے خوشگوار اواز کو اُس نفخۂ الٰہی کے ساتھ بلند کر جسکے اثر سے حضرت آدم حیران ہے اور فرشتے بے عقل اور اُسکی حقیقت سے ناواقف ہین۔ چونکہ حضرت بلال نے اپنی ہستی کو نور محمدی مین فنا کر دیا تھا اسلیئے آواز بلال صوت محمدی۔ اور صوت محمدی نفخۂ ذات الٰہی تھے اور اسکو ہم ابھی ثابت کر چکے ہین کہ نفخۂ ذات الٰہی حضرت آدم کی مدہوشی اور اہل آسمان و زمین کی بیہوشی کا باعث ہے۔

	مصطفےٰ بیخویش شد زان عجب صوت		شد نمازش در شب تعریس فوت
ترجمہ	مصطفےٰ نے جب سُنی آواز زار		ہو گئی اُس شب قضا با الکل نماز

شرح تعریس لغت مین آرام کرنے کے لیئے آخر شب مین مسافر کے سواری وغیرہ سے اُتر پڑنے کو کہتے ہین اور شب تعریس کا قصہ احادیث مین اسطرح ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مع صحابہ خیبر سے آتے وقت تمام شب رستہ چلے اور آخر شب مین استراحت کے لیے اُتر پڑی۔ اور بلال سے یہ فرمایا کہ تم وقت کی نگہبانی کرتے رہنا تاکہ نماز صبح فوت نہو جائے۔ حضرت بلال نماز تہجد مین مشغول ہو گئے اور جب صبح قریب ہوئی تو بلال نے اونٹ کے کاٹھی سے تکیہ لگایا اور طلوع فجر کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے۔ لیکن پھر بلال پر نیند غالب آگئی اور فجر ہو گئی یہانتک کہ آفتاب نکل آیا دھوپ کے اثر سے سب سے پہلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور نماز قضا ہو جانے کے سبب گھبرائے اور بلال سے اسکا سبب پوچھا اُنھون نے یہ جواب دیا کہ مجھپر بھی وہی خواب غالب آگیا تھا جو آپ پر مسلط تھا یعنے مین بھی اُسی مشاہدہ حقین مستغرق تھا جسمین آپ تھے اسلئے نکتہ مولانا قدس سرہ نے بیہوشی اور استغراق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا باعث بلال کے خوشگوار آواز کو گردانا ہے۔ حالانکہ احادیث سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ بلال نے تہجد یا فجر کی اذان کہے تھی۔ جس سے رسول اللہ اور صحابہؓ بیہوش گئے تھے بس تو ان اشعار کے یہ معنے ہین کہ رسول اور صحابہ بلال کے روحی آواز سے بیہوش ہوئے۔ چونکہ آپ بلال کے آواز پہلے بارہا سُن چکے تھے اور اُسوقت بسبب قرب نماز فجر اُنھی کے آواز کا خیال تھا اور آواز بلال فی الواقع آواز ذات حق تھے اسلیئے آپ اُس آواز کے خیال سے بیہوش ہوئے۔ اور بلال کی آواز چونکہ نفخۂ حق تھے اسلیئے اُنکو خود ہی بیہوش ہونا پڑا بعض روایات مین یہ بھی ہے کہ اُسوقت رسول اللہ نے فرمایا کہ بلال کو شیطان نے خواب مین ڈالدیا۔ گو یہ روایت بحسب ظاہر نفخۂ حق اور استغراق کی منافی ہے مگر اسکا جواب یہ ہے کہ بلال ابتدائے خواب مین تنزل بمرتبۂ بشریت کر کے انتہا مین مرتبۂ استغراق تک پہنچ گئے تھے۔ کیونکہ استغراق بعد تنزل بمرتبۂ بشریت ہوتا ہے ورنہ استغراق کی کیفیت

ظاہر نہو تعرف الاشیاء باضدادہا۔ اور بعض روایتون مین آپنے اُس وادی کو جہان نماز فوت ہوگئی تہی۔ وادی شیطان بہی کہا ہے لیکن اُسکا وادی شیطان ہونا منافی استغراق نہین ہے رسول پر شیطان کا تسلط کبہی نہین ہوتا ہان شاید آپ کو اُسکا وادی شیطان ہونا بطور وحی کسی اور باعث سے معلوم ہوا ہو۔ البتہ یہان ایک اور شبہ ہے رسول اللہ نے فرمایا ہے تنام عینی و لا ینام قلبی یعنے میری آنکہین سویا کرتی ہین مگر دل نہین سوتا۔ اس سے یہہ نکلتا ہے کہ جب آپکا دل بیدار تہا تو نماز کے فوت ہو جانے کا کیا باعث ؟ اسکا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ کے دونو حالتین تہین البتہ حالت خواب چشم اور بیداری قلب اکثر تہی۔ شاید سب تعریس مین یہ نہو۔ بلکہ دوسری حالت ہو بالجملہ رسول اللہ نے مع صحابہ اُس وادی سے کوچ کیا اور تہوڑی دور جاکر بلال کو اذان اور اقامت کا حکم دیا اس سے معلوم ہوا کہ صلوۃ فائتہ کے اذان واقامت ثابت اور قضاے فائتہ واجب ہے۔

	در شب تعریس پیش آن عروس		یافت جان پاک ایشان دست بوس
ترجمہ	تہی شب تعریس مین پیش عروس		جان اصحاب و پیمبر دست بوس

شرح۔ عروس استعارۂ ذات حق ہے۔ کیونکہ اُسکا وصال عروس (نئی دلہن) سے بدرجہا بہتر ہے۔ اور دست بوس (ہاتہہ چومنا) یہان بمعنے عجز و نیاز ہے۔ یعنے شب تعریس مین رسول اللہ صلعم اور بلال اور دیگر تمام صحابہ کی روحین بحر مشاہدہ مین غرق۔ اور ذات حق کے سامنے محو عجز و نیاز تہین۔ اسلیئے نماز صبح قضا ہوگئی۔

	عشق و جان ہر دو نہانند و ستیر		گر عروسش خواندہ ام عیبے مگیر
ترجمہ	عشق و جان و دونو ہین پنہان جانمن		کیا ہوا گر کہدیا مینے دولہن

شرح۔ ستیر بمعنے پوشیدہ و مستور۔ اور لفظ عشق سے مراد معشوق حقیقی ہے۔ یعنے روح اور معشوق حقیقی دونو مخفی اور مستور ہین اور ہماری مراد انکے مخفی ہونے سے یہ نہین کہ یہ عورت یا مرد ہین۔ بلکہ معشوق حقیقی کو بطریق استعارۂ تمثیلیہ اگر مینے عروس کہدیا ہے تو مجکو معیوب نسمجہ کیونکہ میری مراد عروس سے اُسکے معنے لازم ہین یعنے ستر اور خفا اور یہ اسلیئے کہ اللہ تعالے ردائے کبریائی مین مخفی ہے اور اپنے لطافت کے باعث نظر سے پنہان ہے۔ قرآن مجید مین موجود ہے لا تدرکہ الابصار و ہو یدرک الابصار و ہو اللطیف الخبیر۔

	از ملال یار خامش کردمے		گر ہم او مہلت بدادے یکدمے
ترجمہ	رنج ہوتا مین وقف خامشی		گر نہوتی اسمین خود اسکی خوشی

شرح یعنے اگر یار ذات حق مجکو اپنے استغراق اور جذب سے ایک دم کی مہلت دیتا۔ تو مین خوف ملال یار کے سبب اس کلمہ (یعنے اُسکو عروس کہنے سے) خاموش ہو جاتا۔ لیکن مین کیا کرون کہ یہ تمثیل اُسکی رضا کے موافق ہے اور وہ اس سے ملول نہین ہوتا۔ البتہ اگر مجھسے جذبات الٰہیہ تہوڑی دیر بہی جدا ہو جاتے اور

ہین مرتبہ عقل مین ہوتا تو یہ کلمہ نہ کہتا نکتہ اس سے معلوم ہوا کہ مولانا غوث اور قطب زمانہ تہے اور ہر دم غرق بحر وحدت رہتے تہے اور اُنکا کلام حالت استغراق کا خلاصہ ہے۔

	لیک میگوید بگو ہین عیب نیست		جز تقاضائے قضائے غیب نیست
ترجمہ	وہ مگر کہتا ہے یہ کیا عیب ہے		یہ تقاضائے قضائے غیب ہے

شرح یعنے ہین تو اُسے عروس نہ کہتا مگر معشوق حقیقی خود یہ کہتا ہے کہ تیرا ہمکو عروس کہنا عین تقاضائے حکم غیبی ہے۔ اگرچہ مُنکر قضا کے نزدیک عیب ہو۔ کیونکہ جو لوگ بحر وحدت مین غرق ہین وہ عیب جوئی سے کام نہین لیتے بلکہ اُنکے جمیع افعال اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوتے ہین نتیجہ یہ ہوا کہ مولانا قدس سرہ کا شاہد غیبی کو عروس کہنا اپنی طرف نہین بلکہ تقاضائے حکم غیبی تہا اسلیئے اُسپر اعتراض نہین ہوسکتا۔

	عیب باشد کو نہ بیند جز کہ عیب		عیب کے بیند روان پاک غیب
ترجمہ	عیب ہیون کی نظر مین ہے یہ عیب		عیب ہین کب ہے روان پاک غیب

شرح یعنے ایسے کلمات اُس شخص کے نزدیک عیب ہین جو بجز عیب اور کسی چیز کو نہین دیکھتا اور جسکی روح پاک اور عالم غیب تک واصل ہے اُسکے نزدیک عیب نہین۔ روان پاک و غیب سے جان عارف مراد ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ مولانا جان اور روان سے ذات حق مراد لیا کرتے ہین۔ اسصورت مین یہ مطلب ہوا کہ ایسے کلمات ظاہر پرستون ناواقفون۔ اور عیب بینون کے نزدیک عیب ہین اللہ تعالےٰ کے نزدیک عیب نہین ہین۔ بلکہ اُسکی مرضی کے مطابق ہین کیونکہ اولیا اور عارفان کامل کے زبان سے جسقدر الفاظ نکلتے ہین وہ سب نفحات الٰہیہ مین سے ہوتے ہین

	عیب شد نسبت بمخلوق جہول		نے بنسبت با خداوند قبول
ترجمہ	عیب ہے نزدیک مخلوق جہول		عیب ہین کب ہے خداوند قبول

شرح یعنے مخلوق البتہ عیب کو عیب جانتی ہے مگر اللہ تعالےٰ نہین جانتا۔ کیونکہ جب وہ عیوب دیکھکر اُنکو ڈہانک لیتا ہے اور عفو کردیتا ہے تو گویا عیب اُسکے نزدیک عیب ہی نہین۔ ہان جاہل مخلوق اسقدر اندہی ہے کہ عیب تو عیب ہی ہے ہنر کو بہی عیب کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ عارفان کامل کیسکے عیب کو عیب نہین خیال کرتے بلکہ یہ سمجہتے کہ اُنکی نگاہ عیب پر پڑتی ہی نہین۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ اور عارفان کامل خداوند قبول ہین یعنے لوگون کے عیبون کو ہنر کی طرح قبول کرلیتے ہین۔ لفظ خداوند قبول سے ذات الٰہی اور عارفان کامل دونو مراد ہوسکتے ہین

	کفر ہم نسبت بہ خالق حکمت است		چون بما نسبت کنی کفر آفت است
ترجمہ	کفر ہین بہی ہین پہنان کچھ حکمتین		ہمسے ہو منسوب تو ہین آفتین

شرح یعنے اگر اللہ تعالےٰ کی طرف خلق کفر کو منسوب کرو۔ اور یون کہو کہ اللہ تعالےٰ خالق کفر ہے تو کچھ عیب نہین کیونکہ علم عقائد مین تصریح موجود ہے کہ افعال کا خالق اللہ ہے۔ اور کاسب بندے ہین۔ منجملہ افعال کے کفر بہی

ایک فعل ہے اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے۔ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا۔ چونکہ کفر بھی مابین آسمان وزمین موجود ہے اس سے معلوم ہوا کہ اسکا پیدا کرنا بھی خالی از حکمت نہین۔ بہت بڑی حکمت تخلیق کفر مین یہ ہے کہ اگر کفر نہوتا تو ایمان اور عرفان مین تمیز نہوتی۔ لتعرف الاشیاء باضدادہا۔ دوسرے یہ کہ کفر نہوتا تو دوزخ کا پیٹ جو مخلوق الٰہی ہے کیونکر سے بھرا جاتا؟ البتہ اگر کفر ہماری طرف منسوب ہو تو موجب آفت اور دوزخ ہے

	وریکے عیبے بود با صد صفات	برمثال چوب باشد در نبات	
ترجمہ	ایک ہوگر عیب اور ہون صد صفات	ہے یہ ایسا جسطرح چوب نبات	

شرح۔ بعض شارحین کے نزدیک نبات بمعنے نبات تمکر یعنے نیشکر۔ دگنا اور چوب بمعنے گرہ نیشکر ہے لیکن فی الواقع نبات بمعنے قند مصفا ہے جسکو اُردو مین مصری کہتے ہین۔ اور چوب سے مراد تنکے ہین جو بعض اوقات بناتے وقت مصری مین ملجاتے ہین۔ یعنے اگر کسی شخص مین بہت سی صفتون کے ساتھ ایک آدہ عیب بھی ہے تو اسکے ایسی مثال ہے جیسے مصری مین تنکا۔ کہ فی الواقع عیب نہین گنا جاتا۔ اور اس تنکے کے باعث کوزۂ نبات کی قیمت کم نہین ہوتی۔ علےٰ ہذا القیاس اگر غلبۂ شوق اور مرتبۂ وجد واستغراق مین کسینے ذات حق کو عرض کہدیا تو ہرگز عیب کی بات نہین اور اگر ہے تو قائل مین بہت سی صفتین بھی تو موجود ہین۔ کیونکہ ایسے الفاظ اولیاء ہی کی زبان سے نکلا کرتے ہین جو بہمہ صفت موصوف ہین۔

	در ترازو ہر دو را یکسان کشند	زانکہ آن ہر دو چو جسم وجان خوشند	
ترجمہ	تلتے ہین کانٹے مین دونو ایکسان	سمجھ ہین دونو شکل جسم وجان	

شرح۔ یعنے ترازو یا کانٹے مین مصری اور اُسکے تنکے کو ایکسان اور ایک چیز سمجھکر تولتے ہین۔ یہ نہین ہوتا کہ تنکے کے وزن کی برابر مصری کی قیمت کم ہوجائے۔ یا تنکے نکالکر مصری تولی جائے کیونکہ مصری اور تنکا شدت آمیزش کے باعث ایک جان ہوگئے ہین۔ جنکا انفصال نہین ہوسکتا۔ لفظ ترازو سے صاف ظاہر ہے کہ پہلے شعر مین نبات بمعنے قند یعنے مصری ہے کیونکہ گنا ترازو مین نہین تُلتا **نکتہ** کتب فقہ مین ایک مسئلہ موجود ہے کہ غالب الفضۃ فضۃ وغالب الذہب ذہب یعنے جس زیور یا برتن یا کسی اور شے مین کھوٹ کم ہو اور سونا یا چاندی زیادہ ہو تو وہ چیز ساری کی ساری خالص سونے یا چاندی ہی کی ہے اور اسکی زکوۃ خالص سونے یا چاندی ہی کے حساب سے دیجائے گی۔ کیونکہ للاکثر حکم الکل اسیطرح مصری مین ایک آدہ تنکا یا ڈورہ رہگیا ہے تو وہ خالص مصری کے حکم مین ہے۔ اور اولیاء اللہ مین کوئی عیب ہے تو بمنزلہ ہیچ

	پس بزرگان این نگفتند از گزاف	جسم پاکان ہمچو جان اُفتاد صاف	
ترجمہ	قول یہ سچ ہے نہین ہے پُرگزاف	جسم ہے پاکونکا مثل روح صاف	

شرح یعنے جب تجھے یہ معلوم ہو گیا کہ ایک آدہ عیب بہت سے ہنرون مین شامل ہو کر ہنر ہی ہو جاتا ہے تو بزرگونکا یہ قول غلط یا لغو یا تیخی نہین ہے کہ پاک لوگونکا جسم اُنکی روح کی طرح پاک ہوتا ہے۔ بلکہ یہ خیال فی الواقع درست اور بالکل بجا ہے۔ پاکون کے جسم روح کے مانند پاک وصاف ہوتے ہین۔

	گفت شان وفعل شان وذکر شان		جملہ جان مطلق آمد بے نشان
ترجمہ	اُنکا قول وفعل وذکر اے میری جان		جان مطلق ہے سراسر بے نشان

شرح یعنے پاکونکا ہر قول وفعل اور اُنکا ذکر اللہ جان مطلق (سراسر روح) اور بے نشان (فنا فی الذات یا فنا فی رضاء اللہ) ہے کیونکہ اُنکا جسم مع صفات مرتبہ فنا مین ہے۔ بعض نسخون مین۔ گفت شان ونفس شان وفقش شان ہے یعنے پاکون کے جمیع حرکات وسکنات اور اُنکا نفس اور نقش جسمی بسبب صفائے قلب روح مطلق بنگیا ہے۔ اور روح مطلق عین حق ہے بمقتضائے اَلرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ۔ بس تو پاکون کے حرکات وسکنات اُسیکی حرکات وسکنات ہین۔ اُنپر عیب گیری نچاہیئے۔ ایک صاحب نسبت صوفی کا قول ہے اور فی الواقع نہایت درست ہے۔ وُہ یہ کہ ارواحنا اجسادنا واجسادنا ارواحنا۔ یعنے ہمارے جسم بمنزلہ ارواح ہین اور ہماری روحین بمنزلہ اجسام مطلب یہ کہ اولیاء اللہ فنا فی الذات ہوتے ہین۔

	جان دشمن وار شان جسمی ست صرف		چون نظر از نرد او اسمے ست صرف
ترجمہ	جان ہے اُنکے عدو کی جسم صرف		جسکل زائد نرد ہے اِک اسم صرف

شرح۔ دوسرا مصرع پہلے کی توضیح ہے یعنے دشمن اولیا کے ایسی مثال ہے جیسا کوئی قصیر اور کوتاہ قامت آدمی اپنا نام اپنی طرف سے زیادہ رکھلے۔ تو وُہ فقط نام ہی نام ہے۔ لفظ زیادہ مترادف افزون وافزون شدن کے معنے وہان نہین پائے جاتے۔ نیز ممکن ہے کہ نرد کی جگہ نرد ہو۔ نرد شطرنج کے مقابلہ مین ایک قسم کی کھیل کا نام ہے۔ جو سات طرح کھیلا جاتا ہے اور زیادہ تر اسکی سات بازیون مین سے ایک بازی کو کہتے ہین۔ وُہ اسطرح ہے کہ کھیلتے وقت کعبتین کا جو نقش پڑے اُس سے ایک زیادہ شمار کرتے ہین۔ مثلاً گیارہ کو بارہ اور سترہ کو اٹھارہ جانتے ہین مولانا کا یہ مطلب ہے کہ اولیاء کا دشمن ایسا ہے جیسا نرد کے کھیل مین زیادہ کی بازی کہ اُسکا نام ہی نام ہے فی الواقع خال ہائے کعبتین مین وعدہ نہین ہوتا۔ نرد کے سات بازیون کے نام یہ ہین۔ اول۔ فاء۔ دوم۔ زیاد سوم ستارہ۔ چہارم خانہ گیر۔ پنجم طویل ششم ہزارہ ہفتم منصوبہ۔

	آن بخاک اندر شد وکل خاک شد		این نمک اندر شد وکل پاک شد
ترجمہ	خاک مین جاکر وُہ بالکل خاک ہے		یہ نمک مین جاکے بالکل پاک ہے

شرح یعنے اولیاء اللہ کا دشمن خاک مین گیا اور کل کا کل خاک ہو گیا۔ اور اسکو مرنے کے بعد حیات ابدی نملی اور یہ یعنے

یعنے دلی کامل جو سراسر روح ہے انتقال کے بعد گویا نمک مین گیا اور کل کا کل نمک مین گیا کیونکہ ہر چیز یکہ در کان نمک رفت نمک شد - جو شے نمک مین جاتی ہے وہ خود نمک بنجاتی ہے - نمک سے مراد نمک اسرار ہے جو باعث اصلاح غذاہائے روحانی ہے - مطلب یہ کہ اولیا بعد مرگ سراسر اسرار بنگئے اور قید جسم ظاہری سے گو پہلے ہی پاک اور طاہر تہے مگر اب بالکل اطہر ہو گئے کیونکہ نمک کی خاصیت پاک کرنے اور قلب ماہیت کی ہے - چنانچہ شراب حضرت امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک نمک سے پاک ہو جاتی ہے پھر جس حالت مین ناپاک چیز نمک سے پاک ہو جاتی ہے تو اولیا جو پاک تہے اور بھی پاک اور اطہر ہو جائینگے - انہین معنون کی طرف اس حدیث مین اشارہ ہے کہ انا ملح من اخی یوسف و یوسف اجمل منی یعنے مین اپنے بھائی یوسف سے زیادہ ملیح اور یوسف مجھسے زیادہ جمیل ہین -

	آن نمک کز وے محمد ملیح است	زان حدیث بانمک او افصح است	
ترجمہ	وہ نمک جس سے محمد ہین ملیح	ہے حدیث بانمک اُنکی فصیح	
	آن نمک باقی است از میراث او	با تو اند آن وارثان او - بجو	
ترجمہ	اُنکی میراث آجتک ہے وہ نمک	ڈھونڈلے وارث ہین اُنکے آجتک	

شرح یعنے اولیا جس نمک مین جاتے ہین وہ یہ نمک ظاہری نہین ہے بلکہ وہ نمک ہے جس سے رسول اللہ صلعم ملیح ہین اور جس نمک سے آپ کی حدیث بانمک افصح ہو گئی ہے اور یہ نمک اسرار و معرفت آپ کی میراث ہمیشہ باقی رہیگا لہذا خطاب اُس نمک کے وارث تجھسے ہین یعنے تیری جنس مین موجود ہین مگر جستجو شرط ہے - کیونکہ العلماء ورثۃ الانبیاء - ورثا سے مراد علماء ظاہر و باطن ہین - جو قیامت تک موجود رہین گے -

	پیش تو شستہ تراخود پیش کو	پیش ہستت جان پیش اندیش کو	
ترجمہ	دیکھہ لے بیٹھے ہین تیرے روبرو	تو مگر کرتا نہین کچھ جستجو	

شرح - لفظ شستہ مخفف نشستہ ہے یعنے وارثان حقیقت محمدی تیرے آگے بیٹھے ہین - لیکن تجھسے پیش بینی نہین ہے کہ اُنکو اپنے روبرو بیٹھا دیکھہ سکے - یعنے تو اُنکی جستجو مین سعی نہین کرتا - اور وہ وارث تیرے حضور مین موجود ہین مگر تیرے جان پیش اندیش (متفکر و ساعی اور اپنا آگا سوچنے والی) نہین ہے - یہی باعث ہے کہ وارثان نمک محمدی اور واقفان اسرار سرمدی تجھسے نظر نہین آتے -

	گر تو خود را پیش و پس کردی گمان	بستہ چشمی و محرومی ز جان	
ترجمہ	پیش و پس کا گر کیا تو نے گمان	رہگیا بس قید تن مین میرے جان	

شرح اس شعر کو اور اسکے مابعد اُن تمام اشعار کو جنمین لفظ پس و پیش ہے گزشتہ اشعار سے کچھ تعلق نہین بلکہ بہ تقریب لفظ پس و پیش مطلب دیگر کی طرف انتقال کیا گیا ہے - یعنے اگر تو نے اپنی نسبت پیش و پس کا گمان

کیا اور یہ کہا کہ جو شخص باعتبار صورت مقدم تہا وہ باعتبار معنے بہی مقدم ہے اور جو باعتبار صورت مؤخر ہے وہ باعتبار معنے بہی مؤخر رہیگا اور اسکا نتیجہ تو نے یہ نکال لیا کہ مجاہدہ اور عرفان سے کچہ حاصل نہین کیونکہ جب مین باعتبار صورت مؤخر ہون۔ تو لاکہہ مجاہدہ کرون باعتبار معنے بہی مؤخر رہونگا۔ تو اس قسم کے خیال کا یہ نتیجہ ہوگا کہ تو ہمیشہ مقید جسم رہیگا۔ کیونکہ پیش وپس اور جہات جسم کی صفتین ہین روح کو اس سے کچہ تعلق نہین ایمخاطب تو اپنے اس خیال فاسد کے باعث حقیقت روح کے ادراک سے محروم رہیگا۔ کیا تو یہ نہین جانتا کہ رسول اللہ باعتبار صورت جمیع انبیاء سے مؤخر تہے مگر باعتبار معنے سب سے مقدم ہین۔ کیونکہ معنے اور جان کو پیش وپس اور جہات سے کیا علاقہ اے شخص قید جسم سے نکلجا اور سر بسر روح بن۔

	زیر و بالا پیش و پس وصف تن ست	بے جہت ہا ذات جان روشن است	
ترجمہ	زیر و بالا پیش و پس ہے وصف تن	بے جہت ہے ذات ہے ذات جان ایجان من	

شرح یہ پہلے شعر کی توضیح ہے۔ یعنے زیر و بالا یا پیش ہونا صفات جسمیہ مین سے ہے۔ نیچے اوپر یا آگے پیچہے وہی شے ہوسکتی ہے۔ جو صاحب جسم ہو۔ روح جو ایک جوہر روشن ہے ان اوصاف سے بالکل پاک ہے۔ تو اگر پیش وپس اور زیر و بالا کو مدنظر رکہے گا تو ہمیشہ قید جسم مین گرفتار رہیگا۔ حالانکہ تجہے قید جسم سے آزاد ہوکر روح روشن بننا چاہیئے۔ بعض نسخون مین بے جہت ہا آن جہان روشن ست ہے۔ اس صورت مین جہان روشن سے وہی عالم جان مراد ہے جو گزشتہ شعر مین تہا مطلب دونون نسخون کا ایک ہے۔

	بر کشا از نور پاک شہ نظر	تا نہ پنداری تو چون کوتہ نظر	
ترجمہ	نور پاک شاہ سے دیکہہ اے بشر	ہے غلط یہ وہم اے کوتہ نظر	
	کہ ہمینی در غم و شادی و بس	اے عدم کو مر عدم را پیش و پس	
ترجمہ	کہ فقط ہے شادی و غم مجکو بس	اے عدم کب ہے عدم کو پیش و پس	

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ اور دوسرے شعر مین کاف سر مصرع پنداری کا بیان ہے شہ سے بادشاہ حقیقی (اللہ تعالے) اور نور پاک شہ سے مرشد کامل مراد ہے یعنے اے غافل مرشد کامل کے ذریعہ سے جو فی الواقع بادشاہ حقیقی کا نور ہے اپنی حقیقت کو دیکہہ اور مرشد کامل یا نور پاک شہ اسلیئے ضروری ہے کہ تو کوتہ نظر شخص کی طرح یہ گمان نہ کرلے کہ مین فقط مفید غم و شادی ہون یعنے محبوس ادبار غم یا اقبال مسرت ہون۔ بلکہ جب مرشد کامل کے نور پاک سے دیکہیگا تو معلوم ہوجائیگا کہ تو سراسر عدم اور فانی ہے اور عدم کے لیئے اقبال وادبار اور پیش وپس کچہ نہین ہوتا آخر مصرع مین لفظ کو بمعنے کجا یا تو مفید استفہام انکاری ہے یا گو مشتق از گفتن صیغہ امر ہے۔ یعنے اے شخص فانی ہمین عدم کا پیش وپس بتا کہ کسطرف اور کہان ہوتا ہے مطلب یہ کہ نہین ہوتا۔

	از وجود و از عدم گر بگزری	از حیات جاودانی برخوری
ترجمہ	اس وجود اور اس عدم سے در گزر	زندگانی سے ہو تو تا بہرہ ور

شرح۔ یعنے اگر تو وجود (ہستی فانی) اور عدم (مرتبۂ فنا) سے گزر کر مرتبۂ بقاء بعد الفناء حاصل کرلیگا تو ابدی زندگانی ملیگی

	روز باران ست میرو تا بشب	نے ازین باران ازان باران رب
ترجمہ	دن ہے یہ مینہہ کا چلا چل بہ شب	اور سمجہ اس مینہہ کو تو باران رب

شرح۔ باران سے باران واردات رحمانی و فیوض الٰہی۔ اور شب سے تاریکی موت مراد ہے اور یہ ظاہر ہے کہ باران فیوض الٰہی دنیوی باران نہین ہے۔ جس سے بسا اوقات پہل اور غلّے پیدا ہوتے ہین جو اکثر حالتون مین باعث غفلت ہین۔ بلکہ وہ باران معنوی ہے جس سے قلوب زندہ اور روح بالکل صاف و پاک ہوجاتی ہے۔ اور معرفت کے پہول کہلتے ہین۔ مطلب یہ کہ اے مخاطب۔ یہ موسم (زمانۂ زندگی) گویا برسات کا موسم ہے ہر طرف فیوض الٰہی کا مینہہ برس رہا ہے تو مرتے دم تک اسی مینہہ کا طالب رہ

	ہست بارانے جزین باران بدان	کہ نمے بیند ورا جز چشم جان
ترجمہ	ہے وہ باران غیر باران جہان	سوجہتا ہے کسکو غیر چشم جان

شرح یعنے واردات رحمانی اور فیوض الٰہی کا مینہہ اس دنیوی مینہہ سے الگ ہے۔ جو ان ظاہری آنکہون سے نظر نہین آتا بلکہ اسکے ملاحظہ کو ایسی باطنی چشم درکار ہے جیسے کہ حضرت عائشہ صدیقہ کو ملی تہی اور جسکا قصہ عنقریب آنے والا ہے۔

	چشم جان را پاک کن نیکو نگر	تا ازان باران عیان بینی خضر
ترجمہ	دیکہہ اسے اور چشم جانکو پاک کر	تاکہ سبزہ سر بسر آئے نظر

شرح اگر دوسرے مصرع مین لفظ خِضَر بالکسر ہے تو یہ سمجہنا چاہیئے کہ معرفتِ الٰہی کو باعتبار بلندی مرتبہ حضرت خضر کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے اور اگر خَضَر بفتحتین ہے تو بمعنے سبزہ زار عرفان ہے۔ اور مطلب دونونکا ایک ہے۔ یعنے ایمخاطب چشم باطن کو معائنہ اسباب دنیوی سے پاک کرکے اچہی طرح دیکہہ تجکو یاران فیوض الٰہی اور سبزہ زار عرفان ظاہر طور پر نظر آجائے گا۔ اور اسکے ظہور مین کسی قسم کا شک باقی نہ رہیگا۔

سوال کردن عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا از حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ امروز باران بارید و جامۂ مبارک تو چون تر نشد

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنا کہ اسکا کیا سبب کہ آج مینہہ تو برسا۔ مگر آپ کے کپڑے نہ بہیگے

شرح۔ چونکہ پہلے واردات الٰہی اور فیوض ربانی کے ذکر مین مولانا قدس سرہ فرما چکے ہین کہ فیوض رحمانی ہر ایک آنکھہ کو نہین بلکہ خاصان حق کو نظر آتے ہین اس قصہ مین اُس ولیۂ حق (حضرت عائشہ صدیقہ) کا ذکر ہے جسکو وُہ باران فیوض ظاہر طور پر نظر آتے تہے۔

	مصطفےٰ روزے بگورستان برفت	با جنازۂ مردے از یاران برفت
ترجمہ	پہنچے گورستان مین اکدن مصطفا	بہر دفن نعش یار با صفا
	خاک را در گور او آگندہ کرد	زیر خاک آن دانہ اش را زندہ کرد
ترجمہ	اُنکی تُربت کو گل آگندہ کیا	خاک مین دانے کو زندہ کر دیا

شرح۔ اس شعر کے یا تو یہ معنے ہین کہ پیغمبر نے اُسکو دفنا کر از سر نو زندہ کر دیا اور اپنے ہاتہہ سے مٹی دیکر اپنے صحابی کو حیات ابدی عنایت فرمائی۔ کیونکہ اَلْمُؤْمِنُوْنَ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْتَقِلُوْنَ مِنْ دَارِ الْفَنَاءِ اِلَی الْبَقَاءِ یعنے مومن مرتے نہین بلکہ دار فنا سے دار بقا کی طرف انتقال کر جاتے ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ اُسکو دانہ کی طرح زمین مین مدفون کر دیا اور اس سے دیگر صحابہ پر اس بات کا اظہار منظور تہا کہ یہ شخص حشر کے دن اسطرح زندہ ہوگا جسطرح دانہ زمین سے اُگتا ہے۔ مگر پہلے معنے نہایت عمدہ اور بلیغ ہین۔ دانہ سے مراد دونو صورتون مین جسم ہے اس سے آگے مولانا قدس سرہ نے اثبات حشر و نشر کے لیئے اشجار دنیا کو اجسام سے تشبیہ دی ہے۔ تاکہ کوتاہ نظر اور عوام اچہی طرح سمجہ لین کہ اشجار کی طرح اجسام بہی محشر کے دن زمین سے نکلینگے۔

	این درختانند ہمچو خاکیان	دستہا بر کردہ اند از خاکدان
ترجمہ	خاکیون کی شکل ہین یہ سارے درخت	ہاتہہ اُٹہا کر خاک سے اے نیکبخت

شرح خاکیان سے اجسام خاکی اور دستہا (جمع دست بمعنے ہاتہہ) سے درختون کی شاخین مراد ہین اور خاکدان بمعنے زمین ہے یعنے یہ دنیوی درخت زمین مین سے اپنے ہاتہہ (شاخین) نکالکر اشارہ کر رہے ہین کہ جسطرح ہم زمین سے نکل آئے ہین اسیطرح حشر کے دن تمام اجسام خاکی زمینون قبرون۔ خاکستر اور راکہہ کے ڈہیرون سے ضرور نکلین گے۔ اور اللہ تعالےٰ کے روبرو حساب و کتاب کے لیے پیش ہونگے۔

	سوئے خلقان صد اشارت میکنند	وانکہ گوشتش عبارت میکنند
ترجمہ	جانب مخلوق اشارت کرتے ہین	کان مین نقل عبارت کرتے ہین

شرح گوش ست کے بعد شین ضمیر لفظ آنکہ کیجانب راجع ہے اور اشارت سے اشارہ بزبان حال و زبان برگ مراد ہے یعنے تمام درخت زمین سے نکلکر زبان حال سے یہ اشارہ کر رہے ہین کہ اے غافلو ہماری طرح مرنے یا دفن ہونے کے بعد تم بہی ایک دن ضرور زمین سے نکلوگے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ درختون کے

اِس اشارہ کو تو ہر کوئی سمجھ سکتا ہے لیکن ولی کامل اور اُس شخص سے جو باطنی گوش رکھتا ہے۔ تمام درخت زبان مقال سے بھی مضمون کہتے ہین۔ کیونکہ انبیا اور اولیا کے ساتہ درختون کا ہمکلام ہونا احادیث سے ثابت ہے۔ رسول اللہ کے ساتہ ایک درخت کا ہمکلام ہونا صحیح حدیث مین موجود ہے۔

	باز بان سبز و با دست دراز		**از ضمیر خاک مے گویند راز**
ترجمہ	سب زبان رکھتے ہین اور دست دراز		اور ضمیر خاک کا کہتے ہین راز

شرح۔ زبان سبز سے سبز پتے۔ اور دست دراز سے لمبی لمبی ٹہنیان اور اندرون زمین کے راز سے حشر کے دن مردونکا اُٹہنا مراد ہے یعنے درخت پتون کی زبان حال۔ اور شاخون کے ہاتہون سے حالات حشر ونشر کی طرف اشارہ کر رہے ہین۔

	تیز گوشان راز ایشان بشنوند		**غافلان آواز ایشان نشنوند**
ترجمہ	تیز گوش آگاہ ہین اِس راز سے		اور غافل بے خبر آواز سے

شرح تیز گوش۔ وُہ شخص جسکے شنوائی نہایت تیز ہو۔ یہان اِس لفظ سے عارف مرفوع الحجاب مراد ہے جو اِسی ظاہری کان سے درختون کے راز سُنتا ہے۔ اور غافلون کے روبرو اگر درخت فی الواقع بولنے لگے تب بہی اُنکو آواز سُنائی نہین دیتی۔ مطلب یہ کہ عارف درختون کے راز سے واقف ہین اور غافلون کو آواز تک نہین سُنائی دیتی

	ہامچو لبطان سر فرو بردہ بآب		**گشتہ طاؤسان وبودہ چون غراب**
ترجمہ	مثل لبطرہ کے گویا زیر آب		بنگئے طاؤس وہ جو تہے غراب

شرح درخت بوئے جانے کے زمانہ مین لبط کی طرح پانی کے نیچے ہوتے ہین۔ اور زمین سے نکلنے کے بعد موسم ربیع مین طاؤس کی طرح مزین اور سرسبز ہو جاتے ہین اور ربیع سے پہلے جاڑون مین خشک اور کوے کی طرح سیاہ اور بے رونق رہتے ہین۔ اِسیطرح مردے دفن ہوتے وقت گویا دانہ کی طرح زیر زمین ہوتے ہین بعدہ اُنکی ہڈیان اور گوشت پوست سب خاکمین ملکر گویا خزان آجاتی ہے اور بدن بے رونق ہو جاتا ہے مگر تمام اجسام محشر مین طاؤس کی طرح مزین یعنے کامل وصحیح وسالم ہوکر نکلنے والے ہین یعنے بدن کے اجزا جو خاک کے اندر نہین ملکر منتشر اور بظاہر لاشے یا معدوم ہوگئے ہین۔ سب جمع ہوکر اِسی صورت مین اللہ تعالے کے روبرو پیش ہونے والے ہین جس صورت مین مرنیسے پہلے دنیا مین موجود تہے۔ حدیث شریف مین یہ الفاظ موجود ہین۔ یُحشَرُ النَّاسُ حُفَاۃً عُرَاۃً غُرلاً۔ یعنے تمام آدمی حشر کے دن ننگے پانوننگے بدن اور غیر مختون اُٹہائے جائینگے اور قبرون سے اِسیطرح نکلینگے جسطرح ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تہے۔ یہانتک کہ ختنہ کی کہال اپنی جگہ چسپان ہو جائیگی۔

	در زمستان شان اگر محبوس کرد		آن غرابان را خدا طاؤس کرد
ترجمہ	گور ستان مین کیا محبوس اُنہین		کر دیا پھر بعد ازان طاؤس اُنہین
	در زمستان شان اگر چہ داد مرگ		زندہ شان کرد از بہار و داد برگ
ترجمہ	کر دیا جاڑون مین اُنکو صید مرگ		اور بہاران مین عطا فرمائے برگ

شرح ان دونو شعرون مین اُسی گزشتہ مطلب کی توضیح ہے نیز طاؤس بمعنے مور ہے اور غراب بمعنے کوا۔ یعنے اگرچہ جاڑون اور خزان کے موسم مین اللہ تعالےٰ درختون کو اسیر رنج خزان اور کوونکی طرح بے رونق کر دیتا ہے لیکن پھر موسم بہار مین طاؤس کی طرح بارونق اور سرسبز کرکے نکالتا ہے اور اُنکی خزانی موت موسم بہار مین نئی زندگی سے بدلجاتی ہے۔ اسیطرح موت اجسام کے حق مین خزان اور حشر اُنکے لیئے بمنزلۂ بہار ہے قیامت کے دن تمام اجسام اسطرح زندہ ہوجائینگے جسطرح بہار مین سوکھے ہوے درخت یا تخم سرسبز ہوجاتے ہین۔

	منکران گویند ہست این خود قدیم		این نمیبندیم بر رب کریم
ترجمہ	کہتے ہین مُنکر کہ یہ خود ہے قدیم		یہ نہین ہے صفت رب کریم

شرح۔ یہان سے منکران حشر و نشر اور حکمائے ملحدین کا رد شروع ہوا ہے یعنے اہل فلاسفہ اور دہریئے یون کہتے ہین۔ کہ یہ درختون کا بو یا جانا اور سرسبز ہونا اور پھر خشک ہوجانا۔ اور پھر سبز ہوجانا اور علےٰ ہذا القیاس دیگر تمام اشیائے کائنات کا تغیر و تبدل ازلی و ابدی ہے ہر شے کے افراد انواع ازل سے ابد تک ضمن اشخاص مین باقی رہینگی یعنے زید مر گیا تو کیا ہوا اُسکے نوع یعنے انسان کے افراد مثلاً حامد و محمود و حامد وغیرہ ہمیشہ باقی رہنے والے ہین اسیطرح جانورون اور دیگر اشیا کو خیال کرنا چاہیئے یہ رہٹ ہمیشہ سے یونہی چلا آیا ہے اور ہمیشہ یونہی چلتا رہیگا نیز اُنکا مقولہ ہے کہ اشیائے کائنات کا تغیر و تبدل تغیر فصول کے باعث ہے اور چونکہ دہریئے عالم کو فانی نہین مانتے اسلیئے حشر و نشر کے بھی منکر ہین۔ مگر قرآن مجید کے بہت سی آیتین اُنکے اس قول کی تکذیب کرکے اُنپر کفر کا فتوے دیتی ہین۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا وَآبَاؤُنَا أَإِنَّا لَمُخْرَجُونَ یعنے کافرازراہ تعجب یہ کہتے ہین کہ کیا ہم اور ہمارے باپ دادا مٹی مین مٹی ہوکر پھر زندہ کیئے جائینگے۔ یعنے حشر ہرگز نہوگا اسلام کے علمائے ظاہر کے نزدیک ذات الٰہی کے سوا سب چیزین حادث اور مسبوق ہین۔ مگر اتنی بات ہے کہ اُسکے اسماء صفات مسبوق بسبقت زمانیہ نہین ہین بلکہ متصل واقع ہین۔ نہ عین ذات ہین نہ غیر ذات۔ اور چونکہ تمام اجسام فانی ہین۔ اسلیئے اُنکا حشر و نشر اور حساب و کتاب ضرور ہے۔ اور علمائے صوفیۂ اہل اسلام کے نزدیک اللہ تعالےٰ مع اپنے اسماء حسنےٰ کے قدیم ہے۔ اور دیگر متغایر متصل واقع ہین۔ اور عالم اُنکے نزدیک قدیم نہین بلکہ متجدد ہے یعنے ایک شے فانی ہوکر اُسی قسم کے دوسرے نئی شے اُسکی جگہ جہان مین آجاتی ہے۔

اور فانی پر حشر و نشر اور حساب و کتاب ضروری ہے اہل فلاسفہ کی یونتو بہت سے فرقے ہین مگر تین جماعتین بڑی بڑی ہین۔ **اول** دہریون جنہین اصطلاح مین دہریہ کہتے ہین یہ لوگ صانع حقیقی اور خالق کل کے منکر ہین۔ اور عالم کو غیر فانی ولا یزال اور موجود بنفسہ جانتے ہین۔ نیز نطفہ کو حیوان سے اور حیوان کو نطفہ سے ہمیشہ باقی رہنے والی چیز سمجھتے ہین اور یہ خیال کرتے ہین کہ کیفیت عالم ہمیشہ اسیطرح رہیگی جسطرح اب موجود ہے **دوم** طبیعیون۔ جو اکثر طبیعت حیوانی سے بحث کرتے ہین یہ لوگ عجائبات قدرت رب العالمین دیکھکر صانع کے تو قائل ہین۔ مگر چونکہ انکا مبحث اکثر طبیعت ہے اسلیئے انکا یہ گمان ہے کہ قوت انسانی مزاج کے تابع ہے جب مزاج اور عنصر باطل ہوگیا تو قوت بہی باطل ہوجائیگی۔ اور چونکہ اعادۂ معدوم محال ہے اسلیئے نفس کا اعادہ سمجھ مین نہین آتا۔ اور حشر و نشر و حساب و کتاب کچہ نہین ہے۔ علے ہذا القیاس طاعت کا ثواب اور معصیت کا عذاب بہی موہوم ہے **سوم** الہیون۔ جو متاخرین فلاسفہ سے ہین مثلاً سقراط استاد افلاطون۔ اور افلاطون استاد ارسطاطالیس۔ جنہون نے پہلے دونو فرقون کا رد کیا ہے۔ مگر انمین بہی کفر کی بعض خصلتین موجود ہین سب سے زیادہ افسوس اسپر ہے کہ اسقدر دانا ہوکر مذکورۂ بالا تینون فرقے مرنیکے بعد حشر و نشر کے یکسان منکر ہین اور یہ کہتے ہین کہ اشیاء کا تغیر و تبدل اور ہر دی روح کی موت و حیات گردش فلک اور تغیر فصول کے باعث ہے۔ قدرت سے اسیطرح ہوتی آئی ہے ہم ان تغیرات کو خدا کی طرف منسوب نہین کرتے یعنے یہ نہین کہتے کہ خدا ایسا کرتا ہے بلکہ خود زمانہ اور اسکی تاثیر سے یہ تغیرات ظاہر ہوتے ہین۔

	جملہ پندارند این خود دائم است		**وز قدم این جملہ عالم قائم است**
ترجمہ	ہے گمان سب کا کہ خود دائم ہے یہ		اور قدم سے اپنے خود قائم ہے یہ

شرح یعنے تمام حکما و فلاسفہ کا گمان یہ ہے کہ عالم بالتحقیق یا بذاتہ قدیم اور حالت قدم مین ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ افلاک اپنی خاص شکلون کے ساتہ اور زمینی اشیا اپنے اجناس و انواع کے ساتہ ازلی و ابدی ہین اور اسکو نہین سمجھتے کہ عالم حادث و فانی اور متحد الامثال ہے اللہ تعالے فرماتا ہے کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ یعنے بجز ذات الہی دیگر تمام چیزین ہلاک اور فنا ہونے والی ہین۔

	کوری ایشان درون دوستان		**حق بروید بندباغ و بوستان**
ترجمہ	ہین وہ اندہے اور قلب دوستان		لطف خالق سے ہے رشک بوستان

شرح کوری ایشان مبتدا ہے اور اسکی خبر حسب قرینہ محذوف ہے یعنے کوری ایشان ثابت ست مطلب یہ کہ ان منکران حشر کا اندہاپن ظاہر ہے کیا یہ اتنا نہین سمجھتے کہ جو شے قدیم ہوتی ہے وہ تغیرات سے محفوظ رہتی ہے اور عالم چونکہ متغیر ہے اسلیئے حادث ہے اور حادث فانی ہوتا ہے اس لحاظ سے انسان بہی

فانی ہے۔ اس فانی کو جزا و سزا کے لیئے صرور محشر کے دن زندہ کیا جائے گا اور حقوق العباد و حقوق الٰہی کے متعلق اس سے بیشک سوال ہوگا۔ ورنہ عدالت خداوندی قایم نہین رہتی۔ اسلیئے منکرین کا اندھا پن ظاہر ہے اور اُنکے برخلاف اولیاء اللہ کے دلمین باغ معرفت کھل رہا ہے اور وہ عالم کو فانی سمجھکر مرتبۂ بقا باللہ حاصل کیے ہوے ہین۔ یا اُسکے لیئے کوشش کر رہے ہین یا یہ منشا ہین کہ اُنکے اندھے پن کے سبب اولیاء کے دلمین اللہ نے بوستان معرفت شگفتہ کر دیا ہے یعنے اُنکے باطنی عقل زائل ہو کے اولیا کے حصہ مین آگئی ہے۔ اس صورت مین سر مصرع اول مین از سببیہ محذوف ہے۔

	ہر گلے کاندر درون بویا بود		آن گل از اسرار گل گویا بود	
ترجمہ	ہر یہ ہے باطن مین بُو یا ہے جو گل		ہے وُہ گل گوینده اسرار گل	

شرح یہان اسرار گل سے اسرار ذات مستجمع جمیع صفات کمالیہ یعنے اسرار ذات الٰہی مراد ہین مطلب یہ کہ معرفت کا پھول جو عارفون کے دل مین شگفتہ ہو کر گلشن حقیقت کی خوشبو پھیلا رہا ہے وُہ فی الواقع چپکے چپکے گویا اسرار الٰہی کہہ رہا ہے یعنے معرفت کا پھول اس بات کی خبر دیتا ہے کہ بجز ذات الٰہی ہر شے حادث اور فانی ہے کیونکہ جبتک جمیع ماسوے اللہ کو فانی نمانا جائے عرفان حاصل ہی نہین ہوتا۔ یا کل بمعنے ہر چیز ہے یعنے معرفت کا پھول اپنی خوشبو سے ہر چیز کے اسرار بیان کر دیتا ہے۔ اور اسی نے عارفون کو یہ بتا دیا ہے کہ ماسوے اللہ ہر شے حادث اور فانی ہے۔

	بوے ایشان رغم انف منکران		گرد عالم مے برد پردہ دران	
ترجمہ	اُنکی بو برعکس قول منکران		گشت کرتی پھرتی ہے گرد جہان	

شرح۔ رغم انف لغت مین بمعنے مالیدن بینی بخاک ناک کا خاک آلودہ ہونا ہے اور مجازاً کسی کام کے برعکس کرنے کو کہتے ہین۔ اور اصطلاح مین بمعنے ذلت آتا ہے۔ یعنے اولیاء اللہ کے بوئے معرفت جو برعکس اعتقاد ملحدان اور باعث ذلت منکران حشر و قائلان قدم عالم ہے شکوک اور غفلت کے پردے پھاڑ کر گرد عالم تک پہنچ گئی ہے اور تمام جہان کو معلوم ہو گیا ہے کہ ذات الٰہی کے سوا ہر شئے حادث اور فانی ہے اور عدالت خداوندی قایم رکھنے کے لیے مرنیکے بعد زندہ ہونے یعنے حشر و نشر کا سچے دل سے جاننا فرض ہے

	منکران ہمچون حجل زان بوے گل		یا چو نازک مغز از بانگ دہل	
ترجمہ	بنگئے کرم نجاست منکرین		یا دہل سے جسطرح اک نازنین	

شرح لفظ حجل عربی ہے۔ ایک سیاہ رنگ اور پردار جانور کو کہتے ہین جو زنبور کا ہمشکل ہوتا ہے اور سرگین وغیرہ بدبو کی چیزون مین رہتا ہے اور خوشبو سے بہت ایذا پاتا ہے۔ یہانتک کہ مرجاتا ہے مطلب یہ کہ علوم انبیا

واولیا کے باعث جو مانند بوے گل ہے منکرین اسطرح ہلاک ہو جاتے ہین جسطرح جعل خوشبو پاتے ہی مرجاتا ہے یا اُنکا حال ایسا ہو جاتا ہے جیسا کنی نازک دماغ آدمی کا کہ ڈہول کی آواز کا متحمل نہین ہوتا۔ حالانکہ حدوثِ عالم اور قدم ذات الٰہی کی آواز بانگ دہل کی طرح تمام عالم مین پہنچ گئی ہے۔

	خویشتن مشغول مے سازند و عرق		چشم مے دوزند از لمعان برق
ترجمہ	اپنے بیہودہ شاغل مین ہین غرق		دیکھ سکتے ہی نہین لمعانِ برق

شرح یعنے منکرین اپنے آپ کو اسلیئے دنیوی احکام اور باریکیون مین مشغول رکھتے ہین۔ کہ کہین فرصت پاکر احکام اور باریکیون مین مشغول رکھتے ہین۔ کہ کہین فرصت پاکر احکام شرعیہ نہ سُن لین اور لمعان برق معنوی اور علم لدنی سے آگاہی حاصل نہ ہو جاے۔ بلکہ اُنکا مشغلہ صرف خطوط نفسانی کے لیئے ہے وُہ لمعان برق (بجلی کی چمک) یعنے علم الٰہی اور فرمان انبیا سے آنکھین چراتے ہین۔ اُنپر نظر ہی نہین ڈالتے یہی سبب ہے کہ وُہ کفر والحاد کی تاریکیون سے ایمان کی روشنی مین نہین آسکتے۔

	چشم مے دوزند و آنجا چشم نے		چشم آن باشد کہ بیند ما منے
ترجمہ	بند آنکھین ہون تو کب ہاتھ آئے امن		آنکھ وہ ہے دیکھ لے جو جائے امن

شرح۔ یعنے یہ کیون کہا کہ منکرین۔ احکام شرعیہ اور علوم معنویہ سے دانستہ چشم پوشی کرتے ہین بلکہ یون کہنا چاہیئے تہا کہ وُہ آنکھین ہی نہین رکھتے۔ کیونکہ آنکھ تو وہی کام کی ہے جو امن یعنے نجات اور فلاح دارین کا راستہ دکھاے جو منکرین کو نصیب نہین قرآن مجید مین ہے فَاِنَّہَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ یعنے آنکھین اندہی نہین ہوتین۔ بلکہ دل اندہے ہو جاتے ہین۔

	چون ز گورستان پیمبر بازگشت		سوئے صدیقہ شد و ہمراز گشت
ترجمہ	ہوکے واپس آپ گورستان سے		حضرتِ صدیقہ کی جانب گئے

شرح نصیحت کے بعد قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے یعنے پیمبر صلے اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی کو دفنا کر حضرت عائشہ صدیقہؓ پاس تشریف لائے۔

	چشم صدیقہ چو بر رویش فتاد		پیش آمد دست بر روے مہ نہاد
ترجمہ	عائشہ کی جب پڑی اُنپر نظر		آگے آکے ہاتھ رکھا چہرہ پر
	بر عمامہ و روئے او و موئے او		بر گریبان و بر و بازوئے او
ترجمہ	اور ٹٹولا بالون کو دستار کو		جیب و بازوئے شہ ابرار کو

شرح دونو شعر قطعہ بند ہین۔ یعنے جب سرور کائنات اپنی صحابی کو دفنا کر گورستان سے دولتخانہ مین واپس

تشریف لائے تو حضرت عائشہ آپ کے عمامے اور چہرۂ مبارک اور بالون۔ اور گریبان اور بغل۔ اور بازو پر ہاتھ پھیر کر یہ معلوم کرنا چاہتی تہین کہ آج مینہہ برسا ہے شاید آپ کے کپڑے بھیگ گئے ہونگے۔

	گفت پیغمبر چہ میجوئی شتاب		گفت باران آمد امروز از سحاب
ترجمہ	بولے پیغمبر کہ ہے کیا جستجو		وہ یہ بولین مینہ تہا آج اے نیک خو

شرح۔ لفظ شتاب پہلے گفت سے بہی متعلق ہوسکتا ہے۔ اور دوسرے سے بہی۔ یعنے یہ حالت دیکہکر یا تو پیغمبر نے جلدی سے پوچہا کہ اے عائشہ تم کس چیز کی جستجو مین ہو یا پیغمبر نے جب یہ کہا کہ اے عائشہ کیا ڈہونڈ رہی ہو تو حضرت عائشہ نے جلدی سے جواب دیا کہ آج مینہہ برسا تہا مین یہ دیکہہ رہی ہون کہین آپ کے کپڑے نہ بہیگ گئے ہون۔

	جامہایت مے بجویم در طلب		ترمنے بینم ز باران یا عجب
ترجمہ	آپکے کپڑون کو کرتی ہون طلب		کیون نہین بہیگے یہ ہے جائے عجب

شرح یہ شعر تتمۂ جواب حضرت عائشہ ہے۔ یعنے صدیقہ نے یہ فرمایا کہ یارسول اللہ مین آپ کے کپڑون کو ٹٹول رہی ہون مگر یہ تعجب ہے کہ با اینہمہ جستجو جامۂ مبارک کو تر نہین دیکہتی۔ حالانکہ آج مینہہ برس چکا ہے اسکا کیا سبب ہے کہ مینہہ برسا اور آپ کے کپڑے نہ بہیگے۔

	گفت چہ بر سر فگندی از ازار		گفت کردم آن ردائے تو خمار
ترجمہ	بولے وہ کیا سر پہ ڈالا تہا بتا		بولین یہ وہ آپ ہی کی تہی ردا

شرح۔ ازار بمعنے تہ بند سے یہان مطلق جامہ مراد ہے اور خمار چادر یا اوڑہنی کو کہتے ہین یعنے حضرت عائشہ کے اس سوال کے جواب مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ اے عائشہ تو نے جب مینہہ دیکہا تہا تو سر پر کیا کپڑا ڈالا تہا۔ کیونکہ مینہہ کے وقت بہیگنے کے خوف سے آدمی کپڑا سر پر ڈال لیتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ عرب مین اسوقت تک چہتری کا رواج نہ تہا حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ مینے آپ کی ردا چادر مبارک کو اپنی اوڑہنی بنا کر سر پر ڈال لیا تہا۔

	گفت بہر آن نمود اے پاک جیب		چشم پاکت را خدا باران عجیب
ترجمہ	پہر کہا حضرت نے سچ اے پاک جیب		ہے چادر مظہر باران عجیب

شرح۔ یہ شعر تتمۂ جواب رسول اللہ ہے یعنے آپ نے حضرت عائشہ سے یہ سنکر کہ انہون نے مینہہ دیکہکر آپ کی چادر اپنے سر پر ڈال لی تہی یہ فرمایا کہ اے پاکدامن بی بی اس چادر ہی کی برکت سے تجکو باران غیب معلوم ہوا ورنہ آج مینہہ نہین برسا تتمۂ رسول اللہ کے فرمانے سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ کو

باران غیب چادر مبارک آنحضرت سر پر ڈالنے کے بعد معلوم ہوا اور حضرت عائشہ کا قول اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ چادر مبارک مینہہ برسنے کے بعد سر پر ڈالی۔ کیونکہ مینہہ سے پہلے اُسکا بچاؤ کوئی نہین کرتا۔ اِسکا جواب یہ ہے کہ شاید اُسدن ابر ہو۔ اور حضرت عائشہ نے مینہہ کی آمد دیکھکر سر پر چادر ڈال لے ہو ہان یہ ضرور ہے کہ اُسدن باران آب نہ تہا۔ بلکہ باران رحمت تہا صرف منبع فیوض الٰہی اور سحاب واردات رحمانی یعنے آنسرور کی چادر کی برکت سے حضرت عائشہ کو باران غیب برستا معلوم ہوا۔ **فائدہ** یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ جسطرح سرور کائنات کی چادر کی برکت سے حضرت عائشہ کو اسرار غیب ظاہر طور پر نظر آگئے۔ اسیطرح ہر مرشد کامل کے فیض صحبت اور برکت ارشاد و ہدایت سے اسرار معارف معلوم ہو سکتے ہین مگر دیکھنے والا چشم باطن اور نور معرفت رکھتا ہو۔ ورنہ بحر محرومی و ناکامی کچھ ہی حاصل نہوگا

	نیست آن باران ازین ابر شما		ہست ابر دیگر و دیگر سما
ترجمہ	وہ مگر اس ابر کا باران نہین		ہے وہ ابر چرخ دیگر بالیقین
	اینچنین باران ز ابر دیگرست		رحمت حق در نزولش مضمرست
ترجمہ	ہے یہ دیگر ابر سے اے مہربان		رحمت حق جسمین رہتی ہے نہان

شرح۔ یہ اشعار قول آنسرور کائنات بہی ہو سکتے ہین اور مقولۂ مولانا قدس سرہ بہی۔ یعنے یہ باران غیبی اس تمہارے آسمانی ابر سے نہین برسا۔ بلکہ اسکا ابر اور آسمان کچھ اور ہی ہے جسکے نزول مین سراسر رحمت پوشیدہ ہے بخلاف باران آبی کہ اسمین کبہی رحمت پوشیدہ ہوتی ہے اور کبہی زحمت۔ اس باران غیب اور آسمان غیبی وغیرہ کی شرح۔ آیندہ تفسیر قول سنائی مین آنیوالی ہے۔ اور اسیلئے مولانا قدس سرہ نے آنحضرت صلعم اور حضرت عائشہ کے سوال و جواب کو چہوڑکر حکیم سنائی کی قول کی تفسیر لکہی ہے۔

	تفسیر قول حکیم سنائی	
ترجمہ	حکیم سنائی کے قول کی تفسیر	

آسمانہاست در ولایت جان ٭ کافرمائے آسمان جہان ٭ در رہ روح پست و بالاہاست ٭ کوہہائے بلند و دریاہاست

ترجمہ روح کی ولایت مین ایسے آسمان مین جو آسمان دنیا کے حاکم ہین اور روح کے رستے مین پستی و بلندی۔ اور کوہ و دریا سب موجود ہین

شرح۔ یہ دونو شعر حکیم سنائی کے ہین یعنے روح کی ولایت یا عالم روح مین ایسے آسمان موجود ہین جنکا تصرف آسمان دنیا پر ثابت ہے۔ بلکہ آسمان دنیا کو آسمانہائے روح کا عکس اور فرمان پذیر سمجہنا چاہیئے کیونکہ آسمائے روح سے عالم الٰہی مراد ہین اور اس آسمان دنیا مین اُسیکے آثار اور شیون ظاہر ہوتے رہتے ہین نیز روح کے رستہ مین پستی اور بلندیان اور کوہ ہائے بلند اور دریا ہین۔ یعنے مراتب تعینات موجود ہین جنکے پستے مرتبۂ عالم ناسوت اور بلندی مرتبۂ

عالم لاہوت اور کوہ بلند مراتب معرفت اور دریا بحر تجلی کا استغراق ہے۔ انسان جسقدر تعلق عالم جسمانی کو کم کرتا جائے گا اُسکے بدلے مین کیفیت عالم روحانی حاصل ہوتی جائے گی۔ یہانتک کہ مرتبہ استغراق نصیب ہو جائیگا۔ چنانچہ آیندہ اشعار مین مولانا قدس سرہ یہی اشارہ کرتے ہین۔

	بشنو از قول سنائی در رموز	معنیے ناواقف آئی بر کنوز	
ترجمہ	نکتۂ قول سنائی سُن ضرور	واقف معنی ہوتا اے پُر شعور	

شرح یعنے الیخاطب ہمارے اس قول کی تائید مین کہ غیبی ابر اور معنوی آسمان کچھ اور چیز ہے حکیم سنائی کے اُس قول کے معنے سُن رکھہ جو اُسنے بیان رموز الٰہی کے متعلق کہا ہے۔ تاکہ تو باطنی خزانون کے حالات سے واقف ہو جائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ معنیے ناواقف مین اضافت مقلوب اور آئی بشنو پر معطوف ہو یعنے اے ناواقف معنے حکیم سنائی کا قول سن اور علم کے خزانون کی طرف آ۔

	گر تو بگشائے ز باطن دیدۂ	زود یابی سرمہ بگزیدۂ	
ترجمہ	دیدۂ باطن اگر تو پائے گا	سُرمۂ نایاب ہاتھ آجائیگا	

شرح یعنے اگر تو چشم باطن کھولکر دیکھے تو تجھے ایسا سرمہ (جلائے بصارت معنوی) ملجائے جسکو اولیاء اللہ کی آنکھین پسند کرتے ہین اور جسکے آنکھون مین لگانے سے اہل عرفان کو اسرار غیبی نظر آجاتے ہین۔

	پیر دانا اندرین رمزے بگفت	در حقیقت زین صدف دُرّے بسفت	
ترجمہ	پیر دانا کا جو کچھ فرمان ہے	درحقیقت گوہر عرفان ہے	

شرح یعنے اس عقلمند بوڑھے (حکیم سنائی) نے اس قول مین جو اُسکی زبان سے نکلا ہے فی الحقیقت اس صدف (صدف معرفت) سے نکالکر ایک بیش قیمت موتی پرویا ہے یعنے حکیم سنائی کا یہ قول جواہر سے تولنے کے قابل ہے

	غیب را ابرے و آبے دیگرست	آسمان و آفتابے دیگرست	
ترجمہ	معنوی ہے ابر دیگر۔ دیگر آب	آسمان دیگر ہے۔ دیگر آفتاب	

شرح یعنے عالم غیب کا ابر و آب اور آسمان و آفتاب اس ظاہر ابر و آب اور آسمان و آفتاب سے جدا ہے جو خارج مین نظر آتا۔ ان چیزون کو صرف چشم حقیقت بین دیکھہ سکتی ہے۔ مثلاً معنوی ابر سائبان رحمت الٰہی ہے جو عاشقان حقیقی کے لیئے باعث راحت ہے یا ظلمت معاصی کی کالی گھٹا ہے جو غافلون کے دلونپر چھائی ہوی ہے اور معنوی مینہہ نیکون کے لیئے متواتر توفیق حسنات اور بدون کے لیئے پے در پے ارادۂ سیئات ہے علیٰ ہذا القیاس باطنی آسمان نیکون کے لیئے بلندی مرتبۂ عرفان ہے اور بدون کے لیئے تکبر و نخوت و خودستائی اور تعلّی اور باطنی آفتاب نیکون کے حق مین روشن ضمیری اور نور عقل ہے اور بدون کے حق مین ظاہری چمک دمک اور دنیوی معاملات مین دلسوزی ہے

	نا ید آن الا کہ بر خاصان پدید		باقیان فی لبس من خلق جدید
ترجمہ	خاصگانِ حق پہ ہوتا ہے پدید		باقیوں کو شبہ خلق جدید

شرح یعنے ابر و آب باطنی اور آسمان و آفتاب معنوی دیگر شے ہے اور ظاہری دیگر شے۔ معنوی ابر و آب وغیرہ سوائے خاصان حق کے اور کسی پر ظاہر نہین ہوتا۔ عوام اور غیر خاصان حق اس نئی مخلوق سے شبہ مین ہین یعنے چونکہ انکو غیب کا ابر اور آفتاب وغیرہ نظر نہین آتا۔ اسلیئے اُنکے وجود مین شبہ کرتے ہین یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے افعینا بالخلق الاول بل ہم فی لبس من خلق جدید یعنے کیا ہم مخلوق کو اول بار پیدا کرنے کے باعث تھک گئے ہین ہرگز نہین تھکے (یہ استفہام انکاری ہے) بس تو علے ہذا القیاس ہم دوبارہ پیدا کرنے سے بھی نہ تھکینگے علماے ظاہر نے اس آیت سے حشر و نشر کا اثبات کیا ہے اور علماے باطن نے تجدد امثال کا۔ جو کہ ہر آن مین ایک جدید مخلوق کی طرح ظاہر ہوتا ہے (تجدد امثال کی شرح مفصل طور پر پہلے گذر چکی ہے) اور مولانا نے اس آیت سے دونو مطلب ثابت کئے ہین آپ کا مدعا یہ ہے کہ عالم غیب مین جو کچھ مخلوق ہو چکا ہے یا ہوگا غافل اور منکر اُسکی نسبت شک مین ہین خواہ وہ حشر ہو یا تجدد امثال یا عالم معنوی جسمین باران و آسمان معنوی موجود ہے اور اس انکار و شک کا یہ سبب ہے کہ اُنہین چشم حقیقت مین نہین ملی اسلیئے جو شے ظاہر مین نظر نہین آتی اُسکے معنوی وجود سے بھی انکار کرتے ہین یا اُسکی نسبت شک مین پڑے ہوے ہین۔

	ہست باران از پئے پروردگی		ہست باران از پئے پژمردگی
ترجمہ	ایک مینہ ہے از پئے پرورد گی		ایک مینہ ہے از پئے پژمردگی

شرح یعنے جسطرح اس باران ظاہری مین نفع اور پرورد گی (پرورش نباتات) کا مادہ مخفی ہے اسیطرح ضرر اور پژمردگی (نباتات کو پژمردہ کرنے اور اُنکی جڑون کو گلا دینے) کا مادہ بھی موجود ہے علے ہذا القیاس باران غیبی مین دونو باتین موجود ہین معاصی جو باران غضب آہی کے قطرے ہین باعث ضرر اور روح کو پژمردہ کرنے والے ہیں۔ اور طاعات جو باران رحمت کی بوندیان ہین موجب نفع اور دلون کو پرورش کرنے والی ہین۔

	نفع باران بہاری بوالعجب		باغ را باران پائیزی چو تب
ترجمہ	سود باراں بہاری ہے عجب		اور بارانِ خزان ہے مثل تب

شرح پائیز بیائے معروف بروزن تاثیر موسم خزان کو کہتے ہین یعنے فصل بہار کا مینہ نہایت تعجب انگیز اور خوشگوار ہوتا ہے کہ برستے ہی تمام باغ اور جنگل سرسبز ہو جاتے ہین۔ اور ہزار ہا طرح کے پھول بوٹے شگفتہ ہو کر نمونہ قدرت الٰہی دکھا دیتے ہین۔ لیکن اسکے مقابلہ مین فصل خزان کا مینہ باغ کے لیے ایسا ہے جیسا کہ ذی روح کے حق مین تپ یا بخار۔ کہ دو ہی دن مین پژمردہ کر دیتا ہے علے ہذا القیاس باران غیبی کو خیال کرنا چاہیئے۔

	آن بہاری نازپروردش کند		وین خزانی ناخوش وزردش کند
ترجمہ	اُسکو خوش کرتا ہے باران بہار		اور خزانی زرد کردیتا ہے یار

شرح لفظ بہاری اور خزانی مین یائے نسبت ہے یعنے موسم بہار کا مینہہ باغ کو نازپروردہ (خوش وخرم) اور فصل خزان کا ناخوش اور زرد کردیتا ہے۔ مینہہ بصورت ظاہر انکیان معلوم ہوتا ہے۔ مگر اسکی تاثیر الگ ہے اور اُسکی الگ

	ہمچنین سرما وباد وآفتاب		بر تفاوت دان وسر رشتہ بیاب
ترجمہ	ہے اُسی صورت سے سرما مہر باد		فرق ہے ان سب مین رکھہ نکتے کو یاد

شرح یعنے جسطرح مینہہ کی دو حالتین ہین (کبھی نافع۔ کبھی مضر رسان) اسیطرح جاڑے اور ہوا۔ اور سورج کی بھی دو حالتین ہین۔ انخاطب تو ان تینون کو بھی پُر تفاوت جان اور سر رشتہ مدعا کو سمجھ یعنے یہ بات بدیہی ہے کہ ان چیزون کے اثر متفاوت ہین۔ ہوا کبھی نقصان پہنچاتی ہے اور کبھی نفع علے ہذا القیاس جاڑے اور آفتاب کو سمجھنا چاہیئے نتیجہ یہ ہے کہ ان ظاہری ابر وآب وآفتاب وغیرہ کی طرح باطنی ابر وآب وآفتاب کی بھی دو حالتین ہین اسکی تشریح آیندہ شعر مین ہے۔

	ہمچنین در غیب انواع ست این		در زیان وسود ورنج وغبین
ترجمہ	اور اسی صورت سے ہے سُن میر جان		غیب مین رنج وغبین سود وزیان

شرح یعنے جسطرح ابر وآب وآفتاب ظاہری کی دو حالتین ہین۔ اسیطرح باران وآفتاب غیبی وغیرہ کی حالت بھی نفع اور نقصان رسانی مین متفاوت ہے۔ مثلاً نماز وذکر وروزہ اور تمام نیکیان باران بہاری اور باعث نفع ہے اور غلبیت وشرک وکفر وکینہ وبخوت اور محبت دنیائے فانی باران خریف اور باعث ضرر ہے نیکیون کا ابر رحمت الٰہی کا مینہہ برساتا ہے اور گناہون کی کالی گھٹاؤن سے سانپ بچھو برستے ہین۔ آفتاب تجلی رحمت دیگر شے ہے اور آفتاب تجلی غضب دیگر چیز۔ شعر مین سود بمعنے فائدہ اور غبین بمعنے غبن وخسارہ ہے۔

	این دم ابدال باشد زان بہار		در دل وجان روید از وے سبزہ زار
ترجمہ	ہے دم ابدال اک جزو بہار		جس سے اُگتا ہے دلون مین سبزہ زار

شرح یعنے یہ ابدال اور اولیا کا دم یا کلام گویا اس بہار (باران بہاری) سے مخلوق ہوا ہے جو سراسر فائدہ مند ہے اور اُسکے فیض سے طالبین کے دلمین سبزہ زار معرفت اور علم وحکمت اُگتا ہے۔

	فعل باران بہاری با درخت		آید از انفاس شان با نیکبخت
ترجمہ	کرتی ہے گلشن سے جو باد بہار		ہان وہ کرتا ہے دم مردان کار

شرح یعنے جو تاثیر باران بہاری کی درخت کے ساتھ ہوتی ہے وہی تاثیر اولیا کے انفاس متبرکہ سے طالب مین آجاتی

ہے بشرطیکہ طالب نیک بخت اور ازل مین صاحب نصیب ہو۔

	گر درخت خشک باشد در مکان		عیب آن از باد جان افزا مدان
ترجمہ	ہو کسی گھر مین اگر سوکا درخت		اسمین عیب باد کیا اے نیکبخت

شرح طالب کے مستعد و غیر مستعد ہونے کو تشبیہ مین بیان کیا گیا ہے یعنے اگر کسی مکان مین کوئی ایسا خشک درخت ہو کہ اسمین نشو و نما کی استعداد ہی نہ رہی ہو تو یہ درخت ہی کا عیب ہے اسمین باد جان افزا کا کچھ قصور نہین بلکہ درخت ہی مین قابلیت اور استعداد قبول باد جان افزا نہو تو ہوا کیا کر سکتی ہے۔ یہی حال طالب کا ہے۔ اگر اسمین استعداد نہین ہے تو انفاس اولیا کچھہ اثر نہین کر سکتے۔

	باد کار خویش کرد و بر وزید		آنکہ جانش داشت بر جانش گزید
ترجمہ	کر گئی ہے کام سب اپنا ہوا		مردۂ بے جان کی ہے کیا دوا
	وانکہ جامد بود خود واقف نشد		وائے آن جانے کہ او عارف نشد
ترجمہ	اس سے جو پتھر ہے وہ واقف نہین		حیف ہے اسپر کہ جو عارف نہین

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند اور اسی گزشتہ مضمون کی تشریح ہین وزیدن بمعنے ہوا چلنا۔ اور گزیدن بفتح کاف فارسی بمعنے ڈنک مارنا اور اثر پہنچانا مطلب یہ کہ ہوا نے اپنا کام کیا اور درختون پہ چلی اور جو درخت کہ جان (استعداد نشو و نما) رکھتا تھا اسکی جان پر اثر پہنچایا۔ یعنے سرسبز کر دیا اور جو درخت کہ پتھر کے مانند جامد (افسردہ یا نا قابل نشو و نما) تھا اسے خبر بھی نہوی۔ کہ باد جان افزا کیلئے چلی تھی۔ یہی حال طالبان معرفت کا ہے۔ صاحبان استعداد کو مرشد کامل کے انفاس متبرکہ نئی زندگی عطا فرماتے ہین۔ اور ناقابلان استعداد کسی قسم کا فائدہ نہین اٹھا سکتا۔ اسلیئے مولانا قدس سرہ نے آخر مصرع مین افسوس کرکے یہ فرمایا ہے کہ اس شخص کی حالت پر صد حیف جو مرشدان کامل کے انفاس متبرکہ سے فیضیاب ہو کر بھی عارف نہ بنا۔ نیز گزید بضم کاف فارسی بمعنے اختیار کرنا بھی درست ہے۔

در معنی حدیث النبی صلے اللہ علیہ وسلم اختموا ابرد الربیع فانہ یعمل بابدانکم کما یعمل باشجارکم
واجتنبوا ابرد الخریف فانہ یعمل بابدانکم کما یعمل باشجارکم

ترجمہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا بیان کہ موسم بہار کی ٹھنڈک کو غنیمت جانو کیونکہ یہ تمہاری بدنونکے ساتھہ وہی فعل کرتی ہے جو درختون کے ساتھہ اور فصل خزان کی ٹھنڈک سے بچتے رہو کیونکہ یہ تمہارے بدنون کے ساتھہ وہی فعل کرتی ہے جو درختون کے ساتھہ یعنے بر و بیع درختون اور بدنون کو سرسبز اور تر و تازہ کر دیتی ہے۔ اور برد خریف افسردہ

شرح۔ مطلب یہ کہ موسم بہار کی ٹھنڈک سے اپنے جسمون کو پوشیدہ نہ رکھا کرو۔ کیونکہ یہ جسطرح درختون مین نشو و نما کا مادہ پیدا کرتی ہے اسیطرح تمہارے جسمون مین خون و طاقت اور تازگی و مسرت کو بڑھا دیتی ہے۔ اور فصل

حریف کی ٹھنڈک جسطرح درختون کو پژمردہ اور زرد کردیتی ہے اسیطرح تمہارے جسمون کو افسردہ کرنے والی ہے یہ حدیث شریف کے ظاہر معنے ہین باطنی تفسیر عنقریب مولانا قدس سرہ خود بیان فرمائینگے۔ چونکہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ ظاہری اور معنوی جاڑے کی دو حالتین ہین اسلیئے حدیث مذکور گویا مولانا قدس سرہ کے دعوے کی روشن دلیل ہے۔

	قول پیغمبر شنو اے جان من		دور کن از خویشتن انکار و ظن	
ترجمہ	قول پیغمبر کا سُن اے جانِ من		دور کردے دل سے سب انکار و ظن	

شرح یعنے ہم جو یہ کہہ چکے ہین کہ ہیچین در غیب انواع ہست این۔ یعنے ظاہری ابر و آب و آفتاب وغیرہ کیطرح عالم غیب مین بھی یہ چیزین موجود ہین اسکی دلیل پیغمبر خدا کی حدیث ہے۔ اسکو سُن۔ اور موجودات عالم غیب کا انکار یا شک اپنے دل سے دور کر۔

	گفت پیغمبر زسرمائے بہار		تن مپوشانید یاران زینہار	
ترجمہ	زندگی افزا ہے سرمائے بہار		تن نہ ڈھانکو اس سے یارو زینہار	
	زانکہ با جان شما آن میکند		کان بہار اندر درختان مے کند	
ترجمہ	کیونکہ یہ جانون سے کرتی ہے وہ کام		جو شجر سے کرتی رہتی ہے مدام	

شرح یعنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا ہے کہ موسم بہار کی ٹھنڈک سے اپنے بدن نہ ڈھانکا کرو کیونکہ یہ جسمون کے ساتھ وُہ کام کرتی ہے جو درختون کے ساتھ کیا کرتی ہے۔

	پس غنیمت باشد آن سرمائے او		در جہان بر عارفان وقت جو	
ترجمہ	پس غنیمت ہے یہ سرمائے بہار		عارفوں کے واسطے اے ہوشیار	

شرح ضمیر او بہار کی جانب راجع ہے اور عارفان وقت جو سے عارفان الٰہی نہین بلکہ وُہ لوگ مراد ہین جو ہر کام موسم کی شناخت اور وقت کے لحاظ سے کیا کرتے ہین یعنے موسم بہار کی ٹھنڈک وقت کا لحاظ رکھنے والون کے حق مین نہایت غنیمت ہے۔

	در بہاران جامہ از تن بر کنید		تن برہنہ جانب گلشن روید	
ترجمہ	ان بہاروں میں برہنہ تن چلو		تن برہنہ جانب گلشن چلو	

شرح یعنے پیمبر علیہ الصلوٰۃ کے اس قول سے کہ موسم بہار کی ٹھنڈک کو غنیمت جانو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس موسم مین تکلف بدن باغون مین جایا کرو تاکہ صحت اور مسرت حاصل ہو کیونکہ اس موسم کی ٹھنڈک جسطرح درختون کو نشو و نما دیتی ہے اسیطرح بدنون کو تر و تازہ کردیتی ہے

	لیک بگریزید از باد خزان		کان کند کان کرد باباغ و رزان
ترجمہ	بر خلاف اسکے مگر باد خزاں		باغ کو اور جان کو ہے نقصاں رساں

شرح یعنے پیمبر علیہ الصلوٰۃ نے اسکی ساتھ یہ بھی فرمایا ہے کہ موسم خزان کی ٹھنڈک سے بچتے رہا کرو کیونکہ یہ درختون کی طرح جسمون کو بھی افسردہ کر دیتی ہے۔ باغ سے مطلق درخت مراد ہین۔ اور رزان جمع رز ہے بمعنے درخت انگور

	راویان این را بظاہر بردہ اند		ہم بران صورت قناعت کردہ اند
ترجمہ	راویون نے حمل ظاہر پر کیا		یعنے جو ظاہر تھا وہ مطلب لیا
	بیخبر بودند از سر آن گروہ		کوہ را دیدہ ندیدہ کان بکوہ
ترجمہ	بے خبر اسرار سے تھا وہ گروہ		کوہ میں جسکو نہ سوجھی کان کوہ

شرح یعنے راویان حدیث مذکور اور علمائے ظاہر نے اس حدیث کو ظاہری معنون پر محمول کیا ہے اور لفظ ربیع و خریف کے انہی ظاہری معنون (یعنے بہار و خزان) پر قناعت کی ہے یہ گروہ (علمائے ظاہری) اس حدیث کے سر (باطنی معنے) سے بیخبر ہے اور اُنکی مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی شخص کو پہاڑ تو دکھائی دیتا ہے مگر لعل و جواہر کی وہ کانین جو پہاڑ مین ہوتی ہین نظر نہین آتین یعنے یہ لوگ ظاہر الفاظ سے ظاہر معنے سمجھ لیتے ہین اور باطنی معنون کی طرف متوجہ نہین ہوتے چنانچہ اُنھون نے اِس حدیث سے روح کے باطنی موسم (ربیع و خریف) کو نہین سمجھا۔ مولانا باطنی معنے آیندہ اشعار مین بیان فرماتے ہین۔

	آن خزان نزد خدا نفس و ہواست		عقل و جان عین بہار و بقاست
ترجمہ	وہ خزان نفس و ہوا ہے۔ مردکار		اور بقا و عقل و جان مین بہار

شرح یعنے وہ معنوی بر و خریف جسکا نام ہمارے نزدیک خزان ہے خدا کے نزدیک اُسکا نام نفس امارہ اور ہوا (خواہش بد) ہے اور جسکو بر و ربیع یا موسم بہار کہا گیا ہے معنوی دفتر مین اُسکا نام عقل اور روح ہے بُری خواہشون سے پرہیز کرنا اور عقل و روح سے فائدہ اُٹھانا لازم ہے۔ جو شخص بُری باتون سے بچنے کے لئے عقل سے کام نہین لیتے وہ جانورون کی مانند بلکہ اُن سے بھی بدتر ہین کیونکہ وہ عقل جیسی نعمت کا شکریہ ادا نہین کرتے دوسرے مصرع مین یہ جو ارشاد ہوا ہے کہ روح و عقل عین بہار اور عین بقا ہین اسکا سبب یہ ہے کہ روح امر ربی ہے اور امر ربی بیشک ہمیشہ رہنے والا ہے اور عقل اسلئے عین بقا ہے کہ اس سے جو کچھ افعال صادر ہونگے اُنکی جزا و سزا ہمیشہ باقی رہیگی نیز عقل و روح کا عین بہار ہونا خود ظاہر ہے کیونکہ بے عقل اور بے روح شے معرفت الٰہی حاصل نہین کر سکتے جو عین بہار ہے۔ نفس و ہوا خریف اسلئے ہے کہ اِنکے غلبہ کے وقت عقل و روح کے ادراکات اسطرح جاتے رہتے ہین جسطرح خریف مین پتے۔ بعض نسخون مین عین بہار کجگہ ہمچون بہار ہے

	گر ترا عقلیست جزوی در نہان		کامل العقلے بجو اندر جہان
ترجمہ	عقل جزوی ہے اگر تجھمین نہان		ڈہونڈ کامل عقل والے کو میان

شرح یعنے اگر تجھے عقل جزوی دیگئی ہے (اور یہ ظاہر ہے کہ ضرور دیگئی ہے) تو جہان مین کسی کامل العقل اور مرشد کامل کو ڈہونڈ صرف عقل جزوی کے ذریعہ سے اسرار الٰہی حاصل نہین ہو سکتے جب تک مرشد کامل کے وسیلہ سے عقل جزوی عقل کلی نہو جائے۔

	جزو تو از کل ایگلے شود		عقل کل بر نفس چون غلے شود
ترجمہ	جزو تیرا اُس سے ہو جائے گا کل		عقل کل ہے نفس کی گردن کا غل

شرح گلے اور غلے مین یائے وحدت برائے تعظیم ہے اور غل بمعنے طوق یعنے ایخاطب تیری عقل جزوی مرشد کامل کے عقل کامل کے باعث عقل کل ہو جائے گی اور عقل کل ایسی چیز ہے جو نفس امارہ کی گردن مین طوق کے مانند ہے یعنے اُسے لذائذ جسمانی اور شہوات سے روکتی ہے۔

	جزو کل از کل او گردد پدید		آنچنان کہ مستی عقل از نبید
ترجمہ	جزو ہو جائیگا کل ہو کر عیان		مے سے جیسے مستی عقل نہان

شرح لفظ جزو بلا اضافت ہے اور کل بمعنے کل شدہ نیز دوسرا مصرع پہلے کی مثال ہے اور نبید بمعنے شراب جسکے باعث نشہ کل ہو کر ظاہر ہوتا ہے کیونکہ شراب مین اصل شے نشہ ہے اور وہ نشہ ہی کے سبب پینے والون کو محبوب ہے۔ اگر نشہ نہو تو شراب اور پانی برابر ہے۔ بس تو معلوم ہوا کہ مرشد بادۂ عرفان ہے اُسکی مصاحبت ضرور طالب مین نشۂ توحید و معرفت پیدا کریگی۔ بعض نسخون مین یہ شعر نہین پایا جاتا۔ مستی عقل بمعنے نشہ ہے۔

	پس بتاویل این بود کانفاس پاک		چون بہارست و حیات برگ تاک
ترجمہ	بس یہ معنے ہین کہ کل انفاس پاک		ہین بہار و زندگی برگ تاک

شرح یعنے جب یہ معلوم ہو گیا کہ عقل و روح عین بہار یا مانند بہار ہے اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ عقل جزئی اولیاء اللہ کے انفاس متبرکہ کے باعث عقل کل ہو جاتی ہے تو حدیث مذکور کی تاویل (باطنی معنے) یہ ہوئے کہ اولیاء کے انفاس پاک بروز ربیع اور ابر بہاری اور باعث زندگانی برگ تاک (قلوب طالبان حقیقت) ہین نیز اس تقریر سے۔ بطور مفہوم مخالف یہ خود معلوم ہو گیا۔ کہ انفاس شیطان اور نفس امارہ فصل خریف ہین جسسے سراسر مضرت پہنچتی ہے کیونکہ تعرف الاشیاء باضدادہا۔ ہر شے اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔

	از حدیث اولیا نرم و درشت		تن مپوشان زانکہ دینست آن پشت
ترجمہ	اولیا کا ہر سخن نرم و درشت		ہے برائے دین بنیاد خاص و پشت

شرح یہ تو پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ معنوی طور پر بہر (موسم بہار) سے عقل و جان اور برد خریف (فصل خزان) سے نفس و ہوا مراد ہے۔ اب ثابت کرنا مقصود ہے کہ برد ربیع کے لیئے بدن کو وقف کر دینے اور برد خریف سے جسم کو بچانے کے کیا معنے ہین۔ اسلیئے ارشاد ہوتا ہے کہ اولیا اللہ کی نرم و سخت باتین بمنزلہ برد ربیع ہین اُنکے سُنتے سے بدن نہ ڈھانک یعنے پہلو تہی نکر بلکہ اُنکی بتائی ہوی ریاضت و محنت کو غنیمت سمجھ اور مُرشد کامل خواہ صفت جمالی کے ساتہ پیش آئے خواہ جلالی کے ساتہ سب کو بسر و چشم قبول کرلے۔ کیونکہ اس سے تیری روح کو صفائی حاصل ہوگی۔ اور اُنکا حکم تیرے دین کا پشت و پناہ اور محافظ بنجائے گا۔ یہان سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نفس و ہوا بمنزلہ برد خریف ہے ایلخاطب اس سے اپنے بدن کو ڈھانک یعنے اعضا کو نفس امارہ اور بُری خواہشون کے احکام بجالانے سے بچا

	گرم گوید سرد گو ید خوش بگیر		تا ز گرم و سرد وہی وز سعیر
ترجمہ	گرم و سرد اُسکا ہے بالکل دلپذیر		ہے پناہ دوزخ و نار سعیر

شرح یعنے اولیا کی گرم و سرد (سخت و نرم) باتونکو رضامندی کے ساتہ قبول کر۔ تاکہ تو قید گرم و سرد (قید عناصر و زندان وجود عارضی) سے رہائی پاکر انجام کار سعیر (آتش دوزخ) سے نجات پاجائے۔

	گرم و سردش نوبہار زندگی ست		مایۂ صدق و یقین و بندگی ست
ترجمہ	گرم و سرد اُسکا ہے جانِ زندگی		مایۂ صدق و یقین و بندگی

شرح یعنے مُرشد کامل کی نرم و سخت باتین ابر رحمت اور نو بہار زندگی اور سرمایۂ صدق و یقین و بندگی ہین جنسے آپکو غیب کی تصدیق اور حشر و نشر پر یقین اور خدا کی عبادت و بندگی کا سدیہار ستہ ملتا ہے۔

	زانکہ زان بستان چو جانہا زندہ است		زان جواہر بحر دل آگندہ است
ترجمہ	باغ جان اُنکی ہوا سے زندہ ہے		موتیون سے بحر دل آگندہ ہے

شرح یعنے اگر مرشد کامل بتہر خفا یا گرم ہو تو اُس سے رضامند رہ۔ کیونکہ خریف کے بعد ربیع ہوتی ہے جس سے بہار باغ متصور ہے۔ اسیطرح مُرشد کامل گرمی و درشتی کے بعد نرمی کے ساتہ قلب کو فیوضات الٰہی سے سرسبز کردیگا اور اُسکی باتون سے جو بمنزلۂ جواہر ہین دریائے دل پُر ہو جائے گا۔ پہلے مصرع مین زان سببیہ اور کاف بیانیہ ہے اور کلمۂ زان ثانی مین اشارۂ آن مُرشد کامل کے گرم دمکی طرف ہے۔ بعض نسخون مین زان کرد ہے۔ اور مطلب دونونکا ایک ہے۔

	بر دل عاقل ہزاران غم بود		گر ز باغ دل خلالے کم شود
ترجمہ	عاقلون کے دلکو گھیرین لاکھہ غم		ایک تنکا ہو جو باغ دل سے کم

شرح یعنے نیکون کے دلون مین علوم و معرفت الٰہی کے سیکڑون درخت لگے ہوے ہین بایں ہمہ اس باغ مین سے

ایک تنکا یعنے مراتب علوم معرفت مین سے ایک ادنے مرتبہ بہی کم ہو جاتا ہے تو صاحبدل کو بہت بڑا غم ہوتا ہے
بس تو اے طبیب افسوس کہ تیرا باغ دل بالکل اوجڑ ہے۔ اور اسپر صد حیف کہ تو اولیا کے انفاس متبرکہ سے جو بمنزلہ
نفحۂ الٰہی اور باد جان افزا اور ابر رحمت ہے اس باغ کے سرسبز کرنے کی کوشش نہین کرتا اور تجکو کبہی اسکا غم نہین
ہوتا کہ میرا باغ دل ہمیشہ پامال خزان کیون رہتا ہے۔

	پرسیدن عائشہ صدیقہ کہ یارسول اللہ سر باران امروزینہ چیہ بود		
ترجمہ	حضرت عائشہ صدیقہ کا آنحضرت سے یہ پوچہنا کہ آج مینہہ برسنے مین کیا حکمت تہی		

شرح باران سے وہی باران غیب مراد ہے جو حضرت عائشہ صدیقہؓ کو چادر کی برکت سے برستا معلوم ہوتا تہا
اور جسکی شرح گذر چکی ہے۔

	پس سوالش کرد صدیقہ زصدق	باخشوع و باادب از جوش عشق	
ترجمہ	اُن سے صدیقہ نے پہر پوچہا سبب	باوداد و باخشوع و باادب	

شرح یہان سے حضرت عائشہ کے قصۂ باران غیب اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوال و جواب کی طرف
رجوع ہوا ہے یعنے باران غیب دیکہکر حضرت عائشہ کا جوش عشق الٰہی اور بڑہگیا اور نہایت عاجزی وادب کے ساتہ
جناب رسالت مآب سے یہ سوال کیا کہ آج کے دن مینہہ برسنے یعنے نزول باران غیب کا خاص سبب کیا ہے

	کاے خلاصہ ہستی و زبدۂ وجود	حکمت باران امروزی چیہ بود	
ترجمہ	اور کہا اے انتخاب روزگار	آج کیون برستا ہے یہ ابر بہار	

شرح یعنے حضرت عائشہ نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ سے یہ عرض کیا کہ اے خلاصہ ہستی (منتخب روزگار) و اے زبدۂ
وجود (پسندیدہ عالم) حضور کی چادر کی برکت سے مجہے باران غیب تو معلوم ہو گیا مگر یہ فرمایئے کہ آج کے
دن اس مینہہ برسنے مین کیا حکمت تہی۔ امروزی مین یائے معروف نسبتی اور یائے مجہول وحدت اور یائے
تحتانی کی جگہ ہائے ہوز تینون نسخے صحیح ہین

	این زباران ہائے رحمت ہاست یا	بہر تہدیدات و عدل کبریا	
ترجمہ	بارش رحمت ہے یہ اے مصطفا	یا کوئی تہدید و عدل کبریا	

شرح یہ اور آیندہ شعر تتمۂ سوال حضرت عائشہ ہین۔ یعنے یارسول اللہ یہ فرمایئے کہ یہ مینہہ اللہ تعالے کے دریائے
رحمت مین سے تہا یا دریائے غضب و تہدید مین سے اور اُسکے فضل و مہر سے متعلق تہا یا غضب و قہر سے۔ کیونکہ
مینہہ ظاہری ہو یا غیبی رحمت و زحمت دونون سے متعلق ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اسکی مفصل تشریح ابہی ابہی گزر چکی
ہے۔ نکتہ اس شعر کے دوسرے مصرع مین۔ لفظ عدل کو تہدید پر اسلیئے معطوف کیا ہے کہ عدل انصاف کو کہتے

ہین اور اللہ تعالےٰ اگر اپنے اور اپنے بندون کے حقوق کا انصاف کرے یہ انصاف بمنزلۂ تہدید ہے۔ کیونکہ بندون کے اعمال ایسے نہین ہین کہ امتحان انصاف مین پورے اُتر سکین کسیکا یہ مقولہ بالکل سچ ہے کہ عدل کرے تو لٹیان فصل کرے تو چہٹیان یعنے اگر اللہ تعالےٰ نے فضل کیجگہ صرف انصاف اور عدل سے کام لیا یعنے بندون کو اُنکے اعمال کے مطابق سزا دینی چاہی تو یہ سمجھیئے کہ بندے لُٹ گئے غارت ہو گئے جہنمی بنگئے کیونکہ اعمال بندگان سراسر ناقابل ہین۔ اور اگر اُسنے عدل کیجگہ اپنا فضل و کرم کیا تو چہٹی اور دوزخ سے بالکل نجات ہوگئی

	این ازان لطف و بہاریات بود	یا ز پائیزی پر آفات بود	
ترجمہ	کیا یہ تھا لطف و بہار یاب سے	یا خزان سربسر آفات سے	

شرح یہ گزشتہ شعر سے قریب المعنے اور اُسیکی توضیح ہے یعنے یا حضرت علیک الصلوٰۃ یہ مینہہ دریائے لطف الٰہی اور ابر بہاری (احسانات خداوندی) مین سے تہا یا ابر خزانی (قہر یزدانی) مین سے یہ پہلے بہی معلوم ہو چکا ہے کہ پائیز بمعنے فصل خزان ہے۔

	گفت این از بہر تسکین غم ست	کز مصیبت بر نزاد آدم ست	
ترجمہ	بولے حضرت۔ تھا پے تسکین غم	کیونکہ آدم زاد ہے وقف الم	

شرح یعنے آپ نے حضرت عائشہ کو یہ جواب دیا کہ یہ مینہہ نہ تو تہدید اور غضب کو ساتہ لیے ہوئے ہے۔ اور نہ اس سے قلوب عارفین پر افاضۂ رحمت معنوی و کمالات باطنی مقصود ہے بلکہ صرف تسکین غم کے لیئے ہے۔ کیونکہ مصیبت کے وقت غم کرنا ابن آدم کی خلقت مین رکہا ہوا ہے مطلب یہ کہ جو لوگ اُس مرحوم صحابی کے وفات سے مغموم تہی اُنپر اللہ تعالےٰ نے باران غیب برسایا یعنے اُنکے دل مین صبر و تسلی کو جگہ دی اور فنائے عالم کے معنے اچہی طرح ذہن نشین کر دئے جس سے اُنکے غم کی کیچڑ ڈہلگئی نکتہ دل کو مسرت اور روح کو فرحت پہنچانے والے سامان (مثلاً ابر و باران یا زن و فرزند یا مال و جاہ) بندون کو عالم غیب سے اسلیئے عنایت ہوتے ہین کہ اُنکے لیئے باعث تسکین اور اُنکے غم کا نعم البدل ہو جائین اور دنیا قایم رہے کیونکہ ان چیزون سے غفلت پیدا ہوتی ہے اور غفلت باعث قیام دنیا ہے۔ اس اعتبار سے اگر سالکین اور متوسط درجہ لوگون کے حق مین۔ ان چیزون کو ابر رحمت کہا جائے تو بالکل بجا ہوگا۔ ہان عوام اور اہل غفلت کے لیے یہ سامان حرص لذات دنیوی بڑہانے اور خدا سے بالکل غافل کرنے والے ہین۔ چنانچہ اہل غفلت شادیون مین ناچ رنگ کو عبادت اور اسراف کو سخاوت جانتے ہین برسات آتے ہی باغون مین خلاف شرح جلسون کی تیار ہو جاتی ہین شراب کی بوتلون کے کاک کوّون کی طرح اُڑتے ہین۔ یاران جلسہ کے چہچہے اور مازاری عورتون کے قہقہے نغمہائے عندلیب کی یاد دل سے بہلا دیتے ہین امریون مین جہولے پڑے ہین باغ مین کڑاہی چڑہ رہی ہے نگاہ سبزۂ خودرو سے اُٹہ کر جب کسیکے دہانی ڈالدیتے

جاتی ہے تو ساون کے گدہے کو ہرا ہی ہرا سوجہتا ہے۔ اس لحاظ سے اگر ابر بہاری کو ایسون کے حق مین ابر خزانی کہا جائے تو بالکل ٹہیک ہے۔ یہان سے یہ بات بہی نکلتی ہے کہ حسب مضمون شعر ہست باران از پے پروردگی ہست باران از پے پژمردگی۔ یہی ظاہری مینہہ عارفون کے لیئے باران رحمت ہے اور غافلون کے لیے سراسر زحمت

	گر بران آتش بماندے آدمی	بس خرابی اوفتادے و کمی
ترجمہ	آتش غم مین جو رہتا آدمی	ہوتی دنیا مین خرابی و کمی

شرح۔ یعنے اگر آتش غم اور نار فکر و مصیبت ہی مین آدمی گرفتار رہتا تو دنیا اُجڑ جاتی۔ اور دنیوی حرص دلون سے نکلجاتے حالانکہ منظور خدا یہ ہے۔ کہ دنیا جب تک اُسکی عمر ہے اسیطرح قایم رہے۔ دنیا بامید قایم بہت ٹہیک مقولہ ہے۔ اسلیئے اللہ تعالے مصیبت کے بعد راحت اور غم کے بعد فرحت دیدیتا ہے تاکہ اہل دنیا غافل ہوکر اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہون۔ بعدہ تنبیہہ کے لیے پہر مصیبت آجاتی ہے اور اُسکے بعد پہر راحت ہوتی ہے۔ و علے ہذا القیاس۔

	این جہان ویران شدے اندر زمان	حرصہا بیرون شدے از مردمان
ترجمہ	ایک لحظہ مین اُجڑ جاتا جہان	دل سے ہو جاتی برون حرص نہان

شرح پہلے شعر کی توضیح ہے۔ یعنے آدمی اگر ہمیشہ گرفتار غم اور پابند رنج و الم ہی رہتا تو سارا جہان فی الفور ویران ہو جاتا کیونکہ دنیوی حرص و امید ہرگز باقی نہ رہتی جو باعث قیام عالم ہے۔ اس شعر کا دوسرا مصرع پہلے کی دلیل ہے

	استن این عالم ایجان غفلت ست	ہوشیاری این جہان را آفت است
ترجمہ	عین غفلت اس جہان کا ہے ستون	ہوشیاری اسکو کرتی ہے زبون

شرح لفظ استن بمعنے عمود و ستون و آلۂ قیام ہے یعنے غفلت قیام دنیا کے حق مین ایسی چیز ہے جیسا چہت کے حق مین ستون اگر غفلت نہو تو نظام عالم درہم برہم ہو جائے کیونکہ تمام مخلوق شب و روز طاعات و عبادات الٰہی مین مصروف رہکر دنیا و مافیہا کو بالکل بہول جائے۔ اور خوف قیامت و ہیبت جلال الٰہی سے روحین قید جسم سے فوراً نکلجائین۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ ہوشیاری (خواب غفلت سے بیداری اور ذکر الٰہی) اس جہان دنیا کے لیئے موجب آفت ہے۔ یہی باعث ہے کہ اہل اللہ کے نزدیک بجز ذات الٰہی دنیا و مافیہا سب لاشے ہے اور وہ ہر چیز کو معدوم و فانی جانتے ہین۔

	ہوشیاری زانجہانست و چوان	غالب آید پست گردد ایجہان
ترجمہ	ہوشیاری اس جہان کی ایسی ہے	یہ فنا ہے جب وہ غالب آتی ہے

شرح زانجہان سے عالم ملکوت اور اینجہان سے عالم دنیا مراد ہے یعنے بیداری قلب و معنوی ہوشیاری عالم

ملکوت سے نازل ہوتے ہی اور جب یہ ہوشیاری غفلت پر غالب آجاتی ہے یعنے عالم شہادت کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے تو یہ جہان اس ہوشیار آدمی کے نزدیک خراب اور لاشے ہوجاتا ہے۔

	ہوشیاری آفتاب و حرص یخ		ہوشیاری آب و این عالم وسیخ
ترجمہ	ہوشیاری مہر ہے اور حرص برف		وہ ہے آب اور یہ ہے میل اے نیک طرف

شرح یعنے معنوی ہوشیاری حرص دنیا کو اسطرح فنا کردیتی ہے جسطرح آفتاب برف کو اور پانی میل کچیل کو زایل کردیتا ہے یخ برف وسیخ میل۔ دونوں مصرعون مین ہوشیاری و غفلت کو بطور تشبیہ بیان کیا ہے۔

	زانجہان اندک ترشح مے رسد		تا نخیزد در جہان حرص و حسد
ترجمہ	اُس جہان سے کچھ ترشح ہوتی ہے		سر بسر حرص و حسد کو کھوتی ہے

شرح اندک ترشح سے تھوڑی سی مصیبت مراد ہے یعنے عالم الٰہی سے تھوڑی سی مصیبت اسلیئے پہنچتی ہے کہ آدمی بالکل دنیا مین حرص و حسد کا ہی پابند ہورہے۔ اور بنظر انجام یہ مصیبت بھی رحمت ہے۔ کیونکہ جب آدمی کو تھوڑا سا صدمہ پہنچ جاتا ہے تو خدا کی طرف رجوع ہوکر نیکیون مین مصروف ہوجاتا ہے۔

	گر ترشح بیشتر گردد ز غیب		نے ہنر ماند درین عالم نہ عیب
ترجمہ	گر ترشح بیشتر ہو غیب سے		پاک ہو عالم ہنر سے عیب سے

شرح یعنے اگر مصیبت اور غضب الٰہی زیادہ نازل ہو تو دنیا مین اچھا بُرا کچھ نہ رہے۔ یا یہ معنے ہین کہ اگر سالک پر ترشحہ مصائب کثرت سے ہو اور وہ اُسکو قبول بھی کرلے۔ تو آثار بشریت سے فنا ہونے کی باعث نجات پاجائے اور عالم تمیز من و تو سے الگ ہوجائے۔ اور ہنر یعنے طلب معرفت اور عیب یعنے حجاب ظلمانی سے ہاتھ آئے۔

	این ندارد حد سوئے آغاز رو		سوئے قصۂ مرد چنگی باز رو
ترجمہ	ہے یہ بیحد سوے اول کر رجوع		مرد چنگی کا ہو اپھر قصہ شروع

شرح یعنے اسرار غیبی کی کچھ انتہا نہین۔ کوئی کہانتک بیان کرے۔ اسلیئے المخاطب اسکو چھوڑکر پیر چنگی کا قصہ کہتے ہے

	بقیۂ قصہ پیر چنگی در زمان عمرؓ و مخلص آن	
ترجمہ	پیر چنگی کے قصہ کا بقیہ جو حضرت عمرؓ کے زمانہ مین تھا۔ اور اُسکے نجات پانے کا حال	

شرح پیر چنگی کی مخلصی سے بطفیل ہدایت حضرت عمرؓ اُسکا عشق ماسوائے اللہ سے نجات پانا مراد ہے۔ جسکا مفصل بیان عنقریب آنیوالا ہے۔

	مطربے کز وے جہان شد پر طرب		رستہ زاو از نش خیالات عجب
ترجمہ	پیر چنگی سے جہان تھا پُر طرب		ہر قوا مین تھے خیالات عجب

شرح خیالات عجب سے تاثیر باطنی مراد ہے جو بیرچنگی کے آواز سے لوگون کے دلون مین پیدا ہوکر انہین تیار کردیتی

	از نوائش مرغ دل پران شدے		وز صدائش ہوش جان حیران شدے
ترجمہ	باعث پرواز دل اسکی نوا		ہر صدا تھی بہر جان حیرت فزا

شرح یعنے اسکی آواز سے مرغ دل بازوے شوق کی مدد سے آشیانہ عشق کی طرف اڑجاتا تہا۔ اور ہوش جان حیران و مدہوش ہوکر رہجاتا تہا۔ مطلب یہ کہ اسکی آواز اپنے فطرتی قاعدہ کے مطابق اہل عشق کے دلون مین ذوق وشوق پیدا کردیتی تہی۔

	چون برآمد روزگار و پیر شد		باز جانش از عجز پشّہ گیر شد
ترجمہ	ہوگیا بعد جوانی جب وہ پیر		اور باز جان مطرب پشّہ گیر

شرح۔ باز مشہور شکاری جانور اور پشہ گیر کنایہ از عاجز ہے یعنے وہ باز جو پہلے مثلاً کبوتر کا شکار کیا کرتا تہا اب مچھر پکڑنے لگا مطلب یہ کہ ضعیفی مین مطرب چنگی کی آواز اُس زور و شور کی نہی جیسی کہ پہلے تہی اب یہ حال ہوگیا گویا باز مچھر کا شکار کر رہا ہے۔ پشہ گیر اسم فاعل ترکیبی ہے لیکن اگر اسکو اسم مفعول (یعنے گرفتار پشہ) کہا جائے تو معنے زیادہ بلیغ ہونگے یعنے ضعیفی مین بیرچنگی کی جان اسقدر ناتوان ہوگئی کہ ایک مچھر اُسپر غالب آسکتا تہا۔ غرض کہ وہ بڑہاپے مین اپنے جان سے عاجز ہوگیا۔

	باز گرچہ پیل باشد بے گمان		پشہ اش سازد ضعیف و ناتوان
ترجمہ	باز رشک پیل ہے گو بے گماں		پشہ کردیتا ہے اسکو ناتواں

شرح یہ مقولہ مولانا ہے بطور پند و عبرت۔ یعنے اگرچہ عالم جوانی مین باز مست ہاتھی کی مانند شہ زور ہوتا ہے مگر بڑہاپے مین اسکو ایک مچھر مغلوب کرسکتا ہے۔ ایمخاطب اپنی جوانی اور طاقت پر نازان نہو زمانہ ہمیشہ ایکسان نہین رہتا

	پشت او گردید ہمچون پشت خم		ابروان بر چشم ہمچون پار دم
ترجمہ	ہوگئی پشت اسکی مثل پشت خم		اور بھویں بڑہ بڑہ کے مثل پار دم

شرح۔ پشت خم۔ مٹکے کی پیٹھ پار دم گھوڑے کی دمچی۔ یعنے وہ رسّی یا تسمہ جو دم کے نیچے ہوتا ہے یعنے بڑہاپے مین اُس مطرب کی پیٹھ پشت خم کی طرح جھک گئی اور اسکی بھوین گھوڑے کی دمچی بنگئین یعنے بڑہتے بڑہتے ٹیڑہی ہوگئین۔

	گشت آواز لطیف و جان فزاش		ناخوش و مکروہ و زشت و دلخراش
ترجمہ	پہلے تھی اسکی جو آواز لطیف		ہوگئی اب سر بسر زشت و ضعیف

شرح یعنے اُسکی آواز جو نہایت باریک۔ پُر لطف اور جانفزا تہی بڑہاپے مین نہایت مکروہ بہدّی اور دل کو پراکندہ کرنے والی ہوگئی۔ بعض نسخون مین دوسرا مصرع اِس طرح سے زشت و نزد کس نیرزیدے بلاش۔ یعنے اُسکی آواز ایسی بُری ہوگئی کہ اُسکو کوئی لاشے کے بدلے مین بہی نہین خریدتا تہا۔ لاش بمعنے لاشے۔ ہیچ ہے

	آن نوا کہ رشک زہرہ آمدہ	ہمچو آواز خر پیرے شدہ
ترجمہ	وہ نوا جو رشک زہرہ تہی کبہی	اب صدا بڈہے گدہے کی بنگئی

شرح یعنے اِس مطرب کی وہ آواز جو رشک زہرہ تہی بڈہے گدہے کی آواز کے مشابہ ہوگئی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ یعنے آوازون مین سب سے زیادہ مکروہ گدہون کی آواز ہے اُسپر بڈہے گدہے کی آواز اور بہی بُری ہوتی ہے۔

	خود کدامین خوش کہ آن ناخوش نشد	یا کدامین سقف کان مفرش نشد
ترجمہ	کون وُہ خوش تہا جواب ناخوش نہین	کونسی چہت تہی جواب مفرش نہین

شرح یہ بطور نصیحت مولانا کا مقولہ ہے یعنے وُہ کونسی چیز ہے جو ہمیشہ خوش رہی ہو۔ اور اُسپر کبہی ناخوشی نہ آئی ہو اور وہ کونسی چہت ہے جو گر کر فرش زمین نہو گئی ہو۔ اِسی سے عالم کا حادث اور فانی ہونا ثابت ہے مفرش یا تو بمعنے مفروش ہے یا مصدر میمی ہے بمعنے فرش و اُفتادہ بر زمین۔

	غیر آواز عزیزان در صدور	کہ بود عکس دم شان نفخ صور
ترجمہ	غیر آواز عزیزان حضور	عکس ہے جنکی صدا کا نفخ صور

شرح صدور یا تو جمع صدر ہے بمعنے سینہ۔ یا مصدر ہے بمعنے ظہور۔ اور عزیز بمعنے ارجمند و مرغوب و کمیاب سے مراد دلی ہے۔ مطلب یہ کہ سب آوازین متغیر ہو جاتے ہین مگر اولیاء کے آواز جو سینون مین ہے (یعنے وہ نفخۂ الٰہی جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے) اور جسکو حرف و صوت ظاہری سے کچہ علاقہ نہین یا یہہ کہ اولیاء کے آواز جو اُنکے مُنہ سے صادر اور ظاہر ہوتی ہے ہرگز متغیر نہین ہوتی۔ کیونکہ یہ ایسے پاک اور زندگی بخش آواز ہے کہ نفخ صور جس سے مردے زندہ ہونگے اِسی آواز کا عکس ہے اِس آواز سے قلوب مُردہ زندہ ہوتے ہین۔ اور چونکہ قلوب کا زندہ کرنا اجسام کے زندہ کرنے سے اشرف اور اعلےٰ درجہ کا ہے اِسلیئے نفخ صور انکی آواز کا عکس اور اُس سے کم مرتبہ کا ہے۔

	اندرونے کاندرونہا مست از دست	نیستے کاین ہستہا مان ہست از دست
ترجمہ	یہ وُہ دل ہین جنسے سب دل مست ہین	نیست ہین ایسے کہ ہم سب ہست ہین

شرح یعنے اولیا کے قلوب ایسے قلوب ہین کہ تمام قلوب اُن سے مست بادۂ عرفان ہین اور اولیا اِس قسم کے

فانی ہین کہ تمام زمانہ کی ہستیان اُنہی کی بدولت ہین۔ کیونکہ اولیا مظہر اسما و صفات ہین اور اسما و صفات کا تصرف جمیع موجودات مین ہے اسلیئے اولیا کا تصرف بھی اسیطرح کا ہے۔

	کہربائے فکر ہر آواز او		لذت الہام و وحی و ساز او
ترجمہ	سخت دلکش اُسکی ہر آواز ہے		لذت الہام و وحی و ساز ہے

شرح کہربا سے مراد جذب ہے یعنے ولی اور انسان کامل کی ہر آواز فکر و عقل اور قلب انسانی کو اپنی طرف کہربا کی طرح کھینچتی ہے مصرع دوم یعنے لذت الہام و وحی و ساز او آواز پر معطوف ہے بحذف حرف عطف مطلب یہ کہ اُسکی آواز اور لذت الہام اور وحی انگیختہ اسرار اور ساز یعنے نفخہ الٰہی سب کے سب جذب قلوب کے حق مین مانند کہربا ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ اولیا کی آواز اور الہام و وحی اور ساز غم رُبائی (دفع غم دنیوی) کے حق مین کہربا کا اثر رکھتی ہے اور غم ماسوے اللہ کو دلون سے کھینچ لیتی ہے۔ بعض نسخون مین ساز او کی جگہ راز او ہے۔ اسصورت مین یہ مطلب ہے کہ اولیا کی ہر آواز کہربائے فکر اور لذت الہام اور وحی اور راز الٰہی ہے۔ کیونکہ الہام و راز الٰہی کی حلاوت بلا تکلم اولیا ہرگز نہین حاصل ہوسکتی۔

	چونکہ مطرب پیر گشت و ضعیف		شد ز بے کسبی رہین یک رغیف
ترجمہ	ہو گیا جب پیر بھی نا توان		اور پھر افلاس سے محتاج نان

شرح رغیف بمعنے روٹی اور بے کسبی بمعنے بے روزگاری اور رہین بمعنے گرو یعنے وہ مطرب بڑھاپے مین بیروزگاری اور کس مپرسی کے سبب ایک ایک ٹکڑے کو محتاج ہو گیا۔ کوئی ایک روٹی پر اُسے رہن رکھہ لیتا تو وہ خوشی سے رہجاتا ہے۔ یہ اُسکی انتہا درجہ کی مفلسی کا بیان ہے۔

	گفت عمر و مہلتم دادی بسے		لطفہا کردی خدایا با خسے
ترجمہ	یہ لگا کہنے کہ یارب العلا		عمر و مہلت تو نے کی مجکو عطا

شرح آدمی کا قاعدہ ہے کہ جب طرف سے جواب ملجاتا ہے تو اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے چنانچہ مطرب نے مجبور ہو کر بارگاہ مجیب الدعوات مین مناجات شروع کی ہے۔ گفت کا فاعل مطرب ہے اور لفظ یارب حسب قرینہ محذوف اور لفظ خس بمعنے خاشاک و زبون و ناکس ہے یعنے اے خدا تو نے مجھے بہت بڑی عمر اور فرصت عنایت کی اور مجھ جیسے ایک شخص ناچیز و ناکس اور عاجز پر بڑی بڑی مہربانیان کین۔

	معصیت ورزیدہ ام ہفتاد سال		باز نگرفتی زمن روزے نوال
ترجمہ	کی ہے مینے معصیت ہفتاد سال		پھر بھی روزی تو نے دی یا ذوالجلال

شرح اگر روزے بیائے مجہول ہے تو یہ معنے ہین کہ ایسخدا مینے ستر برس تک گناہ کیے مگر تو نے اپنی عطاو

بخشش کو واپس نہین لیا۔ اور گبیائے معروف ہے تو روزی نوال مین اضافت مقلوب ہے یعنے باوجود معاصی تو نے عطائے روزی کو واپس نہین لیا۔

	نیست کسب امروز مہمان توام		چنگ بہر تو زنم کان توام
ترجمہ	آج ہون مفلس ترا مہمان ہون		چنگ زن تیرا ہون تیری آن ہون

شرح کسب بمعنے مزدوری ہے اور لفظ کان کہ آن سے مرکب ہے کاف تعلیلیہ ہے اور آن بمعنے ملک یعنے ایخدا اب مجھے کہین سے مزدوری نہین ملتی۔ آج سے مین تیرا مہمان یعنے تجھپر متوکل ہو کر بیٹھتا ہون۔ اور فقط تیرے نام پر چنگ بجاتا ہون۔ کیونکہ مین تیرا مملوک ہون۔ مملوک جب مالک کا کام کریگا تو ضرور ہے کہ مالک اسکے روزی کا خبر گیران رہیگا۔ اس سے پہلے جنکے لیئے مین چنگ بجاتا تہا انہین سی روزی ملتی تہی۔ اب محض تیرے لیئے گورستان مین بیٹھکر چنگ نوازی کرتا ہون۔ اور اسکا امیدوار ہون کہ تو مہمان نوازی کریگا۔

	چنگ را برداشت شد اللہ جو		سوے گورستان یثرب آہ گو
ترجمہ	چنگ اٹہاکر اسکا طالب ہوگیا		اور گورستان یثرب کو گیا

شرح۔ یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ اور اللہ جو بمعنے طالب خدا و متوکل علے اللہ ہے۔ یعنے خدا سے مناجات کرکے پیر چنگی نے اپنا چنگ اٹہایا اور طالب خدا بنکر آہین کرتا ہوا گورستان یثرب (مدینہ منورہ) کیطرف چلا گیا

	گفت خواہم از حق ابریشم بہا		کو بہ نیکوئی پزیرد قلبہا
ترجمہ	اور کہا ہون طالب ریشم بہا		یعنے حق دیتا ہے بد لیکر بہلا

شرح ابریشم بہا۔ بمعنے قیمت ابریشم۔ اس سے معلوم ہوا کہ چنگ مین ریشم کے تار بہی ہوتے ہین یعنے پیر چنگی نے گورستان مین پہنچکر اپنے دل سے یہ کہا کہ مین چنگ بجاکر۔ اللہ تعالے سے صرف ریشم کے قیمت طلب کرونگا اور اگرچہ میرے یہ طلب خلاف شریعت ہے مگر اللہ تعالے کبہی کبہی قلب یعنے کہوٹی چیز کو بہی اپنے لطف سے قبول کرلیتا ہے۔ اور بدلے مین کہرا مال عنایت فرماتا ہے۔

	چنگ زد بسیار و گریان بر سہا		چنگ بالین کرد و بر گوری بخفت
ترجمہ	چنگ مدت سے بجایا ہو کے زار		گر پڑا اک قبر پر انجام کار

شرح یعنے پیر چنگی نے گورستان مین پہنچکر اول تو بہت دیر تک چنگ بجایا۔ اور پہر بحالت گریہ وزاری چنگ کو تکیہ کو بناکر اسپر سر رکہلیا اور ایک قبر پر گر پڑا اور اسی عالم مین اسے نیند آگئی روتے روتے سو گیا۔

	خواب بر دش مرغ جانش از حبس جست		چنگ و چنگی را رہا کرد و بجست
ترجمہ	آگئی نیند اور اسکا مرغ جان		اڑ گیا سوے فراز لامکان

شرح یعنے جبکہ پیر چنگی کو نیند آگئی تو اُسکا مُرغ روح قید جسم عارضی سے رہا ہوگیا اور چنگ و چنگی آلۂ طرب و مطرب دونونکو عالم دنیا مین چھوڑ گیا۔

	گشت آزاد از تن و رنج جہان		در جہان سادۂ وصحرائے جان
ترجمہ	چلدیا سب چھوڑکر رنج جہان		اس جہان سے جانب صحرائے جان

شرح یہ اُسی گذشتہ شعر کی توضیح ہے۔ یعنے پیر چنگی نیند کے سبب ہر قسم کے رنج و تعب سے چھٹکر صحرائے جان یعنے عالم ارواح مین چلا گیا جو سر بسر عالم راحت ہے کیونکہ النوم اُخت الموت والموت راحۃ المومن نیند موت کی بہن ہے اور موت مومن کے لیے راحت رسان مطلب یہ کہ مطرب کو نیند نے عالم دنیا سے فارغ کر دیا اور اُسے خواب مین عجائبات عالم ارواح نظر آئے چنانچہ آیندہ شعر انہین معنون کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

	جان او آنجا سرایان ماجرا		کاندرینجا گر بماندے مرا
ترجمہ	روح کہتی تہی کہ رب العالمین		کاش مجکو کچھ جگہ ملتی یہین
	خوش بدے جاتم ازین باغ وبہا		مست این صحرائے غیب و لالہ زار
ترجمہ	دیکھتی رہتی ہمیشہ یہ بہار		مست رہتی دیکھکر یہ لالہ زار

شرح یہ دو شعر قطعہ بند ہین اور لفظ ماندے بمعنے گزاشتندے وجا دادندے ہے یعنے پیر چنگی کی روح حیرت یا عجائبات عالم ارواح کو خواب مین دیکھکر یہ راگ لائی یعنے یہ کہنے لگی کہ اگر کارکنان قضا و قدر مجھے یہین چھوڑ دیتے اور اس جہان کو تھوڑی سی جگہ یہین دیدیتے تو مین ہمیشہ اس باغ و بہار کی سیر سے نہایت خوش اور اس صحرائے غیب کی فضا اور لالہ زار معنوی کے نظارہ سے مدام سرمست شادمانی رہتی بعض نسخون مین مست این صحرا و غیبی لالہ زار ہے اور مطلب دونونکا ایک ہے۔

	بے پر و بے پا سفرمے کردمے		بے لب و دندان شکر مے خوردمے
ترجمہ	کرتی رہتی بے سر و بے پا سفر		کھاتی رہتی بے لب و دندان شکر

شرح یعنے مطرب عالم خواب مین یہ کہتا ہے کہ اگر مجکو عالم ارواح مین جگہ ملجاتی تو بے پر و بے پا سفر کرتا۔ اور بے لب و دندان شکر کھاتا پھرتا یعنے قید جسم سے آزاد ہوکر روحانی لذتین حاصل کرتا رہتا۔ کیونکہ معنوی سیر کے لیے نہ پر کی ضرورت ہے نہ پاونکی۔ اور باطنی شکر خوری نہ لب پر موقوف ہے نہ دندان پر۔ چنانچہ فرشتونکی سیر روحانی ہونے کے باعث بلا پر و پائے جسمی ہے

	ذکر و فکرے فارغ از رنج و دماغ		کردمے با ساکنان چرخ لاغ
ترجمہ	ذکر کرتی رہتی بے رنج و دماغ		اور کرتی آسمان والون سے لاغ

شرح لاغ بمعنے ہزل وانبساط ہے اور باساکنان چرخ لاغ سارا جملہ ذکر وفکر پر معطوف ہے۔ بحذف حرف عطف۔ اور فارغ از رنج دماغ ذکر وفکر سے جملہ حالیہ واقع ہوا ہے اور فکر مین یائے وحدت ہے یعنے مطرب خواب مین اس بات کی تمنا کر رہا ہے کہ اگر مجکو عالم ارواح مین جگہ دیجاتی تو مین ذکر وفکر اور ساکنان چرخ کے ساتھ ہزل وانبساط کرتا۔ درانحالیکہ میرا ذکر وفکر رنج ومحنت اُٹھانے اور میرا ہزل وانبساط دماغی مشقت سے خالی ہوتا کیونکہ عالم ارواح کے کاروبار رنج ومحنت اور دماغی مشقت سے کچھ تعلق نہین رکھتے۔ بعض نسخون مین ذکر فکری بلا عطف وبیائے نسبت ورنج دماغ بالاضافت ہے اسصورت مین ذکر فکری سے ذکر روحی مراد ہے جو بلا رنج دماغ محض روح کا فعل ہے اور باقی ترکیب اور مطلب شعر حسب سابق ہے۔

چشم بستہ عالمے می دیدمے		ورد وریحان بے کفے میچیدمے	
ترجمہ	چشم بستہ دیکھتی مین اک جہان	پھول چنتی بے کف دست عیان	

شرح یعنے کاش مین آنکھین بند کرکے بلا احتیاج چشم سارے عالم کو دیکھتا۔ اور بلا احتیاج کف ودست عالم ارواح کے گل وریحان چُنتا۔ کیونکہ عالم ارواح دنیوی اجسام (یاد دست لب ودندان اور آنکھ کان) سے بالکل منزہ ہے اور گل وریحان چُننے سے حصول کیفیت عالم معنوی مراد ہے اور یہ شعر بھی عالم خواب مین مطرب کا قول اور اُسکی تمنا کا بیان ہے۔

مرغ آبی غرق دریائے عسل		عین ایوبی شراب مُنعتسل	
ترجمہ	مرغ تھا اک غرق دریائے عسل	چشمۂ ایوب تھا وہ مغتسل	

شرح یہ شعر مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہے یعنے مطرب کا مرغ روح جو آبی یعنے ازلی استعداد کے سبب غرق بحر فیوضات الٰہی تھا۔ اسوقت غرق دریائے شہد معرفت ہوگیا۔ یعنے مطرب کی لذت روحانی پہلے سے زیادہ بڑھگئی اور یہ دریائے عسل گویا چشمۂ ایوبی تھا جو شراب یعنے شربت ہی تھا اور غسل کا پانی بھی یعنے شرباً وغسلاً مزیل امراض خارجی وباطنی تھا۔ حضرت ایوب اثر مس شیطان سے جسمی امراض مین مبتلا کیے گئے تھے یہانتک کہ اندر باہر تمام جسم سے پیپ نکلتی تھی۔ مگر دل پر شیطان کا قبضہ نہ تھا کیونکہ شیطان انبیا کے دلکو مس نہین کرسکتا۔ جب مدت امتحان الٰہی پوری ہوگئی اور آپنے صبر واستقلال کے ساتھ مصیبت کو جھیلا اور یہ دعا کی کہ رَبِّ اَنِّی مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ یعنے اے رب مجکو مس شیطان کے سبب یہ رنج اور یہ تکلیف پہنچی ہے تو میرے حالت پر رحم فرما۔ تو اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ اُرْکُضْ بِرِجْلِکَ ھٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ۔ یعنے اے ایوب ہمنے تیری دعا قبول کرلی۔ تو زمین پر پانوں مار۔ یہان سے ٹھنڈے پانی کا ایک ایسا چشمہ نکلیگا جو غسل کے لایق اور پینے کے قابل ہے۔ چنانچہ حضرت کے پانوں مارتے ہی چشمہ نکل آیا۔ اور آپ کو اسمین غسل کرنے اور پینے

پانی پینے سے کامل شفا حاصل ہوگئی۔ یہ شعر اسی آیت کا اقتباس ہے اور مطلب یہ ہے کہ مطرب کی روح غرق دریائے شہد معرفت ہوکر اور چشمۂ عرفان الٰہی کا پانی پیکر تمام جسمانی و نفسانی بیماریون اور ظاہری و باطنی مرضون سے شفایاب اور پاک ہوگئی۔ مغتسل صیغہ اسم مفعول ہے بمعنے ظرف۔

	کہ بدو ایوب از پا تا بفرق	پاک شد از رنجہا چون نور شرق
ترجمہ	حضرت ایوب پا سے تا بفرق	بنگئے جسمین نہا کر نور شرق

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے حضرت ایوب کے پانو مارنے سے اُنکے زیر قدم ایسا چشمہ پیدا کر دیا تہا کہ وہ اُسمین نہا کر سر سے پانو تک تمام بیماریون سے پاک ہوکر نور شرق (آفتاب یا نور سحر) کی طرح نکہر گئے۔ اسیطرح مطرب چشمۂ معرفت مین غوطہ لگا کر اندرونی بیماریون سے پاک ہوگیا۔ نکتہ مطرب کی نسبت چشمہ سے مراد توبہ اور رجوع الی اللہ ہے جو مزیل امراض معاصی ہے۔ کیونکہ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ وصار کیوم ولدتہ اُمہ یعنے کسی گناہ سے توبہ کرنے والے کی مثال ایسی ہے گویا اُسنے کوئی گناہ ہی نہین کیا۔ اور وہ ایسا ہوجاتا ہے کہ گویا اپنے مان کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوا ہے۔

	گر بود این چرخ دہ جزو یکہ ہست	نیست نزد آنجہان خبر ننگ و پست
ترجمہ	ہو اگر وہ چند یہ چرخ بلند	روبرو اسکے ہے پست و مستمند

شرح یہ اور آیندہ شعر مقولۂ مولانا قدس سرہ ہے یعنے اگر یہ آسمان دنیا اپنی موجود حالت سے دس حصے زیادہ بڑہ جائے تب بہی آنجہان (عالم ارواح) کی فراخی کے مقابلہ مین سر بسر تنگ اور سراسر پست ہے کیونکہ عالم ارواح کی فراخی غیر متناہی ہے۔

	مثنوی در حجم اگر بودے چو چرخ	در نگنجیدے درین زان نیم برخ
ترجمہ	مثنوی کا حجم اگر ہو جائے چرخ	سر وحدت کب سمائے نیم برخ

شرح حجم۔ بروزن بزم بمعنے سطبری و جسامت و برخ بروزن چرخ بمعنے پارۂ چیزے۔ مولانا فرماتے ہین کہ اگر یہ مثنوی معنوی بالفرض جسامت مین چرخ کے برابر ہوتی تب بہی اسمین اسرار معنوی نہ سما سکتے اور پورے اسرار کیا معنے انکا ایک چہوٹے سے چہوٹا حصہ بہی درج نہو سکتا۔ اسکا سبب یہ ہے کہ اسرار الٰہی بے انتہا ہین قلم اُنکے لکہنے کی طاقت اور دفتر اپنے اندر اُنکی گنجایش نہین رکہتا۔

	کان زمین و آسمان بس فراخ	کرد از تنگی دلم را شاخ شاخ
ترجمہ	یہ زمین و آسمان ہین گو فراخ	انکی تنگی سے جگر ہے شاخ شاخ

شرح یہان سے پہر مطرب کا مقولہ شروع ہوا ہے اور یہ شعر ورد و ریحان بے کفے مے چیدمے سے متعلق

اور مضمون سابق کی دلیل اور تتمۂ خواب ہے۔ یعنے مطرب عالم ارواح کے فراخی دیکھکر اور اُسکے نظارہ سے فیض یاب ہوکر یہ کہتا ہے کہ اُس ظاہری زمین و آسمان نے جو عالم دنیا مین تہا باوجود اس فراخی کے میرے دل کو پارہ پارہ کردیا ہے۔ کیونکہ اسرار عالم الٰہی عالم ظاہری مین نہین سما سکتے۔ اس ضیق کے باعث میرا سینہ اور دل چاک چاک ہوگیا ہے۔

	وین جہانے کاندرین خم جام نمود		از کشایش پر و بالم را کشود
ترجمہ	یہ جہان جو خواب مین آیا نظر		روح کے کہولے ہین اسنے بال و پر

شرح یہ شعر بہی اُسی مطرب کا مقولہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ وہ عالم جو خواب مین ظاہر ہوا ہے اسنے اپنی کشایش کے سبب میرے عقل و روح کے پر و بازو کو کہولدیا ہے جو قیود دنیوی سے وابستہ اور زندان محبت دنیا مین پہنسی ہوی تہی۔ فبذالحمد اب مینے اس جہان زندان نما کی قید سے نجات پائی۔

	اینجہان و راہش ار پیدا بدے		کم کسے یک لحظہ در آنجا بدے
ترجمہ	اس جہان کی راہ گر ہوتی عیان		دم نہ لیتا ایک دم کوئی وہان

شرح۔ اُسی مطرب کا قول ہے اینجہان سے عالم معنے اور آنجا سے عالم دنیا مراد ہے یعنے مطرب عالم خواب مین کہہ رہا ہے کہ اگر یہ جہان (عالم ارواح و عالم باطن) اور اس جہان تک پہنچ جانے کا رستہ معلوم ہوجاتا تو کوئی شخص ایک لحظہ بہی عالم دنیا مین نہ ٹہیرتا۔ کیونکہ عالم معنوی نہایت وسیع اور اُسکی زندگی نہایت مسرتناک ہے۔ کیونکہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

	مُول مُولے میزد آنجا جان او		در قضائے رحمت و احسان او
ترجمہ	جان اُسکی کہہ رہی تہی باش باش		کر قضائے رحمت و احسان تلاش

شرح مُول بالضم بمعنے معشوقِ زن و حرام زادہ و نا راست و درنگ و تاخیر و بمعنے لوبہ و ناز و غمزہ و صیغۂ امر بمعنے باش و توقف کن یہاں سب سے پہلے معنے مراد ہین۔ مُول مُول تاکید کے لیے مکرر لایا گیا ہے ثانی لفظ مولے مین یائے وحدت زائد ہے۔ اور یہان سے مقولہ مولانا قدس سرہ شروع ہوا ہے مطلب یہ ہے کہ قضائے رحمت الٰہی (وسعت عالم ارواح) اور اُسکے احسانات دیکھکر مطرب کی روح عالم غیب مین اُسکو یہ خطاب کر رہی تہی کہ اینجا باش اینجا باش۔ یعنے اے شخص اسی عالم ارواح مین ٹہیر جا اور یہین ڈیرے ڈالدے تیرا اصل مسکن با وطن اصلی یہی ہے۔

	امر مے آمد کہ ہین طامع مشو		چون زیابت خازیون شد پر و
ترجمہ	حکم آتا ہتا اُدہر سے مرد دین		پانو سے کانٹا ہے باہر نکل کہین

شرح یعنے مطرب کی روح تو اُس سے یہ کہتی تہی کہ اے شخص یہین رہ پڑ۔ اسی جگہ گہر بنالے اور عالم غیب سے یہ حکم آتا تہا کہ خبردار۔ بلا حصول مرتبۂ مرگ اختیاری (فنا فی الذات) عالم بقا مین قیام کرنے کی ہرگز طمع نہ کر۔ البتہ تیری روح کے پانو سے چونکہ گناہون کی لذت اور محبت ماسوے اللہ کا کانٹا نکل گیا ہے اسلیئے آیندہ عالم بقا تک پرواز کر جانا تجہپر آسان ہو جائے گا بالفعل یہان سے باہر نکلجا۔ اور دنیا مین رہکر مرگ اختیاری کا شکار ہو اُسوقت ہم خود تجہے عالم بقا کی طرف کہینچ لین گے **نکتہ** اسمین یہ اشارہ ہے کہ اے طالبان حقیقت بلا حصول مرتبۂ موتوا قبل ان تموتوا عالم معنے تک رسائی ناممکن ہے کیونکہ عالم معنی اُنہین لوگونکا مسکن ہے جو مرنیسے پہلے مر چکے ہین

در خواب گفتن ہاتف مر عمر را کہ چندین زر از بیت المال بآن مردہ کہ در گورستان خفتہ است

ترجمہ خواب مین حضرت عمرؓ سے ہاتف کا یہ کہنا کہ بیت المال مین سے اسقدر سونا اُس آدمی کو دیدو جو گورستان مین پڑا سو رہا ہے

شرح ہاتف بمعنے آواز دینے والا مشتق از ہتف بمعنے آواز دینا۔ اصطلاح مین ہاتف اُس فرشتے کو کہتے ہین جو عالم غیب سے دلمین آواز دے مطلب یہ کہ چونکہ مطرب خواب مین عالم معنوی کی سیر کرکے اپنے ازلی استعداد کے باعث مکرم اور تارک الدنیا ہو گیا تہا۔ اسلیئے خدا نے غیب سے اُسکی مدد کا سامان مہیا کر دیا کہ حضرت عمرؓ نے جو اُس زمانہ مین خلیفہ تہے اُسکے متعلق خواب دیکہا اور گورستان مین پہنچکر دینار اُسکے حوالے کیئے اور اپنے ارشادات کی برکت سے اُسے صاحب نسبت اور بالکل اللہ والا بنا دیا۔ چنانچہ آیندہ سے یہی قصہ شروع ہوتا ہے۔

	آن زمان حق بر عمر خوابے گماشت	تا کہ خویش از خواب نتوانست داشت
ترجمہ	ہو گئے اُسدم عمر مغلوب خواب	کر دیا جسنے اُنہین بے صبر و تاب

شرح یعنے جسوقت کہ پیر چنگی خواب مین عالم ارواح کے سیر کر رہا تہا اُسیوقت اللہ تعالے نے حضرت عمرؓ پر بہی ایک ایسا خواب مسلط کیا کہ اپنے آپے کو سنبہال نہ سکے۔ اور سوتے ہی بن آئی۔ اور یہ فطرتی قاعدہ ہے کہ غلبہ خواب کے وقت آدمی بے قابو ہو جاتا ہے۔

	در عجب افتاد کاین معہود نیست	این ز غیب افتاد بے مقصود نیست
ترجمہ	دلمین کہتے تہے یہ کب معہود ہے	اسمین ہے کچہ راز کچہ مقصود ہے

شرح یعنے حضرت عمرؓ کو اس طرح کے غلبۂ خواب سے تعجب ہوا کیونکہ ایسا خواب آپ کی مقررہ عادت کے خلاف تہا۔ اللہ والون کو نیند بہت کم آیا کرتی ہے اس خلاف عادت خواب سے آپنے سمجہ لیا کہ یہ عالم غیب کیطرف سے ہے

	سر نہاد و خواب بردش خواب دید	کامدش از حق ندا جانش شنید
ترجمہ	نیند مین دیکہا تماشا خواب کا	یعنے آئی حق کی جانب سے ندا

شرح پہلا خواب بمعنے نیند ہے اور دوسرا بمعنے رؤیا۔ یعنے وہ کیفیت جو روح کو نیند مین نظر آتی ہے یعنے حضرت عمرؓ سو رہے اور ایک خواب دیکھا یعنے اللہ تعالےٰ کی طرف سے خواب مین ایک ندا آئی جسکو انکی روح نے سُنا مطلب یہ کہ آپ کو خواب مین ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے عمرؓ تم ہمارے ایک خاص بندے کو جو گورستان مین پڑا سو رہا ہے بیت المال مین سے سات سو دینار خود جاکر دے آؤ۔ چنانچہ آئندہ یہ قصہ مفصل طور پر آنیوالا ہے اور اگلے شعر سے مولانا قدس سرّہ ندائے غیبی کی تعریف بیان فرماتے ہین۔

	آن ندائے کاصل ہر بانگ و نواست		خود ندا آنست و این باقی صداست
ترجمہ	وہ ندا ہے اصل ہر بانگ و نوا		ہے ندا وہ اور باقی ہے صدا

شرح یعنے حضرت عمرؓ کے گوش روح مین وہ ندا آئی جو ہر بانگ و نوا کی اصل اور حقیقی ندا ہے اور دیگر آوازین اُسکا عکس ہین (یعنے الہام روحی) اُسکے سوا اور تمام آوازین صدا ہین۔ جوہری نے اپنی صحاح مین لکھا ہے الصدا ، ہو الذی یجیبک بمثل صوتک فی الجبال۔ یعنے صدا وہ آواز ہے جو مثلاً پہاڑون مین سے کسیکے آواز کے جواب مین پلٹ کر آتی ہے اور جسکو گنبد کی صدا کہتے ہین۔ اس سے مولانا قدس سرّہ کا یہ مطلب ہے کہ متکلم حقیقی اللہ تعالےٰ ہے اور باقی آوازین یا لوگون کے کلام اُسکا عکس ہین جب اللہ تعالےٰ اپنی صفت تکلم کے ساتھ تجلی کرتا ہے تو موجودات مین قوت کلام پیدا ہو جاتی ہے حسب مضمون السنۃ الخلق اقلام الحق۔ یعنے مخلوق کی زبانین گویا خدا کے قلم ہین جسطرح قلم بلا امداد کاتب کوئی حرف نہین لکھ سکتا۔ اسیطرح مخلوق کی زبانین بلا تائید ربانی ایک حرف نہین بول سکتین۔

	ترک و کرد و پارسی گو و عرب		فہم کردہ آن ندا بے گوش و لب
ترجمہ	ترک ہو یا پارسی گویا عرب		سب نے سمجھی وہ ندا بے گوش و لب

شرح یعنے قوم ترک اور کرد اور فارس والون اور اہل حجاز مطلب یہ کہ تمام عرب و عجم نے بلا گوش خود و بلا لب متکلم ندائے الٰہی (خطاب الست بربکم) کو سُن لیا ہے اور اُسکے معنے سمجھ لیئے ہین حالانکہ اس سُننے کو حواس ظاہری یعنے کان سے کچھ علاقہ اور متکلم یعنے اللہ تعالےٰ کو آلۂ نطق ظاہری یعنے اب سے کچھ سروکار نہ تھا۔ اگر مخلوق اس خطاب کو نہ سنتی۔ تو اپنے رب کو کسیطرح نہ پہچان سکتے۔ آیت الست بربکم قالوا بلیٰ کی معنے پہلے بھی بیان ہو چکے ہین۔ یعنے جب اللہ تعالےٰ نے بروز میثاق تمام روحون کو اپنے سامنے بلا کر یہ فرمایا کہ الست بربکم۔ کیا مین تمہارا رب نہین ہون تو سب نے متفق ہو کر لفظ بلیٰ کہا یعنے یہ جواب دیا کہ ہان بیشک تو ہمارا رب ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ندا سے مراد کلمۂ کُن ہے۔ اور یہ ایسا امر ہے جسکو تمام روحین بیان سُنتے ہین اور فوراً رشاد الٰہی کو بجا لاتے ہین چنانچہ آئندہ اشعار انہین معنون کی طرف اشارہ

کرتے ہین۔ آیندہ شعر مین اسی مضمون کو ترقی دی گئی ہے۔

	خود چہ جائے ترک و تاجیک است و زنگ		فہم کردستان ندا را چوب و سنگ
ترجمہ	ماسوائے ترک و تاجیک و زنگ		اُس ندا کو جانتے ہین چوب و سنگ

شرح زنگ بمعنے زنگی و حبشی اور تاجیک عرب زادہ عجم مین بڑا ہوا ہو۔ اور وہ قوم جو عربی نہو۔ ترکی لغات مین اہل فارس کو تاجیک لکھا ہے۔ نیز تاجیک ایک ولایت کا نام ہے یعنے فہم ندائے الست بربکم یا آواز کلمۂ کُن کچھ ذی روح ترک و زنگ و عرب و فارس وغیرہ) پر ہی منحصر نہین بلکہ غیر ذی روح (نباتات و جمادات) نے بھی اس ندا کو سُنا ہے، اور ہر وقت سُنتے رہتے ہین۔ کیونکہ جمادات وغیرہ کا مطیع حکم الٰہی ہونا۔ اور وجود مین آجانا خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اُنہون نے ضرور خطاب الست بربکم اور ندائے کلمۂ کن کو سُنا ہے اگر جمادات وغیرہ خدائے واحد کو اپنا رب نہ مانتے یا خطاب کلمۂ کن نہ سُنتے تو ہرگز وجود حاصل نہ کر سکتے۔

	ہر دمے از وے ہمی آید الست		جوہر و اعراض میگویند ہست
ترجمہ	آتی ہے ہر لحظہ آواز الست		جوہر و اعراض سب کہتے ہین ہست

شرح۔ یعنے بخطاب خطاب الست بربکم عشاق عارفین کے گوش دل سے ابتک منقطع نہین ہوا۔ کیونکہ وہ جمیع مصنوعات الٰہی سے جو متجد الامثال ہین اس خطاب کے معنے سمجھ لیتے ہین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہر دم تمام جوہر و اعراض کی طرف خطاب الست آتا ہے اور یہ تمام اُسکے جواب مین ہست کہتے ہین یعنے اُنکا موجود ہو جانا۔ بلےٰ بہت کہنے کے برابر ہے بعض نسخون مین میگویند ہست ہے یعنے تمام جوہر و اعراض ندائے الٰہی کو سُنکر سرمست بادۂ توحید ہو جاتے ہین اور خلعت وجود پہنکر زبان حال سے اُسکی وحدت کا اظہار کرتے ہین۔ نیز بعض نسخون مین میگویند ہست دیکھا گیا ہے یعنے خدا کی طرف سے ہر دم ندائے الست آتی ہے اور تمام جوہر و اعراض اسی ندا کو سُنکر ہست ہو جاتے ہین۔ اِس سے معلوم ہوا کہ ندائے غیبی کو ذی روح و غیر ذی روح سب سُنتے ہین اور اُسکے معنے سمجھکر ارشاد خداوندی بجا لاتے ہین۔

فائدہ جوہر و عرض کے معنے پہلے حصہ مین بیان ہو چکے ہین۔ جوہر وہ شے ہے جو بذات خود قائم ہو اور عرض وہ جسکا قیام بواسطۂ غیر ہو مثلاً کپڑا اور اُسکا رنگ۔ جمیع اشیائے کائنات یا جوہر ہین یا عرض اسلئے اس شعر مین جوہر و عرض سے جمیع کائنات مراد ہے

	گر نہ آید بلے از ایشان نلے		آمدن شان از عدم باشد بلے
ترجمہ	گو زبان سے خود نہین کہتے بلے		اُنکا ہونا ہی بلے ہے اے فتا

شرح لطف بلے امالہ بلےٰ ہے اور اگر بمعنے اگرچہ یعنے جوہر و اعراض اور جمادات و نباتات وغیرہ کی زبان سے

گو لفظی بلے نہین نکلتا۔ لیکن انکا عدم سے وجود مین آنا بمنزلہ بلے ہے گویا یہ سب ندائے الٰہی کے معنے سمجھکر زبان حال سے بلے کہہ رہے ہین۔ نتیجہ یہ کہ جمیع اشیا ازل سے ابد تک لفظ بلے سے تر زبان ہین جسطرح خطاب الست بربکم منقطع نہین ہوا اسیطرح جواب بلے بھی منقطع نہین ہوا۔ اس خطاب کے ازل سے ابد تک غیر منقطع ہونے کا یہ سبب ہے کہ الست بربکم اور لمن الملک الیوم کا مطلب ایک ہے۔ مگر اس خطاب کو وہی لوگ سنتے ہین جو باطنی کان رکھتے ہین۔ کیونکہ وہ صاحب مقام جمع ہین اور انکے یہان ماضی و مستقبل سب حال ہے۔

	آنچہ گفتم ز آگہی چوب و سنگ		در بیانش قصہ شنو بے درنگ
ترجمہ	گرد نیل آگہی چوب و سنگ		چاہیئے تو سن یہ قصہ بے درنگ

شرح یعنے ہمنے جو یہ دعوے کیا ہے کہ ذی روح کی طرح غیر ذی روح بھی ندائے الٰہی کو سنتے اور اسکے معنے سمجھ لیتے ہین۔ اور اللہ تعالے نے چوب و سنگ کو بھی فہم و آگاہی عنایت فرما رکھی ہے اسکے متعلق ستون حنانہ کا ایک سچا قصہ سن لے۔ تاکہ تجھے ہماری بات کا یقین کامل طور پر ہوجائے۔ بعض نسخون مین آگہی کیجگہ آشنائی ہے جس سے واقفیت ندائے الٰہی مراد ہے۔ اور مطلب دونونکا ایک ہے

در بیان نالیدن ستون حنانہ از فراق پیغمبر علیہ السلام چون جماعت زیادہ شدند گفتند کہ ما روئے مبارک ترا بہنگام وعظ نمی بینیم و منبر ساختند و شنیدن رسول خدا و اصحاب نالۂ ستون را بصریح و مکالمات آنحضرت بآن

ترجمہ۔ فراق پیغمبر علیہ السلام کے باعث ستون حنانہ کے نالہ کرنے کا بیان جبکہ جماعت زیادہ ہوگئی۔ اور لوگون نے شکایت کی کہ ہم خطبۂ وعظ کے وقت آپ کا روئے مبارک نہین دیکھہ سکتے اور آپ کے لیئے منبر بنایا۔ اور پیغمبر و اصحاب کے مبارک کانون تک بصراحت نالۂ ستون حنانہ کے پہنچنے اور اسکے ساتھ رسولخدا کے ہمکلام ہونے کا ذکر

شرح۔ حنانہ مشتق از حنین بمعنے گریۂ بسیار۔ اس ستون کا قصہ صحاح مین اسطرح منقول ہے کہ رسول مقبول مدینہ مطہرہ مین اس سے تکیہ لگاکر خطبہ اور وعظ فرمایا کرتے تھے جب مجمع صحابہ زیادہ ہوگیا اور چاہا آپ منبر پر تشریف لیجائے تو وہ ستون جو اس سے پہلے تکیہ گاہ حضور رہا۔ اسطرح ٹھنک ٹھنک کر رویا جسطرح بچہ روتا ہے اسکی آواز سنکر رسول اللہ منبر سے اترے اور اس پر تسلی دینے کے لیئے اسطرح ہاتھ رکھا جسطرح ماں بچہ کو رکھتی ہے اور اپنے گلے سے لگالیا۔ ستون مذکور اس تسلی پانے کے سبب خاموش ہوگیا۔ بعدہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یہ خطبۂ وعظ کے جدائی اور تیرے الگ ہوجانے سے رویا ہے یہ فرماکر آپنے ستون سے خطاب کیا کہ اگر تو کہے تو مین تیرے لیئے سرسبز ہوجانے کی دعا کرون۔ تاکہ تجھسے لوگ فائدہ اٹھائین اور تیرے میوے کھائین اور اگر یہ منظور نہین تو مین تیرے درخت جنت بنجانے کی دعا کرون۔ ستون نے پچھلی بات کو قبول کیا۔ یہ حدیث بخاری اور ابو داؤد مین جابر رضی اللہ عنہ مروی ہے

ستون حنانہ کھجور کی لکڑی کا ستون تھا جو مسجد نبوی مین لگا ہوا تھا۔ اسکا نام حنانہ اُسی دن سے ہوا جیسے کہ فراق پیغمبر علیہ السلام مین رویا ہے اسمین منکرین کا یہ مذہب ہے کہ ستون حنانہ کا رونا واقعی رونا نہ تھا بلکہ زبان حال سے تسبیح کی آواز تھی اور اکثر اہل کلام یہ کہتے ہین کہ چونکہ جمادات مین روح نہین ہے اسلیئے ستون حنانہ کا رونا معجزہ تھا۔ کیونکہ نطق کیلئے عقل اور حیات ضروری ہے۔ لیکن اہل تصوف کا یہ مذہب ہے کہ جمادات بزبان فصیح متکلم ہوتے ہین۔ مگر انکا کلام بجز خاصان حق اور کوئی نہین سن سکتا چنانچہ مولانا قدس سرہ بھی یہی مذہب رکھتے ہین اور آیندہ اشعار مین انہی معنون کی طرف اشارہ ہے۔

	اُستن حنانہ از ہجر رسول		نالہ میزد ہمچو ارباب عقول
ترجمہ	ہجر پیغمبر میں حنانہ ستون		نالہ زن تھا مثل انسان زبون
	در میان مجلس وعظ آنچنان		کز وے آگہ گشت ہم پیر و جوان
ترجمہ	وعظ میں وہ یوں ہوا نالہ کناں		جس سے واقف ہوگئے پیر و جواں

شرح۔ اُستن بضم الہمزہ بمعنے ستون ہے اور دوسرے شعر مین آنچنان۔ نالہ میزد کے متعلق ہے۔ یعنے جب رسولخدا منبر پر بیٹھکر وعظ فرمانے لگے تو حضور کی جُدائی مین ستون حنانہ باوجود غیر ذی روح ہونے کے ذی روح کی طرح اسطرح ٹھک ٹھک کر رویا کہ مجلس وعظ مین بیٹھنے والے تمام پیر و جوان صحابہ نے اُسکے رونے کی آواز اچھی طرح سُن لی۔

	در تحیر ماندہ اصحاب رسول		کز چہ مے نالد ستون با عرض و طول
ترجمہ	تھے تعجب میں سب اصحاب رسول		یعنے روتا ہے ستون با عرض و طول

شرح لفظ با عرض و طول ہی نالد سے متعلق ہے یعنے ستون حنانہ کا نالہ سُنکر تمام صحابہ کو حیرت ہوئی کہ اسکے عرض و طول مین سے رونے کی آواز کیون آرہی ہے اور اسکے نالہ کا کیا سبب ہے نکتہ یہان سے معلوم ہوا کہ ستون حنانہ کے طول و عرض یعنے ہر رگ و ریشہ اور ہر جگہ سے نالہ کی آواز آرہی تھی۔

	گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون		گفت جانم در فراقت گشت خون
ترجمہ	بولے پیغمبر یہ کیا ہے اے ستون		وہ یہ بولا جان ہے فرقت میں خون
	از فراق تو مرا چون سوخت جان		چون نہ نالم بے تو اے جان جہان
ترجمہ	آپکی فرقت میں ہے بیتاب جان		ہجر سے روتا ہون اے جان جہان

شرح یعنے جبکہ پیغمبر علیہ السلام نے ستون حنانہ کے رونے کی آواز سُنی تو یہ فرمایا کہ اے ستون تو کیا چاہتا ہے اور تیرے نالہ کرنیکا کیا سبب ہے ستون نے جواب دیا کہ میری جان آپ کے فراق مین خون ہوگئی ہے جلگئی

ہے ایسی حالت مین کسطرح نالہ نہ کرون۔

	مسندت من بودم از من تاختی		بر سر منبر تو مسند ساختی	
ترجمہ	تھا میں پہلے تکیہ گاہ آنحضور		بیٹھے اب منبر پہ کرکے مجھ کو دور	

شرح مسند بضم المیم وہ شے جسپر بیٹھتے وقت پیٹھ لگائی جائے۔ اور مسند بفتح المیم بمعنے بالین و تکیہ گاہ اول مصرع مین بالضم دوسرے مین بالفتح یا برعکس نیز دونون مین مفتوح یا مضموم غرضیکہ ہر طرح معنے درست ہین یعنے منبر نے یہ کہا کہ اس سے پہلے عرصہ تک مین آپ کا تکیہ گاہ رہا ہون۔ اب آپنے مجھے چھوڑکر منبر کو تکیہ گاہ بنا لیا ہے۔ اور مجھسے جدائی اختیار کرلی ہے۔ اسلیئے غم فرقت مین رو رہا ہون۔

	پس سولش گفت کای نیکو درخت		اے شدہ با سر تو ہمراز نجت	
ترجمہ	بولے پیغمبر کہ اے نیکو درخت		آج تجھسے ہے ترا ہمراز بخت	

شرح یعنے پیغمبر علیہ السلام نے ستون کے جواب مین یہ فرمایا کہ اے نیک درخت تو اس مرتبہ کا ہے کہ تیرے بہر نہان کے ساتھ تیرا بخت بلند ہمراز ہے یعنے تیری بلند بختی نے تیرے دلمین اس سر نہان (نالہ) کا اتفاق کیا ہے اور اسکا نتیجہ یہ ہونیوالا ہے کہ تو محشر کے دن جنت کا درخت بنجائیگا۔

	گر ہمیخواہی ترا نخلے کنند		شرقی و غربی ز تو میوہ چنند	
ترجمہ	ہونا چاہے تو اگر نخل بریں		شرقی و غربی ہو تجھسے میوہ چین	
	یا دران عالم حقت سروے کند		تا تر و تازہ بمانی تا ابد	
ترجمہ	سرو جنت یا تجے کردے صمد		تا تر و تازہ رہے تو تا ابد	

شرح۔ یہ دونو شعر بطور قطعہ بند خلاصۂ جواب پیغمبر علیہ السلام ہین اور پہلے شعر مین چنند مخفف چیند ہے مشتق از چیدن یعنے رسول علیہ السلام نے ستون مذکور کو تسلی دینے کے لیئے یہ بشارت دی کہ اے ستون دو باتون مین سے ایک کو اختیار کرلے۔ اگر تو ہمیشہ دنیا مین رہنا چاہتا ہے تو مین تیری دعا کرون جسکی برکت سے خدا از سر نو سرسبز کرکے تجھے کھجور کا ایک عالیشان درخت بنا دے کہ تیرے میوہ سے تمام شرقی و غربی ہمیشہ فائدہ اٹھاتے رہین اور تو قیامت تک بیخوف خزان ہرا بھرا رہے۔ اور اگر یہ منظور نہین تو اسکو قبول کر کہ اللہ تعالے تجکو قیامت کے دن سرو جنت بنا دے اور تو جنت مین تا ابد تر و تازہ رہے۔

	گفت آن خواہم کہ دائم شد بقاش		بشنو اے غافل کم از چوبے مباش	
ترجمہ	بولا وہ منظور ہے دائم بہار		کم نہ ہو لکڑی سے اے غفلت شعار	

شرح یعنے ستون نے دوسری بات (سرو جنت ہونے) کو پسند کیا۔ اور دنیوی سرسبزی کو چھوڑکر بقائے دائمی

اختیار کی اور یہ کہا کہ مین سرد جنبت ہونا چاہتا ہون جسکی بقا دائمی ہے۔ دوسرا مصرع بطور تنبیہ اہل غفلت مولانا کا مقولہ ہے یعنے ایمخاطب غافل اس جماد نے دنیائے فانی اور اسکی بہار چند روزہ کو چھوڑکر عالم بقا کو اختیار کیا افسوس تو عاقل اور ذیروح ہوکر دار فنا کو اختیار کیے ہوے ہے۔ تو معلوم ہو تو جماد سے بھی بدتر ہے

	آن ستون را دفن کرد اندر زمین		تا چو مردم حشر گردد یوم دین
ترجمہ	اُسکو گاڑا آپنے زیر زمین		شکل مردم تا وہ اُٹھے یوم دین

شرح یعنے پیغمبر نے ستون کا جواب سُنکر اُسے زمین مین دفن کرا دیا تاکہ قیامت کے دن آدمیون کی طرح اسکا بھی حشر ہو اور داخل جنت ہو جائے سبحان اللہ اس ستون کی کیا اچھی تقدیر تھی۔

	تا بدانی ہر کرا یزدان بخواند		از ہمہ کار جہان بے کار ماند
ترجمہ	تاکہ ظاہر ہو کہ مطلوب خدا		کام سے دنیا کے رہتا ہے جدا

شرح یہ شعر اُس ستون کے زمین مین دفن کرنے کی علت ہے یعنے رسول اللہ نے اسلیئے اُسکو دفن کرکے عالم برزخ مین پہنچا دیا کہ لوگون کو معلوم ہو جائے کہ جسکو اللہ تعالے نے اپنی طرف کھینچ لیا وہ عالم دنیا کے مشغلون سے فارغ ہو جاتا ہے اور عشق مین فنا کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔

	ہر کرا باشد ز یزدان کار و بار		یافت بار آنجا و بیرون شد ز کار
ترجمہ	ہو خدا کے ساتھ جسکا کار و بار		کام کا رہتا نہین انجام کار

شرح۔ کار و بار بمعنے شغل ہے اور بار بمعنے رخصت و دخل ہے یعنے جو شخص خدا سے مشغول ہو جاتا ہے۔ وہ عالم غیب مین دخل پا جاتا ہے اور دنیوی کام سے جاتا رہتا ہے۔ چنانچہ اوپر کے حال کو دیکھ لیجے۔

	وانکہ او را نبود از اسرار داد		کے کند تصدیق او نالۂ جماد
ترجمہ	اور جسے نا دا قفت اسرار دین		نالۂ بیجان یقین کرتا نہین

شرح داد۔ بمعنے حصہ و نصیب و عطاے الٰہی ہے۔ یعنے جس شخص کو فہم اسرار کا حصہ ازل سے نہین ملا وہ جمادات کی گویائی و فہم۔ اور اُنکے کلام و نالہ کی تصدیق نہین کر سکتا۔ بلکہ تکذیب یا جھوٹی سچی تاویل سے کام لیتا ہے

	گوید آرے لے ز دل بہر وفاق		تا نگویندش کہ ہست اہل نفاق
ترجمہ	وہ کہا کرتا ہے۔ ہان۔ بہر وفاق		تا نہ کہہ بیٹھے کوئی۔ اہل نفاق

شرح یعنے جو شخص تکلم جماد کی قلبی تصدیق نہین کرتا وہ دبی زبان سے یون کہا کرتا ہے کہ ہان تسبیح جمادات حق ہے اور اسکا یہ کہنا بھی لوگون کے ساتھ اتفاق کرنے کے لیے ہے تاکہ لوگ طعن نہ کرین اور منافق نہ کہین ورنہ وہ فی الواقع تسبیح قہری کا بھی قائل نہین۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

	کر نبندے واقفان امر کن		در جہان رد گشتہ بودے این سخن
ترجمہ	گر نہوتے واقفان امر کن		جھوٹ ہو جاتا جہان مین یہ سخن

شرح نبندے بمعنے نبودندے ہے اور ضمیر فاعل یا جمادات کی طرف راجع ہے یا واقفان خود اسکا فاعل ہے یعنے اگر جمادات و نباتات امر کن کو نہ سمجھتی اور اسکے سننے سے مطیع ہو کر موجود نہو جاتے۔ یا یہ کہ اولیاء اللہ اور عارف جو امر کن کے بھید سے واقف ہین دنیا مین موجود نہوتے اور جمادات وغیرہ کا کلام بطور کشف یا اخبار الٰہی کے نہ سنتے تو کلام جمادات وغیرہ کے متعلق عقیدہ رکھنا بالکل مردود اور باطل ہو جاتا مگر چونکہ جمادات خود امر کن سے واقف ہین اور مسخر حکم ہو کر موجود ہو جاتے ہین یا عارف جہان مین موجود ہین اسلیئے اجماد کلام کرنا مردود نہین ہو سکتا گو منکرین اور محجوب اس سے انکار کیا کرین نکتہ جمادات کا کلام کرنا بخاری اور ابو داؤد کی مذکورۂ بالا حدیث سے (جو قصہ ستون حنانہ کے متعلق ہے) اچھی طرح ثابت ہو چکا ہے۔ اس سے قطع نظر قرآن مجید مین یہ آیت موجود ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ یعنے کوئی شئے ایسے نہین جو خدا کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر اے لوگو تم جمیع اشیا کی تسبیح کو سمجھ نہین سکتے۔ چونکہ شے کا اطلاق عموم معنے کے سبب لاشے پر بھی ہو سکتا ہے اس لیئے شے تو شے۔ لاشے بھی خدا کی تسبیح کرتے ہو تو کچھ تعجب نہین دوسری آیت یہ ہے فَسُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ یعنے پاک ہے وہ ذات جسکے قبضہ مین ہر چیز کی بادشاہت ہے شیخ نجم الدین کبریٰ نے اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہے کہ لفظ ملکوت بمعنے آخرت ہے اور آخرت کی شان مین یہ آیت نازل ہوی ہے وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ۔ یعنے دنیا کی زندگی ایک کھیل اور مشغلہ ہے اور دار آخرت البتہ واقعی زندگانی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہر ذرہ مین زندگی اور لسان ملکوتی موجود ہے۔ تیسری آیت یہ ہے فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ کَرْهًا قَالَتَا اَتَیْنَا طَائِعِیْنَ یعنے جب اللہ تعالےٰ نے آسمان و زمین کو یہ حکم دیا کہ تم خوش ہو یا ناخوش۔ مگر دونون کے دونو عدم سے وجود مین آجاؤ۔ تو آسمان و زمین نے جواب دیا کہ ہم دونون نے خوشی سے بفرمان حکم مان لیا اور عدم سے وجود مین آگئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ زمین و آسمان مین قوت ناطقہ موجود ہے

	صد ہزاران زاہل تقلید و نشان		افگند شان نیم وہمے در گمان
ترجمہ	ہین ہزارون اہل تقلید و نشان		وہم نے جنکو کیا ہے بد گمان

شرح یعنے جمادات کا کلام اور فہم ندائے الٰہی حق اور قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ لیکن تاہم لاکھون اہل تقلید (اپنی نظر اور اپنے فکر کے پیرو) اور اہل نشان (علامات و اسباب کے قائل) ایسے موجود ہین جنکو تھوڑا سا وہم عقلی بدگمانی مین ڈالدیتا ہے اور وہ کلام جمادات کے منکر ہو جاتے ہین گمان سے گمان بد اہل نشان سے صاحب اسباب و علامات جو کسی سبب کو بلا سبب اور معلول کو بلا علت اور مؤثر کو بلا اثر اور مدعا کو بلا دلیل نہین مانتے اور

اہل تقلید سے اپنی عقل و فکر کے مقلد مراد ہین البتہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا نائبان پیغمبر کے مقلد اس بد گمانی سے بچے ہوے ہین ہان جنکی تقلید مضبوط نہین وہ پھسل جاتے ہین۔

	کہ ظن تقلید و استدلال شان		قائمست و جملہ پر وبال شان
ترجمہ	ظرف ظنی اُن کا استدلال ہے		محض وہی جملہ پر وبال ہے

شرح یہ شعر گزشتہ مدعا کی دلیل ہے۔ یعنے یہ لوگ اسلیے گمان بد مین پڑ جاتے ہین۔ کہ انکی تقلید اور انکا استدلال ظنی ہے یعنے انہی کے گمان کا نتیجہ ہے اور تمام پر وبال یعنے انکا علم و قدرت بھی ظنی ہے۔ اسلیئے مرتبۂ یقین تک نہین پہنچتی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا یعنے یہ نہین ہو سکتا کہ گمان یقین کا قائم مقام ہو کر اُس سے بے پروا کر دے بلکہ گمان اور یقین مین بہت بڑا فرق ہے۔ دوسری آیت یہ ہے کہ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ یعنے بعض گمان کبیرہ گناہ کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے۔

	شبہ مے انگیزد آن شیطان دون		در فتند این جملہ کوران سرنگون
ترجمہ	ڈالتا ہے دلمیں شک شیطان دوں		جس سے گر پڑتے ہیں اندھے سرنگون

شرح یعنے مقلدان فکر و عقل کے دلمین شیطان شبہ ڈالکر ان دل کے اندھون کو اوندھے منہ گمراہی کے کنوین مین دھکا دیدیتا ہے۔ اِسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص یون کہے کہ مین بینا ہون۔ اور دوسرا شخص جواب دے کہ تمہارے آگے کوان ہے ذرا بچے رہنا۔ پھر وہ کہے کہ تم غلط کہتے ہو کنوان ہوتا تو ہمین نظر آتا۔ حالانکہ کنوان جھاڑیون مین چھپا ہوا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ شخص استدلال ہی کے بھروسے کنوین مین جا رہا۔

	پائے استدلالیان چوبین بود		پائے چوبین سخت بے تمکین بود
ترجمہ	پائے استدلالیاں لکڑی کا ہے		پانو یا جالا کوئی مکڑی کا ہے

شرح یعنے پیروان عقل اور ہر مدعا کی دلیل ڈھونڈنے والے اور جنتی لوگ گویا لکڑیکا پانو لگا کر زمین پر چلتے ہین (جیسا بازیگر تماشا دکھانے کے لیئے لکڑی کے پانو سے چلا کرتے ہین) اور یہ ظاہر ہے کہ لکڑی کا بنا ہوا پانو نہایت ناپائدار ہوتا ہے جس سے آدمی صرف دو چار قدم چل سکتا ہے۔ اِسیطرح استدلالیون کی جھتین دو چار قدم چلکر رہجاتی ہین کیونکہ بمقتضائے فوق کل ذی علم علیم، ایک عالم دوسرے عالم کی عقلی دلیلون کو توڑ سکتا ہے جیسا کہ حکمائے الٰہیون نے دہریون اور طبیعیون کی اور علمائے متکلمین نے آلہیون کی اکثر دلیلون کو توڑ دیا ہے مطلب یہ کہ عقلی استدلال مفید یقین نہین ہو سکتا۔ البتہ نقلی استدلال روحی و الہامی کا پانو اسقدر مضبوط ہے کہ پہاڑ کی طرح ڈگمگانا ہی نہین جانتا۔ کیونکہ نقلی دلیل خدا اور اُسکے رسولون کا کلام ہوتا ہے۔ اور خدا اپنے کلام کی نسبت خود فرماتا ہے کہ لا مبدل لکلماتہ۔ یعنے خدا کے کلمات کو کوئی نہین بدل سکتا۔

	غیر آن قطب زمان دید ور	کز ثباتش کوہ گردد خیرہ سر
ترجمہ	ماسوائے قطب دہیر دیدہ ور	کوہ جسکے روبرو ہیں خیرہ سر

شرح یعنے عقلی دلائل پیش کرنیوالون کا پانو لکڑی کا بنا ہوا ہوتا ہے مگر قطب زمان یعنے ولی کامل اور صاحب نظر باطنی کا پانو ایسا نہین ہوتا۔ بلکہ اسکی ثابت قدمی سے پہاڑ حیران ہین (خیرہ سر بمعنے حیرت زدہ) کیونکہ ولی کامل اور قطب زمانہ کا استدلال مشاہدۂ حق سے ہوتا ہے۔ اسلیئے پائے چوبین کے مانند نہین ہوسکتا۔

	پائے نابینا عصا باشد عصا	تا نیفتد سرنگون او بر حصا
ترجمہ	پائے نابینا عصا ہے بالیقیں	سنگریزوں پر نہ گرجائے کہیں

شرح یعنے محجوب (ناواقف اسرار) اور غیر صاحب کشف کے لیے جو مانند نابینا ہے دلائل کا پیش کرنا ایسا ہے جیسا اندہے کے ہاتہہ مین لکڑی کہ بمنزلۂ پائے نابینا ہو جاتی ہے اگر لکڑی نہو تو اندہا سنگریزون پر ہونکر منہ گر پڑے اسیطرح وہ دلائل جو اثبات مسائل شرعیہ کے لیے پیش کیے جاتے ہین عوام اور غیر صاحب کشف کے لیئے ہین۔ اگر دلائل نہون تو عام آدمی چاہ ضلالت مین گرجائے۔ البتہ عارفین کے لیئے دلائل کی کچہ ضرورت نہین کیونکہ وہ مشاہدہ اور کشف سے ہر شے کو معلوم کر رہے ہین حصا بالفتح جمع حصات ہے بمعنے سنگریزہ ہا

	آن سوارے کو سپہ را شد ظفر	اہل دین را کیست سلطان بصر
ترجمہ	وہ سوار یکہ سالار ظفر	اہل دین میں کون ہے شاہ بصر

شرح۔ اہل دین را بدل ہے لفظ سپہ را کا۔ یعنے وہ سوار جو سپاہ اہل دین کے لیے ظفر اور پشت پناہ ہے کون ہے؟ یہانتک سوال ہے۔ اور لفظ سلطان بصر (بادشاہ بصیرت ظاہری و باطنی) اسکا جواب مطلب یہ کہ وہ سوار سلطان بصر یعنے حضرت خیر البشر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور انکے خلفائے راشدین۔ اور اولیاء اللہ ہین جو مخلوقات کے لیے بمنزلۂ چشم اور بادشاہ ملک معنوی ہین۔ جنہون نے اپنی رعایا (مخلوقات) کو مکر شیطان اور بدگمانیون سے بچنے کے طریقے بتائے ہین۔ اور جنکے دلائل پائے چوبی نہین بلکہ پہاڑ سے زیادہ مضبوط ہین

	با عصا کوران اگر رہ دیدہ اند	در پناہ خلق روشن دیدہ اند
ترجمہ	دیکھتے ہیں کور گو لکڑی سے راہ	چاہئے پر آنکھ والوں کی پناہ

شرح پہلے مصرع مین لفظ دیدہ ماضی قریب ہے مشتق از دیدن۔ اور دوسرے مین روشن دیدہ وصف ترکیبی ہے بمعنے روشن چشم۔ اسلیئے قافیہ معیوب نہین رہا۔ مطلب شعر یہ ہے کہ اگرچہ عام اور ناواقف اسرار لوگ کسی دلیل کے ذریعہ سے راہ حق تک پہنچ جاتے ہین۔ مگر یون سمجہ لو کہ یہہ سب اس مخلوق کی پناہ ہین مین جو روشن

بصر ہے یعنے اُنکو انبیاء علیہم السلام کے راہ بتانے سے سیدہا رستہ ملگیا ہے۔ کیونکہ مقدمات دلیل اگر قرآن و حدیث سے لے گئے تو اُنکا نتیجہ عین صواب اور حق ہے۔ چنانچہ فقہا اور ائمہ دین کے دلائل اسی قبیل سے ہین اور اگر قرآن و حدیث سے نہین لیے گئے تو دلائل اہل فلاسفہ کی طرح اُنکا نتیجہ فاسد اور اکثر جگہ مبنی بر خطا ہوتا ہے خلق روشن دیدہ سے انبیاء علیہم السلام کی طرح اُنکے پیرو یعنے اولیاء اللہ بھی مراد ہو سکتے ہین۔ نیز اس شعر کے دوسرے معنے یہ ہین کہ اگرچہ اندھے لکڑی کے سہارے سے رستہ ڈھونڈ لیتے ہین مگر تاہم اُنہین آنکھون والون ہی کی پناہ مین رہنا پڑتا ہے۔ کیونکہ اگر رستہ چلتے وقت کسی اندھے کو کوئی آنکھون والا ان الفاظ کے ساتھ متنبہ نہ کرے کہ **میان نابینا لکڑی کے ہاتھ کو** تو وہ جگہ جگہ ٹھوکر کھائے کبھی گڑھے مین گرے۔ اور کبھی گارے کیچڑ مین۔ اور اُسکی لکڑی بالکل بیکار ثابت ہو۔ ان معنون کے لحاظ سے نتیجہ یہ نکلا کہ وہ حجتی لوگ جو انبیاء اولیاء اور علمائے حقانی کی تنبیہ اور رہنمائی سے متنبہ نہین ہوتے اور اپنی لکڑی (استدلال ضعیف) کے بھروسہ پر چلتے ہین وہ ضرور ٹھوکرین کھاتے ہین۔

	گر نہ بینایان بدندی در جہان		**جملہ کوران خود بمردندے عیان**
ترجمہ	اگر نہوتے دیدہ ور اے پُر شعور		جسقدر اندھے ہین مر جاتے ضرور

شرح اسی گذشتہ مطلب کی توضیح ہے۔ یعنے اگر جہان مین آنکھون والے اور بادشاہان بصارت نہوتے تو یہ ظاہر ہے کہ تمام اندھے لکڑا لکڑا کے مر جاتے۔ اسیطرح اگر بندگان عالم یعنے (اولیاء) اور بادشاہان بصارت ظاہری و باطنی (انبیاء علیہم السلام) دنیا مین تشریف نہ لاتے تو سب اہل ظاہر اور حجتی جہالت اور گمراہی کے کنوون مین گر کر مر رہتے۔

	نے ز کوران کشت آید نے درو		**نے عمارت نے تجارتہا و سود**
ترجمہ	اندھے کر سکتے نہین کچھ کھیت کیار		فائدے کا کام ہو یا بیوپار

شرح درود۔ حاصل مصدر بمعنے بریدن غلہ یعنے جسطرح اندھے بلا امداد غیری نہ کھیت کیار کر سکتے ہین نہ عمارت کے کام ہین نہ تجارت کے اور نہ کوئی زبردست فائدہ حاصل کر سکتے ہین۔ اسیطرح عوام اور مجوبین بلا اتباع انبیاء و اولیاء و علمائے دین نہ طاعت سے فائدہ اُٹھا سکتے ہین نہ عبادت سے۔ نہ فرض ادا کر سکتے ہین۔ نہ نفل۔ نہ اُنکی خیرات قبول ہے نہ صدقات۔

	گر نکردے رحمت و افضال شان		**در شکستی چوب استدلال شان**
ترجمہ	اگر نہ خوگر ہوتے وہ افضال کے		شکستے ہوتے چوب استدلال کے

شرح پہلے مصرع مین ضمیر شان بجانب انبیا۔ اور دوسرے مین استدلالیون کی طرف راجع ہے۔ یعنے اگر انبیاء اور

اُنکے خلفا کی نظر رحمت اور نظر فضیلت نہوتی تو استدلالیون کی عصا ٹوٹ جاتے اور وہ سب ہلاک ہوجاتے جسطرح نابینا بلا عصا ہلاک ہوجاتا ہے۔ کیونکہ اگر انبیا نہوتے تو اُنپر احکام الٰہی بھی نازل نہوتے جو عین استدلال ہین۔ بلکہ قیاسات اور نظر فکری پر استدلال کا انحصار ہوجاتا (جیسا کہ اہل فلاسفہ کا مذہب ہے) اور یہ ظاہر ہے کہ صرف عقلی استدلال جنسے راہ حق نہین ملسکتی باعث کفر و ہلاکت ہین دیکھیے لیجے حضرت عیسے اور آنسرور کائنات علیہما السلام کے مابین زمانۂ فترت مین صرف عقلی استدلال کے باعث کسقدر کفر و شرک تثلیث پرستی اور بت پرستی پھیل گئی تھی۔ بعض نسخون مین شان کیجگہ تان (جمع تو) بمعنے شما ہے اور پہلے مصرع مین افضالتان بمعنے افضال بر شما ہے۔

	این عصا چہ بود قیاسات دلیل		آن عصا کہ داد شان بنیا جلیل	
ترجمہ	یہ عصا کیا ہے قیاسات اور دلیل		دینے والا انکا ہے بنیا جلیل	

شرح یعنے جس عصا کا ہم ذکر کر رہے ہین اور جو استدلالیون کو دیا گیا ہے یہ کونسا عصا ہے؟ یہ قیاسات اور دلائل ہین جو بمنزلۂ عصا یا اندھے کی لکڑی ہین اور جن سے الزام خصم مقصود ہوتا ہے اور یہ وہ عصا ہے۔ جو اُنکو بصیر اور جلیل (اللہ تعالے) نے اسلئے عنایت فرمایا ہے کہ اُسکی امداد یعنے عقلی دلائل کے سبب اثر سے موثر کو مخلوق سے خالق کو اور مصنوع سے صانع کو پہچانین۔ اور خالق و مخلوق کے مابین احکام الٰہی سُنانے کو ایک سفیر خاص یعنے پیغمبر کی ضرورت کو معلوم کرکے کلام الٰہی کی حقیقت پر ایمان لائین یہ استدلالی باعقلی عصا اسلئے نہین دیا گیا کہ انبیاء کی تکذیب اور حشر و نشر کا انکار کیا جائے۔

	چون عصا شد آلت جنگ و نفیر		آن عصا را خرد بکن اے ضریر	
ترجمہ	جب عصا ہو آلۂ جنگ و نفیر		توڑ دے تو اُس عصا کو اے ضریر	

شرح یعنے چونکہ استدلال اور قیاسات آلہ الزام خصم ہین اسلئے انکا انجام اکثر نفسانیت کی طرف راجع ہوجاتا ہے۔ اسلئے یہ عصا توڑنے یعنے استدلال اور قیاسات چھوڑنے کے قابل ہین کیونکہ جب نفسانیت غالب آگئی تو آدمی کسیکام کا نہ رہا۔ اسلئے امام اعظم نے متکلمین کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے کیونکہ متکلم دشمن پر غلبہ چاہتا ہے اور اکثر صفات حق مین استدلال کرتے وقت لغزش ہوجاتی ہے جسکا انجام کفر یا قریب کفر تک پہنچ جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ اے اندھے جب تیرا عصائے عقل آلۂ جنگ (لڑنے جھگڑنے کا آلہ) اور آلۂ نفیر (قیل وقال و حجت بمعنے کا باعث) ہو گیا۔ اور تو احکام انبیاء اولیاء کے مقابلہ مین اپنے عقل سے دلیلین لیکر لگا تو اس عصا کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈال نفیر یہان بمعنے آواز یعنے حجت و قیل و قال ہے۔ جو اکثر لڑنے جھگڑنے والون اور حجتین پیش کرنے والون باطل گویون کا شیوہ ہے

	اوعصاتان داد تا پیش آید		آن عصا از خشم ہم بروے زدید
ترجمہ	اُس نے لکڑی دی کہ تم آگے چلو		تم نے مارا خود اُسی کو جا بجا

شرح۔ تان یعنے شما سے اہل فلاسفہ اور تاویل باطل کرنے والون کی طرف خطاب ہے۔ یعنے اللہ تعالے نے استدلال اور قیاسات کی قوت اور عقل کا عصا اسلئے دیا ہے کہ اُسکے احکام اور اُسکے رسول کی اطاعت کرو تم اسکے برخلاف اُس عصا سے دینے والے کو مارنے لگے۔ یعنے احکام خدا اور رسول کا انکار کرکے اللہ تعالے کو ایذا پہنچانے لگے۔ حالانکہ یہ عصا اسلئے نہین دیا گیا تہا **فائدہ** متقدمین فلاسفہ نے خدا اور اُسکے رسول کے اقوال احکام سے بالتصریح انکار کیا ہے۔ اور اہل اسلام کے فلسفیون اور بعض متکلمین نے لغو اور باطل تاویلین کرکے عصائے استدلال کو بُری طرح استعمال کیا ہے سچے ایمان والون کا فرض ہے کہ احکام خدا اور رسول کو بلا تاویل قبول کرین۔ اور عصائے استدلال کو کلام الٰہی اور حدیث کے مطابق استعمال مین لائین اور اس نعمت یعنے عصائے عقل و استدلال کے دیئے جانے کا شکریہ ادا کرین جیسا کہ فقہائے اسلام اور ائمہ مجتہدین و محدثین نے کیا ہے

	حلقۂ کوران بچہ کار اندرید		دید بان را در میانہ آورید
ترجمہ	ہائے اندہو۔ کرتے ہو کیا واہیات		ایک بنیا درمیان ہو تو ہے بات

شرح یعنے اے فلسفیو اے اندہون کی جماعتو کیے دیدبان (صاحب بصیرت قلبی) یعنے پیغمبر یا خلیفۂ نبی برحق کو درمیان لاؤ ورنہ محض استدلال سے تمہین کچہ حاصل نہوگا۔ اور راہ حق ہرگز نہ ملیگی۔

	دامن او گیر۔ کو دادت عصا		در نگر کادم چہا دید از عصے
ترجمہ	لکڑی دینے والیکے دامن کو تھام		حال آدم دیکھ لے اے فتنہ کام

شرح یعنے اے اندہے فلسفی اپنے عصائے عقلی کو توڑ دے اور متمسک بحبل اللہ ہو۔ یعنے جسنے تجھے عصائے عقل عنایت فرمایا ہے اُسی معبود برحق کا دامن پکڑ اور مطیع امر و نہی الٰہی رہ کیا تو نے حضرت آدم کا حال نہین دیکھا کہ استدلالی عصا سے اُنپر کیا کیا مصیبتین گذرین حضرت آدم کا استدلال عقلی یہ تہا کہ اُنہون نے لاتقربا ہذہ الشجرۃ کی نہی تحریمی کو تنزیہی سمجہا۔ اور مورد عتاب ہوے دوسرے مصرع مین عصے فعل ماضی ہے اور اُس آیت کی طرف اشارہ ہے وعصیٰ آدم ربہ فغوٰے یعنے حضرت آدم گیہون کہانے کے متعلق اپنے خدا کے فرمان کو بہول گئے اور شیطان کے کہنے اور قسمین کہانے کے سبب بہک گئے قصۂ حضرت آدم کی مفصل شرح پہلے گذر چکی ہے

	چون عصا شد مار و استن باخبر		معجزہ موسےٰ و احمد در نگر
ترجمہ	نالہ گر استن عصا تہا اژدہا		معجزہ یہ موسی و احمد کا تہا

شرح یہ شعر توضیح کے طور پر مضمون سابق کی تمثیل ہے جس سے غیر ذی روح اور جمادات کے زندہ ہونے اور کلام کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ اور حاصل مطلب یہ ہے کہ اے فلسفی اپنے دلائل عقلیہ کو چھوڑ اور پیغمبروں کے معجزوں کو دیکھ کہ مافوق طاقت بشری اور خلاف عقل اہل فلسفہ ظاہر ہو چکے ہیں اے ہیے کے اندھے یہ بتا کہ حضرت موسے کا عصا کیونکر سانپ بن گیا اور ستون حنانہ نے پیغمبر آخرالزمان سے کلام کیا ہے۔ کیا تو اپنی عقل کے مطابق ایسے صریح معجزوں کا انکار یا اُنکی تاویل کریگا؟ نتیجہ یہ کہ عقلی دلائل کو چھوڑ دے اور معجزات کی طرف نگاہ کر تاکہ رسولوں کی تصدیق تیرے دلمیں جاگزین ہوکر تجھے سچا مومن بنا دے۔

	از عصا مارے واز استن حنین	پنج نوبت میزنند از بہر دین	
ترجمہ	وہ عصائی موسوی اور یہ حنین	دونوں ہیں نوبت زن دین متین	

شرح حنین بمعنے گریہ و نالہ۔ اور پنج نوبت زدن بمعنے اظہار جاہ و سلطنت کرنا اور پنج نوبت وہ نوبت و نقارہ جو شب و روز میں بادشاہوں کے دروازے پر بجتا ہے۔ نیز پنج نوبت۔ دہل نقارہ۔ بانسلی، و مامہ۔ طاس یعنے بجانے کی پانچ چیزوں کو کہتے ہیں اور پنجگانہ نماز کی اذان کا نام بھی پنج نوبت ہے مطلب شعر یہ ہے کہ عصائے موسے کا سانپ بنجانا اور ستون حنانہ کا نالہ کرنا گویا نوبت و نقارہ بجاکر دین حق کا اظہار کر رہا ہے اور اسسے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کی عنایت کیے ہوے معجزے تصدیق رسالت کی روشن دلیلیں ہیں اور خلاسفہ یا منکرین کا ماننا یا اُن معجزوں کی باطل تاویلیں کرنی علامت کفر ہے۔ کیونکہ معجزہ وہی ہے جو خلاف عادت و خلاف عقل حد طاقت بشری سے خارج ہو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالے جھوٹے کے ہاتھوں سے ہرگز معجزہ نہیں دکھاتا۔ اس سے ثابت ہوگیا کہ پیغمبر اور اُنکے معجزے برحق ہیں اور جو لوگ خلاف عقل ہونے کے سبب معجزات یا خرق عادات کو نہیں مانتے وہ گمراہ اور کہلے کافر ہیں نیز اگر پنج نوبت سے پانچ وقت کی اذان مراد ہے تو شعر ہذا کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ اے کم عقل معترض اگر تو نے ستون حنانہ کا رونا اور عصا کا سانپ ہوجانا نہیں دیکھا تو مسجدوں کے ستون یعنے مینار دیکھ لے جنمیں سے حنین یعنے اذان کی آواز پانچوں وقت آتی ہے اور یہ معجزہ دائمی ہے۔ جو دیگر پیغمبروں کے معجزوں کے خلاف قیامت تک باقی رہیگا۔ غور سے دیکھا جائے تو فی الواقع اذان بہت بڑا معجزہ ہے جس سے ہفت اقلیم میں پیغمبر آخرالزمان کی صداقت کا ڈنکا بج رہا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے جن مندروں میں سنکھ اور کلیساؤں میں ناقوس بجائے جاتے تھے اب وہاں سے اشہدان لا آلہ الا اللہ و اشہدان محمد رسول اللہ کے نعرے بلند ہو رہے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ ایسا رسول جسکے دین کی طرف مختلف ممالک مختلف مذاہب مختلف طبائع کے مخلوق۔ بلا طمع نفسانی اس زور و شور کے ساتھ کھینچ آئے اور مسخر ہوجائے کہ دیکھنے والوں اور سننے

بڑے عقلمندون کو حیرت ہو ہرگز جھوٹا نہین ہوتا۔

	اگر نہ نامعقول بودے این مزہ		کے بدے حاجت بچندین معجزہ
ترجمہ	سچ ہے گر آتا سمجھ مین یہ مزہ		تو نہوتی حاجت صد معجزہ

شرح لفظ نامعقول سے اصطلاحی نہین بلکہ لغوی معنے مراد ہین یعنے خلاف عقل اور مزہ سے لذت شریعت الٰہی وطریق رسالت پناہی مراد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شریعت عقل پر مبنی نہین ہوتی بلکہ اسکے بہت سے احکام خلاف عقل ہوتے ہین چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اگر احکام شرع عقل پر مبنی ہوتے تو موزون کا مسح پشت پا کی طرف سے نہین بلکہ کف پا کی طرف سے مشروع ہوتا کیونکہ چلتے پھرتے اور رستہ مین آتے جاتے ملوے ہی زمین پر ملا کرتے ہین۔ غرضیکہ شریعت کے اکثر احکام خلاف عقل ہوتے ہین۔ اگر خلاف عقل نہوتے تو ہر شخص مان لیتا اور سارے جہان مین کوئی نام کو بھی کافر نہ رہتا (کیونکہ تھوڑی بہت عقل ہر شخص کو دیگئی ہے) اور نہ پیغمبرون کو اسقدر معجزے دکھانے کی ضرورت پڑتی کیونکہ معجزے تصدیق کے لیئے ہوتے ہین احکام شریعت اگر ٹھیک عقل کے مطابق ہوتے تو لوگون کی عقل بلا تامل خود بخود اُنکو تسلیم کرلیتی۔ اس باب مین اصل نکتہ یہ ہے کہ رسولون پر دونوطرح کے احکام نازل کیے گئے ہین۔ بعض مطابق عقل ہین اور بعض خلاف عقل۔ جو مطابق عقل ہین اُنکے ماننے مین تو کچھ تامل ہی نچاہیئے۔ اور جو خلاف عقل ہین اُنمین اتباع رسول لازم ہے ورنہ انجام کفر ہے

	ہرچہ معقولست عقلت مے خرد		بے بیان معجزہ بے جزر و مد
ترجمہ	عقل مین آجاتی ہے معقول بات		معجزہ ہے کیا ضرور اے خوش صفات

شرح جزر و مد جوار بہاٹا یعنے دریا کے پانی کی کمی بیشی یہ شعر مضمون سابق کی توضیح ہے یعنے جو چیز مطابق عقل ہے اُسکو تیری عقل بلا اظہار معجزہ اور بلا کمی بیشی خود بخود قبول کرلیتی ہے۔ گفتگو تو اُن احکام مین ہے جو خلاف عقل ہون۔ اے مخاطب ایسے احکام مین اتباع رسول اور تقلید علمائے حقانی لازم ہے۔

	این طریق نکر نامعقول بین		در دل ہر مقبلے مقبول بین
ترجمہ	یہ خلاف عقل رستہ میرے جان		ہے قبول خاطر کل مقبلان

شرح نکر بمعنے مکروہ وناپسندۂ عقل بعض نسخون مین نکر کی جگہ بکر ہے بمعنے طریقۂ نو۔ و خلاف عقل اور این طریق کا اشارہ دونون صورتون مین احکام شریعت کی طرف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ طریقۂ مکروہ وناپسندۂ عقل یا یہ طریقۂ جدید و مخالف عقل (یعنے راہ شریعت) نامعقول یعنے خلاف عقل ہے اور معقولی نہین بلکہ منقولی ہے اسلیئے اتباع رسول اور تقلید نائبان پیغمبر واجب ہے۔ نتیجۂ شعر یہ ہے کہ نطق جمادات عقل سے تعلق نہین رکھتا بلکہ کشف وکرامت سے معلوم ہوتا ہے اور اس طریقہ کو منکر ان نامعقول بتلایا کرین۔ مگر مقبولان بارگاہ خداوندی تہ دل

سے قبول کر چکے ہین - اور گرد مین خلاف عقل احکام کے مان لینے کو جھکی ہوے ہین

	انچنان کز بیم آدم دیو و دد	در جزائر در رمیدند از حسد	
ترجمہ	جسطرح آدم کے ڈر سے دیو و دد	ہین جزیرون مین نہان بہر حسد	
	ہم ز بیم معجزات انبیا	سر کشیدہ منکران زیر گیا	
ترجمہ	انبیا کے معجزون کا ہے یہ ڈر	گھاس مین چھپتے ہین منکر سر بسر	

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین - دیو و دد - جنات اور درندے - اور حسد بمعنے دشمنی و خوف ضرر - دوسرے شعر مین گیا مخفف گیاہ ہے بمعنے گھاس - اور گیاہ سے مراد حجاب عقل ہے جو نہایت ضعیف اور گھاس کی مانند ہے مطلب یہ جسطرح حضرت آدم اور اولاد آدم کے خوف اور ضرر رسانی کے خیال سے جنات اور درندے جزیرون مین جا چھپے ہین - اسیطرح انبیا کے معجزون کے ڈر سے منکر حجاب عقل مین پنہان ہین - اور انکی مثال ایسی جانور کی سی ہے جو چرتے وقت گھاس مین منہ چھپا لیتا ہے یعنے منکرین اس خوف سے کہ کوئی انکو کافر نہ کہدے صریح طور پر تو معجزون کا انکار نہین کرتے لیکن در باطن منکر ہین یا تاویل باطل سے کام لیتے ہین - اور اسکا سبب حجاب عقل ہے یعنے انکی عقلی دلائل اور واہی تباہی قیاسات نے انکے آنکھون پر پردہ ڈالدیا ہے جس سے معجزون کی حقیقت نظر نہین آتی - اس شعر سے فلاسفۂ اہل اسلام (مثلاً فرقہ نیچریہ) کا رد شروع ہوا ہے جو فی الواقع منکر معجزات ہین مگر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کے لیئے انکی لغو تاویلین کرتے ہین -

	تا بناموس مسلمانی زیند	در تلبس تا ندانی کہ کیند	
ترجمہ	شکل مین اسلام کے فرعون ہین	تا نہ ظاہر ہو کسی پر کون ہین	

شرح یعنے فلاسفۂ اہل اسلام جو بباطن منکر اور بظاہر دبی زبان سے بطور تاویل معجزات کے قائل ہو جاتے ہین اسکا سبب یہ ہے کہ وہ اس پردۂ فریب مین عزت اسلامی کے ساتھ زندہ رہنا چاہتے ہین - تاکہ سچے مسلمانون کو یہ نہ معلوم ہو کہ یہ کون ہین - کیا مذہب رکھتے ہین - اگر بالتصریح معجزات کے منکر ہون - تو انکو یہ خوف ہے کہ کہین اسلامی سلطنت زبان تیغ سے یا اسلامی علماء تیغ زبان سے ہلاک نکر دین تلبس بمعنے سالوسی و دغابازی و فریب دہی

	ہمچو قلابان بران نقد تبا	نقرہ مے ماند و نام پادشاہ	
ترجمہ	شکل قلاب انکی نقدی سے تباہ	اب نقرہ پر لکھا ہے نام شاہ	

شرح فلاسفۂ اہل اسلام (جنکا باطن خلاف ظاہر ہے) قلابون (جعلی سکہ یا کھوٹا روپیہ بنانے والون) کے مانند ہین جو نقد تباہ (ناکارہ نقدی) مثلاً تانبا پیتل جست - یا رانگ وغیرہ پر جاندی کا پترہ یا پانی چڑھا کر اور بادشاہ وقت کا نام لکھکر اصلی سکہ کی قیمت مین چلا دیتے ہین - لیکن جعلسازون کا دھوکا ہمیشہ نہین چلتا بسا اوقات گرفتار ہو کر رسوا

ہو جاتے ہین اور سخت سزائین بھگتتے ہین۔ علے ہذا القیاس فلاسفہ اہل اسلام انکار معجزات کو کتنا ہی چھپائین مگر ایک نہ ایک دن اُنکا عقیدہ ظاہر ہو کر رسوا کر ہی دیتا ہے۔

	ظاہر الفاظ شان توحید و شرع		باطن آن ہمچو درمان تخم ضرع
ترجمہ	ظاہر الفاظ انکے ہیں توحید و شرع		اور باطن نان میں ہے تخم ضرع

شرح ضرع بفتح صاد منقوطہ ایک نہایت بدمزہ گھاس ہوتی ہے جسکو تلخی کے باعث کوئی جانور نہین کہا سکتا۔ اور ضرع بصاد مہملہ ایک بیماری ہے جسکو مرگی کہتے ہین۔ یہ شعر گویا گزشتہ شعر کی شرح ہے یعنے جسطرح کھوٹا سکہ حقیقت مین کچھ اور ہوتا ہے اور صورت مین کچھ اور اسیطرح فلاسفہ اہل اسلام (منکرین معجزات) کے ظاہر الفاظ تو مسائل توحید و شرع اور دبی زبان سے اقرار معجزات پر مبنی ہوتے ہین۔ لیکن اُنکے باطنی عقیدے کی یہ مثال ہے جیسا روٹی مین تخم ضرع (بدمزہ گھاس کے بیج) یا ایسے تخم جنکا کھانا مرگی پیدا کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ اُنکا باطن ظاہر کے خلاف ہے۔ ایسون کے دا اسلام کا کچھ اعتبار نہین۔

	فلسفی را زہرہ نے تا دم زند		دم زند۔ دین حقش برہم زند
ترجمہ	فلسفی دم مار سکتا ہے نہیں		ورنہ اُسکو مار ڈالے تیغ دین

شرح زہرہ بمعنے قدرت ہے یعنے فلسفی مین اتنی طاقت نہین کہ مسائل شرعیہ مین کچھ کلام کر سکے یا دلائل عقلیہ سے اُنکا انکار کرے۔ اور اگر دم مارے گا تو دین حق اُسکو لاشئے کر دیگا کیونکہ الحق یعلو ولا یعلیٰ حق ہمیشہ غالب ہوتا ہے اور کبھی مغلوب نہین ہوتا۔ یا یہ معنے ہین کہ شریعت کی تلوار یعنے حاکم شرع اُسکو جان سے مار ڈالیگا اور اُسکو کفار مین شمار کریگا۔ چنانچہ اکثر مرتدون کو بادشاہان اسلام نے تہ تیغ کر دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ گو فلسفی دلیلین معجزات وغیرہ کے انکار کو مخفی رکھتے ہین مگر زبان سے ایک حرف نہین نکال سکتے۔ دم نہین مار سکتے۔ ورنہ تیغ بادشاہ اسلام ایسون کے ٹکڑے کر ڈالے یا تیغ زبان علمائے حقانی جو سیف شریعت رسول اللہ ہے پرزے پرزے کر دے۔ فلسفی بمعنے دانائی و دانشمندی۔

	دست و پائے او جماد و جان او		ہر چہ گوید آن دو در فرمان او
ترجمہ	دست و پا سارے کے سارے ہیں جماد		زیر حکم جان ہیں سب شاد شاد

شرح۔ اس شعر مین مولانا قدس سرہ نے نطق و حرکت جمادات کی دلیل فلسفی ہی کے بدن سے نکالی ہے یعنے فلسفی کسی طرح انکار تکلم جماد و معجزہ نہین کر سکتا۔ کیونکہ اُسکے ہاتھ پاؤں جماد ہین مگر چونکہ تابع جان ہین اسلئے اُنکو جسطرف چاہتا ہے حرکت دیدیتا ہے۔ اسیطرح اگر اللہ تعالے کی خواہش نے جمادات کو حرکت یا نطق کے ساتھ موصوف کر دیا تو محال نہین ہو سکتا۔ کیونکہ وہ روح الروح ہے اور ہر شے اُسکے زیر فرمان ہے علے ہذا القیاس زبان ہی

جماد اور پارہ گوشت ہے مگر دیکھئے خواہش روح کے سبب نطق کرتی ہے اسیطرح اگر جماد بھی مرضی حق سے ناطق ہوجائے تو کیا حرج ہے بس تو فلسفی کی زبان سے جو تکلم جمادات کا انکار نکلتا ہے وہ خود بمنزلہ اقرار ہے کیونکہ زبان خود جماد ہے۔ اور پھر بحکم حق ناطق ہے۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ چونکہ فلسفی قتل ہوجانے کے ڈر سے انکار معجزات کے متعلق دم نہین مار سکتے اسلیئے اپنے عقیدے کو دلمین پنہان رکھتے ہین اور ہاتون پانو کو جو بمنزلہ جماد اور روح کے زیر فرما ہین بظاہر اتباع شرع مین ہلاتے رہتے ہین مگر انکا باطن ظاہر کے خلاف ہے

	باز بان گرچہ کہ تہمت می نہند	دست و پاہا شان گواہی می دہند	
ترجمہ	گو زبان سے رکھتے ہیں تہمت مگر	دست و پا شاہد ہیں بیشک سربسر	

شرح یعنے اگرچہ فلسفی اپنی زبان سے جمادات پر انکار تسبیح و نطق کی تہمت رکھتے ہین مگر انہین نطق جمادات کی حقیقت اسوقت معلوم ہوگی جب کہ قیامت کے دن انکے ہاتھ پانو انپر گواہی دینگے۔ قرآن مجید مین ہے اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاہِہِمْ وَتُکَلِّمُنَآ اَیْدِیْہِمْ وَتَشْہَدُ اَرْجُلُہُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ یعنے آجکے دن (روز قیامت) ہم اُن کافرین و منکرین کے مُنہ پر مُہر کر دینگے اور اُنکے ہاتھ ہمارے ساتھ ہمکلام ہونگے اور اُنکے پانو اُنکی کمائی یعنے اعمال کی گواہی دینگے کہ دنیا مین رہکر کیا کیا تھا۔ اس شعر کے دوسرے معنے یہ ہین کہ اگرچہ فلسفی اپنی زبان سے جمادات پر انکار تسبیح اور نطق کی تہمت لگاتے ہین اور معجزات کے منکر ہین مگر یہ خیال نہین کرتے کہ اُنکے ہاتھ پانو خود نطق جمادات کا اثبات کر رہے ہین اور انپر سچی گواہی دیتے ہین۔ کیونکہ ہاتھ پانو کی حرکت سے صاف ظاہر ہے کہ یہ تابع روح ہین۔ اور اُسی کی حرکت دینے سے متحرک ہوتے ہین پھر اگر روح (الروح اللہ تعالے) کے اشارہ سے جمادات متحرک یا ناطق ہون تو ہرگز محال نہین ہو سکتا۔ تیسرے معنے یہ ہین کہ دست و پا سے اعضائے جسمی مراد ہین اور یہ ظاہر ہے کہ زبان بھی اعضا مین داخل ہے۔ اسصورت مین یہ مطلب ہوا کہ فلسفی جس زبان سے نطق جمادات کا انکار کرتے ہین وہی زبان اُنکے نطق پر گواہی دی رہی ہے۔ کیونکہ زبان خود جماد ہے اور پھر ناطق ہے غرض یہ کہ جس خدائے قادر و قہار نے انسان کے بعض اعضاء (مثلاً دست و پا) کو زبان حال سے اور بعض اعضاء (مثلاً زبان) کو لسان مقال سے گویائی کی طاقت عطا فرمائی ہے وہ جمادات کو نطق عطا فرمانے پر بھی قادر ہے ایخاطب تو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرح صادق مومن بن۔ اور اہل فلسفہ کے خلاف ظاہر و باطن کو یکسان کر۔

اظہار معجزہ پیغمبر بسجن درآمدن سنگریزہ در دست ابوجہل گواہی دادن بر رسالت آنحضرت صلعم

ترجمہ پیغمبر علیہ السلام کی معجزہ کا ظاہر ہونا اور ابوجہل کے ہاتھ مین سنگریزون کا کلام کرنا اور آنحضرت کی رسالت پر گواہی دینی

شرح یعنے ایک دن ابوجہل بطور امتحان صداقت دعوے رسالت پیغمبر علیہ السلام کے پاس آیا اور چند سنگریزے اپنی

مٹھی مین چھپا کر کہنے لگا کہ اے احمد جلد بتا ئیے میری اس مٹھی مین کیا چیز ہے۔ لفظ از دو جگہ سے متعلق ہے

	گر رسولی چیست در دستم نہان		چون خبر داری ز راز آسمان
ترجمہ	کہئے کیا ہے میری مٹھی میں نہان		ہے تمہیں گر علم راز آسماں

شرح یعنے اگر آپ رسول ہین اور آسمانی راز سے واقفیت رکھتے ہین تو فرمائیے کہ میرے ہاتھ مین کیا چیز ہے

	گفت چون خواہی بگویم کان چہ ہست		یا بگوید آن کہ ما حقیم و راست
ترجمہ	بولے پیغمبر بتا دوں کیا وہی		خود گواہی دے مرے حق ہونے کی

شرح چون حرف شرط ہے بمعنے اگر یعنے رسول اللہ نے ابوجہل کے جواب مین یہ فرمایا کہ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ جو چیز تیرے ہاتھ مین ہے وہ خود میرے پیغمبر برحق ہونے کی گواہی دے تو اللہ تعالےٰ اسپر بھی قادر ہے نکتہ چہار۔ لفظ چہ کی جمع ہے بمعنے چہ بسیار۔ اور گویند خود صیغہ جمع ہے ان دونو لفظون سے صاف ظاہر ہے کہ ابوجہل کے سوال کرتے ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بتائید الٰہی اُسکے ہاتھ مین سنگریزون کا ہونا تو درکنار اُنکی مجموعی حالت یعنے گنتی بھی معلوم ہوگئی تھی۔

	گفت بوجہل آن دوم نادر ست		گفت حق آرے ازان قادر ست
ترجمہ	وہ لگا کہنے یہ نادر ہے سوا		آپ بولے سب پہ قادر ہے خدا

شرح یعنے ابوجہل نے رسولخدا کو یہ جواب دیا کہ دوسری بات (یعنے میرے ہاتھہ کی چھپی ہوی چیز کا آپ کے پیغمبر برحق ہونے کی گواہی دینا) نہایت نادر اور عجیب تر ہے مین اسی بات کو پسند کرتا ہون۔ کیونکہ اس مین میرے سوال کا جواب بھی ہو جائے گا۔ اور آپنے جو ایک نہایت مشکل اور عجیب بات (میری ہاتھہ کی بیجان کا چیز کے نطق کا دعوے کیا ہے اُسکا ثبوت بھی آپ کو دینا پڑیگا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ کوئی عجیب تر بات نہین ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ اس سے بھی زیادہ اظہار عجائبات پر قادر ہے۔

	گفت شش پارہ حجر در دست تست		بشنو از ہر یک تو تسبیحے درست
ترجمہ	اور کہا چھہ سنگریزے ہیں نہان		حکم حق سے سب کے سب تسبیح خواں

شرح یعنے اس سوال و جواب کے بعد رسولخدا نے فرمایا کہ اے ابوجہل تیرے ہاتھہ مین چھہ عدد سنگریزی ہین اور چھہون درست اور فصیح الفاظ کے ساتھہ خدا کی تسبیح کر رہے ہین۔

	از میان مشت او ہر پارہ سنگ		در شہادت گفتن آمد بے درنگ
ترجمہ	ہاتھہ میں بوجہل کے ہر کنکری		دل سے کلمہ آپ کا پڑھنے لگی

شرح یعنے ابوجہل کی مٹھی مین ہر سنگریزہ کلمۂ شہادت پڑھنے لگا۔ اس کلمۂ شہادت کی شرح آیندہ شعر مین موجود ہے

	لا الٰہ گفت و الا اللہ گفت		گوہر احمد رسول اللہ سفت
ترجمہ	لا الٰہ کہہ کے الّا اللہ کہا		اور پھر احمد رسول اللہ کہا

شرح یعنے ہر سنگریزے نے لا الہ الا اللہ کہا اور کلمۂ احمد رسول اللہ کا موتی پرویا۔ خدا کی وحدانیت اور پیمبر کی رسالت پر گواہی دی۔

	چون شنید از سنگہا بوجہل این		زد خشم آن سنگہارا بر زمین
ترجمہ	یہ شہادت جب سنی بوجہل نے		پھینکی اک اک کنکری نا اہل نے
	گفت نبود مثل تو ساحر دگر		ساحران را سر توئی و تاج سر
ترجمہ	اور کہا بے مثل جادوگر ہے تو		بلکہ ہر ساحر کا تاج سر ہے تو

شرح یعنے جب ابوجہل نے سنگریزوں کی زبان سے تسبیح اور کلمۂ شہادت بگوش خود سن لیا تو غصہ اور حسد کے باعث اُن سنگریزوں کو زمین پر پھینک دیا۔ اور حسب قاعدۂ کفار و منکرین سابقین یہ کہا کہ اے احمد تم لاجواب جادوگر اور تمام جادوگروں کے سر بلکہ تاج سر ہو۔

	چون بدید آن معجزہ بوجہل تفت		گشت درخشم و بسوئے خانہ رفت
ترجمہ	دیکھ کر بوجہل ایسا معجزہ		جلد یا غصہ میں ہو کر بے مزہ

شرح۔ تفت۔ صیغۂ ماضی مشتق از تفتن بمعنے گرم و غضبناک شد یعنے ابوجہل یہ معجزہ دیکھکر نہایت غضبناک ہوا۔ اور بحالت غضب اپنے گھر چلا گیا۔

	رہ گرفت و رفت از پیش رسول		اوفتاد اندر چہ آن زشت و جہول
ترجمہ	چلد یا بوجہل۔ اپنی راہ لی		ناخوش و جاہل نے راہِ چاہ لی

شرح یعنے ابوجہل یہ معجزہ دیکھکر رسولخدا کے پاس سے چلا گیا اور چونکہ وہ ازلی بدبخت اور جاہل تھا اسلئے گمراہی کے کنوئیں میں جا گرا۔

	معجزہ او دید و شد بدبخت و رفت		سوے کفر و زندقہ سیر تیز رفت
ترجمہ	دیکھ کر بدبخت اعجاز رسول		سخت کافر ہوگیا۔ ظالم جہول

شرح زفت بمعنے درشت و سخت دل ہے اور زندقہ بمعنے زندیق شدن یعنے کفر و الحاد زندیق اُسکو کہتے ہیں جو دو صانعون (یزدان و اہرمن) کا قائل ہو۔ اور خدا و آخرت پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ یا وہ جو ظاہر میں مومن اور باطن میں کافر ہو۔ بعض نے لفظ زندیق کو لفظ زن دین کا معرب کہا ہے یعنے وہ شخص جو عورتوں کا سا بے اصل دین رکھتا ہو۔ مگر صحیح یہ ہے کہ زندیق زندی کا معرب ہے منسوب بسوے زند جو زرتشت آتش

پرست کی کتاب کا نام ہے۔ فاء آخر جب قاعدہ معرب زائد کیا گیا ہے اور بعض نے زندیق کو زندیک کا معرب کہا ہے اور زندیک مین کاف تصغیر تحقیر کے لیے ہے یعنے ابوجہل نے الیاز بردست معجزہ دیکھا مگر چونکہ ازلی بدبخت تہا اسلیے ایمان نہ لایا اور سرتیز (سرکش وجنگجو) اور سخت دل ہوکر کفر و الحاد کی طرف چلا گیا بعض نسخون مین زفت کیجگہ تفت ہے بمعنے تفتہ و غضبناک۔

	خاک بر فرقش کہ بد کور و لعین		چشم او ابلیس آمد خاک بین
ترجمہ	خاک اُسکے سر میں تھا کور و لعین		صورت ابلیس بالکل خاک بین

شرح یعنے ابوجہل کے سر پہ خاک ڈالدینی چاہیئے کہ وہ کمبخت اپنے کفر کے غرور اور دنیوی تکبر کے باعث شیطان کی طرح ازلی ملعون اور راندہا تہا کیونکہ جسطرح شیطان نے از راہ تکبر حضرت آدمؑ کو مٹی کا پتلا دیکھکر اور بمصداق خلقتنی من طین سمجھکر انکو سجدہ نہ کیا اسیطرح ابوجہل معجزہ دیکھکر پیغمبر ایمان نہ لایا مطلب یہ کہ ابلیس نے حضرت آدم کی فقط طینت اور خاک ہونے کو دیکھا اُنکے صرف ایک پہلو یعنے بشریت پر نظر کی اور روحانیت و صفات ملکوتیت کا خیال نہ کیا۔ اسیطرح ابوجہل نے رسول اللہ کے بشریت کو خیال کیا روحانیت کو نہ دیکھا۔ اور ایمان سے محروم رہا۔

	این سخن را نیست پایان اے عمو		قصۂ آن پیر جنگی باز گو
ترجمہ	یہ سخن بے انتہا ہے اے چچا		سُنلے اب وہ جو فسانہ ہے بچا
	تمامی قصۂ مطرب و پیغام رسانیدن امیر المومنین عمرؓ با و آنچہ ہاتف آواز داد		
ترجمہ	مطرب کے قصے کا بقیہ اور اُسکو عمر رضی اللہ عنہ کے پیغام غیبی پہنچانے کا ذکر		
	باز گرد و حال مطرب گوش دار		زانکہ عاجز گشت مطرب انتظار
ترجمہ	حال اُس مطرب کا سُن اے نامدار		ہوگیا عاجز جو کرکے انتظار

شرح یہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ مطرب نے گورستان مین یہ کہا تہا۔ گفت خواہم از حق ابریشم بہا۔ یعنے مین خدا سے چنگ پر چڑہانے کے لیے صرف ریشم کے تارون کی قیمت چاہتا ہون۔ مجھے خدا اتنا دیدیا کرے کہ تار چنگ کے لیے ریشم خرید لیا کرون یہ پیر جنگی کی دلی دعا تہی۔ اور اسی دعا کی قبولیت کے انتظار مین وہ بیچارہ عاجز آگیا تہا آخر اللہ تعالے نے بیقرار کی دعا سُن لی اور حضرت عمر کو ہاتف نے یہ آواز دی

	بانگ آمد مر عمر را کاے عمر		بندۂ ما را ز حاجت باز خر
ترجمہ	غیب سے آواز آئی اے عمر		مشکل ایک بندے کی جلد آسان کر

شرح یعنے پیر جنگی قبولیت دعا کے انتظار ہی مین تہا کہ حضرت عمر کے کان مین غیب سے آواز آئی کہ اے

عمر ہمارے فلان بندہ کی حاجت برآری کر۔

	بندۂ داریم خاص و محترم		سوے گورستان تو رنجہ کن قدم
ترجمہ	ایک بندہ ہے ہمارا محترم		تا بگورستان بڑھا اپنا قدم

شرح یعنے اے عمر گورستانِ مدینہ کی طرف جا وہان ضرور ہمارا ایک خاص اور محترم بندہ آپ کو ملیگا۔ اسکی مدد کرنا

	اے عمر برجہ زبیت المال عام		ہفتصد دینار در کف نہ تمام
ترجمہ	اپنے بیت المال میں سے تو اسے		گن کے پورے سات سو دینار دے

شرح۔ لفظ جہ جہیدن سے مشتق ہے بمعنے جلدی کرنا یعنے اے عمر جلدی کر اور بیت المال مین سے پورے سات سو دینار (اشرفیان) اسکو دے آ۔

	پیش او بزکاے تو مارا اختیار		اینقدر بستان کنون معذور دار
ترجمہ	اور کہہ تجھ پر ہے خالق مہربان		اس قدر لے اور اب معذور جان
	اینقدر از بہر ابریشم بہا		خرج کن چون خرج شد اینجا بیا
ترجمہ	یہ رقم ہے بہر ابریشم بہا		صرف جب ہو چکے سب تو پھر آ

شرح یعنے حضرت عمر کو خواب مین یہ بشارت دیگئی کہ ہمارے ایک بندۂ خاص کے پاس جو گورستان مین ہے سات سو دینار لیجا۔ اور اس سے یہ کہہ کہ تو ہمارا (یعنے اللہ تعالے کا) مختار اور برگزیدہ بندہ ہے (اختیار مصدر ہے بمعنے مفعول یعنے مختار) اور اے عمر اس سے یہ بھی کہدینا کہ اسقدر یعنے سات سو دینار بالفعل قبول کر لیجے اور اس رقم قلیل کے پیش کرنے سے گو ہمین شرم آتی ہے مگر آپ معاف فرمائیے یا یہ معنے ہین کہ زیادہ سے بالفعل معذور سمجھیئے۔ پہلے معنون مین لفظ کنون بستان سے متعلق ہے اور دوسری حالت مین معذور دار سے یہ آپ کا ابریشم بہا (ریشم کی قیمت) ہے اسکو خرچ کیجیئے اور جب سب صرف ہو جائے تو پھر تشریف لے آیئے۔ اللہ تعالے مالک حقیقی اور مسبب الاسباب ہے لفظ اختیار مصدر بمعنے اسم فاعل بھی ہو سکتا ہے یعنے تو ہمین پسند کرنیوالا ہے۔

	پس عمر از ہیبت آواز جست		تا میان را بہر این خدمت ببست
ترجمہ	ہیبت آواز سے چونکے عمرؓ		اُسکی خدمت کے لئے باندھی کمر

شرح یعنے یہ آواز غیبی سُنکر حضرت عمرؓ خواب سے چونک پڑے۔ اور اس بندۂ خدا کی خدمت کرنے (دینار دینے) کے لیے کمر باندھ لی۔ یہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ آدمی اہل اللہ کی خدمت کو اپنا فرض سمجھے اور انکا حال معلوم ہونے کے بعد فی الفور خدمت گذاری کے لئے کمربستہ ہو جائے۔

	سوئے گورستان عمر بنہاد رو		در بغل ہمیان ۔ دوان در جستجو
ترجمہ	سوئے گورستان جھٹ پہنچے عمر		لے گئے زیر بغل ہمیان زر

شرح یعنے حضرت عمر خواب سے اُٹھکر اور بغل مین دیناروں کی تھیلی لیکر گورستان کی طرف گئے اور اُس شخص کی جستجو مین گورستان کے چارطرف روان دوان رہے ۔

	گرد گورستان دوان شد او بسے		غیر آن پیر او ندید آنجا کسے
ترجمہ	گرد گورستان ڈھونڈا جا بجا		وہاں بجز اُس پیر کے کوئی نہ تھا

شرح یعنے حضرت عمرؓ گورستان کی چارطرف بہت ڈھونڈتے پھرے ۔ مگر بجز اُس پیر چنگی کے اور کوئی نظر نہین آیا

	گفت این نبود دگر بارہ دوید		ماندہ گشت و غیر آن پیرے ندید
ترجمہ	دلمین کہہ کر یہ نہ ہوگا وہ بشر		چار سو دوڑے دگر بارہ عمر

شرح یعنے جب کہ سوائے پیر چنگی کے گورستان مین اور کوئی نظر ہی نہ آیا تو حضرت عمرؓ نے یہ خیال کیا کہ اُسی جستجو مین دوبارہ مین گشت کرنا چاہیئے کیونکہ وہ شخص جسکو خدا نے اپنا خاص بندہ فرمایا ہے کوئی اور ہی ہوگا یہ شخص یعنے پیر چنگی جو بظاہر خلاف شرع فعل کا مرتکب ہوتا ہے خدا کا خاص اور محترم بندہ نہین ہوسکتا ۔ چنانچہ یہ سوچکر آپنے پھر گشت کیا یہانتک کہ تھک گئے اور دوسرے چکر مین بھی بجز پیر چنگی گورستان مین کوئی نظر نہ آیا

	گفت حق فرمود ما را بندہ است		صافی و شائستہ و فرخندہ است
ترجمہ	اور کہا وہ تو خدا کا بندہ ہے		صافی و شائستہ و فرخندہ ہے
	پیر چنگی کے بود خاص خدا		حبذا اے ستر پنہان حبذا
ترجمہ	کب ہے چنگی بندۂ خاص خدا		واہ وا اے ستر پنہان واہ وا

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے جب دوسرے گشت مین بھی بجز پیر چنگی کے کوئی نہ کہا سنے دیا تو حضرت عمرؓ نے دل ہی دل مین کہا کہ اللہ تعالے نے تو مجھے یہ بشارت دی ہے کہ گورستان مین ہمارا ایک خاص بندہ ہے جو گناہون سے پاک وصاف اور مقبول بارگاہ اور نہایت مبارک ہے ۔ حالانکہ یہان بجز پیر چنگی کے اور کوئی نظر نہین آتا ۔ اور پیر چنگی خدا کا خاص بندہ ہو نہین سکتا ۔ اب کیا علاج ہو مصرع آخر اگر حضرت عمر کا قول ہے تو یہ معنے ہین کہ بظاہر تو یہ پیر چنگی مرد خدا معلوم نہین ہوتا ۔ مگر اے ستر مخفی الٰہی تو بیشک قابل مدح ہے کہ معاصی کو طاعت اور عاصی کو عابد اور گنہگار کو قابل قبول حضرت ذوالکرم بنا دیتا ہے ۔ شاید یہ پیر چنگی بھی اسی قبیل سے ہو حبذا کلمہ مدح ہے یعنے خوبست و بہتر ست اور اگر مولانا کا مقولہ ہے تو اہل غفلت کی تنبیہ اور ان معنون کے اظہار کے لیے ہے کہ اسرار الٰہی پوشیدہ ہین اللہ تعالے کو ہم بہرمین عاصی کو عابد اور عابد کو عاصی بنا دیتا ہے ۔

	بار دیگر گرد گورستان بگشت	همچو آن شیر شکاری گرد دشت
ترجمہ	پہر کیا اس مقبرے میں ایک گشت	جسطرح شیر شکاری گرد دشت

شرح یعنے حضرت عمرؓ تیسری بار پہر گورستان کے گرد اسطرح پہرے جسطرح کوئی شکاری شیر تلاش صید مین جنگل کے گرد پہرا کرتا ہے۔

	چونکہ یقین گشتش کہ غیر پیر نیست	گفت در ظلمت دل روشن بسیست
ترجمہ	پیر چنگی پر یقین پہر ہو گیا	ہیں بہت - ظلمت میں انوار خدا

شرح یعنے جب تیسرے گشت مین بہی بجز پیر چنگی کوئی نظر نہ پڑا تو حضرت عمر کو یقین ہو گیا کہ وہ شخص جسکو خدا نے اپنا خاص بندہ کہا ہے یہی پیر چنگی ہے اور اپنے دل سے یہ کہا کہ جسم ظلمانی کے پردے مین بہت سے روشن دل اور ظاہر خراب و باطن آباد رکہنے والے بہت سے خدا کے بندے دنیا مین موجود ہین شاید یہ پیر چنگی اسی قبیل سے ہو۔ گو اسکی ظاہری حالت خلاف شرع اور خراب ہے مگر کیا تعجب باطنی حالت درست ہو اور دراصل وجہ یقین یہ ہے کہ ولی را ولی میشناسد۔

	آمد و با صد ادب آنجا نشست	بر عمر عطسہ فتاد و پیر جست
ترجمہ	باادب بیٹھے وہاں آکر امیر	اور انکی چہینک سے چونکا وہ پیر

شرح یعنے حضرت عمرؓ کو جب یقین ہو گیا کہ وہ بندۂ خدا یہی پیر چنگی ہے تو اسحالت مین کہ وہ ابہی سو ہی رہا تہا اسکے پاس آکر مودبانہ بیٹہہ گئے اور فرط ادب سے پیر چنگی کو جگا نہ سکے۔ ناگہان آپ کو چہینک آئی اور اسکی آواز سے وہ بندۂ خدا چونک پڑا اور آنکہہ کہل گئی۔ یہان سے بندگان خدا کا مرتبہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امیر المومنین عمرؓ نے مطرب کے ادب کو کسقدر ملحوظ رکہا ہے۔ عطسہ عربی مین چہینک کو کہتے ہین۔

	مر عمر را دید و ماند اندر شگفت	عزم رفتن کرد و لرزیدن گرفت
ترجمہ	چونک کر جب کی نظر سوئے عمر	بہاگنا چاہا لرز کر سر بسر

شرح یعنے پیر چنگی آنکہہ کہولتے ہی حضرت عمر کو دیکہکر حیران اور متعجب رہگیا۔ اور انکے خوف سے بدن کپکپانے لگا۔ آگے سے بہاگنا چاہا۔

	گفت در باطن خدایا از تو داد	محتسب بر پیرک چنگی فتاد
ترجمہ	اور کہا دلمیں الہی داد دے	پیر پر ایک محتسب ہیں آپڑے

شرح یعنے حضرت عمرؓ کے خوف سے پیر چنگی نے اپنے دلمین یہ کہا کہ یا الہی مین تجہسے داد چاہتا ہون۔ تو میری فریاد کو پہنچ۔ آج ایک نہایت فقیر و ذلیل پیر چنگی کو (یعنے مجہے) ایک زبردست محتسب (حضرت عمر) نے آلیا ہے

دیکھیے کیونکر رہائی ہو۔ پیرک مین کاف تحقیر ہے محتسب بادشاہ اسلام کی طرف سے وہ شخص ہوتا ہے جو فحاش کو ممنوعات شرعیہ کے استعمال سے روکتا اور علے الاعلان فسق وفجور کرنے والون کو سزائین دیتا ہے۔

	چون نظر اندر رخ آن پیر کرد		دید اورا شرمسار و زرد زرد
ترجمہ	آنکھ ڈالی جبکہ روئے پیر پر		شرم سے زرد زرد پایا سر بسر

شرح۔ یعنے جب حضرت عمرؓ نے اُسکے چہرے پر نظر ڈالی تو اُسے شرمندہ اور خوف کے سبب زرد زرد پایا۔

	پس عمر گفتش مترس از من مرم		کت بشارتہا ز حق آوردہ ام
ترجمہ	پس عمرؓ بولے نہ ڈر تو مجھ سے اب		میں تو لایا ہوں بشارتہائے اب

شرح یعنے اُسے لرزان اور خوفناک دیکھکر حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا کہ اے شخص کچھ خوف نکر اور میرے آگے سے ہرگز نہ بھاگ۔ کیونکہ مین تیرے پاس اللہ تعالے کی طرف سے ایک خوشخبری لیکر آیا ہون۔ مَرَم صیغہ امر بمعنے بھاگنا۔ کِت بمعنے کہ تُرا ہے مرکب از کاف تعلیل وضمیر مفعول۔

	چند یزدان مدحت خوئے تو کرد		تا عمر را عاشق روئے تو کرد
ترجمہ	محترم کہتا ہے خود خالق تجھے		تیرا عاشق کر دیا اُس نے مجھے

شرح یہ حضرت عمر کا قول ہے یعنے اسشخص تیری نیکخوئی کی مدح مین اللہ تعالے نے چند کلمے میرے دل مین القا کیے ہین۔ یعنے تجھے اپنا بندہ۔ اور پھر بندۂ خاص اور محترم کہا ہے اور اُسی نے مجھے تیرے روئے مبارک کا عاشق اور تیری ملاقات کا شایق بنا دیا ہے۔

	پیش من بنشین و مہجوری مساز		تا بگویم گویم از اقبال راز
ترجمہ	میرے آگے بیٹھ کیوں جاتا ہے دور		تا کہوں اک راز مین تجھے پر شعور

شرح۔ مہجوری بمعنے دوری ہے اور اقبال۔ بخیت و دولت کا سامنے آنا۔ یعنے اے شخص تو مجھسے خوف زدہ ہوکر نہ بھاگ اور دور نہو بلکہ میرے پاس آکر بیٹھ مین تیرے کان مین بخت و دولت اور تیرے نصیبے کے سامنے آنے کا راز کہونگا اور تجھے خوشخبری دونگا کہ تیرا نصیبا یعنے بخت دینی و دنیوی تیرے سامنے آگیا ہے۔

	حق سلامت میکند مے پرسدت		چونی از رنج و غمان بے حدت
ترجمہ	پوچھتا ہے حق تجھے بعد سلام		غم مین کیا حالت ہے اے والا مقام

شرح یعنے اسشخص اللہ تعالے تجھے سلام کہتا ہے اور تیری مزاج پرسی کرتا ہے اور یہ فرماتا ہے کہ ہمارے دیے ہوے رنج و غم بے حد (مفلسی تنگی) کے باعث تیری کیا حالت ہے کیا تو اسے اپنے لیے رحمت جانتا ہے یا زحمت خیال کرتا ہے

	نک قواضۂ چند۔ ابریشم بہا		خرج کن این را و باز اینجا بیا
ترجمہ	ہیں یہ ٹکڑے بہر ابریشم بہا		خرچ کر اور پھر ہمارے پاس آ

شرح نک تخفیف انیک ترکیب مین مفعول واقع ہوا ہے اور اسکا فعل (لفظ بگیر) محذوف ہے۔ یعنے حضرت عمر نے یہ فرمایا کہ اے شخص یہ چند سونے کے ٹکڑے (سات سو دینار) ریشم کی قیمت حاضر قبول فرمایئے اور جب یہ ہو چکین تو پھر آجایئے خدا اپنے خزانۂ غیب سے اور کچھ عطا فرمائے گا۔

	پیر لرزان گشت چون این را شنید		دست میخائید و بر خود میتپید
ترجمہ	پیر کانپ اٹھا سنی جسدم یہ بات		بے تحا شا کاٹ کھائے اپنے ہات

شرح یعنے جب پیر جنگی نے یہ بشارت سنی تو شدت حیا اور گزشتہ گناہون کی خجالت اور ناگاہ مرتبۂ کمال پر پہنچنے کے باعث کانپنے لگا اور عمر گزشتہ کے بیکار جانے پر جو لہو و لعب مین گزری تھی ہاتھہ کاٹنے اور سخت افسوس کرنے لگا۔ اور مضمون بشارت سنکر نہایت بیقرار ہو گیا۔

	بانگ مے زد کای خدائے بے نظیر		بس کہ از شرم آب شد بیچارہ پیر
ترجمہ	اور کہا بس اے خدائے بے نظیر +		پانی پانی ہو گیا خجلت سے پیر

شرح یعنے کمال شرم کے باعث پیر جنگی غرے مار مار کر یہ کہتا تھا کہ اے خدائے بے نظیر و بے ہمتا۔ بس بس مجھ جیسے عاجز و گنہگار کو اپنے کرم سے اور زیادہ شرمندہ نہ کر تیرا یہ کرم کیا تھوڑا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ کو میری امداد کے لیئے بھیجا اور باایںہمہ عصیان شعاری تو نے مجھے بندۂ خاص و محترم کے لقب سے یاد و شاد فرمایا مین تیرے اسی کرم فرمانے کی خجالت سے پانی پانی ہوا جاتا ہون یا یہ معنے ہین کہ اے بے مانند خدا۔ بس میرے گناہ حد سے بڑھ گئے ہین اب مجھے گرفتار معاصی نہ رکھہ۔ اور اپنی رحمت کی طرف کھینچ لے مین گذشتہ گناہون کی شرم اور عمر کے ضایع ہونے سے اسقدر شرمندہ ہون کہ عرق خجالت مین ڈوبا جاتا ہون۔

	چون بسے بگریست و از حد شد فزون		چنگ را زد بر زمین و خرد کرد
ترجمہ	درد و نالہ جب بڑھا حد سے پرے		چنگ کے مطرب نے ٹکڑے کر دئے

شرح یعنے پیر جنگی پہلے تو بہت رویا۔ اور جب رو چکا تو رحمت الٰہی نے جو اسکے گریہ کی صورت مین تھی اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور اسنے چنگ کو جو آلہ لہو و لعب اور باعث غفلت تھا۔ زمین پر مار کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

	گفت اے بودہ حجابم از الٰہ		اے مرا تو راہزن از شاہراہ
ترجمہ	اور کہا تو تھا حجاب بارگاہ		تو نے رہزن بنکے لوٹا شاہراہ

شرح یعنے پیر جنگی نے توڑنے کے بعد چنگ کو مخاطب کر کے یہ کہا کہ اے کمبخت تو میرے لیے خدا کے اور میرے

مانعِ حجاب تھا اور شاہراہ (طریق صواب و صراط مستقیم) یعنے راہ شریعت و طریقۂ محبت الٰہی میں بمنزلۂ رہزن بنا ہوا تھا تو نے لہو و لعب میں مشغول رکھکے میرے نقد عمر کی گرہ کاٹ لی اور عشق حقیقی و یاد الٰہی کی طرف کبھی متوجہ نہونے دیا۔ تو بیشک ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے قابل تھا۔

	اے بخوردہ خون من ہفتاد سال	اے ز تو روئم سیہ پیش کمال	
ترجمہ	تونے میرا خون پیا ہفتاد سال	تجھ سے ہوں میں روسیہ پیش کمال	

شرح کمال سے یا تو کمال قرب الٰہی مراد ہے۔ یا لفظ کمال بمعنے اہل کمال ہے۔ یعنے اے چنگ تو نے ستر برس (تا عرصۂ دراز) میرا خون پیا (مجھے محنت و مشقت میں پھنسائے رکھا) مگر ایسی کوئی بات حاصل نہیں ہوئی۔ جو عاقبت میں کام آتی۔ بلکہ اہل کمال (اولیاء اللہ) یا کمال قرب الٰہی کے روبرو میرا منہ کالا ہوگیا۔ کیونکہ کمال قرب الٰہی غافلوں اور گنہ گاروں کو اپنے سے دور پھینکے رکھتا ہے۔ مطلب یہ کہ میں کسیکو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔ نہ کمال قرب الٰہی میں مجھے جگہ مل سکتی ہے اور نہ اولیاء اللہ میری صورت دیکھنی پسند کرتے ہیں۔

	اے خدائے با عطائے باوفا	رحم کن بر عمر رفتہ در جفا	
ترجمہ	اے خدا اے با عطا اے باوفا	رحم کر مجھ پر کہ ہوں میں پر جفا	

شرح گنہ گار کا فرض ہے کہ جب سچے دل سے توبہ کرنے کا ارادہ کرے۔ تو پہلے اپنے نفس کے عیبوں اور گناہوں کا شمار کرے۔ اور پھر ہر گناہ کو ایک بار عظیم اور باعث عذاب الٰہی سمجھ کر خدا سے نہایت عاجزی اور گریہ وزاری کے ساتھ اُن کی معافی چاہے۔ چنانچہ پیر چنگی نے ایسا ہی کیا ہے یعنے پہلے اپنے گناہ (چنگ نوازی) کو جرم عظیم سمجھا اور آلۂ طرب (چنگ) کو توڑ ڈالا۔ پھر خدا سے معافی چاہی۔ اس شعر سے خدا کے روبرو عاجزی اور معافی چاہنے کا مضمون شروع ہے۔ اور پیر چنگی یہ کہتا ہے کہ اے خدا تو صاحب کرم و عطا اور باوفا (اپنے وعدہ کو پورا کرنے والا) ہے اور تیرا وعدہ ہے کہ میں گنہ گاروں کی توبہ کو قبول کرلیتا ہوں۔ اے وعدے کو سچا کرنے والے تو میری اُس عمر پر جو جفا یعنے گناہ میں گذری ہے رحم کر۔ یعنے میری توبہ قبول فرما۔ اور عمر گذشتہ کا مجھ سے حساب نہ لے۔ ورنہ میں ہلاک ہوجاؤں گا۔

	داد حق عمری کہ ہر روزے ازاں	کس نداند قیمت آں در جہاں	
ترجمہ	حیف ہے وہ عمر کھوئی رائگاں	جسکی قیمت دے نہیں سکتا جہاں	

شرح مطرب نے پہلے شعر میں بطور خطاب اللہ تعالیٰ سے فریاد کی تھی۔ اور اس شعر میں بصیغہ غائب اُسکی دی ہوئی نعمت (عمر) اور اپنی غفلت کا اظہار کیا ہے یعنے اللہ تعالیٰ نے مجھے عمر عزیز ایک ایسی بے بہا چیز عنایت فرمائی تھی۔ کہ جہاں میں کسیکو یہ ہرگز معلوم نہیں کہ اُسکا ایک ایک دن کسقدر قیمتی ہے۔ اور ایک ایک دن کیا۔ عمر کی ایک ایک گھڑی ایک ایک منٹ لعل بے بہا ہے۔ لیکن افسوس ہے میں نے اس بے بہا چیز کو بیجا صرف کردیا۔

	چرخ کردم عمر خود را دمبدم		درد میدم جملہ را در زیر و بم
ترجمہ	چرخ کردی عمر مینے دمبدم		حیف ہے اے اشتیاق زیر و بم

شرح - زیر گانے کی پست آواز - اور بم بلند آواز کو کہتے ہیں - یعنے پیر چنگی یہ کہتا ہے کہ افسوس میں نے اپنی ساری عمر گانے بجانے اور زیر و بم (گانے کی پست و بلند آواز) کے درست کرنے اور نغمہ و سرود کی مشق میں صرف کردی - اور صرف کیا کردی - گویا پھونک مار کر ہوا میں اُڑا دی - جسکا اب نشان تک نہیں ملتا - اور نہ آیندہ ملنے کی اُمید ہے - یہاں لفظ دمیدم صیغہ متکلم مشتق از دمیدن پھونک مار کر ہوا میں اُڑا دینا کے معنے رکھتا ہے *

	آہ کز یاد رہ و پردۂ عراق		رفت از یادم دم تلخ فراق
ترجمہ	حیف اے یاد رہا وی و عراق		یاد سے جاتا رہا وقتِ فراق

شرح حکماء نے بروج فلک کے مطابق علم موسیقی کے بارہ مقام مقرر کئے ہیں - اور دن رات کے گھنٹوں کے مطابق اُن بارہ مقامات کی چوبیس شاخیں نکالی ہیں - مقامات مذکورہ کے بارہ نام یہ ہیں اوّل رہاوی - دوم حسینی - سوم راست چہارم حجاز - پنجم بزرگ - ششم کوچک - ہفتم عراق - ہشتم صفاہان - نہم نوا - دہم عشاق - یازدہم زنگلہ - دوازدہم بوسلیک شاخوں کے نام - باغ سیاوشان - بادنوروز - بانگ عشقا - نبد شہریار - پردۂ رسوز - پردۂ قمری - پنجۂ یاقوت - خارکش - خانۂ عشقا - خمار خسرو - جامہ دراں - راہ خسروانی - راہ قلندر - روشن چراغ - زنگانہ - زیر افگند خرد - زیر افگند بزرگ - گنج فریدوں نار شیریں - نار نوروز - ناقوسی - نولۂ چکاوک - شاد باد - قول کاسہ گرد وغیرہ ہیں - اب مطلب شعر سنیئے - عراق موسیقی کے بارہ مقاموں سے ایک پردہ کا نام ہے - اور راہ اُس پردہ کو کہتے ہیں - جو سب سے پہلے بجایا جاتا ہے - اور سرود اُسکے بعد شروع ہوتا ہے - اور پردہ چاندی یا تانبے پیتل یا لوہے کے اُس ٹکڑے کا نام ہے - جو ستار یا طنبور وغیرہ کے دستہ یا ڈانڈ پر لگایا جاتا ہے - نیز پردہ مطلق آواز کے معنوں میں بھی مستعمل ہے اور بمعنی مقامات بھی مستعمل ہے - مثلاً پردۂ عراق و پردۂ حجاز اور دم تلخ فراق سے فراق روح و جسم - (موت) کا بدمزہ اور ناگوار وقت مراد ہے - پیر چنگی عمر گذشتہ پر افسوس کرکے یہ کہتا ہے کہ راہ (سرود کے پہلے پردہ) اور موسیقی کے پردۂ عراق وغیرہ کی یاد یعنی مشق یا محبت کے باعث ایسی غفلت طاری ہوئی - کہ مجھے موت کا تلخ وقت یاد نہ رہا - نکتہ - مشہور گانے بجانے والے شائقین کی قدردانی کے سبب اکثر سفر میں رہا کرتے ہیں - اور چونکہ یہ پیر چنگی نہایت خوش آواز تھا - اسلئے کیا عجب اُسے بھی بدیس سے باہر جانے اور خصوصاً مقام عراق کے سفر کرنے کا اتفاق زیادہ ہوتا ہو - اس لحاظ سے شعر مذکور کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ حیف راہ (یعنے مطلق سفر) اور خصوصاً مقام عراق کی یاد نے مجھے تمام عمر غافل رکھا - اور تلخی موت کا وقت بالکل یاد نہ رہا - بعض نسخوں میں - آہ کز یاد رہاوی و عراق ہے - اور یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے - کہ رہاوی و عراق موسیقی کے دو مقام ہیں

	وائے کز ترکی زیر افگند خرد		خشک شد کشت دل من وان مرد
	تازگی صد حیف زیر افگند کی		کشت دل پر ہو گئی افسردگی

شرح۔ کشتِ دل (دل کی کھیتی) سے یا تو خود دل مراد ہے۔ یا بادۂ حسنات کیونکہ نیکیاں بلا تحریک دل کسی طرح صادر نہیں ہوسکتیں تری۔ جبکو ضرورت شعر کے لئے مشدد باندھا گیا ہے۔ یعنے تری و تازگی و لطف و خوبی ہے۔ اور ہم یہ پہلے بیان کرچکے ہیں۔ کہ زیر افگند خرد۔ اور زیر افگند بزرگ موسیقی کے شاخوں یا نغموں کے دو نام ہیں یعنے مطرب کہتا ہے۔ کہ افسوس زیر افگند خرد کے خوبی و تروتازگی۔ اور اسکی خدا سے غافل کرنے والی کیفیت نے میرے دل کی کھیتی کو خشک کردیا۔ یعنے دل کو مُردہ بنادیا۔ کیونکہ جو دل خدا سے غافل ہیں۔ وہ مُردوں سے بدتر ہیں نکتہ۔ دیگر خوبیوں سے قطع نظر اس شعر میں ایک خوبی یہ ہے کہ ظاہری کھیتی کے برخلاف یہاں تری سے کشت دل کے خشک ہوجانے کو ثابت کیا گیا ہے۔

	وائے کز آواز ایں بست و چہار	کارواں بگذشت و بیگہ شد نہار	
ترجمہ۔	حیف اے کیفیت بست و چہار	تو نے ضایع کردئے لیل و نہار	

شرح۔ یہ ابھی معلوم ہوچکا ہے۔ کہ موسیقی والوں نے بارہ راگ اور چوبیس راگنیاں ایجاد کی ہیں۔ جنکے فارسی نام ہم بیان کرچکے ہیں۔ اس شعر میں بست و چہار سے وہی چوبیس راگنیاں مراد ہیں۔ یعنے مطرب یہ کہتا ہے کہ افسوس چوبیس راگنیوں کی آواز اور اُن کی لذت نے مجھے خدا سے غافل کرکے اسقدر اپنی طرف محو کیا۔ کہ کاروانِ کعبۂ وصال حقیقی یا قافلۂ ایام عمر دور نکلگیا۔ اور نہار یعنے طاعات و عبادات کا وقت ہاتھ سے جاتا رہا۔ وقت بیوقت ہوگیا ٭

	اے خدا فریاد ازیں فریاد خواہ	داد خواہم نے ز کس نے ایں داد خواہ	
ترجمہ	اے خدا میں تجھسے ہوں داد خواہ	داد میری دے مجھے اے داد خواہ	

شرح یہ شعر بھی مطرب کا قول ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اے خدا میں اس نفس فریاد خواہ کی طرف سے تیری عدالت میں استغاثہ کرتا ہوں۔ اور داد چاہتا ہوں۔ اور یہ میری داد و فریاد کسی غیر کیطرف سے نہیں ہے بلکہ اسی نفس داد خواہ کی جانب سے ہے۔ یا یہ معنے کہ میں تجھی سے داد چاہتا ہوں تیرے سوا اور کسی سے نہیں چاہتا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ میرے نفس داد خواہ کی داد تو ہی دیگا۔ یعنے میری توبہ تو ہی قبول فرمائیگا۔

	دادِ کس چوں من ندادم در جہاں	عمر شد ہفتاد سال از من جہاں	
ترجمہ	میں کسیکا کب ہوا فریاد رس	عمر کے گذرے مرے ستر برس	
	دادِ خود از کس نیابم جز ز گر	زانکہ ہست از من بمن نزدیک تر	
ترجمہ	داد دیگا بس وہی اک داد گر	جو رگِ گردن سے ہے نزدیک تر	

شرح یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں۔ پہلے مصرع میں جہاں بمعنی عالم۔ اور دوسرے میں جہاں بمعنے جہندہ و گذراں ہے یعنے پیر جنگی یہ کہتا ہے کہ میری عمر کے ستر برس یوں ہی گذر گئے۔ چونکہ میں نے اپنی تمام عمر میں کسی کی داد نہیں دی۔ یعنے کسی سے نیک سلوک نہیں کیا۔ اسلئے آج میں اپنی داد بھی کسی سے نہ پاؤنگا۔ اور کوئی شخص مجھ سے نیکی کے ساتھ پیش نہ آئیگا

مگر مجھ سے نیکی وہی (اللہ تعالیٰ) کریگا - جو میری جان اور رگ گردن سے بھی زیادہ مجھ سے نزدیک اور ہر دم میرے ساتھ ساتھ ہے - یعنے بجز خدا کے اور کوئی توبہ قبول کرنے اور نیکیوں کی توفیق دینے والا نہیں ہے - اسلئے میں اسی سے داد چاہتا ہوں * وہی میری دادخواہی کریگا اور فریاد سنکر توبہ قبول فرمائے گا -

	کاین منی از وے رسد دم دم مرا		پس وا بینیم چو شد ایں کم مرا
ترجمہ	یہ خودی جو آرہی ہے دمبدم		اُسکو دیکھوں یہ اگر ہو جائے کم

شرح یہ شعر مضمون دادخواہی مطرب کا بیان ہے - یعنے پیر چنگی یہ کہتا ہے - کہ میں اس بات کی داد چاہتا ہوں کہ یہ منی (غرور خودی - وانانیت وتعین خاص) جو دمبدم اُسی کیطرف سے مجھ تک پہنچتا ہے - آیندہ فنا - اور بالکل زائل ہو جائے کیونکہ جب تعین خاص اور انانیت محو ہو جائے گی - تو میں جلوہ حقیقی کو دیکھ سکونگا *

	ہیچ آں کو با تو باشد زر شمر		سوئے خود داری نہ سوئے او نظر
ترجمہ	گن کے دے جسوقت کوئی تجکو زر		ہوگی اُسدم اپنی جانب کو نظر
	ہمچنیں در گریہ و در نالہ او		مے شمرد جرم چندیں سالہ او
ترجمہ	بس اسی صورت سے وہ با درد و آہ		گن رہا تھا چند برسوں کے گناہ

شرح - یہ دونوں شعر قطعہ بند اور مقولہ مولانا قدس سرہ ہیں - اور پہلا شعر دوسرے شعر کی تمثیل مقدم ہے یعنے مطرب نے جب اپنے گناہوں کو اللہ تعالیٰ کے روبرو شمار کیا - اور اُنپر نادم ہوا - تو اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت اُسپر ہوگئی - اور اُسکی ایسی مثال ہے جیسا کہ اے مخاطب کوئی شخص سونا یا روپے گن گن کر تجکو دے - تو اُسوقت تیری نظر شمار کرنے یعنے دینے والے کیطرف ہوگی - اپنی طرف نہوگی - اسیطرح جب مطرب نے اپنے گناہ شمار کئے - تو اللہ کی نظر رحمت اُسپر ہوئی - اُس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے جلال اور کبریائی کیطرف نہ دیکھا - بلکہ اُسکی فریاد و زاری پر نظر کرکے توبہ کو قبول فرمالیا -

گردانیدن امیر المومنین عمرؓ او را از مقام گریہ کہ ہستی ست بمقام استغراق کہ نیستی ست

ترجمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا پیر چنگی کو مقام گریہ سے کہ مقام ہستی ہے مقام استغراق کیطرف متوجہ کرنا کیونکہ استغراق مقام نیستی ہے

شرح - بعض نسخوں میں لفظ نیستی کیطرح عنوان میں لفظ مستی ہے بمعنے نشہ وحدت و مقام فنا اور مطلب دونوں کا ایک ہے * یعنے حضرت عمرؓ کا مطرب کو مقام ہستی سے مقام مستی و استغراق کیطرف متوجہ کرنا

	پس عمر گفتش کہ ایں زاری تو		ہست ہم آثار ہشیاری تو
ترجمہ	پس عمر بولے کہ یہہ زاری تری		کرتی ہے اظہار ہشیاری تری

شرح یعنے پیر چنگی کی گریہ وزاری - اور توبہ و استغفار کو دیکھ کر حضرت عمرؓ نے اُس سے یہ فرمایا - کہ یہ تیرا گریہ وزاری

تیری ہوشیاری (باخودی وانانیت) کی دلیل ہے اور ہوشیاری (مرتبہ استغراق وفنافی اللہ سے دور رہنا) گناہِ طریقت ہے۔ حضرت عمرؓ کا یہ مطلب ہے۔ کہ اے شخص تو گریہ وزاری وغیرہ سب کو چھوڑ کر نشۂ وحدت اور دریائے عشق حقیقی میں غرق ہوجا ورنہ گریہ وزاری ایک قسم کی ہوشیاری ہے جو مقام استغراق سے دور رکھتی ہے۔

	راہِ فانی گشتہ راہِ دیگرست		زانکہ ہشیاری گناہ دیگرست
ترجمہ	راہ غرقابِ فنا ہے اور راہ		اور ہشیاری ہے خود دیگر گناہ

شرح فانی گشتہ بمعنے فانی شدہ یعنے جو شخص عشقِ حقیقی میں مرتبۂ فنا حاصل کئے ہوئے ہے اُسکا رستہ اور ہے۔ وہ گریہ وزاری سے سروکار نہیں رکھتا۔ بلکہ دم بخود اور مستغرق بحر فنا رہتا ہے۔ کیونکہ اُسکے نزدیک ہوشیاری (یعنے گریہ وزاری) جو تعین خاص اور وجود کو ثابت کرتی ہے۔ گناہِ دیگر (دوسری طرح کا گناہ) یعنے گناہ طریقت ہے۔ گو شریعت کا گناہ نہیں ہے۔ چنانچہ اولیاء اللہ کا یہ مقولہ مشہور ہے۔ کہ وُجُوْدُكَ ذَنْبٌ لَا يُقَاسُ بِهٖ ذَنْبٌ یعنے تیری ہوشیاری اور ہستی ایسا گناہ ہے جسپر دوسرا گناہ قیاس ہی نہیں ہوسکتا یعنے گناہِ عظیم ہے۔ دوسرے ہشیاری اسلئے گناہ ہے کہ صوفی ابن الوقت ہوتا ہے۔ یعنے وقت کو ضائع نہیں کرتا۔ اور ہشیاری جسکا ایک جزو توبہ اور گریہ وزاری بھی ہے اُسکو تفویض اور تسلیم کے مرتبہ سے گرادیتی ہے۔ اور توبہ میں گویا امتنان علی اللہ یعنے خدا پر احسان رکھنے کی بو آتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ یعنے اے پیغمبر مسلمانوں سے کہدو کہ اپنے اسلام لانے کا احسان مجھ پر نہ رکھو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تمپر اُس بات کا احسان رکھتا ہے کہ اُس نے تم کو ایمان کا سیدھا رستہ دکھادیا۔

	ہست ہشیاری زیاد ماضی		ماضی و مستقبلت پردۂ خدا
ترجمہ	یعنے ہشیاری ہے یاد ماضی		ماضی و آیندہ پردہ ہے ترا

شرح یعنے ماضی اور مستقبل کا ذکر تیرے لئے حجاب الٰہی ہے۔ کیونکہ تذکرۂ گذشتہ کے سبب ہوشیاری موجود ہوجاتی ہے۔ علےٰ ہذا القیاس ذکرِ مستقبل (جو بطور مفہوم مخالف ذکر ماضی سے سمجھ میں آتا ہی) آدمی کے لئے بطور پیش بندی ہوشیاری کا باعث ہے اور یہ ابھی معلوم ہوچکا ہے۔ کہ ہوشیاری گناہِ عظیم ہے۔

	آتشی برزن بہر دو۔ تا بکے		پر گرہ باشی ازیں ہر دو چو نے
ترجمہ	آگ دونوں میں لگادے۔ تا بکے		پر گرہ اُن سے رہیگا شکل نے

شرح۔ یعنے اے پیر چنگی ان دونوں (ماضی و مستقبل) کی یاد کے باعث تجکو مرتبۂ عشق میں صفائی حاصل نہ ہوگی اور تو بالضرور نے کیطرح پر گرہ ہوجائے گا۔ یعنے تیرا دل ماضی و مستقبل کے جھگڑوں میں وابستہ رہیگا اسلئے دونوں (ذکر ماضی و مستقبل) کو چھوٹے میں جھونکدے۔ ہر دو سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھ۔

	تا گرہ باقی بود ہمراز نیست		ہمنشیں آں لب و آواز نیست
ترجمہ	پُر گرہ ہوتا نہیں ہمراز حق		سُن نہیں سکتا کبھی آواز حق

شرح یعنے وجود انسانی میں جو بمنزلہ نے ہے۔ جبتک یاد ماضی و مستقبل یعنے ہوشیاری کی گرہ باقی ہے وہ ہمراز خدا نہیں ہو سکتا۔ اور نہ اُس لب و آواز کا مقارن ہو سکتا ہے جسکو حرف و آواز انسانی سے کچھ علاقہ نہیں ہے اس لیے سالک پر فرض ہے کہ افکار ماضی و مستقبل میں نارِ توحید لگا کر اس گرہ سے آزاد ہو۔ اور محبت الٰہی میں مستغرق ہو جائے۔

	بعد ازاں اورا ز انحالت براند		زاعتذارش سوئے استغراق خواند
ترجمہ	بعد ازاں اُس حال سے پھیر اُسے		بحر استغراق میں ڈالا اُسے

شرح۔ یعنے اوّل تو حضرت عمر نے ہوشیاری کی ندمت کی۔ اور پھر پیرخیگی کو اُس حالت یعنے زاری و ہوشیاری یا اعتذار۔ (عذر و معذرت اور توبہ و استغفار) سے باز رکھہ کر مرتبۂ فنا اور استغراق کی طرف متوجّہ کیا۔ زاعتذار۔ لفظ ذانحالت کا بدل ہے۔ اور آیندہ اشعار کلمات حضرت عمرؓ ہیں۔

	چوں بطوفِ خود بطوفی مرتدی		چوں بخانہ آمدی ہم با خودی
ترجمہ	طائف اپنا ہے اگر۔ مرتد ہے تو		خانۂ کعبہ میں بھی با خود ہے تو

شرح۔ لفظ بطوفی میں یائے خطاب ہے۔ بمعنے طواف کنی یعنے اگر تو اپنا طواف کریگا۔ (اگر قرار خودی و انانیت رہیگا) تو مرتد ہو جائیگا۔ کیونکہ خودی طریقت میں کفر ہے۔ مرتد اُسکو کہتے ہیں۔ جو اسلام سے پھر جائے اس مصرع میں گویا اس بات کیطرف اشارہ ہے۔ کہ ہر شخص کی فطرت تو اسلام ہی پر ہے۔ مگر خودی بعد میں لاحق ہو کر باعثِ کفر ہو جاتی ہے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اس خودی کیحالت میں تو اگر کعبہ میں بھی چلا جائیگا۔ تو یہ سمجھ لے کہ خدا کے گھر میں نہیں بلکہ خودی کے گھر میں گیا ہے۔ خانہ سے مُراد کعبہ یا توجّہ بسوئے حق ہے۔ جسکا یہ مطلب ہے۔ کہ اگر تو حالتِ خودی میں توجّہ بسوئے حق کریگا۔ تو گویا اپنے حال کو دیکھیگا۔ اُسکے جمال کو نہ دیکھ سکیگا۔

	اے خبرہات از خبر دہ بے خبر		توبۂ تو از گناہِ تو بتر
ترجمہ	تو خدا سے سر بسر ہے بے خبر		تیری توبہ ہر گناہوں سے بتر

شرح یعنے اے مُطرب مُطوّف بطواف خودی۔ یہ تیری اپنے گناہوں کی خبر دینی۔ اور توبہ کرنی خودی کا اظہار کرتی ہے اور اس بات کی خبر دیتی ہے کہ تو خبر دہ اور خالق خیر و شر سے بے خبر ہے (خبرہات بمعنے خبر دادنِ تو ہے) اور تیری توبہ گناہ سے بدتر ہے۔ کیونکہ توبہ نسیان ذنب (گناہ کے بھول جانے) کو کہتے ہیں۔ اور فنا فی اللہ نفی خیالات و وسوسۂ قلب کو۔ پس تو نے جسوقت گناہ کو یاد کیا۔ اور توبہ کی تو معلوم ہوا کہ تجھ میں ہوشیاری اور وجود باقی ہے حالانکہ ہشیاری اور وجود طریقت میں گناہ عظیم ہے۔ اور جب تک انسان خودی میں ہے۔ اُسکو خدا کی خبر نہیں ہوتی

کیونکہ خودی اور خدائی کا جمع ہونا غیر ممکن ہے ۔ خود بین رموز خدائی سے بالکل ناواقف رہتا ہے ۔

	اے تو از حال گذشتہ توبہ چو	کے کنی توبہ ازیں توبہ بگو
ترجمہ	حال ماضی سے ہے تو بہ کیلئے	ایسی توبہ سے بھی توبہ چاہیئے

شرح یعنے اے شخص تو جو گذشتہ گناہوں سے توبہ کر رہا ہے ۔ یہ تو بتا کہ اس توبہ سے کب توبہ کرے گا ۔ کیونکہ حضرت امام جعفر صادقؒ کا قول ہے التوبۃ غفلۃ عن الحق ۔ (توبہ خدا سے غافل کر دیتی ہے) کیونکہ توبہ سے آدمی مغرور ہو جاتا ہے اور ترک گناہ کا احسان گویا اللہ تعالے پر رکھتا ہے ۔ اسی لئے اُس کو غفلت ہو جاتی ہے ۔ اور تائب اُس خاص گناہ کو چھوڑ کر توبہ کے بعد سے پر آیندہ عمل نیک بھی کم کرتا ہے ۔ حضرت ذوالنون کا قول ہے توبۃ العوام عن الذنوب و توبۃ الخواص عن الغفلۃ یعنے عوام گناہوں سے توبہ کیا کرتے ہیں ۔ اور خواص غفلت سے ۔ حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن سری سقطی کے پاس گیا ۔ اور اُنکا چہرہ متغیر پاکر اسکا سبب پوچھا ۔ اُنھوں نے فرمایا کہ آج ایک شخص نے مجھ سے توبہ کی کیفیت پوچھی ۔ میں نے کہا کہ توبہ اسکو کہتے ہیں ۔ کہ تو اپنے گناہوں کو نہ بھولے ۔ اُس شخص نے مجھ سے معارضہ کیا اور یہ کہا کہ توبہ گناہوں کے بھولنے کو کہتے ہیں ۔ جنید کہتے ہیں کہ میں نے سری سقطی سے کہا کہ بیشک اُسکا کہنا ٹھیک ہے ۔ کیونکہ جب آدمی نے جفا سے وفا اور معصیت سے طاعت کی طرف رجوع کیا ۔ تو وفا کی حالت میں جفا اور طاعت میں معصیت کا یاد کرنا خود جفا اور معصیت میں داخل ہے ۔

	گاہ بانگ زیر را قبلہ کنی	گاہ گریۂ زار را قبلہ زنی
ترجمہ	گاہ بانگ زیر تیرا قبلہ گاہ ۔	اور گاہے گریۂ خوں بوسہ گاہ

شرح ۔ پہلے مصرعہ میں ۔ قبلہ کنی ۔ یعنے کعبہ اطاعت سازی ۔ اور دوسرے میں قبلہ زنی یعنے بوسہ میدہی و محبوب میداری ہے ۔ گریۂ زار یعنے گریۂ بسیار یعنے حضرت عمرؓ بطور نصیحت عارفانہ فرماتے ہیں ۔ کہ اے پیر چنگی اس سے پہلے تو نے بانگ زیر (آواز چنگ و سرود) کو قبلۂ مقصود سمجھا تھا ۔ اور اب نالہ و فریاد کو محبوب رکھتا ہے ۔ حالانکہ یہ دونوں باتیں خلاف طریقت ہیں ۔ مطلب یہ کہ اے شخص گذشتہ گناہوں کے اظہار کو محبوب نہ رکھ ۔ کیونکہ حالت وفا میں جفا کا ذکر خود جفا ہے ۔ جسطرح تو نے گناہوں کو چھوڑا ہے ۔ اسی طرح اُنکو یاد کر کے نالہ و زاری کو بھی چھوڑ دے ۔ کیونکہ گریہ مقام ہشیاری ہے اور ہوشیاری شرک خفی اور مغز خودی ہے ۔ نکتہ ان اشعار سے حسب ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ پیر چنگی کو خدا کے سامنے زاری اور پچھلے گناہوں کو یاد کر کے توبہ و استغفار کرنے سے منع کرتے ہیں ۔ حالانکہ فی الواقع اشعار کا یہ مطلب نہیں ہے ۔ بلکہ حضرت عمرؓ اُسے توبہ خاص کی ہدایت فرماتے ہیں ۔ یعنے مطلب یہ ہے کہ اے شخص تو ظاہری گناہوں سے توبہ کرنے کے بعد غفلت کے باطنی گناہ سے کس دن سے توبہ کرے گا ۔ اس توبہ کا نام توبۂ خواص ہے

	چونکہ فاروق آئینہ اسرار شد	جان پیر از اندروں بیدار شد
	سچ ہے فاروق جیسے روشن ضمیر	ہو گیا بر دار باطن مرد پیر

شرح - یعنے حضرت عمرؓ (جو آئینہ اسرار الٰہی اور مظہر اسمائے صفات خداوندی تھے) کی توجہ کے باعث پیر چنگی کو مطلوب حقیقی حاصل ہوگیا - اور وہ ذات حضرت عمرؓ میں مشاہدہ اسرار کرکے واصل بحق اور صاحب جانِ بیدار بنگیا - اُسکی پہلی غفلت جاتی رہی - بعض نسخوں میں بیدار کی جگہ بیزار ہے - یعنے اُسکی روح اندرون (قید خانۂ جسم) سے بیزار ہوگئی - اُس نے مرتبہ فنا کو چھوڑ مرتبہ بقا حاصل کرلیا ٭ اور یہ ظاہر ہے کہ مرتبۂ بقا بلا ترک جسم عارضی حاصل نہیں ہوسکتا -

	ہمچو جاں بے گریہ و بے خندہ شد	جانش رفت و جانِ دیگر زندہ شد	
ترجمہ	مثل جاں بے گریہ و خندہ ہوا	جانِ دیگر ملگئی زندہ ہوا ٭	

شرح - یعنے جسطرح روحکو گریہ و شادی سے کچھ کام نہیں ہوتا - اسی طرح مطرب دُنیوی ملال و شادی سے بے تعلق ہوگیا - اور روح حیوانی کیجگہ اُسکو جان دیگر (روح ملکوتی) ملگئی ٭ جسمیں معرفت کے حاصل کرنے کا پورا مادہ موجود ہے -

	حیرتے آمد درونش آں زماں	کہ بروں شد از زمین و آسماں	
ترجمہ	دل میں کچھ حیرت سمائی اسقدر	اس جہان سے ہوگیا بالکل بدر	

شرح - یعنے پیر چنگی کے دل میں بسبب مشاہدۂ اسرار حق (جو حضرت عمرؓ کے آئینۂ ذات سے جلوہ نما تھے) اسقدر حیرت محمودہ نے جگہ پائی کہ اُسے زمین و آسمان کی کچھ خبر نہ رہی - حیرت محمودہ کے معنے پہلے بیان ہوچکے ہیں -

	جُستجوئے ماورائے جستجو	من نمیدانم تو میدانی - بگو	
ترجمہ	اور ہی شئے کی ہوئی پھر جستجو	جس میں کرسکتا نہیں میں گفتگو	

شرح - اسکا پہلا مصرعہ گذشتہ شعر کے لفظ حیرتے پر معطوف ہے - یعنے پیر چنگی کے دلمیں ایسی حیرت و جستجو (طلب تجلیات الٰہی) نے گھر کرلیا - جو اس دُنیا کی معمولی حیرت و جستجو سے الگ تھی - اور یہ ظاہر ہے کہ دُنیوی کاروبار کے متعلق حیرت و جستجو دیگر قسم اور ادنے درجہ کی ہوتی ہے - اور تجلیات الٰہی کی حیرت و جستجو دیگر نوع اور اعلےٰ درجہ کی - اس میں اُس میں زمین و آسمان کا فرق ہے - دوسرا مصرعہ یا تو مولانا کا مقولہ ہے - یعنے ای مخاطب میں اُس جستجو کو نہیں جانتا البتہ تجکو اگر معلوم ہے - تو بتادے - مطلب یہ کہ وہ جستجو (طلب تجلیات) ایک معنوی یا ذوقی امر ہے جو بیان اور لفظ و عبارت سے تعلق نہیں رکھتا - یا یہ کہ مطرب نے حضرت عمرؓ کو خطاب کیا ہے - یعنے جب مطرب مشاہدۂ اسرار حق سے حیران ہوگیا - تو یہ کہا کہ اس سے آگے مجکو ایک ایسی شئے کی جستجو ہے جو معمولی جستجو سے الگ ہے - اے عمرؓ میں نہیں جانتا البتہ آپ جانتے ہیں - اسلئے عرض ہے کہ میری رہنمائی کیجئے اور باطنی زبان سے گوش دل میں ڈالدیجئے - تاکہ میں واقف اسرار الٰہی ہوجاؤں -

	حال و قالے از ورائے حال و قال	غرق گشتہ در جمال ذو الجلال	
ترجمہ	اور سے کچھ اور بدلا حال و قال	ہوگیا غرق جمال ذو الجلال	

شرح یعنے مطرب کا حال و قال اہل دنیا کے معمولی حال و قال سے بالکل جدا - اور وہ خود سراپا فنا اور غرق دریائے

جمال الٰہی ہوگیا بفنا فی اللہ اور استغراق کے یہی معنے ہیں جو ابھی بیان ہوئے ہیں۔

	غرقہ نے کہ خلاصی باشدش		یا بجز دریا کسے بشناسدش
ترجمہ	غرق ہے ایسا۔ ابھرتا ہی نہیں		جانتا ہے اسکو رب العالمین

شرح۔ یعنے مطرب بجز جمال الٰہی میں ایسا غرق نہیں ہوا تھا۔ کہ اُس سے نجات ہوسکتی کیونکہ عشقِ حقیقی کی یہ مثال نہیں ہوتی۔ کہ مجازی کیطرح آج ہے۔ اور کل نہیں۔ دوسرے مصرعہ میں اگر دریا سے ذاتِ حق مراد ہے تو یہ مطلب ہے کہ مطرب کا دریائے عشق میں ڈوب جانا۔ ایسا نہ تھا۔ کہ اُسکی کیفیت بجز ذات اور کسی کو معلوم ہوسکتی۔ کیونکہ غرقہ دریا کی حالت بجز دریا کے اور کوئی نہیں جان سکتا۔ اور اگر دریا بمعنے دلی ہے تو دلی را دلی مے شناسد کا مقولہ ہے۔ عوام کو اتنی عقل نہیں کہ عاشق صادق اور عاشق فاسق میں تمیز کرسکیں ٭

	عقل جزو از کل پذیرائیستے		گر تقاضا بر تقاضا نیستے
ترجمہ	عقل جز۔ کل سے پذیرا ہے ضرور		اور تقاضے پر تقاضا ہے ضرور

شرح۔ یہاں سے مولانا قدس سرہٗ کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ اور کُل سے مراد یا ذات حق ہے۔ جو تمام موجودات میں ساری ہے۔ یا عقلِ کُل یعنے عقل جزوی اللہ تعالےٰ کیطرف سے یا عرش الٰہی اور قوت جبرئیلی کی جانب سے ہر گز پذیرائے استغراق وقبول کنندۂ فنا نہوتی۔ اگر جذب حق کا تقاضے پر تقاضا نہوتا۔ کیونکہ وصول بحق بلا جذب حق غیر ممکن ہے۔ بعض نسخوں میں از کل گویا نیستی ہے۔ اس صورت میں لفظ کل بالاظہار تشدید لام پڑھا جائیگا۔ اور معنی یہ ہیں کہ عقل جزوی عقل کُل سے یا ذات حق کے حال سے بیشک گویا اور متکلم نہوتے۔ اگر اُسیکا تقاضا نہوتا۔ کیونکہ نطق اور تکلم بالاسرار اسی کُل کے فیضان سے حاصل ہے۔ دوسرا مصرعہ پہلے کی شرط مؤخر ہے۔ اور پہلا جزائے مقدم ٭

	چوں تقاضا بر تقاضا میرسد		موج آں دریا بدیشاں میرسد
ترجمہ	چونکہ آتا ہے تقاضا دم بہ دم		یہاں تک آجاتی ہے غافل۔ موج یم

شرح۔ آں دریا سے بحر وحدت اور ایجاد سے مرتبۂ سلوک مراد ہے۔ یعنی چونکہ جذبِ حق (کششِ الٰہی) تقاضے پر تقاضا کرکے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اسلئے سالک کا استغراق اور فنا ہوجانا اُسی بحر وحدت کی موج ہے۔ جو قطرے کو دریا میں ملا دینا چاہتی ہے۔ مطلب یہ کہ بلا تائید غیبی انسان اپنی کوشش سے کوئی مرتبہ حاصل نہیں کرسکتا نکتہ ایک عارف کا مقولہ ہے کہ دنیا میں ہر شخص مجذوب ہے۔ بعض کو سابقہ رحمت الٰہی نے اپنی طرف کھینچ رکھا ہے اور بعض کو سابقۂ غضب نے سابقۂ رحمت کے مجذوب اولیاء اللہ اور نیک بندے ہیں۔ اور سابقۂ غضب کے مجذوب کفار اور دیگر اشقیاء ہیں اس قاعدہ سے ہر شخص اپنی ذات کو معلوم کرسکتا ہے۔ کہ وہ کس قسم کا مجذوب ہے ٭

	چونکہ قصۂ حال پیر اینجا رسید		پیر دلالش روئے در دریا کشید
ترجمہ	قصہ جب پہنچا یہاں تک پیر کا		ہوگیا وہ غرق دریائے فنا

شرح - اینجا سے مقام استغراق مراد ہے - جو بطفیل حضرت عمرؓ مطرب کو حاصل ہوگیا تھا - اور جسکی نسبت پہلے غرق گشتہ درجمال ذوالجلال فرمایا گیا ہے - مطلب یہ کہ جب پیر چنگی مقام استغراق تک پہنچگیا - تو وہ خود اور اُسکا حال دریائی وحدت میں جا چھپا - یعنے مطرب عارف مستور الحال بنگیا - بعض نسخوں میں روئے در پردہ کشید ہے - یعنے در پردۂ فنا فی الذات مطلب یہ کہ وہ بہت جلد مرتبۂ سلوک سے مرتبۂ استغراق تک پہنچگیا - اور فنا فی اللہ ہوگیا -

	پیر دامن راز گفت و گو فشاند	نیم گفتہ در دہان او بماند	
ترجمہ	گفتگو سب چھوڑ بیٹھا خوش صفات	رہ گئی آدہی کی آدہی مُنہ میں بات	

شرح - یعنے مطرب بحر استغراق میں غرق ہوکر ذکر ماضی و مستقبل سب کو بھول گیا - اور استغراق کے باعث اُسکی زبان سے طاقتِ گویائی بالکل زائل ہوگئی - اور جو بات کہنے کی تھی - وہ آدھی کہی اور آدہی اُسکے مُنہ میں رہ گئی - مصرعۂ ثانی - کنایہ از فنا و استغراق ہے - بعض نسخوں میں در دہانِ ما بماند ہے یعنے مولانا کہتے ہیں کہ اُسکا نصف کلام - اور نیم مقولہ ہماری زبان پر رہ گیا تھا - جو ہمنے بیان کردیا - ورنہ وہ صاحب مقامات علیہ تھا - جسکے مفصل بیان کے لئے الگ ایک دفتر چاہئے کیونکہ اہل فنا کا حال لکھنا نہایت مشکل ہے -

	از پئے ایں عیش و عشرت ساختن	صد ہزاراں جاں بشاید باختن	
ترجمہ	سچ ہے ایسے عیش و عشرت کے لئے	جان اپنی ہار دینی چاہئے -	

شرح - عیش و عشرت سے مقام وحدت تک پہنچنا - اور تعینات و عالم کثرت سے نجات پا جانا مراد ہے - اور دوسرے مصرع میں جانبازی بمعنے فنا فی الذات - یعنے مقامِ وحدت میں عیش و عشرت کرنے کے لئے ایک جان کیا لاکھ جانیں ہار دینی چاہئیں - کیونکہ مقام وحدت الٰہی بیش قیمت چیز ہے - کہ اُسکے مقابلہ میں لاکھوں جانیں ہیچ اور محض لاشئے ہیں - کسی نے سچ کہا ہے - ہر دو عالم قیمت خود گفتہ - نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز ✦

	در شکار بیشۂ جاں - باز باش	ہمچو خورشید جہاں - جاں باز باش	
ترجمہ	صید دشت جانکی خاطر باز بن	شکل خورشید جہاں جانباز بن	

شرح - پہلے مصرعہ میں لفظ باز بمعنے طائر شکاری - اور دوسرے میں جانباز وصفِ ترکیبی ہے بمعنے ساعی و کوشش کنندہ - اور بیشۂ جاں - سے بیابان معنوی مراد ہے جسمیں جذبات رحمانی اور تجلیات روحانی کا شکار بکثرت ملتا ہے - یعنے اے مخاطب باز کیطرح معنوی جنگل (عشقِ حقیقی) میں جذبات رحمانی - اور تجلیات روحانی کا شکار کیا کر - اور منزلِ عشق میں خورشید جہاں تاب کیطرح جانباز بنکر رہ - تاکہ تجھے نورِ معنوی حاصل ہو - خورشید کی جانبازی یا جانفشانی حکم الٰہی کو ماننا - اور تمام عالم میں نور پھیلانا ہے - اور انہیں معنوں کی طرف آئندہ شعر میں اشارہ کیا گیا ہے ✦

	جانفشاں افتاد خورشید بلند	ہر دمے تی مے شود - پُر مے کنند	
ترجمہ	جانفشاں ہے چونکہ خورشید بلند	نور سے رہتا ہے پُر اے عقلمند	

شرح - لفظ تہی مخفف تہمی ہے بمعنے خالی - مطلب یہ کہ جانفشانی سے تو یہ نہ سمجھ کہ میرا کچھ گھٹ جائیگا - نہیں بلکہ سب گھاٹا بھرتا رہیگا - چنانچہ آفتاب کو دیکھ لے کہ اپنی جان یعنے روشنی کو تمام دن عالم پر افشاں کرتا رہتا ہے - اور شام کو اُسکا نور کم ہوجاتا ہے - مگر فیضان الٰہی صبح کے وقت اُس گھاٹے کو پھر بھر دیتا ہے علےٰ ہذا القیاس عشقِ الٰہی میں جانفشانی کرنے والے گو فنافی الذات ہوجاتے ہیں - مگر یہ فنا اُنکو کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچا سکتی - بلکہ زیادتی مراتب کا باعث ہے اور اس سے اُنہیں جدید زندگانی اور نئی روح حاصل ہوجاتی ہے -

	جاں فشاں لے آفتاب معنوی		مر جہان کہنہ را نیا نوی
ترجمہ	جان چھڑک لے آفتاب معنوی		اور جہان کہنہ کو دکھلا نوی ✦

شرح - یعنے اے آفتاب عالم یعنے (باعتبار انجام) والے سالک طریق عشق حقیقی (باعتبار ابتدا) تو راہ حق میں جانفشانی کر - اور جہان کہنہ یعنے قلب خستہ کو (جو محبت ماسوی اللہ کے باعث ناکارہ ہوگیا ہے) گلشن عشق حقیقی کی تازگی دکھا - یہ ممکن ہے کہ آفتاب معنوی سے ذات حق اور جہان سے علم معرفت مراد ہو جو باعث حیات روحانی ہے - اس صورت میں گویا مولانا یہ دعا کرتے ہیں - کہ اے اللہ تو ہمیں علم و معرفت عطا فرما - اور جہان کہنہ یعنے قلب مردہ کو اس سے نئی زندگی عنایت کر - کیونکہ روحانی زندگی علم الٰہی اور معرفت ربانی ہی کا نام ہے -

	در وجودِ آدمی جان و رواں		میرسد از غیب چوں آبِ رواں
ترجمہ	آدمی کے جسم میں ہر لحظہ - جاں		آتی ہے یوں جس طرح آب رواں

شرح - یہ شعر تجدد امثال کیطرف اشارہ کر رہا ہے - جسکی بحث بتفصیل گذر چکی ہے - اور یہاں اس شعر کے لانے سے یہ غرض ہے - کہ جب منبع فیض سے ہر وقت ہر چیز نئی ہوا کرتی ہے - تو جانفشانی سے تو کیوں گھبراتا ہے - اسکے عوض تجھ کو حیات ابدی نصیب ہوگی - پہلے مصرعہ میں رواں بمعنے روح ہے - اور دوسرے میں بمعنے جاری - اور مطلب شعر یہ ہے کہ آدمی کے بدن میں آب رواں کیطرح ہر دم بطور تجدد امثال غیب سے نئی روح آتی رہتی ہے - پھر کیا فنافی الذات ہونے کے بعد تجھے نئی زندگی اور حیات ابدی حاصل نہ ہوگی؟ یہ تیرا خیال غلط ہے - بلکہ ضرور ہوگی ✦

	ہر زماں از غیب نو نو میرسد		وز جہان تن بروں شو میرسد
ترجمہ	آتی ہے ہر دم ندا یہ غیب سے		چل نکل - اِس عالم تن پر غیب سے

شرح - یعنے غیب سے عالم دنیا میں ہر دم - ہر چیز نو بہ نو ہو کر پہنچتی ہے - نیز یہ خطاب آتا رہتا ہے کہ از جہان تن بروں شو - یعنے اے شخص جسم ظاہری سے نکلکر مرتبہ فنافی اللہ حاصل کر تاکہ حیات جاودانی کا باعث ہو -

تفسیر دعائے آں دو فرشتہ کہ ہر روز بر سر بازار منادی کنند کہ اللھم اعط کل منفق خلفا اللھم اعط کل ممسک تلفا و بیان آنکہ منفق مجاہد راہ حق ست نہ مسرف راہ ہوا -

ترجمہ اُن دو فرشتوں کی دعا کی تفسیر ہے جو ہر روز بر سر بازار منادی کرتے ہیں۔ کہ اے خدا ہر سخی آدمی کو نعم البدل عطا فرما اور ہر بخیل کے مال کو ضائع کر۔ اور اس بات کا ذکر کہ سخی سے مراد وہ شخص ہے۔ جو راہِ حق میں کوشش کرے۔ اور اُسکا مال اور نیکیو نکے رستہ میں صرف ہوتا ہو۔ نہ کہ وہ جو نفسانی خواہشوں کے متعلق بیجا صرف کرے۔ اور اپنے آپ کو سخی سمجھے

شرح۔ یہ مولانا قدس سرہ پہلے یہ فرما چکے ہیں۔ کہ ہر زماں از غیب تو نو میرسد۔ اور اب اس حدیث کو جو بخاری و مسلم میں موجود ہے۔ اُسی مطلب پر بطور استدلال نقل فرماتے ہیں۔ خلف بمعنے بدل۔ اور تلف بمعنے نقصان سے خلف و تلف اُخروی مراد ہے۔ یعنے ہر روز دو فرشتے یہ دعا کرتے ہیں۔ کہ اے خدا ہر سخی کو آخرت میں اجر نیک دے۔ اور ہر بخیل کو عقبیٰ میں نقصان پہنچا۔ اور اگر خلف و تلف مال دُنیوی مراد لیا جائے۔ تو بھی معنے درست ہیں۔ یعنے اے خدا سخی کو دنیا میں نعم البدل اور بخیل کو نقصان عنایت فرما۔ ہاں بعض مرتبہ جو سخی کو دنیا میں نعم البدل نہیں ملتا۔ اُسکا سبب یہ ہے کہ اُس نے شاید مملوک غیر میں سے خرچ کیا ہے۔ یا بے محل اُٹھایا ہے۔ اور بعض صورتوں میں جو بخیل کو نقصان نہیں پہنچتا۔ اسکا باعث اُسکی اور بدنی عبادتیں ہیں۔ جو تلف سے روکتی ہیں۔ یا یہ سبب ہے کہ گو ممسک کا مال بالفعل تلف نہو۔ مگر اُمید ہے کہ عنقریب ہو جائیگا نیز اگر خلف و تلف سے اخلاق نیک و بد کا پیدا ہونا مراد ہو تو بھی صحیح ہے۔ کیونکہ اکثر سخی نیک اخلاق اور اکثر ممسک بدخلق ہوتے ہیں اہل تصوف کے نزدیک فرشتہ سے قوت ملکیہ مراد ہے۔ جو حسب مضمون حدیث مذکورہ ہر وقت ندا کر رہی ہے۔ مگر اُسکو ہر کوئی نہیں سُن سکتا۔ اور اہل ظاہر کے نزدیک یہ معنے ہیں کہ دو فرشتے آدمی کیصورت بنکر آواز دیتے ہیں۔ چنانچہ لفظ بازار سے یہی معنے معلوم ہوتے ہیں۔ جو اہل ظاہر نے سمجھے ہیں۔

	گفت پیغمبر کہ دائم بہر پند		دو فرشتہ خوش منادی مے کنند
ترجمہ	کہتے ہیں پیغمبروں کے مقتدا		دو فرشتے روز کرتے ہیں ندا

شرح۔ یعنے پیغمبر نے یہ فرمایا ہے کہ ہر روز عبرت کے لئے دو فرشتے سر بازار ندا کرتے ہیں۔ اور اُنکی ندا کا مضمون یہ ہے کہ

	کاے خدایا منفقاں را سیر دار		ہر درم شاں را عوض دہ۔ صد ہزار
ترجمہ	رکھہ کریموں کو الٰہی مالدار		اک درم کے بدلے میں دے سو ہزار

شرح۔ یعنے فرشتے یہ کہتے ہیں کہ اے خدا خرچ کرنے والوں کو سیر رکھہ۔ اور اُن کو ایک درم کے بدلے لاکھ درم مرحمت فرما۔ کیونکہ تو وعدہ کر چکا ہے کہ ہم نیکی کرنے والوں کو دس گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ اجر عطا کر دیتے ہیں۔

	اے خدایا ممسکاں را در جہاں		تو مدہ الا زیاں۔ اندر زیاں
ترجمہ	اور جو ممسک مال و زر پر جان دے		اُسکو تو نقصان پر نقصان دے

شرح۔ اُنہیں فرشتوں کا مقولہ ہے۔ جو یہ ندا کرتے ہیں۔ کہ اے خدا بخیلوں کو بجز نقصان در نقصان کے اور کوئی چیز نہ دے کیونکہ جب وہ تیری راہ میں خرچ نہیں کرتے تو اُنکا مال بیشک ضایع ہو جانے کے قابل ہے۔

	اے خدایا منفقاں را دہ خلف		اے خدایا ممسکاں را دہ تلف
ترجمہ	اے خدا اہل کرم کو دے خلف		ایخدا تو ممسکوں کو دے تلف

شرح - یہ شعر تتمہ کلام فرشتگان ہے - یعنے اے خدا سخیوں کو نعم البدل عطا فرما - اور بخیلوں کو ہمیشہ نقصان پہنچا ٭

	منفق و ممسک محل بیں یہ بود		چوں محل باشد مؤثر مے شود
ترجمہ	ہے سخا و بخل جائے خاص پر		با محل ہیں ردو نو باتیں پُر اثر

شرح - یعنے سخی اور بخیل وہی بہتر ہے - جو محل سخاوت و بخل پر نگاہ رکھے - اور خرچ وہیں کرے جو خرچ کرنے کی جگہ (مقام نیکی ہو) اور بخل بھی وہیں کرے جو بخل کی جگہ (مقام بدی و نفس پرستی) ہو - ورنہ صرف کی جگہ بخل اور بخل کی جگہ صرف کفران نعمت خداوندی اور بالکل غیر مؤثر ہے - یعنے نہ دنیا میں کوئی نیک نتیجہ پیدا کر سکتا ہے - نہ عقبیٰ میں - مثلاً فقیروں مسکینوں - یتیموں - قرضداروں محتاج قرابت والوں کو دینا سخاوت ہے - اور رنڈیوں بھانڈوں - بیلے - تماشوں - شہوت پرستیوں - حظوظ نفسانی سے متعلق جلسوں میں دینا کفران نعمت ٭

	اے بسا امساک کز انفاق بہ		مال حق را خرج بامر حق مدہ
ترجمہ	بخل بہتر ہے کہیں اسراف سے		مال حق کو دیکھ حکم حق سے دے

شرح - یعنے بہت سے محل ایسے ہیں - جن میں بخل کرنا خرچ کرنے سے بہتر ہے (ایسے موقعوں کی شرح ابھی بیان ہو چکی ہے) اسلئے اے مخاطب تجھ پر فرض ہے کہ اپنے مال کو جو فی الواقع تیرا نہیں ہے - بلکہ خدا کی امانت ہے بے موقع خرچ نہ کر - بلکہ وہیں اٹھا جہاں خدا کا حکم ہے - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ٥ یعنے اے پیغمبر ان لوگوں سے کہدو کہ اگر تم اپنا مال نیکیوں میں صرف کرنا چاہتے ہو تو ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور مسکینوں کو دو ٭

	تا عوض یابی تو مال بیکراں		تا نباشی از عداد کافراں
ترجمہ	تا عوض ملجائے مال بیکراں		تا نہو گنا رمیں سے میری جاں

شرح - یعنے اپنے مال کو حکم خداوندی اور مرضی الٰہی کے مطابق حسب محل صرف کر - تاکہ اسکے بدلے میں بے انتہا دولت حاصل ہو - ورنہ بے محل خرچ کرنے سے تیرا شمار انہیں کافروں میں ہو جائیگا - جو پیغمبروں کے ستانے کو اپنا مال صرف کیا کرتے تھے - اور اسکو وسیلۂ ثواب سمجھتے تھے ٭

	کاشتراں قربان ہمی کردند تا		چیرہ گردد تیغ شاں بر مصطفیٰ
ترجمہ	ذبح کرتے تھے شتر جو بیدریغ		مصطفیٰ پر تا ہو غالب انکی تیغ

شرح - یعنے بیجا صرف کرنیوالوں کی مثال ایسی ہے - جیسا کہ کفار عرب نذریں مان مان کر اسلئے اونٹ ذبح کیا کرتے تھے

کہ انہیں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فتح حاصل ہو جائے - چونکہ یہ صرف بالکل بیجا تھا - اسلئے ثواب کے بدلے انھیں الٹا عذاب جہنم نصیب ہوا - اسکے متعلق قرآن مجید کی آیت آئندہ نقل ہوگی نکتہ مولانا قدس سرہ نے بیجا صرف کرنے والوں کو اُن کفار عرب سے تشبیہ دی ہے - جو پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والثنا کے مغلوب کرنے کو اپنا مال خرچ کیا کرتے تھے - یہ نہایت خوفناک تشبیہ ہے اور چونکہ قطب زمانہ کی زبان سے نکلی ہے اسلئے سالکین کو اسکے سچ ہونے میں کسی قسم کا شبہ نہ کرنا چاہئے - اس تشبیہ کا نتیجہ یہ ہے - کہ بیجا صرف کرنے والے خدا اور اُسکے رسول کے صریح دشمن ہیں - نعوذ باللہ من ذلک ۔

	امر حق را باز داں از واصلے	امر حق را در نیابد ہر دلے
ترجمہ	حکم حق کو جان واصل سے کہیں	عالم حکم خدا ہر دل نہیں

شرح - واصلے اور دلے بیائے مجہول ہے - اور واصل سے دلے کامل مراد ہے - یعنے اے مخاطب امر خداوندی (مصرف مال) کو کسی ولی کامل سے پوچھ وہ تجھے سیدھا راستہ بتا دیگا - کیونکہ ہر شخص امر حق کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتا ۔

	چوں غلام باغیئے کو عدل کرد	مال شہ بر باغیاں او بذل کرد
ترجمہ	ہے وہ بدخو شاہ کا باغی غلام	مال شہ جو باغیوں کو دے تمام

شرح - یہاں لفظ عدل بمعنے خروج و بمعنے عدالت و انصاف دونوں طرح صحیح ہے - اور شاہ بمعنے خواجہ و مالک یعنے بیجا خرچ کرنے والی کی دوسری مثال اُس باغی غلام کی سے ہے جس نے مالک کی حفاظت و حکومت سے عدل یعنے خروج کیا یا اپنے ذہن میں اُسکو انصاف سمجھا کہ مالک کا مال باغیوں کو بخشدیا - نکتہ - اس شعر میں بیجا خرچ کرنے والے کی طرح اُس شخص کو بھی باغی (خدا و رسول کا دشمن) کہا گیا ہے - جو ناجائز اور خلاف شرع افعال کے وسیلہ سے مال حاصل کرے - اس سے صاف نکلتا ہے کہ رنڈی بھڑوے - ڈوم - ڈہاڑی اور تمام فساق و فجار خدا و رسول کے دشمن ہیں - اور اُن کی پرورش کرنے والے اُس باغی غلام کی مانند ہیں - جو مالک کا مال چرا کر دیگر باغیوں کی نذر کرتا رہتا ہے - حاصل مطلب یہ کہ بیجا خرچ کرنے والا بندۂ خدا ہو کر خدا کا مال دشمنان خدا (فساق و فجار) کے حوالہ کر کے اپنے لئے قیمتی جہنم خریدتا ہے - اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ ۔

	طرفہ تر کانرا ہمے پنداشت عدل	کز سخاوت کردہ ام ایثار و بذل
ترجمہ	اور اسکو عدل سمجھے پُر غرور	یا کہے میں نے سخاوت کی ضرور

شرح - یعنے خدا کے مال کو بیجا صرف کرنا ایسا ہے - جیسے کوئی باغی غلام اپنے مالک کا مال دیگر باغیوں کی نذر کر دے اور اُس پر عجیب بات یہ ہے کہ اس صرف بیجا کو سراسر انصاف اور عین جود و سخا خیال کرے - حالانکہ یہ محض بے انصافی اور جود و سخا سے کوسوں دور ہے ۔

	عدل ایں باغی و دادش پیش شاہ	چہ فزاید - دوری و روئے سیاہ
ترجمہ	عدل اُس باغی کا بیشک پیش شاہ	اور کر دیگا اُسے بس روسیاہ

شرح ۔ یعنے اُس باغی غلام کے عدل و سخا سے مالک کے روبرو اُسے کیا حاصل ہوگا؟ کچھ بھی نہیں۔ بلکہ اور نفرت اور روسیاہی بڑھ جائیگی۔ علےٰ ہذا القیاس بیجا خرچ کرنے والے کو بارگاہ مالکِ حقیقی سے ثواب کی جگہ عذاب جہنم اور روسیاہی کی اُمید رکھنی چاہیئے۔ بیجا صرف کرنا خدا کی امانت میں خیانت کرنی ہے جسکو کبیرہ گناہ سمجھنا چاہیئے۔

	در بنی انذار اہل غفلت ست		کان ہمہ انفاق ہاشان حسرت ست
ترجمہ	غافلوں کا ذکر ہے قرآن میں		خرچ کرکے ہیں وہ سب نقصان میں

شرح ۔ لفظ بنی کی تحقیق پہلے گذر چکی ہے۔ جسکو فارسی زبان میں بمعنے قرآن مجید سمجھتے۔ بعض نسخوں میں بنی کی جگہ نہاں ہے۔ بمعنے قرآن اور انذار بمعنے ڈرانا یا عبرت دلانا۔ یعنے اہل غفلت کے ڈرانے کے لئے قرآن مجید کی ایک آیت میں یہ مضمون موجود ہے۔ کہ کافروں کے بیجا صرف کرنے کا انجام سراسر حسرت ہوگا۔ وہ آیت یہ ہے اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَسَیُنْفِقُوْنَھَا ثُمَّ تَکُوْنُ عَلَیْھِمْ حَسْرَۃً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ ۔ یعنے کافر اسلئے اپنے مال خرچتے (اور اونٹ ذبح کرتے) ہیں کہ لوگوں کو خدا کے سیدھے رستے (ایمان اور تصدیق رسالت پیغمبر آخرالزماں) سے روکے رہیں یہ لوگ اس منصوبے میں عنقریب اپنا تمام مال خرچکر ڈالیں گے۔ اور انجام کو اُنکا بیجا خرچ کرنا اُنہیں کے لئے باعث حسرت ہوگا۔ اور یہ فتح مکہ کے دن عاجز و مغلوب کئے جائیں گے۔ دوسری آیت یہ ہے اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ بیشک نہیں کہ بیجا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی یعنے ابلیس کے تابع فرمان اور اُسکے دوست ہیں۔ نیز عرب کا مقولہ ہے کہ لَا خَیْرَ فِی السَّرَفِ وَلَا سَرَفَ فِی الْخَیْرِ یعنے اسراف بیجا میں خیر نہیں اور خیر میں اسراف بیجا نہیں۔

	قربانی کردن سرداران عرب بامید قبول افتادن		
	پیغمبرؐ کے خلاف قبولیت کی اُمید پر سرداران عرب کے اُونٹ ذبح کرنے کا ذکر		
	سروران مکہ در حرب رسول		بودشان قربان بامید قبول
ترجمہ	مکہ والے بہر ایذائے رسول		کرتے تھے اونٹوں کو قربان بوالفضول

شرح ۔ یعنے سرداران مکہ اور کفار قریش اس نیت سے کہ کاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنگ میں فتح حاصل کریں۔ قربانیاں کیا کرتے تھے۔ اور اُن کو یہ اُمید تھی کہ خدا ہماری قربانیوں کو قبول فرما کر ہمیں محمد علیہ الصلوٰۃ پر فتح دیگا۔ حالانکہ یہ سراسر اسراف بیجا تھا۔ اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُنکی قربانیاں ضایع ہوئیں۔ اور مکہ فتح ہوگیا۔

	بہر آں مومن ہمے گوید زبیم		در نماز اھدنا الصراط المستقیم
ترجمہ	اسلئے رہتا ہے ہر مومن کو بیم		کہتا ہے اھدنا الصراط المستقیم

شرح ۔ یعنے چونکہ جمیع طاعات و عبادات کا ثواب نیک نیتی پر مبنی ہے۔ اسلئے مومنوں پر ہر نماز میں اھدنا الصراط المستقیم (اے خدا تو ہمیں سیدھا راستہ دکھا) کہنا واجب ہے۔ گو نماز خود فعل خیر اور صراط المستقیم ہے۔ لیکن تاہم فسادِ نیت

کے خوف سے ہر نماز میں آیت مذکورہ کی تکرار واجب کیگئی ہے علی ہذا القیاس سخاوت گو بظاہر فعل نیک اور طاعت ہے۔ مگر فسادنیت کے باعث شر اور موجب حسرت ہوجاتی ہے ۔

	آں درم دادن سخی را لائق ست	جان سپردن خود سخای عاشق ست	
ترجمہ	گو درم دینا سخی کا کام ہے	جان دینی عشق کا انجام ہے	

شرح - جان سونپنے سے مجاہدہ فی سبیل اللہ (خدا کے رستے میں جان دیکر) کو تشنیع کرنا مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو لوگ خدا کے رستے میں فقط مال صرف کرتے ہیں انکا نام سخی اور جو جان تک جھونک دیتے ہیں انکا عرف عاشقانِ الٰہی ہے۔ چونکہ عشاق مال کو ہیچ سمجھتے ہیں۔ اسلئے انکا قول ہے کہ جس نے عشق کے رستے میں اپنی جان ندی وہ بخیل ہے ۔

	نان دہی از بہر حق نانت دہند	جان دہی از بہر حق جانت دہند	
ترجمہ	نان دینے والے کو ملتی ہے نان	جان دینے والے کو ملتی ہے جان	

شرح - یعنے اگر تو خدا کے لئے کسی ضرورت مند کو روٹی دیگا۔ تو تجھے غیب سے فراخ روزی عطا ہوگی۔ اور اگر خدا کے رستہ میں جان ڈالیگا۔ تو نئی زندگی عطا کیجائیگی۔ جو اس دنیوی زندگانی سے بدرجہا افضل ہوگی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ ۔ یعنے جو لوگ خدا کے رستے میں جان دے ڈالتے ہیں۔ انکو مردہ نہ جانو۔ بلکہ وہ خدا کے نزدیک زندہ ہیں۔ انکو روزی ملتی ہے۔ وہ خوش و خرم ہیں ۔

	گر بریزد برگہائے ایں چنار	برگ بے برگیش بخشد کردگار	
ترجمہ	جھاڑ دیگا برگ کو گر یہ چنار	بخشدیگا اور اسکو کردگار	

شرح - چنار ایک قسم کا نہایت کلاں اور اونچا درخت ہوتا ہے۔ یہاں چنار سے بلند مرتبہ سخی مراد ہے۔ اور برگ بے برگی بمعنے عوض بے سامانی ہے۔ مطلب یہ کہ اگر اس چنار (بلند مرتبہ اور عالی حوصلہ سخی) کے پتے گر جائیں گے یعنے سخاوت کے سبب اسکا کچھ مال بحسب ظاہر کم ہو جائیگا۔ تو اللہ تعالیٰ اس بے برگی کا اچھا بدلا عنایت فرماویگا۔ چنانچہ آئندہ شعر انہی معنوں کی تائید کر رہا ہے ۔

	گر نماند از جود در دست تو مال	کے کند فضل الٰہت پائے مال	
ترجمہ	گر کرم نے لے لیا ہے تیرا مال	کب کریگا فضل خالق پائے مال	

شرح - یعنے اگر سخاوت کے سبب تیرے پاس کوڑی تک نہ رہے۔ تو اسکا خیال نہ کر۔ کیونکہ تجھ کو فضل الٰہی مالا مال نہ کرے گا بلکہ نعم البدل دیگا۔ جو مال خدا کے رستہ میں صرف کیا جاتا ہے وہ دنیا میں بھی بڑھتا ہے۔ آخرت میں بھی۔

	ہر کہ کارد۔ گرد انبارش تہی	[illegible]	
ترجمہ	بونے والے کا ذخیرہ ہے تہی	[illegible]	

شرح - کارد صیغہ مضارع غائب ہے مشتق از کاشتن بمعنے بونا - کھیت میں بیج ڈالنا - اور انبار بمعنے ذخیرہ تخم یعنے جو شخص کھیتی بونی شروع کرتا ہے - اُسکا انبار تخم گو بحسب ظاہر خالی ہوجاتا ہے - لیکن باعتبار باطن کھیت میں اُسکے لئے بہت کچھ بہتری کے سامان موجود ہوتے ہیں - دیکھ لیجئے ایک ایک تخم سے غلہ کے ہزاروں دانے نکل آتے ہیں - اور زمیندار مالا مال ہوجاتے ہیں - اسیطرح سخاوت کرنے سے گو تھوڑا سا مال ہاتھ سے نکلجاتا ہے - مگر ایک درم کے عوض تو دُنیا میں ملجاتے ہیں - اور ذخیرہ آخرت کا حال خدا کو معلوم ہے ٭

	وانکہ در انبار ماند و صرفہ کرد		اپیش و موش حواد تہاش خورد	
ترجمہ	ڈھیر رکھا جسنے اور صرفہ کیا		اُسکو بس موش حوادث کھاگیا	

شرح - ماند بمعنے گذاشت اور صرفہ بمعنے تنگی ہے - اور اپیش فرید علیہ پیش ہے - پیش جُوں کو کہتے ہیں - اور یہاں اس لفظ سے وہ چھوٹا سا جانور مُراد ہے - جو اناج میں پیدا ہوجاتا ہے - اور جسکو اُردو والے سُرسُری کہتے ہیں - مطلب یہ ہے کہ جسنے تخم کو ذخیرہ ہی میں چھوڑ دیا - اور غلہ بونے میں تنگی کی - اُسکے تخم کو سُرسُریاں اور حادثات زمینی و آسمانی کے جو ہے کھاگئے - نہ تخم رہا - اور نہ کھیت بویا گیا - علیٰ ہذا القیاس جو لوگ خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے بخیلی کرتے ہیں وہ نفع تو کیا اُٹھائیں گے - اصل سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے ہیں - حدیث شریف میں ہے کہ سخی اللہ سے قریب - جنت سے قریب آدمیوں سے قریب دوزخ سے بعید ہے اور بخیل اللہ سے دور - جنت سے دور - آدمیوں سے دور - دوزخ سے قریب ہے دوسری حدیث یہ ہے کہ بَشِّرْ وَامَالَ الْبَخِیْلِ بِجَائِحَۃٍ اَوْ وَارِثٍ یعنے بخیل کو خبر دیدو کہ تیرے مال پر یا کوئی آفت آئیگی - یا کوئی وارث کھائیگا -

	ایں جہان نفی است و اثبات جو		صورت صفر ست و معنات جو	
ترجمہ	یہ جہاں منفی ہے تو باقی کو ڈھونڈ		تیری صورت صفر ہے معنی کو ڈھونڈ	

شرح - یعنے عالم دُنیا سراسر معدوم فانی اور ذات حق بیشک اثبات و باقی ہے - تو فانی کا لحاظ چھوڑ کر اثبات کو ڈھونڈ - اور اپنی ظاہری صورت کو جو صفر یعنے اسرار سے خالی ہے ترک کرکے اپنے معنے و مطلوب یعنے ذات حق کو طلب کر - جو صیغہ امر مشتق از جستن - یہاں معنی کوشش کرنا ہے - اور معنات میں تائے فوقانی بمعنے خود ہے ٭

	جان شور و تلخ پیش تیغ بر		جان چوں دریائے شیریں را بخر	
ترجمہ	جان شور و تلخ کو کر دے حلال		جان شیریں کو خرید لے باکمال	

شرح - یعنے اس جان کو جو غلبہ نفس امارہ اور اوصاف حیوانی کے باعث شور و تلخ ہوگئی ہے - تیغ فنا کے سامنے لیجا یعنے روح حیوانی کو قتل کردے تاکہ مرتبہ بقا حاصل ہو - اور اسکے بدلہ میں وہ جان باقی (وصال الٰہی) خرید لے جو دریائی شیریں کی مانند ہمیشہ فیض رساں ہے ٭

ورنے دانی شدن زیں آستان		گوش کن بارے زمن ایں داستان	
ترجمہ تجھ سے گر چھٹتا نہیں یہ آستان		آسنا ئیں اک عجائب داستان	

شرح - یعنے اگر تو آستاں پستی سے بارگاہ عالی کیطرف جانا نہیں چاہتا - تو یہ داستان سُنلے - شاید تجکو اس سے آستانہ دُنیا کے ترک اور بارگاہ عالی کے اختیار کا شوق پیدا ہو جائے - بعض نسخوں میں نے دانی کی جگہ نئے تانی ہے - منصف توانی

قصۂ خلیفہ کہ در کرم در زمان خود از حاتم گذشتہ بود

ترجمہ ایک بادشاہ وقت کا قصہ جو اپنے جود و کرم میں حاتم سے بڑھ گیا تھا

یک خلیفہ بود در ایام پیش		کردہ حاتم را گدائے جود خویش	
ترجمہ اگلے وقتوں میں اک ایسا شاہ تھا		حاتم اُسکا بندۂ درگاہ تھا	

شرح - یعنے پہلے زمانے میں ایک ایسا سخی بادشاہ تھا - کہ اُسکی بخشش نے حاتم کو اپنا غلام (رہین کرم) بنالیا تھا یعنے اُسکا کرم جود حاتم پر غالب تھا - حاتم ایک مشہور سخی کا نام ہے - جسکے زمانہ پر پیغمبر آخر الزماں نے فخر کیا ہے ٭

رایت جود و کرم افراشتہ		فقر و حاجت از جہاں برداشتہ	
ترجمہ تھا بلند اُسکی سخاوت کا علم		ضامنِ حاجات تھا اُسکا کرم	

شرح - یعنے اُس بادشاہ نے علم جود اسقدر بلند کیا - کہ فقر و حاجت کے معنے جہان سے اُٹھ گئے - لوگوں کی حاجتیں بالکل رفع ہو گئیں - اسکا یہ مطلب نہیں کہ اُسکے جود کے باعث زمانہ میں کوئی محتاج ہی نہیں رہا - بلکہ یہ غرض ہے کہ اُسنے اکثر کی حاجت براری کی

بحر و کان از جود او صاف آمدہ		داد آواز قاف تا قاف آمدہ	
ترجمہ بحر و کاں اُسکی سخاوت سے تھے صاف		داد اُسکی قاف سے تھی تا بقاف	

شرح - یعنے دریا اور کانیں اُسکے جود سے خالی ہو گئیں - اور اُسکی داد قاف سے قاف (ابتدا سے انتہائے عالم) تک پہنچگئی - اس شعر میں اُس خلیفۂ کریم کے جود و سخا کو شاعرانہ مبالغہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے ٭

در جہان خاک ابر و آب بود		مظہر بخشایش وہاب بود	
ترجمہ اس جہاں میں رشک ابر و آب تھا		مظہر بخشایش وہاب تھا	

شرح - جہان خاک سے عالم خاکی یعنے دنیا مراد ہے - اور ابر و آب بمعنے کریم و فیاض - یعنے وہ بادشاہ دنیا میں بمنزلۂ ابر و آب اور صاحب فیض و احسان اور مظہر اسم وہاب تھا یعنے اللہ تعالیٰ کی صفت کریمی کی جھلک اُسمیں پائی جاتی تھی ٭

از عطایش بحر و کان در زلزلہ		سوئے جودش قافلہ در قافلہ	
ترجمہ بحر و معدن کو سخا سے زلزلہ		جود فرما - مرجع ہر قافلہ	

شرح - زلزلہ سے عجز وخجالت اور لغزش واضطراب مراد ہے اور قافلہ در قافلہ بمعنے گروہ در گروہ - یعنے اُسکی بخشش سے دریا اور کانیں عجز وخجالت کی حالت میں زبانِ حال سے کہہ رہی تہیں - کہ اب ہم میں کچہہ نہیں رہا - ہمارا سارا سرمایہ اُسکے جود وکرم کے کام آگیا ہے - اور دوسرے مصرعہ کا یہ مطلب ہے کہ حاجتمند گروہ در گروہ اُسکے کرم کی طرف متوجہ ہوتے تھے - اور مالا مال ہوکر اپنے اپنے گہر کی طرف چلے جاتے تھے ؛

	قبلۂ حاجت در و دروازہ اش	رفتہ در عالم بجود آوازہ اش
ترجمہ	قبلہ کل اُسکا دروازہ ہوا	دہر میں بخشش کا آوازہ ہوا

شرح - در سے باب قلعہ اور دروازہ سے داخل آستانۂ بارگاہ مراد ہے - یعنے اُس بادشاہ کا آستانہ قبلہ حاجت تھا یعنی ضرورت مند ہمیشہ اُسکی طرف متوجہ رہتے تھے - اور اُسکے جود کا آوازہ تمام عالم میں پہیلگیا تھا - اُسکا کرم سب جگہ مشہور تھا ؛

	ہم عجم ہم روم وہم ترک وعرب	ماندہ از جود وسخایش در عجب
ترجمہ	کیا عجم کیا روم کیا ترک وعرب	جود سے اُسکے تھے حیراں سبکے سب
	آب حیواں بود ودریائے کرم	زندہ گشتہ ہم عرب زو ہم عجم
ترجمہ	آب حیواں تھا وہ دریائے کرم	اُس سے زندہ سب عرب سارا عجم

شرح - یعنے ترک وروم اور عرب وعجم سب اُسکی سخاوت سے متعجب تھے - اور وہ بادشاہ آب حیواں اور دریائی کرم تہا - جسکی فیض رسانی اور جود وعطا کے باعث عرب وعجم یعنے ہفت اقلیم کے محتاج اور ضرورت مند لوگ پرورش پاتے تھے اس شعروں میں خلیفہ کی سخاوت کو بطور شاعرانہ مبالغہ کے بیان کیا گیا ہے ؛

	اندر ایام چنیں سلطان داد	بشنو اکنوں داستانے باکشاد
ترجمہ	ایسے باذل بادشہ کے وقت کی	داستانِ طول سُن اے معنوی

شرح - یعنے ایک سخی بادشاہ کے زمانہ کا ایک طویل قصہ سُنلے جو ایک اعرابی درویش اور اُسکے گہر والی کے متعلق ہے اور جسمیں بڑے بڑے اسرار معرفت بیان کئے گئے ہیں - داستانے باکشاد یا تو بمعنے داستان طویل ہے یا یہ معنے ہیں - کہ اُس کریم بادشاہ کے وقت کی ایک ایسی داستان سُنلے جو بے حد کشایش دل اور کشف اسرار کا باعث ہے

قصۂ اعرابی درویش وماجرا کردن زن باو از فقر ودرویشی

ترجمہ	ایک اعرابی درویش اور اُسکے ساتھ فقیری ومحتاجی کے باعث اُسکی گہر والیکے لڑنے جہگڑنے کا قصہ

	یکشب اعرابی زنے مر شوئی را	گفت واز حد برد گفت وگوئی را
	اک شب اعرابی کی عورت نے بڑی	گفتگو شوہر سے کی اور لڑ پڑی
ترجمہ	کیں ہمہ فقر وجفا ہا مے کشیم	جملہ عالم در خوشی ما نا خوشیم
	یعنے ہمکو فقر وفاقہ کا ہے غم	اک زمانہ خوش ہے اور ناخوش ہیں ہم

شرح - یعنے ایک اعرابی کی بیوی نے خاوند سے یہ کہا - کہ افسوس ہم کسقدر محتاجی کی مصیبت اور تنگ دستی کے ظلم اٹھا رہے ہیں - اور اس پر رشک کا صدمہ الگ ہے کہ تمام عالم خوش و خورم ہے - اور ہم فقر و فاقہ کیحالت میں بدمزہ زندگانی گذار رہے ہیں - اس فقیری اور محتاجی کیحالت میں کب تک زندگی بسر ہوگی *

	نانِ ما نے - نانخورش ما درد و رشک		کوزہ ما نے - آبِ ما از دیدہ اشک	
ترجمہ -	ہائے بے روٹی ہے سالن درد و رشک		وائے بے کوزہ ہے پانی آب اشک	

شرح - نانخورش - لگاون یا سالن جو روٹی کے ساتھ کہایا جاتا ہے - اور دیدہ اشک میں اضافت مقلوب ہے یعنے عورت یہ کہہ رہی ہے کہ ہمارے کھانے کو روٹی تو ہے ہی نہیں - البتہ سالن کیجگہ درد اور رشک اغیار موجود ہے - اور ہمارے گھر میں پانی پینے کو پیالہ تک ندارد ہے - البتہ پانی پینے کیجگہ اشک دیدہ (آنکھوں کے آنسو) بہت ہیں -

	جامۂ ما روز تاب آفتاب		شب نہالین و لحاف ما ماہتاب	
ترجمہ	روز کا کپڑا ہے تاب آفتاب		اور لحاف شب ہے گویا ماہتاب	

شرح - نہالین بمعنے توشک (نیچے بچھانے کا بستر) اور لحاف اوپر اوڑھنے کی چیز - مطلب یہ کہ تنگی کے سبب یہ حال ہے کہ دن میں تاب آفتاب (دھوپ) ہمارے بدن کے لئے کپڑا بنجاتی ہے - اور رات کو ماہتاب (چاند کی چاندنی) توشک اور لحاف کا کام دیتی ہے - غرضکہ نہ کھانے کو ہے نہ پہننے کو - اس شعر میں کھانے پینے کی بے سامانی کو مبالغہ سے بیان کیا ہے *

	قرص مہ را قرص نان پنداشتہ		دست سوئے آسماں برداشتہ	
ترجمہ	قرص مہ کو جانتے ہیں قرص نان		ہیں ہمارے ہاتھ سوئے آسمان	

شرح - یعنے ہم اسقدر فاقہ زدہ ہیں کہ بھوک میں قرص مہ (چاند کی ٹکیا) کو ہمنے قرص نان (روٹی کی ٹکیا) فرض کر لیا ہے - ورنہ فی الواقع روٹی دیکھنے کو بھی نصیب نہیں ہوتی - اور ہمارے ہاتھ ہر وقت اس دعا کے لئے کہ اللہ - دال روٹی بھیج - آسمان کیطرف اٹھے ہوئے ہیں اس شعر میں روٹی نہ ملنے کو بطور مبالغہ قرص سے تشبیہ دیگئی ہے -

	تنگ درویشان ز درویشی ما		روز - شب از روزی اندیشی ما	
ترجمہ	سچ تو یہ ہے تنگ درویشاں ہیں ہم		رات دن رہتا ہے بس روزی کا غم	

شرح - روزی اندیشی بیائے معروف بمعنے فکر قوت لایموت ہے - یعنے ہماری محتاجی اس درجہ تک پہنچگئی ہے کہ خود محتاجوں کو ہم سے شرم آتی ہے - اور فکر روزی کے باعث ہمارا روز روشن شب تاریک بنگیا ہے - عموماً ہر مصیبت اور خصوصاً بھوک کی شدت کے وقت آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہے - دن میں تارے نظر آنے لگتے ہیں - یعنی اس صورت میں ہیں کہ لفظ روز - شب بلا واو عطف ہو - اور اگر مع عطف ہے تو یہ مطلب ہے - کہ روز و شب کی فکر روزی اور اس میں منہمک رہنے کے سبب ہماری درویشی تنگ درویشاں ہوگئی ہے - یعنے دیگر درویش

ہمیں نہایت ذلیل سمجھتے ہیں اور ہمیں بندہ شکم اور عبد الدرہم ہونے کے طعنے دیتے ہیں۔

	خویش و بیگانہ شود از ما رمان	بر مثالِ سامری از مردماں	
ترجمہ	اپنے بیگانے ہیں سب ہم سے بری	جس طرح مخلوق سے تھا سامری	

شرح۔ سامری حضرت موسیٰ کے ہمراہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص تھا۔ فرعون کے غرق ہوجانے کے دن اُس نے حضرت جبرئیل کو دیکھا۔ کہ اُنکے گھوڑے کے سُم کے نیچے کی خشک گھانس ہری ہوجاتی ہے۔ اِس سے اُس نے جان لیا کہ اُسکا خاصّہ احیا یعنے زندہ کرنیکا ہے۔ تھوڑی سی خاک اُٹھاکر اپنے پاس رکھ لی۔ حضرت موسیٰ طور پر گئے۔ اور حضرت ہارُوں کو اپنا خلیفہ کرگئے۔ سامری نے فرعونیوں کا مال جو بنی اسرائیل کے ہاتھ لگا تھا۔ اکٹھا کرایا۔ اور سونے چاندی کے زیور گلا کر ایک بچھڑا بنالیا۔ اور اُس خاک کو گوسالہ کی تصویر میں ڈالدیا۔ وہ بچھڑے کی سی آواز دینے لگا۔ پھر سامری نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تمھارا اور موسیٰ کا معبود یہی ہے۔ بنی اسرائیل اُسکو پوجنے لگے۔ اور حضرت ہارُون کے منع کرنے سے نہ مانے۔ جب حضرت موسیٰ طور سے واپس تشریف لائے۔ اور سامری کا حال سُنا۔ تو اُسکے حق میں یہ بددعا کی۔ کہ یا الٰہی یہ شخص تنہا جنگل میں رہا کرے اور آدمیوں کے چھونے سے اِسکو تکلیف پہنچا کرے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جو پاس آتا تھا۔ اُسکو سامری لاماس لاماس (مجھے نہ چھو۔ مجھے نہ چھو) کہتا تھا۔ اور جو شخص بھولکر اُسے چھو لیتا تھا۔ تو سامری اور چھونے والا دونوں بخار میں مبتلا ہوجاتے تھے۔ مطلب شعر یہ ہے کہ ہمارے افلاس کے باعث سب اپنے اور بیگانے ہمسے اِس طرح بھاگتے ہیں جس طرح آدمیوں کو پاس سے سامری بھاگتا تھا۔ اور لاماس کہتا تھا۔ یہ شعر بھی مقولۂ زن اعرابی ہے ٭

	گر بخواہم از کسے یک مشت نسک	مر مرا گوید خمش کن مرگ و جسک	
ترجمہ	گر کسی سے چاہوں ایک مُٹھی مسور	دور سے کہہ دے کہ چل اے مرگ دور	

شرح۔ نسک بمعنے حدس ہے یعنے مسور۔ اور جسک بمعنے رنج و بلا و درد یعنے اعرابی کی عورت اپنے خاوند سے کہہ رہی ہے کہ محتاجی کے باعث ہمارا یہ حال ہے کہ اگر میں کسی سے مُٹھی بھر مسور (تھوڑی سی چیز) مانگتی ہوں تو وہ یہ کہتا ہے۔ کہ اے مجسم مرگ و درد۔ کیوں مرنے کو پھر رہی ہے۔ خاموش رہ۔ یہاں ہتیا نہ دے۔ چلتی پھرتی نظر آ۔ آگے بڑھ عموماً فقیروں کو لوگ ذلیل سمجھ کر اُنکی نسبت ایسے الفاظ استعمال کیا کرتے ہیں ٭

	مر عرب را فخر و عزّست و عطا	در عرب ما ہمچو اندر خط خطا	
ترجمہ	ہے عرب کے واسطے فخر عطا	ہم یہاں ہیں جسطرح خط میں خطا	

شرح۔ عورت اعرابی سے یہ کہہ رہی ہے۔ کہ عموماً عرب صاحب فخر و عزت اور اہل جود و عطا ہوتے ہیں اِن میں سے اکثر دولت مند ہیں۔ اور غریب بھی ہماری طرح محتاج نہیں۔ بلکہ بقدر ضرورت معاش سے فارغ ہیں البتہ ہم حرف غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے دور ہوجانے کے سوا اور کسی قابل نہیں ہیں۔ ہماری زندگی بالکل ہیچ ہے ٭

بعض نسخوں میں پہلا مصرعہ اسطرح ہے۔ مرعرب را فخر و غزو ست و عطا۔ اس صورت میں غزو بمعنے جہاد ہے یعنے اہل عرب جہاد کو اپنا فخر سمجھتے ہیں۔ کیونکہ نتیجہ جہاد یا مرتبہ شہادت ہے یا حصول غنیمت۔ اور اجر آخرت۔ نیز عرب والے جود و عطا کو بہت محبوب رکھتے ہیں۔ غرضیکہ بجز ہمارے دیگر تمام اہل عرب شجاعت و سخاوت میں ممتاز ہیں۔ اور ہم صرف غلط کیطرح لاتے ہیں۔ بعض نسخوں میں دوسرا مصرعہ اس طرح ہے۔ در عرب ما ہیچو خط اندر خطا۔ اس صورت میں خطا سے ملک خط مراد ہے۔ یعنے ہم عرب میں اسطرح ہیں۔ جسطرح کوئی عرب کا خط ملک خطا میں چلا جائے۔ اور ناروائی کے سبب وہاں کوئی اسکا قدردان نہ ہو۔ اسیطرح ہمارا کوئی پرسان حال نظر نہیں آتا۔

	چہ غزا ما بے غزا خود کشتہ ایم		ہم بہ تیغ فقر بے سر گشتہ ایم
ترجمہ	جنگ کیا بے جنگ ہی کشتہ ہیں ہم		نیستی سے اپنے سرگشتہ ہیں ہم

شرح۔ یعنے جہاد کیسا۔ ہمتو بلا جہاد ہی مرے پڑے ہیں۔ کیونکہ ہمیں فقر و فاقہ کی تلوار اور بھوک پیاس کے خنجر نے خود ہی بے سر و بیجان کر رکھا ہے۔ بعض نسخوں میں بے غزا (بمعنے بلا جہاد) کی جگہ بی غذا بذال معجمہ ہے۔ اور دوسرا مصرعہ اس طرح ہے۔ با تشنیر عدم سرگشتہ ایم۔ بے غذا بمعنے بے نان و نفقہ اور عدم بمعنی نیستی و بے سامانی ہے۔ عورت کہہ رہی کہ دیگر اہل عرب کی طرح ہم سے کیا خاک جہاد ہو سکتا ہے۔ ہم تو بلا نان و نفقہ۔ گویا کہ بیٹھے مرے ہوئے ہیں۔ ہمیں بے سامانی کی تشنیر نے سرگشتہ (حیران یا عاجز) کر دیا ہے۔ اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ شعر میں غزو کی جگہ غزو مناسب ہے

	چہ خطا ما بے خطا در آتشیم		چہ نوا ما در درد و غم را منفرشیم
ترجمہ	کیا خطا۔ ہم آگ میں ہیں بے خطا		سر بسر ہیں درد و غم میں مبتلا

شرح۔ اس سے پہلے عورت کہہ چکی ہے کہ۔ در عرب ما ہیچو اندر خط خطا۔ یہاں اس مقولہ سے خراب کر کے یہ کہتی ہے کہ ہم حرف غلط کیطرح نہیں ہیں۔ اگر ایسے ہوتے تو صفحۂ دنیا سے اٹھ جاتے۔ بلکہ بلا خطا رشک اغیار اور اپنی بھوک کی آگ میں جل رہے ہیں۔ اور نوا (سامان معاش) کیسا۔ ہمتو درد و غم معاش کا بچھونا بنے ہوئے ہیں۔ یعنے سراپا درد و غم ہیں۔ اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شعر میں خطا تقصیر اور غلطی ہی کے معنوں میں ہے۔

	چہ عطا ما بر گدائی مے تنیم		مر مگس را در ہوا رگ مے زنیم
ترجمہ	اس گدائی پر تکبر کا ہے قصد		کھولدی اڑتی ہوئی مکھی کے فصد

شرح۔ یعنے اصل عرب کی طرح دوسروں کے ساتھ احسان و عطا کیا خاک ہو سکیگا۔ ہم آپ ہی گدا ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ اپنی گدائی پر تنتے ہیں۔ فخر کرتے ہیں۔ اکڑتے ہیں۔ حالانکہ ہمارا حال یہ ہے۔ کہ بھوک کی شدت میں خون پی لینے کے ارادہ سے اڑتی مکھی کی فصد لینے کا قصد رکھتے ہیں۔ نکتہ چونکہ عورت کا نان و نفقہ خاوند کے ذمے فرض ہے۔ اسلئے اعرابی کی عورت اپنی طرف منسوب کر کے یہ طعنے اپنے خاوند کو دے رہی ہے۔ تاکہ اسے غیرت آئے اور کہانے کمانے

فکر کرے۔ پہلے مصرع سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکا خاوند گدائی متکبر تھا۔ جسکا حال عورت ہی کی زبان سے آیندہ معلوم ہونے والا ہے۔ نیز گدائے متکبر کی مذمت کے متعلق صحیح حدیث آیندہ منقول ہوگی ٭

	گر کسے مہمان رسد گر من منم	شب بہ خسپد و نقش از تن برکنم
ترجمہ	گر کوئی مہمان آئے یا عجب	اُسکے ہم کپڑیں اُتاریں وقتِ شب

شرح۔ عورت اپنے خاوند سے بطور مبالغہ اپنی مفلسی کا اظہار کرکے یہ کہتی ہے کہ اگر بالفرض میرے گھر کوئی مہمان آجائے اور میں۔ میں ہی رہوں۔ یعنے اسی افلاس کی حالت میں رہوں۔ جس حالت میں کہ اب ہوں۔ تو سوتے وقت ضرور اُسکی گدڑی (بدن کے کپڑے) اُتار لوں گی۔ غرضکہ ہمارا افلاس اس درجہ تک پہنچگیا ہے۔ کہ مہمان کی تواضع کے بدلے ہم اُسکے مال میں خیانت کرنے کو آمادہ ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ فقر کفر کے قریب پہنچا دیتا ہے ٭

	زیں نمط ایں ماجرا و گفتگو	برد از حد عبارت پیش شو
ترجمہ	اسطرح یہ ماجرا اور گفتگو	لے گئی دُکھیا خصم کے روبرو

شرح۔ عبارت بمعنے بیان ہے۔ یعنے عورت نے اس طریقہ گفتگو اور شکایت افلاس کو خاوند کے روبرو حد بیان سے باہر پہنچا دیا

	کز عنا و فقر ما گشتیم خوار	سوختیم از اضطرار۔ ایں اضطرار
ترجمہ	یعنے تنگی نے کیا ہے ہمکو خوار	آتش سوزندہ ہے یہ اضطرار

شرح۔ عنا بمعنے رنج و تکلیف اور فقر بمعنے محتاجی ہے۔ اور لفظ ایں اضطرار۔ ترکیب میں از اضطرار کا بدل یعنے عطف بیان واقع ہوا ہے۔ جس سے مطلق اضطرار سابق کی خاص اضطرار فقر کے ساتھ تخصیص ہوگئی ہے۔ یعنے عورت یہ کہتی ہے کہ ہم رنج و تکلیف اور فقر و فاقہ کے باعث ذلیل و خوار ہوگئے ہیں۔ اور اُس بیقراری کی آگ میں جلگئے ہیں۔ جو اس فقر و فاقہ کے ساتھ تخصیص رکھتی ہے۔ بعض نسخوں میں سوختیم از اضطراب و اضطرار ہے۔ اس صورت میں یہ دونوں لفظ ہم معنی ہیں ٭

	تا بکے۔ ما اینچنیں خواری کشیم	غرقہ اندر بحر ژرف آتشیم
ترجمہ	خوار کب تک جیتے جی دنیا میں ہوں	غرق کب تک آگ کے دریا میں ہوں

شرح۔ عورت کہتی ہے کہ اے شخص ہم اس فقر و فاقہ کی آگ کے گہرے دریا میں کب تک ڈوبے رہیں۔ اور کب تک ذلت و خواری اُٹھائیں

	ناگہ ار روزے درآید میہماں	شرمساری ہا بریم از وے بجاں
ترجمہ	آئے گر ناگاہ کوئی میہماں	روبرو اُسکے ہوں ہم شرمندہ جان

شرح۔ یعنے اے نکھٹو مردوے۔ تو اس بات پر تو خیال کر کہ اگر اچانک ہمارے ہاں کوئی مہمان کہیں سے آجائے۔ تو ہمیں کیسی ذلت اُٹھانی پڑے۔ کیونکہ گھر میں آٹا دال تو درکنار۔ تو اچھولہا تک ندارد ہے۔ اس حالت میں آنے والا ہمیں کسقدر ذلیل سمجھے گا۔ ایسی ذلت کی زندگی سے مرجانا ہزار درجہ بہتر ہے ٭

	لیک مہمان گر درآید بے ثبوت		دانکہ کفش میہمان سازیم قوت
ترجمہ	اگیا گر کوئی مہمان بے ثبوت		جان رکھہ ہے اُسکی جوتی اپنی قوت

شرح بے ثبوت بمعنے بلا ثبوت خبر و بلا واقفیت حال ہے مطلب یہ کہ اگر ہمارے گھر ناگاہ کوئی ایسا مہمان آجائے جو ہمارے فقر و فاقہ کی حالت سے واقف ہو تو ہمین فقط شرمندگی ہی حاصل ہوگی لیکن اگر کوئی ایسا مہمان وارد ہو جو ہمارے حال سے بے خبر ہو تو اے مرد وے اس بات کو یقینی طور پر جان لے کہ شرمندگی سے قطع نظر اُسکے مال مین ہمین خیانت بھی کرنی پڑیگی۔ یعنے اُسکی جوتیان چراکر ضیافت کا انتظام کرینگے۔ اور مہمان کی مدارات اُسی کی جوتیون کا طفیل ہوگا۔ یا یہ معنے ہین کہ ہم مہمان کی جوتیان گانٹھہ کر روزی حاصل کرینگے۔ حالانکہ جوتی گانٹھنا خود بے آبروئی ہے۔ اسپر اپنے مہمان کی جوتی گانٹھنا گویا سربازار جوتیان کھاے ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ ہم اپنے مہمان کی جوتیان کھائین گے یعنے فقر و فاقہ کے باعث مہمان کی آنکھون مین اسقدر ذلیل ہونگے گویا اُسنے ہماری جوتے مارے ہین۔

مغرور شدن مریدان محتاج بہ دعیان مزور و ایشان را شیخ و اصل پنداشتن و نقد را از نقل نادانستن و نیافتن

ترجمہ مریدانِ محتاجِ ارشاد و ہدایت کا مکار مدعیون سے دہوکا کھانا اور اُنکو شیخ واصل گمان کرنا اور کھرے کو کھوٹے یا اصل کو نقل سے جُدا نہ کرنا

	بہر این گفتند دانایان فن		میہمان محسنان باید شدن
ترجمہ	اسلیئے ہے قول دانایانِ فن		جب بنے تو نیک کا مہمان بن

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ اس سے پہلے عورت اپنے خاوند سے کہہ چکی ہے کہ ہم افلاس کے باعث اپنے مہمانون کے مال مین خیانت کرنے کے قابل رہگئے ہین۔ مولانا قدس سرہ نے اسی سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مکار صوفی غذائے معنوی سے بے بہرہ اور نقد عشق الٰہی سے مفلس ہوتے ہین اور اُنکے مرید دہوکا کھاکر اُنہین شیخ کامل خیال کر لیتے ہین اور انجام یہ ہوتا ہے کہ بجائے فائدۂ علم و معرفت حاصل کرنے کے الٹا نقد عمر لٹا بیٹھتے ہین اسلیئے واقفان اسرار کا قول ہے کہ محسنون (نیکو کارون اور کامل مُرشدون) کا مہمان یعنے مرید ہونا چاہیئے۔

	تو مرید و میہمانِ آن کسی		گو ستاند حاصلت را از خسی
ترجمہ	تو ہے اُسکا مہمان اُسکا مرید		تیرے لیتا ہے محاصل جو پلید

شرح یعنے اے بھولے بھالے مُرید تو اُس شخص کا مہمان یعنے مرید ہو گیا ہے جو بجائے اسکے کہ تجھے کسیطرح

کا فائدہ پہنچا سکے اپنے کمینے پن سے خود تیرے حاصلات (نقد و مال یا نذر و نیاز یا بدنی خدمتین) ہے رہا ہے اور دن رات تجھے لوٹ رہا ہے۔

	مینست چیزہ چون تراچیزہ کند		نورند ہد مر ترا تیرہ کند
ترجمہ	خود ہے عاجز تجکو دے کیا چیزگی		نور کے بدلے ملیگی خیرگی

شرح یعنے مکار شیخ سعر کہ علم و معرفت مین خود ہی چیزہ دست نہین بلکہ مغلوب حرص و نفس ہے پھر ایسا شخص اپنی تربیت سے تجھے کیونکر چیزہ دست بنا سکتا ہے۔

	چون ورا نورے نہ بُد اندر قران		نور کے یابند از وے دیگران
ترجمہ	آپ ہی بے نور ہے وہ پر غرور		دوسرے حاصل کرین کیا اُس سے نور

شرح سبع سیارہ مین سے رسولئے آفتاب / دو ستارون کے ایک بُرج مین جمع ہونے کو قران کہتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ ایسے ستارون کے ایکجا جمع ہونے سے روشنی زیادہ ہو جاتی ہے مطلب شعر یہ ہے کہ چونکہ شیخ مزوّر (مُرشد مکار) کے دل مین باوجود اوجائے قران مشتری عشق و زہرۂ معرفت خود ہی نور الٰہی نہین ہوتا اسلیئے دیگر مرید اُس سے کیونکر نور باطن حاصل کر سکتے ہین۔

	ہمچو اعمش کو کند داروے چشم		چہ کند در چشم ہا الا کہ پشم
ترجمہ	ڈھلکے والا کیا کرے دارو سے چشم		پھوڑ دیگا آنکھ کو بھر بھر کے پشم

شرح اعمش لغت مین اُس شخص کو کہتے ہین جسکے آنکھون سے پانی جاری رہتا ہو مطلب یہ کہ جو شخص خود مریض چشم ہو وہ غیرون کے آنکھون کا علاج کیا خاک کریگا۔ بجز اسکے کہ آنکھون مین صوف بھر دے جس سے بیمار چشم اور زیادہ بیمار ہو جائین۔ کیونکہ آنکھون مین جب صُوف یعنے بال بھر دیئے جائینگے تو اُس شخص کو ایک کے دو نظر آئینگے یہی حال شیخ مزور کا ہے کہ مریدون کی چشم باطن مین عالم کثرت کے بال بھر دیتا ہے جس سے عالم وحدت کی جگہ کثرت ہی کثرت نظر آتی ہے۔

	حال ما این ست در فقر و عنا		ہیچ مہمانے مبا مغرور ما
ترجمہ	فقر مین یہ کچھ ہمارا حال ہے		مت ہے وہ مغرور جو کنگال ہے

شرح لفظ ما سے مکار شیخ مراد ہین اور اپنی طرف منسوب کرنا مولانا قدس سرہ کی کسر نفسی ہے۔ یعنے مکار صوفیونکا حال بعینہ اُس اعرابی درویش اور اُسکی مفلس عورت کا سا ہے۔ جیسا کہ اُسکا گھر سامان معاش سے خالی تھا اسیطرح انکا دل اسباب عشق الٰہی سے خالی ہے۔ خدا کرے ایسے مکارون کا کوئی مہمان یعنے مرید نہو ورنہ اسکا نقد حاصلات چھن جائے گا اور عمر ناحق ضایع ہوگی لفظ مبا مخفف مباد ہے۔ نیز ممکن ہے کہ یہان سے لیکر آخر داستان تک تمام

اشعار مقولہ زن اعرابی ہون۔ جو اپنے افلاس ظاہری کو مکار صوفیون کے افلاس باطنی سے تشبیہ دیکر خاوند سے ڑجہگڑ رہی ہے۔

	قحط دہ سال ار ندیدی در صور		چشم ہا بکشا و اندر ما نگر
ترجمہ	دس برس کے قحط کے آثار دیکہہ		کہولکر آنکہین یہ شکل زار دیکہہ

شرح یعنے ایمخاطب اگر تونے دس برس کے قحط کا اثر لوگون کی صورتون مین مجسم طور پر نہین دیکہا تو آنکہین کہول اور مکار صوفیون کی حالت دیکہہ جو ہمیشہ سے غذائے روحانی کی نامیسری اور قحط عرفان کی بلا مین مبتلا ہین۔ یا عورت یہ کہتی ہے کہ اے مردوے اگر تونے دس برس کے قحط زدون کو نہین دیکہا تو ہمین دیکہہ لے۔ دہ سال سے زمانہ دراز مراد ہے

	ظاہر ما چون درون مدعی		درونش ظلمت زبانش شعشعی
ترجمہ	ہے دل دشمن ہماری جانکنی		دل مین تاریکی زبان پر روشنی

شرح شعشعہ بمعنے روشنی ہے اور شعشعی مین یائے نسبت ہے یعنے منسوب بسوے روشنی مطلب یہ کہ مکار صوفیونکا ظاہری حال دشمن کے دل کی طرح سیاہ و تیرہ و تاریک یعنے مخفی ہوتا ہے وہ حتی الامکان اپنے مکر کو چہپا کر دہوکے کی ٹٹی مین لوگونکو شکار اور مریدون کو تباہ کرتے ہین انکا دل سراسر ظلمتکدہ ہے گو زبانی جمع خرچ اچہا ہو ایسے لوگ زبان سے وہ روشن الفاظ بیان کرتے ہین کہ مریدون کو انپر شیخ کامل ہونے کا یقین آجاتا ہے۔ یا عورت یہ کہتی ہے کہ فقر و فاقہ کے سبب ہماری ظاہری حالت دشمن کے دل کی طرح تاریک ہے اسپر طرہ یہ کہ ہماری زبان سے ایسے روشن الفاظ نکلتے ہین جنسے لوگونپر تونگری ظاہر ہوتی ہے ہماری وہ مثل ہے کہ دلی کے دلوالی۔ منہ چکنا پیٹ خالی۔ اے مردوے گدائی کی حالت مین اظہار تونگری ایک قسم کا نفاق ہے کہ باطن کچہ اور ہے ظاہر کچہ اور

	از خدا نے بوئے او را نے اثر		دعوتش افزون ز شیث و بو البشر
ترجمہ	سخت ناواقف خدا سے ہے زبون		اور دعوے شیث و آدم سے فزون

شرح عورت کہتی ہے کہ ہمارا حال اس مکار شیخ کا سا ہے جسکے دماغ جان مین وصال الٰہی کی بو تک نہین پہنچی اور جسکو منزل عرفان تک نہین ملا۔ لیکن اسکے دعوے حضرت شیث اور حضرت آدم علیہما السلام سے بڑہے ہوے ہین۔ اور وہ اپنے آپ کو غوث یا ابدال جانتا ہے لفظ بو یہان وہ معنے رکہتا ہے جسکی نسبت صحیح حدیث مین آچکا ہے کہ اِنّی لَاَجِدُ رِیحَ الرَّحمٰنِ یعنے رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ فرماتے ہین کہ مین مظاہر مین خدا کی خوشبو پاتا ہون۔

	دیو ننمودہ ورا ہم نقش خویش		او ہمیگوید ز ابدالیم بیش
ترجمہ	بہاگتا ہے عار سے شیطان دون		اور وہ کہتا ہے کہ مین ابدال ہون

شرح یعنے گو مکار شیخ کو تجلی الٰہی تو درکنار کبہی عار و ننگ کے باعث شیطان نے بہی اپنی صورت نہین دکہائی

مگر وہ یہ جانتا ہے کہ مین عالم لاہوت وجبروت و ملکوت و ناسوت سب طے کر چکا ہون اور تمام جسمانی و روحانی عجائبات کا مشاہدہ کئے ہوے ہون یعنے ولی کامل اور ابدال بلکہ اُنسے بھی بڑھ چڑھکر ہون۔

	حرف درویشان بدزدیدہ بے		تا گمان آید کہ ہست او خود کسے
ترجمہ	لفظ درویشان چرا لیتا ہے وہ		معتقد اپنا بنا لیتا ہے وہ

شرح یعنے مکار صوفی درویشون کے ملفوظات چرا چرا کر اور اُن مبارک کلمات کو اپنی طرف منسوب کرکے لوگون کو اِسلیئے سناتا ہے کہ اُنہین اِسکے ولی کامل ہونے کا یقین ہو جائے۔ حالانکہ وہ فی الواقع مرتبہ ولایت سے کوسون دور پڑا ہوا ہے۔ اُسکے دعوے بالکل بے دلیل اور جھوٹے ہین۔

	حرف درویشان بدزد مرد دون		تا بخواند بر سلیمے او فسون
ترجمہ	حرف درویشان چرا کر مرد دون		سانپ کے کاٹے پہ پڑھتا ہے فسون

شرح یہ شعر مع شرح پہلے بھی گزر چکا ہے۔ سلیم بمعنے مار گزیدہ یا سلیم از عقل یعنے احمق ہے اور مطلب یہ ہے کہ مرد دون (مکار صوفی) اپنی کمینگی کے باعث درویشون کے ملفوظات چرا کر مار گزیدہ (ضرورتمند یا احمق مرید) پر دم کرتا ہے اور اُسے مکر کی باتین سُنا سنا کر اپنا معتقد کر لیتا ہے۔

	خردہ گیرد در سخن بر بایزید		ننگ دارد از درون او بایزید
ترجمہ	ہے وہ بدخو خردہ گیر بایزید		اور اُس سے عار رکھتا ہے بایزید

شرح یعنے مکار صوفی جو کمینہ اور محض نالائق مدعی ہے حضرت ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ علیہ سے خل طائفہ درویشان پر اعتراض کر بیٹھتا ہے حالانکہ یزید (قاتل حضرت امام حسین رضی اللہ تعالے) باوجود کثرت معاصی اور تیرہ دلی اُس مکار سے ننگ و عار رکھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ ایسا مکار شخص مجھسے بھی زیادہ تیرہ دل ہے کہ ظاہر مین نیک بنا ہوا ہے اور باطن مین ہزار بدون کا ایک بد ہے۔

	ہر کہ داند مر ورا چون بایزید		روز محشر حشر گردد بایزید
ترجمہ	جانتا ہے ایسون کو جو بایزید		حشر اُسکا ہوگا ہمراہ یزید

شرح یعنے جو شخص مکار شیخ اور جھوٹے پیر و مرشد کو ابو یزید بسطامی جانے گا اُس محشر یزید بن معاویہ قاتل امام حسین رضی کے ساتھ ہوگا پہلے مصرع مین بایزید مخفف ابا یزید ہے اور دوسرے مین یزید سے مراد قاتل امام حسین رضی ہے۔ نکتہ یہ شعر اکثر مطبوعہ نسخون مین نہین ہے اور بعض شارحین ایسے الحاقی کہتے ہین کیونکہ حسب ظاہر اسکے معنے درست نہین ہو سکتے اسلیئے کہ اگر کسی شخص نے کسیکو بایزید جان لیا (حالانکہ وہ شیخ مزور یا مدعی باطل تہا) تو یہ گمان کرنے والے کی خطا اجتہادی ہے پھر اُسکا حشر یزید کے ساتھ کیون ہونے لگا۔ لیکن معنون کی اصلاح یون ہو سکتی ہے کہ اگر وہ شخص مدعی کو مزور اور مکار

جانکہ اسکا اتباع کریگا اور تزویر کے باعث اُسکے اعتقادات مین فساد پیدا ہو جاوے گا تو البتہ اُسکا حشر یزید کیساتھ ہوگا

	بے نوا از نان و خوان آسمان		پیش او نند اخت حق یک استخوان
ترجمہ	ہے وُہ بس محروم خوان آسمان		اُسکو حق نے دی نہین ایک استخوان

شرح نان و خوان آسمان سے فیوض الٰہی اور اسرار معارف اور استخوان سے معرفت کا ادنے مرتبہ مراد ہے یعنے جھوٹا شیخ فیوض آسمانی سے بالکل محروم ہے اور مراتب عرفان تو بہت بلند ہین اللہ تعالےٰ نے اُسے ادنے سے ادنے مرتبہ بھی عنایت نہین فرمایا۔ اُسکی زبانی باتین سراسر دروغ بے فروغ ہین۔

	او ندا کردہ کہ خوان بنہادہ ام		نائب حقم خلیفہ زادہ ام
ترجمہ	اسپہ کرتا ہے ندا وہ مرد دون		نائب حق ہون خلیفہ زادہ ہون

شرح یعنے باوجودیکہ جھوٹے اور مکار شیخ کو اللہ تعالےٰ نے اپنی خوان کرم مین سے ایک ہڈی بھی نہین دی مگر وہ بطور ادعائے باطل پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ اے لوگو مینے تمہارے لیئے باطنی غذاون کا خوان تیار کیا ہے۔ مین نائب حق (مُرشد کامل اور واقف اسرار شریعت و طریقت) اور خلیفہ زادہ یعنے پشتہا پشت سے اولیا زادہ ہون

	الصلا۔ سادہ دلان ہیچ ہیچ		تا خوریداز خوان جود م ہیچ ہیچ
ترجمہ	آؤ کہاؤ الصلا اے مردمان		جن دیئے ہین مینے یان بخشش کے خوان

شرح صلا بمعنے آواز دادن برائے طعام ہے یعنے کہانے کے لیئے بُلانا۔ اور سادہ دل بمعنے نادان و احمق اور ہیچ ہیچ بمعنے گرفتار نفس امارہ۔ اور ہیچ ہیچ یا تو بمعنے اندک اندک ہے یا بمعنے تمام و کمال یعنے جھوٹے شیخ کے پاس باوجودیکہ ہڈی تک نہین لیکن وہ یہ منادی کرتا ہے کہ اے بھولے لوگو اور اے نفس امارہ کے قید یو۔ ادہر آؤ مینے تمہارے لیے خوان جود تیار کیا ہے۔ اسمین سے تھوڑا تھوڑا کھاؤ یا بالکل صاف کر جاؤ تمہین عام اجازت ہے حالانکہ وہ اس منادی مین بالکل جھوٹا ہے

	سالہا بر وعدۂ فردا کسان		گرد او گشتہ و فردا نارسان
ترجمہ	سالہا وعدہ کیا کل کا مگر		کل نہ آئی آج تک اے بے خبر

شرح یعنے جھوٹا شیخ ہر ایک سے یہ وعدہ کیا کرتا ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ آپ چند روز مین کیا آج ہی کل مین فقر باللہ اور درویش کامل بنجائینگے۔ مین عرفان کے تمام مقامات دو چار دن مین طے کرادونگا اسی جھوٹے وعدہ سے فریب کھا کر بہت سے ناواقف لوگ اُسکے گرد جمع ہو جاتے ہین مگر جس فردا (کل کے دن) کا وہ وعدہ کرتا ہے وہ فردا کبھی آئی ہے نہ آئے گی۔ غرضیکہ اُسکے زبانی وعدون سے کسی مرید کو کچھ حاصل نہوگا کیونکہ دروغ کو فروغ کبھی نہین ہوتا جو مرید اُسکے دُھوکے مین آجائے گا اُسکی عمر مفت مین ضایع ہوگی۔

	دیر باید تا کہ سرّ آدمی		آشکارا گردد از بیش و کمی
ترجمہ	دیر مین کھلتا ہے راز آدمی		مدتون مین کھلتی ہے بیشی کمی

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے آدمی کا بھید بڑی مدت مین معلوم ہوتا ہے اور یہ بات دیر مین ظاہر ہوتی ہے کہ اُسمین کونسی وصف کی کمی اور کون سے وصف کی زیادتی ہے۔ وہ جھوٹ زیادہ بولتا ہے یا سچ بس تو بلا تحقیق حالات ہر کسیکے بات پر بیعت ہو جانا گمراہی کا سامان ہے۔

	زیر دیوار بدن گنجے ست یا		خانۂ مورست و مار و اژدہا
ترجمہ	زیر دیوار بدن ہے گنج یا		چیونٹی کا گھر ہے یا بل سانپ کا

شرح یعنے یہ بات دیر مین کھلتی ہے کہ آدمی کے جسم خاکی کی دیوار کے نیچے (یعنے باطن مین) معرفت الٰہی کا خزانہ ہے یا جھوٹے خیالات کی چیونٹیون کا بل۔ یا بُری عادتون اور گناہون کے سانپون کی جگہ یا فاسد اعتقادات کا اژدہا۔ اسلیئے مرید کا فرض ہے کہ بیعت ہونے سے پہلے مُرشد کا امتحان کرلے۔

	چونکہ پیدا گشت کان چیزے نبود		عمر طالب رفتہ آگاہی چہ سود
ترجمہ	ہو گیا جب یہ عیان وہ کچھ نہ تھا		عمر طالب کی گئی بے مدعا

شرح یعنے اگر بعد عبادت طالب پر یہ ظاہر ہوا کہ جھوٹا شیخ کچھ بھی نہ تھا تو اسوقت کی آگاہی اور باخبری بالکل بے فائدہ اور عبث ہے۔ کیونکہ طالب کی عمر اسکی خدمت کرتے کرتے بالکل ضایع ہو چکی ہے۔ وہ مثل ہے کہ اب پچھتائے کیا ہو جب چڑیان چگ گئین کھیت۔

در بیان آنکہ نادر اُفتد کہ مرید کہ در مدعی مزور اعتقاد کند بصدق و بمقامی رسد کہ شیخش بخواب ندیدہ باشد و آب و آتش او را گزند نرساند و شیخش را گزند رساند و لے نادرست

ترجمہ اس بات کا ذکر کہ کبھی ایسا اتفاق بھی ہو جاتا ہے کہ کوئی مرید جھوٹے شیخ کو سچا جانکر اپنی نیک اعتقادی کے سبب اُس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ اُسکے جھوٹے مُرشد نے خواب مین بھی نہین دیکھا ہوگا اور دریا یا آگ سے اُس نیک اعتقاد مرید کو ضرر نہین پہنچتا۔ البتہ اُسکے کاذب شیخ کو ضرر پہنچتا ہے۔ مگر یہ اتفاق نہایت نادر اور بہت کم ہوتا ہے

	لیک نادر طالب آید کز فروغ		در حق او نافع آید آن دروغ
ترجمہ	لیکن ایسا ہی ہے جو ہو با فروغ		سود مند اُسکو ہے مُرشد کا دروغ

شرح پہلے شعر سے یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ جھوٹے شیخ کے مرید کی عمر بیکار جاتی ہے اور اُسکو کچھ حاصل نہین ہوتا۔ مگر چونکہ کبھی اُسکے خلاف بھی ہو جاتا ہے (گو بہت ہی کم ہو) اسلیئے مولانا استثنا کرتے ہین فروغ بمعنے حسن اعتقاد۔ و شعلۂ ایقان ہے یعنے جھوٹے شیخ کی مریدی سے بیشک طالب کی عمر ضایع ہو جاتی ہے لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حسن اعتقاد

اور فروغ باطن کے سبب شیخ مکار کا دروغ طالب کے حق مین فائدہ مند ہوجاتا ہے اور وہ اپنی خوش اعتقادی اور حسن ظن کے باعث بلند مقامات تک پہنچ جاتا ہے۔

	او بقصد نیک خود جائے رسد	گرچہ جان پنداشت آن آمد جسد	
ترجمہ	نیک ہوجاتا ہے طالب بے گمان	گرچہ سمجھا وہ جسم جانا جسکو جان	

شرح یعنے اگرچہ مرید نے اپنے شیخ کو روح مجسم جانا تھا اور وہ سراسر جسم نکلا لیکن بعض اوقات مرید اپنے ارادہ نیک کے سبب مرتبۂ عرفان تک پہنچ ہی جاتا ہے

	چون تحری کرد دل شب قبلہ را	قبلہ دانے وان نماز او را روا	
ترجمہ	جیسے ڈھونڈے کوئی قبلہ وقت شب	ہے نماز اُس شخص کی مقبول رب	

شرح تحری بمعنے درنگ کرنا ڈھونڈنا سوچنا قبلہ کی طرف قصد کرنا فقہ کا مسئلہ ہے کہ جب مسافر کو اندھیری رات مین قبلہ کی سمت معلوم نہو تو اُسکو چاہیئے کہ اپنے دلمین قبلہ کو ڈھونڈے اور جدہر دل قبلہ کی گواہی دے اُدھر ہی نماز پڑھ لے اُسکی نماز ہوجائے گی اگرچہ اُدھر کی جانب فی الواقع قبلہ نہو۔ مطلب شعر یہ ہے کہ ایسے مرید کی جو جھوٹے شیخ کا معتقد ہو اور اپنے حسن اعتقاد کے باعث مرتبۂ عرفان حاصل کرلے ایسی مثال ہے جیسا کہ اندھیری رات مین کسی مسافر کو سمت قبلہ معلوم نہو۔ اور وہ تحری یعنے دل مین قبلہ کی سمت ڈھونڈنے کے بعد کسی جانب نماز پڑھ لے تو اُسکی نماز جائز ہوجائے گی۔ علے ہذا القیاس جو مرید جھوٹے شیخ کو سچا جانکر عالم بیخبری مین مین اُسکی خدمت کریگا اُسکی کامیابی کوئی تعجب کی بات نہین ہے۔

	مرد را روے نماید حال ہا	کہ ندید آن ہیچ شیخش سال ہا	
ترجمہ	ہوتے ہین طالب پہ ظاہر ایسے حال	شیخ پہ ظاہر نہوئن ہفتاد سال	

شرح مرد سے مراد وہی مرید ہے جو اپنے حسن ظن کے باعث جھوٹے شیخ کو سچا سمجھکر اُس سے بیعت ہوگیا ہے یعنے ایسے نیک اعتقاد مرید کو بعض اوقات ایسے اسرار معرفت معلوم ہوجاتے ہین جو اُسکے کسی جھوٹے شیخ کو برسون بھی معلوم نہین ہوسکتے۔

	مدعی را قحط جان اندر سرست	لیک مارا قحط نان بر ظاہرست	
ترجمہ	مدعی رکھتا ہے مخفی قحط جان	اور ہمپر خود عیان ہے قحط نان	

شرح یہان سے پھر عورت کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے اے مرد اگر کوئی جھوٹا اور مکار صوفی قحط جان یعنے روحانی اور عالم معرفت کے قحط کی مصیبت مین مبتلا ہے تو یہ اسکا باطنی اور پوشیدہ عیب ہے لیکن باایں ہمہ وہ ہمسے اچھا ہے کہ یہان ظاہری طور پہ روٹیون کا قحط ہے۔

	ماجرا چون مدعی پنہان کنیم		بہر ناموس مزور جان کنیم	
ترجمہ	ماجرا ہم اپنا کیون پنہان کرین		جھوٹی عزت کے لیئے کیون جان دین	

شرح۔ ناموس مزوّر آبرو اور وہ عزت جو مکر سے حاصل کیجائے مصنوعی گھمنڈ اور شیخی نیز پہلے مصرع مین کنیم بضم الکاف ہے اور دوسرے مین بفتح الکاف یعنے عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ ہم کیلئے مدعی اور مکار آدمی کیطرح اپنی فقر و فاقہ کی حالت کو پوشیدہ کرین۔ اور یہ کیا ضرور ہے کہ ناموس مزور یعنے عزت سراپا مکر و تزویر کے لیئے جان کنی کرین۔ یعنے اپنی عزت اور آبرو ظاہر کرنے کے لیئے اپنی جان پر مصیبت ڈالین اور فقیر ہو کر اپنے آپ کو غنی ظاہر کرین۔ گویا وہ اپنے خاوند سے یون کہتی ہے کہ تم اپنی فقیری کو کیون چھپاتے ہو اُس کریم اور سخی آدمی کے پاس جاؤ جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے بعض نسخون مین ماجرا کی جگہ ماجرا ہے یعنے ماجرائے فقر اور کیفیت فاقہ کو پوشیدہ کیون رکھین اسصورت مین مصرع اول بطور استفہام انکاری ہے اور مال دونسخون کا ایک ہی ہے۔

		صبر فرمودن اعرابی زن خود را		
ترجمہ		اعرابی درویش کا اپنی گھر والی صبر دلانا		

شرح معنوی طور پر زن سے مراد نفس امارہ ہے۔ اور شوہر سے عقل گویا اس قصہ مین نفس و عقل کا مباحثہ ہوا ہے تاکہ طالب کو ان دونون کے ارادون اور مطالب سے آگاہی حاصل ہو اور وہ نفس و عقل کے مرتبہ کو اچھی طرح سمجھ لے۔ اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ عقل ہمیشہ نفس امارہ کی مخالفت کیا کرتی ہے

	شوے گفتش چند جوئی دخل و کشت		خود چہ ماند از عمر افزون ترگزشت	
ترجمہ	پھر کہا شوہر نے ہے یہ فکر کیون		عمر کیا باقی رہی ہے اے زبون	

شرح۔ دخل بمعنے محاصل و آمدنی۔ اور کشت بمعنے کھیتی ہے یعنے گھر والی کے طعنے اور اسقدر باتین سنکر اعرابی درویش نے یہ جواب دیا کہ اے عورت اب تو اسباب دنیا کی جستجو کیون کر رہی ہے اے ناشدنی بہت سی عمر گزر چکی ہے۔ باقی رہی سہی بھی یونہی گزر جائیگی۔

	عاقل اندر بیش و نقصان ننگرد		زانکہ ہر دو ہمچو سیلے بگزرد	
ترجمہ	نفع و نقصان پر نہین عاقل کو میل		ہین گزرنے کے لیئے مانند سیل	
	خواہ صاف و خواہ سیل تیرہ رو		چون نمے پاید دمے از وے مگو	
ترجمہ	تیرہ رو ہو سیل کوئی یا ہو صاف		دو نو ہین ناپائدار آگے معاف	

شرح یعنے اے عورت عقلمند آدمی دنیوی اسباب کی کمی بیشی کو نہین دیکھا کرتا کیونکہ یہ کمی بیشی اور دنیوی نفع نقصان رَو کے پانی کی طرح گزر جاتا ہے۔ رو کا پانی خواہ صاف ہو خواہ گدلا ایک جگہ ہرگز نہین ٹھہرتا علے ہذا القیاس دنیوی اسباب

کی کمی بیشی ناپائدار ہے۔ پھر ایسی ناپائدار چیزوں کا غم ہماری تمہاری بلا کرتی ہے

	اندرین عالم ہزاران جانور	مے زیند خوش عیش بے زیر و زبر	
ترجمہ	دیکھ اس عالم میں لاکھوں جانور	زندگانی کرتے ہیں خوش خوش بسر	

شرح یعنے اے عورت اس عالم دنیا میں ہزاروں جانور بے زیر و زبر (بلا محنت و مشقت) بڑے عیش سے زندگانی بسر کرتے ہیں۔ خدا خود انکی روزی کا کفیل ہے پھر کیا وہ ہمیں رزق مقدر عنایت نہ فرمائے گا۔ قرآنمجید میں ہے وَكَأَيِّن مِّن دَابَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ یعنے بہت سے جانور ایسے ہیں جو اپنا رزق اپنے ساتھ نہیں رکھتے اللہ انہیں کی تمہیں سب کو روزی دیتا ہے۔

	شکر میگوید خدارا فاختہ	بر درخت و برگ شب ناساختہ	
ترجمہ	شکر کرتی ہے خدا کا فاختہ	ہر شجر پر برگ شب ناساختہ	

شرح برگ شب بمعنے خوراک شب ضمیر میگوید سے حال واقع ہوا ہے یعنے اُسحالت میں کہ فاختہ رات کی خوراک تک اپنی پاس نہیں رکھتی مگر درخت پر بیٹھی خدا کا شکر ادا کیا کرتی ہے یعنے ہر حالت میں شاکر ہے پھر کیا اے عورت تو فاختہ کی برابر بھی شکر و صبر سے کام نہیں لے سکتی۔

	نخوت و دعوی و کبر و ترہات	دور کن از دل کہ تا یابی نجات	
ترجمہ	چھوڑ دے کبر و غرور اور جھوٹ بات	تاکہ تو دارین میں پائے نجات	

شرح نخوت بمعنے فخر و بزرگی اور ترہات جمع ترہہ بمعنے اقوال باطلہ (جھوٹی باتیں) اور دعوے بمعنے خودی اور کبر بمعنے تکبر و غرور ہے۔ یعنے اے عورت اگر تو اپنی نجات چاہتی ہے تو فخر و تکبر اور باطل باتوں کو اپنے دل سے دور کر دے۔

	حمد میگوید خدارا عندلیب	کا عتماد رزق بست لا یجیب	
ترجمہ	حمد خالق کر رہی ہے عندلیب	یعنے تجھپر ہے بھروسہ یا مجیب	

شرح یعنے بلبل خدا کی حمد کرتے ہوے یہ کہتا ہے کہ اے مجیب الدعوات روزی کا بھروسا تیری ہی ذات پر کرنا چاہیے

	باز دست شاہ را کردہ نوید	از ہمہ مردار بریدہ امید	
ترجمہ	باز قانع ہو کے دست شاہ پر	دور ہر مردار سے ہے سر بسر	

شرح نوید بمعنے شادمانی سے یہاں باعتبار قرینہ محل نوید مراد ہے۔ یعنے باز (شکاری جانور) نے بادشاہ کے ہاتھ کو اپنے لئے محل شادمانی بنا کر ہر قسم کے مردار جانور کھانے سے اُمید منقطع کر لی ہے یعنے متوکل ہو گیا ہے۔ اسیطرح انسان پر فرض ہے کہ لذائذ دنیا سے جو طریقت کے اعتبار سے مردار ہیں اُمید منقطع کر کے صرف بادشاہ حقیقی پر توکل کر کے گوشۂ عافیت میں بیٹھ رہے۔

	ہمچنین از پشہ گیری تا بہ فیل		شد عیال اللہ و حق نعم المعیل
ترجمہ	یہ سب پشہ سے لیکر تا بہ فیل		سب عیال حق ہین وہ سب کا کفیل

شرح یعنے اے عورت اسیطرح مچھر سے لیکر ہاتھی تک ہر چھوٹا بڑا متنفس خدا کے کنبے مین داخل ہے اور خدا ان سب کا روزی رسان اور سب سے بہتر اپنی کنبی کی پرورش کرنے والا ہے معیل اُس شخص کو کہتے ہین جو بہت سا کنبا رکھتا ہو صحیح حدیث مین یہ لفظ موجود ہین الخلق کلہم عیال اللہ یعنے ساری مخلوق خدا کا کنبا ہے۔ قرآنمجید مین ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا یعنے تمام جاندارون کا رزق اللہ تعالے نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ دوسری آیت یہ ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً یعنے نیک کام کرنے والا کوئی مرد ہو یا عورت ہم اسکو پاکیزہ زندگانی مرحمت فرمائینگے۔ اکثر مفسرین نے حیات کو بمعنے قناعت لیا ہے اسیلیے بعض کا مقولہ ہے القناعۃ کنز لا یفنی یعنے خزانۂ قناعت فنا نہین ہوتا اور بعض کا قول ہے قناعت قسمت خداوندی پر اظہار رضامندی کو کہتے ہین جبتک انسان مین یہ صفت نہو مومن کامل نہین ہوتا بشر حافی رح کا قول ہے کہ قناعت ایک فرشتہ ہے جو قلب مومن کے سوا اور کہین نہین رہتا حضرت ذوالنون رح فرماتے ہین کہ قناعت کرنے والا تمام اہل زمانہ سے نجات پاجاتا ہے اور خرسن قنع وذل من طمع مشہور مقولہ ہے۔

	اینہمہ غمہا کہ اندر سینہ ہاست		از غبار و گرد باد بود ماست
ترجمہ	اور یہ سینے کے اندر ہین جو غم		ہین بکر کے سبب اے محترم

شرح گرد باد بکسر کاف فارسی بمعنے بگولا ہے۔ اور یہان اس لفظ سے ہوائے نفسانی مراد ہے جو آدمی کو چکر اور تاؤ کے بھنور مین ڈالکر اُسکے باطنی ہوش وحواس کو اُڑا دیتی ہے اور بود بمعنے انانیت وفریبندگی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ تمام غم والم جو عالم دنیا مین لاحق حال ہوجاتے ہین سب کے سب ہماری حرص کی کدورت اور خواہش نفسانی کے بگولے اور فریب انانیت وخودی اور تکبر کے باعث ہین اسیلئے وہ لوگ جو دنیاے فانی اور لذات جسمانی پر دل نہین لگاتے ہر طرح کے غم والم سے آزاد ہین۔

	این غمان بیخ کن چون واسہ ماست		اینچنین شد و اینچنان وسواسہ ماست
ترجمہ	جسقدر غم ہین مثال واسہ ہین		ایسا ہو اور ویسا ہو وسواسہ ہین

شرح یعنے غم جو قناعت کی جڑ اکھاڑ نیوالے ہین ہمارے لیے واسہ (رسوراتی) کے مانند ہین یعنے توکل کے درخت اور قناعت کی کھیتی کو جڑ پیڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیتے ہین۔ کیونکہ جو شخص غم قلت دنیا مین پڑتا ہے وہ صرف اپنے ہاتھ پانو کے ہلانے سے طلب دنیا مین منہمک ہوجاتا ہے اور اعتماد الٰہی بالکل نہین رکھتا۔ اور یون کہتا ہے کہ اگر ایسا ایسا ہوتا یعنے مین فلان فلان کام کرتا تو مجکو رزق ملتا حالانکہ یہ سب وسوسے ہین حلال کے لیے سعی کرنی چاہیے مگر اسپر رزاقی

کا بہر سا تھ ہو ورنہ مشرک ہو جائیگا جو نہایت مذموم اور صوفیہ کے نزدیک بہت برا ہے

	دانکہ ہر رنجے ز مردن پارہ ایست		جزو مرگ از خود بران گر چارہ ایست
ترجمہ	رنج ایک اک موت کا ایک پارہ ہے		دفع کر اس پارہ کو گر چارہ ہے

شرح یعنے اے عورت ہر رنج موت کا ایک حصہ ہے۔ کیونکہ موت اور رنج دونو تکلیف دینے والی چیزین ہین البتہ موت کی تکلیف زیادہ ہوتی ہے اور رنج کی کچھ کم اسلیئے رنج بنسبت موت کا جزو ہے اور جسطرح آدمی موت کو نہین ٹال سکتا اسیطرح موت کے جزو یعنے رنج کے دفع کرنے پر قادر نہین ہے اسلیئے انسان کو ہر حالت مین رضا بالقضا پر عمل کرنا چاہیئے یہان صیغہ امر مشتق از راندن ہے بمعنے ہانکنا دفع کرنا۔

	چون ز جزو مرگ نتوانی گریخت		وانکہ گلش بر سرت خواہند ریخت
ترجمہ	جزو ہی سے جب نہ بھاگا جائیگا		کل سے تو بھاگے گا کیونکر یہ بتا

شرح یعنے جبکہ تو جزو مرگ (رنج وغم) سے بھاگ کر کہین نہین جا سکتا تو یہ سمجھ لے کہ کل یعنے موت ضرور تجھے دبالیگی کیونکہ جب تو جزو کے دفعیہ پر قادر نہین ہے تو کل کو کسطرح دفع کر سکتا ہے اس شعر کا نتیجہ آیندہ شعر مین ہے۔

	جزو مرگ ار گشت شیرین مر ترا		دانکہ شیرین میکند کل را خدا
ترجمہ	جزو شیرین ہو گیا جب پر شعور		کل کو بھی آسان کر دیگا غفور

شرح یعنے یہ تو ثابت ہو چکا ہے کہ اے انسان تو موت کے جزو (رنج وغم) اور کل یعنے خود موت کے دفع کرنے پر قادر نہین ہے موت آئی اور اب آئی اسلیئے مرنے سے پہلے اگر تو رنج وغم سہنے کا عادی ہو گیا تو یہ سمجھ کہ موت کی سختی کو آسانی سے جھیل لیگا۔ کیونکہ رنج وغم جزو موت ہے جسنے جزو کی تکلیف آسانی سے جھیل لی وہ کل کی تکلیف کو بھی آسانی سے برداشت کر لیگا۔ غرضکہ اعرابی درویش اپنی عورت کو سمجھا رہا ہے کہ فقر وفاقہ کی تکلیف اٹھانی گویا ہمین بشارت دے رہی ہے کہ آیندہ خداوند تعالے موت کی تکلیف کو بھی ہمپر آسان کر دیگا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ عقلمند وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ موت کو یاد رکھتا ہے اور ہمیشہ مرنیکے لیئے تیار ہے ایسا آدمی شرف دنیا اور کرم آخرت دونو کا مستحق ہوتا ہے۔

	درد ہا از مرگ مے آید رسول		از رسولش رو مگردان اے فضول
ترجمہ	درد ہین سب موت کے پیغامبر		مُنہ نہ پھیر اس سے اگر ہے باخبر

شرح یعنے درد ورنج موت کی طرف سے پیغام رسان ہوتا ہے تو اس پیغامبر سے مُنہ پھیرا کر نہ بیٹھ یعنے رنج وغم کو دیکھ کر

	ہر کہ شیرین مے زید از تلخ مرد		ہر کہ او تن را پرستد جان ببرد
ترجمہ	موت کڑوی ہوتی ہے عیاش کی		محنت بیجان کرتی ہے تن پروری

شرح یعنے جسنے لذائذ دنیا مین اپنی زندگی بسر کی وہ انجام کار تلخی سے مرا۔ اور جسنے تن پرستی اختیار کی وہ اپنی جان سلامت نہ لیگیا یعنے اُسے روحانی زندگی نصیب نہوی۔ اور وصال الٰہی سے محروم رہا یا یہ معنے ہین کہ تن پرورون کی جان بڑی مشکل سے نکلتی ہے۔

	گوسفندان را ز صحرا مے کشند	آنکہ فربہ تر۔ مر او را مے کشند
ترجمہ	آتی ہین جنگل سے بھیڑین بکریان	ذبح ہوتی ہے مگر فربہ میان

شرح یعنے بھیڑ بکریون کی ریوڑ کو جنگل سے شہرون اور کمیلون کی طرف لاتے ہین۔ مگر اُنمین سے ذبح اُسی کو کرتے ہین جو فربہ اور موٹی تازی ہوتی ہے۔ یہ شعر گذشتہ مضمون کی تمثیل ہے مطلب یہ کہ حقیقی موت اُسی شخص کے لیئے مخصوص ہے جو لذائذ دنیا کے تنعم سے موتا تازہ اور زندگی بہر خدا سے بالکل غافل رہا ہو۔ ایسے شخص کو مرنے کے بعد بقا اور حیات ابدی حاصل نہین ہوتی۔ بلکہ وہ صرف کپڑون کی غذا ہو جاتا ہے۔ پہلے مصرع مین کشند بفتح الکاف ہے اور دوسرے مین بضم الکاف۔

	شب گزشت و صبح آمد اے ثمر	چند این افسانہ را گیری ز سر
ترجمہ	رات گذری صبح آئی اے ثمر	چھوڑ دے تو یہ کہانی سر بسر

شرح بعض نسخون مین لفظ اے ثمر ہے بمعنے پہل اور بعض مین تمر بمعنے کھجور اور بعض مین قمر بمعنے چاند اور بعض مین سمر (بسین مہملہ) بمعنے گندم گون یا سمر مسامرت سے مشتق ہے بمعنے فسانہ گوئی شب یہان سے اعرابی درویش اپنی عورت کو (جسکا نام ثمر۔ یا تمر۔ یا قمر یا ثمر تہا) خاص طور پر مخاطب کرکے یہ کہتا ہے کہ اے نیکبخت لڑاکا تو نے ساری رات لڑائی جھگڑے اور فقر و فاقہ کی شکایت مین گزار دی یہانتک کہ صبح ہوگئی اب اس کہانے کو چھوڑ خدا کے نئے سرے سے شکایت افلاس کی چکی جھونی شروع نہ کر دینا اور باطنی طور پر شب سے دنیوی زندگانی اور صبح سے مراد موت ہے کیونکہ جسطرح رات لوگون کو میٹھی نیند سلا دیتی ہے اسیطرح دنیوی زندگی خدا سے غافل کر دیتی ہے۔ اور جسطرح رات کے سونے والون کو صبح کی روشنی چکا دیتی ہے اسیطرح موت غافلون کو ہشیار کرکے اُنکے تمام گزشتہ اعمال اُنکے سامنے پیش کر دیتی ہے۔ اس صورت مین مطلب شعر یہ ہے کہ اے غافل زندگی کے دن پورے ہو چکے ہین اور موت عنقریب آنیوالی ہے۔ اس دنیوی افسانے کو چھوڑ اور تعلقات دنیا سے بالکل الگ ہو جا۔ بعض نسخون مین چند گیری این فسانۂ زر ز سر ہے اور مطلب وہی ہے جو بیان ہو چکا ہے

	تو جوان بودی و قانع تر بدی	زر طلب گشتی خود اول زر بدی
ترجمہ	تو جوانی مین تہی تو قانع مگر	زر طلب اب بنگئی خود ہو کے زر

شرح یعنے اے عورت جب تو جوان تہی تو بہت قانع تہی حالانکہ جوانی مین قناعت کرنی بڑی مشکل بات ہے خاصکر عورتون

سے نوجوانی مین قناعت ہو ہی نہین سکتی کیونکہ شباب انکو اچھے کھانے اچھے پہننے اور زر و زیور کی محبت پر مجبور کر دیتا ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اے عورت تو اوائل عمر مین خود زر کی طرح نیک اوصاف تھی اب تجھے کیا ہو گیا کہ بڑھاپے مین زر طلب یعنے طالب دنیا اور حریص بنگئی۔

	رز بدی پر میوہ چون کاسد شدی		وقت میوہ پختنت فاسد شدی
ترجمہ	ہوکے تو انگور کاسد ہو گئی		میوہ پکنے وقت فاسد ہو گئی

شرح رز یعنے درخت انگور و کاسد بمعنے ردی و بیکار اور میوہ کے پختہ ہو جانے سے انتہائے عمر مراد ہے۔ اور چون کاسد شدی استفہام ہے یعنے اے عورت تو پہلے انگور کے درخت کے مانند پر میوہ تھی۔ اب بیکار کیون ہو گئی۔ افسوس اسپر افسوس ہے کہ میوہ پختہ ہو جانے یعنے بڑھاپے کے زمانہ مین بگڑ گئی۔

	میوہ ات باید کہ شیرین تر شود		چون رسن تابان نہ واپس تر رود
ترجمہ	چاہیئے شیرین ہو اب میوہ ترا		پن بٹنے کی طرح تو واپس نہ جا

شرح یعنے چاہیئے تو یہ تھا کہ تیرا پھل (ثمر قناعت) روز بروز زیادہ پختہ اور شیرین ہوتا جاتا یعنے تو بڑھاپے مین جوانی سے زیادہ قناعت مین ترقی کر جاتی کہ تنزل کے ساتھ پیچھے ہٹتی جسطرح رسی بٹنے والے آگے کی طرف سے رسی بٹکر پیچھے ہٹ جاتے ہین یہ مشہور مقولہ ہے کہ جسکی آج گزشتہ کل کی برابر ہے وہ مغبون یعنے خسارہ مین ہے اور جسکی آج کل سے بدتر ہے وہ ملعون ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ انسان کو ہر روز نیکیون مین ترقی کرنی چاہیئے کسی شاعر نے اسی مطلب کو ایک مصرع مین بہت اچھی طرح ادا کیا ہے ع وائے من باشد اگر امروز من فردائے من۔

	جفت مائی جفت باید ہم صفت		تا برآید کارہا ہا مصلحت
ترجمہ	فرض ہے بیوی کو ہونا ہمصفت		تاکہ سارے کام ہون با مصلحت

شرح اعرابی درویش کہتا ہے کہ اے عورت تو میری بیوی ہے بیوی کو ہمصفت شوہر ہونا چاہیئے یعنے تجھے بھی میری طرح قناعت اختیار کرنی لازم ہے۔

	جفت باید بر مثال یکدگر		در دو جفت کفش و موزہ در نگر
ترجمہ	جفت ہوتے ہین مثال یکدگر		جفت کفش و موزہ پر کرے نظر

شرح یعنے جفت (ہر چیز کا جوڑہ) باہم ایک دوسرے کے مطابق ہوتا ہے مثال کے لیے جوتیون کے جوڑون اور موزون کی جوڑیون دیکھ لے کہ کسقدر ایک دوسرے کے مطابق اور ہمصفت ہین اے عورت اسیطرح تو میری جفت ہے مگر افسوس میری ہمصفت اور میرے خیالات سے موافقت نہین رکھتی۔ حدیث شریف مین ہے کہ جس شخص کی بیوی نیک بخت خاوند کی مرضی کے مطابق ہو وہ گویا جیتے جی جنت مین ہے۔

	گر یکے کفش از دو تنگ آید بپا		ہر دو جفتش کار ناید مر ترا
ترجمہ	ایک جوتی پاؤ نہین گر تنگ ہے		دوسری ہو جاتی ہے بیکار سے

شرح یعنے دو مین سے ایک جوتی اگر تیرے پاؤ نہین تنگ آئے تو یہ سمجھ کہ ہر دو جفت (دونو جوتیان) بیکار ہوگئین تنگ جوتی نے دوسری کو بھی نکما کر دیا۔

	جفت در یک خروار نہ گیرد بزرگ		جفت شیر بیشہ دیدی ہیچ گرگ
ترجمہ	جفت دروازہ نہین خرد و بزرگ		شیر کا جوڑا نہین ہوتا ہے کرگ

شرح جفت در دروازہ کے کواڑ کی جوڑی کو کہتے ہین اور دونو مصرعے بطور استفہام انکاری ہین۔ یعنے ایسا نہین ہو سکتا کہ کواڑون کی جوڑی مین ایک کواڑ بڑا ہو اور ایک چھوٹا علے ہذا القیاس یہ بھی ناممکن ہے کہ شیر بھیڑیے کا جفت ہو یا بھیڑ یا شیر کا مطلب یہ کہ جفت کو ہمجنس و ہمصفت ہونا چاہیئے۔

	راست ناید بر شتر جفت جوال		آن یکے خالی دوان یک پر ز مال
ترجمہ	اونٹ پر دیکھی نہین یہ بدتری		ایک خالی گون ہو اور اک بھری

شرح یعنے اونٹ پر ایسی دو گونین لادنی نادرست ہین کہ انمین سے ایک خالی ہو اور ایک مین مال بھرا ہوا ہو بلکہ خالی ہونگی تو دو نو اور پر ہونگی تو دونو اسیطرح میان بیوی کو ایک حالت اور ایک صفت مین رہنا چاہیئے۔

	من روم سوئے قناعت دل قوی		تو ہر اسوئے شناعت میروی
ترجمہ	جا رہا ہون مین قناعت کی طرف		اور تو اپنی شناعت کی طرف

شرح لفظ دل قوی۔ تو کی ضمیر سے حال ہے یعنے مین دل کو مضبوط کیے ہوئے قناعت کی منزلین طے کر رہا ہون اور تو شناعت یعنے برائی اور حرص دنیوی کی طرف جا رہی ہے۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ صد حیف تو بیوی ہو کر مجھسے موافقت نہین رکھتی۔

	مرد قانع از سر اخلاص و سوز		زین نسق میگفت با زن تا بروز
ترجمہ	مرد نے اخلاص سے بے شبہ و شک		اس سے ایسی گفتگو کی صبح تک

شرح یعنے اعرابی درویش اسیطرح اول شب سے صبح تک خالص محبت و دلسوزی سے اپنی گھر والی کو قناعت کے معنے سمجھاتا رہا

نصیحت کردن آن مرد شوئی را کہ سخن فزون از قدر و مقام خود مگوید کہ لم تقولون ما لا تفعلون این سخنہا اگرچہ راست است اما این مقام ترا نیست و سخن فوق مقام زیان آرد

ترجمہ عورت کا اپنے خاوند کو ادراہ نصیحت یہ کہنا کہ اے مردوے اپنے حوصلہ اور مرتبہ سے بڑھکر بات نہ کہہ کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اے مردوے اپنے حوصلہ اور مرتبہ سے بڑھکر بات نہ کہہ کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اے

ایمان والو وہ بات منہ سے کیون نکالتے ہو جو کر نہین کر سکتے۔ الشخص جو کچھ تو نے کہا بیشک سچ ہے لیکن یہ ساری باتین تیرے مرتبہ سے گری ہوئی ہین۔ اور اپنے مرتبہ سے گر کر بات کرنی انجام مین نقصان پیدا کرتی ہے۔

شرح اس عنوان کا مطلب یہ ہے کہ اے مرد سے توکل و قناعت کے بارہ مین جو کچھ تو نے بیان کیا ہے وہ بیشک درست اور بالکل ٹھیک ہے لیکن تو خود اہل توکل اور صاحب قناعت نہین ہے اسلیئے تیرا قول سراسر فعل کے مخالف ہے جسکو مین ہرگز پسند نہین کرتی ہون

	زن بروز دہا نگ کاے ناموس کیش		من فنون تو نخواہم خورد بیش
ترجمہ	پھر کہا جھنجلا کے عورت نے کہ بس		مین نہ کھاؤنگی فریب اے بوالہوس

شرح یعنے خاوند کی باتین سنکر عورت جھلا گئی۔ اور چیخ کر یہ کہا کہ اے ناموس کیش تو اپنے آپ کو مصنوعی آبرو لگانے اور جھوٹی باتون کا اپنا مذہب سمجھنے والے مرد سے مین آیندہ تیرے دم مین نہ آونگی اور اس سے زیادہ تیری جھوٹی باتونکا فریب نہ کھاؤنگی۔ اور تیری بات کو نہ مانونگی تو خود قانع اور متوکل شخص نہین ہے بلکہ حریص اور دنیا طلب ہے مگر اپنی عزت اور آبرو کے خیال سے اس امیر کے ہان جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے مانگنے نہین جاتا اور مجکو قناعت اور توکل کا ذکر کر کے دھوکا دیتا ہے۔

	ترہات از دعوی و دعوت مگو		رہ سخن از کبر و از نخوت مگو
ترجمہ	جھوٹی باتون اور اس دعوت کو چھوڑ		چل پرے ہٹ کبر کو۔ نخوت کو چھوڑ

شرح ترہات جمع ترہ بمعنے اقوال باطلہ ہے اور دعوے و دعوت مترادف ہین یعنے اے شخص دعوے قناعت اور ادعاے توکل کے متعلق جھوٹی باتین نہ بنا۔ اور کبر و نخوت سے کام نہ لے تو فی الواقع متوکل نہین ہے بلکہ از روئے نخوت و غرور توکل کا دعوے کرتا ہے۔

	چند حرف طمطراق و کار و بار		کار و حال خود ببین و شرم دار
ترجمہ	کب تک ایسے لفظ ایسی بول چال		شرم کر اللہ سے دیکھ اپنا حال

شرح طم بمعنے علو و بلندی ہے اور طراق بمعنے آواز ۂ خوشی۔ لیکن لفظ طمطراق مرکب ہو کر بمعنے کر و فر و شان و تجمل مستعمل ہے نیز پہلے مصرع مین استفہام ہے یعنے اے مرد سے ظاہر مین قناعت کے متعلق یہ فصیح و بلیغ الفاظ اور توکل کی بابت یہ پر شان و شوکت کلمات اور باطن مین یہ کار و بار یعنے اسقدر حرص دنیوی لاحول ولا قوۃ کیا تیری ظاہری حالت خلاف باطن نہین ہے تو اپنی باطنی حال اور طمع نفسانی کو دیکھ اور دعوے قناعت سے شرم رکھ

	نخوت و دعوی و کبر و ترہات		دور کن از خود کہ تا یابی نجات
	یہ تکبر یہ غرور و ترہات		چھوڑ دے سب کو کہ تا پاوے نجات

شرح یعنے اے شخص اگر دین و دنیا کی بلاؤن سے نجات پانی منظور ہے تو غرور و تکبر اور جھوٹی باتین بنانی بالکل چھوڑ دے ورنہ انجام بُرا ہوگا۔

	کبر زشت و از گدایان زشت تر		روز سرد و برف و آنگہ جامہ تر
ترجمہ	ہے فقیرون کا تکبر زشت تر		جیسے ہون جاڑے کے دن اور جامہ تر

شرح یعنے تکبر کی صفت کسی مین ہو بُری ہے لیکن فقیرون مین ہو تو بہت ہی بُری ہے صحیح حدیثون مین حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ثلاثۃ لایکلمہم اللہ یوم القیمۃ ولاینظر الیہم ولایزکیہم ولہم عذاب الیم شیخ زانی وملک کذاب وفقیر متکبر یعنے قیامت کے دن اللہ تعالے اِن تین شخصون سے کلام نہ کریگا اور نہ اُنکی طرف نظر رحمت فرمائے گا۔ اور نہ اُنکو گناہون سے پاک کریگا۔ بلکہ اُنکو دردناک عذاب دیا جائے گا۔ اُنمین سے ایک وُہ ہے جو بڑھاپے مین زنا کرے دوسرا وہ جو بادشاہ ہوکر جھوٹ بولے تیسرا وہ جو فقیر ہوکر متکبر ہو دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ گدائے متکبر کی ایسی مثال ہے جیسا کہ جاڑے کا موسم ہو اور برف پڑتی ہو اسپر کوئی شخص پانی مین بھیگے ہوے کپڑے پہنے ایسا آدمی اگر موت سے بچگیا تو بیمار ضرور ہوجائے گا علے ہذا القیاس فقیر کو اُسکا تکبر گور کے کنارے پہنچا دیتا ہے۔

	چند آخر دعوی و بادِ بروت		اے ترا خانہ چو بیت العنکبوت
ترجمہ	تا کجا یہ شیخیان یہ کرّ و فر		خانۂ دل ہے ترا مکڑی کا گھر

شرح بادِ بروت (مونچھون کی ہوا) غرور و تکبر و لاف کے معنون مین مستعمل ہے یعنے اے شخص آخر یہ قناعت کے دعوے اور توکل کی بابت جھوٹی شیخی کب تک اس زبانی جمع خرچ کو چھوڑ دے تیرا باطن خلاف ظاہر ہے کیونکہ تیرا خانۂ دل مکڑی کے جالے کی طرح نہایت ضعیف ہے ایسے بودے گھر مین توکل و قناعت کا گزر کسیطرح نہین ہوسکتا۔ انکے ٹھہرنے کے لیئے بڑا مضبوط مکان (اولیاء اللہ کا دل) چاہیئے۔

	از قناعت کے توجان افروختی		از قناعتہا تو نام آموختی
ترجمہ	کچھ قناعت سے نہین ہے تجکو کام		سیکھہ رکھا ہے فقط تو نے تو نام
ترجمہ	گفت پیغمبر قناعت چیست گنج		گنج را تو وا میدانی زرنج
	کہتے ہین حضرت قناعت گنج ہے		گنج کو کیا جانے جو بارنج ہے

شرح یعنے اے شخص حدیث شریف مین قول پیغمبر ہے کہ القناعۃ کنز لایفنی یعنے قناعت ایک ایسا خزانہ ہے جو کبھی فنا نہین ہوتا اور تو رنج طلب دنیا مین منہمک رہتا ہے اور زبان سے دعوے قناعت کرتا ہے بیشک تو گنج اور رنج مین تمیز نہین کرسکتا

	این قناعت نیست جز رنج روان		تو مزن لاف اے غم رنج روان
ترجمہ	ہے قناعت صورت گنج روان		لاف کیون بکتا ہے اے رنج روان

شرح یعنے قناعت یہ جسکی تعریف حدیث مین آئی ہے ایک گنج روان اور خزانۂ جاری ہے اور اے شخص تو

طلب دنیا مین سراسر غم اور رنج روح کا باعث ہے پھر قناعت کا جھوٹا دعوے کیلئے کرتا ہے قناعت کے یہ معنے ہین کہ قلب کو حالت افلاس مین ویسی ہی تسکین ہو جیسی کہ حالت تونگری مین تھی۔

	تو مخوانم جفت و کمتر زن بغل		جفت انصافم نیم جفت دغل
ترجمہ	تجھکے جورو کیون بجاتا ہے بغل		چل پرے ہٹ مین نہین جفت دغل

شرح بغل زدن مسخراپن کرنے اور مذاق اڑانے کو کہتے ہین یعنے اے مردوے تو جو مجھے اپنی بیوی کہتا ہے یہ تیرا مسخراپن اور ٹھٹھی ہاری ہے مین تو انصاف کو اپنا خاوند جانتی ہون دغل (مکر و فریب یا مکار دغاباز) کی بیوی بننا نہین چاہتے نکتہ اکثر عورتین شکر رنجی کی حالت مین بطور اظہار ناز اپنے خاوندون سے ایسے الفاظ کہدیا کرتے ہین۔

	چون قدم با شاہ و با بگ میزنی		چون مگس را بر ہوا رگ میزنی
ترجمہ	ہمقدم شاہون کا ہوتا ہے میان		اور گھر مین مارتا ہے مگسیان

شرح بگ بفتح بائے موحدہ و بالکسر مخفف بیگ ترکی لفظ ہے بمعنے امیر اور لفظ چون پہلے مصرع مین استفہام کے لئے ہے اور دوسرے مین برائے تعلیل یعنے جبکہ بمقتضائے الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب (دنیا مردار ہے اور اسکے طالب کتے ہین) تو اڑتی مکھی کو شکار کرنا چاہتا ہے۔ تو بزرگون اور امیرون کی برابری کیونکر کرسکتا ہے مطلب یہ کہ جب تو طالب دنیا ہے تو دعوے قناعت کیلئے ہے۔ اور تو فقیر ہوکر امیرون کی طرح مغرور کیون ہے

	باسگان بہر استخوان در چالشی		چون نہ اشکم تہی در نالشی
ترجمہ	ہڈیون کے واسطے کتا ہے تو		اور خالی پیٹ سے روتا ہے تو

شرح چالش بمعنے سعی و کوشش و جنگ و جدال ہے یعنے تو کتے کی طرح طالب دنیا اور اس مردار کی ہڈیان چبھوڑنے والا ہے اور نے (بانسلی) کی مانند خالی پیٹ یعنے بھوکا ہوکر غم دنیا مین فریاد و نالہ کرتا رہتا ہے۔

	سوے ما منگر بخواری سست سست		تا بگویم آنچہ در رگہای تست
ترجمہ	مجکو گر سمجھا ذلیل اے بد لگام		عیب تیرے منہ پہ رکھدونگی تمام

شرح یعنے اے نکھٹو مردوے تو حقارت کے ساتھ مجکو سست اور ضعیف خیال نکر ورنہ مین تیرے سارے پوشیدہ عیب جو تیری رگ رگ مین پوشیدہ ہین منہ پر رکھدونگی۔ کیونکہ مین تیری رگ رگ سے واقف ہون نکتہ عموماً تمام عورتون کا یہی خاصہ ہوتا ہے جو اس عورت کا تہا یعنے اگر تمام عمر عورت کی نازبرداری کیجائے اور اتفاقاً خاوند اسکی طبیعت کے خلاف کبھی کوئی بات کر بیٹھے تو خاوند کے عیوب ظاہر کرنے پر آمادہ اور نافرمانی پر مستعد ہو جاتی ہے حضرت عیسے نے ایکبار شیطان کو دیکھا کہ چار گدھون پر کچھ بوجھ لادے چلا جاتا ہے آپنے فرمایا کہ کہان جاتا ہے اور یہ کیا لادے کہا ہے۔ اسنے جواب دیا تجارت کرنے جاتا ہون اور ان گدھون پر حسد اور خیانت و مکر کو لادے کہا ہے

جور کو سلاطین کے ہاتھ بیچو نگا۔ اور حسد کو علما کے ہاتھ خیانت کو تجار کے ہاتھ اور مکر کو عورتون کے ہاتھ۔

	عقل خود را از من افزون دیدۂ		تو من کم عقل را چون دیدۂ
ترجمہ	تو نے اپنی عقل کو جانا ہے کیا		مجھسی نادان کو تنا سمجھا ہے کیا

شرح یعنے اے بیوقوف مردوے گو تو نے اپنی عقل کو میری عقل کوسے زیادہ گمان کیا ہے مگر یہ غلط خیال ہے۔ تو بتا کہ تو نے مجھ جیسی کم عقل کو کیا سمجھا ہے۔ گو حسب مضمون حدیث ہمن ناقصات العقل والدین (یعنے عورتین عقل اور دین دو باتونمین ناقص ہین) مین کم عقل سہی مگر تیری فریب اور بیعقلی کو خوب جانتے ہون اور تو مجھسے بھی کم عقل ہے

	ہیچو گرگ زشت اندر ما مجہ		اے ز ننگ عقل تو بے عقل بہ
ترجمہ	پہاڑتا ہے کیون ہمین اے بھیڑیے		بیوقوف اچھے ہین تیری عقل سے

شرح یعنے اے شخص غضبناک بھیڑیے کی طرح ہمارے پہاڑ ڈالنے کی کوشش نکر تو اس حدیث کا مصداق ہے قلوبہم قلوب الذیاب واسنتہم احلی من السکر یعنے آخر زمانہ مین ایسے علما ہونگے جنکے دل بھیڑیون کے سے ہونگے اور زبانین شکر سے زیادہ شیرین ہونگی یعنے انکا باطن ظاہر کے خلاف ہوگا۔ اے شخص گو تو اپنی فصیح اللسانی سے مجھے بے عقل اور اپنے آپ کو عقلمند خیال کرتا ہے لیکن اس ننگ عقل سے تو بعقل ہی ہوتا تو بہتر تہا یا یہ سمجھیے کہ لفظ تو مضاف الیہ عقل کا ہے یعنے تیرے اس ننگ عقل سے وہ شخص بہتر ہے جو بعقل ہو۔

	چونکہ عقل تو عقیلۂ مردم ست		آن نہ عقل ست آن کہ مار و کژدم ست
ترجمہ	عقل تیری دام مردم ہے ضرور		عقل کیا ہے مار و کژدم ہے ضرور
ترجمہ	خصم ظلم و مکر تو اللہ باد (دشمن آپکے مکر کا اللہ ہو)		دست عقل تو ز ما کوتاہ باد (ہاتھ تیری عقل کا ہم سے کوتاہ ہو)

شرح عقیلہ اس پائے بندی رسی کو کہتے ہین جس سے اونٹ کا پانو باندہا جاتا ہے مطلب یہ کہ تیری عقل آدمیون کیلیے پابند یعنے دام فریب ہے بلکہ سانپ بچھو کیطرح انسان کو تکلیف پہنچانیوالی ہے چنانچہ تو نے اپنی عقل سے مجھے سخت ایذا پہنچائی ہے۔ اے مردوے خدا تیرے غرور کو ڈبادے اور تیرے ظلم کا دشمن ہو اور تیری عقل کا ہاتھ ہمسے دور رہے۔

	ہم تو ماری ہم فسونگر اے عجب		مار گیر و ماری اے ننگ عرب
ترجمہ	سانپ بھی ہے تو فسونگر بھی ہے تو		مار گیر و مار ہے اے زشت خو

شرح یعنے تو سانپ (صاحب نفس امارہ اور ایذا رسان) بھی ہے اور فسونگر (حیلہ ساز و مکار) بھی یعنے تو نے لوگون کے دکھانے کے لیئے از روے ریا کاری قناعت کے افسون سے اپنے نفس امارہ کے سانپ کو قابو مین کر رکھا ہے حالانکہ فی الواقع تو قناعت کے معنے ہی نہین جانتا اے ننگ عرب تو سانپ بھی ہے اور سانپ پکڑنے والا بھی۔

نکتہ یہی حال اس شخص کا ہے جو قبل از وصول مرتبۂ فنا اظہار صوفیت و شیخیت کرکے مکاری کے افسون سے لوگون کو مسخر یا مرید کرتا پھرتا ہے۔ ایسی کی صحبت سے الگ رہنا فرض ہے۔

	زاغ اگر زشتی خود بشناختے	همچو برف از ریخ و غم بگداختے	
ترجمہ	جانتا اپنی بُرائی کو جو زاغ	غم سے ہو جاتا ہلاک اے بد دماغ	

شرح عورت بطور نصیحت مرد کو سمجھاتی ہے کہ اگر کالا کوا اپنی بُرائی اور بدصورتی کو معلوم کر لیتا تو ریخ و غم کے باعث برف کی طرح پگھل جاتا۔ ہلاک ہو جاتا۔ اسیطرح اے مرد وے اگر تجھے اپنی بُرائی معلوم ہو جاتی تو غیرت کے مارے مر جاتا علے ہذا القیاس جھوٹا صوفی اپنے عیب کو عیب خیال کرتا تو ہرگز زندہ نہ رہتا۔ لیکن مصیبت تو یہی ہے کہ اپنا عیب کسیکو نظر نہیں آتا۔ اور ہر شخص اپنی عقل کو سب سے بالاتر جانتا ہے۔

	مرد افسونگر بخواند چون عدو	او فسون بر مار و مار افسون برد	
ترجمہ	مرد جو پڑھتا ہے منتر سانپ پر	سانپ بھی ہے فکر میں اے بیخبر	

شرح لفظ چون عدو۔ دوسرے مصرع سے متعلق ہے۔ یعنے جسطرح افسونگر (منتر پڑھنے والا) سانپ کا دشمن بنکر منتر پڑھ پڑھ کے سانپ پر دم کرتا ہے اسیطرح سانپ اُسپر اپنا منتر دم کرتا ہے پھنکارے مارتا ہے یعنے افسونگر کی ایذا رسانی کے درپے اور اُسکی جان کا دشمن ہے۔ غرضیکہ وہ اسکے مار ڈالنے کے درپے ہے اور یہ اُسکے یہی حال طالب دنیا کا ہے کہ جسطرح وہ مال دنیوی جمع کرنے کے حیلے کرتا رہتا ہے اسیطرح دنیا اُسکی گرفتاری کے فکر میں رہتی ہے یعنے اُسے اپنے دام محبت میں پھنسانا چاہتی ہے علے ہذا القیاس اے مردوے تو جو دنیا کمانے کے لیے زہد و اتقا اور قناعت کے حیلے کر رہا ہے اس حیلہ سازی کا انجام یہ ہے کہ دنیا خود تجھے اپنی محبت میں گرفتار کر رہی ہے۔

	گر نبودے دام او افسون مار	کے فسون مار را گشتے شکار	
ترجمہ	گر نہوتا دام جان افسون مار	کیون فسونگر اُسکا ہو جاتا شکار	

شرح لفظ دام او میں اضافت لامی ہے یعنے دام بمعنے او اور ضمیر او افسونگر کی طرف راجع ہے۔ بودے فعل ناقص ہے اور افسون مار اسکا اسم اور دام او خبر مقدم۔ یعنے اگر افسون مار (سانپ کا پھنکارہ) افسونگر کے حق میں دام نہوتا تو افسونگر سانپ کے افسون کا شکار نہ بنتا۔ مطلب یہ کہ حُب دنیا کے سانپ کا پھنکارہ خود افسونگر کے لیئے دام بنجاتا ہے۔ اور مال دنیوی کا شکار کرنے والا خود صید دنیا ہو جاتا ہے۔ یہ شعر گزشتہ شعر کی توضیح اور اُسکا ہم معنے ہے

	مرد افسونگر ز حرص کسب و کار	در نیابد آن زمان افسون مار	
ترجمہ	ہے فسونگر کو جو حرص کسب و کار	اُس گھڑی پاتا نہیں افسون مار	

شرح کسب و کار سے تدبیر حصول دنیا۔ اور آن زمان سے حرص دنیوی میں پھنسانے کا وقت مراد ہے یعنے جب حریص آدمی کو حُب دنیا کا سانپ اپنے افسون سے قریب ہلاکت کر دیتا ہے تو اسوقت اُسکو ایسا کوئی

منتر نہین تما جسکے اثر سے جانبری ہو سکے فی الواقع حب دنیا ایسا افعی سانپ ہے جسکے کاٹے کا منتر ہی نہین

	مار گوید اے فسونگر مین وہین	آن خود دیدی فسون ما ببین	
ترجمہ	سانپ کہتا ہے فسونگر ہوشیار	کر چکا تو وار اب ہے میرا وار	

شرح یعنے جسوقت حب دنیا کا سانپ لپٹ جاتا ہے تو اپنے افسونگر (مکار طالب دنیا) سے یہ کہا کرتا ہے کہ ہان ہان خبردار تو نے اپنی ملک (طلب دنیا کے متعلق فسون سازی وحیلہ بازی) کا فائدہ تو دیکھہ لیا کہ تجھے مال دنیوی حاصل ہو گیا۔ اب میرا افسون دیکھہ۔ مین افعی حب دنیا ہون دیکھہ تو سہی تجھے کسطرح اپنے افسون سے بہت جلد ہلاک کیے دیتا ہون

	تو بنام حق فریبی مر مرا	تا کنی رسوائے شور و شر مرا	
ترجمہ	نام حق سے مجکو دہوکا دیکے تو	ہے مری ذلت کا خواہان سو بسو	

شرح عورت کہتی ہے کہ اے مکار مرد دے تو مجکو توکل علے اللہ کا نام لیکر فریب دیتا ہے اور اس سے شاید تیرا مطلب یہ ہے کہ مین تیرے جہوٹ کی تردید کرون اور تو مجھپر خفا ہو کر لوگون سے میری مذمت کرے اور لوگ جمع ہو کر مجھپر تیری نافرمانی کا الزام لگائین۔ اور مین رسوائے خلق ہو جاؤن

	نام حقم بست۔ نے آن رائے تو	نام حق را دام کردی ولئے تو	
ترجمہ	نام حق سے بستہ ہون نے رائے سست	کر لیا ہے دام تو نے ہائے ہائے	

شرح عورت کہتی ہے کہ مجھپر نام حق نے اپنے ساتہ متعلق کر لیا ہے یعنے مین خدا کے نام سے وابستہ ہون تیری رائے سے وابستگی نہین رکہتی۔ کیونکہ تیری رائے ضعیف ہے جسکے جہوٹی اور بیکار رہبری سے تو نے نام خدا کو دام صید دنیا بنا لیا ہے۔ تیری حالت پر افسوس ہے کہ کلمات ربانی کو تہوڑی سی قیمت پر بیچتا ہے۔

	نام حق بستاند از تو داد من	من بنام حق سپردم جان و تن	
ترجمہ	مجھسے لیگا نام حق خود میری داد	مینے جان سونپی ہے اُسکو شاد و شاد	
	تا بزخم من رگ جانت برد	یا ترا چون من بزندانے برد	
ترجمہ	صبر ٹوٹا جائیگا تیری جان پر	اور بنے گا قید خانہ تیرا گھر	

شرح عورت کہتی ہے کہ مجھے نام حق نے اپنے ساتہ متعلق کر لیا ہے اور مینے نام حق کو اپنا دادرس اور فریاد خواہ بنا لیا ہے۔ اور اپنے جان و تن کو خدا کے سپرد کر دیا ہے وہی تجھسے میری داد دلوائے گا میرا تیرا انصاف خدا کے ہاتہ ہے۔ کیا تعجب کہ جسطرح تو نے اپنے بیہودہ کلمات اور لغو باتون سے میرے دل کو زخمی کیا ہے اللہ تعالے اسکے قصاص مین تیری رگ جان کو کاٹ دے۔ یعنے تجکو ہلاک کر دے اور لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ کے سبب تجھے

حیات ابدی سے محروم رکھے یا میری طرح زندان مصیبت مین ڈالے یعنے جسطرح تو مکر کے سبب دولت دین سے محروم ہوگیا ہے دنیا کے فائدے سے بھی محروم رہے۔

	زن ازین گونہ خشن گفتارہا	خواند بر شوے خود او طوارہا	
ترجمہ	کین بہت سی اُسنے باتین سخت سخت	کھول بیٹھی ایک دفتر نیکبخت	

شرح خشن بمعنے سخت ہے یعنے عورت نے اسطرح کی سخت باتون کا طومار اور شکایتون کا دفتر مرد کے سامنے کھولدیا اور خوب طعنے دیئے۔ اور خوب دل کھولکر یا مکرر بادہ کر خاوند سے لڑی۔

نصیحت مرد زن راکہ در فقیران بخواری منگرو در کار حق بگمان کمال نگرو طعنہ مزن در فقر فقیران و شکر کن در فقر

ترجمہ عورت کا اپنے خاوند کو بطور نصیحت یہ کہنا کہ فقیرون کو نظر حقارت سے نہ دیکھا کر اور خدا کے کامون مین کمال کا یقین رکھا کر کیونکہ خدا کا کوئی کام ناقص نہین ہوتا۔ اور اے عورت فقیرون کی فقیری پر طعنے نہ مار بلکہ فقر کی حالت مین شکر الٰہی کیا کر

شرح خدا کے کامون مین یقین کمال رکھنے کے یہ معنے ہین کہ اُسنے جن لوگون کو واقعی صفت درویشی عنایت فرماکر خاص اپنے کامون مین لگا لیا ہے انکی نسبت مکاری وحیلہ سازی کا گمان گویا خدا کے کامون کو ناقص خیال کرتا ہے اور ایسا گمان کبیرہ گناہ ہوجاتا ہے اسلئے انسان پر لازم ہے کہ درویشونکیطرف سے بدگمان نہ رہے

	مرد چون این طعنہا از زن شنفت	مستمع شد بعد ازان بین تا چہ گفت	
ترجمہ	مرد نے طومار جب سب سُن لیا	ہے سُن لے کیا جواب اچھا دیا	

شرح یعنے مرد پہلے تو اپنی گھر والی کے طعنے سنتا رہا پھر سُنتے سُنتے کیا اچھا جواب دیا ہے جو فی الواقع سننے کے قابل ہے اور آیندہ اشعار مین تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے

	گفت اے زن تو زنے یا بوالحزن	فقر فخر آمد مرا طعنہ مزن	
ترجمہ	یہ کہا سُن سُن کے اُسکے طعن ولعن	فقر فخری ہے نہ دے مجھکو طعن	

شرح بوالحزن بمعنے صاحب حزن وغم ہے۔ مرد نے اپنی گھر والی کو بوالحزن اسلئے کہا کہ وہ افلاس کے باعث خود بھی غمگین رہتی تھی اور اپنے طعنون سے خاوند کو بھی مغموم کردیتی تھی اور الفقر فخری صحیح حدیث ہے رسول اللہ صلعم فرماتے ہین کہ درویشی میرے لیے باعث فخر ہے مطلب یہ کہ اے عورت تو عورت ہے یا غم کی پتلی درویشی کے متعلق مجھے طعنے کیون دیتی ہے اری بیہودگان مین حسب مضمون حدیث فقر کو اپنا فخر جانتا ہون دوسرے مصرع مین لفظ مرا فخر اور طعنہ دونون سے متعلق ہوسکتا ہے اسلئے باقی یہ معنے ہین کہ فقر میرا فخر ہے تو طعن

نہ کریا یہ کہ حدیث مین الفقر فخری آیا ہے۔ تو مجھپر طعنہ زنی نکر۔

	مال وزر سر را بود ہمچون کلاہ		کل بود آن کز کلہ سازد پناہ
ترجمہ	مال وزر سر کے لیے ہے اک کلاہ		ہے وہ گنجا جسکی ہے ٹوپی پناہ

شرح یعنے مال وزر کی ایسی مثال ہے جسطرح سر کی ٹوپی۔ وہ شخص گنجا ہوتا ہے جو کلاہ کو اپنی سر کی حفاظت بناتا ہے یعنے کلاہ سے اپنے عیوب چھپاتا ہے مطلب یہ ہے کہ مال اہل دنیا کو اسلیئے محبوب ہے کہ وہ اُنکے عیوب چھپالیتا ہے۔ حدیث مین آیا ہے کہ العلم والمال لستران کل عیب مال اور علم تمام عیبون کا پردہ ہین اور عارف جنکے قلوب دولت عشق حقیقی سے مالامال ہین اُنکو ظاہری مال وزر کی کچھ حاجت نہین وہ کچھ عیب ہی نہین رکھتے جسکو مال کے پردہ مین چھپائین

	آنکہ زلف و جعد رعنا بایدش		چون کلاہش رفت خوشتر آیدش
ترجمہ	زلف اور چوٹی ہو جسکی خوبصورت		گر نہو ٹوپی اُسے پروا نہین

شرح جعد بمعنے چوٹی اور رعنا بمعنے دراز و خوبصورت ہے یعنے جسکے زلفین اور بال خوبصورت ہون اگر اُسکی ٹوپی اُڑ گئی ہو تو خوبصورتی اور زیادہ ہوجائیگی یعنے عارفان کامل جو عیوب سے پاک ہین اُنکے پاس مال نہونا اور بھی اُنکی زینت تجلی کا باعث ہے

	مرد حق باشد بمانند بصر		پس برہنہ بہ کہ پوشیدہ نظر
ترجمہ	مرد حق ہوتا ہے مانند بصر		دیکھہ کیا سکتا ہے پوشیدہ نظر

شرح یعنے مرد حق یعنے عارف کامل بینائی کی مانند ہے بس تو جسطرح نظر کا برہنہ اور بے حجاب رہنا بہتر ہے کیونکہ نظر پردہ مین رہکر قدرت حق کو نہین دیکھہ سکتی۔ اسیطرح عارفین کو بھی حجاب مال وزر سے جُدا رہنا اچھا ہے کیونکہ حجاب مال وزر مشاہدۂ شاہد حقیقی سے محروم رکھتا ہے

	وقت عرضہ کردن آن کردہ فروش		بر کند از بندہ جامۂ عیب پوش
ترجمہ	پیش کرنے کے لیے بردہ فروش		دور کر دیتا ہے ستر عیب پوش
	ور بود عیبے برہنہ کے کند		بل بجامہ خدعۂ باد کند
ترجمہ	اور اُسمین عیب ہوتا ہے اگر		کپڑے پہناتا ہے اُسکو حیلہ گر

شرح یہ دو نو شعر قطعہ بند ہین اور عرضہ بمعنے پیش کردن مبیع بر مشتری ہے یعنے بکنے والی چیز کو خریدار کے سامنے لانا تاکہ وہ تمام عیب و صواب دیکھہ لے۔ مطلب یہ کہ جو شخص اپنے کسی بے عیب غلام کو بیچتا ہے تو اُسکے تمام کپڑے اُتار لیتا ہے تاکہ خریدار اُسکو تمام جسمانی عیوب سے پاک سمجھکر بلا تامل خرید لے بیچنے والے کو یہ جرأت اُسیوقت ہوتی ہے جبکہ غلام فی الواقع بے عیب ہوتا ہے اور اگر اُسمین کوئی عیب ہے تو اُسکو بیچنے والا برہنہ نہین کرتا بلکہ اچھے اچھے کپڑے پہنا کر

خریدار کو دھوکا دیتا ہے یہ پہلے مضمون کی دوسری تمثیل ہے یعنے عارفون کو ظاہری زینت اور حجاب مال کی حاجت نہین ہے۔ وہ بالکل بے عیب ہین البتہ اہل دنیا مال سے اپنا عیب چھپایا کرتے ہین۔ خدعہ بمعنے فریب و دغا

	گوید این شرمندہ است از نیک و بد		از برہنہ کردن او از تو رمد
ترجمہ	اور کہتا ہے کہ ہے یہ باحیا		ہو نہین سکتا ہے ننگا بر ملا

شرح یہ شعر پہلے قطعہ بند کے دوسرے شعر سے متعلق ہے اور گوید کا فاعل اُس عیب دار غلام کا بیچنے والا ہے جو یہ کہکر مشتری کو دھوکا دیتا ہے کہ یا حضرت یہ غلام اسلیئے کپڑے نہین اُتارتا کہ اپنے اچھے برے مثلاً پیٹ پیٹھ اور ناف و زانو اور ستر عورت کے اظہار سے حیا کرتا ہے۔ اگر مین اُسکو جبراً برہنہ ہونے کا حکم دونگا تو یہ آیندہ سے نفرت کرنے لگیگا کیونکہ برہنہ کرنے کا باعث تم ہوگے مطلب یہ کہ جو باعیب ہوتے ہین وہ مال و اسباب اور خارجی زینت سے اپنے عیوب چھپانے اور حیلہ حوالہ بتاکر اُنہین پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتے ہین اور ولی کامل چونکہ تمام عیبون سے بری ہوتا ہے اسلیئے مال و دولت کو اپنا پردہ بنانا پسند نہین کرتا

	خواجہ در عیب ست غرقہ تا بگوش		خواجہ را مال ست و مالش عیب پوش
ترجمہ	عیب مین ہے غرق گودہ تا بگوش		مال دولتمند کا ہے عیب پوش

شرح یعنے گو دولتمند آدمی پانو سے لیکر کان یعنے سر تک عیبون مین ڈوبا ہوا ہو مگر اُسکا مال اُسکے تمام عیب ڈھانک لیتا ہے

	کز طمع عیبش نہ بیند طامعے		گشت دلہا را طمعہا جامعے
ترجمہ	عیب کیا دیکھے گی طامع کی نظر		ہے طمع دل مین اکھٹی سر بسر

شرح یعنے جس شخص کے پاس مال ہو اُسکا عیب کوئی نہین ظاہر کرتا کیونکہ لوگون کے دلون مین طمع بہت سی جمع ہو گئی ہے اور چار طرف سے احاطہ کر لیا ہے طامع اگر مال دار کی عیب جوئی کریگا تو طمع کے باعث جو امید نفع ہے وہ منقطع ہو جائیگی

	ور گدا گوید سخن چون زر کان		در نیاید کالۂ او در دکان
ترجمہ	اور گدا کی بات ہو گر زر کان		کون اُسکی بات پر دھرتا ہے دھیان

شرح زر کان۔ معدنی سونا جو کان سے نکلتا ہے اور نہایت خالص ہوتا ہے۔ اور کالہ بمعنے متاع و اسباب یعنے دولتمند کے تمام عیوب ہنر مین داخل ہوتے ہین اور فقیر کوئی ایسی قیمتی بات کہدے جو خالص سونے کے مانند ہو تب بھی اُسکا اسباب (نصیحت) کسی دکان (گوش قبول) مین نہین سما سکتا اور اسکے ہنر کا کوئی خریدار نہین بنتا۔ بلکہ لوگ اُسے کم مایہ اور بے وقوف بتاتے ہین۔

	کار درویشی ورائے فہم تست		سوے درویشان تو منگر سست ست
ترجمہ	کار درویشی ہے باہر فہم سے		تو برا کیون کہہ رہی ہے وہم سے

شرح یعنے اے عورت درویشون کے فعل تیری سمجھ سے باہر ہین۔ تجھے کیا خبر کہ فقیر جھولی مین کیا ڈالتا ہے اور کیا نکالتا ہے تو فقیرون کو حسب ظاہر شکستہ حال دیکھکر انکو حقیر سمجھتی ہے حالانکہ یہ تیری کم فہمی اور سراسر گمانی ہے

	زانکہ درویشی ورائے کار ہاست		دمبدم از حق مر ایشان را عطاست
ترجمہ	کار درویشی ہے کا مون سے جدا		انکو ملتی ہین عطاہاے خدا

شرح یعنے اے عورت درویشون کے افعال اہل دنیا کے افعال سے بالکل جدا ہین اہل دنیا کو ظاہری خزانے دیے گئے ہین اور درویشون کو گنج معنوی (عرفان و قناعت) مرحمت ہوا ہے خدا کی عطائے خاص درویشون ہی کے ساتھ مخصوص ہے مگر اس رمز کو ہر کوئی نہین سمجھ سکتا۔

	بلکہ درویشان ورائے ملک و مال		روزیے دارند ژرف از ذوالجلال
ترجمہ	وہ نہین رکھتے خیال ملک و مال		روزی دیتا ہے انہین خود ذوالجلال

شرح یعنے اے عورت درویش لوگ ملک معانی و عرفان اور دولت قناعت و ایمان کے علاوہ خدا کی طرف سے بڑی فراخ روزی (تجلی الٰہی) رکھتے ہین اور اس روزی نام انکی اصطلاح مین غذائے روحانی ہے۔

	حق تعالیٰ عادل ست و عادلان		کے کند استمگری با بیدلان
ترجمہ	حق ہے منصف اور منصف بالیقین		بیدلون پر ظلم کرتا ہی نہین

شرح یعنے اللہ تعالے عادل ہے اور عادل اسی کو کہتے ہین جو داد گر اور سب کے حقوق مین برابری کرنے والا ہو جو حاکم دولتمندون پر کرم اور ضعیفون پر ستم کرے وہ عادل نہین بلکہ فاسق ہے مطلب یہ کہ چونکہ اللہ تعالے سب سے بڑا حاکم و عادل ہے اسلیئے وہ بیدلون (ضعیفون) پر ہرگز ستم نہین کرتا۔ یعنے بیدلون کو فقر و فاقہ یا بیماری و ناداری مین مبتلا کر دینا معاذ اللہ داخل ستم نہین بلکہ عین عدل و انصاف الٰہی ہے اسکی وجہ آیندہ شعر مین بیان ہوگی۔

	آن یکے را نعمت و کالا دھند		وین دگر را بر سرش آتش نہند
ترجمہ	یہ نہین ہوتا کہ نعمت اسکو دے		اور جلائے دوسرے کو آگ سے

شرح دونو مصرعون مین استفہام انکاری ہے یعنے یہ ہرگز نہین ہوسکتا کہ اللہ تعالے ایک کو تو نعمت و دولت اور سامان دنیوی عنایت فرمائے۔ اور دوسرے کے سر پر آگ رکھدے یعنے آتش فقر و فاقہ یا سخت مصیبت مین مبتلا کر دے۔ کیونکہ ایسا کرنا ستمگری ہے اور عدل الٰہی بالکل اسکا مخالف ہے بلکہ یہ سمجھنا چاہیئے کہ تفاوت مراتب (ایک کی) دولتمندی دوسرے کی فقیری ایک صحت دوسرے کی بیماری (عین عدالت الٰہی ہے اللہ تعالے نے ایک کو اسلیئے فقر و مصیبت دی ہے کہ شاید اسکو دولت ملتی تو سرکش اور نافرمان ہو جاتا قرآن مجید مین ہے وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ یعنے اگر اللہ اپنے بندون کی روزی فراخ کر دیتا تو نہایت سرکش ہو جاتے اور دوسرے کو نعمت اسلیئے عنایت

ہوی ہے کہ فقیرون کو صدقہ دے بعض بندگان نفس کو اسلیئے مال ملا ہے کہ وہ ہوا پرست ہوکر قابل نار ہوجائین اور یہ دوزخ کے حق مین عدل ہے کیونکہ وہ بہی مخلوق الٰہی ہے۔ اور بعض کو اس غرض سے زاہد و متقی سنایا گیا ہے کہ وہ درجات عالیہ کے مالک بنجائین غرضیکہ اللہ تعالے کا کوئی فعل حکمت اور عدل سے خالی نہین ہے۔ اُسنے ہر ایک کو وہی شے عنایت فرمائی ہے جو اُسکے لایق تہی اور یہ سراسر عدل ہے۔

	آتشش سوزد کہ وارد این گمان		بر خدائے خالق ہر دو جہان
ترجمہ	دوزخی ہے وہ جو رکھے یہ گمان		سوائے خلاق زمین و آسمان

شرح آتشش سوزد بد دعا ہے اور کہ بمعنے ہر کہ اور اشارۂ این بجانب ستمگری ہے یعنے جو شخص خالق ہر دو جہان پر ستمگری کا گمان کرے خدا کرے اُس بدگمان کو یہی دنیوی آگ یا آتش دوزخ جلاکر خاکستر کردے بعض نسخون مین سوزد کی جگہ سوزاد مخفف سوزاد ہے اور بمعنے دونون کے ایک ہین

	فقر فخری بر گزاف ست و مجاز		صد ہزاران عز پنہان ست و ناز
ترجمہ	فقر فخری لغو ہے ؟ یا ہے مجاز ؟		یہ نہین ہین اسمین پنہان عز و ناز

شرح گزاف بمعنے بیہودہ و ہرزہ۔ و مجاز ضد حقیقت یعنے وہ کلمہ جو اپنے حقیقی معنون مین مستعمل نہو پہلے مصرع مین استفہام انکاری ہے یعنے انخاطب کیا کلمۂ اَلْفَقْرُ فَخْرِی (حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) خدانخواستہ کوئی بیہودہ یا لغو بات یا تیرے نزدیک غیر حقیقی معنون مین مستعمل ہے نہین ہرگز۔ بلکہ تیرا یہ خیال بالکل غلط ہے۔ حدیث اَلْفَقْرُ فَخْرِی کا مضمون بالکل درست ہے اور یہ مبارک کلمہ اپنے حقیقی معنون مین مستعمل ہوا ہے فقر مین فی الواقع ہزارون عزتین پنہان ہین۔ اور حقیقی درویش اس حدیث کے لحاظ سے اپنے فقر پر ہزارون طرح کے ناز کرتے ہین نکتہ حدیث مذکورہ مین لفظ فقر سے احتیاج مال اور اسکی طلب مین سرگردانی مراد نہین ہے جو آجکل کے گدا گرونکی خصلت ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ آدمی تمام حالتون اور جمیع اُمور مین اپنے آپ کو محتاج اور فقیر بارگاہ حق سبحانہ و تعالے جانے اور مال نہونے سے پریشان نہو یہ درویشی عام لوگون کی سمجہ سے باہر ہے اسی کی شان مین اَلْفَقْرُ فَخْرِی وارد ہوا ہے۔

	از غضب بر من لقب ہا راندی		مار خوے و مار گیرم خواندی
ترجمہ	تو نے بیہودہ دیے مجکو لقب		مار خوے و مار گیر اے پُر غضب

شرح یعنے اے عورت تو نے درویشی کے معنون کو نہین سمجہا اور کم فہمی کے باعث مجہپر بہت سی پھبتیان کہین کبھی مکار کبھی حیلہ ساز کبھی سانپ اور کبھی سانپ پکڑنے والا حالانکہ قرآن مجید مین موجود ہے وَلَا تَنَابَزُوا بِالْاَلْقَابِ اے ایمان والو باہم ایکدوسرے کو برے لقب سے نہ پکارو۔ راندی اور خواندی کو ضرورت شعر کے لیئے بفتح نون

پڑہنا چاہیئے۔ بعض نسخون مین یار گیرم مارگیرم۔ ماخوا مدی ہے یعنے مین تجکو اپنا دلی دوست جانتا ہون ا
تو مجکو مارگیر سمجھتی ہے۔

	گر بگیرم مار۔ دندانش کنم		تا کش از سر کوفتن ایمن کنم
ترجمہ	توڑتا ہون دانت مین تو سانپ کے		تاکہ سر کوبی سے پتھر سے بچے

شرح یعنے مین اگر کسی سانپ (صاحب نفس امارہ اور اہل دنیا) کو خکار کرتا ہون تو اے عورت تو یہ سمجھتی ہ
کہ یہ طلب دنیا کا حیلہ ہے حالانکہ میرا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اُسکے دانت اُکھاڑ دون یعنے اُس سے اخلاق ذمیمہ
کو دور کرون تاکہ وہ ہلاکت اور سخت جانے کے عذاب سے بچ رہے اور شریعت کے پتھر کھاکر اختیاری موت
سے مرجائے اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ خود اضطراری موت سے اور لوگ اُسکے شر سے محفوظ رہین گے

	زانکہ دندانش عدوے جان اوست		من حد ورا مے کنم زین علم دوست
ترجمہ	دانت خود دشمن ہین اُسکی جان کے		دوست مین کرتا ہون اس ترکیب سے

شرح یہ گذشتہ شعر کی دلیل ہے یعنے مین اُس سانپ (صاحب نفس اُمارہ) کے دانت اسلیئے اکھاڑ دیتا ہون کہ
سانپ کے دانتون ہی مین زہر ہوتا ہے۔ اور اُسکی دانت ہی اُسکے جان کے دشمن ہین لوگ سانپ کو دانتون ہی
کے خوف سے مار ڈالتے ہین یعنے صاحب نفس اُمارہ اخلاق ذمیمہ ہی کے باعث ہلاک ہوجاتا ہے۔ اسلیئے مین
اُن دانتون کو جو سانپ کی جان کے دشمن ہین اُکھاڑ دیتا ہون۔ دوسرے مصرع کے یا تو یہ معنے ہین کہ سانپ
آدمیون کی جان کا دشمن ہے مین دانت اُکھاڑ کر اُسے دوست بنا دیتا ہون۔ کیونکہ دانت اُکھڑے ہوے سانپ
کو لوگ اپنا دشمن نہین سمجھتے۔ یا یہ مطلب ہے کہ مین دانت اُکھاڑ کر سانپ کو اُسکی جان کا دوست بنا دیتا ہون کیونکہ
اس حالت مین کوئی اُسکے مار ڈالنے کا قصد نہین کرتا۔ مطلب یہ کہ مین اپنے علم و نصیحت کے باعث بندگان نفس اُمارہ
کے اخلاق ذمیمہ دور کرکے اُنکو نیک لوگونکا دوست بنا دیتا ہون جب بُرے اخلاق دور ہو جاتے ہین تو
نیک لوگ اپنے پاس بٹھانے سے نفرت اور اُسکی صحبت سے پرہیز نہین کرتے۔

	از طمع ہر گز نخوانم من فسون		این طمع را مے کنم من سرنگون
ترجمہ	حرص کے باعث نہین پڑہتا فسون		بلکہ کرتا ہون مین اسکو سرنگون

شرح یعنے اے عورت مین دنیوی طمع کے سبب کسی شخص پر منتر نہین پڑہتا بلکہ اس طمع کو اوندہے منہ گراکر لوگونکے
ساتھ سچی خیر خواہی کرتا ہون۔

	حاش للہ طمع از خلق نیست		از قناعت در دلِ من عالیست
ترجمہ	حاش للہ طمع خلقت کی نہین		ہے مرے دل مین قناعت جا گزین

شرح حاش وحاشا بمعنے پناہ و پاکیزگی و دوری یعنے اے عورت مین طمع سے خدا کی پناہ مانگتا ہون اور لوگونکو اُنہین کی خیرخواہی کے لیئے اپنا معتقد کرتا ہون مخلوق سے کسیطرح کی طمع نہین رکہتا میرے دل مین قناعت کا ایک ایسا جہان آباد ہے کہ جسمین طمع کا گذر ہی نہین ہوسکتا نکتہ اس اعرابی درویش نے مخلوق سے طمع رکہنے کا انکار کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ خالق سے طمع رکہنی منافی قناعت و صبر نہین ہے کیونکہ حضرت ایوب کی شان مین اِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا (بیشک ہمنے اپنے بندے ایوب کو صابر پایا) نازل ہے حالانکہ حضرت نے رب انی مسنی الضر (اے خدا مجہے بیماری لگ گئی ہے) فرماکر اپنے مرض کی شکایت اور صحت کی طمع خدا سے کی تہی۔

	از سر امرود بن بینی چنان		زان فرود آ تا نماند این گمان
ترجمہ	تو چڑہی بیٹہی ہے کیون امرود پر		بدگمان آ دیکہہ لے جلدی اُتر

شرح امرود بن باضافت مقلوب ہے بمعنے درخت امرود بر سر امرود بن آمدن (امرود کے درخت پر چڑہنا) بمعنے گمان و تخمین ہے اور امرود کے درخت سے اُترنا گمان و تخمین کے چہوڑ دینے کو کہتے ہین یعنے اے عورت تو مرتبہ ہن ناقصات العقل مین ہے۔ اور گویا امرود کے درخت پر چڑہی ہوی ہے اسلیئے بدگمان ہوکر مجہے مکار جانتے ہے اس امرود کے درخت (مرتبۂ نقصان عقل اور بدگمانی) سے اُتر آ تاکہ حقیقت سال معلوم ہو جاے اور میری طرف سے بدگمانی جاتی رہے لطیفہ امرود کے درخت کے متعلق بعض شارحین نے اس مقام پر ایک لطیفہ لکہا ہے وہ یہ کہ ایک فاحشہ عورت نے اپنے آشنا سے شرط کی کہ مین کسی دن اپنے خاوند کے سامنے تجہے گلے سے لگا لون گی۔ چنانچہ ایک روز اُسنے آشنا کو کہلا بہیجا کہ تم فلان وقت فلان باغ مین پہنچکر کسی جگہ چہپکر بیٹہہ رہنا مین اپنے خاوند کو لیکر اُسی باغ مین آؤنگی حسب الارشاد اُسکا آشنا پہلے سے جا چہپا۔ اور وہ اپنے خاوند کو لیکر آئی۔ سیر کرتے کرتے دونو خاوند بیوی ایک امرود کے درخت کے نیچے پہنچے اور عورت امرود توڑنے کے بہانے جہٹ درخت پر چڑہ گئی اور اوپر چڑہکر خاوند کو لعنت ملامت کرنی اور گالیان کوسنے دینے شروع کردیے اُسکا خاوند نیچے کہڑا کہڑا سخت متعجب ہوا اور بمنت و سماجت پوچہنے لگا کہ تم کسی قصور پر لعنت ملامت کر رہی ہو عورت نے جواب دیا کہ او کمبخت جانہار مین سب کچہ دیکہہ رہی ہون تو کب سے موقع کا منتظر اور فرصت کا متلاشی تہا کہ میرے جدا ہوتے اور درخت پر چڑہتے ہی اس عورت کو پیار کرنے لگا؟ یہ تیری امان کون سے کونے مین چہپی بیٹہی تہی؟ اس خالہ کی خلیجی کو کہان سے ساتہ لگایا تہا۔؟ ٹہیرا تو رہ مین درخت سے اُترکر کیسی جوتیون سے خبر لیتی ہون۔ اور دونو کی کیسی فضیحتی کرتی ہون مرد یہ تقریر سنکر نہایت حیران ہوا اور قسم کہاکر کہنے لگا کہ میرے پاس تو کسی غیر عورت کا نام و نشان بہی نہین۔ پیار کرنا کیسا؟ عورت بولی کہ ہے ہے چالباز مرد وے صریحًا دیدون مین خاک ڈالے جاتا ہے کیا مین ایسی اندہی ہوگئی ہون۔ مجہے تو صاف نظر آرہا ہے کہ تو کسی

عورت کو گود مین لیئے بیٹہا ہے مرد نے پہر سخت متعجب ہو کر قسم کہائی - اور عورت غضبناک ہو کر درخت سے اتر آئی اور چار طرف غور سے دیکہا مگر یہان کیا رکہا تہا انجام کار ندامت زدہ ہو کر خاوند کے پانو مین گر پڑے اور یہ کہا کہ شاید اس امرود کے درخت ہی مین کچہ ایسا اثر یا اسپر کوئی اسرار ہے کہ اوپر چڑہنے والے کو ایک کے دو نظر آتے ہین مرد نے کہا کہ تم اجازت دو تو مین بہی امتحان کر لون عورت نے اجازت دی مرد درخت پر چڑہا عورت نے اپنے آشنا کو جو پہلے ہی سے باغ کے کسی گوشہ مین چہپا ہوا تہا اشارہ سے اپنے پاس بلا کر گلے لگا لیا خاوند چیخنے لگا کہ اے نابکار عورت تو غیر مردوے کو پیار کیون کر رہی ہے عورت نے جواب دیا کہ یہان کوئی غیر مردوا نہین بلکہ اب مجہے اور تمہین دونون کو یقین ہو گیا ہے کہ یہ اس درخت پر چڑہنے کا اثر ہے یہ سنکر مرد خاموش ہو گیا اور اسکے اترنے سے پہلی عورت نے اپنے آشنا کو چلتا کر دیا - نکتہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس مکار عورت کے درخت پر چڑہنے اور آشنا کو گلے لگانے کا لطیفہ عرب مین مشہور تہا اسلیئے اعرابی درویش اپنے گہر والی کو اس قصہ کی طرف اشارہ کر کے یہ کہتا ہے کہ تو اس مکار عورت کی طرح گویا امرود کے درخت پر چڑہکر مجہے حریص و طامع خیال کرتی ہے حالانکہ مین اس سے بالکل پاک ہون -

	چونکہ بر گردی و سرگشتہ شوی	خانہ را گردندہ بینی آن توئی	
ترجمہ	پہرتے پہرتے پہر گیا ہے تیرا سر	کون کہتا ہے کہ چکر مین ہے گہر	

شرح یعنے اے عورت جب تو زیادہ چکر کہائے اور تیرا سر پہر جائے تو تجکو اپنا گہر چکر کہاتا معلوم ہوگا حالانکہ چکر کہانیوالی خود تو ہی ہے گہر اپنی جگہ قایم ہے - اسیطرح چونکہ تو خود طالب دنیا اور حریص ہے مجکو بہی ایسا ہی جانتی ہے مولانا قدس سرہ نے آیندہ عنوان کے تمام اشعار اسی شعر کی مناسبت سے لکہے ہین -

در بیان آنکہ جنبیدن ہر کسے از انجاست کہ وے ست ہر کسے از چنبرۂ وجود خود بیند تابہ کبود آفتاب را کبود نماید - و تابہ سرخ سرخ و چون تابہ ہا از رنگ بیرون آید سپید شود و از ہمہ تابہ ہائے دیگر او راست گوئے تر باشد

ترجمہ اس بات کا ذکر کہ ہر شخص کی حرکت نظری اسی مقام سے تعلق رکہتی ہے کہ جس مقام مین وہ شخص خود موجود ہے - اور ہر شخص اپنے دائرہ وجود کے لحاظ سے دوسرے کو دیکہتا ہے - اسکی مثال ایسی ہے کہ نیلے رنگ کا شیشہ آفتاب کو نیلا - اور سرخ رنگ کا شیشہ آفتاب کو سرخ دکہاتا ہے جس شیشے پر کوئی رنگ نہین ہوتا وہ سفید ہوتا ہے اور دیگر تمام شیشون سے زیادہ سچ بولتا ہے یعنے آفتاب کو ویسا ہی دکہاتا ہے جیسا کہ خود ذات آفتاب ہے

شرح اس عنوان کا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص کی حرکت ارادی اور نظری اسی حالت کی جانب سے ہوتی ہے

کہ جس حالت مین وہ خود موجود ہے مثلاً اگر وہ کفر کی حالت مین ہے تو اسکی نظر مین دوسرے بھی ایسے ہی ہونگے اور اگر ایمان کی حالت مین ہے تو اورون کو بھی مومن ہی خیال کریگا۔ علےٰ ہذا القیاس جو شخص نیکیون کی حالت مین ہے اُسکی نظر صرف دوسرون کی نیکیون پر ہوگی۔ اور گناہون کی حالت مین ہے تو دوسرون کو بھی گنہگار خیال کریگا۔ کیونکہ ہر شخص اپنے دائرہ وجود سے دوسرے کو دیکھتا ہے اُسکے دائرہ وجود مین ایمان ہے تو غیرونکو مومن اور کفر ہے تو غیرون کو کافر جانے گا۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسا کوئی شیشہ یا عینک کہ سبز ہے تو سبز دکھائیگی اور سرخ ہے تو سرخ۔ البتہ جب سپید ہوگی تو اشیا کو انکی اصلی حالت پر دکھائیگی۔ اسیطرح آئینہ قلب منور ہوگا تو ہر شے اصلی حالت پر معلوم ہوگی چنانچہ آیندہ اشعار انہی معنون کی تائید مین ہین۔

	دید احمد را ابوجہل بگفت		زشت نقشے کز نبی ہاشم بگفت	
ترجمہ	دیکھکر احمد کو بوجہل لعین		بول اُٹھا نقش یہ ایسا نہین	

شرح ابوجہل نے حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھکر یہ کہا کہ یہ محمد بہت ہی بُرا نقش ہے جو اولاد ہاشم مین سے ظاہر ہوا ہے چونکہ ابوجہل کا دائرہ وجود انوار شرک وحسد سے پُر تھا اسلیئے اُسنے رسول اللہ کو بھی نقش زشت خیال کیا اور اس بات کو نہ جانا کہ وہ اپنی حالت کے عکس سے ایسا کہہ رہا ہے چونکہ اُسنے اپنی حالت کو آئینہ جمال رسول مین دیکھہ لیا تھا اسلیئے بُرے کو بُرا ہی نظر آیا۔

	گفت احمد مر ورا کے راست گفتی		راست گفتی گرچہ کارافزاستی	
ترجمہ	آپنے سُنکر کہا سچا ہے تو		راست گو ہے گرچہ کارافزا ہے تو	

شرح یعنے ابوجہل مردک کے جواب مین رسول اللہ نے یہ فرمایا کہ بیشک تو سچ کہتا ہے کیونکہ تو نے اپنی بُرائیون کو میرے آئینہ جمال مین دیکھہ لیا ہے لیکن تو نے اپنے کلام مین زیادتی اور بوالفضولی کی ہے کہ جو کچھ اپنی ذات مین دیکھا تھا وہ میری طرف منسوب کر دیا۔

	دید صدیقش بگفت اے آفتاب		نے ز شرقی نے ز غربی خوش بتاب	
ترجمہ	اور کہا صدیق نے اے رشک مہر		ہے ترا مشرق دگر دیگر سپہر	

شرح یعنے رسولخدا کو ابوجہل نے اپنی بُرائی کے سبب نقش زشت کہا اور اپنی ذاتی نیکی کے باعث حضرت ابوبکر صدیق نے یہ فرمایا کہ اے آفتاب ہدایت تو ہمیشہ چمکتا رہ اور عالم کو فیض پہنچا رہ۔ کیونکہ تو نہ شرقی ہے نہ غربی یعنے تو آفتاب آسمان دنیا نہین ہے کہ تجکو شرق وغرب اور عروج وہبوط وزوال سے تعلق ہو بلکہ آفتاب آسمان صفات واسماء اور نور محض ہے۔ جو مشرق بنی ہاشم اور مطلع عبداللہ بن عبدالمطلب سے چمکا ہے اور جسنے مشارق ومغارب کو منور کر رکھا ہے۔ تیرا نور مشرق سے لیکر مغرب تک تا بہ قیامت پھیلیگا اور تمام عالم کو روشن کرتا رہیگا۔

	گفت احمد راست گفتی اے عزیز		اے رہیدہ تو ز دنیائے نہ چیز
ترجمہ	بولے حضرت راست ہے یہ اے عزیز		روبرو تیرے ہے دنیا ہیچ چیز

شرح یعنے آنحضرت جسطرح ابوجہل کو راست گو فرما چکے تھے اسیطرح حضرت صدیق سے ارشاد کیا کہ تو اپنے کلام مین سچا اور دنیائے ناچیز وہیچ سے رہائی یافتہ ہے یہان سے یہ نکلتا ہے کہ ابوجہل دنیوی محبت کی گرفتاری کے سبب آپکی رسالت کا منکر تھا۔

	حاضران گفتند اے صدر الورا		راست گو گفتی دو ضد گو را چرا
ترجمہ	قول یہ سنکر صحابہ نے کہا		تمنے کیون دونون کو حق گو کہدیا

شرح یعنے جبکہ رسولخدا نے ابوجہل اور ابوبکر صدیق رض دونون کو راست گو اور سچا بتایا تو دیگر حاضر الوقت صحابہ نے ازراہ تعجب آپ سے یہ سوال کیا کہ اے صدر الورا (جمیع مخلوق کے سردار) ابوجہل نے تو آپ کو نعوذ باللہ نقش زشت کہا اور آپ کی تکذیب کی اور حضرت صدیق نے آپ کو آفتاب ہدایت فرمایا اور صدق دل سے آپ پر ایمان لائے ان دونون کا کلام ایکدوسرے کی ضد ہے انمین ایک (ابوجہل) جھوٹا ہے اور ایک (حضرت صدیق) سچے ہین پھر اپنے دونون کو راست گو کیون فرمایا اسکا کیا سبب ہے اس سوال کا جواب آئندہ شعر مین ہے۔

	گفت من آئینہ ام مصقول دست		ترک و ہندی در من آن بیند کہ ہست
ترجمہ	آپ بولے ہو نہین حق کا آئینہ		جیسا جو ہوگا دیکھے گا آئینہ

شرح یعنے رسولخدا نے گزشتہ سوال کا یہ جواب دیا کہ مین دست قدرت الٰہی کا صیقل کیا ہوا اور صاف و مجلا آئینہ ہون کوئی شخص ترک کا رہنے والا ہو یا ہند کا عرب کا یا فارس کا میرے آئینہ جمال مین اُسکو وہی حالتین نظر آئینگی جو خود اُسمین موجود ہونگی کیونکہ جو جیسا ہوتا ہے آئینہ مین ویسا ہی نظر آتا ہے مین بُرے کو بُرا نظر آتا ہون اور اچھے کو اچھا مصقول بمعنے مجلا و صیقلکردہ ہے۔

	ہر کرا آئینہ باشد پیش رو		زشت و خوب خویش را بیند درو
ترجمہ	آئینہ رکھے گا جو پیش نظر		دیکھ لیگا اپنے سب عیب و ہنر

شرح یعنے جس شخص کے روبرو آئینہ رکھا ہوگا وہ اپنی بُرائی بھلائی کو اُسیطرح معلوم کرلیگا جسطرح کہ وہ فی الواقع موجود ہے علی ہذا القیاس اعرابی درویش اپنی گھر والی سے کہتا ہے کہ اے نیکبخت تو مجھے بُرا تو کہتی ہے مگر فی الواقع مین بُرا نہین ہون بلکہ تجھے اپنی بُرائیون اور عیبون کا عکس مجھ مین نظر آتا ہے۔

	اے زن ار طمع مے بینی مرا		زین تحیری زنانہ بہ ترا
ترجمہ	گر طمع تجکو نظر آئے مری		یہ تحیری زنانہ ہے تری

شرح تحرّی زنانہ۔ عورتون کی سی عقل اور ناقص فکر کے معنون مین ہے اور یہان سے پھر مرد کا جواب شروع ہوا ہے یعنے اے عورت تو جو مجھے طماع کہتی ہے یہ تیری غلطی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو خود طماع ہے اور مجھے بھی اپنا جیسا خیال کرتی ہے۔ اس زنانہ تحرّی (مرتبہ) نقصان عقل وضعف فکر سے جدا ہوکر میری حالت کو دیکھ اسوقت تجھے اپنے خیال کی غلطی آپ معلوم ہوجائیگی۔

	آن طمع را ماند و رحمت بود		کو طمع آنجا کہ آن نعمت بود
ترجمہ	حرص کی صورت مین اک رحمت ہے فقر		کسکو کہتے ہین طمع نعمت ہے فقر

شرح ضمیر آن فقر و درویشی کی طرف راجع ہے۔ یعنے فقر گو ظاہر مین طمع کے مشابہ ہوتا ہے مگر فی الواقع رحمت ہے اور جب فقر رحمت یا نعمت الٰہی ہے تو طمع ہرگز نہین ہوسکتا۔ اللہ تعالےٰ جب کسیکو درویشی کی نعمت عطا فرما دیتا ہے اُسے طمع سے ہرگز سروکار نہین رہتا۔ ماند صیغہ مضارع ہے بمعنے ماند و مشابہ شود۔

	امتحان کن فقر را روزے دو تو		تا بفقر اندر غنا یابی دو تو
ترجمہ	امتحان کر فقر کا دو ایک روز		اسمین ہے دونا غنا اے دلفروز

شرح پہلے مصرع مین روزے دو۔ بمعنے دو دن ہے اور تو ضمیر خطاب۔ اور دوسرے مین لفظ دو تو بمعنے المضاعف ہے یعنے دونا مطلب یہ کہ اے عورت دو دن درویش صفت بنکر دیکھ لے۔ حالت فقر مین تجھے دونی تونگری (غنائے ظاہر و باطن) حاصل ہوگی۔

	صبر کن با فقر و بگذار این ملال		زانکہ در فقر ست عز ذو الجلال
ترجمہ	صبر کر اور چھوڑ دے رنج و ملال		فقر مین پنہان ہی عز ذو الجلال

شرح یعنے اے عورت اس مفلسی کے ملال کو چھوڑ دے اور فقیری کی حالت مین صبر کر کیونکہ اللہ تعالےٰ نے درویشی مین عزت کو مخفی رکھا ہے۔ صبر اولیاء کا شعار۔ اور اصفیا کا لباس ہے حضرت جنید سے کسینے پوچھا کہ سب سے زیادہ عزت والا کون ہے۔ آپنے فرمایا الفقیر الراضی یعنے سب سے زیادہ عزت والا وہ درویش ہے جو اللہ تعالےٰ سے ہر حالت مین رضامند رہے۔

	سر کہ مفروش و ہزاران جا ببین		از قناعت غرق بحر انگبین
ترجمہ	ترش رو کیون ہوتی ہے اے بوالعجب		شاد ہین جانین قناعت کے سبب

شرح سر کہ فروختن ترش رو ہونے کے معنون مین مستعمل ہے یعنے اے عورت درویشی کے باعث ترش رو نہو اگر تو غور سے دیکھیگی۔ تو ہزارون درویش ایسے نظر آجائینگے جنکی روحین قناعت کے باعث شہد (معرفت الٰہی) کے دریا مین غرق ہین اور وہ درویشی مین شیرین کام ہین۔

	صد ہزاران جان تلخی کش نگر		ہمچو گل آغشتہ شد اندر شکر
ترجمہ	ہین بہت یان تلخ جان اے بے خبر		ہو گئے انجام مین جو گل شکر

شرح یعنے اے عورت بہت سے درویش مجھے ایسے نظر آئینگے جنکی جانین ترک لذات دنیوی کے باعث تلخیان اٹھارہی ہین مگر انجام کار وہ عشق الٰہی کے سبب گلاب کا پھول بنجاتی ہین اور وصال الٰہی اُسکے لیئے شکر ہوجاتا ہے اسلیئے انکی دنیوی تلخی شیرینی سے بدلجاتی ہے۔

	اے ذریغا مر ترا گنجائیدے		تا ز جانم شرح دل پیدائیدے
ترجمہ	کاش تجھہ مین ظرف ہوتا اسقدر		تاکہ باطن سے مرے ہوتی خبر

شرح گنجا مخفف گنجایش ہے بمعنے جگہ یعنے اے عورت کاش تیرے دلمین اتنی سمائی ہوتی کہ میری جان جو میرے دل کا حال کہہ رہی تو اُسے سمجھ لیتی۔ اور مجھہ پر درویشی کی بابت اعتراض نہ کرتی۔

	این سخن شیرست در پستان جان		بے کشندہ خوش نمیگردد دوان
ترجمہ	ہے سخن پستان جان مین شکل شیر		بے کشندہ ہیچ ہے اے دلپذیر

شرح یعنے فقر و درویشی اور عشق حقیقی کے متعلق کلام کرنا ایسا ہے جیسا چھاتی مین دودہ جسطرح دودہ بغیر کھینچنے والے کے نہین نکلتا اسیطرح یہ کلام ہے جب تک کوئی طالب صادق نہو فائدہ مند نہین ہوتا اور اسکے دقائق سمجھ مین نہین آتی

	مستمع چون تشنہ و جوینده شد		واعظ ار مرده بود گوینده شد
ترجمہ	سُننے والا گر کوئی جوینده ہو		مرده ہو واعظ تو بہت گوینده ہو

شرح یعنے جب سُننے والا کلمات حکمت کا پیاسا اور جوینده ہوتا ہے تو واعظ یعنے کہنے والا کیسا ہی کم گو اور مردہ ہو مگر سامعین کے صدق ارادت کے باعث گوینده ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالے طرح طرح کے مضامین اُسکے دلمین ڈالتا اور اُسکے زبان سے نکلواتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُلْقِیْ الْحِکْمَۃَ عَلٰی لِسَانِ الْوَاعِظِیْنَ بِقَدْرِ ہِمَمِ الْمُسْتَمِعِیْنَ یعنے اللہ تعالے سُننے والون کے ارادہ کے مطابق واعظون کی زبان سے کلمات نکلواتا ہے۔

	مستمع گر تازہ آید بے ملال		صد زبان گردد بگفتن گنگ و لال
ترجمہ	مستمع گر تازہ ہو اور بے ملال		صد زبان ہوجائے گو واعظ ہو لال

شرح یعنے اگر وعظ و نصیحت سُننے کے وقت سُننے والا تازہ رو اور بے ملال ہے اور اُسکا باطنی شوق کم نہو تو گو واعظ بار شاد کا دل وعظ و ارشاد کو نہ چاہے مگر پھر بھی کشش شوق سامع سے باوجود گنگ اور لال ہونے کے گوینده صد زبان اور بلبل ہزار داستان ہوجائیگا گردد کا فاعل گوینده ہے اور گنگ و لال اُسکی صفت ہے اور گنگ و لال گونگے آدمی کو کہتے ہین۔

	چونکہ نامحرم درآید از درم	...ہ در پنہان شوند اہل حرم
ترجمہ	آئے نامحرم اگر اے محترم	...دہ مین چہپ جاتے ہین اہل حرم

شرح لفظ پردہ دریا تو ضمیر آید سے حال واقع ہوا ہے بمعنے پردہ در ندہ یا بمعنے در پردہ ہے۔ یعنے ایعورت جب میرے دروازہ سے کوئی نامحرم آجاتا ہے تو گہر و... پردہ کر لیتے ہین مطلب یہ کہ مین اجنبی اور عوام کے روبرو اسرار معرفت ظاہر نہین کرتا۔ کیونکہ انکو فہم ا... کی طاقت نہین ہے بلکہ الحاد مین پڑنے کا اندیشہ ہے اسلیئے نامحرمون کے سامنے اظہار اسرار ناجائز ہے

	ور درآید محرمے دور از گزند	برکشایند آن ستیران روئے بند
ترجمہ	اور جو محرم ہو کوئی دور از گزند	کہولتی ہین اہل پردہ روے بند

شرح ستیران جمع ستیر بمعنے مستور یعنے اے عورت نامحرم کا حال تو تونے سن لیا اب یہ سمجہ کہ اگر کوئی محرم راز اور طالب ... وق (خدا اسکو ہر طرح کے نقصان سے محفوظ رکہے) میرے پاس آجاتا ہے تو تمام چہپی ہوئی چیزین اسرار الٰہی اپنے منہ سے برقع اتار دیتے ہین یعنے مین بہید کی باتین اسپر ظاہر کر دیتا ہون

	ہرچہ را خوب و خوش و زیبا کنند	از برائے دیدۂ بینا کنند
ترجمہ	خوب و زیبا لوگ کرتے ہین جسے	ہے وہ بیشک چشم بینا کے لیے

شرح یعنے ایعورت ہر چیز کی خوبصورتی و خوبی یا زیبائش، صرف دیدۂ بینا کے لیئے ہے اندہے کے آگے خوبصورتی و بدصورتی سب یکسان ہے اسیطرح اظہار اسرار انکے روبرو ہونا چاہیئے جو سمجہنے کی لیاقت اور فائدہ اٹہانے کا مادہ رکہتے ہین۔ دل کے اندہون اور عوام الناس کے روبرو راز کی باتین کہنی اندہے کے آگے رویئے اپنے تین کہوئے کی مصداق ہین۔

	کے بود آواز چنگ از زیر و بم	از برائے گوش بے حس و اصم
ترجمہ	چنگ کے آواز اسکا زیر و بم	بہر شنوا ہے۔ نہین بہر اصم

شرح یعنے چنگ کی آواز اور اسکے زیر و بم کا لطف اس شخص کے لیے نہین جو کانون سے بہرہ اور حس سماعت سے بے بہرہ ہو یہ مضمون سابق کی دوسری مثال ہے۔

	مشک را حق بیہدہ خوشدم نکرد	بہر شم کرد و پے اخشم نکرد
ترجمہ	مشک مین بیہودہ کچہ خوشبو نہین	سونگہنے والا مریجان تو نہین

شرح شم سونگہنے کو اور اخشم اس شخص کو کہتے ہین جسکی قوت شامہ (وہ طاقت جسکے ذریعہ سے خوشبو یا بدبو دماغ تک پہنچ جاتی ہے) باطل ہوگئی ہو۔ یعنے اللہ تعالے نے مشک کو بیکار طور پر خوشبوناک پیدا نہین کیا بلکہ یہ انکے

فائدہ رسانی کے غرض سے پیدا ہوا ہے جنکی قوت ... ہے مشک اخشم کے لیے نہین اسی مضمون کی تیسری مثال

	نائے را حق بیہدہ خوش دم نکرد	بہر انس آمد پے اہرم نکرد
ترجمہ	کون کہتا ہے کہ نے خوشدم نہین	بہر انسان ہے پے اہرم نہین

شرح اہرم بمعنے دیو و شیطان ہے اور حلیم کوٹنے کی موسل بہت بڑے کفچے کو بہی کہتے ہین۔ یہان دونو معنے درست ہین مطلب یہ کہ اللہ تعالے نے نائے (بانسلی) کو بیکار طور پر پیدا نہین کیا بلکہ انسان اسکا لطف اٹہا سکتا ہے دیو یا حلیم کا موسل بانسلی کے مزے سے واقف نہین ہو سکتا علے ہذا القیاس کلمات فقر گویا آواز چنگ یا مشک کی مانند ہین جو سننے یا سونگہنے والے یعنے طالب صادق کے لیئے ہین بد دماغ اور اہرمن کے لیے نہین ہین

	حق زمین و آسمان بر ساختہ است	در میان بس نار و نور افراختہ است
ترجمہ	حق نے ارض و آسمان پیدا کیے	اور نار و نور انمین رکہدیے

شرح یعنے ایعورت اللہ تعالے نے زمین و آسمان کو بنا کر انکے مابین نار (وجود کفار و فساق) اور نور (وجود انبیا و اولیاء) کو بلند کیا ہے یعنے انبیاء کا نور اعلاء دین برحق کے باعث اور کافرون کی نار اعطاء مال دنیویہ کے سبب بلند ہوی ہے انبیا نے اپنے نور درویشی کے سبب دارین مین نیکنامی حاصل کی ہے اور کفار نے اپنی نار (آتش کفر و ظلم) کے باعث جہنمیون کے دفتر مین بڑے بڑے نام پائے ہین چنانچہ حضرت ابراہیم و حضرت موسے و حضرت احمد مجتبے علیہم السلام ہدایت و ارشاد مین اور نمرود و فرعون اور ابوجہل کفر و الحاد مین مشہور ہین انبیا کی نیکنامی کا باعث ترک دنیا و درویشی ہے اور کفار کی بدنامی کا سبب تونگری و دنیا پرستی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اے عورت مال دنیوی جسپر تو مٹی ہوی ہے اکثر اوقات گمراہی کا باعث ہو جاتا ہے یا یہ معنے ہین کہ اے عورت اللہ تعالے کی مخلوق دونون طرح کی ہے نار بہی نور بہی بری بہی اچہی بہی مفلس بہی توانگر بہی پہر تجہے افلاس کی شکایت کیون ہے

	این زمین را از برائے خاکیان	آسمان را مسکن افلاکیان
ترجمہ	ہے زمین جائے قرار خاکیان	اور گردون مسکن افلاکیان

شرح یعنے اللہ تعالے زمین کو خاکیون (مٹی مین ملنے والی چیزون) کے لیے پیدا کیا ہے اور آسمان کو افلاکیون (فرشتون یا روحانیون) کے لیئے زمین کے رہنے والے آسمانی اسرار سے واقف نہین ہو سکتے ایعورت یہی باعث ہے کہ تو میری باتین سمجہنے سے قاصر ہے نکتہ خاکیون کی دو قسمین ہین ایک وہ کہ جنکی ظاہری صورت جسمیہ خاک سے ہے اور سیرت عالیہ فلک الافلاک سے مثلاً انبیاء اور انکے تابعین یہ گروہ خاکیون مین نہین بلکہ فی الواقع افلاکیون مین داخل ہے دوسرے وہ جو باعتبار صورت و طینت سفلیہ خاک ہی خاک کے پتلے اور مدارج عالیہ سے محروم ہین مثلاً کفار و دنیا پرست چنانچہ آیندہ شعر مین لفظ سفلی بمعنے خاکی سے یہی دوسرے معنے مراد ہین

	مرد سفلی دشمن بالا بود		مشتری ہر مکان پیدا بود
ترجمہ	مرد سفلی ہے عدو ے آسمان		ہے و لیکن مشتری ہر مکان

شرح یعنے مرد سفلی جو سراسر خاک ہی خاک ہے علوی کا دشمن ہے مثلاً جو شخص سیرت اور اعمال دونون مین سفلی ہے وہ خلقت وطبیعت دونو اعتبارون سے علوی کا دشمن ہے اور جو باعتبار خلقت سفلی ہے اور محض ظاہر اعمال مین علوی وہ علوی سے ضرور باعتبار سیرت مخالفت کرتا ہے۔ بہرحال سفلی علوی کا دشمن اور اسکا مخالف ہے کیونکہ للرء عدو ما جہلہ ہے یعنے آدمی جس چیز کو نہین جانتا اسکا دشمن ہوتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ سفلی یعنے عوام لوگ اسرار عالیہ معرفت کو سمجھ نہین سکتے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ ہر جگہ کا مشتری اور ہر مرتبہ کا طالب ضرور پیدا ہوجاتا ہے مثلاً عاشقان الٰہی اپنے عمر کے رائس المال کو اعمال صالحہ کے سبب جنت خریدنے مین صرف کرتے ہین۔ اور کفار وفساق معصیت کے باعث دوزخ مول لیتے ہین۔ نتیجہ یہ کہ اے عورت اگرچہ تو سفلی ہونے کے سبب میری اعلے درجہ کی نصیحت کو نہین سمجھتی مگر اسکا خریدار بھی کوئی نہ کوئی پیدا ہو ہی جائے گا۔

	اے ستیرہ ہیچ تو برخاستی		خویشتن را بہر کور آراستی
ترجمہ	تو کبھی اُٹھی ہے اے پردہ نشین		واسطے اندھے کے بنکر مہ جبین

شرح یعنے اے پردہ نشین اور باحیا بیوی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ تو نے بڑی تیاری کے ساتھ کسی اندھے کے دکھانے کے لیئے اپنے آپ کو بنایا سنوارا ہو نہین ہرگز ایسا نہین ہوا کیونکہ اندھا کسیکی آرایش کو دیکھ ہی نہین سکتا نتیجہ یہ کہ جسطرح کوئی خوبصورت عورت اندھے کے لیے بناؤ سنگار نہین کرتی اسیطرح پوشیدہ اسرار کی باتین اُس شخص کے روبرو بیان نہین ہوسکتین جو اُنکے سمجھنے کی لیاقت نرکھتا ہو یہی باعث ہے کہ تو میری باطنی اسرار اور پوشیدہ حالات سے واقف نہین کیونکہ مین تیری نالیاقتی کے باعث انکو تیرے روبرو بیان نہین کرسکتا۔

	گر جہان را پر دُر مکنون کنم		روزیے تو چون نباشد چون کنم
ترجمہ	گر جہان پُر لولوئے لالا کرون		تیری قسمت مین نہو تو کیا کرون

شرح یعنے اے عورت اگر مین اسقدر دنیوی مال و دولت جمع کرون کہ گھر بھرتے باہر بہر جائے یا اسقدر نصیحت و کلمات حکمت کے قیمتی موتی لٹاؤن کہ سارا جہان مالامال ہوجائے مگر تیری قسمت مین کچھ بھی نہو تو مین اسکا کیا علاج کرسکتا ہون مطلب یہ کہ افسوس تو میری نصیحت سے فائدہ نہین اُٹھا سکتی۔

	ترک جنگ و رہزنی اے نیکبخت		ور نمیگوئی ترک من بگو
ترجمہ	رہزنی و جنگ بدخو چھوڑ دے		یہ نہین ممکن تو مجھکو چھوڑ دے

شرح یعنے اے عورت اس روز کے لڑائی اور رہزنی (دنیا طلبی) کو چھوڑ دے اور اگر یہ ممکن نہو تو مجھے الگ کر

تیرا اور ستہ ہے اور میرا اور۔ میری تیری نبہتی نظر نہین آتی۔

	مر مرا چہ جائے جنگ نیک و بد	کاین دلم از صلحہا ہم مے رمد
ترجمہ	تاب جنگ نیک و بد مجہہ مین نہین	صلح سے بہی ہون نفور اے مہ جبین

شرح یعنے اے عورت اچہی بری یا واجبی اور غیر واجبی لڑائی سے مجہے کیا سروکار میرا دل تو لوگون کے ساتہ صلح کرنے (موافقت و مجالست) سے بہی بہت نفرت کرتا ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ یہ اعرابی درویش اولیاء اللہ مین سے تہا اور اولیا گوشہ نشین ہوا کرتی ہین اُنکو نہ کسیکی لڑائی سے مطلب ہوتا ہے نہ صلح سے۔

	بر سر این ریشہا نیشم مزن	زخمہا از جانب خویشم مزن
ترجمہ	میری زخمون پر نہ نشتر مار تو	اپنی جانب سے ندے آزار تو

شرح یعنے اے عورت مین فراق مرتبۂ احدیت کی تیغ سے پہلے ہی زخمی ہون اور میرا دل پکا پہوڑا ہو رہا ہے تو ان اندرونی زخمونپر طعنون کے نشتر نہ لگا۔ اور اپنی تیغ زبان سے مجہے اور زیادہ زخم نہ پہنچا۔ کیونکہ زخمی کو اور زخمی کرنا سراسر ظلم ہے

	گر خمش گردی۔ وگرنہ آن کنم	کہ ہمین دم ترک خان و مان کنم
ترجمہ	چپ رہے گی گر نہ تو اے جان جان	ترک مین کر دونگا بالکل خانمان

شرح گر خمش گردی جملہ شرطیہ ہے اور اسکی جزا (فبہا) محذوف ہے یعنے اے عورت اگر تو طعنہ زنی سے باز آگئی تو فبہا ورنہ مین تیرے ساتہ وہی سلوک کرونگا جو مرد بدزبان اور نافرمان عورتون کے ساتہ کیا کرتے ہین یعنے گہر بار کو چہوڑ دونگا اور تجہے طلاق دیدونگا۔ اور گہر سے جلاوطن ہو کر کہین نکلجاونگا۔

	پا تہی گشتن بہ ست از کفش تنگ	رنج غربت بہ کہ اندر خانہ جنگ
ترجمہ	تنگ جوتی سے بہلا ہون ننگے پیر	اس لڑائی سے تو ہے غربت مین خیر

شرح یعنے تنگ جوتی پہنے (نافرمان عورت کے رکہنے) سے ننگے پانو پہرنا (اسے طلاق دیدینی) اور زور کی خانہ جنگی سے کہین باہر نکلجانا بہتر ہے۔ مین تیرے پاس سے چلا۔ اور اب چلا

	مراعات کردن زن مر شوئے را و استغفار نمودن از گفتۂ خود
ترجمہ	عورت کا اپنے خاوند کے ساتہ نرمی اور سلوک سے پیش آنا۔ اور اپنے کہے سے توبہ و استغفار کرنا

	زن چو دید او را کہ تند و توسن است	گشت گریان گریہ خود دام زن است
ترجمہ	دیکہکر عورت کہ ہے وہ ناشکیب	رو پڑی رونا ہے عورت کا فریب

شرح توسن سرکش و تند بچہیرے کو کہتے ہین لیکن یہان مطلق سرکش کے معنون مین ہے یعنے عورت نے جب یہ دیکہا کہ اُسکا خاوند تیز ہو گیا ہے چہرہ سے غصہ کے آثار پائے جاتے ہین میری کسی بات کو نہین مانتا اور مجہسے سرکشی

کیے جاتا ہے تو اُسکے دل کو نرم کرنے اور اپنی حالت پر رحم دلانے کے لیے رونے لگی۔ گریہ خود دام زن است مولانا کا مقولہ ہے یعنے اُس عورت کے رو دینے کا سبب یہ تھا کہ بیشک عورتون کا رو پڑنا ایک دام فریب ہے جسکے ذریعہ سے وہ مردون کو شکار کیا کرتی ہین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مرد جسقدر عورت کے گریہ سے گھبلتا ہے اسقدر کسی چیز سے نہین متاثر ہوتا۔

گفت از تو کے چنین نندیشتم		از تو من اُمید دیگر داشتم	
ترجمہ	اور بولی یہ نہتا میرا گمان	تجھی رکھتی تھی اُمید جاودان	

شرح یعنے عورت نے رو کر خاوند سے یہ کہا کہ مین تیری جانب سے ایسا ترک خانمان وطلاق کا گمان ہرگز نہ رکھتی تھی بلکہ مجھے تو کچھ اور اُمید یعنے مرتے دم تک باہم اتفاق ومحبت کی اُس تھی نکتہ یہ پہلے ہی معلوم ہو چکا ہے کہ اعرابی درویش سے عقل اور عورت سے نفس امارہ مراد ہے اِس لحاظ سے اِن اشعار کا مطلب یہ ہے کہ جب نفس یہ دیکھتا ہے کہ عقل میرا کہنا نہین مانتی اور مجھے چھوڑے دیتی ہے تو از راہ مکر اُسکی خوشامد کیا کرتا ہے اور عقل کا دامن چھوڑنا نہین چاہتا

زن درآمد از طریق نیستی		گفت من خاک شمایم نے ہستی	
ترجمہ	تیرے آگے خاک ہے ہستی مری	کیسی بیگم مین تو ہون لونڈی تری	

شرح طریق نیستی سے طریقۂ فنا کے اوصاف خود دکھلانے جھگڑنے کا عادتون کا ترک یعنے عجز ونیاز اور خاکساری وانکسار مراد ہے اور ہستی مخفف لفظ سیدتی ہے یعنے جب عورت نے مرد کو طلاق دینے پر آمادہ دیکھا تو طریقۂ عجز ونیاز سے پیش آئی اور یہ کہا کہ مین تو تمہارے پانو کی خاک اور ایک ذلیل لونڈی ہون اور اِس لایق ہرگز نہین کہ تم مجھکو یا ستی (اے میرے سرکار) کہکر پکارو **فائدہ** عرب کا دستور ہے کہ جلیل القدر عورتون کو ستی کہکر پکارتے ہین اور ستی مخفف لفظ سیدتی ہے بمعنے اے سردار من۔

جسم وجان وہر چہ ہستم آنِ تست		حکم وفرمان جملگی فرمانِ تست	
ترجمہ	ملک سب تیری ہے جسم وجان دل	تو ہے حاکم حکم تیرا ہے بحال	

شرح یعنے میرا جسم وجان اور اِسکے سوا جو کچھ میرے پاس ہے سب تیری ملک ہے۔ مین محکوم ہون تو حاکم۔ تجھے مجھپر ہر طرح کے حکمرانی کا اختیار حاصل ہے۔

گر ز درویشی دلم از صبر جست		بہر خویشم نیست این بہر تو ہست	
ترجمہ	مین جو درویشی مین یون بے صبر ہون	ہے فقط تیرے لیے حالت زبون	

شرح یعنے اگر فقر وفاقہ کی تکلیف کے باعث میرا دل صبر سے الگ ہو گیا ہے تو یہ بیصبری مین اپنی ذات کے لیے نہین بلکہ تیری دل سوزی کے لیے ظاہر کرتی ہون۔ مجھے تو ہر حالت مین تمہارا خیال ہے اپنا خیال نہین۔ مین تو تمہاری تکلیف دیکھ دیکھکر بیتاب ہتی ہون کیونکہ مین اور عورتون کیطرح تن پرست اور خود مطلبی نہین بلکہ جان نثار لونڈی ہون۔

	تو مرا در دہا بودی دوا		من نمیخواہم کہ باشی بے نوا
ترجمہ	تو ہے میرے درد کی دُکھہ کی دوا		دیکھہ سکتی ہون تجھے کب بے نوا

شرح یعنے چونکہ تو میرے درد کی دوا اور مجھے تکلیف مین راحت پہنچاتا ہے اسلیئے مین یہی نہین چاہتی اور تیری تکلیف سے میرا دل ہر وقت کڑھتا رہتا ہے۔

	جان تو کز بہر خویشم نیست آن		از برائے تست این بانگ و حنین
ترجمہ	یہ نہین اپنے لیے تیری قسم		بلکہ تیرے واسطے ہے رنج و غم

شرح جان تو جملہ قسمیہ ہے بمعنے بجان تو یعنے عورت خاوند سے کہتی ہے کہ مجھے تمہاری جان کی قسم افلاس کی حالت مین میرا رونا پیٹنا اور نالہ و فریاد اپنی ذات کے لیئے نہین مین اپنے کھانے چاٹنے کو نہین روتی بلکہ یہ صرف تمہارے خیال سے ہے کہ تم مفلسی مین ضروریات سے حیران رہتے ہو۔

	خویش من واللہ کہ بہر خویش تو		ہر نفس خواہد کہ میرد پیش تو
ترجمہ	جان ہے میری تری جان کے لیے		تیرے آگے مجکو مرنا چاہیئے

شرح لفظ خویش دونو جگہ بمعنے ذات ہے اور بعض نسخون مین جان من واللہ کہ بہر خویش تو ہے یعنے خدا کی قسم میری جان جو تیری ذاتی ملک ہے ہر دم یہ چاہتی ہے کہ تجھپر نثار ہو جائے یعنے خدا کرے میری زندگی مین تمہین کوئی تکلیف نہ پہنچے بلکہ مین تمہارے سامنے مر جاؤن اکثر عورتین خاوند سے ایسے الفاظ کہا کرتی ہین۔

	کاش جانت کش روان من فدی		از ضمیر جان من واقف شدی
ترجمہ	کاش تو۔ اے مین تری جان پر فدا		جو مرے دلمین ہے وُہ سب جانتا

شرح فدے اما لہ فدا۔ بمعنے قربان و تصدق و نثار اور کش روان من فدے۔ جملۂ معترضہ دعائیہ ہے اور ضمیر بمعنے راز۔ یعنے ایکاش تمہاری جان (کہ اسپر میری جان قربان ہو جائے) میری جان کی پوشیدہ راز (یعنے اُس باطنی عشق و محبت سے جو مجکو تمہاری ساتھ ہے) واقف ہوتی تاکہ تم مجھے سچا جان نثار جانتے۔

	چونکہ تو با من اینچنین بودی بظن		ہم ز جان بیزار گشتم ہم ز تن
ترجمہ	جب تجھے مجھسے ہے ایسا سوے ظن		مجھسے ہین بیزار میرے جان و تن

شرح یعنے جبکہ تو اسقدر مجھسے بدگمان ہے کہ طالب دنیا سمجھکر مجھے چھوڑنا چاہتا ہے تو مین اپنے جان و تن سب سے بیزار ہون اور اپنی زندگی کو ہیچ سمجھتی ہون۔

	خاک را بر سیم و زر کردیم چون		تو چنینی با من اے جان را سکون
ترجمہ	خاک ایسے سیم و زر پر ڈالدون		تو جب ایسا مجھسے ہو تو کیا کرون

شرح یعنے اے باعث آرام جان وسکون دل جبکہ تو میرے ساتھ ایسا برا سلوک کرنا چھوڑ دینا چاہتا ہے تو مین زر طلبی کے سر پر خاک ڈالے دیتی ہون

	تو کہ در جان و دلم جا میکنی		زین قدر از من تبرا میکنی
ترجمہ	تو ہے میرے جان و دل مین جاگزین		اتنی بیزاری تری اچھی نہین

شرح تبرا یعنے بیزاری دراصل تبری تہا بصورت تقاضا تمنا یعنے تیری جگہ میرے دل و جان مین ہے اور تو مجھے نہایت محبوب ہے تیری صحبت اور درویشی نے مجھین بہت اچھا اثر کیا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ تو اپنے ایسے عاشق سے ذرا سی بات پر نفرت کا اظہار کرتا ہے۔ این قدر سے مراد عورت کا وہ طعن آمیز مکالمہ ہے جو گزر گیا۔

	تو تبرا کن کہ ہستت دستگاہ		اے تبرائے ترا جان عذر خواہ
ترجمہ	تو تبرا کر تجھے ہے دستگاہ		اور میری جان ہے تجھے عذر خواہ

شرح عورت کہتی ہے کہ تم مجھسے نفرت کیے جاؤ کیونکہ اللہ تعالے نے تمہین مجھپر حاکم کیا ہے مجھسے بیزار رہنے اور بالکل چھوڑ بیٹھنے (طلاق دینے) کی طاقت دی ہے جو چاہو کر سکتے ہو لیکن یہ خیال رہے کہ میری جان تمہاری بیزاری سے اپنی خطا کی معافی چاہتی رہتی ہے۔ یعنے جب تم بیزار ہوتے ہو تو مین خیال کرتی ہون کہ مجھسے ضرور کوئی قصور ہوا ہوگا اسلیئے میری روح مجھے تحریک کرتی ہے کہ تمسے اپنی خطاؤن کے معافی چاہون عذر خواہ یعنے معافی خواہ ہے۔

	یاد میکن آن زمانے را کہ من		چون صنم بودم تو بودی چون شمن
ترجمہ	یاد آیا میکہ مین تہی اک صنم		اور تہا تو برہمن اے ذو الکرم

شرح عورت کہتی ہے کہ سرکار تمہین وہ اگلا زمانہ بہی یاد ہے کہ مین اپنے حسن مین بت کی شکل اور آپ میرے عشق مین بت پرست کے مانند تہے یعنے میری جوانی کے زمانہ مین آپ میرے اشارون پر چلا کرتے تہے اللہ اللہ اب یہ انقلاب ہو گیا کہ آپ صنم (معشوق) بنگئے اور مین صنم پرست (عاشق) ہو گئی یعنے اب میرا یہ حال ہے کہ تعمیل ارشاد کے لیئے آپکے ہونٹون کی طرف دیکہا کرتی ہون نکتہ یہی حال بعینہ سالک کا ہے کہ قبل از سلوک وہ خود صنم پرست اور اسکا نفس اسکے لیئے بمنزلہ صنم تہا لان النفس ہے الصنم الاکبر یعنے سب سے بڑا بت نفس امارہ ہے۔ اور بعد سلوک وہ خود صنم اور اسکا نفس صنم پرست بنگیا اور چاپلوسی کرنے لگا کیونکہ وہ اب سالک کو اپنے قابو سے باہر دیکہتا ہے۔

	بندہ بروفق تو دل افروختست		ہر چہ گوئی پختست۔ گوید سوختست
ترجمہ	بندی اب تیری ہوئی مین بے خطا		تو سمجھے پکا کہون مین جلگیا

شرح بندہ سے عورت نے اپنی ذات مراد رکہی ہے اور وفق بمعنے موافقت ہے یعنے اس بندہ نے تو اب سے یہان تک تمہاری موافقت اور اطاعت کے مضمون کی روشنی اپنے دل پر ڈالی ہے کہ جس چیز کو تم کہوگے کہ یہ پختہ ہو گئی ہے

اگرچہ وہ خام ہی کیون نہو بندی یہ جواب دی گی کہ ہان بیشک پختہ ہونے کی کیا معنے بلکہ پک کر جلگئی ہے یہ اطاعت مین کمال مبالغے کرنے کا کنایہ ہے یعنے مین وہی کہونگی جو تم کہو گے۔ اگرچہ خلاف واقع ہو اب سے مین تمہاری ہان مین ہان ملانے والی لونڈی بنکر رہونگی۔

	من سپاناخ تو با ہر چہ پزی	یا ترش بایا کہ شیرین مے سزی
ترجمہ	مین ہون پالک اور ہر حالت مین خوش	تو مجھے شیرین پکائے یا ترش

شرح اسفاناخ و اسپاناخ و سفاناخ و سپاناخ پالک کے ساگ کو کہتے ہین اور با مخفف ابا ہے ابا اُس کہانے کو کہتے ہین جو رقیق اور پینے کے قابل ہو۔ مگر یہ لفظ کسی دوسرے لفظ کے ساتہ مرکب ہو کر مستعمل ہوتا ہے مثلاً شوربا۔ وہ سالن جو نمکین ہو اور ترش بار وہ سالن جو کہٹا ہو عورت یہ کہتی ہے کہ مین تمہارے سامنے ایسی ہون جیسا پالک کا ساگ تم جس چیز کے ساتہ چاہو مجھے پکالو۔ خواہ ترشی کے ساتہ۔ خواہ شیرینی کے ساتہ مطلب یہ کہ تم مجھے تکلیف مین رکہو یا راحت مین ترش روئی سے پیش آؤ یا شیرین کلامی سے مین ہر حالت مین تمہارے دم کے ساتہ اور ہر صورت مین تابع فرمان ہون نکتہ شاید ترک یا عرب پالک کو مٹہاس مین بہی پکاتے ہین اسلیئے مولانا قدس سرہ نے ان ملکون کے رسم کے موافق پالک کے دونو طرح پکانے کی طرف اشارہ کیا ہے

	کفر گفتم نک بایمان آمدم	پیش حکمت از سر جان آمدم
ترجمہ	چہوڑ کر مین کفر ایمان لائی ہون	تیری جانب از سر جان آئی ہون

شرح یعنے مین اُس طعنہ زنی کو جو تمہاری نسبت پہلے کر چکے ہون اب کفر خیال کرتی ہون یعنے بہت برا جانتی ہون مینے اس سے توبہ کر لی ہے اور آپ کے حسن اخلاق پر ایمان لے آئی ہون۔ یہی باعث ہے کہ آپ کو اپنا حاکم جانکر حکم حضور کے روبرو سر جان کو قدم بنا کر حاضر ہون اور ہمیشہ اسیطرح حاضر رہونگی۔

	خوئے شاہانہ ترا نشناختم	پیش تو گستاخ خر در تاختم
ترجمہ	مین نہ پہچانی تہی تجکو صاف صاف	میری گستاخی کو تو کر دے معاف

شرح عورت کہتی ہے کہ مینے تمہاری شاہانہ خو (بے طمعی و ترک عشق دنیوی) کو پہلے نہین پہچانا تہا۔ اسلیئے گستاخی و بے ادبی سے پیش آئی تہی آپ مجھے میری بے علمی کے باعث معذور رکہین۔ گستاخ خر تاختن (بیہودہ گدہا دوڑانا) بمعنے ترک ادب ہے

	چون ز عفو تو چراغے ساختم	توبہ کردم اعتراض انداختم
ترجمہ	عفو تیرا ہے چراغ رہبری	اعتراضوں سے ہے اب توبہ مری

شرح یعنے مینے تمہاری خوئے عفو کو چراغ ہدایت بنا کر ملامت سے توبہ کر لی ہے اور آیندہ سے تمپر اعتراض کرنیکا ارادہ بالکل چہوڑ دیا ہے پہلا قصور معاف ہو۔

	مے نہم پیش تو شمشیر و کفن	مے کشم پیش تو گردن را بزن	
ترجمہ	تیرے آگے رکھتی ہون تیغ و کفن	مجکو گردن مار دے اے تیغ زن	

شرح یعنے مین تمہارے آگے تلوار اور کفن رکھکے اپنی گردن حاضر کیے دیتی ہون آپ خطا معاف نہین کرتے تو شوق سے میری گردن اڑا دین - مجھے ایسی زندگی کے مقابلہ مین تیرے ہاتون مرنا زیادہ پسند ہے -

	از فراق تلخ مسگوئی سخن	ہر چہ خواہی کن ولیکن این مکن	
ترجمہ	تیرے ذکر طلاق سے پرہیز	اور جو چاہے سو کر پر یہ نہ کر	

شرح یعنے تم جو مجھے طلاق دینے کا ارادہ رکھتے ہو اس خیال کو چھوڑ دو اور چاہو سو کرو مگر طلاق نہ دو مین اسے ہرگز پسند نہین کرتی - کیونکہ مین تہ دل سے تمہاری عاشق ہون - یہ عموماً عورتون کا قاعدہ دیکھا گیا ہے کہ خواہ کسیقدر قصور مند اور قابل طلاق ہون مگر طلاق کے نام سے بہت گھبراتی ہین -

	در تو از من عذر خواہی ہست	با تو بے من او شفیعے مست	
ترجمہ	عذر گو میرا ہے تیری ذات مین	ہے سفارش گر مری ہر بات مین	

شرح یعنے تیری ذات مین میری طرف سے ایک پوشیدہ عذر خواہ (یعنے حسن خلق جسکی تفسیر اگلے شعر مین ہے) موجود ہے جو میرے کہے بغیر تیری خدمت مین میری سفارش کرتا اور ہمیشہ میرا شفیع رہتا ہے مطلب یہ کہ مجھے وہ گستاخی جو آپ کی نسبت ہوی ہے فقط آپ کے حسن اخلاق کے بھروسہ پر تہی - کیونکہ مین قطعاً جانتی تہی کہ آپ اپنے نیک اخلاقی کے باعث میرے قصور کو معاف کرینگے -

	عذر خواہم در درونت خلق تست	زاعتمادا دل من جرم جست	
ترجمہ	یعنے تیرا خلق ہے وہ عذر خواہ	جسکے برتے پر کیا مینے گناہ	

شرح یہ گزشتہ شعر کی توضیح ہے یعنے تمہاری طبیعت مین میری جانب سے ایک عذر خواہ (تمہارا خلق نیک) ہمیشہ موجود رہتا ہے جو تقصیر کے وقت میری سفارش کرتا رہتا ہے اور اسی آپ کے حسن خلق کے بھروسہ پر مجھکو گناہ اور آپکے ساتھ معارضہ کی جرأت ہوئی تہی اگر یہ اعتماد نہوتا تو میرا دل مجھکو ترک ادب کے ارتکاب ہرگز نکرتا -

	رحم کن بہان زخود اے خشمگین	ایکہ خلقت بہ زصد من انگبین	
ترجمہ	رحم میرے حال پہ اے خشمگین	ہین ترے اخلاق رشک انگبین	

شرح لفظ من عربی مین دو رطل وزن کو اور ہندی مین چالیس سیر کو کہتے ہین بنز من بمعنے تودہ ہے چنانچہ خرمن (تودہ کلان) یعنے اشخص تیرے اخلاق بہت سارے شہد سے زیادہ میٹھے اور خوشگوار ہین اسلئے التجا کرتی ہون کہ مجھسے ناراض نرہ پہلے مصرع مین بہان زخود بمعنے بہان زجنس خود ہے بمعنے بہان زمردمان مطلب یہ کہ

مجھپر آدمیون سے چھپاکر رحم کرنا کہ اُنکو میرے گناہ کی اطلاع نہو۔ یا یہ کہ مجھپر ایسا رحم کر جو آدمیون سے کیا خود تیرے سے بھی پوشیدہ ہو یہ اخفا رحم پر مبالغہ کیا گیا ہے۔

	زین نسق میگفت با لطف و کشاد		در میانش گریہ بروے اُوفتاد
ترجمہ	کہہ رہی تہی اسطرح وہ باحیا		ناگہان کہنے مین گریہ چھٹ گیا

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے عورت خاوند سے عذر و معذرت کرتے کرتے آخر کار رو پڑی۔ جو اکثر عورتون کا قاعدہ ہے۔ رونا عورتون کے چراغ مکر کا روغن ہے۔

	گریہ چون از حد گذشت و ہاے ہاے		از خنینش مرد را دل شد ز جاے
ترجمہ	حد سے بڑہکر جب وہ روے زار زار		ہو گیا دل مرد کا بے اختیار

شرح یعنے جب عورت کا ہائے ہائے کرکے رونا حد سے گذر گیا تو خاوند کا دل بیچین ہونے لگا بیصبر و بیتاب ہو گیا

	چون قرارش ماند و صبرش بجاے		زانکہ بے گریہ بُد او خود دلربا ے
ترجمہ	صبر اُسکا کسطرح رہتا بجا		کیونکہ وہ بے گریہ تہی خود دلربا

شرح یعنے جس حالت مین کہ وہ عورت بغیر گریہ کے خاوند کے معشوق اور دلربا تہی تو حالت گریہ مین خاوند کا صبر و قرار کیونکر باقی رہتا۔ بلکہ اُسکے گریہ نے خاوند کی محنت کو دوبالا کردیا۔ پہلے سے بڑہا دیا۔

	شد از ان باران یکے برقے پدید		زد شرارے بر دل مرد وحید
ترجمہ	ہو گئی اُس رشتہ سے اک برق آشکار		مرد کے دل تک گئے جسکے شرار

شرح یعنے عورت کے باران گریہ (آنسوون کے مینہہ) سے ایک بجلی چمکی (تاثیر پیدا ہوی) اور اُسکا ایک شعلہ (شعلۂ محبت) خاوند کے پیراہن دل مین جا لگا یعنے رونے کی تاثیر سے اُس مرد وحید (یکتاے زمانہ و بے نظیر اخلاق درویشانہ) کے دل مین بیوی کی محبت کی آگ بھڑک اٹہی آتش عشق تیز ہو گئی۔

	آنکہ بندۂ روے خویش بود مرد		چون بود چون بندگی آغاز کرد
ترجمہ	جسکا بندہ مرد تہا خود لا کلام		کیا بنے ہو جاے جب دل سے غلام

شرح یعنے اعرابی درویش کا بیوی کے لیئے دل پگہل جانا کوئی اچنبہے کی بات نہین کیونکہ انصاف تو یہی ہے کہ وہ معشوق جسکی خوبصورتی نے عاشق کو اپنا بندہ بنا رکھا تہا جب خود عاشق کا بندہ بنجاے تو عاشق کا کیا حال ہوگا

	آنکہ از کبرش دلت لرزان بود		چون شوی چون پیش تو گریان شود
ترجمہ	کبر سے جسکے کہ تو کانپا کرے		حال کیا ہو جب وہ خود رویا کرے

شرح یعنے اے شخص وہ شاہد رعنا اور متکبر معشوق جسکے حسن کی ہیبت سے تیرا دل کانپتا تہا جب تیرے سامنے

اگر عاجزی کے ساتھ رونے لگے تو سچ بتا کہ اُسوقت دِل کا کیا حال ہوگا۔ ضرور تو پگھل جائے گا اور جیتے جی گویا مر رہے گا۔ واقعی ایسے معاملات کو وہی لوگ خوب سمجھ سکتے ہین جو عاشق مزاج ہین۔

	آنکہ از نازش دل وجان خون بود		چونکہ آید در نیاز او چون بود
ترجمہ	جان ودل ہو ناز سے جس بت کے خون		کیا ہو جب وہ عجز سے خود ہو زبون

شرح یعنے جس معشوق کے ناز و کرشمہ نے عاشق کے دل وجان کا خون کر رکھا تھا جب وہ عجز و نیاز سے پیش آنے لگے تو دِل کی کیا حالت ہوگی۔ اے شخص تو ہزار جان سے اُسکے سامنے عاجزی کرنے لگے گا۔

	آنکہ در جور و جفایش دام ہاست		عذر او چہ بود چو او در عذر خاست
ترجمہ	ہر گھڑی جور و جفا ہو جسکا کام		عذر اُسکا کام کر دیگا۔ تمام

شرح یعنے اشخص جس پیارے معشوق کے جور و جفا مین ہمارے لیے دام تعلق پنہان ہے اور ہم جسکے جور و جفا سے مربوط اور ظلم وستم سے وابستہ رہتے ہین اور ہر قسم کے جور و جفا مین اُسے معذور سمجھتے ہین جب وہ خود ہمسے معافی چاہے تو اُسکا عذر کسقدر جہ دلپر اثر کرنے والا ہوگا۔ غالبًا ایسے عالم مین تو شاد یمرگ ہو جائے تو تعجب نہین

	آنکہ جز خونریزیش کارے نبود		چون نہد گردن زہے سود و سعود
ترجمہ	مشغلہ جسکا رہین خونریزیان		ہے اطاعت اُسکی سود بے زیان

شرح یعنے وہ بیباک اور سرکش معشوق جسکا کام بجز خون ریزی عشاق اور کچھ نہو جب عاشق کے روبرو گردن جھکائے اور اطاعت کرنے لگے تو یہ کسقدر اچھا سودا اور کتنے فائدہ کی بات ہے اور عاشق کے دِل کی حالت اُسوقت کیا سے کیا ہو جاتی ہے۔ اِس بات کا اندازہ وہی کر سکتے ہین جنپر ایسے موقع گزر چکے ہین

	آنکہ جز گردن کشی ناید ازو		خوش در آید با تو چون باشد گرو
ترجمہ	کام ہو جس شوخ کا گردن کشی		اُسکی خوش ہونی کی ہے کیسی خوشی

شرح یعنے جس معشوق سے سوائے گردن کشی اور نافرمانی کے کسی اور چیز کی توقع ہی نہو جب وہ خوش خوش اور خندہ پیشانی ہو کر تیرے پاس آجائے تو بتا کہ تیرے دِل کا مارے خوشی کے کیا حال ہوگا اور تو اُسے کسقدر محبوب سمجھنے لگے گا۔ کیا ایسے معشوق پر تجھے پیار نہ آئے گا بلکہ ضرور آئے گا

	چون پے تسکین الیہا آفرید		کے تواند آدم از حوا برید
ترجمہ	زن کو کہتا ہے سکون جان خدا		کسطرح حوا سے آدم ہون جدا

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے ہُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّجَعَلَ مِنْہَا زَوْجَہَا لِیَسْکُنَ اِلَیْہَا۔ یعنے اے لوگو خدا وہ ہے جسنے تمکو ذات واحد (حضرت آدم) سے پیدا کیا اور اُسی ذات واحد سے اُسکی بیوی کو اسلیے مخلوق کیا کہ وہ اُس سے راحت حاصل کرے اسلیے مرد

ہر حالت مین عورت کی محبت ہوتی ہے اور بسا اوقات اُسپر رغبت آہی جاتی ہے۔ اور اُسکی جُدائی نہایت ناگوار گزرتی ہے۔ چونکہ حضرت آدمؑ اپنی بیوی (حضرت حواء) سے کسی عالم مین قطع تعلق نہ کرسکے اسلیئے اُنکے بیٹے عموماً انسان بہی اپنی بیویون سے قطع تعلق نہین کرسکتے سخت مجبوری کی حالت مین گو طلاق مباح ہے۔ مگر چہوڑنے والے کے دل کا خدا ہی حافظ ہوتا ہے

	زُیِّنَ لِلنَّاسِ حق آراستست	زانچہ حق آراست چون یابند رست
ترجمہ	زُیِّنَ ہے قول حق اے خوش صفات	ہو نہین سکتی ہے عورت سے نجات

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ الی آخر الآیہ یعنے اللہ تعالے نے لوگون کے لیئے اُنکی خواہشون (عورتون اور بیٹون اور مال خزانون وغیرہ) کی محبت کو آراستہ کردیا ہے اور جب عورتونکی محبت اللہ تعالے نے خود مردون کے دلون مین ڈالدی ہے تو اُنسے قطع تعلق ناممکن ہے۔

	آنکہ عالم مست گفتش آمدی	کلمینی یا حمیرا مے زدی
ترجمہ	مست جنکے قول کے سب رہتے تہے	کلمینی یا حمیرا کہتے تہے

شرح یعنے وہ برگزیدۂ الٰہی اور پیغمبر آخر الزمان جنکی زبان مبارک کی باتین (حدیثین) تمام عالم مین مؤثر ہین اور جنکی حسن گفتار نے ایک زمانے کو مسخر کر رکہا ہے۔ حمیرا (ام المومنین حضرت عائشہ) کے کلام کے مشتاق رہا کرتے تہے اور اُنسے تکلم کی درخواست فرمایا کرتے تہے اسکا سبب یہ ہے کہ حضور کو عورتون (اپنی حلال بیویون) سے محبت بہت تہی لیکن یہ محبت ایسی نہ تہی جیسے کہ عام لوگون کو اپنی بیویون سے ہوتی ہے بلکہ محبت الٰہی کا عکس تہا چنانچہ ہم پہلے بہی لکہہ چکے ہین کہ عورتون مین مرتبۂ شہود کامل اور حلال بیویون مین بدرجۂ اکمل ہوتا ہے۔ رسولخداؐ کلام عائشہ صدیقہؓ سُننے کے اسلیئے مشتاق رہتے تہے کہ اُنکے لب مبارک کی بات آواز حق ہوتی تہی یہ تمام اشعار اعرابی درویش کے محب زن ہونے کی دلیل ہین۔ ایک دلیل قرآن مجید سے دیگئی ہے ایک حدیث شریف سے

	آب غالب شد بر آتش از نہیب	زآتش او جوشد کہ باشد در حجیب
ترجمہ	دیکہہ لیجے آگ پر غالب ہے آب	جوش کہاتا ہے جو ہوتا ہے حجاب

شرح نہیب بمعنے ہیبت و ترس و عظمت اور حجیب امالۂ حجاب ہے بمعنے حائل یعنے پانی اپنی عظمت کے باعث آگ پر غالب ہے اور اُسے بجہا دیتا ہے لیکن باینہمہ عظمت جب آگ اور پانی کے مابین کوئی تیسری چیز حائل ہوجاتی ہے تو پانی آگ کے اثر کو قبول کرلیتا اور کہولنے لگتا ہے یعنے مغلوب ہوجاتا ہے۔

	چونکہ دیگے حائل آمد ہر دو را	نیست کرد آن آب را کردش ہوا
ترجمہ	برتن ان دونون مین جب حائل ہوا	کردیا آتش نے پانی کو ہوا

شرح یعنے آگ اور پانی کے مابین کوئی دیگ۔ یا پتیلی وغیرہ حائل ہوجاتی ہے تو آگ پانی کو نیست یعنے خشک کرکے ہوا بنا دیتی ہے اور اسپر غالب آجاتی ہے یہی حال مرد عورت کا ہے کہ جب تک حجاب عشق حائل نہین ہوتا مرد باعتبار ظاہر غالب معلوم ہوتا ہے اور جب یہ حجاب حائل ہوجاتا ہے تو باعتبار باطن مغلوب ہوجاتا ہے عورت آگ مانند ہے اور مرد پانی کی اور یہ دونو شعر بطور تمثیل ہین۔ اور یہ تمثیل الہی نادر ہے کہ اس سے بہتر خیال مین نہین آسکتی۔

	ظاہراً بر زن چو آب غالبی		باطناً مغلوب و زن را طالبی
ترجمہ	ہے تو ظاہرا غالب		باطنا عورت کا پر طالب ہے تو

شرح یعنے اشخص تو باعتبار ظاہر عورت پر غالب معلوم ہوتا ہے مگر باعتبار باطن مغلوب اور اسکا طالب ہے

	ہمچنین خاصیتے در آدمی ست		مہر حیوان را کم ست آن از کمی ست
ترجمہ	خاصیت رکھتے ہین ایسی آدمی		جانورین ہے محبت کی کمی

شرح یعنے ہر انسان مین بشرطیکہ وہ آدمی ہے یہ خاصیت (عورتون کی محبت) ازلی ہے۔ البتہ مطلق حیوانون مین محبت کا مادہ کم ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ حیوانات مین بہ نسبت انسان کمی یعنے کمینگی موجود ہے یا انمین عقل کی کمی ہے نکتہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ جو مرد خلال بیویون سے محبت نہین رکھتے وہ گدھے سے بدتر ہین۔

	در بیان این خبر۔ اِنَّھُنَّ یَغْلِبْنَ الْعَاقِلَ وَیَغْلِبُھُنَّ الْجَاہِلُ ۲		
ترجمہ	اس حدیث کا بیان کہ عورتین عقلمند مردون پر غالب اور جاہلون سے مغلوب ہوجاتی ہین		

	گفت پیغمبر کہ زن بر عاقلان		غالب آید سخت بر صاحبدلان
ترجمہ	ہے یہ قول حضرت پیغامبر		عورتین غالب ہین اہل عقل پر

شرح صحیحین مین یہ حدیث موجود ہے مَا رَاَیْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِیْنٍ اَذْہَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْہُنَّ۔ یعنے باوجود نقصان عقل و دین اچھے دانا مرد کی عقل کھو دینے والی عورت سے زیادہ مینے کوئی چیز نہین دیکھی مطلب شعر یہ ہے کہ حسب فرمان پیغمبر عورت عاقل مردون پر غالب اور صاحبدلون (اولیا اللہ) پر اور بھی زیادہ غالب آجاتی ہے لیکن مرد عاقل سے مراد وہ شخص ہے جسپر حقایق منکشف ہون اور جو عورت کی حقیقت کو خوب جانتا ہو۔ اور عورت مین وہ سر مخفی دیکھتا ہو جسنے اسکو عورت کا منقاد کر رکھا ہے۔ وہ سر مخفی شاہد حق ہے جو بہ نسبت مرد کے عورت مین بوجہ کمال ہوتا ہے رسول خدا ازواج مطہرات کو انہی معنون سے دوست رکھتے تھے بخلاف عامہ کہ انکی محبت عورت سے ہوائے نفسانی پر مبنی ہوتی ہے۔

	باز بر زن جاہلان غالب شوند		زانکہ ایشان تند و بس خیرہ سرند
ترجمہ	اور ہین مغلوب جمع جاہلان		عورتون پر تیز ہین یہ بے گمان

شرح یعنے اُسی حدیث مین آنسرور کائنات یہ بہی فرماتے ہین کہ جاہل مرد اپنی عورتون پر غالب آجاتے ہین اسلیئے کہ وہ تُند مزاج اکہڑ اور خیرہ رُو یعنے بدخلق ہوتے ہین اور نادانی کی تاریکیون مین پڑے رہتے ہین۔ وہ عورت کے آئینہ جمال مین مشاہدۂ جلوۂ حق نہین کرسکتے - صرف نفس امّارہ کے بندے ہوتے ہین۔

	کم بود شان رقت و لطف و وداد	زانکہ حیوانی ست غالب بر نہاد
ترجمہ	کم ہے اُنمین رقت و لطف و وداد	کیونکہ ہر جاہل ہے حیوانی نہاد

شرح یعنے جاہل مردون کی طبیعت مین نرمی مہربانی اور محبت کا مادہ بہت کم ہوتا ہے کیونکہ اُنپر حیوانیت سوار رہتی ہے

	مہر و رقت وصف انسانی بود	خشم و شہوت وصف حیوانی بود
ترجمہ	مہر و رقت وصف انسانی سمجہ	خشم و شہوت وصف حیوانی سمجہ

شرح یعنے مہربانی اور نرمی انسانی صفات مین اور غضبناکی و شہوت رانی حیوانی خصائل مین داخل ہے عقلمند مردون مین مہربانی اور جاہلون مین شہوت رانی کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ اسلیئے عقلمند حلال بیویون کو دوست رکہتے ہین اور جاہل اُنسے نفرت کرتے ہین۔

	پرتو حق ست آن معشوق نیست	خالق ست آن گوئیا مخلوق نیست
ترجمہ	پرتو حق ہے نہین معشوق وہ	عکس خالق ہی نہین مخلوق وہ

شرح یہ شعر مثنوی کے مشکل اشعار مین سے ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ عورت عکس حسن و جمال حق ہے کیونکہ اللہ تعالے عورت کے مظہر مین اپنے اسم جمیل کے ساتہ بوجہ اتم ظاہر ہوا ہے۔ عورت صرف معشوق ہی نہین بلکہ مظہر جمال بہی ہے اسمین اوہر اشارہ ہے کہ عورت سے اُسکو صرف معشوق سمجہکر عشق نہ کرنا چاہیئے بلکہ یہ بہی دیکہہ لیا جائے کہ یہ کسیکا مظہر ہے فی الواقع اگر عورت کامل طور پر یا بوجہ اتم مظہر جمال نہوتی تو اُسکی طرف مردون کے دل کو کشش نہوتی یہ کشش خود کمال مظہریت کی گواہ ہے۔ عورت کے کمال مظہر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ عورت مرد کی صورت پر مخلوق ہوی ہے اور مرد صورت ذات حق پر چنانچہ خلق اللہ الآدم علے صورتہ (اللہ تعالے نے آدم کو اپنی صورت پر مخلوق کیا ہے) سے صاف ظاہر ہے اسلیئے عورت آئینہ الٰہی کا آئینہ ہے یعنے صورت الٰہی مرد سے منعکس ہوکر عورت مین ظاہر ہوی ہے اس تقریر سے عورت منفعل (اثر پذیرندہ ٹہری) اور مرد فاعل بس تو جسوقت مرد عورت کے آئینہ جمال کو بلا اعتبار نفس خود دیکہتا ہے تو یہ شہود باعتبار وجود منفعل ہے اور جسوقت اُسکو باعتبار نفس خود دیکہتا ہے یعنے یہ سمجہکر مشاہدہ کرتا ہے کہ عورت اُس سے مخلوق ہوی ہے تو یہ شہود باعتبار وجود فاعل ہے نتیجہ یہ نکلا کہ عورت کے سبب مرد فاعل و منفعل دونو مین مشاہدہ حق کرسکتا ہے اور جماع کے وقت وہ لذت مشاہدہ جو مرد کو عورت مین فنا کردیتی ہے عورت کے پرتو حق اور مظہر اتم ہونے کی قوی دلیل ہے۔ اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جب تو عورت کو باعتبار مظہر اتم

کے مشاہدہ کریگا اور یہ جانے گا کہ اسمین شہود حق بطور اکمل ہے تو اُسکو مخلوق خیال نہ کریگا۔ بلکہ بیخود ہوکر خالق کہہ بیٹھے گا کیونکہ اُسمین ظہور خالق درجۂ کمال کو پہنچ گیا ہے مگر اسکے عمدہ اور سہل معنے یہ ہین کہ خالق کا مضاف محذوف مانا جائے اور یون کہا جائے کہ محبت زن گویا محبت خالق ہے محبت مخلوق یعنے محبت ذاتِ زن نہین ہے کیونکہ عورت اگر مظہر اتم نہوتی تو اُسکی محبت ہرگز نہوتی یہ محبت درپردہ خالق ہی کی محبت ہے کہ اسطرح مرد کے دل مین سمائی ہوی ہے ان معنون کے اعتبار سے دوسرے مصرع مین ضمیر آن زن کی طرف نہین بلکہ محبت زن کی طرف راجع ہے۔ للہ الحمد کہ اس مشکل شعر کی شرح اس خوبی کے ساتھ ہوگئی ہے کہ کوئی لفظ دائرہ شریعت وطریقت سے خارج نہین ہوا خاکسار شارح کو دوسرے معنے نہایت مرغوب اور دلپسند ہین۔

	تسلیم کردن مرد خود را بزن و اعتراض او را اشارۂ حق دانستن
ترجمہ	اعرابی درویش کا اپنے آپ کو عورت کی مرضی کے سپرد کرنا اور اُسکے اعتراض کو اشارۂ الٰہی جاننا

بنزد عقل ہر دانندہ ہست	کہ با گردندہ گرداننده ہست
ازان چرخہ کہ گرداند ورا پیر	قیاس چرخ گردان را ہمی گیر

شرح یہ دونو شعر بہی جو مثنوی کی بحر مین نہین ہین مندرجۂ بالا عنوان مین شامل ہین اور مطلب یہ ہے کہ ہر جاننے والی عقلمند کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ ہر متحرک کے لیئے محرک ضرور ہے ایک بڑہیا کے چرخہ چلانے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ چرخ گردان کا چلانے والا بہی کوئی ہے مطلب یہ کہ ہر فعل کا محرک عقلمندونکے نزدیک مسلم ہے مگر اتنا فرق ہے کہ اولیا اور صالحین کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے تحریک ہوتی ہے اور کفار وفجار کو نفس وشیطان کی طرف سے چونکہ اعرابی درویش اولیاء اللہ مین سے تہا اسلیئے اُسے الہام کے ذریعہ سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ عورت کا اعتراض اشارۂ الٰہی ہے مجہے اُسکے حکم کی تعمیل ضرور کرنی چاہیئے کیونکہ اسکے انجام مین کوئی حکمت پنہان ضرور ظاہر ہوگی۔

مرد زان گفتن پشیمان شد چنان	کز عوانی ساعت مردن عوان
ترجمہ	یون پشیمان وہ ہوا پیش حرم ظلم سے جسطرح ظالم مرتے دم

شرح عوان زن میانہ سال وکدبانو وصاحب شوہر کو کہتے ہین۔ اور عوّان بتشدید واو بمعنے ظالم وسخت گیر ہے یہان یہی پچہلے معنے مراد ہین لیکن وزن شعر درست ومستقیم رکہنے کے لیے عوان کو بلا تشدید واو لایا گیا ہے عوانی بیائے معروف منسوب بسوے عوان ہے بمعنے ظلم مطلب یہ کہ مرد اپنے کہے (عورت کی مخالفت کرنی) سے ایسا پشیمان ہوا کہ جیسا کہ ظالم مرتے دم اپنے ظلم سے پشیمان ہوا کرتا ہے۔

گفت خصم جان جان چون آمدم	بر سر جان من لگدہا چون زدم
ترجمہ	اور کہا مین دشمن جان کیون ہوا اُسکو ایذا دی یہ مینے کیا کیا

شرح یعنے اعرابی درویش نے اپنے دلمین پشیمان ہوکر یہ کہا کہ مینے اپنی جان جان (بیوی) سے ناحق مخالفت کی اور بیفائدہ اُس بیچاری کے لاتین مارین یعنے اُسے ایذا پہنچائی اور غصہ مین طلاق دینے کا ارادہ کر بیٹھا جس سے اُسکو نہایت رنج ہوا۔ یہ سراسر میرا ہی قصور تہا۔ اس سے مجکو سخت ندامت ہے۔

	چون قضا آید نماند فهم ورائے		کس نمے داند قضا را جز خدائے
ترجمہ	عقل رہتی ہی نہین وقت قضا		اور قضا کو جانتا ہے بس خدا

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے نیز ممکن ہے کہ اعرابی درویش کا ہی قول ہو۔ مطلب یہ کہ جب قضا آتی ہے تو آدمی کی عقل جاتی رہتی ہے اور قضا کا وقت بجز خدا کے اور کسیکو معلوم نہین چونکہ عورت کی تقدیر مین بُرا بہلا سنا لکہا تہا اسلیئے میری عقل سلب ہوگئی اور زبان سے اُسکی نسبت سخت الفاظ نکلگئے۔

	چون قضا آید فرو پوشد بصر		تا نداند عقل ما پارا ز سر
ترجمہ	سوجہتا ہی کچہ نہین جب آتی ہے		اُسکے آگے عقل ماری جاتی ہے

شرح یعنے جب تقدیر الٰہی کسی کام کے متعلق ہوتی ہے تو آدمی کو اُس سے بچنے کی کوئی تدبیر نظر نہین آتی اور عقل بالکل زائل ہوجاتی ہے اور وہی ظاہر ہوکر رہتا ہے جو تقدیر مین بروز ازل لکہا گیا تہا۔

	زان امام المتقین داد این خبر		گفت اذا جاء القضا اعمی البصر
ترجمہ	اسلیئے ہے قول ختم الانبیا		اندہا کردیتی ہے انسان کو قضا

شرح یعنے چونکہ قضا کے وقت کوئی تدبیر کارگر نہوتی اسلیئے امام المتقین افضل المرسلین رسول رب العالمین حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسوقت قضا آتی ہے چشم ظاہر و باطن کو اندہا کردیتی ہے یعنے چشم و عقل کو اُسکے دفعیہ کے اسباب باوجود جستجو کہین نہین ملتے۔

	چون قضا بگذشت خود را مے خورد		پردہ ہا بر دیدہ گریبان مے درد
ترجمہ	جب گزر جاتی ہے ہوتا ہے خجل		اور گریبان پہاڑتا ہے متصل

شرح یعنے جب قضائے الٰہی اپنا کام کرگئی (مثلاً تقدیر کے خلاف کوئی تدبیر کارگر نہوی) تو آدمی اپنے آپ کو کہانے لگتا ہے یعنے اپنے نفس کو آپ ملامت کیا کرتا ہے اور آشکارا طور پر اپنا گریبان چاک کرکے یہ کہا کرتا ہے۔ کہ مینے ناحق خلاف تقدیر اپنا زور و زر صرف کیا۔ جسکا نتیجہ بجز پشیمانی کے اور کچہ نہوا۔

	مرد گفت اے زن پشیمان مشتوم		گر بُدم کافر مسلمان میشوم
ترجمہ	مرد بولا مین پشیمان ہوگیا		پہلے کافر اب مسلمان ہوگیا

شرح یعنے اعرابی درویش نے پہر عورت کو مخاطب کرکے یہ کہا کہ مین تیری نسبت اپنے کہے سے سخت پشیمان ہوا ہون

اور گو مین پہلے کافر (تیری باتونکا منکر) تہا مگر اب مسلمان (تیری حکم کا تابع) ہوتا ہون نکتہ اس مرد و زن نے جہان کہین اپنی نسبت کفر و اسلام کا لفظ زبان سے نکالا ہے اس سے کفر و اسلام کے اصطلاحی معنے مراد نہین ہین۔ کیونکہ یہ دونو اصطلاحی معنون کی لحاظ سے مسلمان تہے بلکہ لغوی معنے مراد ہین لغت مین کفر بمعنے نماننا اور اسلام بمعنے تابع فرمان ہونا ہے۔

	من گنہگار توام رحمے بکن		بر مکن یکبارگیم از بیخ و بن
ترجمہ	رحم فرما دیکہہ لے بیچارگی		بیخ و بن سے مت اکہاڑ اکبارگی

شرح یہان سے اعرابی درویش نے خدا سے مناجات کرنی شروع کی ہے اور مطلب یہ ہے کہ ایخدا مین تیرے بندہ (اپنی بیوی) کی دل آزاری کے سبب بندہ کا بہی گنہگار ہون اور تیرا بہی بندہ سے تو مینے اپنی خطا معاف کرالی ہے اب تو بہی میرے حال پر رحم فرما اور میرے گناہ کو بخشدے اور مجکو دفعتاً جڑ بیر سے نہ اکہاڑ یعنے اپنی رحمت اور عفو سے دور نہ رکہہ نکتہ اس اعرابی درویش سے گو کوئی کبیرہ صادر نہین ہوا تہا۔ کیونکہ میان بیوی کی شکر رنجی داخل جرم نہین ہے لیکن اہل اللہ کے نزدیک ذراسی لغزش بہی بڑا گناہ ہے اسلیئے خدا سے معافی چاہنی کی ضرورت ہوئی۔

	کافر پیر ار پشیمان مے شود		چونکہ عذر آرد مسلمان مے شود
ترجمہ	پیر کافر جب پشیمان ہوگیا		توبہ کرتے ہی مسلمان ہوگیا

شرح یعنے ایخدا اگر کوئی بڈہا کافر جسکی تمام عمر کفر مین گزری ہے پشیمان ہوکر معافی چاہے (کفر کو چہوڑ دے) تو تو معاف کردیتا ہے اور وہ پکا مسلمان ہوجاتا ہے بس تو تیری ایسی وسیع رحمت کے آگے میری خطا کیا چیز ہے از بمعنے اگر حرف شرط ہے اور مصرع دوم جزا۔ اور یہ شعر بہی درویش کی مناجات ہے۔

	من گنہگار توام رحمے بکن		عذر من بپذیر و بشنو این سخن
ترجمہ	مین ترا مجرم ہون مجہپر رحم کر		عذر میرا مجہسے سن لے سر بسر

شرح یعنے ایخدا مجہپر رحم کر اور میری توبہ قبول فرما۔ اور میری مناجات کا آخر فقرہ (آیندہ شعر) جسمین تیری رحم و کرم کا ذکر ہے سن لے۔

	حضرتت پر رحمت ست و پر کرم		عاشق او ہم وجود و ہم عدم
ترجمہ	ہے تری درگاہ پر رحم و کرم		ہے وجود اسکا مسخر اور عدم

شرح یعنے ایخدا تیری ذات پاک پر رحمت و پر کرم ہے اور اسی (تیری ذات) پر وجود و عدم دونو عاشق ہین یعنے جس چیز پر تو اپنے اسم محیی کے ساتہ جلوہ گر ہوتا ہے وہ فی الفور موجود اور جسپر ممیت کا جلوہ ڈالتا ہے وہ

اُسی وقت معدوم ہو جاتی ہے یا یہ معنے ہین کہ وجود و عدم (مومن و کافر) دونو تیرے تابع فرمان ہین تیرے حکم سے کسی کو گردن کشی کی مجال نہین البتہ اتنا فرق ہے کہ مومن کو اسم ہادی نے مسخر کر رکھا ہے اور کافر کو اسم مضل نے۔

	کفر و ایمان عاشق آن کبریا		مس و نقرہ بندۂ آن کیمیا
ترجمہ	کفر ایمان ہین محب کبریا		نقرۂ و مس ہین غلام کیمیا

شرح مس (تانبے) سے کفر اور نقرہ (چاندی) سے ایمان اور کیمیا سے ذات الٰہی مراد ہے مطلب یہ کہ ہر کافر و مومن اور نیک و بد اسکے قبضہ قدرت مین ہے اور جمیع موجودات اُسکے محکوم ہین البتہ اسمائے حسنے کے مختلف اثر مظاہر مین مختلف طور پر ظاہر ہوتے ہین۔

در بیان آنکہ موسے و فرعون ہر دو مسخر یک مشیت اند چنانکہ زہر و پازہر و نور و ظلمت خلوت فرعون باحق

ترجمہ اس بات کا ذکر کہ حضرت موسےؑ اور فرعون دونون کے دونو ایک ہی مشیت کے تابع ہین جیسا کہ زہر اور تریاک اور نور اور اندھیرا اور اللہ تعالےٰ سے فرعون کی مناجات کا بیان

شرح پہلے مولانا یہ فرما چکے ہین کہ عاشق او ہم وجود و ہم عدم۔ یہان اسی عشق وجود و عدم (تسخیر مومن و کافر) کو بالتفصیل بیان کیا گیا ہے بعض نسخون مین مشیت کی جگہ تمشیت ہے بمعنے جاری کرنا جس سے ارادۂ و قدرت الٰہی مراد ہے مگر لفظ مشیت بے تکلف اور تمشیت سے اچھا ہے پازہر یا پاد زہر کا محفف ہے بمعنے پاک کنندہ زہر کیونکہ لفظ پاد کے ہونے کے معنون مین مستعمل ہے۔ اور بعض نے اسکو پادزہر کا محفف کہا ہے بمعنے پاس دارندہ زہر کیونکہ لفظ پاد فارسی مین بمعنے پاسبانی ہے اور فادزہر اسکا معرب ہے بمعنے تریاک وزہر مہرہ یعنے وہ دوا جو زہر کے اثر کو دفع کر دے مطلب یہ کہ مومن و کافر۔ تریاک و زہر نور و ظلمت غرضیکہ ہر چیز مشیت الٰہی کی پابند ہے جسنے اپنے اسماء کا پرتو ڈالکر ہر شے کو جدا جدا اثر عنایت فرما رکھا ہے۔

	موسےؑ و فرعون مبنی را رہی		ظاہر آن کہ دارد و آن بے رہی
ترجمہ	موسے و فرعون ہین عبد الٰہ		راہ پر ہے ایک اک گم کردہ راہ

شرح لفظ رہی پہلے مصرع مین بمعنے غلام و بندہ ہے اور دوسرے مین بے رہی بمعنے گمراہی ہے یعنے موسے علیہ السلام اور فرعون ایک ہی معنے کے تابع ہین۔ اگرچہ باعتبار ظاہر موسےؑ راہ راست پر ہین اور فرعون گمراہ لیکن باعتبار حقیقت دونو اُسی رسنہ پر چل رہے ہین جو مشیت ایزدی نے اُنکو بنایا تھا۔ اس شعر مین معنے سے مراد وہ اسم ذات ہے جو الگ الگ موسے اور فرعون مین ظاہر ہوا ہے اور یہ دونو اُس اسم کے مظہر اور اُسکی تاثیر کے منقاد اور

سخر ہین موسے مظہر اسم ہادی ہین۔ اور فرعون مظہر اسم مضل۔ اسلیئے وہ ہدایت پر رہے اور یہ گمراہ ہوگیا مطلب یہ کہ تمام ممکنات اعیان ثابتہ یعنے اسماء حسنے کے محکوم ہین۔ اس لحاظ سے تمام مخلوق ایک ہی حیثیت کی مسخر ہے مگر چونکہ اسماء کے تاثیر مختلف ہے اسلیئے ممکنات مین ہی بعد ظہور اختلاف ہوجاتا ہے اور شریعت اس اختلاف ہی کے مٹانے کو آئی ہے

	روز موسے پیش حق نالان شدہ		نیمہ شب فرعون ہم گریان شدہ	
ترجمہ	دیکھکر موسے کو نالان پیش رب		یون ہوا فرعون گریان نیم شب	

شرح لفظ روز بمعنے جمع اوقات ہے یعنے حضرت موسے ہر وقت خدا کے سامنے نالان اور فرعون کی ہدایت و ایمان کے خواہان رہتے تہے اور فرعون دن کو تو خدائی دعوے کیا کرتا تہا اور آدہی رات کو زمانہ کی آنکہ سے چہپ کر خداوند حقیقی سے مناجات مین مصروف ہوجاتا تہا۔ اسکی مناجات کا مضمون یہ تہا کہ اے خالق کون و مکان تو شریک اور نظیر سے پاک ہے اور موسے بیشک پیغمبر برحق ہین لیکن چونکہ مین خدائی دعوے کرچکا ہون اسلیئے موسے علیہ السلام کا ایمان نہین لاتا کہ میری قوم یعنے قبطیون مین میری آبرو نہ جائے۔ اکثر علما کا قول ہے کہ فرعون حضرت موسے کے معجزے دیکھکر در پردہ ایمان لے آیا تہا مگر حب جاہ کے باعث زبان سے کلمۂ شہادت نہ پڑہ سکا چونکہ اسلام کے لیئے تصدیق جنان اور اقرار زبان مشروط ہے اسلیئے وہ اس نعمت عظمے سے محروم رہا۔

	کاین چہ غل ست اے خدا در گردنم		ورنہ غل باشد کہ گوید من منم	
ترجمہ	کیا ہے یہ گردن مین گمراہی کا طوق		ورنہ کیون ہے یہ انانیت کا شوق	

شرح مولانا قدس سرہ نے یہان سے فرعون کی مناجات کا مضمون شروع کیا ہے۔ یعنے فرعون اپنی مناجات مین یہ کہتا ہے کہ اے رب یہ گمراہی کا طوق میری گردن مین کیا ہے اگر یہ نہوتا تو مین ضرور موسے کی پیغمبری کا اقرار اپنی زبان سے کرلیتا اور اگر یہ نہو تو کوئی شخص دعوے انانیت نہین کرسکتا اور یہ نہین کہہ سکتا کہ مین ہی ہون دوسرے مصرع مین گویا فرعون کی واقعی حالت کا ذکر ہے کیونکہ اسنے انا ربکم الاعلے (اے لوگو مین تمہارا خدائے بلند تر ہون) کہا تہا گویا وہ یون کہتا ہے کہ اگر گمراہی کا طوق میری گردن مین نہوتا تو مین ہرگز دعوے خدائی نہ کرتا۔

	زانچہ موسے را منور کردہ		مر مرا ہم زان مکدر کردہ	
ترجمہ	جس سے موسے ہین منور اے خدا		اس سے ہون مین کیون مکدر ایخدا	
	زانچہ موسے را لقومہ رد کردہ		باد جانم را سیہ رو کردہ	
	جسکے باعث قدر موسے ہے بڑا		میرے باعث کر سیہ رو کر دیا	

شرح فرعون کہہ رہا ہے کہ ایخدا جس چیز (مشیت خاص) کے سبب تو نے حضرت موسےٰ کو منور (روشن ضمیر یا صاحب معجزۂ ید بیضا) کیا ہے اُسی مشیت کے باعث مجھے مکدر (تیرہ دل) کر دیا ہے اور جس مشیت سے تو نے انکو آسمان رسالت کا بدر الدجے بنا دیا ہے اُسی مشیت سے دو جہان مین میرا منہ کالا کر دیا ہے **شکستہ** فرعون کی یہ مناجات وزاری یا تو عجز و نیاز پر مبنی تھی اور وہ یہ چاہتا تھا کہ اے خدا حضرت موسے کی طرح مجھے بھی سیدھا راستہ دکھا یا یہ معنے ہین کہ وہ اپنے آپ کو تقدیر کے سامنے مجبور خیال کرتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ ایخدا جبکہ تو نے میری تقدیر ہی مین فرعونیت اور کافر رہنا لکھدیا ہے تو مین موسےٰ اور اُسکے خدا پر کیونکر ایمان لاسکتا ہون۔ یہ جبریہ کا مذہب ہے۔

	بہتر از ماہے نبود استارہ ام		چون خسوف آمد چہ باشد چارہ ام
ترجمہ	میرا طالع چاند سے بہتر نہین		اور گہن کا کوئی چارہ گر نہین

شرح فرعون کہتا ہے کہ ایخدا میرے نصیبے کا ستارہ آسمان کے چاند سے کسیطرح بہتر نہین ہوسکتا اور یہ ظاہر ہے کہ چاند خسوف (گہن) کی مصیبت سے ہرگز نہین بچ سکتا۔ پھر میرے نصیبے کے ستارہ کو زوال یا غروب نہو یہ ممکن نہین جب میرا ستارہ زوال مین آجائیگا (یعنے فرعونیت اور سلطنت زوال پذیر ہوجائیگی) تو کیا علاج کرونگا۔ یہ بادشاہت اور خدائی دعوے کہان سے لاؤنگا۔ مطلب یہ ہے کہ چونکہ میرے نصیبے کے ستارہ نے قمر سعادت (حضرت موسےٰ) سے اقتباس نور ہدایت نہین کیا۔ اسلیئے مین اُسے عنقریب زوال پذیر سمجھتا ہون۔

	نو بتم گریت و سلطان مے زنند		مہ گرفت و خلق بنگان مے زنند
ترجمہ	لوگ گو کہتے ہین مجکو رب ناس		ہے گہن کے وقت گویا زخم طاس

شرح بنگان بکسر بائے موحدہ و کاف فارسی اُس طاس مسی (تانبے کے کٹورے) کو کہتے ہین جسکو پانی مین ڈالکر گھڑی کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ یہان بنگان بمعنے مطلق طاس ہے جو ولایت مین خسوف (چاند گہن) کے وقت بجایا جاتا ہے اور لفظ گر بمعنے اگرچہ ہے یعنے فرعون یہ کہتا ہے کہ اگرچہ لوگ مجکو لفظ رب یا خطاب سلطان دوعالم سے مشہور کرتے ہین مگر انکو اس بات کی خبر نہین کہ یہ سراسر میرے لیے فضیحت اور رسوائی کا باعث ہے اور اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ چاند گہن کے وقت لوگ کٹورہ بجاتے ہین اور اپنے نزدیک اُسکو گہن چھٹ جانے کا ٹوٹکا جانتے ہین مگر فی الواقع اس سے چاند کی اور تفضیح ہوتی ہے کیونکہ جو شخص گہن کو نہین جانتا وہ بھی معلوم کرلیتا ہے کہ خسوف اسکو کہتے ہین علے ہذا القیاس میرا لوگون سے جبراً انا ربکم الاعلےٰ (مین تمہارا خدائے بلند مرتبہ ہون) کہلوانا میرے تابعین وغیرتابعین سب کے نزدیک میرے رسوائی کا باعث ہے کیونکہ ہر شخص کا دل صاف طور پر گواہی دیتا ہے کہ انسان خدا نہین ہوسکتا۔

	مے زنند آن طاس و غوغا میکنند		ماہ را از زخم رسوا میکنند
ترجمہ	طاس سے ہوتا ہے غوغا ہر طرف		چاند ہو جاتا ہے رسوا ہر طرف

شرح یہ گزشتہ شعر کی تشریح ہے یعنے جو لوگ چاند گہن کے وقت کٹورہ بجاتے یا غل مچاتے ہین وہ اس زخم (کٹورہ بجانے) سے چاند کو رسوا کرتے ہین۔

	منکہ فرعونم ز خلق اے وائے من		زخم طاس ربی الاعلائے من
ترجمہ	گو ہون مین فرعون مست کبر خویش		پر ہون زخم ربی الاعلے سے ریش

شرح یہ شعر مختلف نسخون مین مختلف طور پر ہے حسب نسخۂ بالا لفظ ز خلق دوسرے مصرع سے متعلق ہے یعنے فرعون یہ کہتا ہے کہ گو مین فرعون ہون اور اپنے آپ کو خدا کہلواتا ہون مگر خلق کی طرف سے زخم طاس یعنے آواز نوبت ربی الاعلے جو میرے حکم سے ہے۔ میرے لیئے نہایت خرابی اور فضیحت کا باعث ہے لفظ وائے بمعنے خرابی ہے۔ مطلب یہ کہ لوگون کا مجکو میرے حکم سے ربی الاعلے کہنا میرے واسطے سبب رسوائی ہے کیونکہ مین خوب جانتا ہون کہ خلقت اس دعوے مین مجکو جہوٹا جانتی ہے۔ مگر مین حب جاہ کے سبب جبراً انسے ایسا کہلواتا ہون۔ نیز ممکن ہے کہ لفظ ز خلق فرعونم کے متعلق ہے یعنے تمام مخلوق مین سے فرعون اور اپنے آپ کو خدا کہلوانے والا مین ہون۔ مگر اے میری خرابی مین اپنے زخم طاس ربی الاعلے کا کیا علاج کرون کہ میری خدائی دعوے مین خود میری رسوائی ہوتی ہے اسصورت مین من بمعنے خود ہے بعض نسخون مین ز خلق کی جگہہ ز شہرت ہے اور بعض مین ز شہوت یعنے گو مین اپنی شہرت پسندی و تکبر یا خواہش نفس امارہ کے باعث فرعون یعنے خدا بنا ہوا ہون مگر افسوس زخم طاس (خدائی دعوے کی آواز) میرے لیئے رسوائی کا سبب ہے۔

	خواجہ تاشانیم اما تیشہ ات		مے شگافد شاخ را در بیشہ ات
ترجمہ	ایک کے بندے ہین ہم پر اے خدا		چیرتا ہے شاخ کو تیشہ ترا

شرح یہ پہلے بہی معلوم ہو چکا ہے کہ ایک آقا کے دو غلام باہم خواجہ تاش کہلاتے ہین فرعون اپنی مناجات مین یہ کہتا ہے کہ اے خدا مین اور موسے دونو ایک خواجہ کے غلام اور ایک معبود کے بندے ہین۔ مگر مشیت اور قدرت الٰہی دونو مین مختلف طور پر ظاہر ہوی ہے کہ وہ ہدایت پر ہین اور مین گمراہ ہون۔ تیشہ سے مراد مشیت الٰہی اور قدرت فعال ہے اور بیشہ سے صحن دنیا اور شاخ سے وجود ممکنات یعنے اے اللہ اگرچہ جمیع ممکنات عالم کثرت سے پہلے ایک تہے لیکن تیری قدرت اور مشیت کا تیشہ صحن دنیا مین وجود ممکنات کی شاخون کے ساتہ جدا جدا عمل کرتا ہے جسطرح باغبان بعض شاخون کو چیر کے پیوند کر دیتا ہے تاکہ وہ زیادہ باور رہون۔ اور بعض کو کاٹ کر پہینکدیتا ہے۔ اسیطرح تیری قدرت و مشیت بعض شخص کو پیوند ہدایت کرتی ہے اور بعض کو ہدایت سے الگ کر کے نکما اور

اور گمراہ کر دیتی ہے بعض شارحین نے خواجہ تاش کے یہ معنے لیئے ہین کہ فرعون اور موسےٰ دونون کو حضرت شعیب علیہ السلام کی صحبت نصیب ہوی تہی مگر اس سے حضرت موسےٰ کو رہبری عنایت ہوئی اور فرعون کو گمراہی ملی۔

	باز شاخے را موصل میکنی	شاخ دیگر را معطل میکنی
ترجمہ	ایک کو تو نے موصل کر دیا	شاخ دیگر کو معطل کر دیا

شرح یعنے ایخدا تیری مشیت کا تیشہ ممکنات کی شاخون کو چیر کر انہین جدا جدا عمل کرتا ہے ایک شاخ کو زیادہ بار ور ہونے کے لیے پیوند کر دیتا ہے اور ایک کو کاٹ کر پھینک دیتا ہے یعنے تو جسکو چاہے سیدہا رستہ دکہاتا ہے اور جسکو چاہے گمراہ کر دیتا ہے۔ یہ شعر پہلے شعر سے متعلق ہے۔

	شاخ را بر تیشہ دستے ہست نے	ہیچ شاخ از دست تیشہ رست نے
ترجمہ	شاخ کو تیشہ پہ قدرت ہے؟ نہین	ہاتہہ سے تیشہ کے فرصت ہے نہین

شرح دونو مصرعون مین لفظ ہست درست سوال ہے اور لفظ نے جواب۔ یعنے فرعون یہ کہتا ہے کہ ایخدا کیا کسی شاخ (ممکن الوجود) کو تیرے تیشے (مشیت) پر غلبہ حاصل ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہین۔ اور کیا کوئی شاخ تیرے دست قدرت کے تصرف سے بچ سکتی ہے؟ کبہی نہین مطلب یہ کہ ہدایت و گمراہی تیرے اختیار مین ہے

	حق آن قدرت کہ آن تیشہ نراست	از کرم کن این کژیہا را تو راست
ترجمہ	تجکو اپنی خاص قدرت کی قسم	اس کجی کے بدلے کر مجہپر کرم

شرح یہان لفظ حق بمعنے بحق آن قدرت ہے مطلب فرعون یہ ہے کہ ایخدا اس قدرت کے صدقے مین جو تیرا تیشہ ہے اور اپنے اس کرم کے طفیل مین جو بلا تخصیص سب کا نگہبان ہے میری ان کج فہمیون اور کج افعالیون (دعوے خدائی اور انکار رسالت حضرت موسےٰ) کو سیدہا کر دے اور مجہے راہ راست دکہا کر شاخ ہدایت و ایمان سے پیوند کر دے۔

	باز با خود گفتہ فرعون اے عجب	من نہ در یا ربنا ام جملہ شب
ترجمہ	پہر کہا یہ اپنے دل مین یا عجب	کاٹتا ہون عجز سے مین نیم شب
	در نہان خاکی و موزون میشوم	چون بموسے مے روم چون میشوم
ترجمہ	حیف خلوت مین ہے تجہے التجا	ملکے مین موسے سے ہو جاتا ہون کیا

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے فرعون دل ہی دل مین یہ بہی کہا کرتا تہا کہ ایخدا کیا مین راتون کو تیری بارگاہ مین عجز و نیاز اور مناجات نہین کیا کرتا؟ کیا مین تجہے تمام شب یا ربنا یا ربنا (اے میرے خدا اے میرے خدا)

کہکر نہین پکارتا۔ ؟ بلکہ ضرور ایسا کرتا ہون۔ تجھے سچا اور اپنے آپ کو جھوٹا جانتا ہون دل مین تیری وحدت کا قائل ہون مگر یہ نہایت تعجب کی بات ہے کہ مین خلوت مین تو خاکی (بندۂ ذلیل) اور موزون (ہدایت یافتہ) بنجاتا ہون لیکن جب موسے کے سامنے جاتا ہون تو منکر توحید اور اپنی خدائی کا مدعی کیونکر ہو جاتا ہون؟ اسکا سبب کیا ہے کہ مین خلوت مین مومن ہون اور جلوت مین کافر۔ میری زبان سے علے الاعلان تیری توحید اور موسے کی رسالت کا اقرار کیون نہین نکلتا؟ پہلا لفظ چون وقتیہ ہے اور دوسرا استفہامیہ بمعنے چگونہ۔

	زر قلب دہ تو مے شود		پیش آتش چون سیہ رو مے شود	
ترجمہ	کھوٹے سونے پر اگر ہو دس تہین		آگ کے آگے تہین کیونکر رہین	

شرح اس شعر مین فرعون نے ایک تشبیہ کے ذریعہ سے اپنی حالت کا فیصلہ آپ کیا ہے۔ زر قلب۔ کھوٹا سونا اور دہ تو بمعنے دس تہ۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کھوٹے سونے پر گہرے سونیکا رنگ یا ملمع دس تہ تک چڑہادے اور پھر آگ کے پاس رکھکر دیکھہ لے کہ کیونکر سیہ ہو جائیگا۔ یہی حال میرا ہے کہ شب کو خلوت کے وقت تو سر وحدت سے منور ہو جاتا ہون۔ لیکن جب ان کو حضرت موسے کے سامنے جاتا ہون تو انکا شعلۂ نبوت میرے کھوٹ کو ظاہر کر دیتا ہے اور نور وحدت کی روشنی قلب سے جاتی رہتی ہے دل سیاہ ہو جاتا ہے اور مین گمراہ کا گمراہ رہجاتا ہون نیز ممکن ہے کہ فرعون کی حالت بیان کرنے کے متعلق یہ شعر مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہو بہرحال مطلب دونون باتونکا ایک ہے

	نے کہ قلب و قالبم در حکم اوست		لحظۂ مغزم کند یک لحظہ پوست	
ترجمہ	قلب و قالب ہے مرا محکوم دوست		مغز وہ کرتا ہے گاہے۔ گاہ پوست	

شرح ان چار شعرون مین عقاید جبریہ کے مطابق فرعون نے اپنی گمراہی کو نعوذ باللہ فعل الٰہی خیال کرکے اپنی تسلی کر لی ہے جبریہ کا قول ہے کہ عبد و شر خدا کی جانب سے ہے بندہ کچھ اختیار نہین رکھتا۔ حالانکہ یہ عقیدہ بالکل باطل بلکہ کفر ہے اور اسکا مفصل بیان پہلے گزر چکا ہے۔ فرعون یہ کہتا ہے کہ میرا دل اور جسم (یعنے زبان) دونو حکم الٰہی کے تابع ہین وہ مجکو کبھی (یعنے خلوت مین) مغز (محض نور توحید) بنا دیتا ہے اور کبھی (یعنے جلوت مین) پوست (نور توحید سے خالی) کر دیتا ہے یعنے مین خلوت مین مناجات کے وقت دل سے تیری توحید کو مان لیتا ہون مگر جلوت مین حضرت موسے کے سامنے زبان سے اقرار نہین کر سکتا۔ یہ دونو باتین تیرے ہی اختیار مین ہین مین خود اپنے ہدایت و ضلالت پر کسیطرح کا اختیار نہین رکھتا۔

	لحظۂ ما ہم کند یکدم سیاہ		خود چہ باشد غیر این کار آلہ	
ترجمہ	ماہ کرتا ہے کبھی گاہے سیاہ		کچھ نہین اسکے سوا کار آلہ	

شرح یعنے اللہ تعالےٰ کبھی تو مجکو چاند کی طرح نورانی (صاحب نور توحید) بنا دیتا ہے اور کبھی سیاہ دل (منکر توحید) کر دیتا ہے اس انقلاب حالت سے مجھے تعجب نہ کرنا چاہیئے کیونکہ خدا کا کام ہی یہی ہے کہ وہ کبھی مومن کو کافر کر دیتا ہے اور کبھی کافر کو مومن۔ اسکی قدرت انقلاب ہی مین نظر آتی ہے۔

	سبز گردم چونکہ گوید گشت باش		زرد گردم چونکہ گوید زشت باش
ترجمہ	سبز ہوتا ہون کہے گر مجکو گشت		زرد ہوتا ہون کہے گر مجکو زشت

شرح یعنے میری حالت ایسی ہے جیسے کھیتی۔ اللہ تعالےٰ نے اسکی بھلائی کا حکم دیا سرسبز ہوگئی برائی کا حکم دیا زرد ہوگئی۔ اسکی بھلائی برائی سب خدا کے ہاتھ مین ہے

	پیش چوگانہائے حکم کن فکان		مے دویم اندر مکان لامکان
ترجمہ	رہکے ہمنے زیر حکم کن فکان		جہان مارے سب مکان و لامکان

شرح فرعون کہتا ہے کہ ہم چوگان حکم الٰہی کے سامنے مکان و لامکان (عالم تعین و لاتعین یا عالم اجسام و عالم ارواح) مین گیند کی طرح دوڑتے ہین بلا جسطرف چاہتا ہے گیند کو پہینکدیتا ہے اسیطرح حکم الٰہی مشیت ایزدی کے مطابق ہمین جس کام مین چاہتا ہے لگا دیتا ہے ہماری گمراہی کا گناہ ہمپر نہین ہے **فائدہ** یہانتک فرعون کی مناجات تمام ہوی اس مناجات سے یہ نہین نکلتا کہ وہ باطن مین مومن تہا کیونکہ فرعون کا کفر قرآن مجید کی بہت سی آیتون سے ظاہر ہے اگر وہ باطنًا مومن ہوتا تو قرآن مجید مین جہان اسکی بابت مفصل آیتین نازل ہوی ہین مجملًا اسکے باطنی ایمان کی طرف بہی ضرور اشارہ کیا جاتا نیز باطنی مومن مان لینے سے فرعون واقعی مومن نہین ہوسکتا۔ کیونکہ ایمان دلی تصدیق اور زبانی اقرار کا نام ہے اور یہ گذشتہ اشعار مناجات سے معلوم ہوچکا ہے کہ فرعون خلوت مین ایمان لانے اور حضرت موسےٰ کے روبرو منکر رہنے سے خود تعجب کیا کرتا تہا اور چونکہ اپنے دل مین رب العالمین کے سچے اور اپنے جہوٹے خدا ہونے کا قائل تہا اسلیئے لوگون کی حاجتین چہپ چہپ کر خدا سے مانگتا تہا۔ یہ مناجات اظہار ایمان کے لیئے نہ تہی بلکہ اسلیئے تہی کہ لوگون مین اسکی آبرو قایم رہے۔ فرعون کی اکثر دعائین بطور استدراج قبول ہوی ہین۔

	چونکہ بے رنگی اسیر رنگ شد		موسیے با موسیے در جنگ شد
ترجمہ	چونکہ بے رنگی اسیر رنگ ہے		موسی و موسی ہین باہم جنگ ہے

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ اور مقصود حضرت موسےٰ اور فرعون کی مخالفت یا ہر یک دو بدکی تفریق کا اصلی سبب بیان کرنا ہے اور طالب کو ایک نہایت اعلےٰ درجہ کی مخفی راز سے آگاہ کر دینا منظور ہے اب حل شعر سنیئے بیرنگی مرتبۂ لاتعین کہ تقید اور تعین سے منزہ ہے۔ رنگ مرتبۂ تعین اور اسکے

شدن بمعنے متعین شدن ہے تعین دو قسم کا ہے ایک تعین مرتبۂ اسماء الٰہی مین ہے کہ ہر ممکن ایک اسم خاص سے متعلق ہوکر متعین اور ایک دوسرے سے ازل مین ممیز ہو چکا ہے دوسرا تعین مرتبۂ خارج مین ہے جسکے اقتضا سے ممکنات خارج مین ممیز و متعین ہوے ہین۔ مولانا کا یہ مطلب ہے کہ جب ذات حق تعینات مین آئی تو متعینات مین جنگ اور منافرت پیدا ہوگئی۔ اول مبائنت مرتبۂ اسماء مین واقع ہوئی کیونکہ ہر اسم کا مقتضیٰ دوسرے اسم کے مقتضے کے مخالفت ہے مثلاً مضل کا مقتضا اور ہے اور ہادی کا اور ثانیاً متعینات خارجیہ مین منافرت واقع ہوی کیونکہ متعینات مظاہر اسماء ہین اور جبکہ اسماء مین مبائنت ہے تو متعینات مین بطریق اولےٰ منافرت ہوگی یہ مطلب ہے کہ لاجب تعین مقید بہ قید تعین ہو گیا اور روحین بدن سے متعلق ہوئین تو باعتبار ظہور تعینات کثیرہ انمین اختلاف واقع ہو گیا ایک موسے کے شخص متعین دوسرے موسے کا مخالف بنگیا۔ اور جب تک یہ تمام ممکنات مرتبۂ لاتعین مین تھے تو سوائے ذات کے اور کچھ نتھا تمام اشیاء اسکے علم ازلی مین متحد تھین۔ موسےٰ سے مراد شخص متعین ہے لیکن چونکہ اس داستان مین فرعون اور موسےٰ کا ذکر ہے اسلیئے دونو جگہ لفظ موسے سے شخص متعین مراد لیا گیا ہے یعنے عالم کثرت مین آکر ایک متعین دوسرے متعین سے مخالف ہو گیا۔ اگرچہ مرتبہ لاتعین مین سب متحد تھے یہ معنے اس صورت مین ہین کہ موسےٰ مین دونو جگہ یاے وحدت مانی جاے اور اگر یاے نسبت ہے تو یہ معنے ہین کہ ایک موسائی دوسرے موسائی کے ساتھ جنگ مین۔ پہلے موسائی سے فرعون مراد ہے جو حضرت موسےٰ کی امت یا انکے زمانہ مین تھا اور دوسرے موسائی سے خود حضرت موسے مراد ہین کیونکہ جسطرح امتون پر رسولون کی تصدیق فرض ہے اسیطرح ہر رسول پر بھی اپنی تصدیق لازم ہے۔ اسلیئے حضرت موسے۔ موسےٰ بھی ہین اور موسائی ہے اور ہمارے رسول مقبول محمدؐ بھی ہین اور محمدی ہے۔ یا یہ کہ پہلے موسیے مین یاے نسبت ہو اور دوسرے مین یاے وحدت یعنے موسائی (فرعون ہوسے کے ساتھ جنگ مین ہے۔

	چون بہ بیزگی رسی کو داشتی		موسی و فرعون کردند آشتی
ترجمہ	گر تجھے حاصل ہو نور معرفت		موسی و فرعون مین ہے مصلحت

شرح یعنے اے سالک جب تو اس مرتبۂ لاتعین کا خیال کریگا جو عالم کثرت مین آنے سے پہلے تجکو حاصل تھا تو تجکو معلوم ہو جائے گا۔ کہ فرعون اور موسے اس مرتبہ مین متحد تھے۔ کیونکہ اسوقت سوائے ذات کے اور کچھ نتھا تمام اشیا علم ازلی مین بالکل متحد تھین

	گر ترا آید بہ بین بحثہ سوال		زنگ کے خالی بود از قیل و قال
ترجمہ	ہو ترے دل مین اگر پیدا سوال		زنگ کب رہتے ہین بے بحث و جدال

شرح بعض نسخون مین نکتہ کی جگہ گفتہ ہے یعنے ہمنے جو یہ کہا ہے یا نکتہ وحدت بیان کیا ہے کہ متعینات عالم الاتعین مین سب کے سب متحد ہتے گو اسپر تجکو یہ اعتراض سوجھی کہ یہ متعینات تو جنگ و جدال اور باہمی اختلاف سے خالی نہین حالانکہ دعوے یہ تہا کہ متعینات سب کے سب متحد ہتے نتیجۂ اعتراض یہ نکلا کہ دعوے حالت واقعی کے اور فرع اپنی اصل کے خلاف ہے کیونکہ یہ عجیب بات ہے کہ یہ رنگ یعنے متعینات ذات واحد سے پیدا ہوے ہین اور اسی سے قایم ہین پہر مرتبۂ تعین مرتبۂ لاتعین کا مخالف کیون ہے۔ کیونکہ مرتبۂ لاتعین اصل ہے اور مرتبۂ تعین اُسکی فرع اسکو چاہیئے کہ اصل کا مخالف نہوتا۔ ضدیت اور مخالفت تو ضدین مین ہونی چاہیئے۔ اور جبکہ دونو مرتبے ایک حقیقت سے وابستہ ہین تو مخالفت کیون ہے؟ اسصورت مین قیل وقال یعنے جنگ و جدال ہے۔ اور پہلے شعر کا دوسرا مصرع۔ اور دوسرے شعر کے دونو مصرعے تقریر اعتراض ہین نیز ممکن ہے کہ پہلے شعر کا دوسرا مصرع داخل تقریر اعتراض نہو بلکہ اعتراض کی علت ہو یعنے اگر تجکو نکتۂ وحدت پر یہ اعتراض ہو کہ تو متعینات مین سے ہے اور متعینات کا قاعدہ ہمیشہ بحث اور قیل وقال کا ہے اور تو یہ کہی کہ اے عجب کاین رنگ از بیرنگ خاست الے آخرہ اس صورت مین صرف آیندہ شعر تقریر اعتراض ہے۔

	اے عجب کاین رنگ از بیرنگ خاست		رنگ با بے رنگ چون در جنگ خاست
ترجمہ	اے عجب یہ رنگ جز و رنگ ہے		رنگ کو بے رنگ سے کیون جنگ ہے

شرح یعنے اگر تو از راہ تعجب یہ اعتراض کرے کہ یہ تمام رنگ (متعینات) بے رنگ (ذات واحد) سے پیدا ہوے ہین پہر مرتبۂ تعین مرتبۂ لاتعین کا مخالف کیون ہے حالانکہ فرع اصل کی مخالف نہین ہوتی تو اسکا جواب آیندہ شعر مین ہے۔

	اصل روغن زاب افزون میشود		چون بآب آمد ضد چون میشود
ترجمہ	اصل روغن آب ہے اے معتقد		آب و روغن کیلئے باہم ہین ضد

شرح یعنے اے سالک ہم تیرے مذکورۂ بالا اعتراض کا جواب ایک تشبیہ مین دیتے ہین تاکہ اچھی طرح سمجھ مین آجائے۔ ذرا توجہ سے سن۔ روغن کی اصل (یعنے روغنی تخمون مثلاً سرسون یا تلون وغیرہ کی) پانی ہی سے بڑہتی ہے اور سرسون یا تل وغیرہ پیدا ہوتے ہین۔ اور پہر انہین مین سے تیل نکلتا ہے۔ لیکن انجام پر نظر کر کہ روغن۔ پانی کا مخالف ہے مطلب یہ کہ روغن جب تک روغن نہ تہا یعنے روغن کی صورت مین نہ آیا تہا ہرگز اپنی اصل یعنے پانی کا مخالف نہ تہا یہ مخالفت اس تعین خاص (روغن ہونے) کے سبب سے پیدا ہوی ہے۔ علے ہذا القیاس متعینات کا اختلاف مرتبہ تعین کے باعث سے ہے۔ مرتبۂ لاتعین مین سب متحد ہتے کوئی کسیکا مخالف نہ تہا یہ مخالفت بعد حصول مرتبۂ تعین واقع ہوی ہے۔

	چونکہ روغن را ز آب اشتر شتہ اند		آب با روغن چرا ضد گشتہ اند
ترجمہ	آب ہے بے شبہ روغن کا عنصر		کیون یہ پھر ضدین ہین اے دل پذیر

شرح یعنے چونکہ بونے کے وقت روغنی تخمون کی جڑکو پانی کے ساتھ گوندھا ہے مطلب یہ کہ اُنکی جڑون مین پانی دیا گیا ہے اسلیئے مناسب یہ تہا کہ آب اور روغن باہم مخالف نہوتے حالانکہ دونو ایک دوسرے کی ضد ہین پانی کی اور خاصیت ہے روغن کی اور اِسکا سبب وہی ہے جو پہلے بیان ہوچکا ہے کہ روغن مرتبۂ تعین یعنے روغن ہونے سے پہلے پانی کا مخالف نہ تہا یہ اختلاف تعین کے بعد ہوا ہے علے ہذا القیاس رنگ و بیرنگ مرتبۂ تعین سے پہلے متحد تہے۔ مخالفت بعد مین ہوی ہے

	چون گل از خارست و خار از گل جدا		ہر دو در جنگ اند و اندر ماجرا
ترجمہ	خار سے جب گل ہے گل سے خار ہے		کیلئے دونو مین پھر تکرار ہے

شرح اُسی گزشتہ اعتراض کا جواب دوسری تشبیہ مین دیا گیا ہے۔ یعنے اے سالک باوجودیکہ گل خار کی جنس مین سے ہے اور خار گل کی کیونکہ دونو ایک ہی پانی سے پیدا ہوے ہین باایںہمہ ان دونو مین جنگ و مخالفت کیون ہے؟ دیکھہ لیجے گل محبوب ہے اور خار مبغوض۔ پھول باعث تازگی و مسرت ہے اور کانٹا موجب تکلیف و اذیت۔ اسکا جواب وہی ہے کہ خار کا نٹا ہونے سے پہلے گل کا مخالف نہ تہا یہ جنگ باہمی مرتبۂ تعین کے سبب سے واقع ہوئی ہے حاصل جواب یہ ہوا کہ یہ متعینات کا اختلاف اور جنگ و منافرت عالم کثرت مین آنے کے باعث سے ہے اور سمجھنے اتحاد اضداد کا دعوے عالم لاتعین مین کیا تہا۔ یعنے متعینات اگرچہ عین واحد سے پیدا ہوئی ہین اور اس اعتبار سے سب کے سب متحد بہی ہین لیکن بنظر تعینات انمین اختلاف اور منافرت واقع ہوئی ہے اگر اختلاف تعینات نہوتا تو صنعت ربانی اور قدرت حضرت سبحانی ظاہر نہوتی یہہ اختلاف فرع مع اصل حکمت الٰہی پر مبنی ہے چنانچہ آیندہ شعر مین اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

	یا نہ جنگ ست این برا حکمت ست		ہمچو جنگ خر فروشان صنعت ست
ترجمہ	یا یہ حکمت کے لیے ہے رہبری		خر فروشون کی سی جنگ نہ گری

شرح یعنے اس اختلاف کو یا تو باعتبار تغایر تعینات سمجھیے یا یون کہیے کہ یہ اختلاف فی الواقع اختلاف نہین ہے بلکہ جنگ مصنوعی ہے یعنے کفار کی مخالفت انبیاء و اولیاء کے ساتھ اور نفس کے روح کے ساتھ اظہار حکمت ربانی کے لیے ہے کیونکہ کفر نہوتا تو ایمان کی عزت اور کافر نہوتے تو مومن کے تمیز اور جہنم نہوتی تو جنت کا مزا ہرگز سمجھ مین نہ آتا۔ اور یہ جنگ مصنوعی ایسی ہے جیسے کہ خر فروشون مین باہم ہوتی ہے جس سے

مشتری کو رغبت دلانے مقصود ہوا کرتی ہے مثلاً ایک خرفروش دوسرے سے کہا کرتا ہے کہ تو نے میرے گدھے کی قیمت سو روپیہ کیون کہدی فلان خریدار دو سو دیتا ہے تجکو غیر کے مال کی قیمت لگانے سے کیا مطلب۔ اِس جنگ باہمی گدھے والون کا مطلب واقعی جنگ نہین ہوتا بلکہ یہ خریدار کو رغبت دلانے کی حکمت ہے۔ اسیطرح متعینات کا اختلاف خالی از حکمت نہین۔

	یا نہ این ست و نہ آن حیرانی ست		گنج باید گنج در ویرانی ست
ترجمہ	یا سمجھ لے عقل حیرانی مین ہے		گنج حاصل کر جو ویرانی مین ہے

شرح یعنے اختلاف تعینات یا تو واقعی جنگ ہے یا مصنوعی یا یہ سمجھیئے کہ یہ نہ جنگ واقعی ہے۔ نہ جنگ مصنوعی بلکہ سر بسر حیرانی ہے۔ کیونکہ جب مرتبۂ لاتعین کو دیکھا جاتا ہے تو سب متحد پائے جاتے ہین اور جب مرتبۂ تعین پر نگاہ ہوتی ہے تو سب مختلف ہین اور اِس سے طالب کو سوائے حیرت کے اور کچھ حاصل نہین ہوتا بس تو طالب صادق کے قابل یہ بات ہے کہ گنج معرفت کو تلاش کرے جو ویرانہ مین ملتا ہے یعنے خزانۂ معرفت اور کنز اسرار غیب کو مخزن قلوب کاملین سے ڈھونڈے۔ کیونکہ خزانہ ویرانی مین ہوتا ہے یعنے اسرار ایسے کاملین کے دل مین پنہان رہتے ہین جنہون نے اپنے وجود موہوم کو ویران اور معدوم و فنا کر رکھا ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ اختلاف تعینات نہ جنگ واقعی ہے نہ جنگ مصنوعی بلکہ سر بسر حیرانی یعنے حیرت محمودہ ہے اسی حیرت کے عالم مین خزانۂ شہود حق حاصل ہوسکتا ہے کیونکہ تمام تعینات آئینۂ جمال حق ہین۔ لہذا طالب تو اسی خزانہ کے حاصل کرنے کی کوشش کر بعض نسخون مین گنج باید جست این ویرانی ست ہے یعنے یہ مراتب تعین اور لاتعین کی بحث سر بسر طالب کے لیے ویرانی یعنے باعث خرابی ہے کیونکہ ایسے خیالات سے وہ مجاہدہ اور ریاضت سے رُکجاتا ہے۔ اسکو چاہیئے کہ کاملین سے خزانہ معرفت ڈھونڈے اور مباحثہ کو ترک کردے

	آنچہ تو گنجش توہم مے کنی		زان توہم گنج را گم مے کنی
ترجمہ	وہم نے سمجھا ہے تیرے جسکو گنج		وہ نہین ہے گنج ہے وہ عین رنج

شرح توہم سے وجود موہوم یا ہستی فانی مراد ہے۔ یعنے ایخاطب تو جس وجود موہوم کو اپنے وہم و رائے مین گنج اور سامان مسرت خیال کر رہا ہے وہ فی الواقع گنج نہین ہے بلکہ صرف مٹی کا ڈھیر ہے تو اس لغو خیال کے باعث خزانۂ معرفت کو ہاتھ سے کھو رہا ہے۔

	چون عمارت دان توہم ویرا نہا		گنج نبود در عمارت جایہا
ترجمہ	وہم تیرا ہے عمارت میر بجان		گنج ہوتا ہے عمارت مین کہان

شرح یعنے تو جس وجود موہوم کو اپنے وہم و رائے مین گنج خیال کر رہا ہے یہ وہم و رائے بمنزلۂ عمارت یعنے

فریب ہستی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ خزانہ عمارت یعنے آبادی مین نہین ہوتا اسیطرح جبتک تیرے دل مین وہم و رائے کی عمارت یا فریب ہستی کی بنیاد قایم رہیگی خزانۂ معرفت الٰہی ہرگز حاصل نہوگا۔

	در عمارت ہستی و جنگے بود	نیست را از ہستہا ننگے بود
ترجمہ	ہے عمارت مین سر ہستی و جنگ	نیست کو ہست سے ہر لحظہ ننگ

شرح نیست سے مراد عارف فانی نے اللہ ہے اور ہست سے گرفتار ہستی خود۔ مطلب یہ کہ عمارت وجود موہوم مین ہر دم خیال ہستی اور خصومت فنا رکہی ہوی ہے۔ جو شخص گرفتار ہستی ہے وہ اپنے وجود کو مستقل جانتا ہے اور اسی لیئے فانی سے خصومت اور نفرت رکہتا ہے۔ لیکن در اصل نیست کو ہست سے ننگ و عار ہے یہی وجہ ہے کہ گرفتار ہستی عارف کے ارشادات کو قبول نہین کرتا۔ اگر عارف کو اُس سے نفرت نہو تو گرفتار ہستی کیسی ہی نفرت رکہے لیکن عارف اپنے جذب باطن سے اُسکو کہینچ سکتا ہے مطلب یہ کہ اہل دنیا جو عارفین سے نفرت رکہتے ہین یہ نفرت عارفین ہی کے نفرت سے پیدا ہوی ہے۔

	نے کہ ہست از نیستی فریاد کرد	بلکہ نیست آن ہست را وا داد کرد
ترجمہ	ہست سے کچہ نیست فریادی نہین	خود یہی اُس سے جدا ہے بالیقین

شرح پہلے مصرع مین لفظ نے بانسلی کے معنون مین نہین بلکہ نیست کا مخفف ہے اور فریاد بمعنے شکایت و نفرت اور وا داد بمعنے جدا از عطا ہے کیونکہ لفظ وا بمعنے نارسیدہ و جدا آیا ہے۔ یعنے یہ بات نہین ہے کہ ہست (گرفتار دنیا) نیست (عارف) سے نفرت کرتا ہے بلکہ عارف ہی نے اُس گرفتار ہستی موہوم کو عطائے معرفت سے جدا کر رکہا ہے۔ اور عارف ہی فی الواقع اُس سے نفرت رکہتا ہے۔

	تو مگو کہ من گریزانم ز نیست	بلکہ او از تو گریزان ست ایست
ترجمہ	تو نہ کہہ مین بہاگتا ہون نیست سے	بہاگتا ہے خود وہ تجہسے دیکہہ لے

شرح دوسرے مصرع مین لفظ ایست بمعنے قیام کن و گریزان مشو ہے یعنے تو یہ نکہہ کہ مین نیست یعنے عارف باللہ سے بہاگتا ہون اے شخص ٹہر جا اور غور سے دیکہہ کہ وہ خود تجہسے گریزان ہے۔ بعض نسخون مین ایست کی جگہ بیست ہے اسصورت مین بیست یا تو بمعنے ایست ہی ہے اور بائے موحدہ امر حاضر مین زیادہ ہے یا بیست سے مراد بست بار ہے بطریق مبالغہ یعنے تو ایک بار بہاگتا ہے تو عارف باللہ تجہسے بیس بار گریز کرتا ہے

	ظاہرا مے خواندت او سوے خود	وز درون مے راندت با چوب رد
ترجمہ	تجکو ظاہر مین بلاتا ہے مگر	تجہسے ہے اسکو تنفر سر بسر

شرح یہ ایک سوال کا جواب ہے۔ متعرض یون کہتا تہا کہ عارف اہل دنیا سے بہاگتے کب ہین بلکہ اُنکی طرف

راغب ہوتے ہین اور دعوت اسلام کرتے ہین۔ مولانا کا جواب یہ ہے کہ یہ مخالطت اور رغبت کسی ظاہری مصلحت کے لیے ہے باطن مین عارف اُنسے نافر رہتے ہین۔ مثلاً فرض کیجیئے کہ اگر کسی ظالم بادشاہ سے کوئی عارف باللہ مخالطت کریگا تو یہ رغبت صرف اُسکے بُرائیون سے بچنے یا اُسکو بُرائیون سے بچانے کے لیے ہوگی لیکن وہ دل مین ضرور بادشاہ مذکور سے متنفر رہیگا۔ اور جب رد و دفع کرنے کی لکڑی سے بانکتا رہیگا۔

	قومے اندر آتش سوزان چو ورد		قومے اندر گلستان با رنج و درد
ترجمہ	آتش سوزان مین ہین اک شکل ورد		باغ مین رہکر ہین اک بارنج و درد

شرح اس شعر مین عارف اور اہل دنیا کی حالت کا فرق اور عارفین کی نفرت کا باعث بیان کیا گیا ہے یعنے عارف ایسا گروہ ہے کہ آتش سوزان مین گل ورد کی طرح خوش و خرم رہتے ہین یعنے مصائب دنیوی مین اُنکو مرضی خدا سے نفرت نہین ہوتی۔ اور اہل دنیا ایسے لوگ ہین کہ عیش مین رہکر بھی رنج و درد کی شکایت کیا کرتے ہین یعنے ناشکر ہین۔ جبکہ اُنکے اور اُنکے مسلک مین اسقدر تفاوت ہے تو باہم نفرت کیون نہوگی ورد گلاب کے پھول کو کہتے ہین۔

	نعلہائے بازگونہ ست اے سلیم		نفرت فرعون را دان از کلیم
ترجمہ	اُلٹی جوتی کی طرح سن اے سلیم		نفرت فرعون ہے غیظ کلیم

شرح نعل بازگونہ (اُلٹی جوتی کا) برعکس اور نشان مٹا دینے کے معنون مین مستعمل ہے اور ضمیر ہست رغبت کی طرف راجع ہے۔ یعنے اے سلیم العقل اہل عرفان کی اُس رغبت کو جو اہل دنیا سے ہے برعکس سمجھنا چاہیئے عارف تمام اہل دنیا سے ظاہر مین رغبت رکھتے ہین اور باطن مین متنفر رہتے ہین اولیاء اللہ کی رغبت و نفرت اتفاقی نہین بلکہ الہامی ہوتی ہے۔ اُنکو از راہ الہام معلوم ہوجاتا ہے کہ فلان شخص ہرگز ایمان نہ لائے گا اسلیئے وہ باطنی توجہ نہین کرتے مگر ظاہر طور پر دعوت اسلام اور تبلیغ احکام جو شرعی فرض ہے برابر ادا کیے جاتے ہین اور جبکہ اہل اللہ دنیا پرستون سے دلی نفرت رکھتے ہین تو اسی نفرت کا عکس دنیا داروں کے دلون مین بھی پڑتا ہے اور وہ بھی اہل اللہ سے متنفر ہوجاتے ہین چنانچہ دوسرے مصرع کے یہی معنے ہین کہ فرعون کو جو حضرت موسےٰ سے نفرت تھی یہ موسےٰ ہی کی نفرت سے پیدا ہوئی تھی موسےٰ باعتبار ظاہر دعوت اسلام کر رہے تھے۔ اگر باطنی کشش بھی ہوتی تو فرعون ضرور ایمان لے آتا کیونکہ عارفین کی حالت کو فعل معکوس سمجھنا چاہیئے جسطرح اُلٹی جوتی کا نشان زمین پر نہین پڑتا ہے اسطرح عارفین کی حالت لوگونکو معلوم نہین ہوتی کہ اُنکا ظاہر کیا ہے اور باطن کیا۔ اولیاء کے ظاہر و باطن کا اختلاف خدانخواستہ نفاق پر محمول نہین بلکہ ایک مصلحت پر مبنی ہے وہ خدا کے لئے بغض و محبت رکھا کرتے ہین۔

	سبب حرمان اشقیا از دو جہان کہ خسر الدنیا و الآخرۃ		
ترجمہ	بدون کے دو جہان سے محروم رہنے کا سبب کیونکہ انکی شان مین آیت خسر الدنیا والآخرۃ نازل ہے		

شرح یہان سے اس مضمون کی تمثیل شروع ہوی ہے جو مصرع سابق۔ وز درون مے راندنت باچوب ردین ہے یعنے اولیاء اللہ اہل دنیا سے متنفر رہتے ہین اور انکو چوب رد سے ہانکدیتے ہین یہی باعث ہے کہ وہ دو جہان سے محروم رہکر دنیا اور آخرت مین خسارہ اٹھاتے ہین۔ اس تمثیل مین اہل فلسفہ کی رائے کے مطابق زمین و آسمان کی ہیئت وغیرہ کا ذکر ہے جسکی مفصل تشریح مع نتیجۂ تمثیل آیندہ اشعار مین آنیوالی ہے۔

	چون حکیمک اعتقادے کردہ است	کاسمان بیضہ زمین چون زردہ است	
ترجمہ	فلسفی کو اس گمان پہ ہے یقین	آسمان انڈا ہے زردی ہے زمین	

شرح لفظ حکیمک مین کاف تصغیر کے لیے ہے جیسا کہ مرد ک مین اور حکیم سے مراد فلسفی ہے یعنے ذلیل فلسفی کا یہ مقولہ ہے اور اسنے یہ اعتقاد کر رکھا ہے کہ آسمان بیضہ کے مانند ہے اور زمین اسمین ایسی ہے جیسا کہ بیضہ مین زردی یعنے آسمان مدور اور کرہ کے شکل ہے اور زمین اسمین زردی بیضہ کی طرح معلق ہے۔

	گفت سائل چون بماند این خاکدان	درمیان این محیط آسمان	
ترجمہ	ایک سائل نے کہا یہ خاکدان	ہو گیا کیونکر محیط آسمان	

شرح یعنے چونکہ آسمان علوی و نورانی چیز ہے اور زمین سفلی و جسمانی اسلیے باہم دونو متضاد ہین اور یہ صاف ظاہر ہے کہ ضد دوسری ضد مین نہین سما سکتی۔ بدین لحاظ سائل فلسفی پر اعتراض کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ یہ خاکدان (زمین) کرۂ آسمان مین کیونکر سما سکتی ہے۔ یہ دونو تو باہم متضاد ہین پھر ہم یہ کیونکر مان لین کہ آسمان بیضہ کی اور زمین اسمین زردی بیضہ کی مانند ہے۔ کیونکر ضدین ہرگز ایک جگہ جمع نہین ہو سکتین۔

	ہمچو قندیلے معلق در ہوا	نے بہ اسفل مے رود نے بر علا	
ترجمہ	صورت قندیل کیون لٹکی ہے یہ	زیر و بالا کیون نہین ہوتی ہے یہ	

شرح یہ شعر بھی معترض کا مقولہ اور گزشتہ اعتراض کا تتمہ ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ مین اسکو نہین مانتا کہ زمین کرۂ آسمان مین زردی بیضہ یا قندیل کی طرح ہوا یعنے ادھر مین لٹکی ہوی ہے نہ نیچے آتی ہے نہ اوپر جاتی ہے کیونکہ آسمان اپنی ضد یعنے زمین کو اپنے کرہ مین جگہ ہی نہین دیسکتا۔ پھر اسمین زمین کے معلق ہونے کے کیا معنے۔

	آن حکیمش گفت کز جذب سما	از جہات شش بماند اندر ہوا	
ترجمہ	فلسفی بولا کہ جذب آسمان	اسکو رکھتا ہے ہوا کے درمیان	

شرح یہ اس اعتراض کا جواب ہے یعنے فلسفی نے تقریر اعتراض سنکر سائل کو یہ جواب دیا کہ آسمان مین جذب یعنے

کھینچ لینے کی قوت موجود ہے اسلیئے جب اُسنے چھوٹون طرفون سے زمین کو کھینچا تو وہ اُدھر مین معلق رہگئی۔ نہ نیچے آسکتی ہے نہ اوپر جاسکتی ہے بلکہ کٹ کر کرۂ فلک کے وسط مین رہگئی ہے۔

	چون زمقناطیس قبہ ریختہ		درمیان ماند آہنے آویختہ
ترجمہ	قبہ ہو جس طرح مقناطیس کا		اُسمین آہن رہگیا لٹکا ہوا

شرح اس شعر مین فلسفی نے اپنے جواب کو ایک تشبیہ مین سمجھایا ہے تاکہ سائل اچھی طرح سمجھ لے یعنے آسمان کے ایسے مثال ہے جیسا کہ سنگ مقناطیس سے کوئی قبہ بنایا جائے اور اسمین لوہا رکھا جائے تو لوہا اُسمین معلق رہیگا۔ اسیطرح آسمان مین جذب کی قوت ہے اور زمین اُسمین معلق ہے فلک نے وسط کرہ مین زمین کو جگہ نہین دی بلکہ زمین اُسکی مقناطیسی طاقت کے باعث شش جہات سے کھنچکر خود بخود معلق رہگئی ہے۔

	آن دگر گفت آسمان باصفا		کے کشد در خود زمین تیرہ را
ترجمہ	دوسرا بولا کہ چرخ اے نیک خو		کھینچتا ہے کب زمین تیرہ کو
	بلکہ دفعش میکند از شش جہات		تا بماند درمیان عاصفات
ترجمہ	بلکہ اُسکو دفع کرکے آسمان		چھوڑ دیتا ہے ہوا کے درمیان

شرح یہ دو شعر قطعہ بند ہین۔ زمین کے متعلق بعض فلسفیون کی رائے پہلے بیان ہو چکی ہے اور بعض کی رائے کا خلاصہ اس قطعہ مین ہے۔ یعنے فلسفیون کے دوسرے گروہ کا یہ قول ہے کہ آسمان صاف و منور اور زمین کثیف و مکدر چیز ہے اسلیئے ضد اپنی ضد کو جذب نہین کرسکتی۔ بلکہ یہ بات ہے کہ آسمان زمین کو سب طرف سے دفع کرکے اپنے کرہ سے مکانا رہتا ہے یعنے آسمان کی ہر جانب زمین کو دوسری جانب دھکیلتی ہے مگر چونکہ دوسری جانب بھی وہی آسمان صافی ہوتا ہے جو کثیف کو جذب نہین کرسکتا۔ اسلیئے یہ دوسری جانب تیسری طرف دھکیلدیتی ہے علی ہذا القیاس۔ اسوجہ سے زمین عاصفات (سخت آندھیون اور تیز چلنے والی ہواؤن) مین معلق رہگئی ہے یعنے جسطرح ہوائین اوہر مین رہتی ہین اسیطرح زمین ادھر مین ہے اور اُسکے مثال ایسی ہے جیسا کہ چند اشخاص ملکر کسی چیز کو ہاتھون مین لے لیتے ہین۔ زمین نہ صعود کی قدرت رکھتی ہے نہ ہبوط کی۔ نہ اوپر جاسکتی ہے نہ نیچے بلکہ معلق ہے **فائدہ** یہ دوسرے حکماء کا مذہب ہے۔ مگر زمین کے معلق ہونے کے دو قائل ہین صرف اُسکی توجیہ مین اختلاف ہے لیکن یہ دونون قول ضعیف ہین اسلیئے مولانا نے حکیم کو بصیغۂ تصغیر یاد کیا ہے جسمین اشارہ ہے کہ اُنکے اقوال ضعیف ہین کیونکہ پہلے قول کے موافق اگر یہ مانا جائے کہ آسمان زمین کو جذب کرتا ہے اسلیئے زمین معلق ہے تو ہم یہ کہینگے کہ اجرام علوی اجسام سفلی کو جذب نہین کرسکتے کیونکہ دونو ایکدوسرے کی ضد ہین اور اگر یہ کہیئے کہ مدافعت آسمان کی باعث زمین معلق ہے تو یہ کہا جائے گا کہ زمین اجسام سفلیہ مین سے ہے اسلیئے اسکا معلق رہنا محال ہے کیونکہ ہر جسیم

اپنے مرکز کی جانب رجوع کرتا ہے بس تو فی الواقع یہ ہے کہ زمین و آسمان دونو قبضۂ تصرف الٰہی مین ہین اور اُسیکے حکم سے قایم ہین۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وَمِنْ آیَاتِہٖ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِہٖ۔ یعنے خدا کی بڑی نشانیونمین سے ایک یہ بہی ہے کہ آسمان و زمین اُسکے حکم سے قائم ہین۔

	پس ز دفع خاطر اہل کمال	جان فرعونان بماند اندر ضلال
ترجمہ	چونکہ رد کرتے ہین ارباب کمال	اسلیئے سرکش ہین پابند ضلال

شرح یہان سے تمثیل مذکور کا نتیجہ شروع ہوا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ جسطرح حسب مقولۂ حکماء آسمان زمین کو ہر جانب سے دفع کرتا رہتا ہے اسیطرح اہل کمال کا دل متکبرین کو اپنی جانب سے دفع کر دیتا ہے اور وہ گمراہ ہو جاتے ہین۔ کیونکہ اہل کمال اور عارفین بہی آسمان تجلی اسما و صفات ہین گرفتاران وجود کثیف کو اپنی باطنی جذب مین جگہ نہین دیتے۔ اور اُن سے متنفر رہتے ہین۔

	پس ز دفع این جہان و آن جہان	ماندہ اند این بے رہان بے این و آن
ترجمہ	دفع کرتے ہین اُنہین ہر دو جہان	رہگئے ہین اسلیئے بے این و آن

شرح یعنے گمراہون کو دین و دنیا دونون نے دفع کر دیا ہے۔ کیونکہ جب اُنہون نے انبیا اور اولیا کے ارشادات نہ مانے تو دین سے تو دفع ہوے ہی تہے اہل دنیا نے بہی اُنکو مردود سمجہا۔ اور مصداق خسر الدنیا و الآخرہ ہوگئی۔ ع نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے رہے نہ ادہر کے ہوے۔

	سرکشی از بندگان ذوالجلال	زانکہ دارند از وجود تو ملال
ترجمہ	کیونکہ نہ تجکو اُنسے ہو نفرت کمال	اولیا رکہتے ہین خود تجسے ملال

شرح سرکشی مین یائے خطاب ہے۔ یعنے اے گمراہ تو بندگان خدا (انبیا و اولیا) سے اسلیئے سرکش ہے کہ وہ خود تجسے ملال رکہتے ہین اور اُنہین کی باطنی نفرت کے اثر کے باعث تو اُنسے سرکش رہتا ہے۔

	کہربا دارند چون پیدا کنند	کاہ ہستی ترا شیدا کنند
ترجمہ	کہربا کو اپنے گر پیدا کرین	کاہ ہستی کو ترے شیدا کرین

شرح یعنے انبیا اور اولیا اور خاص بندگان خدا خاصیت کہربا (یعنے جذب باطن) رکہتے ہین اُنمین ضرور مقناطیسی قوت موجود ہے جب وہ اس کہربا کو ظاہر کر دیتے ہین تو انسان کے کاہ ہستی کو اپنی طرف کہینچکر شیدائے حق اور عاشق الٰہی بنا دیتے ہین۔ کاہ گہاس کے تنکے کو کہتے ہین جسکو کہربا کا منکا اپنی طرف کہینچ لیتا ہے۔

	کہربائے خویش چون پنہان کنند	زود تسلیم ترا طغیان کنند
ترجمہ	اور اگر پنہان کرین کچہہ جانکر	ہو ترا ایمان۔ طغیان سربسر

شرح یعنے خاصان خدا جب اپنے کہربا کو چھپالین یعنے تجھے رضامند نہون اور اپنی طرف جذب نہ کرین تو تیری سلامتی و نجات مبدل بضلال و طغیان ہو جائیگی۔ تسلیم بمعنے گردن نہادن و بسلامت داشتن اور طغیان بمعنے سرکشی ہے مطلب یہ کہ ولی کامل کی توجہ کیے بغیر تو جس چیز کو باعث سلامتی و نجات خیال کریگا وہ فی الواقع سرکشی اور گمراہی کا باعث ہوگی۔

	انچنان کو مرتبہ حیوانی ست		کو اسیر و سخرۂ انسانی ست	
ترجمہ	جسطرح رتبہ کسی حیوان کا		ہے مسخر رتبۂ انسان کا	

شرح یعنے اولیا کے کہربا اور عوام کے کاہ ہونے کی ایسی مثال ہے۔ جیسا کہ مرتبۂ حیوانی کہ اسیر اور مطیع مرتبۂ انسانی ہے۔ یہ مرتبہ غالب ہے اور وہ مغلوب۔ اولیا، اللہ چونکہ مرتبۂ انسانی رکھتے ہین اسلئے تمام مخلوق پر متصرف ہین اور دیگر مخلوق چونکہ مرتبۂ حیوانی مین ہے اسلئے اولیا کی مطیع و مسخر ہے جیسا کہ چوپائے انسان کے مطیع ہوتے ہین لفظ سخرہ بمعنے گرسنگی ہے لیکن مطیع و مسخر کے معنون مین مستعمل ہے۔ اور یہان یہی معنے مراد ہین۔ یعنے مرتبۂ حیوانی مطیع مرتبۂ انسانی ہے۔

	مرتبہ انسان بدست اولیا		سخرہ چون حیوان شناسش اے کیا	
ترجمہ	رتبۂ انسان ہے قبضہ اولیا		اور وہ حیوانی ہے سن لے اے کیا	

شرح یہ پہلے شعر کی شرح ہے اور لفظ شناسش کی ضمیر مرتبۂ حیوانی کی طرف راجع ہے۔ یعنے مرتبۂ انسانی اولیا، اللہ کے ہاتھ مین ہے اور اے عقلمند مخاطب مرتبۂ حیوانی کو حیوان کے مانند مرتبۂ انسانی کا مطیع و مسخر سمجھ اور اولیا، کے تصرف کو واقعی خیال کر۔ اولیا، اللہ حیوان کو انسان بنا دیتے ہین۔

	بندۂ خود خواند احمد در رشاد		جملہ عالم را بخوان قل یا عباد	
ترجمہ	اپنا بندہ سب کو کہتے ہین رسول		پڑھ کہین اقل یا عبادے بو الفضول	

شرح یعنے حضرت احمد مجتبے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد رحالت ہدایت مخلوق یا قرآن مجید مین تمام عالم کو اپنا بندہ کہا ہے اگر تجھے اسمین شک ہے تو قرآن مجید کی اس آیت کو پڑھ قل یا عبادی الذین اسرفوا علے انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ یعنے اے محمد اپنے نفس پر زیادتی کرنے والے لوگون سے کہدے کہ اے میرے بندو خدا کی رحمت سے ناامید نہو۔ یہ شعر گزشتہ شعر کی دلیل ہے یعنے مرتبۂ انسانی مرتبۂ حیوانی پر غالب ہے چونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مجسم کمال انسانی تھے اس نظر سے تمام عالم آپ کا مطیع ٹھہرا اور آپنے اللہ تعالے کے حکم سے لوگون کو یا عبادی اے میرے بندو کہکر پکارا۔ فائدہ گو مولانا قدس سرہ نے اپنے مطلب پر یہ دلیل اپنے الہام سے پیدا کی ہے لیکن ارباب تفسیر کے نزدیک آیت مذکورہ کے یہ معنے نہین

ہین۔ بلکہ رسول نے فرمان الٰہی کی حکایت اپنی زبان مبارک سے فرمائی ہے ہان یہ ممکن ہے کہ مفسرین نے آیت کی ظاہری معنے لیئے ہین اور مولانا قدس سرہ نے باطنی۔

	عقل تو ہمچون شتربان تو شتر		میکشاند ہر طرف در حکم مُر
ترجمہ	عقل تیری ہے شتربان تو شتر		ہے ہر اک شتر مطیع حکم مُر

شرح حکم مُر تلخ حکم یعنے وہ حکم جو محکوم کی مرضی کے خلاف ہو مطلب یہ کہ انسان کی عقل شتربان کی اور انسان خود شتر کے مانند ہے جسطرح شتربان اپنے اونٹ کو اسکی مرضی کے خلاف جس طرف چاہتا ہے لیجا سکتا ہے اسیطرح عقل آدمی کو جہان چاہتے ہی کھینچ لیجاتی ہے بس توجب کہ عقل کا اتنا بڑا تصرف ہے تو اولیاء اللہ (جو عقل عقل یعنے سر بسر عقل ہی عقل ہین) کا تصرف کسقدر زبردست ہوگا۔ چنانچہ آیندہ شعر انہی معنون کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔

	عقل عقلند اولیاء و عقل ہا		بر مثال اشتران تا انتہا
ترجمہ	اولیا ہین عقل عقل اسے عقلمند		آدمی ہین شکل اشتر پائے بند

شرح یعنے اولیاء اللہ عقل عقل یعنے عقل محض ہین۔ اور دیگر انسانون کی عقلین اول سے لیکر آخر تک انکے روبرو ایسی ہین جیسے کہ شتربان کے آگے اونٹ اولیاء اللہ لوگون کی عقلون کو جسطرف چاہتے ہین لگا دیتے ہین۔ نیز ممکن ہے کہ لفظ تا انتہا عقل عقلند کے متعلق ہو یعنے اولیاء اللہ طالبین کو مرتبہ انتہا حقیقت تک پہنچا دینے مین عقل عقل ہین مطلب یہ کہ تمام عالم اولیاء کا تابع ہے وہ اُسمین جسطرح چاہین تصرف کر سکتے ہین اگر وہ اپنے طرف جذب کرین تو گو کسیکا دل ایمان لانے کو نچاہے مگر وہ ضرور مومن ہوکر رہیگا اور اگر جذب نہ کرین تو گو مومن ہونے کو کسی کا جی چاہتا ہو مگر وہ کافر ہی ہوکر مریگا چنانچہ حضرت عمرؓ کا ایمان لانا رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ کے جذب کا اور فرعون کا کافر رہنا حضرت موسےٰؑ کے عدم جذب کا نتیجہ ہے۔ اگر جذب کو کامل طور پر عمل مین لایا جاتا تو ابوجہل اور ابوطالب بھی مومن ہو جاتے۔

	اندر ایشان بنگر آخر ز اعتبار		یک قلاوز ست جان صد ہزار
ترجمہ	ڈال تو اُنپر نگاہ از اعتبار		ہاتھ مین ہین ایک کے جانین ہزار

شرح اعتبار یعنے یقین صدق و اعتقاد راست ہے اور قلاوز رہبر کو کہتے ہین یعنے اولیاء اللہ کو سچے اعتقاد کی نظر سے دیکھا کر۔ کیونکہ ہر ولی گو عالم اصغر (انسان واحد) کی صورت مین نظر آتا ہے مگر وہ فی الحقیقت عالم اکبر (سارے جہان) کی مانند ہے دوسرے مصرع کا مطلب یہ ہے کہ جسطرح ایک رہبر لاکھ آدمیون کی جان ہوتا ہے اسیطرح ایک ولی گویا سارے جہان کی جان ہے اور جسطرح رہبر کے نہ ہونے یا بہلا دینے سے قافلہ ہلاک ہو جاتا ہے

اسلیئے اولیاء کو چشم حقارت سے ہرگز نہ دیکھنا چاہیئے ع تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد۔

	چہ قلاوز و چہ اشتربان بیاب	دیدۂ کان دیدہ بیند آفتاب
ترجمہ	کون رہبر۔ کیا شتر اے نکتہ یاب	لا وہ دیدہ دیکھہ لے جو آفتاب

شرح لفظ بیاب (بمعنے حاصل کر) دوسرے مصرع سے متعلق ہے یعنے ہمنے جو اولیاء اللہ کو رہبر یا شتربان فرض کر لیا ہے یہ تمثیل صرف سمجھانے کے لیئے ہے۔ اس سے ممثل کی حقیقت ہرگز نہین معلوم ہو سکتی۔ اسلیئے ایمخاطب ان تمثیلات کو چھوڑ کر ایسا دیدہ حاصل کر جو آفتاب حقیقت انسانی اور مرشد کامل کو دیکھہ سکے۔

	نک جہان در شب بماندہ میخ دوز	منتظر موقوف خرشید ست روز
ترجمہ	وقت شب سارا جہان ہے میخ دوز	اور ہے خرشید پر موقوف روز

شرح نک مخفف اینک اسم اشارہ ہے یعنے یہ عالم دنیا۔ اور بعض نسخون مین نک کی جگہ یک بیائے تحتانی ہے اسصورت مین یک جہان سے تمام عالم دنیا مراد ہے اور ماحصل دونو نسخون کا ایک ہے شب بمعنے کدورت و ظلمت بشریت ہے یا بمعنے غفلت اور میخ دوز بمعنے غیر متحرک یعنے وہ چیز جو ہل نہ سکے جسمین کیل ٹھکی ہوی ہو۔ پہلا مصرع ترکیب مین جملہ ہو کر مبتدا واقع ہوا ہے۔ اور دوسرے مصرع مین لفظ منتظر اس مبتدا کی خبر ہے یعنے تمام عالم در شب میخ دوز ماندہ منتظر روز ست و روز موقوف بر خرشید ست مطلب یہ کہ تمام عالم غفلت کی تاریکیون مین میخ دوز ہو کر دن نکلنے (ہدایت) کا منتظر ہے اور دن کا نکلنا خرشید کے نکلنے (وجود انبیا و اولیا) پر موقوف ہے بس تو نتیجہ یہ نکلا کہ اہل دنیا غفلت اور ظلمات بشریت کے میخون مین قید ہین اور اس ظلمت کے دور کرنے کے لیے مظہر آفتاب حقیقت یعنے ولی کامل کے منتظر رہتے ہین غرض یہ کہ ظلمت بشریت کا دور ہونا اور قید غفلت سے نجا پانا وجود اولیا پر موقوف ہے یہ نہون تو سارے جہان مین اندھیر ہو جائے اور ہدایت و ایمان کی روشنی ہرگز نظر نہ آئے۔

	اینت خرشید نہان در ذرۂ	شیر نر در پوستین برۂ
ترجمہ	ذرہ مین پنہان ہے سورج سر بسر	کھال مین بکرے کی ہے اک شیر نر

شرح یعنے یہ ولی کامل جسکی ہم تعریف کر رہے ہین ذرہ مین خورشید نہان۔ اور پوستین برہ (بکری کے بچہ کی کھال) مین شیر پنہان کی مانند ہے۔ ذرہ اور برہ سے ولی کی صورت ظاہری مراد ہے جو دیگر آدمیون سے ممتاز نہین ہے۔ اور خرشید و شیر نر سے اُنکے باطنی اوصاف لیے گئے ہین جنکا علم عوام کو نہین ہو سکتا۔ مطلب یہ کہ اولیاء کے وجود ظاہری مین جو لاشے اور ذرہ کی مانند ہے آفتاب حقیقت اور اُنکی پوستین (ظاہری جسم) مین شیر معرفت پنہان ہے اسلیئے اُنکی تعظیم ہر حالت مین واجب ہے۔

	اینت دریائے نہان در زیر کاہ	پا برین کہ ہین منہ تا اشتباہ
ترجمہ	دیکھہ اک دریا نہان ہے زیر کا	پانو تو اسپر نہ رکھہ تا اشتباہ

شرح یعنے ولی کامل جو دریائے معانی و اسرار الٰہی ہے گہاس (یعنے صورت ظاہری و شکل انسانی) مین پوشیدہ ہے اے شخص خبردار جب تک تجھے کسی شخص کے ولی کامل یا غیر کامل ہونے مین شبہ ہے ہرگز اس گہاس پر پانو نہ رکھہ یعنے صورت ولی کو حقیر نسمجھ کیونکہ تو جسے باعتبار صورت غیر کامل سمجھ رہا ہے شاید وہ باعتبار معنے کامل ولی ہو اور انجام کار تجھے سخت گنہگار ہونا پڑے اور اگر تا اشتباہ کی جگہ با اشتباہ ہو تو یہ معنے ہین کہ ولی کامل کے حالات سے واقف ہو کر اسکی ولایت مین شبہ نکر اور حقارت کا قدم اس پر نہ رکھہ ورنہ عصبت الٰہی نازل ہو جائیگا۔

	اشتباہے و گمانے در درون	رحمت حق ست بہر رہنمون
ترجمہ	اشتباہ و بد گمانی درون	رحمت حق ہے برائے رہنمون

شرح لفظ بہر رہنمون۔ پہلے مصرع سے متعلق ہے یعنے اشتباہ و گمان بہر طلب رہنمون طالب کے لیے باعث رحمت حق تعالےٰ ہے کیونکہ اگر طالب بلا تحقیق و بلا شبہ کسیکا مرید ہو جائے اور اسکا شیخ فی الواقع پیر بننے کی لیاقت نہ رکھتا ہو تو مرید ضرور گمراہ ہو جائے گا جسکی بابت مولانا اے بسا ابلیس آدم روے ہست ؎ فرما چکے ہین بس تو خلاصہ یہ ہوا کہ ولی کو مرید ہونے سے پہلے آزما لینا چاہیئے امتحان کے بعد اسکی حقارت کرنی سخت گناہ ہے رہنمون بمعنے رہبر سے مرشد کامل اور ولی برحق مراد ہے اس شعر کے دوسرے معنے یہ ہین کہ کسی ولی کی نسبت اسکے کامل و غیر کامل ہونے کا شبہ رکھنا طالب کے حق مین رحمت الٰہی ہے۔ کیونکہ اگر کامل ولی کی پہچان مین کسیکو شبہ نرہتا اور ہر شخص کامل و غیر کامل کو الگ الگ پہچان لینا اور پہچاننے کے بعد ولی کامل کو حقیر جاننا تو اس بے ادبی سے وہ بے ادب اپنے ساتھ سارے جہان کو ہلاک کر دیتا اسلئے اللہ تعالےٰ نے اولیاء کو عام انسان کی صورت مین پوشیدہ رکھا ہے۔ کیونکہ انسان اپنے جہل کے باعث اپنے ہمجنس (نبی یا ولی) کے اتباع سے گریز کرتا ہے پس اگر انسان کامل ہر شخص پر ظاہر ہو جاتا اور لوگ اسکے اتباع سے گریز کرکے اسکی توہین کرتے تو غضب الٰہی نازل ہو جاتا بنابرین اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت سے اولیاء کو عوام کی نظرون سے پوشیدہ رکھا ہے تاکہ اتفاقاً اگر لوگون سے کوئی گستاخی یا بے ادبی صادر ہو جائے تو وہ عذر کر سکین کہ یا الٰہی ہمنے اس شخص کو ولی کامل نہین سمجھا تھا۔ یہ سراسر خدا کی رحمت ہے۔

	ہر پیمبر فرد آمد در جہان	فرد بود و صد جہانش در نہان
ترجمہ	ہر پیمبر گو اکیلا تھا یہان	تھے نہان باطن مین اسکے سو جہان

شرح یعنے ہر پیغمبر باعتبار ظاہر دنیا مین تنہا تشریف لائے تھے ابتدائے زمانہ رسالت مین کوئی انکا ساتھی

نہ تہا اور بعض پیغمبرون نے ساری عمر تنہائی مین گزاری ہے یعنے اُنپر ایک شخص بہی ایمان نہین لایا۔ لیکن باعتبار باطن سو جہان اُنکے ساتہ تہے۔ صد جہان سے عالم شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت اور عالم ملکوت ولاہوت وجبروت وناسوت وغیرہ مراد ہین نکتہ یہان یہ شبہ ہوتا ہے کہ بعض زمانہ مین دو پیغمبر بہی مبعوث ہوے ہین مثلاً حضرت موسےٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام دونو بہائی ایک ہی زمانہ مین بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر بنا کر بہیجے گئے تہے پہر ہر پیمبر فرد آمد در جہان کیونکر درست ہو سکتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ جس زمانہ مین دو پیمبر ایک ہی وقت مین مبعوث ہوے ہین اُنمین سے ایک دوسرے کا تابع ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت ہارون حضرت موسےٰ کی شریعت کے مطیع تہے اس لحاظ سے ہر پیمبر منتیک فرد ہے۔

	عالم کبرے بقدرت سخرہ کرد		گرد خود را در کہین نقشے نورد
ترجمہ	عالم کبرے سخر اُسکا ہے		ظاہری صورت مین ہے ادنےٰ سی شے

شرح عالم کبرے ماسوے اللہ کو اور عالم صغرے انسان کو کہتے ہین کیونکہ انسان مین الگ الگ تمام عالم کے صفتین بطریق اجمال بالقوہ موجود ہین مطلب یہ کہ ہر پیغمبر نے عالم کبرے یعنے تمام جہان کو قدرت الٰہی سے اپنا سخر کرلیا کیونکہ وہ شتربان کی طرح تمام جہان مین متصرف ہوتا ہے اور اپنے گرد یعنے اطراف اور وجود کو ایک نقش ذلیل یعنے ہستی موہوم کے پردہ مین چہپا لیا مطلب یہ کہ وہ ظاہر مین ایک وجود انسانی کی صورت مین نظر آتی تہی مگر باطن مین عالم کبرے اُنکا سخر اور مطیع تہا۔ سخرہ بمعنے مسخر ومطیع ہے۔

	ابلہانش فرد دیدند وضعیف		کے ضعیف ست انکہ باشہ شد حریف
ترجمہ	ابلہون کے روبرو گو ہے ضعیف		ہے مگر باطن مین وہ شہ کا حریف

شرح یعنے گو بیوقون (جاہلون اور کافرون) نے ہر پیمبر کو تنہا وبیکس اور ضعیف خیال کیا مگر یہ اُنکی غلطی تہی کیونکہ نے یہ نہ سوچا کہ جو شخص بادشاہ حقیقی کا مصاحب اور خدا کا دوست ہو وہ بیکس وضعیف ہرگز نہین ہو سکتا۔ تائید الٰہی ہمیشہ اُسکی مددگار رہتی ہے۔ اور ملائکہ ہر وقت اُسکی امداد کرتے رہتے ہین۔

	عاقبت دیدن بود از کاملی		دور بودن ہر نفس از جاہلی
ترجمہ	عاقبت بینی ہے گو یا کاملی		عاقبت بینی ہے ترک جاہلی

شرح کاملی بمعنے کمال ہے اور شعر کے ایک معنے تو یہ ہین کہ عاقبت بینی دو طرح ہوتی ہے ایک تو کامل ہونے سے جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ دوسرے جہل سے دور رہنے سے یہ کمال ریاضت اور کسب سے بہی حاصل ہو سکتا ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ عاقبت بینی کاملی پر موقوف ہے اور کاملی جہل سے دور رہنے کو کہتے ہین پہلی صورت مین دوسرے مصرع سے واو عطف محذوف ہے اور دوسری صورت مین دوسرا مصرع پہلے کی تفسیر ہے

حقیر دیدن خصمانِ صالح ناقہ را۔ چون خدا خواہد لشکرے را ہلاک گرداند در نظر ایشان خصمان را حقیر نماید و یقللکم فی اعینہم

ترجمہ حضرت صالح کے دشمنون (قوم ثمود) کا ناقہ کو حقیر جاننا اور اُسے ہلاک کرکے خود ہلاک ہوجانا جب خدا کسی لشکر کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اُنکی نظرون مین اُسکے دشمنون کو حقیر کرکے دکھاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ قرآنمجید مین فرماتا ہے ویقللکم فی اعینہم۔ یقضی اللہ امرا کان مفعولا + والے اللہ ترجع الامور۔

شرح۔ مولانا قدس سرہ پہلے فرما چکے ہین کہ اولیاء کو حقیر نہ سمجھنا چاہیئے۔ ورنہ خوف ہلاکت ہے یہان اس امر کے پر دلیل لاتے ہین وہ یہ کہ چونکہ قوم صالح نے ناقۂ صالح کو حقیر جانکر اُسے ہلاک کردیا تھا اسلیئے وہ سب کے سب بُری طرح ہلاک کیے گئے اور اُنکو ناقۃ اللہ اور نبی اللہ کے ستانے کی سخت سزا دیگئی۔ چنانچہ اسکا مفصل قصہ آیندہ آتا ہے ویقللکم فی اعینہم اس آیت کا ایک ٹکڑا ہے۔ واذ یریکموہم اذ التقیتم فی اعینکم قلیلاً ویقللکم فی اعینہم لیقضی اللہ امرا کان مفعولاً۔ یعنے اے مسلمانو خدا کے اُس انعام کو یاد کرو جبکہ اُسنے کافرون کو جنگ بدر کے دن باوصف کثرت کے تمہاری نظرون مین تھوڑا کرکے دکھایا۔ تاکہ تم شجاعت وثبات کے ساتھ اُنپر حملہ کرو۔ اور اسیطرح تمہین کافرون کی نظرون مین تھوڑا کرکے ظاہر کیا تاکہ وہ جان کے خوف سے بھاگ نہ جائین اور یہ اسلیئے کیا تاکہ اللہ تعالےٰ اُس بات کو دنیا مین بھی پورا کردے جسکو روز ازل مین کرچکا تھا یعنے تمہین فتح اور کافرون کی شکست دی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جنگ بدر مین کفار قریش کے ستر سردار مارے گئے۔ اور ستر قید کیے گئے۔ اسکا باطنی سبب مولانا قدس سرہ کے نزدیک یہ تھا کہ کفار کے مقابلہ مین مسلمان فی الواقع بہت تھوڑے تھے باایںہمہ کفار کی نظرون مین اُنکی قلیل جماعت اور بھی تھوڑی نہایت حقیر جچی۔ اسلیئے کفار نے دلیری سے مسلمانو پر حملہ کیا اُس حقیر و ذلیل سمجھنے کے باعث غیرت الٰہی کو تحریک ہوی اور کفار نے خود ذلت اُٹھاکر شکست فاش کھائی اور جسطرح ناقہ صالحؑ کے ذلیل سمجھنے سے قوم ثمود ہلاک ہوے تھے اسیطرح کفار مکہ جنگ بدر مین مومنون کے حقیر جاننے کے باعث ہلاک کیے گئے۔

	لبشنو اکنون قصۂ صالح روان	بگزر از صورت طلب معنیٔ آن	
ترجمہ	داستان روح صالح سن لے اب	چھوڑ دے صورت کو اے معنی طلب	

شرح صالح روان باضافت مقلوب ہے یعنے روان صالح ہے یعنے روح نیک۔ مطلب یہ کہ اگرچہ بظاہر ہم یہان حضرت صالح اور اُنکی قوم ثمود کا قصہ بیان کرتے ہین لیکن باطنی طور پر صالح سے روح نیک اور ثمود سے نفس امارہ اور ناقہ سے جسم خاکی مراد ہے لہذا مخاطب کو ظاہری قصہ سے گزر کر اسکے باطنی معنون کی تلاش کرنا چنانچہ آیندہ اشعار سے ظاہری قصہ اور باطنی حصہ دونو باتین معلوم ہوجائینگے۔

	زانکہ صورت بین نہ بیند عاقبت		عاقبت بینی بیابی عافیت
ترجمہ	چشم ظاہر بین ہے دور از عاقبت		عاقبت بینی ہے بیشک عافیت

شرح یعنے پہلے شعر مین جو طلب معنے کی تاکید کیگئی ہے اسکا سبب یہ ہے کہ صورت پرست اور ظاہر بین انجام کار کو نہین دیکھہ سکتا۔ اے شخص تو عافیت بین ہوتا کہ دارین کا آرام ملے اور خاتمہ بالخیر ہو ظاہر بینون کو عاقبت عافیت میسر نہین ہوتی۔

	ناقۂ صالح بصورت بد شتر		بے پرندیدش جہل آن قوم مر
ترجمہ	ناقۂ صالح تھا صورت مین شتر		ذبح کر بیٹھے اُسے وہ قوم مر

شرح مر بمعنے تلخ و بدخو ہے یعنے ناقۂ حضرت صالح علیہ السلام جسکی اُس بدخو قوم (قوم ثمود) نے کوچین کاٹ ڈالی تھین ظاہر مین بصورت شتر نظر آتا تھا مگر فی الواقع اور باعتبار باطن شتر نتھا۔ بلکہ کرشمہ قدرت الٰہی اور معجزۂ نبی تھا۔ اسی لیے اُسکی تحقیر قوم ثمود کی ہلاکت کا باعث ہوی **فائدہ** حضرت صالح علیہ السلام اور قوم ثمود اور ناقۃ اللہ کا قصہ اسطرح ہے کہ جب صالحؑ قوم ثمود کی طرف پیمبر بنا کر بھیجے گئے تو قوم نے یہ معجزہ طلب کیا کہ اس پہاڑ کے ٹکڑے مین سے ایک موٹی تازی سنہری رنگ اور اونچے قد کی۔ بالون دار اور حاملہ اونٹنی نکلے اور نکلتے ہی بچہ جنے اور وہ بچہ اُسکے قد کی برابر ہو جائے چنانچہ حضرت صالحؑ نے وضو کیا اور دو رکعتین پڑھکر خدا سے دعا مانگی اُسیوقت پتھر ہلنے لگا۔ اور اُسمین سے ایسی آواز نکلنے لگی جیسا کہ جنتے وقت اونٹنی چلاتی ہے اسکے بعد پتھر پھٹ گیا۔ اور اُنکی فرمائش کے مطابق اونٹنی نکل آئی اور اُسیوقت بچہ جنا جو بعد ولادت فوراً ماں کے قد کی برابر ہوگیا۔ اِس معجزہ کو دیکھکر اشراف ثمود مین سے صرف جندع بن عمر ایمان لایا۔ اور باقی سب گمراہ کے گمراہ رہے۔

	از برائے آب جو خصمش شدند		آب گور و نانِ گور ایشان بدند
ترجمہ	اُسکو مارا صرف پانی کے لیئے		کیونکہ وہ آب و غذائے گور تھے

شرح اگر لفظ گور و دو جگہ بکاف فارسی ہے تو یہ معنے ہوے کہ وہ قوم آب و نانِ قبر یعنے غذائے گور اور عنقریب ہلاک ہونے والی تھی اسلیئے پانی کے پیچھے ناقہ کے دشمن بنگئی اور اُسکو ہلاک کرکے خود ہلاک ہو گیئے اور اگر گور بکاف عربی ہے تو یعنے ندیدۂ آب و نان ہے یعنے وہ لوگ حریص آب تھے اور پانی کو ایسا سمجھتے تھے گویا کبھی دیکھا ہی نہین۔ اس صورت مین نان کا ذکر یا تو اتفاقی اور بطریق تغلیب ہے یا اسلیئے ہے کہ وہ اپنے جانورون کو پانی دیکر اپنے معاش کا باعث سمجھتے تھے دودھ وغیرہ کھانے پینے تھے اسلیئے ندیدۂ آب و نان تھے اور اگر آب کور اور نان کور کو بمعنے ناشکرا لیا جاے تو بھی معنے درست ہین کیونکہ خدا کے دیئے ہوے آب و

و نان کا شکر یہ یہ تھا کہ ناقہ اللہ کو بھی چارہ اور پانی دیا جاتا مگر قوم ثمود نے اپنے بخل کے سبب ناشکری کی اور اس اونٹنی کو پانی نہ دیا۔ اور انجام کار ہلاک کر دیا۔ اور اُسکے بدلے مین خود ہلاک ہو گئے۔

	ناقۃ اللہ آب خوردے از جوئے میغ		آب حق را داشتند از حق دریغ
ترجمہ	ناقہ کو ملتا تھا آب جوئے میغ		آب حق کو حق سے رکھتے تھے دریغ

شرح یعنے ناقہ اللہ جوئے میغ (ابر کی نہر) سے پانی پیتا تھا۔ کیونکہ قوم ثمود کے نہرون یا تالابون مین مینہہ کا پانی بہرا رہتا تھا۔ اُنکی خاص ملکیت نہ تھا۔ پھر بھی کمبختون نے خدا کا دیا ہوا پانی خدا کو نہ دیا یعنے ناقہ خدا کو نہ پلایا **فائدہ** چونکہ یہ ناقہ بلاسبب تولد پیدا ہوا تھا اسلیئے اُسکو اللہ تعالےٰ نے ناقۃ اللہ فرمایا ہے۔ اور اس ناقہ کی بابت قرانمجید کی کئی پارون مین آیتین موجود ہین اور خلاصۂ قصہ یہ ہے کہ یہ ناقہ چارہ بہت کھاتا اور پانی بہت پیتا تھا اس سے قوم ثمود کو اپنے مویشیون کے بھوکے پیاسے رہنے کا خوف ہوا اور حضرت صالح سے شکایت کی اپنے یہ فیصلہ کیا کہ ایک دن صرف ناقہ جنگل مین جاکر کھایا پیا کرے اور شہر کے تمام مویشی اپنے اپنے گھرون مین رہا کرین۔ اور ایک دن دیگر تمام مویشی چرتے رہین اور ناقہ جنگل مین نہ جایا کرے۔ چند روز ایسا ہوا لیکن قوم ثمود پر یہ بھی گران گزرا اور تمام قوم کے مشورہ سے ایک نہایت شقی آدمی (قدار بن سالف) نے ناقہ کی کوچین کاٹ لین۔ اور وہ ہلاک ہو گئی۔ حضرت صالح نے خبر پاکر قوم سے فرمایا کہ اے بدبختو اگر عذاب الہی سے بچنا چاہتے ہو تو اُسکے بچے کو ڈھونڈو اور اُسکی خدمت کرو ورنہ سب کے سب ہلاک ہو جاؤ گے لیکن ماں کے ہلاک ہوتے ہی بچہ اُسی پہاڑ کی طرف بھاگا اور پتھر نے پھٹکر اُسے اپنے اندر لے لیا۔ لوگون نے بہت ڈھونڈا مگر اُسکا پتا اب کہان تھا اسکے بعد حضرت صالح نے فرمایا کہ تین دن کے بعد تم ہلاک ہو جاؤ گے چنانچہ صالح وہان سے باہر چلے گئے اور تین دن کے بعد حضرت جبرئیل نے ایک چنگھاڑ ماری جسکے صدمہ سے اُن سب کے کلیجہ پھٹ گئے۔ مفصل قصہ مثنوی ہی کے اشعار مین آیندہ آنیوالا ہے۔

	ناقۂ صالح چو جسم صالحان		شد کمینے در ہلاک طالحان
ترجمہ	ناقہ صالح تشکل صالحان		تھا کمین گاہ ہلاک طالحان

شرح یعنے ناقۂ صالح علیہ السلام جو صالحون اور نیکون کے جسم کے مانند تھا قوم ثمود کی ہلاکت کے لیئے حیلہ یا ٹٹی بنگیا یعنے جسطرح صالحین (انبیاء اولیاء) کے ظاہری جسمون کو ایذا پہنچاکر اور تکلیفین دیکر کفار شقیا خود دنیوی و اخروی عذاب مین مبتلا ہو جاتے ہین اسیطرح ناقہ کے جسم کو ستاکر قوم ثمود ہلاک ہو گئی۔

	تا بران اُمت زحکم مرگ و درد		ناقۃ اللہ و سقیاہا چہ کرد
ترجمہ	منکرون کے ساتھ مرگ و درد سے		ناقۃ اللہ نے کیا کیا دیکھے

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيَاهَا یعنے خدا کے پیغمبر (حضرت صالح) نے قوم ثمود سے یہ کہا کہ ناقۃ اللہ اور اُسکے پانی پینے کی رعایت رکھو۔ یعنے اُسے رنج نہ پہنچاؤ اور پانی سے نہ روکو۔ اسکو اُسی فیصلہ پر چھوڑ دو جو پہلے ہو چکا ہے۔ لیکن قوم نے اِس حکم کو نہ مانا آخر کار اس حکم کی مخالفت نے اُنکے ساتھ کیسا بُرا سلوک کیا کہ سب کو مرگ و درد کا حکم دیدیا۔ چہ کرد سوال ہے اور حکم مرگ و درد اُسکا جواب

	شحنۂ قہر خدا زیشان بجست	خونبہائے اشترے شہرے درست
ترجمہ	قہر یزدانی نے بہر اُنسے لیا	شہر پورا اک شتر کا خونبہا

شرح یعنے خدا کے قہر نے شحنہ (حاکم و منتظم شہر) کی صورت بنکر قوم ثمود سے ایک اُشتر (ناقۂ صالح ع) کے خونبہا (قصاص) مین پورے ایک شہر کو لے لیا۔ یعنے مسلمانون کے سوا تمام قوم ثمود کو ہلاک کر دیا۔

	روح ہمچون صالح و تن ناقہ است	روح اندر وصل تن در فاقہ است
ترجمہ	روح اک صالح ہے اور تن ناقہ ہے	روح کو ہے وصل تن کو فاقہ ہے

شرح یعنے انسان کامل یا ولی کی روح عاشق الٰہی ہونے مین حضرت صالح ع کی اور اولیا کے بدن منکرین کی ایذا اُٹھانے مین ناقۂ صالح کے مانند ہین اولیا کی روحین عالم وصال الٰہی مین متمکن رہتے ہین اور بدن ناقۂ صالح ع کی طرح فقر و فاقہ کی مصیبت مین گرفتار رہتے ہین۔

	روح صالح چون سوار اشتریست	نفس گمرہ مر ورا چون بے بُرے ست
ترجمہ	روح ہے اُشتر سوار اے مستند	اُسکی کوچین کاٹتا ہے نفس بد

شرح یعنے روح راکب ہے اور بدن اُسکا مرکب اسلیئے روح شتر سوار کی اور بدن شتر یعنے فاقہ کے مانند ہے اور نفس امارہ اس ناقۂ بدن کی کوچین کاٹنے والا ہے یعنے اعضا سے بد افعالیان صادر کرا کے اُسے دوزخ مین پہنچانے والا ہے اسلیئے نفس بد سے ہمیشہ خوف اور اسکے اطاعت سے گریز کرنا لازم ہے نکتہ جسطرح سوار کو اپنے سواری سے تعلق ہوتا ہے اسیطرح روح کو بدن کے ساتھ تعلق ہے کیونکہ روح کے کمالات (اور امر و نواہی شرعیہ کا بجالانا وغیرہ) تعلق بدن پر موقوف ہین۔ اسلیئے مولانا قدس سرہ نے روح نیک کو سوار اور بدن کو ناقہ کہا ہے بعض نسخون مین روح صالح بر مثال اشتریست ہے اس صورت مین اشتر کے بعد لفظ سوار اسلیئے محذوف مانا جائے گا کہ پچھلے شعر مین مولانا نے تن کو ناقہ فرمایا ہے اور چونکہ بدن مرکب روح ہے اسلیئے اسکو اشتر سوار کہنا چاہیئے آیندہ اشعار سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ روح کو سوار ہی مانا گیا ہے اور نفس گمراہ منکرین بدن انسان کامل کے آزار کے فکر مین ہے کیونکہ اُنکو یہ گمان ہے کہ بدن کے ہلاک ہونے سے اُنکی روح بھی فنا ہو جائیگی حالانکہ یہ ناممکن ہے اولیا کے صرف جسم کو صدمہ پہنچتا ہے روح سالم رہتی ہے

	روح صالح قابل آفات نیست	زخم بر خاقہ بود بر ذات نیست	
ترجمہ	روح صالح قابل آفت نہین	زخم تن سے جان کی شامت نہین	

شرح ذات سے مراد روح ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ روح نیک قابل آفات نہین ہوتی کیونکہ روح امر ربی ہے اور امر ربی کسی آفت کو اپنی ذات پر قبول نہین کرسکتا۔ خصوصًا اولیاء اللہ کی روح محض نور الٰہی ہے اور نور الٰہی کو منکرین کسیطرح مغلوب نہین کرسکتے۔ چنانچہ آیندہ شعر کے یہی معنے ہین

	روح صالح قابل آزار نیست	نور یزدان سغبۂ کفار نیست	
ترجمہ	روح بیشک پاک ہے آزار سے	نور یزدان ہے بری کفار سے	

شرح یعنے چونکہ روح نور یزدانی ہے اسلیئے مطیع و مغلوب کفار ہرگز نہین ہوسکتی یہ شعر گزشتہ شعر کے ہم معنے ہے

	حق ازان پیوست با جسم نہان	تا کش آزارند و بینند امتحان	
ترجمہ	روح یون جسم ولی مین ہے نہان	تاکہ موذی دیکھہ لین کچھ امتحان	

شرح یہ ایک اعتراض کا جواب ہے۔ سائل کہتا تھا کہ جب اولیاء کی روح نور الٰہی ہے تو اس نور کو جسم خاکی سے کیون متعلق کیا گیا؟ لفظ نہان یا تو لفظ پیوست سے متعلق ہے یا لفظ ازان سے اور حاصل جواب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اسلیئے روح نیک کو مخفی طور پر پیوستۂ جسم اولیا، کیا ہے یا اس سبب مخفی کے باعث روح کو جسم سے پیوست کیا ہے کہ لوگ اولیا کے وجود یا جود سے جسمانی و روحانی فیض اُٹھائین مگر چونکہ اکثر جاہل ازراہ تکبر کہا ماننے کے بدلے اُنکو ایذا دیتے ہین اسلیئے اولیاء کے اجسام سے ارواح کے متعلق کرنے کا مقصود انجام کار یہ ہوجاتا ہے کہ لوگ اُنکو ستائین اور پھر اللہ تعالےٰ کے اُس امتحان (بلا و مصیبت) کو دیکھہ لین جو اس آزار کے بدلے مین اُنپر نازل ہوتی ہے نکتہ اولیاء اللہ کا پیدا کرنا فی الواقع اسلیئے تھا کہ مخلوق اُنسے ہدایت حاصل کرے مگر وہ لوگون کے آزار دینے کے باعث مجسم امتحان الٰہی ہوجاتے ہین۔ اسلیئے اُنکو ستانا گویا غضب الٰہی مول لینا ہے بعض نسخون مین جسم خاکی را بد و پیوست جان ہے۔ اس صورت مین جان سے مراد ذات الٰہی ہے۔

	ہیچ کازار این آزار اوست	آب این خم متصل با آب جوست	
ترجمہ	ہے ستانا اسکا آزار خدا	نہر سے پانی نہین خم کا جدا	

شرح یعنے اولیاء اللہ کے ستانیوالے جاہل اس بات سے بیخبر ہین کہ اولیا کا ستانا گویا خدا کو آزار دینا ہے کیونکہ اولیا متخلق باخلاق اللہ اور صاحبان مرتبۂ فنا فی اللہ و بقا باللہ اور اُسکے خلیفۂ برحق ہین اسلیئے خدا اُنکا حامی ہوکر اُنکے دشمنون سے انتقام لیتا ہے۔ حدیث قدسی مین ہے من آذیٰ لی ولیا فقد بارزنی یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جسنے میرے ولی کو ستایا گویا اُسنے میرا مقابلہ کیا۔ اور قرآن مجید مین اللہ تعالےٰ نے رسول کی

محبت کو اپنی محبت اور اُنکی ایذا کو اپنی ایذا فرمایا ہے اسلیئے اولیاء اللہ کے مرتبہ کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے۔

	زان تعلق کرد با جسمش آنکہ		تا کہ گردد جملہ عالم را پناہ
ترجمہ	جسم سے جان کو ملاتا ہے اللہ		تا کہ ہو وہ سارے عالم کی پناہ

شرح انسان کامل کی روح کو اُسکے بدن سے متعلق کرنے مین اللہ تعالےٰ کی بیشمار حکمتین مخفی ہین اُنمین سے یہان مولانا قدس سرہ نے ایک حکمت کا تذکرہ فرمایا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کامل کے بدن سے روح کو اسلیئے متعلق کیا ہے تا کہ وہ تمام عالم کے لیئے پناہ بنجائے کیونکہ نظام عالم اُسیوقت تک قائم ہے جب تک انسان کامل موجود ہے دنیا اور مافیہا اور تمام نظام عالم اور کل موجودات اُسیوقت تک قائم ہین جب تک خلیفۂ الٰہی باقی ہے قرآن مجید مین ہے وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ وَاَنْتَ فِیْہِمْ یعنے اے محمد جبتک تم موجود ہو خدا کافران مکہ کو عذاب نہ کریگا۔ وجود انبیاء و اولیا کے باعث تمام عالم کو پناہ ملتی ہے کیونکہ وہ نفس و شیطان کے مکر سے بچنے کے رستے دکھا کر لوگون کو دوزخ سے محفوظ رکھتے ہین۔

	کس نیابد بر دل ایشان ظفر		بر صدف آید ضرر نے بر گہر
ترجمہ	اُنکے دل پر کون پاتا ہے ظفر		ہے صدف صد پارہ گو ہر بے ضرر

شرح یعنے اولیاء اللہ کے دل پر نفس و شیطان مین سے کوئی غلبہ نہین پا سکتا۔ کیونکہ وہ خدا کے خاص بندے ہین اور خدا اپنے خاص بندون کے حق مین فرما چکا ہے۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطَانٌ۔ یعنے اے ابلیس تجھے میرے خاص بندون پر غلبہ حاصل نہوگا۔ اور اگر شیاطین انس و جن اُنکو ضرر پہنچائینگے تو یہ ایذا صرف بدن کو پہنچیگی۔ روح کو کسی قسم کا صدمہ نہوگا جیسا کہ اصفین سبب پر آتی ہین موتی اُس سے محفوظ رہتا ہے اسیطرح اولیاء کے بدن کو سبب سے اور روح کو موتی سے تشبیہ دیگئی ہے۔

	ناقۂ جسم ولی را بندہ باش		تا شوی با روح صالح خواجہ تاش
ترجمہ	ناقۂ جسم ولی کا بندہ بن		صالحون کا خواجہ تاش اے خواجہ بن

شرح یعنے ناقۂ جسم اولیاء کا بندہ بن۔ اُنہین کیطرح کا جسمانی آزار نہپہنچا باطنی عظمت دلمین رکھنے کے علاوہ اُنکی ظاہری تعظیم بجا لاتا رہ تا کہ تو اُنکی روح کا جو حضرت صالح کی مانند ہے شریک حال ہو جائے اور مرتبۂ کمال تک جا پہنچے۔ یہ شعر بطور نصیحت عامہ ہے۔ اور خاص مولانا کا مقولہ ہے

	گفت صالح چونکہ گردید این جسد		بعد سہ روز از خدا نقمت رسد
ترجمہ	بولے صالح گر نہو تم کا سیاب		تین دن کے بعد آئیگا عذاب

شرح یہان سے حضرت صالح اور اُنکے ناقہ کے قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے۔ اور لفظ گردید اگر کہ اف فارسی ہے

ماضی واحد غائب ہے اور ضمیر این ناقہ کیجانب ہے۔ اور اگر بکاف عربی ہے تو صیغہ جمع حاضر ہے اور کردید بمعنے ہلاک کردیدہ ہے اور این جسد سے ناقہ مراد ہے یعنے حضرت صالح نے کونچیں کاٹ دینے کے بعد قوم ثمود سے یہ کہا کہ چونکہ یہ ناقہ تمہارے فعل سے جسم بے روح ہوگیا ہے یا تمنے اسکو ہلاک کردیا ہے اسکا بدلہ یہ ہوگا کہ آج سے تین دن کے بعد خدا کی طرف سے تمپر عذاب الہی نازل ہوگا نقمت بالکسر بمعنے عذاب ہے یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ یعنے جب قوم ثمود نے ناقہ کو ہلاک کردیا تو صالح نے یہ فرمایا کہ تم صرف تین دن تک اپنے گھروں میں آرام کرسکتے ہو نکتہ باوجودیکہ قوم ثمود کے سرکش کافر ناقۃ اللہ کو ہلاک کرچکے تھے تاہم عذاب کے لیئے تین دن کی مہلت اسلیئے دیگئی کہ وہ زیادہ شرارت اور حضرت صالح کی عداوت کے باعث کامل طور پر مستحق عذاب ہوجائیں اور حجت الہی بالکل تمام ہوجائے۔

	بعد سہ روز از خدائے جان ستان		آفتے آید کہ دارد سہ نشان
ترجمہ	یعنے آئیگا عذاب جان ستان		تین دن مین تین ہین جسکے نشان

شرح حضرت صالح کا قول ہے۔ یعنے تین روز کے بعد جان کے لینے والے (اللہ تعالے) کی طرف سے ایک آفت آئیگی جسکی تین علامتیں ہونگی۔ جو آئندہ شعر مین مذکور ہین۔

	رنگ روئے جملہ تان گردد دگر		رنگہا رنگ مختلف اندر نظر
ترجمہ	رنگ چہرہ اور ہوگا سر بسر		مختلف رنگون مین آئیگا نظر

شرح دوسرے مصرع مین رنگ مختلف۔ لفظ رنگ کا بدل واقع ہوا ہے۔ یعنے اے قوم ثمود تم سب کے چہرے رنگ بدلجائیگا اور جو رنگ آج ہے وہ کل بہ رنگ مختلف نظر آئیگا۔ مثلاً آج زرد ہوگا کل سرخ۔ پرسون سیاہ۔ اسکے بعد سب ہلاک ہوجاؤگے۔

	روز اول روئے تان چون زعفران		در دوم روئے سرخ ہمچون ارغوان
ترجمہ	پہلے دن ہوگا بہ رنگ زعفران		دوسرے دن سرخ شکل ارغوان
	در سوم گردد ہمہ روہا سیاہ		بعد ازان اندر رسد قہر الٰہ
ترجمہ	تیسرے دن سب کے منہ ہونگے سیاہ		اسکے بعد آجائیگا قہر الٰہ

شرح یعنے پہلے دن تمہارے چہرے زعفران کی طرح زرد اور دوسرے دن ارغوان (گل سرخ رنگ) کی طرح سرخ۔ اور تیسرے دن بالکل سیاہ ہوجائینگے۔ اور اسکے بعد خدا کا قہر یا عذاب آلہی نازل ہوگا۔ اور تم سب کے سب ہلاک ہوجاؤگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

	گر نشان خواہید از من زین وعید		کرۂ ناقہ بسوئے کہ دوید
ترجمہ	چاہتے ہو گر نشان آشکار		جا رہا ہے بچہ سوئے کوہسار

شرح حضرت صالح فرماتے ہین کہ اگر تم مجھسے اس وعید (وعدۂ بد یعنے عذاب الٰہی) کا کوئی نشان معلوم کرنا چاہتے تو وہ یہ ہے کہ اُس ناقہ کا بچہ پہاڑ کی طرف بھاگ گیا ہوگا جو شاید اب تمہارے ہاتھ نہ آئے لیکن حتی الامکان اُسکے پکڑنے کی کوشش کرو۔ ورنہ عذاب الٰہی نازل ہونے مین شک نہین رہا۔

	گر تو انیدش گرفتن چارہ ہست		ورنہ خود مرغ اُمید از دام جست
ترجمہ	اُسکو گر پکڑ و تو ہے تدبیر کار		ورنہ چھوٹا دام سے مرغ شکار

شرح یعنے اگر تم اُس بچہ کو پکڑ سکتے ہو تو چارۂ کار (عذاب الٰہی سے نجات کا سامان) ہو سکتا ہے ورنہ یہ سمجھو کہ مرغ اُمید نجات۔ دام سے چھوٹ گیا ہے جواب کسیطرح ہاتھ نہ آئے گا اور تم ہرگز عذاب سے نہ بچ سکوگے۔

	چون شنیدند این ازو جملہ تبک		در پے اُشتر دوید ند ہے چو سگ
ترجمہ	سُنکر اسکو بھاگ نکلے اسطرح		اونٹ کے پیچھے ہو کتا جسطرح

شرح یعنے قوم ثمود کے لوگ حضرت صالح سے یہ سُنکر بچہ کی تلاش مین اسطرح دوڑے جسطرح کتا شکار کے لیے دوڑتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انکو عذاب الٰہی کا یقین ہوگیا تھا۔ یا اینہمہ ایمان نہ لاتا پرلے درجہ کا کفر ہے

	کس نتانست اندران کرہ رسید		رفت در کہسار ہا شد نا پدید
ترجمہ	پر کہان تھی تھی بچہ کی رسید		ہوگیا کہسار مین وہ نا پدید

شرح یعنے دوڑنے والون سے کوئی اُس بچہ کو نہ پکڑ سکا اور وہ پہاڑون مین جاکر بالکل غائب ہوگیا۔

	ہیچو روح پاک کو از خاک تن		میگریزد جانب رب المنن
ترجمہ	جسطرح جان چھوڑکر تنگ بدن		بھاگتی ہے سوے رب ذی المنن

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ یعنے وہ بچہ پہاڑ کی طرف اسطرح بھاگا جسطرح کوئی پاک روح تنگ بدن سے رہائی پاکر اللہ تعالےٰ کی طرف بھاگتی ہے اور مشاہدۂ جمال مین مستغرق ہوکر پھر جسم مین آنا پسند نہین کرتی۔

	گفت دید این قضا مبرم شدست		صورت اُمید را گردن زدست
ترجمہ	بولے پھر صالح یہ مبرم ہے قضا		صورت اُمید ہے بالکل فنا

ترجمہ یعنے جب بچہ ناقہ باوجود تلاش نہ ملا تو حضرت صالح نے یہ فرمایا کہ اے لوگو تم عنقریب دیکھ لوگے کہ یہ وعدۂ عذاب الٰہی قضائے مبرم (محکم و مضبوط) ہے جو کسیطرح نہین ٹلیگا اور اسنے اُمید نجات کو گردن مار دیا ہے اب تم ہرگز نجات نہین پاسکتے یہان سے یہ نکلتا ہے کہ قضائے مبرم کسیطرح نہین ٹلتی اور اُسکے خلاف کبھی بھی پا

ولی کی دعا مستجاب نہین ہوسکتی۔ اور مولانا قدس سرہ جو اس سے پہلے یہ شعر لکھہ چکے ہین کہ۔ اولیارا ہست قدرت از الٰہ تیر جستہ باز گرداند زراہ یعنے اولیا کو اتنی طاقت ہے کہ کمان سے نکلے ہوے تیر کو رستہ سے واپس پھیر دیتے ہین اسکے یہ معنے ہین کہ قضائے معلق انکی دعا سے واپس ہوجاتی ہے۔ یہ مطلب نہین ہے کہ وہ قضائے مبرم کو بھی پھیر سکتے ہین۔ چنانچہ اسکی شرح اپنے موقع پر گذر چکی ہے۔

	کرّۂ ناقہ چہ باشد خاطرش		کہ بجا آرید زا احسان و برش
ترجمہ	بچۂ ناقہ ولی کا دل سمجھہ		نیکی و احسان سے اسکا پاس رکھہ

شرح یہ اور اسکے بعد کا شعر مولانا کا مقولہ ہے جو نصیحت عوام پر مبنی ہے یعنے باطنی طور پر بچۂ ناقہ سے مراد ولی کامل کا دل ہے مطلب یہ کہ اگر تمنے ولی کو ستایا ہے تو اب بھی اسکے دل کو قرار دینا چاہیئے اور اسکے ساتھہ احسان اور نیکی کرنی چاہیئے ورنہ ضرور عذاب الٰہی نازل ہوگا۔ برّ بکسر بائے موحدہ بمعنے نکوکاری ہے نیز ممکن ہے کہ یہ شعر صالحؑ ہی کا مقولہ ہو ان صورت مین خاطرش کی ضمیر شین۔ کرّہ کی جانب۔ اور برش کی ضمیر خاطر کی طرف راجع ہے یعنے صالحؑ نے یہ فرمایا کہ بچۂ ناقہ کی تلاش کرنے سے میرا یہ مطلب ہے کہ تم اسکو پکڑ کے اسکے دل کی نگہبانی کرو۔ یعنے چارہ پانی سے اسکی خبر لیتے رہو اور اسکے ساتھہ ایسا سلوک نہ کرو جیسا کہ اسکی ماں کے ساتھہ کیا ہے۔

	اگر بجا آید دلش سنجید ازان		ورنہ نومیدید و ساعد ہا گزان
ترجمہ	اگر قرار آئے اُسے تو ہے نجات		کاٹ کھاؤگے وگرنہ اپنے ہات

شرح اگر اسکو مولانا کا مقولہ کہیئے تو ضمیر دلش ولی کی طرف اور اگر حضرت صالحؑ کا قول ہے تو بچۂ ناقہ کی طرف راجع ہے مطلب یہ کہ اگر ستانے کے بعد تمنے ولی کے دل یا بچۂ ناقہ کو رضامند رکھا اور اسکے ساتھہ نیک سلوک کیا تو عذاب الٰہی سے نجات حاصل کرلوگے ورنہ بحالت ناامیدی نہایت پشیمان ہوگی اور وقت نزول عذاب اپنے ہاتھہ کاٹ کاٹ کھاؤگے۔ نہایت پچھتاؤگے مگر اسوقت کی پشیمانی بیکار ہوگی۔

	چون شنیدند آن وعید منکدر		چشم نہادند آنرا منتظر
ترجمہ	سنکے صالح سے وعید منکدر		اسکی ایفا کے رہے سب منتظر

شرح یعنے قوم ثمود وعید منکدر (وعدۂ تیرۂ وتار متعلق بعذاب الٰہی) سنکر اسکے نازل ہونے کا انتظار کرنے لگی

	روز اول روئے خود دیدند زرد		مے زدند از نا امیدی آہ سرد
ترجمہ	روز اول چہرے ان سب کے تھے زرد		یاس سے بھرنے لگے سب آہ سرد

شرح یعنے حسب فرمان حضرت صالحؑ پہلے دن انکے منہ زرد ہوگئے۔ اور نا امیدی کے باعث سرد آہین بھرنے

لگے نزول عذاب کا یقین ہونے لگا۔ اور نجات کی اُمید منقطع ہوگئی

	سُرخ شد روئے ہمہ روز دوم		نوبت اُمید و توبہ گشت گم
ترجمہ	لال چہرے ہوگئے روز دوم		نوبت امید و توبہ سب سے گم

شرح یعنے دوسرے دن سب کے منہ سُرخ ہوگئے اور نوبت اُمید و توبہ بالکل جاتی رہی کیونکہ جسوقت عذاب الٰہی کے آثار نظر آنے لگتے ہیں اُسوقت توبہ قبول نہیں ہوتی اور عذاب سے نجات ہرگز نہیں ملتی

	شد سیہ روز سوم روئے ہمہ		حکم صالح راست شد بے ملجمہ
ترجمہ	تیسرے دن ہوگئے سب رو سیاہ		حکم صالح صحیح ہوا بے اشتباہ

شرح یعنے تیسرے دن سب کے منہ سیاہ ہوگئے۔ اور حضرت صالحؑ کا حکم بلا خلاف درست ہوگیا بے ملجمہ یعنے بلا جنگ و خلاف ہے۔ چونکہ یہ حکم از روے وحی دیا گیا تھا اسلیے صحیح ہو کر رہا۔

	چون ہمہ در نا اُمیدی سرزدند		ہمچو اُشتر در دو زانو آمدند
ترجمہ	ہوکے نا اُمید جب دیکھی اجل		سہمگین ہو کر گرے گھٹنوں کے بل

شرح سرزدن یعنے ظاہر شدن ہے یعنے جبکہ سب پر نا اُمیدی کے آثار ظاہر ہوگئے تو خوف عذاب کے باعث اونٹ کی طرح گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ اور عذاب الٰہی سے بھاگنے پر قادر نہ ہوسکے۔ یہانتک کہ سب کے سب ہلاک ہوگئے

	در بیانی آورد جبریل امین		شرح این زانوزدن را جائمین
ترجمہ	لائے ہیں قرآن میں جبریل امین		شرح اس گھٹنوں کے بل کی جائمین

شرح یعنے قرآن مجید میں حضرت جبریل امین نے قوم ثمود کے اس گھٹنوں کے بل بیٹھ جانے کی شرح لفظ جاثمین سے کی ہے یہ لفظ اس آیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوا فِیْ دَارِهِمْ جَاثِمِیْنَ۔ یعنے حضرت جبریل کی چیخ مارنے کے بعد قوم ثمود کو زلزلہ نے پکڑ لیا۔ اور وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گرے ہوے مر کر رہگئے

	زانوآن دم زن کہ تعلیمت کنند		وز چنین زانو زدن بیمت کنند
ترجمہ	ہو دم تعلیم تو زانو نشین		ایسے دن سے جب ڈرائیں اہل دین

شرح یہ شعر مقولۂ مولانا ہے بطور نصیحت عامہ یعنے زانو کے بل اُسوقت بیٹھ جبکہ مُرشدان کامل تجکو احکام شریعت و معرفت کی تعلیم کریں اور اسطرح کی زانو نشینی سے ڈرائیں جو قوم صالح کو نصیب ہوی ہے یعنے دعا و عبادت اور فرمان الٰہی کی تعظیم کی مخالفت سے ڈرانے کے وقت زانو کے بل بیٹھنا فائدہ مند ہے اور جب کہ عذاب الٰہی کے آثار نظر آنے لگیں اور موت کا وقت قریب آجاوے اُسوقت زانو کے بل بیٹھنا یا نجات کے لیے دعا کرنی بیشک بالکل بیکار ہے۔

	منتظر گشتند زخم قهر را		قهر آمد مینست کرد آن شهر را
ترجمہ	دیکھتے رہتے تھے زخم قہر کو		قہر نے آکر اجاڑا شہر کو

شرح یعنے زانگول بیٹھکر قوم ثمود جس عذاب کی منتظر تھی اُس عذاب کے نازل ہوکر اُنکے تمام شہر کو مینست نابود کردیا

	صالح از خلوت بسوے شہر تافت		شہر دید اندر میان درد و تفت
ترجمہ	شہر سے خلوت سے صالح سوے شہر		شہر کو دیکھا میان درد و قہر

شرح تفت بمعنے گرم و سوختہ سے یہاں ہلاکت مراد ہے یعنے حضرت صالح علیہ عذاب الٰہی کے نازل ہونے سے پہلے شہر سے نکلکر کسی اور جگہ خلوت نشین ہو گئے تھے قوم ثمود کی ہلاکت کے بعد اُنکے شہر میں آئے اور تمام شہر کو درد و ہلاکت میں مبتلا دیکھا۔

	ناله از اجزاے ایشان شنید		نوحه پیدا نوحه گویان ناپدید
ترجمہ	اُنکے ایک ایک عضو سے نالے سنے		نالہ کرنیوالے سب معدوم تھے

شرح یعنے حضرت صالح اُنکے اجزاء اعضاے جسمانی سے نالہ کی آواز سنتے تھے اور یہ عجب بات ہے کہ نوحہ کی آواز آرہی تھی مگر نوحہ کرنے والے ناپید تھے مطلب یہ کہ قوم ثمود تو سب کی سب ہلاک ہو چکی تھی مگر اُنکا حال ایسا نوحہ کر رہا تھا۔ اُنکے اعضا اُنکی حالت زار پر ماتم کر رہے تھے۔

	گریہاے از حد گزشت و ہاے ہاے		گریہاے جانگزاے دل ربا
ترجمہ	حد سے گزرے نالہاے جانگزا		آگیا اپنے کیے کا سب مزا

شرح یعنے ہلاک ہونے والی قوم ثمود کے گریے جو روح کو زخم پہنچانے اور دل کو اُڑا دینے والے تھے حد سے گزر گئے تھے ان گریوں سے وہی گریے مراد ہیں جو اُنکے حال سے عیان ہو رہے تھے

	راستخوانہا شان شنید آن نالہا		اشک خون از جان شان چون ژاله ها
ترجمہ	نالہ گر تھیں اُنکی ساری ہڈیاں		اور اشک خون تھے جان سے رواں

شرح یعنے حضرت صالح نے اُنکی ہڈیوں سے نالوں کی آوازیں سنیں اور اُنکی آنکھوں سے آسمانی اولوں کے مانند خون کے آنسو بہتے دیکھے اشک خون سے یا تو گریہ حالیہ مراد ہے یا ممکن ہے کہ مرتے دم واقعی آنسو خون کے روئے ہوں

	صالح آن بشنید و گریہ ساز کرد		نوحہ بر نوحہ گران آغاز کرد
ترجمہ	قوم کا یہ حال صالح دیکھکر		رونیوالوں پر ہوے خود نوحہ گر

شرح یعنے حضرت صالح نے نالہ کی آواز سنکر رونا شروع کردیا اور اُن نوحہ گروں پر از روے ترحم خود نوحہ کرنے لگے صالح علیہ السلام کا یہ نوحہ اُس محبت باطنی کے سبب سے تھا جو پیغمبر کو اُمت کے ساتھ ہوتی ہے

	گفت اے قوم بباطل زیستید	وز شما من پیش حق بگریستم
ترجمہ	بولے اے باطل پرستو ہے یہ کیا	مین تمہارے جور سے رو رو دیا

شرح یعنے حضرت صالح نے ازروے حسرت باازراہِ عتاب اُنکی نعشون سے یہ خطاب کیا کہ اے قوم ثمود صد حیف تمنے اپنی تمام عمر باطل مین گزاری۔ اور جھوٹے مشغلون مین مصروف رہکر زندگانی کی اور مینے تمہارے حق مین سے بارہا اللہ تعالےٰ کے سامنے رو رو کر یہ عرض کیا کہ اے خدا انکو راہ راست دکھا لیکن چونکہ تم ازلی بدبخت تھے اسلیئے تمہین میری نصیحت نے کچھ فائدہ نہ دیا۔ یہانتک کہ تم ہلاک ہوگئے نکتہ یہان سے یہ نکلتا ہے کہ ارواح موت کے بعد معدوم نہین ہوتین بلکہ عالم برزخ مین بصورت اعمال خود موجود رہتی ہین یہی وجہ ہے کہ کفار مُردہ کی نعشون کو خطاب کرکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اَنَا وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا (یعنے اے کافرو ہمے جو ہمارے رب نے (فتح کا) وعدہ کیا تھا اُسکو ہمنے سچ پایا۔ پس کیا تمنے بھی اُس وعدہ کو سچ پایا جو تمسے تمہارے رب نے کیا تھا) یہ سُنکر حضرت عمر نے فرمایا کہ یارسول اللہ کیا مُردے بھی کچھ سُن سکتے ہین؟ آنسرور کائنات نے ارشاد کیا کہ اُس ذات پاک کی قسم جسکے قبضہ مین محمد کی جان ہے یہ نعشین میرے قول کو تمسے زیادہ سُنتے ہین۔ لیکن جواب نہین دسکتین۔ لیکن اس سے یہ خیال کرنا کہ موتے ہر شخص کا کلام سُن لیتے ہین درست نہین معلوم ہوتا۔ بلکہ یہ تخصیص انبیا کے ساتھ ہے یہی وجہ ہے کہ قوم ثمود کی نعشون نے حضرت صالح کا۔ اور مقتولین بدر نے آنسرور کائنات کا کلام سُن لیا تھا۔

	حق بگفتہ صبر کن بر جور شان	پند شان دہ بس نماند از دو شان
ترجمہ	حکم حق تھا صبر کر میرے حبیب	کر نصیحت موت ہے انکے قریب

شرح حضرت صالح نعشون سے خطاب کرکے فرماتے ہین کہ حبب مین خدا کے سامنے اِس بات پر روتا تھا کہ میری نصیحتین اُنکے دلون مین اثر نہین کرتین تو وہان سے یہ جواب ملتا تھا کہ اے صالح اُنکی جور و جفا پر صبر کر اور برابر نصیحت کرتا رہ کیونکہ انکی زندگی کا زمانہ اب بہت سا نہین رہا یہ عنقریب ہلاک ہونے والے ہین۔

	من بگفتہ بند شد بند از جفا	شیر بند از مہر جوشد وز صفا
ترجمہ	مین یہ بولا بند اب بالکل ہے بند	جوش زن بے مہر کب ہو شیر بند

شرح یعنے مینے اللہ تعالےٰ سے عرض کیا کہ انکے جور و جفا کے باعث اب نصیحت بند ہوگیا ہے میرے دل سے کوئی ناصحانہ مضمون نہین نکلتا۔ کیونکہ نصیحت کا شیر خالص محبت اور صفائی باطن کے سبب جوش مین آتا ہے اور جب لوگ محبت کے بدلے ناصح کے دشمن بنجائین تو مضمون نصیحت اُسکے ذہن مین نہین ڈالا جاتا۔ یا خدا مین نصیحت کرتے کرتے عاجز آگیا۔ اب مجھے کوئی ناصحانہ مضمون نہین سوجھتا۔

	بس کہ گردید از جفا بر جائے من	شیر پند افسر در رگہائے من
ترجمہ	اسقدر ہونے لگی مجھپر جفا	پند شیر اب سب ٹہٹر کر رہگیا

شرح یعنے ایخدا چونکہ محبت کی جگہ قوم ثمود نے مجھے بہت کچھ ستایا ہے اسلیئے نصیحت کا شیر خالص میرے دل و دماغ اور زبان ولب کی رگون مین منجمد ہوگیا ہے یعنے اپنی اپنی جگہ جم کر رہگیا ہے مجھے اب ایسے ظالمون کی نصیحت کا شیر خالص نہین ملتا یعنے نصیحت کا کوئی مضمون نہین سوجہتا مین اُنسے عاجز آگیا ہون۔

	حق مرا گفتہ ترا لطفے دہم	بر سر آن زخمہا مرہم نہم
ترجمہ	حق نے فرمایا کہ اب ہم لطف سے	دینگے مرہم تیرے زخمون کے لیے

شرح حضرت صالحؑ فرماتے ہین کہ پہر اللہ تعالےٰ نے مجھسے کہا کہ اے صالح تو انہین نصیحت کیے جا ہم عنقریب تجھپر مہربانی کرینگے۔ یعنے اس نصیحت کا اجر دینگے اور تیرے زخمونپر مرہم لگائینگے یعنے اُنسے تیرے ستانے کا بدلا لینگے۔ اور بہت جلد اُنکو سخت عذاب اور تکلیف کے ساتہ ہلاک کردینگے۔

	صاف کردہ حق دلم را چون سما	روفتہ از خاطرم جور شما
ترجمہ	ہوگیا دل صاف اشکل آسمان	یعنے سب جاتا رہا رنج نہان
	در نصیحت من شدہ بار دگر	گفتہ امثال و سخن ہا چون شکر
ترجمہ	پہر نصیحت مینے کی بار دگر	جسکی اک اک بات تہی رشک شکر قمر

شرح یعنے جب اللہ تعالےٰ نے تسلی دیکر میرے دل کو گرد ملال سے آسمان کی طرح صاف کردیا اور تمہارے ظلم سابق کا خیال میری طبیعت مین نرہا تو مین بار دگر پہر تمہین نصیحت کرنے پر آمادہ ہوگیا اور بہت سی ایسی مثالین اور کلام جنکو مانند شکر سمجہنا چاہیئے تمہین سنائین مگر تمنے میری ایک نہ مانی۔

	شیر تازہ از شکر انگیختہ	شیر و شہدے با شکر آمیختہ
ترجمہ	شیر تازہ تہا شکر انگیختہ	شہد و شیر آپسمین تہے آمیختہ

شرح یعنے میری نصیحتین ایسے شیر تازہ کے مانند تہین جو شکر سے پیدا ہوا ہو۔ یا شیر و شکر باہم ملے ہوئے ہون

	ور شما چون زہر گشتہ آن سخن	زانکہ زہرستان بدید از بیخ و بن
ترجمہ	ہوگئی ہر بات میری تمکو زہر	کیونکہ تم خود زہر تہے کم کرہ بہر

شرح یعنے میری میٹہی باتین اور خوشگوار نصیحتین بمقتضائے الحق مر (حق کڑوا ہوتا ہے) تمہارے حق مین زہر بنگئین اور اسکا سبب یہ ہے کہ تم جڑ پیڑ سے زہرستان یعنے ازل سے زہر کی کان تہی۔ اسلیئے زہر مین شیرینی ملکر خود زہر بنگئی۔ کیونکہ زہر کا اثر بہت سی شیرینی پر بہی غالب آجاتا ہے۔

	چون شوم غمگین که غم شد سرنگون		غم شما بود ید اے قوم حرون
ترجمہ	کیون مین غمگین ہون کہ غم ہے سرنگون		تم مجسم غم تھے اے قوم حرون

شرح حضرت صالح فرماتے ہین کہ اے سرکش قوم اب مین کسلیئے غمگین رہون؟ میرے لیے تو تمہاری نافرمانی باعث رنج اور تم خود غم مجسم تھے تمہارے معدوم ہو جانے سے میرے دلکا غم سرنگون ہو گیا ہے بالکل جاتا رہا ہے۔ حرون بمعنے سرکش ہے۔

	ہیچکس بر مرگ غم نوحہ کند		ریش سر چون شد کسے مرہم کند
ترجمہ	مرگ غم پر نوحہ گر ہوتا ہے کون		زخم اچھا ہو تو پھر رتا ہے کون

شرح۔ دونو مصرعون مین استفہام انکاری ہے اور پہلے مین کند بضم الکاف ہے اور دوسرے مین بالفتح یعنے کیا کوئی شخص غم کے مرجانے (معدوم ہونے) پر نوحہ کیا کرتا ہے؟ ہرگز نہین۔ اور کیا جب کسیکے سر کا زخم اچھا ہو جاتا ہے یا جاتا رہتا ہے تو وہ نوحہ کرکے بال اکھاڑا کرتا ہے۔ ہرگز نہین بلکہ خوش ہوتا ہے علے ہذا القیاس اے سرکش قوم مین تمہاری ہلاک ہو جانے سے ہرگز غمگین نہین ہون۔

	رو بخود کرد و بگفت اے نوحہ گر		نوحہ ات را ہم نیرزد این نفر
ترجمہ	پھر کہا دل سے کہ سن اے نوحہ گر		قابل گریہ نہین ہین یہ بشر

شرح یعنے اسکے بعد صالح نے اپنے دل سے خطاب کرکے یہ فرمایا کہ اے رونے والے یہ قوم اس قابل نہین کہ تو انپر نوحہ کرے۔ کیونکہ سرکشون اور بیدینون کا ہلاک ہی ہو جانا بہتر ہے۔

	گفت پیغمبر چو باشد عاصیان		کیف آسف خلق قوم کافرین
ترجمہ	قول پیغمبر کا ہے اے مرد دین		کسطرح مین کافرون پر ہون غمین

شرح لفظ مبین سے مراد قرآن ہین۔ یعنے جسطرح سیدھی طرح پڑھنے والے قرآن مجید کی آیت کو ٹیڑھا پڑھنے سے منع کرتے ہین کہ کہین اسکے معنے قوم کافرین کے نہ ہو جائین اسی طرح حضرت شعیب کا مقولہ ہے۔ بلکہ یہ آیت مقولہ صالح ہی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ انبیاء سب کے سب دعوت اسلام مین متحد ہین انکا یہ مقولہ اور یہ ارشاد گویا بعینہ وہی مقولہ ہے حضرت شعیب کی قوم جب نافرمانی کے سبب ہلاک ہو گئی۔ تو انھون نے یہ فرمایا کہ کیف آسف الخ یعنے ترجمہ کافرین کافرون کے ہلاک ہونے پر کیونکر غم کھاؤن۔ یہ کلمہ کفر ہی قابل سزا ہے۔ سو انکا مقولہ نقل کرنے سے مطلب شعیب کے اس مقولہ کی تنظیر اختیار اور شاید وہ اس طرح ہمارے پیغمبر اسلام حضرت صالح کی طرف سے ہو۔ اور یہ اسی صورت مین ہو سکتا ہے کہ لفظ مبین کا مصداق لفظ اور الفاظ مبین نہ ہو بلکہ معنی مبین ہو جسے قرآن مبین ہے اور اسی معنی کے لحاظ سے قرآن کی آیت ہے [illegible] کافرین کو درست [illegible]

والے تو اس آیت کو ٹیڑھی طرح نہ پڑھ اور ٹیڑھے پن سے نہ دیکھ۔ بلکہ یہ تو سیدھی بات ہے کہ تمام انبیا علیہم السلام کا مقصود ایک ہے اسلئے حضرت شعیبؑ کا مقولہ بعینہ حضرت صالحؑ کا مقولہ ہو سکتا ہے بعض نسخون مین مبین کی جگہ بین بصیغہ امر حاضر ہے اسصورت مین یہ شعر حضرت صالح علیہ السلام کا مقولہ ہے۔ یعنے حضرت صالح اپنے دل سے خطاب فرماکر یہ کہتے ہین کہ اے احکام الٰہی کے سیدھی طرح پڑھنے والے تو ہی دیکھ کہ یہ کمبخت غمخواری کے قابل نہین ہین۔ پھر مین اُنکے ہلاک ہو جانے پر غمگین کیونکر ہون۔ گویا مولانا قدس سرہ نے دوسرے مصرع مین آیت قرآنی سے قطع نظر حضرت صالحؑ کے مقولہ کو عربی زبان مین نقل کر دیا ہے۔

	بازاند رچشم دل او گریہ یافت		رحمت بے علتے بروے بتافت
ترجمہ	آپنے پھر دل مین پایا رحم رب		جلوہ گر رحمت ہوئی پھر بے سبب

شرح یعنے باینہمہ حضرت صالح نے پھر اپنی چشم دل کو نالان پایا اور رحمت بے سبب روہ ترحم جو کسی پر بلا سبب ظاہری محض انسانی ہمدردی کے طور پر ہو آپ کے دل پر جلوہ افگن ہوئی۔ یعنے دل بھر آیا۔

	قطرہ مے بارید و حیران گشتہ بود		قطرۂ بے علت از دریائے جود
ترجمہ	شامل گریہ تہا رحمت کا وجود		تہا یہ گریہ قطرۂ دریائے جود

شرح یعنے صالحؑ کی آنکھون سے جو آنسوون کی قطرے ٹپک رہے تہے وہ خود حیران تہے یا صالحؑ کو حیرت تہی کہ یہ گریہ بے سبب کیلئے ہے دوسرا مصرع مولانا کا مقولہ اور اس حیرت کا جواب ہے یعنے یہ گریہ بے سبب اس دریائے کرم سے آیا تہا جو امت کی نسبت انبیا علیہم السلام کے دلون مین جوش زن ہوا کرتا ہے گو کفار انبیاء کے دشمن ہو کر انجام کار ہلاک ہو جاتے ہین مگر نبیون کو انکی اس حالت پر بہی رحم آجاتا ہے۔

	عقل میگفتش کہ این گریہ چیست		بر چنان افسوسیان باید گریست
ترجمہ	عقل کہتی ہی یہ گریہ کیلئے		ایسے بیدینون پہ نوحہ کیلئے

شرح افسوس بمعنے طنز و بازی و ظرافت و تمسخر و دریغ و حسرت و ظلم و استہزا یہان بمعنے استہزا و ظلم ہے۔ یعنے عقل یہ کہہ رہی تہی کہ اے صالحؑ کیا ایسے ظالمون اور خدا کے احکام سے ہنسی کرنے والون کی موت پر رونا چاہیئے ہرگز نہین یہ کمبخت اسی قابل تہے کہ عذاب مین مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائین۔

	بر چہ میگوئی کہ بر فعل شان		بر سیاہ کینۂ شر فعل سان
ترجمہ	کہتے ہو تم بد ہے جنکے فعل پہ		کہتے یہ ظالم پر جفا و بد عمل

شرح عقل کہہ رہی تہی کہ اے صالح تو کس چیز پر روتا ہے کیا ان ہلاک ہونے والی قوم ثمود کے فعل پر کیا اس کینہ کرنے والی اور بد فعل قوم پر؟ یہ ہرگز اس قابل نہین۔ فبعدا لقوم الظالمین یعنے کفار و بدکار

کی معرفت پر نہ آسمان روتے ہین نہ زمین، اور حدیث شریف مین آچکا ہے کہ نیکون کی موت پر زمین و آسمان کے ساتہ جن اور فرشتے تک روتے ہین۔ شر فعل بمعنے بد فعل۔ ہے

	بر دل تاریک پر زنگار شان		بر زبان ہمچو زہر مار شان
ترجمہ	اُنکی تیرہ قلب پر زنگار پر		اور زبان شکل زہر مار پر

شرح یعنے اے صالح کیا تو اِنکے تاریک و پر زنگار (تیرہ) دِل پر روتا ہے۔ کیا تو اِنکی ایسی کڑوی زبان پر روتا ہے جو سانپ کے زہر کے مانند تہی۔ اور جس سے احکام الٰہی کے خلاف ناشائستہ کلمات نکلا کرتے تہے۔

	بر دُم و دندان سگسارانہ شان		بر دہان و چشم کژ دم خانہ شان
ترجمہ	اُس دم و دندان سگسارانہ پر		اُس دہان و چشم کژ دم خانہ پر

شرح سگسار بمعنے مثل سگ یعنے بد و پلید اور لفظ دُم اگر بضم دال مہملہ ہے تو بمعنے پشت ہے اور اگر بالفتح ہے تو بمعنے نون ہے۔ یعنے اے صالح کیا تو اُنکے ایسے دم و دندان پر روتا ہے جو کتون کے مانند ناپاک تہے اور کیا اُنکے ایسے دہان و چشم گریہ کرتا ہے جو بچھو کے گہر تہے۔

	بر ستیز و تسخر و افسوس شان		شکر کن چون کرد حق محبوس شان
ترجمہ	اُنکے استہزا پر اُنکی جنگ پر		ہین وہ محبوس جہنم شکر کر

شرح یعنے اے صالح کیا تو اُنکے اُس جنگ و تمسخر و استہزا پر روتا ہے جو تیرے اور احکام الٰہی کے ساتہ کیا کرتے تہے خدا کا شکر کر کہ اُسنے اِنہین موت کے حصار یا دوزخ کے قید خانہ مین محبوس کر دیا ہے ان سب شعر و نین استفہام انکاری ہے۔ یعنے اے صالح تجھے ایسے ناپاک لوگون کے مرنے پر رونا اور افسوس کرنا نچاہیئے۔

	دست شان کژ پائے شان کژ چشم کژ		مہر شان کژ صلح شان کژ خشم کژ
ترجمہ	دست و پا تہے اُنکے بُرے چشم کج		مہر کج تہی صلح کج تہی خشم کج

شرح یعنے انکے ہاتہہ پانو، آنکہین غرضکہ تمام اعضا مرضیات حق مین مستعمل نہوتے تہے اور اُنکی محبت و صلح اور غضب و غصہ سب خلاف محل تہا۔ مہر کی جگہ خشم اور خشم کی جگہ مہر کرتے تہے بدون کے دوست تہے اور نیکون کے دشمن اسلیئے ہلاک کیے گئے۔ یہ اپنی ٹیڑہ مین مر گئے۔

	از پئے تقلید و از روایات نقل		پا نہادہ بر جمال پیر عقل
ترجمہ	باپ دادا ؤن کی کرتے تہے وہ نقل		سب کے سب ناقدر دان پیر عقل

شرح روایات نقل۔ وہ علامتین جو بزرگون سے منقول چلی آتی ہین۔ یعنے اُنہون نے اپنے بزرگون کی تقلید اور اقوال و علامات منقولہ اسلاف کے سبب جمال پیر عقل کو پامال کر دیا تہا یعنے حسب فہوائے بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا

(ہمتو اُسی رستہ کی پیروی کرینگے جسپر ہمنے اپنے بزرگون کو پایا ہے) اُنہون نے اپنی عقل کو ضایع کر دیا تہا نیز ممکن ہے کہ پیر عقل سے مراد حضرت صالح ہون جنکی تحقیر کی گئی تہی۔

	پیر خر نے جملہ گشتہ پیر خر	از زبان و چشم و گوش و ہم دگر
ترجمہ	تہے وہ سب بے پیر گویا پیر خر	پیر یکدیگر مرید یک دگر

شرح۔ مصرع اول مین سر مصرع کا پیر خر اسم فاعل ترکیبی ہے بمعنے خریدار پیر اور نے حرف نفی ہے۔ اور آخر مصرع مین پیر خر موصوف وصفت ہے بمعنے خر ضعیف و کہن سال اور دوسرا مصرع پیر خر نے سے متعلق ہے اور ہم دگر بمعنے اعضائے دیگر ہے۔ یعنے قوم ثمود کے لوگ اپنے پیر و مرشد یعنے حضرت صالح کے خریدار نہ تہے نہ تو اُنہون نے زبان سے خریدا کیونکہ اُنکی رسالت کا اقرار نکیا۔ اور نہ آنکھون سے خریدا یعنے ناقہ کے اِس معجزہ کو نہ دیکہا جو نبوت صالح پر روشن دلیل تہی اور نہ کانو سے خریدا یعنے آواز حق نہ سُنی نیز دیگر اعضا سے بہی نہ خریدا۔ یعنے پانو سے حق کی طرف نہ چلے۔ اور ہاتہون سے آیات اور احکام الٰہی کو نہ سنبہالا۔ بلکہ وہ بالکل خر پیر یعنے بیوقوف نکمے اور کہن سال گدہے کی مانند تہے نیز ممکن ہے کہ دوسرا مصرع پیر خر کے متعلق ہو۔ یعنے یہ لوگ ایک دوسرے کی زبان و چشم و گوش کے سبب پیر بنگئی تہی ہر شخص دوسرے کو اہل کمال جان کر حضرت صالحؑ کے پروانہ کرتا تہا۔ یعنے آپسمین ایک دوسرے کو زبان سے اچہا کہتا تہا اور آنکہہ سے کامل اور بزرگ دیکہتا تہا اور کان سے اُسکے مقولہ کو بسماعت قبول سُنتا تہا۔ مگر اسصورت مین گوش ہمدگر بلا واو عطف ہے۔ اور یہ دونون مطلب نہایت چسپان ہین جو شعر کے لفظون سے نکلتے ہین

تفسیر آیہ کریمہ مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لا یبغیان

ترجمہ اس آیت کی تفسیر کہ اللہ تعالےٰ نے دو دریا جاری کیئے ہین جو باہم ملتے ہین مگر دونون مین ایک حائل ہے جسکے باعث ایک دوسرے پر غالب نہین آسکتے۔ میٹہا دریا الگ بہتا ہے اور کہاری الگ دونونکی دہارین جدا جدا ہین۔

شرح اس آیت کی تفسیر کہ اللہ تعالےٰ نے دو دریا جاری کیئے ہین جو باہم ملتے ہین مگر دونون مین حائل ہے اس سے پہلے بہی گزر چکی ہے چونکہ مولانا نے یہان اسکو عنوان ہی مین درج فرمایا ہے اسلئے مکرر شرح کی ضرورت ہے تاکہ آیندہ اشعار اچہی طرح سمجہ مین آجائین مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ نے دو دریا جاری کیئے ہین ایک شور و تلخ اور ایک شیرین و خوشگوار یہ دونو ایک جگہ جاکر ملتے ہین مگر دونون مین ایک قدرتی برزخ اور حائل ہے کہ ایک دوسرے پر غالب نہین ہوتے یا تا بدبرزخ قدرت الٰہی ہے اہل تفسیر نے ان دو دریاؤن سے بحر روم اور بحر فارس مراد لیا ہے جو بحر محیط مین جاکر ملے ہین اور دونون کی دہارین باوجود اختلاط الگ الگ معلوم ہوتے ہین ایک شیرین ہے اور ایک تلخ لیکن معنوی طور پر دریائے شیرین سے بحر روحانی اور انبیا اولیا اور دریائے تلخ سے بحر جسمانی اور کفار و فجار مراد ہین ان دونون کے مابین قلب انسانی حائل ہے اگرچہ

یہ دونو دریا دنیا مین آکر ملگئے ہین مگر قلب ایسا حائل ہے کہ ایک کو دوسرے پر غالب نہین ہونے دیتا۔ اگر ایک دوسرے پر غالب آجائین تو عالم روحانی وجسمانی ایک ہو جائے حالانکہ یہ باطل ہے کیونکہ بحر روحانی نور محض ہونے کے باعث بحر جسمانی کو جو سراسر کثیف ہے اپنے مین جگہ نہین دیتا اور بحر جسمانی اپنی کثافت کے باعث روحانی کے اختلاط سے خود شرمندہ اور پانی پانی ہے۔ مگر اتنی بات ضرور ہے کہ چونکہ یہ دونو دریا ملگئی ہین اسلیئے انکی تمیز ہر ایک سے نہین ہوسکتی۔ انہی معنون کو مولانا آگے بیان کرتے ہین۔

	از بہشت آورد یزدان بردگان	تا نماید شان سقر پروردگان
ترجمہ	خلد سے بندون کو لایا ذو الجلال	تا سقر والون کا کچھ دکھلائے حال

شرح بعض نسخون مین بردگان کی جگہ بندگان ہے بمعنے غلامان سقر پروردگان (دوزخ کے پلے ہوے) کفار وفجار ہین اور بندگان یا بردگان سے اہل ایمان مراد ہین۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالے آدم اور انکی اولاد صالح کو بہشت سے اسلیئے دنیا مین لایا ہے کہ انکو کفار قابل نار کی حالت دکھائے۔ اور یہ بات معلوم کرائے کہ وہ بھی صورت مین تم ہی جیسے ہین مگر باعتبار معنے تم مین اور انمین بہت فرق ہے جسکی مفصل آیندہ آنیوالی ہے۔

	اہل نار و خلد را بین ہمدکان	در میان شان برزخ لا یبغیان
ترجمہ	اہل نار و خلد ہین سب ایک سان	بیچ مین ہے برزخ لا یبغیان

شرح ہمدکان بمعنے مقارن ومصاحب درصورت انسانی اور دکان سے مراد دیتا ہے یعنے گو اہل نار واہل خلد وکفار ومومنین صورت انسانی مین ایک دوسرے کے مقارن ہین مگر ان دونون کے مابین ایک حائل اور پردہ موجود ہے جو ایک کو دوسرے پر غالب آجانے سے روکتا ہے اس برزخ اور حائل کا نام قلب ہے گو باعتبار قالب کفار ومومنین اتحاد رکھتے ہین مگر باعتبار قلب جدا جدا ہین کیونکہ اہل ایمان کا قلب مظہر اسمائے جمالی ہے کفار کا قلب مظہر اسمائے قہری۔ اسلیئے یہ دونو معنوی طور پر اختلاط نہین رکھتے۔

	اہل نار و اہل نور آمیختہ	در میان شان کوہ قاف انگیختہ
ترجمہ	ہین بہم گو اہل نار و اہل نور	انمین انمین ہے مگر اک راہ دور

شرح یعنے گو اہل نار ونور باعتبار صورت انسانی باہم مختلط اور ملے جلے ہین مگر دونون مین گویا معنوی کوہ قاف حائل ہے یعنے سیرت مین فرق عظیم ہے۔ وہ اور چیز ہین اور یہ دیگر شے ہین۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

	اہل نار و نور باہم در میان	در میان شان بحر ژرف بیکران
ترجمہ	اہل نار و نور ہین باہم مگر	فرق ہے دونون مین بیشک سر بسر

شرح یعنے گو اہل نار ونور [illegible] ظاہری اختلاط [illegible] لیکن فی الواقع انمین ایک دریائے عمیق حائل

جسنے دونون کو جدا کر رکہا ہے بحر ژرف سے مراد قلب انسانی ہے کیونکہ اہل نور کا قلب دریائے بیکران معرفت وحقیقت ہے اور اہل نار کا دریائے حب دنیا وشہوت۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ایک شے کا مختلط اور جدا ہونا کیونکر ممکن ہے اجتماع نقیضین ہرگز نہین ہوسکتا۔ اسکا جواب آیندہ شعر مین ہے۔

	ہمچو در کان خاک وزر کرد اختلاط	در میان شان صد بیابان و رباط
ترجمہ	جس طرح معدن مین باہم خاک وزر	مختلط ہو کر ہین ضد یکدگر

شرح لفظ رباط بمعنے کینگاہ دشمن ہے۔ مراد یہ کہ اہل نار ونور کے ظاہری اختلاط اور باطنی جدائی کی ایسی مثال ہے جیسا کہ معدن مین سونا اور خاک کہ دونو ملکر رہتے ہین مگر فی الواقع دونون مین بہت بڑا بعد ہے خاک کو سونے سے کچہ بہی نسبت نہین۔ اسیطرح نیک وبد مین باعتبار معنے فرق عظیم ہے اگرچہ دنیا مین دونو ایک جگہ ہین۔

	ہمچنانکہ عقد در دُرّ و شبہ	مختلط چون میہمان یک شبہ
ترجمہ	اک لڑی مین جسطرح پہتہ اور گہر	مہیمان اک شب کے ہین اے پُر ہنر

شرح عقد بکسر العین۔ بمعنے گلوبند زنان شبہ در مصرع اول بمعنے پوتہہ ودو مصرع ثانی شبہ بفتح شین منسوب بہ شب یہ اہل نار ونور کے ظاہری اختلاط اور معنوی افتراق کی دوسری مثال ہے اور عقد در بمعنے در عقد ہے مطلب یہ کہ اہل نار ونور کے ظاہری اختلاط کی ایسی مثال ہے جیسا کہ موتیون اور پوتہون کا گلوبند جسمین موتی اور پوتہین اسطرح مختلط ہین جسطرح کسی سرائے مین چند مسافر ایک شب کے لئے مہمان ہو جاتے ہین علے ہذا القیاس دنیا کے گلے مین اہل نار ونور کا بند پڑا ہوا ہے۔ اگرچہ یہ گلوبند موتیون اور پوتہون کے ملنے جلنے کے باعث ایک شے ہوگیا ہے درحقیقت موتیون اور پوتہون مین باطنی فرق بہت بڑا ہے

	صالح وطالح بصورت مشتبہ	دیدہ بکشا بو کہ گردی منتبہ
ترجمہ	شکل مین گو نیک وبد ہین مشتبہ	کہل آنکہین تاکہ ہو تو منتبہ

شرح یعنے گو نیک وبد صورت انسانی مین باہم مشابہ اور ایکسین دکہائی دیتی ہین مگر اے مخاطب آنکہہ کہولکر دیکہہ تاکہ تو اس بات سے البتہ (باخبر) ہو جائے کہ ان دونون معنوی اتحاد نہین ہے۔ لفظ بو۔ بود کا مخفف ہے

	بحر را نیمیش شیرین چون شکر	طعم شیرین رنگ روشن چون قمر
ترجمہ	نصف ہے دریا کا مانند شکر	ذائقہ میٹہا ہے رنگت ہے قمر

شرح لفظ بحر را اس صیغہ امر (ببین) کا مفعول ہے جو اہل نار وخلد را بین کان مین واقع ہوا ہے۔

	نیم دیگر تلخ ہمچون زہر مار	طعم تلخ ورنگ تنظلم قیروار
ترجمہ	نصف دیگر تلخ ہے چون زہر مار	ذائقہ کڑوا ہے رنگ اسکا ہے نار

شرح یعنے انیخاطب اس دریائے معنوی کو دیکھہ کہ اسکا آدہا شکر کے مانند شیرین اور خوش ذائقہ ہے اور اسکا پانی چاند کی طرح صاف وشفاف ہے۔ اور دوسرا آدہا سانپ کے زہر کے مانند تلخ اور بدمزہ ہے اور اسکا پانی قیر (روغن سیاہ رنگ) کی طرح کالا ہے۔ بحر شیرین سے انبیا واولیا اور بحر تلخ سے کفار وفجار مراد ہین

	ہر دو بر ہم مے زنند از بحر تلخ و از ملوح	بر مثال آب دریا موج موج	
ترجمہ	گاہ سوئے بحر تلخ ہین گہ سوئے بحر ملوح	آب دریا کی طرح سے موج موج	

شرح بہم زدن دریا کے پانی کا تھپیڑے مارنا۔ اور لفظ موج موج بمعنے موج موج لفظ زنند کی ضمیر سے حال واقع ہوا ہے۔ یعنے اہل نار و نور آپسمین مختلط ہین اور انکی مثال ایسی ہے جیسا کہ دریا کا پانی کہ موج بر موج اوپر نیچے سے اوپر اوپر سے نیچے ہوتا رہتا ہے حاصل یہ کہ ان دونو فرقون کی ایسی مثال ہے جیسے کہ پانی کی لہرین موجین کہ ایک دوسرے کے اوپر تلے ہوتی رہتی ہین اور اسحالت مین امواج کی تمیز غیر ممکن ہے لیکن یہ اختلاط ظاہری ہے فی الواقع دونو الگ الگ ہین۔ چنانچہ اگلے شعر مین مولانا انکی تمیز اور تفرقہ کی بابت خود استاد فرماتے ہین

	صورت بر ہم زدن از چشم تنگ	اختلاط جان در صلح و جنگ	
ترجمہ	انکو باہم دیکھتی ہے چشم تنگ	کیونکہ ہین یہ شریک صلح و جنگ	

شرح اس شعر مین دوسرے مصرع سے واو عطف محذوف ہے یہ مصرع بر ہم زدن پر معطوف ہے عطف معطوف لکر مبتدا اور از چشم تنگ خبر یعنے اہل نار و اہل نور کا باہمی اختلاط یا ظاہری میل جول اور انکی جانونکی ظاہری الفت دیگانگت جو دنیا کے بڑے بڑے معاملات مین ہے یہ چشم تنگ سے تماشے ہوئی ہے یعنے جو شخص چشم ظاہر بین سے جو بہ نسبت چشم باطن تنگ ہے ان دونون فرقون کا حال ملاحظہ کریگا وہ انکو صلح و جنگ اور دنیوی معاملات مین باہم مختلط پائے گا۔ بخلاف اس شخص کے جو چشم باطن سے دیکھے گا وہ فرق عظیم معلوم کریگا بعض نسخون مین چشم بجیم فارسی و شین منقوطہ کی جگہ جسم بجیم عربی و سین مہملہ دیکھا گیا ہے۔ اسصورت مین جسم تنگ سے قید جسم خاکی مراد ہے یعنے جو شخص جسم تنگ کے قید مین ہے اور اسکی خیالات کو ایسی وسعت نہین جو روحانیون کو ہوتی ہے وہی نار و نور کو مختلط جانے گا ورنہ یہ ظاہری جسم مین مختلط ہین۔ اور باعتبار بعد جدا ہین اس ظاہری میل جول اور واقعی جدائی کی شرح آیندہ اشعار مین ہے۔

	سوے جہائے صلح بر ہم مے زنند	کینہ ہا از سینہ ہا بر مے کنند	
ترجمہ	صلح کی موجین سمجھ لیجئے شعور	سینہ سے کینے کو کر دیتی ہین دور	

شرح یعنے دریائے شیریں انبیا واولیا کی موجین صلح اور نیکیان ہین یہ موجین دریائے تلخ (کفار و فجار) کی موجون (برائیون) سے ملتے ہین کہ انکی تلخی کو دفع کر دین یعنے انکے سینہ سے کینۂ احکام شریعت

کو دور کر دین بس تو یہ اختلاط فی الواقع اختلاط نہین۔ بلکہ معنے جدائی ہے علے ہذا القیاس موجہائے تلخ (کفار و فجار) موجہائے شیرین سے اسلیئے ملتے ہین کہ انکی شیرینی کو کھو دین اور شریعت سے جو انکو محبت سے اسکو مٹا ڈالین

	موجہائے جنگ بر شکل دگر		مہرہا رامے کند زیر و زبر
ترجمہ	جنگ کی ہر موج بر شکل دگر		مہر کو کر دیتی ہے زیر و زبر

شرح یعنے جسطرح انبیاء اولیا کی موجہائے صلح کفار کے کینہ کی تلخیون کو دفع کرنے کے لیے اُنسے ملتے ہین اُسکے برعکس کفار کے جنگ و نفاق کی موجین منکیون اور محبت الٰہی کو زیر و زبر کر دیتے ہین۔ کیونکہ کفار و فجار ہمیشہ انبیاء اولیا کی مخالفت کیا کرتے ہین شکل دگر یعنے برعکس ہے۔

	مہر تلخان را بشیرین مے کشد		زانکہ اصل مہر ہا باشد رشد
ترجمہ	مہر ہر کڑوے کو شیرین کرتی ہے		کیونکہ فی الواقع ہدایت ہے یہ شے

شرح رشد الفحتین سیدھے رستے چلنا یعنے انبیاء اولیا کی محبت تلخ لوگون (کفار و فجار) کو شیرینی (ہدایت یا ایمان) کی طرف کھینچتی ہے۔ کیونکہ محبت کی اصل سیدھے رستہ چلتا ہے۔ نیک لوگ اپنی ذات کی طرح دوسرون کے لیے بھی سیدھے رستہ کو پسند کرتے ہین۔

	قہر شیرین را بہ تلخی می برد		تلخ با شیرین کجا اندر خورد
ترجمہ	تلخ کر دیتا ہے ہر شیرین کو قہر		جمع کب ہوتی ہے شیرینی و زہر

شرح یعنے کفار کے قہر کی موج شیرین (انبیاء اولیا) کو تلخی (گمراہی) کی طرف لیجانا چاہتی ہے لیکن دراصل بات یہ ہے کہ تلخ و شیرین باہم ہرگز ایک دوسرے کی لایق نہین نہ یہ اُس سے ملسکتی ہے نہ وہ اِس سے یہی باعث ہے کہ حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیویان اور پسر نوح کافرون سے ملکر کافر ہی رہے چونکہ یہ لوگ بمنزلہ موج تلخ تھے اسلیئے موج شیرین کے قابل نہوے۔

	تلخ و شیرین زین نظر ناید پدید		از دریچۂ عاقبت تانند دید
ترجمہ	سچ تو یہ ہے تلخ و شیرین اے بشر		عاقبت بینون کو آتے ہین نظر

شرح یعنے تلخ و شیرین (کافر و مومن) اس ظاہری آنکھ سے نظر نہین آتے بلکہ اُنکو دیکھنے والے دریچۂ عاقبت بینی سے دیکھ سکتے ہین۔ تانند مخفف توانند ہے۔

	چشم آخر بین تواند دید راست		چشم آخر بین غرور ست و خطا
ترجمہ	چشم آخر بین ہے اچھی پُر شعور		چشم آخر بین خطا ہے اور غرور

شرح یعنے چشم انجام بین ہر شے کو راست طور پر دیکھ سکتی ہے۔ اور چشم آخر بین (یعنے گھاس پھونس اور

اور دنیوی لذتون کو دیکھنے والی آنکھہ سراسر دھوکا اور مجسم خطا ہے مطلب یہ کہ چشم ظاہر بین اشیاء کے دیکھنے مین خطا کرتی ہے۔ اور اسکو ولی پر عام آدمی کا اور عالم پر دلی کا دھوکا ہو جاتا ہے۔ بعض نسخون مین آخر بین کی جگہ اوّل بین ہے اور اوّل بین سے مراد چشم ظاہر بین ہے۔

	اے بسا شیرین کہ چون شکر بود		لیک زہر اندر شکر مضمر بود
ترجمہ	ہین بہت ظاہر مین شیرین چون شکر		زہر ہین باطن مین لیکر سر بسر

شرح یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ مزاج تلخ و شیرین یعنے انبیاء و اولیا اور کفار و فجار مین باہم تمیز کرنی مشکل ہے اسکے لیئے دیدۂ آخر بین ہونا چاہیئے۔ اسلیئے مولانا قدس سرہ طالبان معرفت کو ہدایت کرتے ہین کہ اچھی طرح دیکھہ بھال کر کسی مرشد کے ہاتھہ مین ہاتھہ دینا چاہیئے۔ کیونکہ بہت سے مدعی اور جھوٹے شیخ حسب ظاہر اچھی معلوم ہوتے ہین مگر باطن مین زہر ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ بہت سے اعمال آدمی کو اچھے معلوم ہوتے ہین مثلاً ترک دنیا لیکن فی الواقع وہ زہر ہین مثلاً یہی ترک دنیا اگر برائے حب جاہ و مال ہو یا عبادت جو بنظر ریا و سمعہ ہو یا اپنے نیک عملون پر اعتماد یا عجب کہ انکو آدمی یکایک معلوم نہین کر سکتا حالانکہ یہ ظاہر مین اچھے اور باطن مین سم قاتل ہین

	آنکہ زیرک تر بود بشناسدش		چونکہ دید از دور ش اندر کشمکش
ترجمہ	ہوشیاری دی ہے قدرت نے جسے		دور سے پہچان لیتا ہے اسے

شرح پچھلے شعر مین معلوم ہو چکا ہے کہ بہت سی چیزین ظاہری صورت مین نیک یا شیرین معلوم ہوتی ہین مگر فی الواقع نہایت بد یا زہر کی مانند ہین گویا شکر مین سنکھیا ملی ہوی ہے۔ مثلاً اعمال نیک جو ریا کاری کی نیت سے ہون یا جھوٹا صوفی جو از راہ مکر لوگون کو مرید کرتا پھرتا ہو۔ ظاہر مین شکر ہے اور باطن مین زہر اسلیے پرہیز کرنا لازم ہے۔ آدمی بسا اوقات اپنے لیئے ان الفاظ مین دعا کرتا ہے اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ہِیَ اے اللہ ہمین تمام اشیاء کو اُن واقعی حالت مین دکھا۔ یعنے دھوکے سے بچا۔ چونکہ شکر مین ملی ہوی سنکھیا یا نیکون کی صورت مین بدصوفیون کی تمیز مشکل ہے اور لوگون کی سمجھہ نیک و بد کی تمیز کرنے مین مختلف واقع ہوئی ہے اسلیئے ان سات آٹھہ شعرون مین مولانا قدس سرہ نے عقل و فہم کے مرتبون کا اختلاف بیان ہے مطلب یہ کہ بعض زیادہ عقلمند طالب دور ہی سے شکر کی صورت دیکھکر پہچان لیتا ہے کہ اسمین زہر ملا ہوا ہے یعنے ہوشیار سالک شیخ کو کشمکش دنیا مین زیادہ اپنے نیک اعمال کو کشمکش ریا و عجب مین دیکھکر پہچان جاتا ہے کہ یہ زہر ہے اور اسکو چھوڑ دیتا ہے یہ عقل کا اعلے مرتبہ ہے۔

	وان دگر شناسدش تا بو کند		وان دگر چون بر لب و دندان زند
ترجمہ	سونگھہ کر پہچانتا ہے دوسرا		میسر لیتا ہے جب چکھہ مزا

شرح دوسرا شخص اس زہریلی شکر کو سونگھکر پہچان لیتا ہے اور تیسرا چکھہ کر معلوم کرتا ہے کہ اسمین زہر ہے یعنے بعض شخص اپنے شیخ یا اپنے اعمال کو چند روزہ صحبت یا عمل کرنے کے بعد۔ اور بعض کچھ معاملہ پڑنے کے بعد معلوم کر لیتے ہین کہ یہ جھوٹا ہے یا اس عمل مین ریاکاری پائی جاتی ہے۔

	وان دگر در پیش بانوئے برد		وان دگر چون دست بہند کرد رد
ترجمہ	ایک لیجاتا ہے اسکو اپنے گھر		ایک رکھکر بات کرتا ہے حذر

شرح یعنے جو تیسرا شخص اس زہریلی شکر کو سونگھہ کر یا چکھہ کر معلوم نہین کر سکتا بلکہ اپنے گھر والی کے پاس لیجاتا ہے اور وہ بتا دیتی ہے کہ اسمین زہر ہے۔ یعنے اسے دوسرے شخص کی نصیحت کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ شیخ یا عمل نیک زہریلا اثر رکھتا ہے اور پانچوان دوسرے کی نصیحت سے بھی معلوم نہین کر سکتا۔ بلکہ زہریلی شکر کو اسوقت پہچانتا ہے جب کہ کسیکی نصیحت نہ ماننے کے بعد کہا جانے کی نیت سے اسپر ہاتھہ ڈالتا ہے اور منہ مین رکھہ جاتا ہے۔ یعنے بعض لوگون کو اپنے شیخ کا مکر یا اپنے اعمال ریائی کی برائی دوسرے کی نصیحت سے بھی معلوم نہین ہوتی بلکہ انکی آنکھین اسوقت کھلتی ہین جبکہ نصیحت نہ ماننے کے بعد جھوٹے شیخ کی باتون پر قدرے عمل۔ یا د کہانے کے لیئے چند روز عبادت کا قصد کر لیتے ہین۔

	پس لبش رد ش کند پیش از کلو		گرچہ نعرہ مے زند شیطان کلو
ترجمہ	اسکے لب کرتے ہین رد پیش از کلو		گرچہ شیطان کہتا جاتا ہے کلو

شرح یہ پچھلے شعر سے متعلق ہے۔ یعنے پانچوان شخص جب ہاتھہ ڈالتا ہے اور زہریلی شکر کو منہ مین رکھہ جاتا ہے تو اسکے لب حلق مین اترنے سے پہلے اس شکر کو رد کر دیتے ہین یعنے وہ فی الفور اسے اگلدیتا ہے۔ اگرچہ شیطان اور نفس امارہ نعرے مارتا رہتا ہے کہ ایشخص اس شکر کو کھالے مگر وہ ہرگز نہین کھاتا کلو عربی لفظ اور امر کا صیغہ ہے بمعنے بخورید۔

	وان دگر را در گلو پیدا شود		وان دگر را در بدن رسوا شود
ترجمہ	ایک پر کہا پی کے ظاہر ہو گیا		ایک بعد ہضم ماہر ہو گیا

شرح یعنے چھٹے شخص کو اسکے حلق مین جاکر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس شکر مین زہر ہے اور وہ فورا اسے تھوک دیتا ہے اور حلق کو صاف کر لیتا ہے مطلب یہ کہ بعض شخص کو جھوٹے شیخ یا اعمال ریائی کی بدی تھوڑا سا عمل کرنے کے بعد معلوم ہوتی ہے اور ساتوین شخص کو زہریلی شکر کا حال اسکے پیٹ مین جاکر معلوم ہوتا ہے اور وہ قے کرکے اس شکر کو نکالدیتا ہے۔ یعنے چند روز جھوٹے شیخ کے قول پر عمل کرنے یا عبادت ریائی کے بعد اسکی برائی کا حال کھلتا ہے اور وہ اسے چھوڑ دیتا ہے۔

	وان دگر را در حدث سوزش دہد	خرج آن از دخل آموزش دہد	
ترجمہ	ایک کو سوزش ہوئی پاخانے مین	ملگیا تہا زہر یعنے کہانے مین	

شرح یعنے اُٹھوین شخص کو زہریلی شکر کا حال اُسوقت معلوم ہوتا ہے جبکہ وہ حدث (پاخانہ) مین سوزش یعنے جلن پیدا کرتی ہے۔ اور اُسکا تکلیف کے ساتہ خارج ہونا داخل ہونے کی خبر یعنے اس بات کی اطلاع دیتا ہے کہ فی الواقع اس شکر مین زہر ملا ہوا تہا۔ مطلب یہ کہ بعض شخص کو جہوٹے شیخ یا عمل ریاضی کی چہپی ہوئی بُرائی کا حال چند روز عمل کرکے تکلیف اُٹہانے کے بعد معلوم ہوتا ہے۔

	وان دگر را بعد ایام و شہور	وان دگر را بعد مرگ از قعر گور	
ترجمہ	ایک پر ظاہر ہوا بعد شہور	ایک سے کہنے لگے بہائے گور	

شرح یعنے نوین شخص کو بہت دنون اور مہینون کے بعد قے اور اسہال مین مبتلا ہوکر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یعنے فلان وقت زہریلی شکر کہالی تہی یعنے اکثر عمر گزر جانے اور موت کے قریب آنے کے وقت اُسکی آنکہین کہلجاتی ہین۔ اور عنایت الٰہی اُسکی دستگیری کرتی ہے اور وہ مرنے سے پہلے جہوٹے شیخ کے قول پر عمل کرنے یا عبادت ریاضی بجالانے سے توبہ کرلیتا ہے اور وہ شخص زہریلی شکر کہاکر توبہ کرنے سے پہلے مرجاتا ہے اور اُسکو بعد مرگ قبر کے گڑہے سے یہ بات معلوم ہوجاتی ہے کہ یعنے زہریلی شکر کہائی ہے یعنے جب جہوٹے شیخ کی باتون پر عمل کرنے یا عبادت ریاضی بجالانے سے قبر مین عذاب ہوتا ہے تب آنکہین کہلجاتی ہین اور آدمی اپنے گناہون کو عذاب کی صورت مین مجسم دیکہہ لیتا ہے۔ حدیث شریف مین ہے القبر روضۃ من ریاض الجنان۔ اور حفرۃ من حفر النیران۔ یعنے قبر یا تو بہشت کے باغون مین سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑہون مین سے ایک گڑہا ہے۔

	ورد ہندش مہلت اندر قعر گور	لابد آن پیدا شود یوم النشور	
ترجمہ	اور مہلت دے اُسے گر قعر گور	حال سب کہلجائیگا یوم النشور	

شرح یعنے اگر کسی شخص پر زہریلی شکر (اپنے اعمال بد بصورت نیک) کا اثر قبر مین بہی نہو یعنے عذاب قبر سے محفوظ رہے تو حشر کے دن اعمال کے مطابق سزایاب ہوگا اور وہان معلوم ہوجائے گا کہ جو شکر یعنے کہائی تہی اُسمین زہر ملا ہوا تہا۔ عذاب قبر کی مہلت کی بابت حدیث حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ مامن مسلم یموت فیقوم علی قبرہ اربعون رجلا لا یشرکون باللہ الا شفعہم اللہ فیہ (یعنے جب کوئی مسلمان مرجائے اور اُسکی قبر پر چالیس ایسے پکے مسلمان جو شرک نکرتے ہون کہڑے ہوکر بخشش کی دعا مانگین تو خدا اُنکی سفارش کو قبول کرلیتا ہے۔ اور اُسے عذاب قبر سے محفوظ رکہتا ہے) اس سے یہ لازم

نہین آتا کہ وہ عذاب قبر سے بچا رہا تو عذاب حشر سے بہی محفوظ رہیگا یا مہلت کے یہ معنے ہین کہ عذاب حشر کی بہ نسبت عذاب قبر گویا لاشے ہے۔ اسلئے گنہگار کو قبر مین کیسا ہی عذاب ہوتا ہو مگر وہ گویا مہلت ہی مین ہے محشر کے دن اُسیکے گناہ دوزخ کے سانپ بچہو دن کی صورت مین مجسم ہوکر سامنے آجائینگے۔

	ہر نبات و شکرے را در جہان	مہلتے پیداست از دور زمان
ترجمہ	ہر نبات و ہر شکر کو میری جان	مہلتین دیتا ہے دور آسمان

شرح یعنے جسطرح اللہ تعالے نے ہر شئے کے ظہور یا کمال۔ یا نتیجہ نکلنے کے لیے ایک مہلت یا میعاد رکہی ہے اسیطرح فہم اور وقوف شکر و زہر کے لیئے بہی مہلت مقرر کی ہے کوئی تہوڑے عرصہ مین سمجہ لیتا ہے کہ اس شکر مین زہر تہا اور کوئی زیادہ عرصہ مین کوئی کہا لینے سے پہلے کوئی بعد۔ کوئی قبل از موت کوئی بعد از مرگ۔ کوئی قبر مین کوئی حشر مین۔

	سالہا باید کہ تا از آفتاب	لعل یابد رنگ و رخشانی و تاب
ترجمہ	چاہیئے برسون کہ تاب آفتاب	لعل رمانی کو بخشے رنگ و تاب

شرح یعنے اس بات کو برسون چاہیئن کہ لعل تاثیر آفتاب سے رنگ اور چمک دمک حاصل کرسکے۔ بغیر مہلت یہ بات ہرگز نہین ہوسکتی اسیطرح ہر آدمی شکر و زہر کو بلا مہلت تمیز نہین کرسکتا۔ فوراً پہچاننے والے بہت کم ہین یا یہ مطلب ہے کہ سالک کو چاہیئے کہ آفتاب قلوب مرشد کامل کے عکس سے برسون رنگ اور چمک حاصل کرے تاکہ اُسکا دل بہی مجلا ہوکر آئینہ اسرار الٰہی اور مظہر جمال یزدانی بنجائے۔ یہ مرتبہ ایک دو دن کی ریاضت سے حاصل نہین ہوتا بلکہ سالک بڑے عرصہ مین اعلے مرتبہ پر پہنچتا ہے۔

	پنج سال و ہفت باید تا درخت	یابد از میوہ رسانی فر و بخت
ترجمہ	اک شجر کو چاہیئن ہین سات سال	تا کرے میوہ رسانی سے نہال

شرح یعنے اس بات کو پانچ یا سات سال چاہیئن تاکہ ایک درخت بارور ہوکر میوہ رسانی کے باعث فر و بخت (شان و عزت) حاصل کرسکے اسیطرح ہر نیک و بد کی تمیز عرصہ مین اور ہر مرتبہ کا حصول مدت مین ہوتا ہے

	باز تره در دو ماہ اندر رسد	باز تا سالے گل احمر رسد
ترجمہ	دو مہینے چاہیئن ہین ساگ کو	پہول کو اک سال سُن اے نیک خو

شرح یعنے ساگ پات یا سبز ترکاریان دو مہینے مین کہانے کے قابل ہوتی ہین اور سرخ پہول برس دن کے بعد کہلتے ہین۔ یہ اسی گزشتہ مضمون کی تمثیلین ہین مطلب یہ کہ ہر شئے کی ماہیت عرصہ مین ظاہر ہوتی ہے نیک و بد کی تمیز کوئی آسان چیز نہین ہے۔ خاصکر جہوٹے صوفیونکا دہوکا تمام عمر مین بہی نہین کہلتا۔

	بہر این فرمود حق عزّ وجل		سورۃ الانعام در ذکر اجل
ترجمہ	اسلیئے کہا ہے حق عزّ وجل		سورۂ انعام مین ذکر اجل

شرح یعنے اسلیئے کہ ہر شے کا ظہور یا کمال مہلت پر موقوف ہے اللہ تعالےٰ نے سورۂ انعام مین اجل یعنے ہر شے کی مہلت کا ذکر فرمایا ہے سورۂ انعام مین یہ آیت موجود ہے ہوالذی خلقکم من طین ثم قضےٰ اجلاً واجل مسمےً عندہٗ۔ یعنے اے لوگو خدا نے تمہین مٹی سے پیدا کیا پہر اجل یعنے موت مقرر کی اور ہر شے کی اجل یعنے مہلت خدا کے نزدیک مقرر ہو چکی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے ہر نیک و بد کی تمیز کے لیے بہی ہر شخص کے واسطے الگ الگ ایک مہلت مقرر کر رکہی ہے۔ جیسا کہ گزشتہ اشعار سے معلوم ہو چکا ہے

	این شنیدی موبموبت گوش باد		آب حیوان ست خوردی نوش باد
ترجمہ	جو کہا ہمنے سراسر گوش ہو		آبحیوان ہے الہی نوش ہو

شرح یعنے ایخاطب آیت مرج البحرین کی یہ تفسیر اور اسکے متعلق اسرار باطنی تو نے سن لیئے ہین مگر خدا کرے اسکے گوش دل سے سننے کے لیے تیرا ایک ایک بال اور رونگٹا رونگٹا کان بنجائے یعنے تو اسے ہمہ تن گوش ہو کر سنے۔ اور قبول کرے اور یہ تفسیر بمنزلۂ آبحیوان ہے جسکو تو نے پی تو لیا ہے لیکن اللہ کرے یہ خوشگوار اور تیرے لیے باعث صحت روح ہو۔ اور باطنی فائدہ پہنچائے۔

	آبحیوان خوان مخوان این سخن		جان نو بین در تن حرف کہن
ترجمہ	آبحیوان ہے نہین ہے یہ سخن		جان تازہ رکہتے ہین حرف کہن

شرح یعنے یہ کلمات قدسیہ اور اسرار مخفیہ دلون کو زندگی اور روحون کو تازگی بخشنے مین آبحیوان سے کم نہین تو انکو معمولی باتین یا قصہ کہانی خیال نہ کر بلکہ یہ سمجہ کہ پرانے حرفون مین نئی روح پہونک رکہی ہے۔ یعنے لفظ تو وہی ہین جو اور کتابون مین ہوتے ہین مگر معنوی اعتبار سے گویا ان لفظون مین نئی روح ڈالی گئی ہے۔

	نکتۂ دیگر تو بشنو اے رفیق		ہمچو جان او سخت پیدا و دقیق
ترجمہ	ایک نکتہ اور سن لے اے رفیق		جو بشکل جان ہے پیدا و دقیق

شرح یعنے تو آیت مذکورہ کی تفسیر اور اسکے نکات تو سن چکا۔ اب ہم یہان ایک اور نکتہ بیان کرتے ہین کیفیت جو روح کی طرح عارف پر ظاہر ہو جائے گا۔ اور غیر عارف پر اپنے دقت کے سبب مخفی رہیگا۔ وہ نکتہ آیندہ شعر سے شروع ہوتا ہے۔

	در مقامے ہست این ہم زہر مار		از تصاریف خدائے خونگوار
ترجمہ	اک جگہ ہکم خدا سے زہر مار		ہو ہی جاتا ہے لطیف و خوشگوار

شرح اس شعر مین اشارۂ این۔ کلام سابق یعنے تفسیر آیت مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ کی طرف ہے اور خوشگوار بمعنے محبوب ہے یعنے یہ کلام جو تفسیر آیت مذکورہ کے متعلق گزر چکا ہے گو سراسر ہدایت اور نیکون کے حق مین شکر کے مانند شیرین ہے مگر محبوب عاشقان یعنے اللہ کے تاثیر بدلدینے سے بدون کے حق مین سانپ کے زہر کی مانند ہوجاتا ہے۔ مطلب یہ کہ بمقتضائے یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَہْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا بہت سے اسکو سنکر راہ راست پر آجائینگے اور بہت سے گمراہ ہوجائینگے مقصود یہ ہے کہ حکم الٰہی سے ایک ہی شے ایک جگہہ باعث کمال اور دوسری جگہ موجب نقصان یا ایک جگہ نافع اور دوسری جگہ ضرر رسان ہوجاتی ہے کیونکہ ہر شے کی حقیقت ایک یعنے ذات حق ہے۔ مگر اختلاف تعینات کے سبب اُسکے آثار مختلف ہوجاتے ہین جس قرآن مجید کے مطالعہ سے لاکہون مومن راہ راست پا چکے ہین اسی نے لاکہون کافرون کو گمراہ کردیا ہے کیونکہ مومن مظہر اسم ہادی ہین اور کافر مظہر اسم مضل۔ اسماء الٰہی کے آثار اور تعینات کے اختلاف نے ایک شے مین دو اثر پیدا کردیئے ہین نکتہ بعض شارحین نے اشارۂ این لذات دنیوی اور شہوات جسمانی کی طرف کیا ہے اور اس شعر کو اسطرح مانا ہے در مقامے ہست ہم این زہر مار ✤ از تصاریف خدائی خوشگوار ✤ یعنے کسی جگہ یہی سانپ کا زہر (لذائذ دنیوی وغیرہ) تصرف خدائی کے باعث خوشگوار یعنے شیرین ہوجاتا ہے مطلب یہ کہ لذائذ دنیوی جو سالک اور مبتدی کے حق مین زہر ہین۔ اہل کمال اور منتہی کیلئے خوشگوار اور باعث قوت طاعات ہین۔ اسکے حق مین مضر ہین اور اُنکے لیئے نافع اسصورت مین لفظ خدائی بیائے معروف نسبتی ہے اور زہر مار فعل ناقص (ہست) کا اسم ہے اور خوشگوار اسکی خبر گو یہ معنے بہی درست ہوسکتے ہین مگر گزشتہ اشعار سے مربوط نہین ہین البتہ آیندہ عنوان سے انکا تعلق ظاہر ہے۔

	در مقامے زہر در جائے دوا		در مقامے کفر در جائے روا	
ترجمہ	ہے یہ اک جا زہر اور اک جا دوا		اک جگہ ہے کفر اور اک جا روا	

شرح یعنے یہ کلام گزشتہ ایک جگہ (منکرون کے حق مین) زہر ہے اور ایک جگہ (مومنون کے حق مین) شفا بخشنے والی دوا ہے اُنکے نزدیک کفر و ناگفتنی ہے اور اِنکے نزدیک بالکل روا و جائز ہے۔ کیونکہ وہ گمراہ ہین اور یہ راہ یاب ✤ یا لذائذ دنیوی مبتدی کے لیے زہر ہین اور منتہی کے لیے روا اُسکے لیئے حرام و ناجائز اور اسکے لیے حلال و مباح۔ آیندہ تمام اشعار اسی شعر کے قریب المعنے ہین۔

	در مقامے خار و در جائے چو گل		در مقامے سرکہ در جائے چو مل	
ترجمہ	اک جگہ ہے خار اور اک جا ہے گل		اک جگہ سرکہ ہے یہ اک جا ہے مل	

شرح یعنے یہ کلام یا لذائذ دنیوی ایک جگہ بمنزلۂ گل اور ایک جگہ خار ہین کہین کہٹا سرکہ ہین اور کہین خوشگوار شراب

	در مقامے خوف درجائے رجا		در مقامے بخل و درجائے سخا
ترجمہ	ہے کہین یہ ڈر کہین یہ ہے رجا		اک جگہ ہے بخل اور اک جا سخا

شرح یعنے کلام مذکور کسی جگہ باعث خوف ہے اور کسی جگہ باعث اُمید منکرین مال وجاہ دنیوی یا قومی عزت کے جاتے رہنے کے خوف سے اُسپر ایمان نہین لاتے۔ اور معتقدین اسپر ایمان لاکر بلندی مراتب روحانی کی اُمید رکھتے ہین۔ یا یہ معنے ہین کہ لذائذ دنیوی ابتدای کے لیے باعث خوف ہین کیونکہ اُسکا نفس امّارہ سرکش ہو جاتا ہے اور منتہی کے لیے باعث اُمید ہین کیونکہ اُنکو لذائذ کے استعمال سے طاعت کی اُمید اور زیادہ ہو جاتی ہے علے ہذا القیاس کلام مذکور کافرون کے حق مین سبب بخل ہے اور مومنون کے حق مین سبب سخاوت ازلی شقی اسکو سُنکر جھوٹا جانین گے اور ایمان لانے یا خدا کی راہ مین جان و مال صرف کرنے سے بخل کرینگے۔ اور ازلی سعید فراخ دلی سے ایمان لائینگے اور راہ خدا مین سب کچھ لُٹا دینگے۔ یا یہ معنے ہین کہ لذائذ دنیوی مبتدی کے حق مین باعث بخل اور منتہی کے حق مین موجب سخاوت ہین کیونکہ وہ لذائذ کو صرف اپنے نفس کے لیے مخصوص رکھتا ہے۔ اور یہ خود بھی استعمال کرتا ہے اور خدا کی راہ مین بھی دیدیتا ہے۔

	در مقامے فقر درجائے غنا		در مقامے قہر درجائے رضا
ترجمہ	اک جگہ ہے فقر اک جا ہے غنا		اک جگہ ہے قہر اک جا ہے رضا

شرح یعنے کلام یا لذائذ دنیوی کسی جگہ باعث فقر ہین اور کسی جگہ باعث غنا کسی جگہ موجب قہر الٰہی ہین اور کسی جگہ موجب رضا ازلی شقی اس پر ایمان نہ لانے یا سالک لذائذ دنیوی مین محو رہنے کے باعث دولت سعادت سے محروم ہو کر فقیر کی طرح بے سامان رہجاتا ہے۔ اور ازلی سعید ایمان لانے یا لذائذ کے استعمال سے آخروی دولتمند ہو جاتے ہین اور قوت طاعات حاصل کرتے ہین۔ علے ہذا القیاس منکرین و سالکین کے حق مین یہ کلام یا لذائذ باعث قہر الٰہی ہین اور مومنین و کاملین کے لیے باعث رضائے حق ہین۔

	در مقامے جور و درجائے وفا		در مقامے منع و درجائے عطا
ترجمہ	اک جگہ ہے جور اک جا ہے وفا		اک جگہ ہے منع اک جا ہے عطا

شرح یعنے یہ کلام یا لذائذ منکرین یا سالکین بد کے حق مین باعث ظلم ہین۔ وہ ایمان نہ لانے یا لذائذ مین مصروف رہنے کے باعث اپنی جان پر ظلم کرتے ہین اور مومنین یا کاملین کے حق مین باعث وفا ہین وہ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے جواب مین قَالُوْا بَلٰی کے وعدہ کو پورا کر رہے ہین۔ اور یہ ازلی بدبختون کو ایمان لانے یا سالکین کو ترقی درجات سے منع کرتا ہے اور ازلی نیکون کو دولت ایمان یا کاملین کو بلندی مرتبۂ عرفان عطا کرتا ہے۔ مبتدی کو منتہی کی تقلید لذائذ دنیوی کے متعلق عند الطریقت قطعاً حرام اور بالکل ناجائز ہے۔

	در مقامے دُرد و در جائے صفا		در مقامے خاک و در جائے گیا
ترجمہ	اک جگہ ہے دُرد اک جا ہے صفا		اک جگہ ہے خاک اک جا کیمیا

شرح یعنے یہ کلام کسی جگہ تلچھٹ ہے اور کسی جگہ شراب صاف کسی جگہ خاک ہے اور کسی جگہ سبزہ کافر تلچھٹ یا خاک سمجھکر از راہ نفرت اسے پھینک دیتے ہین اور مومن شراب صاف جانکر قبول کر لیتے ہین اور سبزہ سمجھکر اس سے تر و تازگی حاصل کرتے ہین یا لذائذ دنیوی سالک کے حق مین پھینکدینے کے قابل تلچھٹ یا خاک ہے اور کامل کے حق مین شراب صاف اور سبزہ کی طرح باعث تر و تازگی ہے بعض نسخون مین در مقامے خاک و جائے کیمیا رہے مطلب دونون کا ایک ہے۔

	در مقامے عیب و در جائے ہنر		در مقامے سنگ و جائے گہر
ترجمہ	اک جگہ ہے عیب یہ اک جا ہنر		اک جگہ ہے سنگ اور اک جا گہر

شرح یعنے یہ کلام یا لذائذ منکرین یا سالکین کے حق مین عیب ہین اور مومنین و کاملین کے حق مین ہنر انکے نزدیک پتھر ہین اور انکے نزدیک موتی۔ وہ اسنے ضرر اٹھاتے ہین اور یہ نفع حاصل کرتے ہین۔

	در مقامے خنظل و جائے شکر		در مقامے خشکی و جائے مطر
ترجمہ	اک جگہ خنظل ہے اک جا ہے شکر		اک جگہ ہے خشک اک جا ہے مطر

شرح یعنے یہ کلام یا لذائذ منکرین یا سالکین کے حق مین خنظل (اندرائن حنظل) کے مانند ہین اور مومنین یا کاملین کے حق مین بمنزلہ شکر ہین۔ انکے لیے ہوائے خشکسالی ہین اور انکے لیے باران بہاری۔ وہان طرر رسان ہین یہان نفع بخش منکر اس سے پژمردہ ہوتے ہین اور مومن سرسبز۔

	در مقامے ظلم و جائے محض عدل		در مقامے جہل و جا عین عقل
ترجمہ	اک جگہ ہے ظلم اک جا عدل ہے		اک جگہ ہے جہل اک جا عقل ہے

شرح یعنے یہ کلام یا لذائذ کہین سر بسر ظلم ہین اور کہین سراسر انصاف۔ کہین محض جہل ہین۔ اور کہین عین عقل انپر ایمان نہ لانا یا لذائذ مین محو ہو جانا ظلم ہے اور ایمان لانا یا قوت طاعت بڑہانا انصاف ہے اسنے کافرون یا سالکون کا جہل ترقی کرتا ہے اور مومنون یا کاملون کی عقل کا نور بڑہتا رہتا ہے۔

	گرچہ اینجا اوفتند جان بود		چون بدانجا در رسد درمان بود
ترجمہ	اک جگہ گو وہ گزند جان ہے		اُس جگہ جائے تو بس درمان ہے

شرح اینجا سے منکرین یا سالکین اور آنجا سے مومنین یا کاملین مراد ہین۔ یعنے اگرچہ یہ کلام یا لذائذ دنیوی منکرین یا سالکین کے پاس پہنچکر اُنکے لیے باعث نقصان جان ہو جاتے ہین لیکن مومنین یا کاملین کے پاس

جاکر موجب علاج جان و تقویت روح بنجاتے ہین اسکا سبب یہ ہے کہ منکر یا سالک بشری نجاست کا منبع یا جسمانی کثافت کا تپلا ہوتا ہے اسلیئے جو شے اُس سے متعلق ہوگی وہ خود کثیف ہوکر اُسکی کثافت کو دوگنا کردیگی اور مؤمنین یا اولیائے کاملین نمک عشق الٰہی کی کان ہین۔ ان سے جو شے متعلق ہوگی وہ نمک عشق ہی بنجائے گی۔ کیونکہ ع ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد۔ کا فرانفسی سانپ کے مانند ہین وہ دودھ جو سانپ کو پلایا جاتا ہے انجام کار زہر ہو جاتا ہے۔ اور مومن کان نمک ہین لذائذ دنیوی کو اگر مردار فرض کرلیا جائے تو فقہی مسئلہ کے مطابق جس طرح مُردار شے کے ہڈیان اور کھال وغیر مستحیل بہ نمک ہوکر پاک اور خود نمک ہو جاتی ہین اسیطرح لذائذ دنیوی کاملین کے استعمال سے پاک ہو جاتے ہین۔

	آب در غورہ ترش باشد و لیک		چون بانگوری رسد شیرین و نیک
ترجمہ	آب غورہ مین ترش ہوتا ہے لیک		جب ہوا انگور ہو جاتا ہے نیک

شرح غورہ کچے انگور کو کہتے ہین۔ اور انگوری مین یا سے معروف مصدری ہے بمعنے پختگی انگور۔ یعنے کچے انگور کا پانی کھٹا اور ضرر رسان ہوتا ہے لیکن جب وہی کچا انگور پختگی کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے تو اُسکا پانی میٹھا اور فائدہ مند ہو جاتا ہے۔ علے ہذا القیاس یہ کلام یا لذائذ دنیوی منکرین یا سالکین کے حق مین مضر ہین اور مومنین یا کاملین کے حق مین سراسر فائدہ رسان۔

	باز در خم او بود تلخ و حرام		در مقام سرکگی نعم الادام
ترجمہ	خم مین رہکر بنگیا تلخ و حرام		سرکہ ہوکر ہو گیا نعم الادام

شرح یعنے انگور کا وہی میٹھا پانی جب مٹکے مین جاکر سڑا اور نشہ لے آیا تو پھر تلخ اور حرام ہو گیا یعنے شراب بنگیا۔ اور جب نمک ڈالنے سے وہی شراب سرکہ بنگئی۔ اور آب انگور سرکہ بننے کے مرتبہ تک پہنچ گیا تو پھر سب سے اچھا سالن بنگیا۔ یہ اُس حدیث کی طرف اشارہ ہے نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ (سرکہ سب سے اچھا سالن ہے) یہان سے یہ بات نکلتی ہے کہ ایک ہی شے کا حکم اختلاف مراتب کے سبب بدلتا رہتا ہے دوسرے مرتبہ مین وہ حکم نہین رہتا جو پہلے مرتبہ مین تھا۔ مثلاً انگور کا پانی پینا جائز تھا شراب بنکر ناجائز ہو گیا۔ اور سرکہ بنکر پھر جائز ہو گیا علے ہذا القیاس کلام الٰہی و احادیث انبیا و ملفوظات اولیا یا لذائذ دنیوی منکرین یا سالکین کے حق مین تلخ و حرام ہین۔ اُنکے نفس انکو قبول نہین کرسکتے۔ بلکہ اور زیادہ سرکش ہو جاتے ہین اور مومنین یا کاملین کے حق مین حلال ہین۔ چنانچہ آیندہ کامل و سالک کے مرتبہ کا فرق مفصل طور پر بیان ہوگا۔

	ہمچنین باشد تفاوت در امور		مرد کامل این شناسد در ظہور
ترجمہ	اسطرح سے مختلف ہین کل امور		جانتا ہے اسکو مرد پُر شعور

شرح یعنے جسطرح گزشتہ استعارمین تمنے بعض اعیان ممکنات کا تفاوت بیان کیا ہے اسیطرح تمام متعینات مین تفاوت ہے مگر اس تفاوت امور کو جو ظہور مین ہے یعنے اعیان ممکنات مین موجود ہے مرد کامل پہچان سکتا ہے غیر کامل معلوم نہین کرسکتا لفظ در ظہور یا تو تفاوت کے متعلق ہے یا امور سے بدل واقع ہوا ہے

در معنے آنکہ ہر چہ ولی کامل کند مرید را نشاید گستاخی کردن و ہمان فعل کردن کہ حلوا طبیب را زیان ندارد و اما بیمار را زیان دارد و سرما و برف انگور را زیان ندارد و اما غورہ را زیان دارد کہ در رہست و تا مرتبہ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر نشدہ است

ترجمہ اس بات کا ذکر کہ مرید کو از راہ گستاخی و بے ادبی وہ فعل نہ کرنا چاہیئے جو مرشد اور ولی کامل کرتا ہے حلوا طبیب کو نقصان نہین دیتا مگر بیمار کو زیان پہنچاتا ہے پختہ انگور کو برف اور سردی مضر نہین البتہ کچے کو مضر ہے کیونکہ مبتدی ہنوز رستہ مین ہے۔ اور مرتبہ لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر تک نہین پہنچا

شرح پوری آیت یہ ہے اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ الٰی آخِرِ الْآیَۃ یعنے اے محمدؐ ہمنے تجھے ظاہر طور پر فتح مکہ کا حکم دیدیا ہے تاکہ اللہ تعالے تیرے پہلے اور پچھلے گناہ بخشدے یہ جہاد کے لیئے ترغیب اُمت ہے ورنہ رسول اللہ صلعم گناہون سے بالکل معصوم ہین یعنے اللہ نے جہاد کا حکم اسلیئے کیا ہے کہ اُس سے تیرے اُمت کے سب گناہ معاف کردیے اور اپنی نعمتین تمام کرے اور تیری اُمت کو راہ راست دکھائے۔ یعنے دولت اسلام عطا فرمائے۔ یہ ظاہری معنے مفسرین نے لیے ہین اور باطنی معنے یہ ہین کہ اے محمد میرے قلب کو تجلی صفات جمالیہ و جلالیہ کے باعث اپنی شان ربوبیت کی طرف کھولدیا ہے اور اُسمین تفصیل شایع اسلام کو پُر کردیا ہے اور یہ فتح قلب اسلیے ہے کہ اللہ تعالے تیرے وجود یا تعین اشیرے کو جو مقدم ہے یعنے عالم ارواح مین ہوچکا ہے یا مؤخر ہے یعنے دنیا مین موجود ہے اپنی ذات مین چھپالے لفظ غفران بمعنے ستر ہے بس تو تیرا قول میرا قول اور تیرا فعل میرا فعل تیرا اتباع میرا اتباع تیری نافرمانی میری نافرمانی ہوگی۔ گناہ وجود شرکت فی الوجود ہے اور اسکی مغفرت اُسکا نور وحدت مین چھپالینا ہے تاکہ آثار اثنیت محو ہوجائین۔ تیرا اتمام نعمت اور صراط مستقیم اور باعزت مدد دینے سے رسول مقبول کے وجود مجازی کا وجود حقیقی مین صرف یا محو کردینا مراد ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے باعث یہی مرتبہ اُنکے خلفا اور صحابہ اور تابعین کا ہے کیونکہ وہ سب بطفیل حضور بحر وحدانیت مین غرق ہین اسلیئے مولانا قدس سرہ نے مبتدی کو اُنکے افعال کی تقلید سے منع کیا ہے کیونکہ مبتدی کو ہنوز وہ مرتبہ نہین ملا جو منتہی کو

	گر ولی زہرے خورد نوشے شود	و ز خورد طالب بیہ ہوشے شود	
ترجمہ	زہر اگر کھائے ولی تو نوش ہو	اور طالب کھاتے ہی مدہوش ہو	

شرح زہر سے اسمہ مباح مراد ہین جو حظ نفس سے تعلق رکھتے ہین اور عند الطریقت زہر قاتل ہین۔ کیونکہ مانع وصول الی اللہ ہین لیکن ولی جو مرتبۂ فنا اور بقا تک پہنچ گیا ہے اسکے حق مین مضر نہین ہین کیونکہ زہر ایسے فانی کو جو باقی ببقاء اللہ ہے گزند ضرر نہین پہنچا سکتا۔ البتہ طالب مبتدی اس زہر کو کھا کر سیہ ہوش رہیہوش م بیعقل اور سیہ دل ہو کر انجام کار ہلاک ہو جائے گا۔

	رب ہب لی از سلیمان امدست	کہ مدہ غیر مرا این ملک و دست	
ترجمہ	رب ہب لی پہر سلیمان نے کہا	دے مجھی کو بادشاہت اے خدا	

شرح اگر ملک و دست مین واؤ عطف ہے تو دست بمعنے قدرت ہے اور اگر نہین ہے تو دست دادن بمعنے میسر ہونا ہے۔ اور یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنبَغِي لِأَحَدٍ مِّن بَعْدِي إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ یعنے امتحان الٰہی کے بعد حضرت سلیمان نے یہ دعا کی کہ اے خدا مجھے ایسی بادشاہی عنایت فرما جو میرے بعد کسی کو سزاوار نہو یعنے جن و انس اور وحوش و طیور پر بادشاہی مرحمت کر مشہور ہے کہ حضرت سلیمان نے ایک عورت امینہ سے نکاح کیا تہا جو مخفی طور پر بت پرست تہی حضرت سلیمان اپنی عادت کے موافق جب خلوت مین جاتے تہے تو وہ انگشتری جسمین اسم اعظم کندہ تہا اتار دیتے تہے چنانچہ آپ جب امینہ کے پاس گئے انگشتری اتار دی ایک جن جسکا نام صخر تہا امینہ کے پاس آیا۔ اور انگشتری لے گیا اور خود آپ کی تخت پر بیٹہکر سلیمانی کرنے لگا جن و وحوش۔ طیور سب اس صخر کے تابع ہو گئے کیونکہ قوت سلطنت انگشتری ہی مین رکہی گئی تہی حضرت سلیمان نے لوگون سے بہت کہا کہ واقعی سلیمان مین ہون مگر کسنے باور نہ کیا آخر کار آپ ملک چہوڑ کر بہاگے اور ایک ماہی فروش عورت سے نکاح کیا اتفاقاً انگشتری دیو کے ہاتہ سے نکلکر نہر مین جا پڑی اور اسکو ایک مچھلی نگلگئی جو اس عورت کے شکار مین آئی اسنے نکالکر حضرت سلیمان کو دیدی آپ پہر بادشاہ ہو گئے چنانچہ ثُمَّ أَنَابَ کے یہی معنے ہین۔ لیکن یہ قصہ غلط ہے کیونکہ باوجود علم بت پرستی حضرت سلیمان کا بت پرست عورت سے نکاح کر لینا خلاف عقل و نقل ہے اور بعد نکاح منکوحہ کے بت پرستی سے بیخبر رہنا تعجب ہے ایسا ہوتا تو اللہ تعالے ضرور بطور وحی آپ کو خبردار کر دیتا پہر یہ کہ سلیمان مظہر اسم ہادی تہے اور دیو مظہر اسم مضل جو مظہر ہادی پر غالب نہین ہو سکتا۔ تیسرے یہ کہ حضرت سلیمان کو انکی دعا کے سبب ملک ملا ہے اور چونکہ پیغمبرون کی فعل اپنی طرف سے نہین ہوتے لہذا یہ سب انہی افعال حکم الٰہی ہے صرف انگشتری مین ملک کا انحصار غیر ضروری معلوم ہوتا ہے بلکہ معتبر وہ روایت ہے جو صحیح بخاری مین ہے کہ سلیمان ایکبار اپنے تمام بیبیون کے پاس گئے اور یہ کہا کہ ہر بیوی سے ایک ایک لڑکا پیدا ہوگا جو خدا کی راہ مین جہاد کریگا مگر انشاء اللہ کہنا بہول گئے پہر ترک استثنا کے نتائج

سے رجوع کیا چنانچہ ثُمَّ اَنَابَ اسی طرف اشارہ کرتا ہے اور گو ترک استثناء گناہ نہ تہا اسلیئے کہ پیغمبر گناہ سے معصوم ہوتے ہین مگر لغزش ضرور تہی جسکو اللہ تعالے نے معاف کر دیا لیکن مولانا کے آیندہ اشعار اور خصوصًا۔ چون بماند از تخت ملک خود تہی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُنہون نے پہلے ہی قصہ کو معتبر سمجہا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ مولانا کو قصہ کی صحت اور غلطی سے کچہ علاقہ نہین ہے وہ تو صرف نتیجہ نکالتے ہین خواہ قصہ کیسا ہی ہو چنانچہ اس قصہ کا نتیجہ آیندہ اشعار سے معلوم ہونے والا ہے۔

	تو مکن بر غیر من این لطف و جود	این حسد را ماند اما آن نبود
ترجمہ	تو نہ دے غیرون کو رب العالمین	ہے حسد ظاہر مین یہ لیکن نہین

شرح یعنے حضرت سلیمانؑ کی یہ دعا (کہ ایخدا تو مجہے ایسی بادشاہی دے جو میرے سوا اور کسیکے لایق نہو اور اور بجز میرے اور کسی پر ہرگز ایسی مہربانی نہ کر) بظاہر حسد کا جامہ پہنے ہوے ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ ازراہ حسد اپنے سوا کسی اور کے اپنے مانند بادشاہ بننے کو پسند ہی نہ کرتے تہے مگر فی الواقع یہ دعا ازراہ حسد و بخل نہ تہی۔ بلکہ ازراہ ترحم تہی جسکی شرح آیندہ شعر مین ہے۔

	نکتۂ لاینبغی میخوان بجان	سر من بعدی ز بخل او مدان
ترجمہ	نکتۂ لاینبغی پڑہ پر شعور	بخل سے یہ سر من بعدی ہے دور

شرح یعنے اے مخاطب سلیمانؑ پر حسد یا بخل کا گمان نکر بلکہ نکتۂ لاینبغی (بمعنے لایق نیست) کو اچہی طرح سمجہ اور لفظ من بعدی پر کامل غور کر کیونکہ لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ (بادشاہی میرے بعد کسیکی لایق نہین) سے صاف طور پر یہ بات نکلتی ہے کہ ایخدا ملک خطرات کے سبب میرے سوا کسیکے قابل نہین مطلب یہ کہ مین خطرات کی برداشت کر لونگا۔ تو کسی غیر کو ملک گیری کے مہمات اور سلطنت کی بلا مین نہ پہنسائیو نکتہ آیت مذکورہ مین علمائے ظاہر کے نزدیک جملۂ لاینبغی لفظ ملکًا کی صفت ہے۔ یعنے ایخدا مجہے ایسی سلطنت دے جو لاجواب ولاثانی ہو۔ اور علمائے اسرار کے نزدیک جملہ لاینبغی دعائے رب سب لی کی علت ہے۔ یعنے ایخدا مجہے بہت بڑی بادشاہت دے کیونکہ عظیم الشان سلطنت کے خطرات کی برداشت مین کر سکتا ہون میرے سوا اور کسی پر یہ بار گران نڈال۔ یہان سے وجہ ترحم معلوم ہو گئی ہے۔

	بلکہ اندر ملک دید او صد خطر	مو بمو ملک جہان بُد بیم سر
ترجمہ	بلکہ دیکہے سلطنت مین سو خطر	مو بمو ملک جہان تہا بیم سر

شرح یعنے دعائے سلیمانؑ ازراہ حسد و بخل نہتی بلکہ ازراہ ترحم تہی آپنے بادشاہت مین لاکہون خطرے معلوم کر لیئے تہے کیونکہ ملک جہان سر سے پا تک مجسم بیم سر یعنے باعث خوف جان ہے پیغمبر چونکہ

اولوالعزم ہوتے ہین اسلیئے سلیمانؑ نے اس تکلیف کو محض اپنے ذات کے لیے مخصوص کیا تھا۔

	بیم سر با بیم سر با بیم دین		امتحانے نیست مارا مثل این
ترجمہ	خوف راز و خوف دین و خوف جان		اور ایسا کونسا ہے امتحان

شرح پہلا سر بفتح سین مہملہ بمعنے جان اور دوسرا بالکسر بمعنے راز و کیفیت روح ہے یعنے سلطنت مین خوف جان بھی ہے اور خوف تبدل کیفیت روح بھی کیونکہ لذائذ جسمانی کے باعث روح کثیف اور مکدر ہو جاتی ہے اور خوف قوت دین بھی ہے عنوان سے اس قصہ کو یہ ربط ہے کہ اپنے لیے جیسی دعا حضرت سلیمان نے کی ہے ہر شخص ایسی دعا نہین مانگ سکتا۔ کیونکہ آپ کا مرتبہ فانی فی اللہ اور باقی باللہ کا تھا اسلیئے آپ کے افعال و اقوال سب ذات حق کی طرف منسوب ہین۔ سالک یا کوئی اور طالب ایسی دعا مانگے گا تو حسد اور بے ادبی مین داخل ہوگی۔

	پس سلیمان ہمتے باید کہ او		بگزرد زین صد ہزاران رنگ و بو
ترجمہ	ہو سلیمان ہمت ایسا یا خدا		جو ہزاران رنگ و بو سے ہو جدا

شرح یہان سے بطور نصیحت مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ یعنے بادشاہی کے لیے کوئی سلیمان جیسی ہمت والا آدمی چاہیئے کہ لاکھون طرح کے رنگ و بو یعنے جمیع اقسام کی دنیوی محبت و رغبت سے کنارہ کش رہے اور حب جاہ و مال کو دلمین جگہ نہ دے اور عالم کثرت مین رہکر مرتبۂ وحدت طے کیے ہوے ہو۔ چونکہ یہ بات نہایت مشکل تھی اسلیئے حضرت سلیمان نے اپنی دعا مین لا ینبغی لاحد من بعدی فرمایا تھا۔

	با چنان قوت کہ اورا بود ہم		موج آن ملکش فرو ملبست دم
ترجمہ	باوجود قوت دنیا و دین		بند تھا دم سلطنت سے بالیقین

شرح یعنے باوجود قوت نبوت و قوت ملکوتیت اور تسخیر جن و انس و وحوش و طیور و ریاح سلطنت کی موجون نے آپ کا دم بند کر رکھا تھا۔ اور حضرت سلیمان ہر اوقات انتظام ملکی و مالی اور اپنے حقوق کے متعلق ساکت و متحیر رہتے تھے۔ کبھی کبھی بعض ضروری امور بھول جاتے تھے چنانچہ قرآن مجید مین موجود ہے اذ عرض علیہ بالعشی الصافنات الجیاد الیٰ آخر الآیہ یعنے جب سلیمان کے روبرو تیسرے پہر کے وقت جہاد کے لیے ایسے ہزار گھوڑے جو تین پا تو زمین پر رکھکر اور ایک پاؤن اٹھا کر کھڑے ہوتے تھے اور جو نہایت تیز چلنے والے یا دراز گردن تھے پیش کیے گئے اور نو سو گھوڑون کے ملاحظہ کے بعد دن چھپ گیا اور عصر کی نماز یا آپکا وظیفہ قضا ہو گیا تو آپ نے یہ فرمایا کہ افسوس میرے مال نے گھوڑون کی دوستی کو یاد الٰہی سے زیادہ محبوب کیا یہانتک کہ آفتاب پردے مین جا چھپا۔

	خوان کہ القینا علے کرسیہ	چون بماند از تخت و ملک خود تہی
ترجمہ	دیکہہ القینا علے کرسیہ	رہ گئے وہ تخت و شاہی سے تہی

شرح یہ شعر فرو مے بست دم کی توضیح ہے یعنے چونکہ تدابیر سلطنت اور فکر مملکت کے ساتہ آپ کو زیادہ اشتغال رہتا تہا جو بسا اوقات مانع اشتغال یاد الٰہی ہے اسلیئے انگشتری امینہ کے پاس بہول آئے اور وہان سے اُس دیو کے قبضہ مین چلی گئی۔ اور آپ تخت و ملک سے جریدہ اور تنہا رہ گئے اگر انگشتری حفاظت الٰہی مین رکہی جاتی تو شاید یہ بات نہوتی۔

	چون برو بنشست زین اندوہ گرد	بر ہمہ شاہان عالم رحم کرد
ترجمہ	اس سبب سے آپ کو جب غم ہوا	رحم سب شاہان عالم پر کیا

شرح یعنے چونکہ حضرت سلیمان پر قضائے نماز اور سلطنت کے جاتے رہنے سے رنج ظاہری ہوا۔ اور یہ معلوم ہوگیا کہ مملکت مانع ذکر الٰہی ہے تو تمام بادشاہون پر رحم کہایا اور سوا اپنے اور کسیکو بلائے سلطنت مین مبتلا ہونا پسند نہ فرمایا کیونکہ جب آپ سے نبی ہوکر سہو ہوگیا۔ تو دوسرے بادشاہون کو بہولکر بہی خدا یاد نہ آئیگا اور وہ ہرگز حقوق عباد اور حقوق اللہ کی حفاظت نہ کر سکینگے۔

	شد شفیع و گفت این ملک و لوا	با کمالے دہ کہ دادی مر مرا
ترجمہ	اور کہا اللہ یہ ملک و علم	کر کسی مجہ جیسے کامل پر کرم

شرح دوسرے مصرع مین لفظ باکمالے کے بعد را علامت مفعول محذوف ہے یعنے ملک باکمالے را بدہ یعنے ایسے صدمے اُٹہا کر حضرت سلیمان نے بطور سفارش یہ کہا کہ الٰہی یہ سلطنت کسی باکمال آدمی کو دیجیو جیسا کہ مجہے مرحمت ہوی ہے مجہسے کمتر مرتبے والے کو نہ دیجیو کیونکہ وہ مراعات حقوق اللہ و حقوق العباد نکر سکیگا بعض شارحین کی رائے ہے کہ مولانا قدس سرہ نے بہت سے قصے نتیجہ نکالنے کے لیے خود اختراع کیے ہین مگر امینہ کے نکاح اور انگشتری کی چوری اور صخر کے قبضہ کا قصہ جو یہود کا بہتان ہے اُنکی شان سے بعید ہے کہ سلیمانؑ جیسے نبی کی طرف منسوب کرین اسلیئے ان اشعار کے یہ معنے ہین کہ باوجود اسقدر روحانی اور جسمانی قوت اور تسخیر انس و جن وغیرہ کے امواج ملک یعنے تدابیر سلطنت نے آپ کا دم یاد الٰہی سے موکدیا تہا یعنے آپ انشاء اللہ کہنا بہول گئے تہے اسلیئے آپ کی خواہش کے مطابق اولاد نہوی بلکہ ایک مُردہ بچہ آپکے تخت پر دکہانے کو لایا گیا۔ اُسوقت آپنے اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کیا اور ترک استثنا سے توبہ و استغفار کی گو وہ گناہ نہین تہا مگر انبیا کی شان کے خلاف تہا۔ اسصورت مین چون بماند از تخت و ملک خود نہی کے یہ معنے ہین کہ جسوقت بچہ تخت پر لایا گیا تو آپ کو ترک استثناء کا سہو یاد آیا اور اب اسقدر مشتغل

الے اللہ ہوے کہ ملک اور تخت خیال دل سے جاتا رہا۔

	ہر کرا بدہی و بخشی از کرم	او سلیمان ست و آن کس ہم منم
ترجمہ	یہ کرم جسپر ہوا ے رب المنن	وہ ہون مین یعنے سلیمان زمن

شرح سلیمانؑ فرماتے ہین کہ ایخدا بالفرض جسکو تو ایسا ملک دیگا جیسا مجکو دیا ہے تو وہ شخص سلیمان ہمت ہوگا بلکہ یون سمجہنا چاہیئے کہ وہ مین ہی ہون علمائے صوفیہ نے لکہا ہے کہ ہر نبی کی حالت کا عکس کم سے کم ایک ولی مین ضرور ہوتا ہے اُس نبی کی ولایت اس ولی مین ظاہر ہوتی ہے اور وہ ولی اس نبی کا نائب ہوتا ہے لیکن ادب کے لیئے یون کہا کرتے ہین کہ فلان ولی اُس نبی کے قدم بقدم ہے۔ چنانچہ اس شعر مین انہی معنون کی طرف اشارہ ہے کہ ایسے شخص مین میری ولایت ظاہر ہوگی اگرچہ باعتبار تعین اور تشخص کے وہ میرا غیر ہوگا۔ مگر باعتبار حقیقت اور روح کے اُسے میرا عین سمجہنا چاہیئے یہ نکتہ نہایت لطیف اور سمجہنے کے قابل ہے اور اسکی مفصل شرح پہلے گذر چکی ہے۔

	نبود او بعدی ولے باشد معی	خود معی چہ بود منم بے مدعی
ترجمہ	وہ نہین بعدی ولیکن ہے معی	کیا معی وہ خود ہون مین بے مدعی

شرح یہ بہی حضرت سلیمانؑ ہی کا مقولہ ہے یعنے ایسا شخص میرے بعد نہوگا بلکہ رتبہ مین میرے ساتہ ہے اگرچہ باعتبار زمانہ مؤخر ہے۔ بلکہ میرے ساتہ ہونے کے کیا معنے۔ وہ مین ہی ہون بلا نزاع مدعی یعنے اس دعوے مین مدعی کچہ نزاع نہین کرسکتا۔ کیونکہ اعتبار معنے اور حقیقت کا ہے نہ کہ صورت کا اور حقیقت انسانی گوشت پوست اور ہڈیان نہین ہین بلکہ وہ ایک ایسی شے ہے جو مظہر اسماء و صفات اور آئینہ تجلی ذات ہے اور یہ معنے ہر مظہر مین متحد ہین۔ اسلیئے اتحاد معنوی کے لحاظ سے مین اور وہ گویا ایک ہین۔

	شرح این فرض ست گفتن لیک من	باز مے گردم بقصۂ مرد و زن
ترجمہ	شرح اسکی فرض ہے مجہپر مگر	قصہ پہر کہتا ہون قصہ مختصر

شرح یعنے گو اس اتحاد معنوی کی شرح بیان کرنی فرض ہے لیکن چونکہ سر وحدت مین ضمناً یہ بحث معلوم ہوچکی ہے اسلیئے مین قصہ کی طرف رجوع کرتا ہون۔

	مخلص ماجرائے عرب و جفت او	
ترجمہ	اعرابی درویش کے قصہ کا بقیہ اور اسکی اہلیہ کا حال	

	ماجرائے مرد و زن را مخلصے	باز میجوید درون مخلصے
ترجمہ	مرد و زن کے حال کو برکندہ پوست	مجہسے سننا چاہتا ہے ایک دوست

شرح پہلے مصرع مین مخلص بفتح المیم مصدر میمی بمعنے خلاص و تمام ہے اور دوسرے مخلص بضم المیم بمعنے دوست جس سے مولانا حسام الدین مراد ہین یعنے چونکہ اعرابی درویش اور اسکی گھر والی کے قصہ کے بقیہ کو ایک سچے مخلص (مولانا حسام الدین) کا دل ڈھونڈ رہا ہے اسلیئے مین قصہ کو تمام کر دینا چاہتا ہون۔

	ماجرائے مرد و زن افتاد نقل		این مثال نفس خود ہے دان و عقل
ترجمہ	ماجرائے مرد و زن ہوتا ہے نقل		معنوی مطلب ہے اسکا نفس و عقل

شرح یعنے گو حسب ظاہر ہمنے اعرابی درویش اور اسکی عورت کا قصہ نقل کیا ہے مگر باعتبار باطن عورت سے نفس امارہ اور مرد سے عقل مراد ہے اور یہ سب گفتگو اور نزاع گویا نفس و عقل کے مابین ہو رہی ہے۔

	این زن و مرد ے کہ نفس ست و خرد		نیک پابست ست بہر نیک و بد
ترجمہ	مرد و زن کو تو سمجھ نفس و خرد		دونو ہین پابند بہر نیک و بد

شرح یعنے یہ زن و مرد (نفس و عقل) دونو نیک و بد کے پابند ہین عقل ہمیشہ پابند نیکی ہے اور نفس پابند بدی۔

	وین دو پابستہ درین خاکی سرا		روز و شب در جنگ و اندر ماجرا
ترجمہ	اور یہ دونو قالب انسان مین		روز و شب ہین جنگ کے میدان مین

شرح خاکی سرا (مٹی کے گھر) سے جسم انسانی مراد ہے یعنے نفس و عقل جسم انسانی مین رہکر ہمیشہ لڑتے جھگڑتے رہتے ہین نفس عقل کو نیکیون سے اور عقل نفس کو بدیون سے ہر وقت روکتی رہتی ہے انکی باہم مخالفت اکثر رہا کرتی ہے یا جنگ سے یہ مراد ہے کہ نفس عقل سے اپنی خدمت چاہتا ہے جسطرح عورت شوہر سے خرچ خانگی چاہا کرتی ہے اسلیئے دونو لڑتے رہتے ہین۔

	زن ہمے جوید ز جیح خانقاہ		یعنے آب رو ے و نان و خوان و جاہ
ترجمہ	زن طلب کرتی ہے ساز خانقاہ		ابرو سے و نان و خوان و عز و جاہ

شرح جیح تصغیر حاجت ہے اور خانقاہ سے مراد گھر ہے اور جیح اُس ساگ کو بھی کہتے ہین جو گوشت مین پکایا جائے اسصورت مین جیح سے جسمانی لذتین مراد ہین اور دوسرا مصرع حاجتون یا جسمانی لذتون کی تفسیر ہے یہ مطلب یہ کہ جسطرح عورت اپنے گھر کی حاجتین اور خانہ داری کے ضروری سامان شوہر سے طلب کیا کرتی ہے اسیطرح نفس اپنی حاجتین یا لذائذ جسمانیہ (مثلاً کھانا۔ پانی۔ دنیوی عزت وغیرہ) عقل سے طلب کرتا ہے۔ بعض نسخون مین حوائج خانقاہ ہے۔ اسصورت مین حوائج جمع حاجت ہے بفک اضافت۔

	نفس ہمچون زن پئے چارہ گری		گاہ خاکی گاہ جوید سروری
ترجمہ	نفس کی حالت پئے چارہ گری		گاہ خاکی ہے کبھی ہے سروری

شرح یعنے نفس امارہ حصول لذت جسمانی کی حیلہ سازی کے لیے کبھی منسوب نخاک یعنے ذلیل اور متواضع ہوجاتا ہے اور کبھی ریاست اور عظمت کا طالب ہوتا ہے۔ اُسکا ذلیل و متواضع ہوتا اور طلب عظمت یہ دونو باتین حصول لذات کے لیئے ہین جیسا کہ بعض پیٹ بھری عورتین فقط بازار کی سودے کہانے کو محنت مزدوری کرتی ہین مطلب یہ کہ نفس لذات جسمانی کے حاصل کرنے کو کبھی عقل معاد کے سامنے ذلیل ہوکر اپنا مطلب نکالنا چاہتا ہے اور کبھی اپنی عظمت اور ریاست ظاہر کرتا ہے تاکہ اس حیلہ سے اُسپر غالب آجائے۔

	عقل خود زین فکرہا آگاہ نیست	در دماغش جز غم اللہ نیست	
ترجمہ	عقل ان فکرون سے ناآگاہ ہے	اُسکو کیا غم جز غم اللہ ہے	

شرح یعنے باوجودیکہ نفس امارہ عقل سے لڑائی دنیا کا طالب رہتا ہے مگر عقل اُسکے ایسے بڑے خیالات سے واقف نہین کیونکہ عقل عشق الٰہی اور خالق کون و مکان کی فرمان بری کے سوا اور کچھ جانتی ہی نہین۔

	گرچہ ہر قصہ ازین دانہ ست و دام	صورت قصہ شنو اکنون تمام	
ترجمہ	راز قصہ دانہ ہے یہ اور یہ دام	ظاہری قصہ کو اب سن لے تمام	

شرح دانہ سے مراد عقل ہے جو دانۂ مزرع وجود انسانی مین نشو و نما پاکر باعث بارآوری معرفت ہے اور دام سے مراد نفس ہے جو انسان کو لذات جسمانی اور خطوط دنیائے فانی کی طرف کھینچتا ہے۔ یعنے اے طالب یا اے حسام الدین اگرچہ اس قصہ کا سر دار اور باطنی معنوی یہ ہین جو مینے اب تجکو بتا دیئے ہین یعنے مرد عرب سے مراد عقل معاد ہے اور عورت سے نفس امارہ مگر اب پورا پورا ظاہری قصہ بھی سُن لے۔ کیونکہ فقط بیان معنوی اور اشارہ مخاطب کے سمجھانے کے لیئے ناکافی ہے۔ بلکہ معنوی اور ظاہری دونون طرح سے خوب مطلب سمجھ مین آجاتا ہے چنانچہ آیندہ مولانا قدس سرہ خود ارشاد فرماتے ہین۔ کہ سمجھانے کے لیے فقط بیان معنوی کافی نہین ہوسکتا۔ بلکہ ظاہری باتین اور مثالین بھی ضرور ہونی چاہییں۔

	گر بیان معنوی کامل شدے	خلق عالم عاطل و باطل شدے	
ترجمہ	پس اگر ہوتا بیان معنوی	آفرینش خلق کی بیکار تھی	

شرح یعنے اگر فقط ایمان قلبی اور عرفان باطنی بلا وجود اعمال ظاہری وصول الی اللہ کے لیے کافی ہوتا تو عالم کا پیدا کرنا بیکار اور بالکل باطل ہوجاتا۔ کیونکہ اعمال تو غیر ضروری چیز ٹھہرتے اور عرفان باطنی و ایمان قلبی غیر مخفی شے ہے تو نتیجہ یہ نکلتا کہ طالح و صالح اور فاسق فاضل و مومن مجاہد فی اللہ مین تمیز نہ رہتی۔ اور نماز روزہ حج و زکاۃ اور جمیع اعمال شرعیہ بیکار ہوجاتے پیغمبرون کا دنیا مین آنا بیفائدہ ہوتا۔ اور سب انبیاء جو خلیفۃ اللہ ہین عالم مین تشریف نہ لاتے تو دنیا ہرگز پیدا نہوتی۔

کامل بمعنے کافی ہے کیونکہ بعض نسخون مین کافی شدی اور باطل بدی ہے یا یہ معنے ہین کہ اگر بیان معنوی بدین وجہ کامل ہوتا کہ ہر شخص کی سمجھ مین آجاتا تو لوگ بالکل تارک الدنیا بنجاتے اور دنیا سر بسر اُجڑ جاتی ہے۔

	اگر محبت فکرت و معنیتے		صورت صوم و نمازت تیتے
ترجمہ	اگر محبت فکر و معنے کا ہو نام		ہون نماز و روزہ لاشے اے ہمام

شرح یعنے اگر محبت الٰہی صرف فکر اور معنے یعنے عمل قلب اور تصدیق بالجنان ہوتا اور ظاہری اعمال اور صورت طاعات (جسمین اقرار باللسان بھی داخل ہے) کی حاجت نہوتی تو روزہ نماز اور تمام ارکان شرعیہ غیر ضروری اور سر بسر منسیت ہو جاتے حالانکہ ارکان شرعیہ کی بجا آوری سب سے پہلا فرض ہے اسلیئے وہ صوفی جو پابند شریعت نہین ہے شیطان بصورت انسان ہے۔

	ہدیہائے دوستان بایکدگر		منسیت اندر دوستی الّا صور
ترجمہ	تحفہائے دوستان با ہمدگر		ظاہر ہی ہوتی ہین چیزین سب سر بسر

شرح صُور جمع صورت ہے یعنے ظاہری چیزین مطلب یہ کہ دوست جو باہم ایک دوسرے کو تحفہ بھیجا کرتے ہین وہ تحفہ مجسم اور کوئی ظاہری چیز ہوا کرتا ہے مثلاً دلی کا حلوا سوہن۔ لکھنؤ کا عطر حنا لاہور کے ریشمی ازار بند۔ جیپور کا کیوڑہ۔ اسیطرح محبان الٰہی جو اپنے حبیب کی طرف ہدیہ بھیجتے ہین وہ بھی ظاہری چیزین یعنے اعمال صالحہ نماز روزہ وغیرہا ہونی چاہئین۔ جنسے محبت کا اظہار ہو۔

	تا گواہی دادہ باشد ہدیہا		بر محبت ہائے مضمر در خفا
ترجمہ	تاکہ ہو جائین یہ سب تحفے گواہ		دلمین پوشیدہ محبت کو ہے راہ

شرح یعنے ظاہری تحفے اسلیئے بھیجے جاتے ہین تاکہ باہم ایک دوسرے کی باطنی محبت پر گواہی دین۔ حدیث شریف مین ہے تَہَادَوْا تَحَابُّوْا یعنے اے لوگو باہم ہدیے بھیجا کرو اس سے تم باہم ایک دوسرے کے دوست بنجاؤ گے۔ فی الواقع محبت بڑہانے مین باہم تحفے بھیجنا بہت بڑا اثر رکھتا ہے۔

	زانکہ احسانہائے ظاہر شاہد ند		بر محبتہائے سر ارجمند
ترجمہ	کیونکہ احسانہائے ظاہر پُر شعور		باطنی الفت پہ شاہد ہین ضرور

شرح یعنے یہ ظاہری تحفے تحائف بھیجنے کا دستور اسلیئے اچھا ہے کہ یہ بات پوشیدہ اور دلی محبت کا اظہار کیا کرتی ہے باہم ہدیے وہی لوگ بھیجتے ہین جو باہم دلی اتحاد رکھتے ہین علے ہذا القیاس ارکان شرعیہ کے ظاہری تحفے (روزہ نماز حج زکوٰۃ وغیرہ) اسبات کے گواہ ہین کہ بھیجنے والے کو خدا سے دلی محبت ہے بعض نسخون مین بر محبتہائے سر ارجمند ہے۔

	شاہدت گہ راست آید گہ دروغ		مست گاہے از مے و گاہے ز دوغ
ترجمہ	گاہ شاہد راست ہے گاہے دروغ		مست مے ہے گاہ گاہے مست دوغ

شرح چونکہ ظاہری ہدیہ (عبادت الٰہی) کبھی بھیجنے کے قابل ہوتا ہے اور کبھی نہین ہوتا اسلیئے مولانا قدس سرہ بطور نصیحت یہ فرماتے ہین کہ اے شخص تو جو اپنے دوست کو ہدیہ بھیجتا ہے وہ کبھی تو عمدہ ہوتا ہے اور کبھی ناقص اور تو نے جسکو اپنا گواہ بناکر بھیجا ہے وہ کبھی تو سچ بولتا ہے جسکو حاکم قبول کر لیتا ہے اور کبھی جھوٹ جسکو وہ رد کر دیتا ہے اسیطرح تیرے ظاہری اعمال کبھی خالص لوجہ اللہ ہوتے ہین انکو گواہ صادق سمجھکر اللہ تعالےٰ قبول کر لیتا ہے۔ اور کبھی کاذب اور دکھانے سنانے پر مبنی ہوتے ہین ایسے گواہ رد کر دیئے جاتے ہین جیسا نشہ باز کبھی شراب سے مست ہوتا ہے اور کبھی کئی دن کے سڑی ہوئی چھاچھ سے نتیجہ یہ کہ جس شخص کے اعمال خالص ہین وہ مست شراب محبت الٰہی ہے اور جسکی غیر خالص ہین وہ بدمست شراب ریا و سمعہ ہے۔ اُسکے اعمال مقبول ہین اور اسکے نامقبول وہ برگزیدۂ الٰہی ہے اور یہ راندۂ درگاہ۔

	دوغ خور وہ مستیٔ پیدا کند		ہاے و ہوے و سرگرانی ہا کند
ترجمہ	چھاچھ پیکر مست ہے وہ زشت خو		سر دکھا دیتی ہے اُسکی ہاے و ہو

شرح یعنے ریاکار شخص مستی محبت حق ظاہر کرتا ہے یعنے اپنے اعمال کو اسطرح دکھاتا ہے گویا مقبول حق ہین اور ایسا شور و غل مچاتا ہے جو باعث سرگرانی سامعین ہے یعنے ایسا عمل کرتا ہے جس سے وہ مست بادۂ محبت پایا جائے حالانکہ اُسکو محبت کا نشہ نہین ہوتا حضرت ابن مبارک نے معاذ بن جبل رض کو ایک حدیث سنائی جسکا مفہوم یہ تھا کہ اللہ تعالےٰ نے ساتون آسمانون مین ایک ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جب کاتبین اعمال بندون کے عمل آسمانون کی طرف لیکر چڑھتے ہین تو اول آسمان پر فرشتہ محافظ غیبت روک کر یہ کہتا ہے کہ یہ اعمال قابل قبول نہین کیونکہ انمین غیبت ملی ہوی ہے جب کسیطرح اس سے نجات ملتی ہے تو علےٰ ہذا القیاس دوسرے آسمان پر فرشتۂ محافظ تفاخر (فخر حسب و نسب) اور تیسرے پر فرشتۂ تکبر چوتھے پر فرشتۂ عجب پانچوین پر فرشتۂ حسد چھٹے پر فرشتۂ شکایت تقدیر الٰہی ساتوین پر فرشتۂ محافظ طلب آزار آدمیان و عبادت ریائی موجود ہے جب ان سب سے نجات ہوتی ہے اور اعمال حضرت رب العلا مین پیش کیے جاتے ہین اور پہچانے والے فرشتے قبول ہونے کی سفارش کرتے ہین تب اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم محافظ اعمال ہو اور مین واقف حالت قلب ہون ان اعمال سے اُسنے کسی اور معبود کو مقصود سمجھا ہے یہ میرے لیئے نہین کیئے۔ اُسوقت اُس شخص پر تمام فرشتے لعنت بھیجتے ہین اللّٰھم احفظنا عن سوء الاعمال والنیات۔ اے خدا ہمین بُرے اعمال اور بُری نیت سے بچا۔

	آن مُرائی در صلوٰۃ و در صیام		مے نماید جدّ و جہدے بس تمام
ترجمہ	ہے ریائی اُسکا سب روزہ نماز		گو وہ ظاہر مین ہے پورا با نیاز
	تا گمان آید کہ اوست ولات		چون حقیقت بنگری غرق ریاست
ترجمہ	تا یقین آئے کہ ہے مست ولا		اور حقیقت مین ہے وہ غرق ریا

شرح یہ دو نو شعر بطور قطعہ بند گزشتہ شعر کی شرح ہین۔ یعنے سڑی ہوئی جہاچہ سے بدمستی ظاہر کرنے اور دکہانے سُنانے کے لیئے اللہ کی ضربین لگانے والا نماز روزہ مین صرف آدمیون کے دکہانے کے لیئے حد سے بڑہکر کوشش کرتا ہے تاکہ خلقت کو یقین آجائے کہ وہ خدا کی محبت مین مست ہے لیکن حقیقت حال پر نگاہ ڈالیئے تو ایسا آدمی سر بسر ریاکاری کے دریا مین ڈوبا ہوا نکلے گا۔

	حاصل افعال بر دنی رہبرست		تا نشان باشد بر آنچہ مضمرست
ترجمہ	الغرض فعل برونی سر بسر		ہین برائے سیرِ مخفی راہبر

شرح یعنے ہمارے پچہلے اشعار کا حاصل یہ ہے کہ افعال ظاہری اور طاعاتِ صوری اُس محبت کی جو دلمین پنہان ہے رہبر اور دلیل ہین جو شخص افعال ظاہری کو نہین بجالاتا اُسکے دلمین محبت الٰہی نہین ہے اور جو بجالاتا ہے وہ ضرور محبت رکہتا ہے مگر اتنی بات ہے کہ رہبر کبھی سیدہے رستہ لیجاتا ہے اور کبھی رستہ بہولجاتا ہے اسیطرح اعمال کبھی خالص ہوتے ہین اور کبھی مبنی بر ریا اعمال ریائی سے ضرور پرہیز کرنا چاہیئے بعض نسخون مین رہبر کی جگہ دیگر ہے یعنے افعال ظاہری افعال قلبی سے جدا ہین لیکن افعال ظاہری اسلیئے موضوع ہوے ہین کہ افعال باطنی کے علامت بنجائین۔

	راہبر گہ حق بود گاہے غلط		گہ گزیدہ باشد و گاہے سقط
ترجمہ	رہنما حق پر ہے گہ گاہے غلط		برگزیدہ ہے کبھی گاہے سقط

شرح گزیدہ بمعنے برگزیدہ اور سقط بمعنے بیہودہ ہے یعنے ظاہری اعمال کبھی برحق ہوتے ہین اور کبھی سر بسر غلط کبھی بیہودہ یعنے عبادت کبھی خالص اللہ کے لیئے ہوتی ہے اور کبھی دکہانے سُنانے کے لیئے اعمال ریائی سے بچنا چاہیئے

	یارب آن تمییزدہ ما را بجوست		تا شناسیم آن نشان کژ و راست
ترجمہ	یا خدا پہچان ایسی ہمکو دے		تا سمجہ لین راست کو نا راست سے

شرح خواست بمعنے دعا و طلب ہے یعنے ایخدا ہم تجہسے ایسی تمیز مانگتی ہین جسکے باعث ہمین سیدہا رستہ ٹیڑہے رستہ سے جدا ہو کر معلوم ہو جائے یعنے یہ ظاہر ہو جائے کہ ہمارا رہبر سیدہے رستہ

لیجاتا ہے یا تیرے رستے مطلب یہ کہ ہمکو اچھے برے اعمال کی تمیز دے تاکہ ہم ریائی اعمال کو چھوڑیں اور خالص کو اختیار کرلیں۔ تاکہ ہمین ہمارے اعمال کی اُجرت اور تیری رضامندی کا ثمرہ ہو جائے۔

	حس را تمیز دانی چون شود		آنکہ حس بنظر بنور اللہ بود
ترجمہ	ہم بتاتے ہین تجھے حس کی تمیز		نور حق سے دیکھ لے جو اے عزیز

شرح پہلا مصرع سوال ہے اور دوسرا جواب۔ یعنے ایمخاطب کیا تجھے معلوم ہے کہ حس کو نیک و بد کی تمیز کیونکر ہوتی ہے اسطرح ہوتی ہے کہ تیری حس خدا کے نور کی روشنی سے اشیاء کو دیکھنے لگے حس ظاہری بالکل بے تمیز ہے۔ نور خدا سے دیکھنے والی حس کا نام روشن ضمیری ہے

	وراثر نبود سبب ہم مظہرست		ہمچو خویشی کز محبت مخبرست
ترجمہ	بے سبب ہے مظہر الفت اثر		دیتی ہے خویشی محبت کی خبر

شرح یہ شعر زانکہ احسانہائے ظاہر شاہدند۔ کے متعلق ہے یعنے اگر کسی مین احسانہائے ظاہر اور اعمال صوری جو اثر محبت الٰہی ہین ملحوظ نہون تو سبب ہی مظہر محبت ہے سبب سے مراد ترک دنیا اور تجرد عن غیر اللہ ہے جس شخصکو تم تارک دنیا دیکھو اگرچہ اُسکے اور اعمال ظاہری مثلاً روزہ نماز تمہین نظر نہ آئین مگر یہ سمجھ لو کہ وہ ضرور محبت الٰہی رکھتا ہے مگر شدت احتیاط ریا کے باعث اعمال ظاہری کو ظاہر طور پر وا نہین کرتا۔ اور اس سبب کے مثال ایسی ہے جیسا کہ قرابت اور آپس کا رشتہ اگرچہ ایک دوسرے سے احسان نہ کرے۔ مگر باہم محبت ضرور ہوتی ہے۔

	نبود آنکہ نور حقش شد امام		مر اثرہا یا سببہا را غلام
ترجمہ	ہو گیا ہے نور حق جسکا امام		کب اثر کا یا سبب کا ہے غلام

شرح یعنے نور حق جسکا رہبر ہے اور جو مصداق بنظر بنور اللہ ہے وہ اثر یعنے اعمال ظاہری اور سبب یعنے ترک دنیا کا محتاج نہین اگر اُسکی جانب سے کوئی اثر یا سبب ظاہر نہو تو اُسکی محبت مین فرق نہین آتا کیونکہ وہ فانی فی اللہ ہے۔ اور فانی اثر یا سبب کا محتاج نہین ہوتا۔

	چونکہ نور اللہ در آمد در مشام		مر اثر را ہیچ کس نبود غلام
ترجمہ	مظہر نور خدا ہو جب مشام		کب اثر کا کوئی ہوتا ہے غلام

شرح یعنے جب نور الٰہی نے دل و دماغ کو روشن کر دیا تو اظہار اثر و سبب کی ضرورت نہین رہتی یہ گزشتہ شعر کی شرح ہے

	تا محبت در درون شعلہ زند		رفت گردد و ز اثر فارغ کند
ترجمہ	عشق دل مین ہو گیا جب شعلہ ریز		سب سے فارغ کر گئی یہ نار تیز

شرح یعنے جب محبت الٰہی نے کسیکے دلمین آگ لگادی اور وہ آگ تدریج بڑہتی گئی تو وہ شخص ایسا ہوگیا جیسا کہ آگ پر لال ہوتی ہے یعنے اسکا وجود عارضی فنا ہوگیا اور اس شعلہ نے اسکو اظہار اثر یعنے عمل ظاہری سے فارغ کردیا مگر اسحالت مین بھی اعمال کا بجا لانا امتثال امر الٰہی کے لیے فرض اور ضروری ہے

	حاجتش نبود پے اعلام مہر		**چون محبت نور خود زد بر سپہر**
ترجمہ	پہر نہین ہے حاجت اظہار مہر		عشق ہو جب نور افزائے سپہر

شرح مہر بمعنے محبت ہے۔ اور سپہر سے اولیاء اللہ کا آسمان دل مراد ہے جو مظہر خورشید محبت الٰہی اور مصدر انوار نامتناہی ہے۔ مطلب یہ کہ جس شخص کے دلمین محبت الٰہی نے اپنا نور پہیلا رکھا ہے اسکو اس باطنی محبت کے اعلام (اظہار) کی حاجت نہین ہے۔ کیونکہ عاشقون کے دل مین داغ عشق جسکو محبت کا آفتاب کہنا چاہیئے خود ہی روشن ہے

	ہست تفصیلات تا گردد تمام		**این سخن لیکن بجو تو والسلام**
ترجمہ	ہے بڑی تفصیل تا ہو اختتام		یہ سخن۔ لیکن طلب کر والسلام

شرح این سخن تا گردد تمام کا فاعل ہے۔ یعنے سخن معرفت و اسرار کے تمام ہونے کے لیے بہت سے تفصیلین ہین الیخاطب اگر تو تمامہ اسنے واقف ہونا چاہتا ہے تو کسی مرشد کامل سے ڈہونڈہ والسلام یعنے اب ہمارا سلام ہے ہم کہانتک اسرار لکھینگے حال قال کے ذریعہ سے اچھی طرح سمجھ مین نہین آسکتا۔ اسلیئے اسکی طلب مرشد کامل سے چاہیئے۔ تاکہ بذریعہ کشف تمام اسرار و حالات خود بخود ظاہر ہوجائین۔

	گرچہ شد معنے در صورت پدید		**صورت از معنے قریب است و بعید**
ترجمہ	اگرچہ اس صورت مین معنے ہین پدید		دو نو کچہ نزدیک ہین کچہ ہین بعید

شرح یعنے اگرچہ صورت حکایات اور کلمات مین معنے اور اسرار ظاہر ہوتے ہین۔ لیکن صورت معنے سے من وجہ قریب ہے اور من وجہ بعید۔ قریب اس وجہ سے ہے کہ مخاطب الفاظ سے بھی کچہ نہ کچہ مطلب سمجھ ہی لیتا ہے اور بعید اسلیئے کہ جب تک مخاطب خود معنوی یا طالب معنی نہو حال صرف قال سے اچھی طرح مفہوم نہین ہوتا۔

	در دلالت ہمچو آبند و درخت		**چون باہیت روی دو رند سخت**
ترجمہ	ہین بظاہر صورت آب و درخت		اور ماہیت مین دونون دور سخت

شرح یعنے صورت معنے بہا طرح دلالت کرتی ہے۔ جسطرح درخت پانی پر لیکن جب پانی اور درخت کی ماہیت کو دیکھیئے تو دونو مین بہت فرق ہے۔ پانی کی ماہیت جوہر سیال ہے اور درخت کی جسم نامی اسیطرح صورت اور معنے مین مناسبت بھی ہے اور منافرت بھی صورت طاعات کو درخت اور محبت الٰہی کو پانی سمجھنا چاہیئے طاعت بیشک محبت پر دلالت کرتی ہے بعض نسخون مین دلالت کی جگہ ولادت ہے

اسصورت مین معنے ظاہرہین بعض شارحین نے معنے سے ذات حق مرادلی ہے جو صورت مین ظاہر ہے کیونکہ ذات اس اعتبار سے کہ صورت اُسکا مظہر ہے بہت قریب ہے اور اس اعتبار سے کہ ذات موجود بنفسہ ہے اور صورت موجود بغیرہ ہے دونون مین بعد ہے - یہ عینیت اور غیریت کا نکتہ غور سے سمجھنے کے قابل ہے

	دانہ بین کز آب وخاک و آفتاب		چون درخے گشت سالم درشتاب
ترجمہ	دیکھہ آب وخاک و مہر سے نیکبخت		جن سے دانہ ہو گیا سالم درخت
	در ماہیت بگردانی نظر		دور دور ند اینہمہ از یکدگر
ترجمہ	اُنکی ماہیت پہ گر ڈالے نظر		دور ہے اک اک سے اک اک سر بسر

شرح اس قطعہ مین اسی صورت ومعنے کے من وجہ قریب اور من وجہ بعید ہونے کی شرح ہے یعنے ایجاب طلب دانے کو دیکھہ کہ پانی اور خاک اور تاثیر آفتاب کے باعث زمین سے نکلکر ایک عالیشان درخت بنگیا ہے اور چار چیزین ایک جگہ جمع ہین مگر حقیقت کو دیکھیے تو پانی اور خاک اور آفتاب اور دانہ چارون کے چارون الگ الگ ہین - یہی حال صورت ومعنی کا ہے کہ باہم قریب بھی ہین اور بعید بھی -

	ترک ماہیات وخاصیات گو		شرح کن احوال آن دورنق جو
ترجمہ	ترک ماہیات وخاصیات کر		حال مزدورن کا سُن لے سر بسر

شرح مولانا اپنے نفس کو مخاطب فرماکر یہ کہتے ہین کہ درخت وغیرہ کی ماہیتون اور پانی کی خاصیتون کو نکالدے اور جو اعرابی درویش کے قصہ مین بطور جملہ معترضہ آگیا تھا چھوڑکر اُن دور وزی ڈھونڈنے والون (اعرابی درویش اور اُسکی البیہ) کا بقیہ حال سُنا دے تاکہ سُننے والے کو قصہ کا نتیجہ معلوم ہوجائے

دل نہادن مرد عرب بر التماس والبہ خویش وسوگند خوردن کہ مرا درین تسلیم حیلہ و امتحانی نیست

ترجمہ مرد عرب کا اپنی اہلیہ کے التماس کو دل لگاکے سننا اور اُسپر مبالغہ کرنا کہ مین اس تسلیم مین کوئی حیلہ یا امتحان نہین کرتا

	مرد گفت اکنون گذشتم از خلاف		حکم واری تیغ بر کش از غلاف
ترجمہ	مرد بولا چھوڑ بیٹھا مین خلاف		رکھہ امری گردن پہ تیغ بے غلاف

شرح یعنے مرد نے عورت سے یہ کہا کہ اب مین تیری مخالفت سے درگذرا تو حاکم ہے مین محکوم اسوقت تو خواہ کہنیکر مجھے جان سے مار ڈالے گی تو بھی سرکشی نہ کرونگا - مجھے اب معلوم ہوا ہے کہ توحق پہ تھی یہی حال عقل کا ہے کہ جب نفس اُسکے سامنے لوامہ یا مطمئنہ کی صورت مین ظاہر ہو تو عقل اُسکی مطیع ہوجاتی ہے

	ہر چہ گوئی امر ترا فرمان برم		ور بدونیک آید آن را نشکرم
ترجمہ	جو کہے تو مین ہون فرمان بر ترا		نیک و بد کچھ کر نہین سکتے مرا

شرح یعنے اے عورت مین آج سے ایسا تیرا فرمان پذیر رہونگا کہ تیرے حکم کی تعمیل مین اپنے نفع یا نقصان کی طرف نہ دیکھونگا حتے الامکان جس بات کا تو حکم دیگی اُسے دل وجان سے بجالاؤنگا۔

	در وجود تو شوم من منعدم		چون محبم حُبَّ یُعْمِیْ وَ یُصِمّ
ترجمہ	تیری ہستی مین ہوا مین ہیچ شے		کیونکہ اُلفت اندھا بہرہ کرتی ہے

شرح یعنے اے عورت مین آج سے تیری ہستی کے سامنے اپنی ہستی کو کالعدم سمجھتا ہون یعنے تیرے ارشاد بجالانے مین مجھے اپنی جان کی پروا نہین ہے۔ کیونکہ مین تیرا مُحِبّ راچاہنے والا ہون اور تو محبوبہ ہے مینے تجکو اپنی جان کا اختیار دیدیا ہے۔ یہ اسلیئے کہ عاشق معشوق کے بارہ مین ایسا ہوتا ہے جیسا کہ مردہ بدست زندہ حدیث شریف مین آچکا ہے کہ حُبُّکَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَ یُصِمّ یعنے محبت آدمی کو اندھا اور بہرہ کردیتی ہے عاشق کو اچھا بُرا کچھ نہین سوجھتا۔ اور وہ اپنی دُھن مین کسیکی نہین سُنتا۔ یہی حال عقل کا نفس مطمئنہ کے ساتھ ہے کہ جب نفس کو مرتبۂ اطمینان حاصل ہوجاتا ہے تو عقل اُسکی فرمان پذیر ہوجاتی ہے۔

	گفت زن آہنگ بزم میکنی		یا بحیلت کشف سرم میکنی
ترجمہ	بولی عورت کیا بجھے ہے عزم بر		چاہتا ہے مجھے یا اظہار سے

شرح برباالکسر یعنے احسان ہے جس سے انقیاد اور کمال محبت مراد ہے یعنے عورت نے مرد کی حد سے بڑھی ہوئی زبانی محبت دیکھکر یہ کہا کہ اے شخص کیا تو فی الواقع میرے ساتھ احسان کرنے اور آیندہ میری دلی اطاعت کا ارادہ رکھتا ہے۔ یا اظہار محبت کے بہانہ سے فقط میرا بھید لینا چاہتا ہے اور اس سے تیرا صرف یہ منشا ہے کہ مین آیندہ تجھسے کسی کام کے متعلق اپنے دل کی بات کہون اور تو مجھے حریص یا طماع کہکے میری ہنسی اُڑائے جیسا کہ پہلے اُڑا چکا ہے اسیطرح نفس امّارہ فریب دینے کے لیئے عقل کو ٹٹولا کرتا ہے

	گفت واللہ عالم السّر الخفی		کافرید از خاک آدم را صفی
ترجمہ	بولا وہ باللہ دانائے خفی		جسنے آدم کو کیا پیدا صفی

شرح عورت کے اطمینان دلانے کو مرد نے قسم کھاکر یہ کہا کہ اُس خدا کی قسم جو چھپے ہوے بھید وںکا جاننے والا ہے اور جسنے حضرت آدمؑ کو خاک سے پیدا کرکے برگزیدہ کیا اور اپنا خلیفہ بنایا ہے مین اس اظہار محبت سے نہ تیرا امتحان لینا چاہتا ہون اور نہ یہ محبت جھوٹی شیخی پر مبنی ہے بلکہ مین سچے دل سے تیرا فرمان پذیر ہوگیا ہون لفظ صفی آفرید یا آدم را سے حال واقع ہوا ہے اور اس قسم کا جواب بہت سے اشعار کے بعد آئیگا۔

	در سہ گز قالب کہ دادش فر و نمود		آنچہ در ارواح و در الواح بود
ترجمہ	قالب آدم مین سب کچھ رکھدیا		عالم ارواح مین جو کچھ کہ تھا

شرح سہ گز قالب (تین گز کے جسم) سے حضرت آدم کا بدن مراد ہے یعنے اُس خدا کی قسم جسنے آدمؑ کو تین گز کا جسم عنایت فرمایا اور اسمین عالم ارواح اور الواح غیب کے تمام اسرار ظاہر کر دیئے یعنے آدمؑ کو جامع حقایق ملکوتی وجبروتی ولاہوتی وناسوتی بنایا اور اُنکے علم کو فرشتون کی معلومات سے بڑہا دیا۔

	یاد دادش لوح محفوظ وجود		**تا بدانست انچہ در الواح بود**
ترجمہ	علم لوح ذات خود اُنکو دیا		کہلگیا الواح مین جو کچھ کہ تہا

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے آدم کو لوح محفوظ وجود یعنے خود اُنکی ہستی یا مطلق وجود انسانی کی کیفیت بتادی کیونکہ جبتک وہ اپنے وجود کو نہ جانتے علم الواح غیب ہرگز ہرگز حاصل نہوتا۔ حدیث شریف مین ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ۔ یعنے جسنے اپنے نفس کو پہچانا اُسنے خدا کو پہچانلیا۔ عارفان الٰہی وہی ہین جو اپنی نفس کی حقیقت سے آگاہ ہین اسلیئے حضرت آدمؑ کو پہلے اُنکے نفس کی حقیقت بتائی گئی۔ اور پھر غیب کی تجلیان بڑہائی گئین۔ جبتک آدمی اپنے وجود موہوم کی نیستی کو خیال مین نہین لاتا خدا کی ہستی کو ہرگز نہین پہچان سکتا۔

	تا ابد ہر چہ کہ از پیش بود و پیش		**درس کرد از علم الاسمائے خویش**
ترجمہ	تا ابد ہر علم اک اک چیز کا		علم الاسما سے اُنپر کہلگیا

شرح لفظ تا ابد اس بات پر قرینہ ہے کہ یہان سے ازل محذوف ہے یعنے ازل سے ابد تک جو چیز کہ زمانہ حضرت آدم کے بعد آنے والی تہی اور جو اس سے پہلے ظاہر ہوچکی تہی اللہ تعالےٰ نے اُن سب کا علم آدمؑ کو دیدیا تہا اور اسکا سبب یہ تہا کہ اُنکو اسمائے حسنے سکہائے گئے تہے جنکی حکومت نے تمام موجودات کو مغلوب کر رکہا ہے بعض نسخون مین تا ابد ہر چہ بود و پیش پیش ہے یعنے زمانہ ابد تک جو شے آگے آنے والی تہی اُسکا علم بطور پیشگی آدمؑ کو دیا گیا تہا۔ نظر بر انجام دونون نسخون کا مطلب ایک ہے

	تا ملک بیخود شد از تدریس او		**قدس دیگر یافت از تقدیس او**
ترجمہ	اس سے بیخود تہے فرشتے سر بسر		ہاتہ اُنکے لگ گیا قدس دگر

شرح یعنے حضرت آدمؑ کو ایسا علم لدنی دیا گیا کہ فرشتے اللہ تعالےٰ کی اس تدریس سے جو آدمؑ کے ساتہ مخصوص تہی حیران رہ گئے۔ اور سب نے یکزبان ہوکر یہ کہا کہ سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ (اے خدا تو سب طرح کے نقصانون سے پاک ہے ہمین اُسیقدر علم ہے جتنا تو نے دے رکہا ہے اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جب حضرت آدمؑ نے اسمائے خاص کے ساتہ حضرت رب العلا کی تسبیح وتقدیس کی تو فرشتون نے بہی سیکہہ لی چنانچہ آیت مذکورہ مین اسم علیم وحکیم حضرت آدمؑ ہی کی تسبیح مین سے فرشتون نے معلوم کیا ہے۔ ورنہ فرشتے خاص خاص اسمار سے واقف تہے اور اُنکی تسبیح سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ تہی۔

	آن کشاد سے شان کہ آدم وانمود		در کشاد آسمانہا شان نبود
ترجمہ	کشف انہین آدم سے جو حاصل ہوا		بالیقین وہ آسمانون مین نہ تہا

شرح اول مصرع مین کشاد بمعنے کشف اور دوسرے مین بمعنے فراخی ہے اور ضمیر شان فرشتون کی طرف راجع ہے یعنے بعض اسمائے صفات کا کشف جو فرشتونکو ہوا یہ حضرت آدم ہی کے باعث سے تہا۔ اور یہ کشف باوجود اسقدر وسعت کے اُنکے آسمانون کی فراخی مین نہ تہا۔ یعنے فرشتے اور آسمان علم لدنی سے محروم تہے۔

	در فراخی عرصۂ آن پاک جان		تنگ آمد عرصۂ ہفت آسمان
ترجمہ	ہے فراخ اتنی فضائے پاک جان		تنگ جسکے آگے ہین سات آسمان

شرح یعنے آدم کی جان پاک اور روح لطیف کے میدان کی فراخی کے مقابلہ مین وسعت ہفت آسمان تنگ ہے کیونکہ حضرت آدمؑ یا انسان کامل کا عرصۂ روح اور فضائے قلب ہفت آسمان و زمین اور جمیع عالم سے فراخ تر ہے اسلیئے کہ روح اور قلب مظہر اسماء و صفات الٰہی ہین اور اسکے سوا تمام موجودات صرف مظہر قدرت خداوندی ہین۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مظہر اسماء و صفات کا مرتبہ مطلق مظاہر سے بدرجہا بلند ہے۔

	گفتۂ پیغمبر کہ حق فرمودہ است		من نگنجم ہیچ در بالا و پست
ترجمہ	نقل پیغمبر سے ہے قول خدا		پست و بالا مین نہین ہے میری جا

شرح اس شعر مین مولانا اس دعوے پر کہ روح اور قلب انسان کامل زمین و آسمان اور جمیع عالم سے فراخ تر ہے شہادت لائے ہین حدیث قدسی ہے کہ لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن کیونکہ ذات الٰہی جامع جمیع اسماء و صفات ہے اور ہر شے مین اُسی خاص اسم کی گنجایش ہے جسکا وہ مظہر ہے۔ اسلیئے عرش یا زمین یا آسمان مین جمیع اسماء کی گنجایش نہین ہے۔ البتہ قلب مومن بالقوہ جامع جمیع اسماء و صفات ہے اسلیئے اسمین سب کی گنجایش موجود ہے اور آیندہ شعرونمین انہی معنونکی طرف اشارہ ہے

	در زمین و آسمان و عرش نیز		من نگنجم این یقین دان اے عزیز
ترجمہ	ہو زمین و آسمان یا عرش ہو		مین سما سکتا انہین سے نیک خو
	در دل مومن بگنجم اے عجب		گر مرا جوئی دران دلہا طلب
ترجمہ	ہے دل مومن مری جا اے عجب		مومنون کے دل مین کر مجکو طلب

شرح یہ دونو شعر بطور قطعہ بند اُسی حدیث قدسی کا ترجمہ ہین جو ہم پہلے نقل کر چکے ہین یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مین بالا و پست اور زمین و آسمان اور عرش و کرسی وغیرہ کسی چیز مین نہین سما سکتا۔ بلکہ مومن کے دل مین رہتا ہون اور میرے ڈہونڈنے والے مجھے مومن کے دل ہی مین پا سکتے ہین۔

عرش مین صرف استوائے اسم رحمن کی گنجایش ہے اور کرسی مین صرف استوائے اسم رحیم کی اور مومن کامل کے دل مین جمیع اسمائے صفات کی اس تقریر سے ثابت ہو گیا کہ مومن کا دل نہایت وسیع ہے

	گفت فادخل فی عبادی تلتقی		جنۃ من رؤیتی یا متقی
ترجمہ	کہدیا داخل ہو بندون مین مرے		جنت دیدار حاصل ہو تجھے

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی یعنے اے نفس مطمئنہ خوش خوش اپنے رب کی طرف پہر آ۔ اور میرے نیک بندون مین شامل اور میری جنت مین داخل ہو۔ علمائے ظاہر نے اس آیت کو مومنین کاملین کی موت کے وقت پر محمول کیا ہے یعنے انکو مرتے دم خدا کی طرف سے یہ بشارت آتی ہے اور علمائے باطن نے یہ معنے لیئے ہین کہ اے نفس مطمئنہ ماسوے اللہ سے اعراض کر کے اللہ کی طرف رجوع کر اور فقط اس ذات سے جسکا تو مظہر ہے خوش رہ کیونکہ وہ تجھی خوش ہے اور باطن عباد کاملین مین داخل ہو اسمین تجھکو میرا دیدار حاصل ہوگا کیونکہ مین قلوب عباد اللہ الصالحین مین ہون۔ چنانچہ مولانا نے آیت کے یہی معنے لیئے ہین اور جنت سے رؤیت الٰہی مراد لی ہے اور جسطرح گزشتہ اشعار مین قلب عباد کو مظروف ذات حدیث قدسی سے ثابت کیا تہا۔ اس شعر مین اسی مطلب کو آیت سے ثابت کیا ہے نفس شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اے نفس مطمئنہ میرے کامل اور نیک بندون مین داخل ہو جا اسوقت اے پرہیزگار تو میرے دیدار کی جنت سے ملاقات کر لیگا۔

	عرش با آن نور با پہنائے خویش		چون بدید او را برفت از جائے خویش
ترجمہ	عرش گو پر نور ہے اور بس عظیم		رہگیا آدم سے حیران اے ندیم

شرح یعنے عرش الٰہی نے جب حضرت آدم کے قلب کی فراخی کو دیکہا تو باوجود اپنی فراخی اور اپنے پر نور ہونے کے اپنے مرتبے اور عظمت کو چہوڑ دیا اور مرتبۂ آدمؑ کو ملاحظہ کر کے حیران رہگیا۔ کیونکہ جب آدم علیہ السلام مظہر اسمائے وصفات ذاتیہ ٹہیرے اور آپکا قلب بحر ذات احدیت ہوا تو غیریت مرتفع ہو گئی۔ اور عرش و کرسی و لوح و قلم بلکہ جمیع عالم اسمین محو ہو گیا۔ سما گیا اسلیئے مرتبۂ آدمؑ مرتبۂ عرش اعظم سے بدرجہا بلند ہے

	خود بزرگی عرش باشد بس پدید		لیک صورت کیست چون معنی رسید
ترجمہ	ہے بزرگی عرش اعظم کی پدید		ہین مگر صورت سے معنے بس بعید

شرح یہ ایک اعتراض کا جواب ہے معترض کہتا تہا کہ عرش کی صفت مین لفظ عظیم قرآن مجید مین جا بجا مذکور ہے پہر اسنے قلب آدمؑ یا مومن کامل کے باعث اپنی عظمت کا ترک کیون کیا۔ یہ سمجہ مین نہین آتا مولانا فرماتے ہین کہ بیشک عرش نہایت بزرگ اور اعظم ہے لیکن یہی عرش جو مظہر اسم رحمن ہے اہل شرع کے نزدیک ایک صوری چیز ہے اور

قلب آدم بحر معنی کا نام ہے ذات کو عرش وہ وسیع علاقہ نہین ہے جو قلب سے ہے اسلیے اگر عرش نے قلب آدم کو اپنی عظمت سے زیادہ جانا تو کیا تعجب ہوا۔ آدم خود جمیع موجودات سے اشرف اعلے اور اعظم ہے۔

	ہر ملک میگفت ما را پیش ازین	الفتے مے بود با روئے زمین
ترجمہ	حال ماضی ہر ملک کہنے لگا	یعنے ہمکو خاکدان سے عشق تہا

شرح یعنے آدم علیہ السلام نے جب فرشتون کو اسماء بتا دیئے تو ہر فرشتے نے از روے حیرت یہ کہا کہ ہمکو ظہور آدمؑ سے پہلے خطۂ زمین کے ساتہ دلی محبت تہی مگر اسکا سبب معلوم نہ تہا وہ راز آج کہل گیا کہ خلیفہ الٰہی (آدم علیہ السلام) کا پتلا زمین ہی کی خاک سے بنایا جائیگا۔ اور یہی باعث تہا کہ باوجود آسمانی ہونے کے ہم زمین کو محبوب رکہتے تہے

	تخم خدمت در زمین می کاشتیم	زان تعلق ما عجب مے داشتیم
ترجمہ	ہم عبادت کرتے تہے مل جل کے سب	تہے تعلق سے زمین کے بو العجب

شرح فرشتے کہتے ہین کہ ہم آدمؑ سے پہلے مین رہکر خدمت کا بیج بویا کرتے تہے یعنے خدا کی عبادت کیا کرتے تہے لیکن یہ تعجب تہا کہ آسمانی ہوکر ہمین زمین سے دلی تعلق اور واقعی محبت کیون ہے اسکی وجہ معلوم نہونیکے سبب سے ہم یہ کہا کرتے تہے کہ یا الٰہی ہمین آسمانی ہوکر زمین سے اتنی محبت کیون ہے

	کین تعلق چیست با این خاکدان	چون سرشت ما بدست آسمان
ترجمہ	کہتے تہے کیون ہے یہ عشق خاکدان	ہمتو رکہتے ہین سرشت آسمان

شرح یعنے ہم قبل از آدمؑ یہ کہا کرتے تہے کہ باوجود خلقت آسمانی زمین سے ہمارا تعلق کیون ہے ہم مین اور زمین مین تو کچہ مناسبت ہی نہین۔ پہر اس تعلق کے کیا معنے یہ فرشتونکا مقولہ ہے۔

	الف ما انوار با ظلمات چیست	چون تواند نور با ظلمات زیست
ترجمہ	نور کو الفت ہے کیون ظلمات کی	نور کی ظلمت مین ہے کیون زندگی

شرح الف بکسر اول و سکون لام بمعنے محبت ہے۔ یعنے فرشتے یہ کہتے ہین کہ ہم قبل از وجود آدمؑ یہ کہا کرتے تہے کہ ہم سراسر نور ہین اور زمین سراسر ظلمت پہر نور کو ظلمت سے محبت کیون ہے روشنی اندہیرے سے الفت کیون رکہتی ہے۔ حالانکہ یہ دونو ضدین ہین۔ اور اجتماع ضدین محال ہے۔ یہانتک الفت زمین کے متعلق فرشتونکی حیرت نما گفتگو ہے۔ اور آیندہ شعر مین اسکا سبب بیان ہوا ہے۔

	آدما این الف از بوے تو بود	زانکہ جسمت را زمین بد تار و پود
ترجمہ	آپ کی الفت تہی یہ آدم ضرور	اس زمین مین آپ ہی کا تہا ظہور

شرح فرشتون نے حضرت آدمؑ کو مخاطب کرکے اپنی حیرت اور زمین سے محبت رکہنے کا سبب خود ہی بیان

کیا ہے۔ یعنے اے آدمؑ اب معلوم ہوا ہے کہ ہمین زمین سے اسلیئے محبت تہی کہ اسمین سے تیرے مبارک جسم کی خوشبو آرہی تہی اور تیرے بدن کا خمیر اسی کا تہا۔ تار پود۔ تانے بانے کو کہتے ہین اور یہان اس سے جسم کا خمیر اور قوام بدن مراد ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت آدم کا پتلا مٹی ہی سے بنایا گیا تہا۔

	جسم خاکت را ازینجا بافتند		نور پاکت را درینجا یافتند
ترجمہ	جسم خاکی کا ترے ہے یہ خمیر		نور تیرا ہے یہان اے دلپذیر

شرح پہلا مصرع شرط ہے بحذف حرف شرط اور دوسرا جزا یعنے اے آدم چونکہ کارکنان قضا و قدر نے ازل مین تیرے جسم خاکی کو زمین ہی سے خمیر کیا تہا اسلیئے فرشتون نے تیرے نور پاک کو بہی زمین ہی مین پایا اور زمین سے الفت رکہنے لگی۔ یہ الفت زمین سے نہ تہی بلکہ تیرے نور سے تہی۔

	اینکہ جان ما ز روحت یافتست		پیش پیش از خاک آن بر تافتست
ترجمہ	ہمکو یہ جو کچہ محبت ہے تری		وہ تری مٹی سے ظاہر ہوتی تہی

شرح فرشتے کہتے ہین کہ اے آدمؑ ہمکو جو تیری روح سے الفت تہی یہ تیرے ظہور سے پہلے تیری خاک سے ظاہر ہوتی تہی۔ بعض نسخون مین جسم خاکت را ازینجا یافتند اور دوسرے مین تافتند ہے۔ اور دوسرے شعر کے پہلے مصرع مین بجائے اینکہ ایک ہے اسصورت مین دونو شعر بطور قطعہ ہین یعنے اے آدمؑ گو تیرے جسم خاکی کو کارکنان قضا و قدر نے زمین ہی مین پایا اور تیرے نور کو زمین ہی مین چمکایا لیکن ہمین تیری خاک کے سبب تجہسے روحانی محبت اور زمین سے واقعی الفت ہوگئی تہی۔ مطلب دونو نسخون کا ایک ہے۔

	در زمین بودیم غافل از زمین		غافل از گنجے کہ بد در وے دفین
ترجمہ	ہم زمین مین تہے زمین سے بیخبر		کیا خبر تہی اسمین ہے یہ گنج زر

شرح فرشتے کہتے ہین کہ اے آدم افسوس ہم زمین رہکر زمین کے دفینے (تیرے وجود پاک) سے غافل رہے

	چون سفر فرمود ما را زان مقام		تلخ شد ما را ازان تحویل کام
ترجمہ	جب ہوا ارشاد چہوڑو یہ مقام		اپنی بدلی سے ہوے ہم تلخکام

شرح فرشتے کہتے ہین کہ جب اللہ تعالے نے یہ فرمایا کہ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (اے فرشتو مین زمین مین اپنا خلیفہ پیدا کرنے والا ہون) اور تمکو حکم دیتا ہون کہ زمین سے کوچ کر جاؤ۔ آخر ہمنے کوچ کیا مگر چونکہ بسبب وجود آدمؑ زمین سے محبت ہوگئی تہی اسلیئے تحویل مقام (زمین سے کوچ کرنا) تلخ معلوم ہوا۔

	تا کہ حجت ہا ہمے گفتیم ما		کہ بجائے ما کہ آید اے خدا
ترجمہ	حجتین کین اور ہمنے یہ کہا		یا الٰہی اس جگہ کون آئیگا

شرح لفظ تا انتہائیہ ہے۔ یعنے فرشتے یہ کہتے ہین کہ زمین سے کوچ کرنے کی حکم کی تلخی یہانتک بڑہی کہ ہمنے اللہ تعالےٰ سے حجت کی اور یہ کہا کہ تو ہماری جگہ ایسی خلقت کو کیون لاتا ہے جس سے فساد اور خونریزی ہوگی

	نوز این تسبیح و این تہلیل را		میفروشی بہر قال و قیل را
ترجمہ	نوز اس تسبیح اس تہلیل کا		مول کب رکھتا ہے قال و قال کا

شرح فرشتے کہتے ہین کہ جب ہمکو زمین سے کوچ کر جانے کا حکم ملا تو ہمنے اللہ تعالےٰ سے یہ عرض کیا کہ ایجاد تو ہماری تسبیح و تہلیل کے بدلے قال و قیل اور جدید مخلوق کے شر و فساد کو پسند کیون کرتا ہے اس حجت کا یہ سبب ہے کہ فرشتے حضرت آدمؑ کے حقیقت سے آگاہ نتھے! البتہ بہین سبب کہ خاک ایک جامع اسماء صفات کا خمیر ہے زمین سے محبت رکھتی تھے جب اُنکو وہان سے کوچ کا حکم ہوا تو فرشتے رنجیدہ ہوی اور اللہ تعالےٰ سے حجت کرنے لگے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے قَالُوْا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا الےٰ آخر الآیۃ۔ یعنے جب اللہ تعالےٰ نے فرشتون کو حضرت آدم کے خلیفۂ زمین بنانے کی خبر دے تو اُنہون نے متفق ہوکر یہ کہا کہ تو ایسی مخلوق کو زمین مین کیون بہیجتا ہے جو فساد اور خونریزی کریگی پہر ایسی حالت مین کہ ہم حمد سے ملاکر تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہین کسی اور کو اپنا خلیفہ کیون بناتا ہے۔

	حلم حق گسترد بہر مالساط		کہ بگوئید از طریق انبساط
ترجمہ	حلم کا حق کے بچھونا بچھہ گیا		حکم آیا جو کہو سب ہے بجا

شرح یہ مولانا قدس سرہ کی زبان سے فرشتون کا مقولہ ہے اور اُس حالت کی خبر دیتا ہے جو مکالمۂ ذات حق و فرشتگان کے وقت موجود تھی یہ شعر گویا اُس اعتراض کا جواب ہے جو فرشتون پر فعل الٰہی کے متعلق اعتراض کرنے سے وارد ہوتا ہے یعنے فرشتے یہ کہتے ہین کہ مکالمہ کے وقت اللہ تعالےٰ کے حلم و رحمت نے ہمارے لیئے بچھونا بچھا دیا تہا۔ اور ہمین حکم دیا گیا تہا۔ کہ بطریق انبساط در رفع حجاب تم جو چاہو سو کہو اور اپنے مافی الضمیر کو اچھی طرح ظاہر کردو۔ اسلیئے ہمکو اعتراض کی جرأت ہوئی۔

	ہر چہ آید بر زبان تان بیحذر		ہمچو طفلان یگانہ با پدر
ترجمہ	جو زبان پر آئے کہہ لو بے خطر		باپ سے جسطرح کہتے ہین پسر

شرح یعنے فرشتے کہتے ہین کہ ہمین آدمؑ کے خلیفہ بنانے پر اعتراض کرنے کی جرأت حلم الٰہی کے بہروسے پر ہوی تہی وہ یہ کہہ رہا تہا کہ اے فرشتو جسطرح محبوب یگانہ اور چاہیتے بیٹے اپنے باپ سے سب کچہ کہدیا کرتے ہین اسیطرح تم بہی بالکل بیخوف ہوکر جو کچہ تمہاری زبان پر آئے کہدو تمسے کیسطرح کا مواخذہ نکیا جائیگا۔ کیونکہ تم ہمارے مقرب ہو ہم تمہاری گفتگو کو پسند کرتے ہین۔

	ما همے دانیم خود راز شما		لیک میجوئیم آواز شما
ترجمہ	ہم ہین گو واقف تمہارے راز سے		عشق ہے ہمکو مگر آواز سے

شرح یعنے اللہ تعالے نے اپنی صفت علم ظاہر کرنے کے لیئے یہ فرمایا کہ اے فرشتو گو ہم تمہارے راز کو خوب جانتے ہین کہ ہم خلقت آدمؑ پر اعتراض کرکے اسکو ناپسند کروگے مگر پھر بھی ہمین تمہارا مکالمہ اچھا معلوم ہوتا ہے کیونکہ تم مقرب بارگاہ ہو اور مقرب کی ہر بات اچھی معلوم ہوتی ہے دوسرے مصرع مین آواز سے مکالمہ مراد ہے

	گرچہ این دمہا بسے نالایق ست		رحمت من بر غضب ہم سابق ست
ترجمہ	گرچہ یہ باتین بُری ہین سر بسر		ہے مری رحمت غضب سے بیشتر

شرح یہ مقولۂ ذات حق ہے۔ اور دمہا بمعنے کلمات یعنے اللہ تعالے نے فرشتون سے یہ فرمایا کہ اگرچہ تمہارا یہ اعتراض نالایق ہے کیونکہ آدم پر تم اسلیئے طعن کرتے ہو تاکہ وہ خونریزی اور فساد کریگا جو فی الواقع مخالفت حکم حق ہے لیکن اس اعتراض مین تم خود بھی داخل ہو کہ خلقت آدم کی نسبت ہماری مخالفت کرتے ہو۔ اگرچہ یہ حرکت قابل مواخذہ ہے لیکن ہم مواخذہ نہین کرتے بلکہ جو چاہو کہو کیونکہ ہماری رحمت ہمارے غضب پر غالب ہے۔ حدیث قدسی مین آچکا ہے اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ عَلٰی غَضَبِیْ یعنے میری رحمت میرے غصہ سے بڑھی ہوئی ہے اور قرآن شریف مین ہے رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ یعنے میری رحمت نے ہر چیز کو گھیر لیا ہے۔

	ازپئے اظہار این سبق بملک		ور تو بنہم داعیہ اشکال و شک
ترجمہ	ایسی سبقت کے لیئے سُن اے ملک		مینے تجھمین رکھدیے اشکال و شک

شرح جوہری اپنی کتاب صحاح مین لکھتا ہے کہ لفظ ملک واحد و جمع دونون کے لیئے ہے نیز داعیہ بمعنے ارادہ و خواہش ہے۔ اور اشکال بمعنے دشواری یعنے اللہ تعالے نے تمام فرشتون یا ایک ایک فرشتے سے یہ کہا کہ غضب پر اس غلبۂ رحمت کے اظہار کے لیے مینے تمہاری ذات مین ایک ارادہ اور خواہش رکھی ہے اور وہ ارادہ اشکال اور شک ہے اسصورت مین داعیہ مبدل ہے اور اشکال و شک اسکا بدل یا یہ کہیئے کہ لفظ داعیہ اشکال و شک کی طرف مضاف ہے اور چونکہ مضاف مین ہائے مختفی موجود ہے اسلیئے شک اضافت جائز ہے یعنے یہ بھی میری رحمت ہے کہ تمہارے دلون مین آدم کی بابت خلیفہ ہونے کا اشکال اور مصلح ہونے کا شک رکھدیا ہے مطلب یہ کہ تمہارے نزدیک جو آدم کا خلیفہ ہونا مشکل اور مصلح ہونا شکی امر ہے یہ سراسر میری رحمت ہے کیونکہ اگر غضب ہوتا تو ممکن تھا کہ اس ارادہ پر تمسے مواخذہ کیا جاتا۔ حالانکہ ہمنے اس اشکال اور شک کو مواخذہ کی حد تک نہین پہنچایا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمت الٰہی اسکے غضب پر غالب ہے اگر اسکی رحمت نہو تو جسمانی اور روحانی کوئی شے ہست نہین رہ سکتی اور کوئی مستحق مواخذہ سے نہین بچ سکتا

	تا بگوئی ونگیرم بر تو من		منکر حلم نیارد دم زدن
ترجمہ	تو کہے اور مین کرون تجھپر کرم		حلم کا منکر نہ مارے تا کہ دم

شرح اس شعر مین علیہ صفت حلم الٰہی اور سبقت رحمت کی غایت بیان ہوی ہے یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ میری رحمت غضب پر یہانتک غالب ہے کہ اے فرشتو جو تمہاری زبان پر آئے کہے جاؤ مین ہرگز مواخذہ نہ کرونگا یہ اسلیے کہ میرے حلم کا منکر دم نہ مار سکے اور اچھی طرح جان لے کہ بیشک اللہ تعالے نہایت حلیم ورحیم ہے۔

	صد پدر صد مادر اندر حلم ما		ہر نفس زاید در افتد در فنا
ترجمہ	جمع ہو کر حلم سو مان باپ کا		ہے ہمارے حلم کے آگے فنا

شرح یعنے ہمارے رحم وحلم کے مقابلہ مین سو مان باپ قربان ہین چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ ایکبار رسول خدا مع بعض صحابہ مدینہ کی گلیون مین جارہے تھے ایک عورت نے آپ کو قسم دیکر اپنے گھر مین بلالیا۔ گھر مین کچھ کھانا پکے ہا تھا۔ اور بچے کھیل رہے تھے ۔ عورت نے کہا کہ اللہ تعالے اپنے بندون پر زیادہ مہربان ہے یا مین اپنی بچون پر؟ آپنے فرمایا کہ اللہ تعالے ارحم الراحمین ہے اور وہ تجھسے زیادہ مہربان ہے عورت نے کہا کہ کیا آپ گمان کرسکتے ہین کہ مین اپنے بچون کو آگ مین ڈالدونگی؟ آپ نے فرمایا کہ ہرگز نہین عورت نے کہا کہ پھر اللہ تعالے ارحم ہوکر اپنے بندون کو دوزخ مین کیونکر ڈالدیگا؟ راوی کہتا ہے کہ رسولخدا یہ سنکر زار زار روئے اور یہ فرمایا کہ اسیطرح مجھپر وحی نازل ہوئی ہے لیکن آپ نے اسکی حکمت اُسے نہین بتائی۔

	حلم ایشان کف بحر حلم ماست		کف رود آید ولے دریا بجاست
ترجمہ	جہاگ ہے یہ حلم میرے حلم کا		جہاگ سب فانی ہین دریا ہے بجا

شرح اللہ تعالے فرماتا ہے کہ سو باپون کا حلم ہمارے حلم ورحمت کا ایک ادنے جہاگ ہے اور یہ ظاہر بات ہے کہ جہاگ پیدا ہو ہوکر فنا ہوجاتے ہین اور دریا اسیطرح بجائے خود قایم رہتا ہے اسیطرح مان باپون کے حلم ورحم کا اعتبار نہین ہے۔ کبھی ہوتا ہے کبھی نہین ہوتا۔ لیکن اللہ تعالے کا حلم ورحم ہمیشہ موجود اور باقی رہنے والا ہے کیونکہ اُسکی تمام صفات ابدی ہین۔

	خود چہ گویم پیش آن دُر این صدف		نیست الا کف کف کف کف
ترجمہ	کیا کہون اُس دُر کے آگے یہ صدف		کچھ نہین ہے کف کا کف ہے کف کا کف

شرح یہ شعر مولانا قدس سرہ اور اعرابی درویش دونون کا مقولہ ہوسکتا ہے اور آن دُر کا اشارہ حلم ورحمت الٰہی اور این صدف کا حلم مادر وپدر کی طرف ہے یعنے مین اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتا ہون کہ حلم ورحمت الٰہی کے آگے سو مان باپون کا حلم ایسا ہے جیسا کہ دریا کے مقابلہ مین اُسکے جہاگ کا جہاگ۔ اور پھر اس جہاگ

کا جہاگ کا جہاگ یعنے چوتھے مرتبہ کا جہاگ اور بہت ہی کمتر درجہ کا کف ہے جسکو دریا سے کچھ بھی نسبت نہین۔

	حق آن کف حق آن دریائے صاف		کامتحانے نیست این گفت و نہ لاف
ترجمہ	مجکو سو گند کف و دریائے صاف		امتحانی ہے نہ ہے یہ بات لاف

شرح اعرابی درویش نے جو پہلے قسم کہا کر یہ کہا تھا کہ گفت واللہ عالم السر الخفی۔ یہ شعر اُس قسم کا جواب ہے یعنے اے عورت مجھے اُس جہاگ (حلم مادر و پدر) کی قسم اور دریائے صاف (حلم و رحمت الٰہی) کی قسم۔ میری یہ گفتگو کہ مین تیرا فرمان پذیر اور تیرے اشارون پر چلنے والا ہون نہ تو بطور امتحان ہے اور نہ جھوٹی شیخی ہے بلکہ مین سچے دل سے تیرے حکم کو قبول کرونگا۔ اور جو کچھ تو کہے گی اُسے مان لونگا۔

	از سر مہر و صفا یست و خضوع		حق آنکس کہ بدو آرم رجوع
ترجمہ	ہے نیاز و سر بسر مہر و صفا		میری توبہ مجکو سوگند خدا

شرح اے عورت مجھے اُس ذات پاک کی قسم جسکی طرف مینے سچے دل سے رجوع کیا ہے کہ تیری فرمانبری کے متعلق جو کچھ مین کہہ رہا ہون یہ امتحان اور لاف و گزاف کے طور پر نہین ہے بلکہ عاجزی اور صاف دلی اور محبت خالص پر مبنی ہے۔ مین اس اظہار محبت مین تجکو کسی قسم کا فریب دینا نہین چاہتا۔

	گرچہ ہیئت امتحان ست این ہوس		امتحان را امتحان کن یک نفس
ترجمہ	تیرے آگے گرچہ ہے یہ امتحان		امتحان کا امتحان کر میری جان

شرح یعنے مین جو کچھ تجسے کہہ رہا ہون اُسمین دروغ اور امتحان نہین ہے اور اگر تو امتحان ہی سمجھتی ہے تو خیر امتحان ہی سمجھکر مجکو آزمالے کہ تیرے اطاعت کے دعوے مین سچا ہون یا جھوٹا ہوس سے وہ خواہش اطاعت زن مراد ہے جو اعرابی درویش کے دلمین ہے۔

	سر مپوشان تا پدید آید سرم		امر کن تو ہر چہ بروے قادرم
ترجمہ	بھید کی سُن راز اپنا مت چھپا		جو کہے گی اُسکو لاؤنگا بجا

شرح یعنے اے عورت تو اپنا راز مجھسے نہ چھپا۔ تاکہ مین تجھپر اپنا بھید ظاہر کردون اور مجھے اُس بات کا حکم دے جسپر مین قادر ہوسکون اسلیئے کہ عدم قدرت کی حالت مین مجھسے تعمیل ارشاد ناممکن ہوگی۔

	دل مپوشان تا پدید آید دلم		تا قبول آرم ہر آنچہ قابلم
ترجمہ	دلمین ہو جو کچھ وہ کہدے بالفضول		جسکے قابل ہون کرونگا مین قبول

شرح دل سے ارادۂ دل مراد ہے یعنے اے عورت تو مجھسے اپنا راز پوشیدہ نہ رکھ تاکہ مین جس چیز کے قابل ہون اُسکو قبول کرلون۔ مطلب یہ کہ طلب روزی کے متعلق تو نے جو طریقہ سوچا ہے اُسے ظاہر کردے تاکہ

مین اپنا پوشیدہ ارادہ ظاہر کرو دون۔ اور جو تو کہے حتے الامکان اُسے بجالاؤن۔

	چہ کنم در دست من چہ چارہ است	ور نگر تا جان من چہ کارہ است	
ترجمہ	کیا کرون مین ہیچ بتا کیا چارہ ہے	دیکھ لے تو میری جان ناکارہ ہے	

شرح مرد کہتا ہے کہ مین طلب روزی کے لیئے کیا حیلہ کرون میرے ہاتھ مین کونسا چارہ یعنے تدبیر ہے تو ہی دیکھ کہ میری جان کسکام کی ہے کسی کام کی بھی نہین بلکہ بالکل نکمی اور ہیچکارہ ہے یا یہ معنے ہین کہ اے عورت مین طلب روزی کے لیئے کیا حیلہ کرسکتا ہون مجھے تو کوئی تدبیر نہین سوجھتی۔ تو ہی بتا کہ میری جان کس کام کی ہے یعنے میرے لایق کونسا کام ہے جسکے ذریعہ سے معاش حاصل کرسکون مطلب یہ کہ نفس و عقل مین موافقت ہوگئی۔ اور وہ نفس جو پہلے امارہ تہا اب مطمئنہ بنگیا اسلیئے عقل اُسکا حکم ماننے لگی اور انجام کار نجات ابدی اور پوری کامیابی حاصل ہوگئی۔

	تعیین کردن زن طریق طلب روزی شوئی خود را و قبول کردن او

ترجمہ عورت کا اپنے خاوند کے لیئے طریق طلب روزی کو معین کرنا اور خاوند کا اُسکے حکم کو قبول کرلینا

	گفت زن نک آفتابے تافتست	عالمے زو روشنائی یافتست	
ترجمہ	بولی عورت دیکھ نکلا آفتاب	نور سے اُسکے ہے عالم بہرہ یاب	

شرح نک مخفف اینک ہے اور بعض نسخون مین یک بمعنے ایک ہے یعنے عورت نے یہ کہا کہ اے مرد دے دنیا مین ایک ایسا آفتاب روشن ہے جسکی روشنی نے تمام جہان کو منور کر رکہا ہے۔ اس آفتاب سے خلیفہ بغداد اور روشنی سے اُسکا جود و احسان مراد ہے۔ جو عموماً لوگونکو فائدہ پہنچاتا تہا۔

	نائب رحمان خلیفہ کردگار	شہر بغداوست ازو بے چون بہار	
ترجمہ	نائب حق جانشین کردگار	جس سے ہے بغداد اک باغ بہار	

شرح عورت کہتی ہے کہ وہ آفتاب خدا کا نائب اور خلیفۂ الٰہی ہے اور شہر بغداد اُسکے جود و جود کے سبب پر بہار یا مجسم بہار ہو رہا ہے۔ اُسکے احسان نے دلون کے غنچے شگفتہ کر رکہے ہین اور باغ عالم شاد شاد ہے۔

	گر بہ پیوندی بدان شہ شہ شوی	سوئے ہر ادبار تا کے مے روی	
ترجمہ	ملکے تو اُس سے بنے گا بادشاہ	چہوڑ دے ادبار و بدبختی کی راہ	

شرح اے مرد سے اگر تو اُس آفتاب یعنے خلیفۂ بغداد سے ملیگا تو بیشک بادشاہ یعنے دولتمند ہوجائے گا پہر جبکہ تیرا اقبال سامنے ہے یعنے ایسا کریم بادشاہ بغداد مین موجود ہے تو تو ادبار کی طرف کیون جاتا ہے اپنی روزی پیرات کیون مارتا ہے اور اُسکے خدمت مین کیون نہین جاتا۔

	دوستی مقبلان چون کیمیاست		چون نظر شان کیمیائے خود نجاست
ترجمہ	کیمیا ہے دوستی مقبلان		کیمیا ایسی جہان مین ہے کہان

شرح یہ اور اس سے اگلا شعر مقولۂ مولانا ہے اور دوسرے مصرع مین کیمیائی اگر ہائے معروف ہے تو بمعنے کیمیا گر ہے اور اگر ہائے مجہول ہے تو وحدت بالتعظیم کے لیئے ہے یعنے اقبالمندون اور نیک لوگون کی صحبت کیمیا کی مانند نہایت قیمتی اور محبوب چیز ہے بلکہ صحبت سے قطع نظر انکی نظر ہی کیمیا ہے وہ ایک نگاہ مین خاک کو کیمیا بنا دیتے ہین۔ انکی صحبت یا نظر عنایت آدمی کو کندن بنا دیتی ہے۔

	چشم احمد بر ابو بکرے زدہ		او زیک تصدیق صدیق آمدہ
ترجمہ	چشم احمد جب پڑی بو بکر پر		ہو گئے صدیق ہو کر کھرہ در

شرح نیکون کی نظر کے کیمیا ہونے کی مثال ہے اور زدہ بمعنے واقع شد ہے۔ یعنے حضرت احمد مجتبےٰ کی ایک نظر حضرت ابو بکر پڑی تہی جسکی بدولت انہون نے قصۂ معراج کی تصدیق کی۔ اور قیامت تک انکا لقب صدیق اکبر ہو گیا حضرت ابو بکرؓ کا نام عبد اللہ بن عثمان ابن عامر ہے فقط قصۂ معراج کے تصدیق سے آپکا لقب صدیق ہوا ہے۔ اور رسولخدا نے آپ کی نسبت پیشین گوئی کی ہے کہ جو شخص دوزخ سے نجات یافتہ آدمی کو دیکھنا چاہے وہ ابو بکر صدیق کو دیکھ لے۔ نیز آپ کے فضائل صحیح حدیثون مین بشمار ہین۔

	گفت من شہ را پذیرا چون شوم		بے بہانہ سوئے او من چون روم
ترجمہ	پھر کہا کیونکر گزر ہو گا وہان		بے بہانے جاؤن کیونکر میر سبحان

شرح مرد نے کہا کہ اے عورت تو جانے کو کہتی تو ہے مگر یہ بتا کہ مین مقبول بارگاہ خلیفۂ بغداد کیونکر ہو سکتا ہون۔ اور بے بہانہ یعنے بلا سبب ظاہری و تعارف سابق بادشاہ کی خدمت مین کس طرح پہنچ سکتا ہون۔ مثل مشہور ہے کہ چیلے رزق بہانے موت۔

	نسبتے باید مرا یا حیلتے		ہیچ پیشہ راست شد بے آلتے
ترجمہ	کوئی نسبت کوئی حیلہ چاہیئے		کام کرنے کو بہانہ چاہیئے

شرح نسبت بمعنے مناسبت برائے حضوری بادشاہ ہے یعنے اے عورت مجھے حضوری بادشاہ کے لیئے کوئی مناسبت یعنے کوئی ذریعہ یا حیلہ ضرور چاہیئے کیونکہ جسطرح کوئی پیشہ اور کوئی کام بغیر اوزار کے درست نہین ہوتا اسیطرح مین بھی بلا کسی ذریعہ کے بادشاہ تک نہین پہنچ سکتا۔

	ہمچو مجنون نے کہ بشنید از یکے		کہ مرض آمد بہ لیلی اندکے
ترجمہ	سنکے بیماری لیلے کی خبر		ہو گئے مجنون نے پریشان سر بسر

	گفت اوّہ بے بہانہ چون روم	در بمانم از عیادت چون شوم
ترجمہ	یہ کہا بے حیلہ جاؤن کسطرح	بے عبادت چین پاؤن کسطرح

شرح اوّہ بفتح واو و اظہار ہا عربی کلمہ ہے جو حسرت کے موقع پر بولا جاتا ہے جسطرح فارسی مین افسوس اور اُردو مین ہے ہے یعنے مرد کہتا ہے کہ اے عورت میری مثال مجنون کی سی ہے کہ اُس بیچارہ نے جب کسی سے یہ سُن لیا کہ لیلےٰ کی طبیعت قدرے علیل ہے تو یہ کہا کہ افسوس مین بغیر بہانہ کیے لیلی کے پاس جا نہین سکتا۔ اور عیادت کو نجاؤن۔ یہ ہو نہین سکتا۔ دونو طرح مشکل ہے۔

	لَیْتَنِیْ کُنْتُ طَبِیْبًا حَاذِقًا	کُنْتُ اَمْشِیْ نَحْوَ لَیْلٰی سَابِقًا
ترجمہ	کاش مین ہوتا کوئی دانا طبیب	تاکہ ہو جاتا مجھے وصل حبیب

شرح یہ مجنون کے قول کا اقتباس ہے جو لیلی کو بیمار سُنکر یہ کہتا ہے کہ کاشکے مین طبیب حاذق ہوتا اور اس بہانہ سے دوڑکر یا سب سے پہلے لیلی کی طرف چلا جاتا۔ **فائدہ** مجنون عرب کا رہنے والا لیلی کا عاشق اور نازک خیال شاعر تہا اسکا وعربی دیوان مسمّٰے بہ دیوان قیس خاکسار شارح کی نظر سے گزرا ہے مجنون کا تخلص قیس ہے اور لیلی کے بیماری کے متعلق اُسکا شعر یہ ہے یَقُوْلُوْنَ لَیْلٰی فِی الْعِرَاقِ مَرِیْضَۃٌ فَیَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ طَبِیْبًا مُدَاوِیًا ۔ یعنے لوگ یہ کہتے ہین کہ لیلی عراق مین بیمار ہو گئی ہے۔ اسلیئے میری تمنّا ہے کہ اے کاش مین علاج کرنے والا طبیب ہوتا اور اس بہانہ سے لیلی تک جا پہنچتا۔

	قُلْ تَعَالَوْا گفت حق مارا بدان	تا بود شرم اشکنی مارا نشان
ترجمہ	قل تعالوا۔ دیکھہ لے قول جلیل	یعنے یہ شرم افگنی کی ہے دلیل

شرح اس شعر مین اعرابی درویش نے حضوری بادشاہ کا دوسرا سبب بیان کیا ہے یعنے اے عورت حضوری کے لیے دو باتین چاہئین یا تو حاضر ہونے والا کوئی حیلہ رکہتا ہو یا بادشاہ خود طلب کرلے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ رَبُّکُمْ الے آخر الآیہ۔ یعنے اے پیغمبر میرے بندون سے کہدے کہ میری طرف آؤ تاکہ مین تمسے وہ باتین بیان کردون جو تمہارے رب نے تمپر حرام کردی ہین وہ یہ ہین کہ خدا کے ساتہ کسیکو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتہ نیکی کرتے رہو اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ چونکہ اس آیت مین اللہ تعالےٰ نے بندون کو اپنی طرف بلایا ہے اسلیئے نیک بندے خوشی خوشی اُسکیطرف جانا پسند کرتے ہین اور ہمیشہ کرتے رہینگے۔ دوسرے مصرع مین شرم اشکنی (اور بعض نسخون مین شرم افگنی) بیائے مصدری لفظ مارا کی طرف مضاف ہے بفک اضافت۔ اور یہ دونو لفظ بمعنے دور کردن شرم ہین۔ یعنے اللہ تعالےٰ لفظ تعالوا فرماکر ہمین اسلیئے اپنی طرف بلاتا ہے تاکہ اُسکا بلانا

ہمارے دل سے شرم دور کرنے کی علامت ہو جائے۔ یا یہ سمجھیئے کہ دوسرے مصرع مین لفظ مارا لفظ بود کے متعلق ہے اور لفظ نشان شرم اشکنے کا مضاف ہے بطریق اضافت مقلوب یعنے اللہ تعالے نے ہمین اسلیئے اپنی طرف بلایا ہے تاکہ یہ بلانا علامت ترک حیا ہو جائے۔ کیونکہ اگر بادشاہ کسیکو نہ بلائے تو بلاسبب جانے سے جانیوالی کو حیا آیا کرتی ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالے نے بمقتضائے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْحَقِّ اپنے احکام کی طرف بلاکر ہماری حیا تو ڈور دی ہے۔ تاکہ ہم غیب سے حاضر خدمت خداوندی ہو جائین۔

	شب پران را گر نظر آلت بدے		روز شان چولان و خوشحالت بدے
ترجمہ	ہیچ تو یہ ہے رکھتے گر شپر نظر		دن مین بھی خوشحال رہتے سر بسر

شرح اعرابی درویش نے اپنی بے آلتی اور بیسامانی کو تشبیہ مین بیان کیا ہے اور نظر آلت مین اضافت مقلوب ہے اور بعض نسخون مین نظر و آلت بواو عطف ہے اسصورت مین آلت بمعنے طاقت دید ہے مطلب یہ کہ اگر چمگادڑون کے پاس آلۂ نظر ہوتا یا انہین آفتاب کی طرف دیکھنے کی قوت دیجاتی تو وہ رات کی طرح دن مین بھی جولانیان کرتے اور دیگر طائرون کیطرح اڑتے پھرتے۔ اور انکی حالت دن کو بھی ایسی رہتی۔ مگر چونکہ یہ بیچارے آلۂ نظر نہین رکھتے اسلیئے دن مین جولانیون سے محروم ہین۔ مرد کا مطلب یہ ہے کہ الیعورت بلا وسیلۂ ظاہری کوئی کام درست نہین ہوتا مجھے بادشاہ کے پاس بے حیلہ نجانا چاہیئے۔

	گفت چون شاہ کرم میدان رود		عین ہر بے آلتی آلت شود
ترجمہ	شاہ جب میدان مین ہوتا ہے رواں		سر بسر سامان ہین بے سامانیان

شرح عورت نے اعرابی درویش کے بیسامان ہونے کی شکایت کا جواب دیا ہے بے آلتی بیائے مصدری بمعنے بیسامانی ہے اور آلت بمعنے سامان یعنے عورت کہتی ہے کہ اے مرد وے جب کوئی سخی بادشاہ سیر و شکار کے لیئے جنگل یا میدان کی طرف جاتا ہے تو حاجتمند کی بیسامانی ہی اسکی کامیابی کا سامان بنجاتی ہے کیونکہ کریم کے یہی معنے ہین کہ بلاسبب کسی پر کرم کرے۔ اسیطرح ذات حق ہمیشہ عرصۂ کرم مین ہے جب سالک تضرع اور افتقار کے ساتھ بلا اعتماد وسیلۂ اعمال اس سے دعا مانگتا ہے تو وہ قبول کرلیتا ہے نکتہ یہان اتنی بات یاد رکھنی چاہیئے کہ سلطان یا خلیفۂ بغداد سے معنوی طور پر شہنشاہ حقیقی مراد ہے۔ یہ نکتہ تمام داستان مین کام دیگا۔

	زانکہ آلت دعویست ہستی ست		کار در بے آلتی پستی ست
ترجمہ	حیلۂ سامان ہستی ہے ضرور		کام کی شے عجز و پستی ہے ضرور

شرح عورت کہتی ہے کہ اے مردوے بادشاہون کے پاس جانے کے لیئے حیلۂ ظاہری وسیلہ

یا سامان کی ضرورت نہین کیونکہ ظاہری سامان ایک قسم کا دعوے اور انانیت ہے گویا بادشاہ کو یہ معلوم کرانا ہے کہ باین ساز و سامان ہم بھی کوئی چیز ہین - کام بے سامانی اور پستی ہی مین بنتا ہے مطلب یہ کہ عبادت اور طاعت اور اُسپر اعتماد دعوے انانیت اور ایک قسم کا تکبر ہے اور خدا کے حضور مین بلا وسیلۂ اعتماد عبادت کام بنتا ہے سالک کو اپنے علم و عمل اور عبادت پر اعتماد نہ کرنا چاہیئے سب سے اچھا وسیلہ حسن افتقار یعنے عاجزی اور فقیری ہے کیونکہ کبریائی اور تکبر خاص خدا ہی کو سزاوار ہے۔

گفت کے بے آلتے سودا کنم		تا نہ من بے آلتی پیدا کنم	
ترجمہ	بولا وہ کیا بے سبب سودا کردن		تا نہ بے سامانیان پیدا کردن

شرح پہلے مصرع مین بے آلتے بیائے مجہول ہے اور دوسرے مین بیائے معروف اور سودا بمعنے خرید فروخت ہے - یعنے مرد نے عورت کو جواب دیا کہ مین جب تک بسیامانی ظاہر نہ کرون (یعنے اپاہج نہ بنجاؤن) بلا کسی ظاہری سامان کے نفع کیونکر حاصل کرسکتا ہون لنگڑے لولے اندھے اور اپاہج تو پر رحم کھاکر ہر کوئی اُسکی مدد کرسکتا ہے - ہٹے کٹے کو بلا وسیلۂ ظاہری کوئی کچھ نہین دیتا - مجھسے یہ نہین ہوسکتا کہ خاصا توانا ہوکر بلا وسیلۂ ظاہری بادشاہ کے در بارمین چلا جاؤن - باطنی مطلب یہ ہے کہ مین جب تک اپنی بسیامانی کا اظہار نہ کرون بلا وسیلۂ ظاہری بازار قبول الٰہی مین سودا یعنے خرید و فروخت کرکے ہرگز نفع حاصل نہین کرسکتا یعنے مین پہلے اپنی بے سامانی ظاہر کرون اُسکے بعد تجارت بلا سامان شاید ممکن ہو تو ہو مطلب یہ کہ جب تک مین معدوم نہو جاؤن اور مجکو مرتبۂ فنا فی اللہ حاصل نہو جائے اُسوقت یعنے اعمال ظاہری کو ترک نہین کرسکتا - کیونکہ ترک اعمال باوجود بقائے قیاسی سراسر خطا کاری اور عصیان شعاری ہے اور عقاید اہل سنت والجماعت کے خلاف فرقۂ جبریہ کا مذہب ہے۔

پس گواہے باید م بر مفلسی		تا شہے رحمے کند در مفلسے	
ترجمہ	چاہیئے ہے مفلسی پر اک گواہ		تا کرے کچھ رحم مجہپر بادشاہ

شرح مرد کہتا ہے کہ اے عورت تو جو بلا سامان و بلا حیلہ بحالت افلاس مجھے بادشاہ بغداد کے پاس جانے پر مجبور کر رہی ہے یہ تو بتا کہ جبتک کوئی گواہ نہو بادشاہ کو میری مفلسی کا یقین کیونکر ہوگا اسلیئے مجھے اپنے افلاس پر گواہ ساتھ لیجانے کی ضرورت ہے تاکہ بادشاہ رحم کرے اور باطنی معنے یہ ہین کہ گو مین اعمال صالحہ سے مفلس ہون لیکن تاہم مجھے یقین ہے کہ بلا وسیلۂ عبادت ظاہری مقبول بارگاہ الٰہی نہو سکون گا اسلیئے مجھے اپنی مفلسی پر گواہ لانا چاہیئے - یعنے جسطرح ممکن ہو ارکان شرعیہ ادا کرنے فرض ہین **فائدہ** شریعت کے نزدیک مفلس وہ ہے جو درہم و دینار نہ رکھتا ہو اور طریقت کے نزدیک وہ جسکو درہم

و دنیا کی خواہش ہی نہو اور محبت دنیا دل سے بالکل نکلگئی ہو چنانچہ اس شعر مین مفلسی کے یہی معنے ہین اور گواہ سے مراد عبادت اور اعمال ہین یعنے مجھپر فرض ہے کہ ترک دنیا پر طاعت اور عبادت کو گواہ کردون تاکہ بادشاہ حقیقی رحم کرے چنانچہ انبیا علیہم السلام باوجود ترک دنیا کے سب سے زیادہ عبادت کے پابند تھے۔

	تو گواہے غیر گفت و گو و رنگ		وانما تا رحم آرد شاہ شنگ
ترجمہ	غیر رنگ کو گفتگو دے اک گواہ		رحم تا فرمائے ہم پر بادشاہ

شرح یعنے اے عورت تو اظہار افلاس پر مجھے کوئی ایسا گواہ دے جو مُنہ سے کچھ نہ کہے اور بالکل بے رنگ یعنے بے عیب و ننگ اور بیباز یعنے سچا ہو اور باینہمہ میرے افلاس کو ظاہر کردے یعنے زبان حال سے میرے افلاس کی گواہی دے اور ایسی حالت دیکھکر بادشاہ دلیر و ظریف با نیک طبع کو۔ رحم آجائے اس صورت مین رنگ بمعنے عیب و ننگ اور شنگ بمعنے دلیر و ظریف و نیک طبع ہے اور باطنی معنے یہ ہین کہ اے عورت تو مفلسی پر ایسا گواہ قایم کر یعنے ایسی عبادت الٰہی بجالا کہ قیل و قال یعنے دعوے اور رنگ یعنے ریا کی تہمت سے بالکل جدا ہو ایسی حالت مین بادشاہ حقیقی کو ضرور تجھپر رحم آئیگا۔

	کاین گواہے کو ز گفت و رنگ جست		نزد آن قاضی القضاۃ او جرح شد
ترجمہ	کیونکہ گفت و رنگ کا ہے جو گواہ		ہے وہ نامقبول پیش بادشاہ

شرح ظاہر معنے یہ ہین کہ اے عورت مین تجھسے مقالیہ کے خلاف حالیہ اور خاموش و بے عیب گواہ اسلئے مانگتا ہون کہ وہ بادشاہ زیادہ بولنے والے کو جھوٹا گواہ سمجھکر مجروح یعنے مردود کردیتا ہے اور باطنی معنے یہ ہین کہ ایسے اعمال جو دعوے اور ریا سے پُر ہین اُس قاضی القضات (احکم الحاکمین) یعنے اللہ تعالے کی بارگاہ مین مجروح اور نامقبول ہین اسلئے سچے گواہ یعنے خالص عبادتین پسند ہین۔

	پس گواہے زاندرون مے بایدم		نے گواہے از برون مے بایدم
ترجمہ	چاہیئے مجھکو گواہ اندرون		کچھ نہین ہوتے گواہان برون

شرح یعنے اے عورت مجھے ایسا گواہ چاہیئے جو اپنے مُنہ سے کچھ بغیر میرے افلاس پر گواہی دے مین زبان مقال سے کلام کرنے والے گواہ کو پسند نہین کرتا باطنی مطلب یہ ہے کہ عبادت صدق دل سے کرنی چاہیئے جسمین ریاکاری مطلق نہو ورنہ جھوٹے گواہ کی مانند نامقبول ہوگی

	صدق میخواہد گواہ حال او		تا بتابد نور او بے قال او
ترجمہ	یعنے حاکم چاہتا ہے صدق حال		تاکہ چمکے نور خود بے قیل و قال

شرح ضمیر میخواہد بادشاہ کی طرف اور ضمیر او مفلس کی طرف اور دوسرے مصرع مین دونو ضمیرین گواہ

کی طرف راجع ہین۔ یعنے بادشاہ حالِ مفلس کے گواہ کا صدق چاہتا ہے اور اُسے یہ پسند ہے کہ گواہ سچ بولے اور گواہ کے صدق کا نور بغیر اُسکے کچھ کہے چمک اُٹھے۔ یعنے گواہ زبان حال سے گواہی دے۔ کیونکہ زبان مقال کا اعتبار نہین۔ کبھی جھوٹی ہوتی ہے کبھی سچی البتہ زبان حال ہمیشہ سچ بولتی ہے باطنی معنے یہ ہین کہ بادشاہ حقیقی کی بارگاہ مین صدق نیت مقبول ہے یعنے اُسکو صدق دل سے عبادت کرنی پسند ہے اس سے بلا قیل وقال نوعرفان حاصل ہوتا ہے اور یہی عبادت قبول بھی ہوتی ہے ان تمام اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ سالک پر فقر اور تضرع الی اللہ ہر حالت مین لازم ہے اور اعمال پر اعتماد نہ کرنا واجب۔ لیکن باوجود اِسکے طاعات بے ریا اور عبادت خالص کا بجالانا مع نیت صادق فرض ہے تاکہ اُسپر اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے رحم کرے

ہدیہ بردن آن اعرابی سبوئے آب باران از میان بادیہ سوے بغداد نزد خلیفہ برسید اشب آنکہ آنجا قحط است

ترجمہ اُس اعرابی درویش کا جنگل مین سے مینہہ کے پانی کی ٹھلیا بھر کر بطریق ہدیہ خلیفہ بغداد کے پاس لیجانا اور یہ گمان کرلینا کہ بغداد مین پانی کا قحط ہے

	گفت زن صدق آن بود کز خود بود	پاک برخیزی۔ واز مجہود خویش	
ترجمہ	بولی عورت صدق ہے بس اِسکا نام	اپنی ہستی سے الگ رہ اے ہمام	

شرح لفظ مجہود۔ یعنے کوشش ومقدور۔ بود پر معطوف ہے۔ یعنے عورت نے کہا کہ صدق اسکا نام ہے کہ تو اپنے وجود وہستی۔ اور کوشش ومقدور سے بالکل الگ ہوجائے اور کسی چیز سے علاقہ نہ رکھے سوائے خدا کے ہر شے کو لاشے جانے اور مجہود یعنے اپنی کوشش سے اپنے کیے ہوے اعمال پر اعتماد نہ کرے۔ یعنے اپنے اعمال کے ہدیہ حقیر کو قابل بارگاہ الٰہی نہ جانے

	آب باران ست مارا در سبو	ملکت وسرمایہ واسباب تو	
ترجمہ	دیکھہ اُس ٹھلیا مین جو کچھ آب ہے	ملک ہے تیری ترا اسباب ہے	

شرح یعنے عورت نے مرد سے یہ کہا کہ ہماری اس ٹھلیا مین مینہہ کا پانی بھرا ہوا ہے تو اسی کو اپنا سرمایہ اور وسیلہ ملاقات خلیفہ بغداد سمجھکر اپنے ہمراہ لیجا۔ یہ پانی تیرے افلاس کا حالیہ گواہ بنجائے گا اور تجھے ضرور کامیابی ہوگی

	این سبوئے آب را بردار رو	ہدیہ ساز وپیش شاہنشاہ شو	
ترجمہ	لیکے اس ٹھلیا کو چل لگ اپنی راہ	ہے یہی تحفہ برائے بادشاہ	

شرح یعنے اے مرد تو اس پانی کی ٹھلیا کو اُٹھالے اور بادشاہ کے پاس ہدیہ بنا کر لیجا اور اُس سے یہ عرض کر کہ

	گوکہ ما را غیر ازین اسباب نیست		در مفازہ ہیچ بہ زین آب نیست
ترجمہ	کہہ نہین رکھتے ہین ہم اسباب کچھ		ہے ہمارے جنگلون مین آب کچھ

شرح یعنے بادشاہ سے یہ کہنا کہ ہمارے پاس ہدیہ دینے کو اسکے سوا اور کوئی شے نہین کیونکہ ہم جنگل کے رہنے والے ہین ہمارے ملک مین پانی کمیاب اور کھاری ہے اسلیئے ہمارے جنگل مین میٹھے پانی سے بہتر اور کوئی چیز میسر نہین آتی - چونکہ میٹھا پانی ہمارے ملک مین نایاب ہے اسلیئے ہم اسکو ہدیہ نادر جانتے ہین -

	گر خزانہ اشش پر ز دُرِّ فاخرست		ایچنین آبش نباشد نادر است
ترجمہ	پاس ہون اُسکے دُرِ فاخر بہت		ہے مگر یہ آب ہی نادر بہت

شرح عورت کہتی ہے کہ اگرچہ خلیفۂ بغداد کا خزانہ قیمتی موتیون سے بھرا ہوا ہے مگر ایسا میٹھا پانی اُسکے یہان ہرگز نہ ہوگا کیونکہ یہ پانی فی الواقع نادر و نایاب ہے نادر است بطریق جملہ مستانفہ بنا شد کی علت ہے نکتہ چونکہ اس مردود زن (عقل و نفس) کو طاعات انبیاء و اولیا اور تسبیحات ملائکہ کی خبر نتھی اسلیئے اُنھون نے اپنے حقیر تحفے (یعنے اُن اعمال صالحہ کو جو حواس کی استعانت سے کیئے گئے تھے) قیمتی اور لایق قبولیت خیال کیا اور یہ نجانا کہ اللہ تعالے کے فضل و احسان کا پانی (یعنے حواس) جو سبو ے وجود انسانی مین موجود ہے اُسی کی ملک ہے اور مالک کو اُسکی مملوک شے کا ہدیتاً بھیجنا خلاف عقل ہے اسکا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالے بڑا قدردان بادشاہ ہے اور وہ ایسے ہدیہ کو بھی قبول کرلیتا ہے - مولانا اس نکتہ کو آیندہ شعر مین بیان کرتے ہین کہ کوزہ و سبو سے وجود انسانی اور پانی سے حواس مراد ہین - یعنے حکایت کا باطنی نتیجہ شروع ہوتا ہے

	چیست آن کوزہ تن محصور ما		اندرو آب حواس شور ما
ترجمہ	کیا ہے وہ کوزہ تن محصور ہے		اُسمین کچھ آب حواس شور ہے

شرح یعنے اس سبو یا کوزہ سے جسم انسانی مراد ہے جو محصور (مقید بقید آب و گل) ہے - اور اس ٹھلیا کے پانی سے حواس خمسہ کا کھاری پانی مراد ہے جو بدن سے ایسا تعلق رکھتے ہین جیسا کہ پانی اپنی ظرف سے حواس کو آب شور اسلیئے کہا کہ یہی کمبخت ہماری تلخکامی کا باعث ہین - حواس نہوتے تو انسان حساب و کتاب سے بالکل فارغ رہتا اسلیئے دیوانہ مرفوع القلم ہوتا ہے - مطلب شعر یہ ہے کہ ہمین اپنے حواس اُسکی محبت مین لگا دینی چاہئین جسکی ملک ہین - اور یہ ہدیہ اُسی بادشاہ کے حضور مین پیش کرنے کی قابل ہے جسنے ازل مین ہمین عطا کیا تھا - باایں ہمہ اسکا قبول کرلینا اللہ تعالے کے فضل و کرم پر مبنی ہے -

	اے خداوند این خم و کوزہ ما		در پذیر از فضل اللہ اشتر ما
ترجمہ	اس خم و کوزہ کو اے رب عقول		فضل اللہ اشتر سے کر قبول

شرح یہ شعر تعلیم سالک کے لیئے مولانا کی مناجات ہے یعنے ایخدا میرے وجود اور حواس کو اپنے محبت مین صرف کر اور انکے جو اعمال نیک صادر ہون انہین اپنے فضل سے قبول فرما کیونکہ تو نے قرآنمجید مین وعدہ کیا ہے کہ ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ۔ یعنے اللہ تعالے نے مومنین سے انکے جان و مال کو جنت کے بدلے مین خرید لیا ہے سبحان اللہ یہ آیت کسقدر خوشخبری دینے والی ہے

	کوزۂ پانج لولۂ پنج حس		پاک دار این آب را از ہر نجس
ترجمہ	ٹونٹیان اس کوزہ مین ہین پانچ حس		تو نکر اس آب کو ہرگز نجس

شرح لولہ بمعنے آبشار ہے جسکو ٹونٹی کہتے ہین اور پنج لولۂ پنج حس مین اضافت بیانی ہے نیز یاد رہے کہ گزشتہ شعر مین تن کو کوزہ اور حواس خمسہ کو پانی کہا گیا تہا اور اس شعر مین انہین حواس خمسہ کو پانچ ٹونٹیون سے تشبیہ دیگئی ہے اسلیئے دوسرے مصرع مین این آب کا اشارہ طاعات و عبادات کی طرف ہے جو حواس کی درستی سے تعلق رکہتی ہین۔ اور یہ شعر داخل مناجات بہی ہوسکتا ہے اور بطور نصیحت خطاب کسیسے سالک بہی۔ یعنے سہارا تن محصور پانچ ٹونٹیون کا ایک کوزہ یاد بنا ہے اور یہ پانچ ٹونٹیان حواس ہین ایخدا یا اے سالک تو اس پانی (طاعت و عبادت) کو جو جسم کے حواس خمسہ سے متعلق ہے ریاکاری اور پست ہمتی کی نجاست سے بچا یعنے بدن اور حواس کو جو طاعات اور بجا آوری مرضیات الٰہی کے لیے پیدا ہوے ہین ناپاک باتی (خواہشات نفسانی و شیطانی) کی آمیزش سے پاک رکہہ۔

	تا شود زین کوزہ منفذ سوے بحر		تا بگیرد کوزۂ ما خوے بحر
ترجمہ	تاکہ ہو کوزہ سے رستہ سوے بحر		تاکہ ہو کوزہ کو حاصل خوے بحر

شرح یعنے جب تو بدن اور حواس کو مرضیات الٰہی مین صرف کریگا اور ناپاک خواہشون سے جو عند الطریقت نجس العین ہین بچائے گا۔ تو یہ کوزہ دریاے معرفت سے جا ملیگا اور آب وحدت و شراب محبت سے لبریز ہو جائیگا۔ اور اس کوزہ مین دریا کی خصلت پیدا ہو جائیگی۔ قطرہ دریا سے اور جز اپنے کل سے جا ملیگا تجکو اسی کوزہ سے دریا کی طرف جانے کا رستہ ملجائے گا۔ منفذ بمعنے طریقہ و راہ ہے۔

	تا چو ہدیہ پیش سلطانش بری		پاک بیند باشدش شہ مشتری
ترجمہ	ہدیہ تا لیجائے تو سلطان کے پاس		اور خریدے اسکو شاہ نیک اساس

شرح یعنے جب تو اپنے ایسے کوزۂ بدن کو جو مع حواس خمسہ مرضیات الٰہی مین مصروف رہا ہے بادشاہ حقیقی کے روبرو ہدیہ بنا کر لیجائے گا تو وہ اسے خواہشات نفسانی سے پاک سمجھکر ضرور قبول فرمالیگا اور اسکا خریدار ہو جائے گا یعنے اسکے صلہ مین تجکو دولت وصال ابدی عطا کیجائے گی۔

	بے نہایت گردد آبش بعد ازاں		پر شود از کوزۂ ما صد جہان
ترجمہ	پہلے بیحد ہوگا پانی۔ بعد ازاں		پر اسی کوزہ سے ہونگے سو جہان

شرح یعنے دریا کی طرف منفذ پانے کے بعد ایسے کوزۂ بدن کا رجو خواہشات نفسانی کی نجاست سے پاک ہے، پانی بے نہایت ہوجائے گا۔ کیونکہ کوزہ آب بلکہ قطرۂ آب دریا سے ملکر خود دریا ہوجاتا ہے۔ اور جب ہمارا کوزۂ جسم بحر حقیقت سے جا ملا و مرتبۂ فنا حاصل ہوگیا تو وہ مبع فیوض ربانی ہوگیا اسوقت ہمارے کوزۂ وجود کے پانی سے سو جہان پُر ہوسکتے ہین یعنے لاکھون آدمیون کو فیض پہنچ سکتا ہے۔

	پُنجہا ہر بند و پُر دارش زخم		گفت غضوا عن ہوے ابصارکم
ترجمہ	ٹونٹیون کو بند کر کوزہ کو بھر		اور غضوا عن ہوے پر کر نظر

شرح پُنجہا جمع پُنجہ کی وہی پانچ ٹونٹیان یعنے حواس خمسہ مراد ہین مطلب یہ کہ اے شخص اپنے حواس خمسہ کو منہیات سے بند کرلے اور خم یعنے دریائے حقیقت کے مشک ارشاد ولی کامل م کے پانی سے بھر دے کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ۔ یعنے اے پیغمبر مومنین سے کہدے کہ اپنی آنکھین بند رکھین اور شرمگاہون کی حفاظت کرین۔ اہل ظاہر نے آنکھین بند رکھنے کے یہ معنے لیئے ہین کہ نامحرم عورتون پر نگاہ نہ ڈالنی چاہیئے۔ اور مولانا قدس سرہ نے مِنْ اَبْصَارِهِمْ کا صلہ عَنْ ہوا ہم نکالا ہے۔ یعنے خواہشات نفسانی سے اپنے حواس کو بند کرلو **فائدہ** مولانا قدس سرہ نے اس حکایت کا باطنی مطلب یا معنوی نتیجہ ان دو تین شعرون مین بیان کردیا ہے۔

	ریش او پُر باد۔ کاین ہدیہ کراست		لایق چون آن شہے این سدرات
ترجمہ	مرد نے دلمین کہا فایق ہے یہ		اور حضور شاہ کے لایق ہے یہ

شرح یہان سے پھر قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے یعنے مرد عرب اپنے ہدیہ پر مغرور ہوا اور دلمین کہنے لگا کہ جیسا ہدیہ میرے پاس ہے ایسا اور کسیکے پاس نہین اور اُس جیسے عظیم الشان یعنے خلیفہ بغداد کے لایق ٹھیک یہی ہدیہ ہے۔ ریش پر باد شدن فارسی کا محاورہ ہے بمعنے فخر کرنا متکبر ہونا مغرور کرنا۔

	وان شُمے دانست کانجا در گزر		ہست جاری دجلہ ہمچون تنگر
ترجمہ	لیکن اُسکو یہ نہ تھی ہرگز خبر		دجلہ جاری ہے وہان مثل شکر

شرح بعض نسخون مین زن نمیدانست ہے۔ یعنے اعرابی درویش یا اُسکی اہلیہ نے مہنہ کے پانی کو بہت بڑا ہدیہ سمجھا مگر یہ نہ جانا کہ بغداد کے رستہ ہی مین دجلہ کشیرین جاری ہے باطنی مطلب یہ ہے کہ نفس باعقل نے یہ خیال نہ کیا کہ اللہ تعالے کے پاس انبیا اور صلحا کے بڑے بڑے اعمال صالحہ جمع ہین وہان یہ حقیر سا ہدیہ

یعنے تہوڑی سی عبادت کا پانی۔ جو کوزۂ جسم و حواس مین بہرا ہوا ہے کیونکر قبول ہوگا۔

	درمیان شہر چون دریا روان	پُر ز کشتیہا و شست ماہیان
ترجمہ	شہر مین ہے صورت دریا روان	جا بجا ہین دام ہر سو کشتیان

شرح یعنے دجلہ بغداد کے رستہ مین بہی تہا اور شہر مین بہی مانند دریا روان تہا اور اُسمین کشتیان اور مچہلیان پکڑنے کے جال اور کانٹے لگے ہوے تہے۔ یعنے اعرابی نے یہ نجانتا تہا کہ مدینۂ قرب الٰہی مین انبیاء و اولیا کے اعمال دریا کی طرح جاری ہین اور اُنمین نجات کی کشتیان لگی ہوی ہین جو اُنکی متبعین کو نظر آتی ہین اور طالبان حق کے شکار کرنے کے لیئے کانٹے موجود ہین۔ ایسی جگہ کوزۂ آب کو کون قبول کریگا اور اُسکی کیا خاک عزت ہوگی۔ کیونکہ ہر شے کی قبولیت اور عزت وہین ہوتی ہے جہان وہ شے نایاب ہو۔

	رو بر سلطان و کار و بار بین	حس تجری تحتہا الانہار بین
ترجمہ	دیکہہ کیا سلطان کا کاروبار ہے	حس تجری تحتہا الانہار ہے

شرح یعنے اعرابی کی بے خبری یا کم فہمی اُس سے یہ کہتی تہی کہ اے شخص خلیفۂ بغداد کے پاس جا اور اُسکی شوکت و عظمت کو معلوم کر۔ اور اُسکی حس باصرہ کو دیکہہ جسکے نیچے نہرین جاری ہین۔ مطلب یہ کہ اے بیخبر اعرابی پانی کا ہدیہ کیا لیچلا ہے اُس بادشاہ کی تو آنکہون کے تلے نہرین جاری ہین۔ کیونکہ بادشاہ اپنے دیوان خاص مین بہی نہرین لیجایا کرتے ہین حس موصوف اور تجری تحتہا الانہار اُسکی صفت ہے باطنی معنے یہ ہین کہ بادشاہ حقیقی کی عظمت و شان کو دیکہہ اور مشاہدۂ حق کی کوشش کر۔ اور ایسی حس پر نظر ڈال جسکے نیچے اسرار کی نہرین جاری ہین۔ یہ حس انبیا اور اولیا کی ہے مطلب یہ کہ انبیا و اولیاء کا تابع ہو بعض نسخون مین حس کی جگہ حسن ہے اسصورت مین لفظ جنّاتٍ بقرینہ آیت محذوف ماننا پڑیگا یعنے خلیفہ کے دربار مین جا۔ اور اُن باغون کی لطافت و خوبصورتی کو دیکہہ جنکے نیچے نہرین جاری ہین یا بادشاہ حقیقی کی مشاہدہ کی کوشش کر اور انبیا و اولیا کے اعمال صالحہ کے باغون کو دیکہہ جنکے نیچے اسرار کی نہرین جاری ہین۔

	ہمچنین حسہا و ادراکات ما	قطرۂ باشد دران بحر صفا
ترجمہ	پس اسی صورت سے ادراک بشر	قطرۂ بحر صفا ہے سر بسر

شرح یعنے جسطرح اس اعرابی کا ہدیہ نہایت حقیر تہا اسیطرح ہمارے حس اور ادراک کی مدد سے جو طاعت ہم سے ہوسکتی ہے ایسی مثال کہتی ہے جیسا کہ اُس بحر صفا مین جسمین اعمال صلحا جمع ہین کسینے ایک قطرہ ڈالدیا بحر صفا سے لوح محفوظ اور علم الٰہی مراد ہے۔ مطلب یہ کہ ہمارے اعمال انبیا و اولیا کے اعمال کے مقابلہ مین ایسے ہین جیسا کہ دریا کے مقابلہ مین قطرہ اسلیئے ہمین اپنے تہوڑے سے اعمال پر مغرور نہونا چاہیئے۔

	باز جوے و باز بین و باز یاب		ازکہ از من عندہ ام الکتاب
ترجمہ	ڈہونڈ۔ آنکہین کہول تا ہو کامیاب		ہے معاون صاحب ام الکتاب

شرح یعنے توفیق طاعت خدا سے ڈہونڈ۔ اور راہ معرفت اُسیکی رہنمائی کے بہروسہ پر دیکھہ اور مرتبۂ فنا اُسیکی امداد سے حاصل کر یہ سب باتین اُسی ذات پاک کی مدد سے حاصل ہونگی جسکے پاس ام الکتاب (لوح محفوظ) ہے مطلب یہ کہ اے پیغمبر اس اعرابی کی طرح اپنے اعمال پر اعتماد نکر کیونکہ وہ بالکل لاشے ہین۔ بلکہ اللہ تعالے سے طاعت کی توفیق مانگتا رہ انشاء اللہ راہ معرفت معلوم ہوجائے گی اور تو مرتبۂ فنا حاصل کریگا بغیر اُسکی مدد کے کچہ نہین ہوسکتا۔ کیونکہ اُسکی لوح محفوظ مین سب کچہ لکہا ہوا ہے۔ طاعت اہل نجات کی اور معصیت اہل خذلان کی ایسی سچی علامت ہے جو ازل سے لوح محفوظ مین درج ہے اور لوح محفوظ مین تغیر و تبدل نہین ہوسکتا۔

	در نمد دوحتن زن سیوئ آب او مہر و کہادن از غایت اعتقاد		
ترجمہ	اعرابی کی اہلیہ کا پانی کی ٹہلیا کو نمدہ مین بند دینا اور قبولیت کی اعتقاد سے اُسپر مہر لگا دینی		
	مرد گفت آرے سبو را سر ببند		بین کہ این ہدیہ ست ما را سود مند
ترجمہ	مرد بولا کر سبو کو جلد بند		ہے یہ نادر ہدیہ بیشک سود مند
	در نمد در دوز تو این کوزہ را		تا کہ اید شہ بہ دیہ روزہ را
ترجمہ	مجکو یہ کوزہ نمد مین سی کے دے		تا کہ اس سے شاہ کا روزہ کہلے

شرح مرد نے کہا کہ اے عورت اس ٹہلیا کو نمدے مین سر بند کرکے مہر لگا دے یہ ہدیہ ہمارے لیے نفع بخش ہوگا یعنے بادشاہ بغداد ضرور اسکو قبول فرماکر ہمین بیش بہا صلہ مرحمت کریگا۔ اور یہ ایسا نادر پانی ہے کہ کیا تعجب بادشاہ اس سے روزہ افطار کرے۔ یعنے ہدیہ گویا تبرک ہے۔

	کاینچنین اندر ہمہ آفاق نیست		جز رحیق و مایۂ ارزاق نیست
ترجمہ	بے نصیب اس ہدیہ سے آفاق ہے		یہ شراب اور مایۂ ارزاق ہے

شرح یعنے ایسا پانی تمام زمانہ مین کہین نہین اس پانی کو سوائے شراب خالص اور سرمایۂ روزی کے اور کسی چیز سے تشبیہ نہین دیجاسکتی۔ یعنے یہ نہایت بیش بہا ہدیہ ہے بعض نسخون مین مایۂ ارداق ہے بمعنے مادۂ وصل گوارائی کیونکہ ارداق بمعنے صافی و گوارائی ہے۔ مکتہ یہی حال اُس شخص کا ہے جو مرتبۂ حقیقت تک نہین پہنچا ایسا آدمی اپنی طاعات پر اعتماد کرکے اُنکو نہایت اچہا سمجہا کرتا ہے

	زانکہ ایشان ز آب تلخ و شور		دائما در علتند و نیم کور
ترجمہ	کیونکہ پیتے پیتے آب تلخ و شور		ہوگئے وہ سب کے سب بیمار و کور

شرح مولانا۔ اعرابی اور اسکی اہلیہ کے اس کوزۂ آب کو بیش بہا ہدیہ خیال کرنے کی وجہ بیان فرماتے ہین وہ یہ ہے کہ اہل عرب خاصکر اعرابی (جنگل کے رہنے والے اور دہقانی) کہاری پانی استعمال کرتے کرتے بیمار اور نیمکور (آدہے اندہے) ہوجاتے ہین بینائی مین فرق آجاتا ہے اسلیئے میٹھے پانی کی ایک ایک بوند اُنکے نزدیک پُرآب موتی سے زیادہ بیش بہا اور نہایت قیمتی ہے معنوی مطلب یہ ہے کہ تہوڑی سی طاعت پر اعتماد کرنے والے بہت گناہون پر نظر نہین رکہا کرتے جو سراسر خلاف عقل و نقل ہے

	مرغ کاب شور باشد مسکنش	او چہ داند جائے آب روشنش
ترجمہ	کہاری پانی ہو وطن جس مرغ کا	آب شیرین کی وہ جانے قدر کیا

شرح روشنش کی ضمیر شین بمعنے برائے خود ہے۔ یعنے جس جانور کا مسکن کہاری پانی ہو وہ اپنے لیئے آب روشن (میٹھے اور صاف پانی) کی جگہ معلوم نہین کرسکتا بلکہ اپنے کہاری پانی ہی کو بیش بہا نعمت سمجہتا ہے اسیطرح اعرابی اور اسکی اہلیہ نے اپنے ہدیہ کو نادر خیال کرلیا تہا۔

	ایکہ اندر چشمہ شورست جات	تو چہ دانی شط و جیحون و فرات
ترجمہ	شور چشمے مین ہے تو اے بد صفات	تجکو کب ہے علم جیحون و فرات

شرح شط بمعنے مطلق رود و کنارۂ دریا و جو وغیرہ جیحون بلخ کے قریب خراسان اور ماوراء النہر کے مابین ایک بڑی نہر ہے اور فرات مطلق آب شیرین کو بہی کہتے ہین اور اُس نہر کا نام بہی ہے جو کوفہ کے قریب ہے اور دجلہ بغداد کی نہر یہان سے مولانا قصہ چہوڑکر حصۂ معنوی کی طرف رجوع کرتے ہین یعنے ایمخاطب تو کہاری پانی کے چشمے (آب شور بشریت) کا رہنے والا ہے جب تک اس سے نجات نپائے گا جیحون و فرات (دریائے تجلیات الٰہی) کے پانی کے مزہ سے واقف نہین ہوسکتا۔

	اے تو نارستہ ازین فانی رباط	تو چہ دانی صحو و سکر و انبساط
ترجمہ	قید خانہ ہے ترا فانی رباط	تجکو کب ہے علم سکر و انبساط

شرح یعنے اے شخص تجہے اس سرائے فانی (قید بشریت یا حب دنیا) سے ابہی نجات نہین ملی اسلیئے تو صحو (بدمستی محبت الٰہی) اور سکر و انبساط یعنے نشۂ عشق اور روحانی خوشی سے بالکل ناواقف ہے۔

	ور بدانی نقلت از آب و جدست	پیش تو این نامہا چون ابجدست
ترجمہ	علم ہے تو باپ دادا سے تہے نقل	شکل ابجد نام ہین اے خام عقل

شرح یعنے اگر تو سکر و صحو و انبساط یا دیگر اصطلاحات صوفیہ کو جانتا ہے تو یہ سمجہ کہ تو نے یہ الفاظ اپنے باپ دادون اور بزرگون سے سن رکہے ہین عملی طور پر اُنسے واقف نہین ہوا اسلیئے صرف الفاظ صوفیہ

کا یاد کر لینا بالکل بیکار بات ہے جیسا کہ بچے ابجد ہوز یاد کر لیتے ہین۔

	ابجد و ہوز چہ فاش ست و پدید		بر ہمہ طفلان و معنی بس بعید
ترجمہ	ابجد و ہوز ہے لڑکون پر پدید		لیکن ان لفظون کے معنے ہین بعید

شرح یعنے ابجد ہوز اسقدر مشہور ہے کہ بچے بچے کو یاد ہے مگر اسکے معنے بڑے بڑون کو معلوم نہین اسیطرح صوفیون کی اصلاحین اکثر لوگونکو معلوم ہین مگر عملی طور پر انکے معنون سے بہت کم واقف ہین **فائدہ** بعض کتب مین ابجد ہوز کے مندرجۂ ذیل معانی نظر سے گزرے ہین ابجد۔ اَبٰی اٰدَمُ۔ وَجَدَّ فِی التَّقَرُّبِ اِلَی الشَّجَرَۃِ وَاَکَلَ الْحِنْطَۃَ (یعنے آدمؑ نے ازراہِ انکار درخت کے قریب جانے مین کوشش کی اور گیہون کہا گئے ہوز اِتَّبَعَ ہَوَاہُ فَزَالَ عَنْہُ نَعِیْمُ الْجَنَّۃِ یعنے آدم نے اپنی خواہش کا اتباع کیا اور اُنسے جنت کی نعمتین زائل ہوگئین۔ اور بعض نے ہوز بمعنے تَحَرَّکَ اِلَی التَّوْبَۃِ لکہا ہے یعنے آدمؑ نے توبہ کی طرف حرکت کی حطی حُطَّ عَنْہُ ذُنُوْبُہٗ بِالتَّوْبَۃِ وَالْاِسْتِغْفَارِ یعنے آدمؑ سے اُنکے گناہ توبہ و استغفار کے سبب معاف کیے گئے کلمن فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ۔ یعنے آدم نے اپنے رب سے کچہ کلمات سیکہہ لیئے اور خدا نے انکی توبہ قبول کر لی سعفص سَعٰی فَصَارَ مَقْبُوْلًا یعنے آدم نے اپنے گناہ کے معانی مین کوشش کی اور مقبول بارگاہ ہوگئے قرشت اَقَرَّ بِذَنْبِہٖ فَخُصَّ بِالْکَرَامَۃِ وَکَسَبَتْ نَفْسُہٗ دَرَجَۃً عَالِیَۃً۔ یعنے آدم نے اپنے گناہ کا اقرار کیا پس خدا نے اُنپر کرم فرمایا اور اُنکی ذات نے مرتبۂ بلند حاصل کر لیا۔ ثخذ ثُمَّ اَخَذَ مِنَ اللّٰہِ الْقُوَّۃَ یعنے پہر آدم نے اللہ تعالے کی طرف سے قوت حاصل کر لی ضظغ بَعُدَ عَنْہُ وَسْوَاسُ الشَّیْطَانِ یعنے پہر آدمؑ سے شیطان کے وسوسے دور ہوگئے شیخ ولی محمد نے اسکو حدیث کہا ہے مگر صحاح ستہ مین یہ حدیث موجود نہین ہے۔

	پس سبو برداشت آن مرد عرب		در سفر شد میکشیدش روز و شب
ترجمہ	پس سبو لیکر چلا مرد عرب		اور سفر مین تہا نگہبان روز و شب

شرح پہر قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے۔ یعنے اعرابی اُس ٹہلیا کو لیکر گہر سے چل پڑا اور دن رات سفر کر کے بغداد کے قریب جا پہنچا **نکتہ** یہان سے یہ نکلتا ہے کہ اگر خدا گہر بیٹہے نہ مل سکے تو اسکی تلاش مین سفر کرنا لازم ہے اور اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ کَانَ بِالصِّیْنِ (یعنے علم اگر چین مین ہو تو وہین جا کر طلب کرنا چاہیئے اسکے یہی معنے ہین

	بر سبو لرزان بد از آفات دہر		ہم کشیدش از بیابان تا بشہر
ترجمہ	رکہتے رکہتے خطرۂ آفات دہر		خیریت سے لیکے پہنچا تا بہ شہر

شرح یعنے آفات زمانہ کے خوف سے اعرابی کا دل دہکڑ پکڑ کرتا رہتا تہا کہ ایسا نہو یہ ٹہلیا ٹوٹ جائے یہانتک کہ شہر مین جا پہنچا۔ اور اُسکی محنت و تکلیف سفر رائگان نہ گئی۔

	زن مصلے باز کردہ از نیاز		رب سلم ورد کردہ در نماز
ترجمہ	عاجزی سے کرتی تھی عورت دُعا		اُس سبو کو رکھکہ سلامت اے خدا

شرح یعنے اعرابی تو ٹہلیا لیکر گہر سے چلا اور اسکی بیوی نے جانماز بچھائی اور رب سلم کا وظیفہ پڑہنے لگی یعنے ایخدا میرے خاوند اور اُس ٹہلیا کو سلامتی کے ساتہ خلیفۂ بغداد تک پہنچا اور صحیح سلامت واپس لا۔

	کہ نگہدار آب ما را از خسان		یارب این گوہر بدان دریا رسان
ترجمہ	رکھہ کمینون سے اسے یارب نگاہ		اور دے گوہر کو دریا مین پناہ

شرح یہ عورت کی مناجات کا مضمون ہے یعنے ایخدا ہماری پانی کو کمینون رچوروں یا ٹہلیا توڑ نیوالون سے محفوظ رکھیو۔ اور اس بیش بہا گوہر پانی کو اس دریائے کرم رخلیفہ بغداد تک صحیح سالم پہنچا دیجیو نکتہ یہی حال نفس لوّامہ کا ہے کہ جب وہ دنیوی جھگڑون کو چھوڑ کر متوجہ بسوے سیر الی اللہ ہوتا ہے تو گوہر ایمان کی حفاظت۔ اور وصول تایاب رحمت مع الایمان چاہا کرتا ہے نیز اسمین اشارہ ہے کہ سالک کی عقل کو سیر الی اللہ کے وقت عاقبت بینی سے غافل نہ رہنا چاہیئے جیسا کہ یہ مرد عرب غافل نہ تہا۔ اور نفس بھی عقل کے بھروسہ پر زہے جیسا کہ عورت اپنے شوہر کے بھروسہ پر نہ رہی بلکہ مصلے بچھا کر خود بھی دعا مانگنے لگی

	گرچہ شوئیم اگہ ست و پُر فن ست		لیک گوہر را ہزاران دشمن ست
ترجمہ	ہے مرا خاوند گو پُر فن بہت		ہوتے ہین گوہر کے پر دشمن بہت

شرح ظاہری معنے ظاہر ہین اور باطنی مطلب یہ ہے کہ اگرچہ عقل نہایت درجہ کی دانا ہے لیکن پھر بھی شیطان اور نفس امارہ اُسکے دشمن ہین جو راہ حق سے ہر دم بہکانے کے لیئے آمادہ ہین۔

	خود چہ باشد گوہر آب کوثرست		قطرۂ زان آب اصل گوہرست
ترجمہ	کیا ہے گوہر آب کوثر ہے وہ آب		سچ تو یہ ہے اصل گوہر ہے وُہ آب

شرح عورت کہتی ہے کہ ہمارے پانی کے مقابلہ مین گوہر کیا چیز ہے کچھ بھی نہین یہ پانی آب کوثر اور اسکا ایک ایک قطرہ اصل گوہر ہے۔ یعنے گوہر ایسی قیمتی چیز نہین کہ اُس سے آب ایمان کو تشبیہ دیجائے۔ بلکہ ایمان آب کوثر اور حقیقی خوبی ہے اسکو اصل گوہر کہا جائے تو بالکل بجا ہے۔

	از دعائے زن وزاری او		وز غم مرد گرانباری او
ترجمہ	ہو گیا عورت کی راری کا اثر		مرد کے محنت سفاری کا اثر
	سالم از دزدان و از آسیب سنگ		برد تا دار الخلافہ بے درنگ
ترجمہ	بے غم دزدان و بے آسیب سنگ		جا لیا بغداد اُسنے بے درنگ

شرح دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے عورت کی دعا و زاری کی برکت اور اپنی گرانباری کے حق المحنۃ کے باعث اعرابی چورون اور پتہرون سے بچا کر اُس ٹہلیا کو دار الخلافہ بغداد تک لے پہنچا یعنے خدا نے عورت کی سُن لی اور مرد کی محنت کو رائگان نہ کیا۔ باطنی معنے یہ ہین کہ عقل دنیوی جہگڑون سے الگ ہو کر بلا خوف دزد شیطان اور صدمۂ سنگ ماسوے اللہ موصل الے اللہ ہو گئی۔

	دید درگاہے پُر از انعام ہا	اہل حاجت گستریدہ دام ہا
ترجمہ	دیکہی اک درگاہ پُر انعام سے	جا بجا بچھے ہوے کچھ دام سے

شرح یعنے اعرابی نے بغداد پہنچکر خلیفہ کی عالیشان بارگاہ کو انعامات و احسانات سے پُر اور ضرورتمندونکو حال بچہائے یعنے وسائل حاجت برآری پیش کرتے ہوے دیکہا مطلب یہ کہ چونکہ اعرابی واصل الے اللہ ہو گیا تہا اسلیئے ازراہ مکاشفہ اُسے لوگونکی حاجتین اور ضرورتمندون کی حاجت برآری کے وسائل نظر آنے لگے

	دمبدم ہر سوئے صاحب حاجتے	یافتہ زان در عطا و خلعتے
ترجمہ	اور دیکہے اہل حاجت ہر طرف	ہر طرف انعام خلعت ہر طرف

شرح یعنے اعرابی نے یہ دیکہا کہ اُس بادشاہ کے دربار سے ہر صاحب حاجت کو خلعت و انعام مل رہا ہے

	بہر گبر و مومن و زیبا و زشت	ہمچو خورشید و مطر نے چون بہشت
ترجمہ	یعنے وہ درگاہ بہر خوب و زشت	شکل باران تہی نتہی شکل بہشت

شرح یعنے اعرابی نے یہ دیکہا کہ بادشاہ کا کرم کافر مومن اور اچہے بُرے سب کے لیئے سورج اور مینہہ کی طرح عام ہے اور بہشت کی طرح مومنون یا نیکون کے لیئے خاص نہین۔ کیونکہ کرم خداوندی رزق و مال اور اولاد وغیرہ دینے کے اعتبار سے تمام مخلوق پر یکسان ہے۔

	دید قومے در نظر آراستہ	قوم دیگر منتظر برخاستہ
ترجمہ	دیکہا اک فرقہ کو با صد زیب و فر	حکم شہ کی منتظر قوم دگر

شرح یعنے اعرابی نے ایک گروہ کو بادشاہ کی نظرون مین آراستہ اور دوسرے گروہ کو منتظر حکم اور خدمت شاہی بجا لانے کے لیئے ایستادہ دیکہا پہلا فرقہ وزرا و اُمرا مقربین بارگاہ الٰہی کا ہے اور دوسرا معمولی نوکرون اور خدمتگارون زہاد و عباد کا۔ جو طاعت کے لیئے ہر دم کمربستہ اور حکم یا اشارہ کا منتظر ہے

	خاص و عامہ از سلیمان تا بمور	زندہ گشتہ چون جہان از نفخ صور
ترجمہ	زندہ اُسمین اسطرح سب خاص و عام	صور سے جسطرح اُٹہین گے تمام

شرح یعنے اُس بادشاہ کی بارگاہ مین سلیمانی سے لیکر مور تک تمام خاص عام اسطرح از سر نو زندگی پائے

ہوے تھے جسطرح جہان کو صور پھنکنے سے نئی زندگی ملنے والی ہے یعنے اسکے کرم سے ہر شخص کو حسب استعداد انعام و اکرام اور اضافی روح ملی ہوی تھی۔ کوئی شخص محروم نہ تھا۔

	اہل صورت زان جواہر یافتہ		اہل معنی بحر نادر یافتہ
ترجمہ	اہل صورت کو جواہر مل گئے		اہل دلکو بحر نادر مل گئے

شرح ظاہری معنے یہ ہین کہ اہل صورت رطالبان دنیا نے اُس بادشاہ کے دربار سے زر و جواہر اور انعامات حاصل کیئے اور اہل معنے رطالبان اخلاق حسنہ اُسکی نیک طینتی کے باعث دریائے انوار معانی کے مالک ہوگئے اور باطنی مطلب یہ ہے کہ بارگاہ الٰہی سے اہل صورت نے حور و قصور حاصل کیے اور اہل معنی نے بحر نادر یعنے مرتبۂ وصول حق پایا۔ بعض نسخون مین جواہر یافتہ اور بحر نادر کی جگہ بحر معنے یافتہ ہے اور مطلب دونون کا ایک ہے۔ یعنے اہل صورت جواہر مین بنے ہوے یعنے غرق جواہر تھے اور اہل معانی کو دریائے معنی ملگیا تھا

	آنکہ بے ہمت چہ باہمت شدہ		وانکہ باہمت چہ بانعمت شدہ
ترجمہ	تھا جو بے ہمت وہ باہمت ہوا		اور جو باہمت تھا بانعمت ہوا

شرح یعنے اعرابی نے یہ دیکھا کہ جو بے ہمت اُس ایوان مین داخل ہوا وہ بہت بڑا باہمت ہوگیا۔ اور جو باہمت داخل ہوا وہ صاحب نعمت ہوگیا یعنے بیسامان باسامان ہوگیا اور باسامان رئیس اعظم بنگیا۔ باطنی مطلب یہ ہے کہ بے ہمت سالک عابد کامل بنگیا اور باہمت عابد مقرب خاص ہوگیا۔ نکتہ اگر ان تمام اشعار مین خلیفہ سے مراد اللہ تعالے ہے تو ظاہر ہے کہ اسکا کرم جمیع مخلوق کو شامل ہے اور اگر رسول خدا مراد ہین تو آپ رحمۃ للعالمین ہین اور اگر ورثاء رسول مراد ہین تو انکی دعا بھی جو بمنزلہ کرم ہے عام کو شامل ہے ہمنے تفہیم عام کے لیے تمام اشعار مین خلیفہ سے اللہ تعالے مراد لیا ہے۔ مگر ذوق سلیم گواہی دیتا ہے کہ اس سے رسول خدا اور اُنکے ورثاء یعنے اولیاء کامل اور مرشد بھی مراد ہو سکتے ہین۔

در بیان آنکہ چنانکہ گدا عاشق کرم و کریم ست کرم و کریم ہم عاشق گدا ست اگر گدا را صبر بیش بود کریم بر در او در آید و اگر کریم را صبر بیش بود گدا بر در او آید اما صبر گدا از کمال گدا ست و صبر کریم از نقصان کریم ست

ترجمہ اس بات کا بیان کہ جسطرح گدا کرم اور کریم کا عاشق ہے اسیطرح کرم اور کریم گدا کا عاشق ہے فقیر زیادہ صبر کرتا ہے تو کریم اسکے دروازہ پر آجاتا ہے اور اگر کریم صبر کرتا ہے تو گدا اسکے دروازہ پر چلا آتا ہے لیکن اتنی بات ہے کہ فقیر کا صبر کرنا کمال فقیر ہے اور کریم کا صبر کرنا نقصان کریم۔ کیونکہ فقیر ضرورتمند ہو کر صبر کریگا تو یہ فی الواقع اسکا کمال ہے اور کریم صبر کریگا تو اظہار کرم نہونے سے اُسے نقصان پہنچیگا۔

	بانگ مے آید کہ اے طالب بیا	جود محتاج گدایان چون گدا
ترجمہ	آتی ہے آواز اے محتاج آ	ہے عطا و جود محتاج گدا

شرح یعنے اعرابی نے داخل بارگاہ سعادت ہوکر یہ آواز سنی کہ اے طالب ادہر آ۔ تیری دستگیری کیجائیگی کیونکہ جسطرح گدا جود و سخا کا محتاج ہوا کرتا ہے اسیطرح جود و سخا گدا کا محتاج ہے۔ اور یہ احتیاج طرفین سے ایکسان ہے۔ گدا جود کا حاجتمند ہے اور جود گدا کا محتاج ہے۔

	جود محتاج ست و خواہد طالبے	ہمچنانکہ توبہ خواہد تائبے
ترجمہ	جود کو ہے اپنے طالب کی تلاش	جسطرح توبہ کو تائب کی تلاش

شرح یعنے جسطرح توبہ تائب کی تلاش مین ہے اسیطرح جود گدا کی تلاش مین ہے چونکہ اللہ تعالے کو تمام اعمال مین سے گنہگار کی توبہ بہت پسند ہے اسلیئے گویا توبہ تائب کی جستجو کرتی رہتی ہے۔

	جود مے جوید گدایان و ضعاف	ہمچو خوبان کائنہ جویند صاف
ترجمہ	جود کو یون ہے گدا کی جستجو	طالب آئینہ جیسے خوبرو

شرح یعنے جسطرح حسین اپنا جمال دیکہنے کو آئینہ کے طالب ہین اسیطرح اہل جود و کرم۔ اپنے جود و سخا کی اچہی صورت دیکہنے کو گدا کے خواہان ہین گدا نہو تو روے جود و کرم ہرگز نہین نظر آسکتا۔ یا یہ کہ گدا نہو تو جود خود اپنے چہرہ زیبا کو نہین دیکہہ سکتا۔ ضعاف جمع ضعیف ہے بمعنے ناتوان و گدا۔

	روئے خوبان زائنہ زیبا شود	روے احسان از گدا پیدا شود
ترجمہ	آئینہ ہے روئے خوبان کے لیے	اور گدا ہے روے احسان کے لیے

شرح یعنے جسطرح کسی حسین کا چہرہ آئینہ دیکہنے سے اور زیادہ حسین ہوجاتا ہے اسیطرح احسان و کرم کا چہرہ فقیر کے آنے سے چمک اٹہتا ہے۔ مطلب یہ کہ گدا باعث آرایش جود و کرم ہے۔

	پس ازین فرمود حق در والضحے	بانگ کم زن اے محمد بر گدا
ترجمہ	والضحے مین ہے یہ سن کے شہ و شک	اے محمد سائلون کو مت جہڑک

شرح یعنے چونکہ احسان و کرم کا اظہار فقیر ہی کے سبب ہے اسلیئے اللہ تعالے سورہ والضحے مین اپنے پیارے رسول کو سائل کو جہڑک دینے یا دہمکا دینے سے منع فرمایا ہے۔ وہ آیت یہ ہے وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ یعنے اے پیغمبر سائل کو ہرگز مت جہڑک کریم وہ ہے جو حتے الامکان سائل کا سوال پورا کرے۔ یا اس نرمی سے جواب دے کہ دینے سے زیادہ فقیر کا دل خوش ہوجائے **فائدہ** اس آیت کے شان نزول مین بعض مفسرین نے یہ لکہا ہے کہ ایکبار آنسرور کائنات کے پاس حضرت عثمان رض کہجورون کی ٹوکری لائے اپنے

تناول فرمانا چاہا۔ اُسوقت ایک سائل آگیا۔ آپنے چند کھجورین دیدین۔ مگر چونکہ یہ کھجورین حضرت عثمان رضؓ فقط آپ ہی کے کھلانے کی نیت سے لائے تھے اسلیئے اُنھون نے سائل کو قیمت دیکر پھر خرید لین اور اُسنے پھر سوال کیا۔ رسولخدا نے پھر کھجورین دیدین اور حضرت عثمان نے پھر خرید لین اسیطرح تین مرتبہ ہوا بعدہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اے شخص تو سائل ہے یا بایع؟ اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ

	چون گدا آئینۂ جود ست ہان		دم بود بر روئے آئینہ زیان
ترجمہ	ہے گدا آئینۂ لطف و کرم		آئنے پر کیلئے کرتا ہے دم

شرح یعنے یہ ثابت ہوگیا کہ گدا آئینہ جود و کرم ہے اور یہ خود ظاہر ہے کہ آئینہ پھونک مارنے سے مکدر اور اندھا ہو جاتا ہے۔ اور اسمین پھونک مارنیوالے کا نقصان ہے بس تو اسیطرح گدا پر پھونک مارنے (اُسے جھڑکنے یا اپنے دم وخم دکھانے اور تکبر کرنے۔ یا گالیان دینے) سے اپنا ہی نقصان متصور ہے کہ روئے احسان کا اظہار نہین ہوسکتا نکتہ اس مقام کی باطنی تحقیق یہ ہے کہ عالم کا مظہر اسما و صفات الٰہی ہونا دو طرح ہے ایک یہ کہ اسماء کے آثار مظہر مین پائے جائین مثلاً بندہ مرزوق ہے اور خدا رزاق مرزوقیت رزاقیت کا اثر ہے یعنے اگر بندہ مین صفت مرزوقیت نہوتی تو خدا کی صفت رزاقیت کا ظہور نہوتا علے ہذا القیاس اور اسماء ہین دوسری مظہریت یہ ہے کہ بندہ اُس اسم یا صفت کے ساتھ خود موصوف ہو جائے مثلاً زید نے خالد کو کچھ ہبہ کیا تو زید بھی واہب ہے اور اللہ تعالےٰ بھی کیونکہ اس صورت مین مظہر جس صفت کے ساتھ موصوف ہوگیا ہے وہ فی الواقع صفت الٰہی ہے چونکہ زید موصوف ہوگیا ہے اسلیئے اُسکو بھی واہب کہین گے۔ اور چونکہ فی الواقع یہ صفت الٰہی کا ظہور ہے اسلیئے واہب حقیقی اللہ تعالےٰ ہے مولانا ان ابیات مین اول معنے کی طرف اشارہ فرما رہے ہین۔ یعنے صفت جود گدا کی خواہان ہے تاکہ اُسپر احسان کرے اور اُسے محسن الیہ بنائے۔ اگر وہ محسن الیہ نہوتا تو اللہ تعالےٰ کے محسن ہونیکا ظہور غیر ممکن تھا اس لحاظ سے شعر کے یہ معنے ہوے کہ اگر گدا مین صفت گدائی نہوتی تو جود کا ظہور غیر ممکن تھا اسلیئے اللہ تعالےٰ نے سائل کے جھڑکدینے سے منع کردیا ہے کیونکہ اُسکو سوال کرنے سے مطلوب کے ملجانے کی اُمید ہوتی ہے اور مطلوب کے اُس تک پہنچ جانے سے دینے والے مین صفت جود حق کا اظہار ہوتا ہے

	آن یکے جودش گدارا آورید		دین دگر بخشد گدایان را مزید
ترجمہ	اک کرم کرتا ہے سائل کو پدید		بخشتا ہے دوسرا اُسکو مزید

شرح اس شعر مین جود اقدس اور جود مقدس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یعنے اللہ تعالےٰ کا ایک جود تو یہ ہے کہ گدا یعنے ہر ممکن کو جو سر بسر محتاج فیوض رحمانی تھا وجود یا عالم ہستی مین لایا اور ایک کو دوسرے

سے ممتاز کردیا۔ دوسرا جود یہ ہے کہ ممکنات کی حاجات اور سوالات کے مطابق انکو فیض پہنچایا۔ یعنے فقیروں کو خلعت ہستی کے سوا اور بھی بہت سے انعامات عطا فرمائے۔ اصطلاحات صوفیہ مین پہلے جود کا نام اقدس اور دوسرے کا مقدس ہے دوسرے معنے ہین کہ اے اہل کرم سائل کے آنے سے اللہ تعالے تجھپر دو طرح کی مہربانیان کرتا ہے ایک یہ کہ گدا کو تیرے دروازہ پر لے آیا۔ دوسرے یہ کہ تیرے ہاتھ سے کچھ دلوادیا کیونکہ دینے والا تو نہین ہے بلکہ فی الواقع خدا ہی ہے

	پس گدایان آئنہ جود حقند	وانکہ باحق اند جود مطلقند	
ترجمہ	ہین گدا آئینۂ جود خدا	جود مطلق ہین جو باحق ہین گدا	

شرح یعنے وہ گدا جو اللہ تعالے کو جواد مستقل اور اہل جود و کرم کو صفت جود کا مظہر سمجھتے ہین وہ جود حق کا آئینہ ہین جود و احسان کا جو بصورت چہرہ انہین کے سبب دکھائی دیتا ہے اور وہ گدا جو اپنے صبر و تقوے کے باعث باحق اور خدا رسیدہ ہوگئے ہین خود جود مطلق ہین انہین کی برکت سے مینہہ برستا ہے اور انہین کے طفیل لوگون کو روزی ملتی۔ حدیث شریف مین لعلکم ترزقون و تنصرون بضعفائکم موجود ہے یعنے اے لوگو فقیرون اور ناتوانون کے ساتھ احسان کرتے رہا کرو کیا جانے تمہین انہین کی بدولت روزی ملتی ہو۔

	وانکہ جز این دوست او خود مردہ است	او بریں در نیست نقش پردہ است	
ترجمہ	اور جو اسکے سوا ہے مردہ ہے	وہ نہین اس در پہ نقش پردہ ہے	

شرح حاجتمندون کی تین قسمین ہین اول یہ کہ کوئی شخص یہ سمجھکر اپنی حاجت خلقت کی طرف لیجائے کہ یہ فی الواقع خالق کی طرف ہے اور خلقت سے جو کچھ فیض پہنچتا ہے وہ درحقیقت خالق کی جانب سے ہے۔ اسلیئے عارف کے نزدیک تمام ممکنات جو محتاج فیضان الٰہی ہین آئینۂ جود حق ہین اور گزشتہ شعر کا پہلا مصرع پس گدایان آئینۂ جود حقند۔ اسی پہلے قسم کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور یہ مرتبہ سالک کا ہے دوسرا وہ شخص ہے جو مرتبۂ بقا تک ترقی کرکے اور واصل الی اللہ ہوکر متصف بجمیع صفات ہوگیا ہو اسوقت یہ شخص خود جود مطلق بنجاتا ہے اور اسکا فیض کسی خاص شخص کے لیے مخصوص نہین ہوتا بلکہ اسی کے طفیل جو ام کو رزق ملتا ہے مینہہ برستا ہے یہ مرتبہ ابدال اور اقطاب کا ہے ایسے شخص کو بعض ضروری امور مین محتاج مخلوقات ہوجاتے ہین مگر فی الواقع وہ محتاج خالق ہین گویا باعتبار صورت اپنی احتیاج خلقت کی طرف لیے جاتے ہین گزشتہ شعر کا دوسرا مصرع یہی معنے رکھتا ہے یعنے گدائے دنیوی ہے جسکو ہم گدا کہتے ہین ایسا شخص مخلوق کو جواد مستقل سمجھکر اپنی حاجتین انکی طرف لیجاتا ہے اور جا بجا دیکے کہاتا پھرتا ہے۔ چنانچہ یہ شعر اسی تیسری قسم کی طرف اشارہ ہے یعنے جو شخص مذکورہ شعر بالا کی ان دونو قسمون سے الگ ہے

کہ نہ تو محتاج الے اللہ یا سالک ہے اور نہ فقیر فانی فی اللہ اور قطب ہے۔ وہ فقیر دنیوی ہے جسکو صوفی محجوب کہتے ہین۔ ایسا آدمی مُردہ ہے اور اِسکا وجود عدم برابر ہے وہ دروازۂ الٰہی کا فقیر نہین ہے بلکہ گدائے درِ اغنیا اور خوان لگس اہل دولت ہے اُسکو ایسا سمجھنا چاہیئے جیسا کہ پردے پر نقش و نگار یا تصویر کہ صرف صورت ہی صورت ہوتی ہے اور باطنی اعتبار سے فی الواقع کچھ بھی نہین ہوتا **فائدہ** اعرابی درویش کے قصہ سے اس نصیحت عامہ کو یہ مناسبت ہے کہ فقیر الے اللہ ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے۔

فرق میان آنکہ درویش ست بخدا و تشنۂ خداست و آنکہ درویش ست از خدا و تشنہ است بغیر

ترجمہ ایک شخص محتاج الٰہی اور عاشق خدا ہے اور ایک خدا سے غافل اور عاشق ماسوا ہے ان دونون کی فرق کا بیان

	لیک درویشے کہ او تشنۂ خداست	ہست دایم از خدا ایش کار راست	
ترجمہ	ہے مگر تشنہ خدا کا جو فقیر	کام اُسکے سب کے ہین سب دلپذیر	
	لیک درویشے کہ تشنہ غیر شد	او فقیر و ابلہ و بے خیر شد	
ترجمہ	ہان مگر محتاج ہین جو غیر کے	کام کر سکتے نہین وہ خیر کے	

شرح جو درویش عاشق الٰہی اور محتاج الے اللہ ہے خدا ہمیشہ اُسکے کام بنا رہتا ہے اور جو عاشق دنیا ہے وہ ظاہری و معنوی دو طرح سے محتاج اور بے وقوف اور نیکیون کا دشمن ہے ع اِسکی وہ مثل ہے نہ اِدہر کا نہ اُدہر کا۔

	نقش درویش ست ادنے اہل جان	نقش سگ را تو مبین از استخوان	
ترجمہ	نقش درویشان ہے کب ہے اہل جان	نقش سگ کو دے نہ ہرگز استخوان	

شرح یعنے جو شخص دنیوی فقیر ہے وہ اہل جان یعنے صاحب معنے نہین بلکہ درویشون کی صورت مین بھیک منگا فقیر ہے ایسے کو کچھ دینا بے فائدہ ہے۔ شخص نقش سگ ہے اور نقش سگ کتے کی تصویر کے آگے ہڈی ڈالنا بیوقوفی ہے کیونکہ اُسمین کھا لینے کی لیاقت ہی نہین بعض نسخون مین نقش سگ کے جگہ نفس سگ بفا و سین مہملہ ہے مطلب دونون کا ایک ہے مگر مولانا کے اِس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ بھیک منگے فقیرون کو کچھ نہ دینا چاہیئے۔ حالانکہ یہ خلاف شریعت و طریقت ہے۔ اسلیئے استخوان سے مراد بھیک نہین ہے بلکہ حرف درویشی ہے یعنے کتے کے آگے حرف درویشی نکھنا چاہیئے لیکن اس صورت مین بھی آدمی کو سگ کہا گیا لہذا یون کہنا چاہیئے کہ نفس موصوف ہے اور سگ اُسکی صفت مطلب یہ کہ نفس درویش ظاہری کے آگے جو سگ صفت ہے حرف درویشی نہ بیان کر کیونکہ وہ اِسکا اہل ہی نہین حدیث شریف مین موجود ہے کہ نالایقون کو علم کی باتین سکھانے والا ایسا ہے جیسا کہ خنزیر کے گلے مین موتیون کا پہنانا

ڈالنے والا بعض نسخون مین منداز (صیغۂ نہی) کی جگہ منداز (صیغۂ امر) ہے۔ یعنے بھک منگا فقیر چونکہ صاحب معنی نہین ہے بلکہ روٹیونکا طالب اور سگ دنیا ہے اسلیئے اسکے آگے ہڈی ڈالدیا کر۔

	فقر لقمہ دارد اونے فقر حق		پیش نقش مردہ کم نہ طبق
ترجمہ	ہے گدائے لقمہ کب محتاج حق		مُردے کے آگے نہ رکھہ ہرگز طبق

شرح یعنے بھک منگا فقیر لقمہ کا محتاج ہے فقیر الی اللہ نہین ہے ایسے نقش مردہ (ظاہری فقیر) کے آگے نعمت ظاہری (کھانا) اور نعمت باطنی (حرف درویشی) کے طبق نہ رکھہ اگر اس لفظ کو طبق کہا جائے تو یہ معنے ہین کہ ایسے پیٹ کے بندے کے آگے کھانے کے نو طباق ہی کم ہین

	ماہیے خاکی بود درویش نان		مثل ماہی لیک از دریا رمان
ترجمہ	خاک کی مچھلی ہے ہر درویش نان		مثل ماہی اور دریا سے رمان

شرح یعنے درویش نان (روٹیان مانگ کھانے والا فقیر) ایسا ہے جیسا رنگ ماہی کہ مثل مین مچھلی ہے لیکن دریا سے نفرت رکھتی ہے اسیطرح بھک منگا فقیر دریائے معرفت سے نفرت رکھتا ہے

	نقش ماہی کے بود درویش آب		آن زبے آبی نمے گردد خراب
ترجمہ	نقش ماہی کب ہوا محتاج آب		اُسکو بے آبی نہین کرتی خراب

شرح یعنے جسطرح نقش ماہی (مچھلی کی تصویر) پانی کی محتاج نہین ہے اور خشکی مین رہنے سے خراب نہین ہوتی اسیطرح روٹیون کا محتاج درویش (بحیات معرفت کی احتیاط نہین رکھتا۔

	مرغ خانہ ست او نہ سیمرغ ہوا		لوت نوشد او نوشد از خدا
ترجمہ	گھر کی مرغی کب ہے سیمرغ ہوا		ہے نجاست سر بسر اُسکی غذا

شرح لوت بمعنے طعامہائے لذیذ و قوت نفیس اور لوت پوت بمعنے اقسامہائے طعام لذیذ ہے یعنی بھک منگا فقیر گھر کی مرغی کی طرح ناپاک روزی کھاتا ہے یعنے نفس امارہ کی امان مین بیٹھا ہوا لذیذ کھانے چکھتا ہے وہ آسمان معانی کا سیمرغ نہین ہے جو وجود فانی کی قید سے اُڑکر لذائذ دنیوی کا پابند نہ ہے اور اُسکی غذا صرف محبت الٰہی ہو بلکہ اسکی قوت طلبی جبڑی روٹیان ہین۔

	عاشق حق ست او بہر نوال		نیست جانش عاشق حسن و جمال
ترجمہ	عاشق اللہ ہے بہر نوال		وہ نہین ہے عاشق حسن و جمال

شرح یعنے ایسا فقیر لوگون سے عطا و بخشش حاصل کرنے کے لیئے زبردستی آپ کو خدا کا عاشق ظاہر کرتا ہے حالانکہ اُسکی روح ہرگز خدا کے حسن و جمال کی عاشق نہین ہے۔

	گر توہم میکند او عشق ذات	ذات نبود وہم اسما و صفات
ترجمہ	وہم مین اُسکے اگر ہے عشق ذات	ذات کب ہے وہم اسما و صفات

شرح یعنے ایسا فقیر اگر یون کہے کہ مین عاشق ذات ہون تو اُسکا یہ دعوے غلط ہے کیونکہ اُسنے وہم اسما وصفات الٰہی کو ذات تصور کر لیا ہے حالانکہ ذات وہم اسما وصفات نہین ہے بلکہ وہم اسما وصفات اور چیز ہے اور ذات اور چیز اسلیئے جس شے کو اُسنے ذات تصور کیا ہے وہ ذات نہین ہے نکتہ وہم ایک قوت جسمانی ہے جو آخر دماغ کے وسط مین ہے اسکا کام اُن بعض چیزون کا ادراک ہے جو محسوسات سے متعلق ہون مثلاً ادراک شجاعت زید و سخاوت خالد لیکن وہم غیر محسوسات کے ادراک مین غلطی کرتا ہے اور غیر معلوم شے سے کچھ تعلق نہین رکھتا پس تو یہ فقیر لقمہ جو اپنے آپ کو عاشق ذات کہتا ہے ذات کی کیفیت تو اُسکو معلوم نہین فقط وہم اسما وصفات الٰہی کو جو اُسکے دماغ سے پیدا ہوا ہے۔ ذات تصور کرتا ہے نتیجہ یہ نکلا کہ اُسکا وہم اُسکا خدا ہے حالانکہ وہم مخلوق اور حادث ہے اور خدا قدیم اور غیر مخلوق۔ ذات ہرگز وہم سے تعلق نہین رکھتی کیونکہ حادث کا ہمپایہ حادث ہی ہوتا ہے آیندہ شعر مین وہم مخلوق کے یہی معنے ہین۔

	وہم مخلوق ست و مولود آمدست	حق نزائیدست او لم یولدست
ترجمہ	وہم ہے مخلوق و حادث اے فتا	اور لم یولد ہے وصف کبریا

شرح اس شعر کے وہی معنے ہین جو گذشتہ شعر مین بیان ہو چکے ہین۔ یعنے وہم ایک مخلوق و مولود (حادث و نوزائیدہ) شے ہے اور اللہ تعالےٰ مخلوق یا حادث نہین ہے بلکہ قدیم اور ازلی ہے وہ اپنی شان مین خود فرماتا ہے لم یلد و لم یولد یعنے نہ اُسنے کسیکو جنا اور نہ وہ خود کسی سے پیدا ہوا مطلب یہ کہ قدیم حادث سے میل جول نہین رکھتا اسلیئے حادث کے دلمین جو وہم پیدا ہوگا وہ حادث ہی ہوگا پس تو حادث کے خیالات و توہمات نے جس چیز کو خدا سمجھ رکھا ہے وہ فی الحقیقت خدا نہین ہے اُسکا ادراک خیال و قیاس و گمان و وہم سے برتر ہے۔ اُسکی ماہیت و کیفیت کا خطرہ بھی دل مین نہین گزرتا۔

	عاشق تصویر وہم خویشتن	کے بود از عاشقان ذوالمنن
ترجمہ	ہو جو عاشق وہم کی تصویر کا	ایسے کو ہوتا نہین عشق خدا

شرح یعنے جو شخص اپنے وہم کی تصویر اور خیالات کے بُت کا عاشق ہے وہ خدائے ذوالمنن کا عاشق نہین ہو سکتا۔ کیونکہ عاشقان الٰہی وہم و تصور سے پاک اور بالمشاہدہ حقیقی خداوند کے عاشق ہین۔

	عاشق آن وہم اگر صادق بود	آن مجازش تا حقیقت می کشد
ترجمہ	وہم کا عاشق بھی صادق ہو اگر	ہے مجازی تا حقیقت راہبر

شرح یعنے ہم وہم وخیال کے عاشق کو ہر حالت مین برا نہین کہتے بلکہ وہم اسما وصفات کا عاشق بھی اگر صادق ہے تو ایک دن عاشق حقیقی ہو جائیگا اور یہ عشق مجازی اُسکو حقیقی کی طرف کھینچ لیگا۔ نکتہ عاشق ذات حقیقی وہ ہے جسکو جذبۂ احدیت اپنی طرف کھینچ لے اور اُسکو اسما وصفات اور جنت ونار کا کچھ لحاظ نہ رہے۔

	شرح میخواہد بیان این سخن	لیک مے ترسم ز افہام کہن	
ترجمہ	شرح کامل چاہتا ہے یہ سخن	مجھکو ہے پر خوف افہام کہن	

شرح یعنے اس کلام (گفتگوئے عشق حقیقی) کا مفصل طور پر بیان کرنا بہت بڑے دفتر کو چاہتا ہے لیکن مین افہام کہن (سیچ پوچ اور بوسیدہ عقلون) سے خوف کرتا ہون کہ کہین لوگ اپنی کم فہمی کے باعث ملحد نہ بنجائین اور اپنے الحاد پر اس مثنوی کے کسی شعر کو دلیل نہ لے آئین۔ اسلیئے اس گفتگو کو طول نہین دیسکتا۔ نکتہ صوفیون کا قول ہے اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ یعنے درویشی کی انتہا خدا ہے اور لَا یَذْکُرُ اللّٰهَ غَیْرُ اللّٰهِ یعنے درویش سوائے خدا کے خدا کا ذکر نہین کرتا نافہمون کے نزدیک یہ دونو فقرے الحاد پر مبنی ہین مگر فی الواقع نہایت درست ہین کیونکہ اسنے کمال فنا فی اللہ کے معنے نکلتے ہین عاشق صادق اور فنا فی اللہ اپنے تمام تصرفات کو فنا کر کے باقی ببقا اللہ ہو جاتا ہے۔ ان باریک نکتون کی شرح سے دل لرز جاتا ہے اور قلم کانپ کانپ اُٹھتا ہے۔

	فہم ہائے کہنۂ کوتہ نظر	صد خیال بد در آرد در فکر	
ترجمہ	فہم کہنہ دیدۂ کوتہ نظر	فکر بد لاتا ہے دلمین سر بسر	

شرح فکر بکسر الفا وفتح الکاف جمع فکرت ہے اور فکر بکسر و بفتح اول وسکون ثانی بمعنے اندیشہ۔ یہان فکر بفتح الکاف جمع فکرت ہے بعض شاعرون نے جو قافیہ مین فکر بفتح الکاف باندہا ہے وہ بلحاظ معنے جمع ہے بلتہ فکر بسکون کاف د بمعنے اندیشہ کو فکر بفتح الکاف باندہنا غلط ہے مطلب شعر یہ ہے کہ کوتہ نظر اور کم عقل آدمیون کی پُرانی اور بوسیدہ عقلین نافہمی اسرار کے باعث سو طرح کے بد خیالات اپنے اندیشون مین لاسکتی اور اہل اللہ کے کلام کو الحاد بتا سکتے ہین۔ اسلیئے ہمنے عشق حقیقی کے اسرار کے زیادہ شرح کرنی نامناسب سمجھی ہے

	بر سماع راست ہر کس چیر نیست	طعمۂ ہر مرغکے انجیر نیست	
ترجمہ	ہر کوئی سمجھے گا یہ تقریر کب	لقمہ ہر طائر کا ہے انجیر کب	

شرح یہ شعر پہلے بھی گذر چکا ہے یعنے اسرار عشق حقیقی فی الواقع صحیح اور ماننے کی لایق سہی مگر ہر شخص اپنی کم فہمی کے باعث سچ بات کی سُننے کی طاقت نہین رکھتا جیسا کہ ہر طائر انجیر نہین کھا سکتا اور باز کا لقمہ چڑیا کے مُنہ مین نہین جا سکتا۔ اسیطرح ہر شخص مین اتنی طاقت نہین کہ سچی بات کو سنکر اُسے سمجھ لے۔ یا تہ کی بات معلوم کرلے۔ بلکہ اکثر نافہم جو تصوف کے نکتون کو نہین سمجھتے صوفیہ کرام پر اعتراض کر بیٹھتے ہین۔

	خاصہ مرغے مردۂ پوسیدۂ		پر خیالے اعمیٰ بے دیدۂ
ترجمہ	خاص وہ طائر کہ جو پوسیدہ ہو		مردہ ہو کم عقل ہو بے دیدہ ہو

شرح یہ گذشتہ شعر سے متعلق ہے یعنے انجیر عموماً ہر طائر کی خوراک نہین بن سکتا۔ اور خاصکر ایسے جانور کے تو خواب مین بھی نہین آتا جو مر کر سڑ گیا ہو۔ پر خیال اور اندھا ہو یعنے جو شخص درویش کامل کی صورت بنا کر دنیا کمانے پر تلا ہو اور اپنے خیال مین عاشق حقیقی ہو کر حقیقت عشق سے اندھا ہو وہ ہرگز اسرار وحدت شکر انکے واقعی معنے نہین سمجھ سکتا۔ بلکہ ایسا شخص جہل مرکب کی لاعلاج بیماری مین مبتلا ہے۔

	نقش ماہی را چہ دریا وچہ خاک		رنگ ہندو را چہ صابون چہ زاک
ترجمہ	نقش ماہی کو نہین دریا ضرور		سچ تو ہے زنگی کو صابن کیا ضرور

شرح یعنے جسطرح مچھلی کی تصویر کو دریا مین ڈالدیا جائے تو زندہ نہین ہوتی۔ اور خشکی مین رکھا جائے تو مرتی نہین اسیطرح نافہم اور کوتہ نظر آدمی کو اسرار بتائے جائین تو روحانی زندگی نہین ملتی اور نہ بتائی جائین تو شوق بیقرار کرکے ہلاک نہین کرتا۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسا کوئی ہندو یعنے سیاہ فام آدمی لاکھہ صابن یا پھٹکری ملے مگر اسکے رنگ کی ازلی سیاہی ہرگز زائل نہین ہوتی۔ اسیطرح نافہم کو لاکھہ سمجھایا جائے لیکن اسکی اندرونی سیاہی کسیطرح نہین چھٹتی۔ اور تعلیم اسرار اسکو کسیطرح کا ظاہری و معنوی فائدہ نہین پہنچا سکتی۔ زاک اور زاج پھٹکری کو کہتے ہین

	نقش اگر غمگین نگاری بر ورق		او ندارد از غم و شادی سبق
ترجمہ	صورت غمگین ہے کاغذ پر اگر		شادی و غم کی نہین اُسکو خبر
	صورتش غمگین و او فارغ از آن		صورتش خندان و او زان بی نشان
ترجمہ	شکل غمگین ہے پر اسکو غم نہین		شکل شادان ہے مگر خرم نہین

شرح یہ دونو شعر باہم متعلق ہین اور مطلب یہ ہے کہ اگر تو کسی کاغذ پر کوئی غمگین یا شادمان کی تصویر بنادے تو وہ تصویر شادی و غم سے کچھ خبر نہ رکھے گی کیونکہ تصویر مین جان ہی نہین ہوتی کہ اُسے شادی و غم کی کچھ خبر ہو غمگین تصویر کی ظاہری صورت غمگین اور شادمان کی ظاہری صورت شادمان معلوم ہوگی۔ مگر فی الواقع تصویر شادی و غم دونو سے فارغ ہے یعنیہ یہی حال نافہم اور دنیا کمانے والے فقیر کا ہے۔ وہ چاہے صوفیون کا لباس پہنکر اور یہ دکھانے کو کہ غم آخرت مین مبتلا ہے غمگین صورت بنا کر بیٹھہ جائے چاہے یہ جتانے کو کہ عاشق الٰہی اور غم دنیا سے بالکل فارغ ہے شادمانی کا اظہار کرے مگر یہ دونو باتین خلاف واقع ہین۔ وہ غم آخرت اور عشق حقیقی کی شادمانی سے بالکل ناواقف ہے۔ اسکو ہمیشہ دنیا کمانے کا غم رہتا ہے دنیا ملگئی تو خوش ہوگیا اور نہ ملی تو غمگین رہا ایسے کو فقیر نہین کہتے۔

	دین غم و شادی که اندر دل خفی ست	پیش آن شادی و غم نقش دنی ست
ترجمہ	یہ غم و شادی کہ ہے دل مین نہان	اُسکے آگے ہیچ ہے من میری جان

شرح مولانا نے فقط لفظ نقش کی مناسبت سے اور مطلب کی طرف انتقال کیا ہے۔ یعنے یہ دنیوی غم و شادی جو دنیا کے سبب دلمین مخفی ہے اُس اُخروی غم و شادی کے آگے ایک نقش دنی اور مٹنے والی چیز ہے۔ کیونکہ جب دنیا فانی ہے تو اُسکی غم و شادی بہی فانی ہین جیسا سبب ہوتا ہے ویسا ہی مسبب ہوتا ہے لیکن اتنی بات ہے کہ جو بالکل دنیا مین منہمک ہے وہ حقیقی موت کے باعث خود بہی فنا ہو جاتا ہے اور اُسکے ساتہ اُسکے غم و شادی بہی مگر گناہ باقی رہجاتا ہے بخلاف تارک دنیا کہ اُسکی شادی و غم اختیاری موت یعنے مرتبۂ فنا کے باعث حقیقی موت سے پہلے مٹ گئی ہین۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا کے غم و شادی کو لاشے سمجہنا چاہیئے بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے دین غم و شادی کہ اندر دل خطیست۔ پیش آن شادی و غم جز نقش نیست ؛ خط بمعنے نقش بے اعتبار و فانی ہے مطلب دونونکا ایک ہے۔

	صورت غمگین نقش از بہر ماست	تا کہ ما را یاد آید راہ راست
ترجمہ	ہے ہمارے واسطے شکل غمین	تا کہ راہ راست سوجہے بالیقین
	صورت خندان نقش از بہر تست	تا ازان صورت شود معنی درست
ترجمہ	صورت خندان ہے تیرے واسطے	تا کہ ہو معنے درست اس شکل سے

شرح یہ دونو شعر باہم متعلق ہین۔ پہلے شعر مین لفظ ما سے انسان کامل اور دوسرے مین تو سے اہل غفلت مراد ہین۔ اور مطلب یہ ہے کہ نقش غم و شادی جو مثلاً کسی کاغذ پر ہو گو بظاہر بیکار سی چیز ہے مگر اسمین ایک بہت بڑا فائدہ بہی ہے وہ یہ کہ غمگین تصویر ہمارے یعنے انسان کامل کے لیئے ہے اُنکو اس سے راہ راست یاد آجاتی ہے وہ صورت مغموم سے متاثر ہو کر غم آخرت مین منہمک ہو جاتے ہین۔ اور دنیوی غم کو دل سے نکالدیتے ہین اور اے شخص صورت نقش شادی تیرے یعنے اہل غفلت کے لیئے ہے تا کہ اس صورت سے باطنی حالت درست ہو جائے یعنے صورت شادی سے متاثر ہو کر سرور عقبے کا خیال تیرے دلمین پیدا ہو۔ اور تو حصۂ اُخروی حاصل کرے۔

	نقشہائے کاندرین حمامہاست	از برون جامہ کن چون جامہاست
ترجمہ	نقش جو زیبایش حمام ہین	صفۂ حمام مین ہین جام ہین

شرح دوسرے مصرع مین جامہا مخفف جامہ ہا ہے بمعنے کپڑے بسبب اجتماع دو ہمجنس جامہ کی یائے ہوز حذف کیگئی۔ اور ضرورت قافیہ کے لیے میم ساکن کیا گیا جامہ کن وہ جگہ جہان حمام مین داخل ہوتے وقت

کپڑے اُتارے جاتے ہین اور جسکو صفۂ حمام کہتے ہین۔ نیز حمام سے دنیا اور نقشہائے حمام سے وجود ظاہر انسانی مراد ہے یعنے یہ نقش وصورت اور یہ وجود ظاہر انسانی جو عالم دنیا مین موجود ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ نہانے والے کے کپڑے کہ جامہ کن اور صف حمام سے باہر رہتے ہین اور حقیقت حمام کو نہین دیکھہ سکتے علے ہذا القیاس نقش اور صورت ظاہری عالم معنے کی حقیقت کو معلوم نہین کرسکتے کیونکہ صورت ظاہری ادراک حقیقت کی قابلیت نہین رکھتی

	تا بروں جامہا بینی وبس		جامہ بیرون کن ورآ اے ہمنفس
ترجمہ	جامہ بیرون کا نظارہ کچھہ نہین		اندر آ۔ کپڑے اتار اے ہمنشین

شرح یہ گزشتہ شعر سے متعلق ہے اور مطلب یہ ہے کہ اے شخص جب تک تو باہر ہے یعنے ادراک حقایق ومعانی کی طرف متوجہ نہین ہے تو یہ سمجھہ کہ فقط کپڑون یعنے نقش اور صورت ظاہری ہی کو دیکھہ سکیگا جس سے کچھہ فائدہ نہین اسلیئے تجکو چاہیئے کہ کپڑے اُتار دے اور حمام مین داخل ہو یعنے صورت اور وجود ظاہری کو فنا کرکے حقیقت دنیا اور ماہیت اشیا کو معلوم کر اسوقت آنکھین کہلینگی اور تو دنیا کو لاشے سمجھیگا۔ بعض شارحین نے گزشتہ شعر مین جامہا بمعنے شیشہا و آئینہا کہا ہے اسصورت مین بلا تکلف قافیہ صحیح ہے اور معنے یہ ہین کہ وجود انسانی دنیا مین ایسا ہے جیسا کہ جامہ کن کے باہر شیشے اور آئینے لگے ہوے ہوتے ہین رچانچہ نہانے والون کی ترغیب کے لیے اکثر حمامیون کی دکانون پر آئینے وغیرہ نصیب ہوا کرتے ہین اشخص جبتک تو باہر رہیگا فقط آئینون کے دیکھنے سے حمام کا حال معلوم نہین کرسکتا۔ اسیطرح دنیا کے نقش اور ظاہری صورت سے اسکی حقیقت اور ماہیت معلوم نہین ہوسکتے بلکہ وجود ظاہری کو فنا کرکے اسکی حقیقت کو دیکھنا چاہیئے۔ اسوقت دنیا لاشے اور بے حقیقت معلوم ہوگی

	زانکہ جامہ را دران سوراہ نیست		تن زجان۔ جامہ زن آگاہ نیست
ترجمہ	کپڑے والونکا نہین اُسجا گزر		جان سے تن ہے تن سے جامہ بیخبر

شرح یعنے انیخاطب ادراک حقیقت کے لیے کپڑا اُتار دنیا ترک وجود فانی کر اسلیئے لازم ہے کہ کپڑے یعنے وجود فانی کو اُس طرف جانے کا رستہ نہین ملتا۔ کیونکہ جبتک وجود فانی اور قریب ہستی موجود ہے دنیا کے لاشے اور بے حقیقت ہونے کی حقیقت ہرگز نہین معلوم ہوسکتی اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ بدن کو روح کی حقیقت معلوم نہین اور کپڑا بدن کی کیفیت سے آگاہ نہین۔ کیونکہ دونو خلاف جنس ہین اسیطرح انکشاف خلایق اور وجود ظاہری مین باہم مخالفت ہے بعض نسخون مین تن زجان وجان زتن آگاہ نیست ہے اس صورت مین شعر کے یہ معنے ہوے کہ بلا ترک وجود انکشاف حقیقت ہرگز نہین ہوسکتا۔ کیونکہ اہل ظاہر کا بدن حقیقی روح سے اور روح اُنکے بدن سے واقف ہی نہین ہے۔ یا اسلیئے کہ گرفتاران ہستی موہوم کی روحین

کثافت و ظلمت مین بمنزلہ بدن ہین اس لحاظ سے گویا روح اُنکے بدنون سے متعلق ہی نہین ہوئی۔ وہ بالکل بیجان اور مُردہ کے مانند ہین اور یہ بات بہت ٹہیک ہے کہ جو لوگ خدا سے غافل ہین وہ مردہ ہین۔

پیش آمدن نقیبان و دربانان خلیفہ از بہر اکرام اعرابی و پذیرفتن ہدیہ او

ترجمہ بادشاہ کے نقیبون اور دربانون کا اعرابی کی تعظیم و استقبال کے لیئے آنا اور اُسکا ہدیہ قبول کرنا

شرح اسکا باطنی مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ رسول اور خلفاء رسول کی وساطت سے مومنین کے تہوڑے تہوڑے نیک عملون کو جو ہدیۂ فقیر کے مانند ہین قبول فرما کر اُنکے بدلے مین بڑے بڑے ثواب اور درجات عنایت فرماتا ہے۔ اور یہ صرف اُسکا احسان اور محض کرم ہے کہ ایسے ناچیز ہدیہ کو قبول کر لیتا ہے۔

	آن عرابی از بیابان بعید	بر در دار الخلافت چون رسید
ترجمہ	کر کے طے جنگل وہ مرد پارسا	شاہ کے دار الخلافت مین گیا
	پس نقیبان پیش اعرابی شدند	بس گلاب لطف بر رویش زدند
ترجمہ	سامنے آئے نقیب اُسکے شتاب	اور چہڑکا مہربانی سے گلاب

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے اعرابی درویش سفر دراز طے کر کے جب دار الخلافۂ بغداد مین پہنچا تو بادشاہ کے نقیب استقبال کے لیئے آئے اور حسب رسم اہل فارس اُسکے چہرہ پر گلاب چہڑکا یعنے نہایت مہربانی سے پیش آئے بعض نسخون مین بر جیبش زدند ہے۔ جیب بمعنے گریبان ہے شاید مسافر کے گریبان پر گلاب پاشی اہل بغداد کا دستور ہوگا۔ باطنی مطلب یہ ہے کہ سالک جب واصل بحق ہو جاتا ہے تو خدا کے مقرب اُسکا استقبال کرتے ہین اور جب وہ متوجہ ذات ہوتا ہے تو تجلی صفات اُسپر متوجہ ہوتی ہے اور مقربان حضرت خداوندی الطاف الٰہی کو اُسپر نثار کرتے ہین نقیب لغت مین معرّف یعنے چوبدار کو کہتے ہین جو مقرب سلاطین ہوتا ہے

ترجمہ	حاجت او فہم شان شد بیمقال اُسکی حاجت جان لے بے قیل و قال	کار ایشان بد عطا پیش از سوال کام اُنکا تہا عطا قبل از رسول
ترجمہ	پس بدو گفتند یا وجہ العرب اور پہر بولے کہ یا وجہ العرب	از کجائی چونی از راہ و تعب کہیئے حال راہ احوال تعب

شرح یعنے نقیبون نے از راہ حسن اخلاق اعرابی کی مزاج پرسی کی اور یہ کہا کہ اے شریف عرب تو کہانکا رہنے والا ہے اور کہان سے آیا ہے اور سفر مین تیری حالت کیسی رہی شاید تو نے رستے مین تکلیف اُٹہائی ہوگی۔

	گفت وجہم گر مرا وجہے دہید	بے وجوہم چون پس پشتم نہید
ترجمہ	بولا وہ ہون وجہ عزت دو اگر	ورنہ مین ہون خوار عالم سر بسر

شرح یعنے اعرابی درویش نے نقیبون سے کہا کہ مین اُسی حالت مین شریف عرب ہو سکتا ہون کہ تم مجہے

آبرو دو یعنے سبوے آب کو بادشاہ تک پہنچا دو۔ اور اگر پس پشت پھینکدو یعنے میرے حال پر توجہ نہ کرو تو مین سراپا بے آبرو ہون۔ ذلیل ہون۔ اس بارگاہ سے محروم ہوکر چلا جاؤنگا۔

	اے کہ در روتان نشان مہتری ست		فرتنان خوشتر ز زر جعفری ست
ترجمہ	ہے عیان تم مین نشان مہتری		ہے تمہاری دید زر جعفری

شرح اعرابی کہتا ہے کہ اے نقیبو تمہارے چہرون مین بزرگی وسعادت کے آثار پائے جاتے ہین اور تمہارے پیشانیون کا نور میرے نزدیک خالص سونے سے زیادہ محبوب ہے۔ فر بمعنے شان وشوکت ونور و پرتو ہے یہان پچھلے معنے مراد ہین۔ یعنے تمہارے چہرے پر تو نہایت جلوہ گر ہے۔

	اے کہ یک دیدارتان دیدارہا		اے نثار دیدتان دینارہا
ترجمہ	کیا مبارک آپ کے دیدار ہین		جن پہ صدقے درہم ودینار ہین

شرح یعنے اے نقیبو تمہارے نورانی چہرون اور اخلاق مین ایسی کشش ہے کہ تمہین جو شخص ایکبار دیکھ لیتا ہے وہ ہزار بار دیکھنے کا مشتاق ہو جاتا ہے یا یہ معنے ہین کہ تمہین ایکبار دیکھ لینا ایسا ہے جیسا کسی نے بیشمار آدمیون کو دیکھ لیا۔ کیونکہ تم مین کا ہر شخص عالم اکبر اور مجمع صفات کثیرہ ہے تمہاری دولت دیدار پر ہزار دینار نثار کر دینے چاہئین۔ دینار تمہاری دولت دیدار کے سامنے بالکل بے قدر چیز ہین۔

	اے ہمہ نیظر بنور اللہ شدہ		از برشہ بہر بخشش آمدہ
ترجمہ	سب کے سب ہو ناظران نور رب		اور بخشش کے لیئے آئے ہو سب

شرح یعنے اے نقیبو تم خدا کے نور سے دیکھنے ہو اور بادشاہ کے پاس سے لوگون پر بخشش کے لیئے آئے ہو

	تا زنید آن کیمیا ہائے نظر		بر سر مسہائے اشخاص بشر
ترجمہ	کیمیا سے بڑھ کے ہے سب کی نظر		جس سے کندن بنگیا جسم بشر

شرح یعنے اے نقیبو تم اسلیئے آئے ہو کہ اپنی نظر کیمیا اثر سے اجسام بشر کے تانبے کو کندن بنا دو یعنے صفات بشریت کو صفات ملکوتیت سے بدل دو۔ اشخاص بمعنے اجسام یا افراد ہے۔ اور ان اشعار سے صاف ظاہر ہے کہ معنوی طور پر نقیبون سے انبیا واولیا مراد ہین جو مقربان بارگاہ الٰہی ہین اور جنکی نظر کیمیا کا اثر رکھتی ہے

	من غریبم از بیابان آمدم		بر امید لطف سلطان آمدم
ترجمہ	آیا ہون طے کرکے مین راہ بعید		لائی ہے الطاف سلطان کی امید

شرح اعرابی کہتا ہے کہ مین مسافر ہون اور لطف بادشاہ کی امید پر بہت دور سے آیا ہون میری حالت قابل رحم ہے۔ تم میری مدد کرو اور میرے تحفہ کو بادشاہ تک پہنچا دو۔

	بوئے لطف او بیابانہا گرفت		ذرّہ ہائے ریگ ہم جانہا گرفت
ترجمہ	تا بیابان لطف اُسکا عام ہے		ذرہ ذرّہ شاہد انعام ہے

شرح یعنے بادشاہ کے لطف و احسان کی خوشبو جنگلون تک پھیلگئی ہے یعنے اُسکا لطف عام ہے اور ریت کے ذرّون نے جانین حاصل کرلی ہین۔ یعنے اُسکے لطف نے جمادات مین اضافی روح ڈالدی ہے پھر افسوس کہ جسمین حقیقی روح موجود ہو وہ لطف و کرم سے محروم رہے یہ مطلب یہ کہ سب پر اس بادشاہ کا لطف و کرم عام ہے۔

	تا بدینجا بہر دینار آمدم		چون رسیدم مست دیدار آمدم
ترجمہ	مجکو کہنیجا تہا یہان دینار نے		مست لیکن کردیا دیدار نے

شرح اعرابی کہتا ہے کہ اے نقیبو مین مال و زر حاصل کرنے کے لیے آیا تہا لیکن جب یہان پہنچا تو تمہارے دیدار کی شراب سے مست ہوکر مال و زر وغیرہ سب چیز کو بہول گیا اسیطرح سالک جنت و حور و قصور کے لیے نیک عمل کیا کرتا ہے لیکن حالت وصال مین مست دیدار الٰہی ہوکر ماسوے اللہ کو بالکل بہول جاتا ہے۔

	بہر نان شخصے سوے نانوا دوید		داد جان چون حسن نانوا بدید
ترجمہ	نان بائی تک گیا اک بہر نان		دیدی اُسکی صورت زیبا پہ جان

شرح اعرابی کہتا ہے کہ میری ایسی مثال ہے جیسا کہ کوئی شخص روٹی کے لیے نان بائی کی طرف دوڑا لیکن نان بائی کا حسن دیکھکر اپنی جان دیدی اور روٹی کو بہول گیا۔ نانوا دنانبا۔ بمعنے خبّاز۔ دنانبائی ہے

	بہر فرجہ شد یکے تا گلستان		فرجۂ او شد جمال باغبان
ترجمہ	سیر کرنے اک گیا تا گلستان		ہوگیا محو جمال باغبان

شرح یعنے میری ایسی مثال ہے کہ ایک شخص سیر و تفریح کے لیے باغین گیا لیکن باغبان کے حسن و جمال کی تفریح کے مقابلہ مین گل و بلبل سب کو بہول گیا بعض نسخون مین فرجہ بجیم منقوطہ بمعنے تفرج ہے۔

	ہمچو اعرابی کہ آب از چہ کشید		انجیوان از رخ یوسف چشید
ترجمہ	جسطرح اک شخص پانی کو گیا		انجیوان رُخ یوسف ملا

شرح یعنے میری مثال اُس اعرابی (دہقانی شخص) کی سی ہے جو پانی کھینچنے کنوین پر آیا اور اُسے مشاہدہ ہوئے حضرت یوسف کا انجیوان ملگیا حضرت یوسف کے کنوین مین گرنے اور نکلنے کا قصہ مشہور ہے۔

	رفت موسے کاتشے آرد بدست		آتشے دید او کہ او آتش پرست
ترجمہ	آگ کو موسے گئے دیکھی وہ شے		جسکے آگے آگ بالکل خاک ہے

شرح یعنے حضرت موسے کوہ طور کے قریب آگ کی تلاش مین تہے مگر اس جستجو مین اُنہون نے ایسی آگ

(تجلی الٰہی) دیکھی کہ اُس ظاہری آگ کو بھول گئے جسکی تلاش مین تھے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎ خدا کی دین کا موسےٰ سے پوچھیے احوال ؛ کہ آگ ڈھونڈھنے جائین پیمبری پائے ؛ یہ قصہ مختصر طور پہ اسطرح ہے کہ حضرت موسےٰ جب مصر سے بھاگ کر حضرت شعیب کے وطن (مدین مین) جا رہے تو شعیبؑ نے اپنی صاحبزادی (صفورہ) سے انکا نکاح کر دیا۔ اور دس برس مدین مین رہکر موسےٰ مع اپنی اہلیہ کے پھر مصر کی جانب روانہ ہوے۔ اور وادی طور مین مقام کیا اُسدن اتفاقاً نہایت مینہ برسا اور بڑی سخت سردی پڑی۔ اور چونکہ حضرت صفورہ کی مدت وضع حمل تمام ہوگئی تھی اسلیئے دوزہ شروع ہوگیا۔ سردی سے بچنے کے لیے آگ کی ضرورت ہوئی حضرت موسےٰ اضطراب مین آگ ڈھونڈھنے نکلے اور وادی کوہ طور کی طرف نگاہ کی تو بائین جانب ایک آگ نظر آئی جسمین دھوان نہ تھا۔ آپ اپنی اہلیہ کو تسلی دیکر اور سوکھی گھاس جمع کرکے آگ کے قریب گئے مگر آگ درخت پہ چڑھ گئی۔ اور وہان سے آواز آئی کہ اے موسےٰ مین تیرا رب ہون چنانچہ حضرت موسےٰ کو اُسی وقت سے پیغمبری ملگئی۔ اور پھر نبوت ملی۔ اور آپ اولوالعزم اور بڑے مرتبہ کے رسول بنائے گئے۔

	جستن عیسےٰ نا رہد از دشمنان		بودش آن حبسین بجا رُم آسمان
ترجمہ	دشمنون سے بھاگ کر عیسےٰ نبی		آسمان پہ جا رہے سُن اے جنی

شرح یعنے حضرت عیسےٰ دشمنون سے نجات پانے کے لیے بھاگے تھے مگر یہ بھاگنا گویا چوتھے آسمان پر تشریف لیجانے کا مقدمہ تھا جب یہود حضرت عیسےٰ کے قتل کے ارادہ سے گئے تو آپ ایک حجرہ مین داخل ہوگئے اور اللہ تعالےٰ نے اُنکو آسمان کی طرف اُٹھا لیا جب حجرہ توڑکر کچھ لوگ اندر داخل ہوے تو ایک شخص حضرت عیسےٰ کی شکل بن گیا۔ یہود نے اُسی کو سولی دیدی پھر یہ شک پڑا کہ اگر ہمنے عیسےٰ کو سولی دی ہے تو وہ شخص کہان گیا اور اگر اُسکو قتل کیا ہے تو عیسےٰ کہان ہین۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ یہود نے حضرت عیسےٰ کو ہرگز قتل نہین کیا۔ اور نہ سولی دی۔ بلکہ خدا نے اُنہین اپنی طرف اُٹھا لیا ہے۔

	دام آدم دانۂ گندم شدہ		تا وجودش خوشۂ مردم شدہ
ترجمہ	دام آدم دانۂ گندم ہوا		اُنکا ہونا خوشۂ مردم ہوا

شرح یعنے حضرت آدم کو گو دانہ گندم نے وجود بشریت مین پھنسا لیا تھا۔ لیکن انجام کار اُنکا وجود خوشۂ مردم ہو گیا۔ یعنے اُنسے لاکھون انبیا اور اولیا پیدا ہوے۔ اگر حضرت آدم گیہون کھاکر جنت سے نہ نکلتے تو اسقدر انبیا و اولیا ہرگز پیدا نہوتے اعرابی کہتا ہے کہ مضمون اشعار بالا کے مطابق میرے سفر کی ابتدا تحصیل مال دنیوی پر مبنی تھی مگر انتہا مین مجھے معنوی خزانہ ہاتھ لگ گیا۔ فائدہ بہت سے کام ایسے ہوتے ہین کہ اُنکی ابتدا کچھ اور ہوتی ہے اور انتہا کچھ اور اسلیئے حدیث شریف مین ہے کہ العبرۃ بالخواتم یعنے ہر نیک و بد کا اعتبار اُسکے انجام پر ہے

	باز آید سوے دام از بہر خوُر	ساعدشہ یابد و اقبال و فر	
ترجمہ	باز بہر حرص آیا دام مین	بازوے شہ ملگیا انعام مین	

شرح یعنے باز شکاری جانور ابتدا مین لقمہ کے لیئے جال مین پہنستا ہے مگر انتہا مین بادشاہون کے ہاتھہ پر بیٹھکر شان و شوکت اور اقبال و مرتبہ حاصل کرلیتا ہے بعض نسخون مین ساعد شہ یابد او باصد خطر ہے لفظ خطر بمعنے شوکت و عظمت ہے اسیطرح اعرابی تحصیل روزی کے نیت سے گیا تہا مگر وہان پہنچکر مقبول بارگاہ سلطانی ہوگیا۔ اور اُسے اُسکی اُمید سے بہت زیادہ دولت و کامیابی حاصل ہوگئی۔

	طفل شد مکتب پے کسب بہر	بر اُمید مرغ بالطف پدر	
ترجمہ	طفل مکتب مین گیا بہر ہنر	لیگئی اُمید الطاف پدر	

شرح لفظ بالطف پدر مکتب شد کے متعلق ہے۔ یعنے لڑکا باپ کی لطف و کرم سے اس اُمید پر کہ باپ مجھے کھیلنے یا دل بہلانے کے لیئے جانور لال بیل کبوتر وغیرہ دلادیگا علم حاصل کرنے کے لیے مکتب یا مدرسہ مین چلا جاتا ہے۔ گو اسے مدرسہ کی قید اور اُستاد کی صورت بُری معلوم ہوتی ہے مگر اسکا انجام اچھا ہوتا ہے جو آیندہ شعر مین مذکور ہے۔ یعنے وہی لڑکا پڑھ لکھکر ایک دن بڑا عہدہ دار اور صدر الصدور بنجاتا ہے۔

	پیش مکتب آن یکے صدر شدہ	ماہگانہ دادۂ و مدرسے شدہ	
ترجمہ	رفتہ رفتہ مین گیا صدر جہان	ماہیانہ سے ہوا بدر جہان	

شرح یعنے وہی لڑکا جو مکتب کو جیلخانہ سے بدتر سمجھتا تہا جب فارغ التحصیل ہوکر نکلتا ہے تو صدر نشین (یعنے پیشوا) ہوجاتا ہے اور اُستاد کو دو چار آنے مہینا دیکر آسمان علوم کا ماہ کامل بنجاتا ہے۔

	آمدہ عباس حرب از بہر کین	بہر قمع احمد و استیز دین	
ترجمہ	آئے تہے عباس بہر حرب و کین	تاکہ اکھاڑین بیخ اسلام متین	

شرح حرب بمعنے کارزار و دشمن جنگجو ہے۔ یہان دوسرے معنے مراد ہین یعنے حضرت عباس جو نہایت جنگجو تہے دین حق سے کینہ ظاہر کرنے اور رسولخدا کو اکھاڑ دینے کے لیے آئے تہے لیکن انجام کار خود اسلام لے آئے اُنکا قصہ یہ ہے کہ عباس جنگ بدر مین کفار کے ہمراہ ہوکر لڑنے کے لیئے آئے۔ اور اہل اسلام کے ہاتہ اسیر ہوے جب اُنسے فدیہ مانگا گیا تو یہ کہا کہ میرے پاس کچہ نہین ہے رسولخدا نے فرمایا کہ تو نے ام الفضل کو روانگی کے وقت ہتیلی دی تہی عباس یہ سوچکر کہ اس راز کو بجز خدا کے اور کوئی نہین جانتا تہا رسول اللہ نے بیشک از راہ معجزہ خبر دی ہے۔ ایمان لے آئے۔ **فائدہ** ام الفضل حضرت عباسؓ کی اہلیہ کا نام تہا۔ اور عرب مین یہ دستور تہا کہ قیدیون کو کچہ بدلا لیکر چہوڑ دیا کرتے تہے فدیہ بدلے کو کہتے ہین۔

	گشت دین را تا قیامت پشت و رو	در خلافت او و فرزندان او
ترجمہ	دین کے لیکن ہو گئے پشت و پناہ	وہ اور اُنکی پشت سے نکلے جو شاہ

شرح پشت و رو بمعنے معین و پشت پناہ ہے اور لفظ در خلافت اور گشت کا فاعل ہے یعنے حضرت عباسؓ اپنی خلافت معنوی مین اور اُنکی اولاد کے لوگ اپنی خلافت صوری مین دین کے معاون ہوئے اور تا قیامت کے یہ معنے ہین کہ جب عباسؓ کی اولاد کی خلافت صوری جاتی رہی تو معنوی قایم ہوگئی۔ اور یہ خلافت تا قیامت باقی رہیگی بعض نے قیامت سے واقعۂ کربلا مراد لیا ہے جو خلفائے عباسیہ کی زوال کا باعث ہوا۔ کیونکہ تغیر سلطنت بہی قیامت صغرے سے کم نہین ہوتا۔ بادشاہت بدلجانے کے موقع پر بڑی بڑی خونریزیان ہوتی ہین اور بہت سی جانین ہلاک ہو جاتی ہین

	آمدہ عمر بحرب مصطفےٰ	تیغ در کف بستہ بس میثاق ہا
ترجمہ	بہر جنگ مصطفےٰ آئے عمر	لیکے تلوار اور پیمان باندہ کر
	گشت اندر شرع امیر المومنین	پیشوا و مقتدائے اہل دین
ترجمہ	شرع مین ٹہرے امیر المومنین	ہو گئے خود پیشوائے اہل دین

شرح یعنے حضرت عمرؓ ابتدا مین کفار سے عہد و پیمان کرکے اور کمر مین تلوار باندہ کے رسول خدا سے لڑنے کے لیئے آئے اور آخر کار اسلام لاکر پیشوائے اہل دین اور خلیفۃ المسلمین و امیر المومنین ہو گئے آپ کی نسبت رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر نبی ہوتے۔ مگر نبوت مجہپر ختم ہوگئی ہے۔ حضرت عمر کے اسلام لانے کا قصہ یہ ہے کہ اُنسے پہلے اُنکی بہن اور بہنوئی سعید بن زید ایمان لے آئے تہے ایک روز یہ دونو اپنے گہر مین سورۂ طاہا پڑہ رہے تہے یکایک عمرؓ آگئے اور اپنے بہنوئی کو پکڑ لیا۔ اُنکی بہن نے چہٹانا چاہا عمر نے اُنکو مارا لیکن بعد مین نادم ہوئے اور یہ کہا کہ جو صحیفہ تم پڑہ رہے تہے مجکو دو بہن نے کہا کہ تم پہلے غسل کرلو اُسکو بلا طہارت مس نہین کرتے آپنے غسل کیا اور صحیفہ لیکر پڑہا اور یہ فرمایا کہ یہ نہایت اچہا کلام ہے خباب بن ارت جو اُنکی بہن کے مکان مین خوف عمرؓ سے چہپے ہوے تہے اُنکو مائل باسلام پاکر باہر نکل آئے۔ آپنے فرمایا کہ اے خباب مجہے رسول خدا کے پاس لیچل چنانچہ آپ خدمت رسول مین پہنچکر مشرف باسلام ہو گئے۔ اس واقعہ سے ایک دن پہلے رسولخدا نے یہ دعا کی تہی۔ ایخدا ابوجہل یا عمر بن الخطاب کے اسلام لانے سے اپنے دین حق کی تائید کر۔ چنانچہ یہ دعا حضرت عمر کے حق مین مستجاب ہوگئی۔

	آن علف کش سوئے ویرانہا شدہ	بیخبر بر گنج ناگہ بر زدہ
ترجمہ	ایک گہسیارہ جو جنگل مین گیا	ملگیا ناگاہ گنج بے بہا

شرح اعرابی کہتا ہے کہ میری وہ مثل ہے کہ کوئی گہسیارہ ویرانہ مین گیا۔ اور ناگاہ اُسکا ہاتہ خزانہ پر جا پڑا

	تشنہ آمد سوئے جوئے آب در		دید اندر جوئے خود شمس و قمر
ترجمہ	تشنہ کام اک شخص آیا سوئے نہر		ہوگئی دید قمر سے لہر بہر

شرح یعنے میری وہ مثل ہے کہ کوئی پیاسا صاف پانی سمجھکر نہر کی طرف آیا مگر پانی مین اُسنے چاند سورج ملگئے جو پانی سے کہین زیادہ بآب وتاب تھے اور وہ اُنکے ملنے کی خوشی مین پانی کو بھول گیا۔ پہلے مصرع مین لفظ در زائد ہے۔ جوئے آب سے مقام حاجت اور شمس قمر سے مطلوب کا حاجت سے زیادہ بیجا نامراد ہے

	من برین در طالب چیز آمدم		صدر گشتم چون بدہلیز آمدم
ترجمہ	طالب دنیا تہا مین اللہ رے قدر		بنگیا اس آستان پر آکے صدر

شرح اعرابی کہتا ہے کہ مین یہان طالب دنیا بنکر آیا تہا۔ لیکن بعنایت الٰہی مقرب بارگاہ سلطانی ہوگیا۔

	آب آوردم بہ تحفہ بہر نان		بوئے نانم برد تا صدر جنان
ترجمہ	تحفتاً لایا تہا پانی بہر نان		جسکی بو نے کردیا صدر جنان

شرح صدر جنان رسندہ جنت سے صحبت عارفین مراد ہے یعنے مین اپنے اعمال کے قبول ہونے کی اُمید پر طالب جنت تہا لیکن جب اُسکے باب رحمت پر آیا تو مشاہدۂ جمال بے کیف نصیب ہوگیا۔ اور دنیا کے بدلے دولت دین ملگئی۔ گویا مجھے دنیا طلبی دین تک اور روٹیون کی خوشبو صدر مقام تک لیگئی۔

	نان بیرون راند آدم را ز خلد		نان مرا اندر بہشتے در نشست
ترجمہ	نکلے آدم خلد سے جس نان سے		خلد مین پہنچا دیا اُسنے مجھے

شرح اعرابی کہتا ہے کہ جس گیہون نے آدم کو بہشت سے نکالا تہا اُسی نے مجھے بہشت مین داخل کردیا کیونکہ روٹی جسطرح خدا سے دور کردینے کا باعث ہے اُسیطرح اُس سے قریب بہی کردیتی ہے جبکہ پیٹ مین جاکر قوت عبادت کا سبب بنجائے مطلب یہ کہ مین روٹی کا طالب تہا مگر اُسکے بدلے مین مجھے معنوی روزی ملگئی

	رستم از آب و نان ہمچون ملک		بے غرض گردم برین دور فلک
ترجمہ	آب و نان سے دور ہون مثل ملک		اب کرونگا رقص مانند فلک

شرح اعرابی کہتا ہے کہ مین بارگاہ سلطانی مین پہنچکر فرشتون کی طرح فکر آب و نان و تلاش معاش سے بالکل فارغ ہوگیا ہون اور آیندہ سے بیفکر ہوکر حالت مسرت مین فلک کی طرح رقص کرتا رہونگا یعنی مطلب یہ ہے کہ مین واصل قرب حق ہوکر متعلقات کونین اور قیود جسمانیہ سے بالکل آزاد ہوگیا ہون۔ اب مجھے نہ دنیوی دولت سے غرض ہے نہ زائد حسنہ سے۔ بعض نسخون مین بے غرض گردم برین در چون فلک ہے یعنے مین باب محبت الٰہی پر بلا غرض حصول ثواب و عذاب ہمیشہ فلک کی طرح رقص کرتا رہونگا۔ فلک کی تشبیہ بغرض گردش مین ہمیشہ ہے

بلکہ گردش کی ہمیشگی مین ہے یعنے مین بحالت مسرت ہمیشہ آسمان کی طرح رقص کرتا رہونگا اور بیفکر ہوکر زندگانی کرونگا

	بے غرض نبود بگردش در جہان	غیر جسم و غیر جان عاشقان	
ترجمہ	بے غرض ہین گردشین کسکی یہان	ماسوائے جسم و جان عاشقان	

شرح یعنے سارے جہان مین کوئی شخص ایسا نہین جسکی نقل و حرکت بے غرضانہ اور بلا نیت حصول فائدہ دنیوی یا اخروی صرف خدا کے لیئے ہو۔ البتہ عاشقان الٰہی کی جسمانی اور روحی حرکتین محض خدا کے لیئے ہوتی ہین کیونکہ وہ فانی فی اللہ اور باقی باللہ ہین اسلیئے سوائے خدا کی اور کوئی چیز انکا مقصود دلی ہو ہی نہین سکتی۔

	عاشقان کل نہ این عشاق جزو	ماند از کل آنکہ شد مشتاق جزو	
ترجمہ	عاشق کل کب ہوے عشاق جز	دور ہین کل سے جو ہین مشتاق جز	

شرح یعنے بیغرض حرکت اُن لوگون کی ہوتی ہے جو عاشقان کل (طالبان ذات الٰہی) ہین عاشقان جزو (مجازی عشاق) اس حرکت سے ناآشنا ہین بلکہ وہ غرض حفظ نفس کے لیئے معشوقون کے کوچون مین چکر لگایا کرتے ہین۔ اور عاشق جزو ہوکر کل سے محروم ہین۔

دربیان آنکہ عاشق دنیا بر مثال عاشق دیوار یست کہ بر دو آفتاب تافتہ و او چید نگرد تا فہم کند کہ این تاب و رونق از دیوار نیست از قرص آفتاب ست در آسمان چہارم۔ لاجرم کلی دل بر دیوار نہاد و چون پرتو آفتاب با آفتاب پیوست او محروم ماند۔ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ

ترجمہ اس بات کا بیان کہ عاشق دنیا کی ایسی مثال ہے جیسا کہ کوئی شخص اُس دیوار پر عاشق ہے جسپر سورج کی چمک پڑتی ہے۔ لیکن وہ اتنا نہین سمجھتا کہ یہ چمک دمک دیوار کی نہین بلکہ سورج کی ہے جو چوتھے آسمان مین ہے اُسنے اپنی کم فہمی کے باعث دیوار سے دل لگا لیا۔ مگر جب آفتاب کا عکس غروب کے وقت آفتاب سے جا ملا تو دیوار کا عاشق محروم رہگیا۔ اور وہ آیت وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ کا فعل بِاَشْيَاعِهِمْ مِنْ قَبْلُ کا مصداق ہو گیا۔

شرح سورۂ سبا مین یہ آیت موجود ہے وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ کَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِنْ قَبْلُ یعنے قیامت کے دن کفار اور اُنکی خواہش ایمانی کفار اور اُنکے معبودون یعنے بتون کی مابین جنکو وہ بڑی خواہش سے پوجتے تھے پردہ ڈالا جاے گا۔ یعنے محشر مین جب کفار علم مومنین کے درجون کو دیکھینگے تو ایمان کی خواہش کرینگے مگر اسوقت ایمان اور اُنکی خواہش ایمانی کے مابین پردہ ہوگا یعنے ایمان نہ لاسکینگے کیونکہ اسکا وقت نکلگیا ہے۔ یا یہ کہ محشر مین اُنکے بُت اُنکی مدد نہ کرسکینگے۔ اسی طرح عاشقان دنیا مرنے کے بعد معلوم کرینگے کہ دنیا کی خوبصورتی فقط اسلیئے تھی کہ اُسمین نور حق کا فیضان ہوتا رہتا ہے جبکہ یہ نور موت کے سبب اُنسے منقطع ہو جائیگا

تو پھر اندھیری گور سے دنیا مین آنے کی خواہش کریگے تاکہ اصلی نور کو پہچان لین. مگر پھر آنا غیر ممکن ہوگا۔ اُمین اور اُنکی اُس خواہش مین دوری ہو جائیگی۔ یا معنے ہین کہ جسطرح غافل کے لیے دیوار حجاب بنی ہوی ہے اور وہ نور شمس کو نور دیوار جانتا ہے۔ یہی حال اُس شخص کا ہے جسنے دنیا کے نقش و نگار سے دل لگا رکھا ہے جب آفتاب روح غروب ہو جائے گا تب معلوم ہوگا کہ کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ اِلَّا وَجْہَہٗ اور اس بات کا یقین کامل ہو جائے گا کہ پہلی حالت اُسکے اور مقصود اصلی کے مابین حائل اور دیوار بنی ہوی تہی کہ اُسنے دنیا سے دل لگایا اور اُسکو فانی نسمجھا۔ انہی معنون کو مولانا آیندہ بیان فرماتے ہین۔

	چونکہ جزوے عاشق جزوے شود	زود معشوقش بسوئے کل رود	
ترجمہ	ہو گیا جب جزو عاشق جزو کا	جزو فوراً جانب کل جا رہا	

شرح یعنے جب جزو کل کو چھوڑ کر کسی اپنے جیسے جزو کا عاشق ہوگا تو انجام کار پشیمانی اُٹھائیگا۔ کیونکہ جزو کل کی طرف رجوع ہو کر فانی ہو جائیگا۔ اور اسوقت عاشق جزو کے پاس بجز حسرت و یاس اور کچھ نہ رہیگا۔

	ریش گاؤ و بندۂ غیر آمداد	غرقہ شد کف در ضعیفے در زواد	
ترجمہ	سر بسر احمق ہے بندہ غیر کا	ڈوبتے کا کہاں سے کیا ہو بھلا	

شرح یعنے عاشق جزو احمق اور بندۂ غیر اللہ ہے اور اُسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی شخص ڈوبتے وقت کسی کمزور چیز کو ہاتھ مین تھام لے لیکن ڈوبتے کو تنکے کا سہارا جان بچانے کے لیئے کافی نہین ہو سکتا بعض نسخون مین ضعیفے کی جگہ حشیشے ہے بمعنے گھاس۔ مطلب دونو نسخون کا ایک ہے۔

	نیست حاکم تا کند ایثار او	کار خواجہ خود کند یا کار او	
ترجمہ	وہ نہین حاکم کہ کچھ بخشے اُسے	خواجہ کی یا جزو کی خدمت کرے	

شرح یعنے معشوق مجازی یا وہ چیز جس سے ڈوبنے والے نے مدد چاہی ہے بذاتہ حاکم یا کسی چیز پر قادر نہین ہے کہ اُسکی مدد کرے یا اُسے کچھ دیسکے بلکہ جسطرح ڈوبنے والا محکوم و عاجز ہے وہ شے بھی محکوم خداوندی ہے اب فرمایئے کہ محکوم اپنے حاکم و خواجہ کا فرمان بجالائے یا اس ڈوبنے والے کا۔ مطلب یہ عاشق مجازی کا معشوق مجازی خود محکوم حکم رب ہے جب اللہ تعالے اُسکو فنا کردیگا تو یہ معشوق عاشق کا کہانہ مانیگا کہ اپنے آپ کو فنا نہونے دے۔ بلکہ خواجہ کا حکم مانیگا اور عاشق کے پاس حسرت چھوڑ جائیگا۔ اسلیئے عاشق مجازی کو چاہیئے کہ مجازی کو چھوڑ کر عشق حقیقی اختیار کرے۔ اور ایسی معشوق کو چاہے جسکو فنا نہو

	فاعلن بالکرہ لیے این شاعل	فاشرق الدرہ بدین شد منتقل	
ترجمہ	کرزنا بیگم سے ہے ضرب المثل	اور چمڑا موتی مثل سے ہے منتقل	

شرح عرب مین یہ مثل مشہور و متقل زبان زد خاص و عام ہے کہ اِذَا زَنَیْتَ فَازْنِ بِالْحُرَّۃِ وَاِنْ سَرَقْتَ فَاسْرِقِ الدُّرَّۃَ یعنے جب تجھے زنا کرنا ہو تو کسی بیگم یا خوبصورت عورت سے کر لونڈیون باندیون کی طرف نہ دیکھہ اور چوری کرتے ہو تو سچے موتی چرایا کر پیسے ٹکے کی چوری نہایت ذلیل بات ہے نکتہ اس ضرب المثل سے زنا اور چوری کی اجازت مراد نہین ہے۔ کیونکہ مثال اور مثل مین یہ فرق ہے کہ مثال مین ممثل اور ممثل بہ کی مساوات جمیع صفات مین شرط ہے مثلاً ہمنے زید کو شیر کے مانند کہا تو اس مثال کے یہ معنے ہین کہ زید اور شیر صفات شجاعت مین دونو برابر ہین۔ اور مثل مین یہ مساوات شرط نہین ہے۔ بلکہ اکثر ضرب المثلین بغرض المحال ہوتے ہین۔ مطلب شعر یہ ہے کہ آدمی ہر کام مین اعلے درجہ کی چیز کو اختیار کرے اسیطرح عشق بھی اعلے درجہ کا اختیار کرنا چاہیئے جسکا نام حقیقی عشق ہے اور جو تمام صفتون مین اعلے درجہ کی صفت ہے۔

	بندہ سوے خواجہ شد او ماند زار	بوے گل شد سوے گل او ماند خار	
ترجمہ	مر گیا معشوق اب عاشق ہے زار	بوئے گل جاتی رہی۔ باقی ہے خار	

شرح یعنے عشق مجازی مین جب معشوق فنا ہو جاتا ہے تو عاشق محزون و مغموم اور زار زار ہو کر رہجاتا ہے جسطرح بوئے گل جب گل کی طرح چلی جاتی ہے تو بجز الم خار کے اور کچھہ باقی نہین رہتا۔

	ہمچو آن ابلہ کہ تاب آفتاب	دید بر دیوار و حیران شد شتاب	
ترجمہ	جسطرح احمق کوئی دیوار پر	سخت حیران ہو چمک کو دیکھکر	
	عاشق دیوار شد کاین باضیاست	بیخبر کاین عکس خورشید سماست	
ترجمہ	اور عاشق اس سے ہو دیوار کا	اور نہ سمجھے عکس خرشید سما	

شرح یعنے عاشق دنیا کی ایسی مثال ہے کہ جیسا کسی بیوقوف نے دیوار پر آفتاب کی چمک دیکھی اور دیوار کو پُر ضیا سمجھکر اُسپر عاشق ہو گیا اور اُسکو یہ معلوم نہوا کہ یہ چمک خُرشید فلک کا عکس ہے۔ دیوار اپنی ذات مین چمک دمک نہین رکھتی۔ یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ اور اسی لیے ملا کر لکھے گئے ہین۔

	چون باصل خویش پیوستآن ضیا	دید بر دیوار و حیران شد فتا	
ترجمہ	لیکن جب اصل سے بالکل ضیا	عاشق دیوار حیران رہگیا	
	او بماندہ دور از مطلوب خویش	سعی ضایع رنج باطل پاے ریش	
ترجمہ	ہو گیا مطلوب سے وہ اپنے دور	رہگیا پر رنج باطل بے شعور	

شرح یہ دونو شعر بھی قطعہ بند ہین یعنے جب آفتاب کی چمک اپنی اصل سے جا ملی۔ اور سورج چھپ گیا تو وہ بیوقوف نوجوان جو دیوار کا عاشق تہا اپنے مطلوب سے دور رہنے کے باعث حیران رہگیا اور عشق

دیوار کے متعلق اسکی کوشش ضایع اور محبت مین محنت اٹھانی باطل اور دوڑ دھوپ سب بیکار ہوگئی اور بیانو مفت مین زخمی ہوے۔ عاشقان دنیا کا بعینہٖ یہی حال ہے کہ انجام کار اُنکی محنت بالکل برباد جاتی ہے۔

	ہمچو صیادے کہ گیرد سایۂ		سایہ کے گردد ورا سرمایۂ
ترجمہ	جیسے ہو صیاد کوئی سایہ گیر		سایہ سے ہوتا ہے کب وہ مایہ گیر

شرح یعنے عاشق دنیا کی دوسری مثال یہ ہے کہ کوئی شکاری شکار کی جگہ اُسکے سایہ کو پکڑلے یہ سایہ صیاد کے لیئے سرمایہ نفع پہنچانیوالی پونجی نہین ہوسکتا۔ کیونکہ سایہ شکار کا کام نہین دیسکتا۔

	سایۂ مرغے گرفتہ مرد سخت		مرغ حیران گشتہ بر شاخ درخت
ترجمہ	سایۂ طائر کو پکڑا اُسنے سخت		اور اُس طائر نے لی راہِ درخت

شرح یعنے صیاد نے مرغ کے سایہ کو مضبوط پکڑ لیا مگر مرغ درخت کی ٹہنی پر بیٹھکر تعجب سے یہ کہنے لگا

	کاین مدبر مغ بر کہ مے خندد عجب		انیت باطل نیست لو سیدہ سبب
ترجمہ	اور کہا سنتا ہے یہ کیون یا عجب		ہے یہ باطل ہے یہ بوسیدہ سبب

شرح یعنے مرغ حیران ہوکر یہ کہتا ہے کہ یہ متکبر صیاد ہنستا کیون ہے اگر سایے کا پکڑلینا اسکے لیے باعث خوشی ہے تو یہ سبب بالکل نامعقول اور نکما ہے کیونکہ سایہ کے شکار سے اُسکو کسیطرح کا فائدہ نہین ہوسکتا

	ور تو گوئی جزو ہیوستہ کل ست		خار میخور خار مقرون گل ست
ترجمہ	گر کہے تو جزو کو ہے وصلِ کل		کانٹے کہا جا۔ کانٹے ہین مقرون گل

شرح مولانا قدس سرہ نے اس سے پہلے عشق جزو یا جزوی یعنے عشق مجازی و عشق متعین یا متعین کو مذموم کہا ہے اسپر معترض یہ کہتا ہے کہ جزو بھی تو کل کے ساتھ متصل ہے کیونکہ ہر متعین مظہر اوصاف الٰہی ہے پھر عشق جزو مذموم کیون ہونے لگا اسکا جواب دوسرے مصرع مین ہے یعنے اے معترض اگر تیرے نزدیک عشق جزو گویا عشق کل ہے تو دیکھ کانٹا پھول کا جزو اور اُس سے پیوستہ ہے۔ پھر کیا معنے کہ تو پھول کو کہتا ہے اور کانٹے کو نہین کہتا۔ اور کانٹے سے وہ کام نہین لیتا جو پھول سے لیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کل اور جزو مین تیرے نزدیک بھی کچھ نہ کچھ فرق اور امتیاز ضرور ہے اور یہی ہمارا مقصود تھا۔

	جزو یک رو نیست پیوستہ بہ کل		ورنہ خود باطل شدی بعث رسل
ترجمہ	اک سبب سے جز نہین مقرون کل		ورنہ ہو جاتا عبث بعثِ رسل

شرح لفظ یکرو بمعنے یک وجہ ہے یعنے جزو ایک وجہ سے کل کے ساتھ پیوستہ نہین ہے اور وہ وجہ جزو کے امکانیت اور بشریت اور متعین ہونے کی ہے۔ گو دوسری وجہ سے پیوستہ ہے اور یہ وجہ

مظہریت یعنے شعینات کے مظہر الٰہی ہونے کی ہے مطلب یہ کہ جزو بہمہ وجوہ کل سے پیوستہ نہین ہے اگر بہمہ وجوہ پیوستہ ہوتا تو رسولون کا آنا نعوذ باللہ باطل ٹھہرتا۔ کیونکہ جس حالت مین کہ ہر شخص واصل الٰہی ہوتا تو رسولون کے آنے کی ضرورت ہرگز نہ رہتی۔

	چون رسولان از پے پیوستن اند		پس چہ پیوندند شان چون یکتن اند
ترجمہ	ہین ملانے کے لیئے سارے رسول		اور ملانا واصلون کا ہے فضول

شرح یہ گزشتہ شعر کی دلیل ہے یعنے اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ جزو اپنے کل سے بہمہ وجوہ پیوستہ ہین تو رسولون کا آنا باطل ٹھہرتا ہے اسلیئے کہ رسول لوگون کو واصل بحق کرنے کے لیئے تشریف لاتے ہین اور جبکہ جزو اپنے کل سے خود ہی پیوستہ فرض کرلیئے گئے ہین تو ملے ہوؤنکا ملانا فعل عبث ٹھہرتا ہے حالانکہ خدا کا کوئی فعل عبث نہین ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ جزو کلی طور پر کل سے پیوستہ نہین ہین۔

	این سخن پایان ندارد اے غلام		روز بے گہ شد حکایت کن تمام
ترجمہ	یہ سخن بے انتہا ہے لا کلام		ہوچکا ہے وقت قصہ کر تمام
	سیر دن عرب ہدیۂ خود را بغلامان خلیفہ و شرح آن		
ترجمہ	اعرابی درویش کا اپنے تحفے (سبوے آب) کو غلامان خلیفۂ بغداد کے سپرد کرنا اور اسکا جانا		
	با نقیبان حال خود را آن عرب		چون بگفت و دید ہنگام طلب
ترجمہ	اس عرب نے نوکرون سے اپنا حال		کہدیا دیکھا جو ہنگام سوال
	آن سبوے آب را در پیش داشت		تحفہ خدمت را دران حضرت گماشت
ترجمہ	تھا سبوے آب جو زیر بغل		آگے رکھا جانکر حسن عمل

شرح دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے جبکہ اعرابی درویش نے نقیبون سے اپنا حال کہدیا اور قرینہ سے یہ بات معلوم کرلی کہ مانگنے کا وقت اور سوال کا موقع بھی ہے تو اس سبوے آب کو خدمت سلطانی مین پیش کردیا۔ کیونکہ جو شخص موقع پر چوکتا ہے وہ ضرور ناکامیاب رہتا ہے۔

	گفت این ہدیہ بران سلطان برید		سائل شہ را ز حاجت وا خرید
ترجمہ	اور کہا لیجاؤ اس سلطان کے پاس		دو مدد سائل کو تم اے خوش اساس

شرح یعنے اعرابی نے نقیبون سے یہ کہا کہ اس تحفہ کو بادشاہ کی خدمت مین لیجاؤ اور سائل بارگاہ سلطانی کو یعنے مجھے قید حاجت سے نجات دلواؤ اور اپنے احسان و کرم کے بدلے مین خرید لو مرہون منت بنالو۔ کسے را از حاجت وا خریدن فارسی محاورہ ہے یعنے کسیکی حاجت برآری کرنی اور سوال پورا کردینا۔

	آب شیرین و سبوئے سبز و نو	زاب بارانے کہ جمع آمد بہ گو
ترجمہ	آب شیرین ہے نئی ہے یہ سبو	مینہ کا پانی اسمین ہے اے نیک خو

شرح گو بفتح کاف فارسی بمعنے مغاک یعنے جنگل کا وہ گڑہا جسمین مینہ کا پانی جمع ہو جاتا ہے اعرابی کہتا ہے کہ یہ شیرین پانی ہے اور نئی سبز ٹہلیا ہے۔ اور اسمین آب باران ہے جو گڑہے مین جمع ہو گیا تہا نکتہ اسمین یہ نکتہ ہے کہ جب اُسنے بیابان ریاضت کو قطع کر کے اپنے سبوئے وجود کو آب محبت الٰہی سے بہر لیا جو صحرائے مجاہدات سے حاصل ہوا تہا تو اُسکو بلا عیب جانا اور یہ گمان کیا کہ ایسا پانی نایاب ہے اسلیئے خادمان سلطان کے آگے پیش کر دیا۔

	خندہ مے آمد نقیبان را ازان	لیک پذرفتند آن را ہمچو جان
ترجمہ	اُسکے اس کہنے پہ ہنستے تہے رسول	شکل جان لیکن کیا اُسکو قبول

شرح نقیبون کو اعرابی کے ہدیہ پیش کرنے سے ہنسی آتی تہی۔ کیونکہ اُنہون نے قرینہ سے معلوم کر لیا تہا کہ اعرابی نے خلیفہ کے آبحیات اور فرات عنایات کو نہین دیکہا اور یہ خیال نہین کیا کہ گڑہے کا پانی آب جاری کا مقابل نہین ہو سکتا لیکن با اینہمہ حسن اخلاق کے باعث اُسکے ہدیہ کو قبول کر لیا۔

	زانکہ لطف شاہ خوب باخبر	کردہ بود اندر ہمہ ارکان اثر
ترجمہ	کیونکہ لطف بادشاہ باخبر	کر چکا تہا سب نقیبون مین اثر

شرح یعنے اُس حقیر ہدیہ کے قبول کرنے کی وجہ یہ تہی کہ نیک سیرت اور باخبر بادشاہ کے الطاف اور حسن اخلاق نے اُن تمام ارکان سلطنت اور خادمان بارگاہ کے دلون مین نیک اثر ڈال رکہا تہا۔ نوکر آقا کی حالت کا عکس ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ اسکی تمثیلین آیندہ شعرون مین موجود ہین۔

	خوئے شاہان در رعیت جا کند	چرخ اخضر خاک را خضرا کند
ترجمہ	خوئے شہ ہوتی ہے سب مین جاگزین	آسمان سے سبز ہوتی ہے زمین

شرح یعنے بادشاہون کی خصلت رعایا مین ضرور جاگزین ہو جاتی ہے اسلیئے حدیث مین آیا ہے کہ النَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِہِمْ (آدمی اپنے بادشاہون کے دین پر ہوا کرتے ہین) چونکہ آسمان زمین کے لیئے بمنزلہ بادشاہ ہے اسلیئے اپنی سبزی کے اثر سے اُسے بہی سرسبز کر دیتا ہے۔

	شہ چو حوضے دان حشم چون لولہا	آب از لولہ دود در کولہا
ترجمہ	حوض ہے شہ اور حشم ہین ٹونٹیان	ٹونٹیون سے آب ہوتا ہے روان

شرح کولہا جمع کول بمعنے مغاک۔ یعنے جنگل کا وہ گڑہا جسمین پانی جمع ہو جاتا ہے۔ یعنے بادشاہ پانی کے حوض

کی اور ارکان دولت ٹونٹیون کی مانند ہین پانی حوض کی ٹونٹیون مین سے گرہون مین جایا کرتا ہے اسیطرح حسن اخلاق کا صاف پانی بادشاہون سے ارکان سلطنت کو اور ارکان سے رعایا کو ملتا ہے یہ شعر مضمون شعر گزشتہ کی دلیل ہے یعنے جیسا بادشاہ ہوتا ہے ویسے ارکان دولت ہوتے ہین۔ اور ارکان کا اثر رعایا پر پڑتا ہے

	چونکہ آب جملہ از حوضے ست پاک		ہر یکے آبے دہد خوش ذوق تاک
ترجمہ	چونکہ ان سب کا ہے منبع حوض پاک		اسلیئے ہے سب کا پانی ذوق ناک

شرح یعنے چونکہ بادشاہ اور ارکان دولت کا پانی ایک ہی پاک حوض (فیضان کرم ولطف الٰہی) سے آتا ہے اسلیئے شیرین اور بامزہ ہے۔ اور اس سے ہر ایک کو فیض پہنچتا ہے کوئی پیاسا محروم نہین جاتا۔

	ور دران حوض آب شور ست و پلید		ہر یکے لولہ ہمان آرد پدید
ترجمہ	اور جو اسکا آب ہے شور و پلید		ٹونٹیون سے یہی وہی ہوگا پدید

شرح یعنے اگر حوض مین کھاری یا ناپاک پانی ہے تو ٹونٹیون مین سے بھی ناپاک ہی نکلیگا۔ مطلب یہ کہ اگر بادشاہ خود بدخلق اور تند خو ہے تو اسکے ارکان اور رعایا کے لوگ بھی ضرور بدمزاج اور بد خصلت ہونگے۔ الغرض نیکی بدی مین بادشاہ کا اثر ارکان و رعایا پر ضرور پڑتا ہے۔

	زانکہ پیوست ست ہر لولہ بحوض		خوض کن در معنے این حرف خوض
ترجمہ	کیونکہ ہر ٹونٹی ملی ہے حوض سے		خوض سے اس حرف کو سن خوض سے

شرح یعنے ٹونٹیون مین سے ناپاک پانی نکلنے کی یہ وجہ ہے کہ ہر ٹونٹی حوض سے اتصال رکھتی ہے اور اس سے ملی ہوئی ہے بس تو جیسا حوض کا پانی ویسا ٹونٹی کا۔ اے شخص تو اس حوض کی تشبیہ مین نہایت خوض کرکے راز مخفی کو سمجھ۔ وہ یہ ہے کہ پچھلے شعر مین جس بادشاہ کو حوض سے تشبیہ دیگئی ہے وہ دل ہے اور خدام جنکو ٹونٹیون سے تشبیہ دیگئی ہے وہ جوارح اور اعضا ہین۔ اگر دل مین صلاحیت ہے تو اعضا سے بھی اعمال صالح صادر ہونگے اور اگر دل بگڑا ہوا ہے تو اعمال بھی خراب ہونگے۔ چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ بدن مین ایک گوشت کا لوتھڑا ہے جب وہ صلاحیت پر آجاتا ہے تو تمام بدن صلاحیت پر آجاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو تمام بدن بگڑ جاتا ہے۔ یا خوض کرنے کے قابل راز مخفی یہ ہے کہ حوض اسمائے الٰہی ہین اور اُن کا ہر مظہر ٹونٹی کے مانند ہے اگر کسی مظہر مین اسم لطیف یا محسن یا حکیم یا ہادی کا ظہور ہے تو مظہر بھی ایسا ہی ہوگا۔ اور اگر ضار یا مضل کا ظہور ہے تو مظہر بھی ویسا ہی ہوگا۔ خوض سے انہی معنون کی طرف اشارہ ہے۔ یعنے ایخاطب اسبات کو خوض کرکے سمجھ لے کہ تمام مظاہر مین تاثیر اسمائے الٰہی موجود ہے۔

	لطف شاہنشاہِ جان بے وطن		چون اثر کرد دست بین در کلِ تن
ترجمہ	دیکھ لے تو تن مین روحِ بے وطن		ہو گئی ہے حاکم جملہ بدن

شرح یہ مضمون سابق کی تمثیل ہے۔ اور جان بے وطن سے روح مراد ہے جسکا وطن اصلی بدن نہین ہے لیکن اسنے تمام بدن مین اپنا اثر کر رکھا ہے مثلاً سلامت نطق اور قوت سمع اور حدت بصر اور جودت رفتار اور شدت لطش اور استقامت حرکات سب روح کے اثر اور اُسکے حکومت کے باعث ہین اسیطرح کل رعایا مین بادشاہ کا اثر ہوا کرتا ہے یہ رعایا نیکی بدی مین ویسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ بادشاہ ہوتا ہے۔

	لطف عقل خوش نہاد و خوش نسب		چون ہمہ تن را در آرد در ادب
ترجمہ	لطف عقل خوش صفات و نیکذات		تن کو دیتی ہے ادب سے خوش صفات

شرح یعنے عقل خوش نہاد (مبارک و نیک) اور خوش نسب (مقبول الٰہی) ہے تمام بدن کو حالت ادب اور تجید کی مین لے آتی ہے۔ یعنے ایمان و حیا و طاعات اور جمیع آداب جو انسان مین پائے جاتے ہین کل کے کل آثار عقل ہین یہ اُسی گزشتہ مضمون کی دوسری مثال ہے۔

	عشق شنگِ بیقرار و بے سکون		چون ہمہ تن را در آرد در جنون
ترجمہ	سچ ہے عشقِ بیقرار و بے سکون		تن مین آکر بخشتا ہے جنون

شرح عشق بمعنے معشوق ہے یعنے معشوقِ شوخ و شنگ و مطبوع و بیقرار و ہرجائی عاشق کو مجنون بنا دیتا ہے۔ نیز ممکن ہے کہ شنگ و بیقرار عشق کی صفت ہو یعنے عشق کہ مطبوع عاشقان الٰہی اور اُنکو بیقرار و بے سکون کرنیوالا ہے دیوانہ کر دیتا ہے مطلب یہ کہ جسطرح عشق زبردست مؤثر ہے اور عاشق متاثر اسیطرح بادشاہ کے اخلاق اثر ڈالنے والے ہین اور رعایا کے اخلاق اُسکا اثر قبول کرنیوالے یہ اُسی مضمون گزشتہ کی تمثیلین بیان ہو رہی ہین لفظ شنگ کو لفظ معشوق محذوف کی صفت مانا جاے تو یہی معنے درست ہین

	لطف آب بحر کو چون کوثرست		سنگریزہ اش جملہ دُرّ و گوہرست
ترجمہ	لطف آب بحر ہے کوثر نمط		سنگریزے اُسکے ہین گوہر نمط

شرح یعنے آب دریاے شیرین کا یہ اثر ہے کہ اُسکے تمام سنگریزے بھی دُرّ و گوہر ہین۔ اور یہ اثر پانی کی شیرینی کا ہے کہ سنگریزون کو گوہر بنا دیتا ہے یہان دریا سے مرشد کامل اور آب بحر سے اُسکے کلمات مراد ہین جو سنگریزون یعنے اہل دنیا کو بھی گوہر معانی بنا دیتے ہین۔

	ہر ہنر کاستا بدان معروف شد		جان شاگردان بدان موصوف شد
ترجمہ	جو ہنر رکھتا ہے کامل اوستاد		اُسکے شاگردون کو ہو جاتا ہے یاد

شرح یعنے جس ہنر کے ساتھ اُستاد مشہور ہوتا ہے شاگرد بھی اُسکے ساتھ موصوف ہوجاتے ہین۔ یہ صحبت واخلاق کا اثر ہے کہ شاگرد دنکو اُستادی کا مرتبہ ملجاتا ہے اور وہ خود اُستاد کامل ہوجاتے ہین

	پیش استاد اصولی ہم اصول		خواند آن شاگرد چیزے باحصول
ترجمہ	یعنے ہو جو واقف علم اصول		اُسکے شاگردون کو ہوتا ہے حصول

شرح یعنے اگر کوئی اُستاد علم اصول حدیث یا اصول فقہ سے ماہر ہے تو اُسکا ذہین اور ہوشیار شاگرد جسکو حصول علم کا شوق ہوگا ضرور علم اصول کو حاصل کریگا۔ اور اُستاد کی طرح اصولی بنجائیگا۔

	پیش اُستاد فقیہ آن فقہ خوان		فقہ خواند نے اصول و نے بیان
ترجمہ	فقہ دان سے ہوتے ہین سب فقہ خوان		پڑہ نہین سکتا کوئی علم بیان

شرح یعنے اگر اُستاد علم اصول سے واقف نہین بلکہ علم فقہ کا ماہر ہے تو شاگرد اُس سے علم فقہ ہی حاصل کرسکتا ہے۔ علم اصول اور علم بیان کی تحصیل نہین کرسکتا۔ کیونکہ استاد خود ہی ان علمون سے ماہر نہین ہے

	پیش اُستادے کہ او نحوی بود		جان شاگردش ازان نحوی شود
ترجمہ	اور جو اُستاد سے پڑہتا ہے نحو		نحو مین شاگرد ہوجاتا ہے محو

شرح یعنے ایسے استاد کی تعلیم سے جو علم نحو کا ماہر ہو شاگرد نحوی ہوسکتا ہے اصولی یا فقیہ نہین بن سکتا نکتہ ان تمام اشعار مین اُسی مضمون کی تمثیلین ہین کہ جیسا بادشاہ ہوتا ہے ویسی ہی رعا ہوجاتی ہے۔

	باز اُستادے کہ آن محو ست		جان شاگردش ازان محو شہ ست
ترجمہ	لیک وہ کامل کہ ہے جو محو راہ		ہوتے ہین شاگرد اُسکے محو شاہ

شرح یعنے ایخاطب یہ تو تونے سمجہ لیا کہ ظاہری علوم کے اُستاد سے شاگرد کو ظاہری علوم ہی حاصل ہوسکتے ہین مگر اسکے بعد یہ بہی سمجہ لے کہ وہ استاد کہ محو راہ عشق حقیقی اور فانی فی اللہ ہے وہ اپنی شاگرد کو بہی محو شہنشاہ حقیقی کردیتا ہے۔ کیونکہ شاگرد اُس علم سے ضرور ماہر ہوسکتے ہین جسنے اُنکا اُستاد ماہر ہے۔

	زین ہمہ انواع دانش روز مرگ		دانش فقر ست ساز راہ و برگ
ترجمہ	علم ہون سارے ولیکن روز مرگ		علم درویشی ہے بیشک ساز و برگ

شرح یعنے مرنے کے دن علم فقر اور علم محو ذات ہی توشہ عقبے ہوگا دیگر علوم ہرگز کام نہ آئینگے کیونکہ جابر سے یہ حدیث منقول ہے کہ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمٌ فِی الْقَلْبِ فَذٰلِکَ الْعِلْمُ النَّافِعُ وَعِلْمٌ عَلَی اللِّسَانِ فَذٰلِکَ حُجَّۃٌ عَلَی ابْنِ آدَمَ یعنے علم دو طرح کے ہین ایک علم باطنی اور دوسرا علم زبانی یعنے ظاہری۔ پہلا علم نفع رسان ہے اور دوسرا خود آدمی پر حجت اور باعث نقصان آخرت ہے۔ کیونکہ علوم ظاہری بلا عمل کسی کام کے نہین ہوتے۔

پس علم صرف و نحو اصلاح کلام کا آلہ ہے اور فقہ و اصول جواز عمل اور عدم جواز کی تعلیم کرتا ہے وہ شخص جو علم نحو و فقہ پڑھ کر عمل نہ کرے کسیکام کا نہین حضرت علیؓ کا قول ہے العلم نقطۃ کثرہا الجاہلون یعنے علم ایک نقطہ ہے جسکو جاہلون نے بڑھا دیا ہے اس سے علم وحدت مراد ہے۔ کیونکہ وحدت منافی کثرت ہے۔ اور اللہ تعالے ادراک عقول سے منزہ ہے اور الفاظ و حروف سے اسکی معرفت حاصل نہین ہوسکتے۔ کیونکہ یہ سب حادث ہین قدیم حادث سے ہرگز نہین پہچانا جاتا علم محو اور فنائے ذات حق چونکہ قیل و قال اور نزاع و جدال سے پاک ہے اسلیئے اس سے معرفت حاصل ہوسکتی ہے اور یہی علم بعد مرگ کام آئیگا۔

	ماجرائے مرد نحوی در کشتی با کشتیبان و جواب دادن او		
ترجمہ	ایک عالم نحو کی حکایت کشتی مین کشتیبان کے ساتھ اور کشتیبان کا جواب		
	آن یکے نحوی بکشتی در نشست		رُو بکشتیبان نمود آن خودپرست
ترجمہ	ہو گیا کشتی مین اک نحوی سوار		اور کشتیبان سے بولا بدشعار
	گفت هیچ از نحو خواندی گفت لا		گفت نیم عمر تو شد در فنا
ترجمہ	کچھ پڑھی ہے نحو؟ وہ بولا نہین		بولا آدھی عمر کھوئی بالیقین

شرح یعنے ایک علم نحو جاننے والا عالم جو خود پرست (اپنے علم پر متکبر) تھا اتفاقاً کشتی مین بیٹھا اور ملاح سے یہ کہنے لگا کہ تو نے کچھ علم نحو بھی پڑھا ہے یا نہین۔ ملاح نے جواب دیا کہ مینے کچھ نہین پڑھا۔ نحوی نے طنز سے کہا کہ افسوس تیری آدھی عمر بالکل برباد گئی کہ تو نے علم نحو کا ایک حرف بھی نہ پڑھا۔

	دل شکستہ گشت کشتیبان زتاب		لیک آندم گشت خاموش از جواب
ترجمہ	چپ رہا ملاح کہا کر پیچ و تاب		رہگیا خاموش ہو کر لاجواب

شرح تاب بمعنے حرارت دل و اضطراب ہے یعنے کشتیبان نحوی کا طعنہ سنکر اضطراب قلب کے باعث دل شکستہ ہوگیا اور اسوقت نحوی کو کچھ جواب نہ دیسکا۔ کیونکہ اسکا اعتراض حسب ظاہر بالکل بجا تھا۔

	باد کشتی را بگرداب اندر افگند		گفت کشتیبان ترا نحوی بلند
ترجمہ	یکبارگی کشتی ہوا گرداب مین		کشتی والے نے کہا یہ آب مین
	هیچ دانی آشنا کردن بگو		گفت نے اے خوش جواب دلجو
ترجمہ	تیرنا کچھ تجکو آتا ہے بتا		بولا وہ نحوی نہین مین جانتا

شرح یعنے تھوڑی دیر کے بعد ہوا نے کشتی کو بھنور مین ڈالدیا اسوقت ملاح نے کہا کہ اے نحوی تجھے کچھ تھوڑا بہت تیرنا بھی آتا ہے یا نہین۔ نحوی نے جواب دیا کہ اے معقول جواب دینے اور اچھی صورت والے

شارح۔ مین تیرنا بالکل نہین جانتا۔ بلکہ صرف علم نحو ہی سے واقف ہون۔

	گفت کل عمرت اے نحوی فناست	زانکہ کشتی غرق در گرداب ہاست
ترجمہ	یہ کہا اُسنے کہ تیری عمر سب	ہو گئی فانی کہ کشتی ڈوبی اب

شرح یعنے نحوی نے جب یہ کہا کہ مین تیرنا نہین جانتا تو کشتیبان نے جواب دیا کہ اے نحوی گو علم نحو کے نہ پڑہنے سے میری آدہی عمر ضایع ہوی ہے۔ مگر افسوس تیراک نہونے سے تیری ساری عمر ضایع ہو گئی۔ کیونکہ کشتی عنقریب ڈوبنے والی ہے۔ اسوقت علم نحو ہرگز کام نہ دیسکے گا

	محو مے باید نہ نحو اینجا بدان	گر تو محوی بے خطر در آب ران
ترجمہ	نحو کی جا چاہیئے ہے محو بس	تو ہے گر واقف تو چل اے ہمنفس

شرح یہان سے بطور نتیجہ حکایت مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے محو لغت مین مٹجانے اور اصطلاحات صوفیہ مین جیتے جی مرجانے۔ اوصاف بشری سے معدوم ہونے اور فنا فی اللہ ہو رہنے کو کہتے ہین مولانا کا یہ مطلب ہے کہ دریائے محبت الٰہی مین محو ہو جانا کام دیتا ہے صرف و نحو (یعنے علوم ظاہری) بالکل بیکار ہین۔ اے شخص اگر تو محو ہونا جانتا ہے تو بلا خوف دریا مین چلا جا۔ ورنہ اُس نحوی کی طرح ہلاکت کا اندیشہ ہے نکتہ نحوی اور کشتیبان کا یہ مختصر سا قصہ اس مضمون کی تمثیل ہے کہ وقت مرگ بجز علم فقر و فنا اور محو ذات کے اور کوئی علم کام نہین آسکتا۔ جیسا کہ اُس نحوی کا علم کشتی کے ڈوبتے وقت کچھ کام نہ آیا

	آب دریا مُردہ را بر سر نہد	ور بود زندہ ز دریا کے رہد
ترجمہ	تیرتا ہے مُردہ بیشک آب پر	اور زندہ ڈوبتا ہے سر بسر

شرح یعنے دریا مُردے کو اپنے سر پر رکہہ لیتا ہے (اوپر تیرا دیتا ہے) اور زندہ شخص بہنور مین جا پہنسے تو اُسکی رہائی ناممکن ہے۔ اسیطرح دریائے محبت الٰہی اُس عاشق کو تیرا دیتا ہے جو مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا پر عمل کرکے مرنے سے پہلے مرچکا ہے۔ اور جو انانیت و ہستی کا مدعی ہے وہ ضرور ڈوبجاتا ہے جیسا وہ متکبر نحوی ڈوب گیا۔ اسلیئے طالب حق کو علم نحو کی جگہ علم محو سیکہنا فرض ہے۔

	چون بمُردی تو ز اوصاف بشر	بحر اسرارت نہد بر فرق سر
ترجمہ	چہوڑ دے گر تو بہی اوصاف بشر	پہر ہو تو اور راز کے دریا کا سر

شرح یعنے جب تو اوصاف بشری سے کنارہ کرلے گا تو دریائے اسرار الٰہی تجکو اپنے سر کی مانگ پر بٹہا لیگا۔ تیری تعظیم کریگا۔ اور تجھے ڈوبنے سے بچائے گا کیونکہ اسحالت مین تو قطرہ کی طرح دریا مین جا ملیگا اور یہ ظاہر ہے کہ دریا قطرہ کو نہین ڈبویا کرتا۔

	ایکہ خلقان را تو خرمے خواندہ		این زمان چون خر برین رہ ماندہ
ترجمہ	تو گدہا اور دن کو کہتا تہا مگر		مرتے دم خود ہو گیا مانند خر

شرح یعنے اے عالم علوم ظاہری تو جواز راہ تکبر اور دنکو بیوقوف یا گدہا کہتا تہا اسوقت (وقت مرگ) تو خود ایسا ہو گیا ہے جیسا کہ برف پر گدہا کہ چلنے سے عاجز ہو جاتا ہے اسیطرح تو سیر جنت دیدار الٰہی سے عاجز ہے

	گر تو علامۂ زمانی در جہان		نیک فنائے این جہان بین این زمان
ترجمہ	تو ہے علامہ جہان کا میری جان		ہے فنا ہونے کو لیکن یہ جہان

شرح یعنے اگر تو علامۂ زمان ہے تو اس دنیا اور زمانہ کی فنا ہونے کو دیکھہ اور آخرت کا تدارک کر اور وہ علم سیکھہ جو وقت مرگ کام آئے اس علم کا نام علم خدا دانی یعنے علم تصوف و معرفت ہے۔

	مر نحوی را ازان در دو ختیم		تا شما را نحو محو آمو ختیم
ترجمہ	اسلیئے ہے قصۂ دانائے نحو		تا بتا دیں ہم جہان کو راہِ محو

شرح دوختن بمعنے سینا ہے اور یہان اس لفظ سے ملا دینا اور پیوند کرنا مراد ہے یعنے ہمنے اعرابی درویش کے حکایت سے نحوی کے قصہ کو اسلیئے ملا دیا ہے کہ طالبین کو قاعدۂ محو سکہا ئین۔ یعنے انکو یہ معلوم ہو جائے کہ جو شخص قاعدۂ محو اور طریقہ فنائے بحقوات مین جانتا وہ ڈوبے گا جیسا کہ یہ نحوی جو تیرنا نہین جانتا تہا دریا مین ڈوب گیا۔ اور ڈوبتے وقت اسکے علم ظاہری (نحو) نے اُسے کچہ کام نہ دیا۔

	فقہ فقہ و نحو نحو و صرف صرف		در کم آمد یابی اے یار شگرف
ترجمہ	فقہ ہو یا نحو ہو یا علم صرف		خود کو لاشے جان اے یار شگرف

شرح اس شعر کے معنے دو طرح ہو سکتے ہین۔ اول یہ کہ پہلے مصرع مین اضافت عام کی بسوئے خاص ہے کیونکہ لفظ فقہ لغت مین بمعنے فہم ہے اور اصطلاح مین مسائل شرعیہ مع دلائل کو کہتے ہین اور نحو لغت مین بمعنے قاعدہ و مثال و قصد ہے اور اصطلاح مین ایک علم ہے جس سے ترکیب کلمات عرب کے احوال ماقبل عرب معلوم ہوتے ہین۔ اور صرف لغت مین بمعنے تغییر و تبدیل ہے اور اصطلاح مین ایک علم ہے جس سے بناے کلمہ کے احوال معلوم ہوتے ہین۔ بس تو پہلے لفظ فقہ و نحو و صرف سے لغوی معنے مراد ہین اور دوسرے سے اصطلاحی یعنے اے شخص علم فقہ کی سمجہ۔ اور علم نحو کا قاعدہ اور علم صرف کی تغیر و تبدیل تو اپنی تواضع اور اپنے آپ کو ناقص ظاہر کرنے یا فانی سمجہنے مین حاصل کریگا۔ دوسرے مصرع مین کم آمد بمعنے نقصان ہے اور اگر کم آمد ہے تو بمعنے فنا ہے۔ مطلب یہ کہ ان تمام علمونکا مقصود یا مفہوم فروتنی یا فنا کے باعث حاصل ہوگا۔ جس شخص مین یہ دونو باتین نہون خواہ وہ کیسا ہی عالم ہے مگر یہ سمجہیئے کہ اُسنے اپنے

علم کے اصلی مقصود کو نہین سمجھا۔ کیونکہ جمیع علوم کا مطلب اصلی معرفت اور فنا فی الذات ہے۔ دوسرے لفظ یہ ہین کہ فقہ کی فقہ اور نحو کی نحو اور صرف کی صرف سے ان علمون کا خلاصہ مراد ہے یعنے ایجا طلبان تمام علوم کا خلاصہ تیرے لیئے باعث نقصان ہے کیونکہ علوم ظاہری آخرت مین کام نہ آئینگے۔ مگر فقہ کی نسبت جو علم آخرت ہے یہ معنے اُسیوقت درست ہونگے کہ فقیہ اپنی فقہ پر عمل بھی کرتا ہو۔

آن سبوئے آب دانش ہائے ماست		وان خلیفہ دجلۂ علم خدا ست	
ترجمہ	وہ سبو گویا ہمارا علم ہے		اور وہ دجلہ خدا کا علم ہے

شرح یعنے ایجا طلب تو اس اعرابی کے قصہ کو صرف کہانی خیال نہ کر۔ بلکہ یہ تو تیرے حال کا خلاصہ ہے اسکو اپنی ذات پر مطابق کرلے اور یہ سمجھ لے کہ اُس پانی کی ٹھلیا سے ہمارے ظاہری علوم مراد ہین جو دریائے علم الٰہی کے مقابلہ مین قطرہ سے بھی کم ہین۔ اور خلیفہ سے اللہ تعالےٰ اور دجلہ سے دریائے علم الٰہی مقصود ہے پس تو نتیجہ یہ نکلا کہ ہم اپنے قطرۂ علم کو جو باران فیض الٰہی سے ہم مین موجود ہو گیا ہے اور جو بحر علم الٰہی کے روبرو بالکل ہیچ ہے قابل قدر سمجھکر لایق ہدیۂ بارگاہ الٰہی جانتے ہین۔ اور اپنے علم پر مغرور ہوے بیٹھے ہین۔ حالانکہ ہمارا علم دریائے علم الٰہی کے مقابلہ مین قطرہ سے بھی کم ہے۔

ما سبو ہا پُر۔ بدجلہ مے بریم		گر نہ خر دانیم ما خود را۔ خریم	
ترجمہ	سبوے دجلہ لیچلے ہین ہم سبو		خر نہین تو کیا ہین ہم اپنے تئین خر

شرح یعنے اگر ہم پانی کی ٹھلیین بھر کر دجلہ کی طرف لے جائین۔ اور پھر اپنے آپ کو گدھا یا بیوقوف نہ سمجھین تو یہ خود ہمارا گدھا پن اور سخت بیوقوفی ہے یعنے اگر ہم اپنے علم پر مغرور ہون اور یہ نہ سمجھین کہ ہمارا علم بہ نسبت علم الٰہی سراسر جہل ہے تو یہ ہماری محض بیعقلی ہے۔ اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔ یعنے اے لوگو تمہین بہت تھوڑا سا علم دیا گیا ہے نکتہ مولانا قدس سرہ نے اس سے پہلے سبو سے بدن اور آب سبو سے حواس انسانی مراد لیئے تھے۔ اور یہان سبو سے علم انسانی اور دجلہ سے بحر علم الٰہی مراد لیا ہے۔ اسکا سبب یہ ہے کہ اس قصہ کا وہ نتیجہ بھی درست ہے اور یہ بھی۔ چونکہ ان دو شعرون سے پہلے علوم ظاہری کی بحث ہو چکی ہے اس مناسبت سے یہ دوسرا نتیجہ نہایت اعلےٰ درجہ کا ہے

آن عرب بارے بدان معذور بود		کو ز دجلہ غافل و بس دور بود	
ترجمہ	وہ عرب اسواسطے معذور تھا		یعنے دجلہ سے نہایت دور تھا

شرح لفظ بارے بمعنے حاصل کلام ہے یعنے اعرابی اپنے غفلت کے سبب معذور تھا اور اپنے واقعی جہل کے سبب اپنے علم و عمل کو اچھا جانکے بارگاہ الٰہی مین ہدیتاً لیگیا تھا مغرور نہ تھا۔ یہی باعث ہے

کہ اسکا ہدیہ قبول ہوگیا۔ اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر عالم اپنے علم و عمل پر مغرور ہوگا تو ہرگز مقبول بارگاہ نہو سکیگا بلکہ ملاک ہو جائیگا۔ کیونکہ تکبر ایسی صفت خاص ہے جسکو اللہ تعالے نے بجز اپنی ذات کے اور کسیکے لیئے پسند نہیں کیا

	اگر دجلہ با خبر بودے چو ما		او نبردے آن سبو را جا بجا
ترجمہ	وہ اگر دجلہ سے ہوتا باخبر		کیوں لیئے پھرتا سبو کو در بدر

شرح لفظ ما سے عالم مراد ہیں۔ یعنے اگر اعرابی دجلہ کے حال سے ہماری طرح واقف ہوتا یعنے اگر ہم عالموں کی طرح یہ بات معلوم ہوتی کہ دریائے علم الٰہی بے پایان ہے تو وہ سبو کو منزل بمنزل اپنے ہمراہ لیکر بغداد کا قصد ہرگز نہ کرتا بلکہ اس سے نادانستگی میں ایسا ہوا اور اسکا بہولا پن ہی اسکے ہدیے کی قبولیت کا باعث ہوگیا۔ نکتہ اس سے یہ نکلتا ہے کہ جو شخص باوصف علم ایسا کرے گا وہ ہرگز مقبول نہو گا یعنے متکبر عالم دولت قبولیت سے بالکل محروم رہیگا۔

	بلکہ از دجلہ اگر واقف بدے		آن سبو را بر سر سنگے زدے
ترجمہ	بلکہ دجلہ کا اگر ہوتا شعور		توڑ دیتا اپنی ٹھلیا کو ضرور

شرح یعنے اعرابی اگر دجلہ کے حال سے واقف ہوتا تو اس ٹھلیا کو پتھر پر دے مارتا۔ توڑ دیتا یعنے بلا اعتماد علم و عمل فقیر متکبر بارگاہ الٰہی میں جاتا۔ کیونکہ وہاں تکبر و خود پسندی سراسر ناپسند ہے۔

	آن سبوئے تنگ پُر ناموس و ننگ		شد حجاب بحر زان آن را سنگ
ترجمہ	اُس سبو میں پڑ ہے بس ناموس و ننگ		اس حجاب بحر کو لازم ہے سنگ

شرح یعنے اے مخاطب تیرا سبوئے جسم و علم جو ناموس و ننگ (تکبر و مایۂ قلیل) سے پُر ہے تیرے حق میں باعث حجاب دریائے حقیقت ہے اسکو توڑ دے اور دریا سے حال متکبر کو وصال حقیقی نصیب نہیں ہوتا۔ اسکا تکبر اُسمیں اور جلوۂ شاہد حقیقی میں پردہ بنا رہتا ہے۔

	قبول کردن خلیفہ ہدیۂ او و عطا فرمودن با کمال بے نیازی از آن بے خبر		
ترجمہ	بادشاہ بغداد کا اُس ہدیے کو قبول فرمالینا اور بے ضرورت اُس بے خبر کو صلہ دینا		
	چون خلیفہ دید و احوالش شنید		آن سبو را پر ز زر کرد و مزید
ترجمہ	بادشاہ نے حال اُسکا جب سُنا		اُس سبو کو لیکے پُر زر کر دیا

شرح یعنے بادشاہ نے اعرابی کا حال سُنکر اور اُسکا ہدیہ دیکھکر اُسکی ٹھلیا کو سونے سے بھر دیا اور خلعت وغیرہ بطور مزید احسان مرحمت کیا۔ کیونکہ اہل کرم اور قدردان تھوڑی سی چیز کے صلہ میں بہت کچھ دیدیا کرتے ہیں اور اللہ تعالے اپنی شان میں خود لفظ شاکر فرماتا شاکر بمعنے قدردان ہے۔

	داد خلعت ہاے و بخشش ہاے خاص	آن عرب را کرد از فاقہ خلاص
ترجمہ	خلعتین دین اور دیا انعام خاص	رنج فاقہ سے کیا اُسکو خلاص

شرح یعنے بادشاہ نے خلعتین اور انعام دیکر اُس اعرابی درویش کو فقر و فاقہ اور محتاجی سے نجات دلوادی

	پس نقیبان را بفرمود آن قباد	آن جہان بخشش و آن بحر داد
ترجمہ	پھر نقیبون سے کہا یہ شاہ نے	بحر بخشش شاہ عالیجاہ نے
	کاین سبو پُر زر بدست او دہند	چونکہ واگردد سوے دجلہ اش برند
ترجمہ	وہ سبوئے زر عرب کو سونپ دین	اور راہ دجلہ سے رخصت کرین

شرح دونو شعر قطعہ بند ہین اور قباد بمعنے عادل ہے اور اُس بادشاہ کا نام ہے جسنے اول لقب کے اختیار کیا تہا اور جسکو کیقباد کہتے ہین یعنے خلیفۂ بغداد نے (جو اپنے وقت کا کیقباد اور جہان جود و سخا اور دریائے کرم و داد تہا) نقیبون سے یہ کہا کہ یہ پُر زر ٹہلیا اعرابی کو دیدین اور جب واپس جانا چاہے تو اُسے دجلہ یعنے دریا کے رستے سے روانہ کرین

	از رہِ خشک آمدست و از سفر	از رہِ دجلہ اش بود نزدیک تر
ترجمہ	کر چکا ہے خشک رستے سے سفر	راہ دجلہ سے رخصت کرین

شرح بادشاہ کہتا ہے کہ یہ اعرابی خشکی کے رستے سے دور و دراز کا سفر کرکے آیا ہے خشکی کے رستے مین پھیر ہے اسلیئے اسے دجلہ کے رستے سے روانہ کرنا چاہیئے تاکہ جلدی سے اپنے گہر پہنچ جائے

	چون بکشتی در نشیند رنج راہ	خود فراموشش شود این جائیگاہ
ترجمہ	بیٹھکر کشتی مین بالکل رنج راہ	بہول جائے گا یہ مرد داد خواہ

شرح یعنے بادشاہ کہتا ہے کہ جب اعرابی کشتی مین بیٹھے گا تو اُسمین بیٹھکر رنج راہ بہول جائے گا اور نہایت آرام پائے گا۔ این جائے گاہ کا اشارہ کشتی کی جانب ہے۔

	ہمچنان کردند و دادندش سبو	پُر زر و بردند تا دجلۂ دو تو
ترجمہ	آخرش لائے بجا احکام شاہ	لیگئے اُس شخص کو دجلہ کی راہ

شرح دونو بمعنے دو تہ سے مراد دو سمت ہے۔ یعنے نقیبون نے حسب فرمان بادشاہ اعرابی کی ٹہلیا کو سونے سے بہر دیا۔ اور اُسکو دجلہ تک لیگئے جو بغداد کی دو سمت بہ رہا تہا۔ دو تو صفت دجلہ ہے۔

	چون بکشتی در نشست و دجلہ دید	سجدہ میکرد از حیا و مے خمید
ترجمہ	بیٹھکر کشتی مین دجلہ دیکھکر	ہوگیا شرمندہ دل مین سر بسر

شرح یعنے جب اعرابی نے کشتی مین بیٹھکر دجلہ کو دیکھا تو اپنی کامیابی پر سجدہ شکریہ ادا کیا اور اس شرم سے کہ باوجودیکہ خلیفہ کے ملک مین میٹھے پانی کا دریا بہ رہا ہے۔ اور پھر اُسنے میرے لائے ہوے پانی کو قبول کر لیا ہے اپنی گردن جھکالی اور اپنی حرکت بدبخت نادم و دلمین شرمندہ ہوکر از روے خجالت یہ کہا کہ

	کاے عجب لطف آن شہ وہاب را		وین عجب ترکو ستد آن آب را
ترجمہ	اور کہا ہے لطف اُس وہاب کا		ہوگیا جو لینے والا آب کا

شرح پہلے مصرع مین لفظ را قایم مقام اضافت لطف ہے۔ یعنے اعرابی کشتی مین بیٹھکر از روے شرم وحیا یہ کہتا تھا کہ اس کریم بادشاہ کی مہربانی عجیب ہے اور پھر اُس ٹھلیا کے پانی کو قبول کر لینا اس سے بھی عجیب تر ہے لطف شاہ کا عجیب ہونا اسلیئے ہے کہ اُسکا کرم عام تھا اور عجیب تر ہونا اسلیئے کہ اُسنے ایسے ناکارہ ہدیہ کو قبول کر لیا

	چون پذیرفتاز لطف او دریاے جود		آنچنان جنس دغل را زود زود
ترجمہ	ہے یہ سلطان بحر صد جود ازل		جسنے لے لی مجھسے یہ جنس دغل

شرح یعنے اعرابی کو اس بات پر تعجب تھا کہ اُس دریاے بخشش یعنے خلیفہ بغداد نے میری کھوٹی جنس کو کیونکر قبول کر لیا اور اُس ناکارہ ہدیہ کے صلے مین اسقدر انعام واکرام سے مالامال کیون کر دیا۔

	کُل عالم را سبو دان اے پسر		کان پُر داز لطف و خوبی تا بسر
ترجمہ	سارے عالم کو سبو جان اے پسر		لطف و خوبی سے جو پُر ہے سر بسر
	قطرۂ از دجلۂ خوبی اوست		کان نمے گنجد ز پُری زیر پوست
ترجمہ	ہے مگر یہ قطرۂ خوبی دوست		جو سما سکتا نہین ہے زیر پوست

شرح یہ دونو شعر قطعہ بنا رہین۔ دوسرے شعر مین پُری بمعنے کثرت و وسعت ہے اور پوست سے مراد پردہ ہے یعنے نتیجۂ قصہ یہ ہے کہ اے مخاطب تو اس سارے جہان کو جو لطف و خوبی ہے پُر ہے ٹھلیا سمجھ۔ مگر یہ بھی یقیناً جان لے کہ جہان مین جسقدر خوبیان ہین وہ سب اللہ تعالےٰ کے دریاے خوبی کا قطرہ ہین کیونکہ اللہ تعالےٰ کا لطف و خوبی اور علم و وسعت کے سبب پردہ مین نہین رہ سکتا تھا اسلیئے اُسنے ممکنات کو پیدا کیا تاکہ اُنکے واسطہ سے لطف و خوبی کا اظہار ہو پس تو ممکنات مین جو کچھ لطف و خوبی ہے وہ اُسی بحر خوبی کا ایک قطرہ ہے اسلیئے انسان کو اپنے علم پر نازان نہونا چاہیئے۔

	گنج مخفی بُد ز پُری چاک کرد		خاک را تابان تر از افلاک کرد
ترجمہ	گنج مخفی تھا۔ کیا پردے کو چاک		چرخ سے زائد ہوی پُر نور خاک

شرح یہ شعر اس حدیث قدسی کی طرف اشارہ ہے کہ کُنتُ کَنزًا مَخفِیًا الے آخرہ۔ یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

کہ مین خزانۂ پوشیدہ کے مانند تہا پس مینے اپنی معرفت کو محبوب رکہا اور مخلوق کو پیدا کردیا یہ حدیث اگرچہ سنداً ضعیف ہے۔ مگر معنےً صحیح ہے یعنے اللہ تعالےٰ گنج مخفی کے مانند تہا لیکن اُسنے اپنے کمال صفات اور کثرت انعام کے سبب پردۂ غیب کو چاک کیا۔ اور خاک یعنے آدم یا حقیقت انسانی کو افلاک سے زیادہ تابان کردیا یعنے خاک کو مظہر اسما و صفات بنا کر افلاک سے بدرجہا زیادہ روشنی عنایت فرمائی

	گنج مخفی بد زبُری جوش کرد		خاک را سلطان اطلس پوش کرد
ترجمہ	گنج پنہان سر بسر پر جوش ہے		خاک اک سلطان اطلس پوش ہے

شرح جوش بمعنے ظہور ہے۔ اور خاک سے وہی آدم یا حقیقت انسانی مراد ہے جو گزشتہ شعر مین تہی یعنے اللہ تعالےٰ خزانۂ مخفی کی مانند تہا اُسنے کثرت انعام کے باعث ظہور فرماکر آدم کو بادشاہ اطلس پوش (متلبس بہ لباس مظہریت خود) بنادیا۔ اور اُسے اپنی خلافت کا خلعت عنایت فرماکر تمام موجودات مین ممتاز کردیا

	در بدید ے شاخے از دجلۂ خدا		آن سبو را او فنا کردے فنا
ترجمہ	دیکہتا گر شاخ دریائے خدا		تو سبو کو اپنے کردیتا فنا

شرح شاخ سے دریا کی نالی مراد ہے یعنے وہ شخص جسنے اپنے کوزۂ وجود کو آب علم سے پُر جانا تہا اگر بحر علم الٰہی کے ایک جدول دیکہہ لیتا تو اپنے کوزۂ وجود کو فنا کردیتا کیونکہ دریا کے آگے قطرہ کی کیا حقیقت ہے

	آنکہ دیدندش ہمیشہ بیخود ند		بے خود انہ بر سبو سنگے زدند
	ہین جو انیاں مست ہین اے نیک خو		پھینک مارا سنگ پر اپنا سبو

شرح یعنے جن لوگون نے دریائے علم الٰہی کی ایک شاخ کو بہی دیکہہ لیا ہے وہ بیخود یعنے فنافی اللہ ہوگئے ہین اور اُنہون نے اپنے وجود فانی کی ٹہلیا پر بیخودی کے عالم مین پتہر مار دیا ہے یعنے قید جسم سے بالکل نجات پائے ہوئے ہین۔ یہ اولیاء اللہ کا مرتبہ ہے۔

	اے زغیرت بر سبو سنگے زدہ		وان سبو از شست کامل تر شدہ
ترجمہ	یہ سبو جس وقت ٹکڑے ہو گیا		اور کامل ہو گیا سن اے فتا

شرح شست حاصل مصدر ہے بمعنے شکستن (توڑنا یا ٹوٹنا) یعنے ایخاطب جس شخص نے اپنے سبوئے وجود فانی کو توڑ دیا ہے اُسکا سبو ٹوٹجانے سے اور زیادہ کامل یعنے پختہ ہو گیا ہے۔

	خم شکستہ آب از ان نا ریختہ		صد درستی زین شکست انگیختہ
ترجمہ	کچہ نہین ہے آب کے گرنے کا ڈر		ہے درستی ٹوٹنے مین سر بسر

شرح یعنے سبوئے وجود کے ٹوٹنے سے اُسکے پختہ ہو جانے کا یہ باعث ہے کہ سبو تو ٹوٹ گیا

ہے مگر اسکا پانی نہین گرا۔ یعنے فنائے وجود سے آب عقل و عرفان فنا نہین ہوا بلکہ کامل طور پر حکمت و ایمان و عرفان اور ذوق محبت الٰہی اور مرتبہ استغراق دریائے وحدت حاصل ہو گیا ہے۔

	جزو جزو جسم برقص ست و بحال	عقل جزوی را نمودہ این محال	
ترجمہ	جزو جزو جسم کو آتا ہے حال	عقل جزوی دیکھہ لے ہے یہ محال	

شرح یعنے ایسے فنا کی حالت مین بدن کا ایک ایک ٹکڑا رقص اور وجد کرنے لگتا ہے لیکن یہ وجد عقل جزوی کو دکھلائی دیا ہو؟ یہ محال ہے اکیونکہ جب قطرہ دریا سے ملگیا تو اُسی کی صفتین اسمین بہی آگئین اور عقل جزوی چونکہ بحر ذات کا ادراک نہین کر سکتی لہذا قطرہ کی حالت سے بہی واقف نہین ہو سکتی

	نے سبو پیدا درین حالت نہ آب	خوش بہ بین واللہ اعلم بالصواب	
ترجمہ	اب سبو معلوم ہوتا ہے نہ آب	دیکھہ لے واللہ اعلم بالصواب	

شرح یعنے حالت استغراق مین نہ وجود کی خبر رہتی ہے نہ علوم کی بلکہ مرتبۂ فنا و الفناء حاصل ہو جاتا ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ ہمنے جو کچھ کہا ہے اسکو غور سے دیکھہ ہمین اپنے کشف سے یونہی معلوم ہوا ہے آیندہ اللہ اعلم بالصواب حقیقت اشیا اور واقعی حال کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔

	چون در معنے زنی بازت کنند	پر فکرت زن کہ شہبازت کنند	
ترجمہ	طالب معنی ہو تا در باز ہو	فکر کا پر مار تا شہباز ہو	

شرح یعنے ایمخاطب جسوقت تو عالم معنی کا دروازہ کہٹ کہٹائیگا تو کارکنان قضا و قدر تیرے لیئے ضرور باب رحمت کہولدین گے کیونکہ یہ قول بالکل ٹہیک ہے کہ مَنْ قَرَعَ بَابًا وَلَجَ (جسنے دروازہ کہٹ کہٹایا وہ ضرور گہر مین داخل ہو گیا۔ اسلیئے ایشخص فکر وصال الٰہی کے پر لگا کر عالم صورت سے عالم معنی کی طرف پرواز کر ایسے حال مین تو شہباز یعنے سلطان طیور حضرت قدس وافر ملائکہ ہو جائیگا۔

	پر فکرت شد گل آلود و گران	زانکہ گل خواری ترا گل شد چو نان	
ترجمہ	فکر ہے تیرا گل آلود و گران	تو ہے گل خوار اور گل ہے تیری نان	

شرح یعنے تیرے فکر و عقل کا معنوی پر گل آلود ہو کر (مٹی مین لتہڑ کر) بوجہل ہو گیا ہے۔ اسلیئے یہ پر بہاری سونیکے سبب تجکو آسمان معنے کی طرف نہین اُڑا سکتا۔ اور اسکا یہ سبب ہے کہ تو مٹی کہانے والا ہے تو نے مٹی کو روٹی سمجہ رکہا ہے اسکی تشریح آیندہ شعر مین ہے۔

	نان گل ست و گوشت کمتر خور ازین	تا نمانی ہمچو گل اندر زمین	
ترجمہ	نان گل ہے گوشت گل ہے بس نہ کہا	تا نہ شکل گل رہے بے مدعا	

شرح یعنے ہمنے جو تجھے مٹی کہلانے والا کہا ہے اسکا یہ مطلب نہین کہ اے شخص تو فی الواقع یہی ظاہری مٹی کہایا کرنا ہے بلکہ یہ مدعا ہے کہ تیری تمام غذائین مٹی سے پیدا ہوی ہین اسلیئے گوشت بھی مٹی ہے اور روٹی بھی۔ اس مٹی کو کم کہایا کر ورنہ تو بھی مٹی کی طرح زمین پر پڑا رہیگا۔ کیونکہ گوشت روٹی مین اجزائے ارضی ملے ہوے ہین۔ تاثیر سفلیات تجکو بھی سفلی بنا دیگی اور بمقتضائے الجنس الی الجنس میل جو شخص مٹی زیادہ کہائیگا یعنے لذائذ دنیوی کو محبوب رکھیگا وہ معنوی بلندی کو چھوڑ کر ہمیشہ پستی کی طرف مائل رہیگا اسلیئے سالکان طریقت کو غذا کم کہانی چاہیئے۔ البتہ طالب دنیا اور غافل کو نہ پیٹ بھر کر کہانا کسیطرح کا فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ بھوکا رہنا اُسکے لیئے مفید ہے چنانچہ آیندہ اشعار انہی معنو کیطرف اشارہ کر رہے ہین۔

چون گرسنہ میشوی سگ میشوی		تند و بدپیوند و بدرگ میشوی	
ترجمہ	بھوکا جب لگتی ہے سگ ہوتا ہے تو	تند و سرکش نیز رگ ہوتا ہے تو	

شرح تند بمعنے تیز و سرکش و بدپیوند بمعنے غضبناک و دشمن و بدرگ بمعنے بدخصلت و بد اصل ہے یعنے انسان جب تو زیادہ بھوکا ہوتا ہے تو بدخصلت کتے کی طرح پھاڑ کھانے کو ڈوڑتا ہے۔ اسلیئے زیادہ بھوک آفت الٰہی ہے۔ جو انسان مین قوت حیوانیت بڑھا کر اُسے انسانیت سے خارج کر دیتی ہے۔

چون شدی تو سیر مردار شدی		بیخود و بیحس چو دیوار شدی	
ترجمہ	ہو گیا جب سیر تب مردار ہے	بیخود و بیحس ہے اک دیوار ہے	

شرح یعنے جب تو پیٹ بھر کر کھا لیتا ہے تو مرے ہوے جانور کی مانند ہو جاتا ہے کہ تھہ بجاتا ہے لمبی تان کر اسطرح سوتا ہے کہ گویا کسیکا کفنایا ہوا خبار در کہا ہے۔ یعنے ایسا بیخود اور بیحس و حرکت ہو جاتا ہے کہ جیسے کوئی دیوار بعض نسخون مین بیخبر بے یا چو دیوارے شدی ہے اسصورت مین بے یا دیوار سے گری ہوئی دیوار مراد ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ زیادہ کہانا باعث مصیبت ہے بس تو متوسط درجہ کی پابندی چاہیئے آدھے پیٹ کہانا تو رہے اور حواس کو بھی قایم رکھے گا۔ اور طاعات و عبادات مین بھی اچھی طرح مدد دیگا۔ سالک کے لیئے روزہ رکھہ لینا سب سے بہتر ہے

پس دمے مردار و دیگر دم سگی		چون کنی در راہ شیران خوش مگی	
ترجمہ	ہے ابھی مردار ابھی کتا ہے تو	کسطرح پھر شیر بن سکتا ہے تو	

شرح یعنے گزشتہ دو شعرون کا نتیجہ یہ ہے کہ تو پیٹ بھر کر مردا یا دیوار بنجاتا ہے اور بھوک کی حالت مین کتا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حالت سیری مین رطوبت غالب ہو کر غفلت پیدا کرتی ہے اور عالم گرسنگی مین یبوست غلبہ پا کر غضبناک بنا دیتی ہے بس تو جب کہ دونو حالتین ضرر رسان ہین تو شیران بیشۂ

توحید وعرفان کے رستے مین تو ہرگز نہین دوڑ سکتا۔

	الت اشکار خود جز سگ مدان		کمترک انداز سگ را استخوان
ترجمہ	ہے شکاری سگ۔ ترا نفس اے بشر		ہڈیان اسکو ندے سن باخبر

شرح اشکار بمعنے شکار مین الف زائد ہے چنانچہ اشکم بمعنے شکم مین اور سگ سے مراد نفس امارہ ہے یعنے لذائذ دنیا کے شکار کرنے کا ذریعہ بجز نفس امارہ کے اور کچھ نہ جان۔ اسلیئے اسکے آگے ہڈیان کم ڈال یعنے لذائذ مین محو نہو تا کہ یہ کتا حملہ نہ کرسکے کیونکہ جب کتا ہڈیان کھا کھا کر سیر ہو جائیگا تو زیادہ سرکش ہوگا بعض نسخون مین جز سگ مدان کی جگہ غر سگ مدان ہے غر سگ موٹے تازے کتے کو کہتے ہین جس سے وہی نفس حیوانی مراد ہے۔ یہ کتا زیادہ غذا کھانے سے سرکش ہو جاتا ہے۔ اسلیئے غذا متوسط ہونی چاہیئے۔ چنانچہ اسی متوسط درجہ کی غذا کھانے کا فائدہ آیندہ شعر مین بیان ہوا ہے۔

	آن عرب را بے نوائی مے رسید		تا بدان درگاہ و آن دولت رسید
ترجمہ	اس عرب کو بے نوائی لیگئی		بے نوائی مال و دولت دیگئی

شرح یعنے وہ اعرابی درویش نہ تو حد سے زیادہ پیٹ بھرا تھا اور نہ حد سے زیادہ بھوکا اسلیئے درگاہ شہنشاہ حقیقی تک پہنچ گیا۔ اور دولت معرفت حاصل کرلی۔ اسیطرح جو لوگ لذائذ دنیوی کو چھوڑ دیتے ہین انکا نفس امارہ پہلے لوامہ پھر ملہمہ پھر مطمئنہ بنکر شیر بیشۂ معرفت بنجاتا ہے۔

	در حکایت گفتہ ایم احسان شاہ		در حق آن بے نوائے بے پناہ
ترجمہ	ہین حکایت مین رقم احسان شاہ		جنے ایسے بے نوا کو دی پناہ

شرح یعنے اگرچہ ہمنے اس قصہ مین حسب ظاہر اعرابی درویش کی بینوائی اور عطائے خلیفۂ بغداد کا ذکر کیا ہے لیکن۔ اس سے معنوی طور پر۔ وہ دولت معرفت مراد ہے جو بطور عطیۂ خداوندی طالبان صادق کو ملتی ہے۔ کیونکہ اہل اسرار کا کلام ظاہری معنون پر محمول نہین ہوتا۔ بلکہ اسکا ظاہر کچھ اور ہوتا ہے اور باطن کچھ اور

	ہر چہ گوید عاشق از ذوق عشق		از دہانش مے جہد در کوئے عشق
ترجمہ	جیل عاشق ہے ہمیشہ سوئے عشق		آتی ہے باتون سے اسکی بوئے عشق

شرح لفظ بوئے عشق مے جہد کا فاعل ہے اور مے جہد بمعنے ظاہر شود یعنے عاشق کے مُنہ سے جو بات نکلتی ہے اس سے عشق کی خوشبو ظاہر ہوتی ہے۔ اور سامع کو کوچۂ عشق مین لیجاتی ہے۔ کیونکہ جسکے مین وہی آتا ہے جو دیگ مین ہوتا ہے۔ یہ اشعار اس بات کی دلیل ہین کہ اہل اسرار اور اولیاء اللہ کی باتین ظاہری معنون پر محمول نہین ہوا کرتین۔ بلکہ وہ ایسے باطنی مطالب سے پُر ہوتی ہین جو ہر شخص کی سمجھ مین نہین آسکتی۔

	گر بگوید فقہ فقر آید ہمہ		بوئے فقر آید ازان خوش دمدمہ
ترجمہ	گر کہے وہ فقہ اسکو فقر جان		بوئے فقر آتی ہے اُس سے میرے جان

شرح یعنے عاشق الٰہی۔ اگر لفظ فقہ مُنہ سے کہیگا تو اس سے فقر کی خوشبو آئیگی فقہ سے علوم ظاہر اور فقر سے علوم راہ سلوک و طریقت مراد ہین۔ اسکی مثال خود یہ مثنوی ہے کہ اسکے ظاہری حکایتین علوم ظاہر یعنے قصہ مین سے ہین مگر باطنی طور پر تمام قصون سے راہ سلوک کی خوشبو آتی ہے جس سے دماغ روح معطر ہوتا ہے خوش دمدمہ یعنے کلمات لطیف ہے۔ جنکے سُننے سے روح تروتازہ ہو جاتی ہے۔

	ور بگوید کفر آید بوئے دین		آید از گفت شکش بوئے یقین
ترجمہ	گر کہے وہ کفر آئے بوے دین		اُسکے مُنہ سے آتی ہے بوے یقین

شرح یعنے عاشق الٰہی کی زبان سے بالفرض کوئی کفر کا کلمہ بھی نکلجائیگا تو اُس سے عین دینداری اور تشکیہ باتون سے بالکل عین الیقین ہونے کی خوشبو آئیگی۔ کیونکہ اُسکا باطن دین اور یقین سے پُر ہے گو باعتبار ظاہر بعض کلمات حدِّ شرع سے باہر معلوم ہوتے ہون لیکن باعتبار باطن اسرار توحید سے بھرے ہوئے ہوتے ہین۔ اسکی مثال حضرت بایزید بسطامی کا یہ قول ہے **سبحانی ما اعظم شانی** یعنے پاکیزگی ہے میرے لیے مین کسقدر بڑی شان والا ہون نیز حضرت جنید بغدادی کا یہ قول **لیس فی جبتی سوی اللہ** یعنے میرے جبہ مین سوائے خدا کے اور کوئی نہین۔ یہ الفاظ بظاہر کلمات کفر معلوم ہوتے ہین مگر فی الواقع عین دین اور توحید پر مبنی ہین کیونکہ اہل فنا بمقتضائے حدیث بی یسمع و بی ینطق وبی یبصر ناطق بنطق حق ہوتے ہین اس حدیث کی مفصل شرح پہلے گزر چکی ہے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ سامعین اولیاء اللہ کے اُن کلمات کو بھی جو بظاہر تمکی زبان سے نکلین یقینی سمجھا کرین ایسے اقوال کو مجذوب کی بڑ سمجھنا سخت غلطی ہے کیونکہ عاشق کا کلام مجذوب کی بڑ سے الگ ہوا کرتا ہے اسلیے اس شعر مین کفر سے مراد وہ کفر نہین جو ضدِّ ایمان ہے۔ بلکہ کفر بمعنے ستر ہے۔ مطلب یہ کہ اولیاء اللہ کے مخفی اشارات و کلمات رحنکو شطحیات کہتے ہین اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ ذانہ نہین ہوتے بلکہ عین توحید و یقین ہوتے ہین۔ چنانچہ اُنہون نے صنم سے مقصود اصلی اور ترسا سے عالم تجرد اور عقد زُنار سے عقد کمر خدمت اور کفر سے ستر و حدت حق از کثرت مراد لیا ہے علے ہذا القیاس تصوف کی اور بہت سی خاص اصطلاحین ہین جنکے متعلق ایک الگ رسالہ لکھا جائیگا

	ور بگوید کژ نماید راستی		اے کژی کہ راست را آراستی
ترجمہ	گر کہے وہ کج تو عین دین ہے		اس کجی سے راست کو تزئین ہے

شرح یعنے عاشق اگر کوئی ٹیڑھی بات کریگا تو وہ فی الواقع مستند ہی ہوگی۔ اے کجی تو کسقدر قابل تعریف ہے

کہ تو نے راست کو آراستہ کر دیا ہے یعنے دین و یقین کو زینت دے رکھی ہے۔

	کفِ کژ کز بحرِ صافی خاست		اصلِ صاف آن فرع را آراست
ترجمہ	جھاگ ہے یہ موج بحر صاف کی		فرع کو اُس اصل سے زینت ملی

شرح اِس شعر مین عاشق الٰہی کے ایسے کلام کو جو بظاہر خلاف شرع ہو ٹیڑھے یا مکدر جھاگ سے اور عاشق یا اُس کے کلام کے باطنی مفہوم کو دریائے صاف سے تشبیہ دیگئی ہے۔ یعنے وہ مکدر جھاگ (مثلاً کلمۂ کفر) جو دریائے صاف یعنے عاشق الٰہی کی زبان سے نکلا ہے اُسنے فی الواقع مکدر نہیں بلکہ اصل صاف (عاشق کے دل یا باطنی مفہوم) رہنے اُس فرع یعنے جھاگ کو بھی صاف کر دیا ہے۔ گو تجھے وہ جھاگ مکدر نظر آرہا ہے مگر فی الواقع باطنی آنکھون والون کو اُس سے نور یقین حاصل ہوتا ہے جو مثال کفر کی ہے وہی کژ کی سمجھنی چاہیے کیونکہ کفر اور کژ مین کچھ فرق نہین۔ اِس مثال کو ہم گزشتہ شعر مین بیان کر چکے ہین۔

	آن کفش را صافی و محقوق دان		ہمچو دشنامِ لبِ معشوق دان
ترجمہ	جھاگ کو تو صافی و محقوق جان		مثل دشنامِ لب معشوق جان

شرح محقوق۔ بمعنے لایق و مقبول و برحق ہے یعنے اے مخاطب اُس مکدر جھاگ کو مقبول اور برحق خیال کر یا ایسے کلام کو جو بظاہر خلاف شرع ہو کسی معشوق کے مُنہ کی گالی سمجھ جو ظاہر مین گالی ہے مگر باطن عاشق مین نہایت بالطیف اور شیرین ہے معشوق کی گالیون کے مزے عاشق ہی کا دل جانتا ہے۔ اسیطرح کلمات اولیاء اللہ کا لطف اُنہین کو آتا ہے جو خود بھی تھوڑا بہت عشق الٰہی رکھتے ہین

	گشت این دشنام نامطلوبِ او		خوش زہر عارض محبوبِ او
ترجمہ	ہے لبِ معشوق کی گالی عزیز		اُسکے چہرہ کے سبب اے با تمیز

شرح ضمیر او دونو مصرعون مین اگر عاشق کی طرف راجع ہے تو یہ معنے ہین کہ گالی جو نامرغوب عاشق تھی عاشق عارض محبوب ہونے کے سبب اُسے مرغوب ہو گئی ہے کیونکہ وہ حسین ہے اور عارض خوبصورت رکھتا ہے اسلیے حسین کی ہر ادا پیاری ہے اور اگر دونو ضمیرین معشوق کی طرف ہین تو یہ مطلب ہے کہ معشوق کے مُنہ سے جو نامرغوب گالی نکلتی ہے۔ یہ اُسکے عارض محبوب اور روئے حسین کے سبب عشاق کے نزدیک شیرین ہو گئی ہے۔ تیری گالی مین بھی سہائی ہے واہ نے کس کس مزے سے کہائی ہے۔

	او شکر گر شکل نانے مے نہی		طعم قند آید نہ نان چون مے مزی
ترجمہ	روٹی شکر کی پکائے تو اگر		لطف قند آئیگا اُسمین نہ بسر

شرح لغت مین مزبدن بمعنے مکیدن ہے یعنے چوسنا۔ مطلب یہ کہ اگر تو شکر کو روٹی کی شکل بنا کر

پکالیگا (جیسا کہ اکثر باورچی مصری کی روٹی پکالیتے ہین) تو کہاتے وقت قند کا مزا آئیگا روٹی کا مزا ہرگز نہ آئیگا۔ کیونکہ اُس روٹی کا خمیر صرف شکر ہی شکر ہے آٹا یا میدہ اُسمین نہین بلا۔ اِسیطرح عاشقان الٰہی کا وجود گو لباس بشریت مین ہے مگر فی الواقع محبت الٰہی کی مجسم شکر ہے اُنکے مُنہ سے جو کلمات نکلتے ہین وہ عشق و محبت کی شکر ہوتے ہین اور اُنسے محبت الٰہی کا مزا آتا ہے۔ روٹی کا مزا نہین آتا۔ یعنے اُنکے کلمات کفر فی الواقع کفر نہین ہوتے۔ یہ مضمون سابق کی دوسری تمثیل ہے۔

	گر بُت زرین بیابد مومنے		کے ہلد اورا پئے سجدہ کنے
ترجمہ	سونے کا بُت پائے مومن کو اگر		توڑ دیگا نقش بُت کو سر بسر

شرح یعنے گر مومن کو کہین سے سونے کا بُت ملجائے تو اُسے کسی سجدہ کرنے والے یعنے بُت پرست کے لیئے ہرگز نہ چھوڑیگا۔ بلکہ توڑ ڈالیگا۔ بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے ؎ گر بیابد مومنے زرین وثن ۔ کے ہلد آنرا برائے ہر شمن ؎ وثن بُت کو اور شمن بُت پرست کو کہتے ہین مطلب دونونکا ایک ہے

	بلکہ گیرد اندر اتش افگند		صورت عاریتش را بر کند
ترجمہ	بلکہ اُسکو چولہے مین جھونکے گا وہ		شکل صورت سب مٹا ڈالے گا وہ

شرح یعنے مومن اُس سونے کی بت کو آگ مین ڈالدے گا اور اُسکی ظاہری صورت کو بگاڑ دیگا بعض نسخون مین ہر کند جگہ بر کند ہے اور مطلب دونون نسخون کا ایک ہے۔

	تا نماند بر ذہب نقش وثن		چونکہ صورت مانع ست از راہ زن
ترجمہ	تا نہ سونے پر رہے شکل و تن		کیونکہ صورت ہے بتون کی راہزن

شرح یعنے مومن اسلیئے اُس سونے کے بُت کو آگ مین ڈالدیگا تاکہ سونے پر بُت کی صورت باقی نہ رہے کیونکہ صورت مانع عبادت الٰہی اور راہ سلوک مین ایک قزاق کی مانند ہے۔ صورت پرست عاشق معنے ہرگز نہین ہو سکتا۔ بلکہ صورت پرستی کرتے کرتے خدا پرستی سے محروم رہکر مرجاتا ہے۔

	ذات زرش داد ربانیست		نقش بُت بر قدر زر عاریست
ترجمہ	داد ربانی ہے بیشک ذات زر		شکل بُت اک عاریت ہے سر بسر

شرح یعنے سونے کے بُت مین سونے کی ذات عطائے ربانی ہے اسمین ایجاد بشر کو کچھ دخل نہین البتہ صورت بُت مصنوعات خلق مین سے ہے اسکو مٹا دینا چاہیئے۔ اِسیطرح اولیاء اللہ کے ظاہری کلمات کو چھوڑ کر معنے کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ یہ اُسی مضمون کی تیسری تمثیل ہے اور چار دن شعر بطور قطعہ ہند ہین۔ اور سب کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر چیز کی ظاہری صورت کو چھوڑ کر اُسکے حقیقی معنے پر غور کرنا چاہیئے

	بہر کیکے تو سیے را مسوز		وز صدائے ہر مگس مگزار روز
ترجمہ	لپسوون کے ڈر سے گدڑی کو نجھوڑ		مکھیون کے ڈر سے روزی کو نجھوڑ

شرح کیک لپسو کو کہتے ہین اور لفظ روز یا تو بمعنے یوم ہے یعنے دن۔ یا مخفف روزی ہے بمعنے طعام یعنے ایخاطب تو لپسو دن کے خوف سے اپنی گدڑی کو نہ جلا۔ اور مکھیون کی بھن بھناہٹ کے ڈر سے دن کو چھوڑ کر رات کا طالب نہ بن کیونکہ دن نہوگا تو خلقت تباہ ہو جائیگی۔ یا یہ کہ مکھیون کے خوف سے روزی کو نہ چھوڑ۔ ورنہ بھوکا مر جائے گا۔ مطلب یہ کہ اولیاء اللہ کے بعض ایسے کلمات کے باعث جو بظاہر خلاف شرع ہون اُنکے معانے اور پوشیدہ مطالب کو ترک نہ کر کیونکہ معانی گلیم اور روزی کے مانند ہین اور ظاہری الفاظ لپسو اور مکھی کے مانند گدڑی یا روزی کو لپسو یا مکھی کے خوف سے چھوڑ دینا خلافِ عقل ہے۔ یہ اُسی مضمون کی چوتھی تمثیل ہے۔ جسکے یہ معنے ہین کہ اولیاء اللہ کے کلمات کو چھوڑ کر اُنکے معنو پر غور کرنا چاہیئے۔

	بُت پرستی گر بمانی در صُور		صورتش بگزار و در معنی نگر
ترجمہ	بُت پرستی عشق صورت ہے ضرور		چھوڑ صورت دیکھ معنی پُر شعور

شرح بُت پرستی مین بائے خطاب ہے۔ یعنے ایخاطب اگر تو صورتون کی محبت مین اُلجھا رہگیا تو یہ سمجھ کہ تو بُت پرست ہے اسلیئے بُت کی صورت کا عشق چھوڑ دے اور عشق حقیقی چاہتا ہے تو معنے کو طلب کر جسکا نام عشق الٰہی ہے نکتہ اِس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ اولیاء اللہ کے زبان سے جو الفاظ نکلتے ہین اُنکی صورت کو نہ دیکھ بلکہ معنے پر نگاہ ڈال۔ اسوقت کلمات کفر عین دین ثابت ہونگے۔

	مردِ حجی ہمرہے حاجی طلب		خواہ ہندو خواہ ترک و یا عرب
ترجمہ	ساتھ لے حاجی کو راہ حج مین تو		ترک ہو یا ہو عرب لے نیک خو

شرح یعنے اگر تو مردِ حج ہے حج کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کسی ایسے ہمراہی کو ڈھونڈ جو خود حاجی ہو خواہ وہ ہند کا رہنے والا ہو خواہ ترک کا۔ یا عرب کا۔ بعض نسخون مین مردِ حجی کی جگہ مردِ حاجی ہے۔ اِس صورت مین لفظ حاجی مین یائے خطاب ہے کیونکہ عربی مین حاج بلا یائے تحتانی حاجی کو کہتے ہین اور ہمرہے یائے مجہول بمعنے رفیق سفر ہے۔ اس شعر کا مطلب آیندہ دو شعرون کے بعد نکلیگا۔

	منگر اندر نقش و اندر رنگ او		منگر اندر عزم و در آہنگ او
ترجمہ	کون کہتا ہے کہ نقش و رنگ دیکھ		عزم اُسکا دیکھ اور آہنگ دیکھ

شرح یعنے تو اس رفیق سفر حج کی ظاہری صورت اور رنگ کو نہ دیکھ بلکہ اُسکے ارادے اور قصد پر نگاہ ڈال۔ جو کہ وہ تیرے ارادہ مین شریک ہے تو تیرا یہ رفیق ہے صورت اور رنگ مین خلاف ہے تو ہوا کرے

	گر سیاہست او ہم آہنگ کوست		تو سفیدش خوان کہ ہمرنگ اوست	
ترجمہ	کوئی کالا بھی جو ہم آہنگ ہے		اُسکو گورا جان وہ ہمرنگ ہے	

شرح یعنے اگرچہ تیرا رفیق سفرچ سیاہ رنگ کا ہے اور تو سفید رنگ کا۔ لیکن جبکہ وہ تیرے ارادے مین شریک ہے تو اُسکو تو سفید ہی کا رنگ کا خیال کر کیونکہ وہ معنوی طریقہ سے تیرا ہمرنگ ہے۔ ظاہری رنگ کا اختلاف اعتبار کے قابل نہین ہوتا۔ بلکہ ہر حالت مین معنی کو معتبر سمجھنا چاہیئے۔ اسیطرح اولیاء اللہ کی زبان سے نکلے ہوے کلمات کے معنون پر غور کرنا لازم ہے۔ ظاہری الفاظ خلاف شرع ہون تو ہو اگرچہ یہ اسی مضمون کی پانچوین تمثیل ہے۔ اور ان تمثیلات کا مطلب کئی جگہ مفصل طور پر بیان ہو چکا ہے۔

	این حکایت گفتہ شد زیر و زبر		ہمچو فکر عاشقان بے پا و سر	
ترجمہ	لکھی ہے یہ داستان زیر و زبر		مثل فکر عاشقان بے پا و سر	

شرح یعنے یہ اعرابی درویش اور خلیفہ بغداد کی حکایت گو زیر و زبر (بلا ترتیب ظاہری) اور فکر عشاق کی طرح بے سر و پا بیان ہوی ہے کیونکہ اسمین جملۂ معترضہ کی طرح بہت سی باتین ایسی بھی لکھی گئین ہین۔ جو حسب ظاہر حکایت سے کچھ تعلق نہین رکھتین۔ لیکن باعتبار معنی ساری حکایت با سر و پا اور بالکل مرتب ہے یعنے تمام حکایت کا معنوی سلسلہ اول سے آخر تک ایک ہے۔ اور آخر مین جو نتیجہ نکالا گیا ہے وہ جملہ معترضہ وغیرہ کو ملا کر بالکل متحد ہے۔

	سر ندارد کز ازل بودست پیش		پا ندارد با ابد بودست خویش	
ترجمہ	یہ ازل سے پہلے کی ہے یا در کہہ		ہے ابد سے متصل دل شاد رکھہ	

شرح اگر لفظ ندارد کی ضمیر فکر کی طرف راجع ہے تو یہ معنے ہین کہ فکر عاشق ازلی و ابدی ہے کیونکہ عاشق کا فکر ذات و صفات الٰہی سے متعلق ہے۔ اور ذات و صفات بیشک ازلی و ابدی ہین۔ اسصورت مین فکر سے مراد فکر متعلق بذات و صفات ہے ورنہ مطلق فکر حادث ہے جو ازل و ابدی ہرگز نہین ہو سکتا اور اگر ضمیر ندارد حکایت کی طرف راجع ہے تو یہ مطلب ہے کہ یہ حکایت اپنی ابتدا کہین نہین رکھتی کیونکہ یہ ازل سے بھی کچھ پہلی کی بات ہے اور اسیطرح اپنی انتہا کہین نہین رکھتی کیونکہ یہ ابد کے ساتھ خویشی اور پیوستگی رکھتی ہے۔ یعنے یہ کلام فیوض رحمانی اور عطائے یزدانی کا عکس ہے۔ اور چونکہ صفات الٰہی ازلی و ابدی ہین اسلیئے اس حکایت بلکہ ساری مثنوی کے ازلی و ابدی ہونے مین کچھ کلام نہین رہا۔ نکتہ فکر عاشق یا اس حکایت کے وجود کو ازل سے پہلے مان لینا بطریق مبالغہ ہے کیونکہ ازل سے پہلے کوئی شے موجود نہ تھے اسلیئے بعض نسخون مین کز ازل کی جگہ چون ازل ہے اسصورت مین چون حرف تشبیہ ہے یعنے فکر عاشق یا یہ حکایت ازل کی مانند پہلے ہی سے ہے اسلیئے اسکی ابتدا نہین ہے اور ابد تک رہیگی اسلیئے اسکی انتہا نہین ہے۔ الغرض یہ حکایت طالبین کو قیامت تک فائدہ پہنچاتی رہیگی۔

	بلکہ چون آبست و ہر قطرہ ازان	ہم سرست و پا و ہم بے ہر دوان
ترجمہ	بلکہ یہ پانی کا قطرہ ہے۔ مگر	باسر و پا یا ہے اور بے پا و سر

شرح یعنے فکر عاشق یا یہ حکایت باسر و پا بہی ہے اور بے سر و پا بہی یعنے اس اعتبار سے کہ فکر عاشق کے دل سے پیدا ہوا ہے اور یہ حکایت زبان بشر سے حروف اور الفاظ کی ترکیب کے بعد نکلی ہے تو البتہ انکے لیئے ابتدا اور انتہا دونو موجود ہین اور اگر متعلقات فکر یعنے ذات وصفات اور معنے حکایت پر غور کیا جاے تو بیشک نہ انکی ابتدا ہے نہ انتہا۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ پانی کہ اسکا ہر قطرہ بحسب ظاہر سر بہی رکہتا ہے اور پانو بہی۔ اور فی الواقع دونون سے خالی ہے قطرہ مین نہ سر ہے نہ پانو یعنے قطرہ کی ابتدا و انتہا گو بحسب ظاہر معلوم ہوتی ہے مگر فی الواقع قطرہ ایک فانی شے ہے جسکو ابتدا و انتہا سے کچہ تعلق نہین۔ اسیطرح فکر عاشق یا اس حکایت کو خیال کرنا چاہیئے۔

	حاش للہ این حکایت نیست ہین	نقد حال ما و تست این خوش بہ بین
ترجمہ	اس حکایت کو کہانی تو نہ جان	نقد حال طالبان ہے مہربان

شرح یعنے یہ حکایت کوئی واقعی قصہ نہین بلکہ ایک فرضی کہانی ہے جو بالکل ہمارے تمہارے حسب حال ہے اور جسپر عمل کرنا نجات کا سیدہا رستہ دکہاتا ہے۔ کیونکہ اصلاح حال سے ہم ضرور نجات پا سکتے ہین۔

	پیش ہر صوفی کہ او با فر بود	ہر چہ آن ماضی ست لا یذکر بود
ترجمہ	اسکے آگے ہو جو صوفی بالیقین	ذکر ماضی کا کبہی آتا نہین

شرح یعنے اعرابی درویش کی یہ حکایت کوئی گزشتہ زمانہ کا قصہ نہین ہے کیونکہ زمانہ ماضی اور گزشتہ قصے کہانیونکی طرف صوفی متوجہ نہین ہوا کرتا بلکہ اسکے نزدیک ماضی لا یذکر ہوتی ہے یعنے صوفی گزشتہ زمانے کے قصے کہانیونکو پسند ہی نہین کرتا کیونکہ وہ ہر وقت اصلاح حال کی فکر مین رہتا ہے بدینظر اس حکایت کو صوفی فسانہ گزشتہ نہ سمجہیگا۔ با فر بمعنے چست و چالاک و ساعی در راہ حق ہے مطلب یہ کہ واقعی صوفیون کے نزدیک یہ حکایت کہانی نہین ہے۔

	چون بود فکرش ہمہ مشغول حال	ناید اندر ذہن او فکر محال
ترجمہ		

شرح یعنے چونکہ صوفی کا فکر ہر وقت اپنے حال کی اصلاح مین مشغول رہتا ہے اسلیئے اسکی ذہن مین فکر محال (گزشتہ قصے کہانیونکا فکر باطل) دخل ہی نہین پاتا۔ صوفی ظاہری حکایتون سے جبتک حصہ معنوی حاصل نہو بیشک متنفر رہتا ہے

	ہم عرب ما ہم سبو ما ہم ملک	جملہ ما یؤفک عنہ من افک
ترجمہ	ہم عرب ہین ہم سبو ہم بادشاہ	جو پہرے اس سے وہ ہے گم کردہ راہ

شرح یہان سے نقد حال ما و تست کی تفسیر شروع ہوی ہے یعنے ہم عرب بہی ہین اور سبو بہی اور بادشاہ بہی یہ سب

کچہ ہم اپنی ہی ذات مین مشاہدہ کر رہے ہین ہمارے اس قول سے وہی لوگ منحرف ہونگے۔ جو فی الواقع ہدایت اور حقیقت حال سے منجانب اللہ پہیرے گئے اور فہم معانی سے روز ازل مین روگردان کیے گئے ہین یعنے اُسپر وہی معترض ہونگے جو گمراہ ہین اس آیت سے مضمون آیت کی طرف اشارہ نہین ہے بلکہ فقط یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ ہمارے اس دعوے کا انکار ایسا ہے جیسا کہ کفار کو انبیاء علیہم السلام کے مبعوث اور پیغمبر ہونے کا انکار تہا۔

	عقل را شو دان و زن این نفس و طبع	این دو ظلمانی و منکر عقل شمع
ترجمہ	عقل بشوہر اور زن ہے نفس و طمع	دونو ہین تاریک اور ہے عقل شمع

شرح یعنے بطور معنوی خاوند یعنے مرد عرب سے عقل اور عورت سے نفس امّارہ اور طبیعت حیوانی سبو سے بدن پانی سے علم و عمل اور ملک سے بادشاہ حقیقی مراد ہے نفس اور طبع دونو ظلمانی اور منکر نعمت الٰہی ہین منکر بفتح الکاف پڑہا جائے تو بمعنے بد و زشت ہے اور عقل مانند شمع ہے یہ اُس صورت مین ہے کہ عقل کو بلا اضافت مبتدا اور شمع کو اُسکی خبر مانا جائے اور اگر مع اضافت ہے تو اضافت مشبہ کی مشبہ بہ کی طرف ہے مگر اسصورت مین مُنکر کی اضافت عقل کی جانب ضرور ہوگی۔ یعنے نفس اور طبع دونو ظلمانی اور منکر شمع عقل ہین بعض نسخون مین طبع کی جگہ طمع ہے اور طمع سے حرص دنیوی مراد ہے۔ جو سراسر تاریک اور نور عقل کی منکر ہے اور اپنے آگے عقل کو تاریک سمجہتی ہے۔

	بشنو اکنون اصل انکار از چہ خاست	زانکہ کل را گونہ گونہ جزوہاست
ترجمہ	اصل انکار اب سمجہنی چاہیئے	گونہ گونہ جزو ہین کل کے لیئے

شرح اس شعر مین ایک شبہ کا جواب ہے یعنے معترض یہ کہتا ہے کہ تمہارے مقولہ کے موافق جبکہ حقیقت انسانی ایک ہے تو افراد انسانی مین اختلاف کیون ہے یا یہ کہ جب انسان ذات واحد ہے تو اُسکو نفس ظلمانی اور عقل نورانی کیون دیگئی ہے کیونکہ یہ دونو صفتین آپسمین مختلف ہین۔ حالانکہ انسان کو ذات واحد مانا گیا ہے۔ اسکا جواب دوسرا مصرع ہے یعنے یہ اختلاف اسلیئے ہے کہ کل کے لیے طرح طرح کے جزو ہین۔ یعنے ذات مطلق کے لیئے اسما اور صفات مختلفہ ہین۔ کیونکہ کل سے مراد مرتبۂ ذات ہے اور گونہ گونہ جزو سے مرتبہ اسما و صفات لیکن چونکہ عالم اور آدم مظہر اسما و صفات مختلفہ ہے اسلیئے اسمین اختلاف ضروریات سے ہے اسلیئے کہ ظاہر کی مختلف تاثیر مظاہر مین لابدی ہے جو شخص مظہر اسم مضل ہے وہ گمراہ ہے اور جو مظہر ہادی ہے۔ وہ مؤمن ہے اسیطرح عقل مظہر اسم نور ہے اور نفس مظہر اسم مضل۔ بس تو اس اختلاف کی وجہ اختلاف تاثیر اسما و صفات ہے۔

	جزو کل نے جزوہا نسبت بکل	نے چو بوئے گل کہ باشد جزو گل
ترجمہ	جزو ہین لیکن نہین ہین جزو کل	وہ نہین ہین جیسے بو ہو جزو گل

شرح یہ ایک اور اعتراض کا جواب ہے۔ معترض یہ کہتا ہے کہ اس سے پہلے شعر مین ذات کو کل اور اسماء و

وصفات کو جزو قرار دیا تھا اس سے ایک اور شبہ پڑا وہ یہ کہ کل ناقص اور اجزا کا محتاج ہوتا ہے۔ کیونکہ کل اُسکو کہتے ہین جو بہت سے اجزا سے مرکب ہو۔ اور جب ذات کو کل کہا تو معلوم ہوا کہ ذات بھی اجزائے اسماء وصفات سے مرکب ہے حالانکہ یہ غلط اور محض باطل ہے اللہ تعالےٰ مرکب ہونے سے پاک ہے اسکے جواب مین مولانا یہ فرماتے ہین کہ ہمنے جو اسماء وصفات کو جزو اور ذات کو کل کہا ہے اس سے وہ اجزا مراد نہین ہین جو کل کی طرف منسوب ہوا کرتے ہین مطلب یہ کہ لفظ کل سے ہماری مراد کل حقیقی یا کل ترکیبی نہین ہے جو حقیقی اجزا سے مرکب ہوتا ہے جسطرح گل کہ بو گل سے مرکب ہے اگر بو نہو تو گو اُسے بحسب صورت گل کہدینگے مگر وہ فی الواقع گل نہین ہے۔ لفظ کل سے کل حقیقی یا اعتباری مراد نہ لینے کی یہ وجہ ہے کہ مرتبۂ ذات اسماء وصفات سے مرکب نہین تاکہ وہ کل بنجائے اور یہ اُسکے اجزا حقیقی ہون۔ بلکہ ہماری مراد کل وجزو سے کل اعتباری اور جزو اعتباری ہے۔ چونکہ ذات حق سبحانہ وتعالےٰ وجود مطلق اور موجود برحق ہے اور مبدا اسماء وصفات ہے اور تمام عالم اُسکا مظہر ہے اس اعتبار سے اُسکو کل کہدیا گیا ہے اور چونکہ کمالات کا ہر جزو اور اسماء وصفات اُسکے فیضان کے محتاج ہین اسلیئے انکو جزو کہا ہے۔ **فائدہ** کل حقیقی یا ترکیبی اُس کل کو کہتے ہین جو فی الواقع اجزائے حقیقی سے مرکب ہو۔ چنانچہ اس شعر کا دوسرا مصرع کل حقیقی کی تمثیل ہے۔ اور کل اعتباری وہ ہے جو حقیقی اجزاء سے مرکب نہو بلکہ اُسکے اجزاء فرض کرلیے گئے ہون اسکی مثال آیندہ شعر مین ہے۔

	لطف سبزہ جزو لطف گل بود		بانگ قمری جزو آن بلبل بود
ترجمہ	لطف سبزہ جزو گل ہے اے حبیب		بانگ قمری جزو بانگ عندلیب

شرح اس شعر مین کل اور جزو اعتباری کی تمثیل ہے یعنے ذات کا کل اور اسماء وصفات کا جزو ہونا ایسا ہے جیسا کہ لطافت سبزہ کہ باعتبار لطافت گل اُسکا جزو ہے اور علےٰ ہذا القیاس بانگ قمری کہ باعتبار لطافت بانگ عندلیب کا جزو ہے یعنے چونکہ گل تمام نباتات مین نازک اور خوبصورت ہے تو اسکی لطافت کے اعتبار سے اور نباتات کی لطافت کو اُسکا جزو کہدیا کرتے ہین اور بلبل ہزار داستان چونکہ اور پرندون مین نہایت خوش آواز ہے اسلیئے قمری وغیرہ کی آواز کو اُسکا جزو کہدیتے ہین۔ اور یہ کلیت اور جزئیت فرضی اور اعتباری ہے۔ علےٰ ہذا القیاس ذات اور اسماء کی کلیت اور جزئیت اعتباری ہے۔ اسلیئے معترض کا اعتراض بالکل ساقط ہے کیونکہ کل جو اجزا کا محتاج اور بغیر اجزاء کے ناقص رہتا ہے وہ کل حقیقی ہے۔ کل اعتباری کو اجزا حقیقی سے کچھ علاقہ نہین ہوتا۔

	گر تو مشغول اشکال وجواب		تشنگان را کے توانم داد آب
ترجمہ	گر رہون مشغول اشکال وجواب		دے سکونگا کسطرح پیاسونکو آب

شرح یہ معترض کی تسلی کے لیئے مولانا کا مقولہ ہے۔ اشکال بمعنے ازالۂ مشکلات ہے اور آب سے مراد آب توحید و عرفان ہے یعنے مولانا فرماتے ہین کہ اگر مین معترضین کے اعتراضات کا جواب اور مشکلات کا ازالہ کرتا رہون تو پیاسونکو

اسرار عرفان کا پانی کیونکر دے سکون گا۔ یہاں سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر گزشتہ جواب سے معترض کے تشفی نہیں ہوئی تو وہ ہمارے اسرار کو سنے اور ذوق و شوق معرفت اور تصفیۂ قلب پیدا کرے اور چند روز مجاہدات پر صبر کرے اسکے شکوک خود بخود مٹ جائیں گے۔ اور معرفت کا رستہ ضرور ملجائے گا کیونکہ ع شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے در کار نیست

	ور تو اشکالی بگی وحرج		صبر کن کالصبر مفتاح الفرج
ترجمہ	اب ہی گر پیش اشکال و حرج		صبر کر ہے صبر مفتاح الفرج

شرح یہاں اشکال بمعنے اعتراض ہے اور لفظ حرج اشکال پر معطوف۔ یعنے اگر تو سراپا اعتراض اور اپنے نفس کے لیے مجسم حرج اور باعث تنگی سینہ ہے یا تنگ کے جنجال مین پھنسا ہوا ہے تو چاہیے مجاہدہ اور ریاضت پر صبر کرے۔ کیونکہ حسب مضمون حدیث شریف صبر گشایش اور آسانی کی کنجی ہے۔ اس سے سب مشکلین حل ہو جاتے ہین۔

	احتماکن احتماز اندیشہ ہا		زانکہ شیر انند در این بیشہ ہا
ترجمہ	خوف کر پرہیز کر مت ہو دلیر		رہتے ہین اس بن مین۔ اس جنگل مین شیر

شرح احتما بمعنے پرہیز ہے یعنے ایخاطب اندیشہائے باطل اور خیالات فاسدہ سے سخت پرہیز کر۔ کیونکہ فکر اور اندیشہائے باطل کے جنگلون مین خطرات نفسانی اور وسوسۂ شیطانی کے شیر رہتے ہین۔ بعض نسخون مین فکر شیر و گور دلہا بیشہ ہا ہے یعنے ایک فکر موصل الی اللہ ہے وہ شیر ہے اور ایک موصل الی الغیر ہے وہ گورخر ہے۔ حاصل یہ کہ اندیشہ اور فکر سے پرہیز کر اور منتظر رحمت رہ کیونکہ بعض فکر مانند گورخر ہین جنسے معارف کا شکار نہین ہوتا۔ شاید تیرا فکر بھی ایسا ہی ہو اسلیئے پرہیز ضرور ہے۔ بعض نے شیر سے خطرات نفسانی اور گورخر سے معارف مراد لیئے ہین اسلیئے اندیشہ اور خطرات سے بچنا ضرور ہے۔ کیونکہ اندیشہ بمنزلہ شیر ہے اور جس جنگل مین شیر ہوتا ہے وہان اور شکار نہین جاتا اسلیئے جب تک خطرات کا بیشہ دلمین رہیگا گورخر معرفت اس جنگل مین نہ آئیگا۔ بعض نے فکر شیر گور دلہا بیشہ ہا کہا ہے کور بمعنے نابینا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ نابینا شیر سے شکار نہین ہو سکتا۔

	احتما با بر دواہا سروریست		زانکہ خاریدن فزونی کریست
ترجمہ	صبر کر پرہیز کو ہے سروری		کان کھجلانے سے بڑھتی ہے کری

شرح یعنے پرہیز کرنا دوا کرنے سے بہتر ہے۔ کیونکہ اکثر دیکھا گیا کہ کان کے کھجا ڈالنے سے بہرا پن زیادہ ہو جاتا ہے۔

	احتما اصل دوا آمد یقین		احتما کن قوت جانت ببین
ترجمہ	بالیقین اصل دوا پرہیز ہے		قوت جانکو بڑھاتی ہے یہ شے

شرح یعنے پرہیز کرنا اصل دوا ہے تو خیال باطل سے پرہیز کر کے دیکھ لے کہ روحانی قوت کسقدر بڑھ جاتی ہے کیونکہ جب آدمی کے دلمین باطل خیالات جاگزین نہین ہوتے تو روشن ضمیری حاصل ہو جاتی ہے۔

	قابل این گفتہ ہا شو۔ گوش دار		تا کہ از زر سازمت من گوشوار
ترجمہ	سُن لے اُن نکتون کو نادان کان کہہ		گوشوارے زر کے ہین یہ دہیان رکھہ

شرح بعض نسخون مین گفتہ ہا کی جگہ نکتہ ہا ہے اور پہلے مصرع مین یا تو گوش دار بمعنے نشنو ہے یا گوشوار بمعنے مانند گوش ہے اور دوسرے مین گوشوار بمعنے گوشوارہ یعنے حلقۂ گوش ہے جسکو اُردو مین کانکی بالی کہتے ہین۔ اور شونے کا گوشوارہ بنا دینے سے نکتہائے معرفت کا سنانا مراد ہے جس سے گوش دل کی زینت متصور ہے مولانا فرماتے ہین کہ اے مخاطبان نکتون کو قبولیت کے کانون سے سن یا کانون کی طرح ان باتون کو سنکر قبول کرلے مین تیرے سونے (نکتہائے معرفت) کا گوشوارہ بنائے دیتا ہون۔

	گوشوارہ چہ کہ کان زر شوی		تا بماہ و تا ثریا بر شوی
ترجمہ	گوشوارہ کیا ہے کان زر ہو تو		چاند اور ثریا سے کچھ برتر ہو تو

شرح یعنے اے مخاطب اگر تو معرفت کے نکتون کو سُنکر قبول کریگا تو تیرے کانو نہین سونیکا گوشوارہ پڑنا کیسا تو خود سونے کے کان بنجائے گا اور تیرا مرتبہ چاند اور ثریا سے برتر ہو جائیگا۔ بعض نسخون مین پہلا مصرع حلقہ در گوش مہ زر گر شوی ہے مہ بمعنے محبوب زرگر کی صفت مقدم ہے اور زرگر سے مراد مرشد کامل ہے۔ یعنے اگر تو ہمارے نکتون کو قبول کریگا تو مرشد کی کان کی بالی بنجائیگا۔ یعنے مرشدان کامل تجکو پسند اور قبول کرینگے اور تیرا مرتبہ قمر اور ثریا سے بالاتر ہو جائیگا۔ یعنے تجھے درجات عالیہ میسر آجائینگے۔

	اولاً اینکہ خلق مختلف		مختلف جان از یا تا الف
ترجمہ	پہلے یہ سُن لے کہ خلق مختلف		مختلف ہے یے سے لیکر تا الف

شرح مولانا قدس سرہ اصل اختلاف کو جو اسماء و صفات یعنے ظاہر مین تھا بیان کرنے کے بعد اب مظاہر کا اختلاف بیان کرتے ہین۔ دوسرے مصرع مین مختلف جان کے یہ معنے ہین کہ روح گو باعتبار حقیقت اور امر ربی ہونے کے سب مین یکسان ہے۔ لیکن اسماء کی تاثیر کے اختلاف کے باعث یہ بھی باعتبار قبول اثر مختلف ہوگئی ہے اور از یا تا الف مین یا سے عالم شہادت یعنے دنیا اور الف سے حضرت احدیت مراد ہے کیونکہ صوفیون کے نزدیک مراتب کی ترقی دنیا کی جانب سے ہوتی ہے۔ اور اس سے از ابتدا تا انتہا مراد ہے۔ یعنے ایمخاطب اول اس بات کو سُن کہ جسطرح مخلوق کی صورتین مختلف ہین اسیطرح ابتدا سے لیکر انتہا تک روحین بھی مختلف ہین اور یہ اختلاف ایسا ہے جیسا کہ الف بے تے کے حرفون مین کہ ایک وجہ سے سب کے سب مختلف ہین اور ایک وجہ سے متحد اسکی شرح آیندہ شعر مین موجود ہے جس سے ناظرین کو صاف طور پر معلوم ہو جائے گا کہ الف بے تے مین من وجہ اختلاف اور من وجہ اتحاد کیون ہے۔

	در حروف مختلف شور و شک است		گرچہ از یک روز سر تا پا یکے ست
ترجمہ	مختلف حرفون مین شور و شک ہے ایک		گرچہ اک صورت سے سب کے سب ہین ایک

شرح یعنے تمام مختلف حرفون مین شور (ضد) اور شک (عدم مشابہت تامہ) موجود ہے اگرچہ ایک اعتبار سے سب کے سب حروف ایک ہی چیز ہین کیونکہ تمام حروف کے اصل نقطہ ہے سب حرف نقطے سے مرکب ہوے ہین نقطہ تمام حروف مین یکسان پایا جاتا ہے۔ اسیطرح مخلوق باعتبار طاعت و عصیان مختلف ہے۔ اور باعتبار خلقت متحد اور سب کی اصل وحدت ہے جو نقطہ کی طرح تمام موجودات مین سرایت کر رہی ہے۔

	از یکے رو ضد و یک رو متحد		از یکے رو ہزل و از یک رو ہی جد
ترجمہ	اک سبب سے ضد ہین اک سے متحد		اک جہت سے ہزل ہین اور اک سے جد

شرح یعنے تمام کلمات جو حروف سے مرکب ہین ایک اعتبار سے ایک دوسرے کی ضد ہین وہ ترکیبی اعتبار سے مثلاً لفظ خارج لفظ داخل کی ضد ہے اور ایک اعتبار سے متحد ہین۔ وہ اعتبار نقطہ ہے علے ہذا القیاس کلام ہزل اور کلام مہذب دونون کو سمجھنا چاہیئے کہ وہی حروف ایک ترکیب مین اگر ہزل کے معنے دیتے ہین۔ اور ایک ترکیب مین جد کے۔ اصل دیکھیئے تو ایک ہے۔ اسیطرح مخلوق کا اختلاف ہے کہ باعتبار تعین تمام موجودات مختلف ہین اور باعتبار اصل سب متحد۔ جسطرح حروف باعتبار نقطہ متحد و باعتبار ترکیب مختلف ہین یہی حال مخلوق کا سمجھنا چاہیئے

	پس قیامت روز عرض اکبر ست		عرض او خواہد کہ بازیب و فرست
ترجمہ	پس قیامت ہے بڑی پیشی کا دن		نیک ہی جائینگے پیش ممتحن

شرح یہ شعر لفظ اوّلاً سے متعلق ہے اور لفظ پس۔ گویا بمعنے ثانیاً ہے۔ یعنے اول تو نے یہ تو سن لیا کہ مخلوق دنیا مختلف ہوگئی ہے۔ اب ثانیاً یہ بھی سن لے کہ جسطرح دنیا مین مخلوق کا حال مختلف ہے اسیطرح بروز قیامت بھی جو بہت بڑی پیشی کا دن ہے انمین باہم اختلاف رہیگا۔ قرآن مجید کی آیت ہے یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ یعنے قیامت کے بہت سے مُنہ سفید اور روشن ہونگے اور بہت سے مُنہ سیاہ ہو جائینگے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ سفید مُنہ والے اہل سنت والجماعت ہین اور سیاہ مُنہ اہل بدعت و ضلالت دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے روبرو پیش ہونا وہی شخص پسند کریگا جو اعمال صالحہ سے مزین ہوگا گنہگار خجالت کے باعث مُنہ دکھانے کے قابل نہ ہونگے۔

	ہر کہ چون ہندو بود سودائی ست		روز عرضش نوبت رسوائی ست
ترجمہ	اور جو قیرہ فام ہے سودائی ہے		حشر مین اسکی بڑی رسوائی ہے

شرح فارسی مین یائے نسبت کی طرح واو بھی نسبت کے لیے آتا ہے چنانچہ ہندو بمعنے ہندی ہے یعنے

ساکن ہند۔ چونکہ ہند کے رہنے والے سیاہ فام ہوتے ہین اسلیئے اس شعر مین کفار و فساق کی باطنی سیاہی کو سمجھانے کے لیے ہندی کے ظاہری رنگ سیاہ سے تشبیہ دیگئی ہے سودائی منسوب بہ سودا یعنے سیاہ رنگ مطلب یہ کہ جس شخص کا باطن کفر و عصیان کی تاریکی سے ایسا سیاہ ہوگا جیسا کہ ہندوستانی کا رنگ ہوتا ہے یا جو باعتبار سیاہ باطنی ہندی کے ظاہری رنگ کی مانند بد اور سیہ فام ہے قیامت کا دن اُسکی تشہیر اور رسوائی کا دن ہے ایسے شخص کو اُسدن گویا نوبت بجا کو رسوا کیا جائے گا ایمان والون مین سب سے زیادہ رسوائی حق العباد کے متعلق ہوگی کیونکہ صحیح حدیث مین ہے کہ شہید کے سب گناہ معاف ہوجاتے ہین مگر حقوق العباد معاف نہین ہوتے اور ثقیان ثوری کا قول ہے کہ بڑے بڑے ستر گناہون مین سے حق العباد قبیح تر گناہ ہے۔ افسوس اس زمانہ مین بڑے بڑے نام کے علما اور صوفی حق العباد کی ذرا بھی رعایت نہین رکھتے۔ اور حدیث کے اس مضمون پر غور نہین کرتے کہ کسیکے حق کا ایک درم رہجائیگا تو بڑی پیشی کے دن چالیس وقت کی مقبول نمازین صاحب حق کو دلوادیجائینگی۔ اللّٰھم احفظنا عن اتلاف حقوق العباد ایندا نوہین لوگون کی حق تلفی سے بچا۔

	چون ندارد روے ہمچون آفتاب		او نخواہد جز شبے ہمچون نقاب
ترجمہ	چہرہ جس جس کا نہوگا آفتاب		چاہے گا وہ رات کی مثل یہ نقاب

شرح یعنے چونکہ کفار سیاہ باطن ہونیکے باعث قیامت کے دن آفتاب کی مانند روئے روشن نہ رکھینگے بلکہ دل کی طرح اُنکے مُنہ بھی کالے ہوجائینگے اسلیئے وہ بجز ایسے رات کے جو نقاب کی طرح اُنکے گناہون کو ڈھانک لے اور رسوائیون کو چھپائے رکھے اور کسی چیز کو نہ چاہینگے نکتہ رات سے مراد دنیا ہے جو کافرون کو بہت محبوب ہے کیونکہ اُنکے رسوائیون کو ڈھانکنے والی ہے جو محشر کے دن بھری محفل مین ظاہر ہونگی۔

	برگ یک گل چون ندارد خار او		شد بہاران دشمن اسرار او
ترجمہ	ایک بھی پتی نہو تو گل ہے خار		ایسے نار کا رے کی دشمن ہے بہار

شرح برگ گل سے عمل صالح اور خار سے خار وجود اور بہاران سے روز قیامت اور اسرار سے چھپے ہوے گناہ مراد ہین۔ یعنے چونکہ ہر کافر فاسق کا خار وجود ایک بھی عمل نیک نہین رکھتا اسلیئے بہار یعنے یوم حشر اُسکے اسرار کا دشمن ہے یعنے اُسدن اُسکے چھپے ہوے گناہ ظاہر ہوجائینگے۔ جو اُسکی رسوائی کا سبب ہونگے چونکہ بہار پتیون اور پھل پھولون کے سبب درختون کو نئی زندگانی دیتی ہے اور علے ہذا القیاس روز محشر بھی نئی زندگی دیگا اسلیئے اسے بہار کہا گیا اور یہ ظاہر ہے کہ بہار خار کے عیوب ظاہر کرنے کا سبب اُسکے دشمن ہے یعنے جب تمام درختون مین پتے اور پھل پھول آجاتی ہین تو بہار خار کو مردود کرکے اپنے تاثیر سے محروم رکھتی ہے مطلب یہ کہ جسطرح بہار سبزی کو محبوب اور کانٹے کو مردود کردیتی ہے اسیطرح یوم حشر خار وجود کفار کو مردود اور رسوا کردیگا اور مومنین کو

تر و تازہ رکھیگا۔ اس دن بہت سے چہرے خوش و خرم اور بہت سے منہ اوداس اور پژمردہ ہونگے۔

	وانکہ سرتاپا گل ست و سوسن ست	پس بہار او را دو چشم روشن ست
ترجمہ	اور جو سرتاپا ہے گل۔ یہ جان لے	چشم روشن ہے بہار اسکے لیے

شرح یعنے جسنے ذات مطلق کے جناب مین سجدے کیے اور باتہ لو پانوسے نیک عمل کرنے مین کوشش کی بس تو روز محشر اسکے لیئے دو آنکہون کی مانند محبوب ہو جائیگا۔ کیونکہ اسکو اسدن اپنے اعمال نیک کے جزائے خیر ملیگی۔

	خار بے معنی خزان خواہد خزان	تا زند پہلوئے خود با گلستان
ترجمہ	خار بیمعنے کہ ہے بالکل خزان	ہو گیا ہے یون حریف بوستان

شرح خار سے کفار اور خزان سے دنیا مراد ہے اور پہلو زدن بمعنے مقابلہ کرنا ہے یعنے کفار و گنہگار فقط زندگانی دنیا کو محبوب رکہتے ہین۔ تاکہ انکو گلستان معرفت یعنے اولیاء اللہ کے ساتہ مقابلہ اور برابری کرنے کا موقع ملے کیونکہ دنیا مین بصورت ظاہر ولی اور فاسق یکسان ہی معلوم ہوتے ہین مگر چونکہ کفار کو یہ دغدغہ ہے کہ محشر مین ہماری سخت رسوائی ہوگی اسلیئے وہ دنیا ہی کو پسند کرتے ہین اور اپنے آپ کو نیک جانتے ہین چنانچہ یہود کی شان مین یہ آیت موجود ہے۔ قُلْ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ ہَادُوْا اِنْ زَعَمْتُمْ الے آخر الآیہ یعنے اے یہود اگر تمہین یہ گمان ہے کہ صرف تمہین خدا کے دوست ہو۔ تو موت کی آرزو کرو۔ (کیونکہ موت وصال حقیقی کا باعث ہے) مگر یہود چونکہ اپنے دعوے مین جہوٹے ہین اسلیئے موت کی تمنا ہرگز نہ کرینگے۔ یہی حال دیگر کافرون کا ہے کہ وہ موت سے بہت ڈرتے ہین

	تا بپوشد حسن آن و ننگ این	تا نہ بینی ننگ آن و رنگ این
ترجمہ	تا ہو پنہان اسکا حسن اور اسکا ننگ	تا نہ دیکہین اسکا ننگ اور اسکا رنگ

شرح لفظ بپوشد صیغہ مضارع متعدی ہے اور ضمیر غائب خزان کی طرف راجع ہے یعنے جسطرح موسم خزان مین درخت بارور کا حسن اور خار دار کا ننگ اور اسکا رنگ اور اسکی بدرنگی چہپی رہتی ہے اور خزان دونون کو چہپا لیتی ہے اسیطرح دنیا بہی خزان ہے جسنے اولیاء کی نیکیون اور کفار کی بدیون کو چہپا لیا ہے اسلیئے کفار اسکو دوست رکہتے ہین۔ حاصل یہ کہ دنیا مین سعید اور شقی مخفی ہے۔ البتہ محشر مین ان دونو کی تمیز ہو جائیگی۔

	پس خزان او را بہارست و حیات	یک نماید سنگ و یاقوت زکات
ترجمہ	ہے خزان اسکی بہار اے نامور	ایکسان ظاہر ہے یاقوت و حجر

شرح یعنے خار بیمعنی (کفار و فساق) کے نزدیک خزان دنیا بہار اور ہمیشہ کی زندگی ہے۔ ایسے لوگ پتہر اور بے عیب ذات کو یکسان خیال کرتے ہین۔ یعنے انہون نے دنیا و عقبے یا اپنی اور اولیاء اللہ کی ذات کو ایک سمجہ رکہا ہے۔ لفظ زکات (بمعنے پاک کرنا) یاقوت کی صفت ہے اور یہ مصدر بطریق مبالغہ بمعنے معقول یعنے پاک کردہ شدہ ہے۔

	باغبان ہم واند اورا در خزان	لیک دید یک بہ از دید جہان	
ترجمہ	ہے خزان سے اُسکے واقف باغبان	یہ نہین بہتر کہ واقف ہو جہان	

شرح اس شعر مین باغبان سے قطب الاقطاب مراد ہے جسپر حفظ عالم کا مدار ہوتا ہے۔ چنانچہ مولانا جو آگے لفظ یک کر فرماتے ہین اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ باغبان سے قطب الاقطاب ہی مراد ہے۔ کیونکہ قطب اپنے زمانہ مین ایک ہی ہوتا ہے گو بعض نے باغبان سے مطلق ولی اور انسان کامل مراد لیا ہے لیکن آیندہ اشعار کے معنے اُسی حالت مین چسپان ہوتے ہین کہ باغبان سے قطب ہی مراد لیا جاے قطب زمانہ حاکم ہوا کرتا ہے اور دیگر تمام اولیا قطب کے محکوم مطلب شعر یہ ہے کہ قطب زمانہ جسکے تصرف مین تمام گل و خار اور سعید و شقی ہین اُس خار بیمغز کا فرو فاسق کو خزان دنیا مین خوب جانتا ہے۔ لیکن دنیا مین فقط اُس ایک قطب کا اُسکی شقاوت سے واقف ہونا اس سے بہتر ہے کہ محشر کے دن تمام جہان دیکھے اور رسوا ہونا پڑے اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ جو قطب تیرے حال سے آگاہ ہے اُسکے طرف رجوع کر اور معاصی سے اُسکے ہاتھ پر توبہ کر۔ ورنہ اب تو ایک ہی شخص یعنے صرف قطب زمانہ واقف ہے اگر تمام اولیا اللہ واقف ہوتے تو دنیا ہی مین رسوائی ہو جاتی قطب چونکہ محافظ عالم ہوتا ہے اسلیے اُسے عالم کے احوال بطور کشف و بتائید الٰہی ولی سے زیادہ اور مع التفصیل معلوم ہوتے ہین اور ولی بالاجمال واقف ہوتا ہے۔

	خود جہان آن یک کس ست و اصل ست	ہر ستارہ بر فلک جزو مہ ست	
ترجمہ	خود جہان وہ ایک رستک ماہ ہے	جزو مہ ہر اختر ذی جاہ ہے	

شرح لفظ مہ فارسی مین بمعنے بزرگ و سردار قوم و مخفف ماہ بمعنے چاند ہے یہان پہلے مصرع مین بمعنے سردار ہے اور دوسرے مین بمعنے چاند اسلیے قافیہ درست ہے اور مطلب شعر یہ ہے کہ قطب زمانہ گو بظاہر ایک شخص ہے مگر باعتبار معنی خود ایک جہان کے مانند ہے اور سارے جہان کا سردار ہے پھر جب قطب زمانہ خود جہان ٹھہرا تو کیا اُسکو اپنا حال معلوم نہ ہوگا بلکہ ضرور ہوگا کیونکہ کوئی شخص اپنے نفس سے جاہل نہین ہوتا مطلب یہ کہ قطب کے سامنے تمام جہان کا حال اسطرح منکشف ہے جسطرح اپنا حال اور اولیا کو جو اجمالی کشف ہوتا ہے وہ قطب ہی کے طفیل ہے جیسا کہ تارے چاند کے طفیل روشن ہین بعض نسخون مین پہلا مصرع اسطرح ہے خود جہان آن یک کس ست و ابلہ ست یعنے قطب زمانہ خود ایک جہان کے مانند ہے اور باوجود کشف اور علم لدنی نہایت صاف قلب اور بھولا بھالا ہے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے اَکْثَرُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ بُلْہٌ یعنے جنت اُنہین کے لیئے ہین جو دنیوی کامون مین بھولے ہین بعض نسخون مین واو عطف کی جگہ او ابلہ ست ہے۔ اسصورت مین او ابلہ استفہام انکاری ہے یعنے قطب زمانہ خود ایک جہان کے مانند ہوکر کیا جہان کے حال سے بیخبر رہ سکتا ہے؟ ہرگز نہین بلکہ اُسے اللہ تعالے کے معلوم کرانے سے تمام جہان کی خبر رہتی ہے اور دیگر اولیا کا مرتبہ اُسکے مقابلہ مین ایسا ہے جیسا کہ تارون کا مرتبہ چاند کے مقابلہ مین

اسی لیئے رسول مقبول نے اپنی ذات مبارک کے اعتبار سے جو قمر توحید و عرفان و ہدایت تھی صحابہؓ کو اس حدیث مین نجوم فرمایا ہے۔ اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم۔ یعنے میرے تمام صحابہ ستارون کے مانند ہین تم انمین سے جس کیطرح پیروی کروگے سیدہا رستہ ملجائیگا۔ کیونکہ انہون نے میرے نور سے نور حاصل کیا ہے

	خود جہان آن یک کس ست و باقیان		جملہ اتباع و طفیل اند اے فلان
ترجمہ	ہے وہی اک آدمی گویا جہان		اور باقی ہین طفیلی اے فلان

شرح یعنے قطب زمانہ ایک ہی شخص ہے جو خود ایک جہان کے مانند ہے اور باقی تمام اولیاء اور جمیع ممکنات اُسکے حکم کے تابع اور اسکے طفیلی ہین ممکنات کو ہر قسم کا فیض قطب ہی کے ذات سے پہنچتا ہے۔

	او جہان کامل ست و مفرد ست		نسخۂ کل وجود اورا مدد ست
ترجمہ	اک جہان کامل دیکھتا ہے وہ		نسخۂ کل ہاتھ مین رکھتا ہے وہ

شرح یعنے قطب زمانہ باوجودیکہ بحسب صورت شخص مفرد ہے مگر بحسب معنی جہان کامل ہے اور کامل وجود یعنے تمام عالم کا نسخۂ کامل اُسکے قبضہ مین ہے یعنے وہ تمام عالم پر متصرف ہے۔

	پس ہمی گویند ہر نقش و نگار		مژدہ مژدہ نک ہمی آید بہار
ترجمہ	اُس سے کہتے رہتے ہین نقش و نگار		مژدہ مژدہ دیکھہ آئی ہے بہار

شرح یعنے چونکہ قطب زمان کا تصرف تمام عالم پر ہوا کرتا ہے اسلیئے تمام نقش و نگار جو جسم و روح سے کچھ علاقہ نہین رکھتے اُس سے ہمکلام ہوکر یہ کہا کرتے ہین کہ اے قطب زمان ہم تجکو بشارت دیتے ہین ادہر دیکھہ یہ بہار معنوی تیری آنکھون کے سامنے ہے۔ مطلب یہ کہ قطب زمان عالم دنیا کے حالات سے باخبر ہے اسیطرح عالم عقبے یا عالم مثال کی بھی خبر رکھتا ہے کیونکہ اُسکا تصرف ہر عالم پر یکسان ہے۔ اور اُس سے ذی روح و غیر ذی روح سب کلام کرتے ہین

	تا بود تابان شگوفہ چون زرہ		کے کند آن میوہ ہا پیدا گرہ
ترجمہ	خوشی جب تک رہتے ہین شکل زرہ		میوہ پیدا کر نہین سکتی گرہ

شرح گزشتہ اشعار مین قطب زمان کی مدح تھی اور ان اشعار مین اُسکی طرف رجوع کرنے کی ترغیب ایک تشبیہ مین بیان کی گئی ہے شگوفہ سے ظاہری صورت اور میوہ سے باطنی حقیقت مراد ہے۔ تابان بمعنے موجود ظاہر ہے اور زرہ کی تشبیہ شگوفہ کی اصلی حالت کا بیان ہے کیونکہ شگوفہ یعنے خوشہ زرہ کی طرح مشبک رجالی دار ہوا کرتا ہے گرہ سے مراد وہ شاخ ہے جسمین پھل لگتے ہین اور لفظ تا انتہائیہ ہے مطلب یہ ہے کہ جب تک کسی درخت مین شگوفہ ہ کی طرح ظاہر رہیگا۔ اس درخت کی شاخین اُن میوون کو ہرگز پیدا نہ کرسکینگی جنکی پیدا ہونے کی اُمید ہے کیونکہ ب قاعدۂ فطرت شگوفہ جب تک شگوفہ ہونے کی حالت مین رہتا ہے اُسمین پھل نہین لگتے اسیطرح ایجاب

جب تک تو کسی مُرشد کامل سے بیعت نہ کریگا اور تیری ظاہری صورت باہستی موہوم فنا نہوگی تجھے حقیقت کا پہل ہرگز نہ ملیگا چنانچہ آیندہ شعر مین اِنہی معنون کی طرف اشارہ ہے۔

	چون شکوفہ ریخت میوہ سر کند		چونکہ تن بشکست جان سر بر کند		
ترجمہ	جب شگوفہ گر گیا - میوہ لگا		آگئی جان جسم جسدم مٹ گیا		

شرح یعنے جب شگوفہ جھڑ جاتا ہے تو میوہ ظاہر ہونے لگتا ہے اسیطرح جب حسب ارشاد مُرشد ریاضات و مجاہدات کے باعث جسم خاکی مٹجاتا ہے تو معنوی روح حاصل ہوجاتی ہے یعنے روحانی ترقیان قید جسم سے رہائی پانے کے بعد نصیب ہوتی ہین تن پرستی کی حالت مین روحانی ترقی ناممکن ہے

	میوہ معنی و شگوفہ صورتش		آن شگوفہ مژدہ میوہ نعمتش		
ترجمہ	میوہ ہے معنی شگوفہ شکل سے		ہے شگوفہ مژدہ نعمت میوہ ہے		

شرح یعنے معنی خود میوہ ہے اور شگوفہ اُس میوے کی ظاہری صورت ہے خود میوہ نہین ہے۔ کیونکہ شگوفہ آیندہ میوہ پیدا ہونے کی خوشخبری دیتا ہے میوہ ایک ایسی نعمت ہے جو آیندہ شگوفہ مین سے اُسوقت پیدا ہوگی جبکہ شگوفہ خود گر جائے گا۔ اسیطرح سالک کی ظاہری صورت ایک شگوفہ ہے جو آیندہ میوۂ معنی پیدا ہونے کی خبر دیتا ہے لیکن یہ میوہ اُسیوقت پیدا ہوگا جبکہ کسی مُرشد کامل کی تلقین سے سالک کی صورت ظاہری فنا ہوجائیگی۔

	چون شگوفہ ریخت یعنی شد پدید		چونکہ آن کم شد شد این اندر مزید		
ترجمہ	جب شگوفہ گر گیا معنے کھلے		وہ ہوا جب کم تو میوے بڑھ گئے		

شرح یعنے جب سالک کا وجود ظاہری فنا ہوجاتا ہے تب میوۂ معنی ظاہر ہوتا ہے کیونکہ جب شگوفہ کم ہوتا ہے جھڑ جاتا ہے تب پھل زیادہ ہوتے ہین اسلیئے وجود موہوم کو فنا کرنے کے لیئے مُرشد کامل کی بیعت ضرور ہے

	تا کنان نشکست قوت کے دہد		تا شکستہ خوشہ کے مے دہد		
ترجمہ	ٹوٹکر نان قوت جان ہوتی ہے		خوشہ بے ٹوٹے نہین دیتا ہے مے		

شرح یعنے روٹی جب تک ٹکڑے ٹکڑے نہین ہوتی یا پیٹ مین جاکر ہضم نہین ہوجاتی بدن مین قوت نہین آتی اور انگور کا خوشہ جب تک درخت سے ٹوٹکر ریزہ ریزہ نہین ہوتا رچھوڑا نہین جاتا شراب نہین دیتا اسیطرح جب تک سالک اپنے وجود کو فنا نہین کرتا اُسے روحانی طاقت یا معنوی شراب کی کیفیت ہرگز حاصل نہین ہوسکتی یہ گزشتہ مضمون کی بھی مثال ہے اور مطلب ہے کہ روحانی زندگی فنائے جسم کے بعد ملتی ہے۔

	تا نپاشد بشکند با دو یہ		کے شود خود صحبت افزا در یہ		
	[illegible]		[illegible]		

شرح ہلیلہ ایک دوا ہے جسکو ہندی مین ہڑ کہتے ہین اور ریہ بمعنے شش ہے یعنے پہیپڑا جو حسب قول اطباء دلکو پنکہا جہلتا رہتا ہے اور یہ مضمون سابق کی دوسری تمثیل ہے مطلب یہ کہ جبتک ہلیلہ کٹ پسکر اور دواؤن کے ساتہ نہ ملیگی۔ پہیپڑے کی بیماریون کو صحت نہ دیگی اور ہرگز دست نہ لائیگی جو ہلیلہ کا بالخاصہ اثر ہے بعض نسخون مین دوسرا مصرع اسطرح ہے۔ کے شود خود صحت افزا ادویہ۔ یعنے جب تک ہلیلہ ٹوٹ کر شامل نہو تو دواہائے مسہلہ صحت افزا نہین ہوتین۔ شاید مولانا کے زمانہ مین ادویۂ مسہلہ مین ہلیلہ کا استعمال زیادہ ہوتا ہوگا۔ ان اشعار مین حدیث مُوتُوا قَبْلَ اَنْ تَمُوتُوا کیجانب اشارہ ہے اور یہ مرتبہ بلا عنایت مرشد کامل ہاتہ نہین لگتا اسیلیئے اگلے عنوان مین مولانا مرشد کامل اور ہادی برحق کی تعریف کرتے ہین اور مرشد اختیار کرنے کی تاکید فرماتے ہین۔

در صفت پیر و مطاوعت او

ترجمہ: پیر کامل کی صفت اور اسکی اطاعت کا بیان

اے ضیاء الحق حسام الدین بگیر	یکدو کاغذ بر فزا در وصف پیر
ترجمہ: اے حسام الدین ضیائے خاص حق	لکہہ صفات پیر مین دو اک ورق

شرح یعنے اے ضیاء الحق حسام الدین گو اعرابی درویش سے معنوی طور پر مرید اور خلیفہ سے مرشد اور انکی جدا جدا صفتین معلوم ہو چکی ہین لیکن فہم طالب کے لیئے صفت مرشد کامل مین دو ایک ورق اور بڑہا دے چونکہ مولانا حسام الدین باعث تحریر مثنوی ہین اسیلیئے مولانا قدس سرہ نے صفت پیر تحریر کرنے مین انہین کو مخاطب کیا ہے۔

گرچہ جسمت نازک ست و بس نزار	بر نمے آید جہان را بے تو کار
ترجمہ: گرچہ تیرا جسم ہے بالکل نزار	بے ترے بنتا نہین عالم کا کار

شرح یعنے اے حسام الدین اگرچہ ریاضت کرتے کرتے تیرا جسم نہایت نازک اور ناتوان ہوگیا ہے جس سے صفت پیر تحریر کرنے مین غالباً تجہے زیادہ تکلیف ہوگی لیکن کیا کیا جائے کہ تیری توجہ بغیر جہان کی کار برآری ہو ہی نہین سکتی کیونکہ تو باعث تحریر مثنوی ہے اور مثنوی سبب حل مشکلات معنوی یا یہ معنے ہین کہ جہان کے تمام کام اسیوقت بنینگے جبکہ مرشد کامل کی صفت تحریر کیجائیگی۔ اور مرشد کی صفت اسی وقت لکہی جائیگی جبکہ تو متوجہ ہوگا۔

گرچہ جسم نازکت را زور نیست	لیک بے خرشید ما را نور نیست
ترجمہ: گرچہ تیرا جسم نازک ہے ضرور	کب ہمین ملتا ہے بے خورشید نور

شرح یعنے اے حسام الدین اگرچہ ریاضت و مجاہدت کی مداومت کے باعث تیرے جسم نازک مین اس بات کی طاقت نہین رہی کہ مثنوی کے اوراق بڑہاتے ہین اور زیادہ تکلیف اٹہا سکے لیکن باینہمہ تو خرشید انوار معنوی اور مظہر اسرار مثنوی ہے اسیلیئے ہمکو تیرے انوار معنوی کی مدد کے بغیر کچہ نظر ہی نہین آتا مطلب یہ کہ تجہے صفت مرشد کامل

کے متعلق مثنوی کے چند اوراق بڑھانے کی تکلیف اُٹھانی ہی پڑیگی۔ کیونکہ تیرے بغیر مثنوی کا کام چل ہی نہیں سکتا

	گرچہ مصباح و زجاجہ گشتۂ		لیک سرِ خیلِ دل و سررشتۂ
ترجمہ	گرچہ مصباح و زجاجہ ہے مگر		اہلِ دل کا تو ہے افسر سربسر

شرح یعنے اے حسام الدین اگرچہ تو نورانیت مین مصباح (چراغ) اور لطافت مین زجاجہ (شیشہ یا فانوس) کی مانند ہے یا یہ کہ تو چراغ کی طرح ہادی اور زجاجہ کی طرح قابلِ مصباح معرفت ہے یعنے گو اس صفت مین دیگر عارف بھی تیرے شریک ہین لیکن تو خاص طور پر اہلِ دل کے گروہ کا سردار اور رشتۂ معارف کا سرتاج ہے اہلِ دل کا گروہ تیرے پیچھے روان اور رشتۂ اسرار تیری جانب کشان ہے مطلب یہ کہ تو عارف ہی نہین بلکہ سرخیلِ عارفان ہے اسلیئے اُنکی تعظیم اور ارشاد تجھپر ضرور ہے۔ یہ مولانا حسام الدین کی مدح مین مبالغہ ہے جو اُنکی مرتبۂ قطبیت کی طرف اشارہ کررہا ہے اور خیلِ دل سے گروہ اہلِ دل مراد ہے۔ یعنے تو اہل اللہ کا سردار ہے اور رشتۂ معرفت تیرے ہاتھ مین ہے

	چون سررشتہ بدست و کامتست		درہاے عقدِ دل ز انعامتست
ترجمہ	تیرے ہاتون رشتہ اے خوش کام ہے		دُرِ عقدِ دل ترا انعام ہے

شرح یعنے اے حسام الدین چونکہ سررشتہ معارف تیرے دست استعداد اور تیرے قبضۂ مراد اور تصرف مین ہے اور معارف کے وُہ موتی جو تیرے دِل کے گلوبند مین ہین تیرے ہی عطا کیے ہوے ہین یعنے یہ مثنوی تیرے سبب سے نظم ہوی ہے اسلیئے مین تجھسے کہتا ہون کہ جہان تو نے اسقدر عنایتین مجھپر کی ہین وہان تھوڑا سا پیر راہدان کا حال بھی لکھدے جو شمع راہِ طریقت ہے یہ سارا شعر جملہ شرطیہ ہے اور آیندہ شعر اسکی جزا نیز ممکن ہے کہ اسی شعر کا پہلا مصرع شرط اور دوسرا مصرع جزا ہو یعنے چونکہ سررشتہ معرفت تیرے قبضہ مین ہے اسلیئے نظمِ مثنوی کے موتی تیرے انعامات مین سے ہین۔ بس تو جہان اتنی مثنوی لکھی ہے وہان صفت پیر مین بھی دو ایک فرق لکھدے نکتہ چونکہ بعض طالب صادق کی طلب باعث کشفِ مُرشد ہوتی ہے شاید مولانا کا کشف بھی حضرت حسام الدین ہی کے طلب کے باعث ہو چنانچہ انعامتست کا اشارہ انہی معنونکی طرف ہے

	برنویس احوالِ پیرِ راہدان		پیر را بگزین و عینِ راہ دان
ترجمہ	لکھہ کہین احوالِ پیرِ راہدان		عینِ راہِ حق اُسے جان اے فلان

شرح پہلے مصرع مین راہدان اسم فاعل ترکیبی اور دوسرے مصرع مین راہ لفظ عین کا مضاف الیہ اور دان صیغۂ امر ہے اسلیئے قافیہ درست ہوگیا یعنے اے حسام الدین تھوڑا سا پیرانِ راہ (مرشد واقف راہِ معرفت) کا حال لکھدے اور مُرشد کامل ہی کو اختیار کر اور اُسے عینِ طریقت سمجھ۔ کیونکہ بلا ارشاد مرشد راہ ہدایت و عرفان کسیطرح نہین ملسکتی بلکہ جو لوگ بلا مرشد اس رستے کو طے کرنا چاہتے ہین وہ گمراہی کے کنوین مین گر پڑتے ہین۔

	پیر تابستان و خلقان تیر ماہ		خلق مانند شب اند و پیر ماہ
ترجمہ	ہے خزان مخلوق مرشد ہے بہار		پیر چاند اور خلق ہے شبہائے تار

شرح تابستان گرمی کے موسم یعنے فصل بہار اور تیر ماہ خزان کے مہینے کو کہتے ہین یہان سے مرشد کامل کی صفت یا مدح شروع ہوی ہے مطلب یہ کہ پیر کامل موسم بہار اور تمام مخلوق فصل خریف یا پیر کامل چاند اور خلقت ذات کی مانند ہے جسطرح فصل خریف کو موسم بہار سے فیض اور اندھیری رات کو چاند سے نور حاصل ہوتا ہے اسیطرح مخلوق کو مرشد کامل سے فیض پہنچتا ہے مرشد نہو تو خلقت فصل خزان کی طرح بے رونق اور رات کی طرح بے نور رہے

	کرد ہ ام بخت جوان را نام پیر		کو ز حق پیرست نز ایام پیر
ترجمہ	ہے فقط بخت جوان کا نام پیر		وہ نہین از جانب ایام پیر

شرح مولانا فرماتے ہین کہ مینے جو مرشد کامل کا نام پیر رکھدیا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ خدا کی طرف سے پیر یعنے معظم و بزرگ ہے اسکا باعث یہ نہین ہے کہ زمانہ نے اسکو پیر یعنے بوڑھا کردیا ہے کیونکہ پیر یعنے مرشد کامل ہونا جوانی یا بڑھاپے پر موقوف نہین ہے۔ بلکہ مرشد اگر کامل ہے تو خواہ کسی عمر کا ہو مریدون کے لیے بخت جوان یعنے سراسر خوش نصیبی کا باعث ہے البتہ اگر پیر کامل باوجود خداداد بزرگی کے سن بھی ہو تو نور علے نور ہے چنانچہ شیخ شعر مین لفظ خمر کہن انہی معنون کی طرف اشارہ کررہا ہے منز محقق نہ از ہے۔

	او چنان پیرست کش آغاز نیست		با چنان در یتیم انباز نیست
ترجمہ	پیر ہے وہ اور بے آغاز ہے		گوہر یکتا ہے بے انباز ہے

شرح یعنے وہ شخص جو خدا کی طرف سے معظم و بزرگ ہے ایسا پیر ہے کہ اسکی ابتدا انتہا کچھ نہین ہے کیونکہ وہ فنائے ذات ازلی و ابدی اور متعلق باخلاق اللہ ہے اور اس صفت یعنے تعظیم خدا مین کوئی غیر شخص جب تک اسپر عنایت الہی نہو اسکا شریک ہرگز نہین ہوسکتا در یتیم اس موتی کو کہتے ہین جسکا کوئی دوسرا موتی ہمسر نہو یہان پیر کو در یتیم سے تشبیہ دیگئی ہے۔ اس سے پیر کامل کی یکتائی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

	خود قوی تر میشود خمر کہن		خاصہ آن خمرے کہ یابد من لدن
ترجمہ	تیز ہوتی ہے بہت خمر کہن		خاصکر وہ خمر جو ہو من لدن

شرح یعنے اگر پیر باوجود بزرگی اور کامل ہونے کے بوڑھا بھی ہے تو اسکی مثال ایسی ہے جیسے پرانی شراب کہ نہایت تند و تیز اور سخت نشہ لانے والی ہوتی ہے اسیطرح کہن سال پیرون مین جذبات الہی نہایت تیزی کے ساتھ ہوتے ہین جو مرید کو بہت جلد نشۂ عشق حقیقی کی طرف کھینچ لیجاتے ہین۔ کیونکہ پیر کامل خصوصیت کے ساتھ اس شراب کے مانند ہے جو اللہ تعالے کے پاس سے آئی ہو۔ اور بمقتضائے سَقٰاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا جسکا ساقی خود خدا ہو

یہ اسلئے کہ پیر کامل خدا ہی کی عنایت سے ملتا ہے جیسا کہ شراب طہور عیسیٰ کے کرم سے اہل جنت کو ملیگی۔

	پیر را مگزین کہ بے پیر این سفر	ہست پس پُر آفت و خوف و خطر	
ترجمہ	پیر کر بے پیر عرفان کا سفر	ہے بہت پُر آفت و خوف و خطر	

شرح یعنے ایمخاطب کسی پیر کامل کی تلاش کر کیونکہ یہ سفر (راہ معرفت) نہایت پُرخطر ہے اگر پیر رہبری نہ کریگا تو نفس و شیطان فراق بنکر لوٹ لینگے اور تو الحاد کے گڑہے مین گر کر ہلاک ہو جائیگا

	آن رہے کہ بارہا تو رفتہ	بے قلاوز اندران آشفتہ	
ترجمہ	مدتون طے کر چکا ہے تو جو راہ	اسمین بے رہبر کے ہوتا ہے تباہ	

شرح یعنے ایشخص جس رستے کو تو بارہا چلا ہے اسمین بھی قلاوز یعنے رہبر کی ضرورت ہوتی ہے ورنہ تو ادہر ادہر بھٹکتا رہتا ہے مثلاً کعبہ کا رستہ سب کو معلوم ہے اور مسافر شب و روز بکثرت جاتے ہین با اینہمہ بلا رہبر کے آدمی آسانی کے ساتھ منزل مقصود تک نہین پہنچ سکتا۔ پھر جس رستے (راہ سلوک و عرفان) مین تو کبھی نہین چلا اسمین رہبر (مرشد کامل) کی ضرورت نہو یہ ممکن نہین اس رستہ مین رہبر ضرور چاہیے

	پس رہے راکہ نرفتستی تو ہیچ	ہین مرو تنہا ز رہبر سر متیچ	
ترجمہ	پھر وہ رستہ جو کبھی دیکھا نہین	ہیچ بتا ملتا ہے بے رہبر کہین	

شرح یعنے جس رستے مین تو کبھی نہین چلا اسمین تنہا نہ جا اور رہبر سے روگردانی نکر ورنہ ہلاک ہو جائیگا۔

	ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد	او ز غولان گمرہ و در چاہ شد	
ترجمہ	جو چلا بے راہبر اس راہ مین	وہ بہک کر گر پڑا ہے چاہ مین	

شرح غول بمعنے جن یا شیاطین جو بچون کو ڈراتے اور مسافرون کو رستہ بہلا دیتے ہین۔ یہان غول سے شیطانی وسوسے مراد ہین یعنے جو شخص کہ بغیر مرشد اختیار کیے تصوف کے رستہ مین قدم رکھتا ہے اسکو شیطانی وسوسے گمراہ کر کے کفر و الحاد کے کنوین مین ڈالکر ہلاک کر دیتے ہین۔

	گر نباشد سایۂ پیرے فضول	پس ترا سر کشتہ دارد بانگ غول	
ترجمہ	پیر اگر سر پر نہو اے بو الفضول	تجکو کر دیگی پریشان بانگ غول	

شرح یعنے اگر تیرے سر پر پیر یا مرشد کامل کا سایہ نہوگا تو بانگ غول (شیطان کا وسوسہ) تجھے حیران رکھیگا یعنے تو ہمیشہ گمراہ رہیگا بعض نسخون مین گر نباشد سایۂ او بر تو گول ہے گول بمعنے احمق ہے اور مطلب دونو نسخون کا ایک ہے یہ مقولہ بالکل درست ہے کہ مَنْ لَمْ یَکُنْ لَہٗ شَیْخٌ فَشَیْخُہُ الشَّیْطَانُ یعنے جسکا کوئی مرشد نہین اسکا مرشد شیطان ہے۔ بعض نے اس قول کو حدیث کہا ہے مگر کتب حدیث مین کہین نہین پایا جاتا۔

	غولت ازرہ افگند اندر گزند		از تو راہی تر درین رہ بس بلند
ترجمہ	غول پہنچائین گے نقصان سربسر		بہکے ہین تجسے بہی کچہ چالاک تر

شرح یعنے ایخاطب اگر تو مرشد کامل کو اختیار نہ کریگا تو وسوسۂ شیطانی تجکو نقصان مین ڈالدیگا۔ کیونکہ تجسے زیادہ راہی (رستہ جاننے والے) اور عقلمند لوگ (مثلاً گزشتہ امتین اور اہل فلسفہ) صرف اپنی عقل کے بھروسہ پر بلا استداد مرشد کامل اس رستہ (راہ معرفت) مین چلے ہین مگر اُن سب کو وسوسۂ شیطانی نے گمراہ کردیا ہے۔

	ازپی شنو ضلال رہروان		کہ چسان کرد آن ابلیس بدروان
ترجمہ	رہروون کی گمرہی قرآن سے سُن		کیا کہا ابلیس نے سُن یہ سخن

شرح ابلیس مخفف ابلیس ہے بمعنے شیطان اور بدروان بمعنے قبیح الاصل اور خبیث الروح ہے یعنے ایخاطب قرآن مجید سے اُن گزشتہ اُمتون کا حال سُن لے جنہون نے اپنی عقل کے آگے مرشدان کامل یعنے پیغمبرون کی ایک نہ سنی اور گمراہ ہوکر ابدی جہنمی ہوگئے۔ اور اُسکو خیال کرلے کہ بداصل شیطان نے اُنکے ساتھ کیسا سلوک کیا فائدہ اگر یہ لفظ نبی ہے تو بمعنے مصحف و قرآن مجید ہے اور شعر مذکور اُس آیت کی طرف اشارہ کررہا ہے قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ یعنے اے لوگو زمین مین چل پھر کر دیکھو کہ مرشدان کامل یعنے پیغمبرون کے جھٹلانے والون کا انجام کیسا بُرا ہوا کہ سخت عذاب کے بعد ہلاک کیے گئے اس صورت مین بشنو کی جگہ نسخہ برخوان اچہا ہے۔ اور اگر یہ لفظ نبی ہے تو نبی سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین اسصورت مین نسخہ بشنو اچہا ہے اور یہ اُس حدیث کی طرف اشارہ ہے جو عبداللہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ خَطًّا ثُمَّ قَالَ ہٰذَا سَبِیْلُ اللّٰہِ ثُمَّ خَطَّ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَشِمَالِہٖ وَقَالَ ہٰذِہٖ سُبُلٌ عَلٰی کُلِّ سَبِیْلٍ مِّنْہَا شَیْطَانٌ یَدْعُوْ اِلَیْہِ یعنے عبداللہ بن مسعود فرماتے ہین کہ رسولخدا نے ہمارے سامنے ایک سیدہا خط کہینچا اور یہ فرمایا کہ یہ خدا کا رستہ ہے اسکے بعد اُس سیدہے خط کے داہنی اور بائین جانب ٹیڑہے خط کہینچے اور پہر فرمایا کہ یہ متفرق رستے ہین اُنمین سے ہر رستہ پر ایک شیطان مسلط ہے جو راہیرون کو اپنے یا اس ٹیڑہے رستہ کی طرف بلاتا ہے۔ اس سیدہے خط کے جو خدا کا رستہ ہے اور اُن ٹیڑہے خطون کی جنپر شیطان مسلط ہے صورت یہ ہے

بیچ کا سیدہا خط خدا کا رستہ ہے اور ادہر اُدہر کے ٹیڑہے شیطان کی راہین ہین۔

	صد ہزاران سالہ رہ از جادہ		بُردشان وکرد شان زادبار عور
ترجمہ	دور راہ راست سے بہینکا اُنہین		کردیا ادبار سے اندہا اُنہین

شرح یعنے جن لوگون نے مرشدان کامل یعنے پیغمبرونکا کہانہ مانا اُنکو شیطان نے جادہ مستقیم اور سیدہی راہ سے بہت دور پہینکدیا ہے وہ خدا کے رستہ سے لاکہون سال کی راہ دور پڑے ہوئے ہین اور اُنکو ابلیس نے

اُنکی بدبختی کے باعث زیور ایمان اور لباس تقوے سے بالکل ننگا کر دیا ہے بعض نسخون مین جادہ کی جگہ راہ ہے۔ مگر مطلب دونون کا ایک ہے جادہ بیٹا اور اُس سیدہی راہ کو کہتے ہین جو جنگلون اور کھیتون مین سے جاتی ہے

	استخوانہا شان ببین و موے شان	عبرتے گیر و مران خر سوی نان
ترجمہ	دیکھہ اُنکے بال اُنکی ہڈیان	مت ہنکا خر اُس طرف اے مہربان

شرح یعنے جو لوگ گزشتہ اُمتون مین سے پیغمبرون کی نافرمانی کے باعث ہلاک ہو چکے ہین اُنکی ہڈیون کو دیکھہ اور اُنکے آثار باقیماندہ اور در و دیوار شکستہ سے عبرت اور نصیحت حاصل کر اور حمار طبیعت کو اُنکیطرف نہ لیجا۔ کیونکہ وہ گمراہی پر تھے۔ اگر تیری طبیعت کا گدہا بہی اُنہین کے رستہ پر چلا تو بہی اُنہین کی طرح گمراہ ہو کر ہلاک ہو جائیگا۔ کیونکہ گمراہ کا پیرو خود گمراہ ہو جاتا ہے اور اُسے سیدہا رستہ کبہی نہین ملتا۔

	گردن خر گیر و سوئے راہ کش	سوے رہ بانان و رہ دانان خوش
ترجمہ	گردن اُسکی تہام کر اے مرد دین	راہ دانون کی طرف لیچل کہین

شرح رہ بان بمعنے نگہبان راہ اور رہ دان بمعنے واقف طریق سے مرشد کامل مراد ہے۔ اور لفظ خوش بواو معدولہ رہ دان کی صفت ہے۔ یعنے اپنی طبیعت کے گدہے کی گردن پکڑ کر مرشد کامل کی طرف لیجا تاکہ راہ راست معلوم ہو جائے۔ کیونکہ مرشد کامل راہ معرفت کی تمام منزلون کو اچہی طرح جانتا ہے۔

	ہین مہل خر را و دست از وی مدار	زانکہ عشق اوست سوے سبزہ زار
ترجمہ	ہاتہہ اُس سے مت اُٹہا اے نامدار	ورنہ جائے گا یہ سوے سبزہ زار

شرح یعنے حمار طبیعت اور خر نفس امارہ کو بے لگام نچہوڑ اور اُسپر مجاہدہ کی مشقت ڈالنے سے ہاتہ نہ اُٹہا ورنہ وہ سبزہ زار (اپنی بُری خواہشون اور لذائذ دنیوی) کی طرف چلا جائے گا۔ اور پہر سانون کے گدہے کو ہرا ہی ہرا سوجہنے لگے گا۔ یعنے نفس امارہ کا گدہا لذائذ دنیوی مین مبتلا ہو کر سرکش ہو جائے گا۔

	گر یکے دم تو بغفلت واہلیش	او رود فرسنگہا سوے حشیش
ترجمہ	چہوڑ دیگا گر اُسے تو ایک دم	گہاس کی جانب وہ کر جائے گا رم

شرح ہلیدن بمعنے چہوڑنا ہے اور ہلی صیغہ امر اور شین ضمیر مفعول خر کیجانب راجع ہے اور لفظ واتحسین کلام کے لیے زائد ہے اور حشیش گہاس کو کہتے ہین یعنے اگر تو خر نفس کی تنبیہ مین ایک دم بہی غفلت کریگا تو یہ گدہا اپنی بُری خواہشون کے جنگلون کو (جنمین لذائذ دنیوی کی ہری ہری گہاس موجود ہے) کوسون تک طے کر لیگا۔

	دشمن راہ ست خر مست علف	اے بسا خر بندہ را کردہ تلف
ترجمہ	جو گدہا ہوتا ہے سر مست علف	اپنے مالک کو وہ کرتا ہے تلف

شرح یعنے جگدہا گھاس کا عاشق ہے وہ مسافر کے رستے کا دشمن ہے۔ کیونکہ بہت سے مالکان خراسی سبب سے ہلاک ہوے ہین کہ گدہا گھاس کھانے مین اسقدر مصروف رہا کہ منزل پر پہنچنے سے پہلے شام ہوگئی اور رستہ مین قزاقون نے مال واسباب لوٹکر گدہے والے کو مار ڈالا۔ اسیطرح حمار نفس دشمن راہ طریقت اور طالب سبزہ زار خواہشات ہے اگر تو اسکو تنبیہ نہ کریگا۔ اور خواہشات کی جانب سے اسکی گردن موڑکر سیدہے رستہ پر نہ چلائیگا تو یہ ایک دن ضرور تجکو ہلاک کردیگا۔ کیونکہ لذائذ دنیا مین مصروف رہنا آخرت سے غافل کردیتا ہے۔ اور غفلت آخرت موجب ہلاکت ہے

	اگر ندانی رہ ہر آنچہ خر بنجواست		عکس آن را کن کہ ہست آن راہ راست
ترجمہ	اگر نہین معلوم تجکو راہ راست		ہو مخالف نفس کا بے کم و کاست

شرح یعنے اگر تو راہ راست کو نہین جانتا تو ہم ایک کلیہ قاعدہ بتائے دیتے ہین وہ یہ ہے کہ تیرا نفس امارہ جو گدہے کی مانند بری خواہشات کا طالب ہے جس چیز کی طلب کیا کرے اسکے برعکس کیا کر مثلاً نفس زنا کا طالب ہے تو اسکے برعکس کر یا نفس زکات کا مانع ہے تو اسکے برخلاف زکات دے نفس امارہ کے مخالفت اور ہر عکسی سیدہا رستہ ہے جو خدا تک پہنچا دیگا۔ اور اسکی موافقت و فرمان بری گمراہی ہے جو دوزخ مین گرا دیتی ہے۔

	شاوِرُوہُنَّ پس آنکہ خالِفُوْ		انَّ مَنْ لَمْ یَعْصِہِنَّ تَالِفُ
ترجمہ	ہو مخالف نفس وزن کا۔ ناخلف		ورنہ تو ہو جائے گا بالکل تلف

شرح یہ شعر اُس حدیث کا اقتباس ہے جو عورتون کی نسبت وارد ہوی ہے رسولخدا فرماتے ہین شاوِرُوہُنَّ وَ خَالِفُوہُنَّ یعنے عورتون سے مشورہ کرکے اُنکے خلاف کام کیا کرو۔ کیونکہ عورت ناقص العقل والدین ہوتی ہے مولانا قدس سرہ نے اس حدیث کو معنوی طور پر نفسہائے امارہ کی نسبت لیا ہے کیونکہ نفس امارہ بھی عورت کے مانند ہے جسکا شوہر عقل ہے چنانچہ قصۂ اعرابی مین معلوم ہوچکا ہے۔ کیونکہ جو نقصان عقل و دین عورت مین ہے وہی بلکہ اُس سے زیادہ نفس کی اطاعت مین موجود ہے اسلیئے نفس جو کچھ کہے اُسکے خلاف عمل کرنا چاہیئے دوسرے مصرع کے یہ معنے ہین کہ جو شخص نفس امارہ یا عورت تو نکی نافرمانی اور مخالفت نہ کریگا وہ تلف ہونیوالا ہے۔ تالف صیغہ اسم فاعل لفظ تلف سے مشتق ہے بعض نسخون مین اِنَّ مَنْ لَمْ یَعْصِہِنَّ یَأْلَف دیکھا گیا ہے۔ یعنے جو شخص نفس یا عورت کی نافرمانی اور مخالفت نہ کریگا تو اس حال سے خالی نہین کہ اُنکو دوست رکھیگا کیونکہ ارتفاع نقیضین محال ہے اور اُنکی دوستی مین عقل و دین دونونکا نقصان متصور ہے دوسرا مصرع دونو شکلون مین مولانا کا قول ہے۔ اور اسصورت مین یَأْلَفُ اُلفت سے مشتق ہے پہلی صورت مین تالف کا الف فاعلیت کا ہے اور دوسری صورت مین اصلی یعنے ہمزہ کا بدل

	یا ہوا و آرزو کم باش دوست		چون نُضِلُّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اوست
ترجمہ	آرزو کو خواہشون کو تو نہ چاہ		ورنہ ہو جائیگا خود گم کردہ راہ

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ تا آخر فیضلک عن سبیل اللہ یعنے اے داؤد ہمنے تجکو زمین کا بادشاہ بنایا ہے پس لوگون کے فیصلے حق کے ساز کر اور اپنی خواہش کا پیرو نہ بن۔ کیونکہ خواہش کی پیروی تجکو خدا کے رستے سے الگ کر دیگی۔ شعر کا مطلب یہ ہے کہ ایمخاطب جب داؤد علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر کو خواہش کی پیروی سے گمراہ ہو جانے کا خوف دلایا گیا ہے تو خواہش و آرزو کی دوستی اور پیروی سے تیرا کیا حال ہوگا؟ مطلب یہ کہ تجھے تیری بدخواہشین ضرور گمراہ کر دینگے۔

	این ہوا را نشکند اندر جہان		ہیچ چیزے ہمچو سایۂ ہمرہان
ترجمہ	خواہشون کو تیری کرکے زیر دست		ہمرہون کا سایہ دیتا ہے شکست

شرح ہمرہان سے رفیق یعنے مرشدان کامل اور انکے سایہ سے اثر صحبت مراد ہے یعنے بری خواہشون کو توڑ پھوڑ کر جسطرح مرشدان کامل کی صحبت کا اثر دل سے دفع کر سکتا ہے اسطرح کوئی چیز دفع نہین کر سکتی اسلئے کاملون کی صحبت مین بیٹھکر انکی نصیحتون پر عمل کرنا چاہیے چنانچہ آیندہ حدیث سے ظاہر ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے حضرت علیؓ کو اسی مضمون کی وصیت کی ہے جسکی شرح آیندہ آتی ہے۔

وصیت کردن رسول علیہ السلام مر امیر المومنین علیؓ را کہ چون ہر کس بنوع طاعتی تقرب جویند بحق تو تقرب جوے بنصیحت عاقل و بندۂ خاص صاحب سر تا از ایشان پیش قدم باشی

شرح مولانا قدس سرہ نے یہ اس حدیث شریف کا ترجمہ کیا ہے جو خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول اور کتب احادیث مین موجود ہے اور جسکے الفاظ یہ ہین قال النبی علیہ السلام اذا تقرب الناس الی خالقہم بانواع البر فتقرب الی اللہ بانواع العقل والسر تسبقہم بالدرجات والزلفی عند الناس فی الدنیا وعند اللہ فی الآخرۃ یعنے نبی علیہ السلام فرماتے ہین کہ اے علیؓ جسوقت لوگ طرح طرح کی طاعتون اور نیکیون کے وسیلہ سے خدا کا قرب ڈھونڈین تو عقل اور سر معرفت کے ذریعہ سے خدا کا قرب تلاش کر اسوقت تو دنیا مین لوگون کے نزدیک اور آخرت مین خدا کے نزدیک قرب اور بلندی مراتب مین تمام لوگون سے آگے بڑھ جائیگا بعض نسخون مین یہ حدیث بھی عنوان یعنے شرح مین داخل ہے انواع عقل و ہنر سے انواع معارف عقلیہ و قلبیہ مراد ہین۔ مگر چونکہ یہ معارف بلا واسطہ مرشد کامل حاصل نہین ہو سکتے اسلئے مولانا قدس سرہ نے لفظ عقل و ہنر سے جو اس حدیث مین وارد ہے مرشد عاقل اور شیخ صاحب سر مراد لیا ہے زلفی عربی لفظ ہے بمعنے قرب و نزدیکی۔

	گفت پیغمبر علی را کاے علی		شیر حقے پہلوانے پر دلی
ترجمہ	مرتضے سے مصطفے نے یہ کہا		پہلوان ہے اور تو شیر خدا

	لیک بر شیرے مکن ہم اعتمید		اندر آور سایۂ نخل اُمید
ترجمہ	اپنی شیری پر نہ کرنا اعتماد		ڈھونڈلے تو سایۂ نخل مراد

شرح یہ دو شعر قطعہ بند اور خلاصۂ مضمون وصیت نبی علیہ السلام ہین اور پہلوان بمعنے بہادر ہے یعنے اے علیؓ تو شیر اسلیئے ہے کہ اپنی ذات کو شکار معرفت مین مصروف رکھتا ہے اور بہادر اسلیئے کہ تو نے خواہشات نفس کو شکست دی ہے اور پُر دل اسلیئے کہ تو نے اپنے دلمین ایقان اور عرفان کو بھر رکھا ہے لیکن تو باینہمہ اس اپنے شکار معرفت پر اعتماد نکر اور کسی نخل اُمید کے سایہ مین آ یعنے مرشد کامل کی صحبت مین بیٹھ اس وصیت سے تعلیم مقصود ہے ورنہ حضرت علیؓ کا مرتبہ جلیل القدر صحابی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کے باعث مرتبۂ قطبیت سے بدرجہا برتر ہے اسلیئے آپ کو کسی مرشد کامل کی صحبت مین بیٹھنے کی ہرگز ضرورت نہ تھی ہان یہ بات ہوسکتی ہے کہ آپ نے نخل اُمید سے اپنی ذات مبارک مراد رکھی ہو۔ دوسرے شعر مین لفظ اعتمید امالۂ اعتماد ہے بمعنے بھروسا و تکیہ۔ یعنے اے علی اپنی بہادری پر بھروسا نکرنا چاہیئے۔ بلکہ مرشد کامل کے سایہ مین آنا فرض ہے

	ہر کسے کر طاعتے بیش آورند		بہر قرب حضرت بیچون وچند
ترجمہ	لوگ جو دنیا مین طاعت کرتے ہین		بہر قرب خاص حضرت کرتے ہین
	تو تقرب جو بعقل و سر خویش		نے چو ایشان بر کمال و بر خویش
ترجمہ	تو تقرب اُسکا عقل و سر سے ڈھونڈ		کون کہتا ہے کمال و بر سے ڈھونڈ

شرح یہ دو شعر بھی قطعہ بند ہین اور دوسرے شعر مین ضمیر ایشان لفظ ہر کسے کی جانب راجع ہے اور یا اعتبار معنی جمع ہے مطلب یہ ہے کہ اے علیؓ جبکہ عام لوگ طاعت کو قرب الٰہی کا وسیلہ بنا بین اور عبادت سے اُسکا تقرب ڈھونڈھ تو کسی صاحب عقل واقف اسرار سے اُس خدائے بیچون وچند کے قرب کا طالب ہو اور لوگونکی طرح اپنے کمال طاعت اور نیکیون پر اعتماد نہ کر۔ بلکہ ہر حالت مین اللہ تعالے کے لطف و کرم پر اعتماد چاہیئے۔

	یا علی از جملۂ طاعات راہ		بر گزین تو سایۂ خاص الٰہ
ترجمہ	اے علی اچھے ہین گو طاعات راہ		سب سے اچھا ہے مگر ظل الٰہ

شرح پیغمبر فرماتے ہین کہ اے علیؓ اُن تمام طاعتون مین سے جو خدا کے رستہ مین کام آتی ہین تو خاص خدا کے سایہ یعنے خلیفۂ الٰہی اور مرشد کامل کی صحبت کو اختیار کر لے۔ تاکہ نجات ابدی حاصل ہو۔ کیونکہ سایۂ الٰہی یعنے مرشد کامل نجات ابدی کا سیدھا رستہ بتاتا ہے اور مرتبۂ وصال تک پہنچا دیتا ہے۔

	ہر کسے در طاعتے بگریختند		خویشتن را مخلصے انگیختند
ترجمہ	ہر کسی نے طاعت اللہ کی		اور چاہی اس سے اپنی مخلصی

	تو برو در سایۂ عاقل گریز		تا رہی زان دشمن پنہان ستیز
ترجمہ	سایۂ عاقل مین آ اے خوش صفات		جنگجو دشمن سے تا پائے نجات

شرح یہ دو نو شعر ہی قطعہ بند ہین۔ دوسرے شعر مین رہی رہیدن سے مشتق ہے بمعنے نجات پانا۔ اور دشمن پنہان ستیز (چھپکر لڑنے والے دشمن) سے نفس امارہ اور وسوسۂ شیطانی مراد ہے۔ یعنے اے علی ہر شخص وسیلۂ طاعت سے اپنے لیے مخلص یعنے نجات کا طالب ہے اور عبادت الٰہی کی طرف گریز کرکے اپنے لیے رہائی کی بنیاد اٹھاتا ہے لیکن تو کسی عاقل (مرشد کامل) کے سایہ مین پناہ لے تاکہ تجکو نفس و شیطان سے رہائی ملے۔

	از ہمہ طاعات اینت لایق ست		سبق یابی بر ہر آنکو سابق ست
ترجمہ	چاہیئے یہ بات ہہ طاعت سبھی		تاکہ حاصل سب یہ ہو سبقت تجھے

شرح یعنے اے علی کسی مرشد کامل کے سایہ مین آجانا تمام طاعتون سے بہتر ہے اس طاعت کے باعث تو اُن تمام لوگون سے آگے بڑہ جائے گا جو اسوقت نیکیون مین تجھ سے آگے بڑہے ہوے ہین۔ اور والسابقون السابقون اولئک المقربون کے زمرہ مین داخل ہو جائیگا۔ یعنے سب سے اگے بڑہکر مقرب الٰہی بنجائیگا۔

	چون گرفتی پیر ہین تسلیم شو		ہمچو موسے زیر حکم خضر رو
ترجمہ	کر لیا جب پیر مجھنا اُسکا مان		دیکھہ حال خضر و موسے پیر جان

شرح یعنے اے علی جب تو نے کسی کو اپنا مرشد بنا لیا تو اُسکے آگے سراپا تسلیم و رضا بنجا یعنے اُسکا ارشاد کو دل و جان سے قبول کر اور اُسکے حکم پر اسطرح چل جسطرح حضرت موسے جناب خضر کے حکم پر چلے تھے۔

	اندر آ در سایۂ آن عاقلے		کش نتاند برد از رہ ناقلے
ترجمہ	چاہیئے ہے سایۂ عاقل تجھے		نقل کر سکتا نہین ناقل جسے

شرح یعنے اے علی اُس عاقل یعنے مرشد کامل کے سایہ مین آجا جسکو راہ حق سے کوئی پھیرنے والا ہرگز نہین پھیر سکتا۔ کیونکہ خدا کی راہ مین اُسکا قدم پہاڑ کی طرح گڑا ہوا ہے۔ اہل ہوے یا نفس و شیطان اُسکو لغزش نہین دے سکتے نکتہ لفظ عاقل سے صاف ظاہر ہے کہ حدیث مذکورہ مین لفظ عقل سے مرشد عاقل ہی مراد ہے اور مرشد عاقل رسولخدا ہین جو حضرت علیؓ اور تمام اُمت کے لیئے رہبر کامل ہین۔

	بس تقرب جوید او سوے الٰہ		سر نپیچد از طاعت او ہیچگاہ
ترجمہ	ڈہونڈتا رہتا ہے وہ قرب خدا		اُسکی طاعت سے نہو اکدم جدا

شرح یعنے اے علیؓ مرشد کامل ہر وقت خدا ہی کا تقرب ڈہونڈتا رہتا ہے تو اُسکی طاعت سے کسوقت روگردانی نکر اور اُسکی خدا ہی سے مشغولی پر نہیں بلکہ اُسکی صحبت کو غنیمت اور فضل خداوندی سمجھ۔

	زانکہ او ہر خار را گلشن کند		دیدۂ ہر کور را روشن کند
ترجمہ	خار کو گلشن کیا کرتا ہے وہ		آنکھہ کو روشن کیا کرتا ہے وہ

شرح یعنے مرشد کامل خار (شخص محجوب) کو گلشن اسرار اور اندھے (ناواقف راہ عرفان) کی آنکھون کو نور ہدایت سے روشن کر دیتا ہے۔ اور جو لوگ مرشد کامل سے الگ رہتے ہین وہ اندھے اور گمراہ ہین۔

	ظل او اندر زمین چون کوہ قاف		روح او سیمرغ بس عالی طواف
ترجمہ	اُسکا سایہ ہے زمین پر کوہ قاف		روح ہے سیمرغ بس عالی طواف

شرح کوہ قاف سے عالم اجسام اور سیمرغ سے حقیقت انسانی مراد ہے۔ یعنے مرشد کامل کا وجود ظاہری دنیا مین دیگر عالم اجسام کی مانند ہے یعنے بظاہر کامل وغیر کامل مین کچھہ فرق نہین معلوم ہوتا۔ مگر کامل کی روح سیمرغ یعنے محض حقیقت انسانی ہے جسکی پرواز نہایت بلند یعنے لامکان تک ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ مرشد کامل کا سایۂ اثر صحبت کوہ قاف کے مانند ہے جو لغزش ہی نہین کرتا اور اسکی روح ایک بلند بروز سیمرغ ہے جو ہمیشہ قضائے قرب باری مین اُڑتی رہتی ہے۔ اسلیئے ایسے کامل کی صحبت تجھے بہت جلد کامل اور مقرب الٰہی بنا دیگی۔

	دستگیر و بندۂ خاص اُلٰہ		طالبان را مے برد تا پیشگاہ
ترجمہ	خاص بندہ ہے وہ سب کا دستگیر		ہے وہ موصل تا بدرگاہِ قدیر

شرح یعنے مرشد کامل خدا کا خاص بندہ اور مریدون کا دستگیر ہے جو طالبون کو پیشگاہ قرب الٰہی تک پہنچا دیتا ہے

	گر بگویم تا قیامت نعت او		ہیچ آرَد غایت و مقطع بجو
ترجمہ	تا قیامت مدح گر اُسکی کرون		انتہا اسکی نہین کیا لکھہ سکون

شرح مولانا فرماتے ہین کہ اگر مین قیامت تک مرشد کامل کی مدح کیے جاؤن تو بھی اسکی انتہا اور مقطع یعنے اختتام نہین ہو سکتا۔ مقطع اُس شعر کو کہتے ہین جسمین شاعر اپنا تخلص ظاہر کرکے غزل وغیرہ کو تمام کر دیتا ہے۔

	آفتاب روح نے آن فلک		کہ ز نورش زندہ اند انس و ملک
ترجمہ	وہ نہین ہے شکل خورشید فلک		بلکہ اُس سے زندہ ہین انس و ملک

شرح آن فلک بمعنے مملوک فلک ہے یعنے مرشد کامل آفتاب روح ہے آفتاب فلک نہین ہے جسکے نور کے فائدے محدود ہین۔ بلکہ ایسا آفتاب ہے جسکے نور سے انس و ملک سب زندہ ہین اور یہ ظاہر بات ہے کہ اگر مرشد کامل یعنے حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کا نور جو عین حقیقت انسانی ہے ازل مین سب سے پہلے پیدا نہوتا تو انسان اور فرشتے وغیرہ ہرگز پیدا نہ کیے جاتے اور جب آفرینش عالم ہی نہوتی تو زندگی کہان سے آتی اس لحاظ سے لولاک لما خلقت الافلاک گو حدیث نہین ہے مگر باعتبار معنے صحیح ہے۔

	در بشر روپوش گشت ست آفتاب	فہم کن واللہ اعلم بالصواب	
ترجمہ	ہے یہ پردے مین بشر کے آفتاب	غور کر واللہ اعلم بالصواب	

شرح یعنے ایخاطب مرشد کامل کی مدح مین صرف یہ ایک ہی نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ وجود بشری مین آفتاب چھپا ہوا ہے آفتاب سے مراد آفتاب حقیقت ذات ہے جو حقیقت محمدیؐ اور انسان کامل کے وجود ظاہری مین مع اسماو صفات متجلی ہے اور اس وجود ظاہری کو عوام کے برداشت کے لیے پردہ بنا لیا ہے کیونکہ تجلی خاص کے برداشت انبیاء کو بھی نہین ہوتی مصرع آخر مین لفظ واللہ اعلم بالصواب وقت مقام کی طرف اشارہ کر رہا ہے کیونکہ نکتہ توحید مین باعتبار معنے اتحاد بلا اتصال وبلا افتراق وبلا حلول شرط ہے اور یہ بات سمجھانے سے بھی سمجھ مین نہین آسکتی۔ اسلیئے طالب کو طلب الحق والصواب یعنے اللہ تعالے سے فہم کی توفیق مانگنی چاہیئے اس وقت سے بچنے کے لیئے سب سے صاف معنے یہ ہین کہ آفتاب سے وہی آفتاب روح مراد ہے جسکا ذکر گزشتہ شعر مین ہو چکا ہے۔ یعنے ایخاطب مرشد کامل کو اپنی ذات پر قیاس کر کہ گو وہ وجود ظاہری مین تیرے ہی مانند ہے مگر ذکر الٰہی کے باعث اُسکی روح آفتاب کی طرح روشن ہو گئی ہے اور تیری روح کثافت جسمانی کے باعث اُسکو تو انگیخت ہے

	صبر کن بر کار خضر بے نفاق	تا نگوید خضر رو ہذا فراق	
ترجمہ	خضر کے ہر کام پہ تو صبر کر	اور فراق خضر سے ہر وقت ڈر	

شرح یعنے ایخاطب تجھے خضر بے نفاق (صاف دل مرشد کامل) جس چیز کا حکم دے اُسے فوراً بجا لا اور اُسکے احکام کی بجا آوری پر صبر کر ورنہ مرشد ہذا فراق بینی وبینک کہکر تجھے اپنی صحبت سے دور کر دیگا جیسا کہ خضرؑ نے حضرت موسےٰؑ کو اپنی مصاحبت سے جدا کر دیا تھا فائدہ حضرت موسےٰؑ کا تعلیم کے لیئے خضرؑ کے پاس جانا اور خضر کی تعلیمات کو اجنبی سمجھکر اُنکے ارشادات پر صبر نہ کرنا اور پھر خضرؑ کا اُنکو اپنے پاس سے جدا کر دینا مفصل طور پر حصۂ اول مین بیان ہو چکا ہے وہان دیکھہ لینا چاہیئے نکتہ یہ یاد رہے کہ باوجود طالب ہونے کے خضرؑ پر حضرت موسےٰؑ کا اعتراض اُنکے منصب رسالت کے لحاظ سے تھا کیونکہ موسےٰؑ صاحب شریعت وکتاب تھے اُنکی تقلید سے ہر طالب کا یہ منصب نہین ہے کہ مرشد کامل پر اعتراض کر سکے۔ ورنہ راہ معرفت سے دور رہ جائے گا۔

	گرچہ کشتی بشکند تو دم مزن	گرچہ طفلی را کشد تو مو مکن	
ترجمہ	توڑ دے کشتی کو گر تو کچھ نہ کہہ	مار دے بچہ کو تو خاموش رہ	

شرح یعنے اگر خضر وقت کشتی توڑ دے تو دم نمار اور اگر کسی بچہ کو مار ڈالے تو ماتم کی حالت مین اپنے بال

نہ اُکہاڑ۔ یعنے اگر خضر وقت (مرشد کامل) کوئی ایسا فعل کرے جو ظاہر طور پر تیرے نزدیک خلاف شرع ہو تو اُسپر اعتراض نہ کر نکتہ باطنی طور پر کشتی توڑنے سے کشتی وجود اور تعین شخصی کو فنا کر دینا اور لڑکے کو قتل کرنے سے طفل طبیعت حیوانی کو مار ڈالنا مراد ہے۔ اگر مرشد کامل تیری کشتی وجود کو توڑ دے یا طبیعت حیوانی کو مار ڈالے تو ہرگز اعتراض نکر اسکا سبب آیندہ شعر مین مذکور ہے۔ مَکَن۔ بفتح الکاف کندیدن سے مشتق ہے بمعنے اُکہاڑنا نوچ پہینکنا کہسوٹ ڈالنا۔

	دست او را حق چو دست خویش خواند	تا یدُ اللہ فوق اَیدیہم براند
ترجمہ	ہاتہ اُسکا۔ ہاتہ ہے حق کا ضرور	فوق اَیدیہم سمجہ اے پُر شعور

شرح مُومَکَن اور دم مزن کی علت ہے۔ یعنے چونکہ اللہ تعالےٰ نے عاقل اور عارف اکمل کے ہاتہ کو اپنا ہاتہ کہا ہے اور یداللہ فوق اَیدیہم فرمایا ہے اسلیئے جو فعل اُسکے ہاتہ سے صادر ہوگا وہ گویا فعل الٰہی ہے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ۔ یعنے اے محمدؐ جو لوگ تجہسے بیعت کرتے ہین وہ تجہسے نہین بلکہ خدا سے بیعت کرتے ہین۔ خدا کا ہاتہ اُن بیعت کرنے والون کے ہاتہ کے اوپر ہے۔ اور چونکہ بیعت کرتے وقت مرشد کا ہاتہ مرید کے ہاتہ کے اوپر ہوا کرتا ہے اسلیئے وہ اوپر والا ہاتہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتہ تہا جسکو اللہ تعالےٰ نے اپنا ہاتہ فرمایا ہے۔ یہ آیت بیعت الرضوان کی بابت ہے جو حدیبیہ مین واقع ہوی تہی اور رسولخداؐ نے ایک درخت کے نیچے بیٹہکر صحابہؓ سے بیعت لی تہی۔ اور چونکہ سلسلۂ بیعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جاری ہوا ہے اسلیئے ہر مرشد کامل کا ہاتہ کو اگر یداللہ کہا جائے تو کچہ مضائقہ نہین ہے۔

	دست حق میراندش زندہ اش کند	زندہ چہ بود جان پایندہ اش کند
ترجمہ	مارتا ہے زندہ کرتا ہے وہ ہات	زندہ کیا پایندہ کرتا ہے وہ ہات

شرح ضمیر تین تینون جگہ طفل کی طرف راجع ہے مطلب یہ کہ جب خضر کا ہاتہ دست الٰہی تہا۔ تو لڑکے کا قتل باعث اعتراض نہین ہو سکتا۔ کیونکہ اُنہون نے قتل کرکے گویا اُسکو زندہ کر دیا۔ یعنے قتل اُسکے لیئے نافع ہوا کیونکہ لڑکا طغیان اور کفر کے گناہ سے جسمین آیندہ اپنے مان باپ کو پہنسا دیتا بچا رہا۔ بلکہ اُسکو حیات ابدی ملگئی اور یہ جو کچہ کیا خضر نے اپنے ہات سے نہین کیا بلکہ دست حق نے کیا ہے۔ خضر کا قصہ پہلے مفصل گزر چکا ہے اسیطرح خضر وقت نے اگر طفل طبیعت اور نفس امارۂ طالب کو مار ڈالا۔ تو یہ سمجہ کہ اُسکو نئی زندگی۔ اور فقط زندگی کیا۔ بلکہ حیات ابدی عنایت فرمائی۔ کیونکہ وہ نفس کشی سے مرتبۂ بقا مین پہنچگیا اور نیست ہوکر باوجود موہوم سے نجات پاکر ہمیشہ کے لیئے زندہ ہوگیا۔

یار باید راہ را تنہا مرو		از سر خود اندرین صحرا مرو	
ترجمہ دیکھہ اس رستے مین تو تنہا نجا		اور اکیلا جانب صحرا نجا	

شرح یعنے خدا کے رستے مین بلا وسیلۂ مرشد کامل تنہا ہرگز نجا۔ ورنہ اسکو خوف صحرا مین ضرور ہلاک ہو جائیگا

ہر کہ تنہا نادر این رہ را برید		ہم بعون ہمت مردان رسید	
ترجمہ جو گیا اس رہ مین تنہا مرد دین		ہمت مردان سے پہنچا ہے وہین	

شرح یعنے ہم یہ کہہ چکے ہین کہ کوئی شخص بلا وسیلۂ مرشد کامل راہ عرفان مین قدم ہی نہین رکھہ سکتا لیکن اگر اسکے خلاف بطور شاذ و نادر کسیے تن تنہا بلا وسیلۂ مرشد اس رستہ کو طے کر لیا اور مرتبۂ وصال تک پہنچگیا تو یقین کر لینا چاہیئے کہ یہ شخص بہی مردان راہ خدا (مرشدان کامل) ہی کی دعا سے اس مرتبہ پر جا پہنچا ہے کیونکہ قطب زمان اور مرشد کامل کی دعا غائبون کے حق مین بہی مقبول ہو جاتے ہین مگر اتنا ضرور ہے کہ وہ شخص سنت و شریعت کا پابند اور اپنے نفس کو ذلیل سمجھنے والا ہو۔ اور ریاضت و عبادت سے اسکا مقصود ظہور کشف و کرامت نہو مطلب یہ کہ بلا اتباع رسول مقبول حضرت محمد مصطفے علیہ الصلوٰۃ کوئی شخص منزل مقصود پر نہین پہنچ سکتا۔ حضرت سعدی نے سچ کہا ہے ؎ خلاف پیمبر کسے رہ گزید ۔ کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

لطیفہ بعض عارفین نے رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ سے عالم خواب مین یہ سوال کیا کہ مَا تَقُوْلُ فِیْ ابْنِ سِیْنَا یعنے اے سرور کائنات آپ حکیم ابن سینا کے حق مین کیا فرماتے ہین۔ کیا وہ مرکر دوزخی ہوا یا جنتی؟ آپنے جواب مین ارشاد فرمایا شَاءَ اَنْ یَّصِلَ الْحَقَّ مِنْ غَیْرِ وَسِیْلَتِیْ فَاَخَذْتُ بِیَدِیْ فَسَقَطَ فِی النَّارِ۔ یعنے ابن سینا میرے وسیلہ بغیر خدا تک پہنچنا چاہتا تہا اسلیئے مینے اپنے دونو ہاتون سے اسکو حجاب وصال الہی طرف دہکیل دیا اور وہ دوزخ مین جا پڑا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بلا اطاعت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ نجات ناممکن ہے

دست پیر از غائبان کوتاہ نیست		دست او جز قبضۂ اللہ نیست	
ترجمہ غائبون سے کب الگ ہے دست پیر		ہاتہہ ہے یہ قبضۂ رب قدیر	

شرح یہ پہلے شعر کی دلیل ہے یعنے مرشد کامل کی دعا سے بعض غائب اشخاص بہی مرتبۂ وصال تک پہنچ جاتے ہین کیونکہ مرشد کا ہاتہ غائبون سے کوتاہ نہین ہوتا بلکہ وہ حاضر و غائب سب پر تصرف رکہتا ہے۔ اور اسکا ہاتہہ گویا خدا کا ہاتہہ ہے۔ یعنے وہ خدا کے حکم سے مخلوق پر متصرف رہتا ہے۔

غائبان را چون چنین خلعت دہند		حاضران از غائبان بہتر شدند	
ترجمہ غائبون کو جب وہ خلعت دیتے ہین		بس تو حاضر غائبون سے اچھے ہین	

شرح یعنے جبکہ مرشدان کامل اپنی دعا سے غائبون کو یہ خلعت و انعام (مرتبۂ وصال) عنایت فرما دیتے ہین

تو وہ لوگ جو حاضر اور حلقۂ مریدان خاص مین داخل ہین۔ صرف غائبون سے بہتر رہتے ہین اور انکو اعلے درجہ کی دولت معنوی ملجاتی ہے جاگتے اور سوتے حاضر اور غائب مین بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔

	غائبان را چون نوالہ مے دہند		پیش مہمان تا چہ نعمتہا نہند
ترجمہ	غائبون کو دیتے ہین وہ دولتین		حاضرون کو بخشتے ہین نعمتین

شرح یعنے جب مرشدان کامل غائبون کو نوالہ (تھوڑی بہت دعائے خیر) دیدیتے ہین تو اپنے مہمان (حاضر اور مرید خاص) کے آگے کیا کچھ باطنی نعمتین رکھدیتے ہونگے مطلب یہ کہ حاضر و غائب مین بہت بڑا فرق ہے ایخاطب تو حضوری کی کوشش کر مرشد کامل کی صحبت سے غائب رہنا باعث محرومی ہے۔

	کو کسے کہ پیش شہ بند دکمر		تا کسے کہ ہست بیرون سعودر
ترجمہ	ایک وہ حاضر ہے جو پیش شاہ		ایک وہ بیرون در ہو جو بتاہ

شرح لفظ کو بمعنے کجا ہے۔ یعنے کہان وہ شخص جو بادشاہ کی خدمت کے لیئے ہر وقت کمر بستہ اور نگاہ رو برو رہتا ہو اور کہان وہ جو دروازہ کے باہر کھڑا ہے وہ حاضر ہے اور یہ غائب اسمین اسمین فرق عظیم ہے بسا اوقات دولت حاضر ہی کو ملتی ہے۔ اور غائب محروم رہجاتا ہے۔

	فرق بسیارست نادر حساب		آن ز اہل کشف واین ز اہل حجاب
ترجمہ	اسمین اور اسمین ہے فرق بے حساب		وہ ہے اہل کشف یہ اہل حجاب

شرح یعنے حاضر و غائب مین اسقدر فرق ہے کہ اندازہ مین نہین آسکتا۔ منجملہ اور باتون کے ایک فرق عظیم یہ ہے کہ حاضر اہل کشف مین سے اور غائب اہل حجاب مین سے ہے جو نعمت باطنی حاضر کو ملجاتی ہے وہ غائب کے خواب مین بھی نہین آتی۔ یہ اُسی گزشتہ مضمون کی تاکید ہے کہ مرشد کی صحبت سے جُدا رہنا نچاہیئے۔

	جہد میکن تا رہے یابی درون		ورنہ مانی حلقہ وار از در برون
ترجمہ	کوشش کر تا حضوری ہو نصیب		ورنہ باہر رہگیا تو اے حبیب

شرح یعنے اے مخاطب حسب ارشاد مرشد ریاضت و عبادت کرتا رہ تاکہ تجھے اندر (بارگاہ حضور خداوندی) مین جانے کی راہ ملجائے ورنہ حلقۂ در کے مانند باہر کا باہر ہی رہجائیگا۔

	چون گزیدی پیر نازک دل مباش		سست و ریزندہ چون آب و گل مباش
ترجمہ	کر لیا جب پیر نازک دل نہ بن		سست و بیجیں مثل آب و گل نہ بن

شرح یعنے جب تو نے کسی مرشد کامل کو اختیار کر لیا تو نازک دل اور مرزا پھوپا (غیر متحمل ریاضات و مجاہدات) نہ بن اور پانی یا مٹی کی طرح سست اور ریزندہ (گرنے والا۔ ڈھیلے پڑ دینے ضعیف و ناطاقت) نہو بلکہ احکام

بجالانے کے لیئے ہر وقت مستعد اور چاق چوبند رہنا چاہیئے۔

	وز بہر زخمے تو پُر کینہ شوی	پس کجا بے صیقل آئینہ شوی	
ترجمہ	زخم کھا کھا کر جو پُر کینہ ہوا	اسکا سینہ خاک آئینہ ہوا	

شرح یعنے اگر تو ریاضت و مجاہدہ یا ارشاد مرشد کے بجالانے کی تکلیف سے گھبرا کر پُر کینہ یعنے مرشد یا عبادت سے ملول ہو جائیگا تو آئینہ دل ہرگز صاف نہوگا۔ کیونکہ جسطرح آئینہ بلا صیقل صاف نہین ہوتا اسطرح آئینہ دل بغیر تکلیف اُٹھائے صاف نہین ہو سکتا۔ تکلیف و ریاضت گویا آئینہ دل کی صیقل ہے۔ جو شخص تکلیف نہین اُٹھا سکتا۔ وہ ہرگز کسی رتبہ کو نہین پہنچتا۔ چنانچہ آیندہ قزوینی کی حکایت اسی کے متعلق ہے۔

حکایت کبودی زدن قزوینے بر شانہ گاہ خود صورت شیر۔ ویشمان شدن او بسبب خم سوزن

ترجمہ ایک قزوینی کے اپنے شانہ پر شیر کی صورت بنوا کر اسمین نیل بھروانے اور سوئی کے زخم سے پشیمان ہونے کی حکایت

	این حکایت بشنو از اصحاب بیان	در طریق و عادت قزوینیان	
ترجمہ	سنے سن لے کہتے ہین اہل بیان	یعنے ہے یہ عادت قزوینیان	

شرح یعنے قزوین کے رہنے والون کی عادت و رسم کے مطابق صاحب بیان (بعض مورخین) نے مندرجۂ ذیل حکایت لکھی ہے اسلیئے خطاب اس قصہ کو سنکر معنوی حصہ حاصل کر۔ قزوین عراق عجم مین ایران کے ایک شہر کا نام ہے

	بر تن و دست و کتفہا بے درنگ	مے زنند از صورت شیر و پلنگ	
ترجمہ	جسم دست و شانہ پر سب بے درنگ	گودتے ہین صورت شیر و پلنگ	

شرح یعنے قزوینیون کی یہ عادت ہے کہ عموماً اپنے بدن اور خصوصاً ہاتون پانون پر جیتے اور شیر وغیرہ کی صورت سوئی سے گدوا کر اسمین نیل بھروا لیتے ہین یہ رسم اُنکے نزدیک نہایت ضروری اور سامان زیبائش بدن مین داخل ہے

	بر چنان صورت بیایے بے گزند	از سر سوزن کبود بہا زنند	
ترجمہ	اور اُس صورت مین بے نخبت و دلیل	گود کر سوزن سے بھروا لیتے ہین نیل	

شرح یعنے قزوینی لوگ پہلے تو بے دھڑک اور بلا خیال نقصان بدن پر شیر وغیرہ کی صورت گدواتی ہین اور پھر سوئی کے سر سے اُسمین نیل بھروا لیتے ہین۔ کبودی زدن بمعنے نیلگون نشان کرنا ہے چنانچہ ہندوستان کے اکثر قصبات مین ذلیل قومین۔ خاصکر عورتین اب بھی اپنی بدن پر کسی جانور کی صورت بنا لیتے ہین اور سوئی سے گود کر اُسمین تیل بھر دیتی ہین۔ پھر یہ صورت کبھی نہین مٹتی صحیح حدیث شریف موجود ہے لعنۃ اللہ علے الواشمۃ والمتوشمۃ۔ یعنے گودنے والی اور گدوانے والی دونو پر خدا کی لعنت ہے کیونکہ اسمین تصویر بنانیکا گناہ الگ ہوتا ہے اور بے فائدہ تکلیف اُٹھانے کا الگ۔

	سوئے دلاکے بشد قزوینیے		کہ کبودم زن بکن شیرینیے
ترجمہ	ایک قزوینی نے اک دلاک سے		یہ کہا۔ بھر نیل۔ اُجرت مجھ سے لے

شرح دلاک اُس شخص کو کہتے ہین جو حمام مین نہانے والون کے بدن ملتا ہے لیکن یہان مجازًا وہ شخص مراد ہے جو سوئی سے گود کر بدن پر جانورون کی صورت بنا دے یعنے ایک قزوینی نے دلاک سے یہ کہا کہ میرے بدن پر نیلگون نشان بنا دے اور ایسا نقش نقش کر جو شیرین یعنے خوبصورت اور مرغوب ہو لفظ شیرین کا موصوف یعنے لفظ نقش محذوف ہے بعض نسخون مین ستان شیرینیے ہے یعنے میرے بدن پر نیلگون نشان بنا دے اور مجھسے اسکی اُجرت بطور شیرینی لے لے۔ یعنے مین تجھے پوری اُجرت نہین دیسکتا یہ کلمہ تواضع ہے۔

	گفت چہ صورت زنم اے پہلوان		گفت بر زن صورت شیر ژیان
ترجمہ	بولا کیا صورت بنے اے پہلوان		یہ کہا اُسنے کہ ہو شیر زیان

شرح یعنے گودنے والے نے قزوینی سے یہ پوچھا کہ اے پہلوان تیرے بدن پر کونسے جانور کی تصویر نقش کرون۔ اُسنے جواب دیا کہ غضبناک شیر کی صورت بنا کر اُسمین نیل بھر دے۔

	طالعم شیرست نقش شیر زن		جہد کن رنگ کبودی سیر زن
ترجمہ	میرا طالع شیر ہے ہو نقش شیر		اور ہو وہ شیر نیلاہٹ سے سیر

شرح قزوینی کہتا ہے کہ مین شیر کی تصویر بنوانے کو اسلیے پسند کرتا ہون کہ جب مین پیدا ہوا تھا تو میرا ستارہ برج اسد مین تھا یعنے مین باعتبار خلقت بہادر شخص ہون اور مجکو فطرتًا شیر سے مناسبت ہے اسلیے تو شیر ہی کی تصویر بنا اور اُسمین نیل سیٹ بھر کر ڈال تاکہ بدن پر نیلا رنگ نہایت تیزی کے ساتھ چمکے۔

	گفت بر چہ موضعت صورت زنم		گفت بر شانہ کہم زن آن رقم
ترجمہ	بولا وہ صورت بناؤن کس جگہ		بولا یہ شانہ پہ اے رشک مہ

شرح یعنے گودنے والے نے پھر یہ پوچھا کہ شیر کی تصویر کو تیرے بدن پر کونسی جگہ نقش کرون قزوینی نے کہا کہ اُس رقم (یعنے صورت) کو میرے شانہ (گندھے) پر لکھدے تاکہ مین اُسے قوت بازو سمجھون

	تا شود پشتم قوی در رزم و بزم		باچنین شیر ژیان در عزم و جزم
ترجمہ	تاکہ ہو قوت فزا اے رزم و بزم		تاکہ ہو مضبوط اس سے عزم و جزم

شرح یعنے تصویر شیر کی تخصیص ایک تو بوجہ مذکورۂ بالا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ کیا عجب اس ظاہری شیر کو دیکھکر لوگ مجھے زبردست پہلوان اور نہایت دلیر سمجھین اور ہر رزم و بزم (انجمنون اور معرکون) مین میری عزت ہو اور جسطرح شیر اپنے ارادہ سے باز نہین رہتا۔ اسیطرح مین بھی بزم و رزم مین اپنے ارادہ سے نہ پھرون

عزم متعلق ارادے اور جزم اس ارادے کو کہتے ہین جس سے آدمی باز نہ رہے۔

	چونکہ او سوزن فرو بردن گرفت		در دو اندر شانہ گہ مسکن گرفت
ترجمہ	جسم مین اُسنے چبھوئی جب سوئی		سخت تر تکلیف شانہ مین ہوی

شرح چونکہ قزوینی اپنے آپ کو پہلوان اور دلیر کہہ چکا ہے اور بدن کو گھر گودکر اسمین تیز نیل بھرنے کی تاکید کر چکا ہے اسلیئے گودنے والے نے بیرحمی سے سوئیان چبھونی شروع کین جس سے اُسکے شانہ مین سخت درد اور تکلیف ہونے لگی۔ کیونکہ بدن کو تکلیف پہنچانے کے لیئے سوئی بہی کچہ کم نہین ہوتی۔

	پہلوان در نالہ آمد کاے سنی		مر مرا کشتی چہ صورت مے زنی
ترجمہ	کرکے نالہ پہلوان کہنے لگا		مار ڈالا کیا بناتا ہے تو

شرح یعنے سخت تکلیف کے باعث جو گودنے کے سبب پہنچتی تہی قزوینی پہلوان نے نالہ کرکے یہ کہا کہ اے سنی (مرد عالی مرتبہ اور استاد بزرگ) یعنے اے گودنے والے تونے تو مجھے جان سے مار ڈالا یہ تو کون سے جانور کی صورت بنا رہا ہے کہ جسکا نقش خود بیجان ہوکر مجھے اسقدر تکلیف پہنچا رہا ہے سنی بمعنے عالی و بزرگ آیا ہے

	گفت آخر شیر فرمودی مرا		گفت از چہ عضو کردی ابتدا
ترجمہ	بولا وہ تہا حکم تیرا شیر کا		بولا یہ کس عضو سے ہے ابتدا

شرح یعنے گودنے والے نے کہا کہ مینے اُسی شیر کی تصویر بنانی شروع کی ہے جسکا آپنے حکم دیا تہا۔ قزوینی بولا یہ تو بتا کہ پہلے تو نے شیر کا کونسا عضو بنانا شروع کیا ہے۔ یعنے ابتدا کونسے عضو سے کی ہے۔

	گفت از دُمگاہ آغاز دہ ام		گفت دُم بگذار اے دو دیدہ ام
ترجمہ	بولا وہ دُم سے ہوی ہے ابتدا		بولا یہ دم چہوڑ دے اے جانفزا

شرح یعنے گودنے والا بولا کہ مینے شیر کی تصویر کو دُم نکلنے کی جگہ سے بنانا شروع کیا ہے قزوینی نے جواب دیا کہ اے پیارے گودنے والے میری دونو آنکھون کے نور دُم کو چہوڑ کر کسی اور عضو کو بنانا شروع کر کیونکہ مجھے زخم سوزن نہایت تکلیف پہنچاتے ہین دم کو چہوڑ کر کسی اور عضو کو بنا۔

	از دُم و دُمگاہ شیرم دم گرفت		دُہلہ او دَمہم محکم گرفت
ترجمہ	اُسکی دُم سے تنگی ہے دم پر نفس		اس سے محکم ہوگیا ضیق النفس

شرح قزوینی کہتا ہے کہ اے پیارے دلاک شیر کی دُم اور دُم نکلنے کی جگہ کے نقش کے باعث میرے دَم پر تنگی ہے اُسکی دُمگاہ نے میرے سانس کی جگہ (منفذ نفس) کو بند کر دیا ہے یعنے مجھے نہایت تکلیف ہوتی ہے میرا دم نکلا جاتا ہے۔ مین مرا جاتا ہون خدا کے لیئے اس دُم کے نقش کو چہوڑ کر کوئی اور عضو بنانا شروع کر دے

	شیر بے دُم باش گو اے شیر ساز		کہ دلم رستی گرفت از زخم گاز
ترجمہ	اُس سے یہ کہدو کہ بے دُم کار ہے		کون اتنے زخم سوزن کے سہے

شرح قزوینی کہتا ہے کہ اے شیر ساز اس شیر سے کہدے کہ بے دُم ہی کار ہے کیونکہ زخم مقراض سے مجکو سخت تکلیف ہے۔ گاز۔ بمعنے مقراض یہان مجازاً بمعنے سوزن لیا گیا ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ پہلے دلاک نے سوئی سے کام لیا مگر قزوینی نے بہادری کا دعوے کیا تو گودنے والے نے مقراض کی نوک سے زخم لگائے

	جانب دیگر گرفت آن شخص زخم		بے محابا بے مواسائے و رحم
ترجمہ	جانب دیگر لگائے اُسنے زخم		بے محابا پھر چلائے اُسنے زخم

شرح محابا فارسی مین بحذف تا مستعمل ہے در اصل محاباۃ تھا۔ بمعنے مروت و لحاظ و محبت۔ علے ہذا القیاس مواسا بمعنے غمخواری و شفقت۔ و رعایت۔ یعنے جب قزوینی تکلیف کے مارے چیخا چلایا اور گودنے والے سے یہ کہنے لگا کہ اس شیر کو بے دُم ہی کار رہنے دے تو اُسنے بلا مروت و رحم شیر کے دوسرے عضو کے نقش کو گودنا شروع کر دیا۔ کیونکہ دلاک کا پیشہ ہی بے رحمی کا تھا اسلیئے اُسنے بلا تکلف زخم مارنے شروع کر دیئے

	بانگ زد او کاین چہ اندام ست آرزم		گفت او گوش ست این بے نیک خو
ترجمہ	بولا قزوینی یہ جسنہ ہے کونسا		بولا وہ یہ کان ہین سُن اے فتا

شرح یعنے جب دلاک نے دُم کو چھوڑ کر شیر کے دوسرے عضو کا نقش بنانا اور بدن کو گودنا شروع کیا تو قزوینی نے تکلیف کے باعث چیخ مار کر یہ کہا کہ اے دلاک تو شیر کا یہ کونسا عضو بنا رہا ہے اُسنے جواب دیا کہ کان بنا رہا ہون۔ کیونکہ تو دُم نہین بنواتا تو کان ہی بنوالے یہ تو چھوٹا سا عضو ہے۔

	گفت تا گوشش نباشد اے ہمام		گوش را بگزار و کوتہ کن کلام
ترجمہ	بولا وہ بے کان کار کہہ اے ہمام		چھوڑ دے کانون کو کوتہ کر کلام

شرح لفظ تا بمعنے زنہار و ہرگز۔ اور ہمام بمعنے بزرگ ہے یعنے جب گودنے سے تکلیف پہنچی تو قزوینی نے یہ کہا کہ اے بزرگ دلاک ہرگز اس شیر کے کان نہ بنا اور قصہ کوتاہ کر بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے۔ گفت تا گوشش نباشد اے حکیم ۔ گوش را بگزار و کوتہ کن گلیم۔ اسصورت مین گلیم بمعنے صوف و پشم ہے یعنے اے دلاک شیر کے کانون کو چھوڑ اور کانون کی آس پاس جو شیر کے بال ہوتے ہین۔ انکو کتر لے یعنے نہ بنا یہ نسخہ پہلے سے اچھا اور باعتبار معنے نہایت بلیغ ہے

	جانب دیگر خلش آغاز کرد		باز قزوینی فغانے ساز کرد
ترجمہ	زخم نے کی سیدھی جانب خلش		پھر تو اُنے کی فغان با صد تپش

شرح یعنے جب شیر کے کان بنانے سے قزوینی نے نالہ کیا تو دلاک نے اور جانب سوئیان مارنی شروع کین چونکہ زخم سوزن وغیرہ بدن کے ہر حصہ مین تکلیف رسان ہوتا ہے اسلیئے قزوینی نے پہر نالہ و فغان شروع

	کاین سوم جانب چہ اندام ست نیز	گفت اینست اشکم شیر اے عزیز
ترجمہ	تیسری جانب یہ کیا ہے سچ بتا	یہ کہا اُسنے شکم ہے شیر کا

شرح یعنے قزوینی نے با نالہ و فغان یہ کہا کہ اے دلاک اس تیسری جانب مین تو شیر کا کونسا عضو بنانا چاہتا اُسنے جواب دیا کہ اے عزیز اب مینے شیر کا پیٹ بنانا شروع کیا ہے۔ اشکم مزید علیہ و مرادف شکم ہے۔

	گفت تا اشکم نباشد شیر را	خود چہ اشکم باید این ادبیر را
ترجمہ	بولا وہ نقش شکم ہے کیا ضرور	چاہیئے کیا پیٹ اسے اے پُر شعور

شرح۔ ادبیر امالہ ادبار ہے بمعنے مدبر و بدبخت۔ یعنے قزوینی کہتا ہے کہ شیر کے پیٹ ہرگز نہین ہوا کرتا اس موذی اور بدبخت شیر کے لیئے پیٹ کیا بنانا چاہیئے۔ اے دلاک تو بے پیٹ ہی کا شیر بنا دے

	درد افزون گشت کم زن زخمہا	اشکمے چہ شیر را بہر خدا
ترجمہ	بڑہگئی تکلیف سوزن کر جدا	مت بنا نقش شکم بہر خدا

شرح یعنے اے دلاک زیادہ سوئیان نمار کیونکہ میری تکلیف بڑہتی جاتی ہے اور برائے خدا یہ تو بتا کہ کہین شیر کے بہی پیٹ ہوا کرتا ہے۔؟ بعض نسخون مین بہر خدا کی جگہ بہر عذاب ہے اسصورت مین بہر غذا اشکم کے متعلق ہے یعنے اشکم بہر غذا آن شیر را چہ باید یعنے اس شیر کو غذا کے لیئے پیٹ کیا چاہیئے۔ کیونکہ اسمین غذا کہانے کے کی لیاقت ہی نہین ہے۔ چونکہ قزوینی کو گودنے سے تکلیف پہنچتی تہی اسلیئے اُسنے یہ بہانے کیئے اور حجتین نکالین۔ ورنہ وہ اسلیئے آیا تہا کہ شیر کی پوری تصویر منقش کرائے۔

	خیرہ شد دلاک و بس حیران بماند	تا بدیر انگشت در دندان بماند
ترجمہ	سُنکے یہ دلاک حیران رہگیا	دیکے انگلی زیر دندان رہگیا

شرح یعنے گودنے والا قزوینی کی ان باتون سے حیران رہگیا اور دیر تک تعجب سے دانتون مین انگلی دیئے رہا

	بر زمین زد سوزن آندم اوستاد	گفت در عالم کسے را این فتاد
ترجمہ	اور زمین پر پہینکدی اپنی سوئی	اور کہا اللہ یہ کیسی ہوئی

شرح یعنے گودنے والے نے حیران ہوکر سوئی زمین پر پہینکدی اور یہ کہا کہ جہان مین کسیکو ایسا موقع پیش نہ آیا ہوگا یا کسی پر ایسی مصیبت نہ پڑی ہوگی جو آج مجہپر پڑی کہ یہ بزدل قزوینی شیر بنواتا ہے مگر اُسکے کسی عضو کو بننے نہین دیتا۔ اور پہلوان ہوکر ذرا سی تکلیف کی برداشت نہین کرسکتا۔

	شیر بے دُم و سر و اشکم کہ دید		اینچنین شیرے خدا ہم نافرید
ترجمہ	ہو نہ کچھ دُم پیٹ سر جس شیر کا		وہ خدا نے بھی نہین پیدا کیا

شرح گودنے والا کہتا ہے کہ بے دُم اور بے سر اور بے پیٹ کا شیر آجتک کسنے دیکھا ہے ؟ کسی نے نہین دیکھا اے قزوینی ایسا شیر تو خدا نے بھی پیدا نہین کیا۔ اسلیے مین ایسے شیر کی تصویر نہین بنا سکتا جو دم و سر وغیرہ نہ رکھتا ہو

	چون نداری طاقت سوزن زدن		از چنین شیر ژیان بس دم مزن
ترجمہ	تجھمین سوزن کی اگر طاقت نہین		شیر بنواتا ہے کیون اے مرد دین

شرح دلاک کہتا ہے کہ اے قزوینی اگر تجکو زخمون کی سہار نہین تو ایسا شیر کیون بنواتا ہے جسکی تصویر بلا دم و سر و شکم ہرگز درست نہین ہو سکتی۔ بلکہ مکھی یا چیونٹی کی تصویر بنوا لے تاکہ بلا سر و دم جلدی سے بنجاوے اور زیادہ سوئیان مارنے کی ضرورت نہو۔

	اے برادر صبر کن بر دردِ نیش		تا رہی از نیش نفس گبر خویش
ترجمہ	صبر کر تو درد پر تکلیف پر		نفس سے ہو تا رہائی سر بسر

شرح حکایت تمام ہو کر یہان سے نتیجہ حکایت شروع ہوا ہے درد نیش سے تکلیف شریعت اور محنت ریاضت اور نفس گبر بمعنے نفس کافر سے نفس امارہ مراد ہے یعنے مولانا فرماتے ہین کہ ایخاطب تکلیف شریعت و ریاضت پر صبر کر ورنہ اپنے نفس کافر کی نیش زنی (سرکشی و دشمنی) سے تجھے ہرگز نجات نہ ملیگی۔ اور بے صبری کی حالت مین تو اُسیطرح ناکامیاب رہیگا جسطرح یہ قزوینی ناکامیاب رہا تھا نکتہ صبر کے یہ معنے ہین کہ آدمی اپنے رنج و مصیبت کی شکایت غیر اللہ سے نہ کرے ہان خاص اللہ تعالے سے اپنی مصیبتون کا شکوہ کرنا منافی صبر نہین ہو سکتا چنانچہ اللہ تعالے نے حضرت ایوبؑ کو صابر فرمایا ہے حالانکہ اُنہون نے اپنی مصیبت کا شکوہ بارگاہ ربّ العالمین مین کیا تھا۔ مصیبت کے وقت خدا سے شکوہ نہ کرنا گناہ اور قہر الٰہی کا مقابلہ ہے

	کان گروہے کہ رہیدند از وجود		چرخ و مہر و ماہ شان آرد سجود
ترجمہ	نفس سے پائے ہوے ہین جو نجات		سجدہ کرتی ہے اُنہین کل کائنات

شرح یعنے وہ لوگ جو قید وجود و صفات بشری اور اوصاف طبیعت حیوانی سے نجات پاکر فنا فی الذات ہو گئے ہین آسمان اور چاند سورج اُنکے آگے سجدہ کرتے ہین۔ یعنے ہر شے اُنکی تعظیم کرتی ہے۔

	ہر کہ مُرد اندر تن او نفس گبر		مر ورا فرمان برد خرشید و ابر
ترجمہ	ہو گیا ہے مردہ جسکا نفس گبر		اُسکے فرمان بر ہین سب خرشید و ابر

شرح یعنے جس کسی کے جسم مین نفس کافر امارہ مر گیا ہے خرشید و ابر اُسکے فرمان پذیر بندے بنجاتے ہین۔

	چون دلش آموخت شمع افروختن		آفتاب اورا نیارد سوختن
ترجمہ	اُسنے روشن کی ہے جب شمع یقین		آفتاب اُسکو جلا سکتا نہین

شرح یعنے جس کیسیکا نفس آمارہ مرگیا اور اُسکے دل نے نورِ عشق کی شمع جلانی سیکھہ لی۔ تو اُسکو آفتاب فلک ہرگز نہین جلا سکتا۔ کیونکہ آفتاب کیا نار دوزخ بھی اُسکے نورِ قلبی کے مقابلہ مین ایک شرارہ ہے۔ اسلیئے پلصراط پر جب مومن گزریگے تو ناریون کہیگی کہ جز بامومن فانّ نورک اطفأ نارِی یعنے اے مومن پلصراط سے گزر جانے مین جلدی کر کیونکہ تیرے نور نے میری آگ کو بجھا دیا ہے۔ مین بالکل ٹھنڈی پڑگئی ہون۔

	گفت حق در آفتاب منتجم		ذکر تزاور کذا عن کھفھم
ترجمہ	قولِ حق یہ ہے کہ بیشک آفتاب		ہے ہمیشہ غار سے زیر حجاب

شرح لفظ منتجم بمعنے روشن ہے اور آفتاب روشن سے مراد یا تو قرآن مجید ہے یا یہ معنے ہین کہ اللہ تعالےٰ نے آفتاب روشن یعنے آفتاب فلک کی بابت تزاور عن کھفھم کا ذکر کیا ہے لفظ کذا داخل آیت نہین بلکہ لفظ ذکر کے متعلق مولانا کا مقولہ ہے۔ اور کذا کا اشارہ در نیارد سوختن کی جانب ہے۔ اور مطلب شعر یہ ہے کہ جسطرح ہمنے کہا تہا کہ عارف کامل کو آفتاب نہین جلا سکتا۔ ایسا ہی ذکر اللہ تعالےٰ نے اصحاب کہف کا فرمایا ہے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَتَرَی الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَزٰوَرُ عَنْ کَھْفِھِمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُھُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ۔ یعنے جب آفتاب نکلتا ہے تو اُنکی غار سے دائین جانب کو میلان کر جاتا ہے۔ تاکہ غار مین دھوپ نہ پہنچے اور جب چہپتا ہے تو اُنکو بچا کر بائین جانب سے گزر جاتا ہے تاکہ اُنپر شعاع نہ پڑے۔ غرضیکہ آفتاب ایسی طرح حرکت کرتا ہے کہ اُنکو ضرر نہین پہنچتا یہ فقط اسلیئے ہے کہ اُنہون نے قید وجود فانی کو چھوڑ دیا تہا اور مصداق موتوا قبل ان تموتوا ہو گئے تہے اسلیئے تمام موجودات اُنکی مطیع ہو گئین فائدہ لفظ تزاور بتشدید زائے ساقطہ ایک مستند قرأت ہے جسکو وزن شعر درست رکہنے کے لیئے اختیار کیا گیا ہے اور اصحاب کہف کا ضروری قصہ ہم پہلے بیان کر چکے ہین۔ زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو تو تفسیرون مین دیکہیئے۔

	خفتگانے کز خدا بُد کارشان		میل کردے آفتاب از غارشان
ترجمہ	سوے ہے ہین غار مین جو یار غار		اُنسے ڈہلجاتا ہے مہر اے ہوشیار

شرح یعنے اصحاب کہف جو غار مین پڑے سو رہے ہین چونکہ اُنکو صرف خدا سے کام تہا اسلیئے آفتاب اُنکے غار سے ڈہلکر گزرتا ہے یا اسلیئے کہ جو خدا کا ہو جاتا ہے سب چیزین اُسکی محکوم ہو جاتی ہین۔

	خار جملہ لطف چون گل میشود		بیش جزوے کو سوے کل مے شود
ترجمہ	خار اُسکے حق مین ہو جاتا ہے گل		جزو کو ہوتا ہے حسب دم عشق کل

شرح لفظ خار بلا اضافت مبتدا ہے اور جملہ لطف اسکی خبر یہ جبر سے طالب اور کل سے ذات الٰہی مراد ہے یعنے جب طالب بطفیل مرشد کامل اللہ تعالےٰ کی طرف جاتا ہے یعنے رجوع کرتا ہے اور نفس امارہ کو فنا کردیتا ہے تو تمام دنیوی تکلیفین اُسکے نزدیک راحتین اور سراپا لطف بنجاتے ہین

	چیست تعظیم خدا افراشتن		خویشتن را خاک وخواری داشتن
ترجمہ	کیا ہے تعظیم حضورِ کردگار		جانتا خود کو سراسر خاک خوار

شرح یعنے تعظیم خدا کا بجالانا کیا ہے؟ اپنے آپ کو خاک بلکہ خاک سے بھی زیادہ ذلیل سمجھنا اور نہایت حقیر جاننا

	چیست توحید خدا آموختن		خویشتن را پیش واحد سوختن
ترجمہ	کیا ہے توحید خدا کا ماننا		اُسکے آگے ہستیٔ خود کو جاننا

شرح یعنے توحید خدا کا سبق لینا کیا ہے؟ اپنے خارِ وجود کو اُس واحد یکتا کے عشق مین جلادینا۔ فنا کردینا

	گر ہمے خواہی کہ بفروزی چو روز		ہستی ہمچون شبے خود را بسوز
ترجمہ	چاہتا ہے روشنی گر مثل روز		اپنی ہستی کو جلا اے دلفروز

شرح یعنے اے مخاطب اگر تو اپنے دلکو روز روشن کی طرح منور کرنا چاہتا ہے تو اپنی ہستی کو جو اندھیری رات کی مانند ہے۔ فنا کردے یعنے ظلمات بشریت سے بالکل الگ ہوجا۔ اور آفتاب عشق الٰہی کو دلمین رکھلے۔

	ہستی ات در ہست آن ہستی نواز		ہمچو مس در کیمیا اندر گداز
ترجمہ	تیری ہستی کچھ نہین چھوڑ اسکو تو		کیمیا مین ڈالدے اِس مس کو تو

شرح یعنے اپنے وجود کو اُس خدائے زندگی بخش کے وجود مین اسطرح گلادے جسطرح اکسیر مین تانبے کو گلاتے ہین اُسکا تانبا پن جاتا رہتا ہے اور خالص سونا بنجاتا ہے۔ اسیطرح تو اپنے اوصاف بشریت کو فنا کرکے باقی ببقاء اللہ ہوجا۔ اس سے تیرے وجود کا کھوٹ نکلجائے گا اور تو کندن بنجائیگا۔

	در من و تو سخت کردستی تو دست		ہست این جملہ خرابی از دو ہست
ترجمہ	ڈال رکھا ہے من و تو مین جو ہات		ہے خرابی اسلیئے اے بدصفات

شرح یعنے یہ معرفت سے دور رہنا سراسر خرابی ہے۔ اور یہ خرابی دو ہستیون سے پیدا ہوئی ہے کہ تو نے من و تو کو خوب مضبوط پکڑ رکھا ہے یعنے حق کو بھی موجود چاہتا ہے اور اپنی ذات کو بھی اگر تو صرف اللہ تعالےٰ ہی کو موجود حقیقی جانتا تو اپنے آپ کو معدوم مطلق خیال کرتا۔ اور شرک خفی سے نجات پاجاتا۔ اسی نکتہ کا نام عرفان ہے اور اپنی ہستی پر غرور کرنے کا انجام ہلاکت ہے چنانچہ آئندہ حکایت سے معلوم ہوجائیگا۔ کہ بھیڑیا اسلیئے ہلاک ہوا ہے کہ اُسنے اپنی ہستی کو شیر کی ہستی کے مقابلہ مین لاڈالا تھا۔

رفتن گرگ و روباہ در خدمت شیر بشکار

ترجمہ ایک بھیڑیے اور لومڑی کا شکار کے لیے شیر کی خدمت مین جانا

شرح یعنے عقل اور نفس کا روح کی خدمت و اطاعت کی طرف رجوع کرنا اور اُس سے شکار اسرار کے لیے مدد چاہنا

شیر و گرگ و روبہے بہر شکار	رفتہ بودند از طلب در کوہسار
ترجمہ شیر و روبہ۔ گرگ۔ ملکر تین یار	تینون جنگل مین گئے بہر شکار
تا بہ پشت ہمدگر برصید ہا	سخت ببندند بار و قید ہا
ترجمہ تاکہ ہم ملکے پکڑین خوب صید	گاو وبز خرگوش کرلین سب کو قید

شرح یہ دو نو شعر قطعہ بند ہین جسکے ظاہری معنے یہ ہین کہ ایک بڑے پہاڑ مین ایک شیر اور بھیڑیا اور لومڑی طلب روزی کے باعث شکار کے لیے گئے اور ان تینون کا اکٹھا ہو کر جانا اسلیئے تھا کہ ایک دوسرے کی مدد سے ہر قسم کے صید کی آزادی کے رستہ کو بند کرین اور اُنکے قید کو مضبوط کر دین اور اُنہین چار طرف سے گھیر لین لفظ پشت بمعنے مدد اور بار۔ بمعنے اذن و رخصت و آزادی ہے بعض نسخون مین بار قید ہا مع الاضافت ہے اسصورت مین قید کے بوجھ سے جانورون کو اپنے حلقہ مین پھنسا کر وہی شکار کر لینا مراد ہے جو پہلی صورت مین تھا اور باطنی معنے یہ ہین کہ عقل اور نفس روح کی تائید سے شکار معرفت کے لیے عالم اجسام مین آئے ہین۔ کیونکہ صوفیون کی اصطلاح مین لفظ شیر استعارہ روح انسانی سے بھیڑیے سے نفس امارہ لومڑی سے عقل معاش اور کوہسار سے صحرائے عالم اجسام مراد ہے اور اگر شیر سے روح الروح یعنے ذات الٰہی مراد لیجائے تو بھی صحیح ہے

کان سہ باہم اندران صحرائے ژرف	صید ہا گیرند بسیار و شگرف
ترجمہ اُس بڑے جنگل مین تا ہون صید گیر	اور ہاتھ آئے طعام دلپذیر

شرح یعنے یہ تینون اسلیئے آئے تھے کہ اُس بڑے جنگل مین بہت سے نادر نادر شکار کرنے مین کامیاب ہون

گرچہ زانیشان شیر زرانگ بود	لیک کرد و اکرام و ہمراہی نمود
ترجمہ گرچہ شیر زکو اُسنے ننگ تھا	لیکن از راہ کرم ہمرنگ تھا

شرح یعنے اگرچہ شیر اپنے عظیم الشان اور گرگ و روباہ کے ضعیف ہونے کے باعث اُنکی صحبت سے ننگ و عار رکھتا تھا لیکن از راہ کرم اُنکی ہمراہی اختیار کر لی تھی کیونکہ یہ ظاہر بات ہے کہ لطیف کی کثیف کے اور شریف کے ذلیل کے ساتھ مصاحبت کسی حاجت کے لیئے نہین ہوتی بلکہ شریف اپنے کمال و لطف و اکرام کا اظہار کیا کرتا ہے۔ اللہ تعالے خود فرماتا ہے وَہُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ یعنے اے بندو تم جہان کہین ہو خدا تمہارے ساتھ ہے نکتہ یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ شیر سے مراد ذات الٰہی بھی ہو سکتی ہے کیونکہ وہ ہر شخص کا معاون و مددگار اور ہر کسیکے ساتھ ہے۔

	اینچنین شہ راز لشکر رحمت ست		لیک ہمرہ شد جماعت رحمت ست
ترجمہ	شاہ کو لشکر سے رحمت ہے ضرور		پر جماعت حق کی رحمت ہے ضرور

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے اور شہ سے سلطان العارفین یعنے مرشد کامل اور لشکر سے مریدون کی جماعت مراد ہے۔ مطلب یہ کہ جسطرح وہ شیر گرگ و روباہ سے باطنی نفرت رکھتا تھا اسیطرح مرشد کامل کو مریدون سے تکلیف اور حرج مشاغل کا رنج ہوتا ہے لیکن وہ اپنے اکرام اور لطف کے باعث اُنکے ساتھ رہتا ہے کیونکہ حسب مضمون حدیث شریف جماعت باعث رحمت ہے۔ نیز ممکن ہے کہ سلطان سے بادشاہ دنیا مراد ہو جسکو فوج و لشکر اور اہلکارون وغیرہ کی کثرت اور معاملات کی انقلاب سے تکلیف پہنچتی ہے۔ لیکن وہ اپنے مکارم اخلاق اور سراسر مروت و کرم کے باعث انکے ہمراہی کو نہین چھوڑتا۔ یہ کثیف و لطیف کے ہمراہی کی پہلی مثال ہے۔ اور جماعت رحمت ست بطور جملۂ مستانفہ ہمراہ شد کی علت ہے۔

	اینچنین مہ راز اختر ننگ ہاست		او میان اختران بہر سخاست
ترجمہ	چاند کو تارون سے گو ہے ننگ سا		ہے سخاوت کے سبب یارون کا یار

شرح یعنے اسیطرح چاند کو ستارون مین شامل رہنے سے ننگ ہے لیکن وہ سخاوت کرنے اور اپنے نور سے فائدہ پہنچانے کے لیئے اُنکے ساتھ رہتا ہے کیونکہ ستارے چاند سے نور حاصل کیا کرتے ہین نکتہ باطنی طور پر چاند سے حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ یا مطلق مرشد کامل اور ستارون سے خلفاء اور صحابۂ رسول یا عموماً مریدان صادق مراد ہین۔ جو مرشد کامل سے فیضیاب ہوتے رہتے ہین

	امر شاورہم پیمبر را رسید		گرچہ رائے ہست رائش را مزید
ترجمہ	مشورہ کا حکم پیغمبر کو ہے		بر تری گو سب سے اُس سرور کی ہے

شرح لفظ مزید بمعنے نظیر و مانند عربی لفظ ہے جو ند سے مشتق ہے اور بعض نسخون مین از رایش مزید ہے مطلب یہ کہ اگرچہ کوئی رائے خواہ کسی عقلمند کی ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رائے کے مانند نہین ہوسکتی لیکن پھر بھی مہمات مین آپ کو صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ صحابہ حضور کی مصاحبت کا شرف اور مجالست کی برکت اور مکالمت کا نور حاصل کرین۔ سورۂ آل عمران مین یہ آیت ہے وشاورہم فی الامر یعنے اے محمد کامون مین اپنے صحابہ سے مشورہ کرلیا کرو۔ یہ اُسی مضمون کی دوسری مثال ہے

	در ترازو جو رفیق زر شدست		لنے از انکہ جو چوزر جوہر شدست
ترجمہ	جو ترازو مین رفیق زر ہوا		گو نہ وہ مانند زر جوہر ہوا

شرح یعنے سونا تولنے کے کانٹے مین دانۂ جو سونے کا رفیق ہوگیا ہے۔ یعنے سونے کے ساتھ

جلنے لگا ہے حالانکہ دونون مین کسی قسم کی مناسبت نہین یعنے یہ بات ہرگز تصور مین نہین آسکتی کہ دانہ جو سونے کی طرح کوئی قیمتی جوہر ہے بلکہ یہ سونے ہی کا کرم ہے کہ اپنا ہمپلہ بنا کر اسے اپنی فائقت کی عزت دے رکھی ہے **فائدہ** جسطرح ہندوستان مین سونا رتیون سے تلتا ہے شاید ولایت مین دانۂ جَو سے تلتا ہوگا یہ اُسی مضمون کی تیسری مثال ہے اور مطلب یہ ہے کہ اعلے درجہ کے لوگ ازراہ کرم ادنے کے شامل حال ہوجایا کرتے ہین

	روح قالب را کنون ہمرہ شدست	مدتے سگ حارس درگہ شدست	
ترجمہ	روح ہے قالب کے ہمرہ دیکھہ لے	اور سگ ہے پیش درگہ دیکھہ لے	

شرح یعنے ایجا طب روز ازل مین نہی مگر دیکھہ لے اب یعنے عالم اجسام مین روح قالب کی رفیق بنی ہوی ہے اور سگ اصحاب کہف ایک مدت سے بارگاہ یعنے اصحاب کہف کے غار کے دروازہ پر بطور نگہبان بیٹھا ہے یہ اُسی مضمون کی چوتھی مثال ہے اور مطلب اشعار گزشتہ یہ ہے کہ اچھے لوگ بروں کے ہمراہی مین صرف اپنے اکرام کے اظہار اور فائدہ رسانی کی غرض سے رہا کرتی ہین یہ معترض کے اس اعتراض کا جواب ہے کہ شیر یعنے روح کو نفس اور عقل کے ہمراہ رہنے کی کیا ضرورت ہے

	چونکہ رفتند آنجماعت سوے کوہ	در رکاب شیر با فرّ و شکوہ	
ترجمہ	وہ جماعت جب سدھاری سوے کوہ	شیر کے ہمراہ با فرّ و شکوہ	
	گاو کوہی و بز و خرگوش زفت	یافتند و کار ایشان پیش رفت	
ترجمہ	گاؤ بز خرگوش مارے بیشمار	بھگتیا کام اور ملا اچھا شکار	

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور یہان سے پھر قصہ شروع ہوگیا ہے یعنے جب وہ تینون پہاڑ کی طرف گئے تو پہاڑی گائے اور بکو اور موٹے موٹے خرگوش شکار کیے اور اچھی طرح کامیاب ہوے باطنی طور پر پہاڑی گائے سے طبیعت حیوانی مراد ہے جو عیش اور تنعم دنیوی پر مائل ہے اور بکرے سے شوق کسب معاش دنیوی اور خرگوش سے فکر معاش دنیوی جسمین آدمی بسا اوقات منہمک رہتا ہے مراد لیا گیا ہے مطلب یہ کہ نفس و عقل نے قالب انسانی مین بتاییدِ روح طبیعت حیوانی اور شوق معاش اور فکر معاش کو پایا اور اُنکو یہانتک اپنا محکوم و مغلوب کرلیا کہ بالکل فنا کردیا یعنے عقل و نفس دونون نے اپنے قوی اور حواس ظاہری و باطنی کا استعمال بتاییدِ روح اکتساب معارف مین کیا۔

	ہر کہ باشد در پے شیر حراب	گم نیاید روز و شب او را کباب	
ترجمہ	شیر جنگی کے رہے جو ساتھہ ساتھہ	بیشمار اُسکو کباب آتے ہین ہاتھہ	

شرح حراب سے جنگی یعنے لڑنے والا اور کباب سے لذیذ گوشت مراد ہے مطلب یہ کہ جو جانور جنگی شیر کے

پیچھے پیچھے رہے اُسکے لیئے کسی وقت لذیذ گوشت کی کمی نہین رہتی یعنے شیر کا پس خوردہ بہت سے جانورون کو ملجاتا ہے۔ باطنی مطلب یہ ہے کہ جب نفس وعقل روح کے تابع ہو جاتے ہین تو حسنات مین سے حصہ لیتے ہین

	چون زکہ۔ در بیشہ آوردند شان		کشتہ و مجروح اندر خون کشان
ترجمہ	کوہ سے جب کھینچ لائے سوے بر		خاک و خون مین تھے وہ غلطان سر بسر

شرح یعنے جب وہ تینون اپنے شکار کردہ جانورون کو پہاڑ مین سے جنگل کی طرف لے آئے (یعنے تائید روح عقل ونفس نے حسنات کا شکار کرلیا) تو باہم حصے تقسیم کرنے کی ٹھیری۔

	گرگ وروبہ را طمع بود اندران		کہ رود قسمت بعدل خسروان
ترجمہ	گرگ اور روباہ کو تھی یہ ہوس		عدل سے حصے شکارون کے ہون کس

شرح یعنے تقسیم کے بارہ مین گرگ وروباہ (نفس وعقل) کو یہ طمع ہوے کہ شیر (روح) ان شکارونکو انصاف کے ساتہ تقسیم کردے یعنے اکتساب معارف کو ہمارا فعل جانکر اپنے ساتہ ہمارے شرکت بھی منظور کرلے

	عکس طمع ہر دو شان بر شیر زد		شیر دانست آن طمع بار آسند
ترجمہ	پڑ گیا جب شیر پہ یہ عکس طمع		مستند تہا سر بسر یہ عکس طمع

شرح یعنے اُنکی طمع کا عکس شیر پہ پڑا اس عکس کو شیر نے اِس بات کی سند گردان لیا کہ ان دونون مین طمع موجود ہے کیونکہ آئینہ مین جیسا کہ عکس پڑتا ہے ویسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ شیر نے اُن دونون کی طمع کو اُنکی تکیہ گاہ جانا یعنے یہ بات یقین کرلے کہ یہ دونو طمع پر تکیہ کیے ہوے ہین اور اپنی طمع کے باعث میری تائید سے غافل ہین یا یہ معنے ہین کہ شیر نے اُنکی تنبیہ وتوبیخ کے لیے اُنکی طمع کو سند یعنے دلیل سمجہ لیا اور اُنہین سزا دی چنانچہ تنبیہ کا ذکر آگے آتا ہے۔

	ہر کہ باشد شیر اسرار و امیر		او بداند ہر چہ اندیشد ضمیر
ترجمہ	ہے کہین جو شیر اسرار و امیر		جانتا ہے سب کا وہ مافی الضمیر

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ ہے یعنے بتائید خدائے غلام الغیوب شیر اسرار و امیر اسرار یعنے عارف کامل دلون کے پوشیدہ حالات کو معلوم کرلیتا ہے جب کوئی اہل اسرار کی صحبت مین جاتا ہے تو اسکے مافی الضمیر کا عکس اُنکے آئینۂ دل پر پڑتا ہے اور حقیقت حال منکشف ہوجاتی ہے مگر یہ انکشاف نااہل اسرار کی توجہ کی حالت مین ہوتا ہے۔ بلا ہمت وتوجہ غیر ممکن یا نادر ہے۔

	ہین نگہدار اے دل اندیشہ خو		دل ز اندیشۂ بدی در پیش او
ترجمہ	ہان خبردار اے دل اندیشہ خو		فکر بد ہرگز نہ لانا دل مین تو

شرح اندیشہ خوب یعنے خوگر فکر ہے یعنے اے دل اندیشہ خو مرشد کامل کے حضور مین دل کو بُرے اندیشہ اور فکر بد سے محفوظ رکھکر کیونکہ عارف کامل تیرے باطنی اندیشون کو خدا کے دیئے ہوے نور سے معلوم کرلیتا ہے۔ حدیث شریف مین ہے اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ۔ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ یعنے مومن کامل کی فراست سے بچتے رہا کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے حالات کو خدا کے نور سے دیکھہ لیتا ہے۔

	داند او خر را ہمے راند خموش		بر رخت خندد برائے روپوش
ترجمہ	ہے گدھے کو ہانک کر بالکل خموش		مُنہ پہ ہنستا ہے برائے روپوش

شرح یہ شعر ایک اعتراض کا جواب ہے معترض کہتا تہا کہ جب عارف مافی الضمیر کو جانتا ہے تو پھر کہہ کیون نہین دیتا؟ مولانا فرماتے ہین کہ وہ جانتا تو ہے مگر فکر بد کے گدھے کو جو دوسرے شخص کی جانب سے اُسکی طرف جاتا ہے چپکے سے ہانک دیتا ہے یعنے اُسکو اپنے دلمین جگہہ نہین دیتا تاکہ کسی موقع پر زبان سے نہ نکلجائے اور اُس شخص کے رسوائی نہو دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ عارف تیرے فکر کو خوب جانتا ہے مگر بطور تجاہل عارفانہ پردہ پوشی کے لیے تیرے مُنہ پر ہنستا رہتا ہے اور بظاہر ناخوش نہین ہوتا تاکہ تیرا بھید چھپا رہے اور تجکو رنج نہو۔ کیونکہ عارف متخلق باخلاق اللہ ہوتا ہے چنانچہ شیر نے بھی گرگ و روباہ کے وسوسون کو معلوم کرکے اُسوقت اُنکی رعایت کی اور جب اُنکی گستاخی زیادہ بڑہگئی تو سزا دی۔ جیسا کہ عارفین و کاملین کا قاعدہ ہے کہ جب مرید یا طالب حد سے زیادہ گستاخ ہوتے ہین تب اُنہین سزا دیتے ہین۔

	شیر چون دانست آن وسواس شان		وانگفت و داشت آن در پیش شان
ترجمہ	شیر نے معلوم کرکے اُنکا حال		دل ہی دل مین رکھہ لیا اپنا خیال

شرح یعنے شیر نے گرگ و روباہ کا وسوسۂ بد معلوم کرکے اول اول اُنہین کچھہ نہ کہا اور اُنپر رعایت کی

	لیک با خود گفت بنمایم سزا		مر شمارا اے خسیسان گدا
ترجمہ	اور کہا یہ دل مین بروقت اجزا		اے خسیسو تمکو مین دونگا سزا

شرح یعنے باوجود رعایت شیر نے اپنے دلمین ٹھان لی تہی کہ اے گرگ و روباہ تم نہایت ہی ذلیل گدا ہو مین تمہین سزا دونگا۔ کیونکہ تمہاری گستاخی حد سے زیادہ بڑہگئی ہے۔

	مر شمارا بس بیامد رائے من		ظن تان آنست در اعطائے من
ترجمہ	راہ میری ہی تمہین کافی مگر		بدگمان تم ہوگئے ہو سر بسر

شرح شیر کہتا ہے کہ اے گرگ و روباہ افسوس تمہین میری رائے (وہ امانت جسکی بدولت تمہین شکار ملگیا ہے) کافی نہوی۔ اور تمنے اسکو غنیمت نجانا کہ میرا پس خوردہ تمہین ملجاتا۔ بلکہ میرے احسان و کرم کی بابت تمنے

یہ بُرا گمان کیا کہ اپنے آپ کو شکار کرنے کا واقعی فاعل سمجھکر میرے برابر کے شریک بنگئے۔ حالانکہ درحقیقت شکار کرنا میرا فعل ہے۔ اور تم میرے طفیلی اور دست نگر اور میرے ہاتھ کا دیا کھانے والے ہو۔

	اے عقول و رائے تان از رائے من	از عطاہائے جہان آرائے من
ترجمہ	ہے تمہاری رائے میری ذات سے	بخششین ملتی ہین میرے ہات سے

شرح ہم اس سے پہلے اشارتاً بتا چکے ہین کہ شیر سے روح اور روح الروح (یعنے ذات الٰہی) دونو چیزین مراد ہوسکتی ہین۔ اور عقل و نفس اور تمام قوائے ظاہری و باطنی جسطرح روح کی مدد سے اپنا اپنا کام کر رہے ہین اس سے زیادہ انہین امداد الٰہی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ روح خود محتاج الٰہی اور امر ربی ہے بس تو عقل و نفس نے جو اجسام کے جنگل مین معرفت کا شکار کیا ہے یہ فی الواقع انکا فعل نہ تہا بلکہ خدا کی تائید اور روح کی اعانت اس فعل کا حقیقی فاعل ہے چونکہ گرگ نفس اور روباہ عقل نے اپنے آپ کو بہی شکار کا فاعل سمجھکر شیر کے ساتہ برابر کی شرکت کا گمان پختہ کر لیا ہے۔ اسلئے شیر انکو سزا دینی چاہتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اے گرگ و روباہ تمہارے حواس ظاہری و باطنی اور تمام قوی میرے عطا کیے ہوے ہین۔ مطلب یہ کہ عقل و نفس کے قوت اللہ تعالے کے ارادہ اور تقدیر یا روح کی اعانت و امداد سے ظاہر ہوئی ہے اور اکتساب معرفت کی کوشش اور ریاضت و مجاہدہ کا شوق سب اسکی عطا اور احسان ہے عقل و نفس ان افعال کے حقیقی فاعل نہین ہین پہر ان چیزون کا خود فاعل بننا باعث قہر و ہلاکت ہے کیونکہ اسمین شرک اور انانیت کی بو آتی ہے۔ بعض نسخون مین عقول کی جگہ وجود بمعنے ہستی ہے۔

	نقش با نقاش چہ اسگالد دگر	چون سگالش اوش بخشید و نظر
ترجمہ	نفس کسب نقاش کا ہے ہمخیال	اسنے بخشا ہے اُسے حسن و جمال

شرح یعنے نقش بہ نسبت نقاش یا مصنوع بہ نسبت صانع بجز اسکے کہ اسکا شکریہ ادا کرے اور کوئی دوسری بات بطور اعتراض سوچ ہی نہین سکتا کیونکہ نقش کو نقاش ہی نے قوت سگالش اور قوت نظر و فکر عنایت کے ہی۔ مطلب یہ ہے کہ اپنے محسن اور صانع کے ساتہ دعوے مساوات نکرنا چاہیئے۔ ورنہ اسکا قہر نازل ہوگا نظر بمعنے فکر ہے اور بعض نسخون مین نظر کے جگہ خیر ہے بمعنے عقل و ہوش۔

	اینچنین ظن خسیسانہ بمن	مر شما را بود تنگان زمن
ترجمہ	یہ کمینہ پن تمہارا مجھسے ہے	بدگمانی یہ خدارا مجھسے ہے

شرح شیر گرگ و بارہ سے کہتا ہے کہ اے خسیسو۔ اے تمام زمانہ کے چلیو۔ کیا تمہین میری نسبت ایسا گمان کر بیٹھنا لایق تہا۔ جو سفلی کیا کرتے ہین یا جو سفلون کی جانب کیا جاتا ہے؟ بلکہ ہرگز نتہا۔ مطلب یہ کہ سفلی یقولون

مالا یفعلون کے مصداق ہوا کرتے ہین یعنے جس فعل کو خود نہین کر سکتے بطور دعوے انانیت اپنے آپ کو اسکا فاعل ظاہر کر دیا کرتے ہین۔ اور اس فعل مین شریک سمجھتے ہین جو سخت غلطی کی بات ہے۔

	ظَانِّین باللہ ظنّ السّوء را		گر نہ بُرّم سر بود عین خطا
ترجمہ	جو خدا سے بد گمان ہین سر بسر		یہ خطا ہے گر نہ کاٹون اُنکا سر

شرح۔ اگر شیر سے روح مراد ہے تو یہ شعر مولانا کی زبان سے روح کا مقولہ ہے جو یہ کہتی ہے کہ اے گرگ درد باہ تم بدگمان ہو اور جو خدا سے بدگمانی رکھتے ہین یعنے بطور دعوے انانیت اپنے آپ کو اُسکے فعل کا شریک جانتے ہین مین اگر اُنکا سر نہ کاٹ ڈالون یعنے نفس کو ہلاک نہ کر دون تو یہ میری خطا ہے کیونکہ نفس امارہ کو جب تک ہلاک نہو عذاب سے رہائی نہین مل سکتی۔ اور اگر شیر سے روح الروح یعنے ذات الٰہی مراد ہے تو لفظ اللہ سے شیر نے خود اپنی ذات مراد رکھی ہے۔ یعنے شیر یہ کہتا ہے کہ جو میرے ساتھ بدگمانی رکھتا ہے وہ گردن مارنے کے لایق ہے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے جو مشرکون اور منافقون کی شان مین وارد ہے وَیُعَذِّبَ اللّٰہُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُشْرِکٰتِ الظَّانِّیْنَ بِاللّٰہِ ظَنَّ السَّوْءِ یعنے اللہ تعالےٰ اُن منافق اور مشرک مرد و عورت پر عذاب نازل کریگا جو خدا سے بدگمان ہین۔

	وار ہانم چرخ را از ننگ تان		تا بماند در جہان این داستان
ترجمہ	مار ڈالونگا تمہین اے جملہ عار		تا قیامت تا رہے یہ یادگار

شرح شیر کہتا ہے کہ مین تمہارے ننگ وجود سے زمانے کو پاک کر دونگا یعنے تمہین مار ڈالونگا تاکہ قصہ یادگار رہے کہ سفلون اور بدگمانون کو ایسی سزا ملا کرتی ہے۔ اس سے آیندہ کے لیے اورون کو عبرت ہوگی

	شیر با این فکرے زد خندہ فاش		از تبسم ہائے شیر ایمن مباش
ترجمہ	شیر اپنے فکر مین تھا خندہ زن		اس سے ایمن تو نہو اے جان من

شرح یعنے شیر اُنکے قتل کی تدبیر دلمین سوچ رہا تھا مگر اس سبب سے کہ راز فاش نہو جائے ظاہر مین ہنستا تھا۔ اے شخص شیر کے تبسم سے مطمئن نہو۔ وہ ہنسی ہنسی مین بھی مار ڈالتا ہے

	مال دنیا شد تبسم ہائے حق		کرد مارا مست و ہم مغرور دق
ترجمہ	مال دنیا کا تبسم حق کا ہے		اور ہمین مغرور کرتی ہے یہ شے

شرح یہ ایک اعتراض کا جواب ہے۔ معترض کہتا ہے کہ بہت سے لوگ دنیوی مال وجاہ پر مغرور رہا اور اپنی بد افعالیون پر سخت متکبر اور مدعی انانیت ہین مگر اُنپر کسی قسم کا عذاب نازل نہین ہوتا بلکہ وہ اپنی دنیوی جاہ و ثروت کو یہ سمجھتے ہین کہ خدا ہمسے خوش ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جو کسیکو مال و دولت اور انبساط

دنیوی عطا کرتا ہے۔ اس سے یہ سمجھنا چاہیئے کہ شیر ذات الٰہی ہم سے خوش ہے۔ بلکہ استدراج ہے اور یہ خندہ زہر خند ہے۔ مال دنیا کے شغل مین جب گستاخی غایت درجہ کو پہنچ جائے گی تو ضرور قہر الٰہی نازل ہوگا۔ مطلب یہ کہ مال دنیوی گویا تبسم (استدراج) الٰہی ہے اُسنے ہمین اُسکی محبت مین مست اور اُسکی زینت پر مغرور کر رکھا ہے۔ اور ہم حصول دنیا سے نہایت خوش ہین جب یہ خوشی حد سے زیادہ بڑھ جائے گی تو شیر حق ضرور ہلاک کر ڈالے گا لفظ کوق بالفتح بمعنے لباس نفیس ہے جس سے یہان دنیوی زینت مراد ہے اور ان اشعار سے صاف ظاہر ہے کہ شیر بمعنے روح اور روح الروح دونون طرح ہو سکتا ہے چنانچہ قرآن شریف مین یہ آیت موجود ہے حتّٰی اِذَا فَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوْا اَخَذْنَاھُمْ بَغْتَۃً یعنی جب کفار اور رسولون کے منکر استدراج الٰہی کے باعث اپنے دنیوی مال و دولت پر مغرور ہو کر بہت خوش ہوئے تو ہمنے ناگہان اُنکو پکڑ لیا یعنے اُنکو سخت عذاب مین مبتلا کر کے ہلاک کر دیا۔

	فقر وریخوری بہشت ست اے سند		کان تبسم دام خود را بر کند
ترجمہ	فقر مین آتا ہے جنت کا مزا		دام اکھڑ جاتا ہے استدراج کا

شرح یعنے فقر اور مسکنت بہشت اور باعث نجات ہے کیونکہ اسکے سبب وہ تبسم یعنے استدراج الٰہی اپنے دام ہلاکت کو جو عاشقان دنیا کے لیئے بچھا رکھا ہے اُکھاڑ لیتا ہے اور دور کر دیتا ہے بعض نسخون مین بہشت ست کی جگہ بہشتست ہے یعنے بہشت برائے تو۔ اور سند بمعنے عالی رتبہ و سند طالبان راہ سلوک ہے اور یہ بطور تعظیم عام طالبین کو خطاب کیا گیا ہے۔ غرضیکہ فقر و عاجزی باعث رحمت خداوندی اور ہلاکت سے بچانیوالی صفت ہے

امتحان کردن شیر گرگ را و گفتن کہ پیش آے گرگ و صید ما را قسمت کن درمیان

ترجمہ بطور امتحان شیر کا بھیڑیے سے یہ کہنا کہ اے گرگ آگے آ۔ اور ان شکارون کو ہم مین تقسیم کر دے

	گفت شیر اے گرگ این را بخش کن		معدلت را نو کن اے گرگ کہن
ترجمہ	شیر بولا بانٹ دے تو بے سخن		کر نیا انصاف اے گرگ کہن

شرح یعنے شیر نے کہا کہ اے گرگ تو جو پہلے یہ کہہ چکا ہے کہ تقسیم انصاف خسروانی کے مطابق ہونی چاہیئے تو مین تجھے حکم دیتا ہون کہ تو ہی انصاف سے ان شکارون کو تقسیم کر دے اور رسم عدالت کو تازہ کر کے دکھا دے۔

	نائب من باش در قسمت گری		تا مدید آید کہ تو چہ جوہری
ترجمہ	میرا نائب بنکے بانٹ اے نیکو		تا کہ کھلجائے کہ ہے کیا چیز تو

شرح شیر کہتا ہے کہ اے گرگ کہن تو معاملہ تقسیم مین میرا نائب بنجا تا کہ مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ تو جوہر نیک ہے یا جوہر بد۔ یعنے انصاف سے تقسیم کرتا ہے یا بے انصافی سے اور ایسے معاملات مین تو عقلمند ہے یا بے وقوف یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ ثُمَّ جَعَلْنٰکُمْ خَلَآئِفَ فِی الْاَرْضِ مِنْ بَعْدِھِمْ لِنَنْظُرَ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ یعنے اے اُمت محمدؐ

ہمنے تمہین پہلی امتون کے ہلاک کر دینے کے بعد زمین مین اونکا جانشین کر دیا ہے اور اس سے یہ منظور ہے کہ ہم دیکھین کہ تم کیسے عمل کرتے ہو اس حکایت کا باطنی نتیجہ یہی ہے جسکو مولانا قدس سرہ العزیز مقصود از حکایت فضیلت آخر زمانیان کے عنوان مین آیندہ مصرح طور پر بیان کرینگے۔

	گفت اے شہ گاو وحشی بخش تست		آن بزرگ و تو بزرگ وزفت و چست
ترجمہ	بولا وہ یہ گاو وحشی ہے ترا		کیونکہ ہے تو بھی بڑا یہ بھی بڑا

شرح یہان سے بھیڑیے نے تقسیم شروع کی ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ اے شیر یہ پہاڑی گائے آپکا حصہ ہے کیونکہ یہ موٹی تازی ہے۔ اور آپ بھی جسیم و قوی ہین اسلیے حسب مناسبت جسمانی یہ گائے آپ ہی کو نوش فرمانی چاہیئے۔

	بز مرا کہ بز میانہ ست و وسط		روبہا۔ خرگوش لبتان بے غلط
ترجمہ	درمیانہ ہے یہ بز مجکو ملے		اور ہے خرگوش روبہ کے لیے

شرح بھیڑیا کہتا ہے کہ اے شیر گائے تو آپ کے حصہ مین آگئی۔ بکرا مجھے ملنا چاہیئے کیونکہ بکرا درمیانہ اور متوسط شکار رہے علے ہذا القیاس مین بھی متوسط درجہ کا جانور ہون۔ کیونکہ شیر سے چھوٹا ہون۔ اور لومڑی سے بڑا اور اے لومڑی اپنے جسم اور جثیت کے موافق خرگوش تو لے لے اس تقسیم مین بھیڑیے نے حصہ بقدر جثہ کا لحاظ رکھا ہے۔ اور روبہا مین الف ندا کا ہے۔ ان اشعار کے باطنی معنے یہ ہین کہ بھیڑیا یعنے نفس یہ کہتا ہے کہ اے شیر ذات جمیع کائنات جو بہت بڑی چیز ہے صرف تیرا حصہ ہے یعنے تیرے صنعت خاص اور ملوک ہے یا اے شیر روح مخلوق تیرے سبب زندہ ہوی ہے اور معاش و کسب میرا حصہ ہے یعنے میرے فعل اور ترکیب سے معاش پیدا ہوتی ہے اور فکر کرکے معاش کو دانائی کے طریقے سے حاصل کرنا عقل کا حصہ ہے گویا گرگ نے اپنے نزدیک بطریق انصاف تقسیم کی ہے مگر چونکہ اس تقسیم مین شیر کا شریک بنگیا تہا اسلیے مقہور ہوا کیونکہ شیر ذات شرک و شریک و شرکت کو کبھی پسند نہین کرتا۔ اسی باعث شیر نے اس گستاخ بھیڑیے کو مار ڈالا

	شیر گفت اے گرگ چون گفتی بگو		چونکہ من باشم تو گوئی ما و تو
ترجمہ	شیر بولا کیا کہا یہ پھر تو کہہ		میرے آگے ما و تو ؟ خاموش رہ

شرح شیر کہتا ہے کہ اے بھیڑیے اپنے تقسیم کو بھلا پھر تو بیان کر کیا تیرے یہ مجال ہے کہ میرے ہوتے انانیت کا دعوے کرے ؟ ارے بیوقوف۔ جب مین ہون تو تو کون ہے ؟ اور تیرے ہستی کیا ہے ؟ کیا تیرے تمام افعال تیرے اختیار مین ہین ہرگز نہین بلکہ میرے جود و احسان کا نتیجہ ہین۔ اے گرگ کہن تو نے بڑی غلطی کی۔ کہ معاش اور کسب کو اپنا اختیاری فعل سمجہا۔ اور میرے سامنہ شرکت کا دعوے کیا اور اپنے وجود کو بھی ایک معتدبہ چیز سمجہا۔ کیا تجھے یہ معلوم نہین کہ جسطرح تمام مخلوق میری ملک ہے اسیطرح کسب بھی میری مخلوق ہے کیونکہ کسب اس چیز کی

طلب کو کہتے ہین جو علم الٰہی مین ہے نکتہ علم الٰہی مین جسقدر چیزین موجود ہین اُنکا نام اعیان ثابتہ ہے وہ چیز بنی بر سعادت ہو یا بنی بر شقاوت خیر ہو یا شر ہان سے طالب کو ہر شے حسب طلب ملتی رہتی ہے جب یہ بات ہے تو کسب بھی اُسیکی مخلوق ہے کیونکہ طلب اعیان ثابتہ کا ارادہ وہی دلمین ڈالتا ہے اسے گرگ تو نہین جانتا کہ الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری فمن نازعنی فی واحد منہما القیتہ فی النار ولا ابالی یعنے کبریائی میری چادر اور عظمت میرا تہ بند ہے جو شخص ان دونو صفتون مین مجسے جھگڑتا ہے یعنے میرا شریک ہونا چاہتا ہے مین اسے بے پروائی کے ساتہ دوزخ مین ڈالدیتا ہون۔ اس حدیث قدسی کے مضمون سے متکبرون اور اپنے افعال یا کسب معاش وغیرہ پر فخر کرنے والونکو عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ کہ متکبرون کو بالتصریح دوزخ مین ڈالدینے کی وعید سُنائی گئی ہے۔

	گرگ خود چہ سگ بود کو خویش دید		پیش من چون شیر بے مثل و ندید
ترجمہ	گرگ کیا سگ ہے کہ ہو یون خویش بین		میرے آگے جب کا ثانی ہی نہین

شرح یعنے شیر جہلا کر بصیغہ غائب یہ کہتا ہے کہ بھیڑیا ایسا کہان کا کتا ہے کہ اسقدر خود بین ہو گیا ہے؟ خاصکر مجہ جیسے بے مثل و بے نظیر شیر کے آگے اُسکی خود بینی اور تکبر نہایت ذلیل حرکت ہے۔

	گفت پیش آ اے خرے کو خود خرید		پیشش آمد پنجہ زد او را درید
ترجمہ	اور کہا اے پُر غرور آگے تو آ		آگے آیا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا

شرح یعنے شیر نے یہ کہا کہ بھیڑیے اِدہر آ۔ تو ایسا گدہا ہے جسنے اپنے نفس کو آپ خرید لیا ہے یعنے خود بین و متکبر ہے اور اپنے نفس کو قیمتی جانتا ہے چنانچہ اس جھڑکی سے بھیڑیا آگے آیا اور شیر نے پنجہ مار کر اُسے پہاڑ ڈالا۔ خود را خریدن فارسی محاورہ ہے۔ بمعنے عُجب و تکبر کرنا اور اپنے نفس کو قیمتی سمجھنا۔ مغرور ہو جانا۔

	چون ندیدش مغز و تدبیر رشید		در سیاست پوستش از سر کشید
ترجمہ	چونکہ وہ بے مغز و بے تدبیر تہا		کہال اُسکی کھینچ لی ایسا کیا

شرح سیاست بمعنے قہر کرنا اور رعایا کو ہیبت دکہانی یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے چونکہ شیر نے بھیڑیے کو عقلمند اور نیک تدبیر نہ پایا اسلیئے از روے سیاست اُسکی کہال کھینچ لی۔ یعنے۔ بھیڑیے کو جان سے مار ڈالا۔

	گفت چون دیدست از خود بر درد		اینچنین جان را بباید زار مرد
ترجمہ	اور کہا اگر خود سر و جاہل تہا تو		اسلیئے بس موت کے قابل تہا تو

شرح شیر بطور تنبیہ بھیڑیے کی لاش سے خطاب کرکے کہتا ہے کہ جبکہ میری دید یعنے حضوری نے تجکو تیری خودی سے جُدا نہ کیا یعنے تو نے میرے سامنے اگر تکبر نہ چہوڑا تو ایسے متکبر کی جان عذاب کے ساتہ نکل جانے اور ایسا خود پسند ذلت کے ساتہ مرنے کے قابل تہا۔

	چون نبودی فانی اندر پیش من	فرض آمد مر ترا گردن زدن	
ترجمہ	تو نہ تھا فانی جو میرے رو برو	اسلیئے تھا قابل قتل اے عدو	

شرح یعنے اے گرگ چونکہ ازراہ تکبر تو نے اپنی ذات کو میرے سامنے فانی نسمجھا اسلیئے گردن مارد ینے کے قابل ٹھیرا مطلب یہ کہ جو شخص اپنی ہستی کو عشق الٰہی اور اتباع انبیا واولیا مین فنا نہین کرتا یا ازروے تکبر احکام خدا ورسول پر عمل کرنے سے بے پروا ہے وہ مستحق عذاب ہے اور اپنے نفس کو ہلاکت مین ڈال رہا ہے۔

	گرچہ غالب دارم اندر بذل فضل	گاہ گاہے میکنم در عدل فضل	
ترجمہ	گرچہ غالب بذل مین ہوتا ہے فضل	گاہے گاہے عدل مین ہوتا ہے فضل	

شرح یہ ہم پہلے بھی بتا چکے ہین کہ عدل۔ اعمال وافعال کے مطابق اُنکی جزا وسزا کی برابری کو کہتے ہین یعنے عدل اُسکا نام ہے کہ جیسے جسکے اعمال ہون ویسی ہی اُسے جزا وسزا ملے۔ عدل دنیوی بادشاہون کے لیئے نیک صفت ہے لیکن اگر اللہ تعالےٰ اپنے بندون کے ساتھ عدل کرے تو لوگون کے اعمال ایسے نہین ہین کہ کسیکی نجات ہل سکے اسلیئے اُسکا فضل عدل پر غالب ہے۔ لیکن بعض اوقات عدل ہی مین اُسکا فضل مخفی ہوتا ہے یعنے شیر نے کہا کہ اگرچہ مین صرف کرنے مین فضل کو عدل پر غالب رکھتا ہون مگر کبھی کبھی عدل ہی مین فضل کر دیتا ہون بعض نسخون مین از عدل ہے یعنے بعض موقع پر مین عدل ہی کے سبب فضل کرتا ہون۔ مثلاً سرکشون اور حد سے زیادہ بے ادبون کی تنبیہ بظاہر عدل ہے لیکن یہ عدل بمنزلہ فضل ہے کہ خود سرکش زیادہ گناہون سے اور دیگر مخلوق اُنکے شر سے محفوظ رہتی ہے۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ کا فضل تو فضل ہے ہی اُسکا عدل بھی فضل سے کم نہین

	کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ جز وجہ او	چون نہ در وجہ او ہستی فجو	
ترجمہ	نیست ہے ہر چیز جب حق کے سوا	تو نہین فانی تو پھر ہستی ہے کیا	

شرح وجہ بمعنے ذات ہے اور یہ شعر بطور نتیجہ حکایت مولانا کا مقولہ ہے یعنے اے مخاطب ذات الٰہی کے سوا ہر چیز ہر زمانہ مین فانی ہے۔ اور جبکہ تو ذات الٰہی مین فانی نہین ہے بلکہ اپنی ہستی پر متکبر ہے تو حقیقی ہستی کو نڈ ہو نڈ کیونکہ ہستی عشق الٰہی مین فنا ہونے کا نام ہے۔ یا یہ معنے ہین کہ جب فانی الذات نہین ہے تو اپنی ہستی کو نڈ سونڈ کیونکہ تو اُس بھیڑیے کے مانند گردن مارنے کے قابل ہے جسطرح شیر نے اُسے مار ڈالا اسیطرح غیرت الٰہی تجھے ہلاک کریگی

	ہر کہ اندر وجہ ما باشد فنا	کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ۔ نبود جزا	
ترجمہ	جو ہمارے ذات مین ہو گا فنا	نیستی ہرگز نہین اُسکی جزا	

شرح یہ لسان قدرت سے مولانا کا مقولہ ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ یہ فرماتا ہے کہ جو شخص ہماری ذات مین فنا اور ہمارے عشق مین نیست و نابود ہو گیا۔ اُسکی جزا کُلُّ شَیْءٍ ہَالِکٌ نہین ہو سکتی۔ یعنے وہ ہلاک نہین ہوگا۔ کیونکہ ایسا شخص

مرنے سے پہلے مر کر حقیقی موت سے نجات پا چکا ہے بلکہ قرآن مجید مین یہ آیت موجود ہے کل شئی ہالک الا وجہہ یعنے ذات الٰہی کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے علمائے ظاہر نے لفظ ہالک (صیغۂ اسم فاعل) کو بمعنے استقبال اور علمائے باطن نے بمعنے استمرار (بلا قید زمانہ) لیا ہے۔

	زانکہ در الاست او۔ از لا گزشت		ہر کہ در الاست او فانی نگشت
ترجمہ	لا سے اب الا مین ہے وہ بالیقین		اور جو الا مین ہے فانی نہین

شرح یعنے جو ذات الٰہی مین فنا ہے وہ اسلیئے ہلاک نہین ہو سکتا کہ ایسا شخص مقام الا مین ہے یعنے مرتبۂ الا وجہہ تک واصل ہو کر ہلاکت سے مستثنے ہو گیا ہے اور مقام لا یعنے مرتبۂ وجود فانی یا مقام ہلاکت سے گزر گیا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ لا کے بعد بجز الا کے اور کچھ نہین ہے چونکہ ذات الٰہی نقصان فنا سے بالکل منزہ ہے اسلیئے واصل ذات بقائے دائمی حاصل کرتا ہے۔

	ہر کہ بر در او من و ما مے زند		ردِّ باب ست او و بر لا مے تند
ترجمہ	اور ہے جسمین من و ما لے عزیز		راندۂ درگاہ ہے وہ بد تمیز

شرح یعنے جو شخص دروازہ الٰہی پر من و ما کا دم مارتا ہے (تکبر اور خود بینی کرتا ہے) وہ اس دروازہ سے رد کر دیا جاتا ہے یعنے مردود اور راندۂ درگاہ ہو جاتا ہے اور مقام لا یعنے مرتبۂ وجود فانی ہی پر رہتا ہے اور اپنی موہوم ہستی پر تکبر کرتا ہے اکڑتا ہے اسے مقام وصال نصیب نہین ہوتا یعنے نتیجۂ حکایت یہ ہے کہ سالک وجود ذات کے سامنے اپنے وجود کو بالکل فانی خیال کرے ورنہ شرک فی الطریقت کے باعث عذاب خداوندی اور قہر الٰہی نازل ہو جائے گا۔ اور وہ اس قہر مین مبتلا ہو کر جلد ہلاک ہو گا۔

	قصۂ آن یارے کہ در یارے بکوفت	
ترجمہ	ایک دوست کا قصہ جسنے دوسرے دوست کا دروازہ کھٹکھٹایا تھا۔	

شرح اس قصہ کو گرگ و شیر کے داستان سے یہ مناسبت ہے کہ پہلے مولانا فرما چکے ہین کہ جو شخص اپنی ہستی کو چھوڑ کر فنا فی اللہ نہین ہوتا۔ وہ ہلاک ہو جاتا ہے اور صاحب مقام فنا ہمیشہ زندہ رہتا ہے اس دو یارون کے قصہ مین انہی معنون کی تصریح کیگئی ہے۔ جو خود مفصل معلوم ہو جائیگا۔

	آن یکے آمد۔ در یارے بزد		گفت یارش کیستی اے معتمد
ترجمہ	کھٹکھٹایا یار نے زنجیر یار		یار بولا کون ہے اے با وقار

شرح یعنے ایک شخص نے اپنے ایک دوست کے دروازہ پر جا کر دستک دی۔ یا اندر داخل ہونے کے لیے دروازہ کھٹکھٹایا یا اپنے دوست کو باہر بلانے کے لیے زنجیر ہلائی۔ اور صاحب مکان نے گھر مین بیٹھے

بیٹے با آواز بلند یہ کہا کہ اے عزیز تو کون ہے؟

	گفت من گفتش برو ہنگام نیست		برچنین خوانے مقام خام نیست
ترجمہ	بولا وہ مین ہون کہا اُسنے کہ چل		تیرے قابل کب ہے یہ جا ہٹ نکل

شرح یعنے جب صاحب مکان نے کنڈی کھٹکھٹانے والے سے یہ پوچھا کہ اے عزیز تو کون ہے تو اُسنے حسب عادت یہ جواب دیا کہ حضرت **مین ہون** یہ سنکر صاحب مکان نے کہا کہ اے شخص چلا جا۔ ابھی اس مکان مین تیرے آنے کا وقت نہین ہوا۔ کیونکہ اس خوان (نعمت قرب) پر خامکارون کو جگہ نہین ملتی۔ خام سے مراد وہ شخص ہے جو حقیقی عشق کی آگ مین جلکر اور اپنی **مین** (انانیت) کو چھوڑکر محبت مین یگانہ اور پختہ نہوا ہو بعض نسخون مین برچنین خوانے کی جگہ درچنین خانہ ہے جس سے وہی مقام قرب مراد ہے اور مضمون شعر سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ صاحب مکان کوئی عارف کامل شخص تھا **فائدہ** اسی مضمون کے قریب قریب ایک حدیث صحاح مین موجود ہے۔ یعنے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مینے ایکبار رسولخدا کے مبارک گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا **فقال من ذا** یعنے رسول اللہ علیہ الصلوۃ نے فرمایا کہ یہ دروازہ پر کون ہے۔ **فقلت انا** جابرؓ کہتے ہین مینے جواب دیا کہ (مین ہون)۔ **فقال انا انا**۔ یعنے یہ سُنکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دوبار **مین ہون۔ مین ہون**۔ فرمایا اس مکررکلمہ کے دو معنے ہین اول یہ کہ اے شخص تیرے لفظ انا (مین ہون) کہنے سے یہ بات سمجھ مین نہین آسکتی کہ تو تخصیص کے ساتھ معین طور پر کون ہے۔ اسلیے جب تک ہم تجھے پہچان نہ لین دروازہ نہین کھول سکتے۔ کیونکہ ہر متکلم اپنے آپ کو مین ہون کہہ سکتا ہے دوم یہ کہ انا انا بطریق استفہام انکاری ہے یعنے اے شخص تو۔ اور انا انا یعنے انانیت کا مدعی؟ ایسا ہرگز نچاہیئے۔ بہرحال اس حدیث سے یہ صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جابرؓ کی زبان سے نکلے ہوے لفظ انا کو بُرا خیال فرمایا۔ پھر جب اس لفظ کو مخلوق پسند نہین کرتی تو یقیناً جان لینا چاہیئے۔ کہ خالق بھی پسند نہین کرتا۔

	خام را جز آتش ہجر و فراق		کہ پزد کہ وار ہاند از نفاق
ترجمہ	چاہیئے ہر خام کو سوز فراق		پختگی تا دور کردے سب نفاق

شرح یعنے خام آدمی کو یہ چاہیئے کہ اول عاشق الٰہی ہو۔ اور پھر ہجر و فراق اور اشتیاق کے آگ مین جلے تب کہین وصال نصیب ہوگا۔ اور یہ آتش ہجر اُسکو نفاق طریقت سے بچالیگی۔ یہ محض نفاق ہے کہ آدمی اپنے آپ کو قطعی فانی جانکر پھر دعوے انانیت کرے باطنی طور پر دوست سے شاہد حقیقی اور پہلے یار سے طالب حق و دروازہ سے باب وصل و قرب اور سفر سے ریاضت و مجاہدہ اور شرر سے شعلۂ محبت مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ شاید حقیقی کا قرب اُسیوقت حاصل ہوسکتا ہے کہ پہلے سالک ریاضت کی آگ مین جل چکا ہو۔

	چون توئی تو ہنوز از تو نرفت	سوختن باید ترا از نار لفت	
ترجمہ	چونکہ تجھمین ہے انانیت ابھی	چاہیئے جلنا تجھے اے مدعی	

شرح توئی بمعنے تخصیص وتعین خاص وخودی وانانیت ہے یعنے صاحب مکان نے یہ کہا کہ اے شخص چونکہ ابتک تیری انانیت اور خودی تجھہ مین سے نہین گئی اسلیئے تجھے ہجر کی تیز آگ مین جلنا چاہیئے جب فراق کی آگ جلا کر پختہ کردیگی تب تو اس گھر (مقام قرب) مین داخل ہونے کے قابل ہوگا۔

	رفت آن مسکین وسالے در سفر	در فراق دوست سوزید از شرر	
ترجمہ	چلدیا۔ اک سال تک چلتا رہا	سوز ہجر یار سے جلتا رہا	

شرح یعنے دروازہ کھٹکھٹانے والا صاحب مکان کے جھڑک دینے کے باعث اسکی ملاقات سے محروم و مایوس ہوکر چلا گیا۔ اور ایک سال تک سفر مین رہکر اپنے دوست کے فراق مین ہجر کی آگ سے جلتا رہا۔ اور اس آگ نے اسے پختہ کردیا۔ باطنی معنون کو ظاہری پر قیاس کرلیجے۔

	پختہ گشت آن سوختہ پس بازگشت	باز گرد خانۂ انباز گشت	
ترجمہ	ہوگیا جب پختہ پھر آیا وہین	یعنے گرد خانۂ یار مکین	

شرح یعنے وہ محروم الوصال سال بھر کے بعد پختہ ہوکر پھر اسی دوست کے گھر پہنچا۔ اور پھر دروازہ جا کھٹکھٹایا انباز بمعنے شریک سے مراد وہی دوست ہے جسنے پہلے دروازہ نہین کھولا تہا۔

	حلقہ زد بر در بصد ترس و ادب	تا نہ سنجد بے ادب لفظے زلب	
ترجمہ	ڈرتے ڈرتے در پہ دستک اسنے دی	تا نہ نکلے منہ سے کچھ اچھی بری	

شرح یعنے سال بھر کے بعد واپس آکر اس بیچارہ نے نہایت خوف وادب کے ساتہ اس قدیم دوست کے دروازہ کی زنجیر کھٹکھٹائی اور یہ ادب اسلیئے تہا کہ کہین زبان سے خلاف ادب کوئی لفظ نہ نکلجائے۔

	بانگ زد یارش کہ بر در کیستان	گفت بر در ہم توئی اے دلستان	
ترجمہ	یار بولا۔ کون ہے اے مہربان	یہ کہا اسنے توئی ہے میرجان	

شرح یعنے زنجیر کا کھٹکا سنکر صاحب مکان نے گھر مین سے آواز دی کہ دروازہ پر کون ہے اس آنیوالے یار نے (جو پہلے مین ہون کہنے کے باعث محروم ہوکر چلا گیا تہا) اس مرتبہ یہہ جواب دیا۔ کہ اے دوست جسطرح گھر مین تو ہے اسیطرح دروازہ پر بہی تو ہی ہے۔ مین نہین ہون۔ مطلب یہ کہ مینے اپنے وجود کو تیری ذات مین فنا کرکے دوئی کو چھوڑ دیا ہے اب یہ حال ہے کہ ع نظر آتے ہو زمانے مین تمہین تم مجکو۔

مطلب یہ کہ اب دوئی کا نقشہ مٹگیا ہے اور ہر طرف وحدت ہی وحدت کا جلوہ نظر آرہا ہے۔

	گفت اکنون چون منی اے من درآ		نیست گنجائی دو من در یک سرا
ترجمہ	بولا وہ اب اندر آ اے نیک خو		اک مکان مین کب سما سکتے ہین دو

شرح لفظ منی بمعنے من ہستی مین یائے خطاب ہے یعنے فانی بمن ہستی اور علے ہذا القیاس اے من بمعنے اے فانی بمن ہے اور گنجائی بمعنے گنجایش ہے یعنے صاحب مکان نے آنیوالے سے بر در ہم توئی سنکر یہ کہا کہ الشخص اب تو میری ذات مین فنا ہو گیا ہے اے محبہ مین فنا ہو جانے والے۔ مین تیرے لیئے دروازہ کھولتا ہون۔ اندر آجا۔ یعنے مقام قرب مین داخل ہو اسوقت تو ہمارا القرب حاصل کر سکتا ہے کیونکہ خانۂ وحدت مین دو مدعیان من کی گنجایش نہین ہے یعنے یہ نہین ہو سکتا کہ ہمارے ہوتے تو بھی انانیت کا دعوے کر سکے اس سے پہلے تو مدعی انانیت تہا اسلیے ہمنے اندر آنے کی اجازت نہین دی تہی۔

	چون یکے باشد ہمہ بنود دوئی		ہم منی بر خیزد آنجا ہم توئی
ترجمہ	ہو گئے جب ایک پھر کیسی دوئی		ہو گئی معدوم مائی و توائی

شرح اگر لفظ یکے کو بیائے معروف مصدری (بمعنے ایک ہونا) لیا جائے تو برعایت لفظ دوئی نہایت مناسب ہے اور اگر یکے بیائے مجہول (بمعنے ایک) ہے تو بھی معنے درست ہین۔ یعنے جبکہ یکتائی ہو گئی یا صرف ایک ہی ایک رہگیا تو دوئی جاتی رہی اور من و تو کی تمیز بالکل مرفع ہو گئی۔ اور وحدت حقیقی جلوہ گر ہونے لگی اس فقرہ کے باطنی نتیجہ کو ہم اشارتاً پہلے بیان کر چکے ہین یعنے جو شخص انانیت اور خودی کا مدعی ہوتا ہے وہ بارگاہ الٰہی سے مردود کیا جاتا ہے اور جو فنا فی اللہ ہو جاتا ہے وہ مقام قرب خاص مین داخل ہو جاتا ہے

	نیست سوزن را سر رشتہ دوتا		چونکہ یکتائی درین سوزن درآ
ترجمہ	ایک سوزن اور دو تاگے یہ کیا		تو ہے گر یکتا تو اس سوزن مین آ

شرح یعنے سوئی کے لیے تاگے کے دو سرے نہین ہوتے کیونکہ اسکا روزن ایک ہے اگر تاگے کے دو سرے ہونگے تو داخل روزن نہو سکینگے ہان جب دونو سرے مٹنے سے ایک ہو جائینگے۔ تو داخل ہونا ممکن ہے یہی حال سالک کا ہے جب تک مجاہدہ اور ریاضت سے اپنے وجود فانی کو فنا کر کے مرتبۂ بقا حاصل نہ کریگا بیقرر وحدت ہاتھہ نہ آئیگا دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اے شخص اگر تو یکتا یعنے فنا فی الذات ہے تو اس سوئی (مقام وحدت) مین داخل ہو جا اسوقت کوئی شئے مانع وصول مرتبۂ وحدت نہو گی۔ سوئی تاگے کی مثال مضمون گزشتہ کی تمثیل ہے بطور تفہیم

	رشتہ را با سوزن آمد ارتباط		نیست را خور با جمل سم الخیاط
ترجمہ	گو ہے رشتہ کو سوئی سے ارتباط		ہے شتر کب لایق سم الخیاط

شرح یعنے تاگے کو سوئی سے علاقہ ضرور ہے لیکن سوئی کا چھید اس قابل نہین ہوتا ہے کہ اُسمین اونٹ داخل ہوسکے اسیطرح طالب کو ذات واحد سے کچھ علاقہ تو ہے لیکن یہ اپنے وجود کثیف کے باعث جو مانند جمل ہے داخل سوزن نہین ہوسکتا جمل بمعنے اونٹ کنایہ وجود کثیف اور سم الخیاط (سوئی کا ناکا) کنایہ ذات مطلق ہے قرآن مجید مین ہے ان الذین کذبوا بآیاتنا تا حتی یلج الجمل فی سم الخیاط۔ یعنے جنہون نے ہماری آیتون کو جھٹلایا اور اُنسے تکبر کیا اُنکے لیئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائینگے یعنے اُنکی روح کو عروج معنوی حاصل نہوگا۔ اور اُنکا جنت مین داخل ہونا ایسا محال ہے جیسا کہ سوئی کے ناکے مین اونٹ کا داخل ہونا۔

	کے شود باریک ہستی جمل		جز بمقراض ریاضات و عمل
ترجمہ	کب ہوی باریک ہستی جمل		غیر مقراض ریاضات و عمل

شرح یعنے تیرے وجود کثیف کا اونٹ باریک یعنے لطیف ہوکر سوزن وحدت مین داخل ہونے کے لائق ہرگز نہین ہوسکتا۔ جب تک تو ریاضت اور مجاہدہ اور اعمال نیک کی قینچی سے کتر کتر کے اُسے باریک یعنے معدوم نہ کردے یعنے خدا کی راہ مین تکلیفین نہ اُٹھائے کیونکہ مرتبۂ وحدت اُنہین کو حاصل ہوتا ہے جو فنا فی الذات ہوجاتے ہین اور لذات جسمانی کو ترک کرکے جسم کو فنا کردیتے ہین۔

	دست حق باید مر آن را اے فلان		کو بود در ہر محالے۔ کن فکان
ترجمہ	دست حق مین ہے یہ قدرت مہربان		کیونکہ ہے فرمان اُسکا کن فکان

شرح پہلے شعر مین مولانا قدس سرہ نے گویا آیت یلج الجمل فی سم الخیاط کے باطنی معنے بیان فرماکر اسطرف اشارہ کیا تہا کہ جمل ہستی رو وجود کثیف کا اونٹ بہلا ریاضت۔ و مجاہدہ داخل ذات نہین ہوسکتا۔ مگر اب ظاہری تحقیق کی رو سے یہ فرماتے ہین کہ دست قدرت الٰہی اونٹ کو باوجود اسقدر جسیم ہونے کے سوئی مین داخل کرسکتا ہے کیونکہ وہ بیشک ایسی اشیا کے پیدا کرنے پر قادر ہے جو عقل کے نزدیک محال ہون۔ محالات کو موجود کرنے کے لیئے دست قدرت چاہیئے جو جمیع محالات کے ایجاد پر قادر ہے اور اُنکو امر کن سے پیدا کرسکتا ہے کن فکان بمعنے قادر و مصداق کن فکان ہے اور اُنکی ضمیر مضمون شعر سابق یعنے سوئی کے ناکے مین اونٹ کے داخل ہونے کی طرف ہے۔ باطنی طور پر اس شعر کے دوسرے یہ معنے بہی ہوسکتے ہین کہ صاحبان وجود کثیف کے لیئے دست قدرت الٰہی چاہیئے جو اُنکو فنا فی الذات کرسکتا ہے۔ اگرچہ یہ امر بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے مگر اللہ کا دست قدرت ہر محال شے پر قادر اور کل محالات کا موجد ہے انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون۔ یعنے خدا کا حکم ایسا زبردست ہے کہ جب وہ کسی شے کی ایجاد کا ارادہ کرتا ہے تو صرف لفظ کن فرمادیتا ہے وہ شے فی الفور عالم وجود مین آجاتی ہے اور اُسیوقت خدا کے حکم سے موجود ہوجاتی ہے۔

	ہر محال از دست او ممکن شود		ہر حرون از بیم او ساکن شود
ترجمہ	اُس سے ہو جاتا ہے ممکن ہر محال		دہشے پڑ جاوین نہ سرکش کیا مجال

شرح یعنے خدا کا ہاتھہ (قدرت الٰہی) ہر محال کو ممکن کر دیتا ہے اور ہر سرکش جانور اُسکے حکم اور خوف جبروت سے دہیما اور مطیع انسان ہے یا یہ معنے ہین کہ نفس سرکش یعنے آمارہ اسکے خوف اور حکم سے ملہمہ اور مطمئنہ اور مطیع اولیا ہوتا جاتا ہے۔ حرون سرکش جانور کو کہتے ہین جو بمشکل قابو مین آئے۔ اس صورت مین مصرع دیگر اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَذَلَّلْنَاہَا لَہُمْ فَمِنْہَا رَکُوبُہُمْ وَمِنْہَا یَأْکُلُونَ یعنے ہمنے جانورون کو آدمیونکا تابع فرمان بنا دیا ہے بعض جانور اُنکی سواریان ہین اور بعض اُنکے کہانے کے کام آتے ہین۔

	اکمہ و ابرص چہ باشد مردہ نیز		لرزہ گردد از فسون آنعزیز
ترجمہ	کوڑہی اندہا کیا ہے مردہ ہو اگر		جی اُٹھے گا ایک کُن سے سر بسر

شرح اکمہ عربی مین مادر زاد اندہے اور ابرص کوڑہی کو کہتے ہین۔ لرزہ سے حرکت اور فسون بمعنے دم یا سخن سے کلمۂ کُن مراد ہے اور عزیز ثنا نوین نامون مین سے اللہ تعالےٰ کا اسم صفت ہے مطلب یہ کہ مادر زاد اندہے اور کوڑہی کا اچھا ہونا کیا چیز ہے اُس قادر عزیز اللہ تعالےٰ کے حکم سے مُردہ بھی حرکت کرنے لگتا ہے اور اُسمین جان پڑ جاتی ہے۔ دوسرے معنے یہ بھی ہو سکتے ہین کہ آنعزیز سے حضرت عیسےٰ اور فسون سے انفاس رحمانی و الہام ربانی یعنے دم عیسوی مراد ہو۔ یعنے حضرت عیسےٰ جو مُردہ کو زندہ کرتے تہے یہ اُنمین ذاتی طاقت نہ تہی بلکہ خدا ہی کے حکم سے ایسا ہوتا تہا۔

	آن عدم کز مُردہ مردہ تر بود		در کف ایجاد او مضطر بود
ترجمہ	اور مردہ سے بھی مُردہ ہے عدم		تابع فرمان حق ہے دمبدم

شرح اس شعر مین مضمون گزشتہ کو پہلے شعر سے ترقی دیگئی ہے یعنے پہلے یہ کہا گیا تہا کہ اندہے اور کوڑہی کو اچھا کرنا مُردہ کو زندہ کرنے کی نسبت سہل ہے اور اب یہ فرماتے ہین کہ مردہ کو زندہ کرنا بھی بہ نسبت اس بات کے سہل ہے کہ عدم جو مُردہ سے زیادہ مردہ ہے اُسکی دست ایجاد کا مسخر اور اُسکا حکم بجا لانے پر مجبور ہے مردہ کا قالب صحیح و سالم موجود ہوتا ہے فقط اُسمین روح نہین ہوتی مگر روح کا گھر بنا ہوا ہے پھر اُسمین روح کا داخل کر دینا اس بات کے مقابلہ مین آسان ہے کہ عدم کو جسکے وجود کا اثر مطلق نہین ہے موجود کر دینا

	کُلَّ یومٍ ہُوَ فی شانٍ بخوان		مر ورا بے کار و بے فعلے مدان
ترجمہ	ہے وہ ہر لحظہ نئی اک شان مین		وہ نہین بیکار پڑھ قرآن مین

شرح یعنے اے شخص سورۂ رحمان مین اس آیت کو پڑھ کُلَّ یومٍ ہُوَ فی شانٍ یعنے اللہ تعالےٰ ہر دن ایک نئی

شان مین ہے یعنے جو باتین وہ ازل مین مقرر کر چکا ہے مثلاً زندہ کرنا۔ مارڈالنا۔ عزت دینی۔ ذلت دینی۔ نیکی بدی وغیرہ ان تمام باتون کو اُسکے مقررہ وقتون پر اپنے حکم سے ظاہر کرتا رہتا ہے اسیلئے طب تو اُس فعّال لما یُرید کو بے کار و بے شغل یعنے نعوذ باللہ معطل نسمجھ۔ زمانہ مین جو کچھ ہو رہا ہے یہ سب اُسیکے حکم کا اثر ہے۔ وہ ڈرنیوالون کو نجات طاعت کرنے والون کو قوت عبادت۔ مومنون کو پناہ۔ محبون کو مرتبہ وصول مشتاقونکو اُلفت عاشقون کو وصال عارفون کو مشاہدہ توحید پر مٹجانے والون کو مقام فنا فی الذات دنیا پرستون کو غفلت غافلون کو خواہشات دنیوی مین لذت نیک کارون کو اُنکی اُجرت مرحمت فرماتا رہتا ہے مطلب یہ کہ اُسکی تجلیون اور اُسکی شان کی کچھ انتہا نہین ہے۔ بلکہ وہ ہر روز اور ہر لحظہ نئی شان مین ہے۔

	کمترین کارش بہر روز آن بود		کو سہ لشکر را روانہ مے کند
ترجمہ	اُسکا کمتر کام ہے یہ زور کا		تین لشکر بھیجدیتا ہے خدا

شرح یعنے اللہ تعالے کے لطیف اور قابل غور افعال تو ہماری سمجھ سے باہر ہین لیکن ادنے درجہ کی موٹی سے بات یہ ہے کہ وہ ہر روز تین طرح کے لشکر روانہ کرتا رہتا ہے ان لشکرون کی شرح آیندہ شعرون مین ہے۔

	لشکرے ز اصلاب سوئے امہات		بہر آن تا در رحم روید نبات
ترجمہ	ایک لشکر پشت سے سوے شکم		تاکہ بچون کا محافظ ہو رحم

شرح یعنے اللہ تعالے ہر روز ایک لشکر کو باپون کی پشت سے ماؤن کے رحم کی طرف اسلیئے بھیجتا ہے کہ پیٹ مین نبات اُگے۔ یعنے اولاد کی روئیدگی ہو بچون کے پیدا ہونے کی اُمیدین بندہی ہین۔

	لشکرے زار حام سوئے خاکدان		تا نر و مادہ پر گردد جہان
ترجمہ	ایک لشکر وہان سے سوے خاکدان		تا نر و مادہ سے پُر ہو یہ جہان

شرح یعنے اللہ تعالے اپنے دوسرے لشکر کو ماؤن کے پیٹ سے نکالکر خاکدان زمین یا دنیا مین اسلیئے بھیجتا ہے کہ نر و مادہ سے جہان پُر ہو جائے اور دنیا کا سلسلہ قیامت تک اسیطرح قایم رہے جسطرح اسوقت قایم ہے

	لشکرے از خاکدان سوئے اجل		تا بہ بیند ہر کسے حسن عمل
ترجمہ	ایک لشکر وہان سے پھر سوے اجل		دیکھلے تا ہر بشر حسن عمل

شرح یعنے اللہ تعالے تیسرے لشکر کو دنیا سے نکالکر اسیلئے موت کی طرف بھیجتا ہے تاکہ ہر شخص اپنے نیک و بد عمل کا نتیجہ دیکھلے۔ یہ تینون لشکر روانہ ہوتے رہتے ہین اور انسے اللہ تعالے کی بہت بڑی شان نظر آتی ہے

	باز بینیک پیش از انہا مے رسد		آنچہ از حق پیش جانہا مے رسد
ترجمہ	اُسنے پہلے جا پہنچتا ہے ضرور		حق کی جانب سے ہے سوے ہر جان شعور

	وانچہ از جانہا بدلہا مے رسد		وانچہ از دلہا بہ گلہا مے رسد
ترجمہ	جان سے ہے جو روان دل کی طرف		اور جو دل سے ہے روان گل کی طرف

شرح یہ دو شعر جو بطور قطعہ بند ہین اکثر مثنویون مین نہین پائے جاتے اسلیئے بعض نے ملحقات مین سے کہا ہے مگر انکا مطلب یہ ہے کہ ایمخاطب جب تو یہ جان چکا ہے کہ اللہ تعالے کے یہ تین لشکر ہر روز بلکہ ہر دم اپنے اپنے منزل کے طرف روانہ ہوتے رہتے ہین تو یہ بہی جان لے کہ جو کچہ اللہ تعالے کی طرف سے جان کی طرف اور جان کی طرف سے دل کی طرف اور دل کی طرف سے بدن کی طرف پہنچتا ہے یہ ان لشکرون سے پہلے چلتا ہے اور گویا انکا مقدمہ ہے۔ پہلا مصرع خبر مقدم ہے اور اسکے بعد کے تینون مصرعے مبتدائے مؤخر از انہا کا اشارہ لشکرون کی طرف ہے اور آنچہ سے مراد محبت ہے۔ خلاصہ یہ کہ ان لشکرون سے پہلے عورت کی محبت اللہ تعالے کیطرف سے پہنچتی ہے کیونکہ ہم یہ پہلے بہی بیان کر چکے ہین کہ محبت زن محبت حق کا عکس ہے پہر یہ محبت روح سے دل کی طرف جاتی ہے اور دل مین حرکت جماع پیدا ہوتی ہے پہر دل کی محبت اور حرکت کا اثر بدن پر پڑتا ہے چنانچہ اطباء نے تشریح کی ہے۔ کہ حرکت جماع دل سے پیدا ہوکر مرد و زن کے تمام اعضا مین سرایت کرتی ہے۔ اور ایک ایک عضو اسکے لیے بیقرار ہو جاتا ہے یہی باعث ہے کہ مرد و عورت اور تمام نر و مادہ جماع کے مشتاق ہین۔ اگر یہ محبت خداداد نہو تو دل مین اثر نہو اور جماع ہرگز وقوع مین نہ آسکے یہ بہی اسکی ایک شان ہے کہ ان لشکرون کے پیدا کرنے کے لیئے مرد و زن کو باہم محبت عطا فرما رکہی ہے

فائدہ گویا مولانا نے یہان ایک نیا مسئلہ بیان فرمایا ہے یعنے ان لشکرون کا بادشاہ تو اللہ تعالے ہی ہے مگر ایک چیز سر لشکر بہی ہے جسکو محبت کہتے ہین۔ اور جسکے باعث بعد اختلاط نر و مادہ یہ لشکر پیدا ہوتے ہین۔

	اینت لشکرہائے حق بے حد و مر		از پے این گفت ذکرے للبشر
ترجمہ	ہین یہ اس خالق کے لشکر سر بسر		اسلیئے آیا ہے ذکرے للبشر

شرح۔ مر بمعنے عدد پنجاہ ہے اہل زبان جب کسی چیز کو پچاس تک گنتے ہین تو کہا کرتے ہین کہ یہ ایک مر ہوا۔ علے ہذا القیاس سو کو دو مر بولتے ہین عربی مین مر بمعنے ریسمان و رفتن ہے لیکن یہان یہ لفظ فارسی ہے بمعنے مطلق عدد مطلب یہ کہ اسیطرح خدا کے لشکر بیحد بیشمار ہین اور اسلیئے اللہ تعالے سورۂ مدثر مین فرماتا ہے کہ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ یعنے خدا کے لشکرون کی تعداد خدا کے سوا اور کوئی نہین جانتا اور یہ سورۂ مدثر جسمین دوزخ کے فرشتون کی تعداد انیس بیان کی گئی ہے۔ آدمیون کے لیئے نصیحت ہے اس سے کوئی عدد معین مراد نہین ہے یعنے یہ مطلب نہین کہ دوزخ کے فرشتے صرف انیس ہی ہین بلکہ اس سے مراد کثرت سے کیونکہ خدا کے لشکرون کی کوئی انتہا اور تعداد نہین ہے۔

خواندن آن یار خود را پس از تربیت یافتن

ترجمہ: اُس صاحب مکان دوست کا اپنے دوست کو تربیت کے بعد گھر مین بلا لینا

گفت یارش کاندر آ اے جملہ من — نے مخالف چون گل و خار چمن

ترجمہ: یار بولا۔ اندر آ۔ اے جانِ من — ہم نہین شکل گل و خار چمن

شرح لفظ جملہ من بمعنے سراسر فانی ذاتِ من۔ ہے یعنے جب اُس یار نے سفر سے واپس آکر صاحب مکان کا دروازہ کھٹکھٹاتے وقت بر در ہم تو ئی کہا تو صاحبِ مکان نے یہ جواب دیا کہ اے سراسر میری ذات مین فنا ہو جانے والے اندر آجا۔ اب مجھ مین تجھ مین باہم ایسی مغایرت و مخالفت یا دوئی نہین رہی جیسی کہ خار و گل مین ہوا کرتی ہے بلکہ باغ معنی مین وحدت کا پھول کھل گیا ہے اور دوئی کا کانٹا بالکل نکل گیا ہے۔ یعنے اے شخص گو باعتبار تشخص و تعین تو مجھسے الگ ہے اور مین تجھسے جدا ہون لیکن باعتبار معنے مرتبۂ وحدت نے تجھے اور مجھے من تو شدم تو من شدی کا مصداق بنا دیا ہے۔ مطلب یہ کہ وجود فانی کے چھوڑ دینے والے کو اللہ تعالےٰ نے مرتبۂ وصال حقیقی عنایت فرما دیا۔ اور طالب و مطلوب مین جو دوئی کا پردہ حائل تھا بالکل اُٹھ گیا۔

رشتہ یکتا شد غلط گم شد کنون — گر دو تا بینی حروف کاف و نون

ترجمہ: ایک رشتہ ہو گیا ہے نیک خو — گرچہ ہین ظاہر مین کاف و نون دو

شرح غلط بمعنے خطا کردن در سخن۔ و بمعنے غلط کنندہ و غلط کردہ اور لفظ گر بمعنے اگرچہ ہے یعنے الحق اب رشتہ دوئی ایک ہو گیا ہے اور تو نے جو دعوے انانیت کے باعث خطا کی تھی وہ گم ہو گئی ہے مٹ گئی ہے یا گم ہو گئی یعنے بالکل معدوم ہو گئی ہے کیونکہ اہل زبان لفظ گم کو بمعنے لاشے بھی لیتے ہین۔ دوسرا مصرع پہلے کی مثال ہے یعنے اے طالب اب ہم مین مرتبۂ عین وحدت ظاہر ہو گیا ہے اگرچہ باعتبار تعین و تشخص مغایرت باقی ہے جو وحدت کو نقصان نہین پہنچا سکتی۔ اور اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ حروف کاف و نون یعنے کلمۂ کن۔ اگرچہ یہ حرف باعتبار صورت ظاہر دو ہین۔ مگر باعتبار معنے ایک چیز ہے کیونکہ انکا اثر یعنے معدوم کو موجود کر دینا ایک شے ہے۔

کاف و نون ہمچون کمند آمد بجذب — تا کشاند مر عدم را در خطوب

ترجمہ: کھینچتے ہین کاف و نون شکل کمند — جملہ معدومات کو اے ہوشمند

شرح جذوب صیغۂ مبالغہ ہے بمعنے کھینچنے والا۔ اور خطوب جمع خطب ہے بمعنے کارہائے بزرگ و شاہانۂ عظیم۔ یعنے کلمۂ کن نے عرش و کرسی لوح و قلم زمین و آسمان انسان و حیوان نباتات و جمادات۔ ارواح و عقول و نفوس اور جن و پری وغیرہم کو عدم سے کھینچکر بہت سے بڑے بڑے کامون مین لگا دیا ہے اور تمام معدومات کو موجود کر دیا ہے بس تو ایجاد کا اثر کاف و نون دونون کے مجموعہ مین ہے اور یہ دو حرف باعتبار صورت در

ہوا کرین مگر باعتبار اثر معنوی ایک ہین۔

	پس دوتا باشد کمند اندر صور	گرچہ یکتا باشد آن دو در اثر
ترجمہ	گو دوتا ہوتی ہے ظاہر مین کمند	پر اثر مین ایک ہے اے ہوشمند

شرح یعنے کمند بطور ظاہر مضبوط ہونے کے لیئے دو نہ ہوا کرتی ہے اگرچہ اُن دونون تہون کا اثر اور فعل (کسی چیز کو کہینچ لیتا) ایک ہی ہے اسیطرح کمند کاف و نون یعنے کلمہ کن کا اثر ایک ہے اگرچہ حرف دو ہین یہ شعر سابق کی تمثیل ہے بطور تفہیم۔ یعنے زیادہ وضاحت کے لیئے مثال دیکر مضمون گزشتہ کو سمجہایا گیا ہے۔

	گر دو پا گر چار پارہ را بَرد	ہمچو مقراض دو پا یکپا بُرد
ترجمہ	راہ روکے دو ہون یا ہون چار پانو	ایک قینچی کی طرح ہے یار پانو

شرح یہ شعر اُسی مضمون کی دوسری تمثیل ہے پہلے مصرع مین بَرد بفتح البا بردن سے اور دوسرے مین بضم البا بُریدن سے مشتق ہے یعنے اگرچہ کسیکے دو پانو اور کسی کے چار پانو رستہ چلتے ہین مگر چونکہ پانو کا فعل (رستہ چلنا) ایک شے ہے اسلیئے پانو باعتبار ظاہر دو ہون یا چار لیکن باعتبار معنی گویا ایک شے ہین اسکی مثال ایسی ہے جیسے قینچی اگرچہ اُسکے دو پہل ہوتے ہین مگر چونکہ دونونکا فعل اور اثر (قطع کرنا) ایک ہے اسلیئے باعتبار معنی دونو پہل گویا ایک شے ہین بعض نسخون مین دوتا یکتا بُرد ہے اور بعض قلمی نسخون مین دونو مصرعون مین بُرد بضم البا ہے اور پہلے مصرع مین راہ بریدن بمعنے قطع کردن راہ ہے اور ماحصل تمام نسخون کا ایک ہے۔ نتیجہ تمثیلات یہ ہے کہ فانی فی اللہ مین اگرچہ باعتبار ظاہر مغائرت ہوتی ہے مگر باعتبار معنے وہ عین وحدت کا مظہر ہو جاتا ہے۔

	آن دو انبازان گاذر را ببین	ہست در ظاہر خلافے زان و زین
ترجمہ	ملکے دو دہوبی جو کپڑے دہوتے ہین	حسب ظاہر وہ مخالف ہوتے ہین

شرح اسی مضمون کی تیسری مثال چار شعر کے ایک قطعہ مین بیان کی گئی ہے۔ اور انبازان گاذر مین اضافت صفت بسوے موصوف ہے یعنے ایمخاطب تو کم از کم دو ایسے دہوبیون کو دیکہہ جو کپڑے دہونے مین باہم انباز یعنے شریک فعل ہین کہ اُن دونون مین حسب ظاہر مخالفت معلوم ہوتی ہے اُسکی طرف سے اسکی مخالفت کیجاتی ہے اور اسکی طرف سے اُسکا خلاف ہوتا ہے۔ اس ظاہری مخالفت کا بیان آیندہ شعرون مین ہے

	آن یکے کرباس در جو مے زند	وان دگر انباز خشکش مے زند
ترجمہ	ایک پانی مین اُنہین کرتا ہے تر	دوسرا کرتا ہے خشک اے پُر ہنر

شرح یہ اُن دونو دہوبیون کی مخالفت کا بیان ہے یعنے ایمخاطب اسپر غور کر کہ اُن دو مین سے ایک دہوبی کپڑون کو نہر مین غوطے دیتا ہے کہنگالتا ہے اور دوسرا نہر مین سے نکالکر خشک کر دیتا ہے یہ بطور ظاہر مخالفت ہے

	بازاو آن خشک را تر مے کند	گوئیا ز استیزہ بر ضد مے تند
ترجمہ	کردیا کرتا ہے تر وہ خشک کو	دونو ظاہر مین ہین گویا جنگجو

شرح یعنے وہ پہلا دہوبی جو کپڑون کو نہر مین غوطے دے رہا ہے دوسرے دہوبی کے سوکہائے ہوئے کپڑون کو پہر غوطے دیکر تر کردیتا ہے اور سوکہانے والا پہر سکہا دیتا ہے تو گویا از روے مخالفت باہم ایکدوسرے کی ضد پر تنا ہوا ہے وُہ اِسکے فعل کا مخالف ہے اور یہ اُسکے۔

	لیک آن دو ضدِّ استیزہ نُما	یکدل و یک کار باشند اے فتا
ترجمہ	گو بظاہر برسر پیکار ہین	فی الحقیقت یکدل و یک کار ہین

شرح یعنے باوجود اس ظاہری مخالفت کے وہ دونو دہوبی جو باہم ایک دوسرے کی ضد کر رہے ہین اور ظاہر بینون کو لڑتے نظر آرہے ہین باعتبار معنے یکدل و یک کار یعنے ایک دوسرے کے موافق ہین اور ایک ہی کام مین شریک ہین کیونکہ ایک دہوبی کے کپڑون کو نہر مین غوطہ دینے اور دوسرے کی دُہوپ مین سکہانے سے دونونکا مطلب ایک یعنے کپڑون کو سفید کردیتا ہے۔ اِسیطرح عاشقان الٰہی (خواہ وہ کسی پیغمبر کی اُمّت اور کسی مرشد کامل کے مرید ہون) باعتبار تعینات جُدا جُدا سہی مگر باعتبار فنا سب کے سب متحد اور مرتبۂ احدیت یعنے مقام وصال مین متمکن ہین۔ اور اس لحاظ سے سب متحد ہین۔

	ہر نبی و ہر ولی را مسلکے ست	لیک تا حق مے برد جملہ یکے ست
ترجمہ	خاصگان حق کی راہین ہین جدا	ایک ہین لیجاتی ہین جب تا خدا

شرح یعنے گو باعتبار فروع ہر پیغمبر کا مذہب جُدا اور ہر ولی کا مسلک الگ ہے لیکن چونکہ یہ تمام مذاہب و مسالک خدا تک پہنچا دیتے ہین اسلیئے باعتبار اصول و معنی سب کے سب ایک ہین یہ اُسی مضمون کی چوتہی مثال ہے

	روے در کشیدن سخن از ملالت مستمعان
ترجمہ	سُننے والون کے ملول یا غافل ہونے کے باعث کہنے والیکا نصیحت و اسرار کی باتونسے خاموش ہوجانا

شرح پہلے شعر مین بیان کیا گیا تہا کہ ہر نبی اور ہر ولی کا مسلک حق کی طرف جاتا ہے۔ جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ انبیا کی اُمّت اور اولیاء کے مرید بہی اگر اُنہی کے مسلک پر چلین گے تو اُنکا راستہ بہی واصل الی اللہ ہوگا لیکن جبکہ یہ طالبین انبیا و اولیا کے ارشادات اور ہدایتین سُننے سے ملول یا غافل ہوجائینگے۔ اور سُستی کرینگے تو وہ بہی اپنے ناطقہ اور ارشادات کو بند کرلینگے چنانچہ مولانا اُسی مضمون کی تصریح ایک تمثیل مین کرتے ہین۔

	چونکہ جمع مستمع را خواب بُرد	سنگہائے آسیا را آب بُرد
ترجمہ	سُننے والونپر جو غالب خواب تہا	آب سنگ آسیا کو لیگیا

شرح سنگہائے آسیا پنچکی کے پتھرون سے انبیا علیہم السلام کے جواہر ارشادات اور اولیا اللہ کے رشک گوہر ملفوظات مراد ہین۔ ملفوظات کو یا تو اسلیئے پتھرون سے تشبیہ دیگئی ہے کہ اس مضمون کو پنچکی اور نہر کے پانی سے تمثیل دینی منظور تھی یا اسلیئے کہ انبیا و اولیا کے ارشادات و ملفوظات جو مومنون کے نزدیک سچے موتیون سے زیادہ قیمتی ہین منکرون اور اہل غفلت کے حق مین پتھر سے زیادہ سخت اور تکلیف پہنچانے والے ہوتے ہین اور آب سے مراد فیضان قوت ناطقہ ہے جو مانند آبحیات ہے یعنے جب سامعین پر حجاب غفلت طاری ہوگیا تو کہنے والون (انبیا و اولیا) کی قوت ناطقہ جو ہر ارشادات کو بہا لیگئی۔ یعنے انبیا و اولیا کے ارشادات و ملفوظات جو نفع رسانی مین بمنزلہ آب حیات تھے غافل طالبین سے چھن گئے اور اُنکی قوت ناطقہ غافلون کو ہدایت کرنے کا دروازہ بند کرکے اللہ تعالے سے ہمکلامی مین مصروف ہوگئی فائدہ جسطرح ان اشعار مین کہنے والے سے انبیا و اولیا اور سنگ آسیا سے اُنکے کلمات مراد لیے گئے ہین اسیطرح گوینده سے مولانا قدس سرہ اور سنگ آسیا سے اُنکا کلام یعنے یہ مثنوی بھی مراد ہوسکتی ہے۔

	رفتن این آب فوق آسیاست	رفتنش در آسیا بہر شماست	
ترجمہ	ہے جگہ پانی کی چکی سے پرے	آسیا مین ہے تمہارے واسطے	
	چون شما را حاجت طاحون نماند	آب را در جوے اصلی باز راند	
ترجمہ	بے ضرورت ہو جو چکی شہر مین	جارہے گا اُسکا پانی نہر مین	

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے قاعدہ یہ ہے کہ پانی پنچکی سے اوپر بہا کرتا ہے اُسکا پنچکی مین آنا صرف تمہارے فائدے یعنے آٹا پیسنے کے لیئے ہے اسلیئے جب آٹا پیسنے کی ضرورت نہین رہتی تو پنچکی والا پانی کو اصل نہر کی طرف چھوڑ دیتا ہے علے ہذا القیاس انبیا و اولیا کے ناطقہ کا آبحیات مرتبہ مین نصیحت و ارشاد سے بہت بالاتر ہے کیونکہ اُنکا نطق عالم ملکوت سے ہمکلامی کے قابل ہے نہ کہ عالم ناسوت سے مکالمت کی لایق تمام انبیا و اولیا اپنے مرتبہ سے تنزل کرکے اپنی ناطقہ کا پانی دے کر لوگون کے فائدہ کے لیئے ارشادات کی پنچکی چلایا کرتے ہین تاکہ طالبین کو معانی اور معرفت کا باریک میدہ حاصل ہوتا رہے مگر جبکہ لوگون کو اپنے غفلت کے باعث پنچکی ہی کی ضرورت نہین رہتی یعنے اہل غفلت ارشادات سے فائدہ اُٹھانا ہی نہین چاہتے) تو انبیا و اولیا بھی اپنے ناطقہ کے پانی کو اصلی نہر مین چھوڑ دیتے ہین یعنے بندون سے ہمکلامی کو منقطع کرکے اللہ تعالے کی ہمکلامی مین مصروف ہوجاتے ہین۔ اور لوگون سے بے پروائی ظاہر کرتے ہین۔

	ناطقہ سوے دہان تعلیم رست	ورنہ خود آن آب را جوے جداست	
ترجمہ	ناطقہ ہے بہر تعلیم ہدا	ورنہ اس پانی کی ندی ہے جدا	

شرح آب سے وہی ناطقہ اور جوئے خدا سے وہی ہمکلامی عالم ملکوت یا منبع روح وقلب مراد ہے یعنے ملکوت ناطقہ جو مُنہ کی طرف آتی ہے اور آواز کا لباس پہنکر کانون کو فائدہ پہنچاتی ہے یہ فقط تمہاری تعلیم اور ہدایت وارشاد کے لیئے ہے اگر تمہین اپنی تعلیم منظور نہین تو یہ آب فیضان ناطقہ اپنی اصلی یا معنوی نہر یعنے ہمکلامی عالم ملکوت یا روح وقلب کی طرف چلا جائے گا یہ معنوی نہر اس ظاہری نہر ارشادات وہدایات سے جُدا ہے جس سے اہل غفلت ہرگز فیض یاب نہین ہو سکتے۔

	مے رود بے بانگ و بے تکرارہا		تحتہا الانہار۔ تا گلزارہا	
ترجمہ	پھر چلا جاتا ہے بے تکرار وہ		اور بہ پہنچ جاتا ہے تا گلزار وہ	

شرح یعنے جب ارشادات انبیا اور ملفوظات اولیا کے سُننے سے لوگ غافل ہو جاتے ہین تو اُنکا آب ناطقہ بلا حرف وصوت اور بلا تکرار وحجت ہمکلامی الٰہی یا منبع روح وقلب کی طرف چلا جاتا ہے جو لوگون کی تعلیم سے مرتبہ مین نہایت بالا تر ہے کیونکہ نصیحت وارشاد اور تعلیم مین حرف وتکرار اور حجت وآواز کی ضرورت ہوتی ہے اور معنوی ہمکلامی نہ حروف کی محتاج ہے نہ آواز اور حجت وتکرار کی اور اہل اللہ کا آپ ناطقہ ایسا بڑا دریا ہے جسکے نیچے حقایق ومعانی کے بہت سی نہرین جاری ہین جو گلزار حقیقت تک جاتی ہین۔ مگر افسوس غافل سامعین کو اُسکے قدر نہین ہے مطلب یہ اگر تم اہل اللہ کے کلمات کو نہین سُنتے تو یہ اُس معنوی نہرین چلے جائینگے جو بلا آواز تکرار جاری ہے اِس نہر سے مراد الہام ربانی ہے کیونکہ اولیا کا کلام اُسی نہر سے جاری ہوا تھا اور بمقتضائے کل شئی یرجع الی اصلہ اُسیکی طرف رجوع کر جائے گا۔

	اے خدا بنما تو جان را آنمقام		کاندران بیحرف مے روید کلام	
ترجمہ	اے خدا جان کو دکھا دے وہ مقام		جسمین بے آواز اُگتا ہے کلام	

شرح مقام سے مقام فنا فی الذات یا مقام الہام مراد ہے اِس مرتبہ مین پہنچکر اولیاء اللہ پر انفاس رحمانی اور کلام ربانی کا (جو حروف وآواز سے بالکل پاک ہے) ہمیشہ فیضان ہوتا رہتا ہے۔ اور یہان سے مولانا قدس سرہ نے حصول مرتبۂ فنا کے لیئے عام طالبین کے حق مین دعا مانگنی شروع کی ہے۔ یعنے ایخدا تو ہماری روحونکو وہ مقام فنا دکھا دے جس مقام مین بلا استعانت حروف وآواز کلام پیدا ہوتا ہے۔

	تا کہ سازد جان پاک از سر قدم		سوئے عرصۂ دور وپہنائے عدم	
ترجمہ	جان اطہر تا کرے سر کو قدم		اور جائے سوے صحرائے عدم	

شرح یعنے ایخدا ہمین مقام فنا فی الذات دکھا دے تا کہ ہماری روح فرط شوق مین سر کو قدم بنا کر فراخ میدان اور فضائے عدم (یعنے عالم علوی) کی طرف چل نکلے اور ہم اِس عالم تنگ (یعنے عالم سفلی) سے نجات پا جائین

[illegible] مولانا میں مرکد و دنیا [illegible] عدم [illegible] الاضافت ہے اس صورت میں اضافت بیانی ہے پیتے [illegible] روح آس میدان عدم کی طرف سر کے بل چل نکلے جو نہایت طویل و عریض ہے۔

	عرصۂ بس با گشاد و با فضا		وین خیال و هست زو یابد نوا	
ترجمہ	ہے بہت عرصہ عدم کا پُر فضا		اور پاتا ہے خیال اُس سے نوا	

شرح فضا بمعنے فراخ و فراخی [illegible] کشادگی صحن خانہ ہے اور مصرع اول لفظ عدم کی صفت ہے یعنے عدم نہایت فراخ اور کشادہ جگہ ہے اور روح چونکہ امر ربی ہے اسلئے فراخی ہی کو پسند کرتی ہے اور مقید ہونا اسکے شان کے خلاف ہے [illegible] روح کو عدم ہی سے عرصۂ پُر فضا کی آرزو رہتی ہے اور ہمارے یہ تمام خیالات [illegible] عدم سے بہرہ یاب ہوتے رہتے ہیں کیونکہ عالم مثالی [illegible] عالم [illegible] عالم [illegible] تو عالم مثالی [illegible] الف [illegible] ہوچکا [illegible] فائدہ عالم عدم سے مراد [illegible] [illegible]

	[illegible]		[illegible] خیال اسباب غم	
ترجمہ	[illegible]		[illegible] خیال [illegible] سبب غم	

شرح [illegible] مقدمہ کی [illegible] الٰہی [illegible] عالم [illegible] [illegible] عالم کو عدم [illegible] [illegible] تو [illegible] دوسرا [illegible] [illegible] عالم مثال [illegible] عالم مثال [illegible] عالم اجسام [illegible] سے اسکی نظیر عالم مثال [illegible] عالم مثال [illegible] تصور اور خیال میں لا سکتے ہیں بس آئی نظیر اور مثال [illegible] عالم مثال کہتے ہیں یہ عالم عالم عدم [illegible] تو [illegible] اسکا وجود ظاہری اور خارجی کی ضرورت نہیں ہے تیسرا عالم عالم [illegible] عالم خیال سے [illegible] زیادہ تنگ ہے

کیونکہ اسکو وجود خارجی کی ضرورت ہے۔ چوتھا عالم۔ عالم محسوسات ہے جو عالم ہستی سے بھی زیادہ تنگ ہے۔ کیونکہ اسکو علاوہ وجود خارجی کے حواس سے علاقہ رکھنے کی حاجت ہوتی ہے۔ مثلاً زید جو ہماری نظروں سے غائب ہے۔ یہ عالم ہستی میں تو ضرور ہے مگر عالم حس میں نہیں ہے مولانا قدس سرہ آئندہ اشعار میں انہی معنوں کی تصریح فرماتے ہیں چنانچہ اس شعر کا یہ مطلب ہے کہ دوسرا عالم یعنے عالم خیالات عالم عدم کی بہ نسبت بہت تنگ ہے یہ انہی تنگی ہی کا سبب ہے کہ خیال راسخ قائم ہے خیال میں سوائے غم و فکر کے اور کچھ نہیں ہوتا کیونکہ خیال ایسی چیز ہے کہ اسکے سبب سے تو تخیل کو غم حاصل ہوتا ہے اور کبھی جس چیز کا خیال کرتا ہے اگرچہ وہ شادمانی ہی ہے کہ مثلاً کسی کو اس بات کا خیال ہوا کہ مجھ کو ضرور شادی کرنی چاہیئے چونکہ عالم خیال عدم مطلق نہیں بلکہ عدم اضافی ہے یعنے بہ نسبت عالم اجسام کے ایک قسم کا عدم ہے عالم اجسام سے وسیع اور عدم سے تنگ ہے کیونکہ عالم خیال عالم عدم ہی سے صادر ہوا ہے۔

	باز ہستی تنگ تر بود از خیال		مثال شہر و صحرا و کوہ و چون پال
ترجمہ	اور اس سے بھی ہستی تنگ تر		جیسا کہ ہے مثال اس سے نظر

شرح یعنے اسکے بعد جو تیسرا عالم ہستی ہے عالم خیال سے بھی زیادہ تنگ ہے جیسا کہ عالم ہستی کو وجود خارجی کی ضرورت ہے اور جو چیز [illegible] ہوا کرتی ہے اسلیئے ہاند جو کہ بقول ابن عباس رض [illegible] چونکہ عالم خیال عالم ہستی سے تنگ ہے اور جو چیز اس سے [illegible] کیونکہ جب [illegible] ظروف وسیعہ ضرور ہے وجود خارجی میں پھر ہاند کا [illegible] عالم خیال میں ہو سکتا ہے ہم کہہ سکتے ہیں کیونکہ عالم خیال میں ہر شے سما سکتی ہے ہاں عالم ہستی اور عالم خیال سے صادر ہوا ہے کیونکہ وہ خود چھوٹا اور عالم خیال سے صادر ہوا ہے۔

	باز ہستی جہان حس و رنگ		تنگ تر آمد کہ زندانی ہست تنگ
ترجمہ	تنگ ہے اس سے جہان حس و رنگ		کیونکہ حس و رنگ ہے زندان تنگ

شرح یعنے اسکے بعد چوتھا عالم (عالم حس و رنگ) یعنے عالم محسوسات عالم ہستی سے بھی زیادہ تنگ ہے جو قید ہستی میں مقید ہونے سے علاوہ قید حواس میں بھی جکڑا ہوا ہے اسلیئے دوسرے مصرعہ میں جملہ کبریٰ ہے صغریٰ محذوف ہے اور تنگ کا کاف اضراب اور تنگ تر آمد کی ترقی معنے کے لیئے ہے اور زندانی میں یائے نسبت ہے۔ یعنے عالم محسوسات تنگ ہی نہیں بلکہ ایسے قیدی کی مانند ہے جو کسی قید خانہ میں یا بزنجیر ہو کر نہایت تنگی کے ساتھ رہتا ہو۔ اور اگر زندانی میں یائے مجہول ہے تو کاف تعلیلیہ مانا جائے گا یعنے عالم محسوسات نہایت

تنگ ہے اور یہ تنگی اسلیئے ہے کہ یہ عالم ایک تنگ قید خانہ کی مانند ہے اس عالم کی مثال اوپر بیان ہو چکی ہے

	علت تنگی ست ترکیب و عدد		جانب ترکیب حس ہا مے کشند
ترجمہ	باعث تنگی ہے ترکیب و عدد		کھینچتی ہے حس ادہر اے مستند

شرح: یہ شعر عالم خیال اور عالم وجود اور عالم حس کے تنگ ہونے کی دلیل ہے اور لفظ عدد بمعنے تعدد ہے بمعنے متعدد و متعین ہونا اور مطلب شعر یہ ہے کہ عالم عدم کی بہ نسبت یہ تین عالم اسلیئے تنگ ہین کہ انمین ترکیب و تعدد موجود ہے اور ترکیب و تعدد تنگی کی علت ہے کیونکہ ترکیب اور تعدد ضرور کسی نہ کسی جگہ پہنچکر محدود ہونے والی چیز ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ محدود بہ نسبت غیر محدود کے تنگ ہوتا ہے چونکہ عالم خیال مین بہ نسبت عالم عدم اور عالم وجود مین بہ نسبت عالم خیال اور حس مین بہ نسبت وجود ترکیب و تعدد موجود ہے اسلیئے یہ تینون بہ نسبت یکدیگر تنگ ہین کیونکہ مرکب بہ نسبت بسیط تنگ اور اسکا محتاج ہوتا ہے مثلاً عدم بالکل بے قید ہے اور عالم مثال اس سے مرکب ہے اور چونکہ یہہ عالم من وجہ عدم اور من وجہ وجود ہے اسلیئے اس عالم مثال مین جو ایک قسم کا تعین پایا جاتا ہے اسی تعین کو تعدد کہتے ہین اور یہ مرتبہ عالم عدم سے دوسری شے ہے علے ہذا القیاس عالم وجود اور عالم حس مین خیال سے زیادہ ترکیب و تعدد پایا جاتا ہے کیونکہ یہ دونو عالم عالم عدم اور مثال سے صادر اور مرکب ہین۔ اگر وہ نہوتے تو انکا وجود بھی نہوتا جسطرح بسیط کے نہونے سے مرکب کا وجود نہین ہوتا۔ اور چونکہ یہ دونو عالم بہ نسبت عالم عدم مرتبہ مین متاخر اور چوتھی شے ہین اسلیئے انمین تعدد بکثرت پایا جاتا ہے خاصکر محسوسات مین ترکیب و تعدد سب سے زیادہ ہے جو چوتھے مرتبہ مین ہے کیونکہ حواس خواہ ظاہری ہون یا باطنی اہل حواس کو ترکیب و تعدد کی طرف کھینچتے ہین یعنے اہل حواس انہی اشیاء کو معلوم کرسکتے ہین جو مرکب یا متعدد و متعین ہون۔ دوسرا مصرع پہلے کی علت ہے یعنے عالم محسوسات مین ترکیب و تعدد کا پایا جانا اسلیئے تنگی کی علت ہے کہ حواس متعین اور محدود ہی شے سے متعلق ہوتے ہین

	زان سوئے حس عالم توحید دان		گر یکے خواہی مبر انجانب بران
ترجمہ	عالم توحید ہے جس سے پرے		تو ہے گر طالب تو چل اس سے پرے

شرح: یکے بیائے معروف و مجہول دونو طرح درست ہے اور بران صیغہ امر ہے مشتق از راندن بمعنے ہانکنا چلانا یعنے عالم توحید کو عالم حس سے اسطرف بہت پرے خیال کر اور اگر ایک کا طالب یا وحدت کا خواہان ہے تو حواس ظاہری و باطنی کو عالم محسوسات سے جدا کرکے عالم عدم اور توحید کی طرف ہانک دے

	امر کن یک فعل بود دو نون و کاف		در سخن افتاد و معنی بود صاف
ترجمہ	امر کن ایک فعل ہے اور نون و کاف		آپڑا ہے بات مین معنے ہین صاف

شرح یعنے امر کن (جو صیغۂ امر ہے) ایک فعل معنوی ہے جسکے معنے ایجاد معدوم کے ہین اور کاف و نون کو جو لفظی ہے جسکو معنے مین کچھ دخل نہین نکتہ یہ شعر ایک اعتراض کا جواب ہے معترض کہتا تھا کہ عالم عدم جس سے باقی تین عالم صادر یا مرکب ہوئے ہین خود مرکب ہے (حالانکہ تم اسکو بلا ترکیب بسیط مان چکے ہو۔ کیونکہ عالم عدم جو موجد تمام عالم ہے کاف و نون یعنے کلمۂ کن سے مرکب ہے اور کلمہ کن خود کاف و نون دو حرفون سے ملکر بنا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ کلمۂ کن گو باعتبار لفظ مرکب ہے مگر باعتبار اثر و معنے دونون حرف متحد ہین کیونکہ کلمہ بتعدد الفاظ کے باعث ایسی حالت مین کہ معنے متحد ہون مرکب نہین کہلاتا۔ کیونکہ یہ ظاہری مغایرت فی الواقع اتحاد معنوی ہے۔ اس شعر مین لفظ نون و کاف در سخن اُفتاد کا فاعل ہے یعنے گو نون کاف ہمارے تلفظ مین دو حرف بنکر واقع ہوئے ہین لیکن باعتبار معنے انکا اثر ایجاد معدوم (ایک شے ہے شعر کے دوسرے معنے یہ ہین کہ امر کن اللہ تعالے کا ایسا ایک فعل امر ہے جسکا بجا لانا ہر معدوم پر فرض ہے۔ اور اسکی معنے روہی ایجاد معدوم (بالکل صاف اور ظاہر ہین لیکن بالفعل یہ دونو حرف محل گفتگو اور محل نزاع ہو گئے ہین۔ کیونکہ معتزلہ ان دونون کے منکر ہین۔ اور وہ یہ کہتے ہین کہ لفظ کُن کو ایجاد معدومات مین کچھ دخل نہین بلکہ کُن سرعت تکوین کا استعارہ ہے۔ یعنے یہ جو کلام اللہ مین کن فیکون واقع ہے۔ اس سے یہ مراد نہین کہ جب اللہ تعالے کُن کہتا ہے تب معدوم شے موجود ہوتی ہے۔ بلکہ اسکے معنے یہ ہین کہ جب وہ کسی فعل کو کرنا چاہتا ہے اسیوقت کر دیتا ہے اور بعض اس خاص لفظ کے مقید ہوے ہین اور وہ یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے کا طریقہ ایجاد معدومات مین اسی لفظ کے ساتھ جاری ہے اگرچہ وہ بغیر اس لفظ کے بھی ایجاد معدومات پر قادر ہے۔ مگر وہ اپنی عادت کے خلاف نہین کرتا اور بعض کا یہ قول ہے کہ ایجاد معدومات اسی طریقہ کے ساتھ منحصر ہے گے اللہ تعالے بغیر اس کلمہ کے بھی معدومات پر قادر ہے مگر وہ اپنی عادت کے خلاف نہین کرتا اسکی وجہ یہ ہے کہ اعیان ثابتہ (یعنے جو چیزین علم الٰہی مین ہین استعداد وجود رکھتے ہین۔ اور زبان حال سے اس بات کے طالب اور اسپر مستعد ہین کہ اللہ تعالے اُنکو موجود کرے مگر اُنکے ایجاد کے لیئے کوئی شے محرک یا موجد ضرور ہونی چاہیئے۔ کیونکہ یہ بذات خود موجود نہین ہو سکتین اسلیئے اللہ تعالے اُنکو امر کن سے موجود کر دیتا ہے **التماس** خاکسار راسخ شارح مثنوی نے بہت چاہا کہ عالم عدم و مثال وغیرہ اور امر کُن کے معنے اس سے بھی زیادہ سہل اور سریع الفہم بلکہ عام فہم الفاظ مین لکھے لیکن افسوس اردو مین ایسے الفاظ ہی نہین ہین جو اصطلاحات صوفیہ کے قایم مقامی کر سکین۔ لہذا ناظرین مجبور سمجھکر معذور رکھین اور ان اشعار کی شرح کو غور سے ملاحظہ فرمائین انشاء اللہ تعالے تمام مطالب سمجھ مین آجائینگے۔ اگر خاکسار کو اسکا یقین ہوتا کہ لوگ ایجاد بندہ کو مان جائین گے تو اردو مین بہت سے نئے نئے الفاظ اور اُنکے معنے گھڑ دیئے جاتے لیکن ؎ کون سُنتا ہے فغان راسخ ٭ قہر راسخ ہے بجان راسخ ٭

	این سخن پایان ندارد باز گرد		تا چه شد احوال گرگ اندر نبرد
ترجمہ	چھوڑ دے ہے یعنی بے انتہا		حال کہدے جسے شیر گرگ کا

شرح یعنے ایجاز طلب عالم عدم و مثال اور امر کن کے متعلق اسرار کی باتیں کچھ انتہا نہیں رکھتیں انکو چھوڑ کر شیر و گرگ کے قصہ کو پورا کر دے اور یہ بتا دے کہ شیر نے بے ادبی اور اپنے مقابلہ کی بنا پر شیر بچہ کو کیا دی اور اُس گستاخ کا کیا حال ہوا۔ تاکہ اس قصہ سے گستاخ کا مرتبہ معلوم ہو اور وہ یعنے شیر بچہ کو پہونچے

	ادب کردن شیر گرگ را بجہت بے ادبی او		
ترجمہ	شیر کا بھیڑیے کی بے ادبی کے سبب		یعنے تادیب سزا دینا
	گرگ را بر کند سر آن سر فراز		تا نماند در سری باد انتہاز
ترجمہ	مارڈالا بھیڑیے کو اس لیئے		تاکہ نہ رہے سر میں اُسکے باد کبر و نخوت

شرح لفظ دو سری جملے سے معروف ہے اور انتہا نہ ہونے کی حالت میں بھی ہوتے ہیں کہ شیر نے بھیڑیے کا سر اسلیئے کاٹ ڈالا کہ دونی اور مغائرت بالکل مٹ جائے اور جو ہم جنسیت میں کچھ شائبہ کا دخل ہی نہ رہے۔ بلکہ برابر اور اتحاد جنسیت سے بھی کا وجود مٹ جائے اور جو ہم جنسیت میں جلوہ گر ہو بعض نسخوں میں تا نماند در سری باد انتہاز ہے اس صورت میں دو سرے کے معنی ہونگے کہ شیر نے بھیڑیے کو اسلیئے مارا کہ دوسرا اس شیر (یعنے شیر برحق) کا کچھ مقابلہ و مخالفت میں کرنیوالا نہ رہے۔ بلکہ بیجا تکبر کا وجود فنا ہو کر محض عبدیت ہی رہ جائے۔ شیر سے یہاں مراد خدا تعالیٰ کی اور گرگ سے مدعی انانیت اور منکر احکام الٰہی مراد ہے چنانچہ گزشتہ قصوں کے متکبر و سرکش لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے بیجا تکبر کے عذابوں میں مبتلا کر کے ہلاک کیا ہے۔

	فانتقمنا منهم بستاند سے گرگ بچہ		چون نبردی مردہ و مرتش امیر
ترجمہ	ہمنے بدلے لیا لیتا ہے گرگ بچہ		مردہ بنا یا ہے جیسے امیر

شرح یعنے جب شیر نے بھیڑیے کا مارڈالا تو بلا تنبیہ کے ایسا ہوا جیسے امیر کے سامنے مردہ (یعنے ہماری ذات پاک کے روبرو عاجز نہیں ہوتا اور نہ ہمنے کو قبل اس کے کہ تو ہم پر ظلم نہیں کیا تھا۔ بلکہ مدعی انانیت اور متکبر بنا لیا تھا تو اس آیت فانتقمنا منهم فاغرقناهم فی الیم یہ آیت سورہ اعراف میں قوم فرعون کی خبر میں نازل ہوئی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمنے قوم فرعون سے بدلہ لیا کہ انکو دریا میں ڈبو کر ہلاک کر دیا ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ متکبروں کو خود اپنے اور انانیت کے مدعیوں کو ہلاک کر دیتا ہے اور عاجزوں

نفس امارہ کے مار ڈالنے والوں کو نجات دیکر ہمیشہ انعام واکرام مرحمت فرماتے ہے۔

	بعد ازاں گرگ شیر بارو باہ کرد		گفت ایں بیضہ را بجنبش کن از بہر خود
ترجمہ	بولا پھر رو باہ سے وہ شیر نر		اسکو کہا سکے لیے تقسیم کر

شرح یعنے بھیڑیے کے ہلاک کر دینے کے بعد شیر نے لومڑی کی طرف متوجہ ہو کر یہ کہا کہ ان شکار کردہ جانوروں کو کھانے کے لیئے تقسیم کر دے یعنے روح نے نفس امارہ کو مار ڈالنے کے بعد لذائذ معرفت حاصل کرنے کے لیے عقل سے مدد چاہی۔ اور انعامات الٰہی حاصل کر کے خود مقرب خاص بنگئی۔

	سجدہ کرد و گفت کاین گاؤ سمین		چاشت خوردت باشد اے شاہ امین
ترجمہ	لومڑی بولی کہ موٹی گائے کا		صبحدم کر لیجئے گا ناشتا

شرح یعنے جب شیر نے تقسیم کا حکم لومڑی کو دیا تو اسنے نہایت عاجزی کے ساتھ یہ کہا کہ اے شیر اے جانوروں کے بادشاہ یہ موٹی تازی گائے آپ کے لیئے صبح کا ناشتہ ہے۔ اس نہاری کو آپ صبح کے وقت تناول فرمائیں بعض نسخوں میں شاہ گزیں ہے بجائے بادشاہ برگزیدہ ہے۔

	ایں ہمانا بہر صائد روزرا		بیخ باشد مشتہی فیروزرا
ترجمہ	یہ بکرہ دوپہر کے واسطے		ہو مبارک اسکی یخنی کھایئے

شرح یعنے گائے کا ناشتہ کرنے کے لیئے صبح کا ناشتہ ہے اور یہ پہاڑی بکرہ دوپہر کا کھانا ہے اے فتحمند بادشاہ دوپہر کو اسکی یخنی نوش فرمائیے یخنی اس پکے ہوئے گوشت کو کہتے ہیں جو بطور ذخیرہ رکھا ہے اور ضرورت کے وقت کام آجائے۔ نیز یخنی پکے ہوئے کھانے اور ضرورت کے لیے محفوظ غلہ اور اسباب کو بھی کہتے ہیں

	وان دگر خرگوش بہر شاہ ہم		شب چرا اے شاہ بالطف و کرم
ترجمہ	اور یہ خرگوش بھی ہے آپ کا		شب کا کھانا بادشاہ پر عطا

شرح یعنے اے شیر اے بادشاہ بالطف و کرم یہ خرگوش بھی آپ ہی کا حصہ ہے اسکو آپ اپنا شب چرا یعنے رات کا کھانا سمجھ کر کھا جائیں۔ اور بوقت شب تناول فرمائیں مطلب یہ کہ گائے۔ اور بکرہ۔ اور خرگوش سب کچھ آپ ہی کے لیئے ہے۔ یہ آپ کے تحفے کسی شمار و قطار میں نہیں ہوں باطنی مطلب یہ ہے کہ روباہ یعنے عقل نے ذات و صفات و افعال کو شیر یعنے ذات الٰہی کے پرتو کے مطلع ہو کر اسنے اپنے آپ کو شیر کے سامنے بالکل معدوم اور لاشے ظاہر کیا۔ اور اسلیئے مورد انعام الٰہی ہو گئی۔

	گفت شاہ روبہ تو عدل از کجا ستی		ایں چنین قسمت ز کہ آموختی
ترجمہ	شیر بولا عدل یہ تو نے کیا		کس سے یہ تقسیم سیکھی ہے بتا

شرح یعنے اس تقسیم سے خوش ہوکر شیر نے یہ کہا کہ اے رباہ تو نے اپنی صفت عدالت کو اچھی طرح ظاہر کیا۔ مگر یہ بتادے کہ اس طرح کی منصفانہ تقسیم تو نے کس سے سیکھی ہے؟ کہ آموختی مین کاف کدامیہ ہے۔

	از کجا آموختی این اے بزرگ		گفت اے شاہِ جہان از حال گرگ
ترجمہ	کس سے سیکھی ہے بتا یہ اے بزرگ		بولی وہ تعلیم ہے حال گرگ

شرح یعنے جب شیر نے یہ کہا کہ اے بزرگ صفت لومڑی تو نے یہ تقسیم کس سے سیکھی ہے تو لومڑی نے جواب دیا کہ اے شاہ جہان یعنے یہ تقسیم بھیڑیے کے حال یعنے اسکے ہلاک ہو جانے سے سیکھی ہے چنانچہ صحیح حدیث موجود ہے السَّعِیْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَیْرِہٖ یعنے بیبخت وہ شخص ہے جو غیر کی حالت دیکھکر نصیحت حاصل کرے۔

	گفت چون در عشق ما گشتی گرو		ہر سہ را بر گیر و بستان و برو
ترجمہ	بولا وہ جب چاہتی ہے تو ہمین		تینون حصے تیرے ہین لے انہین

شرح یعنے لومڑی کا جواب سنکر شیر نے یہ کہا کہ اے روباہ چونکہ تو ہماری محبت کی زنجیر مین جکڑی ہوی ہے اور ہمارے ہوتے اپنی ذات کو معدوم سمجھتی ہے اسلیے ہمین بھی تجھے محبت ہوگئی ہے۔ ان تینون (گائے اور بکرے اور خرگوش) کو اٹھالے یہ سب تیری ملک ہین۔ لیجا۔ اور گھر مین بیٹھکر خوب عیش کر۔ مزے سے نوش فرما۔ باطنی مطلب یہ ہے کہ جب عقل نے اپنی ذات وصفات کو جلال وعظمت الٰہی کے مقابلہ مین بالکل فنا کردیا تو اللہ تعالےٰ نے اسپر کرم کیا اور اسے حسب مضمون تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ اپنی صفتین عنایت فرماوین

	رو بہا چون جملگی ما را شدی		چونت آزاریم چون تو ما شدی
ترجمہ	لومڑی جب تو ہماری ہوگئی		صورتِ جان ہمکو پیاری ہوگئی

شرح یعنے شیر کہتا ہے کہ اے روباہ چونکہ تو سراپا ہمارے لیئے ہوگئی ہے اور خودی کو چھوڑکر ہماری محبت مین فنا ہے اسلیئے ہم تجھے ہرگز آزار دینا نہین چاہتے اور آزار دین کیونکر۔ تجھ مین ہم مین دوئی نہین رہی بلکہ من تو شدم تو من شدی کا مضمون ہوگیا ہے اس حالت مین تجھے ستانا گویا اپنی ذات کو آزار پہنچانا ہے۔ باطنی مطلب یہ ہے کہ جو لوگ خودی کو چھوڑکر مرتبۂ فنا فی اللہ تک پہنچگئے ہین وہ ہلاکت سے محفوظ اور ہمیشہ مصدر الطاف الٰہی رہتے ہین چنانچہ حدیث شریف مین ہے مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ یعنے جو شخص صرف خدا کا ہو رہتا ہے اللہ تعالےٰ اسکا معاون و مددگار ہو جاتا ہے۔

	ما ترا و جملہ اشکاران ترا		پایۂ برگردون ہفتم نہ برآ
ترجمہ	ہم بھی تیرے اور تیرے سب شکار		برج ہفتم ہے ترا اے با وقار

شرح یعنے شیر نے کہا کہ اے روباہ ہم بھی تیرے ہین۔ اور یہ تمام شکار بھی تیری ملک ہین تو اپنا پانو ساتوین آسمان

پر رکھکر بلند ہو جا۔ یعنے جبکہ تو نے خودی اور انانیت کو چھوڑ دیا ہے تو تجھے مرتبۂ قرب وصال حاصل ہے جو ساتوین آسمان سے بھی زیادہ عالی مرتبہ ہے اور تو اب بی یسمع وبی یبصر کا مصداق ہے ہم تیرے معاون ومددگار ہین اور تیرے افعال گویا ہمارے افعال ہین۔ تو ہمارا بندۂ خاص بنگیا ہے

	چون گرفتی عبرت از گرگ دنی		پس تو روبہ نیستی گرگ منی
ترجمہ	بھیڑیے سے جب تجھے عبرت ہوئی		تو نہین روبہ بہادر ہے مری

شرح شعر کہتا ہے کہ اے لومڑی جبکہ تو نے اس کمینہ بھیڑیے کا حال دیکھکر نصیحت حاصل کی ہے تو تو لومڑی نہین ہے بلکہ باعتبار صفات وہمت مردانہ میرا شیر ہے اور میرے نزدیک نہایت محبوب اور دلیر ہے کیونکہ نفس امارہ کو پامال کرکے مرتبۂ فنا حاصل کرنا بڑے شیر مردون کا کام ہے جو لومڑی سے نہین ہوسکتا۔

	عاقل آن باشد کہ عبرت گیرد از		مرگ یاران وبلائے محترز
ترجمہ	ہے زمانہ مین وہ عاقل اے حبیب		آفتون سے جسکو عبرت ہو نصیب

شرح محترز قابل احتراز یعنے وہ چیز جو قابل پرہیز ہو مطلب یہ کہ عقلمند وہ ہے جو عزیزون یگانون اور دوستون کی موت اور لوگون کو بچنے کے قابل بلاؤن مین مبتلا دیکھکر انکے حال سے عبرت حاصل کرے۔ اور انکو مرتا دیکھکر خود مرنے سے پہلے مرجائے یعنے فنا فی اللہ ہوجائے عرب مین یہ مثل مشہور ہے اَلعَاقِلُ مَنِ اتَّعَظَ بِمَوْتِ غَیْرِہٖ یعنے عقلمند وہ شخص ہے جو اپنے ہمسایون کے مرجانے سے عبرت پکڑے اور اپنے آپ کو فانی سمجھے

	روبہ آن دم بر زبان صد شکر راند		کہ مرا شیر از پس آن گرگ خواند
ترجمہ	شکر بہرا سپر کیا روباہ نے		کہ مجھے پیچھے بلایا شاہ نے

شرح یعنے لومڑی نے شیر سے انعام واکرام حاصل کرکے یہ کہا کہ خدا کا شکر ہے اور اسکا احسان کہ شیر نے مجھکو شکارون کی تقسیم کا امتحان لینے کے لیئے بھیڑیے کے بعد بلایا ورنہ مین ہرگز جیتی نہ بچتی۔

	گر مرا اول بفرمودے کہ تو		بخش کن آن را کہ ببرد جان ازو
ترجمہ	وہ اگر پہلے بلا لیتا مجھے		کون تھا وہ جو بچا لیتا مجھے

شرح لومڑی کہتی ہے کہ اگر شیر بھیڑیے سے پہلے مجھے بلاکر یہ حکم دیتا کہ تو ان شکارون کو تقسیم کردے تو مین ہرگز جان بر نہوتی اور یہ شیر اس بھیڑیے کی طرح ضرور مجھے مار ڈالتا کیونکہ شکار مین مین بھی اپنا حصہ لگاتی

	مقصود در حکایت فضیلت آخر زمانیان
ترجمہ	اس حکایت مین آخر زمانہ والون کی فضیلت کا بیان کرنا اصلی مقصود ہے

شرح آخر زمانہ والون سے امت محمدیہ مراد ہے جو پہلی سرکش امتون کے بعد انکے حال سے عبرت حاصل کرینگے

لیئے آخر زمانہ مین پیدا ہوئی ہے تاکہ پہلون کا حال دیکھہ دیکھہ کر آخرت کے عذاب سے نجات پا جائے

	پس سپاس اورا کہ مارا در جہان		کرد پیدا از پسین پیشینیان
ترجمہ	شکر حق احسان ذات کبریا		ہمکو جسنے بعد مین پیدا کیا

شرح یعنے اُس خدا کا شکر ہے جسنے ہمین پہلون کے حال سے عبرت حاصل کرنے کے لیے گزشتہ اُمتون کے بعد پیدا کیا تاکہ ہم اُس بہیڑیے کی حالت کو دیکھکر عقلمند لومڑی بنجائین اور نجات حاصل کرلین

	تا شنیدیم آن سیاستہائے حق		بر قرون ماضیہ اندر سبق
ترجمہ	ہمنے سب سُن لین سیاستہائے حق		ہوگیا معلوم حال ماسبق

شرح یعنے ہمین اسلیئے آخر زمانہ مین پیدا کیا ہے کہ ہم اللہ تعالے کے وہ قہر جو پچھلے زمانون مین پہلی اُمتون پر ہوچکے ہین سُن لین اور اُسسے عبرت حاصل کرکے خدا اور اُسکے رسول کی اطاعت مین ہمیشہ جھکے رہین۔

	تا کہ ما از حال آن گرگان پیش		ہمچو روبہ پاس خود داریم بیش
ترجمہ	بہیڑیون کا تاکہ ہم سن سن کے حال		رکھین رو یہ بنکے خود اپنا خیال

شرح یعنے ہمین اسلیئے آخر زمانہ مین پیدا کیا ہے کہ ہم پہلے بہیڑیون (گزشتہ اُمتون) کے حال سے عبرت و نصیحت حاصل کرکے بہت زیادہ اپنی حفاظت کرین اور خدا اور رسول کی اطاعت کرکے اُخروی ہلاکت سے بچین

	اُمت مرحومہ زیرا خواندمان		آن رسول حق وصادق در بیان
ترجمہ	اسلیئے فرماتے ہین سچے نبی		اُمت مرحومہ ہے اُمتِ مری

شرح یعنی چونکہ ہم پہلون کے حال سے عبرت حاصل کرنے کے باعث مصدر رحم خداوندی ہین اسلیئے رسول مقبول نے ہمین اُمت مرحومہ کا خطاب دیا ہے حدیث شریف مین آیا ہے۔ اُمتی مرحومۃ لیس علیہا عذاب فی الآخرۃ عذابہا فی الدنیا الفتن والزلازل والقتل یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ میری اُمت مرحومہ ہے اُسپر آخرت مین عذاب نہوگا بلکہ اُسے فتنہ و فساد اور زلزلون اور قتل کا عذاب دنیا ہی مین دیا جائیگا یعنے بعض لوگ دنیا مین باہم فساد اور خونریزیان کرینگے نکتہ باہم فساد و قتل کا دنیوی عذاب جو اُمت محمدیہ کو دیا گیا ہے یا دیا جائیگا وہ گزشتہ اُمتون کے دنیوی عذاب سے بہت ہلکا ہے کیونکہ وہ سور اور بندر بنائے گئے ہین۔ اور محققین کا قول ہے کہ اکثر اُمت محمدیہ شفاعت رسول مقبول کے باعث دوزخ سے بالکل محفوظ رہیگی۔ اور بعض گنہگار دوزخ مین بہت تھوڑی دیر رہینگے اور اُنپر ایک طرح کی غشی طاری ہوجائیگی بعد شفاعت اُنہین دوزخ سے نکال لیگی اور دوزخ مین تھوڑی دیر رہنا نہ رہنے کے برابر ہوجائیگا۔ اسلیئے یہ بالکل صحیح ہے کہ اُمت محمدیہ پر آخرت مین عذاب نہوگا اور اسیوجہ سے اِس اُمت کو آپنے اُمت مرحومہ فرمایا ہے

دوسری حدیث یہ ہے **امتی مرحومۃ مین جہۃ کونہا متاخرۃ عن الامم معتبرۃ بقہر اللہ لہم** یعنے رسول مقبول فرماتے ہین کہ میری اُمت اسلیئے مرحومہ ہے کہ وہ گزشتہ امتون کے بعد پیدا ہوی ہے اور اُنپر جو قہر الہی نازل ہوچکا ہے اُس سے عبرت حاصل کرتی ہے اور یہ عبرت حاصل کرنا اسکے نجات کا سامان ہے

	استخوان و پشم آن گرگان عیان		**بنگرید و بیند گیرید اے مہان**
ترجمہ	دیکھکر اُن بھیڑیون کی ہڈیان		چاہیئے حاصل کرے عبرت جہان

شرح یعنے اے لوگو اُن بھیڑیون (گزشتہ اُمتون) کی گڑی دبی ہڈیون اور بالون کو دیکھو اور خدا و رسول کی نافرمانی کے باعث اُنکے سخت عذاب مین مبتلا ہو کر ہلاک ہونے اور نام و نشان مٹجانے سے عبرت حاصل کرو۔ اور اعمال بد سے بچو۔ تاکہ تمہارا وہی حشر نہو جو اُنکا ہوا۔ یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے **قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین** یعنے اے پیغمبر لوگون سے کہدو کہ زمین مین چل پھر کر اس بات کو دیکھین کہ خدا اور اسکے رسولون کے جھٹلانے والون کا انجام کیسا بُرا ہوا۔

	عاقل از سر نہد این ہستی و باد		**چون شنید انجام فرعونان عاد**
ترجمہ	چھوڑدے عاقل یہ ہستی و غرور		دیکھکر حال عاد و فرعون کو ضرور

شرح یعنے اگرچہ حسب مضمون آیت **وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم** امت مرحومہ پر عذاب الہی نازل نہوگا کیونکہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے پیغمبر جب تک تم انمین موجود ہو خدا انہین عذاب سے بچائے رکھیگا لیکن قرآن مجید مین یہ آیت بھی موجود ہے **ان بطش ربک لشدید** یعنے بیشک اللہ تعالے کا مواخذہ بہت سخت ہے۔ اسلیئے ہر عقلمند شخص پر فرض ہے اپنی ہستی کے تکبر اور وجود کے عجب اور غرور کے خیال کو دماغ سے نکال ڈالے۔ بالکل مٹادے۔ ورنہ اُنہی کی طرح ہلاک ہو جائے گا۔

	ورنہ بنہد دیگران از حال او		**عبرتے گیرند و نے اضلال او**
ترجمہ	ورنہ دیگر لوگ اُسکے حال سے		پکڑینگے عبرت سیر اضلال سے

شرح یعنے اگر کوئی شخص تکبر و غرور کے خیال کو دماغ سے نہ نکالیگا۔ اور خدا و رسول کے احکام کے سامنے نہ جھکے گا تو ضرور ہلاک ہوگا اور دیگر عقلمند لوگ اُسکے حال او اضلال (گمراہ ہونے اور گمراہ کرنے) سے عبرت حاصل کرینگے۔ یعنے ایسا شخص ہلاک ہوکر پہلی امتون کی طرح خود محل عبرت بنجائیگا۔

تہدید کردن نوح علیہ السلام مر قوم را کہ با من میچیدید کہ من بشرے پوشم خدا اگر اراست باخدائے میچیدید بحقیقت نہ با من

ترجمہ نوح علیہ السلام کا اپنی قوم کو ڈرا کر یہ کہنا کہ اے لوگو مجھسے نہ لپٹو یعنے مجھسے نہ لڑو کیونکہ مین نقاب جمال

خداوندی ہون اسلیئے تم مجھسے نہین لڑتے بلکہ فی الحقیقت خدا سے لڑتے ہو اس لڑائی کا انجام اچھا نہوگا۔

شرح یہ داستان عبرت کے متعلق گزشتہ بیان سے مناسبت رکھتی ہے اور پیچیدن یعنے لپٹنا یعنے مخاصمت کرنا ہے اور بفظر و پوش یعنے نقاب ہے یعنے حضرت نوح نے قوم سے یہ فرمایا تھا کہ مین متخلق باخلاق اللہ اور متصف بصفات الٰہی ہون اور میری بشریت اُسکی جمال کا حجاب ہے یعنے وہ میرے وجود مین متجلی ہے جس تو میرے ساتھ لڑائی یہ مخاصمت گویا اللہ تعالے کے ساتھ لڑائی باندھنی ہے جسکے نتیجہ مین تم ضرور ہلاک ہو جاؤگے۔

	گفت نوح اندر نصیحت قوم را	ورنہ پیدا از خدا آخر عطا	
ترجمہ	نوح نے یہ قوم سے اپنی کہا	کیون نہین عطیات خدا	

شرح یعنے حضرت نوح نے نصیحت کرتے ہوے اپنی قوم سے یہ کہا کہ اے لوگو خدا کی عبادت اور میری اطاعت کرو اور خدا کے اُس عطاء احسان کو قبول کرکے جو ایمان لانے اور خدا سے ڈرنے کے بعد تم پہنچیگی طرح برسے گا یہ اُس آیت کی طرف اشارہ ہے جو سورۂ نوح مین ہے۔ اِستَغفِرُوا رَبَّکُم اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا یُرسِلِ السَّمَآءَ عَلَیکُم مِدرَارًا اِلٰی آخر الآیہ یعنے حضرت نوح نے اللہ تعالے سے اپنی قوم کی شکایت کرتے ہوے یہ فرمایا کہ ایخدا یعنے اپنی قوم سے کہدیا تھا کہ تم خدا سے اپنے گناہون کی بخشش چاہو وہ غفار ہے۔ تمپر جل تھل ایک کردینے والا ابر بھیجیگا اور مال و اولاد سے تمہاری مدد کریگا۔ اور تمہارے لیئے طرح طرح کے باغ اور نہرین پیدا کردیگا

	بنگر بدا سے سرکشان من من نیم	من زجان مردم بجانان زندہ ام	
ترجمہ	مین نہین مین سرکشو۔ بیجان ہو نہین	مردہ ہون اور واصل جانا ہو نہین	

شرح یعنے حضرت نوح نے اپنی قوم سے کہا کہ اے سرکشو میرے مرتبہ کو پہچانو۔ مین فی الواقع مین نہین ہون بلکہ نقاب جمال خداوندی ہون اور مین اپنی جان سے فنا ہو کر صرف اپنے جانان (شاہد حقیقی) کی مدد سے زندہ ہون مطلب یہ کہ مین گو صورت مین بشر ہون لیکن درحقیقت میری روح حیوانی فنا ہو گئی ہے اور مین شاہد حقیقی تک واصل ہون۔ اسلیئے مجھسے لڑنا اور میری مخالفت کرنی گویا خدا کی مخالفت کرنی ہے

	چون زجان مردم بجانان زندہ ام	نیست مرگم تا ابد پایندہ ام	
ترجمہ	مر کے جانان کے سبب زندہ ہو نہین	موت کیسی زندہ پایندہ ہون مین	

شرح یعنے جبکہ مین اپنی جان سے فنا ہو کر واصل جانان ہو گیا ہون تو اب مجھے معمولی یعنے اضطراری موت نہ آئیگی بلکہ ہمیشہ زندہ رہونگا۔ کیونکہ واصلان حق جو متخلق باخلاق اللہ ہوتے ہین روحانی طور پر ہمیشہ زندہ رہتے ہین

	چون بمردم از حواسات بشر	حق مرا شد سمع و ادراک و بصر	
ترجمہ	مین جدا مجھسے حواسات بشر	حق ہے میری سمع و ادراک و بصر	

شرح حضرت نوح قوم سے فرماتے ہین کہ جب مین حواس بشری اور روح حیوانی سے جدا ہو کر فانی فی اللہ ہوگیا تو اللہ تعالے نے مجھے اپنی صفتین مرحمت فرمادین اور وہ حسب مضمون حدیث شریف بی یسمع وبی یبصر خود میری سماعت و ادراک و بصارت بنگیا۔ یہ حدیث کئی جگہ نقل ہو چکی ہے۔

	چونکہ من من نیستم این دم زحق ست	پیش این دم ہر کہ دم زد کافر است	
ترجمہ	مین نہین مین بلکہ ہے یہ نطق حق	اسکا جو منکر ہے حق کا ہے عدو	

شرح حضرت نوح کہتے ہین کہ چونکہ من فی الواقع مین نہین ہون بلکہ یہ دم یعنے میرا کلام یا نفس ناطقہ خدا کی طرف سے ہے اور مین متکلم بکلام حق ہون میرا کلام مصداق بی ینطق ہے اسلیئے میرے نفس ناطقہ یا کلام کے آگے جو شخص دم مارے گا۔ یعنے کلام کا انکار یا اسکی مخالفت کریگا۔ وہ بتحقیق کافر ہے۔ کیونکہ میرا کلام فی الواقع کلام الٰہی ہے اور کلام الٰہی کا منکر بلا شک کافر ہوتا ہے۔ اے سرکشو میرا کلام سنو اور قبول کرو

	ہست اندر نقش این روباہ شیر	سوے این روبہ نتابید شاد دلیر	
ترجمہ	جسم مین روباہ کے پنہان ہے شیر	شیر کی جانب نہ جا ہو کر دلیر	

شرح نقش روباہ سے وجود بشری مراد ہے اور شیر استعارہ ذات ہے حضرت نوح کہتے ہین کہ میرے وجود بشری مین شیر ذات پنہان ہے اسلیئے مجھے لومڑی سمجھکر دلیری یعنے گستاخی کے ساتھ میری طرف آنا نچاہیئے۔ ورنہ گستاخی کرنے والا اس شیر کے پنجہ توبیخ سے ضرور ہلاک ہو جائے گا۔ اور اپنے کیے کی سزا پائے گا۔

	گر زروے صورتش منگروی	غرش شیران ازو نشنوی	
ترجمہ	گر نہین ہے شکل ظاہر یہ یقین	غرش شیران بہی تو سنتا نہین	

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوتا ہے یعنے اے مخاطب اگر تو باعتبار صورت روباہ سمجھکر انبیا کا گرویدہ نہین ہوتا اور انپر ایمان نہین لاتا تو کیا انبیاء کی شیرانہ غرش بہی تجکو نہین سنائی دیتی دوسرے مصرع مین استفہام تقریری ہے یعنے کیا تو نہین دیکھتا کہ انکی قوت لاکہہ شیرون سے بہی زیادہ ہے۔ چنانچہ اسکا ثبوت آیندہ اشعار مین ہے

	گر نبودے نوح را از حق یدے	پیش جہانے راجیان برہم زدے	
ترجمہ	گر نہوتی قوت یزدان پاک	نوح عالم کو نہ کر سکتے ہلاک	

شرح یعنے اگر حضرت نوح کو اللہ تعالے کی طرف دست قدرت اور غیبی طاقت حاصل نہوتی تو وہ سارے جہان کو کیونکر درہم برہم کر دیتے یعنے انکی بددعا کہ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا (اے خدا کسی کافر کو زمین پر زندہ نچھوڑ) ہرگز قبول نہوتی۔ اور طوفان نوح تمام کفار کو کسیطرح غرق فنا کر سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح کی غیبی طاقت خداداد تہی جسنے تمام عالم کو ہلاک کر دیا۔

	صد ہزاران شیر بود اندر تنے		ہر دو عالم را ہمے دید ارزنے
ترجمہ	اک بدن تھا لاکھہ شیرون کی بنی		دونون عالم کی حقیقت کچھ نہ تھی

شرح ارزن ایک قسم کا غلہ ہے جسکو ہندی مین چینا کہتے ہین یعنے حضرت نوحؑ کے ایک جسم مین لاکھون شیرون کی قوت پنہان تھی اسلیئے اُنھین دو نو عالم اپنے خداداد اور غیبی قوت کے سامنے چینے کے ایک دانہ کے مانند نظر آتے تھے بعض نسخون مین اندر تنے کی جگہ اندر تنے ہے یعنے حضرت نوحؑ اپنے جسم مین قوت غیبی کے اعتبار سے لاکھون شیرون کے مانند تھے۔ کیونکہ قوت غیبی تمام قوتون سے بڑھی ہوی ہوتی ہے

	او برون رفتہ بُد از ماؤ منے		او چو آتش بود و عالم خرمنے
ترجمہ	تھے جُدا وہ ماؤ من سے میرجان		آگ تھی وہ اور خرمن تھا جہان

شرح یعنے چونکہ حضرت نوحؑ ماؤ من (تکبر و انانیت) سے بالکل الگ ہوکر فانی فی اللہ اور باقی بقا اللہ ہوگئے تھے اسلیئے اُنکے افعال افعال الٰہی اور اُنکی طاقت طاقت خداوندی تھی۔ اور وہ اپنی قوت کا اثر ڈالنے مین آگ کے مانند اور تمام جہان اُنکا اثر قبول کرنے مین خرمن کی مانند تھا۔ یہی سبب تھا کہ اُنکی بد دعا نے تمام عالم کو ٹھنڈی آگ مین جلا دیا یعنے پانی مین غرق کردیا طوفان نوح کا قصہ مشہور ہے اسلیئے نقل کرنے کی ضرورت نہین

	چونکہ خرمن پاس عُشر او نداشت		او چنان شعلہ بران خرمن گماشت
ترجمہ	اُنکا حصہ جب نہ خرمن نے دیا		شعلہ نے خرمن کو خاکستر کیا

شرح عُشر زمین کی پیداوار کے اُس دسوین حصہ کو کہتے ہین جو بادشاہ وقت کو دیا جاتا ہے یعنے جبکہ خرمن کفار نے حضرت نوحؑ کے دسوین حصہ کو محفوظ نہ رکھا اُنکی اطاعت نہ کی تو نوحؑ نے اُسکے خرمن وجود کو جلا ڈالنے کے لیے قہر الٰہی کے شعلہ بد دعا کو حکم دیدیا اور اس شعلہ نے اُن سب کو ہلاک کردیا۔

	ہر کہ او در پیش این شیر پنہان		بے ادب چون گرگ بخشاید دہان
ترجمہ	جو کوئی شیر پنہان کے روبرو		بے ادب ہوکر کرے گا گفتگو
	ہمچو گرگ آن شیر بر درّاندش		فانتقمنا منہم ۔ برخواندش
ترجمہ	بے ادب کو شیر پھاڑ لیگا ضرور		فانتقنا کا سبق دیگا ضرور

شرح یہ دو نو شعر قطعہ بند ہین یعنے جو شخص اُس شیر کے آگے جو صورت انسانی مین چھپا ہوا ہے اُس بھیڑیے کی طرح اولیا کے ساتھ گستاخی سے بولے گا یعنے انبیا و اولیا کے ارشادات و احکامات کی توہین کریگا تو وہ شیر کے لیے نامعقول اور بے ادب بھیڑیے کو ضرور پھاڑ ڈالیگا اور اُسے آیت فانتقمنا منہم جو رہنے اُسنے اپنا بدلہ لے لیا پڑھکر سنا دیگا۔ اس آیت کی شرح پہلے ہوچکی ہے اسلیئے مکرر تشریح کی ضرورت نہین۔

	زخم یابد ہیچو گرگ از دست شیر	پیش شیر ابلہ بود کو شد دلیر	
ترجمہ	کھائے گا بے شبہ و شک وہ زخم شیر	روبرو جو شیر کے ہوگا دلیر	

شرح یعنے جو بیوقوف دلیر ہوکر شیر کے پاس چلا جاتا ہے وہ شیر کا تھپڑ کھاکر ضرور زخمی ہوتا ہے اسیطرح جو لوگ شیران مشیۂ توحید (انبیا واولیا) کا مقابلہ کرتے ہین وہ عذاب الٰہی مین مبتلا کیے جاتے ہین

	کاشکے آن زخم بر جسم آمدے	تا بدے کا یمان و دل سالم بدے	
ترجمہ	کاشکے وہ زخم آتا جسم پر	تا دل و ایمان بچتے سر بسر	

شرح یہان مولانا قدس سرہ اپنے دلی آرزو بیان کرتے ہین اور مطلب شعر یہ ہے کہ اے کاش انتقام الٰہی کا زخم فقط جسم ہی پر آتا اور یہ بات ہوتی کہ دل مع ایمان کے سالم رہتا کیونکہ جسم کا زخم مندمل ہوکر فانی ہوجاتا ہے اور ایمان و دل کا زخم باقی رہنے والی شے ہے ایمان و دل کا زخم تکبر اور معاصی ہین جیسے اولاً دل سیاہ ہوکر قساوت قلبی حاصل ہوتی ہے اسلیئے اسمین ایمان داخل نہین ہوتا۔ اور معاصی بڑھتے جاتے ہین۔ یہانتک کہ انتقام کی ضرورت پڑتی ہے بس تو دل کا سیاہ کردینا ہی انتقام الٰہی ہے اور اسکی سزا دوزخ ہے اسلیئے مولانا کی آرزو ہے کہ انتقام فقط بدن سے مخصوص ہوتا اور دل سیاہ نہوا کرتا۔ تاکہ ایمان بچا رہتا ہان بعض نافرمانیون کے بدلے مین فقط بدن کو صدمہ پہنچتا تو اتنا قابل افسوس نتھا بشرطیکہ ایمان سالم رہتا۔ کیونکہ ایمان کی سلامتی مین اگر بدن کو یہانتک صدمہ پہنچے کہ سارے جسم کا تکوار سے قیمہ کردیا جائے تو بھی اہل ایمان کو کسی قسم کا نقصان نہین پہنچا سکتا اور ایمان نہو تو جسمانی آرام اور لذتین بالکل بیکار اور عنقریب فنا ہوکر عذاب الٰہی مین مبتلا کردینے کے سامان ہین۔ یا الٰہی تو لوگون کے ایمان کو سلامت رکھہ اور انہین جسمانی تکلیفون پر صبر دے

	قوتم بگست چون اینجا رسید	چون توانم کردن این سر را پدید	
ترجمہ	مجھپہ اب قوت نہین ہے کیا کرون	کسطرح یہ بھید ظاہر کرسکون	

شرح مولانا قدس سرہ فرماتے ہین کہ جب میرا کلام مقام انتقام تک پہنچا تو آگے قوت بیانیہ جاتی رہی۔ کیونکہ اسکی حقیقت سمجھنے مشکل ہے کہ قہر الٰہی بدن سے متعلق ہو تو ایمان سلب نہین ہوتا اور دل سے متعلق ہو تو سلب ہوجاتا ہے اور اسمین کیا بھید ہے کہ جب قلب کی طرف بلا آتی ہے تو راہ ایمان بند ہوجاتی ہے اور وہ بلا یعنے سیاہی قلب دل کی طرف کیون آتی ہے۔ اسکی واقعی حقیقت کیا ہے مین یہ اسرار بتفصیل بیان نہین کرسکتا یا تو اسلیئے کہ اس پوشیدہ راز کا کھولنا ہی مناسب نہین یا اسلیئے کہ مجھپر انتقام الٰہی کے ذکر سے خوف الٰہی طاری ہوجاتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ آدمی غلبۂ خوف کے وقت کوئی کام نہین کرسکتا۔ لیکن ہان مین دل کی سالم رہنے اور انتقام الٰہی سے بچنے کی ترکیب اور نجات کا راستہ بطور اشارات بیان کیے دیتا ہون چنانچہ آیندہ شعر الٰہی

معنون کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ اور آیندہ اشعار مین مولانا انتقام الٰہی سے بچنے کی ترکیب بیان کرتے ہین۔

	لیک ہم رمزے بگویم با شما	بو کہ دریابید و گردید آشنا
ترجمہ	مین کہے دیتا ہون تمسے ایک راز	تاکہ ہو اُسکے عمل سے سرفراز

شرح یعنے مین انتقام الٰہی کے متعلق اسرار کو بالتفصیل تو بیان نہین کر سکتا مگر اُس سے بچنے کی ایک ترکیب بتائے دیتا ہون شاید تم اُس ترکیب پر عمل کرنے لگو اور انتقام سے بچ جاؤ۔ وہ یہ ہے

	ہمچو آن روبہ کم اشکم کنید	پیش او روباہ بازی کم کنید
ترجمہ	شکل روبہ کم کرو اپنا شکم	مکر و حیلہ چہوڑ دو سب یک قلم

شرح یعنے انتقام الٰہی سے بچنے کی ترکیب یہ ہے کہ پیٹ کو کم کرو یعنے غذائین کم کہاؤ دنیوی لذات کے پابند نہ رہو ورنہ گناہون مین مبتلا ہو جاؤ گے اور اکل و شرب کے حاصل کرنے یا حاجت سے زیادہ تلاش معاش مین حرام و حلال کی تمیز نہ رہیگی اور اپنے دنیوی سامانون پر مغرور ہو کر احکام خدا اور رسول کی پابندی نہ کروگے اور انجام کار انتقال الٰہی یعنے عذاب خداوندی مین مبتلا ہو جاؤ گے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ خدا کے حضور مین روباہ بازی (فریب و مکر و دغا بازی) نکرو یعنے حیلے حوالے کرکے اسکے احکام کی نافرمانی نہ کرو ورنہ اللہ تعالےٰ بمقتضائے وَمَکَرُوا وَمَکَرَ اللّٰہُ تمہین ضرور سزا دیگا۔ اور اُس بہیڑیے کی طرح ہلاک کر دیگا

	جملہ ما و من بہ پیش او نہید	ملک ملک اوست ملک او را دہید
ترجمہ	اپنے ما و من کو کر دو صاف گم	ملک اُسکی ملک ہے دو اُسکو تم

شرح یعنے اپنے وجود کو خدا کی محبت مین فنا کر ڈالو اور تکبر و انانیت کو چہوڑ کر تمام اشیاء کو اسکے سپرد کر دو اُسکو تمام کائنات کا حقیقی مالک جانو اور اپنے آپ کو فقیر خیال کرو اور اس آیت کے اَللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ (خدا مالک و غنی ہے اور تم سب فقیر ہو) معنون پر غور کرو اور مملوک بنکر مالک کے احکام بجا لاتے رہو انتقام الٰہی سے بچے رہوگے

	چون فقیر آئید اندر راہ راست	شیر و صید شیر خود آن شماست
ترجمہ	آؤ اس رستہ مین تم بنکر فقیر	پہر تمہین ہو شیر گیر و صید گیر

شرح یعنے اگر تم فقیر و ذلیل ہو کر اور تکبر و غرور کو چہوڑ کر خدا کے رستہ مین آجاؤ گے تو شیر بہی تمہارا ہے اور اُسکے شکار کیے ہوے جانور بہی تمہاری ملک مین شیر سے ذات الٰہی صید شیر سے صفات الٰہی مراد ہین یعنے اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو خدا ہر حال مین تمہارا مددگار ہوگا اور تمہین اپنی صفتین عطا فرماویگا جیسا کہ اُس شیر نے اپنے سب شکار لومڑی کو عطا کر دیے تہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کو بندون کا عجز نہایت پسند ہے اور وہ اپنی نعمتین عاجزون سے عطا فرماتا ہے اور متکبر ہمیشہ محروم رہتے ہین۔

	زانکہ او پاکست و سبحان وصف اوست		بے نیازست او ز مغز و پوست
ترجمہ	کیونکہ ہے اللہ پاک و کارساز		اور مغز و پوست سے ہے بے نیاز

شرح یہ شعر گذشتہ شعر کی دلیل ہے یعنے اللہ تعالے کے حضور مین فقیر و ذلیل ہو کر آنا اسلیئے فرض ہے کہ وہ غنی اور ہر شے سے بے نیاز ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جو ایسا بے نیاز ہو اُسکے سامنے متکبر و مغرور ہو کر آنا بالکل ناجائز ہے مغز مغز (خالص اور نادر شے) سے کمالات باطنی اور پوست یعنے ظاہری کمال سے مجاہدات ظاہری مراد ہین مطلب شعر یہ ہے کہ اللہ تعالے کے افعال اغراض سے منزہ ہین اور وہ خود ہر قسم کے عیب و نقصان سے پاک اور بندون کے کمالات ظاہری و باطنی سے بالکل بے نیاز ہے اُسنے بندون کو ہر قسم کے کمالات اُنہین کے فائدہ کے لیے عطا فرما رکھے ہین اللہ تعالے کو اُنکی کچھ حاجت نہین۔ پھر ایسے بے نیاز کے حضور مین تکبر کرنا سخت غلطی ہی نہین بلکہ کفر ہے بعض نسخون مین ز مغز **مغز و پوست** ہے۔ مغز لعین مہملہ عربی مین بکرے کو کہتے ہین۔ چونکہ بکرے مین مغز و پوست دونو چیزین موجود ہوتی ہین اسلیئے یہ معنے ہوے کہ اللہ تعالے کمالات باطنی و ظاہری سے مجموعہ بھی پاک ہے اور الگ الگ بھی نیز بعض نسخون مین **نغز و مغز و پوست** دونون جگہ بواو عطف ہے اسصورت مین نغز بمعنے چیزے لطیف تر اور مغز بمعنے لطیف مطلق اور پوست بمعنے کثیف ہے یعنے اللہ تعالے لطیف تر اور مطلق لطیف اور کثیف مطلب یہ کہ جمیع اشیا سے بے نیاز ہے

	ہر شکار و ہر کرامتی کہ ہست		از برائے بندگان آن شہ ست
ترجمہ	جو کرامت اور جو کچھ ہے شکار		سب یہ بندونکے لئے ہے آشکار

شرح لفظ شکار بمعنے صنعت و ایجاد ہے کیونکہ شکار ایک معدوم شے کی ایجاد کا نام ہے اور کرامات جمع کرامت بمعنے بزرگی ہے خواہ باطنی ہو یا ظاہری مطلب یہ کہ تمام افعال اور ہر طرح کی بزرگیان صرف بندون کے فائدہ رسانی کے لیئے پیدا کیگئی ہین اللہ تعالے ہر چیز سے بے نیاز ہے۔

	گفت الیس اللہ بکاف عبدہٗ		تا نگردد بندہ ہر سو حیلہ جو
ترجمہ	ہے الیس اللہ بکاف عبدہٗ		تا نہ بندہ حیلہ جو ہو سو بسو

شرح یعنے چونکہ بندے ہر حال مین فقیر اور محتاج ہین اسلیئے اُنکو تسلی دینے کے لیے اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ **الیس اللہ بکاف عبدہٗ** یعنے کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہین ہے بلکہ ہر حال مین کافی ہے مطلب یہ کہ جو شے عالم وجود مین بندون کے پاس نہوا کرے وہ خدا سے مانگ لیا کرین کیونکہ عالم اعیان ثابتہ اور خزینہ الٰہی مین ہر شے موجود ہے اور یہ تسلی اسلیئے ہے کہ بندے اِدہر اُدہر غیر اللہ سے اپنی حاجت نہ مانگتے پھرین دراصل اس آیت کے یہ معنے ہین کہ اللہ تعالے اپنے رسول مقبول کو دشمنان دین کے شر سے کفایت کرتا ہے

لیکن مولانا نے عموم لفظ عبد سے عام بندگان الٰہی مراد لیے ہین۔

	مینت شہ راطمع بہر خلق ساخت		اینہمہ دولت بخلق آنکو شناخت
ترجمہ	خالق بے طمع کو کیا چاہیئے		ساری دولت ہے یہ خلقت کے لیئے

شرح لفظ اینہمہ دولت۔ ساخت کا مفعول ہے یعنے اللہ تعالے نے باوجود بے نیازی یہ تمام دولت ظاہری و باطنی صرف بندون کے لیئے بنائی ہے کہ صانع حقیقی کو پہچانین اور اُسکا شکر بجا لاوین۔ خلق آنکو شناخت کا یہ مطلب ہے کہ وہ شخص نہایت ہی خوش نصیب و شاد کام ہے جسنے اُسکی بے نیازی کے مضمون کو پہچان لیا۔ کیونکہ جو شخص اللہ تعالے کو بے نیاز سمجھیگا وہ ضرور اپنے دولت ظاہری و باطنی کو ناقابل سمجھکر تکبر سے بچیگا۔ اور نجات حاصل کریگا۔ دولت ظاہری سے مال و نیوی اور باطنی سے دولت عرفان مراد ہے

	آنکہ دولت آفرید و دو سرا		ملک و دولت ہا چہ کار آید ورا
ترجمہ	ہے جو دولت آفرین خلق آفرین		ملک و دولت کی اُسے پروا نہین

شرح یعنے جس خدائے بے نیاز نے دولت اور دو جہان کو پیدا کیا ہے۔ اُسکو ملک و دولت کی کچھ حاجت نہین کیونکہ وہ غنی مطلق ہے۔ اور تمام مخلوق محتاج و فقیر ہے غنی کو فقیر کی حاجت نہین ہوتی بلکہ فقیر غنی کا محتاج ہوا کرتا ہے

	پیش سبحان بس نگہدارید دل		تا نگردید از گمان بد خجل
ترجمہ	چاہیئے ہے اُسکے آگے حفظ دل		بدگمانی سے نہو تم تا خجل

شرح یعنے اے لوگو اللہ تعالے کی نسبت اِس گمان بد سے کہ اُسنے ممکنات کو کسی اپنی غرض کے لیے پیدا کیا ہے دل کو محفوظ رکھو ورنہ تم اِس بدگمانی کے باعث قیامت کے دن اُسکے حضور مین شرمندہ ہوگے اور خجالت اُٹھاؤگے۔ کیونکہ ایسے غنی کو صاحب غرض گمان کرنا کفر ہے اور کفر قابل سزا ہے۔

	کو بہ بیند سر و فکر و جستجو		ہمچو اندر شیر خالص تا رمو
ترجمہ	یون نظر آتا ہے اُسکو سب کا حال		دودھ مین ہو جائے ظاہر جیسے بال

شرح یعنے اللہ تعالے کی نسبت اسلیئے بدگمانی نکرنی چاہیئے کہ وہ علام الغیوب۔ اور علیم بذات الصدور ہے یعنے تمام غیب کی چیزون اور سینہ کی چھپی ہوئی باتون سے واقف ہے۔ اور وہ ہر شخص کے بھید اُسکے فکر اور اُسکے باطنی جستجو و طلب کو اسطرح دیکھتا ہے جسطرح کوئی دیکھنے والا خالص دودھ مین بال کو دیکھ لیتا ہے۔

	آنکہ او بے نقش و سادہ سینہ شد		نقشہائے غیب را آئینہ شد
ترجمہ	جو یہان بے لوث صافی سینہ ہے		غیب کی شکلون کا وہ آئینہ ہے

شرح یہان سے انسان کامل کا تذکرہ شروع ہوا ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو شخص تصور غیر سے بے ش

(خالی) اور صاف سینہ ہے یعنے سوائے حق کے دوسرے کو سینہ مین جگہ نہین دیتا وہ نقشہائے غیب (یعنے ذات حق مع جمیع اسماء) کا آئینہ ہے یعنے صاف دل صوفی آئینہ تجلیات اسماء وصفات ہوا کرتا ہے۔

	سِرِّ ما را بے گمان موقن شود	زانکہ مومن آئنہ مومن بود	
ترجمہ	سب کے بھیدون کا ہے موقن آئینہ	کیونکہ ہے مومن کا مومن آئینہ	

شرح یعنے انسان کامل ہمارے بلکہ جمیع اشیاء کے بھیدون کو بلاشک اور یقیناً جانتا ہے کیونکہ وہ مومن کامل ہے اور مومن دوسرے مومن۔ یا ذات الٰہی کا آئینہ ہوتا ہے۔ اور جبکہ وہ دوسرے شخص یا ذات الٰہی کا آئینہ ٹھیرا تو اُسکے واقف اسرار ہونے مین کسی قسم کا شک نہ کرنا چاہیئے۔ اس حدیث کی شرح کہ مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے پہلے گزر چکی ہے۔ مؤمن اسمائے صفاتین سے اللہ تعالےٰ کا نام ہے اور ہر مومن کو بھی مومن کہہ سکتے ہین۔

	مومنے او مومنے تو بے گمان	درمیان ہر دو فرقے بیکران	
ترجمہ	وہ بھی مومن تو بھی مومن بے گمان	فرق ہے دونون مین لیکن میری جان	

شرح یعنے باعتبار خطاب عام بظاہر تو بھی مومن کہلاتا ہے اور عارف خاص بھی مومن ہے مگر فی الواقع دونون مین بہت فرق ہے

	چون نِدارد نقد ما را ہیچ محک	پس یقین را باز داند او ز شک	
ترجمہ	ہے محک سے اسکے ظاہر نقد حال	جانتا ہے وہ یقین و بد خیال	

شرح نقد سے نقد حال مردم اور محک (کسوٹی) سے انسان کامل کا آئینہ دل مراد ہے نیز یقین بمعنے اعتقاد صحیح اور شک بمعنے اعتقاد قبیح ہے جو ذات الٰہی اور انبیاء و اولیا کی نسبت ہو۔ مطلب یہ کہ عارف کامل ہمارے نقد حال کو اپنے آئینۂ دل کی کسوٹی سے معلوم کرلیتا ہے اور اُسپر ظاہر ہو جاتا ہے کہ فلان شخص ذات الٰہی یا انبیاء و اولیاء کی نسبت صحیح اعتقاد رکھتا ہے یا قبیح۔ صوفیون کے اس علم کا نام علم مشاہدہ ہے علم غیبی نہین ہے

	چون شود جانش محکِ نقدہا	پس بہ بیند نقد را و قلب را	
ترجمہ	اُسنے جب سونا کسوٹی پر دہرا	کھبگیا فی الفور سب کھوٹا کھرا	

شرح یعنے چونکہ عارف کامل کی روح کسوٹی کے مانند ہے اسلیئے وہ کھرے کھوٹے کو الگ الگ پرکھ لیتا ہے۔ قلب کھوٹی چیز کو کہتے ہین۔ اور مطلب استعارہ یہ ہے کہ جب خدا کے کامل بندے اسرار کو معلوم کرلیتے ہین تو خدا واقف اسرار کیونکر نہوگا اسلیئے اسکی نسبت بدگمانی ہرگز نہ کرنی چاہیئے۔

در بیان۔ نشاندن بادشاہان صوفیان را پیش روئے خود تا چشمشان بدیشان روشن شود

ترجمہ اس بات کا بیان کہ بادشاہ صوفیون کو اسلیئے اپنے مُنہ کے سامنے بٹھایا کرتے ہین کہ اُنکے سبب آنکھین روشن ہو جائین

یعنے صوفیون کے سامنے بٹھانے کی یہ وجہ ہے کہ بادشاہون کو اُنکے سامنے رہنے سے اپنی باطنی آنکھین روشن کرنی منظور ہوتی ہین

	بادشاہان را چنین عادت بود	این شنیدہ باشی ار یادت بود	
ترجمہ	بادشاہون کی یہ عادت ہے ضرور	یاد گر تجکو رہے اے پر شعور	
	دست چپ شان پہلوانان اُستند	زانکہ دل پہلوئے چپ باشد بلند	
ترجمہ	بائین جانب ہوتے ہین سب پہلوان	کیونکہ دل بائین طرف ہے میری جان	

شرح یہ دو نو شعر قطعہ بند ہین اور لفظ ار بمعنے اگر ہے یعنے اے مخاطب اگر تجھے یاد رہے تو یہ بات سُننے کے قابل ہے کہ بادشاہون کی عادت مین داخل ہے۔ کہ پہلوان اور دلیر لوگ اُنکی بائین جانب کھڑے ہوا کرتے ہین اور اسکا سبب یہ ہے کہ دل جو تمام اعضا کی بہ نسبت نہایت دلیر اور پہلوان ہے بائین پسلی کی جانب مقید ہے اس مناسبت سے بادشاہ پہلوانون کو اپنی بائین جانب جگہ دیا کرتے ہین یا یہ وجہ ہے کہ بادشاہ کے دل کا عکس انپر اور اُنکے قلب کا پرتو اُسپر پڑے۔ اور دونون مین شجاعت کا مادّہ بڑہا دے۔

	مشرف و اہل قلم بر دست راست	زانکہ علم ثبت و خط آن دست راست	
ترجمہ	دہنی جانب ہے سب اہل قلم	کام دہنے کا ہے خط اے محترم	

شرح مشرف بضم میم و سکون شین و کسر راے مہملہ بمعنے بلند و خبردار و قریب و نویسندہ کہ بالاے نویسندگان باشد یعنے لکھنے والون کا افسر جسے میر منشی کہتے ہین۔ اور لفظ ثبت بمعنے لکھنا ہے۔ پہلے مصرع مین راست لفظ دست کی صفت ہے یعنے داہنا ہاتھہ اور دوسرے مین را بمعنے بر لئے ہے اور راست حرف ربط مطلب یہ کہ میر منشی اور اہل قلم بادشاہون کی دہنی کی طرف کھڑے رہتے ہین کیونکہ علم تحریر اور علم خط و کتابت اُسی داہنی کا حصہ ہے۔ پس تو گویا اہل قلم بادشاہون کے لیے داہنی ہاتھہ کے مانند ہین۔ اور اسلیئے اہل قلم کا نام اہل یمین ہے بعض نسخون مین زانکہ علم ثبت و خط آن راست راست ہے اور مطلب دونو نسخونکا ایک ہے۔

	صوفیان را پیش و موضع دہند	کاینہ جانند و زاینہ بہند	
ترجمہ	سامنے رہتے ہین صوفی سر بسر	کیونکہ ہین آئینۂ جان و نظر	

شرح یعنے شاہی دربار مین پہلوان بائین اور اہل قلم دہنی طرف کھڑے ہوتے ہین مگر صوفیون کو بادشاہ کے مُنہ کی سامنے جگہ ملا کرتی ہے کیونکہ صوفی اپنی روشن ضمیری کے باعث روح کے حق مین آئینہ کے مانند ہوا کرتے ہین جسطرح دیکھنے والے کو آئینہ اُسکے عیب و صواب سب دکھا دیتا ہے اسیطرح صوفی اپنے ہمصحبت لوگون کو زبان سے کہے بغیر اُنکے روحانی عیب و صواب سے آگاہ کر دیتے ہین کیونکہ صوفی آئینۂ ذات حق ہونے کے باعث آئینہ سے بدرجہا بہتر ہین اور طالبان حق کو انہی کی بدولت اپنے باطنی عیب و صواب نظر آتے ہین یہ سچ ہے کہ اولیاء اللہ نہون تو تمام جہان اندہا اور گمراہ ہو جائے۔

	حاجبان این صوفیانند اے پسر	سادہ و آزادہ و افگندہ سر	
ترجمہ	صورت دربانین صوفی اے پسر	سادہ و آزاد اور افگندہ سر	

شرح یعنے وہ صوفی جو سادہ (ماسوے اللہ سے خالی) اور آزاد (دنیوی تعلقات سے الگ) اور افگندہ سر (عاجزان بارگاہ الٰہی) ہین وہ بادشاہی دربانون کے مانند ہین کہ اُنکی وساطت بغیر کوئی شخص واصل الے اللہ نہین ہوسکتا۔ کیونکہ صوفی حقیقی رہبر اور خداتک پہنچانے والے ہوتے ہین۔

	سینہا صیقل زدہ از ذکر و فکر	تا پذیرد آئنہ دل نقش بکر	
ترجمہ	دہیان مین ہر وقت ہے ذکر حبیب	دل کے آئینہ مین ہے نقش عجیب	

شرح یعنے صوفیون نے اپنے سینون کو ذکر الٰہی اور فکر وصال الٰہی سے اسلیئے صیقل کرلیا ہے (مانجھ ڈالا ہے) کہ اُنکا آئینہ دل نقش بکر (صورت زیبا و نادر یعنے نقش اسرار معنوی یا تجلی الٰہی) کے عکس کو قبول کرے کیونکہ آئینہ بلا صیقل کسی نقش کو قبول نہین کرسکتا۔

	ہر کہ او از صلب فطرت خوب زاد	آئنہ در پیش او باید نہاد	
ترجمہ	اصل پیدایش مین ہو جو خوب رو	آئینہ لازم ہے اسکے روبرو	

شرح صُلب بمعنے پشت سے یہان اصل فطرت مراد ہے یعنے جو شخص اصل خلقت کے اعتبار سے خوبصورت پیدا ہوا ہے اُسی کے سامنے آئینہ رکھنا چاہیئے تاکہ آئینہ اُسکے بنے ہوئے کاجل اور پھیلی ہوئی مسی کے عیب کو (مشاہدے (عارضی عیوب کو دفع کردے) ورنہ بدصورت آدمی کے سامنے آئینہ رکھنا خود آئینہ کو پانی پانی کردیتا ہے پس تو چونکہ صوفی اصل پیدایش ہی سے نیک ہین اسلیئے اللہ تعالے نے اُنکے پاک وصاف دل کا آئینہ اُنکے روبرو رکھدیا ہے جسمین وہ ہمیشہ جلوۂ الٰہی کا مشاہدہ کرتے رہتے ہین یا یہ معنے ہین کہ جو لوگ باعتبار فطرت نیک ہین اللہ تعالے صوفیون کو آئینہ بنا کر اُنکے روبرو بھیجدیتا ہے تاکہ وہ اپنے عیبون کی اصلاح کرین

	عاشق آئینہ باشد روئے خوب	صیقل جان آمد و تقوے القلوب	
ترجمہ	عاشق آئینہ ہے ہر روے خوب	صیقل باطن ہے اور تقوے القلوب	

شرح یعنے جسطرح ظاہری حسین اور اچھی صورت والے آئینے کے عاشق ہوتے ہین اسیطرح باطنی روئے خوب (یعنے جمال الٰہی) صوفیون کے آئینہ دل کا عاشق ہے۔ اور صوفیون کا آئینہ دل طالبین کے حق مین باعث صیقل روح اور پرہیزگاری دل ہوتا ہے اُنکے دل کی صفائی دوسرون کی روحانی کدورت کو دور کردیتی ہے اور دلون کو پرہیزگاری عنایت فرماتی ہے اِس صورت مین آمد کی ضمیر لفظ آئینہ کی طرف راجع ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ روئے خوب (جمال الٰہی) جو صوفیون کے آئینہ دل کا عاشق ہے روح کے لیئے باعث صیقل

کدورت دنیوی۔ اور دل کے لیئے موجب پرہیزگاری ہے اسصورت مین آمد کی ضمیر آئینہ کی طرف ہے
تیسرے معنے یہ ہین کہ جو لوگ خوب رو ہین یعنے فطرتاً نیک پیدا ہوے ہین وہ اپنے عیب وصواب دیکھنے کو
صوفیون کے آئینۂ دل پر عاشق ہین کیونکہ اُنکا آئینۂ دل باعث صیقل جان اور موجب پرہیزگاری ہوتا ہے
التماس یہ تینون معنے خاکسار شارح نے اپنے وجدان اور واہب العطیات کی امداد سے لکھے ہین جو مثنوی کی
کسی شرح مین نہین دیکھے گئے۔ اور علے ہذا القیاس جابجا بہت سے اشعار کو اپنی ہی طبیعت سے حل کیا ہے
اسلیئے یہ شرح تصنیف وتالیف دونو چیزون کا مجموعہ ہے **نکتہ** یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ کر رہا ہے
وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ یعنے جو شخص خدا کی نشانیون کی تعظیم کرتا
ہے وہ پرہیزگار ہے کیونکہ یہ تعظیم دلون کی پرہیزگاری کے باعث صادر ہوتی ہے۔ علمائے ظاہر نے
اس آیت کو ظاہری معنون یعنے مناسک حج (مثلاً صفا مروہ پر دوڑنے اور قربانی وغیرہ کرنے) پر محمول
کیا ہے۔ اور علمائے تصوف نے شعائر یعنے خدا کی نشانیون سے عموماً تمام موجودات مراد لیئے ہین جو
مظاہر جمال الٰہی ہین اور آیت کے یہ معنے بیان کیے ہین کہ جو شخص مظاہر کی تعظیم کرتا ہے یعنے انمین
جلوۂ حق کا مشاہدہ کرتا ہے وہ پرہیزگار ہے اور یہ مشاہدہ جان کو ماسوائے اللہ کے زنگ سے بالکل
پاک کردیتا ہے **فائدہ** ان تمام اشعار کے باطنی معنے یہ ہین کہ روح ایک بادشاہ ہے جو جسم کے تخت پر بیٹھکر
عدالت کرنا یعنے حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورے طور پر ادا کردینا چاہتی ہے اور قوائے نفسانی اُسکے
پہلوان ہین جنکو اُسنے ادائے حقوق کی خدمت دے رکھی ہے اور قوت متفکرہ اور عقل اُسکے وزیر ہین
جنکی مدد سے روح سلطنت ادائے حقوق مین ترقی کرتی ہے اور دل اُسکا آئینہ ہے اگر یہ آئینہ صاف ہے
تو روح اُسمین اپنا جمال اچھی طرح دیکھ لیتی ہے اور اگر زنگ آلودہ ہے تو اُسپر اپنا نورانی عکس نہین ڈالتی اور
چونکہ روح امر ربی ہے اسلیئے خلاصۂ مطلب یہ ہوا کہ جو دل پاک وصاف ہے وہ مظہر ذات ہے اور جو
زنگ آلودہ ہے وہ عکس تجلیات سے محروم ہے۔ اور دل نہین فقط مشت گل ہے

	ہر کہ دارد روئے خوب و بانظام	طالب آئینہ باشد والسلام	
ترجمہ	ہے یہان جو خوبرو ہے و بانظام	طالب آئینہ ہے وہ والسلام	

شرح بانظام بمعنے درست ہے یعنی جو شخص خوبصورت اور درست چہرہ رکھتا ہے وہ آئینہ کا طالب ضرور
ہوتا ہے یہ شعر گذشتہ شعر کا ہم معنی ہے اسکا بھی مطلب ہے جو اُسکا تھا۔

	آمدن آشنائے از سفر بدیدن حضرت یوسف علیہ السلام	
ترجمہ	ایک قدیم اور لڑکپن کے دوست کا زیارت یا ملاقات کے لیے حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آنا	

	اکنون یک مثال معنوی		تا تو دیگر قول صوت نشنوی
ترجمہ	اب ہمسے سن لے باطنی تو اک مثال		پھر نہ سننا ظاہری کچھ قیل وقال

شرح یعنے ایجا طلب اس بات کی کہ دل آئینہ جمال حق ہے ایک معنوی مثال ہم سے سن لے۔ اس معنوی تمثیل کے سمجھ لینے کی بعد تجھے کسی ظاہری مثال کے سننے کی ہرگز ضرورت نہ رہے گی۔

	آمد از آفاق یار مہربان		یوسف صدیق را شد میہمان
ترجمہ	آیکدن اک آشنا۔ اک مہربان		ہو گیا یوسفؑ کا آکر میہمان

شرح یعنے بعض اطراف سے وارد ہوکر ایک دوست حضرت یوسفؑ کا مہمان ہوا آفاق یعنے اطراف ہے

	کاشنا بودند وقت کودکی		بر و سادہ آشنائی متکی
ترجمہ	کیونکہ بچپن کے یہ دونو دوست تھے		اور بہم اک جان سے دو پوست تھے

شرح یعنے اس شخص کے مہمان ہونے کا یہ سبب تھا کہ وہ اور حضرت یوسفؑ دونو لڑکپن مین دوست تھے اور دونو باہم ملکر محبت کے تکیہ پر سہارا لگا کر بیٹھا کرتے تھے مطلب یہ کہ دونون مین قدیم تعارف تھا۔

	یاد دادش جور اخوان وحسد		گفت آن زنجیر بود و ما اسد
ترجمہ	بھائیون کا اُنسے جب پوچھا حسد		بولے وہ زنجیر تھی ہم ہین اسد

شرح یعنے مہمان نے حضرت یوسف کو اُنکے بھائیون کے جور وحسد کا واقعہ یاد دلایا اور گزشتہ مصیبتون کا حال پوچھا۔ حضرت یوسف نے جواب دیا کہ وہ جور وحسد زنجیر کے مانند تھا اور ہم شیر کے مانند ہین۔ جسطرح زنجیر شیر کے لیے بلندی مرتبہ کا باعث ہے (کیونکہ زنجیر گلے مین پڑنے سے شیر کی قوت وہیبت کا اظہار ہوا کرتا ہے) اسیطرح بھائیون کے جور وحسد کی زنجیر ہمارے لیے بلندی مرتبہ کا باعث ہوی ہے۔ کیونکہ اگر وہ ازراہ حسد ہمین کنوین مین نڈالتے تو ہم عزیز مصر کس طرح بنتے۔ اور مرتبۂ شاہی کیونکر عنایت ہوتا۔

	عار نبود شیر را از سلسلہ		ما ندار یم از قضائے حق گلہ
ترجمہ	شیر کو کیا ننگ ہے زنجیر سے		ہم گلہ کرتے نہین تقدیر سے

شرح یعنے حضرت یوسف نے فرمایا کہ جسطرح شیر کو زنجیر سے عار نہین ہوتی بلکہ فخر ہوتا ہے اسیطرح اُنکی جور وحسد کی زنجیر ہمارے لیے باعث ننگ وعار نہین ہوسکتی کیونکہ یہ حسد کی زنجیر حکم الٰہی کی پابند تھی اور حکم الٰہی سے ناراض ہوکر اُسکا گلہ کرنا ہمارا شیوہ نہین ہے بلکہ ہمتو صبر کے بندے ہین

	شیر را بر گردن ار زنجیر بود		بر ہمہ زنجیر سازان چیر بود
ترجمہ	طوق گر رکھا کرے گردن مین شیر		ہے مگر زنجیر سازون پر دلیر

شرح یعنے اگرچہ شیر کی گردن مین زنجیر ہوا کرتی ہے لیکن باایںہمہ وہ تمام زنجیر بنانے والون پر غالب ہوتا ہے اور اسکی قوت وہیبت کے خیال سے پکڑنے والے بہی اسکے پاس نہین آسکتے بعض نسخون مین شیر کی جگہ پر مخلف ابر ہے یعنے غالب وقوی وزبردست۔ نکتہ بالمعنی طور پر یوسف سے روح مراد ہے جو عزیز مصر بدن ہے اور اثنا سے عقل معاد۔ اور برادران یوسف سے دسون حواس ظاہری وباطنی۔ مطلب یہ کہ عقل معاد نے روح سے یہ پوچھا کہ جب تجھے تیرے حواس عشرہ نے طبیعت حیوانی کے کنوین مین ڈالا تہا تو تیرا کیا حال تہا روح نے جواب دیا کہ مین ہر حالت مین شاکر ہون اگرچہ تقدیر الٰہی سے حواس نے مجھے طبیعت حیوانی کے کنوین مین ڈالدیا تہا لیکن چونکہ مین بمنزلہ شیر ہون اسلیئے یہ زنجیر کنوین کی قید میرے لیئے باعث فخر تہی اور مجھے چاہ طبیعت حیوانی مین بہت دنون تک رہنا نہین پڑا بلکہ مصیبت پر شاکر رہنے کے باعث اللہ تعالے نے بہت جلد رہائی دیدی۔ اور مجھے نہایت بلند مرتبے عنایت فرمادیئے۔

	گفت چون بودی تو در زندان وچاہ	گفت ہمچون در محاق وکاست ماہ	
ترجمہ	بولا وہ کہدتجھے حال تہا چاہ	بولے یہ جسطرح گہٹ جاتا ہے ماہ	

شرح محاق چاند کے گہٹنے کو کہتے ہین جسکی ابتدا پندرہوین تاریخ کی شب کو ہوتی ہے۔ نیز محاق ہر مہینے کے آخری تین تاریخون کو بہی کہتے ہین جنمین چاند بالکل غائب رہتا ہے اور کاست حاصل مصدر ہے بمعنے گہٹ جانا۔ یعنے جب مہمان نے یہ پوچہا کہ قید خانہ اور کنوین مین آپ پر کیا گذری تو حضرت یوسف نے یہ جواب دیا کہ مین زندان وچاہ مین اسطرح رہا جسطرح ماہ کامل کہ پندرہوین تاریخ سے گہٹتے گہٹتے آخر مہینے مین بالکل غائب اور یکم کو ہلال ہوکر پہر رفتہ رفتہ پورا چاند ہوجاتا ہے یعنے مصیبت پر صبر کرنے کے باعث مجھے رتبۂ عالی ملگیا نکتہ حضرت یوسف نے اپنے آپ کو اسلیئے محاق کی حالت مین کہا ہے کہ آپ آفتاب ذات یعقوب سے اسطرح دور ہوگئے تہے جسطرح چاند سورج سے دور ہوکر حالت محاق مین گرفتار ہوجاتا ہے۔

	در محاق ار ماہ نو گردد دوتا	نے در آخر بدر گردد بر سما	
ترجمہ	ماہ نو جو ابتدا مین تہا دوتا	رفتہ رفتہ دیکھہ کامل ہوگیا	

شرح دوتا یعنے خمیدہ وباریک ہے اور دوسرا مصرع استفہام تقریر ہے۔ یعنے حالت محاق مین اگرچہ ماہ نو ہلال خمیدہ اور باریک ہوجاتا ہے لیکن انجام کار آسمان پر ماہ کامل بنجاتا ہے۔ یعنے روح یہ کہتی ہے کہ جفائے حواس اور زندان طبیعت نے مجکو محاق غم مین ڈالدیا تہا۔ لیکن عنایت الٰہی نے وہان سے نکال کر مرتبۂ کمال تک پہنچادیا۔ نکتہ اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ اے انسان تو اپنے وطن اصلی قرب الٰہی سے جدا ہوکر جفائے حواس اور زندان طبیعت مین گرفتار مصیبت ہے اسلیئے مصیبت مین رہ کر گناہون سے توبہ کر اور الطاف

الٰہی کا طالب رہ۔ تاکہ حواس برادران یوسفؑ کی طرح تیرے غلام بنجائیں اور تو عزیز مصر دل ہو جائے۔ اور اس ہجر کے بعد مرتبۂ وصال حاصل ہو۔ اور صدمۂ فراق ہمیشہ کے لیئے نجات حاصل ہو۔

	گرچہ دُر دانہ بہاون کو فتند		نور چشم و دل شد و دفع گزند
ترجمہ	پھینکے موتی۔ دیکھہ لے اے ہوشمند		چشم و دل سے دفع کرتا ہے گزند

شرح یہان سے اس بات کی تمثیلین شروع ہوی ہین کہ جو لوگ مصیبت مین خدا پر شاکر رہتے ہین وہ انجام کار بڑے بڑے درجے حاصل کر لیتے ہین۔ مثلاً دیکھہ لیجیے کہ اگرچہ موتی کے دانہ کو ہاون مین کوٹتے یا کھرل مین پیس ڈالتے ہین مگر انجام کار اُسکو یہ مرتبہ ملتا ہے کہ کٹ پسکر آنکھون اور دل کی روشنی و قوت کا باعث اور چشم و قلب کی بیماریون اور نقصانات کا دافع ہو جاتا ہے **فائدہ** جسطرح موتی پیس کر سُرمہ مین ڈالے جاتے ہین اسیطرح طاقت دل کے لیئے کھانے کے کام بھی آتے ہین۔ اُس سُرمہ کا نام کحل الجواہر ہے اور اسکا جواہر مُہرہ۔ نیز موتی کھانے کی معجون اور خمیرون مین پڑا کرتے ہین۔

	گندمے را زیر خاک اندا ختند		پس ز خاکش خوشہ ہا بر ساختند
ترجمہ	تخم کو مٹی مین کرتے ہین نہان		خوشے تب اُگتے ہین اُس سے میرجان

شرح یعنے بوتے وقت گیہون خاک مین ڈالدیتے ہین اور حسب ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بونے والون نے لاکھون من غلہ مٹی مین ملا دیا ہے لیکن وہی بونے والے چند روز کے بعد اُسی خاک مین سے گیہون کی خوشی بنا لیتے ہین۔ خاکش مین ضمیر شین جو بجانب گندم راجع ہے خوشہ ہا کا مضاف الیہ ہے اور یہ شعر مضمون سابق کی دوسری تمثیل ہے۔ جو سمجھانے کے لیے بیان کی گئی ہے۔

	بار دیگر کوفتندش ز آسیا		قیمتش افزود و نان شد جان فزا
ترجمہ	دانے پھر آتے ہین زیر آسیا		اور پھر ہوتی ہے نان جان فزا

شرح یعنے پھر اُس گیہون کو خوشون مین سے نکالکر جب چکی مین پیسا تو اُسکی قیمت بڑھگئی اور وہ جان کی بڑھانے والی روٹی بنگئی یعنے کھانے سے پہلے روح حیوانی اُسکی طرف راغب ہوگئی۔ اُسکی صورت دیکھکر بدن مین جان سی آنے لگی۔ آنکھون کے سامنے تقویت روح کا سامان آگیا۔

	باز نان را زیر دندان کوفتند		گشت عقل و جان و فہم سودمند
ترجمہ	کھاتے ہین روٹی کو پھر لے ہوشمند		ہے نتیجہ جسکا عقل سودمند

شرح یعنے پھر جب روٹی کو دانتون سے چبا کر کھا لیا تو وہ بڑی فائدہ مند چیز ہوگئی۔ یعنے عقل و جان و فہم وغیرہ بنگئی کیونکہ زندگی صرف روٹی یعنے غذا پر موقوف ہے اور حواس ظاہری و باطنی اور اعضائے خارجی

وداخلی دین و دنیا کے تمام کام روٹی ہی کے بدولت انجام دیتے ہین۔ بعض نسخون مین سودمند کی جگہ ہوشمند ہے

	باز آن جان چونکہ محو عشق گشت		یعجب الزراع آمد بعد کشت
ترجمہ	پہر وہ جان جب محو الفت ہو گئی		بونے والے کو مسرت ہو گئی

شرح یعنے پہر جب کہ وہ جان جو درحقیقت دانۂ گندم ہے محو عشق الٰہی ہو جاتی ہے تو کہانے والے کو اسکا یہ محو عشق ہو جانا تعجب مین ڈالتا ہے اور وہ خوش ہو کر از راہ تعجب کہا کرتا ہے کہ یہ عجیب دانہ تہا جو پہلے روح بنا اور پہر اسنے روح مین محویت عشق پیدا کر دے۔ زراع سے روٹی کہانے والا مراد ہے جو بدن کے کہیت مین روٹی کے لقمے بو کر جان و عقل وغیرہما کے خوشی حاصل کرتا ہے آیت یعجب الکفار لیغیظ بہم الکفار الے آخرہ کا مطلب ہم پہلے لکہہ چکے ہین اسلیئے مکرر شرح کی ضرورت نہین رہی۔

	باز آنجان چون بحق او محو شد		باز ماند از سکر و سوے صحو شد
ترجمہ	پہر وہ جان جب دم ہوی جانانمین محو		سکر سے حاصل ہوا اند از صحو

شرح یعنے پہر وہ جان جبکہ محو ذات حق ہو گئی تو اسے نشۂ حیرت سے نجات ملگئی اور محو ذات ہونیکے باعث ہوشیاری حاصل ہو گئی یعنے مرتبۂ بقا بعد انفنا مرحمت ہو گیا جو تمام مراتب سے بلند ہے سکر نشہ اور صحو ہوشیاری کو کہتے ہین

	عالمے را زان صلاح آمد ثمر		قوم دیگر را فلاح منتظر
ترجمہ	ایک عالم کو ملا اس سے ثمر		قوم دیگر منتظر ہے سر بسر

شرح یعنے جب روح کو مرتبۂ ہوشیاری حاصل ہو گیا تو وہ قابل ارشاد و تلقین طالبان حق ہو گئی اور اس سے ایک عالم کو ثمرۂ صلاح و تقوے (نیکی و پرہیزگاری) حاصل ہونے لگا اور ایک دوسرے مگر خاص قوم کو ایسی فلاح (نجات) حاصل ہو گئی جسکا انہین انتظار تہا اس فلاح سے مرتبۂ وصال حقیقی مراد ہے۔ مطلب یہ کہ خاص مرید واصلان حق ہو گئے ایسی عالیمرتبہ روح سے مرشد کامل کی روح مراد ہے جسکا فیض تمام عالم کو پہنچتا ہے نیز ممکن ہے کہ دوسرا مصرع ترکیب مین پہلے کی صفت ہو۔ یعنے عالم کو مرشد کامل کی روح سے وہ صلاح و تقوے بالفعل حاصل ہو جاتا ہے جو دوسری قومون کے لیئے ہنوز مرتبۂ انتظار اور مرتبہ بالقوہ مین ہے یہ تمام اشعار اسی مضمون کی تیسری مثال ہین جو گزشتہ دو مثالون سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔

	این سخن پایان ندارد باز گرد		تا کہ با یوسف چہ کردان نیکمرد
ترجمہ	چہوڑ دے ہے یہ سخن بے انتہا		یوسف و مہمان کا قصہ سنا

شرح یعنے اس مضمون کی کہ مصیبت کے بعد راحت ہوتی ہے بے انتہا مثالین موجود ہین اسکو چہوڑ کر قصۂ یوسفؑ و مہمان سننا چاہیئے۔ جس سے جدید معلومات بڑہے اور کوئی نیا نتیجہ نکلے۔

	طلب کردن یوسف علیہ السلام ارمغان را از میہمان بعد از مقالات		
ترجمہ	حضرت یوسفؑ کا بہت سی گفتگو کے بعد اپنے مہمان سے کوئی سوغات طلب کرنا		
	بعد قصہ گفتش گفت اے فلان		ہین چہ آوردی تو مارا ارمغان
ترجمہ	پھر کہا یوسف نے سن اے مہربان		دے ہمین لایا ہے تو جو ارمغان

شرح گفت۔ کا فاعل یوسفؑ ہین اور قصہ کہنے سے وہی بھائیون کا قصہ یعنے روح نے عقل معاد سے یہ کہا کہ مینے بقایات الٰہی اور مجاہدات نا متناہی حواس کی زنجیرون اور طبیعت حیوانی کے کمنون سے نجات پائی ہے اب تو میرے لیئے کیا تحفہ لائی ہے۔ کیونکہ جو شخص نجات پاکر یا سفر کرکے کہین سے آتا ہے دوست احباب اُسکو تحفے دیا کرتے ہین اور ایسے باہمی تحفے دوستی کو مضبوط کر دیتے ہین۔

	بر در یاران تہی دست آمدن		ہست بے گندم سوئے طاحونشان
ترجمہ	جائے خالی ہات جو یارون کے پاس		جائیگا بے غلہ وہ سوئے خراس

شرح یعنے دوستون کے پاس خالی ہاتہ جانا ایسا ہے جیسا کہ چکی کے پاس بغیر گیہون کے چلا جانا جسطرح ایسے شخص کو آٹا نہین ملسکتا۔ اسیطرح دوستون کے پاس خالی ہاتہ جانے والا رعایت کا مستحق نہین ہوسکتا نکتہ اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ اگر طالب حق حضور خداوندی مین اعمال نیک کا تحفہ لیکر نجائیگا تو بروز حشر مستحق الطاف الٰہی نہوگا۔ اور بہت پچتائے گا۔ اسلیئے اعمال نیک مین سبقت کرنی چاہیئے۔

	حق تعالے خلق را گوید بہ حشر		ارمغان کو از برائے روز نشر
ترجمہ	حق تعالے یہ کہیگا روز حشر		ہے کہان سوغات بہر روز نشر

شرح یعنے اللہ تعالے بروز حشر مخلوق سے یہ سوال کریگا کہ تم آجکے دن کے لیئے کیا تحفہ لائے ہو۔ اور وہ تحفہ ہے کہان ادہر لاؤ ہمارے سامنے پیش کرو روز نشر زندگی اور پراگندہ ہونے کا دن بمعنے روز قیامت ہے

	جئتمونا وفرادی بے نوا		ہم بدان سان کہ خلقناکم کذا
ترجمہ	تم یہان آئے ہو بے کس بے نوا		پہلی پیدائش مین جو کچہ حال تہا

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَلَقَدْ جِئْتُمُونَا فُرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُم مَّا خَوَّلْنَاكُمْ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ یعنے اللہ تعالے اپنے کلام مجید مین یہ فرماتا ہے کہ اے لوگو تم قیامت کے دن ہمارے حضور مین تنہا ہوکر (مال واولاد وغیرہ سب کو چھوڑکر) اس صورت مین آؤگے کہ جس صورت مین ہمنے تمین ماں کے پیٹ سے پیدا کیا تہا یعنے ننگے بدن اور ننگے پانو اور بے ختنہ کیے ہوے اور جو کچہ ہمنے تمہین دنیا مین دیا تہا اُس سب کو پس پشت ڈال جاؤگے یہ اُس آیت کے ظاہری معنے ہین۔ اور مولانا قدس سرہ کے

نزدیک باطنی مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالے مخلوق سے قیامت کے دن یہ فرمائیگا۔ کہ اے لوگو تم ہمارے پاس تنہا رینے نیک عملون سے خالی ہوکر آئے اور ایسے کورے آئے جیسا کہ ہمنے تمہین ماں کے پیٹ سے پیدا کیا تہا اور تمنے اُن نیک عملون کو جنکے بجا لانے کی ہمنے تمہین طاقت دے تہی یا جنکا حکم دے کہا تہا دنیا ہی مین چہوڑ دیا اور پس پشت پھینکدیا۔ لیکن ان معنون کے لحاظ سے یہ خطاب عام لوگون کو ہوگا۔ عارف اس سے مستثنے ہین **فائدہ** آیت مین جمکتونا فرادے ہے مولانا قدس سرہ نے اقتباس کرتے ہوے وزن شعر درست کرنے کے لیے صرف واو اور بڑہا دیا ہے یعنے اے لوگو تم ہمارے پاس آئے اور تنہا ہوکر آئے۔ اعمال نیک سے مفلس ہوکر آئے اور اُسی صورت مین آئے جس صورت مین ہمنے تمہین اول مرتبہ پیدا کیا تہا یعنے ننگے بدن ننگے پانو اور بے ختنہ کیئے ہوے آئے۔

	ہین چہ آوردید دست آویزرا	ارمغانے روز رستاخیزرا	
ترجمہ	لائے ہو تم آج دست آویز کیا	ارمغان ہے بہر رستاخیز کیا	

شرح یعنے اللہ تعالے مخلوق سے بروز حشر یہ فرمائے گا کہ آج تم اپنی نجات کی کیا دست آویز لائے ہو۔ اور قیامت کے لیئے اعمال نیک کی کونسی سوغات تمہارے پاس ہے دست آویز بمعنے سند و ذریعہ ہے

	یا امید بازگشتن تان نبود	وعدہ امروز باطل تان نمود	
ترجمہ	یا تمہین امید پہرنے کی نہ تہی	آجکے وعدے تہے یا باطل سبہی	

شرح سرے مصرع ثانی سے حرف تردید (یا) محذوف ہے یعنے اللہ تعالے بروز حشر فرمائے گا کہ اے لوگو یا تو تمہین مرنے کے بعد زندہ ہوکر ہمارے حضور مین آنے کی اُمید نہ تہی۔ یا تم قیامت کے حساب و کتاب کو جہوٹا وعدہ سمجہ رہے تہے۔ یہ قضیہ بطور مانعۃ الخلو ہے۔ اور اس آیت کی طرف اشارہ ہے افحسبتم انما خلقناکم عبثا الی آخر الآیۃ یعنے اے لوگو کیا تمہین یہ گمان ہے کہ ہمنے تمہین بیکار پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف رجوع نہ کروگے۔ بلکہ ہر گز ضرور ہماری طرف آؤگے اور ہم حساب و کتاب لینگے۔

	منکری مہمانیش را از خری	پس ز سطبخ خاک و خاکستر بری	
ترجمہ	اُسکی مہمانی کا گر منکر ہوا	کیا ملیگا تجکو مطبخ سے تبا	

شرح یہان مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے ایمخاطب تو اپنی بے وقوفی کے باعث اللہ تعالے کے مہمان بننے (بروز قیامت حساب و کتاب دینے) کا منکر ہے اسلیئے اُسکے مطبخ انعام و احسان سے تجھے بجز خاک اور راکھہ (یعنے محرومی) کے اور کچھ حاصل نہوگا۔ کیونکہ اگر تجھے اُسکے مہمان ہونے کا خیال ہوتا تو نیک عمل ضرور کرتا۔ اور خوان احسان کا مستحق ہوجاتا اور تجھے بلند مرتبے حاصل ہوتے۔

	ورنہ منکر چنین دست تہی		بر در آن دوست چون یابے رہی
ترجمہ	ورنہ خالی ہات سے مرد زبون		دوست کے دروازہ پر جاتا ہے کیون

شرح یعنے اگر تو اللہ کے مہمان بننے اور اُسکے سامنے جانے کا منکر نہین ہے تو اسطرح خالی ہاتھہ (بلا اعمال نیک) اُسکے دروازہ پر کیونکر قدم رکھہ سکیگا بلکہ مہمانی کے وقت نعلین جہانگنی اور ذلتین اُٹھانی پڑینگی۔

	اندکے صرفہ بکن از خواب و خور		ارمغان بہر ملاقاتش ببر
ترجمہ	خواب و خور مین تھوڑا تھوڑا صرفہ کر		اور یہ سوغات لیجا پر ہنر

شرح یعنے ایخاطب اگر تو اسوقت خالی ہاتھہ ہے اور آئندہ خدا کا مہمان بننا چاہیئے تو کچھ حصہ نیند مین سے کم کر اور کچھ کھانے مین سے یعنے ریاضت و مجاہدہ اور نفس کشی پر صبر کر تاکہ عبادت کا شوق پیدا ہو۔ اور یہی ترک خور و خواب ملاقات الٰہی کا ذریعہ اور اُسکے گھر مہمان بنکر جانے کے لیئے سوغات بنجاے **فائدہ** حضرت عیسےٰ کا قول ہے کہ اے لوگو اگر مشاہدۂ الٰہی منظور ہے تو اپنے پیٹ کو بھوکا اور بدن کو ننگا رکھا کرو۔ نیز حضرت عائشہ صدیقہ فرماتے ہین کہ سب سے پہلے بدعت جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جاری ہوی ہے وہ یہ ہے کہ لوگ پیٹ بھر کر روٹی کھانے لگے اور حضرت جنید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ یہ حکمت و دانائی کی نئی نئی باتین بھوکا ہو کر بیٹھنے مین پائی ہین۔

	تو قلیل النوم مما یہجعون		باش در اسحار از یستغفرون
ترجمہ	رات کو کم سو اگر ہے تجکو ڈر		اور وقت صبح استغفار کر

شرح یعنے ایخاطب تو خدا کے اُن پیارے بندون اور پرہیزگارون مین سے ہو جا جو رات کو بہت کم سوتے ہین۔ اور جو صبح کے وقت استغفار کیا کرتے ہین اس آیت کی طرف اشارہ ہے کانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَہْجَعُوْنَ وَبِالْاَسْحَارِ ہُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ یعنے پرہیزگار لوگ اسلیئے جنتون اور نہرون کے مستحق ہین کہ وہ رات کو کم سوتے تھے اور صبح کو اپنے گناہون کے بخشش چاہا کرتے تھے اس سے شب بیداری اور بالخصوص تہجد کی نماز مراد ہے۔ اور مطلق ذکر و شغل کے لیئے رات کا جاگنا بھی نہایت خیر و برکت کا باعث ہے۔

	اندکے جنبش بکن ہمچون جنین		تا بہ بخشندت حواس نور بین
ترجمہ	دست و پا کو کچھ ہلا شکل جنین		تا کہ حاصل ہو تجھ حواس نور بین

شرح یعنے دنیا کے پیٹ مین رہکر جو تیری مان کے مانند ہے جنین (پیٹ کے بچہ) کی طرح طاعات الٰہی مین بھی تھوڑی بہت کوشش کر لیا کر اور اعمال نیک مین ہاتھہ پانو ہلا لیا کر تاکہ تجھے نور جمال الٰہی کے دیکھنے والے حواس باطنی مرحمت کر دیے جائین اور تیری اندرونی آنکھین کھل جائین یعنے مرتبۂ کشف حاصل ہو جائے۔

	وز جہان چون رحم بیرون روی		ازمین در عرصۂ واسع شوی
ترجمہ	تا نکلکر اس جہان تنگ سے		بر فضا میدان مین تو جا پڑے

شرح یعنے اعمال نیک مین کوشش کرتا کہ تو اس جہان دنیا سے جو رحم مادر کی طرح تنگ ہے باہر نکل جائے یعنے تاکہ تجھے دنیا سے کسی طرح کا سروکار نہ رہے اور ایسے فراخ میدان (عالم ملکوت و عرصۂ قرب الٰہی) مین چلا جائے جو ساری زمین سے فراخ تر ہے ازمین یا تو لفظ واسع کے متعلق ہے یا یہ معنے ہین کہ تو زمین سے نکلکر عرصۂ فراخ مین چلا جائے اسصورت مین از بمعنے بعد و مجاوزت ہے۔

	آنکہ ارض اللہ واسع گفتہ اند		عرصۂ آن کا بنیا در رفتہ اند
ترجمہ	مطلب ارض اللہ واسع کا سمجھ		انبیا کا عرصہ ہے اے ناسمجھ

شرح یعنے قرآن مجید مین جو آیت اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ موجود ہے اور جسکے معنے یہ ہین کہ خدا کی زمین فراخ ہے اس آیت مین علمائے ظاہر نے زمین سے یہی دنیوی زمین مراد لی ہے اور اُنکے نزدیک اسمین دار الکفر سے ہجرت کر جانے کا اشارہ ہے لیکن صوفیہ کے نزدیک اس زمین سے عالم ملکوت و جبروت و لاہوت اور عالم جمال و جلال مراد ہے جسکی وسعت کی کچھ انتہا نہین اور انبیاء علیہم السلام اسی زمین کی طرف ہجرت کر گئے ہین۔

	دل نگردد تنگ زان عرصۂ فراخ		نخل تن آنجا نگردد خشک شاخ
ترجمہ	تنگ ہو دل کیون وہ میدان ہے فراخ		نخل تن ہوتا نہین وہان خشک شاخ

شرح یعنے مشاہدۂ جمال و جلال اور نظارہ عالم ملکوت مین دل کو فرحت ہوتی ہے۔ جی کبھی نہین گھبراتا اور نخل بدن ہمیشہ سرسبز رہتا ہے کبھی سوکھی ٹہنی کی طرح خشک نہین ہوتا کیونکہ دل کی فرحت کا اثر بدن پر ضرور ہوتا ہے بعض نسخون مین نخل تن کی جگہ نخل تر ہے۔ یعنے عالم ملکوت مین پہنچکر نخل تر (جسم عارف کامل) ہمیشہ تر و تازہ رہتا ہے مگر یہ یاد رہے کہ یہ لفظ نخل تن ہو یا نخل تر دونو صورتون مین نگردد (بصیغہ نفی) کی جگہ بگردد (بیاے موحدہ و صیغہ اثبات) بھی جائز ہے یعنے عالم ملکوت مین خشک شاخ نخل تر ہو جاتی ہے یا نخل بدن کی طرح نشو و نما پاتی رہتی ہے اور یہ عالم موجب حیات ابدی ہے بعض نسخون مین نخل تن آنجا نگردد شاخ شاخ ہے۔ اسصورت مین یہ معنے ہوے کہ عالم ملکوت مین دل کے طفیل بدن بھی پارہ پارہ نہین ہوتا بلکہ سرسبز رہتا ہے مگر اس صورت مین اگر بگردد (بصیغۂ اثبات) ہو تو نہایت مناسب ہے یعنے عالم ملکوت مین مشاہدۂ جمال کے باعث بدن پارہ پارہ ہو جاتا ہے مطلب یہ کہ آدمی اس عالم مین پہنچکر مرتبۂ وجود کو فنا کر دیتا ہے اور مرتبۂ بقا حاصل کر لیتا ہے اور اثبات کا ذکر بار بار آچکا ہے کہ وجود موہوم کو فنا کئے بغیر مرتبۂ بقا اور مقام فنا جو مرتبۂ وصال الٰہی ہے کسی طرح حاصل نہین ہو سکتا۔

	حاملی تو مر حواست را کنون		گند و ماندہ میتوی و سرنگون
ترجمہ	اب ہے تو خود حامل بار حواس		گندی و درماندگی ہے تیرے پاس

شرح لفظ کنون مخفف اکنون سے بمقابلہ لفظ خواب (جو آیندہ شعر مین ہے) حالت بیداری مراد ہے یعنے اے شخص تو حالت بیداری مین اپنے حواس کا حامل (اُٹھانے والا) ہے یعنے حواس کو جھکی طرح اُٹھائے اُٹھائے پھرا کرتا ہے اور آخرکار کندرست (اور ماندہ (ضعیف و ناتوان) اور سرنگون ہوجاتا ہے یعنے حواس کے بوجھ اور استعمال سے تھک کر ہار جھک مار کر منہ اوندھا کے لیٹ رہتا ہے مطلب یہ کہ جب تو حواس سے زیادہ کام لیتا ہے تو وہ بھی تھک جاتے ہین اور تو بھی تھک کر سو رہتا ہے۔ اس شعر کا مطلب آیندہ کھلے گا کیونکہ یہ آیندہ شعر سے ملکر بطور قطعہ بند ہے۔

	چونکہ محمولی نہ حامل وقت خواب		ماندگی رفت و شدی بے رنج و تاب
ترجمہ	ہان مگر حامل نہین تو وقت خواب		اسلیئے رہتا نہین کچھ رنج و تاب

شرح یعنے اے شخص جب تو ہار تھک کر سو رہتا ہے تو حامل حواس نہین رہتا بلکہ محمول حواس بنجاتا ہے یعنے تیرے حواس تجھے اُٹھائے اُٹھائے پھرتے ہین اور عالم ہستی سے عالم خیال مین لیجاتے ہین یہی باعث ہے کہ خواب کے وقت ماندگی اور تکان کا نام تک نہین رہتا اور رنج و تعب سب دور ہوجاتا ہے کیونکہ خواب کے وقت روح قید بشریت سے نکلکر عالم خیال مین چلی جاتی ہے جسکو عالم مثال اور عالم برزخ بھی کہتے ہین۔ یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور دونو کا مطلب آیندہ شعر مین معلوم ہوگا۔

	چاشنیئے دان تو حال خواب را		پیش محمولی حال اولیا
ترجمہ	تو نمونہ جان حال خواب کو		اولیا کے حال کا اے نیک خو

شرح یعنے ایخاطب ہم جو گزشتہ دو شعرون مین بیداری اور خواب کی حالت بیان کر آئے ہین انپر اچھی طرح غور کر اور خواب کی حالت کو اولیاء اللہ کی محمولی کی حالت کا نمونہ یا مثال سمجھ۔ یعنے جسطرح خواب مین ہر شخص محمول حواس ہوتا ہے اسیطرح اولیاء اللہ بیداری و خواب کی ہر دو حالتون مین محمول حواس ہین یعنے اولیاء اللہ کی روح قید بشریت سے نکلکر دنیوی مشاغل اور بجز یاد الٰہی ہر طرح کے رنج و تعب سے فارغ ہوتی ہے عوام کو جو حالت خواب مین حاصل ہوتی ہے وہ اولیاء اللہ کو بیداری مین میسر ہے چنانچہ اسکی مثال آیندہ شعر مین ہے۔ اور مولانا قدس سرہ نے اپنے مطلب کو آیت قرآنی سے ثابت کیا ہے۔

	اولیا اصحاب کہف اند اے عمو		در قیام و در تقلب ہم رقود
ترجمہ	اولیاء اللہ ہین سب یار غار		ہم رقود انکو سمجھ اے ہوشیار

شرح عنود بمعنے سرکش ہے اور بعض نسخون مین لے غنود ہے بمعنے لے غافل اور لفظ در قیام و در تقلب لفظ اولیا کے متعلق ہے نیز قیام بمعنے بیداری اور تقلب بمعنے کروٹین لینے سے عالم خواب مراد ہے۔ مطلب یہ کہ اولیاء اللہ بیداری و خواب کی دو حالتون مین اصحاب کہف کے مانند سو رہے ہین یعنے عالم بیداری مین اولیا کی محویت و مدہوشی اور ماسوے اللہ سے بیخبری ایسی ہے جیسے عوام کی حالت خواب مین ہوا کرتی ہے تو ازراہ سرکشی اسکا منکر نہو کیونکہ اصحاب کہف اولیا ہی تو ہین یہ سورۂ کہف کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے وتحسبہم ایقاظا وہم رقود الے آخر الآیت یعنے اے مخاطب تو اصحاب کہف کو بیدار سمجھتا ہوگا مگر وہ سو رہے ہین۔ ہم اس آیت کی شرح پہلے لکھ چکے ہین! سیلئے مکرر شرح کی ضرورت نہین رہی۔

	میکشدشان بے تکلف ذو فعال		بیخبر ذات الیمین ذات الشمال
ترجمہ	بے تکلف کھینچ لیتا ہے اُنہین		داہنے بائین لینے مین وہ کروٹین

شرح لفظ بیخبر شان کی ضمیر مفعول سے حال واقع ہوا ہے یعنے جسطرح اللہ تعالے اصحاب کہف کو حالت بیخبری مین بلا تکلف و بلا مشقت کبھی داہنی طرف کھینچ لیتا ہے کبھی بائین طرف اسیطرح اولیاء کو داہنی بائین کھینچتا رہتا ہے اور اُنہین مطلق خبر نہین ہوتی یعنے اولیاء اللہ کبھی روحانی افعال کی طرف کھینچتی ہین کبھی جسمانی افعال کی طرف کبھی عالم روحانیت مین ہین کبھی بشریت مین۔ کبھی عالم فنا مین ہین کبھی بقا مین۔ کبھی کشف مین کبھی حجاب مین کبھی مقام تجلی مین کبھی استتار مین کبھی حالت جمع مین کبھی تفرقہ مین اور یہ سب مختلف افعال ایک حقیقی محرک کی تحریک سے ہین۔ کیونکہ جب وہ مرنے سے پہلے مر چکے ہین۔ تو اپنے طرف سے کوئی فعل نہین کرتے ہان یہ مذہب قدریہ و جبریہ کا ہے کہ وہ اپنے دنیوی فعل اپنے ہمت اور ارادہ سے کرتے ہین اور عبادات مین اپنے آپ کو عاجز اور غیر مختار جانتے ہین اس شعر مین آیت وتقلبہم ذات الیمین وذات الشمال کی طرف اشارہ سے علماء ظاہر نے اصحاب کہف کو کروٹین بدلوانے کا یہ فائدہ لکھا ہے کہ کہین انکے جسم کو ایک کروٹ سے لیٹے لیٹے زمین نہ کھا جائے لیکن معنوی طور پر تقلب یعنے کروٹین بدلوانے سے ترقی مقامات و حالات مراد ہے کیونکہ تقرب الٰہی اور مشاہدۂ تجلیات کی کوئی انتہا نہین۔

	چیست آن ذات الیمین فعل حسن		چیست آن ذات الشمال اشغال بدن
ترجمہ	داہنی کروٹ کیا ہے افعال حسن		بائین کروٹ کیا ہے اشغال بدن

شرح یعنے معنوی طور پر اولیاء اللہ کے حق مین لفظ ذات الیمین داہنی طرف کروٹ بدلوانا کیا معنے رکھتا ہے؟ ہم سے سن اس سے اُنکے افعال نیک اور اعمال صالحہ مراد ہین جنکی طرف اللہ تعالے نے اُنکے دلکو کھینچ رکھا ہے اور ذات الشمال بائین جانب کروٹ بدلوانا اُنکو اشغال متعلقہ ابدان یعنے سب اقتضائے

بشریت اسباب معاش اور بقدر کفایت سامان اکل و شرب کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ اسلئے اولیاء اللہ کے مشاغل جسمانیہ سے متعجب ہو کر اُنپر معترض نہونا چاہیئے۔ کیونکہ اُنکا اصلی مقصود عشق ذات ہے اور مشاغل جسمانی جو اقتضائے بشریت مین داخل ہین قوت عبادت کے لیئے ہین۔

گر تو بینی شان بدشواری در دون	نیست شان خوفے ولا ہم یحزنون	
ترجمہ	مشکلون مین دیکھہ لیگا اُنکو تو	ہونگے وہ بیخوف و غم سے نیک خو

شرح لفظ درون اظہار معنے بائے موحدہ کے لیئے زائد ہے یعنے اے مخاطب اگر تو دیکھہ سکیگا تو معلوم کریگا کہ اولیاء اللہ پر سختی کی حالت مین (بروز قیامت) کچھہ خوف نہوگا اور نہ غمگین ہونگے اسکا سبب یہ ہے کہ وہ بقدر حاجت جسمانی مشاغل مین کبھی کبھی اسلیئے مصروف ہو جاتے ہین۔ کہ اُس سے قوت عبادت حاصل ہو اور روحانی طاقت بڑہے۔ اُنکا ہر لقمہ گویا نور ہوتا ہے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ یعنے اولیاء اللہ کو آخرت کے رنج کا خوف اور دنیوی سامان کے جاتے رہنے کا غم نہین ہوتا کیونکہ وہ حالت وصال مین دیدار الٰہی سے ہمیشہ مسرور رہنے والے ہین۔

مے رود این ہر دو از فرزند و پدر	بیخبر زین ہر دو ایشان در نظر	
ترجمہ	ہین عیان لوگو نہ یہ دونو مگر	اولیا ان دونو سے ہین بے خبر

شرح یعنے یہ دونو باتین (افعال حسن اور اشغال دین) دیگر عام لوگون سے بطور ظاہر صادر ہوتی ہین یعنے عموماً تمام آدمی اپنے افعال سے خوب واقف ہوا کرتے ہین۔ لیکن اولیاء اللہ دونو باتون سے نہایت درجہ بے خبر رہتے ہین۔ کیونکہ وہ مستغرق ذات اور فنافی اللہ ہین اسلیئے نہ اُنہین اپنی نیکیان یاد رہتی ہین اور نہ اشغال جسمانی کی خبر ہوتی ہے۔ اور یہ مقولہ بالکل سچ ہے۔ ع آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیاید۔

می رود این ہر دو کار از انبیا	بے خبر زین ہر دو ایشان چون صدا	
ترجمہ	فاعل ان دونون کے ہین گو انبیا	بیخبر دونون سے ہین مثل صدا

شرح چون صدا لفظ مے رود (بمعنے صادر میشود) کے متعلق ہے۔ یعنے یہ دو نو فعل (افعال حسن اور مشاغل بدن) انبیاء علیہم السلام سے اسطرح صادر ہوتے ہین جسطرح پہاڑ سے آواز نکلتی ہے کہ جسکی خبر پہاڑ کو نہین ہوتی۔ اسیطرح انبیاء کو اپنے ان دونون فعلون کی خبر نہین ہوتی۔

گر صدا بیت بشنوانا خیر و شر	ذات کہ باشد زہر دو بے خبر	
ترجمہ	آرہی ہے گو صدا ئے خیر و شر	کوہ ہے دونون سے لیکن بے خبر

شرح یعنے اگرچہ پہاڑ تجکو نیک و بد کی صدا سنوا دیتا ہے مگر خود پہاڑ کو اس صدا کے نیک و بد ہونے کی

نہین ہوتی. یہی حال انبیاء اور انکی تابعین اولیا کا ہے کہ انکو عالم فنا اور بیہوشی مین اپنے افعال کے جنود نہین ہوتی یعنے جسطرح پہاڑ سے جو صدا آتی ہے وہ فی الواقع پہاڑ کی آواز نہین ہوتی بلکہ آواز دینے والا کوئی اور ہوتا ہے اسیطرح وہ تمام افعال و اقوال جو انبیاء اولیا سے صادر ہوتے ہین انکا مصدر حقیقی اللہ تعالے ہے اسکی وجہ ہم کئی بار پہلے لکھہ چکے ہین اسلیئے یہان مکرر لکھنے کی ضرورت نہین.

گفتن مہمان یوسف علیہ السلام را کہ ارمغان بہر تو آنیدہ ام تا چون دران نگری مرا یاد آری

ترجمہ یوسف کے مہمان کا یہ کہنا کہ مین آپ کے لیئے سوغات لایا ہون تاکہ جب آپ انمین مُنہ دیکھین مجھے یاد کرین

	گفت یوسف ہین بیاور ارمغان		او ز شرم این تقاضا در فغان
ترجمہ	بولے یوسف لاہین دے ارمغان		میہمان تہا شرم و قف فغان

شرح یعنے جب حضرت یوسف نے اپنے مہمان سے یہ کہا کہ ہمارے لیے جو سوغات لایا ہے وہ پیش کر تو مہمان اس تقاضے کی شرم سے بہت ذلیل ہوا یہانتک کہ رو دیا. یہ شرم اور رو دنیا اس خیال سے تہا کہ اگر اسیطرح محشر مین اللہ تعالے اپنے بندون سے یا خاصکر مجھسے ارمغان اعمال نیک طلب کریگا تو مین کیا جواب دونگا کیونکہ مین ایسے اعمال سے جو لایق قبولیت ہین بالکل خالی ہون.

	گفت من چندا رمغان جستم ترا		ارمغانے در نظر نامد مرا
ترجمہ	پھر یہ بولا مینے ڈہونڈہا سر بسر		ارمغان لیکن نہ آیا کچھہ نظر

شرح یعنے مہمان نے کہا کہ مینے ہر چند جستجو کی. مگر میری نظر دن مین کوئی سوغات آپکے دینے کے قابل نہ جچی

	جبہ را جانب کان چون برم		قطرہ را سوے عمان چون برم
ترجمہ	ریزہ کو لیجاؤن کیا مین سوے کان		قطرہ کیا ہو وقف بحر بیکران

شرح جبہ بمعنے دانہ. اور ایک رتی یا ایک جَو. سونے یا چاندی کا وزن. یعنے مہمان کہتا ہے کہ اے یوسف مینے یہ خیال کیا کہ ایک رتی سونے کو کان کی طرف اور ایک قطرہ آب کو دریا کے پاس کس مُنہ سے لیجاؤن آپ کان زر اور دریائے ذخار کے مانند ہین اور میری لائی ہوی سوغات ایک رتی سونا یا ایک قطرہ ہے یعنے آپ کے لایق نہین. اس خیال سے مین کوئی سوغات آپ کے لیئے لا سکا.

	زیرہ را من سوے کرمان آورم		گر بہ پیش تو دل و جان آورم
ترجمہ	زیرہ لیجاؤنگا کرمان کی طرف		لیجاون گر جان کو جانان کی طرف

شرح کرمان فارس مین ایک شہر کا نام ہے جہان سیاہ زیرہ بکثرت پیدا ہوتا ہے. یعنے مہمان کہتا ہے کہ اے یوسف اگر مین اپنے دل و جان کو بطور سوغات آپ کی نذر کردون تو ایسا ہوگا جیساکہ تحفۂ نادر

سمجھکر سیاہ زیرہ کرمان مین لیجاؤن جہان زیرہ کی کوئی قدر ہی نہین کرتا۔

	ہیست تحفے کاندرین انبار نیست		غیر حسن تو کہ او را یار نیست
ترجمہ	کیا ہے وہ جو اس خزانے مین نہین		حسن یکتا ہے تمہارا بالیقین

شرح مہمان کہتا ہے کہ اے یوسفؑ کوئی تحفہ یعنے کوئی نادر چیز ایسی نہین جو آپ کے ذخیرے یعنے خزانہ مین موجود نہو۔ اسلیئے مین کوئی نادر سوغات کہان سے لاتا ہو البتہ آپکا حسن وجمال نہایت نادر تحفہ تہا مگر اُسکی نظیر کہین نہین ملتی اور وہ کسی بازار مین بکتا نظر نہین آتا مجبوراً حسب مناسبت حسن وجمال مین بطور سوغات ایک آئینہ لے آیا ہون گر قبول اُفتد زہے عز وشرف

	لایق آن دیدم کہ من آئینہ		پیش تو آرم چو نور سینہ
ترجمہ	مینے یہ سمجھا کہ لاؤن آئینہ		شکل نور دل دکھاؤن آئینہ

شرح یعنے اسلیئے مجھے یہ اچھا معلوم ہوا کہ ایک آئینہ جو عاشقان الٰہی کے سینہ پر نور کی طرح صاف اور روشن ہو پیش کردون کیونکہ آئینہ آپ کے حسن وجمال سے اعلے درجہ کی مناسبت رکھتا ہے۔

	تا بہ بینی روئے خوب خود دران		اے تو چون خرشید شمع آسمان
ترجمہ	آپ کا منہ تا نظر آئے عیان		آپ ہین خرشید شمع آسمان

شرح یعنے یہ آئینہ اسلیئے لایا ہون کہ اے یوسف اے آسمان حسن کے روشن کردینے والے۔ آپ اسمین اپنا منہ دیکھا کرین۔ کیونکہ آئینہ حسینون ہی کے قابل ہوتا ہے اور خوبرویون ہی کو شایان ہے

	آئینہ آوردمت اے روشنی		تا چو بینی روئے خود یادم کنی
ترجمہ	آئینہ لایا ہون مین اے نور دل		تاکہ مجکو یاد کرہین متصل

شرح یعنے اے یوسف اے چشم عشاق کی روشنی یہ آئینہ اسلیئے لایا ہون کہ آپ جب اسمین اپنا منہ دیکھا کرینگے تو غالبًا مجھے یاد کرلیا کرینگے گویا یہ سوغات اجھی یادگار رہے۔

	آئنہ بیرون کشید او از بغل		خوب را آئینہ باشد مشتغل
ترجمہ	اور بغل سے بہر نکالا آئینہ		شغل اچھونکا ہے اچھا آئینہ

شرح دوسرا مصرع مولانا کا مقولہ ہے اور مشتغل بمعنے مشغلہ ہے۔ یعنے مہمان نے گزشتہ عذر ومعذرت کے بعد بغل مین سے آئینہ نکالکر حضرت یوسفؑ کے سامنے رکھدیا کیونکہ حسین آدمی کے لیئے آئینہ ایک مشغلہ ہوجاتا ہے یعنے آئینہ حسینون ہی کے قابل ہوتا ہے۔ بدصورت آدمی کو آئینہ دیکھنا نازیبا ہے کیونکہ آئینہ عارضی بدنمائی کے دفع کرنے کے لیئے ہوتا ہے اور بدصورت آدمی خود ہی ازلی بدنما ہے۔

نکتہ ہم پہلے بھی لکھہ چکے ہین کہ یوسف سے مراد روح ہے اور روح مولانا کی اصطلاح مین کنایہ ذات ہوتا ہے چنانچہ یہان یوسف روح سے مراد ذات ہی ہے یعنے بندہ یہ کہتا ہے کہ اعمال نیک کا جو ہدیہ اللہ کی طرف بھیجا جائے وہ قلیل اور ناقابل ہے اے اللہ میرے نزدیک جان اور دل بڑی عزیز چیزین ہین مگر مین انکو بھی تیرے حضور مین پیش کردون تو ایسا ہی گوہر یکدانہ سیاہ کرمان مین لیجاؤن۔ تیرے یہان سب کچھہ ہے مگر تیرے حسن وجمال کا مقابل اور شریک نہین ہے۔ اسلیئے مینے چاہا کہ ایک آئینہ لیجاؤن جو نور سینہ کی طرح صاف ہے۔ آئینہ سے مراد قلب سالم ہے جو کدورات حب دنیا اور زنگ ہوے وہوس غیر سے پاک ہو تاکہ تو اسمین اپنا منہ دیکھے یعنے بمقتضاے اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ اپنے جمال پاک کا عکس ڈالے۔

	آئنہ ہستی چہ باشد نیستی		نیستی بگزین گر ابلہ نیستی	
ترجمہ	نیستی مرآت ہستی ہے عزیز		نیست ہو جا گر نہین تو بے تمیز	

شرح یہان بطور تفہیم اور حسب مناسبت آئینہ مولانا یہ فرماتے ہین کہ نیستی آئینۂ ہستی ہے جب طالب نیست ہو جائیگا تو اسکو ہستی نظر آئیگی یا یہ معنے ہین کہ وہ آئینہ جو شاہد حقیقی کے روبرو پیش ہو سکتا ہے نیستی ہے یعنے جب طالب اغراض دنیوی اور خواہشات نفسانی سے نیست ہو جائیگا تب جمال باکمال نظر آئیگا اسلیئے اے مخاطب اگر تو بے وقوف نہین ہے تو نیستی کو اختیار کر بعض نسخون مین ہستی ہے مگر تو ابلہ نیستی ہے یعنے اگر تو عقلمند ہے تو نیستی کو توشۂ آخرت اور توشۂ عقبے بنا کر بارگاہ خداوندی مین اپنے ہمراہ لیجا۔

	ہستی اندر نیستی بتوان نمود		مال داران بر فقیر آرند جود	
ترجمہ	نیستی مین ہوتی ہے ہستی عیان		اغنیا ہین مفلسون پر مہربان	

شرح یعنے ہستی الٰہی کا جلوہ نیستی مین نظر آسکتا ہے کیونکہ مالدار فقیرون کو دیا کرتے ہین اگر تو ہستی کا دعوے کریگا تو اللہ تعالے غنی ہے وہ عطائے دولت مشاہدہ سے تجکو محروم رکھیگا کیونکہ اضداد ایک دوسرے کے لیے بمنزلہ آئینہ ہین جس طرح دن۔ رات کے۔ اور نور ظلمت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے اسیطرح ہستی الٰہی کا جلوہ اپنے آپ کو نیست کرنے اور عشق الٰہی مین فنا ہو جانے سے نظر آسکتا ہے۔

	آئنہ صافی نان خود گرسنہ ست		سوختہ ہم آئنہ آتش زدہ است	
ترجمہ	نان آئینہ ہے ہر مشتاق کا		سوختہ آئینہ ہے حقاق کا	

شرح یعنے صاف روٹی کا آئینہ بالتحقیق بھوکا آدمی ہے جب تک کوئی آدمی بھوکا نہ ہوگا روٹی کی لطافت اور اسکا حسن ہرگز ظاہر نہوگا اور اسیطرح جلانے کے قابل چہرے حقاق کے حق مین بمنزلہ آئینہ ہین جب تک چہرے نہونگے حقاق کا حسن اور اسکا اثر ہرگز ظاہر نہوگا۔ اسیطرح جب تک طالب فقیر دگرسنہ جمال الٰہی

کی طرح ذلیل اور فانی نہوگا اُسکو طلاے روحانی یعنے مشاہدۂ جمال اور عشق الٰہی کا نور حاصل نہوگا۔ آتش زن چقماق پتھر کو کہتے ہین جس سے آگ نکلتی ہے اور سوختہ بمعنے حراق ہے یعنے جلانے کے قابل چھوہارے

	نیستی و نقص ہر جائیکہ خاست		آئنۂ خوبی جملۂ ہست ہاست
ترجمہ	نیستی نے جسجگہ پایا ظہور		آئینہ ہستی کا ہے اے پر شعور

شرح یعنے مرتبۂ نیستی و فنا بشرطیکہ حاصل ہوجاے تمام موجودات کی خوبی کا آئینہ ہے اور یہ ظاہر ہے کہ تمام موجودات کی خوبی اللہ تعالے ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ نیستی آئینہ جمال الٰہی ہے لفظ خاست بصیغہ ماضی بمعنے حاصل و قائم شدہ ہے۔ کمال نقص کا اور نیستی ہستی کا آئینہ اور اسکا مظہر ہے۔

	بہر آن کہ نیستی پالودگی ست		و انچہ این ہستی ہمہ آلودگی ست
ترجمہ	نیستی ہے سر بسر پالودگی		اور ہستی سر بسر آلودگی

شرح یعنے نیستی اسلیے آئینہ ہستی ہے کہ نیستی مجسم صفائی اور عین جلا ہے اس آئینہ مین جمال ہستی الٰہی بالکل صاف طور پر نظر آجاتا ہے اور دنیوی ہستی سر بسر کدورت و زنگ ہے اسلیے نیست کر دینے کے قابل ہے۔

	چونکہ جامہ چست و دوزیدہ بود		مظہر فرہنگ درزی کے شود
ترجمہ	ٹھیک جو کپڑا بدن پر ہو گیا		فہم درزی کا وہان پھر کام کیا

شرح یعنے جبکہ کپڑا خود ہی چست اور بدن پر ٹھیک اور سلا سلایا ہو تو وہ درزی کی عقل یا کاریگری کو ظاہر نہین کرسکتا۔ کیونکہ سلے سلاے کپڑے کے لیے درزی کی ضرورت ہی نہین ہوتی۔ اسیطرح جو شخص اپنے آپ کو ہست خیال کریگا اللہ تعالے اُسکو مرتبۂ بقا سے محروم رکھیگا کیونکہ جب وہ اپنے نزدیک خود ہی ہست ہے تو اُسے مرتبۂ بقا حاصل کرنے کی ضرورت ہی کیا رہی۔ یہ نیستی و ہستی کے مضمون کی پہلی مثال ہے۔

	نا تراشیدہ ہمے باید جذوع		تا درو گر اصل سازد یا فروع
ترجمہ	بے گھڑا ٹھنا ہمیں جانا چاہیے		سب ستونون اور کڑیون کے لیئے

شرح جذوع جمع جذع ہے بمعنے تنۂ درخت یعنے ٹھنا اور درو گر بڑھئی کو کہتے ہین۔ اصل سے مراد ستون اور فرع سے کڑیان۔ یعنے درخت کا ٹھنا نا تراشیدہ ہونا چاہیے تاکہ بڑھئی اُسے گھڑ کھڑا کر چاہے ستون بنالے۔ چاہے کڑیان اور جس حالت مین کہ ٹھنا خود تراشیدہ ہوگا یعنے ستون اور کڑیان بنی بنائی ہونگی تو بڑھئی کی کچھ ضرورت نہین۔ مطلب یہ کہ نقص کو کمال کی ضرورت اور فقیر کو غنی کی حاجت ہوتی ہے طالب اپنے گمان مین اگر خود ہست اور کامل ہے تو اسکو مشاہدۂ ہستی الٰہی نصیب نہین ہوسکتا۔ اسلیئے نیست ہونا اور اپنے آپ کو ناقص سمجھنا فرض ہے تاکہ کمال اور مرتبۂ بقا حاصل ہو۔ یہ اُسی مضمون کی دوسری مثال ہے۔

	خواجۂ استکستہ بند آنجا رود	کہ در آنجا پائے استکستہ بود	
ترجمہ	جوڑنیوالا تو جاتا ہے وہین	جسکی ہڈی ٹوٹ جاتی ہے انہین	

شرح خواجہ بمعنے اُستاد ہے اور استکستہ بند بمعنے ٹوٹی ہڈی کا جوڑنے والا۔ یعنے ٹوٹی ہڈی کا جوڑنے والا اُستاد وہین جاتا ہے جہان فی الواقع کسیکے ہاتھ یا پانوکی ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔ اسیطرح مشاہدۂ ہستی الٰہی اُسی کو میسر ہوسکتا ہے جو نیست ہوگیا ہو اُسی مضمون کی تیسری مثال ہے۔

	کے شود چون نیست رنجور و نزار	آن جمال و صنعت طب آشکار	
ترجمہ	ہو نہ جب تک کوئی رنجور و نزار	ہوتی ہے کب صنعت طب آشکار	

شرح یعنے جب تک کوئی شخص بیمار و ناتوان نہین ہوتا۔ طبیب کی صنعت طب ظاہر نہین ہوسکتی۔ اسیطرح جبتک کوئی نیست نہین ہوتا جمال ہستی الٰہی کو نہین دیکھہ سکتا۔ اُسی مضمون کی چوتھی مثال ہے۔

	خواری و دونی مسہار بر ملا	گر نباشد کے نماید کیمیا	
ترجمہ	نقص تانبے کا نہو گر بر ملا	کب اثر اپنا دکھائے کیمیا	

شرح لفظ بر ملا گر نباشد کے متعلق ہے اور نماید بمعنے ظاہر شود ہے۔ یعنے تانبے کے حقارت و ذلت اگر ظاہر نہو بلکہ تانبا خود ہی سونا ہوا کرے تو کیمیا کا اثر ظاہر نہین ہوسکتا۔ اسیطرح کیمیائے مرتبۂ بقا انہین کو ملتی ہے جو ناقص ہین یعنے اپنے آپ کو نیست سمجھتے ہین۔ اسی مضمون کی پانچوین مثال ہے۔

	نقصہا آئینۂ وصف کمال	وان حقارت آئنۂ عز و جلال	
ترجمہ	نقص ہے آئینہ وصف کمال	ہے حقارت آئنہ عز و جلال	

شرح یعنے نیستی اور فنا صفت کمال کا آئینہ ہے صفت کمال فنا ہی کے سبب ظاہر ہوتی ہے اور حقارت یعنے اپنے آپ کو ذلیل جاننا آئینہ عز و جلال ہے۔ انجام کار عزت اُسی کو ملتی ہے جو ابتدا مین ذلیل رہتا ہے۔ حدیث شریف مین ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ یعنے جو شخص اپنے نفس کو ذلیل و حقیر اور فانی سمجھتا ہے وہی اللہ تعالےٰ کو اہل فضل و جلال اور باقی رہنے والا جانتا ہے۔

	زانکہ ضد را ضد کند پیدا یقین	زانکہ با سرکہ پدید ست انگبین	
ترجمہ	ضد سے ضد ہوتی ہے ظاہر یقین	سرکہ سے ہوتا ہے ظاہر انگبین	

شرح یعنے حالت نقصان و فنا مین مرتبۂ کمال و بقا حاصل ہونے کا یہ سبب ہے کہ ضد اپنی ضد کو ظاہر کردیتی ہے اور کھٹے سرکہ سے شہد کی تمیز ہوجاتی ہے اسیطرح فنا سے اُسکی ضد یعنے بقا کا ظہور ہوجاتا ہے۔ عرب کا مشہور مقولہ ہے تعرف الاشیاء باضدادہا۔ ضد اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔

	ہر کہ نقص خویش را دید و شناخت	اندر استکمال خود دو اسپہ تاخت
ترجمہ	جسنے اپنے نقص پر ڈالی نظر	ہو گیا وہ شخص کامل جلد تر

شرح یعنے جو شخص اپنے نقص کو جان لیتا ہے وہ کمال حاصل کرنے کے لیے بہت جلد دوڑ جاتا ہے اسیطرح جو اپنے آپ کو فانی خیال کرتے ہین وہ مرتبۂ بقا حاصل کر لیتے ہین۔

	زان نمے پرد بسوے ذوالجلال	کو گمانے مے برد خود را کمال
ترجمہ	اُڑ نہین سکتا وہ سوے ذوالجلال	جانتا ہے خود کو جو بالکل کمال

شرح یعنے آدمی اسلیئے اللہ تعالے کی طرف نہین اُڑ سکتا۔ کہ وہ اپنے آپ کو مجسم کمال گمان کرتا ہے۔

	علتے بدتر ز پندار نمال	نیست اندر جانت اے مغرور ضال
ترجمہ	کیا بُری علت ہے پندار کمال	کر دیا کرتا ہے جو مغرور وصال

شرح یعنے اے مغرور اور گمراہ آدمی تیری ذات مین کوئی بیماری اس سے بدتر نہین کہ تو اپنے آپ کو کامل گمان کرتا ہے بعض نسخون مین نیست اندر جان تو اے ذو دلال ہے۔ اسصورت مین ذو دلال بمعنے صاحب تکبر و عجب ہے نکتہ لفظ اندر جان سے یہ بات نکلتی ہے کہ غرور و تکبر کی صفت گو ظاہر نہو مگر اکثر آدمی باعتبار باطن ضرور متکبر اور گمراہ ہوتے ہین۔ اور امتحان کرنے سے انکا باطنی تکبر ظاہر ہو جاتا ہے

	از دل و از دیدہ ات بس خون رود	تا ز تو این معجبی بیرون شود
ترجمہ	جب بہے گا تیری چشم و دل سے خون	جائے گا اُسدم تکبر اے زبون

شرح یعنے اے مخاطب تیرے دل اور دیدہ سے بہت سا خون بہے گا تب یہ تکبر و غرور طبیعت سے نکلیگا یعنے تکبر و غرور کو دل سے نکالنے کے لیئے نہایت عاجزی کے ساتھ اپنے حال پر خون کے آنسو بہانے چاہئین

	علت ابلیس۔ انا خیر بدست	وین مرض در نفس ہر مخلوق ہست
ترجمہ	علت ابلیس انا خیر ہے بس	یہ مرض کل خلق مین ہے بلہوس

شرح یعنے شیطان جس مرض مین گرفتار ہو کر ہلاک اور راندۂ درگاہ ہو گیا ہے وہ تکبر ہی کا مرض تہا کیونکہ اُسنے تکبر کے باعث حضرت آدمؑ کو سجدہ نہ کیا اور یہ کہا کہ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ یعنے ابلیس نے یہ کہا کہ اے رب العالمین مین آدمؑ کو اسلیئے سجدہ نہین کرتا تو نے مجکو آگ سے اور اُسی مٹی سے پیدا کیا ہے اور چونکہ آگ خاک سے بلند مرتبہ ہے اسلیئے مین حضرت آدمؑ سے بہتر ہون اے شخص تکبر کو طبیعت سے نکالدینا چاہیئے تاکہ شیطان کی پیروی سے نجات ملے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ تکبر کا مرض ظاہر نہی مگر مخفی طور پر ہر شخص کی ذات مین موجود ہے۔

	گرچہ خود را بس نکستہ مینماید او		آب صافی دان و سرگین سیر جو
ترجمہ	گرچہ ظاہر مین شکستہ ہے مگر		ہے نہان پانی مین گوبر سر بسر

شرح یعنے چونکہ ہر شخص مین باطنی طور پر تکبر وعجب کی صفت موجود ہوتی ہے اسلیئے گو حسب ظاہر کوئی اپنے آپ کو از بس شکستہ از منکسر المزاج و متواضع یا تکبر سے خالی جانتا ہو مگر باعتبار باطن اُسمین تکبر وعجب اور اخلاق ذمیمہ بھرے رہتے ہین اسکی ایسی مثال ہے جیسا کہ کسی نہر مین اوپر تو صاف پانی ہو اور پانی کی تہ مین لید یا گوبر وغیرہ کوئی ناپاک چیز موجود ہو۔ کہ ظاہر مین نظر نہین آتی مگر فی الواقع موجود ہے۔

	چون بشورانی مر او را از امتحان		آب سرگین رنگ گردد در زمان
ترجمہ	گر بلائے تو برائے امتحان		رنگ سرگین آب پر ہو گا عیان

شرح یعنے اگر تو اُس پانی کو جسکی تہ مین گوبر ہے بطور آزمایش حرکت دیگا تو اُسیوقت سارا پانی گوبر کے رنگ کا ہو جائیگا اور اپنا باطنی عیب ظاہر کر دیگا اسیطرح ہر شخص کے اخلاق کا جب تو امتحان کریگا اور اُسکے نفس اماّرہ کے خلاف کوئی بات کہدیگا تو اُسکے تکبر اور اخلاق ذمیمہ کا اظہار ہو جائے گا۔

	در تگ جو ہست سرگین اے فتا		گرچہ جو صافی نماید مر ترا
ترجمہ	نہر کی تہ مین ہے گوبر دیکھ تو		گرچہ ہے ظاہر مین صاف اے نیک خو

شرح یعنے نہر کی تہ مین گوبر موجود ہے اگرچہ نہر کا پانی حسب ظاہر تجھے بالکل صاف نظر آتا ہے۔ یہ پہلے شعر کی توضیح ہے۔ یعنے اس شعر کا مطلب وہی ہے جو پہلوں کا تھا مگر تشریح کے لیئے اسی مضمون کو کرر لایا گیا ہے

	ہست پیر راہ دان پر فطن		باغہائے نفس کل را جوے کن
ترجمہ	ہے پیر راہ دان و پر فطن		باغہائے نفس مین ہے نہر کن

شرح یعنے مرشد کامل اور خدا کے رستہ کو جاننے والا شیخ جو عقلمندیون سے بڑھا ہے تمام اشخاص کے باغ دل مین معرفت الٰہی کی ایسی نہر کھود دیتا ہے کہ جسکا ظاہر و باطن یکسان ہے یعنے وہ باہر سے بھی پاک ہوتی ہے اور اندر سے بھی۔ اسلیئے اخلاق ذمیمہ اور تکبر وعجب سے نجات پانے کے لیے کسی مرشد کامل کو اختیار کرنا چاہیئے۔ فطن جمع فطنت ہے بمعنے زیرکی۔ اور جوے کن بمعنے پاک وصاف کنندہ نہر سے مرشد کامل مراد ہے جو اپنی خداداد باطنی پاکیزگی کے باعث طالبان حق کو بھی پاک کر دیتا ہے۔

	جوئے خود را کے تواند پاک کرد		تا نہ از علم خدا شد علم مرد
ترجمہ	نہر خود کو پاک کر سکتی نہین		علم خالق سے ہے علم مرد این

شرح یعنے جسطرح نہر اُس نجاست سے جو اُسمین پڑی ہوی ہے اپنے آپ کو خود پاک نہین کر سکتی اسیطرح

ہر شخص اپنے آپ کو اخلاق ذمیمہ کی گندگی سے آپ پاک نہین کرسکتا۔ اسلیئے باطنی نہر کے صاف کرنیوالے یعنے مرشد کامل کی ضرورت ہوتی ہے اسیطرح وہ علم جو آدمی کو نظر و فکر سے حاصل ہوتا ہے اُسکے جہل کو دور نہین کرسکتا کیونکہ ایسا علم خود جہل ہے جب تک علم الٰہی نہو۔ یعنے انسان جبتک خدا کو خدا بخشنے بالکل جاہل ہے۔ علم اُسیوقت نفع دیگا کہ اُسکو علم الٰہی ہو۔ اس علم کے لیئے مرشد کامل کے حاجت ہے **فائدہ** حضرت عبداللہ بن عباس رض اور حضرت کعب سے مروی ہے کہ آخر زمانہ مین ایسے عالم ہونگے جو لوگون کو زہد و تقوے سکھائین گے اور خود متقی و زاہد نہونگے لوگون کو خدا سے ڈرائین گے اور خود نہ ڈرین گے دوسرون کو امیرون کی صحبت سے منع کرینگے اور خود باز نہ رہین گے ایسے عالم خدا کے دشمن ہین۔

	کے تراشد تیغ دستہ خویش را		رو مجرّا اے سیار این ریش را
ترجمہ	اپنا دستہ تیغ سے بنتا نہین		سوپ جراحون کو زخم دل کہین

شرح یعنے تلوار اپنا دستہ آپ نہین بنا سکتی۔ اور زخم اپنے آپ کو خود اچھا نہین کرسکتا بلکہ دستہ کسی نجار یا لوہار سے بنوانا چاہیئے۔ اور زخم کی مرہم پٹی کا کام کسی جراح کو سونپنا چاہیئے۔ اسیطرح باطنی اور اخلاقی برائیون کو مرشد کامل کے وسیلہ سے دفع کرنا واجب ہے یہ برائیان اپنی جد و جہد سے دفع نہین ہوسکتین

	آب جو سرگین نتاند پاک کرد		جہل نفسش را نرو بد علم مرد
ترجمہ	پاک کب سرگین کو کرتا ہے فرات		علم سے مٹتا نہین ہے جہل ذات

شرح یعنے جسطرح نہر کا پانی ذات نجاست کو پاک نہین کرسکتا۔ اسیطرح آدمی کا علم اُسکے ذاتی جہل (ناخدا شناسی) کو دفع نہین کرسکتا۔ بلکہ علم الٰہی سیکھنے کے لیئے مرشد کامل کی ضرورت ہے۔

	بر سر ہر ریش جمع آمد مگس		تا نہ بیند قبح ریش خویش کس
ترجمہ	مکھیان ہین جمع سارے زخم پر		تا نہ پڑ جائے برائی پر نظر

شرح یعنے ہر زخم پر مکھیان اسلیئے بیٹھتی ہین کہ مجروح کو اپنی زخمون کی قباحت معلوم ہو مطلب یہ کہ آدمی اپنے قباحت کو آپ نہین معلوم کرسکتا۔ اور اگر معلوم بھی کرلے تو اپنے ہاتھ سے اسکا ازالہ ناممکن ہے اسلیئے مرشد کی ضرورت ہے۔ تاکہ وہ تمام قباحتون کو زائل کردے۔

	آن مگس اندیشہ ہا و امال تو		ریش تو آن ظلمت احوال تو
ترجمہ	مکھیان ہین آرزو مین اور خیال		اور زخم دل ہے تاریکی حال

شرح یعنے جس طرح ظاہری زخم بدن کو مکھیان ڈھانک لیتی ہین اور زخمی کو اپنا زخم نظر نہین آتا۔ اسیطرح ہر شخص کے باطنی زخم ظلمت احوال۔ یا حالات کی تاریکی اور گناہون کی سیاہی کو باطنی مکھیان (بُرے

خواہشین اور بد آرزوئین ڈہانک لیتی ہین یعنے ایمخاطب تیرے افکار فاسدہ اور باطل آرزوئین مکہیان ہین اور تیرا زخم ظلمت احوال اور کدورت اوقات سے اس زخم کو اندیشہائے فاسدہ نے ڈہانک رکہا ہے اسلیئے تجکو نظر نہین آتا البتہ مرشد کامل اس زخم کو دیکہکر علاج کردیگا بعض نسخون مین آمال کی جگہ مال ہے جس سے مال دنیوی مراد ہے اور آمال دونون نسخونکا ایک ہے۔

	ور نہد مرہم بران ریش تو پیر		آن زمان ساکن شود درد و نفیر
ترجمہ	اور اگر مرہم لگائے پیر مرد		اوسگھڑی جاتا رہے گا رنج و درد

شرح یعنے اگر مرشد کامل تیرے زخم پنہان پر مرہم رکہدے یعنے اپنے ارشادات سے تجھے فیض پہنچائے تو تیرا درد و نالہ جاتا رہے گا یعنے محبت دنیا دل سے اور اخلاق ذمیمہ طبیعت سے دفع ہوجائینگے اور تو باطنی طور پر تندرست ہوجائیگا لیکن اوسکو کامل صحت نہ خیال کر اور مرشد سے ہرگز الگ نہو چنانچہ آیندہ شعر کا یہی مطلب ہے کہ مرشد سے تہوڑا سا فیض پانے کے بعد اپنے آپ کو کامل سمجہکر صحبت مرشد سے جدا نہو نا چاہیئے

	تا نہ پنداری کہ صحت یافتست		پرتو مرہم در انجا تافتست
ترجمہ	لیکن اوسکو تو کبہی صحت نہ جان		پرتو مرہم ہے یہ اے مہربان

شرح تا بمعنے زینہار ہے یعنے اے شخص اگر مرشد کامل تیرے زخم پنہانی پر مرہم رکہدے اور اس سے تجھے شفا ہونے لگے تو ہرگز اپنے آپ کو کامل صحت یافتہ گمان نہ کربیٹہنا۔ بلکہ یہ تو مرہم کا تہوڑا سا پرتو اثر ظاہر ہوا ہے ابہی اچہی طرح صحت نہین ہوئی مطلب یہ کہ مرتبۂ کمال کے حاصل ہونے تک ارشادات پیر سے اعراض نہ کرنا چاہیئے۔ ہان بعد کمال ارشاد کی ضرورت نہین رہتی لیکن پیر سے برگشتہ ہونا اسحالت مین ہے کفران نعمت ہے اور بعض وجہ سے بالکل کفر ہے معاذ اللہ منہا خدا اس سے پناہ مین رکہے

	ہین زمرہم سر مکش اے زشت ریش		وان پرتو دان مدان از اصل خویش
ترجمہ	منکہ نہ اوس مرہم سے پیر اے مرد دین		تیری صحت صحت ذاتی نہین

شرح یعنے ایمخاطب باطنی مرہم (ارشاد مرشد) سے اعراض نکر کیونکہ تیری زشت طاعت زخمی ہے مرشد سے مرہم حاصل کرتا رہ اور اپنی تہوڑی بہت صحت کو اوسی مرہم کا اثر سمجہ اور اپنی قوت طبیعت و مزاج یا اپنی ذات کی طرف سے گمان نہ کر۔ خلاصہ مطلب یہ کہ مرشد کے ارشادات سے ہمیشہ فیضیاب ہوتا رہ ورنہ امراض معنوی مین مبتلا ہوجائیگا۔ اور پہر بڑی مشکل سے شفا حاصل ہوگی۔

مرتد شدن کاتب وحی بسبب آنکہ بر تو وحی بروز وان آیت را پیش از پیغمبر بخواند و گفت

من ہم محل وحیم

ترجمہ ایک کاتب وحی کا اس سبب سے مرتد ہوجانا کہ اسپر نور وحی کا عکس ظاہر ہوگیا تھا اسلیئے اُسنے آیت کو پیغمبر سے پہلے اپنی زبان سے ادا کیا اور یہ کہا کہ مجھپر بھی وحی اُترتی ہے۔ اور اس خیال باطل کے سبب مرتد ہوگیا

شرح اس حکایت کو ماسبق سے یہ مناسبت ہے کہ اس مرتد ہونے والے کاتب وحی نے عکس نور وحی کو جناب مرشد کامل (حضرت محمد رسول اللہ صلعم) کے فیض صحبت کا عکس نہ سمجھا بلکہ اپنی ذاتی قوت کی جانب سے خیال کیا۔ اسلیئے مرض معنوی یعنے ارتداد مین مبتلا ہوگیا۔ اور اسکے غرور نے اُسے ہلاک کردیا۔

	پیش از عثمان یکے نساخ بود		کو بہ نسخ وحی جدّے مے نمود
ترجمہ	پیشتر عثمان سے کاتب تھا ایک		وحی مین کرتا تھا ہر دم سعی نیک

شرح نساخ بمعنے لکھنے والا۔ اور جدّ بمعنے کوشش ہے۔ یعنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پہلے ایک کاتب تھا جو بحضور پیغمبر وحی لکھنے مین بہت کوشش کیا کرتا تھا۔

	چون نبی از وحی فرودے سبق		او ہمان را وا نوشتے بر ورق
ترجمہ	جو نبی سے سُن لیا کرتا تھا وہ		اُسکو کاغذ پر لکھا کرتا تھا وہ

شرح یعنے جب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم از رہے وحی کوئی نازل شدہ آیت اُسے سُنا کر لکھنے کا حکم فرمایا کرتے تھے تو وہ اُسی آیت کو بلا کم وبیش کاغذ وغیرہ پر لکھدیا کرتا تھا۔ جیسا کہ کاتبونکا دستور ہوتا ہے۔

	پیر تو آن وحی بروے تافتے		اودرون خویش حکمت یافتے
ترجمہ	نور آیت اُسپہ کرتا تھا ظہور		دلمین پالیتا تھا وہ حکمت کا نور

شرح یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت اور نازل شدہ آیتون کے لکھوانے کے باعث وحی کا نور اُس کاتب پر ظاہر ہوجاتا تھا اور وہ پیغمبر علیہ السلام کے فرمانے سے پہلے بعض حکمت یعنے آیت کو اپنے دلمین معلوم کرلیتا تھا۔ **فائدہ** اس کاتب وحی (سے) عبداللہ بن سعید) کا قصہ اسطرح منقول ہے کہ سورۂ مومنون کے نازل ہوتے وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لے عبداللہ لکھ۔ **وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِيْنٍ** تا آخر **ثُمَّ اَنْشَاْنَاهُ خَلْقًا اٰخَرَ** یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہمنے آدمؑ کو اچھی کُنڈہی ہوی مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اُسکی اولاد کو منی سے پیدا کیا جو ایک خاص جگہ کی رہنے والی ہے پھر اُس منی کو جما ہوا خون بنایا پھر اُس جمے ہوے خون کو گوشت کی بوٹی پھر اُس گوشت کی بوٹی کو سخت ہڈی کردیا پھر اُس ہڈی کو گوشت اور چمڑا پہنا دیا۔ پھر اُسے دوسری پیدایش مین لائے یعنے اسے ماں کے پیٹ سے نکالکر دودھ پینے چلنے پھرنے اور باتین کرنے کی طاقت دی جب عبداللہ بن سعد نے اس آیت کو بالفظ خَلْقًا اٰخَر لکھ لیا تو مصاحبت پیغمبر علیہ السلام

کے طفیل یا نور وحی کے عکس کے باعث پیغمبر علیہ السلام کے فرمانے سے پہلے لفظ آخر کے بعد اُسنے یہ آیت پڑہ دی فتبارک اللہ **احسن الخالقین** پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا اس آیۃ کو لکھ کیونکہ یہ اسیطرح نازل ہوی ہے اسوقت شیطان نے اُسکے دل مین وسوسہ ڈالا۔ اور وہ مغرور ہوکر اپنے آپ کو محل وحی سمجھ بیٹھا اور مرتد ہو گیا اور یہ نجانا کہ یہ پیغمبر علیہ السلام کی صحبت کا اثر تہا یہ بات بہی قرین قیاس ہے جو بہی کہ شارح کی سمجھ مین آئی ہے کہ عبداللہ بن سعد عرب العربا تہا۔ اور قرآنمجید کی اکثر سورتین جو پہلے نازل ہوچکی تہین اور جنمین اللہ تعالے کے اسما وصفات کا ذکر تہا اُسکے قلم سے لکہی جاچکی تہین۔ اس آیت مین چونکہ خلقت انسانی کی شرح بیان ہوی تہی اسلیئے حسب اتفاق سے مقام عبداللہ کی زبان سے بے ساختہ ایک ایسا جملہ (فتبارک اللہ احسن الخالقین) نکلگیا جو اتفاقاً مطابق وحی تہا۔ اس سے یہ سمجہ لینا کہ مین محل نزول وحی ہوگیا ہون ارتداد دینے کفر ہے۔

	عین آن حکمت بفرمودے رسول	زین قدر گمراہ شد آن بوالفضول	
ترجمہ	کہدیا کرتے تہے وہ آیت رسول	ہوگیا گمراہ اس سے بوالفضول	

شرح یعنے نور وحی کے عکس کے باعث بعض آیت جو عبداللہ کے دل مین آئی پیغمبر علیہ السلام نے بعینہ اُسی آیت کے لکہنے کا حکم عبداللہ کو دیا اور اُس سے گمراہ ہوکر اُسنے یہ خیال کرلیا کہ مجہپر بہی وحی اُترتی ہے۔ اور یہ نجانا کہ اس آیت کا دلمین آنا اثر صحبت پیغمبر تہا

	کانچہ میگوید رسول مستنیر	مر مراہست آن حقیقت در ضمیر	
ترجمہ	یعنے جو آیت کہ کہتے ہین نبی	ہوتی ہے وارد مرے دل پر وہی	

شرح یعنے عبداللہ نے اپنے دل مین یہ گمان فاسد کرلیا کہ روشنضمیر پیغمبر (حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم) جو کچہ از روے وحی فرماتے ہین وہ وحی میرے دل پر بہی نازل ہوا کرتی ہے مین بہی محل وحی ہون

	پر تو اندیشہ اش زد بر رسول	قہر حق آورد بر جانش نزول	
ترجمہ	کرگئے معلوم پیغمبر یہہ حال	اُسکی جان پر ہوگیا نازل وبال	

شرح یعنے عبداللہ کے اندیشۂ باطل کا پرتو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دل پر پڑا۔ اور آپنے معلوم کرلیا کہ اس شخص کی جان پر قہر الہی نازل ہوگیا۔ کیونکہ یہ گمان فاسد کے باعث اپنے آپ کو محل وحی سمجہنے لگا

	پرتو آن ناگہش بر دل بتافت	در درون خویشتن حرفے نیافت	
ترجمہ	کہگیا جب اُسپہ یہ حال شگرف	اپنے باطن مین نہ پایا کب حرف	

شرح لفظ ناگہش مین شین دل کا مضاف الیہ ہے اور ضمیر آن بجانب قہر حق ہے یعنے عبداللہ کے دل

بر قہر حق کا عکس پڑ گیا۔ اور جیسا کہ پہلے اثر صحبت پیغمبر علیہ السلام کے باعث اسکے دل پر وحی کا نور چمک جاتا تھا اور اُسے آیت کے کچھ حرف معلوم ہو جاتے تھے۔ اب اُسے اپنے دل میں ایک حرف بنایا اور کورے کا کورا رہگیا۔ نکتہ یہاں سے یہ نکلتا ہے کہ طالب یا مرید اپنے باطنی صحت و صفائی قلب کو صحبت مرشد کا اثر خیال کرے اپنے مزاج یا طبیعت کی قوت کیمیا ب سے نہ سمجھے ورنہ ایمان و عرفان کے نور سے محروم رہجائے گا۔ اور اسکے علاوہ ملحد ہو جانے کا بھی اندیشہ ہے۔

	ہم ز نسناخی بر آمد ہم ز دین		شد عدوے مصطفے از روے کین
ترجمہ	دین حق سے اور کتابت سے گیا		ہوگیا سبیدین عدوے مصطفے

شرح یعنے عبداللہ اپنے گمان فاسد کے باعث عہدۂ کتابت وحی سے بھی موقوف ہوا اور دین سے بھی خارج ہوگیا اور چونکہ وہ اپنے آپ کو محل وحی سمجھ بیٹھا تھا اسلیئے خود کو مدمقابل یا حریف سمجھکر از روے کینہ پیغمبر علیہ السلام کا دشمن ہوگیا۔ اور نبوت کا جھوٹا دعوے کر بیٹھا۔

	مصطفے فرمود کاے کبر عنود		چون سیہ گشتی اگر نور از تو بود
ترجمہ	مصطفے بولے کہ اے سرکش بتا		کیا ہوا وہ نور حق جو تجھمین تھا

شرح کبر اگر بکاف عربی ہے تو بمعنے مجسم تکبر ہے اور اگر بکاف فارسی ہے تو بمعنے کافر ہے یعنے مصطفے عبداللہ سے یہ فرمایا کہ اے منکر یا سرکش کافر اگر نور وحی تجھپر خصوصیت کے ساتھ ذاتی طور پر نازل ہوتا تھا تو اب تو سیاہ باطن کیون ہوگیا ہے یعنے اب تجھپر نور وحی کا کوئی حرف نازل کیون نہین ہوتا۔

	گر تو ینبوع الٰہی بودۂ		اینچنین آب سیہ نکشودۂ
ترجمہ	تو اگر تھا چشمۂ نور خدا		ایسی کیچڑ کیون ہوا اُس سے جدا

شرح یعنے پیغمبر نے فرمایا کہ اے عبداللہ اگر تو نور وحی الٰہی کا چشمہ ہوتا تو ایسی گمراہی کی کیچڑ ہرگز ظاہر نہ کرتا۔ ینبوع چشمے اور آب سیہ کیچڑ کو کہتے ہین اور بودۂ و نکشودۂ بمعنے بودے و نکشودے ہے۔

	اندرون مے سوختش ہم زین سبب		توبہ کردن مے نیارست از عجب
ترجمہ	اس سبب سے تھی اُسے اک سوختی		توبہ کرنے کی مگر طاقت نہ تھی

شرح یعنے عبداللہ کا دل اس سبب سے جلتا تھا کہ مین نہ ادھر کا رہا نہ اُدھر کا لیکن باایہمہ تعجب اسبات پر ہے کہ وہ توبہ بھی نکر سکتا تھا۔ کیونکہ خیال ننگ و ناموس توبہ سے منع کر رہا تھا۔

	تا کہ ناموسش بپیش این و آن		نشکند۔ بربست از توبہ دہان
ترجمہ	تا رہے ناموس پیش این و آن		اسلیئے تھی بند توبہ سے زبان

شرح یعنے باوجودیکہ عبداللہ اپنے اس دعوے سے کہ مجھپر وحی اُترتی ہے دل مین پشیمان تہا کیونکہ ہر شخص کا دل منصف ہوا کرتا ہے لیکن اُسنے اس خیال سے کہ اگر اب توبہ کرونگا تو ہر خاص و عام کے نزدیک میری عزت جاتی رہیگی توبہ کرنے سے اپنے مُنہ کو بند کرلیا۔ ترکیب مین لفظ ناموس نشکند کا فاعل ہے

	آہ میکرد و بنودش آہ سود	چون در آمد تیغ و سر را در ربود	
ترجمہ	آہ اُسکو فائدہ کیا دے گئی	تیغ آئی اور سر کو لے گئی	

شرح یعنے عبداللہ توبہ کرنے سے تو ساکت تہا مگر باطن مین اپنی حالت پر افسوس کیا کرتا تہا۔ لیکن یہ افسوس فائدہ مند نہ تہا کیونکہ بلا صفت ایمان صرف تاسف کچہ فائدہ مند نہین ہوتا دوسرے مصرع کے یہ معنے ہین کہ جب قہر الٰہی نازل ہوگیا تو آہ کرنے سے کچہ فائدہ نہین۔ بظاہر یہ شعر پہلے شعر کی منافی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اُسمین یہ فرمایا تہا کہ توبہ کرنے سے اُسکا مُنہ بند تہا اور اُسمین یہ ارشاد ہے کہ وہ آہ کیا کرتا تہا اسکا جواب یہ ہے کہ وہ پر تو وحی کے مسلوب ہوجانے کے سبب آہ کیا کرتا تہا توبہ کے ارادے سے تاسف نہین کرتا تہا۔ کیونکہ توبہ سے اُسکا مُنہ بند ہوگیا تہا **فائدہ** سورۂ مومنون مکیہ ہے اور عبداللہ مدینہ مین جاکر مرتد ہوا تہا اسکا سبب یہ ہے کہ اُسپر تو وحی مکہ مین پڑا اور وہ اپنے آپ کو محل وحی سمجھکر مدینہ چلا گیا۔ اور وہان جاکر مرتد ہوا تمام مفسرین اور محدثین کا قول ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چند کفار کا خون معاف کردیا تہا۔ اسوقت عبداللہ مدینہ سے مکہ مین آئے ہوے تہے فتح اسلام کی خبر اور خون کے ہدر ہونے کے خوف سے یہ حضرت عثمانؓ بن عفانؓ کے گہر جا بیٹہے اور اُنکو حضرت عثمانؓ رسول اللہؐ کے پاس لے آئے عبداللہ نے اسلام قبول کیا اور پیغمبر علیہ السلام نے اُنسے بیعت لی چنانچہ دارقطنی اور ابن عساکر نے عثمانؓ سے اسیطرح روایت کیا ہے۔ بعدہ وہ جہاد مین شریک ہوے اور بعض شہر اُنکے ہاتہہ پر فتح ہوے امام بغوی نے روایت کی ہے کہ عبداللہ مکہ سے آلہ کی طرف چلے گئے تہے مگر جب صبح قریب ہوئی تو یہ دعا کی کہ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ آخِرَ عَمَلِیْ صَلٰوۃَ الصُّبْحِ یعنے اے خدا میرا سب سے پچہلا کام نماز صبح ہو چنانچہ بعد سلام نماز صبح اُنکی وفات ہوگئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ پہر اسلام لے آئے تہے اسصورت مین گزشتہ اشعار عبداللہ کے توبہ کرنے اور اسلام لانے سے پہلے حالت کی طرف اشارہ کر رہے ہین یعنے وہ بعد ارتداد توبہ نکرسکے۔ مگر بعد فتح مکہ اسلام لے آئے۔ بعض ضعیف قول یہ بہی ہے کہ عبداللہ کفر کی حالت مین مرے ہین اور بعض نے یہ بہی کہا ہے کہ وہ مُرتد شخص جو کاتب وحی تہا مسیلمہ کذاب تہا۔ اس صورت مین تاویل کی ضرورت نہین مگر یہ دونو قول غیر معقول ہین۔ کیونکہ مسیلمہ کبہی ایمان ہی نہین لایا تہا پہر مُرتد ہونا کیسا اور اسیطرح عبداللہ کا مسلمان ہونا روایت صحیح سے ثابت ہے پہر کافر ہوکر مرنیکے کیا معنے

	کرد حق ناموس را صد من حدید	اے بسا بستہ بہ بند ناپدید	
ترجمہ	عزت و ناموس ہے سو من حدید	ہین بہت پابند قید ناپدید	

شرح یہان سے مولانا قدس سرہ نے بطور وعظ و پند ذکر ناموس دنیوی کی طرف انتقال کیا ہے اور عبداللہ کا قصہ تمام ہو گیا ہے یعنے دنیوی ننگ و ناموس اور عزت و آبرو کا خیال سو من لوہے کی ایک زنجیر ہے جسنے بہت سے دنیا پرستون اور متکبرونکو قید کر رکھا ہے وہ اس بہاری قید سے رہائی پاکر راہ ایمان کی طرف نہین آسکتے۔ چنانچہ ابوطالب کا مقولہ ہے کہ اے محمدؐ مین صرف ننگ و ناموس کے خیال سے تمہاری نبوت ایمان نہین لاتا۔ اور یہی وجہ ہے کہ مینے دوزخ کو قبول کر لیا ہے ہر زمانے مین اکثر کافر صرف ننگ و ناموس کے خیال سے ایمان نہین لاتے۔ گو انکا دل اسلام کی طرف مائل ہوتا ہے۔

	کبر و کفر آن سان بہ بست این راہ را	کو نیارد کرد ظاہر آہ را	
شرح	کفر نے رد کا ہے ایسا راہ کو	لب پہ کب لاتا ہے کافر آہ کو	

شرح یعنے تکبر اور کفر نے اس راہ ایمان و عرفان کو اسطرح بند کر رکھا ہے کہ متکبر اور کافر شخص اپنے مُنہ سے آہ (توبہ و ندامت) کا اظہار نہین کر سکتا۔ اگرچہ دل ایمان لانے کی طرف مائل ہو مگر مال دنیوی اور ننگ و ناموس کا خیال لفظ ایمان و توبہ کو زبان تک نہین لانے دیتا۔ نعوذ باللہ منہا۔

	گفت اغلالاً فہم مقمحون	ہست آن اِنّا جعلنا از برون	
ترجمہ	یعنے انکی ٹھوڑیون تک طوق ہین	فہم ظاہر سے مگر باطوق ہین	

شرح یہ اس آیت کی اشارہ ہے جو کافرون کی شان مین ہے اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اَعْنَاقِہِمْ اَغْلٰلًا فَہِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَہُمْ مُّقْمَحُوْنَ یعنے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہمنے کافرون کی گردن مین طوق ڈالے ہین جو انکی ٹھوڑیون تک پہنچے ہوے ہین اسلیئے وہ کسیطرف ہرگز سر نہین ہلا سکتے۔ مطلب یہ ہے کہ کفار کا کفر انکے حق مین طوق یا لگام کے مانند ہے جسکی وجہ سے وہ آیات الٰہی اور ایمان کی طرف مُنہ پھیر کر نہین دیکھہ سکتے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ آیت اِنَّا جَعَلْنَا مین طوق سے ظاہری نہین بلکہ باطنی طوق مراد ہین جو کفار دن کی گردنون مین پڑے ہوے ہین مگر انہین نظر نہین آتے۔

	خلفہم سدًّا فاغشینا ہمو	ہے نہ بیند بند را پیش و پس او	
ترجمہ	آگے پیچھے انکے اک دیوار ہے	اور نظر آتی نہین ہے کوئی شے	

شرح یہ اس آیت کا اقتباس ہے وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْہِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِہِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰہُمْ فَہُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ۔ یعنے ہمنے ایک دیوار کفار کے آگے بنا دی اور ایک دیوار انکے پیچھے۔ پھر انکی آنکھون کو

دہانک دیا کہ انہین کچھ نظر نہین آتا یعنے کفار کے لیئے ایمان کی طرف قدم بڑہانے کا رستہ بند ہے کہ آگے پیچھے دیوارین کہڑی ہین اور وہ آیات الٰہی کو ہرگز نہین دیکھ سکتے۔

	زنگ صحرا دارد آن سدے کہ خاست		او نمے داند کہ آن سدِ قضاست
ترجمہ	صورت صحرا ہے سد پر فضا		وہ نہین ہے واقف سدِ قضا

شرح یعنے یہ سد (دیوار باطنی) جو کفار کے روبرو ہے رنگ صحرائے عظیم رکھتی ہے یعنے نہایت کشادہ اور وسیع ہے جسکی ابتدا انتہا کچھ نہین معلوم ہوتے اور چونکہ یہ دیوار غیبی اور سدِ قضا ہے اسلیئے کوئی کافر اس دیوار کو جو حکم الٰہی سے اُسکے روبرو کہڑی ہے ہرگز معلوم نہین کرسکتا یا یہ معنے ہین کہ جسطرح صحرا مین وسعت اور فراوانی اور دلچسپی ہوتی ہے اسیطرح کفار کے سامنے کی دیوار دنیا اور خواہش نفسانی نہایت دلچسپ ہے کفار اس دیوار کو باعث مسرت جانتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ یہ حکم ربی کی غیبی دیوار ہے جو انہین راہ حق مین قدم بڑہانے سے روک رہی ہے۔

	شاہد تو سد روئے شاہدست		مرشد تو سد گفت مرشدست
ترجمہ	تیرا شاہد سد روے یار ہے		اور مرشد سامنے دیوار ہے

شرح پہلے شاہد سے کبر و ناموس یا دنیا یا شاہد مجازی مراد ہے جو آدمی کو نہایت محبوب ہے اور دوسرے سے شاہد حقیقی۔ اور پہلے مرشد سے شیطان اور نفس امارہ اور دوسرے سے انبیاء و اولیا مراد ہین یعنے تکبر و ناموس یا دنیا یا مجازی معشوق جلوۂ شاہد حقیقی کے آگے بمنزلہ دیوار ہے اور شیطان یا نفس امارہ ارشاد مرشد کامل کے روبرو دیوار بنا ہوا ہے جب تک یہ دیوار سامنے سے نہ گریگی جلوہ شاہد حقیقی یا مرشد کامل کے ارشادات سے فیض حاصل نہوگا۔ اور سالک ہمیشہ محروم رہیگا۔

	اے بسا کفار را سودائے دین		سد شان ناموس و کبر و آن و این
ترجمہ	ہے بہت سے کافرون کو عشق دین		سدِ راہ دین ہے وہم آن و این

شرح آن و این سے خیالات فاسدہ اور تفکرات باطلہ مراد ہین اور سودا بمعنے اشتیاق و عشق ہے مطلب یہ کہ بہت سے کافرون کو باطنی طور پر دین حق قبول کرلینے کا شوق ہوا کرتا ہے مگر دنیوی ناموس و عزت وغیرہ کا خیال اُنکے پاؤن کی زنجیر ہوجاتا ہے جو دین حق کی طرف قدم نہین اُٹھانے دیتا۔

	بند پنہان لیک از آہن بتر		بند آہن را کند پارہ تبر
ترجمہ	بند پنہانی ہے آہن سے بتر		ٹکڑے ٹکڑے اسکو کرتا ہے تبر

شرح یعنے وہ زنجیر جو کافرون کو باوجود اشتیاق دین حق کی طرف قدم بڑہانے سے روک رہی ہے بند ظاہری

یعنے مخفی زنجیر ہے جو ظاہر مین نظر نہین آتی لیکن وہ مخفی زنجیر سخت اور مضبوطی مین لوہے سے زیادہ ہے کیونکہ لوہے کی زنجیر یا طوق وغیرہ کو تیز یعنے تیشہ یا سوہن وغیرہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ اور باطنی زنجیر کو بجز خدا کے اور کوئی نہین توڑ سکتا اسلیئے اس زنجیر کے توڑنے کو مرشد کامل کا وسیلہ ڈھونڈنا چاہیئے۔

	بند آہن را توان کردن جدا		بند غیبی را نداند کس دوا
ترجمہ	بند آہن دم مین ہوتا ہے جدا		بند غیبی کی نہین لیکن دوا

شرح یعنے لوہے کی ظاہری زنجیر کو توڑ سکتے ہین مگر باطنی زنجیر کا علاج بجز خدا کے اور کوئی نہین کر سکتا۔

	مردرا زنبور اگر یکتے زند		طبع او آن لحظہ بر وے مے تند
ترجمہ	بھڑ اگر کاٹے کسی انسان کو		دفع کر دیتا ہے طبع چارہ جو
	زخم نیش اما چو از ہستی بست		عم قوی باشد نگردد درد سست
ترجمہ	نیش باطن سے ہوگا تن درست		بلکہ ہو جائے گا زخمی اور سست

شرح یہ دونو شعر بطور قطعہ بند ہین اور سابق گزشتہ مضمون کی توضیح ہے مطلب یہ کہ کوئی مکھی یا بھڑ کسی آدمی کے بدن مین کاٹ کھائے یا ڈنک مار جائے تو اُس آدمی کی طبیعت اسیوقت ڈنک نکال ڈالنے یا زخم تکلیف دفع کرنے کے لیے کوشش کرنے لگے گی۔ اور چونکہ یہ ظاہری ڈنک کی تکلیف ہے اسلیئے تھوڑی دیر مین یا تو کسی دوا سے آرام ہو جاے گا یا خود طبیعت (جو طبیب بدن ہے) اُس تکلیف کو دفع کر دیگی۔ لیکن ناموس و تکبر کی مکھی کے ڈنک کا زخم جو تیری ہی وجود موہوم کیجانب سے ہو علاج پذیر نہین ہو سکتا کیونکہ یہ باطنی زخم ہے اسکی تکلیف و درد کا ازالہ مشکل سے ہوتا ہے۔

	شرح این سینہ بیرون مے جہد		لیک مے ترسم کہ نومیدی دہد
ترجمہ	شرح اسکی چاہتا ہون تمام		خوف نومیدی ہے لیکن اے ہمام

شرح مولانا قدس سرہ فرماتے ہین کہ مین چاہتا تھا کہ اس بند غیبی کی شرح مفصل بیان کرون لیکن اس سے ڈرتا ہون کہ مخاطب نا اُمید ہو جاے اور گرفتار نفس یہ نہ کہنے لگے کہ میرے آگے تو بند غیبی موجود ہے جسکا کھلنا سخت مشکل ہے اب مین اپنے آپ کو محنت و ریاضت مین کیون ڈالون مجھے اس سے فائدہ ہی کیا ہوگا اسلیئے مولانا بند غیبی کی شرح چھوڑ کر اسکے توڑنے کی تدبیر آیندہ اشعار مین بتاتے ہین۔

	تو نہ نومید دلکو شاد کن		پیش آن فریادرس فریاد کن
ترجمہ	تو نہو نومید دلکو شاد کر		رو برو اللہ کے فریاد کر

شرح یعنے ایمخاطب تو اس خیال سے کہ میرے آگے بند غیبی موجود ہے نا اُمید نہو بلکہ خوشی منا کہ ہم اسکے

ٹوٹ جانے کی تدبیر بتائے دیتے ہین وہ یہ ہے کہ اس فریاد رس (اللہ تعالے) کے آگے زاری و فریاد کیا کرو اور اس بند کے ٹوٹ جانے کے لیے اُسی سے مدد مانگتا رہ غیبی دیوار جو نیکیون سے روک رہی ہے تیرے آگے سے ہٹ جائے گی

کائے محب عفو از ما عفو کن		اے طبیب رنج ناسور کہن	
ترجمہ	بخشدے ساری خطائین اے محیب		تو ہی ناسور کہن کا ہے طبیب

شرح یعنے اللہ تعالے کے روبرو ان لفظون مین فریاد کیا کرکہ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ یعنے ایخدا بیشک تو معاف کرنیوالا ہے اور معافی کو پسند کرتا ہے میرے گناہ معاف فرما۔ اے پرانے ناسور یعنے کبر و عجب و ننگ و ناموس کی تکلیف کے دفع کرنے والے مجھے ان باطنی بیماریون سے صحت دے۔

عکس حکمت آن شقی را یاوہ کرد		خود مبین تا بر نیارد از تو گرد	
ترجمہ	عکس حکمت سے ہوا کاتب شقی		تو تکبر چھوڑ دے اے مدعی

شرح یہ شعر گویا قصہ کا بقیہ ہے اور شقی سے وہی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح مراد ہے جو پہلے کاتب وحی تہا اور مرتد ہوکر پہر مسلمان ہوگیا تہا اس صورت مین عبداللہ کو شقی کہنا مرتد ہوجانے کی حالت کے لحاظ سے ہے بعد ارتداد مسلمان ہونیکے لحاظ نہین نیز ممکن ہے کہ لفظ شقی مطلقاً بدبخت آدمی مراد ہو اس صورت مین شعر کے یہ معنے ہین کہ کبھی شقی پر بھی عکس حکمت وارد ہوجاتا ہے لیکن چونکہ وہ ازلی شقی ہوتا ہے اسلیئے اور زیادہ بیہودہ ہوجاتا ہے اور تکبر اُسے گمراہ کردیتا ہے۔ چنانچہ عبداللہ اپنی شقاوت کے سبب گمراہ ہوا اور ازلی سعید (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کی زبان مبارک سے بھی یہی آیت (فتبارک اللہ احسن الخالقین) صادر ہوئی تہی جسکو سنکر پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ حق عمر کی زبان پر بولتا ہے۔ اور یہ آیت مجھپر اسیطرح نازل ہوئی ہے۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ ایمخاطب خودبین اور متکبر نہو تاکہ یہ خودبینی تجھے ہلاک نہ کردے برنیارد کا فاعل خودبینی ہے جو خودبین مین ضمناً مذکور ہے۔ اور گرد برآوردن فارسی محاورہ ہے بمعنے ہلاک کردینا۔

اے برادر بر تو حکمت عاریت		آن زابدال ست و بر تو عاریت	
ترجمہ	پڑ گیا ہے عکس حکمت تجھپہ گر		یہ طفیل اولیا ہے سر بسر

شرح مولانا فرماتے ہین کہ اے مخاطب تجھپر جو حکمت الٰہی اور کشف و الہام وغیرہ کا فیضان ہوتا ہے یہ سب ابدال اور تیرے مرشدان کامل کا طفیل ہے ہان تجھپر بطور عاریت وارد ہوجاتا ہے۔ کیونکہ تو ہنوز مرتبۂ بشریت مین ہے

گرچہ در خود خانہ نورے یافتست		آن ز ہمسایہ منور تافتست	
ترجمہ	گہر مین گو پیدا ہوا رتبا ہے نور		ہے مگر خورشید کا یہ سب ظہور

شرح یعنے گہر مین جو روشنی پائی جاتی ہے یہ ہمسایۂ منور (آفتاب روشن) کے طفیل سے ہے ذاتی نہین ہے

	شکر کن نعره مستو بینی مکن		گوش دار و هیچ خود بینی مکن
ترجمہ	شکر کر نعرہ نہ کر اے پر غرور		چھوڑ خود بینی کو گر ہے با شعور

شرح بینی کندن بمعنے انکار کرنا اور ناک مارنا ہے پہلے مصرع مین مکن بفتح الکاف اور دوسرے بالضم۔ یعنے مرشد ان کامل کے طفیل سے تجھپر جو حکمت الٰہی یا کشف و الہام کا فیضان ہوتا ہے اس نعمت پر خدا کا شکر کرو اُسکو اپنی ذاتی قوت سمجھکر متکبر نہو اور اثر صحبت مرشد سے انکار نہ کر یہ ہماری نصیحت ہمیشہ کے لیے یاد رکھو اور کبھی خود بینی مکرو ورنہ انجام اچھا نہو گا۔ ہیچ بمعنے ہیچ وقت ہے۔

	صد دریغ و درد کاین عاریتے		معجبان را دور کرد از اُمتے
ترجمہ	حیف ہے اس کبر نے اے پر غرور		معجبون کو کر دیا اُمت سے دور

شرح اگر عاریتے اور اُمتے مین باے مجہول ہے تو عاریت سے وہی حکمت مراد ہے جو بطور عاریت و استعار مرشد کامل کے طفیل سے مرید کو حاصل ہو جاتی ہے اور اُمتے بمعنے اُمت مقبولہ ہے یعنے صد حیف کہ اُس حکمت یا نور الٰہی نے جو بطور عاریت حاصل ہوتا ہے متکبرون کو اُمت مقبولہ سے الگ کر دیا ہے۔ مرتد بنا دیا ہے یعنے وہ اس حکمت کو اپنی ذات کا عطیہ سمجھکر گمراہ ہو گئے مین اور اگر دونو جگہ یائے معروف ہے تو عاریتی مین یائے نسبتی ہے اور اُمتی مین مصدری یعنے افسوس اُس حکمت نے جو منسوب بسوے عاریت ہے متکبرون کو اُمت مقبول ہونے سے نکالدیا ہے مطلب دونونکا ایک ہے۔

	من غلام آنکه او در هر رباط		خویش را و اصل نداند بر سماط
ترجمہ	مین ہون ایسے شخص کا دل سے غلام		باکمالی کو جو سمجھے نا تمام

شرح رباط مسافر خانہ۔ سہرا ے اور مجازاً بمعنے منزل اور سماط بمعنے خوان نعمت ہے۔ یعنے مولانا بطور وعظ یہ کہتے ہین کہ مین ایسے سالک کا غلام اور مداح ہون کہ جو راہ سلوک کی منزلون مین سے کسی منزل کو طے کر کے بجائے کہ وصال حقیقی کے خوان نعمت پر پہنچگیا ہون ایسا جاننے سے دل مین تکبر پیدا ہو جائے گا۔ اور طلب کمال مین قصور واقع ہو گا۔ کیونکہ جو شخص اپنے آپ کو کامل سمجھنے لگتا ہے وہ ہمیشہ ناقص رہتا ہے۔

	بس رباطے که بباید ترک کرد		تا تمکین در رسد یک روز مرد
ترجمہ	چاہیئن طے کرنی لاکھون منزلین		مرد کی آسان ہون تا مشکلین

شرح یعنے سالک کو بہت سی منزلین طے کرنے اور پیچھے چھوڑ دینی چاہیئن تاکہ ایک دن منزل مقصود یعنے مقام فنا تک جا پہنچے اگر ہر منزل مین اپنے آپ کو واصل سمجھ لیگا تو مقام وصال سے محروم رہجائیگا مطلب یہ کہ خدا کے رستہ مین ہمیشہ کوشش کرنی چاہیئے جو اپنے آپ کو واصل سمجھ لیتے ہین وہ منزل مقصود تک نہین پہنچتے۔

	گرچہ آہن سرخ شد او سرخ نیست	پرتو عاریتے آتش زنے ست
ترجمہ	لال گو ظاہر مین لوہا ہو گیا	ہے یہ لیکن پرتو ہے سب آگ کا

شرح یعنے اگرچہ لوہا بہٹی مین پڑکر سرخ ہوجاتا ہے مگر یہ سرخی اُسکی ذات مین نہین ہے بلکہ بطور عاریت یہ آگ جلانے کا طفیل یا پرتو ہے کہ لوہا سرخ ہوجاتا ہے اسیطرح سالک شعلۂ نور مرشد کامل کے نور کا عکس ہوا کرتا ہے یہ مادہ سالک مین ذاتی نہین ہوتا۔ یہ مضمون گزشتہ کی پہلی مثال ہے اور آتش زنی بیائے معروف بمعنے آگ جلاتا ہے

	گر شود پر نور روزن یا سرا	تو مدان روشن مگر خرشید را
ترجمہ	ہو اگر پر نور روزن یا سرا	اسکو تو پرتو سمجھ خرشید کا

شرح یعنے اگرچہ گہر کا روشندان یا خود گہر روشن ہوا کرتا ہے مگر تو ذاتی طور پر اُس گہر یا روشندان کو منور نسمجھ بلکہ دراصل یہ سورج کی روشنی کا عکس ہے یعنے روزن خود روشن نہین ہے بلکہ آفتاب روشن نے ہر شے کو روشن کر رکہا ہے اسیطرح سالک کی روشنی مرشد کے آفتاب باطن کا عکس ہوا کرتا ہے یہ اُسی مضمون کی دوسری مثال ہے

	ہر در و دیوار گوید روشنم	پرتو غیرے ندارم این منم
ترجمہ	کہتے ہین دیوار و در روشن ہین ہم	غیر کا ہمپر نہین ہرگز کرم

شرح یعنے جب آفتاب کا عکس پڑتا ہے تو ہر در و دیوار بزبان حال یہ کہا کرتا ہے کہ مین اپنی ذات سے روشن ہون مجہپر کسی دوسرے کا عکس نہین پڑا۔ اور یہ روشن و منور جو کچہ ہون مین ہی ہون۔

	پس بگوید آفتاب اے نارشید	چونکہ من غائب شوم آید پدید
ترجمہ	اور یہ کہتا ہے مہر آسمان	حال کہلجائیگا جب ہونگا نہان

شرح یعنے در و دیوار کا گزشتہ دعوے سنکر آفتاب یہ کہتا ہے کہ اے گم کردہ راہو۔ اے بے وقوفو جسوقت مین غائب ہوجاؤنگا اور رات آجائیگی اسوقت ظاہر ہوجائے گا کہ مین سچا ہون اور تم اپنے دعوے مین بالکل جہوٹے ہو۔ تمہاری روشنی ذاتی نہین ہے بلکہ میرا عکس ہے نکتہ متکبر سالک کا یہی حال ہے کہ وہ اُس نور باطنی کو جو بطفیل مرشد کامل حاصل ہوتا ہے ازراہ تکبر و تفاخر ذاتی سمجہنے لگتا ہے لیکن جب مرشد کی صحبت سے اپنے تکبر کے باعث دور ہوجاتا ہے تو معلوم کرلیتا ہے کہ فی الواقع وہ نور اُسی کے نور باطن کا عکس تہا۔ اسلیے ازراہ تکبر مرشد سے دور ہونا اور اپنی ذات کو کامل سمجہ لینا ابدی محرومی کا باعث ہے۔

	سبزہا گویند ما سبز از خودیم	شاد و خندانیم بس زیبا خدیم
ترجمہ	پہول پہلواری یہ کہتے ہین کہ ہم	خوب رو ہین شاد و خندان ہین بہم

شرح۔ سبزہ ہا جمع سبزہ سے سبزۂ گلشن رنگ برنگ بوٹیان اور پہول پہلواری مراد ہین۔

	فصل تابستان بگو پدرے ام		خویش را بیند چون من بگزرم
ترجمہ	اور یہ سنکر کہتی ہے فصل بہار		جب گزر جاؤن گی ہو جاؤگے خار

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ اور تابستان بمعنے فصل بہار اور زیباخد بمعنے خوب رو ہے۔ یعنے موسم بہار کی سبز چیزین سبزہ زبان حال کہتے ہین کہ ہم ذاتی طور پر سبز اور شاد و خندان اور خوب رو ہین ہماری یہ خوبیان کسیکی دی ہوی نہین بلکہ ذاتی ہین۔ اسکے جواب مین فصل بہار یہ کہتی ہے کہ اے سبزہ کی جماعتو۔ تم اپنی خوبی کا حال اور اپنے دعوے کا جھوٹ سچ اسوقت دیکھ لوگے جبکہ مین گزر جاؤنگی اور تمہاری تروتازگی بالکل جاتی رہیگی مطلب یہ کہ سبزہ کی خوبی ذاتی نہین ہے بلکہ فصل بہار کا عطیہ ہے۔ اسیطرح سالک کا نور مرشد کامل کا عطیہ ہوتا ہے۔ یہ اسی مضمون کی تیسری مثال ہے۔ جسکی دو مثالین پہلے گزر چکی ہین۔

	تن ہمے نازد بخوبی و جمال		روح پنہان کردہ فرّ و پر و بال
ترجمہ	جسم کو ہے ناز خوبی و جمال		روح کا پنہان ہے پر و فر و بال
	گوید ش اے مزبلہ تو کیستی		یکدو روزے بر تو من زیستی
ترجمہ	کہتی ہے ناپاک ہٹ تو کون ہے		ایکدو دن تجھپہ میری عون ہے

شرح یہ دو نو شعر بھی گزشتہ کی طرح قطعہ بند ہین اور اسی مضمون کی چوتھی مثال ہے اور لفظ فرّ بمعنے شان و نور و پر تو ہے اور پر و بال بمعنے طاقت و قوت ظیبی و لطافت و حسن ہے اور مزبلہ۔ کوڑی۔ ڈلا و یا ناپاک جگہ کو کہتے ہین۔ مطلب یہ کہ بدن اپنے جمال و خوبی پر ناز کرتا ہے اور روح اپنے نور و شان اور قوت کو چھپائے ہوئے ہے اور زبان حال سے یہ کہتی ہے کہ اے جسم ناپاک میرے مقابلہ مین تو کون ہوسکتا ہے تیری ہستی کیا ہے تو ایک ناپاک چیز ہے اور تجھہ مین جسقدر خوبیان ہین وہ سب میری ہی دی ہوئی ہین ارے کمبخت تو میرے ہی طفیل مین چند روز عیش کر لیتا ہے۔ تیرے تمام خوبیان میری ہی عطا کی ہوی ہین۔ اسیطرح سالک طریقت بمنزلۂ جسم اور مرشد بمنزلۂ روح ہے سالک کا نور باطن مرشد کے نور باطن کا پرتو ہوا کرتا ہے۔

	غنج و نازت مے نگنجد در جہان		باش تا کہ من شوم از تو جہان
ترجمہ	ناز تجکو ہے بہت گو بالیقین		ہٹیر جاتا مین نکل جاؤن کہین

شرح غنج بمعنے ناز و کرشمہ اور اعتدال حرکات معشوق ہے نیز پہلے مصرع مین جہان بمعنے عالم ہے اور دوسرے مین جہان بمعنے جہندہ یعنے روح بدن سے یہ کہتے ہے کہ اے جسم خاکی تیرا ناز و کرشمہ گو تمام عالم مین نہین سماتا یعنے تو نہایت متکبر و مغرور ہے لیکن چند روز صبر کرتا کہ مین تجھے چھوڑ کر پرواز کر جاؤن اسوقت دیکھنے والون کو معلوم ہو جائے گا کہ تیرے ناز و کرشمہ کہان گئے۔

	گرم دار انت ترا گورے کنند		کش کشانت در تنگ گور افگنند
ترجمہ	دوست تیرے جتنے ہین بے شبہ و شک		کھینچ لیجائینگے تجکو گور تک

شرح گرم دار یعنے دوست ہے جو محبت مین سرگرم ہو اور کند بفتح الکاف کند بدن سے مشتق ہے مطلب یہ کہ روح بدن سے کہتی ہے کہ میرے پرواز کر جانے کے بعد جو تیرے بڑے سرگرم دوست ہین وہی تیری قبر کھود دینگے۔ اور تجھے کھینچ کھانچکے گور کے گڑھے مین ڈال دینگے۔

	تا کہ چون در گور یارانت کنند		طعمہ موران و مارانت کنند
ترجمہ	اور کر دینگے تجھے خود تیرے یار		اپنے ہاتون لقمۂ موران و مار
	بینی از گند تو گیرد آن کسے		کہ بہ پیش تو ہمے میرد بسے
ترجمہ	ناک پر بدبو سے پھر رکھ لینگے ہاتھ		وہ جو یہان رہتے تھے ہر دم ساتھ ساتھ

شرح یعنے روح بدن سے کہتی ہے کہ جب تیرے یار و دوست تجھے گور مین ڈال آینگے اور تو چیونٹیون اور سانپون کی خوراک بنجائے گا اور لاش سڑ جائیگی۔ تو تیرے بدبو سے وہ لوگ بھی ناک بند کرنے لگین گے جو زندگی مین تجھپر مرتے تھے اور تجھے نہایت محبوب سمجھتے تھے۔ کیونکہ مرنیکے بعد کوئی کسیکا نہین ہوتا۔

	پرتو روح ست نطق و چشم و گوش		پرتو آتش بود در آب جوش
ترجمہ	روح کا پرتو ہے چشم و لطق و گوش		آگ کی تاثیر ہے پانی کا جوش

شرح یعنے بولنا اور دیکھنا اور سننا روح کا پرتو اور اُسکا اثر ہے جیسا کہ پانی مین جوش آجانا آگ کا اثر ہے آگ نہوگی تو پانی مین جوش ہرگز نہ آئیگا۔ اسیطرح روح نہوگی تو بولنا دیکھنا سُننا ناممکن ہو جائیگا۔

	آنچنان کہ پرتو جان بر تن ست		پرتو ابدال بر جان من ست
ترجمہ	روح کا پرتو ہے تن پر جسطرح		پرتو نیکان ہے مجھپر اسطرح

شرح یہ گزشتہ شعر کا نتیجہ ہے یعنے مولانا یہ فرماتے ہین کہ جیسا کہ روح کا اثر بدن پر پڑتا ہے اسیطرح ابدال کا اثر روح پر پڑتا ہے یعنے روحانی زندگی اور انوار قلبی اور اسرار الٰہی یہ سب ابدال کی نظر کرامت اثر کا عکس ہین سالک کو روحانی زندگی انہین کے طفیل ملتی ہے اسلیئے یہ لوگ روح الروح یعنے بمنزلۂ جان جان ہین **فائدہ** یہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ ابدال اولیاء اللہ کا ایک خاص گروہ ہے جنکی تعداد سات ہے ہر اقلیم مین ایک ابدال ہوتا ہے اقلیم اول کا ابدال حضرت ابراہیمؑ کا ہمقدم اور اقلیم دوم کا حضرت موسےٰ کا ہم قدم متیری کا حضرت ہارون کا ہم قدم۔ اقلیم چہارم مین حضرت ادریس کا ہم قدم پانچوین مین حضرت یوسف کا ہم قدم چھٹی مین حضرت عیسےٰ کا ہم قدم ساتوین مین حضرت آدم کا ہم قدم ابدال موجود ہے اور ساتون ولایتین

انہین ساتون کے سبب فیضیاب ہوتے ہین اور یہی لوگ بمنزلۂ جان جان اور روح الروح ہین ۔

	جان جان چون واکشد پا از جان	جان چنان گردد کہ بیجان تن بدان
ترجمہ	جان سے ہو گر عکس جانجان نہان	جان تن بیجان ہے پہر میر بجان

شرح جان جان سے ابدال اور اولیاء اللہ مراد ہین اور اگر ذات الٰہی مراد لی جائے تو بہی درست ہے مطلب یہ کہ اگر اولیاء اللہ طالب کی جان سے اپنے فیضان کا قدم اُٹہا لین یا اللہ تعالےٰ رحمت کا قدم اُس سے دور رکہے تو طالب کی جان تن بیجان کی طرح ناکارہ رہجائے بہرحال اللہ تعالےٰ کی تائید اور اولیا کے فیضان بغیر سالک سے انانیت نہین جاتی اسلیے اُسکو چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کے سامنے ذلیل اور مرشد کے سامنے نیازمند رہے

	سر ازان رو مے نہم من بر زمین	تا گواہے من بود در یوم دین
ترجمہ	اسلیئے رہتا ہون مین سر بر زمین	شاہد روز جزا ہو تا زمین

شرح چونکہ اللہ تعالےٰ کے سامنے ذلیل بنجانا فرض ہے اسلیئے مولانا بطور نصیحت عام یہ فرماتے ہین کہ ہم اسواسطے زمین پر اپنا منہ رکہے رہتے ہین (خدا کو سجدہ کرتے ہین) کہ قیامت کے دن زمین ہماری گواہ بنجائے کہ ہم خدا کے روبرو ذلیل اور اُسکے بندگان کامل کے نیازمند رہے ہین ۔ یہ عاجزی ہمارے انانیت کو کہو دے گی ۔

	یوم دین کہ زلزلت زلزالہا	این زمین باشد گواہ حالہا
ترجمہ	زلزلے مین جسدن آئیگی زمین	شاہد حالات ہوگی بالیقین

شرح پچہلے شعر مین یہ دعوےٰ کیا گیا تہا کہ قیامت کے دن زمین ہماری گواہ ہوگی اس شعر مین زمین کے نطق و گواہی کو جو جمادات مین سے ہے قرآن مجید کی آیت سے ثابت کیا گیا ہے یعنے قیامت کے دن جبکہ زمین سخت حرکت کے ساتہ ہلائی جائیگی تو یہی زمین بندون کے حال کی گواہ بنجائے گی اور انہون نے روے زمین پر جو کچہہ کیا ہے سب ظاہر کردیگی اسلیئے ہمین تکبر چہوڑکر عجز اختیار کرنا چاہیئے تاکہ زمین ہماری عاجزی کی گواہ ہو

	کو تحدث جہرۃً اخبارہا	در سخن آید زمین و خارہا
ترجمہ	باطنی خبرین بتادیگی تمام	بے زبان کرنے لگین گے سب کلام

شرح یعنے قیامت کے دن زمین بزبان فصیح ساری خبرین بیان کردیگی اور زمین کے ساتہ اُسکے کانٹے اور پہول اور شجر اور حجر سب بولنے لگین گے یہ دونو شعر اس آیت کی طرف اشارہ کرتے ہین **اذا زلزلت الارض زلزالہا** ۔ الےٰ آخر سورۃ یعنے قیامت کے دن زمین ہلائی جائیگی اور اپنے تمام خزانے یہانتک کہ قبرون کے مردے نکال پہینکے گی اور انسان از روے حیرت یہ کہے گا کہ اسکو کیا ہوگیا ہے اُسدن زمین اپنی تمام خبرین یعنے نیک و بد عمل جو اُسپر کیے گئے ہین سب بتادیگی اور یہ حالت دوسری بار صور پہونکنے مین ہوگی ۔ زمین کے بولنے

کی کیفیت مین اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ زمین زبان حال سے کلام کریگی اور معتزلہ نے کہا ہے کہ اسکو زبان مقال عنایت ہوگی اہل سنت کا قول ہے کہ اللہ تعالے زمین کو حیوان ناطق وعاقل بنادیگا۔

	فلسفی منکر شود در فکر و ظن	گو بر و سر را بدان دیوار زن	
ترجمہ	فلسفی جو کام لے انکار سے	اُس سے کہدو مار سر دیوار سے	

شرح لفظ فلسفہ اور فلسفی کی تحقیق پہلے گذر چکی ہے اہل فلسفہ عرف مین اُس قوم کو کہتے ہین جو اپنے فکر کی مدد سے بلا اتباع انبیا معقولات کو حاصل کرتے ہین اور جس چیز تک اُنکے فکر کی نظر پہنچتی ہے اُسکو قبول کرلیتے ہین اور جو اُنکے خلاف ہوتی ہے اُسکو رد کردیتے ہین یہ تمام گروہ فاسد الاعتقاد اور سب کے سب حشر اجساد اور نطق جمادات کے منکر ہین مطلب شعر یہ ہے کہ فلسفی اپنے فکر و گمان مین بیجان چیزون کے بولنے کا منکر ہے مگر اُس سے کہدینا چاہیئے کہ اگر قیامت کے دن زمین وغیرہ کا بولنا سمجھ مین نہین آتا تو دیوار سے اپنا سر دے مارہم ایسے بے وقوف کو جو قدرت الٰہی کا منکر ہو اسرار کی باتین نہین سمجھا سکتے کیونکہ وہ ایمانی عقل سے خارج ہے

	نطق آب و نطق خاک و نطق گل	ہست محسوس حواس اہل دل	
ترجمہ	خاک کے پانی کی مشت گل کی بات	جانتے ہین اہل دل سے خوش صفات	

شرح یعنے پانی اور خاک اور مٹی کا بولنا وہی لوگ معلوم کرسکتے ہین جو اولیا اللہ اور اہل دل ہین چنانچہ ابونعیم عبداللہ ابن شیل سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباسؓ اور دیگر اہل بیت کو ایک مکان مین جمع کیا اور اُنکو ایک چادر سے ڈھانک لیا اور پھر یہ فرمایا کہ اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہین انکو دوزخ کی آگ سے اسیطرح محفوظ رکھہ جیسے مینے چادر سے ڈھانک لیا یہ سنکر اُس مکان کے دیوار و در اور مٹی پتھر کی زبان سے لفظ آمین نکلا اور تمام حاضرین نے اپنے کانون سے اچھی طرح سُنا۔

	فلسفی کو منکر حنانہ است	از حواس انبیا بیگانہ است	
ترجمہ	فلسفی جو منکر حنانہ ہے	انبیا کے حال سے بیگانہ ہے	

شرح یعنے فلسفی جو ستون حنانہ کے رونے کا منکر ہے اسکا یہ سبب ہے کہ وہ اُن باطنی حواس سے بیگانہ ہے جو انبیا اور اولیا کو ملے ہین اسلیئے جو بات عقل مین نہین آتی اُسکا انکار کردیتا ہے ستون حنانہ کا قصہ پہلے گزر چکا ہے

	فلسفی گوید ز معقولات دون	عقل از دہلیز ے ناید برون	
ترجمہ	عقل کا پابند ہے گو فلسفی	عقل دروازہ سے باہر کب گئی	

شرح یعنے فلسفی معقول کے سلسلے بیان کرتا ہے جو اسرار غیبی کے مقابلہ مین بالکل پست اور کم درجہ کے ہین کیونکہ عقل کی پرواز اُس جانور کی سی ہے جو گھر ہی گھر مین اُڑتا ہے اور دہلیز سے باہر نہین جاسکتا۔

	گوید او کہ پرتو سودائے خلق	بس خیالات آورد در رائے خلق
ترجمہ	وہ یہ کہتا ہے کہ سودائے محال	دلمین لے آتا ہے نا ممکن خیال

شرح یعنے فلسفی یون کہتا ہے کہ اثر جنون جو مجاہدے اور گرسنگی کے سبب سے پیدا ہو جاتا ہے خلقت کے ذہن مین کچہ کچہ مجنونانہ خیالات پیدا کر دیتا ہے اور لوگ اُسے مالیخولیا کے باعث نطق جمادات کے قائل ہو جاتے ہین۔ کیونکہ شدت گرسنگی مین معدہ سے بخارات اُٹہکر دماغ کو لگتے ہین۔ اور مالیخولیا ہو جاتا ہے اور صوفیون نے اس جنون یا مالیخولیا کا نام کشف و کرامت رکہہ لیا ہے مولانا قدس سرہ آیندہ شعر مین اسکا جواب دیتے ہین۔ بلکہ فلسفی ہی کو مجنون ثابت کرتے اور اُلٹا پاگل بناتے ہین۔

	بلکہ عکس آن فساد و کفر او	این خیال منکرے را زد برو
ترجمہ	بلکہ عکس کفر و اضلال و ضلال	ڈالتا ہے اُسکے دل مین یہ خیال

شرح یعنے اولیاء اللہ فی الواقع سودائی یا مجنون نہین ہین بلکہ فلسفی کے بُرے عقیدے اور باطنی کفر نے اولیاء اللہ کی نسبت اس بُرے خیال کو اُسکے مُنہ پر مار دیا ہے یعنے یہ فلسفی ہی کے ذاتی کفر اور بُرے خیالات اور ازلی جنون کا عکس ہے کہ اُسے اولیاء اللہ بُرے خیال والے اور سودائی نظر آتے ہین اور اُنکی نسبت فلسفی کا ذہنی خیال بُرے لفظون کے سانہ مُنہ سے ظاہر ہوتا ہے مطلب یہ کہ چونکہ فلسفی نطق جمادات کو اپنے کانون سے نہین سُن سکتا اسلئے اولیاء اللہ اور نطق جمادات کے قائلون کو مجنون سمجہتا ہے حالانکہ وہ خود ازلی سودائی اور ایمانی عقل سے خارج ہے۔

	فلسفی مر دیو را منکر بود	در ہماندم سخرۂ دیوے شود
ترجمہ	فلسفی شیطان کا جب منکر ہوا	بندۂ شیطان ہوا کافر ہوا

شرح یعنے تمام فلسفی شیطان بلکہ عموماً اقسام جن کے منکر ہین۔ لیکن جسوقت کوئی فلسفی شیطان کا انکار کرتا ہے اُسیوقت شیطان کے پہندے مین گرفتار ہو جاتا ہے پس تو گویا شیطان کا انکار کرنا خود شیطان کے پہندے مین گرفتار ہو جانا ہے یعنے شیطان ہی برے سو سے ڈالکر ایسے بدخیالات دلمین پیدا کر دیتا ہے فائدہ سلوک کے سات مرتبے ہین اوّل مرتبہ جسم ہے یعنے آدمی جسوقت کہانے اور سونے کو کم کر دیگا اور مخلوق سے گوشہ گزین جائے ہوگا اور اپنے خیالات کو مالا یعنے سے محفوظ رکہیگا تو اسکو عجیب عجیب صورتین نظر آنے لگین گی اور جزئیۃً ہر کسیکے احوال سے واقف ہو جائیگا۔ کیونکہ ہر عمل کا اثر ضرور ہوتا ہے اور ترک خور و خواب ایسا عمل ہے جسکا اثر انکشاف حقایق ہے جس سے فلک اول تک کے حالات معلوم ہو سکتے ہین اور فرشتے دوست بنجاتے ہین البتہ اسکا عامل فلک اول سے اوپر ترقی نہین کر سکتا۔ اس قسم کے کشف مین مومن اور یہود و نصاریٰ

کے رہبان سب شریک ہین۔ نیز اس مرتبہ پر مواظبت کرتے کرتے کوئی شخص مرگیا تو زمرۂ اولیا مین نہ گنا جائیگا اسلیئے دوسرے مرتبہ پر ترقی کرنی ضرور ہے اور اس دوسری مرتبہ کا نام مرتبۂ نفس ہے جو تزکیۂ نفس بطریق شریعت محمدی سے حاصل ہوتا ہے جب اتباع شریعت اور گزشتہ ریاضت کے باعث باطنی صفائی حاصل ہو جائیگی تو روحانیات اور عجائبات ملکوتیہ نظر آنے لگین گے مگر چونکہ اس مرتبہ مین تلون بشریت موجود ہے اسلیئے تیسری مرتبہ پر ترقی کرنے کی ضرورت ہوگی وہ مرتبۂ قلب ہے جو بلا ترسب مرشد کامل سالک کے قوائے نفسانی اور طبعی کو قوائے قلبیہ سے بدل دیتا ہے۔ اسوقت اُسے اہل دل کہہ سکتے ہین اور وہ زمرۂ ابرار مین داخل ہوجاتا ہے مگر چونکہ قوت قلبیہ نہایت اعلے درجہ کی ہوتی ہے اسلیئے چوتھے مرتبہ کی طرف ترقی کر جاتی ہے اسکا نام مرتبۂ سر ہے جسمین مرشد کے بتائے ہوئے ذکر قلبی اور جہرے سے سالک کے باطنی قوی کو لطافت حاصل ہوتی ہے۔ اسکا نام سر ہے۔ اسوقت سالک ملکوتیون مین شامل ہوکر مستجاب الدعا اور مرتبہ اوتاد مین داخل ہوجاتا ہے۔ اور بسا اوقات اُسپر جذبۂ الٰہی طاری ہوتا ہے جس سے وہ انا الحق بہی کہہ اُٹھتا ہے مگر چونکہ اس مرتبہ مین وصال حقیقی ناممکن ہے اسلیئے پانچوین مرتبہ پر ترقی کرنی فرض ہے اسکا نام مرتبۂ روح ہے۔ سالک اسوقت جذبۂ رحمانی کے باعث اپنے قلب سے انا الحق اور ماسوے اللہ سب کی نفی کر دیتا ہے۔ اور روح صفات الٰہی کے ساتہ متجلی ہوجاتی ہے اسوقت اُسے جنت کا اشتیاق اور دوزخ کا خوف کچہ نہین رہتا اور اسکا علم لدنی ہوجاتا ہے اور وہ ملائکہ اور ارواح انبیا کے ساتہ متکلم ہوتا ہے پہر یہان سے جذب الٰہی چہٹے مرتبہ کی طرف کہینچ لیتا ہے اسکا نام مرتبۂ خفا ہے۔ جو سالکین کا انتہائی اور واصلین کا ابتدائی مرتبہ ہے اور اس مرتبہ کا نام جبروت ہے اسوقت دوئی نہین رہتی۔ بلکہ واصل اس مرتبہ مین فانی فی اللہ ہوکر مرتبۂ عینیت حاصل کر لیتا ہے۔ اسکو مرتبہ فنا بہی کہتے ہین اور یہ اقطاب کا مرتبہ ہے اسکے بعد جذب رحمانی ساتوین مرتبہ کی طرف کہینچتا ہے اسکا نام غیب الغیوب ہے یعنے مرتبہ فنا فی اللہ و بقا باللہ جسمین واصل محو مطلق ہوجاتا ہے اور اُسے کچہ شعور نہین رہتا۔ اس مرتبہ کا نام مقام محمدی ہے اور ایسے شخص کو امام زمانہ کہتے ہین خلاصہ یہ کہ ان مرتبون مین سے فلسفی کو جو اپنی عقل کا پابند ہے کوئی مرتبہ حاصل نہین ہوسکتا۔

	گر ندیدی دیو را خود را ببین	بے جنون نبود کبودی بر جبین
ترجمہ	تیری ہستی خود ہے شیطان کی دلیل	بے جنون ماتہے پہ کب ہوتا ہے نیل

شرح یہ شعر پہلے مضمون کی ترقی ہے یعنے اے فلسفی شیطان کا ذکر کئی جگہ قرآن مجید مین ہے اور جنات کی شان مین سورۂ جن موجود ہے جنات خواص کیا بعض عوام کو بہی نظر آجاتے ہین لیکن تو اگر منکر شیطان ہے تو یہ سمجہ لے کہ گرفتار وسوسۂ شیطانی ہے بلکہ تو خود شیطان ہے اگر تو نے شیطان کو نہین دیکہا تو اپنے

اپنے آپ کو دیکھ لے۔ کیونکہ کفر و انکار سب شیطانی افعال ہین اور دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ جسکے دل پر بداعتقادی کا زنگ چڑھا ہوا ہے اُسکو ہر بلا مرض جنون نیل نہین پڑا کرتا۔ کیونکہ دیوانہ آدمی بے شعوری کے باعث اپنا سر زمین یا پتھر پر دے مارتا ہے اور اس سے پیشانی پر نیل پڑجاتے ہین اسیطرح اے فلسفی جب تو غور سے دیکھیگا تو اپنے اعتقاد کی پیشانی پر تجھے خود گمراہی کے نیل پڑے ہوئے نظر آئین گے۔ اور تو اپنی ذات مین باطنی جنون کو معلوم کریگا یعنے اے گمراہ فلسفی تیرے ماتھے پر کلنک کا ٹیکا لگا ہوا ہے

	ہر کرا در دل شک بے جانی ست	در جہان او فلسفی پنہانی ست	
ترجمہ	اہل شک ہے یا ہے بیجان جو کوئی	ہے زمانہ مین وہ پنہان فلسفی	

شرح بے جانی بمعنے بے روحی و سستی و ضعف اعتقاد ہے یعنے جسکے دل مین نطق جمادات کی نسبت شک یا وجود شیطان و جن کے متعلق ضعف اعتقاد ہے وہ چھپا ہوا فلسفی ہے گو ظاہر مین اپنے آپ کو مسلمان یا اہل سنت کہتا ہے۔ اکثر شیعہ کشف اولیاء اللہ کے اور جبریہ و قدریہ حشر اجساد کے منکر ہین۔

	مے نماید اعتقاد او گاہ گاہ	آن رگِ فلسف کند روشن سیاہ	
ترجمہ	گو دکھاتا ہے عقیدت گاہ گاہ	فلسفہ کرتا ہے اُسکا منہ سیاہ	

شرح یعنے گو مخفی فلسفی گاہ گاہ عقیدۂ درست ظاہر کرتا ہے مگر انجام کار رگِ فلسفی اُسکا منہ کالا کردیتی ہے یعنے وہ وجود شیطان و جنات کا انکار ہی کردیتا ہے رگ سے مراد مادّہ ہے۔ ابو العباس ابن تیمیہ کا قول ہے کہ وجود جنات پر تمام مسلمانونکا اتفاق ہے اور علے ہذا القیاس یہود و نصاریٰ بھی اُنکے وجود کے قائل ہین ہان مسلمانون اور اہل کتاب کے بعض فرقے منکر بھی ہین نیز انبیاء علیہم السلام نے متواتر اُنکے وجود کی خبر دی ہے **فائدہ** جنات کی تین قسمین ہین **اول عفاریت** جو مسلمانونکے شہرون مین داخل نہین ہوتے بلکہ جنگلون اور جزیرون مین رہتے ہین کیونکہ اُنکے ہیبتناک صورت کے دیکھنے کا انسان متحمل نہین ہوسکتا۔ **دوم ارا ذل** انمین سے بعض جزائر مین رہتے اور آدمیون سے تعلق رکھتے ہین اور بعض آدمیون مین سے الگ ہوکر ٹوٹے پھوٹے اور پرانے مکانون مین رہتے ہین اور بعض نجس مقام اور جانورون کے بند ہنے کے جگہ بستے ہین اکثر حیوانون کی۔ اور بعض ارذل اور اجلاف انسانون کی صورت بدل لیتے ہین **سوم ابابیق** یہ سب مسلمان اور اکثر اہل سلوک ہین خلوتی۔ جلوتی۔ مولوی نقشبندی۔ ادہمی انکے خاندانون کے نام ہین اور یہ سب کے سب جنات اربعہ عناصر سے پیدا ہوئے ہین مگر عنصر ناریت غالب ہے اور اُنکے وجود پر اعتقاد کرنا ارکان عقاید کا ایک رکن ہے۔ غرضیکہ جنات کا وجود قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور انکی ہستی کا انکار کرنے والا کافر اور قرآن و حدیث کا منکر ہے اور جو فلسفی جنات کا منکر ہو وہ بھی گویا قرآن و حدیث کا منکر ہے۔

	الحذر اے مومنان کو در شماست	در شما بس عالم بے منتہاست
ترجمہ	تم مین ہے وہ مومنو اُس سے ڈرو	تم مین سو عالم ہین غور اسپر کرو

شرح ضمیر لفظ کو رگ فلسفہ کی جانب راجع ہے۔ یعنے اے مومنو شیطانی وسوسون سے بچتے اور خیالات بد سے پرہیز کرتے رہو کیونکہ اے مومنو تم مین بلکہ اے مومن واحد تجہین عالم اکبر و وسیع و بے نہایت موجود ہے کیونکہ انسان جمیع اشیاء کا جامع ہے اسلیئے اُسکو عالم اکبر کہتے ہین مثلاً انسان کی عقل فلک محیط ہے اور دونو آنکہین شمس و قمر اور بقیہ حواس کواکب ہین اور اربع عناصر چارون خلط ہین نیز خون اور رگین نہرین ہین غم و محنت و فرح و عشرت۔ فصول اربعہ ہین۔ بال یعنے موئے بدن نباتات ہین ہڈیان پہاڑ ہین۔ روح فرشتہ اور نفس امّارہ شیطان ہے اور شہوات بہائم ہین اور انواع غضب درندے ہین پہر جب یہ سب چیزین موجود ہین تو مادۂ فلسفیانہ بہی ضرور ہے اس سے خوف کرنا چاہیے

	جملہ ہفتاد و ملت در تو ہست	وہ کہ آن روزے برآرد بر تو دست
ترجمہ	ہین بہتر ملتین تجہین نہان	فلسفہ غالب نہ آجائے میان

شرح یعنے اے شخص چونکہ تو عالم اکبر ہے اور باعتبار استعداد تمام شے کا جامع اور ہر چیز کا اثر قبول کرنے کے لیے بالقوہ مستعد ہے اسلیئے گویا بہتر ملتین جو باطل پرست ہین بالقوہ تجہین موجود ہین اسلیئے یہ بات نہایت خوف اور افسوسناک ہے کہ کہین وہ فلسفی مادہ جو باطل کی طرف لیجاتا ہے کسی دن تجہپر غالب نہ آجائے اور تجہے مغلوب کرکے بے ایمان نہ بنا دے وہ فارسی مین کلمۂ تحسین و افسوس ہے یہان پچہلے معنے مراد ہین اسلیئے سالک کو چاہیئے کہ ایسے امور کو جو مورث اخلاق ذمیمہ ہین مغلوب کرے اور مورث اوصاف حمیدہ کو غالب رکہے اگرچہ انسان جامع ہر دو صفات ہے لیکن صفات حمیدہ کو غالب رکہنا چاہیئے۔ کیونکہ مشاہدہ حقایق غلبۂ اخلاق حمیدہ اور مغلوبیت اخلاق ذمیمہ پر موقوف ہے اور منجملہ اخلاق ذمیمہ نفس و شیطان اور رگ فلسفہ ہے اس سے پرہیز چاہیئے خلاصۂ مطلب یہ ہے کہ آدمی مین جبریہ و قدریہ رافضی و خارجی وغیرہ ہو جانے کی قوتین موجود ہین اور نفس و شیطان اُن قوتون کو حرکت دیکر گمراہ کرنے پر آمادہ ہین اسلیئے نفس و شیطان اور فلسفہ کا اتباع قطعاً حرام ہے دوسرے مصرع مین ضمیر آن رگ فلسفہ کی جانب راجع ہے اور بر کسے یا از کسے دست برآوردن فارسی محاورہ ہے بمعنے غلبہ پانا

	ہر کہ او را برگ این ایمان بود	ہمچو برگ از بیم او لرزان بود
ترجمہ	کہتے ہین ایمان کا جو ساز و برگ	کانپتے رہتے ہین اس سے شکل برگ

شرح یعنے جس شخص کے پاس اسطرح کے ایمان کا برگ و سامان ہو جسکا ذکر ہم کر چکے ہین یعنے جسکے اخلاق حمیدہ ذمیمہ پر غالب ہون اُسکو چاہیئے کہ مادۂ فلسفہ کے غالب آجانے سے پتے کی طرح کانپتا یعنے ڈرتا رہے

	بر ابلیس و دیو زان خندیدہٗ		کہ تو خود را نیک مرد می دیدہٗ
ترجمہ	اسلیئے ابلیس پر ہنستا ہے تو		نیک اپنے آپ کو سمجھا ہے تو

شرح یعنی تجھے شیطان و دیو و بد کاروں پر اسلیئے ہنسی آتی ہے کہ تو اپنے زعم مین مرد صالح بنا ہوا ہے

	چون کند جان باز گونہ پوستین		چند واویلا بر آید ز اہل دین
ترجمہ	جان اُلٹ ڈالے گی جسدم پوستین		تجھپہ واویلا کرینگے اہل دین

شرح پوستین باز گونہ کردن فارسی محاورہ ہے یعنے پوستین کو اُلٹ دینا اور چھپی ہوی بات کو ظاہر کرنا یہ شعر گزشتہ شعر کے سانہ بطور قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو نیک کردار جانکر آج بد کاروں پر ہنستا ہے لیکن کل جبکہ تیری جان اپنے پوستین کو اُلٹ دیگی اور تیرے چھپے ہوے گناہ بعد مرگ محشر مین ظاہر ہو جائینگے تو اہل دین تجھپر سخت افسوس کرینگے اللہ تعالے فرماتا ہے یوم یبعثہم اللہ جمیعا فینبئہم بما عملوا یعنے قیامت کے دن خدا تمام لوگون کو اُٹھائے گا اور اُنکے اعمال سے اُنہین آگاہ کردیگا

	بر دکان ہر زر نما خندان شدست		زانکہ سنگ امتحان پنہان شدست
ترجمہ	ہے دکان پر زر نمایون شادمان		کیونکہ ہے پوشیدہ سنگ امتحان

شرح زر نما تانبے پر سونے اور چاندی کا ملمع کرکے دکھانے والا یا جھوٹا سکہ چلانے والا اس سے وہ مکار آدمی مراد ہے جو ظاہر مین نیک اور باطن مین بد ہو مطلب یہ کہ صراف کی دکان پر جاکر جھوٹا سکہ چلانیوالا اسلیئے خوش ہے کہ ابھی صراف نے سنگ امتحان (کسوٹی) کو چھپا رکھا ہے اسیطرح بد باطن آدمی ظاہر مین اپنے آپ کو نیک بناکر اُسیوقت تک خوش ہوے جب تک کہ محشر کا سنگ امتحان جو ہنوز پردہ مین ہے سامنے نہین آیا۔ جسطرح کسوٹی پر کسنے سے کھرے کھوٹے سکہ کا حال معلوم ہو جاتا ہے اسیطرح محشر کے دن ہر نیک و بد کی قلعی کھلجائیگی۔ اللہ تعالے فرماتا ہے یوم تبلی السرائر یعنے قیامت کے دن تمام چھپی ہوی باتین ظاہر کیجائینگی اور کوئی مدد گار نہوگا

	پردہ اے ستار از ما وا گیر		باش اندر امتحان ما را مجیر
ترجمہ	سب کا پردہ رکھنے والے ستار تو		امتحان مین کر نہ ہمکو خوار تو

شرح چونکہ قیامت کا دن نہایت سخت امتحان کا دن ہے اسلیئے مولانا مناجات کرتے ہوے یہ فرماتے ہین کہ اے خدا اے عیبون کے چھپانے والے تو ہمارے عیب قیامت کے دن ظاہر نہ کرنا اور ہمارا پردہ رکھہ لینا اور اُس سخت امتحان کے دن ہمارا نگہبان بنجانا مجیر عربی لفظ ہے بمعنے نگہبان اور محافظ

	قلب پہلوے زند با زر بشب		انتظار روزے دارد ذہب
ترجمہ	قلب ہے زر کا مقابل وقت شب		منتظر ہے دن نکلنے کا ذہب

	بازبان حال زر گوید کہ باش	اے مزور تا برآید روز فاش
ترجمہ	یون زبان حال سے کہتا ہے زر	اے مزور ٹھہر جا تو تا سحر

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور بردکان ہر زر نما خندان شدست کے متعلق ہین اور قلب بمعنے کہوٹا ہے پہلو زدن فارسی محاورہ ہے بمعنے برابری کرنا مطلب یہ کہوٹا سکہ رات کو اندہیرے کے وقت کہرے سونے کی برابری کا دعوے کیا کرتا ہے اور سونا صبح کی روشنی کا منتظر رہتا ہے۔ اور زبان حال سے یہ کہا کرتا ہے کہ اے جہوٹے سکہ تہوڑی دیر ٹہر جا ذرا دن نکلنے دے سب کو معلوم ہو جائیگا کہ سچا کون ہے جہوٹا کون۔ اسیطرح بد نیکون کی برابری کا دعوے کیا کرتے ہین لیکن نیک بندے روز جزا کا انتظار کر رہے ہین اُسدن نیک بد کی تمیز الگ الگ ہو جائیگی اور تمام اہل محشر معلوم کر لینگے کہ نیک ایسے ہوتے ہین اور بد ایسے۔

	صد ہزاراں سال ابلیس لعین	بود ز ابدال و امیر المومنین
ترجمہ	رہچکا ہے پہلے ابلیس لعین	شکل ابدال و امیر المومنین

شرح یعنے لاکہون برس شیطان ابدال اور امیر المومنین رہا ہے لیکن حضرت آدم سے مقابلہ کرنے اور اپنی ذات کو اُنسے اچہا سمجہنے کے سبب راندۂ درگاہ ہوگیا امیر المومنین بمعنے معلم الملکوت ہے اور کثرت عبادت کے سبب شیطان کو ابدال کہا گیا کیونکہ عبادت کرتے کرتے اُسمین فرشتون کی سی صفتین ظاہر اور پیدا ہوگئی تہین۔

	پنجہ زد با آدم از نازیکہ داشت	گشت رسوا ہمچو سرگین وقت چاشت
ترجمہ	ہو کے آدم کا مقابل بے حیا	شکل سرگین خوب رسوا ہو گیا

شرح یعنے شیطان نے اپنے تکبر کے سبب حضرت آدمؑ کا مقابلہ کیا اور انجام کار اسطرح رسوا ہوا جسطرح صبح کے وقت نجاست رسوا ہو جاتی ہے رات کو سرگین وغیرہ کا عیب چہپا رہتا ہے۔ مگر صبح کو سب حقیقت کہل جاتی ہے

	پنجہ با مردان مزن اے بوالہوس	برتر از سلطان چہ میرانی فرس
ترجمہ	ہو نہ مردون کا مقابل بوالہوس	شاہ سے آگے نہ لیجا تو فرس

شرح یعنے ایمخاطب حریص مردان خدا کے ساتہ مقابلہ نہ کیا کر کیونکہ مردان خدا معنوی طور پر بادشاہ ہین بطور مقابلہ گہوڑا بڑہا کر بادشاہون سے آگے نکال لیجانا گستاخی مین داخل ہے ایسے گستاخون کو انجام کار سزا ملتی ہے مطلب یہ کہ آدمی اپنے طاعت پر مغرور نہو اور نیکون کے ساتہ برابری کا دعوے نکرے اور فلسفی عقاید کی طرف نہ جائے ورنہ محشر مین اسطرح رسوا ہوگا جسطرح دنیا مین بلعم باعور رسوا ہوا جسکا قصہ اب شروع ہوتا ہے

دعا کردن بلعم باعور

دعا کردن بلعم باعور کہ موسے علیہ السلام و قومش را ازین شہر کہ حصار دادہ اند بمیرد گردان و مستجاب شدن

ترجمہ بلعم بن باعور کا بددعا دینا کہ اے خدا موسے اور اُسکی قوم کو اس شہر سے جسکا محاصرہ کر رکہا ہے بمیرا واپس کر اور بددعا کا قبول ہونا

شرح بلعم بن باعور بنی اسرائیل کا کنعانیون مین سے ایک مستجاب الدعوات شخص تہا۔ کہتے ہین اُسکو اسم اعظم یاد تہا جب حضرت موسے بعد ہلاک فرعون محاربۂ قوم جبارین پر مامور ہوے (جو ایک سرکش اور نافرمان قوم تہی) تو وہ قوم بلعم کے پاس آئی۔ تاکہ موسلے کے حق مین بد دعا کرے بلعم نے انکار کیا جب قوم نے اصرار کیا تو اُسنے یون کہا کہ مین استخارہ کرونگا۔ آخر کار اُسنے استخارہ کرکے اُنکو خبر دی کہ میرا استخارہ موسلے کے حق مین بد دعا کرنی سے مجکو منع کرتا ہے۔ اسکا انکار دیکہکر قوم جبارین اُسکی بیوی کے پاس گئے جو نہایت پُر طمع تہی اور اُسکو بہت سا مال دیا۔ وہ عورت بناؤ کرکے بلعم کے پاس خلوت مین گئی۔ اور اُسکو فریب دیکر بد دعا کرائی۔ جس سے حضرت موسے کے لشکر مین نامردی پیدا ہوگئی اور لشکر نے یہ کہا اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا یعنے ایموسے تو اور تیرا رب دونو ملکر جبارین سے لڑو۔ ہم نہین لڑسکتے آخر کار موسے وہان سے واپس آئے۔ اور بلعم باعور کے لیے بد دعا کی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بلعم کی بد دعا اُسی پر پلٹ پڑی اور اُسکی زبان سینے تک لٹک آئی۔ اور وہ سخت رسوا ہوا

	بلعم باعور را خلق جہان		مسخ شد مانند عیسے زمان
ترجمہ	ہوگئی مخلوق بلعم کی مطیع		شکل عیسے جانکر اُسکو شفیع

شرح یعنے بلعم باعور کے مستجاب الدعوات ہونے کے سبب خلقت اسطرح اُسکی مسخر اور فرمانبر ہوگئی جسطرح عیسیٰ کی تہی

	سجدہ نا ورد ہیچ کس را دون او		صحت رنجور بود از افسون او
ترجمہ	عالم اُسکی بات کا مشکور رہتا		اُسکا افسون صحت رنجور رہتا

شرح یعنے خلقت سوا ے بلعم کے اور کسی کی اطاعت نہین کرتی تہی اور اُسکی دعا باعث صحت بیمار تہی اس شعر مین سجدہ سے اطاعت اور افسون سے دعائے مقبول مراد ہے جسمین اسم اعظم شامل تہا۔

	پنجہ زد با موسی از کبر و کمال		آنچنان شد کہ تبیند ستی تو حال
ترجمہ	ہوکے وہ موسے کا ہم پنجہ مگر		ہوگیا مردود عالم سر بسر

شرح یعنی بلعم بن باعور نے اپنے کمال مستجاب الدعوات ہونے کے تکبر سے حضرت موسلے کا مقابلہ کیا اور اسمیں انجام کار اُسکا وہی حال ہوا جو تو نے قرآن مجید اور اُسکی تفسیرون مین دیکہا اور سُنا ہے فائدہ بلعم بن باعور کا حال قرآن مجید کی اِس آیت مین ہے وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا الی آخر الایہ یعنے اے پیغمبر ان یہود کو اُس شخص بلعم ابن باعور کی خبر پڑہکر سُنا دے جسکو ہمنے اپنی نشانیان دی تہین (یعنی علم اسماء عنایت کیا تہا جسمین اسم اعظم بہی شامل تہا) پس وہ اُن آیتون سے نکلگیا (یعنی موسلے کو بد دعا دینے کے سبب اسم اعظم بہول گیا) پہر شیطان اُس سے جا ملا اور وہ گمراہون سے ہوگیا اور اگر ہم چاہتے تو اُسے اسم اعظم کے سبب اور بلند مرتبہ کر دیتے لیکن وہ پستی یعنے دنیا کی طرف مائل ہوگیا اور اُسنے اپنی خواہشون کی پیروی کی اب اُسکی مثال کُتے کی سی

ہے کہ تو اُسے تیز کرے تو زبان نکالتا ہے اور چھوڑ دے تو زبان نکالتا ہے یعنے ہر حالت مین ذلیل ہے

	صد ہزار ابلیس و بلعم در جہان		ہمچنین بود ست پیدا و نہان
ترجمہ	ہین بہت ابلیس و بلعم میری جان		عالم دنیا مین پیدا و نہان

شرح یعنی جسطرح بلعم بن باعور ظاہر تہا اور شیطان پوشیدہ ہے اسیطرح بہت سے ابلیس اور بلعم صفت جہان مین موجود ہین

	این دو را مشہور گرداند آنکہ		تا کہ باشند این دو بر باقی گواہ
ترجمہ	کر چکا ہے مشتہر انکو آنکہ		باقیون پر تا کہ ہون یہ دو گواہ

شرح یعنے گو جہان مین بہت سے بلعم و ابلیس صفت موجود ہین لیکن اللہ تعالے نے ان دونو کو اسلیے رسوا کر دیا ہے تا کہ دونو ملکر باقی بدون کے حال کی گواہی ہین اور لوگو پر ظاہر کر دین کہ ہم جیسون کی پیروی گمراہی کا سامان ہے

	رہزنان را در بیابان حق کشند		یک دو تن را سوے دکان زن کشند
ترجمہ	دشت مین رہزن جو مارے جاتے ہین		ایک دو کو شہر مین لے آتے ہین
	تا بہ بینند اہل دہ گیرند پند		رویت ایشان بود شان ہمچو بند
ترجمہ	تا کہ اس سے شہر والے لوگ ہو پند		دیکھنا اُنکا ہوا نکے حق مین بند

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین مطلب یہ ہے کہ جب بادشاہی فوج ٹھگون اور ڈکیتون کو بیابان مین مار ڈالتی ہے تو ایک دو ٹھگون کو اُنکے گانو کی طرف کھینچ لیجاتے ہین تا کہ اُنکی لاشون کو دیکھکر گانو والے عبرت حاصل کرین اور اُن لاشون کا دیکھنا اُنکے حق مین بمنزلہ قید ہو جائے اور باقی گانو والے رہزنی سے باز رہین اسیطرح اللہ تعالے نے بلعم اور ابلیس دونون کو رسوا کر کے مخلوق کو عبرت دلائی ہے کہ اُنکی پیروی سے بچتے رہین

	این دو را زد او بخیت بر دار بلند		ورنہ اندر شہر بس دزدان بودند
ترجمہ	انکو لٹکایا ہے اُسنے دار پر		شہر مین ہین ورنہ ایسے بیشتر

شرح یعنے اگرچہ شہر مین ہزارون چور ہوتے ہین لیکن بادشاہ عبرت دینے کے لیے دو ایک کو سولی پر لٹکا دیتا ہے اسیطرح اللہ تعالے نے ان دو رہزنون (ابلیس و بلعم) کو رسوائی کی سولی پر لٹکا دیا ہے تا کہ جہان کے دیگر رہزن عبرت ہو بعض نسخون مین شہر کی جگہ قہر ہے جس سے سیاست بادشاہی یا قہر الٰہی مراد ہے۔

	این دو را بہر چہ بسوے شہر برد		کشتگان قہر را نتوان شمرد
ترجمہ	قہر سوے شہر انکو لے گیا		کشتگان قہر کی گنتی ہے کیا

شرح برچہ جنگلی گائے کی دُم اور کاکل اور علم کے پھریرے کو کہتے ہین اور یہان مجازاً بمعنے تازیانۂ قہر الٰہی ہے یعنی جو کشتگان قہر الٰہی کی گنتی نہین ہو سکتی مگر اُسلیے غضب کا تازیانہ انہین دو کو رسوائی کی طرف لگیا ہے تا کہ دیگر

لوگون کو عبرت ہو اور وہ خود ایسے اعمال نہ کرین جنکے باعث شیطان اور بلعم گمراہ ہوے ہین

	نازنینی تو ولے در حدّ خویش		الله الله پا منہ زاندازہ بیش
ترجمہ	نازنین ہے تو مگر اے ذوالکرم		حد سے باہر کیون بڑہاتا ہے قدم

شرح یعنے ہمنے فرض کیا کہ تو مقبول الٰہی ہے لیکن تیری قبولیت تیرے درجہ تک محدود ہے الشیخص خدا سے ڈر۔ اور اپنے حد سے باہر قدم نرکھہ یعنے ہمنے فرض کیا کہ تو مقبول الٰہی ہے۔ لیکن تیری قبولیت تیرے درجہ تک محدود ہے الشیخص خدا سے ڈر۔ اور اپنے حد سے باہر قدم نہ رکھہ یعنے انبیاء اولیا کا مقابلہ نہ کر۔ بمقتضاے رحم اللہ امرأ عرف قدرہ ولم یتعد طورہ یعنے خدا اُس شخص پر رحم کرتا ہے جو اپنے مرتبہ کو پہچانتا ہے اور اپنے درجہ سے تجاوز نہین کرتا۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ جسنے اپنے نفس کو پہچانا اُسنے خدا کو پہچان لیا۔

	گر زنی با نازنین تراز خودت		در تگ ہفتم زمین زیر آردت
ترجمہ	ہین زیادہ تجھسے بھی جو نازنین		وہ تجھے کرد ینگے پہونچ زمین

شرح یعنے اگر تو ایسے شخص کے مقابلہ مین دم ماریگا جو تجھسے زیادہ نازنین (یعنے تجھسے بڑہکر مقبول الٰہی ہے) تو یہ مقابلہ تجھے ساتوین زمین کے تہ مین پہنچا دیگا۔ یعنے انبیاء اولیا کا مقابلہ قرب الٰہی سے دور کرکے اسفل السافلین مین داخل کردیگا اور تیرا وہی حال ہوگا جو شیطان اور بلعم بن باعور کا ہوا۔

	قصۂ عاد و ثمود از بہر چیست		تا بدانی کانبیارا ناز کیست
ترجمہ	اسلیئے ہے قصۂ عاد و ثمود		تاکہ ناز انبیا کی ہو نمود

شرح یعنے عاد و ثمود کا قصہ قرآن مجید مین کسلیئے مذکور ہوا ہے؟ اسلیئے کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ انبیاء علیہم السلام کو خاص ناز کی یعنے قرب الٰہی حاصل ہے جو دیگر لوگون کو نصیب نہین۔ اسلیئے اُنکے مخالف ہلاک کیے گئے ہین

	این نشان خسف و قذف و صاعقہ		شد بیان عز نفس ناطقہ
ترجمہ	یہ نشان خسف و قذف و صاعقہ		ہے بیان عز نفس ناطقہ

شرح خسف بمعنے زمین مین دہنس جانا اور قذف بمعنے پتہر مارنا ہے اور صاعقہ بجلی کی کڑک کو کہتے ہین یعنے یہ قارون کا زمین مین دہنس جانا اور قوم لوط پر پتہرون کا مینہہ برسانا اور قوم ثمود کو بجلی کی کڑک سے ہلاک کردینا انبیاء علیہم السلام کے نفس ناطقہ اور ذات قدسیہ کی عزت کا اظہار کرتا ہے۔ اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شریر لوگ خدا کے خاص بندون کا مقابلہ کرتے ہین وہ ضرور ہلاک کیے جاتے ہین۔ قارون اور قوم لوط و ثمود وغیرہم کا مفصل حال تفسیرون موجود اور عام لوگون مین مشہور ہے اسلیئے ہم کتاب کو طول دینا نہین چاہتے مگر دو پیسنے والے اگر شوق رکھتے ہین تو اردو قصص الانبیاء مین تمام پیغمبرون اور انکی امتون کی حالات دیکھہ لین۔

	جملہ حیوان را بے انسان بکش		جملہ انسان را بکش از بہر ہش
ترجمہ	ذبح کر حیوان کو انسان کے لیے		ہوش پر قربان ہون انسان جاہیے

شرح ہش۔ مخفف ہوش سے عقل کل یعنے انبیا مراد ہین جو سراپا عقل اور مجسم ہوش ہین۔ مطلب یہ کہ حسب فرمان الٰہی اُحِلَّتْ لَکُمْ بَہِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ رلے لوگو تمہارے لیئے بے زبان چوپائے حلال کیے گئے ہین) انسان کی نگاہ رسانی کے لیئے حیوانات کا ذبح کرنا جائز ہے اسیطرح مجسم عقل (انبیا علیہم السلام) کی ضیافتی کے لیئے عموماً آدمیون کا مار ڈالنا روا ہے۔ چنانچہ طوفان نوح و خسف و قذف و صاعقہ سے سرکش قومین اسلیئے ہلاک ہوی ہین نکتہ یہان سے یہ نکلتا ہے کہ اولیا راللہ انبیا کے تابع ہوتے ہین اور انکی مخالفت ہی ہلاکت کا سبب ہو جاتی ہے چنانچہ پہلی اُمتین اسی سبب سے ہلاک ہوی ہین

	ہش چہ باشد عقل کل اے ہوشمند		عقل جزوی ہش بود اما نشرمند
ترجمہ	ہوش کیا ہے عقل کل اے ہوشمند		عقل جزوی ہوش ہے لیکن نشرمند

شرح نشرمند۔ بمعنے ناقص و افسردہ و ضعیف ہے۔ یعنے لفظ ہوش سے ہماری مراد عقل کل (انبیا و اولیا) ہین جو مجسم عقل دینی ہین ہان ماناکہ عقل جزوی کو بھی ہم ہوش کہہ سکتے ہین۔ لیکن چونکہ یہ عقل صرف معاش دنیوی کے مدارج تک ترقی کر سکتی ہے اسلیئے ناقص ہے اور یہی سبب ہے کہ جزوی عقل والے انسان حیوانون کے مانند ہین یعنے جسطرح بعض حیوان ہلی ہوتے ہین اور بعض بالکل وحشی اسیطرح بعض صاحبان عقل جزوی عقل کل سے مانوس ہو جاتے ہین۔ اور بعض بالکل متنفر رہتے ہین۔ اسی لیئے مولانا قدس سرہ فرماتے ہین کہ

	جملہ حیوانات وحشی ز آدمی		باشد از حیوان انسی در کمی
ترجمہ	دیکھہ وحشی جانور ہین جسقدر		کم ہین اہلی جانور سے سر بسر

شرح لفظ آدمی۔ وحشی کے متعلق ہے۔ یعنے ایسے تمام جانور مثلاً ہرن یا خرگوش وغیرہ جو آدمی سے وحشت رکھتے ہین اور انسان کے سایہ سے بھاگتے ہین۔ اُنس اور محبت کرنے والے جانورون (مثلاً گھوڑون گدہون وغیرہ) سے کم درجہ کے ہین اسلیئے وحشی جانورون کا شکار ہوتا ہے اور اہلی کا نہین ہوتا۔

	خون آنہا خلق را باشد سبیل		زانکہ وحشی اند از عقل جلیل
ترجمہ	جنکا خون ہے بالکل سبیل		کیونکہ وہ رکھتے ہین عقل جلیل

شرح یعنے وحشی جانورون کا خون کرنا اور انہین شکار کرنا اسلیئے مباح ہے کہ وہ عقل خداداد یا عقل بزرگ صفت سے بیگانہ ہین اور اہلی جانور باوجود بے عقلی اسلیئے شکار نہین کیے جاتے کہ وہ انسانونکی صحبت اور اُس سے کچھ نہ کچھ عقل حاصل کر لیتے ہین۔ یہی حال کفار کا ہے جونکہ فرمانبیا اولیا سے انس نہین رکھتے

اسلیئے انکا خون مباح کردیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ الخ الآیۃ۔ یعنے جو لوگ خدا و رسول کا مقابلہ کرتے ہین اُنکی سزا یہ ہے کہ قتل کیے جائین یا سُولی دیئے جائین

	خون ایشان خلق را باشد روا		زانکہ انسان را نبید ایشان سزا
ترجمہ	ہوگیا ہے خون ان سب کا روا		قابل انسان نہین ہین ناسزا

شرح یعنے جسطرح لوگون کو وحشی جانورون کا خون کرڈالنا جائز ہے کیونکہ وہ انسان سے محبت کرنے کی قابلیت نہین رکھتے اسیطرح کفار کا خون بہادینا جائز ہے کیونکہ وہ انبیاء اولیا سے محبت نہین رکھتے۔

	عزت وحشی ازان ساقط شدست		کہ مر انسان را مخالف امدست
ترجمہ	اسیلئے جائز ہے خون وحشیان		ہین یہ انسان کے مخالف میرجان

شرح یعنے وحشی جانور کی عزت اسیلئے نظرون سے گرگئی ہے اور اُسکا خون اسیلئے مباح ہے کہ وہ انسان کا مخالف ہے در اُسکا کہنا نہین ماننا یعنے آدمی سے اُنس نہین رکھتا۔ علے ہذا القیاس کفار کا خون اسیلئے مباح ہے کہ وہ انبیاء اولیا کے فرمانبر نہین ہوتے بعض نسخون مین ساقط شدست کی جگہ اُفتادپست ہے اور کہ مر انسان کی جگہ کامر انسان ہے۔ امر بمعنے حکم ہے اور مطلب دونونکا ایک ہے۔

	پس چہ عزت باشدت اے نادرہ		چون شدی تو خمرِ مستنفرہ
ترجمہ	پس تری عزت رہے کیا ناکار		ہوگیا ہو جبکہ تو وحشی حمار

شرح نادرہ تحفے اور عجیب و غریب اور کمیاب چیز کو کہتے ہین۔ یہان عجیب الخلقت بیوقوف کے معنو مین ہے یعنے اے بے وقوف جبکہ تو وحشی گدہون مین شامل ہوگیا تو تیرے کیا خاک عزت رہی بلکہ اسوقت تیرا خون مباح ہوگیا ہے۔ یہ اس آیت کا اقتباس ہے کَاَنَّھُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَۃٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَۃٍ یعنے کفار جو احکام الٰہی اور صحبت پیغمبر سے نفرت کرتے ہین اُن گدہون کے مانند ہین جو تیراندازون کی جماعت یا شیر سے خوف کھاکر بھاگ جاتے ہین۔ اور یہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ جسطرح وحشی جانورون کا شکا مباح ہے اسی طرح کافرون کو قتل کرڈالنا جائز ہے۔ اور انبیا نے اسی وجہ سے کفار کے ساتھ جہاد کیا ہے۔

	خر نشاید کشت از بہر صلاح		چون شود وحشی شود خونش مباح
ترجمہ	ہمنے مانا ہے سزا سامان صلاح		ہوگیا وحشی تو پھر ہے خون مباح

شرح یعنے اُس گدہے کو ہرگز نہ مارنا چاہیئے جو کام درست کرنے (بوجھ لادنے یا سوار ہونے) کے لیئے ہو۔ ہان جسوقت ایسا اہلی گدہا وحشی ہوجاتا ہے اور انسانون سے نفرت کرکے سرکشی کرنے لگتا ہے تو اُسکا خون مباح ہوجاتا ہے چنانچہ اب یہی وحشی گدہون اور سرکش گھوڑونکو گولی سے مارڈالتے ہین۔

	گرچہ حرزا دانش زاجر نبود	ہیچ معذورش نمے دارد ودود
ترجمہ	گو نہین ہے قصد زاجر کی تمیز	پر گدہا معذور کب ہے اے عزیز

شرح یعنے اگرچہ گدہے کو زاجر (جہڑکنے والے یا منع کرنے) کی توبیخ و تنبیہ کا علم نہین ہے اور وہ نہین جانتا کہ مجکو میرے وحشی ہونے کے باعث میرا مالک ایک دن ہلاک کردیگا۔ لیکن اے دوست باایں ہمہ اُس گدہے کو کوئی شخص معذور یا مجبور سمجھکر ہلاکت سے بچا نہین سکتا بلکہ اُسے مار ہی ڈالتے ہین۔

	پس چو وحشی شد ازان دم آدمی	نے بود معذور اے یار سمی
ترجمہ	وحی سے وحشی ہوا جو آدمی	کب ہے وہ معذور اے یار سمی

شرح یعنے جب کہ گدہا وحشی ہوکر ہلاکت سے نہین بچ سکتا تو اے یار بلند مرتبہ آدمی اُس دم (وحی الٰہی اور کلام نبوی) سے نفرت کرکے کس طرح معذور ہوسکتا ہے ہرگز نہین ہوسکتا یہی سبب ہے کہ کفار کا خون مباح کیا گیا ہے۔ دم بمعنے سخن سے وحی اور کلام نبی مراد ہے جو فی الواقع خدا کا کلام ہوتا ہے

	لاجرم کفارا خون شد مباح	ہمچو وحشی پیش نشاب و رماح
ترجمہ	اسلیئے ہے خون کافر کا مباح	پیش تیغ و نیزہ و تیر و رماح

شرح نشاب بمعنے سہام و تیر ہے اور رماح بمعنے نیزہ۔ یعنے چونکہ کفار وحی الٰہی اور کلام نبوی سے وحشت رکھتے ہین اسلیئے اُنکا خون اسطرح مباح ہے جسطرح تیرون اور نیزون کے آگے وحشی جانورونکا خون مباح ہوتا ہے

	جفت و فرزندان شان جملہ سبیل	زانکہ بے عقلند و مردود و ذلیل
ترجمہ	عورتین بچے ہین اُنکے سب سبیل	کیونکہ ہین بے عقل و مردود و ذلیل

شرح یعنے جسطرح خود کفار کا خون مباح ہے اسیطرح اُنکی عورتون اور بچون کا پکڑ لیجانا اور لونڈی غلام بنالینا جائز ہے کیونکہ کفار سب کے سب وحشی جانورون کی طرح بے عقل اور راندۂ درگاہ اور ذلیل ہین اُنکو کلام نبوی سے وحشت کرنے کی یہ سزا دیگئی ہے۔ جو وحشی گدہے کو دیجاتی ہے

	باز عقلے کو رمد از عقل عقل	گردد از عقلی بحیوانات نقل
ترجمہ	انبیا سے بہاگتا ہے جو کوئی	واقعی حیوان ہے وہ آدمی

شرح یعنے اس تمام داستان کے بعد سب کا خلاصہ یہ ہے کہ جس عقل نے عقل عقل (یعنے انبیاء اولیاء کے کلام و اتباع) سے نفرت یا وحشت اختیار کی اُسنے مرتبۂ عقلیت (عاقل ہونے) سے تنزل کرکے گویا رمۂ حیوانات مین انتقال یا رجوع کیا ہے اسیلئے اُسکا خون مباح ہوگیا ہے۔ پہلے مصرع مین عقل عقل سے انبیاء و اولیا مراد ہین اور دوسرے مین عقلی بیائے معروف ہے۔

اعتماد کردن ہاروت وماروت بر عصمت خویش وامیری اہل دنیا خواستن و در فتنہ افتادن

ترجمہ ہاروت وماروت کا اپنی عصمت پر بھروسہ کرنا اور اہل دنیا کی سروری چاہنی اور فتنہ مین پڑنا

شرح ہاروت وماروت کی نسبت اوائل کتاب مین بھی ہم کچھ لکھہ چکے ہین۔ قرآن مجید مین انکو ملک بفتح لام اور ملک بکسر لام یعنے فرشتہ یا بادشاہ کہا گیا ہے اکثر محققین کہتے ہین کہ ہاروت وماروت دو فرشتے تہے کہ جنکو آدمیون کے امتحان کے لئے علم سحر دیا گیا تہا۔ اور وہ بابل مین تعلیم سحر کے لیئے نازل کیے گئے تہے۔ جو انسان اُنسے جادو سیکہنے آتا تہا۔ اوّل اُسکو منع کرتے تہے اور یہ کہتے تہے کہ اسکا انجام کفر ہے اور ہم امتحان کے لیئے بھیجے گئے ہین۔ تو سحر نہ سیکہہ لیکن جب وہ اصرار کرتا تہا تو سکہا دیتے تہے یہ قول نہایت درست اور مطابق قرآن و حدیث ہے۔ اور مؤخون کا یہ قول ہے کہ ان دو فرشتون پر عجب عبادت طاری ہوا اور اُنہون نے تکبر کیا۔ اللہ تعالےٰ نے ازروئے امتحان اُنکو شہوت انسانی عطا فرمائی۔ اور بابل مین بصورت انسان مصور فرماکر نازل کیا اور یہ معاصی مثلاً زنا و شراب مین مبتلا ہو گئے۔ اللہ تعالےٰ نے اُسوقت کے پیغمبر کی زبانی اُنکو عذاب دنیا یا عذاب آخرت قبول کر لینے کا اختیار دیدیا اُنہون نے عذاب دنیا کو اختیار کر لیا۔ اور ابلیس کی طرح عذاب آخرت کے منتظر رہے اسلیئے چاہ بابل مین گرفتار عذاب کیے گئے قیامت کے دن نجات پائینگے عوام مین یہی یہ قصہ اس طرح مشہور ہے لیکن محدثین نے اسکو موضوع اور غلط کہا ہے۔ صحیح اسیقدر ہے جو پہلے بیان ہوا مولانا قدس سرہ اُسی مشہور قصہ کو اپنی مثنوی مین بیان کرتے ہین۔ لیکن اس سے یہ نہین نکلتا کہ وہ اسکو سچ ہی جانتے ہین بلکہ اُنہون نے نتیجہ نکالنے کے لیئے جسطرح اور قصے بیان کئے ہین۔ اُسیطرح اس قصہ کو بھی جسطرح عام مین مشہور تہا نقل کر دیا ہے اگر حسب قول عوام ہاروت وماروت کا فی الواقع فرشتہ ہونا اور امتحان کے لیئے صورت انسانی مین لایا جانا فرض کر لیا جائے تو محل عجب نہین ہے کیونکہ جسطرح بعض قوائے انسانی عین قوائے ملکی ہو جاتے ہین اسیطرح کیا عجب بعض قوائے ملکی عین قوائے انسانی ہو گئی ہون۔ لیکن یہ کہنا کہ ہاروت وماروت نے رہزہ سے گناہ کیا اور وہ ستارہ کے صورت مین مسخ ہو گئی بالکل غلط اور افترا ہے جسکا ثبوت قرآن وحدیث سے کہین نہین ملتا۔ اگرچہ قوائے انسانی مین آکر فرشتون سے ایسا ہونا ممکن ہے۔ مگر چونکہ اسکے سند کہین نہین اسلیے سراسر افترا ہے بعض کا قول ہے کہ یہ دونو انسان اور متکبر سردار تہے اور اُنہون نے ریاضت بہت کی تہی اسلیئے لوگ اُنکو ملک یعنے فرشتہ کہنے لگے بہرحال وہ فرشتے تہے یا آدمی۔ اُنکا تعلیم سحر کے لیئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے آدمیون کے امتحان کے لیئے مامور ہونا اور بابل مین رہنا ٹھیک ہے باقی مشہور قصے محض افترا ہین لیکن مولانا قدس سرہ جو کچھ آگے بیان کرینگے وہ اسی قصہ کے مطابق ہے جو عوام مین مشہور ہے

ترجمہ	ہمچو ہاروت و چو ماروت و شہیر	از لبطر خوردند زہر آلود تیر
	جسطرح ہاروت وماروت اے پسر	کہا چکے ہین کبر سے تیر لبطر

شرح لفظ ہمچو اس قصہ کا تعلق پہلے شعر سے ظاہر کر رہا ہے یعنے جو لوگ مرتبۂ عقلی سے مرتبۂ حیوانی کی طرف انتقال کر جاتا ہے وہ ہاروت اور ماروت کی مانند ہے جنہون نے ازراہ تکبر یہ کہا تہا کہ اگر بالفرض ہمین انسانی خواہشین بہی دیجائین تو انسانون کی طرح ہرگز گناہ نہ کرین چنانچہ انہین قوائے انسانی دیئے گئے اور انہون نے گناہ کیا اور قہر حق کے زہر آلودہ تیر کہائے کیونکہ وہ تکبر کے باعث قید عقل سے نکلکر مرتبۂ حیوانیت کی طرف نقل کر گئے تہے اگر ہاروت و ماروت کو فرشتہ مانا جائے تو انمین ملکوتیت کا اور اگر بادشاہ کہا جائے تو مملکت کا تکبر سما گیا تہا **نکتہ** لفظ شہیر اشارہ کر رہا ہے کہ مولانا قدس سرہ نے ہاروت و ماروت کا فرشتہ ہو کر مبتلائے عصیان اور گرفتار قہر الٰہی ہونا بطور قصۂ مشہور مان لیا ہے ورنہ انکی تحقیق وہی ہے جو قرآن و حدیث مین موجود ہے بطر بمعنے فخر و تکبر

	اعتمادے بود شان بر قدس خویش		چیست بر شیر اعتماد گاومیش
ترجمہ	تہا بہروسہ پاک ہین ہم سر بسر		کیا بہروسہ بہینس کو ہو شیر پر

شرح شیر سے قضائے الٰہی مراد ہے اور گاومیش سے بندۂ متکبر و معتمد بر عقل و زہد خود یعنی ہاروت و ماروت کو اپنی پاکیزگی یا زہد و تقوے پر بہروسہ تہا اسلیئے انہون نے ازراہ تکبر اللہ تعالے سے انسانی خواہشین طلب کین اور گناہ و عذاب مین مبتلا ہوے اسلیئے زہد و تقوے پر متکبر ہونا نہایت مذموم ہے جسطرح گائے بہینس کو شیر پر بہروسہ نہ کرنا چاہیئے اسیطرح متکبر آدمی کو شیر قضا پر اعتماد نہ رکہنا چاہیئے۔ کیونکہ شیر قضا حسب مضمون آیت ان ربک لبالمرصاد (بیشک تیرا رب گہات مین ہے) متکبرون کو ضرور ہلاک کریگا اسکے تامل اور استدراج پر بہروسہ کرنا خلاف عقل و نقل اور باعث ہلاکت ہے

	گرچہ او با شاخ صد چارہ کند		شاخ شاخش شیر نر پارہ کند
ترجمہ	سینگ سے ہوتی ہے گو وہ چارہ گر		شیر ٹکڑے کر ہی دیتا ہے مگر

شرح اگر لفظ شاخ شاخ بلا اضافت ہے تو بمعنے ایک ایک شاخ ہے اور اگر مع الاضافت ہے تو شاخ مضاف بمعنے ٹہنی ہے اور شاخ مضاف الیہ بمعنے سینگ یعنے اگرچہ شیر سے مقابلہ کرتے وقت گائے یا بہینس اپنے سینگون سے اپنے بچاؤ کی سو تدبیرین کرتی ہے مگر بچ نہین سکتی کیونکہ شیر اسکے سینگ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے اسیطرح متکبر آدمی قضائے الٰہی نازل ہونے کے وقت چاہے [illegible] اپنی عقل آرائی اور تدبیر سے کام لے مگر شیر قضا کے پنجہ سے بچ نہین سکتا۔ اذا جاء القدر بطل الحذر

	گر شود پر شاخ ہمچون خار پشت		شیر خواہد گاو را ناچار کشت
ترجمہ	سر بسر گر شاخ ہوائے پر شعور		شیر اسکو پہاڑ ڈالے گا ضرور

شرح یعنی بالفرض گائے یا بھینس بمقابلہ شیر خارپشت کی طرح اپنے بدن پر بہت سے سینگ پیدا کریگی تو بھی انجام کار شیر اُسے مار ہی ڈالیگا مطلب یہ کہ متکبر اور اپنے زہد و عقل پر بھروسہ کرنے والا قضائے الٰہی کے وقت اُس سے بچنے کی چاہے ہر بن مُنہ سے تجویز کرے اور سراپا عقل بنجائے مگر شیر قضا سے بچ نہین سکتا خارپشت جنگلی چوہے کو کہتے ہین جسکے تمام بدن پر کانٹے کانٹے سے ہوا کرتے ہین

	بادِ صرصر کو درختان مے کند	با گیاہے پست احسان مے کند
ترجمہ	ٹہنون کو آندہی گراتی ہے مگر	گہانس پر کرتی ہے احسان سربسر

شرح بادِ صرصر سے قہر الٰہی اور درخت سے متکبر شخص اور گہاس سے بندۂ ذلیل مراد ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ کے متکبرون کو ہلاک کرنے اور ذلیل بندون کو انعام دینے کی ایسی مثال ہے جیسے آندہی کہ بڑے درختون کو اُکہاڑ دیتی ہے اور ذلیل گہاس کو قایم رکہکر تر و تازہ کر دیتی ہے

	بر ضعیفی گیاہ این باد تند	رحم کرد اے دل تو از قوت مُلند
ترجمہ	رحم کرتی ہے ہوائین گہانس پر	تو بہروسہ اپنی قوت پر نکر

شرح ملند صیغہ نہی لُندیدن سے مشتق ہے بمعنے تکبر کرنا بڑا بول بولنا یعنے اے شخص گہاس کی ضعیفی پر آندہی رحم کرتی ہے تو اپنی قوت کے بہروسہ پر بڑا بول نہ بول اور تکبر نہ کر ورنہ ہلاک ہو جائیگا۔

	تیشہ را زانبوہی شاخ درخت	کے ہراس آید ببرد لخت لخت
ترجمہ	تیشہ کو ٹہنونکا ہرگز ڈر نہین	ٹکڑے کر دیتا ہے سب کو بالیقین

شرح یعنی کسی درخت کی شاخین گہنی ہون تو تیشہ اکلہاڑی کو کچہ خوف نہین آتا بلکہ وہ ٹکڑے کر ہی ڈالتا ہے

	لیک بر برگے نکوبد خویش را	جز کہ بر ریشہ نکوبد نیش را
ترجمہ	کام پتون سے نہین رکہتا مگر	دیکہہ رگ کو چہیڑتا ہے نیشتر

شرح یہ شعر پہلے شعر سے ملکر بطور قطعہ بند ہے یعنے تیشہ ٹہنون کے کاٹ دینے سے خوف نہین کرتا لیکن اپنی ذات کو پتون پر استعمال کرنے سے روکتا ہے اور انکی ضعیفی پر رحم کرتا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ فصاد نشتر اُسی رگ پر مارتا ہے جو سرکش اور متمرد ہے اور جسمین خون فاسد جمع ہے ریشہ بمعنے رگ ہے اور دوسرے مصرع مین نکوبد کا فاعل (فصاد) حسب قرینۂ فعل محذوف ہے اور اگر دونو مصرعون مین نکوبد کا فاعل تیشہ ہے تو یہ معنے ہین کہ تیشہ اپنی دہار کو بجز ریشے اور شاخ کے پتون پر استعمال نہین کیا کرتا پہلی صورت مین نیش بمعنے نشتر ہے اور دوسری صورت مین بمعنے دہات اور باطنی مطلب یہ ہے کہ جسطرح تیشہ بڑے بڑے ٹہنون کو کاٹ ڈالتا ہے اور پتون کو آزار نہین پہنچاتا اسیطرح غضب الٰہی کا تیشہ متکبرون

سرکشوں اور اپنے آپ کو قوی سمجھنے والوں کی گردن کاٹ دیتا ہے اور ضعیفوں عاجزوں پر رحم کرتا ہے

	شعلہ را ز ابنوہی ہیزم چہ غم		کے رسد قصاب را زینبوہی غنم
ترجمہ	لکڑیوں کا کچھ نہیں شعلہ کو غم		کچھ نہیں قصاب کو خوف غنم

شرح یعنے شعلہ کو لکڑیوں کے ڈھیر سے کچھ غم نہیں ہوتا بلکہ وہ سب کو جلا ڈالتا ہے اور اسیطرح قصاب بکریوں کے ریوڑ سے نہیں بھاگتا مطلب یہ کہ قہر حق جو شعلہ یا قصاب کے مانند ہے متکبر اور سرکش آدمیوں کے ہلاک کر دینے سے ہرگز نہیں ڈرتا کیونکہ متکبر لوگ اس شعلہ کے آگے لکڑی اور اس قصاب کے سامنے بکری کے مثل ہیں

نکتہ ان گذشتہ اشعار میں قہر الٰہی اور متکبر آدمی کی حالت کو کئی تمثیلوں میں بیان کیا گیا ہے اور یہ تمثیلیں مفرد اور مرکب دونوطرح صحیح ہیں تمثیل مفرد میں مشبہ اور مشبہ بہ کے اجزا کا ٹکڑا ہوتا ہے اور مرکب میں نہیں ہوتا تمثیل مفرد میں ایک ایک جزو کو ایک ایک جزو سے اور تمثیل مرکب میں سارے مضمون کو ایک اور مضمون سے تمثیل دیا کرتے ہیں مثلاً اگر ہم یوں کہیں کہ اللہ تعالےٰ کے متکبروں کو ہلاک کر دینے اور عاجزوں کے قایم رکھنے کو اس تیشہ سے تمثیل دی ہے جو بڑے تنوں کو کاٹ ڈالے اور پتوں کو جھوڑ دے تو یہ تمثیل مرکب ہے اور اگر یہ کہیں کہ قہر الٰہی کو تیشہ سے اور متکبر کو شاخ سے اور عاجز کو برگ سے تمثیل دی تو یہ تمثیل مفرد کہلاتی ہے مگر باعتبار معنی دونو تمثیلوں کا مطلب ایک ہوتا ہے اور مثنوی میں ایسی تمثیلیں بہت ہیں

	پیش معنی چیست صورت بس زبوں		چرخ را معنیش دار دسرنگوں
ترجمہ	سامنے معنی کے صورت ہے زبوں		چرخ کو رکھتا ہے معنی سرنگوں

شرح یعنے تمام صورتیں معنی کے مقابلہ میں بالکل زبوں اور ہیچ ہے اور جتنی چیزیں ظاہر میں معلوم ہوتی ہیں ان سب صورتوں میں انکے معنے کا تصرف ہے (معنی سے قدرت الٰہی اور تصرف خداوندی مراد ہے) مطلب یہ کہ جو کچھ ظاہری صورتوں یعنے متعینات سے افعال صادر ہوتے ہیں یہ فی الحقیقت صورتوں سے نہیں بلکہ معنی یعنے قدرت اور تصرف الٰہی سے صادر ہوتے ہیں کیونکہ صورتیں خود اپنی ذات اور وجود میں محتاج ذات مطلق ہیں پھر صفات اور افعال میں بدرجۂ اولے اسکی محتاج ہونگی چنانچہ آسمان کو جس چیز نے سرنگوں اور مسافر متحرک کر رکھا ہے وہ معنی آسمان یعنے تصرف الٰہی ہے کیونکہ ہر چیز میں اسکی معنے کا تصرف ہے

	تو قیاس از چرخ دولابی بگیر		گردش ست از کیست از عقل منیر
ترجمہ	چرخ دولابی پہ تو کر لے قیاس		تا کہے گردش کا حال اے خوش اساس

شرح دولابی بیائے معروف و مجہول دونوطرح درست ہے یعنے ایمخاطب تو گردش فلک کو گردش دولاب پر قیاس کر تاکہ گردش دینے والے کا حال معلوم ہو جائے اور یہ بھی ظاہر ہو کہ دولاب کی گردش کس چیز سے ہے

صادر ہوتی ہے اگر تجھے دولاب کا گردش دینے والا معلوم نہین تو ہمسے سن لے دولاب کی گردش عقل روشن کی طرف سے صادر ہوتی ہے یعنی دولاب بنانیوالون کی عقل نے دولاب مین گردش کرنے کی قوت پیدا کردی اس لحاظ سے گویا عقل ہر دولاب کا گردش دینے والا کوئی شخص مجسم ہوتا ہے مگر فی الواقع اصلی محرک اسکی عقل ہے بس توجسطرح عقل محرک دولاب ہے اسیطرح عقل کل (تصرف الٰہی) محرک آسمان ہے یا دوسرے مصرع کے یہ معنے ہین کہ دولاب کی گردش کسکی طرف سے صادر ہوتی ہے اسکا گردش دینے والا کون ہے اینحا طب اس سوال کا جواب اپنی عقل روشن سے پوچھ لے عقل خود تجھے بتادیگی کہ جسطرح بلا محرک کے گردش دولاب ناممکن ہے اسیطرح بلا تصرف ذات الٰہی آسمان کی گردش غیر معقول ہے کیونکہ کوئی فعل بلا فاعل وقوع مین نہین آسکتا

گردش این قالب ہمچون سپہر		ہست از روح مسترے سپہر	
ترجمہ	گردش قالب پہ کر لیجے نظر	روح کے باعث سے ہے یہ سر بسر	

شرح گردش سے حرکات و افعال مراد ہین یعنی تیرے اس جسم کی گردش جو روح کے لیئے بمنزلہ سپر بنا ہوا ہے روح پنہان کی بدولت ہے روح جسم مین نہو تو جسم سے کوئی فعل صادر نہین ہوسکتا۔ بس توجسم بمنزلہ صورت ہے اور روح اسکے لیئے بمنزلہ معنی کیونکہ روح امر ربی ہے جو خدا کے حکم سے جسم مین متصرف ہے بدن کو سپر روح اسلیئے کہا ہے کہ بدن حتی الامکان اکثر آفتین اپنے اوپر جھیل کر روح کو بچاتا رہتا ہے ہان یہ سپر جب بودی اور کمی ہوجاتی ہے اور صدمۂ حوادث روح تک پہنچ جاتا ہے تو وہ بدن کو چھوڑ کر نکلجاتی ہے۔

گردش این باد از معنی اوست		ہمچو چرخے کو اسیر آب جوست	
ترجمہ	ہے ہوا پابستۂ معنے ہوُ	جسطرح دولاب اسیر آب جو	

شرح حکما کے نزدیک عقل فعال عقل عاشر یعنے دسوین فرشتے کو کہتے ہین جسنے تمام افراد عالم کو پیدا کیا ہے اور جبرئیل انکے نزدیک یہی عقل فعال ہے اللہ تعالےٰ اسیکے واسطے سے تمام اشیاء اور عناصر پر متصرف ہے اور اہل تحقیق ملکوت اور قدرت الٰہی کو عقل فعال کہتے ہین چنانچہ سُبْحَانَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ (یعنے خدا وہ پاکذات ہے جسکے قبضہ مین ہر چیز کی بادشاہی ہے) سے ظاہر ہے۔ اس آیت مین ملکوت بمعنے قدرت وسلطنت ہے غرض کا مطلب یہ ہے کہ ہوا کی گردش اُسکے معنے کے سبب سے ہے یعنے چونکہ قدرت الٰہی اُسمین متصرف ہے اسلیئے ہوا کو حرکت ہوتی ہے اور اسکے مثال ایسی ہے جیسا کہ آٹا پیسنے کی چکی جو مقید ہے جو چلتی ہے جب تک نہر مین سے پانی نہ آئیگا ہرگز نہ چلیگی جرچے بیائے مجہول۔ بمعنے آسیا ہے اور اسیر بمعنے مقید و محتاج

جز ز مدو دخل و خرج این نفس		از کہ باشد جز ز جان اے پر ہوس	
ترجمہ	آنا جانا سانس کا اے پُر ہوس	یہ سمجھ لے روح کے باعث ہے بس	

شرح یعنے سانس کا کم ہونا اور بڑہنا اور آنا اور جانا خود سانس کا فعل نہین ہے ایمخاطب پر ہوس تحقیق معانی یہ سب روح کی جانب سے ہے اور روح امر ربی ہے جب روح متحرک ہوتی ہے تو سانس کو بہی حرکت ہوتی ہے اور اُس سے ہلکی یا بہاری آوازین نکلتی ہین جرز و مد وغیرہ سے چپکے چپکے باتین کرنا اور آہستگی سے بولنا اور ذرا آواز سے کچہ کہنا اور چلا کر الفاظ نکالنا مراد ہے مطلب یہ کہ یہ سب صفتین سانس کے ذاتی اوصاف نہین ہین بلکہ حسب خواہش روح سانس الفاظ کی صورت بنکر نکلتے ہین کبہی زور سے کبہی آہستگی سے

	گاہ جیمش میکند گہ حا و دال	گاہ صلحش میکند گاہے جدال	
ترجمہ	جیم کرتی ہے کبہی گہ حا و دال	صلح کرتی ہے کبہی گاہے جدال	

شرح یعنے کبہی روح سانس کو جیم کر دیتی یعنے کبہی سانس سے لفظ مفرد نکلتا ہے اور کبہی حا و دال کر دیتی ہے یعنے اُس سے الفاظ مرکب نکلتے ہین حا کے بعد واو عاطفہ بمعنے مع ہے تاکہ مفرد اور مرکب کا تقابل صحیح ہو جائے اور کبہی اُس سے ایسے الفاظ نکلتے ہین جو باعث صلح و محبت ہوتے ہین اور کبہی ایسے جو موجب جنگ و جدال ہین۔ دوسرے معنے یہ ہین کہ سانس سے کبہی مفرد لفظ نکلتا ہے۔ مثلاً جیم اور کبہی اُسی جیم کو دال سے مرکب کر کے جدال بنا دیتی ہے۔ اور کبہی اس سے فقط حا نکلتی ہے مگر اُسکو صاد و لام سے مرکب کر کے صلح کر دیتی ہے اور تیسرے معنے یہ ہین کہ کبہی جیم اور حا اور دال کو مرکب کر کے لفظ جحد نکالتی ہے جو بمعنے انکار ہے اور کبہی صلح کر لیتی ہے

	گہ یمینش مے برد گاہے یسار	گہ گلستان میکند گاہیش خار	
ترجمہ	گہ یمین لیجاتی ہے گاہے یسار	گہ گلستان کرتی ہے گہ اُسکو خار	

شرح یعنے روح سانس کو کبہی یمین یعنے دہنی طرف لیجاتی ہے اور کبہی یسار یعنی بائین طرف اور کبہی اُسے گلستان کر دیتی ہے اور کبہی خار لفظ یمین و یسار اور گلستان و خار سے یا تو یہی خاص الفاظ مراد ہین جو سانس سے نکلتے ہین یا یمین و گلستان سے مقالات حسنہ اور یسار و خار سے الفاظ قبیحہ مراد ہین۔

	ہمچنین این آب را یزدان پاک	کرد بر فرعون خون سہمناک	
ترجمہ	کر دیا اللہ نے فرعون پر	دیکہہ لے پانی کو خون پُر خطر	

شرح گزشتہ اشعار مین اس بات کا ذکر تہا کہ تمام اشیاء مین افعال معتاد اللہ تعالے کی قدرت سے پیدا ہوتے ہین اب مولانا قدس سرہ یہ فرماتے ہین کہ جسطرح اللہ تعالے اشیا مین افعال معتاد کے پیدا کرنے پر قادر ہے اسیطرح غیر معتاد تاثیرات اور عادات پر بہی قدرت رکہتا ہے۔ مثلاً اسی پانی کو جو ہم تم پیتے ہین اللہ تعالے نے فرعون اور اُسکی قوم کے لیئے خون بنا دیا تہا چنانچہ قرآن مجید مین ہے فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الطُّوفَانَ الی آخر الآیہ یعنی ہمنے قوم فرعون پر طوفان اللہ ٹڈیون اور چچڑیون یا جوؤن اور مینڈکون اور خون کا عذاب بہیجا قبطیون نے جب

حد سے زیادہ احکام الٰہی اور حضرت موسےٰ کی نافرمانی کی تو سات دن تک مینہہ برسا اور قبطیون کے گہر ڈوب گئے اور اُنہون نے عاجز ہوکر حضرت موسےٰ سے دعا کرائی اور مینہہ کہل گیا مگر قبطیون نے پہر سرکشی کی اللہ تعالےٰ نے ٹڈیان بہیجین کہ اُنکی تمام کہیتیان اور درخت چاٹ گئین پہر چچڑیون یا جوؤن کو بہیجا جو کہانے سے لیکر پانی تک تمام چیزون مین بہر گئین پہر مینڈکون کو بہیجا یہ تمام کہانے پینے مین پہیل گئین پہر خون کو حکم دیا یہانتک کہ تمام دریائے نیل اور سارے کوؤن اور مشکون کا پانی خون بنگیا۔ قبطی بنی اسرائیل کے آدمیون سے اپنے منہ مین کلیان کرایا کرتے تہے لیکن پانی کی کلی جب تک اسکے منہ مین تہی پانی تہی اور جب قبطی کے منہ مین جاتی تہی خالص خون بنجاتی تہی ہر عذاب مین ایک مہینہ کا فاصلہ ہوتا تہا اور ہر عذاب متواتر سات دن تک رہتا تہا اللہم احفظنا من کل بلاء الدنیا وعذاب الآخرۃ

	ہمچنین این باد ایزدان ما	کردہ بد بر عاد ہمچون اژدہا	
ترجمہ	ہوگئی حکم الٰہی سے ہوا	عاد کے حق مین بشکل اژدہا	

شرح یعنی جسطرح اللہ تعالےٰ نے قبطیون کے حق مین پانی کو خون کردیا تہا اسیطرح ہوا کو قوم عاد کے حق مین اژدہا بنادیا تہا یعنے ہوا نے اُنکو اسطرح ہلاک کردیا تہا جسطرح کسی کو اژدہا ہلاک کردیتا ہے۔

	باز ہم این باد را بر مومنان	کردہ بد صلح و مراعات و امان	
ترجمہ	اور اسی کو بہر حفظ مومنان	کردیا صلح و مراعات و امان	

شرح یعنے اللہ تعالےٰ نے جس ہوا سے قوم عاد کو ہلاک کردیا تہا اسی ہوا کو مومنون کے حق مین باعث امان اور موجب نگہبانی اور دوست بنادیا جو ہوا کافرون سے لڑرہی تہی اُسی نے مومنون سے صلح کرلی تہی قوم عاد پر اُنکی سرکشی کے سبب ہوا کا عذاب بہیجا گیا سات رات اور آٹہہ دن مین تمام قوم عاد ہلاک ہوگئی اور اُنکے پیغمبر حضرت ہود مع ایمان والون کے اُسی ہوا مین سلامت رہے نکتہ معنوی طور پر ان اشعار کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالےٰ جسطرح تمام چیزون (مثلاً پانی یا ہوا) وغیرہ) مین اُنکا معتاد اثر پیدا کرتا رہتا ہے اسیطرح غیر معتاد اثر پیدا کرنے پر بہی قادر ہے اُسے پوری قدرت ہے کہ موٹے موٹے ٹہنون یعنے متکبرون کو ہلاک کردے اور ذلیل گہاس یعنے عاجزونکو قایم رکہے چنانچہ اُسنے ہمیشہ ایسا ہی کیا ہے

	گفت المعنی ہو اللہ شیخ دین	بحر معنی ہاست رب العالمین	
ترجمہ	یاد رکہنا ہے یہ قول شیخ دین	بحر معنی ہے وہ رب العالمین	

شرح شیخ دین سے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ مراد ہین جنکا قول ہے ؎

فالکل عبارۃ وانت المعنی ٭ یا من ہو للقلوب مقناطیس ٭ یعنے اے خدا ہر شے عبارۃ یعنے ظاہری صورت ہے

اور تو اس صورت کے لیئے بمنزلہ معنی ہے مثنوی کے شعر کا یہ مطلب ہے کہ چونکہ ہر چیز مین اُسکے معنے (یعنے قدرت الٰہی) کا تصرف ہے اسلیئے شیخ دین حضرت جنید بغدادی نے فرمایا ہے کہ معنی سے مراد ذات الٰہی ہے جو دریائے معانی ہے یعنے عالم مین بلا واسطہ یا بواسطہ متعینات متجلی اور متصرف ہے اور یہ تمام ظاہری صورتین اُسی معانی کی پہچان کے لیئے پیدا ہوئی ہین نیز شیخ دین سے شیخ اکبر محی الدین بن عربی بھی مراد ہو سکتی ہین کیونکہ بعض شارحین نے حضرت جنید والے شعر کو انہین شیخ اکبر کی طرف منسوب کیا ہے

	جملہ اطباق زمین و آسمان		ہمچو خاشاکے دران بحر روان	
ترجمہ	کل زمینین اور یہ افلاک سب		بحر مین ہین صورت خاشاک سب	

شرح کوئی شخص یہ کہتا تہا کہ جب متصرف اور قادر اللہ تعالے ہے تو یہ ظاہری صورتین کالعدم سمجھنی چاہئین حالانکہ مشاہدہ اُنکے تصرف و تاثیرات کی گواہی دے رہا ہے مولانا اسکا جواب دیتے ہین کہ تمام زمین و آسمان کے طبقے اُس بحر معانی مین خاشاک اور تنکے کی طرح ہین۔ یعنے تمام ظاہری صورتون مین ذات الٰہی بمنزلہ معنی ہے اور اس معنی کے سامنے صورت ایسی حقیر چیز ہے جیسا دریا مین تنکا جو حرکت مین دریا کا محتاج ہے

	حملہ ہا و رقص خاشاک اندر آب		ہم ز آب آمد بوقت اضطراب	
ترجمہ	آب مین یہ تیرنا خاشاک کا		حرکت آبی سے حاصل ہو گیا	

شرح حملہ بالفتح آہنگ جنگ کو کہتے ہین مگر یہان بمعنے مطلق ارادہ ہے نیز حِملہ بالکسر و ضم تکلف اور وقت کے ساتہ ایک جگہ سے دوسری جگہ چلنے کو کہتے ہین یہان یہ پچھلے معنے نہایت حسپان ہین اور مطلب شعر یہ ہے کہ خاشاک کا ارادہ اور ایک جگہ سے دوسری جگہ چلنا اور رقص یعنے اُسکی تمام حرکتین دریا ہی کی طرف سے ہین یعنے جسوقت پانی مین حرکت ہوتی ہے خاشاک بہی متحرک ہو جاتا ہے اور جب پانی ٹہہرتا ہے تو تنکا بہی ٹہہرا رہتا ہے اسیطرح تمام موجودات اور صورتون کے حرکات و سکنات ذاتی نہین ہین بلکہ اللہ تعالے کی طرف سے ہین محرک حقیقی اور معنی وہی ہے۔ ترکیب مین بوقت اضطراب آب کے متعلق ہے

	چونکہ ساکن خود ہدش کرد از مرا		سوے ساحل افگند خاشاک را	
ترجمہ	چاہتا ہے اُسکو ٹہہرانا اگر		سوے ساحل پھینکتا ہے سر بسر	

شرح مرا بمعنے جنگ و برابری و جدال و خودنمائی۔ یہان پچھلے معنے مراد ہین۔ یعنے جب دریا یہ چاہتا ہے کہ خاشاک کو خودنمائی سے جدا کر دے تو اسکو کنارہ پر پھینکدیتا ہے اسیطرح اللہ تعالے جب چاہتا ہے کہ متکبر اور معجب اور مغرور شخص سے خودنمائی کو دفع اور اسکے دعوے برابری اولیاء اور جدال انبیاء کو دور کرے تو اُسکو اپنی رحمت سے جدا کر کے ہلاکت کر دیتا ہے۔

	چون کشد از ساحلش در موجگاہ		آن کند با او کہ صرصر با گیاہ
ترجمہ	اور جب ساحل سے اسکو کھینچ لے		تب وہ کرتا ہے جو صرصر گھاس سے

شرح یعنے جب دریا خاشاک کو ساحل سے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے تو اُسکی سا تھ معاملہ کرتا ہے جو ہوا گیاہ سے کرتی ہے اور یہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ باد تند بڑے شاخون کی دشمن ہے اور گیاہ کو قایم اور تر و تازہ رکھتی ہے۔ اسیطرح جب اللہ تعالے کسی کو ساحل بشریت سے دریائے فنا کی طرف کھینچ لیتا ہے تو اُسکو تر و تازہ کرکے مرتبۂ بقا عنایت کردیتا ہے بعض نسخون مین صرصر کی جگہ آتش ہے یعنے جسطرح آگ گیاہ کو فنا کردیتی ہے اور اُسکی خرمن ہستی کو جلا ڈالدیتی ہے اسیطرح دریا خاشاک کو اور اللہ تعالے اپنے خاص بندون کو محو ذات کردیتا ہے۔ لیکن خاکسار شارح کے نزدیک صرصر گیاہ باہ چیپان اور مناسب مقام ہے دوسرے معنے یہ ہین کہ اللہ تعالے جب قلوب عشاق کی تسکین چاہتا ہے تو اُنکو عالم محو اور فنا سے نکالکر ساحل بشریت کی طرف پھینکدیتا ہے اور جب اُنہین متحرک و مضطرب کردینا پسند فرماتا ہے تو اپنے عشق اور فنا کی طرف کھینچ لیتا ہے اسلیئے بحر معانی مین کبھی وہ موجین اُٹھتی ہین جو مجنون مین تہین اور کبھی وہ جو لیلی مین۔ نتیجہ یہ نکلا کہ سلطان اور رعیت زمین اور آسمان ابلیس اور آدمؑ موسےٰ اور بلعم ہاروت اور ماروت ملائک اور انسان دنیا اور آخرت جنت اور نار۔ حور اور قصور سب کے سب مظاہر اسما و صفات اور قدرت الٰہی کے قبضہ مین ہین۔

	این حدیث آخر ندارد باز زان		جانب ہاروت و ماروت ایجوان
ترجمہ	یہ سخن بے انتہا ہے سیر مجان		قصۂ ہاروت سن لے ایجوان

شرح یعنی تصرف و قدرت الٰہی کا بیان غیر متناہی ہے اے حسام الدین اب اپنی طبیعت کو قصۂ بالا کی جانب متوجہ کر

بقیہ قصۂ ہاروت و ماروت

	باقی قصۂ ہاروت و ماروت و نکال و عقوبت ایشان ہم در دنیا		
ترجمہ	ہاروت اور ماروت کے قصہ کا بقیہ اور دنیا ہی مین اُنکے مبتلائے تکلیف و عذاب ہونیکا حال		

شرح اگر لفظ ہم دنیا کے متعلق ہون تو یہ شبہ ہوتا ہے کہ ہاروت و ماروت کو جسطرح آخرت مین عذاب ہوگا اسیطرح دنیا مین بھی ہوا حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ وہ آخرت کے عذاب سے بری ہین اسلیئے لفظ ہم نکال و عقوبت کے متعلق ہے یعنی ہاروت و ماروت کا قصہ اور نیز اُنکے دنیا مین مبتلائے عذاب ہونیکا حال۔

	چون گناہ و فسق خلقان جہان		بیشہ سے بر ہر دو روشن آن زمان
ترجمہ	جبکہ عصیان ہائے مخلوق جہان		نور حق سے ہوتے تھے اُنپر عیان
	دست خائیدن گرفتندے بخشم		لیک عیب خود نہ دیدندے بچشم
ترجمہ	غصہ کھاکر کاٹتے تھے اپنے ہاتھہ		پر نہ دیکھا عیب جو تھا اُنکے ساتھہ

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ جب ہاروت و ماروت نے مخلوق جہان کے گناہ دیکھے اور اُن دونو پر گنہگارون کے حالات روشن ہونے لگے تو اُنہون نے اپنے ہاتھ چبالیے اور انسانون کی نافرمانی پر اُنہین بہت غصہ آیا لیکن اپنی آنکھون سے اپنا عیب نہ دیکھ سکے بلکہ دوسرون ہی کو عیب ناک خیال کیا یعنے اُنکی نظر اسپر نہ پڑی کہ دوسرونکا عیب دیکھنا خود معیوب صفت ہے نکتہ ہاروت و ماروت پر مخلوق کا حال یا تو اسلیے روشن ہوتا تہا کہ یہ دونو فرشتے تہے اور حکم الہی سے احوال مخلوق اُنپر ظاہر ہوجاتا تہا یا اسلیے کہ وہ تہے تو انسان مگر صاحب کشف اور کرامات اور روشن ضمیر تہے اور اپنے عیب پر آنکھ نہ ڈالنے کے یہ معنے ہین کہ اُنہون نے اپنی ریاضت و مجاہدہ اور تقدس کے مقابلہ مین گنہگارون کو نہایت ذلیل سمجہا حالانکہ یہ سراسر عیب ہے اگر ہاروت و ماروت کو انسان مانا جائے تو اُنکا عجب و تکبر قرین قیاس ہے کیونکہ یہ دونو صفت انسانی ہین اور اگر فرشتہ مانا جائے تو اُنکے عجب و تکبر کی ایسی مثال ہے جیسا کہ فرشتون نے اپنی تسبیح و تقدیس کے مقابلہ مین حضرت آدم کی پیدایش پر اعتراض کیا تہا مگر اتنا فرق ہے کہ فرشتون نے اپنے فعل سے بہت جلد توبہ کرلی تہی اور ہاروت و ماروت مین عجب و تکبر جاگزین ہوگیا تہا۔

	خویش در آئینہ دید آن زشت مرد		رو بگرداند از ان و خشم کرد
ترجمہ	آئینہ مین دیکھکر وہ اپنا منہ		غیر پر کرتا ہے غصہ۔ کالا ملمہ

شرح یعنے ہاروت و ماروت کے ناخوش ہونے اور لوگون کے عیوب دیکھکر غضبناک ہوجانے کی ایسی مثال ہے جیسا کسی نے آئینہ مین اپنا بُرا چہرہ دیکھا اور غضبناک ہوگیا مطلب یہ کہ اُنہون نے لوگون کی بُرائی کو ایسا مکروہ جانا گویا اُنہین کی بُرائی تہی یا اسکی ایسی مثال ہے کہ کسی شخص نے آئینہ مین اپنا بُرا چہرہ دیکھکر تو چشم پوشی کی اور دوسرے کو بدصورت دیکھکر غضبناک ہوگیا جو سراسر خلاف انصاف ہے۔

	خویش بین چون از کسے جرمے بدید		آتشے در وے ز دوزخ شد پدید
ترجمہ	خویش بین اور دونکو پاکر پُر قصور		آتش دوزخ مین جلتا ہے ضرور

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے خود بین اور متکبر آدمی کا قاعدہ ہے کہ جب دوسرے کو مجرم دیکھتا ہے تو اُسکے تن بدن مین آگ لگ جاتی ہے اور نہایت غصہ آتا ہے گویا جسم مین دوزخ کے شعلہ بہرے ہوے ہین یہ غیرت نفسانی کی آگ ہے کہ آدمی گناہ پر دوسرے کو توبیخ کرے اور اپنے عیب چہپانے کی کوشش کرتا رہے حالانکہ حدیث شریف مین ہے عرض المؤمن کدمہ یعنے مومن کی آبرو دریدی خونریزی کی برابر ہے

	حمیت دین خواند او این کبر را		ننگرد در خویش نفس گبر را
ترجمہ	اور اسکو جانتا ہے شرم دین		نفس پر اپنے نظر کرتا نہین

شرح حمیت بفتح حا مخفف حمیّت بمعنے غیرت ہے یا یہ لفظ حمیت بکسر حا و سکون میم بمعنے حفاظت و نگہداشت و حکم پرہیز ہے یعنے متکبر اور خود بین شخص جو دوسرون کے گناہ دیکھکر اُنپر غصہ کرتا ہے اُسنے اس غصہ کا نام حمیت دین یا حفاظت اسلام رکھہ لیا ہے حالانکہ یہ حمیت دینی نہین ہے بلکہ حمیت نفسانی ہے دینی غیرت اسکا نام ہے کہ آدمی خود بہی خویشتن بینی اور تکبر سے توبہ کرلی اور اپنے نفس کافر کی حالت کو دیکھے کہ اُسمین غیرت دینی کا مادہ ہے یا حمیت نفسانی کا پہلے مصرع مین کبر بمعنے تکبر اور دوسرے مین گبر بمعنے کافر ہے نکتہ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ نہی عن المنکر گناہون سے روکنا حمیت نفسانی اور تکبر نہین ہے کیونکہ مسلمان کو چاہیئے کہ دوسرے کو مبتلائے عصیان دیکھکر ضرور منع کرے۔ اور تم اسکو غیرت نفسانی اور خویشتن بینی کہتے ہو۔ اسکا جواب یہ ہے کہ آدمی غیرت ایمانی اور نفسانی مین فرق کرے بلا تجسس و تفحص اگر کسیکو مبتلائے معاصی دیکھے تو ضرور منع کرے اسکا نام ایمانی حمیت ہے اور اگر تجسس کرکے گناہگار کو ذلیل اور اپنے آپکو تقدس مآب سمجھے تو نفسانی حمیت ہے کیونکہ اسکا نفس اپنے پاکی اور دوسرے کی برائی کرنا چاہتا ہے اسی نصیحت منظور نہین ہے

	حمیت دین را نشان دیگرست		کہ ازان آتش جہانے اخضرست
ترجمہ	اور کچھ ہے غیرت دین کا نشان		ہے ہرا اس آگ سے سارا جہان

شرح یعنی غیرت نفسانی اور ہے اور غیرت دینی اور غیرت دینی بہی اک آگ ہے مگر ایسی آگ کہ جو حضرت ابراہیم کی آگ کی طرح سارے جہان کو سرسبز کردیتی ہے اسمین شک نہین کہ اسی دینی غیرت نے تمام عالم کو سرسبز کر رکھا ہے کیونکہ دینی حمیت یا حرارت نہوتی تو انبیاء اور اُنکے خلفا ہرگز ہدایت نہ کرسکتے اور دین کی کہیتی کبہی سرسبز نہوتی دینی حمیت یہ ہے کہ آدمی گنہگارون کو نرمی سے سمجھائے اور اُنہین گناہون کے بدلے مین عذاب سے ڈرائے

	گفت حق شان گر شما روشن گرید		سیہ کاران مغفل منگرید
ترجمہ	حق نے فرمایا۔ جو ہو روشن ضمیر		کیون گنہگارون کو رکھتے ہو حقیر

شرح گزشتہ شعر بطور نصیحت عامہ تہے اور یہان سے پہر قصہ کی طرف رجوع ہے روشن گر بمعنے منور ہے یعنے روشن گشتہ چنانچہ سرمہ سا بمعنے سرمہ سائیدہ یعنے فاعل بمعنے مفعول اور مغفل بمعنے غفلت شعار ہے یعنے اللہ تعالے نے ہاروت و ماروت سے یہ کہا کہ اگر تم ملکوتیت یا ریاضت کے سبب روشن ضمیر ہو تو گنہگارون اور غفلت شعارون کو نظر حقارت سے نہ دیکھو کیونکہ میری رحمت نہایت وسیع اور میرے غصہ پر غالب ہے

	شکر گوئید اے سپاہ و چاکران		رستہ اید از شہوت و از چاکران
ترجمہ	شکر کرنا چاہیئے ہے اے سپاہ		تم نہین پابند حرص و شرمگاہ

شرح پہلے مصرع مین سپاہ بمعنے لشکر اور چاکران جمع چاکر ہے بمعنے نوکر اور دوسرے مین چاکران بمعنے

سوراخ ران ہے یعنے شرمگاہ زنان مطلب یہ کہ اللہ تعالے نے ہاروت اور ماروت سے یہ فرمایا کہ اے میرے لشکریو (فرشتو) اور اے میرے نوکرو (خاص بندو) تم ہمارا شکر کرو کہ ہر قسم کی خواہش نفسانی اور جماع کی لذت سے نجات پائے ہوے ہو اگر تمہین بہی انسانی خواہشین دیجاتین تو غالباً گناہ مین مبتلا ہو جاتے

	گر ازان معنی نہم من بر شما	مر شما را بیش نپذیرد سما
ترجمہ	خواہشین کردون اگر تم مین نہان	کب قبولے تمکو اوج آسمان

شرح ازان معنی کا اشارہ خواہشات انسانی کی طرف ہے یعنے اللہ تعالے نے فرمایا کہ اے ہاروت و ماروت اگر مین تم مین انسانی خواہشین پیدا کردون تو تمہین آسمان نہ قبولے یعنے تم گناہون مین مبتلا ہوکر بلند مراتب کی طرف زیادہ ترقی نہ کرسکو یا عالم ملکوت کی طرف چلنے کے لیئے دنیا سے دو قدم آگے نہ بڑہ سکو مطلب یہ کہ اگر تم مین ہمارا دیا ہوا تقدس نہو تو تم روحانی مراتب مین ترقی نہین کرسکتے اسلیئے اپنے زہد و تقدس پر مغرور نہ بنو ورنہ اپنے مرتبہ سے گر جاؤگے اور اس تکبر کی سزا پاؤگے

	عصمتے کہ مر شما را در تن ست	آن ز عکس عصمت و حفظ منست
ترجمہ	تم مین عصمت ہے فقط میرے سبب	میرے ہی باعث ہو تم معصوم سب

شرح یعنے اللہ تعالے نے فرمایا کہ اے ہاروت و ماروت وہ عصمت جو تمہین عطا کی گئی ہے میری عصمت اور حفاظت کا عکس ہے تمہاری ذاتی عصمت نہین ہے اسلیئے ہمارے عطیہ پر مغرور نہ بنو۔

	آن ز من بینید نہ از خود بین مبین	تا نچربد بر شما دیو لعین
ترجمہ	تم مین جو عصمت ہے وہ ذاتی نہین	ڈالتا ہے وسوسہ دیو لعین

شرح نز مخفف نہ از ہے اور چربد کی جگہ بعض نسخون مین چیرد ہے معنے دونو کے ایک ہین یعنے اے ہاروت و ماروت اُس عصمت کو میری طرف سے خیال کرو اور خبردار خبردار اپنی طرف سے نہ سمجہو تاکہ تمپر شیطان لعین غالب نہ آجائے اور تم متکبر نہو جاؤ چربیدن بمعنے غالب ہونا اور چیرد بمعنے چیرہ و غالب شود مصنوعی فعل ہے اور یہ شعر بہی گزشتہ اشعار کی طرح اللہ تعالے کا مقولہ ہے۔

	آنچنان کان کاتب وحی رسول	دید در خود حکمت و نور وصول
ترجمہ	جسطرح وہ کاتب وحی رسول	جانتا تہا خود مین انوار وصول

شرح یعنی اے ہاروت و ماروت کہین ایسا نہو کہ تم عصمت کو ذاتی سمجہ لینے کے سبب متکبر ہو جاؤ اور تمپر شیطان اسطرح غالب آجائے جسطرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اُس کاتب وحی پر غالب آگیا تہا جسکا قصہ گزر چکا ہے کہ اُسنے حکمت اور نور وصول الے اللہ کو ذاتی سمجہ لیا تہا اور اسلیئے مرتد ہو گیا تہا

	خویش را ہم صوت مرغان خدا		می شمرد آن بد صفیرے چون صدا
ترجمہ	خود کو ہم آواز مرغانِ خدا		جانتا تھا اور وہ تھی اک صدا

شرح یعنے اُس کاتبِ وحی نے اپنے آپ کو انبیا کا مقابل جانا اور اُنکی آواز اور زبان کو اپنی آواز اور زبان سمجھا۔ حالانکہ یہ آواز یعنے تبارک اللہ احسن الخالقین جو اُس سے صادر ہوی تھی صدائے کودکی مانند تھی جو پہاڑ کی جانب منسوب تو ہوتی ہے مگر فی الواقع پہاڑ کی آواز نہین ہوتی بلکہ غیر شخص کی ہوتی ہے اسیطرح یہ آواز صاحب وحی کی تھی جو برکتِ مصاحبت اسپر منعکس ہوگئی تھی۔ مرغان خدا سے انبیا مراد ہین اور اُنکی آواز وحی الٰہی ہے اور صفیر طائر کی سی اُس آواز کو کہتے ہین جو صیاد طائرون کو دھوکا دینے کے لیئے زبان سے نکالتا ہے اور اُنہین گرفتار کر لیتا ہے بس تو جسطرح صیاد کی آواز فی الواقع طائر کی آواز نہین ہوتی اسیطرح اُس کاتبِ وحی کی آواز ذاتی نہ تھی بلکہ وحی الٰہی کا عکس تھا اور وہ اسے ذاتی آواز سمجھکر گمراہ ہوگیا تھا۔

	لحن مرغان را اگر واصف شوی		بر مرادِ مرغ کے واقف شوی
ترجمہ	بولکر تو طائرون کی بولیان		واقف اُنکے دل سے ہوتا ہے کہان

شرح یعنے ہمنے مانا کہ تو جانورون کی آواز کا واصف (بیان یا نقل کرنیوالا) ہوسکتا ہے یعنے جانورون کی بولی بول سکتا ہے مگر اِس سے یہ لازم نہین آتا کہ تو جانورون کی مراد سے بھی واقف ہوجائیگا۔ مثلاً بلبل کی بولی بولنے والا یہ بات ہرگز نہین بتا سکتا کہ بلبل کا فلان ترانہ فراقِ گل سے تعلق رکھتا ہے یا عالمِ وصال کی بیخودی سے متعلق ہے کیونکہ نقال کو اصلی حال معلوم نہین ہوسکتا۔ بلکہ آواز کی نقل لفظ بلا معنی کا نام ہے اسیطرح اگر کوئی شخص مرغان الٰہی یعنے انبیا و اولیا کی اصطلاحین یا کلمات یاد کرلے تو اُنکے معنی و اسرار سے واقف نہین ہوسکتا بلکہ اُسکا کلام صرف ایک بے معنی آواز کے مانند ہے۔

	گر بیاموزی صفیر بلبلے		تو چہ دانی کو چہ گوید با گلے
ترجمہ	سیکھ لے بلبل کی گر آواز تو		اُسکا گل کا جانے گا کیا راز تو

شرح یعنے اگر کوئی بلبل کی سی آواز بنا کر اُسکی بولی بولنے لگے تو اس آواز سے تجھے یہ ہرگز معلوم نہ ہوگا کہ گل سے بلبل اسطرح کا راز و نیاز اور کسیطرح کا عشق رکھتا ہے اور فریاد و زاری یا مناجات عرض حاجات سے اُسکا کیا مطلب ہے کیونکہ بلبل کی بولی بولنے والا گل سے کسی قسم کا باطنی تعلق نہین رکھتا۔ اسیطرح ایمخاطب تو انبیا اور اولیا کے کلمات سیکھکر باغ وحدت کے ہمیشہ بہار گل کی کیفیت اور حالات سے مطلع نہین ہوسکتا۔

	ور بدانی باشد آن ہم از گمان		چون زلب جنبان گمانہائے کران
ترجمہ	علم بھی ہو تو گمان ہے سر بسر		ہے مثال اسکی گمان مردِ کر

شرح یعنے اگر تو یہ بات جان بہی لیگا اور سمجھ مین بہی آجائیگی کہ بلبل گل کے ساتہ کیسا تعلق رکہتا ہے تو یہ تیرا علم نہوگا بلکہ بیہودہ گمان ہوگا اور اس گمان فاسد کی مثال ایسی ہوگی جیسا کہ کسی لب ہلانے والے یا دوسرے شخص کی حرکت لب سے بعض الفاظ خاص کے متعلق کسی بہرے آدمی کا گمان ہوتا ہے حالانکہ حرکت لب سے بہرا یہ ہرگز نہین معلوم کو سکتا کہ لب ہلانے والے نے کیا کہا ہے۔ لفظ جنبان اسم فاعل ترکیبی ہے یا صیغہ امر ہے بمعنے مصدر یعنے جنبش لب یا جنبان صفت لب ہے بفک اضافت

	بہ عیادت رفتن کر بخانۂ ہمسایۂ بیمار و رنجیدن بیمار از وے
ترجمہ	ایک بہرے آدمی کا اپنے بیمار ہمسایہ کی عیادت کو جانا اور بیمار کا اُس سے رنجیدہ ہونا

شرح چونکہ پچھلے شعر مین بلبل کی بولی بولنے والے کو بہرے کے گمان سے تشبیہ دیگئی ہے اسی مناسبت سے ایک بہرے آدمی کا قصہ شروع کیا گیا ہے جو اپنے بیمار ہمسایہ کی عیادت کے لیئے گیا اور اُسے رنج دیا

	آن کرے را گفت افزون مایۂ	کہ ترا رنجور شد ہمسایۂ
ترجمہ	ایک بہرے سے یہ بولا مالدار	ہے ترا ہمسایہ بس بیمار و زار

شرح یعنی ایک افزون مایہ (مالدار آدمی) نے ایک بہرے سے یہ کہا کہ ترا فلان ہمسایہ بیمار ہے اُسکی عیادت کو جا کیونکہ بیمار کی عادت فرض کفایہ ہے اور تجہپر فرض عین ہے کیونکہ تو ہمسایہ ہے۔

	گفت با خود کر کہ با گوش گران	من چہ دریابم ز گفت آن جوان
ترجمہ	سوچکر دلمین یہ بہرے نے کہا	مین سنونگا اُس جوان کی بات کیا

شرح یعنے بہرے نے اپنے دلمین کہا کہ مین عیادت کو جاتا تو ہون مگر اُس نوجوان بیمار کی بات کیونکر سنونگا اور کسطرح سمجہونگا اور کیا جواب دیسکونگا کیونکہ مین بہرہ اور قوت سامعہ سے بالکل بے بہرہ ہون۔

	خاصہ رنجور و ضعیف آواز شد	لیک باید رفت آنجا نیست بد
ترجمہ	خاصکر جو ناتوان ہو سر بسر	کیا کہے گا چاہیئے جانا مگر

شرح یعنے بہرہ کہتا ہے کہ مین تندرست آدمی کی بات اُسوقت سمجہ سکتا ہون جبکہ وہ چیخ چیخ کر بولے پہر جس شخص کی عیادت کو جاتا ہون وہ تو بیمار اور ضعیف آواز اور کمزور ہے وہ میری اور مین اُسکی کیونکر سمجہ سکونگا لیکن چونکہ وہ میرا ہمسایہ ہے اسلئے عیادت کو ضرور جانا چاہیئے بلا عیادت چارہ نہین ہے بد عربی لفظ ہے بمعنے چارہ و علاج حدیث شریف مین ہے کہ اللہ تعالے فرمائیگا اے بندے ہم بیمار رہے تو ہماری عیادت کو نہ آیا اس سے عیادت مریض مراد ہے

	چون بہ بینم کان لبش جنبان شود	من قیاسے گیرم آن را از خرد
ترجمہ	جب ہلائے گا وہ لب بہر کلام	عقل سے اپنی سمجہ لونگا تمام

شرح یعنی عیادت کیلئے جانے سے پہلے بہرے نے اپنے دلمین یہ سوچ لیا کہ جب بیمار کے لب ہلین گے یعنے وہ کچھ کہیگا تو گو میرے کانون سے سُنائی نہین دیتا مگر مین جنبش لب کو اُسکے لب ہلنے سے اپنے ذہن مین بطور قیاس یہ سمجھ لونگا کہ اسنے فلان بات کہی ہے کیونکہ جب عیادت کو جاتے ہین تو بیمار سے معمولی باتین پوچھتے ہین اور بیمار معمولی ہی جواب دیتا ہے یعنے اپنی غذا اور بیماری اور طبیب کے تقرر وغیرہ کا حال بتا دیتا ہے۔ بہرے نے پہلے ہی سے دل مین ٹھان لی تھی کہ مین بیمار سے جب مزاج کی کیفیت پوچھونگا تو وہ ضرور یہ کہیگا کہ مین اچھا ہون کیونکہ اسلام کا یہی طریقہ ہے مین اسکے جواب مین الحمد للہ کہونگا غرضیکہ اسی قسم کا مسودہ گانٹھکر بہرہ اپنے بیمار ہمسایہ کی عادت کے لیے گھر سے چل نکلا

	من بگویم چونی اے محنت کشم		او بخواہد گفت نیکم یا خوشم
ترجمہ	مین کہونگا کیسے ہے مزاج		وہ کہیگا خوش ہون نہین اچھا ہون آج

شرح یعنے بہرہ کہتا ہے کہ مین جب اُس بیمار سے یہ پوچھونگا کہ اے محنت کش اور بیماری کی تکلیفین اُٹھانے والے تو کسطرح ہے تو غالبًا وہ یہی جواب دیگا کہ مین اچھا ہون تندرست ہون جیسا کہ اہل اسلام کا قاعدہ ہے

	من بگویم شکر چہ خوردی ابا		او بگوید شربتے یا ماش با
ترجمہ	مین کہونگا شکر ہے کھایا ہے کیا		وہ کہیگا کوئی شربت یا دوا

شرح پہلے مصرع مین لفظ ابا اگر بفتح الہمزہ ہے تو بمعنے اے پدر ہے کیونکہ اب عربی مین باپ کو کہتے ہین آخر مین الف ندائیہ بڑہایا گیا ہے اور اگر بکسر الہمزہ ہے تو بمعنے سان ہے ماش باشوربۂ ماش یعنے آب عدس کو کہتے ہین جو بیمارون کو دیا کرتے ہین یعنے بہرہ کہتا ہے کہ جب وہ بیمار اپنے آپ کو تندرست بتائیگا تو مین شکر الہی ادا کرنے کے بعد یہ کہونگا کہ اے باپ تو نے کیا کھایا تھا یا اے بیمار تو نے کیا غذا کھائی ہے وہ اسکے جواب مین کہیگا کہ مینے شربت یا دال کا پانی پیا ہے اس بہرہ کا مریض کو باپ کہنا ازراہ تعظیم ہمسائگی ہے۔

	من بگویم صحۃ نوشت کیستان		از طبیبان پیش تو گوید فلان
ترجمہ	مین کہونگا تجکو صحت ہو حبیب		نام کیا ہے کون ہے تیرا طبیب

شرح صحت کی تائے ملفوظہ کو حالت وقف مین ہائے سے موقوف سے بدل لیا ہے اور صحۃ نوش کی اضافت مقلوب ہے یعنے جب وہ کہے گا کہ مینے شوربۂ ماش کھایا ہے تو مین یہ کہونگا کہ یہ غذا تیرے لیئے شراب صحت ہے اب تو یہ بتا کہ طبیبون مین سے کونسا طبیب تیرے پاس موجود ہے۔ وہ کہے گا فلان۔ بعض نسخون مین صحۃ توست بلاآن ہے یعنے وہ شوربۂ ماش تیرے لیئے شراب صحت ہے بعض نسخون مین صح بصیغۂ ماضی ہے یعنے وہ غذا اچھی ہے خدا کرے تجکو نوش اور ہضم ہو لیکن اسصورت مین پیش تو کے بعد لفظ کیست محذوف ماننا پڑیگا۔

	من بگویم بس مبارک پایت او		چونکہ او آید شود کارت نکو
ترجمہ	مین کہونگا ہان مبارک پا ہے وہ		اک طبیب حاذق دیکھتا ہے وہ

شرح بہرہ کہتا ہے کہ جب بیمار یہ کہیگا کہ فلان طبیب میرا معالج ہے تو مین یہ کہونگا کہ وہ نہایت مبارک قدم ہے اب چونکہ اسکے قدم آگئے ہین اسلیئے تیرا کام ضرور بنجائیگا یعنے تو بالکل تندرست ہوجائیگا۔

	پائے او را آزمودستیم ما		ہر کجا شد میشود حاجت روا
ترجمہ	ہمنے اسکا آزمایا ہے قدم		وہ جہان جاتا ہے ہوتا ہے کرم

شرح بہرہ کہتا ہے کہ مین اس بیمار سے یہ کہونگا کہ اس طبیب کو ہمنے بارہا آزمایا ہے وہ جہان جاتا ہے بیمارون کی حاجتین پوری ہوجاتی ہین یعنی مریض بہت جلد شفایاب ہوجاتا ہے اے مریض تو بھی شفایاب ہوگا۔

	این جوابا تے قیاسی راست کرد		عکس آن واقع شد اے آزادمرد
ترجمہ	اُسنے سوچے جو قیاسی جواب		عکس اُنکا ہوگیا اے خوش خطاب

شرح یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے یعنی بہرے نے اسلاح کے قیاسی جواب ذہن نشین کر لیئے تھے مگر اے مخاطب واقعہ اسکے برعکس ہو یعنے بیمار نے کچھ اور کہا اور بہرے نے کچھ اور سمجھکر اُلٹے جواب دیئے۔

	گوشیار رنجور را خاطر ز کر		اندکے رنجیدہ بود اے پر ہنر
ترجمہ	گویا اُس بہرے سے دل بیمار کا		کچھ نہ کچھ پہلے ہی سے رنجیدہ تہا

شرح یعنی بہرے کے اُلٹے جواب دینے سے مریض ایسا بیزار ہوا گویا بہرے کی طرف سے اُسکا دل پہلے ہی کچھ کہا ہوا تہا

	کرد درآمد پیش رنجور نشست		بر سر او خوش ہمہ مالید دست
ترجمہ	آکے بیٹہا پاس بہرہ۔ الغرض		اور پوچہا اُس سے احوال مرض

شرح یعنی بہرہ یہ تمام منصوبے سوچ کر بیمار کی عیادت کو آیا اور پاس بیٹہکر اُسکے سر پر ہاتہ پھیرنے لگا۔

	گفت چونی گفت مردم گفت شکر		شد ازان رنجور پر آزار و نکر
ترجمہ	بولا وہ مرتا ہون یہ بولا کہ شکر		ہوگیا اس سے وہ پر آزار و نکر

شرح یعنے بہرے نے بیمار سے کہا کہ تو کس طرح ہے اُسنے جواب دیا کہ مین قریب ہلاک ہون بہرے نے کہا شکر ہے اس بے محل جواب سے بیمار کو باطنی تکلیف پہنچی اور اُسکا غصہ یا انکار بڑہ گیا یکر یعنے غصہ و انکار ہے

	لیک چہ شکرست این عدو با ما بتاب		او قیاسے کرد و آن کژ آمدست
ترجمہ	یعنے کیسا شکر یہ بکتا ہے کیا		جو قیاس اُسنے کیا اُلٹا ہوا

شرح یعنے مریض نے اپنے دل مین کہا کہ یہ شکر کا کونسا محل ہے شاید یہ بہرا باطنًا ہمارے طرف سے دل مین کچھ

رکھتا ہے دوسرا مصرع مولانا کا مقولہ ہے جسکا یہ مطلب ہے کہ اُس بہرے کا قیاس اُلٹا ہو گیا بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے۔ کاین چہ شکرست این حدیث مابدست + گر قیاسے کرد آن کج آمدست + اس صورت مین دونو مصرعے مقولۂ مریض ہین یعنے بیمار نے اپنے دل مین یہ کہا کہ اِس بہرہ کا بے محل شکر یہ دو حال سے خالی نہین یا تو یہ ہمارا دشمن ہے یا یہ کہ اسنے اپنے قیاس مین مجھے تندرست سمجھا ہے۔ حالانکہ یہ قیاس غلط ہے۔

	بعد ازان گفتش چہ خوردی گفت زہر	گفت نوشد یاد افزون گشت قہر
ترجمہ	پھر کہا کہا یا ہے کیا بولا وہ سم	بولا وہ ہو نوش تجکو دسمبدم

شرح یعنے بیمار بہرہ کے بیمحل شکر یہ سے بیزار تو ہو ہی گیا تہا جب بہرہ نے یہ کہا کہ تو نے کیا کہا یا ہے تو بیمار نے جھلا کر کہا کہ زہر کہا یا ہے بہرہ اپنے قیاس مین یہ سمجھکر کہ اسنے دال کے پانی کی طرف اشارہ کیا ہے یہ بول اُٹھا کہ خدا کرے تجکو ہضم ہو اس دوسرے بیمحل جواب کو سنکر بیمار کا غصہ اور زیادہ ہو گیا۔

	بعد ازان گفت از طبیبان کیست او	کہ ہمے آید بچارہ بلیش تو
ترجمہ	پھر کہا ہے کون تیرا طبیب	چارہ گر ہے کون تیرا اے حبیب

شرح یعنے پھر بہرے نے یون کہا کہ طبیبون مین سے کونسا طبیب تیرے علاج کے لیے آتا ہے۔

	گفت عزرائیل می آید برو	گفت پایش بس مبارک شاد شو
ترجمہ	بولا عزرائیل ہین بس چارہ گر	بہرہ بولا ہے مبارک سر بسر
	این زمان از نزد او آیم برت	گفتم او را تا کہ گردد غم خورت
ترجمہ	مین اب آیا ہون اُسی کے پاس سے	وہ دلاسی گا رہا ہے یاس سے

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین یعنے بہرے نے جب یہ پوچھا کہ تیرا معالج کونسا طبیب ہے تو بیمار نے جو پہلے ہی سے جھلایا ہوا تہا نہایت غضبناک ہو کر یہ جواب دیا کہ میرا طبیب عزرائیل (فرشتۂ موت) ہے اے بہرے تو یہان سے چلا جا بہرے نے کہا کہ وہ نہایت مبارک قدم ہے اے مریض تو خوش ہو نکتہ لفظ برو بیمار کے غصہ پر دلالت کر رہا ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ مریض حالت مرض مین نہایت بدمزاج ہو جاتا ہے۔ دوسرے شعر کا یہ مطلب ہے کہ اے مریض مین ابہی اُس طبیب کے پاس سے آرہا ہون اور اُس سے تیری غمخواری کی سفارش کر دی ہے وہ نہایت توجہ سے تیرا علاج کریگا یہ دونو شعر بہرے کی زبان سے ہین۔

	کرہ ون آمد بگفت او شاد مان	شکر کہ کردم مراعات این زمان
ترجمہ	کر ہو کہکر دہان سے نکلا شاد شاد	اور کہا صد شکر بر آئی مراد

شرح یعنے بہرہ یہ سوال و جواب کر کے باہر نکل آیا اور دل مین خوش ہو کر شکر یہ ادا کیا کہ مینے اِس بیمار کے دل کی

نگہبانی کی یعنے عبادت شرطین کامل طور سے بجالایا مگر یہ اسکا باطل وہم اور غلط قیاس تہا۔

	خود گمانش از کری معکوس بود		این زیان محض را سنبد اشت سود
ترجمہ	بہرے پن سے اُسکا اُلٹا تہا گمان		سود اُسے جانا جو تہا بالکل زیان

شرح مولانا فرماتے ہین کہ اُس بہرے کا یہ گمان کہ مین شرائط عبادت اچھی طرح بجالایا ہون بالکل برعکس تہا اُسنے محض نقصان کو فایدہ خیال کر لیا تہا۔ کیونکہ بیمار اُسکے الفاظ عبادت سے نہایت رنجیدہ ہوا تہا

	گفت رنجور ان عدوے جان ماست		ماند استیم کو کان جفاست
ترجمہ	اسنکے یہ بیمار نے دل مین کہا		کیا خبر تہی ہے یہ دشمن جان کا

شرح یعنے جب بہرہ چلا گیا تو بیمار نے اپنے دل مین کہا کہ یہ شخص ہماری جان کا دشمن ہے ہمین معلوم نہ تہا کہ ایسا بیوفا نکلے گا بہرہ بہشتی ہوا کرتا ہے مگر اس دوزخی نے ہمسایہ ہوکر کیسے بُرے کلمے مُنہ سے نکالے ہین

	خاطر رنجور جویان صد سقط		تا کہ پیغامش کند از ہر نمط
ترجمہ	کام ہے رنجور کا لاف و گزاف		دلمین جو آتی ہے کہدیتا ہے صاف

شرح یعنے بیمار کا دل یہ چاہا کرتا ہے کہ سیکڑون طرح کی بیہودہ باتین اور گالی گفتار اور لعن و طعن دوسرے کو سُنائے یہ حالت عموماً ہر مریض کی ہوتی ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ مرض جسطرح کہانا ہضم نہین کرتا اسیطرح دوسرے کی بات بہی نہین سہہ سکتا یہی باعث تہا کہ اُس بیمار کو بہرہ پر نہایت غصہ آیا دوسرے مصرع مین پیغامش کی ضمیر شین رنجور کی جانب ہے اور مطلب یہ ہے کہ بیمار کا دل دوسرے کو سخت سُست کہنے پر آمادہ رہتا ہے اور بیمار کے دل مین ہر طرح کے بُرے خیالات ڈالدیتا ہے جس سے اُسے ہذیان ہوجاتا ہے

	چون کسے کو خوردہ باشد آش بد		مے بشورانند دلش تا قے کند
ترجمہ	جسطرح کہائے کوئی بے لطف شے		متلی ہوتی ہے اُسے کرتا ہے قے

شرح یعنے بیمار کے ہذیان اور بیہودہ بکنے کی ایسی مثال ہے جیسا کسی نے کوئی ضرر دینے والی یا خلاف طبیعت سڑی بسی غذا کہالی اس سے کہانے والے کا دل بگڑتا رہتا ہے پریشان ہوجاتا ہے متلی ہوتی رہتی ہے یہانتک کہ قے کردیتا ہے لہذا القیاس باطنی مریض جسکے اخلاق نادرست ہوتے ہین خلاف طبیعت ذرا سی بات نہین سُن سکتے اُسے ظاہری مریض کی طرح فوراً غصہ آجاتا ہے اور وہ بیہودہ کلمات کی قے کردیتا ہے

	کظم غیظ است آن را قے مکن		تا بیابی در جزا شیرین سخن
ترجمہ	غصہ کہانا چاہیئے تو قے نکر		تا جزائے خیر پائے سر بسر

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید مین جو آیت ہے وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ

یعنے جبت اُنکے لیئے ہے جو غصہ کہاتے ہین اور لوگون کو معاف کردیتے ہین - اِس آیت کے یہ معنے ہین کہ آدمی آتش بد کو کہا کرتے نہ کرے یعنے اپنے حق مین کسی کی بُری بات سُنکر اُسکا بدلہ نہ لے بلکہ صبر کرے غم کہائے دوسرے کو رنج نہ پہنچائے ایخاطب اگر تو غم کہائے گا تو اپنے بُرا کہنے والے سے اِسکے بدلے مین سخن شیرین پائیگا۔

	چون نبودش صبر مے پیچید او		کین سگ زن روسپی خیز کو
ترجمہ	کڑھ رہا تھا ہو کے مضطر یہ کلام		ہے کہان نامرد جورو کا غلام

شرح یہان سے پھر قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے یعنے چونکہ اُس بیمار کو صبر نہ تھا اِسلیئے آپ ہی آپ پیچ و تاب کہاتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ وہ بہرہ بوفاحشہ عورت کا کتا - یعنے بدکار عورت کا غلام اور خیز یعنے نامرد اور دیوث ہے کہان چلا گیا میرے سامنے آجائے تو مزا چکھاؤن - بعض نسخون مین کین سگ زن روسپی ناچیز کو ہے اِسصورت مین ناچیز بمعنے نالایق ہے اور لفظ روسپی کے بعد حرف عطف محذوف ہے - روسپی بازاری رنڈی کو کہتے ہین۔

	تا بریزم بروے آنچہ گفتہ بود		کان زمان شیر ضمیرم خفتہ بود
ترجمہ	تاکہ دون اُسکے کہے کا مین جواب		شیر دل تہا اُسگھڑی مصروف خواب

شرح یعنے بیمار غصے مین یہ کہہ رہا تھا کہ اب وہ بہرا کہان گیا تاکہ مین اُسکے کہے کو اُسی پر پلٹ دون یعنے اُسکی بیہودہ گوئی کا جواب دون کیونکہ اُسوقت میرا باطنی شیر سو رہا تھا یعنے قوت ناطقہ ضعیف تہی مین جواب و سوال کا متحمل نہین ہو سکتا تہا اور مین دلیری کے ساتھ کلام نہین کرسکتا تہا شیر ضمیر سے دلیری اور بہادری مراد ہے

	چون عیادت بہر دل آرائیست		این عیادت بنبت دشمن کاست
ترجمہ	ہے عیادت تو پے آرام جان		یہ عیادت دشمنی ہے مہربان

شرح یعنے مریض کہتا ہے کہ عیادت بیمار کی دل آرامی (آسایش و قرار دل و اطمینان قلب) کے لیئے ہوتی ہے اور اس بہرے نے جو عیادت کی ہے وہ عیادت نہین بلکہ سراسر دشمنی ہے۔

	تا بہ بیند دشمن خود را نزار		تا بگیرد خاطرش زشتش قرار
ترجمہ	تاکہ وہ دیکھے مجھے خوار و نزار		اور اُسکے دلکو آجائے قرار

شرح یعنے بہرے نے عیادت کے بہانے دشمنی کا اظہار اِسلیئے کیا ہے تاکہ اپنے دشمن کو یعنے مجھے ناتوان اور بُری حالت مین دیکھے اور اِس سے زیادہ آزار پہنچائے یہانتک کہ اُسکے دل کو قرار آجائے

	پس کسان کایشان عباد تہا کنند		دل بر ضوان و ثواب آن نہند
ترجمہ	پس سمجھ لے جو عبادت کرتے ہین		اور دل نہ لے بر اُسکے وہ رکھتے ہین
	خود حقیقت معصیت باشد خفی		بس کدر آن را کہ پنداری صفی
ترجمہ	معصیت ہے یہ خطا میری معاف		یہ مکدر ہے تیز و یک صاف

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے پہلے ایک خاص عبادت یعنے عبادت کا ذکر تہا اب مطلق عبادت کے ذکر کی طرف انتقال فرما کے حکایت کا باطنی نتیجہ نکالا گیا ہے۔ اور یہ دونو شعر قطعہ بند ہین۔ اور مطلب یہ ہے کہ جو لوگ عبادت کر کے رضوان جنت اور ثواب عبادت یا رضائے مردم اور اجر دنیا یا رضوان الٰہی اور اجر اعمال ریائی سے دل کو لگا لیتے ہین اُنکا یہ سمجہنا یا اس نیت سے عبادت کرنا فی الحقیقت چہپی ہوی معصیت ہے اگرچہ اُنکے نزدیک عبادت ہو تو ہوا کرے کیونکہ ہمین عجب و ریا اور دنیا طلبی پائی جاتی ہے۔ اسلئے لازم ہے کہ عبادت خاص اللہ کے لیئے ہو طلب دنیا یا رضائے مردم یا طلب جنت کے لیئے نہو۔ کیونکہ طریقت مین طلب غیر اللہ شرک خفی ہے اور اسکی مثال ایسی ہے کہ آدمی بہت سی مکدر چیزون کو صاف خیال کیا کرتے ہین مگر وہ فی الواقع صاف نہین ہوتین اسیطرح ریائی عبادت کدورت سے پاک نہین ہو سکتی۔ اور رضوان بمعنے رضائے الٰہی نیز بمعنے رضوان جنت دونو معنے رکہتا ہے کیونکہ رضائے الٰہی کے کامل بہروسہ پر عبادت کرنی معصیت ہے بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے۔ پس کشان کایشان ز طاعت گمرہند ٭ تا بہ رضوان و ثواب آن زنند ٭ یعنے جو لوگ طاعت کے معنون سے گمراہ ہین اور محض اس نیت سے عبادت کرتے ہین کہ رضوان اور ثواب تک پہنچ جائین وہ فی الواقع گنہگار ہین۔ کیونکہ عبادت طلب ثواب کے لیئے نہونی چاہیئے۔ بلکہ عابد خدا کا طالب ہو۔

	ہمچو آن کر کو ہمے پنداشتست	کہ نکوئی کرد و آن برعکس جست	
ترجمہ	جسطرح تہا نیک بہرے کا خیال	اور اُلٹ کر ہو گیا جانکا وبال	

شرح یعنی تکبر اور ریا کی نیت سے عبادت کرنے والون کی مثال اُس بہرے کی سی ہے جسنے اپنے گمان مین اُس بیمار کے عیادت کے لیئے اپنے نزدیک نیکی کی تہی مگر فی الواقع بدی نکلی بعض نسخون مین برعکس جست کی جگہ خود را بدست ہے یعنے اُس بہرے کی نیکی گویا اپنے حق مین بُرائی تہی کیونکہ مریض کو اشتعال دیکر اُسنے گالیان کہائین۔

	او نشستہ خوش کہ خدمت کردہ ام	حق ہمسایہ بجا آوردہ ام	
ترجمہ	خوش تہا وہ اس سے کہ خدمت مینے کی	دوست کے اپنے عیادت مینے کی	
	بہر خود او آتشے افروختست	در دل رنجور خود را سوختست	
ترجمہ	پر لگائی آگ اپنے واسطے	اور دہوان اُٹہا دل بیمار سے	

شرح یعنے بہرہ گو اس خیال سے خوش تہا کہ مینے بیمار کی عیادت کی اور حق ہمسایہ بجا لایا لیکن فی الواقع اُسنے مریض کے دل مین اپنے لیئے آگ جلائی اور اُس آگ مین خود جل مرا کیونکہ بیمار کے غصہ کی آگ کا اثر اُسی کو پہنچا اسیطرح ہر غافل شخص گویا گوش باطنی کی طرف سے بہرہ ہے اور اسی لیئے انبیا اور اولیا کی نصیحت نہین سن سکتا۔ اور رہائی عبادت سے اپنے جلانے کا سامان مہیا کر رہا ہے کیونکہ ریائی عبادت باعث غضب الٰہی ہے۔

	فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ اَوْقَدْتُمُوْ		اِنَّکُمْ فِی الْمَعْصِیَۃِ اِزْدَدْتُمُوْ
ترجمہ	آگ جو بھڑکائی ہے اُس سے ڈرو		معصیت مین بڑھگئے ہو دوستو

شرح یعنی عجب وریا و تکبر معصیت ہے اور معصیت خود آگ کی صورت مین مصور ہوکر دوزخ کا جزبننے والی چیز ہے اسلیئے اے لوگو اس آگ سے بچو اور ریاکاری سے جو شرک فی العبادت ہے پرہیز کرو تمہارے گناہ بہت بڑھ گئے ہین کیونکہ تم ریائی عبادت کو واقعی عبادت سمجھکر ثواب کے طالب رہتے ہو۔

	گفت پیغمبر بہ یک صاحب ریا		صَلِّ اِنَّکَ لَمْ تُصَلِّ یا فتا
ترجمہ	اک مُرائی سے پیمبر نے کہا		صل انک لم تصل یا فتا

شرح یہ حدیث صحیحین مین بھی وارد ہے کہ ایک شخص مسجد مین آیا رسول علیہ السلام مع صحابہ بیٹھے ہوے تھے اُسنے نماز پڑہی۔ اور فارغ ہوکر آپ کو سلام کیا آپنے فرمایا ارجع فصل فانک لم تصل (یعنے نماز پھر کے سے پڑہ تیری یہ نماز نہین ہوئی) چنانچہ اُسنے پھر نماز پڑہی اور فارغ ہوکر پھر سلام کیا آپنے پھر فرمایا صل فانک لم تصل۔ علی ہذا القیاس اُسنے پھر نماز پڑہی اور آپنے پھر وہی لفظ فرمایا۔ تیسری مرتبہ اُس شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ مجکو نماز کی تعلیم کیجیئے۔ آپنے شرائط اور ارکان نماز بتائے۔ اور تعدیل ارکان کی تاکید فرمائی وہ شخص رکوع سجود جلدی جلدی ادا کرتا تہا یہ حدیث تعدیل ارکان نماز مین وارد ہے۔ مگر چونکہ ترک تعدیل بسبب قصور اخلاص ہوتا ہے اسلیئے مولانا قدس سرہ نے اسکو صاحب ریا کہا ہے چنانچہ ایک حدیث مین لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ بھی آیا ہے۔ یعنی جب تک دل یاسے خالی نہوگا نماز ہرگز قبول نہ ہوگی۔

	از برائے چارۂ این خوفہا		آمد اندر ہر نمازے اھدنا
ترجمہ	اور نمازون مین اسی سے مقتدا		ہے ہمین تعلیم لفظ اہدنا

شرح یعنی چونکہ عبادت مین ریا اور قصور اخلاص کا خوف تہا اسلیئے اللہ تعالے نے ہمین اس خوف کے دفعیہ کی تدبیر بتائی اور یہ حکم دیا ہے کہ ہر نماز مین اہدنا الصراط المستقیم الے آخر الآیہ پڑہا کرو۔ اس آیت کے معنے گزر چکے ہین

	کین نمازم را میامیز ایخدا		با نمازِ ضالین و اہلِ ریا
ترجمہ	یعنے رب العالمین میرے خدا		کر عبادت کو ریاؤن سے جدا

شرح یعنے اللہ تعالے نے نماز مین ہمین یہ دعا مانگنے کا حکم فرمایا ہے کہ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْہِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ یعنے ایخدا ہماری نماز اور عبادت کو گمراہون اور ریاکارون کی عبادت سے ممتاز رکھہ

	آن قیاسے کہ بگردان کرگزین		صحبتِ دہ سالہ باطل شد بدین
ترجمہ	بات بہرہ نے قیاسی جو کہی		اُس سے پہلے دوستی جاتی رہی

شرح یعنے بہرے نے جو عقلی قیاس اختیار کرلیا تہا اس سے وہ دوستی جو بہرے اور بیمار مین قدیم سے چلی آتی تہی چہوٹ گئی۔ اور حق صحبت کہن باطل ہوگیا لفظ گزین بمعنے اختیار و پسندیدہ ہے

	خاصہ اے خواجہ قیاس حسّ دون		اندران وحیے کہ ہست از حد برون
ترجمہ	ہے زبون بیشک قیاس حسّ دون		وحی کے ہوتے کہ ہے حد سے برون

شرح یعنے جبکہ قیاس کرنے اور اسمین غلطی واقع ہونے کے باعث اس بیمار سے بہرے کی قدیم دوستی چہوٹ گئی تو اے مخاطب تیرے حس ظاہری یا باطنی کا قیاس خاصکر اس وحی الٰہی کے مقابلہ مین جو حد قیاس و گمان سے باہر ہے تجھے کسقدر غلطی مین ڈالکر قرب الٰہی سے دور کردیگا کیونکہ قیاسات عقل وحی کا مقابلہ نہین کرسکتے۔

	خواجہ پندارد کہ طاعت میکند		بیخبر کہ معصیت جان میکند
ترجمہ	طاعت اُسکو جانتا ہے مرد کار		جانتا ہے کب کہ ہون عصیان شعار

شرح یعنے عبادت ریائی یا وحی کے مقابلہ مین قیاس کرنے والا گو اپنے عبادت کو اچہا اور اپنے قیاس کو درست خیال کرتا ہے مگر اسکی خبر نہین کہ یہ گناہ اسکی روح کو صدمہ پہنچا رہا ہے اور وہ اپنے لیے دوزخ کے سامان مہیّا کر رہا ہے۔ یہ قیاس ابلیس کے قیاس کے ہمپلہ ہے جو گمراہ کرنے والا ہے

	این قیاس خویش را رہ ترک کن		کز قیاس تو شود رستت کہن
ترجمہ	چہوڑ دے اپنے گمان کو بے سخن		ورنہ ہو جائیگا زخم دل کہن

شرح یعنے وحی کے مقابلہ مین اپنا قیاس چہوڑ دے کیونکہ ایسے قیاس سے تیرا باطنی زخم (کفر) ناسور بنجائیگا جو کسی علاج سے اچہا نہوگا یعنے تو شیطان کی طرح ہمیشہ گمراہ رہیگا۔

	گوش حسّ تو بحرف ار در خورست		دانکہ گوش غیب گیر تو کرست
ترجمہ	گوش ظاہر بات سُن لیتا ہے گو		گوش غیبی بہرے ہین اے زشت خو

شرح یعنے اگرچہ تیرے ظاہری کان الفاظ سُننے کی لیاقت رکھتے ہین مگر یہ جان لے کہ تیرے وہ باطنی کان جو غیب کی باتین سُن سکین بالکل بہرے ہین۔ یہی سبب ہے کہ تو انبیاء و اولیاء کے ارشادات نہین سُن سکتا اور یہی باعث ہے کہ ان ظاہری کانون کو معنوی اسرار کا حصہ نہین ملتا۔

	در بیان آنکہ اول کسے کہ در مقابل نص صریح قیاس کرد ابلیس علیہ اللعنۃ بود		
ترجمہ	اسبات کا بیان کہ پہلے جسنے نص صریح کے مقابلہ مین قیاس کیا وہ ابلیس لعین تہا		

شرح نص لغت مین کسی چیز کے بلند کرنے کو کہتے ہین اور اصطلاح مین قرآن مجید کی وہ آیتین جو ظاہر المعنے ہون اور امر متشابہ کو ممتاز کر رہی ہین مثلاً احل اللہ البیع و حرم الربٰے یعنے اللہ تعالےٰ نے بیچنا حلال کردیا ہے اور سود

حرام چونکہ کفار شبہ کر رہے تھے کہ بیع اور سود ایک چیز ہے اسلیئے اس آیت نے متشابہ امر کو ممتاز کر دیا نیز نص کا اطلاق اُن ظاہر آیتون پر بھی کیا جاتا ہے جو وضاحت کے ساتھ معنے مقصود پر دلالت کرتے ہین قطع نظر از امتیاز امر متشابہ۔ مثلاً اقیموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ یعنے نماز پڑھو اور زکوۃ دو فارسیون کے ہان ہر کلام صریح و ظاہر کو نص کہتے ہین شیطان نے جس نص صریح کی مخالفت کی تھی وہ اسجدو الادم الے آخر الآیت ہے یعنے ہمنے فرشتونکو حکم دیا کہ آدمؑ کو سجدہ کرو چنانچہ بجز ابلیس کے سب نے سجدہ کیا یہ بھی معلوم رہے کہ قیاس کی دو قسمین ہین اول عقلی جسمین عقل کسی چیز کی مماثلت دوسری چیز سے ڈھونڈھکر کوئی حکم قایم کر دے اور اس مماثلت کے لیئے کوئی اصل شرعی قایم نہو دوم شرعی۔ جسمین از روے حکم کسی فرع کو اصل شرعی کے ساتھ مساوی کیا کرتے ہین مثلاً نوالطت کی حرمت قیاس شرعی سے ثابت ہوتی ہے۔ قرآن مجید مین قُلْ ھُوَ اَذًی ہے یعنے حیض ناپاکی ہے اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ حالت حیض مین عورت کے پاس جانا حرام ہے۔ اور اسکی دلیل ناپاکی ہے۔ چونکہ یہی ناپاکی نوالطت مین پائی جاتی ہے اسلیئے قیاس شرعی نے اسکو بھی حرام کر دیا ہے قیاس شرعی دلائل شرعیہ مین سے ایک واجب العمل اصل ہے پہلا قیاس عقلی موہوم ہے۔ اور حدیث مین جو یہ آیا ہے من فسر القرآن بالرأے فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنے جو قرآن مجید کی تفسیر اپنی رائے سے کرے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ مین کرلے اس سے مراد یہی قیاس عقلی ہے اور مجتہدین و مفسرین کی استنباطات یا بطریق قیاس شرعی ہین یا بطور تاویل فقط معنے بیان کرنے کے لیئے ہین اور تفسیر اُس بیان اور تقریر کو کہتے ہین جو بالکل شبہات کو دفع کر دے یعنے جن معانی پر قطعاً حکم لگا دیا جائے ایسی تفسیر رسول اللہ یا صحابہ یا تابعین کا مرتبہ ہے۔ اور کوئی شخص اپنے قیاس سے نکالے ہوے معانی کو قطعی طور پر حکم لگاکر بیان کریگا تو داخل وعید ہوگا۔ البتہ تاویل جسمین قطعی حکم نہو جائز ہے اور اہل تصوف کی تاویل ان للقرآن ظہرًا و بطنًا کے تحت مین داخل ہے نیز یہ بات ہے کہ یہ لوگ اوصاف بشریت سے الگ ہوکر متخلق باخلاق اللہ اور مظہر انوار ہو گئے ہین اسلیئے انکی تفسیر احسن التفاسیر اور جامع اسرار ربانی ہے۔ انکے مرتبہ کو ظاہری علما اور اہل قیاس و تاویل ہرگز نہین پہنچتی ابلیس کے قیاس فاسد کا مفصل بیان آیندہ اشعار سے شروع ہوتا ہے۔

	اول انکس کاین قیاسکہا نمود	پیش انوار خدا ابلیس بود	
ترجمہ	سب سے پہلے جسنے دور ایا قیاس	تہا وہ ابلیس لعین وبد اساس	

شرح قیاسک مین کاف تصغیر و تحقیر ہے اور انوار خدا سے حضرت آدمؑ مراد ہین جو سراپا نور تھے۔ مطلب یہ کہ سب سے پہلے جس شخص نے انوار الٰہی کے مقابلہ مین نہایت ذلیل و حقیر قیاس سے کام لیا وہ ابلیس تہا اس قیاس کی شرح آیندہ شعر مین ہے۔ جس سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ اُسنے اپنے آپ کو نورانی اور آدمؑ کو خاکی سمجھا تہا

	گفت نار از خاک بیشک بہتر است	من ز نارم او ز خاک اکدر است	
ترجمہ	اور کہا ہے آگ بہتر خاک سے	آگ سے مین ہون وہ مکدر خاک سے	

یعنے جبکہ اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ الی آخر الآیہ یعنے اے ابلیس تو اس چیز (حضرت آدم) کو سجدہ کیون نہین کرتا جسکو مینے اپنے دونو ہاتون سے بنایا ہے تو ابلیس نے یہ جواب دیا کہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدمؑ کو مٹی سے اور آگ اپنی نورانیت کے باعث مٹی سے جو کثیف اور مکدر ہے بدرجہا بہتر ہے اسلیئے مین اپنے سے کمتر مرتبہ کی چیز کو سجدہ نہین کرسکتا۔

	پس قیاس فرع بر اصلش کنیم		او ز ظلمت ما ز نور روشنیم
ترجمہ	پس قیاس فرع ہے ہر اصل پر		ہے وہ ظلمت نور ہین ہم سربسر

شرح یہ ابلیس کا قول ہے کہ مین فرع کو اسکی اصل پر قیاس کرتا ہون۔ آدمؑ کی اصل کثیف مٹی ہے اسلیئے آدم خود کثیف اور ظلمانی ٹھیرے اور میرے اصل آگ ہے جو اپنی ذات مین نورانی ہے اسلیئے مین خود سراپا نور ہون یعنے شیطان نے اپنی اور آدمؑ کی خلقت کو باعتبار جسم مماثل کرکے اپنی بہتری اور انکی بدتری کو بطور قیاس عقلی ثابت کردیا مگر چونکہ اس قیاس کے لیئے کوئی شرعی اصل موجود نہ تہی اسلیئے بالکل فاسد اور اسکی گمراہی کا باعث ہوا نکتہ چونکہ نار باعتبار ظاہر نورانی چیز ہے اسلیئے ابلیس نے اپنے اصل کو نور کہا ہے ورنہ وہ فی الواقع جوہر نورانی نہین ہے بلکہ ارواح ناریہ سے مخلوق ہوا ہے۔ اس سے قطع نظر آگ بظاہر نورانی سہی مگر فی الواقع نہایت سرکش ہر چیز کی دشمن اور ہلاک کردینے والی ہے اور مٹی عموماً تمام اشیاء کو زندہ کردیتی ہے اگا دیتی ہے اس لحاظ سے مٹی آگ سے بدرجہا بہتر ہے اور سب سے زیادہ قابل غور یہ نکتہ ہے کہ آدمؑ فقط مٹی ہی کے ڈہیر نہ تہے بلکہ کامل طور پر مظہر انوار الٰہی بہی تہے لیکن افسوس ابلیس کو انکا نور نظر نہ آیا۔

	گفت حق نے بلکہ لا انساب شد		زہد و تقوے فضل را محراب شد
ترجمہ	حق نے فرمایا نہین ہے یان نسب		زاہدون پر ہے ہمیشہ فضل رب

شرح اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا کہ اے ابلیس ملعون فرع کو اصل پر قیاس کرنا ہر جگہ معتبر نہین ہوتا۔ تیری اصل (آگ) تیرے لیئے کمال کا اور آدم کی اصل (خاک) انکے لیئے نقصان کا باعث نہین ہوسکتی۔ بلکہ زہد و تقوے بزرگی کی محراب ہے۔ قرآن مجید مین ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنے خدا کے نزدیک وہی زیادہ مکرم ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے چونکہ حضرت آدمؑ بجمیع اسماء الٰہی تسبیح کرتے تہے اسلیئے انکی عبادت تمام فرشتون کی عبادت سے بہتر تہے کیونکہ فرشتون کی تسبیح بطور خصوصیت بعض اسماء کے ساتھ تہی پہلے مصرع مین اس آیت کی طرف اشارہ ہے فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَا اَنْسَابَ بَیْنَہُمْ یعنے جب قیامت کے دن صور پہونکا جائے گا تو حسب و نسب کی پرسش نہوگی بلکہ اعمال پوچھے جائینگے [illegible] ہے ؎

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی ٭ کاندرین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست

	این نہ میراث جہان فانی ست	کہ بانسابش بیابی جانی ست
ترجمہ	یہ نہین مانند میراث جہان	بلکہ اسکا نام ہے میراث جان

شرح مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے یہ زہد و تقوے اور فضل و بزرگی دنیائے فانی کی میراث نہین ہے کہ نسب کے ذریعہ سے ملے یا باپ کے بعد بیٹے کو حاصل ہو جائے بلکہ یہ تو جانی یعنے روحانی امر ہے جو خدا کی فضل اور مرشد کامل کی تربیت سے حاصل ہوتا ہے۔ اسمین حسب و نسب کو کچھ دخل نہین ہے

	بلکہ این میراث ہائے انبیاست	وارث این جانہائے اتقیاست
ترجمہ	انبیا کا ورثہ کہتے ہین اسے	اتقیا کا حصہ کہتے ہین اسے

شرح یعنے یہ فضل و زہد انبیاء کی میراث ہے اور اسکے وارث وہی لوگ ہین جو متقی و پرہیزگار ہین۔

	پور آن بوجہل شد مومن عیان	پور آن نوح نبی از گمرہان
ترجمہ	ہو گیا بوجہل کا بیٹا ولی	نوح کے بیٹے نے پائی گمرہی

شرح یعنے چونکہ فضل و تقوے مین دنیوی حسب و نسب کا اعتبار نہین ہوتا اسلیئے بوجہل کے بیٹے (حضرت عکرمہؓ) کہلے مومن بنگئے۔ اور حضرت نوحؑ کا بیٹا گمراہون مین سے رہا۔ اگر بلا اعمال صرف نسب کا اعتبار ہوتا تو عکرمہ مومن اور پسر نوح ہرگز گمراہ نہوتے۔ سچ ہے ع بندگی باید پیمبرزادگی در کار نیست۔

	زادۂ خاکی منور شد چو ماہ	زادۂ آتش توئی اے روسیاہ
ترجمہ	خاک کا پتلا ہوا مانند ماہ	اصل تیری آگ ہے اے روسیاہ

شرح یعنے اے سرکش مخاطب دیکھہ تو سہی کہ آدمی زادہ جو خاک سے پیدا ہوا ہے نور ایمان حاصل کرکے چاند کی طرح روشن ہو جاتا ہے اور تو اپنی سرکشی یا غلط قیاسات اور ابلیس کی پیروی کی باعث آگ کی پیدائش بنکر ابلیس کی طرح روسیاہ ہو جاتا ہے بعض نسخون مین رو روسیاہ ہے اس صورت مین یہ شعر مقولہ حق اور اس آیت کی طرف اشارہ ہے قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ الی آخر الآیہ یعنے اللہ تعالے نے شیطان سے یہ کہا کہ اے ملعون جنت سے نکل تو راندۂ درگاہ ہے اور تجھپر قیامت تک لعنت ہے حضرت آدمؑ چاند کی طرح روشن ہین اور تو روسیاہ ہے۔ اس صورت مین لفظ توئی ابلیس کی طرف خطاب ہے۔

	این قیاسات و تحری روز ابر	یا بشب مر قبلہ را کردست حبر
ترجمہ	ابر کے دن جستجو قبلہ کی ہے	یا اندھیری رات مین اے نیک پے

شرح حبر بفتح الحاء و بالکسر بمعنے دانشمند و نیکوکار و عالم و مجتہد اور تحری بمعنے جستجو و کوشش ہے اور مطلب یہ ہے کہ ابر کے دن یا اندھیری رات مین قبلہ کی سمت معلوم کرنے کے لیئے ہر عالم یا مجتہد نے قیاسات مقرر کر لیئے

ہین اور فقہ کا مسئلہ ہے کہ اگر بحالت سفر اندہیرے مین کسیکو قبلہ کی سمت معلوم نہ ہو تو قیاس کرے اور اپنے دلمین سمت قبلہ تلاش کرکے جسطرف کو دل گواہی دے اُسیطرف کو نماز پڑہ لے اُسکی نماز ہوجائیگی اور اگر پہر یہ معلوم ہوجائے گا کہ اُسطرف قبلہ نہ تہا تو نماز پہیرنے کی ضرورت نہوگی۔ کیونکہ وہی قیاسی سمت اُسکا قبلہ تہا۔

	لیک با خرشید و کعبہ پیش رو		این قیاس و این تحری را مجو
ترجمہ	ہو مگر جسوقت کعبہ پیش رو		پہر تحری ہے غلط اے دشت خو

شرح یہ شعر گذشتہ شعر سے ملکر بطور قطعہ بند ہے یعنے گو اندہیرے مین تحری کرکے سمت قبلہ کا دلمین ٹہیرا لینا جائز ہے لیکن جسحالت مین کہ خرشید روشن ہو اور کعبہ مُنہ کے سامنے موجود ہو تو یہ قیاس و تحری ناجائز ہے اسیطرح قیاسات عقلی صرف ناواقفیت کی حالت مین کچہ کام دیسکتے ہین اور جسجگہ خرشید رسالت یا کعبہ ولایت موجود ہو وہان قیاسات ہرگز نہین چل سکتے بلکہ صریح نص یا ارشادات انبیاء اولیاء کے مقابلہ مین قیاس کرنا گمراہی ہے۔ یہی باعث ہے کہ انوار الٰہی کے مقابلہ مین ابلیس کا قیاس غلط اور اُسکے لعنتی ہونیکا سبب ہوگیا

	کعبہ نادیدہ مکن رو زو متاب		از قیاس۔ اللہ اعلم بالصواب
ترجمہ	مُنہ نہ پہیر اس کعبہ سے اے خوش خطاب		آگے ہے اللہ اعلم بالصواب

شرح یعنے کعبہ کو باوجود سامنے ہونے کو نادیدہ خیال نہ کر۔ اور اُس سے مُنہ نہ پہیر مطلب یہ کہ انبیاء علیہم السلام کے وارث (اولیا و علماء) تیرے سامنے موجود ہین اُنکے ارشادات کے روبرو اپنے عقلی قیاسات کو پیش نکر اور اُنکی صحبت سے مُنہ نہ پہیر۔ اور اللہ اعلم بالصواب کا یہ مطلب ہے کہ ہمارے نزدیک تو حق یہی ہے کہ خرشید یا کعبہ کے موجود ہوتے اُس سے مُنہ نہ پہیرنا چاہیئے۔ آیندہ حقیقت حال خدا جانے ان اشعار مین معنوی طور پر خورشید سے انبیا اور کعبہ سے اولیا مراد ہین۔ بعض نسخون مین رَوْ رُوْ متاب ہے رو بمعنے بِرَوْ ہے۔

	چون صفیرے بشنوی از مرغ حق		ظاہرش را یاد گیری چون سبق
ترجمہ	سُنکے تو بیشک صدائے مرغ حق		یاد کرلیتا ہے مانند سبق
	وانگہے از خود قیاساتے کنی		مر خیال محض را ذاتے کنی
ترجمہ	اُسپہ کرتا ہے قیاس اے بد صفات		اور ذاتی جانتا ہے واردات

شرح یہ دونو شعر جو بطور قطعہ بند ہین اُن لوگون کی نصیحت کے لیئے ہین جو اولیاء اللہ کے کلمات پر اپنے قصور فہم سے اعتراض کیا کرتے ہین۔ انکا مطلب یہ ہے کہ اے مخاطب ہمنے مانا کہ تو اولیاء اللہ کے ظاہری الفاظ سُن لیتا ہے اور اُنکو سبق کی طرح یاد کرلیتا ہے مگر چونکہ وہ طیور الٰہی ہین اسلیئے اُنکی آواز اور کلمات کے معنے تو تیرے سمجہ مین آتے نہین جو اسرار سے بہرے ہوے ہین۔ بلکہ اپنی طرف سے قیاسی معنے گہڑکے اُنکو بُرا بہلا کہنے لگتا ہے

اور اپنے خیالات محض کو اُنکی ذات سمجھ لیتا ہے یا اپنے خیالات کو بعینہ اُنکے کلمات کے معنے جان لیتا ہے اور چونکہ تیرے خیالات مین کفر ہے۔ اسلیئے اُنکو کافر اور ملحد بنا دیتا ہے۔ اسصورت مین قیاساتے اور ذاتی بیائے مجہول ہے بعض نسخون مین واگہی خود را قیاساتی کنی ہے اسصورت مین قیاساتی ذاتی بیائے معروف نسبتی ہے یعنے تو اپنے آپ کو صاحب قیاسات بنا لیتا ہے اور خیالات محض کو ذاتی اور واقعی چیز سمجھ لیتا ہے حالانکہ تو یہ نہین جانتا کہ ابدال اور اولیاء اللہ کی اصطلاحین بڑے بڑے عقلمندون کی سمجھ مین نہین آسکتین

	اصطلاحاتے ست مر ابدال را		کہ نباشد زان خبر عقال را
ترجمہ	اصطلاحین ہین بہت ابدال کی		عقل کو جس سے نہین ہے آگہی

شرح عقال بمعنے صاحب عقل و قیاسات کثیرہ ہے اور بعض نسخون مین بجاے عقال اقوال ہے یعنے اہل اقوال و قیاسات۔ مطلب یہ کہ اولیاء اللہ کے اکثر اصطلاحین ایسی ہین جنسے بڑے بڑے عقلمند اور اہل قیاس بے خبر ہین

	منطق الطیر ے بصوت آدمی		صد قیاس و صد ہوس افزودمی
ترجمہ	سیکھہ کر تو جانور کی بولیان		اُنکی آوازون کا کرتا ہے گمان

شرح منطق الطیر جانورون کی بولی کو کہتے ہین۔ یعنے ایمخاطب تو نے مرغان آہی (انبیاء اولیاء) کی بولی سیکھہ لی ہے یعنے اُنکے الفاظ یاد کر لیئے ہین۔ اور اُن پر اپنی بیہودہ ہوس اور خیال باطل کے موافق بہت سی غلط باتون کو قیاس کر لیا ہے اور اُنکو انبیاء و اولیا کی اصل آواز سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ یہ تیری غلطی اور سخت گمراہی ہے

	ہمچو آن رنجور دلہا از تو ست		تو بہ پندار اصابت گشتہ مست
ترجمہ	اولیا ہین تجسے رنجیدہ بہت		تو گمان مین اپنے خندیدہ بہت

شرح یعنے جسطرح اُس بہرنے کی باتون اور غلط قیاسات سے بیمار کا دل دُکھہ گیا تھا اسیطرح تیری بدگمانیون سے اکثر اولیاء اللہ کے دلون کو رنج پہنچتا رہتا ہے کیونکہ تو اپنے علم کو اُنکے علم لدنی پر قیاس کر کے اپنے نزدیک اُسے درست سمجھتا ہے اور اپنے قیاس کو صحیح خیال کر کے نہایت خوش ہوتا ہے اور بادۂ غرور سے بدمست ہو جاتا ہے حالانکہ تیرا قیاس بالکل غلط ہوتا ہے ایسے غلط خیال سے ہرگز خوش ہونا نچاہیئے

	کاتب آن وحی ازان آواز مرغ		بردہ ظنے کہ منم انباز مرغ
ترجمہ	سنکے اُس نساخ نے آواز مرغ		دل مین یہ ٹھانی کہ ہون انباز مرغ
	مرغ تیرے زد مر اورا کور کرد		تنگ فرو بردش بقعر مرگ و درد
ترجمہ	مُرغ نے پرسے کیا کاتب کو کور		اور اُسکو لیگیا تا قعر گور

شرح یہ دو نو شعر قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ تیری مثال اُس کاتب وحی کی سی ہے جسنے مرغ حق کی آواز

یعنے کلام رسول علیہ السلام سنکر یہ گمان کیا تہا کہ مین بہی شریک اسرار مرغ الٰہی ہون۔ اور اسکے ساتہ حکمت کے ہوا مین اوڑتا ہون لیکن اس بدگمانی کی سزا دینے کے لیے مرغ الٰہی یعنے حضرت رسالت پناہی نے غضب کا پر مار کر اسکی آنکہین پہوڑ دین یعنے اُسے نظر باطن اور نور ایمان سے اندہا کر دیا اور بارگاہ قبولیت الٰہی سے ہنکا دیا۔ اور اسکو دیکہہ کہ اُس بے ادب اور بدگمان کو باطنی مرگ و درد کے گڑہے مین اُتار دیا۔ اسیطرح تو اپنے قیاس مین درباب فہم اسرار الٰہی اپنے آپ کو اولیاء اللہ کا شریک سمجہکر انپر معترض ہوا کرتا ہے کہین ایسا نہو کہ اُس کاتب وحی کی طرح راندۂ درگاہ الٰہی ہو جاے اور رحمت ابدی سے ہمیشہ کے لیے محروم رہے۔

	ہین بعکسے یا بظنے ہم شما	در میفتید از مقامات سما	
ترجمہ	عکس کے یا بدگمانی کے سبب	گر پڑو گے مرتبہ سے سب کے سب	

شرح یہان سے پہر قصۂ ہاروت و ماروت کی طرف رجوع ہوا ہے اور یہ شعر تا پنجر بدبر شما دیو لعین کے متعلق ہے۔ یعنے اللہ تعالے نے یہ فرمایا کہ اے ہاروت و ماروت تمپر میری حفاظت اور عصمت کا عکس پڑا ہوا ہے اس عصمت کو ذاتی اور اپنے کو نورانی و روحانی گمان کر کے تم کہین مقامات عالیہ اور ہمارے قرب سے پستی کے گڑہے مین نہ جا پڑنا۔ کیونکہ تم تکبر کرو گے تو ہم تمپر سے اپنی عصمت کا عکس اُٹہا لینگے۔ یا یہ معنے ہین کہ ملکوتیت سے مرتبۂ بشریت مین نہ گر پڑنا اور بشر ہونے کی خواہش نہ کرنا۔ کیونکہ جب تم مرتبۂ بشریت مین چلے جاؤ گے تو خواہشین تمہارے ساتہ ہونگے اور ضرور گناہون مین مبتلا ہو جاؤ گے۔

	گرچہ ہاروتید و ماروت و فزون	از ہمہ بر بام نحن الصافون	
ترجمہ	ہو فرشتون سے مراتب مین فزون	اور ہو مصداق نحن الصافون	

شرح لفظ از ہمہ مصرع سابق کے لفظ فزون سے متعلق ہے۔ یعنے اللہ تعالے نے فرمایا کہ اے فرشتو اگرچہ تم ہاروت و ماروت ہو اور اُن تمام مقرب فرشتون سے جو مرتبہ نحن الصافون کی بلندی پر ہین مرتبہ مین زیادہ ہو۔ لیکن خود بینی ہمین پسند نہین **فائدہ** نحن الصافون اس آیت کی طرف اشارہ ہے وانا لنحن الصافون وانا لنحن المسبحون یہ آیت فرشتون کا مقولہ ہے جو یہ کہتے ہین کہ ہم عبادت الٰہی کے لیے صفین باندہے رہتے ہین۔ اور ہم تسبیح کرنیوالے ہین اور سایت بلند مرتبے والے ہین اس آیت مین اللہ تعالے نے فرشتون کے قول کو بطور حکایت بیان کیا ہے۔ اور بام سے بلندی مرتبہ مراد ہے۔

	بر بدیہائے بدان رحمت کنید	بر منی و خویش بینی کم تنید	
ترجمہ	چاہیئے بدکارون پر رحمت ضرور	چہوڑ دو یہ خویش بینی و غرور	

شرح یعنے اے ہاروت و ماروت خواہ تم کیسے ہی بلند مرتبہ ہو لیکن گنہگارون پر رحم کرو انہین ذلیل نہ جانو

اور اپنے تکبر و خود بینی کے بھروسے پر نہ تنو۔ ورنہ ہم اس تکبر کی سزا دینگے اور متکبرون کو ذلیل کر دینگے بعض نسخون مین برمنی و خویش بین لعنت کنید ہے یعنے تکبر اور متکبر دونون پر لعنت کرنی چاہیئے۔

	ہین مبادا غیرت آید از کمین		سرنگون افتید در قعر زمین
ترجمہ	حق کو تا غیرت نہ آجائے کہین		جاؤ سر کے بل سوئے قعر زمین

شرح یعنے اے ہاروت و ماروت کہین ایسا نہو کہ اس تکبر کے باعث ہماری غیرت کو حرکت ہو اور تم اوندھے منہ یا سر کے بل کسی گڑھے مین جا پڑہو۔ یعنے عالم علوی سے عالم سفلی اور پستی کی طرف رجوع کر جاؤ۔ کیونکہ غیرت الٰہی متکبرون کی گہات مین ہے اور سرکشونکو اللہ تعالے مہلت دیکر ہلاک کر دیتا ہے

	ہر دو گفتند اے خدا فرمان تراست		بے امان تو امانے خود کجاست
ترجمہ	دونو بولے تو ہے حاکم اے خدا		تو نہ دے تو پہر امان کا کیا پتا

شرح یعنے ہاروت و ماروت دونون نے یہ جواب دیا کہ ایخدا تو حاکم ہے اور ہم محکوم تیرا ہی حکم بحال رہیگا۔ اور جب تک تو امان نہ دیگا کسیطرح گناہون سے امان نہین ملسکتی۔ کیونکہ کوئی شخص اپنی ذاتی قوت کے باعث گناہ سے محفوظ نہین رہ سکتا۔ بلکہ گناہون سے بچانے اور نیکیونکی قوت دینے والا فقط اللہ تعالے ہے۔

	این ہمی گفتند و دل شان مے طپید		بد کجا آید ز ما نعم العبید
ترجمہ	کہہ رہے تہے اور دل تہا بیقرار		ہم بدی کر سکتے ہیں کب اختیار

شرح یعنے ہاروت و ماروت ظاہر مین تو یہ کہتے تہے کہ ایخدا ہم تیرے محکوم ہین تو وہی کر جو ہمارے لیئے بہتر ہو۔ لیکن انکا دل مرتبۂ بشریت حاصل کرنے کے لیئے بیقرار تہا اور وہ اپنے دلمین یہ کہتے تہے کہ ہم جیسے نیک بندون سے بدی کیونکر ظہور مین آئیگی۔ بلکہ ہرگز نہ آئیگی اور ہم عالم بشریت مین جا کر بہی نیک ہی رہینگے

نکتہ اس سے بالتصریح معلوم ہوتا ہے کہ ہاروت و ماروت بشر نہ تہے بلکہ فرشتے ہی تہے اور یہی قول زیادہ مستند ہے چنانچہ قرأۃ ملکین بفتح اللام جمہوری ہے اور بکسر اللام شاذہ ہے۔

	خار خارے دو فرشتہ ہم نہشت		تا کہ تخم خویش بینی را نکشت
ترجمہ	چہہ گیا دونون کے دل مین خار کبر		تخم خود بینی ہوا انبار کبر

شرح خار خار یعنے اضطراب قلب و وسوسۂ دل ترکیب مین نہشت کا فاعل ہے اور ہشتن بمعنے ترک کرنا چہوڑ دینا ہے۔ اور لفظ دو فرشتہ نہشت کا مفعول ہے بحذف علامت۔ یعنے اس اضطراب قلب نے جو ہاروت و ماروت کو مرتبۂ بشریت حاصل کرنے یا اس وسوسۂ باطن نے جو انہین اپنے عالم بشریت مین آکر پرہیزگار رہنے کی بابت تہا ان دو فرشتون کو بہی نچہوڑا یہانتک کہ انہون نے اپنے نفس کی زمین مین تکبر کا بیج نہ بو لیا

بلکہ وہ اپنے وسوسہ باطن کے سبب متکبر ہو ہی گئے مگر اس سے اچھی ترکیب یہ ہے کہ لفظ خار خار بمعنے بسیار بسیار تخم سے متعلق ہو اور دل طپان کو جو گزشتہ شعر مین مذکور ہے بہشت کا فاعل قرار دیا جائے یعنے دل بیقرار نے فرشتون کو بہی نہ چہوڑا یہانتک کہ اُنہون نے بہت سے خودبینی کے بیج بوئے۔

	پس ہمیگفتند کاے ارکانیان	بے خبر از پاکیے روحانیان
ترجمہ	اور کہتے تہے کہ اے جمع بشر	پاکی روحانیان سے بے خبر

شرح ارکانیون سے بنی آدم مراد ہین جو چار ارکان یعنے اربعہ عناصر سے مرکب ہین یعنے ہاروت و ماروت ازراہ تکبر یہ کہتے تہے کہ اے اولاد آدم تم روحانیون (فرشتون) کی پاکیزگی سے بیخبر ہو فرشتے گناہ نہین کر سکتے

	ما برین گردون تتقہا مے تنیم	بر زمین آئیم و شادروان زنیم
ترجمہ	تانتے ہین خیمہ جب گردون پہ ہم	تو زمین پر بہی رہینگے نیک دم

شرح تتق بضمتین بمعنے سراپردہ اور شادروان بضم دال مہملہ و بالفتح بمعنے شامیانہ و سائبان و خیمہ کلان ہے یعنے ان دونو فرشتون نے ازراہ خودبینی یہ کہا کہ جب ہم آسمان پر عبادت الٰہی کا خیمہ تانتے ہین تو زمین پر جاکر اس سے بڑا شامیانہ کہڑا کر دینگے یعنے زمین پر آسمان سے زیادہ عبادت کرینگے۔

	ہر دو شان گفتند ما را باک نیست	کہ سرشت ما ز آب و خاک نیست
ترجمہ	خوف کچہ ہمکو نہین ہے بالیقین	خلقت اپنی پانی مٹی سے نہین

شرح یعنے ان دونون نے یہ کہا کہ ہمین جامہ بشریت مین آنے اور زمین پر چلے جانے سے کچہ خوف نہین کیونکہ انسانون کی طرح ہماری خلقت پانی اور مٹی سے نہین ہے اسلیئے ہم انسانی خواہشون سے پاک ہین اور اسیطرح پاک رہینگے اور ہمسے کوئی گناہ سرزد نہوگا کیونکہ ہم فرشتے ہین

	عدل ورزیم و عبادت آوریم	باز ہر شب سوئے گردون بر پریم
ترجمہ	عدل و طاعت ہی کرینگے دمبدم	رات کو اُڑ جائینگے گردون پہ ہم

شرح ہاروت و ماروت کا مقولہ ہے کہ ہم زمین پر جاکر عدل یعنے نیکی اور عبادت کیا کرینگے اور رات کو آسمان کی طرف اُڑ جایا کرینگے۔ یعنے ہم دین و دنیا دونو طرح کی خوبیان حاصل کر لینگے

	تا شویم اعجوبۂ در دور زمان	تا نہیم اندر زمین امن و امان
ترجمہ	تاکہ ہون ہم نادر دور زمان	اور پہیلے خاک پر امن و امان

شرح یعنے ہم زمین پر جانا اسلیئے پسند کرتے ہین کہ دن کو مرتبہ بشریت اور شب کو مرتبہ ملکوتیت حاصل کرکے عجوبۂ روزگار بنجائین اور دیکہنے سننے والے کو اس سے حیران و متعجب رہ جائین کہ یہ دونو شخص جامع مراتب

انسانیت و ملکوتیت ہین اور ہم اسلیئے زمین پر جانا چاہتے ہین کہ وہان امن و امان اور عدل و انصاف پہیلاوین

	این قیاس حال گردون بر زمین		راست ناید فرق دارد در کمین
ترجمہ	آسمان پر خاک کو کرنا قیاس		راست آتا ہی نہین اے بد اساس

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے آسمان کے حال کو زمین پر قیاس کرنا درست نہین ہے بلکہ آسمان و زمین کے حالات مین باطنی فرق بہت بڑا ہے۔ آسمان تسبیح و تقدیس و عبادت کا مخزن اور زمین لذات و شہوات و معاصی کا منبع ہے چنانچہ ہاروت و ماروت مبتلائے معاصی ہو کر سزایاب ہو ہی گئی اس شعر مین قلب عبارت ہے یعنے مولانا کا مطلب تو یہ تہا کہ زمین کے حال کو آسمان پر قیاس نہ کرنا چاہیئے لیکن زبان قلم سے یہ نکلگیا کہ آسمان کو زمین پر قیاس کرنا غلط ہے۔ غرضیکہ آسمان و زمین کے حالات کو باہم قیاس کرنے مین زمین و آسمان کا فرق ہے

	در بیان آنکہ حال خود و مستی خود پنہان باید داشت از جاہلان	
ترجمہ	اس بات کا بیان کہ اپنا اور اپنی مستی و ذوق و شوق کا حال جاہلون سے چہپانا چاہیئے	

شرح اس بیان کو ماسبق سے یہ مناسبت ہے کہ اس سے پہلے مولانا قدس سرہ اُن لوگون کو تنبیہ کر چکے ہین جو اولیاء اللہ پر اعتراض کیا کرتے ہین اور انکو بدگمانی سے بُرا بہلا کہا کرتے ہین اور اب یہ فرماتے ہین کہ اولیاء اللہ اور عارفون کو اپنی مستی اور ذوق و شوق کی حالت مخفی رکہنی چاہیئے تاکہ جاہل معترض کو اعتراض کا موقع ہی نہ ملے

	بشنو الفاظ حکیم پردۂ		سر ہمان جا نہ کہ بادہ خوردۂ
ترجمہ	ہمسے سن لے تو یہ الفاظ حکیم		میکدہ مین بہید کو رکہہ اے فہیم

شرح لفظ پردۂ مین یائے نسبتی ہے جو ہائے ہوز کی صورت مین لکہی گئی ہے اور خوردۂ مین یائے خطاب ہے پردۂ بمعنے صاحب پردہ و اسرار ہے اور حکیم سے مراد حکیم سنائی ہین یعنے ایمخاطب ایک حکیم صاحب اسرار یعنے حکیم سنائی کے الفاظ سن لے وہ یہ کہگئے ہین کہ اپنا بہید وہین تک رکہہ جہان تو نے شراب پی ہے حکیم سنائی کا پورا شعر یہ ہے ؎ بر مدار از مقام مستی پے ٭ سر ہمانجا نہ کہ خوردی مے ٭ مولانا نے دوسرے مصرع کا اقتباس کیا ہے اور مطلب یہ ہے کہ اے مخاطب اپنا قدم مقام مستی سے آگے نہ بڑہا اور اپنا راز وہین تک رکہہ جہان تو نے شراب پی ہے یعنے ایسی جگہ نجا کہ جہان اہل ظاہر اور جاہلون پر تیرا راز کہل جائے بلکہ مرشد کامل کے اُسی میخانۂ صحبت مین رہ جہان تو نے شراب محبت الٰہی نوش کی ہے غرضیکہ مرشد کے دروازہ سے باہر نہ نکل اور اجنبیون جاہلون سے میل جول نہ رکہہ۔ ورنہ وہ تجہے پاگل بنا لینگے۔

	چونکہ از میخانہ مستی ضال شد		تسخر و بازیچۂ اطفال شد
ترجمہ	اس سے باہر گر کوئی بدحال ہے		مسخرہ بازیچۂ اطفال ہے

شرح یعنے جب کوئی شخص شراب پیکر میخانہ سے نکلجاتا ہے اور نشہ مین رستہ بہولجاتا ہے تو لڑکے اُسے ہنسی مین اُڑا دیتے ہین اُسکے ساتھ مسخراپن کرنے لگتے ہین اسیطرح جو طالب میخانہ صحبت مشایخ سے خال (دست بیخود) ہوکر نکلجاتا ہے جاہل لوگ اُسے ہنسی مین اُڑا دیتے ہین۔ دیوانہ سمجھنے لگتے ہین جا بیجا اعتراض کر بیٹھتے ہین اسلیئے اولیاء اللہ پر اپنی حالت کا چھپانا فرض ہے۔

مے فتد او سو بسو در ہر رہے		در گل و میخندد ش ہر ابلہے	
ترجمہ	راہ مین گرتا ہے وہ چاروں طرف	بے خود ہنستے ہیں اُسپر صف بصف	

شرح یعنے مسیطرح نشہ باز رستہ مین جگہہ جگہہ لڑکھڑا کر گارے کیچڑ مین گر پڑتا ہے اور بیوقوف اُسپر ہنستے ہین اسیطرح مست محبت الٰہی اگر اپنے ذوق و مستی کو ظاہر کریگا اور حالت بیخودی مین مرشد کامل کے میخانہ صحبت سے باہر نکلجائے گا تو لوگ اُسپر قہقہے اُڑائینگے۔ اور ناواقف اُسے پاگل بنا دینگے۔

او چنین و کودکان اندر پیش		بے خبر از مستی و ذوق میش	
ترجمہ	اور پیچھے پیچھے لڑکے بیشتر	اوسکی مستی سے ہین بالکل بے خبر	

شرح یعنے نشہ باز کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ اپنے نشہ کی دھن سے کچھ نہین سوجھتا اور لڑکون کا یہ حال ہوتا ہے کہ اُسکے پیچھے پیچھے تالیان بجاتے اور قہقہے اُڑاتے چلے جاتے ہین حالانکہ لڑکون کو اُسکی مستی کی کیفیت اور شراب کے لطف کی خبر نہین ہوتی۔ یہی حال مست محبت الٰہی کا ہے کہ جب وہ خلقت سے میل جول پیدا کر لیتا ہے اور حالت سکر مین کچھ کلام کرتا ہے تو بیوقوف لوگ (جو بمنزلہ اطفال ہین) اُسے دیوانہ سمجھتے ہین اور اسکا مذاق اُڑاتے ہین اسلیئے اہل اللہ کو مخلوق سے الگ رہنا اور اُنسے اپنا حال چھپانا چاہیئے

خلق اطفالند جز مست خدا		نیست بالغ جز رہیدہ از ہوا	
ترجمہ	ہے یہ خلقت طفل اور مست خدا	ہے وہی جو خواہشون سے ہو جدا	

شرح یعنے بجز اُس شخص کے جو مست محبت الٰہی ہے تمام مخلوق دنیا بچون کے مانند ہے اور عاقل و بالغ وہ ہے جو بُری خواہشون سے نجات پائے ہوے ہے مطلب یہ کہ جسطرح بچون کو بارہا باتون کی خبر نہین ہوتی اسیطرح مخلوق کو مست شراب محبت الٰہی کی حالت سے آگاہی نہین ہے۔ بلکہ لوگ اُسپر خندہ زنی کرتے ہین

گفت دنیا لعب و لہوست و لعا		کو دکیدو راست فرماید خدا	
ترجمہ	قول حق ہے راست بالکل میرے جان	یعنے دنیا کھیل بازی ہے جہان	

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے انما الحیوٰۃ الدنیا لعب و لہو الی آخر الآیہ یعنے دنیوی زندگانی صرف لہو و لعب ہے مطلب شعر یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو دنیا کو کھیل کود کی جگہ اور مخلوق کو اطفال فرمایا ہے

یہ بالکل صحیح ہے اور اسکے دو سبب ہین اول یہ کہ لہو و لعب کی طرح دنیا بہی جلد گزر جانے اور فنا ہونے والی چیز ہے دوم یہ کہ جسطرح بچے لہو و لعب کی طرف زیادہ رغبت رکھتے ہین مخلوق بہی انکی طرف زیادہ راغب ہے۔ بالغ اور عذار سنیدہ وہ ہے جو دام دنیا سے رہا ہوگیا ہے۔

	از لعب بیرون نہ رفتے کودکی		بے زکات روح کے باشی نکی
ترجمہ	جا گزین ہے تجہین خوئے کودکی		بے زکات جان کب ہو گا زکی

شرح یعنے اینجا طیب چونکہ تو لہو و لعب کے احاطہ سے باہر نہین نکلا اسلیئے گو عمر مین بوڑہا بڑا ہوا کرے مگر بچہ ہی کے مانند ہے اور جب تک اپنی روح کی زکات نہ دیگا ہرگز پاک نہو گا نکتہ زکات مال یہ ہے کہ آدمی اپنے مال مین سے بقدر فرض خدا کی راہ مین دے اور زکات روح یہ ہے کہ لذات نفسانیہ اور اوصاف رذیلہ کو ترک کرکے اوصاف حمیدہ اختیار کرے۔ ان اشعار مین مولانا قدس سرہ نے آیت قرآنی سے تمام مخلوق کا طفل نابالغ ہونا ثابت کردیا ہے اور جبکہ مخلوق طفل نابالغ ہے تو اُس سے اپنی حالت مستی کو چہپانا چاہیئے ورنہ لوگ مسخر کرنے لگین گے اور اولیاء اللہ کو دیوانہ سمجہین گے چنانچہ اکثر اُمتون نے اپنے رسولونکو دیوانہ کہا ہے۔

	چون جماع طفل دان این شہوتے		کہ ہمے رانند اینجا اے فتے
ترجمہ	خواہش دنیا ہے لڑکون کا جماع		سر بسر بیکار ہے ایسا جماع

شرح یعنے اے پیارے نوجوان مخاطب یہ خواہش مخلوق جماع طفل کے مانند ہے اور یہ شہوت رانی لڑکونکا کہیل ہے مطلب یہ کہ خواہش جماع جو عام مخلوق مین ہے مانند جماع طفل ہے اسکو لوگ فقط لہو و لعب کی نیت سے عمل مین لاتے ہین البتہ خواص کا مقصود جماع سے مخلوق کی کثرت اور اُمت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑہوتری ہے اور عوام کا قصد فقط لہو و لعب ہے اسکی مثال ایسی ہے جسطرح چہوٹی چہوٹی بچے اپنے ماں باپ کو دیکہکر جماع کرنے لگین تو یہ جماع فقط صورت مین جماع ہو گا فی الحقیقت جماع نہین ہے بلکہ انکے نزدیک ایک کہیل ہے۔ اسیطرح عوام کا جماع گویا خواص کے مقابلہ مین بیفائدہ اور اس قسم کے تقلید ہے جسکا کچہ نتیجہ نہین۔ یا شہوت سے مراد مطلق خواہشات دنیوی ہین۔ اسصورت مین یہ مطلب ہے کہ خواہشات دنیوی مانند جماع طفل بے نتیجہ اور عبث ہین اور فتے امالۂ فتا ہے بمعنے نوجوان۔

	این جماع طفل چہ بود بازیے		با جماع رستمے و غازیے
ترجمہ	ہے جماع طفل اک بیہودہ بات		سامنے شہ زور کے اے خوش صفات

شرح یعنے یہ بچے کا جماع کرنا کیا شے ہے کچہ بہی نہین صرف ایک کہیل ہے۔ اور ایک رستم یا غازی (بڑے پہلوان یا بہادر) آدمی کے مقابلہ مین تو بالکل ہی کہیل اور لغو فعل ہے۔ معنوی طور پر رستم اور

غازی سے اولیاء اللہ مراد ہین جنکا جماع بانتیجہ ہوتا ہے اور جس سے اولاد صالح کے اُمید ہوتی ہے یا یہ معنے ہین کہ اگر اولیا لذائذ دنیا کی طرف متوجہ ہوتے ہین تو اس سے قوت عبادت اور اطمینان قلب مقصود ہوتا ہے بخلاف عوام جنکا مقصود صرف لہو ولعب ہے چنانچہ جماع سے عوام کا مقصود حظ نفس ہوتا ہے اور خواص کا فرزند نیک

	جنگ خلقان ہمچو جنگ کودکان	جملہ بیمعنی و بے مغز و مہان
ترجمہ	جنگ خلقت کی ہے جنگ کودکان	سب کے سب بیمغز ہین یہ میری جان

شرح یعنے مخلوق کی باہمی جنگ دنیا کے لیے ہوتی ہے اور چونکہ دنیا خود لہو ولعب اور مخلوق بچون کے مانند ہے اسلیے مخلوق کی باہم لڑائی گویا بچون کی لڑائی ہے جو بالکل بے معنے اور عبث اور نہایت ذلیل ہے البتہ نفس پر جہاد کرنے والون کی لڑائی خدا کے لیے ہوا کرتی ہین وہ اس بیکار جنگ سے مستثنے ہین۔ مہان عربی لفظ ہے بمعنے حقیر و ذلیل اور مطلب یہ ہے کہ ایشخص دنیوی اغراض کے لیے لڑنا اچھا نہین ہے۔

	جملہ با شمشیر چوبین جنگ شان	جملہ در لا ینبغی آہنگ شان
ترجمہ	کاٹھ کی تلوار سے ہے انکی جنگ	ناسزا ہین انکے سارے رنگ ڈھنگ

شرح یعنے تمام مخلوق کی باہمی جنگ بچون کی طرح کاٹھ کی تلوار سے ہوتی ہے اور سب کا قصد بیکار اور ناسزاوار باتون کی طرف متوجہ ہے یعنے مخلوق بچون کی طرح بیکار کامون مین مصروف اور کھیل مین مشغول ہے

	جملہ شان گشتہ سوارہ بر نئے	کاین براق ماست یا دلدل پئے
ترجمہ	سب کے سب یہ نے پہ گویا ہین سوار	جانتے ہین اسکو دلدل نابکار

شرح یعنے تمام مخلوق کی ایسی مثال جیسے بچے کہ اکڑی کو گھوڑا بنا کر اسپر سوار ہو جاتے ہین اور اُسے براق یا دلدل سمجھتے ہین۔ اسیطرح مخلوق اپنے کھیل کود اور آدنیوی مشغلون کو اچھا جانتی ہے مگر فی الواقع اسکی تمام باتین لغو اور محض بیکار ہین براق رسول علیہ السلام کی وہ سواری ہے جسپر آپ شب معراج مین سوار ہوئے تھے اور دلدل آپکے خچر کا نام ہے اور بعض نے حضرت علیؓ کے گھوڑے کا نام دلدل کہا ہے۔

	حاملند و خود ز جہل افراشتہ	راکب و محمول رہ پنداشتہ
ترجمہ	سبکے سب حامل ہین لیکن میری جان	راکب و محمول کرتے ہین گمان

شرح یہ شعر مطبوعہ نسخون مین گوشہ دامن گرفتہ اسپ وار کے بعد ہے جو عنقریب آنیوالا ہے مگر قلمی نسخہ مین یہان تھا جہان ہمنے درج کیا ہے اور باعتبار ربط ابیات اسکا یہین ہونا مناسب ہے مطلب یہ کہ تمام مخلوق حامل یعنے بوجھ اٹھائے ہوئے ہے اور اپنی نادانی کے باعث اپنے آپ کو بلند مرتبہ یعنے محمول اور سوار براق یا دلدل جانتی ہے اور راکب راہ حقیقت گمان کرتی ہے مگر فی الواقع محمول نہین بلکہ حامل ہے چنانچہ

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ہم یحملون اوزارہم علےٰ ظہورہم یعنے لوگ اپنے گناہ کے بوجھ اپنی پیٹھ پر اُٹھائے ہوے ہین غرضیکہ مخلوق لڑکون کی مانند ہے جو لکڑی کو گھوڑا خیال کرتے ہین اور یہ سمجھتے ہین کہ یہ گھوڑا ہمین اُٹھائے اُٹھائے پھر رہا ہے حالانکہ وہ خود گھوڑے کو اُٹھائے پھرا کرتے ہین اسیطرح مخلوق اپنے نزدیک اپنے اعمال کو اچھا سمجھتی ہے مگر فی الواقع انکی سب باتین بیکار اور محض لغو ہین لفظ خود فعل افراشتہ کا مفعول ہے۔ اور لفظ را علامت مفعول محذوف ہے یعنے مخلوق بوجھ لیے ہوے ہے اور اپنے آپ کو سوار جانتی ہے۔

	باش تا روزے کہ محمولان حق		اسپ تازان بگزرند از طبق
ترجمہ	صبر کر چندے کہ محمولان حق		طے کرین اک دم کے دم مین نو طبق

شرح یعنے مخلوق جو اپنے آپ کو بُراق یا دُلدل سوار سمجھتی ہے یہ بالکل غلط گمان اور جھوٹا دعوے ہے ایمخاطب جھوٹے دعوے کی حالت معلوم کرنے کے لیے چند روز صبر کر ایکدن محمولان حق اپنے گھوڑون پر سوار ہوکر نو فلک سے گزر جائینگے۔ اُسدن معلوم ہو جائے گا کہ یہ مدعی براق پر سوار تھے یا دُلدل پر روز سے قیامت کا دن محمولان حق سے جنتی اور اسپ سے اُنکے اعمال حسنہ مراد ہین جو سواریون کی صورت مین متمثل ہو کر اُنکو پلصراط سے گزار دینگے۔ چنانچہ حدیث مین ہے تمتّعوا اضحایاکم فانّہ فی الآخرۃ مطایاکم یعنے اے لوگو قربانیان کیا کرو کیونکہ وہ آخرت مین تمہاری سواریان ہو جائینگی نیز ممکن ہے کہ محمولان حق سے عارفان کامل مراد ہین اور اُنکے اعمال بمنزلہ مرکب ہین جنپر روح سوار ہو کر آسمانون اور لوح و قلم تک عروج کر جاتی ہے اسکا نام معراج عارفین ہے خلاصہ یہ کہ اس شعر مین یا تو عالم صلحا کی طرف اشارہ ہے جو محشر مین محمول و بلند مرتبہ ہونگے یا عارفان خاص مراد ہین جنکو دنیا ہی مین عروج ہو جاتا ہے اِس معراج عارفین کی دلیل آیندہ شعر مین مذکور ہے۔

	تعرج الروح الیہ والملک		من عروج الروح یہتز الفلک
ترجمہ	اُسکی جانب جاتی ہے روح و ملک		روح وہ ہے جس سے ہلتا ہے فلک

شرح فلک کا عطف روح پر عطف تفسیری ہے یعنے اولیاء اللہ کی روح جو روح ملکی ہے اللہ تعالےٰ کی طرف عروج پاتی ہے اور چونکہ اُنکی روح نہایت مکرم و پرسطوت و جلیل القدر اور ہیبت الٰہی کو اپنے ساتھ لیے ہوے ہوتی ہے اسلیئے اُسکے عروج سے فلک بلجاتا ہے عرش کانپ اُٹھتا ہے اگر روح کا عروج دنیا ہی مین مان لیا جائے تو اس سے اولیاء اللہ کی روح مراد ہے اور اگر یہ کیفیت بعد موت ہوتی ہے تو عام مومنین و صالحین کی روح مقصود ہے یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے تعرج الملائکۃ والروح الیہ فی یوم الی آخر الآیۃ۔

	ہمچو طفلان جملہ تان دامن سوار		گوشۂ دامن گرفتہ اسپ وار
ترجمہ	بیٹھے ہو تم اپنے دامن پہ سوار		اور ہے دامن کا گوشہ اسپ دار

شرح یعنے اے غافلو تم سب لڑکون کی مانند ہو جو اپنے دامن کا گوشہ پکڑ کے اُسپر سوار ہو جاتے ہین اور دامن کو گھوڑا سمجھ لیتے ہین حالانکہ بچون کا یہ خیال غلط ہوتا ہے۔ اسیطرح تم اپنے گمان مین اپنے افعال کو اچھا سمجھتے ہو حالانکہ وہ سراسر بُرے ہین جسطرح دامن فی الواقع گھوڑا نہین ہوتا اسیطرح بد اعمال نیک نہین ہوتے۔

	از حق اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغنِی رسید		مرکب ظن بر فلک ہا کے دوید
ترجمہ	سامنے حق کے گمان کیا آئے گا		مرکب ظن کب فلک پر جائے گا

شرح یعنے اے لوگو تم اپنے گمان کو بمنزلۂ یقین سمجھکر اپنے افعال کو اچھا جانتے ہو حالانکہ اللہ تعالے قرآن مجید مین فرما رہا ہے کہ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغنِی مِنَ الحَقِّ شَیئًا یعنے گمان حق و یقین سے بے نیاز نہین کر سکتا بلکہ حق کی حاجت ضرور ہوتی ہے اور گمان اکثر بیکار ہو جاتا ہے اسلیئے تمہارا ظنی مرکب (گمان کا گھوڑا) فلک پر نہین دوڑ سکتا یعنے تمہین مرتبہ معراج عارفین تک نہین پہنچا سکتا اسلیئے اعمال صالحہ کا حقیقی مرکب خریدنا چاہیئے۔

	اَغلَبُ الظَّنِّینِ فِی تَرجِیحِ ذَا		لَا تُمَارِی الشَّمسَ فِی تَوضِیحِہَا
ترجمہ	اغلب الظنین کو ترجیح ہے +		کب مقابل مہر حق کے ہے یہ شے

شرح ممارات لغت مین بمعنے مجادلہ و شک و برابری ہے اور ذا کا فعل با فاعل محذوف ہے یعنے خذ ہذا بمعنے بگیر و حاصل کن این را مطلب یہ کہ حق ترجیح مین اغلب الظنین (دو گمانون مین سے غالب تر گمان) کو پکڑ لے اور اُسپر عمل کر لیکن اُس اغلب الظنین کو درباب توضیح شمس یقین کے مقابل نکر کیونکہ غلبۂ ظن یقین کے آگے کچھ کام نہین دیتا۔ تیر دامن پر سوار ہو کر اسکو گھوڑا جانا ظنی اور اولیاء کا اعمال حسنہ کی براق پر سوار ہو کر آسمانون سے گزر جانا یقینی ہے یہ اُسکے برابر نہین ہو سکتا۔ بعض نسخون مین لا یماری بصیغہ غائب ہے۔ اسوقت دوسرا مصرع اغلب الظنین کے خبر ہے۔ یعنے اغلب الظنین یہی اغلب الظنین آفتاب یقین کا مقابلہ نہین کر سکتا۔

	آفتاب حق چو گردد مستوی		در قیامت بر رشید و بر غوی
ترجمہ	روز محشر آفتاب حق کا نور		ہر کسیکو خود دکھائے گا ظہور
	آنگہے بینید مرکبہائے خویش		مرکبے سازیدہ اید از پائے خویش
ترجمہ	مرکب اپنے آپ دیکھو گے تمام		ہین تمہارے پاؤن کے گھوڑے تمام

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور لفظ حق باطل کا مقابل ہے یعنے اے غافلو قیامت کے دن جبکہ آفتاب حق و راستی ہر ہدایت یافتہ اور گمراہ پر غالب آجائیگا۔ یعنے حق آفتاب کی طرح سب پر روشن ہو جائے گا اسوقت تم اپنے گھوڑون کو دیکھ لوگے اور یہ معلوم ہو جائیگا کہ تمنے اپنے پاؤن کو گھوڑا گمان کر لیا تھا حالانکہ یہ گمان بالکل غلط تھا۔ کیونکہ قیامت کے دن گمان و شک کچھ کام نہ دیسکینگے اور ہر شخص کو اپنی واقعی حقیقت نظر آجائیگی۔

	وہم وحس وفکر و ادراکات ما	ہمچو نے دان مرکب کودک ہلا
ترجمہ	وہم وحس و فکر کی ہے یہ مثال	نے کو لڑکا اسپ کرتا ہے خیال

شرح یعنے ایمخاطب خبردار ہم جیسے غافلون کی حس و فکر اور معلومات اُس لکڑی کی مانند ہین جسکو لڑکے نے اپنا گھوڑا خیال کر رکھا ہے مطلب یہ کہ ہم گمان کو بمرتبۂ یقین سمجھتے ہین حالانکہ یہ ہماری سخت غلطی ہے بلا عربی مین حرف تنبیہ ہے بمعنے خبردار غرضیکہ وہم و فکر و حواس سے یقینی علم حاصل نہیں ہوسکتا۔

	علمہائے اہل دل حمال شان	علمہائے اہل تن احمال شان
ترجمہ	اہل دل کا علم اک رہوار ہے	اہل تن کا علم اُنپر بار ہے

شرح یعنے اہل دل اور اولیاء اللہ کا علم چونکہ الہام ربانی اور فیض رحمانی ہے اسلیئے اُنکی سواری بنا ہوا ہے اُنہین اُٹھائے اُٹھائے پھرتا ہے حتے کہ عالم ملکوت تک لے اُڑتا ہے اور اہل ظاہر کا علم چونکہ رسمی اور دنیوی ہے اسلیئے بوجھ کی طرح اُنپر لدا ہوا ہے یہی باعث ہے کہ وہ بوجھل ہو کر عالم معنی کی طرف عروج نہین کرسکتے حمال بمعنے اُٹھانیوالا ہے اور احمال جمع حمل ہے بمعنے بارگران۔

	علم چون بر دل زند یارے شود	علم چون بر تن زند بارے شود
ترجمہ	اہل دل کا علم اونکا یار ہے	اہل تن کا علم اونکا بار ہے

شرح یعنے جو علم دلپر اثر کرتا ہے اور عالم اُسپر عمل کرنے لگتا ہے وہ علم یار و مددگار بنجاتا ہے۔ یہانتک کہ نجات دلوا دیتا ہے چنانچہ عیسائی بادشاہ (نجاشی) اور اُسکے ارکان دولت رسول مقبول یا حضرت جعفر طیار سے علم سیکھکر یعنے قرآن مجید کی آیتین سُنکر ایمان لے آئے تھے آیت واذا سمعوا ما انزل الی الرسول الی آخرہا اُنہین کی شان مین ہے۔ یعنے جب اُنہون نے وہ آیتین سُنین جو رسول پر اُتری ہین تو اُنکی آنکھون سے آنسو بہنے لگے۔ اور جو علم بدن پر اثر کرتا ہے یعنے فقط زبان سے پڑھا جاتا ہے اور محض آسایش جسم اور حصول جاہ یا نوکری چاکری کے لیئے پڑھا جاتا ہے اور جس علم پر عمل نہین کیا جاتا ایسا علم بوجھ یعنے سراسر بار گناہ ہے چنانچہ اللہ تعالے نے ایسے علم کو گدھے کا بوجھ فرمایا ہے۔

	گفت ایزد یحمل اسفارہ	بار باشد علم کان نبود ز ہو
ترجمہ	یحمل اسفار ہے قول آلہ	اہل تن کا علم ہے بار گناہ

شرح ہو سے مراد ذات حق ہے یعنے ایسا علم جو خدا کی طرف سے نہین ہے وہ بار گناہ ہے اسلیئے اللہ تعالے نے یہود کے حق مین یہ فرمایا ہے کہ مثل الذین حملوا التوراۃ الی آخر الآیہ۔ یعنے اُن لوگون کی مثال جنہین توریت پر عمل کرنے کی تکلیف دیگئی مگر اُنہون نے عمل نہ کیا اُس گدھے کی سی ہے جو کتابین اُٹھائے ہوئے ہے

مگر اُنکے معانی و مطالب سے واقف نہین ہے۔ یہی حال اُن لوگون کا ہے جو آسایش جسم اور حصول جاہ کے لیئے علم پڑہتے ہین۔ انکا حال اس مصرع کا مصداق ہے ع لاکہہ طوطے کو پڑہا ہا پر وہ حیوان ہی رہا۔

	علم کان نبود ز ہو بے واسطہ	آن نہ پاید ہمچو رنگ ماشطہ
ترجمہ	علم باطن گر نہو بے واسطہ	کب رہیگا شکل رنگ ماشطہ

شرح ماشطہ اُس عورت کو کہتے ہین جو دُلہن کی گنگہی پٹی کیا کرتی ہے اور رنگ ماشطہ اُبٹنے کا وہ عارضی رنگ ہے جو اُس ماشطہ عورت کے دہونے مانجھنے اور اُبٹنا وغیرہ ملنے سے دُلہن کے چہرہ پر آجاتا ہے اور چند روز مین اُڑ جاتا ہے اور بیواسطہ بمعنے بلا کشف و الہام ہے مطلب یہ کہ جو علم خدا کی طرف سے نہو بلکہ دنیوی ہو اور جو علم کہ بلا کشف و الہام نہو یعنے لدنی نہو وہ پائدار نہین ہوتا اور اسطرح اُڑ جاتا ہے جسطرح دولہن کے چہرہ کا رنگ جو ماشطہ کی محنت سے چڑہ گیا تہا۔ رنگ ماشطہ کی اضافت سببی ہے خلاصہ یہ کہ جو عالم اپنے علم پر عمل نہین کرتا وہ بار گناہ اُٹہائے ہوے ہے اور جو عمل تو کرتا ہے۔ لیکن اُسکا علم ذاتی اور لدنی نہین ہے بلکہ کسبی یا تحصیلی ہے تو یہ علم ناپائدار ہے جو صرف اسکی زندگی تک رہیگا بعدہ اُسکا فیضان باطنی سالکان طریقت تک نہ پہنچیگا۔ بس تو نتیجہ یہ نکلا کہ جو علم بلا وسیلہ غیر یعنے الہامی ہوگا وہ ضرور پائدار ہوگا

	لیک چون این بار را نیکو کشی	بار برگیرند و بخشندت خوشی
ترجمہ	جب خوشی سے تو اُٹہائیگا یہ بار	تو خوشی بخشے گا تجکو کردگار

شرح یعنے گو علم ظاہری جس سے دنیا کمانا مقصود ہو بار گناہ ہے مگر اس بار عظیم کو اگر تو اچہی طرح کہینچیگا یعنے حسب مقتضائے علم عمل کرنے لگیگا تو یہ بار گران تیرے کندہے سے اُٹہا لیا جائیگا اور انجام کار تجہے خوشی حاصل ہوگی یعنے نجات ملجائیگی کیونکہ ظاہری علم حدیث و قرآن پر عمل کرنے والے بہی ناجی ہین۔

	ہین مکش بہر ہوا این بار علم	تا بہ بینی در درون انبار علم
ترجمہ	مت اُٹہا بہر طمع یہ بار علم	تا ملے دلمین تجہے انبار علم

شرح یعنے حصول خواہشات دنیوی اور حرص و ہوا کے لیئے علم کا بوجہہ نہ کہینچ بلکہ عمل کرنے اور خدا سے ڈرنے کی نیت سے علم حاصل کر تاکہ تیرا دل مخزن انبار علم الہامی بنجائے۔

	تا کہ بر رہوار علم آئی سوار	بعد ازان اُفتد ترا از دوش بار
ترجمہ	راہوار علم پر تا ہو سوار	اور کندہے سے ترے گر جائے بار

شرح یعنے جب تو علم پر عمل کرکے باعث مخزن علوم الہامی بنجائے گا تو تیرا علم سواری بنکر تجہے عالم ملکوت کی طرف لے اُڑیگا اور تیرے کندہے کا بوجہہ گر پڑیگا یعنے اسوقت علم باعث گناہ نہ رہے گا۔

	از ہوا ہا کے رہی بے جام ہو		اے زہو قانع شدہ بانام ہو
ترجمہ	حرص سے تو کب چھٹا بے جام حق		حق سے کیون قانع ہے لیکر نام حق

شرح یعنے ایخاطب جب تک تو محبت ذات الٰہی کا جام نہ پیئے گا دنیوی خواہشون سے ہرگز نجات نہین پاسکتا مگر تو فقط ہو کے نام پر قانع ہے اور ذات ہو سے تعلق ہی نہین رکھتا۔ حالانکہ محض اسم ہو پر قناعت کرنا مناسب نہین بلکہ اسم کو معلوم کرکے مسمے کے مشاہدہ کی کوشش کرنی چاہیئے یعنے بلا محبت ذات الٰہی فقط زبان سے اللہ اللہ کہنا زیادہ مفید نہین ہے بلکہ مفید یہ ہے کہ زبانی اللہ اللہ کے ساتھ دلمین بھی عشق الٰہی جاگزین ہو جائے

	از صفت و ز نام چہ زاید خیال		وان خیالش ہست دلّال وصال
ترجمہ	نام سے گو دلمین آتا ہے خیال		اور وہ ہے بے شبہ دلّال وصال

شرح یعنے کسی شخص کی صفت بیان کرنے یا اسکا نام لینے سے کیا نتیجہ نکلتا ہے یہ نکلتا ہے کہ دل مین اسکا خیال پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وہ خیال اسکے وصال یعنے ملاقات کا رہبر بنجاتا ہے اسیطرح اللہ تعالےٰ کے اسماو صفات کا ذکر دلّال وصال ہے یعنے اللہ اللہ کرنے سے خیال ذات پیدا ہوجاتا ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص اللہ تعالےٰ کو کریم و رحیم و رزاق وغیرہ جانے گا تو ضرور اسسے ان صفات کے سبب مشاہدہ ذات کا شوق پیدا ہو جائے گا لیکن با اینہمہ اگر موصوف باسمے کا خیال ہی خیال ہے اور مرتبۂ وصال نصیب نہ ہو تو یہ خیال بیکار ہے خیالش مین ضمیر شین لفظ ہو یعنے ذات الٰہی کی طرف راجع ہے۔

	دیدۂ دلّال بے مدلول ہیچ		تا نباشد جادہ نبود غول ہیچ
ترجمہ	ہے مگر دلّال بے مدلول کب		گر نہو جادہ تو پھر ہون غول کب

شرح پہلے مصرع مین استفہام انکار ہے یعنے ایخاطب تو نے کبھی دلّال بے مدلول دیکھا ہے کبھی نہین دیکھا یعنے ایسا ہرگز نہین ہوسکتا کہ کہین دلّال (رہبر) تو موجود ہو اور مدلول یعنے طریقہ مطلوب خاص موجود نہو کیونکہ دال اور مدلول مین تلازم ہے اور اس تلازم کی مثال یہ ہے کہ جب تک راستہ نہو کا غول بیابانی ہرگز نپایا جائیگا۔ کیونکہ غول بیابان ہی مین ہوتا ہے۔ بس تو خیال ذات الٰہی جو وظیفۂ اسماء و صفات سے حاصل ہوتا ہے دلّال وصال ہے اور وصال و مشاہدہ مدلول ہے اگر اللہ اللہ کرنے سے مشاہدہ حاصل نہوا تو یہ دلّال بلا مدلول کسیکام کا نہین۔ نتیجہ یہ ہے کہ بلا کوشش حصول مشاہدۂ ذات صرف زبان سے اللہ اللہ کہنا باعث قرب نہین ہوسکتا۔ دوسرے لفظون یہ ہین کہ دلّال بے مدلول ہرگز نہین ہوسکتا اسلیئے ضرور خیال ذات دلّال وصال ہو کر مطلوب تک پہنچا دیتا ہے اگر خیال طریق وصول الی اللہ کا رہبر نہوتا تو غول بیابانی (نفس و شیطان) رہزنی نہ کرتے حالانکہ یہ رہزنی کرتے ہین کیونکہ خیال ذات کو دل مین قائم نہین رہنے دیتے اس سے

معلوم ہوا کہ خیال وصال ہے لیکن عارفین کو چھوڑ کر صرف وصال پر قناعت کرنا غیر مناسب ہے

	ہیچ نامے بے حقیقت دیدہ		یا ز کاف و لام گل گل چیدہ
ترجمہ	نام کب ہے بے حقیقت اے جہول		کاف و لام گل نہیں دیتا ہے پھول

شرح نام بمعنے اسم اور حقیقت بمعنے مسمّے ہے۔ یعنے ایخاطب تو نے کوئی اسم بلا مسمے کہیں دیکھا ہے؟ ہرگز نہیں دیکھا۔ بلکہ ہر اسم کا مسمے ضرور ہوتا ہے مثلاً اسم زید کسی شخص پر اسیوقت صادق آئیگا۔ جبکہ زید فی الواقع کوئی شخص ہو۔ ورنہ اسم بلا مسمے محض بیکار ہے اور اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی بیوقوف لفظ کاف و لام گل یعنے اسم گل سے پھول چننا چاہے تو ہرگز نہیں چن سکتا بلکہ حقیقت یعنے گل کے مسمے سے پھول حاصل ہوسکتے ہیں مطلب یہ کہ اسمائے الٰہی سے مسمّے کو ڈھونڈنا چاہیئے ورنہ ہزار دانوں کی تسبیح لیکر صرف اللہ اللہ بہا بجنے سے قرب ذات حاصل نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ لفظ گل سے پھول کی خوشبو حاصل نہیں ہوسکتی۔

	اسم خواندی رو مسمّے را بجو		سہ بہ بالا دان نہ اندر آب جو
ترجمہ	اسم سے ڈھونڈو مسمّے بالیقین		ہے فلک پر چاند پانی میں نہیں

شرح یعنے جب تو خدا کا نام زبان سے لیتا ہے تو مسمے کی بھی تلاش کر۔ فقط نام لینے سے مقصود حاصل نہیں ہوسکتا اسکی مثال ایسی ہے جیسا کہ نہر کے پانی میں چاند کے عکس کا نام چاند رکھدیا جائے اس نام رکھدینے سے چاند کا عکس واقعی چاند نہیں ہوسکتا۔ بلکہ چاند تو آسمان پر ہے آبجو میں نہیں ہے کیونکہ اسم شئے عین مسمّے نہیں ہوا کرتا۔ مثلاً اگر ہم زید کا نام (یعنے ذی ملاکر) کسی کاغذ پر لکھیں اور اس کاغذ کے وسط میں ایک کیل ٹھوکدیں تو ذات زید یعنے مسمے کو ہرگز کسی قسم کی تکلیف نہوگی اس سے ظاہر ہے کہ اسم عین مسمے نہیں ہوا کرتا اگر ایسا ہوتا تو وہ کیل جو اسم زید میں گاڑی گئی تھی ذات زید کے جسم میں گڑ جاتی۔ بس تو جبکہ اسم اور مسمے میں جدائی ٹھہری تو محض اسمائے الٰہی کے ورد سے مسمے حاصل نہیں ہوسکتا اسلیے حصول مسمے کے متعلق کوشش کرنی چاہیئے۔

	گر ز نام و حرف خواہی بگذری		پاک کن خود را ز خود ہین یکسری
ترجمہ	نام سے گر چاہتا ہے در گزر		خود کو تو اپنی خودی سے پاک کر

شرح یعنے اگر تو ظاہری نام و حرف سے گزر کر واصل ذات ہونا چاہتا ہے تو اپنے آپ کو خودی سے بالکل پاک کرلے۔ یعنے اخلاق ذمیمہ کو دور کردے اسصورت میں تو بیشک آئینہ ذات الٰہی اور واصل حق ہوجائیگا۔

	ہیچو آہن زاہنی بے رنگ شو		در ریاضت آئنہ بے زنگ شو
ترجمہ	اور سیاہی چھوڑ دے اے نیکخو		بن ریاضت کے سبب آئینہ تو

شرح یعنے آہن کی طرح اپنی آہنی (کدورت۔ سیاہی) کو چھوڑ کر بے رنگ ہوجا یعنے اپنا رنگ چھوڑ دے

جسطرح لوہا آگ مین پڑکر اپنا رنگ چھوڑدیتا ہے اور آتشی رنگ قبول کرلیتا ہے اسیطرح تو عشق الٰہی کی آگ مین پڑکر باطنی صفائی حاصل کرلے اور ریاضت و مجاہدہ کرتے کرتے صاف و شفاف آئینہ کے مانند بنجا تاکہ تجلی ذات منعکس ہونے لگے اور تیرا باطن آئینہ کی طرح صاف و شفاف اور زنگ سے پاک ہوجائے۔

	خویش را صافی کن از اوصاف زفت	تا بہ بینی ذات پاک و صاف خود	
ترجمہ	صاف کر دلکو بُرے اوصاف سے	دیکھہ جلوہ اپنی طبع صاف سے	

شرح یعنے اے مخاطب اپنے آپ کو اوصاف رذیلہ اور اخلاق ذمیمہ سے پاک کرلے اسوقت تو اپنے ذات کو پاک اوصاف اور مظہر ذات الٰہی و انوار نامتناہی دیکھے گا۔ اور تجھے معلوم ہوجائیگا کہ تیری ذات در اصل پاک و صاف ہے

	بینی اندر دل علوم انبیا	بے کتاب و بے معید و اوستا	
ترجمہ	انبیا کے علم تا کھل جائیں سب	بے کتاب و اوستاد و بے طلب	

شرح معید عربی لفظ ہے بمعنے معلم جو یاد کرانے کے لیئے بار بار لڑکون پر سبق کا اعادہ کیا کرتا ہے۔ مطلب یہ کہ جب تو اپنی ذات کو اخلاق ذمیمہ سے پاک کرلیگا تو بلا ذریعۂ کتاب و معلم و اوستاد اپنے دل مین علوم انبیا یعنے الہامی باتون کی روشنی دیکھے گا۔ اور بطور کشف تجھے بہت سی باتیں بلا تعلیم و تعلم حاصل ہوجائینگی۔

	گفت پیغمبر کہ ہست از اُمتم	کہ بود ہم گوہر و ہم ہمتم	
ترجمہ	قول پیغمبر ہے اُمت مین میری	میرے ہم گوہر ہین میرے اُمتی	

شرح یعنے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میری اُمت مین بعض لوگ میرے ہم گوہر (یعنے اُمی ہونے مین میرے ہم اصل) اور میرے شریک ہمت یعنے ریاضت اور مجاہدہ مین میرے ہم ارادہ ہونگے حضرت ابوذر سے یہ حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مین اپنے اُن بھائیون کا مشتاق ہون جو میرے بعد آئینگے اور اُنکی شان انبیا کی شان سے ملتی جلتی ہوگی۔ اور وہ شہیدونکا مرتبہ رکھتے ہونگے اللہ تعالے ہر روز ستر مرتبہ اُنکو نظر رحمت سے دیکھیگا۔ اے ابوذر مین اُنکا مشتاق ہون۔ چنانچہ حضرت حبیب عجمی محض اُمی اور زمانہ رسالت کے بعد پیدا ہوئی مگر مجاہدہ و ریاضت اور عنایت الٰہی کے باعث قدوۃ الواصلین ہوگئے۔ اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ مجاہدہ بلا وسیلۂ تعلیم و تعلم طالب کو صاحب کشف بنا دیتا ہے۔

	مر مرا زان نور بیند جان شان	کہ من ایشان را ہمے بینم عیان	
ترجمہ	دیکھتے ہین نور باطن سے مجھے	دیکھتا ہون اُنکو مین جس نور سے	

شرح یعنے پیغمبر علیہ السلام فرماتے ہین کہ میرے اُن نیک اُمتیون کی روحین جو میرے بعد آئینگی مجکو اُس نور سے دیکھہ رہی ہین جس نور سے مین اُنہین اسوقت دیکھہ رہا ہون۔ مطلب یہ کہ میری اُمت کے بعض

لوگ گو ہنوز پیدا نہین ہوے مگر وہ ابہی سے زمرۂ اولیاء اللہ مین شامل ہین اور مجکو اسطرح دیکہہ رہے ہین گویا میری مصاحبت مین حاضر ہین۔ اور جسطرح وہ مجہے دیکہہ رہے ہین اسیطرح مین انکو اپنا جمال مبارک دکہاتا رہتا ہون۔ کیونکہ انکو جو باطنی یا روحانی نور عطا کیا گیا ہے وہ میری ہی ذات کا نور ہے۔ اسلیئے مجہین انمین جدائی نہین رہی۔ بعض نسخون مین عیان کی جگہ بدان بمعنے بآن ہے

	بے صحیحین و احادیث و روات	بلکہ اندر مشرب آب حیات	
ترجمہ	بے صحیحین و احادیث و روات	پائیگا تو چشمۂ آبحیات	

شرح یہ شعر مولانا قدس سرہ کا مقولہ ہے اور بینی اندر دل علوم انبیا کے متعلق ہے یعنے ایمخاطب اگر تو اوصاف بشری سے پاک ہو جائیگا۔ تو علوم انبیا بلا وسیلۂ استاد اور بلا مدد صحیح بخاری و صحیح مسلم و احادیث و روات حاصل کرلے گا یعنے تیرا علم لدنی ہو جائیگا۔ بلکہ تو اپنے دلمین چشمۂ آبحیات پائیگا۔ یعنے قلب کو مظہر ذات الٰہی دیکہے گا۔ اند کے بعد لفظ دل حسب قرینہ محذوف ہے۔

	سر امسینا لکردیا بدان	راز اصبحنا اعرابیا بخوان	
ترجمہ	سر امسینا لکردیا سمجہہ	راز اصبحنا عرابیا سمجہہ	

شرح یعنے ایمخاطب سید ابو الوفاء کے اس مقولہ کو کہ مین شام کو کردی تہا اور صبح کو عربی بنگیا غور سے سمجہہ اس راز کے سمجہنے سے صاف طور پر معلوم ہو جائیگا کہ اولیاء اللہ کو بلا وسیلۂ کتاب و استاد علم الہامی حاصل ہوتا ہے **فائدہ** سید ابو الوفا کردی کا حال ہم دیباچۂ شرح مثنوی مین بہی لکہہ چکے ہین یہ بزرگ بکریان چرایا کرتے تہے اتفاقاً انہین کہین سے ایک کاغذ کا ٹکڑہ ملا جسپر بسم اللہ الرحمن الرحیم تحریر تہا چونکہ یہ بالکل ان پڑہ اور عربی زبان سے ناواقف تہے اسلیئے ایک اور شخص سے پوچہا کہ اس کاغذ پر کیا لکہا ہے اُسنے بتادیا کہ بسم اللہ لکہی ہے حضرت ابو الوفا نے اس کاغذ کو مٹی وغیرہ سے پاک صاف کرکے ایک بلند جگہ تعظیم کے طور پر رکہدیا۔ اور اُسکے آگے صبح تک بہ ادب تمام کہڑے رہے۔ صبح کے وقت جذبۂ الٰہی نے اپنی طرف کہینچ لیا اور انکو زبان عربی کا الہام ہوگیا نیز اسکے علاوہ اور بہت سے علوم منکشف ہوگئے۔ بعد صبح یہ منبر پر چڑہے اور یہ فرمایا کہ الحمد للہ امسینا کردیا و اصبحنا اعرابیا یعنے خدا کا شکر ہے کہ مین رات کو کردی تہا۔ اور صبح کو اعرابی ہوگیا۔ مولانا کا اس شعر سے یہ مطلب ہے کہ جب تصفیۂ قلب اور جذب الٰہی حاصل ہو جاتا ہے تو طالب کا قلب مظہر اسرار و علوم الہامی بنجاتا ہے جسکو کتاب یا استاد کے واسطہ کی ضرورت نہین رہتی بعض نسخون مین امسیت اور اصبحت ہے مگر مطلب ایک ہے امسیت اور اصبحت صیغۂ واحد متکلم ہے اور امسینا و اصبحنا صیغۂ جمع متکلم مع الغیر ہے۔

	سرّ اسینا و اصبحنا ترا		میرساند جانب راہ خدا
ترجمہ	سرّ اسینا و اصبحنا تجھے		تا خدا لیجائے گا یہ دیکھ لے

شرح یعنے سید ابوالوفا کے اس قول سے کہ مین شام کو کردی تہا اور صبح کو عربی بنگیا انمیں مخاطب تجھے معلوم ہوگیا ہے کہ تصفیۂ قلب اور جذب الٰہی واصل ذات کردیتا ہے اور اہل اللہ کو علم لدنی حاصل کرنے مین وسیلہ کتاب و اُستاد کی ضرورت نہین رہتی بلکہ اللہ تعالےٰ انکو از روے الہام سب طرح کا علم عنایت کردیتا ہے۔

	ور مثالے خواہی از علم نہان		قصہ گو از رومیان و چینیان
ترجمہ	چاہیئے علم نہان کی گر مثال		رومیون اور چینیون کا سُن یہ حال

شرح علم نہان بمعنے سرّ علم باطن ہے یعنے اگر تجھے اسبات کی کوئی مثال چاہیئے کہ تصفیہ قلب اور ریاضت سے حصولِ علم باطن ہوجاتا ہے جسکے آگے علم ظاہر مغلوب ہے تو رومی اور چین کے نقاشون کا ایک قصہ سُن لے جس سے علم ظاہر و باطن کا فرق معلوم ہوجائیگا۔ اور باطنی حصہ ملجائیگا۔

قصہ مری کردن رومیان و چینیان در صنعت نقاشی و صورتگری

ترجمہ	صنعت نقاشی اور تصویر کشی مین رومیون اور چینیون کے مقابلہ کرنے کا قصہ		

شرح رومیون اور چینیون نے بادشاہ وقت کے روبرو اپنے فنِ نقاشی اور صورت کشی کا دعوے کیا تہا بادشاہ نے انکا امتحان لیا آخرکار چینی رومیون سے ہار گئے اس قصہ کا باطنی نتیجہ یہ ہے کہ نقش علم ظاہری مغلوب علم باطنی ہے۔ کیونکہ علم باطنی علم الٰہی ہوتا ہے جو تمام علوم پر غالب ہے۔

	چینیان گفتند ما نقاش تر		رومیان گفتند ما را کر و فر
ترجمہ	چینی کہتے تہے کہ ہم نقاش ہین		رومی کہتے تہے ہم اسمین فاش ہین

شرح یعنے چینی کہتے تہے ہم بڑے نقاش ہین اور رومی کہتے تہے کہ ہمین اس فن مین بڑی کر و فر حاصل ہے

	گفت سلطان امتحان خواہم درین		کز شما ہا کیست در دعوے گزین
ترجمہ	شاہ یہ بولا کرونگا امتحان		تا عیان ہو صدق دعوئ نہان

شرح یعنے بادشاہ وقت نے یہ کہا کہ ہم امتحان لیکر یہ دیکھنا چاہتے ہین کہ دونو گروہون مین سے اپنے دعوے مین اُستاد کسیندیدہ کون ہے بعض نسخون مین گزین کی جگہ مبین ہے بمعنے اظہار کنندۂ صدق دعوے

	چینیان گفتند خدمتہا کنیم		رومیان گفتند بر حکمت تنیم
ترجمہ	چینی بولے ہم کرینگے خدمتین		رومی بولے دیکھیے گا صنعتین

شرح یعنے چینیون نے کہا کہ ہم خدمت نقاشی بجالائینگے اور رومی بولے کہ ہم اپنی حکمت پر تنے رہینگے

	اہل چین و روم در بحث آمدند		رومیان در علم و صنعت برتر بدند
ترجمہ	اہل چین و روم مین بحث ہوئی		رومیونکو علم سے تھی آگہی

شرح یعنی چینی اور رومی نقاشی مین بحث کرنے لگے مگر رومی اپنے فن نقاشی مین چینیون سے زیادہ ماہر تھے

	چینیان گفتند یک خانہ بما		خاص بسپارید و یک آن شما
ترجمہ	چینیون نے یہ کہا اک گھر ہمین		اور اک بتلائیے اُنمین سے تمہین

شرح یعنے چینیون نے رومیون سے یہ کہا کہ نقش و نگار بنانے کے لیئے ایک مکان ہمین دیدو اور ایک تم لیلو تاکہ امتحان کے دن تک ایک دوسرے پر یہ ظاہر نہو کہ رومی اپنے مکان مین کیا کر رہے ہین اور چینی کیا بنا رہے ہین

	بود دو خانہ مقابل در بدر		زان یکے چینی ستد رومی دگر
ترجمہ	در بدر تہا دو گھرونکا سامنا		ایک چینی ایک رومی نے لیا

شرح یعنے بادشاہ کے دیے ہوے دو مکان ایسے آمنے سامنے کے تہے کہ اُنمین سے ہر ایک کا ایک ایک دروازہ ایکدوسرے کے مقابل تہا اُنمین سے ایک مکان چینیون نے لے لیا۔ اور ایک رومیون نے۔

	چینیان صد رنگ از شہ خواستند		پس خزانہ باز کرد آن ارجمند
ترجمہ	اہل چین نے رنگ مانگے شاہ سے		دیر تہی وہان کیا خزانے کہلگئے

شرح یعنے چینیون نے نقش و نگار کے لیئے بادشاہ سے صدہا قسم کے رنگ مانگے اور اُسنے خزانہ کھولدیا۔

	ہر صباحے از خزینہ رنگ ہا		چینیان را راتبہ بود و عطا
ترجمہ	رنگ لیجاتے تہے چینی ہر سحر		دیتا تہا راتب شہ باعز و فر

شرح یعنے چینیون کو ہر صبح کے وقت شاہی خزانہ سے رنگون کا راتب ملا کرتا تہا راتبہ بمعنے مقرر و مرتب

	رومیان گفتند نہ نقش و نہ رنگ		در خور آید کار را جز دفع زنگ
ترجمہ	رومیونکا قول تہا بے نقش و رنگ		کام مین آئیگا بیشک دفع زنگ

شرح یعنے رومیون نے باہم یہ کہا کہ بجز مکان کے صاف کرنے اور گھونٹنے اور در و دیوار وغیرہ کی کدورت دور کرنے کے کوئی نقش و رنگ ہمارے کام کے لائق نہین اور ہمین کسی قسم کے ظاہری نقش و نگار کی ضرورت نہین نکتہ اس سے ظاہر ہے کہ بلا تصفیۂ باطنی علم ظاہری کا عکس یعنے اثر ہرگز دلپذیر نہین پڑتا۔

	در فرو بستند و صیقل مے زدند		ہمچو گردون سادہ و صافی شدند
ترجمہ	گھر کو یون صیقل کیا ہو کر نہان		بنگئے دیوار و در ایک آسمان

شرح مے زدند کا فاعل رومی اور صافی شدند کا فاعل در و دیوار خانہ ہے یعنے رومیون نے دروازہ بند کرکے اُس

مکان کو ایسا گھوتا کہ سب در و دیوار اور چھتین وغیرہ آسمان کی طرح صاف و شفاف ہو گئین

	از دو صد رنگے بے رنگے رہست		رنگ چون ابرست و بے رنگی مہست
ترجمہ	جانب بے رنگ ہے رنگون کو راہ		رنگ ہے اک ابر بے رنگی ہے ماہ

شرح یہ اور اسکے بعد کا سفر مولانا کا مقولہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ دو سو رنگون سے بے رنگ کی طرف رستہ جاتا ہے اور تمام رنگ بے رنگ پر دال ہین یعنے رنگ و نقوش موجودات ذات مطلق پر دلالت کرتے ہین یا یہ معنے ہین کہ اسمائے متقابلہ اور صفات متضادۂ الٰہی جو مختلف رنگ کے مانند ہین سب کے سب ذات واحد پر دال ہین ان سب رنگون کی اصل بے رنگی ہے جسطرح کپڑے پر جب تک بے رنگ اور سادہ نہو کوئی رنگ نہین چڑھ سکتا۔ اسیطرح ذات مطلق نہو تو رنگ ہستی موجودات کو قبول نہین کرتا اور رنگ ابر کی اور بے رنگی چاند کے مانند ہے جسطرح رنگ کپڑے کی اصل اور سفیدی کو چھپائے رکھتا ہے اسیطرح رنگ ہستی و نقوش موجودات نے ذات بے رنگ کو چھپا رکھا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسا ابر کہ چاند کا پردہ بنجاتا ہے

	ہر چہ اندر ابر ضو بینی و تاب		آن ز اختر دان و ماہ و آفتاب
ترجمہ	ابر مین معلوم ہوتی ہے جو تاب		ہے وہ عکس نجم و ماہ و آفتاب

شرح یعنے جسطرح ابر چاند سورج وغیرہ کا پردہ بنجاتا ہے اور ابر مین جو کچھ روشنی یا چمک معلوم ہوتی ہے وہ ابر کی ذاتی روشنی نہین ہوتی بلکہ اُسی آفتاب وغیرہ کی روشنی ہوا کرتی ہے۔ اسیطرح ماسوے اللہ کا وجود اور حسن و جمال عکس وجود جمال ذات الٰہی ہے اور دنیا مین یہ تمام روشنی اُسی آفتاب کی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس علوم ظاہری بمنزلۂ رنگ ہین اور عارفین کے دل چاند کے مانند بے رنگ ہوتے ہین جسطرح سفید کپڑے پر ہر طرح کا رنگ چڑھ جاتا ہے اسیطرح عارفین کے دل ہر قسم اور ہر رنگ کے علم سے ماہر ہو جاتے ہین۔

	چینیان چون از عمل فارغ شدند		از پئے شادی دہلہا مے زدند
ترجمہ	کام کر کے چین والے کل کے کل		شادمانی سے بجاتے تھے دہل

شرح یعنی چین والے جب صنعت نقش و نگار سے فارغ ہو گئے تو مارے خوشی کے ڈہول بجانے لگے

	شہ درآمد دید آنجا نقشہا		مے ربود آن عقل را و فہم را
ترجمہ	نقش ایسے شاہ کو آئے نظر		عقل کو تھی جنے حیرت سر بسر

شرح یعنے امتحان کے دن بادشاہ آیا اور چینیون کے بنائے ہوے عقل و فہم کے کھو دینے والے نقش و نگار دیکھے

	بعد ازان آمد بسوے رومیان		پردہ را بالا کشیدند از میان
ترجمہ	شاہ آیا پھر بسمت رومیان		اٹھگئے سب پردہ ہائے درمیان

	عکس آن تصویر و آن کردار ہا		زد برین صافی شدہ دیوار ہا
ترجمہ	عکس نقش اہل چین کا سر بسر		رومیون کی پڑ گیا دیوار پر

شرح یہ دو شعر قطعہ بند ہین یعنے بادشاہ وقت جب چینیون کی نقاشی دیکھکر رومیون کی طرف آیا تو رومیون نے وہ پردہ جو انکے اور چینیون کے مکان کے مابین حائل تہا اٹہا لیا اسوقت چینیون کی تصویرون اور صنعتون کا عکس رومیون کے صاف شدہ مکان کی در و دیوار پر پڑا اور دیکھنے والے کو ایسا معلوم ہوا کہ یہ عکس بہ نسبت اصل نقش و نگار ہے۔ کردار بمعنے صنعت و کاریگری ہے نکتہ اسیطرح اللہ تعالے جب اولیا کے دل سے پردۂ غیریت اور حجاب واسطہ اٹہا لیتا ہے تو انکے دل پر تمام علوم ظاہرہ کا عکس پڑ جاتا ہے اور وہ بلا امداد استاد علم الہامی حاصل کر لیتے ہین۔ یعنے انکا علم ظاہری و باطنی لدنی ہو جاتا ہے۔

	ہر چہ آنجا بود اینجا بہ نمود		دیدہ را از دیدہ خانہ مے ربود
ترجمہ	جو بان نہا وہ یہان آیا نظر		بلکہ بہتر جس سے تہی بصر

شرح یعنے جو نقش و نگار چینیون کے مکان مین ہے بطور عکس رومیون کے مکان مین اس سے بہتر دکہائی دیئے یہ تمام نقش و نگار ایسے با آب و تاب ہے کہ روشنی کو آنکہون سے چہینے لیئے جاتے ہے۔ کیونکہ جو چیز زیادہ روشن اور با آب و تاب ہوتی ہے وہ بجلی کی طرح نگاہ کو خیرہ کر دیتی ہے۔ اور بینائی کو اچک لیجاتی ہے دیدہ خانہ بمعنے چشم خانہ ہے مطلب یہ کہ چینیون کی صنعت کا عکس رومیون کے مکان نہایت شفاف ہو کر نظر آیا

	رومیان آن صوفیان دائے پسر		نے تبکرار از کتاب و نے ہنر
ترجمہ	کون رومی ہین وہ صوفی سر بسر		ہین جو عالم بے کتاب و بے ہنر

شرح تبکرار جار و مجرور شبہ فعل محذوف یعنے لفظ تشتغل کے متعلق ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ ایسے مطلب صوفی اور اولیا اللہ رومیون کے مانند ہین کہ نہ کسی کتاب کے بار بار سبق لینے مین مشغول رہتے ہین اور نہ کوئی ہنر یعنے علم ظاہری پڑہتے ہین۔ بلکہ تصفیۂ باطن کے سبب ظاہری وسائل سے بالکل بے پروا ہین اور انکا علم الہامی ہوتا ہے قصہ تمام ہو کر اس شعر سے نتیجۂ حکایت شروع ہوتا ہے چینیون سے اہل دنیا اور رومیون سے اہل اللہ مراد ہین۔

	لیک صیقل کردہ اند آن سینہا		پاک زاز و حرص و بخل و کینہا
ترجمہ	لیکن انکے سینے سب آئینے ہین		بے ہوا و بخل ہین بے کینے ہین

شرح یعنے صوفی ظاہری وسیلون سے بے پروا ہین بلکہ انہون نے اپنے باطن کو صیقل کر کے حرص و بخل و کینہ (صفات بشریہ و اخلاق ذمیمہ) سے پاک کر لیا ہے اسلیئے علوم باطنی دلمین منعکس ہو گئے ہین جسکے مقابلہ مین علوم ظاہری بالکل بے حقیقت ہین کیونکہ علوم باطنی الہامی ہوا کرتے ہین۔

	آن صفائے آئنہ وصف دل ست	صورت بے منتہا را قابل ست	
ترجمہ	ہے صفائی آئینہ کی وصف دل	صورتین جسمین ہین لاکھون منفعل	

شرح یعنے رومیون سے مراد صوفی ہین اور اُنہون نے جو در و دیوار کو گھوٹ کر آئینہ کی طرح صاف کر لیا انتہا اِس صفائی سے وصف دل مراد ہے جب دلکو یہ صفائی حاصل ہو جاتی ہے تو وہ بے انتہا صورتون اور بیحد علمونکا قبول کرنیوالا ہو جاتا ہے کیونکہ حقیقت قلبیہ مین بے انتہا صورتون کے قبول کرنیکا مادہ رکھا گیا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دل مظہر الٰہی ہو جاتا ہے جسکے مقابلہ مین کون و مکان سب ہیچ ہین

	صورت بے صورت بے حد و عجب	زآئنہ دل تافت بر موسیٰ چو شب	
ترجمہ	حضرت موسے پہ شکل برق عجیب	دل کے آئینے سے آئی سوے جیب	

شرح یعنے ایسی صورت (تجلی الٰہی) جو فی الواقع بیصورت اور غیر متشکل تھے اور ایسی صورت جو بیحد اور غیر موجود فی الخارج تھے اور وہ صورت صورت غیب تھی آئینہ دل کے لطافت کے باعث حضرت موسے پر متجلی ہوی اور انکے گریبان مین ہاتھہ ڈالنے سے ظاہر ہو گئی اس آیۃ کی طرف اشارہ ہے اُدخُل یَدَکَ فِی جَیبِکَ الے آخرہا یعنے ایموسے اپنے گریبان مین ہاتھہ ڈال وہ آفتاب کی طرح روشن ہو کر نکلیگا۔ چونکہ گریبان دل کے پاس ہوا کرتا ہے اسلیئے گریبان مین ہاتھہ ڈالنے سے حضرت موسے کے ہاتھہ مین تجلی قلبیہ منعکس ہو گئی تھی غیب مضاف الیہ ہے اور بیصورت بیحد اُسکے صفت مطلب یہ کہ قلب کی صفائی سے تجلی ذات حاصل ہوتی ہے اور اُسکا اثر اعضا پر بھی پہنچتا ہے۔ یعنے دل کی صفائی تمام اعضا کو نورانی بنا دیتی ہے۔

	گرچہ این صورت نگنجد در فلک	نے بعرش و فرش و دریا و سمک	
ترجمہ	اِسکی گنجایش نہین رکھتا فلک	اور نہ عرش و فرش و دریائے و سمک	

شرح یعنے یہ اگرچہ یہ صورت (تجلی ذات) نہ آسمان مین سما سکتی ہے نہ عرش و فرش مین نہ دریا مین نہ ماہی مین لیکن آئینہ دلمین نمایان ہو جاتی ہے چنانچہ یہ حدیث بار بار نقل ہو چکی ہے کہ مین اپنے بندہ کے دل مین رہتا ہون۔ تجلی کو صورت کہنا سمجھانے کے لیئے ہے۔ ورنہ تجلی الٰہی جسم و صورت ہونے سے پاک ہے۔

	زانکہ محدود ست و معدود دست آن	آئینہ دل را نباشد حد بدان	
ترجمہ	کیونکہ سب محدود ہین یہ بالیقین	اور دل کے آئینہ کی حد نہین	

شرح یعنے عرش و فرش و دریا وغیرہ محدود و متنہی چیزین ہین اسلیئے انمین تجلی ذات نہین سما سکتی البتہ آئینہ دل نہایت وسیع اور بیحد صورتون کو قبول کر لیتا ہے۔ بس تو تجلی بھی غیر محدود ہے اور آئینہ دل بھی اسلیئے اس آئینہ مین تجلی سما سکتی ہے۔ کیونکہ جتنا مظروف اتنا ظرف ہو تو مظروف اُس ظرف مین سما سکتا ہے۔

	عقل اینجا ساکت آمد یا مضل	زانکہ دل با اوست یا خود او دل	
ترجمہ	عقل یان ساکت ہے یا گم یا خجل	دل ہے اسکے ساتھ یا خود وہ ہے دل	

شرح یعنے ان معنون مین کہ دل آئینہ ذات کسطرح ہو سکتا ہے؟ عقل جزئی یا تو فرط ادب سے ساکت ہے اور اس سوال کا کچھ جواب نہین دیسکتی۔ یا جواب دیتی ہے تو ایسا جیسا کوئی مضل یعنے حیران اور گمراہ آدمی دیا کرتا ہے۔ کبھی یون کہتی ہے کہ دل اسکے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور وہ دل کے ساتھ۔ کیونکہ یہان یا اوست کی بائے موحدہ بمعنے مصاحبت ہے اور مصاحبت دو نو طرف سے ہوا کرتی ہے اور کبھی یون کہتی ہے کہ دل کوئی علحدہ چیز نہین ہے بلکہ قلب جسکو کہتے ہین وہ ذات مطلق ہی ہے لیکن اسصورت مین قلب سے مراد قلب صنوبری نہین ہے جو ہر شخص کے پہلو مین ہوتا ہے بلکہ وہ شے ہے جو اندرون عارف مین متجلی ہے۔ اور اسمین شک نہین کہ عارفون کے دل مین سوائے ذات کے اور کوئی شے متجلی نہین ہے صوفیہ کا قول ہے لا نعلم ان خال حسنہ عکس قلبنا۔ او قلبنا عکس خال حسنہ یعنے ہمین معلوم نہین کہ اسکے حسن کا خال ہمارے دل کا عکس ہے یا ہمارا دل اسکے خال حسن کا عکس ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حدیث یسعنی قلب عبدالمومن (مین اپنے مومن الخاص بندہ کے دل مین سما یا ہوا ہون) مین جو ظرف و مظروفیت کی حالت ہے اسکے معنے عقل جزئی نہین جانتے بلکہ ذوق این مے نشناسی بجذاتہ چشی

	عکس ہر نقشے نہ تابد تا ابد	جز ز دل ہم با عدد ہم بے عدد	
ترجمہ	عکس ایک اک چیز کا سن میر یجان	تا ابد دل ہی مین ہوتا ہے عیان	

شرح یعنے تمام موجودات مین سے کسی نقش یعنے شئے کا عکس سوائے دل کے اور کسی عضو مین ظاہر نہین ہوتا البتہ دل ایسی چیز ہے کہ ہر نقش کا عکس اپنے اندر لیتا ہے بس تو جب اسمین عکس قبول کرنیکا مادہ موجود ہے تو وہ محل انعکاس انوار ذات بھی ہو سکتا ہے ہان یہ ضرور ہے کہ دل کے عکس کا کچھ اثر اعضا پر پہنچتا ہے جیسا کہ دست موسے دل ہی کے اثر سے روشن ہوا تھا۔ ہم با عدد و بے عدد عکس کے متعلق ہے یعنے عکس جو دل مین ظاہر ہوتا ہے وہ با عدد یعنے ممکنات مقدودہ اور بے عدد یعنے ذات مطلق دونون سے تعلق رکھتا ہے۔ مطلب یہ کہ دل ممکن و واجب دونو چیزون کے عکس کو قبول کرلیتا ہے

	تا ابد نو نو صور آید بروں	مے نماید بے حجابے اندرو	
ترجمہ	صورتین آتی ہین دلمین بے حساب	اور ظاہر ہوتی ہین سب بیحجاب	

شرح یعنے ہمیشہ نئی نئی صورتین جو دل پر منعکس ہوتی ہین بلا کسی حجاب کے دلمین دکھائی دیتی ہین۔ یعنے انعکاس جلد زوال پذیر نہین ہوتا بعض نسخون مین تا ابد ہر نقش۔ نو آید بروں اور بعض نسخون مین بروں اور اندرو ان ہے

یعنے جو نئی نئی صورتین عالم موجودات مین ظاہر ہوتی ہین . بلا حجاب دل کے اندر اُنکا عکس دکھائی دیتا ہے ۔

	اہل صیقل سر تہ انداز بود و رنگ		ہر دمے بینند خوبی بے درنگ
ترجمہ	اہل باطن ہوتے ہیں بے بود و رنگ		خوبی حق دیکھتے ہیں بے درنگ

شرح یعنے صاف باطن صوفی بود و رنگ (علوم ظاہری و زینت دنیوی) سے نجات پاگئے ہین اور اُنکو ہر دم اپنے دلمین باطنی خوبی (تجلی الٰہی) یا علم الہامی دکھائی دیتا رہتا ہے یعنے وہ صاحب کشف ہین ۔

	نقش و قشر علم را بگزاشتند		رایت عین الیقین افراشتند
ترجمہ	علم ظاہر سے اُنہین مطلب نہین		رکھتے ہین وہ رایت عین الیقین

شرح یعنے اولیاء اللہ نے علم کے ظاہری نقش اور قشر یعنے پوست کو چھوڑکر عین الیقین کا جھنڈا بلند کرلیا ہے مطلب یہ کہ وہ اپنے عین الیقین (علوم الہامی) کے مقابلہ مین علم الیقین یعنے علوم ظاہری سے بے پروا ہین

	رفت فکر و روشنائی یافتند		بر و بحر آشنائی یافتند
ترجمہ	اُنکو حاصل ہے سراسر روشنی		اُنکا ہے سب بر و بحر دوستی

شرح یعنے اولیاء اللہ کا فکر دنیوی جاتا رہا ہے اور باطنی روشنی حاصل ہوگئی ہے اور اُنہون نے فضاے عرفان اور دریاے حقیقت کو معلوم کرلیا ہے بعض نسخون مین نحر و بحر ہے نحر بمعنے ذبح ہے اور ذبح معرفت فنا فی اللہ ہوجاتا ہے نیز نحر سینہ پر ہاتھ باندھنے کو کہتے ہین جو تعظیم کے لیئے ہوتا ہے یعنے اولیاء اللہ فنا فی اللہ ہین یا اُنہون نے تعظیم معرفت حاصل کرلی ہے ۔ کہ اپنی ہستی کو ہیچ سمجھا ہے ۔

	مرگ کزمے جملہ اندر وحشتند		میکنند آن قوم بر وے ریشخند
ترجمہ	موت سے نفرت ہے لوگون کو مگر		ہنستے ہین یہ لوگ اُسپر سر بسر

شرح ریشخند گو بمعنے مسخر ہے لیکن یہان بمعنے خوش ہونا ہے ۔ یعنے موت ایسی خوفناک چیز ہے کہ عموماً لوگ نفرت کرتے ہین لیکن اولیاء اللہ اس سے خوش ہوتے ہین چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ سے یہ حدیث مروی ہے کہ اَلْمَوْتُ تُحْفَۃُ الْمُؤْمِنِ ۔ یعنے موت مومن کا تحفہ ہے ۔ اور حضرت حسن بن علیؓ سے روایت ہے کہ اَلْمَوْتُ رَیْحَانَۃُ الْمُؤْمِنِ یعنے موت مومن کے سونگھنے کا خوشبودار پھول ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ اَلْمَوْتُ غَنِیْمَۃُ الْمُؤْمِنِ یعنے موت مومن کے لیئے غنیمت ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ان تینون چیزون سے آدمی خوش ہوا کرتا ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ آدمی موت سے بھی خوش ہوا کرے

	کس نبابد بر دل ایشان ظفر		چون صدف گشتند ایشان پر گہر
ترجمہ	اُنکے دل پر کسکو حاصل ہے ظفر		سبکے سب شکل صدف ہیں پُر گہر

شرح یعنے اولیاء اللہ پر کوئی شے یہانتک کہ موت بھی قابو نہین پاسکتی۔ اسکے یہ معنے نہین کہ اولیاء اللہ موت سے مستثنے ہین بلکہ یہ معنے ہین کہ بخلاف عوام اُنپر موت کا صدمہ نہین ہوتا اور ملال غالب نہین ہوتا کیونکہ اُنکا دل گوہر عرفان اور قالب بمنزلہ صدف ہے موت اُنکے جسم کو توڑتی ہے مگر گوہر دل کو صدمہ نہین پہنچاسکتی بلکہ جسطرح گوہر صدف سے نکلکر قیمتی ہوجاتا ہے اسیطرح اُنکی روح بعد مرگ اور زیادہ مقام قرب مین پہنچ جاتی ہے جسکو مرتبہ وصال حقیقی کہتے ہین خلاصہ یہ کہ عارفین کی موت عین حیات ہے

	گرچہ نحو و فقہ را بگزاشتند		لیک محو و فقر را برداشتند
ترجمہ	اگرچہ نحو و فقہ سے غافل ہین وہ		لیک محو فقر مین کامل ہین وہ

شرح یعنے گو اولیاء نے نحو و فقہ وغیرہ علوم ظاہری کو بظاہر چھوڑ دیا ہے لیکن خلاصہ علوم یعنے محو عشق الٰہی ہونے اور فقر کو حاصل کرلیا ہے۔ کیونکہ نحو و فقہ وغیرہ تمام علوم کا نتیجہ عشق الٰہی ہے۔

	تا نقوش ہشت جنت تافتست		لوح دل شان را پذیرا یافتست
ترجمہ	آٹھون جنت کے ہین نقشے سب عیان		اُنکی لوح دل ہے قابل سیر یجان

شرح یعنے اولیاء نے فقر و محو کو یہانتک پسند کیا ہے کہ اُنپر اُٹھون بہشتون کے حالات ظاہر ہوگئے ہین جنت کو اپنی آنکھون سے دیکھہ لیا ہے اور اللہ تعالے نے اُنکی لوح دل کو قابل قبول تجلی پایا ہے یعنے اُنکو از روے کشف غیبی چیزین معلوم ہونے لگی ہین۔ خدا نے اُنہین روشن ضمیر کردیا ہے

	برترند از عرش و کرسی و خلا		ساکنان مقعد صدق خدا
ترجمہ	لامکان و عرش و کرسی سے پرے		بیٹھنے والے ہین بزم خاص کے

شرح خلا یعنے خالی سے یہان مجازاً لامکان مراد ہے اور مقعد صدق یعنے مجلس حق ہے یعنے اولیاء اللہ فنا فی الذات ہونے کے باعث عرش و کرسی و لامکان سے برتر اور مجلس حق کے بیٹھنے والے ہین قرآنمجید مین یہ آیت موجود ہے اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَہَرٍ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ یعنے پرہیزگار باغون اور نہرون مین بادشاہ قادر و توانا کے پاس مجلس حق مین ہونگے علماے ظاہر نے مقعد صدق سے جنت اور علماے باطن نے مجلس الٰہی مراد لی ہے یعنے پرہیزگار مقام قرب الٰہی مین رہینگے۔

	صد نشان دارند و محو مطلقند		چہ نشان بل عین دیدار حقند
ترجمہ	با نشان ہین اور محو ذات رب		عین دیدار خدا ہین سب کے سب

شرح یعنے گو اولیاء اللہ بشریت کے بہت سے نشان رکھتے ہین (مثلاً ہاتھہ پانو کھانا پینا وغیرہ) مگر با اینہمہ محو ذات مطلق ہین یا یہ معنے کہ بالکل محو ہین دوسرے مصرع مین اسمضمون کو ترقی دیگئی ہے

یعنے انکی بشریت علامتین فی الواقع لاشے ہوگئی ہین بلکہ وہ حقیقتاً اُسنے گزرکر عین دیدار حق بنگئے ہین۔ اُنکی زیارت گویا تجلیات الٰہی کا مشاہدہ ہے یعنے اولیا اللہ کامل طور پر مظہر انوار الٰہی ہوتے ہین۔

	پرسید پیغمبر مر زید را کہ امروز چونی و چگونہ برخاستی از خواب جواب او کہ اصبحت مومنا حقا
ترجمہ	پیغمبرؐ کا زید سے پوچھنا کہ تم آج خواب سے کسطرح اُٹھے ہو اور اُنکا جواب کہ مین مومن حق ہون

شرح یہ داستان اُس حدیث کا خلاصہ ہے جسکو شیخ شہاب الدین سہروردی نے کتاب ارشاد المریدین مین نقل کیا ہے اور جسکا ترجمہ یہ ہے کہ ایکدن رسول اللہ نے زید بن حارث سے یہ فرمایا کہ تو نے کس حال مین صبح کی زید نے جواب دیا کہ مومن حق ہونے کی حالت مین آپنے فرمایا کہ ہر شے کی ایک حقیقت ہوا کرتی ہے تو اپنے ایمان کی حقیقت بتا۔ زید نے کہا کہ مینے اپنے نفس کو دنیا سے پھیر لیا ہے اسلیئے میرے نزدیک ڈھیلا پتھر اور سونا چاندی سب برابر ہین۔ مین دنون کو پیاسا روزہ دار اور راتون کو بیخواب (شب بیدار) رہا ہون اسلیئے مین اپنے خدا کے عرش اور جنت و دوزخ کو گویا اپنے آنکھون سے دیکھ رہا ہون جنتی ایک دوسرے کی زیارت اور دوزخی ایک دوسرے کے پاس آمد و رفت کرتے مجھے دکھائی دے رہے ہین یہ سُنکر آنحضرت نے فرمایا کہ اے زید تو حق کو پہنچگیا ہے پس اس راز کو چھپایا صوم و صلوٰۃ کا التزام رکھہ حدیث مین لفظ الزم کے دو معنے ہوسکتے ہین

	گفت پیغمبر صباحے زید را		کیف اصبحت لے رفیق باصفا
ترجمہ	زید سے اُس دن پیمبر نے کہا		صبح کی کیونکر رفیق باصفا
	گفت عبد اً مومناً باز او گفت		کو نشان از باغ ایمان گر گفت
ترجمہ	بولے وہ ہون عبد مومن میرے جان		آپ بولے کیا ہے ایمان کا نشان

شرح یعنے پیغمبرؐ نے ایکدن زید سے پوچھا کہ اے رفیق صاف باطن تو نے کس حالت مین صبح کی ہے زید نے جواب دیا کہ مومن ہونیکی حالت مین آپنے فرمایا کہ تیری ایمان کی علامت کیا ہے اگر تو باغ ایمان شگفتہ ہے تو اُسکی کوئی علامت بتا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ہر شے کے لیے کوئی نہ کوئی علامت ضرور مقرر فرمائی ہے۔

	گفت تشنہ بودہ ام من روزہا		شب نخفتستم ز عشق و سوزہا
ترجمہ	بولے وہ پیاسا رہا مین مدتون		رات کو جلتا رہا مین مدتون
	تا ز روز و شب جدا گشتم چنان		کہ ز اسپر بگزرد نوک سنان
ترجمہ	ہون زمانہ سے الگ یون اے بشیر		ڈھال کو جسطرح چیرے نوک تیر

شرح یعنے زید نے جواب دیا کہ مین دنون کو پیاسا اور راتون کو ذکر و شغل مین بیدار رہا ہون یہ اسیکی برکت ہے کہ مین روز و شب یعنے زمانہ کی قید سے اسطرح نکلگیا ہون جسطرح تیر کی نوک ڈھال سے نکلجاتی ہے۔ یعنے زمانہ

سے گزر کر فلک اسماء و صفات کی طرف عروج کر جانے کے باعث محرم لامکان ہو گیا ہون جہان لیل و نہار یعنے زمانہ مفقود ہے کیونکہ عالم علوی قدیم ہونیکے سبب حادثات یعنے زمانہ وغیرہ کی قید سے آزاد ہے

	کہ دران سو جملہ ملت یکے ست	صد ہزاران سال و یکساعت یکے ست
ترجمہ	اسطرف ہیں ایک ساری ملتین	ایکسان لاکھون برس اور ساعتیں

شرح یعنے مین ایسے مقام مین پہنچگیا ہون جہان تمام ملتین اور طریقے متحد ہین اور لاکھون برس اور ایک ساعت برابر ہے کیونکہ لیل و نہار اور مکان و زمان اور قلیل و کثیر اور قرب و بعید اور ملت و اختلاف اور محبت و عداوت عالم ناسوت مین جدا جدا ہین اور عالم لاہوت مین متحد ہین۔ صوفیہ کا قول ہے لا مساء عند اللہ و لا صباح و لا ایام و لا شہور یعنے خدا کے نزدیک شام صبح اور دن مہینا کچھ نہین ہے کیونکہ یہ سب چیزین زمانہ سے تعلق رکھتی ہین اور عالم غیب زمانہ سے پاک ہے

	ہست ازل را و ابد را اتحاد	عقل را رہ نیست آنسو ز افتقاد
ترجمہ	ہے ازل ملکر ابد سے ایک شے	عقل کا رستہ وہان مفقود ہے

شرح افتقاد بمعنے گم شدن راہ ہے مشتق از فقد زید کہتے ہین کہ مین مقام وحدت مین پہنچگیا ہون جہان کثرت مثلاً شے اور معدوم ہے اور جہان ہر موجود ازل سے ابد تک اتحاد رکھتا ہے کیونکہ مرتبۂ وحدت مین ازل اور ابد ایک چیز ہے اور ان دونون کا اختلاف باعتبار مخلوقات و محدثات ہے بعض نسخون مین سوے افتقاد ہے مصدر بمعنے مفعول یعنے مفتقد و گم گشتہ مطلب یہ کہ عقل گم گشتہ چیز کی طرف نہین جا سکتی۔

	گفت ازین رہ کو رہ آوردی بیار	در خور فہم و عقول این دیار
ترجمہ	بولے کیا لایا ہے تو سوغات لا	اہل دنیا کے مطابق سچ بتا

شرح یعنے آنحضرت نے فرمایا کہ اے زید اس سفر معنوی سے کوئی ایسا تحفہ جو عالم صورت کے لایق اور عام لوگون کے سمجھنے کے قابل ہو اگر تو لایا ہے تو لا یعنے کوئی عام فہم بات بیان کر۔ رہ آورد بمعنے سوغات ہے

	گفت خلقان چون ببینند آسمان	من ببینم عرش را با عرشیان
ترجمہ	بولے خلقت دیکھتی ہے آسمان	ہیں میری نظر دنمیں عرش و عرشیان
	ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من	ہست پیدا ہمچو بت پیش شمن
ترجمہ	آٹھ جنت سات دوزخ سامنے	سر بسر رہتا ہے برزخ سامنے
	یک بیک وا مے شناسم خلق را	ہمچو گندم من ز جو در آسیا
ترجمہ	خلق کو پہچانتا ہون اس طرح	گندم و جو آسیا مین جس طرح
	کہ بہشتی کہ و بیگانہ کیست	پیش من پیدا چو نار و ناریست
ترجمہ	کہ بہشتی کون ہے ناری ہے کون	کسکو عزت صاحب خواری ہے کون

شرح یعنے زید نے جواب دیا کہ جسطرح لوگ آسمان کو دیکھتے ہین مین اسیطرح عرش اور عرش والونکو دیکھہ رہا ہون آٹھون بہشت اور ساتون دوزخ میری آنکھون کے سامنے اسطرح موجود ہین جسطرح بُت پرست کے آگے بُت ہوتے ہین مین سب کو الگ الگ پہچانتا ہون جسطرح چکی مین گیہوں اور جَو کی تمیز الگ الگ ہوجاتی ہے تمام بہشتی اور دوزخی میرے سامنے اسطرح جدا جدا ہین جسطرح سانپ اور مچھلیان الگ الگ ہوتے ہین۔

	این زمان پیدا شدہ بر این گروہ	یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ	
ترجمہ	عالم دُنیا مین اُن پر ہر زمان	گورے کالے چہرہ والے ہین عیان	

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے اولیاء اللہ پر دنیا ہی مین اُس روز قیامت کا حال مکشوف ہے کہ جس روز بہت سے مومنون کے چہرے روشن اور بہت سے کافرون کے منہ کالے ہونگے۔

	پیش ازین ہر چند جان پُر عیب بود	در رحم بود و ز خلقان غیب بود	
ترجمہ	اُس سے پہلے جان گو پُر عیب تھی	اور زیر پردہائے غیب تھی	
	اشقی من شقی فی بطن اُم	من سمات اللہ یعرف حالہم	
ترجمہ	ہر شقی ہے بطن مادر مین شقی	اولیا کو ہے خبر اس حال کی	

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور دوسرے شعر کا پہلا مصرع پہلے شعر کے دوسرے مصرع کی علت ہے اور چوتھا مصرع خبر اور سمات بمعنے علامت ہے مطلب یہ کہ اگرچہ روز قیامت سے پہلے جانین پر عیب تھین اور رحم دنیا مین اُنکے عیب مخلوق کی نظر سے اسطرح پوشیدہ تھے جسطرح رحم مادر مین بچے کی صورت وصفت مخفی رہتی ہے کیونکہ حدیث مین موجود ہے کہ بدبختی ہے جو ماں کے پیٹ مین بدبخت اور نیک بختی ہے جو ماں کے پیٹ مین نیک ہو یعنے نیکی بدی ماں کے پیٹ مین متحقق ہوجاتی ہے گو دنیا مین لوگون کو اسکی تمیز نہین ہوتی اور یہ سب حال بروز حشر معلوم ہوگا لیکن اولیاء اللہ کا گروہ خدا کی دی ہوی علامت سے مخلوق کے حالات دنیا ہی مین معلوم کرلیتا ہے یعرف بصیغہ معروف ہے اور ضمیر فاعل اس گروہ کی طرف راجع ہے۔ بعض نسخون مین من سمات الجسم ہے یعنے جسطرح قیامت کے دن جسمی علامت (چہرہ کے سفید یا سیاہ ہونے) سے نیک و بد مین تمیز ہوجائیگی اسیطرح اولیاء اللہ دنیا مین جانونکا حال جسمی علامت یعنے چہرہ ہی سے معلوم کرلیتے ہین یعنے وہ بچہ کو رحم مادر مین دیکھہ لیتے ہین کہ اسکا جسم ریاضت و مجاہدہ کو قبول کریگا۔ یا عیش اور لذات دنیوی کی طرف مائل رہیگا۔

	تن چو مادر طفل جان را حاملہ	مرگ درد زادن ست و زلزلہ	
ترجمہ	تن ہے مادر اور طفل جان جنین	موت کو تو درد زہ کر لے یقین	

شرح یعنے جسطرح رحم دنیا مین مخلوق کا اور رحم مادر مین بچہ کا حال چھپا رہتا ہے اسیطرح رحم بدن مین روح کا

حال مخفی رہتا ہے روح بمنزلہ جنین اور جسم اسکے لیئے مانند مادر اور سختی موت مانند دردزہ ہے اس بچہ کا پیدا ہونا یعنے جانکا نکلنا اعمال پر موقوف ہے اگر اعمال نیک ہین تو بچہ اچھی طرح پیدا ہوگا۔ اور اگر بد ہین تو مشکل سے نکلیگا

	جملہ جانہائے گزشتہ منتظر		تا چگونہ زاید این جان بطر
ترجمہ	منتظر ہین پہلی روحین سب وہان		تاکہ دیکھین کسطرح نکلے یہ جان

شرح بطر بکسر طائے مہملہ قافیہ منتظر صفت مشبہ ہے بمعنے نافرمان و ناسپاس و غافل و شادمان یعنے وہ روحین جو اس روح کے نکلنے سے پہلے عالم برزخ مین پہنچگئی ہین اسبات کے منتظر ہین کہ دیکھین یہ روح نافرمان و غفلت شعار کس طرح نکلتی ہے۔ اگر نیک ہے تو نیکون مین جائیگی اور اگر بد ہے تو بدون مین۔

	زنگیان گویند خود از ماست او		رومیان گویند بس زیباست او
ترجمہ	کہتے ہین زنگی ہماری ملک ہے		رومی کہتے ہین کہ ہے نادر یہ شے

شرح یعنے روح نکلجانے کے بعد زنگی ارواح اشقیائے سیہ دل یا فرشتہائے عذاب یہ کہتے ہین کہ یہ روح جو اب نکلی ہے ہماری جنس مین سے ہے اور ارواح نورانیہ اہل سعادت۔ یا فرشتہائے رحمت یہ کہتے ہین کہ یہ ہماری جنس مین سے ہے اور نہایت زیبا اور ہم مین شامل ہونے کے قابل ہے۔

	چون برآید در جہان جان وجود		پس نماید اختلاف بیض و سود
ترجمہ	جب نکلجائیگی یہ جان وجود		تب کہلے گا اختلاف بیض و سود
	گر بود زنگی برندش زنگیان		روم را رومی برد ہم از میان
ترجمہ	زنگیون مین جا ملیگی روسیاہ		نیک کو لیجائیگی رومی سپاہ

شرح جہان سے عالم آخرت یا عالم برزخ مراد ہے اور جان وجود کی اضافت ظرفیہ ہے (یعنے جائیکہ در وجود بود) بعض نسخون مین بزاید ہے مگر مطلب دونونکا ایک ہے۔ یعنے جب روح عالم برزخ کی طرف جائیگی تو سفید و سیاہ اور سعید اور شقی کا اختلاف یعنے امتیاز ظاہر ہو جائیگا اور اللہ تعالے تازہ مسافر کی روح کا حال بیان فرماکر ارواح سابقہ کا جھگڑا مٹا دیگا۔ اگر وہ روح بد ہوگی تو بدون مین اور نیک ہوگی تو نیکیون مین شامل ہو جائیگی

	تا نزاد او مشکلات عالم ست		آنکہ نازادہ شناسد او کم ست
ترجمہ	حال نازائیدہ کچھ کھلتا نہین		واقف اسرار کم ہین بالیقین

شرح یعنے جب تک روح بدن سے نہین نکلتی باعث مشکلات عالم ہوتی ہے۔ مخلوق کو اسکا حال معلوم نہین ہوتا جیسا کہ بچہ جب تک پیدا نہین ہوتا اسکے حسن و قبح کا حال نہین کھلتا۔ لیکن جب روح نکلکر برزخ یا محشر مین چلی جاتی ہے تو ضرور اسکا امتیاز ہو جاتا ہے ہان جو لوگ ناپیدا ہوے بچے روح موجودہ جسم کی حالت کو معلوم

کر لیتے ہین وہ بہت کم ہین - یہ لوگ عارف اور اولیا اللہ ہین جنکو ازراہ کشف مخلوق کے جسمانی و روحانی حالات معلوم رہتے ہین

	او مگر بنظر بنور اللہ بود		کاندرون پوست او را رہ بود
ترجمہ	جو یہان ناظر بنور اللہ ہے		اندرونی حال سے آگاہ ہے

شرح یعنے نا زائندہ بچے کو کوئی نہین پہچان سکتا مگر وہ شخص جو خدا کے نور سے دیکھتا ہو اور اندرون پوست یعنے رحم مادر یا جسم انسان کے حالات سے واقف ہو - مطلب یہ کہ عارف پر دنیا ہی مین برزخ و محشر کا حال مکشوف ہوتا ہے جسطرح زید ابن حارثہ پر ہوا - مگر عارفون کو اسرار غیب کے ظاہر کرنے کی اجازت نہین ہے -

	اصل آب نطفہ اسپیدست و خوش		لیک عکس جان رومی و حبش
ترجمہ	اصل نطفہ ہے سفیدی سر بسر		عکس جان رومی و زنگی مگر
	سید ہد رنگ احسن التقویم را		تا باسفل مے برد آن نیم را
ترجمہ	احسن التقویم کو دیتا ہے رنگ		پست ہو جاتے ہین جس سے اہل ننگ

شرح اس قطعہ مین مضمون سابق کی خارجی تمثیل ہے - یعنے دراصل نطفہ سپید پانی ہے رومی کا ہو یا حبشی کا دونون کے نطفے مین کچہ فرق نہین ہوتا لیکن گورے اور کالے آدمی کی روح کا عکس یعنے فطرتی مادہ ماں کے پیٹ مین احسن التقویم یعنے قوام نطفہ کو رنگ دیا کرتا ہے اگر آدمی گورا ہے تو قوام نطفہ بہی گورا ہوگا اور اگر کالا ہے تو یہ بہی کالا ہوگا اور یہ رنگ اسلئے ہے تاکہ اس آدمی یعنے سیاہ رنگ کو مرتبہ اسفل کی طرف لیجائے یعنے اسکو مکروہ اور بدرنگ پیدا کرے اور دوسرے آدمی کو خوبصورت پیدا کرے - اسیطرح اصل فطرت انسانی جہی یعنے اسلام پر مبنی ہے لیکن سعادت اور شقاوت ازلی کا اثر اسکو سپید و سیاہ یعنے سعید و شقی بنا دیتا ہے تاکہ آدمی سیاہ کو مرتبہ اسفل السافلین کی طرف لیجائے اور آدمی کو اعلے علیین کی طرف یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ثُمَّ رَدَدْنَاہُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ اِلَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اسمین بطور معنوی اسفل سے مرتبہ شقاوت اور ایمان سے مرتبہ سعادت مراد ہے - اور یہ دونو مرتبے ازل ہی مین ملجاتے ہین -

	یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ		ترک و ہندو شہرہ کردوزان گروہ
ترجمہ	تیرہ روز جب ہونگے کچہ ماہرو		ہونگے ترک و ہند ظاہر چار سو
	فاش گردد کہ تو کاہی یا کہ کوہ		ہندوی یا ترک پیش ہر گروہ
ترجمہ	یہ کہلے گا کاہ ہے تو یا کہ کوہ		جان لیگا تیری حالت ہر گروہ

شرح یعنے قیامت کے دن جبکہ بہت سے چہرے سفید اور بہت سے سیاہ ہونگے ترک و ہندو اور نیک و بد الگ الگ نمایان ہو جائے گا اور ہر فرقے کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ ایمخاطب تو کاہ تہا یا کوہ بڑا تہا - یا بہلا

ذلیل تہا یا عالیمرتبہ۔ تہا یعنے قیامت مین ہر خاص و عام پر ظاہر ہو جائیگا کہ فلان شخص نیک تہا یا بد اچہا تہا یا برا۔

	در رحم پیدا نگردد ہندو ترک		چونکہ زاید بیندش زار و سترگ
ترجمہ	پیٹ مین ہونا نہین ہے ہندو ترک		بعد پیدائش کے ہے زار و سترگ

شرح بیند کا فاعل ہر گروہ ہے اور زار و سترگ شین کی ضمیر مفعول سے حال واقع ہوا ہے یعنے مانکی پیٹ مین کسی بچہ کو سیاہ و سفید (نیک و بد) نہین کہہ سکتے البتہ جب وہ پیدا ہوتا ہے تو ہر گروہ دیکہہ لیتا ہے کہ وہ بچہ زار و ناتوان ہے یا قوی و جسیم ہے اسیطرح دنیا مین لوگونکا حال مخفی رہتا ہے مگر قیامت کے دن معلوم ہو جائے گا کہ وہ نیک تہا یا بد۔ نیک روشن چہرون اور بد سیہ روئی کے باعث جدا جدا پہچانے جائینگے

	این سخن پایان ندارد باز ران		تا نمایم از قطار کاروان
ترجمہ	یہہ سخن بے انتہا ہے میری جان		آ کہین سوئے قطار کاروان

شرح یعنے یہ سخن بے انتہا ہے اسلیئے یہان سے اسپ ہمت کو قصہ زید کی طرف ہانک دے تاکہ مین قطار کاروان (قصہ بر معرفت و اسرار) ظاہر کرون۔ یا پیغمبر کے قافلہ والون زید و علی کا حال لکہون

	جواب گفتن زید رسول خدا را کہ احوال خلق بر من پوشیدہ نیست و ہمہ را شناسم		
ترجمہ	زید کا پیغمبر خدا کو جواب دینا کہ مخلوق کا حال مجہسے پوشیدہ نہین ہے مین سبکو پہچانتا ہون		
	جملہ را چون روز رستاخیز من		فاش مے بینم عیان از مرد و زن
ترجمہ	دیکہتا ہون شکل محشر سب کو مین		نیک و بد سب آشکارا مجہپہ ہین

شرح یعنے زید نے کہا کہ یا رسول اللہ جسطرح قیامت کے دن تمام مخلوق کی مرد عورت اور جنتی دوزخی الگ الگ نظر آئینگے اسیطرح مجہے آج نظر آرہے ہین اور مین اپنی آنکہون سے دیکہہ رہا ہون کہ فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّۃِ وَ فَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ یعنے ایک گروہ جنت مین ہے اور ایک دوزخ مین۔

	ہین بگویم یا فرو بندم نفس		لب گزیدش مصطفے یعنے کہ بس
ترجمہ	کچہہ کہون یا چپ رہون اے تیز ہوش		مصطفے بولے کہ چپ رہ بس خموش

شرح زید کہتے ہین کہ یا رسول اللہ مجہے از راہ کشف عرش و کرسی لوح و قلم جنت و دوزخ کا تمام حال معلوم ہو گیا ہے اور یہ سب چیزین میرے نگاہ کے سامنے موجود ہین۔ لیکن آپ یہ فرمائین کہ مین یہ احوال غیب اور زیادہ تفصیل کے ساتہ بیان کرون یا خاموش ہو رہون رسول اللہ نے زید کے لب کاٹ دیئے یعنے بند کر دیئے اور یہ فرمایا کہ اے زید بس اس راز غیبی کو زیادہ ظاہر نکرو ورنہ لوگونکا ایمان بالغیب زائل ہو جائیگا جنتی مغفرت کے بہروسے پر اعمال نیک چہوڑ دینگے اور دوزخی مایوس ہو کر ایمان نہ لا سکینگے حالانکہ یہ دونو باتین ناپسندیدہ ہین۔

	یا رسول اللہ بگویم سر حشر	در جہان پیدا کنم امروز نشر
ترجمہ	یا رسول اللہ بتا دون سر حشر	آج ہی ہو جائے ظاہر روز نشر
	ہل مرا تا پردہا را بر درم	تا چو خورشیدے بتابد گوہرم
ترجمہ	چہوڑ دیجے تا کرون مین پردہ چاک	اور چمکے مہر بنکر ذات پاک

شرح باوجودیکہ رسول اللہ نے زید کو آیندہ کچھ کہنے سے منع کر دیا تہا لیکن شدت ذوق و شوق اور کیفیت مشاہدہ کے باعث اُنسے نرہا گیا اور یہ کہنے لگے کہ یا رسول اللہ مین سر محشر کہے دیتا ہون اور جہان مین آج ہی قیامت برپا کیئے دیتا ہون یعنے جو کچھ مینے دیکہا ہے لوگون کو بہی دکہائے دیتا ہون آپ مجہے اجازت دین کہ غیب کے پردے پہاڑ دون تاکہ اس سے میری حقیقت انسانی جو مظہر اسما و صفات ہے آفتاب کی طرح ظاہر ہو جائے اور جہانکو معلوم ہو جائے کہ حقیقت انسانی آئینہ ذات بنکر اسطرح واقف اسرار ہو جایا کرتی ہے ہل صیغہ امر ہے بمعنے بگزار اور گوہر بمعنے اصل و حقیقت ہے۔ یا گوہر سے وہ اصلی اتحاد مراد ہے جسمین دوئی کو قطعاً جگہہ نہین ملتی۔

	تا کسوف آید ز من خورشید را	تا نمایم نخل را و بید را
ترجمہ	تاکہ ہو خورشید کو مجہ سے گہن	تا عیان ہو بید اور نخل چمن

شرح یعنے مین پردۂ غیب اسلیئے پہاڑنا چاہتا ہون کہ میری حقیقت انسانی ظاہر ہو کیونکہ حقیقت انسانی آئینہ ذات ہے اسکے مقابلہ مین ایک کیا لاکہہ آفتاب ہون تو بہی گہنا جائینگے اور تاکہ مین نخل پر ثمر (مومن) اور بید بے ثمر (کافر) دونو کو جدا جدا دکہا دون اور مومن و کافر یا نیک و بد اپنے اپنے مرتبے اور درجے جدا جدا دیکھ لین

	وانمایم روز رستاخیز را	نقد را و نقد قلب آمیز را
ترجمہ	تا دکہا دون روز رستاخیز کو	نقد کو اور نقد قلب آمیز کو

شرح یعنے یا رسول مجہے اجازت دیجے کہ روز محشر کا جلوہ دکہا دون اور کہرے کہوٹے (نیک و بد) کو الگ الگ ظاہر کر دون

	دستہا ببریدہ اصحاب شمال	وانمایم رنگ کفر و رنگ آل
ترجمہ	سب کے سب کنجے ہین اصحاب شمال	کہولدونگا کافر و مومن کا حال

شرح یعنے مجہے اجازت دیجے کہ جن کافرون کے نامۂ اعمال بائین ہات مین ہونگے اُنکے کٹے ہوے ہاتہہ دکہا دون اور کفر کا رنگ سیاہ جو کافرون کے چہرہ پر قیامت کے دن ہوگا الگ ظاہر کر دون اور مومنین کا رنگ سرخ الگ۔ آل سرخ رنگ کو کہتے ہین نیز آل سے آل رسول یا تمام مومنین مراد ہو سکتے ہین کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کل مومن تقی فہو آلی۔ یعنے ہر پرہیزگار مومن میری آل ہے۔ گناہگارونکے دست بریدہ ہونے سے اُنکا صاحب نقصان و خسارت ہونا مراد ہے یہ نہین کہ محشر مین مجرمونکا ہاتہہ کاٹا جائے گا

	وانمایم ہفت سوراخ نفاق		در ضیائے ماہ بے خسف و محاق
ترجمہ	کہو لدون مین ہفت سوراخ نفاق		چاند اک روشن ہے بے خسف و محاق

شرح سوراخ بمعنے دروازہ ہے اور سوراخ نفاق کی اضافت سببی ہے یعنے یارسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ دوزخ کے وہ سات دروازے جو نفاق کے سبب کہلیجاتے ہین ظاہر طور پر لوگون کو دکھا دون۔ ان سات دروازون سے یہ سات قسم کے گناہ مراد ہین جو فی الواقع دوزخ کے دروازے ہین شرک۔ قتل ناحق زنا۔ سود کھانا یتیمون کا مال کھا جانا۔ جہاد سے بھاگنا۔ جادو کرنا نیز صحیح حدیث مین منافق کے چار علامتین مذکور ہین امانت مین خیانت کرنا۔ بات مین جھوٹ بولنا۔ عہد خلاف کرنا۔ لڑائی جھگڑے مین گالیان بکنا۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ یارسول اللہ یہ دوزخ کے سات دروازے مین آپ کی راہ نبوت کی روشنی کے طفیل مین دکھا سکتا ہون جو بلا خوف و بلا نقصان ہے کیونکہ میرا آئینہ قلب آپکے آفتاب رسالت کے پرتو سے منور ہو گیا ہے نیز ممکن ہے کہ ضیائے ماہ سے نور ذات مراد ہو جسکے طفیل کشف اسرار ہوتا ہے اور جو محاق خسف سے ہمیشہ محفوظ ہے

	وانمایم من پلاس اشقیا		بشنوانم طبل و کوس انبیا
ترجمہ	مین دکھادونگا لباس اشقیا		اور سنوادونگا کوس انبیا

شرح یعنے آپ اجازت دین تو مین لوگون کو دوزخیون کی پوشاک دکھا دون اور انبیا کی شان و شوکت کے نقارے بھی سنوادون

	دوزخ و جنات و برزخ درمیان		پیش چشم کافران آرم عیان
ترجمہ	دوزخ و جنات و برزخ سب کے سب		کافرون کے سامنے لاتا ہون اب

شرح یعنے آپ اجازت دین تو دوزخ و جنت کو، انخالیکہ ان دونون کے پاس اعراف ہو کافرون کی آنکھون کے سامنے لے آؤن۔ یا یہ کہ دوزخ و جنت اور عالم برزخ زمانہ مابین موت و حشر، کو ظاہر کردون تاکہ لوگون کو معلوم ہو جائے کہ مرنے کے بعد سومن کا کیا حال ہوتا ہے اور کافر پر کیا گزرتی ہے لفظ برزخ بمعنے اعراف عالم برزخ دونو طرح صحیح ہے۔ عالم برزخ وہ عالم ہے جسمین مرنے کے بعد سے قیامت کے دن تک رہنا پڑیگا۔

	وانمایم حوض کوثر را بجوش		کاب بر روشان زند بانگ خموش
ترجمہ	حوض کوثر کو دکھاؤن جوش مین		مُنہ پہ چھینٹے ہون صدا ہو گوش مین

شرح یعنے آپ اجازت دین تو مین حوض کوثر کو اسحالت مین ظاہر کردون کہ موجین لے رہا ہو اور لوگون کے مُنہ پر پانی کے چھینٹے پڑتا ہو اور اسکی موجون کی آواز کانون مین آرہی ہو ضمیر شان عموماً آدمیون کی طرف راجع ہے۔

	وان کسان کہ تشنہ برگردش رسند		یک بیک را وانمایم کہ کند
ترجمہ	اور جتنے حوض پر ہین تشنہ کام		مجھپہ ایک اک کرکے ظاہر ہین تمام

شرح یعنے آپ اجازت دین تو مین اُنمین سے ایک ایک کا نام لیکر بتا دون جو حوض کوثر کے گرد پیاسے پہر رہے ہین۔ بعض نسخون مین یہ شعر اسطرح ہے ؎ وانکسان کہ تشنہ بر گردش دوان ؎ گشتہ اند ایندم تمام من عیان ؎ ہے اور مطلب دونون کا ایک ہے۔ یعنے اُن پیاسونکو ظاہر کردون جو حوض کوثر کے گرد دوڑتے پہرتے ہین۔

	مے بساید دوش شان بر دوش من	نعرہا شان میرسد در گوش من
ترجمہ	یعنے چہلتا ہے کہوے سے وہان کہوا	اور صدا لاتی ہے کانونمین ہوا

شرح یعنے میرے کن ہے حوض کوثر کے گرد پہرنے والون کے کندن سے ملے ہوے ہین اور اُنکی آوازین میرے کانونمین آرہی ہین

	اہل جنت پیش چشمم ز اختیار	در کشیدہ یک بیک را در کنار
ترجمہ	اہل جنت جسقدر ہین کامگار	ہین مری آنکہون کے آگے ہمکنار

شرح زید کہتے ہین کہ یا رسول اللہ اہل جنت اپنے اختیار سے میری آنکہون کے سامنے ایک دوسرے کو بغل مین لیے ہوے ہین یعنے معانقہ کر رہے ہین اور باہم ہاتہہ مین ہاتہہ دیے دوستون کی ملاقات اور جنت کے بازارون کی سیر کو جا رہے ہین اور حورون کے لبون کے بوسے لے رہے ہین۔

	کر شد این گوشم ز بانگ آہ آہ	از حنان و نعرۂ واحسرتاہ
ترجمہ	کان پہوٹے جاتے ہین سن سن کے آہ	اہل دوزخ کرتے ہین واہ حسرتاہ

شرح یعنے یا رسول اللہ مین اہل جنت کی طرح دوزخیون کی حالت کو بہی دیکہہ رہا ہون۔ اون کمینون کی آہ و فریاد اور نعرۂ واحسرتاہ (ہاے افسوس ہم ایمان کیون نہ لائے) سے میرے کان بہرے ہو گئے ہین۔

	این اشارت ہاست گویم از نغول	لیک مے ترسم ز آزار رسول
ترجمہ	یہ اشارے ہین کہون کیا بوالفضول	ہے مجہے بس خوف آزار رسول

شرح زید کہتے ہین کہ اہل جنت و دوزخ کے مذکورۂ بالا احوال مینے بطور اشارہ و کنایہ بیان کیے ہین مین تو یہ چاہتا ہون کہ عمیق و مفصل طور پر کہون اور ایک ایک جنتی اور دوزخی کا نام لیکر بتا دون لیکن رسول اللہ کے رنجیدہ ہونے سے ڈرتا ہون کیونکہ مین آپ کے حکم کے برخلاف ان اسرار کو ظاہر کر دونگا تو حضور کو رنج ہوگا۔ نغول بمعنے عمیق و کامل و تمام و دراز و بعید مستعمل ہے لیکن یہان بمعنے شرح و مفصل لیا گیا ہے

	ہمچنین میگفت سرمست و خراب	داد پیغمبر گریبانش بتاب
ترجمہ	بیخودی مین اسطرح کہتے تہے زید	بولے پیغمبر کہ کر باتون کو قید

شرح یہ شعر مولانا کا مقولہ ہے یعنے زید سرمستی عشق الٰہی اور نشۂ وحدت مین اسیطرح کہے چلے جاتے تہے یہانتک پیغمبر نے اُنکے گریبان کو مروڑ دیا۔ یعنے اشارہ کیا کہ اے زید خاموش رہ۔ بس اور کچہ نہ کہہ

	گفت ہین در کش کہ اسپت گرم شد	عکس حق لا یستحیی زد شرم شد
ترجمہ	بولے پیغمبر ترا اسپ ہے گرم	پیش حق گوئی نہین باقی ہے شرم

شرح یعنے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے زید خبردار کلام کی باگ کھینچ لے۔ کیونکہ تیرا اسپ جذبات اور سمند شاہد تیز ہو گیا ہے اب تو اس سے اتر کر عالم بشریت کی طرف آ۔ اے زید تجھپر ان اللہ لا یستحیی من الحق (اللہ تعالے حق کہنے سے ہرگز نہین شرماتا) کا عکس پڑ گیا ہے اسلیئے تیری شرم جاتی رہی ہے۔ یعنے حق بات کہنے سے شرم نکرنا صفت الٰہی ہے یہ صفت تجھپر عکس افگن ہے اور تو متخلق باخلاق اللہ ہے۔

	آئینہ تو جست بیرون از غلاف	آئینہ میزان کجا گوید خلاف
ترجمہ	تیرا آئینہ ہوا ہے بے غلاف	آئینہ میزان نہین کہتے خلاف

شرح یعنے اے زید تیرا آئینہ دل غلاف کثرت و کثافت سے باہر نکل آیا ہے اور ذات و صفات و حشر و نشر وغیرہ سب واقعی طور پر اسمین منعکس ہو گئے ہین۔ کیونکہ آئینہ اور ترازو دروغ گو نہین ہوا کرتے آئینہ بلا زیادتی و نقصان اسی چیز کو دکھاتا ہے جو واقع مین ہوتی ہے اور ترازو اشیا کے وزن کو اسیقدر بتاتی ہے جسقدر انکا واقعی وزن ہوتا ہے سیر کو دو سیر یا برعکس ظاہر نہین کر سکتی اے زید اسیطرح تیرے دل نے حشر و نشر وغیرہ کی وہی کیفیت بیان کی ہے جو واقعی ہے۔ مطلب یہ کہ پیغمبر نے حضرت زید کے قول کی تصدیق فرمائی۔

	آئینہ و میزان کجا بندد نفس	بہر آزار و حیائے ہیچکس
ترجمہ	آئینہ میزان نہین رہتے خموش	بہر آزار و حیا اے تیز ہوش

شرح یعنے آئینہ اور ترازو اظہار حق سے کبھی خاموش نہین رہتے بلکہ ہر وقت زبان حال سے امر واقعی کہتے رہتے ہین اور اس اظہار امر حق مین انکو نہ کسی کے ستانے کا خیال ہے اور نہ کسی سے شرماتے ہین خواہ انکو کوئی توڑ پھوڑ دے خواہ ثابت رکھکر انپر احسان کرے پہلی حالت مین انہین آزار کا خیال نہین اور دوسری حالت مین پاس حیا نہین کرتے بلکہ ہر حالت مین آئینے اور ترازو کا کام سچ بولنا ہے۔ اے زید اسیطرح تیرا آئینہ دل اظہار امور واقعی سے جو بطور کشف تجھے معلوم ہوئے ہین۔ ہرگز نہین شرماتا لیکن تاہم اسرار کا چھپانا ہے بہتر ہے

	آئینہ و میزان محکہا اے سنی	گر دو صد سالش تو خدمتہا کنی
ترجمہ	آئینہ میزان کسوٹی ہین ضرور	کوئی خدمت کرکے گر اے پر شعور
	کز برائے من بپوشان راستی	بل فزون بنما و منما کاستی
ترجمہ	یون کہے میرے لئے تو جھوٹ بول	کچھ دکھا برعکس یا برعکس تول
شرح	ان اشعار مین میزان آئینہ پر معطوف ہے مگر وزن اشعار درست رکھنے کے لئے آئینہ بلا ہای ہوز پڑھا جائیگا	

	اوش گوید ریش و سبلت بر مخند	آئینہ و میزان و آنگہ ریو و بند
ترجمہ	وہ یہ کہتے ہین کہ او احمق معاف	آئینہ میزان نہین کہتے خلاف

شرح یہ تینون شعر قطعہ بند ہین اور مطلب یہ ہے کہ آئینہ اور ترازو دونو امر واقعی معلوم کرنے کی محک یعنے کسوٹی ہین۔ اگر کوئی شخص اُنکے ساتہ عرصۂ دراز تک تملق و چاپلوسی کرکے بہی یہ کہے کہ اے آئینہ و ترازو تم میرے لیئے راستی یعنے امر واقعی کو چہپالو اور میرے حق مین زیادتی یعنے فائدہ ہی فائدہ ظاہر کرو اور نقصان نہ دکہاؤ تو وہ دونو یہ کہدیتے ہین کہ اے بیوقوف اپنے ڈاڑہی اور سونچہون پر نہ ہنس یعنے احمق اور مسخرانہ بن۔ تو ہمکو آئینہ و ترازو بہی کہتا ہے اور پہر ہمسے مکر و حیلہ بہی چاہتا ہے یہ ہرگز نہوگا۔ ہمسے جہوٹ فریب کسیطرح سرزد نہوگا۔ اسیطرح اہل اللہ کا آئینہ دل اپنے کشف کو غیر واقعی طور پر بیان نہین کیا کرتا بلکہ اُنکا کہا سچ ہوتا ہے

	چون خدا ما را برای آن فراخت	کہ بما بتوان حقیقت را شناخت
ترجمہ	اسلئے پیدا ہوئے ہین ہم یہان	واقعی حالت ہوتا سب پر عیان
	این نباشد ما چہ ارزیم ای جوان	کے شویم آئین روی نیکوان
ترجمہ	گر نہو یہ بات تو پہر کیا ہین ہم	منہ لگائین کب ہمین اہل کرم

شرح یعنے آئینہ اور ترازو اُس تملق کرنے والے بیوقوف آدمی سے یہ کہتے ہین کہ ہمین اللہ تعالے حقیقت اشیا ظاہر کرنے کے لیئے پیدا کیا ہے جب ہم مین یہ صفت نہوگی بلکہ جہوٹ بولنے لگین گے تو ہم کیا قدر و قیمت پاسکینگے۔ اور نیک لوگ ہمارے استعمال کے عادت کیونکر ڈالین گے حسین آئینہ کو کبہی منہ نہ لگائینگے اور ترازو کبہی نیکبختون کے سامنے نہ آئیگی حالانکہ نیکیونکی عادت تو لکرلینے دینکی ہے مطلب یہ کہ جسطرح آئینہ و میزان جہوٹ نہین بولتے اسیطرح اے زید تیرا آئینہ دل مظہر جمال مطلق اور تیرے کلمات ترازوے حق ہین مگر تاہم اس راز کو مخفی رکہہ

	لیک درکش در بغل آئینہ را	گر تجلی کرد سینا سینہ را
ترجمہ	رکہہ بغل مین اپنے اس آئینے کو	اس نے سینا کر دیا ہے سینے کو

شرح یہ شعر گزشتہ مصرع (آئینہ تو جست بیرون از غلاف) کے متعلق مقولہ پیغمبر علیہ السلام ہے۔ یعنے اے زید جو کچہ تو کہہ رہا ہے وہ بالکل واقعی امر ہے لیکن تو اس آئینہ اسرار کو اپنے بغل مین چہپالے یعنے عالم بشریت کی طرف آجا۔ اگرچہ تجلی اسرار نے تیرے سینہ کو طور سینا بنا دیا ہے مگر اس راز کا چہپا ہی بہتر ہے بعض نسخون مین بغل کیجگہ نمد ہے بمعنے نمدہ جو آئینہ کا غلاف ہوا کرتا ہے اور اگر بمعنے اگرچہ ہے اور بعض نسخون مین گر کی جگہ کز ہے مخفف کہ از یعنے اے زید آئینہ اسرار کو نمدہ مین چہپالے کیونکہ تجلی اسرار الٰہی کے باعث سینہ طور سینا بنگیا ہے اور تیرے دلمین غیب کی باتین منکشف ہوگئی ہین لیکن ایسے اسرار کا چہپانا فرض ہے چنانچہ موسیٰ کا بیہوش کر دینا اسرار چہپانے کے لئے تہا

	گفت آخر ہیچ گنجد در بغل		آفتاب حق و خورشید ازل
ترجمہ	بولے وہ چھپتا ہے کب زیر بغل		آفتاب ذات و خورشید ازل
	ہم دغل را ہم بغل را بر درد		نے جنون ماند بہ پیشش نے خرد
ترجمہ	ہے دغل شکل بغل اُس سے زبون		اسکے آگے ہیچ ہے عقل و جنون

شرح یعنے جب پیغمبرؑ نے اس راز کے چھپانے کی تاکید کی تو زید نے یہ کہا کہ آفتاب حق اور خورشید ازل (یعنے ذات حق) کو کوئی بغل مین کیونکر چھپا سکتا ہے کیونکہ آفتاب دغل (قالب انسانی) اور بغل وغیرہ کو پھاڑ کر اپنا جلوہ دکھاتا ہے اور اُسکی تجلی کے سامنے نہ جنون رہتا ہے نہ عقل۔ بلکہ آدمی فنافی الذات ہو جاتا ہے۔ اور بے اختیاری کے عالم مین ناگفتنی کہہ بیٹھتا ہے۔ دغل اُس شخصکو کہتے ہین جسکا باطن خلاف ظاہر ہو۔ چونکہ قالب انسانی مین یہ صفت موجود ہے اسلیئے بدن کو دغل کہا گیا ہے۔

	گفت یک انگشت چون بر چشم نہی		بینی از خورشید عالم را تہی
ترجمہ	بولے حضرت رکھکے انگلی آنکھہ پر		دیکھہ لے کب سورج آتا ہے نظر
	یک سر انگشت پردۂ ماہ شد		این نشان ساتری اللہ شد
ترجمہ	ایک انگلی کو حجاب ماہ جان		ہے یہی اک ستر خالق کا نشان

شرح لفظ ساتری مین ک اضافت اور یائے تحتانی مصدری ہے بمعنے ستر یعنے زید کے جواب مین پیغمبرؑ نے یہ فرمایا کہ جب تو ایک انگلی اپنی آنکھہ پر رکھہ لیتا ہے تو آفتاب سے عالم کو خالی دیکھتا ہے سورج تیری نظر سے غائب ہو جاتا ہے۔ اسیطرح ایک انگشت چاند کا پردہ بنجاتی ہے اور اُسے چھپا لیتی ہے یہ آنکھہ پر انگلی رکھنے سے چاند سورج کا چھپ جانا ستر الٰہی کی تشبیہ ہے جسطرح انگلی آنکھہ پر رکھنے سے چاند سورج چھپ جاتا ہے اسیطرح تیرا سکوت انگلی رکھنے کے مانند ہے جب تو انکشاف راز سے سکوت کرکے مرتبۂ البشریت کی طرف انجذاب کریگا تو جلوۂ ذات پنہان ہو جائیگا۔ یہ معنے ہین کہ سر انگشت کا چاند سورج کو چھپا لینا خدا کے ستار ہونے کی دلیل ہے بس تو اے زید تو بھی متخلق باخلاق اللہ ہو کر اس راز کو چھپا لے جب ایک انگلی سورج کو چھپا لیتی ہے تو کیا تو راز کو مین چھپا سکتا

	تا بپوشاند جہان را نقطۂ		مہر گردد منخسف از سقطۂ
ترجمہ	ایک نقطہ کل جہان کا ہے حجاب		ابر کا ٹکڑہ ہے ستر آفتاب

شرح تا بمعنے خبردار ہے یعنے اے زید جسطرح سارے جہان کو ایک نقطہ (سر انگشت) چھپا لیتا ہے کیونکہ جب آدمی اپنے آنکھہ پر انگلی رکھلی تو اُسکے نزدیک تمام جہان معدوم یا مخفی ہو گیا اور سورج ایک سقطہ (ابر کے ایک ٹکڑہ) سے چھپ گیا اسیطرح انگشت سکوت تجلی ذات کو چھپا لیتی ہے۔

	لب بہ بند و غور دریائے نگر	بحر راحق کرد محکوم بشر	
ترجمہ	فقر دریا دیکھ لب کو بند کر	کر دیا ہے حق نے محکوم البشر	

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے اینخاطب دریائے اسرار کے گہراؤ کو جو قلب مین روان ہے خاموش ہو کر دیکھہ یہ ہر حالت مین تیرا محکوم ہے مستی و ہوشیاری خموشی و گویائی وحدت و کثرت مین ایک طرح قلب مین جاری رہتا ہے البتہ اسکا کنارون سے باہر یعنے لب سے نکلجانا موجب ہلاکت عام ہے وہ خواسی تو جانتے نہین گرداب الحاد مین گرفتار ہو جائینگے۔ اور تیری تکذیب کرینگے۔

	ہمچو چشمۂ زنجبیل و سلسبیل	ہست در حکم بہشتی جلیل	
ترجمہ	مثل نہر زنجبیل و سلسبیل	ہین جو محکوم بہشتی جلیل	

شرح یعنے جسطرح چشمۂ زنجبیل و سلسبیل ہر جلیل القدر بہشتی کا محکوم ہوگا اسیطرح دریائے اسرار تیرا محکوم ہے۔

	چار جوئے جنت اندر حکم ماست	این نہ زور ما ز فرمان خداست	
ترجمہ	چار نہرین ہین ہمارے حکم مین	اصل مین ہین سب خدا کے حکم مین	

شرح یعنے جسطرح بہشت کی چار نہرین جنتیون کی محکوم ہین اسیطرح چار نہرین اولیاء اللہ کی محکوم ہین چنانچہ دنیا مین بانی کی نہر جوئے علم و معرفت شیر کی نہر جوئے عمل شراب کی نہر جوئے عشق اور شہد کی نہر جوے حلاوت و قرب ہے اور یہ نہرین انہی بہشت کی نہرون مین ملجاتی ہین۔ مگر انکا محکوم ہونا اولیاء اللہ کی طاقت کے سبب نہین ہے بلکہ خدا کے حکم سے ہے یعنے چونکہ اولیاء خدا کے خاص محکوم ہوتے ہین اسلیئے اللہ تعالے ہر چیز کو انکا محکوم بنا دیتا ہے۔ کیونکہ حسب مضمون حدیث جو خدا کا ہو رہتا ہے سب چیزین اسکی ہو جاتی ہین۔

	ہر کجا خواہیم دارد میش روان	ہمچو سحر اندر مراد ساحران	
ترجمہ	مانتے ہین اسطرح وہ اپنا حکم	سحر مانے جسطرح ساحر کا حکم	

شرح یعنے اولیاء دنیوی اور بہشتی نہرون کو جسطرف چاہین روان کر سکتے ہین جنت مین نہرونکا ہر طرف روان کرنا یہ ہے کہ اپنے مکانون مین نہرون کو جہان چاہین بہا سکتے ہین اور دنیا مین یہ کہ اولیا قلوب اہل عالم پر قادر ہین۔ اسلیئے علم و عمل اور عشق و قرب کی نہرین جس طالب کے دل کی طرف چاہین پھیر سکتے ہین۔ اور یہ نہرین اولیاء کی اسطرح محکوم ہین جسطرح سحر جادوگر کا محکوم ہوتا ہے کیونکہ جادوگر جہان چاہتا ہے اپنے سحر سے کام لیتا ہے۔

	ہمچو این دو چشمۂ چشم روان	ہست در حکم دل و فرمان جان	
ترجمہ	جسطرح یہ چشمۂ چشم روان	زیر حکم دل تہ فرمان جان	

شرح یعنے اسرار کے دریا اور چشمے اسطرح اولیاء اللہ کے محکوم ہین جسطرح چشم روان (دور تک پہنچنے والی آنکھ)

کے دو چشمے دل اور جان کے محکوم ہین یہ دو چشمے اُدھر ہی کو جاتے ہین جدہر دل لیجاتا ہے

	گر بخواہد رفت سوے زہرہا	ور بخواہد رفت سوے اختبار	
ترجمہ	جاتی ہے گر آنکھ سوے زہر مار	حکم دل سے جاتی ہے سوے اعتبار	
	گر بخواہد سوے محسوسات شد	ور بخواہد سوے ملبوسات شد	
ترجمہ	گاہ محسوسات کی جانب گئی	گاہ ملبوسات کی جانب گئی	
	گر بخواہد سوے کلیات راند	ور بخواہد جنس جزئیات ماند	
ترجمہ	حکم دل سے کلیات سے	اور گاہے جنس جزئیات سے	

شرح زہر مار سانپ کے زہر سے محرمات جسمانیہ و لذات نفسانیہ اعتبار سے عبرت از حال رفتگان۔ یا عبرت بلحاظ اشیاء محسوسات سے معلومات ظاہری ملبوسات سے معلومات پنہانی کلیات سے عالم ملکوت اور جزئیات سے افعال دنیوی مراد ہین اور مطلب یہ ہے کہ آنکھین دل کی محکوم ہین دل اپنی خواہش کے مطابق انہین کبھی محرمات جسمانیہ کی طرف لیجاتا ہے اور کبھی کسی چیز کو دیکھکر عبرت حاصل کرنے کی طرف کبھی معلومات ظاہری کی طرف کبھی معلومات باطنی طرف۔ کبھی عالم ملکوت کی جانب مائل کرتا ہے اور کبھی یہ دونو دنیوی جزئیات مین قید ہوکر رہجاتی ہین۔ غرضیکہ ہر حال مین آنکھین دل کی محکوم ہین اور اُسی جانب اُٹھتے ہین جسطرح پہلے دل برانگیختہ ہوکر انہین اُٹھاتا ہے۔

	ہمچنین ہر پنج حس چون نائزہ	بر مراد امر دل شد جائزہ	
ترجمہ	اور اسی صورت سے یہ پانچون حواس	رکھتے ہین ہر وقت حکم دل کا پاس	

شرح یعنے جسطرح آنکھین دل کی محکوم ہین اسیطرح پانچون حواس (سمع بصر شم۔ ذوق لمس) دل کے حکم کے مطابق ڈونٹی کی طرح روان رہتے ہین۔ نائزہ (یعنے ٹونٹی) جائزہ یعنے روان سے متعلق ہے۔

	ہر طرف کہ دل اشارت کرد شان	میرود ہر پنج حس واش کشان	
ترجمہ	دل اشارہ انکو دیتا ہے جب ہر	جاتے ہین یہ اُس طرف کو دوڑ کر	
	دست و پا در امر دل شد مبتلا	ہمچو اندر دست موسے آن عصا	
ترجمہ	دست و پا ہین حکم دل مین مبتلا	جسطرح تہا دست موسے مین عصا	

شرح یعنے پانچون حواس دل کے محکوم ہین اور دل جدہر اشارہ کرتا ہے اُسکا حکم بجالانے کے لیئے اُدھر ہی چلے جاتے ہین چنانچہ ہات پانو اسطرح دل کے مطیع ہین جسطرح حضرت موسےٰ کے ہاتھ مین اُنکا عصا مطیع تہا کہ حسب الحکم کبھی سانپ بنجاتا تہا اور کبھی عصا۔ یہ اس آیت کیطرف اشارہ ہے قال القہا یموسےٰ۔ یعنے اے موسےٰ اس عصا کو زمین سے پھینکدو جب اُنہون نے پھینکا تو سانپ بنگیا اور جب اُسے اُٹھالیا تو پھر عصا ہوگیا۔

	دل بخواہد یا درآید زود برقص		یا گریزد سوے افزونی و نقص
ترجمہ	یا تو حکم دل سے ہین مصروف رقص		ہین گریزان سوے افزونی و نقص

شرح زود یا تو مخفف زودی ہے یا بمعنے اگر ہے یعنے دل اگر چاہتا ہے تو یا تو بہت جلد یا دل کے محکوم ہونیکے باعث رقص مین آجاتا ہے یا نقصان یعنے فسق و عصیان سے فائدے یعنے کمال طاعت و احسان کی طرف گریز کر جاتا ہے بعض نسخون مین افزونی و نقص بواو عطف ہے بمعنے یائے تردید مطلب دونکا ایک ہے۔

	دل بخواہد دست آید در حساب		یا اصابع تا نویسد او کتاب
ترجمہ	ہاتھہ حکم دل سے کرتا ہے حساب		انگلیان تحریر کرتی ہین کتاب

شرح اصابع دست پر معطوف ہے یعنے دل اگر چاہتا ہے تو آدمی کا ہاتھہ عبادت یا زر و مال دنیوی کا حساب کرنے لگتا ہے۔ اور دل اگر چاہتا ہے تو وہی ہاتھہ انگلیون کی مدد سے لکھنا شروع کر دیتا ہے غرضیکہ ہر عضو دل کا محکوم ہے

	دست در دست نہانے ماندہ است		او درون و تن برون بنشاندہ است
ترجمہ	دست پنہانی کا نوکر ہے یہ ہات		اور وہ اندر ہے باہر ہے یہ ہات

شرح نہانے بیائے معروف و مجہول دونو طرح صحیح ہے اور دست نہان سے مراد قلب ہے یعنے یہ ظاہری ہاتھہ ایک باطنی ہاتھہ (قلب) کا ہے اور اسکا محکوم ہے باطنی ہاتھہ اندر ہے اور اُسنے تن یعنے ظاہری اعضا کو اجرائے حکم کے لیئے باہر بٹھا رکھا ہے یعنے تمام اعضا دل کے ارشاد کی تعمیل کرتے رہتے ہین۔

	گر بخواہد بر عدو مارے شود		ور بخواہد بر ولی یارے شود
ترجمہ	حکم دل سے غیر کے حق مین ہے مار		حکم دل سے یار کا ہوتا ہے یار

شرح یعنے دل اگر چاہتا ہے تو ہاتھہ دشمن کے حق مین سانپ بنجاتا ہے یعنے اُسے ایذا پہنچاتا ہے اور دل اگر چاہتا ہے تو وہی ہاتھہ ولی یعنے دوست کا مددگار ہو جاتا ہے اور اسکے حق مین سپر بنکر ایذا سے بچا لیتا ہے

	گر بخواہد کفچہ در خوردنی		ور بخواہد ہیچ گزدہ منی
ترجمہ	ہے کبھی وہ چمچہ بہر خوردنی		اور کبھی ہے مشکل گزدہ منی

شرح یعنے دل اگر چاہتا ہے تو ہاتھہ خوردنی (کھانے کے لایق چیزون) کے لیئے چمچہ بنجاتا ہے اور جب خواہش دل یہی ہاتھہ دوسرون کو آزار دینے کے لیئے دس سیر کا گزر ہو جاتا ہے۔

	دل چہ میگوید بدبشان این عجب		طرفہ وصلت طرفہ پیہانی سبب
ترجمہ	ان سے کہہ دیتا ہے دل کیا اے عجب		ہے عجب پیوند و پنہانی سبب

شرح یعنے یہ اعضا جو محکوم دل ہین یا الٰہی دل اُنسے کیا کہدیتا ہے۔ دل اور اعضا مین کچھ عجیب طرح کا پیوند

باطن ہے کہ جو دل کہدیتا ہے اعضا اُسے قبول کر لیتے ہین اور یہ دل کے حاکم اور اعضا کے محکوم ہونے کا کوئی عجیب پنہانی سبب ہے جو بطور ظاہر ہر کسی کو معلوم نہین ہو سکتا وہ پنہانی سبب یہ ہے کہ دل مظہر انوار الٰہی ہے اسلیئے سب اعضا اور تمام ظاہری و باطنی حواس اس سے ایسا تعلق رکھتے ہین جو نوکر کو آقا یا رعایا کو بادشاہ سے ہوتا ہے۔ یعنے دل بادشاہ ہے اور تمام قوے اسکی رعایا۔

	دل مگر مُہر سلیمان یافتست		کہ مہار پنج حس بر تافتست
ترجمہ	دلکو کیا مُہر سلیمان مل گئی		حاسّون کی باگ کھنچے پھیر دی

شرح یعنے شاید دل نے حضرت سلیمان کی مُہر سلطنت عظیم حاصل کر لی ہے کہ تمام حواس کی باگ پھیر کر اپنے تصرف مین کر لی ہے اور جسطرح مخلوق سلیمان کی مطیع تھی اسیطرح حواس دل کے تابع ہین۔

	پنج حسے از برون مامور او		پنج حسے از درون مامور او
ترجمہ	حس ظاہر سب کے سب اُسکے اسیر		حس باطن سب کے سب فرمان پذیر

شرح یعنے پانچون ظاہری حواس اور پانچون باطنی حواس دل کے مطیع ہین مامور بمعنے قیدی و پابند ہے

	دہ حس ہست و ہفت اندام دگر		آنچہ اندر گفت ناید ہے شمر
ترجمہ	ہین اُسی کے سات اعضا دس حواس		اور جو چیزین ہین بیرون از قیاس

شرح یعنے دسون حواس اور ساتون اعضا اور انکے سوا دیگر قوتین (مثلاً قوت نباتیہ وحمودیہ) اور دیگر رگ پٹھے اور انتڑیان وغیرہ جو بیان مین نہین آسکتے ایجا طب تو خود سوچکر گنتا جا سب کے سب محکوم دل ہین لفظ دگر دوسرے مصرع سے متعلق ہے **فائدہ** دس حواس ظاہری و باطنی مشہور ہین یعنے باصرہ سامعہ شامہ لامسہ ذائقہ حواس ظاہری ہین اور خیال دہم۔ حافظہ متخیلہ حس مشترک حواس باطنی ہین اور سات اعضا باعتبار ظاہر سر پیٹ دونو ہات دونو پانو اور ستر گاہ ہے اور باعتبار باطن دل جگر دماغ گردہ ہمیشہ تلی انتڑیان

	چون سلیمانی دلا در مہتری		بر پری و دیو زن انگشتری
ترجمہ	چاہیئے مثل سلیمان سروری		مار دیو نفس پر انگشتری

شرح یعنے ایدل تو سلیمان ثانی اور تمام قوتون پر حاکم ہے اسلیئے تمام پریون (قوائے نفسانیہ) اور دیو دن (خواہشات حیوانیہ) پر انگشتری مار یعنے تمام قوتون کو اپنا مسخر و مطیع کر لے۔ انگشتری دن بمعنے حکومت کرنا ہے

	گر دہین ملکت بری باشی زریو		خاتم از دست تو نستاند سدیو
ترجمہ	گر ہو تجھین سریجان مکر و ریو		تجھین سکتا ہے انگوٹھی کب سدیو

شرح یعنے ایدل اگر تو مکر اور حیلہ سے بری ہے اور صدق و صفا کو قبول کر لے۔ تو تیری حکومت سدیو نہین چھین سکتا

یعنے تیری حکومت جو تمام اعضا پر ہے اسکو شیطان اپنا مسخر نہین کرسکتا۔ اور تو اپنے حواس و قوے سے مغلوب نہین ہوسکتا بلکہ ہمیشہ غالب رہیگا سدیو اُس دیو کا نام ہے جسے حضرت سلمانؑ کے انگشتری جرائی تھے مگر یہان مراد شیطان ہے۔ بعض نسخون مین سہ دیو ہے۔ یعنے شیطان اور نفس اور حب ماسوے اللہ کے تین دیو تجھپر غالب نہین آسکتے بشرطیکہ تو صدق و صفا کا پابند رہے اور پرہیزگاری کو اپنا شعار بنالے۔

	بعد ازان عالم بگیرد اسم تو		دو جہان محکوم تو چون جسم تو
ترجمہ	تا کہ عالم گیر پیدا ہو جائے اسم		دو جہان محکوم ہون مانند جسم

شرح یعنے اگر تو صدق و صفا کو اختیار کریگا تو سارا جہان نیکی کے سانہ تیرا نام لیگا۔ اور دو جہان تیرے ایسے محکوم ہو جائینگے جیسا کہ تیرا جسم تیرا محکوم ہے۔ یعنے تجکو علم تسخیر مخلوقات حاصل ہو جائیگا۔

	ور ز دستت دیو خاتم را ببرد		بادشاہی فوت شد بختت بمرد
ترجمہ	اگر انگوٹھی لیگیا دیو اے حبیب		بادشاہی ہو چکی سو یا نصیب

شرح یعنے تیری حکومت اگر شیطان نے چھین لے اور تجھسے بد افعال صادر کرائے تو یہ سمجھ کہ بادشاہی جاتی رہی اور نصیبا سو گیا یعنے تو قرب الٰہی سے محروم رہا۔ اور رحمت سے دور ہو کر جہنم مین جا پڑا نعوذ باللہ منہا۔

	بعد ازان یا حسرۃ شد للعباد		بر شما مختوم تا یوم التناد
ترجمہ	بعد ازان ہو جائیگی حسرت تجھے		تا قیامت غم رہیگا جان لے

شرح لفظ شد۔ مختوم کے متعلق ہے۔ اور مختوم بمعنے مہر کردہ و لازم شدہ ہے یعنے جب شیطان غالب آگیا تو گویا ثبت یا حسرۃ علی العباد اے بندو تمپر افسوس ہے قیامت تک واجب و لازم ہو گیا۔ بعض نسخون مین یا حسرتا شد یا عباد ہے یعنے جب شیطان غالب آگیا تو اے لوگو یا حسرتا ہائے افسوس ہائے افسوس کرتے رہوگے

	ور تو دیو خویشتن را منکری		از ترازو و آئینہ کے جان بری
ترجمہ	اور اگر شیطان کا منکر ہے تو		آئینہ کو دیکھہ لے اے زشت رو

شرح یعنے اگر تجھے یہ خیال ہے کہ نفس و شیطان کوئی شے نہین تو ذرا صبر کر محشر کے دن آئینہ اعمال اور ترازوے عدالت سے جان بر نہو سکیگا۔ تیرے اعمال تیرے سامنے آئینہ کی طرح پیش کئے جائینگے اور میزان مین تولے جائینگے۔ بعض نسخون مین مکر خود را اگر تو انکار آوری ہے۔ یعنے اگر تو اپنے مکر باطن کا منکر ہے تو ذرا صبر کر محشر مین سب معلوم ہو جائیگا۔ کہ تو نے کیا کیا مکر کیئے اور کن کن فریبون سے دنیا و دین کو حاصل کیا۔

متہم کردن غلامان و خواجہ تاشان لقمان را کہ میوہا خوب خوردہ

ترجمہ غلامونکا لقمان پر تہمت لگانا اور یہ کہنا کہ اچھے اچھے میوے اسی نے کہا لئے ہین

متہم کردن غلامان لقمان را

شرح آگے چلکر معلوم ہوجائے گا کہ خواجہ نے لقمان کا امتحان لیا تہا اور اسیطرح اللہ تعالے اعمال بندگان کا امتحان لیگا اس لحاظ سے دونو قصون مین مناسبت موجود ہے اس امتحان کی تفصیل عنقریب آتی ہے

	بود لقمان پیش خواجہ خویشتن	درمیان بندگانش خوار تن
ترجمہ	روبرو خواجہ کے لقمان جلیل	تہے میان بندگان خوار و ذلیل

شرح یعنے حضرت لقمان غلامی کی حالت مین اپنے مالک کے آگے دیگر غلامون کی زمرہ مین انہی کی طرح ذلیل و خوار رہتے تہے حضرت لقمان کی ولایت پر سب کا اتفاق ہے اور عکرمہ رضہ نے انکو نبی بہی کہا ہے پہلے عرب مین یہ کسیکے غلام تہے اور پہر آزاد ہوگئے حضرت لقمان کے عجیب و غریب واقعے تفسیرونمین مذکور ہین۔

	مے فرستاد او غلامان را بباغ	تا کہ میوہ آیدش بہر فراغ
ترجمہ	اُسنے بہیجے باغ مین اپنے غلام	تاکہ لائین توڑ کر میوے تمام

شرح یعنے مالک غلامون کو اپنے باغ مین اسلیئے بہیجا کرتا تہا کہ وہ میوے توڑ لائین اور مالک فراغت سے کہائے

	بود لقمان در غلامان چون طفیل	پُر معانی تیرہ صورت ہمچو لیل
ترجمہ	تہے طفیلی اُن مین وہ اے نیکذات	پُر معانی تیرہ رنگت جیسے رات

شرح یعنے لقمان جو ظاہر مین رات کی طرح سیاہ رنگ اور باطن مین انوار معانی و اسرار سے پُر تہی طفیلیون کی طرح رہتے تہے

	آن غلامان میوہ ہائے جمع را	خوش بخوردند از نہیب طمع را
ترجمہ	اُن غلامون نے کیا جو میوہ جمع	تہے ندیدے کہا گئے سب بہر طمع

شرح دوسرے مصرع مین نہیب بمعنے غلبہ اور را بمعنے برائے ہے۔ یعنے اُن غلامون نے اپنے جمع کیے ہوے میوون کو غلبۂ حرص و طمع کے سبب خوب کہایا اور اپنا جرم لقمان کے ذمے لگا دیا۔

	خواجہ را گفتند لقمان خورد آن	خواجہ بر لقمان ترش گشت و گران
ترجمہ	اور کہا خواجہ سے لقمان کہا گیا	اس سے لقمان پر ہوا خواجہ خفا

شرح یعنے غلامون نے میوے تو خود کہائے اور مالک سے آکر یہ کہدیا کہ لقمان تمام میوون کا لقمہ کر گیا ہے اس سے خواجہ نہایت بدمزہ اور گران یعنے لقمان پر غضبناک ہوا اور لقمان کی حیات کو بُرا جانا۔

	چون تفحص کرد لقمان آن سبب	در عتاب خواجہ اش بگشاد لب
ترجمہ	دلمین جب لقمان نے ڈہونڈا سبب	روبرو خواجہ کے کہولے اپنے لب

شرح یعنے جب لقمان نے خواجہ کی خفگی کا سبب تلاش کر لیا تو اپنے خواجہ پر عتاب کرنے مین کب کہولے کیونکہ خواجہ بلا تحقیق حال لقمان پر غضبناک ہوا تہا اسلیئے خود قابل عتاب تہا کیونکہ بلا تحقیق کام کرنیوالی لائق ملامت ہوتے ہین

	گفت لقمان سید امیش خدا		بندۂ خائن نباشد مرتجے
ترجمہ	اپنے خواجہ سے یہ لقمان نے کہا		ہونگے سب خائن مخجل پیش خدا

شرح یعنے لقمان نے ازروے عتاب یہ کہا کہ ایخواجہ خدا کے آگے خیانت کرنے والا آدمی کبھی اُمیدوار رحمت ہوکر نہ آئیگا بعض نسخون مین مرتجے کی مرتضے ہے یعنے پسندیدہ و برگزیدہ۔

	امتحان را کار فرمائے کیا		شربتے زاتش بدہ بہر نما
ترجمہ	امتحان ہم سب کا کرلے بالضرور		گرم پانی سب کو دے اے پُرشعور

شرح یعنے لقمان نے خواجہ سے یہ کہا کہ اے خداوند ہمارا امتحان کیجیے۔ اور میوون کی چوری ظاہر کرنے کے لیئے ہمین آگ کا پکا ہوا پانی دیجیئے جسنے میوے کہائے ہونگے وہ گرم پانی پینے کے باعث میوون ہی کی قے کریگا

	امتحان کن جملہ مارا اے کریم		سیر مان در دہ تو از آب حمیم
ترجمہ	آزمالو ہم سبہونکو اے کریم		اور پلادے پیٹ بھر آب حمیم ✤

شرح یعنے ایخواجۂ کریم النفس ہم سب غلامون کے امتحان کے لیے ہمین پیٹ بھر بھر کے گرم پانی پلوایئے۔

	بعد ازان مارا بصحرائے کلان		تو سوارہ با پیادہ پا دوان
ترجمہ	پھر اک جنگل مین سبکو بعد ازان		یا پیادہ سبکو دوڑا دے وہان
	انگہان بنگر تو بد کردار را		صنعہائے کاشف اسرار را
ترجمہ	دیکھ پھر اوسوقت بدکردار کو		اور صنع کاشف اسرار کو

شرح یعنے لقمان نے کہا کہ ایخواجہ ہمین گرم پانی پلاکر کسی بڑے میدان مین سوار یا پیادہ یا دوڑنے کا حکم دے اور پھر میوہ کہانے والے بدکردار کو دیکھہ کہ کون ہے اور کاشف اسرار داللہ تعالے کی صنعتون کو ملاحظہ فرما کہ اُسنے اپنے بندون کو کیا کیا عقلین دی ہین۔ کہ اکثر چھپی ہوئی باتین عقل کے زور سے ظاہر ہوجاتی ہین۔

	گشت ساقی خواجہ از آب حمیم		مر غلامان را و خوردند آن بیم
ترجمہ	گرم پانی اُنکو خواجہ نے دیا		خوف سے سارے غلامون نے پیا
	بعد ازان مے راندشان دشتہا		میدویدند سے میان گشتہا
ترجمہ	اور دوڑایا پھر اونکو دشت مین		دیر تک دوڑا گئے سب گشت مین

شرح یعنے مالک نے غلامون کو گرم پانی پلا دیا اور اُنہون نے خوف کے مارے پی لیا اور پھر خواجہ نے اُنکو جنگل کی طرف ہانکا اور چکر کے ساتہ ایک بڑے میدان مین خوب دوڑایا۔ یہ دونون شعر قطعہ بند ہین۔ اور نتیجہ یہ ہے کہ خواجہ نے گرم پانی پلاکر غلامونکو دوڑایا۔ اور بیچارے لقمان سب کے پیٹ سے میوے نکلے۔

	قے در افتاد ند الشان از عنا		آب مے آورد زلشان میوہا
ترجمہ	بہا گنے سے آگئی جب انکو قے		ہو گیا ظاہر کہ قے میں میوہ ہے

شرح یعنے بہاگنے دوڑ کی مشقت کے باعث تمام غلامون کو قے آنے لگی۔ اور گرم پانی نے وہ تمام میوے باہر نکال پہینکے جو انہون نے چرا چرا کر کہائے تہے مطلب یہ کہ چہٹی کا کہایا پیا سب نکل گیا

	چونکہ لقمان را در آمد قے زناب		مے در آمد از درونش آب صاف
ترجمہ	ہان مگر قے آئی جب لقمان کو		صاف و آب پاک تہا اے نیک خو

شرح یعنے جب لقمان کو قے آئی اور پیٹ مین سے کچہ نکلا تو وہ صاف پانی تہا۔ میوے نتہے کیونکہ لقمان نے میوہ کہایا ہی نہ تہا جو قے مین نکلتا۔ بلکہ یہ سراسر دیگر غلامون کی لگائی ہوئی تہمت تہی

	حکمت لقمان چو تاند ین نمود		پس چہ باشد حکمت رب الوجود
ترجمہ	ایسی حکمت سے ہے لقمان باخبر		ہو گی کیا کچہ حکمت رب بشر

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے۔ یعنے جب لقمان کی حکمت ایسا کر سکتی ہے (مخفی راز کو ظاہر کر دیتی ہے) تو رب وجود (اللہ تعالے) کی حکمت کیا کچہ کر سکیگی۔ یعنے اسکی حکمت بدرجہ اولے بندون کے پوشیدہ گناہون کو ظاہر کر دیگی اور گنہگارون کو میدان محشر مین سخت رسوا ہونا پڑیگا۔

	یوم آن تبلے السرائر کلہا		بان منکم کا من لا یشتہے
ترجمہ	راز مخفی جب عیان ہون گے تمام		خواہش دل کے خلاف اے نیکنام

شرح یعنے اللہ تعالے کی حکمت اسدن معلوم ہوگی جبکہ کل چہپی ہوی چیزین ظاہر کر دیجائینگی اور اسے لوگ ایسا ہر چہپا ہوا کام ظاہر ہو جائے گا جسکے ظاہر کرنے کو جی نہین چاہتا تہا اور دنیا مین جسکے آشکارا کرنے کی خواہش نہین کیجاتی تہی لا یشتہے صیغہ مضارع مجہول ہے اور کا من امر مخفی کو کہتے ہین اور یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے یوم تبلے السرائر والی الآخر الآیہ یعنے قیامت مین جبکہ چہپے ہوے گناہ ظاہر کر دیے جائینگے تو آدمی کو اسکے چہپانے کہنے کی قوت نہوگی اور نہ کوئی مددگار ہوگا کہ جسکی مدد سے گناہ چہپ سکین یا عذاب سے نجات ہو جاے۔

	چون سقوا ماء حمیما قطعت		جملۃ الاستار مما افضحت
ترجمہ	گرم پانی پردے سب کر دیگا چاک		یعنے ہے روز قیامت ہولناک

شرح یعنے جب گناہگارون کو گرم پانی پلایا جائیگا تو اُن چیزون (گناہون) کے پردے جو آدمی کو رسوا کر دینگی پہاڑ دیے جائینگے قطعت بصیغہ مجہول ہے اور جملۃ الاستار مفعول مالم یسم فاعلہ اور مما افضحت اسکا بیان ہے اور یہ شعر اس آیت کی طرف اشارہ ہے سقوا ماء حمیما فقطع امعاءہم یعنے دوزخیون کو ایسا گرم پانی پلایا

جائے گا جو اُنکی انتڑیون کو کاٹ ڈالے گا مولانا قدس سرہ نے بطور باطن انتڑیون سے پردہائے گناہ مراد لئے ہین

	نار ازان آمد عذاب کافران	کہ حجر را نار باشد امتحان
ترجمہ	آگ ہے بہر عذاب کافران	پتہرون کے واسطے ہے امتحان

شرح یعنے کافرونکو آگ کا عذاب اسلیئے دیا جائیگا کہ اُنکے دل بمقتضائے فہی کالحجارۃ او اشد قسوۃ پتہر کے مانند بلکہ اُس سے بہی زیادہ سخت ہوا کرتے ہین اور پتہر کا امتحان بجز آگ کے اور کسی چیز سے نہین ہو سکتا۔ کیونکہ آگ ہی ایسی شے ہے جو پتہر کو لاشے کر دیتی ہے اسلیئے قلبی مناسبت کے لحاظ سے کفار عذاب نار ہی کے قابل ہین انہین آگ مین ڈالکر اس بات کا امتحان لیا جائے گا کہ دیکہین اُنکے دل اب بہی پگلتے ہین یا نہین کفر کی سختی بجز آگ کے اور کسی چیز سے زائل نہین ہو سکتی اسلیئے کافرون کو وہی سخت عذاب دیا گیا ہے جو اُنکی سنگدلی کے لایق تہا۔

	این دل چون سنگ را تا چند چند	پند گفتیم و نمے پذرفت پند
ترجمہ	سخت دل والونکو تا ایام چند	پند کی لیکن نہین سنتے وہ پند

شرح بعض نسخون مین نرم گفتیم ہے۔ یعنے کفار کے دلون کو جو پتہر کے مانند سخت ہین اولیا نے مدتون نصیحت کے ذریعہ سے نرم کرنا چاہا مگر اسپر کسی نصیحت کا اثر نہوا کیونکہ پتہر آسانی سے نہین پگلتے اسلیئے اللہ تعالے نے اُنکو نصیحت دینے کے لیئے عذاب نار مقرر کر دیا ہے کیونکہ انصاف کے یہ معنے ہین کہ سزا گناہ کے مطابق ہو۔

	ریش بد را داروے بد یافت رگ	مر سر خر را سزد دندان سگ
ترجمہ	جانتی ہے بد دوا زخمونکی رگ	ہین سر خر کے لئے دندان سگ

شرح یعنے سڑے ہوے زخم کی رگ (حقیقت) اُسی دوا نے معلوم کر لی ہے جو خود سڑی ہوی نہایت تیز اور بدبودار ہے کیونکہ ایسے بُرے زخم کو ایسی ہی بُری اور تیز دوا فائدہ کریگی۔ اور گدہے کا سر کُتے ہی کے کہانے کے قابل ہے مطلب یہ کہ بد کی سزا بد ہے اور نیک کی جزا نیک۔ کفار چونکہ نہایت بد تہے اسلیئے اُنکو آگ کا بدتر عذاب دیا جائے گا رگ دریافتن کسی چیز کی حقیقت معلوم کرنے کو کہتے ہین۔

	للخبیثات الخبیثون حکمت ست	زشت را ہم زشت جفت و بایست
ترجمہ	ہین بڑے بیشک بُرونکے واسطے	اور بدون کے دوست بد ہین جان لے

شرح یعنے برون کے لیئے بُرے پیدا کر دینے خدا کی حکمت ہے کیونکہ بُرا بُرے کا جوڑ اور بُرے ہی کی لایق ہے لفظ بایت مخفف بایست ہے بمعنے لایق قرآن مجید مین ہے کہ بُرے بُرونکے لئے ہین اور اچہے اچہون کے لئے

	پس تو ہر جفتے کہ میخواہی بگیر	محو او باش و صفات او پذیر
ترجمہ	ہو بدونکا دوست یا اچہونکا تو	تجہین آجائے گی بیشک اُسکی خو

	نور خواہی مستعد نور شو	دور خواہی خویش بین و دور شو
ترجمہ	نور کا طالب ہے گر ہو محو نور	چاہیئے دوری تو رہ تو حق سے دور

شرح یعنے نیک نیکی کو پسند کرتے ہین۔ اور بد بدی کو۔ اب تو جسکو چاہے اختیار کرلے چاہے نیکی مین محو ہو جا اور نیکون کی صفات قبول کرلے چاہے بدی مین۔ اگر نور الٰہی کو چاہتا ہے تو ریاضت و مجاہدہ پر کمر باندھکر اُسکے حاصل کرنیکے لیئے تیار رہ اور اگر قرب ذات سے دور ہونا جانا ہے تو خود بین اور وصف انسانیت سے دور ہو جا

	ور رہے خواہی ازین سجن خرب	سر مکش از دوست واسجد واقترب
ترجمہ	چاہیئے گر قید دنیا سے نجات	قرب حق کو ڈھونڈ لے اے خوش صفات

شرح یعنے اگر تو اس سجن خرب (قید خانہ و ویران) یعنے دنیا سے باایمان ہو کر جانا چاہتا ہے تو سجدہ کر اور قرب الٰہی ڈھونڈ خرب بمعنے خراب شدہ و ویران ہے اور دوسرے مصرعہ کا اختتام جزو آیت ہے۔

	سرکشان را بین سراسر در عذاب	سر بنہ واللہ اعلم بالصواب
ترجمہ	سرکشوں پر حق کا ہوتا ہے عذاب	بندہ بن۔ واللہ اعلم بالصواب
	این سخن پایان ندارد خیز زید	بر براق ناطقہ بر بند قید
ترجمہ	انتہا اوسکی نہیں ہے اوٹھ کے زید	کر براق ناطقہ کو اپنے قید

شرح پھر قصہ زید کی طرف رجوع ہوا ہے یعنے مولانا گویا بلسان رسالت یہ فرماتے ہین کہ اے زید اپنی قوت ناطقہ کی براق کو روک لے اور راز غیبی کو ہرگز ظاہر نکر نکتہ باطنی طور پر اس قصہ لقمان کے یہ معنے ہین کہ اللہ تعالےٰ نے عقل اور حواس ظاہری و باطنی اور قوائے جسمانی و نفسانی کو باغ وجود انسانی مین بھیجا تاکہ اعمال کے پھل لیکر حضور ذے الجلال مین حاضر ہون عقل معاد بھی اُنکے ساتھ گئی اس باغ مین آکر یہ سب غلبہ نفس امارہ کے سبب عقل کو دلیل سمجھنے لگے اور محبت دنیا اور اُسکے سامانون پر مائل ہوگئے اور لذات دنیوی سے خوب ہی کو کہین تان تانکر سپٹ بھرا جب اللہ تعالےٰ کے حضوری کا وقت آیا تو ان غلامون نے یہ سمجھا کہ ہم جھوٹ بولکر نجات پا جائینگے اسلیئے اُنہون نے پھلون کا کھانا یعنے لذائذ دنیا کا حاصل کرنا لقمان عقل کی طرف منسوب کردیا حالانکہ اسکو خبر بھی نہ تھی (کیونکہ غلامان حواس و نفس نے عقل کو میوہ خواری کے وقت اپنے پاس ہی نہین آنے دیا تھا) عقل پر عتاب ہوا تب اُسنے کہا کہ یا اللہ مین اپنے ساتھیون کے باعث مصدر عتاب ہوئی۔ حالانکہ مینے لذائذ دنیوی کو ہرگز حاصل نہین کیا۔ مین اُنکے ساتھ فقط تیرا حکم بجا لانے کے لیئے گئی تھی۔ تو عالم السر والخفیات ہے اب ہمارا امتحان ماء حمیم موت سے کر اور ہمکو سکرات موت کے جنگل مین دوڑا تاکہ ہمنے جو کچھ دنیا مین کیا ہے ظاہر ہو جائے چنانچہ اس امتحان سے عقل پھلون کے کھانے سے پاک نکلے اور وہ سب جھوٹے اور گنہگار ثابت ہوئے

حکایت زید با پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم وجواب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

ترجمہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور زید کی حکایت اور آنحضرت کا جواب

ناطقہ چون فاضح آمد عیب را		مے دراند پردہائے غیب را	
ترجمہ ناطقہ کرتی ہے ظاہر عیب کو		پھاڑتی ہے پردہائے غیب کو	

شرح یہ تمام حکایت بزبان سالت مولانا قدس سرہ کا منقولہ ہے اور پیغمبر کا زید کو جواب دینا مولانا نے حدیث کے لفظ الزم سے نکالا ہے اور مطلب شعر یہ ہے کہ چونکہ قوت ناطقہ عیب کی فضیحت در سوا کرنے والی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیب کے پردے بھی پھاڑ سکتی ہے کیونکہ غیب وعیب دونو چھپی ہوی چیزین ہوتی ہین۔ اور ناطقہ ان دونو کو ظاہر کر سکتی ہے۔ پہلا مصرع دوسری کی تمثیل ہے بطور تفہیم

غیب مطلوب حق آمد چند گاہ		این دل زن را بران بر بند راہ	
ترجمہ غیب ہے مطلوب خالق چند گاہ		اس دل زن کو ہنکا کر بند راہ	

شرح یعنے اے زید بسا اوقات غیب (کسی چیز کو چھپائے رکھنا) مطلوب حق اور مرغوب الٰہی ہوتا ہے کیونکہ وہ ستار العیوب اور غفار الذنوب ہے پردہ دری کو پسند نہین کرتا۔ اسلیئے تو بھی متخلق باخلاق اللہ ہوکر پردہ دری کو پسند نہ کر اور اس ڈھول بجانے والے (ناطقہ) کو مار کر نکال دے اور طریق کلام کو بند کر

تنگ مران در کش عنان مستور زی		ہر کس از پندار خود مسرور زی	
ترجمہ کھینچ لے تو اپنے تو سن کی لگام		تا رہے ہر شخص دل مین شاد کام	

شرح پیغمبر فرماتے ہین کہ اے زید سمند کلام کو دوڑا کر نہ ہانک اور اسکی لگام کھینچ لے کیونکہ احوال غیب پوشیدہ ہی رہے تو بہتر ہے یا اسلیئے کہ جب تک غیب کا حال مستور رہیگا ہر شخص اپنے گمان وخیال سے مسرور رہیگا۔ نیک طالب جنت اور بد امیدوار مغفرت رہینگے اور جب تو پردۂ غیب اٹھا کر ہر جنتی کو جنت مین اور دوزخی کو دوزخ مین اسکی آنکھہ سے دکھا دیگا تو جنتی اسلیئے کہ دلی مقصد حاصل ہوگیا ہے طاعت الٰہی چھوڑ دینگے اور دوزخی اسلیئے کہ ہر حالت مین دوزخ ہی کا نوالہ بنین گے توبہ واستغفار کو بیکار سمجھین گے کیونکہ ہر شخص حیلہ کو بہت جلد قبول کر لیتا ہے

حق ہمی خواہد کہ نومیدان او		زین عبادت ہم نگردانند رو	
ترجمہ چاہتا ہے حق کہ نا امید بھی		اسکی طاعت مین گزارین زندگی	

شرح لفظ ہم نومیدان سے متعلق ہے یعنے اے زید اللہ تعالے یہ چاہتا ہے کہ گنہگار اور رحمت سے نا امید بندے بھی اسکی عبادت سے منہ نہ پھیرین اور جب تو نہین انکا ٹھکانہ یعنے دوزخ دکھا دیگا تو وہ عبادت کرنی چھوڑ دینگے اور اوسکی رحمت سے نا امید ہوکر حد سے زیادہ سرکش اور نہایت سخت کافر ہو جائینگے۔

	ہم مشرف در عبادت ہائے او		مشتغل شد تا بطاعت ہائے او
ترجمہ	ایک مدت تک عبادت مین رہین		اور عابد حق کی طاعت مین رہین

شرح یعنے اے زید اللہ تعالے یہ بہی چاہتا ہے کہ جو لوگ اسکی عبادتون سے مشرف ہو رہی ہین وہ اور زیادہ طاعتون مین مشغول ہو جائین اور جب تو اُنہین اونکا ٹہکانا یعنے جنت دکہا دیگا تو وہ آیندہ باُمید ترقی درجات زیادہ طاعت کرنی چہوڑ دینگے اور جنت کے اُسی مرتبہ پر قناعت کر لینگے جو اُنہین مل چکا ہے۔

	ہم باُمیدے مشرف می شوند		چند روزے در رکابش مے دوند
ترجمہ	خلق کو اُمید سے پہنچے شرف		اُسکی خدمت مین رہین تا صف بصف

شرح یعنے اے زید اللہ تعالے یہ بہی چاہتا ہے کہ لوگ باُمید رحمت و مغفرت کے باعث مشرف بخلعت طاعت و عبادت ہون یعنے تو اب کی اُمید پر عبادت کرتے ہین اور چند روز یعنے سو برس کے دن تک رکاب طاعات مین دوڑتے رہین اگر انکو اپنا حشر و نشر آج ہی معلوم ہو جائے گا تو طاعت چہوڑ بیٹہین گے

	خواہد آن رحمت تبا بد بر ہمہ		بر بد و نیک از عموم مرحمہ
ترجمہ	ہے یہ منشا رحمت خالق کا نور		نیک و بد سب پر کرے اپنا ظہور

شرح یعنے اے زید اللہ تعالے چاہتا ہے کہ رحمت کا ظہور ہر نیک و بد پر ہو کیونکہ اُسکی رحمت عام ہے جو غصہ پر غالب ہے اور یہ ظاہر ہے کہ رحمت بلا طاعت نازل نہین ہو سکتی پس نتیجہ یہ ہوا کہ اے زید اگر تو لوگون کے احوال خاقت کو اُنپر ظاہر کر دیگا تو لوگ طاعت الٰہی چہوڑ دینگے۔ جسکے سبب رحمت حق نازل نہو گی۔

	حق ہمے خواہد کہ ہر میر و اسیر		بار جاؤ خوف باشند و حذیر
ترجمہ	مرضی حق ہے کہ ہر فرد بشر		ہو ہمیشہ بار جاؤ پُر حذر

شرح یعنے اللہ تعالے یہ چاہتا ہے کہ ہر نیک و بد اُمید و بیم کی حالت مین رہے اور خدا کی عظمت سے ڈرے نیک اپنی عبادت پر مغرور نہو اور بد اپنے گناہون کے باعث نا اُمید نہو حذیر بمعنے ڈرنیوالا صیغہ اسم فاعل صفت مشبہ ہے

	این رجاؤ خوف در پردہ بود		تا پس این پردہ پروردہ بود
ترجمہ	اور رجاؤ خوف در پردہ رہے		یعنے زیر پردہ پروردہ رہے
	چون ندیدی پردہ کو خوف و رجا		غیب باشد کر و فر ے بر ملا
ترجمہ	جب نہو پردہ تو کہا خوف و رجا		غیب کا احوال ہو گا بر ملا

شرح یعنے اے زید یہ رجاؤ خوف پردے ہی مین رہتا ہے اور پردے ہی مین پرورش پاتا یعنے بڑہتا ہے جب تو نے غیب کے پردے پہاڑ دیئے تو خوف و رجا کہان رہا بلکہ اسوقت غیب کا سامان سب پر ظاہر ہو جائیگا

اور رجا و خوف و طاعت و عبادت سب جاتی رہیگی اسلیئے اسرار غیب کا چہپانا ہی فرض ہے۔

حکایت بعض نسخہ مین یہ سرخی نہین ہے مگر ہمارے نزدیک ہونی ضرور چاہیئے گزشتہ اشعار سے اس حکایت کی مناسبت آیندہ بیان ہوگی جس سے معلوم ہوجائیگا کہ بہید کی باتونکا ظاہر کردینا مناسب نہین ہوتا۔

	بر لب جو بُرد ظنّے یک فتے	کہ سلیمانست ماہی گیر ما
ترجمہ	نہر پر یہ اک جوان کی راے تہی	مچہلیون والے سلیمان ہین یہی

شرح یعنے جب دیو نے حضرت سلیمان کی انگوٹہی چرالی اور آپ سلطنت سے الگ ہوکر مچہلیان پکڑنے لگے تو ایک نوجوان آدمی نے آپ کو نہر کے کنارے دیکہکر یہ کہا کہ شاید یہ مچہلیان پکڑنے والے وہی شخص ہین جو پہلے بادشاہ تہے۔ کیونکہ اُنکے چہرہ پر سلطنت و نبوت کا رعب موجود تہا **فائدہ** حضرت سلیمان کی مچہلیان پکڑنیکا قصہ معتبر نہین ہے مگر مولانا قدس سرہ نے نتیجہ نکالنے کے لیئے مورخون کی نقل اور شہرت کا اعتبار کیا ہے۔

	گر ویست این از چہ فردست و خفیست	ورنہ سیمائے سلیمانیش چیست
ترجمہ	گر وہی ہین تو ہین مخفی کس لئے	ورنہ شاہی کی علامت چاہیئے

شرح یعنے اُس نوجوان نے اپنے دل مین یہ خیال کیا کہ اگر یہ مچہلی پکڑنیوالا سلیمان ہی ہے تو تنہا اور پوشیدہ حالت مین کیون ہے اور اگر سلیمان نہین ہے تو علامت سلیمانی نشان بادشاہی اسکے چہرہ سے کیون ظاہر ہے

	اندرین اندیشہ مے بود او دو دل	تا سلیمان گشت شاہ مستقل
ترجمہ	نوجوان تہا اس سے حیران و دو دل	ہوگئے پہر آپ شاہ مستقل
	دیو رفت از ملک و تخت او گریخت	تیغ بختش خون آن شیطان بریخت
ترجمہ	دیو بہاگا اُنکے ملک و تخت سے	ہوگیا قتل اُنکی تیغ بخت سے

شرح یعنے وہ نوجوان شخص اپنے دلمین متردد و متفکر رہا یہان تک کہ حضرت سلیمان پہر بادشاہ ہوگئے اور دیو اُنکے تخت سے اُترکر بہاگ گیا اور سلیمان کے بخت بلند کی تلوار نے اُس شیطان یعنے دیو پلید کا خون کردیا۔

	کرد در انگشت خود انگشتری	جمع آمد لشکر دیو و پری
ترجمہ	ہاتہہ مین لی اپنے انگشتری	سب مسخر ہوگئے دیو و پری
	آمدند از بہر نظارہ رجال	در میان شان آنکہ بد صاحب خیال
ترجمہ	اور زیارت کے لئے آئے رجال	اُنمین تہا وہ مردم صاحب خیال
	چون در انگشتش بدید انگشتری	رفت اندیشہ و گمانش یکسری
ترجمہ	دیکہہ لی جب اُنکے پاس انگشتری	ہوگیا اندیشہ سے اپنے بری

شرح یعنے سلیمان نے جب پہر انگوٹھی پہن لی اور تمام دیو و پری پہر انکی لونڈی غلام بنگئے تو بہت سے آدمی انکی زیارت کے لیے آئے انمین وہ نوجوان بہی تہا جسنے آپ کو نہر پر مچھلیان پکڑتے دیکہا تہا جب اس جوان نے سلیمان کے ہاتہ مین انگوٹھی دیکہہ لی تو اسکا پہلا وہم و گمان سب جاتا رہا اور یقین ہوگیا کہ وہ ماہی گیر یہی سلیمان تہے نکتہ اس حکایت مین فقط اس بات کی تمثیل ہے کہ جب حقیقت کہلجاتی ہے تو پہلا گمان اور وہم جاتا رہتا ہے جیسا کہ یہ جوان پہلے گمان کیا کرتا تہا کہ مچھلیان پکڑنے والے شاید سلیمان ہین جب فی الواقع انکو دیکہہ لیا تو وہ گمان جاتا رہا اے زید اسیطرح جب احوال حشر و نشر لوگ دیکہہ لینگے تو انکو مغفرت اور ترقی درجات کا گمان اور امید جاتی رہیگی اور عبادت چہوڑ دینگے اسوقت ہر شخص یہ گمان کر رہا ہے کہ میری روح جو سلیمان وقت ہے دریاے عرفان سے ماہی عشق الٰہی کا شکار کر رہی ہے لیکن اگر جان کو حشر و نشر اور اپنے اعمال کی حقیقت معلوم ہوجائے تو پہلا گمان جاتا رہے اور گنہگار اسلیئے عمل کرنا چہوڑ دین کہ وہ مغلوب دیو ہو چکے ہین اور انہون نے اپنا برا انجام نہ دیکہہ لیا ہے اور مومن اسلیئے کہ اُن کے معراج کے ترقی محدود ہوگئی ہے یہ اس حکایت کے باطنی معنے ہین

	وہم آن گاہست کو پوشیدہ است		این گمان خود از پے نادیدہ است
ترجمہ	وہم جبتک ہے کہ وہ پوشیدہ ہے		اور گمان سارا پے نادیدہ ہے

شرح یعنے نجات و مغفرت کے ہونے نہونے کا وہم اسیوقت تک ہے جب تک کہ عالم غیب پوشیدہ ہے اور اسیلیے جنتی یا دوزخی کا گمان اسیلیے ہے کہ غیب کے کارخانہ کو کسی نے نہین دیکہا اگر یہ پردہ غیب اٹہہ جائے تو سارا جہان درہم برہم ہوجائے اور امید و بیم کچہہ نہ رہے بعض نسخون مین این تحری از پے نادیدہ است ہے یعنے تحری کعبہ اسحالت مین جائز ہے کہ کعبہ سامنے نہو ورنہ جب کعبہ سامنے آجاتا ہے تحری باطل ہوجاتی ہے اے زید اسیطرح غیب کے سامنے آنے سے امید و بیم اور ایمان بالغیب جاتا رہتا ہے۔

	چون کہ شد حاضر خیال از سینہ رفت		چون کہ شد حاضر نہ بین رہتا وہ حال
ترجمہ	سینہ مین رہتا ہے غائب کا خیال		جب ہوا حاضر نہ بین رہتا وہ حال

شرح یعنے غائب چیز کا خیال اسلیئے دل مین بکر عظیم الشان ہوجاتا ہے اور جب وہ غائب شے حاضر ہوگئی تو اسکا خیال بالکل نہین رہتا اسیطرح جنت کی امید اور دوزخ کا اسیلیے عظیم الشان ہے کہ جنت و دوزخ آنکہون سے غائب ہین اگر سامنے آجائین تو امید و بیم کچہہ نہ رہے اور لوگ طاعت و عبادت اور توبہ استغفار سب چہوڑ دین

	گر سمائی نو بے بارید نیست		ہم زمین تا بے بالید نیست
ترجمہ	گر نہین بے بارش رحمت سما		کب زمین رہتی ہے بے نشو و نما

شرح بارید و بالید حال بالمصدر ہین اور نیست کلا مستقل ہے یعنے نفی یعنے اگر آسمان نو بے بارش نہین آتا

بلکہ آسمان سے پانی برستا ہے تو زمین ہی بے نشو و نما نہین ہے اُسکا برسنا ضروری ہے اور اُسکو نشو و نما ضروری نیز ممکن ہے کہ یہ لفظ بارید گی دبالیدگی ہو - مطلب یہ کہ جسطرح بارش مستلزم نشو و نما ہے اسیطرح غیب مستلزم ایمان ہے اگر غیب نہو بلکہ شہود ہو جائے تو اُمید و بیم کچھ نہ رہے اور ایمان بالغیب باطل ہو جائے ہے

	گرچہ ہست اظہار کردن ہم کمال		میرہا ندجانہا را از خیال
ترجمہ	گرچہ ہے اظہار بھی اوسکا کمال		دل سے جاتے رہتے ہین فاسد خیال
	یک بیک در صد بود ایمان غیب		نیک دان و بگزار از تزویر و ریب
ترجمہ	ہے بھلا سو مرتبہ ایمان غیب		غور کر اور چھوڑ دے تزویر و ریب

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند اور زبان رسالت سے مولانا کے مقولے ہین یعنے رسول اللہ فرماتے ہین کہ اے دید اگرچہ غیب کا ظاہر کردینا ہی کمال ہے کیونکہ یہ اظہار خیال حشر و نشر سے جسکو لوگ موہوم سمجھتے ہین نجات دلوادیتا ہے لیکن ایک ایمان بالغیب سو ایمان بالشہود کے برابر ہے یعنے ایمان بالغیب کامل تر ہے اسلیئے حضرت علی نے فرمایا ہے لو کُشِفَ الغطاءُ لَمَا ازْدَدْتُ یَقِیْنًا (یعنے اگر غیب کے پردے کھولدیئے جائین تو میرا ایمان بالغیب جو اسوقت ہے کچھ زیادہ نہ بڑہے) دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اینجا طب ایمان بالغیب کے معنے اچھی طرح سمجھ اور مکر و شک کو چھوڑ دے یعنے بیشک ایمان بالغیب کامل تر ہے -

	یؤمنون بالغیب مے باید مرا		زان بہ بستم روزن فانی سرا
ترجمہ	یؤمنون بالغیب ہے مجکو پسند		ہے بھروکا اسلیئے دنیا مین بند +

شرح یہان سے بزبان قدرت مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ چونکہ مجھے ایمان بالغیب پسند یدہ ہے اسلیئے اس فانی سرا (دنیا) کا جھروکہ یا روشندان بند کردیا ہے تاکہ دنیا مین عقبے کا مشاہدہ نہوسکے اور مرتبہ مومن و کافر کی تمیز نہو - روزن سے مشاہدۂ غیب مراد ہے

	چون شگافم آسمانرا در ظہور		چون بگویم ہل ترے فیہا فطور
ترجمہ	آسمانی راز کا کر ہو ظہور +		کیون کہون مین ہل ترے فیہا فطور

شرح پہلے مصرع مین چون حرف شرط ہے اور دوسرے مین بمعنے استفہام - یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اگر مین آسمان کو عالم ظہور (دنیا) ہی مین چیر دیتا اور اسرار غیب ظاہر کردیتا تو قرآنمجید مین یہ کیون کہتا کہ ہل ترے من فُطُوْرٍ یعنے اے دیکھنے والے کیا تجھے آسمان مین کوئی شگاف نظر آتا ہے ؟ بلکہ ہرگز نہین آتا یعنے اس آیت کے یہ معنے ہین کہ قیامت سے پہلے آسمان مین شگاف نہوگا اور اسرار پوشیدہ ہرگز ظاہر نکیئے جائینگے کیونکہ مجھے ایمان بالغیب پسند ہے - اگر دنیا مین عالم غیب کو ظاہر کرنا منظور ہوتا تو آیت مذکورہ نازل نہوتی -

	تا درین ظلمت تحری گسترند	ہر کسے رو جانبے مے آورند
ترجمہ	تا اندہیرے مین کرین کچھ جستجو	اور پہیرے ہر کوئی منہ ایک سو

شرح یعنے عالم غیب کا چہپانا اسلیئے مطلوب ہے تاکہ اس ظلمتکدۂ دنیا مین لوگ طلب حق کی کوشش کرتے رہین پردہ اُٹہہ جائیگا تو طلب حق باطل ہوجائے گی اور لوگ اپنے مراتب اور مقام دیکہکر طاعت اور طلب حق چہوڑ دینگے لو کشف الغطاء لبطلت الشرائع یعنے اگر پردہ اُٹہہ جائے تو شریعتین باطل ہوجائین اس پردہ سے یہ مقصود ہے کہ ہر شخص اپنے خاص مطلب کی طرف توجہ کرتا رہے بعض زائد تحری کے باعث ایمان کامل کے ساتہ مشرف ہون اور بعض ناقص تحری کے سبب ضعیف الایمان اور بعض بالکل کافر مین اور اسماء کی تاثیر مثلاً ہادی اور مضل کا اثر ظاہر ہو کیونکہ اگر پردہ پہٹ جائے تو دوزخ کے خوف اور جنت کی خواہش کے سبب ہر شخص ایمان کی طرف متوجہ ہوجائے اور یا مضل کا ظہور کہین نہو حالانکہ اللہ تعالے کو یہ منظور نہین ہے کیونکہ جنت و دوزخ اُسکی مخلوق ہے اور اُسے دونونکا پیٹ بہرنا ہے

	مدتے برعکس ماند کارہا	شحنہ را دزد آورد بر دارہا
ترجمہ	مدتون تا کار خلق الٹا رہے	اور شحنہ چور سے ڈرتا رہے

شرح یعنے عالم غیب کا چہپانا اس اظہار حکمت کے لیئے ہے کہ دنیا مین ایک مدت (یعنے وقوع قیامت) تک اقوال اور افعال معکوس رہین نیک بدون سے مغلوب اور حق باطل مین نہان رہے اور وحدت کثرت مین مخفی رہے اور چور کوتوال کو سولی دیتے رہین یعنے ناقصین کاملین کو ستاتے رہین کیونکہ اسمین نیکون اور اہل حق اور موحدون اور کاملین کو ثواب دینا منظور ہے اور یہ انتظام اسلیئے پسند ہے کہ اسماء کے تاثیر کا ظہور متحقق ہوتا رہے۔ البتہ قیامت کے دن یہہ دنیوی معکوس حالت خود معکوس ہوجائیگی۔ یعنے اگر کسینے کسیکو ستایا ہے تو ستانے والے سے بدلہ لیا جائے گا اور غالب کو مغلوب کردیا جائے گا۔

	تا کہ بس سلطان عالی ہمتے	بندۂ بندہ خود آید مدتے
ترجمہ	تا کہ جو سلطان ہین عالی مقام	وہ رہین اپنے غلامون کے غلام

شرح یعنے عالم غیب کو چہپانا اسلیئے مطلوب ہے تاکہ بہت سے عالی ہمت بادشاہ (اولیا و صلحا) ایک مدت تک اپنے غلامون (کافرون) کے غلام ہوکر رہین۔ اگر پردہ غیب اُٹہہ جاتا تو کافر صلحاء کے مرتبہ کو دیکہکر اُنہین زبردستی غلام نہ بناتے اور صلحا کفار کی اذیتین اُٹہا کر ثواب حاصل نہ کرسکتے۔ اولیاء اللہ اپنے اپنے غلامون کے غلام اسصورت سے ہین کہ وہ لوگ (کفار) جو کل محشر مین انکے آگے غلام سے زیادہ ذلیل ہونے والے ہین آج اولیاء اللہ کو اپنا غلام بنالیتے ہین مثلاً حضرت بلالؓ اور سلمان فارسیؓ اور صہیبؓ

دنیا مین کفار کے غلام تھے مگر قیامت مین کفار اُنکے روبرو غلامون سے زیادہ ذلیل ہونگے۔

	بندگی در غیب آید خوب وکش	حفظ غیب آید در استعباد وحش	
ترجمہ	بندگی غیبت مین بیشک خوب ہے	اور حفظ غیب خوش اسلوب ہے	

شرح یہ شعر ایمان بالغیب کی فضیلت پر دلیل ہے اور لفظ کش بمعنے بہتر ہے اور استعباد بمعنے عبودیت یعنے بندہ بننا مطلب یہ کہ بندگی و طاعت جسقدر غیبت مین آقا کو پسند ہے اُسقدر حضور مین پسند نہین۔ اور بندہ بننے کی حالت مین حفظ غیب (آقا کی غیبت مین اسکے حقوق کی نگہبانی) نہایت اچھی صفت ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالے کو ایمان بالغیب پسند ہے اور حدیث تعبد واللہ کانک تراہ یعنے اے مخاطب خدا کی عبادت اسطرح کر گویا تو اُسے دیکھہ رہا ہے) کے یہ ہین کہ خدا کو غائب جانکر اُسکے حدود اور اپنے مراسم عبودیت کی حفاظت کرنی چاہئیے اور اسی لیے ملائکہ کی تسبیح سے انسان کی تسبیح ثواب مین زیادہ ہے اور یہی باعث کہ جس انجمن مین ذکر الٰہی ہوتا ہے فرشتے اُسکو گھیر لیتے ہین۔

	کو کہ مدح شاہ گوید پیش او	با کہ در غیبت بود او شرم رو	
ترجمہ	ایک حاضر ایک غائب مدح گر	فرق ہے دونو مین اے کان ہنر	

شرح یعنے کہان وہ شخص جو اپنے بادشاہ کی تعریف اُسکے روبرو کرے اور کہان وہ جو غیبت مین اُس سے خوف رکھے شرماتا رہے۔ اور بازپرس کے خوف یا سزا کی شرم سے اُسکے حقوق کی حفاظت کیا کرے ان دونون مین بہت بڑا فرق ہے اور غائب حاضر سے ایسا ہے اسیطرح ایمان بالغیب بھی ایمان بالشہادہ سے بہتر ہے

	قلعہ دارے کز کنار مملکت	دور از سلطان وسایہ سلطنت	
ترجمہ	سلطنت سے دور ہے اک قلعہ دار	مملکت کے سایہ سے ہے بر کنار	
	پاس دارد قلعہ را از دشمنان	قلعہ نفروشد بمال بے کران	
ترجمہ	دشمنون سے اُسکو رکھتا ہے نگاہ	اور لالچ سے نہین ہوتا تباہ	
	غائب از شہ در کنار لشکرہا	ہمچو حاضر او نگہدارد وفا	
ترجمہ	بادشہ سے گو وہ غائب ہوگیا	صورت حاضر مگر ہے باوفا	
	نزد شہ بہتر بود از دیگران	کہ بخدمت حاضرند و جانفشان	
ترجمہ	دوسرون سے ہے وہ بہتر میرے جان	جو حضوری مین ہین اکثر جانفشان	

شرح یہ چارون شعر قطعہ بند ہین جنمین ایمان بالغیب کی تفصیل کو بطور تمثیل بیان کیا گیا ہے یعنے ایک ایسا قلعہ دار جو سرحد سلطنت اور بادشاہ سے دور رہکر دشمنون سے قلعہ کی نگہبانی کرے اور اُسکو بیچ نہ ڈالے

اور بادشاہ کی آنکھہ سے اوجھل ہوکر اطراف سرحد مملکت مین وفاداری کو نگاہ رکھے وہ بادشاہ کے نزدیک حاضرباش نوکرون اور دیگر جان نثارون سے بہتر ہے۔ اسیطرح ایمان بالغیب ایمان بالمشاہدہ سے اچھا ہے

نکتہ باطنی طور پر قلعدار سے روح یا عقل اور قلعہ سے بدن مراد ہے اگر روح قلعہ بدن کو مال بیکران (لذت دنیوی) کے بدلے مین نہ بیچیگی تو مقبول الٰہی ہوجائیگی۔ ورنہ خائن اور مردود بارگاہ رہیگی۔ ثغر عربی لفظ ہے بمعنے سرحد مملکت یعنے کسی بادشاہ کے ملک کا انتہائی حصہ۔ جہان سے دوسرے کی حد شروع ہوجاتی ہے۔

	پس بغیبت نیم ذرہ حفظ کار		بہ کہ اندر حاضری زان صد ہزار
ترجمہ	خدمت غائب جو با اسلوب ہے		حاضری سے لاکھ درجہ خوب ہے

شرح یعنے غیبت مین آدہے ذرہ کی برابر خدمت وطاعت کی حفاظت کرنی حالت حضور مین لاکھہ بار حفظ طاعت وخدمت سے بہتر ہے۔ اسکی دلیل آیندہ شعر مین مذکور ہے۔

	طاعت وایمان کنون محمود شد		بعد مرگ اندر عیان مردود شد
ترجمہ	طاعت وایمان اب محمود ہے		اور بعد مرگ سب مردود ہے

شرح یعنے ایمان وطاعت صرف اسیوقت (عالم دنیا ہی مین) مقبول ہے۔ مرنے کے بعد حالت عیان (یعنے عالم شہود) مین مقبول نہین ہے۔ اللہ تعالے ایسے ایمان کو قبول نہین کرتا جو غیب کے کارخانہ دیکھنے کے بعد حاصل ہو۔ کیونکہ ایمان باس (مشاہدہ عالم غیب سے خوف کہاکر ایمان لانا) ہرگز مقبول نہین ہوتا۔ قرآن مجید مین ہے یَوْمَ یَأْتِی بَعْضُ آیَاتِ رَبِّکَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُہَا یعنے جسدن ہماری بعض نشانیان (موت یا مغرب کی طرف سے آفتاب کا نکلنا) آجائینگی تو کسی شخص کو اسکا ایمان لانا نفع ندیگا۔ نیز حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہین کہ مین اُس شخص کے ایمان سے تعجب نہین کرتا جو پیغمبر کے معجزے دیکھکر ایمان لایا ہو۔ بلکہ تعجب اُس سے ہے جو بغیر دیکھے ایمان لائے۔ مومن صادق اُوسیکا نام ہے جو ایمان بالغیب رکھتا ہو۔

	چونکہ غیب وغائبے روپوش بہ		پس دہان بربند ولب خاموش بہ
ترجمہ	غیب کا پوشیدہ رہنا ہے بھلا		بند کر لب کیون ہے یہ چون وچرا

شرح یعنے چونکہ عالم غیب اور غائب (حشر ونشر یا جنت ودوزخ) کا چھپا رہنا بہتر ہے اسلیے اے زید اپنے منہ کو بند کرلے اور لب پر مہر خاموشی لگالے ورنہ خرابی عالم متصور ہے۔

	اے برادر دست وادار از سخن		خود خدا پیدا کند علم لدن
ترجمہ	اے برادر تو رہا کر کم سخن		خود خدا دیگا تجھے علم لدن

شرح یہان سے آخر داستان تک مولانا کا مقولہ ہے یعنے (مخاطب اظہار اسرار سے ہاتھہ اُٹھالے یعنے مرشدان

کامل سے عالم غیب کی کیفیت پوچھ اگر تو ریاضت و مجاہدہ کرتا رہیگا تو اللہ تعالے تیرے دل مین خود علم لدنی والہامی ڈال دیگا کیونکہ حضرت علی سے یہ حدیث مروی ہے کہ علم باطن اسرار الٰہی مین سے ایک بھید ہے وہ جسکے دل مین چاہتا ہے ڈالدیتا ہے۔ اور جب عارف کو کشف باطن حاصل ہوجاتا ہے تو وہ معمولی اور ایمان بالغیب سے ایمان بالمشاہدہ کی طرف ترقی کرجاتا ہے۔

	بس بود خورشید رارویش گواہ	ای شئے اعظم الشاہد الٰہ	
ترجمہ	مہر ذات مہر کا ہے خود گواہ	اور بڑا ہے سب گواہون سے آلہ	

شرح یعنے جسطرح ذات آفتاب کے وجود کی گواہ ہے اسیطرح ذات الٰہی اسکی ہستی اور واحد انیت کی شاہد ہے۔ خدا کو دیکھا نہین مگر عقل سے پہچانا ہے اسلیے ایمان بالغیب پر اکتفا اور قیل وقال سے قطع نظر کرنا چاہیئے دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ سب سے بڑا اور سچا گواہ کون ہے؟ اللہ تعالے ہے جو اپنے مظاہر کی زبان حال سے اپنی وحدانیت کی گواہی دے رہا ہے۔ نیز یہ مصرع اس آیت کا اقتباس ہے قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَہَادَۃً قُلِ اللّٰہُ شَہِیْدٌ بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ یعنے اے پیغمبر قریش سے کہدو کہ ازروے شہادت کونسی شے بزرگتر ہے قریش یہ سنکر خاموش رہگئے اللہ تعالے نے جواب دیا کہ میرے تمہارے مابین خدا گواہ ہے جو سب سے برتر ہے یہ آیت اسوقت نازل ہوی جبکہ قریش نے خدا کے معبود برحق ہونے پر پیغمبر سے گواہ طلب کیا تھا۔

	نے بگویم چون قرین شد در بیان	ہم خدا و ہم ملک ہم عالمان	
ترجمہ	اس شہادت مین ہوے کیون مشترک	ہمرہ حق اہل علم اور کل ملک	

شرح لفظ نے مضمون سابق کی نفی بطریق ترقی ہے یعنے مولانا یہ فرماتے ہین کہ مین صرف یہی بتا کر خاموش نہین رہ سکتا کہ اللہ تعالے اپنی وحدانیت کا خود سب سے بڑا گواہ ہے بلکہ یہ بھی کہتا ہون کہ اس گواہی مین خدا اور فرشتے اور اہل علم قرین یعنے شریک کیون ہین؟ خدا نے فرشتون اور عالمون کو شریک شہادۃ کیون کرلیا ہے؟ لفظ بیان یا تو بمعنے گواہی ہے یا بمعنے قرآن مجید۔ کیونکہ خدا کے ساتھ فرشتون اور عالمون کی گواہی قرآن کی آیت سے ثابت ہے اور اسکا آیت کا اقتباس آیندہ شعر مین ہے۔

	یشہد اللہ والملک واہل العلوم	انہ لا رب الا من یدوم	
ترجمہ	اہل علم اور سب فرشتے ہین گواہ	ہے ہمیشہ رہنے والا رب الٰہ	

شرح یعنے خدا نے فرشتون اور اہل علم کو اسبات کا گواہ بنالیا ہے کہ معبود برحق اور رب العالمین وہی ہے جو ہمیشہ رہیگا۔ یہ اس آیت کا اقتباس ہے شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ یعنے خدا اور فرشتے اور اہل علم گواہی دیتے ہین کہ بجز خدا کے کوئی معبود برحق نہین ہے یہان خدا کیساتھ فرشتون اور عالمون کی شرکت بیان ہوی ہے اسکا کیا سبب ہے؟

	چون گواہی دادحق کربود ملک	تا شود اندر گواہی مشترک	
ترجمہ	حق کے آگے بے حقیقت ہے ملک	کیون گواہی مین ہوا ہے مشترک	

شرح یہ شعر تقریر سوال کی دلیل ہے یعنے جبکہ خدا خود اپنی وحدانیت کا گواہ تو فرشتے اور اہل علم کون ہین کہ اس گواہی مین شریک ہون غرضکہ یہ تینون شعر ملکر ایک مدلل سوال ہین اور اسکا جواب آیندہ شعر مین ہے۔

	زانکہ شعشاع حضور آفتاب	برنتابد چشم و دلہائے خراب	
ترجمہ	ہے یہ باعث پیش نور آفتاب	شہر سکتی ہی نہین چشم خراب	
	چون خفاشے کوتف خورشید را	برنتابد بگسلد اُمید را	
ترجمہ	شپرہ کوتاب سورج کی نہین	توڑ دیتا ہے اُمید ین بالیقین	

شرح یہان سے اُس سوال کا جواب شروع ہوا ہے۔ یعنے اللہ تعالےٰ نے وحدانیت کی گواہی مین فرشتون کو اسلیئے شریک کیا ہے کہ ہر آنکھ آفتاب کے سامنے اکر اُسکی روشنی اور چمک کی سہار نہین رکھتے مثلاً چمگادڑ کہ وہ سورج کو ہرگز نہین سہارتا اور نظارۂ آفتاب کے متعلق اپنی اُمید کو توڑ دیتا ہے اسیطرح آفتاب وحدت کے براہین شہادت کو ہر کوئی نہین سمجھ سکتا بلکہ کلام قدرت کے سمجھنے والے رجولسان قدرت سے صادر ہوتا ہے بہت کم ہین اسلیئے فرشتون کو گواہ بنایا ہے کیونکہ عالم ملکوت تک پہنچکر فرشتون کی شہادت سننے والے اکثر ہین۔

	پس ملائک راچو ما۔ ہم یار دان	جلوہ گر خورشید را بر آسمان	
ترجمہ	صورت انسان ملائک سر بسر	جلوہ گر ہین آسمان قرب پر	

شرح لفظ ہم ملائک را کے متعلق ہے اور یار بمعنے دوست و مقرب اور دوسرے مصرع مین اسبیہ ہے اور لفظ ما سے اولیا و علما مراد ہین یعنے ایمخاطب فرشتونکو بھی علمائے باعمل و نیکوکار کی طرح مقرب الٰہی سمجھ اور یہ یقین کرلے کہ فرشتے خورشید ذات ہی کے سبب آسمان پر جلوہ گر ہین مطلب یہ کہ فرشتے اور اہل علم باطنی ہم مرتبہ ہین اسلیئے اللہ تعالےٰ نے دونون کو وحدانیت کا گواہ بنایا ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ اہل علم دوسرے کو تعلیم دیکر وحدانیت کی گواہی دیتے ہین اور فرشتے از روے اقرار و الہام نیز اہل علم کے گواہ بنانے کا بڑا سبب یہ ہے کہ فرشتون کی شہادت باطنی ہے جسکے معنے ہر کس و ناکس نہین سمجھ سکتا اسلیئے اہل علم کو گواہ کیا ہے جنکی تعلیم عام ہے بعض نسخون مین پہلا مصرع اسطرح ہے۔ پس ملائک راچو ماہان ہا زدان ماہان جمع ماہ ہے بمعنے چاند چونکہ ہلال ہونے سے بدر ہونے تک اور بدر سے محاق تک چاند کی مقدار مین اختلاف ہوتا رہتا ہے اور اسیطرح فرشتون کے مراتب مختلف ہین اسلیئے ماہ کو بصیغۂ جمع لانا صحیح اور فرشتون کے مراتب کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ مطلب یہ کہ فرشتون کو چاندون کے مانند سمجھ جسطرح چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے

اسیطرح فرشتے آفتاب وحدت سے نور حاصل کرتے ہین اور یہ کہتے ہین کہ

	کاین ضیا ما ز افتابے یافتیم		چون خلیفہ بر ضعیفان تافتیم
ترجمہ	ہمنے یہ خورشید سے پایا ہے نور		اور ضعیفون پر ہمارا ہے ظہور

شرح یعنے فرشتے کہتے ہین کہ ہمنے آفتاب وحدت کے سبب روشنی حاصل کی ہے اور جسطرح آفتاب چاند پر اپنا نور ڈالتا ہے اسیطرح ہم ضعیفون (قلوب وعقول انسانی) پر نور وحدانیت ڈالتے ہین اور اُسکی گواہی دیتے ہین اور ہماری مثال خلیفہ وقت یعنے بادشاہ کی سی ہے جسطرح وہ رعایا پر احسان کیا کرتا ہے اسیطرح ہم ضعیفون کو روشنی عنایت کرتے ہین۔ نیز خلیفہ سے پیغمبر اور صحابہ اور تمام علماء مراد ہو سکتے ہین۔ جو حدانیت کے سچے گواہ ہین اور قیامت تک رہینگے کیونکہ یہ لوگ خدا کے نائب ہین۔

	چون مہ نو یا سہ روزہ یا کہ بدر		مرتبہ ہر یک بود در نور و قدر
ترجمہ	ماہ نو ہے کوئی اور کوئی ہے بدر		انمین ہے فرق مراتب فرق قدر

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ ہے یعنے ایک دن کی یا تین روز کے یا پورے چاند کے مانند ہر فرشتے کا مرتبہ نور اور شرافت مین مختلف ہے۔ بعض فرشتے اکمل ہین بعض کامل بعض نورانی بعض انور بعض شریف بعض اشرف۔ بعض نسخون مین ہر ملک دارد کمال و نور و قدر ہے۔ مطلب دونکا ایک ہے

	ز اجنحہ نور ثلاث اور باع		بر مراتب ہر ملک را آن شعاع
ترجمہ	نور کے پر تین تین اور چار چار		ہین فرشتونکے لیئے اے نیک کار

شرح لفظ اجنحہ نور کی طرف اور نور ثلاث کی طرف مضاف ہے یعنے نور کے پرون کے سبب جو کسی فرشتے کو تین تین ملے ہین اور کسیکو چار چار علے قدر مراتب ہر فرشتے کو وہ نور وحدانیت دیا گیا ہے یہ اس آیت کا اقتباس ہے الحمد للہ جاعل الملائکۃ رسلا الے آخرہا۔ یعنے سب تعریف اُس خدا کے لیئے ہے جسنے فرشتون کو دو دو تین تین چار چار پر دیے ہین مولانا نے ان پرونسے نور کے پر مراد لیئے ہین جسنے فرشتے صحرائے معرفت مین اُڑتے ہین۔ مگر کسیکے اُڑان کم ہے کسیکی زیادہ۔ فرشتونکے فرق مراتب کی مثال اینده شعر مین ہے

	ہمچو پرہائے عقول انسیان		کہ بسے فرقست شان اندر میان
ترجمہ	جسطرح ہین عقل انسانی کے پر		ہین اُسی صورت ملائک سر بسر

شرح لفظ ہمچو گزشتہ شعر کے لفظ اجنحہ کے متعلق ہے یعنے فرشتون کی پر اسیطرح مختلف ہین جسطرح عقل انسانی کے پر کہ اُنمین بہت تفاوت مراتب ہے انسانون مین بعض فقیہ ہین بعض کامل۔ بعض عارف بعض مجاہد۔ بعض مشاہد۔ بعض محجوب اسیطرح فرشتون مین بعض عام ہین بعض خاص۔ بعض اولیاء بعض مرسل بعض نقیب بعض

	پس فرین ہر شخص در نیک و بد		آن ملک باشد کہ ماند ش بود
ترجمہ	ایک و بد میں ہے قرین ہر بشر		اک فرشتہ ہم ہر طیر و شر

شرح یعنے جبکہ فرشتون کے مرتبے بھی مختلف ہین اور انسانون کے بھی تو نتیجہ یہ نکلا کہ نیکی بدی مین ہر شخص کا مصاحب ایک ایسا فرشتہ ہے جو نیکی بدی مین اُس شخص کے مانند ہوتا ہے نیکون کے ساتھ رحمت کے فرشتے ہوتے ہین اور بدون کے ساتھ عذاب کے علاوہ نیکی کا فرشتہ ایک نیکی کی دس لکھتا ہے اور بدی کا ایک کی ایک

	چشم اعمش نور خور چون بر شناخت		اختر اورا شمع شد تا رہ بیافت
ترجمہ	نہرے جس آنکھ کو ہوتے ضرر		ہین ستارے اوسکے حق مین راہبر

شرح یہ شعر گذشتہ شعر برتنا بد چشم و دلہائے خراب کے متعلق ہے۔ یعنے جبکہ مریض چشم اور عام آدمی کو خورشید پر نظر ڈالنے یعنے اللہ تعالے کی لسان قدرت یا فرشتون کے الہام اور القا سے جو وحدانیت کی گواہی دیتے ہین راہ حق نہ ملی۔ تو ستارے یعنے اہل علم اُسکے لیئے شمع بنگئے جو وحدانیت کی تعلیم کرتے ہین اور ہر شہادت دے رہے ہین یہ حکمت تھی کہ اللہ تعالے نے فرشتون اور اہل علم کو گواہ بنالیا ہے

	گفتن پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم مزید را کہ این سر را فاش تر ازین مکن		
ترجمہ	پیغمبر علیہ السلام کا زید سے یہ فرمانا کہ اس بھید کو اس سے زیادہ ظاہر نہ کرنا		
	گفت پیغمبر کہ اصحابی نجوم		رہروان اشمع و شیطانہا رجوم
ترجمہ	قول پیغمبر ہے اصحابی نجوم		رہروونکو شمع شیطان کو رجوم

شرح یعنے پیغمبر علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ میرے اصحاب ستارون کے مانند ہین یعنے سالک شریعت و طریقت کے لیئے شمع ہین اور شیطان کے لیئے نازیانہ اور شعلۂ آتش ہین۔ کیونکہ انہون نے میرے تربیت سے اپنی اپنی استعداد کے مطابق نور خورشید حقیقی حاصل کیا ہے۔

	ہر کسے را گر بدے آن چشم ورد		کہ گرفتے ز آفتاب چرخ نور
ترجمہ	ہر کسی کی آنکھ اگر اے پرشعور		دیکھ لیتی بے ضرر سورج کا نور
	کے ستارہ جستے اے دلیل		کہ بدے بر نور خورشید دلیل
ترجمہ	بے ضرورت تجھے ستارے اے دلیل		نور پر سورج کے کیون ہوتی دلیل

شرح یہ دونو شعر قطعہ بند ہین اور آفتاب سے مراد ذات ہے۔ تو ستارہ سے مراد انبیا ہین یعنے اگر شخص شمن ذات سے استفادۂ انوار اسرار و معارف کرسکتا تو رسولون کا بھیجنا غیر ضروری تھا۔ اور گر آفتاب سے مراد رسول ہین تو ستارون سے صحابہ اور تابعین اور مشائخ اور اولیا اور علما ہین۔ جو آفتاب ذات یا رسالت کے

رہبر ہین۔ یعنے اگر ہر شخص کی آنکھون مین اتنی طاقت ہوتی کہ آفتاب ذات یا رسالت سے نور حاصل کرلیتا تو ستارون (اولیا و علماء) کی حاجت نہوتی اور وہ نور آفتاب ذات یا رسالت کی طرف رہبر ہوتے

	ہیچ ماہ و اختر ے حاجت نبود		کہ بدے بر آفتاب حق شہود
ترجمہ	کچھ ضرورت تھی کہ انجم اور ماہ		آفتاب حق کے ہوجاتے گواہ

شرح شہود جمع شاہد ہے بمعنے گواہ۔ یعنے اگر ہر شخص آفتاب ذات سے بلا واسطہ نور حاصل کرلیتا اختر (نبی یا ولی یا عالم) کے پیدا کرنے کی ضرورت نہوتی اور وہ ہرگز آفتاب حق کے گواہ نہ ہوتے

	ماہ میگوید بہ ابر و خاک وے		من بشر بودم ولے یوحی الیٰ
ترجمہ	ماہ کہتا ہے یہ ابر و خاک سے		ہون بشر وحی آتی ہے افلاک سے

شرح وے سایہ کو کہتے ہین اور ماہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہین۔ یعنے چاند (ہمارے پیغمبرؐ) ابر اور خاک اور سایہ یعنے اجسام ظلمانی (جنمین انس و جن بھی شامل ہین) کو مخاطب بناکر یہ فرماتے ہین کہ مین بھی بشر ہی ہون مگر مجھ مین اتنی بات زیادہ ہے کہ مجھپر وحی نازل ہوتی ہے یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ نکتہ اس آیت مین اسطرف اشارہ ہے کہ بشریت اور استعداد انسانیت سب مین برابر ہے انمین نبی ولی مومن کافر فاسق مساوے ہین مگر فضیلت ایمان اور ولایت و نبوت۔ اور وحی و معرفت کا فرق ہے کافر اپنے کفر کے باعث مجسم تاریکی ہیں اور مومن اپنے ایمان کے باعث سراسر نور ہین۔

	چون شما تاریک بودم در نہاد		وحی خورشیدم چنین نورے بداد
ترجمہ	مین تمھاری طرح سے تارک تھا		کردیا ہے وحی نے بدر الدجا ❊

شرح یعنے وہی چاند (پیغمبر علیہ السلام) یہ فرماتے ہین۔ کہ اے لوگو مین بھی جبلت اور فطرت انسانی مین تمھاری طرح تاریک تھا لیکن مجھے آفتاب ذات کی بھیجی ہوی وحی نے منور کردیا ہے۔

	ظلمتے دارم بہ نسبت با شموس		نور دارم بہر ظلمات نفوس
ترجمہ	گو مین تیرہ ہون مقابل شمس کے		نور ہون تاریکی دل کے لئے

شرح شموس جمع شمس ہے آفتاب ذات الٰہی مراد ہے اور اس ایک شمس کو بنظر کثرت اسمائے صفات شموس کہا گیا ہے۔ یعنے پیغمبر فرماتے ہین کہ مین بہ نسبت آفتاب ذات ظلمانی ہون کیونکہ مخلوق خالق کے مانند ہرگز نہین ہوسکتا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ آفتاب ذات اور مین ماہ رسالت اور یہ ظاہر ہے کہ چاند سورج کی بہ نسبت ظلمانی ہوتا ہے چنانچہ نور القمر مستفاد من نور الشمس مسلمہ مقولہ ہے مطلب یہ کہ مین آفتاب ذات کا بندہ ہون اور مینے چاند ہوکر آفتاب ذات سے جو نور حاصل کیا ہے اسکا افاضہ حسب استعداد مردم کرتا رہتا ہون جس سے

نفس کی تاریکیان دفع ہوجاتی ہین اور انوار باطنی دلکو روشن کردیتے ہین

زان ضعیفم من کہ بے اوری		کہ نہ مرد آفتاب انوری	
اسلئے ہون میں ضعیف اے پُر حجاب		تو نہین رکھتا ہے تاب آفتاب	

شرح یعنے بشر مراد ہے یعنے پیغمبر فرماتے ہین کہ مین اسلئے بشر کی صورت مین ہو کر افاضۂ انوار کرتا ہون مین اور مرد آفتاب ذات سے روشنی حاصل کرنے کی تاب نہین رکھتا تو اب مرد نہین ہے کہ آفتاب ذات ہونے کی تاب اسکے اسلئے مین نائب حق ہو کر تجھپر انوار کا افاضہ کرتا ہون۔

ترجمہ	ہمچو شہد و سرکہ در ہم یافتم		تا سوئے رنج جگر رہ یافتم
شرجمہ	شہد و سرکہ ہو گیا ہون سر بسر		تا ملے رستہ سوے رنج جگر

شرح یافتن بمعنے بننا یا مخلوط ہوجانا ہے لیکن یہان اس سے روحانیت و بشریت کے ساتھ امتزاج یا نامراد ہے یعنے پیغمبر فرماتے ہین کہ مین شہد و سرکہ کی طرح روحانیت و بشریت سے مرکب ہون اور یہ اسلئے ہے تاکہ تمہارے اندرونی مرض کی طرف راہ پاجاؤن اور سخبین بنکر صفرائے خواہش دنیوی کو نکالدون اگر مین فقط سرکہ ہوتا تو تمسے برداشت نہ ہوتا اور اگر صرف شہد ہوتا تو فائدہ نہ کرتا یعنے اگر مین صرف روحانی یا فرشتہ ہوتا تو تم میرے دیکھنے اور کلام سُننے کی تاب نہ لاتے اور اگر محض بشر ہوتا تو عامی آدمی سمجھکر مجھے رسول نہ مانتے مرض جگر سے مراد صفرا ہے اور صفرا کو سخبین دفع کرتی ہے

چون ز علت وارہید ای آبمین		سرکہ را بگزار و میخور انگبین	
جب مرض سے چھٹ گیا تو کر کے جہد		چھوڑ دے سرکہ غذا کر اپنی شہد	

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے اے گرفتار امراض باطنی جب تو نے بیماری (اخلاق ذمیمہ) سے صحت پالی تو سرکہ (بشریت) کو چھوڑ دے اور شہد (روحانیت) کو قبول کرلے۔ یعنے اخلاق ذمیمہ سے تائب ہونے کے بعد پرہیزگاری کی طرف رجوع نہ کر بلکہ روحانی بننے کی سعی کر سرکہ نہ کہا بلکہ شہد کا استعمال کر

تخت دل معمور شد پاک از ہوے		بر وے الرحمن علی العرش استوے	
تخت دل جبکا ہے بے حرص و ہوے		ہے وہ مصداق علی العرش استوی	

شرح یعنے روحانی ہوجانے کی حالت مین تیرے دل کا تخت ہوا و ہوس سے پاک ہو کر انوار الٰہی سے آباد ہوگا اور اُسپر اُس خدا کی تجلی ظاہر ہوگی جو عرش پر قائم ہے بایں کہ اُسپر آیت الرحمن علی العرش استوے کا مضمون صادق آجائے گا کیونکہ عارف کا دل عرش الٰہی ہوتا ہے **فائدہ** اس آیت کے یہ معنے نہین کہ اللہ تعالیٰ عرش پر اسطرح متمکن ہے جسطرح بادشاہ تخت پر بیٹھتا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ باوجود عظمت اللہ تعالیٰ عرش پر بھی غالب ہے

	حکم بر دل بعد ازین بیواسطہ		حق کند چون یافت دل این ربطہ
ترجمہ	حکم حق آنے گا پھر بے واسطہ		حق سے پا جائیگا جب را بطہ

شرح یعنے جب اللہ تعالے سے دل اسقدر اتصال حاصل کرلیتا ہے کہ عرش الٰہی بنجاتا ہے تو اللہ تعالے اسپر بلا واسطۂ معلومات ظاہری وحی یا الہام نازل کیا کرتا ہے اور ایسے دل والے کو رسالت یا ولایت کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے

	این سخن پایان ندارد زید کو		تا دہم پندش کہ رسوائی مجو
ترجمہ	ہے یہ بے غایت کہان ہین آج زید		تا کہون رکھیے زبانکو اپنی قید
	ہست حکمت گفتن این اسرار را		چون قیامت میرسد اظہار را
ترجمہ	ہے بڑا اظہار ان اسرار کا		خود قیامت وقت ہے اظہار کا

شرح مولانا فرماتے ہین کہ اسرار و معارف کی باتین بے انتہا ہین ایخاطب بس کر اور یہ بتا کہ اسوقت زید کہان ہین تاکہ مین اُسنے ازراہ خیر خواہی یہ کہون کہ اسرار کی تشہیر نہ کیجئے اسوقت انکا اظہار حکمت سے بعید ہے بلکہ قیامت پر موقوف رکھیے جو اظہار اسرار ہی کے لیئے بنی ہے اور جسدن بلا تکلیف اظہار اسرار خود بخود ظاہر ہو جائینگے

	رجوع بحکایت زید رضی اللہ عنہ
ترجمہ	حضرت زید رضی اللہ عنہ کی حکایت کی طرف رجوع کرنا

	زید را اکنون نیابی کو گریخت		جست از صف نعال دل ریخت
ترجمہ	زید کو اب تو نپائے گا کہین		سوے حق ہین وہ گریزان بالیقین

شرح یعنے ایخاطب تو زید کو نہین پاسکتا کیونکہ وہ وجود موہوم سے بجانب حق گریز کرگئے ہین اور صف نعال بشریت سے نکلگئے ہین اور اُنہون نے اپنی خواہشات طبعی و نفسانی کو جو نعل یعنے جوتی کی مانند ذلیل ہین دور کردیا ہے

	تو کہ باشی زید ہم خود را نیافت		ہمچو اختر کہ بروز خرشید تافت
ترجمہ	زید کو اپنی نہین اب خود خبر		مہر کے آگے ہین تارے مستتر

شرح یعنے ایخاطب تو ایسا کون ہے کہ زید کو معلوم کرسکیگا بلکہ محو ذات ہو جانے کے باعث زید اپنے آپ کو خود بھی معلوم نہین کرسکتے کہ مین کون ہون اور کہان ہون بلکہ جسطرح سورج کے نکلنے سے تارے چھپ جاتے ہین اسیطرح زید جلوہ آفتاب وحدت مین فنا ہو گئے ہین یعنے اولیاء اللہ اور عارفان کامل عرق دریائے فنا ہو کر اپنے حال سے خود بیخبر ہو جاتے ہین۔ چنانچہ سعدی کا قول بالکل درست ہے ع کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

	نے از و نقشے بیابی نے نشان		نے کہے یابی براہ کہکشان
ترجمہ	اب نہین اُنکا کہین نقش و نشان		کاہ سے ہے پاک راہ کہکشان

شرح یعنے اب زید کا نقش و نشان بشریت اسطرح نہین ملتا جسطرح کہکشان کے رستہ مین تنکا نہین ملتا لوگون نے چند ستارون کا نام کہکشان رکہدیا ہے حالانکہ کہکشان کے رستہ مین گہانس نہین ہے اسیطرح زید کا فقط نام ہی نام رہگیا ہے اور فی الواقع وہ وجود بشری سے نکلکر فنائے ذات ہوگئے ہین۔

	شد حواس و نطق بے پایان ما		محو نور دانش سلطان ما
ترجمہ	عارفونکا نطق اور انکا شعور		محو نور دانش حق ہے ضرور

شرح یعنے عارفون کے حواس ظاہری و باطنی اور قوت ناطقہ جو بے انتہا ہے سب نور علم الٰہی مین محو ہین یعنے حسب مضمون حدیث شریف خود اللہ تعالےٰ عارفون کی سماعت و بصارت و ادراک اور ہاتہہ پانو بنجاتا ہے وہ اپنی قوتون سے کوئی کام نہین لیتے۔ اسمضمون کی دلیل اکثر جگہہ بیان ہوچکی ہے۔

	حسہا و عقلہا شان در درون		موج در موج لدینا محضرون
ترجمہ	رہتی ہے ایسون کی حس اندرون		داخل موج لدینا محضرون

شرح۔ لفظ درون حس و عقل کے متعلق ہے۔ اور اول لفظ موج کے بعد نیز تند محذوف یعنے عارفین کے حواس دریائے شہود مین موجین مارتے ہین نیز ممکن ہے کہ در درون دوسرے مصرع سے متعلق ہو اور موج در موج لدینا کی صفت مقدم مانی جائے یعنے عارفین کی عقل اور حواس دریائے لدینا کے اندر جو موج در موج یعنے نہایت ذخار و بے پایان ہے حاضر ہین یعنی عالم حضور و شہود الٰہی مین ہین یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے اِنْ کَانَتْ اِلَّا صَیْحَۃً وَّاحِدَۃً فَاِذَا ہُمْ جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ۔ ظاہری معنے یہ ہین کہ جب صور پہونکا جائیگا تو تمام مُردے ہمارے پاس حاضر ہوجائینگے اور باطنی طور پر صیحہ سے مراد جذبۂ واحدہ ہے۔ یعنے ہمارے ایک جذب کے سبب تمام عارفان کامل اپنے وجود موہوم اور مرتبۂ غیب سے نکلکر عالم شہود مین پہنچ جاتے ہین چنانچہ عارفین کامل کا یہی حال ہے کہ خودی سے گم ہوکر بجمیع صفات حاضر حضور رب العالمین رہتے ہین۔

	چون شب آمد باز وقت بار شد		انجم پنہان شدہ بر کار شد
ترجمہ	رات آئی آگیا پھر وقت بار		انجم پنہان ہوئے سب آشکار

شرح یعنے یہ قاعدہ ہے کہ جب رات آتی ہے تارے نکل آتے ہین اور جب آفتاب نکلتا ہے تو چہپ جاتے ہین اسیطرح جب آفتاب ذات نظرون سے غائب رہتا ہے تو بشریت کی شب تار آجاتی ہے اور حواس و عقل کے تارونکا ظہور ہوجاتا ہے۔ اور عارف ظاہری اوامر و نواہی مین مشغول ہوجاتا ہے جو باعث تکلیف و بار ہے۔ اور جب آفتاب ذات متجلی ہوجاتا ہے تو حواس و عقل کے تارے غائب ہوجاتے ہین شعر مین ذات کو آفتاب سے حواس کو تارون سے اور عالم بشریت مین آنے کو شب سے تشبیہ دیگئی ہے۔

	خلق عالم جملگی بیہش شوند		پردہا بر روکشند و بغنوند
ترجمہ	ہوتی ہے بیہوش خلقت سر بسر		اور سو رہتی ہے چادر تان کر

شرح یعنے جب رات آتی ہے تو عالم بیہوش ہو جاتا ہے اور خلقت منہ پر کپڑا تان تان کر سو رہتی ہے مطلب یہ کہ عارف بشر طیکہ محو کلی نہوں جب ظلمت بشریت مین آجاتے ہین تو حق سے بیہوش ہو کر بشری کامون مین مشغول ہو جاتے ہین جو شان بشریت ہے چنانچہ اکثر انبیاء و اولیاء امور خانہ داری مین بھی مصروف رہے ہین۔

	صبح چون دم زد علم افراشت صبح		ہر تنے از خوابگہ برداشت سر
ترجمہ	ہوگئی جب صبح نکلا آفتاب		خوابگہ سے جاگ اوٹھے سرمست خواب
	بیہشان را وا دہد حق ہوشہا		حلقہ حلقہ ہا در گوشہا
ترجمہ	سارے بیہوشونکو ملجاتے ہیں ہوش		رو بروحق کے ہیں سب حلقہ بگوش

شرح یعنے جب صبح نمودار ہوتی ہے اور آفتاب نکل آتا ہے تو ہر شخص بستر خواب سے اوٹھ کھڑا ہوتا ہے اور اللہ تعالے بیہوش کو ہوش دیدیتا ہے اور ہر جماعت ہوش و خرد حاصل کرنے مین حلقہ بگوش یعنے مطیع حلم الٰہی ہو جاتی ہے۔ اسیطرح جب صبح تجلی آتی ہے اور آفتاب ذات متجلی ہوتا ہے تو ہر عارف خواب بشریت سے جاگ اوٹھتا ہے۔ اور خدا انہین ہوشیار کردیتا ہے ظلمت بشریت جاتی رہتی ہے حلقہ حلقہ دہار کی ضمیر سے حال واقع ہوا ہے۔ اور لفظ حلقہ حلقہ حسب قاعدہ فارسی بمعنے جماعت جماعت ہے

	پائے کوبان دست افشان در ثنا		نازنازان ربنا اجیبنا
ترجمہ	وجد مین سب حق کی کرتے ہیں ثنا		قول سب کا ربنا اجیبنا

شرح یعنے جسطرح لوگ صبحکو بستر سے اوٹھتے وقت خدا کی تعریف کیا کرتے ہین اسیطرح عارف ہوش مین آنے کے باعث نہایت قرب کے عالم مین خدا کی تعریف کرنے لگتے ہین اور نہایت درجہ فخر و ناز کے ساتھ یہ کہتے ہین کہ ایخدا شکر ہے تو نے ہمین زندہ کردیا۔

	آن جلود و آن عظام ریختہ		فارسان گشتہ غبار انگیختہ
ترجمہ	جسم کی کہال اور ساری ہڈیان		ٹٹکیان گویا سوار راہ دان

شرح یعنے وہ جسم اور ہڈیان جو رات کو عالم مین خواب مین بستر پر بیہوش پڑی تہین خدا کے ہوش دینے سے گھوڑے کا غبار انگیز سوار ٹٹکیان مطلب یہ کہ وہ جسم و استخوان جو شب کو بیحس و حرکت تہے صبح کو چلنے پھرنے لگے اور انہین نئی زندگی ملگئی اسیطرح صبح تجلی الٰہی سے عارفون کو نئی زندگی ملجاتی ہے اور وہ اپنے تمام جسم اور سارے دل و جمیع قوے کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہین۔

	جملہ آرند از عدم سوئے وجود	در قیامت ہم شکور و ہم کنود
ترجمہ	سب عدم سے آئینگے سوئے وجود	کافر و مومن اٹھینگے اے ودود

شرح یعنے جسطرح قیامت کے دن شکرگزار و ناشکرگزار (مومن و کافر) کو عدم سے وجود کی طرف لے آئینگے اسیطرح اللہ تعالے صبح کے وقت سب کو بیہوشی سے ہوش مین لے آتا ہے اتنا فرق ہے کہ شکرگزار (مومن و عارف) کو بجز خدا کے اور ناشکرگزار (کافر و دنیاپرست) کو بجز دنیا کے اور کسی چیز کا ہوش نہین رہتا۔ کنود بمعنے کافر نعمت و ناشکر ہے

فائدہ چون شب آمد باز وقت بارشد سے لیکر یہانتک تمام اشعار کے دو معنے ہین اول بیان حال عارف جسکی شرح ہم ابہی لکہہ چکے ہین۔ دوم یہ کہ چون شب آمد سے حال عارف کو چہوڑکر بیان حال قیامت کی طرف انتقال ہے اسصورت مین اشعار کے معنے یہ ہین کہ تمام خلقت نفخہ اولے کے بعد بیہوش ہو جائیگی اور جب صبح محشر اپنا جہنڈا بلند کریگی تو سب ہوشیار ہو جائینگے اور یہ کہتے ہوے میدان محشر کی طرف چلین گے ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین یعنے ایخدا تونے ہمین دو بار مارا اور دو بار زندہ کیا۔ اول ہم عالم عدم مین مردہ تہے پہر دنیا مین زندگی ملی اور پہر دنیا ہی مین موت آئی بعدہ قیامت مین زندہ ہوے قیامت کے دن تمام گلے ہوے چمڑون اور ریزہ ریزہ ہڈیون مین جان ڈالی جائیگی اور تمام مردے عدم سے وجود کی طرف لائے جائینگے۔

	سر چہ مے پیچی چرا نادیدۂ	در عدم ز اول نہ سر پیچیدۂ
ترجمہ	حشر سے اب کیون تجہے انکار ہے	تو ازل سے تابع غفار ہے

شرح یہان سے منکر حشر جسمانی کا رد شروع ہوا ہے۔ یعنے اے منکر حشر مرنے کے بعد قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے سے تجہے انکار کیون ہے تونے اسبات کو کسلیے نہین دیکہا کہ اس سے پہلے ملک عدم مین تو خدا کے حکم سے سر نہین پہیر سکا تہا اور کلمہ کن سے فوراً زندہ ہو گیا تہا اسیطرح مرکر محشر کے دن بہی تو ضرور زندہ ہوگا اور اسکے حکم کی نافرمانی ہرگز نکر سکیگا کیونکہ تو جس طرح اسکے حکم سے ایک بار زندہ ہو چکا ہے اسیطرح دوسری بار زندہ ہو جائیگا۔

	در عدم افشردہ بودی پاے خویش	کہ مرا کہ بر کند از جاے خویش
ترجمہ	پہلے تہا تو ساکن ملک عدم	کہتا تہا اب کون اکہاڑیگا قدم
	می نہ بینی صنع ربانیت را	چون کشید او موے پیشانیت را
ترجمہ	آنکہہ اٹہا کر صنع ربانی کو دیکھ	اسنے کہینچا موئے پیشانی کو دیکھ

شرح افشردن بمعنے مضبوط کرنا اور گاڑنا ہے یعنے اے منکر حشر دنیا مین آنے سے پہلے تونے ملک عدم مین اپنا قدم خوب مضبوط گاڑ رکہا تہا اور زبان حال سے یہ کہا کرتا تہا کہ مجہے اپنی جگہ (عدم) سے کون حرکت دیسکتا ہے ہرگز نہین دیسکتا۔ لیکن اے شخص تو اپنے خدا کی صنعت و قدرت کو نہین دیکہتا کہ پیشانی کے بال پکڑکر تجہے عدم سے

وجود کی طرف بھیج دیا ہے اسیطرح بروز قیامت وہ تمام معدومات کو موجود کردیگا اور سبکو اسکا حکم ماننا پڑیگا۔

	تا کشیدت اندرین انواع حال		کہ نبوت در گمان و در خیال
ترجمہ	آچکے ہین تجھپر ایسے ایسے حال		وہم مین جنکا نتہا ہر گز خیال

شرح انواعِ حال مین اضافت صفت لموصوف ہے بمعنے حالات متنوعہ۔ یعنے ایخاطب تو اسکو کیون نہین دیکھتا کہ اللہ تعالےٰ نے تجھے طرح طرح کے حالات کی طرف کھینچا ہے اول عدم سے نباتیت کی طرف کھینچا پھر حیوانیت کی طرف پھر نطفہ ہونے کی طرف پھر نطفہ کو خون اور خون کو گوشت کے لوتھڑے کی طرف۔ پھر لوتھڑے کو ہڈیان اور ہڈیون کو گوشت عنایت کیا۔ پھر جان ڈالی۔ پھر برسون عالم طفلی مین رکھا۔ پھر جوان کیا پھر بوڑھا بنا دیا پھر موت بھیجی جبکہ اتنی حالتون مین تو نے مجبور ہوکر خدا کے حکم کی تعمیل کی ہے تو کیا وہ تجھے مارنیکے بعد زندہ نہ کرسکیگا یا تو اسکے اس آخری حکم کو نہ مانے گا ہرگز نہین بلکہ تجھے طوعًا و کرہًا ضرور زندہ ہونا پڑیگا۔

	این عدم اورا ہمارہ بندہ است		کار کن دیو سلیمان زندہ است
ترجمہ	یہ عدم ہر وقت اُسکا بندہ ہے		کام کر شیطان سلیمان زندہ ہے

شرح ہمارہ مخفف ہموارہ ہے بمعنے ہمیشہ یعنے ایخاطب عالم عدم ہمیشہ محکوم اور مطیع حکم الٰہی ہے اُسکے کلمہ کُن کہنے سے ہر معدوم شے فورًا موجود ہوجاتی ہے اسیطرح تو بھی مرنے کے بعد بالکل معدوم ہوکر فورًا زندہ ہوسکیگا۔ دوسرے مصرع کا یہ مطلب ہے کہ اے دیو یعنی منکر حشر سلیمان یعنی بادشاہ حقیقی ہمیشہ زندہ رہنے والا اور حیّ القیوم ہے۔ تو ہمیشہ اسکی طاعت و خدمت کرتا رہ اور حشر کا انکار نہ کر اور اسطرح اُسکا مطیع رہ جسطرح دیو حضرت سلیمان کے مطیع تھے۔ کیونکہ تیرا بادشاہ حقیقی فانی نہین ہے اسلئے اسکی خدمت فرض عین ہے

	دیو مے ساز و جنان کا لجواب		زہرہ نے تا دفع گوید یا جواب
ترجمہ	کام تھا اُنکا جنان کا لجواب		کیا مجال اُنکی کہ دے سکتے جواب

شرح یعنے دیو حضرت سلیمان کے لیئے بڑے بڑے حوض کے برابر پیالے بنایا کرتے تھے اور باوجودیکہ ایسے ایسے سخت اور مشکل کام کرتے تھے۔ مگر حضرت سلیمان کے خوف سے اُنکی یہ مجال نہ تھی کہ چھوڑ کر چلے جائین یا جواب دیدین۔ اسیطرح کسیکو اللہ کے حکم کے دفع کرنے کی طاقت نہین ہے منکران حشر ہر طرح مطیع حکم ہین وہ منظور کرین یا نہ کرین مگر مرنیکے بعد حساب و کتاب کے لیئے ضرور زندہ کیئے جائینگے یہ اس آیت کا اقتباس ہے یَعْمَلُوْنَ لَہٗ مَا یَشَآءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ الٰے آخرہا یعنے جن حضرت سلیمان کے لیئے محرابین اور تصویریں بنانا اُس زمانہ مین جائز تھا اور حوض کی برابر پیالے اور ایسی بڑی دیگین جو اپنی جگہ سے ہل نہ سکین بنایا کرتے تھے اور ہر وقت حضرت سلیمان کی خدمت مین حاضر رہتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ از راہ سرکشی خداوند کی عبادت نہین کرتے وہ شیطانون سے بھی بدتر ہین۔

	خویش را ہیں چون ہمیلرزی ہمیم		مر عدم را نیز لرزان بین مقیم
ترجمہ	خوف سے ہر وقت جب لرزان ہے تو		ہے یہی حال عدم اسے تو بھی جو

شرح یعنے اے بنی آدم عاقل و برجا ماندہ اپنی حالت کو دیکھ جسطرح تو خوف موت سے کانپتا رہتا ہے اسیطرح عدم بھی حکم الٰہی سے ہر وقت لرزان ہے اللہ تعالےٰ ہر وقت عدم کو وجود اور معدوم کے موجود کر دینے پر قادر ہے اور عدم ہر لحظہ اسکا مطیع ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ ہر وقت معدوم کے موجود کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے

	ور تو دست اندر مناصب میزنی		ہم ز ترس ست آنکہ جانے مے کنی
ترجمہ	کوشش جاہ و مناصب اے غنی		خوف کے باعث سے ہے یہ جانکنی

شرح یعنے تو جو مراتب دنیوی حاصل کرنے اور مال کمانے میں مشغول ہے اسکا باعث خوف فقر و محتاجی ہے کہ تو اسقدر محنت کرکے اپنی جان کو ہلاک کیا کرتا ہے مگر چونکہ فقر حق کے جانب سے ہے تو خوف بھی حق ہی کی جانب سے ہوا اور نتیجہ یہ نکلا کہ جب تجھے دنیا طلبی کی حالت میں بھی جو خدا سے دور کرنے والی چیز ہے خوف خدا ہے تو کیا عدم کو خوف الٰہی نہ ہوگا جو ہمیشہ مطیع حکم رہا ہے۔ بلکہ ضرور ہوگا۔ نیز ممکن ہے کہ آنکہ جانے مے کنی بیان ترس ہو یعنے قوال دنیوی اس خوف سے کماتا ہے کہ اگر میں جان نکل جائے گی تو حسرت ہی حسرت رہجائیگی پھر دنیا کے مزے اڑانے کون آئیگا اور بال بچے بے سروسامان رہجائینگے۔ پس تو جب تجکو موت کا اتنا خوف ہے کہ دنیا کمانے میں بھی اس سے غافل نہیں ہوتا تو کیا عدم کو خدا کا خوف نہ ہوگا ضرور ہوگا اور اسکے حکم سے فی الفور جامۂ وجود پہن لیگا بعض نسخوں میں ہم ز ترس آنکہ جانے می کنی اسی دوسرے مضمون کی تائید کر رہا ہے

	ہر چہ جز عشق خدائے احسن ست		گر شکر خواری ست آن جانکندن ست
ترجمہ	سچ تو یہ ہے ماسوائے عشق رب		گرچہ شکر ہے مگر ہے زہر سب

شرح لفظ جانکنی کی مناسبت سے مولانا قدس سرہ نے وعظ و نصیحت کی طرف انتقال فرمایا ہے یعنے ایمانی قلب عشق خدا کے سوا جو سراپا احسن ہے دوسری چیز خواہ باعتبار ظاہر کیسی ہی اچھی اور شیریں ہو مگر عذاب جانکنی کے برابر ہے۔

	چیست جانکندن سوئے مرگ آمدن		دست در آب حیاتے نازدن
ترجمہ	جانکنی کیا چیز ہے میل ممات		چھوڑ دینا شربت آب حیات

شرح یعنے جانکنی سے ہمارا مطلب کیا ہے؟ باطنی موت کی طرف آنا۔ یعنے دل کی موت جو غیر اللہ کی محبت سے حاصل ہوتی ہے اور چشمۂ آب حیات (دریائے عشق الٰہی) میں نہ تیرنا بلکہ ماسوے اللہ کے عشق میں غوطے کھا کر ہلاک ہو جانا

	خلق را دو دیدہ در خاک و ممات		صد گمان دارند در آب حیات
ترجمہ	دیکھتے ہیں خاک کو جو میر جہان		آبحیوان سے ہیں بالکل بدگمان

شرح ممکن ہے کہ اس شعر کے دونو مصرعے الگ ہون۔ اور خاک و ممات سے لذات دنیویہ اور خواہشات فانیہ مراد ہون۔ اسوقت یہ مطلب ہے کہ خلقت کے دونو دیدے لذات و شہوات کے اندر کہلے ہوے ہین اور عشق الٰہی مین انہین ہزارون بدگمانیان ہین بعض نے اسکو ظنی یا وہمی بات سمجھ رکہا ہے اور بعض نے جنون نام رکہدیا ہے اسصورت مین دارند کا فاعل ضمیر ہے جو بجانب خلق راجع ہے یا یہ کہ دوسرا مصرع پہلے کی خبر ہے۔ یعنے خلقت کے دو دیدے جو خاک و ممات مین کہلے ہوے ہین آبحیات کو ظنی اور وہمی سمجہتے ہین اسوقت دارند کا فاعل دو دیدہ ہین

	جہد کن تا صد گمان گردد نود		شب برو۔ ور تو بخسپی شب رود
ترجمہ	بدگمانی اپنی کم کر بد صفات		رات کو چل ورنہ پہر جاتی ہے رات

شرح یعنے ایمخاطب اسبات کی کوشش کر کہ تیری بدگمانیان سو سے نوّے رہجائین یعنے روز بروز کم ہوتی جائین یہ بات ریاضت و مجاہدہ سے حاصل ہوسکتی ہے جسکی بدولت اسرار غیبی نظر آنے لگتے ہین اور گمان کو مرتبہ عین الیقین حاصل ہوجاتا ہے۔ دوسرے مصرع مین شب سے مراد دنیا ہے۔ یعنے دنیا مین رہکر سیدہا اور عشق الٰہی کا رستہ اختیار کر اگر غفلت کی نیند سو جائیگا تو دنیا خود فنا ہونے والی ہے یہ خود تجہے چہوڑ کر چلی جائیگی اور پہر حسرت ہی حسرت رہجائیگی۔ حدیث شریف مین ہے النّاسُ نِیَامٌ اِذَا مَاتُوْا انْتَبَہُوْا۔ یعنے آدمی غفلت کی نیند سو رہے ہین جب مرجائینگے تب بیدار ہونگے۔ یعنے مرنے کے بعد آنکہین کہلین گی کہ ہم کسطرح کی غفلت مین محو تہے۔

	در شب تاریک جو آن روز را		پیش کن آن عقل ظلمت سوز را
ترجمہ	ڈھونڈ اندہیرے مین کہین اُس روز کو		سامنے لا عقل ظلمت سوز کو

شرح یعنے اندہیری رات (دنیا) مین اُس روز روشن (نور حق) کو ڈہونڈ اور اپنی عقل (عقل معاد یا مرشد کامل) کو جو اندہیرے کے دفع کرنے والی ہے اپنا پیشوا اور رہبر بنالے اس سے تجہے جلوۂ نور حق نظر آنے لگیگا۔

	در شب بدرنگ بس نیکی بود		آب حیوان جفت تاریکی بود
ترجمہ	ہے شب بدرنگ بیشک نیکذات		یعنے تاریکی مین ہے آب حیات

شرح یعنے اس اندہیری رات (دنیا) مین بہت سی نیکیان (مرشدان کامل) موجود ہین کیونکہ آبحیوان تاریکی مین موجود اور اندہیری کا دوست ہے بس تو ایمخاطب تو مرشد کامل کی جستجو سے غافل نہ رہ اسی اندہیرے مین آبحیوان ملجائیگا یا یہ معنے ہین کہ بعض اسرار الٰہی خصوصیت کیساتھ رات ہی کو معلوم ہوتے ہین۔ اسلیئے ایمخاطب راتونکو عبادت کیا کر۔ اسصورت مین یہ اشعار نماز تہجد کی تاکید کے لیئے لائے گئے ہین۔

	سر ز خفتن کے توان برداشتن		با چنین صد تخم غفلت کاشتن
ترجمہ	خواب سے تو کب اُٹھا سکتا ہے سر		تخم غفلت بو دیا ہے کسقدر +

شرح یعنے باوجود اسقدر غم غفلت بونے اور گناہ کرنے اور لذات پر مٹنے کے ہین اُمید نہین کہ تو خواب سے سر اُٹھا سکیگا کیونکہ دنیا تجھے عبادت الٰہی کی فرصت ہی نہ دیگی یہانتک کہ ایک روز غفلت ہی مین موت آجائیگی۔

	خواب مردہ ولقمہ مردہ یار شد		خواجہ خفت ودزد شب در کار شد
ترجمہ	خواب ولقمہ۔ دونو مُردے دو نو یار		خواجہ غافل۔ چور ہے مصروف کار

شرح یعنے خواب غفلت بھی مردہ ہے اور لقمہ بھی مردہ ہے جب یہ دو مُردے ترے مصاحب ہوگئے تو یہ سمجھ کہ دل کی موت آگئی۔ اور جبکہ تو اُنکی مصاحبت مین تو خود بھی مردہ ہوگیا یعنے خدا سے غافل رہا تو یہ جان لے کہ ایک بادی چور (شیطان) اپنا کام کرگیا۔ اور تجھے دوزخ مین جا گرایا۔

	تو مَنے دانی کہ خصم تو کیند		ناریان خصم وجود خاکیند
ترجمہ	تیرے دشمن کون ہین سن لے ہمام		خاکیون کے ہین عدو ناری تمام

شرح یعنے اگر تو یہ نہین جانتا کہ تیرے باطنی دشمن کون ہین تو ہمسے سُن لے۔ تمام ناری (شیطان ودیو) خواہشات نفسانی (آدمیون کے دشمن ہین چنانچہ قرآن مجید مین جا بجا تصریح ہے کہ شیطان وشیاطین آدمیون کے صریح دشمن ہین اور یہ دشمنی طبعی ہے کیونکہ شیاطین ناری ہین اور انسان خاکی۔

	نار خصم آب وفرزندان اوست		ہمچنانکہ آب خصم جان اوست
ترجمہ	دیکھ لیجے آب کی دشمن ہے آگ		جسطرح ہے آب کو آتش سے لاگ
	آب آتش را کشد زیرا کہ او		خصم فرزندان آبست وعدو
ترجمہ	آگ کو پانی بجھاتا ہے ضرور		کیونکہ ہے وہ دشمن جان پُر شعور

شرح ان شعرون مین انسان اور شیطان کی باطنی دشمنی کو آگ اور پانی کی ظاہری تمثیل مین بیان کیا گیا ہے یعنے آگ پانی کی بھی دشمن ہے۔ اور اُن چیزون کی بھی جو پانی کی اولاد ہین یعنے پانی سے پیدا ہوی ہین (مثلاً نباتات حیوانات وانسانات) آگ ان سب کی دشمن ہے اور سب کو جلا ڈالتی ہے اور اسیطرح پانی آگ کا دشمن ہے کہ اُسے بجھا دیتا ہے۔ غرضیکہ آگ اور پانی کی باہم دشمنی دو نو طرفون سے ہے۔ بس تو انجا طب جس طرح شیطان ودیو تیرے دشمن ہین اسیطرح تو اُنکا دشمن بنجا۔ ورنہ شیطان کی دشمنی اور اُس سے تیری دوستی تجھے ناری بنا دیگی۔

	بعد ازان این نار نار شہوت است		کاندرو اصل گناہ ورذلت است
ترجمہ	آتش شہوت ہے آگ اے روسیاہ		کیونکہ شہوت ہوتی ہے اصل گناہ

شرح یعنے جب تو ظاہری آگ اور پانی کی دشمنی کو معلوم کرچکا ہے تو اب یہ بھی سمجھ لے کہ آگ سے ہماری مراد آتش شہوت نفسانی ہے جو انسان کے شیطانی سے پیدا ہوتی ہے اور یہی تمام گناہون کی اصل اور سبب ہے

رستہ سے قدم پہسلا دیتی ہے ایخاطب اس دشمن سے بخوف نرہ ورنہ تیری لغرش تجھے دوزخ مین ڈالدیگی

	نار بیرونی بہ آبے بفسرد		نار شہوت تا بدوزخ مے برد
ترجمہ	آگ تو پانی سے بجھہ جاتی ہے یار		آتش شہوت ہے رہبر سوئے نار
	نار شہوت مے نیارامد بہ آب		زانکہ دارد طبع دوزخ در عذاب
ترجمہ	ہان بجھا سکتا نہین ہے اسکو آب		بلکہ ہے یہ آگ دوزخ کا عذاب

شرح یعنے یہ ظاہری آگ پانی سے بجھہ جاتی ہے لیکن خواہشات کی آگ پانی سے نہین بجھتی بلکہ آدمی کو دوزخ تک لیجاتی ہے اور جسطرح حسب مضمون ہل من مزید دوزخ کا پیٹ نہین بھرتا اسیطرح نار شہوت اور خواہشات کا پیٹ نہین بھرتا۔ اور عذاب دیتے ہین۔ دوزخ اور نار شہوت باہم مناسبت تامہ رکھتے ہین۔ کیونکہ یہی نار شہوت و معاصی دوزخ مین آلہ عذاب ہوجائے گی یا یہ کہ دوزخ عالم دنیا مین نار شہوت کے صورت مین مصور ہوگیا ہے۔ اسلیئے اُسکا اور اسکا عذاب ایسا ہی ہے حدیث مین آیا ہے حفت الجنۃ بالمکارہ وحفت النار بالشہوات یعنے جنت محنت و مشقت سے اور دوزخ خواہشون سے ڈہانکی گئی ہے۔

	نار شہوت را چہ چارہ نور دین		نور حکم اطفاء نار الکافرین
ترجمہ	نار شہوت کا ہے چارہ نور دین		یہہ بجھا دیتا ہے نار کافرین

شرح نار شہوت را چہ چارہ سوال ہے اور نور دین اسکا جواب یعنے آتش خواہشات کا علاج کیا ہے؟ ہمسے سن لے دین و ایمان کا نور ہے جسقدر یہ نور بڑہتا جائیگا اُسیقدر آتش شہوت بجھتی جائیگی کیونکہ اے مومنو۔ تمہارا نور کافرون (شیطان و نفس و شہوات) کی آگ کو بجھانے والا ہے یہان اطفاء مصدر ہے بمعنے اسم فاعل بطور مبالغہ۔ یہ حدیث پہلے بہی نقل ہوچکی ہے کہ دوزخ کی طرف سے ایمان والون کو خطاب ہوگا کہ اے مومن تیرے نور نے میری آگ کو بجھا دیا ہے نیز یہ بہی صحیح حدیث مین ہے کہ الصلوٰۃ نور علی الصراط یعنے نماز پل صراط کا نور ہے۔ اسلیئے نور ایمان یعنے نماز کی محافظت انسان کا سب سے پہلا فرض ہے

	چہ کند این نار را نور خدا		نور ابراہیم را سازد ستا
ترجمہ	ہان بجھاتا ہے اسے نور خدا		نور ابراہیم کو رہبر بنا

شرح یعنے ایخاطب اس آتش شہوت کو خدا کا نور بجھا دیتا ہے تو ابراہیم علیہ السلام کے نور کو اپنا پیشوا بنا۔ اور اُنکی قدم بقدم چل یہ اسطرف اشارہ ہے واتبع ملۃ ابراہیم حنیفا۔ جسطرح اُنکے نور نے آگ کو بجھا دیا تہا اُنکی تقلید سے جذبۂ نور الٰہی تیرے نار شہوت کو بہی ضرور بجھا دیگا۔ فائدہ نور سے عرفان اور اتباع شریعت کی روشنی مراد ہے جو باطنی اندہیرے کو دفع کرتی ہے اور نار شہوت کو بجھا دیتی ہے

	تا ز نار نفس چون نمرود تو	وا رہد این جسم ہمچون عود تو
ترجمہ	تاکہ نار نفس سرکش سے بچے	ہو نجات اور آتش دوزخ بچے

شرح یعنے نور ابراہیم (نور باطنی و توحید) کی تقلید اسلیئے واجب ہے کہ نفس نمرود صفت (سرکش و امارہ) کی آگ سے تیرا جسم جو عود کے مانند آتش دوزخ کے قبول کرنے کا مادہ رکھتا ہے نجات پا جائے۔

	نار پاکان را ندارد خود زیان	کے ز خاشاکے شود دریا نہان
ترجمہ	آگ پاکون کو نہین دیتی زیان	تنکے سے دریا نہین ہوتا نہان

شرح یعنے جسطرح تنکے دریا کو چھپا نہین سکتے اسیطرح پاکون (عارفان کامل) کو آگ (آتش خواہشات) کچھ نقصان نہین پہنچا سکتی اسکی وجہ آیندہ شعر مین بیان ہوگی۔

	ہر کہ تریاک خدائی را بخورد	گر خورد زہرے مگویش کہ بمرد
ترجمہ	جسکو تریاک الٰہی ہو نصیب	زہر سے مرتا نہین وہ اے حبیب

شرح تریاک خدائی سے تقوے و پرہیزگاری و پاکی و کمال مراد ہے یعنے جسنے پرہیزگاری و کمال حاصل کر لیا ہو اُسکو نار شہوت جو عوام کے حق مین زہر ہے کچھ زیان نہین کرتی۔ کیونکہ وہ تریاک الٰہی کہائے ہوے ہے یہ زہر اُسکے حق مین شہد اور یہ نار اُسکے لیئے نور ہے کیونکہ عارفان کامل کہانے پینے کی لذت اور جماع کی کیفیت مین مشغول ہوتے وقت بہی مشاہدۂ حق کرتے رہتے ہین اور اُنکا کہانا پینا طاقت عبادت حاصل کرنے کے لیئے ہے اور شہود حق حلال بیوی مین کامل درجہ کا ہے جسکی تشریح پہلے ہو چکی ہے اے شخص تو اگر کاملین کو لذات مین جو (تیرے لیئے زہر ہین) مشغول ہوتا دیکھے تو یہ نکہہ کہ وہ مر جائینگے یا یہ اُنکے لیئے مضر ہے کیونکہ جو تریاک اکبر الٰہی کہائے ہوے ہین وہ ہرگز نہ مرینگے تریاق و تریاک ایک معجون مرکب ہے جو زہر نباتی اور حیوانی کو دفع کر دیتی ہے

	خود کند رنجور را رنجور تر	وانکہ معمورست ازو معمور تر
ترجمہ	اوس سے ہے رنجور خود رنجور تر	اوس سے ہے معمور خود معمور تر

شرح یعنے زہر لذات بیمار (دنیا پرست) کو اور زیادہ بیمار اور آباد (عارف صاحبدل) کو اور زیادہ آباد کر دیتا ہے مطلب یہ کہ پاک و پرہیزگار و کامل شخص اس زہر لذات سے اور زیادہ کامل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ لذات و شہوات سے اُسکو مشاہدۂ حق کی طاقت حاصل ہوتی ہے اور دنیا پرست لذات کے استعمال سے اور زیادہ سگ دنیا اور نفس کے بندے بنجاتے ہین۔ اسلیئے لذات کا استعمال عارفون کے حق مین تریاک اور اہل دنیا کے حق مین زہر ہے۔

	گر طبیبت گوید اے رنجور زار	از عسل پرہیز کن ہین ہوش دار
ترجمہ	گر ترحم سے کہے تجکو طبیب	چھوڑ دے تو شہد بیمار لبیب

	گر جوابش گوئی از جہل اے سقیم	کہ چرا تو میخوری بے نوش و بیم	
ترجمہ	تو کہے اوس سے پلٹ کر اے سقیم	کیلئے کہاتا ہے تو بیخوف و بیم	
	گویدت در دل حکیم نکتہ دان	کج قیاسے کردہ چون ابلہان	
ترجمہ	دلمین سوچے گا طبیب نکتہ دان	ہے قیاس اسکا قیاس ابلہان	

شرح تینون شعر قطعہ بند ہین۔ یعنے اگر طبیب تجھسے یہ کہے کہ اے بیمار شہد کہانے سے پرہیز کر اور تو اپنی نادانی سے یہ جواب دے کہ حکیم صاحب آپ بلاخوف و ہراس شہد کیون کہاتے ہین تو اس جواب سے طبیب اپنے دلمین یہ کہیگا کہ اے بیمار تو نے بیوقون کا سا قیاس کیا ہے۔ تو بیمار ہے میں تندرست اسلئے شہد تجھے ضرور دونگا اور مجھو نفع بخشیگا

	در توعلت مے فروزد ہمچو نار	ہین مکن با نار ہینرم را تو یار	
ترجمہ	شہد سے بڑہ جائے گا تیرا ملال	دیکھ بیمار آگ مین لکڑی نہ ڈال	

شرح یعنے طبیب یہ کہیگا کہ اے بیمار تو مریض ہے اور مین تندرست ہون شہد کہانا تیری بیماری کو آگ کی طرح بہڑکا دیگا۔ لکڑی کو آگ کے پاس نہ لیجا یعنے شہد نہ کہا ورنہ بیماری بڑہ جائیگی اور تجھے ہلاک کر ڈالیگی۔

	زین دو آتش خانہ ات ویران شود	قالب زندہ از و بے جان شود	
ترجمہ	خانۂ جسم آگ سے جلجائے گا	قالب زندہ کو مردہ پائے گا	

شرح یعنے طبیب بیمار سے یہ کہیگا کہ اس دو طرح کی آگ (آتش مرض و حرارت شہد) سے تیرا خانۂ جسم ویران اور قالب زندہ بے جان ہوجائیگا اسلئے تجھے شہد کا استعمال نہ چاہیئے۔ اسیطرح بیمارون (مریضان خواہش نفسانی) کو شہد لذت دنیوی سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ طبیب (عارف کامل) کو یہ شہد نقصان نہین دیتا۔

	در تن از نار یست مست آن ہمچو نور	نار صحبت در تن افزاید سرور	
ترجمہ	نار سے ہے مست وہ مانند نور	آتش صحبت بڑہاتی ہے سرور	

شرح یعنے عارف کامل اپنے جسم مین آتش خواہشات کے باعث ایسا مست و خوشحال ہوتا ہے گویا تمام جسم مین نور بہرا ہوا ہے کیونکہ اسکی خواہشین قوت عبادت یا مشاہدۂ حق حاصل کرنے کے لیے ہوتی ہین اور جسطرح عورت سے ہمصحبت ہونے کی حرارت تمام بدن مین خوشی اور کیفیت پیدا کر دیتی ہے اسیطرح کاملون کی آتش خواہشات اُنکے لیئے باعث مسرت و انبساط ہوتی ہے

	نار صحبت چون فروزد در وجود	بے زبان تن بود صد گونہ شود	
ترجمہ	آتش صحبت جہان روشن ہوئی	باعث صد سود جان و تن ہوئی	

شرح یعنے جب عورت سے ہمصحبت ہونے کی حرارت جسم مین پیدا ہوتی ہے تو بدن کو نقصان نہین پہنچاتی اور

اسمین بہت سے فائدے (مثلاً مسرت دل اور اولاد صالح وغیرہ) موجود ہین اسیطرح کاملون کی خواہشین انہین ضرر نہین بلکہ سراسر مفید ہین کیونکہ کامل کی ہر بات درجۂ کمال تک پہنچنی والی ہوتی ہے اور اُسکی خواہشین دینی ہوا کرتی ہین۔

	شہوت ناری براندن کم نشد	آن بماندن کم شود بے ہیچ بد
ترجمہ	شہوت ناری نہین ہوتی ہے کم	اسکا چارہ صبر ہے اے ذوالکرم

شرح: ماندن بمعنے ہانکنا اور تیز کرنا ہے اور ماندن بمعنے ٹہیر جانا اور بد بمعنے چارہ و تدبیر یعنے خواہش نفسانی بڑہانے اور شہوت رانی سے کم نہین ہوتی بلکہ بڑہتی ہے البتہ ٹہیر جاتے اور صبر کرنے سے بلا ضرورت چارہ کم ہوجاتی ہے اور بغیر کسی علاج کے جاتی رہتی ہے کیونکہ صبر تمام بُری خواہشونکا اچہا علاج ہے۔

	تا کہ ہیزم مے نہی بر آتشے	کے بمیرد آتش از ہیزم کشے
ترجمہ	ڈالے جاؤ آگ پر گر لکڑیان	بجہتی ہے کب آتش شعلہ فشان

شرح: یعنے جب تک تو آتش خواہشات پر لکڑیان رکہتا رہیگا (مشغول لذات دنیوی ہوگا) یہ آگ ہرگز نہ بجہیگی بلکہ اور بہڑکے گی کیونکہ ہیزم کش (آگ مین لکڑیان ڈالنے والا) آگ کو بجہا نہین سکتا بلکہ اُسے اور تیز کرتا ہے

	چونکہ ہیزم باز گیری نار مرد	زانکہ تقوے آب سوئے نار برد
ترجمہ	کہینچ لے ایندہن کہ تا بجہہ جاے آگ	آگ سے تقوے کی پانی کو ہے لاگ

شرح: یعنے جب تو لکڑیان ڈالنی (استعمال لذائذ دنیوی) موقوف کردیگا تو یہ آگ فوراً بجہہ جائیگی کیونکہ تو اسوقت متقی ہوجائیگا اور تقوے پانی کو آگ کی طرف لیجائیگا۔ یعنے اُسے بجہادیگا۔

	کے سیہ گردد بآتش روئے خوب	کو نہد گلگونہ از تقوے القلوب
ترجمہ	آگ سے تیرہ نہوگا روئے خوب	اُسپہ ہے گلگونہ تقوے القلوب

شرح: یعنے جو شخص دل کی پرہیزگاری کا اُبٹنا مُنہ پر ملتا ہے (لذائذ دنیوی سے پرہیز کرتا ہے) اُسکا مُنہ آتش خواہشات سے ہرگز کالا نہین ہوتا۔ کیونکہ پرہیزگاری دلون کو آتش شہوت مین گرنے سے بچالیتی ہے

آتش افتادن در ایام عمر رض

	آتش افتادن در شہر در ایام عمر رضی اللہ عنہ
ترجمہ	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین مدینہ منورہ مین آگ لگنے کا ذکر

شرح: چونکہ گذشتہ اشعار مین آگ کا ذکر تہا اسلیئے آتش زدگی مدینہ کا حال ربط قصۂ لاحق کو خود ظاہر کرتا ہے

	آتشے افتاد در عہد عمر رض	ہمچو چوب خشک میخورد او حجر
ترجمہ	عہد فاروقی مین آگ ایسی لگی	لکڑیون اور پتہرون کو کہا گئی
	در فتاد اندر بناؤ خانہ ہا	تا زد اندر پر مرغ و لانہ ہا
ترجمہ	بناؤ ہر مکان مین جا لگی	مرغ و آشیان مین جا لگی

شرح یعنے حضرت عمر کے زمانہ مین مدینہ منورہ مین ایسی آگ لگی کہ پہروں کو سو کی لکڑی کی طرح جلا گئی اور لکڑیون پہروں سے قطع نظر مکانون کی بنیادون اور گہرون تک پہنچگئی اور یہانتک نوبت ہوی کہ جانورون کے پیرون اور گھوڑون کے ٹاپون تک مین جا لگی لا نہ بمعنے آشیانہ ہے اور اصل مطلب یہ ہے کہ ایکبار مدینہ مین نہایت شدید آگ لگی۔

	نیم شہر از شعلہ ہا آتش گرفت		آب مے ترسید ازان و مے گفت
ترجمہ	نصف شہر اس سے ہوا جل جلکے خاک		اُسکی ہیبت سے تہا پانی خوفناک

شرح یعنے اپنے شعلون کے سبب آگ نے آدہے شہر کو پکڑ لیا اور یہ حال ہوا کہ پانی اُس آگ سے ڈرتا تہا اور از راہ تعجب زبان حال سے یہ کہتا تہا کہ یا الٰہی یہ کیسی آگ ہے جو میرے قابو مین بہی نہین آتی۔

	مشکہا ئے آب و سرکہ مے زدند		بر سر آتش کسان ہوشمند
ترجمہ	سرکہ اور پانی کی مشکین بے شمار		چہڑکے جاتے تہے وہان کے ہوشیار

شرح یعنے لوگ پانی کی مشکین اور شدت اضطراب مین سرکہ کے مٹکے آگ پر چہڑکتے تہے اسیطرح سالک کا فرض ہے کہ آتش خواہشات بجہانے کے لیئے صدق دل سے آب طاعت اور سرکۂ اتک کو مبذول کرتا رہے انشاء اللہ یہ آگ بجہہ جائیگی اور خواہشات کی آگ خود بجہکر آتش دوزخ کو ضرور بجہا دیگی۔

	آتش از استیزہ افزود و شتاب		میرسد او امداد از صنع رب
ترجمہ	بڑہتی تہی اُسکی لپٹ اُسکے سبب		دیتی تہی امداد گویا صنع رب

شرح یعنے جسقدر لوگ پانی ڈالتے تہے آگ از راہ سرکشی اپنی لپیٹ کو اور زیادہ کر دیتی تہے اور قدرت خدا سے پانی گویا تیل بنکر اُسکے بہڑکنے مین مدد دیتا تہا۔ مطلب یہ ہے کہ آگ کسی تدبیر سے نہ بجہتی تہی۔

	باعمر کردند مردم روشتاب		کآتش ما مے نمیرد ہیچ زاب
ترجمہ	لوگ دوڑے آئے پہر سوے عمر		اور لگے کہنے نہین بجہتے شرر

شرح یعنے ناچار ہوکر لوگ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور یہ کہا کہ وہ آگ کسیطرح کسی پانی سے نہین بجہتی۔

	گفت این آتش ز آیات خداست		شعلۂ از آتش سجل شماست
ترجمہ	بولے وہ یہہ آگ ہے شان خدا		یعنے شعلہ ہے تمہاری بجل کا

شرح یعنے حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ آگ خدا کی نشانیون مین سے ایک نشانی ہے وہ اس پردہ مین اپنی قدرت دکہاتا ہے۔ یہ آگ ظاہر مین آگ ہے مگر باطن مین تمہارا بخل آگ کی صورت مین مصور ہوکر ظاہر ہوا ہے۔ کیونکہ ہر قسم کی راحت و مصیبت اعمال نیک و بد کی تصویر ہوا کرتی ہے۔ اے لوگو تمہارے زکوۃ نہ دینے اور صدقات و خیرات نہ کرنے کا گناہ آگ کا لباس پہنکر آشکارا ہوا ہے۔ اور تمہین اس بداعمالی کی سزا مل رہی ہے

	آب بگزارید و نان قسمت کنید		بخل بگزارید اگر آل منید
ترجمہ	چھوڑو پانی کو بانٹو روٹیان		بخل چھوڑو تا خدا ہو مہربان

شرح یعنے حضرت عمر نے فرمایا کہ اے لوگو اس آگ پر پانی چھڑکنا موقوف کرو بلکہ آگ بجھانے کی تدبیر یہ ہے کہ مسکینوں کو نہانا تقسیم کرو اور اگر میری آل (تابع فرمان) ہو تو بخل کو چھوڑ دو بعض نسخون مین آل کی جگہ آن ہے بمعنے زبر حدیث شریف ہے الصدقۃ تطفی غضب الرب یعنے صدقہ دینا خدا کے غضب کی آگ کو بجھا دیتا ہے

	خلق گفتندش کہ در بکشودہ ایم		ما سخی و اہل فتوت بودہ ایم
ترجمہ	لوگ بولے باز ہے باب کرم		کیونکہ ہین اہل سخا دنیا مین ہم

شرح یعنے صدقہ کی تاکید سنکر لوگون نے حضرت عمر سے یہ کہا کہ ہمنے پہلے ہی صدقات و خیرات کا دروازہ کھلا رکھا ہے کیونکہ ہم سخی اور اہل ہمت و جوانمرد ہین لیکن باایہمہ کیا باعث کہ آگ نہین بجھتی

	گفت نان بر رسم و عادت دادہ ایم		تا برائے حق در ے بگشادہ ایم
ترجمہ	بولے وہ ہے یہ کرم بہر ریا		یہ نہین بہر خطاب کبریا

شرح یعنے اُنکے جواب مین حضرت عمر نے یہ فرمایا کہ تمہاری سخاوت بطور رسم و عادت ہے خالص خدا کے لیئے نہین ہے چنانچہ اپنی شہرت اور بزرگون کی ناموری کے لیئے اہل عرب کی سخاوت و مہمان نوازی تمام دنیا مین مشہور ہے

	بہر فخر و بہر پوش و بہر ناز		نے برائے ترس و تقوی و نیاز
ترجمہ	ہے یہ بہر فخر و زیب و بہر ناز		یہ نہین ہے بہر تقوے و نیاز

شرح پوش بفتح الباء بمعنے کردو فر و زینت ہے یعنے حضرت عمر نے فرمایا کہ تمہاری سخاوت فخر اور ظاہری کر و فر اور تکبر کی نیت سے ہے خدا کے خوف اور پرہیزگاری اور نیازمندی کی نیت سے نہین ہے اسلیئے آگ نہین بجھتی

	مال تخم ست و بہر شورہ منہ		تیغ را در دست ہر رہ زن مدہ
ترجمہ	مال کو ضایع نہ کر اے نیکخو		دست رہزن مین نہ دے تلوار کو

شرح یعنے شخص مال بمنزلہ تخم ہے اس سے شجر سعادت و شقاوت دونو پیدا ہو سکتے ہین تو اس تخم کو شورہ زمین مین نہ ڈال یعنے دنیوی نام و نمود کے لیئے خلاف شرع کامون مین صرف نہ کر ورنہ بے محل مال صرف کرنا اور فاسقون کو دینا ایسا ہے جیسا رہزن کے ہاتھ مین تلوار دینی یعنے بے محل صرف کرنے والے کو انجام کار اُسکا مال ہی ہلاک کریگا دوزخ مین ڈالدیگا۔ کیونکہ حرام مین مال صرف کرنا گویا قیمت دیکر دوزخ خریدنا ہے۔

	اہل دین را باز دان از اہل کین		ہمنشین حق بجو۔ با دے نشین
ترجمہ	اور ہین کچھ اہل دین اہل کین		اہل دین کا رہ ہمیشہ ہمنشین

شرح یعنے اہل دین اور اہل کین (کفار و فساق) مین تمیز پیدا کرو اپنا مال اہل دین کے سوا فاسقون کو ہرگز نہ دے اور مصاحبت کے لیئے خدا کے ہمنشین (عارف کامل) کو ڈہونڈ اور اُسی کا جلیس بن اُسیکی صحبت مین رہ۔

	ہر کسے بر قوم خود ایثار کرد	کاغہ پندارد کہ او خود کار کرد
ترجمہ	ہر کسی نے قوم کو اپنی دیا	کہتے ہین احمق کہ کام اچھا کیا

شرح یعنے ہر شخص اپنی قوم یا عزیزون پر اسلیئے بخشش کیا کرتا ہے کہ اُنسے بدلا لے یا اپنی دولتمندی کا اظہار کرکے اُنہین فقیر و ذلیل سمجھے اور اپنا احسان رکھے مگر احمق لوگ یہ گمان کرتے ہین کہ ایسے شخص نے کوئی نیک کام کیا ہے حالانکہ یہ سخاوت نیکی پر مبنی نہین ہے بلکہ نیکی یہ ہے کہ خواہ کسیکو دے مگر صرف اللہ کے لیئے سخاوت کرے۔ کاغہ لغت مین بمعنے احمق ہے۔ نکتہ سخاوت نیک نیتی کے ساتھ نہو تو وہ روپیہ نہ دین کے کام آیا نہ دنیا کے۔

	خیوہ انداختن خصم بر روئے امیر المومنین علیؓ و انداختن آنحضرت شمشیر را از دست	
ترجمہ	دشمن کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منہ پر تہوک دینا اور آپ کا اپنے ہاتھ سے تلوار پہینک دینا	

شرح گزشتہ اشعار مین اخلاص عمل کا ذکر تہا اور اس حضرت علیؓ کے قصہ مین اسی کا بیان ہے اسلیئے ربط داستان خود ظاہر ہے

	از علی آموز اخلاص عمل	شیر حق را دان منزہ از دغل
ترجمہ	مرتضے سے سیکھ اخلاص عمل	شیر یزدانی تہے وہ اور بے دغل

شرح یعنے حضرت علیؓ سے اخلاص عمل سیکہہ لے کیونکہ وہ شیر خدا کہوٹ اور حیلے سے بالکل پاک تہے۔

	در غزا بر پہلوانے دست یافت	زود شمشیرے برآورد و شتافت
ترجمہ	ایک کافر پہلوان کو کرکے زیر	لیکے شمشیر آگئے شیر دلیر

شرح یعنے حضرت علیؓ نے جہاد مین ایک کافر پہلوان پر غلبہ پاکر فوراً اُسکے ہلاک کر دینے کو تلوار نکال لی

	او خدو انداخت بر روئے علی	افتخار ہر نبی و ہر ولی
ترجمہ	اُسنے تہوکا جانب روئے علی	تہے جو فخر ہر نبی و ہر ولی

شرح یعنے جب علیؓ نے اُسے ہلاک کرنا چاہا تو اُسنے آپ کے چہرۂ مبارک پر تہوک دیا۔ حضرت علیؓ کو باعث فخر ہر نبی و ولی اسلیئے کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکی نسبت ارشاد فرمایا ہے اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُہَا یعنے مین علم کا شہر ہون اور علی اُسکا دروازہ ہے پس تو آنسرور کا فخر کرنا گویا جمیع انبیا و اولیا فخر کرنا ہے کیونکہ جس بات کو سردار کرتا ہے وہ تمام رعایا کی طرف سے ہوتی ہے خدو بضمتین و خیوہ بحرکات ثلثہ خائے منقوطہ تہوک کو کہتے ہین

	او خیوہ انداخت بر روئے کہ ماہ	سجدہ آرد پیش او در سجدہ گاہ
ترجمہ	تہوک بیٹہا ایسے منہ پر رو سیاہ	سجدہ جسکے روبرو کرتا تہا ماہ

شرح یعنے اُس پہلوان نے ایسے مبارک چہرہ پر تہو کا کہ جسکے آگے چاند زمین پر آکر سجدہ کیا کرتا تھا یعنے باعتبار حسن ظاہر و باطنی چاند اُسکے سامنے کیا ہے بلکہ اُسکا ایک داغی غلام تھا کیونکہ حضرت علیؓ کا چہرہ تجلی الٰہی اور انوار صحبت رسالت پناہی کی جھلک رکھتا تھا اور آسمانی چاند نورانی سہی مگر بوجہ اتم مظہر الٰہی نہیں ہے

	ور زمان انداخت شمشیر آن علی		کرد او اندر غزا ایش کاہلی
ترجمہ	پھینک بیٹھے اپنے خنجر کو علی		اور اُسکے قتل مین کی کاہلی

شرح یعنے جسوقت پہلوان نے منہ پر تہو کا حضرت علیؓ نے فوراً ہاتھ سے تلوار پھینکدی اور اُسکے قتل کرنے یا قتل کرکے غازی بننے مین تامل کیا۔ مطلب یہ کہ حضرت علیؓ اُسکے قتل کرنے سے ڈرے ہے اسکا سبب آگے بیان کیا جائے گا لفظ غزا یعنے قتل اور یعنے غازی بننا دونوطرح درست ہے۔

	گشت حیران آن مبارز زین عمل		از نمودن عفو و رحم بے محل
ترجمہ	رہگیا حیران وہ اس فعل سے		یعنے ہے یہ رحم بیجا کس لئے
	گفت بر من تیغ تیز افراشتی		از چہ افگندی چیرا بگزاشتی
ترجمہ	اور یہہ بولا۔ اٹھا کر تو نے تیغ		اے علی کیون پھینکدی کھینچ کر تیغ

شرح یعنے وہ کافر پہلوان اِس فعل یعنے علیؓ کے خون معاف کرنے اور بے محل رحم فرمانے سے متعجب اور حیران رہگیا۔ اور یہ کہنے لگا کہ اے علیؓ آپنے تلوار اُٹھاکر پھر پھینک کیون دی اور مجھے کیلئے جیتا چھوڑدیا حالانکہ تلوار میرے قتل کے ارادہ سے اُٹھائی تہی اور منہ پر تہوکدینا دوسری گستاخی تہی

	آنچہ دیدی بہتر از پیکار من		تا شدی توسست در آزار من
ترجمہ	چیز کیا بہتر ہے میرے قتل سے		سست میرے قتل مین ہو کس لیے

شرح یعنے اے علی تمہارے مذہب مین توحید الٰہی پھیلانے کے لیئے کافرون کے قتل کردینے سے بہتر کوئی چیز نہین۔ آپنے ایسی کیا چیز مصلحت دیکھی جسکے قتل کردینے سے بہتر ہے اور جسکے باعث آپ میرے شکار سے یعنے قتل سے رُک گئے۔ پیکار سے مراد قتل ہے نیز پیکار یعنے جنگ بھی درست ہے

	آنچہ دیدی تا چنین خشمت نشست		تا چنین برقے نمود و باد جست
ترجمہ	کیا ہوا غصہ یہ کیون جاتا رہا		برق تابان رہ گئی یہہ کیا ہوا۔

شرح یعنے اے علی آپنے ایسی کیا مصلحت دیکھی کہ اسطرح یکایک آپکا غصہ فرو ہوگیا اور غصہ کی بجلی یا آپکی تلوار چمک کر جھٹ غائب ہوگئی حالانکہ مین کافر اور آپ کا مقابل ہونے کے سبب واجب القتل تہا اور چہرۂ مبارک پر تہوکدینی کی گستاخی اسکے علاوہ تہی۔ پھر آپ کا عفو فرمانا اور میری حالت پر رحم کرنا کیا معنے رکھتا ہے۔

	ایچہ دیدی کہ مرا زان عکس دید		در دل و جان شعلۂ آمد پدید
ترجمہ	سچ بتا دیجے کہ یہ دیکھا تہا کیا		نور جس سے دل مین پیدا ہو گیا

شرح دید حاصل بالمصدر ہے۔ یعنے کافر پہلوان نے یہ کہا کہ اے علیؓ آپنے ایسا کیا جلوہ دیکھا کہ اُس مشاہدہ کے اثر سے میرے دل و جان مین نور ایمان اور شعلۂ ایقان جلوہ افگن ہو گیا ہے یعنے شاید آپ نے اسوقت شاہد وحدت کا مشاہدہ کیا ہے جسکے اثر سے میرے دل و جان مین بہی شعلۂ توحید چمک گیا ہے۔ اور فی الواقع ایسا ہی تہا کہ اسوقت حضرت علی بمشاہدۂ شاہد وحدت مین مشغول رہتے اور یہی سبب تہا کہ عالم محویت مین آپنے اُسے قتل نہ کیا چنانچہ مفصل بیان آئندہ آئیگا۔ نکتہ اس سے یہ ظاہر ہے کہ یہ پہلوان اسوقت دل مین ایمان لیے آیا تہا۔

	ایچہ دیدی بہتر از کون و مکان		کہ بداز جان بود و بخشیدیم جان
ترجمہ	چیز کیا دونو جہان سے خوب ہے		جان بخشی کیون مری مطلوب ہے

شرح یعنے اے علیؓ آپنے ایسی کیا چیز دیکہہ لی ہے جو کون و مکان سے برتر اور جان عزیز سے بہتر ہے اور جسکے اثر سے آپنے مجہے تازہ روح یعنے جدید ایمان عطا فرما دیا ہے بخشیدیم مین ہم ضمیر مفعول ہے یعنے بخشیدی مرا یا جان بخشنے سے ترک قتل اور جان بخشی مراد ہے مطلب یہ کہ میرے قتل نکرنے کا سبب بیان فرما دیجے

	در شجاعت شیر ربانی چو		در مروت خود کہ داند کیستی
ترجمہ	شیر ربانی شجاعت مین ہے تو		کیا خبر ہے کیا مروت مین ہے تو

شرح یعنے اے علی تم بہادری مین شیر خدا ہو اور مروت و احسان مین کسی کو معلوم نہین کہ کون ہو یعنے حد سے زیادہ بامروت ہو کہ اپنے مقابل اور گستاخ کا منکر کے قتل کر دینے سے ہاتہ روک لیا

	در مروت ابر موسائی بتیہ		کامد از وے خوان و نان بے شبہ
ترجمہ	تیہ مین ہے ابر موسے بے گمان		جس سے ہوتا تہا نزول خوان و نان

شرح یعنے اے علیؓ آپ مروت و احسان مین ایسے ہین جیسے حضرت موسےؑ کے زمانہ کا وہ ابر جسمین سے بیابان تیہ مین من و سلوے اترتا تہا تیہ ایک خاص جنگل کا نام ہے جسمین موسے مع بنی اسرائیل چالیس برس تک سرگردان رہے تہے

	ابرہا گندم دہد کاز راہ جہد		پختہ و شیرین کند مردم چو شہد
ترجمہ	دیکھ لے گیہون کو کرکے جد و جہد		لوگ پختہ کرتے ہین مانند شہد
	ابر موسے بر رحمت بر کشاد		پختہ و شیرین و بے زحمت بداد
ترجمہ	ابر موسے نے جو کہولے اپنے پر		بے مشقت رزق بخشا سر بسر

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ شروع ہوا ہے یعنے ابر آدمیون کو گیہون دیتا ہے کہ لوگ اُسے محنت و مشقت

سے پکائین اور لذیذ کہانے تیار کرین لیکن حضرت موسے کے ابر نے رحمت کی پر کہولدیئے تہے اور بنی اسرائیل کو پکا پکایا کہانا بلا محنت و مشقت دیا کرتا تہا لیکن اونہون نے ناشکری کی اور طعام غیبی منقطع ہوگیا۔

	از برائے پختہ خواران کرم	رحمتش افراخت در عالم علم
ترجمہ	تہا برائے مستحقان کرم	سربلند اللہ کی رحمت کا علم
	تا چہل سال آن وظیفہ وان عطا	کم نشد یکروز زان اہل رجا
ترجمہ	وہ عطائے حق رہی چالیس سال	بے کم و نقص اور بے خوف زوال

شرح کرم سے طعام آسمانی مراد ہے یعنے آسمان کا پکا ہوا کہانا کہانے والون (بنی اسرائیل) کے لیئے رحمت الہی نے عالم مین اپنا علم بلند کر رکہا تہا یعنے تمام زمانہ مین یہ مشہور ہوگیا تہا کہ بنی اسرائیل کے لیئے پکے پکائے کہانے آسمان سے آتے ہین یہ وظیفہ اور عطائے الہی اُن امیدوارون (بنی اسرائیل) سے چالیس برس تک منقطع نہوا

	تا ہم ایشان از خسیسی خاستند	گندنا و تره و خس خواستند
ترجمہ	انہین سے حاضر ہوئے سفلہ صفات	اور مانگا ساگ لہسن گہاس پات

شرح خسیسی بمعنے دنائت و کمینگی و ذلت پسندی ہے۔ یعنے آسمانی کہانا چالیس برس تک منقطع نہوا یہانتک کہ انہین بنی اسرائیل مین سے بعض شخص اپنی کمینگی کے سبب اُٹہے۔ اور حضرت موسے سے لہسن اور ہری ترکاریان اور ساگ پات مانگنے لگے۔ اور غیبی کہانے کی جو بلا محنت ملتا تہا کچھ قدر نکی۔

	جملگی گفتند با موسے ز آز	بقل و قثاء و عدس سیر و پیاز
ترجمہ	یہ کیا موسے سے پہر از روئے آز	چاہیئے ککڑی مسور اور ساگ پیاز
	زان گدا روئی و حرص و آز شان	منقطع شد من و سلوے ز آسمان
ترجمہ	انکی حرص اونکی گدائی کے سبب	من و سلوے ہوگیا موقوف سب

شرح یعنے بنی اسرائیل کی فقیری اور حرص طمع کے باعث آسمان سے من و سلوے اُترنا موقوف ہوگیا فائدہ چونکہ ابتدائے کتاب مین ہم اس قصہ کو مفصل لکہہ چکے ہین اسلیئے یہان مکرر نقل کرنے کی ضرورت نہین ہے

	امت احمد کہ ہستند از کرام	ہست باقی تا قیامت آن طعام
ترجمہ	امت احمد مین ہین جو ذوالکرام	اونکو ملتا ہے ہمیشہ وہ طعام

شرح یعنے گو من و سلوے منقطع ہوگیا ہے مگر امت احمد کے لیئے جو کہ بزرگون یعنے بہترین امم مین سے ہے یہ آسمانی کہانا قیامت تک باقی ہے یا یہ معنے ہین کہ امت احمد مین جو لوگ کہ خواص مین سے ہین وہ قیامت تک من و سلوے کہاتے رہینگے پہلی صورت مین کاف بیانیہ ہے اور دوسری حالت مین کہ بمعنے ہر کہ اور چونکہ پہلی صورت مین

امت سے خواص امت مراد ہیں اسلیئے دونو معنو نکا مآل ایک ہے۔ اور مطلب ہر دو متحد ہے۔

	چون اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ فاش شد		یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ کنایت زاش شد
ترجمہ	سن اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ کا حصول		یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ ہے خود قول رسول

شرح لفظ زاش یا تو بمعنے ازان ہے یا کنایت زا اسم فاعل ترکیبی ہے اور ضمیر شین طعام آسمانی کی طرف راجع ہے اور یہ شعر اس حدیث کا اقتباس ہے جو بخاری و مسلم مین موجود ہے یعنے جبکہ پیغمبر علیہ السلام نے صوم وصال یعنے نہ کے روزے رکھنے سے منع فرمایا تو ایک شخص نے یہ کہا کہ یارسول اللہ آپ بھی تو کے روزے رکھتے ہین آپنے جواب دیا اَیُّکم مثلی اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ یعنے اے لوگو تم میرے برابر نہین ہو سکتے مین اپنے خدا کے پاس رات گزارتا ہون وہ مجکو کھانا پلا دیتا ہے۔ مطلب شعر یہ ہے کہ حدیث اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ صحیح اور مشہور ہے اور اسمین کھلانے پلانے سے اسی طعام آسمانی کی طرف اشارہ ہے جو خواص کے لیئے پکا پکایا اُترتا ہے۔

	ہیچ بے تاویل این را در پذیر		تا در آید در گلو چون شہد و شیر
ترجمہ	تو بلا تاویل کر اسکو قبول		تاکہ ہو یہ خوشگوار اے بوالفضول

شرح اہل ظاہر نے حدیث مذکورۂ بالا کے معنے بیان کرتے وقت یہ کہا ہے کہ اس کھلانے پلانے سے جو اللہ تعالے اپنے رسول کو کھلاتا پلاتا تھا کوئی واقعی کھانا مراد نہین ہے بلکہ خداداد قوت مراد ہے جو رسول کو صوم وصال (نہ کے روزے) رکھنے کے لیئے غیب سے عنایت ہوتی تھی اور ہر خاص و عام کو نہین ملتی مگر مولانا ایسی تاویل کو منع کرتے ہین یعنے ایخاطب بغیر کسی تاویل کے اس حدیث کے مضمون کو قبول کرلے تاکہ طعام و شراب غیبی تیرے حلقوم مین شیر و شکر کی طرح جا پہنچے اور اگر تاویل کرکے بمعنے قوت لیگا تو یہ طعام و شراب تیرے حلقوم سے دور رہیگا کیونکہ تجھے جس چیز کے واقعی ہونیکا یقین ہی نہین وہ تیرے حلق تک کیونکر پہنچ جائیگی نکتہ اگر کوئی یہ کہے کہ جب طعام و شراب سے حقیقی کھانا پینا مراد ہے تو پیغمبر کے صوم وصال کے کیا معنے ہوئے اسکا جواب یہ ہے کہ دنیوی کھانا پینا روزہ کو توڑتا ہے اور غیبی طعام و شراب منافی صوم نہین ہے۔

	زانکہ تاویل ست رد آن عطا		چونکہ بیند آن حقیقت رد خطا
ترجمہ	کیونکہ ہے تاویل رد ید عطا ✤		مان لینا ہے حقیقت کو خطا

شرح یعنے ہر جگہ تاویل کرنی اسلیئے ممنوع ہے کہ تاویل عطائے الٰہی کے رد کرنے کو کہتے ہین۔ تاویل وہین کرنی چاہیئے جہان کسی کلام کے حقیقی معنے نہ بنتے ہون یا کوئی مرجح نپایا جائے اور جبکہ حضرت موسے پر بلا تاویل واقعی پکا پکایا کھانا اُترتا تھا تو پیغمبر کے کھانے پینے کو بمعنے قوت باطنی لینا بیجا تاویل یعنے عطائے الٰہی کا رد کرنا ہے یعنے سہو یہ کہتے ہین کہ خدا نے اپنے خوان عطا سے پیغمبر کو پکا پکایا کھانا کھلایا پلایا اور تو یہ کہتا ہے کہ

کہلانے پلانے سے سرد قوت عطا کرتی ہے تو گویا تو نے عطائے الٰہی کو رد کیا اور اس تاویل کی ضرورت پیدا ہوی کہ تاویل کرنے والا اس کہانے پینے کے حقیقی معنون کو بینے برخطا دیکھتا ہے حالانکہ یہ سراسر اسی کی عقل کا قصور اور اسیکی خطا ہے کیونکہ شریعت وطریقت کے باریک مسائل اور لطیف اسرار ہر شخص کی سمجھ مین نہین آتے۔

	ان خطا دیدن ز ضعف عقل اوست		عقل کل مغز ست و عقل جزو پوست
ترجمہ	دیکھنا اسکو خطا ہے ضعف عقل		عقل کل ہے عقل عقل جزو۔ نقل

شرح یعنے حقیقی معنون کو مبنی بر خطا سمجھنا تاویل کرنے والے کی ضعف عقل کے سبب سے ہے وہ عقل کل (نبی یا ولی) تو ہے ہی نہین جو سر بسر مغز اور مجسم دانائی ہوا کرتے ہین بلکہ عقل جزوی رکھتا ہے جو بالکل پوست یعنے بے مغز ہے۔ اسیلئے طعام وشراب غیبی کے حقیقی معنے نہین سمجھ سکتا۔ فائدہ سیوطی نے سلمۃ بن نفیل سے خصائص محمدیہ مین یہ حدیث نقل کی ہے کہ ہم پیغمبر خدا کے پاس بیٹھے ہوے تھے ناگاہ ایک شخص نے پوچھا کہ یارسول اللہ آپ پر کبھی آسمان یا جنت سے بھی کھانا اترا ہے آپنے فرمایا ہان گرم کھانا۔ انگیٹھی مین۔ کہا ہوا اسنے پوچھا کہ انمین کا بچا ہوا کھانا کیا ہوا۔ آپنے فرمایا کہ آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا۔ نیز کتاب سیرۃ الرسول مین ہے کہ تقی الدین بن مخلد صاحب مسند نے ابکبار پیغمبر کو خواب مین دیکھا کہ آپ انہین دودھ پلاتے ہین تقی الدین نے اسکی تصدیق اسطرح کی کہ صبح کو تے کردی اور اس تے مین دودھ نکلا۔ اسسے نکلتا ہے کہ پیغمبر علیہ السلام اور انکے تابعین پر طعام وشراب غیبی نازل ہوتا ہے تاویل کرکے اسکو بمعنے قوت نہ لینا چاہیے۔

	خویش را تاویل کن نہ اخبار را		مغز را بد گوے و نے گلزار را
ترجمہ	اپنی کر تاویل اور خبرونکو چھوڑ		گل ہین خوشبو دار اپنا مغز پھوڑ

شرح یعنے اے مخاطب اپنے نفس کو اخبار (احادیث رسول اللہ) کے مطابق کر احادیث کی تاویل اپنے نفس کے مطابق نکر اور اگر تجھے پھولون کی خوشبو نہین آتی تو اپنے مغز (قوت شامہ) کو برا کہہ گلزار کی برائی بیان نہ کر دوسرا مصرع پہلے کی تمثیل ہے۔ یعنے تاویل کرنا ایسا ہے جیسا اپنی بد دماغی کے باعث پھولون کو برا کہنا۔

	اے علی کہ جملہ عقل و دیدہ		شمہ واگو از انچہ دیدہ
ترجمہ	اے علی تو عین عقل و دیدہ ہے		مجھسے کہدے تونے دیکھی جو شے

شرح یہان سے پہلوان کافر اور علیؓ کا قصہ شروع ہوگیا ہے یعنے پہلوان نے کہا کہ اے علیؓ آپ مجسم عقل اور جسیم عرفان وحقیقت ہین آپنے میرے قتل نہ کرنے مین جو کچھ مصلحت دیکھی ہے اسکا تھوڑا ہی سا حصہ بیان فرمادیجئے

	تیغ حکمت جان ما را چاک کرد		آب علمت خاک ما را پاک کرد
ترجمہ	جان ہے صد چاک تیغ حلم سے		پاک ہے تن تیرے آب علم سے

شرح یعنے اے علیؓ آپ کے حلم و بردباری کی تلوار نے مجھے باطنی طور پر شہید کر دیا ہے یعنے میں آپ کے حلم پر قربان ہو گیا ہوں۔ اور آپ کے بحر علم نے میری خاک کو کفر و جہالت نجاست سے پاک کر دیا ہے بالکل دھو دیا ہے کیونکہ آپ باب مدینہ علم ہیں آپکے اخلاق حمیدہ کے اثر نے مجھے آپکا بندۂ بے دام اور سچا غلام بنا لیا ہے

	باز گو دانم کہ این نے اسرار ہوست		**زانکہ بے شمشیر کشتن کار اوست**
ترجمہ	مجھسے کہدیجے یہ ہے اسرار حق		قتل بے خنجر ہے بیشک کار حق

شرح یعنے پہلوان کہتا ہے کہ اے علیؓ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ یہ بلا شمشیر ظاہری مجھے مار ڈالنا یعنے تیغ علم سے مسخر کر لینا اسرار الٰہی میں سے ہے۔ آدمی کا کام نہیں۔ بلکہ ایک راز الٰہی ہے جو آپ کے وسیلہ سے ظاہر ہوا ہے لیکن آپ اپنی زبان سے بھی تھوڑا بہت اس راز کو ظاہر فرما دیں تاکہ میری تسلی ہو جائے

	صانع بے آلت و بے جارحہ		**واہب این ہدیہائے رائحہ**
ترجمہ	صانع بے واسطہ ہے وہ ضرور		ہدیے دیتا ہے بہت اے پر شعور

شرح یہاں سے پھر مولانا کا مقولہ شروع ہے یعنے اللہ تعالےٰ صانع حقیقی ہے کہ بلا وسیلۂ ظاہری اور بلا واسطۂ دست و بایہہ خوشبو دار تحفے (ایمان و عرفان جو دماغ روح کو معطر کرتے ہیں) لوگوں کو بخشتا ہے جیسا کہ اس کافر پہلوان کو بغیر سبب ظاہری تحفۂ ایمان عطا فرما دیا۔

	صد ہزاران مے چشاند روح را		**کہ خبر نبود دل مجروح را**
ترجمہ	بخشتا ہے وہ شرابین روح کو		کیا خبر اُنکی دل مجروح کو
	صد ہزاران روح بخشد ہوش را		**کہ خبر نبود دو چشم و گوش را**
ترجمہ	روح ایسی بخشتا ہے ہوش کو		کب خبر ہوتی ہے چشم و گوش کو

شرح لفظ مے بمعنے شراب سے شراب محبت و عرفان اور ہوش سے عقل کلی مراد ہے جو انبیاء و اولیا کو نصیب ہوتی ہے مطلب یہ کہ اللہ تعالےٰ انبیا و اولیا کی روح کو اسرار قدسیہ اور تجلیات غیر متناہی کی ایسی شرابین پلاتا ہے جسکی خبر دل کو نہیں ہوتی اور اُنکی عقل کو ایسی روح عنایت کرتا ہے جسکی خبر حواس ظاہرہ کو نہیں ہوتی کیونکہ حواس ظاہرہ عالم کثرت سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور حواس باطنہ عالم قدس اور عالم قرب الٰہی سے متعلق ہیں

	باز گو اے باز عرش خوش شکار		**تا چہ دیدی این زمان از کردگار**
ترجمہ	ہاں بتا دے مجکو باز عرش رب		کیا دکھایا ہے تجھے خالق نے اب

شرح یہ اشعار مولانا کی زبان سے اُسی پہلوان کا مقولہ ہیں یعنے اے علیؓ تم شہباز عرش الٰہی اور اسرار و معارف کے اچھی طرح شکار کرنے والے ہو تمہاری پرواز عرش تک ہے یہ بتا دو کہ میرے قتل نہ کرنے میں اللہ تعالےٰ

کی طرف سے تمہین کیا مصلحت نظر آئی اس خاص مصلحت کو از راہ بندہ نوازی مجھپر ظاہر فرما دیجئے۔

	چشم تو ادراک غیب آموختہ	چشمہائے حاضران بر دوختہ
ترجمہ	تیری آنکھین رکھتی ہین ادراک غیب	اور ہے غیرونمین اندھے پن کا عیب

شرح یعنے اے علی آپ کی آنکھہ نے حالات غیب معلوم کرنے سیکھہ لیے ہین اور دیگر حاضرین کی آنکھین سلی ہوی ہین۔ بند ہین یعنے غیرونکو وہ غیبی اسرار ہرگز نظر نہین آتے جو آپکو معلوم ہین۔

	آن یکے ماہے ہمے بیند عیان	وان یکے تاریک مے بیند جہان
ترجمہ	ایک کو اک چاند آتا ہے نظر	دوسرا اندھا ہے گویا سر بسر
	وان یکے سہ ماہ مے بیند بہم	این سہ کس بنشستہ یک موضع رغم
ترجمہ	تیسرے کے روبرو ہین چاند تین	ایک موضع کے ہین تینون ہمنشین

شرح یہ دونو شعر جو بطور قطعہ بند ہین گزشتہ شعر کی دلیل ہین اور کئی کئی معنے رکھتے ہین اول یہ کہ اے علیؓ تمام حاضرین (اہل دنیا) کی آنکھین اسلیے سلی ہوی ہین کہ لوگون کی تین قسمین ہین ایک وہ جو صرف ایک ماہ شریعت کو دیکھتا ہے یہ شخص طریقت اور حقیقت کی جانب سے نظر دوختہ ہے دوسرا وہ جو سارے جہان کو تاریک دیکھتا ہے (یعنے کافر و فاسق ہے) یہ بالا دلے نظر دوختہ ہے تیسرا وہ جو تین چاند (قمر شریعت و طریقت و حقیقت) اکٹھے دیکھہ رہا ہے مگر یہ مرتبہ معرفت سے نظر دوختہ ہے یہ تینون قسم کے لوگ ایک خاک آلودہ اور ذلیل جگہ بیٹھے ہوے ہین یعنے عالم دنیا مین پائے جاتے ہین لیکن اے علیؓ آپ مقام معرفت طے کیے ہوے ہین اسلیے یہ تینون قسمون کی لوگ آپ کے مقابلہ مین نظر دوختہ ہین دوم یہ کہ ان اشعار مین اس حدیث کا اقتباس ہے جو انس بن مالک سے مروی ہے پیغمبر علیہ السلام کا قول ہے کہ آخر زمانہ مین میری امت کے تین فرقے ہو جائینگے ایک وہ جو خدا کے خالص عبادت کریگا دوسرا وہ جو عبادت ریائی بجا لائیگا۔ تیسرا وہ جو کمانے کھانے کے لیے عابد و زاہد بنے گا پہلا فرقہ تین چاند (قمر شریعت و طریقت و حقیقت) اکٹھے دیکھہ رہا ہے اور دوسرا صرف ایک چاند (قمر شریعت) کا مشاہدہ کر رہا ہے اور تیسرا بالکل اندھا اور محجوب ہے لیکن اے علیؓ تیرے مقابلہ مین سب نظر دوختہ ہین کیونکہ تو صاحب عرفان ہے نیز ان دو شعرون مین مراتب ثلثہ (جمع تفرقہ۔ جمع الجمع) کی طرف اشارہ ہے صوفیون کی اصطلاح مین جمع کے یہ معنے ہین کہ آدمی کثرت مین ذات یکتائی حق کا مشاہدہ کرے۔ آن یکے ماہے ہمے بیند عیان اسکی طرف اشارہ ہے۔ اور تفرقہ فقط مشاہدہ کثرت ہے بلا مشاہدہ حق جو اہل غفلت اور محجوبون کو حاصل ہے اور آن یکے تاریک مے بیند جہان اسکی طرف اشارہ ہے۔ اور جمع الجمع اسکو کہتے ہین کہ ذات واحد کا مشاہدہ کثرت خلق مین ہو اور کثرت خلق کا وحدت حق مین اسوقت

خلقت کا بہی مشاہدہ ہوا۔ اور حق کا بہی اور اتحاد خلق با حق کا بہی گویا یہ تین چاند ہین اس جمع الجمع کے مرتبہ مین دید حق دو وجہ سے ہے ایک دید حق در خلق اور ایک دید حق در حق اور دید خلق صرف ایک وجہ سے وہ یہ ہے کہ دید خلق در حق۔ اور چونکہ خلق خلق کا آئینہ نہین ہے اسلیئے دید خلق در خلق ناممکن ہے مطلب یہ کہ اے علی صاحبان مرتبہ جمع و تفرقہ و جمع الجمع آپ کے مقابلہ مین نظر دوختہ ہین کیونکہ آپ ان تینون مرتبون سے برتر اور صاحب عرفان اور فنا فی اللہ ہین **چہارم** یہ کہ تین چاند سے مشاہدۂ ذات و افعال و صفات مراد لیا جاے یعنے تین چاند کے دیکہنے والے وہ شخص ہین جو اپنی ذات و افعال و صفات کو ذات و افعال و صفات حق مین فانی دیکہتے ہین۔ اور ہر ذات کو فرع ذات حق اور صفات اور افعال کو فرع صفات و افعال حق جانتے ہین اس تاویل سے ایک چاند کا دیکہنے والا وہ ہے جو فقط توحید کو جانتا ہے اور جہان کو تاریک دیکہنے والا وہ ہے جو کافر یا فاسق ہے کہ اُسے کچہ بہی نظر نہین آتا **پنجم** یہ کہ ایک چاند کے دیکہنے والے سے موحد مسلمان اور جہان کو تاریک دیکہنے والے سے ملحد اور دہریے اور تین چاند دیکہنے والے سے نصارے مراد ہین کیونکہ تمام جہان انہین تین طریقون کا پابند ہے۔ یا موحد و مسلمان ہین یا ملحد اور منکرین صانع یا مشرک۔ چونکہ شرک عام ہے اسلیئے تمام مشرک نصارے کے ساتہ شامل ہین مطلب یہ ہے کہ اے علی جو کچہ آپ کو نظر آرہا ہے وہ اور حاضرین محفل دنیا کی آنکہون کو نظر نہین آتا۔ کیونکہ حاضرین دنیا مین سے کوئی ایک چاند کا دیکہنے والا ہے کوئی تین چاند کا۔ اور کوئی بالکل اندہا ہے اسلیئے میرے قتل نہ کرنے مین جو کچہ مصلحت آپ نے دیکہی ہوگی وہ دوسرے کو نظر نہین آسکتی **ششم** یہ کہ محفل دنیا مین لوگ حقیقت حال کو معلوم نہین کر سکتے مثلاً ایک شخص کو آسمان پر ایک چاند نظر آتا ہے حالانکہ چاند کا وجود ہی نہین ہوتا دوسرے کو ایک چاند کے تین نظر آتے ہین اور تیسرا بالکل اندہا ہے اے علی آپ حقیقت حال سے آگاہ ہین میرے قتل نہ کرنے کی حکمت کو بیان فرما دیجے۔ رغم بفتحتین صفت مشبہ ہے مشتق از رغم یعنے خاک آلودہ شدن و خوار شدن بعض نسخون مین رغم کی جگہ نعم ہے نعم حرف ایجاب ہے بمعنے ہان

	چشم ہر سہ باز و چشم ہر سہ تیز		در تو آمیزان و از من در گریز
ترجمہ	آنکہین سبکی ہین کشادہ اور تیز		تجہ سے ملکر مجہ سے کرتے ہین گریز

شرح یعنے اے علیؓ ان تینون فرقون کے حواس درست ہین اور ظاہری آنکہین کہلی ہوی ہین لیکن فرق یہ ہے کہ مرئی (منظور نظر) اور مطلوب ایک کو حاصل ہے ایک کو نہین اور ایک کو اعلےٰ درجہ کا حاصل ہے مگر آپکا مرتبہ ان تینون فرقون سے بالاتر ہے اسلیئے مین آپ ہی کی زبان سے انکشاف راز چاہتا ہون دوسرے مصرع مین لفظ من و تو سے اگر ذات مبارک علیؓ اور نفس پہلوان مراد ہے۔ تو یہ معنے ہین کہ

اے علی ان تینون قسمون کے لوگون کی آنکھین گو ظاہر مین کھلے ہوے ہین مگر تیری طرف لگی ہوی ہین اور مجھے دور بہاگتے ہین یعنے تو از راہ کشف ان اصحاب مراتب ثلثہ کا حال جانتا ہے کہ فلان شخص کس مرتبہ کا ہے اور فلان کس مرتبہ کا مین نہین جانتا۔ اور اگر تو سے عوام اور من سے خواص مراد ہین تو یہ مطلب ہوا کہ ایمخاطب عام ان تینون فرقون کی آنکھین تجھسے متعلق ہین کیونکہ تو انکا ہمسر اور ہمچشم اور مد مقابل ہے اور خواص سے بہاگتی ہین کیونکہ خواص کا رتبہ ان تینون مرتبون سے بڑہکر ہے اسلیئے ان مراتب ثلثہ کے لوگ اُنسے آنکھ نہین ملا سکتے نیز من و تو سے بلا تخصیص و تعمیم جمیع متعینات مراد ہو سکتے ہین یعنے اے علیؓ ان تینون فرقون کی آنکھین کسی چیز سے ملکر اسکی کیفیت معلوم کر لیتی ہین اور کسی چیز سے گریز کر جاتی ہین بہر حال انمین نقصان ہے اور آپ مجسم کمال ہین کیونکہ آپ از روے کشف اُن حالات سے آگاہ ہین جنسے غیر ناواقف ہین

	سحر عینست این عجب لطف خفیست		بر تو نقش گرگ و بر من یوسفیست
ترجمہ	یہ کوئی جادو ہے یا لطف خفی		گرگ ہے وہان یان ہے نقش یوسفی

شرح یعنے اے علیؓ یہ آنکھون پر جادو یا عجب طرح کی کوئی پوشیدہ حکمت ہے کہ جس کسی کو مطلوب حقیقی حاصل ہے خلق اُسکی نظر مین یوسف ہے وہ مخلوق کو اسلیئے دوست رکھتا ہے کہ آئینہ خلق مین اُسکے حسن کو دیکھتا رہتا ہے کیونکہ جلوۂ حسن حق تمام موجودات مین ہے اور جسکو مطلوب حقیقی حاصل نہین ہے اُسکے نزدیک مخلوق مانند دشمن ہے کیونکہ المرء عدو ما جہلہا یعنے آدمی جس چیز کو نہین جانتا اُسکا دشمن ہوا کرتا ہے یہ معنے اُس صورت مین ہین کہ من و تو سے عام متعینات و مخلوقات مراد ہو اور اگر ذات علی و نفس پہلوان مراد ہے تو یہ معنے ہین کہ اے علیؓ یہہ عجیب سحر اور عجب طرح کا لطف الٰہی ہے کہ میری قتل کا ارادہ تم پر نقش گرگ یعنے صورت قبیح مین ظاہر ہوا اور مجھپر صورت یوسف مین۔ یعنے اچھی صورت مین کیونکہ آپ کے صرف قتل کے ارادہ سے مجھے ایمان نصیب ہوا ہے **فائدہ** سحر العین وہ شے ہے کہ صرف آنکھین اُسکا سبب نہ دیکھ سکین۔ اور لطف خفی یہ کہ اُسکا سبب کسی حواس کے ذریعہ سے نہ معلوم ہو سکے۔ اس اعتبار سے لطف خفی سحر سے اعلے درجہ کی چیز ہے

	عالم از ہجدہ ہزارست و فزون		ہر نظر را نیست این ہجدہ زبون
ترجمہ	گرچہ یہہ عالم ہے اٹھارہ ہزار		ہر نظر پر کب ہین اسرار آشکار

شرح یعنے اے علیؓ اگرچہ عالم اٹھارہ ہزار یا اس سے بھی زیادہ ہے لیکن ایسا ضعف نہین ہے کہ ہر نظر اُسکا مشاہدہ کر سکے۔ بلکہ تمام عالمون کا مشاہدہ فقط ولی یا غوث یا قطب یا صحابہ یا رسول کو حاصل ہوا کرتا ہے اٹھارہ ہزار عالم سے اقسام عالم کی کثرت مراد ہے مثلاً عالم انسانات عالم حیوانات عالم نباتات عالم جنات عالم حور و قصور عالم ملائکہ عالم عقبا عالم برزخ عالم جنت و دوزخ وغیرہم۔

	راز بگشا اے علی مرتضےٰ	اے پس سوء القضا حسن القضا	
ترجمہ	کھولدی راز اے علی مرتضےٰ	تو بدی کے بعد ہے حسن القضا	

شرح سوء القضا (بُری تقدیر) سے بغض اسلام اور حسن القضا (اچھی تقدیر) سے محبت اسلام مراد ہے یعنے پہلوان کہتا ہے کہ اے علی آپ کے سبب مجھے بُری تقدیر کے بعد اچھی تقدیر حاصل ہوگئی ہے یا آپ میرے لیئے سوء القضا (اضطراری موت) کے بعد حسن القضا (روحانی زندگی اور حیات ابدی) کا باعث ہوگئے ہین میرے قتل نہ کرنے کا راز ظاہر کردین۔ اس شعر سے پھر قصہ کی طرف رجوع ہوا ہے۔

	یا تو دا گو آنچہ عقلت یافتست	یا بگویم آنچہ بر من تافتست	
ترجمہ	آپ کہدین آپ نے سمجھا ہے کیا	یا بتادون جو مجھ پر چمکا ہے کیا	

شرح یعنے اے علیؓ یا تو آپ میرے قتل نہ کرنے کا وہ سبب بتائین جو آپ کی عقل مبارک نے معلوم کیا ہے یا مجھے ارشاد کیجیے کہ مین اُس نور الٰہی کا اظہار کردون جو آپ کے سبب یا آپ کی طرف سے مجھ پر چمکا ہے

	از تو بر من تافت چون داری نہان	مے فشانی نور چون مہ بے زبان	
ترجمہ	نور کو تم رکھ نہین سکتے نہان	نور افشان مثل مہ ہو بے زبان	

شرح یعنے اے علیؓ آپ کی طرف سے نور باطنی مجھ پر چمک چکا ہے پھر آپ ایسے نور کو جو بلا تکلف دوسری پر چمک جائے جیسا کیونکر سکتے ہین کیونکہ جسطرح چاند بلا تکلم نور افشانی کرتا رہتا ہے اسیطرح آپ خاموش ہین مگر آپ کا نور مجھ پر چمک رہا ہے جس سے میرے باطنی ظلمت کافور ہوگئی ہے۔

	لیک اگر در گفت آید قرص ما	شب روان را زود تر آرد براہ	
ترجمہ	ہو منور رات کو گر قرص ماہ	شب رو دونکو جلد تر ملجائے راہ	

شرح یعنے اگرچہ چاند بلا تکلم ہی نور افشانی کرتا رہتا ہے لیکن اگر کلام کرنے لگے (یعنے پورا پورا ظاہر ہوجائے) تو پچھلی رات سے چلنے والے مسافر دن کو رستے سے لگا دیتا ہے یعنے مسافر گہری چاندنی دیکھکر چل پڑتے ہین چاند کے کلام کرنے سے اسکا ظاہر الدلالت ہونا اور خوب روشن ہوکر لوگون کو سیدہا رستہ دکھانا مراد ہے

	از غلط ایمن شوند و از ذہول	بانگ مہ غالب شود بر بانگ غول	
ترجمہ	گمرہی سے دور ہون وہ سربسر	بانگ مہ غالب ہو بانگ غول پر	

شرح یعنے جب چاند اچھی طرح نکل آتا ہے تو مسافر رستہ کی غلطی اور بھول سے بخوف ہوجاتے ہین اور چاند کی آواز (روشنی) غول بیابانی کی خوفناک آواز (شور) پر غالب آجاتی ہے یعنے چودھویں کا چاند اور جن بھوت کا کچھ خوف نہین رہتا اور یہ فطرتی بات ہے کہ چاند کی روشنی مین راہ گیر کو خوف نہین معلوم ہوتا

	ماہ بے گفتن چو باشد رہنما	چون بگوید شد ضیا اندر ضیا	
ترجمہ	چاند بغیر گفتگو کے رہنما ہے جب	ہو گیا گویا تو بالکل ہے ضیا	

شرح یعنے جبکہ چاند بغیر کلام کیے (تھوڑی سی روشنی کی حالت) مین رہنما ہوجاتا ہے پھر جب کلام بھی کرنے لگے (خوب روشن ہوجائے) تو نور علے نور ہوجائے گا باطنی مطلب یہ ہے کہ مرشد کامل جو ہر طریقہ سے جب اپنے انوار باطن کا فیضان کرتا ہے تو سالک کعبۂ مقصود اور بیت المقدس عرفان تک پہنچ جاتا ہے اور راہ سلوک کی خلل سے امن اور فضلت سے محفوظ ہو جاتا ہے اور جب ارشاد زبانی اور انوار باطنی دونو سے سالک کو فائدہ پہنچاتا ہے تو اسکے حق مین نور علے نور ہوجاتا ہے پھر سالک غول بیابانی (نفس و شیطان اور جھوٹے مشائخ) کا شکار نہین ہوتا۔

	چون تو بابی آن مدینۂ علم را	چون شعاعی آفتاب حلم را	
ترجمہ	اے علیؓ تم باب شہر علم ہو	اور شعاع آفتاب حلم ہو	

شرح یعنے اے علیؓ چونکہ آپ مدینۂ علم کے دروازے اور آفتاب حلم (پیغمبر علیہ السلام) کی شعاع ہین اور آپ کو بطفیل رسول مقبول علم لدنی حاصل ہے اسلیئے میرے قتل نہ کرنے کے راز کو کھولدیجئے۔ یہ شعر ساز بخشائے علی مرتضے کے متعلق ہے۔ اور اوسی کے مضمون کی تاکید ہے

	باز باش اے باب بر جو بائے باب	تا رسند از تو فشور اندر لباب	
ترجمہ	کھل کہین جلدی سے باب علم لغز	تاکہ پہنچے پوست سب ہو جائین مغز	

شرح پہلوان کہتا ہے کہ اے باب مدینۂ علم (اے علیؓ) جویائے باب اسرار کے (یعنے میرے) لیئے کھلجا اور وا ہو جا۔ تاکہ تیری بدولت پوست جو سراسر بے مغز ہین مغز ہونے کے مرتبے کو پہنچ جائین یعنے آپ کے ارشاد سے اجسام خاکی حقیقت و معرفت اور مرتبۂ فنا فی الذات تک جا پہنچین۔ فشور جمع قشر یعنے پوست اور لباب جمع لب یعنے مغز ہے۔ اور یہ دونون عربی لفظ ہین۔

	باز باش اے باب رحمت تا ابد	بہر کاہ مالہ کفوا احد	
ترجمہ	اے در رحمت پناہی کھل کہین	منظر شان الٰہی کھل کہین	

شرح یعنے پہلوان حضرت علیؓ سے کہتا ہے کہ اے دروازہ رحمت تو ہمیشہ کے لیئے کھلجا۔ کیونکہ تو باب کا محل ظہور اسماء و صفات حق ہے اور اس ذات پاک کا منظر اتم ہے جسکا کفو اور ہمسر کوئی نہین۔

	ہر ہوا و ذرۂ خود منظرے ست	کے بگوید کو دل کانجا در ستے	
ترجمہ	ہر ہوا ہر ذرہ منظر خدا کا ہے	کون بولے کہ یہ در اوسکا ہے	

شرح یعنے تمام موجودات منظر حق ہین اُسکا جلوہ دریچۂ دل سے ہر شے مین نظر آتا ہے مگر جو دل کا اندہا ہی وہ ہرگز یہ نہین کہتا کہ دنیا مین اُسکے دیکہنے کا کوئی جہروکا موجود ہے بلکہ وہ منظر ہی کا منکر ہے اور اسیلئے اُسے منظور نظر نہین آتا۔ بعض نسخون مین ناکشادہ کے بود کا بجا درے ست ہے یعنے جسجگہ دروازہ ہوتا ہے ناکشادہ نہین رہتا۔ بلکہ منظور اُس منظر مین جلوہ دکہا ہی دیتا ہے یہان سے مولانا کا مقولہ ہے

	تا نہ بکشاید درے را دیدبان		در درون ہرگز نہ جنبد این گمان
ترجمہ	باب دل جبتک نکہولے دیدبان		دلمین آتا ہی نہین ایسا گمان

شرح یعنے جب تک اس راز کو کوئی دیدبان (صاحب دید یعنے مرشد کامل) نہ کہولیگا تیرے دل مین یہ گمان (ہر شے کا مظہر حق ہونا) ہرگز پیدا نہوگا کیونکہ اسکی تصدیق روشن ضمیری سے متعلق ہے۔

	چون کشاہ شد درے حیران شود		مرغ امید و طمع پران شود
ترجمہ	کہلگیا جب باب حیران ہو گیا		طائر امید پران ہو گیا

شرح یعنے جب بطفیل مرشد کامل کشف کا دروازہ کہلجاتا ہے تو سالک حیران ہوجاتا ہے (مگر یہ حیرت محمودہ ہے کیونکہ مشاہدہ کے باعث حاصل ہوی ہے) اور شاہدہ کی اُمید و طمع کا مرغ اُڑجاتا ہے کیونکہ جب مطلوب حاصل ہوجاتا ہے تو اُسکے ملنے کی طمع نہین رہتی۔ اور تحصیل حاصل پر عمل نہیں کیا جاتا۔

	غافلے ناگہ بویران گنج یافت		سوئے ہر ویرانہ زان پس مے شتافت
ترجمہ	ملگیا غافل کو ویرانہ مین گنج		سوئے ہر ویرانہ اب ہے محو رنج

شرح یعنے جس ناواقف نے ایک کہنڈر مین سے اتفاقاً خزانہ پالیا ہے وہ ہر کہنڈر کی طرف دوڑتا پہرا کرتا ہے اور یہ سمجہتا ہے کہ شاید اُس کہنڈر مین بہی خزانہ ہو اسیطرح سالک کا فرض ہے کہ جب ایک کہنڈر (مرشد کامل جو بظاہر خراب حال ہو) سے خزانہ معرفت حاصل کرلے تو دوسرے کہنڈر یعنے درویش کی خدمت مین جائے اور اسکی ظاہری حالت کو خراب دیکہکر نفرت نہ کرے۔ ورنہ محروم رہجائیگا

	تا ز درویشے نیابی تو گہر		کے گہر جوئی ز درویش دگر
ترجمہ	ایک سے گر تو ہو محروم گہر		خاک دیگا تجہکو درویش دگر

شرح یعنے جبکہ تو نے کسی پہلے درویش سے گوہر معرفت حاصل نہین کیا اور تجہے اس گوہر بے بہا کی قدر معلوم نہین ہوی تو دوسرے درویش سے کیا خاک حاصل کرسکیگا۔ اسیلئے گوہر عرفان حاصل کرنے کے لیے ہر درویش کو ٹٹولنا اور ہر کہنڈر کو کریدنا چاہیئے۔ ایک پہول کیلئے بہت سے کانٹے کہانے اور ایک لعل بے بہا کے لئے بہت سے پتہر پہوڑنے لازم ہیں ع مراعات صد کن برائے یکے۔

	سالہا گر من دوم با پائے خویش	گر نہ بردے اشکافد بینی ہائے خویش	
ترجمہ	سالہا گر پاؤں سے دوڑے گمان	دور جا سکتا نہیں ہے میری جان	

شرح یعنے اگر گمان اپنے پاؤں سے برسوں دوڑیگا تو بھی ناک کے نتھنوں سے آگے نہ بڑھ سکیگا مطلب یہ کہ صاحب گمان و وہم بلا مدد مرشد کامل مرتبۂ کمال و یقین کی جانب ہرگز ترقی نہیں کر سکتا۔ بلکہ پستی ہی مین رہتا ہے اور تنزل ہی کی حالت مین رہ کر انجام کار انتظاری موت کا شکار ہو جاتا ہے۔

	تا نہ بینی نایدت از غیب بو	غیر بینی ہیچ مے بینی بگو	
ترجمہ	غیب سے بینی مین گر آوے نہ بو	غیر بینی کچھ نہیں اے بیباک خو	

شرح یعنے جب تک تیری ناک مین گلشن غیب کے پھولون کی خوشبو نہ آئیگی تجھے بجز ناک کے اور کچھ نہ سوجھیگا یعنے برائے نام تیری ناک ہی ناک ہوگی مگر وہ ناک خوشبوئے غیب سے بے نصیب ہوگی۔

	سوال کردن آن کافر از علی رض کہ چون مرا ظفر یافتی شمشیر از دست چون نہادی		
ترجمہ	اس پہلوان کا حضرت علی سے یہ پوچھنا کہ مجھپر غلبہ پاکر آپنے مجھے قتل کیون نہ کیا اور تلوار کیون پھینکدی		

شرح یہان سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ طالب کو جو مسئلہ یا نکتہ معلوم نہ ہو اسکو مرشد کامل سے بار بار پوچھنا چاہیے اور سوال کرنے مین ہرگز نہ شرمائے کیونکہ ہر طرح کا علم سوال ہی کرنے سے ترقی کرتا ہے۔

سوال کردن آن کافر

	پس بگفت آن نو مسلمان ولی	از سر مستی و لذت با علی رض	
ترجمہ	پس یہ بولا وہ مسلمان ولی	از سر مستی و لذت اے علی	
	کہ بفرما یا امیر المومنین	تا بجنبد جان تن ہمچون جنین	
ترجمہ	یہ بتا دیجے امیر المومنین	روح کو حرکت ہو تا شکل جنین	

شرح یعنے اس نو مسلم پہلوان نے حضرت علی رض سے یہ کہا کہ اے امیر المومنین میرے قتل نہ کرنے کے راز کو بیان فرما دیجے تاکہ نفخ کلمات حضور سے میری روح کو جو بالفعل مردہ ہے وہ نئی زندگی حاصل ہو جیسے جنین کو ماں کے پیٹ مین ہوتی ہے مطلب یہ کہ مین آپکے جانفزا اقوال سے باعث نئے سرے سے زندہ ہو جاؤنگا

	ہفت اختر ہر جنین را مدتے	میکنند از جان نبوت خدمتے	
ترجمہ	تارے ہر بچے کی خدمت کرتے ہین	اور پھر نبوت نبوت کرتے ہین	
	چونکہ وقت آید کہ جان گیرد جنین	آفتابش آن زمان گردد معین	
ترجمہ	روح کا وقت آگیا جب بالیقین	آفتاب اسوقت ہوتا ہے معین	

شرح یعنے سات ستارے (سبعہ سیارہ) رحم مان کے پیٹ مین نو بت نوبت ہر بچے کی خدمت کرتے رہتے

ہین لیکن جب بچہ مین جان پڑنے کا وقت آتا ہے تو آفتاب اپنے ذمہ خدمت لیکر اسکا مددگار ہوجاتا ہے یہان سے آخر داستان تک تمام اشعار مولانا اور پہلوان ان دونونکا مقولہ ہوسکتی ہین

	چون جنین را نوبت تدبیر رُو		از ستارہ سوے خرشید آورد رو
ترجمہ	آگیا جب وقت تدبیر جنین		سوے خورشید فلک لے سہ جنین
	این جنین در جنبش آید ز آفتاب		کافتابش جان ہمے بخشد شتاب
ترجمہ	بچہ کو دیتا ہے حرکت آفتاب		بخشتا ہے زندگی اسکو شتاب

شرح پہلے شعر مین لفظ را قایم مقام اضافت ہے اور رو بمعنے ذات ، اور ضمیر او نوبت کی طرف راجع ہے یعنے جب تدبیر و ترتیب ذات جنین کی نوبت دیگر ستارون سے منتقل ہوکر خرشید کی طرف آجاتی ہے تو اُس بچہ مین تاثیر آفتاب سے حرکت یعنے جان پڑجاتی ہے اسیطرح سالک اکثر مشائخ یا اور علما سے تربیت پاتا رہتا ہے مگر اُسکو روحانی اور ابدی زندگی اُسی آفتاب سے ملتی ہے جسکا نام مرشد کامل ہے بخشتہ اکثر نجومیون اور شاعرون مین ستارون کی تاثیر مین مشہور ہین اسی لحاظ سے مولانا نے شہرت کا اعتبار کیا ہے ورنہ بچہ کی تربیت کے متعلق ستارون کی تاثیر قرآن و حدیث سے ثابت نہین ہے ۔ البتہ آفتاب کی تاثیر کا اشارہ کہین کہین پایا جاتا ہے ۔ اسلیئے مولانا نے آفتاب کی تربیت پر زور دیا ہے ۔

	از دگر انجم بجز نقشے نیافت		آن جنین تا آفتابے بر نتافت
ترجمہ	دوسرے تارون سے کچھ حاصل نہین		مہر ہی سے جان پاتا ہے جنین

شرح یعنے جسطرح اُس پیٹ کے بچہ کو دیگر ستارون سے بجز نقش وجود کے روح وغیرہ کچھ نہ ملی اور جان اسیوقت پڑی جبکہ آفتاب نے اپنا پرتو ڈالا اسیطرح سالک کو بلا ترتیب آفتاب شریعت و طریقت (مرشد کامل) زندگی حاصل نہین ہوسکتی یہ اُسی مضمون کی تشریح ہے اور اگر یہ اشعار پہلوان کا مقولہ ہین تو آفتاب سے مراد ذات علی ہے

	از کدامین رہ تعلق یافت او		در رحم با آفتاب خوبرو
ترجمہ	ربط کس رستہ سے ہے اے خوش خطاب		پیٹ مین بچہ فلک پر آفتاب

شرح یعنے ایمخاطب یہ بتا کہ آفتاب روشن سے ماں کے پیٹ مین بچہ نے کون سے رستہ سے تعلق پیدا کیا ہے کیونکہ بظاہر دونونمین بہت فاصلہ ہے ۔ اس پوشیدہ رستہ کی تشریح مولانا آیندہ اشعار مین خود فرماتے ہین

	آن رہِ پنہان کہ دور از حس ماست		آفتاب چرخ را بس راہہا ست
ترجمہ	حس سے پوشیدہ ہے وہ اے پرشعور		آفتاب چرخ کے رستے ہین دور

شرح یعنے اگر تجھے جواب نہین آتا تو ہم بتاتے ہین کہ بچے نے آفتاب کے ساتھ اُس پوشیدہ اور چور راستے

سے تعلق پیدا کیا ہے جو ہمین نظر نہین آتا ہماری معلومات سے دور ہے یعنے معنوی رستہ ہے کیونکہ آفتاب کو تعلق پیدا کرنے کے بہت سے طریقے معلوم ہین جنکی تفصیل آیندہ اشعار مین ہے۔

	آن رہے کہ سرخ سازد لعل را	وان رہے کہ برق بخشد نعل را
ترجمہ	لالی کرتا ہے وہ رستہ لعل کو	اور شعلہ بخشتا ہے نعل کو

شرح یعنے آفتاب کے معنوی تعلق پیدا کرنے کا وہ رستہ ہے جو لعل کو سرخ رنگ کر دیتا ہے اور نعل اسپ یعنے لوہے کو پتھر پر گرنے سے بجلی یعنے شعلے عنایت کرتا ہے **فائدہ** علم طبعیات مین تشریح ہو چکی ہے کہ پتھر پر لوہا مارنے سے جو آگ نکلتی ہے یہ آفتاب ہی کی تاثیر کا نتیجہ ہے۔

	آن رہے کہ پختہ سازد میوہ را	وان رہے کہ دل دہد کالیوہ را
ترجمہ	پختہ میوے ہوتے ہیں اوس راہ سے	احمق اچھے ہوتے ہین اوس راہ سے

شرح یعنے آفتاب کا یہ معنوی طریقہ وہ ہے جو میوون کو پختہ کر دیتا ہے۔ اور کالیوہ (احمق و مجنون) کو قوت قلبی عطا کرتا ہے اور اونکے مرض کو کم کر دیتا ہے **فائدہ** یہ ظاہر ہے کہ اکثر میوے حرارت آفتاب کے باعث پکتے ہے اور یہ بھی تجربہ ہے کہ احمق مغلوب العقل دیوانے اور پریشان آدمی کو اسکا مرض رات کو زیادہ ستاتا ہے اونکو حرارت آفتاب کے سبب کم ہو جاتا ہے ان اشعار کا معنوی مطلب یہ ہے کہ جسطرح آفتاب فلک اشیائے مذکورہ بالا سے معنوی تعلق پیدا کرکے انہین مرتبۂ کمال پر پہنچا دیتا ہے اسیطرح آفتاب کون و مکان خالق زمین و زمان بندون سے اور آفتاب ہدایت (مرشد کامل) سالکون سے معنوی تعلق پیدا کرکے انہین کمال عرفان عنایت کر دیتا ہے مگر اس تعلق باطنی کا طریقہ ایسا مخفی ہے کہ ہماری عقل و حواس مین نہین آسکتا۔

	باز گو اے باز پر افروختہ	با شہ و با ساعدش آموختہ
ترجمہ	راز کہہ اے باز پر افروختہ	بازوئے شہ کا ہے تو آموختہ

شرح پھر قصہ کی جانب رجوع ہوا ہے یعنے پہلوان کہتا ہے اے علی تو ایسا شہباز ہے جسنے شکار عرفان کے لیئے اپنے پر کھول رکھے ہین اور بادشاہ کی مصاحبت مین اسکے بازو پر تربیت پائی ہے یعنے تجھے مراتب قرب بادشاہ حقیقی حاصل ہو چکے ہین خدا کے لیئے اس راز کو ظاہر کر دے۔

	باز گو اے باز عنقا گیر شاہ	اے سپاہ افگن بخود نے با سپاہ
ترجمہ	منہ سے بول اے باز عنقا گیر شاہ	تو سپاہ افگن ہے بیشک بے سپاہ

شرح یعنے اے علی آپ بادشاہ حقیقی کے ایسے شہباز ہین جو عنقائے اسرار الٰہی کا شکار کرتا رہتا ہے اور ایسے بہادر یعنے اسد اللہ الغالب ہین کہ بلا معاونت لشکر خود لشکر فگن اور سپاہ شکن ہین یعنے تنہا ہو کر کفار کو غالب رہتے ہین

اس راز سے مجھے آگاہ فرمایئے تاکہ آپ کی طفیل مین بھی واقف اسرار باطنی ہوجاؤن

	امت وحدی یکے وصد ہزار	باز گو اے بندہ بازت شکار	
ترجمہ	ایک ہو کر تم ہو گویا صد ہزار	مین تمہاری باز مغنے کا شکار	

شرح یعنے اے علی گو آپ باعتبار ظاہر ایک امت (یعنے شخص واحد) ہین لیکن باعتبار باطن لاکھہ آدمیون کے برابر ہین یا یہ کہ آپ اس حدیث کے مصداق ہین کہ ایک فقیہ ہزار عابدون سے زیادہ شیطان پر غالب آتا ہے یا یہ کہ آپ ظاہر مین ایک اور باطن مین مظہر اسما و صفات کثیرہ ہین آپ کے اس شہباز کا جو شکار اسرار و فعال کرتا رہتا ہے مین شکار ہو گیا ہون اب وہ راز بتا دیجے۔

	در محل قہر این رحمت ز چیست	ازدہا را دست دادن کار کیست	
ترجمہ	قہر کی جا مجھہ پہ کیون رحمت ہوی	ازدہا کا چھوڑنا کیا بات تہی	

شرح یعنے اے علی یہ بتائیے کہ اس قہر کے موقع پر آپنے مجھہ پر رحم کیون کیا اور آپکا ازدہا کو قوت یا مہلت دینا (یعنے مجھہ کو قتل نہ کرنا) فی الواقع کس کا کام ہے۔ یعنے آپنے اپنی جانب سے ایسا کیا ہے یا خدا کے اشارہ سے

	جواب گفتن امیر المومنین علی رض و سبب افگندن شمشیر از دست و ناجا کردن فعال	
ترجمہ	حضرت علی رض کا اس پہلوان کو جواب دینا اور تلوار پھینک دینے کا سبب بیان کرنا اور بندہ کا افعال مین ناچار ہونا	

	گفت من تیغ از پے حق مے زنم	بندۂ حقم نہ مامور تنم	
ترجمہ	آپ بولے۔ بہر حق ہون تیغ زن	بندۂ حق ہون۔ نہین مامور تن	
	شیر حقم نیستم شیر ہوا	فعل من بر دین من باشد گوا	
ترجمہ	شیر حق ہو گمان نہین شیر گناہ	میرے فعلو پر مرا دین ہے گواہ	

شرح یعنے حضرت علی رض نے اس پہلوان کو اسکے قتل نہ کرنے کا سبب یہ بتایا کہ اے شخص مین خدا کے لیئے تلوار چلایا کرتا ہون کیونکہ مین شیر خدا اور بندۂ حق ہون بندۂ جسم یا نفس امارہ کا غلام اور مغلوب الغضب نہین ہون۔ میرا یہ فعل (تجھے قتل نہ کرنا) میرے دین حق کا گواہ ہے نکتہ چہرۂ مبارک پر تھوکنے کے بعد حضرت علی رض نے یہ خیال فرما کر اسے چھوڑ دیا تھا کہ اگر اس پہلوان کو اسوقت قتل کر دونگا تو خدا کے کام مین نفس کا حصہ بھی شامل ہو جائے گا گویا مین اس سے اس گستاخی کا بدلہ لونگا۔ چنانچہ مولانا آیندہ اشعار مین خود اسکی تصریح فرمائینگے۔ یہی سبب تھا کہ حضرت علی نے اسکے قتل سے ہاتھہ روک لیا۔

	من چو تیغم وان زندہ آفتاب	مار میت اذ رمیت در حراب	
ترجمہ	تیغ مین ہون تیغ زن رب قدیر	جنگ مین وہ مارتا ہے آپ تیر	

شرح یعنے اے پروان مین تیغ الٰہی یعنے آلۂ حق ہون اور تلوار مارنے والا وہی آفتاب حقیقت یعنے اللہ تعالیٰ ہے چونکہ مین فنا اللہ ہون اسلیئے میرے تمام افعال خدا کی طرف منسوب ہین جسطرح تلوار خود بخود نہین مار سکتی اسی طرح مین بی خواہش سے کسیکو قتل نہین کر سکتا دوسرے مصرع مین لفظ رمیت اگر بصیغۂ متکلم ہے تو حضرت علی یہ فرماتے ہین کہ جب کبھی جنگ مین مینے تیر پھینکے ہین وہ گویا مینے نہین پھینکے بلکہ واقعی تیر انداز اللہ تعالیٰ ہے اور بندہ اسکا آلہ ہے اور اگر رمیت بصیغہ حاضر ہے تو یہ معنے ہین کہ مین مصداق آیۂ ما رمیت اذ رمیت ہون اس آیت مفصل تفسیر پہلے گزر چکی ہے اسلیئے مکرر شرح کی ضرورت نہین ہے

	رخت خود را من زرہ برداشتم	غیر حق را من عدم انگاشتم	
ترجمہ	رخت اٹھا لایا ہون اپنا راہ سے	غیر حق لاشے نظر آیا مجھے	

شرح یعنے مینے اپنے رخت وجود موہوم کو راہ معرفت سے اٹھا کر الگ پھینکدیا ہے کیونکہ وہ بمنزلہ سنگ راہ تھا یا یہ کہ اپنی ہستی کو راہ تعینات وکثرت سے اٹھا کر فنا فی الذات کر دیا ہے۔ اور بجز حق کے سبکو لاشے جانتا ہون

	من چو تیغم پر گہر ہائے وصال	زندہ گردانم نہ کشتہ در قتال	
ترجمہ	تیغ وہ ہون جسکا جوہر ہے وصال	زندگی دیتا ہون مین بعد قتال	

شرح یعنے مین تیغ ہون اور میرا جوہر وصال الٰہی ہے یا یہ کہ میری تلوار کے قبضہ مین وصال الٰہی کے موتی جڑے ہوے ہین اور مین لڑائی مین لوگون کو مارتا نہین بلکہ زندہ کر دیتا ہون یعنے جہاد کرنے سے میرا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میری شمشیر کے خوف سے بہت سے لوگ ایمان لے آئینگے۔ اور جاودانی زندگی پائینگے سیکڑون اسلام لانے والون کے مقابلہ مین دو چار یا دس بیس کافر مارے گئے تو یہ سمجھیے کہ گویا مارے ہی نہین گئے یا یہ معنے ہین کہ مین چند کافرون کو قتل کر کے بہت سے مسلمانون کو زندہ کرتا ہون۔ کیونکہ کافر رعب شمشیر سے پھر فتنہ وفساد اور خونریزی اہل اسلام کی جرأت نہین کر سکتے یا تیغ سے سیف زبان ہونا اور گہر ہائے وصال سے کلمات اسرار وعرفان مراد ہین۔ یعنے میرے کلمات سے لوگ مرتے نہین ہین بلکہ روحانی زندگی پاتے ہین۔ مین تیغ زبان کے اثر سے اخلاق ذمیمہ کا سر کاٹکر لوگون کو زندہ کر دیتا ہون۔ یعنے میری تیغ دستان اور تیغ زبان اثر سے خالی نہین

	سایہ ام من۔ کدخدایم آفتاب	حاجبم من نیستم او را حجاب	
ترجمہ	سایہ ہون مین اور مصاحب آفتاب	اور حاجب ہون نہین اسکا حجاب	

شرح کدخدا بمعنے قرین ومصاحب اور میم آفتاب کا مضاف الیہ ہے یعنے مین مصاحب آفتاب حقیقت اور سایہ کی طرح اسکے حکم مین ہون۔ جدہر آفتاب پھرتا ہے ادہر ہی مین پھر جاتا ہون مطلب یہ کہ مین اپنی طرف سے کوئی فعل نہین کرتا اور مین اسکا حاجب یعنے خادم اور اسکے قبضۂ قدرت مین ہون خادم وہی کام

کرتا ہے جو آقا فرما دیتا ہے اور مین حجاب تجلیات نہین ہون بلکہ جو شخص مجکو دیکھتا ہے وہ گویا تجلیات الٰہی کو دیکھہ رہا ہے یا حجاب بمعنے رد کنندہ قضاء الٰہی ہے یعنے مین قضائے الٰہی اور اپنی ذات کے مابین آڑ اور ٹٹی نہین ہون کہ اُسکے حکم کو اپنی تدبیر سے روک کر اپنی ذات تک نہ پہنچنے دون یا حجاب بمعنے محجوب ہے۔

	خون نیوشد گوہر تیغ مرا		باد از جا کے برد میغ مرا
ترجمہ	خون کب ڈہانکے گا میری تیغ کو		کیا اُڑا ئین گے ہوا ئین میغ کو

شرح یعنے میرے جوہر تیغ کو خون نہین ڈہانک سکتا مطلب یہ کہ میری تیغ کے گردن پر خون نہین بہتا کیونکہ مین اپنے حکم اور مقتضائے طبیعت سے کسیکو نہین مارتا دوسرے مصرع مین باد سے باد نفس یعنے عداوت اور میغ سے استقلال و ہمت مراد ہے۔ یعنے عداوت میرے ارادہ کو خونریزی کی طرف نہین لیجاتے بلکہ حکم الٰہی کیطرف لیجاتی ہے یعنے مین خدا ہی کے لئے دوستی اور خدا ہی کے لئے دشمنی کیا کرتا ہون

	کہ نیم کوہم ز صبر و حلم و داد		کوہ را کے وا رہا نید باد
ترجمہ	گہاس کیا ہے مین ہون کوہ صبر و داد		کوہ کا کیا کر سکے گی تند باد

شرح یعنے مین گہاس کے مانند خفیف الحرکات نہین بلکہ حلم کا پہاڑ ہون مجھے ہوائے نفسانی اپنی جگہ سے زائل نہین کر سکتی

	آنکہ از بادے رود از جا ہست		زانکہ باد ناموافق خود بہ ست
ترجمہ	گہاس اُکھڑ جاتی ہے بیشک سرسبر		ناموافق ہین ہوا ئین بیشتر

شرح یعنے جو شخص بعض صفات نفسانی کی ہوا کے جہوکے سے مرتبہ تحمل کو چہوڑ دے وہ آدمی نہین بلکہ گہاس کا تنکا ہے اور ایسے تنکون کے حق مین بہت سی ہوا ئین ناموافق ہین جنکی تفصیل آیندہ اشعار مین ہے

	باد خشم و باد شہوت باد آز		بر دو را کہ نبود اہل ساز
ترجمہ	خشم و شہوت حرص و غفلت کی ہوا		ہے ہمیشہ دشمن اہل ہوا
	باد کبر و باد عجب و باد حلم		بر دو را کہ نبود از اہل علم
ترجمہ	اور ہوائے کبر و عجب و فخر و حلم		اُنکی دشمن ہے نہین جو اہل علم

شرح یعنے ناموافق ہوا ئین یہ ہین کہ غصے اور خواہش بیجا اور طمع کی ہوا اُس شخص کو مرتبہ صبر و تمکین سے گرا دیتی ہے جو خدا کے سامنے عاجزی نہین کرتا اور تکبر عجب اور غرور حلم کی ناموافق ہوا اُسکو جگہہ سے اُکہاڑ دیتی ہے جو صاحب علم باطنی نہین ہوتا۔ علم باطنی کی قید اسلئے ہے کہ علم ظاہری والے اکثر مغرور ہوتے ہین۔

	کوہم و ہستی من بنیاد اوست		ور شوم چون کاہ باد ہم باد اوست
ترجمہ	کوہ ہون نہین تو ہون بنیاد خدا		کاہ ہون نہین تو ہون بر باد خدا

شرح یعنے مین مقام فنا فی اللہ مین پہاڑ کے مانند قدم مضبوط کیے ہوے ہون اور جب کبھی کا وہنجانا یعنے حدود شریعت قایم کرنے کے لیے مرتبہ بشریت مین آجاتا ہون تب بھی اُسیکی ہوائے شوق اُڑاتا وہ مجھے تنکے کی طرح کبھی اُدھر کبھی اِدھر بہجاتا ہے مطلب یہ کہ میرے تمام افعال اللہ تعالی کیطرف منسوب ہین۔

	جز بیاد او نجنبد میل من		نیست جز عشق احد سیر خلل من
ترجمہ	یاد حق سے مجکو ہر دم میل ہے		ہر گھڑی عشق خدا سر حیل ہے

شرح یعنے مجھے بجز یاد الٰہی کے اور کسی چیز کی رغبت نہین اور بجز عشق خدا کے اور کوئی نشے کے لشکر قوی کا فکر نہین یعنے عشق میری تمام قوتون پر غالب ہے۔ مین جو کچھ کرتا ہون وہ خدا ہی کی محبت سے ظہور مین آتا ہے

	خشم بر شاہان شہ وما را غلام		خشم دامن بستہ ام زیر لگام
ترجمہ	غصہ ہے شاہونکا شاہ اپنا غلام		ہمنے اُسکی سرکش کی ڈالا ہے لگام

شرح یعنے غصہ بادشاہون پر غالب ہوا کرتا ہے اور ہمسے مغلوب ہے ہمنے اُسکو زیر لگام کرکے اپنی ذلیل سواری بنا لیا ہے۔ تابع کرلیا ہے یعنے ہم مغلوب الغضب نہین ہین کہ غضب مین حدود شرع یا حق اللہ و حق العباد کی پروا نکرین

	تیغ حلمم گردن خشمم بزد ست		خشم حق بر من چو رحمت آمد ست
ترجمہ	غصہ کو کاٹا ہے تیغ حلم سے		خشم حق رحمت ہے میرے واسطے

شرح یعنے میرے حلم کی تلوار نے غصہ کو مار ڈالا ہے اور جب سے یعنے اپنے غصہ کو فنا کر دیا ہے اللہ کا غضب میرے حق مین رحمت سے بدل گیا ہے۔ یا یہ کہ جبسے اپنے غصہ کو یہانتک فنا کیا ہے کہ خدا کے غصہ کو رحمت سمجھتا ہون اور اُس سے ناراض نہین ہوتا کیونکہ ہر چہ از دوست میرسد نیکوست۔

	غرق نورم گرچہ سقفم شد خراب		روضہ گشتم گرچہ ہستم بو تراب
ترجمہ	نور ہون باطن مین ظاہر مین خراب		باغ حق ہون گرچہ ہو کہن بو تراب

شرح یعنے مین اگرچہ مین ظاہر مین پرانی چھت کی طرح فنا ہونے والا ہون لیکن باطن مین غرق دریائے انوار معرفت ہون۔ اور اگرچہ میری کنیت ابو تراب (مٹی والا) ہے مگر مین فی الواقع اسرار الٰہی کا باغ ہون کیونکہ باغ مٹی ہی سے پیدا ہوتے ہین۔ ابو تراب حضرت علی کی مشہور کنیت ہے۔

	چون در آمد علتے اندر غزا		تیغ را دیدم نہان کردن سزا
ترجمہ	کار حق مین جب ہوی علت عیان		کر لیا جہٹ یعنے خنجر کو نہان

شرح علیؓ فرماتے ہین کہ پہلوان چونکہ تیرے قتل کرنے مین ایک باطنی سبب (خیال وظیفہ خود) پیدا ہوگیا تھا۔ اسلیے یعنے تلوار کو میان ہی کر لینا مناسب سمجھا۔ اگر یہ نہ کرتا تو خدا کے لیے ہوتا بلکہ مثلہ کرنے کا بدلہ بھی ہوجاتا

	تا احب للہ آید نام من	تا کہ ابغض للہ آید کام من	
ترجمہ	تا احب للہ میرا نام ہو	اور ابغض للہ میرا کام ہو	
	تا کہ اعطے للہ آید جود من	تا کہ امسک للہ آید بود من	
ترجمہ	تا کہ اعطے للہ میری جود ہو	اور امسک للہ میری بود ہو	

شرح یعنے مینے تجھے اسلیئے قتل نہین کیا تا کہ میرا نام اُن لوگون مین رہے جو خدا کے لیئے دوستی اور اُسی کے لیئے بغض رکھتے ہین اور خدا ہی کے لیئے دیتے ہین اور اُسی کے لیئے ہاتھ کھینچ لیتے ہین یہ ایک صحیح حدیث کا اقتباس ہے مطلب یہ کہ اگر مین تجھے اسوقت مار ڈالتا تو یہ بغض صرف خدا کے لیئے نہوتا بلکہ نفس کا بغض بھی شامل ہو جاتا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہین من احب للہ وابغض للہ واعطے للہ وامسک للہ فقد استکمل الایمان

	بخل من للہ عطا للہ وبس	جملہ للہ ام نیم من آن کس	
ترجمہ	بخل ہے للہ عطا للہ ہے	آن مردم جو ہوا گمراہ ہے	

شرح یعنے میرا بخل وعطا خدا کے لیئے ہے اور مین سراپا اُسیکا ہون اُسکے سوا کسیکی بندگی نہین کرتا۔

	وانچہ للہ میکنم تقلید نیست	نیست تخییل وگمان جز دید نیست	
ترجمہ	فعل للہی نہین تقلید سے	بے خیال وبے گمان ہے دید سے	
	زاجتہاد واز تحری رستہ ام	آستین بر دامن حق بستہ ام	
ترجمہ	یعنے پائی ہے تحری سے نجات	دامن حق تھام کر اے خوش صفات	

شرح یعنے جو فعل مین للہ کیا کرتا ہون وہ صرف پیغمبرؐ کی تقلید ہی نہین ہے بلکہ نتیجہ مشاہدہ وکشف ہے مین خیال وگمان اور قیاس وفکر سے نجات پاکر دامن حق سے اپنی آستین سیے ہوئے ہون یعنے واصل باللہ ہون

	گر ہمے پرم ہمے بینم مطار	ور ہمے گردم ہمے بینم مدار	
ترجمہ	چرخ پر اوڑتا ہون بلکہ دیکھکر	گردش کرتا ہون نہین جا دیکھکر	

شرح مطار یعنے جائے پریدن اور مدار بمعنے محل گردش ہے یعنے مین آسمان معرفت پر اڑون یا کوچہ نصرت مین گشت کرون پہلے اڑنے کی جگہ اور محل گردش دیکھکر یہ معلوم کرلیتا ہون کہ یہ جگہ اڑنے یا گردش کرنیکی قابل ہے یا نہین یعنے میرے افعال مشاہدہ پر موقوف ہین تقلید پر مبنی نہین ہین

	ور کشم بارے بہ بینم تا کجا	ماہم وخرشید پیشم پیشوا	
ترجمہ	کھینچتا ہون بوجھ منزل دیکھکر	ماہ ہون مین مہر ہے پیش نظر	

شرح یعنے جب مین بار عبادت اُٹھاتا ہون تو پہلے یہ دیکھہ لیتا ہون کہ اُسکو کس ذات پاک کے حضور تک کھینچا جائیگا

یعنے پہلے معبود کا مشاہدہ کر لیتا ہون۔ یا ازراہ کشف یہ معلوم کر لیتا ہون کہ اس عبادت کو کونسے زمانہ تک کرونگا۔ اور اسکے بعد کونسی نیکی کام مین مشغول ہو جاؤنگا۔ لفظ کجا بمعنے ظرف مکان و زمان دونو طرح صحیح ہے اور مصرع کا یہ مطلب ہے کہ میں نہ ہون اور فرشید در آفتاب رسالت میرے پیشوا ہین۔

	پیش ازین با خلق گفتن بدویست		بحر را کنجائی اندر جوئے نیست
ترجمہ	اس سے آگے ہے خموشی۔ بالیقین		بحر ندی مین سما سکتا نہین

شرح یعنے اس سے زیادہ اسرار الٰہی کہنے کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کیونکہ دریا نہر مین نہین سما سکتا

	در شریعت مر گواہی بندہ را		نیست قدرے وقت دعوی و قضا
ترجمہ	شرع مین بیشک گواہی غلام		ہوتی ہے بے قدر وقیمت لاکلام
	گر ہزاران بندہ باشند گواہ		شرع نپذیرد گواہی شان بکاہ
ترجمہ	ہون بہت سے بردے گر ملکر گواہ		ہے گواہی انکی مثل پر کاہ
	بندۂ شہوت بنزدیک حق		از غلام و بندگان مسترق
ترجمہ	بندۂ شہوت ہے نزدیک خدا		سو غلامون کے تلامون سے بڑا

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ ہے یعنے کسی دعوے یا فیصلہ کے متعلق شریعت مین غلام کی گواہی قبول نہین ہوتی۔ ایک کیا ہزار غلام بھی گواہی لے اعتبار سے تنکے کے برابر قیمت نہین رکھتے اسیطرح اپنے خواہشون اور نفس امارہ کا غلام خدا کے نزدیک غلامون سے بدتر ہے۔

	کین بیک لفظے شود آزاد حر		وین زید شیرین و میرد سخت مر
ترجمہ	اسکو دو باتون مین آزادی ملی		زندگی اچھی ہے موت اسکی بڑی
	بندۂ شہوت ندارد خود خلاص		جز بفضل ایزد و انعام خاص
ترجمہ	بندۂ شہوت نہین پاتا خلاص		حق ندے جب تک اسے انعام خاص

شرح یعنے غلام آقا کے اس ایک لفظ کہنے سے کہ میں نے تجھے آزاد کیا آزاد ہو جاتا ہے اور بندۂ شہوت عیش و عشرت مین زندگانی بسر کرتا ہے مگر مرتے دم تلک کام ہو جاتا ہے۔ بجز فضل خدا کے گناہون سے نجات اور عذاب سے آزادی حاصل نہین کر سکتا اس لحاظ سے بندۂ شہوت اور غلام مین بہت بڑا فرق ہے۔

	پست میگویم بانداز ۂ عقول		عیب نبود این بور کار رسول
ترجمہ	بات کہتا ہون اپنے قدر عقول		عیب کیا ہے یہ تو ہے فعل رسول

شرح یعنے یہ کمتر درجہ کی خیالات فقط سمجھانے کے لئے ظاہر کیے ہین اور اسمین کوئی عیب نہین

کیونکہ یہ پیغمبر کا فعل ہے اور صحیح حدیث مین ہے کہ لوگون سے انکے اندازۂ عقل کے مطابق کلام کیا کرو

	از غرض حرم گواہی حر شنو	کہ گواہی بندگان نرزد بجو
ترجمہ	بے غرض ہونمین گواہی حر کی سن	ہیچ ہے قول غلامان بے سخن

شرح حضرت علی فرماتے ہین کہ مین اغراض نفسانی و دنیوی سے آزاد ہون اسلیئے جو کچھ کہتا ہون وہ بالکل سچ ہوتا ہے اگر مین بندۂ نفس ہوتا تو البتہ تیری گواہی قبول نہوتی۔

	در چہے انداخت او خود را کہ من	در خور قعرش نمے یابم رسن
ترجمہ	بندۂ شہوت گرا اُس چاہ مین	رسی رہ جاتی ہے جس کی راہ مین
	در چہے انداخت کانرا غور نیست	وان گناہ اوست جبر و جور نیست
ترجمہ	گر گیا گہرے کنوین مین مرد دون	خود ہے وہ اپنے گناہون سے زبون
	چون گناہ اوست ایجان چون کنم	کہ ورا از قعر چہ بیرون کنم
ترجمہ	چاہ مین گرتا ہے خود اُسکا گناہ	کس طرح لاؤن اُسے بیرون چاہ

شرح مولانا فرماتے ہین کہ بندۂ شہوت نے اپنے آپ کو ایسے نہایت گہرے کنوین مین ڈالدیا ہے کہ مین اُسکے تہ تک پہنچنی والی رسی نہین پاتا اور اُسے نکال لون وہ ایسے کنوین مین گرا ہوا ہے کہ جسکی تہاہ نہین ملتی اور یہ اُسی کا گناہ ہے کسیکا زور و ظلم نہین ہے۔ کیونکہ لا اکراہ فی الدین (دین مین کسیکی زبردستی نہین ہے) چونکہ یہ اُسی کا گناہ ہے اسلیئے مین اُسے کنوین سے نہین نکال سکتا مطلب یہ کہ بندۂ شہوت کو بجز فضل خدا کوئی انسانی تدبیر گناہون سے آزاد نہین کرا سکتی۔

	بس کنم گر این سخن افزون شود	خون جگر چہ بود کہ خارا خون شود
ترجمہ	بس ہے اب یہ بات گر ہوگی فزون	تو جگر ہو جائے گا پتھر کا خون

شرح یعنے اب مین بس کرتا ہون اگر یہ نصیحت زیادہ طویل ہو جائیگی تو جگر کیا سنگ خارا خون ہو جائیگا کیونکہ میرا کلام از روے الہام ہے اور الہامی کلام اپنی سچی تاثیر کے باعث دلون کو نہایت نرم کر دیتا ہے

	این جگرہا خون نشد از سختی ست	غفلت و مشغولی و بدبختی ست
ترجمہ	دل نہین جو خون بیشک سخت ہے	غافل و مشغول ہے بدبخت ہے

شرح یعنے ان بندگان شہوت کے جگر جو میری نصیحت سے خون نہین ہوے اسکا سبب انکی سختی۔ غفلت دنیا مین مصروف رہنا اور بدنصیبی ہے۔ اگر اہل غفلت خوش نصیب ہوتے تو ضرور انکے دل پسیج جاتے اور الہامی کلام کا اثر انہین پانی پانی کر دیتا اور وہ ضرور اثر پذیر ہوتے۔

	خون شود روزے کہ خونش سود نیست	خون شو این وقتے کہ خون تو دنیست	
ترجمہ	خون ہوگا جبکہ خون سے سود ہے	خون اب ہو جا کہ بس محمود ہے	

شرح یعنے جگر اسدن (روز قیامت) خون ہوگا جبکہ اُسکا خون ہونا فائدہ نہ دیگا اے جگر اب خون ہو جا کہ اسوقت کا خون ہو جانا مردود نہین بلکہ مقبول ہے۔ خون تو خون دنیا مین خدا کے خوف سے ایک آنسو گرانا خدا کو پسند ہے

	چون گواہی بندگان مقبول نیست	عدل او باشد کہ بندۂ خول نیست	
ترجمہ	کب غلامونکی گواہی ہے قبول	ہو عدل اب تو کہین اے عدیٔ خول	

شرح یعنے شریعت مین غلامون کی گواہی مقبول نہین بلکہ گواہ آزاد اور متقی ہونا چاہیے اسلیئے متقی وہی ہے جو نفس وشیطان کا غلام نہو خول سے نفس اماّرہ یا شیطان مراد ہے۔

	گفت ارسلناک شاہد در نذر	زانکہ بُد از کون او حُر ابن حُر	
ترجمہ	رکھو تو ارسلناک شاہد پر نظر	غیر سے آزاد تھے خیر البشر	

شرح نذر جمع نذیر ہے بمعنے ڈرانیوالا یعنے قرآن مجید۔ اور کون بمعنے تعلقات دنیوی ہے۔ یعنے چونکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم دنیوی تعلقات سے آزاد اور نیکون کی اولاد تھے اسلیئے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید مین انکی نسبت یہ فرمایا ہے کہ انا ارسلناک شاہدا و مبشرا و نذیرا اے پیغمبر ہمنے تمہین گواہ اور خوشخبری دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے مطلب یہ کہ سچا گواہ وہی ہے جو نفسانی خواہشون سے آزاد ہو

	چونکہ حُر ہم خشم کے بندد مرا	نیست اینجا جز صفات خود مرا	
ترجمہ	ہو نہین حُر غصہ سے پائی ہے نجات	ہین مری ہمراز انسانی صفات	

شرح یہان سے پھر حضرت علیؓ کا مقولہ ہے یعنے اے پہلوان چونکہ مین خواہشات نفسانی سے آزاد ہون اسلیئے غصہ مجھے پابند نہین کر سکتا۔ کیونکہ میرے پاس بجز میری انسانی صفتون کے (جو صفات الٰہی کا عکس ہین) حیوانی صفتین نہین ہین بلکہ ریاضت کے باعث حیوانی صفتین بالکل زائل ہو گئی ہین۔

	اندر آ کہ آزاد کرد لطف حق	زانکہ رحمت داشت بر خشمش سبق	
ترجمہ	لطف حق نے تجکو بھی حُر کر دیا	غصہ پر غالب ہے رحم کبریا	
	اندر آ اکنون کہ رستی از خطر	سنگ بودی کیمیا کردت گہر	
ترجمہ	آ کہین تو راہ حق مین بے خطر	پہلے پتھر تھا ہوا ہے اب گہر	

شرح یعنے اے پہلوان مقام فنا مین آجا۔ کیونکہ خدا کی مہربانی نے تجھے خواہشات نفسانی سے آزاد کر دیا ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ اسکی رحمت غصہ پر غالب ہے اسلیئے تو نے خوف عذاب الٰہی سے نجات حاصل

کرلی ہے اور پہلے تو پتھر تہا اب کیمیائے لطف حق نے تجکو موتی یعنے قابل قدر بنا دیا ہے۔

	رستۂ از کفر و خارستان او	چون گلے بشگفتہ در بستان او
ترجمہ	خارزار کفر سے پاکر نجات	باغ حق کا گل ہے تو اے خوش صفات

شرح یعنے اے پہلوان تو کفر کے خارستان سے الگ ہو گیا ہے اور باغ قرب الٰہی مین پہول کی طرح کہلا ہوا ہے۔ بعض نسخون مین چون گلے بشگفتہ بسر و ستان او ہے اور مطلب دونونکا ایک ہے

	تو منی و من توام اے محتشم	تو علی بودی علی را چون کشم
ترجمہ	مجہمین تجہمین اٹہہ گئی بالکل دوئی	کیونکر اپنے آپکو ماری کوئی
	معصیت کردی بہ از ہر طاعتے	آسمان پیمودۂ در ساعتے
ترجمہ	معصیت بہتر تری نیکی سے ہے	کر دیا ہے آسمان دم بہر مین طے

شرح یعنے حضرت علی فرماتے ہین اے پہلوان حسب مضمون حدیث المؤمنون کنفس واحدۃ (تمام مومن ایک جان کے مانند ہین) اب مجہہ مین اور تجہہ مین دوئی نہین رہی۔ تو علیؓ (یعنے یکجان و دو قالب) ہو گیا ہے مین علیؓ کو کیونکر مار ڈالون یعنے خودکشی کیونکر کرون تیرا ظاہری گناہ (منہ پر تہوکنا) لوگون کی ہر قسم کی طاعت سے بہتر ہے کیونکہ اسیکے سبب تجہے ایمان نصیب ہوا ہے اور تونے دم بہر مین آسمان معرفت کو طے کر لیا ہے۔ اور حقیقت کے اعلے مرتبے تک پہنچکر مقصود اصلی حاصل کر چکا ہے

	بس خجستہ معصیت کان مرد کرد	نے ز خارے بر دمد اوراق ورد
ترجمہ	ہے مبارک یہ گناہ اے پر شعور	پہول کانٹون سے نکلتے ہین ضرور
	نے عمر را قصد آزار رسول	میکشیدش تا بدرگاہ قبول
ترجمہ	تہا عمر کو قصد آزار رسول	اس سے پہنچے تا بدرگاہ قبول

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ ہے یعنے اس پہلوان کا گناہ (منہ پر تہوکنا) نہایت مبارک تہا کہ جان بہی بچی اور ایمان بہی نصیب ہوا۔ ایمخاطب کیا کانٹون مین سے گلاب کے پہول نہین کہلتے کیا۔ آزار رسول نے حضرت عمرؓ کو درگاہ قبولیت الٰہی تک نہین کہینچا۔ بلکہ ضرور کہینچا ہے کیونکہ حضرت عمر اسلام لانے سے پہلے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو ستانے کے ارادہ سے آئے تہے۔ مگر آتے ہی مسلمان ہو گئے۔ یہانتک کہ امیر المومنین بنگئے۔ اور انکا گناہ طاعت ہو گیا فائدہ حضرت عمر کے اسلام کا قصہ پہلے مفصل بیان ہو چکا ہے

	نے بسحر ساحران فرعون شان	میکشید و گشت دولت عون شان
ترجمہ	سحر سے نیکی بدونکو مل گئی	دولت دین ساحرونکو مل گئی

شرح یعنے کیا جادوگری کے سبب فرعون جادوگروں کو اپنی طرف نہیں بلاتا تہا۔ بلکہ ضرور بلاتا تہا لیکن انجام کار وہی جادو جو کبیرہ گناہ تہا باعث طاعت ہو گیا یعنے جادوگر موسے سے باہر کر مسلمان ہو گئے اور دولت ایمان انکی مددگار ہو گئی یہ تینوں شعر ان میں استفہام تقریری ہے۔

	گر نبودے سحر شان و آن جحود	کہ کشیدے شان بفرعون زود	
ترجمہ	نہوتا سحر لانا کون انہیں	کون لاتا جانب فرعون انہیں	
	کے بدیدندے عصا و معجزات	معصیت طاعت شد الیقوم عصات	
ترجمہ	کب دیکھتے وہ کب عصا و معجزات	معصیت طاعت ہے اے قوم عصات	

شرح یعنے اگر وہ جادوگر سحر نہ جانتے اور موسے کی نبوت کا انکار نہ کرتے تو انہیں فرعون تک کون پہنچاتا اور وہ عصائے موسوی اور معجزے کب دیکھتے اور ایمان کسطرح لاتے پس تو انکی معصیت بمنزلہ طاعت تہی اے قوم گنہگار گناہوں کے باعث رحمت سے ناامید نہو کیا خبر تمہارا گناہ انجام یہی طاعت ہو جاے

	نا امیدی را خدا کردن زدست	چون گنہ مانند طاعت آمدست	
ترجمہ	کام ہرگز نا امیدی کا نہیں	ہے گنہ مانند طاعت بالیقین	

شرح یعنے اللہ تعالے نے نا امیدی کو گردن مار دیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ اے بندو خدا کی رحمت سے نا امید نہو کیونکہ بہت سے گناہ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ انکا انجام طاعت و ثواب ہو جاتا ہے گنہگاروں کو لو سیلۂ استغفار رحمت کا طلبگار ہونا چاہیئے۔

	چون مبدل میکند او سیئات	عین طاعت میکند غم و شات	
ترجمہ	وہ بدلدیتا ہے لوگوں کے گناہ	عین طاعت اُن کو کرتا ہے الٰہ	

شرح وشات جمع واشی بمعنے غمازان و دروغگویان سے یہاں شیاطین مراد ہیں یعنے جب اللہ تعالے حسب مضمون یبدل اللہ سیئاتہم حسنات گناہوں کو بدلنا چاہتا ہے تو برعکس گمان شیاطین انہیں عین طاعت کر دیتا ہے یعنے گناہوں سے بچا کر نیکیاں کرنے کی توفیق عنایت فرماتا ہے۔

	زین شود مرجوم شیطان رجیم	وز حسد او لبطر گردد دو نیم	
ترجمہ	اس سے ہے مردود شیطان رجیم	اور حسد سے چیر کے ہوتا ہے دو نیم	
	او بکوشد تا گناہے آورد	زان گنہ ما را بجاہے آورد	
ترجمہ	چاہتا ہے وہ کہ ہوں سرزد گناہ	جس سے ہو جائیں نشانہ گم کردہ راہ	
ترجمہ	چون بہ بیند کان گنہ شد طاعتے	گردد او را نا مبارک ساعتے	
	دیکھتا ہے جب ہوا طاعت گناہ	نامبارک عہد سے کرتا ہے آہ	

شرح یعنے اس سبب سے کہ خدا ہمارے گناہون کو طاعت کر دیتا ہے شیطان مردود اور یہی راندۂ درگاہ ہو جاتا ہے اور مارے حسد و غضب کے پھٹ کر بیچ سے دو ٹکڑے ہو جاتا ہے کیونکہ وہ اس کوشش مین رہتا ہے کہ ہمسے کوئی گناہ سرزد کرائے اور ہمین کنوین مین ڈالدے۔ لیکن جب یہ دیکھتا ہے کہ خدا نے بندہ کے گناہ کو طاعت سے بدلدیا تو نہایت نامبارک ساعت اُسکے سامنے آتی ہے اور غصہ مین تڑاقا پھر کر دو ٹکڑے ہو جاتا ہے شیطان کا دو ٹکڑے ہو جانا اور سخت صدمہ اٹھانا صحیح حدیثون اور اقوال سے ثابت ہے۔

	اندر آ من در کشایم مر ترا		لُطف زدی و تحفہ آوردم ترا
ترجمہ	اندر آ۔ در کھولدون تیرے لئے		تو نے تھوکا اور مین تحفہ دون تجھے

شرح یہان سے پھر حضرت علیؓ کا مقولہ شروع ہے یعنے اے پہلوان کامل ایمان والون کے گروہ مین چلا آیا۔ مینے تیرے لیئے معرفت کا دروازہ کھولدیا ہے۔ اور تو نے جو میرے مُنہ پر تھوکا ہے مینے اسکے بدلے مین تجھے تحفۂ ایمان و عرفان مرحمت کیا ہے یعنے ہم بدی کے عوض مین نیکی کرنے والے لوگ ہین

	چون جفا گر را چنین ہا مے دہم		پیش پائے چپ چپان سر مے نہم
ترجمہ	دشمنون پر جب ہے میرا یہہ کرم		سر رکھا کرتا ہون مین پیش قدم
	پس وفا گر را چہ بخشم تو بدان		گنجہائے و ملک ہائے جاودان
ترجمہ	دوستونکو بخشتا ہون میری جان		ایک دم مین گنج و ملک جاودان

شرح یعنے جب کہ مین ظالمون کو ایسے تحفے دیتا ہون۔ اور اُنکے بائین پانو کے آگے سر رکھے رہتا ہون یعنے دشمنون کے ساتھ نیکی کرتا ہون تو ایشخص تو ہی بتادے کہ دوستون کو کسقدر خزانہ معرفت اور ملک جاودانی کی بادشاہت بخشتا ہونگا کیونکہ جو لوگ دوستون پر مہربان ہوتے ہین وہ دشمنونکے کسقدر قدردان ہونگے

	جاودانہ بادشاہی بہمش		آنچہ اندر وہم ناید بہمش
ترجمہ	سلطنت وہ جو نہ آئے فہم مین		مملکت وہ جو نہ آئے وہم مین

شرح یعنے مین اپنے دوستون کو جاودانہ بادشاہی اور وہ چیز (سلطنت روحانی) دیتا ہون جو کسیکی وہم و گمان مین نہین آسکتی کیونکہ روحانی جنت و حیات کسی کو حواس کے ذریعہ سے معلوم نہین ہوسکتی

	من چنان مردم کہ بر خونی خویش		نوش لطف من نشد در قہر نیش
ترجمہ	مین ہون وہ مردہ کہ خونی پر ذرا		بہر سمجھہ بڑھتا نہین غصہ مرا

شرح حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ مین مرنے سے پہلے ہی فنا ہو چکا ہون اور اپنے آپ کو یہانتک لاتے اور معدوم سمجھتا ہون کہ مجھے اپنی قاتل پر (جسکو پیغمبر کے بتانے سے مین اچھی طرح جانتا ہون اور جو میرا

خادم ہے اسلئے کبھی غصہ نہین آتا۔ اور نوش لطف حالت غضب مین نیش نہین بنتا۔

گفتن پیغمبر بگوش رکابدار علیؓ کہ ہر آئنہ کشتن علیؓ بدست تو خواہد بود

ترجمہ حضرت علی کے رکابدار سے پیغمبر کا یہ فرمانا کہ اے شخص علیؓ تیرے ہاتھ سے شہید ہونگے

شرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے علیؓ کیا تم جانتے ہو کہ گزشتہ امتون مین نہایت بدبخت کون تہا۔ علیؓ نے جواب دیا کہ جسنے حضرت صالحؑ کی اونٹنی کو ذبح کر دیا پہر حضور نے فرمایا کہ اے علیؓ پچھلی امت مین بدبخت کون ہے حضرت علیؓ نے کہا کہ مین نہین جانتا پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ شخص جو تیرا قاتل ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ابن ملجم نے جو حضرت علیؓ کا رکابدار خادم اور گہوڑے کی رکاب تہامنے والا تہا آپ کو شہید کر دیا حضرت علیؓ کی شہادت کا مفصل قصہ کتب حدیث مین موجود ہے

گفت پیغمبر بگوش چاکرم — کو برد روزے ز گردن این سرم

ترجمہ کہہ گئے نوکر سے یہ خیر البشر — تو علی کا ایکدن کاٹے گا سر

کرد آگہ آن رسول از وحی دوست — کہ ہلاکم عاقبت در دست اوست

ترجمہ آئی تہی پیغامبر پر وحی پاک — یعنے کر دے گا مجھے نوکر ہلاک

شرح حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ پیغمبر نے میرے خادم (ابن ملجم) سے از روے وحی الٰہی فرمایا تہا کہ تو علی کا قاتل ہے

او ہمی گوید بکش پیشین مرا — تا نیاید از من این منکر خطا

ترجمہ وہ یہ کہتا ہے کہ پہلے مجھکو مار — تا نہ مجھسے یہ خطا ہو آشکار

شرح یعنے میرا نوکر اس کو سنکر یار مار یہ کہتا ہے کہ اے علی آپ پہلے مجھے مار ڈالین تاکہ مجھسے آپ کے قتل کا گناہ صادر نہو اور یہ خطا جو نہایت مذموم اور سخت کبیرہ گناہ ہے مجھسے سرزد نہو۔

من ہمی گویم چو مرگ من ز تست — با قضا من چون توانم حیلہ جست

ترجمہ مین یہ کہتا ہون کہ جب قاتل ہے تو — کسطرح ہو نہین قضا سے حیلہ جو

شرح یعنے مین اپنے نوکر سے یہ کہتا ہون کہ جب میری موت تیرے ہاتھ سے ہے تو مین قضائے حق کے دفع کرنے کے لیئے کوئی تدبیر نہین کر سکتا اسلئے یہ ممکن نہین کہ مین تجھے مار ڈالون بلکہ تو مجھے قتل کریگا۔

او ہمی افتد بہ پیشم کاے کریم — مر مرا کن از برائے حق دو نیم

ترجمہ وہ یہ کہتا ہے کہ اے شخص کریم — اپنے خنجر سے مجھے کر دے دو نیم

تا نیاید بر من این انجام بد — تا نسوزد جان من بر جان خود

ترجمہ تا نہو انجام عاصی کا بڑا — اور جاے یہ جلاپا جان کا

شرح یعنے میرا نوکر یہ کہتا ہے کہ اے علی پہلے مجھے مار ڈالیے تاکہ میرا انجام برا نہو اور میری جان اپنی بری حالت پر نہ جلے ما در میرا خاتمہ بدی کے ساتھ نہو اور برسون دوزخ مین نہ جلنا پڑے

	من ہمیگویم بروجف القلم		از قلم بس سرنگون گردد علم
ترجمہ	مین یہ کہتا ہون کہ جل جف القلم		سرنگون آگے قلم کے ہے علم

شرح یعنے مین اپنے نوکر کو پیغمبر کی یہ حدیث سنا دیا کرتا ہون کہ جفّ القلم بما ہو کائن یعنے قلم قدرت اُن تمام چیزون کو جو قیامت تک ہونے والی ہین لکھکر خشک ہو گیا ہے تقدیر نے علم تدبیر کو گرا دیا ہے تقدیر کا لکھا مٹ نہین سکتا پیغمبر کی پیشین گوئی کے مطابق تو ضرور کسیدن مجھے قتل کریگا۔

	ہیچ بغضے نیست در جانم زتو		زانکہ این را من نمیدانم زتو
ترجمہ	دشمنی تیری مری دل مین نہین		تیری جانب سے نہین یہہ بالیقین
	آلت حقے تو فاعل دست حق		چون زنم بر آلت حق طعن و دق
ترجمہ	تو ہے آلہ۔ اور فاعل ہے خدا		آلۂ حق کا نہو کاسہ جدا

شرح حضرت علیؓ کہتے ہین کہ اے رکابدار مین تجھے کیونکر نہین کہتا کیونکہ تو در اصل قاتل نہین ہے بلکہ آلۂ حق ہے اور فاعل مختار خدا کا ہاتھ ہے۔ مین آلۂ حق کو مطعون و محل اعتراض کرنا نہین چاہتا ذوالفقار علی اعتراض

	گفت او پس این قصاص از بہر چیست		گفت ہم از حق و آن سر خفیست
ترجمہ	وہ یہ بولا کیون ہے بدلا اے صفی		آپ بولے اسمین ہے سرّ خفی

شرح یعنے جب حضرت علی نے یہ فرمایا کہ کسیکو قتل کر دینا قاتل کا فعل نہین ہوتا۔ بلکہ قاتل تلوار کی طرح محض آلۂ حق ہوتا ہے تو رکابدار یا اُس پہلوان نے سوال کیا کہ اگر قتل فی الواقع قاتل کا فعل نہین ہے تو قصاص (خون کا بدلہ خون) کیون لیا جاتا ہے حضرت علی نے فرمایا کہ یہ قصاص لینا بھی حق ہی کی جانب سے ہے اور اسمین پوشیدہ راز ہے وہ یہ کہ مخلوق مین اسمائے متضادہ کے مطابق اللہ تعالے کے لطف و قہر کا ظہور ہوتا ہے جب اسنے زید کو مظہر قہر اور خالد کو مظہر لطف بنانا چاہا تو زید کو خالد کا قاتل بنا دیا پھر زید کو مظہر لطف بنانا چاہا تو اس سے قصاص لے لیا کیونکہ قصاص کے باعث گناہ قتل معاف ہو جاتا ہے گو مرتبۂ شہادت نہین ملتا اسکی دلیل عنقریب بیان ہونے والی ہے۔

	گر کند بر فعل خود او اعتراض		از اعتراض خود بروید در ریاض
ترجمہ	توڑ کر اک فعل اپنا کردگار		ہمکو دکھلاتا ہے صد باغ و بہار

شرح یعنے اگر اللہ تعالے اپنے کسی فعل یا حکم پر اعتراض کرتا ہے یعنے اُسے توڑتا ہے) تو اس توڑنے سے

ریاض خوبی اگا دیتا ہے۔ مثلاً زید خالد کے قتل کرنے مین آلۂ حق تہا اللہ تعالے اگر قصاص مین اس فعل پر اعتراض کرکے آلہ کو توڑ دے تو یہ اعتراض یعنے آلہ کا توڑ دینا عبث نہین ہے بلکہ اس سے حکمت کے باغ مہکتے ہین۔ جسکا بیان آیندہ اشعار مین ہے اور قرآن مجید سے استدلال کیا گیا ہے۔

	اعتراض او را رسد بر فعل خود	زانکہ در قہر ست و در لطف او احد	
ترجمہ	توڑ سکتا ہے وہ اپنے فعل کو	قادر یکتا ہے وہ اے نیک خو	
	اندرین شہر حوادث میر اوست	در ممالک مالک تدبیر اوست	
ترجمہ	حادثون کے شہر کا وہ میر ہے	ملک مین وہ مالک تدبیر ہے	

شرح یعنے اللہ تعالے اپنے فعل یا حکم کو توڑ سکتا ہے کیونکہ وہ قہر و لطف مین یگانہ ہے۔ اسلئے جو مصلحت مخلوق کی کبھی قہر کو مہر سے اور کبھی مہر کو قہر سے بدل دیتا ہے۔

	آلت خود را اگر او بشکند	آن شکستہ کشتہ را نیکو کند	
ترجمہ	اپنا آلہ۔ توڑ دیتا ہے اگر	اسکو کر دیتا ہے بہتر سر بسر	

شرح یعنے اللہ تعالے جب قاتل کو قصاص مین مار ڈالتا ہے تو اسے نیک یعنے بیگناہ کر دیتا ہے چنانچہ وکم فی القصاص حیاۃ کے یہی معنے ہین کہ قصاص مین مقتول کو جاودانی زندگی ملجاتی ہے اور اسکے گناہ معاف ہوجاتے ہین۔ اے شخص قصاص مین یہ حکمت ہے

	رمز نسخ آیۃ او ننسہا	نات خیرا در عقب میدان مہا	
ترجمہ	پڑھ کہین تو آیت او ننسہا	دیکھ لے نات بخیر ہے جزا	

شرح یعنے اے بزرگ شخص اس آیت (ما ننسخ من آیۃ او ننسہا الآیہ) کے رمز پر غور کر کہ جسطرح اللہ تعالے کسی آیت کو منسوخ کرکے اسکیجگہ اس سے بہتر یا اسکی برابر دوسری آیت نازل فرما دیتا ہے اسیطرح اپنے آلہ یعنے قاتل کی حیات مستعار کو منسوخ کرکے قصاص کے سبب جاودانی زندگی دیدیتا ہے نکتہ ہا طور بر لفظ آیت بمعنے انسان ہے جو وحدانیت الٰہی کی بہت بڑی نشانی ہے یہ مضمون قصاص کی تمثیل اور ہے

	ہر شریعت را کہ حق منسوخ کرد	او گیا بر دو عوض آورد ورد	
ترجمہ	ہوگیا منسوخ جو دین و کتاب	گہاس تہی لایا وہ بدلے مین گلاب	

شرح یعنے اللہ تعالے نے جس شریعت کو منسوخ کیا گویا گہاس کو اکہاڑ دیا اور اسکے بدلے مین گلاب کا پہول دیدیا (جدید شریعت بخشدی) چنانچہ پیغمبر آخر الزمان احمد مجتبے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت ایک ایسے گلاب کے پہول کی مانند ہے جس نے پہلی شریعتون کو گہاس کی مانند اکہاڑ پھینکا

	شب کند منسوخ شغل روز را		چون جمادے دان خرد افروز را
ترجمہ	رات کھو دیتی ہے شغل روز کو		جان تو بیجان خرد افروز کو
	باز شب منسوخ شد از نور روز		تا جمادی سوخت زان آتش فروز
ترجمہ	رات نور روز سے کافور ہے		صبح جب آتی ہے ہر سو نور ہے

شرح جماد بیجان چیز کو کہتے ہین اور خرد افروز سے مراد انسان ہے شعر اول مین جمادے بیائے مجہول ہے یعنے رات دن کے تمام مشغلون کو منسوخ کردیتی ہے رات کو سوتے وقت انسان کو کسی بیجان چیز کی مانند سمجھ شعر دوم مین جمادی بیائے معروف ہے یعنے انسان کا جماد ہونا۔ اُس آتش افروز یعنے دن کے سبب جل جاتا ہے یعنے جاتا رہتا ہے بعض نسخون مین بین جمادی خرد افروز را ہے۔ اسصورت مین جمادی دونو جگہ بیائے معروف مصدری ہے یعنے انسان کے جماد ہونے کو دیکھہ کہ یہ جماد ہونا کسقدر عقل کا روشن کرنیوالا ہے کیونکہ جب آدمی سو جاتا ہے تو فکر اور کسلمندی جاتی رہتی ہے اور اگلے دن کے لیے حواس اور عقل مین تیزی آجاتی ہے غرضکہ اللہ تعالے رات کو دن کے اور دن کو رات کے شغل منسوخ کردیتا ہے اسیطرح قصاص مین قاتل کی زندگی کو منسوخ کرکے اسسے فائدہ پہنچاتا ہے مگر یہ راز ہر کسی کی سمجھہ مین نہین آتا۔

	گرچہ ظلمت آمد آن نوم و سبات		لیک درون ظلمت ست آبحیات
ترجمہ	سر بسر ظلمت ہے گو نوم و سبات		ہے اندھیرے مین مگر آب حیات
	لیک درون ظلمت عقل ہا تازہ شد		سکتہ کہ سرمایۂ آوازہ شد
ترجمہ	عقل اس ظلمت سے تازہ ہوتی ہے		چپ سے پڑتی ہے صدا لے نیک پے

شرح یعنے اگرچہ نیند اور آرام کا سونا ظلمت ہے کیونکہ جسطرح اندھیرے مین کچھہ نہین سوجھتا اسیطرح نیند مین کسی چیز کا علم نہین ہوتا مگر آبحیوان اندھیرے ہی مین سے ہے نیند فائدے سے خالی نہین کیونکہ نیند اگلے روز کے لیئے عقل و حواس تازہ کردیتی ہے۔ اور جسطرح خاموش رہنا آواز سے بولنے کے لیئے گویا سرمایہ جمع کرنا ہے اور زیادہ بولنے کا انجام خاموشی ہے اسیطرح سو رہنا عقل و حواس کا بڑہانا ہے اور قاتل کا قصاص مین مارا جانا ہمیشہ کے لیئے زندہ ہوجانا ہے جسکی شرح پہلے گزر چکی ہے

	کہ ز ضدہا ضدہا آید پدید		در سوید او روشنائی آفرید
ترجمہ	ضد سے ضد ہوتی ہے ظاہر اے سنی		ہے سیاہی مین نمایان روشنی

شرح یعنے ظلمت سے روشنی عقل اور خاموشی سے قوت گویائی اسلیئے حاصل ہوتی ہے کہ ضد اپنی ضد سے ظاہر ہوتی ہے اسیطرح اللہ تعالے قصاص مین اپنے فعل پر اعتراض کرکے اپنے حکم کو توڑتا ہے مگر اس سے

اعتراض کی صدیے حکمت ظاہر ہوتی ہے یعنے قصاص والے کو جاودانی زندگی ملتی ہے ضد سے ضد کا پیدا ہونے کی مثال ایسی ہے جیسا کہ سوید ائے قلب یا آنکھ میں کشنی کہ ظاہر میں دونو سیاہ و مکدر اور فی الواقع نہایت نفور ہیں۔ اسی طرح قصاص والا بظاہر مارا جاتا ہے مگر اسکو باطنی زندگی ضرور بخشتا ہے

	جنگ پیغمبر مدار صلح شد		صلح این آخر زمان زان جنگ بد
ترجمہ	جنگ پیغمبر مدار صلح تھا		یعنے خونریزی بہار صلح تھی
	صد ہزاران سر بدان وسیلہ		تا امان یابد سر اہل جہان
ترجمہ	اسیلئے کہ انہوں نے لاکھ سر		تا امان پائے زمانہ سر بسر

شرح یعنے پیغمبر کا کفار سے جنگ کرنا باعث صلح یعنے سبب امن و امان تھا کیونکہ اس آخر زمانہ کا ہمیشہ صلح کر لینا ہمارے موافق ہوتا مگر کسی جنگ پیغمبر کے طفیل سے ہے اگر آنحضور کائنات جہاد نہ کرتے تو کفار قیامت تک کسی مسلمان کو کہیں چین نہ لینے دیتے۔ آپنے ہزاروں کافروں کو اسلئے کاٹا کہ سارے جہان کو شریروں سے امان ملے بس تو اسیطرح اللہ تعالے نے قصاص کا حکم اسلئے دیا کہ قصاص والے کو جاودانی زندگی حاصل ہو۔ اور اگر وہ ہے تو اوسکو اسکے شر سے نجات حاصل ہو

	باغبان زان مے برد شاخ حضر		تا بیابد نخل قامتہا ثمر
ترجمہ	سبز شاخیں کاٹتا ہے باغبان		تا درختوں میں ثمر ہوں بیشمار
	میکند از باغ آن دانا حشیش		تا نماید باغ و میوہ خوشیش
ترجمہ	اس نظر سے جہاں گھاس رہتا ہے کہاس		تا کہیں کوڑا نہو گلشن کے پاس
	میکند دندان بدرد آن طبیب		تا رہد از درد و بیماری حبیب
ترجمہ	دانتوں کو اکھاڑے گا طبیب		درد سے فارغ ہوتا اسکا حبیب

شرح یعنے باغبان ہری شاخ کو اسلئے کاٹتا ہے تاکہ درخت قد و قامت نکالے اور پھل حاصل کرے گھاس اسلئے کاٹتے ہیں کہ باغ اپنی لطافت اچھی طرح ظاہر کرے اور طبیب دانت اسلئے اکھاڑتا ہے کہ اسکا بیمار دست تکلیف سے نجات پا جائے اسیطرح اللہ تعالے نے قصاص کا حکم اسلئے دیا ہے کہ قصاص والا نجات ابدی حاصل کرے۔ اس ظاہری بگاڑ میں باطنی طور پر لاکھ لاکھ بناؤ ہیں۔

	پس زیاد و نقصہا در دور نقص		سر شہیدان را حیات اندر فنا
ترجمہ	سو درجے نقصان میں اصل نقص		اور شہیدوں کو فنا میں ہے حیات

شرح یعنے قصاص میں جو ہمیشہ نقصان ہے بجا ہیں مقتولین بطور تتمہ فرماتے ہیں کہ بلند مرتبے اور کمالات

نقصان کی حالت مین حاصل ہوتے ہین۔ مثلاً قصاص مین حسب ظاہر نقصان جان ہے مگر باعتبار باطن حیات جاودانی ملتی ہے۔ اسیطرح انکا حال ہے جو خدا کی راہ مین شہید ہوے ہین۔

	چون بریدہ گشت حلق رزق خوار	یرزقون فرحین شد خوشگوار
ترجمہ	کٹ گیا جسوقت حلق رزق خوار	غیب سے آتا ہے رزق خوشگوار

شرح یعنے جب شہیدونکا وہ حلق جس سے روزی کہاتے تہے خدا کے رستہ مین کٹ جاتا ہے تو انہین غیب سے رزق ملنے لگتا ہے اور وہ اُس سے خوش رہتے ہین یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین یعنے شہید مرنے کے بعد زندہ رہتے ہین اور انکو رزق ملتا ہے۔ اور وہ خوش ہین

	خلق حیوان چون بریدہ شد بعدل	خلق انسان رست و افزاید فضل
ترجمہ	حلق حیوان جب کٹا تکبیر سے	حلق انسان بنگیا تقدیر سے
	حلق انسان چون ببر دہن ببین	کانچہ زاید کن قیاس آن برین
ترجمہ	حلق انسان جب کٹا کیا ہو گیا	اسکو اسپر کر قیاس اور سچ بتا

شرح یعنے جب عدل (بسم اللہ اللہ اکبر) کے ساتہ کسی حیوان کا گلا کٹتا ہے تو اس سے انسان کا گلا پیدا ہوتا ہے کیونکہ انسان گوشت سے نشو و نما پاتا ہے اور حیوان کا گوشت انسان کا جزو بدن بنجاتا ہے۔ اور اُس گوشت کی بزرگی بڑہ جاتی ہے کیونکہ افضل المخلوقات ہونے کے باعث انسان کا ہر جزو افضل و اشرف ہے۔ پس تو انسان کا گلا کٹنے سے اللہ کے نزدیک اسکی کسقدر فضیلت بڑہ جاتی ہوگی

	حلق ثالث زاید و تیمار او	شربت حق باشد و انوار او
ترجمہ	تیسرا اک حلق بنتا ہے ضرور	جسکی خدمت مین ہین انوار حضور

شرح یعنے اول مرتبہ حیوان کا حلق کٹتا ہے تو انسان کا حلق اور جب انسان کا حلق کٹتا ہے تو تیسرا حلق (خلق روحانی) پیدا ہو جاتا ہے) اور حکم حق سے شربت وصال الٰہی اور شراب قربت خداوندی اور انوار حق اُسکی غمخوار بنجاتے ہین

	حلق ببریدہ خورد شربت ولے	حلق از لا رستہ مردہ در بلے
ترجمہ	شربت اُسکا حصہ ہے اے نیکذات	معنے لا سے ملے جسکو نجات

شرح یعنے گو خلق بریدہ شربت الٰہی پیتا ہے۔ لیکن ہر خلق بریدہ کو یہ شربت میسر نہین ہے بلکہ اسکا حصہ ہے جسکا خلق زندگی مین لا (انکار اسلام) سے نجات پائی ہوے ہو اور بلے (اقرار توحید و ایمان) پر مرا ہوا ہو یا یہ کہ لا یعنے مرتبۂ فنا فی اللہ سے نکلکر مرتبۂ بقا مین واصل ہو گیا ہو مردہ بمعنے واصل ہے پہلے معنے ظاہری شریعت کے لحاظ سے اور دوسرے معنے باطنی حقیقت کے اعتبار سے بالکل صحیح ہین۔

	بس کن اے دون ہمت کوتہ بنان	تا کیت باشد حیات جان بنان
ترجمہ	بس کر اے کم ہمت و کوتہ بیان	تا کجا تو نان کو سمجھے گا جان
	زان نداری میوہ مانند بید	کابرو بردی پے نان سپید
ترجمہ	صورت بید اسلئے بے بر ہے تو	کہوئی ہے روٹی نے تیری آبرو

شرح اگر کوتہ بنان یعنے اطراف انگشت ہے تو یہ مطلب ہے کہ اے کوتاہ دست تجکو لذات جسمانی کے باعث ابدی زندگی نہین مل سکتی اور اگر کوتہ بیان ہے تو یہ غرض ہے کہ اے پست ہمت ۔ درگرفتار لذات جسمانی بس کر اور اپنے بیان یعنے دعوے حیات جاودانی کو چہوڑ تو بید کی طرح میوہ عرفان سے اسلئے بے ثمر ہے کہ لذات جسمانی اور سفید روٹی کی محبت مین خدا کے نزدیک اپنی عزت و آبرو کہو چکا ہے ۔

	گر ندارد صبر زین نان جان حس	کیمیا را گیر و زر گردان تو مس
ترجمہ	گر نہین چھٹتا ہے روٹی کا مزا	کیمیا سے تانبے کو سونا بنا

شرح یعنے اگر تیری روح حیوانی یا وہ جان جو لذات حسیہ و جسمانیہ کی پابند ہے اس روٹی (لذائذ دنیوی) سے صبر نہین کر سکتی تو کسی کیمیائے سعادت (مرشد کامل) کا دامن پکڑ لے اور اسکی صحبت مین رہکر اپنے وجود کا کہوٹ دفع کر کے کندن بنجا ۔ یہان سے بطور وعظ مولانا مقولہ ہے ۔

	جامہ شوئی کرد خواہی اے فلان	رو مگردان از محلۂ گازران
ترجمہ	کپڑے دہونے ہین اگر مد نظر	دہوبیون سے منہ نہ پہیر اے خوش سیر

شرح یعنے ایمخاطب اگر تو کپڑا دہونے والا بننا چاہتا ہے تو دہوبیون کے محلہ سے منہ نہ پہیر بلکہ دہوبیون (مرشدان کامل) کی صحبت مین رہ جو ماسوے اللہ کے میل کچیل کو صابون طریقت اور آبگرم محبت کے ساتہ جامہ وجود سے دفع کر دیتے ہین اور جنکی صحبت سے اخلاق باطنی بالکل پاک و صاف ہو جاتے ہین

	گرچہ نان اشکست مر روزہ ترا	در شکستہ بند پیچ و بر ترا
ترجمہ	نان نے توڑا ہے گو روزہ ترا	چہوڑنے والے کی خدمت کر ذرا

شرح یعنے اگرچہ اس ظاہری روٹی نے تیرے روحانی روزہ (اجتناب لذائذ جسمانیہ) کو توڑ دیا ہے لیکن تو شکستہ بند (ٹوٹے ہوے کو جوڑنے والے) یعنے مرشد کے دامن ارشاد کو پکڑ اور مرتبہ طبیعت حیوانی سے نکلکر مرتبہ عالیہ پر ترقی کر جا مرشدان کامل ٹوٹے ہوونکو خدا سے جوڑ دیتے ہین

	چون شکستہ بند آمد دست او	پس رفو آمد یقین اشکست او
ترجمہ	وہ شکستہ بند ہے اے نیک خو	بالیقین ہے توڑنا اسکا رفو

یعنے اگر مرشد تجکو محبت و ریاضت مین ڈالکر تیری خواہشون کو توڑ دے تو اسکو شکست نہ جان بلکہ یہ توڑنا یقیناً رفو کرنا یعنے واصل بخدا کر دیتا ہے کیونکہ بلا شکست نفس کسی شخص کو وصال آلہی حاصل نہین ہو سکتا

	گر تو آن را بشکنی گوید بیا	تو درستش کن نداری دست و پا
ترجمہ	تو جو توڑیگا کہے گا وہ کہ آ	جوڑ سکتا ہی نہین تو اے فتا

شرح یعنے اگر تو اُس روحانی روزہ کو توڑ دیگا تو مرشد کامل یہ کہیگا کہ اے مخاطب ادہر آ۔ مین اسے جوڑ سکتا ہون البتہ تو اسکے درست کر دینے والے ہاتہہ پانو نہین رکہتا یعنے تجہہ مین ٹوٹے ہوے روزہ کو جوڑ دینے کی قدرت نہین ہے درست کن اسم فاعل ترکیبی ہے اور شین ضمیر روزہ کی جانب راجع ہے حاصل کلام یہ ہے کہ بلا امداد مرشد کامل طالب کو اپنی قوت سے وصال حاصل نہین ہو سکتا

	پس شکستن حق او باشد کہ او	مر شکستہ گشتہ را داند رفو
ترجمہ	توڑ سکتا ہے وہی اے نیک خو	جانتا ہو جو شکستہ کا رفو
	آنکہ داند دوخت او داند درید	ہر چہ او بفروخت نیکوتر خرید
ترجمہ	قطع۔ درزی کے لئے ہے سر بسر	چیز وہ لیتا ہے اچہی بیچ کر

شرح یعنے کسی چیز کا توڑ دینا اُسی کو سزاوار ہے جو ٹوٹے ہوئے کو جوڑ سکے اور بیدہڑک ہو کر وہی شخص کسی چیز کو پہاڑ ڈالتا ہے۔ جو سینا جانتا ہے اور جبکہ یہ صفتین مرشدان کامل مین پائی جاتی ہین تو اللہ تعالے مین بدرجۂ اولے موجود ہین۔ وہ جس چیز کو بیچتا یعنے کم یا فنا کر دیتا ہے اُسکے بدلے مین مرتبۂ عالی اور قصاص مین جس کسیکو مار ڈالتا ہے اُسے ابدی زندگی عنایت کرتا ہے۔ اُسکا کوئی کام حکمت سے خالی نہین وہ ہر شے پر قادر اور حکیم علی الاطلاق ہے اُسکے افعال پر اعتراض نہین ہو سکتا

	خانہ را کند چو جنت ساخت او	پست گردد بر فلک افراخت او
ترجمہ	کہود کر گھر کر دیا جنت نشان	اور بنایا پست کو عالی مکان
	خانۂ ویران کند زیر و زبر	پس بیک ساعت کند معمور تر
ترجمہ	پہلے گہر کو کر دیا زیر و زبر	ایک ساعت مین کیا آباد تر
	گر یکے سر را ببرد از بدن	صد ہزاران سر بر آرد در زمن
ترجمہ	ایک سر۔ وہ کاٹ لیتا ہے اگر	مرحمت کرتا ہے فوراً لاکھ سر

شرح یعنے اگرچہ اللہ تعالے نے قصاص مین زید کے خانۂ جسم کو بظاہر اُجاڑ دیا ہے۔ مگر فی الحقیقت اُسے جنت کی طرح مظہر رحمت خاص کر لیا ہے وہ اس گہر کو اول پست کرتا ہے پہر بلند۔ پہلے ویران کرتا ہے

بہر معبود اگرچہ وہ قصاص مین ایک سر کو بدن سے جدا کر دیتا ہے مگر اسیوقت لاکھون چھپے ہوے
شہید (قصاص والے کی فضیلتین) اُسپر ظاہر کر دیتا ہے یہ مطلب اُس صورت مین ہے کہ دوسرے
مصرع مین اصر بمعنے سین ہو اور فی القصاص حیاۃ سے مقتول کی ابدی زندگی مراد ہو۔ اور اگر سر بالفتح ہے
تو یہ معنے ہین کہ اللہ تعالے ایک واجب القصاص کو مار کر بہت سے سرون کو زمانہ مین ظاہر کرتا ہے
یعنے اُسکے شر سے اکثر لوگ محفوظ رہتے ہین اگر وہ قصاص مین نہ مارا جاتا تو شاید اور بہت سے خون کرتا
اس صورت مین فی القصاص حیوٰۃ سے لوگون کی زندگی مراد ہے۔

	اگر نفرمودے قصاص او بر جناب	یا نگفتے فی القصاص آد حیات	
ترجمہ	حکم بدلے کا نہ دیتا وہ اگر	یا حیات اسمین نہوتی مستتر	
	خود کرا زہرہ بدے تا او ز خود	بر اسیر حکم حق تیغے زند	
ترجمہ	کسکی یہ طاقت تھی کسی یہ مجال	حکم کے بندہ کو کر دیتا حلال	

شرح یہان سے حضرت علی کا مقولہ ہے اس قطعہ بند مین پہلا شعر شرط ہے اور دوسرا جزا۔ اور جنات
جمع۔ جانی ہے بمعنے گناہگار و جنایت کنندہ و قاتل یعنے اگر اللہ تعالے قاتلون سے قصاص لینے کا
حکم نہ دیتا یا یہ نہ کہتا کہ قصاص مین قاتل کی ابدی یا لوگون کی دنیوی زندگی مخفی ہے تو کسیکی یہ طاقت
تھی کہ حکم الٰہی کے پابند یعنے قاتل پر تلوار مارتا اور اُس سے قصاص لیتا۔ مطلب یہ کہ قاتل کا کسی کو
قتل کر دینا بھی خدا ہی کے حکم سے تھا اور قصاص مین مارا جانا بھی دوسرا حکم ہے پچھلے حکم نے پہلا
حکم منسوخ کر دیا ہے۔ چنانچہ اکثر مسائل مین شارع کا پچھلا حکم پہلے حکم کو منسوخ کر دیتا ہے

	زانکہ داند ہر کہ چشمش را گشود	کان کشندہ سخرۂ تقدیر بود	
ترجمہ	جانتا ہے جسکی آنکھ کھولدین ہے نور	حکم کا بندہ ہے قاتل بالضرور	

شرح یعنے قاتل اسلیے پابند حکم الٰہی ہے کہ ہر شخص جسکی باطنی آنکھین اللہ تعالے نے کھول رکھی ہین
اچھی طرح جانتا ہے کہ قاتل تقدیر الٰہی کا مسخر تھا۔ مگر چونکہ حکم قصاص قتل کے بعد ہے اسلیے قاتل سے قصاص
لیا جاتا ہے اور حسب توضیح سابق اللہ تعالیٰ کا پچھلا حکم پہلے حکم کو منسوخ کر دیتا ہے

	ہر کرا آن حکم بر سر آمدے	بر سر فرزند ہم تیغے زدے	
ترجمہ	حکم ہو جاتا ہے جسکو بیدریغ	سر پہ بیٹے کے لگا دیتا ہی تیغ	

شرح یعنے قتل کرنے یا قصاص لینے کا حکم جس کسیکے متعلق ہوتا ہے وہ اپنے بیٹے کے سر پر تلوار مار دیتا ہے
چنانچہ حضرت عمرؓ نے اپنے صاحبزادہ سے قصاص لیا تھا اس سے ظاہر ہے کہ تلوار مارنیوالا پابند حکم تقدیر ہے

ہوتا ہے۔ اور قصاص حکمت پر مبنی ہے۔ مطلب یہ کہ انسان کو خدا کے افعال پر اعتراض کرنیکا حق حاصل نہین ہے

	تو بترس و طعنہ کم زن بر بدان	پیش دام حکم عجز خود بدان
ترجمہ	ڈر کہین طعنہ بدونکو تو نہ دے	اسکے آگے عجز اپنا جان لے
	پیش حکم حق بنہ گردن ز جان	تسخر و طعنہ مزن بر گمرہان
ترجمہ	ڈال گردن پیش حکم کردگار	اور گمراہون پہ تو طعنہ نمار

شرح یہ حضرت علیؓ اور مولانا دونونکا مقولہ ہو سکتا ہے۔ یعنے ایشخص بدونپر طعن نمار۔ اور دام تقدیر کے آگے اپنے آپ کو عاجز سمجھ اور حکم الٰہی کے روبرو گردن جہکالے۔ گمراہون پر نہ ہنس کہین ایسا نہو کہ اس تکبر کے باعث تو بہی گمراہ یا قاتل بنجائے اور پہر قصاص مین مارا جائے۔

تعجب کردن آدم از فعل ابلیس

	تعجب کردن آدم از فعل ابلیس و عذر آوردن و توبہ کردن	
ترجمہ	حضرت آدمؑ کا ابلیس کے گمراہ ہونے سے تعجب کرنا اور پہر عذر و معذرت اور توبہ کرنی	
	چشم آدم بر بلیسے کو شقی ست	از حقارت وز زیافت بنگریست
ترجمہ	آنکھ آدم کی پڑی ابلیس پر	یعنے کی اسپر حقارت سے نظر
	خویش بینی کرد و آمد خود گزین	خندہ زد بر کار ابلیس لعین
ترجمہ	خویش بینی۔ خود پسندی ہو گئی	کار شیطان پر انہین آئی ہنسی
	بانگ بر زد غیرت حق کاے صفی	تو نمیدانی ز اسرار خفی
ترجمہ	غیرت حق نے کہا سن اے صفی	تجکو کیا معلوم ہے سر خفی

شرح یعنے جب حضرت آدم کی آنکہہ نے شیطان کو ذلت اور برائی کی نگاہ سے دیکہا اور آپ کو از راہ خود پسندی شیطان کے حال پر ہنسی آئی تو غیرت حق نے عصمت آدمؑ برقرار رکہنے کے لیے انہین آواز دی اور یہ کہا کہ اے آدم تو ہمارے پوشیدہ اسرار کو نہین سمجھ سکتا۔ ابلیس کے گمراہ ہونے مین بہت سی حکمتین ہین۔

	پوستین را باز گونہ گر کنم	کوہ را از بیخ و از بن بر کنم
ترجمہ	سچ تو یہہ ہے گر الٹ دون پوستین	بیخ و بن سے کوہ اکہیڑین بالیقین

شرح یعنے غیرت حق نے آدم سے یہ کہا کہ اگر مین پوستین الٹ دون (کار معکوس کرنا چاہون) یعنے محل لطف مین قہر اور محل ہدایت مین ضلالت ظاہر کرون تو پہاڑ کی برابر عبادتون کو بیخ دین سے اکہاڑ کر پھینکدون۔ اعمال نیک نابود ہون اور گناہ طاعت سے بدلجائین متکبرون اور خوپسندون کے نیک اعمال بالکل لاشئے کردیے جائین اور کفار ایمان لانے کے سبب ثواب عظیم اور جنات النعیم کے مستحق بنادیے جائین۔

	پردہ صد آدم اندم بر درم		صد ملیس تو مسلمان ورم
ترجمہ	پردہ سو آدم کا کردون چاک چاک		سو شیطانین کو کرو نین دم مین پاک

شرح یعنے مین اگر چاہون تو سو آدم رمشیار اہل طاعت کی پردہ دری کرکے لوگون کو دکھادون کہ انکی ریائی عبادت نامقبول ہے اور سو شیطانون را کثر اہل ضلالت کو تو مسلم رجدید الایمان بنادون

	گفت آدم توبہ کردم زین نظر		ایچنین گستاخ نندیشم دگر
ترجمہ	بولے آدم - یا خدا توبہ مری		ایسی گستاخی نہوگی پھر کبھی

شرح یعنے یہ تنبیہ سنکر حضرت آدم نے کہا کہ ایخدا مینے اس نظر عجب سے توبہ کی آیندہ مین ایسی بے ادبی کا خیال بھی نہ لاؤنگا۔ فائدہ یہان سے نکلتا ہے کہ نیک لوگ ذرا سی لغزش سے فوراً توبہ کرلیتے ہین

	یارب این جرأت زبندہ غفون		توبہ کردم مے نگیرم من سخن
ترجمہ	یا خدا تقصیر میری کر معاف		توبہ مین اس بات سے کرتا ہون صاف

شرح مے نگیرم مین میم ضمیر مفعول ہے بمعنے مرا یعنے یا اللہ مینے توبہ کی تو اس بات سے مجھے نہ پکڑنا

	یا غیاث المستغیثین امدنا		لا افتخارا بالعلوم والغنا
ترجمہ	اے مرے فریادرس ہو رہنما		علم و دولت پر کرین ہم فخر کیا

شرح یہان سے مولانا کی مناجات شروع ہوی ہے یعنے ایخدا۔ اے فریادرس تو ہمین سیدہا رستہ دکھا ہم اپنے علم و مال پر فخر نہین کرتے۔ کیونکہ فخر و عجب و تکبر بڑی صفتین ہین جو خدا سے دور کرنے والی ہین

	لا تزغ قلبنا ہدیت بالکرم		واصرف السوء عنا الذی خط القلم
ترجمہ	دلکو تو ٹیڑھا نکر اے راہبر		اور مقدر کی برائی دور کر

شرح یعنے ایخدا تو سیدہا رستہ دکھانیکے بعد اپنے کرم سے ہمارے دلکو ٹیڑھا نہ کر اور ہماری وہ برائی جو قلم نے بطور قضائے غیر مبرم لکھدی ہے۔ ہمسے پھیر دے۔ قضاے غیر مبرم کی قید اسلیے ہے کہ قضاے مبرم کسیطرح نہین بدل سکتی چنانچہ مولانا قدس سرہٗ اسکی جانب کئی جگہہ اشارہ فرما چکے ہین۔

	بگزران از جان ما سوء القضا		وامبر ما را ز اخوان الصفا
ترجمہ	حکم بد کو پھیر ہم سے یا خدا		صاف باطن سے نکر ہم کو جدا

شرح یعنے ایخدا ہماری جان سے بڑے حکم کو دفع کردے اور ہمین اخوان الصفا اہل صفاے باطن داہل اللہ سے دور نہ رکھیو کیونکہ اہل اللہ سے دور رہنا ابدی محرومی کا باعث ہے اور بڑی بدقسمتی کی علامت ہے اے اللہ تو ہماری تقدیر کی برائی کو دفع کردے

	اے خدا اے فضل تو حاجت روا		با تو یاد ہیچکس نبود روا
ترجمہ	فضل تیرا کارساز خلق ہے		تیرے ہوتے یاد ہو کیون کوئی شے
	تلخ تر از فرقت تو ہیچ نیست		بے پناہت غیر ہیچا ہیچ نیست
ترجمہ	تلخ تر سب سے جدائی ہے تری		اے پناہ کل دوہائی ہے تری

شرح یعنے ایخدا تیرے ہوتے کیسکی یاد جائز نہین اور جب تک تیری پناہ نہو بجز ہیچ در ہیچ گرفتاری عجب و تکبر اور کچھ حاصل نہین ہوتا تیرا فضل زمانے کی حاجتونکو پورا کرنے والا ہے تو ہمین اخلاق ذمیمہ سے نجات دے

	رخت ناہم رخت ما را ہنرن		جسم ما مر جان ما را جامہ کن
ترجمہ	رخت و بنا رخت دین کا راہ زن		اور جان کا جامہ کن ہے یہ بدن

شرح یعنے ایخدا ہمارے اسباب دنیوی ہمارے اسباب اُخروی کا یا رخت وجود سو ہوم رخت وصال حقیقی کا راہ زن ہے اور ہمارا جسم جو گرفتار لذات جسمانیہ ہے ہماری روح کا جامہ کن یعنے خلعت معافی اور کمال کا پہننے والا ہے ایسی حالتین تو ہی حفاظت کرسکتا ہے۔

	دست ما چون پائے ما را مے خورد		بے امان تو کسے جان چون برد
ترجمہ	ہاتھ اپنے پانو کو کھانے لگے		بے ترے کیونکر امان جانکو ملے

شرح یعنے ایخدا جبکہ ہمارے ہاتھ کی کمائی ہوی برائیان اُن نیکیون کو فنا کر دیتے ہین جو خدا کے راہ مین چل پھر کر ہمارے پانونے کمائی تہین یعنے ہمارے اعضا خود ہمارے دشمن ہو جاتے ہین تو تیری حفاظت بغیر کون جانبر ہوسکتا ہے تیرے غضب سے تیری ہی پناہ مانگنی چاہیئے

	در برد جان ہا ین خطر ہائے عظیم		بردہ باشد مایۂ ادبار وبیم
ترجمہ	جان خطرون سے جو سالم لیگیا		مایۂ ادبار وبیم اُسنے لیا

شرح یعنے اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ بلا حفظ و امان الٰہی صرف اپنے علم و عقل کے زور سے خطرات نفسانی و وسوسہ شیطانی سے نکلکر نجات پا جائے یہ بالکل ناممکن ہے ایسا شخص بدبختی اور خوف عذاب الٰہی اپنے ساتھ لیجائیگا جیسا کہ حکمائے فلسفہ یونانی جنکا رد پہلے مثنوی مین گزر چکا ہے۔

	زانکہ چون جان وصل جانان نبود		تا ابد با خویش کور ست و کبود
ترجمہ	جان وہ جو وصل جانان نہین		کور ہے بے نور ہے وہ بالیقین

شرح یعنے چونکہ بلا امن الٰہی صرف عقل پر بھروسہ کرنے والون کی جان وصل ذات نہین ہوتی اسلیئے اپنی ذات مین ہمیشہ کور و کبود رہے نور رہتی ہے اور نجات کا رستہ نہین ملتا۔

	چون تو مذہبی راہ جان خود بردہ	جانکہ بے تو زندہ شمرد مردہ گیر
ترجمہ	گر تو سے تو راہ جان خود بردہ ہے	جو ترے بغیر زندہ ہے وہ مردہ ہے

شرح یعنے ایخدا اگر تو سیدہا رستہ نہ کہائے تو جان گم گشتہ یا ضایع شدہ چیز کی مانند ہے جسکو نفس یا شیطان دوزخ کی طرف کھینچ لیجاتا ہے اور جو شخص کہ تیری یاد بغیر زندہ ہے وہ فی الواقع مردہ ہے۔

	گر تو طعنہ میزنی بر بندگان	ہر زہ آن میر سد لے کام را
ترجمہ	اپنے بندون پر اگر ہو طعنہ زن	بیجا سب زیبا ہے رب ذوالمنن

شرح یعنے ایخدا تو اگر اپنی مخلوق پر طعن مارے یا اُسے بھلا بُرا کہے تو تجھے شایان ہے ہان بندہ کا بندہ کو بُرا کہنا بہت بُرا ہے خالق کو مخلوق مین ہر طرح کے تصرف کا اختیار ہے البتہ باہم مخلوق کا درجہ برابر ہے۔

	ور تو ماہ و مہر را گوئی جفا	ور تو قد سرو را گوئی دوتا
ترجمہ	چاند سورج کو اگر اندھا کرے	اور قد سرو کو ٹیڑھا کرے
	ور تو چرخ و عرش را گوئی حقیر	ور تو کان و بحر را گوئی فقیر
ترجمہ	اور کہے عرش و فلک کو تو حقیر	یا بنائے بحر و معدن کو فقیر
	آن بہ نسبت با کمال تو رواست	ملک و اقبال و غنا ہا مر ترا ست
ترجمہ	یہ تجکو لایق ہے تجھے ہے سب روا	ہے ترا سب ملک و اقبال و غنا

شرح یعنے ایخدا اگر تو چاند سورج کو سونے چاندی کا سیل کہے یعنے بے نور کرنے اور سرو کے قد کو خمیدہ بنائے اور چرخ و عرش کو حقیر اور بحر و کان کو محتاج کہے تو یہ سب باتین تیرے کمالات کے لحاظ سے ٹھیک ہین کیونکہ چاند سورج مین تیرا سا نور اور عرش مین تیری سی عظمت اور دریا مین تیری سی دولت ہرگز نہین ہے بعض نسخون مین جفا کی جگہ خفا ہے بمعنے پوشیدہ۔ اور بعض مین ملک کمال فنا ہا مر ترا ست ہے یعنے ایخدا فانی چیزون کے کامل کر دینے کی حکومت تجھہ مین ہے یعنے تو جو چاہتا ہے وہ فی الفور ہو جاتا ہے۔

	کہ تو پاکی از خطر و زیستی	نیستان را موجد و مُفنیستی
ترجمہ	ہستی سے پاک ہے تو اے خدا	ہست کرنیوالا ہے ہر نیست کا

شرح یعنے ایخدا تو اسلیے مستحق جمیع صفات کمالیہ ہے کہ ہر قسم کے خطر اور فنا ہونے سے پاک ہے اور معدوم کو موجود اور اس ایجاد مین انکو اپنے شریک سے بے پروا کرنے والا ہے بعض نسخون مین مفنی کی جگہہ مفنی اور بعض مین مفنی ہے یعنے ایخدا تو معدومات کو موجود کرکے پھر فنا کرنیوالا ہے یا یہ کہ تیرا وجود تمام موجودات کے لیے بمنزلہ امعنی ہے جسطرح الفاظ بلا معنے نکمے ہین اسیطرح موجودات تیری اعانت بغیر کسی کام کے نہین۔

	آنکہ روپانید واند سوختن		وانکہ بدرید ست داند دوختن
ترجمہ	وہ اگاتا ہے جلا دیتا ہے وہ		پھاڑتا ہے وہ بنا دیتا ہے وہ

شرح یعنے ایخدا تو وہ ہے کہ جسنے پیدا کیا ہے اور تو وہ ہے کہ جو جلانا رفنا کرنا جانتا ہے اور تو وہ ہے کہ جسنے پھاڑا (فنا کیا) اور تو وہ ہے کہ جو سینا (پھر زندہ کر دینا۔ جانتا ہے)

	مے بسوزد ہر خزان مرباغ را		باز روباند گل صباغ را
ترجمہ	کہ خزان مین باغ جل جاتا ہے کل		پھر کھلا دیتا ہے وہ یہہ کہکے گل

شرح یعنے ایخدا تو وہ ہے کہ ہر موسم خزان مین باغ کو جلا کر پھر رنگ برنگ کے پھول کھلا دیتا ہے اسیطرح بعد فنا جسم کے اجزا خاک سے جمع کر کے پھر زندہ کر دینے پر قادر ہے۔ لفظ صباغ گل کی صفت ہے بمعنے ظاہر کنندۂ رنگ۔ یا یہ سمجھئے کہ رنگ برنگ کے پھول کو بطور مبالغہ صباغ کہا گیا ہے۔

	کاے بسوزیدہ بمرون آ تازہ شو		بار دیگر خوب وخوش آوازہ شو
ترجمہ	اے بہار رفتۂ گل تازہ ہو		بار دیگر خوب وخوش آوازہ ہو

شرح یعنے ایخدا تو وہ ہے کہ خزان کے جلے ہوؤن کو یہ کہکر بلاتا ہے کہ اے جلے ہوے پھول پتو پھر صورت تازہ ہو جاؤ اور نام بنام الگ الگ شہرت حاصل کرلو۔ اسیطرح مردونکی پرانی ہڈیون اور گلی ہوی کھالون کو یہہ حکم دیگا کہ حساب وکتاب کے لیئے ہمارے دربار مین آجاؤ۔ چنانچہ تمام عالم پھر زندہ ہو جائیگا۔

	چشم نرگس کور شد بازش بساخت		حلق نے بدرید وبازاورا نواخت
ترجمہ	اُسنے بخشی چشم نرگس کو نظر		حلق نے پر کی نوازش کا ٹکڑ

شرح یعنے ایخدا تو وہ ہے کہ موسم خزان مین نرگس کی آنکھہ پھوڑدی تہی مگر پھر بنادی اور نے کا حلق پھاڑدیا یعنے بستان کو اُجاڑدیا تہا مگر اسپر پھر نوازش فرمادی۔ نکتہ لفظ نواخت جو بجانے کے معنون بھی ہے نے کے لیئے الہام لطیف ہے۔ اور اس کے معنے وہی سمجھتے ہین جو شیخ نوازنے چوتھی حکایت مسکیند کی شرح سمجھہ چکے ہین

	ما چو مصنوعیم وصانع بیشتیم		جز زبون وعجز کہ قانع نیستیم
ترجمہ	ہم ہین مصنوع اور صانع ہیں بیچون		اسلیئے صانع کے آگے ہین زبون

شرح یعنے ایخدا ہم مصنوع ہین اور تو صانع اور چونکہ مصنوع صانع سے عاجز ہوا کرتا ہے اسلیئے ہم تیرے حکم پر قانع ہین کیونکہ مصنوع کو بجز عجز وتسلیم اور کچھ نہین بن آتا۔ اسلیئے تیرا حکم ماننا ہمپر فرض ہے۔

	ما ہمہ نفسی ونفسی مے زنیم		گر نخواہی ما ہمہ ہم نہ نیم
ترجمہ	نفسی نفسی کرتے ہین بے تمکنت		تو نچاہے تو ہین ہم مانند دیو

شرح یعنے ایخدا ہم سب نفسی نفسی پکار رہے ہین یعنے ہم مین سے ہر شخص یہ کہتا ہے کہ یا الٰہی میرے نفس کو برائیون سے نجات اور بہلائیون کی ہدایت دے۔ اگر تو ہی ہماری ہدایت نچاہے گا تو ہم دیو یعنے شیطان کی طرح راندۂ درگاہ ہو جائینگے کیونکہ تیری مدد بغیر کسیکو سیدہا رستہ معلوم نہین ہو سکتا۔

	زان زاہرمن رہید ستیم ما	کہ خریدی جان ما را از عمے
ترجمہ	اسلئے شیطان سے پائی ہے امان	اندہے پن سے تو بچا لیتا ہے جان

شرح یعنے ایخدا ہم اسلئے شیطان کے قبضہ سے نجات پائے ہوے ہین کہ تو نے ہماری جان کو اندہے پن (گمراہی) سے محفوظ کر رکہا ہے اور ہمارے دیدۂ باطن کو نور ایمان سے منور کر دیا ہے اگر تیرا فضل نہوتا تو ہم عذاب دو جہان مین مبتلا ہو جاتے اور گمراہی کے اندہے کنوین مین گر پڑتے

	تو عصاکش ہر کرا کہ زندگیست	بے عصا و بے عصاکش کور چیست
ترجمہ	جینے والونکا ہے رہبر بالیقین	بے عصاکش کور کیا ہے کچہ نہین

شرح یعنے ایخدا جس شخص کے لیئے حیات جاودانی مقرر کی گئی ہے تو اسکا عصاکش یعنے ہادی ہے اور اندہا یعنے گمراہ کیا چیز ہے؟ وہ ہے جو بلا عصا و بلا عصاکش ہو یعنے بلا ہدایت و بلا ہادی ہمیشہ گمراہ رہے۔ دوسرے مصرع مین کور چیست باعتبار لفظ سوال موخر ہے۔ اور بے عصا و بے عصاکش جواب مقدم حدیث قدسی ہے کلکم ضال الا من ہدیتہ یعنے اے بندو تم سب گمراہ ہو مگر جسکو مین ہدایت دون وہ نیک راہ پر ہے اسلئے مجہی سے ہدایت طلب کرو نکتہ چونکہ دنکا اندہا اہل باطن کے نزدیک حیوانات مین سے ہے اسلئے مولانا قدس سرہ لفظ کیست کی چیست لائے ہین۔

	غیر او ہر چہ خوش ست و ناخوش ست	آدمی سوز ست و عین آتش ست
ترجمہ	ہے جو کچہ اسکے سوا اچہا برا	عین دوزخ ہے سمجہ لے اے فتا

شرح یعنے خدا کے سوا کوئی چیز اچہی ہو یا بری مگر چونکہ ماسوے اللہ سے غافل کر دینے والی چیزون مین داخل ہے اسلئے آدمی کے جلانے والی اور مجسم دوزخ کی آگ ہے نکتہ انبیاء و اولیاء و علما چونکہ خدا کو یاد دلاتے رہتے ہین اسلئے ماسوے اللہ مین داخل نہین ہین۔

	ہر کرا آتش پناہ و پشت شد	ہم مجوسی گشت و ہم زردشت شد
ترجمہ	آگ یہان جسکی پناہ و پشت ہے	ہے مجوسی اور وہ زردشت ہے

شرح یعنے جو آگ پر بہروسا کیئے اور اسے اپنا معبود بنائے بیٹہا ہے وہ مجوسی اور زردشت ہے اسیطرح ماسوے اللہ کی محبت آگ ہے اور ماسوے اللہ سے محبت کرنے والے عند الطریقت آتش پرست ہین فائدہ زردشت

ایک حکیم تہا جسنے ملک فارس مین اتش پرستی کی بنیاد ڈالی ہے۔

	کل شیٔ ما خلا اللہ باطل		ان فضل اللہ علیہم باطل
ترجمہ	ہیچ ہے حق کے سوا ہر ایک شے		ہان فقط فضل الٰہی ابر ہے

شرح پہلا مصرعہ ایام جاہلیت کے ایک مشہور شاعر (لبید نامی) کا ہے اور رسول اللہ نے اس مصرعہ کی تعریف فرمائی ہے مرطلب یہ کہ سوائے خدا کے اور ہر شے بگڑنے یا فنا ہونیوالی ہے یا بیکار و باطل ہے البتہ اللہ تعالےٰ موجود برحق ہے اور اُسکا فضل بڑہنے والے ابر کی مانند بے انتہا ہے۔

	باز روئے علی و خونیش		وان کرم با خونی و افزونیش
ترجمہ	پھر سے سُن لے داستان مرتضےٰ		اپنے قاتل پر کرم کیا کچھ کیا

شرح لفظ افزونیش علی پر معطوف ہے یعنے ایخاطب مضمون مناجات سننے کے بعد حضرت علیؓ اور آنکے قاتل کی داستان اور اُسپر کرم اور بیان فضائل علی کی طرف رجوع کر نیز ممکن ہے کہ ضمیر افزونیش کرم کی طرف راجع ہو

	بقیہ قصہ امیر المومنین علیؓ و مسامحت و اغماض او با خونی رکابدار خویش		
ترجمہ	حضرت علیؓ کے اپنے خونی اور رکابدار (ابن ملجم) سے نرمی اور چشم پوشی کرنیکا باقی قصہ		

	گفت دشمن را ہمے بینم بہ چشم		روز و شب بروے ندارم ہیچ خشم
ترجمہ	بولے دشمن سامنے ہے روز و شب		مین نہین ہوتا ہون اُسپر ذرہ غضب
	زانکہ مرگم ہمچو جان خوش آمدست		مرگ من در بعث چنگ اندر زدست
ترجمہ	جانتا ہون موت کو مانند جان		موت میری زندگی ہے مہربان

شرح یعنے حضرت علیؓ نے اُس پہلوان سے فرمایا کہ مین دن رات اپنے قاتل کو آنکھون سے دیکھتا ہون اور اُسپر کسیطرح کا غصہ نہین کرتا۔ کیونکہ مجکو موت جان طرح پیاری ہے اور میری موت نے بعث (حیات ثانی) کا دامن پکڑ رکھا ہے یعنے مین عالم فانی سے انتقال کرکے روحانی زندگی حاصل کرونگا۔

	مرگ بے مرگی بود مارا حلال		برگ بے برگی بود مارا نوال
ترجمہ	ہان ہمین بے موت مرنا ہے حلال		اور بے سامانیان برگ و نوال

شرح یعنے موت در حالت زندگی (جیتے جی مرجانا) یا ایسے موت جسکا نتیجہ بے مرگی اور حیات ابدی ہے ہمارے لیئے حلال ہے کیونکہ یہ ظاہری موت اہل اللہ کے نزدیک بے مرگی اور باعث حیات ابد ہے اور اسیکا نام وصال ہے۔ اور ہمارے لیئے بے برگی اور بے سامانی در احتیاج گویا با سامانی اور توشۂ عقبےٰ ہے کیونکہ ہم بجز عشق الٰہی اور کسی شے کو اپنی دو جہان کی بہلائی کا سامان نہین جانتے

	برگ بے برگی مراچون برگ شد		جان باقی یافتی و مرگ شد
ترجمہ	جبکہ بے سامانیان بین سازو برگ		زندگی بخشی ملی ہے جائے مرگ

شرح یعنے جب تونے دنیوی بیسامانی کو سامان سمجھ لیا تو یہ جان کے کہ حیات جاودانی ملگئی اور موت بالکل جاتی رہی غائب وفنا ہوگئی کیونکہ دنیوی سامان کو فانی سمجھکر چھوڑدینا گویا موت کو بقاء سے بدل کر لینا ہے۔

	ظاہرش مرگ و بباطن زندگی		ظاہرش ابتر نہان پائندگی
ترجمہ	مرگ ظاہر واقعی ہے زندگی		ہے تری یہ موت موجب پائندگی
	از رحم زادن جنین را آن چنین ست		در جہان اورا ز لو تنگی چنست
ترجمہ	بچہ کا بچہ کا نکلنا پیٹ سے		ہے جہان تنگ و نما کے واسطے

شرح یعنے رحم سے بچہ کا پیدا ہونا ایک عالم سے دوسرے عالم مین جانا اور عالم دنیا مین بظاہر بچہ کا مرجانا اور نشو ونما پانا ہے اسیطرح روح بھی ایک جنین ہے جو عالم دنیا سے علاقہ منقطع کرکے عالم بقا کی طرف چلا جاتا ہے مگر ایک روح قرب الٰہی مین رہتی ہے اور بدن اس جنین کیطرح قید کیجاتی ہے

	آنکہ مردن پیش جانش تہلکہ ست		نہی لا تلقوا نکہ واو بلکہ ست
ترجمہ	موت کو جو تہلکہ سمجھا ہے خام		نہی لا تلقوا سے اسکو کیا ہے کام

شرح قرآن مجید مین ہے ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ یعنے اپنے ہاتھوں سے اپنے تئین ہلاکت مین نہ ڈالو اسکے یہ معنے لیے ہین کہ خدا کے رستہ یعنے جہاد وغیرہ مین خرچ کیجئے جاؤ اور اپنی جانون کو ہلاکت مین نہ ڈالو یعنے جہاد کو ترک نکرو ورنہ ہلاک ہوجاؤگے کیونکہ تمہین بزدل سمجھکر دشمن غالب آجائینگے مگر جمہور کے نزدیک جہاد بالنفس کے نزدیک جہاد یعنے جہاد اکبر نفس کشی رہے یعنے حضرت علی فرماتے ہین کہ جس شخص سے نزدیک مرجانا (قتال کرنا) بمنزلہ ہلاکت واقعی (محرومی قرب الٰہی) ہے وہ ولا تلقوا کی نہی ہرگز نہین مانتا کیونکہ یہ آیت ترک جہاد سے منع کررہی ہے اور وہ ترک جہاد پر اقدام کررہا ہے یعنے جہاد اکبر نہین کرتا اور یہ جانتا ہے کہ اگر مین اس جہاد مین مارا گیا تو ہلاکت واقعی کی مصیبت مین گرفتار ہوجاؤنگا یہ معنے اسنے اپنی ذہنی سے پیدا کیے ہین ورنہ اس آیت کی لفظی نہی بطور منع جہاد کرکے تاکید کرتی ہے۔ یعنے اس سے جہاد اکبر (نفس کشی) کی تاکید نکلتی ہے

	چون مراسوے اجل عشق اوست		نہی لا تلقوا بایدیکم مراست
ترجمہ	چونکہ مجھکو ہے محبت موت سے		[illegible]

شرح حضرت علی فرماتے ہین کہ [illegible] اسلئے [illegible] کیونکہ تمام [illegible]

کیونکہ اس جہاد مین مرنا وصال حقیقی ہے۔ کیونکہ شہیدان عشق حقیقی خدا سے جا ملتے ہین۔

	زانکہ ہنی از دانۂ شیرین بود	تلخ را خود ہنی حاجت کے شود	
ترجمہ	روکی میٹھی چیز سے ہے بالیقین	تلخ ہے پھر منع کی حاجت نہین	
	دانۂ مردن مرا شیرین شدست	بل ہم احیاءٌ لدی من آمدست	
ترجمہ	موت ہے اک میوۂ شیرین مجھے	بل ہم احیاءٌ ہے میرے واسطے	

شرح یعنے ممانعت اسی چیز سے ہوتی ہے جو شیرین و لذیذ ہو کڑوی چیز سے منع کرنے کی کچھ حاجت نہین ہوتی بس تو چونکہ موت میرے نزدیک شیرین ہے کیونکہ خدا کے رستہ مین مرنیوالون کو حسب مضمون بل ہم احیاء عند ربہم (شہید خدا کے نزدیک زندہ ہین) حیات ابدی ملجاتی ہے اسلیئے حکم لا تقولوا میرے لیئے ہے لفظ دانہ دونو جگہ بمعنے غذا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ عاشقان الٰہی موت کو جان سے زیادہ عزیز سمجھتے ہین۔

	اقتلونی یا ثقاتی انما	ان فی قتلی حیاتا دائما	
ترجمہ	آؤ۔ مجکو قتل کرڈالو ثقات	قتل ہوجانے مین ہے دایم حیات	

شرح یہ شعر حضرت علی کی زبان سے مولانا کا مقولہ اور منصور کے قول کی تضمین ہے جو اُسنے قتل ہوتے وقت کہا تھا یعنے اے میرے دوستو مجھے اس حالت مین قتل کردو کہ مین اپنے نفس کو ملامت کرتا جاتا ہون کیونکہ میرے قتل ہوجانے مین میری دائمی زندگی پوشیدہ ہے۔ اسلیئے مجھے موت نہایت محبوب ہے۔

	ان فی موتی حیاتی یا فتی	کم افارق موطنی حتی متی	
ترجمہ	موت ہی مین زندگی ہے اے فتا	کیون رہون اپنے وطن سے مین جدا	

شرح یعنے ایخاطب میری موت مین میری زندگی پوشیدہ ہے مین اصلی وطن (عالم احدیت) سے کب تک اور کس زمانہ تک جدا رہونگا۔ اسلیئے مجھے مرجانا محبوب ہے۔ کیونکہ بلا موت عالم احدیت تک رسائی نہین ہوسکتی۔

	فرقتی لو لم تکن فی ذا السکون	کم یقول انا الیہ راجعون	
ترجمہ	ہے مری فرقت مین آرام و سکون	دیکھ لے انا الیہ راجعون	

شرح یعنے ایخاطب جان کے بدن سے جدا ہونے مین اگر میرے لیئے سکون (راحت و آرام) نہوتا تو اللہ تعالے مصیبت اور خاصکر مصیبت موت کے وقت انا للہ وانا الیہ راجعون (ہم خدا کی ملک ہین اور اسیطرف رجوع کرنیوالے ہین) کہنے کا حکم نہ دیتا۔ کیونکہ آدمی ہر طرف سے پھر پھرا کر اپنے وطن اور جائے آرام ہی کی طرف رجوع کیا کرتا ہے اور وہین جاتا ہے جہان اُسے آرام ملے ورنہ رجوع کے معنے درست نہین ہوسکتے اسی آیت سے صاف ظاہر ہے کہ موت باعث سکون ہے اور اللہ کیطرف جانا گویا وطن اصلی طرف رجوع کرنا ہے یہی باعث ہے کہ عاشقونکو موت محبوب ہے

	راجع آن باشد کہ باز آید بشہر	سوے وحدت آید از تفریق دہر
ترجمہ	ہے وہی راجع پھرے جو سوے شہر	بہر وحدت چھوڑ دے تفریق دہر

شرح یعنے فی الواقع خدا کی طرف رجوع کرنے والا وہ ہے جو شہر حقیقت اور وطن اصلی (عالم احدیت) کی طرف رجوع کرے اور جس عالم سے نکلکر دنیا مین آیا تھا اُسی عالم کی طرف چلا جائے اور تفریق دہر (عالم کثرت) عالم دنیا سے نکلکر مقام وحدت مین آرام کرے جو لوگ تفریق دہر سے نجات یافتہ نہین ہین وہ خدا سے دور ہین

	این سخن پایان ندارد چاکرم	چون شنید این سر ز سید گشت خم
ترجمہ	الغرض سن سنکے یہ میرا غلام	منفعل ہوتا رہا ہے لا کلام

شرح حضرت علی فرماتے ہین کہ اے پہلوان شوق شہادت کی داستان بے انتہا ہے اسکو چھوڑ کر میرے رکابدار کا قصہ سن لے کہ جب اُسنے اپنے سید (مالک و آقا) سے یعنے مجھسے یہ راز سن لیا جو ابھی بیان ہو چکا تو نہایت خمیدہ و منفعل اور شرمناک ہوکر میرے قدمون مین آگرا اور میرے ہاتھ سے قتل ہو جانے کا مدتون آرزومند رہا۔

	افتادن رکابدار در پاے امیر المومنین علیؓ کہ اے امیر مرا بکش و ازین بلیہ برہان	
ترجمہ	رکابدار کا حضرت علیؓ کے قدمون مین گر کر یہ کہنا کہ اے امیر المومنین مجھے مار ڈالیے اور اس امتحان الٰہی سے نجات دلوائے	
	باز آمد کاے علی زودم بکش	تا نبینم آندم و وقت ترش
ترجمہ	وہ یہ کہتا تھا کہ مجھکو مار لیے	تا نہ دیکھون مین برا وقت آنکھ سے
	من حلالت میکنم خونم بریز	تا نہ بیند چشم من آن رستخیز
ترجمہ	قتل کیجے خون ہے میرا حلال	تا نہ دیکھون اپنی آنکھون سے وبال

شرح حضرت علی فرماتے ہین کہ رکابدار نے میرے قدمون مین گر کر یہ کہا کہ اے علی بہت جلد مجھے مار ڈالیے تاکہ مین وہ گھڑی (آپ کی شہادت کا وقت) اور وہ برا وقت (موقع عذاب الٰہی جو قتل مومن کے باعث ہوتا ہے) نہ دیکھون اور آپ کی شہادت سے جو ہنگامہ قیامت برپا ہوگا میرے نظرون کے سامنے نہ آئے مینے آپکو اپنا خون معاف کیا

	گفتم از ہر ذرۂ خونی شود	خنجر اندر کف بقصد تو بود
ترجمہ	مین یہ بولا خونی ہر ذرہ ہو گر	اور مارے تجھکو خنجر تھام کر
	یکسر مو از تو نتواند برید	چون قلم بر تو چنین خطے کشید
ترجمہ	کٹ نہین سکتا ہے تیرا ایک بال	ہے تری تقدیر مین جب یہ نکال

شرح یعنے مینے رکابدار کے جواب مین یہ کہا کہ اگر ہر ذرہ قاتل بنجائے اور تیرے مار ڈالنے کے لیے تلوار ہاتھ مین لے لے تو بھی تیرا ایک بال بیکا نہین ہو سکتا کیونکہ تیری تقدیر مین یہی لکھا ہے کہ کسی دن مجھے قتل کر ڈالے پھر تجھے

افتادن رکابدار در پاے امیر المومنین

تلوار کی آنچ کسطرح پہنچ سکتی ہے میرے قتل کرنے سے پہلے تجھے کوئی شخص نہیں مار سکتا تو میرا قاتل ہے مقتول نہیں ہے

	لیک بیغم شو شفیع تو منم		خواجہ روحم نہ مملوک تنم
ترجمہ	ہون شفیع حشر مین رہ بے خزان		مالک جان ہون۔ نہ مملوک بدن

شرح یعنے اے رکابدار تو میرے قتل کے باعث عذاب الٰہی کا خوف نہ کر مین قیامت کے دن تیری سفارش کرونگا اور مین اپنی جان کا مالک ہون بدن کا تابع یا مملوک نہین ہون یعنے مین اسبات پر قادر ہون کہ اپنی روح کو مرضیات الٰہی مین فنا کردون اور جبکہ تیرے ہاتھہ سے میرا قتل ہونا داخل رضائے الٰہی ہے تو مین تجھے قتل نہین کرسکتا۔

	پیش من این تن ندارد قیمتے		بے تن خویشم فتے ابن الفتے
ترجمہ	میرے آگے تن کی کچھہ قیمت نہین		مین فتا ابن الفتا ہون بالیقین

شرح یعنے میرے نزدیک بدن کوئی قیمتی چیز نہین ہے بلکہ مین بلا لحاظ بدن روحانی قوت کے باعث خود جوان اور جوان کا بیٹا ہون اسلیئے میرے بدن کو کیسی تکلیف ہو روح کو ناگوار معلوم نہین ہوتی۔

	خنجر و شمشیر شد ریحان من		مرگ من شد بزم و نرگسدان من
ترجمہ	خنجر و شمشیر اک ریحان ہے		موت میری رشک نرگسدان ہے

شرح یعنے خنجر و شمشیر میرے روزی یا اولاد یا سونگھنے کے پھول ہین جنکو مین بہت دوست رکھتا ہون اسلیئے خنجر و شمشیر کے نتیجہ (زخم شہادت) کو بالاولے محبوب سمجھونگا اور موت میرے لیئے گویا بزم عیش اور نرگسدان (سامان) شادی و سرور ہے یعنے خدا کے رستہ مین جان دینی ہمارے لیئے مثنا دمانی کا باعث اور دلی مسرت کا سبب ہے

	آنکہ او تن را بدینسان پے کند		حرص میری و خلافت کے کند
ترجمہ	جسم کا دشمن ہے جو اس نمط		اسکو ہو حرص خلافت سب غلط

شرح یہان سے مولانا کا مقولہ ہے اور اس شعر مین شیعہ کا رد ہے جو یہ کہتے ہین کہ حضرت علیؓ خلافت کے خواہشمند تھے مگر خلفائے ثلثہ کے خوف سے بطور تقیہ انکی بیعت کرلی تھی۔ مولانا اسکا جواب دیتے ہین کہ جو شخص اپنے بدنکو اسطرح پامال اور ہلاک رضائے الٰہی کردے اسکو خلافت کی حرص ہرگز نہین ہوتی۔ یہی سبب تھا کہ آپنے رغبت کے ساتھ خلفائے ثلثہ سے بیعت کرلی تھی اگر آپ خلافت کے خواہشمند ہوتے تو رضامندی سے بیعت نکرتے۔

	زان بظاہر کو شداند جاہ و حکم		تا امیران را نماید راہ و حکم
ترجمہ	اسلیئے ہوتا ہے مطلوب اسکو جاہ		تا رئیسون کو دکہائے نیک راہ
	تا بیارا ید بہر تن جامۂ		تا نویسد او بہر کس نامۂ
ترجمہ	ہر کس و ناکس کو بخشے جامہ وہ		ہر کس و ناکس کو لکھے نامہ وہ

	تا امیری را دہد جان دگر		تا دہد تخمِ خلافت را ثمر
ترجمہ	تاکہ حکومت کو ملے جان دگر		اور لگیں تخمِ خلافت میں ثمر

شرح یہ ایک اعتراض کا جواب ہے معترض کہتا تھا کہ اگر حضرت علی کو خلافت کی حرص نہ تھی تو بعد وفات حضرت عثمان المومنین اور حضرت معاویہ میں جنگ کیوں ہوئی اور علی نے اپنی خلافت کے لیے کوشش کیوں کی۔ اسکا جواب ان شعروں میں ہے کہ علی اگرچہ بظاہر خلافت کی کوشش کر رہے تھے لیکن یہ کوشش حرص خلافت پر مبنی نہ تھی۔ بلکہ دیگر مسلمانوں کی تعلیم کے لیے تھی یعنے یہ منظور تھا کہ ہمارے بعد آنے والے خلیفہ ہمارے طریقوں پر عمل کریں اور مشورہ خلافت اسلیے تھی کہ حضرت علی ہر شخص کو بسکی استعداد کے سابق انعام و اکرام سے ممتاز فرمائیں کسیکو خلعت دیکر عزت بخشیں اور کسیکو حظ دوستی کلمکر بتا دیں کہ کس طریقہ حکم خلافت کو ملتے ہیں اور کس کا فرد سرکش کے نام پیغام اسلام بھیجیں یا نامہ جنگ تحریر فرمائیں تاکہ خلافت کو نئی زندگی حاصل ہو مطلب یہ کہ جو انتظام خلافت۔ فسادان حضرت عثمان اور بلوائیوں کے سبب بگڑ گیا تھا حضرت علی اسکی درستی کے لیے خلافت یا شرعی حکومت کے خواہاں تھے نہیں حرص امارت نہ تھی۔

	ہین گمان بد مبر اے ذو لباب		باخود آو اللہ اعلم بالصواب
ترجمہ	بدگمانی پھوڑ کر ہو کامیاب		ہوش رکھ واللہ اعلم بالصواب

شرح یعنے اے عقلمند آدمی ذوالہوشین آ اور حضرت علی کی نسبت حرص خلافت اور تقیہ کا گمان ہرگز نہ کر ورنہ خدا جو حقیقت حال کو اچھی طرح جانتا ہے خود تجھے سمجھ لیگا کیونکہ تو حضرت علی سے بدگمان ہے تو پیغمبر خدا سے بدگمان ہوگا جو خدا سے مکہ کی فتح مانگا کرتے تھے۔ شاید تو اسکو بھی حرص امارت دنیوی پر محمول کریگا

بیان آنکہ فتح طلبیدن پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و مکہ وغیرہا جہت دوستی ملک دنیا نبود چونکہ فرمود الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب

ترجمہ اسبات کا بیان کہ پیغمبر خدا کا مکہ وغیرہ کی فتح کا خواستگار ہونا دنیا کے محبت کے باعث نہ تھا کیونکہ آپ خود فرما چکے ہیں کہ دنیا مردار ہے اور اسکے طالب کتے ہیں لہٰذا آپکے حکم سے نہ تھا۔ اور اسکے امر سے مکہ کی فتح ہوئی

	جہد پیغمبر بفتح مکہ ہم		کے بود و حب دنیا تخم ہم
ترجمہ	جہد پیغمبر فتح مکہ ہم		حب دنیا سے نہ تھا اے ہوشمند

شرح یعنے فتح مکہ کے متعلق پیغمبر خدا کی مشقت حب دنیا کے لیے نہیں بلکہ اس آیت کے حکم سے تھی یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین یعنے اے نبی کافروں اور منافقوں سے جہاد کر اور انکو سختی دکھا کیونکہ وہ جہنمی ہیں یعنے حق سے حکم سے تو جہاد کر۔ اسلیے پیغمبر علیہ السلام کا جہاد کرنا نعوذ باللہ دنیوی حرص کی صفت کے ساتھ متہم نہیں ہو سکتا

	آنکہ او از مخزن ہفت آسمان	چشم دل بربست روز امتحان
ترجمہ	کل جو انون سے فلک کے جام جان	بند فرمائی تھی روز امتحان
	از پے نظارۂ او حور و جان	پر شدہ آفاق ہر ہفت آسمان
ترجمہ	آپ کے نظارہ کو حور و ملک	پر کیے بیٹھے تھے آفاق فلک
	قدسیان افتادہ بر خاک رہش	صد چو یوسف او فتادہ در چہش
ترجمہ	سب فرشتے بیٹھے تھے خاک راہ	تھے ہزاروں یوسفوں کو انکی چاہ
	خویشتن آراستہ از بہر او	خود ورا پروائے غیر دوست کو
ترجمہ	ایسی زینت پر نظر مطلق نہ تھی	انکو کچھ پروائے غیر حق نہ تھی

شرح یہ چار شعر قطعہ بند ہین یعنے شب معراج مین جو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے امتحان ترک ماسوے اللہ کا وقت تھا حضور نے مخزن ہفت آسمان یعنے عجائبات ملکوت اور غرائبات جبروت سب سے انکھین بند کرلین اور اپنے نظر کو کسیطرف نہین پھیرا باوجودیکہ تمام آسمان کے کنارے حور و ملک اور ارواح انبیا و اولیا سے بھرے ہوے اور فرشتے آپ کے رستے کی خاک پر بچھے ہوے اور بہت سے انبیا عشق زیارت کے کنوین مین گرے ہوے تھے اور ان تمام حور و ملائکہ اور ارواح انبیا وغیرہ نے اپنے آپ کو آراستہ کر رکھا تھا لیکن پیغمبر خدا کو بجز حقیقی دوست (اللہ تعالے) کے اور کسیکی پروا نتھی بس تو آپ کا مکہ کو فتح کرنا بھی حب دنیا کے لیئے نہ تھا

	آنچنان پر گشتہ از اجلال حق	کاندرو ہم رہ نیابد آل حق
ترجمہ	پھر گیا تھا اسقدر اجلال حق	دل سے باہر ہوگئی تھی آل حق
	لا یسع فینا نبی مرسل	والملک والروح ایضا فاعقلوا
ترجمہ	دلمین ہے گنجایش رب جلیل	کب سما سکتے ہین اسمین جبرئیل

شرح یعنے شب معراج آپ بزرگی حق اور عظمت شان الٰہی کے نظارہ مین ایسے محو ہوے کہ آپ کی نظر مین آل حق (انبیا) نے بھی رستہ نپایا کیونکہ حدیث مین آیا ہے کہ میرے اور حق کے مابین کوئی پیغمبر اور کوئی فرشتہ حائل نہین ہوسکتا۔ روح سے مطلب جبرئیل ہے اور دوسرا شعر لفظ آل کی تفسیر ہے۔

	گفت ما زاغیم ہمچون زاغ نے	مست صہبا غیم مست باغ نے
ترجمہ	آپ تھے مصداق ما زاغ البصر	باغ پر جاتی نہ تھی ہرگز نظر

شرح یعنے پیغمبر نے فرمایا کہ ہم آیت ما زاغ البصر کے مصداق ہین یعنے ہماری آنکھ مشاہدۂ حق کے سوا کسی اور طرف اٹھتے ہی نہین کیونکہ ہم زاغ کی طرح جیفۂ دنیا کے طالب نہین ہین، اور ہم پر نگنے والے یا رنگا

رنگ صفتین دکھانے والے (اللہ تعالیٰ) کے عاشق ہیں باغ دنیا کے نہ ایمان ہیں

	چونکہ فخر نہائے افلاک و عقول		چون سخنہ آمد بر حضیم رسول
ترجمہ	جبکہ ایک کی فخر تمام چرخ و عقول تھے		جیسے کی مانند تھا پیش رسول
	پس چہ باشد مکہ و شام و عراق		کہ نماید او نہ رد و اشتیاق
ترجمہ	پھر کیا تھا مکہ و شام و عراق		جنکی بابت فتح کا ہوا اشتیاق

شرح یعنے جبکہ خدا کے ہوتے عالم علوی اور انبیاء و ملائکہ کی طرف آپ متوجہ نہیں ہوئے تو کوہ غیرہ کیا چیز تھے کہ ان کے لیئے آپ لڑائی اور اشتیاق فتح ظاہر کرتے بلکہ کفار پر جہاد اور طلب فتح محض خدا کے حکم سے تھی

	آن گمان بروے ضمیر بد کند		کو قیاس از جہل و حرص خود کند
ترجمہ	بدگمانی ہے یہ کار بد اساس		حرص و جہل کی جو کرتا ہے قیاس
	زاں گمانہ زرد چوں سازی نقاب		زرد بینی جملہ نور آفتاب
ترجمہ	زرد شیشہ ہو کر آنکھوں پر نقاب		زرد ہو جائے گا نور آفتاب

شرح یعنے پیغمبر کی نسبت یہ بدگمانی کہ فتح مکہ دنیا طلبی کے لیئے تھی جہل کا کام ہے کہ اپنی حرص پر قیاس کر لیا ہے اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص زرد رنگ کے شیشہ کو آنکھ کی نقاب بنالے اسوقت اسے نور آفتاب زرد نظر آئیگا۔ اور نیلے رنگ کا شیشہ آنکھ پر ہو تو ہر چیز نیلی نظر پڑیگی یعنے آدمی کے اخلاق جیسے کچھ ہونگے ویسا ہی دوسرا دنیا و دنیا کو دیکھیگا نیکوکو دوسرے آدمی نیک اور بدکو سب کے سب بد نظر آیا کرتے ہیں۔

	بشکن آن شیشہ کبود و زرد را		تا ببینی گرد او مرد را
ترجمہ	توڑ دے جام کبود و زرد کو		تاکہ دیکھے گرد کو اور مرد کو

شرح یعنے اخلاق ذمیمہ کو نکال دے۔ یا شیشہ متعینات کو توڑ دے تاکہ غبار و سوار (عوالم و انبیا یا مرتبہ تعین و مرتبہ حق) میں تمیز حاصل ہو اور جیسے ہر ایک کو الگ الگ پہچان سکے۔

	گرد فارس۔ گرد سر او اشتہر		گرد را تو مرد دانی خاشتہر
ترجمہ	گرد راکب سر بلند اک گرد ہے		تو سمجھتا ہے کہ کوئی مرد ہے

شرح یعنے اے مخاطب تو نے سوار کے چاروں طرف جو گرد دیکھ رہی ہے اسی کو سوار گمان کیا ہے حالانکہ یہ غلط فہمی ہے یعنے انبیاء اور اولیاء کے جسم کو خاکی سمجھ کر عوام اپنے نفس پر قیاس کر لیتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ ہر چیز انکا جسم بھی جاہل۔ لذات دنیوی سے [illegible] باعث ملعون ہوا ہے کہ اسنے حضرت آدم کو خاک کا پتلا [illegible]

	گرد دید ابلیس هم کیفیت ابلیس طین	چون فزاید بر من این شخص چنین
ترجمہ	جون کہا شیطان نے کیا کا ہے یہہ	آفتنی ہین - مجھ سے کب اچھا ہے یہہ
	تا تو مے بینی عزیزان را بشر	وانکہ میراث ابلیس ست آن نظر
ترجمہ	کہ عزیزون مین نظر آتا ہے شر	ورثۂ شیطان ہے ایسی نظر
	گر نہ فرزند ابلیسی اے عنید	پس تو میراث آن سگ چون رسید
ترجمہ	گر نہ تھا اولاد شیطان اے قنا	اُسکا ورثہ تجکو کیونکر مل گیا

شرح یعنے جسطرح شیطان نے حضرت آدم کو خاک کا پتلا سمجھکر تکبر کیا تہا اُسی طرح اگر تو عزیزون (انبیاء اولیا) کو حقارت سے دیکھے گا۔ تو سمجھ لے کہ یہ بڑی نظر شیطان ہی کی میراث ہے جو تجھے لگگئی ہے۔ اگر تو اولاد شیطان نہوتا تو اُس کتے کی میراث تجھے کیون ملتی۔ برونکو بُری باتین شیطان ہی کے وسوسہ ڈالنے سے معلوم ہوتی ہین

	من نیم سگ شیر حقم حق پرست	شیر حق آنست کز صورت برست
ترجمہ	شیر حق ہون سگ نہین اے خواجہ صفات	شیر ہے صورت سے جو پاوے نجات
	شیر دنیا جوید اشکار و برگ	شیر مولے جوید آزار و مرگ
ترجمہ	شیر دنیا ڈہونڈتا ہے صید و برگ	شیر حق کو ہے تلاش رنج و مرگ
	چونکہ اندر مرگ بیند صد وجود	ہمچو پروانہ بسوزاند وجود
ترجمہ	دیکہتا ہے وہ فنا مین سو بقا	صورت پروانہ ہوتا ہے فنا

شرح یہ اشعار حضرت علی کا مقولہ ہین یعنے اے پہلوان مین شیر خدا اور خدا پرست اور خواہشات دنیوی سے نجات یافتہ ہون دنیا کا شیر شکار اور لذت دنیوی کا طالب ہوا کرتا ہے اور خدا کا شیر تکلیفون اور موت کا خواہان رہتا ہے کیونکہ وہ مرنے مین بہت بڑی زندگی (حیات ابدی) دیکہتا ہے اسلیئے اپنے جسم کو پروانہ کی طرح فنا کر دیتا ہے۔ پہلے مصرع مین وجود بمعنے حیات ابدی اور دوسرے مین بمعنے ہستی موہوم ہے

	شد ہوائے مرگ طوق صادقان	کہ جہودان را بدآندم امتحان
ترجمہ	مرگ کی خواہش ہے جان صادقان	کافرون کے واسطے ہے امتحان

شرح یعنے موت کی خواہش صادقون کے گلے کا ہار ہے اسلیئے کہ یہود کے حق مین وہ دم (تمنائے موت کے متعلق مقولۂ الٰہی) جو قرآن مجید مین موجود ہے امتحان صداقت کے لیئے تہا مگر یہود اس امتحان مین پورے نہ اُترے اور موت کی تمنا نہ کر سکے اس سے معلوم ہوا کہ یہود خدا کے صادق دوست نہتے کیونکہ موت کی تمنا صادقین کو ہوتی ہے جو واردات سے گہبرا کر نہین بلکہ وصال کی نیت سے موت کے آرزومند رہتے ہین۔

	در پی فرمود کاے قوم یہود	صادقان را مرگ باشد برگ و سود
ترجمہ	ہے یہ قرآن مین کہ اے قوم یہود	صادقون کے واسطے مرنا ہے سود
	ہمچنانکہ آرزوے سود ہست	آرزوے مرگ بودن زان ہست
ترجمہ	آرزو ہے فائدہ کی جس طرح	آرزو ہے موت کی بس اس طرح

شرح یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے قل یا ایہا الذین ہادوا ان زعمتم الآیہ یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اے یہودیو اگر تم خدا کی دوستی کے دعوے مین سچے ہو تو موت کے آرزو کرو کیونکہ موت دوست کو دوست سے ملا دینے والی ہے یہی باعث ہے کہ موت کو وصال کہتے ہین کیونکہ اس سے وصل حبیب میسر ہوتا ہے۔

	اے جہودان بہر ناموس کسان	بگزرانید این تمنا بر زبان
ترجمہ	اے یہودی لوگو کچھ شرماؤ تم	اس تمنا کو زبان پر لاؤ تم
	یک جہودے آنقدر زہرہ نداشت	چون محمد این علم را بر فراشت
ترجمہ	ہو گئے سارے یہودی بند بند	جب محمد نے کیا جھنڈا بلند

شرح یعنے اے یہودیو اگر تمکو یہ دعوے ہے کہ ہم پیغمبرون کے سچے مطیع ہین تو انکی عزت قائم رکھنے کے لیے موت کی آرزو کرو کیونکہ پیغمبرون نے بھی دنیوی زندگی کو پسند نہین کیا۔ یا یہ کہ اگر تم خدا کی دوستی کے دعوے مین سچے ہو تو اپنی قوم کی عزت کا خیال کرو اور موت کے طالب بنو ورنہ جھوٹے دعوے سے تمہاری قومی عزت جاتی رہیگی باینہمہ یہود مین سے ایک شخص نے بھی موت کی آرزو نہ کی اور حضرت محمد رسول اللہ نے جب علم صداقت بلند کیا تو تمام یہودی سرنگون ہو گئے یعنے جھوٹے دعوے کے سبب منفعل ہو کر موت کی آرزو نکر سکے۔

	گفت اگر رانند این را بر زبان	یک یہودی خود نماند در جہان
ترجمہ	کر گزرتے وہ اگر اس کام کو	اک یہودی بھی نہ رہتا نام کو
	پس یہودان مال بردند و خراج	کہ مکن رسوا تو ما را اے سراج
ترجمہ	پس یہودی لیگئے مال و خراج	اور کہا رسوا نکر تو اے سراج
	جزیہ پذرفتند و مے بودند شاد	ہمچنان واللہ اعلم بالرشاد
ترجمہ	جزیہ دے دے کر رہا کرتے تھے شاد	ہے یہ سچ واللہ اعلم بالرشاد

شرح یعنے پیغمبر خدا نے فرمایا ہے کہ اگر یہودی موت کی تمنا کر لیتے تو انمین کا ایک آدمی بھی دنیا مین زندہ نہ رہتا مگر انہون نے موت کی آرزو نہ کی اور خراج دینا قبول کر لیا چنانچہ کتب احادیث و سیر سے ظاہر ہے آیندہ حقیقت حال اللہ تعالے کو معلوم ہے وہ جھوٹے سچے کی حقیقت کو خوب جانتا ہے

	این سخن را پہلوان دور از ادب	دست با من داد چون چشمت دو بد	
ترجمہ	یہ سخن بے انتہا ہے اے فتا	رہا تہہ دے مجکو کہ حق ہے رہنما	

شرح یہ حضرت علی کا مقولہ ہے یعنے اے پہلوان سچے مسلمانون اور جہوٹے مدعیون کے حالات بے انتہا ہین اسکو چہوڑ کر ادہر آ۔ اور جسوقت تیری آنکہہ نے حقیقی دوست یا خوبی اسلام کو دیکہہ لیا ہے تو میرے ہاتہہ مین ہاتہہ دے تاکہ مین تجہے بوستان معرفت مین سیر کراؤن۔ اور گلشن توحید کی بہار دکہاؤن۔

	اندر آ در گلستانم از مزبلہ	چونکہ در ظلمت بدیدی مشعلہ	
ترجمہ	مزبلہ سے باغ مین آ پر شعور	تونے دیکہا ہے اندہیری گہر مین نور	
	بے توقف زود تر در نہ قدم	زین چہ بے بن سوے باغ ارم	
ترجمہ	بے تامل جلد رکہ آگے قدم	کر سفر یہان سے سوے باغ ارم	

شرح حضرت علی کہتے ہین کہ اے پہلوان لہو و معصیت کے ڈلاؤ خانہ سے نکلکر باغ ایمان و عرفان کی طرف چلا آ۔ کیونکہ تو نے ظلمت کفر کی حالت مین اسلام کی روشنی کا تہوڑا بہت جلوہ دیکہہ لیا ہے۔ دوزخ یعنی طبیعت حیوانی کے گہرے کنوین سے نکل اور توقف باغ جنت کی طرف چل۔

	ہم بنردش گفت از بہر خدا	شرح کن این را و بیذیرم ہلا	
ترجمہ	پہلوان نے پہر کہا پہر خدا	پہیدکی کہہ دو علی مرتضےٰ	

شرح یعنے حضرت علی کے مقابل یہ پہلوان مذکور ہوا یہ کہا کہ اے علی میرے قتل نہ کرنے کی راز کو بیان کر دیجے تو میں مجہے اپنی غلامی مین ضرور قبول فرمائیے۔ یعنے اشتیاق راز کے بعد کلمہ شہادت پڑہا ہے

	گفتن امیر المومنین علی با قرین خود کہ سبب گشتن توجہ بود و مسلمان شدن او بدست حضرت		
ترجمہ	حضرت علی کا اپنے حریف یعنے پہلوان مذکور سے اسکے قتل نہ کرنے کا سبب بیان کرنا اور انکا حضرت کے ہاتہہ مسلمان ہونا		
	گفت امیر المومنین با آن جوان	کہ بہنگام نزولے پہلوان	
ترجمہ	مرتضےٰ نے یہ کہا سن اے جوان	لڑتے وقت اس روز تونے ناگہان	
	چون خدو انداختی بر روے من	نفس جنبید و تبہ شد خوے من	
ترجمہ	تہوک مارا تہا مرے منہ پر تمام	غصہ مجکو آگیا بے لا کلام	
	ہم بہر حق زدم و ہم بہر ہوا	شرکت اندر کار حق نبود روا	
ترجمہ	آدہا حق کا حصہ آدہا نفس کا	کام مین حق کے نہیں شرکت روا	

شرح یہ اشعار قطعہ بند ہین یعنے حضرت علی نے پہلوان سے کہا کہ جب تونے مرے منہ پر تہوکدیا تہا

تو میرے نفس مین حرکت یعنے سخت مشغال و جوش باضہ پیدا ہو گئی تب مین نے اخلاص و
اللہ تعالے کے لیے ہو گئی تھی اور آدمی خواہش نفس کے لیے لیے یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ یہ شخص
اور غلبہ پر تھو کدینے کی گستاخی ہے باعث ضرور واجب اتفاق ہو گیا ہے مگر چونکہ خدا کے کام
تیرے قتل کر دینے مین شرکت نفس ناجائز تھی اسلیے یعنے تجھے چھوڑ دیا۔

	تو نگاریدۂ کف مولیستی		آن حقی کہ دۂ من نیستی
ترجمہ	تو ہے مصنوع خدا ے ہمنشین		اور بندہ حق ہے میرا نہین
	نقش حق را تو بامر حق شکن		بر زجاجم دوست سنگ و دست من
ترجمہ	نقش حق کو امر حق سے توڑ بار		تجھ کے شیشہ پر اسی کا سنگ مار

شرح یعنے اے پہلوان تو خدا کے ہاتھ کا بنایا ہوا ہے جیسے اسکا نہیں ہے اسلیے مین تیرے بگاڑنے (مار ڈالنے)
کی قدرت نہین رکھتا کیونکہ خدا کے بنائے ہوے نقش کو اسکے حکم سے بگاڑنا اور اسکے شیشۂ نفس کو اسکے
سنگ حکم سے توڑنا چاہیے اسمین خواہش کا شریک کرنا حرام ہے۔

	گر این بشنید و نورے شد پدید		دل او تا کہ زناری بدید
ترجمہ	یہ سنا جب نور پیدا ہو گیا		دل مین زنار حق کا ہو گیا
	گفت من تخم جفا مے کاشتم		مر ترا نوع دگر پنداشتم
ترجمہ	یہ کہا تخم جفا بوتا تھا مین		اور سمجھے کچھ اور ہی سمجھا تھا مین

شرح یعنے پہلوان نے یہ سنکر زنار کفر توڑ دیا اور اسکے دل مین نور ایمان نے جگہ کر لی۔ اور وہ حضرت علی
سے یہ کہنے لگا کہ اس سے پہلے مین اپنی جان پر ظلم کرتا تھا کہ آپ کو دوسری طرح کا آدمی یعنے اہل ہونے
گمان کرتا تھا۔ حالانکہ آپ اس گمان سے [illegible] مین اور مین آپکے باخدا ہونے پر ایمان لاتا ہون

	تو ترازوے احد خوبودۂ		بل زبانۂ ہر ترازو بودۂ
ترجمہ	تو ترازوے احد خوے خدا		اور زبان ہر ترازو سے خدا
	تو بتاروا اہل دخویشم بودۂ		تو فروغ شمع کیشم بودۂ
ترجمہ	تو ہے میرا خاندان اہل و خویش		تو ہے نور [illegible]

شرح یعنے اے علی آپ خدا کی استقامت و درستی کی جسم خلق و اخلاق ہو یعنے خلق یا اخلاق اسکے ہیں کہ آپ
ہر ترازو کی زبان ہیں یعنے خلق کے اخلاق حمیدہ کے لیے [illegible] اور آپ [illegible] کی ظاہری
و باطنی خوبی [illegible] سے آپ میرے [illegible]

	من غلام آن دو نور آن چشم جو	که چراغت روشنی پذرفت ازو
ترجمہ	اس چراغ و چشم [illegible] میں غلام	جس سے تو روشن ہے اے عالی مقام
	من غلام موج آن دریای نور	کو چنین گوهر درآرد در ظهور
ترجمہ	بندہ اس دریائے نور کا ہوں میں	ایسے موتی جس سے ظاہر ہوتے ہیں
	عرضه کن بر من شهادت را که من	مر ترا دیدم سرافراز زمن
ترجمہ	مجکو تو کلمہ پڑھا دے میری جان	دیکھتا ہوں تجکو ممتاز زمان

شرح پہلوان کہتا ہے کہ اے میں اس آنکھوں کے ڈھونڈھنے والے چراغ حضرت محمد مصطفےٰ کا غلام ہوں کہ جس سے تیرے چراغ دل کو روشنی حاصل کی ہے اور دریائے نور محمد مجتبےٰ کا بندہ ہوں جس میں سے ایسے سچے موتی نکلتے ہیں۔ جیسا کہ تو نے مجھے کلمہ شہادت تلقین فرما کر مسلمان کر لیجے۔

	قرب پنجه کس ز خویش و قوم او	عارفانه سوی دین کردند رو
ترجمہ	اور پچاس اکبار اسکی قوم کے	دین برحق سے مشرف ہو گئے

شرح یعنے وہ پہلوان اور اسکی قوم کے تقریباً پچاس آدمی ایمان و عرفان سے بہرہ یاب ہو گئے۔

	او به تیغ حلم چندین خلق	وا خرید از تیغ و چندین خلق را
ترجمہ	شیر حق کی حلم کی تلوار سے	تیغ آہن سے بچے اتنے گلے
	تیغ حلم از تیغ آهن تیزتر	بل ز صد لشکر ظفر انگیزتر
ترجمہ	حلم کی تلوار بیشک تیز ہے	فوج سے زائد ظفر انگیز ہے

شرح یہ مولانا کا مقولہ ہے یعنے حضرت علیؓ نے اتنی [illegible] اور اتنی مخلوق کو تیغ علم کے باعث آہنی تلوار کی زد سے بچا لیا۔ اسکا سبب یہ ہے کہ تیغ حلم تیغ آہن سے [illegible] بلکہ صد لشکروں سے زیادہ ظفر انگیز ہوتی ہے

خاتمۂ دفتر اول مثنوی

ترجمہ	مثنوی کے دفتر اول کا خاتمہ	
	ای دریغا لقمهٔ دو خورده شد	جوشش فکرت ازان افسرده شد
ترجمہ	کہا لیئے دو ایک لقمے حیف ہے	جوشش فکر ہے اب افسردہ شے

شرح چونکہ لذات جسمانی کا ترک اصل تصوف ہے اسلیئے مولانا نے دفتر اول کی ترک لذات کی تاکید پر تمام کیا ہے اس شعر میں لقمہ سے ارتکاب لذات نفسانی اور مشاغل جسمانی مراد ہیں خوردہ شد مستمعان سے متعلق ہے یعنے جبکہ مثنوی سننے والے مشاغل جسمانیہ میں مصروف ہو گئے۔ تو جوش [illegible] کو بیان کر رہا تھا کم ہو گیا

خاتمۂ دفتر اول مثنوی

کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جب سننے والی متوجہ نہین ہوتے تو سنانے والے کا جوش تقریر جاتا رہتا ہے۔ چنانچہ مولانا (روے درکشیدن سخن از ملالت مستمعان) مین فرما چکے ہین۔ [illegible] جو خاکسار شارح کو ایک اہل اللہ اور واقف رموز مثنوی سے معلوم ہوے ہین یہ ہین کہ مولانا قدس سرہ تہجد کے وقت اشعار مثنوی تصنیف فرما کرتے تھے اور مولانا حسام الدین لکھتے جاتے تھے کسی شب قدرے غذا کی زیادتی کے باعث مولانا حسام الدین اونگھ گئے۔ اور مولانا قدس سرہ کا جوش فکر اشعار جاتا رہا اور چونکہ صوفیون کا قول بعینہ انکا حال ہوتا ہے اسلئے مولانا قدس سرہ نے وہی حال درج فرما دیا جو شب کو گذرا تھا۔ آئندہ اشعار کے لحاظ سے یہ دوسرے معنے نہایت مناسب ہین چنانچہ ذہن سلیم اور عقل مستقیم خود گواہ ہے۔

	گندمے خورشید آدم را کسوف	چون ذنب شعشاع بدر را خسوف
ترجمہ	مہر آدم کو گہن گندم سے ہے	ہے ذنب سے چاند اک تاریک سے

شرح یعنے گیہون کے دانے (غذائے ظاہری) آفتاب مراتب حضرت آدمؑ کے لیے اسطرح باعث کسوف ہوگئے جسطرح ستارۂ ذنب ماہ کامل کی روشنی کے لیے موجب خوف ہو جاتا ہے اہل ہیئت کا قول ہے کہ جب پورا چاند ستارۂ ذنب سے متصل ہو جاتا ہے تو گہن مین آجاتا ہے اسیطرح گیہون کہانے سے حضرت آدمؑ کے مراتب کا آفتاب گہن مین آگیا اور جنت سے محنتون اور بلاؤن کے گہر (دنیا) مین اتارے گئے شعشاع بمعنے روشنی ہے۔ کسوف و خسوف کی مفصل شرح حصہ اول مین بیان ہو چکی ہے۔

	اینت لطف دل کہ از یک مشت گل	لا او چون می شود پروین گسل
ترجمہ	اللہ اللہ کسقدر ہے لطف دل	اسکو گہنا دیتی ہے اک مشت گل

شرح اینت کلمۂ تحسین و تعجب ہے بمعنے زہے اور دل سے ظاہری غذا مراد ہے اور پروین ان چہوٹے چہوٹے ستارون کا نام ہے جنکو ثریا اور جہمکے ہین یعنے ایمخاطب دل لطیف شے ہے کہ اسپر غذا کی لطافت و کثافت کا اثر ضرور پڑتا ہے لقمۂ حلال نور ہے اور لقمۂ حرام نار بلکہ صحبت کے سبب غیر کی لطافت و کثافت کا اثر بہی دوسرے پر پڑ جاتا ہے۔ چنانچہ مولانا حسام الدین کے قدرے زیادہ غذا کہانے یا سننے والون کے لذات جسمانیہ مین مشغول ہونے کا اثر ہمارے دل پر پڑا اور دل کا چاند جو انوار حقایق کا فیضان کر رہا تہا گو بجائے خود روشن ہے مگر پروین گسل یعنے ابر و حقایق کے ستارون کو توڑنے اور غائب کرنے والا ہو گیا ہے یعنے جسطرح چاند روشن ہو کر چہوٹے چہوٹے ستارون کی روشنی فنا کر دیتا ہے اسیطرح سننے والون کی کثافت اور اشتغال لذات جسمانیہ کے باعث ضرار کے ستارون کی روشنی سب طرف سے سمٹ کر دل کے چاند مین مخفی ہو جاتی ہے مطلب یہ کہ [illegible] والون کی غفلت کے باعث ہم مین قوت بیان اسرار نہین رہی۔

	نان چو معنی بود خوردش سود بود	چونکہ صورت گشت انگیزد جحود
ترجمہ	ہے غذائے معنوی بیشک مفید	ظاہری کرتی ہے سرکش اے عنید

شرح۔ بود فعل ناقص ہے اور معنی اسکا اسم ہے۔ اور لفظ نان خبر اور معنی سے غذائے روحانی و علم معرفت مراد ہے یعنے جبتک غذائے روحانی یا علم معرفت انسان کے لئے بمنزلہ نان ہے تب تک سراسر فائدہ رساں ہے۔ اور جب وہ صورت یعنے ظاہری غذا اور لذت جسمانی میں گرفتار ہو جاتا ہے تو یہ ظاہری غذا احکام الٰہی اور شریعت و طریقت کی پابندی سے انکار اور سرکشی پیدا کر دیتی ہے۔ دیکھ لیجے اکثر لذات جسمانی میں محو ہو جانے والے خدا سے سر بسر غافل ہیں اور لذات کی پابندی نے ہزاروں کو گمراہ کر دیا ہے۔

	ہمچو خار سبز کاشتر مے خورد	زان خورش صد نفع و لذت می برد
ترجمہ	سبز کانٹے اونٹ کہاتا ہے بہت	اور لذت اس سے پاتا ہے بہت
	چونکہ آن سبزیش رفت و خشک گشت	چون ہمان را می خورد اشتر بدشت
ترجمہ	اور جسدم خشک ہو جاتے ہیں وہ	جنگلوں میں اونٹ پھر کہاتے ہیں وہ
	میدراند کام و لنجش اے دریغ	آنچنان درد مربے گشت تیغ
ترجمہ	حلق و لب ہوتے ہیں زخمی اے دریغ	پہلے جو گلقند تھا اب ہے وہ تیغ

شرح۔ یہ تینوں شعر قطعہ بند ہیں جنمیں غذائے معنوی و ظاہری کے فرق کو ایک تمثیل میں بیان کیا گیا ہے یعنی معنوی غذا سبز کانٹونکی مانند ہے جنکو اونٹ بڑے مزے سے کہاتا ہے۔ لیکن وہی سبز کانٹے جب خشک ہو جاتے ہیں تو اونٹ کے تالو اور ہونٹونکو زخمی کر دیتے ہیں اور وہ سبز کانٹے جو اونٹ کے نزدیک گلقند کی طرح خوشگوار تھے تلوار بنجاتے ہیں۔ اسی طرح انسان کے لئے معنوی غذا نہایت مفید ہے اور ظاہری لذات کی طرف متوجہ ہونا سخت نقصان پہنچاتا ہے۔ لنج بضم لام و سکون نون بمعنی لب اور ورد مربے بمعنی گلقند ہے مطلب یہ کہ ظاہری غذا کی لذتوں میں مصروف رہنا انسان کے لئے سخت مضر ہے۔

	نان چو معنی بود بود آن خار سبز	چونکہ صورت شد کنون خشک ست و کبز
ترجمہ	سبز کانٹے ہیں غذائے معنوی	ظاہری روٹی ہے اب سوکھی ہوئی

شرح۔ بمعنی غذائے معنوی نہایت لطیف و خوشگوار اور سبز کانٹونکی مانند ہے اور غذائے ظاہری سوکھی روٹی کی طرح باعث ضرر اور دیر ہضم ہے۔ کبز بمعنے قوی و سطبر و ضخیم یعنے سخت و دیر ہضم ہے۔

	نو بدان عادت کہ او را پیش ازین	خوردہ بودی اے وجود نازنین
ترجمہ	پہلی عادت کے مطابق بالیقین	کہا رہا ہے تو اسے اے نازنین

برتہاں بوسیوری این خشک	... مغز سبی باخبر
ترجمہ کہاں ہے تو اے جو دوہے	... ملک الودہ ہے

شرح یہ دونوں شعر ... ہیں یعنے ایمخاطب تو نے ... ہے اور ازل میں

... قدر ہے تعلق روح و جسم سے ... شان الٰہی سے

... روح و جسم و صوری غذا ... معنوی غذا

... جسم کی ... کثیف ... کیونکہ وہ غذا ہے ...

... اس غذا ... اسی ...

کی طرف ... آخرت کے ... سے محروم

... الود و خشک گوشت ...	زان گیاہ الکنون ...
... کی ... ہے پر خطر	... اس گیاہ سے ...

... یہ بہایت حضرت ... خاک آلود اور خشک اور تالو الب کا گوشت کاٹ دینے والی یعنے اہل اللہ کے

... مومن اس ... ہو گئی ہے اسے مومن اب گیاہ سے یعنے غذا سے پرہیز کر ...

... اوالے ... صحیح حدیث میں ...

... اور یہی ... کی طرح خوش ... ہو کر ... ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ ...

... لیکن ... حدیث میں موجود ہے کہ مومن ایک ... کی ... اور کافر ... میں ...

ہوتی ہے۔ اس ... دھو ... کہا ... اور مومن کی خوراک ...

... ظاہر ہے کہ ظاہری غذا ... ایمان ہے اور مومن اس سے ...

... اور بہت کو روٹی کھانے ... ہرگز ... نہیں کرتا

... دو دست آید ...	آب تیرہ ...
... بہیں ...	آب تیرہ ...

... دل سے ... غذا ... لذات ...

... اور ... صحیح ... اور ...

... سے ... بہ پانی ... ہے

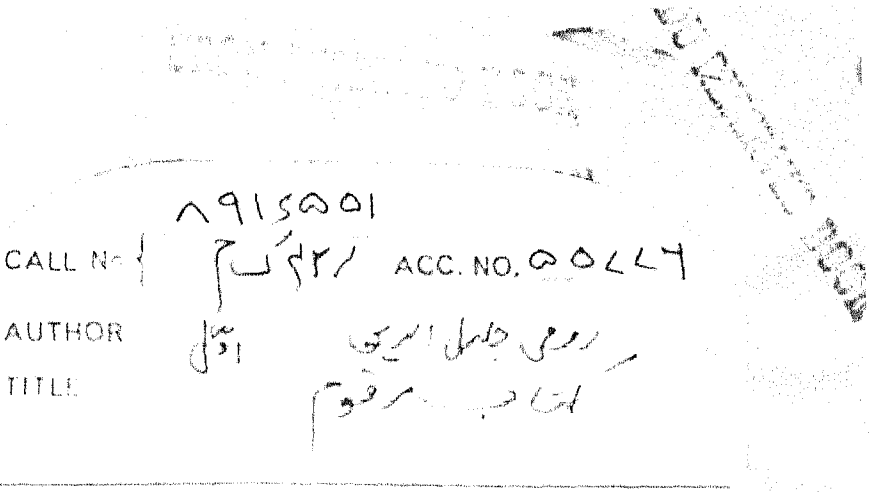

CALL No. { ٨٩١٤٥٥١ / ٢٢ ك م ACC. NO. ٥٥٧٧٦

AUTHOR رومی جلیل الدین

TITLE کتاب مرقوم

MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

P O L E S :

1. The [illegible] the date stamped above.
2. A [illegible] Re. 1-00 [illegible] 10 Paise [illegible]